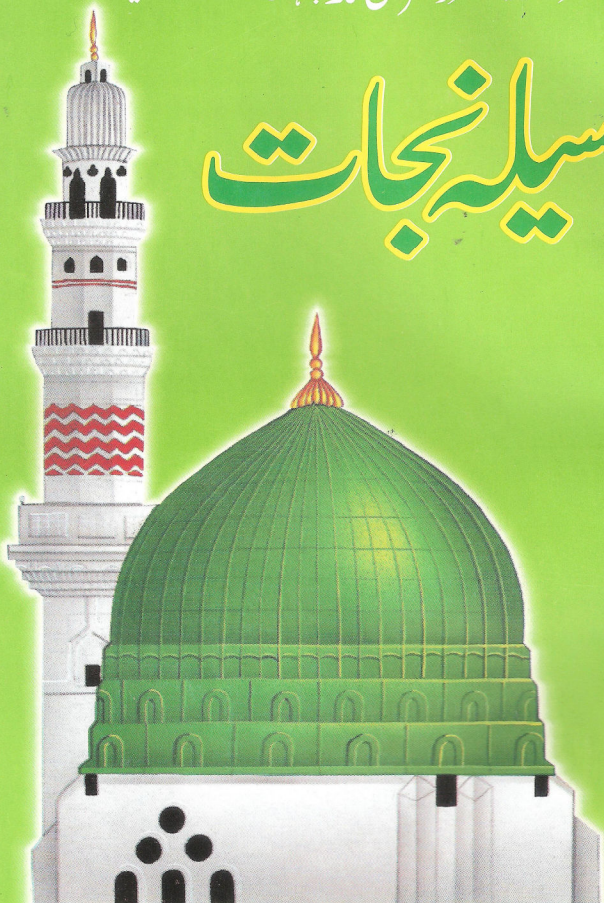


ارشاداتِ عالیہ نورِ خدا منظرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رُسُولِ حَبِّ الِ رُسُولِ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ اول

پیش کش: - پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طبع دوم

وسیلہ نجات حصہ اول پہلی مرتبہ 1994ء میں چھپی تھی۔ اس کی عبارت ہاتھ سے تحریر کی گئی تھی۔ نہ تو کسی مضمون کو عنوان دیا گیا تھا اور نہ ہی عنوانات کی فہرست لف کی گئی تھی۔ قرآنی آیات کے حوالہ جات بھی درج نہیں کئے گئے تھے۔ یہ اس سلسلہ کی پہلی کوشش تھی اور تادم تحریر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے وسیلہ نجات کے چھ حصے شائع ہو چکے ہیں اور ساتواں تیاری کے مراحل طے کر رہا ہے اور کتاب کی اشاعت بتدریج بہتر سے بہتر ہو رہی ہے۔

قارئین کے پرزور اصرار پر وسیلہ نجات حصہ اول کی دوبارہ اشاعت کی جا رہی ہے۔ اس کے مضامین میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ عبارت من و عن وہی ہے۔ کوئی اضافہ یا تحریف نہیں کی گئی۔ تاکہ اس کی اصلیت قائم رہے۔ البتہ اب اس کو جدید تقاضے کے مطابق کمپیوٹر سے تحریر کرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جمیلہ سے اس مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی

15۔ نومبر 1998ء

نعت شریف

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس کا کوئی پہنچا نہیں دیکھا وہاں تلوا تیرا

یا سرور دنیا و دین تجھ سانبی کوئی نہیں

بعد از خدا ماہ مبین ثانی نہیں واللہ تیرا

تیرا سرا پایا نبی تفسیر ہے قرآن کی

والیل موطئہ جبین والشمس ہے چہرہ تیرا

سرکش جو تھے مائل ہوئے دشمن جو تھے قائل ہوئے

مسکور کن تھا کس قدر یا مصطفیٰ ﷺ لہجہ تیرا

رحمت تھی پورے جوش پر میں بھی نہ تھا کچھ بے خبر

تجھ کو تجھی سے مانگ کرا چھارہا منگتا تیرا

خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی

جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا

محبوب رب اُمی لقب مجھ کو ہے سکون کی طلب

نظر عطا یا مشکل کشا مشکل میں ہے بندہ تیرا

ہر جا پہ تیری محفلیں ہر جا تجھی سے رونقیں

فرش زمین عرش بریں جلوہ تیرا چرچا تیرا

یا مہتمی یا مصطفیٰ بھر دیجئے کاسہ میرا

کر دو کرم رکھ لو بھرم سائل ہوں میں داتا تیرا

اے وارث ارض و سما نظر کر برحال ما

دیکھے نیازی پھر شہا وہ گنبد خضریٰ تیرا

پیش لفظ

حق و باطل ازل سے ہی مد مقابل رہے ہیں اور اب تک رہیں گے۔ نیروشر کی قوتیں ہمیشہ سے ہی ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آرا رہی ہیں اور رہیں گی کہ یہ قانون فطرت ہے کہیں یہ حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس۔ کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ابوجہل پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کی صورت میں ان میں محاذ آرائی ہوتی آئی ہے۔ لیکن فتح ہمیشہ حق کو ہوئی اگرچہ وقتی طور پر کسی موقع پر باطل غالب آیا لیکن آخر اسے شکست نصیب ہوئی اور انشاء اللہ ہوتی رہے گی۔ کیونکہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا ۝

برصغیر میں کوئی نئی نہیں آیا۔ خلافت راشدہ میں سے کوئی خلیفہ یہاں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ پھر بھی یہاں کروڑوں مسلمان آباد ہیں۔ سینکڑوں سال مسلمانوں کی حکومت رہی۔ بہت نیک پرہیزگار پابند صوم و صلوة فرمانروا حکمرانی کرتے رہے۔ لیکن کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکا کہ میری گلی سے گزر جاؤ تو جتنی ہو جاؤ گے۔ میرے دروازے سے گزر جاؤ جنت مل جائے گی۔ میرا ذکر کر لیا کرو نجات ہو جائے گی۔ اپنے آپ کو میرا مرید مان لو تو بخشش ہو جائے گی۔ بلکہ اس کے برعکس شہنشاہ اکبر نے تو نیا دین الہی جاری کر کے اسلام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا وہ تو امت مسلمہ پر احسان و مہربانی ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی کہ انہوں نے تحریری اور تقریری طور سے اس دین اکبری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس فتنہ کا شروع میں ہی قلع قمع فرما کر لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچا لیا۔ یہ درست ہے کہ مسلمان بادشاہ عادل تھے منصف تھے۔ عدل جہاںگیری کو کون نہیں جانتا لیکن خود بادشاہ سلیم جو بعد میں جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا ایک ولی اللہ حضرت خواجہ محمد سلیمؒ کی دعا سے پیدا ہوا۔

شمس الدین اہلس حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا مرید تھا۔ علاؤ الدین خلجی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا معتقد تھا اور آپ کے لنگر خانہ کے پیشتر اخراجات ادا کیا کرتا تھا۔ شیردکن سلطان ٹیپو بھی فتح پور والی سرکار حضرت سائیں ٹیپو شاہ کی دعا سے پیدا ہوا۔ مسلمان سلاطین ہند اولیاء کرام کے معتقد تھے۔ عظیم الشان تاریخی عمارات آج بھی سلطنت مغلیہ کے شہنشاہوں کے ذوق کی یاد تازہ کر رہی ہیں۔ لیکن کوئی بادشاہ از خود یہ دعویٰ نہ کر سکا کہ اس نے کسی ایک کافر یا مشرک کو بھی مسلمان کیا ہو۔ محمود غزنویؒ سولہ حملے کرنے کے باوجود سومات فتنہ نہ کر سکا لیکن یہ کام حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی قمیض نے کر دکھایا جس کی بدولت اس کفرستان میں اسلام آیا۔ آج ہمارا مسلمان ہونا محمود غزنویؒ یا بابر کی تلوار کا کمال نہیں ہے یہ اکبر یا شاہجہان کے جلال اور قوت و طاقت کا کرشمہ نہیں یہ کسی بادشاہ کی بہادری یا تاریخی عمارات کی شان و شوکت کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اولیاء کرام کی تبلیغ اسلام کا شمرہ ہے یہ ان درویشوں کی حق پرستی اخلاق و کردار کے طفیل ہے جو اپنے دلوں میں

توحید کی شمع لے کر آئے اپنے سینوں میں عشق مصطفیٰ لے کر آئے۔ ان کے ساتھ لشکر و سپاہ نہیں تھی۔ بلکہ ان کے ہاتھوں میں تسبیح و مصلے تھے۔ وہ دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھامے ہوئے تھے۔ وہ کسی شان و شوکت سے نہیں بلکہ دین و ایمان کی قوت سے سرشار ہو کر آئے تھے۔ وہ تخت و تاج کے پجاری نہیں تھے بلکہ بوریا نشین تھے۔ اجیر شریف کے جوگی جے پال کے جادو کو توڑنے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین اجیریؒ کی نگاہ عنایت سے کم و بیش ایک لاکھ مشرکوں نے کلمہ پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت سلطان العارفين کی زیارت سے ہی منکر حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے۔ لاہور کے سرکش راجہ کے شاہی محلات میں اسلام کی شمع روشن کرنے والے حضرت داتا گنج بخشؒ جویریؒ تھے۔ باطل پرست انسانوں کو حق کے سامنے جھکا دینے والے حضرت حسن زنجائیؒ ہی تھے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

نہ تخت و تاج نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

نیکی و بدی کی جنگ آج بھی جاری ہے۔ جہاں سینما وی سی آر اور بالخصوص ٹی وی سماجی اور معاشرتی برائیوں کو پھیلانے میں مشغول ہیں۔ نئی پود کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے میں یہ ادارے پیش پیش ہیں۔ وہاں اس پر آشوب دور میں اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کی نسل کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے اور اسے دینی تعلیم سے روشناس کرانے میں یہ خرقة پوش شب و روز محنت شاقہ سے کام لے کر مصروف عمل ہیں۔ گو کہ قطۃ الرجال کا زمانہ ہے۔ پھر بھی اللہ کے ایسے دوست اب بھی موجود ہیں۔ جنہیں قرآن حکیم میں کہیں مومنین تو کہیں خاشعین اور کہیں صابریں تو کہیں متقین کہیں حزب اللہ کہیں عباد اللہ اور کہیں عباد الرحمن کے القاب عطا ہوئے ہیں۔ یہ اولیاء کرام آج بھی شیطانی قوتوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ انہیں نفوس قدسیہ میں ایک عظیم المرتبت شخصیت حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی بھی ہے۔

فیصل آباد شہر کے مختلف گوشوں میں ہفتہ وار محافل ذکر اور ماہانہ محافل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے جس میں آپ اپنے نورانی خطاب سے حاضرین کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ روزانہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خلیفہ 18/23 گرین و یوکلونی فیصل آباد میں بعد از نماز مغرب اپنے ارشادات سے طالبان حقیقت و معرفت کو نوازتے ہیں۔ ان محافل میں عوام الناس کو دینی تعلیمات سے متعارف کرایا جاتا ہے اور ہر ممکن کوشش کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔ تبلیغ دین کا یہ ایک موثر اور منفرد طریقہ ہے۔ لیکن جو احباب اپنی نجی مصروفیات یا بیرون شہر مقیم ہونے کے باعث ان محافل میں شرکت نہیں کر پاتے اور بدیں وجہ انہیں اس تقریری اور زبانی پروگرام سے مستفید ہونے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ان کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے کہ ان ارشادات کو کتابی شکل میں محفوظ کر دیا جائے تاکہ

ہر کس ونا کس تک دین اسلام کا یہ پیغام پہنچ جائے اور اس کے مطالعہ سے وہ فیض یاب ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ بطیفیل محمد مصطفیٰ ﷺ ہماری اس مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی

16 دسمبر 1994ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ
وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا
رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین! کئی نظر یے ہیں۔ ہر نظریہ کی ایک حد ہے کئی فرقے ہیں فرقے علم سے بنتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بات
مانتے نہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے علم قرآن مجید سے لیا ہے میں نے علم حدیث شریف سے لیا ہے۔ کوئی نہیں مانتا سب
نے اپنے علم کو جنت دوزخ کی لکٹ بنا کے رکھا ہوا ہے ان کو ماننا کوئی آسان کام نہیں۔ بڑے بڑے مناظرے ہوتے
ہیں پھر بھی وہ لوگ وہیں کے وہیں رہتے ہیں بلکہ اور بھی زیادہ ڈٹ جاتے ہیں سخت ہو جاتے ہیں مرنے اور مارنے پر تل
جاتے ہیں ایسے ہر مسئلہ کا ایک نتیجہ ہوتا ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ بندہ گناہ کر کے گندے انڈے کی مانند ہو جاتا ہے اور
اندر سے وہ خراب ہو جاتا ہے نہ اب اس میں چوزہ بن سکتا ہے نہ آپ اسے کھا سکتے ہیں اوپر سے آپ خواہ رنگ کر دیں
خواہ سفیدی کر دیں۔ اسے ابال دیں۔ اس پر درد شریف پڑھ دیں کچھ بھی اس پر کر دیں وہ گندہ انڈہ ہے قبر میں چلا گیا
ہے اب جو تم چاہو وہ کرو وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آپ انڈہ صحیح نہیں کر سکتے اسی طرح وہ گنہگار جو قبر میں چلا گیا ہے
اسے تم صحیح نہیں کر سکتے دوسرے کہتے ہیں کہ تم ہماری بات نہیں سنتے نہ سنو لیکن نبی پاک ﷺ کی بات تو سنو۔ وہ کہتے ہیں
کہ سب تمہارے مولویوں کی باتیں ہیں ہم کیا سنیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا
اب ہو گی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پر ہیز گاری واہ واہ

وہ کہتے ہیں کہ یہ سب تمہارے مولویوں کے بنے ہوئے اشعار ہیں۔ اس میں مذہب کہاں ہے اس میں اسلام کہاں ہے
اس میں قرآن کہاں ہے اس میں حدیث کہاں ہے ہمیں تو جو روشنی ملتی ہے قرآن وحدیث سے ملتی ہے۔ سامعین اس کا
جواب آنا چاہیے ورنہ گندے انڈے والے گروہ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اس کا جواب سب کو آنا چاہیے جو شفاعت کا
ماننے والا ہے۔ زبانی کلامی نہیں۔ کسی کو گرہ پڑ چکی ہے کسی کو غصہ آیا ہوا ہے کسی کی زبان ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ اس کا جواب
قرآن پاک سے ہے۔ حدیث پاک سے ہے۔ حضور پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ فرماتے ہیں کہ کتنے ہی گندے
انڈے ہیں جب قبر میں رکھے جاتے ہیں تو جہنمی ہوتے ہیں جب قیامت کے دن انھیں گے تو وہ جہنمی ہونگے۔ یا رسول
اللہ ﷺ یہ کیا کریں گے۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ جب قبر میں جائیں گے تو جہنمی ہوں گے۔ لیکن اس کے وارث جو بیٹے جو

رشتہ دار اس کے لئے بخشش کی دعا کریں گے آیت کریمہ نکالیں گے اس کے لئے دور در شریف پڑھیں گے۔ کلمہ شریف ایک لاکھ بار جس کو مل جائے گا وہ بخش دیا جائے گا۔ گندہ انڈہ نہیں رہتا وہ اچھا انڈہ بن جاتا ہے اور یہ جو شعر ہے۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

قرض لیتی ہے گناہ پر ہیز گاری واہ واہ

اس کی بنیاد حدیث شریف پر ہے۔ اچھا انڈہ بننے کیلئے عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ ہماری شفاعت حضور پاک ﷺ کریں گے اگر یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے یہ عقیدہ صحیح ہے۔ ایک آدمی اس عقیدے والا کہ حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے وہ قیامت کے دن پکڑا جائے گا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش ہوں گے۔ بڑے بڑے گناہوں کی ابھی باری نہیں آئے گی پوچھا جائے گا تو نے کسی کی مرغی کو پتھر مارا۔ جی ہاں تم نے کسی کا انڈہ چرایا۔ ہاں جی۔ تم نے کسی کی گاے کی رسی کاٹ دی۔ ہاں جی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے اس بندے نے چھوٹے چھوٹے گناہ کئے اس کو ہر چھوٹے گناہ کے بدلے نیکیاں دینی شروع کر دو۔ پہلے تو وہ بہت ڈرا ہوا ہوگا کہ میں نے بڑے بڑے گناہ بھی کئے ہیں۔ جب نیکیاں ملنی شروع ہوں گی تو وہ شیر بن جائے گا اور کہے گا یا اللہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں چھوڑیں میں نے فلاں بڑا گناہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تم اقرار کرتے ہو۔ کہا جائے گا جاؤ اس کے وہ بڑے گناہ بھی لاؤ اور ان کے بدلے نیکیاں بدل دو۔ اس شخص سے پہلے عالم یہ ہوگا کہ ماں بیٹے سے کہے گی کہ بیٹا اپنی نیکی مجھے دے دو۔ بیٹا انکار کرے گا اور کہے گا کہ تم اپنی نیکیاں مجھے دے دو تاکہ میں بچ جاؤں۔ بیوی خاوند سے اور خاوند بیوی سے ہر شخص دوسرے سے نیکی طلب کرے گا لیکن کوئی نہ دے گا۔ بیٹا ماں کی منت سماجت کرے گا کہ دنیا میں بھی تو نے میرے ساتھ نیکی کی دودھ پلایا اب بھی مہربانی کرو مجھے اپنی نیکیاں دے دو۔ ماں کہے گی کہ بس جو دودھ پلانا تھا وہ پلا آئی ہوں بلکہ اب اس دودھ کے بدلے مجھے اپنی نیکیاں دے دو تو بیٹا انکار کر دے گا۔ ہر ایک کو نفسی نفسی پڑی ہوگی اور پھر اس شخص کا کس پیش ہوگا۔ اور اس کو بڑے بڑے گناہ ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شفاعت کے صدقے بخشش عطا فرمائے گا تو لوگ کہیں گے کہ یا رو اپنی بدیاں مجھے دے دو اور میریاں نیکیاں خود لے لو۔ چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہی دے دو پھر واپس لے لینا۔ گنہ گاری لیتا ہے۔ اس کے بدلے دیتا کیا ہے؟ پرہیز گاری۔ تقویٰ طہارت اچھے عمل۔ بخشش کا یہ عالم ہے اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔ آمین۔ اور ایصال ثواب کا یہ عالم ہے۔ ایک آدمی تھا بہت خراب آدمی تھا وہ کسی کا لٹا نہیں کرتا تھا۔ اپنے بیٹے کا نہیں بیٹی کا نہیں پڑوسی کا نہیں کسی رشتہ دار کا نہیں۔ خالہ کا نہیں تایا چچا کا نہیں محلے دار کا نہیں۔ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے قریبی رشتہ دار بھی جن کے ذمہ کفن و دفن ہوتا ہے وہ بھی اتنے تنگ تھے کہ انہوں نے بھی کہا کہ اسے دفن نہیں کریں گے بلکہ باہر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینکیں گے۔ اسے کتے کھائیں کوئے کھائیں چیلپیں اس کو نوچ نوچ کر بوٹی بوٹی کھائیں تو ہمیں ٹھنڈ پڑے۔ زندگی میں تو ہمیں تنگ کرتا تھا اب تو ہمارے بس میں ہے اپنا بدلہ ہم لیں گے۔ انہوں نے اس کی ٹانگ میں رسی ڈالی اور واقعی گھسیٹ کر اسے باہر گندگی پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

زمانہ تھا ان کو وحی پاک ہوئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا ایک بخشا ہوا آدمی روڑی پر پڑا ہوا ہے اسے غسل دو۔ کفن دو اس کا جنازہ پڑھو اور احترام سے دفن کرو۔ اور یہ اعلان بھی کر دو کہ جو شخص اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بخشش بھی ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ آؤ اس شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کرو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ جو شخص اس کے جنازہ میں شریک ہوگا اسے جنت ملے گی وہ بخش دیا جائے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ گندے انڈے ٹھیک نہیں ہوتے۔ وہاں صفیں کی صفیں بن گئیں۔ جنازہ پڑھا گیا بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ اس میں کیا حکمت ہے یہ شخص تو ہماری شریعت کے مطابق اس مہربانی کے قابل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری شریعت کے مطابق یہ لائق بخشش نہ تھا اس کا علاج بھی وہی تھا جو تم نے کر دیا لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے اور وہ یہ کہ ایک دن اس نے توریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ درج تھی اس نے پڑھی اور نام محمد ﷺ پر بوسہ دے دیا تو میں نے اسے بخش دیا۔ اب بتائیے کتنے ہی گندے انڈے اس کا جنازہ پڑھنے سے صحیح ہو گئے۔ وہ بڑے سے بڑا گندہ انڈا اگر حضور ﷺ کے نام نامی اسم گرامی پر بوسہ دیدے تو بخش دیا جاتا ہے۔ یہ ہے بخشش کا بہانہ۔ صرف حضور ﷺ کے نام کا وسیلہ بھی باعث جنت بنتا ہے۔ آپ یہ وسیلہ ادھر لے لیں یہ وسیلہ ادھر پکڑ لیں یہ ہی پار لگانے کے لیے کافی ہے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا
اب ہو گی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یہ کوئی ستراسی سال پرانا شعر ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کا شعر ہے کتنے کے سال ہوئے ہوں گے پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے پاکستان بننے سے 31/30 سال پہلے کا شعر ہے۔ یہ اتنا پرانا شعر ہے۔ لیکن پھر بھی آج بھی نیا ہی معلوم ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور آتے ہی سجدے میں گر گئے اور لب مبارک بل رہے ہیں جو بیاباں وہاں موجود ہیں وہ بھاگتی ہیں۔ اور سنتی ہیں کہ بچہ کیا کہہ رہا ہے وہ سنتی ہیں کہ بچہ کہہ رہا ہے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ یا اللہ میری امت کے گندے انڈوں کو صبح انڈہ بنا دے تو اس دعا کے صدقے گندے انڈے انشاء اللہ صبح ہوں گے۔ بارگاہ عالیہ میں گندگی کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ نسبت کو دیکھا جاتا ہے۔ نسبت صبح رکھو نسبت نہ چھوٹ جائے۔ اعلیٰ حضرت کو دیکھیں کیسی نسبت پیدا کرتے ہیں فرماتے ہیں غوث الاعظم تیرا دروازہ ہو اور اس دروازہ پر ایک کتا ہو تو یا اللہ مجھے اس کتے کا مرید کر دے۔

تجھ سے در در سے سگ
سگ سے ہو میری نسبت

میری گردن میں رہے
دور کا ڈورا تیرا

فرماتے ہیں یہ عمل ہے اس عمل کی جزا کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے پس سامعین اتنی سی نسبت ہی پیدا کر لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج پر جانے لگے تو عرض کیا یا اللہ مجھے تو آپ اس جہاں سے دور لا مکان تک لے جائیں گے بلکہ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر لے جائیں گے لیکن یا اللہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اپنی امت کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔ سمجھو کہ مجھے اگر کوئی گورنر یا صدر پاکستان بلائیں تو میں تم سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ تو میرے دل میں اتنی جگہ نہیں ہے تمہارے لیے جتنی نبی پاک ﷺ کے دل میں اپنی امت کے لئے ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا اے نبی جنت میں چلے جائے لیکن حضور فرماتے ہیں کہ میں اکیلا تو جاؤں گا نہیں۔ اپنی امت کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ فرمایا یا اللہ آپ معراج پر تو مجھے بلا رہے ہیں لیکن میں اپنی امت کا فراق برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میرے پاس آ جا۔ اپنی امت کا حال مجھ پر چھوڑ دے میں تمہیں راضی کر دوں گا۔ جس کام میں نبی راضی ہو جائیں اس میں بخشش ہے۔ وہاں پر بھی بات چیت ہوئی۔ فرمایا بتائیے کیا لائے ہیں میرے حبیب؟ عرض کیا التَّحِيَّوۃَ لِّلّٰہِ وَالصَّلٰوۃَ وَاَطِیَیْتُ یا اللہ میری زندگی بھی آپ کیلئے ہے میری نمازیں بھی آپ کیلئے ہیں میری پرہیزگاری بھی آپ کیلئے ہے یہ سب تو آپ کیلئے ہیں میں صرف عاجزی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اے نبی تم پر سلام۔ حضور پاک ﷺ عرض کرتے ہیں السَّلَامُ عَلَیْنَا یا اللہ میری امت بھی ساتھ ہو۔ السَّلَامُ عَلَیْنَا۔ عَلَیْنَا کیا مطلب ہے؟ ”ہم پر“ ”ہم“ میں کون شامل ہے۔ ہم میں امت داخل ہے لہذا حضور کی شفاعت کا اقرار کر کے امت محمدی میں شامل ہو جاؤ۔ ہر روز ہر نماز میں آپ یہ پڑھتے ہیں۔ السَّلَامُ عَلَیْنَا پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی نیک آدمیوں پر زیادہ سلام ہو۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے جو نیک آدمی ہیں انہوں نے نمازیں پڑھیں تبلیغ کی نیکی کی راہ دکھائی راہ دکھانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کی بات سن کر اس کی تبلیغ سن کر کوئی آدمی نیکی کرے گا۔ فرمایا نیک لوگ تو میرے لئے ہیں کوئی نماز پڑھتا ہے کوئی تلاوت کرتا ہے کوئی دودھ شریف پڑھتا ہے کوئی مدرسہ بناتا ہے اور کئی ہزاروں کام ہیں جو نیک لوگ کرتے ہیں فرمایا میں گنہگار کے لیے ہوں۔ بخشش کا بہانہ ہے جس طرح سے بھی کوئی کر لے۔ حضور پاک ﷺ کا آخری دیدار جس دن ہوا ہے اور آخری آدمی جس نے آپ کا دیدار کیا ہے وہ حیدر کرار شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں۔ قبر انور سے سب سے آخر میں باہر آئے ہیں۔ اب بھی یہی طریقہ ہے کہ میت کا نہایت قریبی آدمی ہی میت کو اتارنے کے لئے خود قبر میں اترتا ہے اور آخر میں باہر آتا ہے ایک سے زیادہ آدمی وہاں رہنے کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ جب آخری بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور پاک ﷺ کا دیدار کیا تو دیکھا کہ آپ کے ہونٹ بل رہے ہیں آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور پاک ﷺ کیا فرما رہے ہیں تو آپ نے سنا کہ حضور پاک ﷺ فرما رہے ہیں۔ یا اللہ میری امت کو بخش دے یہ

لوگ اب بھی حضور ﷺ کی دعائیں تسلیم نہیں کرتے۔ جی مر گئے اب کچھ نہیں کر سکتے۔ اب کوئی دعا نہیں کر سکتے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے میرے روضے کی زیارت کی مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ آپ کا ایک امتی تھا اس کا صرف ایک عمل تھا کہ وہ ساری رات اس دروازے کے سامنے بیٹھا رہتا جہاں سے صبح حضور نبی پاک ﷺ نے باہر نکلتا ہوتا تھا اور اس کی یہ کوشش ہوتی رہتی کہ صبح سب سے پہلے زیارت کرنے والا وہی ہو۔ اس شرف کے لیے وہ ساری رات مسجد نبوی میں دروازہ کے سامنے بیٹھا رہتا۔ ایک دن وہ بہت خوش تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا بات آج تم بہت خوش نظر آ رہے ہو کیا نظر آ رہا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عرش الہی میرے سامنے پڑا ہے اور اس پر میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہوں۔ فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں اچھا عقیدہ رکھنے والے تمام امتیوں کو جنت میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو عرض کیا کہ تمام جہنمیوں کو جہنم میں لڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس بات کو آج سے چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور قیامت تک کے آنے والے جنتی امتیوں کو وہ صحابی اس وقت جنت میں دیکھ چکے ہیں۔ یہ صحابی کی تصدیق شدہ بات ہے اس میں کوئی غلطی یا جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا۔ سرکارِ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام قادر یوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور مجدّد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام نقشبندیوں کو جنت میں دیکھا ہے۔ گندائندہ کہاں رہ گیا۔ کسی نیک آدمی کی دوا آدمی یہ گواہی دے دیں کہ یہ جنتی ہے تو وہ بلاشبہ جنتی ہے حضور پاک ﷺ کی حدیث ہے کہ چالیس نیک آدمی کسی میت کا جنازہ پڑھیں تو وہ میت جنتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چالیس آدمی کہاں سے لائیں یہ تو مشکل ہے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا دو ہی کافی ہیں۔ دو بندے گواہی دے دیں بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو تو وہ جنتی ہے۔ نیک آدمی کا جنازہ جا رہا ہے۔ آپ صرف کندھا دے دیں۔ نیک آدمیوں کے جنازہ پر بھی بہت رش ہوتا ہے۔ آپ لمبے لمبے بانس باندھتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی کندھا دے سکیں۔ آپ اس لکڑی کو ہاتھ لگا دیں یا کندھا دے دیں تو آپ جنتی ہو جائیں گے۔ بہت رش ہے کہ آپ ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے تو دور سے ہی ایسا اشارہ کر لیں کہ جیسے آپ کندھا دے رہے ہیں تو جنتی ہو جائیں گے۔ نیک آدمی کے جنازے میں شامل ہو جائیں آپ جنتی ہو جائیں گے۔ قبر پر کھڑے ہو کر جو دعا مانگتے ہیں اس میں شامل ہو جائیں آپ پھر بھی جنتی ہو جائیں گے۔ آپ نبی پاک ﷺ ایک قبرستان کے قریب سے گزر رہے تھے کہ چہرہ مبارک پر ملال آ گیا آپ رنجیدہ ہوئے پھر یکدم آپ خوش ہو گئے۔ خوشی کا اظہار ہوا آپ نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور یا رسول اللہ ﷺ ابھی ابھی آپ بہت رنجیدہ تھے اب اچانک آپ خوش ہوئے۔ حضور ﷺ ایسی کیا بات ہوئی۔ فرمایا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہیں۔ ہوا تیز چلی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک کا ایک بال اڑ کر اس قبرستان میں گر گیا ہے۔ اس بال کے صدقے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل قبور کو معاف کر دیا ہے ان سے عذاب موقوف ہو گیا ہے۔ دو گنہگار بندے عقیدہ صحیح ہو وہ بھی گندہ انڈا یہ بھی گندہ انڈا دونوں آپس میں ملیں۔ مصافحہ کریں اور دونوں پڑھیں۔ اللّٰهُمَّ صَلِّی

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیچھے کریں دونوں جنتی ہیں۔ خوشخبری والا اسلام یہ ہے۔ جنتی بننے والا اور بنانے والا اسلام۔ اس جہان میں کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ زعم نہ رکھیں کہ آپ بہت نیک ہیں آپ کے اعمال بہت اچھے ہیں کہ آپ کو جنت میں لے جائیں گے۔ نہیں بلکہ صرف حضور ﷺ کی شفاعت پر بھروسہ رکھیں۔ جتنے بھی جنتی ہیں سب حضور ﷺ کی شفاعت سے ہی جنت میں جائیں گے۔ حضرت علیہ السلام حضور ﷺ کا دامن پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تو ہم جنت میں نہیں جائیں گے۔ دوسرا دامن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شفاعت فرمائیں۔ جس کے بغیر آج بخشش ممکن نہیں ہے۔ بغیر شفاعت سے بخشش ممکن نہیں ہے۔

کہا خدا نے کہ محشر کے روز شفاعت کی بات

میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

ان کی شفاعت کا دروازہ کھلنے کے بعد اذن ملنے کے بعد اور بھی شفاعت کریں گے۔ پھر خانہ کعبہ بھی کرے گا۔ حجرا سود بھی کرے گا۔ بچہ جو نومولود فوت ہو گیا وہ بھی کرے گا تمہارا مرشد پاک بھی کرے گا۔ قرآن مجید بھی کرے گا۔ حتیٰ کہ قربانی کے بکرے بھی کریں گے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا آج کس کی بادشاہی ہے چالیس سال تک کوئی جواب نہیں آئے گا اتنا ہیبت ناک منظر ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا کہ آج حکومت وَاَحَدُ الْفُقَهَارِ کی ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے اسم ”مستقم“ کی صفت سے ظاہر ہوں گے۔ انتقام لینے والا ہوگا اعمال بھی کام نہ آئیں گے۔ جیسے آپ کہتے ہیں کہ میں محفل میں آیا ہوں اے اللہ قبول کر۔ آپ کہتے ہیں میں نے محفل سجائی ہے یا اللہ قبول کر۔ میں نے نماز پڑھی ہے یا اللہ قبول کر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو فیق تو میں نے دی۔ پیسے تو میں نے دیئے طاقت تو میں نے دی اس میں تیرا کیا ہے۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں

سرکار نبی پاک ﷺ کے بلانے سے آپ آئے ہیں جس کو سرکار نہ بلائیں دنیا بھر کے معجزے اس کے سامنے پیش کر دو سارے محدث مفکر اپنا زور لگالیں اگر وہ مسلمان ہو جائے تو مجھے پکڑ لیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا یا اللہ دو عمروں میں سے مجھے ایک عمر دیدے اسے اسلام نصیب کر کے اسلام کی عظمت بڑھا دے۔ دو عمروں میں سے ایک۔ ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے ایک عمر بن ہشام ہے۔ خوش قسمتی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی۔ حالانکہ وہ قتل کرنے آ رہے ہیں راستے میں اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب پیدا کر دیا کہ وہ مسلمان ہو کر فاتح عالم ہو گیا۔ کفار اب بھی کہتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ پھر دوبارہ دنیا میں آ جائیں تو پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ جو نظام فوج کا ہے ڈاک خانہ کا ہے اور جو بھی جتنے نظام حکومت ہیں سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے رائج کردہ ہیں۔ صرف ہم ہی فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں بلکہ ساری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ دوسرا عمر بن ہشام حضور ﷺ نے اسے بلایا ہی نہیں مانگا ہی نہیں اور نہ ہی وہ آیا ہے۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں

کونسا معجزہ ہے جو اس کے سامنے نہیں ہوا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن دیکھ کر بھی اس نے کہا کہ جادو ہو گیا ہے اس نے سب آدمیوں سے کہا کہ فوج جادو اس جادو سے بھاگ جاؤ یہاں سے۔ دوسرے قریبی گاؤں سے جا کر معلوم کرو کہ چاند دو ٹکڑے ہوا بھی ہے کہ نہیں میرا تو خیال ہے کہ یہ جادو ہو گیا ہے۔ لوگ اس معجزہ کو دیکھ دیکھ کر مسلمان ہو رہے ہیں۔ کلمہ شریف پڑھ رہے ہیں لیکن یہ جادو بتا رہا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے بھی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ حضور نے ہی اسے نہیں مانگا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لا رہے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی دعا کا اثر ہے۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہیں تجارت کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ چاند آسمان سے نیچے اتر کر میری جھولی میں آ گیا ہے۔ اور آپ نے اسے سینے سے لگالیا ہے۔ آپ راہب کے پاس جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ خواب کیسی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے۔ راہب نے جواب دیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے ہیں۔ ہاں جی۔ قریشی ہیں۔ ہاں جی۔ وہاں ایک محمد ﷺ نامی شخص ہیں۔ ہاں جی اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے جاؤ جا کر اس پر ایمان لے آؤ اور اسلام قبول کرلو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تجارت سے واپس تشریف لائے سامان وغیرہ گھر پر رکھا اور جلدی جلدی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے فرمایا کہ خواب کس نے دکھائی تھی۔ خواب دکھانے والے بھی وہی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لانے والے بھی وہی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام ان کی دعا سے ہے۔ حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی کی رفتار ان کے کرم سے ہے۔ سوکھے ہوئے تھنوں میں دودھ بھر کر آجانا ان کے کرم سے ہے۔ حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی کمزور اور ناتواں ڈھچوں ڈھچوں چلنے والی آپ کے کرم سے ایک پیرس بن گئی ہے۔ کہاں گئیں وہ باقی سب دائیاں اور ان کی تیز رفتار ڈاچیاں۔ آج کسی کو ان کے نام تک یاد نہیں ہیں۔ کتنے گندے انڈے آپ ﷺ نے سنوار دیے ہیں۔ زمانے بھر کی ناکارہ حلیمہ کی ڈاچی تھی آپ ﷺ نے کرم فرمایا تو آج ڈاچیوں کی سردار ہے۔ آپ ﷺ حلیمہ کے گھر تشریف لے گئے تو ان دنوں خشک سالی تھی بکریوں کو خوراک نہیں ملتی تھی۔ بھوکی پیاسی واپس آتی تھیں اسی وجہ سے ان کے دودھ بھی خشک ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو حلیمہ کی بکریاں خوب سیر ہو کر آنے لگیں۔ ان کے تھنوں میں دودھ بھی آ گیا دوسری دائیاں آنیں اور پوچھ لگیں کہ تمہاری بکریاں کدھر کو جاتی ہیں جہاں سے ان کو پیٹ بھر کر خوراک مل جاتی ہے۔ تمہارے گھر میں اتنا دودھ کہاں سے آ گیا۔ یہ تمہارے گھر سے روشنی کی لائیں کیسی نکلتی ہیں۔ تیرے پاس تو دینے میں تیل ڈالنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔

حلیمہؓ سے پوچھو کر کے بکھر

کیا کس نے تیرے گھر کو منور

میں بھی وہی میرا گھر بھی وہی

گھر میں مہمان عجیب آ گیا ہے

مہمان اور وہ بھی عجیب مہمان آ گیا ہے۔ یہ تیری میری بات نہیں ہم کتنے ہی بن سنور کر جائیں ہم وہ مہمان نہیں بن سکتے۔ کپڑے اچھے پہن لیں۔ اچھی داڑھی رکھ لیں اگر یہ داڑھی منظور ہوگی تو یہی بخشش کا بہانہ بن جائے گی۔ سکھ کی بھی داڑھی ہوتی ہے اسے بنانے سنوارنے میں وہ گھنٹوں لگا دیتے ہیں اس کا آدھا وقت کیس (بال) اور داڑھی سنوارنے میں لگ جاتا ہے بالوں کو سیٹ (SET) کرنے والی مشین بھی استعمال کرتے ہیں اس میں تیل وغیرہ بھی اور دوسرے لوازمات بھی استعمال کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ داڑھی کسی کام کی نہیں۔ لیکن مومن مسلمان کی داڑھی ہر طرح سے کامیاب ہے۔ ایسا کیوں ہے اس داڑھی کی نسبت حضور پاک ﷺ سے ہے۔ اس کا تعلق مہمان عجیب سے ہے یہ داڑھی اسی لئے کامیاب ہے۔ ایک شخص بالکل CLEAN SHAVE داڑھی نہ مونچھیں وہ مر گیا لیکن مرنے سے پہلے اس نے وصیت کی کہ مجھے غسل دینے کے بعد روٹی لیکر میری مونچھیں اور داڑھی بنادینا۔ وارثوں نے ایسا کر دیا اور دفن کر دیا۔ قبر میں فرشتے آئے اور سوال کرنا شروع کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتو رک جاؤ سوال بعد میں کرنا پہلے اس سے یہ پوچھو کہ اس نے یہ جعل سازی کیوں کی ہے۔ ساری عمر اس نے داڑھی نہیں رکھی ہمیشہ CLEAN SHAVE رہا اب جب یہاں آیا تو روٹی سے جعلی داڑھی مونچھیں لگا کر کیوں آیا۔ اس نے جواب دیا یا اللہ میرا ساری عمر دل کرتا رہا کہ میں تیرے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کروں داڑھی رکھوں لیکن کبھی بیوی کے ڈر سے کبھی دوستوں کے خوف سے کبھی عزیز و اقارب کی طعنہ زنی سے ڈرتا رہا اور میں داڑھی نہ رکھ سکا۔ لیکن میرا دل ہر وقت چاہتا رہا کہ داڑھی رکھوں اب مرنے کے بعد مجھے ان کی طرف سے کوئی ڈر خوف نہ تھا لیکن تیرے سے ڈرتا تھا کہ CLEAN SHAVE تیرے دربار میں حاضر ہوں گا تو یقیناً باز پرس ہوگی۔ یا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے یہ جعل سازی کی ہے اللہ فرمائے گا اچھا تو مجھ سے ڈر گیا تھا جائیں نے تجھے بخش دیا۔ اب بھی یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی بچہ داڑھی رکھنے کا ارادہ کرے تو گھر والے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ ابھی تمہاری شادی کرنی ہے کوئی تمہیں بیٹی نہیں دے گا۔ داڑھی رکھ کر خاندان کی ساکھ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ابھی داڑھی نہ رکھو بہت وقت پڑا ہے ابھی سے تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے۔ اسی طرح اس آدمی کے ساتھ بھی ہوا ہے کسی نے داڑھی نہ رکھنے دی۔ لیکن مرنے کے بعد پھر اسے کسی دنیاوی رشتہ دار کا خوف نہ تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی مشابہت بنوائی اس ادنیٰ سی مشابہت کی وجہ سے وہ بخشا گیا۔ دوسری طرف سکھ ہے کہ سارا کریم پاؤ ڈر اور نہ جانے کیا کیا لوٹن وہ استعمال کر کے داڑھی بنا سنوار کر رکھتا ہے۔ لیکن قیامت کے روز کوئی فائدہ نہ ہوگا پھل صرف نسبت کو لگتا ہے اس کو نسبت نصیب نہیں ہے آپ نے ہر بری چیز کا انتخاب فرمایا اور اسے ایسا اچھا کیا کہ دنیا جہاں میں اس کا ثانی نہیں ملتا۔ کیا ڈاچیوں میں یہ ڈاچی سب سے افضل نہیں۔ کیا کبر یوں میں یہ کبریٰ سب سے اچھی نہیں۔ کیا جھوٹے دیوں میں حلیمہؓ کی جھوٹی زنی سب سے اچھی نہیں۔ دانیوں میں سب سے اچھی دانی کون ہے۔ دنیا میں بچوں کی دانیاں ہوتی ہیں۔ امیر کبیر لوگ اپنے بچوں کے لئے دانیوں کا انتخاب کرتے ہیں جو بڑھی لکھی ہوتی ہیں ایم اے۔ ایم

ایس سی اور پی ایچ ڈی بھی ہوتی ہیں۔ ماہر ہوتی ہیں TRAINED ہوتی ہیں CHILD CARE یعنی بچوں کی نگہداشت کے فن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتی ہیں اور بہت زیادہ تنخواہ پاتی ہیں۔ ان سب کو اکٹھی کر لیں تو ان میں سردار کون ہے۔ سردار حلیمہؓ ہے۔ جو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائی ہے۔ وہ خود بھی سردار ہیں اور ان کی دائی بھی سردار ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت بہت ساری دایاں مکہ میں آئیں تیز رفتار ڈانچوں پر سب سے آگے بڑھ کر جلدی جلدی پہنچ گئیں۔ بہت ساری آپ ﷺ کے ہاں بھی آئیں کہنے لگتیں کہ بچہ تو اچھا ہے خوبصورت ہے لیکن یتیم ہے ہمیں اپنی اجرت نہیں ملے گی۔ یہ بیوہ ہے زیادہ سے زیادہ دو کپڑے دیدیگی۔ وہ سب چھوڑ کر چلی گئیں۔ دائی حلیمہ پیچھے رہ گئی۔ کمزور ڈانچہ والی خود بھی کمزور اپنے بھی پستانوں میں دودھ نہیں۔ ڈانچہ کا بھی دودھ نہیں کوئی اسے اس حالت میں دیکھ کر اپنا بچہ بھی نہیں دیتا۔ وہ بھی آئی حضور ﷺ نے فرمایا حلیمہ آ جا تجھے کوئی بچہ نہیں دیتا تو تجھے میں قبول کرتا ہوں۔ دائی جو قبول ہوئی وہ دانیوں میں نمبروں۔ جو سواری قبول ہوئی وہ سواریوں میں نمبروں۔ جو جھونپڑیوں میں قبول ہوئی وہ جھونپڑی نمبروں۔ نعت خواں بڑی تعریف کرتے ہیں اس جھونپڑی کی۔ وہ کہتے ہیں۔

واہ ری حلیمہ دائی تو نے کیسی قسمت پائی

تیری گھاس پھوس کی جھونپڑی میں میرے پیارے محمد آئے

آبائی شہر مکہ بھی چھوڑ دیا۔ اپنا انتخاب خانہ کعبہ بھی چھوڑ دیا۔ آ ب زم زم بھی چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ گئے کہاں؟ انگلینڈ نہیں سوئٹزر لینڈ نہیں امریکہ نہیں گئے تو کہاں گئے میثرب جسے کہتے ہیں ”پیاروں کا گھر“ وہاں کا انتخاب فرمایا۔ کھار پانی تھوڑا پانی جو مکہ سے گئے تھے سب کے پیٹ خراب ہو گئے پیٹ میں درد رہنے لگا۔ بیمار پڑ گئے تھے بخار آ گیا سب نے ہائے وائے شروع کر دی کہ مکہ سے آ گئے۔ مکہ سے آ گئے! ایک کنواں جو آدھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے خرید لیا تھا وہ بھی کڑوے پانی کا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کنویں سے پانی کا پیالہ منگوا لیا۔ منہ مبارک میں ایک گھونٹ لیا دوبارہ پیالے میں کھلی کر دی فرمایا جاؤ مسلمانوں کے حصہ میں ڈال دو۔ مسلمانوں کے حصہ کا پانی بیٹھا ہو گیا اور یہودی والا حصہ بدستور کڑوار ہا اب اس سے کوئی پانی خریدتا نہ تھا آخر اس نے وہ بھی بیچ دیا۔ اب سارے کنوئیں کا پانی بیٹھا ہے اور آج تک بیٹھا ہے لوگ پیتے ہیں میثرب کا مدینہ بنادیا۔ مدینہ منورہ کیا مطلب ایسا مدینہ۔ مدینہ کے معنی شہر اور منورہ جس سے نور نکلتا ہو معراج پر جانا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ کوئی براق لے جاؤ تاکہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سواری کر کے آئے جبرائیل علیہ السلام جنت میں گئے تو تمام براق ایک سے بڑھ کر ایک خوب تیاری کے ساتھ کھڑے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انتخاب کرنا مشکل ہو گیا کہ کس براق کو لے جائیں۔ ہر براق خوشی میں جھوم رہا تھا کہ حضور ﷺ کے لائق تو میں ہی ہوں مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور عرض کیا یا اللہ یہ تو سب ایک سے بڑھ کر ایک ہے میں انتخاب کس طرح کروں۔ میں جس کا انتخاب کروں اس سے ممکن ہے کہ دوسرا بہتر ہو۔ یا میرے منتخب شدہ براق سے ادب کے تقاضے پورے نہ ہو سکیں

تو پھر آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ انتخاب غلط کیوں کی۔ یا اللہ آپ خود ہی انتخاب فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سب کو رہنے دو یہ جو کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے لائق ہیں یہ سب نالائق ہیں۔ وہ اندر ایک لاغر اور بیمار براق کھڑا رہا ہے جاؤ اس کو چاکر خوشخبری دے دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام گئے اور دیکھا ایک لاغر کمزور بیمار براق کھڑا رہا ہے آپ نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو۔ اس نے کہا کہ تمام براق آج خوش ہیں اور اس لائق ہیں کہ حضور ﷺ کی سواری کے لیے اپنے آپ کو پیش کر سکیں۔ لیکن میں تو اس قابل بھی نہیں کہ اپنے آپ کو آقا ﷺ کی سواری کے لیے پیش کر سکوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا انتخاب فرمایا ہے وہ اسی خوشی سے تندرست ہو گیا۔ مونا تازہ اور خوبصورت ہو گیا۔ اسی لیے ہے کہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

فرماتے ہیں

جسے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

سب سے کمزور لاغر اور بیمار براق کو آپ ﷺ سے نسبت ہو گئی تو وہ سب سے افضل ہو گیا۔ باقی کسی براق کی بات کوئی کرتا ہی نہیں ہے صرف اسی براق کی باتیں ہوتی ہیں انسان کے جسم پر سب سے کم تر لحاظ سے لباس کو سنا ہے پگڑی ہے شلوار ہے قمیض ہے جوتی ہے۔ اس میں کم سے کم درجہ کس کا ہے۔ جوتی کا ہے۔ کسی کو یہ کہنا ہو کہ تو بہت برا ہے نکما ہے تو کہا جائے گا کہ تو جوتی جیسا ہے فلاں آدمی تو میری جوتی جیسا بھی نہیں ہے۔ یا پھر یہ کہ تھوک بھی سب سے کم کی درجہ کی چیز ہے۔ انسان کہتا ہے کہ میں تو اس پر تھوکتا بھی نہیں۔ اب تھوک کم تر چیز ہے یا پھر جوتی۔ اب جوتی جوتی ہی ہے وہ کسی امیر کے پاؤں میں ہو۔ کسی بادشاہ کے پاؤں میں ہو کسی وزیر کے پاؤں میں ہو کسی جگے کے پاؤں میں ہو کسی جاگیر دار کے پاؤں میں ہو لیکن ایک جوتی وہ ہے جو میرے نبی پاک ﷺ کے پاؤں میں آئی اب اس جوتی کا کیا رتبہ ہے۔ جوتی چمڑے کی ہو یا ریشمین کی ہوگی جس وقت وہ تیار ہو کر پاؤں میں چلی جائے گی تو جوتی کہلائے گی خواہ بادشاہ کے پاؤں میں ہو یا کسی گداگر کے پاؤں میں آئے۔ ایک جوتی میرے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے پاؤں میں آئے تو اس جوتی کا درجہ کیا ہے۔ اس جوتی کے تلوے کو ٹوٹی لگی ہوئی ہے وہ اگر عرش کے چرے پر لگے گی۔ تو اسے عظمت نصیب ہو گی۔ معراج کی رات عرش رونے لگا کہ یا اللہ آپ کے حبیب پاک ﷺ اپنی نعلین پاک اتار کر مجھ پر آ رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ کے قدم مبارک عرش پر لگنے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان سے سفارش کر دوں گا میرا تم سے وعدہ ہے کہ اس جوتی کی خاک جب تیرے چرے پہ لگے گی تو تجھے عرش سے عرش معلیٰ بنا دوں گا۔ حالانکہ جوتی مسجد میں نہیں جاتی اگرچہ آپ اسے کئی مرتبہ دھولیں۔ خانہ کعبہ میں جوتی نہیں لے جاسکتے لیکن یہ جوتی ہے کہ عرش کو عرش معلیٰ بنارہی ہے۔ کیا یہ جوتی عرش کو عرش معلیٰ بنارہی ہے نہیں نہیں یہ نسبت رسول ﷺ بنارہی ہے جو کہے کہ میں حضور ﷺ کے لائق ہوں میرا

مکان لائق ہے میری تقریر ان کے لائق ہے میرا عمل ان کے لائق ہے وہی دراصل نالائق ہے جو کہے کہ یا اللہ میں کرتو رہا ہوں لیکن یہ عمل حضور ﷺ کے لائق نہیں اگر قبول کر لیں تو ان کی مرضی۔ اپنے اعمال خود ٹھیک کر لیں۔ نسبت پیدا کر لو پھر گندے انڈوں کو اللہ تعالیٰ درست فرمانے والا ہے۔ داتا صاحب جیسے اور کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ گناہ گار آدمی فوت ہو جائے تو اس کو میرے روضے پر لاؤ۔ اس کا جنازہ پڑھو۔ اللہ کے فضل سے بخش دیا جائے گا۔ خود جا کر زندگی میں داتا صاحب کی مسجد میں دو رکعت نماز باجماعت ادا کرو۔ بخشش ہو جائے گی۔ پاکپتن والوں کا اعلان ہے کہ کوئی میرے دروازے سے اس بہشتی دروازہ سے گزر جائے تو جنتی ہے۔ کیلیا نوالی سرکار کا اعلان ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے جنتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ محفل میں کسی جگہ میرے کسی ادنیٰ سے غلام کا ذکر کرو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے تھے میرے فلاں صحابی ایسے تھے اور نیک بندوں کا ذکر کرو تو سامعین پر نزول رحمت ہوتی ہے لیکن کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کا ذکر کر لیں۔ زمین پر کر لیں فرش پر کر لیں۔ آسمان پر کر لیں جہاں چاہیں کر لیں اور اس محفل میں حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق کوئی بات نہ ہو کوئی نعت نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات سے متعلق کوئی اشارہ نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا آپ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھ لیں۔ سجدہ میں پڑھ لیں کھڑے ہو کر پڑھ لیں۔ یہ محفل قبول نہیں ہوئی۔ قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے اتنی بڑی محفل سجائی لیکن اس میں میرے حبیب پاک ﷺ کا ذکر نہیں کیا کیوں نہیں کیا۔ لیکن اس کے مقابلے میں تو کچھ بھی نہ کر صرف یہ کہہ دے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ تو یہ قبول بھی ہو گیا اور محفل بخش بھی دی گئی۔ کیونکہ اس پر دس بار اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے آپ پڑھیں تو اس میں اشارہ ہے کہ اے اللہ تو یہ کر دے لیکن اللہ تعالیٰ کا درود شریف میں بخشش ہے۔ فرمایا دس نیکوں کا اضافہ ہو گیا جو کی بھی نہیں ہیں۔ دس گناہ معاف ہو گئے دس درجے بلند ہو گئے۔ یہ صرف نسبت رسول ﷺ کی بات ہے۔ فرمایا کہ تو چیزیں طلب کرنی چھوڑ دے کہ مجھے یہ دیدے مجھے دولت دیدے مجھے ایمان دیدے فرمایا ہر دعا مانگی، بند کر دے تو صرف یہ کہہ دے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ تو اللہ تعالیٰ دنیا و کائنات کی بہتر چیز تھے عطا فرمادیں گے۔ بابا فریدؒ گیا فرماتے ہیں

اٹھ فرید استیا تے خلقت و بکھن جا

جے کوئی مل جائے بخشیا تے توں وی بخشیا جا

اس شعر پر ختم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی پاک ﷺ سے نسبت پیدا کرنے کی توفیق فرمائے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ زندگی کے روزمرہ کے معمولات اعمال اسی طرح ادا ہوں جس طرح سنت رسول ہیں تاکہ نسبت پیدا ہو جائے نسبت سے ہی کام بنتا ہے۔ نسبت سے ہی بخشش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہماری نسبت کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب برہائش شاہد حسین صاحب رضا آباد 03/09/93

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین بسم اللہ الرحمن الرحیم انا عطینک الکواثر صدق اللہ وصدق النبی الکریم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا لڑین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

ہوں میں آقا کے درکا گدا اللہ اللہ یعنی نعت شریف حاجی رشید صاحب نے پڑھی بڑے ذوق شوق سے پڑھی ہے فرماتے ہیں کہ ہوں میں آقا کے درکا گدا اللہ اللہ یہ اللہ اللہ کے الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب الفاظ ختم ہو جاتے ہیں جب الفاظ ختم ہو جائیں جب کوئی عبارت باقی نہ رہے الفاظ کی کمی ہو جائے بندہ بے بس ہو جائے اور اپنے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لیے اس کے پاس الفاظ نہ ہوں تو وہ کہتا ہے اللہ اللہ جسے سمجھ آ جائے وہ کہتا ہے مُبْحَنُ اللہ اور جسے سمجھ نہ آئے وہ کہتا ہے اللہ اللہ یعنی مجھے تو معلوم نہیں بس اللہ کو پتہ ہے فرماتے ہیں میں ہوں آقا کے درکا گدا۔ میں حضور ﷺ کے درکا غلام ہوں ایک ادنیٰ سوالی ہوں ایک ادنیٰ سافقیہ ہوں پھر آگے فرماتے ہیں اللہ اللہ کہ جو میں بن گیا ہوں جو میرا مقام بن گیا ہے یہ میں نہیں بتا سکتا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کے درکا گدا ہوں لیکن میری شان نہ پوچھو کہ میں کیا بن گیا ہوں۔ یہ میں نہیں بتا سکتا کہ کیا شان ہے

نہ پوچھو میرا مرتبہ اللہ اللہ

لیکن پھر بھی تھوڑی سی جھلک تو ہو کہ بن گیا گیا۔ وہ جا کر بنا گدا۔ جا کر بنا سوالی۔ جا کر بنا حضور ﷺ کے درکا منگتا۔ تو بن گیا گیا وہ بادشاہ بن گیا۔ وہ غوث بن گیا۔ وہ قطب بن گیا۔ آخر وہ کیا بن گیا کوئی تو جھلک ہونی چاہیے۔ ہم سارے اولیاء کرام کے در کے گدا ہی ہیں لیکن صرف بتانے کے لیے کہ جب ہم گدا بنتے ہیں جب ہم سوالی بن جاتے ہیں تو ہماری شان کیا ہوتی ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی شان اتنی بلند ہے کہ صحیح طور پر اس کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ محمد ﷺ ہوتا ہی وہی ہے جس کی مزید تعریف نہ ہو سکے۔ تمام لوگ تعریف کرتے کرتے تھک جائیں۔ بس ہو جائیں سب ختم ہو جائے سب علوم ختم ہو جائیں تو حضور ﷺ کی تعریف پھر شروع ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک خاص نظر سے دیکھا تو وہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہوش آئی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج کوئی خاص جلوہ تھا۔ یہ کیا تھا کہ جس سے میں بے ہوش ہو گئی اس سے پہلے بھی تو آپ ﷺ کہت دیکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے حسن پر اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار پردے ڈالے ہوئے ہیں۔ ان ستر ہزار میں سے ایک پردہ میں نے تھوڑا سا کھسکا یا ہے کہ تم پر ایسا جلوہ پڑا کہ تو بے ہوش ہو گئی۔ یہ حضور ﷺ کے حسن کے کمال کا بیان ہے۔ نعت خوانی بڑی اعلیٰ ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ”رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے“ یعنی اہل نظر بڑی دوڑ دھوپ کر کے آتے ہیں لیکن جیسے ہی حضور ﷺ کے در تک پہنچتے ہیں تو ان کے قدم رک جاتے ہیں کہ آگے کہاں جائیں۔ کوئی ان سے آگے نہیں جاتا۔ ”ان سے آگے نہ زمین ہے نہ زمان ہے“ نہ زمین ہے نہ زمانہ ہے۔ یعنی کسی عاشق نے کہا

کہ قدم تو رکھتے ہیں زمین پر۔ تو رک گئے لیکن حضور پاک ﷺ کی شان تو آسمانوں سے بھی اوپر ہے تو پھر زمین پر قدم رکھنے کا کیا فرق پڑا۔ انہوں نے فرمایا کہ ”رکتی ہے یہیں آ کے نظر اہل فکر کی“ ان دونوں میں فرق ہے۔ ”رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے“ قدم آ کے رک گئے اور ”رکتی ہے یہیں آ کے نظر اہل فکر کی“ اس کوچہ سے آگے نہ زمین ہے نہ زمان ہے۔ یہ اعظم جشتی کی نعت ہے۔ ہم تو ان کی جوتی کی خاک بھی نہیں ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی شان آئے تو پھر آپ ﷺ کی شان بیان کرنے کے لیے کچھ تو عرض کرنا ہی ہوتا ہے کہ جہاں آ کے قدم رکیں وہاں سے حضور ﷺ کی نعت شروع نہیں ہوتی بلکہ فکر جہاں آ کے رکے وہاں سے حضور ﷺ کی نعت شروع ہوتی ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ فکر اور نظر آپ کی آسمانوں تک جاسکتی ہے لیکن آپ کے قدم زمین سے نہیں اٹھیں گے۔ حضور ﷺ کی شان کا بیان ہے تو حضور پاک ﷺ کی شان تو بہت بلند ہے۔ اور یہ سب اندھیرے ساری بد عقیدگی اور یہ ساری بے عملی کس سے دور ہونی ہے کیا علم سے دور ہو جائے گی۔ علم خود ایک حجاب ہے۔ کیا نمازوں سے دور ہو جائے گی۔ نماز پڑھنے والا خود گرفتار ہے۔ کس سے دور ہو سکتی ہے۔ اکثر حاجی صاحب فرماتے ہیں کَشَفَ الدُّجَى بِحِمَالِهِ یہ سب اندھیرے کس سے دور ہونے ہیں۔ یہ نعت شریف ہے حضرت سعدیؒ کی اور بڑے بڑے نعت خوانوں نے یہ تنکا کیا ہے کہ ہماری ساری نعتیں لے لیں اور حضرت شیخ سعدیؒ کی یہ چار مصرعوں والی نعت۔ اس قطعہ کا ثواب ہمیں دے دیں۔

بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

كَشَفَ الدُّجَى بِحِمَالِهِ

حَسُنَتْ جَمِيعُ خَصَالِهِ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

یہ نعت اب بھی شیخ سعدیؒ حضور نبی پاک ﷺ کی گود میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ لوگوں نے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی گود مبارک میں بیٹھے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا کہ شیخ سعدیؒ کو یہ شرف کیوں حاصل ہوا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس نے یہ نعت لکھی ہے۔ اس میں ایک فقرہ ہے ہماری سب کی تعلیم کے لئے ہماری ساری ترقی کے لئے کہ ہماری ساری بد عقیدگی ہماری بے عملی کہاں سے دور ہونی ہے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے دیکھنے سے بِحِمَالِہ اس کا مطلب ہے۔ آپ کے جمال سے۔ جو نبی جمال دیکھا۔ سب اندھیرے دور ہو گئے۔ ایک ہمارے دوست ہیں وہ فرما رہے تھے کہ وہ نور پور میں رہتے تھے۔ چھوٹی سی ان کی عمر تھی بس چودہ پندرہ سال کے تھے کہ ان کے گھر میں پیر صاحب تشریف لائے۔ اور یہ ان کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔ وہ پیر صاحب لوگوں کو تعویذ دے رہے تھے۔ کوئی اپنی حاجت بیان کرتا تعویذ لے جاتا۔ کوئی حاجت بیان کرتا اور تعویذ لے جاتا۔ وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے بھی عرض کیا کہ مجھے بھی تعویذ دیں۔ حضرت صاحب نے پوچھا کس بات کے لئے۔ تو بتایا کہ مجھے فلاں لڑکی

سے عشق ہے۔ میری شادی اس لڑکی سے ہو جائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ کو اس سے اچھی چیز دے دیتے ہیں۔ رات کو حضور پاک ﷺ کی زیارت ہو گئی۔ اس بات کو چالیس سال ہو گئے ہیں کہ جب زیارت ہوئی تھی فرماتے ہیں کہ۔ چالیس سال ہو گئے ہیں مجھے اب بھی اس کا سرور ہے اور اس زیارت کے بعد مجھ پر یہ اثر ہوا ہے کہ جب جہاں کہیں کسی لڑکی آرہی ہوتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ میری لڑکی آرہی ہے۔ چہ جائیکہ وہ عشق میں اسی کو پھنساتا تھا۔ اب یہ حالت ہے صبح بیدار ہوا وہ لڑکا تو حالت ہی بدل گئی اور اب تک یہ حالت ہو گئی ہے کہ اگر کسی کی ماں آرہی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری ماں آرہی ہے۔ اگر کسی کی بہن آرہی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری بہن آرہی ہے۔ پہلے وہ پرانی بیٹی تھی اب وہ اس کی اپنی بیٹی بن گئی ہے۔ اتنا شرم و حیا آ گیا ہے۔ یہ کس سے آیا ہے۔ رات کو اس نے کیا پڑھ لیا ہے۔ کچھ نہیں پڑھا صرف ایک چیز کہ حضور نبی پاک ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ لیا ہے۔ ایسا انقلاب دیا نبی پاک ﷺ کی زیارت نے کہ ہر چیز کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

انقلاب ایسا کیا ایک نظر سے برا

تو نے ہر چیز بدل ڈالی پرانی میری

تمام لوگ جانتے ہیں۔ ایک ٹرم TERM ٹیکسیاں چلانا۔ یہ عورتوں کا کاروبار چلاتے ہیں اسے کہتے ہیں ٹیکسی چلانا۔ ایک شخص تھا وہ یہ کاروبار کرتا تھا۔ ٹیکسی چلاتا تھا وہ ایک ٹیکسی پر عاشق ہو گیا اور اس سے کہنے لگا کہ تو مجھ سے شادی کر لے۔ اس لڑکی نے جواب دیا کہ تو تو میرے پیسے پر خود پل رہا ہے تم سے شادی نہیں کروں گی۔ لیکن وہ بہت عاشق تھا۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ صوفی صاحب بتائیے کہ میں کیا کروں۔ کس طرح اس لڑکی کو آمادہ کروں۔ اس نے مشورہ دیا کہ تعویذ پلا دو۔ تعویذ ڈال دو۔ وہ شخص تعویذ لینے کے لئے یہاں سے ریٹالہ خورد گیا۔ وہاں ایک بزرگ سے تعویذ لینے گیا۔ دو منٹ پانچ منٹ دس منٹ اس بزرگ کی محفل میں بیٹھا تو اس کے دل میں یہ خیال آنا شروع ہوا کہ پاگل تو اس کنجری سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ اتنی فاحشہ عورت ہے اور تو اس سے شادی کی تمنا رکھتا ہے۔ وہ اتنی بری عورت ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تیری عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اسی وقت اس بزرگ کی زیارت کرنے سے ان کا دیدار کرنے سے اس فاحشہ عورت کی محبت دل سے نکل گئی۔ اس نے کہا کہ نہیں نہیں مجھے تعویذ نہیں چاہیے۔ مجھے آپ مرید کر لیں۔ وہ مرید ہو گیا۔ بیعت کر لی۔ اور ذکر کیا اور یہ جو مسجد ہے بڑے قبرستان والی اس میں بیٹھ کر ذکر کیا۔ اب اس کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری دیدار نصیب ہو گیا۔ اور وہ بزرگ میرے پیر صاحب ہیں۔ آج کل وہ گوجرہ شریف میں تشریف رکھتے ہیں۔ اس وقت وہ آدمی ریٹالہ خورد گیا تھا۔ ان دنوں وہ وہاں اسٹیشن ماسٹر ہوا کرتے تھے۔ صرف پانچ دس منٹ دیدار کرنے سے اس کی ہر چیز پرانی بدل کر نورانی ہو گئی۔ آپ نے بھی اگر اپنی چیز پرانی بدلی ہو آپ بھی اگر اپنا علاج چاہتے ہیں تو کسی نظر والے کے پاس چلے جاؤ۔ تیرا اس کے بغیر کوئی علاج نہیں۔ یہ حضرت علامہ اقبالؒ کا عقیدہ ہے

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں

ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں وہ سودخور تھے۔ قرضہ دیتے تھے سود لیتے تھے اور سب چھوٹے بڑے لوگ جانتے تھے اور اس سے بچتے تھے کہ کہیں اس کا سایہ بھی نہ ان پر پڑ جائے۔ وہ اس حد تک بدنام تھے کہ کہیں سایہ بھی اس کا ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم بے ایمان نہ ہو جائیں۔ وہ گلی میں سے گزر رہا ہے بچے نعرے لگا رہے ہیں۔ آواز سے کس رہے ہیں طعنے دے رہے ہیں اسے خیال آیا کہ بہت بے عزتی ہو رہی ہے یہ بہت خراب زندگی ہے۔ اس نے سوچا کہ حضرت ابوالحسن خرقائی کا در دولت ہے کیوں نہ میں وہاں حاضری دوں۔ وہاں گیا حاضری دی پانچ دس منٹ وہاں بیٹھا اور باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یہ بات سمجھا دی کہ اب ادب سے کھڑے ہو جاؤ یہ بندہ میرے ولی کے دربار پر حاضری دیکر واپس آ رہا ہے اب اگر اس پر تمہارا سایہ پڑ جائے تو تم بے ایمان ہو جاؤ گے۔ یہ تھے حضرت ابوالحسن خرقائی۔ حضور نبی پاک ﷺ کا ایک دشمن تھا اس کی بڑی خواہش تھی کہ میں حضور ﷺ کو قتل کر دوں۔ اس نے خنجر تیز کیا۔ زہر میں ڈبویا اور صبح سویرے خانہ کعبہ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اندھیرا کافی تھا چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے علم تھا کہ حضور نبی پاک ﷺ صبح سویرے سب سے پہلے آتے ہیں اور طواف کعبہ فرماتے ہیں جو نبی وہ آئیں گے تو میں قتل کر دوں گا۔ لیکن جیسے ہی حضور نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور وہ دشمن سامنے آیا تو کانپ گیا اور اس کا خنجر گر گیا۔ تو عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس لمحہ سے پہلے جبکہ میں نے آپ کے چہرہ انور کو نہیں دیکھا تھا سب سے منحوس (نعوذ باللہ) آپ ﷺ ہی میری نظر میں تھے لیکن اب سب سے زیادہ محبوب آپ ﷺ ہیں اور یہ خنجر میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے لیا پھرتا رہا ہوں آپ ﷺ کی نظر پڑی تو یہ گر گیا میں تو تباہ ہو گیا میرا اپنا تو ایمان چلا گیا اب آپ ﷺ مجھے کلہ پڑھائیں اور اس نے پڑھ لیا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

حضرت یہ ہے کہ تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں۔ ہم سب کو ایک نظر کی ضرورت ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کہیں گے ہمیں نماز کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں روزے کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں کلمہ کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں حج کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں زکوٰۃ دینے کی کیوں نہیں ضرورت۔ یہ سبھی ضرورتیں ہیں۔ میں نے بھی یہ چارٹ (دیوار پر لگے ہوئے چارٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) لگایا ہوا ہے یہ سارے شہر میں چارٹ لگا ہوا ہے کہ سورہ ہر شخص پناہ مانگتا ہے لیکن سورہ بھی کسی سے پناہ مانگتا ہے۔ جیسے ہم اس سے بچتے ہیں وہ بھی کسی سے بچتا ہے۔ ایک ولی اللہ نہ فرمایا کہ وہ کس سے بچتا ہے فرمایا کہ وہ بے نمازی سے پناہ مانگتا ہے۔ نماز کی اہمیت آپ دیکھیں کہ سورہ بھی بے نماز سے بچتا ہے۔ کہ کہیں اس کا سایہ مجھ پر نہ پڑ جائے۔ لیکن یہ نماز جو آپ پڑھتے ہیں اس کی حفاظت کس سے ہوگی یہ خزانہ ہے یہ قرار ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اپنا قرب اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ اپنے پیسے آپ نے اپنی جیب میں رکھے

ہوئے ہیں۔ بنک میں رکھے ہوئے ہیں۔ دنیاوی خزانے کو آپ نے تالا لگایا ہوا ہے وہاں چوکیدار ہے۔ وہاں فوج ہے وہاں پولیس ہے کیونکہ خزانہ ہے نا وہاں۔ تو یہ جو نماز آپ نے پڑھی ہے روزہ رکھا ہے۔ حج کیا ہے یہ ثواب ہے۔ یہ جو خزانہ ہے ایمان کا اس کا محافظ کون ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ایمان کے محافظ ولی اللہ ہیں جس کا ولی اس کے سر پر نہیں ہے اس کا یہ خزانہ لٹ جائے گا۔ آپ نمازیں پڑھیں کوئی نہیں روکتا۔ اور پڑھیں آٹھ نمازیں روزانہ پڑھیں۔ سجدے کریں سجدے سے سر بھی نہ اٹھائیں۔ خیرات اتنی کر دیں کہ ہر طرف دھوم مچ جائے۔ حج ہر سال کریں قربانی بھیجیے لیکن اس سارے ثواب کے خزانے کو سنبھال کر بھی تو رکھنا ہے کہ نہیں۔ یہ پیسے میں نہ رکھے ہیں جیب میں رکھے ہوئے ہیں باہر کیوں نہیں پھینک دیے یہ وہاں باہر کیوں نہیں رکھ دیے۔ خزانہ ہے نا اس لیے حفاظت کی ہے۔ ایمان کے خزانے کا۔ ثواب کے خزانے کا۔ نجات کے خزانے کا محافظ کون ہے فرمایا کہ اس خزانے کا محافظ ولی اللہ ہے اس کا سایہ آپ کے سر پر ہوگا تو آپ کے اس خزانے کی حفاظت ہوگی۔ یہ ایک لشکر ہے فرمایا کہ یہ لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ فوجوں میں سے ایک فوج ہے۔ اسلحوں میں سے ایک اسلحہ ہے جو کہ آپ کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کا پیر نہیں اس کا مذہب نہیں۔ آخر میں پتہ نہیں کیا ہو جانا ہے۔ پتہ نہیں کیا بات ہے کہ جب یہ دونوں حضرات (اشارہ کرتے ہوئے) آتے ہیں تو مجھے ان کا پیر خانہ یاد آ جاتا ہے۔ ان کے بزرگوں نے تو یہ اعلان کر دیا ہے ان کے بزرگوں نے فرمایا ہے۔ دیکھیں حفاظت کا یہ عالم ہے۔ انعام کا یہ عالم ہے۔ پرانی چیزیں بدلنے کا یہ طور طریقہ ہے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ ان کے پیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جاؤ اعلان کر دو کہ جو میری گلی سے گزر جائے گا یعنی حضرت کیلیا نوالی سرکار کی گلی سے گزر جائے گا جنتی ہو جائے گا۔ اب جنت ہی چاہیے نا۔ نجات چاہیے۔ جنت چاہیے ان کے پیر و مرشد کیلیا نوالی سرکار ہے۔ منصور والی کے قریب ہے۔ فرمایا جو میری گلی میں سے گزر جائے گا جنتی ہے۔ وہ گلی آج بھی ہے یہ تو اٹھ کر کہیں نہیں چلی گئی۔ آج بھی وہی گلی ہے۔ کسی شخص نے یہ بات اپنے پیر صاحب سے کہہ دی کہ حضرت کیلیا نوالی سرکار نے یہ فرمایا ہے کہ میری گلی سے گزر جائیں تو نجات مل جائے گی۔ میں تو آپ کا مرید ہوں۔ میرا کیا حال ہے۔ میرا کیا بنے گا۔ کیا مجھے بھی کچھ ملے گا۔ حضرت کرمانوالی سرکار کا مرید سیٹھ شفیع اس کا نام ہے عرض کیا کہ حضرت صاحب میں کیلیا نوالی سرکار کا تو مرید نہیں میں آپ کا مرید ہوں انہوں نے اعلان کروایا ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے جنتی ہے۔ میں تو آپ کا مرید ہوں میرے پلے بھی کچھ ہے۔ فرمایا تیرے پلے بھی بہت کچھ ہے تو میرا مرید ہے۔ کوئی میرا مرید بھی نہ ہو مجھے یاد کر لے جنتی ہو جائے گا۔ آپ اس وقت کرمانوالی سرکار کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ بھی جنتی ہو سکتے ہیں۔ نماز میں ثواب ملتا ہے جنت نہیں ملتی۔ نفل پڑھیں ثواب ہے تلاوت کریں ثواب ہے۔ ”الف“ کہا دس نیکیوں کا ثواب مل گیا ”ل“ کہا دس نیکیوں کا ثواب ”م“ کہا تو دس نیکیوں کا ثواب ”الم پڑھا تو تیس نیکیوں کا ثواب آپ کے حصہ میں آ گیا۔ لیکن جنت کا وعدہ تو نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے روضے کی زیارت کی وہ جنتی ہے۔ حضور پاک ﷺ کی حدیث مبارک ہے جس نے میرے روضے کی باہر سے ادب

سے زیارت کی جنتی ہے اور یہ گلی جو جنت کا کارخانہ بنی ہوئی ہے اسی صدقے سے بنی ہوئی ہے حضرت کیلیا نوالی سرکار میں حضور ﷺ ہی مोजزن ہیں۔ حضرت کرمانوالی سرکار میں حضور ﷺ ہی مोजزن ہیں۔ میرے حضرت صاحب میں بھی حضور ﷺ ہی مोजزن ہیں۔ ان کا دیکھنا مجھے وہی درجہ دیتا ہے وہی ثواب دیتا ہے جو ایک صحابی کا حضور پاک ﷺ کی زیارت سے اس کو ملتا ہے ورنہ میں قیامت کے روز کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہوں کہ یا اللہ یہ تو صحابی تھے حضور پاک ﷺ کو دیکھ لیتے تھے جنتی ہو جاتے تھے۔ میری جنت کا ذریعہ کیا ہے۔ اس کا جواب حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے ہاتھوں میں ہاتھ دیا جنتی ہے تو سارے صحابی جنتی ہو گئے جس نے صحابی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی بیعت کی وہ بھی جنتی ہو گئے۔ جس نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیے وہ بھی جنتی ہو گئے۔ اس طرح چلتے چلتے قیامت تک آخری آدمی نے جو بیعت کی وہ بھی جنتی ہو گیا۔ اسی لحاظ سے آپ کے جو بزرگ ہیں وہ جنت عطا کرتے ہیں جس کا بھی کوئی بزرگ ہے وہ جنتی ہے اس لیے جنت لینے ہے نجات لینے ہے تو اس کا یہ طریقہ ہے۔ شریعت سے کوئی منع نہیں کرتا۔ شریعت اور بیعت میں کیا فرق ہے ایک ہے کہ پہلے جنت ملے پہلے جنت میں داخلہ ہو پھر درجہ ملے۔ یعنی پہلے آپ گاڑی میں سوار ہوں تو پھر اے سی ہو یا سینڈ کلاس میں بیٹھیں یا سلیر ہو یا فیسٹ کلاس ہو۔ یہ سب درجے ہیں پہلے گاڑی ملے تو سہی۔ چناب الیکسپریس تیز گام یا کوئی اور ایکسپریس ہو پہلے اس پر سوار تو ہوں پھر درجے ڈھونڈیں گے کہ کون سے درجے میں بیٹھنا ہے۔ جنت میں داخلہ جو ہے وہ مرید ہونے سے ہے اور وہاں جو درجہ ہے وہ نماز سے ہے۔ یہ دونوں کر لیجئے۔ حافظ قرآن جنت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے حکم دے گا کہ تو الم سے شروع کر کے قرآن پڑھتا جا اور درجے بلند ہوتا جا۔ جہاں والناس پر پہنچے گا وہی تیرا درجہ ہے وہی تیرا مقام ہے الم میں تیس درجے ہیں وہ الم پڑھے گا تو تیس درجے بلند ہو جائے گا۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ کے پتہ نہیں کتنے درجے بنتے ہیں۔ اسی طرح ہوتے ہوتے معلوم نہیں کہ کل کتنے درجے بنتے ہیں چھ ہزار چھ سو چھیانوہ تو آیات ہیں پتہ نہیں کہ اس میں کتنے حروف ہیں پتہ نہیں کہ والناس تک کتنے لاکھ درجے ہیں۔ والناس تک وہ اتنے لاکھ درجوں تک پہنچ جائے گا۔ اس حافظ کا داخلہ کیسے ہوگا۔ سیڑھیاں تو وہ پڑھے گا لیکن پہلے سیڑھی تو آئے۔ یہ سیڑھی یہ نجات اور جنت میں داخلہ صرف بیعت سے ہے۔ ایک کنجری آپ جانتے ہیں کہ بہت خراب ہوتی ہے۔ وہ حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس آ کر بیعت ہوئی باہرنگلی تو کسی نے کہا کہ سو چوہے کھا کر بلی جج کوچلی۔ تو وہی کنجری ہے جو پہلے تھی۔ وہ کنجری واپس آئی اور کہا کہ حضرت صاحب لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں فرمایا یہ طعنے اب کے ہیں کہ پہلے کے ہیں۔ کہنے لگی کہ یہ پہلے کے ہیں تو فرمایا کہ پہلے کے طعنے تو اسی وقت معاف ہو گئے جس وقت تو نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ یہ حضرت جنید بغدادیؒ کا مقام ہے۔ تو یہ جو نجات ہے یہ سب بیعت سے ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کی بیعت نہیں اس کا مذہب نہیں ہے جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ بیعت بہت ضروری ہے۔ آپ لوگ بڑے ذوق سے شوق سے اور بہت دور سے آتے ہیں تو یہ دامن ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اس میں جو درجے لینے والی بات ہے وہ شریعت ہے وہ طریقت ہے طریقت میں بھی درجہ لینے والی

ایک بات ہے وہ درجہ کیسے ملے گا۔ داتا صاحب نے فرمایا اور یہ حضور نبی پاک ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ مرید جو کچھ اپنے پیر کو سمجھے گا وہی کچھ مرید خود بھی بن جائے گا۔ آپ سمجھیں کہ میرا پیر فنا فی الرسول ہے آپ فنا فی الرسول ہو جائیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا پیر فنا فی اللہ ہے آپ فنا فی اللہ ہو جائیں گے آپ کہتے ہیں کہ میرا پیر واصل باللہ ہے آپ واصل باللہ ہو جائیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا پیر بقا باللہ ہے۔ آپ بقا باللہ ہو جائیں گے۔ خدا خواستہ خدا نہ کرے اللہ نہ کرے آپ کہیں کہ میرا پیر کچھ نہیں ہے سب فراڈ ہے تو آپ بھی فراڈ ہو جائیں گے آپ کہیں کہ وہ تباہ ہے آپ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ جو بھی آپ اپنے پیر کو سمجھیں گے وہ آپ بننے جائیں گے۔ اب سوچ لیں جو کچھ آپ نے بننا ہے۔ جو آپ اپنے دل میں اپنی نظر میں اپنے پیر کو درجہ دیں گے اللہ تعالیٰ وہی درجہ آپ کو دے گا۔ اس طرح کا نقد سودا کہیں نہیں ہے۔ جو آپ سمجھیں وہی بن جائیں۔ داتا صاحب نے یہ لکھا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم کیسے بنے فاروق کے معنی بڑا مجسٹریٹ فرق کرنے والا۔ حق و باطل میں تیز کرنے والا۔ فیصلہ کرنے والا۔ جج اعظم یعنی بڑا قاضی۔ سپریم کورٹ کا بڑا جج جیسے ہوا اس کو کہتے ہیں فاروق اعظم اللہ کی کورٹ کے بڑے جج کو فاروق کہتے ہیں۔ جسے ہم جج کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی جو عدالت ہے ایک تو ہے کہ پاکستان کی عدالت ہوگئی۔ امریکہ کی عدالت ہوگئی۔ چین کی عدالت ہوگئی ان کے اپنے جج ہوتے ہیں ان کا درجہ ان کا مقام ویسا ہوگا جیسا اس ملک کا قانون ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت ہے اس کا بڑا جج کون ہے۔ اس کا بڑا جج فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ بنے کیسے۔ کون سی ڈگری لے لی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے بی اے کیا ہے اب ایل ایل بی کروں گا تو وہ جج بن سکتا ہے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جج کیسے بنے۔ کوئی یونیورسٹی میں پڑھے۔ کون سی ڈگری لی۔ ایک سادہ سا مقدمہ پیش ہوا۔ پانی کی باری کا مقدمہ۔ ایک کہتا ہے میری باری پہلے دوسرا کہتا ہے کہ اس کی باری پہلے۔ ایک یہودی ہے اور ایک منافق مسلمان۔ بظاہر وہ مسلمان ہے لیکن ہے وہ منافق۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی سچا ہے یہ پہلے پانی کی باری لے۔ وہ منافق فیصلہ کر باہر نکلا اور کہنے لگا کہ حد ہوگئی ہے یہ تو غلط فیصلہ ہوا ہے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کراؤں گا۔ دونوں وہاں چلے گئے۔ وہاں مقدمہ پیش ہوا منافق نے کہا جناب یہ اس طرح سے ہے یہ میرا دعویٰ ہے۔ آپ نے دوسرے سے پوچھا کہ اے یہودی تیرا کیا بیان ہے تو اپنی شہادت دے۔ اس نے کہا میری شہادت یہی ہے کہ تمہارے نبی نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے یہ ساری بات ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا ٹھہرو۔ میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ تلوار لے کر باہر نکلے اور منافق کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔ شور مچ گیا کہ مسلمان کو مار دیا۔ مسلمان قتل کر دیا۔ دیت دو۔ قصاص دو۔ یہ کرو۔ وہ کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک آیت نازل فرمادی۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ” تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی مجھے تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مسلمان مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں اپنا حاکم اعلیٰ نہ بنا

لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تقدیق ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ میں سب سے بڑا حاکم ہوں اس نے میری حاکمیت کو تسلیم کیا۔ منافق تو مر گیا اس کا تو سر قلم ہوا۔ آج سے یہ عمر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔ حضور ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کیا ہے اور تسلیم اس طرح سے کیا کہ منافق کا سر کاٹ کر رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے کرم سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنادیا۔ اگر آپ بھی کسی قسم کا کوئی مقام اپنے دل میں تعین کریں کہ کیسے ملنا ہے۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ میں وہ مقام سمجھیں آپ کو وہ مقام مل جائے گا۔ آپ اپنے پیر میں وہ مقام سمجھیں تو آپ کو وہ مقام مل جائے گا۔ کتنا آسان نسخہ ہے۔ اس سے بڑا اور آسان سودا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ تسلیم کریں ادب کریں۔ جس طرح سے کہتے ہیں نا کہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

جس نے پیر کی خدمت کی مخدوم بن گیا لوگ پھر اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ بھی تو ہیں لیکن آپ میرے ہاتھ کیوں چوم رہے ہیں۔ یہ پیر بھی چوم رہا ہے وہ بھی چوم رہا ہے آخر کیوں؟ اس لئے کہ میں نے اپنے پیر صاحب کے ہاتھ چومے۔ خدا کی قسم اگر میں نے اپنے پیر صاحب کے ہاتھ نہ چومے ہوتے تو مجھے کسی نے سلام تک بھی نہیں کرنا تھا۔ مجھے تمام چیز ہاں سے ملی ہے اسی طرح تمہیں بھی ہر چیز اپنے پیر سے ملنی ہے۔ یہ پہلے بھی عرض کیا ہے ایک شخص ہے حیات جمالی بلوچ یہ جتوئی کے مقابلہ کا قبیلہ ہے وہ سارا علاقہ ہی خونخواروں کا ہے۔ مورد ہو گیا۔ جتوئی کا قبیلہ ہو گیا۔ دادو ہو گیا جہاں پر سب فساد ہو رہے ہیں وہ جتوئی صاحب کا قبیلہ ہے۔ ایک بلوچی لڑکا کسی مزار پر جاتا ہے جو سو سال پرانا مزار ہے وہاں جا کر دو چیزیں مانگتا ہے ایک تو یہ کہ مجھے ہدایت آ جائے اور دوسری یہ کہ مجھے ایک کروڑ روپیہ مل جائے گا تو میں ڈاکہ زنی چھوڑ دوں گا۔ ایک تو ہدایت اللہ مجھے دے دے اور ایک کروڑ روپیہ مجھے مل جائے یا اس نے مانگا۔ ایک جمعرات گئی دو گئیں پانچ جمعراتیں گئیں تو خواب میں اسے ایک بزرگ دکھائے گئے کہ یہ بزرگ تمہیں دونوں چیزیں دے سکتے ہیں۔ اگلی جمعرات گیا تو وہ بزرگ بھی وہیں چلے گئے اور پوچھتے رہے کہ حیات جمالی کون ہے۔ حیات جمالی کون ہے۔ حیات جمالی نے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو اسے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ اب وہ اس کے پاس کھڑے تھے تو آپ نے پوچھا کہ ہاں آپ کو دو چیزیں چاہئیں عرض کیا کہ ہاں دو چیزیں چاہئیں آپ اسے دادو شریف لے آئے اسے مرید کیا یہ ہمارے دادا مرشد پاک حضرت قبلہ سائیں بابا دادو شریف والے ہیں۔ سائیں بابا نے اسے بلا کر مرید کیا۔ جناب والا اسے ایسی ہدایت دی کہ جب کبھی وہ گناہ کرنے لگتا تو سائیں بابا سامنے آ جاتے ڈاکہ مارنے جاتا تو سائیں بابا سامنے آ جاتے اور فرماتے کہ تم نے وعدہ نہیں کیا تھا ہدایت کا۔ اب ہدایت آ گئی تو ڈاکہ کیوں مارتے ہو۔ وہ رات کو رنڈی بازی کرنے گیا تو سائیں بابا آگے ڈنڈا لیکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ میرا مرید ہو کر یہ کسب کرتا ہے وہ آگیا اور عرض کرنے لگا کہ ہدایت تو آ گئی ہے ایسی ہدایت کہ آپ تو چوکیدار ہی بن گئے ہیں اب جناب عرض ہے کہ کروڑ روپیہ بھی دے دیں۔ ہدایت تو میں نے پالی۔ ہر طرف سے کٹ گیا

اب جناب کروڑ روپیہ بھی مجھے عنایت کرو۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ ہدایت تمہیں آگئی ہے تو پھر کروڑ روپیہ ملنا تو بہت آسان ہے۔ کئی ایسے کروڑ پتی ہیں جن کو کوئی ہدایت نہیں ہے۔ ہدایت ملنا تو زیادہ مشکل کام ہے یہ زیادہ مہنگی چیز ہے بہت دیر بعد آتی ہے اور کسی خوش نصیب کو ہی آتی ہے یہ تو تم کو آگئی اب کروڑ روپیہ تو کیا کرے گا۔ پتہ نہیں قارون کے پاس کتنے کروڑ روپیہ تھے۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں نہیں آپ مجھے ایسی باتوں سے نہ ٹالیں یہ تو روپے میں نے ضرور لینے ہیں۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ اچھا جاؤ وہ دروازے کی کنڈی لگا کر آؤ۔ یہ درگاہ شریف دادو کی بات ہے۔ شاید آپ نے وہ درگاہ شریف دیکھی ہے۔ وہ کنڈی لگا کر واپس آیا تو دیکھا کہ جہاں سے اٹھ کر گیا تھا وہاں کروڑ روپیہ پڑا ہوا ہے۔ سائیں بابا نے حکم فرمایا کہ یہ کروڑ روپیہ لو۔ ہر چیز پرانی بدل کر رکھ دی۔ اب وہی حیات جمالی چوکیدار بنا وہاں درگاہ شریف پر بیٹھا ہوتا ہے۔ درگاہ شریف کا چوکیدار اکر تا ہے اس کے دل میں فوراً کروڑوں روپوں کی محبت نکل گئی کہا کہ مجھے کروڑ روپیہ نہیں چاہیئے مجھے آپ کا دامن چاہیئے ہدایت بھی اسی دامن سے نکلی کروڑ روپیہ بھی اسی دامن سے نکلا کیوں نہ یہ دامن تمام لوں جس سے ہر چیز نکل رہی ہے۔ لوگ دولت کے پیچھے دوڑتے ہیں کروڑوں کے پیچھے دوڑتے ہیں نوکری کے پیچھے دوڑتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ پیر صاحب کے دامن سے لپٹ جائیں ہر چیز اسی میں ہے اور وہ چیز عطا ہوگی جو آپ کے حق میں بہتر ہوگی۔ ورنہ چیزیں تو مانگنے کے لیے بہت ہیں۔ یہ دیدو دیدو پتہ نہیں کہ وہ ہمارے حق میں بہتر بھی ہے کہ نہیں۔ اولاد مانگتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا بڑا اچھا واقعہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک معصوم لڑکے کو مار دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شور مچا دیا کہ کیوں مار دیا۔ تو بعد میں جو راز بتایا وہ یہ تھا کہ اگر یہ لڑکا جوان ہو جاتا تو اس کی محبت میں یہ بھی اور اس کے والدین بھی کافر ہو جاتے۔ اب میں نے اس کو مار دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر اولاد دے گا۔ ایسی اولاد دی کہ جس سے پتہ نہیں کہ کتنے نبی پیدا ہوئے وہ بچی عطا ہوئی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ بچہ بچہ جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مرے اور اسکی جگہ اور عطا ہو۔ اب یہ اس کی عنایت ہے کہ وہ آپ کو کس حال میں رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جس حال میں آپ کو رکھنا ہے پیر کے در سے وہ چیز ملتی ہے۔ داتا صاحب کی وہ بات یہیں آتی ہے کہ کَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِہِ یہ سب کچھ حضور ﷺ کا چہرہ دیکھنے سے آتی ہے اور چہرہ اسے ہی نظر آتا ہے جسے آپ اپنے پیر کا چہرہ اور تصور نظر آتا ہے۔ اسی چہرہ سے بدل کر حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ بنتا ہے۔ پردہ وہ ہے جس سے ہٹ کر ان کا چہرہ بنتا ہے۔ یہ میری عرض ہے یہ اسی کَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِہِ سے ہونا ہے۔ یہ جتنے اندھیرے ہیں۔ اندھیرے پتہ نہیں کتنے ہیں۔ بے بہا ہیں۔ بے علمی کے اندھیرے بھی ہو سکتے ہیں بد عملی کے بھی ہو سکتے ہیں۔ بد عقیدگی کے بھی ہو سکتے ہیں ہر چیز نے وہاں سے روشنی لینی ہے۔ ایک تو میں نے ان کے لیے عرض کیا ہے کہ جیسا ان کو سمجھیں گے ویسا ہی بن جائیں گے اور ایک جہاں بھی جائیں پیر خانے پر جائیں ہر چیز کا ادب کریں۔ جتنا ادب آپ کر لیں گے اتنا ہی مقام آپ حاصل کر لیں گے۔ ہمارے بھی ایک بزرگ ہیں۔ یہاں بھی وہ تفریر فرما گئے ہیں اب تو وہ

شہید ہو گئے ہیں۔ کئی سال ہوئے ہیں ڈھڈی والا میں یہ بزرگ جن کا نام نامی اسم گرامی خان محمد صاحبؒ ہے کاب مزار ہے وہ بڑے کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ فوت ہو جانے کے بعد بھی لوگوں نے ان کی زیارت کی ہے اس پایہ کے بزرگ ہیں کہ جسے کہتے ہیں ناکہ ولی مرتانیں۔ وہ ایسا ولی ہے کہ جس کو لوگوں نے بعد میں بھی دیکھا ہے اور لوگوں نے ان کو پوچھا ہے کہ آپ کو یہ مقام اور یہ ولایت کیسے ملی۔ یہ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم سب بھی انہی مقامات کے طالب ہیں تو یہ پتہ چلے کہ ایسی ولایت ملتی کہاں سے ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ تاندلیاں والہ میں مرید تھے وہ اپنے پیر خانے گئے اور سوچا کہ میں اپنے پیر صاحب کا ادب زیادہ سے زیادہ کس طرح کر سکتا ہوں۔ ہاتھ کو بوسہ دوں تو ادب ہے۔ میں دہلیز کو بوسہ دوں تو ادب ہے میں زمین کو بوسہ دوں تو ادب ہے۔ آخر میں انہیں خیال آیا کہ سب سے زیادہ وہ چیز جہاں آدمی کو نافر پیدا ہوتی ہے وہ گٹر کا پانی ہے اگر میں اس پانی کا ادب کر لوں تو ہو سکتا ہے کہ میں زیادہ ادب کر لوں۔ ایک مثال سمجھو کہ ایک تو آپ تشریف لائے ہیں میں آپ کا کام کر دیتا ہوں اور وہی کام آپ کے غلام کے آنے سے بھی کر دیتا ہوں تو اس طرح سے میں نے آپ کی زیادہ قدر کی ہے یا کہ آپ کے خود آنے کی وجہ سے آپ کی قدر زیادہ ہوئی ہے۔ اگر آپ کے غلام کا غلام آجائے پھر بھی میں وہی کام کر دوں تو پھر آپ کا ادب آپ کی قدر اور بھی زیادہ ہوگی۔ اور اگر آپ کے غلام کے غلام کی جوتی آجائے اور میں وہی کام کر دوں تو پھر؟ اور اگر اس غلام کے گٹر کا پانی آجائے اور مجھے حکم کرے کہ یہ کرو اور میں وہ کر دوں اور ایسے ہی کروں کہ جیسا کہ آپ خود تشریف لائے ہوں تو اب آپ کا زیادہ ادب ہوا یا پہلے زیادہ ادب ہوا۔ تو اس نے سوچا کہ اگر اس پانی کو میرے پیر صاحب سے بڑی دور کی نسبت ہے۔ کسی نے وضو کیا۔ کسی نے کرولی کی۔ کسی نے استنجا کیا وہ سارا پانی گٹر میں آ گیا۔ اس پانی کو میرے پیر صاحب سے یہ نسبت ہے کہ یہ ان کے جسم سے چھو کر آیا ہے۔ اب مجھے اس کا ادب کرنا چاہیے لوگ یہ ادب نہیں کر سکیں گے۔ میں یہ ادب کروں گا۔ اس نے وہ پانی پی لیا۔ کئی روز بیا۔ چھپ کر پیتا رہا۔ کوئی ریا کاری نہیں کی کہ میں یہ پانی پی رہا ہوں۔ ایک دفعہ جو وہ پانی پی رہے تھے تو اس کے ساتھ والا حجرہ جو تھا اس کی دیواریں نور کی بن گئیں تھیں اس میں سے پیر صاحب باہر تشریف لائے اور جونہی وہ پیر صاحب باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا سرکار غوث الاعظمؒ بھی تشریف لے آئے اب بھی وہ جگہ موجود ہے جہاں غوث پاک تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ یہ جو مولوی صاحب ہیں جیسا یہ ادب کر رہے ہیں یہ پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ اب نہیں کرتے۔ آج سے یہ میرے مرید ہیں۔ تو اس وقت وہ حضرت غوث الاعظمؒ کے مرید ہو گئے اور اس نسبت کی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام ہر عصر کی نماز ان کے پیچھے آ کر پڑھتے رہے۔ یہ مقام کہاں سے ملا آپ ہاتھ چومتے شاید نہ ملتا۔ پاؤں چومتے شاید نہ ملتا۔ دہلیز کو بوسہ دیتے شاید نہ ملتا۔ اس نے انتہا کا ادب کیا تو انتہا کا مقام پالیا۔ یہ ایک ایسی تعلیم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وضو کا پانی ایک نہیں پورے چودہ سو اصحابؓ پیتے تھے۔ جھگڑا ہوا کرتا تھا کہ آپ نے پہلے لے لیا ہے اب میری باری ہے۔ حضور پاک ﷺ کے حجامت کے ایک ایک بال پر جھگڑا ہوتا تھا کہ یہ میرا حصہ ہے تو نے پہلے لے لیا ہے۔ حضور ﷺ لعاب دہن باہر جھینکتے

تو صحابہ کرامؓ اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیتے۔ اپنے چہروں پر مل لیتے تھے۔ صلح حدیبیہ پر یہی ہوا۔ چودہ سو صحابہ بیعت کر رہے تھے۔ اور وہ یہی کچھ کر رہے تھے۔ کفار کے اچلی نے جا کر کافروں کو یہی کہا تھا کہ دیکھو اے کفار آدمی بن جاؤ۔ اس نبی کا مقابلہ تم نہیں کر سکتے۔ اس کے مریدان کے وضو کا پانی پیتے ہیں ان کی حجامت کے بال رکھتے ہیں ان کے لعاب دہن کو کھاتے ہیں۔ اپنی آنکھوں پر ملتے ہیں ان کا مقابلہ تم نہیں کر سکتے۔ یہ ادب تھا۔ اسی لیے غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ یہ ادب پہلے ہوا کرتا تھا اب نہیں ہے۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی توفیق دے۔ جس چیز کی کسی سے نسبت ہو جائے اس چیز کو نہ دیکھو نسبت والے کو دیکھو۔ اصحاب کھف کے کتے کو نہیں دیکھنا ہے اصحاب کھف کو دیکھنا ہے۔ وہ تو قرآن حکیم میں آیا۔ ایک دفعہ نہیں تین چار دفعہ آیا ہے کہ وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا۔ وہ چھ تھے ساتواں ان کا کتا۔ وہ سات تھے آٹھواں ان کا کتا۔ یا اللہ ان بندوں کا نام تو آپ لیں لیکن ہر بار ان کے ساتھ کتے کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے اس لیے کہ لوگوں نے فرمایا کہ جب اس کو نسبت اللہ کے دیوں سے ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا نام لینا شروع کر دیا اور قیامت کے دن وہ بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا اور کروڑوں انسان کتے کی شکل میں جہنم میں جائیں گے۔ کہ جن کو یہ قرب یہ نسبت اور یہ ادب نصیب نہیں ہوا۔ اصحاب کھف کے کتے کی ایسی مثال ہے کہ قرآن مجید میں بھی ہے اور مولوی صاحبان بھی فرماتے کہ قیامت کے دن کچھ آدمی نورانی چہرے والے جا رہے ہوں گے اتنا نور ہوگا کہ سارا سماں ہی جگمگ جگمگ کرے گا ایک آدمی ان آدمیوں کے پیچھے پیچھے جانے والے آدمی کا بازو پکڑ لے گا اور پوچھے گا کہ اے لوگو تم دنیا میں کیا کام کرتے تھے کہ آج تم ان نورانی تاجوں کے ساتھ اس شان و شوکت کے ساتھ جنت میں جا رہے ہوں۔ وہ عرض کرے گا وہ آدمی جواب دے گا کہ میں تو ہوں ان کا کتا اور یہ اصحاب کھف ہیں جو آگے جا رہے ہیں ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کیا ہے میں تو صرف ان کی دہلیز پر بیٹھا رہا ہوں۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ جن کو آج یہ دہلیز میسر ہے۔ اصحاب کھف اس امت کے ولی تھے حضور نبی کریم ﷺ کی امت کا ولی اس امت کے ولی سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل ہے۔ اب وہی چیز ہے کہ ان کے ساتھ بھی جب کوئی لگے گا تو اسے بھی وہی درجہ حاصل ہوگا۔ اس لئے گزارش ہے کہ آپ تشریف لائے ہیں بڑی دور دور سے آئے ہیں تو ایک ایسی چیز میں عرض کروں یہ کوئی پہلی دفعہ نہیں۔ نہ ہی پہلی دفعہ یہاں ہوئی ہے۔ لیکن اس کو سب سے زیادہ اپنے دل میں جگہ دینی چاہیے۔ ان کو جو بیعت ہیں۔ اور جو بیعت نہیں ہیں وہ اس ادب سے بیعت ہوں۔ اسی ارادے سے جائیں اسی ارادے سے آئیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہاں فیصل آباد میں ایک وکیل صاحب ہیں وہ گو جہرہ شریف چلے گئے اور درگاہ شریف کی دہلیز پر بوسہ دے دیا۔ وہ دہلیز جہاں مٹی ہے جہاں سے لوگ گزرتے ہیں وہاں بوسہ دیا اور جو نبی سر اٹھایا تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے خدا کی قسم خانہ کعبہ میرے سامنے میرا طواف کر رہا تھا۔ یہ نہیں کہ یہ چیز وہاں نہیں ہے یہ وہاں موجود ہے۔ جہاں کہیں بھی ولی کامل کا آستانہ ہے وہاں یہ چیز ملتی ہے لیکن ہمیں توفیق صرف بوسہ دینے کی ہوئی چاہیے اور ہم سب جو جہاں تشریف رکھتے ہیں یعنی ملک پاکستان یا ہندوستان میں جو لوگ بستے ہیں یہ سب ہندوؤں اور سکھوں کی

اولاد ہیں۔ بے شک اپنا شجرہ دیکھیں جس کو بھی دیکھیں ساتویں آٹھویں پشت میں سکھ شروع ہو جائیں گے۔ جٹ برادری کے تو سکھ ہیں باقی لوگوں کے ہندو ہیں۔ یہ سب مسلمان کیسے ہوئے ان کو مسلمان کس نے کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سولہ حملے کیے سومات کا مندر فتح نہیں ہوا۔ نہ مندر فتح ہونہ ہندوؤں کا زور ٹوٹے اور نہ ہی اسلام آئے۔ وہ حملہ کرنے کے لیے آتا تو یہ قلعہ بند ہو جاتے یا اس کے مقابلہ میں زیادہ فوج لے کر آ جاتے اور محمود غزنوی کو ناکام واپس جانا پڑتا۔ تاریخ کی کتب میں موجود ہے کہ سولہ حملے کئے لیکن فتح نہیں ہوئی۔ سترہویں حملہ میں کامیابی ہوئی لیکن یہ فتح کیسے نصیب ہوئی۔ کسی نے اس کو بتایا کہ تو نے اتنے حملے کئے کیا کسی بزرگ سے تمہارا تعلق بھی ہے کیا کسی سے نسبت بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اب تک تو نہیں ہے۔ تو کہا کہ اب یہ نسبت پیدا کر لے۔ یہ تعلق پیدا کر لے۔ وہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقائی کے دربار عالیہ میں چلا گیا۔ یہ تو بڑا طویل قصہ ہے کہ وہ کیسے گیا۔ عورتوں کے کپڑے مردوں کو پہنا دیے اور مردوں کے کپڑے عورتوں کو پہنا دیے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو کیا لے آیا ہے۔ ان کو باہر نکالو اور مردوں کو لے کر آؤ۔ وہ بے چارہ ڈر گیا اور بہت ادب کرنے لگا۔ اور عرض کیا کہ حضرت صاحب اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ میں نے ہندوستان پر پھر حملہ کرنا ہے۔ سولہ حملے کر چکا ہوں لیکن ناکام رہا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ کامیاب ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ اور اگر کوئی مشکل وقت آئے تو اس کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔ وہ قمیض ادب سے سنبھال کر ساتھ لے گیا۔ حملہ کیا زبردست لڑائی چھڑ گئی اور ایک ایسا وقت آیا کہ بظاہر نظر آنے لگا کہ محمود غزنوی کی فوج کو پھر شکست ہونے والی ہے۔ بہت سارے فوجی شہید ہو رہے تھے۔ اور گھبرا پڑ گیا اور معلوم ہونے لگا کہ شاید محمود غزنوی خود بھی شہید ہو جائے اس نے جلدی سے قمیض نکالی آگے رکھی اور عرض کیا کہ یا اللہ اس قمیض کے صدقے مجھے فتح دیدے۔ دو منٹ بعد فتح کے آثار نظر آنے لگے۔ ایک ہندو کو دوسرا ہندو مسلمان نظر آنے لگا اس ہندو کو وہ مسلمان نظر آئے اور اس کو یہ مسلمان نظر آئے۔ یہ اس کو مارے وہ اس کو مارے وہ آپس میں ہی کٹ کمر گئے اور محمود غزنوی فتیاب ہو گیا۔ رات کو حضرت ابوالحسن خواب میں تشریف لائے۔ محمود غزنوی عرض کرتے ہیں کہ بہت مہربانی اللہ تعالیٰ نے آپ کی قمیض کے صدقے مجھے فتح دیدی۔ لیکن حضرت ابوالحسن خرقائی بہت ناراض ہوئے کہ تو نے میری قمیض کا ادب نہیں کیا۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے تو بہت سنبھال کر رکھی۔ میں نے بہت خوشبو لگائی میں نے ادب سے اسے بکس میں رکھا۔ ادب سے ہی اسے باہر نکالا اور اس کا واسطہ دیا۔ فرمایا کہ واسطہ ہی تو غلط دیا تو نے ایک چھوٹی سی چیز مانگ لی۔ تو نے کہا کہ اس جنگ میں مجھے فتح دیدے تو اگر یہ کہتا کہ دنیا کے تختہ پر ایک بھی کافر نہ رہے تو اس قمیض کے صدقے میں یہ بھی ہو جاتا۔ تو نے ایک چھوٹی سی چیز مانگی۔ آج اس چھوٹی سی چیز کے بدلے جو کہ محمود غزنوی نے مانگی تھی ہم سب مسلمان ہیں ورنہ ہو سکتا تھا کہ آج کسی بت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے۔ جب یہاں مسلمان ہونا ہمارا آنا ہمارا بیٹھنا ایک ولی کامل کی قمیض کے صدقے ہے تو باقی سب چیزیں بھی اسی کے صدقے سے ہیں تو یہ جو حساب کتاب ہے یہ بھی انہیں کے صدقے سے ہونا ہے۔ جتنی بھی فتح ہیں زیادہ تر فتح جو اسلام کی ہوئی ہیں حضرت

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے تھے اور یہ فوجوں کے سپہ سالار اور جرنیل صاحب ہوتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ساری جرنیلی انہی نے کی ہے اور ان کی جرنیلی اور ان کی فتح کا راز کیا ہے۔ تاریخ اس میں بھی شاہد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حجامت کا ایک بال مبارک ان کی ٹوپی میں ہوا کرتا تھا۔ اس وجہ سے وہ فتح یاب ہوتے تھے ایک دفعہ وہ ٹوپی گھر رہ گئی تو شکست کھا کر گھر آ گئے۔ ایک بار وہ گر گئی گھوڑے سے اتر کر اسے ڈھونڈنے لگ گئے۔ لوگ کہنے لگے کہ جرنیل صاحب بھاگ گئے۔ دوڑ گئے کسی نے دیکھ لیا تو عرض کیا کہ جرنیل صاحب گھوڑے پر سوار ہو جائیے تاکہ لوگوں کو نظر آئیں ورنہ وہ بھاگ جائیں گے۔ گھبرا جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری تو ساری جرنیلی کا راز حضور نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کی وجہ سے ہے میں اپنی ٹوپی ڈھونڈوں گا۔ اسے سر پر پہنوں گا۔ پھر مجھے فتح ہونی ہے ورنہ پتہ نہیں کیا ہوگا۔ کہتے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ پھر پیدا ہو جائیں تو ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے جتنا پھیلا یہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے پھیلا۔ اور اس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ساری فتوحات حضور نبی پاک ﷺ کے ایک بال مبارک کی وجہ سے ہیں۔ اب ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کا بال مبارک کیسے میسر ہو سکتا ہے ہمیں دیکھنے کے لیے بھی شاید نصیب ہو کہ نہ ہو۔ لاہور شاہی مسجد میں ہے پتہ نہیں لوگ کبھی جاتے ہیں کبھی نہیں جاتے ہیں۔ لیکن آپ کو اپنے پیر صاحب کا بال تو میسر ہے۔ آپ کو اپنے پیر صاحب کی قمیض تو میسر ہے آپ کو اپنے پیر صاحب کی جوتی تو میسر ہے۔ یہ آپ کے لیے وہی درجہ رکھے گی وہی برکت رکھے گی وہی نتائج نکالے گی۔ یہ نہیں کہ نتائج کچھ اور نکلیں گے نتائج بھی وہی نکلیں گے۔ میرے خیال میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا قوال تھا۔ نعتیں پڑھیں۔ قوالی کی۔ لیکن پیر صاحب نے فرمایا کہ پیسے تو ہیں نہیں چلے آپ میری جوتی لیں۔ وہ قوال جوتی سر پر رکھ کر جا رہے تھے اور حضرت امیر خسروؒ راستہ میں مل گئے۔ اور فرمانے لگے کہ مجھے آپ لوگوں سے اپنے پیر صاحب کی خوشبو آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خوشبو وغیرہ تو نہیں ہے البتہ یہ جوتی مبارک ان کی ہے۔ پیسہ کوئی نہیں تھا اس لیے آپ نے اپنی جوتی ہی دے دی وہ لے جا رہے ہیں آپ نے کہا کہ جوتی مجھے دے دو اور پیسے لے لو انہوں نے کہا کہ اچھا دے دو۔ جو کچھ آپ نے دینا ہے جو پانچ دس روپے آپ نے دینے ہیں۔ آپ نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ میرے یہ سارے اونٹ مال سے لدے ہوئے لے لو اور یہ جوتی مجھے دے دو۔ انہوں نے دے دی۔ حضرت امیر خسروؒ وہی جوتی مبارک سر پر رکھ کر دربار میں آئے تو حضرت صاحب قبلہ نے دور سے ہی دیکھ کر فرمایا کہ ابھی بھی سستی لے آئے ہو۔ اس کی قدر و قیمت اور زیادہ ہے یہ مہنگی ہے بلکہ اور بھی مہنگی ہے۔ تم نے اس کے بہت تھوڑے پیسے دیے ہیں۔ آخر میں میں عرض کرتا ہوں کہ کہنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا۔ صندوق تھا تابوت سکی نہ تھا اس سے فتح ہوتی تھی۔ اس کو آگے رکھتے تھے تو فتح ہوتی تھی۔ ایسے گناہ ہوئے کہ وہ تابوت گم ہو گیا۔ شکست ہونا شروع ہو گئی۔ چالیس سال شکست پر شکست ہوتی رہی۔ آخر پھر توبہ کی دعا کی تو صبح دیکھا کہ وہی تابوت ریزھی پر آ رہا ہے پھر اس کو آگے رکھا تو پھر فتح۔ اس پر بزرگوں نے کہا کہ اس

کو کھول کر تو دیکھو کہ اس میں ہے کیا۔ جب کھولا گیا تو آپ کو پتہ ہے کہ اس میں سے کیا نکلا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو قی مبارک آپ کا عصا مبارک اور پیر ہن مبارک حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات و متروکات نکلے۔ بزرگوں کے ان تبرکات کے طفیل اللہ تعالیٰ اس پوری قوم کو فتح نصیب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں سے نسبت قائم کرنے کی ان کے احکام پر عمل کرنے ان کے اعمال کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد قاسم صاحب جھنگ روڈ فیصل آباد 16/08/97

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلٰى النَّبِىِّ يَا اَيُّهَا
الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَ
وَاصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین: ہر شخص کچھ نہ کچھ بننا چاہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں جنتی بن جاؤں میں صاحب ایمان بن جاؤں قبر میں
درنگی ہو جائے سوال آسان ہو جائیں اور دنیا میں بڑے بڑے مرتبے چاہتا ہے۔ حفظ چاہتا ہے دولت چاہتا ہے ملک
چاہتا ہے پتہ نہیں کیا کیا چاہتا ہے۔ لیکن بننا کہاں سے ہے۔ کہاں سے بنے وہ کون سا کارخانہ ہے وہ کوئی جگہ ہے۔
جہاں سے یہ ساری چیزیں مل جائیں۔ جب تک دکان کا پتہ نہ ہو سودا نہیں لے سکتے۔ پہلے دکان کا پتہ ہونا چاہیے اس
کے مالک کا پتہ ہونا چاہیے اس کی قیمت کا پتہ ہونا چاہیے۔ جیب میں پیسے ہونے چاہئیں اور پھر وہ چیز ملے گی۔ زرعی
یونیورسٹی میں ہر کوئی داخلہ نہیں لے سکتا۔ بے شک آپ آجائیں لیکن داخلہ نہیں لے سکتے۔ آپ کہیں گے کہ میرے پاس
کروڑ روپیہ ہے آپ داخلہ نہیں لے سکتے۔ اس کی اپنی قیمت ہے اس کا اپنا معیار ہے اس کا اپنا آئین ہے سٹینڈرڈ ہے
اس کے بغیر کیسے آئیں گے۔ آپ کہیں گے میرے بیس مربع زمین ہے یہ کہیں گے کہ جاؤ اپنی زمین کو لے جاؤ داخلہ
آپ کو نہیں مل سکتا۔ اسی طرح جنت میں داخلہ کیسے لیں گے۔ آپ کہیں کروڑ روپیہ لے لیں کہاں سے ملے گا داخلہ کروڑ
سے۔ کون لے گا کروڑ روپیہ۔ جنت کی قیمت تھوڑی سی بیان ہو جائے۔ ایک کافر کو جہنم کا حکم ہو جائے گا کہ تو جہنم میں چلا
جا۔ وہ کہے گا کہ یا اللہ تو مجھ سے ”مک مکا“ کر لے۔ وہ کہیں گے کہ کر لو۔ وہ کہے گا ایک دو من سونا لے لیں۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا یہ تو کوئی چیز ہی نہیں۔ وہ کہے گا دو من دس من کروڑ من اتنا سونا کہ ساری کائنات میں سونا بھر دوں تو اللہ تعالیٰ
فرمائے گا کہ اتنا سونا بھی تو دیدے تب بھی میں تمہیں جنت سے اتنا دور رکھو گا کہ پانچ سو میل تک سے بھی تمہیں اس کی
خوشبو نہیں پہنچ سکے گی۔ اب کیا کریں گے۔ یہ ”مک مکا“ کیسے کریں گے۔ بننا تو ہے کسی نے کچھ بننا ہے۔ کسی نے کچھ بننا
ہے۔ بنانے والا کون ہے۔ دینے والا کون ہے۔ حضرات اس کا پتہ ہونا چاہیے۔ یہ کئی بار پہلے بھی سنائی ہے۔ حضور پاک
ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ ”اللہ دیتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں“ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بات تو درست ہے بلکہ
میں اسے ایسے مانتا ہوں وہ کہتے ہیں ”کہ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ میں مالک کے حبیب“ کہ یا رسول اللہ ﷺ میں
تو آپ کو ہی مالک کہوں گا۔ جو چیز لینی ہو ان سے لے لو۔ جو بھی چیز لینی ہو۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے مدرسہ کے بیٹھے
ہیں۔ ان کو دماغ چاہیے ان کو حفظ چاہیے تاکہ جو چیز یہ پڑھیں وہ ان کو یاد رہ جائے۔ ہمیں تو اور چیزوں کی ضرورت ہے
لیکن انہیں حافظ کی ضرورت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ
میں بہت آگے آگے ہو کر بیٹھتا ہوں۔ میں بڑے غور سے بات سنتا ہوں۔ لیکن جو نبی دروازہ سے باہر نکلتا ہوں سب
صاف ہو جاتا ہے۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے حافظ دیجیئے۔ حدیث پاک ہے یا رسول اللہ مجھے
حافظ دیجیئے۔ ہمارے جیسا ہوتا تو کہتا کہ حکیم کے پاس جاییے۔ مقوی چیزیں کھاؤ۔ یہ کرو وہ کرو تو تیرا حافظ ٹھیک ہو

جائے گا۔ تمہیں ٹانگ چاہیے تمہیں منرل MINERAL چاہئیں تمہیں وٹامن چاہئیں۔ اور پتہ نہیں کیا کیا چاہیے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کچھ بھی نہیں چاہیے۔ تمہیں صرف میری شفقت چاہیے۔ آؤ میں تمہیں حافظہ دیدوں فرمایا جاؤ ایک کھیں لے آؤ گٹھری باندھنے کے لئے۔ وہ ایک لمبا سا کھیں لے آئے آپ نے فرمایا کہ اسے بچھا دو۔ اس نے بچھا دیا۔ آپ نے ایسے ہوا سے تین ”بک“ بھر کر کھیں میں ڈال دیے اور فرمایا کہ اسے اپنے سینے سے لگا لو۔ انہوں نے لگا لیا۔ اس کے بعد حضور پاک ﷺ کی کوئی بات نہیں بھولی۔ نولاکھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیے ہیں در بے بہا دیے ہیں

حضرات جس کو بھی ملا ہے جو کچھ بھی ملا ہے وہ در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملا ہے۔ بناتی ہے وہ ذات اقدس۔ ایک سفر میں صحابی آپ کے ساتھ تھے سامان بہت تھا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تھک گئے ہیں اب تو سامان اٹھایا نہیں جاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے صاحب ادھر آؤ سب کا سامان اٹھا لو۔ پتہ نہیں کہ دس آدمیوں کا سامان اس اکیلے ہی صاحب نے اٹھالیا۔ ان کا نام سفینہ ہو گیا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ وہ کہنے لگے کہ جتنے لوگ چاہیں اپنا سامان میرے سر پر رکھ دیں مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوتا ہی نہیں ہے۔ میرے سر پر وزن آتا ہی نہیں ہے تو عرض ہے دینے والے کون ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حضرات! کہیں سے کچھ نہیں ملنا۔ صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملتا ہے۔ جس کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے۔ میرے حضور پاک ﷺ کا صدقہ ملا ہے۔ صدقہ پتہ ہے کیا ہوتا ہے۔ حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ 9/10 حسن صرف ایک شخص کو ملا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ نے فرمایا کہ 9/10 حسن صرف ایک شخص کو ملا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں۔ فرمایا وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خیال آیا کہ 9/10 حسن تو وہ لے گئے بقایا 1/10 میں باقی سب لوگ بھگت رہے ہیں۔ تو کیا ہمارے نبی پاک ﷺ بھی اسی 1/10 میں ہی ہیں؟ تو پوچھ ہی لیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ ﷺ کا کیا مقام ہے۔ فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہؓ تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ میں 9/10 یا 1/10 میں نہیں ہوں۔ میرے ہاتھ کی ہتھیلی میں جب میل لگ جاتی ہے اس کو دھویا جاتا ہے تو اس میل سے حسن یوسفی بنتا ہے اب 1/10 یا 9/10 لگا لو جتنا بھی لگانا چاہو۔ فرمایا میرے ہاتھ کی میل کے صدقے سے حسن یوسف بنتا ہے۔ اب حسن لینا ہو تو کہاں جاؤ گے کا سمیک میں نہیں ملتا۔ پلاسٹک سرجری میں نہیں ملتا۔ یہ حضور نبی پاک ﷺ دیتے ہیں۔ ایک آدمی کے چہرہ پر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ ساری عمر اس کا چہرہ ایسا روشن رہا کہ جیسے سورج چمکتا ہے۔ ایک شخص کی داڑھی پر ہاتھ لگا دیا۔ ایک کے سر پر دست شفقت پھیر دیا۔ ساری عمر ان کے بال سیاہ رہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو ملتا ہے حضور ﷺ کے صدقے سے ملتا ہے۔ جو لینا ہے حضور پاک

ﷺ سے ہی لینا ہے۔ اور کسی دوسرے کے پاس کچھ نہیں ہے۔ سب انہی کے صدقہ سے ہے۔ علامہ اقبالؒ کے شعر تو مجھے نہیں آتے۔ ان کا ایک شعر ہے کہ

ہو نا یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

وہ بہت ساری چیزیں کہ تم بھی نہ ہو۔ بزم توحید بھی نہ ہو۔ پتہ نہیں کہ آسمان بھی نہ ہو۔ فرمایا جو کچھ اس زندگی میں پیش ہے رmq ہے یہ سب حضور ﷺ کی ذات سے ہے۔ حضرات بڑی واضح مثالیں ہیں پہلے بھی کئی بار عرض کی ہیں پھر بھی کرنی چاہئیں اگر وہی سمجھ آ جائیں تو آدمی کو حضور ﷺ کی سخاوت کا پتہ چل جائے۔ ان کے مقام کا پتہ چل جائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی دوسرے علاقہ میں گئے تھے۔ تجارت کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ وہاں رات کو خواب آئی۔ کہ آسمان سے ایک چاند میری جھولی میں اتر آیا ہے۔ اور میں نے سینے سے لگا لیا ہے۔ صبح اٹھ کر کسی راہب سے پوچھا کہ صاحب اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔ فرمایا تو قریشی تو نہیں ہے۔ ہاں جی۔ تو مکہ سے تو نہیں آیا ہے۔ ہاں جی۔ تیرے شہر میں محمد ﷺ نامی شخص ہیں۔ ہاں جی۔ انہوں نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے تم جلدی پہنچو اور مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے سامان لپیٹا۔ جس کو جو دینا تھا جس سے جو لینا تھا وہ لیا جلدی جلدی آئے اور سیدھے حضور نبی کریم ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ نے اعلان نبوت کر دیا ہے؟ فرمایا کہ کیا وہ خواب ایسے ہی آگئی تھی۔ اب بتائیے کہ کون مسلمان کر رہا ہے اور کون ہو رہا ہے۔ وہ نعت خواں شعر پڑھ کر چلے گئے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد پاک کے ساتھ لو لگا لی ہے۔ میں نے ان سے عشق لگا لیا ہے۔ کوئی لگا تا نہیں ہے مرشد پاک خود دیتے ہیں۔ حضور نبی پاک ﷺ دیتے ہیں۔ کوئی اپنے مرشد کے پاس بھی نہیں جاسکتا۔ نہ ہی شیطان اتنا فارغ بیٹھا ہوا ہے نہ ہی وہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے اس نے خدا کے سامنے قسم کھائی ہے کہ میں وہ غلاؤں گا۔ تمہیں وہ کیسے بھیج دے گا۔ تمہیں کیسے چھوڑ دے گا کہ جاؤ مرید ہو جاؤ۔ یہ نبی پاک ﷺ کی رحمت اور کرم راہنمائی کرتا ہے اور مرشد پاک تمہاری یاد میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کا نام نامی فاروق اعظم ہے تلوار ہاتھ میں لی۔ کہاں جا رہے ہو اس دوپہر کے وقت میں۔ ظہر کا وقت تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اس نے اعلان نبوت فرمایا ہے۔ اور ہمارے بتوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ میں جا کر انہیں قتل کر دوں گا۔ حضرات کو نفاقوی لگائیں گے کوئی دفعہ لگائیں گے ارادہ قتل ہے پورا مکمل۔ جس نے قتل کرنا ہے وہ بھی حاضر اور جسے قتل کرنا ہے وہ بھی موجود۔ ارادہ بھی پورا ہے اور اعلان بھی کر رہا ہے۔ کوئی وکیل صاحب ہیں یہاں بیٹھے ہوئے تو بتائیں کہ دفعہ تین سو دو یا تین سو سات لگے گی۔ اور ادھر حضور نبی پاک ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر کو ایمان عطا فرما کر اس سے اسلام کو عظمت عطا فرما۔ بات لمبی ہے لیکن دوسرے ہی لمحے وہی عمر رضی اللہ عنہ گلے میں تلوار لٹکا رکھی ہے اور حضور ﷺ کے دربار اقدس میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور عرض کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے پاک کر دیجیئے آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواب سے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت نکال دیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فاروقیت سے حضور

ﷺ کی دعا نکال لیں تو کیا پیچھے رہ جائے گا۔ ایک تاجر رہ جائے گا اور ایک قاتل رہ جائے گا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی پر سے حضور نبی پاک ﷺ کو اتار لیجئے۔ جو عظمت اسے حضور پاک ﷺ کی وجہ سے ملی ہے وہ بھی نکال لیں۔ پیچھے کیا رہ جائے گا۔ حضرات ذرا اندازہ لگا لیجئے۔ ڈاچی سے نہ چلا جاتا ہے نہ عمر ہے نہ صحت ہے نہ اس میں رفتار ہے۔ اللہ نہ کرے اگر اس محفل سے حضور پاک ﷺ کی عظمت نکل جائے تو باقی پھر پیچھے حضرت حلیمہ کی ڈاچی ہی رہ جاتی ہے۔ ابو جہل کے چیلے رہ جاتے ہیں۔ منافقین رہ جاتے ہیں شیطان رہ جاتے ہیں۔ حضرات اس کے علاوہ کچھ اور نہیں رہ جاتا۔ ہم نور مصطفیٰ ﷺ سے قائم ہیں۔ نور مصطفیٰ ﷺ ہم سے نکل جائے ان کی نگاہ کرم ہم سے پھر جائے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کو نگاہ میں رکھو جب وہ نگاہ میں رکھتے ہیں تو ہم ایماندار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مراتب بلند ہونے لگتے ہیں۔ جب مرشد کسی مرید کا تصور کرتا ہے تو وہ مرید حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں آ گیا ہوں بڑے شوق سے آیا ہوں بڑے عشق سے آیا ہوں۔ یہ نہیں پتہ کہ تصور مرشد پاک نے کیا ہے اور مرید آ گیا ہے۔ تصور وہ کرتا ہے۔ آ یہ جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ تم پیر بنو اور پھر تصور کر کے دیکھو۔ جس کا بھی تصور کرو گے وہ حاضر ہو جائے گا۔ زندگیاں بنتی ہیں۔ ایمان بننے میں فکر بنتی ہے حفظ بننے میں مراتب بنتے ہیں۔ فہم دین بنتا ہے۔ جنت بنتی ہے۔ منکر تکبر کے سوالوں کے جواب بننے ہیں۔ نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے بننے ہیں طفیل مرشد پاک بننے ہیں اگر یہ دونوں واسطے آپ نکال لیں تو پیچھے کفر رہ جائے گا۔ کچھ نہیں رہے گا جس کا پیر نہیں اس کا شیطان پیر ہے۔ جس کا پیر نہیں اس کا مذہب نہیں ہے۔ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں وہ جہالت کی موت مر گیا ابو جہل جیسا مر گیا۔ ایک صحابی تھے کاتب وحی تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ کے نزدیک بیٹھتے تھے۔ اس قرب کی وجہ سے انہیں وحی آتی ہوئی نظر آنا شروع ہو گئی۔ وحی اتر رہی ہے اور یہ آیت اتر رہی ہے اسے پہلے ہی پتہ چل جاتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بعد میں بولتے لیکن اس صحابی کو پہلے ہی پتہ چل جاتا۔ وہ کہنے لگا کہ نبوت کا کچھ حصہ تو مجھے بھی مل گیا ہے۔ اٹے رستہ پر چل پڑا دور ہوتا گیا۔ الٹی سیدی باتیں کرنے لگا۔ منافق ہو گیا۔ فاسق ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مرے گا تو زمین اسے قبول نہیں کرے گی۔ کہاں یہ مرتبہ کہ کاتب وحی اور کہاں یہ کہ جب مراتب بارہ دفعہ لوگوں نے اسے دفن کیا بارہ دفعہ ہی زمین نے اگل کر باہر پھینک دیا۔ نکال دیا چلے جاؤ۔ اس نبی آخر الزمان ﷺ کا حکم ہوا اور میں تمہیں اپنے اندر رکھوں۔ جب خاص قرب حاصل ہے تو وحی الہی دیکھنا بھی ہے سنتا بھی ہے اور جب دور ہو جاتا ہے تو زمین بھی قبول نہیں کرتی۔ یہی قرب ہے جو مل جائے ایک لمحہ مل جائے صرف ایک لمحہ بھر۔ اس زمانہ میں جب حضور ﷺ حیات تھے ظاہری زندگی تھی۔ ایک لمحہ جس کو قرب مل گیا وہ صحابی بن گیا۔ آپ ہزاروں سجدے کر لیں کروڑوں سجدے کر لیں جو مرضی چاہے آپ کر لیں پھر بھی اس کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں بن سکتے۔ جس نے ایک لمحہ بھر دیکھ لیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا ہو کوئی عمل بھی نہ کیا ہو۔ ادھر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ سُوْلُ اللہ پڑھا اور حضور ﷺ کے چہرہ اقدس پر نظر ڈالی اور ادھر جان نکل گئی اس صحابی کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور آج پتہ ہے کہ ولایت کہاں سے ملتی ہے۔

کون سا کورس ہے۔ کہاں عنایت ہوتی ہے۔ جب مرشد نگاہ ڈالتا ہے تو حضوری ہو جاتی ہے اور اس حضوری کے صدقے ولایت عنایت ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا واقعہ اتنا واضح ہے کہ ولایت کہاں سے ملتی ہے کیسے ملتی ہے۔ وہ پہلوان تھے شاہی پہلوان تھے۔ اور ایک آدمی نے چیلنج کر دیا کہ میں ان سے کشتی لڑوں گا۔ بہت دُبل پتلا آدمی تھا۔ لیکن اس نے چیلنج دیا تھا لہذا شاہی پہلوان کو دستور کے مطابق اس سے کشتی کرنا تھی۔ کوئی بھی چیلنج کرے تو اُسے کشتی لڑنا پڑتی تھی۔ دنگل لگ گیا۔ ایک طرف وہ ہاتھی اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں وہ چھوٹا سا چوزہ۔ اس چوزے نے کہا کہ جناب جنید صاحب میں سیدزادہ ہوں مجھے ضرورت ہے کچھ رقم کی۔ مجھے انعام مل جائے گا تو چلا جاؤں گا آپ شاہی پہلوان ہیں۔ آپ اپنے مرتبہ پر فائز ہیں۔ آج آپ میری خاطر گر جائیں۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ملایا اور اس کے سامنے گر گئے شور مچ گیا کہ جی اس نے تو ہماری ناک کٹوا دی ہے۔ اتنے کمزور اور لاغر آدمی سے مار کھا گیا ہے۔ یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ دوبارہ کشتی لڑی جائے اس کمزور جسم والے نے کہا اب دوبارہ پھر انعام بھی دگنا ہوگا۔ پھر کشتی ہوئی اس سیدزادے نے پھر حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے وہی بات کہہ دی اور حضرت جنید پھر اس کے سامنے گر گئے۔ وہ انعام لے کر چلا گیا۔ حضرت جنید بغدادی لوگوں کے طعن و طنز سنتے ہوئے گھر چلے آئے۔ رات کو سوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو گئی۔ فرمایا تو نے ایک سیدزادے کی عزت کی ہے میں نے تجھے ولایت سے نوازا دیا ہے۔ تو کون سا علم پڑھ لیا شاہی پہلوان نے اور کون سا علم پڑھ سکتا ہے پہلوان۔ آپ پڑھا کر دیکھ لیں۔ آپ پہلوان کو پڑھا کر تو دیکھیں اگر دو کے پہاڑ سے بھی آگے جائے تو مجھے پکڑ لینا۔ پہلوان نہیں پڑھ سکتا۔ اس کی توجہ ہی اس طرف نہیں آتی۔ اس لیے فرماتے ہیں کَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ یہ اندھیرے کہاں سے دور ہوئے ہیں۔ علم کہاں سے آتا ہے بدعتیدگی کہاں سے دور ہوتی ہے۔ یہ مناظروں سے نہیں ہوتی یہ کَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ سے ہوتی ہے جس کو چہرہ انور نظر آئے اس کو سب روشن ہو جاتا ہے۔ ان کا کیا مقام ہے۔ داتا صاحب نے اولیاء اللہ کے بارہ مذاہب گنوائے ہیں اور ہر ایک کی نفی ادھر ادھر سے کی ہے اور سب سے بہتر جس کو جانا ہے وہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ہیں۔ خود بھی ان کی لڑی سے مرید ہیں۔ داتا گنج بخش جو بری لاہوری جو زمانہ بھر کو سب کچھ دے رہے ہیں یہ بھی ان کی نگاہ کرم سے روشن ہوئے ہیں۔ اور یہ صرف چند لمحے ہی ہوا اور حضور پاک ﷺ نے ایک چیز فرمائی جو قابل غور ہے۔ فرمایا اے جنید بغدادی ولایت تو تمہیں مل گئی کیونکہ تو نے ایک سیدزادے کی عزت کی لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سید نہیں تھا۔ لیکن تو نے سید سمجھ کر عزت کی تمہیں سیدزادے کی عزت کرنے کا صلہ ملا۔ اسے جو کچھ ملنا تھا وہ مل گیا۔ اب بات کرو۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرت جنید بغدادی میں اتنی طاقت تھی کہ وہ اسے شمع کر مارتا۔ پسلیاں توڑ دیتا۔ چاروں بازو ٹانگیں توڑ کر رکھ دیتا تو وہ کر سکتا تھا لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ آج نام بھی نہ ہوتا۔ اور اگر ہوتا بھی تو خطا کاروں میں ہوتا۔ وہ گر گئے تو ان کا نام قیامت

تک کے لیے زندہ ہو گیا۔ قیامت تک جس کا نام زندہ رہنا ہے وہ جنید بغدادیؒ کا رہنا ہے۔ حضرات یہ سب کشف المذبحی سے ہی بات بنتی ہے۔ حضور پاک ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے صحابی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے پرتاؤ سے اس کی شعاعوں سے اس کے سایہ سے کہہ لو باقی چیزیں بنی شروع ہو گئیں۔ آسمان بن گئے جنت بن گئی۔ حوریں بن گئیں فرشتے بن گئے۔ عرش بن گئے کرسی بن گئی۔ قلم بن گئی۔ تیری میری تقدیریں اور عمل بن گئے۔ جو اس نور کو مانتا ہے اس کی سب چیزیں ٹھیک بن رہی ہیں۔ جو انکار کرتا ہے وہ شیطان کا طرف دار بنتا ہے۔ حضرات میری عرض یہ ہے کہ جس نے بننا ہے جو بننا ہے اور جو کچھ لینا ہے وہ حضور پاک ﷺ کے صدقہ ان کے در سے لینا ہے۔ ”میں تو مالک ہی کہوں گا“، ہیں وہ بلاشبہ مالک ابھی اس چھوٹے سے بچے نے نعت پڑھی ہے کہ ”حبیب بن کر آئے“، باقی سارے رسول بن کر آئے اور حضور پاک ﷺ کی شان کیا ہے کہ وہ حبیب خدا بن کر آئے۔ حبیب خدا کون ہوتا ہے اور اس کا کیا مقام ہے۔ رسول کا کیا مقام ہے نبی کا کیا مقام ہے۔ ایک روز صحابہ کرام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک بولے کیا بات ہے حضرت آدم علیہ السلام کی کہ وہ فی اللہ ہیں۔ دوسرے بولے کیا شان ہے نوح علیہ السلام کی کہ وہ نوحی اللہ ہیں۔ کیا مقام ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور کیا مقام ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور کیا مقام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہ وہ روح اللہ ہیں۔ اس طرح سابقہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن یہ یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ ہم حبیب اللہ کے صحیح مفہوم اور معنی نہیں سمجھتے کہ ہمیں عربی نہیں آتی خلیل وہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ایسی کوشش کرے کہ اس سے اس کا رب راضی ہو جائے۔ اگر آگ میں بھی جانا پڑے تو وہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے بلاچوں و چراں کہے گا کہ مجھے آگ میں پھینک دو۔ مجھے صرف اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ ساری قوم سے لڑ جائے بتوں کو توڑ دے اور پھر ڈٹ جائے کہ اس نے اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ کوئی کہے کہ ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور وہ نکل جائے۔ کیونکہ اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ وہ کہیں اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلا دو اور وہ چلا دے کیونکہ اپنے رب کو راضی کرنا ہے اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کو جنگل میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ پوچھا کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ عرض کیا تو پھر ٹھیک ہے یہ سب کچھ وہ خلیل بننے کے لیے اپنے رب کو راضی کر رہے ہیں اور حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ حبیب کو اس کا رب راضی کرتا ہے وہ کہیں کہ میں نے فلاں صاحب کو ولایت دینی ہے تو وہ ہو گیا۔ وہ جو کہہ دیں وہ ہو جائے ”وہ زبان جس کو کن کی کجی کہیں“ وہ کن والی زبان اور زبان سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ تو پھر کس کی زبان کن کی زبان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ زبان سے پاک ہے تو پھر کس کی زبان پر کن چل رہا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی زبان سے کن چل رہا ہے۔ حبیب کی زبان سے کن چل رہا ہے وہ کُنْ فَيَكُونُ والی بات جو ہے جو کچھ بھی حضور ﷺ نے فرما دیا وہ ہو گیا۔ جو بھی جس کے بارے میں بھی کہہ دیا وہ ہو کر رہا۔ تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کر رہی۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

یہ میری عرض ہے گزارش ہے کہ حضور ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرو۔ انہیں سے سب کچھ ملتا ہے۔ پیر بھی انہیں کے صدقے ہے یہ بھی انہیں کے صدقے دیتے ہیں۔ اگر خزانوں کے مالک ہیں تو صرف حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ دنیا و کائنات کی ساری چابیاں حضور ﷺ کی مٹھی میں ہیں۔ چابی کسی اور کے پاس نہیں۔ وہ آگے یہ چابیاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیں وہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیں یہ ان کی مرضی ہے کہ جس بھی اپنے خادم کو چاہیں دے دیں۔ لیکن اصلی مالک حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ اس سے بڑی اور کیا تم ہوگی

بخدا خدا کا یہی ہے در

نہیں اس میں کوئی مفر مقرر

یہاں کوئی چوں و چراں نہیں۔ نہ ہی اس سے فرار ہو سکتے ہیں نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں اس کو کہتے ہیں مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو

جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اس سے بڑی نفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ”بخدا“ مجھے خدا کی قسم کہ خدا کا یہی ہے در نہیں ہے اس سے مفر مقرر۔ جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو۔ ہونا یہیں پر ہے۔ جو یہاں نہیں تو پھر وہاں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا اعتراف کھلے دل سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سبھی تو مدینہ پاک نہیں جاسکتے تو پھر یہ در کہاں سے ملے گا۔ یہ در ولی کا در ہے۔ یہ در پیر و مرشد کا در ہے اسے حبیب خدا کا در سمجھ کر جاؤ۔ وہی ملے گا جو حضور پاک ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرات آپ گن لیں کہ صحابی کورسول پاک ﷺ کیا ملتا تھا۔ دیدار حضور پاک ﷺ ملتا تھا۔ دیدار رب العزت ملتا تھا۔ جنت میں گھر اور خوشخبری ملتی تھی۔ فہم دین ملتا تھا۔ اطمینان قلب ملتا تھا۔ اور دوسری چیزیں گن لیں۔ موٹی موٹی چیزیں تو یہ ہیں باقی سب بھی اس میں شمار کر لیں۔ اب مرشد کے ساتھ مرید وہی تعلق رکھے جو صحابہ کو حضور پاک ﷺ سے تھا۔ تو وہی انعام ملیں گے۔ دیدار رب ملے گا۔ دیدار حضور ﷺ ملے گا۔ فہم دین ملے گا۔ جنت کی بشارت ملے گی۔ جنت میں گھر دیکھ کر مرے گا۔ اس سے پہلے نہیں مرے گا۔ بات صرف بیعت ہونے کی ہے۔ بیعت کیا ہوتا ہے۔ بیعت ہے بک جانا۔ پھر اپنی مرضی بھی بیچ دیں۔ یہی دشوار کام ہے مرضی کا بیچ دینا جو چیز نہیں مکتی وہ مرضی ہے ساری عمر انسان اپنی مرضی کے مطابق موٹ چھو کا شائل ہی نہیں بدلتا وہ کہتا ہے کہ میں نے تو ایسی ہی رکھنی ہیں اپنی مرضی کے مطابق رکھتا ہے۔ اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ آپ جو مرضی کر لیں کیا آپ اسے ہٹا سکتے ہیں نہیں ہٹا سکتے۔ اس کی داڑھی کا شائل اس کے بالوں کا شائل پھر اس میں مانگ نکالنا آپ اسے مانگ نکالنے سے بھی ادھر ادھر نہیں کر سکتے یہ تو چھوٹی سی مرضی ہے آپ اس کے کپڑے کے رنگ کا انتخاب نہیں بدل سکتے۔ اور یہی مرضی جب وہ آ کر حضور پاک ﷺ پر قربان کر دیتا ہے تو فکر مصطفیٰ ﷺ مل

جاتی ہے۔ فہم دین مل جاتا ہے جو اصل دین ہے روح ایمان مل جاتا ہے۔ اور اس شعر پر ختم کرتے ہیں کہ کسی کامل کا شعر ہے۔ سب چیزیں تو ان کی ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں

جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں

جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

جس نے جو کوئی شان لینی ہے جس کی کوئی قیمت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے ملنی ہے۔ حضور پاک ﷺ کے در سے ملنی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش محمد حمید شاد صاحب ایوب کالونی 06/08/92

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
 تَسْلِیْمًا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلِّمَ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا
 سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔

اس عزیز نے نعت شریف پڑھی ہے فرمایا کہ ”عظیم ہمیں بھی کبھی بلوائیں گے حضور ﷺ“ انہوں نے ہی تو آپ کو
 بلوایا ہے بھی تو آپ آئے ہیں کیونکہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

حضور پاک ﷺ تو ادھار کرتے ہی نہیں ہیں۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ

ودھ رب توں محمد ﷺ دی ثناء کون کرے گا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا تو مجھے بہت جانتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
 میں سب سے پہلا مسلمان ہوں سفر میں ساتھ رہا ہوں۔ گھر میں ساتھ رہا ہوں۔ جنگ میں ساتھ رہا ہوں۔ صلح میں ساتھ
 رہا ہوں۔ امن میں ساتھ رہا ہوں یا رسول اللہ ﷺ میں ہر جگہ آپ کے ساتھ رہا ہوں اور مجھے یہ شرف حاصل ہوا ہے
 کہ میں آپ کو زیادہ جانتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم میں اللہ کا راز ہوں مجھے ماسوا اللہ کے اور کوئی نہیں
 جانتا۔ جب راز ہو۔ حالانکہ جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں بھر دیا
 گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ حضور ﷺ کو نہیں جانتے اس لیے آپ جو فرماتے ہیں نا۔ نعت شریف یہ سب آیات کے
 ترجمے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے ترجمے ہیں تو یہ شعر جو ہے کہ

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یہ ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اے میرے محبوب آپ سوالی کو نہ بھڑکیں اسے ضرور دیں۔ یہ
 اس کا ترجمہ ہے تو اعلیٰ حضرت نے جو یہ فرمایا ہے یہ دراصل اس آیت پاک کا ترجمہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی
 یہ صفت بیان نہ فرماتے تو اعلیٰ حضرت کو بھی پتہ نہ چلتا۔ کئی لوگوں نے یہ کہا ہے کہ

لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ،

بالکل ممکن نہیں ہے کہ حضور ﷺ کی ثناء بیان ہو جائے اور غالب فرماتے ہیں کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

غالب فرماتے ہیں کہ میں تو حضور ﷺ کی نعت اللہ پر چھوڑتا ہوں وہی جانے کیا مرتبہ ہے مجھے تو پتہ نہیں ہے۔
 اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ ﷺ کی

کوئی حضور کی تعریف نہیں کر سکتا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ ہم نقل مارتے ہیں۔ اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ کبھی اردو میں ترجمہ کر لیا۔ کبھی پنجابی میں ترجمہ کر لیا۔ کبھی فارسی میں کبھی عربی میں کبھی کسی زبان میں۔ زبان اپنی اپنی میں کرتے ہیں۔ یہ سب تصورات جو ملے ہیں جو کہ آپ کی فکر میں ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں۔ کوئی اپنی طرف سے حضور ﷺ کی ویسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی ان کی شان کے لائق ہو۔ حضرات عرض یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف تو ہو نہیں سکتی اصل لفظ محمد ﷺ جو ہے آپ سارے آجائیں جو مر گئے ہیں وہ بھی آجائیں جو ابھی آنے والے ہیں وہ بھی آجائیں جو علوم ابھی نہیں آئے ان کو بھی لے آئیں اور پیچھے بھول گئے ہیں ان کو بھی جمع کر لیں اور یہ سب مل کر حضور ﷺ کی تعریف شروع کر دیں جہاں ان سب کی انتہا ہو جائے گی وہاں سے حضور پاک ﷺ کی تعریف شروع ہو گی۔ جہاں ہم عام مسلمانوں کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اولیاء کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے غوث کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اغیث کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے صدیقین کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں صدیقین کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے انبیاء کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں انبیاء کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے اولوالعزم پیغمبروں کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اور جہاں اولوالعزم پیغمبروں کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے سید الانبیاء والمرسلین کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اب بتائیے آپ کیا تعریف کر لیں گے۔ ہماری تو فکر ان کے پاؤں تک نہیں پہنچ سکتی۔ ان کی دلیلیز تک نہیں پہنچ سکتی۔ آپ ولی کے پاؤں کی خاک لے لیں۔ یا جہاں پر ولی نے پاؤں رکھ دیا ہے اس خاک کو اٹھا کر اس کا سرمہ بنالیں تو پتہ ہے کیا ہو جاتا ہے آپ کو دونوں جہانوں کے علوم آ جاتے ہیں یہ ان کے قدموں کے نشان کا اثر ہے۔ ولی کی کیا بات ہوگی۔ ولی کا کیا مقام ہوگا۔ اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آج ایک خاص چیز ہے ان کے لئے (پروفیسر عبد الغفار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عرض کرتے ہیں۔ شروع میں اس طرح سے کرتا ہوں کہ حضرت صاحب آپ ایم اے ہیں ایم ایس سی ہیں آپ ایم ایس سی کب سے ہیں کتنے سال ہو گئے ہیں (جواب میں پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ 1960 سے) جی 1960 سے یعنی تیس سال ہو گئے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی (جواب اندازاً چوبیس سال) تو یہ جب چوبیس سال کے تھے تو ایم ایس سی پاس کیا انہوں نے ایم ایس سی کیوں کیا اس لیے کہ یہ صفت ہے۔ اس سے پہلے ان کی ذات تھی۔ بائیس سال چوبیس سال۔ پھر ان میں ایک یہ صفت پیدا ہو گئی۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ صفت بعد میں پیدا ہوتی ہے پہلے موصوف ہوتا ہے۔ ذات پہلے ہوتی ہے صفات بعد میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ابتداء کوئی نہیں وہ ابتداء سے پاک ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے۔ ہماری ابتداء ہے کہ جیسے 1938 میں پروفیسر صاحب کی پیدائش ہوئی 1933 میری پیدائش ہے۔ اس طرح ہر بچے کا کوئی نہ کوئی سال پیدائش ہے۔ ہر ایک کی پیدائش کا دن اس کی ابتداء ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی ابتداء نہیں اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کی بھی کوئی ابتداء نہیں ہے۔ اللہ کے علم کی ابتداء نہیں ہے اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ وَصَلٰیكَتْہٖ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ ؑ بے شک اللہ تعالیٰ نبی پر درود

بھیجتے ہیں نبی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ابتداء نہیں لہذا اس فقرے کی بھی ابتداء نہیں۔ جب فقرے کی ابتداء نہیں تو پھر صفت نبی کی بھی کوئی ابتداء نہیں نبی صفت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی محمد ﷺ اس سے پہلے ہے تو کیا تعریف آپ کر لیں گے۔ ملائکہ بھی بعد میں پیدا ہوئے۔ مان لیا کہ کسی زمان سے پیدا ہوئے اور ذات اللہ تعالیٰ تو پہلے سے ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جب سے ہوں بلکہ یہ جب کب بھی نہیں تھا اس وقت سے ہوں اور اسی وقت سے نبی پر درود بھیج رہا ہوں۔ جیسے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پروفیسر صاحب فلاں دن سے ایم اے ہیں حالانکہ ان کی ذات اس سے بیس سال پہلے ہے یا بائیس سال پہلے ہے۔ اس طرح ذات محمد ﷺ صفت نبی سے پہلے ہے اللہ تعالیٰ صفت نبی کی تعریف فرما رہے ہیں۔ اس طرح نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی یہی طریقہ اپنایا۔ فرمایا اے صحابی تیرے نبی کا نور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ یہاں بھی لفظ نبی آیا ہے۔ صفت بیان ہوئی ہے ذات محمد ﷺ کا پتہ نہیں کہ کب سے ہے۔ اسی لیے حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے جس کا نہیں ہے اللہ کرے اس کا بھی ہوا جائے

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

اس لیے ہم اول کہتے ہیں کہ ہر چیز سے پہلے حضور ﷺ کو پیدا فرمایا گیا۔ ان کی صفت بھی پتہ نہیں کب سے ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ ہیں وہ نبی پر درود بھیج رہے ہیں۔ ذات محمد ﷺ اس سے بھی پہلے ہے۔ اسی کو ایک اور طریقہ سے بھی عرض کر سکتے ہیں۔ حضرات ہر چیز پر رحمت چھائی ہوئی ہے۔ دودھ پہلے ہوتا ہے کہ بچہ پہلے ہوتا ہے۔ یقیناً دودھ پہلے ہوتا ہے۔ دودھ رحمت ہے۔ رحمت پہلے ہوگی ورنہ بچہ رحمت کے بغیر جائے گا۔ ہوا پہلے ہے کہ سانس لینے والا ذی روح پہلے ہے۔ ہوا پہلے ہے کہ یہ رحمت ہے اور یہ سانس لینے والے کی ضرورت ہے۔ لہذا رحمت کی چونکہ ضرورت ہوتی ہے اس لیے رحمت پہلے آتی ہے۔ بچہ سے دودھ پہلے۔ بچہ سے ماں پہلے۔ آدمی سے ہوا پہلے ہے۔ آدمی سے پانی پہلے ہے کیونکہ ان کی اسے ضرورت ہے اس لیے رحمت کو سب سے پہلے بنایا گیا کہ فرشتہ بھی آئے گا۔ تو اسے بھی رحمت کی ضرورت پہلے ہوگی۔ پیغمبر آئے گا تو اسے بھی رحمت کی ضرورت ہے۔ آسمان بنا اسے بھی رحمت کی ضرورت ہے۔ زمین بنی اسے بھی رحمت کی ضرورت ہے۔ رحمت پہلے پیدا کر دی باقی چیزیں بعد میں بنائی گئیں۔ یہ بھی إِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَتُہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ء ہے یہ میری گزارش ہے اس رحمت کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔ یہ میں ایسے بھی بیان کرتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا کے تمام علوم عطا فرمائے گئے۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ کل علوم انہیں عطا کر دیے گئے سمجھا دیے گئے ایسا علم نہیں جو ان کی دانست میں نہ ہوا اور ان کے سینے میں نہ بھرا ہوا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ صفت عطا ہوئی کہ سارے علوم ان کو عطا ہوئے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ اس علم میں دو طاقتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے کہ یہ ایک اعتراض چھوٹا سا بنتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سارے علم میں دو چیزیں نہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سارے علم کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام لغزش سے نہ بچ سکے۔ علم نے راہنمائی نہیں فرمائی اگر راہنمائی ہوتی تو

غرض نہ کرتے تو اس علم میں وہ چیز ہے نہیں۔ دوسری چیز جو اس میں نہیں ہے وہ یہ کہ اس میں توبہ کا طریقہ نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو کر لیتے بلکہ پہلے روز ہی کر لیتے۔ تین سو سال رونے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنے آنسو بہانے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنے آنسو بہائے کہ شاید تمام انسان اتنے آنسو نہ بہا پائیں۔ آپ نے اکیسے ہی ندامت سے اتنے آنسو بہائے۔ لیکن جو علم عطا ہوا اس میں یہ نہیں ہے کہ توبہ کیسے کرنی ہے۔ پھر ایک علیحدہ علم ایک چھوٹا سا علم اور دیا حضرات ہمیں بھی اس علم کی ضرورت ہے جو علیحدہ دیا گیا ورنہ اگر یہ بھی باقی تمام علوم میں ہی دے دیا جاتا تو ہم ڈھونڈتے ڈھونڈتے مر ہی جاتے۔

فَلَقَىٰ اٰدَمَ مِنْ رَبِّهِ بِكَلِمَةٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے سکھا دیے حضرت آدم علیہ السلام کو کچھ کلمے پھر انہوں نے اس کلمے سے رجوع کیا تو توبہ قبول ہو گئی۔ ایک چھوٹا سا علم تھا پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے کلمات تھے۔ فرمایا وہ صرف ایک فقرہ تھا یا اللہ مجھے نبی پاک ﷺ کے طفیل بخش دے۔ اور وہ فقرہ بولا تو ان کی بخشش ہو گئی۔ بڑے علوم دے کر چھپا دیے گئے۔ ہٹا دیے گئے ایک طرف رکھ دیے گئے ہم گناہ گاروں کے لیے یہ ایک فقرہ ہی کافی ہے اور ہمیشہ ہر ایک کو اس کی ضرورت ہے اور سب کو اس کی ضرورت رہے گی۔ یہ فقرہ چھپایا نہیں ہے ورنہ اگر یہ سارے قرآن پاک میں کہیں چھپا دیا جاتا ساری آسمانی کتب میں چھپا دیا جاتا۔ تو آپ کہاں سے ڈھونڈتے۔ میں کہاں سے ڈھونڈتا یہ اللہ تعالیٰ نے علیحدہ ٹکڑا فرما دیا۔ یہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا نہیں ہے یہ جہد میں گر کر رونا نہیں ہے رو بھی لیں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ کیا شعر ہے کہ

نہ دکھڑے سنایاں بندی اے
نہ تسلیج بلایاں بندی اے
رب دیا سوہنیا محبوبا
گل تیرے بنایاں بندی اے

نہ رونے سے بنتی ہے نہ جہدے رکوع سے بنتی ہے بلکہ رب کے اے سوئے محبوب بات تیرے بنایاں ہی بنتی ہے۔ بات بنانے والی چیز یہ ہے اور صرف یہ ہے کہ یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور پھر پوچھا کہ اے آدم علیہ السلام تم کو پتہ کیسے چلا کہ یہ اتنی بڑی ہستی ہیں۔ خود ہی بتایا ہے اور پھر خود ہی پوچھ رہے ہیں یہ شاید ہماری تعلیم کے لیے ہے کہ ہم نہ بھول جائیں۔ ان کا کام تو بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کا نام بنانے والا ہے پھر اس فقرے کی ضرورت کیا تھی۔ جان تو وہ گئے اور نام بھی انہوں نے لے لیا اور بخشش بھی پالی پھر پوچھا کہ ان کا نام کہاں سے ملا ہے یہ نسخہ کہاں سے ہاتھ میں آیا یہ اس لیے کہ اس میں ہماری تعلیم ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ جب میری آنکھ کھلی تھی تو میں نے یہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کا نام ہے وہ بہت بڑی ہستی ہے فرمایا یاں بے شک یہ بڑی ہستی ہیں اے آدم علیہ السلام اگر میں نے انہیں پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا بلکہ میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ کسی چیز کو بھی نہ پیدا کرتا۔ یہ میری عرض

ہے کہ اس فقرے کی ہمیں ضرورت ہے اسی حوالہ سے ہی کہ بخشش کا ہی یہ مضمون ہے اور بخشش کی ہمیں ضرورت ہے قرآن مجید میں ہے کہ سب سے زیادہ جو چیز ہے وہ گناہ ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ جو چیز بندے کے پلے میں بندھی ہوتی ہے وہ گناہ ہوتے ہیں نیکیاں زیادہ نہیں ہوتیں۔ گناہ زیادہ ہوتے ہیں اس لیے یہ بخشش کا نسخہ ہاتھ آیا اور یہ جو محفل ہم منار ہے ہیں اور اس قسم کی جتنی بھی محافل میلاد ہیں ان کا کرم اور فضل یہ ہے کہ ہر چیز میں خلوص نیت کی ضرورت ہے۔ آپ نعت پڑھیں گے اگر نیت ٹھیک نہیں تو نعت نہیں ہے آپ سجدے کریں اگر نیت ٹھیک نہیں ہے تو وہ بھی نہیں ہیں۔ قیامت کے دن تین آدمیوں کا نمایاں کیس پیش ہوگا۔ ایک عالم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے طلب کریں گے اور پوچھیں گے کہ تو کیا کرتا تھا تو وہ عرض کرے گا کہ جی میں قرآن حدیث پیش کرتا تھا۔ ہمیشہ یہی کرتا تھا اور کوئی چیز نہیں کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تیری نیت کو جانتا تھا تو بڑا عالم بننا چاہتا تھا۔ سب سے سبقت لینا چاہتا تھا وہ میں نے تمہیں دے دی۔ اب تو مجھ سے کیا لیتا ہے۔ جہنم میں چلا جا۔ علم کی اگر نیت ٹھیک نہ ہو تو اس کا علم کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ حکم ہوتا ہے کہ جہنم میں جاؤ۔ ایک سخی کا کیس پیش ہوگا۔ پوچھا جائے گا تو کیا کرتا تھا عرض کرے گا کہ تیری راہ میں خرچ کرتا تھا تو روز ہی دیتا تھا پیسے مجھے دیتا تھا اور میں تیری راہ میں خرچ کرتا تھا۔ فرمایا جائے گا کہ تیری نیت یہ تھی تیری نیت سخی کی میں حاتم طائی ثانی بن جاؤں۔ سخاوت میں میرا نام بڑا اور میرے نام کے ساتھ اور کسی کا نام نہ ہو فرمایا جائے گا تیرا نام میں نے بنادیا۔ سرنگرام ہسپتال بنادیا۔ فلاں چیز بنائی وہ چیز بنائی۔ تیرا نام بن گیا ہے۔ لیڈی ونگلن ہسپتال ہے۔ اب تو مجھ سے کیا لیتا ہے۔ جا تو بھی جہنم میں چلا جا۔ نیت ٹھیک نہ تھی پیسہ خرچ کیا ہوا ضائع چلا گیا۔ ایک شہید کا کیس پیش ہوگا۔ ہاں بھی تو کیا کرتا تھا عرض کرے گا کہ یا اللہ میں تیری راہ میں لڑتا تھا۔ کفار سے لڑتا تھا۔ انہیں جہنم رسید کرتا تھا۔ پس ایک گولی آئی تو اور لگی اور میں مر گیا۔ یا اللہ تیرے لیے میں نے اپنی جان قربان کر دی۔ فرمایا جائے گا کہ نہیں تو غازی بننا چاہتا تھا تو ہمیشہ اپنی چیز ہی آگے رکھتا تھا۔ میرے لیے نہیں لڑتا تھا۔ اپنی ذات کے لیے لڑتا تھا۔ اپنی غرض کے لیے لڑتا تھا۔ جہنم میں چلا جا۔ دیکھو شہید کی نیت ٹھیک نہیں تو وہ جہنم میں جا رہا ہے۔ روزہ رکھنا کتنا مشکل کام ہے نیت ٹھیک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ شام کو لپیٹ کر منہ پر مار دیتا ہے۔ کہ جالے جا اپنا روزہ۔ تو دیکھو کہ خلوص نیت کی کتنی ضرورت ہے۔ اے اللہ کے بندو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ایسی محفل میں آنے کی۔ اس محفل میں آنے کے لیے خلوص نیت کی ضرورت نہیں۔ آپ روٹی کھانے آ جائیں آپ پیسے لینے آ جائیں۔ آپ کرسی پر بیٹھنے کے لیے آ جائیں۔ آپ کیسٹ بھر کر بیچنے کے لیے آ جائیں۔ آپ خواہ کسی بھی غرض سے آ جائیں بس آ جائیں آپ کسی سے ملنے آ جائیں۔ کسی نے آپ کے پیسے دینے ہوں تو یہ سوچ کر آ جائیں کہ ان سے مل کر ذاتی طور پر اپنے پیسے مانگ لوں گا۔ خواہ پیسے دینے کے لئے آ جائیں کہ جاتے ہوئے پیسے بھی دے جاؤں گا۔ خواہ کیسی بھی غرض ہو اس کی نیت کر کے آ جا تو محفل میں آ جاتی کہ اللہ تعالیٰ معافی دے تو جوتی چرانے کی غرض سے ہی آ جا اس محفل میں کہ جس کی نسبت میلاد شریف سے ہے۔ حضور ﷺ کے طفیل حضور ﷺ کی شان سے اس محفل سے نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور اور خوشبو کو ڈھونڈنے کے لیے فرشتے پیدا کرتا

ہے اور تعداد میں اتنے ہوتے ہیں کہ وہ زمین و آسمان کے سارے قلابوں کو بھر دیتے ہیں وہ آکر اس کو گھیر لیتے ہیں اور جب یہ محفل ختم ہوتی ہے تو وہ بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں۔ کہ یا اللہ ہم نے ایک محفل دیکھی ہے کہ وہاں تیرے حبیب پاک ﷺ کا ذکر خیر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ وہ فرشتے روز عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ذرا تھوڑا سا ٹھہریئے ایک آدمی تو روٹی کھانے آیا تھا۔ ایک نعت پڑھ کر پیسے لینے کے لیے آیا تھا۔ ایک تقریر کرنے آیا تھا ایک کیسٹ بھرنے کے لئے آیا تھا۔ ایک پیسے دینے کے لیے آیا تھا۔ یا اللہ ایک جوتی چرانے کے لیے آیا تھا۔ ایک جیب کاٹنے کے لیے آیا تھا وہ سارے لوگ میلا دمنانے کے لیے نہیں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ روز فرماتا ہے۔ کہ میں نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے سب کو بخش دیا ہے۔ کوئی کس نیت سے آیا ہے یہ اس کی اپنی غرض ہے لیکن میری غرض یہ ہے کہ میں نے اس محفل میں آنے والے جس میں حضور ﷺ کی تعریف ہو رہی ہے سب کو بخش دیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بخشا یہاں جاتا ہے یا گھر سے ہی بخشا ہوا آتا ہے۔ یہ چھوٹی سی عرض ہے کہ جب آپ نیت کرتے ہیں محفل میں جانے کی۔ اس محفل میں آنے کی۔ نہ یہ میری محفل ہے نہ یہ امجد صاحب کی محفل ہے نہ ڈاکٹر صاحب یہ آپ کی ہے نہ آپ میں سے کسی اور کی ہے۔ یہ محفل تو حضور نبی کریم ﷺ کی ہے جب کوئی قدم گھر سے اس نیت سے اٹھاتا ہے کہ چلو اس محفل میں چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نیت کے صدقے ہی اس کو بخش دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی میلا دکی کسی محفل میں کوئی جہنمی نہیں آتا۔ یا اللہ کیا یہاں کوئی سکرین لگی ہوئی ہے یا کوئی رکاوٹ ہے کہ جس سے ایسے افراد کو روک لیتے ہیں کہ واپس چلا جائیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ گھر سے جو نبی وہ قدم اٹھاتا ہے تو وہیں بخش دیا جاتا ہے۔

حسن کا تقاضا ہے کہ خریدار ہو کوئی

رحمت تو یہ چاہتی ہے کہ گنہگار ہو کوئی

قیامت کے دن رحمت کی جو تقسیم ہونی ہے وہ کس حساب سے ہونی ہے۔ کیا آپ کے نعت پڑھنے کے حساب سے ہونی ہے کیا آپ کے نعرے مارنے کی وجہ سے ہونی ہے یا کیا آپ کے پیسے دینے کی وجہ سے ہونی ہے کیا آپ کی نمازوں کی وجہ سے ہونی ہے یا آپ کے روزوں کی وجہ سے ہونی ہے فرمایا کہ نہیں رحمت کی تقسیم تو گناہوں کی وجہ سے ہونی ہے۔ جس کے جتنے گناہ ہوں گے اتنی ہی رحمت ہونی ہے۔ یہ جو رحمت ہے یہ بخشش ہے جو بہت گنہگار ہے کیا اس کو زیادہ رحمت کی ضرورت نہیں تاکہ اس کی بخشش ہو جائے۔ اسی رحمت کے انتظار میں وہ بیٹھا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ ایک روزہ دار ایک نمازی ایک حاجی ایک زکوٰۃ دینے والا خیرات دینے والا حتیٰ یہ سب بڑی اچھی چیزیں ہیں وہ اپنی نیکیوں کے طفیل امید رکھتا ہے کہ وہ بخش دیا جائے گا۔ میں نے روزے رکھے ہیں میں نے قربانی دی ہے اور ایک گنہگار کیا کہتا ہے کہ یا اللہ تیری رحمت ہوگی تو بخشش مل جائے گی۔ آپ کا فضل و کرم ہوگا تو نجات مل جائے گی۔ اس کا سارا انحصار اس کی ساری توجہ صرف اور صرف رحمت پر ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت کی آس لگانے

کی توفیق عطا فرمائے ہمیں محفل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محفل میلاد وہ ہے کہ ہر روز کتنے ہی فرشتے حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر آ کر محفل کرتے ہیں۔ بعض لوگ آپ کو روضہ اقدس پر جانے سے روکتے ہیں۔ تو یہ ان فرشتوں کو بھی روک لیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں ستر ہزار شام کو آتے ہیں وہ کیا کرنے آتے ہیں وہ محفل میلاد کرنے ہی تو آتے ہیں۔ فرشتہ اترتا ہے تو اللہ کے حکم سے اترتا ہے اس کی اور کوئی غرض نہیں ہوتی۔ ہم ہیں کہ سارا دن کام کرتے رہتے ہیں کبھی کوئی کام کر لیا۔ کبھی کوئی کام کر لیا یہ ہمیں اختیار ہے لیکن فرشتے پورے کے پورے اللہ کے حکم کے تابع ہیں کوئی اتر نہیں سکتا۔ کوئی چڑھ نہیں سکتا۔ ستر ہزار ایک وقت میں روضہ اقدس پر اترتے ہیں کون اتار رہا ہے تو پھر آپ مجھے کیوں روکتے ہیں کہ روضہ پر نہ جاؤ۔ آپ کیوں روکتے ہیں کہ روضہ اقدس پر نہ جائیں۔ مکہ شریف میں ہی بیٹھے رہو۔ آگے مدینہ شریف نہ جائیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں اور ایک جگہ اور بھی ہے جہاں فرشتے اترتے ہیں اور بے شمار اترتے ہیں۔ وہ محفل میلاد شریف ہے۔ یہ دو جگہیں ہیں تیسری جگہ تو ہے نہیں جہاں فرشتے اترتے ہوں۔ بے شمار فرشتے اس قسم کی محفلوں میں اترتے ہیں۔ آپ بے شک ولیمہ کر لیں بے شک جھنڈیاں لگالیں۔ مکان بنالیں اسے سنوار لیں اسے ہر طرح سے سجالیں آراستہ کر لیں فرشتہ نہیں اترتا۔ کیسی بھی خوشی منالیں فرشتے اتریں تو مجھے پکڑ لیں۔ قربانی کی قطار لگا دیں فرشتہ نہیں اترے گا۔ نمازوں کا ڈھیر لگا دیں فرشتہ قریب نہیں آتا۔ روزہ رکھ لیں یہ آپ کا اپنا فعل ہے کرتے جائیں فرشتہ نہیں اترتے۔ ہاں البتہ اگر آپ نعت پڑھیں میلاد کی نیت کر کے کھڑا ہو جائیں تو فرشتے بھی آجائیں گے۔ اور گھیر لیں گے آپ کی محفل کو اور جا کر تمہاری رپورٹ اللہ تعالیٰ کو پیش کریں گے اور تمہیں بخشش کا پروانہ لیکر دیں گے۔ آج ہی لے کر دیں گے حضرات اس میں کوئی ادھار نہیں۔ نماز کا ادھار ہے روزے کا ادھار ہے۔ حج کا بھی ادھار ہے اور اللہ تعالیٰ معافی دے ان اعمال کے قبول نہ ہونے کا بھی امکان ہے۔ جب تمہاری آواز نبی کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے تو قبول کیے ہوئے اعمال بھی اکارت چلے جاتے ہیں۔ سورۃ حجرات پڑھیں۔ جب نبی پاک ﷺ کی آواز سے تمہاری آواز اونچی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ تمام نیکیاں ختم کر دیتے ہیں۔ کوئی سند نہیں ہے کہ آپ کی نماز قبول ہو گئی ہے۔ کہ نہیں۔ آپ نے بھی پڑھی ہے میں نے بھی پڑھی ہے کیا قبول ہو گئی ہے۔ ابھی ابھی نماز مغرب پڑھ کر آئے ہیں کیا قبول ہوئی ہے۔ لیکن ہر نعت جو آپ نے پڑھی ہے۔ اچھی آواز میں پڑھی ہے کہ نہیں پڑھی ہے۔ خلوص دل سے پڑھی ہے کہ نہیں پڑھی ہر نعت قبول ہے۔ ہر درد شریف قبول ہے۔ ہر نعت قبول اس لیے ہے کہ یہ بھی خاص حضور نبی کریم ﷺ کا ہی کرم ہوتا ہے تو کسی کو نعت کہنے کی توفیق ہوتی ہے۔ کوئی آدمی اپنی طرف سے نعت نہیں کہہ سکتا۔ کبھی نعت اپنی طرف سے نہیں بن سکتی جب تک حضور پاک ﷺ کی طرف سے توفیق نہ ہو نعت نہیں بن سکتی۔ اور درود شریف کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ اللہ نہ کرے کسی آدمی کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو۔ پھر وہ دور د شریف پڑھے تو وہ بھی قبول ہے۔ یہ میری عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہاں آنا منظور فرمائیں اور جس طرح نبی پاک ﷺ نے آج بلایا ہے اسی طرح ہمیشہ ہمیں بلا تے رہیں۔ شادی ہوتی ہے تو اس میں براتیوں کی فہرست بنتی ہے ولیمہ ہوتا ہے تو اس میں بھی

فہرست بناتے ہیں پہلے بہت لمبی فہرست ہوتی ہے پھر اس میں کانٹ چھانٹ ہوتی ہے اور فہرست چھوٹی ہوتی جاتی ہے۔ جب آخر میں ایک چھوٹی سی فہرست رہ جاتی ہے لیکن جو اس فہرست میں رہ جاتے ہیں وہ پھر ہوتے سونا ہی ہیں۔ اس میں ہر ایک جگہ دوست ہوتا ہے۔ جسے وہ دعوت دیتے ہیں۔ کارڈ دیتے ہیں اگر بہت اچھا اور قریبی ہو تو بمعہ اہل و عیال دعوت دیتے ہیں۔ وہ ان کا خاص مہمان ہوگا۔ یہ تو بندوں کا عمل ہے کہ کرم کرتے ہیں تو ولیہ میں بلا لیتے ہیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ کرم فرماتے ہیں تو محفل میلاد میں بلا لیتے ہیں۔ اب آپ اس فہرست کا اور اس فہرست کا خود ہی موازنہ کر لیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے اور اس کا کتنا کرم ہے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

اور یہ اس سے بھی ثابت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تیری نبی کا نور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر اس نور کے پرتاؤ سے سایہ سے لوگوں کے اعمال بنے۔ فرشتے بنے۔ آسمان بنا۔ عرش بنا۔ لوح بنی قلم بنی۔ تمام علوم بنے۔ ہر ایکشن بنے۔ ہر عمل بنا۔ اگر عمل بنا تو یہ عمل ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں جو اس طرف منہ نہیں کرتے۔ بلکہ تمہیں بھی کہیں گے کہ بدعتی ہے شرک ہے یہ خاص کرم ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا تو وہ اپنی محفل میں بلا لیتے ہیں۔ ہم تو صرف سننے کے لیے آتے ہیں لیکن جو نعت خواں ہوتے ہیں ان کا پیٹ نہیں کیا مقام ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ ادب دیا ہے یہ مقام دیا ہے کہ خود اپنے تشریف رکھی اور نعت خوان کو ممبر رسول ﷺ پر بٹھایا اور اس سے نعت سنی۔ نعت کہنا سنت اللہ ہے۔ نماز پڑھنا سنت اللہ نہیں ہے۔ روزہ رکھنا سنت اللہ نہیں ہے۔ حج کرنا سنت اللہ نہیں ہے اور کوئی کام ایسا سنت اللہ نہیں ہے لیکن نعت کہنا سنت اللہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصْطَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ہر آدمی کو جتنے بھی اس کے اعمال ہیں ان کی گٹھری باندھ کر اس کے سر پر رکھ دو اسے پل صراط پر کھڑا کر دو اگر اس گٹھری میں ان تمام اعمال میں جو یکجا باندھے ہوئے ہیں درود شریف نہیں ہے تو وہ پل صراط پر پہنچ کر اندھا ہو جائے گا۔ پل صراط کی روشنی اور اس کی رفتار درود شریف ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اسے نظر آئے اور دوسرے یہ کہ رفتار بھی ہوتا کہ گزر بھی جائے۔ یہ دونوں روشنی اور رفتار جس سے اس نے پل صراط کو پار کرنا ہے یہ سب درود شریف کا کرم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت پڑھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ یہ دیکھو کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے تو ذکر حبیب ﷺ پر کیا ہوگا۔ ہم یہ ذکر کرتے ہیں۔ سلام پیش کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد امجد صاحب افغان آباد 17/09/92

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین

حاضرین ایک سوال ہے کہ جب قرآن ایک ہے تو فرقے تہتر کیوں ہیں۔ اس کا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ بلاشبہ قرآن ایک ہے لیکن اس کو پڑھنے والے ایک نہیں ہیں۔ ہر شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کا ترجمہ اپنی مرضی سے کر لیتا ہے۔ ترجمے کے فرق سے فرقے بنتے چلے جاتے ہیں۔ ان تہتر فرقوں میں سے ایک ایسا فرقہ ہے جو راہ راست پر ہے۔ سورۃ والضحیٰ میں آیت مبارکہ ہے کہ **وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ** بہتر اس کا ترجمہ یوں کر کرتے ہیں کہ ”جب تمہیں گمراہ پایا تو ہدایت دی“ گویا نبی پاک ﷺ ان لوگوں کی دانست میں ”توبہ معاذ اللہ“ گمراہ تھے پھر انہیں ہدایت دی گئی۔ یہ بد بخت اتنی بات نہیں سمجھتے کہ اگر نبی خود اپنی ذات میں گمراہ ہے تو پھر وہ عوام الناس کو ہدایت کیا دے گا۔ کیا یہ لوگ قرآن نہیں پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **يَسِينِ اے سید المرسلین اے سید البشر۔ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ**۔ قسم ہے حکمت سے بھرے قرآن کی **اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ**۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں **عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ** یقیناً آپ راہ راست پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن حکیم کی قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ اے سید البشر اے انسان کا کامل یعنی اے میرے محبوب آپ یقیناً راہ راست پر ہیں۔ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں اور یہ لوگ (معاذ اللہ) نبی کریم ﷺ کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ حق بات تو یہ ہے کہ چونکہ ان لوگوں کو اللہ کریم کے حبیب ﷺ میں نقص نظر آتا ہے تو خداوند تعالیٰ ایسے لوگوں سے شعور ہی کھینچ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا شعور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کو تو چالیس سال کی عمر تک یہ بھی علم نہ تھا کہ وہ نبی ہیں۔ سینے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **كُنْتُ نَبِيًّا وَكَانَ اَدَمُ فِی السَّمَاءِ وَالْظُّلُمِ** میں اس وقت بھی بالفعل نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل بھی آپ نبی تھے۔ کیا یہ لوگ حدیث پاک کا علم بھی نہیں رکھتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں وہ پگھوڑے میں لیٹے ہوئے اعلان فرما رہے ہیں کہ لوگو میں اللہ کا نبی ہوں۔ یہ وہی حضرت عیسیٰ السلام ہیں جو بشارت دیتے ہیں کہ اے لوگو میرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جس کا نام ”احمد“ ﷺ ہے حضور پاک ﷺ کا اسم گرامی آسمانوں پر ”احمد“ ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس نبی کے سامنے میری اتنی بھی حقیقت نہیں ہے کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھول سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پگھوڑے میں ہی اپنے نبی ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی نظر میں حضور نبی پاک ﷺ کو معاذ اللہ چالیس سال تک یہ معلوم نہ تھا کہ وہ نبی ہیں۔ کس قدر جہالت ہے اور کتنی گمراہی میں یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ اب ترجمہ سینے جو علحضرت شاہ احمد رضا خان صاحب ربیلوی فرماتے ہیں۔ ترجمہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے محبوب جب ہم نے تمہاری تمام تر توجہ اپنی طرف پائی تو ہم نے آپ کی توجہ آپ کی امت کی طرف پھیر دی“ یہ ہے اصل ترجمہ اور یہ ہے اس آیت مبارکہ کی اصل روح اور یہ ہے نجات کا ذریعہ اور یوں ترجمہ کرنے والا صرف ایک ہی فرقہ ہے اور وہی فرقہ ناجی ہے۔

میری عرض یہ ہے کہ ترجمہ بھی کرو تو ایسا کرو کہ اس سے حضور نبی کریم ﷺ کی شان ظاہر ہو۔ نعت بھی پڑھو تو یوں پڑھو کہ اس سے حضور پاک ﷺ کی شان اور عظمت نظر آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں جس طرح سے ہاتھ کا سایہ روشنی کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ لیکن وہ سایہ ہاتھ کا حصہ نہیں ہوتا اسی طرح حضور نبی پاک ﷺ کے نور کے پر تو سے کائنات کی تمام چیزیں بنی ہیں لیکن کوئی بھی چیز آپ کے نور کا حصہ نہیں ہے۔ موصوف پہلے ہوتا ہے صفت بعد میں پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہونا صفت ہے لیکن ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے سے پہلے ڈاکٹر کی ذات کا ہونا ضروری ہے۔ پروفیسری صفت ہے۔ لیکن پروفیسر بننے سے پہلے پروفیسر کی ذات کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللہَ وَملٰئِکَہٗہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تُوْنِی ہونا صفت ہے اور کسی شخصیت کے نبی ہونے سے پہلے اس کی ذات کا وجود ضروری ہے۔ اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت نبی بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ”نبی“ پر درود بھیجتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ ہے۔ یُصَلُّوْنَ جس طرح سے انگریزی میں HAS BEEN استعمال ہوتا ہے۔ فعل ماضی جاری ہوتا ہے۔ مطلب بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں یا بھیج رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کام کب سے ہو رہا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ موجود ہے یعنی جب سے فاعل موجود ہے تب سے یہ فعل ہو رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کب سے ہے اللہ تعالیٰ کی نہ ابتداء ہے نہ اس کی انتہا ہے۔ وہ ابتداء سے بھی پاک ہے وہ انتہا سے بھی پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ جب سے بھی ہے یہ وہی جانتا ہے اور اس وقت سے وہ اپنے نبی پاک پر درود بھیج رہا ہے لیکن نبی صفت ہے موصوف اس سے بھی پہلے کا ہونا چاہیئے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی پاک کی ذات گرامی یعنی شخصیت جس کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے وہ کب سے ہے۔ دوسری طرف حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابی سے فرماتے ہیں کہ اے جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا یہاں بھی صفت نبی ﷺ بیان ہوئی موصوف خدا جانے کب پیدا ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فنائی کسے کہتے ہیں مثال کے طور پر ایک نوجوان حسن و جمال کی بیکر عورت جیسے مصری عورت قلوب پھر تھی کہ جس کے نام پر اب کا جل اور عطریات وغیرہ بھی بکتے ہیں بے پردہ گزر رہی ہے آپ کی نظر اس پر پڑتی ہے اب حکم یہ ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو اگر آپ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نظریں نیچی کر کے گزر جاتے ہیں عورت کی طرف خواہش کے باوجود بھی نہیں دیکھتے تو پھر یہ آنکھ تیری ہے یا نبی پاک ﷺ کی ہے یقیناً یہ آنکھ نبی پاک ﷺ کی آنکھ ہے اس میں اتباع رسول ﷺ ہے یہ ہے آنکھ کی فنائی اس طرح آپ ہاتھ سے صرف وہ چیز پکڑتے ہیں جس کو پکڑنے کا حکم ہو اور اس چیز کو پکڑنے سے پرہیز کرتے ہیں جس سے نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا ہو تو یہ ہاتھ بھی نبی ﷺ کا ہاتھ ہو جاتا ہے یہ ہاتھ کی فنائی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح جسم کے دوسرے اعضاء کی مثال ہے جب ہر عضو نبی پاک ﷺ کی اتباع میں کام کرتا ہے تو انسان فنائی الرسول کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ فنائی کا مطلب مرجانا یا مٹ جانا نہیں ہے مر گئے یا مٹ گئے تو پھر بات

ختم ہوگئی تو پھر کیسی اتباع اور کیسی اطاعت۔ فنا ہی کا مطلب یہ ہے کہ قول و فعل میں اتباع رسول ہو اور ثواب بھی اس چیز کا یا اسی عمل کا ملتا ہے جو اتباع رسول میں کیا جائے مثلاً داڑھی سنت رسول سمجھ کر رکھی جائے تو ثواب ہے ورنہ عذاب ہے کیوں کہ ویسے داڑھی تو سکھ بھی رکھ لیتے ہیں ایسی داڑھی کا نہ کوئی ثواب ہے نہ فائدہ ہر اس عمل کا ثواب ملتا ہے تو سنت رسول سمجھ کر کیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دریا میں اپنا عصا مبارک مارا تو پانی پھٹ گیا گویا کہ پتھر کی دیوار بن گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ اس پانی میں بنے ہوئے راستے میں سے گزر گئے لیکن فرعون جب اپنے لشکر سمیت دریا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں اترا تو پانی پھر مل گیا دریا پھر بھری ہوئی طوفانی لہروں سے پھر چلنے لگا اور سارے فرعونی لشکر ان خونی لہروں کی نذر ہو گیا لیکن ایک شخص بچ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ تیرا وعدہ تھا کہ تمام فرعونی غرق آب کر دیے جائیں گے لیکن یہ ایک آدمی کے بچ جانے کی کیا وجہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میرا وعدہ یہی تھا لیکن یہ جو فرد بچ گیا ہے یہ فرعون کے دربار کا بہر و پیا ہے یہ فرعون کی دربار کا مخمر ہے یہ تیرے جیسی داڑھی بنا کر تیرے جیسا لباس پہن کر ہاتھ میں تیری طرح عصا پکڑ کر تیری طرح تو قلی زبان میں باتیں کر کے تیری نقلیں اتارا کرتا تھا اور فرعون کو خوش کیا کرتا تھا مجھے اس کا تیری جیسی شکل بنانا پسند آ گیا ہے مجھے تم سے پیار ہے اور یہ تیرے جیسی شکل بنایا کرتا تھا تیری مشابہت کی وجہ سے مجھے اس پر جرم آ گیا ہے چلو ہے تو کافر۔ ہے تو میرا منکر لیکن ہے تو میرے حکیم جیسا اس لحاظ سے اس کو چھوڑ دیا ہے اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کتنے رحیم ہیں کافر بھی نبی جیسی شکل بنائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچ جاتا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان اور مومن یہ عمل کرے تو پھر تو اس کی رحمت کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔

ایک آدمی تھا۔ جب اس کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس نے وصیت کی کہ غسل دینے کے بعد میرے چہرے پر روئی کی مصنوعی داڑھی لگا دینا۔ چنانچہ فوت ہونے کے بعد اس کی وصیت پر عمل کر دیا گیا۔ قبر میں گیا تو منکر نکیر تشریف لے آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اس شخص پر سوال کرنے سے پہلے اس سے یہ پوچھو کہ اس نے یہ جعل سازی کیوں کی ہے۔ تو اس شخص نے جواب دیا کہ یا اللہ میں ساری عمر کوشش کرتا رہا کہ تیرے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے داڑھی رکھوں لیکن میرے عزیز و اقربا نے مجھے داڑھی نہ رکھنے دی۔ کبھی ان کے طعنوں سے ڈرتا رہا۔ کبھی اپنے بیوی بچوں کی ناراضگی کی وجہ سے داڑھی نہ رکھ سکا۔ کبھی دوستوں کے مذاق کی وجہ سے عمل نہ کر سکا لیکن اے میرے اللہ میں تجھ سے ڈرتا بھی تھا اور داڑھی کے بغیر تیرے دربار میں آنے کی ہمت اور جرأت نہ تھی۔ سنت نبی ﷺ کے بغیر ساری عمر اپنے آپ شرم ساری بھی محسوس کرتا رہا۔ لیکن معاشرے کی طنز و طعن کی وجہ سے داڑھی رکھنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ اب جب کہ میں مرنے والا تھا تو میں نے سوچا کہ مرنے کے بعد اب مجھے اس دنیا کا کیا ڈر ہے۔ ڈر تھا تو صرف یہ کہ تیرے دربار میں تیرے نبی ﷺ کی سنت اور فرمان کے بغیر کیسے حاضری دوں گا۔ تو میں نے یہ جعل سازی کر لی اے اللہ تو معاف

کرنے والا ہے میری اس غلطی کو معاف کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا تو مجھ سے ڈرتا تھا جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ حضرات اللہ تعالیٰ بہت غفور و رحیم ہے۔ اسے اپنے محبوب پاک ﷺ کی ہر ادا سے پیار ہے۔ اور کوئی بھی اگر اس کے محبوب کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے اپنے ہر عمل کو کرتے وقت نقش قدم حضور نبی پاک ﷺ کو پیش نظر رکھتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے بھی پیار کرتا ہے اور یہی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

کوشش کرو کہ آپ کا ہر عمل سنت نبی ﷺ کے تابع ہو تا کہ دل میں الفت نبی ﷺ اور عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو۔ اسلام کے ابتدائی آٹھ دس سالوں میں کوئی عبادت نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے احکام نہیں آئے تھے نہ کوئی عبادت مخصوص تھی اس دور کے صحابی کیا صحابی نہیں تھے۔ کیا وہ ناجی نہیں ہیں۔ یقیناً وہ اصحابی ہیں اور ناجی بھی ہیں ان کا عمل صرف زیارت رسول ﷺ اور نبی ﷺ کے اقوال و افعال پر عمل تھا۔ حضور ﷺ کی اتباع ہی ان کی متاع زندگی تھی۔ شریعت کے احکام کی پابندی ان پر نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت شرعی احکام و افعال تھے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش رانا علی احمد صاحب سعید آباد 21/02/94

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ
حضرات! علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

یہ جہان فانی ہے اور اس میں موجود ہر چیز بھی فانی ہے۔ انسان بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ اور اسے بھی ایک روز موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اور فانی اس کا مقدر ہے تو پھر اس دنیا میں دل لگانے کا کیا مقصد؟ کیوں نہ اس سے بچا جائے اور عاقبت کے لیے کیوں نہ تیاری کر لی جائے۔ جہاں موت نہیں۔ یہاں زندگی کی بقا نہیں وہاں اسے فنا نہیں۔ ابدی زندگی کی کامیابی کے لیے تمام ترکوشش اسی دنیا میں ہی کرنی ہیں۔ نفس انسان کا بدترین دشمن ہے۔ دنیاوی شان و شوکت کی چاہت اس کا شغل ہے۔ اور اسی وجہ سے انسان کو اس دنیا کی رنگینیوں میں پھنسا کر رکھ دیتا ہے۔ نفس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنا ہی اصل جہاد ہے۔ ایک غزوہ سے واپسی پر رسول محتشم ﷺ نے فرمایا کہ اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف جارہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ جہاد اکبر کیا چیز ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنے نفس کے خلاف جہاد۔ اصل مسئلہ نفس کو قابو کرنے کا ہے انسان بیعت کرنے کے بعد جب اپنے مرشد کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرتا ہے تو اس کا نفس اس کا مطیع ہو جاتا ہے اور نفس امارہ نفس مرضیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے انسان اپنے مقدر پر شا کر اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ دنیاوی خواہشات اس کے پاس بھی نہیں بھٹکتے پاتیں۔ دنیا سے اس کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے اور اخروی زندگی میں دھیان کرنے لگتا ہے تو وہ گویا کہ اس فانی دنیا میں رہ کر بھی اس سے الگ تھلک ہوتا ہے تو پھر وہ ارشاد گرامی **مَوْتُ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ** کے مصداق ہو جاتا ہے جو لوگ مرنے سے قبل مر جاتے ہیں وہی دراصل جاودانی زندگی پاتے ہیں اور یہ جاودانی زندگی حاصل کرنے کا طریقہ علامہ اقبالؒ ایک نہایت ہی خوبصورت مثال سے سمجھاتے ہیں کہ صرف وہی دانہ اگتا ہے درخت بنتا ہے پتے نکلتے ہیں پھول آتے ہیں اور پھل لگتا ہے کہ جو اپنے آپ کو مٹی میں ملا کر خود مٹی ہو جاتا ہے۔ اپنی ہستی ختم کر دیتا ہے اور تناور درخت کی شکل میں جاودانی زندگی حاصل کرتا ہے۔ جو دانہ اپنے آپ کو مٹی میں نہیں جانے دیتا۔ باہر اپنی ہستی کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے اسے یا تو پرندے چگ لیتے ہیں یا پھر کوئی کیزاد بیک وغیرہ اسے چٹ کر جاتی ہے۔ اور اس کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ لہذا کامیاب ابدی زندگی حاصل کرنے کے لیے اپنی ہستی کو ختم کرنا از حد ضروری ہے۔ شاگرد کی ہنرمندی سے استاد کی مہارت کا یہ چل جاتا ہے۔ مرید کے کردار سے مرشد کا مقام معلوم ہو جاتا ہے اور صحابی کے حسن اخلاق گفتار سے نبی کا مرتبہ اور پہچان عیاں ہوتی ہے۔ وفا اور جفا کی ازل سے ہی جوڑی رہی ہے۔ ایک طرف وفا ہے تو دوسری طرف جفا۔ جفا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لانے سے پہلے تنگی تلوار ہاتھ میں لیے (نعوذ باللہ) حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آ رہے ہیں

اور وفایہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو مسلمان کر دے اور اس سے اسلام کو عزت عطا فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہنچتے ہیں اور مسلمان ہو کر اپنی تلوار گلے میں ڈال کر واپس جا رہے ہیں جو کہ مطہح ہونے کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کا فرہ ہے۔ پہلے تو وہ صرف مجھے گالیاں دیتی تھی اب آپ کو بھی گالیاں دیتی ہے۔ جو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپ دعا فرمائیں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو مسلمان کر دے۔ اسی لمحے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جوتی پہننے بھی نہیں ہیں اسے ہاتھ میں اٹھا کر گھر کو بھاگ رہے ہیں کہ جلد از جلد پہنچ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا اثر دیکھوں۔ گھر پہنچتے ہیں تو دروازہ بند ملتا ہے۔ کھٹکھٹاتے ہیں تو اندر سے والدہ کی آواز آتی ہے بیٹا ظہر و میں نہا رہی ہوں ابھی صاف کپڑے پہن کر مسلمان ہو رہی ہوں۔ سفر ہجرت میں سراقہ آپ کا پیچھا کرتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کو زندہ یا مردہ پکڑنے والے کے لیے سوسرخ اونٹ انعام مقرر ہے۔ آپ پیچھے مڑ کر اسے دیکھتے ہیں تو اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں جھنس جاتا ہے۔ معافی مانگتا ہے تو آزادی مل جاتی ہے۔ پھر نیت بد ہو جاتی ہے تو پھر جزا میں جھنس جاتا ہے۔ پھر ارادہ تبدیل کرتا ہے تو آزادی مل جاتی ہے۔ چنانچہ اپنے مشن میں ناکام ہوتا ہے۔ ادھر حضور ﷺ کا کرم دیکھیں فرماتے ہیں سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسری کے سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ تیس سال بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہوتا ہے۔ قیصر و کسری فتح ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مال غنیمت سے وہی سونے کے کنگن حضرت سراقہ کے ہاتھوں میں پہناتے ہیں اور اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پورا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوال کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا بھی فرد ہے کہ جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مغموم ہوتی ہیں اور اپنے والد گرامی سے متعلق پوچھتی ہیں حکم ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات کی نیکی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیوں سے وزنی ہے۔ حضور ﷺ کو ستاروں کی تعداد کا بھی پتہ ہے۔ تبھی تو نیکیوں کی تعداد کا بھی علم ہے جو کوئی مقام کسی کو حاصل ہوا ہے وہ صرف اور صرف ادب کی وجہ سے ہوا ہے۔ بہت سے اولیاء کرام ایسے ہیں جو پوری دنیا میں متعارف ہیں۔ مثلاً حضرت داتا گنجوی رضی اللہ عنہ پاکپتن والی سرکار حضرت باہو حضرت جنید بغدادی حضرت سری سقطی وئی سرکار غوث الاعظم کیا وجہ ہے کہ ان حضرات کے مرشد کریم کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ یہ اس لیے کہ جتنا ادب غوث الاعظم سرکار نے اپنے پیرومرشد کا کیا ہے اتنا ادب آپ کے پیرومرشد نے اپنے پیرومرشد کا نہیں کیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ 22/11/92

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات سامعین۔ لفظ اللہ کہہ دینے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ ایک ہے۔ مالک ہے۔ خالق ہے۔ ذہن دوسری طرف جاتا ہی نہیں ہے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جاتا ہے یہ بھی اس کے یکتا ہونے کی دلیل ہے۔ اور اس میں اس کا کوئی ثانی اور شریک نہیں ہے۔ اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ کہا جائے تو توجہ صرف حضور اکرم ﷺ کی طرف ہی جاتی ہے۔ جب مطلق لفظ رسول یا نبی رہ جائے گا تو اشارہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہی جانا چاہیے کہ وہی اس کے اہل ہیں۔

حضور پاک کا ارشاد ہے کہ اللہ معطی وانا قاسم اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب بڑا پیارا ہے جہاں کہیں نبی یا رسول کی بات آتی ہے تو وہاں لفظ آتا ہے جَاءَ (آیا) اَرْسَلْنَا (ہم نے بھیجا) بَعَثَ (مبعوث فرمایا) اور جہاں عام انسانوں کی بات آتی ہے تو لفظ استعمال ہوتے ہیں خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (ہم نے انسان کو پیدا کیا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (انسان کو پیدا کیا گیا) بھیجا وہ جاتا ہے یا آتا وہ ہے جو پہلے سے موجود ہو اور پیدا اسے کیا جاتا ہے جو پہلے موجود نہ ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور وہاں لفظ جَاعِل (بنانے والا) آیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت آدم سے بھی پہلے موجود تھے۔ ایک صحابی رسول نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں۔ ارشاد فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور گارے میں تھے۔ آپ نبی اس وقت بھی تھے پیدا تو خدا ہی جانے کب ہوئے۔ عام فہم بات ہے کہ مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی واجب ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ سب سے اول ہوں گے تو ہی سب کے لیے شاہد اور بشیر ہوں گے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر حضور ﷺ کے نور سے اور آپ کے نور کے پرتو سے کل کائنات آپ کی موجودگی میں پیدا فرمائی گئی۔ تو آپ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لیے شاہد ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا حضور ﷺ کو عطا فرمائی کہ جو آپ چاہیں کریں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عام انسانوں کی بات ہے کہ اگر کبھی کسی کو چیز دے دیتے ہیں تو پھر واپس بھی لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک بار عطا فرما دیں تو پھر واپس نہیں لیتے بلکہ عطا کی ہوئی نعمت میں اضافہ ہی کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کو کوثر عطا فرمائی گئی ہے اب اس کثرت میں اضافہ تو ہو سکتا ہے کسی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اگر میں یہ کہوں کہ اس کمرہ میں موجود تمام اشیاء حاجی صاحب کے سپرد کرتا ہوں جیسے چاہیں انہیں استعمال کریں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہوں کہ چار پائی کو یہاں سے نہیں ہلانا یہ

مہمانوں کے لیے ہے۔ درمی بھی نہیں چھیڑتی یہ ذکر کروں کے لیے ہے۔ گھڑی بھی نہیں اتارنی یہ وقت دیتی ہے بلب بھی نہیں اتارنا کہ یہ روشنی کے لیے ہے تو پھر اتنی ساری پابندیاں لگا کر میں نے حاجی صاحب کو کیا دیا ہے کچھ بھی نہیں دیا لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے وہ جو کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرماتے ہیں پھر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی پر چھوڑتے ہیں انہیں قاسم بناتے ہیں وہ جس طرح چاہیں جب چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں کسی کو دیں۔ عطا کرنے میں اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور تقسیم کرنے میں اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بہت بخشنے والے ہیں۔ سورج جب روشن ہوتا ہے تو اس کی کرنیں بلا امتیاز ہر چیز پر پڑتی ہیں اور اسے فیضیاب کرتی ہیں۔ حضور ﷺ جب عطا فرماتے ہیں تو بلا امتیاز اپنے غیر کے لیے گورے سب مستفید ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چالیس برس کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔ جس شخص نے بھی کلمہ پڑھا اور آپ کی زیارت کی وہ صحابی بن گیا اور جنت کا حقدار ٹھہرا۔ اعمال تھے ہی نہیں۔ فقط حضور ﷺ کی زیارت جنت میں داخلہ کے لیے کافی تھی۔

کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا اور نبی محتشم ﷺ کی زیارت کرنا انسان کو صحابی کے درجہ پر فائز کر دیتا ہے۔ باقی رہے اعمال تو نماز اعلان نبوت سے دس سال بعد فرض ہوئی۔ زکوٰۃ اور روزے اس سے بھی بعد 2ھ میں فرض ہوئے اور حج 10ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں ہوا اور یہ حج الوداع تھا اور اسی موقعہ پر سو حرام کیا گیا۔ شراب 6ھ میں حرام قرار پائی۔ علیٰ ہذا التیاس موقعہ کی مناسبت سے احکام شریعہ فرض ہوتے گئے۔ پہلا رکن اسلام نماز ہی فرض ہوئی اور وہ بھی اعلان نبوت سے دس سال بعد۔ تو ان دس سالوں میں زیارت نبی پاک ﷺ سے ہی بخشش اور جنت ملتی رہی۔ زیارت سے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق بنے۔ زیارت سے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ حیدر کرار بنے۔ صحابہ کرام کا ادب دیکھئے حضور نبی پاک ﷺ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تھوک مبارک کو چہروں پر ملتے ہیں۔ آپ حضور ﷺ نے بیچ لگائے خون مبارک نکالا وہ آپ نے ایک صحابی کو عطا فرمایا کہ کہیں ایسی جگہ ڈال دیں جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال نہ ہو۔ وہ خون مبارک اس صحابی نے نوش فرمایا۔ خون پینا حرام ہے لیکن یہ خون نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اس کو پینے کا صلہ ایسا ملا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جا تو جنتی ہے اور تیری اولاد میں زانی کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ شریعت حضور ﷺ کی غلامی اور اتباع کا نام ہے۔ اب فی زمانہ حضور نبی کریم کا خون مبارک مفقود ہے۔ تھوک مبارک میسر نہیں۔ وضو کا پانی نہیں مل سکتا۔ زیارت نہیں ہوتی۔ تو اب حضور ﷺ کے موجود امتوں کے لیے یہ چیزیں کہاں سے نصیب ہوں۔ فرمایا کہ کسی شیخ کامل کی زیارت کرنے سے مرید کو وہی ثواب ملتا ہے جو صحابی کو نبی ﷺ کی زیارت سے ملتا ہے۔ شیخ کامل کے وضو کا پانی مرید کے لیے وہی رنگ لاتا ہے جو صحابی کے لیے نبی ﷺ کے وضو مبارک کا پانی۔ صدق دل سے شیخ کامل کے دربار کی حاضری اور اس کی زیارت آج بھی بخشش کا ذریعہ اور جنت کا حصول ہے۔ جس کی والدہ زندہ ہے وہ با وضو نہایت ادب سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھے تو جنتی ہے اور اسے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے وہ کبھی بھی اپنی ماں کا گستاخ نہیں

ہوسکتا۔ ادب بڑی چیز ہے ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز میں سب سے آخر میں ملے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا علی رضی اللہ عنہ آج کیا بات ہے کہ آپ کو نماز کا ثواب سب سے زیادہ مل رہا ہے کون سا عمل کر کے آئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ میں تو سب سے آخر میں ملا ہوں اور عمل بھی کوئی ایسا نہیں بس ایک یہودی بوڑھا شخص آہستہ آہستہ چل رہا تھا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس سے آگے گزر جاؤں اسی لیے نماز میں بھی تاخیر ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا بس یہی ادب کا صلہ ہے جو تو نے ایک یہودی کا کیا ہے اور آپ کو نماز کا ثواب سب سے زیادہ مل رہا ہے۔ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے پاس ادب سے اپنی عصر کی نماز تو قضا کرنا قبول کر لی حضور نبی کریم ﷺ کو چگا نامناسب نہ سمجھا اور اس ادب کے لحاظ سے سورج واپس لوٹا گیا۔

حضرت جنید بغدادیؒ شاہی پہلوان تھے۔ ایک دن نہایت دبلے پتلے آدمی نے اپ کو کشتی کا چیلنج کر دیا۔ اب اصولی طور آپ نے کشتی لڑنا تھی۔ لیکن حیران تھے کہ اس شخص نے کس بل بوتے پر چیلنج کیا ہے۔ بظاہر یہ چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ تھا۔ بہر حال دونوں پہلوان اکٹھاڑے میں اترے تو اس شخص نے حضرت جنید بغدادیؒ کے کان میں کہا۔ آپ شاہی پہلوان ہیں اور رہیں گے۔ میرا آپ سے کوئی مقابلہ نہیں۔ میں سیدزادہ ہوں مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ تنگدست ہوں آپ اگر نیچے گر جائیں تو مجھے انعام میں وہ رقم مل جائے گی میں چلا جاؤں گا۔ آپ کو اپنی شاہی پہلوانی مبارک اب حضرت جنیدؒ کے لیے یہ بڑی آزمائش کی گھڑی تھی۔ ایک طرف شاہی پہلوان ہونے کا فخر۔ رعب اور بدبہ اور دوسری طرف آل رسول کا ادب اور لحاظ۔ آپ لمحہ بھر کے لیے سکتہ میں آگئے۔ آخر پاس ادب سے نیچے گر جانے کا ہی فیصلہ کر لیا۔ کشتی شروع ہوئی آپ دھڑام سے چٹ نیچے گر گئے۔ سیدزادہ کشتی جیت گیا۔ انعام کی رقم وصول پائی اور چلا گیا۔ ادھر حضرت جنیدؒ پر لوگوں کی لعن طعن کی بارش ہوئی۔ آپ نے سب کچھ برداشت کیا۔ چپکے سے اپنے گھر تشریف لے آئے۔ رات کو سوئے تو بخت بیدار ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے فرمایا اے جنیدؒ تو نے آل رسول کا ادب کیا ہے۔ تمہیں ہم ولایت عطا فرماتے ہیں اور یہ بھی سن لے کہ وہ شخص جس کا تو نے سیدزادہ ہونے کے ناطے سے ادب کیا ہے وہ سید نہیں تھا لیکن تو نے سید سمجھ کر ادب کیا ہے تجھے ہر حال میں اس کا صلہ ملنا ہے چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ کا اسم گرامی اولیاء کی صف میں ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح روشن ہے۔ یہ ادب کا صلہ ہے۔ آج بھی اگر کوئی شیخ کامل کا ادب کرتا ہے تو اسے وہی درجات حاصل ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے جنت کی خوشخبری ملتی ہے۔ ادب سے مرشد کامل کی زیارت لاکھوں حج کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت سلطان العارفينؒ فرماتے ہیں۔

اک دیدار مرشد دابا ہومینوں لکھ کر وڑاں جہاں ہو

نسبت بڑی چیز ہے۔ جس چیز کی بھی حضور نبی کریم ﷺ سے کسی طور نسبت ہوئی وہ بخشی گئی اور جنت کی حقدار بن گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ڈاچی۔ اصحاب فیل کا ہاتھی۔ اصحاب کھف کا کتا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت اسماعیل

علیہ السلام کا دنیہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ شہزادی بلقیس کا بدہد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دلدل یہ سب جانور اچھی نسبت ہونے کے باعث جنت میں جائیں گے۔ لیکن کسی نبی یا ولی کامل سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بدعتیہ۔ بے ادب اور گستاخ انسان جنت کی ہوا بلکہ خوشبو تک بھی نہ پہنچ سکیں گے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی
میری معراج تیری نعلین میں ہے

قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ ایک آواز آئے گی بتاؤ آج کس کی حکومت ہے۔ جس کا کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ہزاروں سال تک یہ آواز گونجتی رہے گی اور اللہ کے حبیب ﷺ بھی خاموشی اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھپالیں گے۔ جب کوئی آواز نہیں آئے گی۔ تو سب سے پہلے پھر یہ آواز آئے گی۔ لِلّٰہِ الْفَقْہَارُ آج صرف اور صرف جَبَّارُ الْفَقْہَارُ اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے۔ پھر حشر برپا ہو جائے گا۔ نفس و نفسی پڑ جائے گی۔ تمام امتیں اپنے اپنے نبی کے پاس شفاعت کے لیے جائیں گی لیکن کوئی نبی بھی اس روز شفاعت کی جسارت نہیں کر سکیں گے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی ہی پڑی ہوگی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی جواب دے دے گا۔ آج کسی کی جرأت نہیں کہ وہ رب ذلجلال کے سامنے دم مارے کہ اللہ تعالیٰ آج جلال میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام امتوں کو حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق بتائیں گے کہ آج صرف ایک ہستی ایسی ہے کہ جو رب کریم کے جلال کا سامنا کر سکے گی۔ تمام لوگ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر التجا کریں گے یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرما دیجئے حضور نبی کریم ﷺ کا دیائے رحمت جوش میں آئے گا آپ فرمائیں گے کہ گنہگارو میں تو بنائے تمہارے لیے ہوں۔ آؤ میرے دامن رحمت میں چھپ جاؤ۔ گویا اس دن بھی حضور ﷺ شفیع ہوں گے۔ کوثر کے مالک و مختار ہوں گے۔ جنت کے مالک ہوں گے۔ آپ کو رضائے الہی حاصل ہوگی۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز تو بہت رش ہوگا افراتفری ہوگی ہم آپ کو کہاں ڈھونڈیں گے فرمایا میں پل صراط پر ہوں گا۔ عرض کیا اگر وہاں نہ ملے تو فرمایا حوض کوثر پر ہوں گا۔ عرض کیا حضور ﷺ اگر وہاں بھی نہ ملے تو فرمایا میزان پر ہوں گا۔ میں انہیں تین جگہوں پر ہوں گا اور مل جاؤں گا۔ پھر فرمایا اس دن اپنے امتیوں کو خود ڈھونڈ لوں گا۔ دن کے دس بجے اگر سورج کی تلاش ہو تو کیا وہ نہیں مل سکے گا وہ تو خود اتنا روشن ہوگا کہ ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور سے نکلنے والا نور ہر آنکھ میں جلوہ فرما ہوگا۔ تو کون کس طرح حضور کو نہ پالے گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ 16/04/93

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات! حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے بخشش کی دعا کیا کرو۔ یہ حضور نبی پاک ﷺ کی سنت بھی ہے اور سابقہ انبیاء کی بھی سنت ہے۔ اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ آپ کی ہی بھلائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل امت محمدیہ کی بخشش ہو جاتی ہے بس آپ صرف اس میں اپنا حصہ ڈال لو۔ امت کی بخشش کے لیے سفارش کرنے والوں میں اپنا نام لکھوا لو ہو سکتا ہے کہ یہی تمہاری نجات کا ذریعہ بن جائے ورنہ امت تو بخشی ہوئی ہے اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ولادت پاک کے وقت سر سجدہ میں رکھ کر بارگاہ ایزدی میں عرض کیا رَبِّ هَبْ لِيْ اُمْتِيْ اور جب وصال شریف ہوا اور لحد میں اتار دیے گئے تو آخری آدمی جو قبر انور سے باہر آیا وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک مل رہے ہیں۔ میں نے کان لگا کر سنا کہ حضور ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ تو آپ فرما رہے ہیں رَبِّ هَبْ لِيْ اُمْتِيْ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ یعنی مہد سے لحد تک حضور ﷺ کو ہر وقت ہر جگہ ہر موقعہ پر صرف اپنی امت کا ہی خیال رہا۔ قیامت کے دن سابقہ انبیاء بھی حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی بخشش کے لیے طلب گار ہوں گے۔ حضرت سیدنا آدم صغی اللہ علیہ السلام کہیں گے کہ امت محمدی کی سفارش میں کروں گا کیونکہ یہ میری اولاد ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کہیں گے کہ میں سفارش کروں گا کہ یہ میری دعا ہیں اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کہیں گے کہ میں سفارش کروں گا کہ یہ میری بشارت ہیں اسی طرح دوسرے انبیاء کرام بھی تمنائی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم تمام انبیاء قرعہ ڈال لو۔ چنانچہ تمام انبیاء اپنی لوہے کی قلمیں بنا کر پانی میں ڈالیں گے کہ جس کی قلم تیر جائے وہی شفاعت کرنے کا حقدار ہوگا۔ تو یہ قرعہ بھی نبی آخر الزمان ﷺ کے نام نکل آئے گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنی صفت شَفِيعُ الْمُذْنِبِيْنَ کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے۔ اور اپنی امت کی بخشش کروائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ایک ایک ایسی دعا کرنے کا اختیار دیا ہے کہ جسے ہر حال میں قبول کیا جائے گا۔ وہ دعا کسی صورت بھی رد نہیں ہوگی۔ اور تمام انبیاء نے وہ دعا اسی دنیا میں مانگ لی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے بھی وہ دعا مانگ لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں وہ دعا قیامت کے روز مانگوں گا۔ اب بات یہ ہے کہ وہ دعا کیا ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کی بخشش کی اتنی فکر ہے کہ یقیناً وہ دعا فرمائیں گے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمْتِيْ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق یہ دعا قبول فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگر ایسی بات ہے تو امت محمدیہ کی بخشش میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے تو جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ انشاء اللہ بخشش ہو جانی ہے تو کیوں نہ اپنا نام بخشش کی طلب رکھنے والوں میں شمار کرالیا جائے۔

ادھر یہ وعدہ کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ بے شک تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور ادھر یہ اصرار کہ جب تک میرا ایک بھی امتی باقی رہ جائے گا میں راضی نہیں ہوں گا۔ یہ محبوب اور محبت کا اپنا معاملہ ہے۔ محبت نے راضی کرنا ہے اور محبوب نے راضی ہونا ہے نہ اس کے دینے میں کمی ہے نہ اس کے لینے میں کمی ہے لیکن کام اس گنہگار امت کا بن جانا ہے۔ بخشش اس کی ہو جانی ہے۔ آپ تو صرف بخشش کی دعا کر کے اپنا نام اس فہرست میں درج کروالو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی بخشش کے طالبوں میں شمار ہوں گے۔

باقی انبیاء کے اور دوسرے لوگوں کے محض یہ تمنا رکھنے کے بدلہ میں درجات بلند کر دیے جائیں گے۔ یہی تمنا آپ بھی رکھیں۔ آپ کی نجات بھی اسی میں ہے اور یہی آپ کی کامیابی کا ذریعہ بن جائے گی۔

قرآن مجید کی سورۃ آل عمران میں کافی تفصیل سے یہ واقعہ درج ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عمران اور حضرت زکریا علیہ السلام آپس میں ہم زلف تھے اور ہنوز ان کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ پھر جب عمران کی زوجہ حضرت حنہ امید سے ہوئیں تو انہوں نے منت مانگی کہ اے اللہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے یہ میں تیری نذر کرتی ہوں۔ اور اسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کرتی ہوں۔ عمران کا انتقال ہو گیا اور اس کے وصال کے بعد حضرت حنہ کے لطن سے حضرت مریم پیدا ہوئیں تو حنہ نے کہا کہ یا اللہ یہ تو لڑکی ہے۔ اب میں اپنی منت کیسے پوری کروں ان دنوں عورت کو عارضہ نسوانی کی وجہ سے بیت المقدس کی کوئی خدمت سپرد نہیں کی جاتی تھی۔ بہر حال حضرت حنہ نے حضرت مریم کو کپڑے میں لپیٹا اور بیت المقدس لے گئیں۔ وہاں ان دنوں سترہ عابد زاہد برگزیدہ ہستیاں عبادت میں مشغول تھیں جن میں ایک حضرت زکریا علیہ السلام موجود تھے جو حضرت مریم کے خالو بھی تھے۔ حضرت حنہ نے کہا کہ حضرت مریم کی پرورش کون کرے گا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کی کفالت کروں گا۔ میری عزیزہ ہے اس پر دوسرے موجود بزرگوں میں سے ہر ایک نے بھی حضرت مریم کی کفالت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ تو فیصلہ ہوا کہ قرعہ ڈال لیا جائے۔ دستور کے مطابق تمام بزرگوں نے اپنے لوہے کے قلم بنائے اور پانی میں ڈالے کہ جس کا قلم تیر جائے یا چڑھتے پانی کی طرف بہہ جائے وہی حضرت مریم کا کفیل ہوگا۔ چنانچہ قرعہ اندازی میں قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکل آیا۔ تمام بزرگ اہل نظر تھے اور حضرت مریم کی کفالت کے ثمرات سے واقف تھے۔ اسی لیے حضرت مریم کی کفالت کرنے والوں میں اپنا شکر کرانا چاہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت مریم کو نبی کی والدہ ماجدہ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ بس نام لکھوانے کی بات تھی ورنہ پرورش اور کفالت تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنا تھی حضرت زکریا علیہ السلام تو ایک ذریعہ یا واسطہ ہی تھے۔ حضرت مریم ایک روز میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا کہ ایک عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر ہر ذی شعور آدمی کے لیے آپ کے تابناک مستقبل کے متعلق اندازہ لگانا مشکل نہ تھا۔

سوداگر جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بازار مصر میں ”بردہ“ کی حیثیت سے فروخت کرنے کے لیے لائے تو اس ”خوبصورت بردہ“ کو خریدنے کے لیے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر دام لگائے۔ سونا چاندی جو اہرات اور اشرافیوں کے ڈھیر

لگ گئے۔ ایک بڑھیا ہاتھ میں سوت کی ایک اٹی لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے پہنچ گئی۔ کسی نے کہا کہ مائی صاحبہ یہاں تو سونے جواہرات کے انبار لگے ہوئے ہیں اور تو صرف ایک اٹی لے کے آئی کیا تو اس سے اس ”بردے“ کو خرید لے گی۔ بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ میں غریب ہوں میری کل پونجی یہ ایک اٹی ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ میں اس سے اس ”حسین شہزادے“ کو خرید نہیں سکتی۔ میں تو صرف اس کے خریداروں میں نام لکھوانا چاہتی ہوں۔ تاکہ جب قیامت کے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو آواز دی جائے تو میرا نام بھی اس میں شامل ہو۔ محققین لکھتے ہیں کہ وہ بوڑھی عورت صاحبہ نظر تھی۔ اللہ کی ولیہ تھی وہ جانتی تھی کہ مصر کے بازاروں میں فروخت ہونے والا یہ ”بردہ“ دراصل اللہ کا نبی ہے۔ اور وہ اسے ”بردہ“ سمجھ کر نہیں آئی تھی۔ وہ تو اللہ کے نبی کی خریدار تھی۔ اور نبی کے خریداروں میں نام لکھوا کر اپنی نجات کا ذریعہ بنانا چاہتی تھی۔

نمرود نے آگ جلائی تو اس کی پیش تین میل تک اثر کر رہی تھی۔ اور نمرود کی رعایا اپنے بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے لکڑیوں کے ڈھیر لگا رہی تھی۔ اور ساری قوم بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی تاکہ بادشاہ کے ہی خواہوں میں نام لکھوا سکے۔ اور دوسری طرف ایک ننھی سی کالی چڑیا دریا پر جاتی اپنی چونچ میں پانی بھرتی اور جہاں تک آگ کے قریب جاسکتی وہاں پہنچ کر پانی پھینک کر آ جاتی وہ اس خدمت میں مصروف تھی۔ کسی نے دیکھا تو کہا اے چڑیا تو کیوں جان مار رہی ہے کیا تیرے بجھانے سے یہ آگ بجھ جائے گی۔ چڑیا نے جواب دیا میں جانتی ہوں کہ میں آگ نہیں بجھا سکتی۔ نہ میرے بجھانے سے آگ بجھے گی۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرف داروں کو آواز دی جائے تو میرا نام بھی اس میں شامل ہو۔ مجھے نبی علیہ السلام کی طرفدار سمجھا جائے۔ امید ہے کہ یہی بات میری نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جمادات حیوانات نباتات سبھی نبی کی ذات اقدس کو پہچانتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی تک ان پتھروں اور درختوں کو پہنچانتا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کیا کرتے تھے۔ تو اللہ کے ولی کا ساتھ دینا۔ اللہ کے نبی کی طرفداری کرنا چاہے ظاہری طور پر اس کے کوئی بھی نتائج نہ نکلیں لیکن یہ ذریعہ نجات ہے۔ درجات بلند کرنے والی چیز ہے۔ اس لیے میری یہ عرض ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی بخشش کے لیے دعا کرتے رہا کرو کہ اس میں آپ کی ہی بھلائی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 23/04/93

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان اللہ وملئکنہ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام

علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین: دعا فرمائیں کہ حق بات کہنے کی توفیق ملے اور حق سننے کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عرض یہ ہے کہ آپ نے پڑھا ہوگا سنا ہوگا قرآن مجید میں ہے احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر کوئی ایک بار درود شریف پڑھ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود شریف پڑھتے ہیں۔ دس درجے بلند کرتے ہیں۔ دس نیکیوں کا اضافہ ہوتا ہے اور دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ تو درود شریف پڑھنے کی فضیلت ہے تو میری عرض ہے کہ جس ہستی پر یہ درود شریف پڑھا جا رہا ہے اس کا کیا مقام ہے۔ یعنی میں پڑھوں آپ پڑھیں سب پڑھیں ہر ایک کے درجے بلند ہو رہے ہیں ہر ایک کی نیکیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر ایک کی برائیاں مٹ رہی ہیں۔ اور جس پر پڑھا جا رہا ہے اس کا کیا مقام ہوگا۔ اور کون پڑھ رہا ہے جب بندوں میں سے کوئی انسان نہیں تھا۔ مخلوق سے کوئی مخلوق نہیں تھی اس وقت بھی درود شریف پڑھا جا رہا تھا۔ اور جب کوئی نہیں رہے گا تو پھر بھی پڑھا جائے گا تو وہ اللہ کی ذات پڑھنے والی ہے پڑھ رہی ہے اور اس ہستی کہ جس پر پڑھا جا رہا ہے اس کے مقام میں کیا اضافہ ہوا ہوگا۔

حضرات میں نے آج یہ عرض کرنی ہے کہ ہم اپنا نفع تو دیکھتے ہیں کہ مجھے نیکی مل رہی ہے۔ میرے گناہ مٹ رہے ہیں میرے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ میں یہ نہیں دیکھتا کہ جس کے صدقے ہو رہے ہیں اس کا کیا مقام ہے۔ درود شریف کا مطلب عالم لوگ جانتے ہیں ”غالب کر دینا“ ”بڑھا دینا“ ”سب پہ اس کا چھاجانا“ ”اسے شرافت عطا فرما دینا“ ”اسے عزت عطا فرما دینا“ تو جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر یہ عنایت فرمائی اسے محمد ﷺ بنادیا ”محمد ﷺ“ کون ہوتا ہے اس کا کیا مقام ہوتا ہے۔ کہ جتنے انسان ہیں یہ جمع ہو جائیں جتنے اور آنے ہیں وہ بھی آجائیں۔ جتنے فرشتے ہیں وہ بھی آجائیں اور یہ سب مل کر تعریف کرنی شروع کر دیں جہاں ان کی تعریفیں ختم ہو جائیں گی وہاں سے مقام محمدی ﷺ شروع ہوگا۔ تو ہم کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ نعت خوانی جو کرتے ہیں ہم تو کچھ بھی نہیں کرتے رہے ان کا مقام تو اس سے بہت بلند ہے۔ یہ محمد ﷺ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں درود شریف بھیج بھیج کر محمد ﷺ بنادیا ہے۔ اور محمد ﷺ کے مقابلہ میں جو کل مخلوق ہے اس کی کیا ہستی ہے اور حضور ﷺ کا کیا مقام ہے اگر یہ سمجھ آجائے تو میرے خیال میں یہ محفل اور اس قسم کی ہر محفل کا صحیح فائدہ ہمیں مل جائے۔ حضور پاک ﷺ معراج پر تشریف لے گئے قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنٰی کے مقام پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اپنے قدموں کی طرف دیکھیں۔ آپ نے دیکھا تو تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی۔ اس کو حکم دیا کہ ذرا پیچھے ہوجا۔ وہ پیچھے ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے عرض کیا یا اللہ آپ

بہتر جانتے ہیں کہ یہ گرد ہے یا مٹی ہے۔ فرمایا کہ تو محمد ﷺ ہے اور تیرے مقابلہ میں ساری مخلوق کی حیثیت اس مٹی یا گرد کی سی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آسمان جو آپ دیکھ رہے ہیں عرش جو آپ دیکھ رہے ہیں فرش جو دیکھ رہے ہیں جنت جو دیکھ رہے ہیں فرشتے جو دیکھ رہے ہیں نورانی مخلوق جو انسانی مخلوق جو بادشاہت اور عظمتیں اور علم فضیلتیں وہ سب اس خاک میں جمع ہیں اور وہ گرد حضور ﷺ کی ذات اقدس سے دور کر دی گئی کہ اس مٹی کا یہ مقام نہیں ہے کہ یہ تیرے قدموں کے ساتھ لگی رہے اسے آپ سے دور ہونا چاہیے۔ یہ ہے کہ درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو وہ عظمت عطا فرمائی کہ ساری مخلوق میں کہہ رہا ہوں۔ آپ اس میں گن لیں جس کو بھی گنا چاہیں۔ جس کو چاہیں گن لیں اس میں ڈال لیں اس کا مقام حضور ﷺ کے مقابلہ میں وہ مٹی ہے جسے آپ بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ آپ کے قدموں کے ساتھ رہے۔ آپ اسے دور کر دیتے ہیں الگ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو دور کر دیا۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرا محمد ﷺ ہونے کا وہ مقام ہے کہ یہ مٹی یہ ساری مخلوق کی فضیلتیں اور عظمتیں اسی میں شامل ہیں۔ یہ ہیں حضور ﷺ یہ ہے ان کا مقام۔ کسی فارسی شاعر کا شاید مولانا روم کا یہ شعر ہے

بہترین و مہترین انبیاء
جز محمد نیست در ارض و سماء

آپ ﷺ نبیوں میں اعلیٰ ہیں آپ ان کے سردار ہیں اور کتنی سرداری ہے اور باقی انبیاء کا مقام کیا ہے۔ دوسرا مصرعہ اس کی تصدیق کرتا ہے فرمایا دوسرے مصرعہ میں کہ ذات محمد ﷺ کے مقابلہ میں ساری دنیا ہی صفر ہے۔ ساری دنیا کچھ نہیں ہے۔ کوئی ہے تو ذات محمد ﷺ کے ساتھ لگ کر بنتا ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہے۔ آپ مدینہ کی گلیاں گارہے ہیں آپ نے مدینہ پاک کی گلیاں دیکھی ہیں کیا ہے ان میں کیا بناوٹ کے لحاظ سے کچھ مختلف ہیں۔ کیا کچھ ہوا مختلف ہے مٹی مختلف ہے۔ آخر فرق ہے ان میں کیا؟ پتھر اور قسم کے ہیں۔ CHEMICAL ANALYSIS کریں تو کیا فرق نکلے گا۔ کچھ فرق نہیں نکلے گا۔ یہ گرد اڑ رہی ہے۔ بعض لوگ ناک پہ پکڑا رکھ لیتے ہیں۔ پکڑا باندھ لیتے ہیں کیونکہ یہ فیصل آباد کی گرد ہے۔ لیکن اگر مدینہ شریف جائیں تو حکم ہے کہ منہ پر پکڑا مت رکھو کیونکہ مدینہ شریف ان کی ذات پر ہوا ہے تو سارے زمانے سارے آسمان اور ساری زمینیں اور سارے جہاں حضور نبی پاک ﷺ کے مقابلے میں گرد اور مٹی بن کر رہ گئے ہیں صفر بن کر رہ گئے ہیں۔ اور ان سے عزت لینی ہو تو کیسے لی جائے۔ ایک فارسی کا شعر ہے کہ

محمد عربی کہ آبروی ہر دوسرا است

دونوں جہانوں کی عزت حضور پاک ﷺ کے صدقے سے ہے۔ عزت ہے تو حضور ﷺ کی وجہ سے ہے ان کے علاوہ کوئی عزت نہیں۔ کسی نے لینی ہو عزت تو ان کے ساتھ لگ کر لے لے

محمد عربی کہ آبروی ہر دوسرا است

کے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

جوان کے در کی خاک نہیں بنتا۔ زمانے بھر کی خاک اس کے سر پر پڑ جاتی ہے۔ بے عزت ہو جاتا ہے۔ حضرات درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے ان پر درود شریف بھیج بھیج کر عزت دی ہے۔ صحابیؓ کا دیکھیں عقیدہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا گویا وہ یہ بھی جانتے ہیں حضور ﷺ کو تو پیدا ہوئے چودہ سو کچھ سال ہو گئے ہیں ساٹھ ستر سال۔ صحابیؓ پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے پہلی مخلوق جتنی بھی پیدا ہوئی ہے ان سب میں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا ہے۔ صحابیؓ کا عقیدہ اور سوال یہ بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ وہ بھی جانتے ہیں کہ جس زمانے میں آپ نہیں تھے۔ اور اب بھی جانتے ہیں کہ جس زمانے میں آپ ہیں۔ اور اس کو بھی جانتے ہیں کہ جس زمانہ میں آپ نہیں ہوں گے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور اس سے آگے جو فقرہ ہے میں اصل میں وہ عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا یہ نور گردش کرتا رہا۔ جہاں چاہے سیر کرتا رہا۔ پھر اس نور کے پرتو سے فرشتے بن گئے۔ عرش بن گئے فرشتے بن گئے۔ جنت بن گئی حوری بن گئیں ایمان بن گئے نبوتیں بن گئیں۔ معجزے اور کرامات بن گئیں۔ حضرات یہ محفل انہیں کے رنگ انہیں کی وجہ سے نورانی ہے اور جہاں ان کی نسبت نہ ہو وہ محفل کبھی نورانی ہو سکتی نہیں۔ یہ حدیث پاک فرما رہی ہے۔ کہ ہر چیز کی جو POSITIVE ہے جو نیکی ہے جو عظمت ہے۔ من جانب اللہ جس کی کوئی وقعت ہے۔ وہ حضور ﷺ کے نور سے بنتی ہے۔ اور جو نور مانتا ہے۔ اس کو ملتی ہے۔ جو انکار کرتا ہے تو اس کی پہلی بھی نکل جاتی ہے۔

خاک کی ونوری نہاد بندہ و مولا صفات

یہ علامہ اقبال کا مذہب ہے۔ اور ہماری نہاد ہماری بنیاد ہماری اصل حضور ﷺ کا نور ہے یہ مان جاؤ گے تو نورانی ہو جاؤ گے اور ایک کتاب میں پڑھا ہے وہ عرض کرتا ہوں۔ کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ حضور پاک ﷺ نور ہیں۔ دوسرا کہتا ہے نہیں ہیں۔ جو مانتا ہے کہ نور ہیں اس کے عقیدہ اور فکر میں یہ چیز ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اسے کیا فائدہ ہو اس سے نتیجہ کیا نکلا RESULT کیا نکلا۔ ملا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ دیں کہ وہ کام کیا ہے کیا ملا۔ میں نے عقیدہ رکھا نور کا تو مجھے کیا ملا۔ فرمایا کہ جہنم اس شخص کو نہیں جلاتی کہ جس کے عقیدہ میں ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اور دوزخ کے اوپر سے پل صراط ہے اور جس آدمی کے عقیدہ میں ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں وہ جب اس کے اوپر سے گزرتا ہے تو دوزخ پناہ مانگتی ہے۔ دعا کرتی ہے۔ عرض کرتی ہے کہ یا اللہ اس شخص کو جلدی سے گزاردے۔ اس کے نور سے میں ٹھنڈی ہو رہی ہوں۔ حضرات ہماری اصل وہ ہیں ہماری باعث وہ ہیں ہماری عزت وہ ہیں ہمارا سب کچھ وہ ہیں جو سب کچھ مانو گے تو سب کچھ ہو جاؤ گے STUDENT طالب علم ہیں اور لوگ بھی موجود ہیں۔ میں اور آپ اور سب کوئی نور بننا چاہتا ہے کوئی عالم غیب بننا چاہتا ہے کوئی حاضر ناظر ہونا چاہتا ہے کوئی شفیع بننا چاہتا ہے یہ تمام صفات ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی صفات ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے بھی اس سے کچھ حصہ ملے۔ کیا آپ نورانی نہیں بننا چاہتے۔ آپ

چاہتے ہیں کہ آپ نور بن جائیں ٹھیک ہے نا۔ آپ چاہتے ہیں ناکہ آپ سب نور بن جائیں پتہ ہے کیسے بننا ہے جو حضور ﷺ کو کہے گا کہ نور ہیں وہ بندہ خود نور بن جائے گا۔ صرف اتنی بات ہے اور کوئی EXERCISE نہیں۔ کوئی عمل نہیں۔ اس کے لیے کچھ درکار نہیں ہے اگر ہے تو صرف یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں تو نور ہو جائے گا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیسے بنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیسے بنے۔ اسی طرح سے صدیق آپ نے بننا ہے۔ اس سے فاروق آپ نے بننا ہے اس سے نور آپ نے بننا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی تجارت پہ گئے ہوئے ہیں۔ پیچھے حضور پاک ﷺ کو معراج ہو گئی۔ آپ نے اعلان فرمایا لوگ آپس میں بٹ گئے۔ کوئی کہتا ہے کہ نہیں جاسکتے کوئی کہتا ہے کہ اتنے وقت میں کون جاسکتا ہے۔ کنڈی بھی بل رہی ہے۔ پانی بھی چل رہا ہے۔ بستر بھی گرم ہے۔ لامکان سے اٹھا رہا سال کا عرصہ لگا کر آئے ہیں۔ کوئی مان رہا ہے کوئی نہیں مان رہے ہیں۔ عمر بن ہشام جس کا ابو جہل نام ہے اسے پتہ چلا تو اس نے کہا کہ بس اب لوگ قابو آ گئے۔ ورغلاؤں گا تو یہ سب نبی کریم ﷺ سے پیچھے ہٹ جائیں گے کیونکہ یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کیسے جاسکتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہم نوابناؤں وہ ساتھ مل گئے تو کام آسان ہو جائے گا۔ وہ ان کے گھر گیا پوچھا کہاں ہیں تو بتایا کہ جی گئے ہیں تجارت کے لیے اور آج آنا ہے وہ شوق سے باہر گیا تو آگے سے وہ آ رہے ہیں کہا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹھ جائیں ایک بات کرنی ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ معراج پر گیا ہوں اتنے سال کا عرصہ لگا ہے اور تھوڑے سے وقت میں اتنا سا وقت لگا ہے اور واپس آ گئے ہیں وہ فرمانے لگے نہیں جاسکتا۔ دوسری بار پھر پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں جاسکتے۔ تیسری بار بھی فرمایا کہ نہیں جاسکتے۔ تو ابو جہل کہنے لگا کہ یہ بات تیرے نبی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو بہت چھوٹی بات ہے میرا نبی اس سے بھی زیادہ بڑی بات کہے تو میں وہ بھی مان جاؤں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ حضرات یونٹ فرمائیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور عرض کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آج سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں کہ تمہاری تصدیق کی ہے اس لیے وہ صدیق بن گیا ہے علام اقبال فرماتے ہیں

تصدیق او را صدیق کرد

حضرات آپ کرلیں میں بھی کروں حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرلیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو نہیں بنیں گے لیکن صدیق ضرور بن جائیں گے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ بنے ہیں۔ اسی طرح باقی لوگ بھی بنے ہیں۔ اور آپ نے یا میں نے جس نے بھی بننا ہے حضور ﷺ کی تصدیق سے بننا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ سے متعلق اچھا عقیدہ رکھنے سے بننا ہے۔ حضور ﷺ کی نسبت سے بننا ہے۔ یہ شعر جو ہے۔

کروں تجھ پہ جان فدا

نہیں ایک جان دو جہان فدا

اس سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کہ کروڑوں جہاں نہیں

اگر میں یہ عرض کروں کہ یہ پسلیکرم میں آپ کو انعام میں دیتا ہوں۔ یہ ڈاکس آپ کو انعام میں دیتا ہوں۔ یہ قالین دیتا ہوں۔ یہ دری دیتا ہوں آپ کیا کہیں گے کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں کہ آپ کی چیزیں آپ کو دیتا ہوں۔ یہ پسلیکرم آپ کا نہیں ہے۔ یہ چیزیں آپ کی نہیں ہیں یہ دریاں آپ کی نہیں ہیں تو میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ یہ بھی آپ کی چیزیں میں آپ کو کیسے انعام میں دے سکتا ہوں میرا ان پر کیا اختیار ہے۔ یہ مثال عرض کی ہے۔ یہ جان کس کی ہے یہ جہاں کس کا ہے اگر اور بھی کروڑوں جہاں ہیں تو وہ کس کے ہیں۔ وہ نبی کی نگاہ کرم سے بنے ہیں تو انہیں کیا دے رہا ہے انہوں نے تو تجھے عطا کیے ہیں

کیا پیش کریں تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

حضرات یہ تو ان کی چیزیں ہیں

وہی نور حق وہی ظل رب
ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب

پھر تیرا کیا ہے تو میرا کیا ہے۔ ”ہے انہیں کا سب۔ ہے انہیں سے سب“ پھر حضرت صاحب آپ کا کیا ہے اور میرا کیا ہے آپ ہی فیصلہ کر دیں۔ یہ سب ان کا ہی کرم ہے۔ یہ جان یہ زبان یہ جو عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ جی میں قربان کرتا ہوں یہ جذبہ بھی انہیں سے عطا ہوا ہے یہ شوق بھی انہیں سے ملا ہے۔ یہ جان بھی انہیں کی ہے۔ اس شعر پر ختم کرتے ہیں کہ آپ کہیں گے کہ آپ آئے ہیں۔ میں کہوں گا میں آیا ہوں۔ جلسہ بنایا ہے۔ یہ کیا ہے وہ کیا ہے نہیں نہیں بلکہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

آپ خود آئے ہیں کہ انہوں نے بلایا ہے تو پھر یہ آپ کا یہ میرا آنا تو نہیں ہے بلکہ سب ان کا کرم ہے ”یہ سب ان کا کرم ہے“ یہ عقیدہ رکھو گے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا کہ کبھی آپ نفس اور تکبر کے قبضہ میں نہیں آئیں گے۔ میں پھنستا اس وقت ہوں جب کہتا ہوں کہ یہ ساری عظمتیں یہ ساری نمازیں یہ سارے روزے یہ ساری داڑھی یا ساری پگڑی یہ میری ہیں میں نے بنائی ہیں میں نے رکھی ہیں۔ یہ میں میں کرتا ہوں۔ تو میں پھنستا ہوں۔ میں نفس اور شیطان کے چنگل میں جال میں پھنس جاتا ہوں۔ اس میں میں سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور میرا کچھ نہیں رہتا۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سب حضور ﷺ کا کرم ہے اور میرا تو کچھ ہے نہیں۔ یہ عقیدہ رکھیں گے تو انشاء اللہ تکبر سے بچ رہیں گے اور تکبر کے بارے میں یہ ہے کہ جس کے سینے میں رتی بھر تکبر ہے وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکتا۔ کرم بھی ان سے ہے کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
 آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں
 جسے چاہا در پہ بلا لیا
 جسے چاہا اپنا بنا لیا
 یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
 یہ بڑے نصیب کی بات ہے

یہ آپ کا اور میرا نصیب ہے کہ حضور ﷺ نے انتخاب فرما کر ہمیں اس محفل میں بلایا ہے۔ یہ نور کی بارش ہوتی ہے۔ جب رحمت برتی ہے تو اس رحمت سے فائدہ مند بھی ہم ہوتے ہیں تو ان کے کرم سے ہوتے ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہماری صرف یہ فضیلت ہے کہ ان کی نگاہ کرم میں آ گئے ہیں۔ یہ میری گزارش ہے یہ میری عرض ہے۔ یا اللہ اس مختصری چیز کو قبول فرما۔ آپ کی اس محفل کو قبول فرما۔ جو نعت خوانی میں حصہ لے رہے ہیں ان کو اس نعت خوانی کو قبول فرما۔ یہ جو سننے والے ہیں حاضری دینے والے ہیں ان کی حاضری کو قبول فرما۔ یہ سب حضور پاک ﷺ کا کرم ہے۔ یہ سب ان کا کرم ہے اس کرم کو شرح دل سے کھلے دل سے تسلیم کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ آدمی ہمیشہ میں میں ہی کرتار بتاتا ہے۔ کسی نعت خوان نے پڑھا ہے کہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں

ان کی مہک آئے گی تو دل کے غنچے کھل جائیں گے ویسے کیسے کھل جائیں گے اور علامہ اقبالؒ نے بھی اس چیز کو بڑے واضح طور پر فرمایا ہے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
 بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
 ہو نہ یہ ساقی تو خم بھی نہ ہو مئے بھی نہ ہو
 بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

تم ہو یا میں بھی ہوں یہ سب ان کے کرم سے ہے۔ بزم توحید بھی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا بھی کوئی نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے آپ تشریف لائے تو شیطان رویا۔ بہت رویا۔ کیوں رو رہا ہے کہتا ہے کہ میں نے تمام شریعتیں مٹا دی ہیں میں نے ساری کتابیں مٹا دی ہیں اب وہ آ گیا ہے کہ جس کا کچھ بھی نہیں مٹے گا۔ میں مٹ جاؤں گا لیکن اس نے نہیں مٹنا ہے۔ تمام کتابیں مٹ گئیں۔ اس وقت جو دو LATEST یا آخری مذاہب تھے وہ عیسائی تھے اور یہودی تھے اور دونوں کا عقیدہ توحید غلط تھا۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا۔ کیا یہ توحید ہے؟ توحید تو حضور نبی کریم ﷺ لائے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کا تعارف اس کی شان کے لائق حضور پاک ﷺ نے کرایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اللہ تعالیٰ نے خود حضور پاک ﷺ کا وسیلہ پکڑا ہے۔ کیوں ان کا وسیلہ پکڑا ہے تاکہ ہمیں راہبری ملے کہ ہم بھی ان کا وسیلہ پکڑیں۔ یہ میری عرض ہے گزارش ہے اس میں عمل زیادہ ہے سوچ کا بدلنا ہے۔ MATHEMATICALLY آپ سمجھیں کہ ہر چیز صفر ہے اس کے ساتھ ایک لگتا ہے تو پوری FIGURE بن جاتی ہے۔ ہندسہ بن جاتا ہے وہ ایک مثلاً دو باقی خواہ کروڑوں صفر ہوں وہ صفر ہی ہیں ہم صفر ہیں جب حضور ﷺ کا ایک لگ جاتا ہے تو ہم چیزیں بن جاتے ہیں۔ ہر نبی کو ہر رسول کو جو کچھ ملا جو عرفان ملا جو معجزات ملے جو کتب ملیں جو نبوتیں ملیں وہ حضور ﷺ کے صدقے ملیں اور آج جو میں اے ئی کی سٹیج سے گزارش کرنے والا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال پاک کے بعد جو عطا ہوئی ہے یہ کسی ولی کی نگاہ سے ہونی ہے انبیاء کو ملا حضور پاک ﷺ سے۔ تمہیں اور مجھے ملنا ہے اولیاء کرام سے اور کوئی ذریعہ نہ سمجھنا۔ کوئی اور ذریعہ نہیں کوئی اور دروازہ نہیں کوئی گیت نہیں جس کو جو ملنا ہے مرید کو جو ملنا ہے بیہیں سے ملنا ہے۔ طریقت میں یہی کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ طریقت ساری یہی ہے۔ جو ملنا ہے مخلوق کو جو ملنا ہے امتی کو اس کا وسیلہ کوئی نہ کوئی ولی ہوگا۔ اس لیے آپ انجمن ضرور بنائیں آپ جماعت ضرور بنائیں آپ آرگنائزیشن ضرور بنائیں لیکن ہر کوئی جو اس کا ممبر ہے رکن ہے کسی ولی کامل کے دست اقدس پر اس کا بیعت ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پھسل جاؤ گے کہیں لڑک جاؤ گے کہیں پھنس جاؤ گے تمہیں جو عطا ہونا ہے جو نور محمدی ﷺ عطا ہونا ہے جو عشق محمدی ﷺ عطا ہونا ہے وہ کسی ولی کامل کی نگاہ سے ہونا ہے۔ علامہ اقبال کا شعر ہے کہ

نہ بادہ ہے نہ صراحی نہ دور پیانہ

فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانانہ

صرف نگاہ سے ہے۔ اس لیے میری عرض ہے اے ئی آئی کے طلباء کو اس کے اراکین کو کسی کی نگاہ کرم سے کسی ولی کامل کے دست اقدس پر ضرور بیعت کریں۔ اس کے بغیر آپ کی ضرب کاری نہیں ہوگی۔ آپ کا عقیدہ کامل نہیں ہوگا۔ اس کے وسیلہ سے کیا ہوگا اس کے وسیلہ سے

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ ﷺ

پیر ہی لے جاتا ہے حضور ﷺ کے قدموں تک۔ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں اس میں جو عشق ہے یا درود ہے محبت ہے اللہ کرے وہ آپ کو بھی ملے مجھے بھی ملے۔ عام ہو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس سے حصہ اور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب نعتیہ مقابلہ انجمن طلباء اسلام نوابا نوالہ 13/10/94

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا

سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات! یہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کیوں منائی جاتی ہے ہم اس کا اتنا اہتمام کیوں کرتے ہیں اس کی ضرورت کیا ہے۔ اس کی اہمیت کیا ہے۔ ایک شخص تھا فاسق و فاجر تھا۔ بے عمل تھا۔ نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ۔ بظاہر کچھ نہ تھا لیکن وہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بڑے نزک و اہتمام سے منایا کرتا تھا۔ بس زندگی میں وہ صرف یہی کام بڑے ذوق و شوق محبت و پیار سے کیا کرتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ قبر میں نکیرین تشریف لے آئے پوچھا تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے۔ اور اس ہستی کے متعلق تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا۔ آدمی بے عمل تھا مذہب کی کوئی خبر نہ تھی وہ کسی سوال کا بھی جواب نہ دے۔ کا تو فرشتوں نے اس کو فیل کر دیا اور حکم ہو گیا کہ اس کے لیے دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے لیکن جیسے ہی کھڑکی کھلی تو سامنے شفع مجرماں وائی دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔ فرمایا کہ فرشتو یہ میرا امتی ہے اگر یہ مجھے نہیں پہچانتا تو کیا ہوا میں تو اسے جانتا ہوں یہ بڑی محبت سے میری محفل میلاد منایا کرتا تھا۔ تو دوزخ کی کھڑکی بند کر دی گئی اور جنت کی کھڑکی اس کے لیے کھول دی گئی۔ یہ تو بے عمل تھا لیکن اگر کوئی مر جائے سنی بریلوی حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی دامت برکاتہ العالیہ کا عقیدہ رکھنے والا تو پھر اس سے پوچھا جائے کہ اس ہستی کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا وہ فوراً جواب دے گا کہ یہ میرے آقا و ملاسرور کائنات فخر موجودات ہیں ان کے لیے ہی تو مر کر یہاں پہنچا ہوں۔ حضرات! ایک ہوتی ہے سیرت اور ایک ہوتی ہے صورت۔ سیرت سے مراد احکام شریعہ کے مطابق زندگی بسر کی جائے لیکن صورت سے مراد ذات اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللہَ وَّ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی موجودگی کا اظہار فرما رہے ہیں گویا آپ کا میلاد منار ہے ہیں اور فرشتے بھی میلاد منار ہے ہیں۔ اور حکم ہوتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو یعنی تم بھی میلاد مناؤ۔ اس میں احکام شریعت ادا کرنے کا حکم نہیں بلکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے کا حکم ہے۔ حضرات سیرت پاک کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جب ولادت پاک ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ کثیر فرشتوں کی جماعت لے کر آئے ان کے ہاتھوں میں تین بزم جنت تھے۔ ایک جنت ابیت المقدس پر دوسرا خانہ کعبہ پر اور تیسرا حضرت آمنہ کی چھت پر نصب کر دیا اور پھر وہ فرشتے حضرت آمنہ کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ ﷺ فرشتوں نے یوں منائی۔ ادھر حضرت اماں حواؑ حضرت ہاجرہؑ حضرت آسیہؑ اور حضرت مریمؑ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت حجرہ ولادت میں موجود تھیں۔ حضرات یہ تمام نیک بیبیاں تو پردہ فرما چکی تھیں پھر یہ کیسے آ گئیں۔ اگر یہ بیبیاں اپنی قبور سے نکل کر آ سکتی ہیں تو جس شخصیت کی حاضری کے لیے آرہی ہیں اس کا کیا مقام ہے کیا وہ اپنی قبر انور سے اٹھ کر

نہیں آسکتے۔ لیکن آج کا بدعتیہ مسلمان حضور پاک ﷺ کی اس صفت کا انکار کر کے اپنے بے ایمان ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بدعتیہ گئی سے بچائے اور شیطان لعین کے پیدا کردہ ایسے وسوسوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت سعید کی خبر ابولہب کو اس کی لونڈی ثویبہ نے دی تو ابولہب نے اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں اپنی آگشت شہادت اٹھا کر اشارہ کیا اور ثویبہ سے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ فوت ہو جانے کے بعد ابولہب کو کسی نے دیکھا تو پوچھا تیرا کیا حال ہے تو ابولہب نے جواب دیا کہ سخت عذاب میں ہوں لیکن ہر پیر کے روز جس انگلی سے اشارہ کر کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس سے ٹٹھا شہد نکلتا ہے تو اپنی پیاس بجھا لیتا ہوں۔ ابولہب کا فر تھا لیکن میلاد کی خوشی اس نے بھی کی تھی۔ جس کا پھل اسے مرنے کے بعد بھی ہر ساتویں روز مل رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جمادات نباتات حیوانات اجرام فلکیات ہر ذرہ کائنات کے نبی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی تک ان پتھروں اور درختوں کو پہچانتا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے۔ ابو جہل کی مٹھی میں کنکریوں نے حضور پاک ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت دی۔ حضور ﷺ معراج شریف سے واپس تشریف لائے۔ کفار نے یقین نہ کیا اور پوچھا کہ اگر آپ گئے ہیں تو بتائیے کہ ہمارا قافلہ کہاں ہے اور کب پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں روز سورج غروب ہونے سے پہلے پہنچ جائے گا۔ وقت مقررہ پر بہت سے کفار شہر سے باہر قافلے کا انتظار کرنے لگے۔ سورج غروب ہونے کو آگیا لیکن قافلہ نہ پہنچا۔ کفار خوش تھے کہ نبی کریم ﷺ کی یہ بات پوری نہ ہوگی۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو حکم فرمایا کہ جب تک قافلہ واپس نہ آئے رک جا۔ چنانچہ اس نے حکم مانا۔ ادھر قافلہ پہنچا ادھر سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں آرام فرما رہے۔ سورج غروب ہو گیا۔ آپ کی نماز عصر فوت ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ کیا تو نماز عصر ادا کر لی ہے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نماز سے زیادہ آپ کا آرام مقدم تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو اشارہ فرمایا وہ واپس لوٹ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ ابولہب و ابو جہل سمیت دوسرے کفار کی فرمائش پر چاند کو دو ٹکڑے فرما دیا۔ یوں اجرام فلکی پر بھی حضور نبی کریم ﷺ کا تصرف اور حکمرانی ہے۔ ایک اونٹ آیا اور حضور پاک ﷺ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کرنے لگایا رسول اللہ ﷺ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مجھ سے اتنا بوجھ نہیں اٹھا یا جاتا جو میں جوانی میں اٹھاتا تھا تھا۔ میرا مالک میرے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں دیتا۔ آپ اسے سمجھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور بتا دیا کہ اونٹ کی کیا شکایت ہے۔ ایک اونٹ سے متعلق صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ وہ بہت جابر و خو غور ہے کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ حضور پاک ﷺ خود تشریف لے گئے اور جیسے ہی اس اونٹ نے حضور پاک ﷺ کو دیکھا تو فرط محبت سے آپ کے قدموں میں لیٹ گیا آپ ﷺ نے اس کو پیار فرمایا تو اس کی ساری سرکشی جاتی رہی۔ ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بہت خوبصورت جوان تھا۔ ایک روز حضور ﷺ کے سامنے

اچانگ آگیا تو آپ ﷺ نے اس کے شانے پر ہاتھ مبارک رکھ دیا اور فرمایا کہ عکرم ماتی بیاری صورت و شکل دوزخ میں جاتی اچھی نہیں لگتی۔ پھر دو سال بعد وہ خود حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اگر وہ پتھر جو پانی کی دوسری طرف ہے وہ پانی پر تیر کر آپ کے پاس آئے اور آپ کے نبی ہونے کی گواہی دے تو میں بھی آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور پاک ﷺ نے پتھر کو اشارہ فرمایا وہ پانی پر تیر کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے عکرم سے کہا کہ کیا یہ تمہارے لیے کافی ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب یہ پتھر واپس تیرتے ہوئے اپنی جگہ چلا جائے تو مان لوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا تو وہ پتھر حکم کے مطابق اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ ادھر عکرم نے کلمہ شریف پڑھا اور اسلام لے آیا۔ آپ حیوانات اور جمادات کے بھی نبی ہیں۔ پتھر آپ کے حکم کے مطابق بولتے بھی ہیں چلتے بھی ہیں تیرتے بھی ہیں حالانکہ یہ ان کی فطرت نہیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ اشارہ فرمادیں تو یہ اپنی فطرت چھوڑ کر حضور پاک ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بلایا وہ نہ آئے بلکہ اپنی نماز پوری کرنے کے بعد حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ارشاد خداوندی یاد نہیں کہ جب نبی بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ نبی کے بلانے سے نماز بھی نہیں ٹوٹی۔ جہاں سے نماز ادھوری چھوڑ کر جائے وہاں سے دوبارہ شروع کر دے نماز پوری ہو جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں ہر چیز سے زیادہ مجھ سے محبت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی یا رسول اللہ ﷺ ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہاری جان سے بھی زیادہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ میری جان سے زیادہ آپ مجھے عزیز نہیں ہیں تو پھر حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایمان مکمل نہیں ہوا۔ پھر آپ نے نگاہ عنایت فرمائی اور دوبارہ پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب ایمان بھی مکمل ہو گیا ہے۔ اب موجودہ دور میں یہ جو ایمان کی دولت ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت ہے۔ یہ اللہ والوں کے در سے ملتی ہے۔ ایک عیسائی میرے پاس آیا اور بتایا کہ میں نے عیسائیت اس لیے اپنائی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسلک ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت قائم کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ کتنے سال ہو گئے ہیں اس نے بتایا کہ پچیس سال ہو گئے ہیں۔ میں نے پوچھا بائبل کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں کئی دور کیے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ تمہاری بائبل میں کیا لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک ایسا نبی آنے والا ہے کہ جس کے سامنے میری حیثیت نہیں کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھول سکوں۔ اس عیسائی نے کہا کہ آج تک میری نظر سے یہ آیت نہیں گزری۔ جب اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی تو اس نے پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ، اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ادب بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ ادب کرنے

کی توفیق عطا فرمائے۔

تین طلباء اپنے طالب علمی کے زمانے میں دور حاضر کے ولی اللہ کے پاس گئے ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ ایسا سوال کرے گا کہ وہ ولی اللہ اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔ دوسرے طالب علم نے کہا میں ایسا سوال کروں گا کہ ممکن ہے وہ بزرگ جواب دیدیں یا نہ ہی دے سکیں۔ تیسرے طالب علم نے کہا میں تو صرف ان کی زیارت کرنے جا رہا ہوں۔ کسی سوال جواب کی نیت نہیں۔ جب وہ ولی اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو اس بزرگ کے چہرہ پر کچھ کھنگی کے آثار دیکھے بہر حال کچھ توقف کے بعد اس ولی اللہ نے فرمایا۔

پہلے طالب علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ تو ولی اللہ کا گستاخ ہے اور تیری سزا یہ ہے کہ تو ایمان کی حالت میں نہیں مرے گا۔ دوسرے طالب علم کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے لیکن تو نے ولی اللہ کا تھوڑا سا ادب کیا ہے لہذا خوب دنیا کمائے گا لیکن ایمان دار مرے گا۔ تیسرے طالب علم سے فرمایا کہ تو خالصتاً زیارت کے لیے آیا ہے تمہیں ایسا مرتبہ ملے گا کہ تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا کیونکہ تو نے ایک ولی کا ادب کیا ہے۔ پہلا طالب علم بہت بڑا عالم دین بنا۔ مناظر اسلام بنا بڑے بڑے مناظروں میں عیسائیوں کو شکست دی۔ لیکن ایک امیر زادی پر عاشق ہو گیا۔ عیسائیوں سے کہا کہ میری شادی اس لڑکی سے کر دو۔ عیسائیوں کو موقع مل گیا۔ انہوں نے شرط لگائی کہ مذہب اسلام سے مخرف ہو جاؤ عیسائیت قبول کر لو۔ تو تمہاری شادی اس لڑکی سے کر دیں گے۔ وہ مناظر اسلام فوراً اسلام سے مرتد ہو گیا عیسائیت قبول کر لی۔ اس لڑکی سے اس کی شادی ہو گئی۔ لیکن ایک ہفتہ بعد ہی کوڑھ کی مرض میں مبتلا ہو کر ارتداد کی حالت میں فوت ہو گیا۔ دوسرا طالب علم حکمہ اوقاف میں ملازم ہو گیا خوب دولت کمائی لیکن مرتد نہ ہوا بلکہ ایمان کی حالت میں ہی فوت ہوا۔ اور تیسرا طالب علم حضور سرکار غوث الاعظم شہنشاہ ولایت قطب سبحانی محبوب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی الحسینی و الحسینی بنے اور اپنے دور میں اعلان فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ ابدال اسے کہتے ہیں کہ جو انسان کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ ایک ہی لمحہ میں وہ مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتے ہیں۔ تین ابدال تھے پرواز کر کے گزر رہے تھے کہ حضور پیران پیر شاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا دربار آ گیا۔ دو ابدال روئے کرامت کرتے ہوئے ادھر ادھر ہٹ کر گزرے لیکن ایک ابدال روضہ پاک کے اوپر سے گزر گیا جو نبی آگے گیا اس کی ساری ابدالی قوت صلب کر لی گئی اور وہ نیچے گر گیا اور رت پینے لگا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لے آئے فرمایا تو نے میرے روضہ کا ادب نہیں کیا بدیں وجہ تیری یہ حالت ہوئی ہے۔ اس نے معافی مانگی تو حضور سرکار غوث الاعظم نے اننگاہ کرم اس کی ابدالیت کو بحال فرمایا۔ اور وہ دوبارہ باختیار ابدال ہو کر اڑنے لگا۔ حضور داتا گنج بخش لاہوریؒ اپنے پیر و مرشد کو وضو کر رہے تھے کہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ ولایت اگر قسمت میں لکھی ہے تو مل جائے گی۔ میں خواہ خواہ وقت ضائع کر رہا ہوں۔ ان کے دل میں خیال کا آنا ہی تھا کہ آپ کے پیر و مرشد نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے فرمایا علی بن عثمان تیرا عقیدہ درست نہیں۔ جو تم سوچ

رہے ہو وہ غلط ہے۔ پھر آپ کے پیر و مرشد نے وہ نگاہ کی حضرت داتا صاحب کی باطنی کیفیات بدل کر رکھ دیں اور انہیں ولایت عظمیٰ کے مرتبہ پر فائز فرمایا۔ میری عرض یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے پاس جب حاضری دو تو جو نیت دل میں لے کر جاؤ گے وہی مل جائے گا۔ زیارت کے لئے جاؤ گے تو مراتب بلند ہوں گے۔ کیونکہ اولیاء کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ”علیٰ کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے“ جب کوئی شخص کسی بزرگ کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو ہر قدم پر اس کی بدی نیکی میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ با وضو ہو کر محبت سے اپنی والدہ کا چہرہ دیکھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔ بات ساری ادب کی ہے جتنا ادب کر لو گے اتنا ہی پھل پالو گے۔

ایک روز حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ایک ندی کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ ایک نوجوان آیا اور وہ حضرت صاحب سے اوپر کی جانب بیٹھ گیا اور وضو کرنے لگا۔ اچانک اس کی نظر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ پر پڑی تو اس کے دل میں خیال آیا یہ تو بہت بڑے بزرگ ہیں اور پانی میری طرف سے ان کی طرف بہہ رہا ہے۔ میرا گدلا پانی ان کی طرف نہیں جانا چاہیے یہ سوچ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت صاحب کی چٹلی جانب جا کر بیٹھا اور وضو کرنے لگا۔ اب حضرت صاحب کا مستعمل پانی اس نوجوان کی طرف جا رہا تھا۔ اس ادب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو بخش دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ایک نوشتہ تحریر فرما رہے تھے کہ اس میں یہ بات آئی کہ کتا کب جوان ہوتا ہے آپ ایک چنگڑ زادے کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا کہ کتا کب جوان ہوتا ہے اس نے جواب میں عرض کیا کہ حضور جب کتا ایک ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرنے لگتا ہے تو وہ اس وقت جوان ہوتا ہے۔ چند روز گزرنے کے بعد اس چنگڑ زادے کا بیٹا آ گیا آپ اس وقت اپنے مدرسہ میں درس دے رہے تھے۔ آپ اٹھے اور اس لڑکے کو اپنی جگہ بٹھا دیا۔ خاطر تواضع کی۔ واپس دروازے تک رخصت کرنے کیلئے تشریف لائے۔ آپ کے شاگرد یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اس مہربانی تو قیر اور عزت افزائی کی وجہ پوچھی حضور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میرے استاد کا بیٹا ہے میں نے اس کے باپ سے یہ سیکھا تھا کہ کتا کب جوان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں سے ادب کرنا سیکھ سکے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد حمید شاد صاحب 20/11/85

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات! حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی شان و عظمت بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے روز میری امت کے چار گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ ایسا ہوگا جو سابقہ انبیاء کی طرح شفاعت کرے گا۔ اس میں صدیقین ہوں گے اور ایسے اصحاب ہوں گے جو مَوْتُو قَبْلُ اَنْ تَمُوْتُو ”مرنے سے پہلے مر جاؤ“ کی مصداق ہوں گے یہ فانی الرسول ہوں گے فانی اللہ ہوں گے بقا باللہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب انہیں حاصل ہوگا۔ جو طلب کریں گے وہ پوری ہو جائے گی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سلسلہ نقشبندیہ کے ممتاز بزرگ ہیں۔ آپ کے ہمسایہ میں ایک مجوسی رہتا تھا اس نے ستر سال آگ کی پوجا کی تھی جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے آگ جلانی۔ الاؤ روشن کیا اور خواہش ظاہر کی کہ مرتے وقت اپنے رب کا دیدار کرتے ہوئے مروں تاکہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔ ادھر حضرت بایزید بسطامیؒ کو پتہ چلا کہ مجوسی کا وقت قریب ہے تو آیات کیلئے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ آگ روشن ہے اور مجوسی آخری سانس لے رہا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آگ کیوں جل رہی ہے یہ الاؤ اتنا روشن کیوں کر رکھا ہے تو مجوسی نے جواب دیا کہ آخری وقت اپنے رب کا دیدار کرتے ہوئے مرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آگ کا کام ہے جلانا آپ نے ستر سال تک ناحق اس کی پوجا کی ہے اگر یہ آپ کی خدا ہوتی تو یقیناً آپ پر مہربان ہوتی اور آپ کو نہ جلاتی لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آج بھی ساری عمر اس کی پوجا کرنے کے بعد آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالیں تو یہ جلا کر رکھ کر دے گی۔ بہتر ہے کہ آپ اس آگ کے خالق مطلق پر ایمان لے آئیں وہ بڑا مغفور و رحیم ہے وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ اس مجوسی نے جواب دیا کہ ستر سال تک اس کی پوجا کی ہے اس سے بخشش کی کچھ امید ہے اب آخری دم اپنے مذہب سے انحراف کروں تو ہو سکتا ہے کہ نہ گھر کا رہوں نہ گھاٹ کا۔ ہاں اگر آپ کو اتنا یقین ہے کہ اگر میں آپ کے رب پر ایمان لے آؤں تو میری بخشش ہو جائے گی تو آپ مجھے یہ تحریری طور پر دیدیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے کاغذ پھسل مگلوئی اور تحریر فرمائی ”یا اللہ تو مغفور و الرحیم ہے بخشے والا ہے بایزید بسطامی التجا کرتا ہے کہ اس شخص کو بخش دے تیری مہربانی ہے“ مجوسی نے نکلہ پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ“ مسلمان ہو گیا۔ فوت ہونے سے پہلے وصیت کی کہ یہ رقعہ دفن کے وقت میرے سینے پر رکھ دینا۔ وصیت کے مطابق کر دیا گیا۔ ادھر حضرت بایزید بسطامیؒ کو فکر ہوئی کہ اتنا بڑا دعویٰ کس بل بوتے پر کر دیا۔ تیری کیا حقیقت ہے کہ تو نے یہ تحریر کر دی ہے آپ بہت افسردہ ہوئے۔ رات کو سوئے تو دیکھا کہ مجوسی جنت میں بہت خوش و خرم ٹہل رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیرا کیا معاملہ ہوا۔ مجوسی نے جواب دیا کہ آپ کا رقعہ کام آ گیا میری بخشش ہو گئی اس رقعہ کی اب مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ آپ واپس لے لیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ خواب سے بیدار ہوئے تو خود نوشتہ رقعہ ان کے ہاتھ

میں تھا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

دوسرا گروہ ایسا ہوگا جو بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ یہ شہداء و صالحین ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ”خبردار بے شک اللہ کے دوست ایسے ہیں کہ جنہیں نہ کوئی خوف ہے نہ غم“ اور انہیں سے متعلق فرمایا گیا کہ يَبْسُرِ الصّٰبِرِيْنَ ”صبر کرنے والوں کو بشارت دیدہ بخئے“ بشارت جنت اور نجات کی ہوتی ہے۔ ایسے خوش نصیب عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے بھی کئی ہیں کہ جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے جنتی ہونے کی بشارت پائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے چچ لگوانے کا خون مبارک نوش کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاتھہ پردوزخ کی آگ حرام ہوگئی اور تیری اولاد میں سے زانی کوئی نہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بول مبارک طیب کو دکھانے کے لیے ایک پیالہ میں رکھا۔ تو آپ کی خادمہ نے وہ پانی سمجھ کر پی لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”جاتھہ پردوزخ کی آگ حرام ہوگئی“ ایسے واقعات اور بھی ہیں جن خوش نصیبوں کو یہ بشارت نبی پاک ﷺ کی زبانی ملی ہو کہ وہ دوزخ سے آزاد ہیں تو پھر ان کی بخشش میں کیا چیز مانع ہے اور ان کے حساب و کتاب کا کیا مقصد۔ وہ ناجی ہیں اور انشاء اللہ بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ تیسرا گروہ ایسا ہوگا کہ جن کے نامہ اعمال میں گناہ زیادہ ہوں گے نیکیاں کم ہوں گی یہ عام مسلمان ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بخش دیے جائیں گے ان کے گناہ کفار کے سر پر لا دیے جائیں گے۔ ان گناہوں کے ساتھ انہیں دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا اور کوئی نیکی ان کے پلے میں ہوگی تو وہ ان مسلمانوں کو دیدی جائیگی اور پھر انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ لیکن اس میں عقیدہ کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی تمام صفات کو دل و جان سے تسلیم کرنے کی بات ہے۔ عمل اور عشق کے لحاظ سے انسانوں کے چار گروہ ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ جن کا عقیدہ بھی درست ہے اور اعمال بھی صحیح ہیں یہ صدیقین و شہداء و صالحین ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن کے اعمال تو غلط ہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے یہ عام مسلمان ہیں اور کسی نہ کسی طور ان کی بخشش ہو جانی ہے یہی اصل میں وہ درج بالا تیسرا گروہ ہے کہ جن کے ذمے گناہ زیادہ ہوں گے نیکیاں کم ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ان کی بخشش فرمادیں گے۔ تیسرا گروہ وہ ہے کہ جن کے اعمال درست ہیں لیکن عقیدہ غلط ہے یہ منافق ہیں اور منافق کو کافر سے بھی زیادہ سخت عذاب ہوگا کہ یہ آستین کے سانپ ہیں۔ اور چوتھا گروہ وہ ہے کہ جن کے عمل بھی غلط ہیں عقیدہ بھی غلط ہے۔ یہ کفار ہیں کہ جن کی بخشش ممکن نہیں۔

چوتھا گروہ قیامت کے روز وہ ہوگا جن کے پلے کوئی نیکی نہیں ہوگی بس گناہ ہی گناہ ہوں گے۔ ان کی بخشش کا کیا ذریعہ بنے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ ”الطّٰلِعُ لِيْ“ ”گنہگار میرے لیے ہیں“ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو آیتیں گناہ گاروں کے لیے ہوں۔ پوچھا گیا کہ کیا مسلمان گناہ کر سکتا ہے۔ تو ارشاد ہوا کہ ہاں اگر مسلمان گناہ نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ملیا میٹ کر کے اس کی جگہ کوئی دوسرے انسان پیدا فرما دے گا۔ قرآن مجید

میں حکم ربانی ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ”اور پس جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو پھر تیرے پاس آئیں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لیے رسول بھی بخشش مانگیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے“ اس آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ مسلمان گناہ کرتا ہے۔ تبھی تو اسے حکم دیا جا رہا ہے کہ گناہ کر بیٹھو تو میرے نبی کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ کپڑا گندہ ہو جائے تو اسے دھو لیتے ہیں صاف کر لیتے ہیں اگر کپڑا بہت زیادہ گندہ اور میلا ہو جائے تو اسے دھو بی کو دیتے ہیں جو اسے بھی پرچھا کر صاف کرتا ہے۔ کبھی صاف کیا ہوا دھلا ہوا کپڑا بھی کسی نے دھو بی کو دھونے کے لیے دیا ہے؟ حضور نبی پاک ﷺ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ يُزَكِّيهِمْ ”وہ انہیں پاک کرتے ہیں“ لوگ گناہ کریں گے۔ ان کے نامہ اعمال گناہ آلود ہوں گے تو ہی حضور نبی کریم ﷺ ان کو پاک کریں گے۔ اگر گناہگار نہیں ہوں گے سب لوگ نیک پاک ہوں گے تو پھر صاف کس کو کرنا ہے اگر کبھی پہلے سے صاف ہیں پاک ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ کی صفت ”پاک کرتے ہیں“ کا کیا استعمال ہوگا۔ دھو بی کو اگر گندہ کپڑا دیتے ہیں تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کو گندہ گناہگار کیوں نہیں دیتے۔ دھو بی تو صفائی کا معاوضہ بھی لیتا ہے۔ لیکن حضور پاک ﷺ کی یہ شان ہے کہ یہ بلا معاوضہ پاک فرماتے ہیں۔ اپنی امت سے پیار اتنا ہے کہ ہر وقت اسی کی بخشش کی طرف دھیان رہتا ہے۔ حضرت علامہ بوصیریؒ بیمار ہو گئے فالج ہو گیا۔ زندگی سے مایوس ہو گئے تو حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں قصیدہ تحریر فرمایا۔ حضور پاک ﷺ خواب میں تشریف لائے اور بڑے شوق سے حضرت بوصیریؒ سے وہ اشعار سماعت فرمائے۔ آپ خوش ہوئے حضرت علامہ بوصیریؒ کی جسم پر دست شفقت پھیرا تو وہ بالکل تندرست ہو گئے اور حضور پاک نے ایک چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔ حضرت بوصیریؒ خواب سے بیدار ہوئے تو ایسے تھے کہ کبھی بیمار ہی نہ ہوئے تھے اور حضور پاک ﷺ کی عطا کردہ چادر ہاتھ میں تھی۔ اسی سے یہ قصیدہ بردہ شریف مشہور ہوا۔ اس قصیدہ میں وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز رحمت جو ہے وہ گناہوں کے حساب سے تقسیم ہوتی ہے۔ اب بتائیے مسلمان گناہ کرتا ہے کہ نہیں۔ مایوسی گناہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ ارشاد پاک ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْحَمُ الْمُحْسِنِينَ ”اپنے گناہوں کو نہ دیکھو بلکہ حضور پاک ﷺ کے کرم کو دیکھو اپنے اندر عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا کرو عقیدہ درست رکھو۔ عمل کی کمی عشق سے پوری ہو جاتی ہے لیکن عقیدہ کی کمی کسی صورت پوری نہیں ہوتی۔ بنیاد عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اور عمارت عمل ہے بنیاد نہ ہو تو عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح عشق نہ ہو تو عمل کام کا نہیں ہے۔ عمل بے کار ہے۔ عمل کرو لیکن عشق و محبت کی بنیاد پر کرو۔ تارک دنیا نہ بنو۔ بیوی بچوں سے حسن سلوک کرو۔ بزرگوں کا احترام کرو۔ کام کرو اَلْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ ”تھاہ سے کام کرنے والا اللہ کا دوست ہے“ لیکن ہر کام ہر چیز ہر محبت سے مقدم حضور نبی پاک ﷺ سے محبت رکھو۔ یہ بھی حدیث پاک ہے کہ اس دنیا میں جس سے محبت رکھو گے تو قیامت میں اسی کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے۔ آج نبی پاک ﷺ سے محبت کرو نسبت قائم کر لو یہ کل قیامت میں کام آنے والی چیز ہے۔ بیٹے سے محبت

کہ لالچ ہے کہ بڑھاپے میں کام آئے گا۔ مرنے کے بعد دعا مغفرت کرے گا۔ لیکن محبت اس سے کرو کہ جس نے دنیا و آخرت میں کام آتا ہے۔ حضور پاک ﷺ سے محبت کرو دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا دوست (حبیب) حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ لہذا حضور نبی کریم ﷺ کا دوست اللہ کا بھی دوست ہوگا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کا دشمن اللہ کا بھی دشمن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عقیل سلیم عطا فرمائے۔

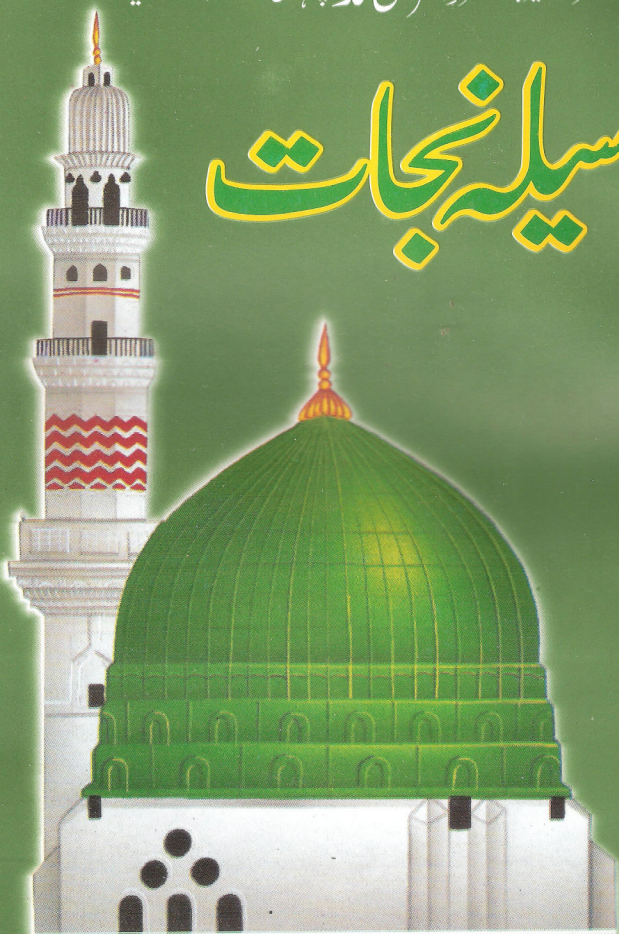
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ حلیقیہ فیصل آباد 06/01/95

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

ارشادات عالیہ نور خدا مظہر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق رسول حب ال رسول
حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

حصہ دہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت شریف

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اور جانے والے
تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

پیش لفظ

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”اشفاء“ شریفہ میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ (مسلم شریف) ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آل نبی ﷺ اولاد علیؑ تے سیرت شکل انہاندی

نال لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کا ذکر ایمان کا شکر ہوتا ہے۔ جس سے ایمانوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ دل حق پر ثبات قدم رہتے ہیں۔ سکون قلب ملتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام۔ صدیقین، شہداء اور صالحین انعام یافتہ ہیں (القرآن) کے ذکر خیر کی محفل ہو تو رحمت برستی ہے۔ اور بالخصوص جس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ البہ نے اپنے کتاب ”آب کوثر“ میں حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔ مَا مِنْ مُحْسِدٍ يُصَلِّي فِيهِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَامَتْ مِنْهُ رَاحَةٌ طَيِّبَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ عَنَانَ السَّمَاءِ جس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا ہے اس محفل سے نہایت پاکیزہ خوشبو نکلتی ہے اور آسمان کی طرف جاتی ہے (سعادة الدارين) اِنْ لِلّٰهِ مَلَاحِكَةٌ سَيِّرَةٌ فَضْلًا يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الدِّكْرِ۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو گھومتے پھرتے ہیں اور ایسی محافل کی تلاش میں رہتے ہیں اور اس کی خوشبو کو سونگھ کر اس کو ڈھونڈ لیتے ہیں اور فَقُولُوا الْمَلَاحِكَةُ هَذَا مَجْلِسٌ صَلَّى فِيهِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پس وہ (دوسرے فرشتوں کو بلاتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ محفل جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا جا رہا ہے۔ فَإِذَا وَحَدُّوْهُ مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرُ قَعْدُوْهُمْ مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بِبَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔ جب وہ ایسی محفل کو پا لیتے ہیں تو وہ بھی اہل محفل کی ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ اور محفل کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور مقام محفل سے لیکر پہلے آسمان تک تک کے درمیان فضا کو بھر دیتے ہیں۔ فَإِذَا صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا مَعَهُمْ اور جب اہل محفل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں تو یہ فرشتے بھی ان کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَّجُوا وَصَبَعُوا إِلَى السَّمَاءِ اور جب محفل ختم ہو جاتی ہے تو فرشتے آسمانوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا عَلَى عِبَادِكَ مِنْ عِبَادِكَ يَعْظُمُونَ الْأَلْبَابَ وَيَتْلُونَ كِتَابَكَ وَيَصَلُّونَ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم تیرے

بندوں میں سے کچھ ایسے بندوں کے پاس گئے تھے جو تیرے انعامات کی تعظیم کرتے ہیں۔ تیری کتاب پڑھتے ہیں اور تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ **فَيَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ** پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ **يَقُولُونَ رَبِّ فِيهِمْ قُلَانٌ عَبْدٌ خَطَاؤٌ وَإِنَّمَا مَرَّ فَحَلَسَ مَعَهُمْ**۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا رب ان میں فلاں بندہ بڑا گنہگار تھا وہ ایسے ہی جاتے جاتے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ **فَيَقُولُ وَلَكِهِ غَفَرْتُ لَهُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْفِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ وہ ایسی قوم ہیں جن کا ہم نشین بھی بد نصیب نہیں رہتا۔ (مشکوٰۃ شریف) لہذا ایسی محافل جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو اور اولیاء اللہ کا ذکر ہو وہ بخشش کا بہانہ ہیں اور وسیلہ نجات ہیں۔

حضرت پیر پرویسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کی زیر صدارت نہ صرف یہ کہ فیصل آباد میں کئی جگہ پر بلکہ دوسرے شہروں میں بھی ماہانہ اور ہفتہ وار محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ جو فرمان نبوی کے مطابق باعث رحمت اور شرکاء محافل کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہ محافل ان کی نجات کا وسیلہ بن جاتی ہیں۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب موصوف جو صدارتی خطبات ارشاد فرماتے ہیں وہ وسیلہ نجات کے ذریعہ سے عوام الناس کی بھلائی کے لئے ان تک پہنچا دئے جاتے ہیں۔ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے قارئین کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ رہتا ہے۔ ان کے قلوب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور ہوتے ہیں اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ رہتا ہے۔ صحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت میں درستگی، چٹنگی اور استقامت آتی ہے۔ یہی وسیلہ نجات کی اشاعت کا اصل مقصد ہے۔ وسیلہ نجات حصہ دوم حاضر خدمت ہے۔ کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے آپ کی قیمتی آراء کا منتظر ہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی 12-03-02

درویشرف کی عظمت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! اپنے گھر میں درویشرف پڑھو۔ نعت پڑھو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لو۔ آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ذکر کرو تو آپ کے گھر میں روشنی ہوگی۔ کتنی روشنی ہوگی؟ حدیث شریف میں ہے کہ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے۔ درویشرف پڑھا جاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ خود اپنی قدرت سے آکر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ویسے
تو اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اپنے نور سے جلوہ گر ہے۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ جو سارے زمانوں کو روشنی
دیتا ہے وہ اس محفل میں آجاتا ہے۔ اور سردار الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام خود تشریف لے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو
سراج منیر بنایا ہے وہ بھی تشریف لے آتے ہیں اور تمام فرشتے بھی نورانی ہیں۔ جہاں محفل ہوتی ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہوتا ہے اس میں فرشتے بھی آکر بیٹھ جاتے ہیں اور پہلے آسمان تک تمام جگہ کو گھیر لیتے ہیں۔ اتنی تعداد میں وہ
حاضر ہوتے ہیں اس لئے ہوتا ہے جہاں ذکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کا وہاں روشنی والے جو ساری دنیا کو روشنی
دیتے ہیں جو تمام کائنات کو روشن کرتے ہیں۔ دو جہانوں کو روشنی دینے والے اس جگہ تشریف لے آتے ہیں۔ اس کے
علاوہ جہاں درویشرف کی محفل ہوتی ہے جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے
تمام دروازے اس گھر کی طرف کھل جاتے ہیں۔ حضرات بندے کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ بندے کا ایمان مکمل
نہیں ہوتا جب تک درویشرف نہ پڑھا جائے۔ دنیا میں سب سے بڑا مرض منافقت ہے۔ منافق کو ابو جہل سے بھی زیادہ
عذاب ہونا ہے۔ منافقت کسی چیز سے دور نہیں ہوتی۔ نفل پڑھو، حفظ کرلو، طواف کرلو، حج کرلو جو مرضی ہے کرلو عازمی بن
جائے، شہید ہو جائے پھر بھی منافقت دور نہیں ہوتی لیکن جو نہیں کوئی درویشرف پڑھتا ہے۔ محفل میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اس کی منافقت دور کر دیتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا بڑا کرم ہوتا ہے۔ یہ سنت الہی ہے۔ یہ سنت
ملائکہ ہے۔ یہ سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ یہ سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے میرا قرب نصیب ہو جائے۔ سب سے بڑا قرب جو ہے وہ اللہ
تعالیٰ کا قرب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو چاہتا ہے کہ تو میرے اتنا قریب ہو جائے جتنی بات
زبان کے قریب ہے۔ جتنی آواز کان کے قریب ہے جتنی نظر آنکھ کے قریب ہے اور جتنی روح جسم کے قریب ہے یہ
بہت بڑے قرب ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میری تمنا ہے کہ مجھے تیرا اتنا قرب نصیب

ہو جائے۔ فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تو میرے حبیب علیہ السلام والسلام پر درود شریف پڑھا کر تو اس سے بھی زیادہ قریب ہو جائے گا۔ درود شریف قرب الہی اور قرب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذریعہ ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے قریب ہیں کہ تو دل میں درود شریف پڑھے کہ تیرا درود شریف کوئی دوسرا نہ سنے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی سن لیتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے والے کے نعت شریف پڑھنے والے کے اتنے زیادہ قریب ہیں کہ وہ اس کے دل کی بات بھی جانتے ہیں اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب کوئی بندہ درود شریف کی کثرت کرتا ہے تو اس کی پیشانی پر دو چیزیں لکھ دی جاتی ہیں ایک یہ ہے کہ منافقت ختم اور دوسری یہ کہ دوزخ سے بری اور ایسا بندہ اس وقت تک مرتا نہیں ہے جب تک جنت میں اپنا گھر نہیں دیکھ لیتا ہے۔ ایک نوجوان حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہا تھا اس کے والد صاحب بھی ساتھ تھے راستہ میں والد صاحب فوت ہو گئے اور فوت ہونے کے بعد اس کا چہرہ گدھے جیسا بن گیا اور رنگ کالا سیاہ ہو گیا وہ نوجوان بہت پریشان ہوا کہ اس کی نماز جنازہ بھی ہوگی، غسل بھی دینا ہے، کفن بھی دینا ہے۔ اب میں کس سے کہوں کہ وہ میری مدد کرے اس کا چہرہ تو گدھے جیسا بن گیا ہے کون اس کو غسل دے گا کون کفن دے گا نماز جنازہ پڑھے گا قبر کون بنائے گا۔ دفن کون کرے گا۔ وہ سخت پریشان کہ اب کیا کرے۔ سفر بھی ہے جگہ بھی اپنی ہے۔ اسی بے نیامی میں بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لے آئے نہایت نورانی چہرہ ہے۔ انہوں نے اس مردے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ درست ہو گیا آدمی جیسا بن گیا اور نورانی بھی ہو گیا۔ وہ نوجوان بہت خوش ہوا۔ اس نے ان بزرگوں سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو میری اس مصیبت کے وقت میری مدد کے لئے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں زیارت ہوئی تو اور بھی خوش ہو گیا۔ اور پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا چہرہ کیوں بدل گیا تھا۔ رنگ کالا سیاہ کیوں ہو گیا تھا اور آپ نے کرم فرمایا ہے اس کی وجہ کیا ہے فرمایا کہ یہ سود خور تھا سود کھاتا تھا اس وجہ سے اس کا چہرہ گدھے جیسا ہو گیا تھا اور میں اس لئے تشریف لایا ہوں کہ یہ مجھ پر درود شریف پڑھتا تھا اب وہ نوجوان کفن دفن سے فارغ ہو کر مکہ شریف پہنچا تو جب طواف کر رہا ہے تو درود شریف پڑھ رہا ہے۔ سعی کر رہا ہے تو درود شریف ہی پڑھ رہا ہے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے تو ہر جگہ درود شریف ہی پڑھ رہا ہے حالانکہ ہر رکن کے لئے علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں ہر مقام کے لئے علیحدہ دعا ہے طواف کی اپنی دعا ہے سعی کی اپنی دعا آج زم زم پینا ہے تو اور دعا ہے ملترم کی اور دعا ہے۔ کیوں جی پروفیسر صاحب؟ جی حضور ایسا ہی ہے تو اس بزرگ نے فرمایا کہ تو ہر جگہ صرف درود شریف ہی پڑھ رہا ہے جس مقام کے لئے جو مسنون دعا ہے وہ پڑھو۔ نوجوان نے عرض کیا کہ حضرت صاحب درود شریف کی برکت میں دیکھ کر آیا ہوں کام درود شریف نے بنانا ہے کسی دوسری چیز نے نہیں بنانا ہے آپ بھی درود شریف پڑھو آپ کے بھی تمام کام سنور جائیں گے۔ پروفیسر صاحب آج کی اس محفل کو کیا نمبر دو گے۔ کوئی نمبر نہیں ہے لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا ہے۔ جب کوئی محفل ذکر شروع ہوتی ہے تو یامدینہ شریف ادھر آ جاتا ہے یا یہ محفل مدینہ شریف میں چلی جاتی ہے۔

ان کو دل میں بٹھا لیا ہم نے
دل کو مدینہ بنا لیا ہم نے

جونہی محفل شروع ہوتی ہے۔ مدینہ والے ادھر آ جاتے ہیں یا اس محفل کو مدینہ شریف لے جاتے ہیں۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ہمیں تو مدینہ شریف چاہئے وہ ادھر آئے یا ہم ادھر جائیں۔ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدینہ شریف مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین حضرت ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا جتنا فارغ وقت ہوتا ہے میں اس میں درود شریف پڑھتا ہوں۔ اتنا وقت عبادت کرتا ہوں اتنا وقت آرام کرتا ہوں اتنا وقت دعائیں کرتا ہوں جو بھی اس کے وظائف تھے وہ عرض کر دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے عرض کیا کہ ٹھیک ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک تہائی وقت درود شریف پڑھ لیا کروں گا باقی تہائی وقت میں دوسرے وظائف کر لیا کروں گا۔ فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آدھا وقت درود شریف پڑھ لوں گا باقی آدھا وقت دوسرے وظائف کر لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں 3/4 وقت درود شریف پڑھ لوں۔ فرمایا اور زیادہ کر لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی یہ مرضی۔ کہ میں سارا وقت درود شریف ہی پڑھا کروں۔ فرمایا کہ ہاں میرا یہی مطلب ہے کہ تو سارا وقت درود شریف ہی پڑھا کر۔ اگر تو نے یہ کر لیا تو دنیا اور آخرت کی ہر حاجت تیری پوری ہو جائے گی۔ اور تیرے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ یہ درود شریف ہے۔ ابھی آپ نے نماز پڑھی ہے۔ آپ میں سے کسی نے حج بھی کیا ہے کسی نے عمرہ کیا ہے یہ حافظ صاحب بیٹھے ہیں۔ حفظ کیا ہوا ہے۔ لیکن کوئی پتہ نہیں کہ حفظ قبول ہوا ہے کہ نہیں۔ کوئی پتہ نہیں کوج قبول ہے کہ نہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ عمرہ قبول ہوا کہ نہیں۔ آپ نے نماز پڑھی کوئی سند نہیں ہے کہ یہ قبول ہوئی ہے کہ بھی عمل آپ نے کیا تو اس کی قبولیت کی کوئی سند نہیں ہے لیکن درود شریف اور نعت شریف ہر حال میں قبول ہے۔ یہ کیوں قبول ہے۔ اس لئے کہ ہم عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرما۔ درود شریف کا مطلب ہے کہ عظمت عطا فرما۔ ان کو شہرت دے۔ ان کو کمال دے۔ ان کو غالب کر دے۔ یہ درود شریف کا مطلب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے یہ تو میں نے پہلے ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے رکھا ہے۔ تو پھر میں تیری دعا کو کیوں نہ قبول کروں۔ جس کے لئے تو مانگ رہا ہے وہ میں نے پہلے ہی دے دیا ہے۔ پھر یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حاصل ہے کمال حاصل ہے۔ غلبہ حاصل ہے۔ فتح حاصل ہے سب کچھ حاصل ہے تو پھر دعائیں کیوں کر رہا ہوں۔ میں کہوں کہ مجھے کرسی دے دو۔ کرسی تو مجھے ملی ہوئی ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میں کہوں کہ میری تقریر ریکارڈ ہو جائے۔ تو تقریر ریکارڈ بھی ہو رہی ہے۔ تو پھر مجھے مانگنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تقریر ریکارڈ تو میرے سامنے ہو رہی ہے کرسی پر بھی بیٹھا ہوں۔ دو چار آدمی مٹھیاں بھی بھر رہے ہیں۔ اسی طرح سے جب حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی حاصل ہے تو پھر میرا درود شریف پڑھنے کا کہنے کا کیا مطلب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے درود شریف کے محتاج نہیں ہیں نہ وہ میری نعت کے محتاج ہیں نہ ہی آپ کی نعت یا درود شریف کے محتاج ہیں۔ پھر ہم یہ کیوں کر رہے ہیں آپ کیوں کر رہے ہیں سارا زمانہ ہی لگا ہوا ہے۔ دنیا و کائنات میں کوئی ذرہ ہو۔ کوئی پتا ہو۔ کوئی قطرہ ہو وہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ یہ ساری دنیا کیوں اس طرف لگی ہوئی ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دینے کا طریقہ ہے۔ جو سمجھ دار فقیر ہوتا ہے عقل مند لگا رہتا ہے وہ جب کسی در پر جاتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ مجھے خیرات دو مجھے پیسے دو۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ آپ کے بچوں کی خیر ہو آپ کے مال کی خیر ہو۔ تیری اولاد کی خیر ہو۔ تیرے باغ ساوے ہوں۔ تیرے دودھ پتر کی خیر ہو۔ گھر والا کہتا ہے کہ سمجھدار لگا رہے اس کو پیسے دے دو اس کو خیر دے دو۔ اللہ تعالیٰ بیٹے سے بے نیاز ہے اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ بس اس کا ایک محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جب ہم اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جھولیاں بھر کے دے دیتا ہے تمہیں پتہ ہے کہ جنت کی کیا قیمت ہے۔ اگر رات کو سونے سے پہلے تین مرتبہ درود شریف پڑھ لو تو جنت کی قیمت ادا ہو جاتی ہے۔ جنت کے حق دار بن جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس ہزار دینار خیرات کر کے سویا کرو۔ ایک قرآن مجید ختم کر کے سویا کرو۔ جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو و مسلمان جو آپس میں ناراض ہوں ان میں صلح کر کے سویا کرو۔ ایک حج کر کے سویا کرو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ہم کس طرح سو سکتے ہیں اور یہ اعمال روزانہ کس طرح سے کر سکتے ہیں۔ نہ تو اتنی دولت ہے کہ چالیس ہزار دینار روزانہ خیرات کریں۔ ایک قرآن مجید ختم کرنے میں ساری رات ہی لگ جاتی ہے۔ جنت کی قیمت کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ دو ناراض بھائی اگر صلح نہ کرنے پر آمادہ ہوں تو ہم کیا کریں۔ حج تو سال بعد آتا ہے روزانہ کس طرح سے ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چار مرتبہ سورۃ فاتحہ الحمد شریف پڑھو تو چالیس ہزار دینار خیرات کرنے کا ثواب مل گیا۔ تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کا اجر مل گیا۔ تین مرتبہ درود شریف پڑھو تو جنت کی قیمت ادا ہوگی۔ دس مرتبہ کلمہ استغفار پڑھو تو دو ناراض بھائیوں میں صلح ہوگی۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ شریف پڑھو ایک حج ہو گیا۔ ہم کچھ نہیں دے سکتے ہمارے پہلے میں کچھ ہے ہی نہیں لیکن تین مرتبہ درود شریف پڑھنے سے جنت کے حق دار بن گئے۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توفیق سے ہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جنت ملتی ہے۔ لوہے پر زنگ لگ جاتا ہے تو اس کو کیا کرتے ہیں اس پر برقی مارتے ہیں ریگ مال Sand Paper سے رگڑتے ہیں۔ تو زنگ اتر جاتا ہے اور لوہا چمکنے لگتا ہے۔ اسی طرح سے اگر دل گناہوں سے زنگ آلود ہو جائے تو اسے کس طرح سے چکانیں گے۔ نماز نہیں پڑھتا تو دل پر نشان پڑ جاتا ہے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ پھر اور نشان پھر اور نشان پھر اور نشان لگ جاتا ہے۔ ہوتے ہوتے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے اب اس پر کون سی برقی File ماریں گے۔ کون سا ریگ مال Sand Paper استعمال کریں گے دل کی سیاہی دور کرنے

کے لئے کوئی ریتی نہیں کوئی ریگ مار نہیں ہے۔ صرف درود شریف اس کی ریتی ہے۔ دلوں کے زنگ اتر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ایک کرم تو دنیا میں ہے۔ زندگی میں ہے دوسرا یہ کہ قبر میں چلا گیا۔ فوت ہو گیا۔ اب قبر میں درود شریف ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے۔ کس کام آئے گا۔ حدیث پاک ہے کہ ایک بندہ فوت ہو گیا۔ قبر میں چلا گیا۔ منکر نکیر آ گئے۔ سوال پوچھنے شروع کر دئے جواب نہ آئے تو بڑی سختی ہونے لگی۔ منکر نکیر کا مطلب سختی سے سوال و جواب کرنے والا۔ نکیرین کی سختی سے وہ بندہ پریشان ہو گیا۔ تو ایک خوبصورت چہرے والا بندہ آ گیا اور اس میت کی طرف سے جواب دینے شروع کر دئے۔ تمام سوال جواب ہو گئے اور میت کی بات بن گئی وہ کامیاب ہو گیا تو پھر وہ عرض کرتا ہے کہ اے بندہ خدا تو نے بہت مہربانی کی ہے۔ میری مشکل میں کام آیا ہے۔ میری مدد کی ہے۔ آپ کون صاحب ہیں۔ وہ فرمائے گا کہ میں تیرا درود شریف ہوں جو تو نے پڑھا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ کی شکل دے کر تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے جب بندہ میزان پر پہنچے گا جہاں اعمال کا تول ہوتا ہے۔ اعمال نیک اور بد تولے جائیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بندہ میزان پر لے جایا گیا اس کے اعمال تولے گئے تو اس کے گناہوں والا پلڑا بھاری ہو گیا۔ نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو گیا۔ تو اسے جہنم کا حکم ہو گیا۔ اس کو بیڑیاں پہنا دو اس کو تھکڑیاں لگا دو اور جہنم کی طرف لے جاؤ فرشتے اس کو لے کر جا رہے ہوں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سانسے سے تشریف لے آئیں گے۔ وہ عرض کرے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا غلام ہوں مجھے جہنم کا حکم ہو گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اس کا تول دوبارہ کرو۔ میزان پر دوبارہ لے چلو فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسے جہنم میں لے جائیں اب آپ ہمیں اپنا کام کرنے دیں یا دوبارہ تولنے کی اجازت لے دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ میرا امتی ہے۔ مہربانی فرمائیں اس کے بارہ میں رسوا نہ کریں اس کو میرے حوالے کر دیں۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتًا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتو جہاں آج میری حکومت ہے۔ وہاں میرے جیبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بھی مانیں۔ جو وہ فرماتے ہیں وہ کرو۔ اس بندے کو واپس میزان پر لایا جائے گا تول دوبارہ ہوگا تو پہلے والی بات صحیح ہوگی۔ نیکیاں ہلکی اور گناہ وزنی اور جہنم کا مستحق ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کی چھوٹی سی چٹ نکالیں گے اور اسے نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائیگا۔ مبارک، مبارک کے نعرے لگ جائیں گے۔ کامیاب ہو گیا، کامیاب ہو گیا۔ سب دوڑیں گے کہ چٹ میں کیا ہے کہ جس نے کام بنا دیا ہے۔ ہماری تعلیم کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ میں بتاتا ہوں کہ اس میں کیا ہے۔ اے بندہ خدا تو نے مجھ پر درود شریف پڑھا تھا اس کا ثواب میں نے الگ سے رکھا تھا۔ وہ آج تیرے کام آ گیا ہے۔ اب اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ کیا ہوا فرشتوں نے پوری پڑتال کی تھی۔ نیکیاں بدیاں ڈھونڈی تھیں۔ پھر یہ ایک چٹ کس طرح سے رہ گئی۔ اس کو مجرم قرار دے دیا۔ جہنم کی طرف لے گئے۔ بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ یہ سب کچھ کیا ہے کیا فرشتوں کو حساب کتاب نہیں کرنا آتا تھا انہوں نے کیوں پہلے

سارا حساب کتاب میزان پر نہیں رکھا۔ یہ سارا کیوں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ چٹ پہلے ہی رکھ دی جاتی تو ہمیں کس طرح سے پتہ چلتا کہ درود شریف کی عظمت کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں فرما گئے ہیں کہ یہ ہونا ہے۔ کوئی بے احتیاطی نہیں کی۔ کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ فرشتوں سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ صرف یہ ہے کہ جو پروگرام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے وہی چل رہا ہے۔ کاغذ کی چٹ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جیب میں ہی رہنا تھی وہاں سے ہی نکل کر میزان میں آئی تھی۔ پلڑے میں آئی تو پھر ہمیں بھی پتہ چل گیا کہ درود شریف کی فضیلت کیا ہے۔ درود شریف دنیا میں روشنی ہے۔ قبر کی روشنی ہے۔ میزان کی روشنی ہے۔ پل صراط کی روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توفیق عطا فرمائے۔ پل صراط بال سے بھی زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ بڑا لمبا راستہ ہے۔ پروفیسر صاحب یہ پل صراط کتنی لمبی ہے۔ پچاس ہزار سال کوئی چلتا رہے تو پل صراط سے گزرے گا کوئی امکان نہیں ہے کہ کوئی گزر سکے۔ ایک آدمی ہے وہ کبھی چلتا ہے کبھی گرتا ہے سخت مشکل میں ہے۔ ایک نورانی چہرے والا آدمی آتا ہے اس کا بازو پکڑتا ہے اور ایک لمحہ میں اسے پل صراط سے پار گزار دیتا ہے وہ گناہ گار بندہ بھی عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب آپ کون صاحب ہیں آپ نے بڑی مہربانی فرمائی میری مدد کی ہے۔ مجھے نیچے گرنے سے بچایا ہے۔ وہ بھی فرمائے گا کہ میں تیرا درود شریف ہوں جو تونے پڑھا تھا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محفوظ فرمالیا تھا اور وہ آج تیرے کام آ گیا ہے۔ جو بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہیں پڑھتا ہے اس کا پل صراط سے گزر نہیں ہوگا۔ درود شریف پل صراط کی روشنی ہے۔ نمازی ہونا ایک طرف، حاجی ہونا ایک طرف، قاری ہونا بہت ٹھیک، مفسر ہونا بہت اعلیٰ اور برحق لیکن پل صراط پر نور، اس کو نظر آئے۔ وہاں کوئی روشنی نہیں ہے نہ کوئی ستارہ نہ چاند نہ سورج نہ کوئی اور روشنی کا ذریعہ سب کچھ ختم۔ اس روز اگر کوئی روشنی ہے تو وہ تیرا درود شریف ہے جو تونے اس دنیا میں پڑھا اور درود شریف سے روشنی ہوگی۔ درود شریف سے ہی پل صراط سے گزر ہوگی۔ پل صراط پر رفتار اور تیزی سے گزرنے کا بھی درود شریف کی وجہ سے ہی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری شفاعت اس بندے کے لئے ہے جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اور فرمایا کہ قیامت میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ جنت میں میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے اور ساتھ میں حضور سیدنا صدیق اکبرؓ بھی تشریف فرما تھے۔ ایک صحابیؓ آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنے اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے درمیان بٹھالیا۔ دوسرے صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ یہ کون خوش نصیب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنے قریب جگہ عطا فرمائی۔ سب حیران تھے کہ دربار نبوی میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ بڑا مقام ہے۔ یہ اتنا زیادہ قریب کس طرح سے بٹھالیا گیا ہے وہ صحابیؓ چلے گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ تعجب کر رہے ہیں کہ یہ حضرت سیدنا صدیقؓ سے بھی زیادہ قرب حاصل کر گیا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ، یہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنا درود شریف بھیج جتنا تجھے محبوب ہے اور جتنا تجھے پسند ہے۔ ان دو فقروں سے اس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کوئی اس درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے تو ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتے رہتے ہیں۔ اور ایک درود شریف ایسا ہے کہ اس کے پڑھنے سے بندے کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو اس سے قبل کہ آپ انھیں آپ کی بخشش ہو جاتی ہے اگر کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں تو اس سے قبل کہ آپ بیٹھیں آپ کی بخشش ہو جاتی ہے۔ وہ درود شریف ہے۔ **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ**۔ اللہ تعالیٰ ایسا درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی حج کرے اور حج سے ہی جہاد کے لئے چلا جائے تو اس کو چار سو حج کا ثواب ملے گا۔ جو کمزور تھے بڑھے تھے اور غریب تھے ان کے دل ٹوٹ گئے کیونکہ جو غریب ہے وہ حج کے لئے نہیں جا سکتا اور جو کمزور ہے وہ جہاد کے لئے نہیں جا سکتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا کیا بنے گا۔ ہم غریب ہیں حج کی استطاعت نہیں رکھتے اور کمزور ہیں کہ جہاد کے لئے نہیں جا سکتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا کیا ہے۔ فرمایا کہ تم مجھ پر درود شریف پڑھو تمہیں چار سو جہاد کا ثواب ملے گا۔ اور ہر جہاد چار سو حج کے برابر ہوگا اب حساب کر لیں (400x400=160000) یعنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب اگر لینا چاہتے ہو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھو۔ ایک دفعہ پڑھ لیا۔ **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ**۔ تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کے بار با ثواب مل گیا۔ آپ بھی پڑھ لیں **صَلَّى اللّٰهُ عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ**۔ درود شریف کبھی ضائع نہیں جاتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جنگ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے ایک جگہ قیام فرمایا تو ایک شہد کی مکھی آگئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں قریب ہی ہمارا چھتہ ہے آپ وہاں سے شہد منگوائیں اور استعمال فرمائیں اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھی عطا فرمائیں۔ شہد لے آئے بہت شیریں اور لذیذ۔ فرمایا کہ اے مکھی یہ شہد اتنا میٹھا کیسے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں پر یا تو آک کا پودا ہے یا پھر چھتر تھوہر ہے یہ دونوں پودے ہیں یا پھر کہیں کہیں بھلائی ہے۔ اور جھنڈ ہے۔ سعودی عرب میں پائے جانے والے یہ درخت ہیں۔ ان کے پھولوں سے ہی شہد کی مکھیاں رس نکالتی ہیں۔ اور یہ سب سے کڑوے درخت ہیں ان کا رس کڑوا ہے۔ تو پھر ان سے حاصل ہونے والا رس میٹھا کیسے ہو جاتا ہے۔ مکھی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک یہ تمام پھول کڑوے ہیں ان کا رس بھی کڑوا ہے۔ ہم یہی رس اکٹھا کرتی ہیں۔ پھر ان پر ہم سب ل کر درود شریف پڑھتی ہیں تو یہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن مجید فرماتا ہے۔ **وَفِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ** اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ یہ کئی بیماریوں کے لئے شفا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تمہارے اعمال بھی پچھکے ہیں کڑوے ہیں۔ ناقص ہیں جب درود شریف پڑھو گے تو تمام میٹھے ہو جائیں گے۔ سب قبول ہو جائیں گے۔ تم رو کر دعا کرو وہ قبول ہی نہیں ہوتی جب تک اس کے آگے پیچھے درود شریف نہ لگایا جائے۔ جب تک درود شریف شامل نہ ہو کوئی دعا بارگاہ عالیہ میں نہیں پہنچتی بلکہ محقق رہتی ہے۔ اور اگر اس کے آگے پیچھے درود شریف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتے ہیں اور اس کے درمیان جو کچھ ہوتا ہے اسے بھی شرف قبولیت عطا فرمادیتا ہے۔ دعا جو ہے وہ درود شریف کی طفیلہ ہے۔ درود شریف سے بندے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جمعہ کے روز زیادہ درود شریف پڑھا کرو کہ میں خود تمہارا درود شریف سنتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری حیات طیبہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں کیا وصال شریف کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنیں گے فرمایا کہ ہاں اس وقت بھی سنوں گا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے۔ پھر یہ کہ درود شریف پڑھنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ جب بندہ ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ دس گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ کر دیتا ہے۔ اور دس درجے بلند کر دیتا ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود شریف پڑھنے والے پر دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور ایک روایت ہے کہ جب بندہ ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر بار رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ستر نیکیاں بڑھا دیتا ہے ستر گناہ معاف کر دیتا ہے اور ستر درجات بلند کر دیتا ہے۔ جب بندہ درود شریف پڑھتا ہے اور سانس لیتا ہے اس کی سانس سے ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے اس پرندے کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان میں ستر ہزار بولیاں ہیں اتنی بولیوں کے ساتھ وہ اس بندے کیلئے بخشش کی دعائیں مانگتا ہے۔ اور درود شریف پڑھ کر اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔ اب دیکھیں کہ کتنا بے شمار دیا جا رہا ہے۔ لیکن ایک بندہ ایسا بھی ہے کہ وہ درود شریف پڑھتا ہے لیکن قبول ہی نہیں ہوتا۔ یہ کون ہے یہ وہ ہے کہ جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانتا۔ علم غیب والا نہیں مانتا۔ جو معمولی طہارت کے ساتھ پڑھتا ہے۔ توجہ سے نہیں پڑھتا۔ اسے ایک ثواب ملتا ہے۔ جو طہارت کے ساتھ پڑھتا ہے توجہ سے پڑھتا ہے شوق سے پڑھتا ہے۔ عشق و محبت سے پڑھتا ہے اسے اسی قدر زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اور جو اس طرح سے پڑھتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے تشریف فرما ہیں اور میرا درود شریف سماعت فرما رہے ہیں۔ مجھے درود شریف پڑھنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور اس حکم سے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذرانہ پیش کر رہا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے نذرانے کو دیکھ بھی رہے ہیں اور میری اس نیت کو جانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہیں۔ حیات ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں شفیق ہیں۔ مالک ہیں مختار ہیں تو اس کو بے حساب ثواب عطا ہو جاتا ہے۔ اس کے خلوص کی وجہ سے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ دیکھ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اگر بخشش ہونے لگے تو یہ تیرے عقیدے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بے حساب ہوتی ہے۔ مومن اور منافق میں فرق صرف درود شریف کا ہے۔ جہاد میں شہادت میں دونوں برابر ہیں، نماز،

روزہ، حج دونوں میں ہے۔ حفظ تفسیر، قرات، تلاوت سب میں دونوں برابر ہیں۔ لیکن منافق جہاں پیچھے رہ جاتا ہے وہ درود شریف ہے۔ دو آدمی آپس میں ملیں، گتہ گار ہوں آپس میں مصافحہ کریں اور درود شریف پڑھیں تو اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیچھے کریں دونوں بخش دئے جاتے ہیں۔ درود شریف پڑھنا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب: ۵۶)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق درود بھیجتے ہیں اور فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے مطابق درود شریف پڑھتے ہیں۔ درود شریف تو ہزاروں ہیں انبیاء علیہم السلام کا درود شریف اور ہے صحابہ کرام کا درود شریف اور ہے کئی درود شریف صحابہ کرام سے منسوب ہیں حضرت حضور علیہ السلام کا اپنا درود شریف ہے حضرت سرکارِ غوث الاعظم کا اپنا درود شریف ہے۔ اور ہر ولی کا اپنا درود شریف ہے۔ درود شریف بہر حال درود شریف ہے۔ اور ہر درود شریف کا اپنا مقام ہے اپنا ثواب ہے درود شریف پڑھنے سے مصائب، تکالیف، رنج و غم ختم ہو جاتے ہیں اور بے پناہ فضائل و برکات حاصل ہوتی ہیں۔ بعض درود شریف ایسے ہیں کہ ایک مرتبہ پڑھنے سے کئی لاکھ گنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ اللّٰهِ صَلَوةَ ذَاتِمَةِ بِدَوَامٍ مُلْكِ اللّٰهِ۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ جو بندہ اس درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھے گا اس کو چھ لاکھ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ وہ شخص بخیل ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے۔ درود خضر صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں تو روضہ اقدس کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اضافہ ہوتا ہے۔ دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ درود اسم اعظم ہے۔

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيْهِ سَلَامًا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيْهِ وَسَلَامًا رُوزَانَهُ سُوْمَرْتَبَهُ

پڑھنے سے دینی دنیاوی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی درود شریف درود نور ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرَ الْاَنْوَارِ وَبِرِّ الْاَسْرَارِ وَسَيِّدِ الْاَبْرَارِ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درود شریف جمالی روایت ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ بِقَدْرِ حُسْنِهِ وَجَمَالِهِ۔

فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس درود شریف کو ہزار مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی ہر مراد پوری کر دیتا ہے۔ درود شریف ہزارہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مَّائَةِ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ حضرت رابع انصاری فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ الْمُقَرَّبِ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ اور حضرت سہیل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز بعد از نماز

عصر اسی مرتبہ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ بے شمار درود شریف ہیں اور بے شمار فیوض و برکات کے حامل ہیں۔ خلوص نیتی سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں موجزن کر کے پڑھیں تو جس نیت سے بھی پڑھیں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور ہر حاجت بر لائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتا ہے جب تک اس کتاب میں میرا نام موجود رہے گا فرشتے اس کے گناہوں کی معافی اور رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے ہماری کتاب وسیلہ نجات میں جہاں کہیں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے وہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان عظیم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری اس کوشش و سعی کو پسند فرمایا ہے۔ اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آخر میں عرض ہے کہ تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاحی بن جائیں تو درخت ختم ہو جائیں گے سمندر خشک ہو جائیں گے لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف کا ایک باب بھی مکمل نہ ہوگا۔ درود مابقی پر ختم کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف تھے۔ ایک صحابی تشریف لائے اور ایک طباق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس میں مچھلی تھی عرض کیا یا رسول اے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین روز سے اس مچھلی کو پکارا ہے ہیں یہ پکتی ہی نہیں ہے اس پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس راز کو جان سکتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے مچھلی کیا بات ہے تو پکتی کیوں نہیں ہے۔ مچھلی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک روز پانی میں کھڑی تھی ایک آدمی درود شریف پڑھ رہا تھا وہ میں نے سن لیا۔ بس اور کچھ نہیں کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ درود شریف سناؤ۔ تو مچھلی نے وہ درود شریف سنا دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اے علی اس درود شریف کو لکھ لو اور لوگوں کو سکھا دو۔ جس طرح مچھلی آگ سے محفوظ رہی ہے اس درود شریف کو پڑھنے والے دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے ان پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ مابقی مچھلی کو کہتے ہیں جس سے یہ درود شریف مابقی مشہور ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْخَلَائِقِ وَاَفْضَلِ الْبَشَرِ وَشَفِّعِ الْاُمَمَ یَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَصَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی كُلِّ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ وَبِفَضْلِكَ وَبِحُكْمِكَ يَا

اَكْرَمَ الْاَكْرَمِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا قَدِيمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا وَثَرًا يَا اَحَدًا يَا صَمَدًا
يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

اللہ تعالیٰ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام آپ میں کیا کمال ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم میں ایک لمحے میں تمام روئے زمین کے درختوں پودوں کے پتے گن سکتا ہوں۔ میں ایک لمحے میں سمندروں،
دریاؤں تمام پانیوں کے قطرے گن سکتا ہوں۔ میں ایک لمحے میں تمام زمین کے مٹی کے جو ذرات ہیں وہ گن سکتا ہوں۔
فرمایا بہت کمال ہے کیا کبھی عاجز بھی آئے ہو۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی آپ کا کوئی امتی
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس کا ثواب گننے سے عاجز آ جاتا ہوں۔ مولانا
الیاس قادری نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی۔ کچھ لوگوں کو اس کی خبر ہوئی تو جلدی
تمام لوگوں میں بات پھیل گئی اس قبر والے کے گھر والوں کا پتہ کیا گیا لوگ اس کے گھر گئے پوچھا کہ اس کا کون سا کوئی
نیک عمل تھا جس کے باعث اس کی قبر سے خوشبو آ رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اور تو ہمیں کوئی علم نہیں البتہ مرحوم کثرت
سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ اس درود شریف کے صدقے اس کو یہ انعام مل رہا ہے درود شریف کے فضائل بے شمار ہیں
کتب میں درج ہیں۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ذرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود
شریف کی شکل میں ہو یا نعت کی شکل میں ہو یہ بڑے کرم کی بات ہے۔ جب درود شریف پڑھتا ہے تو بندے کی زبان پر
اسم اعظم جاری ہو جاتا ہے۔ وہ جو کچھ بھی کہہ دے وہ ہو جاتا ہے۔ کوثر جاری ہو جاتی ہے۔ کوثر وہ ہے کہ جس کی کوئی حد نہ
ہو۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا درود شریف بھیج جتنے تمام درختوں کے
پتے ہیں۔ جتنے تمام پانیوں کے قطرے ہیں اور جتنی مٹی اور ریت کے ذرے ہیں۔ کہ تو اس نے صرف ایک بار لیکن اللہ
تعالیٰ نے فرشتے پیدا کر دئے کہ پتے گنو، قطرے گنو اور ذرے گنو اور جتنے وہ تعداد میں بنتے ہیں اتنا درود شریف اس
بندے کے نامہ اعمال میں لکھ دو پوری زمین کا 3/4 حصہ پانی ہے اس کے قطرے کتنے ہوں گے۔ باقی 1/4 حصہ خشکی
ہے اس کے ذرے گن لو اور پوری روئے زمین پر جو درخت ہیں ان کے پتے گن لو یہ سب مل کر کتنی تعداد بنتی ہے کیا کوئی
شمار ہے اس آدمی پر غائب سے آواز آئی کہ اس نے فرشتوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ وہ لکھ لکھ کر تھک رہے ہیں لیکن
وہ ختم ہوئی نہیں رہا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ میں اس سے بھی زیادہ درود شریف پڑھنا چاہتا ہوں تو اس پر اضافہ کرو کہ کس
طرح سے کر لو گے۔ میں وہ اضافہ عرض کرتا ہوں کہ جتنے ذرے ہیں ان کے ایٹموں (Atoms) کے برابر اور جتنے
قطرے ہیں ان کے ایٹموں کے برابر اور جتنے پتے ہیں ان کے ایٹموں کے برابر یا اللہ درود شریف بھیج اب بتاؤ
کہ اضافہ ہو گیا ہے کہ نہیں۔ ایک قطرے میں ایک ذرے میں یا ایک پتے میں کتنے ایٹم ہوں گے۔ ان کو کوئی شمار نہیں

ہے۔ اب اس پر مزید اضافہ یوں کر لیں کہ ہر ایٹم کے مزید حصے بھی ہیں ان میں الیکٹران (Electron) پروٹان (Protons)، نیوٹران (Neutrons)، پوزیٹرون (Positrons) ہیں۔ کوئی کہے کہ یا اللہ تو ان تمام ذرات کے ایٹم اور ان ایٹموں کے حصوں جتنا درود شریف بھیج تو یہ بھی فرشتوں پر فرض ہو گیا کہ وہ اس کو بھی لکھیں اب دیکھیں کہ اس پر مزید اضافہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک ہوتی ہے (Power) پاور، ریاضی میں اسے طاقت کہتے ہیں۔ جیسے 10 (10) کتنے بن گئے یہ 10 ارب بن گئے۔ یعنی صرف دس کے ہندسے کو دس کی طاقت ملی تو یہ دس کا ہندسہ دس ارب کے برابر ہو گیا۔ اور اگر دس کی طاقت سو ہو جائے 100 (10) تو پتہ نہیں کہ کتنا بن جائے گا۔ اور ایک ہندسہ ہوتا ہے۔ Infinity لامحدود جس کی حد ہی کوئی نہیں ہے۔ اگر طاقت Infinity کردی جائے تو پھر کتنا شمار ہو جائیگا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ اب جتنے پتے ہیں جتنے ذرے ہیں اور جتنے قطرے ہیں پھر ان تمام کے ایٹم اور پھر ان تمام ایٹموں کے اجزاء اور ان کی طاقت Infinity ہو تو پھر کون سا حساب لگا سکتا ہے۔ لامحدود کی کوئی حد نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے فرشتے یہ بھی کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کہ یہ سارا کتنا بن جائے گا اور اتنا درود شریف اس بندے کے نام اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے جو ایک مرتبہ کہتا ہے کہ یا اللہ تو اتنا درود شریف بھیج کہ صرف ایک بار ہے لیکن کوئی حد نہیں رہی ہے اور اللہ تعالیٰ تو اس سے بھی کہیں زیادہ پڑھتا ہے۔ اس سے بھی کہیں زیادہ درود شریف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھیجتا ہے۔ ہم زبانی طور سے کہتے ہیں کہ یا اللہ ان کو شہرت دے دے ان کو غلبہ دے دے ان کو طاقت دیدے ان کو کمالات دے دے لیکن یہ تمام پتے، ذرے، قطرے اور ان کے اجزاء پھر ان کی طاقت سب کچھ بھی کر لیں تو نبی پاک علی الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک چھکر کے پر جتنا بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اس سے میرا کام بن گیا تیرا کام بن گیا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کیوں اضافہ نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اتنا بلند کیا ہوا ہے کہ ہماری دعاؤں سے بھی پہلے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرم کیا ہوا ہے۔ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود نواز دیتا ہے وہ اسے کسی کا محتاج نہیں رکھتا ہے۔ ہمیں اجر مل جاتا ہے جو تاکہے گا اسے انشاء اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہوگا۔ کسی کے نامہ اعمال میں حج بھی ہوں طواف بھی ہوں سعی ہو، نماز، روزہ، قربانی، جہاد، شہادت بھی ہو لیکن اللہ معافی دے کہ اس میں درود شریف نہ ہو تو ایسا بندہ حشر کے دن جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ اندھا ہو جائے۔ اَبَدُ الْاَبَدِ تک ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ جنت کا راستہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار درود شریف پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے کہ جتنا احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے ملتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں تین صحابی آئے ایک مدعی بن گیا۔ دو اس کے گواہ بن گئے کہ فلاں بندے نے ہمارا اونٹ چوری کیا ہے۔ اس کو بلایا گیا اور فرمایا کہ یہ مدعی ہے یہ اس کے گواہ ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نے اس کا اونٹ چوری کیا ہے۔ مدعی بھی ہیں اور ترزا کوئی گواہ نہیں ہے تو پھر شریعت کی رو سے تیرے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا گواہ تو واقعی کوئی نہیں ہے لیکن آپ اس اونٹ سے ہی پوچھ لیں کہ اس کا

مالک کون ہے۔ یہ حدیث پاک ہے اور مفتی محمد امین صاحب نے اپنی کتاب آب کوثر میں تحریر کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ شان عطا فرمائی ہے کہ ہر جمادات، حیوانات، نباتات ہر چیز کی زبان آپ جانتے ہیں۔ سو کھے ہوئے کھجور کے ٹنڈ منڈ درخت سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹ سے پوچھا کہ تیرا مالک کون ہے تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تینوں منافق ہیں۔ سچا میرا مالک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بندہ خدا تیرے ہاتھ کٹنے سے بچ گئے ورنہ چوری کا کیس تو تم پر ثابت ہو چکا تھا۔ تو کیا عمل کرتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا کوئی عمل نہیں ہے۔ میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں اور میں کچھ نہیں کرتا، فرمایا بہت اچھا ہے۔ آج تیرے ہاتھ کٹنے سے بچ گئے ہیں حشر کے دن دوزخ کی آگ سے بچ جائے گا۔ جو بھی درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے بچنے کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ یہ پیغام ہے درود شریف پڑھنے کا۔

جو گھڑی ان کی یاد میں گزرے
حاصل صد حیات ہوتی ہے

ایک بندے کی ساری زندگی کسی عمل میں گزر جائے کوئی بھی عمل ہو خواہ طواف کعبہ بھی کر لے اور ایک یہ ہے کہ وہ زندگی میں درود شریف پڑھتا رہے طواف کرنے سے اسے ایک زندگی کا بھی ثواب نہیں ہے لیکن درود شریف پڑھنے سے اسے سو زندگی کا ثواب ہے طواف کعبہ والی زندگی نے ساتھ نہیں جانا ہے۔ درود شریف والی زندگی ساتھ جائے گی قبر میں کیا چیز ساتھ دے گی، رشتہ دار، دوست سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ ایک حکایت ہے کہ ایک شخص بڑھاپے کو پہنچا تو اس نے اپنے ایک دوست کو بلایا اور کہا کہ میں نے ساری عمر تمہیں پیارا کیا تمہیں حاصل کرنے کے لئے سوجن کئے تمہیں ہر چیز سے مقدم رکھا۔ تمہیں بہت چاہا۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو بتاؤ اب تم میری کیا مدد کر سکتے ہو۔ دوست نے جواب دیا کہ اگر آپ بیمار ہو جائیں تو میں دوا لے دوں گا اگر فوت ہو جائیں تو کفن و دفن کا انتظام کر دوں گا۔ قبر پکی کرادوں گا اس سے بھی وہی سوال کیا۔ اس دوسرے دوست نے جواب دیا کہ جب تک تو زندہ ہے تیرے نان و نفقہ کا انتظام کر دوں گا۔ اگر فوت ہو جائے تو تجھے دفن کر دوں گا کفن و دفن کا انتظام کر دوں گا اس کے علاوہ آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اس شخص نے اپنے تیسرے دوست کو بلایا اور اس بھی وہی سوال کیا۔ اس تیسرے دوست نے جواب دیا کہ بھائی اس فانی دنیا میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا ہاں اگر مجھے موقع ملا تو قیامت کے روز تیرے حساب کتاب میں کچھ مدد کر دوں گا۔ اس کے علاوہ اور آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ اس شخص نے اپنے چوتھے دوست کو بلایا اور اس سے بھی وہی سوال کیا۔ اس چوتھے دوست نے جواب میں کہا۔ گھبراؤ میں تمہارا اس دنیا میں بھی ساتھی ہوں قیامت میں بھی ساتھ رہوں گا۔ قبر میں بھی ساتھ دوں گا۔ پل صراط میزان میں بھی ساتھ رہوں گا۔ اور جنت میں داخل ہونے تک ہر جگہ ہر ممکن میں تیری مدد کروں گا۔ یہ حکایت بیان فرما کر ولی اللہ نے پوچھا کہ بتاؤ ان چاروں دوستوں میں سے کس کو اچھا دوست تسلیم کرتے ہو کس پر بھروسہ کر سکتے

ہو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ یقیناً چوتھے دوست پر بھروسہ کریں گے تو پھر اس ولی اللہ نے فرمایا۔ پہلا دوست ہے دولت۔ دوسرا دوست ہے رشتہ دار۔ تیسرا دوست ہے نیک عمل، نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اور چوتھا دوست ہے درود شریف۔ لہذا سبق یہ ملتا ہے کہ درود شریف کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ کہ یہ دنیا و عقبیٰ میں کام آنے والی چیز ہے۔ نماز کے لئے وقت مقرر ہے۔ حج کے لئے خاص مہینہ اور ایام اور جگہ مقرر ہے روزہ کے لئے خاص ماہ رمضان مقرر ہے۔ زکوٰۃ کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے لیکن درود شریف پڑھنے کے لئے نہ کسی وقت کی قید ہے نہ کسی خاص جگہ، مہینہ یا مقام کی قید ہے نہ اس کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے جب چاہیں جہاں چاہیں پڑھیں۔ وضو سے پڑھیں بغیر وضو کے پڑھیں ہر وقت درود شریف پڑھتے رہنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اس کے فرشتوں کی سنت ہے ہاں البتہ پاس ادب اتنا ہونا چاہئے کہ بیت الخلا، غسل خانہ، اور ہم بستری وغیرہ کے موقعہ پر درود شریف نہ پڑھا جائے لیکن دل میں درود شریف کا تصور کر لیں تو منع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں خود نہیں پڑھتے۔ روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ خود روزہ نہیں رکھتے۔ حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ خود حج نہیں کرتے۔ زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے۔ خود زکوٰۃ نہیں دیتے لیکن درود شریف ایسی اعلیٰ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی پڑھتے ہیں اور پڑھنے کا حکم بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ درود شریف کو سمجھنے اور درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 25-01-02

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
میری آنکھوں نے کبھی آپ ﷺ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْيَسَاءَ
نہ کسی ماں نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی صاحب جمال جنا
خُلِفْتُ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِفْتَ كَمَا تَشَاءُ
جیسے آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے ہوں۔
حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن اور صاحب قرآن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز احاضریں آجکل ٹی وی پر خبروں سے پہلے ایک شعر آتا ہے۔

بشیر کہیئے۔ نذیر کہیئے انہیں سراج منیر کہیئے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے

قرآن مجید پورے کا پورا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر پا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس طرح سے اللہ
تعالیٰ قدیم ہے۔ غیر مخلوق ہے قرآن مجید بھی مخلوق نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن قرآن مجید میں جو چیز آئی
ہے۔ جو بیان ہوا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ہیں۔ ”بشیر“ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت
ہے۔ ”نذیر“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ہے سراج منیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہے رحمت اللعالمین
بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہے۔ طہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبارک ہے جس سے
ساری دنیا روشن ہوتی ہے۔ منزل وہ چادر مبارکہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوڑھتے تھے۔ کملی تھی مدثر وہ رضائی
مبارکہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر لیتے تھے۔ اگر قرآن حکیم کا نچوڑ نکالیں۔ عطر نکالیں تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی صفت بنتی ہے۔ قرآن جامد ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناطق قرآن ہیں۔ بولنے والا قرآن
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا اخلاق کیسا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار کیسا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال کیا تھے حضرت
عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ قرآن Theory ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا
Practical ہیں۔ اخصرت فرماتے ہیں۔

ایمان	ہے	قال	مصطفائی
قرآن	ہے	حال	مصطفائی

قرآن اور صاحب قرآن میں بہت زیادہ مشابہت ہے۔ قرآن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف ہے اور
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کا تعارف ہیں۔

والفتس کی والقمر کی تفسیر میں دیکھو

قرآن ہے بس آپ کے انوار کی باتیں

جس طرح قرآن مجید لاریب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اگر کسی کو اس صداقت میں شک نظر آتا ہے تو اس کی اپنی سوچ کا شک ہے قرآن مجید میں کوئی شک ہے ہی نہیں۔ **ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ** (البقرة ۲) ”وہ بلند مرتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں“ جس طرح سے قرآن مجید میں کوئی شک نہیں۔ کوئی جھول نہیں۔ کوئی خلا نہیں، کوئی خامی نہیں ہے۔ جس طرح قرآن مجید لاریب ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لاریب ہیں بے عیب ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

جس طرح قرآن مجید میں کوئی نقص نہیں ہے اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی کوئی نقص نہیں ہے۔ اور اگر کسی کو نقص نظر آتا ہے تو یہ اس کی بدبختی ہے اللہ تعالیٰ معافی دے اگر کسی کے دل میں یہ خیال آجائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فلاں خامی ہے تو پھر قرآن مجید میں بھی خامی رہ جائے گی قرآن سے متعلق کس نے بتایا کہ یہ قرآن مجید ہے کس نے قرآن مجید کو متعارف کرایا۔ یہ نبی پاک کی زبان مبارکہ نے بتایا ہے کہ یہ قرآن ہے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات و صفات میں شک کریں گے تو قرآن مجید بھی شک والا بن جائے گا۔ قرآن مجید لاریب تب ہی ہو گا جب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام لاریب ہوں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شک کرو گے تو سارے قرآن میں شک پڑ جائے گا۔ ساری شریعت میں شک پڑ جائے گا۔ یہ نہیں کہ نماز غلط بتادی ہے۔ ہر عمل میں ہر رکن میں شک نظر آئے گا اگر آپ یہ کہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی خامی ہے۔ نہ تو قرآن مجید میں کوئی خامی ہے اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی خامی ہے۔ قرآن مجید پڑھیں۔ **الم** = سورہ بقرہ کے شروع کے حروف مقطعات ہیں۔ اس کے تین حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں تو ایک حدیث پاک کے مطابق تیس نیکیاں مل گئیں ہیں۔ دس نیکیاں ”الف“ کی دس ”لا“ کی اور دس ”م“ کی۔ لیکن کچھ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ ”الم“ تین حروف لکھنے میں آتے ہیں لیکن پڑھنے میں یہ نو حروف بنتے ہیں کہ جس طرح الف لام او میم تینوں حروف کے مزید تین تین حروف بنتے ہیں اس طرح سے کل نو حروف بنتے ہیں اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں تو ”الم“ پڑھنے سے نوے نیکیاں مل جاتی ہیں۔ اب آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی یوں لیجئے کہ **يَا رَسُولَ اللَّهِ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس نام مبارک کے لینے سے کیا ملتا ہے۔ اس سے بخشش مل گئی قرآن مجید کے پڑھنے سے نیکیاں ملتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک لینے سے بخشش ملتی ہے۔ اگر آپ کہیں یا غوث الاعظمؒ تو آپ کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں یہ غلاموں کی شان ہے آقا کا عالم کیا ہوگا۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا نام لینے سے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے سے جنت مل جاتی ہے۔ قرآن مجید معجزہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر سے لیکر پاؤں تک معجزہ ہیں۔ نہ قرآن کی مثل آ سکتا ہے۔ اور نہ ہی صاحب قرآن کی مثال بن سکتی ہے۔ وہ بھی بے مثل ہے یہ بھی بے مثل ہیں قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ لِّغَنِ الْجَمْعَةِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ عَلَى أَنَّ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ (بنی اسرائیل ۸۸) اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کی مثل نہ لاسکیں گے قرآن مجید ایسا معجزہ ہے کہ جو مت نہیں سکتا اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَخٰفِضُوْنَ (الحجر 9) بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِيْكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ۶۷) اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے نہ قرآن منا ہے اور نہ ہی ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مٹتی ہے۔ قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں کا ناخ ہے۔ تمام سابقہ کتب کو منسوخ کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ فرمانے والے ہیں۔ قرآن مجید آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آخری نبی اور رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قرآن اور صاحب قرآن میں بڑی مطابقت ہے۔ جو قرآن کی شان ہے اسی طرح سے صاحب قرآن کی بھی شان ہے۔ قرآن مجید سے اگر کوئی لگ جائے مس ہو جائے مثلاً کپڑا وغیرہ سے غلاف قرآن بنا لیتے ہیں پھر اس کپڑے میں کیا عظمت آ جاتی ہے وہ سر پر رکھنے کے قابل ہو جاتا ہے وہ متبرک اور معتبر بن جاتا ہے لوگ اس کو چومتے ہیں بوسے لیتے ہیں اس کو دھو کر اس کے دھوون کو اس کے پانی کو گندی نالی یا گٹر میں نہیں جانے دیتے۔ کپڑے نے کچھ نہیں کیا ہے صرف قرآن مجید سے لگ گیا ہے۔ اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ مل جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناخن مل جائے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکھ مل جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک مل جائے۔ کپڑا مبارک مل جائے۔ ٹوپی وغیرہ مل جائے۔ عصا مبارک مل جائے جس طرح سے قرآن مجید سے مس کرنے والی چیز عظیم بن جاتی ہے۔ جوتی مبارک جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں مبارک میں آئی ہے اس کی کیا عظمت ہے اور وہ کہاں پہنچی ہے جہاں کوئی نبی علیہ السلام بھی نہیں پہنچا ہے۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا
جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلو تیرا

قرآن مجید نور ہے جب آپ اس کی تلاوت کرتے ہیں تو آپ کے اندر بھی نور داخل ہو جاتا ہے اگر آپ پڑھے ہوئے نہیں ہیں تو ویسے ہی قرآن مجید کو کھول لیں اس کے حروف کو دیکھتے جائیں تو جو اس میں نور ہے وہ آپ میں بھی آ جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نور ہیں اور اس نور کی یہ عظمت ہے کہ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتا ہے اس کا باطن بھی نور بن جاتا ہے روشن ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید قرن سے ہے قریب رہنے والا ساتھ رہنے والا۔ جس کے سینے میں قرآن ہے وہ حافظ ہے یا اسے چند آیات کا حفظ ہے تو تمام زندگی، قبر، حشر قیامت ہر جگہ قرآن ساتھ رہے گا کوئی ایسا مقام نہیں کہ جہاں قرآن مجید آپ سے جدا ہو جائے۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ایک قبر سے سورت ملک کی تلاوت ہونے کی آواز سن رہے ہیں۔ فرمایا کہ صاحب قبر سورت ملک کا حافظ تھا۔ سورت ملک نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہ اب ہر وقت اس کے ساتھ ہے قبر میں بھی اس کے ساتھ ہے۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا ہوں۔ نعت شریف پڑھنے والے ہوں۔ درود شریف پڑھنے والے ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس آپ کے ساتھ اس طرح سے لگ جائے گی جس طرح کہ روح ہے۔ بلکہ روح سے بھی زیادہ قریب ہوں گے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶) ”اور یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ قریب ہے“ کوئی ایسا وقت نہیں ہے کہ تیری روح تجھ سے علیحدہ ہو جائے۔ جب زندگی ختم ہو جائے گی روح تجھے چھوڑ جائے گی تو قبر میں جائے گا تو تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے ساتھ تیری قبر میں ہوگا۔ اور تم سے سوال کیا جائے گا۔ مَا تَقُولُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اس ہستی کے بارے میں جو تیرے سامنے تشریف فرما ہیں تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اگر تو اس وقت نعت شریف پڑھ دے گا تو اسی لمحہ جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پل صراط پر، میزان پر، حوض کوثر پر ہر جگہ تیرے ساتھ ہوں گے حتیٰ کہ تجھے ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے۔ قرآن مجید تیرا ساتھ دیتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ساتھ نہیں چھوڑتے۔

لجپال پریت نوں توڑ دے نہیں
جہیدی بانھ پھڑ دے اونہوں چھوڑ دے نہیں

لجپال صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے نسبت قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک مکان کے سایہ میں ذرا آرام کے لئے تشریف فرما ہوئے اور اس مکان کی دیوار سے اپنی پشت مبارک لگا دی۔ وہ مکان ایک یہود کا تھا۔ اس یہود دن

نے دیکھا کہ یہ مسلمانوں کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ میں نے ان کی شکل صورت کی طرف نہیں دیکھنا میں نے ان کی آواز نہیں سنی میں نے اپنے مذہب کو نہیں چھوڑنا ہے۔ اس نے اپنے مکان کے دروازے، کھڑکیاں سب بند کر لیں روشن دان بند کر لئے۔ تاکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز بھی اس کے کانوں میں نہ چلی جائے اپنے تعصب کے لحاظ سے جو بھی اس نے تدارک کرنا تھا سو کر لیا۔ کہ کوئی تعلق کسی طرح سے بھی پیدا نہ ہو جائے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی پشت مبارک اس کے مکان کی دیوار سے لگ گئی ہے اب مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ یہودن کا فرہ ہی رہے اسی لمحہ وہ عورت کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھتی ہوئی باہر آ گئی۔ یہ ہے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مس ہو جانا۔ جس محفل میں بھی ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے آپ بذات خود وہاں تشریف فرما ہوتے ہیں اور حاضرین محفل کے ساتھ مس کرتے ہیں۔ اور سرور اس وقت آتا ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر پر ہاتھ مبارک رکھتے ہیں۔ قرآن مجید بڑا غیور ہے وہ صرف اسی کے دل میں جاتا ہے کہ جس دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہوتی ہے دوسرے کے دل میں جاتا ہی نہیں ہے۔ آپ قرآن مجید کو بوسہ دیں یہ بابرکت بھی ہے۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت والی کسی چیز کو بوسہ دے دیں۔ مسجد نبوی کو دے دیں۔ سنہری جالی کو دے دیں۔ کسی کپڑے کو دے دیں۔ عصا مبارک کو دے دیں جوتی مبارک کو دے دیں تو بندہ سراپا نور بن جاتا ہے۔ یہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام درغلام کے آستانہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے دیں تو جہنمی بندہ اسی لمحے جنتی بن جاتا ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کیمیا	پیدا	کن	از	بشتے	گلے
بوسہ	زن	بر	آستانے	کا	ٹلے

اس جہنمی مٹی کو سونا بنالے جنتی بنا لے کسی کامل کے آستانے کو چوم لے ایک گل ہوتی ہے۔ مٹی یعنی خاک اور ایک گلے ہوتی ہے جو عام ناکارہ مٹی ہوتی ہے۔ فارسی میں اگر درجہ گرانا ہو تصغیر کرنی ہو تو اس کے ساتھ ”ئے“ لگا دیتے ہیں جیسے گل سے گلے۔ یہ اسم تصغیر بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ کم سے کم تر مٹی کو سونا بنانا چاہتے ہو ناکارہ مٹی کو سونا بنانا چاہتے ہو۔ یعنی جہنمی کو جنتی بنانا چاہتے ہو تو پھر کسی عام ولی کو چوکھٹ پہ بوسہ دے دو اسی لمحے جنتی بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے اور اس میں جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن مجید میں ہر خشک و تر چیز کا علم ہے۔ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِیْهِ حَیْثُ مُبِیْنٌ (الانعام ۵۹) ”اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو“ قرآن مجید میں ہر چیز کا علم ہے۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِی السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِى كِتَابٍ مُّبِينٍ (النمل ۷۵) ”اور جتنے غائب ہیں آسمانوں کے اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں“ اور ساری کائنات کا علم میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سنیں کہ یہ فرشتے کس چیز پر بحث کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا اللہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ اس کے بعد دنیا و کائنات کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جو مجھ پر ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے۔ یہ کاپی میرے ہاتھ میں ہے اور آپ اسے دیکھ رہے ہیں کہ کاپی ہاتھ میں ہے۔ یہ علم نہیں بلکہ علم یہ ہے کہ کل میرے ہاتھ میں کیا ہونا ہے۔ آج سے کروڑ سال بعد اس کمرے میں کون بیٹھا ہوگا کس کے ہاتھ میں کیا ہونا ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آج جانتے ہیں۔ یہ علم غیب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہو چکا جو ہو رہا ہے اور جو ہونا ہے اس کائنات میں وہ میرے سامنے ایسے ہے کہ جیسے رائی کا دانہ ہے۔ قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ ہر خشک و تر کا علم اس میں ہے کوئی پڑھنے والا ہو۔ کوئی سمجھنے والا ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور بصیرت سے اسے یہ علم حاصل کرنے کی توفیق ہو تو پھر اسے پتہ چل جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ قرآن مجید میں خشک و تر ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان عظمتوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سے تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 11-01-02

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ کل پروفیسر مختار احمد صاحب کے ہاں محفل تھی وہاں ایک مولوی صاحب تشریف لائے انہوں نے تقریر فرمائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت ہے بشریت اور اس کے علاوہ اور بہت شان ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اپ فرما دیجئے کہ میں بشر ہوں لیکن میری طرف وحی آتی ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ يُوحٰی اِلَیَّ (کہف: ۱۱۰) ”تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے“ اس صفت بشریت کی وجہ سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تو ہماری طرح ہی ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام جیسے ہی وہ ہیں۔ وہ بھی انسان ہیں ہم بھی انسان ہیں۔ وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ سوتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے ہیں ہم بھی سوتے ہیں۔ اس طرح سے وہ برابری پر آ گئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک عام مثال لے لیں۔ صدر پاکستان بھی بی اے ہے۔ مشرف پرویز بی اے ہے اور اس محفل میں کئی احباب بی اے پاس ہیں۔ افضل بھی بی اے ہے۔ ممتاز بھی بی اے ہے۔ اب یہ کہیں کہ ہم بھی مشرف جیسے ہیں۔ کوئی کہے کہ میں بی اے ہوں اس لئے میں بھی صدر پاکستان جیسا ہوں لیکن مشرف یہ کہے کہ میں بی اے ہوں لیکن ساتھ ہی صدر پاکستان ہوں تو پھر ان کا بی اے کہاں گیا۔ جتنے بھی بی اے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی ڈگری بی اے کہاں گئی۔ آپ بھی ضرور بی اے ہیں اور مشرف پرویز بھی بی اے ہے لیکن اس کے ساتھ ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ بی اے ہونے کے ساتھ ساتھ صدر پاکستان بھی ہے۔ وہ Chief Executive بھی ہے۔ اس خصوصیت کی بناء پر وہ کہیں اوپر چلا گیا اور ہم سب بی اے ہو کر بھی پیچھے رہ گئے۔ اب دیکھیں کہ اس مکان میں آپ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ جہاں تک بیٹھنے کا تعلق ہے ہم سب برابر ہیں لیکن اس مکان کا مالک ہوں۔ میں مالک کی حیثیت سے بیٹھا ہوں آپ ویسے ہی اندر آئے بیٹھے ہیں تو آپ کے پلہ میں کیا رہ گیا۔ یہی وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی بشر اور ہم بھی بشر۔ میں مالک کی حیثیت سے بیٹھا ہوں اگرچہ ہوں تو آپ سب کو بھی باہر نکال دوں۔ پھر ہمارا سب کا یہاں بیٹھنا کس طرح سے برابر ہوا۔ آپ ہوائی جہاز میں سفر کریں۔ اسی جہاز میں کیپٹن بھی ہوتا ہے۔ سفر کرنے کے ناطے سے سواری اور کپتن دونوں برابر ہیں۔ لیکن مسافر کرایہ دے کر بیٹھا ہوا ہے اور کیپٹن تنخواہ لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ طیارہ ایک ہی ہے۔ منزل ایک ہے۔ سفر ایک ہے لیکن مسافر اور کیپٹن میں فرق ہے۔ مانا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بشر ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت میں جو تخصیص ہے جو طاقت ہے اس

کا شمار ہی نہیں ہے۔ جو بشریت کو جانتے ہیں وہ فرق بھی جانتے ہیں۔ میں ایک عرض کرتا ہوں کہ ایک ہیں۔ عبد الغفار صاحب، اور ایک ہیں۔ پروفیسر صاحب، ان دونوں میں بڑی چیز کون سی ہے۔ یہ پروفیسر بھی ہیں یہ ایم ایس سی اور ایم اے بھی ہیں اور نام عبد الغفار ہے تو اس میں بڑی چیز کون سی ہے۔ ان کا عبد الغفار صاحب ہونا بڑی بات ہے بڑی چیز ہے یہ ان کی اپنی ذات ہے۔ پروفیسری ان کی صفت ہے۔ ایم ایس سی صفت ہے۔ ایم اے صفت ہے ذات بڑی چیز ہوتی ہے۔ ذات ہوگی تو اس میں صفت بھی پیدا ہوگی۔ پہلے عبد الغفار ہوں گے تو بعد میں ایم ایس سی۔ ایم اے ہوں گے بعد میں پروفیسر بنیں گے۔ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی چیز ہے۔ نبوت چھوٹی چیز ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذات ہے نبوت صفت ہے۔ وہ مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ چونکہ نبوت ہے۔ یہ فرق ہے۔ چونکہ رسالت ہے یہ فرق ہے۔ چونکہ شفیع ہیں یہ فرق ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہی انفرادی ہے۔ علیحدہ ہے۔

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضرت جبرائیل علیہ السلام تو نور ہیں۔ فرشتے نوری ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ کروڑوں جبرائیل علیہ السلام اکٹھے کر لئے جائیں تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت میں گم ہو جاتے ہیں۔ صد ہزاراں پہلے تو یہ چلے کہ ہزاراں لکٹی ہیں۔ ”99999“ ہزاراں ہیں ان کو صد یعنی سو سے ضرب دے لیں۔ تو جتنے یہ بننے ہیں اتنے جبرائیل علیہ السلام ہوں تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت میں گم ہو جاتے ہیں۔ ان کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ اصل چیز ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شیر اور شیر لکھنے میں ایک جیسے ہیں لیکن شیر ایک درندہ ہے جانسان کو چیر بھاڑ کر کھا جاتا ہے لیکن شیر دودھ ہے جس کو آپ پی جاتے ہیں۔ کھا جاتے ہیں دونوں الفاظ کے حروف ش۔ ی۔ ر۔ ایک ہیں۔ لکھنے کی شکل بھی ایک ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن بولنے میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ شیر اور شیر بظاہر دیکھنے لکھنے میں ایک جیسے لیکن معانی میں بالکل مختلف ہیں فارسی میں دودھ کو شیر کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بظاہر چہرہ مہرہ حدوخال سب ہم جیسے بشری ہیں لیکن ان کی بشریت ایسی ہے کہ اس میں کروڑوں نور والے جبرائیل علیہ السلام جیسے بھی گم ہو جاتے ہیں۔ جس طرح سے عام بچہ پیدا ہوتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی ولادت باسعادت ہوئی لیکن فرق کیا ہے۔ نبوت تو بعد کی بات ہے وہ صفت ہے، پہلے ذات آئے گی پھر نبوت صفت آئے گی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی تو دنیا و کائنات میں اتنا نور پھیل گیا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کمرے میں بند مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے شام کے محلات دیکھ لئے۔ اس نور میں بصرہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے اونٹوں کو دیکھ لیا۔ اب جو بندہ اندھیرے میں پیدا ہوا اور دعویٰ کرے کہ میں بھی ان جیسا ہوں ذرا عقل سے کام لے ہوش کے ناخن لے۔ ولادت با سعادت ہوئی تو فرشتے اتر آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر آئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پر جھنڈا۔ خانہ کعبہ پر جھنڈا۔ بیت المقدس پر جھنڈا پتہ نہیں کہ کتنے جھنڈے گاڑ دئے اور تمام

فرشتے پڑھ رہے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَاَسْلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔ فرشتے سلام پیش کر رہے ہیں درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ استقبال کر رہے ہیں۔ ہماری پیدائش پر زیادہ سے زیادہ ججزے نایاب لیں گے۔ دو چار ججزے آجائیں گے ڈھولکی بجا دیں گے۔ وہاں فرشتوں کے سردار آئے ہوئے ہیں۔ اپنی پوری جماعت کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ پھر کہیں کہ ہم جیسے ہیں۔ کس طرح سے تو دعویٰ کرتا ہے کہ تیرے جیسے ہیں۔ تمام بت اوندھے منہ زمین پر گر پڑے۔ تمام آنفکدے بچھ گئے۔ آتش پرست مجوی ہر وقت آگ جلائی رکھتے ہیں۔ آتش دان میں آگ جلتی رہتی ہے۔ وہ اسے اپنا خدا سمجھتے ہیں۔ روئے زمین پر جتنے بھی آنفکدے تھے وہ سب بچھ گئے۔ قیصر و کسری کے محلات کے گلگرے گر گئے۔ بیت اللہ شریف سجدہ میں جھک گیا۔ پھر میں کیسے کہوں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کا اعلان نہ بھی کریں پھر بھی شواہد بتاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہیں ہم اور ہیں ولادت با سعادت ہوئی تو موجود خواتین نے قہقہی چاقو وغیرہ کا انتظام کیا کہ ناف قطع کرنی ہے۔ لیکن دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ ہی پیدا ہوئے ہیں۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالنے لگیں تو دیکھا کہ سرمہ پہلے ہی سے آنکھوں میں لگ ہوا ہے۔ غسل دینا چاہا تو آواز آئی کہ یہ پاک ہیں۔ ان میں پلیدی نہیں ہے۔ ہم جب تک نہلائے نہ جائیں پاک نہیں ہوتے۔ ہم ناف بریدہ نہیں ہوتے۔ ہماری آنکھوں میں سرمہ پہلے ہی سے نہیں ہوتا پھر ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان جیسے ہی بشر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی اس شکل و صورت مبارکہ میں اس دنیا میں تشریف نہیں لائے۔ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اللہ تعالیٰ کے ہاں تھی اس صورت کا جب صدقہ اتر ا تو حسن یوسف علیہ السلام بن گیا۔ کائنات میں جتنا حسن اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو یہ حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھیں کہ آپ کی کیا تمنا ہے آپ کی کیا خواہش ہے۔ آپ اپنے بیٹے کو یوسف ثانی کہتے ہیں یوسف ثانی کسے کہتے ہیں۔ ”دوسرے یوسف“۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جیسا حسین ایک اور یوسف پیدا ہو گیا ہے۔ ہر کوئی اپنے بیٹے کی تعریف کرتا ہے۔ اتنے حسن وصالے حضرت یوسف علیہ السلام یہ تمنا کرتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہو جائے۔ یہ ان کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے آپ کی ساری زندگی کی قسم ہے۔ پیدائش سے قبل۔ پیدائش کے بعد۔ بچپن کی قسم۔ جوانی کی قسم۔ بعد از وصال شریف قبر والی زندگی کی بھی قسم۔ کیا ہماری زندگی کی بھی قسم اٹھائی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ان جیسے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا برحق ہے۔ ٹھیک ہے آپ یہاں بیٹھے ہیں باہر گلی میں اگر کوئی آپ کے سائیکل سے ہوا نکال کر چلا جائے تو کیا آپ کو یہاں خبر ہو جاتی ہے؟ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ ایسی کہ ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلی مبارک پر رانی کے دانہ کی مانند ہے۔ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور جنت میں

لگے ہوئے انگوروں کے گچھے نظر میں ہیں۔ اور سماعت کا یہ حال ہے کہ کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ جانتے ہو یہ آواز کیسی آئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اے علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جب بھی فرماتے تو اللہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اکٹھا نام لیتے۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں لینا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم یہ آواز کیسی آئی ہے۔ سب نے بیک آواز عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ عقیدہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے لیا جائے تو شرک ہو جائیگا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر کلمہ شریف کو بھی بدل دو کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی محمد لکھا ہوا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی محمد لکھا ہوا ہے۔ کس طرح سے ان کو علیحدہ کر دے اگر طاقت ہے تو کرلو۔ پھر پڑھ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بَشَرٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ پھر دیکھو کہ مسلمان بھی رہتے ہو کہ نہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا سمجھتے ہو تو پھر کلمہ شریف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ اپنا نام لکھ لو۔ پھر دیکھو کہ تمہاری کیا درگتی فنی ہے اور کفر کا فتویٰ تم پر آتا ہے کہ نہیں اگر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہے تو پھر لکھ آصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) اس آواز سے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج سے ستر ہزار سال پہلے دوزخ کی چھت سے ایک پتھر گرا تھا آج وہ اس کی تہ سے نکل آیا ہے یہ اس پتھر کے ٹکرانے کی آواز ہے۔ یہ سماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ بینائی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہماری زبان میں کیا اثر ہے۔ کوئی اثر نہیں ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے جو نکل جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ ایک جنگ میں ایک شخص بڑی شد و مد سے جنگ کر رہا ہے بڑا قتل کر رہا ہے۔ کفار کو قتل کر رہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے بڑی تعریف کہ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بڑا مجاہد ہے۔ بڑا عازی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمی ہے۔ صحابہ کرامؓ بڑے حیران کہ اس جیسا بندہ بھی جہنمی ہے۔ تو پھر جہنمی کون ہے۔ اس نے بڑی جنگ کی اور اس کو بھی بہت زخم آئے اور زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اپنی تلوار سے ہی خود کشی کر لی۔ صحابہ کرامؓ آئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ٹھیک فرما رہے تھے وہ خود کشی کر کے حرام کی موت مر گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ منافق تھا۔ اس لئے یہ جہنمی ہونا ہی تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہے۔ یہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان ہے کہ جو کہہ دیا وہ ہو گیا۔ بدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز پیشتر میدان جنگ میں نشان لگائے کہ کل یہاں فلاں مرے گا یہاں فلاں مرے گا۔ ستر کافروں کے لئے نشان دہی کر دی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر بھی ہے۔ اور زبان مبارک کا اثر بھی ہے۔ جنگ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جس شخص سے متعلق فرمایا وہ وہیں مرا پڑا تھا۔ جہاں ابوجہل کا نشان لگایا وہاں ابوجہل ہی مرا تھا کوئی دوسرا نہیں تھا۔ پھر کس طرح سے کہہ دوں کہ میرے جیسے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اندھیرے میں کچھ سی رہی ہیں کہ سوئی گر گئی۔ مل نہیں رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اتنی روشنی پھیلی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سوئی مل گئی اور آپ نے اس میں دھاگہ بھی ڈال لیا۔ کیا تیری آمد پر کبھی روشنی پھیلی ہے۔ پھر تو کیسے کہتا ہے کہ تیرے جیسے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عائشہ صدیقہؓ سوئی تو تمہیں مل گئی ہے لیکن اس شخص کے لئے جہنم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لئے جہنم ہے۔ فرمایا کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود شریف نہ پڑھے۔ جس کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لیا جائے اور وہ درود شریف نہ پڑھے وہ بخیل ہے وہ بد مذہب ہے وہ جہنمی ہے۔ ہمارا نام آئے تو کوئی رحمت اللہ علیہ کہے یا نہ کہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی پکڑ نہیں ہے۔ ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو علیحدہ رہی صرف نام کی عظمت دیکھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ ان پر درود شریف پڑھیں گے تو وہ عظمت والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عظمت دے کر بھیجا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن کر آئے ہیں۔ یہاں آ کر نہیں بنے ہیں۔ یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ کیا تیرا نام بھی اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا نام اتنی عظمت والا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کا نام محمد یا احمد رکھے وہ باپ اور بیٹا دونوں کی بخشش ہو جائے گی۔ ذات ایک طرف۔ نام ایک طرف جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک کا نقش لگ جائے نشان لگ جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی بھی قسم ہے اس سے بڑی اور کیا عظمت ہوگی یہ بڑی مصیبت والی بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ وہ میرے جیسے ہیں دنیا و کائنات میں کوئی ان جیسا نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام بڑی عظمت والے ہیں مجبور ملائکہ ہیں لیکن فرشتوں نے ان کو سجدہ کیوں کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کی پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی زیادہ طوفان آنے کی وجہ سے ڈوبنے لگی۔ بچکولے کھانے لگی تو جو چھپا سی افراد اس میں تھے وہ سب ڈر گئے چیخیں مارنے لگے۔ کہ مر گئے ڈوب گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا وعدہ تھا کہ کشتی کنارے لگ جائے گی لیکن یہ تو اب خطرہ میں ہے ڈوبنے والی ہے فرمایا کہ اس کی پیشانی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دو اس کو قہر آ جائے گا۔ جو نہیں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تو کشتی کو قہر آ گیا۔ کیا تیرا نام لینے سے یا لکھنے سے بھی کبھی کشتیاں کنارے لگی ہیں پھر تو یہ کیسے کہتا ہے کہ تو ان جیسا ہے۔ عرش کو پیدا کیا گیا تو وہ ہیبت سے خوف سے ڈرنے لگا کا پٹنے لگا۔ اور جب اس پر لکھا لا الہ

إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تو اسے بھی قرار آ گیا۔ یہ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار بنی حضرت اسماعیل پر چھری نہ چلی۔ یہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوْ لَا لِمَا خَلَقْتُ الْآفَاقَ۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تجھے پیدائہ کرنا ہوتا تو میں کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔ پھر توبہ کہتا ہے ہمارے جیسے ہی بشر ہیں حالانکہ ہر چیز ان کے نور سے بنی ہے۔ نبوتیں، عظمتیں، معجزے، عرش، فرش، جنت، دوزخ، حوریں، فرشتے، بیت اللہ، بیت المعمور سب کچھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے اور عزت پائی۔ ہر چیز ان کی محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں کوئی چیز ان کے پائے کی نہیں ہے۔ ہم سری تو مصیبت ہے اگر ان کی غلامی ہی نصیب ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ ہم سری کا فری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ (البقرة ۱۸۶) ”اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں آپ کے پاس ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔ پھر ہم سری کیسی۔ غلام آقا کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہم سری سے بچائے اور ان کی غلامی میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امتی کے معنی کیا ہیں۔ امتی کے معنی ہیں غلام۔ اگر غلامی ہے تو پھر امتی بھی ہے اگر غلامی نہیں ہے تو امتی بھی نہیں ہے۔ اپنے جیسا کہنے والو ذرا لفظ امتی پر غور تو کرو۔ یہ صرف غلام ہونے کی عظمت ہے کہ ہمیں بخشش ملنی ہے۔ جنت ملنی ہے۔ دیدار رب ملنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کی بشریت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ انگلی کا اشارہ فرمادیں تو چاند نکلے ہو جائے۔ وہ ہاتھ مبارک کا اشارہ فرمادیں تو غروب شدہ سورج واپس آ جائے۔ وہ چاہیں تو انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جائیں۔ حافظہ عطا فرمادیں جو چاہیں کہ دس مالک ہیں مختار ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور تمام مومنوں کو حکم ہے کہ درود شریف بھی پڑھیں اور سلام بھی۔ بشریت میں برابری کرنے والے ذرا سوچ تو سہی۔ کیا تجھ پر بھی کسی نے درود شریف پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آؤ سلام پڑھتے ہیں۔ ہم سلام پڑھیں گے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب سے نوازیں گے تو ہماری بخشش ہو جائے گی۔ حضور نبی کریم کے قدم مبارک لگنے سے شرب مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔ دار الشفاء بن جاتا ہے۔ ان کے قدموں سے لگی ہوئی مٹی کسی کتہنگار کی قبر پر پڑ جائے تو وہ محشا جاتا ہے۔ پھر تو سمجھتا ہے کہ تیرے پاؤں سے اڑنے والی مٹی اگر کسی والی پر یا اس کی قبر پر پڑ جائے تو پھر تو کتہنگار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور۔ زلفوں مبارک کی بھی قسم اٹھاتے ہیں۔ فرمایا وَالشَّمْسُ، وَالْقَمَرُ، وَالنَّجْمُ، وَالْبَلَدُ۔ یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

چہرہ انور اور زلف مبارک سے متعلق ہی فرمایا ہے۔ قسم اٹھائی ہے اعلیٰ حضرت بریلویؒ نے اس قسم سے متعلق فرمایا۔

ہے کلام الہی میں شمس والضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
ترا مند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امین
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
یہی عرض ہے خالق ارض و سماء وہ رسول ہیں ترے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم
میرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
یہی کہتی ہے بلبل باغ جنان کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیان
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوق طبع رضا کی قسم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھے۔ نہ سحری نہ افطاری۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے
بھی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح روزے رکھنے شروع کر دیے۔ دو چار روز میں بھوک اور پیاس کی وجہ
سے ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ جسم میں کمزوری آ گئی۔ چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ مسجد میں حاضری بھی کم ہو گئی۔ تو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ! ہو گیا ہے تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں روزے رکھ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ **اَیْکُمْ مِثْلُیْ**۔ تم میں سے کون میری مثل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر ثبت کر دی کہ حضرت سیدنا
آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کوئی نبی علیہ السلام کوئی صحابی کوئی ولی کوئی بندہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
مثل نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں روزے رکھنا
کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اپنے جیسے بشر کہنے والے ذرا سوچ تو سہی کہ کیا تو بھی اللہ

تعالیٰ کا راز ہے۔ کہ کیا تو بھی اللہ کا راز ہے۔ کیا تجھے کوئی نہیں جانتا پہچانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ جب تمہیں میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اب اگر کوئی نماز کی حالت میں بھی ہو اور اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں تو جہاں تک نماز پڑھ چکا ہے وہیں چھوڑ دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے پھر جو حکم دیں وہ بجالائے اور واپس آ کر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کر دے اور نماز پوری کرے۔ نماز ہو جائیگی اس میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ یہ سنت صحابیؓ ہے صحابی کرامؓ نے اس پر عمل کیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی کہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں تو اس سے بڑھ کر بے بشری اور بے حیائی کی کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ شعور عطا فرمائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور بشریت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 05-04-02

الحمد لله

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ ساری تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے اور کسی کے پلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بھی
تعریف ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اگر دیکھتا ہے تو اللہ۔ سنتا ہے تو اللہ۔ شفاء دیتا ہے تو اللہ۔ ہادی ہے تو
اللہ۔ خالق ہے تو اللہ۔ مالک ہے تو اللہ۔ رازق ہے تو اللہ ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ بس اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مارتا ہے۔ زندہ
کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اب دیکھیں کہ دو بندے ہیں ایک بد عقیدہ ہے اور دوسرا عقیدے والا ہے۔ اسی آیت مبارکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ ۱) ”سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا“ کو پڑھ کر بد عقیدہ کیا کہتا ہے۔ اور
عقیدے والا کیا کہتا ہے۔ بد عقیدہ یہ کہتا ہے کہ چونکہ تمام تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بھی کوئی تعریف نہیں ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں چوہڑے چمار سے بھی کم
ہے۔ یہ ان کی کتب میں درج ہے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ تقویۃ الایمان میں یہ عبارت ہے۔ کہ حضور
علیہ والصلوۃ والسلام کی عظمت اللہ تعالیٰ کے سامنے چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے۔ یہ وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی تعریف کرتے
ہیں ترجمہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ جو علیؑ ہے اور جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یعنی علیؑ سے مراد ولایت اور نبی سے
مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس کچھ نہیں ہے جو دے سکیں۔ کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریف اللہ
تعالیٰ کی ہے یہ بد عقیدہ بندے کی زبان ہے وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی تعریف یوں کرتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے اس نے میرے
نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر بندے کی نفی کر دی ہے۔ یہ عقیدہ ہی غلط ہے۔ اگر اس عقیدہ کو مان لیا جائے تو پھر یہ
کہ اللہ تعالیٰ حیؑ ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے تو پھر اس کے مقابل میں باقی سب مردہ ہونے چاہئیں۔ لیکن ہم مردہ تو نہیں
ہیں پھر ہم کہاں سے آگئے اللہ تعالیٰ کی اس تعریف کو لے لیں اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ کیونکہ صرف اسی کے لئے ہی تمام تعریف
ہے تو پھر باقی سب مردہ ہونا چاہئیں۔ لیکن نہ میں مردہ ہوں نہ ہی آپ مردہ ہیں۔ پھر یہ تعریف تو غلط ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ
بصیرؑ ہے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ اگر سارا دیکھنا صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہو تو میں اور آپ سب اندھے ہونے
چاہئیں۔ پھر ہم کیوں دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ سمیعؑ ہے اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اگر سارا سننا صرف اسی کے لئے ہے تو ہم

کیوں سنتے ہیں ہمیں بہرے ہونا چاہیے۔ نہ ہم بہرے ہیں نہ ہم گونگے ہیں نہ ہم اندھے ہیں۔ نہ ہم مردہ ہیں تو پھر یہ کیا ہوا۔ اگر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کی یہ تعریف کی جائے تو پھر ہمارا وجود نہیں ہونا چاہیے اللہ زندہ ہے اور ساری تعریف زندگی کی اللہ تعالیٰ کی ہوگئی تو پھر مردہ ہی رہ جائیں گے پھر ہم کیسے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں۔ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کیسے ہیں۔ اولیاء اللہ کیسے ہیں۔ بادشاہ کیسے ہیں حکومتیں کیسی ہیں۔ حضرات سب تعریف تعالیٰ کی حقیقی لیکن اس کی عطا سے یہ بندوں کو بھی مل جاتی ہے۔ ہم عطا میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظر عطا فرمائی ہے تو ہم بصیر بن گئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سماعت عطا فرمائی ہے تو ہم سمیع بن گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظر عطا فرمائی ہے تو ہم حسی بن گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ملکیت عطا فرمائی تو میں اس گھر کا مالک بن یا۔ آپ اپنے گھر کے مالک بن گئے ہیں۔ یہ کوئی مقابلہ کی بات نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی بات ہے اور یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا سب تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہے غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف حقیقی ہے۔ لیکن **مِلْکُ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ** (ال عمران ۲۶) ”ملک کا مالک ہے جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔“ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے تو کسی کو تو عزت دی ہوگی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں کہ مردوں کو زندہ کر رہے ہیں حالانکہ زندگی دینا، مردوں کو زندہ کرنا یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آٹھ پہر کے بچے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں علم غیب رکھتا ہوں میں بتا سکتا ہوں کہ تم کھا کر کیا آئے ہو اور اپنے گھر میں کیا رکھ کر آئے ہو بلکہ وہ مضارع کا صیغہ ہے جیسے انگریزی میں **Has been** ہوتا ہے کہ تم کیا کھاتے رہے ہو اور کیا کھاتے رہو گے قیامت تک یہ میں آج جانتا ہوں۔ کہتے ہیں نہ کہ دانے دانے پر مہر ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جانتے ہیں کہ یہ دانہ کس نے کھانا ہے۔ یہ عطائی علم ہے یہ کوئی مقابلہ نہیں ہے فرمایا کہ مردہ لاؤ میں اس کو زندہ کرتا ہوں تم کوڑھی کولاؤ کہ جس کا آج تک کوئی علاج دریافت نہیں ہوا۔ فیصل آباد میں جھنگ روڈ پر کوڑھ ہاؤس بنا ہوا ہے۔ دنیا بھر میں جواول درجے کا بندہ ہے اس کوڑھ کا علاج کرنے والا معالج ہے وہ آپ کی اس زرعی یونیورسٹی کا پڑھا ہوا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ جراثیم کہ جس سے کوڑھ لگتا ہے اس کا ابھی تک کوئی علم ہی نہیں ہے۔ بہت تحقیق ہوئی لیکن سب بے سود، پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ کوڑھ کس طرح سے ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیں تو کوڑھی فوری طور پر صحت یاب ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جو پیدائشی نابینا ہے جس کی آنکھوں میں دیکھنے کا نظام ہی نہیں بنا ہوا ہے اس کو میرے پاس لاؤ میں اسے ابھی آنکھیں عطا کرتا ہوں۔ تم مٹی کا بت بنا کر لاؤ میں اسے پھونک مارتا ہوں وہ ابھی پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ کوئی مقابلہ کی بات نہیں ہے۔ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں۔ اگر وہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھیں تو ان کے یہ تمام معجزات ہی ختم

ہو جائیں ان کی نبوت ہی غائب ہو جائے اگر غلام کی یہ شان ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بہت آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم سکھا دئے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (البقرہ ۳۱) ”اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دئے“ قصیدہ بردہ شریف والے کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات اور باقی سب انبیاء کرام علیہم السلام اور ساتھ ہی لوح محفوظ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ یہ کہاں سے آیا۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے۔ عالم ہے اس نے اپنی عطا سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ سکھا دیا ہے۔ یہ کہنا کہ ان کی حیثیت چوہڑے چمار سے بھی بدتر ہے۔ یہ تو بدعتیگی ہے۔ مطلب یہ کہ ان کی نظر میں چوہڑے چمار کی بھی کوئی حیثیت ہے ان کا بھی کوئی معیار ہے سوسائٹی میں سب سے بدتر جو بندہ ہوتا ہے اسے چوہڑے چمار جیسا کہہ دیتے ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے برابر ان کے لیو اور بریکٹ کر کے باتیں بنا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شفا صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ کوڑھی کو ٹھیک کرنا یہ بھی شفا ہے۔ مردے کو زندہ کر دینا شفا سے بھی بڑھ کر ہے۔ نابینا کو بینا کر دینا بھی شفا ہے۔ یہ بات تو ایک طرف رہی حضرات جو چیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے لگ جائے وہ بھی شفا دینا شروع کر دیتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص نے ان کے والد محترم کی آنکھیں درست فرما دی ہیں۔ مدینہ شریف کی مٹی میں شفاء ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اللہ تعالیٰ خود بخود بروائی کے بھی شفا دے دیتا ہے لیکن جب وہ عطا کرے تو کسی کی قمیص بھی شفا دیتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت نہ صرف بندوں پر تھی بلکہ جانوروں، حیوانوں، چرندوں، پرندوں، درندوں اور درختوں اور جنوں پر بھی تھی۔ ہوا پر بھی بادل پر بھی آپ کی یہ حکومت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ نہیں جی کوئی کچھ نہیں دے سکتا۔ کیوں نہیں دے سکتے؟ حضرات عقیدہ صحیح ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی عطا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت نکلتی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ (الکوثر ۱) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ہیں“ یہ کوثر کیا ہے فرمایا کہ ماسواء اللہ تعالیٰ کی باقی سب کوثر ہے۔ اس میں آسمان ہیں زمین ہیں۔ خزانے ہیں جنت ہے، دوزخ ہے، ہوا ہے، سمندر ہیں سونا چاندی سب کچھ تمام خزانے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دئے ہیں۔ اور پھر فرمایا۔ لِّلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّكَ مِنَ الْاَوَّلٰی (الضحیٰ ۴) ”بے شک کچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے“ ہر آنے والی گھڑی میں کوثر پہ کوثر اور پھر کوثر پر اضافہ ہوتا رہے گا۔ پھر بھی فرمایا یہ بھی کچھ نہیں ہے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں اپنی عطا کرتا ہوں۔ وَكَسُوْفٌ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ قَرْمَضٰی (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں راضی کر دے گا“ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس تعریف کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقی اور ذاتی طور سے تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے لیکن وہ اپنی عطا سے جس کو چاہے تعریف کے قابل بنا دے اس میں کوئی شرک نہیں مقابلہ نہیں ہے۔ کوثر کے مالک نبی

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کی رضا میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے اس سے بڑھ کر اور کیا تعریف ہوگی لیکن پھر بھی تاحال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بیان نہیں ہوئی یہ تو اس راز کی تعریف ہو رہی ہے جس پر ستر ہزار پردے ہیں۔ صرف ایک پردہ ذرا سا کھسکا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کچھ پتہ چل گیا تو انہوں نے دنیا کو بتا دیا۔ اور اس کی تعریف ہم کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی اور عظمت ابھی تک پردہ میں ہے راز ہے اور وہ صرف قیامت کے دن اس راز سے پردہ ہٹے گا۔ اس دنیا میں نہ وہ الفاظ ہیں۔ نہ علم ہے، نہ شعور ہے نہ فہم و ادراک ہے کہ جس سے ہمیں اس راز کا پتہ چل جائے۔ یہ کیا تھوڑی تعریف ہے۔ دو کا پہاڑ آپ سب کو آتا ہے۔ $2 \times 2 = 4$ سب جانتے ہیں لیکن دواوٹے کتے ہوتے ہیں۔ آپ میں سے کوئی نہیں جانتا۔ یہ صرف میں اور پروفیسر صاحب جانتے ہیں ہم نے اونٹے کا پہاڑ پڑھا ہوا ہے۔ آپ سب کو اونٹے نے فیل کر دیا ہے۔ اسی طرح سے اس **الْحَمْدُ لِلّٰہ** نے کروڑوں بندوں کو فیل کر دیا ہے۔ اس فقرے کے **الْحَمْدُ لِلّٰہ** سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کچھ نہیں ہیں تمام کو فیل کر دیا ہے۔ حالانکہ تو کروڑ سال بھی **الْحَمْدُ لِلّٰہ** کہتا رہے۔ **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ** بھی کہتا رہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہ** بھی کہتا رہے **اللّٰہُ اکْبَرُ** بھی کہتا رہے اور بھی جو اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ہیں وہ بھی کرتے رہو لیکن یہ قبول ہی نہیں ہیں جب تک ان کے ساتھ **يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** نہ ہو۔ تو حید کی ایسی تعریف کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت گھٹے وہ تو حید کی تعریف نہیں بلکہ بندے کی بے ایمانی کی نشانی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کرے کہ جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پلے میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی یہ بے ایمانی ہے۔ یہ کون سا مذہب ہے یہ کون سا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین نبی کریم کی تعریف ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے مثال یوں سمجھ لیجئے ایک مسجد بنائی گئی بہت خوبصورت بنی ہے اس کا مینار اس کا محراب بہت خوبصورت ہے آپ مسجد کی تعریف کرتے ہیں تو دراصل یہ اس کا ریگر کی تعریف ہے جس نے وہ مسجد بنائی ہے اور اس کا ریگر کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اسے کارگری عطا فرمائی اسے شعور دیا ہے اسے عقل عطا فرمائی کہ جس کے بل بوتے پر اس نے خوبصورت مسجد بنائی تو کارگری کی تعریف دراصل اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جو اصل خالق ہے مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔ اس کی کوئی مثال نہیں ہے وہ جسم سے پاک ہے وہ زمان سے پاک ہے وہ مکان سے پاک ہے اٹھنے بیٹھنے سے پاک ہے۔ سونے سے پاک ہے کھانے پینے سے پاک ہے اسے کسی چیز کا کوئی مفاد نہیں ہے یہ عرش و کرسی اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹھنے کے لئے نہیں بنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ بیٹھنے سے پاک ہے۔ چلنے پھرنے سے پاک ہے پھر یہ عرش اور یہ کرسی کیوں بنائی ہے۔ علامہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ بھی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش پر

جلوہ افروز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا کرسی بنائی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عرش و کرسی اور باقی سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنائے ہیں۔ ساری کائنات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی بنائی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حضور کے دم قدم سے ہے باغ عالم میں بہار

وہ نہ تھے کچھ نہ تھا گر وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے ہی ہے۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف کرنا ہے۔ صلح حدیبیہ کے مقام پر جب صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی تو صحابہ کرام کے ہاتھوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لِلّٰهِ فَوْقَ اَیْدِيْهِمْ** (الف ۱۰) ”ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے“ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے۔ **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی** (النجم ۳) ”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ **مَنْ طِيعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ** (النساء ۸۰) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی دراصل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا، اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات، کمالات، تصرفات جتنے بھی بیان کریں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہے اور وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کریں کسی رسول علیہ السلام کی تعریف کریں اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کی تعریف کریں وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** سب تعریف اللہ کے لئے ہے لیکن وہ اپنی صفات کا مظہر جس کو بھی بنادے وہ بھی قابل تعریف ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی تعریف وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 11-01-02

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ ”الحمدیث“

طرفداری امت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین ایک چھوٹا سا واقعہ ہے کہ اکبر بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ بیٹنگن کھانے چاہئیں۔ اس کا دل چاہا کہ بیٹنگن
کھائے۔ اس نے باورچی کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے بیٹنگن پکائے۔ بیٹنگن کا سالن تیار ہو کر آ گیا۔ بادشاہ نے اس میں
سے ایک نوالہ لیا اور بڑی تعریف کی کہ بہت اچھا سالن ہے کیا بات ہے بیٹنگن بہت اچھا ہے اس کے درباری نورتن بیٹھے
تھے انہوں نے بھی تعریف کرنی شروع کر دی کہ یہ تو پھل ہی بہت اچھا ہے بڑی اعلیٰ سبزی ہے اس کا بہت خوبصورت
رنگ ہے اس کے سر پر تاج ہے۔ نیلگوں رنگ کے اوپر سبز رنگ کا سرپوش ہے۔ بہت لذیذ سالن بنتا ہے۔ اتنے میں
بادشاہ نے دو چار نوالے کھالے اور کہا کہ کوئی مزہ نہیں آیا۔ عجیب قسم کا ذائقہ ہے۔ اس میں کوئی لذت نہیں ہے۔ نورتن
بولے کہ بادشاہ سلامت یہ بھی کوئی سبزی ہے۔ سیاہ رنگ ہے اکثر اس میں کیڑے پڑے ہوتے ہیں۔ موٹے موٹے
کیڑے اس سے نکلتے ہیں درباریوں نے بدتعریفی شروع کر دی۔ بہر حال کھانا ختم ہو گیا۔ بادشاہ بھی اٹھ کر چلا گیا۔
دعوت ختم ہو گئی۔ کسی نے ان درباریوں سے پوچھا کہ اے نورتنو۔ بیٹنگن تو آخر بیٹنگن ہی ہے۔ بادشاہ نے ذرا کھانا پسند کیا
تو تم نے اس کی تعریف کے پل باندھ دئے اور بادشاہ نے ذرا ناگواری کا اظہار کیا تو تم نے اسی وقت ہی بدتعریفی شروع
کر دی۔ یہ کیوں کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ کے ساتھی ہیں بیٹنگن کے ساتھی نہیں ہیں۔ ہم نے طرف
داری بادشاہ کی کرنی ہے۔ بیٹنگن کی نہیں کرنی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بادشاہ کی رضا کس میں ہے۔ اگر اسے بیٹنگن پسند
ہیں تو ہمیں بھی پسند ہیں۔ اگر بادشاہ کو بیٹنگن ناپسند ہیں تو ہمیں بھی پسند نہیں ہیں۔ حضرات اب آپ اور میں یہ دیکھیں
کہ ہم کس کے ساتھ ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ بتائیں کہ ہم کس کے ساتھ ہیں۔ ہم بادشاہ کے ساتھی ہیں یا بیٹنگن کے
ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہیں۔ ساری کہانی اس لئے ہے کہ جو چیز بادشاہ کو پسند ہے۔ اس کے غلام کو بھی وہی
پسند آتی چاہئے۔ غلام اگر اپنی طرف سے کوئی بات کرے اپنی پسند بادشاہ سے علیحدہ رکھے تو خواہ وہ سچا بھی ہو لیکن پھر بھی
وہ جھوٹا ہی ہے۔ اس کی سچی بات بھی جھوٹی ہی ہے۔ یہ نورتن تو تنخواہ دار ہیں۔ وہ ہر وقت بادشاہ کی تعریف اور طرف
داری کرنے کی تنخواہ لیتے ہیں جس کا کھانا اسی کا گانا۔ جس سے تنخواہ لینی ہے اسی کے گن گانے میں اور ایک نعت ہے کہ

تیرا کھائیں تیرا میلاد کیوں نہ منائیں یا رسول اللہ ﷺ

میں ہمیشہ عرض کرتا ہوں کہ جو نہیں بھی کھا رہا ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں کھاتا۔

فرشتے نہیں کھاتے۔ وہ کھانے پینے سے پاک ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد وہ بھی مناتے ہیں۔ کھانا، پینا دنیاوی باتیں ہیں۔ الیکشن ہو رہے تھے اور اور چند مانگنے والے گولے پٹاخے لئے ہوئے انتظار میں بیٹھے تھے کہ جو کوئی بھی شخص الیکشن جیتے گا اسی کے در پر جا کر یہ گولے اور پٹاخے وغیرہ چلائیں گے اب یہ لوگ جو ہیں یہ ان کے ساتھ ہیں جو الیکشن جیت لیتا ہے۔ ان کو یہ کوئی غرض نہیں کہ کون جیتے یا کون ہارے۔ ان کو اپنے انعام سے غرض ہے کہ جو کوئی بھی فاتح ہے یہ ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیشہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہو۔ اکبر بادشاہ جھوٹا بھی ہو سکتا ہے اور سچا بھی ہو سکتا ہے۔ اسے بیگانے سے متعلق علم ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا ہے لیکن نورتن ہمیشہ اسے ہی سچا کہیں گے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر حال میں سچے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نعوذ باللہ کوئی کمی نہیں، کوئی خامی نہیں، کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ کوئی بے عمل نہیں۔ ہر حال میں سچے ہیں پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف داری کیوں نہ کریں۔ ان کی بات کو کیوں نہ پسند کریں۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی طرز کو اپناؤ۔ اپنے اوپر چادر اوڑھ لینا کون سا کمال ہے۔ اپنے اوپر چادر اوڑھ لیں تو جو کوئی حسن ہے وہ بھی چھپ جائے گا۔ لیکن اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام چادر اوڑھ لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن اتنا زیادہ دو بالا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ** کہہ کر پکارتے ہیں فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ مجھے کتنے پسند آتے ہیں کتنا خوبصورت معلوم ہوتے ہیں نظر آتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر اوڑھ لی ہو۔ پھر فرماتے ہیں **يَا أَيُّهَا الْمُدَيِّرُ** اے میرے چادر اوڑھنے والے۔ کیسی تعریف ہے کیا پیارا انداز ہے کیسی طرف داری ہے۔ چادر اوڑھ لینے میں کیا حسن ہے۔ کیا کمال ہے۔ لیکن نبی پاک چادر اوڑھ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ادا بھی پسند ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی ادا سے یاد فرماتے ہیں۔ **يَا أَيُّهَا الْمُدَيِّرُ** کیا معنی۔ اے لیف لینے والے منزل کملی ہے کمال ہے۔ اور مدثر رضائی ہے۔ فرمایا اے رضائی اوڑھنے اب رضائی اوڑھنے میں کون سا حسن ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر لمحہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف داری کر رہے ہیں۔ لیف اوڑھنے والی حالت کو بھی پسند فرما کر قرآن مجید بنادیا ہے۔ چادر اوڑھنے والی کیفیت کو بھی پسند فرمایا اور قرآن مجید بنادیا ہے۔ اس سے بڑی طرف داری اور کیا ہو سکتی ہے۔ پھر فرمایا مجھے تیری عمر کی قسم۔ حالانکہ ساری عمر میں بندہ مختلف حالتوں میں ہوتا ہے۔ کبھی بچپن ہے کہیں جوانی۔ کہیں پڑھا پا کہیں صحت۔ کہیں بیماری، کہیں، دبلا پن، کہیں موٹا پا کہیں کچھ ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر حالت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری عمر کی قسم اٹھائی ہے۔ یہ نہیں کہ بچپن کی نہیں یا جوانی کی نہیں یا کسی اور کیفیت کی نہیں۔ اعلان نبوت سے پہلے کی نہیں۔ نہیں بلکہ اس عمر شریف کی بھی قسم ہے۔ اور اعلان نبوت کے بعد کا جو زمانہ ہے اس کی بھی قسم ہے اس کے بعد کا جو زمانہ ہے اس کی بھی قسم ہے ہر زمانہ کی قسم اٹھائی ہے یہ طرف داری دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کر رہا ہے۔ پھر دیکھیں کہ جو بھی خیال میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دل میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی طرف داری کرتا ہے۔ جو خیال آ جائے جو بات آ جائے جو حرف بھی آ جائے اللہ تعالیٰ اس کی بھی طرف داری کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آٹھ مختلف بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط ارسال فرمائے اور ہر ملک کے لئے اپنے صحابہ میں سے سفیر مقرر فرمائے کسی نے فارس ایران میں جانا تھا۔ کسی نے اٹلی میں جانا ہے کوئی مصر میں جانے والا ہے کوئی یمن میں بھیجا جانے والا ہے کسی نے روم جانا ہے اور ہر ملک کی زبان آنی چاہئے جہاں اسے بھیجا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں جو نبی یہ خیال آیا اسی لئے وہ آٹھ کے آٹھ آدمی جس جس ملک کے لئے سفیر مقرر فرمائے گئے تھے ان کو اس اس ملک کی زبان آ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی ان کے لئے دعائیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ مبارک نہیں اٹھائے کہ یا اللہ ان اپنے متعلقہ ملک کی زبان آ جائے۔ اس کو فارسی آ جائے اس کو لاطینی آ جائے۔ اس کو یمنی آ جائے۔ پتہ نہیں کہ کون کون سی زبانیں تھیں ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ہی خیال آیا کہ ان کو وہ زبان بھی آ جائے جہاں جہاں جا رہے ہیں تاکہ بات سنا بھی سکیں سن بھی سکیں اپنی سمجھا بھی لیں ان کو سمجھ بھی لیں۔ تو اسی لئے ہر سفیر کو اپنے اپنے متعلقہ ملک کی زبان آ گئی۔ یہ طرف داری ہے۔ کوئی حرف ابھی زبان مبارک سے نکلا نہیں ہے صرف دل میں خیال پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی طرف داری کر رہے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خیال آیا کہ قبلہ بدل جائے۔ بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ مسلمانوں کیلئے قبلہ بن جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ مبارک اوپر کو اٹھا رہے ہیں۔ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ادا بھی پسند آ گئی حالانکہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اجازت نہیں دیتا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی حالت میں بھی اوپر کی طرف نگاہ اٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ادا بھی پسند ہے۔ فرمایا کہ میں تیرا چہرہ دیکھ رہا ہوں آسمان کی طرف اٹھانا۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جس طرف کو بھی منہ کر لے میں تیرے لئے اسی کو قبلہ بناتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا رخ بیت اللہ شریف کی طرف کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہی قبلہ مقرر فرما دیا۔ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر فرما دیا۔ مسجد قبلتین میں یہ حالت ہے کہ بیت المقدس شمال کی طرف منہ کر کے نماز ادا ہو رہی تھی دو رکعت ادا ہو چکی ہیں کہ تحویل کعبہ حکم آ گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت نماز میں ہی شمال سے ہٹ کر جنوب میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر لیا۔ شمال سے چل کر جنوب میں تشریف لے آئے۔ اس لئے اس مسجد میں دونوں طرف محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی طرف داری کرتا ہے۔ نورتن تو جھوٹ بھی مارتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ حق ہے ہمیشہ سچا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو پسند فرماتا ہے۔ ایک صحابی تھے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں ارشادات تحریر فرمایا کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی غصہ میں ہوتے ہیں کبھی خوشی میں

ہوتے ہیں۔ کبھی مزاح میں ہوتے ہیں کبھی خاموش ہوتے ہیں کبھی کیسی حالت میں ہوتے ہیں ہر بات تو نہیں لکھنی چاہئے۔ اس صحابی نے لکھنا چھوڑ دیا۔ احادیث مبارکہ لکھتا تھا وہ اس نے ترک کر دیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نہ لکھنا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت ایک جیسی کیفیت میں نہیں ہوتے۔ کبھی خوشی کبھی خفگی، کبھی سنجیدگی اور کبھی مزاح میں ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ یہ نہ لکھا کرو۔ کہ یہ نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کیفیت میں ہوں وہ بات لکھنی ہو کہ نہ لکھنی ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لکھا کرو میری ہر حالت حق ہے میرا سونا میرا جاگنا بھی حق ہے۔ میرا بلونا اور میرا خاموش رہنا بھی حق ہے۔ میرا خوشی کرنا میرا غصہ کرنا بھی حق ہے۔ میری ہر ادائیگی حق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ادائیگی کو اللہ تعالیٰ ہر لمحہ پسند فرماتا ہے اس سے بڑی طرف داری کیا ہوگی۔ نورتن تو کیا تعریف کریں گے۔ اللہ تعالیٰ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تعریف کرتا ہے جو اور کوئی کر ہی نہیں سکتا اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے کرم فرمائے۔ ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دھیان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس حالت میں بھی ہوں اللہ تعالیٰ ہر اس حالت کو بھی پسند فرماتا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند فرماتا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا پسند فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف داری کرتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کی طرف داری کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اپنے گنہگار امتیوں کی طرف داری کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اکبر بادشاہ سچا ہو اس نے بیٹنگن کی تعریف ٹھیک کی ہو لیکن ہم جھوٹے ہیں ہم نورتن کی طرح ہیں چڑھتے سورج کو سلام کرتے ہیں۔ طاقتور کی طرف داری کرتے ہیں خواہ جو جھوٹا ہی ہو مطلب کے بندے ہیں اپنے مطلب کو پیش نظر رکھتے ہیں ہم گنہگار بندے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر حال میں اپنے امتی کی ہی طرف داری کی ہے۔ ولادت باسعادت ہوئی تو پیدا ہوتے ہی سجدہ میں چلے گئے اور فرما رہے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتًا يَّتَّقِيْ بَيْنَا جُودًا موجود تھیں انہوں نے سنا کہ بچہ سجدہ میں کیا کہہ رہا ہے تو انہوں نے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کر رہے ہیں کہ یا اللہ تو اللہ تعالیٰ ہے میں تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ میرے حوالے کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور عرض کرو کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری کتنی شان ہے کہ تو پیدا ہوتے ہی اپنی امت کو نہیں بھولا تو قیامت کے دن کیا بھولے گا تیری یہ دعا بھی قبول ہے اور تیری وہ دعا بھی قبول ہے اس سے زیادہ اور بہتر طرف داری کون کر سکتا ہے۔ قیامت کے روز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام لمبا سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ سے سر اٹھائیے اور مالتھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مانگتے ہیں تاکہ وہ عطا کی جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ جس کے ایمان کی حالت ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ہے

اسے جنت میں لے جائیں وہ جنت میں چلے جائیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سر سجدہ سے اٹھائیے اور بتائیے کیا چاہتے ہیں میں تیری دعا قبول کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ رائی کا دانہ تو بہت بڑا ہے اتنا ایمان دنیا سے کہاں آ سکتا ہے کچھ رعایت فرمائیں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں آدھے رائی کے دانے جتنا بھی ایمان ہے اسے بھی جنت میں لے جائیں وہ بھی جنت میں چلے جائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں چلے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے کبھی نہیں مانگا جب بھی مانگا ہے تو امت کے لئے ہی مانگا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے کہ سجدہ سے سر اٹھائیے اور طلب فرمائیے آپ کو میں عطا کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے آدھا رائی کا دانہ بھی بہت بڑا ہے مہربانی فرمائیں رعایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ چلئے ایک چوتھائی رائی کے دانہ کے برابر بھی اگر ایمان ہے تو اسے بھی جنت میں لے جائیں۔ آپ نے رائی کا دانہ دیکھا ہے یہ گاؤں کے لوگوں نے دیکھا ہوگا آپ میں کتنے لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ سب سے چھوٹا دانہ رائی کا دانہ ہے بہت ہی چھوٹا کہ جو ہاتھ میں بھی مشکل سے آتا ہے۔ پھر اس کا بھی چوتھائی حصہ۔ اس کے بعد پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں ہیں اور رائی کے دانہ کے چوتھائی حصہ پر بھی اکتفاء نہیں کیا اور پھر سجدہ میں ہیں اور رائی کے دانہ کے چوتھائی حصہ پر بھی اکتفاء نہیں کیا اور پھر سجدہ میں ہیں آخر کار بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ایمان کا شائبہ تک بھی ہے اسے بھی جنت میں لے جائیں جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ بھی پڑھ لیا اسے بھی لے کر جنت میں چلے جائیں۔ یہ طرف داری ہے۔ اکبر بادشاہ کے نورتن بادشاہ کی طرف داری کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف داری کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف داری کر رہے ہیں کیا ہماری قسمت ہے۔ وہ آپ نے پڑھا ہے کہ

سنئے نہیں کیونکہ وہ غلاموں کی صدائیں

سن لیتے ہیں سرکار تو اشعار کی باتیں

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور قبر میں جب یہ سوال ہو کہ اے بندے تو اس بستی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ تو بندہ پھر اگر یہ شعر پڑھ دے تو وہ جنتی بن جاتا ہے۔ یہ اتنا پایہ کا شعر ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے کہیں بلند ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی جو طرف داری فرماتے ہیں اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک شعر کچھ اس طرح ہے کہ

کیوں کہوں کہ مجھے یہ چاہئے کہ وہ چاہئے

ان کو معلوم ہے کہ ہم کو کیا چاہئے

یہ شعر بھی پیچھے رہ جاتا ہے۔ آپ تو کہتے ہیں ناکہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درختوں کی بات سنتے ہیں اس لئے میری بھی سنیں گے اس سے بہتر شعر ہے کہ

کیوں کہوں مجھے یہ چاہئے کہ وہ چاہئے
ان کو معلوم ہے کہ ہم کو کیا چاہئے
ایک اور شعر ہے جو پڑھ کر وہ چلے گئے ہیں کہ

غلاموں کی خبر رکھتے ہیں آقا
وہ آقا ہی نہیں جو بے خبر ہو

اب اس شعر کو دیکھو کہ یہ پہلے دونوں اشعار سے بلند ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیت کو جانتے ہیں وہ مسئلہ کو جانتے ہیں وہ ہماری مشکل کو جانتے ہیں وہ ہماری ہر پریشانی کو جانتے ہیں ہر Problem کو جانتے ہیں۔ بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ مجھے یہ مسئلہ ہے مجھے یہ پریشانی ہے مانگنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم بے صبر ہیں مانگتے ہیں تو مانگتے رہیں۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری نصیب ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائر کی زبان اکثر بند کر دیتے ہیں۔ سوائے آنسوؤں کے وہاں کچھ نہیں چلتا۔ زبان بند ہو جاتی ہے یہ کیوں بند ہو جاتی ہے کوئی لاہور سے گیا کوئی فیصل آباد سے گیا کوئی چین سے گیا کوئی جاپان سے گیا کوئی کہیں سے گیا دنیا کے ہر خطے میں مسلمان ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہوتے ہیں پھر زبان کیوں بند ہو جاتی ہے اس لئے بند ہو جاتی ہے کہ اس نے اپنی اوقات کے مطابق مانگنا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شان کے مطابق دینا ہے۔ اس لئے زبان بند ہی رہے تو بہتر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زائر کی اتنی طرف داری فرماتے ہیں کہ یہ کہیں کوئی چھوٹی موٹی چیز لے کر چلا جائے میں اس کو خود نوازوں گا تاکہ یہ کہیں خسارے میں نہ رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیت کو جانتے ہیں اور اس کی نیت جان کر عطا فرماتے ہیں۔ اشجار کی بات، پتھروں کی بات اونٹ کی بات، ہرنی کی بات، گوی کی بات یا اسی طرح سے دوسرے جب بات کرتے ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ جب تک کوئی بات نہ کرے وہ سنتے نہیں ہیں ایسی بات نہیں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دل کی بات بھی سنتے ہیں شق القمر میں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ حبیب شامی نے جب کہا کہ سورج غروب ہو جائے چاند نکل آئے چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں وہ جڑ جائیں پھر چاند غروب ہو جائے سورج نکل آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا تو سورج غروب ہو گیا۔ انگلی سے اشارہ فرمایا تو چاند ٹکڑے ہو گیا۔ پھر اشارہ سے جڑ بھی گیا۔ سب کچھ ہو گیا۔ پروفیسر صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ سورج واپس نہیں آ سکتا۔ دنیا کی کسی بھی طاقت سے یہ واپس نہیں آئے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت چاند کو توڑ نہیں سکتی جوڑ نہیں سکتی یہ سب کچھ ہو گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے کی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ کر دیا یہ طرف داری ہے اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

طرف داری فرماتے ہیں۔ پھر حبیب شامی سوال نہ کر سکا اس کی قوت گویائی جواب دے گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس کے دل کی بات اسے بتائی کہ تو چاہتا ہے کہ تیری فالج شدہ بیٹی تندرست ہو جائے جاؤ وہ ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ انہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ وہ دل کی بات سنتے ہیں جانتے ہیں وہ ہر کسی کی ہر کیفیت کو جانتے ہیں۔ میرے لئے کیا اچھا ہے اور کیا اچھا نہیں ہے وہ سب جانتے ہیں پھر اپنی مرضی سے عطا کریں تو کیا بات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اپنی امت کی طرف داری کرتے ہیں اور وہی عطا فرماتے ہیں جو کسی امتی کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ جو بہتر نہیں ہوتا اسے کسی دوسرے رنگ میں بدل دیتے ہیں میرا عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ ہر بندہ اس کا کردار اس کا عمل اس کی بات اس کا انجام اس کی بخشش نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اس کی طرف داری فرماتے ہیں اور بہتر سے بہتر عطا فرماتے ہیں۔

حشر کا دن بہت طویل ہے بہت لمبا ہے دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہرزخ کا ایک دن اور برزخ کے پچاس ہزار سال کے برابر حشر کا دن اب حساب لگا لو کہ کتنا طویل عرضہ ہوگا اور اس سارے عرصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما نہیں ہوں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تشریف رکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ اگر میں بیٹھ گیا اور میرا کوئی امتی جنہم میں چلا گیا تو پھر کون ذمہ دار ہے یہ طرف داری ہے دوسرے انبیاء علیہم السلام اور لوگ اس راستہ پر بیٹھے ہوں گے جو جنت کو جانے والا ہوگا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس راستہ پر کھڑے ہوں گے جو جنہم کو جانے والا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ میرا کوئی امتی جنہم کی طرف چلا جائے یہ طرف داری امت ہے۔

معراج پر تشریف لے گئے تو کوئی چیز اپنے لئے نہیں مانگی۔ اگر مانگا ہے تو یہ مانگا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ مانگ لیں اور ستر ہزار مرتبہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے یہ امت کی طرف داری ہے۔ اس سے بڑی طرف داری اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ بادشاہ کا جو واقعہ میں نے عرض کیا ہے اس کا عنوان ہے ”بینگن اور دانش ور“ دانش ور وہ ہوتا ہے جو بینگن کی طرف داری نہ کرے بلکہ وہ بادشاہ کی طرف داری کرنے والا ہو۔ اور کیا شان والے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ جو اپنے لئے نہیں ہیں بلکہ اپنی امت کے لئے ہیں نہ تو میں بادشاہ ہوں نہ آپ ہی بادشاہ ہیں بلکہ ہم غلام ہیں۔ غلام در غلام ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ وہ پھر بھی طرف داری ہماری کر رہے ہیں۔ غلام ہمیشہ بادشاہ کی طرف داری کیا کرتے ہیں لیکن ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے کریم ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے غلاموں کی طرف داری کرتے ہیں۔ ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا کے منتظر رہو۔ اپنے اعمال کی طرف نہ دیکھو ان کی رحمت کی طرف دیکھو۔ حشر کے دن بھی سب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اور شفاعت سے ہی جنت میں جانا ہے۔ جس کی طرف داری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے وہی جنت کے حق دار ہوں گے۔ لہذا آج ان کی شفاعت کو مانو تاکہ قیامت کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری شفاعت فرمائیں تمہاری طرف داری فرمادیں۔ اگر تو کہے کہ جنت

عمل سے ملتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی طرف داری اور شفاعت نہیں فرمائیں گے اور تمہارے اعمال بھی کام نہیں آئیں گے کیونکہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ہوگا یہ حدیث پاک ہے۔ اور اسی لئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

جنت کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بلکہ جنت بنی ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے ہے۔ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی محتاج ہے جو خود محتاج ہے اس نے سردار کو کیا دینا ہے۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہم اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا ہیں جو جنت کے بھی مالک ہیں۔ دوزخ کے بھی مالک ہیں۔ پوری کائنات کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی ہے جو چاہیں جیسا چاہیں کریں۔ مختار ہیں۔ حاکم کل نے مالک کل بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا کا دانش ور تو اپنے بادشاہ کے ساتھ رہتا ہے۔ پوری کائنات کا بادشاہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اور اتنی عظمت والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے ساتھ ہیں اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہے۔ اس دنیا میں صرف اکبر بادشاہ کے ہی نور تن نہیں تھے ہر بندہ ہی نور تن ہے کوئی نواز شریف کے گیت گا رہا ہے کوئی بے نظیر کے گیت گا رہے ہیں کوئی پرویز مشرف کے گیت گا رہا ہے۔ ہر بندہ ہی نور تن ہے۔ اور اپنے بادشاہ کے گیت گا رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی بات دیکھو جو بے نیاز ہے۔ بے پرواہ ہے۔ مالک ہے مختار ہے قدرت والا ہے۔ قادر ہو کر بے نیاز ہو کر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کے ساتھ ہے یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ قیامت کی روز ہر شخص ہر نبی علیہ السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی ہستی ہیں جو اس وقت بھی اپنی امت کی طرف داری کریں گے اور امتی امتی فرما رہے ہوں گے۔ یا اللہ میری امت کو بخش دے یا اللہ میرے امتی کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف داری کرنے کا احسان مندر ہننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش پروفیسر مختار احمد صاحب 09-08-01

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو بات بنتی ہے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ عقیدہ کی بات کرتے ہیں۔ دو چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

چلوں جو طیبہ کی سمت یا رب
قدم اٹھاؤں سنبھل سنبھل
یہ ایک شعر ہے اور اسی نوعیت کا ایک اور شعر ہے۔

جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے
یہ ٹھیک ہے نا۔ اب ایک شعر ان کے مقابلہ کا ہے کہ

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے صحیح عقیدہ کون سا ہے۔ حضرات جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے۔ اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی
ہے اس میں فاعل میں ہوں یعنی کام کرنے والا بندہ میں خود ہوں۔ میں وسیلہ بناؤں گا۔ پاؤں سنبھل سنبھل کر چلوں گا۔
میں یہ کروں گا میں وہ کروں گا۔ یہ سارے میرے کام ہیں حالانکہ دنیا میں سارا کام نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے نور کا
ہے۔ کسی کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہو تو کام بنتا ہے۔ ورنہ نہیں بنتا ہے۔ اگر آپ
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بنائے ہوئے کام کو اپنی طرف نسبت کریں کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔ یعنی آپ خود آئے
ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام آپ کو لائے ہیں۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں پھر آپ یہ کہیں کہ میں آیا
ہوں۔ میں نہا کر آیا ہوں میں بن کر آیا ہوں میں خوشبو لگا کر آیا ہوں میں کپڑے نئے پہن کر آیا ہوں تو پھر تو آپ کا
مقابلہ ہو گیا نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام ک کرم سے۔ عقیدہ صحیح رکھو کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں اس لئے یہ
پہلی دونعت جو فیض میرا صاحب نے پڑھی ہیں آدھی نعت اور ہے اور بقیہ آدھی نعت اور ہے۔ آئیے ہم ذرا عقیدہ
درست کر لیں حضرت جابرؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے
کس چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابرؓ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے پرتو سے اس کی روشنی سے اس کے سایہ سے۔ ہمارے ہاتھ کا تو سایہ ہوتا ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوتا ہے۔ یہ فرق ہے۔ ہمارے ہاتھ کا سایہ بنتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کا کرم ہوتا ہے۔ اس سایہ سے اس کرم سے عمل بنے۔ اس سے فرش بنے اس سے عرش بنا۔ اس سے فرشتے بنے اس سے نبی پیغمبر رسول بنے اس سے نبوتیں بنیں اس سے معجزے بنے اس سے بندے بنے اس سے کرامتیں بنیں تو تم خود کہاں سے بن گئے آپ نہیں بنے۔ بنتے ہیں وہی جن کو سرکار بناتے ہیں یہ عقیدہ صحیح رکھو پھر نعت کا انتخاب خود ہی ہو جائے گا۔ آپ کی بڑی اچھی آواز ہے سب کچھ اچھا ہے۔ قبر میں یہ ایک شعر بھی پڑھ دو گے تو تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ جب یہ سوال ہو ہو کہ تو دنیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا کہتا تھا۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہاں بھی تو یہ کہہ دے کہ

جسے وسیلہ بنایا تمام نبیوں نے
اسے وسیلہ بناؤ تو بات بنتی ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کام آپ کا بن جائے گا۔ لیکن اس میں بہتری سے بہتری یہ کرو کہ ہر چیز ہر عمل میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے جس کے پلے میں کوئی چیز ہے وہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم ہے۔ حضرت عمرؓ کو کس نے فاروق اعظمؓ بنایا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے ورنہ وہ قتل کرنے آ رہے تھے۔ یثرب کو کس نے مدینہ بنایا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی ڈاچی کو کس نے رفتار دی۔ جوانی دی۔ جس نے اس ڈاچی کو رفتار دی۔ جوانی دی وہیں سے تمہیں بھی عمل ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بنایا ہی اسی لئے ہے کہ ہمارے عقائد درست ہو جائیں۔ ڈاچی جب آئی تو کمزور تھی لاغر تھی چل نہیں سکتی تھی اس میں رفتار نہیں تھی سوکھی ہوئی دودھ بھی نہیں تھا۔ تمام قافلہ والوں سے پیچھے رہنے والی تھی تمام آگے جانے والی ڈاچیوں کی مٹی گر دو غبار اس پر پڑتا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ تو دیکھی کمزور۔ ہڈیاں نکلی ہوئی دودھ بھی سوکھا ہوا۔ اس کا اپنا بچہ بھی دودھ نہ ہونے وجہ سے رو رہا ہے۔ یہ اس کے آنے کا نقشہ ہے۔ سات اس کی بکریاں ہیں وہ بھی لاغر کمزور اور ان کا کوئی دودھ نہیں۔ جس چراگا میں جاتی ہیں وہاں کھانے کو کچھ نہیں سارا گھاس سوکھا ہوا ہے۔ یہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے گھرانے کا نقشہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا تو کیا ہو گیا کہ اسی لمحہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے اپنے پستانوں میں دودھ آ گیا۔ کیا اس نے کوئی ایسی خوراک کھائی۔ بھینس کو ونڈا ڈالو گے تو دودھ ملے گا۔ بے کوئی زمیندار یا کوئی Neturitionist یہاں بیٹھے ہوئے تو بتائیں۔ بھینس کو چارہ دو گے۔ خوراک دو گے ونڈا ڈالو گے تو وہ دودھ دے گی۔ لیکن حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے کچھ نہیں کھایا صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا ہے تو دودھ آ گیا۔ اسی طرح سے آپ پر بھی کرم ہے۔ اسی درے تم پر بھی کرم ہونا ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔ اگر مگر کرے گا تو چھسن جائے گا۔ شیطان کسی وقت بھی تم سے ایسا عمل کرا دے گا ایسے الفاظ تیری زبان پر لائے گا کہ جس سے تو گمراہ ہو جائے گا۔ جب کہتے ہیں کہ عمل سے زندگی بنتی ہے ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے

کہ بندہ اگر کوشش کرے تو اعمال میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے نکل جاتا ہے یہ ان کا عقیدہ ہے جو کہتے ہیں کہ ہم عمل کرتے ہیں عمل سے زندگی بنتی ہے۔ رات جاگتے ہیں نوافل پڑھتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں۔ طہارت کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں ہم آگے نکل جائیں گے۔ شیطان ان کو اور بھی زیادہ شاباش دیتا ہے کہ شاباش بھی تو بڑا شیر ہے بڑا عابد ہے زاہد ہے۔ اس طرح سے اس کا بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ لیکن جو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے تو اس سے شیطان کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ اب جب کہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے دودھ آ گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پی لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی نے بھی سیر ہو کر پی لیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی ڈاچی پر سوار ہوئے تو اس میں بھی دودھ آ گیا رفتار بھی آ گئی جوانی بھی آ گئی صحت بھی مل گئی اور وہ سب ڈاچیوں سے پیچھے رہنے والی اب سب سے آگے جا رہی ہے۔ بنو سعد کی پیہیاں پوچھتی ہیں کہ حلیمہؓ آپ کی ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے یہ چل نہیں سکتی تھی اب پکڑی ہی نہیں جاتی ساتھ ملنے ہی نہیں دیتی اتنی کیسے ہو گئی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے ابھی جواب دینا تھا کہ نہیں دینا تھا وہ ڈاچی از خود بول اٹھی یہ تیری میری تعلیم کے لئے ہے کہ ڈاچی بولنے لگی کہنے لگی کہ اے بنو سعد کی عورت تمہیں پتہ نہیں ہے میں خود تیر نہیں ہو گئی ہوں میں تو وہی ہوں۔ لیکن اب میرا سوال بدل گیا ہے اب میری پشت پر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے ہیں۔ آج تو بھی اپنی فکر، سوچ، دماغ، علم اور زبان پر یہی سوچ لے تو تیری بھی قسمت بدل جائیگی۔ یہ ان کا کرم ہے۔ یہ جا رہے تھے تو جس وادی سے گزرتے، جانتے ہو کہ وادی کیا ہوتا ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان نشیبی گزرگاہ کو وادی کہتے ہیں۔ پہاڑ سوکھے ہوتے ہیں لیکن وادی سرسبز ہوتی ہے۔ پہاڑوں کا سارا پانی بہہ کر یہاں آ جاتا ہے۔ جب آئے تھے تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے وادیاں خشک تھیں ان کی گھاس سوکھی ہوئی تھی۔ جو نبی یہ ڈاچی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر ان وادیوں سے گزری وہ سب ہری بھری ہو گئیں حضرت حلیمہ سعدیہؓ بڑی متاثر ہو چکی تھیں اور اس تبدیلی کو سمجھ چکی تھیں کہ یہ سارا کرم اس بچہ کی وجہ سے ہے کہ میرا بھی دودھ آ گیا ڈاچی کے بھی دودھ آ گیا رفتار آ گئی گھاس بھی ہری ہو رہی ہے۔ جب گھر پہنچی تو اپنی بکریوں کی پشت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پھیرا تو بکریوں کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ دودھ نکالا تو گھر کے سارے برتن بھر گئے اپنے ہمسائیوں سے بھی برتن لئے۔ چالیس گھرانوں کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ یہ اتنا دودھ کہاں سے آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے اپنا ایمان اس نقطہ کے گرد گھمسا لیا تو پھر تمہارا انتخاب شعر خود بخود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر اس کو نہ اپناؤ گے تو پھر ہوگا کہ میں آتا ہوں۔ میں لاتا ہوں میں جاتا ہوں پھر اسی آتا جاتا میں ہی رہوں گے۔ اور اگر یہ کہو گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے پھر نعت اور اشعار کے انتخاب کا طریقہ ہی بدل جائے گا۔ آپ یہ کر کے دیکھ لیں۔ علامہ اقبال کا عقیدہ پڑھ لو۔

یاز	نور	مصطفیٰ	او	را	بہا	است
یا	ہنوز	اندر	تلاش	مصطفیٰ	است	است

جس چیز کی کوئی قیمت ہے قدر ہے۔ وقعت ہے یا کوئی بہتری ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے یا وہ ابھی تک تلاش میں ہے کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے تو اس کی کوئی قیمت بن جائے۔ یہ اصل عقیدہ ہے جو ہم کہتے ہیں کہ عقیدہ بنا لو وہ یہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کہے کہ میں ہوں میرے عمل ہیں میں ٹھیک ہوں نہیں کچھ بھی نہیں ہے کوئی بندہ آپ بتائیں کہ وہ ٹھیک ہے۔ اگر یشرب خود ٹھیک ہو گیا ہے تو بناؤ۔ ڈاچی اگر خود ٹھیک ہو گئی ہے تو پھر میں غلط ہوں اگر وادی از خود ہری بھری ہو گئی ہے تو میں غلط ہوں اگر وہ سب کچھ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہو رہا ہے تو میں درست ہوں وہ چونکہ ذرا جلدی جلدی ہو گیا ہے اس لئے نمایاں ہے ہمیں ذرا آہستہ آہستہ ملتا ہے اس لئے ہم محسوس نہیں کرتے۔ آپ کا بیٹا قد میں بڑ رہا ہے عمر میں بڑ رہا ہے کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ دیکھتے دیکھتے جوان ہو گیا ہے اس عقیدے کی وجہ سے امت پر اتنا کرم ہے لیکن جس کا یہ عقیدہ نہیں ہے اس پر کرم بھی نہیں ہے یہ نہ کہو کہ وہ کلمہ پڑھتا ہے پڑھنے دو کلمہ۔ حج کرتا ہے کرنے دو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے قربانی کرتا ہے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اگر فرق پڑتا ہے تو وہ عقیدے سے پڑتا ہے۔ کہ تیرا عقیدہ کیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ کلمہ پڑھنے والے نماز پڑھنے والے۔ حج کرنے والے۔ روزے رکھنے والے۔ تلاوت کرنے والے۔ طواف کرنے والے ان میں سے بہتر جنہی ہوں گے۔ صرف ایک جنتی ہوگا جس کا عقیدہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کا پتہ نہ چلتا ہو۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ ان کے کرم سے ہو رہا ہے۔ بدر میں کیا ہوا۔ خیبر میں کیا ہوا۔ بدر میں کوئی سامان جنگ نہیں ہے کل چھ تلواریں ہیں۔ دوسری طرف ہزار جنگجو آدمی ہیں۔ اسلحہ ان کے پاس ہے۔ تلوار، نیزہ، بھالا، اونٹ، گھر سب کچھ ہے۔ ادھر صرف چھ تلواریں ہیں آٹھ زر ہیں ہیں۔ چند گھوڑے ہیں۔ ستر کے لگ بھگ اونٹ ہیں یہ سارا اسلحہ ہے۔ تین سو تیرہ افراد ہیں۔ یہ ساری فوج ہے۔ ہتھیار ہی کوئی نہیں ہے۔ ہزار تلواروں کے مقابلہ میں چھ تلواروں کی کیا وقعت ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کر کنکریاں پھینکیں تو پورے ہزار آدمیوں کی آنکھوں میں پڑ گئیں۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ ستر مارے گئے اور ستر پکڑے گئے۔ جو بھگ گئے ہیں وہ بھی چار گنا ہیں تو کس سے بات بنی۔ سارا کرم میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

عقیدے والا سپاہی ہو تو اسے اسلحہ کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ خیبر میں کیا ہوا فرمایا کہ کل میں اس کو چھنڈا دوں گا جو فتح کر لے گا۔ صبح ہوئی تو فرمایا کہ حضرت علیؓ کہاں ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں آنی ہوئی ہیں

دکھتی ہیں پانی بہہ رہا ہے۔ فرمایا کہ بلاؤ تو سہی۔ حاضر ہوئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اسی لمحے ٹھیک ہو گئیں۔ آنکھیں عرض کرتی ہیں حضرت علیؓ بھی عرض کر رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوازیں تو بات بنتی ہے۔ حضرت علیؓ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ تشریف لے گئے اور قلعہ کا گیٹ جو کہ سولہ سو من وزنی تھا اسے ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر یوں دور پھینک دیا کہ جس طرح سے میں یہ کاپی پھینک دوں۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ کے پیچھے کون سی Force ہے کون سی طاقت ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اس عقیدے کا پھل دیکھو کہ کیا ہے اس عقیدے والا بندہ اگر کوئی نیکی کرنے کا سوچتا ہے جو اس کی ہمت سے بھی بڑھ کر ہو جیسے ایک بندہ پیسے پاس نہیں ہیں اور عرض کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے مدینہ شریف دکھا دے۔ وہ کیا شعر ہے کہ

تمہارے شہر کی ہو خیر یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیں مدینہ دکھاؤ تو بات بنتی ہے

یہ تمنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جو صحیح عقیدہ کا مسلمان بندہ نیکی کی نیت کرے گا اسی لمحے اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ بیٹھا تو وہ فصل آباد میں ہے۔ بیٹھا تو وہ چین میں ہے۔ بیٹھا تو وہ جاپان میں ہے۔ لیکن عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مدینہ شریف دکھائیں۔ اسی لمحہ اس کو مدینہ شریف کی پوری زیارت کا ثواب مل گیا۔ اور مدینہ شریف جانے اور وہاں پہنچنے اور وہاں حاضر ہونے کا کیا ثواب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو آ کر ایک نظر میرے روضے کو دیکھے گا مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ یہ ابھی گیا نہیں ہے۔ جانے والے کی بات نہیں کرتے۔ جو نیت کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مدینہ شریف دکھائیں میں اس کی بات کرتا ہوں اس کی شفاعت اسی لمحے یہاں ہی ہو گئی۔ کوئی نیت کرے کہ میں نے قبر انور کی زیارت کرنی ہے تو وہ بھی ہو گئی۔ اور اس کا ثواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میری قبر انور کی زیارت کر لی اس نے تو میری زیارت کر لی ہے۔ جو کہے کہ میں نے مدینہ شریف میں مرنا ہے اس کا ثواب یہ ہے کہ میں اس کی بھی شفاعت کروں گا۔ حضرات یہ ادھر بیٹھے بیٹھے ہی مل جاتی ہے۔ کوئی کہے کہ میں حافظ بننا چاہتا ہوں۔ حفظ کا ثواب مل گیا۔ آپ روزانہ درود شریف پڑھتے ہیں لیکن آپ ایسے نیت کریں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے روزانہ ایک کروڑ بار درود شریف پڑھنا ہے چاہے ایک دفعہ ہی پڑھ سکے۔ ہزار دفعہ پڑھ سکے کہ موت آگئی یا یہ کہ ابھی پڑھنا شروع نہیں کیا تھا کہ نیت کی لیکن مر گیا تو پورا کروڑ دفعہ درود شریف پڑھنے کا ثواب مل گیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔ نیت سے پھل ملتا ہے۔ جو نہیں نیت کی ایک نیکی لکھ دی گئی۔ وہ نیکی کر سکے یا نہ کر سکے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک نوجوان تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اس کے شہر میں جو ایک بزرگ ہیں ولی کامل ہیں میں انکی زیارت کروں۔ اس نے سوچا کہ آج جاتا ہوں کل جاتا ہوں۔ دیر ہو گئی سویر ہو گئی۔ نہ جاسکا فوت ہی ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے روز اس لڑکے کی کرسی اس ولی کامل کی کرسی کے ساتھ ملا کر رکھی جائیگی اتنا اس کو

مرتبہ دے دیا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ یہ بہت بزرگ ہیں ولی کامل ہیں میں تو بہت گنہگار ہوں میں تو اس قابل نہیں کہ ان کے برابر بیٹھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری نیت صحیح تھی تیرا عقیدہ درست تھا اور جو خواہش تو لے کر مر گیا اس کے بدلے میں تیری قسمت میں ان بزرگوں کی زیارت کا ثواب لکھ دیا گیا۔ یہ تیری حسن نیت کا پھل ہے کہ آج ان کے قریب جگہ دی گئی ہے۔ آپ میں کتنے لوگ ہیں جو مدینہ شریف گئے ہیں۔ چار پانچ ہیں جو گئے ہیں باقی جو پچاس ساٹھ بندے بیٹھے ہیں وہ کسی وجہ سے نہیں جاسکے۔ آپ ابھی نیت کریں کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے تو مدینہ شریف کی زیارت لکھ دی گئی اس کا ثواب تمہیں مل گیا صرف یہ پڑھ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ یہ جو نعت پڑھی گئی ہے اس کے آدھے اشعار اور ہیں اور آدھے اشعار اور طرح سے ہیں۔

انہیں حبیب سمجھتے ہو تم اگر ناصر

انہیں پہ جان لٹاؤ تو بات بنتی ہے

مجھے توفیق تو انہوں نے ہی دینی ہے۔ مجھے توفیق کس نے دینی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ

یہ جان اگر ان کی امانت ہے تو پھر اس میں

انہی کا پیار بساؤ تو بات بنتی ہے

میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں کر سکتا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت نہ کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے صدقے ہماری محبت ان سے ہے تو پھر میرے پلے میں کیا ہے۔ میرے پلے میں صرف یہ ہے اور وہ بھی انہیں کی عنایت سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے ایک تو میں نے یہ بتایا کہ نیت کرو تو تمہیں پھل مل جائے گا۔ دوسرا فائدہ اس عقیدہ کا یہ ہے کہ ابھی محفل کے بعد پروفیسر صاحب ہمیں کھانا کھلا رہے ہیں۔ ممتاز صاحب ہمیں لنگر کھلا رہے ہیں۔ سامان لائے محنت کی دیگ پکائی۔ حالانکہ کالج میں پروفیسر ہیں لیکن یہاں پندرہ سال سے دیگ پکا رہے ہیں۔ ہم تو کھانے والے ہیں۔ جو ثواب پروفیسر صاحب کو ممتاز صاحب کو مانا ہے وہی ثواب کھانے والوں کو بھی ملنا ہے جو ثواب کھانا کھانے والوں کو ملے گا وہی ثواب کھانے والوں کو بھی ملے گا صرف اس لئے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات بنتی ہے یہ کرم ہے جی۔ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو توریت میں ملی تھیں کہ امت محمدیہ کو یسعی کی نیت کا بھی ثواب مل جاتا ہے جیسے کہ انہوں نے وہ نیکی کر لی ہے۔ نیکی کا سوچنے پر ہی ارادہ کرنے پر ہی جزا مل جاتی ہے۔ کھانا کھانے والا اور کھانا کھانے والا برابر ہیں اسی طرح اور بھی تھا کہ وہ بعد میں آئیں گے۔ اور آگے نکل جائیں گے۔ یا اللہ یہ کس طرح سے آگے نکل جائیں گے۔ فرمایا کہ آئیں گے تو آپ سے بھی بعد میں لیکن جنت میں آپ سے پہلے داخل ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ امت مجھے نہیں مل سکتی۔ فرمایا کہ نہیں یہ آپ کو نہیں مل سکتی۔ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ پھر مجھ

سے نبوت لے لے اور مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنا دے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا ہے۔ دعا ہے۔ ہمیں چونکہ مفت میں ملی ہے اس لئے قدر نہیں کرتے۔ اتنا بڑا کرم دنیا و کائنات میں کہیں اور جگہ ملتا ہی نہیں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ سنی بنا دے اس سے بڑا کرم کہیں اور نہیں ہے۔ اور یہ کرم صرف اس لئے ہے کہ ہم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والے ہیں اور پڑھنے والے کے دل میں یہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے اگر آپ یہ کہیں کہ میں عمل کرتا ہوں میں نے داڑھی رکھی ہے میں نے سر پر ٹوپی لی ہے میں نے نماز پڑھی ہے آپ خواہ مخواہ میرا پتا کاٹ رہے ہو میرے پلے میں بھی تو کچھ رہنے دو۔ حشر والے دن تمام اعمال منادے جائیں گے تو جنت ملے گی ورنہ کوئی جنت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء مرسلین بھی ڈر جائیں گے۔ رک جائیں گے۔ خاموش ہو جائیں گے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ خاموش ہو جائیں تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔ میں ان کی طرف سے بات کروں گا۔ وہ رک جائیں گے میں ان کا رہبر ہوں گا وہ میرے سہارے چلیں گے ہر نبی دامن پھیلا کر جھولی پھیلا کر میرے در پر کھڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں اس لئے میری عرض ہے کہ یہی پرہی مان جاؤ۔ وہاں اگر شفاعت لیتی ہے تو یہیں پر مان جاؤ۔ انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں آپ کیا ہیں۔ ہم تو کسی ولی اللہ کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ ہمارے پلے کچھ نہیں ہے۔ ہمارے پلے میں صرف یہ ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات بنتی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شفاعت کے بغیر ہماری بخشش ممکن نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ جو اس دنیا میں میری شفاعت نہیں مانے گا میں اس کی شفاعت ہی نہیں کروں گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

وہاں تو سب سیدھے ہو جائیں گے۔ ابو جہل اور دوسرے تمام جو ستر بندے جنگ بدر میں مر گئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایک گڑھے میں پھینک دیا اور فرمایا کہ اب تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ میں سچا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اس سوال کا کیا مطلب کہ مرنے کے بعد بندہ سیدھا بھی ہو جاتا ہے اور اس کا عقیدہ بھی درست ہو جاتا ہے اور اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان ہے۔ اس دنیاوی زندگی میں اگر اسے پتہ نہیں چلتا ہے تو قبر میں جاتے ہی پتہ چل جاتا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ سنتے ہیں فرمایا تم سے زیادہ اور بہتر سنتے ہیں لیکن اب عمل کا موقع نہیں ہے عقیدہ بنانے کا موقع نہیں ہے وہ وقت اب گزر گیا ہے۔ جنگ بدر سے پہلے اگر عقیدہ درست کر لیتے تو کام بن جاتا۔ اس لئے میری عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہم پر ہو اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کے بعد یاد رکھنے والی چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 ہو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 ان سے لے کر اجازت یہ رات بنتی ہے
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوا تو یہ برات بنتی ہے

اس ساری نعت میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے اس میں کسی کا کچھ نہیں ہے جس نے نعت لکھی ہے اس کا بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو کہہ رہا ہے کہ ان کا ہے ان کا ہے اور شعراء حضرات ایسی بات کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے پھول بنے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سورج بنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے چاند، ستارے بنے اور پھر آخر میں کہہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاند جیسے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سورج جیسے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھول کی مانند ہیں۔ بندہ خدا تو خود ہی کہہ رہا کہ پھول، چاند، ستارے، سورج وغیرہ ان کی وجہ سے بنائے گئے اور اب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان جیسا کہہ رہا ہے۔ نعت میں یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ہر چیز میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے۔ کون ہے جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں ہے۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
 بٹتی ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

ایک اور شعر سنیں کہ جس کے بعد پھر پیچھے کچھ رہ ہی نہیں جاتا۔

اصالت کل سیادت کل امارت کل امامت کل
 حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اب بتائے پروفیسر صاحب پیچھے کون سی چیز باقی رہ گئی ہے۔ اصالت کیا ہوتی ہے۔ Personalities یہ بڑا معتبر بندہ ہے۔ تدبر والا ہے۔ بڑا روشن خیال ہے اس کو اصالت کہتے ہیں۔ سیادت یعنی Leadership راہبری جیسے قائد اعظم، امارت امیری، دولت سونا چاندی Richness امامت یعنی پیشوا۔ حکومت آپ جانتے ہیں کہ جس کے لئے ساری دنیا مر رہی ہے اور ولایت کلی طور خدا کے دربار میں صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اب اگر حکومت یعنی ہے تو ان سے لو۔ اگر Personality بنوائی ہے تو ان سے بنواؤ۔ امام بننا ہے تو ان سے

امامت کا طریقہ سیکھو۔ جو کچھ بھی لینا ہے ان سے لیں کہ سب کچھ ان کے پاس ہے۔ کل کے مالک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے نیچے ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کی بھی کوئی حد ہے کہ نہیں ہے۔ امارت کی بھی کوئی تو حد ہوگی آخر کتنا امیر ہو جائے گا۔ اصالت، سیادت سب کی کہیں نہ کہیں حد ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس لئے یہ شعر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں پہنچتا اور پیچھے رہ جاتا ہے۔ البتہ تھوڑا سا اگر کوئی شعر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو پہنچتا ہے یا بیان کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

صرف یہ شعر ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے ذرا قریب پہنچتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آٹھ مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ کوئی فارسی والا، کوئی روم والا، کوئی حبشہ والا، کوئی یمن والا اس طرح مختلف آٹھ فرمانروا تھے جن کو خط و رسال فرمائے اور اپنے اپنی بھیجے۔ سفیر بھیجے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے نہیں فرمایا بلکہ صرف دل میں خیال آیا کہ جو کوئی سفیر جس ملک میں جا رہا ہے اسے اس ملک کی زبان آنی چاہئے تاکہ وہ ان حکمرانوں سے کھل کر بات کر سکے۔ اپنا پیغام سمجھا سکے ان کی بات سمجھ سکے۔ اسی لمحے جس نے فارس میں جانا تھا اسے فارسی آگئی جس نے روم جانا تھا اسے لاطینی آگئی الغرض جس سفیر نے جس ملک میں جانا تھا اسے وہاں کی زبان آگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال فرمایا اور وہ سارے سفیر اپنے اپنے ممالک کی زبانوں کے عالم بن گئے۔ پھر یہ کہ ”وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں“ وہ بھی پیچھے رہ جاتی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال شریف سے ہی کام بن جاتے ہیں۔ زبان مبارک سے بھی کہنے کی ضرورت نہیں صرف مرضی اور منشا سے چل رہا ہے۔ کیوں چل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہوئی ہے۔ **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** (الضحیٰ ۵) اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شعر اچھے ہیں بہت اچھے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں پہنچتے۔ اعلیٰ حضرت کے اشعار اچھے ہیں۔ وہ علم کے منبع ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے حدیث پاک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان ہے۔ قیرآن وحدیث کے باوجود کائنات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راز ہیں۔ ان کی شان بیان نہیں ہو سکتی۔ بس یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب یہ دیکھیں کہ یہ بابا محمد یعقوب ہے اس کی عمر کافی زیادہ ہے یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی منقبت پڑھتا ہے۔

غوث الاعظمؒ مریداں تے ہر ویلے نظر رکھ دے
بٹھے نہیں چٹائی تے دو جگ دی خبر رکھ دے

رب موڑ دا نہیں کوئی گل ساڈے پیران پیراں دی
ایہہ رب نوں منالیندے جدوں سجدے وچہ سر رکھ دے
کدی موڑ دے نہیں خالی در تے آئیاں گداواں نوں
ایہہ تاں اپنے مریداں لئی کھلے اپنے در رکھ دے
تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے
جو کہن اوہ ہو جاندا لفظاں وچہ اثر رکھ دے
ایویں نہ سمجھ بیٹھیں انہاں اولیاء اللہ نوں
ایہہ تاں از لاں تو جوہری نے قدماں وچہ گوہر رکھ دے
یہ پڑھتا ہے کہ

تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے
جو کہن اوہ ہو جاندا لفظاں وچہ اثر رکھ دے

یہ حضرت سرکارِ غوثِ الاعظمؒ کی منقبت ہے۔ حضرت سرکارِ غوثِ الاعظمؒ یہاں فیصل آباد میں اس کے پاس تشریف لے آئے۔ فرمایا اوہ بابا تو میری منقبت پڑھتا ہے۔ بتاؤ تمہیں کیا چاہئے۔ عرض کیا کہ سرکارِ میری ریٹائرمنٹ ہو رہی ہے اور دوسرا کوئی روزی کا بہانہ نہیں ہے۔ یہ بابا ریلوے میں ملازم ہے۔ فرمایا کتنی مدت ملازمت اور چاہتے ہو عرض کیا کہ سرکار جو آپ کی مرضی ہے وہ عطا کر دیں۔ فرمایا جاؤ میں نے تمہارے ریکارڈ میں سے تمہاری تاریخ پیدائش منادی ہے اب جتنی تو چاہے گا وہ لکھ دیں گے۔ بابا گیا اور اپنے متعلقہ افسران سے کہا کہ میری ریٹائرمنٹ کر دیں انہوں نے عمر کا حساب دیکھنا تھا۔ رجسٹروں میں تلاش کیا تو کہیں بھی تاریخ پیدائش نہیں مل رہی ہے۔ جہاں جہاں بھی تاریخ پیدائش کا اندراج ہوتا ہے وہ جگہ خالی تھی۔ انہوں نے کہا کہ بابا جو تو کہے وہ تیری تاریخ پیدائش لکھ دیتے ہیں ہمیں کہیں سے بھی تیری تاریخ پیدائش نہیں مل رہی ہے پھر ریٹائرمنٹس طرح سے کریں اور کون سی تاریخ سے کریں۔ پھر جو تاریخ اس نے بتائی وہی انہوں نے لکھ دی یہ کرم کی بات ہے یہ شان ہے غلاموں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ بات پھر وہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ یہ بابا ساٹھ سال سے زائد عمر کا ہو چکا ہے اور نئی تاریخ پیدائش کے حساب سے ابھی مزید اس نے کئی سال ملازمت کرنی ہے۔ اتنا کرم ہوتا ہے۔ میری پسند کی نعت ہے کہ جس کا آخری شعر ہے کہ

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو برات بنتی ہے

یہ شعر آپ بھی پڑھا کرو۔ میں یہ شعر پڑھتا ہوں اور اس کے پڑھنے کے صلہ میں تین بار مدینہ شریف کی حاضری نصیب ہوئی آپ پڑھ لیں انشاء اللہ آپ کو مدینہ شریف حاضری نصیب ہوگی۔ میں اگر دس بار بھی مزید حاضری چاہوں تو جاسکتا

ہوں صرف اس لئے کہ یہ شعر میرا لکٹ بھی ہے میرا برا بھی یہی ہے اور میرا پاسپورٹ بھی یہی ہے۔ میری قسمت بھی یہی ہے میرا حاصل بھی یہی ہے۔

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو برات بنتی ہے

یہ نہیں ہے کہ میں جاؤں گا۔ بلکہ کیا ہے کہ ہوان کا بلاوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بلا لیں گے۔ ایک محفل میں ایک آدمی چادر اوڑھے بیٹھا تھا میں نے سوچا کہ بڑا نیک آدمی معلوم ہوتا ہے میں نے اس کی دست بوسی کی تو وہ کہنے لگے کہ کیا میں آپ کو مدینہ شریف نہ بھیج دوں میں نے عرض کیا کہ بھیج دیں۔ زہے نصیب۔ کہنے لگے کہ چار پانچ روز میں اگر جانا ہو گیا تو سمجھیں میں نے بھیجا ہے اگر نہیں تو پھر کوئی دوسری وجہ سے جانا ہوگا آج اس محفل میں ایک آدمی بیٹھا ہے میں اسے نہیں جانتا تھا وہ مجھے نہیں جانتا تھا وہ آگیا اور کہنے لگا کہ مدینہ شریف جانا ہے تیاری کر لیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ کہنے لگے میں کوئی بھی ہوں آپ تیاری فرمائیں چند دنوں میں ہم مدینہ شریف میں تھے۔ وہ آدمی جو موجود ہے اس سے پہلے ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازتے ہیں تو ان جانے بھی جانے بن جاتے ہیں دوست بن جاتے ہیں۔ آپ اس شخص کی زیارت کرنا چاہتے ہو تو وہ یہ (رانا محمد صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیٹھا ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ کونسل فیصل آباد میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ نہ میں ان کو جانتا تھا نہ یہ مجھ کو جانتے تھے۔ لیکن دروازہ میں کھڑا تھا کہ مدینہ شریف میں جانا ہے۔ میں نے سوچا کہ بیٹی کی شادی ہے اور پھر یہ کہ عراق کو بیت جنگ شروع ہو گئی۔ پروازیں بند ہو گئیں۔ ہم نے پس و پیش کی ایک بندہ آیا کہ حضرت ضرور تشریف لے جائیں۔ ہم نے کہا کہ جنگ لگی ہوئی ہے گولہ باری ہو رہی ہے آگ لگی ہوئی ہے۔ ہم گر رہے ہیں اس نے کہا کہ پھر کیا ہوا گولے پڑ رہے ہیں ہم گر رہے ہیں آگ لگی ہوئی ہے تو ہم کو روکنے والے آگ بجھانے والے بھی وہاں موجود ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ آپ کا حشر بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسا ہو کہ سدرۃ المنہب پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام چلو میرے ساتھ آگے چلو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میری انتہا ہے اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ اگر آگے جاؤں گا تو میرے پر جل جائیں گے۔ اس سے غلطی ہو گئی اگر وہ چلا جاتا تو لے جانے والے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو کس طرح سے جلتا چھوڑ دیتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آج تک بچھتا رہے ہیں کہ میں کیوں نہ ساتھ گیا۔ میں نے حکم کیوں نہ مانا۔ اسی طرح سے آپ اگر نہ گئے تو ساری عمر پچھتاؤ گے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلاوے پر کیوں نہ گئے۔ سعودی عرب کے لئے آخری فلائیٹ سے ہم گئے ہم جارہے تھے لوگ وہاں جنگ کے خطرہ کے پیش نظر واپس آ رہے تھے۔ ہم وہاں پہنچے تو تمام ہوٹل خالی تھے جو چالیس ریاں یومیہ والا کمرہ تھا وہ اب صرف دو ریاں یومیہ پر مل رہا تھا۔ ہوٹل میں کھانا کھانے والے بھی صرف ہم ہی دو تھے اور کوئی بندہ بشر نہیں تھا۔ ٹیکسی جو سو ریاں میں دستیاب ہوتی تھی اب صرف پانچ ریاں میں میسر تھی جس طرح سے کسی نے کہا ہے کہ

پنج ست مرن گواڈناں تے رہندیاں نوں تاپ چڑھے
 ہٹی سڑے کڑار دی جتھے دیوانت بلے
 کلی سڑے فقیر دی جتھے کتا بھوں بھوں کرے
 گلیاں ہو جان سنجیاں تے وچہ مرزا یار پھرے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربارِ اقدس میں صرف ہم ہی دونوں حاضر تھے۔ بیت اللہ شریف میں صرف ہم ہی دونوں تھے۔ پوری مسجد حرام خالی تھی۔ چند لوگ جو تھے وہ بھی بارش ہونے لگی تو بھاگ کر برآمدوں میں آ گئے۔ ایسا کرم ہوا۔ ایسی توفیق عطا فرمائی کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ میرا کام تو اسی شعر کی وجہ سے ہوا ہے آپ بھی اس شعر کو وظیفہ بنالیں تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوا تو برات بنتی ہے

ان کا بلاوا ہو تو تب قسمت بنتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی نعمت، دولت اور کرم صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے۔ ملکیت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے خزانے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ عظمتیں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ رتبے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں جس نے جو کچھ بھی لینا ہے وہ ان سے ہی لینا ہے۔ اور کوئی دیتا ہی نہیں ہے نہ کسی کے پاس کچھ ہے۔ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور تقسیم میں کرتا ہوں۔ جو بھی ملنا ہے وہ دست نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔ براہ راست اللہ تعالیٰ سے نہیں ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے سارے خزانے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ ایک دفعہ دے دیتا ہے تو پھر واپس نہیں لیتا اس لئے جو کچھ بھی ملنا ہے وہ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتا ہے وہیں سے مانگو اور وہی دیتے ہیں بس عقیدہ یہ رکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدے کو قائم کرنے اور اس پر استقامت عطا فرمائے آمین۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 13-09-01

سب سے پہلے

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام	نے ادا فرمائی	فجر کی نماز
حضرت ابراہیم علیہ السلام	نے ادا فرمائی	ظہر کی نماز
حضرت یعقوب علیہ السلام	نے ادا فرمائی	عصر کی نماز

مغرب کی نماز

حضرت داؤد علیہ السلام

نے ادا فرمائی

عشاء کی نماز

حضرت یونس علیہ السلام

نے ادا فرمائی

شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ کربلا کا واقعہ بڑا مشہور ہے بڑا اہم ہے۔ اس میں بڑا سبق ہے۔ اس کے متعلق چند گزارشات ہیں اس
کی غرض وغایت کیا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا۔ ایسے ایسے خیال پیش کئے جاتے ہیں کہ وہ دین محمدی کو
بچا گئے ہیں۔ دین محمدی کو پھیلانے میں کوئی پوچھے کہ کس طرح سے بچا گئے ہیں۔ کھلا گئے ہیں۔ وہی نماز ہے۔ وہی روزہ
ہے وہی حج ہے۔ وہی قرآن ہے وہی حدیث ہے۔ پھر ان کا خاص کیا کرم ہے۔ ہم شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو مختلف طریقوں سے منارہے ہیں کوئی مرے پڑھ رہا ہے۔ کوئی مجلس کر رہا ہے کوئی لنگر دے رہا ہے۔ کوئی جلسہ کر رہا
ہے۔ کوئی ماتم کر رہا ہے کوئی کچھ کر رہا ہے ہر آدمی ہر فرقہ اپنے عقیدے کی ساتھ تعلق پیدا کر رہا ہے۔ لیکن ستر سال تو مجھے
دیکھتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ انہوں نے شہادت کیوں دی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
شہید ہوئے ہیں اور کئی دوسرے لوگ بھی شہید ہوئے ہیں۔ جنگوں میں کئی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے
ہیں۔ لیکن ان کی شہادت کیوں اتنی جا گر کر گئی ہے۔ اور اس سے ہم نے کیا سبق لینا تھا۔ حضرات بات یہ ہے کہ ایک
ہماری انفرادی زندگی ہے ایک ملکی زندگی ہے اور ایک ہے عالم اسلام۔ یہ تین مختلف طبقے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جس طرح
سے ہم اس گھر میں اکیلے ہی بیٹھے ہیں۔ ہماری بخشش کا بہانہ اور ہے ملکی ترقی کا بہانہ اور ہے اور عالم اسلام کا غلبہ اور چیز
ہے یہ تینوں بالکل علیحدہ چیزیں ہیں۔ آپ اپنے گھر میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کریں تو آدمی کی بخشش
ہو جاتی ہے۔ آپ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا ذکر کریں تو سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ بات ختم لیکن اس سے
میرے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ زنا ویسے ہی چل رہا ہے۔ چوری چل رہی ہے۔ رشوت چل رہی ہے۔ ملاوٹ چل رہی
ہے۔ جھوٹ چل رہا ہے۔ نوسر بازی ہو رہی ہے۔ قتل ہو رہے ہیں۔ ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ یہ مانا کہ محفل کی تو میری بخشش
ہوگئی۔ یہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عقیدہ صحیح ہو تو پھر جو بھی اس میں آ جائے گا اس کی بخشش ہو جائیگی حدیث
شریف ہے کہ جو محفل میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ بخشش تو
ہماری ہوگئی لیکن اس سے ہمارے ملک کو کیا فائدہ ہوا۔ ملاوٹ ویسے ہی ہو رہی ہے۔ زیادہ کراہی اسی طرح سے ہی وصول
کیا جا رہا ہے۔ دوائی میں اسی طرح سے ہی دوبارہ دوائی چل رہی ہے۔ پھر اس محفل کا کیا فائدہ ہوا۔ حضرات امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ہمیں سبق دیا ہے وہ ایک خاص سبق ہے۔ یہ نہیں کہ حضرت علی اصغرؑ شہید ہو گئے۔ حضرت علی

اکبر شہید ہو گئے۔ حضرت عباسؓ نے بازو کٹوا دئے ہیں۔ خیمے جل گئے۔ عورتوں کی بے حرمتی ہو گئی ان کے سروں سے چادریں اتر گئیں۔ بڑا دردناک ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بڑا دردناک واقعہ ہے لیکن اس میں پیغام کیا ہے۔ پیغام اس میں صرف یہ ہے کہ جو کوئی بھی تیرا حاکم ہے وہ اگر ٹھیک ہے تو سب کچھ ٹھیک ہے اگر وہ غلط ہے تو سب کچھ غلط ہے۔

دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقہ کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

آپ نے اپنا ہاتھ یا اپنا ووٹ کہہ لیں کسی برے بندے کو نہیں دیا۔ فقط یہی پیغام ہے۔ اور یہی پیغام ہم نے نہیں سیکھا ہے کسی بھی اسلامی ملک میں چلے جائیں کیا وہاں وہ طرز حکومت ہے جو حضرت امام حسینؓ چاہتے تھے۔ بادشاہت اسلام میں ہے ہی نہیں لیکن سعودیہ میں بادشاہت ہے۔ وہاں بھی حضرت امام حسینؓ کے مرثیے پڑھے جا رہے ہیں۔ ماتم ہو رہے ہیں پھر اوپر ظالم حاکم بیٹھا ہوا ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکستان میں کون سی حکومت ہے مصر میں کون ہے۔ شام میں کون ہے۔ مراکش میں کون ہے۔ پچاس سے زائد مسلم ممالک ہیں کسی ایک میں بھی وہ حکومت نہیں ہے جو حضرت امام حسینؓ چاہتے تھے۔ شہادت منانے والے۔ مرثیہ خوانی کرنے والے۔ ماتم کرنے والے بہت ہیں۔ یہ محافل بھی یہ لنگر بھی اور یہ سبیلیں بھی تمام پتہ نہیں کہ کیا کیا کر رہے ہیں ان کا کچھ فائدہ نہیں ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام ہی اور ہے کہ اگر کسی برے بندے کو ووٹ دیا تو تیرا ملک قائم نہیں۔ وہاں امن نہیں ہے وہاں سکون نہیں ہے۔ ہم جو ووٹ دیتے ہیں وہ یا تو لالچ سے دیتے ہیں یا ڈر سے خوف سے دیتے ہیں۔ برادری کی بنیاد پر دیتے ہیں دوستی کی بناء پر دیتے ہیں۔ علاقہ پرستی پر ووٹ دیتے ہیں کہ پنجابی پنجابی کو ووٹ دے گا۔ اراٹھیں اراٹھیں کو۔ جٹ جٹ کو ووٹ دیتا ہے۔ اگر آپ کھر کے علاقہ میں جا کر الیکشن کے امیدوار بنیں گے تو آپ بھی غائب آپ کی Family بھی غائب، جاؤ ذرا بے نظیر کے علاقہ میں الیکشن میں حصہ لے کر دیکھو اگر صحیح سلامت واپس آجائے گا تو دیکھیں گے۔ نواز شریف کے علاقہ سے اس کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ لو۔ یہ طرز حکومت تھی جو حضرت امام حسینؓ دلانا چاہتے تھے۔ ہم نے وہ طرز حکومت نہیں بدلی۔ ویسے تو ہم ماتم بہت کر رہے ہیں ان کی شہادت منا رہے ہیں۔ کبھی امن نہیں ہو سکتا۔ امن تب ہو سکتا ہے کہ جب تو ووٹ ڈالنے جائے تیرے ہاتھ میں پرچی ہو۔ پانچ چھ امیدوار ہیں۔ ان میں ایک تیری برادری کا ہے۔ ایک تیرا دوست ہے۔ ایک دشمن بھی ہے۔ ان میں اچھا بھی ہے برا بھی ہے راشی بھی ہے۔ بدنام بھی ہے اب اگر آپ کی جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں تو وہ بہترین بندے کو ووٹ دیں گے۔ وہ نہ برادری کو دیکھیں گے نہ دوست کو دیکھیں گے نہ دشمن کو دیکھیں گے۔ ہم برادری کو دیکھتے ہیں اس لئے ہمارا بیڑہ کسی طرف لگتا نہیں ہے۔ یہ غرق ہو جاتا ہے اور ہور ہا ہے صرف یہ مرض ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لینے

والے ہیں اور ہم کر کیا رہے ہیں۔ اگر چار امیدوار ہیں اور وہ چاروں ہی غلط ہیں تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو بھی ووٹ نہیں دیں گے۔ ہم Heavy Mandate بنا کر چور کو اوپر لے آتے ہیں۔ کسی کو بھی دیکھیں کروڑوں، اربوں کے قرضے لئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ قرضہ لینے جائیں اور اگر یہ آپ کا مکان پانچ لاکھ کا ہے تو بنک اس کو تین لاکھ کی مالیت کا سمجھ کر قرضہ دے گا۔ ساٹھ فیصد سے زیادہ پر قرضہ نہیں ملے گا پانچ لاکھ کا مکان تین لاکھ کی مالیت کا بنے گا اس کے علاوہ اور بھی کئی Security ہوگی Surety بھی ہوگی۔ ضمانت نامہ بھی ہوگا اور کئی قیدیں ہوں گی کہ قرضہ لینا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں ایک لیڈر ایسا بھی ہے اس نے نو، ارب روپیہ قرض لیا اور اس کے بدلے میں جو ضمانت جو Security اس نے دی وہ صرف ایک ارب روپیہ کی تھی جب نبی والے آئے تو اس نے کہا کہ اگر قرضہ نہیں ہے تو آپ سیکورٹی لے لیں اس کا سارا سامان جائیداد وغیرہ کا حساب لگایا تو وہ صرف ایک ارب کی بنی اس نے کہا کہ جی یہ ایک ارب لے لیں اور بقیہ آٹھ ارب معاف اور وہ Heavy-Mendate والا بندہ تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بھی خلاف ہیں اور تم نے چونکہ غلط ووٹ دیا ہے اس لئے اس کی سزا جگتو۔ رشوت کی شکل میں، ملاوٹ کی شکل میں، افراتفری، قتل، چوری اور ڈکیتی اور بد امنی کی شکل میں۔ اس وقت رشوت بند نہیں ہو سکتی، قتل بند نہیں ہو سکتے، امن قائم نہیں ہو سکتا، جب تک کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز کی حکومت نہ آئے۔ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر کون سی حکومتیں تھیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومتیں تھیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے سوادو سال حکومت کی اور جب وصال کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ میری فلاں جائیداد بیچ کر جو میں نے دور حکومت میں تنخواہ لی ہے وہ واپس بیت المال میں جمع کرادی جائے۔ اور ہمارے لیڈر کیا کرتے ہیں۔ تنخواہ تو ایک طرف رہی وہ اپنی پنشن بھی ڈبل کر کے گھر جاتے ہیں۔ یہ ہماری طرز ہے اور وہ طرز حسینی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا۔ ان کے بیٹے سے کوئی غلطی ہوگی۔ قاضی سے سچ فیصلہ کرایا۔ اور فوری فیصلہ کرایا یہ نہیں کہ فیصلہ دس سال تک لٹکا دیا۔ ثابت ہو گیا کہ بیٹا مجرم ہے۔ سزا دلوائی۔ سو کوڑے مارنے تھے کہ چالیس کوڑے لگنے پر ہی فوت ہو گیا۔ فرمایا باقی کوڑے اس کی قبر پر پورے کر دو۔ کون ہے جو اپنے بیٹے کو بھی سزا دے گا اور انصاف کو بول بالا کرے گا۔ ہمارے حاکموں میں سے کون ہے جو یہ کرے گا۔ یہ حکمران تیرے اور میرے ووٹ سے آئے ہیں یہ میری اور تیری غلطی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہمیں سبق دے رہے ہیں۔ لیکن چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے کہ ہمیں وہ سبق آیا نہیں ہے۔ اس لئے ہماری کوئی حکومت بھی ویسی نہیں آئی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھیں۔ باغی آگئے اور گھیرا تنگ کر دیا تو صحابہ کرامؓ نے اجازت چاہی کہ آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان کے خلاف ہتھیار اٹھائیں۔ فرمایا کہ میں ذاتی رنجش کی بنا پر کسی سے بدلہ نہیں لینا چاہتا۔ باغیوں کو مجھ سے رنجش ہے۔ میں یہ نہیں حکم دے سکتا کہ میری خاطر میری خاطر آپ خون بہائیں۔ یہاں ہمارے کسی حاکم کو ذرا سی ٹھیس پہنچ جائے تو فوراً پکڑ دھکڑ شروع ہو جاتی ہے گرفتاریاں عمل میں آ جاتی ہیں اس لئے کہ ہمارا ووٹ کسی

اور قسم کا ہے۔ ہم ووٹ ڈال اور خوف کی وجہ سے دیتے ہیں۔ پراپیگنڈہ سے دے دیتے ہیں۔ ہمیں کبھی اچھا برا پر کھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر ہم بھی حضرت امام حسینؑ کے معیار پر پرکھیں تو پاکستان کیا پورے عالم اسلام میں کوئی بندہ بھی اس معیار پر نہیں اترے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھیں کہ ایک یہودی نے آپ کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ حضرت علیؑ قاضی صاحب کی عدالت میں پیش ہو گئے۔ قاضی صاحب احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے کہ حضرت امیر المومنین تشریف لے آئے ہیں۔ عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ تشریف رکھیں۔ فرمایا خبردار کہ تو قاضی کے عہدہ کے لائق نہیں ہے۔ اس وقت میں مجرم کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہوں۔ مجھ میں اور مدعی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جہاں لو کھڑا ہے وہیں مجھے بھی کھڑا ہونا ہے آج آپ اپنی عدالتوں کو دیکھ لیں۔ جس کی کرسی اسی کی عدالت ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ یا تو حاکم ہمیں نہیں سمجھاتے ہیں یا ہمیں ہی سمجھ نہیں آتی ہے۔ ہم مرثیہ خوانی بہت کرتے ہیں۔ لیکنچہرہ بہت دیتے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو بہت اجاگر کرتے ہیں لیکن چودہ سو سال میں ایک بھی حکومت اس طرز پر نہیں آئی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے۔ لہذا یہ افراط فری جاری رہے گی پورے کا پورا عالم اسلام یا ڈکٹیٹر ہے یا بادشاہ ہے اور کوئی طرز حکومت ہے ہی نہیں۔ مصر میں کیا ہے۔ ترکی میں کیا ہے۔ ترکی میں ایک عورت دو پٹہ اوڑھ کر اسمبلی میں چلی گئی۔ اس کی رکنیت اسمبلی ختم کر دی گئی اس کو ملک بدر کر دیا گیا۔ ترکی میں یہ طرز حکومت ہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کو گمشدہ بنا دیا دین وہی ہے جو پہلے تھا۔ دین سچا ہے ٹھیک ہے۔ لیکن دین نے ہمیں کیا سکھایا ہے۔ کہ ایمان دار کو اوپر لاؤ۔ جو اہل ہے اس کو ووت دو۔ اس کو اپنا لیڈر منتخب کرو۔ اب آپ دیکھ لو کہ قائد اعظمؒ کے بعد کتنے ہیں۔ جو اہل تھے، امانت دار تھے۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کسی نے ہم پر رحم کیا ہو یا خزانہ پر رحم کھایا ہو۔ بیس گریڈ کا بندہ سرکاری ملازم بھی اگر اپنی حلال کی تنخواہ لے تو اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتا۔ مکان نہیں بنا سکتا۔ بچوں کی شادیاں نہیں کر سکتا۔ بمشکل گزارہ ہوتا ہے۔ لیکن آپ ڈیفنس لاہور میں جائیں اسلام آباد جائیں تو دو۔ دو کروڑ کی کٹھی ہے یہ کہاں سے آگئی۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آج اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے تو تلوار لے کر کھڑے ہو جاتے ان کا محاسبہ کرتے کہ بتاؤ یہ کونسیاں کہاں سے آئی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت امام حسینؑ شہید ہو گئے ہیں لیکن ایک پیغام دے گئے ہیں کہ جب تک حکمران اچھا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہ ہو اس وقت حکومت سچ نہیں ہو سکتی۔ خواہ Heavy Mandate ہی کیوں نہ ہو۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ Heavy Mandate کیا ہوتا ہے۔ کسی ایک لیڈر کے بہت زیادہ ممبر پارلیمنٹ کے رکن بن جائیں تو اسے کہتے ہیں کہ اس کو Heavy Mandate مل گیا ہے۔ Heavy Mandate مل گیا تو اس میں سے کیا نکلا۔ صدر بھی خود، وزیر اعظم بھی آپ، سی این سی بھی خود آپ ہی اور چیف جسٹس بھی اپنا ہی ہے۔ ہر اعلیٰ عہدہ اپنے پاس ہے۔ کیا یہ Heavy Mandate ہے۔ کوئی خدا ترسی نہیں ہے۔ جاؤ رائے ونڈ چلے جاؤ تمہیں خدا ترسی نظر آ جائے گی۔ جاؤ اور جا کر دیکھو سروسرے محل تو تمہیں خدا ترسی نظر آ جائے گی۔ جانتے ہو سروسرے محل کہاں ہے اور کتنا بڑا ہے۔ 1370 ایکڑ کا محل ہے

پاکستانی لیڈر نے خریدا ہے اس میں چیزیں رکھی گئی ہیں۔ سامان اور فرنیچر کا کوئی شمار نہیں اس کے رہائشی سندھی ٹوہپیاں پہنے پھرتے تھے کہ حکومت کو پتہ چل گیا کہ یہ تو سندھیوں کا ہے۔ آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ کس نے خریدا کیوں خریدا ہے۔ کتنے کا خریدا ہے۔ دے دیں آپ ووٹ اور دے دیں آپ Heavy Mandate یہ ہمارے Heavy Mandate اور اصل Dead Weight ہیں۔ جانتے ہو کہ یہ Dead Weight کیا ہوتا ہے۔ یہ بے فیض ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے بھی کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ ہم اپنی انفرادی زندگی درست کر لیں۔ باقی نہ تو آپ کے ووٹ سے اور نہ ہی میرے ووٹ سے کوئی فرق پڑے گا۔ تیرا میرا ووٹ کسی کام نہیں آئے گا۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ جب الیکشن ہو تو آپ اپنا ووٹ ایمانداری سے استعمال کریں تاکہ کفار ادا ہو جائے۔ ووٹ دیتے وقت برادری کا خیال نہ کرنا۔ دوستی مد نظر نہ رکھنا۔ محلہ داری کو اہمیت نہ دینا۔ جان بوجھ کر جگا ڈاکو کو ووٹ دیتے ہیں۔ نیک آدمی کو ووٹ نہیں دیتے کہ جب ضرورت ہو تو یہ نیک آدمی میرے ساتھ تھانے میں نہیں جائے گا بلکہ یہ جگا میرے ساتھ وہاں جائے گا۔ یہ چور میرے کام آئے گا تو پھر یاد رکھنا کہ حکومت بھی چوروں کی ہی آئے گی۔ وہ حکومت ابھی منظر عام پر نہیں آئی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا تقاضا ہے۔ ہمیں ان کی شہادت مناتے ہوئے شرم کرنی چاہئے۔ ہماری کرموت اور کردار کیا ہے اور کس ہستی کا ہم دن منارہے ہیں اللہ کرے کہ کم از کم ندامت تو ہمیں آئے۔ آپ خود ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپن ایمان سے بتاؤ کہ کیا آپ ووٹ اچھے آدمی کو دیتے ہیں کیا ووٹ اس کو دیتے ہیں جو اس کا اہل ہے یا برادری پیش نظر ہوتی ہے۔ یا پیسہ پیش نظر ہوتا ہے یا ڈر اور خوف سے ووٹ دیتے ہیں کوفیوں نے خط لکھے کہ امام صاحب آپ تشریف لائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ پر جان ثار کرنے کو تیار ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ جا کر پتہ کریں وہ تشریف لے گئے سات ہزار بندوں نے آپ نے بیعت کر لی۔ کہ ہم آپ کے ساتھ رہیں گے زندگی یا موت آپ کے ساتھ رہیں گے۔ شام کا وقت ہوا۔ آذان دی گئی۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کے لئے کھڑے ہو گئے پیچھے ساٹھ ہزار مقتدی صف باندھے کھڑے ہو گئے اور مظاہرہ کیا کہ ہم امام صاحب کے ساتھ ہیں۔ گورنر ابن زیاد نے ہر قبیلہ کے سردار کو پکڑ لیا اور قلحہ کی فیصل پر سے اعلان کیا کہ تمہارے سردار میرے قبضہ میں ہیں۔ اگر تم سے کوئی شخص حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ رہا تو اس کے سردار کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور فیصل پر سے تمام قبائل کے سرداروں کو کھدایا کہ یہ تمہارے سردار ہیں جو میرے قبضہ میں ہیں۔ جب نماز ختم ہوئی حضرت امام مسلم بن عقیل نے سلام پھیرا تو ان کے پیچھے صرف ایک آدمی تھا۔ باقی سب غائب ہو گئے بھاگ گئے وہ سب ڈر گئے۔ لالچ میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے ہم ان کوفیوں کی طرح ہیں۔ ہمارا کردار ان سے کوئی مختلف نہیں ہے۔ میری سوچ میری سمجھ میرا کردار بالکل ان جیسا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ نہیں ہے۔ حضرت امام حسینؑ کچھ اور چاہتے ہیں اور ہم کچھ اور چاہتے ہیں۔ وہ سچے بندے کو ووٹ دیتے ہیں ہم جھوٹے بندوں کو لاتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ حکمران ایسا ہو جو قوم کی چوکیداری کرے اور ہم چور کو

لاتے ہیں۔ وہ سچی کولانا چاہتے ہیں۔ ہم پیسے ہضم کرنے والے کولاتے ہیں۔ وہ ہم کو نہیں سکے جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے اس لئے ہم ذلت میں ڈوبے جا رہے ہیں ہم پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے عمر بھر اسلام کا عروج نہیں دیکھا یہ پستی کی طرف ہی جا رہا ہے۔ ہم چھوٹے تھے گاؤں میں رہتے تھے تو ہم ننگے سر نہیں ہوا کرتے تھے۔ اگر کبھی کوئی بچہ بھی ننگے سر نظر آ جاتا تو بزرگ اسے ڈانٹتے تھے مارتے بھی تھے کہ تمہیں شرم نہیں آتی تم ننگے سر گھوم رہے ہو اب وہی گاؤں ہے عورتیں سروں سے دوپٹے اتارے پھرتی ہیں اور کوئی بولنے والا نہیں ہے۔ کیا یہ ترقی ہے۔ کیا یہ ترقی ہے۔ میں خود بھی شرمسار ہوں اور آپ کو بھی شرم دلار ہا ہوں اور عرض کر رہا ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے سبق لیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شہادت سے اصل سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کا پیغام یہی ہے کہ

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقہ کے بنائے لا الہ است حسین

انہوں سر تو دے دیا لیکن یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ کام بڑا مشکل ہے لیکن اللہ کرے کہ ہمیں بھی صحیح ووٹ دینے کی توفیق عطا ہو جائے۔ اور حشر کے روز ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ عرض کر سکیں کہ اے ہمارے امام ہم نے آپ کی اقتداء میں ووٹ تو اچھے بندے کو دیا تھا لیکن وہ کامیاب نہیں ہوا۔ جس غرض وغایت کے لئے آپ نے شہادت دی اور ہم نے بھی ووٹ دیا تو وہ بھی کام نہ آیا لیکن ہمیں احساس ضرور ہے کہ ہم نے آپ کی طرز پر ووٹ دیا ہے۔ تاکہ ہماری مشابہت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو جائے ہماری مشابہت کسی چور ڈاکو سے نہ ہو جائے۔ کہ پیسے لے کر ووٹ دیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر محلہ میں ایک لاکڑی ہوتا ہے۔ امیدوار اس کو دو چار لاکھ دے دیتا ہے وہ پھر اس کے لئے لوگوں کو ورغلاتا ہے کہ اس کو ووٹ دینے کا بہت فائدہ ہے۔ وہ بڑا بہادر ہے وہ بہت اچھا ہے کام آنے والا ہے تمہارے دکھ درد کا ساتھی ہے وہ ووٹ لے کر کامیاب ہو جاتا ہے اور ہم اپنے پاؤں پر خود گلہاڑی مارتے ہیں۔ یا اللہ ہمیں شرمندہ رہنے کی توفیق عطا فرما۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اولیاء اللہ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرما۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ یہ بخشش ہے یہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ دو قسم کے بندے ہیں نظریے ہیں، گروپ ہیں ایک وہ ہیں جو حضرت امام حسینؑ کو مقصود کائنات کہتے ہیں کہ ساری کائنات ہی حضرت امام حسینؑ کے لئے بنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ معافی دے دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ عدار ہیں باغی ہیں۔ انہوں نے خواہ مخواہ خلیفہ وقت کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ مقصود کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت امام حسینؑ کا بہت مقام ہے بہت درجہ ہے بہت مرتبہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **الْحُسَيْنُ مِنِّي وَ أَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ**۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ میرا صبر دیکھنا ہو۔ میری سخاوت۔ میری قربانی۔ میرا علم۔ میرا تحمل۔ میری بردباری

دیکھنی ہو تو حضرت امام حسینؑ کو دیکھ لو۔ اس سے بڑی اور کیا فضیلت ہوگی۔ فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ جو انان جنت کے سردار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظریہ کی نفی کر دی کہ حضرت امام حسینؑ غدار ہیں کیا غدار بھی کبھی جنتی ہو سکتا ہے کیا غدار جنتی ہو جو انوں کا سردار ہو سکتا ہے۔ اے اللہ کے بندوں پہلے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات تو سن لو۔ او غدار کی الفتویٰ لگانے والو ذرا سن لو سمجھ لو کہ تم اسے غدار کہتے ہو اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں جنتی ہو جو ان کے سردار فرماتے ہیں اور فرمایا کہ جنت کی روشنی حضرت سیدنا امام حسینؑ ہیں۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کی وقت آپ کی عمر سات آٹھ برس تھی اور ساٹھ ہجری میں شہادت ہوئی تو گویا کہ تڑپیں سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ یہ شہید ہیں یہ جنت کے نو جوانوں کے سردار ہیں یہ جنت کی روشنی ہے۔ غدار کہنے والوں کا منہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی بند کر دیا۔ اب اس پر کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ عیسائیوں کا ایک نظریہ کفارہ ہے جانتے ہو کہ وہ کیا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پھانسی پر چڑھ گئے وہ ہم سب کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اب جتنے مرضی گناہ کر لو اب تم جہنم میں نہیں جا سکتے کیونکہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہم سب کی طرف سے سزا بھگت گئے ہیں اب ہمیں سزا نہیں ملے گی۔ ہم بھی اب وہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کو زندہ کر گئے ہیں ہماری مومن ہو گئی ہے۔ کوئی عمل کرنے کی اب ضرورت نہیں رہی ہے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا ایک خاص مشن ہے خاص سبق ہے۔ آنے والی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے زندہ رکھا ہے کہ جس سال چاہیں جب چاہیں اسے پڑھ لیں یہ دیا نہیں جا سکا۔ آپ کی شہادت کا خون اس طرح سے چمک رہا ہے کہ ہر شخص کی نظر اس پر جمی ہوئی ہے ادھر ادھر نظر نظر جاتی نہیں ہے۔ کیا حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اب ہماری کوئی ذمہ داری ہے یا بس چھٹی ہو گئی۔ کیا ہم پر کوئی ذمہ داری چھوڑ کر گئے ہیں کہ نہیں صرف ایک ہی سبق دے کر گئے ہیں کہ جب تک تیرا حاکم صحیح نہیں ہوگا تیری حکومت صحیح نہیں ہوگی۔ بس قصہ ختم اللہ تعالیٰ ان کی شہادت سے سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانشاہہ تنویر صاحب 22-03-02

دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر

کے لئے بہشت ہے۔ الحمد للہ

جنگ بدر۔ تنازعہ مسائل کا حل

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین!۔ پہلے اپنی اوقات کہ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ہو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے یہ رات بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو یہ برات بنتی ہے

دعا فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق اور آپ حضرات کے شوق کے مطابق کوئی چیز زبان پہ
آجائے تو آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں ویسے تو اتنے بزرگ بیٹھے ہیں اور یہ علاقہ بھی سارا فقیری سے بھر پور ہے تو
میں اپنے آپ کو بڑا چھوٹا سا محسوس کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ شاید آپ کے ذوق کے مطابق کوئی بات نہ ہو سکے۔ دعا
فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کوئی چیز بیان کی جاسکے۔ ابھی ابھی ہم محمد غوری صاحب کے مزار سے
واپس آ رہے ہیں وہاں آؤ یا ازل کئے ہوئے سارے کتبے اور تختے پڑھے ہیں۔ وہاں ایک نمبر دار صاحب تھے انہوں نے
ایک کتابچہ دیا ہے اس میں سے جلدی جلدی جو دو ایک سطریں پڑھیں ہیں ان میں یہ تھا کہ اگر یہ معرکہ فتح نہ ہوتا تو
ہندوستان میں اسلام نہ ہوتا یہ اس میں لکھا ہوا ہے۔ اور اس کی بنیاد یہ بتائی گئی ہے اس کتابچہ میں کہ غوری صاحب غور سے
افغانستان سے سیدھے اجیر شریف آئے تو وہاں جا کر دیکھا اور جب زیارت کی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیریؒ
کی تو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں بلایا ہے اور فتح کی خوشخبری دی تھی تو پتہ چلتا ہے کہ یہ
سارا کام اولیاء اللہ کے تصرفات سے ہی ہے یہ زور بازو سے نہیں ہے کوئی اعتراض کرے کہ یہ آپ کی باتیں ہیں یہ تو
آپ کہہ رہے ہیں اسلام میں یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اجیر شریف والوں نے بلایا اور فتح دے دی کیوں جی کہاں لکھا ہے

کوئی حدیث میں ہے کہ کون سی آیت مبارکہ میں ہے حضرات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ جنگ غوری صاحب ہار جاتے تو ہم مسلمان نہ ہوتے یہ ہندوستان والے۔ اگر جنگ بدر فتح نہ ہوتی تو اسلام ہی نہ ہوتا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ اگر یہ صحابہ شہید ہو گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا تو معلوم ہوا کہ جو اسلام جاری و ساری ہے یہ اولیاء اللہ کے دم سے ہے۔ قرآن نے زندہ رہنا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے فرمایا کہ اس کا میں محافظ ہوں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا اشارہ فرما رہے ہیں کہ اگر یہ صحابہ نہ رہے تو قرآن کے ہوتے ہوئے بھی تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ ذرا عظمت تو دیکھو اور یہی جنگ بدر آج کے جتنے بھی ہمارے مسائل ہیں جھگڑے ہیں مناظرے ہیں ان کا بھی حل ہے۔ وہ حق اور باطل کی جنگ تھی۔ اسلام اور کفر کی جنگ تھی۔ یہ پانی پت اور غور کی جنگ نہیں یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے۔ اس نے یہ صرف وہ جنگ فتح کر کے ہمیں اسلام دیا ہے سارے مسئلے جو آج ہم میں ہیں فرقوں میں ہیں ان سب کا حل جنگ بدر میں ہے۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دور سے سنتے ہیں کہ نہیں۔ ہم محفل منارہے ہیں کیا یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں۔ اس سے متعلق جنگ بدر سے کیا پیغام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے کہ نہیں جنگ بدر سے کیا سبق ملتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں۔ کیا جنگ بدر بتاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں کیا مردے سنتے ہیں۔ کیا جنگ بدر ہمارا یہ مسئلہ حل کرتا ہے کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف ہے اختیار ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اے جنگ بدر تو بتا کہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اختیار ہے کہ نہیں۔ یہ تمام مسائل جنگ بدر سے حل ہیں اللہ تعالیٰ اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے بات ساری یہ ہے۔ دل کی سیابی جنگ بدر سے دھل جائے جس طرح سے کفر مٹ گیا اسی طرح سے ہمارے دل کا بغض مٹ جائے۔ جنگ بدر سے ایک روز قبل کہ صبح جنگ ہونا ہے اور ایک دن پہلے عصر کے وقت میدان جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور میدان کا ملاحظہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہاں فلاں کافر کٹا ہوا پڑا ہوگا یہاں فلاں کافر مرا پڑا ہوگا۔ یہاں فلاں کافر پڑا ہوگا۔ ستر کافروں کی نشان دہی فرمائی۔ انہوں نے مرنا کل ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آج بتا رہے ہیں۔ حضرات پانچ علوم ایسے ہیں کہ جن کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ اس نے کسی کو نہیں بتائے کس نے کہاں مرنا ہے کب مرنا ہے بارش کب ہوگی ماں کے پیٹ میں کیا ہے قیامت کب آئے گی۔ ان میں سے جو پہلے تین ہیں علوم غیب ہیں کہ کس نے کہاں اور کب مرنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر بتایا کہ فلاں کافر نے کل یہاں مرنا ہے زیادہ تفسیر پڑھنے کی ضرورت نہیں صرف جنگ بدر کو ہی پڑھ لو اگر وہ معرکہ حل ہو گیا ہے تو ہمارا یہ معرکہ بھی حل ہو جائے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ جنگ میں مرے گا بلکہ فرمایا فلاں کافر یہاں مرے گا۔ PIN-POINT بتایا ہے فاصلہ بتایا ہے جگہ بتائی ہے۔ نام بتایا ہے اس سے بڑھ کر علم غیب اور کیا ہو سکتا ہے بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی علم غیب ہے جہاں جہاں بتایا ہے کیا وہاں وہاں وہی وہی نہیں مرا ہے۔ صحابہ کرام قسم اٹھا کر

بتاتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سے متعلق جہاں فرمایا وہ ہیں مرا۔ جنگ بدر نے علم غیب کا مسئلہ حل کیا ہے کہ نہیں۔ شرح دل سے سوچو تو ابھی ہو جائیگا۔ بڑی موٹی موٹی تفاسیر ہیں مولوی صاحبان کے پاس مناظرے ان سے بھی بڑے ہیں اور آخر کار جھگڑا ہو جاتا ہے وہ اپنے گھر اور وہ اپنے گھر وہ کہتے ہیں یہ ہار گئے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ ہار گئے۔ معاملہ جوں کا توں رہتا ہے۔ جنگ بدر دل صاف کر کے رکھ دیتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کیا ہے۔ سنو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں یہ ہے کہ دوسرے روز جب جنگ شروع ہوئی اس علاقہ کے لوگ تو ایسے ہی سب جنگجو ہیں۔ صفیں باندھتے ہیں لڑتے ہیں۔ تلوار چلاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت کی کنکریوں کی مٹھی پکڑ لی۔ ایسے ہی پھینک دیں ہر کافر کی آنکھ میں پڑ گئی۔ آپ یہاں دوسوا دہائی بیٹھے ہیں آپ دس مٹھیاں بھی پھینکیں لیکن دوسوا دہائیوں کی آنکھوں میں وہ پتھر نہیں جا سکتے کنکری نہیں جا سکتی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مٹھی پھینک دیں تو وہ ہزار ہندوں کی آنکھوں میں جا رہی ہیں اور اسی سے فتح ہوتی ہے قرآن مجید میں ہے کہ وَمَا

رَمَيْتُ اِذْ رَمَيْتُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (انفال ۱۷)

”اور اے محبوب وہ خاک جو تو نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تو میں نے پھینکیں۔ قرآن مجید کنکریوں کی عظمت بیان کر رہا ہے۔ اور اس عظمت کے پیچھے شخصیت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

کیا آپ جانتے ہیں کہ جنگ بدر میں لشکر اسلام کے پاس کل کتنی تلواریں تھیں صرف چھ تلواریں تھیں۔ ز رہیں کتنی تھیں وہ جو کرتے سنا پہنتے ہیں کہ تیر وغیرہ نہ لگ جائے وہ آٹھ تھیں۔ کیا چھ تلواروں سے ہزاروں کا مقابلہ ہوتا ہے۔ چھ تلواروں سے تو شاید مقابلہ ہو جائے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اصل جو چیز ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی ہے۔ پورے کا پورا تصرف اللہ تعالیٰ نے اس مٹھی کی عظمت میں بیان کر دیا ہے کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کر سکتے یہ دیکھ لو کر لیا ہے۔ جنگ شروع ہو گئی ستر کفار مارے گئے اور ستر پکڑے گئے جو مر گئے تھے ان کو اٹھا کر ایک کنویں میں پھینک دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کنارے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب مان لیا ہے کہ میں سچا نبی ہوں۔ مردوں سے فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنتے ہیں۔ فرمایا کہ یتیم سے بھی زیادہ سنتے ہیں۔ اگر وہ کافرن سکتے ہیں تو کیا میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں سن سکتے۔ وہ کنویں میں ہیں کھڑے ہیں ہیں لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبر اقدس میں ہیں وہ وہاں سے بھی یہاں کی بات سن رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نہیں سن سکتے مر گئے مٹی ہو گئے دفن ہو گئے وہاں نہ جاؤں وہاں بت ہے۔ خبردار قبر شریف پر نہ جانا وہ تو سنتے ہی نہیں ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ تو آپ کس کو سنار ہے ہیں وہ تو سنتے

ہی نہیں ہیں۔ خدا کے بند و تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کہہ رہے ہو۔ اور ادھر یہ عالم ہے کہ کافر سن رہا ہے ابو جہل سن رہا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سن رہے ہیں۔ جو شہید ہے جو ہمیشہ زندہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ شہید زندہ ہوتا ہے۔ لیکن کافر جو مردہ ہے جو شہادت کے قریب بھی نہیں ہے وہ بھی سن رہا ہے۔ شہید اس سے کروڑ گنا زیادہ سنتا ہے اور جس کی نسبت کی وجہ سے شہید ہوا ہے کیا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں سن رہا ہے۔ یہ مسئلہ جنگ بدر نزل کر دیا ہے۔ سمجھ آ جاتی ہے کہ اگر بندہ سیدھا ہو اور اگر بندے میں کوئی کھوٹ ہے تو اس کا کیا علاج۔ اللہ ہی معاف کرے۔ ستر قیدی بنا لیے گئے ان کو مدینہ شریف لایا گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ جو کوئی جرمانہ ادا کر دے۔ فدیہ دے دے وہ آزاد ہو جائے۔ رہائی پالے۔ جو کوئی جس طرح سے امیر غریب تھا اسی مناسبت سے اس کی قیمت مقرر کی گئی۔ کہ ادا کر دو تو آزاد۔ ان قیدیوں میں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا جان حضرت عباسؓ بھی تھے۔ ان سے بھی جرمانہ ادا کرنے کے لئے کہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے کنگال ہوں میرے پاس کچھ نہیں ہے فرمایا کہ سوچ لیں شاید آپ کے پاس ہوں عرض کیا کہ لات کی قسم میری کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ فرمایا سوچ لیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں فرمایا جب آپ گھر سے۔ چلے تھے تو آپ نے اپنی بیگم کو اتنا سونا نہیں دیا تھا۔ اور وہ فلاں کمرے کے فلاں کونہ میں دفن کیا تھا۔ یہ تاریخ ہے یہ بدر بتاتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ کی خبر رکھتے ہیں۔ کمرہ کی خبر رکھتے ہیں اور جو کچھ دفن کیا جا رہا ہے اس کی بھی خبر رکھتے ہیں۔ کمرہ بند ہے خاوند ہے بیوی ہے اور کوئی بندہ نہیں ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خبر رکھتے ہیں اور سونے کی مقدار کا بھی علم ہے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ آپ بے شک سچے نبی ہیں میں نے بتایا ہے نہ میری بیوی نے کسی کو بتایا ہے نہ کوئی آیا ہے نہ کوئی گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں نبی ہوتا ہی وہ ہے۔ جس کو ہر چیز کی خبر ہو جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو ماننا ہو وہ حضرت عباسؓ کے ایمان سے مان لے تو پھر بیڑا پار ہو جائے گا ورنہ ضد بازی ہے اور ضد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی مقدار اور اس کو دفن کرنے کی جگہ بھی بتادی۔ یہی علم غیب ہوتا ہے یہ تو کوئی چیز نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار فرمایا کہ جس کا جو جی چاہے پوچھ لے۔ منافقین نے کہا تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا علم ہے کہ ہم منافق ہیں کہ نہیں اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا جو جی چاہے پوچھ لے۔ یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے پورے علوم غیبیہ عطا فرمائے ہوں۔ یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرة ۲۵۵) ”جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے گھر جتنا وہ چاہے“۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے اور اس نے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا ہے۔ فرمایا کہ جس کا جو جی چاہے پوچھ لے۔ ایک صحابیؓ اٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعن دیتے ہیں۔ کہ میں حلائی نہیں آپ فرمائیں میرا باپ کون ہے یہ سونے کو دفن کرنے سے بھی زیادہ راز والی بات ہے میاں اور بیوی

کے تعلقات ہیں۔ اور جس کے نطفہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ اور بھی زیادہ راز والی بات ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو حلالی ہے اپنے باپ کا ہی بیٹا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اتنا بھی علم ہے کہ اس کا باپ کون ہے سونا تو بہت چھوٹی چیز ہے وہ آلہ جس کے ساتھ سرنگ صاف کرتے ہیں وہ بھی سونے کی موجودگی کا علم دے دیتا ہے لیکن کون کس کے نطفہ سے ہے یہ سوائے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں جانتا۔ دو آدمی کہ شریف کی پہاڑوں پر اکٹھے ہوئے دونوں کے کوئی عزیز جنگ بدر میں مر گئے تھے اور پکڑے گئے تھے وہ بڑے نمگین افسردہ اور شرم سار تھے کہ بڑی کر کری ہوئی ہے تھوڑی سی اسلامی فوج تھی جو غالب آ گئی۔ ہم مارے گئے۔ کچھ تو اب کیا جائے کہ ہمیں حوصلہ آ جائے۔ ایک نے کہا کہ لات کی قسم عزی کی قسم اگر کوئی میرا قرضہ اتار دے اور میرے بعد میری بعد میری بیوی بچوں کی کفالت کرے تو میں نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ یہ سارا ذمہ لیتا ہوں۔ میں تیرا قرض بھی اتار دوں گا اور تیرے بیوی بچوں کی کفالت بھی کروں گا۔ تو جاپنے مشن کو پورا کر۔ اس نے تلوار لی نیزہ لیا۔ ان کو زہرا آلودہ کیا۔ اور مدینہ شریف پہنچ گیا۔ وہاں گیا تو صحابہ کرامؓ نے اس کو پہچان لیا اور پکڑ لیا کہ تو فلاں ہے بڑا نوسر باز ہے۔ اسے حضور کریم ﷺ کے پاس حاضر کر دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیسے آئے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے کہ بیٹا ہے اس کی خبر گیری کے لئے آیا ہوں اس کا غم کھینچ کے لے آیا ہے اگر اس کی خبر گیری کے لئے آیا ہے تو یہ تلوار اور نیزہ بھالہ کیوں لایا ہے۔ عرض کیا کہ راستے میں کسی خطرہ کے پیش نظر ساتھ لایا ہوں۔ فرمایا تو ان کو زہرا آلود کیوں کیا ہے۔ جی بس یونہی لگا دی ہے اپنی حفاظت کے لئے سب کچھ کیا ہے۔ فرمایا کیا تو بچ بول رہا ہے عرض کیا کہ ہاں جی لات کی قسم عزی کی قسم میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ فرمایا کہ پہاڑی پر بیٹھ کر جو تو مشورہ کیا تھا اور اسی کے تحت تو آیا ہے وہ مشورہ کیا تھا۔ وہ مشورہ جو تو نے کیا تھا کہ کوئی تیرا قرض اتارے اور تیرے بیوی بچوں کی کفالت کرے تو پھر تو نبی پاک ﷺ کو قتل کر دے گا۔ کیا تو وہی ہے۔ عرض کیا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ، وَ رَسُوْلُهٗ، نہ اس نے بتایا ہے نہ میں نے بتایا ہے۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کو جانتا ہے۔ تیرے دل کی نیت کونتا ہے میرے دل کی نیت کو بھی جانتا ہے نیت کا جاننا بہت مشکل ہے زبان سے کوئی بولے تو اس کا پتہ تو چل جاتا ہے کہ اس کا کیا ارادہ ہے لیکن میری نیت کیسی ہے یہ کس کو پتہ ہے آپ کیوں آئے ہیں آپ کیوں نعرے مار رہے ہیں۔ آپ کیوں پیسے دیتے ہیں کوئی نیت ہے نا۔ وہ نیت بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ ایک آدمی جنگ تبوک سے پیچھے رہ گیا تھا وہ بھی حاضر ہو گیا اور باقی بھی اسی بندے تھے وہ بھی آگئے کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بیوی بیمار ہو گئی کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے کوئی بہانہ سازی کی۔ تین چار مسلمان تھے باقی سب منافق تھے۔ وہ بہانہ بناتے رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام درگزر کرتے رہے۔ لیکن اس ایک صحابی نے سچ بتا دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جانا چاہتا تھا گھوڑی بھی تیز تھی سوچا آج جاتا ہوں کل جاتا ہوں سواری تیز ہے پہنچ جاؤں گا لیکن آہستہ آہستہ دیر ہو گئی۔ سستی ہو گئی بس رہ گیا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ فرمایا کہ جاؤ پھر تمہارا فیصلہ اللہ کرے گا فرمایا کہ اس سے بایکاٹ کر دو بایکاٹ ہو گیا۔ باہر نکلا تو دوسروں نے کہا کہ اتنے آدمی

جھوٹ بول کر معافی لے گئے آپ بھی جھوٹ بول دیتے کوئی بہانہ بنا لیتے تو معافی مل جاتی۔ خواہ مخواہ مصیبت میں پھنس گئے ہو۔ اس نے کہا کہ کیا میں جھوٹ اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بولتا جو دلوں کے راز کو بھی جانتے ہیں۔ دلوں کے راز یا تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں یا پھر ان کی عطا سے اولیاء اللہ جانتے ہیں۔ جنگ بدر سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے۔ ہمارے تمام مسائل یہی ہیں۔ جی وہ سنتے نہیں ہیں۔ تو وہ سن تو رہے ہیں۔ جی ان کی علم غیب نہیں ہے۔ وہ بھی ہے۔ حاضر ناظر نہیں ہیں تصرف نہیں ہے۔ ہر چیز جنگ بدر سے نکل رہی ہے۔ اب دیکھیں کہ وہ واپس آئے جنگ بدر فتح ہوئی مجاہدین کا قافلہ واپس آ گیا۔ مسجد نبوی میں بیٹھ گیا۔ مدینہ منورہ میں داخلہ سے کوئی میل پہلے ایک عورت اپنے چھوٹے سے بچے کو اٹھائے کھڑی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو قافلہ میں سب سے آگے آ رہے ہیں ان سے پوچھتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ابو کا کیا حال ہے وہ جنگ میں گیا تھا اور واپسی پر بیوی کو نظر نہیں آ رہا تھا تو اس نے بنی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لیا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کے چودہ یا سترہ بندے شہید ہوئے تھے وہ عورت پوچھتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ابو؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کا خاندن شہید ہو گیا اگر ابھی اس کو بتا دیا تو یہ رونا شروع کر دے گی۔ ذرا محفل لگ جائے تو بعد میں اسے پتہ چل جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیچھے پوچھو۔ اس بی بی نے کسی پیچھے آنے والے سے پوچھا تو اس نے سوچا کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں بتایا تو میں کیوں بتاؤں اس نے بھی کہہ دیا کہ پیچھے پوچھو۔ ان کو بھی پتہ چل گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا تو وہ بھی کہتے رہے کہ پیچھے پوچھو۔ پیچھے پوچھو۔ سب سے پیچھے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ شریف لارہے ہیں۔ عورت نے ان سے پوچھا کہ حضرت صاحب اس کے ابو کہاں ہیں۔ فرمایا کہ وہ پیچھے آ رہا ہے۔ مسجد نبوی میں قافلہ پہنچ گیا۔ نفل ادا کئے دعا ہوئی تو ان چودہ یا سترہ بندوقوں میں سے جو شہید ہوئے تھے ان میں سے ایک وہاں پہنچ گیا۔ قافلہ کئی دن میں پہنچ گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں حیرانی والی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صدیقؓ کے منہ سے نکل گیا تھا کہ آ رہا ہے تو صدیقؓ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو سچا کرنے کے لئے میں اس شہید کو زندہ کر کے یہاں لے آیا ہوں۔ صدیق وہ ہوتا ہے کہ جو وہ کہہ دے وہ جوتا ہے۔ اس وقت کیا ٹائم ہوا ہے۔ پونا ایک ہوا ہے۔ سچا جو صادق ہوتا ہے وہ پونا ایک ہی بتائے گا۔ جھوٹا ہے وہ کہے کہ بارہ ہوئے ہیں ساڑھے بارہ ہوئے ہیں سچا جو ہے وہ صبح ٹائم بتائے گا لیکن صدیق کون ہوتا ہے وہ جو وقت بتائے وہی ہو جاتا ہے۔ صدیق کہے کہ بارہ تو گھڑی پر بارہ بجے کا وقت ہو جائے گا سورج واپس ہو جائے گا۔ اگر وہ کہہ دے کہ صبح ہے تو صبح ہو جائیگی وہ کہے کہ شام تو شام ہو جائیگی۔ جب اس نے کہہ دیا کہ پیچھے آ رہا ہے تو پیچھے آ کے رہے گا یہ صدیق کی زبان ہے جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ سرکار کا عالم کیا ہو گا ایک صاحب نے کہا ہے کہ

کامل دی گمری توں کعبہ ثار اے

یعنی روضہ اقدس پر میں کعبہ کو بیت اللہ شریف کو قربان کرتا ہوں۔ کوئی اگر سنے گا تو وہ آپ کو پکڑے گا میرا لگا پکڑے گا۔ نعت گو کو پکڑے گا کہ یہ کہاں سے آ گیا ہے کعبہ کی اتنی عظمت ہے کہ ہر بندہ اس کی طرف منہ کر کے سجدہ کر رہا ہے نماز پڑھ رہا ہے اور تو اس کو قربان کر رہا ہے مسجد نبوی اور روضہ اقدس والے شہر پر۔ یہ کہاں سے آ گیا ہے یعنی ایک عام مسئلہ ہے کہ مدینہ شریف نہ جاؤں مکہ شریف ہی بیٹھے رہوں۔ کیونکہ وہاں آپ ایک رکعت پڑھیں گے تو ایک لاکھ رکعت کا ثواب ملے گا۔ اگر مدینہ شریف جائیں تو سات روز وہاں حاضری ایک دن جانا اور ایک دن واپس آنا تو اس سے نو دن لگ جاتے ہیں۔ اگر جمع تفریق کریں تو ان دنوں کی سترہ کروڑ رکعتیں زیادہ ہو جاتی ہیں ان سے جو مدینہ منورہ میں پڑھی جائیں گی اور کعبہ شریف میں پڑھی جائیں گی۔ یعنی مدینہ شریف نہ جائیں اور بیت اللہ شریف میں ہی نماز پڑھیں تو سترہ کروڑ رکعتیں زیادہ پڑھی گئی تصور ہوں گی حالانکہ اتنی پڑھی نہ ہوں گی اب وہ Calculator سے حساب لگا لگا کر تمہیں بتائیں گے کہ خدا کے بند مدینہ شریف جانے کی وجہ سے سترہ کروڑ رکعت کا ثواب کم ہو جائے گا۔ اس لئے وہاں نہ جاؤ۔ یہ آپ کے گاؤں کا کیا نام ہے۔ کراؤٹا۔ اس کراؤٹا گاؤں کے تمام بندے بھی لگے رہیں تو یہ کی پوری نہیں ہوگی۔ اس لئے مہربانی کرو کعبہ شریف ہی بیٹھے رہو۔ مدینہ شریف نہ جاؤ۔ حضرات کعبہ شریف میں رکعتیں ملتی ہیں لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے پر بخشش ملتی ہے۔ رکعتوں کا کیا کرو گے۔ رکعتیں آتی بھی ہیں چلی بھی جاتی ہیں مسجد میں آپ غلط طریقہ سے داخل ہو جائیں۔ وہاں گپ شپ لگانا شروع کر دیں تو رکعتیں اس طرح سے جل جاتی ہیں جس طرح سے سوکھی لکڑیاں جل جاتی ہیں۔ وہ آتی ہیں تو جاتی بھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرما رہے ہیں کہ جو میرے روضہ اقدس کو ادب سے دیکھتا ہے۔ مجھ پہ لازم ہے کہ اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جاؤں۔ کیوں اتنا فرق ہے؟ اس لئے کہ خانہ کعبہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے اور مدینہ منورہ میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے۔ ذات رضا سے افضل ہے اور خانہ کعبہ نے اسی لئے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ بھی کیا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔ وہ چھت پر چڑھ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کعبہ کی طرف منہ کر کے اذان دیتا رہا ہوں اب اس کی چھت پر ہوں تو اب منہ کس طرف کروں۔ فرمایا کہ اب منہ میری طرف کرلو۔

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

کعبے کو آپ کعبے کے کعبے کے ساتھ کس طرح سے ملا سکتے ہو۔ ہمارا کعبہ ہمارا قبلہ بیت اللہ شریف ہے خانہ کعبہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کعبہ کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ کون سا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبلہ اللہ تعالیٰ ہے اور سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قبلہ کون سا ہے۔ کہیں آپ کے گاؤں میں اس سے کوئی فساد ہی نہ پڑ جائے۔ قبلہ کے معنی جس طرف دل جھک جائے جس طرف ہر وقت دھیان رہے۔ جو ہر وقت خیال میں رہے۔ اس کو قبلہ کہتے ہیں

قبلہ دل جھکا رہے اللہ تعالیٰ کا قبلہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صرف کعبے کا کعبہ ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بھی قبلہ ہیں۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے **وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا** (البقرة ۱۴۸) ”ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے“ اللہ تعالیٰ کی توجہ اور دھیان اور خیال اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی رہتا ہے۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا حضرت سردار محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قبلہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ ایک صحابی آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بیت المقدس جانا چاہتا ہوں جہاں آجکل فسادات ہو رہے ہیں اسرائیلی اور فلسطینی آپس میں برسرِ پیکار ہیں۔ پوچھا کہ کیوں جانا چاہتے ہو۔ تجارت کے لئے جارہے ہو عرض کیا نہیں۔ کیا کوئی رشتہ داری ہے نہیں کیا کوئی اور غرض ہے کہ نہیں پھر کیوں جارہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے پڑھا ہے کہ وہاں ایک رکعت پڑھی جائے تو ہزار رکعتوں کا ثواب ملتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم ضرور جاؤ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ہر دوسری مسجد میں ایک رکعت سے ہزار گنا زیادہ ثواب ہے اب آپ ہزار کو ہزار سے ضرب دیں تو یہ دس لاکھ بنتے ہیں مسجد نبوی میں نماز پڑھو گے تو رکعتیں بھی ملیں گی اور ساتھ بخشش بھی ملے گی۔ بیت المقدس میں یا بیت اللہ شریف میں صرف رکعتیں ملیں گی وہاں بخشش کی بات نہیں ہے صرف ثواب کی بات ہے۔ ثواب مل بھی جاتا ہے اور چلا بھی جاتا ہے اور فرمایا کہ میری قبر کی زیارت نصیب ہو جائے تو گو یا میری زیارت نصیب ہو گئی اور ایک انہوں نے یہ فرمایا کہ ہے کہ

کب آؤں گا میں مدینے میں کب آئے گی میری باری

انتظار ہے کہ میری باری کب آئے گی۔ ہر سال ایک لاکھ میں سے ایک آدمی جاتا ہے مسلمانوں کی جو تعداد ہے۔ اس میں سے فی لاکھ ایک بندہ جاتا ہے۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم یہ ہے کہ جہاں آپ ان کا ذکر کریں وہ خود وہاں تشریف لے آتے ہیں۔ انتظار کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ بصیرت عطا فرمائے جہاں بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاکر اس طرح بیٹھتے ہیں جس طرح جلسہ کر کے بیٹھتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ آپ انتظار ضرور کریں لیکن وہ شعر ہے کہ

ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

اس لئے انتظار ہماری طرف سے ہے۔ ان کا نظر نہ آنا یہ ہماری کمزوری ہے نور نبوت کے ساتھ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ذرہ میں ہیں۔ ہر قطرے میں ہیں ہر پتے میں ہیں۔ انتظار تو آپ ضرور کریں لیکن اس عقیدے کے ساتھ انتظار کریں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو میرے دل میں ہیں۔ آپ درود شریف اتنا آہستہ پڑھیں دل میں پڑھیں کہ ساتھ والا نہ سنے کوئی دوسرا نہ سنے کوئی دوسرا نہ سنے۔ آپ نے پڑھ لیا ہے کسی نے بھی ایک دوسرے کا نہیں سنا

ہے۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کا درود شریف سن لیا ہے وہ اتنے قریب ہیں اور آخر میں یہ عرض کرنا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات وہ ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں۔ اس عقیدے کا کیا فائدہ ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کی ذات میں نبی علیہ السلام کی تعلیمات میں نبی علیہ السلام کی شریعت میں کسی ایک حدیث میں کسی ایک جزو میں اگر آپ کو شک ہو تو پھر ساری شریعت میں شک پڑ جائے گا۔ مثال کے طور پر میں کیا نبی صاحب کبیر سے اعلان کرتا ہوں کہ یہ کھانا جو آپ نے محفل کے بعد کھانا ہے اس میں سے ایک پلیٹ میں زہر ہے کھانا چاہتے ہو تو کھا لو ایک پلیٹ میں زہر ہے وہ جو کھائے گا۔ مر جائے گا۔ دو سو پلیٹ سالن کی ہیں اور صرف ایک میں زہر ہے کیا باقی کی 199 پلیٹیں بھی کوئی کھانے کو تیار ہوگا۔ چاہے کوئی کتنا ہی جھوکا ہو وہ نہیں کھائے گا اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایک بات میں تو شک کرے گا تو پوری شریعت برباد ہو کر رہ جائے گی۔ جس طرح سے میرا اللہ پاک ہے اس کی کتاب لا یرب ہے اسی طرح سے اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لا یرب ہے۔ لا یرب ہے۔ کئی بڑے زور و شور سے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں۔ معصوم نہیں ہیں گناہ ہو سکتے ہیں۔ اودھا کے بندے تو ایک غلطی تصور کر کے ساری شریعت کو غلط کر دے گا۔ ایک صحابی احادیث مبارکہ لکھا کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی خوش ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے ہیں ہر وقت ایک جیسی کیفیت میں نہیں ہوتے کبھی غصہ میں بھی ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے ہیں آپ ہر وقت لکھتے رہتے ہیں۔ انہوں نے وہ لکھنا ترک کر دیا کہ شاید لوگوں کی یہ بات صحیح ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ تو نے احادیث مبارکہ لکھنا کیوں چھوڑ دی ہیں انہوں نے لوگوں کی بات عرض کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری ہر کیفیت حق ہے۔ میری خوشی بھی حق ہے میرا غصہ بھی حق ہے۔ میرا سونا بھی حق ہے میرا جانا بھی حق ہے میرا بولنا بھی حق ہے میرا خاموش رہنا بھی حق ہے اگر کوئی بات ان کے سامنے ہو جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہ جائیں وہ بھی حدیث ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تو نہیں فرمایا کہ جھوٹ کہہ رہا ہے غلط ہے یہ نہیں فرمایا بلکہ چشم پوشی فرمائی ہے مطلب ہے کہ یہ مباح ہے حلال ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاموشی بھی حق ہوتی ہے۔ بد عقیدہ اور صحیح عقیدہ میں یہی فرق ہے۔ ہم کہتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ نقص نہاں گمان نہیں

وہ کہتے ہیں نور نہیں ہیں علم غیب نہیں ہیں حاضر ناظر نہیں ہیں حیات نہیں ہیں تصرف نہیں ہے۔ اس کی نحوست یہ ہے کہ شعور مٹ جاتا ہے۔ اور صحیح علم بھی خراب ہو جاتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نقص نکالنے سے اس میں طعن کرنے سے یہ ہوتا ہے کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اور اونچی ہو گئی تو شعور بھی ختم اور عمل بھی

ختم سب کچھ برباد۔ اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو باکمال سمجھنا ہی ایمان ہے۔ حسان بن ثابتؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے عیب ہیں ہر عیب سے پاک ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے داد دی اور اس کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ یہ کبھی حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے عیب ہیں۔

المحضرت کا یہ کلام حدیث پاک کی ترجمانی کرتا ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ نقص جہاں گمان نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باکمال سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن نور ہے اللہ تعالیٰ نور ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نور ہیں۔ نور ایک ایسا عقیدہ ہے کہ سراج منیر ہیں کہ ایسا نور ہے جو دوسروں کو بھی نور عطا فرمائے۔ چاند خود روشن نہیں ہے سورج کی روشنی اس پر پڑتی ہے تو منعکس ہو کر ہم تک آتی ہے تو چاند روشن نظر آتا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ نور ہیں جو خود بھی روشن ہیں اور دوسروں کو بھی منور کرتے ہیں۔ اس کا کیا فائدہ ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب بندہ پل صراط سے گزرتا ہے جو بہت باریک اور لمبی ہے اور بہت ڈروالی بات ہے اور اس بندے کے عقیدے میں یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں تو دوزخ عرض کرتی ہے کہ یا اللہ اس کو جلدی پار گزر دے اس کے نور سے میں بچھ رہی ہوں اس بندے کے ایمان میں جو نور ہے اس سے میں بچھ رہی ہوں اس کو جلدی گزاردیتا ہے۔ اور جس بندے کے عقیدے میں یہ نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں اس کو دوزخ کھینچ لیتی ہے۔ اگر پل صراط سے پار گزرنا چاہتے ہو تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانو۔ ذوالنورین کون ہیں اس کو کس نے ذوالنورین بنایا ہے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین فرمایا دونوروں والا۔ اس کے نکاح میں میری دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی سے نسبت ہو کر حضرت عثمان غنیؓ نور والا بن گیا ہے تو کیا اس بیٹی کا باپ نور نہیں ہوگا۔ کوئی فرقہ ایسا ہے جو حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین نہ مانتا ہو۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہ مانا جائے تو دیکھو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو آگ نے ان کو جلا یا نہیں ہے کیوں نہیں جلا یا کہ اس کی پیشانی میں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اس لئے کہ ان کی پیشانی میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تھا۔ نور سے ہی کام بننا ہے۔ نماز کا اپنا رول ہے روزے کا اپنا کمال ہے حفظ کا اپنا فائدہ ہے۔ لیکن پل صراط پر نہ نماز کام آئے گی نہ روزہ کام آئے گا نہ حفظ نے کام آنا ہے صرف نور نے کام آنا ہے حفظ نے کام آنا ہے لیکن جنت میں جا کر اور اگر حافظ منافق ہے تو وہ حفظ بھی گیا۔ وہ حفظ کے ساتھ دوزخ میں چلا جائے گا اس علاقے میں بچوں کو حفظ کرانے کا لوگوں کو بہت شوق ہے۔ جس نے پل صراط اس پار گزارنا ہے وہ عقیدہ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے کی توفیق علم غیب والا ماننے کی توفیق شفیع ماننے کی توفیق تصرف والا ماننے کی توفیق عطا فرمائے حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ سے اسلام پھیلنا ہے لہذا جہاں جہاں ولی اللہ ہے وہاں اسلام ہے۔ جہاں ولی اللہ نہیں ہے وہاں سے اسلام بھی غائب ہو گیا ہے سجدہ ضرور ہے نماز ضرور ہے قرات بھی ہے حفظ بھی ہے تفسیر ضرور ہے مسجد ضرور ہے مصلیٰ محراب سب کچھ ہے۔ گڑی۔ ٹوپی داڑھی ہے لیکن اسلام نہیں ہے۔ اسلام وہیں ہے جہاں پر عقیدہ صحیح ہے۔ غور کرو کہ بہتر میں سے ایک جنتی ہے ہے ناجی فرقہ صرف اہل سنت ہے۔ یہ Ratio ہے مقابلہ پڑ جائے گا۔ ایک اور بہتر کی نسبت ہے ایک جنتی ہے بہتر دوزخی ہیں۔ اب پل صراط پر دیکھیں کہ کیا لے کر گزرو گے یہ عقیدہ کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں نور ماننے کی توفیق عطا فرمائے ایک بادشاہ تھا وہ کسی سے ناراض ہو گیا۔ اس نے حکم دے دیا کہ اس کو پھانسی دے دو۔ جلاد اس کو پھنسی دینے کے لئے تختہ دار پر لے گیا اور اس سے پوچھا کہ تیری کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ جلاد آخری مرتبہ پوچھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں میری ایک خواہش ہے کہ میری بادشاہ سے ایک بات کروادو۔ جلاد نے اس کو ہتھ کڑی لگائی کہ کوئی شرارت نہ کرے بادشاہ پہلے ہی ناراض ہے جب وہاں گئے تو قیدی نے کہا السلام علیکم۔ بادشاہ نے کہا کہ علیکم السلام اور کہا کہ بس بات ہو گئی ہے جاؤ اس کو جا کر پھانسی دے دو۔ السلام علیکم بھی بات ہے اور علیکم السلام بھی بات ہے بس بات ہو گئی اس کو لے جاؤ قیدی نے کہا کہ اے بادشاہ اب تو مجھے پھانسی نہیں دے سکتا۔ اس نے کہا کہ کیوں اب میں بادشاہ نہیں رہا اس نے کہا کہ بادشاہ ہے اور ضرور ہے لیکن بادشاہ ہوتے ہوئے تو کہہ کہ علیکم السلام تم پر سلامتی ہو اور اس بندے کو سلامتی نہ ہو تو پھر تو کیسا بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے سنا تو کہا کہ یہ بہت چالاک ہے چلو اس کو معاف کر دو۔ اگر کوئی بادشاہ علیکم السلام کہے تو بندہ پھانسی سے بچتا ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علیکم السلام کہہ دیں تو بندہ دوزخ سے بچ جاتا ہے۔ السلام علیکم کہنا سنت ہے اور علیکم السلام کہنا فرض ہے اگر ہم کہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لاکھوں سلام تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرض ہو گیا کہ وہ علیکم السلام فرمائیں پھر کثرت کی ایک اور چالاک بھی ہے کہ ہم کہتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ کہتے ہیں ایک بار لیکن کہتے ہیں کہ لاکھوں سلام پھر جوش میں آ کر کہتے ہیں کروڑوں سلام پھر کہتے ہیں بے حد سلام۔ پڑھتے ہیں ایک بار کہتے ہیں بے حد سلام۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہے جنتی دفعہ کہتے ہیں اتنی باری کا لکھو۔ پڑھائی کی بات نہ کر بلکہ اس کو جس سے وہ ضرب دیتے ہیں اس کی بات کر کیونکہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوثر ہے۔ تو کروڑ کہے تو کروڑ ہو جائے تو بے حد کہے تو بے حد ہو جائے۔ لوگ بھی چالاک کرتے ہیں کہ تسبیح کی بجائے باجرے کے دانے لیکر ان پر درود شریف پڑھتے ہیں جتنے دانے باجرے کے مٹھی میں آ گئے درود شریف ایک بار پڑھا لیکن درود شریف کی تعداد باجرے کے دانوں کے برابر ہو گئی۔ میری ہزاروں نمازیں فرمایا کہ نہیں نہیں صرف ایک نماز لکھو۔ میرے لاکھوں حج فرمایا نہیں نہیں صرف ایک حج لکھو۔ میرے کروڑوں روزے فرمایا کہ نہیں نہیں صرف ایک روزہ لکھو لیکن سلام کی باری آتی ہے وہ کہے کہ لاکھو سلام تو لاکھوں سلام لکھا جاتا ہے۔ حالانکہ کہتے ہیں صرف ایک بار پڑھتے ہیں ایک بار لکھا جاتا ہے

لاکھوں بار۔ آؤ اب وہ سلام پڑھیں جس پہ لاکھوں کروڑوں اربوں سلام ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حاضری کو قبول فرمائے۔ اور محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قبول ہے کیوں کہ اس کا تعلق ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اب جو نعت شریف پڑھی گئی ہیں کوئی سو سال پرانی کوئی دو سو سال پرانی ہیں۔ میں نے جو باتیں کی ہیں وہ چودہ سو سال پرانی باتیں کی ہیں۔ کون سی کوئی نئی بات کی ہے۔ لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پرانی بات بھی نئی ہے۔ جو اس وقت انعام ملتا تھا اب بھی وہی انعام ملتا ہے کوئی معیار نہیں بدلا ہے۔ دس بار اللہ تعالیٰ کا درود شریف تیرا میرا درود شریف تو شاید ضائع ہو جائے اللہ تعالیٰ کا درود شریف کس طرح چلا جائے گا۔ ایک بار درود شریف پڑھ تو اللہ تعالیٰ کا دس بار درود شریف دس گناہ معاف جو کئے ہیں دس نیکیاں جمع ہو گئیں جو کی نہیں ہیں اور جنت میں دس درجے بلند ہو گئے۔ بندہ کہتا ہے کہ میں ایک سکیل سے دس سکیل میں کس طرح پہنچ گیا ہوں۔ یہاں تو تیرا ایک سکیل ہے لیکن جنت میں دس سکیل بن جائیں گے۔ حضرات یہ جو درود شریف ہے اور محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا تعلق تعداد سے نہیں گاؤں سے نہیں شہر سے نہیں گلی سے نہیں میدان سے نہیں بلکہ اس کا تعلق صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ایک بندہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنی بیوی بچوں کو لے کر میلاد شریف کی باتیں کر رہا تھا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے وہ کہہ رہا تھا بی امنہؓ کے پیٹ سے نور نکلا۔ خانہ کعبہ نے سجدہ کیا۔ تارے جھک گئے جھنڈے لگ گئے فرشتے آ گئے جو کچھ بھی ہے وہ بیان کر رہا ہے اپنے بچوں کو پڑھا رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور بندے کو پکڑا اور وہاں تشریف لے گئے فرمایا کہ کیا کر رہے ہو اندر کون کون ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں میرے بچے ہیں بیوی ہے اور کوئی نہیں کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے میلاد شریف کی باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اور کچھ کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم صرف میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بات کر رہے ہیں۔ فرمایا اچھا یہ بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھل گئے ہیں اور فرمایا کہ جو بھی ایسا کرے گا اس کے گھر کی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ آپ نے آج رحمت کے دروازے کھلائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش زاہد کیانی صاحب کراؤن ضلع جہلم 02-09-2000

اسمائے گرامی شہدائے بدر

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت منج بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عمیر بن ابوقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت عاقل بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عمیر بن عبد عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت عوف یا عمو ذبن عفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت معوذ بن عفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت حارث یا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت یزید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت رافع بن کلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمار بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! قرآن مجید کی آیت مبارکہ ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (المائدہ ۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ متقی بن جاؤ اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو۔ ایمان والا کون ہے اور متقی کون ہے اگر آواز دی جائے کہ اے ایمان والے تو کون ایمان والا ہے جو اللہ کو مانتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتا ہے عشق کرتا ہے۔ تعظیم کرتا ہے۔ فرشتوں کو مانتا ہے۔ جنت کو مانتا ہے۔ دوزخ کو مانتا ہے مرنے کو مانتا ہے۔ مرنے کے بعد اٹھنے کو مانتا ہے۔ حشر کو مانتا ہے میزان کو مانتا ہے۔ قیامت کو مانتا ہے انبیاء علیہم السلام کو مانتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اور وہ عمل کرتا ہے۔ اگر حکم نہیں مانتا تو وہ تو ہے ہی نافرمان۔ وہ متقی کیسے ہو سکتا ہے۔ متقی وہ ہے جو نماز پڑھے جب نماز کا وقت ہو جائے روزے رکھے جب رمضان شریف آجائے۔ زکوٰۃ دے۔ حج کرے اگر استطاعت ہو۔ قربانی کرے۔ حفظ کرے۔ تفسیر پڑھے۔ شرعی احکام پر عمل کرے وہ متقی ہے اب بڑی عجیب بات ہے کہ اتنی ساری چیزیں ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابھی مجھ تک نہیں پہنچا۔ ابھی مجھ تک رسائی حاصل نہیں کر سکا۔ فرمایا وسیلہ پکڑو اور مجھ تک رسائی حاصل کرو۔ وہ وسیلہ کون ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ پیچھے اور کیا چیز باقی رہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مان لیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیا ان سے محبت کر لی۔ ان سے عشق کر لیا۔ ان کی تعظیم کر لی۔ ان کا ادب کر لیا۔ جنت کو مان لیا دوزخ کو مان لیا۔ میزان کو مان لیا۔ حساب و کتاب کو مان لیا۔ فرشتوں کو مان لیا۔ کتابوں کو مان لیا۔ نماز۔ روزہ حج زکوٰۃ سب کچھ کر لیا۔ پھر بھی کمی رہ گئی پھر بھی حکم ہے کہ وسیلہ پکڑو۔ یا اللہ وہ کون سا وسیلہ ہے جو باقی رہ گیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو مان لینا ہی وسیلہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ہی مان لینا اللہ تعالیٰ تک وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ تو وسیلہ پکڑنے کی ضرورت کیا ہے۔ اگر کوئی لاہور میں ہی ہے اور وہ لاہور جانا چاہتا ہے تو ہم کہیں کہ گاڑی پکڑو گاڑی میں سوار ہو جاؤ وہ تو پہلے ہی لاہور میں ہے پھر گاڑی پکڑ کر کیا کرے گا۔ یہ جو حکم ہے یہ جو ارشاد ہے۔ یہ جو تفسیر ہے یا جو یہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے اس کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان الگ بات ہے تقویٰ الگ ہے اور وسیلہ الگ ہے اللہ تعالیٰ تب ملیں گے اگر تو وسیلہ پکڑے گا۔ اور یہ وسیلہ پیر کامل ہے۔ شیخ کامل ہے۔ روضہ اقدس کی حاضری بڑی فضیلت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے روضہ کی زیارت کی میں اس کی شفاعت کروں گا۔ جس نے

میری قبر انور کو دیکھ لیا گیا اس نے میری زیارت کر لی۔ منافق نے دونوں چیزیں دیکھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دولت خانہ بھی دیکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کی ہے قبر انور کی زیارت بھی کی ہے روضہ اقدس کی زیارت بھی کی ہے پھر بھی اس کے پلہ میں کچھ نہیں ہے۔ وہ تو مارا گیا ہے۔ اب دوسرے لوگوں کے لئے میری عرض ہے کہ ان کے لئے وسیلہ مرشد کریم ہے۔ اگر بیعت نہیں ہے اگر مرشد کریم نہیں ہے تو سمجھ لو کہ تمہارا تقویٰ بھی گیا اور ایمان بھی گیا۔ اگر تو کہے کہ میں متقی ہوں میرے پاس نماز۔ روزہ ہے تقویٰ ہے تو یہ تو منافق کے پاس بھی ہیں۔ لیکن وسیلہ نہیں ہے۔ تو وسیلہ پکڑتا کہ تیرا بیڑا پار ہو جائے۔ میرے مرشد کریم کا ایک ہی فرمان ہے کہ یاد رکھنا ہو تو یہی ایک ہی شعر یاد رکھو۔ بات بھی وہی ہوتی ہے جو ایک ہی ہوا و رحتی ہو۔ زیادہ باتیں ہو جائیں تو پھر پتہ نہیں چلتا ہے کہ ان میں بہت اہم کون سی ہے۔ نمبر ایک پر کیا ہے اور نمبر دو پر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں
جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

عید ایک نسان ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ قربانی خیرات ان سب کو عید میں شامل کر لیں۔ یہ سب عید کے مقابلہ کی چیزیں ہیں۔ فرمایا کہ ان میں کچھ نہیں ہے۔ ان تمام چیزوں کو پھل تب لگے گا جب تیرا ستارہ مرشد کریم کے مے خانے میں چمکے گا پھر تو بھی چمک جائے گا تیری آخرت بھی چمک جائے گی۔ تیری دنیا بھی سنور جائے گی میاں محمد بخش فرماتے ہیں کہ

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہندا میں بھی آکھاں راہ دے
بنان مرشداں راہ نہیں لکھنا تے رل مرسیں وچہ راہ دے

میاں محمد بخش صاحب نور بصیرت سے بات کرتے ہیں۔ ولی اللہ یونہی بات نہیں کر دیا کرتے۔ جو کچھ من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہوتا ہے وہی کہتا ہے ہمارے تو جو منہ میں آتا ہے وہ کہہ دیتے ہیں ولی اللہ اس طرح سے بات نہیں کرتے نہ ہی نبی علیہ السلام ایسے ہی بات کہہ دیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام بھی وہی بات کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ **يَوْمَئِذٍ نَسْفُتُ إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** کی تفسیر ہے۔ اگر دریا کو کوڑے میں بند کرنا ہے تو یہ ایک ہی شعر کافی ہے۔ میرے مرشد کریم کی پسند کا شعر ہے۔ مولانا روم کی بات سنیں۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ پورے قرآن مجید کی تفسیر فارسی میں نظم کی صورت میں لکھ دی ہے۔ مثنوی مولانا روم مثنوی بمعنی دوا اشعار والی۔ ہر دوا اشعار علیحدہ علیحدہ قافیہ اور ردیف کے ساتھ لکھ دی ہے۔ آپ بیٹھے ہوئے درس دے رہے تھے۔ کتب پاس رکھی ہوئی ہیں شاگرد حاضر ہیں کہ ایک اللہ کا بندہ کوئی درویش صورت ادھر آ گئے۔ کتابوں کا ڈھیر لگا دیکھا تو پوچھا ایں چیست یہ کیا ہے۔ مولانا روم نے ایک نظر دیکھا کہ پھٹے ہوئے کپڑے۔ بکھرے ہوئے بال ہیں فرمایا تو نے دانی یہ تو نہیں جانتا۔ آپ جائیں اپنا کام کریں علم کی باتیں ہیں عالم

ہی جانتے ہیں۔ آپ جیسے فقیر کو کیا علم ہے اس درویش نے موقعہ پا کر ساری کتابیں اٹھائیں اور پانی کے حوض میں پھینک دیں۔ شور مچ گیا۔ پکڑو دھکڑلو۔ ساری عمر کی کمائی ضائع ہو گئی آج کل تو پریس ہیں ان دنوں ہاتھ کی لکھائی ہوتی تھی۔ کچی سیاہی سے کتب لکھی جاتی تھیں۔ پانی سے صاف ہو جایا کرتی تھی۔ آج کل تو چھاپہ خانہ کی کچی سیاہی ہے جس پر پانی اثر نہیں کرتا۔ جب زیادہ ہی شور مچ گیا تو اس درویش نے ایک کتاب حوض سے پکڑی باہر نکالی جھاڑی تو اس میں سے گرداڑ رہی ہے۔ کتاب بالکل خشک کہ جیسے پانی میں گری ہی نہ تھی۔ دوسری کتاب نکالی۔ تیسری نکالی ساری کتب نکال کر باہر رکھ دی۔ مولانا رومؒ نے پوچھا ایں جیست یہ کیا ہے۔ درویش نے جواب دیا تو نے دانی یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ تیرے ہاتھ میں وسیلہ نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں وسیلہ ہے۔ میرے ہاتھ میں مرشد کریم کا دامن ہے۔ یہ ہے وہ بات جو اس نے کبھی۔ مولوی صاحب آپ کے ہاتھ میں کسی شیخ کامل کا دامن نہیں ہے میں وہ فقیر ہوں کہ جس کے ہاتھ میں دامن مرشد کریم ہے۔ پھر مولانا رومؒ نے فرمایا۔

صد ورق صد کتب درنار کن روئے خود را جانب دل دار کن
یعنی کتا ہیں جلادے اور کسی کا دامن پکڑ لے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزیؒ نہ شد

مولوی کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ یہ اس وقت نصیب ہوا جب حضرت شمس تبریزیؒ کی غلامی میں آیا۔ جب تک غلامی کا پٹہ گلے میں نہیں والا کوئی چیز بن نہیں سکی۔ یہ ہے وسیلہ نماز پڑھو ضرور پڑھو۔ فرض ہے پڑھو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آٹھ آٹھ نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی پڑھیں لیکن وسیلہ کے بغیر بات نہیں بنے گی۔ اگر نبی ہوتی تو مولانا روم کی بھی بن جاتی۔ اگر بن جاتی ہوتی تو پھر میاں محمد بخشؒ کو بھی کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میاں صاحب کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ راہ دے راہ دے۔ راہ تو کتب میں بھی لکھا ہوا ہے۔ ایک اور شعر ہے کہ

مجو دین اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت در کتب دین اندر نظر

اے بے خبر! کتا بوں میں دین نہ ڈھونڈو۔ کتا بوں میں علم ہے لیکن دین کسی کی نگاہ میں ہے۔ نگاہ پڑے گی تو کام بنے گا ورنہ نہیں بنے گا۔ سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں۔

ایک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کر وڑاں حجاں ہو

کعبہ شریف گیا مکہ شریف گیا تو ایک حج سال بھر کے بعد آتا ہے۔ وہ بھی پتہ نہیں کہ قبول ہوا یا نہیں ہوا۔ لیکن مرشد کے ایک دیدار کا کیا صلہ ہے۔ حضرت باہوؒ فرماتے ہیں کہ ایک دیدار سے لکھ کر وڑج ہو جاتے ہیں۔ اتنے حج کوئی شخص بھی عمر میں کر ہی نہیں سکتا ہے۔ عمر بھر میں کتنے حج کر لے گا۔ دو چار دس بیس سو کتنے کر لے گا۔ کتنی لمبی عمر پالے گا۔ یہ ہو ہی

نہیں سکتا۔ کس کے پاس اتنے وسائل ہیں کون اتنا وقت دے سکتا ہے۔ کون اتنا صحت مند ہے۔ کہ حج کرتا رہے پھر بھی لکھ کر وڑ کو کیسے پہنچے گا۔ یہ یہ وسیلہ۔ اگر وسیلہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے دیکھ کہ دھول باجا۔ آتش بازی۔ جہیز۔ وری کپڑے تمام نمائش اور ولیمہ۔ ہندی۔ وڈیو فلم۔ دانس گانا بارات آ رہی ہے بھنگڑا ڈال رہے ہیں۔ باراتی چاہے سوہوں ہزار ہوں لکھانا بے شمار دیکھیں ہی دیکھیں پک رہی ہیں سب کچھ ہو لیکن نکاح نہ ہو تو پھر یہ سارا کھیل تماشا کس کام کا۔ اور اگر یہ سب کچھ نہ ہو صرف نکاح ہی ہو وہ اکیلا ہی کافی ہے۔ باقی کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اگر کسی شیخ کامل کا دامن پکڑا ہوا ہے وہ اکیلا ہی کافی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا دھوبی تھا۔ فوت ہو گیا۔ قبر میں چلا گیا۔ منکر نکیر آ گئے سوال کرنے شروع کر دئے۔ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا مذہب کیا ہے۔ عرض کیا کہ میں تو حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا دھوبی ہوں۔ انہوں نے سوال دہرائے تو اس نے پھر عرض کیا کہ میں تو سرکار غوث الاعظمؒ کا دھوبی ہوں اسی بات پر نجات ہو گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتو چھوڑ دو اسے یہ کہہ تو رہا ہے کہ غوث الاعظمؒ کا دھوبی ہے اور اس سے کیا پوچھتے ہو جو غوث الاعظمؒ کا رب ہے وہی اس کا بھی رب ہے جو غوث الاعظمؒ کا دین ہے وہ اس کا بھی دین ہے۔ غوث الاعظمؒ کا دھوبی ہو کر بے دین تو نہیں ہوگا۔ یہ وسیلہ ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس پر جانا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نیک اعمال یہ فضیلتیں ہیں یہ کہاں کام آئیں گی اگر صرف پیری سب کچھ ہے تو باقی کیا رہ گیا۔ میری نماز میرا روزہ حج میری قربانی کس کام کی ہے۔ حضرات جنت میں داخلہ پیری مریدی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہے۔ جنت میں جا کر پھر تیرے یہ تمام اعمال کام آئیں گے۔ حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ تو نے حفظ کیا ہے جنت میں داخل ہو گیا ہے اب قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دے اور ہر حرف پر تیرے درجے بلند ہوتے جائیں گے جہاں تک والناس تک پہنچ جائے گا وہ تیرا مقام ہے۔ لیکن جو حافظ منافق ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں کسی شیخ کامل کا دامن بھی نہیں ہے تو اسے تو جنت میں داخل ہی نہیں ملے گا۔ مقام یا درجہ اس کو کیا ملنا ہے۔ منافق نے باہر رہنا ہے۔ بے پیرا ہے تو باہر رہ جائے گا۔ قادیانی نے باہر رہنا ہے۔ منافق حافظ باہر رہ جائے گا حالانکہ جب کوئی بچہ حفظ کرنے کے لئے جاتا ہے تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچاتے ہیں۔ یہ کتنی فضیلت والی بات ہے۔ اس کی سات پشٹیں بخش دی جاتی ہیں۔ وسیلہ پیر ہے اللہ تعالیٰ یہ راز سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ عام لوگ بہت ڈراتے ہیں کہ حقوق و قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ ہیں اور دوسرے حقوق العباد ہیں۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ حج کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ قربانی کرنا یہ حقوق اللہ ہیں۔ اگر ان میں کوتاہی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی ہے۔ اس نے کسی دوسرے سے نہیں پوچھنا ہے کہ میں معاف کروں یا نہ کروں۔ یہ اس کا اپنے حق ہے۔ نماز نہیں پڑھی تو اب اللہ کی مرضی ہے کہ وہ معاف کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے۔ دوسرے حقوق العباد ہیں۔ کسی کو گالی دی ہے۔ کسی کو قتل کیا ہے کسی کی چوری کی ہے۔ کسی کی بے عزتی کی ہے کسی سے کوئی زیادتی کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے روز وہ بندہ معاف کرے گا۔ تو معافی ملے گی ورنہ کوئی معافی نہیں

ہے۔ یہ ایسی چھری ہے کہ بندے کا دل بھجھ جاتا ہے۔ اگر کوئی معاف نہ کرے تو پھر کیا کریں گے۔ کسی نے کسی کے پیسے دیئے ہیں۔ کسی نے قرضہ لے کر واپس نہیں کیا ہے کسی نے امانت میں خیانت کر لی ہے دھوکہ کیا ہے فراڈ کیا ہے دغا بازی کی ہے اگر کوئی معاف نہ کرے گا تو پھر پھنس جائیں گے لیکن اولیاء اللہ کا ایسا کرم ہے کہ حدیث پاک ہے کہ کسی نے سقوت کئے ہیں۔ اب یہ حقوق اللہ ہیں یا حقوق العباد ہیں۔ سو بندے قتل کر دئے ہیں۔ کسی کو بیوہ کر دیا ہے کسی کو یتیم کر دیا ہے۔ کسی کا بیٹا قتل کر دیا ہے کسی کا بھائی قتل کر دیا ہے یہ سقوت کس طرح سے معاف ہوئے ہیں حدیث پاک ہے کہ ولی کے در کیطرف چلا تو معاف ہو گئے۔! اللہ کی شان ہے وہ جس طرح سے چاہے معاف کرالے۔ قتل حقوق العباد ہیں۔ مقتول کے لواحقین معاف کریں یا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاؤ معاف کرا کے آؤ۔ لیکن مقتول کہتا ہے کہ میں معاف نہیں کرتا۔ تو پھر تو مر گئے پھنس گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سقوت بھی کر اڈے قاتل کو ولی کے در پر بھیج کر سارے معاف بھی کر اڈے یہ اس کا اپنا نظام ہے اور اولیاء اللہ کی عظمت بیان کرنے کا ذریعہ ہے طریقہ ہے۔ وسیلہ ہے۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ کسی ولی کامل کی زیارت کر لی تو میرے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ معاف کر رہا ہے اس کی مرضی سے معاف ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو شور مچاتے ہیں اور مچاتے ہی رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنا نظام ہے۔ یا تو یہ ہے نہ کہ گناہ معاف نہ ہوتے تو پھر یہ کہتے کہ تم نے اپنا زور لگا لیا ہے گناہ تو معاف ہوئے نہیں ہیں۔ یہ کرم ہے ولایت کا۔ یہ وسیلہ ہے بخشش کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَّاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** (یونس ۶۲) ”خبردار بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم“۔ پوچھا کہ خوف کیا ہوتا ہے اور حزن کیا ہوتا ہے ہمیں تو اتنی عربی آتی نہیں ہے کہ مکمل طور سے اس کی تشریح کر سکیں۔ خوف یہ ہے کہ خدا نخواستہ یہ پنکھا گر پڑے اور میرے سر پر چوٹ لگ جائے۔ یہ خوف ہے میری ذات کو نقصان پہنچنے کا۔ لیکن یہ دوسرے دوست بیٹھے ہیں ان پر گر پڑے ان کو چوٹ آجائے یہ حزن ہے۔ اپنی ذات کے لئے جو ڈر ہے وہ خوف ہے اور دوست کے لئے جو ڈر ہے وہ حزن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کو نہ اپنا کوئی خوف ہے اور نہ ہی اس کے دوست کے لئے کوئی خوف ہوگا۔ جو بھی کوئی ولی اللہ ہے وہ اپنے دوست کو پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔ اگر کسی ولی اللہ کا کوئی دوست جہنم میں جاتا ہے تو ولی اللہ کو اس کا دکھ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بھی ولی کو دکھ نہیں دینا ہے۔ اب بات ہے کہ یا تو ولی بن جاؤ یا پھر ولی کے دوست بن جاؤ۔ غوث الاعظمؒ کی عظمت دیکھو پینتیس سال علم دین حاصل کیا۔ پندرہ سال ہر رات کو ایک پاؤں پہ کھڑے ہو کر پورا قرآن مجید ختم کیا ہے۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے۔ ساری رات آرام نہیں فرمایا ہے۔ یہ ریاضت کا حال ہے۔ اب آپ یا تو اتنی ریاضت کر لو اللہ تعالیٰ ہمت عطا فرمائے اور آپ کو ولایت نصیب ہو جائے اور اگر نہیں کر سکتے تو پھر کسی اللہ والے کے ساتھی بن جاؤ۔ جہاں وہ جائے گا آپ بھی وہیں جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وسیلہ پکڑو تو وسیلہ پیر کامل ہے جب تو دنیا

سے جائے تو ایک چیز ضرورتاً ہمارے ساتھ ہو اور وہ ہے کہ کسی شیخ کامل کا دامن تمہارے ہاتھ میں ہو۔ اگر یہ نہیں کر سکا تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حدیث پاک بتاتی ہے کہ ایک بندے کے اتنے گناہ ہوں کہ جتنے سارے بندوں کے ہونے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ گنہگار میرے کسی سیدزادے کا ہاتھ چوم لے تو میں اس کو بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔ یہ وسیلہ ہے لیکن کسی شیخ کامل سے دست بیعت ضرور ہو وہ وسیلہ ہے۔ وہ منشاء ایزدی ہے آپ بیعت ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہو جاؤ تو اللہ والے ہو جاؤ گے۔ اگر نہیں تو تمہارا تمام سفر بے کار ہے۔ سفر سے ایک مثال یاد آگئی ہے۔ کہ ایک انجن ہے اور اس کے ساتھ ڈبے ہیں۔ ڈبے کی کئی قسمیں ہیں یہ اسے کاذب ہے یہ فرسٹ کلاس کا ہے یہ درمیانہ درجہ کا ہے یہ تھرڈ کلاس کا ہے یہ سلیپر کا ہے انجن بھی موجود ہے ریلوے لائن بھی ہے ڈبے بھی تیار ہیں لیکن ایسا بھی ایک ڈبہ ہے کہ اس کا کنڈا اس کا ہک انجن کے ساتھ لگا ہوا نہیں ہے انجن اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا ہے تو وہ ڈبہ کہاں جائے گا۔ وہ اسٹیشن پر ہی کھڑا رہ جائے گا۔ اس کا کنڈا الگا ہوا نہیں ہے۔ اس کا انجن سے کنکشن نہیں ہے اس کا انجن سے واسطہ نہیں ہے یہ واسطہ ہے تو جہاں انجن جائے گا وہیں ڈبہ بھی جائے گا۔ انجن کراچی جائے گا تو ڈبہ بھی ساتھ کراچی جائے گا۔ اگر انجن پشاور جائے گا تو ڈبہ بھی اس کے ساتھ پشاور جائے گا۔ یہ کنڈا بیعت ہے اور انجن ولی کامل ہے اور منزل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر اس منزل پر پہنچنا چاہتے ہو تو کنڈا مضبوط کر لو۔ اللہ تعالیٰ کنڈا مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ہے **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ**۔ لہذا وسیلہ پکڑو۔ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ پیر کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** کی تفسیر ہے۔ ایک کتا بھی جتنی بن گیا ہے تو یہ تمہارے لئے اشارہ ہے۔ اولیاء کرام کے در کا کتنا بنتا۔ اصحاب کہف کے در پر نہ بیٹھتا تو آج کچھ بھی نہ ہوتا۔ لیکن اصحاب کہف کے در پر بیٹھا ہے تو آج مذکور الہی بنا ہوا ہے۔ جانتے ہو کہ مذکور الہی کون ہوتا ہے۔ مذکور الہی وہ ہوتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کرتا ہو۔ آپ ہر چیز کا ذکر نہیں کرتے ہو۔ خاص خاص چیزوں کا ہی ذکر کرتے ہو ان خاص چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کتے کا نام بھی رکھا ہوا ہے۔ کیوں کہ وہ ولی کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے یہ نظام ربوبیت ہے یہ نظام ہدایت ہے۔ نظام نجات ہے۔ جس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمرؓ کو کفر سے نکال کر فقط نگاہ سے مومن بناتے ہیں اسی طرح سے حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ چور کو مومن بناتے ہیں۔ قطب بناتے ہیں حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کھوکھو ولی بناتے ہیں

بادہ	نہ	صراحی	نہ	دور	پیانہ
فقط	نگاہ	سے	رنگیں	ہے	بزم
					جاناناں

نہ تو اس میں شراب ہے نہ کوئی پیالہ ہے نہ کوئی صراحی ہے۔ یہ تو فقط ایک نگاہ سے نظام چل رہا ہے۔ ولی کی نگاہ کام کر رہی ہے تو بھی اس نگاہ میں آجا۔ کسی شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیدے تو نگاہ میں آجائے گا۔ اگر گرتے ہیں یہ ہاتھ نہ دے تو

تمہارے ساتھ دھوکہ ہو جائے گا۔ اس دھوکہ سے بچ جاؤ اس فریب سے بچ جاؤ۔ اور کسی ولی کامل کے ہو جاؤ تو کامیاب ہو جاؤ گے دھوکہ سے بچ جاؤ گے صراطِ مستقیم پا جاؤ گے۔ اگر نہیں تو اندھیرے میں لکریں مارتے رہ جاؤ گے۔ ظفر صاحب مدینہ شریف گئے تو وہاں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو پاکستان میں سی ایس پی آفیسر تھا اس نے نوکری چھوڑ دی کسی کا مرید ہو گیا۔ وہ یہاں پاکستان میں کسی اور بزرگ کے مزار پر جھاڑو دیا کرتا تھا۔ اس بزرگ نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ بیٹا تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے اب تو فلاں بزرگ کے مزار پر حاضری دو۔ وہ اس دوسرے بزرگ کے مزار پر چلے گئے اور وہاں جھاڑو دیتے رہے صفائی کرتے رہے کہ اس بزرگ نے بھی اشارہ فرمایا کہ بیٹا تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے تم تمہیں مدینہ شریف بھیج دیتے ہیں۔ ان بزرگوں کے کے وسیلہ سے وہ مدینہ شریف پہنچ گیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں بھی یہی کام کرتا رہا لیکن مجھ سے ایک غلطی ہو گئی کچھ کوتاہی ہو گئی تو میرا کس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھری میں پیش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں میری جواب طلبی ہو گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار فرمایا مجھے کسی نے بتایا کہ پاکستان میں جن مزاروں پر حاضری دیتے رہے ہوں ان کی خدمت کرتے رہے ہوں ان کی مدد کیلئے پکارو۔ میں نے پہلے بزرگ کو یاد کیا۔ وہ حاضر ہو گئے لیکن فرمایا کہ بیٹا ٹھیک ہے تم نے میری بہت خدمت کی ہے لیکن میں دربار رسالت میں آپ کی مدد نہیں کر سکتا یہاں آپ کے اپنے پیر صاحب ہی مدد کر سکتے ہیں میں نے دوسرے بزرگ کو یاد کیا وہ بھی تشریف لائے لیکن انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ بیٹا آپ اپنے پیر و مرشد کو مدد کیلئے پکارو۔ یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں صرف تمہارے اپنے پیر صاحب ہی تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ لہذا میں نے اپنے پیر و مرشد کو یاد کیا۔ اپنی مدد کے لئے پکارا۔ وہ تشریف لے آئے۔ مجھے تسلی دیا ورنہ بار نبوت سے مجھے معافی لے کر دی۔ **يَا وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** ہے۔ پیر صاحب ہی وسیلہ ہے۔ حضرت میاں محمد بخشؒ صاحب فرماتے ہیں۔

ہر مشکل دی کنجی یارو تھہ مرداں دے آئی

مرد نگاہ کرن جس ویلے تے مشکل رہوے نہ کائی

پھر فرماتے ہیں کہ

خس خس جننا قدر نہ میرا صاحب نوں وڈھیایان

میں گلیاں دا روڑا کوڑا تے محل چڑھایا سایاں

اگر محل میں جانا ہے محل پر چڑھنا ہے جنت میں جانا ہے قرب نبوت میں جانا ہے قرب الہی میں جانا ہے تو کسی شیخ کامل

کے دروازے کا ذرہ بن جا۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

کیما پیدا کن از شتے گلے
بوسہ زن بر آستانے کالے

اس گناہ گار کو جنتی بنالے۔ کسی کامل کے دروازے کا بوسہ دے لے تو بھی کامل ہو جائے گا۔ اور کیا بتائیں کہ وسیلہ کیا ہوتا ہے۔ یہ وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ ایسا وسیلہ پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

توں بیلے تے سب جگ بیلے۔ ان بیلے وی بیلے
جہاں باجہ محمد بخشا سخی پنی حویلی

یہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پیر صاحب ہی وسیلہ ہے۔ اور اسی وسیلہ سے ہی دربار رسالت میں رسائی ممکن ہے۔

پیر کامل مے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

صرف شیخ کامل ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ یہ وسیلہ ہوگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائیں گے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے بارگاہ الہی میں بھی رسائی ہو جائیگی۔ یہ کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے۔ کندے سے کندہ املا ہوا ہے اگر درمیان سے ایک کندہ ابھی رہ گیا تو منزل نہیں ملے گی۔ سارا سفر بے کار چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وسیلہ کو پکڑنے کی اور اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن مجید اعلان فرماتا ہے کہ حشر کے دن ہر آدمی کو اس کو اس کے پیر کے نام پر آواز دی جائیگی یَوْمَ تَدْعُوا كُلُّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل ۱۷) اس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةُ مَاتَ مَيَّةً جَاهِلِيَّةً۔ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں اس کی موت جاہلیت کی سی ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب برہائش پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب 08-10-2000

اسمائے گرامی عشر مبشرہ

- ۱۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۲۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ حضرت سیدنا علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵۔ حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- ۶۔ حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۷۔ حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۸۔ حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۹۔ حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۰۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محمد والہ ثانی کا پیغام اور منافق

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ ذرا قریب ہو جائیں تاکہ آواز سب تک پہنچ جائے۔ فرماتے ہیں کہ

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاروں کعبہ یک دل بہتر است

پروفیسر صاحب! بتائیے اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اپنے دل کو سنبھالو اپنے دل پہ کنٹرول کرو۔ جہاں دل
ہے وہیں پر تو ہے اگر دل تمہارے کنٹرول میں ہے تو پھر کعبہ شریف کے ہزاروں حج سے زیادہ بہتر ہے۔ ایک تو یہ ترجمہ
کیا گیا ہے اور ایک اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کے دل میں جگہ بنا لو تمہارا کام بن جائے گا۔ اب بتائیے کہ کون سا کام کرنا
ہے۔ دل کو قابو کرنا ہے یا کسی کے دل میں جگہ بنانی ہے۔ دل بدست آور۔ کسی کے دل کو قابو کر لے۔ کسی کے دل میں جگہ
بنالے۔ کسی کے دل کو اچھا لگنا شروع ہو جائے تو پھر تیرا کام بن جائے گا۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ میں لوگوں کے دلوں میں اللہ والوں کی محبت پیدا کر دیتا ہوں۔ کیا آپ کے دل میں داتا صاحب کی محبت ہے کیا
آپ محسوس کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ایمان کے لئے ڈالی ہے۔ کیا خواجہ صاحب کی محبت ہے کیا حضرت سرکار
غوث الاعظم کی محبت ہے۔ حضرت بایزید بسطامی سے محبت ہے۔ حضرت جنید بغدادی سے محبت ہے۔ رابعہ بصری سے
ہے یہ سب اللہ والوں کے نام ہیں اگر محبت ہے تو پھر ایمان بھی ہے محبت ہے تو پھر نجات ہے اب ایک یہ ہے کہ ہمیں داتا
صاحب سے محبت ہے اور ایک یہ ہے کہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں محبت ہے اور ایک یہ ہے کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے محبت ہے ان میں کون سی بڑی چیز ہے۔ آئیں پہلے چھوٹی محبت کی بات کریں کہ ہمیں ان
سے محبت ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بندے کو کسی بندے سے محبت ہے ان کے
اعمال ایک جیسے نہیں ہیں ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی لیکن محبت ہے کیا اس کا کوئی فائدہ ہے جس طرح سے کہ ہمیں
حضرت سیدنا صدیق اکبر سے محبت ہو۔ ہمارے اعمال اور ہیں اور ان کے اعمال اور ہیں۔ ہمارا کردار اور ہے ان کا
کردار اور ہے۔ ہمیں یہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر سے محبت ہے ہمارا کردار بھی مختلف ہے ہمارے اعمال بھی مختلف ہیں
لیکن یہ محبت بچی ہے تو کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محبت فائدہ دے گی۔ فرمایا کہ ہاں یہ محبت فائدہ دے گی جس کو
جس سے محبت ہوگی وہ حشر میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ یہ چھوٹی سی محبت ہے کہ چھوٹا بڑے سے محبت کرے اور اگر بڑا

چھوٹے سے محبت کرے۔ حضرات جب بڑے کوچھوٹے سے محبت ہوتی ہے یعنی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہم سے محبت ہے مجدد صاحبؓ کو ہم سے محبت ہے لیکن ہمارا درجہ بہت چھوٹا ہے ہم بہت معمولی بندے ہیں۔ ہماری کوئی وقعت نہیں ہے۔ محفل میلاد کے صدقے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ضرور جنت ملے گی ہمیں یہ تسلی ہے لیکن جنت کے بہت معمولی سے محلے میں جگہ ملے گی جو شاید کسی گنتی میں نہیں ہے یعنی یوں سمجھ لو کہ جس طرح فیصل آباد میں چوہڑا مازا ہے۔ گوجر بستی کے قریب ایک اور بستی ہے اس میں سمجھ لو۔ کون سی بستی ہے وہ جی ہاں عیسائیوں کی بستی ہے جنت میں تو عیسائیوں کی بستی نہیں ہوگی میں صرف مثال دے رہا ہوں وہاں تو کوئی چوہڑا مازا بھی نہیں ہے لیکن جنت کے اتنے درجے ہیں کہ جتنے قرآن مجید کے حروف ہیں۔ معمولی بھی ہیں اور سب سے اعلیٰ علیین بھی ہیں اور وہ بھی ہے کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ ہم جنت میں ہوں گے اور حدیث شریف بتا رہی ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اسی کے ساتھ ہوگا ہم کو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے محبت ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہم سے محبت ہے تو کیا وہ اپنا اعلیٰ درجہ چھوڑ کر ہمارے معمولی درجے میں آئیں گے کیا ہماری محبت ان کو کھینچ کر نیچے لے آئے گی۔ یعنی میں گریڈ والے کو ایک گریڈ میں لے آئے گی۔ حدیث پاک حق ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات حق ہے۔ دو محبت کرنے والے ایک ساتھ ہوں گے اب ایک ان میں ادنیٰ ہے اور ایک ان میں اعلیٰ ہے۔ ایک قطرہ ہے تو دوسرا سمندر، ایک فرش ہے تو دوسرا فلک اتنا زیادہ فرق ہے تو کیا اوپر والا نیچے آگے نہیں نہیں اللہ کے فضل سے یہ نیچے والا اوپر جائے گا۔ اعمال ہمارے ان جیسے نہیں ہیں ان کے اعمال اور ہمارے اعمال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر صحابہؓ ہم دیکھ لیں تو سمجھیں گے کہ بھنوں بیٹھے ہوئے ہیں اور اگر صحابہؓ ہمیں دیکھ لیں تو وہ سمجھیں گے کہ کفار بیٹھے ہوئے ہیں یہ جو ہمارے کردار ہیں یہ کفار جیسے ہیں لیکن محبت ایسی چیز ہے کہ جو ہمیں اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والے درجے میں لے جائے گی۔ اب آپ جس سے چاہو محبت کر لو یہ تمہاری مرضی ہے۔ محبت پیدا کرنا تیری مرضی ہے۔ اگر محبت نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے اولیاء اللہ سے محبت نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے۔ جو بھی تھوڑی بہت محبت ہو وہ خلوص والی محبت ہو تو وہ بندے کو تخت الہی سے اٹھا کر عرش اعلیٰ تک لے جاتی ہے۔ کتنی بلندی ہے۔ یہ ساری تمہید میں اس لئے باندھی ہے کہ مجدد صاحبؓ نے ازراہ مہربانی آپ جانتے ہیں مجدد صاحبؓ کون ہیں۔ سر ہند شریف میں ان کا مزار پر انوار ہے پاک و ہند میں نقشبندیوں کے سب بڑے پیر ہیں۔ اکبر کے دین الہی کا مقابلہ کر کے اس کو برباد کرنے والے ہیں۔ اس کو مٹانے والے وہ ہیں۔ شیعہ اور ہندوؤں کی تمام سکیمیں فیل کرنے والے وہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی شان یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بنانے کے بعد جو تھوڑی سی مٹی بچ گئی تھی اس سے کھجور بنی اور جس مٹی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت بنی ہے اور جو مٹی بچ گئی اس سے حضرت مجدد صاحبؓ بن گئے اور یہ وہ ہستی ہیں کہ جن کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان کی طرف سے مجھے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ یہ ہستی فرما رہے ہیں کہ اس محفل والے جو ہیں کہ

جن میں میں بھی شامل ہوں ان کو ہم سے محبت ہے۔ یہ سرفیکٹ ہے جی۔ یہ زبانی کلامی نہیں ہے۔ شیخوپورہ میں محفل تھی اس میں ایک پیر صاحب تشریف لے آئے۔ جبہ پہنے ہوئے دستار مبارک سر پر لئے ہوئے۔ ساتھ ان کے پانچ سات مریدین اور ان کے اپنے صاحبزادے بھی تھے۔ بارش اور سروں پر ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ وہ تشریف لائے تو میں نے ان کو ٹیچ پر بٹھا دیا۔ لوگ مجھے پیسے دے رہے تھے جس طرح آپ نے اس محفل میں نعت خواناں کے لئے مجھے پیسے دئے ہیں۔ میں وہ پیسے ان پیر صاحب کو دیتا رہا اور دست بوسی بھی کی۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ میرے بیٹے کو اجازت دیں کہ یہ تقریر کرے۔ میں نے کہا بصد شوق یہ تقریر فرمائیں اس صاحبزادہ صاحب نے یہ بات اپنی تقریر میں کہی کہ یہ پروفیسر صاحب جو ریکارڈ کرتے ہیں ان کو کتاب کی شکل میں چھاپتے ہیں اب تک یہ نو حصے چھپ چکے ہیں ان نو میں سے پانچ کتب پانچ حصے ان کے پاس کسی طرح سے پہنچ گئے۔ یہ پانچ حصے انہوں نے پڑھے۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پیر صاحب نے ہماری ڈیوٹی لگا دی ہوئی ہے کہ ہر صبح کو یہ کتب پڑھیں کیونکہ یہ کتب حضرت مجدد صاحب کو پسند آگئی ہیں ان کتب کی وجہ سے مجدد صاحب مجھ سے اور آپ سب سے محبت کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا درجہ جنت میں کہاں ہوگا۔ یہ میں شکرانے کے طور پر عرض کر رہا ہوں اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔ یہ کرم ہے۔ میری بات بھی یہی ہے۔ اور آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

کوئی علم نہیں ہے کوئی بات نہیں ہے۔ کوئی اور چیز نہیں ہے اگر کچھ ہے تو یہ ہے

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
جو ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے

میں بھی یہی عرض کرتا ہوں۔ مجھے بھی یہ اشعار پسند ہیں اور آپ بھی ان اشعار کو پسند کرتے ہیں اور یہی آپ کا بھی عقیدہ ہے کئی سالوں سے پڑھ رہے ہیں۔ ہمارا سارا علم یہی ہے اس کے باوجود کتاب حضرت مجدد صاحب کو پسند آگئی ہے اور انہوں نے ازراہ مہربانی اپنے کرم سے ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہم سے محبت کی ہے۔ آپ سے کی ہے مجھ سے کی ہے اس محبت کے صدقے انشاء اللہ ہم اس درجہ میں ہوں گے۔ کہ جس درجہ میں حضرت مجدد صاحب ہوں گے۔ مجدد صاحب نے تو بادشاہت کے ساتھ لڑائی لی۔ قید بھی ہوئے۔ مصائب برداشت کئے۔ اکبر جیسے مضبوط بادشاہ اور حکمران کی مخالفت کی۔ پتہ نہیں کیا کیا ان کے ساتھ ہوا لیکن ہم مفت میں صرف ان کے محبت کرنے کے صدقے سے ان کے درجہ میں ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کسی عظیم ہستی کی

محبت ہمیں عطا فرمائے۔ یہ جو آیت مبارکہ ہے **اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** (یونس ۶۲) اس کی تفسیر ایک یہ بھی ہے کہ جو اللہ والے ہیں ان کو جہنم کا کوئی فکر نہیں ہے۔ وہ اس سے بے خوف ہیں انہیں اپنی ذات سے متعلق کوئی ڈر نہیں ہے کہ وہ جہنم میں چلے جائیں گے اس کو خوف کہتے ہیں۔ اور ان کو حزن نہیں ہے۔ حزن کا کیا مطلب ہے کہ ان کے دوست بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ اسی حزن کے صدقے ہم انشاء اللہ مجدد صاحبؒ کے ساتھ ہوں گے۔ اس سے بڑی فضیلت کیا ہو سکتی ہے۔ ہزاروں ڈگریاں ہیں۔ ہزاروں عہدے ہیں۔ ہزاروں حج کر لیں لیکن جس کے پاس کسی ولی کی محبت ہے اس کا دل جو چاہتا ہے انہیں ہم اچھے لگتے ہیں وہ ہماری کتاب وسیلہ نجات کی تعریف کرتے ہیں یہ ان کی کرم نوازی ہے ان کی مہربانی ہے اس کائنات میں جو سب سے بڑی نعمت ہے جو کسی نے قبر میں ساتھ لے جانی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی ولی کی محبت ساتھ لے جائے۔ کسی ولی کے ادب کو ساتھ لے جائے یہ سب سے بڑا سرمایہ ہے جو کوئی بندہ دنیا سے آخرت میں ساتھ لے جاسکتا ہے۔ نماز بھی بڑی اچھی چیز ہے لیکن ہر جگہ کام نہیں آتی۔ روزہ بھی بڑی چیز ہے لیکن ہر جگہ کام نہیں آتا۔ حج بھی بڑی چیز ہے لیکن کام نہیں آتا۔ ہر جگہ ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن محبت وہ چیز ہے کہ جو ہر جگہ کام آتی ہے۔ منافق کو نہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے اور نہ ہی اولیاء اللہ سے محبت ہے حالانکہ اس کے پاس باقی تمام اعمال ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، شہادت اور تفسیر سب کچھ اس کے پاس ہے۔ حفظ بھی ہے قرات بھی ہے بڑا زبردست قاری ہے طہارت بھی ہے خشوع و خضوع بھی ہے۔ سب کچھ ہے لیکن کسی کی محبت نہیں ہے نہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے نہ ہی اولیاء اللہ سے محبت ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ منافق بولا کہ لو جی اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ ہی بن گئے ہیں یہ منافق کی بولی ہے کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میری اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، میری محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے منافق سب کچھ ہو کر بھی برباد ہے۔ نمازی ہو کر قاری ہو کر حاجی بن کر، زکوٰۃ دے کر، قربانی کر کے، روزے رکھ کر بھی برباد ہے۔ کافروں کو قتل کر کے بھی حتیٰ کہ خود شہید ہو کر بھی برباد ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دل میں میری محبت ہے اسی دل میں اللہ تعالیٰ کی بھی محبت ہے۔ میری محبت ہی اللہ کی محبت ہے۔ میری اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے تو منافق کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خود ہی اللہ تعالیٰ بن گئے ہیں۔ ہم کو اب یہ شرک سکھا رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں پڑاؤ کیا۔ آندھی آگئی۔ جانور وغیرہ ڈر گئے ادھر ادھر بھاگ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاچی مبارک بھی بھاگی اور گم ہو گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ اے میرے صحابہ زاد ایکھو کہ میری ڈاچی کہاں ہے۔ منافق ہنسنے لگے کہ عجیب بات ہے کہ مدینے میں مرنے والے رفیعہ کا تو پتہ ہے لیکن اپنی ڈاچی کا علم نہیں ہے کہ کہاں ہے۔ کیا مطلب کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر طعن کر

رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ سنو یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میرے علم غیب پر طعن کر رہے ہیں۔ جاؤ میری ڈاچی کی کیکل فلاں گھاٹی میں بیری کے درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے وہاں جاؤ اور اسے لے آؤ۔ اور شروع میں اس لئے میں نے ڈاچی سے متعلق نہیں بتایا کہ منافق بول لے اور مومن اس کی بولی کو سمجھ لے پہچان لے کہ منافق کیا بولتا ہے۔ یہ منافق ہے اگر اس کے دل میں یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ بھی محبت ہوتی تو اس کی بولی بدل جاتی۔ محبت کے بغیر بولی نہیں بدلتی ہے۔ اور بھی ایک واقعہ ہے کہ کسی جنگ سے ہی واپس آ رہے تھے ایک کنویں کے پاس رکے۔ اس کنویں پر پانی بھر رہے تھے کہ ایک منافق اور ایک مسلمان میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ منافق نے اپنے ساتھیوں کو بلایا کہ آؤ یہ مجھے مارتا ہے گالی دیتا ہے مجھ سے لڑتا ہے اور مومن نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ قبائلی سسٹم تھا۔ ہر قبیلہ والا مدد کے لئے اپنے قبیلے والوں کو بلاتا ہے۔ جس طرح سے یہاں ذات برادری کا مسئلہ ہے۔ انہیں ہے تو انہیں بلاتا ہے جٹ جٹ کو مدد کے لئے بلاتا ہے رانا ہے تو رانا کو بلاتا ہے۔ اسی طرح سے عرب میں رواج تھا لڑائی جھگڑے کے وقت اپنے اپنے قبیلے کے افراد کو بلاتے تھے۔ تو جب جھڑا ہو گیا دونوں اطراف ک افراد جمع ہو گئے اور وہاں عبداللہ بن ابی جوریس المنافقین تھا وہ بھی آ گیا اور اس نے ایسی ایسی توہین آمیز باتیں کیں جو ہمیں زیب نہیں دیتیں۔ بڑی بے ہودہ باتیں اس نے کیں خاص کر مہاجرین کے خلاف باتیں کی۔ ایک یہ بھی بات کی اگر تم ان کو اپنے جھوٹا نہ کھلاؤ تو یہ بھوکے مرتے واپس چلے جائیں گے۔ یہ تمہارا جھوٹا کھا کھا کے طاقتور ہو گئے ہیں اور آج تمہارے ہی گلے پڑ رہے ہیں۔ کسی صحابی نے یہ بات جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلایا اور پوچھا کہ تم یہ کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں نہیں میں نے تو ایسے نہیں کہہ دیا تھا۔ اسے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ سورۃ منافقون کی پہلی آیت مبارکہ اسی واقعہ سے متعلق نازل ہوئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جھوٹا ہے اور وہ مومن سچا ہے پھر ایک آیت مبارکہ آئی کہ جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ اگر وہ تمہارے لئے شفاعت کریں گے تو میں تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ کسی نے عبداللہ بن ابی سے بھی کہا کہ تم سے غلطی ہو گئی ہے جاؤ جا کر معافی مانگ لو تم نے مسلمانوں کو برا بھلا کہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اب کیا میں جا کر ان کو سجدہ کروں اور منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ یہ منافق کی بولی ہے۔ منافق کبھی بھی شفاعت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر نہیں آئے گا۔ اگر اس کے دل میں ذرہ بھر بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تو بھگا ہوا آتا۔ اول تو یہ ہے کہ وہ ایسی بات ہی نہ کرتا اور اگر غلطی ہو ہی گئی تھی تو فوراً میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی در پر حاضر ہو جاتا اور معافی مانگتا۔ تیسری بات منافق میں یہ ہے کہ وہ نسبت کو نہیں مانتا۔ ایک منافق آیا اور حضرت امام حسین عسکریؑ شریف فرماتے۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اہل بیت کی بڑی شان ہے اس نے کہا کہ شان کیا ہے یا شان کیا ہوگی سب کے اپنے اپنے اعمال ہیں آپ کی شان کہاں لکھی ہوئی ہے۔ آپ اپنے اعمال سے جنت میں جائیں گے۔ ہر کوئی اپنے اعمال کے ساتھ جائے گا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر

علیہ السلام یتیم بچوں کی دیوار بناتے ہیں وہ کیوں بناتے ہیں۔ وہ صرف نسبت کی وجہ سے تھا ان کا دادا پر دادا بہت نیک تھا۔ دادے پر دادے کے نیک ہونے کی وجہ سے وہ نبی جا کر ان کی دیوار بناتے ہیں تو میرا نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام سردار الانبیاء ہے۔ میری اس نسبت کی وجہ سے کوئی فضیلت نہیں ہے۔ ان یتیم بچوں کا سا تو اس دادا اولی اللہ تھا اس کی نسبت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے جا کر ان کی دیوار بنائی اور کوئی اجرت نہیں لی مزدوری نہیں لی۔ حضرت امام حسینؑ نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ وہ دیوار کیوں بنائی کہنے لگا کہ نسبت کی وجہ سے بنائی کہ ان کا دادا نیک تھا۔ فرمایا تو میرے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا سمجھتے ہو۔ کیا تمام انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام سے میرا نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل نہیں ہے۔ اس نسبت سے مجھ میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا کہ تم تو قوم ہی جھگڑالو ہو تمہارے ساتھ کیا بات کرنی ہے یہ منافق کی بولی ہے کہ وہ عظمت اہل بیت کا قائل نہیں ہے۔ چوتھی بات جو منافق سے نہیں ہوتی اور صرف محبت والے ہی کرتے ہیں۔ منافق محفل میلاد نعت اور درود شریف نہیں پڑھے گا آپ جتنا مرضی زور لگالیں وہ نہیں پڑھے گا۔ بلکہ کہے گا کہ اللہ اللہ کرو ذکر اللہ کرو۔ محفل میلاد نہیں منائے گا۔ محفل میلاد میں نہیں آئے گا۔ نعت نہیں پڑھے گا نعت نہیں سنے گا۔ یہ صرف محبت والا ہی سنتا ہے۔ جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے وہ نعت نہیں پڑھے گا۔ وہ نور جہاں کا گانا بڑے شوق سے سنے گا پیسے بھی دے گا۔ پیسے نہ چاہا اور بھی کرے گا۔ چاہے وہ گانا نہایت ہی فحش ہو۔ ”آ لگ جا سینے نال تمہا کر کے“ وہ کہتا ہے کیا بات ہے میری کالی قمیص کچھ پھٹ گئی اے۔ کچھ پھس گئی اے۔ وہ کہتا ہے کہ واہ کتنا اچھا کلام ہے اور کتنا اچھا گلوکار ہے اسے ہر فحش چیز اچھی لگے گیا اور جب نعت شریف آئے گی تو اس کے دل پہ چھری چل جائے گی۔ کہے گا کہ وقت برباد کر رہے ہیں۔ منافقت کو کبھی نعت اچھی نہیں لگے گی۔ نعت ایسا کام ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ قبر میں سوال ہی اس کا ہونا ہے دنیا میں اس ہستی کے بارہ میں تو کیا کہتا تھا مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے حج کیا تھا۔ کیا روزے رکھے تھے۔ کیا نماز پڑھتا تھا کیا قربانی کی تھی۔ کیا زکوٰۃ دی تھی کیا قاری تھا حافظ تھا کیا تمہاری شلو اور خزینہ سے اوپر تھی کچھ نہیں پوچھا جا رہا ہے یہ بھی اپنے مقام پر پوچھے جائیں گے لیکن قبر میں یہ سوال نہیں ہوں گے قبر میں پہلا امتحان ہے اور اس میں ان سوالوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے وہاں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہوں گے اور سوال ہوگا کہ بتاؤ اس ہستی کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا۔ تو پھر تو کہہ دے کہ

جب	مدینے	کی	بات	ہوتی	ہے
رقص	میں	ساری	کائنات	ہوتی	ہے
عشق	احمد علیہ السلام	ہی	زندگی		ہے
ورنہ	یہ	بے	ثبات	ہوتی	ہے

نیازی صاحب یہ نعت ہی نہیں بلکہ نجات بھی ہے۔ یہ صرف نعت نہیں ہے اس کے ساتھ اور بہت کچھ لگا ہوا ہے۔ درود

شریف بھی نعت ہے نعت اردو میں ہو، عربی میں ہو انگریزی میں ہو وہ بھی درود شریف ہے۔ فارسی میں ہو نظم میں ہو کہ نثر میں ہو کہ جس طرح سے میں کر رہا ہوں یہ بھی درود شریف ہے۔ اور یہ نجات ہے اور صرف محبت والا ہی کرتا ہے۔ محبت کہاں سے کہاں اٹھا کے لے جاتی ہے کیا بات ہے۔ ہم مجدد صاحبؒ کا احسان دے نہیں سکتے کہ انہوں نے ہم سے محبت فرمائی ہے۔ حضرت بلا اللہ کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا اس لئے کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی مہار تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ آپ اپنے آپ کو نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ تمہارے دل میں کس کی محبت ہے یا یہ دیکھوں کہ کس کے دل میں تیری محبت ہے۔ ہم بڑی شہود سے محبت کی باتیں کر رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ہم کو محبت بعد میں ہوتی ہے اس اعلیٰ ہستی کو ہم سے محبت پہلے ہوتی ہے۔ ہر بندے سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں پھر وہ بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتا ہے۔ ہر اللہ والا پہلے محبت کرتا ہے پھر میرا اس سے محبت کرتا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا صدقہ ہے کہ ہم ان کا نام لے رہے ہیں۔ یہ ہمارا کمال نہیں ہے بلکہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ اگر ساری زندگی سجدے میں ہی پڑے رہیں تو پھر بھی اس احسان کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ اللہ تعالیٰ ایسی محبت پیدا کرنے اور ان کا غلام ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت براستہ مجدد صاحبؒ ہم تک آئی ہے ہم اس پر جتنا بھی ناز کریں وہ کم ہے ہماری محافل میں جو نعت خوان تشریف لاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ مجھے یہ نعت خوان پسند ہیں۔ اب یہ نعت خواں دیکھ لیں کہ یہ کس پائے کے نعت خواں ہیں جو بڑے بڑے نعت خواں ہیں ان کے مقابلہ میں آپ کیا ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہیں کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند ہیں اس لئے سب سے افضل داعی ہیں۔ ہم کچھ بھی نہیں ہیں مانا کہ کچھ نہیں ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند ہیں اس لئے سب کچھ ہیں ہماری کچھ وقعت نہیں ہے۔ ہماری کوئی اوقات نہیں ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہیں اس لئے افضل ترین ہیں۔ یشرب کی کیا وقعت تھی بیماری کا گھر تھا ہر کتاب میں لکھا ہے کہ بیماری کا گھر لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمالیا تو وہی یشرب آج مدینہ منورہ ہے۔ اس کی خاک میں بھی شفا ہے ہم صفر ہیں اور صفر کی کوئی VALUE نہیں ہوتی۔ کروڑ بھی صفر ہوں تو صفر ہی ہیں لیکن حب ان کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ایک لگ جاتا ہے تو یہ بیش قیمت ایک لمحہ میں بن جاتی ہیں پھر ان کی قیمت کا کوئی انداز نہیں رہتا۔ نہ تو ہماری یہ محفل کسی پائے کی ہے نہ بات کسی پائے کی ہے نہ کوئی نعت کسی پائے کی ہے لیکن یہ سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہے اور ان کا کرم ہے کہ ہم یہ باتیں بنا رہے ہیں۔ وہ کیا شعر ہے کہ

ان کا نام لے لے کے ہم جیسے
اپنی عزت بنائے بیٹھے ہیں

جن کی محفل سچی ہوئی ہے یہاں
وہ بھی محفل میں آئے بیٹھے ہیں

ایک نوجوان لڑکا تھا اس نے سن لیا کہ مدینہ شریف میں ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو دلوں کا بھید جان لیتا ہے جو سراپا نور ہے اور بغیر بتائے اس کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو کوئی ان کا چہرہ انور دیکھ لیتا ہے وہ کھما پڑھ لیتا ہے۔ جس بندے نے اس کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تعریف کی تھی اس لڑکے نے اس کو ساتھ لیا اور مدینہ شریف چلا گیا۔ جب وہاں پہنچے تو اس بندے نے کہا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں تشریف فرما ہیں اس نے کہا کہ تو نے مجھے بتایا تھا کہ از خود ہی ان کا پتہ چل جتا ہے اب تو مجھے بتانا چاہتا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کون سے ہیں آپ رہنے دو میں خود ہی دیکھ لوں گا۔ آپ نے خود ہی تعریف کی ہے کہ وہ تعارف کے محتاج نہیں ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ از خود ان کا پتہ چل جاتا ہے۔ وہ آدمی خاموش ہو گیا کہ ٹھیک ہے آپ خود ہی جان جائیں گے۔ جب مسجد نبوی کے قریب پہنچے تو اس لڑکے نے کہا کہ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ وہ اس مسجد میں تشریف فرما ہیں پوچھا کہ تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہنے لگا کہ مجھے اس طرف سے خوشبو آ رہی ہے۔ چلتے چلتے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ گیا اس کے دل میں کئی سوال تھے جو وہ پوچھنا چاہتا تھا لیکن جب حاضر خدمت ہوا تو سارے سوال بھول گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد اللہ میں بتاؤں کہ تمہارے دل میں کیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چل گیا تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے نام کا کیسے پتہ چل گیا۔ مجھ میں نہ کوئی خوشبو ہے نہ کوئی نور ہے فرمایا کہ میں سراج منیر ہوں ساری کائنات میرے سامنے روشن ہے جس میں تو بھی ہے تیرے والد صاحب بھی ہیں تیرا قبیلہ بھی ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوا وہ بھی ہے جو موجود ہے وہ بھی ہے جس نے آنا ہے وہ بھی ہے جو گزر گیا ہے وہ بھی ہے عبد اللہ میں سراج منیر ہوں وہ سراج منیر وہاں بھی ہیں یہاں بھی ہیں ان کے کرم کی وجہ سے ہم موج کر رہے ہیں ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ کرم ہے۔ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب اکٹھی نہیں ملی، قرآن مجید کا نزول تھوڑا تھوڑا کر کے ہوا ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اکٹھی کتاب ملی ہے۔ تختیوں پر لکھی ہوئی توریت مل گئی۔ انہوں نے توریت میں پڑھا کہ ایک امت بعد میں آئے گی لیکن وہ آگے نکل جائے گی۔ کام تھوڑا کرے گی اجر زیادہ پائے گی وہ انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جائے گی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ وہ ک نبی علی السلام کی امت ہے جس کی یہ شان ہے یا اللہ وہ امت مجھے عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ امت میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے وہ آپ کو نہیں مل سکتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ پھر مجھ سے نبوت لے لے اور مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنادے۔ ہمیں یہ مفت میں ملی ہے ہم اس کی قدر نہیں کرتے اس سے بڑا سراپا یہ کائنات میں نہیں ہے۔ نبوت بڑی اعلیٰ چیز ہے لیکن نبوت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے۔ دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں

ہوئے اللہ تعالیٰ سے ہی پڑھ کر آئے ہیں۔ حق بات کرنے والے اپنی امت کو لے کر جنت میں جانے والے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو روک دیا جائے گا کہ کوئی نبی علیہ السلام یا اس کی امت جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت جنت میں داخل نہیں ہو جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا جو ہم پر کرم ہوا ہے ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ احسان مندر ہے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش حاجی محمد حمید شاد صاحب 23-08-01

شیخ کامل کی اہمیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ خاور صاحب میری بہت تعریف فرما رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن القابات سے وہ مجھے نوازا رہے
تھے مجھے تو ان کے معنی بھی نہیں آتے۔ دعا فرمائیں اور میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ جن لوگوں کی یہ تعریفیں ہیں ان
کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق عطا فرما دے ایک خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ مدینہ جاؤں۔ شیخوپورہ کی رہنے والی ایک
بوڑھی عورت تھی وسائل پاس نہیں تھے لیکن مدینہ شریف جانے کی بڑی خواہش رکھتی تھی۔ آنکھوں میں ہر وقت آنسو رہتے
تھے کسی بزرگ کے پاس دعا کیلئے حاضر ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تیری والدہ زندہ ہے عرض کیا کہ نہیں۔ کیا اس کی قبر کا
علم ہے۔ جی ہاں معلوم ہے۔ جاؤ اپنی والدہ کی قبر پر چلی جاؤ۔ اس کے پاؤں کی طرف بوسہ دینا اور پھر اس کا سات مرتبہ
طواف کرنا تو مدینے والے رحمۃ اللہ علیہ انشاء اللہ تمہیں مدنے بلا لیں گے۔ وہ اپنی والدہ کی قبر پر گئی۔ بوسہ دیا طواف کیا تو
ساتویں روز مدینے والی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے مدینہ شریف بلا لیا۔ جس کی والدہ زندہ ہے وہ اس کے قدموں
کو بوسہ دے کر اس کا طواف کر لے۔ اور جس کی والدہ فوت ہو گئی ہے وہ اس کی قبر پر یہ عمل کر لے۔ انشاء اللہ وہ مدینہ
شریف پہنچ جائے گا۔ پھر فرمایا کہ موئے مبارک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم مبارک کا حصہ ہے۔ بجا ہے کہ حصہ ہے
لیکن یہ ہر جگہ ملتا نہیں ہے۔ جہاں کہیں اگر ہے بھی تو اس کا بوسہ نہیں لینے دیتے۔ شیشہ کے ڈبے میں بند ہے زیارت کر
سکتے ہیں شیشہ پر بوسہ دے سکتے ہیں لیکن موئے مبارک کو بوسہ نہیں دے سکتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے نا۔ لیکن کیا سید زادہ
میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا حصہ نہیں ہے۔ اگر موئے مبارک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم مبارک کا حصہ ہے۔ تو
سید زادہ بھی جسم اطہر کا حصہ ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کوئی بندہ اتنا گنہگار ہو کہ جتنے گناہ تمام بندوں کے ہونا ہیں اتنے گناہ صرف اس ایک بندے کے ہوں۔ کیا کوئی حد ہے
اس کے گناہوں کی لیکن اگر وہ کسی سید زادے کا ہاتھ ادب سے چوم لے تو وہ جلتی ہو جاتا ہے۔ لہذا جو سید زادے تشریف
فرمائیں آپ محفل کے اختتام پر ان کے ہاتھ کا بوسہ لے کر جائیں میں تو آتا ہی اس لئے ہوں کہ ان کی دست بوسی کروں
حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ

تیری رفعتیں نہ سمجھ سکا یہ میری عقل کا قصور ہے

کیا اگر تمہاری عقل بے قصور نہ ہو عقل صحیح ہو تو پھر کیا آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعتوں کو سمجھ جاؤ گے۔ نہیں سمجھ سکتے۔ کوئی سمجھ سکتا ہی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیقؓ سے تو آپ کی سمجھ اچھی نہیں ہے یا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ ان سے اچھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اے صدیق اکبرؓ آپ مجھے کتنا جانتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پہلا مسلمان ہوں ہر دم آپ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ جنگ میں ساتھ امن میں ساتھ ہوں خوشی میں ساتھ گھر میں بھی باہر بھی ہجرت میں بھی ہر جگہ ہی ساتھ رہا ہوں۔ میں آپ ﷺ کو جانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے کچھ بھی نہیں جانتا۔ میں اللہ کا راز ہوں تمام عقول اگر جمع ہو جائیں تو پھر اتنی ہی اور بھی آجائیں اور پھر اتنی ہی اور بھی آجائیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جو ایک راز ہیں ان کا پتہ نہیں چلا سکتیں۔ عقل میں قصور ہو یا نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کی وسعت اتنی ہے کہ وہ عقل کی حد میں آ نہیں سکتیں۔ پھر فرمایا کہ ان کے راستے میں ہر قدم پر کعبہ ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت عظمتیں ہیں ان کے راستے میں ہر قدم پر طور ہے اس لئے بہت عظمت ہے میں کہتا ہوں کہ کروڑ ہا کعبے جمع کر دئے کروڑ ہا طور جمع کر کے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے میں رکھ دیں پھر بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو میری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کعبہ کون ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کا قبلہ کون ہے۔ آپ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبہ کا کعبہ بیان کر کے بڑا تیر مارتے ہو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اللہ تعالیٰ کا بھی قبلہ ہیں۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سر دار محمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ **وَلِلَّهِ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا** (البقرة ۱۴۸) ”ہر ایک کیلئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف مہنہ کرتا ہے“۔ کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قبلہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں کہ وہ ہر وقت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھتا ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں اور ڈراتے ہیں کہ ”بھریا اس دا جانئے جو توڑ پڑھ جائے“، میرا عقیدہ یہ ہے۔ میرا ایمان یہ ہے کہ جو محفل میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے خواہ محفل کی نیت سے بھی نہ آئے لیکن وہ اس Premises میں آجائے اس جگہ آجائے وہی آئی ڈی کا بندہ ہو، را کا ایجنٹ بھی ہو۔ کوئی رومی بھی اس میں ہو کوئی روسیہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ سب پیدا کر دیتا ہے کہ جس سے را کے ایجنٹ کو بھی ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ جو کوئی دوسرا بندہ جو ہے جو دوسرے عقیدے والا ہے وہ یا تو محفل میں نہ آئے ٹھیک ہے کہ نہیں اتا۔ نہیں آنا چاہتا۔ نہ آئے جائے جہنم میں لیکن اگر کوئی آ گیا تو پھر وہ ضرور توڑ پڑھ جائیگا۔ وہ پھر راستہ میں نہیں رہ سکتا۔ ایک مثال ہے۔ اللہ کرے کہ میں سمجھا سکوں اور آپ کو اس کی سمجھ آجائے دنیاوی خیال دل میں نالانا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے ایک کمرہ میں بند کر دیا اور تالا لگا دیا۔ پھر جب قصد کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ زلیخا نے ان کی قمیص پکڑ لی۔ ان کا پلہ پکڑ لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام پھر بھی بچ گئے۔ کمال یہ نہیں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بچ گئے۔ کمال تو یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کا پلہ پکڑ کر زلیخا کمال والی بن گئی۔ یوسف علیہ

السلام نبی تھے۔ معصوم تھے ان سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر نبی علیہ السلام معصوم ہوتا ہے۔ یوسف علیہ السلام بھی معصوم تھے انہوں نے تو بچپن ہی تھا۔ کمال تو یہ ہے کہ وہی زلیخا انبیاء علیہم السلام کی والدہ بن گئی۔ یہ ایک نبی علیہ السلام کا پلہ پکڑنے کا اعزاز ملا۔ یہ تو ایک نبی علیہ السلام کی مثال ہے اس سے ذرا چھوٹی مثال سمجھ لیجئے۔ ایک ولی اللہ کے در پر ایک کتا بیٹھ جائے کتا ایک ایسی مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی کہ کسی طور بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کو نہلا دو۔ صابن لگا دو۔ لاکھ Detergent لگا دو۔ جو مرضی ہے کر لو لیکن وہ ناپاک سے ناپاک تر ہوتا جائیگا کہ گیلا کتا خشک کتے سے بھی زیادہ ناپاک ہے۔ لیکن اگر وہی کتا کسی ولی اللہ کے در پر بیٹھ جائے تو اس نسبت سے وہ بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ ولی کے در پر بیٹھا ہوا تو توڑ چڑھ رہا ہے۔ تو یہاں کوئی بیٹھا ہو وہ کیسے توڑ نہیں چڑھے گا۔ یہ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا در ہے۔ اور ایک یہ بھی آپ فرماتے ہیں کہ

جنہوں نے پکڑا ہے نبی کا دامن انہیں کے گھر جگگا رہے ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن بڑی عظمت والا ہے لیکن اب مجھے یہ کہاں سے ملے گا۔ کیل جائے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑنے کے لئے بھی کوئی وسیلہ چاہئے۔ وسیلہ پکڑو تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مل جائیں گے۔ دامن تو دامن ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی مل جائیں گے وہ کون ہستی ہے کہ جس کے در پر جانے سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مل جاتے ہیں وہ پیر کامل ہیں قرآن مجید میں ہے کہ اے ایمان والو اے متقیو۔ وسیلہ پکڑو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ تک آنے کے لئے وسیلہ پکڑو۔ اور یہ خطاب کس کو ہو رہا ہے۔ یہ ایمان والوں کو خطاب ہے اور کس کو خطاب ہو رہا ہے۔ متقی لوگوں کو خطاب ہو رہا ہے۔ ایمان والا کون ہے۔ اور متقی کون ہے۔ ایمان والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ رسالت پر ایمان رکھے۔ جنت کو مانے دوزخ کو مانے فرشتوں کو مانے۔ کتابوں کو مانے۔ زندگی کو مانے۔ موت کو مانے۔ قبر کو مانے۔ حشر کو مانے۔ حساب کتاب مانے یہ ایمان ہے۔ متقی کون ہے۔ جو نماز پڑھے روزہ رکھے حج کرے زکوٰۃ دے یہ سب چیزیں کرے وہ متقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والے اے متقی اے نمازی تمہیں اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں ملیں گے جب تک شیخ کامل کا دامن نہیں پکڑے گا دامن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے ہاتھ میں دامن پیر ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہندا میں وی آکھاں راہ دے
ہٹاں مرشداں راہ نہ لبھتا تے رل مرسیں وچہ راہ دے
اگر تجھے جنت کا راہ چاہئے۔ دیدار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راہ چاہئے۔ دیدار الہی کا راہ چاہئے۔ قرب الہی کا راہ چاہئے۔ تو پھر دامن مرشد تیرے ہاتھ میں ہونا چاہئے اگر یہ Point یہ نقطہ رہ گیا تو پھر سارا کچھ ہی رہ جائے گا۔ ایک دنیاوی مثال ہے کہ ایک اچھا جدید مہتمم کاریلوے انجن ہے۔ ریلوے کے ڈبے بہت شاندار ہیں فرانس کے بنے ہوئے ہیں ریلوے لائن بہترین ہے Excellent ہے۔ گارڈ بھی موجود ہے۔ ڈرائیور بھی ہے سب کچھ ہے لیکن اس

ڈبے کا انجن کے ساتھ رابطہ نہیں ہے۔ ہک Hook جڑا ہوا نہیں ہے۔ انجن کے ساتھ ڈبے کا کنڈاکا گواہ نہیں ہے۔ انجن چلا جائے گا بری تیز رفتاری سے جائے گا۔ اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ لیکن وہ ڈبہ وہیں کا وہیں رکا رہ جائے گا۔ چاہے وہ جتنا مرضی بہترین ہونیو۔ اے سی کا ہو کہ فیسٹ کلاس کا ہو وہ انجن کے ساتھ نہیں جائے گا۔ لیکن ڈبہ اگر خستہ حال ہو۔ ٹوٹا ہوا ہو۔ نہ کوئی شیشہ نہ کوئی سیٹ صحیح سلامت ہو۔ نہ کوئی رنگ نہ کوئی روغن ہو لیکن اس کا کنڈا انجن کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ وہ ڈبہ بھی انجن کے ساتھ منزل پر پہنچ جائے گا۔ یہ ڈبہ کیا ہے۔ یہ کنڈا کیا ہے۔ یہ انجن کیا ہے یہ اسٹیشن کیا ہے یہ کنڈا امرشد کریم کا دامن نہیں ہے ہے تو پھر منزل بھی نہیں ملے گی۔ آپ خود اپنے ایمان سے بتائیں کہ اس وقت بھی اگر کوئی روضہ اقدس کے سامنے بیٹھا ہو۔ سنہری جالی کہ جس کے لئے آپ ترس رہے ہیں اس کی بھی زیارت کر رہا ہو۔ گنبد خضراء کے سایہ کو جس کے لئے آپ تڑپ رہے ہیں اس کو بھی دیکھ رہا ہو لیکن پھر بھی بخشش نہیں۔ کیوں بھی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر بیٹھا ہوا بھی جہنمی ہے ایسے شخص کی زندگی کا مطالعہ کرو تو معلوم ہو گا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب ہے گستاخ ہے اور مرشد کریم کا دامن اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ایسا بندہ وہاں بھی بے نصیب ہے اور یہاں بھی بے نصیب ہے اور یہاں بھی بے نصیب ہے اس لئے حضرات اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر مرشد کمال کا دامن تیرے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ ایک شخص مدینہ شریف گیا۔ وہاں ایک بہت نورانی چہرے والے بزرگ ملے۔ دل چاہا کہ ان سے تعارف ہو جائے۔ ان سے ملا۔ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں پاکستانی ہوں اور پاکستان میں سی ایس پی آفیسر تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ سی ایس پی کون ہوتا ہے۔ یہ جو ڈی سی یا کمشنر وغیرہ ہوتے ہیں وہ سی ایس پی آفیسر ہوتے ہیں اس عہدے کا وہ بندہ تھا وہ کسی ضلع میں ڈی سی تعینات ہوا کسی شیخ کامل کی نظر پڑی تو آستغنی دے دیا۔ مرید ہو گیا پنجاب کے کسی بڑے پیر خانہ پر جھاڑو دیتا رہا۔ پھر اشارہ ہوا کہ کسی دوسری جگہ چلے جاؤ وہاں جھاڑو دیتا رہا۔ وہاں سے اشارہ ملا کہ تم مدینہ شریف چلے جاؤ۔ وہاں چلا گیا۔ فرمایا کہ وہاں مجھ سے ایک غلطی ہو گئی اور مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی شخص میری سفارش کرے تو یہاں پنجاب میں جس درگاہ پر میں نے جھاڑو دیا تھا ان کو یاد کیا کہ میری مدد فرمائیں انہوں نے فرمایا کہ تیرا جھاڑو دینا بجا ہے تیری خدمت بجا ہے لیکن تیری سفارش تیرے مرشد کریم کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تیری خدمت تسلیم کرتا ہوں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار عالیہ میں تیری سفارش کرنا صرف تیرے مرشد کریم کا ہی کام ہے۔ جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت فرماتے ہیں وہ مرشد کریم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تیری خدمت تسلیم کرتا ہوں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار عالیہ میں تیری سفارش کرنا صرف تیرے مرشد کریم کا ہی کام ہے۔ جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت فرماتے ہیں وہ مرشد کریم ہے۔ جس دوسرے دربار پر جھاڑو دیا تھا ان کو یاد کیا وہ مرد کے لئے پکارا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر اپنے مرشد کریم کو یاد کیا۔ وہ تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں میری سفارش کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اسی وقت معاف کر دیا۔ میری غلطی کو معاف کر دیا۔ لہذا مدینہ شریف سے

بھی یہی پیغام آیا ہے۔ کہ آنا ہو تو کسی کا بن کر آئے۔ کسی کا بن کے آئیں۔ اگر بن کر نہ گیا تو پھر بن کر آئے گا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے لیکن ملتے نہیں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روح سے بھی قریب ہیں۔ آپ اپنے دل میں پڑھیں **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ**۔ اتنا آہستہ پڑھو کہ آپ کے پاس پٹھان ہو اور دوسرا آدمی بھی نہ سنے۔ بلکہ اتنا آہستہ کہ تیرے کان بھی تیری آواز نہ سنیں۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ درود شریف بھی سن لیا ہے۔ لیکن ملتے نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تقاضا کرتے ہیں وہ ملاقات کے لئے کیا فرماتے ہیں۔ پیررونی کیا فرماتے ہیں۔

پیر کامل مے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملانا ہے۔ پہلے پیر کامل پکڑو۔ پھر تیرا بیڑہ پار ہو جائیگا کوئی کہے کہ میں بہت گنہگار ہوں میرا بیڑہ کس طرح سے پار ہو جائے گا۔ میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں۔ جس طرح سے بھی ہے جو بھی ہے ایک شخص نے سؤل کر دئے۔ فکر ہوئی کہ کسی طرح سے بخشش ہو جائے کسی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ولی اللہ کے در تک نہیں جائے گا پیر کامل نہیں پکڑے گا تو تیرا بیڑہ پار نہیں ہوگا وہ کہنے لگا کہ میں ان کا مرید ہوں اور چل پڑا لیکن راستہ میں مر گیا۔ دونوں طرح کے فرشتے آ گئے۔ ایک عذاب دینے والے اور ایک ثواب دینے والے۔ آپس میں تکرار ہو گئی کہ ایک کہیں کہ یہ ہمارا بندہ ہے دوسرے کہ یہ ہمارا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فاصلہ ناپ لو۔ کہ جہاں سے چلا ہے جہاں مرا ہے اور جہاں جانا ہے جس کے قریب ہو اس کا بے گھر کے قریب ہے تو جہنم کے قریب ہے اگر ولی کے در کے قریب ہے تو جنت کے قریب ہے۔ عذاب والے فرشتے خوش ہوئے کہ گھر کے قریب ہی تو مرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تھوڑے فاصلے کو جو وہ چلا تھا فرمایا کہ پھیل جا اور جو فاصلہ زیادہ تھا اسے فرمایا سکڑ جاؤ۔ مجھے عظمت پیر ظاہر کرنی ہے۔ بخشش ہو گئی۔ حضرات بخشش کہاں پر ہوئی۔ ولی کے در پر حاضری دینے کی غرض سے چلا تو بخشش ہو گئی۔ وہ شعر ہے کہ۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

کوئی چیز بھی نہیں چمکتی۔ تیری نماز بھی نہیں چمکے گی۔ تیرا روزہ بھی نہیں چمکے گا۔ تیرا حج بھی نہیں چمکے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ سنو کہ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں۔ جس نے بیعت نہیں کی ہے وہ ایسے مر گیا کہ جس طرح جہالت کی موت۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ جس طرح ابو جہل مر گیا۔ نہ اس کے پلے کوئی چیز ہے۔ اگر کسی کے پلے میں کچھ ہے۔ تو اس کے پلے میں ہے کہ سو کا قاتل ہے اور اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما رہا ہے۔ حضرات اپنے گناہوں کی طرف نہ دیکھو بلکہ ان لچ پالوں کی طرف دیکھو جن کو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت عطا فرمائی ہے۔ کوئی خلافت نہیں دے سکتا۔ یہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود عطا فرماتے ہیں اور جسے خلافت عطا فرماتے ہیں پھر اس کو بنا دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ جنت کا مالک کون ہے۔ میں آپ کے گھر میں آیا ہوں تو آپ نے اجازت دی ہے ورنہ میں کیسے آ سکتا ہوں۔ گھر کا مالک کی اجازت سے میں اندر آ گیا ہوں۔ قیامت کے روز

ایک بڑی کرسی سجائی جائے گی اس پر ایک ہیبت ناک بندہ آکر بیٹھے گا۔ وہ کہے گا کہ مجھے پہچانتے ہو۔ اگر نہیں پہچانتے تو میں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ میں رضوان جنت ہوں۔ جنت کا داروغہ ہوں۔ میرے پاس جنت کی چابیاں ہیں اور یہ چابیاں اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہیں کہ یہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بڑے جواد اور بخشنے والے ہیں انہوں نے وہ چابیاں اٹھا کر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دے دیں کہ جاؤ اپنے دوستوں کو جنت میں لے جاؤ۔ اب جنت میں جانے کے لئے کسی ولی کا ہونا پڑے گا۔ جو تمہیں صدیق اکبرؓ کے قدموں میں لے جائے۔ پھر تمہیں جنت ملے گی۔ ورنہ گھر تو ان کا ہے اگر اجازت نہ دیں تو ان کی مرضی۔ پھر تم کیا کرو گے۔ اسی طرح ایک اور کرسی سجائی جائے گی۔ اس پر ایک اور رعب دار بندہ بیٹھا ہوگا۔ وہ بھی پوچھے گا کہ مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ میں دوزخ کا داروغہ مالک ہوں۔ اور یہ چابیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مجھے دی ہیں۔ وہ بھی چابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو عطا فرمادیں گے۔ یہ ولایت کی عظمت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جنت اور دوزخ کی چابیاں نہ بھی دیتا تو وہ مالک ہے مختار ہے کوئی اس کے ساتھ لڑائی کر سکتا ہے؟ لیکن نظام ربوبیت اور نظام نجات بتاتا ہے۔ نجات کیسے ممکن ہے تو کسی شیخ کامل کا بن جا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے بن جائیں گے۔ جب تو کسی کا نہیں بنے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تیرے نہیں بنیں گے۔

تو بیلے تے سب جگ بیلے ان بیلے وی بیلے
جنان باجہ محمد بخشا سنجی پنی حویلی

کون بیلے ہے۔ مرشد کریم کی طرف اشارہ ہے۔ مرشد کریم بیلے ہے۔ کسی اور کو نہ سمجھ بیٹھنا۔ یہ Step چھوڑ نہ جانا۔ کعبے جا کے بیٹھ کے کہوں کہ میں پہنچ گیا تو کہیں بھی نہیں پہنچا۔ اگر کعبے میں جا کر کہو کہ بس میں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ میں نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا ہوں۔ نہیں نہیں تو کئی Steps ہی چھوڑ گیا ہے جس طرح سے کہ میٹرک نہیں کیا۔ ایف ایس سی۔ بی ایس سی نہیں کیا تو پھر ایم ایس سی کی ڈگری تمہیں کون دے گا۔ یہ دنیاوی لحاظ سے ہے۔ جب تک تمہیں پیر کامل نہیں ملے گا تمہیں کعبہ بھی قبول نہیں کرے گا۔ روضہ اقدس بھی قبول نہیں کرے گا۔ قیامت کے دن کا سماں دیکھیں کہ پیر کی عظمت کیا ہے۔ تمام بندوں کو آواز دی جائے گی۔ یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاَمَانٰہِمُ (بنی اسرائیل ۷۷) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تمام بندوں کو آواز دی جائے گی۔ اوفلاں کے مرید آ جاؤ۔ وہ سب دوڑ کر اپنے پیر صاحب کے پاس۔ پھر وہ سب دوڑ کر اپنے پیر صاحب کے پاس وہ اپنے پیر صاحب کے پاس۔ اس طرح سے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کے سلسلے والے ان کے پاس اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے سلسلہ والے ان کے پاس پہنچ جائیں گے یہ آواز نہیں آئے گی کہ اے نمازیو آ جاؤ۔ اے حاجیو آ جاؤ۔ اے روزہ دارو آ جاؤ اے عمرہ کرنے والو آ جاؤ۔ جو بھی تیری خوبیاں ہیں۔ ان کی وجہ سے آواز نہیں دی جائے گی۔ کوئی حساب کتاب ہی نہیں

ہے۔ اگر گنتی میں کوئی چیز ہے تو وہ تیری بیعت ہے جن کی بیعت ہے وہ سب اپنے پیروں کے پاس جمع ہو جائیں گے اور جو باقی بچ جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ شیطان کے مرید و آجاؤ وہ سب شیطان کے ساتھ جہنم میں چلے جائیں گے۔ اور یہ سب پیر صاحب کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ حضرات یہ Step ضرور رکھیں ہر حال میں اس کا خیال رکھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس سے میرا کوئی پیارا راضی ہے اس سے میں راضی ہوں اور جس سے میں راضی ہوں اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں۔ اور جس سے میرا کوئی پیارا ناراض ہے اس سے میں ناراض ہوں اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے اس کا رب ناراض ہے۔

دم	عارف	نسیم	صبح	دم	ہے
اسی	سے	ریشہ	معنی	میں	نم
اگر	کوئی	شعیب	آئے	میر	
شبابی	سے	کلیسی	دو	قدم	ہے

یہ علامہ اقبالؒ کا مذہب ہے۔ کہ زندگی میں جتنی بھی کوئی خوشی کی بات ہے کوئی حقیقت ہے۔ وہ کسی کامل ولی کی وجہ سے ہے۔ شیخ کامل کسی بکریاں چرانے والے چرواہے کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کر سکتا ہے۔ یہ اس کی عظمت ہے۔ اب ذرا تعلیم والی بات سنیں مولانا رومؒ سے بڑا کوئی عالم نہیں بنا۔ سب اس کی نقل مارتے ہیں اتنے بڑے عالم ہیں کہ فارسی زبان میں پورے قرآن مجید کی تفسیر بیان فرمادی ہے۔ کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ شاگرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ پڑھا رہے ہیں۔ ایک پیر صاحب تشریف لے آئے۔ پھٹے پرانے کپڑے ہیں۔ بکھرے ہوئے بال ہیں۔ پوچھنے لگے ایں چیست۔ یہ کیا ہے مولانا رومؒ نے جواب دیا کہ چل بابا چل یہاں سے ”تو نے دانی“ یہ تو نہیں جانتا۔ تو کیا جان سکتا ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ ذرا موقع ملا تو نظر بچا کر اس بزرگ نے مولانا رومؒ کی تمام کتابیں اٹھا کر حوض میں پھینک دیں شور مچ گیا۔ مولانا رومؒ کی چیخیں نکل گئیں۔ یہ تو نے کیا کر دیا۔ میری ساری کتابیں ضائع کر دیں ان دنوں ہاتھ سے لکھی ہوئی کتب ہوتی تھی اور سیاہی بھی کچی ہوتی تھی جو پانی سے دھل جاتی تھی۔ جب زیادہ اعتراض بڑھ گیا تو ان بزرگوں نے ایک کتاب اٹھائی اس کو جھاڑا تو اس میں گرداڑ رہی ہے کتاب بالکل خشک۔ ذرا بھی کہیں سے پانی نے خراب نہیں کی۔ دوسری نکالی تیسری نکالی۔ تمام کی تمام کتب نکال دیں اور تمام خشک تھیں کہ پانی نے اثر کیا ہی نہیں تھا۔ مولانا رومؒ حیران ہوئے پوچھا ایں چیست یہ کیا ہے تو بزرگ نے جواب دیا۔ تو نے دانی۔ یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ مولانا رومؒ نے کہا کہ میں تو آج تک بھولا ہی رہا۔ مجھے اب اس علم کو جاننا چاہئے کتابیں اٹھا کر پھینک دیں اور بزرگوں کے قدموں میں لگ گئے۔ تو پھر ان قدموں سے کیا ملا۔

صد ورق صد کتب درنار کن	مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
روئے خود را جانب دلدار کن	تا غلام شمس تبریزی نہ شد

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

بس زمانے کا کوئی بخش تبریز ڈھونڈ لو۔ نہ اس کے بغیر علم کام آئے گا۔ نہ کوئی ریاضت کام آئے گی۔ کوئی چیز کام آئے گی۔ حضرت داتا گنجویؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مرشد کریم کو وضو کرا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جو مقوم میں ولایت ہے وہ مل جائیگی۔ کرامات ہیں تو مل جائیں گی تمہیں خواہ مخواہ غلامی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پیر صاحب نے ہاتھ پیچھے کر لئے فرمایا کہ اے علی بن عثمان تیرا تو عقیدہ ہی غلط ہے۔ میں نے تم سے وضو ہی نہیں کرایا ہے۔ وہ ڈر گئے۔ معافی مانگی اور عرض کیا کہ آپ میرا عقیدہ درست فرمائیں۔ فرمایا کہ سنو کہ عقیدہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ گنہگار سے گنہگار ظالم سے ظالم بندے پر کرم کرنے کو آتا ہے۔ اسے کسی کامرید کرا دیتا ہے پھر اس مرید پر جو کرم ہوتا ہے وہ مرشد کریم کی نگاہ سے ہوتا ہے۔ ایک اور انہوں نے بیان فرمایا کہ تین علوم ہیں۔ ایک علم عرفان الہی ہے۔ ایک علم شریعت ہے اور ایک علم درجات اولیاء۔ فرمایا کہ جس کی شریعت صحیح نہیں ہے اس کو عرفان نہیں ہو سکتا اور جس کو اولیاء اللہ سے نسبت نہیں ہے اس کی شریعت درست نہیں ہے۔ اس لئے ہر جگہ آخر پر آ کر جو بات بھی ختم ہوتی ہے وہ پیر مرشد پر ختم ہوتی ہے۔ کسی کا شعر ہے جو اس طرح سے ہے کہ

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی
اگر تو اللہ کے قریب ہونا چاہتا ہے تو پھر سرکارِ غوث الاعظمؒ کے در کا کتا بن جا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی کے در کا کتا بن جانا بڑی کرکری ہے انکساری ہے ذلت ہے یہ تو اپنے آپ کو ملیا میٹ کرنے والی بات ہے یہ کون سی تعلیم ہے۔ میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں۔

خس خس جناں قدر نہ میرا تے صاحب نوں وڈیاں
میں گلیاں وا روڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں

کسی کا بننا ہی پڑے گا کسی کی راہ گزری مٹی بننا پڑے گا۔ مٹی میں تو پھر بھی عظمت ہے تو نے دیکر کچھ نہیں آنا ہے لے کر ہی آنا ہے۔ اللہ بخش تو نسوئی بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں آپ حضرت سلیمان تو نسوئی کے پوتے ہیں۔ وہ بہت نازک مزاج تھے۔ صاف ستھرے رہنے والے گھوڑے پر سواری بھی کرنا ہوتی تھی تو پہلے حکم دیتے تھے کہ گھوڑے کو غسل دیا جائے۔ حضرت سلیمان تو نسوئی کی مرضی تھی کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں یہ نوجوان میری طرف توجہ نہیں کرتا۔ یہ میرے پاس آئے میں اس کو کچھ عطا کر دوں۔ ایک روز توجہ فرمائی۔ پوتے کو بلایا اور فرمایا کہ بیٹا مجھ سے کچھ حاصل کر لو میں بوڑھا ہو چکا ہوں اب یہاں سے جانے والا ہوں بعد میں یہ ساری ذمہ داری آپ پر آ جاتی ہے۔ باپ تیرا زندہ ہے نہیں۔ اس لئے اب مجھ سے کچھ حاصل کر لو۔ حضرت صاحب کی نگاہ نے جو اس کے دل میں تمنائیدہ کی وہ یہ تھی کہ دادا جان اگر آپ نے مجھے کچھ دینا ہی ہے۔ تو پھر اپنے فقیروں کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق عطا فرما دیں فرمایا کہ بیٹا یہ تو غوثیت کا

مقام ہے۔ یہ غوثیت ہے اگر تو غوث بننا چاہتا ہے تو کسی غوث الاعظمؒ کا کتابن جا۔ اس کے راہ گزر کی خاک بن جا۔ تیرا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ باقی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ اس کے بعد آئیں گی۔ شادی کے موقعہ پر ولیمہ کے موقعہ پر آتش بازی ڈھول بجا۔ جہیز۔ دری۔ مہندی۔ کھانا۔ سجاوٹ کتنا اہتمام ہوتا ہے اس تمام کا دار و مدار صرف ایک چھوٹے سے فقرے پر ہے۔ اگر ہے تو جائز اور اگر نہیں ہے تو سب ناجائز اور بے کار ہے اگر نکاح ہے تو سب کچھ ہے اگر نکاح نہیں ہے تو تمام بے کار یہ سب کچھ نہ ہو تو صرف نکاح ہی کافی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ ولیمہ کرلو۔ جہیز دے دو۔ آتش بازی کرلو۔ روشنیاں کرلو۔ بڑی گرما گرمی ہوتی ہے۔ لیکن آخر بات ختم ہوتی ہے نکاح پر آ کر تیری زندگی میں جو کوئی بھی نماز ہے روزہ ہے حج ہے۔ زکوٰۃ ہے قربانی ہے خیرات ہے یہ سب کچھ ولیمہ و بارات وغیرہ ہیں اور نکاح جو وہ تیری بیعت ہے۔ بیعت ہے تو سب جائز ہے اگر بیعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ پختہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک بات اور بھی سنو کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ قیامت کے روز ایک بندے کو جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ روئے گا چہچہ گا۔ اس کو فرشتے پکڑ لیں گے جکڑ لیں گے بیڑیاں لگا دیں گے۔ گھسیٹ کر لے جا رہے ہوں گے۔ آگے ایک پیر صاحبؒ کھڑے ہوں گے۔ وہ ڈور کر ان کو پکڑ لے گا۔ حضرت صاحبؒ آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں۔ ہاں بھی آپ کون ہیں۔ حضرت صاحبؒ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہاں یاد آ گیا ہے کہ آپ نے مجھے پانی پلایا تھا۔ پوچھیں گے کہ اے فرشتو یہ کیا کر رہے ہو وہ عرض کریں گے کہ یہ جہنم میں جا رہا ہے۔ فرمائیں گے کہ مجھے پانی پلانے والا جہنم میں کس طرح سے جاسکتا ہے۔ عرض کریں گے کہ یا اللہ سلسلہ کی لاج رکھیں اس نے مجھے پانی پلایا تھا۔ اس نے میری خدمت کی تھی مہربانی فرما اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کو چھوڑ دو۔ اس کو بھی پیر صاحبؒ کے ساتھ جنت میں جانے دو۔ یہ حدیث پاک ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز فقراء کی بڑی شان ہوگی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہی شان ہوگی فرمایا کہ اتنی شان ہوگی۔ کہ جس جس نے بھی ان کی خدمت کی ہوگی ان کو حکم ہوگا۔ کہ ان کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ اس لئے بات تو صرف یہی ہے کہ۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں
جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں
شنیدم کہ در روز امید و بیم
بدان را بہ نیکاں بخشد کریم

یہ محفل ہے کہ اس سے ایک پیغام لے کر جائیں میری عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور آپ کو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک یہ ہے کہ کچھ نقشبندی ہیں کچھ قادری ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے دو پارٹیاں ہوتی ہیں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی۔ لیکن یہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی طرح نہیں ہیں بلکہ یہ تو ایسے ہیں کہ جس طرح سے دودھ میں چینی حل کر دی گئی ہے یہ دو جماعتیں حل کر دی گئی ہے یہ دو جماعتیں نہیں ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیعت حضرت علی المرتضیٰؓ نے کی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد حضرت علی حیدر کرارؓ نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بیعت فرمائی اور اس کا یہ رنگ ہے کہ کوئی نقشبندی ہو۔ چشتی ہو۔ قادری ہو سہروردی ہو۔ اس کی گردن پر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا قدم ہے۔ جب تک ان کا قدم گردن پر نہیں آتا کوئی ولی بن نہیں سکتا۔ آپ یہ دو پارٹیاں کس طرح سے بناتے ہو۔ یہ دو رنگ ہیں انتخاب آپ کا ہے۔ بات ایک ہی ہے۔ اس لئے نقشبندی ہو کہ قادری ہو یہ سب ایک ہی ہیں ان کو بنانے والا میرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہے ان کی نگاہ کرم سے یہ بنے ہیں۔ ان میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ حضرت سرہندی دہلی میں گئے جو مجدد صاحب کے بیٹے ہیں اس وقت دہلی میں چشتی خاندان کی ایک سو تیس گدیاں تھیں یعنی دہلی شہر میں اس وقت ایک سو تیس پیر صاحبان چشتی خاندان سے متعلقہ تھے۔ ان تمام پیر صاحبان نے اعلان فرمادیا کہ جب تک یہ نقشبندی شہزادے دہلی میں رہیں گے کوئی ساز نہیں بچے گا۔ محفل سماع ساز کے بغیر ہو تو ہو کوئی ساز نہیں بچے گا۔ اور جب ان میں سے کوئی پیر صاحب چشتی صاحب سرہند میں تشریف لے گئے جو کہ نقشبندی سلسلہ کا گڑھ ہے تو نقشبندی شہزادوں نے اعلان فرمادیا کہ ان کی موجودگی میں جہاں بھی نعت خوانی ہوگی وہ ساز کے ساتھ ہوگی۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ حرام ہے وہ حرام ہے۔ یاد رکھو کہ نہ وہ حرام ہے نہ یہ حرام ہے اس لئے بس یونہی سمجھ لو کہ ان میں کوئی علیحدگی نہیں ہے۔ بس دودھ میں چینی ملی ہوئی ہے۔ یہ سب ایک ہی ہیں ان سب کا ایک ہی منبع ہے جہاں سے تمام روشنی لیتے ہیں۔

پاور ہاؤس بشیر مدینے جو سب دے دیوے بھر دا
یہ تمام مختلف رنگ ہیں۔ پسند اپنی اپنی ہے۔ کوئی کسی رنگ میں ہے کوئی کسی رنگ میں ہے جب تک حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے قدم کے نیچے تیری گردن نہیں آتی تجھے ولایت نہیں ملی گی تو جو مرضی کر لے۔ ویسے تو ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے۔ میڈیکل کورس ہے انجینئرنگ کا کورس ہے۔ ہر چیز کا کورس ہے لیکن ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے۔ ولایت کا صرف ایک ہی کورس ہے کہ جس کو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو گئی وہ ولی ہے۔ علامہ اقبالؒ کیا فرماتے ہیں۔

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال سے نمود فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں کا رعب دبدبہ آپ کے جلال سے نکلتا ہے اور حضرت جنیدؒ اور حضرت بایزیدؒ کی ولایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار سے ہے۔ جتنے علوم اللہ تعالیٰ نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے سارے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دئے ہیں۔ اب جو وہ بات کریں گے تو پورے علم کے ساتھ کریں گے قیمت کے روز اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ دنیا سے تشریف لائے ہیں تو میرے لئے کیا تحفہ لائے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا بازو پکڑ کر پیش کر دیں گے کہ یا اللہ میری زندگی کی ساری کمائی یہ صدیق اکبرؓ ہیں

یہ صدیق اکبرؓ ہیں اور ان کی دعا کیا ہے ان کی دعا صرف یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے جب یہ مانگا ہے تو کیا ہے کہ جو ملا نہیں ہے۔ دنیا کی ہر نعمت۔ قبر و حشر میں ساتھ جنت میں ان کے ساتھ ہیں یہ اگر تیری دعا بن گئی میری دعا بن گئی تو پھر دو باتیں ہیں کہ اگر زیارت ہو گئی تو ولی بن جائے گا۔ اگر نہیں تو یہ حسرت لے کر مرے گا اور یہی حسرت شمع بن کر تیری قبر کو روشن کر دے گی۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کر چلے سنی تھی رات اندھیری یہ چراغ لے کے چلے اللہ تعالیٰ اس دعا کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطاب۔ ریسرچ انسٹیٹیوٹ رسالہ 13-10-2000

تصرفات اولیاء کرام حضرت محمد اسماعیل صاحب عرف کرمانوالی سرکار

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! ایک آدمی ہے جس کا نام حاجی فضل محمد صاحب ہے وہ سعودی عرب کے دار الخلافہ ریاض میں کسی کمپنی
میں ملازم تھے۔ ان کے ساتھ وہاں چار پانچ افراد اور بھی تھے جو کسی دوسرے عقیدہ کے تھے۔ سنی بریلوی نہ تھے۔ کمپنی
نے مدینہ منورہ میں نیا پراجیکٹ کھولا اور ان آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ اس نئے پراجیکٹ میں کام کرنے کے لئے مدینہ منورہ
چلے جائیں۔ اور وہاں کام کریں۔ انہوں نے وہاں جانے سے انکار کیا اور کہا کہ Madina is no good
place۔ مدینہ منورہ تو کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو مدینہ شریف جانے کو اچھا خیال نہ کرے مدینہ
نہ جائے اور یہ کہہ کے میں نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے وہاں کیا رکھا ہے تو اس کے لئے دس سزائیں ہیں۔ (۱) وہ بد
بخت ہوتا ہے (۲) وہ ذلیل ہوتا ہے۔ (۳) وہ داخل نار ہوتا ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ اور نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے
دور ہو جاتا ہے (۵) حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کا مستحق ہوتا ہے۔
(۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکار ہوتی ہے۔ (۷) جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ (۸) بے دین ہوتا ہے کسی دین پر نہیں
ہوتا۔ (۹) بخیل ہوتا ہے۔ (۱۰) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ اور اگر خوش قسمتی
ساتھ دے اور وہ مدینہ شریف چلا جائے تو اس کا انعام کیا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جس نے میرے روضے کی زیارت
کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کریں وہ جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ بہر حال ان
افراد نے مدینہ شریف جانے سے انکار کر دیا۔ یہ فضل صاحب جو ہیں یہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں انہوں نے
رونا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جانا نہیں چاہتے ان کو بلا رہے ہیں اور تم جو جانا چاہتے ہیں وہ
یہاں پر قید ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آقا ہمیں بلا لیجئے۔ ساری رات روتے رہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہم تڑپ رہے ہیں ہمیں مدینہ جانا نصیب نہیں ہو رہا ہے اور جو جانا نہیں چاہتے ان کو کمپنی زور دے کر بھیج رہی ہے۔
صبح یہ کام پر گئے تو کمپنی کے ڈائریکٹر نے ان کو بلایا اور کہا کہ او۔ نو جوان تم مدینہ شریف جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ وہاں
ہمارا نیا پروجیکٹ کام شروع کر رہا ہے۔ کمپنی نے ان لوگوں سے پہلے ان کو مدینہ شریف بھیج دیا۔ نبی پاک علیہ الصلوۃ
والسلام سے جو کوئی مانگتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا فرمادیتے ہیں۔ فضل صاحب مدینہ شریف چل گئے۔
اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہوئے تو مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے اپنا سارا فارغ وقت مسجد میں گزارتے۔ آنکھوں میں آنسو

رہتے۔ وہاں ہر کوئی روتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر کسی کی آنکھ میں آنسو عطا فرماتے ہیں۔ رقت سی طاری رہتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہ ختم ہو جائیں اور اس کے درجات بلند ہو جائیں کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جو مسجد نبوی میں پہنچے اور اسے روانہ نہ آئے مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہوئی ہے پروفیسر صاحب بھی گئے ہیں اور لوگ بھی جاتے ہیں جتنی آہ و بکا اور جتنے آنسو وہاں ہیں وہ روئے زمین پر کہیں اور نہیں ہیں۔ روتارہے لیکن کچھ نہ مانگے۔ فضل صاحب بھی روتے رہے لیکن کچھ نہ مانگا میں نے پوچھا کہ آپ نے کیوں کچھ نہ مانگا کہنے لگے کہ مجھے اپنی عقل پر بھروسہ نہیں تھا اور ڈرتا تھا کہ میں کوئی ایسی چیز نہ مانگ لوں جو میری حسب حال نہ ہو میری آنکھوں میں آنسو تھے تو یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کرم تھا مزید مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر یہ کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خود عطا فرمائیں وہی بہتر ہے۔ وہ اپنی شان کے مطابق عطا فرماتے ہیں ہماری اوقات کے مطابق عطا نہیں فرماتے۔ جب فضل صاحب کی مدینہ شریف میں ڈیوٹی ختم ہونے کے دن قریب آئے تو یہ مسجد نبوی میں تھی رورہے تھے کہ اب یہاں سے واپس جانا ہے ایک آدمی آیا اور ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور اشارہ سے کہا کہ ادھر آؤ۔ وہ ان کو ایک طرف لے گئے اور فرمایا کہ داڑھی رکھ لو۔ ان کا نوجوانی کا عالم تھا سوچنے لگے کہ میں جٹ بندہ ہوں میرا داڑھی سے کیا واسطہ۔ میں کون سا صوفی ہوں۔ اور پھر یہ کہ کیا داڑھی کے بغیر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال انہوں نے اس آدمی سے کہا کہ اچھا جی رکھ لو گا ان کا سعودی عرب میں مدت ملازمت ختم ہو گیا۔ یہ واپس پاکستان آ گئے اور ان پر کرم ہوا کہ انہوں نے حضرت محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف کرمانوالے کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ اور حاضری دیتے رہے فرماتے ہیں کہ وہاں جاتا تھا حاضر ہوتا تھا تو سرکار کرمانوالے میرے چہرے کی طرف ہی دیکھا کرتے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ میری طرف اتنی توجہ سے کیوں دیکھتے ہیں ایک دن فرمانے لگے کہ بیلیا۔ آپ بیلیا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ فرمایا بیلیا تجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس پر کسی نے کہا تھا کہ داڑھی رکھ لو۔ لیکن تم نے نہیں رکھی میں نے تمہیں کیا تبلیغ کرنی ہے۔ مدینہ منورہ میں بات ہو رہی ہے لیکن ولی کامل کو مدینہ شریف میں ہونی والی بات کا پاکستان میں ہوتے ہوئے بھی علم ہے۔ آپ نے جب یہ فرمایا تو فضل صاحب نے داڑھی رکھ لی۔ حضرت صاحب کرمانوالے بیمار ہو گئے۔ کسان و کچیشیل گھی والے بھی حضرت کرمانوالے کے مرید ہیں۔ وہ حضرت صاحب کو فیصل آباد لے آئے فضل صاحب بھی پیر صاحب کی عیادت کے لئے روزانہ جایا کرتے تھے۔ وہ پھر بھی ان کے چہرے کی طرف ہی دیکھا کرتے تھے۔ ایک روز کمزوری زیادہ ہو گئی نقاہت کی وجہ سے انہوں نے فضل صاحب کے چہرہ کی طرف نہ دیکھا۔ فضل صاحب بتاتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ آج حضرت صاحب نے کرم نہیں فرمایا آج میرے چہرے پر آپ کی نظر عنایت نہیں پڑی حضرت صاحب نے اسی لمحے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ فضل آج ذرا کمزوری ہو گئی ہے جس کی بناء پر تیرے چہرے کو نہیں دیکھا۔ ورنہ مجھے تیرا چہرہ نظر آتا ہے اور فرمایا کہ میرا جانے کا وقت ہو گیا ہے میں جا رہا ہوں اور انہوں نے فضل کا بازو پکڑ کر ایک ولی کامل کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں ان کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت

کا مانوالے سرکار وصال فرما گئے۔

إِنَّ إِلَهَهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

کوئی بارہ/ تیرہ دسمبر 2001 کو فضل صاحب دمہ کی بیماری میں مبتلا ہوئے الائنڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل کرادے گئے۔ علاج درست نہ ہوا۔ ٹیکہ جات بھی غلط استعمال ہوئے حالت خراب ہوگئی حتیٰ کہ ان کے پھیپھڑے ہوا پمپ کرنا چھوڑ گئے۔ STIFF ہو گئے سخت ہو گئے۔ پتھر بن گئے۔ آکسیجن زور سے اندر پمپ کر رہے ہیں لیکن پھیپھڑے ہوا باہر نہیں نکال رہے ہیں ڈاکٹر پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن مایوسی ہوتی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر جو آکسیجن اندر پمپ کر رہے ہیں لیکن پھیپھڑے کام نہیں کر رہے ہیں۔ 17 دسمبر 2001ء یعنی عید الفطر کے روز صبح تقریباً سات بجے کوئی ایسا واقعہ ہوا کہ ایک بی بی جو جگر کی تھی بیمار تھی اس نے روضہ اقدس پر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری عورتیں صحت مند ہیں طاقتور ہیں اپنے زور بازو پر بھاگ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔ میں بیمار ہوں بھاگ نہیں سکتی چل نہیں سکتی مجھے بھی اپنی جالی کے قریب جگہ عطا فرمائیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اڑا کر اپنی جالی کے قریب پہنچا دیا تھا۔ وہ بی بی اب ہسپتال میں فضل صاحب کے قریب آئی اور عرض کرتی ہے کہ یا کرمانوالے سرکار اپنے مریض کو سنبھالیں اسی لمحے حضرت پیر سید محمد اسماعیل صاحب کرمانوالی سرکار تشریف لے آئے حالانکہ آپ کو وصال فرمائے۔ پندرہ سال ہو چکے ہیں وہ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ بھلیا کیا بات ہے سخت تکلیف ہے۔ جاؤ تمہیں صحت ہوگئی ہے۔ اور ایک ڈاکٹر صاحب کو حاضر کر کے فرمایا کہ اس ڈاکٹر کو میں تمہارے علاج کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ روحانی طور سے ہی وہ ڈاکٹر صاحب بھی تشریف لے آئے۔ یہ کرم ہوا ہے فضل صاحب پر اور اس کے بعد وہ بغیر کسی دوائی کے صحت یاب ہو گئے ہر وہ ٹیکہ یا دوائی جو پہلے کام نہیں کر رہی تھی۔ اب اسی دوائی سے آفاقہ ہو رہا تھا۔ میں نے اس بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ آپ وہاں کس طرح پہنچیں اور آپ کو کس طرح معلوم تھا کہ فضل صاحب بیمار ہیں۔ اس نے بتایا کہ میں وہاں تو نہیں گئی یہاں گھر پر تھی کہ فضل صاحب کا بیٹا آیا تھا جو بہت پریشان حال رو رہا تھا۔ میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ یا اللہ اس کو شفا عطا فرمادے۔ اس دعا کے صدقے سے میری وہاں حاضری ہوگئی میری سفارش قبول ہوگئی اور حضرت کرمانوالے سرکار بھی تشریف لے آئے۔ فضل صاحب سے میں نے جب پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب کون تھے جو آپ پر مقرر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ صاحبزادہ ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب تھے۔ روحانی طور سے ڈاکٹر ریاض حسن وہاں آئے۔ یوں سمجھو کہ فرشتہ ڈاکٹر ریاض حسن کی صورت و شکل میں آ کر فضل صاحب کا علاج کرتا رہا۔ اب فضل صاحب بڑے خوش ہیں کہ بیماری بڑی میرے کام آئی ہے کہ جس کی وجہ سے مجھے اپنے پیر صاحب کی زیارت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھے کہ توفیق عطا فرمائے۔ آپ بھی اپنے پیر صاحب سے محبت رکھو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو بھی خلافت عطا فرمائی ہے اس میں ہر طاقت رکھی ہے۔ چاہیں تو دوائی سے شفا عطا فرمادیں چاہیں تو بغیر دوائی کے ہی شفا عطا فرمادیں یہ ان کی مرضی ہے۔ چاہیں تو مردے کو بھی زندہ کر دیں اللہ تعالیٰ ایسا

عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور فضل صاحب کو جس کے سپرد کر گئے ہیں وہ بندہ وہ ہے کہ حضرت کرمانوالے سرکار کی درگاہ شریف کی مسجد جہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں لوگ جوتی اتارتے ہیں وہ اس جگہ پر بھی بوسہ دیتا ہے۔ درگاہ شریف کی چوکھٹ تو بہت بعد کی بات ہے۔ چوکھٹ پر بھی بوسہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پیر خانوں پر جانے کی توفیق عطا فرمائے ان کی چوکھٹ کا بوسہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یہ فضل صاحب جن کا واقعہ میں نے عرض کیا ہے۔ نعت گو ہیں نعت لکھتے ہیں آپ نے کئی بار ان کی نعت سنی ہے۔ جو یہ ہے کہ

نہیں بس کہ عرب و عجم آپ کا ہے
 محط دو عالم کرم آپ کا ہے
 جو ام الکتب ہے کتاب آپ کی ہے
 جو ام القری ہے حرم آپ کا ہے
 ہے میر ملائک بھی مشتاق خدمت
 عجب مرتبہ محترم آپ کا ہے
 مراد رسل ہیں شفیع ام ہیں
 کہ محشر میں اونچا علم آپ کا ہے
 وہ تکمیل محبوبیت کا نظارہ
 کہ عرش سے آگے قدم آپ کا ہے
 زمیں ہو کہ افلاک کی وسعتیں ہوں
 ذکر ہر کہیں دم بدم آپ کا ہے
 کہاں تک گنوں اور کہاں تک گناؤں
 خدا بھی خدا کی قسم آپ کا ہے
 رضا نقشبندی کو اپنوں میں لکھ لیں
 کہ لوح آپ کی ہے قلم آپ کا ہے

حضرت کرمانوالی سرکار بڑی ہستی ہیں ایک آدمی حاضر ہوا عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے فلاں بیماری ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ سہاگہ جلا کر اس کی راکھ بنالیں کھیل بنالیں وہ کھائیں تو انشاء اللہ شفا ہو جائیگی۔ دو چار دن کے بعد وہ مریض آیا اور ساتھ راکھ کی گھڑی باندھی ہوئی لایا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے تو شفا ہو گئی ہے اور یہ باقی راکھ ہے یہ آپ رکھ لیں کسی اور مریض کو دے دیں۔ پوچھا کہ کون سا سہاگہ جلا دیا ہے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ سہاگہ جو زمین ہموار کرنے کے لئے پھیرتے ہیں وہ میں نے جلا کر راکھ بنائی ہے مجھے تو

چار چٹکی کھانے سے ہی آرام آ گیا ہے باقی یہ فح گئی ہے جو حاضر کردی ہے فرمایا کہ میں نے تمہیں پھٹکری سہاگہ کہا تھا تو نے زینی سہاگہ جلا دیا ہے۔ حضرات یہ شان ہے غلاموں کی کسی ولی کی زبان سے نکلا کہ سہاگہ کی کھیل بنا کر کھاؤ تو پھٹکری سہاگہ ایک طرف وہ لکڑی کا بنا ہوا سہاگہ جو زمین پر پھیرا جاتا ہے اس نے بھی کام دے دیا۔ شفاء را کھ میں نہیں بلکہ ولی کی زبان میں ہے۔ شفا کسی سہاگہ میں نہیں ہے۔ کسی پھٹکری میں نہیں کسی اسپرو میں نہیں۔ شفا پیر کا مل کی زبان میں ہے۔ ایک اور آدمی آیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میری ڈاچی گم ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ توڑی ابال کر پی لو۔ کوئی دوسرا آیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میرے گوڈے میں درد ہے۔ بڑی تکلیف ہے چل پھر نہیں سکتا۔ فرمایا کہ توڑی ابال کر پی لو۔ ایک تیسرا آیا عرض کیا کہ حضرت صاحب میرا بیٹا گھر سے چلا گیا ہے۔ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کہاں ہے کس حال میں ہے دو عفرائیں کہ بیٹا مل جائے۔ واپس آ جائے گھر والے بہت پریشان ہیں فرمایا کہ توڑی ابال کر پی لو۔ تینوں مختلف باتیں ہیں لیکن علاج ایک ہی بتایا جا رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ ڈاچی گم ہونے یا گوڈے میں درد یا گمشدہ بیٹے کا مل جانا اس سے توڑی کا کیا تعلق ہے۔ توڑی ابال کر پینا اس میں کیا کمال ہے۔ ڈاچی گم گئی ہے تو وہ تو کسی جنگل میں نکل گئی یہ توڑی ابال کر پیتا رہے، یہ کیا ہے فرمایا توڑی میں کچھ نہیں ہے یہ میری زبان میں اثر ہے دو چار دن کے بعد ڈاچی بھی مل گئی۔ بیٹا بھی آ گیا گوڈے کی درد جاتی رہی یہ حضرت کرمانوالے ہیں۔ ایسی عظیم ہستی کے مالک ہیں۔ حضرت صاحب کے پاس ان کا مرید آیا جس کا نام سیٹھ شفیع تھا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کے جو پیر بھائی ہیں حضرت نور الحسن صاحب عرف کیلیا نوالی سرکار انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی میری گلی سے گزر جائے گا وہ جنتی ہو جائے گا ان کے پیر و مرشد حضرت میاں شیر محمد صاحب شرعیہ شریف والوں نے ان سے فرمایا ہے کہ جاؤ جا کر یہ اعلان کر دو کہ جو تیری گلی سے گزر جائے گا۔ وہ جنتی ہو جائیگا۔ اب حضرت صاحب میں تو ان کا مرید نہیں ہوں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ اب میں کیا کروں کیا مجھے بھی جنتی ہونے کیلئے وہاں ان کی گلی سے گزرنا ہو گا یا مجھے جنت آپ کے قدموں سے ملے گی یہ کیلیا نوالی وزیر آباد کے قریب ہے کیا اب میں کرایہ بھی دوں وقت بھی لگاؤں اور وہاں جا کر ان کی گلی سے گزروں۔ فرمایا نہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں آخر کتنے لوگ اس گلی سے گزر جائیں گے۔ کتنے جنتی بن جائیں گے۔ جا تو اپنے گھر میں بیٹھ کر میرا ذکر کر لے جنتی ہو جائے گا۔ پھر ذرا زیادہ جوش میں آئے اور فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ صرف میرے ذکر پر ہی جنت ملنی ہے۔ تو میرا مرید ہی جو کوئی تیرا ذکر بھی کرے گا وہ بھی جنتی ہو جائے گا۔ ہم کیا کر رہے ہیں ہم سیٹھ شفیع کا بھی ذکر کر رہے ہیں اور حضرت کرمانوالے کا بھی ذکر کر رہے ہیں یہ ہے کہ ”ویوں کے دم قدم سے قائم ہے یہ کائنات“ اچھا بات یہ ہے کہ اگر کوئی گھر بیٹھے ہی کسی ولی کا ذکر کرے تو وہ جنتی بن جاتا ہے کہ کس طرح سے ہے کوئی کہہ کہ یہ کیوں ساندھ ہے کہ گھر اپنے کمرے میں بیٹھے پیر صاحب کا ذکر کر لیا تو جنت مل گئی۔ نہ کوئی عمل کیا اور جنتی بن رہے ہیں۔ حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے جو حضرت قاضی علامہ عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الشفاء شریف میں باب ذکر میں نقل فرمائی ہے کہ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّفَّالِ الْجَيْنِ تَنْزَلُ الرَّحْمَةُ۔ ذکر

صالحین پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جب اولیاء کرام صالحین کا ذکر کیا جاتا ہے تو رحمت برسی ہے۔ اور جب رحمت برسی ہے تو ذکرین کی بخشش ہو جاتی ہے وہ جنتی بن جاتے ہیں۔ جنت مل جاتی ہے یہ کوئی علیحدہ مذہب نہیں ہے۔ حضرت کرمانوالے سرکار جو فرما رہے ہیں کہ میرا ذکر کر لیا کرو تو جنتی ہو جاؤ گے وہ دراصل اس حدیث پاک پر عمل کرنے کا درس دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میں ہمیشہ سے ہی عرض کرتا ہوں لیکن پھر وہی بات نعت خواں فرما دیتے ہیں اور مجھے پھر عرض کرنا پڑتی ہے کہ عقیدہ درست رکھو عقیدہ میں جھول نہ پڑنے دو۔ نعت خواں ایک نعت پڑھ کر چلے گئے ہیں جس میں انہوں نے پڑھا کہ

قرآن کی آیتوں میں کر کے زندگی بسر
راستہ نجات کا دکھایا حضور ﷺ نے

اب اللہ جانے کہ یہ شعر بنانے میں نعت گو کا کیا تاثر ہے۔ میں نے کئی بار عرض کیا ہے۔ کہ نجات کا راستہ عمل نہیں ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ یہ نہ کہو کہ میں عمل کروں گا تو نجات ملے گی۔ عمل کرو ضرور کرو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کیا ہے آپ بھی کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی ہے تم بھی پڑھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھا ہے تم بھی رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کیا ہے تم بھی کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی ہے آپ بھی کرو۔ زکوٰۃ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرض ہی نہیں ہوتی ہے زکوٰۃ جتنا نصاب رکھتے ہی نہ تھے لیکن آپ پر زکوٰۃ واجب آتی ہے تو ادا کرو۔ جو بھی عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے یا کرنے کا حکم دیا ہے وہ کرو لیکن نجات عمل سے منسلک نہ کرو۔ نجات شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پر عمل کر کے بتا دیا ہے کہ یہ نجات کا راستہ ہے۔ قرآن پر چل کر ادا دکھا دیا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں دنیا و کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی اور سب سے پہلا جنتی ہونے والا کون ہے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ہیں۔ وہ کب جنتی بنے جب ابھی پورا قرآن آ یا ہی نہ تھا۔ نماز فرض نہیں ہوئی تھی۔ روزہ بھی فرض نہیں ہوا تھا حج۔ جہاد۔ قربانی۔ صدقہ کچھ بھی فرض نہیں ہوا تھا۔ قرآن کی چند آیات آئی ہوگی کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر نے نکلے پڑھا زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صحابی بن گئے پھر وہ مقام پایا کہ دنیا و کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر پہلے مسلمان ہیں بعد میں آیا۔ نماز دس سال بعد فرض ہوئی۔ اعلان نبوت کے دس سال بعد دس نبوی میں نماز آئی۔ روزہ، حج، زکوٰۃ سب اس کے بھی بعد آئے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر ان سے بہت پہلے عشرہ مبشرہ بن کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنتی بنانے والی ہستی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جنت کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ اس کمرہ میں تشریف رکھتے ہیں آپ اندر آئے ہیں مکان میرا ہے آپ اندر آئے ہیں تو میری مرضی سے ہے۔ میری رضا کے بغیر کوئی اندر نہیں آ سکتا۔ زبردستی آپ یہاں اندر نہیں آ سکتے ورنہ آپ پر مقدمہ بن سکتا ہے آپ گرفتار ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے مجھے یہ مکان ملا ہے میں اس کا

مالک ہوں بلکہ میں بھی باہر ہوں اور چند احباب وہ اندر والے کمرے میں مجھ سے بھی اچھی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے کہ آپ میری مرضی سے اندر آئے ہیں۔ مکان تو میرا ہے میں اس کا مالک ہوں لیکن جنت کا مالک کون ہے۔ جنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضے میں ہے اور وہ اتنے نجی ہیں کہ انہوں نے جنت اٹھا کے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے حوالے کر دی ہے۔ جنت نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنی ہے اور وہ پھیل رہی ہے۔ جنت کس طرح سے پھیل رہی ہے جب آپ درود شریف پڑھتے ہیں تو اس درود شریف کے کرم سے جنت پھیل رہی ہے۔ جنت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھیلتی ہے۔ یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنتی ہے۔ درود شریف سے پھیلتی ہے اس کے مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے جنت کی چابیاں دوزخ کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی ہیں۔ جب مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو پھر ان کی اجازت کے بغیر کون اندر جا سکتا ہے۔ پھر ان کی مرضی ہے کہ وہ اپنی Powers کسی کو Delegate کر دیں۔ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دے دیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں ان کی مرضی ہے۔ اور حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ بنادے ہیں۔ پل صراط پر قبضہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو عطا کر دیا ہے اور حوض کوثر کے مالک حضرت سیدنا علیؓ کو بنادیا ہے۔ اب وہ شعر پڑھ کر چلے گئے ہیں کہ

قرآن کی آیتوں میں کر کے زندگی بسر
راستہ نجات کا دکھایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

یہ سنی بریلوی کا عقیدہ نہیں ہے ہم یہاں دو ہستیوں کے سایہ میں بیٹھے ہیں ایک حضرت مفتی محمد امین صاحب ہیں اور ایک ان کے استاد محترم محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سر دار احمد صاحب ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تحقیق اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے عمل سے جنت ملتی ہے۔ یہ منافق کی بولی ہے اور مومن کی بولی یہ ہے کہ جنت شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے۔ لیکن یہ موجودہ شعر تو ہمیں بالکل الٹی پٹی پڑھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ عقیدہ کو پھل لگنا ہے عمل کو پھل نہیں لگنا ہے عمل ضرور کرو لیکن جنت میں داخلہ عمل سے نہیں یہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے جنت میں داخل ہونے کے بعد اعمال کام آئیں گے لیکن پہلے داخلہ ہو۔ عمل کرو اور یہ بھی سمجھو کہ یہ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں۔ ان کے کرم کے بغیر تو عمل کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ آپ یہاں اتنی سردی میں آئے ہیں درود دور سے بھی آئے ہیں سمندری، ساہیوال اور اسلام آباد شیخوپورہ سے آئے ہیں تو کیا آپ خود آئے ہیں۔ نہیں بلکہ ”آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلاتے ہیں“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق سے آئے ہیں ان کے بلاوے پر آئے ہیں۔ ہزاروں دوسرے لوگ ہیں۔ سینما گھروں میں بیٹھے ہیں۔ ہیروئن پی رہے ہیں۔ رنڈی بازی ہو رہی ہے۔ پتہ نہیں کیا کیا ہو رہا ہے وہ یہاں کیوں نہیں آئے۔ آپ کیوں آ گئے ہیں۔ یہ آپ پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم

ہے آپ آئے ہیں ذکر اللہ ہوا ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا ہے ذکر اولیاء اللہ ہوا ہے ذکر صالحین کی بات ہے۔ کرم کی بات ہے۔ بخشش کی بات ہے۔ اور اصل اسلام کی بات ہے یہ باتیں مد نظر رکھو اور عمل کرتے جاؤ۔ لیکن پارلے جانے والی بات عمل نہیں بلکہ پارلے جانے والی بات فضل اللہ ہے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ التفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

یہ عقیدہ رکھو تو بیڑہ پار ہے۔ اللہ تعالیٰ عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے ایمان آتا ہی تب ہے جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 28-12-01

مبالغہ آرائی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ ایک بادشاہ تھا اس نے کہا کہ جو شخص مجھے یہ بتائے کہ میرے ہاتھ کی ہتھیلی پر بال کیوں نہیں ہیں۔ اگر
اس نے صحیح بتایا تو اس کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ اگر اس نے کوئی غلط بات کی تو اس کا سر قلم کر دوں گا۔ ایک آدمی کھڑا ہوا
اور کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت مجھے اجازت دیں تو میں جواب دے سکتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں آپ کو اجازت ہے
آپ بتائیں کہ میری ہتھیلی پر بال کیوں نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ خیرات کرتے رہتے ہیں اور خیرات کرتے کرتے
آپ کی ہتھیلیوں کے بال گھس گئے ہیں اس لئے ان پر بان نہیں ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ بہت اچھا خیال ہے لیکن یہ بتاؤ
کہ تمہاری ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں میں خیرات کرتا ہوں انعام دیتا ہوں اس لئے میرے ہاتھوں کے بال گھس گئے
ہیں لیکن تیرے ہاتھوں پر بھی بال نہیں ہیں ان کی کیا وجہ ہے اس نے کہا کہ آپ سے خیرات لیتے لیتے میری ہتھیلیوں کے
بال بھی گھس گئے ہیں۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ جو باقی درباری بیٹھے ہیں ان کی ہتھیلیوں پر بھی تو بال نہیں ہیں۔ ان کے
بالوں کو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ خیرات دیتے ہیں میں خیرات لیتا ہوں اور یہ حسد کرتے ہیں جلتے رہتے ہیں اور
اپنے ہاتھوں کو رگڑتے رہتے ہیں ملتے رہتے ہیں جس وجہ سے ان کی ہتھیلیوں کے بال بھی گھس گئے ہیں۔ یہ سب مبالغہ ہے
۔ مبالغہ آرائی ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جو بچہ ابھی پیدا ہوا ہے اس کی ہتھیلیوں پر بھی بال نہیں ہیں۔ اس نے
کون سی خیرات دی ہے یا خیرات لی ہے یا اس نے کسی پر حسد کیا ہے افسوس سے ہاتھ رگڑے ہیں۔ جو حسد نہیں کرتا ہے
اس کے ہتھیلیوں پر بھی بال نہیں ہیں جو ہاتھ نہیں ملتا ہے نہیں رگڑتا ہے اس کے بھی بال نہیں ہیں۔ لیکن یہ ایک مبالغہ ہے
اس شخص کی مبالغہ آرائی کام آگئی اس کا مبالغہ FIT ہو گیا۔ بادشاہ خوش ہو گیا اس کو انعام مل گیا۔ اس کو موج ہو گئی۔ جو
کچھ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا کیا ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ ہر چیز میں مبالغہ ہے لیکن جو نبی
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے اس میں مبالغہ نہیں ہو سکتا۔ وہ سب حقیقت ہے۔ بلکہ حکم تو یہ ہے کہ تعریف کر کے
پھر معافی مانگو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے مطابق بات نہیں ہو سکی۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَا قَالَتِيْ

وَلٰكِنْ مَدَحْتُ مَا قَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

یہ شعر نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے پڑھا گیا ہے اس کی حیثیت بھی حدیث پاک جیسی ہے حضرت حسان بن

ثابت کا شعر ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنی باتوں سے اپنی زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتے بلکہ صرف یہ کرتے ہیں کہ آپ کا نام لے لے کر اپنی باتوں کو جالیاتے ہیں۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اتنی بلند ہے کہ یہ شعر بھی ان کے سامنے کوئی چیز نہیں ہے کوئی Value نہیں رکھتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ اور اس میں بڑا مبالغہ کر رہے ہیں تعریف کر رہے ہیں کہ اے لوگو نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے ہمیں کیا ملامتی شان ہو گئی ہے۔ ایک نے فرمایا کہ اے لوگو آپ تو جو کچھ بھی ہو وہ ہو میں تو قاتل کے روپ میں آ رہا تھا میں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قتل کرنے کے ارادہ سے آ رہا تھا۔ تم میں سے کسی نے یہ عمل نہیں کیا ہے۔ تلوار ہے نعرے ہیں میرا رعب ہے دبدبہ ہے لوگ ڈر رہے ہیں کوئی مجھے روک نہیں سکتا تھا۔ ارادہ قتل ہے کوئی پوچھ نہیں سکتا تھا کہ کہاں جا رہے ہیں یہ حضرت عمرؓ فرما رہے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے میں آج فاروق اعظمؓ بنا بیٹھا ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی آتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے میری زبان پر حق بولتا ہے۔ جس گلی سے میں گزرتا ہوں اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے اور یہ حق بات ہے حضرت بلالؓ بولے کہ ٹھیک ہے آپ تو بہت طاقتور تھے ہر کوئی آپ سے ڈرتا تھا آپ نے تلوار نکالی سب کچھ کیا اور اب آپ کی یہ شان بن گئی ہے لیکن میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ میں غلام تھا میرا مالک مجھے دو پہر کو لے جا کر گرم ریت پر لٹا دیتا اور روزنی پتھر رکھ دیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اب لو اللہ کا نام اور اب لو نبی کا نام اور میرے تھنوں میں مریچوں کی دھونی دیتا تھا اور کئی طرح سے مجھے سزائیں دیتا تھا ذلیل کرتا تھا۔ میری کیا حیثیت تھی۔ آج میں آپ کے درمیان میں سیدنا بلالؓ بنا بیٹھا ہوں۔

جب تک کہے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
آپ نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

اے عمرؓ اے فاروق اعظمؓ آپ آزاد تھے طاقتور تھے سردار تھے مجھے تو کوئی پوچھنے والا بھی نہ تھا۔ اب میں بھی انمول بنا بیٹھا ہوں۔ سب سے پہلے میں جنت میں جاؤں گا۔ میری آذان سے سحر ہوتی ہے۔ میں آذان دیتا ہوں تو صبح ہوتی ہے۔ میں آذان نہ دوں تو سحر ہی نہیں ہوتی۔ میں کچھ نہ تھا اب سب کچھ بنا بیٹھا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند سے پوچھا کہ کیا تیری بھی کوئی تمنا ہے۔ ہر ماں کہتی ہے کہ میرا بیٹا چاند جیسا ہو۔ کیا تیری بھی کوئی خواہش ہے کہ تو بھی کسی جیسا بننا چاہتا ہے۔ چاند نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بھی ایک تمنا ہے۔ میرا نور نورانی چہرہ لے لیں اور مجھے حضرت بلالؓ جیسا چہرہ عطا فرمادیں۔ حوروں کے حسن میں دل کشی پیدا نہیں ہوتی۔ حسن تو یہ ہوتا نہ کہ اس میں دلکشی پیدا ہو۔ کسی کو اچھی تو لگے اس وقت لگتی ہے کہ جب ایک کا لاساقل اس کے چہرے پر سجا ہوا اور وہ کال لافل حضرت سیدنا بلالؓ کے چہرے کا ایک حصہ ہے۔ اس قتل سے حور کا حسن نکھرتا ہے۔ فرمایا کہ میں کچھ نہیں تھا۔ اب دیکھو کہ میں کیا بن گیا ہوں جنت کی حوروں کی سردار میرے نکاح

میں دی جائے گی۔ یہ حضرت سیدنا بلالؓ کا مقام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بولے کہ میرا تو حافظہ ہی نہیں تھا۔ بس بات سنی تو ادھر سے آئی اور ادھر سے نکل گئی۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو انہوں نے مجھے اتنا حافظہ عطا فرمایا کہ میں آج نولاکھ احادیث مبارکہ کا راوی ہوں۔ میری ماں ایمان نہیں لاتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں کو ایمان نصیب فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو اسی لمحے مسلمان ہو گئی۔ اور آج جتنی احادیث مبارکہ مجھے یاد ہیں وہ کسی اور کو نہیں ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ فرمانے لگے کہ میں ایک چھوٹا سا بڑا تھا۔ بڑا جانتے ہو کیا ہوتا ہے کپڑا اپنی کمر پر اٹھا کر پھیری لگا کر میں بچا کرتا تھا۔ کپڑا بیچنے والے کو بڑا کہتے ہیں میں کچھ بھی نہیں تھا میری کوئی حیثیت نہ تھی اج میں جنت کا مالک ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو عطا کی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ میرے ہوتے کوئی امامت نہیں کرا سکتا۔ میں ساری امت سے افضل ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔ یہ تمام باتیں حق ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ ذرہ بھر بھی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ فرمایا اے میرے صحابہؓ کیا کر رہے ہو تمہیں اکٹھا بیٹھ کر یوں باتیں کرنے کے لئے کس چیز نے مجبور کیا ہے اور کوئی باتیں کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے ایک انعام بن کر آئے ہیں کہ ہماری تقدیریں ہی بدل گئی ہیں اس کی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ کے اس احسان کو زبان پر لا کر شکر ادا کر رہے ہیں۔ ہم کچھ بھی نہیں تھے ہم کم تر تھے لیکن اب ہم فرشتوں سے افضل بنے بیٹھے ہیں۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں آ جاؤ تو یہی انعام ملیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعبہ تو بڑی چیز ہے لیکن میرا نام لینے والا تجھ سے افضل ہے۔ کہاں ہم تھے اور کہاں اب یہ کہ کعبہ سے افضل بنے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم یہی باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ تم یہی باتیں کر رہے تھے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اللہ کی قسم ہے ہم یہی باتیں کر رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے تم سے یہ قسم اس لئے اٹھوائی ہے کہ یہ نہیں ہے کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے۔ مجھے تم پر اعتبار ہے لیکن میں بار بار اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ لوگوں کو پتہ جائے اور تمہیں بھی معلوم ہو جائے کہ آپ جو بھی باتیں کر رہے ہیں وہ میرا اللہ تعالیٰ بھی سن رہا ہے۔ اور وہ فرشتوں کے سامنے فخر کر رہا ہے کہ اے فرشتوں دیکھو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کس طرح سے اس کا شکر یہ ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہوا ہے اور ہم آئے بیٹھے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا عزت

آپ چاہتے ہیں۔ آپ جس رنگ سے آئے ہیں جس طریقہ سے آئے ہیں۔ جیسے بھی آئے ہیں۔ آئے تو ہیں اور اب جب واپس جائیں گے تو پھر کیا ہوگا۔ ہر بندہ جنتی بن کر جائے گا۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی کرم ہو سکتا ہے۔ بیٹھے بٹھائے کوئی بات نہیں کی سوائے اس کے کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوا ہے اور کچھ نہیں کیا ہے۔ اس کرم سے ہر بندہ ہی جنتی بن گیا ہے۔ ہر بندہ بخشنا گیا ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل کا اعزاز ہے۔ جو آتا ہے اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ کیا ان باتوں سے آپ کو مزا آ رہا ہے۔ جی۔ سبحان اللہ۔ اسی طرح سے ایک بندے نے تقریر کی تو ایک بندے کو بہت مزا آتی تھی کہ اس کے آنسو بھی نکل آئے۔ رقت پیدا ہو گئی۔ رقت جانتے ہو کہ کیا ہوتی ہے۔ رقت پیدا ہو گئی۔ وہ مقرر وہ تقریر کرنے والا فوت ہو گیا۔ یہ تذکرۃ الاولیاء میں کسی بزرگ کی شان میں لکھا ہوا ہے۔ وہ بزرگ فوت ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کھڑا کر دیا اور پوچھا کہ تم وہ ہو جس نے فلاں گناہ کیا ہے فلاں گناہ کیا ہے۔ یا اللہ میں وہی ہوں مجھ سے یہ گناہ ہوئے ہیں تو مہربانی فرما اور مجھے معاف کر دے۔ فرمایا اچھا تمہیں معاف کرتے ہیں کہ تم نے ایک روز تقریر کی تھی میرے ایک بندے کے کہ وہ تقریر اچھی لگی اس کے آنسو نکل آئے اس کو کچھ ہی ہوئی اس کو وجد آ گیا۔ اس کو جوش آ گیا اس کو بہت سرور آ گیا۔ اس سرور کے صدقے میں تم کو بخشتا ہوں۔ اور اسی سرور کے صدقے میں نے اس کو بخش دیا ہے اور تیری اس بات کی وجہ سے اور اس بندے کو سرور آنے کی وجہ سے میں نے اس ساری محفل کو بھی بخش دیا ہے۔ اب ذرا خیال کرو۔ یہ باتیں چودہ سو سال سے بھی پرانی ہیں۔ چلو آج کی یہ بات نئی ہو گئی لیکن باقی سب تو پرانی باتیں ہیں۔ ایک اور بھی میں عرض کرتا ہوں۔ اللہ والوں کی محفل ہے اللہ والوں کا کرم ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے جس نے اللہ والوں کو بنایا ہے اولیاء اللہ کو بنایا ہے اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ کوثر ہیں۔ اولیاء اللہ کوثر ہیں۔ سادات کوثر ہیں۔ علماء کرام بھی کوثر ہیں۔ یہ دنیا میں کوثر جاری ہے۔ یہ سوکھ نہیں گئی ہے۔ یہ ختم نہیں ہو گئی ہے۔ یہ نہیں کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی تھی اور اب نہیں ہے۔ یہ آج بھی جاری ہے۔ حضرت بایزید بسطامی تشریف فرما تھے انہیں آواز آئی۔ ہاتھ سے آواز آئی۔ غیبی آواز آئی کہ فلاں جگہ یہودیوں کا میلہ ہے کہ عید ہے وہ وہاں اکٹھے ہوئے ہیں آپ بھی ان جیسا لباس پہن کر وہاں پہنچ جاؤ۔ جیسا لباس وہ پہنے ہوئے ہیں ویسا لباس پہن لو اور ان کی مجلس میں پہنچ جاؤ۔ پورا ان جیسا حلیہ بنا کر جاؤ۔ حضرت بایزید بسطامی نے عرض کیا کہ آپ کا جیسا حکم ہے وہ میں کر لیتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جس قسم کا تیرا حلیہ ہے جس بندے سے متاثر ہو کر تو نے اپنے حلیہ بدلا ہے قیامت کے روز اسی کے ساتھ تیرا حشر نشر ہو جاتا ہے۔ حلیہ اپنانے کی اتنی اہمیت ہے۔ کہتے ہیں نہ کہ جس طرح کا مرضی حلیہ بنالو۔ لڑکی جیسا بنالو۔ لڑکے جیسا بنالو۔ پھر جس طرح کے بنو گے اسی کے ساتھ ہی رہو گے حدیث پاک ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت ہے ان مردوں پر جو اپنی شکل عورتوں جیسی بناتے ہیں اور لعنت ہے ان عورتوں پر جو اپنی شکل مردوں جیسی بناتی ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت بایزید بسطامیؒ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز تھی لہذا انہوں نے اپنا

حلیہ بدلا اور چلے گئے یہودیوں کا جو بڑا راہب تھا یا وہ عیسائیوں کا جو بڑا پادری تھا وہ آیا۔ تقریری شروع کی لیکن اس سے بات نہ بنی۔ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑی دور سے آپ کی تقریر سننے کے لئے آتے ہیں آپ بات ہی نہیں کرتے۔ خاموش ہو رہے ہیں۔ کیا بیمار ہیں۔ کوئی تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ آخر بات کیا ہے اس نے کہا کہ نہیں کوئی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن میرا علم جو ہے وہ سلب ہو گیا ہے۔ میرا علم ختم ہو گیا ہے۔ پوچھا کہ وہ کیسے ختم ہو گیا ہے کہنے لگا کہ اس مجلس میں کوئی محمدی بیٹھا ہوا ہے اس کے نور سے میرا علم سلب ہو گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر اس کو ڈھونڈو اس کا مقابلہ کرو۔ کہنے لگا کہ سب ایک جیسے ہیں میں کس کو محمدی سمجھوں۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس کے نور سے میں بجھ گیا ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ اے محمدی تجھے تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ ہے کہ تو کھڑا ہو جائے تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی قسم ہے کہ تو کھڑا ہو جا۔ حضرت بائزید بسطامیؒ کھڑے ہو گئے۔ لوگ بہت ناراض ہوئے۔ طیش میں آ گئے۔ غصے ہونے لگے پادری نے کہا کہ نہیں نہیں ذرا ٹھہر جاؤ۔ اس سے پوچھتے ہیں کہ اس میں اتنا نور ہے تو اس میں اتنا علم بھی ہوگا۔ اس سے پوچھتے ہیں کہ اس کے پاس کون سا علم ہے۔ پادری نے حضرت بائزید بسطامیؒ سے بہت سوال پوچھے بڑے مشکل سوال پوچھے۔ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں وہ ایک کون ہے جس کا کوئی دوسرا نہیں ہے وہ دو کون ہیں جن کا کوئی تیسرا نہیں ہے۔ مینڈک جو ذکر کرتا ہے وہ کیا ہے فلاں چیز کا ذکر کیا ہے بہت لمبے چوڑے سوال کئے لیکن ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ وہ کون سے سچے ہیں جو جہنم میں جائیں گے اور وہ کون سے جھوٹے ہیں جو جنت میں جائیں گے۔ حالانکہ یہ ایٹمی بات نظر آتی ہے کیونکہ جنت میں تو سچے جائیں گے اور جھوٹوں نے جہنم میں جانا ہے لیکن یہ الٹ سوال ہے حضرت بائزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ سچے یہودی ہیں سچے عیسائی ہیں لیکن جہنم میں جائیں گے پوچھا کہ وہ کیسے؟ فرمایا کہ جب کوئی یہودی کہتا ہے کہ عیسائی کا فر ہے تو وہ سچا ہوتا ہے اور جب کوئی عیسائی کہتا ہے کہ یہودی بد مذہب ہے کا فر ہے تو وہ بھی سچا ہوتا ہے حالانکہ دونوں سچ کہہ رہے ہیں یعنی وہ بھی جانتا ہے کہ یہودی جہنمی ہے۔ اس لئے اس نے کہا کہ حضرت بائزید بسطامیؒ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جھوٹے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کہ وہ جھوٹے ہو کر بھی جنت میں جائیں گے۔ وہ اس طرح سے کہ جب انہوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑ یا کھا گیا ہے تو وہ جھوٹ تھا۔ لیکن بعد میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو متعارف کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو معاف کر دیا اور وہ جنت میں جائیں گے پھر جب سوال ختم ہو گئے تو حضرت بائزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ تم نے مجھے سے ایک سو بیس سوال پوچھے ہیں اور میرے جوابات سے اتفاق کیا ہے اب مجھے اجازت دیں کہ میں صرف ایک سوال تم سے پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں پوچھئے۔ فرمایا تم یہ بتاؤ کہ جنت کی چابی کون سی ہے۔ جنت کا تالا کھلے گا تو پھر جنت میں جائے گا اب بتاؤ کہ جنت کی چابی کیا ہے پادری نے کہا کہ مجھے چابی کا علم ہے لیکن اگر میں وہ بتا دوں تو مجھے ڈراتا ہے کہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے لوگوں نے کہا کہ نہیں نہیں ہم تمہیں کیوں ماریں گے تم نے اتنے سوال پوچھے ہیں اب انہوں نے صرف ایک سوال پوچھا ہے تو اس کا جواب دیں اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے ہم تیرے ساتھ ہیں۔ جدھر تو جائے گا

ادھر ہم بھی تیرے ساتھ جائیں گے تو پھر پادری نے کہا اگر یہ بات ہے تو پھر سن لیں کہ جنت کی چابی ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ یہ جنت کی چابی ہے اب آپ مجھے ماریں یا نہ ماریں۔ میرے ساتھ موافقت کرو یا میری مخالفت کرو میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ کہ جنت کی چابی کیا ہے اور میں خود ابھی سے مسلمان ہوتا ہوں اور اس نے کلمہ پڑھ لیا اس کو دیکھ کر جتنے بھی عیسائی جمع تھے سب مسلمان ہو گئے۔ یہ مکالمہ جو ہے یا یہ Dialogue جو ہے وہ تو ختم ہو گیا۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا اس پادری کو یا راب کو پتہ تھا کہ وہ جھوٹے ہیں یا وہ سچے ہیں اور جہنم میں جائیں گے کیا وہ سمجھتا ہے کہ ان کا ایمان نہیں ہے کیا وہ جانتا ہے کہ یہودی بھی بے ایمان ہیں وہ سب کچھ جانتا تھا پھر وہ کیوں نہیں بدلا تھا اس دن تک سمجھتے ہوئے جاننے ہوئے اور علم رکھتے ہوئے بھی وہ عیسائی ہے کہ یہودی ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ عیسائی اور یہودی جہنم میں جائیں گے۔ اور اسے یہ بھی علم ہے کہ جنت کی چابی ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ پھر اس نے آج تک وہ چابی کیوں نہیں لگائی ہے۔ یہ سوال ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر نور ولایت آج پڑا ہے۔ اس سے پہلے نور ولایت نہیں تھا صرف علم تھا علم کام نہیں آتا ہے صرف نور ولایت ہی کام آتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرة ۱۲۹) اور ان کو کتاب اور حکمت دانائی سکھلاتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ جس پر وہ نظر عنایت ڈال دیں وہ جنتی بن جاتا ہے اسی سے ہی صحابی بنتا ہے ایک لمحے میں صحابی بن جاتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے کہ وہ يُزَكِّيهِمْ وہ پاک کرتے ہیں۔ باقی سب انگوٹے ہیں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک کرتی ہے۔ آج وہ نور جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بنا ہے وہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی نظروں سے ہوتا ہوا پادری پر پڑا اور اس سے ساری محفل ہی مسلمان ہو گئی ایمان دار بن گئی۔

جو اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا کردا وظیفہ

اوہ بیچ جاندا اے سب سزاواں دے کولوں

اور وہ وظیفہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ جب تک کوئی شخص یہ وظیفہ نہیں کرے گا خواہ وہ حافظ ہو کہ قاری ہو وہ غازی ہو کہ شہید ہو جو بھی مرضی ہو جب تک اس نے اپنی زبان سے یہ ادا نہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اس وقت تک جنت کی چابی لگی نہیں ہے چھوٹا سا فقرہ ہے۔ ایک بات تو ہمیں اس سے یہ ملتی ہے۔ اور دوسری چیز جو ہمیں ملتی ہے وہ یہ کہ اولیاء اللہ کا بڑا کرم ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

وہ تمام عیسائی تھوڑی سی دیر کے لئے ولی کی صحبت میں بیٹھے ہیں تو پھر کیا ہو گیا کہ ان کی کئی سالوں کی عبادت سے بہتر ان

کا ایک لمحہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی معیت میں بیٹھنا بن گیا ان کے لئے جنت کا سبب بن گیا ابھی نعت پڑھی ہے کہ ”اوفہوں ستے خیراں نیں جہدے سائیں مگر ہوئے“ اب اولیاء اللہ سے آپ دیکھو کہ وہ سات خیریں کون سی ہیں جب آپ ادب کے ساتھ کسی ولی اللہ کی ایک بار زیارت کرتے ہیں تو آپ کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں دیکھو کہ خیراں کس طرح سے بنتی ہیں حدیث پاک ہے کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ بزرگوں کی زیارت تو بڑی ہے صرف ان کے ذکر سے نزول رحمت ہوتی ہے۔ کیا کسی نے حضرت بایزید بسطامیؒ کو دیکھا ہے کیا وہ آپ میں سے کسی کے رشتہ دار ہیں لیکن ہم ان کا ذکر کر رہے ہیں اور صرف نسبت محمدی کی وجہ سے کر رہے ہیں اس پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ اور اس رحمت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں شیطان کی دستبرد سے بچ جاتے ہیں شیطان کا وار پھران پر نہیں چلتا۔ مرید خواہ عمل کرے یا نہ کرے یہ اس کی قسمت لیکن صرف ہاتھ میں ہاتھ دینے کی اتنی عظمت ہے کہ قبر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا استقبال کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر کو روشن کر دیتے ہیں کہ اسے بندے تیرے ہاتھ میں میرے ولی کا دامن ہے۔ اس لئے میری تیری قبر کو روشن کرتا ہوں۔ اولیاء اللہ بطور میں اپنے مریدوں کی طرف سے منکر نکیر کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں اور جب مرید مرنے لگتا ہے تو اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں زیارت کرتے ہوئے مرید کی جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ میزان پر اس کے اعمال وزنی کر دیتے ہیں۔ پل صراط سے بازو سے پکڑ کر پار کر دیتے ہیں یہ اولیاء اللہ کا کرم ہے۔ یہ وہ ستے خیراں ہیں جو کہیں اور سے نہیں ملتی ہیں تو کہہ کہ میں نے حفظ کیا ہے کر لیں آپ حفظ۔ بن جائیں حافظ۔ منافق حافظ کہاں گیا ہے وہیں تو بھی چلا جائے گا اگر تیرے ہاتھ میں دامن ولی اللہ نہیں ہے۔ تو کہہ کہ میں حج کر لوں گا تو بن جاؤ حاجی۔ منافق بھی حاجی تھا۔ آپ زکوٰۃ دیں تو زکوٰۃ تو منافق بھی دیتا تھا۔ آپ جہاد کریں وہ بھی کرتا تھا۔ شہید وہ بھی ہوتا تھا۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی دامن اس نے نہیں پکڑا تو اور کسی کا دامن اس نے کیا پکڑنا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن نہیں پکڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا دامن کیا پکڑے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی یہ شان ہے تو سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ منافق کو اس لئے بڑی سزا ہونی ہے کہ وہ اتنی بڑی ہستی کے ہوتے ہوئے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولیاء اللہ کے ساتھ رابطہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے یہ پہلے بھی بات ہو چکی ہے اب ایمان کی تازگی کے لئے پھر عرض کرتے ہیں کہ ایک ہے یونس گل آپ میں سے کافی افراد نے ان کو دیکھا ہے اس سے نعت شریف بھی سنی ہے۔ وہ پادری تھا عیسائی ہوتا تھا۔ معمولی درجے کا پادری نہ تھا بلکہ بڑا با اثر پادری تھا۔ اس نے سات سو سے زیادہ مسلمان خاندان کو عیسائی بنایا ہے۔ ایسی تبلیغ کو عیسائیت کی کرتا تھا۔ پرچار کرتا تھا۔ کبھی اس کی ڈیوٹی پشاور ہوتی تو کبھی کراچی میں ہوتا۔ کبھی ملتان کبھی لاہور پورے پاکستان میں عیسائی مذہب کا پرچار کرتا تھا۔ وہ اتنے پائے کا بن گیا تھا کہ اس کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یونس گل تمہیں ساری انجیل نہیں آتی تو بڑا مبلغ بنا پھرتا ہے لیکن انجیل تمہیں نہیں آتی۔ عرض کیا کہ میں نے تو ساری پڑھی ہے اس پر کافی عبور حاصل کیا ہے

اس کی بناء پر لوگوں میں بڑی تبلیغ کی ہے اور ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی مذہب کر دیا ہے۔ مجھے بڑا فخر ہے اور یہ شرف حاصل ہے کہ میں تقریباً انجیل کا حافظ ہوں۔ انجیل کا حافظ تو کوئی ہو نہیں سکتا۔ تاہم مجھے بہت زیادہ زبانی یاد ہے فرمایا انجیل لے آؤ وہ انجیل لائے تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو کھول کر ایک صفحہ پر اشارہ کر کے فرمایا کہ اس عبارت کو پڑھو یہ تمہاری نظر سے گزرا ہی نہیں ہے۔ یونس گل نے وہ صفحہ نکالا اور نشان کی ہوئی عبارت کو پڑھا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے وہ آیت زندگی میں پہلی دفعہ پڑھی۔ حالانکہ دس بارہ سال وہ پڑھا اور دس بارہ سال تبلیغ کی Practice کی پچیس سال میں اس کی نظر اس آیت پر پڑی ہی نہیں تھی اور وہ آیت یہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سے فرما رہے ہیں کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور انبیاء کا سر دار آنے والا ہے اس کے سامنے میری اتنی حیثیت نہیں ہے کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھول سکوں۔ یونس گل نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ کیونہی ہستی ہیں جن کے بوٹوں کے تسمے بھی آپ نہیں کھول سکتے۔ آپ بھی بہت بڑے پیغمبر ہیں رسول ہیں روح اللہ ہیں بلکہ عیسائی مذہب کے اعتبار سے تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پورے اللہ ہی ہیں۔ God Son جو ہیں۔ ان کے تین خدا ہیں God-Mother, God Father اور God-Son حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہستی ہے کہ جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یونس گل نے عرض کیا کہ پھر میرے لئے اب کیا حکم ہے۔ فرمایا ان پر ایمان لے آؤ۔ اس میں تمہاری نجات ہے۔ یہ ساری بات میں نے اس لئے سنائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یونس گل کو وصیت فرمائی تاکہ فرمائی کہ یونس گل جب ایمان لاؤ تو کسی اللہ والے کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ورنہ بھٹک جاؤ گے صرف یہ بات آپ کو بتانے کے لئے پوری کہانی آپ کو سنائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تاکید فرمائی کہ یونس گل ایمان تو تم لاؤ گے مسلمان تو تم ہو جاؤ گے لیکن کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دو تاکہ تمہارا ایمان پکا ہو جائے ورنہ یہ کچا ہے شیطان بری آسانی سے تمہیں ورغلا دے گا ایک لمحہ میں ریا کاری کر ا دے گا۔ ایک شخص ہاتھ میں تسبیح لئے نماز کے لئے جا رہا تھا۔ آگے سے شیطان ملا اور کہنے لگا کہ بزرگوارم السلام علیکم آپ کا کیا حال ہے بڑی عبادت کرتے ہیں بزرگوں نے کہا جی ہاں بڑا سوراٹا ہے شیطان نے ایک چھوٹی سی شیشی دکھائی اور پوچھا کہ بتاؤ اس میں ساری کائنات آسکتی ہے کیا اللہ تعالیٰ اس میں یہ ساری دنیا، چاند، ستارے سورج وغیرہ ڈال سکتا ہے وہ عابد زاہد بولے کہ عقل کی بات کرو کیا اس چھوٹی سی شیشی میں دنیا، کائنات سما سکتی ہے۔ شیطان نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس شیشی میں دنیا کو نہیں ڈال سکتا وہ بزرگ صاحب نسبت والے نہیں تھے۔ ان کو کوئی پیر نہیں تھا۔ آگے گئے تو ایک صاحب نسبت آدمی سے ملاقات ہوئی اس سے بھی شیطان نے وہی سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو اس شیشی میں ڈال سکتا ہے بزرگوں نے کہا کہ بھئی یہ شیشی تو بہت بڑی ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ساری کائنات کو سوئی کے نکلے میں بھی ڈال سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ ایمان کی باتیں ہیں جو صرف مریدین کو سمجھتی ہیں۔ علم کام نہیں آتا۔ علم کام نہیں آئے گا۔ ایمان کو بچانے والا علم وہ ہے کہ کسی اللہ والے کا دامن تیرے ہاتھ میں ہو تو پھر تمہیں وہ علم آتا ہے

ور نہ بندے کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ کیا بات ہو رہی ہے۔ اسی طرح سے ہے کہ آپ کسی دوسرے فرقتے والے کے پاس چلے جائیں اور پوچھیں کہ کیا کسی گناہ گر بندے کی بخشش ہو سکتی ہے۔ وہ کہیں گے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو انڈہ گندہ ہے وہ گندہ ہی ہے اور جو انڈہ اچھا ہے وہ اچھا ہی ہے۔ جو جس کے عمل میں وہ اسی کے ہیں کوئی بندہ اس کی بخشش کر لئے دعا نہ کرے کوئی اس کی طرف سے خیرات نہ کرے کوئی بندہ اس کے لئے ایصالِ ثواب نہ کرے اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اس کو یہ پہنچ ہی نہیں سکتے حالانکہ قرآن مجید میں بھی ہے احادیث میں بھی ہے کسی بندے کے لئے دعا کی جائے تو اسے وہ مل سکتی ہے کسی کا نیک عمل کسی دوسرے کو فائدہ دے سکتا ہے۔ فائدہ بھی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی انکار بھی کر رہے ہیں۔ ہر روز پانچ وقتہ نماز میں پڑھتے ہیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور قیامت تک تمام مؤمنین کو بخش دے“۔ دعا بھی کر رہا ہے اور دعا کا انکار بھی ہے کہ دعا نہیں کرنی چاہیے تو پھر تو خود دعا کیوں کر رہا ہے۔ آج اگر اسے پیر صاحب کا غلام بنادو تو پھر مان جائے گا کہ دعا ضرور کرنی چاہئے۔ جب تک اس کے خیالات دوسری طرف ہیں اس پر کسی ولایت کا نور پڑا نہیں ہے۔ وہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک ہونا صرف ان سلاسل میں ہے جن میں ولایت ہے اور ولایت صرف اہل سنت جماعت میں ہے۔ اور کسی فرقہ میں ولایت نہیں ہے۔ بے شک وہ دعویٰ کریں کہ ہم میں بھی ولی ہیں ہمارے ہاں بھی ولایت ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ کبھی پیر نہیں بن سکتا۔ کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ جب ایمان ہی نہیں ہے تو ولایت کہاں سے نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ اور جو ادھر آتے ہیں ان کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں مدینہ پاک دکھا دے ہمیں گنبد خضراء کی زیارت کرا دے شاہ صاحب ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

گنبد خضراء کے آگن کی ہوا ماگی ہے
 ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا ماگی ہے
 زندگی ماگی کسی نے تو کسی نے جنت
 ہم فقیروں نے مدینے کی فضا ماگی ہے
 ہم کو آقا کی غلامی میں ہی زندہ رکھنا
 ہم نے اللہ سے اک یہ بھی دعا ماگی ہے
 گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے
 آپ کے چہرہ انور کی ضیاء ماگی ہے
 ہاتھ پھیلے نہ کسی اور کے آگے آقا
 ہم نے بس بھیک سدا آپ سے ہی ماگی ہے

یہ بھی مدینہ شریف جانے کی خواہش ہے۔ یہ خواہش رکھنے سے کیا بنا ہے۔ اس خواہش کے رکھنے سے تیرے نامہ اعمال

میں مدینہ شریف کی حاضری لکھ دی گئی ہے گویا کہ تو نے مدینہ شریف کی زیارت کر لی ہے تو مدینہ شریف سے ہو کر آ گیا ہے۔ اور مدینہ شریف کی حاضری کی یہ عظمت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری قبر انور کی زیارت کر لی مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ بخشش مل گئی اور صرف یہ کہا کہ یا اللہ مجھے مدینہ شریف دیکھا دے۔

دکھا دے مدینہ وہ کیسی بستی ہے
جہاں دن رات تیری رحمت برتی ہے

بس صرف اتنی بات ہے اتنی خواہش ہے اور اس سے کیا ملا کہ پورے مدینہ شریف کی زیارت ہو گئی۔ اور کوئی اگر یہ کہے کہ کتے و بکھن توں پہلوں مرنے جاواں یا رسول اللہ اور وہ زیارت کے بغیر مر بھی جائے پھر وہ زیارت والا ہی لکھا جائے گا۔ کسی کا غلام بننے سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صرف زبانی بات سے پوری نیکی مل جاتی ہے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تیری محبت ہر دل میں آ جاتی تو میں جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بندہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ قیامت تک جتنے بھی مومن اور مومنات آنے میں ہوں ان سب کو بخش دے۔ صرف اتنی سی زبانی بات کرتا ہے۔ کچھ دیا تو نہیں ہے صرف زبانی بات کی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے میں تیری دعا سے ان کو بخش بھی دوں گا۔ اور جتنا بھی ان کا شمار ہے ان کی تعداد ہے اتنی ہی نیکیاں تیرے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہوں۔ اب بات کرو کہ یہ کرم کس پر ہو رہا ہے۔ یہ کرم اس پر ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاموں کا غلام ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اسے اچھی لگتی ہے۔ کیا آپ کو اچھی لگتی ہے اگر گنتی ہے تو یہ تمہارے ایمان کی نشانی ہے یہ تمہارا ایمان ہے۔ یہ حضرت مولانا محمد سرمد دار احمد صاحب کا فرمان ہے۔ کہ جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات اچھی لگے جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی بات اچھی لگے وہ ایمان والا ہے اور جو اس سے جلے، دل تنگ کرے کہ یہ کیا ہے تعریف تو صرف اللہ تعالیٰ کرنی چاہئے وہ بے ایمان ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بھی عظمت ہے وہ میرے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہوئی ہے۔ ہم اس عظمت کا اظہار کر رہے ہیں۔ جب کوئی بندہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اظہار کرتا ہے وہ بھی مومن ہے اور جس کو یہ اظہار اچھا لگتا ہے وہ بھی مومن ہے اور جو اس سے جلتا ہے وہ بے ایمان ہے یہ بالکل سیدھا سا شٹ ہے۔ مومن کون ہے منافق کون ہے اس پر بڑی موٹی کتب لکھی جا چکی ہیں بندہ پڑھتے پڑھتے ہی بوڑھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ محفل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے کسی کا غلام ہو کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں بات وہی ہے کہ

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حیات جانتے ہو کس کو کہتے ہیں۔ ہر بندہ اسے خواہ سانس آرہا ہے۔ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کانوں سے سن رہا ہے پاؤں سے چل رہا ہے اگر وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو نہیں مانتا تو وہ مردہ ہے قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دل میں آتی ہے تو بندے کو زندگی مل جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہی بندہ مومن ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز نبی پاک کے قبضہ میں ہے ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بنتی ہے۔ میرا سنا نا بھی ان کے نور سے ہے اور تیرا سنا نا بھی ان کے نور سے ہے۔ تیرا آنا جانا بھی ان کے نور سے ہے تیرا یہاں بیٹھنا بھی ان کے نور سے ہے۔ پھر ہمارے پلے میں کیا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ کیا آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ یہ اس لئے ہے تیری محبت سے پہلے ان کو آپ سے محبت ہے۔ آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے اچھے لگتے ہیں کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کے نتیجہ میں آپ ان سے محبت رکھتے ہیں۔ ماں بچے سے بہت پیار کرتی ہے۔ انسان ہوں کہ حیوان ہوں پرندے ہوں کہ درندے ہوں کوئی بھی مخلوق ہو ہر ماں اپنے بچے سے پیار کرتی ہے۔ یہ ہمارے اسی پلاٹ میں ایک بلی ہے اس کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے ایک بلا اس بچے کو کھانے کے لئے آتا ہے بلا جو ہوتا ہے یہ بلی کے بچے کو بلوگڑے کو کھاتا ہے۔ یہ بلی حالانکہ بہت کمزور ہے اور وہ بلا اس کے مقابلہ میں بہت طاقتور ہے لیکن جب وہ آتا ہے۔ تو یہ بلی اس کے گلے پڑ جاتی ہے اور اس کو بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہے اور اپنے بچے کو بچا لیتی ہے۔ دنیا بھر کی تمام ماؤں کو جتنی محبت اپنے بچوں سے ہے اس کو کئی کروڑ سے ضرب دے لیں پھر بھی اس سے کئی کروڑ گنا زیادہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ سے محبت ہے۔ ماں کی محبت بڑی مثالی ہے لیکن قیامت کے روز اسی ماں نے بیٹے سے نیکی مانگی ہے کہ بیٹا مجھے نیکی دے دو میں جنت میں چلی جاؤں اور تو خواہ جہنم میں چلا جائے۔ آج اس دنیا میں اسے اپنا دودھ پلا رہی ہے۔ اپنا خون پلا رہی ہے اپنی جان دے رہی ہے لیکن حشر والے دن یہ معاملہ الٹ ہو جائے گا۔ ماں نے بیٹے سے نیکی مانگی ہے اور بیٹے نے ماں سے نیکی مانگی ہے۔ بہن نے بھائی سے باپ نے بیٹے سے جو بھی کوئی ہے۔ سب نیکی مانگ رہا ہے۔ ہر کوئی نفسی پکار رہا ہے۔ لیکن صرف ایک ہستی ایسی ہے جو کہہ رہی ہے امتی امتی اے میرے غلام آ کہ میں تیرے لئے ہوں۔ تیری بخشش کا بہانہ بناتا ہوں۔ ہر نبی علیہ السلام نے بھی نفسی پکارنا ہے کہ یا اللہ مجھے بچالے اور کسی اپنے امتی کی بھی پرواہ نہیں کرتی ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی ہستی ہیں جو تیری میری بخشش کیلئے کام کر رہے ہیں اپنے لئے کبھی انہوں نے کچھ نہیں مانگا ہے جب بھی مانگا ہے تو تیری میری بخشش مانگی ہے اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا کرم ہے کہ ہم سنی ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مانتے ہیں ان کے احسانات کو مانتے ہیں اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انعام ہیں قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا۔ (ال

عمران ۱۶۴) ”اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں انعام عطا فرمایا اس انعام کا ہم اعتراف کر رہے ہیں۔ شکر ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حشر والے دن ان لوگوں کے ساتھ اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے جن کا یہ عقیدہ ہے۔

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ نقشبندیہ 05-10-2001

فیض کیا ہے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت خوان نے فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فیض کے خزانے عطا فرمادیں لیکن فیض ہے
کیا۔ پہلے یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ فیض ہوتا کیا ہے تاکہ پتہ تو چلے کہ ہم نے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے لینا کیا
ہے۔ فیض یہ ہے کہ پہلی بات اس کے لئے یہ ہے کہ دل میں لالچ نہ ہو۔ اگر لالچ ہے تو پھر فیض بھی نہیں مل سکتا۔ ایک
آدمی تھا اس نے اپنے پیر صاحب سے عرض کیا کہ مجھ اسم اعظم بتادیں۔ مجھے اسم اعظم سکھا دیں۔ پڑھا دیں مجھے اس کا
بہت شوق ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ نہیں تم اس کو رہنے دو تم میں ابھی اتنا ضبط نہیں ہے تم ابھی اس کے اہل نہیں
ہوئے۔ عرض کرنے لگا کہ مجھے بہت شوق ہے آپ مہربانی فرمائیں اور مجھے اسم اعظم سکھا دیں۔ پیر صاحب نے اسے
ایک ڈبیہ دی اس پر کپڑا باندھ دیا اور حکم دیا کہ یہ ڈبیہ فلاں جگہ پر رکھ آؤ لیکن آپ نے اس میں دیکھنا نہیں ہے کہ اس
میں کیا ہے اگر دیکھ لو گے تو پھر تمہارے لئے بری مشکل ہو جائے گی۔ اس نے ڈبیہ اٹھائی تو بہت ہی ہلکی اس کو کوئی وزن
نہیں۔ اسے بڑی جستجو ہوئی کہ اس ڈبیہ میں کیا ہے کہ بڑا کپڑا وغیرہ باندھا ہوا ہے اہتمام کیا ہوا ہے۔ اس میں کیا ہو سکتا
ہے۔ تھوڑا سا سفر طے کیا تو رہ نہ سکا۔ اس نے ڈبیہ کے منہ سے کپڑا کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک مردہ چوی تھی۔ اس نے
اسی طرح اس پر کپڑا دوبارہ باندھا اور جائے مقررہ پر جا کر رکھ دیا۔ واپس آیا تو پیر صاحب نے فرمایا کہ وہ امانت وہاں
رکھ آئے ہو۔ عرض کیا کہ جی رکھ آیا ہو۔ فرمایا کہ دیکھا تو نہیں تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں دیکھنے والی چیز تھی ہی کیا۔ ایک مردہ
چوہیا ہی تو تھی۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ اتنا تو ضبط تو کرنیں۔ کا تو اسم اعظم کا ضبط کیسے کرو گے۔ اب اگر تمہیں لالچ ہے تو
پھر فیض لے کر کیا کرو گے۔ فیض ہے کیا اور پھر اسے لے کر کیا کرو گے۔ اب یہ میری چادر ہے اگر سردی محسوس ہوگی تو
اسے اوپر اوڑھ لوں گا۔ نیچے فرش سخت ہوگا تو چار پائی پر بچھا کر بیٹھ جاؤں گا۔ اگر دھوپ ہے تو اس سے سایہ کر لوں گا۔ پتہ
چلے گا کہ ہاں اس کا کوئی تو مصرف ہے۔ چادر ہے تو اس کا استعمال تو کریں گے ورنہ یہ چادر کس کام کی۔ لہذا فیض اگر لینا
چاہتے ہو تو اس کا مصرف بھی تمہارے ذہن میں ہوگا۔ ورنہ پھر فیض لینے کا فائدہ کیا ہے۔ فیض کا مصرف یہ ہے کہ خود بھی
عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دوسروں کو بھی یہ نعت دے سکے خود بھی ادب کرے اور دوسروں کو بھی مودب بنائے۔ میں عرض
کرتا ہوں کہ فیض یہ ہے کہ تم اپنے دل سے ہر قسم کا لالچ نکال دو اگر تم نکال سکتے ہو اگر لالچ نکل جائے تو فیض از خود ہی آ
جاتا ہے اگر آپ ایک کلاس میں پانی بھر لیں۔ مٹی بھر لیں۔ کچھ اور بھر لیں پھر آپ یہ کہیں کہ اس میں دودھ بھر دیں۔ تو یہ

کس طرح سے ہو سکتا ہے تمہارا گلاس تو پہلے ہی بھرا ہوا ہے اب اس میں دودھ کس طرح سے بھر سکتے ہو پہلے اپنا گلاس خالی کرو۔ پھر اس میں دودھ بھی آ جائے گا حضرت سلیمان تو نسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت اللہ بخش تو نسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پوتے تھے۔ آپ کے والد محترم جو حضرت سلیمان تو نسوی کے بیٹے تھے ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت اللہ بخش تو نسوی بڑے نازک مزاج، نفاست پسند تھے۔ آپ تصوف کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ حضرت تسلیمان تو نسوی گواہ اپنے پوتے کا بہت خیال رہتا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ یہ تصوف کی طرف آئیں۔ آپ نے توجہ فرمائی اور پوتے کو فرمایا کہ بیٹا میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے کچھ حاصل کر لیں۔ عرض کیا کہ دادا جان اگر آپ دینا ہی چاہتے ہیں تو مجھے اپنے فقیروں کی جو تیاں سیدی کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ فرمایا کہ بیٹا تو نے مجھ سے غوثیت لے لی ہے۔ یہی فیض ہے۔ فیض یہ نہیں ہے کہ ہوا میں اڑتا پھرے یہ تو کبھی بھی اڑ رہی ہے پرندے بھی اڑ رہے ہیں۔ شیطان بھی اڑ رہا ہے۔ لیکن وہ فیض یافتہ نہیں ہیں۔ حاضر ہونا ناظر ہونا بھی فیض یافتہ نہیں ہے۔ شیطان بھی حاضر ناظر ہے۔ لیکن فیض یافتہ نہیں ہے پانی پر چلنا۔ فیض یافتہ نہیں ہے تنکے بھی پانی پر چلے ہیں۔ تو پھر فیض کیا ہے۔ فیض یہ ہے کہ دل سے لالچ نکال دو اور ادب کرو تو یہی فیض ہے اگر کوئی جنت کے لالچ میں ہے خاتمہ بالخیر کے لالچ میں ہے میری قبر وسیع ہو جائے میری قبر نورانی ہو جائے میں پل صراط سے بحفاظت گزر جاؤں میرے اعمال میزان پر وزنی ہو جائیں یہ فیض لینے والی باتیں نہیں ہیں۔ آپ ذکر بھی کر رہے ہیں نعت شریف بھی پڑھ رہے ہیں اور درود شریف بھی پڑھ رہے ہیں اور تمہیں لالچ کی کسی بات کا ہے اور لالچ سے نعت شریف پڑھ رہے ہیں تو فیض نہیں ملے گا۔ فیض لینا چاہتے ہو تو ادب کرنے کا سلیقہ سکھو۔ یہ جس شخص کے گھر میں محفل ہو رہی ہے حاجی محمدی الدین صاحب ان کا جیر خانہ ایک تو یوں سمجھ لیجئے کہ میں ہوں اور ہم سب کا پیر خانہ دادو شریف سندھ ہے دادو شریف سے جو کوئی بھی بندہ خواہ وہ خلیفہ صاحب ہے۔ مرید ہے کہ مرید نہیں ہے وہ جب ان کے پاس آتا ہے تو یہ اس آنے والے کی جوتیوں کے بوسے لے لیتے ہیں ان کی قدم بوسی کرتے ہیں۔ پیر صاحب خود آ جائیں یا کوئی خلیفہ مرید یا کوئی پیغام رسان آ جائے کوئی بھی دادو شریف سے آ جائے۔ یہ ان کی قدم بوسی کرتے۔ اس بات کا ذکر دادو شریف میں ہوا۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کو خبر پہنچی اور وہاں سے یہ خبر مدینہ شریف پہنچی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سائیں بابا یہ تیرے غلاموں کی قدم بوسی کرتا ہے اتنا زیادہ ادب کرتا ہے اگر یہ کسی کتے پر بھی ہاتھ رکھ دے تو میں اس کو بھی ولی بنا دوں گا۔ یہ فیض ہے آپ بھی لینا چاہتے ہیں تو لے لیں کر لیں اتنا ادب فیض مل جائے گا۔ جتنا مرضی ہے فیض لے لیں۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

ادب کرے تکبر نہ کرے، حسد نہ کرے، ادب کرے فیض حاصل کرے پھر اگر حسد کرتا ہے تکبر کرتا ہے تو فیض پھر بھی چلا جائے گا۔ حاجی محمدی الدین صاحب آنے والوں کی قدم بوسی کر رہے ہیں۔ کیوں کر رہے ہیں کہ یہ میرے جیر خانہ سے

آئے ہیں کوئی اور لالچ نہیں ہے کوئی اور غرض نہیں ہے اس لئے قدم بوی نہیں کرتے کہ جنت ملے گی۔ بخشش ملے گی
 سائنس بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ آپ جتنی رقم چاہو لے لو۔ جتنی دولت چاہتے ہو لے لو۔ کروڑ لے لو زیادہ
 لے لو میں تمہیں دیتا ہوں۔ حاجی محی الدین نے عرض کیا کہ سرکار سائنس بابا آپ کا دامن ہاتھ میں ہے تو پھر کسی دولت
 وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بھی فیض ہے۔ یہ بھی فیض کی ایک قسم ہے ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کروڑ کی بات سن کر لوٹ
 پوٹ ہو جاتا کہ کروڑ مل رہا ہے جلدی سے لے لو، عیش کریں گے۔ اگر کروڑ کے پیچھے بھاگو گے تو فیض نہیں ملے گا۔
 کروڑوں، اربوں، کھربوں مل جائیں تو بندہ قارون تو بن سکتا ہے، لیکن فیض یافتہ نہیں ہو سکتا۔ فیض یافتہ وہی ہوتا ہے جو
 ادب میں ہو اور لالچ کے بغیر ہو۔ اور کوئی فیض نہیں ہے جب کسی ولی کے در پر جاؤ۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی
 چھوکھٹ پر جاؤ۔ گوڑہ شریف کی درگاہ پر جاؤ۔ حضرت بری امام کے آستانہ پر جاؤ ان کے والد محترم کے روضہ پر جاؤ۔
 پاکپتن شریف جاؤ۔ حضرت سلطان العارفین کے در پر جاؤ شرق پور شریف جاؤ۔ جہاں بھی جاؤ وہاں جا کر آستانہ عالیہ کی
 چوکھٹ پر بوسہ دے دیں تو صاحب قبر اپنی قبر سے نکل کر تمہارے ساتھ بھٹکے ہوگا اور تمہارا استقبال کرے گا۔ تم سے
 ملاقات کرے گا۔ کسی غرض کو مد نظر رکھے بغیر صرف ولی اللہ عظمت کے صدقے کہ یہ بڑا عظیم ہے۔

کیما پیدا کن از شتے گلے
 بوسہ زن بر آستانہ کالے

ایک ہوتا ہے کامل اور ایک ہوتا ہے کامل ان دونوں میں کیا فرق ہے کیا کوئی فارسی دان ہے۔ کامل وہ کہ جس طرح داتا
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ کامل ہیں کوئی کمی نہیں ہو کوئی خامی نہیں ہے پورا مکمل مکمل ہیں حضرت پیر مہر
 علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کامل ہیں۔ لیکن کامل وہ ہوتا ہے کہ جس میں کوئی نقص بھی ہو۔ خامی بھی ہو۔ آپ اس کی
 چوکھٹ کو بوسہ دے دیں ایک گل ہے اور ایک گلے ہے۔ ایک کس ہے اور ایک کسے ہے فارسی میں تسخیر کرنی ہو سکی کو چھوٹا
 ظاہر کرنا ہو تو ”ے“ استعمال کرتے ہیں جس طرح سے گل سے گلے۔ کامل سے کاملے گلے یعنی اس ناکارہ مٹی کو سونا بنا
 لے۔ کیما پیدا کن از شتے گلے۔ اس ناکارہ مٹی کو سونا کس طرح سے بنالو فرمایا بوسہ زن بر آستانہ کالے کسی ایسے ولی
 کی چوکھٹ پر بوسہ دیدے جس کی زیادہ مشہوری بھی نہ ہوئی ہو کوئی ولی بھی چھوٹا نہیں ہوتا پھر بھی درجہ بندی ہے۔ بعض
 سے بعض افضل ہیں۔ ملائکہ میں درجہ بندی ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں درجہ بندی ہے۔ اولیاء اللہ میں بھی درجہ بندی
 ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے ولی اللہ کی چوکھٹ پر بوسہ دیدے تو جنتی ہو جائے گا یہ ہے فیض اگر کوئی کہے کہ میں صاحب علم
 ہو جاؤں تو شیطان سے بڑھ کر صاحب علم نہیں ہو سکتا۔ تو گانا شروع کر دے تو نور جہاں سے نہیں بڑھ سکتا متنگشکریا
 رفیع سے اوپر نہیں جاسکتا۔ غلام علی بھی ہے اور بھی بہت ہوں گے تو ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکے گا۔ یہ فیض نہیں ہے۔ علم
 فیض نہیں ہے۔ علم کی اپنی فضیلت ہے لیکن وہ فیض نہیں ہے۔ اگر علم فیض ہوتا تو ہر عالم ہی فیض والا ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے
 کیوں نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کمی ہے نا۔ علم ایک تکبر ہے ایک حجاب ہے۔ قاری ہونا بھی تفر ہے۔ یہاں اگر کوئی

قاری ہو تو وہ مجھے کیا سمجھے گا وہ کہے گا اسے قرأت کی کیا خبر ہے اسے تو ”ق“ اور ”ک“ کا پتہ نہیں ہے۔ اگر عالم یہاں بیٹھا ہو تو وہ بھی ہزار نقص نکالے گا یہ جو بہتر تہتر فرقے بنے ہوئے ہیں اور شور مچا ہوا ہے ہر کوئی اپنے آپ کو نبی سچا کہتا ہے اور علم والا بھی ہے عالم بھی ہیں۔ قرآن مجید کا حافظ بھی ہے قاری بھی ہے۔ مفسر بھی ہے۔ محدث بھی ہے سب کچھ ہونے کے باوجود اسے یہ علم نہیں ہے کہ وہ جھوٹا ہے تو پھر عالم کیا ہوا۔ شیطان جانتا ہے کون جھوٹا ہے کون سچا ہے اسے سیدھے راستے کا بھی علم ہے اسے سیدھے فرقے کا پتہ ہے اڑتا ہے حاضر ناظر ہے طاقت والا ہے۔ ہر شکل و صورت اختیار کر سکتا ہے۔ خون کی طرح حجم میں گردش کرنے کا تصرف رکھتا ہے اس سے بڑا تصرف اور علم کیا ہوگا لیکن وہ کافروں اور جہنمیوں کا سردار ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ شیطان کیسے بنا ہے۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ بے ادب اور گستاخ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں بس اسی پر وہ شیطان بن گیا۔ علم بھی اس کے پاس ہے تصرف والا ہے۔ پرواز والا ہے فرشتوں کا استاد ہے آج ان کو پڑھا سکتا ہے لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود فیض یافتہ نہیں ہے فیض کیا ہے فیض وہ ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور باقی فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے لے گئے۔ ادب کر کے تعظیم کر کے وہ فیض یافتہ بن گئے اور ابلیس رہ گیا۔ یہ سارا فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر تو کہے کہ تیرے پاس سب کچھ ہے تو سمجھ لو کچھ بھی نہیں ہے فیض اس وقت ملتا ہے جب تو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اب دیکھیں کہ مظفر وارثی کا شعر ہے۔

ضرب دوں جو خود کو ان سے تو لگوں لا تعداد
جو مجھے سے نکل جائیں تو صفر ہو جاؤں

میں اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو ضرب دوں ان سے ساتھ ملا لوں تو پھر میں لا تعداد بن جاؤں گا۔ یہ شعر اس بات کے خلاف ہے کہ جو میں عرض کر رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے مظفر صاحب کہتے ہیں کہ ”ضرب دوں خود کو“ یعنی ضرب میں نے دی ہے۔ میں کون ہوں ضرب دینے والا۔ جو یہ سمجھے کہ مجھ میں ضرب دینے کی طاقت ہے تو سمجھو کہ اس کو فیض نہیں ملا۔ وہ فیض یافتہ نہیں ہے۔ جو یہ کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرب دیں تو میں کچھ بن جاؤں گا۔ ہر چیز نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتی ہے جسے یہ سمجھ آ جائے وہ فیض یافتہ ہے اسے اپنی نماز، روزہ، حج سب کچھ ان کی طرف سے نظر آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر چیز ہر عمل، ہر شخصیت میرے نور سے بنتی ہے پھر جو بندہ یہ کہے کہ یہ میرا کمال ہے تو کمال بھی اس سے نکل جائے گا۔ فیض بھی اس سے نکل جائے گا۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

زائد! کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی تو عقبی بھی چھوڑ دے
شوخی سی ہے سوال مکرر میں اے کلیم
شرط رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

یہ حضرت علامہ اقبالؒ کی ایک لمبی نظم ہے جس میں انہوں نے ہر قسم کے لالچ، حرص خواہش اور تمنا کو چھوڑنے کا درس دیا ہے۔ فرمایا کہ اگر تو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے کچھ لینا چاہتا ہے فیض یاب ہونا چاہتا ہے۔ تو ہر قسم کے لالچ کو دل سے نکال دے، لالچ نکل جائے گا۔ تو پھر تو کچھ بن جائے گا۔ اگر لالچ کرے تو صرف یہ کرے کہ۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

باقی ہر چیز سے بے نیاز ہو جانا فیض پانا ہے جب تو اپنی پوری نئی کر دے گا۔ نئی اتنی کہ کسی یں کہا کہ میں تنگا ہوں تو کسی نیکہا کہ تنکے کی بھی کوئی حیثیت ہوتی ہے تو لا شئی بن۔ جب لا شئی بنے گا اپنی ہر چیز کو چھوڑ دے گا اپنی ہر چیز ہر قوت حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سمجھ گا تو پھر فیض یافتہ ہوگا۔ اگر تو کہے کہ میں چلا رہا ہوں میں کر رہا ہوں میرا یہ عمل ہے۔ میں نے ذکر کیا ہے میں نے نعت پڑھی ہے۔ میرا کمال ہے تو پھر یہ تیرا سوائے میں میں کر نیکی اور کچھ نہیں ہے۔ فیض یافتہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اے حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ین فیض لینے کا طریقہ بتایا ہے۔ فرمایا

تجھ سے در۔ در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ذورا تیرا

یا غوث الاعظمؒ آپ اک دروازہ ہو اور دروازے پر کتنا ہو اور اس کتے سے میری نسبت ہو۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست بات نہیں کی۔ ان سے Direct Dialogue نہیں کی۔ سیدھے ان کے در پر نہیں پہنچے۔ کسی واسطہ سے بات کی ہے۔ یہ فیض لینے کا طریقہ ہمیں سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے ان سے فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش حاجی غلام محی الدین صاحب 25-02-02

مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شیخ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ارشاداتِ عالیہ نورِ خدا منظرِ نورِ محمد ﷺ عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول
 حضرت پیرِ پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
 ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا
 تجھے حمد ہے خدایا
 تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
 تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
 کوئی تم سا کون آیا
 وہ کنواری پاک مریم وہ نَفْخَتْ فِيْ كَادِم
 ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
 وہی سب سے افضل آیا
 یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
 سبھی میں نے چھان ٹرالے ترے پایہ کا نہ پایا
 تجھے یک نے یک بنایا
 فَإِذَا فَرَّغْتَ فَأَنْصَبْ يَدَايَ تَمَّ كَوْمَنْصَب
 جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقتِ بخشش آیا
 کرو قسمت عطایا
 وَاللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَرَّغْتُ كَرُوْ عَرْضِ سَبْ كَمَطْلَب
 کہ تمہیں کو تکنتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا
 بنو شافع خطایا

پیش لفظ

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرما دیا اور اپنی پہچان کے لئے اپنی تمام صفات ان کو عطا کر دیں۔ تمام علوم ان کو ودیعت کر دئے تاکہ وہ میری قدرت کا ملہ کے مظہر بن جائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات کو مکمل اعتقاد اور یقین محکم کے ساتھ مان لینا ایمان ہے۔ اور اس میں کوئی نقص دیکھنا بے ایمانی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت مبارکہ اور صفات کا ذکر ایمان کی تازگی اور تکمیل کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر میرا ہی ذکر ہے اس کی اطاعت میری ہی اطاعت ہے اس کی محبت ہی میری محبت ہے اس کی رضا میری ہی رضا ہے اگر مجھے راضی کرنا ہے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضایہ ہے کہ ان پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا جائے ان کا ذکر خیر کیا جائے۔ محفل میلاد صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا جائے۔ ان کے لئے نعت پڑھی جائے ان کی تعریف و توصیف بیان کی جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے حصول کے لئے حضرت پیر پروفسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی زیر صدارت فیصل آباد اور دوسرے شہروں میں ماہانہ اور ہفتہ وار محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے تاکہ دلوں کے زنگ اتر جائیں اور اس میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہو جائے۔ قلوب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہو جائیں۔ ان محافل میں ذکر صالحین ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جو شرکاء محفل کی نجات اور بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ان محافل میں حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ارشادات کو ”وسیلہ نجات“ کے ذریعہ سے عوام الناس کی بھلائی کے لئے شائع کر دئے جاتے ہیں۔ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے قاری کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزیں ہوتا ہے۔ ذہن میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجاگر ہوتا ہے۔ صحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت سے متعلق آگاہی ہوتی ہے۔ اس میں درستی، یقینگی اور استقامت آتی ہے۔ یہی وسیلہ نجات کی اشاعت کا اصل مقصد ہے۔ وسیلہ نجات حصہ یازدہم حاضر خدمت ہے۔ کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی 12-01-2003

ولادت باسعادت

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبِذْكَ فَلْيَفْرَحُوا۔ (یونس ۵۸) جب اللہ کا فضل اور رحمت ملے تو خوشیاں مناؤ۔ ہم نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا میلاد مناتے ہیں۔ یہ کیوں مناتے ہیں۔ اس کا منانا کیوں ضروری ہے۔ از روئے شریعت میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا درست ہے کہ نہیں۔ قرآن مجید اور حدیث مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی رو سے اس کا منانا جائز ہے کہ نہیں۔ علماء اہل سنت کے متعلق یہ بات مشہور کر دی گئی ہے کہ انہیں نہ قرآن آتا ہے نہ حدیث آتی ہے انہیں صرف سیف الملوک آتی ہے۔ اس میں سے شعر پڑھ کر اپنا مسلک ثابت کر دیتے ہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ سیف الملوک بھی ہم ایک مقدس کتاب سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ وہ بھی قرآن و حدیث ہی کا ترجمہ اور شرح ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی محفل میلاد سب سے پہلے منائی۔ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا اور ایک محفل سجائی۔ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ-----مِنَ الشُّعَدَاءِ (ال عمران ۸۱) ”اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے ان کا عہد لیا۔۔۔۔۔ میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں“ اے ایمان والو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے یوم ميثاق کو تمام انبیاء علیہم السلام کو بلایا۔ رسولوں علیہم السلام کو بلایا۔ صرف انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ اے انبیاء علیہم السلام یاد رکھو کہ تمہاری نبوتیں ابدی نہیں ہیں تمہاری نبوت کسی کے مرہون منت ہے کسی کے طفیل اور صدقہ سے ہے۔ تمہیں جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ کسی کے صدقہ و وسیلہ سے عطا کیا گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ کون ہستی ہیں جن کے وسیلہ جیلہ سے ہمیں نوازا جا رہا ہے۔ فرمایا یہی بتانے کے لئے تمہیں آج اکٹھا کیا گیا ہے۔ بلایا گیا ہے تمہاری نبوت۔ تمہاری رسالت۔ تمہاری ساری شان۔ تمہارے معجزات تمہارے کمالات۔ تمہاری شریعت۔ تمہاری کتاب تمہاری امت، تمہاری رفعتیں۔ تمہارے فضائل یہ تمام اسی ایک ہستی کے سبب سے ہے۔ کہ وہ جان کا نجات ہے وہی روح کا نجات ہے۔ وہ اصل کائنات ہے باقی جو کچھ بھی ہے وہ اسی کا عکس اور پرتو ہے فرمایا کہ یاد رکھو جب میں تمہیں دنیا میں مبعوث کر دوں کیونکہ اب میں نے دنیا کو سنا ہے میرے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام نے دنیا میں آنا ہے میں چاہتا ہوں کہ کائنات کو بنا کر اسے سنو اور دوں۔ ساری دنیا میں محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کے ڈنکے

بجائے جائیں۔ جگہ جگہ محافل میلاد کا انعقاد کر کے دنیا کو بتا دیا جائے کہ اب دنیا میں جان کائنات مبعوث ہونے والی ہے۔ اے انبیاء علیہم السلام تمہیں بھی ایک ایک کر کے اپنے اپنے وقت میں دنیا میں مبعوث کروں گا۔ اور تم سے ایک وعدہ لیتا ہوں کہ جب تم دنیا میں بھیجے جاؤ اور تمہاری نبوت پورے عروج پر ہو۔ پھر تمہارے پاس وہ عظمتوں والا وہ شان والا سب سے بلند مرتبت والا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ تو تمہیں اپنی نبوت کو چھوڑ کر اسی ذات والا صفات پر ایمان لانا ہے میلاد کا مطلب کیا ہے کہ وہ محفل وہ جگہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر ہو یا وہ وقت کہ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا جائے۔ اسے میلاد کہتے ہیں۔ ہم آج یہاں بیٹھے ہوئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کر رہے ہیں تو یہ میلاد ہے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنانے سے پہلے یوم بقیۃ میں تمام انبیاء اور مرسلین کو بلا کر اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا تو وہ بھی محفل میلاد بن گئی۔ لہذا محفل میلاد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے منائی اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ محفل میلاد کا انعقاد کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور محفل میلاد میں حاضر ہونا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ ہم محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ محفل میلاد میں حاضر ہوتے ہیں تو یہ ایک رسم سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا کہ جب وہ دنیا میں تشریف لے جائیں گے۔ تو جہاں وہ میری تو حید کا اعلان کریں گے اپنی نبوت کا پرچار کریں گے وہاں وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا بھی ذکر کریں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا اعلان کریں گے۔ یوں سمجھ لو کہ ہر نبی علیہ السلام اپنے اپنے عہد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کا انعقاد کریں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی بشارت دیں گے۔ انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخر پر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے قبل جو آخری رسول آخری نبی علیہ السلام تشریف لائے وہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فرمایا اِذْ قَالَ عِيسٰی ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلِیْ اَتٰی مِنْ بَعْدِیْ اَسْمٰہُ اَحْمَدُ (آل؎ ۶) ”اور یاد کرو جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کے نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے“ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بلایا اکٹھا بٹھالیا۔ یہ بنی اسرائیل کون ہیں۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی ہیں۔ یہ بشارت انبیاء علیہم السلام کے امتی ہیں ان میں یہودی ہیں۔ نصاریٰ بھی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو دعوت دی۔ محفل کا انعقاد کیا جب تمام لوگ آگئے تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خطاب فرمایا۔ آپ نے پہلے اپنا تعارف کرایا کیونکہ بات کرنے والے کی اپنی عظمت سے بھی بات کی اہمیت بڑھ جایا کرتی ہے۔ ایک عام آدمی بات کر رہا ہو تو کوئی توجہ نہیں کرتا۔ اگر کوئی عظیم آدمی

بات کرے تو ہر آدمی ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے ہر آدمی توجہ سے اس کی بات کو سنتا ہے بات چاہے ایک ہی ہو وہی بات عام آدمی کرے تو کوئی توجہ نہیں دیتا لیکن وہی بات اگر کوئی عظیم شخصیت کرے تو ہر کوئی متوجہ ہو جاتا ہے۔ غور سے بات کو سنتے ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بات کرنے سے پہلے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تم سے مخاطب کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور میری زبان سے نکلے ہوئے کلمات اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو باتوں کا حکم دے کر بھیجا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ میں جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد کی بشارت دینے والا ہوں ان کا ذکر مجھ سے پہلے آنے والے تمام انبیاء علیہم السلام نے بھی کیا ہے۔ اور یاد کرو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ شریف کو بنادیا اور اس کی تعمیر کے بعد انہوں نے دُعا مانگی کہ **رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ** (البقرة ۱۲۹) ”اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاک صاف سقرا بنائے۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دُعا فرمائی کہ یا اللہ جس کے صدقے تو نے ہمیں نبوت عطا فرمائی ہے۔ جس کے لئے ہم نے تیرے اس گھر کی تعمیر کی ہے اس شہر کی بنیاد رکھی ہے یا اللہ اس عظمت والے نبی کو مبعوث فرما دے یعنی یا اللہ اس نبی کو بھیج دے یہ نبی فرمایا کہ یا اللہ پیدا کر دے۔ پیدا وہ ہوتا ہے جو پہلے نہ ہو۔ اور بھیجا اسے جاتا ہے جو پہلے سے موجود ہو۔ پورے قرآن مجید کو پڑھ لیں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بلکہ کہیں **وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا** ”اے اللہ ان میں رسول کو مبعوث فرما دے جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ ”رسول آئے تمہاری طرف“ یہ بھی میلاد ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو ریت ملی تو اس میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے تذکرے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ اے لوگو میں تصدیق کرتا ہوں کہ آخر زمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ اے لوگو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور السلام آنے والے ہیں میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اب میرے بعد اور کوئی نبی علیہ السلام نہیں آئے گا۔ اب صرف امام الانبیاء والمرسلین خاتم الانبیاء والمرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لائیں گے۔ وہ پیغمبر ذی شان اب دنیا میں تشریف لانے والے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر بشارت دینا۔ خوشی کا اظہار کرنا، خوشخبری دینا ایک دوسرے کو مبارکباد دینا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد اور ولادت باسعادت سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے منائی پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام نے منائی۔ صرف انبیاء علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والے ہی نہیں بلکہ کافروں اور مشرکوں میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ **وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْهِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا** (البقرة ۸۹) اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فخر مانگتے تھے۔ ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل یہود اپنی حاجات کے لئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے وسیلہ سے دُعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے۔ وہ اس طرح سے کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَاَنْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ”یا اللہ ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ کی تشریف آوی کا چرچا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے وسیلہ سے حاجت روائی ہوتی تھی۔ یہودی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر دُعا مانگتے تھے جو پوری ہو جاتی تھی۔ وہ جنگ میں فتح حاصل کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کرتے تھے اور ذکر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی میلاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے فرمایا۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبِلْ ذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان سے سب دھن دولت سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ فرمادیجئے کہ جب تمہیں اللہ کا فضل ملے اور اللہ کی رحمت ملے تو خوشیاں منایا کرو۔ ایک فضل اور ایک رحمت ملنے پر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ خوشی کا اظہار کرو۔ آج ہم جو خوشی منا رہے ہیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں تو اس لئے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتے ہوئے خوشیاں منا رہے ہیں اور جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا فضل اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں مانتے وہ خوشی منانا تو درکنار وہ اپنے آپ ہی جل بھن رہے ہیں بدعت اور شرک کے فتوے لگا رہے ہیں۔ ایک رحمت ملنے پر اللہ تعالیٰ حکم دیں کہ خوشیاں مناؤ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رحمت ہی نہیں بلکہ رحمۃ العالمین ہیں۔ تمام رمتوں کا مجموعہ ہیں۔ سراپا رحمت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ہم جیسے انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ نباتات، جمادات، حیوانات، فلکیات تمام کائنات کے لئے رحمت بن کر آئے۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی خدائی ہے وہاں تک کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی رحمت ہیں پوری کائنات بلکہ جتنی بھی کائناتیں ہیں۔ تمام اللہ تعالیٰ کی خلق کی ہوئی ہیں اور ان تمام کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں جگہ یا وقت کی قید نہیں۔ ہر جگہ اور ہر وقت اور ہر زمانے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا ہے۔ کسی ملک کسی جگہ کسی قوم کسی زمانے کی قید نہیں کسی خاص مخلوق کی قید نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کا بھی رب ہے خالق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے رحمت ہیں م۔ قرآن مجید ایک وقت کے لئے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشیوں کو بدعت کا نام دے دیا جائے گا۔ قرآن آخری کتاب ہے اور حشر تک کے لئے بلکہ اس کے بعد تک کے لئے بھی ہے۔ یہ لازوال ہے۔ اس لئے اس کا حکم بھی لازوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خوشیاں مناؤ۔ خوشی منانے کا طریقہ کیا ہوا اس کی کوئی قید نہیں ہے۔ خوشی مناؤ جس طرح تمہاری مرضی ہے۔ ہر ملک ہر قوم ہر خطے کی خوشی منانے کا طریقہ الگ ہے۔ چودہ اگست پر ہم جس طرح سے چراغاں کر کے یوم آزادی مناتے ہیں اس طرح سے خوشی کے موقع پر بھی چراغاں کرتے ہیں۔

سرحد میں پٹھان ہوائی فائر کر کے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی کسی طرح سے تو کوئی کسی طرح سے اپنے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ عرب میں عربی لوگ اپنی خوشی کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ جو خوشی انہیں ملتی ہے اس کے شکر ادا کرنے کے طور پر وہ روزہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سوموار کو روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ یہ میرا یوم ولادت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلاد اس طرح سے منایا کہ ہر سوموار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے۔ یوں اپنی خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پابند نہیں فرمایا کہ خوشی کس طرح سے منائے۔ بس خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے۔ ہم اس حکم کے مطابق خوشی مناتے ہیں۔ جلوس نکالنا، محفل میلاد منانا، قائلین بچھانا، اولیاء اللہ اور علماء کو بلانا، سپیکر لگانا، نعت خوانی کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، معجزات، کمالات، تصرفات، صورت مبارکہ اور سیرت پاک کا بیان کرنا، لنگر تقسیم کرنا، جھنڈیاں لگانا، چراغاں کرنا یہ سب خوشی کے اظہار کرنے کے طریقے ہیں اور شریعت نے ان سب کو کہیں بھی منع نہیں فرمایا ہے۔ اور جب منع نہیں ہے تو پھر یہ ہماری خوشی کا اپنا انداز ہے۔ خوشی ہر شخص منارہا ہے۔ لیکن اپنا اپنا انداز ہے۔ اپنی اپنی طاقت اور بساط کے مطابق ہر کوئی خوشی مناتا ہے۔ پھر آیت مبارکہ کے آخر پر ہے کہ **هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ**۔ ایک پیسہ وہ ہیں جو تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری پر خرچ کر دئے۔ آپ کے پاس سو روپے ہیں۔ جن میں سے بیس روپے آپ نے محفل میلاد پر خرچ کر دئے باقی اسی روپے بچائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم خسارے میں رہ گئے ہو۔ جو پیسے تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں خرچ کر دئے۔ وہ ان پیسوں سے کہیں بہتر ہیں جو تم نے بچائے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اپنا سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں خرچ کر دیتے۔ بے شک سب کچھ خرچ کر دینا اور قربان کر دینا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں خرچ کرنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانے کی فضیلت کا اندازہ اس طرح سے بھی کر سکتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے گویا کہ اسلام کو زندہ کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر اور حنین میں حاضر ہوا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت لے کر جائے گا۔ اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کر دوں۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا۔ اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب

ہوگا۔ حضرت معروف کوفیؒ فرماتے ہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلا دشریف کے کھانے کا اہتمام کیا۔ اعزہ و احباب کو جمع کیا۔ چراغاں کیانئے کپڑے پہنے، خوشبو سلگائی اور عطر لگایا اور یہ سب اہتمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا د شریف کی تعظیم کے لئے کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز انبیاء علیہم السلام کے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے گا۔ اور وہ اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بھی نمک، گیہوں یا کھانے کی ایسی ہی کسی اور چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا دشریف پڑھا اس میں اور ہر اس شے میں برکت ہوگی جو اس کھانے میں ملا دی جائے اور یہ کھانا اس وقت تک مضطرب اور بے قرار رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے کھانے والے کو بخش نہیں دے گا۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا دشریف پانی پر ہی پڑھا جائے تو جو شخص اس پانی کو پئے گا اس کے قلب میں ہزار نور اور رحمتیں بھر جائیں گی۔ اور ہزار کینے اور بیماریاں نکل جائیں گی۔ جس دن دل بھی مرجائیں گے۔ اس کے دل نہیں مرے گا۔ اور جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا دشریف سونے اور چاندی کے سکوں پر اور درہم و دینار پر پڑھا اور پھر ان میں دوسرے دینار ملا دئے تو ان میں بھی برکت واقع ہو جائے گی۔ محفل میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوگا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کبھی تہی دست نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے اپنے دوست احباب کو محفل میلا د کے لئے جمع کیا، کھانے کا اہتمام کیا مکان کو خالی کیا اور احسان و اکرام کیا۔ خیرات و عطیات تقسیم کئے اور میلا دخوانی کرائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ جنت نعیم میں داخل ہوگا۔ حضرت سہری سقطی ولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی ایسی جگہ کا قصد کیا جہاں میلا دشریف پڑھا جاتا ہے۔ تو گویا اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا۔ اللہ تعالیٰ محفل میلا دصلی اللہ علیہ وسلم منانے اس پر خرچ کرنے اور ایسی محافل میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے۔ یہ بھی میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا آیا۔ یہ بھی میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر ہے۔ پھر فرمایا کہ میں بنی آدم کے بہترین طبقات سے بھیجا گیا۔ ایک قرن کے بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کو پیدا کیا تو مجھ کو ان کے سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر قبیلوں کو چنانچہ مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں بنایا۔ پھر گھروں کو چنانچہ مجھ ان کے سب سے اچھے گھر میں بنایا۔ پس میں روح و ذات اور اصل کے لحاظ سے ان سب سے اچھا ہوں۔ یہ تمام احادیث ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا میلا دمنانے کا طریقہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلا دمنایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَاخُوْبِرْ مُحَمَّدٌ بِاَوَّلِ اَمْرِی کہ اے میرے صحابہ

کیا میں تمہیں اپنی پہلی حالت بیان کروں۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّا دَعَوْتُ اِبْرَاهِيْمَ۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں پھر فرمایا اِنَّا بَشَّرْت عِيسٰی۔ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور فرمایا وَرُوْیَا اَمِيْنُ اور میں اپنی والدہ ماجدہ کی خواب ہوں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد دُعا فرمائی جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی اور دورانِ حمل ہر ماہ کوئی نہ کوئی نبی علیہ السلام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواب میں تشریف لاتے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے متعلق بشارت اور مبارک دیتے رہے۔ یہ سب میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اب بھی اگر کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلا د نہیں منایا تو یہ اس کی عقل کا قصور ہے۔ ناسمجھی کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔ یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا د نہیں منایا۔ جس طرح سے عرض کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ جیسے جلیل القدر عشرہ مبشرہ صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا د منانے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جب وہ میلا د مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت اور عظمت جانتے ہیں تو ضرور مناتے بھی تھے۔ صرف علم ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ حضرت درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور حدیث پاک ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بہت جلدی میں مسجد نبوی سے نکلے اور مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔ آپ جلدی جلدی تشریف لے جا رہے تھے حتیٰ کہ حضرت عامر انصاری کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ حضرت عامر انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میری بیوی اور بچے پیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہی باتیں کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی عظمت والا نبی عطا فرمایا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم اٹھاؤ کہ واقعی تم یہی کچھ کر رہے تھے۔ قسم اٹھوانے سے مراد یہ نہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عامرؓ پر اعتماد نہ تھا بلکہ یہ بات ذرا زور دینے کے لئے بیان فرمائی کہ ہمیں علم ہو جائے۔ حضرت عامرؓ نے عرض کیا کہ خُدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عامرؓ تیرے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھول دئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ اے عامرؓ سو۔ قیامت تک جو کوئی تیری طرح عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس یک گھر کی طرف کھل رہے ہیں گے۔ یہ میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کے انعقاد کرنے کا ثمر ہے۔ یہ ایک مثال عرض کی ہے ایسی روایات اور احادیث میں بھی مذکور ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ ہم تو اپنا یوم ولادت Birth Day سال بعد مناتے ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر ہفتہ ہی سوموار کا روزہ رکھ کر اپنا میلا د مناتے ہیں اور آج بھی بہت خوش نصیب ایسے ہیں۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے

ہر سو موار کو روزہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرنے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنے اور محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش سید شجاعت علی صاحب 04-06-02

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاہیا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- میرا علم میری طاقت میری سوچ فہم یہ نعت ہے۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رُخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو بارات بنتی ہے

حضرات اگر سارے اسلام کو سارے قرآن مجید کو ساری شریعت کو، سارے ایمان کو، ساری نجات کو، ایک لفظ میں بیان
کرنا ہو تو وہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر وہ ہے، تو قرآن بھی ہے، اسلام بھی ہے، ایمان بھی ہے، نجات بھی
ہے۔ اگر نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ صرف ایک لفظ ہے ”محبت“ کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میں جب تک تمہیں اپنے ماں باپ اپنے کاروبار اپنی ذات اپنی جان اپنی ہر چیز سے زیادہ پیارا نہ ہو
جاؤں تم میں ایمان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک بندے کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے جہاد سے محبت نہیں ہوتی تو وہ عذاب کے لئے تیار ہو جائے۔ جس طرح سے کہ یہ عمارت ہے اس کی بنیاد
ہے۔ بنیاد پر پہلے زیادہ چوڑی ہوتی ہے پھر اس سے کم ہوتی ہے پھر اس سے بھی کم ہو جاتی ہے اور پھر اس پر دیواریں
کھڑی کر دی جاتی ہیں چھت ڈال دی جاتی ہے۔ جتنی بنیاد مضبوط ہوگی اتنی ہی بلند بالا عمارت تعمیر ہو سکے گی لیکن اس
بنیاد کی بھی ایک بنیاد ہوتی ہے۔ اینٹوں کے نیچے بھی ایک بنیاد ہے۔ جب تک وہ بنیاد مضبوط نہیں ہے اس پر اینٹوں کی
بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ اسلام کی بنیاد ایمان ہے اور ایمان کی بھی ایک بنیاد ہے وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کلمہ
شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اینٹیں ہیں۔ اسلام ایک عمارت ہے اور ایمان اس عمارت کی بنیاد ہے اور

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بنیاد کی ایمان کی بنیاد ہے۔ اب اس کاٹھ بھی ہونا چاہیے کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں آگئی ہے کہ نہیں۔ دائرہ بھی ہے، ٹوپی بھی ہے، مصلیٰ بھی ہے، قرآن وحدیث بھی ہے، مسجد بھی ہے سب کچھ ہے اور ہر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ٹٹ ہے۔ اس معیار کو دیکھو اور اس پر اپنے آپ کو پکھو اور دوسروں کی بات کو بھی اس پر ٹٹ کرو کہ تیرے دل میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نہیں ہے وہ ٹٹ کیا ہے۔ وہ معیار کیا ہے۔ وہ ٹٹ یہ ہے کہ محبوب کے عیب نظر نہیں آتے۔ اگر عیب نظر آتے ہیں۔ انہیں تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ وہ نور نہیں ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نور ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں تو پھر وہ تیری محبوب نہیں ہیں تمہیں تو ان میں عیب نظر آ رہے ہیں۔ عاشق کو اپنے معشوق میں عیب نظر نہیں آتے۔ لوگوں نے مجھوں سے بہت کہا کہ تمہاری لیلیٰ کالی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھیں دیکھنے والی نہیں ہیں۔ آپ میری آنکھوں سے لیلیٰ کو دیکھو تو پھر کالی نظر نہیں آئے گی۔ اس سے زیادہ تو حسینہ ہے ہی نہیں ہے۔ کالا رنگ ہونا نقص ہے نا۔ ساری دنیا حسن پر مر رہی ہے۔ سفید رنگت پر مر رہی ہے۔ آپ اپنا ٹی وی کھولیں تو ساری اشتہار بازی نظر آئے گی۔ Fairness Creame فیرنس کریم ہی نظر آئے گی۔ کیوں جی کیا ہو گیا ہے۔ جی وہ لڑکی کی شادی نہیں ہو رہی ہے۔ جب تک اس کا رنگ گورا نہیں ہو جاتا۔ کوئی لڑکا کالی لڑکی کو Dating نہیں بلاتا۔ لیلیٰ میں کالے پن کا نقص تھا لیکن مجھوں کو عشق ہو گیا تو وہ کالا رنگ بھی چھپ گیا۔ ہمارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر وہ ہمیں کیسے نظر آنے چاہئیں۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ محبت ہونی چاہئے۔ حدیث پاک بڑی مستند ہے کوئی اگر مگر نہیں کر سکتے۔ لیکن اسے ٹٹ کرنے کے لئے اگر مگر کریں گے۔ عاشق کہے گا کہ میرے محبوب میں نقص نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ نقص جہاں گمان نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

کسی اور کو دیکھیں اس کی کتاب پڑھیں وہ کہے گا بشر ہیں غلطی کر سکتے ہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال بڑے اعلیٰ کئے ہیں لیکن پتہ نہیں کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں جانا ہے۔ تو کس محبوب کی بات کر رہا ہے۔ کس نبی علیہ السلام کی تعریف کر رہا ہے۔ جو ذات اقدس دوسروں کو جنت کی خوشخبریاں دے رہی ہے یہ کہتا ہے کہ اسے تو خود پتہ نہیں کہ کہاں جانا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت سیدنا صدیق اکبر کا تو پتہ ہے کہ کہاں جائیں گے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب کا پتہ ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی کا پتہ ہے حضرت سیدنا علی شیر خدا کا تو پتہ ہے۔ عشرہ مبشرہ کا پتہ ہے۔ اپنی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پتہ ہے اپنے نواسوں کا پتہ ہے کہ کہاں جائیں گے۔ حضرت سیدنا بلال کا پتہ ہے کہ کہاں جائیں گے تو کیا صرف اپنے متعلق ہی یہ علم نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ یہ عشق میں کمی کی نشانی ہے۔ کسی برتن کو بلا تو اس میں سے وہی کچھ نکلے گا جو کچھ اس کے اندر ہے۔ تھرموس میں یہ گرم پانی رکھا ہوا

ہے۔ اس میں سے دودھ نہیں نکلے گا۔ شربت نہیں نکلے گا۔ اس میں پانی ہے تو پانی ہی نکلے گا۔ آپ اس بندے کو بلاؤ جو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس میں سے یہ نکلے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کچھ علم نہیں ہے تو پھر یہ محبت کا دعویٰ یہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ غلط ہے۔ پھر وہ برتن خالی ہے۔ اس میں کچھ نہیں ہے جس کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نقص نظر آتے ہیں اس کا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ غلط ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھ کر پڑھا ہے۔

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْيَسَاءُ
عَلِفْتُ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خَلِفْتَ كَمَا تَنْشَاءُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اتنے حسین ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت صاحبِ جمال کسی مال نے جنا ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا گیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اپنی مرضی کے مطابق پیدا فرمایا گیا ہے۔ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا ویسا ہی پیدا فرمایا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اشعار کو پسند فرمایا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ ان اشعار پر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ یہ بھی حدیث ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کی زبان مبارک سے اشعار نکل رہے ہیں اور ان پر مہر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لگا رہے ہیں۔ تصدیق فرما رہے ہیں۔ اور راستہ میرا تیرا متعین ہو رہا ہے۔ اگر تجھے نقص نظر آتے ہیں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے محبوب نہیں ہیں پھر تو اپنا اور کوئی محبوب تلاش کر۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت کی ہے کہ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بنا کر رکھ دیا ہے کہ جس میں کوئی عیب ہی نہ ہو۔ تعریف ہی تعریف ہو مشرکین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مُذَمِّمٌ کہنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بڑے شعر بنا رہے ہیں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مُذَمِّمٌ لکھ رہے ہیں اور لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں بلکہ مُذَمِّمٌ ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تو مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بنایا ہے وہ کسی اور کو مُذَمِّمٌ کہہ رہے ہیں۔ کسی اور کی بدتعلیفی کر رہے ہیں۔ میں مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جس کی تعریف ہی تعریف ہے اور جس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ یہ پہلا شٹ ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اگر تمہیں کوئی نقص نظر آئے یہ کوئی فرقہ بازی کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں حضرت عزرائیل علیہ السلام کو علم غیب ہے۔ وہ حاضر ناظر بھی ہے۔ ہر مرنے والے بندے کی گردن پر اس کا ہاتھ ہے۔ دُنیا میں جہاں کوئی بھی مر رہا ہے۔ ہر سینکڑ میں دو آدمی مر جاتے ہیں۔ ایک ماہ

میں ایک کروڑ بندہ مرجاتا ہے۔ ضرب تقسیم کر کے دیکھ لیں۔ اب یہ ہے کہ کوئی بندہ مر رہا ہے امریکہ میں، کوئی چین میں، کوئی جاپان میں تو کوئی پاکستان میں کوئی کہیں تو کوئی کہیں مر رہا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ہاتھ ہر بندے کی گردن پر ہے۔ تو کیا وہ حاضر ناظر ہے کہ نہیں۔ پوچھو تو سب مانتے ہیں کوئی فرقہ والا ہو سب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حاضر ناظر مانتے ہیں۔ شیطان کو بہت بڑا عالم مانتے ہیں۔ علم غیب والا مانتے ہیں۔ تصرف والا مانتے ہیں۔ طاقت والا مانتے ہیں لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق پوچھیں تو فوراً کہہ دیں گے کہ یہ شرک ہے بدعت ہے کیا بات کہہ رہے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہی شرک ہے تو پھر شیطان کے معاملہ میں شرک کیوں نہیں ہوا۔ تو پھر تیرا محبوب شیطان ہے جس کی تو تعریف کر رہا ہے۔ جو بندہ بھی مر رہا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی مر رہا ہے اور جہاں کہیں بھی دفن ہو رہا ہے تو اس کی قبر میں کون تشریف فرما ہے۔ اس کی قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہر سینکڑ میں دو بندے فوت ہو رہے ہیں تو اسی حساب سے قبریں بھی بن رہی ہیں اور ہر قبر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو رہے ہیں اور مرنے والے سے پوچھا جا رہا ہے۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ تو دنیا میں اس ہستی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ یہ تو کہتے ہیں کہ انہیں خود پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں۔ اور ان کی شان یہ ہے کہ وہ جنت عطا کر رہے ہیں اسی سوال پر ہی بخشش ہو جاتی ہے۔ سوال ہے کہ تو دنیا میں ان کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ یہ نہیں کہ قرآن پڑھو۔ پھر بتاؤ تو کیا کہتا تھا۔ اسی ایک سوال پر سارا دار و مدار ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ تین سوال ہونے ہیں۔ ایک حدیث پاک ہے کہ صرف ایک ہی سوال ہونا ہے کہ تو دنیا میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کیا کہتا تھا۔ سوال ہوگا مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ دوسرا سوال ہوگا۔ مَا دِينُكَ تیرا دین کیا ہے اور تیسرا سوال ہوگا مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس ہستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ پہلے دو سوال ٹھیک ہو بھی جائیں پھر بھی پاس نہیں ہوگا۔ پاس تیسرے سوال پر ہوگا پروفیسر صاحب بھی ٹٹ لیتے ہیں نمبر دیتے ہیں۔ 33 فیصد، 66 فیصد اور 66 فیصد پرفسٹ ڈویژن میں پاس ہوگا۔ بظاہر دو سوالوں کے جواب درست دے دیئے ہیں کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ 66 فیصد نمبر لے چکا ہے۔ فٹ ڈویژن میں پاس ہونا چاہئے۔ لیکن ابھی کوئی پتہ نہیں ہے کہ پاس ہے یا فیل ہے۔ سارا دار و مدار تیسرے سوال کے جواب پر ہے کہ اس ہستی کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اگر اس کا جواب صحیح ہو گیا تو اسی لمحے پاس اور قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے بے عیب نظر آ رہی ہے۔ دوسرا ٹٹ یہ ہے کہ ماسوائے محبوب کے باقی ہر چیز جل جائے۔ اگر تمہیں محبوب کے علاوہ دوسری چیزیں بھی نظر آ رہی ہیں۔ دوسروں کی طرف بھی توجہ کر رہا ہے تو پھر بھی محبت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کائنات میں کل حسن پیدا فرمایا گیا ہے اس کے 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہی مل گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فکر ہو گئی۔ کہ حضرت زلیخاؓ کے محبوب اتنے زیادہ حسین ہیں کہ پوری کائنات کے حسن کا

9/10 حصہ وہ اکیلے ہی لے گئے ہیں تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور باقی ساری دُنیا 1/10 حصہ میں ہی ہیں۔ یہ چاند بھی اس میں ہے تو باقی حصہ وہ لے جائے گا پھر ہم کیا کریں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی اس 1/10 حصہ میں ہیں۔ یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اپنے محبوب کی فکر لگ گئی کہ وہ کہاں ہیں حسن کے کس درجہ میں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں نہیں میں نہ تو 9/10 میں ہوں اور نہ ہی 1/10 میں ہوں۔ پوچھا کہ پھر آپ کس میں ہیں۔ فرمایا کہ میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو اس سے حسن یوسفی علیہ السلام بنتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ جلایا ہے کہ نہیں۔ تمام حسن جلائے ہیں کہ نہیں۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ راضی ہو گئیں۔ کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ باقی سب جلا ہوا ہے۔ اگر تیرے محبوب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے تو پھر تجھے بھی ان کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اگر محبوب کے علاوہ بھی کچھ نظر آ رہا ہے تو پھر بات نہیں بنے گی۔ پھر تجھے اور بھی نظر آئیں گے پھر تو کہے گا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نور ہیں۔ فرشتے بھی نوری ہیں۔ چاند، سورج میں بھی نور ہے اور انہی میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک نور ہیں۔ یہ Relative ہے Comperative ہے۔ نسبتاً مقابلہ میں یہ ذرا بڑے نور سہی وہ ذرا چھوٹے ہیں تو پھر یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام چھوٹے نور ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نور ہیں کیا یہ تناسب ہے۔ ایک اور درس لاکھ کا مقابلہ۔ ایک اور سو کا مقابلہ۔ ایک اور ایک کا مقابلہ One to One- One to Hundred, One to Million کیوں جی۔ ایسی Ratio بنتی ہے نا۔ نہیں نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی Ratio میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک ہی چیز پیدا فرمائی ہے۔ اور وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا اور پھر باقی ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کے برتوسے بنی ہے۔ ہم طفیلے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی طفیلیہ ہیں۔ کائنات کی جتنی روشنیاں ہیں۔ طفیلیاں ہیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کا صدقہ ہے۔ کون نور ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ پر آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص نور سے ہیں۔ جو کوئی بھی منصوبہ ہے۔ فیض ہے۔ میں یہ نہیں کہتا اور کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہ بھی نہیں کہتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حصے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باقی سب کچھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی سب جل جائے۔ مٹ جائے، تو یہ محبت ہے ورنہ نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس کو جس سے محبت ہے وہ دونوں حشر کے دن اکٹھے ہوں گے۔ اگر محبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے تو ان کے ساتھ ہوگا اگر تجھے محبت شیطان سے ہے تو پھر اس کے ساتھ رہے گا۔ ایک صحابی تشریف لائے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ فرمایا تو نے کیا تیاری

کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز، روزہ، حج، اعمال کا ذخیرہ نہیں ہے۔ پھر کیا ہے تمہارے پاس؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ فرمایا کہ تو جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جس طرح سے یہ دو انگلیاں ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اعمال کی کمی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پوری کر سکتی ہے لیکن محبت کی کمی کسی چیز سے بھی پوری نہیں ہوتی۔ ایک جنازہ آیا عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صحابی ہے۔ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت گناہ گار ہے اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ کوئی اس کا گواہ ہے کہ جس نے اس کی کوئی نیکی دیکھی ہو۔ ایک صحابیؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں جنگ میں ایک رات یہ بڑا خطرہ تھا کہ دشمن کہیں رات کو حملہ نہ کر دے۔ شب خون نہ مار دے۔ اس نے کہا کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہوں۔ اگر تیر لگے تو وہ مجھے لگ جائے میں مرجاؤں یا زندہ رہوں میں آج رات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمے کا پہرہ دیتا ہوں۔ اس نے رات بھر میرے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ یہ محبت کا اظہار ہے نا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ اس کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ فرمایا کہ اے عمرؓ تیر میں حشر میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھی جائے گی۔ عقیدہ دیکھا جائے گا۔ اعمال نہیں دیکھے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہی میری محبت ہے۔ اس کی رضا میری رضا ہے۔ اس کا ذکر میرا ذکر ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اس کی غلامی میری غلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذاتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی بلند فرمایا ہے۔ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر فرمایا ہے اور خود کو چھپایا ہے۔ جس نے اس کی اطاعت کی گویا کہ اس نے اس نے میری اطاعت کی یہ محبت کا اظہار ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے زمانے میں ایک شخص نیک گزرا ہے۔ اب اس وقت کسی کو اس سے محبت ہے۔ اعمال اس جیسے نہیں ہیں تو کیا یہ محبت کوئی فائدہ دے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس محبت کا بہت فائدہ ہے۔ یہ دونوں جنت میں اکٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نیک لوگوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں خود سجا دیتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی اچھے عقیدے کا بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیتے ہیں کہ اے جبرائیلؑ علیہ السلام مجھے فلاں شخص سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔ حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھے بھی اس سے محبت ہوگئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اے جبرائیلؑ علیہ السلام آسمانوں میں چلے جاؤ اور منادی کر دو کہ اللہ تعالیٰ کو اور حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام کو فلاں شخص سے محبت ہے۔ اور اے مخلوق آسمان تم بھی اس سے محبت کرو۔ فرشتے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ اے جبرائیلؑ علیہ السلام اب زمین میں اتر جاؤ اور منادی کر دو کہ اے زمین پر بسنے والو۔ اللہ تعالیٰ

کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو۔ تمام آسمانی مخلوق فرشتے وغیرہ کو فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے۔ اے اہل زمین تم بھی اس شخص سے محبت کرو تو زمین پر بسنے والے سب اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس منادی کے صدقے ہم داتا صاحب، داتا صاحب، یا غوث الاعظم، یا حضرت کرمانوالی سرکار، یا حضرت سلطان العارفین، یا فرید یا فرید کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ تمام ہستیاں نہ تو ہماری رشتہ دار ہیں نہ ان سے ہماری ملاقات ہوئی ہے تمام لوگ کچھ جارہے ہیں۔ یہ کیون کھینچ رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو ان کی محبت دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ محبت کا دوسرا منبع دوسرا Source کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی بندہ میرے ساتھ محبت بعد میں کرتا ہے۔ میں اس سے پہلے اس سے محبت کرتے ہوں۔ کوئی بندہ اس وقت تک مجھ سے محبت نہیں کر سکتا جب تک میرے دل میں اس کی محبت نہ آئے۔ یہ تو کرم ہے کہ رُخ ان کا ادھر ہے۔

دید کے قابل تھی کہاں میری نظر

یہ ان کا کرم ہے کہ رخ ان کا ادھر ہے

تیسرا منبع تیسرا Source کہ جہاں سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مل سکتی ہے کہ وہ یہ ہے کہ

نہ سے نہ صراحی نہ دور پیانا

فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانا ناں

جس کے دل میں ذرا سی بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اس کے پاس بیٹھ جا تو محبت کا اثر تم پر بھی ہو جائے گا۔ محبت کا رنگ چڑھ جائے گا۔

صحبت صالح ترا صالح کُنند

صحبت صالح ترا صالح کُنند

نیک بندوں کی صحبت سے تو بھی نیک ہو جائے گا اور بروں کی صحبت تمہیں بھی برا بنا دے گی۔ چور کی دوستی چور کی صحبت تمہیں بھی چور ہی بنا دے گی۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مُرشد کے سے خانے میں

اگر مے خانوں پر پہنچ جائے گا تو پھر تجھے بھی مے مل جائے گی۔ Source دیتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ وہ خود عطا کرتے ہیں۔ لیکن دروازے پر ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں جہاں سے ملتی ہے۔ آپ فیصل آباد میں چناب کا پانی پیتے ہیں تو کیا خود جا کر دریائے چناب سے پانی لاتے ہو یا یہیں پر مل جاتا ہے۔ دریا پر جانا نہیں پڑتا، پانی یہیں بیٹھے ہوئے مل جاتا ہے۔ پائپ لگے ہوئے ہیں لکشن ملے ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے مرشد کے مے خانے سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض ملتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ملتی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

عشق ملتا ہے۔ یہ حلوہ ماڈل کھانا، مٹھائی کھانی، فروٹ لنگر کھانا یا کھانا یہ سب مرید کرتے ہیں۔ پیر صاحب نہیں کرتے نہ ہی وہ اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ اگر کوئی پیر صاحب ان باتوں کا تقاضا کرے تو وہ پیر نہیں ہے پیر و مرشد کا صرف کام ہے۔ پیر کامل مے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیر صاحب کا صرف یہ کام ہے کہ وہ مرید کو بازو سے پکڑ بارگاہ رسالت میں پہنچا دے اور اس کا کوئی کام نہیں ہے۔ جن بزرگوں کی وجہ سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ موجیں کر رہے ہیں ان کے پاس ایک لڑکا آیا سائیں بابا کی بیعت کی اور پانچ روپے شیرینی کے لئے دئے اور عرض کیا کہ سرکار سائیں بابا میں تو اس لئے مرید ہوا ہوں کہ مجھے اپنی کزن سے محبت ہے میں چاہتا ہوں کہ میری وہاں شادی ہو جائے۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ اگر تیرے لئے بہتر ہوا تو انشاء اللہ ہو جائے گی ورنہ تیری قسمت۔ وہ ایک ماہ بعد آیا کہ جی اس لڑکی کی مٹکئی بھی ہو گئی شادی کے دن بھی مقرر ہو گئے ہیں آپ میری بیعت بھی ختم کریں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کریں۔ جب میرا مقصد حل نہیں ہوا تو پھر کیا فائدہ ایسی مریدی کا۔ میری بیعت کو توڑ دیں مجھے آزاد کر دیں میں ایسا مرید نہیں رہنا چاہتا۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا کہ اپنے پانچ روپے لے لو اور بیعت میں ختم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تمہاری بیعت میرے ساتھ نہیں ہے وہ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ کہنے لگا کہ میں نے تو بیعت آپ سے کی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں کہ آپ خواہ مخواہ مجھے ڈراتے ہیں ورنہ مجھے دکھائیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ Action Replay کو تو ہر کوئی سمجھتا ہے۔ ٹی وی پر بیچ کے گزرے ہوئے لحاظ دوبارہ دکھاتے ہیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے اس لڑکے کو Action Replay دکھایا تو اس نے دیکھا کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہاتھ ملا رہا ہے۔ اور ان سے بیعت کر رہا ہے۔ پیر کامل مے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تیری قسمت ہے کہ تیرا پیر تیرا ہاتھ آج ملا دے کل ملا دے جب اس کی مرضی ہے وہ ملا دے وہ جب بھی ملا دے کرم ہو جاتا ہے۔ اور یہ پیر و مرشد ہی جانتا ہے کہ کس کو کب ملانا ہے۔ یہی حضرت سرکار سائیں بابا کا واقعہ ہے کہ ان کے رشتہ داروں میں ایک شخص تھا نے دار تھا۔ ریٹائر ہو گیا حضرت سرکار سائیں بابا کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ چند دنوں بعد کہنے لگا کہ مجھے خلافت دے دیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا کہ میں تو ابھی تیری تھانیداری والی زندگی کو صاف کر رہا ہوں ذرا صبر کرو۔ اس نے کہا کہ میری زندگی تو صاف ہے میں نے تو کچھ نہیں کیا تھا۔ رشوت وغیرہ نہیں لی۔ کسی کو ناجائز تنگ نہیں کیا۔ کسی پر ظلم نہیں کیا۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا کہ کیا تو نے ایک غیر محرم کا بوسہ نہیں لیا تھا۔ وہ تھانیدار صاحب خاموش ہو گئے۔ اس لئے پیر کامل جانتا ہے کہ کب تجھے بارگاہ رسالت میں پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ان Sources کو ان نعمتوں کو مٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عاشق کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے معشوق کی ہی بات کرتا ہے۔ اسی کا ہی ذکر کرتا ہے۔ اس محفل میں ایک بچے نے صرف حمد باری تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے۔ باقی تمام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کھڑے ہیں۔

جب کہا قبر میں سرکار نے یہ میرا ہے
 پھر نکلیوں نے مجھے ہاتھ لگایا ہی نہیں
 ہر شخص ہی جھوم گیا کہ جس طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لئے ہی فرمایا ہے۔
 ایک دوسری نعت شریف ہے کہ

کرم آج بالائے بام آگیا ہے
 زبان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آگیا ہے
 درودوں کی بارش ہے کون و مکاں پر
 کہ آج انبیاء کا امام آگیا ہے
 جہاں چھڑ گیا ذکر شاہ مدینہ
 لبوں پہ درود و سلام آگیا ہے
 مزا تب ہے سرکار محشر میں کہہ دیں
 وہ دیکھو ہمارا غلام آگیا ہے
 میرے پاس کچھ بھی نہ تھا روز محشر
 نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے
 آپ نے نعت شریف سنی اور خوش ہو گئے اور خاص کر جب نعت خوان نے پڑھا۔

مزا تب ہے سرکار محشر میں کہہ دیں
 وہ دیکھو ہمارا غلام آگیا ہے

تو ہر شخص ہی جھوم گیا کہ جیسے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم روز محشر کھڑے ہیں۔ اور جو نہیں مجھ پر نظر مبارک پڑی تو خوش ہو کر فرمایا۔ وہ دیکھو ہمارا غلام آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محب کی زبان پر محبوب کے ذکر کے علاوہ کوئی چیز آتی نہیں ہے۔ اگر رانجھا واپس آ جائے تو وہ ہیر۔ ہیر کرے گا یا لیلی۔ لیلی کرے گا۔ وہ ہیر کا عشق ہے تو ہیر۔ ہیر ہی کرے گا۔ آپ اگر عاشق رسول ہیں تو پھر آپ کس کا ذکر کریں گے۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کریں گے یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی ہے۔ مومن کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللہ کہتا ہے۔ درود شریف پڑھتا ہے اسے اس میں سرور آتا ہے اس کے بغیر اس کا گزارہ نہیں اس کی تسلی نہیں ہوتی اس کی Satisfaction نہیں ہوتی۔ وہ جو شعر ہے۔

جب کہا قبر میں سرکار نے یہ میرا ہے
پھر نکیروں نے مجھے ہاتھ لگایا ہی نہیں

میں نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس خوش نصیب کو فرمائیں گے کہ یہ میرا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص درود شریف پڑھتا ہے اس سے متعلق فرمائیں گے کہ یہ میرا ہے اس کے علاوہ اور کوئی استحقاق نہیں ہے۔ لہذا آپ جتنا زیادہ درود شریف پڑھ سکیں وہ پڑھا کریں تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے درود شریف کی وجہ سے تمہیں پہچان لیں اور فرمادیں کہ یہ میرا ہے۔ اگر کوئی بندہ احسان کرے اور تمہیں تھوڑا خائف دے تو اس کے ساتھ فطرح طور سے محبت ہو جاتی ہے۔ آج کوئی وزیراعظم یا صدر مملکت کسی کو وزیر بنادے تو وہ اس کی تعریف کے پل باندھ دیتا ہے۔ یہ احسان ہی کرنا ہے نہ کہ اسے وزیر بنانا ہے۔ پر مثل جائیں گے مل جائے گی۔ قرض مل جائے گا۔ پہلا کوئی قرضہ ہے تو وہ معاف ہو جانا ہے۔ بہترین رہائش مل جائے گی۔ گاڑی مل جائے گی۔ فری میڈیکل سہولت مل جائے گی۔ ہزاروں سہولتیں ہیں جو وزیر بننے ہی مل جائیں گی۔ یہ ضلعی نظام جو تشکیل دیا گیا ہے۔ ناظم، نائب ناظم بنے ہیں۔ ان میں عورتوں کو بھی نمائندگی دی گئی ہے۔ لیڈی کونسلر بنائے گئے ہیں ریفرنڈم کے سلسلہ میں کسی جگہ جلسہ تھا۔ صدر پرویز مشرف نے وہاں کونسلروں اور دوسرے عہدیداروں سے خطاب کرنا تھا۔ اعلان ہوا کہ اب عورتیں جو چاہیں سوال کریں مشرف صاحب جواب دیں گے۔ ایک لیڈی کونسلر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ جنرل صاحب میری عمر بھی آپ کو لوگ جائے اور آپ ساری عمر کے لئے ہی صدر بن جائیں آپ ہمیشہ صدر پاکستان رہیں وہ عورت کونسلر منتخب ہونے پر اتنی زیادہ احسان مند تھی۔ کہ اس نے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ یہ محبت کا اظہار ہی ہے۔ نفرت کا تو نہیں ہے۔ حضرات پتہ نہیں کہ وہ عورت دل سے محبت کا اظہار کر رہی ہے کہ نہیں کر رہی ہے۔ لیکن ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دل سے محبت ہونی چاہئے۔ اور اس محبت سے کہیں زیادہ ہونی چاہئے۔ جس کا اظہار اس عورت نے کیا ہے۔ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تو ساری کائنات کے خزانے ہیں۔ اور خزانوں کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ ہر دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو تو پھر بات بنتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ کو مجھ سے کتنی محبت ہے، کتنا پیار ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں بیوی بچے مال اسباب ہر چیز سے آپ زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا کہ کیا اپنی جان سے اپنی ذات سے بھی زیادہ مجھے پیار کرتے ہو۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اپنی جان سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا کہ اے عمرؓ پھر تیرے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات اب بنی ہے۔ اگر آپ نے بھی اپنی بات بنوائی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے پر قربان ہو جاؤ۔ اپنے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو

جاگ زین کرلو۔ جس دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے وہ بے ایمان ہے۔ ایمان کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی محبت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب تک عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان نہیں کرو گے محبت نہیں ہو سکتی۔ بے وقعت انسان سے محبت نہیں ہوتی۔ کوئی کہے کہ اس کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ ان کو علم ہی نہیں ہے۔ ان کو اختیار ہی کوئی نہیں ہے۔ پھر تجھے محبت کیسی ہے۔ وہ ایک شعر ہے کہ

ہر کہ عشق مصطفیٰ در سامان اوست
بجر و بر در گوشہ دامان اوست

جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق ہے وہ کائنات کا مالک ہے۔ کائنات کی ہر چیز اس کے تابع ہے۔ شاید ایرانیوں کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی جنگ تھی۔ دونوں فوجوں کے درمیان دریا بہتا تھا۔ ایرانیوں کے پاس کشتیاں تھیں۔ اسلامی لشکر کے پاس کشتیاں نہیں تھیں۔ ایرانی رات کو دریا پار کر کے آتے اور شب خون مارتے۔ رات کی تاریکی میں چھپ کر حملہ کرتے اور جب اسلامی فوج مقابلہ میں آتی تو وہ اپنی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ جاتے۔ بہت تنگ ہوئے پریشانی کہ اب کیا کریں۔ ایک دن مسلم کمانڈر نے حکم دیا کہ آج اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ میں دریا کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ہمیں پار گزار دے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہوئے کمانڈر نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ باقی تمام فوجیوں نے بھی پیروی کی۔ صحابہ کرامؓ کے گھوڑے جب دریا میں بھاگ رہے تھے تو پانی کے چھینٹ نہیں اڑتے تھے بلکہ راکھ اڑ رہی تھی۔ مٹی دھول گرد و غبار اڑ رہا تھا۔ پانی کے اوپر دریا میں گرد اڑتی تھی۔ جب دریا کو عبور کر لیا تو فرمایا کہ کسی صحابی کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں گری۔ ایک نے کہا کہ میرا لکڑی کا بنا ہوا پیالہ دریا میں گر گیا ہے۔ مسلم کمانڈر نے دریا کو حکم دیا کہ میرے جاٹار سپاہی کا پیالہ واپس کرو۔ ایک پانی کی لہر آئی جس کے ساتھ وہ پیالہ باہر نکل آیا۔ یہ غلاموں کی عظمت ہے۔ میری عرض ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی، عظمت، محبت، ادب جب تک کسی بندے کے دل میں نہ ہو۔ اس کا ایمان درست نہیں ہے۔ اعمال کی وقعت بعد میں آئے گی۔ جس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اس کی نماز بھی نہیں، روزہ بھی نہیں، حج بھی نہیں، زکوٰۃ بھی نہیں ہے۔ اس کی بخشش نہیں ہے۔ منافق کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہوتی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تو وہ منافق کہنے لگے کہ لو جی اب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اللہ تعالیٰ بن گئے ہیں۔ یہ منافق کی بولی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب خود ہی اللہ تعالیٰ بن گئے ہیں۔ اعتراض اس وقت بنتا ہے۔ جب دل میں محبت نہیں ہوتی ہے۔ اعتراض پیدا نہیں ہوتا جب دل میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اگر میں کہوں کہ تمہارا بیٹا شیر ہے تو تم خوش ہو جاتے ہو۔ حالانکہ وہ شیر نہیں بن سکتا۔ میں کہوں تمہارا بیٹا چاند جیسا ہے۔ خواہ وہ کالا سیاہ ہو پھر بھی آپ خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ تمہارے دل میں تمہارے بیٹے کی محبت ہے۔ اسی طرح اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

بیان ہو تو اگر تم خوش ہو جاؤ تک تمہارے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر اعتراض اٹھے، دل گھٹے اور شرک کے فتوے لگیں تو پھر تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد اکرام صاحب گلبرگ 30-04-2002

دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاہیا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین: نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

اکو ای حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
اللہ دے حبیب نال پیار ہونا چاہی دا
ہر ویلے نہ سہی مولا ایہہ تیری مرضی اے
پر کدے کدے آقا دا دیدار ہونا چاہی دا
کدے کدے وی نہ سہی آقا ایہہ تیری مرضی اے
پر اللہ مرن ویلے آقا دا دیدار ہونا چاہی دا
اکو ای حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
ہر ویلے سوہنے دا دیدار ہونا چاہی دا
آوے گا بلاوہ تینوں وی طیبہ چوں
پر عشق تیرا قافلہ سالار ہونا چاہی دا

حضرات۔ ہر وقت سوہنے دا دیدار ہونا چاہی دا۔ کیا یہ ممکن ہے Is it Possible یا صرف تمنائیں ہیں۔ کیا اگر یہ صرف
ایک تمنائیں ہو۔ صرف ایک دُعا ہی ہو تو کیا اس کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ قَدْ نَرَى
تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ (البقرہ ۱۳۳) ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔“ اے میرے
پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تو ہر وقت تیرا چہرہ ہی دیکھتا رہتا ہوں۔ آپ تو صرف تمنائیں کر رہے ہیں میرے اللہ
تعالیٰ کو دیکھنے کا اختیار ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا صیغہ بیان فرمایا ہے کہ جس طرح یہ ہوتا ہے نہ کہ آج نقد کل ادھار۔ دوکانوں
پر اکثر یہ لکھا ہوا بورڈ آپ نے پڑھا ہوگا۔ وہ بورڈ ایک ہی ہے۔ ہمیشہ لگا رہتا ہے یہ نہیں ہے کہ وہ روزانہ لکھ کر لگاتے
ہیں۔ بلکہ ایک ہی بورڈ ہے ایک ہی دفعہ لکھا ہوا ہے وہ کبھی پرانا نہیں ہوتا ہے۔ ”آج نقد“ یہ کبھی پرانا بھی ہوا ہے؟ یہ ہمیشہ
ہی نیا ہوتا ہے۔ آج نقد کل ادھار۔ آج ہمیشہ ہی آج رہتا ہے اور ادھار والا کل آتا ہی نہیں ہے۔ یہی صیغہ اللہ تعالیٰ نے
بھی استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فقرہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے وہ اس قسم کا ہے کہ پرانا ہوتا ہی نہیں ہے۔

فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تیرا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ دیکھتا رہوں گا۔ یہ سنت اللہ تعالیٰ ہے اور ایک دوسری آیت مبارکہ ہے۔ کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری نگاہیں تیرے چہرے پر ہی رہتی ہیں۔ قدرت کی نگاہیں تیرے چہرے پر ہوتی ہیں۔

قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرہ کو ملتی ہیں
اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا

اس کا کیا فائدہ ہوتا ہے۔ میں تو اکناکس پڑھا ہوا ہوں ہر چیز میں فائدہ ہی ڈھونڈتا ہوں۔ اس بڑنس میں کیا فائدہ ہے۔ اس مٹھی چانی میں کیا فائدہ ہے۔ آپ نے تو کبھی شاید سوچا بھی ہے کہ نہیں لیکن اگر میں آپ کی جگہ پر ہوں تو ضرور سوچوں گا کہ اس مٹھی بھرنے کا کیا فائدہ ہے۔ پاؤں دبانے کا کیا فائدہ محفل کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ محفل میں آنے کا کیا فائدہ ہے نعت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے نعت سننے کا کیا فائدہ ہے۔ تو آؤ دیکھیں کہ دیدار کی تمنا کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ جنتی ہو گیا۔ اور جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہی دیکھ لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ بھی جنتی ہو گیا۔ اور جس نے مجھے خواب میں دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جنتی ہو گیا۔ حضرت بابا فرید مٹھن کوٹ والے فرماتے ہیں۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی مل پوے بخشیا تے توں دی بخشیا جا

یہ کرم ہے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ جنتی ہو گیا انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ترین ہستی جو ہیں وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ ابھی شیر علی صاحب نے ان کی شان میں منقبت پڑھی ہے۔

تاج اصحاب جناب مصطفیٰ صدیق ہیں
دین حق میں ابتداء و انتباء صدیق ہیں
محسن اسلام مذکور خدا صدیق ہیں
اور فوق البشر بعد الانبیاء صدیق ہیں
زندگی میں ہی بشارت جن کو جنت کی ملی
وہ ہی ممدوح پیغمبر با خدا صدیق ہیں
گھر کا سامان ہی نہیں لختِ جگر تک ہے نثار
ناز بردار کی آقا میں جدا صدیق ہیں

زندگی بھر کی رفاقت ہی نہیں ان کو ملی
 قبر میں بھی ہم نشین مصطفیٰ صدیق ہیں
 ان کی مدحت میں کئی آیات ہیں قرآن کی
 ہم کیا سمجھیں کہ رتبے میں کیا صدیق ہیں
 کیوں نہ ہوگی بارگاہ حق میں جا کر مستجاب
 اے رضا میرا وسیلہ دُعا صدیق ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنے علوم عطا فرمائے ہیں وہ میں نے حضرت صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دئے ہیں۔ وہ اپنے پورے علم کے ساتھ محبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا ہوا شخص ہے۔ وہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ ان کی کیا رائے ہے۔ وہ امام ہیں۔ ساری امت کے امام ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد وہ سب کے امام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہوتے ہوئے کوئی امامت نہیں کرا سکتا۔ فرمایا کہ حشر والے دن جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے۔ کہ اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے آئے ہیں تو میرے لئے کوئی تحفہ لائے ہیں۔ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا بازو پکڑ کر پیش کر دوں گا کہ یا اللہ یہ میری ساری عمر کی کمائی ہے۔ یہ ہستی ہیں صدیق اکبرؓ۔ ان کی کیا دُعا ہے۔ کیا تمنا ہے ان کی صرف ایک ہی دُعا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میں ہر لمحہ دیدار ہی کرتا رہوں۔ ایک صحابیؓ آئے دیکھیں کہ ان کی کیا طلب ہے۔ صحابیؓ وہ ہستی ہے کہ جس کے نقش قدم پر چل کر ہم فلاح پا جاتے ہیں۔ کسی ایک صحابیؓ کے پیچھے لگ جاؤ جو کام اس نے کیا ہے وہ آپ بھی کر دو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ صحابیؓ آئے بڑا غمگین اور افسردہ سا چہرہ لے کر آئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا غم ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں..... اگر میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا ہوتی ہے تو حاضر ہو کر دیدار کر لیتا ہوں تسلی ہو جاتی ہے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مجھے جنت ضرور مل جائے گی۔ لیکن جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بہت اعلیٰ و ارفع ہوگا علمین میں ہوگا۔ میں پتہ نہیں کہ کس محلہ میں کس Section میں ہوں گا۔ مجھے وہاں دیدار کا موقع نہیں ملے گا۔ یہی مجھے غم ہے۔ ہمیں اور قسم کے غم ہیں کہ حورل جائے ستر حوریں مل جائیں گی آپ کو شرمل جائے گا۔ لیکن اے صحابیؓ تیرا کیا غم ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے وہ ایک شعر ہے نا کہ اے زاہداے دوست مجھ میں اور تم میں یہ فرق ہے کہ تمہیں جنت چاہئے اور مجھے مدینہ چاہئے۔ صحابیؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت نہیں چاہئے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابیؓ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ جنت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ تیرے دل میں میری محبت ہے تو میرے

ساتھ جنت میں ایسے ہوگا۔ جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔ (دو انگلیوں کو ایک ساتھ ملا کر اشارہ فرماتے ہوئے) اللہ تعالیٰ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک جوان لڑکا تھا اس کے شہر میں ایک ولی کامل بھی تھے۔ اس لڑکے کو ان سے محبت تھی۔ جس طرح سے آپ کے اس شہر فیصل آباد میں حضرت پیر نصیر الدین چاچڑوی دامت برکاتہ العالیہ ہیں ہم ان کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اس لڑکے نے اس ولی کامل کی زیارت کی تمنا کی۔ لیکن کوئی کام پڑ گیا۔ مصروفیت ہو گئی۔ آج جاتا ہوں کل جاؤں گا۔ نہ جا سکا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حشر ہوگا تو اس ولی کامل کی کرسی اور اس لڑکے کی کرسی ایک ساتھ رکھ دی جائیں گی۔ وہ لڑکا عرض کرے گا کہ یا اللہ کوئی غلطی ہو گئی میں تو بہت گناہ گار ہوں یہ ولی کامل ہیں۔ میرا درجہ کہاں اور ان کا منصب کہاں۔ میری کرسی ان کی کرسی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ نہیں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ تیرے دل میں ان بزرگ کے دیدار کی تمنا تھی۔ تمہیں یہ درجہ دے دیا گیا ہے۔ اگر آپ کو کسی ولی کامل کا درجہ چاہئے تو اس کے دیدار کی تمنا رکھو۔ ایک حدیث شریف میں نے کل پڑھی ہے کیا بات ہے جی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گنہگار عورت فوت ہو گئی۔ کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے کہنگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ پوچھا کہ کس وجہ سے بخشش ہو گئی ہے۔ کہنگی کہ وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جہنم میں ہوتی اگر تجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا نہ ہوتی۔ ان سے ملنے کی تمنا نہ ہوتی۔ میں تمہیں صرف اس وجہ سے بخش رہا ہوں کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا ہو اسے میں عذاب دے کر ذلیل کروں یہ مجھے گوارا نہیں ہے کیا کوئی قیمت لگتی ہے تم بھی کہہ دو۔“ کتے و بکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔“ یہ کہہ کر بے شک فوت ہو جاؤ اگر اس عورت کا بیڑہ پار ہو گیا تو میرا تیرا بھی ہو جائے گا۔ دیدار ہو جانا بہت بڑی سعادت اور بڑی فضیلت اور بڑا مقام اور بڑی خوش قسمتی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام در غلام در غلام کے دیدار کی یہ فضیلت ہے کہ ”اک دیدار مرشد بابا ہومینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو۔“ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی کیا عظمت اور اہمیت ہوگی۔ فرمایا کہ اے بی بی تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا تھی اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ تمنا لے کر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ بنا جانا
جو رنگ کہ جائی پر روٹی پہ چڑھایا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پر بھی چڑھا جانا
جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی حاصل

اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جاتا
 دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حسرت تو رہے باقی
 جزا اس کے ہر اک حسرت اس دل سے مٹا جانا
 قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرہ کو تکتی ہیں
 اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا
 دنیا سے ریاض ہو جب عقبی کی طرف جانا
 داغ غم احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سینے کو سجا جانا
 اگر بندے کے دل میں یہ حسرت ہے کہ کتے دیکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ علیہ وسلم اور وہ مر جائے۔
 دیدار ہو کر مر جائے یا دیدار کے بغیر مر جائے۔ جس کو دیدار ہو گیا وہ ولی بن گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں
 دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابی بننا تھا اس زمانہ میں وہ ولی بن جاتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
 گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
 عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
 ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
 شوکت سحر و سلیم تیرے جلال کی نمود
 فقر جنید و یزید تیرا جمال بے نقاب
 شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
 میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
 تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
 عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

یہ ساری نعت دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی عکس ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زیارت ہو گئی تو ریت کے
 ذرے بھی سورج بن گئے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے تو ولایت ملتی ہے جس طرح سے حضرت
 جنید اور حضرت یازید کو ملی ہے۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں کا رعب اور دبدبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ
 انور سے حاصل ہوتا ہے۔ جلال و جمال سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ملتے ہیں۔ اب دوسری بات یہ کہ
 زیارت نہیں ہوئی۔ ہم اس قابل نہیں ہیں گناہ آڑے آ گئے۔ کوئی اور وجہ بن گئی کہ جس سے دیدار نصیب نہیں ہوا۔ ایسا
 گنہگار بندہ جو نبی قبر میں جاتا ہے۔ آپ قبر کو بند کر دیتے ہیں اندر اندھیرا ہو جاتا ہے تو یہی دیدار کی حسرت شیخ بن کر قبر کو

روشن کر دیتی ہے۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسرت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ یہ ایسی تمنا ہے کہ جس کو پھل ضرور ملتا ہے۔ یہ ایمان کا ٹسٹ ہے۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؓ شریف لائے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہت ہی حسین ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدققتؓ تو نے سچ کہا۔ ابو جہل آگیا کہنے لگا کہ آپ بہت بد صورت ہیں۔ میں نے آپ جیسا بد شکل دیکھا نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ) فرمایا کہ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کس طرح سے ٹھیک ہو گئے۔ ایک کہتا ہے کہ بہت حسین ہیں وہ بھی ٹھیک ہے دوسرا کہتا ہے کہ حسین نہیں ہیں وہ بھی ٹھیک ہے۔ فرمایا کہ میں تو ایک نور ہوں۔ مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔..... جو بھی دیکھتا ہے۔ وہ میرے نور کے آئینے میں اپنے ایمان کی کیفیت کو دیکھتا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایمان بہت خوبصورت ہے میں اسے حسین نظر آتا ہوں۔ ابو جہل کی بے ایمانی بد صورت ہے اسے میں بد صورت (نعوذ باللہ) نظر آتا ہوں۔ نہ مجھے صدیق اکبرؓ نے دیکھا ہے نہ مجھے ابو جہل نے دیکھا ہے۔ دونوں نے اپنے اپنے ایمان کی کیفیت دیکھی ہے۔ تیرے میرے ایمان کا ٹسٹ یہ ہے اور ایمان یہ ہے کہ تیرے میرے دل میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا ہے۔ اگر بے تو پاس ہو گئے۔ ٹسٹ میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ایسی تینار کھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اے لقاے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو بے قیل و قال

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا دیدار ہر مشکل کا حل ہے۔ بغیر بتائے ہر سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ ایک عورت تھی جنگ احد میں اس کے تین عزیز شہید ہو گئے۔ اس کا باپ بھائی اور خاوند تینوں شہید ہو گئے۔ اور یہ بھی افواہ اڑ گئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہو گئے ہیں۔ مدینہ شریف کے تمام بچے بوڑھے مرد عورتیں بھاگے کہ پتہ کریں کہ کیا ہوا ہے۔ وہ عورت بھی دوڑی جا رہی ہے۔ کچھ مجاہدین بھاگ کر مدینہ شریف کی طرف جا رہے ہیں۔ اور لوگ میدان جنگ کی طرف جا رہے ہیں عجیب افراتفری کا عالم ہے۔ کسی نے بتایا کہ تیرا خاوند شہید ہو گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ خاوند کی شہادت کا کوئی غم نہیں۔ آگے جا رہی ہے کسی نے دیکھا تو کہا کہ تیرا باپ بھی شہید ہو گیا ہے اس نے کہا کہ کوئی فکر نہیں۔ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں۔ اور آگے بھاگی جا رہی ہے۔ کسی نے کہا کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے۔ اس نے جواب دیا بھائی کا غم نہیں مجھے یہ بتاؤ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو ٹھیک ہیں۔ آگے دوڑی جا رہی ہے۔ نبی..... پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر نظر پڑی تو کتب میں لکھا ہے۔ کیا بات ہے اس بی بی کی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا دیدار ہو جائے تو پھر کوئی غم۔ غم نہیں رہتا۔ تمام غم مٹ جاتے ہیں۔

اک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کروڑاں جہاں ہو

مرشد کریم کا دیدار لکھ کر وُجّج ہیں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے کیا کہنے ہیں۔ یہ سنت الہی ہے۔ قدرت کی نظر ہر لمحے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت الہی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ وہ اپنی زیارت سے نوازتے ہیں۔ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو ہر لمحے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک لمحہ اگر ہمیں زیارت نہ ہو تو ہم کافر ہو جائیں۔ یہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ غار ثور میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ ہواور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کوئی ضرورت نہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اب میں ہوں اور آپ ہیں۔ دیدار کرتے رہو۔ تین یوم تک غار میں رہے اور زیارت ہی کرتے رہے تین دن کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شکل و صورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو گئی۔ یہ دیدار نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جو دیکھتا ہے تو انہی جیسا ہو جاتا ہے۔ مدینہ شریف میں پہنچے تو مشابہت اتنی زیادہ تھی کہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہیں اور حضرت صدیق اکبرؓ کون ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے۔ اور غلام کون ہے۔ حالانکہ ستر افراد پہلے ہی مدینہ شریف پہنچ چکے تھے۔ مسلمان ہو چکے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہچانتے تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو بھی جانتے تھے۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؓ نے چادر تانی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ ہیں میں غلام ہوں۔ لیکن دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ دونوں ہم شکل ہیں۔ یہ ہے دیدار کی تمنا۔ چہرہ انور کو دیکھ کر سیرتیں بنتی ہیں آپ کرمانوالی سرکارؐ کے ہاں چلے جائیں۔ ہر بندہ دیکھنے میں ایک ہی جیسا لگے گا۔ کوئی مختلف نظر نہیں آتا۔ ایک ہی داڑھی ایک ہی بگڑی ایک ہی شانگل چلنا پھرنا ایک جیسا۔ شکل ایک جیسی۔ یہ دیدار ہے اللہ تعالیٰ دیدار کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ہم یہاں بیٹھے ہیں ہمارا کیا درجہ ہے کیا معیار ہے۔ ہمیں عملی، بیبی بصیرت، یہی علم ہواور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظاہری زمانہ ہواور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظر عنایت ہم پر پڑ جائے۔ اور ہماری ایک نظر ان کر چہرہ انور پر پڑ جائے کلمہ پڑھیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ اسی لمحہ صحابی بن گئے۔ کوئی اور عمل نہیں ہے۔ اس سے بھی بدتر عمل ہو۔ زانی ہو۔ کافر ہو۔ بیٹی کو زندہ دفن کر کے آیا ہو۔ وہ آئے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آکر کلمہ شریف پڑھے دیدار کرے اور اسی لمحے صحابی بن گیا۔ ساری عمر گناہ کئے ہیں کوئی نیک عمل کیا نہیں ہے۔ صرف دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے تو قسمت بدل گئی۔ یہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کتے دیکھن توں پہلوں مرنے جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ایمان کی نشانی ہے ایسی دعا ہے کہ جو ہر حال میں قبول ہے۔ جس طرح سے کہ درود شریف ہر حال میں قبول ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا حق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا۔ جس نے مجھے زندگی میں خواب میں دیکھا وہ انشاء اللہ مجھے ظاہری طور سے بھی دیکھے گا۔ ایک صحابی تھے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری

پردہ فرما چکے تھے۔ وہ صحابی ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو آپ کو خواب میں دیکھے گا وہ پھر آپ کو ظاہری طور سے بھی دیکھے گا۔ اب آپ فرمائیں کہ یہ کس طرح سے ممکن ہوگا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس صحابی کو ایک آئینہ دیا۔ صحابی نے وہ آئینہ دیکھا تو اس میں اپنی شکل دیکھنے کی بجائے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک نظر آئی نزع کے وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی بڑی فضیلت ہوتی ہے۔ بڑا کرم ہوتا ہے۔ جب ایک بندہ فوت ہوتا ہے۔ تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اس کے جسم سے جان اس طرح نکلتی ہے۔ کہ جس طرح پیری کی ٹہنی پر ململ کا کپڑا ڈال کر اسے کھینچیں تو وہ تار تار ہو جاتا ہے۔ دھاگے دھاگے ہو جاتا ہے۔ اتنی سختی سے جان نکالی جاتی ہے۔ لیکن مومن کی جان اس طرح سے نکلتی ہے جس طرح سے کھن میں سے بال نکلتا ہے۔ یہ اتنی آسان اور وہ اتنی مشکل۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ سورت یوسف علیہ السلام میں تلاش کرو۔ جس میں ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے جب مصری عورتوں کو دعوت دی ان کے ہاتھوں میں چھریاں دے دیں اور پھل دے دئے کہ ان کو کاٹیں اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب عورتیں پھل کاٹنے لگیں تو آپ براہ کرم پردے کے بغیر ان کے پاس سے گزریں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام عورتوں کے درمیان سے گزرے تو ان کے ہاتھوں سے پھل گر گئے اور چھریاں ان کے ہاتھوں پر چل گئیں۔ ان کے ہاتھ کٹ گئے لیکن کسی عورت نے بھی آہ و بکا نہیں کی۔ کوئی چیخ و پکار نہیں کی کہ ان کے ہاتھ کٹ گئے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن میں اتنی محو ہو گئیں کہ اپنے ہاتھ کٹنے کا احساس تک نہیں ہوا۔ بلکہ کہنے لگیں کہ یہ کوئی بشر نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ وہ دیدار یوسف علیہ السلام میں اتنی گم ہو گئیں کہ اپنے ہاتھ کٹنے کا غم نہیں رہا۔ جب کوئی مومن فوت ہوتا ہے۔ تو اس کے سامنے میں ہوتا ہوں وہ میرے دیدار میں اتنا گم ہوتا ہے۔ کہ اس کو جان نکلتے کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ نزع کے وقت دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جائے۔ یہ ایمان کی پہچان بھی ہے۔ اور تیری میری نجات بھی ہے۔ کوئی بندہ دنیا میں تمنا کرے یا نہ کرے لیکن قبر میں ہر بندے کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرایا جاتا ہے۔ لیکن وہاں صرف وہی پہچانتے ہیں جو دنیا میں تمنا کرتے ہیں کہ کتے و بکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ولی کے فوت ہونے کا جب وقت آتا ہے۔ تو فرشتہ آکر کہتا ہے کہ آپ کی عمر پوری ہو گئی ہے اب کیا خیال ہے۔ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں چند یوم مزید رہنے دو کوئی تبلیغ کریں گے تو اور لوگ بھی راہ راست پر آجائیں گے۔ قبر میں جا کر کیا کرنا ہے وہاں کرنے والا کوئی کام نہیں ہے۔ بے کار لیٹ رہنا ہے اس کا کیا فائدہ۔ اب چونکہ ولی اللہ کا وقت پورا ہو گیا ہوتا ہے تو پھر فرشتہ عرض کرتا ہے کہ کیا آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں کرنا ہے۔ ولی اللہ فرماتا ہے کہ ہاں ہاں کیوں نہیں کرنا ہے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو قبر میں ہونا ہے۔ تو وحی اللہ فرماتے ہیں کہ چلو ابھی چلتے ہیں۔ جلدی کرو میری جان نکال دو تاکہ میں جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا دیدار کروں۔ لوگ تمنا کرتے ہیں کہ ہمیں موت آئے تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ کی تمنا لے کر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایمان کا ثلث، ایمان کی کیفیت، ایمان کی لذت وہی جانتا ہے کہ جس کے دل میں ہے کہ کتے و بکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مجازی عشق والے راجھا اگر آجائے تو وہ کیا کہے گا۔ اسے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو وہ کیا کہے گا وہ یہی کہے گا کہ ہیر کا دیدار ہو جائے۔ مجنوں آجائے تو کیا کہے گا۔ مجھے لیلیٰ کا دیدار کرادو۔ پھر آپ کو کیا چاہئے اگر ایمان ہے تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا ہوگی اگر ایمان نہیں ہے تو پھر کچھ اور ہی تمنائیں ہوں گی۔ ایمان کا سب سے بڑا ثلث یہ ہے کہ جس کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی اسے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تمنا ہوگی۔ لوگ راتوں کو جاگتے ہیں آہ و زاری کرتے ہیں روتے ہیں نفل دیدار محمدی پڑھتے ہیں کھڑے رہتے ہیں۔ مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے ساری ساری رات الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُولَ اللّٰہ پڑھتے رہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں اور ایسے لوگوں کو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتا ہے۔ یہ بھی خوش نصیبی سے کم نہیں کہ یہ دل صبح و شام اس طرف لگا رہا کہ کتے و بکھن تو پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعا ہے ان کے صدقے اور وسیلے سے ہم بھی دُعا کرتے ہیں اور حضرت عمر فاروقؓ کی دُعا ہے یا اشعار میں بنی ہوئی ہیں کہ

گنبد خضراء کے آنگن کی ہوا ماگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دُعا ماگی ہے
زندگی ماگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا ماگی ہے
گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے
ہم نے چہرہ انور کی ضیاء ماگی ہے

اللہ کرے کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا دل میں قائم دائم رہے۔ ہمیں یہ کیفیت نصیب ہو جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر لمحے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی طرف دیکھتے ہیں۔ ہمارے بھی دلوں میں یہ تمنا ہر لمحہ اجاگر رہے۔ یہ بندے کا کمال ہے ایک شعر ہے کہ

میں گنبد خضراء کی طرف دیکھ رہا ہوں
کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

اونچی سے اونچی نظر کیا ہو کہ وہ معراج نظر ہو جائے فرمایا کہ جب گنبد خضراء پر نظر پڑ جائے تو اس سے اونچی پھر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور گنبد خضراء والی ہستی کا دیدار نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی کوئی معراج نہیں ہے۔ یہ وہ تمنا ہے جو حاصل زندگی ہے۔ جس نے ساتھ جانا ہے جو حشر میں کام آئی ہے۔ جو قبر میں آئی ہے۔ ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف فرما ہوتے ہیں۔ محفل میں بھی تشریف فرما ہیں صرف ان کو دیکھنے والی نظر چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور نہیں ہیں میری نظر دیکھ نہیں سکتی۔ یہ ٹیوب لائٹ جل رہی ہے روشنی دے رہی ہے۔ میں آنکھیں بند کر لوں تو میرے لئے اندھیرا ہے روشنی نظر نہیں آئے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر ہیں لیکن ہم اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ان کے سامنے اندھے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ آنکھیں اور بصیرت عطا فرمائے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کر سکے ہمارے دلوں میں ہر وہ چیز تنہا رہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ سب کو دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش حاجی محی الدین صاحب 16-09-02

تشریف آوری مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاہیا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! بڑا مشہور واقعہ ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت امیر خسروؒ تھے۔ حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مرید کو حکم دیا کہ حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی محفل
میں جایا کرو۔ وہ وہاں جایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ
میں تمہارے پیر صاحب کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں نہیں دیکھتا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بڑے غمگین
ہوئے ان کے دل کو بڑی گرفت ہو گئی کہ میرے پیر و مرشد کا پیہ نہیں کہ کیا مقام ہے۔ ان کو فکر لگ گئی وہ سوچتے رہے کہ
میرے پیر و مرشد کا کیا حال ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو فرمایا کہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کیا بات ہے تو بڑا
متفکر ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
کچہری میں نہیں ہوتے۔ آپ ان کی محفل میں دربار میں نہیں ہوتے تو مجھے بڑا دکھ ہوا ہے۔ فرمایا کہ اچھا اب آپ جانا
اور قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنا کہ آپ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں پہنچادیں۔ تو میں خود ہی
اپنے پیر صاحب کو ڈھونڈ لوں گا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ دوبارہ ایسا موقع آیا کہ قلندر صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے پھر وہی فرما دیا کہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر و مرشد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں
نہیں ہوتے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ آپ مجھے نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں ان کی محفل میں پہنچادیں میں خود ہی اپنے پیر صاحب کو وہاں ڈھونڈ لوں گا۔ قلندر
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ عنایت ڈالی حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ آنکھیں بند
کرو۔ اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں پہنچادیا۔ حضرت امیر خسرو محفل میں
پہنچے تو ادھر ادھر نظر دوڑا لیکن انہیں پیر صاحب وہاں نظر نہ آئے۔ بڑے غمگین ہوئے کہ قلندر صاحبؒ تو ٹھیک ہی
فرماتے تھے کہ میرے پیر و مرشد اس محفل میں نہیں ہوتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر خسروؒ کو جب
بڑے غمگین دیکھا تو فرمایا کہ کیا بات ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے پیر و مرشد کو آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی محفل میں نہیں پاتا۔ فرمایا کہ آپ اوپر والی کچہری میں چلے جاؤ۔ حضرت امیر خسروؒ اوپر تشریف لے گئے تو وہی تخت
وہی سماں ہے بے شمار اولیاء اللہ تشریف فرما ہیں لیکن حضرت امیر خسروؒ کے پیر صاحب وہاں بھی نہیں ہیں پھر بہت گھبرائے

غمگین ہوئے کہ میرے پیر و مرشد نہ جانے کہاں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے پیر و مرشد کو یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں نہیں پاتا۔ فرمایا کہ اوپر والی محفل میں چلے جاؤ۔ اس طرح سے ہوتے ہوتے سب سے اوپر جو محفل ہو رہی تھی وہاں پہنچ گئے تو ان کے پیر و مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اس محفل میں موجود تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جانا بڑی فضیلت بڑی سعادت بڑی خوش قسمتی ہے اللہ کرے کہ ہر کوئی وہاں جائے۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تو یہ شان ہے۔ ان کو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی حاضری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں موجودگی کا شرف مل گیا۔ پھر ہم غریبوں کا کیا حال ہوگا۔ ان کے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو تو بلا لیا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر ہمارا کیا حال ہے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر چھوٹے سے چھوٹے بندے کو بھی نوازتے ہیں۔ وہاں جانا فضیلت اور یہاں غریبوں کو نوازنا کرم ہے۔ رحمت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بھی نہیں بھولتے ہیں ہمیں بھی ازراہ کرم نواز دیتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ یہ محفل ہے چھوٹی ہے کہ بڑی ہے۔ اس محفل میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضرات اس محفل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ موجود ہیں۔ تشریف رکھتے ہیں۔

در	دل	مسلم	مقام	مصطفیٰ	است
آبروئے	ماز	نام	مصطفیٰ	است	

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر مومن کے دل میں رہتے ہیں۔ آپ پڑھا کرتے ہیں کہ

جسے	شک	ہو	وہ	خضرؑ	سے	پوچھ	دیکھے
تیری	مجلوں	کا	سماں	غوث	الا	اعظمؑ	

ایک محفل تھی حضرت سرکار غوث الاعظمؑ نے وہاں تقریر فرماتا تھی۔ لیکن جیسے ہی آپ نے اپنی پہلی تقریر شروع کی تو آپ اپنی تقریر ہی بھول گئے۔ علم بھول گئے۔ حالانکہ آپ نے پینتیس سال علم حاصل کیا لیکن تقریر شروع کی تو اس میں سے ایک ذرہ بھی یاد نہیں۔ بڑے غمگین ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے گھبراہٹ بھی ہوئی۔ عجیب کیفیت ہو گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر جلوہ گر ہوئے۔

تیرے	وعظ	میں	آکے	شاہ	اممؑ	نے
بڑھائی	تیری	عز	و	شان	غوث	الا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے فرمایا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارا علم بھول گیا ہے۔ اتنے سارے آدمی مجھے سننے کے لئے آئے بیٹھے ہیں۔ مجھے تقریر یاد نہیں آ رہی ہے۔ میں ان کو کیا سناؤں شرمندگی سی ہو رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہ کھولو۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؑ نے اپنا منہ کھولا تو حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعابِ دہن اس میں ڈالا تو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کو دنیا و کائنات کے سارے علوم آ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں تشریف لائے ہیں نا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس محفل میں ہوتے ہیں جس میں ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ غوث الاعظمؒ کی محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نور سے ہوں گے لیکن یہاں اس محفل میں بھی ان کی جلوہ گری ہے۔ دو چار سال پہلے کی بات ہے کہ یہاں فیصل آباد میں ایک شخص نے یہ بات سنی تو اس نے رونا شروع کر دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا ہے تو کرم فرمائیں اور مجھے بھی اپنا لعابِ دہن عطا فرمائیں۔ مانتا ہوں کہ میں چھوٹا ہوں بے کار ہوں۔ بہت گناہ گار ہوں لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے بھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میرے منہ میں بھی لعابِ دہن عطا فرمائیں۔ چند روز یہی التجا کرتا رہا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا۔ خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں لعابِ دہن عطا فرما دیا۔ چار پانچ سال ہو چکے ہیں لیکن لعابِ دہن کی شیرینی ابھی تک اس کے منہ میں ہے۔ آپ اپنے دل میں درود شریف پڑھیں کوئی دوسرا نہ سنے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے قریب ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا اپنے اپنے دل میں پڑھا ہوا درود شریف بھی سن لیا ہے۔ آپ کی اسی محفل میں ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ منقبت پڑھتا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی منقبت وہ پڑھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

غوث الاعظمؒ مریداں تے ہر ویلے نظر رکھ دے
 بیٹھے نہیں چٹائی تے دو جگ دی خبر رکھ دے
 رب موڑ دا نہیں کوئی گل ساڈے پیراں پیراں دی
 ایہہ رب نوں مثالیہ دے جدوں سجے وچہ سر رکھ دے
 کدی موڑ دے نہیں خالی در تے آئیاں گداواں نوں
 ایہہ تاں اپنے مریداں لئی کھلے اپنے نے در رکھ دے
 تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے
 جو کہن اوہ ہو جاندا لفظاں وچہ اثر رکھ دے
 اینویں نہ سمجھ بیٹھیں انہاں اولیاء اللہ نوں
 ایہہ تاں از لاں توں جوہری نے قدماں وچہ گوہر رکھ دے

وہ پڑھتا ہے کہ

تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے
 وہ کہن اوہ ہو جاندا لفظاں وچہ اثر رکھ دے

یہ بڑی لے سے پڑھتے ہیں عشق سے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے یہ منقبت پڑھی تو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ یہاں فیصل آباد میں تشریف لے آئے۔ کئی سال پہلے کی بات ہے۔ آپ آئے اور پوچھا کہ تو نے کون سی تقدیر بدلوانی ہے۔ تم جو کہتے ہو کہ ”تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے۔“ تم نے کون سی تحریر بدلوانی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا غوث الاعظمؒ میں ریلوے میں ملازم ہوں اور ریٹائر ہونے والا ہوں۔ روزی کا اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ آمدنی پہلے ہی تھوڑی ہے۔ خرچ، اخراجات زیادہ ہیں۔ میری مدت ملازمت میں توسیع فرمادیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ تیرے سارے ریکارڈ میں سے میں نے تیری تاریخ پیدائش منادی ہے۔ جاؤ محکمے والوں سے کہو کہ وہ تمہیں ریٹائر کر دیں۔ انہیں تیری تاریخ پیدائش نہ ملے گی نہ وہ تمہیں ریٹائر کر سکیں گے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی ادھر محکمے والوں نے بھی اسے نوٹس دے دیا کہ تمہاری ریٹائرمنٹ ہو رہی ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ مجھے ریٹائر کر دیں۔ میری تاریخ پیدائش کے حساب سے جو مدت ملازمت پوری ہوتی ہے۔ اس پر ریٹائر کر دیں۔ ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائر کر دیتے ہیں۔ محکمے والوں نے جب کاغذات کی تیاری شروع کی تو انہیں کسی بھی کاغذ سے اس کی تاریخ پیدائش نہیں مل رہی تھی۔ آپ نے میری تاریخ پیدائش کیوں منائی ہے۔ اس نے ان سے یہ مطالبہ کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کیا ضرورت تھی کہ آپ کی تاریخ پیدائش منادیں۔ یہ پتہ نہیں کہ از خود ہی مٹ گئی ہے۔ بہر حال اب جو تاریخ آپ کہتے ہیں وہ ہم لکھ لیتے ہیں۔ اس طرح سے کوئی دس سال تاریخ پیدائش پیچھے کر کے لکھ دی۔ اب اس نے دس سال مزید ملازمت کرنی ہے۔ کوئی اسے ریٹائر نہیں کر سکتا گا۔ یہ غوث الاعظمؒ سرکار ہیں۔ یہ ان کا کرم ہے۔ اب پھر اس کی ریٹائرمنٹ کے لئے ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دیا گیا۔ جو ایسے ملازموں کا معائنہ کرتا ہے۔ کہ جو ریٹائرمنٹ کے قریب ہو چکے ہوں اور صحت کے لحاظ سے ملازمت کے قابل نہ رہے ہوں انہیں میڈیکل کی بنیاد پر قبل از وقت ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔ اس کو بھی حکم ہوا کہ لاہور میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہو۔ چند ماہ پہلے کی بات ہے یہ وہاں لاہور میں میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے معائنہ کے بعد رپورٹ دی کہ اس کی نظر کمزور ہو چکی ہے۔ قوت سماعت بھی کم ہو گئی ہے۔ جسمانی طاقت بھی کمزور ہو چکی ہے اب تو مزید ملازمت کے قابل نہیں ہے۔ وہیں سے کسی نے کہہ دیا کہ یہ بابا حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی منقبت پڑھنے والا ہے۔ اس سے منقبت سنو بہت اچھی پڑھتا ہے۔ میڈیکل بورڈ والوں نے اس سے منقبت پڑھنے کو کہا۔ اس نے وہ منقبت سنادی۔ تو میڈیکل بورڈ کے چیف ڈاکٹر نے کہا کہ اس کو پاس کر دو۔ اور جب یہ خود کہے کہ میں اب سروس نہیں کرنا چاہتا تو پھر اس کو ریٹائر کر دیں۔ یہ میرے غوث الاعظمؒ کا کرم ہے کہ وہ اپنے مرید کی دلجوئی فرماتے ہیں۔ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ کریم ہیں۔ ایک نعت خوان ہے۔ جناب اصغر محمد چشتی صاحب اس کو کینسر ہو گیا۔ نقد باتیں سنو۔ مانا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بڑی عظیم ہستی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی اونچی محفل میں جاتے ہیں۔ اعلیٰ و ارفع محفل میں ہوتے ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لچ پال ہیں کہ وہ غریبوں کے گھروں میں بھی تشریف لے آتے ہیں۔ اصغر چشتی صاحب کو کینسر ہو گیا۔ منہ میں کینسر ہو گیا۔ ایک کان

بھی بند ہو گیا۔ آنکھ بھی بند ہو گئی ایک طرف سے چہرہ پر بہت زیادہ ورم ہو گیا۔ گلابھی بند ہونا شروع ہو گیا۔ ڈاکٹروں کے زیر علاج تھا۔ بیماری لا علاج حد تک بڑھ گئی۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ لا علاج قرار دے دیا اور کہا کہ اس کو گھر لے جاؤ اب مزید خرچہ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اب آخری سٹیج پر ہے قریب المرگ ہے۔ چند روز کا مہمان ہے اس کی جو خدمت کر سکتے ہو وہ کر لو۔ اسے گھر لے آئے۔ جو تھوڑی بہت آواز تھی اس میں اس نے نعت پڑھی۔ صائم چشتی کی نعت پڑھی۔

ہو نگاہ کرم یا محمد ﷺ غم زدوں نے ہے تجھ کو پکارا
اور کچھ بھی نہیں پاس میرے بس تیرے نام کا ہے سہارا
تیرے پاؤں کی ٹھوکر سے آقا ہے بدل جاتی تقدیر عالم
تیرے ہوتے ہوئے کملی والے کیوں ہو گردش میں میرا ستارہ
تو نے لاکھوں کی قسمت سنواری ہے خدا کی خدائی تمہاری
کر بلا کے شہیدوں کا صدقہ میری جانب بھی ہو اک اشارہ
دو جہاں کا ملا راج تجھ کو ہم بے کسوں کی ہے لاج تجھ کو
اس کو ڈر ہے بھلا کس بلا کا جس نے پکڑا ہو دامن تمہارا
غوث ہوں اولیاء انبیاء ہوں شاہ عالم ہوں کہ گدا ہوں
بھیک لیتے ہیں سب آ کے تجھ سے تیرے در پہ ہے سب کا گزارہ
اگرچہ صائم سرپا خطا ہے میرے آقا تمہارا گدا ہے
ہو کے تیرا بھی جہنم میں جائے کیسے رحمت کو ہو گا گزارہ

وہ یہ نعت محافل میں سنایا کرتا ہے۔ اس نے نعت پڑھی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا نعت خواں ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثناء خواں ہوں۔ مجھے گوگنا ہو کر موت نہ آئے۔ میرا گلاب بند ہو رہا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ دیکھو یہ نعت پڑھا کرتا تھا۔ تو اس کا یہ انجام ہوا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے گوگنا کر کے موت دی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی اور مرض میں موت نہ آئے۔ موت برحق ہے موت آنی ہے یہ قانون قدرت ہے۔ ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ میں نے بھی مرنا ہے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گوگنا کر کے موت نہ آئے۔ ورنہ لوگ مخالفین نعت خوانی پر طنز کریں گے۔ اتنی عرض کی رات کو سو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ یہ فیصل آباد کی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ڈاکٹر بھی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اس کا اپریشن کرو۔ ڈاکٹروں نے اس کا اپریشن کیا۔ خون نکلا وہ نیچے فرش پر گر دیا۔ اصغر صاحب کو آرام آ گیا۔ صبح اٹھا تو بیوی سے پانی طلب کیا۔ وہ پانی لے کر آئی تو دیکھا کہ فرش پر بہت خون پڑا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کہ یہ اتنا خون کہاں سے آ گیا۔

اس نے بتایا کہ رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا اپریشن کرایا ہے۔ یہ وہ خون ہے۔ وہ تندرست ہو گیا۔ دن بدن صحت بہتر ہوتی گئی۔ ڈاکٹر صاحبان ابھی تک حیران ہیں کہ یہ کس طرح سے صحتیاب ہو گیا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاتو صحت یاب ہو چکا ہے۔ اور تیرے ٹھہ سال کی عمر میں فوت ہوگا۔ اور ابھی پندرہ سال کے قریب باقی ہیں۔ اب وہ بہت شوق سے عشق سے محبت سے نعت پڑھتا ہے۔ ڈاکٹر حیران ہیں کہ تو وہ مریض تھا جو Point of no return پر تھا تو کیسے ٹھیک ہو گیا۔ جب اس نے ڈاکٹروں کو بتایا کہ میرا اپریشن سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرایا ہے تو اب ڈاکٹروں نے اس کو یہ سہولت دی ہے کہ وہ اس کی پوری Family کا علاج فری کیا کریں گے۔ تیرے اہل و عیال میں سے کوئی بیمار ہو جائے ہم اس کا مفت علاج کریں گے۔ ایک اور بندہ ہے وہ تو مٹا ہے اگر اس سے اس کا نام پوچھیں تو وہ اپنا نام تک نہیں بتا سکتا۔ یہ نعت خوان مختار احمد ہے۔ لیکن وہ جس وقت نعت شریف پڑھتا ہے تو بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان کی لکنت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ نعت پڑھتے وقت وہ بالکل نہیں اٹکتا۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ حالانکہ مجھے علم ہے کہ اس کی رہائش کہاں ہے لیکن اگر اس سے پوچھیں کہ تو کہاں رہتا ہے تو اس کی زبان کی لکنت کی وجہ سے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کہاں رہتا ہے وہ ایسا خوش نصیب ہے کہ فیمل آباد میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے نعت سنتے ہیں اور خوشی میں جھومتے ہیں اور جس شعر کو بہت زیادہ پسند فرماتے ہیں وہ یہ شعر ہے کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے
اے سید عالم وہ فقط آپ ﷺ کا در ہے

اس نعت شریف کو سن کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جھومتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر گھر میں تشریف لاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن یوم مشہود ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اس دن میرا عاشق جہاں کہیں بھی ہو وہ مجھ پر درود شریف پڑھے تو میں خود سنتا ہوں۔ مانا کہ حضرت نظام الدین اولیاء بہت بڑی ہستی ہیں۔ ہندوستان پر ان کا بہت کرم ہے۔ تمام بادشاہتیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ بارگاہ رسالت مآب میں جاتے ہیں۔ بڑی اعلیٰ و ارفع محفل میں ہوتے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم اتنا ہے کہ وہ ہر غریب کے گھر میں بھی تشریف فرما ہوتے ہیں کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما نہ ہوتے ہوں۔ یہ حکم ہے کہ جب آپ اپنے گھر میں جاؤ تو اگر وہاں آپ کے اہل خانہ موجود ہیں تو ان کو کہو السلام علیکم اور اگر کوئی نہ ہو۔ مکان خالی ہے کوئی اہل خانہ موجود نہیں تو پھر کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰہِ۔ تمہیں جواب دیا جائے گا۔

وَعَلَیْكُمْ السَّلَامُ يَا اُمَّتِی کئی خوش نصیب ایسے ہیں جو یہ آواز سنتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب عطا فرماتے ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتب میں بطور خاص ایک بندے کا ذکر کیا ہے۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ حج پر جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا انتقال ہو گیا۔ مرتے دم اس کا چہرہ بدل کر گدھے جیسا بن گیا اور اس کا رنگ کالا سیاہ ہو گیا۔ بیٹا بہت گھبرا گیا۔ کہ ایک تو یہ ہے کہ وہ پردیس میں ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا چہرہ بدل کر گدھے

جیسا بن گیا ہے۔ رنگ بھی نہایت کالا سیاہ ہو گیا ہے۔ اب میں کس کو غسل دینے کے لیے بلاؤں۔ کون قبر کھودے کہاں کھودے۔ جنازہ کون پڑھائے۔ گدھے کی تو قبر نہیں بنائی جاتی۔ نماز جنازہ پڑھنے کو دل نہیں مانتا۔ لیکن میرے والد صاحب ہیں ایسے ہی کہاں چھوڑ کر چلا جاؤں۔ آخر کیا کروں۔ وہ اسی گھبراہٹ میں تھا کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لے آئے اور اس میت کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا۔ میت کا چہرہ درست ہو کر دوبارہ انسانی چہرہ بن گیا اور چہرے پر نور بھی آ گیا۔ بیٹا بہت خوش ہو گیا کہ بڑی مصیبت سے جان بچ گئی۔ بیٹے نے ان بزرگوں کا دامن پکڑ لیا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں۔ آپ نے میری بڑی مدد فرمائی میری مشکل حل فرمادی۔ فرمایا کہ میں تیرا نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی کرم نوازی فرمائی۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ میرے والد صاحب کی شکل کیوں تبدیل ہو گئی تھی فرمایا کہ یہ سود کھاتا تھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کرم فرمایا۔ فرمایا کہ مجھ پر درود شریف بھی پڑھتا تھا۔ اس لئے میں آ گیا ہوں۔ پڑھو درود شریف **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّالِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ**۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بھی تشریف رکھتے ہیں۔ خود سنتے ہیں۔ ہمیں تو دنیا بڑی دور دور تک نظر آتی ہے۔ نیویارک بہت دور ہے۔ ٹوکیو دور ہے۔ ماسکو دور ہے۔ چاند، ستارے بہت دور ہیں۔ فلکی اجرام بہت دور ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری کائنات میری تھیلی پر ایک رائی کا دانہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے قریب ہیں۔ اسی رائی کے دانہ میں بارگاہ رسالت بھی ہے۔ اور اے محمد افضل تیرا گھر بھی اسی میں ہے۔ ہم سب اس دانہ میں ہیں اور وہ دانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیلی مبارک پر ہے۔ تو پھر آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنی دور ہو۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے۔ قیامت کے روز ہر نبی علیہ السلام کی امت کے لوگ انکار کر جائیں گے عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ ہمیں عذاب کیوں دیتے ہیں ہمارے پاس تو تیرا کوئی نبی علیہ السلام آیا ہی نہیں ہے۔ نہ کوئی آیا نہ کسی نے تبلیغ فرمائی نہ ہمیں سیدھے راستے سے متعلق بتایا۔ ہم تو گمراہ تھے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھانے والا کوئی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ نے ان کو وعظ نہیں فرمائی۔ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ نے بھی تبلیغ نہیں فرمائی تمام انبیاء علیہم السلام سے پوچھا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تیرے حکم کو مانا اور تیرا پیغام ان تک پہنچایا لیکن یہ مانتے ہی نہ تھے اور بالکل انکاری ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنے گواہ لاؤ کہ تم نے تبلیغ کی تھی عرض کریں گے کہ یا اللہ گواہ تو یہی تھے۔ اب یہ انکاری ہو گئے ہیں تو پھر کون گواہی دے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ علیم ہے خبیر ہے۔ دل کے بھید کو بھی جانتا ہے۔ پھر بھی گواہی طلب فرما رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام اپنے گواہ پیش نہیں کر سکیں گے۔ آخر وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمارا گواہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے امتی ہیں۔ امت محمدیہ پیش ہوگی۔ پوچھا جائے گا کہ بتاؤ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی تھی۔ ہم عرض کریں

گے کہ ہاں یا اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی تھی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے امتی کہیں گے کہ یا اللہ یہ تو بعد میں آئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام 571 عیسوی میں تشریف لائے ہیں جس کی اپ 2002 ہے۔ اور اعلان نبوت تو مزید چالیس سال بعد ہوا ہے۔ اور ہم تو اور بھی چودہ سو سال بعد آئے ہیں۔ یہ ہماری گواہی کس طرح دے رہے ہیں یہ تو اس وقت تھے ہی نہیں۔ امت محمدیہ سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ تم تو موقعہ پر تھے نہیں پھر تم کیسے گواہ بن رہے ہو۔ ہم عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم تو نہ تھے لیکن ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہے ہم مان گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ہے۔ ہم نے تسلیم کیا ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دوزخ ہے ہم مان گئے۔ ہم نے نہ جنت دیکھی نہ دوزخ دیکھی نہ دیدار الہی کیا ہے۔ صرف اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتانے سے ہم نے تسلیم کیا ہے۔ یہ بھی ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فرمان ہے۔ کہ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام تشریف لائے اور اپنی اپنی امتوں کو تبلیغ فرمائی ہم نے یہ بھی مان لیا اور اسی وجہ سے گواہی دے رہے ہیں۔ سابقہ امتیں یہ دلیل نہیں مانیں گی تو تمام انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ ہمارا گواہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ شاید، ہر موقعہ کے گواہ شَہِیدٌ وَ مُبَشِّرٌ وَ نَذِيرٌ (الاحزاب ۴۵)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے اور عرض کریں گے کہ ہاں یا اللہ میں اس وقت موجود تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تبلیغ کر رہے تھے۔ میں موجود تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تبلیغ فرما رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم Replay کر کے دکھادیں گے۔ ساری امتیں بار جائیں گی۔ انبیاء علیہم السلام حیات جائیں گے۔ ہر موقعہ کے گواہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آج اس محفل کے گواہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ سب بیٹھے ہیں نا۔ اس موقعہ کے گواہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو فرمان بڑے شان والے ہیں۔ اگر ان کو مان جائیں تو لوگوں کا بیڑہ پار ہو جائے۔ ایک بندہ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **مَا شِئْتُ**۔ جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔ اس نے جنت مانگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دی۔ لیکن سوال کہ جو تیرا جی چاہے میں دیتا ہوں۔ تو مجھ سے مانگ لے یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں پوری کائنات ہے۔ ورنہ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ کیا آپ کے قبضہ میں سب کچھ ہے۔ نہیں ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں سب کچھ ہے۔ جو کوئی مانگے جو کچھ بھی مانگے وہ عطا کر دیتے ہیں۔ جنت کس طرح سے ملنی ہے۔ پہلے یہ کہ اعمال ہوں پھر قول ہو اور پھر پڑتال ہو پھر کہیں سالوں بعد جا کر فیصلہ ہوتا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت مانگی تو فرمایا کہ جاؤ دے دی اور بھی کچھ مانگ لو۔ دوسری جو چیز عظمت والی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا جو جی چاہے مجھ سے پوچھ لو کچھ لوگوں نے طعنہ دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی باتوں کا علم نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ آج جس کا جو جی چاہے پوچھ لے۔ دو تین نے پوچھ لیا۔ ایک نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ میں حلالی نہیں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں میرے والد صاحب کون ہیں۔ یہ کتنا بڑا راز ہے۔ کون کس کا بیٹا

ہے یہ ایک راز ہے۔ جو صرف والدہ جانتی ہے۔ اللہ معافی دے بعض ایسی بھی ہیں جو یہ بھی نہیں جانتیں۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی جانتے ہیں اور شاہد کیا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تو حلالی ہے۔ اس کے باپ کا نام لے کر بتایا کہ تو اس کا بیٹا ہے۔ دنیا و کائنات کے بندوں کے منہ بند ہو گئے۔ پھر کبھی کسی نے طعنہ نہیں دیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب جو ہے وہ اس راز کو بھی پالیتا ہے۔ اتنے شاہد ہیں اتنے پاس ہیں۔ نور نبوت کے ساتھ ہر ذرّے کا بھی علم ہے ایک دوسرے نے پوچھ لیا کہ میرا باپ کون ہے۔ اس نے شوق سے ہی پوچھ لیا۔ فرمایا تو حرامی ہے۔ اس نے تلوار نکال لی اور اپنی والدہ کے سر پر جا کھڑا ہوا۔ بتاؤ کہ میں حلالی ہوں کہ حرامی ہوں۔ اس نے کہا کہ تیرے حرامی ہونے کی یہی نشانی کافی ہے۔ کہ تو اپنی ماں کو قتل کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ اور حرامی کون ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تو حرامی ہے اس پر بھی مہر لگ گئی۔ تیسرے نے پوچھا کہ میرا انجام کیسا ہے۔ مرنے کے بعد مجھے جنت نصیب ہو گی کہ دوزخ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو جہنمی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کا انجام بھی جانتے ہیں۔ اسی محفل میں ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ اسے محفل میں جانے کا وقت نمل۔ کا تو اپنے گھر میں ہی کیسٹ لگا کر سننے لگا۔ تلاوت سنی۔ نعت شریف سنی اور پھر ساری محفل کی کاروائی سن رہا۔ اس کی بیوی نے دیکھا کہ گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ یہ فیصل آباد کی بات ہے چند دنوں کی بات ہے۔ ایسے لچ پال ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اپنی بارگاہ میں بلا کر نوازتے ہیں تو ادھر محافل میں تشریف لا کر ہم غریبوں پر بھی کرم فرماتے ہیں۔ ایک بڑا مشہور واقعہ ہے۔ لالہ موسیٰ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک مرید انے پیر صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ میرے گھر میں تشریف لائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ فلاں دن آؤں گا۔ جب وہ دن آیا تو وہ مرید سارا دن صفائی وغیرہ میں لگا رہا۔ بازار کی بھی صفائی کی گھر باہر بہت صفائی کی بڑی تیاری کی جو اس سے ہو سکتا تھا وہ اس نے کی۔ ساری رات بھی مصروف رہا۔ ساتھ ہی بیوی بچے بھی بڑے شوق سے تیاری میں مصروف رہے۔ صبح چار بجے پانچ بندے بڑے نورانی چہروں والے اس کے گھر تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ کیا حال ہے بڑی تیاری کی ہے۔ تیرے پیر صاحب آ رہے ہیں۔ عرض کیا کہ حضرات آپ کون صاحبان ہیں۔ فرمایا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں۔ تو اپنے پیر و مرشد کی آمد پر بڑی تیاری کر رہا تھا۔ ہم نے سوچا کہ تمہیں انعام سے نوازدیں۔

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر صاحب کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچہری میں لے جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج بھی نوازتے ہیں۔ مانگنے کے ڈھنگ کی بھی ضرورت نہیں۔ صرف انتظار میں رہو۔ نیت رکھو کہ حضور آپ ﷺ نوازیں تو بات بنتی ہے تو پھر تمہاری بات بن جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ادھر انہیں کرتے۔ ہر دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر ہیں۔ ہر گھر میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر ہیں۔ ہر محفل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر ہیں۔ کسی خوش نصیب کو نظر آتے ہیں کسی کو نہیں آتے۔ جس کو نظر نہیں آتے وہ اپنی آنکھیں

بنوائے وہ بھی روئے عرض کرے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی دیدار سے نواز دیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضری بہت بڑی فضیلت ہے۔ سعادت ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مہربانی فرمائیں اور یہاں تشریف لے آئیں تو پھر وہ کیسا سماں ہوگا۔ آپ ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے وہاں جائیں۔ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر کسی خرچ کے یہاں تشریف لے آئیں تو یہ ان کی کرم نوازی ہے۔ یہ جو محمد افضل صاحب کا مکان ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کی وجہ سے ان کے ذکر کی وجہ سے ان کی تشریف آوری کی وجہ سے جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہر محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میری قبر انور میں ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قبر انور اتنی بڑی ہے۔ کہ ہر محفل اس میں ہوتی ہے۔ فرمایا ہاں تا حد نظر میری قبر وسیع ہے۔ مشرق بھی مغرب بھی اس میں ہے۔ شمال جنوب بھی اس میں ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم قبر انور میں جائیں گے یا قبر اقدس ادھر آجائے گی۔ کیا چاہتے ہو۔ آپ وہاں جائیں یا وہ ادھر آئے۔ ادھر ہی لے کر آؤ ادھر اپنے گھر میں لے کر آؤ۔ کیا چاہتے ہو کہ یہ مکان وہاں چلا جائے وہ قبر انور یہاں آجائے۔ سرکار وہی آجائیں وہی نواز دیں تو بات بنتی ہے۔ بس پھر یہ سمجھ لو وہ یہاں آئے بیٹھے ہیں۔ ہم ان کو دیکھیں تو بڑی فضیلت ہے یا وہ ہمیں دیکھیں۔ اب بتاؤ کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کریں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نگاہ کرم رکھیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیں اپنی نگاہ عنایت میں رکھیں۔ اگر یہ ہے تو سمجھ لو کہ وہ نگاہ عنایت اب ہم پر ہو رہی ہے۔ اب مشرف صاحب صدر پاکستان ہے سب اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جس کی طرف وہ دیکھ رہے تو پھر کون بہتر ہے۔ وہی بہتر ہے جس کو مشرف صاحب دیکھ رہے ہیں۔ الیکشن کی کوئی بات نہیں جو بار بھی جائے وہ بھی مشرف کی مرضی سے جیت جائے گا۔ کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں جتائیں گے۔ ان کا جتایا ہوا تو کبھی ہار نہیں کھاتا۔

در	دل	مسلم	مقام	مصطفیٰ	است
آبروئے	ماز	نام	مصطفیٰ	است	

یہ ٹھیک ہے کہ اولیاء اللہ کو اپنی بارگاہ میں بلا تے ہیں۔ اپنا قرب دیتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میں سب سے زیادہ قریب اس بندے کے ہوں جو سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھنے والا ہے۔ دنیا میں بھی وہ میرے قریب ہے اور قبر میں بھی میں اس کے پاس ہوں۔ حشر میں بھی اس کے ساتھ ہوں۔ جنت میں بھی وہ میرا ساتھی ہے۔ میرا پڑوسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے قرب کو محسوس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اسے کہتے ہیں شاہد۔ حاضر ناظر۔ دوسرے فرقوں والے شیطان کو تو حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ شیطان تمہارے خون میں ہے وہ تمہارے دل میں خناس کی شکل میں ہے۔ تمہیں درغلاتا ہے۔ آپ کوئی نیک خیال کرتے ہیں تو وہ اس کا الٹ کر دیتا ہے۔ ملک الموت کو بھی مانتے ہیں کہ ہر بندے کی گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ جب وقت آیا تو روح کھینچ لیں گے لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے تو کیا شیطان کو حاضر ناظر مانتے ہوئے نہیں ہوتا ہے۔ ہمیں

یہاں بیٹھے ہوئے کوئی دو گھنٹے ہو رہے ہیں۔ ہر دو سیکنڈ بعد ایک بندہ فوت ہو جاتا ہے۔ دو گھنٹے کے سیکنڈ بنا لیں۔
 (2x60x60) یہ 7200 بن گیا اتنے وقت میں 7200 بندے فوت ہو گئے ہیں۔ پوری دنیا میں یہ اموات ہو گئی ہیں
 اب اتنی ہی قبریں بھی بن گئیں ہیں کوئی پینٹنگ، کوئی ٹوکیو، کوئی فرانس، کوئی مشرق، کوئی مغرب، کوئی پانی میں، کوئی خشکی پر
 اور ہر قبر میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں اور پوچھا جا رہا ہے کہ تو دنیا میں ان کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ مَا
 تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ رَجُلٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہی امتحان ہے بس۔ تو پھر تم صرف یہی کہہ دو۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
 آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہر دل میں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ہی تو میں یہاں مرکز
 آیا ہوں۔ بس پاس ہو گئے۔ آڈٹ والے کتا میں کھولے بیٹھے ہیں۔ بڑے بڑے اعتراضات کہ اعمال نہیں ہیں۔ نماز
 ٹھیک نہیں ہے۔ روزہ درست نہیں ہے۔ فلاں کمی ہے۔ فلاں خامی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اس کو
 پاس کرنے والا ہوں تمہیں کیا اعتراض ہے۔ وہ اپنی کملی میں چھپا لیتے ہیں۔

میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی
 مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
 ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یہ روز جزا
 دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بخشش لیں اور موبجیں کریں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاہد ہونا ہے۔ ہر گھر میں آنا۔ ہر دل میں رہنا۔ ہر محفل
 میں آنا۔ ہر محفل ان کی توفیق سے ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ یہ محمد افضل کے کہنے سے تو نہیں آتے۔
 بڑی فضیلت کی بات ہے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونا۔ فرشتے آتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم کوئی بڑی بات
 کر رہے ہیں۔ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کوئی نئی بات نہیں وہی پرانی باتیں ہیں۔ یہی باتیں ساری عمر کی ہیں۔ کسی نے
 اپنی بیوی سے کہا کہ ہر روز ایک ہی چیز پکا لیتی ہو۔ کبھی بدل کر بھی پکا لیا کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو ہر روز بدل کر
 پکاتی ہوں۔ کل میں نے مٹر آلو پکائے تھے آج میں نے آلو مٹر پکائے ہیں۔ کل بھی یہی بات اور آج بھی یہی بات۔ ہم
 بدل نہیں رہے ہیں نہ بدلتے ہیں لیکن کرم وہی مل رہا ہے جو اعلیٰ سے اعلیٰ محفل میں ملتا ہے۔ آڈٹ والے فیمل ہو جائیں
 گے۔ وہ کہیں گے کہ یہ کوئی پائے کی محفل نہیں ہے۔ اس میں حضرت سرکار غوث الاعظم نہیں ہیں اس میں خواجہ نظام الدین
 اولیاء نہیں ہیں اس میں حضرت داتا گنج بخش، جویری نہیں ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بنا پر کرم کرتے ہیں۔ غریبوں کو نوازتے ہیں غریبوں پر کرم کرتے ہیں۔

علی حیدر اے یار مہربان ہووے

جنت واڑ دیندا پھڑ کتیاں نوں
اب بتاؤ یہاں کیا Order لگاؤ گے۔ کیا آپ کو یہ پوری رباعی آتی ہے۔

الف	اکناں	نوں	ہس	کے	یار	ملدا
اک	کھڑیاں	ہجر	دی	کھٹیاں	نوں	
اک	چم	دیاں	سر	دا	تاج	تیرا
اک	سہکدیاں	تیراں	جوتیاں	نوں		
اکناں	جاگدیاں	دے	بھاگ	رہے	ستے	
تے	بھاگ	جاگ	گئے	اکناں	ستیاں	دے
علی	حیدر راجے	یار	مہربان	ہووے		
جنت	واڑ	دیندا	پھڑ	کتیاں	نوں	

Audit والوں نے Objection پر Objection لگائے جانے ہیں۔ یہ جو محفل ہو رہی ہے اس کا بھی Audit پیش ہونا ہے۔ فرشتے جا کر عرض کرتے ہیں۔ کہ یا اللہ ایک محفل تھی۔ تیرا ذکر تھا تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تھا۔ تیرے اولیاء کرام کا ذکر تھا۔ کیوں جی حضرات یہی کچھ ہوا ہے نا۔ کچھ اور تو نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ اب Audit والے فرشتوں نے اپنا رجسٹر کھول لیا۔ کہ جی فلاں شخص تو صرف روٹی کھانے آ گیا تھا۔ کوئی نعت پڑھ کر پیسے لینے آ گیا تھا۔ کوئی برادری میں آ گیا۔ کوئی پڑوسی ہونے کے ناطے آ گیا کوئی سی آئی ڈی کا بندہ آ گیا کہ یہ کیا کرتے ہیں تاکہ گورنمنٹ کو رپورٹ دے سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تمہاری باتیں بالکل صحیح ہیں تم نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ غلط Assessment نہیں کی ہے۔ لیکن میرا بھی ایک حساب ہے کہ جہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے۔ میں ان سب کو بخش دیتا ہوں۔ یہ بھی ایک رعایت ہے نا۔ آڈٹ Audit میں کوئی رعایت نہیں۔ پورے قانون کے مطابق چلے تو پار لگتا ہے۔ لیکن یہاں قانون نہیں چلتا یہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی چلتی ہے۔ اصحاب کہف کا کتا نورانی تاج پہن کر بندے کی شکل میں جنت میں جا رہا ہے۔ آڈٹ والو پکڑ لو۔ روک لو اس کو کہ وہ نجس ہے ناپاک ہے پلید ہے۔ جنت میں جانے کے قابل نہیں ہے۔ کیا پکڑ لیں گے روک لیں گے آڈٹ والے نہیں روک سکیں گے نہیں پکڑ سکیں گے۔ اگر وہ کتا نہیں پکڑا جائے گا تو انشاء اللہ پکڑے ہم بھی نہیں جائیں گے۔ مان لیا کہ ہم کتے سے بھی برے ہیں۔ یہی ہے نا۔ کوئی تلفظ نہیں ہے کوئی وعظ نہیں ہے۔ کوئی علم نہیں ہے۔ آواز نہیں ہے۔ نہیں ہے تو نہ سہی لیکن محبت سے بات تو کرتے ہیں۔ حضرت بلالؓ کی زبان میں لکنت تھی۔ تلفظ درست نہیں تھا۔ س اور ش میں فرق نہیں کر پاتے تھے اَشْهَدُ کی بجائے اَسْهَدُ۔ کہتے تھے۔ آڈٹ والے گرا نمر والے آگئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہیڈ کوارٹر پر بیٹھے ہیں اگر ہمیں سے آذان غلط

ہو تو باہر لوگوں پر کیا اثر ہوگا۔ فرمایا کہ آپ کسی قاری کو لے آؤ۔ صحیح تلفظ والے کو لے آؤ۔ قاری صاحب آگئے وضو کیا آذان کے لئے تیار بیٹھے ہیں لیکن سحری نہ ہوئی۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ صحابہ کرامؓ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہو گئی ہے۔ فرمایا تمہاری پسند کی آذان ہونا ہے تم سے ہو سکے تو سحری کر لو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کی آذان نہیں ہوگی۔ سحری ہی نہیں ہوگی۔ تمام آڈٹ والے فیل ہو گئے۔ عشق والا پاس ہو گیا۔ کیا بات ہے جی۔

علی حیدر جے یار مہربان ہووے
جنت واڑ دیندا پھڑ کتیاں نوں

سارے قانون فیل کر کے رکھ دئے صرف اس لئے کہ کائنات میں مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہی ہے۔ آڈٹ Audit نہیں۔ چل رہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو اپنی بارگاہ میں بہت اونچا لے گئے ہیں۔ لیکن ایسے لچ پال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ میں بھی نہیں بھولے۔ ہماری محافل میں بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بندے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھول جاتے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو نہیں بھولتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ان کا دامن پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش محمد افضل صاحب 03-11-02

طاقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- یہ کوئی سیاسی تقریر نہیں ہے صرف ایک مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ریفرنڈم ہونے والا ہے۔ کیا
جنرل پرویز مشرف جیت جائے گا۔ جی وہ ضرور جیت جائے گا۔ لیکن وہ کیوں جیت جائے گا اس لئے کہ وہ اکیلا نہیں
ہے۔ پوری فوج اس کے ساتھ ہے۔ اکیلا الیکشن لڑ کر دیکھ لے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ ریفرنڈم میں جیت جائے۔
ڈنڈا ہاتھ میں ہے۔ Might is Right وہی۔ این۔ سی ہے۔ چیف ایگزیکٹو ہے۔ وہ صدر پاکستان ہے۔ پوری
حکومتی مشینری اس کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کی جیت یقینی ہے۔ اپوزیشن والے کہہ رہے ہیں کہ اپنا عہدہ چھوڑ کر آؤ۔
صدارت چھوڑ کر آؤ فوج سے علیحدہ ہو کر آؤ پھر دیکھتے ہیں کہ تمہیں ایک بھی ووٹ ملتا ہے کہ نہیں ملتا ہے۔ یہ کوئی سیاسی
تقریر نہیں ہے۔ مشرف جیت جاتا ہے کہ ہار جاتا ہے یہ اس کی قسمت، ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ لیکن بظاہر جو
حالات ہیں ان میں اس کی جیت نظر آتی ہے۔ جب کسی کے پاس کوئی پاور ہوتی ہے تو ساری دنیا اس کا دامن پکڑنے کے
لئے بھاگتی ہے۔ چڑھتے سورج کو سلام ہوتا ہی ہے۔ یہ صرف مشرف سے ہی شروع نہیں ہوا بلکہ جب سے سورج ہے
تب سے ہی یہ بات چل رہی ہے۔ کہ چڑھتے سورج کو سلام۔ اور اگر سورج ڈھل رہا ہو تو پھر کیا ہوتا ہے۔ جو افراد جو
سیاسی پارٹیاں ضیاء الحق مرحوم کے ریفرنڈم میں اس کا ساتھ دے رہی تھیں آج اسے گالیاں دے رہی ہیں کہ اس نے
بہت زیادتی کی تھی۔ اس وقت تمہیں کیوں عقل نہیں آئی کہ وہ زیادتی کر رہا ہے آج تمہیں اس کی زیادتی کس طرح سے
یاد آ رہی ہے۔ صرف اس لئے وہ غروب ہو چکا ہے۔ آج اس کو سلام نہیں ہے۔ اچھا ایک بات تو یہ ہے کہ
Might is Right جس کی لائحہ اس کی بھینس۔ لیکن ہمیشہ کوئی Right Might نہیں ہوتی۔ دنیا کائنات میں
ایک ایسی Might بھی ہے جو ہمیشہ ہی Right ہے۔ ایک ایسی طاقت ہے جو سچی بھی ہے۔ وہ میرے نبی پاک علیہ
الصلوۃ والسلام ہیں۔ ہمیں تو ووٹ ان کو دینا چاہئے ہمارے دل تو ان کی طرف جھکنے چاہئیں۔ ہمیں ان کے تابع ہونا
چاہئے۔ ہمیں ان کے قرب میں جانا چاہئے۔ ہم ان کے پاس جاتے ہیں جو اپنے زور بازو سے بنے ہوئے ہیں جیسے ہی
ان کا زور ختم ہوا بس یوں سمجھ لو کہ جس طرح غبارے میں سے ہوائنکل گئی۔ کیا Might ہے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام
کی کیا طاقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو کوثر عطا فرمائی ہے۔
کوثر کیا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا سا حوض نہیں ہے یا چھوٹی سی نہر نہیں ہے۔ وہ کوثر تو نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے سمندر کا

ایک بلبلہ ہے۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسیل

ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو کوثر کیا ہے۔ ماسواء اللہ جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے وہ کوثر ہے۔ جو نظر نہیں بھی آ رہا ہے وہ بھی کوثر ہے۔ جنت نظر نہیں آ رہی ہے۔ دوزخ نظر نہیں آتی۔ بیت المعمور نظر نہیں آ رہا ہے۔ سورج نظر آ رہا ہے چاند، ستارے نظر آ رہے ہیں۔ آسمان نظر آ رہا ہے۔ سمندر نظر آ رہا ہے۔ زمین آسمان نظر آ رہے ہیں۔ خزانے نظر آ رہے ہیں۔ یہ سب ماسواء اللہ ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیے ہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کسی کے پلے میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اگر وود دینا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوثر تو کوئی چیز نہیں ہے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر آنے والی گھڑی کئی کوثریں تیرے قدموں میں لے کر آئیں گی۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی مرضی بھی دے دی ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہو۔ ہر گھڑی کوثریں بھی آ رہی ہوں، اضافے ہو رہے ہوں تو پھر بھی ہمارے دل ان کی طرف نہ جھکیں ان کی محبت سے سرشار نہ ہوں تو اس سے بڑی بد قسمتی نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو طاقت ہے اس کا مظاہرہ دیکھیں کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمادیں تو چاند کے دھکنڈے ہو جاتے ہیں اور پھر وہی اشارہ فرمائیں آپس میں جڑ بھی جاتے ہیں۔ ایک تنکا میں توڑ دیتا ہوں آپ سارے مل کر اس کو جوڑ دیں تو دیکھوں توڑ سکتے ہیں لیکن اس کو اپنی اصلی حالت میں جوڑ نہیں سکتے۔ گوند لگا دیں کوئی اور کیمیکل لگا دیں۔ جڑ جائے گا لیکن اپنی اصلی حالت میں نہیں جڑے گا۔ اصلی حالت میں جوڑ دینے والی سرکار ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پروفیسر صاحب سے پوچھیں کہ سورج کون سے نظام میں ہے اس کی کیا طاقت ہے۔ کون سی طاقت اس کو کنٹرول کئے ہوئے ہے۔ چاروں اطراف سے مختلف طاقتوں میں جھکڑا ہوا ہے۔ تمام اجرام فلکی ایک خاص نظام کے تحت چل رہے ہیں۔ کسی طاقت کے تحت چل رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی فری Free نہیں ہے۔ خاص نظام میں اپنے اپنے راستے پر چل رہے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ذرا سا اپنے راستے سے ہٹ جائے تو سارا نظام ہی درہم درہم ہو جائے گا۔ ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے تباہ ہو جائیں گے۔ کشش ثقل کی بنا پر وہ ایک دوسرے سے خاص قوت کے ساتھ مربوط ہیں۔ اس قوت کا ربط اگر ختم ہو جائے تو سب منتشر ہو جائیں گے۔ اس نظام شمسی میں سے کسی بھی ایک سیارے کو نکالنا مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ اگر ایسا کرنا ہی ہو تو بہت بڑی طاقت کی ضرورت ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو کسی سیارے کو خاص کر سورج کو اس نظام شمسی سے نکال دے لیکن وہ طاقت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے میں ہے۔ دنیاوی طاقت یہ ہے کہ ایک ایٹم بم چل جائے تو سارا فیصل آباد بلکہ اس

کے گرد و نواح میں دور دور تک ہر چیز ایک لمحہ میں غائب ہو جائے گی۔ صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی۔ آپ نے گھڑیاں آگے بھی کر لی ہیں۔ پھر ان کو پیچھے بھی کر لیں گے۔ لیکن سورج کی گردش میں کیا فرق آیا۔ اس کی رفتار اس روشنی اس کے درجہ حرارت میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ تیرے گھڑی کو آگے پیچھے کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ تیری گھڑی نہ سورج کی رفتار کو روک سکتی ہے نہ تیز کر سکتی ہے۔ سورج کو روکنے والی صرف ایک ہستی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے۔ کئی بار عرض کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود مبارک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں نماز عصر کا وقت گزر رہا ہے۔ حضرت علیؑ نے ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ خاطر رکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں مغل نہیں ہوئے نماز قضا کر دی۔ حالانکہ نماز عصر ہے نماز وسطیٰ ہے کہ جس کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے۔ حضرت علیؑ اپنی زبان حال سے فتویٰ دے رہے ہیں کہ نماز کی قضا تو ہو سکتی ہے۔ اگر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل آ گیا وہ بے آرام ہو گئے تو اس کی قضا نہیں ہے۔ حضرت علیؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کی خاطر اپنی نماز قربان کر دی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو فرمایا کہ کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ابھی پڑھی ہے۔ فرمایا کہ نماز قضا پڑھنا چاہتے ہو کہ ادا پڑھنا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادائی ہو جائے تو کیا بات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ حضرت علیؑ تیری اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تھے۔ مہربانی فرما اور سورج کو واپس پلٹا دے۔ سورج گیا ہوا واپس آ گیا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ یہ کیوں کر سکتا ہے۔ مشرف تو یہ کر سکتا ہے کہ گھڑیاں ایک گھنٹہ آگے کر دے۔ سورج کو نہ آگے کر سکتا ہے نہ پیچھے کر سکتا ہے۔ اس میں سیاست کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے۔ سورج کو چاند کو وقت کو ادھر ادھر جس طرف کرنا ہو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اشارہ کر سکتا ہے۔ اگر اشارہ میں اتنی طاقت ہے تو جس انگلی مبارک سے یہ اشارہ کیا جائے اس میں کتنی طاقت ہوگی۔ انگلی مبارک میں اتنی طاقت ہے تو بازو کی قوت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگر بازو کی طاقت کا اندازہ نہیں ہو سکتا تو ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو طاقت ہے اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہ Might یہ طاقت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اگر وٹ دینا ہی ہے تو ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں۔ جب طاقت ہوتی ہے تو ہر کوئی دم بھرتا ہے۔ آج تمام ہی مشرف کے بڑے محبت، بڑے مہربان بنے ہوئے ہیں۔ گوجرانوالہ یا کسی اور جگہ جلسہ تھا۔ عورتیں بھی تھیں۔ اعلان ہوا کہ اب عورتیں سوال کریں گی۔ جو پوچھنا چاہیں پوچھ لیں۔ صدر پاکستان جواب دیں گے۔ ایک عورت کھڑی ہوئی اور کہا کہ جناب صدر میری عمر بھی آپ کو لگ جائے اور آپ ساری عمر ہی صدر پاکستان رہیں۔ کیا بات ہے۔ محبت ہو تو ایسی ہو۔ یہ محبت کا اظہار ہے۔ نفرت کا اظہار تو نہیں ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ہمیں محبت اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہونی چاہئے۔ جن کے پاس پوری کائنات کے خزانے ہیں۔ خزانے تو ایک طرف رہے ان کی زبان مبارک سے متعلق العلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کتنی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ایسی زبان کسی کو ملی ہی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو پہر کو آرام فرما رہے ہیں کھجور کے پتوں کی چٹائی پھوننا ہے۔ جسم کے مبارک سے قیص مبارک بھی اتاری ہوئی ہے۔ جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے اور مٹی بھی لگ گئی۔ حضرت عمرؓ تشریف لے آئے دیکھا تو رو دینے فرمایا کہ اے عرضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہوا۔ روکیوں رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں نہ روؤں۔ دنیا کے بادشاہ ہیں عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہنشاہ دو عالم ہو کر چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ جسم مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ فرمایا اے عمرؓ نہ سمجھنا کہ میں غربت کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں۔ خدا نے مجھے ایسے خزانے عطا کئے ہیں۔ مجھے ایسی زبان عطا فرمائی ہے کہ اگر میں ان پہاڑوں کو حکم دوں کہ سونے کے بن جاؤ تو یہ ابھی سونے کے بن جائیں گے۔ کوئی سانس ابھی تک ایسی ایجاد نہیں ہوئی کہ جو پتھر کو سونا بنا دے۔ پوچھ لیں پروفیسر صاحب سے کوئی سانس خواہ وہ جیالوجی ہو یعنی پتھروں کی سانس ہو وہ پتھر کو سونا بنا سکتی۔ یہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک میں طاقت ہے کہ جو زبان مبارک سے نکل گیا وہ ہو گیا۔ تمام پہاڑ جامد ہوتے ہیں زمین میں گڑھے ہوئے ہیں۔ چل نہیں سکتے لیکن اگر میں ان کو حکم دوں تو یہ میرے ساتھ ساتھ چلیں گے۔ آپ وٹ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو۔ ہر دل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نثار ہو پھر بات بنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو طاقت ہے وہ تیرے میرے کام آتی ہے۔ مشرف کی طاقت تو پتہ نہیں کہ کام آئے گی بھی نہیں آئے گی۔ وہ کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا تو غربت دور کر دوں گا۔ انصاف عام کر دوں گا۔ ہر آدمی کو روزگار مل جائے گا۔ اللہ کرے کہ سب کو روزگار مل جائے کوئی تو ہو جو یہ دعویٰ کرے۔ بے روزگاری سب سے بڑی بیماری ہے۔ آج کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ یہ دنیا تو ایک عالم ہے حضرت علامہ رازی فرماتے ہیں کہ کل اتنی ہزار عالم ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عالم کے لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام Right is Might بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم Right is Might بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو چیزیں Combine کرتے ہیں دو چیزیں ملاتے ہیں ہر طاقتور بندہ ایسا نہیں ہوتا۔ جگا ڈاکو Might تو ہے طاقت تو ہے لیکن Right تو نہیں ہے سچا تو نہیں ہے۔ سچا کیسا، وہ تو ڈاکو ہے۔ صوفیاء حضرات، علماء کرام، مولوی حضرات Right تو ہیں لیکن Might نہیں ہیں۔ یعنی وہ سچے تو ہیں لیکن طاقت نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے بھی ہیں طاقت بھی ہیں۔ یہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن جوان کی غلامی میں آجائیں ان کے متعلق حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آ کر تو رضائے الہی بن جاتا ہے۔ پھر تجھے بھی کن کی زبان مل جاتی ہے اور جو تو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز احد پہاڑ پر تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور سیدنا ابوبکر صدیقؓ، حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ اور حضرت سیدنا عثمان غنیؓ بھی تھے۔ پہاڑ نے جب اتنی عظیم المرتبت ہستیوں کو اپنے اوپر جلوہ افروز پایا تو خوشی سے جھومنے لگا۔ وجد میں آ گیا۔ محبت سے ہلنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک سے ٹھوکر ماری۔ فرمایا تجھے علم نہیں کہ تجھ پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ایک صدیقؓ ہے اور دو شہید ہیں۔ پہاڑ رک گیا، ٹھہر گیا، ہلنا بند ہو گیا۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک کی طاقت ہے۔ پہاڑ احد کوئی چھوٹا پہاڑ نہیں ہے۔ بہت طویل عریض ہے کئی میل لمبا ہے اور چوڑا ہے جتنا زمین سے اوپر ہے اس سے کئی گنا نیچے زمین کے اندر ہے۔ اتنا بڑا پہاڑ پاؤں مبارک کی ایک ٹھوکر سے رک گیا۔ اللہ تعالیٰ طاقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 26-04-02

کائنات کا محور

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن
الرحیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یاایها الذین امنوا صلوا
علیه وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین: حافظ صاحب نعت پڑھا کرتے ہیں کہ

سحر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
سرگزشت غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبرائیل سدرہ چھوڑ کر
مر ہی جاؤں میں اگر اس سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر
ایسے جلوے پہ کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پر جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

پروفیسر صاحب یہ سحر گلشن کیا ہوتا ہے۔ علی الصبح باغ میں ہر سورنگ برنگے پھول کھلے ہوتے ہیں۔ ہلکی ہلکی باد نسیم چلتی ہے تو
پھولوں سے لدی ٹہنیاں جھومتی ہیں۔ پھولوں کی مہک پوری فضا کو معطر کر دیتی ہے۔ یہ سارا نظارہ بہت دلکش اور مسحور کن
ہوتا ہے۔ دیدہ زیب ہوتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ میں اسی فضا میں اسی ماحول میں رہا جائے۔ یہ سحر گلشن ہے۔ ایسے جیسے
کہ گلشن نے طبیعت پر جادو کر دیا ہو۔ اور اسے چھوڑنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ لیکن شاعر کہتا ہے کہ جس کی نظر میں جس کی
آنکھوں میں مدینہ شریف کے صحرا اور جنگل کا نظارہ سما یا ہوا وہ کبھی کسی گلشن وغیرہ کی تمنا نہیں کرتا۔ مدینہ شریف کے
صحراؤں میں وہ دلکشی ہے وہ حسن ہے جو کسی اچھے سے اچھے اعلیٰ سے اعلیٰ گلشن میں باغ میں بھی نہیں ہو سکتی۔ لہذا میں
مدینہ شریف کے صحراؤں کو چھوڑ کر باغ بانگشوں کے حسن پر کیوں جاؤں۔ میرے لئے دشت طیبہ کا نظارہ بہت ہے اللہ

تعالیٰ نصیب فرمائے۔ صبح کے وقت باغ اپنے جوہن پر ہوتا ہے لیکن اسے کون دیکھے گا۔ جس کی نظروں میں مدینہ پاک کے سے ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سحرگشن کہاں سے آیا یہ باغ کی جو صبح والی بہار ہے یہ کہاں سے آئی۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے آئی ہے۔ باغ باغچہ کو دیکھو ضرور دیکھو لیکن یہ سمجھ کر دیکھو کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ کوئی منع نہیں کرتا ضرور دیکھیں ضرور باغ کی سیر کو جائیں ضرور سحرگشن دیکھیں۔ آپ مکہ مکرمہ کو دیکھیں وہاں سب سے زیادہ بڑی بہار ہے۔ جو پہلی نظر اسے دیکھتا ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جو حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے قیامت کے دن حجر اسود اس کی شفاعت کرے گا اور جنت میں لے جائے گا۔ آپ زم زم قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو کر پینا چاہئے جو پئے گا وہ جو دعا کرے گا وہ قبول ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس مکہ مکرمہ کی ہر چیز میں عظمت ہے لیکن یہ ہے کہاں سے۔ حجر اسود کو یہ عظمت کہاں سے ملی۔ بیت اللہ شریف کو عظمت کہاں سے ملی۔ آپ زم زم کو یہ عظمت کہاں سے ملی۔ سعی کو کہاں سے ملی۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم ہے۔ سترہ مہینے کسی نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی۔ اس وقت خانہ کعبہ کیا تھا۔ اگر کوئی اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا تو اس کی نماز ہی نہ ہوتی۔ وہاں کوئی ایک رکعت نماز پڑھے تو اسے ایک لاکھ رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ یہ سارا ثواب کس کے صدقے سے ملا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا ہے کہ جس کی وجہ سے خانہ کعبہ آج عظیم ہو گیا ہے۔ گناہوں کی معافی کا وسیلہ بن گیا ہے۔ کوئی بھی عظمت ہو۔ ہستی ہو کہ سماں ہو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سب سے بڑے محدث اور دین کو سمجھنے والے ہیں وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ کسی کے ملازم تھے۔ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہمراہ ان کے ریوڑ کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے ریوڑ میں کوئی بکری ہے جو ہمیں دودھ پینے کے لئے دیدے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری تو ہے لیکن میں اس کا مختار نہیں ہوں۔ میں غلام ہوں مجھے اس کا دودھ نکالنے کا اختیار نہیں ہے۔ میں امین ہوں میں اپنے مالک کی چیز کس طرح آپ کو دے دوں۔ فرمایا کہ ہم قیمت دے دیتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بیچنے کا بھی اذن نہیں ہے۔ مجھے اجازت نہیں ہے کہ فروخت کروں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دراصل اس کی ایمان داری ٹٹ کی کہ یہ ہر لحاظ سے امانت دار ہے۔ امین ہے۔ خیانت نہیں کرتا۔ یہ آئندہ آنے والے زمانے کے لئے محدث ہے اور محدث کا امین ہونا اولین شرط ہے۔ خائن محدث کے رتبہ کے لائق نہیں ہوتا۔ پھر حکم دیا کہ اچھا تم ایک لیلیٰ لے آؤ۔ لیلیٰ بکری کی بچی ہوتی ہے۔ جو ابھی شیر دار نہیں ہوتی۔ نرسے ملی نہیں ہوتی۔ اس نے ابھی بچہ نہیں جتا ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک چھوٹی سی لیلیٰ پیش کر دی۔ فرمایا کہ اس کے نیچے جو دودھ ہے وہ تیرے مالک کا نہیں ہے۔ دودھ تو ہے ہی نہیں تو اس کی ملکیت کیا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ کیا ہم اس لیلیٰ کا دودھ لے لیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ تو ہے نہیں لینا کہاں سے ہے۔ فرمایا تو اجازت تو دے عرض کیا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دودھ لے

لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر بکری کی پشت پر ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کے تھن بن گئے اور دودھ سے بھر گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ دوہا۔ خود بھی نوش فرمایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی نوش فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی پیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن مسعودؓ تو اس پر راضی نہیں کہ یہ ملازمت ترک کر کے میرے پاس آ جا اب دیکھیں اس بن یابی بکری کا دودھ کہاں سے آیا ہے۔ جہاں سے یہ دودھ آیا ہے۔ سحر گلشن بھی وہیں سے آیا ہے۔ بیت اللہ شریف بھی وہیں سے آیا ہے۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ کہیں اور جگہ سے آیا ہے۔ سائنس نے ایجاد کر دیا ہے۔ جغرافیہ والوں نے دے دیا ہے۔ کسی بیش نے دے دیا ہے۔ کوئنگ نے دے دیا ہے۔ جاننے ہو کوئنگ کیا ہوتی ہے۔ یوں سمجھ لو مصنوعی افزائش نسل ہوتی ہے۔ کوئی چیز کہیں سے بھی نہیں آتی ہے۔ ہر چیز کا بونا بنی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگا گیا ہے۔ تمہارا آنا بھی ان کی وجہ سے ہے۔ میرا یہاں بیٹھنا بھی ان کی وجہ سے ہے۔ نعت بھی ان کی وجہ سے ہے۔ تمہارا پڑھنا بھی انہیں سے ہے۔ تمہارا سننا بھی ان کی وجہ سے ہے۔ نعت گوئی کا ملکہ بھی ان کی وجہ سے ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ حضرت بد اللہ بن مسعودؓ نے وہ ملازمت ترک کردی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اب انہوں نے یہ کام کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں محفل میں تشریف لے جاتے تو یہ آپ کی تعین مبارک کو اٹھا کر سینے سے لگائے رکھتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس کو فہم دین عطا فرما دے۔ آج وہ کائنات میں محدث اعظم ہے۔ وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا ہوا ہے۔ حضرات جس طرح سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بن گئے ہیں۔ اس طرح سے ہر ایک نے بننا ہے۔ کوئی بھی مثال لے لیں۔ حسن یوسف علیہ السلام کو ہی لے لیں۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ پورے حسن کا 9/10 اکیلے یوسف علیہ السلام کو مل گیا۔ جتنا حسن پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی باقی کے 1/10 حصہ میں ہیں۔ فرمایا کہ نہیں نہ میں 9/10 میں ہوں اور نہ 01/10 میں ہوں۔ میرے حسن کا جب صدقہ اترتا ہے تو وہ حسن یوسفی بن جاتا ہے۔ جہاں سے یوسف علیہ السلام کا حسن بنا ہے۔ جہاں سے بکری کا دودھ بنا ہے جہاں سے سحر گلشن بنا ہے وہیں سے سب کچھ بنا ہے۔ اب دیکھیں کہ اسلام میں سب سے بڑا جرنیل کون ہے۔ یہ خالد بن ولیدؓ ہیں۔ ان کی ساری عظمت کس چیز میں پنہاں ہے۔ ان کی ٹوپی میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بال مبارک تھا۔ جنگ ہو رہی ہے۔ ٹوپی گر گئی آپ گھوڑے سے نیچے تشریف لے آئے۔ جنگ ہو رہی ہے تلواریں ٹکرا رہی ہیں۔ نیزے چل رہے ہیں۔ تیر برس رہے ہیں۔ لیکن یہ گھوڑے سے نیچے اتر گئے۔ فوجیوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں آپ کے گھوڑے کو خالی دیکھ کر فوج بدل ہو جائے گی حوصلہ ہار جائے گی کہ جرنیل شہید ہو گیا ہے۔ فوج کو شکست ہو جائے گی۔ فرمایا کہ مجھے فوج کی شکست سے غرض نہیں ہے۔ فتح ہوتی ہے کہ شکست ہوتی ہے۔ میری تو ساری جرنیلی میری ساری بہادری و عظمت میری ٹوپی میں ہے۔ ٹوپی مل گئی تو میں جرنیل ہوں ٹوپی نہ ملی تو میں از خود کچھ

بھی نہیں ہوں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں مبارک کی عظمت ہے۔ جس کی بھی مثال لے لیں۔ خانہ کعبہ ہو کہ بیثرب ہو۔ حلیمہ سعدیہؓ کی ڈاچی ہو کہ اس کی جھونپڑی ہو۔ وادی ہو کہ حلیمہ سعدیہؓ کی بکریاں ہوں۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی کل سات بکریاں تھیں اور سب مل کر ایک پاؤ دودھ دیتی تھیں۔ اور کبھی وہ بھی نہیں۔ جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر جاری ہیں۔ خانہ کعبہ ان کی طرف جھک گیا ہے۔ حجر اسود نے ہاں رکھ کر بوسہ دیا ہے۔ ڈاچی جوان ہو گئی ہے اس کی رفتار تیز ہو گئی ہے۔ اس کے تھن دودھ سے بھر گئے ہیں جہاں جہاں سے گزر رہے ہیں سبزہ اگ رہا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ سمجھ گئیں کہ یہ بڑی شان والے ہیں۔ گھر پہنچی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک اپنی بکریوں کی پشت پر پھیرا بکریوں کے تھن دودھ سے بھر آئے بکریوں کا دودھ نکالا سارے برتن بھر لئے۔ ہمسائیوں سے بھی برتن مانگے وہ بھی بھر گئے۔ چالیس گھرانوں کے برتن دودھ سے بھر گئے یہ اتنا دودھ کہاں سے آ گیا۔ بکری چارہ کھا کر سیر ہو کر دودھ دیتی ہے یہاں بھوک بکریاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پھیرنے کی وجہ سے دودھ دے رہی ہیں۔ لہذا کسی بھی عظمت والی چیز کا جب کھوج نکالو گے تو اس کی اصل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہی ہوگا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو دیکھ لیں۔ آپ بہت بڑے بہادر اور بہت بڑے قاضی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قاضی مقرر کیا۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو فیصلہ ہی کرنا نہیں آتا۔ لوگوں کے مقدمے پیش ہوں گے۔ میں نے قرآن و حدیث کی رو سے ان کے فیصلے کرنے ہوں گے۔ مجھ میں اتنا ملکہ نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس ہاتھ مبارک کے پھیرنے سے مجھے سارے علم آ گئے مجھے فیصلہ کرنے آ گئے میں ہر مشکل سے مشکل فیصلہ بھی دو منٹ میں کر دیتا ہوں۔ یہ جو ہر کہاں سے ملا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کے پھیرنے سے ملا ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ کئی بار یہ بات عرض کی ہے اور بار بار عرض کرنے سے ایمان کو تازگی ملتی ہے حضرت آدم علیہ السلام بہت بڑی ہستی ہیں۔ تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان کو سجدہ کرو۔ کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کیوں سجدہ کرایا گیا۔ ان دنوں آپ تفاسیر کا مطالعہ کریں علماء سے باتیں سنو۔ کوئی کہے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس لئے سجدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سارے علوم عطا فرمائے تھے۔ اس علم کے ہونے کی وجہ سے ان میں وہ عظمت آ گئی کہ فرشتوں کو بھی ان کے سامنے سجدہ کرایا گیا۔ یہ سجدہ علم کو ہوا ہے۔ عام تفاسیر میں بھی یہی درج ہے کہ یہ سجدہ علم کو ہوا ہے۔ علم کی بڑی شان ہے۔ اور پھر عالم کی تو اس سے بھی بڑھ کر شان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں کرایا گیا۔ فرمایا کہ اسے اس لئے سجدہ کرایا گیا تھا کہ اس وقت اس کی پیشانی میں تیرا نور تھا۔ اگر تیرا نور وہاں موجود نہ ہوتا تو میں فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم نہ دیتا۔ اچھا جناب یہ تو دنیاوی باتیں ہیں جو کوئی بھی عظمت تلاش کرو گے چاہے وہ حضرت عمر بن خطابؓ کی ہو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی ہو۔ خواہ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی ہو کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ہو یا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہو۔

خواہ فاتح خیبر کی ہو خواہ یثرب کی یا مدینہ منورہ کی ہو مکہ مکرمہ کی ہو۔ ہر عظمت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بُتّی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اس کے باوجود لوگ میں میں کرتے ہیں۔ میں نے علم سیکھا۔ میں نے ملٹری ٹریننگ لی۔ ایٹم بم آ گیا ہے جس وجہ سے اب تمام پاکستان سے خائف ہیں کوئی اس کے مقابلہ میں آنے کو تیار نہیں ہے۔ آج اگر ہمارے پاس ایٹم بم نہ ہوتا تو ہم تباہ و برباد ہو گئے ہوتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کی طرف دھیان نہیں جائے گا۔ ایٹم بم کی طرف ہی خیال آئے گا۔ اس کی عظمت کے گن گائیں گے۔ حشر والے دن یہ تمام ایٹم بم بھی ختم ہو جائیں گے۔ تمام ٹریننگ بھی ختم۔ تمام علوم بھی ختم سارے اعمال بھی ختم ہو جائیں گے حشر کے دن اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ نہ کسی کے حسب نہ کسی کے نسب نہ کسی کے چہرے کو دیکھنا ہے اگر اس نے دیکھا ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کو دیکھنا ہے۔ اگر نسبت ہے تو سب کچھ ہے اگر نسبت نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کو بتانے کے لئے حدیث پاک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام لوگ میرے در پر آ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ جھولی پھیلائیں گے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ ان میں انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے۔ ان میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی ہوں گے وہ بھی عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں تاکہ میں جنت میں چلا جاؤں۔ اے حضرت فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

آج یہاں لوگ بڑے دعوے کرتے ہیں۔ ہمارا عمل ہے ہمارے سجدے ہیں۔ اس کی کتب ہیں اس کی تفسیر ہے۔ لیکن حشر والے دن سب ختم۔ وہاں کرم ہے تو صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اگر کرم ہے تو پھر جنت بھی ہے۔ جنت کہاں سے آئی ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ اور جب آپ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتے ہیں تو جنت کو وسعت ملتی ہے۔ جنت پھیل جاتی ہے۔ وسیع ہو جاتی ہے۔ جب تو درود شریف پڑھتا ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے دُعا کرتا ہے تو تیرے حصے کی جنت پھیل جاتی ہے۔ یہ ایک کتاب ہے۔ ”تعبیر الرویا“ اس میں خواب کی تعبیر بیان کی گئی ہے۔ جو بھی خواب آجائے اس کی تعبیر اس میں درج ہے۔ اگر آپ نے خواب میں شیر دیکھا ہے تو اس کی کیا تعبیر ہے۔ درخت دیکھا تو کیا تعبیر ہے۔ بارش دیکھی ہے تو کیا تعبیر ہے۔ بھیڑ یا دیکھا ہے۔ چٹان دیکھی ہے۔ خانہ کعبہ دیکھا ہے۔ الغرض جو کچھ بھی دیکھا ہے اس کی تعبیر اس میں

درج ہے۔ میں نے یہ کتاب نہیں پڑھی ایسے ہی ذرا ایک نظر دیکھی ہے۔ خواب کئی قسم کے ہوتے ہیں اس کی تعبیر بتانے کا ڈھنگ اس کتاب میں درج ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ تعبیر ہوتی کیا ہے۔ خواب میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اس زبان میں ہوتا ہے جس نے تعبیر کرنا ہوتی ہے۔ خواب از خود کچھ نہیں یہ خواب کی تعبیر بتانے والے کی زبان کا اثر ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام قیدی بنادے گئے۔ جیل میں دو قیدی پہلے سے تھے۔ ان کو پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر بتا دیتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں خواب آئی ہے ہمیں اس کی تعبیر بتادیں۔ ایک نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے اور پرندے اس میں سے روٹیاں اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ انگوڑوں کا گچھا ہے اور میں ان کا جوس نکال کر بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو جوس پلا رہا ہے وہ بحال ہو جائے گا۔ وہ قید سے رہا ہو جائے گا۔ بادشاہ کا باورچی بن جائے گا۔ اپنے منصب پر بحال ہو جائے گا۔ اور جس کے سر پر سے پرندے روٹیاں نوچ کر لے جا رہے ہیں۔ وہ بھانسی چڑھ جائے گا۔ اسے موت کی سزا ہو جائے گی وہ دونوں بننے لگے۔ وہ کھل کھلا کر بننے لگے کہ حضرت صاحب ہمیں تو کوئی خواب آئی نہیں ہے۔ آپ تعبیر بتا رہے ہیں۔ فرمایا کہ خواب تمہیں آئی ہے کہ نہیں آئی ہے۔ میں نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ روٹیاں والا بندہ بھانسی چڑھ گیا اور دوسرا بری ہو گیا۔ لہذا خواب کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔ یہ تعبیر بتانے والے کی زبان کا اثر ہے۔ لہذا آپ کو جو خواب آئے وہ کسی کو نہ بتائیں صرف اپنے پیروں کو بتائیں اور پیر صاحب کو یہ حکم ہے کہ وہ اس کی اچھی تعبیر ہی کرے۔ جو کچھ پیر صاحب نے کہہ دینا ہے وہ ہو جائے گا جو کچھ بھی پیر کامل کے منہ سے نکل جائے وہ ہو کر رہے گا۔ کسی کے کہنے میں نہ آنا نہ کسی دوسرے کو خواب بتانا اور نہ پھنس جاؤ گے۔ دودھ دیکھا تو کیا بنا۔ بارش دیکھی تو کیا بنا۔ سفید کپڑا دیکھا تو کیا بنا۔ میں نے گلاب کا پھول دیکھا ہے۔ میں نے پکا ہوا گوشت کھایا ہے۔ میں نے خربوزہ کھایا ہے۔ میں نے پیلو کھائی ہیں بے شمار خواب ہیں۔ ان میں کوئی چیز نہیں ہے۔ جب تک وہ تیری زبان پر نہ آئے اس کا کچھ اثر نہیں ہے۔ جو تعبیر بتائے گا وہی اس کا اثر ہے لہذا اگر خواب آجائے تو ضرور اپنے پیروں کو بتاؤ نہ کسی دوسرے سے اس کا ذکر نہ کریں۔ یہ کتاب جو مجھے شاہ صاحب نے دی ہے وہ اس کا مطالعہ ضرور کریں لیکن اس سے بچ کر رہیں۔ ہر کسی کو خواب نہ بتائیں جس کو بھی بتائیں گے وہ اپنے ہی خیال کے مطابق تعبیر کرے گا۔ وہ غلط بھی ہو سکتی ہے اس کا خواب دیکھنے والے کے ذہن پر الٹا اثر بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابراہیم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر چیز کی اصل ہر چیز کی بنیاد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں صرف یہ بات ذہن نشین کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اسی عقیدے پر رکھے اور اسی عقیدہ سے خاتمہ بالخیر کرے۔ آدمی برا کب ہوتا ہے کہ جب وہ کہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا ضرورت ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھے اپنے اعمال کی بنا پر کہے کہ میں بڑا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ عتراتی ہیں کہ وہ سب سے بدترین بندہ ہے۔ اور اچھا وہ ہے جو کہے میں جو کچھ بھی ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہوں اس لئے اس شخص کے اعمال کبھی برا نہیں ہو سکتے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی ہے وہ نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے ان کے کرم سے ہے حساب سے ریاضی کی رو سے سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ یہ دیکھیں کہ میں نے سات صفریں لکھی ہیں (0000000) کیا ان کی کوئی قیمت ہے کوئی Value ہے۔ ان کی کوئی Value نہیں کوئی قیمت نہیں ہے۔ ان میں سے ہر صفر کوئی نہ کوئی عمل کو ظاہر کرتی ہے۔ پہلی صفر نماز کی ہے دوسری صفر روزے کے لئے ہے تیسری حج کو ظاہر کرتی ہے۔ کوئی زکوٰۃ کی ہے کوئی قربانی کی ہے۔ حفظ کی ہے قرات کی ہے تفسیر کی ہے۔ نعت لکھنے کی ہے۔ نعت پڑھنے کی ہے نعت سننے کی ہے لیکن ہیں یہ تمام صفر۔ ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کے بائیں جانب آخر پر ایک لگا دیا جائے تو یہ کتنا بن جائے گا۔ (10000000) یہ ایک کروڑ بن جائے گا۔ یہ ایک لگنے سے تمام صفروں کی قیمت ایک کروڑ بن گئی ہے۔ یہ ایک کون ہے۔ یہ ایک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ صفریں میرا تیرا عمل ہے۔ اگر صفر کا سہارا لو گے تو صفر ہی رہو گے۔ جب تک آپ اس ایک کا سہارا لیں گے تو آپ کروڑ ہیں آپ سب کچھ ہیں آپ شیر ہیں۔ لیکن اگر اس ایک کو ہٹا دیا جائے جس طرح سے کہ (0,000,000) تو باقی کیا رہ گیا ہے۔ صفر ہی رہ گیا ہے چاہے کروڑوں صفریں ہوں لیکن وہ ہیں صفر ہی اور صفر ہی رہیں گے اگر ایک مٹ گیا جس طرح سے کہ منافق مٹتا ہے تو اس کی نیکیاں اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ لنگرام کا ہسپتال تو ضائع ہو ہی رہا ہے۔ اس لئے کہ لنگرام نے کلمہ نہیں پڑھا۔ مسلمان نہیں ہوا۔ کافر ہے۔ کافر یعنی بھی کرے تو اسے اسی دنیا میں اس کا صلہ دے دیا جاتا ہے۔ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ منافق کلمہ پڑھ کر شہید بھی ہوتا ہے تو اس کی شہادت برباد ہو جاتی ہے۔ دوسرے اعمال کو چھوڑیں شہادت تو بڑی اعلیٰ ارفع چیز ہے وہ بھی برباد ہو جاتی ہے کیونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر یہ ایک اکیلا ہی ہو اور باقی کچھ بھی نہ ہو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر تمہارے ساتھ ہیں اور کیا چاہئے۔ مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے۔ یہ ایک ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور ادب کیا تو اس کو اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اپنے اعمال کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سمجھتا ہے ان کی عنایت سمجھتا ہے اگر ہے تو کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ایک کا لحاظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سارا کچھ یہی ہے۔ سحر گلشن یہی ہے۔ صدیقیت بھی یہی ہے، فاروقیت بھی یہی ہے۔ معراج بھی ہے۔ عرفان یہی ہے۔ یہ ایک کیا ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور محبت ہے۔ اگر ایک کا سہارا نہیں ہے تو نماز پلٹ کر منہ پر ماردی جاتی ہے۔ روزہ پلٹ کر منہ پر ماردیا جاتا ہے۔ قربانی برباد ہو جاتی ہے۔ حج قبول نہیں ہوتا۔ اگر کہے کہ زہے نصیب مدینہ نصیب ہو جائے اور یہیں پر ہی مر جائے۔ زہے کا مطلب کاش، کاش مجھے مدینہ نصیب ہو جائے تو یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے۔ جونہی مدینہ کی خواہش کی تو حدیث پاک کے مطابق اسے مدینہ مل گیا۔ اس کی حاضری ہو گئی۔ لیکن دوسری بات یہ کہ اگر دل سے یہ نعت پڑھتا ہے صرف دکھلاوے کے لئے نہیں یا کسی اور غرض سے نہیں پڑھتا آپ جانتے ہیں کئی اغراض ہوتی ہیں۔ بابا شیر یہ نعت پڑھا کرتا ہے اگر دل سے پڑھتا ہے صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشی کے لئے پڑھتا ہے تو جب یہ مرے گا۔ دفن فیصل آباد میں ہوگا لیکن اس کی میت مدینہ شریف پہنچ جائے گی۔ حضور

آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھو کہ وہ کس طرح سے اس ایک کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے۔ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میری رضا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میری اطاعت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میری غلامی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میری محبت ہے۔ ہم پڑھتے نعت ہیں ثواب کے لحاظ سے وہ حمد لکھی جا رہی ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ کیوں ہے۔ فرمایا ان کو بھی میں نے ہی بنایا ہے۔ جب تم اس کی تعریف کرتے ہو تو دراصل وہ میری تعریف ہی کرتے ہو۔ ان کی رضا میری رضا ہے۔ یہ راضی ہو گئے تو میں بھی راضی ہو جاؤں گا۔ اگر یہ ناراض ہوئے تو میں بھی ناراض ہوں۔ سورۃ توبہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زیادہ حق ہے کہ اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس ایک کے ساتھ لگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اس ایک کے ساتھ لگ گیا اس کا بیڑہ پار ہو گیا۔ آنا پسینے والی پکی میں ایک کلی ہوتی ہے ایک محور ہوتا ہے جس کے گرد پکی کا پتھر گھومتا ہے۔ جو دانہ اس کلی کے قریب رہتا ہے۔ جو اس کلی کے ساتھ لگا رہتا ہے وہ نہیں پستا ہے۔ جو دانہ اس سے دور نکل جاتا ہے وہ دو پتھروں کے درمیان رگڑا جاتا ہے۔ کائنات کا محور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جو اس کے ساتھ لگ گیا۔ وہ بچ گیا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ جو ان کے قدموں سے لگ جائے گا وہ بچ جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو جب تم گناہ کر لو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ ان سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں اگر وہ تیری شفاعت فرمائیں گے تو میں تیرے گناہ معاف کر دوں گا۔ ورنہ میں بھی معاف نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے معافی مانگنے کا طریقہ بتایا ہے۔ شرط لگائی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضری دو۔ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ اور اللہ تعالیٰ تو وہاں بھیج رہا ہے۔ شیطان روک رہا ہے۔ اب غریب آدمی مدینہ شریف کس طرح جائے۔ اتنی دولت نہیں ہے تو پھر اس کا کیا کیا جائے۔ غریب آدمی جو نہیں جاسکتا وہ اپنے دل میں سوچے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے دل میں ہیں۔ اس تصور سے یہاں ہی معافی مانگ ادھر ہی شفاعت مانگ لو تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضری کی تمنا ضرور کرو لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرے دل میں ہیں۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے دل میں ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف بنایا ہی ایک ہے اس نے اپنے نور سے صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک بنایا ہے۔ باقی ہر چیز اس نور کے پرتو سے بن رہی ہے۔

خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات

ہر چیز کی اصل جو ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں تو ابوالبرہ لیکن وہ ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے۔ اللہ تعالیٰ ایسا نور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ سحر گلشن ضرور دیکھو لیکن ہر گل میں ہر پتی میں ہر پتے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا بھی مشاہدہ کرو۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
 انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
 اور علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھل تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
 چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
 ہو نہ یہ ساقی مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
 نیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
 بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اللہ تعالیٰ اس ہستی کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا احسان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم جو نعت پڑھتے
 ہیں درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ان کا احسان مانتے ہوئے ان کے گُن گاتے ہیں۔ یہ بھی ان کا ہی کرم ہے کہ ہماری
 زبان پر ان کا ہی نام ہے۔ یہ بھی ان کی عطا ہے۔

جسے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا
 یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
 یہ جہاں پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں یہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اللہ تعالیٰ ایسی محافل سجانے اور ان میں آنے کی توفیق عطا
 فرمائے۔ ان کی عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے یہی ایمان ہے یہی نجات
 ہے یہی بخشش ہے یہی جنت ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر بخشش نہیں ہے جنت نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 02-08-02

صراط مستقیم

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- ہم ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں حاضر ہیں۔ یہاں اگر انومی انٹامولوجی کا پہرہ ہے یہاں بڑے سائنس
دان ہیں۔ اگر گندم یعنی ہوکپاس کی فصل لینی ہو۔ گنالیٹا ہوا اور کوئی فصل لینی ہو تو ان حضرات کے پاس نسخے موجود ہیں۔
اگر انومی والے ہل چلا دیں گے فصل بویں گے۔ پانی دے دیں گے۔ فصل اگ آئے گی انٹامولوجی والے کیڑے مار
دوائی کا چھڑکاؤ کر دیں گے تو فصل کیڑوں وغیرہ سے محفوظ ہو جائے گی۔ کھاد والے کھاد ڈال دیں گے۔ فصل تیار ہو
جائے گی، کاشتکار خواہ بد مذہب ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو، کمیونسٹ ہو، مسلمان ہو کہ غیر مسلم ہو فصل تیار ہو جاتی ہے۔
In-Put کر دیں۔ عوامل جسے کہتے ہیں۔ فیکٹر جس کو کہا جاتا ہے وہ پورے کر دیں تو فصل تیار ہو جائے گی۔ اسلام کی
آبیاری کے لئے کون سے عوامل ہیں کون سا In-Put ہے۔ فصل کی پیداوار گندم ہے۔ کپاس ہے۔ گنا ہے۔ اسلام کی
پیداوار کون سی ہے۔ اسلام کے عوامل اسلام کے In-Put ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، شہادت اور اس کا انجام
ہے۔ بخشش۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا نماز، روزہ، حج وغیرہ سے کام بن جائے گا۔ یہاں ہل پجالی سے کام بن جاتا ہے
۔ کھاد سے کام بن رہا ہے۔ کیمیکل سے کام بن رہا ہے۔ تو کیا نماز، روزہ، حج سے بھی کام بن جاتا ہے۔ میرا یہ آپ سب
تعلیم یافتہ حضرات سے سوال ہے۔ منافق کے پاس سب کچھ ہے کلمہ بھی ہے۔ نماز، روزہ بھی ہے، حج بھی ہے زکوٰۃ بھی
ہے، جہاد قربانی، قرات، حفظ، حتیٰ کہ شہادت بھی ہے لیکن بخشش پھر بھی نہیں ہے۔ اس کی زندگی میں اس کے عمل میں کس
چیز کی کمی ہے کہ جس کے باعث بخشش ہوئی جس چیز سے بخشش ہونی ہے۔ اللہ کرے کہ وہ چیز ہمارے ہاتھ آ جائے۔
تاکہ وہ ہماری بخشش کا بہانہ بن جائے۔ ہل پجالی بھی ہے اور کہتے ہیں تاکہ ”دب کے واہ تے رج کے کھا“۔ یہ کہادت
یہ نسخہ زراعت میں کام آتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ دب کے نمازیں پڑھ۔ دب کے روزے رکھ تو کیا اسلام کی فصل
مل جائے گی۔ اس کی فصل تیار ہو جائے گی۔ نہیں ہوگی۔ پھر پتہ چلتا ہے کہ کوئی چیز Missing ہے۔ کسی چیز کی کمی ہے۔
کئی فرقے ایسے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ”عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی“ اعمال منافق کے پاس تم سے بہتر ہیں
اس کی زندگی کیوں نہیں بنی۔ عمل سے ہی زندگی بنتی ہے تو منافق کے پاس تم سے بہتر ہیں اس کی زندگی کیوں نہیں بنی۔
شیطان بہت بڑا عالم ہے۔ عبادت گزار ہے چپہ چپہ پر سجدہ کیا ہے۔ حاضر ناظر ہے۔ غیب کا علم جاننے والا ہے۔
فرشتوں کو پڑھانے والا ہے۔ لیکن بخشش نہیں ہوئی نہ صرف خود جہنمی ہے بلکہ لوگوں کو جہنمی بنانے والا ہے۔ خود کافر ہے

لوگوں کو کافر بنانے والا ہے۔ منافق کا جتنا عمل ہے اتنا کسی اور کا نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی نماز تم سے بہتر ہے اس کا روزہ تم سے بہتر ہے۔ اس کی طہارت بہتر ہے اس کے کپڑے تم سے زیادہ صاف ہیں۔ اس کی تلاوت اس کا تلفظ تم سے بہتر ہے لیکن ابو جہل سے بھی زیادہ جس کو عذاب آنا ہے وہ منافق ہے۔ کیا ہوا، کون سی کمی ہے کون سی چیز Missing ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ کمی دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وہ کون سی کمی ہے وہ کون سا عقیدہ ہے کہ ہم راہِ مستقیم پر ہوں۔ ہماری نجات ہو جائے ہم انعام یافتہ بن جائیں۔ میری عرض گزارش کا سارا مطلب یہ ہے کہ شیطان کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا پتہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ صبح سویرے ٹی۔ وی پر یہی دُعا آتی ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ وہ رازق ہے مالک ہے۔ ہدایت اس کے ہاتھ میں ہے۔ نیکی کرنے کی توفیق بھی وہی دیتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی بھی توفیق وہی دیتا ہے۔ اس نے ہی اپنے بندے کو کامیاب کر دیا۔ وہی ہر کام کی توفیق دیتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تعریف کے لائق نہیں۔ وہ وَحْدَہ، لَا شَرِیْکَ ہے۔ یہ ساری توحید ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی تفسیر ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہدایت پر بھی ہو۔ اس لئے یہ نہ دیکھو کہ یہ توحید بیان کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ توحید بیان کرنے والا۔ توحید کو ماننے والا۔ خود بھی صراطِ مستقیم پر ہو یا نہ ہو۔ صرف یہ دیکھو کہ اس کا عقیدہ کیا ہے۔ یہ نہ دیکھو کہ یہ نمازی ہے نماز پڑھ رہا ہے۔ وضو اچھا کیا ہے۔ طہارت بڑے کمال کی ہے۔ قرأت بڑی اچھی ہے تلفظ بڑا اچھا ہے۔ تفسیر بڑی اچھی ہے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود ہو سکتا ہے کہ وہ ہدایت پر نہ ہو۔ پھر ہدایت پر کون ہے۔ صراطِ مستقیم پر کون ہے۔ صراطِ مستقیم پر وہ ہے جو تقلید کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ وہ سیدھے راستے پر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صِرَاطُ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہُمْ میں کون سے بندے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام عطا فرمایا ہے اور وہ انعام کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ حضرت صدیق اکبرؓ ہے اور اس کا راستہ ہے۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کا راستہ ہے۔ یہ حضرت عثمان غنیؓ کا راستہ ہے۔ یہ حضرت علیؓ کا راستہ ہے۔ یہ میرے صحابہ کرامؓ کا راستہ ہے۔ اور انعام میں خود ہوں۔ میرے جتنے کام ہیں میرے جتنے افعال ہیں میرے جتنے احکام ہیں ان میں سے انتخاب کر کے یہ باقی سب لوگوں کو راستہ بتاتے ہیں۔ میری تقلید کرتے ہیں۔ میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ میرا حکم مانتے ہیں میرا ادب کرتے ہیں۔ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جو بندے ہیں ان کا طرز عمل اپنا تو پھر تم صراطِ مستقیم پر ہو اور پھر تم آپر انعام ہوگا۔ وہ انعام میں ہوں گا۔ اور اگر میں ہو گیا تو ساری چیز میرے قبضے میں ہے۔ سب کچھ ان کو عطا ہو جائے گا۔ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا مطلب۔ فرمایا کہ کافروں کا، یہودیوں کا یا عیسائیوں کا راستہ نہیں چاہئے وہ اور ہیں۔ عیسائی توحید کو نہیں مانتے وہ تین خدا مانتے ہیں وہ ایک خدا کو نہیں مانتے۔ اور یہودی کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں ہم اس کے محبوب ہیں۔ جنت ہمارے لئے ہے۔ ہم سے کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ توحید کو یہودی بھی نہیں مانتے۔ توحید ان کی بھی نہیں ہے۔ یہودیوں کی بھی نفی کرائی۔ عیسائیوں کی بھی نفی کرائی اور شیطان کی بھی نفی کرائی۔ جو توحید کو بھی مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو رب بھی مانتا ہے قیامت کو مانتا ہے۔ فرشتوں کو

مانتا ہے۔ جنت دوزخ کو بھی مانتا ہے۔ مکر کر اٹھنے کو بھی مانتا ہے۔ فرشتوں کا استاذ رہا ہے۔ فرشتوں کو پڑھایا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کو جانتا ہے۔ اور جو لوگ ان کی تبلیغ سے راہ مستقیم پر آئے ان کو گمراہ بھی شیطان نے کیا ہے۔ اور شیطان کی تبلیغ سے لوگ راہ راست سے بھٹک گئے گناہوں میں مبتلا ہو گئے اور جن گناہوں کی بنا پر ان قوموں کو عذاب دئے گئے۔ کسی پر طوفان آ گیا۔ کسی پر زلزلہ آ گئی۔ کسی پر آندھی آ گئی۔ ان کو جو نیں پڑ گئیں۔ ان کو مینڈکوں کا عذاب آ گیا۔ خون کی بارش آ گئی۔ ان پر قحط آ گیا۔ ان پر پتھر کی بارش ہو گئی۔ خطہ زمین کو اٹھا کر اوندھے منہ گرا دیا کہ سب لوگ دب کر مر گئے۔ کسی نے کسی گناہ کی وجہ سے عذاب آیا۔ وہ بھی شیطان کو علم ہے کہ کون سے گناہ کی وجہ سے کون سا عذاب آتا ہے۔ اس کے باوجود اسے ہدایت نہیں آئی کیوں اسے ہدایت نہیں ملی۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ مقلد نہیں ہے۔ تقلید نہیں کرتا۔ کسی کے پیچھے چلتا نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کے نقش قدم پر چلو۔ صراط کے معنی راستہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری نگاہ اپنے نیک بندوں کے راستے پر لگائی ہے کہ مجھ سے ان کے نشان قدم مانگو ان کے قدموں کے راستہ کو مانگو تا کہ تم سیدھے راہ پر چل سکو۔ شیطان کو سیدھی راہ کا بھی پتہ ہے لیکن وہ ان سیدھی راہ پر چلنے والوں کی تقلید نہیں کرتا۔ بلکہ سیدھی راہ سے لوگوں کو دور غلاتا ہے اور اٹلے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ شیطان کس طرح سے بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فرشتوں نے سجدہ کر دیا لیکن شیطان نے نہیں کیا۔ جب پوچھا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ تو کہنے لگا کہ میں اس سے اعلیٰ ہوں۔ یہ مٹی سے بنا ہے میں آگ سے بنا ہوں میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کروں **وَاسْتَكْبَرُ** اس نے تکبر کیا۔ تکبر نے اس کو شیطان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ تکبر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی فیض نے نعت پڑھی ہے۔

تو لُج پال ہے لُج پال میری
میری زندگی ہے تینڈھے نال ڈھولا
توں چنگیاں تو چنگا میں سب کو نکاری

یہ بات شیطان نہیں کہہ سکتا۔ یہ صرف مومن ہی بات کہہ سکتا ہے۔ شیطان کبھی اپنے کو کسی سے کم تر نہیں کہتا۔ وہ ہمیشہ اپنے کو برتر و اعلیٰ ہی کہتا ہے۔ یہی تکبر ہے۔ شیطان کبھی اپنی نفی نہیں کرتا ہے۔ اور جب تک کوئی اپنی نفی نہ کرے اسے ہدایت نہیں آتی۔ نفی کیا ہوتی ہے۔ نفی یہ ہے کہ میرے پلے کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی بندہ اپنی آپ کو حقیر سے بھی حقیر نہیں سمجھتا اسے عرفان الہی نہیں آ سکتا۔ حقیر چیز سے بھی اپنے آپ کو حقیر سمجھے تو جب یہ نفی آ جائے گی تو پھر تمہیں توحید کا بھی پتہ چل جائے گا۔ رسالت کا پتہ چل جائے گا۔ اور صراط مستقیم تیرے سامنے آ جائے گی۔ جب تک تو تکبر میں ہے کہ میں عالم ہوں میں مجاہد ہوں میں غازی ہوں میں نمازی ہوں حاجی ہوں۔ اس وقت تک ہدایت نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نفی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یسین صلی اللہ علیہ وسلم، مدثر مزمل، طہ صلی

اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں فرمایا عُبْدُہُ، وَرَسُوْلُہُ، اس کا بندہ اور اس کا رسول، بندہ کیا ہوتا ہے کہ جس کی اپنی کوئی حیثیت نہ ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ جب تک تیری زندگی میں نفی نہیں آئے گی۔ اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھے گا۔ تجھے ہدایت نہیں ملے گی۔ کوئی کہے کہ یہ عمل مجھ سے نہیں ہے یہ نفی ہے اور اگر کہے کہ یہ عمل مجھ سے ہے تو یہ تکبر ہے اور اگر رائی کے دانہ کے برابر تکبر دل میں ہو تو حدیث پاک میں ہے کہ وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔ ہمارے دل سے تو تکبر جاتا ہی نہیں ہے۔ میں پروفیسر ہوں میں عالم ہوں میں علامہ ہوں میں قائد ملت ہوں میں قائد عوام ہوں یہ تکبر ہے اور اگر یہ کہے کہ میرا عمل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہے تو یہ نفی ہے۔ کیونکہ عمل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہے۔ اب جو غیر مقلد ہیں جو کسی کی تقلید ہی نہیں کرتے تو پھر وہ کن لوگوں کا راستہ مانگ رہے ہیں۔ راستہ تو مانگا جاتا ہے۔ پوچھا جاتا ہے کہ اگر اس راستے پر چلنا ہو۔ اگر چلنا ہی نہیں ہے تو پھر راستہ مانگنے کا کیا مطلب۔ اور اگر راستہ ہی نہیں تو پھر انجام بھی کیسا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انعام نہ مانے تو ہدایت کیسی یہ ہدایت نہیں بلکہ گمراہی ہے۔ شیطان کسی کا مقلد نہیں ہے اس لئے ہدایت پر نہیں ہے۔ صراطِ مستقیم کو جانتا ہے لیکن صراطِ مستقیم پر نہیں ہے۔ صراطِ مستقیم پر وہی ہے جو صحابہ کرام کا مقلد ہے جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں رکھتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب رکھتا ہے۔ ادب اور محبت رکھنے والا ہی صراطِ مستقیم پر ہے۔ کسی بھی نبی علیہ السلام کو کسی عام سے لفظ سے پکارنا حرام ہے۔ مثال کے طور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا جائے۔ اپنے جیسا کہا جائے یہ حرام ہے۔ بشر کے دو معنی ہیں ایک ہے شر سے بنا ہوا۔ جس طرح ہم بنے ہیں۔ ہمارا خمیر شر سے بنا ہوا ہے۔ شرارت سے بنے ہوئے ہیں۔ برائی سے بنے ہیں۔ لیکن جو لفظ بشر انبیاء علیہم السلام کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بنا ہوا۔ دستِ قدرت سے بنا ہوا۔ لیکن لفظ بشر یعنی ب۔ ش۔ ر۔ تینوں حروف سے بشر کا لفظ بنتا ہے۔ گرامر کے لحاظ سے ب۔ ش۔ ر۔ کا مجموعہ بشر ہی بنے گا۔ لیکن استعمال کے لحاظ سے اس کی بہت اس کی Nature اس کے معنی بدل جائیں گے۔ اس لئے اپنی نعت میں لفظ بشر استعمال کرتے ہوئے بہت احتیاط کرو کہ کہیں یہ لفظ کسی نبی علیہ السلام کے لئے عامی طور پر استعمال نہ ہو جائے۔ اسی لفظ سے عقیدہ بھی بنتا ہے اور بدعتیہ کی بھی پیدا ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عمومی لفظ بشر کہہ دینا بے ایمانی ہے۔ اپنے جیسا کہہ دینا کہ جس طرح لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں، یہ کفر ہے۔ تو حید کی ایسی تعریف کہ جس سے کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی نکلتی ہو وہ حرام ہے۔ ایسے فرقے بھی موجود ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ اس کے سامنے ہر بندے ہر نبی علیہ السلام اور ہر چیز کی حیثیت چوہڑے چمار سے بھی بدتر ہے۔ یہ حرام ہے حالانکہ تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ تو کوئی ہے ہی نہیں لیکن یہ کہنا کہ ان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں چوہڑے چمار سے بھی کم تر ہے یہ حرام ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ نماز میں اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آ جائے تو اس سے بہتر تھا کہ کس گدھے کا خیال آ جاتا۔ یہ

بھی حرام ہے۔ جو علی ہے جو نبی ہے اس کے پلے کوئی چیز نہیں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے وہ واحد ہے۔ سب تعریف صرف اسی کی ہے۔ یہ خصوصاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت کم کی جائے یہ حرام ہے۔ بت پرستی اور شرک کو بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر سکتا ہے لیکن وہ اپنی حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی اور گستاخی برداشت نہیں کرتا ہے۔ اَنَا الْحَقُّ کہنا۔ کیا مطلب کہ میں ہی اللہ ہوں اس کی معافی ہو سکتی ہے۔ لیکن کوئی بھول کر بھی کہہ دے کہ اَنَا مُحَمَّدٌ کہ میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو اسی لمحے بے ایمان ہو جائے گا۔ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دینا تو کجا کوئی یہ بھی کہہ دے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں ان کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے وہ بھی بے ایمان ہے۔ کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت مولانا رومؒ کا لفظ بول رہے ہیں لیکن کس شان سے فرمایا

صد	ہزاراں	جبرائیل	اندر	بشر
بحر	حق	سوئے	غریباں	یک
				نظر

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بشریت تو ہے۔ لیکن ایسی بشریت ہے کہ ہزاروں نورانی جبرائیل اس پر قربان ہوتے ہیں۔ کروڑوں جبرائیل جو نور سے بنے ہوئے ہیں وہ آپ کی بشریت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

صد	ہزاراں	جبرائیل	اندر	بشر
بحر	حق	سوئے	غریباں	یک
				نظر

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے لئے ایک نظر عنایت ادھر بھی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا موڈ ہی صراطِ مستقیم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ کسی کی آواز بھی اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے اونچی ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر ادب کیا ہوگا۔ ہمیشہ اپنی نعت میں اپنی تقریر میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ خاطر رکھو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی بے ایمانی ہے۔ ایک جگہ مناظرہ ہو رہا تھا تو ایک نے کہا کہ مجھے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صرف قرآن مجید ملا ہے اور کچھ نہیں ملا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ ہر چیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔ تیرا ایمان بھی ان کے نور سے بنا ہوا ہے۔ کہنے لگا کہ نہیں میرا ایمان ان سے نہیں بنا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اچھا پھر میں دُعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ کہنے لگا کہ ہاں تم دعا کرو میں آمین کہتا ہوں۔ اس نے دعا کی کہ یا اللہ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جس نور سے اس کا ایمان بنا ہے وہ واپس ہو جائے۔ پہلے نے کہا آمین۔ دوسرے ہی روز یہ آمین کہنے والا صلیب کے سامنے سجدہ کر رہا تھا۔ یعنی وہ عیسائی بن گیا تھا۔ اتنی بے ادبی بھی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ صراطِ مستقیم سے بھٹکا دیتی ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر چیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پرتو سے بنی ہے یہ ایمان ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہیں ہے تو بے ایمان ہے صراطِ مستقیم پر نہیں ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی محبت نہیں ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب نہیں ہے تو چاہے لاکھ اعمال بھی ہوں سب بے کار ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر انومی کا شکار کسی سکھ کو بھی فائدہ دیتی ہے کیونست کو بھی فائدہ دیتی ہے۔ لیکن اسلام میں پہلے نظریہ، عقیدہ اور باقی سب کچھ بعد میں ہے۔ اگر نظریہ غلط ہے تو سب کچھ غلط ہے۔ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلو جو ان کا مذہب اور عقیدہ تھا وہ مانو۔ صحابہ کرامؓ کی تقلید کرو۔ تو پھر صراطِ مستقیم ہے۔ پھر اگر تیرے اعمال نماز، روزہ، حج تھوڑے بھی ہیں تو کام آجائیں گے۔ اگر انومی میں ہل چالی کی Value ہے مانتے ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ ہے۔ لیکن اسلام میں عقیدہ درست ہے تو سب کچھ ہے ورنہ سب بے کار ہے۔ ہم طبعی سائنس پڑھتے ہیں طبعی سائنس اور ہے روحانی سائنس اور ہے۔ ان کی فیڈ ہی اور ہے قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ اے لوگو تمہارے اعمال بے کار چلے جائیں گے عمل ہوگا لیکن اس کو پھل نہیں ہو گا۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے تمہاری آواز اونچی ہو جائے گی۔ اگر انومی اور چیز ہے انما مولوی اور چیز ہے۔ طبعی سائنس اور چیز ہے۔ لیکن اسلام ایک نظریہ ہے ایک عقیدہ ہے۔ نظریہ ہے تو سب کچھ ہے اور اگر نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اگر انومی والے کہتے ہیں کہ دُوب کے واہ رَج کے کھا۔ لیکن اکناکس کیا کہتی ہے کہ نہیں صرف اتنا ہی کہ رُوجس سے بہت زیادہ نفع آجائے۔ زیادہ In Puta کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ یہ دونوں نظریے غلط ہیں۔ اسلام میں نسبت کا عقیدہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ادب کی نسبت پیدا کرو۔ ادب کام آئے گا۔ عمل کام نہیں آئے گا۔ جنت میں داخلہ عمل سے نہیں بلکہ شفاعتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ محفل میں نعت خوانی ہوتی ہے وہ ہمارے لئے سرمایہ حیات ہے۔ دنیا سے ہم کیا چیز ساتھ لے جائیں گے۔ قبر میں کیا ساتھ جائے گا۔ کیا یہ مکان جائے گا۔ یہ پتھر جائے گا۔ بنک بیلنس جائے گا۔ ڈگری جائے گی۔ گریڈ جائے گا۔ کچھ بھی نہیں جائے گا۔ ساتھ جانے والی چیز یادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قبر میں سوال ہوگا۔ کہ تو دنیا میں کیسے اشعار کہتا تھا۔ نماز پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا اس کا سوال اللہ جانے کب ہوگا۔ اللہ کرے کہ ان سے متعلق سوال نہ ہی ہو۔ ہم پاس نہیں ہو سکتے۔ ہم نے صرف نعت میں پاس ہونا ہے۔ جانتے ہو کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے متعلق کس کو سوال ہوگا۔ اس کو سوال ہوگا جس کو نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں آتی ہے۔ اس کو فیل کرنے کے لئے اس سے اعمال کے متعلق سوال ہوگا۔ کیونکہ اعمال میں کوئی پاس ہو سکتا نہیں ہے۔ حدیثِ پاک ہے کہ دو تین سوال نہیں بلکہ صرف ایک ہی سوال ہوگا کہ جس کی بنا پر قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ اور جب قبر میں جنت کی کھڑکی کھل گئی تو پھر وہ بند نہیں کی جائے گی جنت کی کھڑکی کس سے کھلی ہے کیا سوال ہے اور کیا اس کا جواب ہونا چاہیے کہ جنت کی کھڑکی کھل جائے۔ پوچھا جائے گا کہ اے بندے اس ہستی کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ تو وہاں اپنی نعت کہہ دے یا اپنی نعت کے اشعار کہہ دے اللہ کرے کہ آپ کو یہ توفیق ہو اور مجھے بھی یہ توفیق ملے اور آپ کے اشعار مجھے بھی یاد ہو جائیں حدیثِ پاک ہے کہ نماز، روزہ، حج جس سے پوچھا جائے گا جس سے حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ وہ جہنمی ہو جائے گا۔ عمل سے زندگی نہیں بنتی یہ یادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتی ہے۔ قبر

میں بندہ اس قدر گھبرا جائے گا کہ اسے کچھ یاد نہیں رہے گا۔ اگر اسے پوچھا جائے کہ تمہارا نام کیا ہے تو وہ اپنی نام بھی نہیں بتا سکے گا۔ وہ پریشان ہو جائے گا۔ اور قریب ہے کہ اس کے لئے جہنم کی کھڑکی کھل جائے تو ایک نورانی چہرے والا بندہ آجائے گا۔ اور فرشتوں سے کہے گا کہ میں تمہیں جواب دیتا ہوں ایک سوال کا جواب، دوسرے سوال کا جواب تمام سوالوں کے جواب دے گا۔ وہ بندہ پاس ہو جائے اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ وہ بندہ اس آنے والے سے پوچھے گا کہ تو کون ہے بڑی مہربانی فرمائی میری مشکل حل کرادی مجھے پاس کرادیا ہے وہ کہے گا کہ میں تیری نعت ہوں میں تیرا درود شریف ہوں۔ ایک صاحب نظر آدمی تھا وہ جنت البقیع میں تھا اس نے دیکھا کہ کچھ میتیں اس جنت البقیع سے نکالی جا رہی ہیں کہیں دوسری جگہ لے جائی جا رہی ہیں۔ اور کچھ میتیں ان کی جگہ پر باہر سے لا کر یہاں دفن کی جا رہی ہیں۔ پوچھا کہ یہ کیا تبدیلی کی جا رہی ہے۔ فرمایا نعت پڑھنے والوں کو ادھر لایا جا رہا ہے۔ نعت نہ پڑھنے والا نعت نہ سننے والا نعت سن کر جلنے والا یہاں سے اٹھا کر باہر بھیجا رہا ہے۔ جو مدینہ پاک میں قبر مانگتا ہے اسے وہاں مل جاتی ہے اور جو نہیں مانگتا اسے فیصل آباد میں بھیج دیا جاتا ہے۔ رائے ونڈ میں بھیج دیا جاتا ہے۔

گنبد خضراء کے آنگن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے
زندگی مانگی کسی نے اور کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے
گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے
ہم نے چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے نعت کہنے پڑھنے اور نعت سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم اور بندے ہیں لیکن نعت گو اور شخصیات ہیں۔ قیامت کے روز صور اسرافیل سے ہم جیسے اٹھیں گے۔ سخت قسم کی آواز آئے گی تو ہم جیسے اٹھ کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جو نعت گو ہیں۔ وہ سوئے رہیں ان کو نہ جگایا جائے یا اللہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا کہ افراتفری ختم ہو جائے تو میں خود ہی انہیں اٹھا لوں گا۔ آپ شعراء حضرات کے ساتھ ہو کر شاید ہمیں بھی سویار ہنا ہی نصیب ہو جائے اور تمہارے ساتھ ہمیں بھی اٹھایا جائے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

اور ہم نے تو آپ کی ساری نعتیں سنی ہیں۔ دو گھنٹے کا پروگرام صرف نعت خوانی کے لئے ہوا ہے اور پھر یہ کہ سال بھر ہر محفل میں آپ کی نعتیں سنتے ہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہی رہنے دیں گے۔ آپ کے ساتھ ہی اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یہ نسبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ فارسی کا شعر ہے کہ

گرد متاں گرد مے کم رسد بوئے رسد
بوئے مے گر ہم نہ باشد رویت ایشان است

جونہی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والے ہیں ان کا طواف کر۔ ان کے گرد گھوم، ان کی محفل میں آیا جایا کر۔ اگر تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خیرات نہیں ملے گی تو تمہیں اس کی خوشبو ضرور آ جائے گی۔ اگر خوشبو بھی نہ آئی تو پھر ان کا دیدار ہی تمہارے لئے کافی ہے۔ اور حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ہزاروں کروڑوں سجدوں سے بہتر ہے کہ تو کسی ولی اللہ کی محفل میں ایک لمحہ بیٹھ جائے۔ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کر لے۔ نعمت گو حضرات سے نسبت قائم کر لے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جب ہم دنیا سے جائیں تو کسی کی نسبت ہمارے ہاتھ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عقیدہ درست رکھو عقیدے کو پھیل گناہے اور عقیدہ کیا ہے۔ حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ اپنی کتاب ”عقیدہ کی اہمیت“ میں فرماتے ہیں کہ

(1) اللہ تعالیٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ ہے۔ ذات میں، صفات میں اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ خالق ہے مالک ہے، رازق ہے۔ حَیٌّ وَ قَیُّوْمٌ ہے، بے نیاز ہے، کسی کا محتاج نہیں ہے قدرت والا ہے، قادر ہے۔ اس کی تمام صفات ذاتی ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا کفر ہے۔ شرک ہے۔

(2) انبیاء والمرسلین علیہم السلام۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور اولیاء کرام رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظاہر ہیں۔ ان کا علم اور تصرف معجزات و کمالات عطا کی ہیں ان کی صفات ذاتی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام برحق ہیں۔ سچے ہیں، معصوم ہیں اور ان تمام انبیاء والمرسلین میں سب سے افضل و اکمل و اجل و اشرف و امجد و اشہر سب سے اولیٰ و اعلیٰ و ارفع اللہ تعالیٰ کے حبیب الصلوٰۃ والسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہیں۔ شفاعت فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم غیبیہ عطا ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں۔ شاہد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر ہیں، نذیر ہیں، سرانِ منیر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج والے ہیں۔ دیدار رب تعالیٰ کرنے والے ہیں جو کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریفی یا غیر تشریفی، طلی یا بروزی کسی بھی قسم سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی کہے کہ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی ہو سکتا ہے وہ کافر ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(4) تمام امتوں میں سے حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت افضل ہے۔ اور اس امت میں سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب سے افضل ہیں اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں سے خلفاء راشدین سب سے افضل ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم عادل، متقی اور پرہیزگار ہیں۔ کوئی شخص کفر و شرک میں مبتلا حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں حاضر خدمت ہوا۔ صدق دل سے کلمہ پڑھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی زیارت کی وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے پھر چاہے ایک نماز پڑھنے کا بھی وقت نہ ملا اور فوت ہو گیا وہ جنتی ہے۔ اور صد سالہ عبادت گزار غوث قطب سے افضل ہو گیا۔ کہ وہ صحابیت کے مرتبہ پر فائز ہے۔ یہ ساری برکتیں اور ساری فضیلتیں چہرہ انور کی زیارت کی وجہ سے ہیں۔ آج کوئی شخص بعد از ظاہری وصال شریف خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہے تو وہ ولی ہے۔

(5) فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ فرشتے نہ مذکر ہیں۔ نہ مؤنث۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔

(6) ولایت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک امتیازی شان ہے۔ کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قطب، کوئی امام، کوئی قلند کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ جو شخص کسی بھی صحابی کی شان میں بے ادبی کرے وہ گمراہ بدین ہے۔ ایسا شخص ہرگز ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔ اولیاء اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غائب ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو اختیارات و تصرفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہ مَا كُنَّا وَ مَا يَكُونُ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ لوح محفوظ کی خبر دیتے ہیں۔ یہ سیاہ و سفید کے مختار بنادے جاتے ہیں۔ اور ان کو یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ اور عطا سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ کہ ولی نقلی عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے اور جب اسے اللہ تعالیٰ کا قرب مل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ وہ دیکھتا ہے تو میری قدرت سے دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ سنتا ہے تو میری دی ہوئی طاقت سے سنتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ پکڑتا ہے تو میری قدرت سے پکڑتا ہے یعنی جب ولی کی آنکھ میں قدرت الہی کام کرتی ہے تو وہ قریب بھی دیکھ لیتا ہے اور دور سے بھی دیکھ لیتا ہے۔ جیسے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند سے اسلامی لشکر کو دیکھ لیا تھا اور مدینہ منورہ سے آواز بھی پہنچادی تھی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ولی نبی کچھ نہیں کر سکتے یا جس کے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو تصرف کی قدرت نہیں دی وہ یہودیوں کا پارٹ ادا کر رہے ہیں کیونکہ یہودیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ دیتا نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلَعِنَوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدُهُ مَبْسُوتَةٌ يُفِيقُ كَيْفَ يَشَاءُ (المائدہ ۶۴) اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے۔ بلکہ اس کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کشادہ ہیں۔ عطا فرماتا ہے جیسے چاہے۔ یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہے۔ کسی کو دیتا کچھ نہیں اس کی تردید میں فرمایا یہودیوں پر کہنے کی وجہ سے لعنت پڑی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی دونوں دست کرم کھلے ہیں۔ جس کو جتنا چاہے جو چاہے عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش نذیر احمد صاحب ریسرچ انسٹیٹیوٹ 08-07-2002

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔ فرمایا

- ۱۔ تم اللہ تعالیٰ کو ماننے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔
 - ۲۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو مگر ان کی متابعت نہیں کرتے۔
 - ۳۔ تم قرآن مجید کو پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔
 - ۴۔ تم اللہ تعالیٰ کی نعت کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔
 - ۵۔ تم جانتے ہو کہ دوزخ گناہ گاروں کے لئے ہے مگر اس سے ذرا نہیں ڈرتے
 - ۶۔ تم شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے بچتے نہیں۔
 - ۷۔ تم موت کو برحق سمجھتے ہو مگر آخرت کا کوئی سامان نہیں کرتے۔
 - ۸۔ تم اپنے خولیش و اقارب کو اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے۔
- پھر تمہاری دعائیں کیونکر قبول ہوں۔

متضاد معیار

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- بات بالکل سادہ اور سیدھی کہ دو ضرب دو برابر چار ہوتے ہیں کہ تین ہوتے ہیں کہ پانچ ہوتے ہیں۔
دو ضرب دو برابر چار ہوتے ہیں لیکن کوئی چار کی بجائے تین کہتا ہے اور کوئی پانچ کہتا ہے۔ اپنی نعت میں کبھی آپ چار
کہتے ہیں کبھی تین اور کبھی پانچ کہتے ہیں آپ اپنی نعت کو بے شک دوبارہ پڑھ لیں۔ اس کو ہی لے لیں کہ
سر صبح چل رہا ہے سر شام چل رہا ہے
تیری بندہ پروری سے میرا کام چل رہا ہے
ایک یہ معیار ہے کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں۔ اور ایک یہ ہے کہ

لے ڈوبتے مجھ کو میرے اعمال نیازی
جا پہنچا مدینے میری تقدیر بھلی تھی

یہ دوسرا معیار ہے۔ اگر سر صبح چل رہا ہے اور سر شام بھی چل رہا ہے۔ اور یہ سب یہ کہ تیری بندہ پروری سے میرا کام چل رہا
ہے۔ تو کون چلا رہا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام چلا رہے ہیں۔ اور پھر تو یہ کہے کہ جا پہنچا مدینے میں۔ تو پھر میں
کہاں سے آ گیا۔ ہم خود ہی ڈنڈی مار رہے ہیں۔ ہم دو ضرب دو برابر چار بھی کر لیتے ہیں اور دو ضرب دو برابر تین بھی کر
لیتے ہیں اور دو ضرب دو برابر پانچ بھی کر لیتے ہیں۔ جس طرح سے ہماری مرضی ہوتی ہے ہم ویسے ہی کر لیتے ہیں یہ دوہرا
معیار ہے متضاد معیار ہے۔ کوئی ایک معیار بنالیں جو بھی مرضی میں آئے وہ بنالیں۔ لیکن صرف ایک معیار بنالیں اور
ایک معیار یہ ہے کہ ساری کائنات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کوثر کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا ہے۔ مالک بنا دیا ہے اور ماسواء اللہ تعالیٰ کے
باقی جو کچھ بھی ہے وہ کوثر ہے۔

مکان سے لا مکان تیکر حکومت مصطفیٰ دی اے

اس حکومت میں ہم Interfere کرتے ہیں۔ مداخلت کرتے ہیں۔ گڑ بڑ کرتے ہیں۔ کبھی میں ہوں اور کبھی ہم ہیں
اور کبھی وہ ہیں۔ فاعل صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کام کرنے والی ذات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔
بے شک لہ، مَا فَالْسَمَوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (البقرہ ۲۵۵) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

میں، لیکن اللہ تعالیٰ نے مالک ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکیت دے دی ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ آپ کی نعت میں مالک کل کی بات ہوئی چاہئے جو کہ نہیں ہے۔ کبھی آپ بن جاتے ہیں۔ کبھی ان کو بنا دیتے ہیں کبھی کسی تیسرے کو بنا دیتے ہیں کبھی چوتھے کو تو کبھی پانچویں کو۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں
ایک دفعہ تو یہ کہہ دیتے ہو اور دوسرے ہی لمحے یہ کہتے ہو کہ

ان کی محفل سجائے بیٹھے ہیں
اپنی قسمت بنائے بیٹھے ہیں

ایک ہی سانس میں دو متضاد باتیں کرتے ہو۔ حاجی رشید صاحب کو جلدی ہے یہ جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان کو روکھا تھا۔ اب میری بات تو پوری ہو گئی ہے اب جانا چاہتے ہیں۔ تو چلے جائیں۔ میری ساری عرض صرف اتنی ہے کہ اگر فاعل آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بناتے ہیں تو پھر انہیں ہی بنائے رکھیں۔ ادھر تو ہم اگر مگر کر رہے ہیں لیکن حشر والے دن سب سیدھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کس کی حکومت ہے ہم روز پڑھتے ہیں کہ مَلِکُ یَوْمَ الدِّینِ (الافتاحہ ۳) ”روز جزا کا مالک“۔ اس دن کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روز پوچھے گا کہ آج کس کی حکومت ہے۔ کوئی جواب نہیں دے سکے گا پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائیں گے۔ آج صرف میری حکومت ہے۔ اللہ کی حکومت ہے۔ لیکن اس میں دیکھو کہ ساں کیا ہے۔ ہر بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جا رہا ہے۔ کوئی پوچھے کہ خدا کے بندو آج حکومت تو اللہ تعالیٰ کی ہے پھر ادھر کیا لینے جا رہے ہو۔ اگر اس روز اس در کی طرف جانا ہے تو آج ہی چلے جاؤ۔

آج لے پناہ ان کی آج مدد مانگ ان سے

اس میں یہ بھی ہے کہ میں پناہ لوں حالانکہ پناہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی ہے اس شعر کو بھی بدانا پڑے گا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پناہ دیں۔ یہ دو تین چار بڑے متضاد معیار ہیں۔ عاشق کا کام ہے غیرت کھانا، عاشق کو غیرت ہوتی ہے۔ کہ اگر کوئی اس کے معشوق سے متعلقہ کوئی نازیبا بات کرے تو اسے غصہ آ جاتا ہے تو سر پھاڑنے کو آتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پورے حسن کا 9/10 حصہ ملا ہے۔ اور باقی جو بھی مخلوق ہے وہ 01/10 میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو اسی لمحے غیرت آئی کہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پھر 01/10 میں ہے۔ عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پھر 01/10 میں ہیں یعنی ان کو یہ غیرت آئی کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن زیادہ بڑھ گیا۔ اسی لمحے ان کے دل کو گرفت ہوئی۔ ہمیں نہیں ہوتی۔ ہم یہ بھی ہضم کر لیتے ہیں ہم وہ بھی ہضم کر لیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ٹھیک ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی ٹھیک ہیں۔ عاشق کو غیرت ہوتی ہے وہ اپنے معشوق کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں

کرتا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 01/10 میں ہیں۔ فرمایا کہ نہیں نہ تو میں 09/10 میں ہوں اور نہ ہی 01/10 میں ہوں۔ جب میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوش ہو گئیں مطمئن ہو گئیں ہم 09/10 میں بھی خوش ہیں۔ 01/10 میں بھی خوش ہیں۔ غیرت نہیں کھاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسا فرد بھی ہے۔ کہ جس کی نیکیاں ستاروں کے شمار کے برابر ہوں۔ فرمایا ہاں یہ حضرت عمر بن خطابؓ ہیں۔ پھر اسی لمحے غیرت آئی کہ میرے والد محترم کا پھر کیا مقام ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ حضرت عمر بن خطابؓ کیوں میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بڑھ گئے ہیں۔ انہیں گرفت ہوئی دل رنجیدہ ہوا۔ ہمیں تو کوئی گرفت نہیں ہوتی نہ ہی ہم رنجیدہ ہوتے ہیں۔ میں جاؤں مدینہ میں تو پھر بھی کوئی گرفت نہیں وہ لے جائیں مدینہ میں پھر بھی کوئی گرفت نہیں ہے۔ ہمیں فرق نہیں پڑتا کوئی کہے کہ

جا پہنچا مدینے میری تقدیر بھلی تھی

اور کوئی کہے

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلائے ہیں

ہم ان دونوں پر راضی ہیں واہ جی واہ لو جی یہ پیسے لے لو۔ پیسے نبھا کر کرتے ہیں دونوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں گویا کہ ہم دو ضرب دو برابر چار کو بھی پیسے دے جا رہے ہیں اور دو ضرب دو برابر تین کو بھی پیسے دیئے جا رہے ہیں دونوں کو سہاوتے جا رہے ہیں۔ ہم اپنا پہاڑ خود غلط کئے جا رہے ہیں میری یہ عرض ہے کہ آپ کی نعت کا جتنا بھی معیار ہے اس پر ہم کسی ایک معیار پر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ معیار عطا فرمائے کہ ہمیں بھی کبھی تو غیرت آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہوتا ہے کہ جب اس کا مقابلہ پوری کائنات سے کیا جائے تو اس کے مقابلہ میں اگر ساری کائنات کو صفر نہیں جانا تو سمجھ لیں کہ آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی کی سمجھ نہیں آئی۔ اگر یوں کہو کہ کڑوڑوں اربوں کھربوں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن ایک کوئی اصغر صاحب بھی ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بنا۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ جب تمام صفر ہو کر رہ جائیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنتا ہے۔

بہترین و بہترین

جز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیست در ارض و سماء

باقی پیغمبر واقعی اچھے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں صفر ہیں۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے۔ لیکن ہم کیا کہتے ہیں کہ

نبیاں دی صف اندر جیویں تو سجیا کوئی سجیا نہیں

ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایک ہی صف کھڑا کر دیتے ہیں۔ خدا کے بند و پوری کائنات

کے پیغمبر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ایسے ہی
ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کیا نفی ہوئی ہے کہ نہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
اگر ایک کلی بھی کھل جائے ایک کلی بھی کھلا دیں تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت نہیں بنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقابلہ میں ہر چیز کئی کئی کروڑوں تو پھر بنے گی۔ یہ علامہ اقبال کا شعر ہے۔ انہوں نے پھول کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے تشبیہ دی ہے فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

اگر ہم کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھ رہے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے صدقہ سے پڑھ
رہے ہیں۔ اگر دیکھ رہے ہیں تو ان کے صدقہ سے دیکھ رہے ہیں۔ سن رہے ہیں تو ان کے کرم سے سن رہے ہیں۔ اگر ہم
کام کر رہے ہیں تو وہ کر رہے ہیں۔ یہ ہے دوسرے دو برابر چار لیکن اگر آپ دوسرے دو برابر تین کریں تو یہ آپ کی
مرضی ہے لیکن اپنی مرضی کرتی نہیں چاہئے۔ سنی بریلوی ہو کر دوسرے دو برابر تین نہیں کرتے۔ علحضرت فرماتے ہیں۔

انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
یہ چمن، یہ پھول یہ تمام کائنات کی تشبیہات ہیں۔ جب تک تیرے ایمان کی انتہا اس عقیدے پر نہیں پہنچتی کہ
جز محمد نیست در ارض و سماء

تیرا کائنات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کچھ نہیں ہے تو تیرا عقیدہ صحیح نہیں بنے گا۔ اگر گرتو ہوگی عقیدہ درست
نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے عقیدے سے یہ اگر گرتا کال دے۔ علحضرت فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ہم نے کئی در بنا لئے ہیں۔ اپنی ذات کو بھی در بنا لیا ہے۔ ہم اپنے آپ کو بھی بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ لیکن علحضرت ہمیں

سبق دیتے ہیں کہ

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

تیری آواز میں اگر سوز ہے تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ تیری لکھائی میں اگر کوئی طاقت ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی وجہ سے ہے۔ تیرے وعظ میں کوئی اثر ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ وعظ میں الفاظ اور معنی میں جو کچھ بھی آ رہا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کرم ہے کائنات میں جس کو بھی دیکھ لیں کہ اس کے پتلے میں کیا ہے۔ تو ہر ایک کے دامن میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خیرات ہی ملے گی۔ یہاں اسی محفل میں ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ کہ جس سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نعتیں سنتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے معیار بھیجتے ہیں یہ بہت اللہ والے ہیں۔ ان کی آواز کیسی ہے یہ نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ یہ کس دربار کا نعت خوان ہے۔ یہاں وہ بندہ بیٹھا ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں نعت سناتا ہے اور جس شعر پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتا ہیں وہ ہے کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے
اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے

یہ معیار ہے۔ یہ شعر ہے پتہ تو چلانا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کیا ہے۔ کوئی چیز بھی دیکھ لیں اس میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے خیرات ملتی نظر آئے گی۔ بدرکس نے فتح کیا ہے۔ کیا تلواروں نے؟ نہیں تلواریں تو ہے ہی نہیں۔ کیا سپاہیوں نے۔ کیا فوج نے۔ فوج تو دشمن کے مقابلہ میں 01/03 ہے۔ تیسرا حصہ ہے۔ کیا زہروں نے بچایا ہے۔ زہر تو صرف آٹھ ہیں۔ کیا گھوڑوں نے۔ وہ تو صرف دو ہیں۔ تلواریں چھ ہیں۔ اونٹ ستر ہیں۔ فوج ہے نہیں۔ اسلحہ ہے نہیں۔ جو ہے وہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میل کنکریاں ہیں۔ جب وہ پھینکیں تو ساری فوج دشمن کی آنکھوں میں پڑ گئیں۔ اندھے ہو گئے۔ بھاگ گئے کچھ مر گئے کچھ گرفتار ہو گئے۔ خیر ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔ وہ ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ سب تصرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے۔ حق و باطل میں تمیز کرنے والی پہلی جنگ ہے اور اسلحہ ہے نہیں۔ جس طرح سے آج آپ میں سے ہر بندے کے ہاتھ پر گھڑی ہے۔ ہر ایک کے پاس سکوتر ہے۔ جس کو ضرورت نہیں بھی ہے اس کے پاس بھی سکوتر ہے۔ اسی طرح عرب میں ہر بندے کے پاس تلوار ہوتی تھی۔ آپ گھڑی کے عاشق ہیں وہ تلوار کے عاشق تھے۔ لیکن جنگ میں گئے تو تلوار پاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ماحول پیدا فرمایا کہ تلوار کی ضرورت ہی نہ رہی اور پتہ چل جائے کہ فتح تلوار میں نہیں ہے بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹھی میں ہے۔ خیر ایک بڑی جنگ ہے بڑا چرچا ہے ایک بڑی فتح ہے لیکن یہ فتح کس طرح سے ہوئی ہے۔ فرمایا کہ کل میں اس کو جھنڈا دوں گا جو قلعہ کو فتح کر لے گا۔ ہر صحابی رات کو جسدہ میں ہے کہ یا اللہ میرا ام لیا جائے مجھے پکارا جائے فتح

تو ہو جانی ہے۔ میں فاتح بن جاؤں۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی عہدہ کے لئے تمنا نہیں کی لیکن اس رات میں بھی سجدہ میں تھا کہ یا اللہ میرا نام آ جائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کن والی زبان سے نکل گیا ہے۔ فتح ہو جانی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو یقین ہے کہ کل فتح ہو جانی ہے۔ صبح ہوئی تو ایسی ہستی کو بلایا گیا جو Medically unfit ہے۔ تندرست نہ تھے۔ تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ جو فاتح خیبر ہے وہ Medically unfit ہے۔ اس کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ اس کی آنکھیں دکھ رہی ہیں اس کو نظر نہیں آتا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو بلایا وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں آئی ہوئی ہیں۔ میں کس طرح سے کمانڈر کر سکتا ہوں۔ فرمایا ادھر آؤ تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ آنکھوں کی بینائی کہاں سے ملتی ہے۔ ہم بینائی سرمہ میں ڈھونڈتے ہیں وہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن میں ہے۔ کوئی لوشن ایسا نہیں ہے جو آنکھوں کو ایک لمحہ میں درست کر دے سرمہ میں شفا ہے۔ ادویات میں شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ادویات میں شفا رکھی ہے۔ لیکن لعاب دہن کا کون مقابلہ کرے۔ حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا اسی لمحہ آنکھیں تندرست ہو گئیں۔ جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ تشریف لے گئے۔ قلعہ کا آہنی گیٹ سولہ سون کا ہے حضرت علیؓ نے ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا جس طرح سے کہ میں یہ ایک چھوٹا سا پتھر پھینک دوں قلعہ فتح ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے قلعہ فتح کیا۔ فاتح خیبر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس کی بنیاد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے اس لئے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

تمام علوم کا جو چوڑ ہے وہ حضرت پیر مرہ علی شاہ صاحبؒ کا کرم ہے کہ انہوں نے اس کا تعویذ بنا کر آپ کے اور میرے گلے میں ڈال دیا ہے۔ کہ اس کو نہ چھوڑنا حضرت پیر علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

ایں صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شانان

کسی کی کوئی شان نہیں ہے اگر کوئی شان ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب۔

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں
یہ اشعار میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو اشعار پڑھے گئے ان کی عظمت کو دیکھو اور پھر اپنی باتوں کو اپنی نعتوں کو
پرکھو

مَا اِنْ مَفَذَحَتْ مُحَمَّدٌ بِمَا قَالَتْنِي
وَلَكِنْ مَدَحَتْ مَقَالَتْنِي بِمُحَمَّدٍ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی باتوں اپنی عبارتوں سے اپنے الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتے
بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے کر ہم اپنی باتوں کو سجالیتے ہیں۔ یہ معیار ہے لیکن یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان سے بہت نیچے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو راز ہیں کسی کو پتہ ہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں۔ لیکن
اللہ کرے کہ ان اشعار پر نبی ہمارا عقیدہ پختہ ہو جائے۔ انہیں ہم سب کچھ سمجھیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ کی
عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کچھ ہیں۔ حضرت علامہ بوصیریؒ نے جو ہمیں معیار دیا ہے وہ یہ ہے کہ اے لوگو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ نہیں ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کے حصہ ہیں باقی سب کچھ ہیں۔ ایک تو یہ ہے اور
پھر دوسرا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوثر کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام منزل ہیں۔ یسین ہیں۔ مدثر ہیں۔ نور ہیں۔ بشیر ہیں۔ نذیر ہیں۔ سراج منیر ہیں یہ سب تعریف ہوں گی لیکن یہ
سب کچھ ساڑھے چودہ سو سال پرانا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو ہر لمحہ بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ اب
تک کتنی شان بلند ہو گئی ہے۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ ہر آنے والی گھڑی کوثر پر اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی
جانتا ہے کہ کتنا اضافہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شان اللہ تعالیٰ حشر والے دن لوگوں کے سامنے پیش کرے گا

فقط اتنا سبب ہے انعقاد ہزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

نعت خواں حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ نعت کا انتخاب کرتے وقت ذرا خیال فرمایا کریں کہ اس کا معیار کیا ہے
کہیں اس میں تضاد تو نہیں ہے۔ ایک نعت میں آپ کو سنانا ہوں دیکھیں کہ اس میں ایک شعر کا معیار کیا ہے اور دوسرے
کا کیا ہے۔ ایک شعر اور پائے کا ہے اور دوسرا کسی اور پائے کا ہے۔

رشتے تمام توڑ کے سارے جہاں سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم

اس میں ہم ہم ہے کہ نہیں ہے۔ اب اس کا دوسرا شعر دیکھیں کہ وہ ایک علیحدہ پائے کا ہے۔

سرکار آپ خود ہی کرم سے نواز دیں
کچھ عرض کر سکیں گے نہ اپنی زبان سے ہم
اب آپ نمبر لگائیں دونوں اشعار ایک دوسرے سے بالکل متضاد معیار کے ہیں۔ نعت بہت اچھی ہے اشعار بہت خوب
ہیں۔ سن کر بندے کا دل جھوم جاتا ہے۔

رشتے تمام توڑ کے سارے جہاں سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم
اس میں فاعل ہم ہیں کام کرنے والے ہم ہیں۔ اس میں ہم ہم ہو رہی ہے۔ دوسرا شعر دیکھیں۔

سرکار آپ خود ہی کرم سے نواز دیں
کچھ عرض کر سکیں گے نہ اپنی زبان سے ہم
اس میں فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو کیا رشتہ توڑتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم نہیں تھا۔ یہ
سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم ہوتا ہے تو دنیا جہاں سے رشتہ ٹوٹ جاتے ہیں اور پھر یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہی کرم ہوتا ہے کہ وہ ہمیں اپنے آستان سے وابستہ فرما لیتے ہیں۔ تو فاعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ پھر یہ ہے کہ
سوال ہی نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ عرض بھی نہیں کرنی پڑتی کہ سرکار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ خود ہی نواز دیتے ہیں۔ یہاں
بھی فاعل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ پھر آگے چل کر لعنت شریف میں سے کہ

اس نسبت رسول مکرم کی حیر ہو
 پہچانیں جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم
 خالد در حضور سے خالی نہ جائیں گے
 دونوں جہاں لے کر اٹھیں گے یہاں سے ہم

پھر تضاد ہو گیا۔ فاعل ہم بن گئے کہ ہم نے دونوں جہاں لینے ہیں۔ ہم میں کیا طاقت ہے۔ پھر یہ کہ دونوں جہاں جو لینے کی تمنا ہے تو اس کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی لے لیں۔ اگر میں شاعر ہوتا تو پھر یوں کہتا

خالد در حضور سے خالی نہ جائیں گے
دونوں جہاں لے کر اٹھیں گے یہاں سے ہم

خالد تو بہت بڑا شاعر ہے۔ میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ کوئی چیز نہیں ہے وہ بہت عظیم شاعر ہے لیکن یہ شعر ایسا ہے کہ اس نے ہمیں کچھ لینے نہیں دیا۔ اگر وہ دونوں جہاں کی بجائے دامن مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) لے لیتا تو پھر کسی چیز کی ضرورت باقی نہ رہتی۔ میں شاعر ہوتا تو یوں کہتا کہ

خالد در حضور سے خالی نہ جائیں گے

دامن مصطفیٰ لے کر اٹھیں گے یہاں سے ہم
ایک اور معیار دیکھیں جو ہم بناتے بھی ہیں توڑتے بھی ہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں
سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرس پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ تجھ پر عیاں نہیں

یعنی ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیاں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ تشریف رکھتے ہیں۔
حاضر ہیں ناظر ہیں اور ساتھ ہی ہم یہ شعر بھی پڑھتے ہیں اور اس پر بھی جھومتے ہیں کہ

دیوانیو بیٹھے رہو محفل نوں سجا کے تے
شاید میرے آقا دا ایتھوں وی گزر ہووے

اس میں خود ہی شک ڈال دیا ہے۔ کہ شاید آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ادھر سے گزریں اب شاید کیوں کہہ رہے ہیں پہلے
یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور اب شک ہو رہا ہے کہ نہ جانے آقا ادھر تشریف لائیں
گئے کہ نہیں لائیں گے۔ یہ متضاد معیار ختم ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش حاجی محمد الدین صاحب 21-10-2002

وسیلہ نجات کے مطالعہ کی حاصلات

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- آج آپ کا ایک پیر بھائی آیا تھا وہ اپنے ساتھ اپنی باجی۔ اپنی Sister اپنی ہمیشہ کو لے کر آیا تھا۔ وہ
بچی میرے دست بیعت ہوئی اس نے مجھے بتایا کہ اس نے وسیلہ نجات کتاب کے تمام حصے پڑھے ہیں۔ بڑے شوق سے
پڑھتی ہوں۔ ہر حرف ہر سطر ہر فقرہ بڑے غور سے پڑھا ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے ہی مجھے شوق پیدا ہوا ہے کہ میں آپ
کی بیعت کروں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے جو مطالعہ کیا ہے تو اس
میں سب سے اچھی چیز کون سی لگی کہ جس نے آپ کو بیعت ہونے پر آمادہ کیا ہے۔ اس میں کیا کچھ ہے۔ حضرات آپ
جانتے ہیں کہ وسیلہ نجات چھوٹی چھوٹی کتب ہیں۔ میں جو کچھ عرض کرتا ہوں وہ پروفیسر صاحب بڑی محنت سے کتابی شکل
میں چھپوا دیتے ہیں۔ اس کا نام وسیلہ نجات رکھا ہوا ہے۔ دس حصے چھپ چکے ہیں گیارہواں حصہ تیار ہو رہا ہے۔ تو میں
نے اس لڑکی سے پوچھا کہ اس کتاب میں سب سے اچھی کون سی چیز تمہارے دل کو لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو
شان اس کتاب میں بیان ہوتی ہے اس میں سے آپ کو کونسی شان اچھی لگی ہے۔ اس نے بتایا کہ پہلی جو چیز مجھے اچھی لگی
ہے جس نے میرے دل پر اثر کیا ہے وہ یہ ہے کہ۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے

اس بیٹی نے مجھے پوری نعت سنادی۔ یہ اس کا انتخاب ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد دوسرے نمبر پر جو کچھ اچھی
بات نظر آئی تو اس نے پھر اقبال صاحب کی نعت میں سے شعر پڑھا کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے
اے سید عالم یہ فقط آپ کا در ہے
یہ پوری نعت یوں ہے کہ۔

کیا خوب یہ ذکر ھمہ بطحا کا اثر ہے
ہر لحظہ معطر سی فضا پیش نظر ہے
ہر وقت میسر ہے مجھے کیف حضوری
یہ تیرا کرم تیری عنایت کا ثمر ہے
بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے
اے سید عالم فقط آپ کا در ہے
اک لفظ نہیں جس نے سنا آپ کے لب سے
ایسا تو دو عالم میں ادھر ہے نہ ادھر ہے
طیبہ تیری قسمت پہ نازاں ہیں دو عالم
رحمت کا نشین ہے تو محبوب کا گھر ہے
آپ وارث کونین ہیں آپ شافعِ محشر
ہم کو تیرے احوال کی بس اتنی خبر ہے
کچھ پاس نہیں اپنے جو نذر کروں ان کو
اک اشکِ ندامت ہے جو زادِ سفر ہے
اقبال خوشا تو بھی ثناء خواں ہوا ان کا
یہ ان کا کرم ان کی عطا ان کی نظر ہے

یہ دو چیزیں اس کی پسند ہیں۔ اس لئے وہ کہتی ہے کہ میں بار بار ان کو پڑھتی ہوں کہ ان نعتوں میں میرے نبی پاک علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی بڑی شان آئی ہے۔ مجھے بھی یہ بہت پسند ہے اور امید ہے کہ آپ کو بھی پسند ہوں گی۔ اس لئے میں بار
بار اس کو پڑھتا ہوں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوئی تیسری چیز جو تمہیں اچھی لگی ہو۔ اس نے اَلْحَضْرَت بریلویؒ کی نعت
شریف کا شعر پڑھا کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجتِ رسول اللہ کی

اَلْحَضْرَت بریلویؒ حاں احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

عرش حق ہے مند رفعت رسول اللہ کی
 دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
 قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
 جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی
 لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
 بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
 وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
 ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
 سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
 اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی
 تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
 ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی
 ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے
 پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی
 ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فردوں
 اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی
 اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
 تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

میرا خیال ہے کہ میں اگر وسیلہ نجات کو دس مرتبہ بھی پڑھوں تو اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا جہاں وہ بچی پہنچ گئی ہے۔ یہ اس کا
 انتخاب ہے اس کا عرفان ہے۔ چھ ماہ قبل ڈاکٹر محمد شفیق صاحب کی عزیزہ جوواہ کینٹ میں رہتی ہیں۔ وہ آئی تھیں اور اس
 نے بتایا کہ اس کو کہیں سے وسیلہ نجات حصہ چہارم ملا۔ اس نے بڑے شوق اور محبت سے پڑھا۔ اور اس مطالعہ کی بنا پر دل
 میں عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا متوجزن ہوا کہ مجھے رات خواب میں زیارت نصیب ہو گئی۔ زہے نصیب، یہ ان کی
 عطا ہے۔ پھر وہ وسیلہ نجات کا مکمل سیٹ لے کر گئی۔ ایک سال قبل کی بات ہے کہ مجھے امریکہ سے ایک خاتون کا ٹیلیفون
 آیا تھا۔ اس نے بھی وسیلہ نجات پڑھی اور ٹیلیفون پر ہی اس نے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرمائے۔
 آمین۔ اور کئی دیگر آپ کے پیر بھائی ہیں جن کا کہنا ہے کہ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے ان کو صحیح عقیدہ نصیب ہوا ہے۔
 انہوں نے بھی بیعت کی ہے۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ہم جب وسیلہ نجات کتاب پڑھنے کے لئے

کھولتے ہیں تو ہمیں خوشبو آتی ہے۔ کئی ایسے بھی ہیں کہ جن کی بدعتیگی دور ہوگئی ہے۔ اب وہ راہ راست پر آگئے ہیں۔ یہ کوئی اشتہار یا اپنے منہ میاں مٹھو بننے والی بات نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے وسیلہ نجات کو پسند فرمایا ہے اور ان کا پیغام حصہ دہم میں چھپ چکا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیلہ نجات کو پسند فرمایا ہے اور اپنی پسندیدگی اور محبت کا پیغام بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسیلہ نجات کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بدعتیگی دور فرمائے۔ عقیدہ اہل سنت پر کاربند اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ بسل مشی صاحب بہت بڑے نعت خواں ہیں نعت گو ہیں۔ میری نظر میں اول نمبر پر ہیں۔ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ کائنات میں اول نمبر پر ہیں یہ کسی نے کہا ہے اس لئے میں بھی خوشخبری دے رہا ہوں۔ ان کی نعت ہم سنتے ہیں اور اس میں اگر میں اپنی ناقص رائے سے کوئی تبدیلی کا اشارہ کروں تو یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ تہہ دل سے قبول کرتے ہیں اور برا نہیں مناتے۔ Mind نہیں کرتے۔ آپ نے ابھی نعت شریف پڑھی ہے کہ۔

کہو کیسا لگا دل کو مدینہ دیکھنے والو
زمین کے دوش پر عرش معلیٰ دیکھنے والو
فضائے روضہ اقدس کا منظر کیسا لگتا ہے
ضیائے گنبد خضراء کا جلوہ دیکھنے والو
سنا ہے نور و نکبت کا عجب عالم وہاں پر ہے
میرے آقا کی بستی اور محلّہ دیکھنے والو
اٹھ کر آتے ہوں گے اہل دل تسکین خاطر کو
سرور و کیف و مستی کا نظارہ دیکھنے والو
سنا ہے نرم خو باسی وہاں کے اہل الفت ہیں
سکوں پرور نظر افروز خطہ دیکھنے والو
طواف گنبد خضراء فرشتوں کا لگا کیسا
وہ دل آویز عنبر بیز حجرہ دیکھنے والو
میری سرکار سے کہنا کہ بسل دل گرفتہ ہے
مبارک ہو تمہیں اے جشن طیبہ دیکھنے والو

فرماتے ہیں کہ ”زمین کے دوش پر عرش معلیٰ دیکھنے والو“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس تو بہت عظیم چیز ہے۔ قبر انور بہت عظیم چیز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفن مبارک کے نیچے جوٹی ہے جو کفن مبارک کو لگی ہوئی ہے۔ حدیث شریف کے مطابق وہ مٹی کائنات کی ہر چیز سے افضل ہے۔ قبر مبارک باہر سے اور چیز ہے گنبد خضراء اور چیز ہے

آپ فرما رہے ہیں کہ مدینہ شریف گویا کہ زمین کے دوش پر عرشِ معلیٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر عرشِ معلیٰ کو فری چھوڑ دیا جائے اسے آزاد کر دیا جائے کہ جاؤ جہاں تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگ جائے گا۔ لہذا اہل صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس مصرعہ کو ذرا تبدیل کر کے اسے کچھ اعلیٰ درجہ پر لے جائیں۔ جس طرح سے کہ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

زیرِ آسمان از عرشِ نازک تر
نفسِ گم گردہ جنید و بایزید این جا

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک آسمان کے نیچے عرش سے بھی بڑھ کر عظمت والا ہے اور یہ ایسی جگہ ہے کہ ہے تو آسمان سے نیچے لیکن عرش سے بھی اعلیٰ ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہے تو آسمان سے نیچے لیکن وہ عرش کہ جو آسمانوں سے بھی اوپر ہے اس سے بھی اعلیٰ ہے اور یہاں حضرت بایزیدؒ اور حضرت جنیدؒ بھی عظیم المرتبت بہتیاں بھی اونچی سانس نہیں لیتیں کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔ لہذا اہل صاحب آپ ہماری اس گزارش کو ناٹ سمجھ کر اپنے محفل میں لگا لیں۔ بیت المعمور، جنت، کعبہ مکرمہ، بیت المقدس بھی نبی پاک علیہ السلام کے روضہ اقدس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آپ جانتے ہیں کہ عرشِ معلیٰ کس طرح بنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے۔ جوتی مبارک پاؤں میں تھی۔ جب عرش کے قریب پہنچے تو خیال شریف فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کرسی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تخت ہے جو بھی ہے تو میں جوتی مبارک اتار دوں، عرش رونے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے رونے کی وجہ پوچھی عرض کیا کہ یا اللہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوڑے سمیت مجھ پر جلوہ افروز ہوں گے لیکن یہ تو جوتی مبارک اتار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جوتی سمیت ہی عرش پر تشریف لے جائیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب تیری جوتی مبارک کی خاک اس کے چہرے پر لگے گی تو میں اس کو عرش سے عرشِ معلیٰ بنا دوں گا معلیٰ کا مطلب اعلیٰ۔ عرش وہ پہلے سے تھا۔ معلیٰ وہ جوتی مبارک کو بوسہ دے کر بنا ہے۔ مدینہ شریف کی سرزمین میں کتنی عظمت آئی ہوگئی۔ کہ اس نے دس سال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کو بوسہ دے دیں۔ تب حمیری ایک وسیع سلطنت کا بادشاہ ہے۔ وہ اپنی سلطنت کے معائنہ کے لئے نکلا اور یثرب کے مقام پر آ گیا۔ کچھ دن وہاں قیام کیا اور پھر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کوچ کریں۔ اس کے ہمراہ چارہ سولے تھے۔ انہوں نے انکار کر دیا کہ ہم نے یہاں سے نہیں جانا ہے۔ پوچھا کہ کیوں نہیں جانا ہے مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تمہارے علم کی ضرورت ہے تمہاری راہنمائی کی ضرورت ہے لیکن ان علماء نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے سختی سے چلنے کا حکم دیا تو کہنے لگے کہ مر جانا قبول ہے لیکن یہاں سے آگے کہیں جانا منظور نہیں ہے۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ یہ آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہجرت ہے۔ وہ یہاں تشریف لائیں گے۔ اگر ہماری زندگیوں میں آگئے تو ہم زیارت کریں گے ان کا کلمہ پڑھ لیں گے۔ مسلمان ہو جائیں گے ہماری بخشش ہو جائے گی۔ بصورت دیگر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے

ہم مرجائیں گے۔ ہماری یہاں قبریں بن جائیں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے وہ یہاں بیٹھ میں قدم رنجہ فرمائیں گے ان کے جوتی مبارک سے لگی ہوئی مٹی اڑ کر ہماری قبروں پر پڑے گی۔ وہ خاک جب ہماری قبروں پر پڑے گی تو ہماری بخشش ہو جائے گی۔ یہ مدینہ منورہ کی عظمت ہے صرف اس لئے ہے کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو بوسہ دیا ہے جس طرح مدینہ منورہ بیٹھ سے مدینہ منورہ بنا ہے۔ اسی طرح سے ہی عرش بھی عرش معلیٰ بنا ہے۔ اور بھی جس کسی نے کچھ بننا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوڑے کے صدقے بننا ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ حضرات اب الیکشن 2002 آرہے ہیں ان سے متعلق کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔ تین چار باتیں ہیں جو اس آنے والے الیکشن کی نسبت سے بالکل نئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جو شخص بھی الیکشن میں حصہ لینا چاہتا ہے اس کا گریجویٹ ہونا ضروری ہے۔ وہ لازمی طور سے چودہ جماعت پڑھا ہوا ہو یہ ایک شرط ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں وٹریہ ہوں زمیندار ہوں Land Lord ہوں۔ جاگیر دار ہوں، سرمایہ دار ہوں میرے ووٹ بہت زیادہ ہیں۔ میرا ووٹ بنک ہے۔ میں برادری والا ہوں، میں برادری لیڈر ہوں، سماجی کارکن ہوں، لیکن گورنمنٹ کہتی ہے کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر یہ بتاؤ کہ آپ گریجویٹ ہیں۔ اگر گریجویٹیشن ہے تو الیکشن میں حصہ لے سکتے ہو۔ ورنہ نہیں۔ الیکشن لڑنے کے لئے جو شرط ہے وہ گریجویٹیشن ہے۔ لیکن جنت میں داخلہ کے لئے کون سی شرط ہے۔ الیکشن لڑنے کے لئے الیکشن میں داخل ہونے کے لئے گریجویٹ ہونا شرط قرار دے دی گئی ہے۔ وہ خواہ الیکشن جیتے یا نہ جیتے یہ اس کی قسمت ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جنت میں داخلہ کے لئے بھی تو کوئی شرط ہے۔ وہ شرط کیا ہے وہ درود شریف ہے۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے پوری زندگی میں مجھ پر ایک مرتبہ بھی درود شریف نہیں پڑھا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ خواہ وہ اعمال میں پاس ہو جائے اسے جنت کا ٹکٹ بھی مل جائے۔ اور حکم ہو جائے تو جنتی ہے۔ وہ ٹکٹ ہاتھ میں لے کر پھرتا ہوگا کہ جنت کدھر ہے اس کا دروازہ کدھر ہے۔ اس میں کہاں سے داخل ہونا ہے۔ وہ ابد ابد اُدھکے کھاتا رہے گا۔ اسے جنت کا دروازہ نہیں ملے گا۔ الیکشن میں ہزاروں گریجویٹ ہار جائیں گے۔ ہزاروں افراد حصہ لیں گے۔ لیکن قومی اور صوبائی اسمبلی کی تعداد جو ہے وہ چند سو ہیں وہ کامیاب ہوں گے۔ باقی سب الیکشن سے باہر ہو جائیں گے، ہار جائیں گے، لیکن جس خوش نصیب نے زندگی میں ایک مرتبہ بھی درود شریف پڑھا ہے وہ انشاء اللہ جنت میں جائے گا۔ پہلے بھی کئی مرتبہ یہ حدیث شریف بیان کی ہے۔ ایک بندہ ہوگا جس نے ایک مرتبہ بھی درود شریف پڑھا ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ایک درود شریف کا ثواب اپنے پاس محفوظ فرمایا۔ حشر والے دن میزان پر وہ فیل ہو جائے گا۔ جہنمی ہو جائے گا۔ فرشتے اس کو لے کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہو جائے گی۔ وہ عرض کرے گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جہنم کا حکم ہو گیا ہے مہربانی فرمائیں مجھے دوزخ سے بچائیں میری مدد فرمائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ فرشتوں اس کو پھر میزان پر لے چلو دوبارہ تول ہوگا پہلا تول ہی ٹھیک نکلے گا کہ نیکیوں والا پہلا ہکا ہوگا۔ حضور علیہ

الصلوة والسلام اپنی جیب مبارک سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ نیک اعمال وزنی ہو جائیں گے۔ کامیاب ہو جائے گا۔ مبارک مبارک ہو جائیگی۔ سب دوڑیں گے کہ چٹ میں کیا ہے جس نے کامیاب کرا دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں بتاتا ہوں کہ چٹ میں کیا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا تھا جو میں نے محفوظ کر لیا تھا وہ آج اس کی بخشش کا بہانہ بن گیا ہے۔ یہ درود شریف ہے الیکشن میں ایک دوسری شرط ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے یا گورنر پنجاب نے یا کسی عہدے دار نے ایک اشارہ دیا ہے کہ اس ہونے والے الیکشن میں خاص پارٹی ہی جیتے گی۔ میں اس پارٹی کا نام نہیں لینا چاہتا یہ نہ ہو کہ آپ سمجھیں کہ میں الیکشن میں کسی کی طرف داری کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ میں صرف اس کو ایک مثال بنا کر عرض کرنا چاہتا ہوں جب گورنمنٹ نے اشارہ دے دیا ہے کہ فلاں پارٹی ہی جیتے گی تو آپ اخبارات کو دیکھیں جو کوئی بھی ہے وہ اس پارٹی میں شامل ہو رہا ہے۔ وٹو گروپ اس میں جا رہا ہے۔ ان گروپ ان میں جا رہا ہے۔ ٹوانہ اس میں شامل ہو رہا ہے خان صاحب اس میں جا رہے ہیں۔ جس کو دیکھو وہی اس پارٹی کی طرف بھاگ رہا ہے۔ ان میں گروپ اس میں شامل ہو رہا ہے۔ جٹ گروپ اس میں شامل ہو رہا ہے۔ ہر بندہ اس پارٹی میں داخل ہو رہا ہے۔ صرف گورنمنٹ کے ایک اشارے پر کہ اس پارٹی نے الیکشن جیت جانا ہے۔ تمام لوگ جانتے ہیں کہ یہ حالیہ ریفرنڈم کس طرح ہوا تھا۔ مشرف کو کتنے ووٹ ملے تھے۔ اور کتنے ظاہر کئے گئے تھے۔ اسی طرح سے ہی اب آئندہ الیکشن بھی ”شفاف“ ہوگا۔ لہذا ہر بندہ جانتا ہے کہ چونکہ اس پارٹی پر گورنمنٹ کا ہاتھ ہے اسی نے ہی الیکشن میں کامیابی حاصل کرنی ہے ہر بندہ خواہ وہ کسی بھی پارٹی کا ہے کسی بھی شیڈ کا ہے کسی بھی طبقہ کا ہے وہ اس پارٹی میں داخل ہو رہا ہے۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ اس ایک پارٹی میں داخلے سے الیکشن میں جیت ہونی ہے۔ اب وہ کون سا فرقہ ہے کہ جس کی جیت ہونی ہے۔ پاکستان میں شاید بہتر سیاسی پارٹیاں نہ ہوں لیکن امت مسلمہ کے بہتر فرقے ہوں گے۔ پاکستان میں کتنی سیاسی پارٹیاں ہیں۔ تیس پینتیس ہوں گی۔ اس سے زائد نہیں ہوں گی۔ لیکن امت کے بہتر فرقے ہیں۔ جن میں سے صرف ایک جنتی ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہاتھ مبارک رکھا ہوا ہے۔ جس طرح سے گورنمنٹ نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ کہ کون سا جنتی ہے فرمایا میری امت کے کل بہتر فرقے ہوں گے بہتر جنہی ہوں گے صرف ایک جنتی ہوگا۔ کوئی دوسرا جنت میں نہیں جائے۔ الیکشن میں شاید کچھ آزاد امیدوار بھی جیتیں گے۔ ایسے امیدوار بھی الیکشن میں کامیاب ہو جائیں گے جن کا کسی سیاسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن قیامت کے روز صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف دار فرقہ ہی جیتے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرقے کا نام کیا ہے فرمایا اس کا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ لہذا میرے دوستو اگر الیکشن جیتنا چاہتے ہو تو اس پارٹی میں داخل ہو جاؤ اور اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرقے میں شامل ہو جاؤ۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرقے کی نشانی کیا ہے۔ فرمایا اس میں میرے صحابہ کرام ہیں اور میں خود ہوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا انجام کیا ہوگا۔ فرمایا کہ حشر والے دن ان کے چہرے نورانی ہوں گے

باقی سب سمجھ ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس فرقے میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قائد اعظم سے کسی نے پوچھا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی ہیں۔ کہنے لگے کہ نہ میں شیعہ ہوں نہ ہی سنی ہوں۔ تو پھر آپ کس مذہب پر ہیں۔ میں اس مذہب پر ہوں کہ جس پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس نے ہر فرقے کی کاٹ کر کے رکھ دی۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کاٹ نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ کوئی فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا کہ فرقے ہیں اور بہتر ہیں اور ان میں سے صرف ایک جتنی ہے۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ فرقہ ہی کوئی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرقہ ہے اور باقاعدہ اس کا نام بتایا ہے اہل سنت و جماعت اور حشر والے دن یہی کامیاب ہوگا۔ نوائے وقت میں کئی مرتبہ میں نے پڑھا ہے کہ قائد اعظم نے فرمایا کہ کوئی فرقہ نہیں ہے لہذا ہر فرقہ بدعت ہے۔ ضلالت ہے فرقہ بازی ظلمت ہے، جہنم ہے۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرمان ہے اس کی نفی کی ہے۔ مانا کہ قائد اعظم نے بڑی مہربانی فرمائی ہمیں پاکستان دیا ہمیں آزادی دی لیکن وہ ہم سے جنت تو نہ چھینیں وہ ہمارا جنت کا راستہ کیوں بند کرتا ہے۔ وہ بڑی سیاسی ہستی ہے لیکن اپنے دائرہ اختیار میں ہے ہر بندے میں لیڈر شپ کا جو ہر نہیں ہوتا۔ قائد اعظم بہت بڑے لیڈر تھے۔ سیاسی سوجھ سمجھ رکھتے تھے۔ لیکن ان کے اس ایک فقرے نے بہت سارے آدمیوں کا جنت کا راستہ بند کر دیا ہے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے لیکن کچھ لوگ نئے آئے ہوتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے پھر عرض کرنا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ، حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ اور حضرت سیدنا عثمان غنیؓ ہیں۔ احد پہاڑ کو دودھا کیا۔ خوشی میں جھومنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جھومنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔ جس طرح سے نعت سن کر آپ جھومتے ہیں آپ کو سوراٹا ہے۔ پہاڑ احد بھی خوشی میں جھومنے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاؤں مبارک سے ٹھوکرو ماری فرمایا۔ رک جا، تجھ پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ایک صدیقؓ ہے اور دو شہید ہیں۔ پہاڑ اسی لمحے رک گیا۔ یہ حدیث پاک کیا تعلیم دے رہی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکریں اتنی طاقت ہے کہ پہاڑ کا زلزلہ روک سکتی ہے۔ اور دوسرے فرقے والے کیا کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توپلے میں ہی کچھ نہیں ہے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ ہاں وہ یہ کر سکتے ہیں کہ جو کر دیا ہے۔ سنی اس تصرف کو مانے گا۔ کہ احد 35x15 میل ہے۔ چھوٹا نہیں ہے۔ گہرا پتہ نہیں کہ کتنا ہے۔ پہاڑ کا جغرافیہ پڑھیں جتنا سطح زمین سے اوپر ہوتا ہے اس سے دو چار گنا نیچے زمین کے اندر ہوتا ہے۔ اتنا بڑا پہاڑ کانپ رہا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ٹھوکریں سے رک گیا ہے۔ پھر کیا فرما رہے ہیں کہ ایک نبی ہے۔ یہ تو پتہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ اور ایک صدیقؓ ہے اور صدیقؓ رہے گا۔ مرے گا بھی صدیقؓ یہ نہیں کہ عقیدہ بدل جائے گا لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صدیقؓ کا بھی علم ہے کہ کہاں جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ دو شہید ہیں۔ جب بھی وصال کریں گے جہاں بھی وصال فرمائیں گے۔ شہادت پائیں گے۔ پانچ علوم غیبیہ ہیں کہ جو کسی کو عطا نہیں ہوئے۔ سوائے

اس کے کہ جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں ان میں ایک ہے کہ کون کہاں مرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ ہے کہ انہوں نے شہید ہونا ہے۔ یلم غیب ہے۔ دوسرے بہتر فرقے جو ہیں وہ تو علم غیب کے انکار ہی ہیں لیکن سنی کہتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ علم ہے کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلالؓ تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ حضرت بلالؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس جنت میں نہیں جاؤں گا جس میں پہلے آپ داخل نہ ہوں۔ فرمایا ایسی بات نہیں بلکہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی تکمیل تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف نہیں فرمالتے۔ ہمارے جیسا ہوتا تو دوڑ کر جنت کے لالچ میں طواف کر لیتا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ دیکھو فرمایا کہ میں نے اس وقت تک طواف کرنا ہی نہیں ہے جب تک میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف نہ کر لیں حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل نہ ہوں میں نہیں داخل ہوں گا۔ دوسرے فرقے کیا کہتے ہیں کہ پہلے حساب کتاب ہوگا۔ ناپ تول ہوگا۔ پھر پتہ چلے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں جاتے ہیں۔ جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو رہا ہے اس کے بعد پوری شان کے ساتھ کون داخل ہو رہا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ صرف سنی مانتا ہے یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں یہ احادیث مبارکہ ہیں۔ حدیث پڑھ کر بھی نہیں مانتے وہ اس لئے کہ جو اہل سنت نہیں ہے اسے شعور نہیں ہوتا۔ عقل نہیں ہوتی اس کے سامنے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن اسے نظر نہیں آتی۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آئے گی۔ اسے شیطان کی عظمت تو نظر آجائے گی۔ اسے ملک الموت کی عظمت نظر آجائے گی۔ اسے منکر نکیر کی عظمت نظر آئے گی۔ ہر جگہ ہیں ہر قبر میں ہیں۔ ہر فرقے والے کہتے ہیں کہ منکر نکیر دوہی ہیں بڑے مشکل سوال پوچھتے ہیں۔ ہر قبر میں موجود ہوتے ہیں دنیا میں ہر دو سیکنڈ کے بعد قبر بن رہی ہے۔ کوئی چین میں بن رہی ہے تو کوئی امریکہ میں کوئی جاپان میں تو کوئی پاکستان میں پتہ نہیں کہاں کہاں بن رہی ہیں۔ ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے دو گھنٹے ہو رہے ہیں اب تک پتہ نہیں کتنی قبریں بن چکی ہیں۔ ان کو تو پتہ چل جاتا ہے کہ منکر نکیر ہر قبر میں آتے ہیں۔ ملک الموت صرف ایک ہے جو ہر دو سیکنڈ بعد ایک جان لے رہا ہے۔ اور کہاں کہاں لے رہا ہے۔ لیکن ان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ قبر میں آدمی جب جائے گا تو اس سے صرف ایک ہی سوال ہوگا۔ کہ اے بندہ خدا یہ جو ہستی تیرے سامنے تشریف فرما ہے تو دنیا میں ان سے متعلق کیا کہتا تھا۔ وہاں کہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ تو تصویر ہوگی وہ تو خیال ہوگا وہ تو بس ایسے ہی ہے۔ اے خدا کے بندے منکر نکیر کی عظمت ماننے سے شرک نہیں ہوا۔ ملک الموت کے تصرف ماننے سے شرک نہیں ہوا۔ شیطان جو ہر دل میں خناس کی شکل میں بیٹھا ہوا ہے اسے تسلیم کرتا ہے۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات آتی ہے تو کبھی ان کی تصویر بناتا ہے کبھی خیال بناتا ہے تو کیوں خیال بناتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا شعور ہی ختم کر دیا ہے جب تک ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں نہ ہو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آ ہی نہیں سکتی یہ صرف سنی کو آتی ہے چاہے وہ پڑھا لکھا ہے خواہ وہ ان پڑھ ہے وہ کہتا ہے کہ عشق

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے ہی میرے سینے میں ہے حضرات اہل سنت و جماعت ہونا اس کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے انسان ہونا بڑی بات ہے۔ اشرف المخلوقات ہونا بڑی عظمت ہے۔ پھر مسلمان ہونا بڑی بات ہے۔ اور پھر سنی عقیدہ ہونا سب سے بڑی خوش قسمتی ہے اللہ تعالیٰ سنی ہونے، سنی رہنے اور حشر کے روز سنی عقیدہ کے ساتھ اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سنی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے صلوٰۃ و سلام کو مانتا ہے۔ سنی درود شریف پڑھتا ہے۔ حضرت زین العابدینؓ جو حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا جو نشان ہے وہ درود و سلام ہے۔ سیاست کا کوئی مذہب نہیں۔ ان کا مذہب ہے کرسی، ان کا مذہب ہے جیتنا، ان کا مذہب ہے اقتدار میں آنا۔ لیکن سنی کا مذہب ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جانا۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی
اور میری معراج بس تیری نعلین میں ہے

جو یہ کہے کہ یا اللہ جنت عطا فرما۔ خاتمہ بالخیر کر دے۔ قبر وسیع کر دے قبر روشن کر دے ایسا بندہ پکڑ میں آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو یہ خاتمہ بالخیر اور وسیع روشن قبر اور جنت کا طلبگار ہے تو نے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کیوں نہ مانگا پھر کیا جواب دے گا۔ جب میں کہوں کہ میری قبر روشن ہو جائے۔ یہ میری ترجیح ہے۔ میری قبر وسیع ہو جائے خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ میں پل صراط پار کر جاؤں۔ میزان پر پاس ہو جاؤں جنت میں داخل ہو جاؤں یہ میری ترجیحات ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے پوچھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا میری صرف ایک ہی تمنا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ یہ سنی کا عقیدہ ہے۔ دوسروں کا عقیدہ خاتمہ بالخیر ہے لیکن یاد رکھو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن پکڑے بغیر خاتمہ بالخیر کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ قلندر یہ، ولیہ ہیں ایک ہاتھ میں شمع یا مشعل پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں پانی کا لونٹا پکڑے ہوئے جاری ہیں۔ پوچھا بی بی صاحبہ کہاں جاری ہیں فرمایا کہ اس مشعل سے جنت کو جلا دوں گی اور لوٹے سے دوزخ کو بجھا دوں گی نہ جنت کا لالچ رہے نہ دوزخ کا ڈر۔ میں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اللہ کے لئے ہی عبادت کروں۔ لیکن ہمارا عقیدہ کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ جنت عطا ہو جائے، قلندر، اولیاء اللہ، نیک بندے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ ہماری اور ترجیحات ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی خواہش کیا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں اور جب وصال کا وقت قریب آیا تو وصیت کر رہے ہیں کہ لوگو میری میت کو غسل دے کر کفن دے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کی جگہ عطا فرمائیں صدیقؓ وہ ہوتا ہے کہ جس کی آخری آرام گاہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہو۔ میت لے جانے والوں میں باقی نو عشرہ مبشرہ بھی ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ دروازہ کھل گیا۔ تالا کھل گیا اور آؤ آؤ دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہ سرٹیفکیٹ ہے کہ

نجات اگر ہے تو صرف سنی کی ہے۔ اور اس کا عقیدہ ہے۔ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 26-07-2002

اولیاء اللہ اور اعمال

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:۔ کل حضرت علامہ ہدایت رسول صاحب بیان فرما رہے تھے۔ بڑا ایمان افروز بیان تھا۔ میں اس میں
سے کچھ عرض کرتا ہوں اللہ کرے کہ وہ آپ کو بھی اتنا ہی اچھا لگے جتنا کہ وہ مجھے اچھا لگا ہے۔ فرمایا کہ اولیاء اللہ کا کیا فائدہ
ہے۔ انہوں نے آیت مبارکہ پڑھی کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَبْغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (المائدہ ۳۵) اے
ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ متقی بن جاؤ اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو۔ فرمایا کہ مختلف فرقے، مختلف خیالات، مختلف
نظریے، مختلف ترجمے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ رب کی طرف کون وسیلہ ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ پیر صاحبان ہیں۔
مرشد پاک وسیلہ ہے۔ دوسرے مسلک والے کہتے ہیں کہ وہ اعمال ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جو رب کی بارگاہ
میں لے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اب دو وسیلہ بن گئے۔ دو گروپ بن گئے۔ دو قسم کے وسیلہ بن گئے۔ ایک تو اعمال ہیں۔
نماز، روزہ، حج، جہاد، قربانی، زکوٰۃ، تہجد، حفظ اور دوسرے ہیں اولیاء کرام۔ ان میں سے منزل مقصود پر پہنچانے والی چیز
کون سی ہے۔ منزل مقصود کا مطلب ہے۔ جنت، کیا جنت میں لے جانے والی چیز اعمال ہیں کہ اولیاء کرام ہیں۔ جو یہ
کہتے ہیں کہ اعمال ہیں تو ان کے لئے ایک حدیث پاک کا انہوں نے حوالہ دیا۔ کہ قیامت کے روز تین آدمیوں کا کیس
پیش ہوگا۔ آپ جتنی مرضی بحث کر لیں لیکن بات وہی حق ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلی
ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تین آدمیوں کا کیس پیش ہوگا۔ ان میں ایک عالم ہوگا۔ ایک نخی ہوگا۔ اور ایک
شہید ہوگا۔ عالم سے پوچھا جائے گا کہ تو دنیا میں کیا کرتا آیا ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے قرآن مجید پڑھا۔
حدیث مبارکہ پڑھی اور پھر ان کی تبلیغ کرتا تھا لوگوں کے دلوں میں قرآن کی عظمت پیدا کرتا تھا۔ حدیث شریف کی اہمیت
بیان کیا کرتا تھا۔ دین اسلام کی تبلیغ کرتا تھا۔ لوگوں کو راہ راست پر آنے کی دعوت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے
فرشتو! اس کو لے جاؤ اور جہنم میں اوندھے منہ گرادو۔ دیکھو کہ عمل کتنا بڑا ہے لیکن وہ جا کہاں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم
میں پھینکنے کا حکم دیں گے تو وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں دین اسلام کی تبلیغ کرتا تھا لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتاتا تھا۔
گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری منشا تھی کہ تجھے لوگ علامہ سمجھیں خطیب اعظم کہیں۔ تو
بڑا خطیب اعظم کہلوانا چاہتا تھا۔ وہ میں نے کر دیا ہے۔ لوگوں سے تجھے علامہ کہلوا دیا ہے تیری خطیب اعظم کے طور سے
مشہوری کرادی اب تو اور کیا چاہتا ہے۔ اب جاؤ جہنم میں تیری ساری تبلیغ اپنی ذات کے لئے تھی کہ تو بڑا مولوی صاحب

بن جائے وہ میں نے تمہیں بنادیا۔ سنا ہے آپ نے کبھی کہ وہ مناظر اعظم پاکستان ہے فلاں خطیب اعظم اسلام ہے مبلغ اسلام ہے۔ غزالی دوران ہے۔ مفتی اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری خواہش تیری تمنا پوری تو کر دی ہے اب اور تو کیا چاہتا ہے۔ پھر ایک ختی کا یس پیش ہوگا وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے دین کی اشاعت کے لئے مدرسے بنا دیئے۔ دولت خرچ کی لوگوں کی بھلائی کے لئے ہسپتال بنادئے۔ سکول کالج بنوائے۔ لوگوں کو حج اور عمرے کرادیئے۔ قرآن مجید چھپوا کر مفت تقسیم کردئے۔ دینی کتب شائع کرا کے مفت تقسیم کر دی تھیں۔ رمضان شریف کے مہینے میں مسجد نبوی میں جا کر دیکھو افطاری اور سحری کے پھل فروٹ، کھانے، چاول، چائے دنیا بھر کی نعمتیں ٹوکوں کے حساب سے مفت تقسیم کی جا رہی ہیں۔ ہزاروں بندے اس کا رخیر میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اتنی وافر مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء دستیاب ہیں کہ جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگ تمہیں بڑا ختی کہیں تو حاتم طائی ثانی بننا چاہتا تھا۔ تو اپنی دولت کی مشہوری چاہتا تھا تو دنیا میں اپنا نام پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ میں نے کر دیا تھا۔ میں نے تیرا نام دنیا میں پیدا کر دیا تھا۔ سرگگرا رام ہسپتال، دیوی رام ہسپتال، دیال سنگھ کالج وغیرہ موجود ہیں۔ نام کی مشہوری ہے۔ اب تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ چل جہنم میں چلا جا اسے بھی جہنم میں پھینکنے کا حکم ہو جائے گا۔ تیسرا کیس پیش ہوگا وہ ایک شہید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو دنیا میں کیا کرتا آیا ہے وہ کہے گا کہ یا اللہ میں تیری راہ میں جہاد کرتا تھا اپنی جان قربان کرتا تھا۔ تیرے دشمنوں سے جنگ کرتا تھا ان کو مارتا تھا تا کہ وہ مغلوب ہو جائیں اور دین اسلام غالب ہو جائے۔ دین کی خاطر میں نے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ مجھے تیر لگ گیا تلوار کے زخم آگئے جن سے میں شہید ہو گیا۔ یہ میرا عمل ہے یہ میرا کارنامہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اسے بھی اٹھا کر لے جاؤ اور جہنم میں بٹھا کر مارو۔ اللہ تعالیٰ معافی دے۔ یہ اعمال کے ساتھ جہنم میں جا رہے ہیں۔ شہید کہے گا کہ یا اللہ مولوی صاحب تو صرف زبانی کلامی باتیں کرتا تھا۔ ختی اپنا مال و دولت خرچ کرتا تھا۔ لیکن میں نے تو اپنی جان دی ہے۔ خون دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز میرے پاس نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری نیت جہاد کی نہیں تھی۔ تو دین کی خاطر نہیں لڑتا تھا۔ تو بڑا آغازی بننا چاہتا تھا۔ بڑا جنگجو بننا چاہتا تھا۔ وہ میں نے تمہیں بنادیا ہے۔ تیری شہرت ہوگئی ہے۔ تجھے نشان حیدر تو میں نے دلوادیا ہے۔ سب سے بڑا تمغہ تمہیں مل گیا ہے۔ اب تو اور کیا چاہتا ہے۔ حضرات یہ اعمال ہیں۔ تبلیغ ہے سخاوت ہے شہادت ہے لیکن دیکھو کہ بندے کو کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں میں خلوص نہیں تھا۔ ایک خطیب اعظم بننا چاہتا تھا۔ دنیا کا بڑا مبلغ اعظم بننا چاہتا تھا۔ دوسرا بننا چاہتا تھا حاتم طائی ثانی اور تیسرا بہت بڑا جرنیل بننا چاہتا تھا۔ ان تینوں میں خلوص نہیں تھا اس لئے یہ مارے گئے میری عرض ہے کہ اگر ان میں خلوص ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ عالم میں خلوص ہوتا ختی میں بھی خلوص ہوتا اور شہید میں بھی خلوص ہوتا۔ کوئی ڈنڈی نہ ماری ہوتی۔ کوئی اپنا مطلب کوئی اپنا Angle کوئی اپنی غرض نہ ہوتی۔ سب کچھ رضائے الہی کے لئے ہوتا تو پھر کیا بنتا۔ کیا پھر بھی ہمیں اولیاء اللہ کی ضرورت نہ ہوتی کیا پھر بھی یہ اعمال جنت میں لے جاتے۔ جس کے بھی یہ نیک اعمال ہوتے کیا وہ جنت میں چلا جاتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا حساب کتاب

کھل گیا کہ تو دنیا میں کیا کرتا رہا ہے۔ وہ کبھی پاس نہیں ہو سکتا۔ وہ ہلاک ہو گیا۔ خلوص ہو یا نہ ہو اپنا حساب کتاب نہ کھلنے دو۔ حساب کتاب کھلنے کی تمنا نہ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پڑتا ل فرمائی تو پھر بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ حدیث پاک ہے کہ جس کا حساب کتاب کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس Chapter کو اس باب کو بند ہی رہنے دو۔ ورنہ بندہ فیل، فیل ہی فیل ہے۔ کسی طرف کا نہیں رہے گا۔ اعمال ضرور کرو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی ہے آپ بھی پڑھو۔ روزے رکھے ہیں آپ بھی رکھو۔ حج بیت اللہ شریف کیا ہے آپ بھی کرو۔ تبلیغ فرمائی ہے آپ بھی کرو۔ ایصال ثواب کرو، قربانی دو، زکوٰۃ دو، صدقہ خیرات کرو ہر چیز کرو لیکن نجات کے لئے یہ کافی نہیں ہیں۔ مفتی محمد امین صاحب کا فرمان ہے کہ جو یہ کہے کہ جنت عمل سے ملتی ہے وہ منافق ہے۔ جنت عمل سے نہیں بلکہ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔ اب اولیاء اللہ کو دیکھیں کہ وہ کہاں تک لے جاتے ہیں۔ حشر کے دن جب جنتیوں اور جہنمیوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ تو جہنم کو جانے والے راستے کے دونوں طرف جنتیوں کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ اور درمیان میں سے جہنمیوں کو گزرا جائے گا۔ تاکہ جنتیوں کو دیکھ کر انہیں حسرت ہو کہ یہ جنتی ہیں نورانی ہیں۔ سلام کی صدا سنیں آ رہی ہیں اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ان پر ہو رہا ہے۔ ان جہنمیوں میں سے ایک آدمی دیکھے گا۔ کہ جنتیوں میں اس کا ایک واقف بھی کھڑا ہے وہ بھاگ کر اس کو پکڑ لے گا۔ یہ حدیث پاک ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے مجھے اس کی بھی قسم ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان کی بات کی کتنی عظمت ہے۔ اس زبان مبارک سے نکلا ہے کہ ان جہنمیوں میں سے ایک جہنمی بھاگ کر اپنے اس شناسا کو پکڑ لے گا۔ اور عرض کرے گا کہ بابا جی آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ نہیں میں وہ ہوں کہ جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ اسی طرح ایک اور جہنمی ایک اور بزرگ کو پکڑ لے گا کہ حضرت صاحب میں نے آپ کو وضو کرایا تھا۔ وہ فرمائیں گے کہ ہاں مجھے یاد آ گیا ہے آپ نے مجھے پانی پلایا تھا۔ آپ نے مجھے وضو کرایا تھا۔ وہ بزرگ عرض کریں گے کہ یا اللہ میری خدمت کرنے والا بندہ جہنم میں جا رہا ہے۔ یا اللہ میری نسبت سے اس کو معاف کر دے اس کی بخشش فرما دے۔ جنتی اور جہنمی ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن اب فیصلہ ہونے کے بعد یہ کیس پیش ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔ وہ بزرگ عرض کریں گے کہ یا اللہ اس کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان بزرگوں کی شفاعت قبول ہے ان جہنمیوں کو جنتی بنادو۔ اللہ تعالیٰ تو پہلے سے ہی جانتے ہیں کہ ایسا ہونا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس نے پانی پلایا ہے اس نے وضو کرایا ہے۔ تو پھر ان کی بخشش کا حکم پہلے کیوں نہیں صادر فرمایا۔ اگر پہلے سے ہی پڑتا ل ہو جاتی پہلے سے ہی جنت کا حکم مل جاتا تو ہمیں پھر پتہ نہ چلتا کہ اولیاء کرام کا مقام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قادر مطلق ہو کر بے نیاز ہو کر بھی اپنے ولی کی سفارش سے اپنا فیصلہ بدل لیتا ہوں تاکہ ولی اللہ کی عظمت کا پتہ چل سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ولی کی بہت شان ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کتنی شان ہے۔ فرمایا کہ قیمت کے روز اللہ تعالیٰ اولیاء کرام سے فرمائے گا کہ جس جس بندے نے بھی تمہاری خدمت کی ہے۔ کس رنگ میں

بھی کی ہے۔ آج ان کو بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔ جہنمی کے عمل کام نہیں آئے۔ اعمال کام آتے تو بخشش ہو جاتی آپ فیصلہ کروں کہ عمل کرنا ہے۔ یا اس کے ساتھ ساتھ کسی ولی کے دامن سے وابستہ رہنا ہے۔ عمل ضرور کرو۔ لیکن بخشش کا بہانہ اعمال نہیں ہیں بلکہ اولیاء اللہ ہیں۔ اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا کہ یہ کاپی آگئی ہے اس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں یہ اولیاء اللہ ہیں یہ بخشے ہوئے ہیں یہ جنتی ہیں۔ اور بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں۔ مہربانی فرمائیں اضافہ فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ کہ ان ستر ہزار بندوں میں سے ہر ایک بندہ مزید ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں چلا جائے گا پہلے ستر ہزار تو اولیاء اللہ ہیں اور باقی ہر ولی کے ساتھ ستر ستر ہزار وسیلے والے ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اضافہ فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا ستر ہزار کے ساتھ ہر ایک ستر ہزار لے جانے والا وہ بھی اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو لے جائے گا۔ ولی کی اپنی عظمت تو ایک طرف ولی کا وسیلہ پکڑنے والا بھی اتنا عظیم ہو جاتا ہے کہ وہ بھی ستر ہزار بندے کی بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ اب یہ دیکھ لو کہ کل کتنے بندے ہو جائیں گے۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ جس نے بھی جنت میں جانا ہے اس نے کسی ولی اللہ کے کرم سے ولی اللہ کی نسبت سے جانا ہے۔ اور ولی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ غلام کی یہ عظمت ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا کیا حال ہوگا۔ یہ ولی کی عظمت ہے۔ یہ اولیاء اللہ کا کرم ہے۔ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ وہ نیکی کی توفیق دیتا ہے بدی سے بچنے کی بھی طاقت وہی دیتا ہے۔ یہ دوسرے لوگوں کا عقیدہ ہے۔ لیکن یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس کے قریب نہیں ہے۔ سکھ کے بھی قریب ہے۔ کافر اور مشرک کے بھی قریب ہے۔ یہودی عیسائی کیونست غرض ہر ایک کے قریب ہے۔ تو پھر یہ تمام پارکیوں نہیں گزر جاتے۔ اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ جب بھی کوئی دعا مانگتا ہے اس کا مسلک کوئی بھی ہو۔ وہ سیدھا اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے ہیں پھر ان کا بیڑہ پار کیوں نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ شیطان کو بھی اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے وہ بھی راستہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ دلوں کے اندر چھپا بیٹھا ہے۔ اور خون میں گردش کرتا ہے۔ وہ گمراہ کر رہا ہے۔ ریا کاری پیدا کرتا ہے۔ انسان میں تکبر پیدا کرتا ہے۔ کینہ اور بغض پیدا کرتا ہے۔ غافل کر دیتا ہے۔ ذکر سے روکتا ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ جب کوئی اللہ کے ذکر سے اعراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک اور شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی بُرائی کو اچھائی کی مانند ثابت کر کے گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے۔ تاکہ بندہ سیدھی راہ پر نہ آجائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ اس نے شیطان کو بھی اتنی طاقت دی ہے کہ وہ ہر بندے کے دل میں بیٹھ سکتا ہے۔ اس کے خون میں سرایت کر کے گردش کر سکتا ہے۔ اس کی اس طاقت کا ازالہ کس طرح سے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اپنے دربار سے نکالا تو اس نے کہا کہ یا اللہ میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا۔ میں ان کو الٹی راہ پر ڈالوں گا۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی اعتراف کیا کہ یا اللہ میں تیرے متقی پر ہیزگار بندوں کو نہیں ورغلا سکوں گا۔ تو جب ہمیں ان متقی لوگوں کا وسیلہ ملتا ہے۔ تو ہم شیطان کے چنگل سے بچ جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

کہ جس گلی میں سے حضرت عمرؓ گزر جاتے ہیں اس گلی میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ شیطان کی دستبرد سے اس کے تصرف سے اس کے ورغلانے سے بچنے کے لئے اولیاء اللہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ میرے تبرکات لے جانا اور حضرت اویس قرنیؓ کو دینا اور ان سے کہنا کہ وہ میری امت کی بخشش کی دُعا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو خلیفہ وقت تھے۔ انہوں نے ساتھ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور تبرکات کو لے کر ایک ولی کے پاس جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنی بن کر جا رہے ہیں۔ تبرکات پیش کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیتے ہیں تو حضرت اویس قرنیؓ حکم کے مطابق دُعا کرتے ہیں تو آپ کی دُعا سے اتنے لوگ بخشے گئے جتنے بنی تمیم کی بکریوں کے بال تھے یہ اولیاء اللہ کا کرم ہے۔ حدیث پاک ہے کہ نیک لوگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ اور ان کا ذکر کریں تو نزول رحمت ہوتی ہے۔ اور جب رحمت برسی ہے تو اس کا پہلا قطرہ پڑنے سے ہی بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ بھی حدیث مبارکہ ہے کہ تیرے دل میں جس بندے کی محبت ہے تیرا حشر نشر اس کے ساتھ ہے۔ ایک بندہ ہے کہ وہ نیک ہے ولی اللہ ہے۔ کسی بھی زمانے میں ہے اس کے بعد آنے والا ایک بندہ ہے جس کے اعمال صحیح نہیں ہیں۔ اعمال اس ولی اللہ جیسے نہیں ہیں لیکن اسے اس ولی اللہ سے محبت ہو گئی۔ جس طرح سے کہ ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے محبت ہے۔ ہمیں حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے محبت ہے۔ عشرہ مبشرہ سے محبت ہے۔ حضرت اویس قرنیؓ سے محبت ہے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے محبت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس سے تجھے محبت ہے تو حشر والے دن اس کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے بخشش کا بہانہ اولیاء اللہ کی محبت ہے نجات کا ذریعہ اولیاء اللہ ہیں اعمال کرو۔ ضرور کرو لیکن یہ بخشش کا ذریعہ نہیں ہیں ان کا اپنا مقام ہے۔ ان کا اپنا ثواب ہے۔ لیکن جنت میں داخلہ اولیاء اللہ کی محبت اور نسبت سے ہے۔ جس فرقہ میں اولیاء اللہ کی تعظیم ہے جس فرقہ میں اولیاء اللہ سے محبت ہے وہ ناجی ہے۔ ولایت صرف اہل سنت میں ہے۔ بہتر میں سے بہتر فرقوں کے پاس کوئی ولایت نہیں ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکاری ہے۔ ان کے نور ہونے کا۔ علم غیب رکھنے کا حاضر ناظر ہونے کا۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے۔ ان کے مالک و مختار ہونے کا انکاری ہے۔ ان کے تصرفات و فضائل کا انکاری ہے۔ وہ جنتی ہے ہی نہیں۔ وہ لاکھ عمل کر لے اس کے تمام اعمال بے کار ہیں۔ منافق کا روزہ، حج، نماز، جہاد، قربانی، صدقہ قرات، حفظ تم سے کئی درجے بہتر ہے لیکن شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے۔ علم غیب کا انکاری ہے۔ اس لئے جہنم میں کافر سے بھی بدتر حصہ میں ہوگا۔ ولی کا تصرف دیکھیں کہ وہ کس طرح سے جہنم سے بچاتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ میرا قدم ہر دلی کی گردن پر ہے۔ حضرت شیخ سنانؒ بڑے پائے کے بزرگ تھے فرمایا کہ میری گردن پر نہیں ہے۔ میں ان کی اس عظمت کو نہیں مانتا۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ گو پیہ چلا تو فرمایا کہ اگر میرا قدم نہیں ہے تو پھر سو کا قدم ہے۔ حضرت شیخ سنانؒ اپنے مریدین کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستہ میں چسپی لوگ تھے ان کا ذریعہ تھا۔ حضرت شیخ سنانؒ کی نگاہ ان کی کسی نوجوان لڑکی پر پڑی تو اس کے عاشق ہو گئے۔ مریدین کو جواب دے دیا

کہ آپ سب چلے جاؤ میں نے اس لڑکی سے شادی کرنی ہے۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے شرط لگائی کہ بارہ سال ہمارے سوہراؤ پھر شادی کریں گے۔ شیخ صاحبؒ نے منظور کر لیا۔ بارہ سال سوہرا رہے اور جب کوئی مادہ سوہرے بچے دیتی تو یہ اپنی گردن پر اٹھا کر ان کو گھر لے کر آتے۔ بارہ سال کا عرصہ ختم ہو گیا۔ تو شادی کے لئے اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ابھی سوہرا کا گوشت پکانیں گے شراب بھی ہوگی آپ یہ گوشت بھی ہمارے ساتھ کھائیں اور شراب بھی نوش فرمائیں تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ اب آپ ہمارے ہیں پھر شادی کر دیتے ہیں۔ شیخ صاحبؒ اس کام کے لئے بھی تیار ہو گئے۔ دعوت کا انتظام ہو گیا۔ گوشت تیار ہو گیا شراب بھی آگئی۔ ایک مرید جو حضرت شیخ سنانؒ کے ساتھ رہ گیا تھا اس نے عرض کی کہ یا غوث الاعظمؒ مہربانی فرماؤ کرم فرماؤ۔ معاف کر دیں اب تو یہ بالکل دین و دنیا سے جا رہے ہیں۔ دین بھی جا رہا ہے عاقبت بھی تباہ ہو رہی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ صلیکڑوں میل دور وضو فرما رہے تھے ان تک فریاد پہنچی۔ آپ نے اپنے وضو کے پانی کا چھینٹا مارا جو حضرت شیخ سنانؒ کے چہرہ پر لگا۔ انہیں ہوش آگئی آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی محبت اور عظمت دل میں آگئی جیسی کہ محبت نکل گئی۔ شراب سے نفرت ہو گئی۔ سوہرا اور اس لڑکی سے نفرت ہو گئی وہاں سے بھاگے اور حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ یہ ولی کامل کا کرم ہے۔ عاقبت سنو گئی۔ نجات مل گئی۔ ہدایت مل گئی، نجات کا وسیلہ اولیاء اللہ ہیں۔ اعمال نہیں ہیں۔ اللہ معافی دے جو اعمال حضرت شیخ سنانؒ نے شروع کر دیئے تھے کیا وہ انہیں جنت میں لے جاتے۔ یہ بابا صاحب پڑھا کرتے ہیں کہ غوث الاعظمؒ ہر ویلے اپنے مریداں سے نظر رکھ دے۔ حضرت امام رازی بہت بڑے مفسر ہوئے ہیں بہت بڑے عالم تھے۔ جب ان کے وصال کا وقت قریب آ گیا تو شیطان آ گیا اس نے کہا کہ امام صاحب کیا آپ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ وہ ایک ہے فرمایا ہاں میں مانتا ہوں کہ وہ ایک ہے۔ کہا کہ کوئی دلیل۔ امام رازیؒ نے دلیل پیش کی۔ شیطان نے علم سے وہ دلیل رد کر دی۔ امام رازیؒ نے دوسری دلیل دی۔ شیطان نے وہ بھی رد کر دی۔ امام صاحبؒ نے تیسری دلیل دی تو شیطان نے وہ بھی رد کر دی حضرت امام رازیؒ نے تین سو ساٹھ دلائل دیں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے ایک ہے احد ہے۔ لیکن شیطان کا بھی علم دیکھو کہ اس نے تمام دلائل اپنے علم سے رد کر دیں۔ حضرت امام صاحبؒ تذبذب میں پڑ گئے شک میں پڑ گئے کہ اللہ تعالیٰ ہے ہی نہیں۔ اتنے بڑے عالم اور مفسر شک میں پڑ گئے۔ کس کام آیا وہ علم، ان کے پیر صاحب کہیں دور تھے وہ بھی دیکھ رہے تھے کہ جو کچھ ہو رہا تھا۔ وہ بھی وضو فرما رہے تھے۔ انہوں نے بھی پانی کا چھینٹا مارا۔ فرمایا کہ امام رازیؒ کو ہی دلائل کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ یہ کہو کہ میں کسی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں۔ امام صاحبؒ کو ہوش آگئی فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کی موجودگی کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ شیطان چیخیں مارتا ہوا بھاگ گیا کہا کہ تیرے پیر صاحب نے تمہیں بچا لیا ہے۔ ورنہ آج تو اللہ تعالیٰ کا انکاری ہو کر جہنم میں چلا گیا ہوتا۔ یہ اولیاء اللہ کا کرم ہے وہ ذریعہ نجات ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت

فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی زمین میں ایمان کہاں سے آیا۔ داتا صاحبؒ یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ کے قدم یہاں زمین پر لگے تو اس میں ایمان آ گیا۔

مہر ماہ از صبح تو پابندہ گشت
ایمان کی صبح ہی داتا صاحبؒ کے دربار سے نکلتی ہے۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
تو شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

ولی کامل کے سانس سے ہی دنیا چل رہی ہے۔ اگر زندگی میں ایمان ہے تو ان کی وجہ سے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی فرما رہے ہیں۔ اگر تمہیں بھی کوئی شعیب علیہ السلام مل گئے تو پھر تو بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنے والا ہو جائے گا۔ یہ اولیاء کرام کا کرم ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے
تے میں وی آکھاں راہ دے
بنائے مرشدان راہ نہیں لبھنا
تے رل مرستیں وچہ راہ دے

یہ میاں محمد بخشؒ کا کلام ہے۔

لوئے لوئے بھر لے کڑیے
بے تده بھانڈا بھرنا
شام پٹی بنا شام محمد
گھر جاندی نے ڈرنا

اگر کوئی کام کرنا ہے تو کسی کا دامن پکڑ لو۔ جنت میں جانا ہے تو کسی کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ ان کا علم کتنا ہے۔ فرمایا کہ 3/10 حق ان کی کتابوں میں ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو کہاں تلاش کریں فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ کی کتب میں تلاش کرو۔ حضرت امام صاحب زندگی کے آخری ایام میں حضرت جعفر صادقؒ کے مرید ہوئے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب مرید ہونے کا کیا فائدہ ہے۔ آپ کا اصل نام حضرت نعمانؒ ہے۔ فرمایا کہ نعمان کی زندگی میں اگر یہ مریدی والے سال نہ ہوتے تو یہ ہلاک ہی ہو گیا تھا۔ یہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہی ہو گیا ہوتا۔ یہ اولیاء کرام کا کرم ہے۔ بخشش کے لئے کسی کا مرید

ہونا بہت ضروری ہے۔ اولیاء کرام ہی وسیلہ نجات ہیں۔ اعمال کرو کہ ضروری ہیں لیکن ان پر بھروسہ نہ کرو۔ اعمال ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ جہنم میں سے بہتر فرشتے جہنمی ہیں لیکن اعمال سب میں ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی حفظ تفسیر قرأت جہاد بر عمل ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ناری ہیں۔ جہنمی ہیں۔ اعمال نے بیڑہ پار نہیں لگایا۔ عقیدہ اور نسبت نے کام بنایا ہے۔

دوسری نشست

حضرات ایک ہوتا ہے Through Proper Channel اس کا کیا مطلب ہوتا ہے جانتے ہو کہ یہ کیا ہے یعنی ایک کام کرنے کا جو طریقہ کار بنا ہوا ہے۔ اسی کے مطابق کام کرنا ہے۔ اس سے ہٹ کر کام نہیں کر سکتے۔ اپنے Immediate افسر مجاز کو چھوڑ کر آپ سیدھے افسر بالا کے پاس نہیں جاسکتے۔ پہلے اپنے افسر کے پاس پھر اس کے افسر کے پاس پھر اس سے بالا افسر کے پاس جاتے ہیں۔ اگر براہ راست افسر اعلیٰ کے پاس چلے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری پاس پرس Explanation کر کے تمہیں معطل ہی کر دے کہ تو براہ راست میرے تک کیوں آیا ہے۔ طریقہ اور قاعدہ قانون کے مطابق آؤ۔ وسیلہ پکڑ کر آؤ۔ تعلیم حاصل کرنے کے لئے پی۔ ٹی۔ سی ٹیچر کے پاس جانا پڑتا ہے۔ پرائمری پاس کرنا پڑتی ہے۔ پھر ایس۔ ایس ٹی کے پاس جاتا ہے۔ میٹرک کا امتحان پاس کرتا ہے پھر کالج میں پروفیسر کے پاس جاتا ہے۔ براہ راست پروفیسر کے پاس چلا جائے تو پڑھ ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک دنیاوی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ شہرہ رگ سے قریب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن ملتے نہیں ہیں۔ شرط ہے کہ وسیلہ پکڑ کر آؤ۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (المائدہ ۳۵) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“ اے ایمان والے وسیلہ پکڑ، یہ طریقہ کار اپنانا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شہرہ رگ سے قریب ہے۔ لیکن وسیلہ پکڑنے کا حکم بھی اسی کا ہے۔ یہ دستور بھی اس کا بنایا ہوا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس کی بیعت نہیں ہے وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ کوئی کہے کہ میری نماز، میرا روزہ، میرا عمل تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال درست لیکن تم نے میرا طریقہ کار کیوں چھوڑ دیا ہے۔ کوئی کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے روزے کہاں گئے۔ فرمایا کہ تو نے میرا حکم نہیں مانا۔ جب میں نے حکم فرمایا کہ بیعت ہو تو پھر تو بیعت کیوں نہیں ہوا۔ میں نے قربانی کی میں نے حج کیا میں نے زکوٰۃ دی۔ میں نے حفظ کیا میں نے جہاد کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شہید بھی ہو گیا۔ فرمایا کہ ہو جاؤ شہید لیکن پلے میں کچھ نہیں ہے۔ Through Proper Channel آؤ۔ دستور کے مطابق آؤ۔ جس کا پیر نہیں ہے۔ اس کا شیطان پیر ہے۔ کتنی جلالت والا حکم ہے۔ جس کی بیعت نہیں ہے اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ ہی نہیں لگایا۔ ایک اعمال ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، قربانی، صدقہ خیرات، شہادت یہ بہت بڑے اعمال ہیں ان کا طریقہ بتانے کے لئے انبیاء علیہم السلام آئے ہیں یہ کوئی چھوٹے اعمال نہیں ہیں یہ بے وقعت اعمال نہیں ہیں۔ وقعت والے ہیں لیکن اعمال کا اپنا کام ہے بیعت کا اپنا مقام

ہے۔ پانی کا اپنا کام ہے روٹی کا اپنا کام ہے۔ ان دنوں چولستان میں پانی نہیں ہے۔ روٹی بھی گوشت بھی ہے اس کے باوجود لوگ پانی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ پانی کی اپنی ضرورت ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ بہت ضروری ہے۔ لیکن یہ جنت میں نہیں لے جاسکتے۔ بات صرف اتنی ہے۔ تمہیں اپنی نماز پر اتنا بھروسہ ہے۔ لیکن دیکھو کہ کیا نماز منافق کے پاس نہیں ہے وہ اسے کیوں جنت میں نہیں لے جا رہی ہے۔ منافق کی نماز تم سے بہتر ہے اس کا روزہ تمہارے روزے سے بہتر ہے بڑا خوش الحان قاری ہے۔ حافظ ہے جہاد بھی کرتا ہے شہید بھی ہو جاتا ہے پھر بھی جنت میں نہیں جاسکتا۔ پھر اس کے اعمال کہاں گئے۔ جو اس کے پاس ہے وہ نہ لیں اور جو کچھ اس کے پاس نہیں ہے وہ لے لو۔ تاکہ منافقت کا خاتمہ ہو جائے۔ وہ کیا ہے کہ جو اس کے پاس نہیں ہے اور آپ نے اس سے لینا ہے۔ اعمال کی اپنی حیثیت ہے لیکن وہ جنت میں نہیں لے جاسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فضل سے بخشا ہے۔ میں اعمال نہیں دیکھوں گا۔ قرآن مجید میں سات سو پچاس مرتبہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن فرمایا یہ نماز جنت میں لے جانے والی نہیں ہے۔ جنت میں میرے فضل سے جاؤ گے۔ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاؤ گے۔ میں نے دامن ولی کی وابستگی سے لے جانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا وسیلہ کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اور اولیاء اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے وسیلہ ہیں۔ بالائی منزل پر جانے کے لئے وہ دیکھیں سامنے سیڑھی لگی ہوئی۔ پہلی سیڑھی پر قدم رکھ کر چڑھ۔ اگر پہلی سیڑھی پر قدم نہیں رکھ گا۔ تیسری چوتھی سیڑھی پر قدم رکھنے کی کوشش کرے گا تو اٹلے منہ نیچے گرے گا۔ اگر نبی کے در پر جانا چاہتا ہے تو ولی کا دامن پکڑ۔ پھر وہ ولی تمہیں دربار رسالت میں پہنچا دے گا۔

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اولیاء حضور نبی کریم صلی اے علیہ وسلم تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ اب دیکھو اعمال کیا ہیں اور ولی کی کیا شان ہے کیا عظمت ہے۔ ایک بندہ کہ اس سے ننانوے قتل ہو گئے۔ ایک بندے کو قتل کرنا گویا کہ پورے انسانوں کو قتل کرنا ہے اس کو فکر ہوئی وہ ایک مولوی صاحب کے پاس گیا کہ مجھ سے ننانوے قتل ہو گئے ہیں مجھے معافی کس طرح سے مل سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ تو بڑا منحوس ہے چل یہاں سے تیری معافی کا کوئی راستہ نہیں ہے ایک آدمی کو قتل کرنا گویا کہ پوری مخلوق کو قتل کرنا ہے تیری بخشش کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ تو نے اتنے زیادہ بچوں کو یتیم کیا ہے۔ کتنی ہی عورتوں کو بیوہ کر دیا ہے۔ کتنے بھائی قتل کر دئے ہیں اب تو بخشش کے لئے آیا ہے یہ کیسے ممکن ہے اتنے قتل جو تو نے کئے ہیں ان کا حساب کون دے گا تمہاری بخشش کیسے ہو سکتی ہے۔ اسے غصہ آ گیا اس نے مولوی صاحب کو بھی قتل کر دیا۔ اب منتقل ہو گئے۔ پھر اس کو خیال آیا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہوا ہے۔ کسی طرح سے معافی ملنی چاہئے۔ وہ ایک نیک بندے کے پاس گیا۔ جب جاؤ تو کسی اچھے عقیدت والے بندے کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں سیدھے راستے پر ڈالے گا۔ اس نیک آدمی نے اچھے عقیدے والے نے کہا کہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیں گے۔ لیکن بخشش کے لئے وسیلہ پکڑو۔ عرض کیا کہ وسیلہ کیا ہے فرمایا کہ کسی ولی کے در پر چلا جا۔ ان کے وسیلہ سے

کام بن جائے گا۔ وہ اولیاء اللہ کے در کی طرف چل دیا لیکن تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ مر گیا۔ دونوں قسم کے فرشتے آ گئے۔ جنتی والے بھی آ گئے، جہنمی والے بھی آ گئے۔ جنتی کہیں کہ ہمارا بندہ ہے دوزخی کہیں کہ ہمارا مال ہے۔ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ جہنم والے فرشتے کہہ رہے ہیں کہ سو کا قتل ہے کسی سے معافی مانگی نہیں ہے۔ حقوق العباد ضائع کئے ہیں۔ کسی کا قصاص یا دیت ادائیگی نہیں کی ہے۔ جنت والے فرشتے کہہ رہے ہیں کہ اس نے تو بکرہ کر لی ہے یہ اپنے کئے پر نادم ہو کر جا رہا ہے۔ نیت پر پھل ملتا ہے۔ اس نے تو بکرہ کی نیت کر لی ہے۔ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فاصلہ ناپ لو۔ اگر گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اگر ولی کے در کے قریب ہے تو جنتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی تو بکا، نہ نادم ہونے کا، نہ کسی آنسو بہانے کا ذکر کیا ہے لوگ کہتے ہیں۔ ملتزم کو پکڑو، غلاف کعبہ کو پکڑو۔ آنسو بہا کر دعا کو معافی مل جائے گی۔ اگر پکڑنا ہے تو کسی ولی کے دامن کو پکڑو۔ کتنے بندے ملتزم کو پکڑے ہوئے رورہے ہیں۔ کتنے غلاف کعبہ کو پکڑ کر رو رہے ہیں۔ لیکن کیا ملا۔ جس کے ہاتھ غلاف کعبہ کی بجائے کسی ولی کا دامن ہے وہ جنت میں جا رہا ہے۔ فاصلہ ناپنے لگے تو وہ گھر کے قریب ہی مر گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس تھوڑے فاصلے کو حکم فرمایا کہ پھیل جا۔ اور زیادہ فاصلے کو فرمایا کہ سکڑ جا۔ میں نے ولی کے در کی عظمت کا اظہار کرنا ہے۔ اب بتاؤ بخشش کس طرح سے ہوئی۔ کیا اعمال سے بخشش ہوئی اعمال تو اس کے جہنم میں جانے کے قابل تھے۔ لیکن ولی کے در کی نسبت سے بخشش ہو گئی اولیاء اللہ بخشش کے بہانے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جنت کا مالک کون ہے۔ جنت کا مالک ایک ولی کامل ہے۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میزان پر قبضہ کس کا ہے۔ میزان پر قبضہ بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اللہ کے ولی کا ہے۔ پُل صراط پر کس کا تصرف ہے وہاں بھی ولی کا تصرف ہے اور حوض کوثر پر کون ہے وہاں بھی ولی کا قبضہ ہے۔ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت ملی آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے حوالہ کر دی۔ جنت کے مالک حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ میزان پر قبضہ حضرت عمرؓ کا ہے۔ پُل صراط پر حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کا ہے اور حوض کوثر پر تصرف علیؓ شیر خدا کا ہے۔ اور یہ تمام اولیاء اللہ ہیں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے بن کر رہو۔ ان کا دامن پکڑو ان کا وسیلہ پکڑو۔ ولی کے وسیلہ سے ہی نجات ہے۔ اسی سے بخشش سے عمل ضرور کرو لیکن جنت میں داخلہ ولایت کے دامن سے ہے۔ جنت میں توجہ داخل ہو جائے گا۔ پھر اعمال کام آئیں گے۔ لیکن پہلے جنت میں جانے کے لئے وسیلہ پکڑو۔ ایک بندہ بڑا بد بخت تھا۔ جہنمی تھا۔ اعمال جہنم میں لے جانے والے تھے۔ اتنا بد بخت تھا کہ اس کے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ اس سے بچ کر رہو اگر اس کے پاؤں کی گرد تم پر پڑ گئی تو تم بھی جہنمی ہو جاؤ گے۔ اتنی زیادہ نفرت لوگوں کے دلوں میں تھی۔ وہ جہاں سے گزرتا لوگ ادھر ادھر بھاگ جاتے کہ کہیں اس کے پاؤں سے اڑنے والی خاک ان پر نہ پڑ جائے۔ وہ جا رہا ہے کہ راستے میں حضرت جنید بغدادیؒ کا دربار آ گیا۔ اب اس کی قسمت کہ وہ بھی اندر چلا گیا۔ تھوڑا وقت محفل میں بیٹھ گیا کہ دیکھے کیا ہو رہا ہے۔ وہاں سے اٹھا باہر آیا لوگوں نے پھر عین دئے کہ ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ جہنمی آ رہا ہے۔ ہاتھ سے آواز آئی کہ خبردار یہ میرے جنید بغدادیؒ کے دربار سے ہو کر آ رہا ہے۔ اب یہ

بدبخت نہیں ہے۔ سعید ہے۔ اب اگر تمہارے پاؤں سے اٹھنے والی گرد اس پر پڑ گئی تو تم جہنمی ہو جاؤ گے۔ ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔ ان کو آرام سے شان سے گزرنے دو۔ یہ ولی کے دکی عظمت ہے۔ جہنمی کو جنتی بنا دیتی ہے۔ جو کوئی ولی کے دکی طرف ایک قدم چل کر جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

سید ہجویر مخدوم ام۔ مرقد او پیر سنجر را حرم

حضرت داتا صاحبؒ کی قبر گناہ گار کے لئے وہی درجہ رکھتی ہے جو خانہ کعبہ رکھتا ہے جس کے ہاتھ میں ولی کا دامن ہو اس کی ایک نظر جب بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر مکہ مکرمہ نہیں جاسکتے تو داتا صاحبؒ لاہور چلے جاؤ۔ جو نبی تمہاری نظر داتا صاحبؒ کے مزار پر پڑے گی تیری بخشش ہو جائیگی۔ اس امت پر کتنا کرم ہے کہ ہر محلہ میں ایک ولی کامل رہتا ہے۔ پہلا قدم، پہلی سیرھی، پہلی جماعت سے شروع کرو اور وہ ولی کامل ہے۔ پھر اس کے بعد سارا راستہ صاف ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء کرام بے عملی پھیلاتے ہیں لوگوں میں بے عملی پیدا کرتے ہیں۔ ان کو اعمال سے روکتے ہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ کون ولی ہے جو نماز نہیں پڑھتا۔ کون ولی ہے جو شریعت کا پابند نہیں ہے۔ کون ولی ہے کہ جس کی بیعت نہیں ہے۔ کسی ولی کو دیکھ لیں۔ داتا صاحبؒ ہیں۔ سلطان العارفینؒ ہیں گوڑہ شریف والے ہیں۔ پاکچتین والے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ ہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ ہیں جن کے ہم پیر و کار ہیں یہ سب پیر والے ہیں۔ بیعت والے ہیں اللہ تعالیٰ بیعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی عظمت کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب 26-05-02

قاری محمد سلیمان صاحب سے ایک سوال

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- قاری محمد سلیمان صاحب دامت برکاتہ العالیہ تشریف لے آئے ہیں۔ ان سے بھی میرا سوال ہے اور
کچھ میں نے بھی عرض کرنی ہے۔ ان سے میں نے ایک سوال کرنا ہے اور پھر اس کے بعد میں بیٹھ جانا ہے۔ سوال میرا یہ
ہے کہ حضرت صاحب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے مالک کل جانتے ہیں خالق کل نے مالک کل بنا
دیا ہے۔ جنت کے مالک ہیں۔ جنت کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیں۔ زمین و آسمان کے تمام
خزانوں کی چابیاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہیں۔ جنت ان کی، دوزخ ان کی، کائنات کے مالک و مختار
ہیں کوثر کے مالک ہیں۔ پھر ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔ اب قاری صاحب
سے میرا سوال یہ ہے کہ اس کے بعد ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگیں یا اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ ایک مثال سے
ذرا کوئی چیز واضح ہوتی ہے۔ یہ مکان پروفیسر مختار احمد صاحب کا ہے۔ اب اس میں داخلہ کے لئے اس میں آنے کے
لئے اور کرسی پر بیٹھنے کے لئے صدر پاکستان سے اجازت لوں یا پروفیسر مختار احمد صاحب سے لوں۔ ظاہر ہے کہ یہ اجازت
مالک مکان سے لینا ہوگی۔ پروفیسر مختار احمد سے اجازت لیں گے کہ وہ مالک ہیں۔ حکومت نے ان کو یہ اختیار دیا ہے گو
کہ پاکستان کی ساری سرزمین حکومت کی ملکیت ہے لیکن حکومت نے پروفیسر مختار احمد صاحب کو اختیار دیا ہے۔ اسی طرح
سے مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے ازراہ کرم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دے دیا ہے جس طرح سے اللہ
تعالیٰ مالک ہے اسی طرح سے یہ بھی مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی مالک ہے۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ (البقرہ ۲۵۵) ”اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں“ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام
تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ وہ احکم الحاکمین ہے۔ ہر چیز پر اس کا قبضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازراہ مہربانی نبی پاک صلی
اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ اب میں نے جو بخشش اللہ الینی ہے میں نے علم لینا ہے۔ میں نے نوکری لینی ہے میں نے
صحت لینی ہے۔ میں نے مقدمہ جیتنا ہے میں نے کاروبار میں ترقی حاصل کرنی ہے۔ فتح لینی ہے۔ عذاب سے بچنا ہے تو
میں کس سے مانگوں۔ قاری صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ہمارے اس مسئلہ کو حل فرمائیں۔ کئی ماہ سے ہم اس مسئلہ سے
درپیش ہیں ہمیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ سنی ہو۔ بریلوی سنی ہو۔ اہل حدیث ہوں۔ دیوبندی ہوں، شیعہ ہوں جو بھی کوئی ہو
جس وقت دُعا مانگتے ہیں تو یہی کہتے ہیں۔ وَمِنَّا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا (الاعراف ۲۳) ”اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ

براکیا“ رَبَّنَا اتِنَا فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة ۲۰۱) ”اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔“ پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت کہاں گئی۔ جب اس مکان میں آنے کے لئے مجھے مختار صاحب کی اجازت چاہنے کی اس اجازت سے مجھے کرسی مل گئی ہے۔ اسی طرح سے کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے۔ بلکہ وسیلہ نہیں وسیلہ تو وہی ہے کہ میں درخواست کروں کہ آپ مجھے دے دیں۔ وسیلہ سے مراد پھر یہ ہے کہ میں مالک نہیں ہوں۔ میں کہوں کہ پروفیسر صاحب آپ شاہ صاحب کو اندر آنے دیں آپ نعت خواں کو اندر آنے دیں یہ سفارش ہے کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف وسیلہ اور شفاعت ہیں یا مالک مختار ہیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی دعا ہے۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْظُرْ حَلَنَا
يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

وہ براہ راست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتے ہیں۔ کیا ہمیں بھی ان کی طرح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی مانگنا چاہئے یا اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے یا دونوں سے مانگنا چاہئے۔ جتنے بھی لوگ ہیں خواہ وہ اعلیٰ حضرتؒ ہیں وہ کہتے ہیں کہ خالق کل نے مالک کل بنادیا ہے۔ پھر وہی یہ کہتے ہیں کہ

تجھے حمد ہے خدا یا بھیک مانگنے کو ہمیں نبی کا در دکھایا

شعر کوئی آگے پیچھے ہو گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہی ہے۔ پھر وہی یہ کہتے ہیں کہ

یا اللہ رحم کیجئے مصطفیٰ کے واسطے یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

وہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے لئے ہوئے ہیں۔ آپ ہمارا یہ واسطہ سیدھا کر دیجئے۔ آپ اپنے سارے علم کا استعمال یہاں فرمائیں اب آپ اس کرسی پر تشریف لے آئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اَللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَاَنَا قَاسِمٌ۔ اللہ صرف مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ سَلُّ مَا شِئْتَ يَا رِبِّعَةَ۔ اے ربیعہؓ مانگ جو تیرا دل چاہے یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جو مالک کل ہو۔ پھر اس نے کیا مانگا ہے۔ اس نے مانگا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھوی آپ کی غلامی اور ساہ چاہتا ہوں فرمایا کہ جاؤ یہ ہو گیا۔ اب آپ ہمارا مسئلہ حل فرمائیں۔ اس کرسی پر تشریف لے آئیں۔ نہ کوئی ہمارا لحاظ رکھیں نہ کسی دوسرے کا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ اور قرآن و حدیث کا لحاظ مد نظر رکھیں اور ارشاد فرمائیں۔

قاری محمد سلیمان صاحب

قال الله تعالى في شان حبيبه۔ اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله واملعكه يصلون على النبي يا بها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا رحمة للعلمين۔

عزیزان محترم۔ پروفیسر ڈاکٹر قبلہ پیر صاحب کی یہ شفقت ہے محبت ہے اور مجھ پر یہ خاص مہربانی فرماتے ہیں کہ مجھ جیسے کو اس مقدس محفل میں مدعو فرماتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جو ایک بات اپنی گفتگو میں بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ مانگنا یا محبت کرنا پہلے اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا چاہئے۔ ایک مومن کو ایک مسلمان کو بحیثیت مومن یا مسلم سب سے زیادہ پیار اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہئے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا چاہئے۔ کیا پہلے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگے یا اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ میں اس کے لئے وہ علامہ اقبالؒ کا شعر عرض کرتا ہوں جو انہوں نے بال جبریل میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ کہ میں محبت زیادہ اے تعالیٰ سے کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروں۔ پیار زیادہ رب سے کروں یا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کروں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سوال عالم تصور میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے پوچھ لیا کہ آپ بتائیں بعد از انبیاء علیہم السلام آپ کا مقام ہے آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور حقیقت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بھی سب سے زیادہ قریب ہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ ہم زیادہ پیار اللہ تعالیٰ سے کریں یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں۔ تو اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی روح نے پکار کر کہا کہ۔

قوت	قلب	و	جگر	گردو	نبی ﷺ
از	خدا	محبوب	تر	گردو	نبی ﷺ

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے مجھ سے فرمایا کہ اے پوچھنے والے کہ پیار زیادہ اللہ تعالیٰ سے کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروں۔ صدیق کا فتویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر پیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرو۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے ہمارے مسئلے کا حل ہمیں عطا کر دیا کہ اگر مانگنا ہو پیار مانگنا ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے جا کر مانگو۔ دنیا جہاں کی کوئی نعمت مانگنی ہو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے مانگو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ کوئی بندہ یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ جدا ہے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ جدا ہے۔ ذاتیں تو دو ہیں لیکن ان کی اطاعت ایک ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء ۸۰) جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے

میری اتباع کی مجھ سے پیار کیا۔ اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے پیار کیا یہ ذاتیں تو دو ہیں لیکن جس نے حضور نبی کریم سے پیار کیا اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی پیار کیا۔ جس نے اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اس نے اطاعت اللہ تعالیٰ کی کی۔ اور فرمایا کہ اے لوگو تم میرے اور میرے محبوب کے درمیان جدائیں نہ ڈالنا۔ وَمَا رَمَيْتَ اَوْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى (انفال ۱۷) ”اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ کے پھینکی“ نکمکریاں پھینکنے والے ہاتھ تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے لیکن ان میں قوت اللہ تعالیٰ کی تھی۔ جب اللہ کریم نے جدائیاں نہیں ڈالیں تو پھر جو بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتا ہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی بارگاہ ایک ہے۔ دونوں سے مانگنا ایک ہے۔ دونوں کو ایذا دینا ایک ہے کیونکہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (الاحزاب ۵۷) ”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ اور فرمایا وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (التوبہ ۶۱) ”اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو دعوت لے کر میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آیا ہے وہ زبان تو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے لیکن وہ دعوت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ دعوت اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن فرمایا کہ دعوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ذاتیں تو وہ دو ہیں لیکن ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جس نے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگا اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے مانگا۔ اس سے متعلق متعدد دلائل قرآن اور احادیث میں ملتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جب بھی صحابہ کرام آتے تو وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگا کرتے تھے۔ ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ ایک صحابی جن کا نام خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف میں تشریف فرما ہیں اور یہ صحابی مکہ مکرمہ میں ابو جہل کی ایذا میں برداشت کر رہے ہیں اس کی دی ہوئی تکالیف برداشت کر رہے ہیں اس بنیاد پر کہ دعوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو۔ جس کی نگاہوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن گھر کر گیا ہو وہ کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کو نہیں چھوڑتا۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ امام ترمذی روایت فرماتے ہیں کہ جب یہ تختہ دار پر تھے۔ تو ابو جہل نے کہا کہ کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خواہش ہے کہ مجھے ذرا تختہ دار سے نیچے اتارو تاکہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں دو نفل پڑھ لوں۔ دو نفل پڑھے پھر جب دوبارہ سولی پر لٹکا یا گیا سامنے خانہ کعبہ بھی تھا لیکن سولی پر لٹک کر خانہ کعبہ کی طرف نہیں دیکھا بلکہ اپنے منہ مدینے شریف کی طرف کر لیا۔ امام ترمذی نقل فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے خانہ کعبہ کی بجائے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اَلْسَّلَامُ عَلَیْكُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَم اَلصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی زوجہ محترمہ ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے کہ اچانک کھڑے ہو گئے اور مکہ مکرمہ کی جانب رخ انور کر کے **وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا حَبِيبُ** کہنا شروع کر دیا۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آقا یہاں تو کوئی خباب نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا پھر میں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا غلام سولی پر لٹک کر مجھے سلام کہہ رہا ہے میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔ صحابی رسول حضرت خبابؓ کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ جب کوئی پریشانی آئے تکلیف آئے۔ بیماری آئے مرض آئے جو بھی تکلیف آئے اگر چہ خانہ کعبہ^{ملحی} و ماویٰ لیکن جو اس خانے کعبے کا بھی خانہ کعبہ ہے اس کی طرف منہ کیا کرو۔ اس کے بعد ایک اور حدیث شریف بیان کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کی تو اس میں۔ چند شرائط طفرمائیں۔ مکہ مکرمہ کے دو قبیلے تھے ایک کا نام بنو بکر تھا دوسرے کا نام بنو خزاعہ تھا۔ یہ بنو بکر جو قبیلہ تھا اس نے قریش کے ساتھ حلیف ہونے کا معاہدہ کیا یہ بات بڑی قابل غور ہے۔ بنو بکر حلیف بن گئے قریش کے۔ بنو خزاعہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا آپ کے ساتھ عہد ہے ہم آپ کے حلیف ہیں۔ کیا مطلب کہ جو بنو خزاعہ پر حملہ کرے گا وہ درحقیقت مدینہ منورہ پر حملہ کرے گا۔ جو مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوگا وہ درحقیقت بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوگا۔ اسی طرح سے بنو بکر نے اور مکہ مکرمہ کے قریشیوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ جس نے قبیلہ بنو بکر پر حملہ کیا اس نے درحقیقت قریش پر حملہ کیا۔ جس نے قریش پر حملہ کیا اس نے درحقیقت بنو بکر پر حملہ کیا۔ یہ آپس میں معاہدے ہو گئے تاریخ بتلاتی ہے کہ بنو بکر جو قریشیوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ ان میں سے چند نو جوانوں نے رات کے وقت ہاتھوں میں نیزے اور تلواریں تھیں وہ آئے اور بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ یہ معاہدہ یہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ والوں سے کیا کہ کوئی بھی ایک دوسرے پر حملہ آور نہیں ہوگا۔ جب بنو بکر اور قریشیوں نے مل کر بنو خزاعہ پر حملہ کیا تو خزاعہ کے چند افراد قتل ہو گئے۔ صبح ہوئی تو بنو خزاعہ کے چند لوگ اونٹوں پر سو رہو کر مدینہ منورہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو معاہدہ کیا تھا بنو بکر والوں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ سیرت کی اکثر کتب میں وہ اشعار عربی زبان میں ملتے ہیں جو اس قافلے نے مکہ سے چلتے وقت پڑھے تھے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس تکلیف میں تنہا نہ چھوڑئیے۔ ہم اس تکلیف کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار رہے ہیں۔ ادھر عربی زبان میں وہ قافلے والے وہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ ادھر مدینہ شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک کھڑے ہو گئے مکہ مکرمہ کی جانب رخ انور کر لیا اور فرمایا کہ اے بنو خزاعہ میں تمہاری مدد کے لئے پہنچ چکا ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آقا نہ یہاں پر بنو خزاعہ ہیں نہ ان کے سردار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کی بات فرما رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں علم نہیں ہے آج سے تین دن بعد یہاں پر بنو خزاعہ کے افراد پہنچیں گے اور میں نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ بنو بکر

اور قریشیوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ میں انشاء اللہ ان لوگوں کی مدد کے لئے پہنچوں گا۔ کثیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے۔ کہ ٹھیک تین روز بعد خزامہ کے سردار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں پہنچے۔ جس طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعہ بیان کیا تھا بلکہ اسی انداز میں ان سرداروں نے وہ بیان کر دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو خزامہ کے مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ شریف میں ان کی پکار کو سنا بھی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی مدد کے لئے پہنچے بھی۔ یہ تمام واقعات اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا نہ شرک ہے نہ بدعت ہے بلکہ یہ عین اسلام ہے۔ قرآن بھی اس بات کا شائبہ ہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا احادیث میں ایسے بہت سے شواہد ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنا ہے یہ شرک نہیں ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات آسمانوں پر گئے جب مقام **وَرَاءَ مِصْرَئِ الْمُنْتَهَى** سے آگے بڑھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مقام پر ذرا دہشت سی محسوس ہوئی۔ تنہائی محسوس ہوئی تو آواز آئی **قَفْ يَا مُحَمَّدُ صَلِّی اللہ علیہ وسلم** اے میرے محبوب ٹھہر جاؤ۔ **إِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّی** بے شک تیرا رب تجھ پر صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔ یہ آواز حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی تھی۔ جب یہ آواز آئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انس محسوس کیا۔ رب نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے کبھی یاروں سے یا رجا نہیں کئے۔ میں نے ازل سے ہی ایک فرشتہ پیدا کیا ہوا ہے جو تیرے یار کی آواز پر ہے کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ جب میرا محبوب اس مقام پر آئے گا۔ تنہائی محسوس کرے گا۔ تو میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آواز پر ایک فرشتہ پیدا کر دیا۔ کہ جب وہ فرشتہ اونچی آواز میں حضرت صدیقؓ کی بولی بولے گا تو میرا محبوب انس محسوس کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انس محسوس ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعلین پاک پہنے ہوئے آگے تشریف لے جا رہے ہیں اچانک خیال گزرا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں۔ نعلین مبارک اتانے کا خیال گزرا قرآن مجید میں آتا ہے۔ **فَإِخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى** (طہ ۱۲) اپنے جوتے اتار ڈال۔ بے شک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔ اے موسیٰ علیہ السلام اے کلیم اللہ آپ جہاں کو وہ طور پر کھڑے ہیں۔ یہ عام جگہ نہیں ہے بلکہ مقدس جگہ ہے۔ یہاں پر جوتے اتار کر ننگے پاؤں آؤ۔ لیکن جب آسمانوں پر اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا تو ادھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوتے اتارنے کا ارادہ کیا ادھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آج جوتے اتارنے نہیں ہیں بلکہ میری بارگاہ میں جوتے سمیٹ آ جاؤ۔ تاکہ میں دنیا والوں کو بتا دوں کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کے نیچے پوری کائنات ہے جس کو جو ملے گا وہ نعلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ملے گا۔ جس کو رب ملے گا۔ رب کا قرب ملے گا۔ رب کی تمام کائنات جو بھی ہے۔ اس کی ساری قوتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملک ہیں۔ **لَوْ لَا لِمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ** (حدیث شریف) اے میرے

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تو نہ ہوتا تو میں پوری کائنات کی تخلیق نہ کرتا۔ اس بات سے یہ معلوم ہوا کہ پوری کائنات جس کو ہم جانتے ہیں کہ نہیں جانتے ہیں وہ ساری کی ساری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے وجود میں آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تیری عمر کتنی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے میں نے بہتر ہزار مرتبہ اس کو دیکھا ہے بلکہ اس سے آگے بھی شیخ محقق اعظم نقل فرماتے ہیں کہ اس ستارے کے ارد گرد دو چھوٹے چھوٹے ستارے بھی تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہیں پتہ ہے کہ وہ ستارے کون تھے۔ عرض کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے معلوم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ستارہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تھا اور دوسرا حضرت عمر بن خطابؓ کا تھا۔ تو عزیزان محترم اس وقت جبکہ لوح محفوظ کی بھی ابھی تخلیق نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا تھا۔ شیخ محقق فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری کائنات کی تخلیق فرمائی۔ ساری کائنات کی تخلیق نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور اس کی دلیل نہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے و صوفرا کر گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وضو کا پانی ابھی بہہ بھی رہا تھا۔ دروازے کی کنڈی ہل بھی رہی تھی۔ واللہ اعلم وہ کتنا عرصہ کتنا زمانہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سیر فرماتے رہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح سے یہ جسم ہے اس کے اندر اس کی اصل روح ہے۔ جب روح نکل جائے تو ہاتھوں کی حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے دیکھنا ختم ہو جاتا ہے زبان کا بولنا بند ہو جاتا ہے پاؤں سے چلنے والی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ اور جب کسی میں روح دوبارہ آ جاتی ہے تو یہ سارے اعضاء دوبارہ کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روح کائنات ہیں۔ اصل کائنات ہیں۔ جس طرح سے کہ جسم سے روح نکل جائے تو سارے اعضاء شل ہو جاتے ہیں اسی طرح سے فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے تو روح کائنات نکل گئی اور ساری کائنات پر جمود طاری ہو گیا۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لے آئے تو کائنات میں روح دوبارہ پڑ گئی۔ تو جہاں جہاں کسی چیز میں منبتا ہوئی تھی انتہا ہوئی تھی وہیں سے اس کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔ تو عزیزان محترم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات طیبہ کہ جس طرح قبلہ پیر صاحب نے بیان فرمایا کہ کوئی صحابیؓ تھے جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میرے لئے وضو کے پانی کا انتظام کرتے ہو۔ میرے خدمت کرتے ہو۔ اس سے فرمایا **سَلُّوْنِي**۔ یہ بحاری شریف کی حدیث ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا شرک ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ فرماتے **سَلُّوْنِي** مجھ سے سوال کر۔ مجھ سے طلب کر۔ مجھ سے مانگ۔ اور یہ حدیث مبارکہ بھی ایسی ہے کہ دنیا و جہاں کا کوئی مولوی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حدیث شریف غلط ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **سَلُّوْنِي** مجھ سے مانگو۔ مجھ سے سوال کرو۔ صحابیؓ نے کیا سوال کیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت میں اپنی رفاقت عطا فر دیں۔ یہ تو حضرت ربیعہؓ کا

سوال تھا۔ شیخ محدثؒ ایک اور واقعہ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک رات ایسی بھی ہوگی کہ جس رات مجھے پانی کی ضرورت ہوگی سردیوں کی رات ہوگی مجھے آگ کی بھی ضرورت ہوگی۔ جو صحابیؓ مجھے یہ چیزیں مہیا کرے گا میں اسے اپنی بارگاہ سے کثیر انعام عطا کروں گا۔ یہ اعلان سنا تو صحابہ کرام کے عشق ان کی محبت اتنی عظیم مرتبہ پر تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی نیندیں ختم ہو گئیں۔ ہر صحابیؓ عشاء کی نماز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در دولت کے گرد پہرہ دیتا۔ کسی کے ہاتھ میں پانی کا لونٹا ہوتا، کسی کے ہاتھ میں آگ ہوتی۔ پانچ چھ سال کے بعد سردیوں کی رات آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا یا عائشہؓ هل النار موجود کیا گھر میں آگ موجود ہے۔ عرض کیا۔ لا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں آگ موجود نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اچھا هل ماء موجود کیا پانی موجود ہے عرض کیا۔ لا۔ آقا پانی بھی نہیں ہے۔ اندر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ چیزیں مانگ رہے تھے۔ اور باہر یار غار دونوں چیزیں ہاتھ میں پکڑے گھوم رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز مبارک کانوں میں پہنچی تو دروازے کے قریب آگئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے رات کا وقت تھا پوچھا اے صدیقؓ یہاں کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ آقا پانچ سال قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا کہ مجھے ایک رات آگ اور پانی کی ضرورت ہوگی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ سال سے دونوں چیزیں لئے ہوئے رات بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گلیوں کا پہرہ دیتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو قریب کیا اور فرمایا کہ اے صدیقؓ آج میں تمہیں انعام دینے والا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو گلے سے ملایا اور فرمایا اے دنیا والو سن لو۔ رب کائنات نے جو علوم و معارف میرے سینے میں داخل کئے تھے وہ میں نے صدیقؓ کے سینے میں بھر دئے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ملکہ یہ کیفیت یہ مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے کہ آپ جس کے لئے بھی چاہیں اس کے دل کی کیفیت بدل سکتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام تو بڑی دور کی بات ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کا مقام بھی عجیب ہے۔ یہ ہمارا سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ اس سلسلے کا ایک عظیم امتیاز یہ ہے کہ اس سلسلہ میں توجہ کے ساتھ دوسرے بندے کے اندر کو بدلا جاتا ہے۔ آنکھیں بند کیں۔ سامنے بندہ بیٹھا ہے۔ اس کا باطن کتنا ہی گندہ کیوں نہ ہو جب شیخ کامل آنکھیں بند کر کے اس کے دل پر توجہ دیتے ہیں تو اس کے دل کی حالت بدل دیتے ہیں اور یہ لوگ توجہ کے انکاری ہیں مشکوٰۃ شریف کی حدیث پڑھتا ہوں۔ ابو جہل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آیا۔ عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت بڑی دعویٰ کرتے ہیں۔ میری مٹھی میں بتاؤ کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنکھیں بند فرمائیں اور پھر فرمایا کہ اے ابو جہل میں خود بتاؤں کہ تمہارے ہاتھ والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنکھیں بند کر کے ابو جہل کی مٹھی پر توجہ دی۔ ابھی توجہ دینا ہی تھی کہ کنکریاں بول اٹھیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یہ توجہ کا عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کو بھی عطا فرمایا ہے۔ حضرت

خواجه باقی باللہ تشریف فرما ہیں آپ دہلی میں رہائش رکھتے تھے۔ ساتھ والے مکان میں ایک نانہائی ہوٹل رہتا تھا۔ رات کے وقت حضرت باقی باللہ کے گھر میں مہمان آ گئے۔ گھر میں کھانا نہیں تھا۔ پڑوسی نانہائی ہوٹل چلاتا تھا۔ آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ بھائی ہمارے مہمان آئے ہیں تم ان کو کھانا کھلا دو ہم آپ کو پانی بارگاہ سے عظیم انعام عطا کریں گے۔ وہ نانہائی تھا تو روٹیاں بیچنے والا لیکن وہ بڑا عجیب آدمی تھا۔ مہمانوں کو گھر لے گیا کھانا کھلایا۔ صبح ہوئی مہمان حضرت خواجه باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آئے۔ حضرت صاحب نے پوچھا کہ بتاؤ رات کیسی گزری۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب رات آپ کے پڑوسی نے ہماری بڑی خدمت کی۔ آپ کا دریا ئے رحمت موج میں آ گیا۔ اللہ کے ولیوں کا بھی ایک دریا ئے رحمت ہوتا ہے۔ نانہائی کو بلایا اور فرمایا کہ آپ نے ہمارے مہمانوں کا احترام کیا ہے ان کی عزت کی ہے تو قیر کی ہے اب بتاؤ کہ مجھ سے کیا مانگتے ہو۔ ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ربیعہؓ کو فرمایا کہ سَلُوْنِیْ اور ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نانہائی سے پوچھا کہ سَلُوْنِیْ مجھ سے مانگو۔ اللہ تعالیٰ کے جو ولی ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار محمدی کے تحت ہوتے ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقامات ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء ان مقامات کے مظہر بن جاتے ہیں۔ ادھر حضرت باقی باللہؒ نے جب فرمایا کہ سَلُوْنِیْ مجھ سے مانگو تو اس نانہائی نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ نے مجھے کچھ دینا ہے تو مجھے اپنے جیسا بنا دیں۔ اب خواجه باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں کچھ نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اس سے لے کر دوں گا۔ بلکہ فرمایا کہ وضو کر کے آؤ۔ نانہائی وضو کر کے آیا تو اسے سامنے بٹھایا اپنی آنکھیں بند کیں اور اس کے اعضاء کو متوجہ کر کے فرمایا کہ اے نانہائی کے جسم تو خواجه باللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا بن جا۔ یہ کہنا ہی تھا کہ نانہائی کی ساری شکل بدل کر حضرت باقی باللہ جیسی بن گئی اب لوگوں کو امتیاز کرنے کی کیفیت ختم ہو گئی کوئی فرق نہیں کر رہا ہے کہ ان دونوں میں باقی باللہ کون ہے۔ فرق صرف یہ تھا کہ جو اصلی باقی باللہ تھے وہ باحواس بیٹھے تھے اور جو مجازی باقی باللہ تھا وہ بے حواس ہو کر بے ہوش ہو گیا اس لئے کہ جب انوار الہیہ کا اس پر پرتو پڑا تو وہ برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام تو ذہن بشری سے ماوراء ہے۔ تمام انسانوں کی پوری عقل جمع کر لو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو سمجھنے کی کوشش کرو تو پھر بھی کوئی انسانی ذہن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھ نہیں سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام وراء الوراہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کا مقام کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ مجدد صاحب کا زمانہ تھا۔ اکبر نے دین الہی کا اعلان کیا اگر وہ میں ایک بڑا اونچا چبوترا بنا کر اس پر اکبر بادشاہ اپنا دربار لگا تا تھا۔ خود اونچے چبوترے پر بیٹھ جاتا لوگ درباری آتے تو اس کو سجدہ کرتے سجدہ ریز ہو کر بیٹھ جاتے اس نے یہ نظام System نافذ کیا تھا۔ وہ سجدہ تعظیمی کراتا تھا۔ حضرت مجددؒ نے اپنے ایک غلام کی ڈیوٹی لگائی کہ تو نے سورت الفتح کا اکیا لیس (41) روز ورد کرنا ہے تو جب اکیا لیسواں دن آئے تو جس دن اکبر دربار لگا کر بیٹھا ہے تو نے دو چار میل دور جا کر ایک کونہ میں بیٹھ کر توجہ دے کر اس کے دربار کو نیچے گرائے۔ حضرت صاحبؒ نے غلام کو بھیج دیا تاریخ بتاتی ہے کہ وہ غلام دور جا کر بیٹھ گیا۔ ادھر اکبر اپنا دربار لگا کر بیٹھا ہے۔ اس کا دربار بڑا عظیم ہوتا

تھا۔ چہوترا بڑا عظیم ہوتا تھا۔ وہ اس پر بیٹھا ادھر حضرت صاحبؒ کے غلام دور بیٹھا ہے۔ سورت فتح کا ورد مکمل ہوا۔ اس نے توجہ دی اکبر پر تو اس توجہ کا اثر یہ ہوا کہ اکبر تخت سے نیچے گر گیا۔ اور اسی گرنے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔ توجہ کا یہ عالم تو حضرت مجدد صاحبؒ کے مریدوں کا ہے۔ تو حضرت صاحب کی اپنی توجہ کا عالم کیا ہوگا۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا جائے تو یہ سلسلہ لامتناہی بن جاتا ہے۔ حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں بڑے دلائل ہیں کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وصیت فرمائی۔ فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اب میرا یہ آخری وقت ہے۔ میری فلاں جائیداد ہے وہ میں ساری جائیداد مسلمانوں کے نام پر وقف کرتا ہوں۔ بڑے بد بخت ہیں وہ لوگ جو آجکل باغ فدک کا الزام لگاتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان سے وہ باغ فدک چھین لیا حالانکہ آپ نے اپنی ساری جائیداد بوقت وصال مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادی تھی۔ لیکن گھر میں تھوڑا سا مال تھا۔ آپ نے حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ دنیا میں تو مجھے سب سے عزیز ہے اس لئے کہ تو نے میرے نبی پاک الصلوٰۃ والسلام کی بڑی خدمت کی ہے میں نہیں چاہتا کہ میں اپنے انتقال کے بعد تمہیں ایک مفلوک الحال عالم میں چھوڑ کر جاؤں میں چاہتا ہوں کہ میری جو تھوڑی سی جائیداد ہے وہ آپ تینوں بہنیں آپس میں تقسیم کر لیتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے میرے والد محترم ایک میں ہوں اور دوسری میری بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ ہم دو بہنیں ہیں تیسری بہن تو ہے نہیں۔ آپ نے تین بہنیں فرمائی ہیں ہماری تیسری بہن کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد تمہاری ایک بہن اور پیدا ہوگی میرے ترکے میں سے اس کو بھی حصہ دینا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد ان کی ایک بیٹی پیدا ہوئی اور آپ کا ترکہ تین بہنوں میں تقسیم ہوا۔ سائنس نے آج بڑی ترقی کر لی ہے لیکن یہ رپورٹ کوئی نہیں دیتا کہ ماں کے رحم میں کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ علوم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ رحم میں کیا ہے۔ وہ مذکر ہے کہ مؤنث ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو غلام ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے۔ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجز و انکساری کے طور پر کیا۔ مقام ربوبیت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا حالانکہ دوسرے مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقام نبوت کو بیان فرمایا تو فرمایا کہ لوگو میں کھاتا بھی ہوں سوتا بھی ہوں یہ تقاضائے عبودیت ہے لیکن فرمایا **اِئْتِیْکُمْ مِّثْلِیْ** تم میں سے میری مثل کون ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مقام نبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ تو عزیزان محترم بڑے دلائل ہیں بڑے شواہد ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے میں حضرت پیر صاحب کا بہت ممنون ہوں کہ یہ مجھ سے بڑی محبت فرماتے ہیں (سوال) حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی قبر کی جگہ کس سے مانگی ہے۔ (جواب) بڑا اچھا سوال ہے اور بڑا عجیب یہ واقعہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے مجھے کفن غسل دینے کے بعد جنازہ پڑھنے کے بعد میری چار پائی کواٹھانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کے باہر رکھ دینا اور ایک بندہ اونچی آواز سے یہ ندا دے کہ یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ اگر دروازہ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا نہیں تو جہاں تمہارا دل چاہے دفن کر دینا۔ جب کسی صحابی نے یہ ندادی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی جو کنڈی لگی ہوئی تھی علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ وہ کنڈی خود بخود کھل گئی دروازہ کھل گیا اندر سے آواز آئی۔ **أَوْصِلْ حَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ** اے دنیا والو محبوب کو محبوب کے ساتھ ملا دو۔ اب وہ آواز کس کی تھی۔ کنڈی کھولنے والا کون تھا علامہ سیوطیؒ نے یہ بھی روایت نقل فرمائی ہے کہ جب یزید مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا تو تین روز تک مسجد نبوی میں آذان دینا بند ہو گئی۔ تین دن تک مدینہ شریف کے لوگوں پر ظلم ہوتا رہا۔ تین دن تک مسجد نبوی میں کوئی آذان نہیں ہوئی۔ کوئی نماز۔ کوئی جماعت نہیں ہوئی۔ ایک صحابی رضی تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یزید کے ظلم سے ڈر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس میں اندر چھپ کر بیٹھ گیا اور اندر سے کنڈی لگالی۔ فرماتے ہیں کہ میں تین دن اندر رہا۔ مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ اب ظہر کا وقت شروع ہوا ہے کہ عصر کا وقت شروع ہوا ہے۔ مغرب کا ختم ہوا ہے۔ اور عشاء کا شروع ہو گیا ہے۔ مجھ پر یہ بڑا مسئلہ اور مشکل تھی۔ لیکن جب کسی نماز کا وقت آتا تو مجھے قبر انور کے اندر سے آذان کی آواز آتی تو میں سمجھ لیتا کہ اب ظہر کی نماز کا وقت ہے اب عصر کا وقت شروع ہو گیا ہے۔ ایسے بہت دلائل ہیں۔ **الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي الْقُبُورِ هُمْ زَيُّونُ** اللہ تعالیٰ کا ہر نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے دیکھا کہ موسیٰ **يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ**۔ فرمایا کہ جب میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو موسیٰ علیہ السلام نے میرے استقبال کے لئے کھڑے ہو کر مجھ پر صلوٰۃ والسلام پڑھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب قاری محمد سلیمان صاحب برہانش پروفیسر مختار احمد صاحب 26-09-2002

صحت کا اثر

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یاحبیب اللہ۔

معزز حاضرین: حکم ہے کہ **مُحَوُّوْ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ** سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ دنیا میں صرف انسان ایسی چیز ہے جو
صحت کا اثر لیتا ہے۔ صحت اسے بنا دیتی ہے۔ صحت ہی اسے بگاڑ دیتی ہے۔ انسان کے علاوہ اور خلتی مخلوق ہے۔ مثلاً
چڑیا، کوا، ہاتھی، بھینس، گائے، چیل، درندے، پرندے، چرندے سب پڑھ کر ہی آتے ہیں ان کو پڑھانے والا اللہ تعالیٰ
ہے۔ دنیا میں ان کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ کوئی مدرسہ نہیں، کوئی کالج نہیں، کوئی یونیورسٹی نہیں، کوئی ٹیکنیکل ادارہ نہیں ہے۔
گھوسلہ کیسے بنانا ہے یہ چڑیا کو علم ہے کہ کیسے بنانا ہے کوئی اسے نہیں سکھاتا۔ انڈے کس طرح سینے ہیں۔ بچوں کو دانہ دکا
چوغا کس طرح دینا ہے۔ اڈنا کس طرح سکھانا ہے۔ سب پڑھ کر آتے ہیں۔ کسی کی صحت کا اثر نہیں لیتے۔ نہ ہی انہیں
ضرورت ہوتی ہے۔ ایک چڑیا کے جوڑے کو الگ تھلگ کسی جنگل میں چھوڑ آئیں وہ وہی کریں گے جو چڑیا کی باقی نسل
کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں سکھاتا ہے۔ مرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی اوپر کومنہ کر کے پانی پیتا ہے۔ مچھلی کا بچہ پیدا ہوتے
ہی تیرنے لگتا ہے اسے کون تیرنا سکھاتا ہے۔ چھپکلی کا بچہ پیدا ہوتے ہی دیوار پر چڑھ جاتا ہے۔ مرغ آذان سحر دیتا ہے
اسے کسی کلاک کی ضرورت نہیں پڑتی اسے وقت آذان پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ انسان کی یہ کیفیت نہیں ہے۔
انسان کے بچے کو اگر آپ جنگل میں چھوڑ آئیں تو جس ماحول میں وہ ہوگا جس چیز کا قرب اسے حاصل رہے گا خواہ وہ
بندر ہے، بھیڑیہ ہے، ریچھ ہے جو کچھ ہو وہ اسی طرح کا بن جائے گا وہی عادات اپنالے گا۔ بندر کا قرب مل گیا تو درختوں
پر چڑھتا پھرے گا۔ بلی کے پاس رہے گا تو بلیوں جیسی بولی بولے گا اور بلیوں کی طرح چھپتا پھرے گا۔ یہ انسان کی
فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا ہی صحت سے ہے۔ جیسی صحت اسے میسر آئے گی ویسا ہی یہ بن جائے گا۔ اس کو
بھیڑوں کے رپوڑ میں چھوڑ دو یہ بھیڑ کی طرح ڈر پوک بن جائے گا۔ اس کو درندوں کے پاس رہنے کا موقع مل جائے تو یہ
خود درندہ بن جائے گا۔ خونخوار بن جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے اپنے نو تنوں میں سے غالباً ابو الفضل سے کہا کہ
انسانی بچے از خود بولنا سیکھتے ہیں یا ان کو سکھایا جاتا ہے۔ بادشاہ کا خیال تھا کہ یہ اپنے آپ ہی بولنا شروع کر دیتے ہیں ابو
الفضل تھا کہ میر بل تھا اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت یہ بچے اپنے آپ نہیں بولتے بلکہ ان کو سکھایا جاتا ہے۔ اور تجربے
کے طور پر اس نے بادشاہ کی تسلی کے لئے اس کے حکم کے مطابق مولود بچوں کے دو گروپ لئے، ایک گروپ کے لئے جو
نگران مقرر کئے وہ خود گونگے تھے اور کسی بولنے والے شخص کو ان بچوں کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی۔ اور دوسرے

گروپ کے نگران اور پرورش کرنے والے زبان والے تھے باتیں کرتے تھے۔ عام آدمیوں کو بھی ان بچوں سے ملنے کی اجازت تھی۔ چند ماہ بعد جب بچوں نے بولنا شروع کر دیا تو بیربل نے بادشاہ سلامت کو معائنہ کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ گیا تو پہلے گروپ والے بچے صرف اُلوں، آں ہی کر سکتے تھے لیکن دوسرے گروپ والے بچے ہر بات کر رہے تھے۔ دوسرے گروپ والوں کو بولنا سکھایا گیا تھا پہلے گروپ والے نگران گو ننگے تھے۔ اُلوں آں میں بات کرتے تھے تو بچوں نے بھی اُلوں آں بھی سیکھا تھا۔ بعد میں تمام بچوں کو آپس میں اکٹھا کر دیا گیا تو جو صرف اُلوں آں کرنے والے تھے چند روز میں پوری بات کرنا سیکھ گئے تھے۔ جو آدمی بہرہ ہوتا ہے جس کو کچھ سنائی نہیں دیتا وہ لازمی طور سے گونگا بھی ہوتا ہے۔ زبان رکھنے کے باوجود بات نہیں کر سکتا۔ کہ نہ اس کو کچھ سنائی دیتا ہے نہ وہ اس کی نقل کرنی سیکھتا ہے۔ اور جو آدمی گونگا ہوتا ہے ضروری نہیں کہ وہ بہرہ بھی ہو۔ لہذا جیسی صحبت ویسا بندہ۔ اس کی اپنی کوئی زبان نہیں ہے۔ اس کی زبان اس کے معاشرے کی زبان ہے۔ اس کے ساتھی کی زبان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دوستی دیکھ بھال کر کرنا کہ تیرا حشر نشر تیرے دوست کے ساتھ ہوگا۔ بد مذہب سے دوستی نہ کرو کر تو بھی بد مذہب ہو جائے گا۔ انسان کی تربیت کے لئے ہی مدرسہ ہے۔ یونیورسٹی ہے، ٹریننگ ہے۔ کہ یہ بننا ہی تربیت سے ہے از خود یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی لئے حکم دیا ہے کہ **مَعُ الصَّٰدِقِیْنَ** سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ سچے کے ساتھ رہو گے تو سچے بن جاؤ گے اور اگر جھوٹوں کے ساتھ شامل ہو گئے تو جھوٹے بن جاؤ گے۔ ڈاکو کے ساتھی بنو گے تو چور ڈاکو قاتل ہی بنو گے۔ جگے کے ساتھی بن کر جگہ ہی بنو گے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

صحبت	صالح	ترا	صالح	کنند
صحبت	طالح	ترا	طالح	کنند

اگر کسی نیک آدمی کی صحبت مل گئی تو پھر تو بھی نیک ہو گیا اور اگر کسی بد آدمی کی صحبت مل گئی تو پھر تو بھی بد ہو جائے گا۔ جس طرح سے نیک آدمی کی صحبت تمہیں بھی نیک کر دے گی اسی طرح بد آدمی کی صحبت تمہیں بد بھی بنا دیتی ہے۔

A man is known by company he keeps

پہچانا جاتا ہے۔ کسی شخص سے متعلق اندازہ لگانا ہو کہ وہ کیسا ہے تو اس کے دوستوں کو دیکھ لو۔ جیسے دوست وہ رکھتا ہے ویسی ہی صحبت اسے میسر آتی ہے وہ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ لہذا میں اور آپ سب دیکھیں کہ ہماری دوستی کس سے ہے ہماری Company کیسی ہے جس سے دوستی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہے وہ اولیاء اللہ کی کیا شان بیان کرتا ہے۔ اس سے اندازہ کر لیں کہ وہ کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے وہ کس فرقہ کا ہے۔ وہ کس مسلک کا ہے اگر تو اس کے پاس بیٹھے گا اس سے دوستی رکھے گا تو اسی طرح کا ہو جائے گا۔ قرآن مجید ایک ہے حدیث مبارکہ ایک ہے ان کا Text یا کتاب ہونا سب کے لئے ایک ہی ہے۔ ایک قرآن مجید ہے اور صحاح ستہ کی چھ کتابیں

ہیں۔ سارا مذہب اس سے ہے۔ پورے مذہب کا منبع یہ ہیں۔ لیکن ان سے بہتر فرقے نکلے ہیں۔ یہ کس طرح سے نکلے ہیں۔ یہ صحبت سے نکلے ہیں۔ جس طرح کی صحبت تھی ویسے بن گئے۔ اس لئے حضرات احتیاط کرنے والی بات یہ ہے کہ تیرا دوست کون ہے۔ اگر دوست صحیح ہے تو پھر تو بھی صحیح ہے۔ اگر وہ غلط ہے تو پھر تو بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ حضرت مولانا روم بہت بڑے عالم تھے۔ اپنے شاگردوں کو تعلیم دے رہے ہیں کہ ایک بابا ان کے پاس آیا پوچھا میں چیست، یہ کیا ہے، کتا میں پڑی ہوئی تھیں۔ علم کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ مولانا روم نے فرمایا چل بابا تو کیا جانتا ہے۔ تو نے دانی تو نہیں جانتا کہ کیا ہے یہ علم کی باتیں ہیں تجھے ان کی کیا خبر ہے۔ اس بابا جی نے موقعہ پا کر وہ ساری کتابیں اٹھائیں اور حوض میں پھینک دیں۔ مولانا روم بھی چیخنے لگے سارے شاگرد بھی رونے لگے کہ سارا علم ضائع ہو گیا۔ بابا جی نے حوض سے کتاب اٹھائی تو بالکل سوکھی پانی کا ذرا اثر نہیں تھا۔ بلکہ کتاب جھاڑی تو اس میں سے خاک اڑ رہی ہے۔ ساری کتب نکال کر دے دیں۔ پھر مولانا روم پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ میں چیست۔ اس بابا جی نے فرمایا تو نے دانی یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ مولانا روم کے سارے علم کا تکبر توڑ کر رکھ دیا پھر مولانا روم نے فرمایا

مولوی	ہرگز	نہ	شد	مولائے	روم
تا	غلامی	شمس	تبریز	نہ	شد

کہ مولوی جب تک حضرت شمس تبریزؒ کی غلامی میں نہیں آیا تب تک اسے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔ قرآن اور حدیث کے علم نے مولانا رومؒ کا تکبر نہیں توڑا۔ علم سے تکبر بنتا ہے۔ جتنا مرضی عالم بن جاؤ۔ علم حاصل کر لو۔ نمازی بن جاؤ۔ روزہ دار بن جاؤ۔ غازی بن جاؤ۔ مجاہد بن جاؤ۔ قاضی بن جاؤ۔ حاجی بن جاؤ۔ یہ سارا فخر ہی فخر ہے تکبر ہی تکبر ہے۔ صحبت ادب سکھاتی ہے صحبت میں آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوتا ہے اسے انسانیت کا عرفان آتا ہے۔ مولانا رومؒ میں علم کی کوئی کمی نہیں ہے ان کے علم پر آج تک کوئی انگلی نہیں اٹھا۔ کا۔ علم ان کی معراج پر تھا علم انتہا کے درجے تک پہنچا ہوا ہے۔ لیکن وہ خود فرماتے ہیں کہ میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ شمس تبریزؒ کی غلامی میں ملا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ بہت بڑے عالم ہیں چار اماموں میں اوّل نمبر پر ہیں۔ آخر عمر میں جا کر حضرت امام جعفر صادقؒ کے مرید ہوئے اور پھر ان کی صحبت میں رہے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب یہ مرید ہونا اور پھر پیر صاحب کی صحبت میں رہنا اس کو کوئی فائدہ بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ فرمایا مجھے خدا کی قسم ہے کہ اگر میں مرید نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ یہ ان کا قول ہے ان کا فرمان ہے کہ اگر نعمان مرید نہ ہوتا تو ہلاک ہو گیا ہوتا۔ یہ صحبت دلی کا اثر ہے۔ دلی کی صحبت سے جتنی بنتے ہیں۔ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

دم	عارف	نسیم	صبح	دم	ہے
اسی	سے	ریشہ	معنی	میں	نم
اگر	کوئی	شعیب	آئے		میر

تو شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی پیر کامل میسر آ جائے تو اس کی صحبت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ کہ مکریاں چرانے والا بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی شروع کر دیتا ہے۔ یہ صحبت ہے۔ یہ بیعت ہے یہ طریقت ہے۔ حشر کے دن آواز دی جائے گی کہ **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ** (بنی اسرائیل ۱۷) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ جو امام ہیں وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ہیں حضرت امام شافعیؒ ہیں حضرت امام مالکؒ ہیں حضرت امام احمد بن حنبلؒ ہیں اور دوسرے کل بارہ امام ہیں ان سارے عرصہ میں ڈیڑھ دو سو سال کا وقفہ ہے جس میں کوئی امام نہیں ہیں۔ اس دور کے لوگوں کو کس کے نام پر آواز دی جائے گی۔ اس عرصہ میں ولی اللہ ہیں۔ پیر ہیں۔ امام نہیں ہیں۔ فقہہ کے امام نہیں ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ڈیڑھ سو سال بعد کتاب لکھی ہے تو اس ڈیڑھ سو سال کی عرصہ میں جو صحابہؓ ہیں جو تابعین ہیں یا جو دوسرے لوگ ہیں ان کو کس نام پر آواز دی جائے گی۔ مفسرین نے فرمایا کہ امام سے مراد پیر ہے۔ پیر کے نام پر آواز دی جائے گی۔ انہوں نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا ہے کہ پیر صاحب کا نام لے کر بلایا جائے گا کہ فلاں کے مرید آ جاؤ۔ اب عام اعتراض ہے کہ کوئی بندہ ہی نہیں ملتا۔ کس کی بیعت کریں۔ پہلے زمانے اچھے تھے اولیاء کرام تھے۔ داتا صاحبؒ تھے۔ سلطان العارفينؒ تھے۔ حضرت سرکا غوث الاعظمؒ تھے۔ حضرت بابزید بسطامیؒ تھے۔ حضرت ابوالحسن خرقائیؒ تھے۔ حضرت جعفر صادقؒ تھے اور باقی دوسرے حضرات تھے۔ اب اس دور میں کوئی پیر کامل ملتا نہیں ہے۔ میں کیا کروں۔ میں کس کی بیعت کروں۔ حضرات اس طرح بہانے بنانے سے کام نہیں بنتا۔ بیعت سے کوئی راہ فرار نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے دل میں ولی کی محبت ڈالتا ہے۔ اور پھر منادی کرتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہر روز منادی ہوتی ہو۔ جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بلاتے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ اے جبرائیل علیہ السلام مجھے فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یا اللہ مجھے بھی اس شخص سے محبت ہو گئی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ شرک ہے صرف اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی محبت لوگوں کے دلوں میں سجاد دیتا ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے جبرائیل علیہ السلام اب آسمانوں میں چلے جاؤ اور اعلان کر دو کہ اے آسمان والو! اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تمام آسمانی مخلوق فرشتے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام اب زمین پر اتر جاؤ اور اعلان کر دو۔ منادی کر دو کہ اللہ تعالیٰ کو جبرائیل علیہ السلام کو اور آسمانی مخلوق کو فلاں شخص سے محبت ہے۔ اے زمین والو! تم بھی اس سے محبت کرو تمام زمین والے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے ہم داتا صاحبؒ، غوث الاعظمؒ اور اولیاء اللہ کو یاد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت ہمارے دلوں میں سجاد دی ہے اس لئے جو طریقہ ہے جو دستور ہے جو Choice ہے وہ یہ ہے کہ جسے تیرا دل چاہے جسے تیرا دل مانے کہ یہ ولی ہے تو وہ ولی اللہ ہے۔ اس بات کو چھوڑیں کہ وہ ولی ہے یا نہیں۔ ولی اللہ کا کوئی ٹسٹ

نہیں ہے۔ اس کی کوئی پہچان نہیں ہے۔ ولی اللہ تعالیٰ کی گلدڑی میں بند ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی چادر میں چھپا ہوا ہے۔ وہ عام بندوں میں ہی رہتا ہے۔ اس میں کوئی خاص نمایاں چیز نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر تیرے دل میں لیکن ہے کہ فلاں شخص اللہ کا ولی ہے تو یقیناً ولی کامل ہے۔ تو اس کی صحبت اختیار کر اس کی مریدی میں رہ، تجھے وہی پھل ملے گا جو کسی کامل پیر کی صحبت سے ملتا ہے۔ اگر تو پیر صاحب سے پوچھے کہ فلاں چیز بتاؤ، تجھے تو خود ہی علم نہیں ہے تو پوچھ کر کیا کرو گے۔ پر پیر کلاس کا بچہ ہے وہ اپنی ٹیچر کا کیا امتحان لے گا۔ وہ اپنی ٹیچر کا کیا ٹسٹ لے گا۔ اسے خود الفب کا پتہ نہیں ہے۔ اس طرح جب کوئی شخص پہلے دن جائے گاہ بیت ہوگا تو اسے خود پتہ نہیں ہوگا کہ کیا کرنا ہے لیکن اس کے دل میں محبت ہوگی۔ لگن ہوگی، یہ کرم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔ اکثر ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی پیر صاحب کی تلاش میں نکلتا ہے تو اسے خواب میں پیر صاحب کی زیارت کرا دی جاتی ہے۔ اور جب وہ اس کے سامنے جاتا ہے تو اس کی خواب کی حقیقت کھل کر اس کے سامنے آ جاتی ہے کہ ہاں یہی وہ ہستی ہے جس کی زیارت مجھے خواب میں ہوئی ہے۔ لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بہت پہلے گزر گئے ہیں آپ کو ان کی زیارت ہوئی نہیں ہے۔ آپ نے ان کو دیکھا نہیں ہے۔ اب خواب میں کس طرح ان کی زیارت ہو سکتی ہے۔ مجھے ان لوگوں کی زیارت ہے جن کو مرید ہونے سے پہلے ان کے پیر صاحب نے خواب میں زیارت کرائی ہے۔ اگر پیر صاحب کی ہو سکتی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیوں نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی کا دامن پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، تمہارے ایمان کی پہچان یہ ہے کہ تمہارے دل میں کسی ولی اللہ کی محبت ہے۔ اگر ولی کی محبت دل میں نہیں ہے تو سمجھ لو کہ ایمان بھی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ ایمان والوں کے دل میں اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی محبت سجادیتا ہے۔ اور یہ جو حکم ہے کہ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ بھی ایمان والوں کو حکم ہے۔ اور سچے لوگ کون ہیں۔ حضرت بابا فرید پتن پر تشریف فرما تھے۔ پتن جانتے ہو کیا ہوتا ہے۔ ہم نے تو دریا ہی نہیں دیکھا ہے تو پتن کیا دیکھیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ دریا کا کنارہ پتن ہوتا ہے۔ دریا کا سارا کنارہ پتن نہیں ہوتا۔ پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ پتن کیا ہوتا ہے یہ ایک جگہ ہوتی ہے جہاں کشتی آ کر رکتی ہے پھر وہاں سے واپس دریا میں سے گزر کر دوسرے کنارے جاتی ہے وہاں پھر اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے جہاں مسافر اترے ہیں اور کشتی میں سوار ہوتے ہیں اس جگہ کو پتن کہتے ہیں۔ حضرت بابا فرید بھی وہاں موجود تھے کہ کچھ سوداگر آئے انہوں نے گدھوں پر بوجھ لاد دیا تھا بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ حضرت بابا فرید نے پوچھا کہ بھئی ان بوریوں میں کیا ہے۔ کہنے لگے کہ یہ نمک ہے۔ دراصل وہ شکر تھی، چینی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ یہ نمک ہے۔ حضرت بابا فرید نے فرمایا کہ اچھا نمک ہی ہوگا۔ وہ گھر پہنچے بوریاں کھولیں تو وہ سچ مچ نمک ہی تھا۔ انہوں نے بابا جی سے جھوٹ بولا تھا۔ شکر شاید بھنگی ہوگی اور انہوں نے سوچا ہوگا کہ کہیں بابا جی مانگ نہ لیں۔ اس لئے کہہ دیا کہ نمک ہے تو بابا جی نے بھی فرمایا دیا کہ چلو نمک ہی ہوگا۔ وہ نمک ہی بن گیا۔ یہ ولی کی زبان کا اثر ہے۔ جو کہہ دیا وہ ہو گیا۔ وہ سوداگر واپس بھاگے ہوئے آئے بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ بابا جی ہم سے غلطی ہو گئی

ہے۔ معاف فرمادیں۔ وہ دراصل شکر تھی ہم نے جھوٹ بولا نمک کہہ دیا۔ ہم کو معاف کر دیں فرمایا کہ اچھا اگر شکر تھی تو شکر ہی ہوگی۔ وہ واپس گھر گئے تو دیکھا نمک پھر شکر بن گیا تھا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کی بات ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا بات ہوگی۔ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہوگی۔ حضرت بابا فریدؒ ایک روز مدرسے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ طالب علم چاول کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا ہمیں بھی چاول کھلاؤ۔ اتفاق سے چاول ختم ہو گئے تھے۔ طالب علموں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب چاول تو ختم ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ خالی دیگچے لے آؤ۔ آپ نے وہ دیگچے چولہے پر رکھا اور ڈھکنا دے دیا۔ تین بار سورۃ کوثر پڑھ کر پھونک ماردی ڈھکن اٹھایا تو دیگچے مرغ پلاؤ سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد طلباء نے کئی بار یہی عمل دہرایا لیکن دیگچے خالی رہا۔ پھر ایک روز حضرت صاحب کا دھڑ سے گزر ہوا۔ طلباء نے پھر سفارش کر دی کہ حضرت صاحب آج ہمیں چاول پکادیں آپ نے خالی دیگچے چولہے پر رکھا۔ تین بار سورۃ کوثر پڑھ کر دم کر دیا تو دیگچے پھر مرغ پلاؤ سے بھر گیا۔ طلباء نے عرض کیا کہ حضرت صاحب ہم یہی عمل کرتے ہیں تو چاول نہیں پکتے آپ کرتے ہیں تو چاول کا دیگچے بھر جاتا ہے۔ فرمایا بیٹا سورۃ کوثر بھی وہی ہے دیگچے بھی وہی ہے۔ عمل بھی وہی ہے لیکن زبان کا فرق ہے میرے منہ میں فرید کی زبان ہے جو تمہارے منہ میں نہیں ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان کا تو اندازہ نہیں کر سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان بھی ہلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف خیال ہی فرمادیں تو کام ہو جاتا ہے۔ چوآ سیدن شاہ، چوآ جانتے ہو کیا ہوتا ہے۔ ٹوبہ، پانی والا گڑھا چھوٹا سا تالاب جس میں خود بخود پانی نکلتا ہے اسے چوآ کہتے ہیں۔ وہاں سیدن شاہ صاحب کا مزار ہے۔ وہاں قریب ہی ایک انگریز فوج کی چھاؤنی تھی۔ وہ انگریز اپنے استعمال کے لئے پانی کو بند کر کے رکھتے تھے۔ چھاؤنی پہاڑ کے نیچے اور چوآ سیدن شاہ پہاڑی کے اوپر ہے بارش نہ ہوئی پانی کی کمی واقع ہوئی تو مریدین نے عرض کیا کہ حضرت صاحب پانی کی قلت ہے۔ پیاس لگ رہی ہے۔ پانی نہیں ہے۔ آپ ان چھاؤنی والوں سے فرمائیں کہ یہ ہمیں بھی پانی لینے دیں۔ ہم بھی پانی بھر لیں گے وہ بھی پانی بھرتے رہیں۔ شاہ صاحب نمائندہ بن کر گئے چھاؤنی کے انچارج سے ملے۔ فرمایا کہ عرصہ سے بارش ہوئی نہیں ہے۔ پانی کی کمی ہے۔ آپ مہربانی کرو کہ ہمیں بھی پانی بھر لینے دیں۔ اس نے کہا کہ نہیں یہ ممکن نہیں ہے پانی گندہ ہو جائے گا۔ یہ ہمارے استعمال کا نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ کمانڈر صاحب ہمیں پانی لینے دیں۔ بارش ہو جائیگی تو ہمارے بھی اور تمہارے بھی وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اس نے کہا کہ No. it is not possible. run away جاؤ ہم پانی نہیں دیں گے۔ آپ نے اپنی چھڑی مبارک سے اس جھیل سے لکیر کھینچنی شروع کر دی اور اوپر بلندی پر اپنے آستانے پر جا کر وہ چھڑی گاڑ دی۔ جھیل کا سارا پانی اس لکیر کے راستے پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گیا۔ جھیل خالی ہو گئی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کی عظمت ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت سلیمانؑ تو نسوئیؑ نے حجام کو بلایا اور فرمایا کہ میرا حلق کر دو۔ سر کے بال اتار دو۔ استرے سے صفائی کر دو۔ ابھی آدھا سر ہی موٹھ گیا تھا کہ حجام رونے لگا۔ حضرت تو نسوئیؑ نے جب محسوس کیا کہ حجام رو رہا ہے تو

آپ نے وجہ پوچھی۔ حجام نے عرض کیا کہ حضرت صاحب تیرہ سال ہو گئے ہیں میرا بیٹا گم گیا تھا۔ بہت تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ اس کی یاد آتی ہے تو رونا آ جاتا ہے کہ کہاں ہوگا کس حال میں ہوگا اس کی یاد بہت ستاتی ہے اور بے اختیار رونا آتا رہتا ہے۔ اس کو یاد کر کے رو لیتا ہوں۔ حضرت صاحب تو نسوئی نے فرمایا کہ بیٹیں چھوڑ دو۔ جاؤ اپنے گھر جا کر بیٹے کو دیکھو۔ وہ حجام نے کام ادھورا چھوڑا۔ حکم کی تعمیل میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ بیٹا موجود ہے۔ اس کو گلے لگایا۔ پیار کیا اور پوچھا کہ بیٹا تو کہاں تھا اور اب یہاں کیسے پہنچ گیا ہے۔ بیٹے نے بتایا کہ یہ تو مجھے بھی علم نہیں کہ میں کہاں تھا۔ لیکن آج ابھی ابھی ایک بابا جی نے مجھے بازو سے پکڑا اور مجھے یہاں پہنچا دیا ہے۔ باپ نے کہا کہ بیٹا اگر اس بابا جی کو دیکھو تو پہچان لو گے۔ بیٹے نے کہا ابا جان اس بابا جی کی پہچان بہت آسان ہے اس کے آدھے سر پر بال ہیں اور آدھا سر مونڈھا ہوا ہے۔ حجام بیٹے کو لے کر حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ تو بیٹے نے دیکھتے ہی کہا ابا جان یہی وہ بابا جی ہیں جو مجھے یہاں لائے ہیں۔ یہ اللہ کے ولی کی شان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کی طاقت ہے۔ سردار الانبیاء کی طاقت کا عالم کیا ہوگا۔ یہ سچے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سچے لوگوں کے ساتھ صحبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش پروفیسر مختار احمد صاحب 27-06-2002

استقامت

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- قرآن مجید میں ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حم السجدہ ۳۰) بے شک وہ جنہوں
نے کہا۔ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے۔“ پوری آیت مبارکہ میں ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور
پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ قائم رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرماتا ہے ان پر فرشتے بھیجتے ہیں جو
کہتے ہیں کہ کوئی خوف کھاؤ اور نہ کوئی غم۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ کیا ہے وہ تمہیں ضرور عطا کرے
گا۔ اب کوئی نظریہ کوئی عقیدہ دیکھ لیں اور اسے تاریخ کے دائرے میں پرکھیں کہ شروع میں وہ عقیدہ کیا تھا اور اب کیا
ہے۔ کون اصل عقیدے پر قائم ہے اور کون پھسل گیا ہے۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ ہم میں استقامت ہے کہ نہیں ہے۔ ہم
سچے ہیں کہ نہیں۔ ہم کچے ہیں کہ نہیں۔ ہمارا جو نظریہ ہے عقیدہ ہے۔ مسلک ہے شریعت ہے اس پر قائم ہیں کہ بدل گئے
ہیں جس طرح سے زمانہ رنگ بدلتا ہے کیا ہم بھی بدل گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایک شان لے لیں
۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد ہیں۔ شاہد ہوتا ہے موقعہ کا گواہ۔ عینی شاہد، جو موقعہ پر موجود ہو اور اپنی آنکھوں سے اس
نے سارا ماجرا دیکھا ہو۔ جس طرح میں گواہی دیتا ہوں کہ سید شجاعت علی صاحب اس وقت میرے پاس تشریف فرما
ہیں۔ اگر یہ یہاں موجود نہ ہوں تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ یہاں بیٹھے ہیں۔ میری گواہی جب ہی سچی ہوگی کچی ہوگی کہ
جب میں آنکھوں سے دیکھ کر بتاؤں۔ آنکھوں دیکھا حال بیان کروں۔ صرف دیکھنا ہی کافی نہیں بلکہ حاضر بھی ہونا نظر
بھی ہو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ وہ حاضر بھی ہیں ناظر بھی ہیں قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم
السلام کے امتی انکار کر جائیں گے کہ کوئی نبی ہمارے پاس نہیں آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نہیں آئے۔ انہوں نے کوئی تبلیغ نہیں کی۔ انہوں نے ہمیں کوئی راہ ہدایت نہیں دکھائی ہمیں سیدھا راستہ نہیں
بتایا ورنہ ہم ضرور ہدایت پا جاتے اب آپ ہمیں کیوں عذاب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھیں گے کہ
اے ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام میں نے تمہیں دنیا میں بھیجا تھا آپ نے تبلیغ کیوں نہیں فرمائی۔
میں نے تمہیں کتابیں دیں معجزے دئے۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے آپ کا پیغام ان تک پہنچایا۔ تبلیغ بھی کی ان
کو نیکی کا راستہ دکھایا۔ لیکن انہوں نے ہماری کوئی بات سنی ہی نہیں۔ یہ ایمان ہی نہیں لائے انہوں نے ہماری تبلیغ مانی ہی
نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائی گے کہ گواہ لاؤ کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو تم نے تبلیغ کی ہے۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے

کہ یا اللہ ہمارے گواہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے آخر پر تشریف لائے لیکن وہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی گواہی دے رہے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کی گواہی دے رہے ہیں جس طرح سے کہ وہ انہیں Action Replay دکھا رہے ہیں۔ فرمایا کہ جب یہ نبی علیہ السلام تبلیغ کر رہے تھے میں ان کے ساتھ موجود تھا۔ اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ ہے حاضر ناظر۔ اب اس سلسلے کو تاریخ کے لحاظ سے پرکھتے جائیں۔ کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی آپ پر سلام۔ یہ بھی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے ہیں۔ اَلْحَقَائِدُ میں آپ روز پڑھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ میری تم سے ملاقات حوض کوثر پر ہوگی جس کو میں اب دیکھ رہا ہوں۔ حوض کوثر کہاں ہے۔ جنت میں ہے اور جنت کہاں ہے۔ آسمانوں سے اوپر ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ حوض کوثر میرے سامنے ہے۔ جنت میرے سامنے ہے۔ جس طرح سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ ان کے سامنے ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ بھی ان کے سامنے ہے۔ یہ شاید ہونا ہے۔ اب اس زمانہ کی بات کریں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ میرے امام ہیں ساری امت کے امام ہیں ان کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص امامت نہیں کر سکتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کیا پیغام دے رہے ہیں کیا فرما رہے ہیں کیا Message دے رہے ہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اے صحابہ میری میت کو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصال فرمائے دواڑھائی سال ہو چکے ہیں لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ باقی تمام صحابہ کرام جن میں عشرہ مبشرہ میں سے نواصحاب موجود ہیں اور وہ تمام عرض کرنے والے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرے مبارک کا دروازہ بند ہے باہر سے تالا لگا ہوا ہے۔ تالا بھی کھل گیا۔ کنڈی بھی کھل گئی دروازہ بھی کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہ ہے شاید ہونا۔ یہ ہے حاضر ناظر ہونا۔ اس میں تسلسل ہے اس میں استقامت ہے۔ شاید ہونے پر ہر ایک کا ایمان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ کہ مانگو اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ وصال فرمانے کے بعد بھی اس امر کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے عرض کرنے پر دروازہ نہ کھلتا۔ جگہ نہ ملتی۔ پھر تو اعتراض بھی جائز تھا کہ صحابہ کرامؓ نے پکارا بھی لیکن کچھ نہ بنا۔ لیکن بنایہ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دروازہ بھی کھول دیا اور آواز بھی دے دی یہ واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کے سوا دو سال بعد کا ہے۔ حضرت زین العابدینؓ کتنے سال بعد پیدا ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقریباً ستر سال بعد پیدا ہوئے ہیں بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ ان کی ایک نعت ہے ترجمہ اس نعت کا یہ ہے کہ اے رحمتہ العالمین۔ یا رحمتہ العالمین یہ حضرت زین العابدینؓ فرما رہے ہیں۔ وہی شاید اور حاضر و ناظر ہونے والی بات دہرا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یا رحمتہ العالمین مجھے سنبھالیے۔ جو ظالموں کے ہاتھوں میں حیرانی اور پریشانی کے عالم میں ہے۔ وہ

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کر رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مانتے ہیں اور مختار مان رہے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے سال بعد ہوئے ہیں۔ یہ حضرت امام محمد عارف صادق کے شاگرد ہیں جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو سال بعد ہوئے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ مانتے ہیں کہ یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہم حنفی ہیں حضرت ابوحنیفہؒ کی فقہ پر چلتے ہیں ان کا عقیدہ کیا ہے کہ یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہے یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر فریاد کر رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت سرکار غوث الاعظم تشریف لاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی ساڑھے چار سو سال بعد آئے ہیں۔ اب ہزار سال ہو گئے ہیں وہ کیا فرماتے ہیں کیا ان کا عقیدہ حاضر ناظر کا ہے۔ فرماتے ہیں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْظُرْ حَالَنَا
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْمَعْ قَوْلَنَا
اِنَّا فِيْ بَحْرٍ غَمٍّ لِّغُرْقُنَا
خُلْدِي سَهْلُنَا اَتَقْنَا لَنَا

یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم کیجئے۔ ایسے فرما رہے ہیں کہ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما ہیں۔ جس طرح کہ شاہ صاحب میرے سامنے بیٹھے ہیں اور میں کہوں کہ شاہ صاحب کرم کیجئے اسی طرح حضرت سرکار غوث الاعظمؒ فرما رہے ہیں کہ یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم کیجئے میری طرف توجہ فرمائیں یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عرض سنئے میں غموں کے سمندروں میں ڈوبا جا رہا ہوں۔ مہربانی کیجئے میرا بوجھ ہلکا کیجئے مجھے غموں سے نجات دلائیے۔ پھر تشریف لاتے ہیں حضرت عبدالرحمن جامی صاحب جو تعین عرصہ دراز سے پڑھی جارہی ہیں اور پڑھی جاتی رہیں گی وہ حضرت جامی صاحب کی نقل ہیں۔ ان کی کوئی فارسی کی نعت لے لیں اسی کا ہی ترجمہ اردو، پنجابی نعتوں میں کیا جا رہا ہے۔ وہی تخیل ہے۔ وہی انداز ہے۔ سب اسی سے ہی اثر لے رہے ہیں۔ ان کا فارسی میں کلام ہے۔ ترجمہ اس کا اس طرح سے ہے۔ کہ یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زیارت مجھے نہیں ہو رہی ہے میری جان پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مان رہا ہے۔ آج سے پانچ سو سال پہلے کی بات ہے۔ پھر آتے ہیں اعلیٰ حضرت بریلویؒ جو آج سے ستر اسی سال پہلے ہوئے ہیں وہ کیا فرما رہے ہیں۔ حدائق بخشش ان کے کلام کا مجموعہ ہے اس کا پہلا شعر ملاحظہ فرمائیں۔ کیا فرماتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے سامنے تشریف فرما رکھتے ہوئے عرض کر رہے ہیں۔ یہ ان کا عقیدہ ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات اور حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے جس طرح سے عرض کیا اسی طرح پر یہ بعد

میں آنے والے چل رہے ہیں۔ محمد علی صاحب نے جو نعت شریف پڑھی ہے۔ حضرت حسن رضاؑ کی نعت ہے۔

واہ کیا مرتبہ ہوا ہوا تیرا
تو خدا کا ہوا خدا ہوا تیرا

یہ حسن رضا صاحبؑ اعلیٰ حضرت بریلویؒ کے بھائی ہیں۔ یہ بھی آج سے ستر اسی سال پہلے کی بات ہے۔ سبفی صاحب پڑھتے ہیں۔

سد لو سرکار مدینے آوے او گنہگار مدینے

کیا کہہ رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مدینہ شریف بلا لیجئے۔ ہم بدلے نہیں ہیں ہم آج بھی وہی ہیں آج بھی اسی عقیدے پر ہیں۔ جس عقیدے پر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ بے شک تاریخ پڑھ لیں سابقہ تمام کلام پڑھ لیں آپ کو پتہ چل جائے گا۔ کہ سنی آج تک نہیں بدلے ہیں۔ بدلتے ہیں تو دوسرے بہتر فرقے والے جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا شرک ہے۔ بدعت ہے کسی اہل حدیث کی مسجد میں دیوبندی مسجد میں آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔ آپ پر فوری طور پر بدعت شرک کا فتویٰ لگ جائے گا۔ دیوبندی اکابرین میں سے ایک قاسم نانوتوی صاحب ہیں اور دوسرے ہیں امداد اللہ مہاجر کی صاحب ہیں۔ قاسم نانوتوی صاحب دیوبند مدرسہ کے بانی ہیں۔ دیوبند مدرسہ کی بنیاد رکھنے والا یہ بندہ ہے۔ اس کی وجہ سے تمام دیوبندی بنے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مان رہا ہے۔ اور مہاجر کی صاحب کیا فرماتے ہیں۔

اے رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فرما دے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

پھر دوسری جگہ پر لکھتے ہیں۔

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسول
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول
اچھا یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسول
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جائے کہاں بتاؤ یہ ناچار یا رسول
دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا

کیا غم ہے گر چہ ہوں میں بہت خوار یا رسول
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیات اور حاضر ناظر ماننا ہے کہ نہیں، یا رسول کہہ کر ندا دے رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار مان رہا ہے۔ دونوں جہانوں میں اپنی بخشش کا وسیلہ مان رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار عالیہ کی حاضری کی تمنا اور اجازت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کر رہا ہے۔ یہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ ہے۔ پھر آج یہ عقیدہ کیوں بدعت ہو گیا ہے۔ یہ شرک کیوں بن گیا ہے۔ یہ آج رنگ کیوں بدل گیا ہے۔ حضور کو حاضر ناظر ماننا ہی اصل عقیدہ ہے اور اس کو بدعت اور شرک کہنا ہی اصل بدعت ہے۔ حقیقت سے بدل جانا ہی بدعت ہے۔ سنی نہیں بدلے وہ شروع سے آج تک قائم ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد مانتے ہیں۔ حاضر ناظر مانتے ہیں۔ حیات مانتے ہیں۔ نور مانتے ہیں۔ علم غیب والے مانتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں۔ وہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہا ہے جو ان کر مرید ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بدعت ہے یہ شرک ہے اب یہ ہے کہ وہ جو ہم پر فتویٰ لگاتے ہیں وہی فتویٰ وہ اپنے پیر و مرشد پر لگا سکیں۔ انہیں بدعتی کہیں انہیں مشرک کہیں ہم پر کیوں الزام دیتے ہیں پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ حضرات یہ ساری بات آپ کو اس لئے بتائی ہے۔ کہ ایک کتاب چند دنوں تک چھپ رہی ہے ”تلاش حق“۔ اس کے جو مصنف ہیں مؤلف ہیں ان کا یہیہ نظریہ ہے کہ مخالفین کی کتب سے حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ دیوبندی پہلے ایسے تھے اب ایسے بدل گئے ہیں۔ اب موجودہ دور میں وہ جس چیز کا انکار کر رہے ہیں گزشتہ زمانے میں ان کے اکابرین اس کو مانتے تھے۔ تلاش حق نام اس لئے تجویز کیا ہے کہ کوئی حق کا متلاشی ہو تو اس کتاب کا مطالعہ کر کے دیکھ لے کہ تسلسل کس میں ہے اور تضاد کس میں ہے۔ حق پر کون ہے اور جھوٹا کون ہے یہ کتاب مصنف کے ساٹھ ستر سال کے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ ہر کتاب کا صفحہ اس کی سطر، جلد نمبر سن اشاعت، مصنف اور مطبع تک حوالہ موجود ہے کہ پہلے یہ کیا کہتے تھے اور اب کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر کوئی حق کا متلاشی ہو تو اسے اس کتاب میں حق بات مل جائے گی۔ اسی تسلسل کو دوبارہ جاری کرتے ہوئے مکمل صاحب کا شعر سنئے۔

حضور اب تو اذن حضوری ہو
قریب سحر زندگی کا دیا ہے

یہ اس موجودہ دور کی بات ہے۔ اس زمانہ میں بھی جو سنی عقیدہ کی بات ہے اسے صدیق اکبرؓ کی خدمت میں لے جائیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے جائیں وہ اسے پاس کر دیں گے۔ ٹھیک ہے کہ گناہ گار ہے لیکن گناہ گاری سے جہنم نہیں بنتی بلکہ یہ بدعتی گدی سے بنتی ہے۔ یہ سمجھ لو کوئی بندہ خواہ وہ کتنا ہی اچھا ہو کتنا ہی عظیم ہو کتنا ہی نیک پرہیز گار ہو اس کا عمل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل جیسا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر عقیدہ صحیح ہو اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے سچی محبت ہو تو انشاء اللہ بندہ اس سیکشن میں اس کا لونی میں اس محلہ میں ہوگا۔ جس محلہ میں جنت کے حصہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ عقیدے کو پھیل ہے۔ عقیدہ صحیح بنا لو تو پھر بیڑہ پار ہے۔ گناہ معاف ہو سکتے ہیں بد عقیدگی کی معافی نہیں ہے۔ گناہ کی معافی ہے۔ محفل میلاد میں آجائیں درود شریف پڑھ لیں گناہ معاف ہو جائیں گے۔ لیکن اگر عقیدے میں کمی ہے خامی ہے تو سوائے جہنم کے اور کہیں اس کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہی اس کتاب تلاش حق کی خوبی ہے کہ یہ عقیدے کو اجاگر کرتی ہے اور موجودہ زمانے کی جو بد عقیدگی ہے اس کی نفی انہیں کی کتابوں سے کرتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ انجیل جو عیسائیوں کی کتاب ہے وہ ہر زمانہ میں بدل جاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب توریت ہر زمانہ میں بدل رہی ہے اب بھی بدل رہی ہے۔ بد مذہب کا عقیدہ ہمیشہ بدلتا ہے۔ سنی عقیدہ یکے ہیں وہ نہیں بدلتے وہ اس لئے نہیں بدلتے کہ ان میں اولیاء اللہ ہیں یہ اولیاء اللہ کا ہی کرم ہے۔ کہ ہم کسی کا دامن ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ حضرات استقامت علم سے نہیں ہوتی۔ عمل سے نہیں ہوتی۔ یہ کسی ولی اللہ کی نگاہ سے ہوتی ہے۔

نہ سے نہ صراحی نہ دور پیانہ
فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانانہ

یہ علامہ اقبالؒ ہیں۔ نہ شراب سے نہ صراحی نہ پیالہ سے ہے۔ بلکہ محفل میں جو کوئی رنگینی ہے وہ کسی کی نگاہ عنایت سے ہے۔ اس کو ذرا پھیلاؤ کہ نہ قرآن ہے نہ حدیث ہی اور نہ ہی علم ہے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ کسی چیز سے بھی استقامت نہیں ہے۔ کسی چیز سے کسی عمل سے عقیدہ پکا نہیں ہے۔ عقیدہ ہے تو یہ فقط کسی کی نگاہ عنایت سے ہے اگر تو کسی کی نگاہ میں ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ سب سے بڑا عالم کون ہے۔ یہ شیطان ہے تو پھر وہ کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔ وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ کافر بناتا ہے۔ کافر کرے۔ اتنا بڑا عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی ہے۔ جنت دیکھی ہے دوزخ دیکھی ہے۔ قیامت کو مانتا ہے۔ اس کو سیدھی راہ کا علم ہے۔ اس نے فرشتوں کو پڑھایا ہے اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات دیکھے ہیں۔ ان کے امتیوں کو درغلا یا ہے۔ پچھلی امتوں کو نافرمانی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوتے دیکھا ہے۔ خود بھی نافرمان ہے۔ گستاخ ہے۔ پچھلی امتوں کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ اور ان کا بیڑہ غرق ہوتے دیکھا ہے۔ اور اس کا اعلان ہے کہ یا اللہ میں تیرے بندوں کو درغلاؤں گا۔ وہ کیوں بے ایمان ہے۔ اگر وہ آج کسی کا مرید ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی۔ اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ جب کوئی کافر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہوتا تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے تھے۔ اگر آج کوئی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کوئی صرف اتنا ہی کہہ دے کہ یا غوث الاعظمؒ تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ تسلسل ہے۔ جن کے ہاتھوں میں ولایت کا دامن ہے ان میں استقامت بھی ہے۔ جو ولایت کا انکار ہی ہے جو کسی ولی اللہ کی عظمت کا انکاری ہے اس میں استقامت بھی نہیں۔ یہ دیوبندی کے اکابرین میں سے ہیں کہ جنہوں نے سات تنازعہ مسائل کا حل دیا ہے۔ ایصال ثواب ہو سکتا ہے۔ میلا دمنایا جاسکتا ہے۔ کھڑے ہو کر صلوة والسلام پڑھنا جائز ہے۔ اس قسم کے سات

مسائل ہیں جو انہوں نے جائز قرار دئے ہیں اور ان کا حل فرمایا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اسی عالم دین دیوبندی کا ان کی اپنی جماعت انکار کر رہی ہے۔ تبلیغی جماعت ہو کہ اور کوئی ہو یہ سب اسی کی شاخیں ہیں وہ اپنے ہی اکابرین کی تحریروں کا انکار کر رہے ہیں۔ یہ ایسا کیوں ہے اس لئے کہ استقامت نہیں ہے اور استقامت اس لئے نہیں ہے کہ ان میں ولایت نہیں ہے ولایت ہوتی تو استقامت بھی ہوتی۔ ولایت ہی استقامت دیتی ہے۔ عقیدے کی درستی کرتی ہے اور پھر اس پر قائم رکھتی ہے اس لئے سبق یہ ہے کہ ولی کا دامن تھام لو۔ اسے نہ چھوڑ دینا۔ ولی اللہ کے دامن سے وابستہ رہو کہ اسی میں نجات ہے۔ اسی میں بخشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 01-02-02

حدیث شریف

جس نے فجر کی نماز ترک کی
اس کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے
جس نے ظہر کی نماز ترک کی
اس کی روزی سے برکت ختم کر دی جاتی ہے
اس نے عصر کی نماز ترک کی
اس کے بدن سے طاقت ختم کر دی جاتی ہے
جس نے مغرب کی نماز ترک کی
اس کو اولاد سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا
جس نے عشاء کی نماز ترک کی
اس کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے

ادب ولی

نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:۔ سورت کہف میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے یتیم بچوں کی دیوار بنائی۔
اپنے وقت کے دو پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جا کر ان یتیم بچوں کی دیوار بنائی جو گرنے ہی والی تھی ختم ہونے والی
تھی۔ کافی گر چکی تھی اس کی مرمت کی دوبارہ اس کو بنادیا۔ یہ کیوں کیا۔ اس میں ایک سبق ہے۔ وہ دیوار اس لئے بنائی
کہ ان بچوں کا ساتواں دادا ولی کامل تھا۔ اس نسبت کی وجہ سے وہ بچے اتنے بزرگ اور عظیم ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
پیغمبروں کو اس کام پر معذور کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مرضی ہے وہ جو چاہے سو کرے۔ اب دیکھو کہ اس دادا کی وجہ سے یہ
یتیم بچے اتنی عظمت والے بن گئے۔ وہ دادا خود کتنا عظیم المرتبت ہوگا۔ کتنی شان والا ہوگا۔ وہ ساتواں دادا کتنا بڑا بزرگ
ہوگا۔ اس امت محمدیہ کا ولی اس بزرگ سے بھی زیادہ بڑی شان والا بزرگ ہوگا۔ تو پھر حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر
سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور بلکہ اس سے بھی پہلے کا دادا پڑ دادا جو ہے ان سے زیادہ
حضرت بابا فرید بزرگ اور ہستی والے ہوں گے آج ہماری اس محفل میں بابا فریدی اولاد میں یہ بچہ طارق فرید بھی موجود
ہے یہ طارق فرید صاحب ان یتیم بچوں سے زیادہ بزرگ اور ہستی والا ہے۔ عظمت والا ہے۔ یہ حضرت بابا فریدی اولاد
سے ہے۔ ان یتیم بچوں کی خدمت میں پیغمبر لگے ہوئے ہیں۔ ہم بھی ان کے ہاتھ چوم کر اپنی بخشش کا بہانہ بنا لیں گے۔
اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے امت محمدی پر اتنا کرم کیا ہے کہ ایسے بزرگ اور ایسی اولاد دنیا
میں موجود ہے کہ ان کا ادب کر کے لوگ اپنی بخشش کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ جو بھی کوئی اولیاء اللہ کے ساتھ لگ جائے اولاد تو
بڑی چیز ہے اولاد تو خونی رشتہ ہے۔ آپ کسی ولی اللہ کی جوتی لے لیں۔ جوتی کیا ہوتی ہے۔ کہ ایک چڑا ہے اس سے کئی
جوتیاں بن گئیں کوئی میرے پاؤں میں آئی۔ کوئی آپ کے پاؤں میں آئی۔ کوئی کسی کے پاؤں میں آگئی اور ایک ایسی
ہے کہ جو کسی ولی اللہ کے پاؤں میں آگئی۔ ہماری جوتی تو اپنے حال سے گئی کوئی اس میں کمال تھا تو وہ بھی گیا۔ لیکن جو کسی
ولی اللہ کی جوتی بن گئی ولی اللہ کے پاؤں میں آگئی وہ ہماری بخشش کا بہانہ بن گئی۔ وہ بے کمال تھی تو کمال والی بن گئی۔
حضرت مجدد صاحبؒ کے ایک مرید حضرت حمید الدین صاحبؒ بنگالی تھے جب کسی کو خلافت ملتی ہے تو اس کو دستا فرضیت
باندھتے ہیں۔ حضرت حمید الدینؒ کو جب خلافت ملی تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے پٹری نہ دیں بلکہ اپنی
جوتی مبارک دے دیں۔ انہوں نے جوتیاں عطا فرمادیں۔ حضرت حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جوتیاں اپنے منہ میں

پکڑ لیں اور بنگال لے گئے۔ وہاں ایک تخت بنایا اور اس کے اوپر سجادیں اور روزانہ صبح اٹھ کر اس کی زیارت کرتے تھے۔ جو کوئی بیمار آتا تھا، کوئی حاجت مند آتا تھا۔ تو وہ اس جوتی کی نوک کو پانی میں بھگو کر پلا دیتے تھے تو بیمار شفا یاب ہو جاتا تھا حاجت مند کی حاجت روائی ہو جاتی تھی۔ وہ جوتیاں اب بھی وہاں موجود ہیں۔ اور ان کو ولی اللہ سے نسبت ہے اس لئے بخشش کا بہانہ بنی ہوئی ہیں۔ اس لئے حضرات آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ صاحبزادہ طارق فرید صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔ پھر آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ صاحبزادہ طارق فرید صاحب نیچے صف پر بیٹھے ہیں اور آپ ان سے بلند ہو کر اپنی کرسی پر تشریف فرما ہو گئے ہیں۔ ان کی تو تعریف کر رہا ہوں خود کرسی پر بیٹھ گیا ہوں اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ سنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جب کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نیچے فرش پر تشریف فرما ہوتے اور اس تعریف کرنے والے کو اپنے ممبر پر بٹھاتے **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** (الانشراح ۴) ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا“ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کر دیا ہے۔ اس آیت مبارکہ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کرے گا اس کا اپنا بھی ذکر بلند ہو جائے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چرچا تو ہے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تو ہے ہی لیکن جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے گا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا کرے گا۔ اس کی اپنی تعریف ہوگی۔ اس کا اپنا چرچا ہوگا۔ لہذا سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے میں یہاں کرسی پر حاضر ہوں۔ میں بھی اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور توصیف بیان کر رہا ہوں۔ ان کے صدقے یہ کرسی میرے لئے بھی جائز ہے۔ کہ میں اس پر بیٹھ جاؤں ابھی منقبت پڑھی ہے کہ

ہے اے سکھیری مورے خواجہ گھر آئے بھاگ لگے مورے آنگن کو
اپنے خواجہ کے میں بل بل جاؤں چرن لگاؤ نردن کو
میں تو کھڑی تھی آس لگا کر مہندی کجلا مانگ سجا کے
خواجہ پیا کی میں دیکھ صورتیا ہار گئی میں تن من کو
جس کا خواجہ سنگ بیتے ساون اس دلہن کی رین سہاگن
جس ساون میں مرشد گھر ناہیں آگ لگے اس ساون کو
بغداد نگر سے غوث پیا آئے چشت نگر سے خواجہ پیا آئے
دادو شریف سے سائیں بابا آئے مورے من کے راجہ پیا آئے
میں جھاڑوں گی اب پلکن سے اپنے پیا کے چرن کو
خواجہ ملے موہے چینا آئی خواجہ درشن کی رینا آئی
آج امیر تو سو نہ جانا برج کے رکھنا نین کو

اس میں یہ بھی تھا کہ

جتن کر پورے سکھوں میں اچھی لگوں اپنے ساجن کو

کوئی جتن کرو۔ مجھے کوئی طریقہ بتاؤ کہ میں اپنے پیا کو اپنے پیرو مرشد کو اچھی لگوں۔ پہلے تو میں آپ کو اس منقبت کی فضیلت بتاؤں۔ ایک نعت خواں ہوتے تھے۔ ہمارے یہاں آیا کرتے تھے مبارک علی صاحب۔ وہ قوال تھے۔ عمر رسیدہ ہو گئے۔ اچھی بات ہے کہ قوال عمر رسیدہ ہو کر ہماری محفلوں میں آنا شروع کر دیتے ہیں نعت پڑھتے ہیں یہ ان کی مہربانی ہے مبارک علی بھی ہماری ان محفلوں میں آنا شروع ہو گیا۔ وہ یہ منقبت آنکھیں بند کر کے بڑے عشق سے پڑھا کرتا تھا۔ اس منقبت میں وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا نام لیتا تھا ایک وہ سرکار غوث الاعظمؒ کا نام لیتا تھا اور ایک وہ میرے پیر صاحب حضرت سرکار دادویؒ کا نام لیا کرتا تھا۔ ان تینوں ہستیوں کا نام لیتا تھا۔ دو تین سال ہونے فوت ہو گیا ہے۔ جب فوت ہونے لگا تو یہ تینوں حضرات اس کی آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ اجمیر شریف سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی تشریف لے آئے۔ دادو شریف سے حضرت سائیں بابا نعمت اللہ قریؒ تشریف لے آئے اور بغداد سے حضرت سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ تو ہماری منقبت پڑھا کرتا تھا۔ ہم تجھے لینے کے لئے آئے ہیں تاکہ تمہیں لے کر جنت میں چلے جائیں۔ یہ ان کے اہل خانہ نے بتایا تھا۔ آپ بھی یہ منقبت اپنے گھر میں پڑھ لیا کرو۔ آپ کو بھی کوئی لینے آ جائے گا۔ یہ تعریف کرنے کا صلہ ہے۔ جب کوئی بندہ اولیاء اللہ کی تعریف کرتا ہے تو جانتے ہو کہ کیا ہوتا ہے۔ نزول رحمت ہوتی ہے۔ رحمت برسانا شروع ہو جاتی ہے اور جب رحمت کا پہلا قطرہ پڑتا ہے تو بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ منقبت یا حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی منقبت کوئی چھوٹا نور نہیں ہے۔ کھڑی شریف والے حضرت محمد بخش صاحب جو سیف الملوک کے مصنف ہیں ان کا شعر ہم ہمیشہ سے ہی پڑھتے آئے ہیں کہ

آل نبی تے اولاد علی دی تے شکل سیرت انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی منقبت ہے کہ غوث الاعظم حضور علی الصلوٰۃ والسلام کی آل میں سے ہیں حضرت علی المرتضیٰؑ کی اولاد میں سے ہیں اور ہمارے لئے ایسے ہیں کہ اگر ان کا نام لیا جائے تو ہمارے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور باطن صاف ہو جاتا ہے۔ باطن کو کوئی چیز صاف نہیں کر سکتی البتہ اولیاء اللہ کا ذکر باطن کا صاف کر دیتا ہے۔ اب یہ کہ اچھی لگوں میں اپنے ساجن کو۔ کیوں اچھی لگوں آج صرف یہی ایک بات کرنی ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ ہمارے ایک ساتھی ہیں ان کا یہ معمول ہے کہ دادو شریف سے اگر کوئی بھی بندہ آتا ہے۔ مرید آتا ہے کہ خلیفہ آتا ہے۔ کوئی کسی کام سے آ جائے یا ویسے ہی بغیر کسی کام کے آ جائے تو یہ اس کے پاؤں کو بوسہ دے دیتے ہیں کسی نے اس سے کہا کہ آپ ہر کسی کے پاؤں پر بوسہ دے دیتے ہیں۔ پیر صاحب کے پاؤں کو بوسہ دیا کرو۔ ہر بندے کے پاؤں کو بوسہ کیوں دیتے ہو کوئی ان میں سے مرید بھی نہیں ہوتے۔ یہ اس کی قسمت اور ہماری قسمت کہ اس کے منہ سے نکل گیا کہ اگر دادو

شریف سے کوئی کتابھی آجائے تو میں نے اس کے پاؤں کو بھی بوسہ دینا ہے۔ جب اس کی یہ بات داد و شریف پہنچی تو حضرت سرکار سائیں بابا نعمت اللہ قریشیؒ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے کتے کے بھی پاؤں چومتا ہے تو میں اسے یہ اختیار دیتا ہوں کہ اگر وہ کسی کتے پر بھی ہاتھ رکھ دے تو میں اس کو بھی ولی بنا دوں گا۔ یہ ہے اچھی لگنا۔ اگر اچھی لگنا چاہتے ہو تو اپنے پیر خانے کا ادب کرو۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے قدم بوسی کرو لیکن جہاں بھی موقع ملے اپنے پیر صاحب کے اپنے پیر خانے کے متعلقہ جو بھی چیز ہو اس کا ادب اور اس نسبت سے تمہیں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا مرتبہ بن جائے گا۔ صرف ادب کرنے سے مرتبہ مل جاتے ہیں۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؓ بہت بڑی ہستی ہیں وہ کس طرح سے صدیق بنے۔ ذرا دیکھو کہ آچھی لگوں میں اپنے ساجن کو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ابوبکرؓ آپ امامت کراؤ۔ صحابہ کرام کو نماز پڑھاؤ۔ آپ امامت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ چار رکعت نماز تھی جب دو رکعت پڑھ چکے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے ہاتھوں سے کوئی آواز پیدا کر کے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو بتانے کی کوشش کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو جب علم ہوا تو آپ مصطفیٰ سے پیچھے ہٹنے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کراتے رہو۔ اتنے عرصہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ پیچھے ہٹ گئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ دو رکعت کے لئے مصطفیٰ پر تشریف فرما ہو کر امامت فرمائی۔ نماز دوبارہ شروع سے نہیں پڑھائی جو دو رکعت نماز حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ پڑھا چکے تھے۔ وہ بھی قبول فرمائیں اور باقی دو رکعت خود پڑھا دیں۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صدیق اکبرؓ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ امامت کراتے رہو۔ آپ پیچھے کیوں ہٹ گئے۔ اس کی وضاحت کرو Explain کرو۔ میں نے تمہیں حکم دیا کہ نماز کی امامت کراؤ لیکن آپ پیچھے ہٹ گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی فرض تھا اور فرض کی قضاء ممکن ہے لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی قضاء نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر صدیق سے صدیق اکبرؓ بنا دیا۔ معراج نبی کی تصدیق کرنے سے صدیق بنا دیا اور ادب کی وجہ سے صدیق اکبرؓ بنا دیا۔ ایک طرف امامت کا عہدہ ہے جو تمام نمازیوں میں ممتاز اور نمایاں ہوتا ہے۔ اس نمایاں خصوصیت کو چھوڑ کر ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پیچھے ہٹ گئے۔ فرمایا کہ یہ مرتبہ دینے والی چیز ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے ہر موقع پر ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال پیش نظر رکھا ہے۔ ہجرت کے موقع پر غار ثور کو صاف کیا۔ اپنے کپڑے پھاڑ کر تمام سوراخ بند کر

دئے اور کپڑے ختم ہو گئے تو ایک سوراخ میں اپنے اڑھی رکھ دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے زانو پر آرام فرمانے لگے۔ سانپ نے ڈس لیا۔ بڑی درد ہو رہی ہے۔ لیکن پاؤں نہیں بلایا۔ اڑھی پیچھے نہیں کی۔ سانپ کا زہر اثر کر گیا جس کے باعث پسینہ آ گیا پیشانی سے پسینے کا قطرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخ انور پر گرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا کیا ہوا۔ کیا آپ رورہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنسو بھی ہیں لیکن زیادہ پسینہ آیا ہوا ہے مجھے کسی موذی چیز نے ڈس لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لعاب دہن لگا دیا۔ زخم بالکل ٹھیک ہو گیا۔ فرمایا کہ جب تمہیں کسی چیز نے ڈس لیا تھا تو مجھے فوری طور سے بتا دیتے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف اپنی جان تھی زندگی تھی اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام تھا۔ میں نے سوچا کہ جان جاتی ہے تو جائے لیکن آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہ آئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان قربان کر دی یہ بھی صدیق اکبرؓ بنانے والی چیز ہے۔ اور یہ ایسا عمل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ساری کائنات کے اعمال ایک طرف ہوں اور حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ عمل دوسری طرف ہو تو یہ پھر بھی وزنی ہے۔ بھاری ہے۔ جس چیز نے صدیق کو صدیق اکبرؓ بنایا وہ یہ عمل ہے۔ وہ صدیق اکبرؓ کو نوافل ادا کرنے سے نہیں بنے۔ نوافل سے روزے نماز سے صدیق نہیں بنا۔ غار ثور میں خدمت کرنے سے صدیق بنا ہے۔ آپ نے یہ تصدیق فرمادی کہ جو اب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھتا ہے وہ پھر صدیق بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دیکھو کہ ادب کی بات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چنگ لگوائے۔ چنگ جانے ہو کہ کیا ہوتے ہیں۔ از خود چھوٹے چھوٹے زخم کراتے ہیں۔ اس کو فسد کھلوانا بھی کہتے ہیں۔ اس سے خون نکلتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا وہ خون مبارک حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیا کہ اس کو باہر کسی ایسی جگہ پر ڈال دو جہاں اس کی بے ادبی نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شریف لے گئے لیکن کوئی ایسی جگہ نہ ملی کہ جہاں خون مبارک کو رکھتا۔ انہوں نے وہ خون مبارک پی ہی لیا۔ حالانکہ خون کا پینا از روئے شریعت حرام ہے۔ خون۔ مردار اور خنزیر حرام ہے۔ ان کا کھانا جائز نہیں ہے یہ حرام چیزوں میں سے ہیں۔ لیکن صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خون مبارک پی لیا۔ جب وہ واپس آئے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اے ابن زبیرؓ وہ خون کہاں رکھا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جگہ ایسی نہ ملی کہ جہاں میں اسے رکھتا میں نے وہ پی ہی لیا ہے۔ بجائے اس کے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ڈال دیتے۔ جرمانہ کرتے تو کوئی حد لگاتے کہ تو نے غیر شرعی فعل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاتی رسل میں کوئی زانی نہیں ہوگا۔ اور تیری ساری نسل کو جہنم جلا نہیں سکے گی۔ یہ ادب ہے۔ اور یہ ادب نہ منافق میں ہوتا ہے اور نہ ہی بدعتیدہ میں ہوتا ہے۔ یہ ادب صرف سنی بریلوی کرتے ہیں۔ علحضرت احمد رضا خاں صاحب کو جب یہ علم ہوتا کہ بریلی میں کوئی شخص حج بیت اللہ شریف کر کے آیا ہے تو اس کی ملاقات کے لئے جاتے اور پوچھتے کہ کیا مدینہ منورہ بھی گئے تھے۔ اگر وہ کہتا کہ نہیں گیا تو پھر وہیں سے ہی واپس آ جاتے لیکن اگر وہ کہتا کہ اس نے مدینہ منورہ میں بھی حاضری دی ہے۔ تو علحضرت اس کے

پاؤں کو چومتے کہ یہ وہ پاؤں ہیں جو مسجد نبوی کے فرش سے لگ کر آئے ہیں اور آج دیکھو کہ اعلیٰ حضرتؒ کے اشعار ان کی نعتیں پڑھی جا رہی ہیں اور ہر کوئی ان کے گن گار رہا ہے۔ یہ صرف اس ادب کی وجہ سے ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے۔ ایک بندہ خدا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم سب مسلمان ہیں۔ باقی جو بھی ہیں انہوں نے اس کی بنی بنیاد پر کام کر کے ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا اٹھایا ہے۔ وہ ہیں حضرت ابوالحسن خرقائیؒ۔ محمود غزنویؒ نے ہندوستان پر سولہ حملے کئے۔ سومنات کا مندر بڑا مضبوط اور گڑھ تھا۔ وہاں ایک تو سونا بڑی کثیر مقدار میں تھا اور دوسرے یہ کہ ہندوؤں کا بہت بڑا گڑھ تھا۔ سولہ حملے کرنے کے باوجود فتح نہیں ہو سکی۔ پھر وہ حضرت ابوالحسن خرقائیؒ کے پاس حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب سولہ مرتبہ حملہ آور ہوا ہوں لیکن کامیابی نہیں ہوئی آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا فرمائے انہوں نے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ جب کوئی مصیبت درپیش ہو یا مشکل کا وقت آجائے تو اس کا وسیلہ دے کر دعا کرنا اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ محمود غزنویؒ اپنی فوج لے کر پھر چلا گیا۔ ادھر ہندوستان میں خبر ہو گئی کہ وہ پھر آ رہا ہے انہوں نے بھی پوری تیاری کر لی۔ پورے ہندوستان کے راجے مہاراجے اپنی افواج لے کر آ گئے کہ یہ بار بار تنگ کر رہا ہے تو اس دفعہ یہ نجس کرنے جائے اسے ضروری طور سے پکڑ لیا جائے اور قتل کر دیا جائے۔ تاکہ اس مصیبت سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے۔ ادھر تھوڑی سی فوج ادھر لاکھوں کی تعداد میں ہندوستانی سپاہی۔ جنگ شروع ہوئی تو محمود غزنویؒ کی فوج گھیرے میں آ گئی اور عین ممکن تھا کہ سب شہید ہو جاتے۔ محمود غزنویؒ نے وہ قمیص نکالی اور دعا فرمائی کہ یا اللہ اس قمیص کے صدقے مجھے فتح عطا فرما دے۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ ہر ہندو سپاہی کو دوسرا ہندو سپاہی مسلمان نظر آنے لگا۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ بھگدڑ مچ گئی۔ محمود غزنویؒ کو فتح ہو گئی۔ سومنات پر ہندوؤں کا زور ٹوٹ گیا۔ قلعہ فتح ہو گیا۔ ہندوستان میں اسلام کی ابتدا کا موجب بن گیا۔ لیکن حواصل بات اس واقعہ میں ہے جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی قمیص میں یہ اثر کہاں سے آیا۔ بارہ سال سے زیادہ عرصہ حضرت ابو الحسن خرقائیؒ روزانہ رات کو اپنے گائوں سے اپنے پیر و مرشد حضرت بایزید بسطامیؒ کی قبر پر حاضری دینے کے لئے جایا کرتے تھے اور وہاں ہی پرالے قدم چل کر آتے تھے کہ اپنی پشت حضرت بایزید بسطامیؒ کی قبر کی طرف نہیں کرتے تھے۔ اتنا ادب کیا کرتے تھے ساری عمر اس قبر کی طرف پشت نہیں کی۔ کبھی اس طرف پاؤں لمبے نہیں کئے اور اس ادب کا یہ اثر ہوا کہ ان کی قمیص نے ہم سب کو مسلمان کر دیا۔ یہ ادب کی بات ہے اللہ تعالیٰ ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عبد الرب نشتر جو پاکستان کے گورنر جنرل تھے۔ نعت گو بھی تھے آج بھی ان کی نعتیں لوگ بڑے وجد آفرین لہجہ میں پڑھتے ہیں۔

نشتر کا دل ہے اپنے گناہوں پہ مطمئن

وہ اور لوگ ہوں گے جن کو امید کرم نہیں

نشتر صاحب کے پیر و مرشد پہاڑوں میں تھے۔ آپ سولہ میل کا فاصلہ ننگے پاؤں طے کر کے وہاں حاضری دیتے اور

واپسی پر اٹھے پاؤں چلتے۔ اپنے پیر صاحب کے روضہ کی طرف پشت نہیں کرتے تھے۔ آج ان کی نعیتیں مقبول ہیں ان کے چرچے ہو رہے ہیں یہ بھی سارا اس ادب کی وجہ سے ہے۔

بے	ادب	با	نصیب
بے	ادب	بے	نصیب

بیت اللہ شریف اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جتنے کبوتر ہیں وہ اس کبوتری کی نسل میں سے ہیں اس کی اولاد میں سے ہیں جس نے ہجرت کی رات غار ثور کے منہ پر اٹھ دئے تھے اس خدمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی نسل کو قیامت تک کے لئے محفوظ فرما دیا ہے ان کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی سعادت نصیب فرمادی ہے اور ان کبوتروں کا خاصہ ہے کہ وہ کبھی روضہ اقدس کے اوپر سے نہیں گزرتے ادھر ادھر سے ہو کر گزر جاتے ہیں اسی طرح بیت اللہ شریف کے اوپر سے بھی نہیں گزرتے۔ یہ ان کا ادب ہے کہ اس لئے ہی در حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ادب کی وہ توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری بھی در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری ہو۔ ایک نعت سنی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔

رشتے تمام توڑ کے سارے جہاں سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم
سرکار آپ خود ہی کرم سے نواز دیں
کچھ عرض کر سکیں گے نہ اپنی زبان سے ہم
اس نسبت رسول مکرم کی خیر ہو
پہچانے جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم
دنیا سمجھ رہی ہے غنی اور غنی ہیں
پاتے ہیں بھیک ایسے سخی آستان سے ہم
خالد در حضور سے خالی نہ جائیں گے
دونوں جہاں لے کے اٹھیں گے یہاں سے ہم

اللہ تعالیٰ وہاں جانے کی توفیق ان گے گن گانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ 18-10-2002

حضرت ابراہیم ادم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے

۱۔ اگر بھلائی چاہتے ہو تو اپنی بندہ تھیلیوں کو کھول دو اور اپنی کھلی زبان کو بند کر دو

۲۔ جب حق تعالیٰ کی نافرمانی کرو تو خدا کی دی ہوئی روزی نہ کھاؤ۔

اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر اس کی نافرمانی نہ کرو۔

۳۔ جب گناہ کرنے کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت سے باہر نکل کر گناہ کرو

اگر یہ طاقت نہیں رکھتے تو گناہ کا ارادہ ہی نہ کرو۔

۴۔ جب گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ نہ سکے۔

اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر گناہ نہ کرو۔

۵۔ جب موت کا فرشتہ آئے تو اس سے کہو ذرا توبہ کرنے کی مہلت دے دے۔

اگر ایسا نہیں کر سکتے تو موت آنے سے پہلے توبہ کر لو۔

۶۔ جب قبر میں منکر نکیر آئیں تو انہیں وہاں سے باہر نکال دینا۔

اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر ان کے سوالات کے جواب دینے کے لئے تیاری کر لو۔

۷۔ جب قیامت کے روز گناہ گاروں کو جہنم میں جانے کا حکم ہو تو تم وہاں جانے سے انکار کر دینا۔

اگر ایسی طاقت نہیں رکھتے تو پھر گناہ کرنے سے باز رہو۔

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رُسُولِ مَحَبِّ الِ رُسُولِ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ دوم

پیش کش:- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت

نہیں سنتا ہی نہیں مانگتے والا تیرا
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھر برا تیرا
آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری ہے بھروسا تیرا
ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
خوار و بیمار خطا وار گنہگار ہوں میں
رائع و نافع و شافع لقب آقا تیرا
حرم طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

پیش لفظ

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ نبوت عطا ہوئی اور آپ کو تمام علوم سکھا دیئے گئے تاکہ آپ اپنی اولاد کو ہدایت دے سکیں اور اسے صراطِ مستقیم پر رکھ سکیں۔ نسل انسانی بتدریج بڑھتی گئی اور اس میں اپنے دین سے دوری ہوتی رہی اور جہاں زیادہ بے راہ روی آئی۔ کفر پھیلا۔ شیطانیت بڑھ گئی وہاں پھر اس کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء و رسل بھیجے جاتے رہے جو گمراہ ہوئے معاشرے کی اصلاح کے لئے رشد و ہدایت دیتے رہے اور افراد کو راہِ راست کی تبلیغ فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ سردار الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی ذات اقدس تک جاری رہا۔

حضور نبی کریم (ﷺ) کو عظمت و رفعت عطا فرمائی گئی اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی حیات طیبہ کو بطور نمونہ آئندہ آنے والے تمام نبی نوع انسان کی راہبری کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔ حیات مقدس کا ایک ایک لمحہ اور آپ کے افعال و اقوال آج بھی اسی طرح مشعلِ راہ ہیں جس طرح کہ ظاہری زندگی میں تھے اور انسانیت آج بھی اس سے مستفید ہو رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہے گی۔ تاریکیوں میں بھٹک جانے والوں کو روشنی ملتی رہے گی اور وہ راہِ راست پر آتے رہیں گے۔ آپ کی بعثت کے ساتھ آپ کو ایک کتاب مبین بھی عطا کی گئی کہ جس سے متعلق خود ارشادِ ربانی ہے ”آسمانوں اور زمینوں میں کوئی چیز ایسی مخفی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو“ اور پھر فرمایا ”ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“ لہذا انسان کی راہبری کے لئے قرآن و سنت سے باہر کوئی چیز نہیں۔ لیکن قرآن یا قرآنِ ناطق کی ضرورت تھی۔ کتاب از خود نہیں بولتی قاری کو اس کی سمجھ آئے یا نہ آئے۔ لہذا کتاب کے نفس مضمون کو سمجھانے کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

نبوت حضور نبی کریم (ﷺ) پر ختم ہوئی۔ اب ہدایت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے صالحین و کالمین کا گروہ معرض وجود میں آیا۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ ”میں اپنی امت کے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن اور ایک سنت۔ اگر اس کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے“ اور پھر فرمایا اَلْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ”علماء انبیاء کے وارث ہیں“ افعال و کردار میں یہ انبیاء کے نائب ہیں۔ یہ وہی کام کرتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کرتے آئے ہیں لیکن یہ نبی نہیں ہیں فقط خوارق و عادات اور اسوۂ حسنہ میں انبیاء کے نقش قدم پر ہوتے ہیں دینِ تین کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کی موجودگی بھی نہایت ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کی تفسیر، معنی و مفہوم عام لوگوں کو سمجھا سکیں جو وہ کتب سے از خود حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن سے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ”خبردار اللہ کے دوست وہ ہیں جن کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم“ اور کئی دوسرے مقامات پر ان کو صالحین مؤمنین صابرین خاشعین حزب اللہ عباد اللہ اور عباد الرحمن جیسے القابات سے نوازا گیا ہے۔ یہ نفوسِ قدسیہ امت میں اس کی رہنمائی کے لئے خیر و شر میں تمیز سکھانے کے لئے غوثِ قطب ابدال اور اولیاء کی

جہت میں ہر وقت موجود رہتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل و کرم فرماتے ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاہ و سفید کے مالک بنا دیئے جاتے ہیں چونکہ یہ نفوس عالیہ حضور نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہوتے ہیں اس لئے ان کو اختیارات و تصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں و علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بعض ماکان و مایکون کی اطلاع رکھتے ہیں۔ لوح محفوظ کی خبر دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ اور عطا سے ہوتا ہے۔ عصر حاضر کی ایک ایسی ہی عظیم روحانی شخصیت حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کی ہے۔

وسیلہ نجات حصہ اول چھپ چکی ہے یہ تمام تر مظہر نور خدا مظہر نور مصطفیٰ ﷺ عاشق رسول محب آل رسول شیخ المشائخ حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کے ارشادات اور فرمودات عالیہ پر مشتمل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وسیلہ نجات صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ کتاب کی ترتیب و تدوین اور کتابت جاری تھی کہ مجھے خیال آیا کہ ایسے انمول خزینہ کو منظر عام پر لانے والی شخصیت کا مختصر تعارف بھی کتاب کے شروع میں شامل کر لیا جائے تو سونے پر سہاگے کا کام دے گا۔ پھر اس خیال کو یوں بھی تقویت پہنچی کہ ہر قاری ارشادات کو پڑھ کر یقیناً تعارف کی کمی محسوس کرے گا لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف قبلہ حضور ایک پراسرار ہستی کے مالک ہیں کہ کسی صورت اپنا اظہار پسند نہیں فرماتے۔ ایک روز ہمت و جرات سے کام لیکر دل کی بات زبان پر آ ہی پہنچی اور میں نے مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ سے تعارف کے لئے عرض کر ہی دیا۔ میری امید کے عین مطابق آپ نے اس ”تعارف“ کو غیر ضروری سمجھا لیکن انکار بھی نہ کیا جو میری خوش قسمتی کی دلیل تھی گو کہ آپ اپنا تعارف دینا پسند نہیں فرماتے لیکن حضرت صاحب نے کمال شفقت فرمائی اور تعارف کی اجازت فرمادی مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے کہ اللہ کریم نے مجھے ایسی عظیم ہستی سے متعلق کچھ لکھنے کے لئے منتخب فرمایا اور مجھے یہ شرف بخشا کہ ایک عاشق رسول فنا فی الرسول ذات اقدس سے متعلق قلم اٹھاؤں۔ مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا پورا پورا احساس ہے نہ میں صاحب علم ہوں اور نہ صاحب قلم لیکن مرشد کریم کی نگاہ عنایت کا سہارا لیکر اپنی بساط سے بڑھ کر اس کام کا بیڑہ اٹھا لیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل مجھے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے یہ نیک بندے کہ ”ید بیضائے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں“ اس مختصر تعارف کی تحریر شروع ہوئی تو یہ اختصار کی تمام پابندیوں کو توڑ کر نکل گیا۔ میں نے دوست احباب سے گزارش کر دی کہ کسی صاحب کے پاس کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جس سے عظمت مرشد کریم کا ظہور ہوتا ہو تو وہ مجھے دے دیں تاکہ یہ اس کتاب کی زینت بن جائے بس اس خبر سے ہی تمام مریدین اور متعلقین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر ایک کی تمنا تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے یہ تعارف چھپ کر اس تک پہنچ جائے۔ شناساؤں اور مریدین سے حضرت مرشد کریم شفقت و محبت کھل کر سامنے آ گئی کہ ان سے منسوب میرے پاس اتنے زیادہ واقعات اکٹھے ہو گئے کہ مجھے ان میں چند ایک کا انتخاب کرنا مشکل ہو گیا۔ ہر واقعہ دوسرے سے بڑھ کر تھا ثنا خواں مصطفیٰ ﷺ جناب غلام محبتی صاحب نے تو روح پرور واقعات پر مبنی ایک گھنڈہ کا انٹرویو ریکارڈ کر دیا یہ ان کی مرشد پاک

سے کمال درجہ محبت کی دلیل ہی نہیں بلکہ ان پر مرشد کریم کی نگاہ شفقت کا نتیجہ ہے اور مرشد کریم کی شان میں منقبت بھی تحریر کر دی جو اس کتاب میں شامل کر دی گئی ہے درحقیقت اس میں مرید کا کوئی کمال نہیں ہوتا بلکہ یہ پیر کا کمال ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے جسے وہ یاد کرتا ہے وہی فوراً حاضر ہو جاتا ہے جسے جو چاہے بنا دیتا ہے۔ حضرت مرشد کریم کی شخصیت سے متعلق میرے جن بزرگوں دوست احباب نے تصاویر، پیغامات اور دوسرا مواد مہیا کیا میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں لیکن کسی خاص مصلحت کے تحت فی الحال یہ اس کتاب میں شامل نہیں کیا گیا۔ اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ مناسب وقت پر شائع کر دیا جائیگا میں ان تمام احباب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میرے ساتھ تعاون فرمایا اور آئندہ کے لئے بھی ان کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

25 جون 1995ء

منقبت

اے میرے شیخ کامل برحق ہے ذات تیری
تو شمع ہدایت رہبر ہے ذات تیری

تیر سادگی تو واللہ ہے فقر کی علامت
سیرت ہے تیری ارفع گفتار میں حلاوت

ہیں پاک و صف تیرے ہر عیب سے مصطفیٰ
جو فہم علم عرفان سے مزین و مرتفع

چہرے پہ تیرے مرشد ہے نور کی تجلی
آتا ہے یاد خالق جو تجھ کو دیکھے واللہ

عیاں ہیں تیرے رخ پہ شہ انبیا کے جلوے
کملی کا تجھ پہ سایہ خواجہ خلیق صدقہ

ذکر نبی ہے ان کی بس اوڑھنا بچھونا
لے عجز والی چادر عشق نبی میں سونا

ہیں جان و دل سے شیدا صفات مصطفیٰ پر
قربان ہیں یہ ہر دم اک ذات مصطفیٰ پر

عشق رسول ان میں مثل بلالؓ دیکھا
سوز و گداز ان میں رومی و جامیؒ دیکھا

یہ ہیں پر تو محمد ﷺ نور خدا کے مظہر
قدسی کریں زیارت تیرے آستان پہ آکر

موتی بکھیرتے ہیں یہ شان مصطفیٰ کے
چشمے ہیں جاری اس جا فیضان مصطفیٰ کے

سر چشمہ ولایت ہیں سراپائے ہدایت
دنیا کے مال و زر سے نہیں ان کو غرض و غایت

دادو شریف والے خواجہ سے ان کی نسبت
”نعت“ کی نظر نے ہی بخشی ہے ان کو رفعت

سایہ گلن ہیں ان پہ مجدد الف ثانی
جو سلسلہ نقشبند کے ہیں پیشوا روحانی

مرشد کے دل میں ہرگز نہ کبھی ملال آیا
ان کو تو میں نے ہر جا روشن خیال پایا

اے پیر علی محمد تو ناقصاں کا رہبر
گر تو کو تھامنے کا تجھ میں ہے علم وافر

علم ظاہر ہو یا باطن تو شناسائے فقر ہے
قدموں میں عرش تیرے تالامکاں نظر ہے

تیری اک نظر نے دل کو معمور کر دیا ہے
تیری معرفت نے سینہ پر نور کر دیا ہے

واصل ہیں خود وصل کے اسرار ہیں سکھاتے
ہر طالب خدا کو اللہ سے ہیں ملاتے

ہیں قطب دوراں بے شک ابدال ہیں زماں کے
ہیں جید و محدث مفسر بھی ہیں قرآن کے

مرشد پہ فنا بھی قلب دقیق ہیں
ان کو دیئے یہ رتبے خواجہ خلیق نے ہیں

یہ دین مصطفیٰ کے پیامبر زماں ہیں
ولائے غوث الاعظم کے فصیح ترجمان ہیں

اے پیر علی محمد تو راہبر شریعت
شناسائے حق تعالیٰ واقف رموز حقیقت

تیری مجلسوں میں دم دم ولیوں کے تذکرے ہیں
تیری قربتوں میں سٹے مدتوں کے قافلے ہیں

تو اولیاء کے سر کا تاج شہنشاہی
تو اصفیاء کے دل میں کرتا ہے راج شاہی

دامن تیرا یا مرشد دامن مصطفیٰ ہے
اولیاء کے در سے ہی سب کو خدا ملا ہے

تیرا آستان تو مرشد ہے تجلیوں کا مرکز
ہیں جہاں نبی کے جلوے بحق صدیق اکبرؐ

جلوہ تیرا ہے گھر گھر چرچا نگر نگر ہے
ہر اک مرید کا دل تیری ہی راہ گزر ہے

قائم رہے یہ نسبت یہ التجا ہے مرشد
رہے عشق بھی سلامت یہی مدعا ہے مرشد

سلام اے پیر کامل تیری سیرت پہ سلام
سلام اے پیر برحق تیری بصیرت پہ سلام

اہل شریعت یاران طریقت باوفا کا صبح و شام
تجھ پہ سلام بے حد سلام دائم سلام

قدموں میں تیرے مرشد یہ زمانہ ہو گیا ہے
تجھ پہ نثار اپنا بیگانہ ہو گیا ہے

میرے دل کا سونا آگن تو نے بسا دیا ہے
غازی کو تو نے جینا مرنا سکھا دیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شخصیت

جمال صورت جمیل سیرت حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی و دنیاوی علوم کی دولت سے بہرہ ور کیا ہے جہاں آپ کا شمار زرعی معاشیات کے صف اول کے ماہرین میں ہوتا ہے وہاں آپ سلسلہ نقشبندیہ کے درخشندہ ستارے بھی ہیں آپ کا سلسلہ طریقت سینتیس واسطوں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

چک نمبر 63/W.B. ضلع وہاڑی آپ کا آبائی مسکن ہے جہاں آپ 1933ء میں جٹ برادری کے مذہبی اور خالصتاً مشرقی تہذیب و تمدن کے حامل قبیلہ وڑائچ میں حضرت جناب چوہدری امام الدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے آپ چوہدری صاحب کے مغلطہ بیٹے ہیں۔ ابتدائی تعلیم ساتھ والے گاؤں میں حاصل کی اور 1949ء میں این۔ اے۔ سی ہائی سکول وہاڑی سے میٹرک کا امتحان نمایاں پوزیشن سے پاس کیا آپ فرماتے ہیں کہ ”میری عمر تقریباً ڈیڑھ برس کی ہوگی کہ ہمارے ہمسایہ کے پیر و مرشدان کے ہاں تشریف لائے میری والدہ ماجدہ مجھے ان پیر صاحب کے پاس دم کرنے کے لئے لگئیں پیر صاحب نے مجھے بہت شفقت فرمائی اور فرمایا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر دین و دنیا کے اعلیٰ علوم حاصل کرے گا روحانیت میں بلند مرتبہ ہوگا اور ہوائی جہاز میں سفر کرے گا۔ اس بزرگ کی یہ پیشین گوئی ہمارے خاندان کی روایات کے بالکل برعکس تھی کیونکہ ہمارے قبیلہ میں تعلیم حاصل کرنے کا رجحان بالکل مفقود تھا بلکہ یہ بات آج تک بھی ہے کہ ہمارا کوئی فرد معمولی میٹرک تک بھی تعلیم یافتہ نہیں ہے لیکن اس پیر صاحب کی نگاہ عنایت کا یہ شاید فیض ہے کہ اپنے خاندان میں واحد میں ہی ایک ایسا فرد ہو جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہوائی جہاز میں سفر کرنے والی بات اس وقت سچی ثابت ہوئی جب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے 1958ء میں امریکہ گیا باقی رہی روحانیت تو میری جو روحانیت ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حبیب پاک ﷺ کے کرم کی وجہ سے اور پیر و مرشد خصوصاً داد امرشد کی دعا سے ہے میری اپنی محنت کا تو اس میں کوئی حصہ نہیں۔

1949ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آپ نے پنجاب ایگریکلچر کالج لاہور (فیصل آباد) میں داخلہ لیا اور 1955ء میں ایم ایس سی زرعی معاشیات کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی اور اسی سال اپنے ہی شعبہ میں بطور انسٹرکٹر ملازمت کا آغاز فرمایا۔ دوران ملازمت مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے دو سال کے لئے تعلیمی وظیفہ ملا اور آپ 1958ء میں پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ روانہ ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے امریکہ کی ریاست OHIO گیا اور OHIO-STATE یونیورسٹی میں داخلہ لیا جو کہ دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ اس وقت بھی وہاں تمام دنیا سے آئے ہوئے تقریباً ساٹھ ہزار

طلباء زیر تعلیم تھے۔ یونیورسٹی شیڈول کے مطابق پی ایچ ڈی کی ڈگری کی مدت اگرچہ تین سال مقرر ہے لیکن کوئی بھی طالب علم اس یونیورسٹی سے چھ سات سال سے پہلے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل نہیں کر پاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے دو سال میں ہی یہ ڈگری حاصل کر لی جبکہ ایم ایس سی ہونے کی بنا پر ایک سال کی رعایت مجھے مل گئی تھی اور میرے گروپ کے دوسرے طلباء جو میرے ساتھ ہی پی ایچ ڈی کرنے گئے تھے وہ سب صرف ایم سی کر کے ہی واپس آئے۔ یوں میرے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کی اس پیر صاحب کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی۔

نصابی اور غیر نصابی دوا لگ الگ شعبہ جات ہیں اور ہر ذی فہم شخص یہ جانتا ہے کہ جو طالب علم نصابی سرگرمیوں میں لائق قابل اور محنتی ہونے کے باعث نمایاں مقام حاصل کرتا ہے وہ ہمہ وقت مطالعہ میں ہی مگن رہتا ہے اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے اسے کھیل کود میں حصہ لینے کا وقت ہی نہیں ملتا اور اس کے برعکس اگر کوئی طالب علم غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور اپنا نام پیدا کرتا ہے تو وہ اپنی تمام تر توجہ تعلیم پر نہیں دے سکتا اور کئی سال کے بعد بھی معمولی درجہ میں کامیابی حاصل کرتا ہے لیکن حضرت صاحب نے اپنی خدا داد ذہانت کا لوہا نہ صرف تعلیمی میدان میں ہی منوایا بلکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی خوب نام پیدا کیا۔ زرعی کالج کے طالب علمی کے زمانہ میں آپ ہاکی کے نامور کھلاڑی شمار ہوتے تھے اور کالج کی نمائندہ ٹیم کی طرف سے کھیلے رہے اور کئی ایک انعامات جیتے۔ ہاکی آپ کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکی اور کئی ایک تعلیمی انعامات اور اسناد بھی حاصل کیں۔ لہذا نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر سال 53-1952ء میں آپ نے زرعی کالج کا ”ہمہ جہت بہترین طالب علم“ (All Round Best Student) ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ اپنے ٹیوٹوریل گروپ کے صدر بھی رہے جو کہ بحیثیت طالب علم ایک اعزاز ہے۔ التحقیر تعلیم ہو یا کھیل کا میدان ہر طرف آپ نے ایک بلند مقام حاصل کیا۔ یہ آپ کی انفرادیت کا مظہر ہے۔

آپ فرمایا کرتے ہیں کہ ”یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی ہے کہ خوش خطی انگریزی اور ریاضی میں مجھے کبھی کسی سے کوئی راہبری لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ان میں میرا کوئی استناد نہیں یہ تینوں از خود مجھے آگئی ہیں اور مجھے اس پر کوئی خیر نہیں کہ اصل محرک و فاعل تو حضور نبی اکرم کی ذات اقدس ہے وہ جو چاہیں جب چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں۔

1961ء میں آپ چار سال کے لئے پلاننگ کمیشن گورنمنٹ آف پاکستان کراچی کے ایگزیکٹو ونگ میں بحیثیت اسسٹنٹ چیف مقرر ہوئے۔ 1964ء میں آپ کو ایسوسی ایٹ پروفیسر اور 1975ء میں پروفیسر کے عہدہ پر ترقی دے دی گئی اور آپ ڈین فیکلٹی آف زرعی معاشیات مقرر ہوئے اور وقفہ وقفہ سے یونیورسٹی قوانین کے مطابق بہت دیر تک اس عہدہ پر فائز رہے اسی دوران آپ پانچ سال کے لئے زرعی رابطہ بورڈ کے سیکرٹری بھی نامزد ہوئے۔ ملازمت کے دوران یونیورسٹی کے اعلیٰ اداروں سینڈ ہیکٹ اور سینٹ کے رکن بھی منتخب ہوتے رہے آپ طویل عرصہ تک اساتذہ کی

تنظیم Staff Association Academic کے صدر بھی رہے نہ صرف یہ بلکہ یونیورسٹی فنانس کمیٹی کے سرکردہ رکن بھی آپ کئی سال تک رہے اور فنانس کو مستحکم کرنے میں آپ کی آراء کو ہمیشہ حتمی اور قابل قدر محسوس کرتے ہوئے ان پر عمل کیا گیا۔ پیچیدہ اور دقیق مسائل کو حل کرنے میں ہمیشہ آپ کی راہبری پر انحصار کیا گیا۔ زرعی معاشیات کی بہت ساری سیکمیں آپ کی زیر نگرانی ہی کامیابی سے سمکنا رہیں۔ آپ زرعی معاشیات کے Best Planner ہیں اور آپ کو ان میں بہترین مہارت و تجربہ حاصل ہے ملازمت کے دوران کئی دوسرے کلیدی عہدوں پر فائز رہنے کے بعد مئی 1993ء میں آپ ڈین فیکلٹی زرعی معاشیات کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کا شمار نہایت ہی کامیاب اساتذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی ان تھک محنت اور کوششوں سے زرعی معاشیات کو جو فروغ ملا اس میں آپ کا نام بڑی دیر تک زندہ رہے گا۔

ملازمت کی بھاری ذمہ داریوں کے باوجود آپ طلباء میں اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے طلباء کی فلاح و بہبود کی مختلف انجمنوں کے اہم رکن رہے اور تاحال بڑی سرگرمی اور دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔

خلیفہ حضرت قبلہ محمد افضل صاحب جوان دنوں سٹیٹ بینک آف پاکستان کراچی میں بحیثیت جوائنٹ ڈائریکٹر تعینات ہیں وہ آپ کے ہونہار شاگردوں میں سے ہیں۔ وہ حضرت صاحب سے متعلق فرماتے ہیں کہ ”آپ کی طبیعت میں دو چیزیں شروع سے ہی تھیں (1) نرمی و سادگی (2) عجز و انکساری ان دونوں خوبیوں کی وجہ سے آپ اساتذہ اور طلباء و طالبات میں بہت معزز محبوب اور مقبول تھے۔ خوئے نئے نوازی ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اساتذہ و طلباء ہر دو کی مدد بڑی خندہ پیشانی سے فرمایا کرتے تھے۔ تحقیق کے مسئلہ پر جب بھی کبھی کوئی مشکل پیش آتی تھی تو یہ اساتذہ ہوں یا طلباء سب آپ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔ طلباء و طالبات کے ساتھ آپ کا رویہ ایک بہترین دوست اور شفیق استاد کی طرح ہوتا تھا۔ دفتر ہو یا گھر آپ کے دروازے ہر وقت طلباء کے لئے کھلے رہتے تھے۔ آپ نہ صرف تعلیمی میدان میں ان کی رہنمائی اور مدد فرماتے تھے بلکہ تعلیمی فراغت کے بعد ان میں سے اکثر کی ہر ممکن مدد و کوشش کر کے ملازمت بھی دلاتے تھے۔ نتیجتاً آپ کی عزت اور قدر و منزلت اساتذہ و طلباء کے دلوں میں نقش ہو جاتی تھی۔

آپ انجمن اساتذہ پاکستان کے اعلیٰ ادارہ مجلس شوریٰ کے چیئرمین اور صدر بھی رہے۔ پروفیسر محمد یوسف صابر صاحب شعبہ اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج فیصل آباد فرماتے ہیں کہ ”ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے زندگی کے ہر شعبہ کو فیض یاب کیا ہے۔ ان کی روحانی، اخلاقی علمی و عملی تربیت کا چشمہ ہمہ وقت جاری و ساری رہتا ہے۔ زرعی یونیورسٹی کے قیام کے زمانہ میں ان کا اساتذہ کے شعبہ سے براہ راست تعلق تھا۔ اس لئے انہوں نے اس طبقہ کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی 1982ء میں فیصل آباد میں انجمن اساتذہ پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا

تو نہ صرف ڈاکٹر صاحب خود اس میں شامل ہوئے بلکہ اپنے متولین کو بھی اس میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ وہ خود انجمن اساتذہ پاکستان فیصل آباد شہر کے صدر منتخب ہوئے اور ان کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھنے والوں میں سے پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ صاحب فیصل آباد شہر کے نائب صدر اور پروفیسر محمد صدیق صاحب ضلع فیصل آباد کے صدر چنے گئے۔

26 جنوری 1984ء کو انجمن اساتذہ پاکستان کا مرکزی سالانہ کنونشن گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھائی گیٹ لاہور میں منعقد ہوا جس کی پہلی نشست کی صدارت ڈاکٹر صاحب نے فرمائی آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا ”انجمن اساتذہ پاکستان وقت کی اہم ترین آواز ہے اس پر تمام اساتذہ کو لبیک کہنا چاہیے داتا گنج بخشؒ نے فرمایا کہ جس نے زمانہ حال میں کچھ نہ کیا اور ہاتھ دھرے بیٹھا رہا اس کا ماضی اور مستقبل دونوں تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے ہم تمام لوگوں کو آج سے ہی انجمن میں فعال سے فعال تر ہو جانا چاہیے اس راہ میں بہت سی رکاوٹیں اور مشکلات پیش آسکتی ہیں لیکن اگر نیت ٹھیک ہو اور اہل اللہ کی صحبت اور اتباع اختیار کر لی جائے تو منزل تک رسائی آسان ہو جاتی ہے لہذا تمام اساتذہ کو کسی نہ کسی اہل اللہ کے دامن سے ضرور وابستہ ہو جانا چاہیے کیونکہ

۔ ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

عشق مصطفیٰ ﷺ سے تمام مرحلے بڑی آسانی سے طے ہو جاتے ہیں۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو تسلیم کرنا ہی دراصل اسلام کی روح اور بنیاد ہے اور یہ بات ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے سامنے تسلیہ غم کرنے والے ہی عظیم بنتے ہیں اور انجمن اساتذہ پاکستان یہی پیغام عام کرنا چاہتی ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو مانئے عظیم بن جائیے ڈاکٹر صاحب کے خطبے کا آخری جملہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو مانئے عظیم بن جائیے نہ صرف ان کے خطبہ صدارت بلکہ پورے کنونشن کی جان قرار پا گیا۔ بقول اقبالؒ

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

ڈاکٹر صاحب کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے یہ کلمات براہ راست دلوں میں اتر گئے اور انہیں اس قدر قبولیت ملی کہ وہ انجمن اساتذہ پاکستان کا بنیادی نعرہ اور مولو قرار پا گیا۔ اسی کنونشن میں ڈاکٹر صاحب کو انجمن اساتذہ پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا متفقہ طور پر چیئر مین منتخب کر لیا گیا۔ یہ عہدہ انجمن اساتذہ پاکستان کا سب سے بڑا آئینی عہدہ ہے اس عہدے پر آپ مسلسل کئی سال تک فائز رہے۔“

آپ کا فیض نہ صرف تعلیمی درسا گاہوں تک ہی محدود رہا بلکہ ان اداروں سے باہر بھی آپ نہ صرف طلباء بلکہ طالبان حقیقت و معرفت کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے اور ان کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور کرنے میں بھی جو کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ایسے ہی کارواں کی انجمن تنظیم گلشن روحانیت رجسٹرڈ پاکستان کے آپ صوبائی نائب صدر بھی ہیں اور انجمن رحمانیہ رجسٹرڈ گوجرہ شریف کے صدر بھی رہے ہیں۔

حلیہ مبارک

آپ میاں قد و بلا پتلا لیکن صحت مند جسم کے مالک ہیں۔ فراخ پیشانی، ہلکے خنیدہ سیاہ گھٹے ابرو، متوازن مڑگاں، صاف چمکدار قدرے پر نرم آنکھیں، ہلکا قدرتی گلابی رنگ لئے ہوئے ہونٹ، سفید چمکدار بہترین ترتیب دئے ہوئے، وجہ یہ السیماء صورت لئے ہوئے ہیں کہ جو ایک بار دیکھ لے تو بس پھر انہیں کا ہی ہو جائے۔

پیر زادوں کے عام روایتی لباس کلاہ و دستار جبہ کھسہ سے بے نیاز یہ سادگی کے پیکر الفقر و فخری کے مظہر ظاہری ٹھاٹھ باٹھ سے بیگانہ سر پر معمولی سفید کپڑے کی ٹوپی پر ڈھیلے طرز میں لپٹا ہوا سفید رومال کہ کنارے پر سیاہ و سفید زلفیں جھانکتی ہوئی۔ شیروانی وجہ کی جگہ بغیر استری کئے ہوئے سادہ کپڑے کا کرتہ، کریم دار سفید چمکتی ہوئی شلوار کی بجائے سبز و سفید رنگوں سے مزین چھوٹی ڈلی کی عام سوتی دھوتی، پاؤں میں سواری جراب پر چمکدار تلہ سے مزین کھسہ کی بجائے عام موٹی نالیوں کی سادہ سی چپل پہنتے ہیں۔ کرتہ اور شلوار بھی زیب تن فرماتے ہیں۔ انگریزی کالر والی قمیض کبھی استعمال نہیں فرماتے۔ گرمیوں میں پتلا ملل کا بغیر استری کیا ہوا کرتہ بھی استعمال فرماتے ہیں۔ موقع کی مناسبت سے جناح کیپ اور پشاور سیاح چپل بھی پہنتے ہیں۔ لباس کے استعمال میں سنت نبوی ﷺ کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ موسم سرما میں احتیاط اتنی کہ اکتوبر سے ہی موزے اور گرم چادر کا استعمال شروع کر دیتے ہیں اپریل تک جاری رہتا ہے۔ ضرورت سے زائد کپڑے نہیں سلواتے کرتہ اور شلوار میں کسی خاص رنگ کی تخصیص نہیں فرماتے۔

خوراق و عادات

آپ نہایت متین، خلیق، رحم دل اور نرم خو ہیں، خدا داد فہم و ادارک کے مالک، متحمل مزاج، عاقبت اندیش، بلند فکر و نظر، سلیم الطبع اور ذہن رسا رکھتے ہیں۔ خود اعتمادی اتنی کہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو پہلے اس سے متعلق خوب غور و فکر کر کے اس کے نتائج و عواقب کو اچھی طرح جانچ لیتے ہیں۔ صائب الرائے اصحاب سے مشورہ بھی کر لیتے ہیں۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کرتے ہیں۔ ریا کاری اور ظاہر داری کے لئے کوئی کام نہیں کرتے۔ وسعت قلبی، فیاضی اور درگزر آپ کے مزاج کا حسن ہے۔ رقیق القلب ہیں۔ اہل خانہ کے لئے نہایت شفیق، اہل محلہ کے لئے بہترین رفیق، حسن سلوک ایسا کہ عوام الناس کی بھلائی کے لیے اپنے کسی نقصان کی بھی پرواہ نہیں، کبھی کسی کو وطن و تشبیع نہیں فرمایا نہ کبھی اپنی ذات کے خلاف کسی سے ہونے والی زیادتی یا وعدہ خلافی کو جتلیا یا، غصہ کے آثار کبھی رخ انور پر دیکھنے میں نہیں آئے۔ پردہ پوشی شعار ہے۔ تبسم زیر لب فرماتے ہیں کبھی قہقہہ نہیں لگایا اپنا کام بدست خود کرنا پسند فرماتے ہیں۔ روزمرہ کے معمولات افعال و گفتار میں سنت نبی ﷺ کو مقدم رکھتے ہیں۔ سنت کے خلاف کوئی عمل نہیں کرتے۔ خوراک و طعام بہت قلیل اور متوازن ہے۔ فرمایا کرتے ہیں کہ ”کھانے کے لئے نہ جیو بلکہ جینے کے لئے کھاؤ، کم کھانا، کم سونا، کم بولنا پر عمل پیرا ہیں عام گدی نشینوں کی طرح نذرانہ قبول نہیں فرماتے

بالخصوص نقدی کی صورت میں ہرگز نہیں لیتے فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ”جہاں روپیہ پیسہ کالا لچ آجاتا ہے وہاں فساد برپا ہو جاتا ہے اور روحانیت جاتی رہتی ہے۔“ پرہیزگاری مد نظر رہتی ہے۔ تحائف کا شوق نہیں بلکہ منع فرمایا کرتے ہیں کہ اس سے فقر کے منہ کو دنیا لگنے کی ابتدا ہو جاتی ہے جو پھر بتدریج لالچ اور طمع میں بدل جاتی ہے۔“

گھر یلو پالتو جانور رکھنے کی عادت شریفہ ہے۔ دو تین بھینسیں ہر وقت آستانہ عالیہ پر موجود رہتی ہیں۔ ان کی مکمل نگہداشت پرداخت خود فرماتے ہیں جانوروں سے بہت شفقت و پیار سے پیش آتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جانور جن کو ایک ولی اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اس کے باعث جنت کے حقدار بن جاتے ہیں اصحاب کھف کے کتے کی مثال کئی دوسرے صاحب نسبت جانوروں کی نمائندگی کرتی ہے۔

اندرون شہر آمد و رفت کیلئے خاص سواری کا انتظام نہیں فرماتے پیدل چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے سائیکل پر بھی اگر کسی کے ساتھ بیٹھنا پڑے تو ذرا سی بھی جھجک نہیں سادگی کی اس سے زیادہ اور کیا مثال ہوگی۔ کسی کی اصلاح کرنے کا طریقہ بھی ایسا ہے کہ کوئی شخص جس کی اصلاح کی جارہی ہے ذرا سی بھی خفت محسوس نہیں کرتا۔

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ تشریف فرما تھے کہ ایک ضعیف آدمی نے آپ کے سامنے وضو کیا وضو اصلاح طلب تھا۔ اب دونوں شہزادوں جنت کے نوجوانوں کے سرداروں نے اس بزرگ آدمی سے کہا کہ دیکھئے ہم دونوں وضو کرتے ہیں آپ بتانا کہ کس کا وضو کامل ہے دونوں شہزادوں نے وضو کیا اور وہ بزرگ آدمی دیکھتا رہا وضو کی تکمیل کے بعد وہ شخص بولا کہ اے میرے نبی ﷺ کے نواسو تم دونوں کا وضو درست ہے میرا اپنا ہی وضو ناقص ہے لہذا اس آدمی نے اپنے وضو کی اصلاح کر لی۔ سبحان اللہ سمجھانے کا طریقہ دیکھئے کچھ ایسی ہی صورت حضرت صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی بھی ہے پروفیسر محمد اسلم سجاد قادری صاحب فرماتے ہیں ”میرا عمر بھر کا دستور ہا ہے کہ پڑھنے یا پڑھانے کیلئے تعلیمی ادارے میں پیدل ہی آتا جاتا ہوں پھر اتفاق ایسا ہوا کہ چند دنوں سے کچھ شاگردوں نے جو سراہل جاتے تھے سائیکل پر ساتھ چلنے کی پیشکش کرتے تو میں رسمی طور پر شکر یہ ادا کر کے معذرت کر لیتا لیکن ذہن میں یہ خیال آتا کہ سائیکل پر سوار ہو کر اور بالخصوص کسی طالب علم کے پیچھے بیٹھ کر جانا اچھا نہیں بلکہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔ ان دنوں میرے ذہن میں بار بار بڑی شدت سے یہ سوال ابھرتا رہا کہ سائیکل کی سواری میری شایان شان نہیں۔ اس سے تو پیدل چلنا زیادہ بارع ہے۔ ذہن تقریباً ہر وقت اسی مسئلہ میں الجھا رہتا۔ ایک روز اچانک ایک بزرگ کسی موٹر سائیکل سوار کے ساتھ آئے میری رہائش گاہ پر اتارے اور موٹر سائیکل والے صاحب کو رخصت کر دیا اور خود میرے پاس تشریف لے آئے یہ حضرت قبلہ ذاکر علی محمد چوہدری صاحب تھے۔ حضرت صاحب سے تعارف اور چند ملاقاتیں تو تھیں مگر ایسے مراسم نہ تھے کہ بخاطر مروت اس طرح میری عزت افزائی ہوتی میں نے سوچا کہ کوئی خاص حکم ہوگا جس کی بنا پر یہ کرم فرمائی ہوئی ہے ورنہ مجھے بلا لیا ہوتا میں ابھی اس تصور میں تھا کہ حضرت صاحب نے جیسے میرے دل کی بات بوجھ لی ہو فرمایا ”بس ملنے کو جی چاہا تو چلا آیا“ میں ذرا چائے وغیرہ کے لئے اندر گیا

میرا ایک بہت پرانا دیہاتی شاگرد سائیکل پر مجھے ملنے کے لئے آیا بیٹھا تھا میں واپس آیا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس سے مراسم بڑھائے تھے اور اس کو اپنے قریب بٹھالیا تھا۔ بوقت رخصت فرمایا اجازت ہو تو میں آپ کے شاگرد کو ساتھ لے چلوں۔ میں نے عرض کی بھد شوق۔ مگر جائیں گے کیسے؟ میں رکشہ منگوالیتا ہوں فرمایا جانے کا انتظام ہے۔ میں حیران تھا کہ کیا انتظام ہے۔ میری آنکھوں نے عجیب منظر دیکھا میرے دیہاتی شاگرد نے اپنی سائیکل پکڑی اور ڈاکٹر صاحب اچھل کر اس سائیکل پر سوار ہو گئے اور سوئے منزل روانہ ہو گئے آپ کی تشریف لے جانے کے بعد اچانک خیال آیا کہ حضرت صاحب یونہی نہیں آئے تھے بلکہ ارے نادان اور نالائق یہ تو تیرا ذہن صاف کرنے اور تجھے سبق سکھانے آئے تھے کہ سائیکل کے کیریز پر کسی کے پیچھے بیٹھنا تیرے لئے باعث توہین ہوگا لیکن میری طرف دیکھو کہ مجھے اس میں سے کوئی عار نہیں آتی۔ یقیناً روحانی لوگوں کا ذریعہ معلومات اور طریق اصلاح ایسا ہوتا ہے جو عام دنیا داروں کے لئے عجیب اور ناقابل فہم ہوتا ہے۔

بلاشبہ آپ سواری کے محتاج نہیں تاہم حضرت خلیفہ غلام محی الدین صاحب خوش قسمت ہیں کہ حضرت صاحب اکثر انکی معیت میں کار میں سفر کرتے ہیں شہر فصل آباد میں اکثر و بیشتر محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد تقریباً ہر کوئے میں ہوتا رہتا ہے اور حاجی غلام محی الدین صاحب ہی حضرت صاحب کی ہم رکابی کا شرف حاصل کرتے ہیں اور حاجی صاحب خود فرمایا کرتے ہیں کہ ”بھئی میں تو حضرت صاحب کا ڈرائیور ہوں“

طرز بیان

عام طرز گفتگو پنجابی لیکن خطاب میں اردو اور پنجابی کا حسین امتزاج ہوتا ہے۔ کسی نکتہ کے صحیح مفہوم کی ادائیگی کے لئے انگریزی اور فارسی کے الفاظ و محاورات بھی استعمال فرماتے ہیں۔ مسحوکر لہجہ اور نہایت دھیمی آواز میں کلام فرماتے ہیں۔ کسی موضوع کا تسلسل نہیں ہوتا بلکہ محفل میں جو نعت خوانی ہوتی ہے اس میں سے نقاط نوٹ فرمالیتے ہیں اور انہیں کے بارے میں رشاد فرماتے ہیں جن سے واقعات گو کہ مختلف ہوتے ہیں لیکن ان میں اس طرح سے ربط و وار رکھتے ہیں کہ ایک مسلسل مضمون محسوس ہوتا ہے۔ زبان میں اتنی سادگی اور شیرینی ہوتی ہے کہ سامعین کی توجہ صرف آپ کی ہی طرف مرکوز رہتی ہے۔ بعض مواقع پر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مسلسل آمد و بور ہی ہے۔ واقعات کیسے بھی بیان ہو رہے ہوں لیکن ہر واقعہ کی نسبت عشق مصطفیٰ ﷺ سے مربوط ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظامؓ کے واقعات اس انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ ان کی اصل اور حقیقت میں نسبت رسول ﷺ ہی موجزن ہوتی ہے۔ آپ کے سارے خطاب کا محور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات طیبہ اور عشق مصطفیٰ ﷺ ہی ہوتا ہے فی البدیہہ تفریر فرماتے ہیں اور اس میں فارسی اردو کے اشعار بھی استعمال کرتے ہیں۔ مولا رومیؒ، مولا ناجائیؒ، مولا ناسعدیؒ، علامہ اقبالؒ اور مجددین و ملت حضرت احمد رضا خان صاحب بریلویؒ سے متاثر ہیں اور انہیں کے اشعار ذوق و جذبہ سے پڑھتے ہیں۔

حضرت جلو آئی کا شعر

کچھ اور مانگنا میرے مشرف میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

اکثر پڑھتے ہیں شعر کے دوسرے مصرعہ کو دین کا حاصل تصور کرتے ہیں۔ نعت خوانی پسند ہے اور نعت بڑے انہماک اور استغراقی کیفیت میں سماعت فرماتے ہیں۔ ایسی نعت پسند ہے کہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی از حد تعریف کی گئی ہو حضرت احمد رضا خان صاحب بریلویؒ کا کلام بہت پسند ہے۔ فلمی گانے کی طرز پر نعت شریف پڑھنے سے منع فرماتے ہیں نعت شریف میں گرہ لگانے کو نا پسند فرماتے ہیں۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے

نعت نبی ﷺ جس نے ایک بھی سنی ہوگی

اور اس کا ماخذ یہ حدیث پاک فرماتے ہیں کہ ”ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔“ فرمایا کرتے ہیں کہ نثر ہو یا نظم لیکن ہر موضوع میں پیش نظر عشق مصطفیٰ حضور ﷺ ہی ہونا چاہیے انسان کو ہمہ تن مدح رسول میں رطب اللسان ہونا چاہیے کچھ نعتیہ کلام ایسا ہے کہ اسے بار بار سماعت فرماتے ہیں جیسا کہ یہ نعت شریف ہے۔

دو جگہ دا سلطان کملی والا اے

ساڈا دین ایمان کملی والا اے

میں صدقے میں اوس توں واری

نال غریباں اوہدی یاری

ہے سب دا مان تران کملی والا اے

ساڈا دین ایمان کملی والا اے

اوہدے جیہا نہ سوہنا کوئی

بن ڈٹھیاں میں اوہدی ہوئی

ہے میری جند تے جان کملی والا اے

ساڈا دین ایمان کملی والا اے

ویریاں لئی وی مگدا خیراں

عرش دیاں کردا اے سیراں

بن رب دا مہمان کملی والا اے

ساڈا دین ایمان کملی والا اے

اپنے کریم توں صدقے جاواں
پتھر کھاوے دیوے دعاواں

صفتاں وچہ رحمان کملی والا اے
ساڈا دین ایمان کملی والا اے

ڈبے سورج نوں وی موڑے
نال اشارے چن توں توڑے

دیکھن وچہ انسان کملی والا اے
ساڈا دین ایمان کملی والا اے

ہے والشمس نبی دا چہرہ
چہرے تے یسین دا سہرہ

نبیاں دا سلطان کملی والا اے
ساڈا دین ایمان کملی والا اے

کملی والا سب توں بالا
خلق دا پیکر خلق توں اعلیٰ

خالق دی ہے شان کملی والا اے
ساڈا دین تے ایمان کملی والا اے

میری حیاتی اوہدیاں یاداں
پلے بھر دا نال مرادیں

کر دا کرم دا دان کملی والا اے
ساڈا دین ایمان کملی والا اے

ذرے دی اوقات نہ کوئی
ہور نیازی بات نہ کوئی

ہے ساڈی جان پہچان کملی والا اے
ساڈا دین ایمان کملی والا اے

اس نعت کے مقطع پر خاص جھوم جھوم جاتے اور اسے اپنے ایمان کا جزو قرار دیتے ہیں اور درج ذیل نعت شریف کو سن کر آپ کے چہرہ انور پر ایسے احساسات کا ظہور ہوتا ہے کہ اپنی بے بسی اور آقائے دو جہاں کے کرم کا

رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو
اتنی میری اوقات نہیں

یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ
مجھ میں تو ایسی بات نہیں

جو ہیں میری جان و ایمان
کیا میں ان کی نذر کروں

پاس میرے اشکوں کے علاوہ
اور کوئی سوغات نہیں

عشق شہہ بطحا سے پہلے
مفلس و خستہ حال تھا میں

نام محمد ﷺ کے صدقہ
اب وہ میرے حالات نہیں

ذکر نبی میں جو دن گزرے
وہ دن سب سے افضل ہے

یاد نبی میں رات جو گزرے
اس سے بہتر رات نہیں

تو بھی وہیں پر جا جس در پر
سب کی گزری بنتی ہے

اک تیری تقدیر بنانا
ان کے لئے کچھ بات نہیں

عشق و مستی میں ڈوبے ہوئے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے اس کلام سے بہت پیار ہے اس کو بھی اپنے
ایمان کا جزو لاینفک فرماتے ہیں آنکھیں بند کر کے چہرہ نیچے کئے ہوئے اس نعت شریف کو سماعت فرماتے ہیں۔

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے

لوں لوں وچہ شوق چنگیری اے
اج نیناں نے لائیاں کیوں جھڑیاں

مکھ چن بدر شاہ شانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
ممنور اکھیں ہیں مدھ بھیریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
بچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

دسے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کہ عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوچت دا
کوئی وریاں موتی لے تریاں

یہ صورت ہے بے صورت تھیں
تے بے صورت ظاہر صورت تھیں
پر بے رنگ دسے اس مورت تھیں
وچہ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

حجرے تھیں مسجد آؤ ڈھولن
من بھانولی جھلک دکھاؤ مٹھن
ادھو مٹھیاں گاہلی الاؤ بجن
جیہڑیاں ہمراہ والی سن کریاں

سبحان اللہ ما اہمک
ما احسک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
مشتاق اکھیں کتھے جا اڑیاں

پروفیسر عبدالروف رودنی صاحب (زرعی یونیورسٹی) عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر ایک ہندو شاعر کی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھتے ہیں آپ اس نعت شریف کو بڑے دروسوز میں سنتے ہیں کہ آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں کلام کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

بس اپنے دل میں مدینے کی آرزو
پھر ان کا کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

بہت ضروری ہے دیدار مصطفیٰ کے لئے
جگر کے خون سے آنکھوں کو با وضو رکھنا

نفوش پائے محمد ﷺ کی جستجو میں رہوں
میرے خدا میری چاہت کی آبرو رکھنا

وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے
تم اپنے دل کے تقاضوں کو رو برو رکھنا

اجالے دین محمد ﷺ کے ساتھ لے لینا
خدا کی راہ میں جب پائے جستجو رکھنا

آپ کی زندگی کی تعلیمات کا محور عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اسی کے حصول کا درس دیتے ہیں اسی عنوان پر ہمیشہ کلام فرماتے ہیں اور اسی عنوان کو سننا بھی پسند ہے اسی کی آرزو رکھتے ہیں اسی کی جستجو میں رہتے ہیں جہاں کہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات آتی ہے تو فوراً چہرے پر شگفتگی و تازگی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں کہ جیسے زندگی کا حاصل مل گیا ہو۔

ایک عشق مصطفیٰ ہی تو ہے گر ہو نصیب

ورنہ کیا رکھا ہے اس جہان خراب میں

محترم سرفراز صاحب بڑی پیاری آواز میں یہ نعت پڑھتے ہیں اور آپ بڑے شوق سے سماعت فرماتے ہیں اور بار بار اس نعت شریف کو سنتے ہیں نعت کے چند اشعار یہ ہیں۔

نبی ﷺ کے عشق نے جس کو حسین بنایا ہے
وہی فرید وہی داتا بن کے آیا ہے

اندھیرے دور ہوئے دیکھو نور چھایا ہے
پڑھو درود سبھی کملی والا آیا ہے

جو سنگ کھا کے بھی طائف میں مسکرایا ہے
وہ کوئی اور نہیں آمنہؓ کا جایا ہے

اس تمنا پہ جیتا ہوں کوئی یہ کہہ دے
چلو چلو تمہیں سرکار نے بلایا ہے

کیوں نہ آئیں میرے گھر سے کرم کی خوشبوئیں
نبی کے ذکر کے پھولوں سے گھر سجایا ہے

خدا کے لطف و کرم سے محروم رہ نہیں سکتا
میرے نبی کی محفل میں جو بھی آیا ہے

لیا جو نام محمد ﷺ تو بن گئی گبڑی
نبی کے صدقے جو مانگا ہے وہ پایا ہے

میرے گناہ تھے اتنے کہ کوئی حساب نہ تھا
میرے نبی نے مجھے کملی میں چھپایا ہے

محمد اسلام صاحب سے جو نعت آپ سماعت فرماتے ہیں اور آنکھوں میں پانی تیرے لگتا ہے اس کے چند
اشعار یوں ہیں۔

اے عشق نبی میرے دل میں بھی سا جانا
مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا

جو رنگ کہ جائی پر روئی پر چڑھایا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پر بھی چڑھا جانا

دیدار محمد ﷺ کی حسرت تو رہے باقی
جز اس کے ہر ایک حسرت اس دل سے مٹا جانا

جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی حاصل
اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا

قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرہ کو تکتی ہیں
اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا

دنیا سے ریاض ہو جب عقبی کی طرف جانا
داغ غم احمد ﷺ سے سینے کو سجا جانا

مقبت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے چند اشعار جو آپ پسند فرماتے ہیں۔

سارے ولی بھلیو بھلی میراں جیہا کوئی نہیں

نانا جیہدا نبیاں دا نبی میراں جیہا کوئی نہیں

میراں دیاں دیوانیاں جگ تے کرن سلطانیاں

کہندا ایہو ہر اک ولی میراں جیہا کوئی نہیں

ابن علی غوث جلی بھکدے جتھے سارے ولی

دھماں پیاں گلیو گلی میراں جیہا کوئی نہیں

مشکل پوے تے درد رنہ جاسدھا میراں دے درتے آ

چم غوث دے سگ دی تلی میراں جیہا کوئی نہیں

سارے ولی بھلیو بھلی میراں جیہا کوئی نہیں

دادا جیہدا ولایاں دا ولی میراں جیہا کوئی نہیں

پھر نہ نیازی تو در بدر نہیں کوئی کی میراں دے در

کہہ دے تو بانہہ کر کے کھڑی میراں جیہا کوئی نہیں

ثنا خواں مصطفیٰ ﷺ حاجی عبدالرشید صاحب کو نعت خوانان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے آپ

ہمارے مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ کی محافل کی روح رواں ہیں سچ پوچھئے کہ جس محفل میں حاجی عبدالرشید صاحب

تشریف لے آتے ہیں تو حضرت صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ محفل کا کورم پورا ہو گیا ہے لہذا بسم اللہ کیجئے۔ تلاوت قرآن

پاک سے محفل کا آغاز کیجئے اور محفل شروع ہو جاتی ہے یہ ہمارے مرشد پاک کی خاص نگاہ عنایت ہے اور حضور نبی

کریم ﷺ کا خاص کرم ہے کہ حاجی عبدالرشید صاحب بڑے مسحر کن انداز میں پر ہم آنکھوں سے نعت شریف پڑھتے

ہیں۔ ہر محفل میں چار پانچ نعت شریف پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں بالخصوص حضرت احمد رضا خاں صاحب کا کلام

بڑے پیار محبت اور عشق سے پڑھتے ہیں طوالت کے پیش نظر ایسا سارا کلام اس مختصر کتاب میں نہیں دیا جاسکتا صرف

ان اشعار تک محدود رہوں گا کہ جس کو مرشد کریم بار بار سنئے ہیں اور ان پر ارشاد فرماتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
 یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا
 میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
 دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں
 بخدا خدا کا یہ یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر، مقرر
 جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
 وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب کے قریب ہیں
 کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں
 کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
 قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ
 لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
 بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
 وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
 ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی
 اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور ﷺ
 تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ ﷺ کی

آپ حدیث نبوی کہ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ مجھے ہی عطا فرمانے والے ہیں اور میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں کو بنیاد بنا کر حضور نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کے مالک و مختار گردانتے ہیں کہ ہر شے ان کے وسیلہ سے ہی ملتی ہے براہ راست اللہ تعالیٰ عطا نہیں فرماتے اپنے حبیب پاک ﷺ کے توسط سے ہی دیتے ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اس کے لئے وسیلہ پکڑو اسی حقیقت کے پیش نظر اس نعت کو بہت پسند فرماتے ہیں چند اشعار درج ذیل ہیں۔

زمین و زمان تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
 چین و چٹاں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
 زمین میں زمان تمہارے لئے بدن میں ہے جان تمہارے لئے
 ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

کلم و نجی مسج و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
 متیق و وصی غنی و علی ثنا کی زبان تمہارے لئے
 اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
 حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے
 یہ سمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
 یہ تنق و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے
 نہ روح امین نہ عرش بریں نہ لوح مبین کوئی بھی کہیں
 خبر ہی نہیں جو رمزین کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے
 صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
 لواء کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لئے

حضرت احمد رضا خاں صاحب کا یہ شعر بہت ہی پسند ہے کہ

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
 نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زماں نہیں

اب جب کہ موضوع زیر تحریر عشق مصطفیٰ ﷺ ہے تو عاشق رسول حضرت عبدالرحمن جامیؒ کا شعر بھی لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس میں وہ فرماتے ہیں۔

نسیم الصبح زمرنی ربانجد و قبلہا

کہ بوئی دوست می اید زان پاکیزہ منزلہا

ترجمہ:- اے صبح کی نسیم تو میری طرف سے نجد کی بلند بام پہاڑیوں کے پاس جا اور ان کو چوم کہ دوست (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی خوشبو ان پاکیزہ منازل سے آرہی ہے۔

منقبت حضور سرکارِ غوث الاعظمؒ بھی شوق سے سماعت فرماتے ہیں۔ بالخصوص وہ کلام جو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی قطب ربانی کی شان میں کہا ہے آپ فرماتے ہیں کہ آج (1995ء) سے کوئی بارہ سال قبل مجھے یہ بہت خیال آیا کرتا تھا کہ کاش حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے مزار پاک سے ایک چادر مجھے مل جائے۔ چند یوم گزرے تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے اور ایک چادر مجھے دیتے ہوئے کہا کہ ”یہ چادر حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے مزار پاک سے آپ کے لئے آئی ہے“ وہ چادر اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ ہمارے مرشد کریم کی حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے والہانہ محبت و پیار کی دلیل ہے۔

آپ محفل میلاد کا بہت شوق رکھتے ہیں فرمایا کرتے ہیں کہ ایسی محفل جس میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر ہو اس میں سے نور اور خوشبو نکلتی ہے جو شرکاء محفل کی نجات کا باعث ہے۔ ایسی محفل باعث ثواب ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی محفل میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر نہ ہو یہ محفل باعث عذاب بھی بن جاتی ہے۔

دعائیہ کلمات

ہر محفل کے آخر پر دست بستہ کھڑے ہو کر درود و سلام بخضور سرور کونین ﷺ پیش ہوتا ہے اور بعد ش آپ نہایت مختصر دعا فرماتے ہیں جس میں درود شریف پڑھتے ہیں۔

مکمل دعایہ دو اشعار ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دھر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے
یا محمد ﷺ از تو سے خواہم خدا را
خدا یا از تو عشق مصطفیٰ ﷺ را

فرمایا کرتے ہیں کہ ان اشعار کے بعد پھر کیس دوسری حاجت کے طلب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

بیعت

بیعت سے متعلق فرمایا کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر خاص کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی شیخ کامل کی نسبت عطا فرماتا ہے۔ اپنی بیعت سے متعلق ارشاد فرمایا ”یہ 1974ء کی بات ہے۔ زرعی یونیورسٹی میں میرا ایک شاگرد محمد افضل نامی ایم ایس سی کلاس کا طالب علم تھا۔ وہ تیز طرار، شوخ مزاج، حاضر جواب لڑکا تھا۔ لیکن چند روز میں اس میں اچھی خاصی تبدیلی آگئی۔ داڑھی رکھ لی۔ کم گوئی اختیار کر لی مزاج میں سنجیدگی آگئی عادات بدل گئیں۔ میں نے اس سے اس اچانک تبدیلی سے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ ”میں نے ایک شیخ کامل کی بیعت کر لی ہے۔“ میں نے اس سے کہا کہ اپنے شیخ سے مجھے ملاؤ تو وہ مجھے اپنے پیر خانے کو جرہ شریف میں لے گیا۔ حضرت صاحب پیر مرشد صوفی باصفا حضرت صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ تشریف فرما تھے۔ چند احباب موجود تھے درپیر صاحب قبلہ ارشاد فرما رہے تھے۔ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ محمد افضل نے میرا تعارف کرایا تو بہت خوش ہوئے۔ ہم بھی سامعین میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور حال احوال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کس طرح سے آتا ہے۔ یہ ظاہری باطنی احوال میں تبدیلی کیونکر آ جاتی ہے حضرت صاحب ذرا مسکرائے اور حاضرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ انہی سے پوچھ لیں کہ یہ یہاں کیسے آئے اور کیا ان میں تبدیلی آئی۔ اسی محفل میں ایک شخص (ب۔ ا) بھی بیٹھا ہوا تھا میں نے اسی سے پوچھا کہ کیا آپ یہاں بیعت ہیں تو

اس نے اپنی کہانی کچھ اس طرح سنائی۔

فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے میرا چائے کا ہوٹل ہے۔ لیکن اندرون خانہ میں عورتوں کا کاروبار کرتا تھا۔ جسے عام زبان میں ٹیکسی چلانا بولا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک لڑکی سے مجھے عشق ہو گیا میں نے اسے شادی کی دعوت دی لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ تو خود ہمارے پیسے پر بل رہا ہے میں تیرے ساتھ کیسے نکاح کر لوں لیکن میں اس کی محبت میں اتنا گرفتار ہو گیا کہ ہر وقت اسے حاصل کرنے کے ہی منصوبے بناتا رہتا۔ میرے ہوٹل پر زرعی یونیورسٹی کے طلبا چائے پینے آتے تھے اور ان میں سے کئی اس عورتوں کے کاروبار میں میرے گاہک بھی تھے۔ میں نے ان سے بھی بات کر دی۔ کسی نے مشورہ دیا کہ اس لڑکی کو تعویذ پلا دو تو یہ مان جائیگی۔ یہ تعویذ حاصل کرنے کی غرض سے مجھے ایک لڑکا حضرت صاحب کے پاس لے گیا آپ ان دنوں رینالہ خور دیں اسٹیشن ماسٹر تھے میں جب رینالہ خور د پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ ارشادات فرما رہے تھے۔ مجھے تو اپنے کام کی جلدی تھی میں چاہتا تھا کہ حضرت صاحب گفتگو ختم کریں تو میں اپنے مدعا اور حاضری کا مقصد بیان کروں میں چند منٹ وہاں محفل میں بیٹھا۔ حضرت صاحب نے دوران گفتگو میری طرف دو تین دفعہ توجہ سے دیکھا تو میرے دل سے اس عورت کی محبت آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی اور خیال آنے لگا کہ وہ تو طوائف ہے۔ کجری ہے، گندی ہے، ہر جائی ہے، فاحشہ ہے۔ کیا تو اس سے شادی کرے گا۔ یہ خیالات بڑھتے گئے اور اس لڑکی کی محبت دل سے نکلتی گئی یہاں تک کہ میرے دماغ کی دیوانگی جاتی رہی اور اس لڑکی کی طرف سے ذہن بالکل صاف ہو گیا۔ ادھر حضرت صاحب نے ارشادات ختم کئے تو میری طرف توجہ فرمائی اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا کیا کوئی مسئلہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں سرکار کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ مجھے بیعت فرمائیں۔ آپ نے نہایت مہربانی فرمائی اور مجھے بیعت فرمالیا۔ سبق اسباق دیئے ذکر سکھایا۔ بڑے قبرستان میں جو مسجد ہے جہاں نماز جنازہ پڑھتے ہیں میں اس مسجد میں تہجد کی نماز کے بعد گھنٹوں ذکر کیا کرتا۔ عورتوں کے مکروہ کاروبار سے توبہ کر لی اور مرشد کریم کی نگاہ عنایت سے اب میری یہ حالت ہے کہ مجھے سرور کائنات فخر موجودات نبی کریم ﷺ کی ظاہری زیارت نصیب ہو چکی ہے دیگر حاصلات اس کے تابع ہیں آپ فرماتے ہیں کہ یہ کہانی سنی تو میرے بھی دل میں تاثیر پیدا ہوئی اور میں نے اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ صوفی باصفا شیخ المشائخ پیر صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔

اپنے حیرانہ گوجرہ شریف پر آپ کی حاضری کا طریقہ بھی منفرد ہے۔ باہر مین گیٹ پر ہی سے سواری سے اتر جاتے ہیں اور اس دروازے کی دہلیز کی مٹی کو اس جگہ پر بوسہ دیتے ہیں جہاں سے ازرائین گزرتے ہیں اپنے مرشد کریم کی قدم بوسی کرتے ہیں اور جب تک مرشد کریم اشارہ نہیں فرماتے آپ تشریف نہیں رکھتے اور جب تک اجازت نہیں ملتی واپسی کا ارادہ ظاہر نہیں فرماتے از خود اجازت طلب نہیں فرماتے واپسی پر پھر دہلیز کو بوسہ دیتے ہیں اور فرمایا کرتے ہیں کہ

کیا پیدا کن از شتے گلے

بوسہ زن بر آستان کا ملے

کسی مرد کامل کے دروازے پر بوسہ دیکر اپنی اس جہنمی مٹی کو اکسیر بنالے یعنی جنتی بنالے۔

آپ کے مرشد کریم شیخ المشائخ حضرت قبلہ صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کا روحانی تصرف اور فیوض و برکات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اپنے مریدین و متعلقین سے محبت پیا رخص و شفقت ہر ایک پر عیاں ہیں آپ کی کرامات بے شمار ہیں لیکن تبرکاً دو واقعات اس کتاب کی زینت کے لئے درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(غ۔م) بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں سرسبز و شاداب بہت خوبصورت جنگل کا نظارہ ہے۔ پہاڑ میں ایک غار ہے میں اور میرے بہنوئی جو گولڑہ شریف میں بیعت ہیں ایک ساتھ جارہے ہیں اور غار تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں لوگوں کا بہت ہجوم ہے کچھ لوگ غار کے اندر جارہے ہیں کچھ باہر آرہے ہیں۔

میرے بھائی صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے غار کی طرف دھکیلا اور کہا کہ تم بھی اندر چلے جاؤ میں غار میں داخل ہوا تو اس کے اندر بہت ہی سہانا منظر تھا اور سامنے دیکھا کہ وہاں حضرت پیر صاحب محمد شریف خلیق دامت برکاتہ العالیہ تشریف فرما ہیں۔ سبز جوعد زیب تن ہے آپ کے چہرہ انور سے بہت نورانی روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں لوگ آپ تک پہنچ کر قدم بوسی کر کے واپس آرہے ہیں کچھ قدم بوسی کرنے کے لئے جارہے ہیں میں بھی انہی لوگوں میں شامل ہوں۔ میں حضرت صاحب کی طرف جارہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

(غ۔ع) یہ دسمبر 1989ء کے تیسرے ہفتے کی بات ہے کہ جن دنوں میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودیہ گیا ہوا تھا اور مدینہ منورہ میں مقیم تھا۔ ایک رات سویا تو بخت جاگ گئے۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ جنت البقیع کی طرز کا میدان ہے جس کی زمین نوکیلے پتھروں (روڑ) والی ریتلی سرخی مائل ہے اس میدان کی چار دیواری موٹے ان گھڑت پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے جو تین چار فٹ بلند ہے۔ ان پتھروں کو ٹیپ کیا گیا ہے میدان کا دروازہ آہنی گرل سے بنا ہوا ہے بالکل جیسا کہ جنت البقیع کا ہے ہمارے دادا مرشد پیر طریقت راہبر شریعت شیخ المشائخ ولی کامل صوفی باصفا حضرت محمد شریف خلیق دامت برکاتہ العالیہ چار دیواری سے کوئی پانچ چھ فٹ اندر کھڑے ہیں اور لوگوں کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ جلدی جلدی میدان میں داخل ہو جاؤ۔ آپ کے چہرہ انور پر گرد پڑی ہوئی ہے جو لوگوں کی بھاگ دوڑ سے اڑ رہی ہے۔ لباس سفید ہے اور شانے پر سفید رومال ڈالا ہوا ہے۔ سر پر عمامہ نماسفید رومال ہے سارا لباس بھی گرد آلود ہو رہا ہے اور چہرہ پر بخت تھکاؤٹ کے آثار ہیں لیکن پھر بھی از حد مصروف ہیں۔ صاحبزادہ والا شان جناب محمد شفیق صاحب اس طرح کھڑے ہیں کہ آپ کی ایک ٹانگ چار دیواری کے اندر ہے اور دوسری باہر۔ آپ بھی لوگوں کو جلد از جلد داخل

ہونے کا اشارہ فرما رہے ہیں۔ لوگ کثیر تعداد میں داخل ہوتے جا رہے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر ایک ہی طرف کو رخ کئے ہوئے پاؤں کے بل بیٹھتے جا رہے ہیں جیسے کسی جلسہ وغیرہ میں اسٹیج کی طرف رخ کئے ہوئے پاؤں کے بل بیٹھتے ہوتے ہیں۔ مشکل سے کوئی دس مربع فٹ جگہ باقی بچی ہے کہ میں بھی اس میدان میں داخل ہو کر اپنے دادا مرشد کے قریب بیٹھ جاتا ہوں آپ نہایت ہی شفقت بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اتنے میں حضرت صاحب دادا مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ دست بستہ سر جھکائے بادب خاموش کھڑے ہو جاتے ہیں صاحبزادہ محمد شفیق صاحب مدظلہ العالی بھی خاموش ہو جاتے ہیں۔ دور دور تک ہزاروں کی تعداد میں لوگ سر جھکائے، سانس دبائے بیٹھے ہیں لیکن ایسا سکوت طاری ہو جاتا ہے کہ جیسے کوئی ذی روح موجود نہیں لوگ مٹی کی موریتاں بنے بیٹھے تھے پھر لمحہ بھر کے بعد ایک ٹہنی آواز آتی ہے ”جتنے لوگ اس چار دیواری میں ہیں سب کے گناہ معاف“ اس آواز کے ساتھ ہی ہلکی ہلکی پلچل ہونے لگی۔ عین اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا جسم کچی جی ہوئی برف کی طرح سفید ہو گیا ہے اور اتنا شفاف ہے کہ اس کے آر پار نظر آ رہا ہے۔ ساتھ ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بیعت سے قبل ہی خواب میں میرے دادا مرشد حضرت پیر نعمت اللہ قریشی دادوی دامت برکاتہ العالیہ عرف ”سائیں بابا“ نے مجھے زیارت کرا دی تھی۔ میں نے ظاہری طور پر حضرت سرکار ”سائیں بابا“ کی زیارت نہیں کی تھی کہ ایک روز ہمیں اطلاع ملی حضرت سرکار ”سائیں بابا“ فیصل آباد تشریف لائے ہیں یہ غالباً ریلوے کالونی کا ایک چھوٹا سا ڈی ٹائپ کوارٹر تھا۔ جس میں حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ کوارٹر کے اندر کوئی جگہ نہ تھی لہذا اس کے بیرونی دروازے کے باہر لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔ ایک ایک کر کے اندر جاتے اور حضرت صاحب کو سلام کر کے باہر آ جاتے تھے۔ میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے کوئی پچاس آدمی آگے تھے۔ دروازے سے اندرون کوارٹر نظر آتا تھا۔ حضرت صاحب سامنے ہی تشریف فرما تھے ان کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے فوراً بلا لیا۔ بہت شفقت فرمائی پیار کیا اور فرمایا ”آپ ڈاکٹر علی ہیں خواب میں ملاقات ہوئی تھی نا۔“ میں نے دست بوسی کی اور آج اپنے خواب کی تعبیر سامنے دیکھ رہا تھا۔ یہ حضرت صاحب قبلہ سائیں بابا کے تصرف کی بات تھی۔

خلافت

خرقہ خلافت کے حصول میں بھی آپ کی انفرادیت نمایاں ہے۔ اپنی سند خلافت سے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ سرکار سائیں بابا پنجاب تشریف لائے۔ آپ نے پاکپتن شریف جانا تھا اور مجھے بھی یہ شرف بخشا کہ اپنے ہمراہ کار میں ہی جگہ عطا فرمائی۔ مجھے حضرت سائیں بابا نے اپنے پہلو میں بٹھایا تھا۔ اور میرے مرشد کریم حضرت شیخ المشائخ قبلہ صوفی محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کار کی پچھلی نشست پر تشریف فرما تھے۔ راستہ میں حضرت سرکار سائیں بابا ارشد و ہدایت کے ارشادات فرماتے رہے اور اچانک مجھ سے سوال کیا کہ ”یہ جو ذکر کر رہے آپ کرتے ہیں

ان کا کرنا کیا چاہتے ہیں، میرے ذہن میں دو تین واقعات آگئے جن کی بناء پر میں نے عرض کیا کہ ”پیر حاصل کرنے کیلئے“ وہ واقعات کیا تھے جنہوں نے اس جواب کے لئے میری رہنمائی فرمائی کہ غار ثور میں ہجرت کے موقع پر جب ہمارے پیشوا حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تین یوم تک حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے تو آپ ﷺ نے بھی اپنے غلام سیدنا صدیق اکبرؓ سے فرمایا تھا کہ کیا چاہتے ہو تو انہوں نے ہماری ہدایت کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی عرض کیا تھا یا رسول اللہ ﷺ ”میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ اقدس ہو، یعنی آپ نے دیدار مصطفیٰ ﷺ کی دائمی آرزو کی تھی دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ آپ نے آقا ﷺ کو ہی مانگ لیا تھا۔ دوسری بات جو میرے ذہن میں آئی کہ بادشاہ محمود غزنویؒ نے دنیا کی مختلف چیزیں جو میرا سکتی تھیں وہ ایک جگہ رکھیں اور اپنے وزراء۔ امراء کو حکم دیا کہ اپنی اپنی پسند کی چیز لے لو۔ سب نے لے لیں لیکن ایاز نے کچھ نہ لیا۔ محمود غزنویؒ نے ایاز سے فرمایا تم بھی اپنی پسند کی چیز لے لو تو اس نے محمود غزنویؒ کے کندھے پر ہی ہاتھ رکھ دیا اور عرض کیا حضور میرے لئے آپ ہی سب کچھ ہیں آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں ہے پھر مجھے یاد آیا کہ اس قسم کا سوال ایک دفعہ حضرت سائیں بابا کے پیر و مرشد حضرت قبلہ سائیں فقیر محمد صاحب مرحوم و مغفور نے بھی سائیں بابا سے کیا تھا۔ تو سائیں بابا کا جواب بھی یہی تھا کہ ”مجھے آپ مل گئے ہیں تو اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔“ لہذا حضرت سرکار سائیں بابا کے سوال کے جواب میں باتیں مد نظر رہیں اور میں نے عرض کیا کہ ”پیر حاصل کرنے کے لئے“ میرے اس جواب پر سرکار سائیں بابا خوش ہوئے مسکرائے اور میرے پیرو مرشد دامت برکاتہ العالیہ سے فرمایا کہ ”ڈاکٹر علی کو پیر بنا دو“ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو ابھی دوسرے تیسرے سبق میں ہیں حضرت قبلہ سائیں بابا نے فرمایا کوئی بات نہیں ہم اسے خلافت عطا فرماتے ہیں۔ اس طرح سے مجھے خرقہ خلافت سے نوازا گیا۔

۔ یہ تیرے کرم کے ہیں فیصلے یہ میرے نصیب کی بات ہے
اب سوال تھا میرے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کے مستقبل کا کہ انہیں سبق اسباق کون دے اور ان کی آئندہ زندگی میں راہبری کون کرے اور کیسے ہو تو اس سے متعلق حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا کہ ”میں ان کا ضامن ہوں“ تب سے ہی یہ حضرت سرکار سائیں بابا کی نظر عنایت ہے کہ لوگ کثیر تعداد میں میرے دست بیعت ہوئے اور ہو رہے ہیں اور میں یہ تمام حضرت سرکار سائیں بابا کی ذمہ داری پر کر رہا ہوں۔

حضرت سائیں بابا سے متعلقہ آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں دادو شریف گیا حضرت سرکار سائیں بابا کی معیت میں انکے مرشد کریم کی زیارت کے لئے ویڑھ شریف جانے کا موقع مل گیا۔ میرے ہاتھ میں چھڑی (عصا) نہ تھی حضرت سائیں بابا نے فرمایا کہ آپ ٹھہرو میں تمہیں ایک چھڑی دیتا ہوں۔ آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ دیوار پر بہت سی چھڑیاں لٹک رہی تھیں۔ سائیں بابا فرماتے ہیں کہ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کون سی چھڑی لوں اتنے میں ایک چھڑی خود بخود کیل سے اتر کر ہوا میں لہراتی ہوئی میرے ہاتھ میں آگئی۔ بعد ازاں حضرت سرکار

سائیں بابا نے فرمایا کہ یہ چھتری ان کے مرشد کریم حضرت سائیں فقیر محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے ذاتی استعمال میں رہ چکی تھی اور انہی نے مجھے عطا فرمائی تھی۔

حضرت سرکار سائیں بابا ہمارے مرشد پاک حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ سے بہت پیار کرتے تھے اور محبت سے آپ کو ”میرا علی“ اور کبھی ”ڈاکٹر علی“ کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ہمارے حضرت صاحب کو براہ راست روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کر دیا ہے۔ ایک دفعہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اشرفیہ حیدر آباد میں تشریف فرما تھے کہ حاضرین کی مخاطب ہو کر فرمایا ”میں نے تین پودے لگا دیئے ہیں۔ ایک گوجرہ میں، ایک کراچی میں اور ایک فیصل آباد میں ہے۔ گوجرہ میں صوفی شریف صاحب ہیں کراچی میں محمد افضل اور فیصل آباد میں ڈاکٹر علی ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ پودے بہت پھلے پھولیں گے شاخیں نکالیں گے اور خاص کر مجھے امید واثق ہے کہ ڈاکٹر علی میرے مشن کو بڑے احسن طریقے سے آگے چلائے گا۔

اکتوبر 1993ء میں جب سرکار سائیں بابا آخری مرتبہ سالانہ عرس پاک گوجرہ شریف کی صدارت کے لئے پنجاب تشریف لائے تو کمال مہربانی فرمائی اور فیصل آباد میں تین یوم تک قیام فرمایا اور انہی دنوں آپ نے فرمایا کہ ”میں نے اپنے سلسلہ میں سب سے زیادہ مودب ڈاکٹر علی کے مریدوں کو پایا ہے۔ ڈاکٹر علی کی جماعت ادب کے لحاظ سے اول آئی ہے اور ساتھ ہی بشارت بھی دی کہ اسی ادب کے باعث یہ ساری جماعت ناجی ہے“ اسی دورے میں آپ نے کئی جگہ پر خوش خبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”ڈاکٹر علی کے سارے مرید جنتی ہیں۔“ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سرکار سائیں بابا دامت برکاتہ العالیہ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں لیکن مشقت ازخوارے ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ

”داود شریف میں ایک نوجوان حضور سرکار سائیں بابا کے پاس حاضر ہوا۔ پانچ روپے شیرینی کے لئے دیئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوا اور عرض کرنے لگا کہ سائیں بابا مجھے ایسی لڑکی سے محبت ہے آپ دعا فرمائیں کہ میری اس سے شادی ہو جائے حضرت سائیں بابا نے فرمایا ”جو اللہ تعالیٰ چاہیں“ چند روز بعد وہ نوجوان آیا خنگی کا اظہار کیا اور کہنے لگا کہ باباجی آپ میری بیعت ختم کریں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کریں کیونکہ اس لڑکی کی شادی کہیں اور ہو گئی حضرت سرکار سائیں بابا نے پانچ روپے بھی واپس کر دیئے اور فرمایا یہ اپنے پانچ روپے لے لو یہ آپ نے مجھے دیئے تھے باقی رہا بیعت کا سوال تو وہ آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے وہ آپ کا معاملہ ان کے ساتھ ہے۔ نوجوان نے کہا کہ نہیں آپ مجھے ایسی باتوں سے نہ نالیں میری بیعت ختم کریں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے پھر وہی بات دہرا دی تو نوجوان نے کہا کہ اچھا اگر ایسی بات ہے تو مجھے دکھائیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست رحمت پر بیعت کی ہے حضرت سرکار سائیں بابا نے اپنی کرامت سے Action Replay وہ منظر دوبارہ دکھایا وہ نوجوان حضور اکرم ﷺ سے بیعت کر رہا ہے۔ وہ نوجوان بہت متاثر ہوا

اور ہمیشہ کے لئے سرکار سائیں بابا کا غلام بن گیا اور حضرت سرکار سائیں بابا کا بی ہو کر رہ گیا۔

ازدواجی زندگی

سبحان اللہ حضرت مرشد کریم کی زندگی کے ہر شعبے میں انفرادیت کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ 1949ء میں جبکہ آپ ابھی دسویں جماعت کے طالب علم تھے کہ میٹرک کے امتحان سے بھی ایک ماہ قبل آپ کے گاؤں کی ایک نیک سیرت، رحمدل اور حلیم الطبع خاتون سے آپ کی شادی ہوئی۔ زمانہ طفلی کی شادی آپ کی آئندہ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں سدراہ نہ بن سکی اور آپ نے مسلسل تعلیم جاری رکھی۔ آپ کی اولاد پاک میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے یہ تمام نہایت تعلیم یافتہ اور اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ زوجہ محترمہ بھی مشرقی معاشرت کے حامل مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے نانا محترم جناب چوہدری محمد بخش صاحب سے متعلق خود حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ وہ ایک نیک سیرت خوش شکل پابند صوم و صلوة بزرگ تھے اور اٹھتے بیٹھے ہر دم ان کی زبان پر یا رسول اللہ ﷺ کے الفاظ رہتے تھے محض آپ کے اسلاف کا تذکرہ کرنے کے لئے حضرت جناب چوہدری محمد بخش صاحب سے متعلقہ درج ذیل واقعات احاطہ تحریر میں لانے کی جسارت کر رہا ہوں جو میں نے حضرت صاحب سیدی مرشدی دامت برکاتہ العالیہ کی زبان مبارک سے سنے۔ یہ واقعات حضرت چوہدری محمد بخش صاحب مدظلہ العالی کے وصال مبارک کے بعد پیش آئے۔

گاؤں میں عمو ماسردی کے دنوں میں تمام گھریلو پالتو حیوانات ایک کمرے میں بند کر کے دروازے پر ایک موٹی لکڑی افقی طور سے رکھ دی جاتی ہے۔ اس لکڑی کی آڑ سے جانور از خود باہر نہیں نکل سکتے۔ اسی طرح چوہدری محمد بخش صاحب کی اولاد کے ہاں بھی جانور اندر بند ہوئے تھے ایک رات کسی جانور نے کسی طرح سے اس لکڑی کو نیچے گرا دیا۔ راستہ کھل گیا تو تمام حیوانات باہر نکل گئے اور کسی کے کھیت میں جا کر چرنے لگے۔ ادھر حضرت محمد بخش صاحب اپنے بیٹے کی خواب میں آئے اور اسے کہا کہ اٹھو جاگو تمہارے تمام جانور باہر نکل کر فلاں شخص کے کھیت میں پہنچ چکے ہیں انہیں واپس لے آؤ۔ بیٹا بیدار ہوا لیکن نیند نے پھر غلبہ کیا اور وہ سو گیا۔ باباجی نے پھر اشارہ کیا کہ اپنے جانور لے آؤ۔ بیٹا پھر بیدار ہوا تو اسے شک گزرا اس نے اپنے بھائی کو آواز دی کہ باباجی سوئے نہیں دیتے آؤ جانوروں کو تو دیکھ آئیں۔ وہ اٹھے دیکھا تو باڑہ خالی تھا۔ دونوں بھائی باباجی کے بتلائے ہوئے کھیت میں پہنچے تو جانور وہاں چر رہے تھے وہ انہیں واپس لے آئے۔

اسی طرح ایک رات چور ان کی گھوڑی کھول کر لے گئے۔ چور رات کو سوتے تو باباجی لاٹھی لیکر خواب میں آئے اور فرمایا کہ میرے بچوں کی گھوڑی واپس کر کے آؤ ورنہ میں تمہیں ماروں گا۔ چوروں نے اسے وہم اور محض خواب خیال کیا دوسری رات پھر وہی ماجرا ہوا۔ چور حیران تھے کہ یہ بابا کون ہے۔ تیسری رات پھر وہی بات ہوئی تو صبح کو وہ چور گھوڑی لیکر آئے اور واپس دیتے ہوئے کہا کہ بھئی یہ تمہاری گھوڑی ہے جو ہم نے چرائی تھی۔ یہ ہماری روایت کے خلاف

ہے کیونکہ ہم چوری شدہ مال واپس نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک باباجی ہے وہ ہمیں رات سوئے نہیں دیتے اور لاٹھی ہاتھ میں لئے ہوئے خواب میں آتے ہیں کہ گھوڑی واپس کر کے آؤ ورنہ میں تمہیں ماروں گا۔ آپ بتائیے وہ باباجی کون ہیں تو صاحبزادوں نے بتایا کہ وہ ہمارے بزرگ تھے اور اسی طرح سے ہمارے مال و جان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ باباجی کے دو پوتے ٹریکٹر لیکر کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں حادثہ کے شکار ہو گئے ٹریکٹر سڑک سے دور ہو کر ایک ٹیلہ سے رک گیا اور یہ دونوں بھائی زخمی ہوئے اور گر گئے رات کا وقت اور سنسان علاقہ تھا کوئی ان زخمیوں کی خبر گیری کرنے والا رہ گیا بھی ادھر سے نہ گزرا اور یہ سڑک کے کنارے زخمی حالت میں پڑے تھے۔ ادھر باباجی گھر والوں کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ حادثہ ہو گیا ہے ٹریکٹر فلاں جگہ پڑا ہے اور پوتوں کے نام لیکر بتایا کہ وہ زخمی حالت میں سڑک پر پڑے ہیں تم جلدی وہاں پہنچو۔ سابقہ تجربہ کی بنا پر اہل خانہ کو باباجی کی اس اطلاع پر یقین تھا وہ فوراً گئے تو ویسا ہی تھا کہ جیسا باباجی نے بتایا تھا۔

حضرت مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کا حجام حج بیت اللہ شریف کے لئے سعودی عرب گیا۔ وہ مسجد الحرام میں طواف کر رہا تھا کہ اسے چوہدری محمد بخش صاحب نظر آئے۔ وہ حیران ہو گیا کہ انہیں تو وصال کئے ہوئے کئی سال ہو چکے ہیں اس نے گمان کیا کہ شاید ان کی ہم شکل یہ آدمی ہو لیکن پھر اس سے نہ رہا گیا اس نے بڑھ کر پوچھ لیا کہ آپ چوہدری محمد بخش صاحب ہیں تو باباجی نے جواب دیا ہاں میں وہی ہوں اس پر حجام کا حوصلہ بڑھا اور اس نے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے؟ اس پر چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ ہاں میں بیٹھ رہتا ہوں پھر وہ نظر وں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرت صاحب باباجی کو اپنی نواسی (زوجہ محترمہ سیدنا مرشدنا) سے بہت پیار تھا۔ وصال کے بعد بھی کئی مرتبہ ان کی ظاہری زیارت کر چکی ہیں۔ بالخصوص اگر کوئی مسئلہ یا دشواری کبھی ان کو پیش آتی ہے تو وہ باباجی اکثر خواب میں اور کبھی بیداری میں بھی آ کر اس مسئلہ کا حل فرما جایا کرتے ہیں اور آپ کی راہبری فرما جاتے ہیں اور انہیں کے بتائے ہوئے طریقہ پر یہ عمل کر کے احسن طریقہ سے اپنے کام نبھالیتی ہیں۔ کس قدر مہربانی اور شفقت بزرگ بعد از وصال بھی فرماتے ہیں۔

ہمارے حضرت صاحب مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ کا معمول ہے کہ نماز مغرب کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مرشد پاک اور تمام امت محمدیہ کے ایصال ثواب کے لئے اور بالخصوص اپنے اسلاف کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت فرمایا کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ان کے مرحوم بھائی اپنے لواحقین کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ ”مجھے صرف فیصل آباد کی طرف سے ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا آتی ہے“ یہ ہمارے حضرت صاحب کے معمول اور اس عادت شریفہ کا نتیجہ ہے۔

عمرہ زیارات

جنوری 1991ء میں آپ عمرہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اس مبارک سفر سے متعلق فرماتے ہیں کہ ”یہ اگست 1990ء کی بات ہے کہ میں ایک محفل میلاد النبی ﷺ میں شریک تھا۔ میرے نزدیک ایک بزرگ بیٹھے تھے جو بیانا تھے وہ چشتی صابری سلسلہ سے متعلق تھے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر سوگھا اور فرمایا کہ آپ نقشبندی ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمانے لگے کہ آپ سے حضور سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خوشبو آ رہی ہے آپ کو ان سے عشق کی حد تک پیار ہے۔ کیا ہم آپ کو مدینہ شریف نہ بھیج دیں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور بھیجے اور مجھے کیا پیسے تو فرمانے لگے کہ انشاء اللہ چند روز کے اندر اندر سب بن جائے گا۔ بظاہر نہ میری کوئی تیاری تھی اور نہ ہی سر دست کوئی پروگرام تھا۔ لیکن اس بزرگ کے فرمان کا اثر تھا کہ ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ علی الصبح میرے مکان پر دستک ہوئی میں باہر نکلا تو ایک آدمی موجود تھا جس سے اس سے قبل میری تھوڑی سی شناسائی تھی۔ یہ رانا علی محمد صاحب تھے کہنے لگے کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانا اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں آپ اپنا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ دیدیں خرچ کی فکر نہ کریں میں آپ کا سارا خرچہ خود برداشت کروں گا۔ مجھے یہ بات اچھی تو نہ لگی کہ خرچہ رانا صاحب برداشت کریں لیکن دوسری طرف مدینہ پاک کی حاضری سے انکار بھی کیسے ممکن تھا۔ میں نے مطلوبہ کاغذات رانا صاحب کے حوالے کر دیئے۔ رانا صاحب اسلام آباد آ گئے ویزا وغیرہ اور ضروری کاغذات مکمل کرنے میں تین چار ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ ادھر عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا اور امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی طرف سے 15 جنوری 1991ء تک کے لئے مہلت دی گئی کہ وہ کویت کو خالی کر دے بصورت دیگر جنگ کے لئے تیار ہو جائے عراق اپنی افواج واپس بلانے پر تیار نہ تھا لہذا جنگ کے بادل اُٹھ آئے۔ سعودی عرب سے غیر ملکی باشندوں کا انخلاء شروع ہو گیا۔ اب حالت یہ تھی کہ سعودیہ میں مقیم پاکستانی جہاز بھر کر وطن واپس لوٹ رہے تھے اور ہم وہاں جانے کی تیاری میں مصروف تھے یکم جنوری 1991ء کو پی آئی اے کی فلائٹ سے ہمیں جانا تھا سیٹ بک ہو چکی تھی بعض دوست احباب نے مشورہ دیا کہ جنگ چھڑ جانے کی قوی امید کے پیش نظر ہم اپنا سفر ملتوی کر دیں اور حالات کے صحیح ہونے تک انتظار کریں میں نے کہا کہ موت سے ڈر کر مدینہ پاک کی حاضری کو التوا میں ڈال دینا دانشمندی نہیں یہ تو عشق کا امتحان ہے اور اگر وہاں کوئی خطرہ ٹالنے والے بھی تو موجود ہیں اگر کوئی غم ہے تو غم خوار بھی وہیں ہیں۔ آقا کی رحمت و وسیع ہے کالی کملی میں چھپا لیں گے تو پہنچ تو سہی۔

یہ نواز شیں یہ عنایتیں غم دو جہاں سے چھڑا دیا
غم مصطفیٰ ﷺ تیرا شکریہ مجھے مرنا جینا سکھا دیا

لوگ سعودیہ سے آرہے تھے اور ہم وہاں جا رہے تھے بڑی آسانی سے پی آئی اے میں سیٹ مل گئی یکم جنوری 1991ء کو

پروگرام کے مطابق ہم پی آئی اے کی فلائٹ سے روانہ ہو گئے۔ مکہ شریف پہنچے۔ الحمد للہ زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ عمرہ تو ادا کیا لیکن حرم پاک میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہوں کہ تم مدینے کے مسافر ہو لہذا مدینہ شریف چلے جاؤ۔ ایسا ہی ہوا ہم عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے روضہ رسول ﷺ پر حاضری نصیب ہوئی۔ سکون قلب ملا۔ اطمینان قلب ایسا ملا کہ جیسے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آغوش رحمت میں اس طرح سے چھپایا ہو کہ جس طرح ماں اپنے شیر خوار بچے کو اپنی گود میں لے لیتی ہے اور وہ دنیا و مافیہا سے بے گانہ و بے نیاز گہری نیند میں سوتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت میری تھی ایک رات تہجد کی نماز کے بعد باب جبرائیل کی جانب سے ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ روضہ اقدس کے پہرہ دار بھی سردی کے مارے چھپ گئے۔ ریاض الجنّت کی طرف چلے گئے آقا کے کرم کی بات ہے کہ ہمیں یہ سرد ہوا بھی گرم معتدل لگ رہی تھی۔ سردی کا ذرہ بھر احساس نہ تھا ہمیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تنہائی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مواءجہ شریف کے سامنے دل بھر کر زیارت کی یہ وقت ساری عمر یاد رہے گا۔ مدینہ شریف کی حاضری کے بعد واپس پھر مکہ مکرمہ آ گئے مدینہ شریف سے روانگی کا محبوب کے قدموں سے پچھڑتے وقت جودل پر گزری اس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں فرقت جس پر گزرے وہی جانے۔ بہر حال مجبوری تھی واپس آنا ہی تھا۔ بادل خواستہ مدینہ شریف سے روانہ ہوئے مکہ شریف پہنچے اب یہاں بھی سکون قلب نصیب ہوا گویا کہ بیت اللہ شریف بھی اب ہمیں کہہ رہا ہو کہ آؤ اب میرے مہمان بنو۔ جس ہستی کی خاطر تم نے یہ مبارک سفر کیا اس سے ملاقات ہو چکی۔ طواف کر رہے تھے کہ تیز بارش شروع ہو گئی۔ سبحان اللہ یہ سردیوں کی گرم بارش تھی تمام لوگ دوڑ کر برآمدوں میں چلے گئے رانا صاحب اور میں ہی کعبہ شریف کے پاس رہ گئے لوگوں کو سردی لگ رہی تھی ہمیں اس بارش میں لطف آ رہا تھا یہ سب کچھ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی نظر کرم تھی۔ حجر اسود کے بوسے لیکر نبی کریم ﷺ کی سنت ادا کی۔ ملتزم سے لپٹ کر بڑے سکون سے دعائیں مانگیں۔ میزاب رحمت سے گرنا ہوا پانی پینے کو ملا۔ حج یا عام حالات میں رش کی وجہ سے یہ نعمتیں کہاں نصیب ہوتی ہوگی اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے پندرہ جنوری 1991ء ہمارا سعودیہ میں آخری روز تھا اور یہی عراق کو دی گئی مہلت کا بھی آخر دن تھا اٹشک بار آنکھوں سے واپس روانہ ہوئے اور سعودیہ سے بیرون ملک جانے والا یہ طیارہ بھی آخری تھا کہ جس نے ہمیں کراچی پہنچایا اور اسی روز رات کو عراق۔ کویت جنگ چھڑ گئی تھی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آج کل حضرت پیر و مرشد دامت برکاتہ العالیہ گرین و یوکلونی فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ روزانہ شام عصر کی نماز کے بعد متعلقین، مریدین اور معتقدین کی خاصی تعداد آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتی ہے۔ نماز عصر تا مغرب محفل ذکر منعقد ہوتی ہے۔ نماز مغرب کی امامت حضرت صاحب خود فرماتے ہیں۔ پھر نعت شریف اور اس کے بعد حضرت صاحب ارشاد فرماتے ہیں یہ سلسلہ نماز عشاء تک جاری رہتا ہے۔ ہر جمعۃ المبارک کو ہفتہ وار محفل ذکر منعقد ہوتی ہے اور ہر قمری مہینہ کی آخری جمعرات ماہانہ محفل میلاد ہوتی ہے یہ آستانہ عالیہ کے پروگرام ہیں اور علاوہ

ازیں شہر فیصل آباد کے مختلف علاقوں میں ہفتہ وار محافل ذکر اور ماہانہ محفل میلاد منعقد ہوتی ہیں جن میں کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور حضرت صاحب اپنے مخصوص انداز میں حاضرین کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور فرماتے ہیں رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ قبول و منظور فرمائے اس پر آشوب دور میں یہ کسی جہاد سے کم نہیں۔

ارشادات

نحمدہ و نصلى رسولہ النبى الکریم و الحمد لله رب العلمین اعوز بالله من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ولوانہم از ظلمو انفسہم جائزک فاستغفر و اللہ لہم الرسول لوجد
واللہ تواہبا رحیما الصلوت و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ

حضرات سامعین :- حضور نبی کریم ﷺ کے بعد تصوف سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاری ہے ولایت کا قلمدار
حضرت علی کرم اللہ وجہ سے ہے ہجرت کے موقع پر جب تین یوم تک حضور سیدنا صدیق اکبرؓ نبی محتشم ﷺ کی خدمت
اقدس میں رہے حضور نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ صدیق کچھ مانگ لو آپ نے اور آپ کے اہل خاندان
نے میری بہت خدمت کی ہے میرا بہت ساتھ دیا ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ آقا مجھے کچھ طلب نہیں صرف
ایک طلب ہے کہ آپ کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں کہ صرف آپ کو ہی دیکھتا رہوں یہی میری تنہا ہے یہی میری
زندگی کا حاصل ہے۔ اجازت سے وہ تصور نبی کریم ﷺ میں ڈوب گئے حضور نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی تو سیدنا
صدیق اکبرؓ کا چہرہ اس رفاقت اور خواہش کی وجہ سے ایسا ہو گیا کہ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو لوگوں کو پہچان
مشکل ہو گئی کہ آقا کون ہے غلام کون ہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک پر اپنی چادر
سے سایہ کر دیا تا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ میں تو غلام ہوں میرے اور تمہارے آقا و مولا یہ ہیں حضرات یہ سبق دیا ہے
ہمیں ہمارے پیشوا حضرت صدیق اکبرؓ نے کہ دنیا میں صرف دو ہی مشغلہ رکھیں ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مل
جائیں آپ کی زیارت ہو جائے خواب میں ہو جائے تو پھر تنہا ہو کہ ظاہری زیارت سے وہ مشرف فرمائیں دوسرے یہ کہ
تمنا خواہش رکھنے کے باوجود اگر زیارت نہیں ہوئی تو پھر مسلسل یہ آرزو رہے کہ حضور اکرم ﷺ مل جائیں اگر کسی صورت
زندگی میں یہ آرزو پوری نہ بھی ہو تو یہی تمنا مرنے کے بعد قبر کو روشن کر دے گی دیدار مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ ہر آرزو و عہد
ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی مانگ لیں وہ ثمر آؤر نہیں ہوگا آپ یہ خواہش کریں کہ جنت مل جائے تو پھر آپ نے ترجیح
جنت کو دی ہے جنت والے سے منہ موڑ لیا ہے حدیث پاک میں ہے کہ دنیا میں جس قوم کی طرح رہو گے جس شخص یا قوم
کی مطابقت میں زندگی گزارو گے قیامت کے روز اس قوم کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ حشر نشر
چاہتے ہو تو پھر صدیقی مانگا کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں۔

حضرات ہر مضمون کا اپنا کورس ہوتا ہے فرس کا اپنا کورس ہوتا ہے ریاضی کا اپنا ہے لاء کا

اپنا ہے اکنائکس کا اپنا ہے کہ یہ کورس پڑھ کر یہ کورس مکمل کر کے ڈگری حاصل کرتے ہیں لیکن صحابیت کا کورس صرف دیدار
مصطفیٰ ﷺ ہے صرف دیدار مصطفیٰ ﷺ سے صحابیت کا کورس مکمل ہو جاتا ہے اور بندہ جنت کا حق دار ہو جاتا ہے ایک

شخص کا فر ہے۔ جھوٹا ہے۔ ہر برائی اس میں موجود ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کے دست اقدس پر بیعت کرتا ہے اسلام قبول کرتا ہے اور بغیر کسی عمل کئے ہوئے فوت ہو جاتا ہے وہ صحابی ہے اور سختی ہے ویسے بھی نبوت کے پہلے دس سال صرف دیدار مصطفیٰ ﷺ ہی عبادت تھی جو اس دوران مشرف بہ اسلام ہوئے وہ بھی صحابی فوت ہوئے انہوں نے صرف دیدار مصطفیٰ ﷺ ہی کیا اور یہی ان کی بخشش کا ذریعہ ہے نہ انہوں نے نماز پڑھی اور نہ روزہ رکھا نہ حج کیا نہ زکوٰۃ دی صحابی اعمال سے نہیں بلکہ زیارت نبی ﷺ سے بنتا ہے ایک صحابی کو خیال آیا کہ مومن مسلمان اور کافر کی جسمانی ساخت میں کوئی فرق نہیں لیکن مومن کو نزع کے وقت کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اس کی جان بڑی آسانی سے نکلتی ہے جبکہ کافر کی جان بہت مشکل سے نکلتی ہے مومن کی نزع میں آسانی اور کافر کی نزع میں سختی کیوں ہے حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا سورہ یوسف پڑھو کہ مصری عورتوں نے پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور انہیں کوئی درد محسوس نہیں ہوا کیونکہ اس وقت دیدار یوسف علیہ السلام میں مگن تھیں حسن یوسفی نے انہیں اتنا دھوکا دیا کہ انہیں خبر نہ ہوئی کہ وہ پھل کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ رہی ہیں نزع کے وقت مومن دیدار مصطفیٰ ﷺ میں مگن ہوتا ہے اسے نزع کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی قرآن و سنت کے بعد اولیاء کا فرمان قابل تقلید ہوتا ہے حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں ”اک دیدار مرشد دابا ہو مینوں لکھ کر وڑاں جہاں ہو“ ایک دفعہ مرشد کریم کا دیدار پیار محبت سے کر لینا کئی حج کے برابر ثواب عطا کرتا ہے کیونکہ اولیاء کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا چہرہ دیکھتے ہیں چہرہ انور کی قسم کھاتے ہیں شہر مکہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اس میں محبوب کے قدم لگتے ہیں جو شخص اس قسم کی حقیقت کو جانتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔

ایک جنگ سے آیا ہوا مال غنیمت حضور نبی کریم ﷺ تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک منافق بولا کہ یا رسول اللہ ﷺ انصاف کیجئے آقا نے جواب ارشاد فرمایا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کریگا حضرت عمرؓ بھی تشریف فرما تھے آپ نے اجازت چاہی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اجازت دیں تاکہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں لیکن رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اور فرمایا اے عمرؓ اس جیسے اور بہت پیدا ہوں گے قرآن پڑھیں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا ان کے دل

میں منافقت بھری ہوئی ہوگی جس کے باعث ان کے اعمال کام نہیں آئیں گے شکاری اگر گولی سے شکار کرتا ہے تو گولی کو کیا ملتا ہے صرف یہی کہ معمولی سا خون اس کے ساتھ لگا ہوتا ہے گوشت گولی کو نہیں ملتا ہے اس طرح منافق کو سارے اعمال سارے دین میں سے صرف معمولی خون کے برابر ہی ملتا ہے گوشت جو کہ شکار کا اصل مدعا ہوتا ہے وہ نہیں ملتا ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کے بغیر اعمال اکارت جائیں گے کچھ حاصل نہیں ہوگا منافق کے پاس اعمال بہت ہیں لیکن اس کا دل اس کا باطن عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہے اس لئے منافق کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مومنو اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو اگر تم گناہ کر بیٹھو تم میرے نبی کے در پر حاضر ہو جاؤ ان کو وسیلہ پڑو وہ تمہارے لئے بخشش

کی دعا کریں تو پھر میں توبہ قبول کرنے والا بخشے والا اور رحم کرنے والا ہوں صرف حضور نبی کریم ﷺ ہی وسیلہ ہیں دیکھو ناکہ گناہ تو کیا ہے STATE کا ملک کا یا کسی دیگر فرد کا لیکن جانیں حضور نبی کریم ﷺ کے در پر کیوں؟ اس لئے کہ وہ مالک ہیں ہم تو صرف Care taker ہیں۔ کس صحابی کو کچھ رقم کی ضرورت تھی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ضرورت بیان کی آپ ﷺ نے اسے حضرت عثمان غنیؓ کے پاس بھیج دیا صحابی جب حضرت عثمان غنیؓ کے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے سنا کہ حضرت عثمان غنیؓ اپنی زوجہ محترمہ سے ناراض ہو رہے ہیں کہ تم نے چراغ کی بتی اتنی اونچی کیوں کر رکھی ہے جبکہ تھوڑی روشنی سے بھی کام چل سکتا ہے وہ صحابی سوچنے لگے کہ یہ تو معمولی چراغ کی بتی اوپر کرنے سے ہی ناراض ہو رہے ہیں اتنی نجوی ہے تو مجھے کیا دیں گے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے بھیجا تھا اب حضرت عثمان غنیؓ سے ملاقات کئے بغیر واپس چلے جانا حضور ﷺ کی حکم عدولی تھی جو کہ گناہ کبیرہ ہے لہذا دروازہ کھٹکھٹایا حضرت عثمان غنیؓ باہر تشریف لائے تو صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام دیا حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے تمام خزانوں کے دروازے اس صحابی کے لئے کھول دیئے اور فرمایا کہ اپنی ضرورت کے مطابق لے لو وہ صحابی حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ حضرت صاحب گھر میں تو اتنی نجوی کہ چراغ کی بتی اوپر نہیں ہونے دیتے اور ادھر اتنی فیاضی کہ دروازے ہی کھول دیئے چوچا ہوں لے لوں حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا تیرے گھر میں جل رہا ہے اس کا حساب کتاب میں نے دینا ہے باقی رہا سارا مال تو یہ میرا نہیں یہ حضور نبی کریم ﷺ کی ملکیت ہے میں تو بس اس کا چوکیدار ہوں۔ آقا چاہیں جس کو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرمادیں میرے ذمہ اس کا حساب کتاب نہیں ہے لہذا گزارش ہے کہ آپ بھی اپنا سب کچھ حضور نبی کریم ﷺ کی ملکیت میں دیدیں تو قیامت کے روز حساب کتاب سے بچ جائیں گے چھوٹے شیطان اکٹھے ہوئے اور بولے یہ فائدہ کش کہ موت سے ڈرتے نہیں ذرا۔ تو ان کے آقا یعنی بڑے شیطان نے مشورہ دیا ان کے جسم سے روح محمد ﷺ نکال دو۔ قادیانی انگریز کی پیداوار ہے کہ ان کے جسم سے عظمت رسول ﷺ نکال دی ہے مسلمان میں دو ہی توصفات ہیں ایک جہاد اور دوسری محبت رسول اللہ ﷺ جس سے محبت رسول اللہ ﷺ نکل جائے تو وہ جہاد سے بھی گھبراتا ہے جس کے دل میں روح محمد ﷺ نہ ہو وہ خدمت اسلام بھی نہیں کر سکتا جب عظمت رسول ﷺ نکل جاتی ہے تو پھر وہ صفات رسول اللہ ﷺ کا بھی منکر ہو جاتا ہے صرف اعمال سے کچھ نہیں بننا عمل کرو یہ ضروری ہے لیکن عمل روح محمد ﷺ کو لیکر کرو اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا حضور نبی کریم ﷺ کا سنات کی روح ہیں نور والے کو دوزخ نہیں جلاتی بلکہ دوزخ خود نور والے سے ڈرتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ یا اللہ اس کو جلد جلد بل صراط سے گزاردے کہ میں اس کے نور سے ٹھنڈی ہو رہی ہوں فرشتے نورانی ہیں دوزخ میں بھی رہتے ہیں لیکن دوزخ انہیں جلاتی نہیں۔ جو شخص نبی کریم ﷺ کو نور مانتا ہے دوزخ اس سے پناہ مانگتی ہے قیامت کے روز ایسا واقعہ ہوگا کہ ایک ولی اللہ اپنے ہاتھ سے دوزخ میں سے اپنے مرید کو نکال لے گا اور اس کا ہاتھ نہیں جلے گا۔ حضرت عائشہؓ نے تور میں روٹی لگائی اور حضور کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آقا آپ بھی ایک روٹی تور میں لگا دیں تاکہ یہ سنت بن جائے آپ نے ایک روٹی بنائی اور تور میں لگا دی باقی تمام روٹیاں پک گئیں لیکن آقاؐ نے دو جہاں کی روٹی کچی رہی حضرت

عائشہؓ نے وجہ پوچھی تو آقاؐ نے فرمایا کہ اس آلے کو میرا ہاتھ لگ گیا ہے اسے آگ جلا نہیں سکتی ایک دعوت میں حضور نبی کریم ﷺ نے کھانا تناول فرمانے کے بعد دسترخوان سے ہاتھ مبارک پونچھ لئے میزبان نے وہ رومال جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا اور پھر باہر نکال لیا رومال جلا نہیں بلکہ اس پر جو آلودگی تھی وہ صاف ہو گئی صحابی فرماتے ہیں کہ رومال کو والی کائنات کا ہاتھ مبارک لگ چکا تھا اس لئے اس پر آگ حرام ہو گئی۔

تکبر سے بچو کہ جس دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا اپنے تمام اعمال اور اموال حضور نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دو تکبر نہیں آئے اپنی جان و مال کے مالک و مختار حضور نبی کریم ﷺ کو سمجھو تو تکبر سے بچے رہو گے درود شریف سے منافقت ختم ہو جاتی ہے منافقت سے بچو کہ یہ جہنم میں لے جاتی ہے ایمان کی ایک رتی بھی جنت میں داخلہ کے لئے کافی ہے مقرر کی تقریر اگر اچھی لگے اور اس میں ایک شخص بھی راہ ہدایت پا جائے تو مقرر اگر بے عمل بھی ہے تب بھی بخش دیا جاتا ہے اور سامعین کہ جن کو وہ تقریر اچھی لگتی ہے وہ اللہ کے بندے بن جاتے ہیں نیکی کی طرف ان کی رغبت ہو جاتی ہے برائی سے بچنا شروع کر دیتے ہیں نیک اعمال بجالاتے ہیں اور اعمال بد سے دور رہتے ہیں ہدایت پا جاتے ہیں جس مقرر کی تقریر سے یہ تبدیلی آتی ہے وہ بخش دیا جاتا ہے اللہ ہمیں صراط مستقیم پر رکھے دامن مصطفیٰ ﷺ سے ہماری وابستگی قائم رکھے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حضرت حاجی غلام محی الدین صاحب 12.6.95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوز بالله من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطینک الکوثر صدق اللہ و صدق لنبی الکریم الصلوۃ

والسلام علیک یا رسول للہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

سامعین حضرات:- مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت خذیمہؓ نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور صبح آ کر حضور ﷺ کو اپنی خواب بتائی اور حضور ﷺ نے کمال شفقت فرمائی۔ مسجد نبوی میں لیٹ گئے اور حضرت خذیمہؓ کو اجازت فرمائی کہ آؤ میری پیشانی پر بوسہ دے کر اپنی خواب کی تعبیر پوری کر لو کسی خوش بختی ہے حضرت خذیمہؓ کی کہ وہ امام الانبیاء ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں یہ وہی خذیمہؓ ہیں کہ جنہوں نے بن دیکھے یہ گواہی دی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہودی سے جانور خرید ا تھا تو رقم کی ادائیگی بھی کی تھی جس سے وہ یہودی انکار کر رہا تھا اس پر حضور ﷺ نے یہ انعام عطا فرما دیا تھا کہ حضرت خذیمہؓ کی اکیلی گواہی آئندہ کے لئے ہمیشہ دوسروں کے برابر تسلیم ہوگی۔ یہ تو پیشانی مبارک کی بات ہے معراج شریف کی رات حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے سو رہے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس سے پہلے تجربہ ہی نہ ہوا تھا اس لئے وہ حیران تھے کہ اب کیا کریں حضور نبی کریم ﷺ کے آرام میں خلل ڈالنا بے ادبی تھا اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ آپ کے حبیب ﷺ آرام فرما رہے ہیں اب کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جبرائیل علیہ السلام میرے حبیب ﷺ کے تلووں پر بوسہ دے کہ تیرے کا فوری ہونٹ میں نے بنائے ہی اس لئے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے تلوے مبارک پر بوسہ دیا کا فوری ہونٹک سے حضور ﷺ بیدار ہو گئے۔

ایک اونٹ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور آپ کو سجدہ کیا پھر عرضی کی یا رسول اللہ ﷺ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میرا مالک ابھی تک مجھ پر جوانی والا بوجھ ہی لادتا ہے جو مجھ سے اب اٹھایا نہیں جاتا اور کھانے کو بھی کم دیتا ہے جس سے میں لاغر و کمزور ہو گیا ہوں میری طاقت جواب دے رہی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کے مالک کو بلا کر اسے اونٹ کی شکایت سے مطلع کیا اور اسے اس پر بوجھ کم لادنے اور پیٹ بھر کر کھانا دینے کا حکم فرمایا اونٹ کے سجدہ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم انسان ہو کر نہیں کرتے ہمارا زیادہ حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان کیلئے روا نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر ایسا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔

ایک دوسرے موقع پر ایک گواہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا حضور سیدنا ابو بکر صدیقؓ موجود تھے آپ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسان ہو کر نہیں کرتے حالانکہ ہمارا زیادہ حق ہے کہ

آپ کو سجدہ کیا کریں لہذا آقا اجازت فرمادیں حضور نبی کریم ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی کہ انسان کے لئے یہ روانہ نہیں ہے کہ وہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر ایسا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔

حاجی صاحب نے نعت پڑھی اور اس میں یہ تاثر دیا ہے کہ ایک شخص عشق مصطفیٰ ﷺ میں مبتلا ہے اور مدینہ شریف کی طرف جا رہا ہے تاکہ وہ وہاں پہنچ کر اپنے مسیحا سے اپنی ”مرض“، عشق مصطفیٰ ﷺ کا علاج کروا سکے اور شفا حاصل کرے اور وہ اپنے آپ کو تسلی دے رہا ہے کہ اسے دل گہراؤ نہیں اب منزل قریب ہے بس مسیحا پہنچنے ہی والا ہے اور تجھے صحت ہو جائے گی یہ عجیب قسم کا تاثر حاجی صاحب نے نعت شریف کے حوالہ سے دیا ہے عشق مصطفیٰ ﷺ سے شفا طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیمار عشق مصطفیٰ ﷺ سے (اللہ معافی دے) نجات حاصل کرنا چاہتا ہے غم مصطفیٰ ﷺ سے نجات چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق مصطفیٰ ﷺ اور غم مصطفیٰ ﷺ نصیب کرے اور ہمیں اس بیماری سے کبھی شفا نہ ہو اگر عشق مصطفیٰ ﷺ دل میں نہ ہو یا یہ دل سے نکل جائے تو پھر باقی کیا رہ جائیگا۔ بس منافقت کفر اور شیطانیت رہ جائیگی اور اگر بندہ مومن ہے اور اللہ نہ کرے کہ اس کے دل سے عشق مصطفیٰ ﷺ یا غم مصطفیٰ ﷺ نکل جائے تو وہ ویسے ہی مرجاتا ہے صحت یاب نہیں ہوتا بلکہ مر ہی جاتا ہے وہ چلتا پھرتا مردہ ہوتا ہے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمان

نہ ہو عشق تو مرد مسلمان کافر و زندیق

اس لئے میری گزارش ہے کہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے کبھی شفا نہ مانگو۔ غم مصطفیٰ ﷺ سے کبھی شفا نہ مانگو کہ اس سے شفا نہیں ملتی بلکہ حقیقتاً روح کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری نہیں بلکہ رحمت ہی رحمت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت نصیب کرے۔ (آمین)

اب یہ ہے کہ عشق مصطفیٰ ﷺ آتا کس طرح سے ہے یہ نماز پڑھنے سے نہیں آتا روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے نہیں آتا حتیٰ کہ درود شریف پڑھنے سے بھی یہ نعمت حاصل نہیں ہوتی عشق مصطفیٰ ﷺ عشق والوں کے پاس بیٹھنے سے آتا ہے شیخ کامل کی نظر سے پیدا ہوتا ہے ولی کی محفل میں بیٹھنے سے نصیب ہوتا ہے منافق اور شیطان چونکہ اس نظر کے قائل نہیں اس لئے وہ ہمیشہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی نعمت سے محروم رہتے ہیں۔

ایک آدمی کا یہاں فیصل آباد میں چائے کا ہوٹل تھا اس کے علاوہ وہ عورتوں کا کار بار بھی کرتا تھا جس کو عرف عام میں ٹیکسی چلانا کہتے ہیں دریں اثناء اسے ایک لڑکی سے محبت ہی گئی اور اس نے چاہا کہ وہ اس سے شادی کر لے لیکن لڑکی نے بڑی ہتھارت سے رد کر دیا اور کہا کہ خود میرے پیسے پر پل رہا ہے تجھ سے شادی کیوں کر لوں اس آدمی نے اپنے کسی دوست سے بات کی تو اس نے مشورہ دیا کہ تعویذ پلا کر اسے رام کر لو وہ صاحب تعویذ لینے کے لئے میرے پیرومرشد حضرت سرکار گوجروی دامت برکاتہ العالیہ کے پاس چلا گیا حضرت صاحب اس وقت ارشادات فرما رہے تھے۔ وہاں یہ ان کی محفل میں چند منٹ ہی بیٹھا تھا کہ اس کو خیال آیا کہ وہ لڑکی جس سے وہ شادی کرنا چاہتا ہے

وہ تو فاحشہ عورت ہے، کجی ہے، ہرجائی ہے، گندی عورت ہے، چند منٹوں میں اس کے دل سے اس عورت کی محبت نکل گئی۔ میرے حضرت صاحب ارشادات سے فارغ ہوئے تو اس صاحب کی طرف توجہ فرمائی اور حاضری کا مقصد پوچھا تو اس نے عرض کیا حضرت صاحب آیا تو کسی اور مقصد سے تھا لیکن اب آپ مجھے مرید کر لیں میں اپنے ارادہ سے باز آیا حضرت صاحب نے بیعت فرمالیا ذکر سکھایا پھر وہ صاحب یہاں بڑے قبرستان والی مسجد میں ذکر کیا کرتے تھے مجھے بھی ذکر اسی نے سکھایا تھا اور وہ اس حالت تک پہنچ گیا تھا کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زیارت نصیب ہوگئی تھی اس کا جوان سال بیٹا اچانک دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہو گیا میں بھی وہاں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ باقی گھر والے بہت رو رہے ہیں کہرام مچا ہوا ہے ظاہر ہے جوان اور پھر اچانک موت تھی لیکن وہ صاحب نہ رو رہے ہیں نہ ہی کوئی زیادہ پریشانی ان کے چہرہ سے عیاں ہے میں سمجھا کہ ان کا دل پتھر ہو گیا ہے جیسا کہ عموماً ایسے موقعوں پر ہو جاتا ہے میں نے اسے کہا کہ آپ بھی ضرور تھوڑا رو لیں تاکہ غم ہکا ہو جائے یہ قدرتی امر ہے غمی کے موقعہ پر اگر آدمی کو رونانا آئے تو اکثر سکتی کہ حالت ہو جاتی ہے اور بعض اوقات موت بھی واقع ہو جاتی ہے میں حیران ہو گیا کہ جب مجھے اس نے بتایا کہ آپ کو میرے بیٹے کی لاش نظر آرہی ہے آپ رو رہے ہیں مجھے میرے غمو اور غمگسار حضور نبی کریم ﷺ نظر آرہے ہیں جو مجھے دلا سہ دے رہے ہیں مجھے اس دوست کی قسمت پر رشک آیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب فرمائے (آمین) یہ ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کی بیماری کیا آپ اس سے شفاء مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں تاقیامت بلکہ تاحشر اس بیماری میں مبتلا رکھے اور اس میں روز بروز شدت عطا فرمائے (آمین)

جنگ احد میں افواہ پھیل گئی کہ خدا نخواستہ حضور نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے ہیں ایک عورت کہ جو عشق مصطفیٰ ﷺ اپنے سینے میں رکھتی تھی دیوانہ وار بھاگتی ہوئی میدان جنگ کی طرف چلی جا رہی تھی ادھر سے صحابہ کرامؓ جو غازی تھے وہ واپس تشریف لا رہے تھے ایک صحابیؓ نے اس عورت کو دیکھا تو اسے خبر دی کہ تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے عورت نے کہا مجھے بھائی کی کوئی پرواہ نہیں مجھے بتاؤ حضور نبی کریم ﷺ تو خیریت سے ہیں آگے بڑھی تو ایک صحابیؓ نے اسے بتایا کہ بی بی تمہارا شوہر شہید ہو گیا ہے بی بی صاحبہ نے جواب دیا مجھے شوہر کی شہادت کی پرواہ نہیں مجھے یہ بتائیے کہ حضور ﷺ کیسے ہیں اور آگے بڑھ گئی ایک اور صحابیؓ نے خبر دی کہ بی بی جی آپ کا بیٹا شہید ہو گیا ہے اس عورت نے جواب دیا بیٹے کی شہادت کی پرواہ نہیں جس کی امانت تھی اس نے واپس لے لی مجھے صرف یہ بتائیے کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے اتنے میں اس نے دیکھا کہ نبی ﷺ صحابہ کرامؓ کے مابین تشریف فرما ہیں۔ مائی صاحبہ خوش ہو گئی اور فرمایا میرے غمو اور غمگسار موجود ہیں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے مجھے ان کے ہوتے ہوئے نہ بھائی کی شہادت کا غم ہے نہ شوہر کی شہادت کا فکر ہے نہ بیٹے کی جدائی کا کوئی غم ہے اگر ہے تو صرف غم مصطفیٰ ﷺ ہے کہ کہیں ان کو خدا نہ کرے کہیں چوٹ وغیرہ آئے یا کوئی تکلیف پہنچے۔

ایک آدمی اپنی نظر ٹٹ کر ان کے لئے ڈاکٹر کے پاس گیا ڈاکٹر نے اسے کہا کہ وہ سامنے لگے ہوئے

چارٹ پر لکھے ہوئے حروف پڑھو مریض نے کہا کہ چارٹ کہاں ہے ڈاکٹر نے وہ سامنے والی دیوار سے لٹک رہا ہے مریض نے پھر پوچھا دیوار کہاں ہے۔ ڈاکٹر سمجھ گیا وہ اسے باہر لے آیا اور سورج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دیکھو سامنے سورج ہے مریض نے پھر پوچھا کہ سورج کون سا تو ڈاکٹر نے کہا تم یکے اندھے ہو سورج نظام شمسی کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ روشن سیارہ ہے جسے وہ بھی نظر نہ آئے تو وہ پکا اندھا ہے قرآن حکیم سورج سے بھی زیادہ منور ہے اور تمام تر حضور نبی پاک ﷺ کی نعت پر مشتمل ہے اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو سِرَاجِ مُنِيرِ فرماتے ہیں نور کا مطلب روشنی منور کا معنی روشن لیکن منیر وہ ہے جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشن کرتا ہو روشنی کا منبع ہو صراطِ مستقیم دکھانے والا ہادی ہو لیکن آج بعض مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کی اس صفت کے انکاری ہیں بلکہ وہ آپ ﷺ کو نور ہی ماننے کو تیار نہیں جس طرح سے پکے اندھے کو سورج نظر نہیں آتا اسی طرح دیدہ کو حضور ﷺ نور نظر نہیں آتے ارشاد ربانی ہے وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ جو اس زندگی میں اندھا ہے وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی اٹھایا جائے گا اس اندھے پن سے مراد آنکھوں سے اندھا نہیں بلکہ یہ وہ اندھا ہے کہ جسے حضور نبی کریم ﷺ کی صفات نظر نہیں آتیں وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور اے میرے حبیب ﷺ تو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں۔ لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آتا جب تک عشقِ مصطفیٰ ﷺ نہیں تھا اس وقت تک حضور ﷺ کی صفات نظر آ نہیں سکتیں ابوجہل نے کہا کہ (نعوذ باللہ) اے محمد ﷺ میں نے تم سے زیادہ بد صورت نہیں دیکھا چونکہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ نہیں تھا اس لئے نور محمدی ﷺ کا مشاہدہ بھی نہیں کر سکتا تھا دوسری طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنم ہی نہیں یہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت سے مالا مال تھے نور محمدی ﷺ نظر آ گیا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَأَ بِعَبْدِهِ پاك ہے وہ ذات سیر کرائی جس نے اپنے بندے کو حضور نبی کریم ﷺ جسم کے ساتھ معراج کے سفر پر تشریف لے گئے اب چودہ سو سال گزرنے کے بعد کوئی کہتا ہے کہ معراج جسمانی نہیں تھی خواب میں ہوئی کوئی کہتا ہے کہ یہ صرف تصور تھا عجیب عجیب باتیں سننے میں آرہی ہیں جہاں تک تصور کی بات ہے یہ تو کس ونا کس کر سکتا ہے آپ ابھی اسی محفل میں بیٹھے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر کے تصور کریں کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہو رہے ہیں آپ کا گھر آپ کے سامنے ہوگا آپ کے والدین بیوی بچے گھر میں موجود ہیں اور جیسا آپ تصور کر لیں ویسے ہی نظر آئے گا۔ آپ تصور کریں کہ آپ کا بچہ صحن میں کھیل رہا ہے وہ ویسا ہی نظر آئے گا آپ تصور کر لیں کہ آپ کی والدہ کھانا پکا رہی ہے آپ کو اپنا باورچی خانہ نظر آئے گا اس میں برتن وغیرہ نظر آئیں گے۔ والدہ صاحبہ دگنی میں چچ بھاتی ہوئی نظر آئے گی والد صاحب چارپائی پر بیٹھے ہوئے یا لیٹے ہوئے جیسا بھی آپ تصور کریں گے تصور اس چیز کا ہوتا ہے جو پہلے دیکھی ہوئی ہوتی ہے جو پہلے سے دیکھا ہوا نہ ہو اس کا تصور نہیں کر سکتے یہ عام آدمی کی بات ہے حضور نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی واپسی پر جب آپ نے اس معجزہ کا اعلان فرمایا تو کفار نے بے شمار سوال کر ڈالے بیت المقدس کیسا ہے کتنے دروازے ہیں کتنے روشن دان ہیں کھڑکیاں کیسی ہیں کدھر کو ہیں

ہمارا قافلہ کہاں ہے کب پہنچے گا حضور نبی کریم ﷺ نے تمام جواب عطا فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ قافلہ کہاں ہے کب پہنچے گا اور جیسا آپ ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کفار نے بھی جسمانی معراج کا انکار کیا تھا سو وہ اب بھی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ معاف کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا عَظَمْنَاكَ الْكُوْثَرَ ہم نے اے پیارے محبوب آپ کو کوثر عطا فرمادی ہے ماضی کا صیغہ ہے کوثر عطا فرمادی گئی ہے وعدہ نہیں ہے کہ عطا فرمائیں گے یہ کہ عطا فرماتے ہیں نہیں نہیں بلکہ عطا فرمادی ہے اور فرمایا پیارے ہم نے تمہیں تمہاری مرضی عطا فرمادی ہے لیکن آج کا مسلمان کہتا ہے کہ حضور ﷺ کو کوئی اختیار نہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے وہ کوئی ملکیت نہیں رکھتے مالک واحد خدا کی ذات ہے نبی کے اختیار میں کچھ نہیں بس جب عشق مصطفیٰ ﷺ دل میں نہیں رہتا تو پھر اندر سے اس قسم کی بدو نکلتی ہے۔ منافقت نکلتی ہے، شیطانی نکتی ہے، اللہ تعالیٰ معافی دے اور ہم سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت واپس نہ لے عشق مصطفیٰ ﷺ سے شفا مانگنے والا اصل میں خباثت مانگتا ہے۔

حضور نبی محمد ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی کنیز حضرت فضہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس مبارک سفر کی بہت باتیں لوگوں کو بتائی ہیں آقا ہمیں ذرا یہ تو بتائیں کہ محبوب و محب میں جو راز و نیاز کی باتیں ہوں وہ کیا تھیں وہ راز و اسرار کیا ہے حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا بس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشے کے بہانے ڈھونڈ رہا ہے مثلاً کہ اگر (۱) دو آدمی ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور درود شریف پڑھیں تو اس سے پیشتر کہ وہ جدا ہوں وہ بخش دیے جاتے ہیں (۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے (۳) سوا فراد کا قاتل بھی اگر توبہ کی نیت سے کسی ولی کے در کی طرف جاتا ہے تو وہ اگر ولی کے در پر نہ بھی پہنچے اس کی نیت کی بنا پر بخش دیا جاتا ہے (۴) کسی شیخ کا مل کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے (۵) محفل میلاد میں جانے کی غرض سے گھر سے چلنے والا بخش دیا جاتا ہے (۶) محفل میلاد میں حاضر ہونیوالا خواہ کسی بھی غرض سے شرکت کرے بخش دیا جاتا ہے (۷) ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے (۸) ایک لمحہ بھر کسی ولی کامل کی صحبت میں بیٹھ جانا سو سال کی عبادت بے ریا سے افضل ہے (۹) نیکو کاروں کی صحبت انسان کو نیک بنا دیتی ہے (۱۰) سوکھیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی (۱۱) صدق دل سے کلمہ شریف پڑھنے والا جنت کا حقدار ہو جاتا ہے (۱۲) یتیم کے سر پر دست شفقت رکھنے والا جنت کا حقدار ہے (۱۳) محبت سے اپنے ماں باپ کا چہرہ دیکھنے والا حج کا ثواب پاتا ہے (۱۴) بزرگوں کا ادب کر نیوالا بخش دیا جاتا ہے (۱۵) اپنے مرشد کریم کا ایک دفعہ دیدار کرنا لکھ کر ورج کا ثواب دیتا ہے (۱۶) اپنے مرشد کریم کی زیارت کے لئے گھر سے نکلے تو اس کے ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدل دی جاتی ہے (۱۷) نیک اولاد جب پڑھ کر اپنے مردہ اجداد کو بخشے تو مردوں کو بخش دیا جاتا ہے (۱۸) صدقہ جاریہ علم نافع اور نیک اولاد بعد از مرگ بھی فائدہ دیتے ہیں (۱۹) ولی کی محبت دلوں کا تقویٰ ہے (۲۰) شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ کی نشانی ہے (۲۱) حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کرنے والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت لازم ہو جاتی ہے (۲۲) مدینہ پاک میں قیام کرنے والے کے لئے حضور ﷺ گواہ ہوں گے (۲۳) حجر اسود کو بوسہ دینے والے کی

شفاعت کے لئے حجر اسود بھی عرض کرے گا (۲۴) قرآن پاک کی تلاوت والے قاری اور حافظ کی سفارش خود قرآن پاک بھی کرے گا (۲۵) حافظ قرآن اپنے ساتھ ستر آدمیوں کو جنت میں لے جائے گا (۲۶) ایک لمحہ ولی کے پاس بیٹھ جانے سے دل کی ساری ٹیڑھ نکل جاتی ہے۔ (۲۷) نابالغ بچہ فوت ہو جائے تو قیامت کے روز اپنے والدین کے لئے شفیع ہوگا۔ بس اللہ تعالیٰ بہانہ مے جو یہ صرف بہانہ ہی چاہتا ہے وہ زیادہ مال اموال اور اعمال نہیں مانگتا بخشش کے لئے کوئی ایک بہانہ ہی کافی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ عشق مصطفیٰ ﷺ غم مصطفیٰ ﷺ نصیب فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش حاجی غلام محی الدین صاحب 1/5/95

نحمدہ نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوز بالله من
 الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله و ملکته یصلون علی النبی یا ایہا
 الذین امنو صلوا علیہ و سلمو تسلیما الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول الله و علی الک
 و اصحابک یا حبیب الله

حضرات سامعین :- ایک حسن و جمال کی پیکر عورت بازار سے گزر رہی تھی ایک نوجوان کی نظر اس پر جو بڑی تو وہ اس کے
 حسن پر فریفتہ ہو گیا۔ اس کی محبت میں دیوانہ ہو گیا لڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے حسینہ تو نے میرا دل موہ لیا
 ہے میں تیری محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں ”مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے اس لڑکی نے سنا تو یونہی ایک طرف کو اشارہ کرتے
 ہوئے کہا ”مجھ سے تو وہ زیادہ حسین ہے“ نوجوان نے فوراً دوسری طرف دیکھا لیکن ادھر تو کچھ نہ تھا واپس اسی لڑکی کی طرف
 فمڑا تو اس لڑکی نے زوردار طمانچہ رسید کیا اور کہا کہ میرا عاشق ہو کر پھر دوسری طرف کیا دیکھتا ہے۔ چل دور ہو جا۔ وہ
 نوجوان بہت شرمندہ ہوا اور اندامت سے سر کو جھکائے وہاں سے چلا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ اے میرے رب مجھے اپنا آپ دکھا جواب ملا مَا مَلَأَ لَیْسَ
 تَرَانِیْ مجھے نہیں دیکھ سکتا وَلَکِن اُنْظُرْ اِلَی النَّجْلِ اور اگر دیکھنا ہی چاہتا ہے تو پھر اس پہاڑ کی طرف دیکھو تو حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے پہاڑ کی طرف دیکھا فَلَمَّا نَظَلَ رَبُّہُ لِلْنَّجْلِ پس جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا جلوہ پھینکا اپنا نور چمکا
 یَا دَغَا وَ حَرَّ مُوسٰی صَبِغًا تو پہاڑ کو پاش پاش کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ طویل واقعہ
 ہے آمین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ستر آدمی جو ساتھ گئے تھے وہ مر گئے یہ نبی اور خداوند قدوس کا معاملہ ہے اس میں
 دخل اندازی زیب نہیں دیتی لیکن ایک واقعہ کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ اس میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گویا ایک
 قسم کی تنبیہ تھی کہ جب خواہش صرف اپنے رب کے دیدار کی ہے تو پھر پہاڑ کی طرف کیا دیکھتے ہیں جب تمنا اللہ تعالیٰ کے
 دیدار کی ہے تو پھر پہاڑ کی طرف کیا دیکھتے ہیں جب تمنا اللہ تعالیٰ کے دیدار ہی کی تھی تو پھر صرف اور صرف اس کی طرف
 نظر رکھنا چاہیے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذرا تفصیل سے قرآن مجید میں بیان ہوا ہے ان کے علاوہ اور بھی کئی
 انبیاء نے دیدار رب کی تمنا کی لیکن لَا تَنْظُرْ کُھُ الْاَبْصَارُ کہ کسی آنکھ کی ہمت اور طاقت نہیں کہ وہ ذات باری کو بے حجاب
 دیکھے ہاں ایک ہستی ایسی ہے کہ جسے یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا
 اور وہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ قرآن حکیم نے واقعہ معراج کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان
 فرمایا اور سیر حاصل تفصیل سے ارشاد فرمایا سبحان اللہ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی قسم ہے کہ جتنے
 ہوئے تارے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کہ جب وہ معراج میں تشریف لائے مَاصِلِّ صَاحِبِ جُحْمٍ وَ مَآ غَوٰی
 تمہارے صاحب نہ بکے نہ بے راہ چلے حضور نبی کریم ﷺ دیدار رب کے لئے تشریف لے گئے تھے تو صرف اپنے

مقصود و مطلوب کی طرف ہی دھیان رکھا کسی دوسری طرف توجہ نہیں فرمائی حتیٰ کہ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر پہنچے ثُمَّ ذَنَّا فَذُلَّی پھر وہ جلوہ قریب آیا اور خوب نزدیک ہوا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی پھر بندہ وہ مولا میں راز و نیاز کی باتیں ہونیں جو بھی ہوئیں تب کریمؐ نے اپنے حبیب ﷺ کو بتایا جو بھی بتایا یہ راز اور اسرار ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے مابین جو کسی دوسرے کو نہیں بتائے گئے حضور نبی کریم ﷺ نے بے حجاب اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے رب کریمؐ کا دیدار فرمایا اور مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اور آپ ﷺ کی چشم مبارک نہ کسی اور طرف پھری اور نہ ہی حد سے بڑھی اتنے قرب سے مشاہدہ حق فرمایا اور پورے انہماک اور توجہ سے صرف ذات باری تعالیٰ کے دیدار میں ہی غور ہے کسی دوسری طرف التفات نہیں فرمایا اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے حق تعالیٰ سبحانہ نے جب تک چاہا اپنے محبوب کو اپنا جلوہ دکھایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلوہ دیکھا تو انکی بینائی کا یہ حال ہوا کہ اندھیری رات میں بھی تیس میل کی مسافت سے ایک سوئی کو دیکھ سکتے تھے یہ صرف ایک تجلی کا اثر تھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے ظاہری آنکھوں سے دیدار رب کیا تو اس کا یہ اثر ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تَحْتَ الثَّرَىٰ سے لیکر عرش العلیٰ اور لامکاں تک ہر چیز میری نظروں کے سامنے ایسے ہے جیسے کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اور سفر معراج میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا قدم مبارک حضرت سیدنا سرکار غوث الاعظمؒ کے شانہ پر لگا تو اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ پوری کائنات میرے سامنے ایسے ہے کہ جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر سرسوں کا دانہ رکھا ہو واقعہ معراج سولہ ہزار سال یا اٹھارہ ہزار سال پر محیط ہے اس عرصہ میں لَقَدْ رَأٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں، محبوب کی آمد کے سلسلہ میں لوح و کرسی فرش و عرش افلاک و سماوات اور جنت سب کو سجایا گیا تھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ جب تشریف لے گئے اور ان تمام چیزوں کی طرف توجہ نہ فرمائی سیدھے بارگاہ رب العزت میں توجہ نہ فرمائی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تشریف آوری کے لئے اپنے آپ کو سجایا سنو! لیکن آپ نے ذرا بھی توجہ نہیں فرمائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے جنت تجھ میں رکھائی کیا ہے میرا ایک امتی جب صدق دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ تیرا حقدار بن جاتا ہے صرف اتنی تو تیری قیمت ہے جنت کے مشاہدہ کے لئے جنت میں تشریف لے گئے اور جنت کی نگران حور حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی تشریف آوری پر جنت کو سجایا حور و غلمان سجائے گئے جشن برپا کئے گئے آقا کوئی انعام عطا فرمائیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تجھے اپنا بلالؓ عطا کرتا ہوں تو اس حوروں کی سردار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا ہے کہ وہ سیاہ رنگت والا وحشی اشکل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اسے ایسا سمجھتی ہے میں نے تو ابھی جا کر اس سے پوچھنا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہیں قبول بھی کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے آپ نے جنت کا مشاہدہ بھی فرمایا اور دوزخ کی طرف بھی دیکھا تو خداوند قدوس سے عرض کیا کہ اے اللہ میری امت میں سے کسی بھی شخص کو دوزخ میں نہ ڈالنا تیری مہربانی ہے تو رحم فرما نا اور میری امت کو عذاب نار سے نجات عطا فرما نا اور اگر کسی صورت ایسا نہ ہو سکے تو پھر

مجھے بھی میری امت کے ساتھ ہی دوزخ میں ڈال دینا کہ مجھ سے یہ نہ دیکھا جاسکے گا کہ میرا کوئی امتی دوزخ کی آگ میں جل رہا ہے اور میں جنت میں چلا جاؤں سبحان اللہ ایسا کریم اور ایسا رحیم آقا ہمیں ملا ہے کہ ان کی احسان مندی کا صلہ ممکن ہی نہیں کہ ہم دے سکیں صرف یہی نہیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کے گناہ اور برے اعمال سب میرے پلے میں ڈال دے اور انہیں اس کے بدلے میں نیکیاں عطا فرما کر جنت الفردوس میں داخل فرما دے کس قدر غمخواری اور غم گساری ہے کتنا خیال ہے اپنی امت کا پھر وصال شریف کے وقت بھی جب نزع کا عالم طاری ہوا تو عرض کیا یا اللہ نزع کی تکلیف جو میری امت کو ہونا ہے۔ وہ ساری مجھے ہی دے دے اور میری امت کو نزع کی تکلیف سے نجات دے دینا اللہ تعالیٰ معافی دے روز قیامت جب بہت سے لوگوں کو جہنم کا حکم ہو جائے گا تو حضور نبی کریم ﷺ ان کے شفیع بن کر تشریف لائیں گے شفیع المذنبین کی صفت سے ظاہر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کا امتیوں کے لئے بخشش طلب فرمائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا اللہ ان کو معاف کر دے تو معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور ان کو میرے ساتھ جنت میں داخل فرما دے اور اگر یہ بخشش کے قابل نہیں ہیں تو مجھے بھی ان کے ساتھ جہنم میں جانے کی اجازت دیدے سبحان اللہ گنہگار امت کا آقا ایسا کریم ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش مارے گی اور امت محمدیہ ﷺ کو اپنے آقا کی معیت میں جنت کا حکم مل جائے گا۔

معراج النبی ﷺ کا اصل مقصد اور مدعا تو صرف اور صرف دیدار رب العزت ہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے علاوہ کسی کو عطا نہیں فرمایا باقی تمام نوازشیں رحمتیں اور برکتیں اس واقعہ کے صلہ میں عطا ہو گئیں۔

مکہ مکرمہ میں ایک عیسائی مقیم تھا اس کی نوکرانی کو بہت تیز بخار تھا جسے اس نے گندم کا آٹا پیس کر لانے کا حکم دیا تھا وہ بے چاری تیز بخار کی حالت میں بھی گندم پیس کر گٹھری سر پر رکھے اور یہی تھی چل نہیں سکتی تھی گر پڑی کبھی بیٹھ جاتی کبھی پھراٹھ کر چلنے کی کوشش کرتی ادھر بخار کی وجہ سے ٹنڈا حال ادھر دیر ہو جانے کی وجہ سے چابک سے مار پڑنے کا ڈر۔ شدت بخار اور پھراؤ پر سے ڈنڈے سے مار پیٹ کا خوف بالکل بے بس مرنے جیسی ہوئی تھی کہ رحمت اللعلمین ﷺ کا ادھر سے گزر رہا آپ نے خادمہ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے پوچھا کہ کون ہے اور کیا ارادہ ہے خادمہ نے سارا ماجرہ عرض کر دیا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی گٹھری خود اٹھالی اور اس کے آگے آگے چل دے وہ کہنے لگی مجھ سے اتنا تیز چلا نہیں جاتا تو ازراہ مہربانی حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دامن اس عورت کے ہاتھ میں دے دیا کہ ذرا تیز چل سکے عیسائی کے مکان پر پہنچے دستک دی عیسائی باہر آیا تو آپ نے اس خادمہ کی مجبوری بتائی اور اس پر رحم کرنے کو فرمایا عیسائی فوراً بولا کیا آپ کو رات معراج ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھتھے کیسے معلوم ہے اس نے عرض کیا ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی آخر الزماں کو جس رات معراج ہوگی اسی صبح کو ایک عیسائی کی خادمہ کا بوجھ اٹھائے وہ اس کے ساتھ اس کے مالک کے دروازے تک آئے گا آپ نے اس کے اس قول کی تصدیق فرمائی تو عیسائی نے عرض کیا مجھے مسلمان کر لیجئے میں آپ کی نبوت پر ایمان لاتا ہوں اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

ہمارے اس برصغیر میں یعنی شاہد موجود ہیں کہ جب کسی ہندو کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور اس کی جان نہ نکلتی ہو تو دوسرے اس کے ہم مذہب ساتھی اسے بتاتے ہیں کہ اس جان کنی کی تکلیف سے بچنے کے لئے کہہ دو جو ہم نہیں کہتے تو وہ ہندو مکلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہہ دیتا ہے جس سے اس کی جان بآسانی نکل جاتی ہے ساری عمر تو اس کو تسلیم نہیں کرتا جب جان بچھن جاتی ہے تو پھر مکلمہ شریف پڑھ لینے سے ہی آسانی پیدا ہوتی ہے۔

ایسے محسن آقا کی یاد اور ذکر عین عبادت ہے اللہ اللہ تو شیطان بھی بہت کرتا ہے کئی رکعت کی نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی بڑی بڑی قوی دلیل پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ سب قبول نہیں کیونکہ اس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بہترین صورت نعت شریف اور درود شریف ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہر وقت حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو بھی حکم ربی ہے کہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں درود شریف کا کوئی وقت متعین نہیں ہر وقت قبول ہے وضو ہو تو بہتر ورنہ بے وضو بھی درود شریف قبول ہے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں لیکن اس میں درود شریف نہ ہو تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا کے اول اور آخر درود شریف پڑھا جائے تو یہ اس کے پر بن جاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت شیت علیہ السلام کو ذکر مصطفیٰ ﷺ کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ جب تک ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو کوئی عمل قبول نہیں ہے لہذا ذکر مصطفیٰ ﷺ کو لازم پکڑو محافل ذکر کا انعقاد کرو نعت خوانی کرو کہ نعت خوانی بھی قابل قبول ہے۔ قبر میں نعت خوانی سے ہی جنت کی کھڑکی کھلتی ہے پہچان نبی ﷺ بھی نعت خوانی سے آتی ہے موت کے بعد ایک آدمی سے سوال ہوگا کہ تو دنیا میں کیا کرتا تھا جواب دے گا کہ یا اللہ میں تیرے حبیب پاک ﷺ کا ذکر کیا کرتا تھا ان کی تعریف و توصیف کیا کرتا تھا۔ نعت پڑھا کرتا تھا۔ حکم ہوگا کہ آج بھی اسی طرح ممبر پر بیٹھ جا اور میرے نبی کی تعریف کرتا جا حضرت حسان بن ثابتؓ کو حضور نبی کریم ﷺ نے ممبر شریف پر بٹھایا اور خود نیچے نعت شریف فرما ہوئے اور ان سے نعت شریف سنی حضرت علامہ بوصریؒ کو قصیدہ شریف لکھنے کے صلہ میں چادر عنایت فرمائی اور ان کے جسم پر ہاتھ مبارک پھیر کر انہیں بیماری سے شفا عطا فرمائی نعت حضور نبی کریم ﷺ کو بہت پسند ہے آج بھی اہل بصیرت احباب موجود ہیں جن کو دربار مصطفیٰ ﷺ کی حاضری کا شرف حاصل ہے اور وہ نعت شریف کے مقام کو پہچانتے ہیں حضور ﷺ کی محافل میں پہنچ کر نعت شریف سنتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے (آمین)

وما علینا الا لبلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 8.2.95

نحمد و نصلى على رسوله الكريم والحمد لله رب العالمين اعز و بالله من الشيطان الرجيم بسم
 الله الرحمن الرحيم الا ان اولياء الله لا خوف عليهم و لا هم يحزنون صدق الله و صدق النبي
 الكريم الصلوة و السلام عليك يا سيدى يا رسول الله و على آلك و اصحابك يا سيدى يا
 حبيب الله

حضرات سامعین :- یہ مبارک صاحب نے ہندی میں منقبت پڑھی ہے اس میں مرید کی ایک التجا ہے
 فرماتے ہیں کہ

اپنے پیا کے میں کس گن بھاؤں
 لاج کی ماری ڈب ڈب جاؤں
 تم ہی جتن کرو ہے ری سجنیا
 آچھی لگوں میں ساجن کو

اپنے مرشد کو میں کس طرح سے اچھی لگوں میں تو لاج کے مارے ڈب مر رہی ہوں کہ میں تو اس کے
 قابل نہیں ہوں تو اے سکھو اے میری سہیلیو تم میری کچھ مدد کرو کہ میں اپنے پیا کو اچھی لگنے لگوں بہر حال کوشش کرنی
 چاہیے کہ ہم اپنے مرشد کریم کو اچھے لگیں سب سے پہلے ایک چیز تو یہ ہے کہ ہم سائیں بابا کے کرم کی بات کرتے ہیں۔ ان
 کی طرز کی بات کرتے ہیں۔ ان کی سنت کی بات کرتے ہیں۔ سندھ میں ایک پیر صاحب تشریف لائے ان کو ملنے کے
 لئے مسلمان بھی جمع ہو گئے ہندو بھی جمع ہو گئے یہ تقسیم برصغیر سے پہلے کی بات ہے ہمارے دادا مرشد اس وقت سکول ٹیچر
 تھے تو وہ بھی اس گوٹھ (گاؤں) میں تشریف لے گئے ایک ہندو بحث کر رہا ہے اس پیر صاحب سے کہ آپ اپنے اللہ تعالیٰ
 کو کیسے راضی کرتے ہیں جیسے یہ نعت خوان فرما رہے ہیں کہ میں اپنے پیر کو کیسے راضی کر لوں تو وہ ہندو کہہ رہا ہے کہ تم اللہ کو
 کیسے راضی کرتے ہو وہ تو دیکھا نہیں جاسکتا نظر نہیں آتا۔ یٰؤمِنُوْا بِالْغَيْبِ تم تو ویسے بھی غیب پر ایمان رکھتے ہو جب وہ
 غائب ہے تو پھر اس کو کس طرح راضی کرتے ہو تو پیر صاحب نے فرمایا یہ بڑا آسان ہے ہم اپنے نبی کریم ﷺ کو راضی
 کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے تو وہ ہندو کہنے لگا کہ آپ اپنے نبی کریم ﷺ کو کیسے راضی کرتے ہو تو پیر صاحب
 نے فرمایا کہ جو شخص پیر صاحب کا کہنا مانے اس سے پیر صاحب راضی ہو جاتے ہیں پیر صاحب فرمائیں کہ ذکر کرو اور
 مرید دوسرے چوتھے بیٹنے آجائے اور کہے او ہو کون سا ذکر ہے؟ کس نے ذکر کرنا تھا؟ کس طرح سے ذکر کرنا ہے؟ کیا
 درود شریف آتا ہے؟ جی نہیں نہیں وہ تو میں نے ابھی پڑھنا شروع نہیں کیا کون سا درود شریف پڑھنا ہے۔ درود شریف
 ابراہیمی پڑھنا ہے کہ کوئی دوسرا یا تیسرا اس طرح پیر صاحب راضی نہیں ہوتے خواہ آتے ہوئے مٹھائی کے ڈبے بھی ساتھ
 لے آئیں پھل فروٹ بھی لے آئیں کپڑا لے آئیں یا کوئی اور چیز لے آئیں پیری فقیری کا مقصد پھل کھانا نہیں ہے یہ تو

آپ جان بوجھ کر بھینس کو ونڈا کھلا رہے ہو جو بغیر اس کے بھی دودھ دے رہی ہے یہاں کوئی زمیندار بیٹھا ہے تو بتائے کہ بھینس کو یہ ونڈا کیوں دیتے ہو بھاڑا بھینس کو کیوں دیتے ہیں آپ ہی بتائیے ذرا بھینس اگر دودھ نہ دے ضرر کر جائے اچھلتی کودتی رہے دودھ نہ دوئے دے تو آجکل تو ٹیکہ ہے ٹیکہ لگا دیتے ہیں تو اس کے تھنوں میں دودھ آ جاتا ہے اور آرام سے کھڑی ہو جاتی ہے آپ دودھ نکال لیتے ہیں جب ٹیکہ نہیں تھا تو بھینس کے آگے بھاڑا ڈالتے تھے کہ اس کے لالچ سے دودھ دیدے پیر صاحب تو بنے ہی دودھ دینے کے لئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ذکر کرو اور تم اسے بھاڑا دیدیتے ہو وہ فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھو اور تم اسے بھاڑا ڈال دیتے ہو پہلی تو عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے میں نہیں کہتا کہ میں سارے عمل کرتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ جو میرے پیر و مرشد فرمائیں میں اس پر عمل کروں اصل میں پیری مریدی تو صرف حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے کی بات ہے ہم اپنی مرض ٹھیک کراتے ہیں ہم اپنی کوئی غرض پوری کراتے ہیں جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں یہ پیری فقیری کا بنیادی مقصد نہیں۔ پیری فقیری اس لئے ہے کہ بندہ مخلص ہو جائے سچے دل والا ہو جائے نبی پاک ﷺ سے محبت ہو جائے اور ان کی زیارت ہو جائے پیر کا اور کوئی کام نہیں۔

کرامت سے فائدہ اٹھانا تو ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے سر میں درد ہے پیر صاحب دم کریں گے تو آرام آ جائے گا بیٹا نہیں ہے تو پیر صاحب دعا کریں گے تو بیٹا ہو جائیگا کوئی مقدمہ ہے تو دعا کریں گے تو مقدمہ حل ہو جائے گا اور کوئی اس قسم کی اغراض ہیں وہ پوری ہو جائیں گی اسلام کا مقصد سر درد کو ٹھیک کرنا نہیں وہ دیکھو جی اس کو جن نے پکڑ لیا ہے اس کو اٹھا ہو گیا ہے اس کو دن میں تارے نظر آتے ہیں رات کو اندھیری نظر آتی ہے یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے۔ یہ امراض ہیں یہ اغراض ہیں میں مانتا ہوں کہ ٹھیک ہیں لیکن پیر فقیر اس لئے نہیں بنے بلکہ پیر فقیر تو آپ کو حضور نبی کریم ﷺ سے ملانے کے لئے بنے ہیں

پیر کامل سے بردبا مصطفیٰ ﷺ

اپنا نصب العین ٹھیک رکھو نصب العین تیرا اور میرا یہ ہو کہ نبی پاک ﷺ سے ملا جائے سر درد ٹھیک ہو یا نہ ہو اس کے لئے اسپر و جو ہے وہ کھالیں گے ڈسپرن کھالیں گے پیرا سینا مول کھالیں گے پیر صاحب کی کرامت سے فائدہ اٹھاؤ ضرور اٹھاؤ لیکن یہ ایک بائی پراڈکٹ ہے یہ اصل مقصد نہیں ہے اصل مقصد مثلاً گندم کی فصل توڑی کے لئے بوٹے ہیں یا دانے لینے کے لئے

بوٹے ہیں اگر توڑی کے لئے فصل بوٹے جاؤ تو پھر بات نہیں بنے گی اصل تو دانے کے لئے گندم کی فصل بوئیں گے اس طرح پیری فقیری کا اصل مقصد حضور نبی پاک ﷺ سے ملنا ہے۔

پیر کامل سے بردبا مصطفیٰ ﷺ

بمصطفیٰ ﷺ براساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

یہ علامہ اقبالؒ کا مذہب ہے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں تک پہنچو یہ دین ہے باقی چھوڑو سب کچھ کہ فضول ہے اگر

باونہ رسید ی تمام بلوئی است

اگر وہاں تک نہ پہنچے تو پھر ابولہب کے دین پر پہنچ جاؤ گے اس کے قدموں میں اس کے گھر میں وہاں پہنچو گے اتنی اہمیت کی یہ بات ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ پیر صاحب فرمائیں وہ کرو ہمارے سائیں بابا رویا کرتے تھے گر یہ کرتے تھے کہ جی فلاں آدمی ست ہو گئے ہیں اور فلاں آدمی ست ہو گئے ہیں فرماتے ہیں کہ میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی پکھری میں گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تیرے فلاں فلاں مرید ست ہو گئے ہیں تو کس لئے پیر بنا ہوا ہے تو سائیں بابا رور ہے ہیں اس لئے نہیں رور ہے ہیں کہ کسی کا سر در ڈھیک نہیں ہوا بلکہ اس لئے رور ہے ہیں کہ تو پیر صاحب کی بات پر چل کر جناب غوث الاعظمؒ کی پکھری میں جانے والا نہیں بن سکا سائیں بابا فرماتے ہیں کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے اپنی پکھری میں مجھے آگے بیٹھنے نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ تم پیچھے ہو کر بیٹھو کہ تمہارے فلاں فلاں مرید کی داڑھی چھوٹی ہو گئی ہے فلاں کی تہجد ختم ہو گئی ہے فلاں کا ذکر ختم ہو گیا ہے فلاں کا تم ختم ہو گیا ہے اب تو آگے کس لئے بیٹھتا ہے تیرا کام ان کی اصلاح تھا اگر تو اپنے مریدوں کی اصلاح نہیں کر سکا تو پھر تم میرے نزدیک نہیں ہو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم تب ہی ہوتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے لائق بن جائیں یہ پہلا مقصد ہے اور اس کے لئے پھر بات وہیں پہ آتی ہے کہ ہندو نے پوچھا کہ آپ مرشد کریم کو کیسے راضی کرتے ہیں تو فرمایا کہ مرشد کا دیا ہوا سبق پکاؤ اور آتے جاتے رہو پیر صاحب کو بھاڑ ڈالنے کی ضرورت نہیں بھاڑے پراگر بھینس کو ڈال دو گے تو پھر وہ اپنے کئے کو بھی قریب نہیں آنے دے گی بھاڑے پراگر کوئی بھینس بل جاتی ہے تو پھر وہ صرف بھاڑے پر ہی دودھ دیتی ہے اور کسی دوسری چیز کو نہیں مانتی خدا کے لئے پیر کو بھاڑے پر نہ ڈالو یہ بہت خراب چیز ہے پھر پیر صاحب یہ انتظار فرمائیں کہ یار تو قمیص نہیں لائے بھی سوٹ لیکر نہیں آیا تو آم لیکر نہیں آیا تو فلاں چیز لیکر نہیں آیا تو آپ پیر صاحب کو کیوں بھاڑے پر ڈالتے ہیں اگر وہ بغیر بھاڑے کے دودھ دیتا ہے تو لئے جاؤ ہم جان بوجھ کر پیر صاحب کو بھاڑے پر ڈالتے ہیں اللہ معافی دے پیر صاحب مانگنے کے لئے نہیں بنا کہ وہ فقیر کی طرح مانگنا شروع کر دے پیر صاحب اپنا STANDRAD OF LIVING بلند کرنے کے لئے نہیں بنا کہ اس کے دروازے پر پردے CURTAIN لٹک جائیں۔ کمروں میں دریاں بچھ جائیں اسکے اصطل میں گھوڑے باندھ ہو جائیں گھوڑے باندھنے کے لئے جو کھلے ہیں وہ سونے کے بن جائیں تو ایسا پیر صاحب بننے سے کیا فائدہ ملا حضور نبی کریم ﷺ کو کیا خوشی ہوئی ہاں نبی پاک ﷺ کو خوشی ہوتی ہے کہ جب امت کے صبح وشام اعمال آپ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں نیک اعمال پر حضور نبی کریم ﷺ خوش ہوتے ہیں بھاڑ ڈالنے سے خوش نہیں ہوتے۔

تمام انبیاء کرام جو تشریف لائے اور تبلیغ فرمائی تو ہر ایک نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اپنی تبلیغ کے لئے تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا حضور نبی کریم ﷺ نے بھی یہی فرمایا قرآن مجید میں ہے کہ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ اے میرے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قرابت داروں کی محبت

سے بس حضور نبی کریم ﷺ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم ہدایت پا جاؤ خداوند تعالیٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَہٗ عِبَادَتُکُمْ۔ نیک اعمال کرو۔ بری باتوں سے باز رہو اگر ایسا ہوا تو بخش دیے جاؤ گے اور پھر یہ خوش خبری بھی دی کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمْ اللّٰہُ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے تو پھر میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا یہ ایک آسان نسخہ آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ جس نے میرے رسول ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی کسی قسم کے وندے کی یا بھاڑے کی ضرورت نہیں بس وَمَا تَأْتِیْکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَیْکُمْ عَنْہُ فَانْتَهُوْا جو میرا رسول تمہیں دیدے وہ لے لو جس سے منع فرمانے منع ہو جاؤ۔

جتنی درگاہیں تباہ ہوئی ہیں وہ سب بھاڑے ڈالنے کی وجہ سے ہوئی ہیں سائیں بابا کو آپ کے پیر صاحب نے فرمایا کہ آتے جاتے رہو پیر صاحب کے پاس تو حضرت سائیں بابا نے گھر جانا ہی چھوڑ دیا مرید ہو گئے تو گھر جانا ہی چھوڑ دیا پھر آج وہ ہستی ہیں کہ ہزاروں ان کی وجہ سے کامل بنے ہوئے ہیں سائیں بابا کے پیر صاحب سائیں پیر محمد اشرف صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے حاجی غلام محی الدین صاحب کی پیشانی پر چنگلی کی تو میں یہ نہیں بتاتا کہ حاجی غلام محی الدین صاحب کو کیا فرق آیا بلکہ یہ بتاتا ہوں کہ ایک آدمی کی ٹانگ ان کے جسم سے چھوٹی چنگلی حاجی غلام محی الدین صاحب کی لی اور ان کے لطائف درست فرمائے۔ لطائف روشن کردئے بس سمجھو کہ سوچ آں SWITCH ON کر دیا تو ہوا آدمی جس کی ٹانگ انکی ٹانگ سے چھوٹی تھی وہ کہتا ہے کہ تین روز تک کائنات کی ہر چیز میری آنکھوں کے سامنے روشن رہی اور حاجی صاحب نے خدمت کیا کی ہے صرف یہ کہ ان کی دہلیز پر بوسہ دیا ہے انکے پیاروں کی دہلیز پر بوسہ دیا ہے اور کوئی شے نہیں کی تو یہ ادب ہے بس سبق یاد کرنا ہے اگر سبق یاد نہ کیا تو آپ اور میں بھی ہم سارے رکاوٹ بن جاتے ہیں دوسرے مریدین کے لئے! اوہ۔ یہ مرید چھ سال یا آٹھ سال سے بیٹھا جیب کتر رہا ہے! اوہ۔ یہ فلاں مرید ایسا ہے کہ جسے کچھ بھی نہیں آتا یہ حال دیکھ کر نیا آنے والا کہے گا کہ وہاں کیا لینے جانا ہے اگر پہلے مریدین کو کچھ حاصل نہیں ہوا ہے تو مجھے کیا ملے گا اگر کوئی یہ کہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بکھری میں ہوں تو دوسروں کو بھی شوق آتا ہے کہ ہم بھی وہاں پہنچ جائیں تو حضرات ایسی مثال بنو کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کا مشن پورا ہو حضور نبی کریم ﷺ تو ہر چیز کے لئے ہیں لیکن سر درد کیلئے دوائی جو موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہارے اخلاق ٹھیک ہو جائیں آپ ﷺ تکمیل اخلاق کے لئے آئے ہیں اگر ہم آپ ﷺ کے مشن سے کوئی چیز دوائی شفاء وغیرہ اخذ کر لیں کچھ اور اخذ کر لیں پیسے بٹورنے کا طریقہ نکال لیں لنگر بازی کر لیں زیادہ لنگر لگانا بھی سلسلہ کے لئے درست نہیں ہے ورنہ پھر وہ لنگر چل جاتا ہے روحانیت پیچھے رہ جاتی ہے تو عرض یہ ہے کہ جناب والا ادب کریں دوسری بات یہ ہے کہ پیر صاحب کو کس طرح دیکھا جائے ان کی زیارت کس طرح کی جائے کیا چیز کریں تو زیارت نصیب ہوتی ہے پیر صاحب کا اصل چہرہ کب نصیب ہوتا ہے ایک چہرہ تو پیر صاحب کا یہ ہے جو ظاہر نظر آتا ہے اس کے

علاوہ ان کا ایک چہرہ اور بھی ہے پیر صاحب کے کئی چہرے ہیں نبی پاک ﷺ کے کئی چہرے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار چہرے کی کیفیات ہیں نور علی نور پھر اس سے نور اس نور لیکن اسے دیکھنے کے لئے ادب چاہیے خلوص چاہئے کیا ابو جہل کو کبھی حضور نبی کریم ﷺ نظر آئے ہیں نہیں نظر آئے وَتَرَىٰ نَضْرُوْنَ الْيَاكُ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اے میرے حبیب ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آتا ابو جہل آپ کے سامنے آنکھیں تو کھول سکتا ہے لیکن آپ کو دیکھ نہیں سکتا۔ کہ اس کے دل میں تیری عظمت نہیں ہے۔ دوسری طرف حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اتنے حسین ہیں کہ میں نے کبھی اتنا حسین دیکھا ہی نہیں۔ حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ ایسا حسین کسی ماں کسی ماں نے جنمائی نہیں ہے۔ ہر عیب سے پاک منزہ ہر عیب اور ہر نقص سے۔ اسی کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے۔ شروع میں بہت عداوت تھی کہ والد محترم کے بہت چہیتے ہیں۔ بھائیوں نے آپ کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ کنوئیں سے نکل کر آپ پھر تشریف لے گئے۔ مصر پہنچ کر وہ بادشاہ بن گئے۔ ادھر بھائیوں کے لیے اناج ختم ہو گیا وہ پھر مصر میں اناج لینے گئے وہاں پتہ چلا کہ یہ تو ہمارا بھائی ہے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تہجد کر دیا وہ تعظیمی سجدہ جس وقت کیا اب تو وہ بھی منسوخ ہو چکا ہے۔ سجدہ تعظیمی کر کے جب اٹھے تو یوسف علیہ السلام اتنے حسین، اتنے حسین، اتنے حسین نظر آئے کہ وہ حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ بھائی صاحب تو پہلے کیا تھا اب کیا ہو گیا ہے۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہو گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلے بے ادبی والی نظر سے دیکھتے تھے اور اب ادب والی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ سجدہ کر کے جو اٹھے تھے نا۔ پہلے تو مارا پیٹا اور کنوئیں میں پھینک دیا اور کہا کہ اگر تو باہر نکلے گا اور ماریں گے اور جب فروخت کیا تو جو ٹکے لئے وہ بھی جعلی لئے۔ سوداگر سے کہا جو مرضی قیمت دے دے جعلی ٹکے ہی سہی۔ بس لے جاؤ اس کو۔ کیوں جی۔ کھوٹے سکے کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ انہوں نے تو کہا کہ (بس نفوذ باللہ۔ اللہ معافی دے) یہ ہمارا پیچھا چھوڑے بھائی چاہتے ہیں کہ بس ہمارا پیچھا چھوڑے چلا جائے کسی طرف کو بھائیوں نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ تو قسمت اچھی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام فوت نہیں ہوئے انہوں نے تو کنوئیں میں ڈال دیا تھا وہاں بھی فوت ہو سکتے تھے لیکن وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے پھر وہ باہر آئے تو یہاں حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ روشن چہرہ اور نور نکل رہا تھا۔ اب آنکھ ادب والی تھی سجدہ کر کے اٹھے تھے۔ اسی طرح حضرت ذوالنون مصریؒ بڑے پیر ہوئے ہیں ایک محفل میں گئے وہاں لوگ جمع ہیں ان میں ایک نوجوان نے سوچ رہا ہے کہ یہ پیر بہت پکھنڈ باز ہوتے ہیں۔ یہ ”بھاڑے“ پر لگے ہوتے ہیں یہ بس پیسے بٹورتے ہیں یہ ہاتھ ”چماتے“ ہیں یہ کیا ہیں کیوں نہ بندہ سیدھا اللہ کی طرف رجوع کرے وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے سب کی سنتا ہے یہ ہے وہ ہے حضرت صاحب آئے تو آتے ہی فرمایا کہ اے لوگو تم اپنے دلوں میں کیوں اس قسم کا خیال رکھتے ہو۔ کیوں بے ادبی کرتے ہو کہ پیر صاحب پکھنڈ باز ہوتے ہیں بھاڑے پر لگے ہوتے ہیں آپ کیوں ایسا سوچتے ہو۔ وہ لڑکا ڈر گیا کہ شاید میرا پتہ چل گیا ہے یہ تو بہت کامل ہیں انہوں نے تو میرے دل کی آواز سن لی۔ اس نے کہا کہ یا اللہ یہ تو بڑے کامل ہیں

مجھ سے غلطی ہوئی میں غلطی کر بیٹھا ہوں میرے جذبات کا اک اک حرف انہوں نے بیان فرمادیا ہے یہ دلوں کا بھید جاننے والے ہیں یا اللہ مجھے معاف کر دے۔ یا اللہ معافی دے دے۔ اس سے پہلے اس نے بے ادبی کی تھی تو پیر صاحب کا کالا چہرہ، پیپ پڑی ہوئی۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں۔ موٹے ہونٹ اور بڑی بھدی شکل۔ لیکن جس وقت تو بہ کر کے نظر اٹھائی تو وہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن نظر آئے وہ حیران و پریشان ہوا کہ حضرت صاحب یہ کیا ماجرا ہے؟ پہلے تو پیپ بہہ رہی تھی کالا رنگ اور ہونٹ موٹے تھے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں لیکن اب چودھویں رات کا چاند ہے یہ کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ پہلے بے ادبی کی نظر تھی اور اب ادب والی نظر ہے تو حضرت اگر پیر صاحب کو دیکھنا ہے تو ادب والی نظر کر لو۔ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے اس طرح ذکر کر لو بتایا ہوا ذکر کر لو۔ آتے جاتے رہو۔ پیر خوش ہوتا ہے۔ خدا کی قسم پیر اس وقت خوش ہوتا ہے کہ جس وقت آدمی آئے تو اس کا چہرہ ذکر الہی سے چمک رہا ہو۔ مثال کے طور پر وہ آدمی کی بیٹیاں لے کر آئے لیکن اندر سے وہ بچھا ہوا ہو تو آپ ہی بتائیں کہ آپ اسے کیا نمبر دیں گے؟ چاہے ریڈ بھی آدموں سے بھری ہوئی لے آئے کہ جی ہمارے آم لگے ہوئے ہیں آپ اسے صفر نمبر ہی دیں گے۔ یہ میری عرض ہے کہ پیر خانہ سلسلے صرف اسی لئے ہوتے ہیں کہ دلوں کو روشن کر کے نبی پاک ﷺ کا چہرہ انور دکھائیں۔ ولی اولیاء اللہ کا چہرہ دکھائیں عظمت آجائے حضور نبی کریم ﷺ کا عشق پیدا ہو جائے خلوص نیت پیدا ہو جائے پیر خانے کا صرف یہ کام ہے جتنے علوم بھی ہوتے ہیں ان سے خلوص پیدا نہیں ہوتا علم سے خلوص پیدا نہیں ہوتا بلکہ تکبر پیدا ہوتا ہے DIFFERENTIATION پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ پرائمری ہے تو میں مڈل پاس ہوں اور یہ مڈل پاس ہے تو میں میٹرک پاس ہوں ایف اے ہوں بی اے ہوں ایم اے ہوں پی ایچ ڈی ہوں فلاں ہوں پھر تلفظ والے آجاتے ہیں پھر گرامر والے آجاتے ہیں کوئی صرف ونحو والا آجائے گا کوئی حفظ والا آجائے گا کوئی اور علم والا آجائے گا اور کہے گا کہ میرے علاوہ تو اور کوئی شے ہے ہی نہیں۔ اس طرح تکبر پیدا ہو جاتا ہے اس تکبر کو ٹھیک کرنے کے لئے پیر خانے ہوتے ہیں تاکہ تکبر نکل جائے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہے وہ جنت کی خوشبو تک بھی نہیں سونگھ سکتا۔ تکبر کو نکالنا ہے۔ سجدے شیطان نے بے شمار کئے لیکن تکبر کی وجہ سے مر گیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے اچھا ہوں اور یہ حدیث ہے کہ کسی کا قول ہے کہ سب سے بڑی برائی یہ ہے اور اس سے بھی بڑی برائی یہ ہے کہ تو یہ کہہ کہے کی نیکی مجھ سے ہے کہ تو بہت نیک ہے اور دوسرے اسچھا ہے یہ ہلاک کرنے والی بات ہے تمہارا کیا خیال ہے کہ شیطان ہلاک نہیں ہو گیا تباہ نہیں ہو گیا یا ہے ابھی اس کے پلے میں کوئی شے۔ کیا اس کی مثل سجدے کرنے چاہو گے؟ نہیں کوئی بھی نہیں کرنا چاہے گا تو پھر اس جیسے کام بھی تو نہ کرو اس کو سجدہ سے کاٹ نہیں لگی بلکہ اس کو تکبر سے کاٹ لگی ہے تکبر کیا وَاَسْتَكْبَرَا سجدے تو وہ اب بھی کر رہا ہے۔ تکبر عزرائیل راخوار کرد

تکبر مت کرو حضور پاک ﷺ سے ہے ناکہ

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکھا وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں وہ راز یہ تھا کہ فرشتے بارہ سوال لیکر بیٹھے تھے مجھے ان میں تین چار یاد ہیں میں ان سے متعلق عرض کروں گا ایک تو یہ ہے کہ چار ہزار سال سے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام سارے ملکر ایک چیز کا حل سوچ رہے تھے کہ کیا ہونا چاہیے کہ بندہ ہلاک کب ہوتا ہے بندے کی تباہی کب ہوتی ہے بندے کا بیڑہ غرق کب ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندے کا بیڑہ غرق اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ یہ کہے کہ میں دوسروں سے اچھا ہوں تو بس بیڑہ غرق ہو گیا۔

میں گلیاں دا روڑا کوڑا تے محل چڑھایا یا سائیاں

بندہ اس طرف کیوں نہیں آتا ”خس خس جنا قدر نہ میرا تے میرے صاحب نوں وڈیاں“، خس پتہ ہے کیا ہوتا ہے یہ خشخاش نہیں ہوتی یہ گھاس کی جڑ ہوتی ہے جو کہ کولر میں لگی ہوتی ہے۔ خس خس جنا قدر نہ میرا خشخاش کی تو بہت قدر ہوگی یہ تو پتہ نہیں کہ کتنے روپے کی تولہ ہوگی کیا تمہیں پتہ ہے کہ خشخاش نے تو ساری دنیا کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ یہ ہیروئن کس سے بنتی ہے یہ خشخاش سے بنتی ہے ”خس خس جنا قدر نہ میرا تے میرے صاحب نوں وڈیاں“ ”یعنی سب وڈیاں میرے پیر صاحب کے لئے ہیں میں تو کچھ بھی نہیں اس میں سب کچھ ہے اگر بننا ہے تو اس طرح بنو دیکھو ایک برتن ہے گلاس ہے لوٹا ہے یا گھڑا ہے یا باٹی ہے اس میں پہلے ہی کوئی چیز بھری ہوئی ہے مٹی ہے یا پانی ہے یا کوئی شے ہے اس میں کتنا سا دودھ آجائے گا نہیں آئے گا کچھ اور چیز اس میں نہیں آئے گی وہ تو پہلے ہی بھرا ہوا ہے پہلے اسے خالی تو کر دودھ میں نے لینا ہے اگر کسی سے تو پھر برتن خالی کر کے لاتا ہوں یا بھر کر لاتا ہوں خالی لیکر آتا ہوں اس طرح پیر صاحب کے پاس جاؤ تو خالی ہو کر جاؤ کس چیز سے خالی ہو کر جاؤ اپنے مرتبے سے خالی ہو کر جاؤ اپنے مقام سے خالی ہو کر جاؤ اپنی فضیلت سے خالی ہو کر جاؤ دل سے خالی ہو کر جاؤ یہ نہیں کہ اوپر اوپر سے خالی ہو کر جاؤ حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں ”خس خس جنا قدر نہ میرا“ میری قدر تو اتنی سی ہے لیکن میرے پیر صاحب کی کیا حیثیت ہے میرے صاحب کی کیا حیثیت ہے صاحب ہے کہ حضور ﷺ کا بنایا ہوا صاحب ہے جیسے لاٹ صاحب نہیں ہوتا وہ یہ لاٹ صاحب ہیں پھر دوبارہ فرمایا کہ ”میں گلیاں داروڑا کوڑا“ میں تو گلیوں کا کوڑا ہوں اگر اوپر چڑھایا ہے تو پیر صاحب نے چڑھایا ہے میں خود تو نہیں چڑھ گیا کیا کوڑے روڑے کے کوئی پاؤں ہوتے ہیں پھر وہ کوٹھے پر کیسے چڑھ جاتا ہے تمہاری جوتی کے ساتھ لگ کر جاتا ہے یہ مٹی جو پڑی ہے یہ کوٹھے پر کون لے جائے گا بھئی جوتی لیکر جائے گی تو پھر تو بھی جوتی کے ساتھ لگ جائیو میاں محمد بخش مبنق دیتے ہیں کہ میں گلیاں داروڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں کبھی سنا ہے کہ کوئی مٹی یا میل ہاتھ کے ساتھ لگا کر اوپر لے گیا ہو کوڑا ہاتھ سے لگا کر کوٹھے پر لے گیا ہوں بوری باندھ کر لے گیا ہو یا پیالہ میں بھر کر لے گیا ہو کہ جی میں کوڑا اوپر لے کر جا رہا ہوں نہیں ہرگز نہیں کوڑا اس طرح سے اوپر نہیں جاتا کوڑا ہمیشہ جوتی سے ہی

لگ کر جاتا ہے اور جب بیڑہ حضور نبی کریم ﷺ کی جوتی مبارک سے لگا تو یہ مدینہ بن گیا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک کو پانی لگا تو یہ آب زم زم بن گیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک لگی تو تابوت سکینہ بن گیا کیوں جی تابوت سکینہ جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے پاس ہوتا تھا وہ پاس ہوتا تھا تو جنگ میں فتح ہوتی تھی اور اگر نہیں ہوتا تھا تو شکست ہوتی تھی اس تابوت سکینہ میں کیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک تھی دستار مبارک تھی عصاء مبارک تھی قمیض مبارک تھی حضرت ہارون علیہ السلام کی بھی چند چیزیں تھیں لیکن اس میں جوتی مبارک بھی تھی۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

یا نبی ﷺ کتنا مرتبہ بالا ہے آپ کا اس کا جواب یہ ہے کہ جو جوتی مبارک ان کے قدموں سے لگ جائے وہ عرش معلیٰ پہنچ جاتی ہے جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلوا تیرا وہاں حضور پاک ﷺ کا تلوا چمکتا ہے تلوا صاحب آپ کیوں چمکتے ہیں اگر میرے پاؤں میں آتا ہے تو پہلے حال سے بھی بدتر ہو جاتا ہے جب کسی کی کرکری کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ تو میری جوتی کی مثل ہے اگر میں کہوں کہ تو میری گڑی جیسا ہے تو یہ تو پھر اس کی شان ہے میں کہوں میری قمیض جیسا ہے میری داڑھی جیسا ہے تو پھر میں نے اس کی بے عزتی نہیں کی بلکہ اس کی عزت کی ہے اور رجب میں کہوں کہ تو میری جوتی جیسا ہے تو پھر اصلی بے ادبی ہوتی ہے میری وجہ سے جوتی بے ادب ہو گئی اگر حضور پاک ﷺ سے ہوتی تو عرش معلیٰ پر ہوتی قَابُ قَوْسَيْنِ اَوْ اَذْنٰی کے مقام پر ہوتی بارگاہ عالیہ میں ہوتی جہاں کوئی نبی نہیں پہنچا وہاں ہمارے نبی کریم ﷺ کی جوتی پہنچی ہوئی ہے لیکن یہ کیوں پہنچی ہے ذرا جوتی سے پوچھیں وہ کہتی ہے مجھے کیا دیکھتے ہو حضور پاک ﷺ کے قدموں کو دیکھو مجھ میں تو کوئی کمال نہیں مجھ میں تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا میں تو وہی چہرے کی ہوں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے دروازے پہ کتنا بیٹھا ہے اس کا بھلا کیا مقام ہے جو اس کتے کا مرید ہو جائے وہ بھی جنتی ہے

تجھ سے در در سے سگ۔ سگ سے ہو میری نسبت

یہ تمنا کرتے ہیں اعلیٰ حضرت وہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ غوث الاعظمؒ کا دروازہ ہو اور اس دروازے پر ایک کتا ہو اور میں اس کتے کا مرید ہو جاؤں تو صرف وسیلہ ہے میرے جنت میں جانے کا اور کوئی وسیلہ نہیں یہی ہے کہ میں گلیاں داروڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں تو عرض یہ ہے کہ ذکر ہمیشہ کرو ذکر الہی نور بنادینے والی چیز ہے پھر پیر صاحب بھی اچھے لگتے ہیں سلسلہ بھی اچھا لگتا ہے ذکر بھی اچھا لگتا ہے۔ درود شریف بھی دل کو بھاتا ہے ذکر نہ ہو تو ہر چیز کڑوی لگتی ہے جس طرح سے کہ وہ کون سی بیماری ہے کہ جس سے میٹھی چیزیں بھی کڑوی لگتی ہیں ملیں یا سہ کہ نائیفائیڈ ہے۔ ملیں یا ہو تو میٹھی چیز بھی کڑوی لگتی ہے اگر ذکر نہ ہو تو ملیں یا ہو جاتا ہے شیطانی ملیں یا ہو جاتا ہے۔ شیطانی ہی ہوگا کیونکہ روحانی ملیں یا تو ہوگا ہی نہیں۔ شیطانی ملیں یا ہو جائے تو پھر نہ پیر صاحب اچھے لگتے ہیں اور نہ ہی حضور پاک ﷺ اچھے لگتے ہیں جو نبی ﷺ ہے علیؑ ہے

ان کے پلے کچھ نہیں۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ یہ ذکر نہیں کہہ رہا ہے یہ کوئی بد بخت کہہ رہا ہے جو کبھی ذکر کے قریب تک نہیں جاتا حضور ﷺ کو تو پیچھے کا نہیں پتہ ان کو تو دیوار کے پیچھے کا نہیں پتہ حضور ﷺ کو تو اپنا نہیں پتہ کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں جانا ہے یہ سب بد بختی کی نشانی ہے ہزاروں احادیث ہیں ایک حدیث پاک میں ہے کہ فلاں نیک آدمی میرے ساتھ جنت میں ایسے ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں ہیں (دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے) یہ حدیث پاک نظری نہیں آئی جیسے ابو جہل کو حضور ﷺ کا چہرہ نظر نہیں آیا عظمت والی حدیث نظر نہیں آئی بس یہ نظر آ گیا کہ جو نبی ﷺ یا علیؑ ہے اس کے پلے کچھ نہیں ان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں چوڑھے چھاڑ جیسی ہے نماز میں اس کا خیال آجائے تو بہتر تھا کہ اس گدھے کا خیال آجاتا ہے اللہ تعالیٰ معافی دے نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کی عظمت بھی نہیں آتی حالانکہ کتنے ہی صحابی آخری موقعہ جب کہ حضور نبی کریم ﷺ پیار ہوئے مسجد میں تشریف لائیں سکے آپ ﷺ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو صحابہ سمجھے کہ شاید تشریف لارہے ہیں وہ سارے ہی اپنا کعبہ شریف سے رخ موڑ کر حضور نبی پاک ﷺ کی طرف دیکھ رہے ہیں جنوب سے مشرق کی طرف منہ پھیر لیا صحابہ کرام نے حالت نماز میں اپنا منہ حضور پاک ﷺ کی طرف پھیر لیا اور نماز نہیں ٹوٹی حضور ﷺ نے پردہ گرا دیا کہ نماز پڑھ لو اس کو مکمل کر لو صحابہؓ نے اپنی نماز مکمل کر لی یہ آج کا مسلمان کہتا ہے کہ جی خیال آجائے لیکن صحابہ کو دیکھو کہ خیال کیا آنا وہ تو جان بوجھ کر حضور ﷺ کی طرف دیکھ رہے ہیں یہ فرق ہے صحابہ میں سچے مسلمان میں اور جھوٹے منافق میں وہ روڑا کوڑا بنتا ہے کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ کہتا ہے کہ جان تو میری کوئی شے نہیں میری تو کوئی حیثیت نہیں میری ماں باپ بڑی شے ہے میں وہ بھی میں حضور ﷺ پر قربان کرتا ہوں میرا ماں باپ بڑی شے ہے میں وہ بھی قربان کرتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ ”میں گلایاں دا روڑا کوڑا اتے محل چڑھایا سائیاں“ تو یہ ہے حضرات کہ اگر پیر کو راضی کرنا ہے تو اسے ایسے راضی کرو پیر صاحب راضی ذکر سے ہوتا ہے اگر وہ سچا پیر ہے اگر پیر حضور ﷺ کا غلام ہے اور حضور ﷺ کے مشن کو جاری رکھتا ہے تو میری یہ عرض ہے کہ ذکر کرو ایک گھنٹہ کرو ڈیڑھ گھنٹہ کرو میرے دادا مرشد فرماتے ہیں کہ دو گھنٹے کے بعد ذکر جاری ہوتا ہے اور ایسا جاری ہوتا ہے کہ پھر تو ذکر منتا ہے اور ذکر کوئی اور ہوتا ہے اب اللہ جانے وہ کون ہوتا ہے اور تو کون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے پیر صاحب کے فرمان پر عمل کر نیکی توفیق عطا فرمائے اس سے وہ راضی ہوتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش حاجی غلام محی الدین صاحب 26/06/1995

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے منے خانے میں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الہی الکریم و الحمد للہ رب العلمین اعوز باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطینک الکوتر صدق اللہ و صدق النبی الکریم الصلوٰۃ و
السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی و آلک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات سامعین:- ابھی آپ نے نعت شریف سماعت فرمائی کہ ”بس تم اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا“ یہ ایک ہندو شاعر کی نعت ہے جو نابینا ہو گئے تھے ان کے ایک دوست حج بیت اللہ شریف کے لئے جانے لگے تو اس شاعر نے یہ نعت لکھ کر ان کو دی کہ نعت بھی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں ادھر اس صاحب نے روضہ انور پر پہنچ کر یہ نعت شریف پڑھی ادھر ہندوستان میں اس شاعر کی بیٹائی کھل گئی انہیں نظر آنے لگا تو پھر انہوں نے اسلام بھی قبول کر لیا اسی نعت شریف کا ایک مصرع ہے کہ ”وہیں پہ جانا جہاں سے جہاں کو ملتا ہے“ دینے والی ذات صرف حضور نبی کریم ﷺ ہیں حضور ﷺ صرف دینے کے لئے ہی تشریف لائے ہیں کیونکہ حدیث شریف ہے کہ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی عطا کرنے والے ہیں اور میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرما کر یہ بھی حکم فرماتے ہیں کہ وَاَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَہُ پس جب کوئی سوالی آئے تو اسے مت جھڑکیں یعنی کوئی سوالی بھی خواہ کیسا ہی سوال کیوں نہ کرے تو اسے میرے حبیب ﷺ وہ آپ کے در سے خالی نہ جائے اس کا سوال ضرور پورا کیا جائے ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا سَلِّ يَا رَبِّیْعَةُ اے میرے صحابی ربیعہؓ سوال کر حضرت ربیعہؓ نے عرض کی کہ مجھے جنت میں آپ کی رفاقت حاصل ہو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو ہو گیا اور بھی کچھ مانگ لو حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

اس ضمن میں آپ نے کوئی تخصیص یا قید نہیں لگائی کہ کیا طلب کریں کیا نہ کریں کیا مانگیں کیا نہ مانگیں میں کیا دے سکتا ہوں بلکہ حضرت ربیعہؓ جو چاہیں سوال کریں وہ پورا کیا جائے گا اور یہ صرف وہی شخصیت کہہ سکتی ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہو وہ مالک و مختار ہو اور دینے پر راضی ہو قادر ہو یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا کی ہوئی ہیں قدرت نے اپنے تمام خزانوں کی چابیاں حضور نبی کریم ﷺ کو دے دی ہوئی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ جواد ہیں۔ بخیل وہ ہے جو نہ خود کھائے نہ کسی کو دے۔ بخي وہ ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی سخاوت کرے۔ لیکن جواد وہ ہے نہ جو خود نہ کھائے بلکہ سارا سخاوت کر دے اور احسان بھی نہ جتنا لے اللہ تعالیٰ بھی دیتے ہیں لیکن وہ در مصطفیٰ ﷺ سے دلو اتے ہیں اگر اللہ براہ راست خود عطا فرمائے تو پھر حضور ﷺ کیا تقسیم فرمائیں گے اور آپ کی صفت قاسم کا کیا ہوگا لہذا یہ لازمی امر ہے کہ جو ملتا ہے وہ

در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملتا ہے آپ کے ہی وسیلہ سے ملتا ہے خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا رکھا ہے حضور مصطفیٰ ﷺ

سے ہی ملتا ہے آپ کے ہی وسیلہ سے ملتا ہے خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا رکھا ہے حضور ﷺ کو ان کی مرضی عطا فرمادی ہوئی ہے آپ باختیار نبی ہیں مختار کل ہیں کوئی کیسا ہی سوالی آیا کبھی ناکام نہیں لوٹا۔

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو بھی حضور ﷺ سے مانگا وہ انہیں مل گیا جنگ بدر میں حضرت رفاعہؓ کی آنکھ میں تیر لگا آپ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکلیف بیان کی حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب دہن مبارک لگا دیا آنکھ بالکل تندرست ہو گئی حضرت محمد بن حاطبؓ کا ہاتھ جل گیا وہ دربار اقدس میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے لعاب دہن لگا دیا تو ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا حضرت عمروؓ کا پاؤں کٹ گیا۔ حضور ﷺ نے لعاب دہن لگا دیا پاؤں فوراً ٹھیک ہو گیا کہ جیسے کبھی کتا ہی نہ تھا حضرت ابیضؓ کے چہرہ پر داد کا نشان تھا جس سے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا وہ دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور تکلیف سے متعلق عرض کی حضور نبی کریم ﷺ نے دست اقدس پھیرا تو داد کا نشان جاتا رہا اور چہرہ خوبصورت ہو گیا حضرت شرجیلؓ کی تھیلی میں ایک گلی تھی کہ جس سے آپ تلوار نیزہ یا گھوڑے کی باگ نہیں پکڑ سکتے تھے آپ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور شکایت کی حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کی تھیلی سے اس گلی کو رگڑا تو اس کا نام و نشان مٹ گیا جنگ احد میں حضرت قتادہؓ کی آنکھ کو نقصان پہنچا اور ڈیڑا نکل کر نیچے رخسار پر لٹک گیا آپ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آنکھ عطا فرمائیں آپ ﷺ نے وہ ڈیڑا اپنے دست اقدس سے واپس اس کی جگہ رکھ دیا آنکھ فوراً درست ہو گئی حضرت عبداللہ بن عتیقؓ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے آپ نے ان کا پاؤں پھیلا کر اپنا دست شفقت پھیرا تو ہڈی ایسی جڑ گئی کہ کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن زیدؓ کو تباہ قد تھے ان کے نانا حضرت ابولبابہؓ انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے پاس لے گئے آپ نے اپنا دست مبارک ان کے جسم پر پھیر دیا تو پھر وہ جب کسی قوم میں کھڑے ہوتے تو قد میں سب سے بلند نظر آتے حضرت یزید بن قنہؓ طائی اقرع (گنچے) تھے وہ حاضر ہوئے اور بالوں سے متعلق عرض کیا آپ ﷺ نے اپنا دست رحمت پھیرا تو فوراً بال اگ آئے حضرت بشیرؓ کی زبان میں لکنت تھی صاف طور سے بات نہیں کر پاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو لکنت کی وجہ سے صاف بات نہ کر سکے حضور نبی کریم ﷺ نے شفقت فرمائی ان کے منہ میں لعاب دہن ڈال دیا تو لکنت جاتی رہی ایسی ہزاروں اور بھی مثالیں ہیں جو سیرت کی کتب میں موجود ہیں جس نے جو مانگا اسے وہی مل گیا دربار نبوت سے کوئی نامراد نہیں لوٹا انسان تو پھر انسان ہیں منہ میں زبان رکھتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا ایسا دربار عالی ہے کہ جہاں سے حیوانات نباتات جمادات نے بھی اپنی اپنی جھولیاں مرادوں سے بھری ہیں۔

حضور ﷺ کی تمام صفات کو دل و جان سے تسلیم کرنے والا ہی مومن مسلمان ہے سورۃ منافقون میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب منافق آپ کے دربار میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن منافق جھوٹے ہیں اب

سوال یہ ہے کہ اگر منافق یہ گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور پھر بھی یہ کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے دراصل منافق صرف زبان سے ہی اقرار کرتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن دل سے وہ نہیں مانتا وہ رسول کے معنی اچلی کے لیتا ہے چٹھی رسان کے لیتا ہے دل سے وہ حضور نبی کریم ﷺ کو مختار نبی یا رسول نہیں مانتا بس وہ آپ کو خدا اور مخلوق کے درمیان ایک اچلی ایک پیغام رسان ہی کہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ نبی ﷺ کو خود کوئی اختیار نہیں جس طرح ایک چٹھی رسان کو اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہوتا اس کا کام صرف خطوط کو مکتوب الیہ کی طرف پہنچا دینا ہوتا ہے اس کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ خط کو کھول کر پڑھ لے یا اس پر عمل کرے یا کرائے اس کی حیثیت تو صرف ایک ملازم کی سی ہے تو منافق جو ہے وہ حضور ﷺ کو محض ایک اچلی کی حیثیت سے سمجھتا ہے اور بے اختیار نبی سمجھتا ہے اسی وجہ سے وہ اپنے دعویٰ میں اپنے قول میں جھوٹا ہے دراصل جب کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں (نعوذ باللہ) کوئی نقص نکالتا ہے تو اللہ اس شخص سے شعور جھین لیتا ہے ایسے آدمی کا شعور ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسے حضور نبی کریم ﷺ کی شان نظر نہیں آتی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی گویا کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ کا تعارف بھی حضور نبی کریم ﷺ نے ہی کرایا ہے جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمن ہے تو کفار نے کہا کہ مَا الرَّحْمَنُ كَرَحْمَنٍ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف میں حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی پوری سورہ رحمن نازل فرمادی الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کیسے پیارے اسلوب میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے اپنی صفات کو بتایا جب نماز فرض ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا اعمال میں میری اتباع کرو میری نقل کرو یہی تقویٰ ہے یہی فلاح کی راہ اور اس کا آسان طریقہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا أَنكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا جو کچھ میرا رسول تمہیں دیدے وہ لے لو جس سے منع کرے منع ہو جاوے یعنی احکامات میں مکمل طور سے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرو اور یہ بھی ممکن ہے کہ رسول ﷺ کو بے اختیار نبی تسلیم کرے شریعت حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کی غلام ہے شریعت حضور ﷺ کے اقوال و افعال کو من و عن تسلیم کر لینے کا نام ہے حضور ﷺ کسی شریعت کے پابند نہیں ہیں بلکہ شریعت حضور نبی کریم ﷺ کی مرہون منت ہے خود اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي اے میرے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے تو تم میری اتباع کرو گویا کہ حاصل مقصد صرف اتباع رسول ﷺ ہے جو آپ فرمادیں وہی شریعت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسری شادی کا قصد فرمایا تو حضرت فاطمہ الزہراء سیدہ النساء حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت علیؓ کے ارادہ سے آپ کو مطلع کیا حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اب شریعت تو یہ ہے کہ حضرت علیؓ ایک وقت میں چار شادیاں بھی کر سکتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ آپ حضرت فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کر سکتے اب بتائیے کہ شریعت کے مطابق جو

حضرت علیؓ کی چار شاہدوں کی اجازت تھی وہ کہاں گئی حضور نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی سے ایک جانور خریدا اور رقم کی ادائیگی فرمادی لیکن یہودی نے جانور دینے سے انکار کر دیا اور بہانہ بنایا کہ آپ نے مجھے قیمت ادا نہیں کی اتفاق سے موقعہ کا گواہ کوئی نہ تھا یہودی اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا وہ بولا اگر آپ نے قیمت ادا کر دی ہے تو گواہ پیش کریں حضرت خذیمہؓ کو پتہ چلا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رقم ادا کر دی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودی کو یہ گواہی پیش فرمادی تو اس نے جانور دیدیا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خذیمہؓ سے دریافت فرمایا کہ آپ موقعہ پر نہ تھے پھر آپ نے گواہی کیسے دی حضرت خذیمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا اللہ ایک ہے ہم بن دیکھے ایمان لائے آپ نے جنت دوزخ کی موجودگی بتائی ہم نے سچ جانا اور ایمان لائے اب آپ یہ فرمائیں کہ میں نے رقم ادا کر دی ہے تو اس پر ایمان کیوں نہ لائیں کیا یہ سچ نہیں ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حضور نبی کریم ﷺ خوش ہوئے اور فرمایا کہ حضرت خذیمہؓ کی اکیلی گواہی دو افراد کے برابر تصدیق کی جائے۔ اب شریعت کی رو سے شہادت دومر دیا ایک مرد اور دو عورتیں دیں تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ فرمادیں کہ حضرت خذیمہؓ کی گواہی دو مردوں کے برابر ہے تو پھر ان کے لئے یہی شریعت ہوگی اور جو اسے تسلیم نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے حضور نبی کریم ﷺ جو حکم صادر فرمادیں وہی شریعت ہے کہ آپ محتاکر ہیں۔

ایک صحابی نے روزہ توڑ دیا تو وہ دربار نبوت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے میں نے روزہ توڑ دیا ہے اب آپ کا کیا حکم ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھو صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک روزہ توڑ کر نہیں سکا ساٹھ روزے کیسے رکھ لوں اتنی طاقت نہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلاؤ عرض کیا حضور نبی کریم ﷺ اپنے کھانے کو تو دو وقت ملتی نہیں ساٹھ افراد کو کہاں سے کھلاؤں آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ صحابی بیٹھے تھے کہ ایک دوسرے صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا نبی کریم ﷺ نے وہ ٹوکرا پہلے صحابی کو دیا کہ جاؤ اسے مدینہ شریف کے غرباء مسکین میں تقسیم کر دو تمہاری طرف سے کفارہ ادا ہو جائے گا صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ غریب مدینہ منورہ میں کوئی نہیں ہے میں کسے دوں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ خود کھاؤ اپنے بچوں کو کھلا دو یہی تمہاری طرف سے کفارہ ہے اب شریعت کے لحاظ سے روزہ توڑنے کا وہ مسلسل دو ماہ کے روزے یا ساٹھ مسکین کو ایک وقت کا کھانا کھانا ہے وہ کہاں گیا آپ ﷺ مختار نبی ہیں جو چاہیں عطا فرمائیں وہیں شریعت ہے ایک صحابی تشریف لائے اور عرض رسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے حضور نبی کریم ﷺ نے چہرہ انور دوسری جانب کر لیا صحابی نے پھر سامنے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے نبی مختشم ﷺ نے رخ انور دوسری طرف پھیر لیا صحابی سمجھ گئے اور پھر سوال نہ کیا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں حج ہر سال فرض ہے تو یہ شریعت بن جاتی جو میری امت کے لئے

مشکل کا باعث غنی الہذا شریعت وہی ہے جو حکم حضور نبی کریم ﷺ فرمادیں عید الضحیٰ کے روز ایک صحابیؓ نے نماز عید پڑھنے سے پہلے ہی قربانی کر لی حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ قربانی نہیں بلکہ گوشت ہے پھر اس صحابیؓ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری خواہش تھی کہ آپ کے ہاں سب سے پہلے میں ہی گوشت پہنچانے والا بنوں قربانی کا گوشت دربار نبوت میں پہنچانے کے لئے سب سے سبقت لینا چاہتا تھا جس کے لئے میں نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر دی آپ نے فرمایا اچھا تمہاری یہ نیت تھی تو جاؤ تمہاری طرف سے قربانی ہوگئی اب بتائیے شریعت کا حکم کہاں گیا کہ نماز عید سے قبل قربانی نہ کر حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہی شریعت ہے کہ آپ مختار کل ہیں خون پینا شرعاً حرام ہے لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ نے چھینے لگوائے وہاں سے خون مبارک نکلا تو وہ حضرت زبیر بن عوامؓ کو دیا کہ کہیں ایسی جگہ ڈال دیں جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال نہ ہو حضرت زبیر بن العوامؓ نے وہ خون مبارک نوش فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاں اسے ڈال دیا جائے تاکہ بے ادبی نہ ہو حضور نبی کریم ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے زبیرؓ تو نے حرام چیز پی لی ہے بلکہ فرمایا کہ جاؤ تم پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی اور تیری نسل میں کوئی زانی نہ ہوگا سبحان اللہ خون پینا حرام ہے لیکن نبی کریم ﷺ فرما دیں تو خون مبارک پینے سے دوزخ حرام ہو جاتی ہے اور اس پر انعام یہ کہ قیامت تک حضرت زبیر بن العوامؓ کی نسل پاک ہوگی اور اس میں کوئی زانی پیدا نہ ہوگا پیشاب کا پینا مکروہ اور ناجائز ہے لیکن ایک رات حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے میں بول مبارک فرمایا صبح حکیم کو دکھانا تھا آپ مسجد تشریف لے گئے آپ کی خادمہ کو پیاس لگی آپ نے وہ پانی سمجھ کر پی لیا حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو پیالہ سے متعلق پوچھا خادمہ نے دربار رسالت ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس میں پانی تھا وہ میں نے پی لیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے مکروہ اور ناجائز چیز پی لی ہے بلکہ فرمایا کہ تم نے میرا بول مبارک پیا ہے جاؤ تم پر دوزخ حرام ہوگئی حضور نبی کریم ﷺ مختار ہیں۔ شریعت آپ کے حکم کے تابع ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرا نبی تمہیں دیدے وہ لے لو جس سے منع کر دے تو منع ہو جاؤ کیونکہ جو تمہارے حق میں بہتر ہے وہ نبی کریم ﷺ جانتے ہیں۔

حضرات اعمال صرف وہی قابل ستائش ہیں جن کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہے کافر کے نیک اعمال بھی اسے کام نہ دیں گے منافق کے اچھے اعمال بھی اکارت جائیں گے جو کام بھی کرو اس کی نسبت حضور پاک ﷺ سے رکھو اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع رسول ﷺ میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضور نبی کریم ﷺ باہر جنگل کی طرف تشریف لے گئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو پتہ چلا تو آپ پانی کا لونٹا لیکر آپ کے پیچھے چلے گئے حضور نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر بہت خوش ہو گئے اور فرمایا کہ اے اللہ تو عبداللہ بن عباسؓ کو فہم دین عطا فرما حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو فہم قرآن مل گیا عقیل سلیم عطا ہوگئی آج بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر قرآن کو اولین فوقیت حاصل ہے۔ فہم دین سب سے بڑی نعمت ہے انعام ہے حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ جہاں کہیں محفل میں جاتے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی نعلین پاک کو اپنے جھولی میں رکھ کر سینے سے لگائے رکھتے وہ فہم حدیث کے مالک ہیں۔ محدث اعظم ہیں۔

حضرات یہ چیزیں آج بھی میسر ہیں آپ اپنے شیخ کامل کی جوتی کو سینے سے لگائیں آپ کو حدیث شریف کا علم آجائے گا آپ اپنے مرشد کریم کی خدمت اسی طرح کریں جس طرح صحابہ کرامؓ حضور نبی کریم ﷺ کی کیا کرتے تھے آپ کو بھی فہم دین فہم قرآن حاصل ہو جائے گا حضور سید الانبیاء ﷺ کی خوشبو آج بھی میسر ہے مرشد کامل کے تصور سے ذکر کریں مرشد کریم کے فرمان پر عمل کریں تو انشاء اللہ سر دار الانبیاء ﷺ کی خوشبو بھی آئے گی اور زیارت بھی نصیب ہوگی اپنے مرشد کریم کو راضی رکھیں تو حضور نبی کریم ﷺ بھی راضی ہوں گے اور حضور نبی کریم ﷺ کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مرشد کریم کو راضی رکھنا بہت ضروری ہے مرشد کریم کو راضی کرنے کا طریقہ حضرت سرکار سائیں بابا دادوی مرحوم و مغفور نے ایک واقعہ سے بتایا آپ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ اپنے مرشد کریم کے پاس بیٹھا تھا وہ ہیں ایک ہندو بھی بیٹھا تھا ہندو نے میرے مرشد پاک سے سوال کیا کہ بابا آپ اپنے اللہ کو کیسے راضی کرتے ہیں مرشد کریم نے جواب دیا کہ بھی یہ تو بہت آسان ہے ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لیتے ہیں اس نے پھر کہا کہ آپ اپنے نبی کریم ﷺ کو کس طرح راضی کر لیتے ہیں مرشد پاک نے جواب دیا کہ بابا یہ بھی آسان ہے ہم اپنے مرشد پاک کو راضی کر لیتے ہیں تو اس پر ہمارے مرشد پاک نے جواب دیا کہ بابا یہ اس نے پھر پوچھا کہ آپ اپنے مرشد کریم کو کیسے راضی کر لیتے ہیں تو اس پر ہمارے مرشد پاک نے جواب دیا کہ بابا یہ کام ذرا مشکل ہے مرشد کریم اتنی جلدی راضی نہیں ہو جاتے اس کیلئے ہمیں اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے پھر بھی اس کی مرضی ہے کہ راضی ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے ہاں ایک طریقہ ہے کہ جس سے مرشد پاک راضی ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آؤ جاؤ آؤ جاؤ یعنی بار بار اس کی حاضری دیتے رہو مرشد کریم کی گلی کے پھیروں سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔

سائیاں تیری گلی کے پھیروں سے میری زندگی کا حاصل

جب سے ہو گیا ہوں تیرا میری ہو گئی خدائی

اللہ تعالیٰ ہمیں مرشد کریم کو راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الالبلاغ المبین

خطاب برائش حاجی غلام محی الدین صاحب 24/04/1995

نحمدہ و نصلیٰ رسولہ النبی الکریم و الحمد للہ رب العلمین اعوز باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ
الرحمن الرحیم ولوانہم از ظلمو انفسہم جاثوک فاستغفر و اللہ لہم الرسول لوجد و اللہ توباً رحیماً
الصلوات و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات سامعین:- بخشش کی ہر ایک کو ضرورت ہے اور بخشش بڑی مشکل ہے اور بہت آسان بھی ہے
جو شخص بھی پیدا ہو جاتا ہے اس کو بخشش کی ضرورت ہو جاتی ہے اور کسی چیز کی اسے ضرورت ہونہ ہو لیکن بخشش کی ضرورت
اسے لازمی ہوتی ہے۔ یہ بخشش بڑی مشکل اور بڑی آسان ہے حضرت عمرؓ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اپنی بخشش کی
کتنی امید ہے اور کتنی امید ہے جہنم میں جانے کی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر صرف ایک آدمی نے جہنم میں
جانا ہوا وہ شاید میں ہی ہوں گا اور بخشش کی کتنی امید ہے کہ اگر صرف ایک ہی فرد نے جنت میں جانا ہوا تو وہ انشاء اللہ میں
ہی ہوں گا ایک آدمی پانچ سو سال سجدہ میں پڑا رہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور نماز پر نماز پڑھتا رہا
کہ جس پتھر پر نماز پڑھا کرتا تھا وہ بھی گھس گیا۔ پتھر کا مصلیٰ استعمال کرتا تھا وہ آدمی مر گیا قبر میں اتار دیا گیا تو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ میرے فضل سے اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھول دو کہ اس کو جنت کی ہوا آتی رہے وہ بولا کہ مجھے رعایتی
فضل کی کوئی ضرورت نہیں میرے اعمال بہت اچھے ہیں مجھے میرے اعمال کے لحاظ سے بخشش دیں ورنہ کسی فضل وغیرہ
کی کوئی بات نہیں مجھے فضل کی ضرورت نہیں ہے فرشتے گئے عرض کی کہ یا اللہ یہ تو جنت کی کھڑکی نہیں کھولنے دیتا اللہ تعالیٰ
نے فرمایا میزان لگا دو میزان لگایا گیا تو اس بندے کے پلے میں نیکیاں ہی نیکیاں ہیں گناہ ہے ہی نہیں تھا ہمارے تو بہت
گناہ ہیں اس کا کوئی گناہ ہی کوئی نہیں تو آدمی بولا کہ دیکھو میرا گناہ تو کوئی ہے نہیں سب نیکیاں ہی نیکیاں ہیں پھر مجھے
رعایتی فضل کیوں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو شریعت کی بات ہے کہ تیری نیکیاں ہیں گناہ نہیں ہیں لیکن یہ جو جسم
تمہیں عطا کیا گیا تھا اس کا حساب دو دو آنکھیں تمہیں دی گئی تھیں ایک آنکھ معاف کرتا ہوں اور ایک آنکھ کا شکرانہ بھی تو
نے ادا کرنا تھا وہ بھی تم نے نہیں کیا تو اس کا گناہ ہوں والا پلڑا بھاری ہو گیا سارے اعمال ختم ہو گئے تو پھر رونے لگا کہ یا
اللہ فضل کر دے یا اللہ فضل عطا فرما دے تو یہ بخشش جو ہے یہ بڑا مشکل کام ہے پانچ سو سال کس کی عمر ہے اور پھر پانچ سو
سال عمر میں کس کی ساری کی ساری نیکیاں ہیں صبح سے لیکر شام تک اپنے آپ کو بغیر گناہ کے لے جانا بڑا مشکل ہے چہ
چانیکہ پانچ سو سال کی عمر تو بخشش کا بہانہ یہ ہے جی کہ غوث الاعظمؒ نے فرمایا جو قادی سلسلہ کا مرید ہو گیا وہ انشاء اللہ بخشش
دیا جائے گا چاہے وہ کوئی اعمال کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے نقشبندیوں کے سب سے پیر صاحب ہیں برصغیر میں حضرت مجدد
الفتا ثانی انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمام نقشبندیوں کو جنت میں بٹھائے ہوئے دکھایا گیا ہے لو جی بس اب آپ بیعت کرو
اور بخشش ہو جائے گی اتنی آسان ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری محفل میں آ جاؤ یہ محفل بھی حضور نبی کریم ﷺ
کی ہے۔ نعت خوانی سب سے حضور ﷺ کے لئے ہی کی گئی ہے محفل میلاد بھی ہے گیارہویں شریف بھی ہے عرس مبارک
بھی ہے یہ تمام حضور ﷺ کی محافل ہیں فرمایا اس محفل میں آ جاؤ مٹھی بھروانے کے لئے ہی آ جاؤ کیوں جی یہ جو مٹھی بھر

رہے ہیں میں نے ان کو کچھ دیا تو نہیں ہے خواہ جس کسی بھی غرض سے آنا چاہو آ جاؤ ہر چیز کے لئے نیت اور خلوص کی ضرورت ہے ہر عمل کے لئے کسی نیت اور خلوص کی ضرورت ہے نماز کے لئے نیت اور خلوص روزے کے لئے نیت اور خلوص حج کے لئے نیت اور خلوص قربانی کے لئے نیت اور خلوص کی ضرورت ہے محفل کے لئے ضرورت محفل میں آنے کی ضرورت ہے۔ نیت کی بھی ضرورت نہیں خلوص کی بھی نہیں جو بھی آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخشش دیتا ہے وہاں جا کر ریکارڈ پیش ہوتا ہے کہ وہاں محفل تھی نعت خوانی ہو رہی تھی حضور نبی کریم ﷺ کی نعت تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا وہ فرشتے جو جا کر محفل کی اطلاع دیتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک تو روٹی کھانے کے لئے ہی آیا تھا ایک صرف رشتہ داری میں آیا تھا کہ آج ہم جائیں گے تو کل ہمارے بھی کوئی آبیگا آپ خود کسی کے ہاں جاؤ گے تو کوئی آبیگا کوئی روٹی کھانے کے لئے نہیں آتا بلکہ رشتہ داری کی وجہ سے آتا ہے کہ آج میں جاؤں گا تو یہ کل میرے ہاں بھی آئیں گے آج ان کی عزت ہوگی کل میری عزت بھی ہوگی اکثر یہی ہوتا ہے محلہ داری ہو برادری ہو کہتے ہیں نہ کہ جائیں گے تو کوئی آئے گا ہر کوئی اپنی بھینس کا ہی دودھ پیتا ہے آج آپ پلائیں گے تو کل آپ کو بھی کوئی پلائیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رشتہ داری چھوڑ دو میرے حبیب کی محفل میں آ جاؤ تو میں تمہیں بخش دوں گا بخشش اتنی آسان ہے اور اتنی ہی مشکل ہے بخشش ملنی عقیدہ سے ہے اگر کوئی کہے کہ مجھے عقیدہ کی ضرورت نہیں میرے عمل کافی ہیں تو اعلیٰ حضرت اتنا زبردست فتویٰ دیتے ہیں ایسے آدمی کے خلاف فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کی حاجت رسول اللہ کی
جو کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی ضرورت نہیں فرمایا وہ جہنم میں گیا۔

عام مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ اگر انڈہ گندہ ہوا اس کا اندر خراب ہو گیا اب باہر سے جو مرضی کر لیں اندر سے وہ خراب کا خراب ہی رہے گا گندے انڈے سے وہ مراد لیتے ہیں گنہگار آدمی جو قبر کے اندر چلا گیا اب وہ کہتے ہیں کہ قبر کے اوپر باہر سے جو مرضی کر لیں روضہ بنادیں پھول رکھ دیں دیگ پکادیں خواہ نعت خوانی کرادیں جو چاہے مرضی کرادیں لیکن وہ گندہ انڈہ ہے اس کو کچھ فائدہ نہیں جو عمل وہ ظاہری دنیا میں کر گیا وہی کافی ہیں یہ ایک عقیدہ ہے اور آپ روزانہ ایسا سنتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا اگر وہ اپنی زندگی میں مدرسہ بنا گیا کوئی ہسپتال بنا گیا یا کنواں بنا گیا کوئی نیکی کا کام کر گیا تو اس عمل کا فائدہ ضرور پہنچے گا اس کی اولاد اچھی ہے تو اس کا ثواب پہنچ رہا ہے اس کے علاوہ اب آپ اس کے لئے کچھ بھی دعا کریں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ بھی عقیدہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کئی بندے جب مرتے ہیں تو جہنمی ہوتے ہیں قبر سے انھیں گے قیامت کے روز تو جنتی بن کر انھیں گے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ قبر میں کوئی عمل کرے گا فرمایا کہ قبر میں تو کوئی عمل نہیں ہے عرض کیا پھر یا رسول اللہ ﷺ وہ جنتی کیسے بن جائے گا فرمایا کہ پیچھے رہ جانے والے کوئی نعت خوانی کرادیتا کوئی قرآن خوانی کرادیتا ہے غریبوں کو کوئی کھانا کھلا دیتا ہے اور اس کے طفیل اللہ تعالیٰ اس کو بخش

دیتا ہے یہ بات کرتے ہیں گندے انڈے کی لیکن حضور نبی کریم ﷺ گنہگار آدمی کی بخشش کی بات کرتے ہیں۔ اگر بخشش کسی کی دعا سے یا حضور پاک ﷺ کی دعا سے نہیں ہونا تو پھر حضور پاک ﷺ دعا کیوں فرماتے ہیں اور آپ خود دعا کیوں کرتے ہیں ہر نماز میں آپ دعا کرتے ہیں دو رکعت پڑھیں یا چار رکعت اس کے بعد آپ عرض کرتے ہیں یا اللہ مجھے بخش دے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي اور میرے والدین کو بھی بخش دے وَلِوَالِدَيَّ اور سارے مومنوں کو بخش دے وَلِلْمُؤْمِنِينَ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے اور قرآن مجید میں ہے قرآن مجید کا حصہ ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ قیمت تک کے لئے آنے والی امت محمدیہ کو بخش دے یہ کیوں بخشا رہے ہیں جی یہ دعا پھر کس مطلب کی یہ اس مطلب کی دعا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری دعائیں ہیں یہ تمہارے رشتہ دار تمہارے عزیز بخشنے جارہے ہیں تم جب قبر میں جاؤ گے تو تمہارے پیچھے رہنے والے تمہاری بخشش کا سامان پیدا کر دیں گے حضرات یہ بخشش حضور ﷺ کے صدقے اور طفیل ملی ہے ایک آدمی مر گیا وہ گنہگار تھا لاہور میں اس کا انتقال ہو گیا ان دونوں لاہور میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے انہیں اشارہ ہوا کہ اس میت کا جنازہ پڑھاؤ وہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے تو سوچا کہ کون سے محلے میں میت ہے کہاں جانا ہے لاہور کوئی چھوٹا سا شہر تو نہیں ہے چالیس لاکھ کی تو آبادی ہے میں اب کہاں ڈھونڈوں انہوں نے مختلف محلوں میں اپنے آدمی بھیج دیئے کہ کہیں تو اعلان ہوگا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ تیار ہے پڑھنے کے لئے آ جاؤ آپ کے آدمی نے اطلاع دی کہ دو مور یہ پل کے قریب ایک محلہ میں آدمی فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ دس بجے ہوگا وہ بزرگ وہاں گئے تو پتہ چلا کہ جو خواب آئی تھی وہ اسی سے متعلق تھی وہ بڑے متاثر ہوئے اور میت کے لواحقین سے ان کی بیگم سے ان کی والدہ سے پوچھا کہ جو بندہ فوت ہوا ہے یہ کیسا تھا اس کا اخلاق کیسے تھا انہوں نے بتایا کہ جی خاموشی ہی بہتر ہے آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اب وہ فوت ہو گیا ہے مرنے کے بعد کسی کی بدتعریفی کرنا نہیں چاہیے بزرگوں نے فرمایا کہ نہ بی بی یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھے اشارہ ہوا ہے کہ میں اس کا نماز جنازہ پڑھاؤں یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بی بی صاحبہ نے کہا کہ اگر آپ کو ایسے ہی ہوائی خواب آ گئی ہے تو اس سے مجھے کیا غرض ہم کیا کریں بیوی بھی ناراض والدہ بھی نالاں کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے بزرگ نے فرمایا کہ نہیں ایسی بات نہیں ہے اس شخص کی بخشش یقینی ہے آپ بتائیں تو سہی کہ آخر کیسا آدمی تھا اس کی بیوی نے کہا کہ ہاں میں آخری وقت اس کے قریب تھی کہ ایک بات اس نے کہی ہے وہ اگر کچھ حقیقت ہے تو ہے ورنہ اور کوئی بات نہیں بتائیے کہ وہ کون سی بات کہی ہے تو بیوی نے کہا کہ مرتے وقت اس نے کہا کہ یا اللہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے بخش دے۔ حضرات پتہ نہیں موت کب آ جائے آپ بھی یہ بات روزانہ کہہ لیا کریں کوئی خبر ہے کہ کب موت آ جانی ہے رات کو سوئیں تو عرض کریں یا اللہ۔ رسول اللہ ﷺ کے صدقے بخش دے صبح اٹھیں تو عرض کریں یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے بخش دے انشاء اللہ العزیز بخشش ہو جائے گی اور یہ فقرہ چھوٹا سا ہے کوئی اتنا لمبا چوڑا بڑا فقرہ نہیں ہے لیکن جب یہ دل کی گہرائیوں سے نکلتا ہے تو بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے پتہ ہے کہ یہ فقرہ کیا ہے یہ فقرہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خاص طور

سے پڑھایا تھا وہ یہ فقرہ ہے آپ یہ فقرہ پنجابی میں کہہ لیں اردو میں کہہ لیں۔ عربی میں کہہ لیں حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی تین سو سال تک روتے رہے اور اتنے آنسو بہائے کہ ساری کائنات کے آنسو اکٹھے کر لئے جائیں تو پھر بھی اتنے نہیں تھے لیکن پھر رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا کہہ کر تین سو سال گزر گئے۔ کیا تین سو سال کوئی تھوڑی عمر ہوتی ہے؟ بخشش نہیں ہوئی اور حالانکہ سارا قرآن مجید فرما رہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سارے علم عطا فرما دیئے اب تو وہ علم لغزش سے بچا رہا اور نہ ہی وہ علم خطا معاف کر اسکا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک علیحدہ علم عطا فرمایا فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ پھر اللہ تعالیٰ نے وہ علم عطا فرمایا اور یہ علم جب حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھا تو بخشش ہوگئی حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا علم تھا فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فقرہ کھلوا گیا کہ ”یا اللہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کے طفیل بخش دے یہ ایک فقرہ ہی یاد رکھو یہ میری عرض ہے کنبگا تو ہم ہیں ہی اس میں کوئی شک نہیں آجکل ایسے بھی گناہ ہیں کہ بندہ کہاں بچ سکتا ہے کیا آپ بک میں پیسے نہیں رکھتے ہیں کیا آپ کا وہاں اکاؤنٹ نہیں ہے اس میں سود نہیں ملتا تو پھر کہاں بخشش ہے بجلی کا میٹر ہر گھر کا کوئی تیز ہے تو کوئی SLOW ہے سست رفتار کیا ہوا ہے ایسا کیوں ہے انسان کی نگاہ غلط طریقہ سے اٹھتی ہے۔ کیوں؟ مسجد ہے اور اگر محلہ میں سو آدمی بھی ہیں تو مسجد میں کتنے آدمی ہوتے ہیں شاید ایک فی صد بھی نہیں جاتے کیا باقی پھر کنبگا نہیں ہوتے تو میری عرض ہے کہ گناہوں کی فراوانی ہے اتنے گناہ ہیں لیکن بخشش کا ضامن پھر صرف حضور ﷺ کا نام ہی ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

حتیٰ کہ گناہ گار نہ بھی ہو یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہوں سب کو حضور ﷺ کی ضرورت ہے حدیث پاک فرماتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تو میں جہنم میں چلا جاؤں گا پھر باقی لوگ کون سے باغ کی مولیٰ ہیں۔ کیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے کام کسی نے کئے ہیں ساری قوم مخالف ہے اور انہیں کے بچوں کو توڑ کر پھینک دیا کوئی ہے جو ایسی بہادری کا مظاہرہ کرے کیا اپنے بچے کے گلے میں کوئی چھری چلاتا ہے آپ نے ہاتھ پاؤں باندھ کر چھری جلا دی بڑے زور سے چلائی خلوص سے چلائی لیکن چھری اگر نہیں چلی تو یہ اللہ کی مرضی تھی آگ میں پھنسنے جانے کے لئے حکم آیا فرمایا ٹھیک ہے عین وقت پر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بچاؤں فرمایا نہیں مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ہمارے لئے ایسے موقعہ پر شیطان بھی آجائے تو ہم کہتے ہیں کہ ہاں بھئی ہمیں بچالے جبرائیل علیہ السلام آئے لیکن حضرت خلیل اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کی ضرورت نہیں یہ آگ نمرود کا ایٹم بم ہے آج یہ ناکارہ ہو جائے فیل ہو جائے تو میرا میجرز بن جائے اپنی بیوی حضرت سیدہ ہاجرہ اور ننھے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے حضرت اسماعیل علیہ السلام چند دنوں کے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چھوڑ کر چلے گئے۔ بیوی صاحبہ پوچھتی ہیں کہ ہمیں کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ فرماتے ہیں اللہ کا حکم ہے عرض کرتی ہیں کہ پھر ٹھیک ہے ہمیں اللہ ہی کافی ہے حضرت اسماعیل علیہ

السلام نے ایڑھیاں رگڑیں تو آب زم زم نکل آیا ہم نے اگر بیوی بچوں کو لاہور چھوڑنے کے لئے جانا تو وہ آدمی ساتھ جاتے ہیں گاڑی پر جائیں یا بس پر جائیں اگر پیٹنگی سیٹ بھی بک کر لی ہو پھر بھی ایک نہ ایک آدمی ضرور ساتھ جاتا ہے جنگل بیابان جہاں میلوں تک پانی نہیں ہے اب بھی نہیں ہے۔ کوئی پرندہ چڑیا کو ابھی نہیں ہے حالانکہ یہ ہر جگہ ہوتے ہیں آج بھی صرف کبوتر ہیں جن کو زائرین مسجد نبوی میں دانہ ڈالتے ہیں اور کوئی پرندہ اب بھی نظر نہیں آتا جب پانی نہیں ہے تو پھر پرندے کہاں سے آئیں گے یہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ کر کھڑے ہو جائیں گے یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں تو میری بخشش ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میری بخشش کر دیجئے آپ اور میں کیا ہیں کوئی حساب کتاب میں نہیں ہیں۔ یہ عرس مناتے ہیں یا دمناتے ہیں خیرات کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں نعت خوانی ہوتی ہے صلواہ سلام ہوتا ہے نعت خوانی میں ثواب ہے بہت زیادہ ثواب ہے یہ سب جب میت کی روح کو جاتا ہے تو وہ فخر کرتا ہے مردے فخر کرتے ہیں کہ میرا تحفہ آ گیا ہے یہ تمام چیزیں تم دل کھول کر کیا کرو آج تم کرو گے اور کل کوئی تمہارے لئے بھی کرے گا آج تم یہ کہو گے کہ شریک ہے بدعت ہے تو پھر کل تمہارے لئے بھی یہی کہنے والے پیدا ہوں گے حضور نبی کریم ﷺ نے دو قربانیاں ادا فرمائیں اور فرمایا کہ یہ ایک قربانی میری طرف سے ہے اور یہ ایک میری امت کی طرف سے ہے آپ کہتے ہیں کہ ثواب نہیں پہنچتا حضور ﷺ کا تو ثواب پہنچ رہا ہے تمہاری طرف سے کیوں نہیں پہنچ رہا ہے قیامت کے روز جب مومن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ہر قبر کے سر ہانے ایک دنبہ کھڑا ہوگا کہ جی میں آپ کی سواری ہوں کہ آپ کو جنت میں لے جانے کے لئے حاضر ہوں وہ آدمی کہے گا کہ میں نے تو قربانی دی نہیں ہے یہ کہاں سے آگئی ہے آپ اتنا بڑا محترم دنبہ کہاں سے آگیا وہ عرض کرے گا کہ ہاں قربانی تو نے نہیں دی لیکن تیری طرف سے تیرے نبی ﷺ نے قربانی دی تھی آؤ آپ مجھ پر سواری کرو میں چند منٹوں میں آپ کو جنت تک لے جاتا ہوں یہ نادان لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ علم غیب نہیں حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کے دے کو علم غیب ہے آپ ﷺ کے کتنے امتی ہیں اس وقت بھی امتی ایک ارب بندے ہیں جو گزر گئے وہ بھی اور جو ابھی آئیں گے وہ بھی جمع کرو کہ کتنے ہوں قیامت تک کے آنے والے جمع کرو ابھی تو قیامت پہنچ نہیں کب آنی ہے اس وقت تو ایک ارب موجود ہیں چلئے ایسے کر لیں کہ ایک ارب فوت ہو چکے ہیں چار ارب ابھی آنے والے ہیں چلو دس ارب لگا لو دس ارب افراد میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک دنبہ کھڑا ہے اور ان کی شکل میں کھڑا ہے اور حاضر ناظر کیا ہوتا ہے علم غیب اتنا ہے کہ دے کو پتہ ہے کہ یہ کافر کی قبر ہے اور یہ مومن کی قبر ہے قبر صرف مسلمان ہی نہیں بناتے اور دوسرے بھی بناتے ہیں یہودیوں کو بھی قبریں ہیں عیسائیوں کی بھی قبریں ہیں منافقین کی بھی قبریں ہیں دے کو تو یہ بھی پتہ ہے کہ یہ منافق ہے قیامت کے روز حساب کتاب کے بعد جب جنتی لوگوں کو جنت کا حکم ہو جائے گا اور جنت میں ان کو درجے ملیں گے عقیدہ ایک ہوگا اگر باپ اعلیٰ درجہ میں ہے اور بیٹا ادنیٰ درجہ میں ہے تو بیٹے کو بھی باپ کے ساتھ اعلیٰ درجہ میں بھیج دیا جائے گا باپ کو ادنیٰ درجہ میں نہیں لایا جائے گا کیونکہ اوپر سے نیچے لانا تو ظلم ہے لیکن نیچے سے اوپر لے جانا رحمت ہے

فضل ہے خیال کرو کہ تھڑکلاس کاکٹ ہے اور اے سی میں سفر کر رہا ہے یہ بخشش ہے قرآن مجید میں تین جگہ پر یہ آیت مبارک آئی ہے لوگ اپنے بیٹے کو حافظ بناتے ہیں علم دین بھی اس کو سکھاتے ہیں کہ اگر وہ بخشا جائے تو ہماری بھی بخشش کا ذریعہ بن جائے جس کی اولاد میں سے ایک فرد بھی نیک ہو جائے تو سارا کنبہ ہی نیک ہو جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جن بچوں کی دیوار بن رہے ہیں جس کے نیچے ان کے لئے خزانہ دفن تھا پتہ ہے وہ کون تھے وہ یتیم بچے کون تھے ان کے آباؤ اجداد میں کوئی ولی کامل تھا اس کا لحاظ ہے اللہ تعالیٰ کو کہ دو پیغمبر بھیجنے کہ جاؤ ان کی دیوار بنادو حضرت خضر علیہ السلام آئے اور بتایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دیوار بنانے کی کوئی اجرت لے لیں آپ نے بڑا زور دے کر فرمایا لیکن خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ کام کرنے کے لئے بھیجا ہے ہم ان سے کیسی اجرت لیں اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو کس نسبت سے بھیجا ہے انسان اگر اور کوئی بھی سبق نہ سیکھے تو اتنا تھوڑا ہے کہ نسبت کی وجہ سے ان بچوں کو پناہ دی جا رہی ہے ان کو تحفظ دیا جا رہا ہے ان کے خزانے کو تحفظ دیا جا رہا ہے حضرات یہ تحفظ اولاد کی طرف سے بھی آ جاتا ہے اور دادا پڑدادا کی طرف سے بھی آ جاتا ہے ہمیں خود اللہ تعالیٰ نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے اور بچوں کو بھی نیک بنانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری وجہ سے وہ چھوٹا بچہ فوت ہو جائے۔ معصوم فوت ہو جائے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرے گا کہ میں اپنے باپ اور امی کو جنت میں لے جانا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ دونوں بڑے بدکردار تھے یہ جنت میں کیسے جا سکتے ہیں وہ کہے گا کہ جو کچھ بھی تھے لیکن یہ میرے تو ابا جان اور امی جان ہیں میں لے کر ہی جاؤں گا لڑے گا وہ اللہ تعالیٰ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ لے جاؤ ان کو اپنے ساتھ جنت میں ”کھا خصماں نوں کھا خصماں نوں کا لفظ آیا ہے جس طرح سے آپ تنگ آ کر نہیں کہتے کہ جا کھا خصماں نوں“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جالے جان کو اپنے ساتھ جنت میں یہ اچھے عقیدہ والے باپ کا بیٹا ہے سکھ کا بچہ لڑائی نہیں کر سکتا یہودی کا بچہ لڑائی نہیں کر سکتا اچھے مسلمان صحیح عقیدہ عطا فرمائے اور اچھے عقیدہ کی نشانی نعت پاک کو سننا اور خوش ہونا ہے بدعقیدہ انسان نعت نہیں سن سکتا سجدے جتنے مرضی کرائیں نمازیں پڑھالیں روزے رکھالیں لمبے روزے رکھے گا سحری بھی جلدی کرے گا افطار میں بھی دیر کرے گا لیکن نعت اسے اچھی نہیں لگے گی اسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے نبی پاک ﷺ کی نعت ہی پڑھتے ہیں آئیے ہم بھی انکی خدمت میں نعت پیش کرتے ہیں حاجی رشید صاحب نعت پڑھتے ہیں۔

خطاب برائش عبدالغفور صاحب جھنگ روڈ

نحمدہ و نصلی رسولہ النبی الکریم و الحمد للہ رب العلمین اعوز باللہ من الشیطن الرحیم بسم
اللہ الرحمن الرحیم ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات صدق اللہ صدق النبی الکریم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الٰہ واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین! کچھ حضور امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ سے متعلق ابھی نعت شریف میں اشعار پڑھے گئے ہیں آپ کی شہادت سے متعلق تھوڑا سا بیان ہو جائے تا کہ پتہ چلے کہ ان کی شہادت کا مقصد کیا تھا دنیا میں عام طور پر ہم کہہ کر بلا اسے یا حضرت سیدنا امام حسینؑ کی شہادت سے صرف نوحہ خوانی لیتے ہیں مرثیہ خوانی لیتے ہیں اور ان شہداء کی یاد منا لیتے ہیں بڑے دردناک طریقے سے مناتے ہیں کہ آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں کچھ لوگ تو ماتم بھی کرتے ہیں بہر حال یہ اپنی جگہ ایک چیز ہے لیکن آپ کی شہادت کا مقصد کچھ اور ہی ہے جیسے آپ بازار میں جاتے ہیں شہر کے کسی چوک میں جاتے ہیں تو بتی سرخ پیلی بجلی کے ققمے اور ٹیوبیں لگی ہوتی ہیں اور وہ بار بار آپ کی نگاہ کو کھینچتی ہیں کہ دیکھو یہ ”سپرائٹ“ ہے دیکھو یہ ”دل لگی لان“ ہے تو اس سپرائٹ کو اس طرح دکھانے کا مقصد کیا ہے کیا سپرائٹ صرف؟ نہیں بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ تم جا کر سپرائٹ خریدو دل لگی لان کا مطلب یہ نہیں کہ بورڈ پر لکھا پڑھ لو بلکہ تم جا کر یہ کپڑا خریدو اور اس کو پہنو ایسے ہی حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا خون شہداء کہہ کر بلا کا خون اس کی سرخی کیا بیان کرتی ہے کیا صرف یہ بیان کرتی ہے کہ تم ماتم کرو ماتم تو اس وقت کرتے ہیں کہ جب کوئی غم ہوتا ہے لیکن اس سے مقصد کچھ اور ہوتا ہے حضرت امام حسینؑ کا خون ستر بہتر شہداء کا خون ہماری توجہ ہماری نگاہ کس طرف کرتی ہے وہ یہ کرتی ہے کہ

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقہ کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

سر دید یا لیکن بیعت کے لئے ہاتھ نہیں دیا یہ حضرت امام حسینؑ فرما رہے ہیں کہ لوگو ایسے مقام آتے ہیں کہ جہاں سردے جاتے ہیں ہاتھ نہیں دیئے جاتے ہم ہر جگہ ہاتھ دیدیتے ہیں سر نہیں دیتے آپ نے کس لئے سردیا کہ یزید پلید کی بیعت نہیں کرنی ہے اس کا طریقہ انتخاب غلط ہے اس کے دو طریقے ہیں اس کی شخصیت غلط ہے یہ ہے ان کی شہادت کا مقصد اور یہ بھی آپ جاتے ہوں کہ ضرور جانتے ہوں گے کہ اسلام کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پیر صاحب کے سامنے بیٹھ جاؤ نعت شریف پڑھو ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک بھٹے کی اینٹیں تیار ہو رہی ہیں سرخ اور بڑی کچی اینٹ تیار ہو جائے آپ میں سے ہر ایک پیر صاحب کے ساتھ ملکر کچی اینٹ بن جاتے ہیں لیکن اینٹوں سے محل کب بنتا ہے اس سے کوٹھی کب بنتی ہے اس سے مکان اور کمرہ کب بنتا ہے جب کوئی معمار بنانے والا ان کو جوڑ کر کمرہ بنادے تو مسلمان جب صحیح ہو جائیں تو انہیں جوڑنے کے لئے حکومت چاہئے۔ حکومت صحیح ہوگی تو مسلمان جب صحیح ہو جائیں تو انہیں جوڑنے کے لئے حکومت چاہئے۔ حکومت صحیح ہوگی تو پھر اسلام کا صحیح محل بنے گا اور اسلام کا صحیح پھل ملے گا آپ کو بھی ملے

گاد نیا کو بھی ملے گا یہ جو کچھ بھی ہم کر رہے ہیں ماتم کر رہے ہیں کہ ذکر کر رہے ہیں یا فکر کر رہے ہیں حضرت امام حسینؑ فرما رہے ہیں کہ یہ اپنی جگہ بڑا پختہ ہے ٹھیک ہے بندہ مومن بن جاتا ہے لیکن ایسی حکومت ہو کہ جو آپ کو اپنے کام میں لا کر کہ جیسے قائد اعظمؒ نے آپ اور ہم جیسے گنہگاروں کو لگا کر پاکستان بنا دیا ایسے ہی وہ فرماتے ہیں کہ ملکر کوئی اچھی قوم بنے کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کا نظام مصطفیٰ رائج ہو جائے یہ ہے حضرت امام حسینؑ کا مقصد جب تک حکومت صحیح نہیں بنتی دنیا اسلام کا صحیح فائدہ نہیں اٹھا سکتی حضرت امام حسینؑ شہادت پیش کر رہے ہیں کہ لوگو یہ حکومت صحیح تب بنتی ہے جب ووٹ دینے والے کی بھی نیت صحیح ہو ووٹ لینے والا صحیح ہو اور جس گورنمنٹ کے لئے وہ ووٹ لے رہا ہے وہ صحیح ہو اس لئے حضرت امام حسینؑ نے اپنا سر دیا اپنے پیاروں کے سر دیدئے بہتر کو شہید کر دیا خیموں کو جلوا لیا بھوکے پیاسے رہ لیا حتیٰ کہ آپ کی لاشوں پر گھوڑے چل گئے مقصد یہ نہیں ہے کہ ظلم پر روئیں اور بیٹیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کے نقش قدم پر چل کر آپ بھی یہ کارنامے سرانجام دیں میں بھی سرانجام دوں ان کا ووٹ دینے کا کیا مقصد ہے وہاں بھی ایک ایسی مثال ہے ہمیں اس سے چننا چاہئے اس سے سبق سیکھنا چاہئے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو فہم میں آئے یہ پتہ کرنے کے لئے تشریف لائے کہ یہ لوگ واقعی حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہیں یا نہیں ہیں ساٹھ ہزار افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی مغرب کی نماز ان کے پیچھے پڑھی نماز سے چند منٹ پہلے گورنرا بن زیاد آیا اور حکم دیا کہ تمہاری ٹانگیں توڑ دی جائیں گی تمہارے سر قلم کر دیئے جائیں گے خبردار حضرت مسلم بن عقیلؓ کی بیعت توڑ کر بھاگ جاؤ اور جب تین رکعت نماز فرض کے بعد حضرت مسلم بن عقیلؓ نے سلام پھیرا تو صرف ایک امام صاحب تھے اور ایک ان کے مقتدی حضرت ہاشمی باقی کوئی نہ تھا سب لوٹے بن چکے تھے لیکن حضرت امام حسینؑ کی شہادت بتاتی ہے کہ لوٹے نہ بنو۔ بچوں نہیں جھکوں نہیں ڈرو نہیں حق کے لئے کھڑے ہو جاؤ شہید ہو جاؤ گے تو تمہارا نام پھر بھی زندہ رہے گا آج حضرت امام حسینؑ کو جاننے والوں کی تعداد زیادہ ہے آپ کے ہی پایہ کے ایسے آدمی جو اس مقصد کے لئے شہید نہیں ہوئے آج انہیں کوئی نہیں جانتا تاریخ میں ان کو کیوں محفوظ کر دیا گیا صرف یہ بتانے کے لئے کہ لوٹے نہ بن جاؤ ہم لوٹے بنتے ہیں آپ میں سے کوئی لاٹری ہو یا نہ ہو ہمارے ہر قبیلہ میں تمہارے ہر قبیلہ میں ہمارے تمہارے گھر میں محلہ میں ایک نہ ایک ضرور پھنسنے والا ہوتا ہے ہم سب اس کے پیچھے لگے ہوتے ہیں وہ ایم پی اے یا ایم این اے سے پیسے لیتا ہے اور ہمیں بیچ دیتا ہے اور ہمیں یہ پتہ ہوتا ہے کہ ہمیں بیچ رہا ہے لیکن ہم پھر بھی بک جاتے ہیں چلو جی کوئی فائدہ دے گا عدالت میں کام آئے گا تھانے میں میرے ساتھ چلا جائے گا یہ کر دے گا وہ کرو لگا ہم اس کے ڈر سے بک جاتے ہیں حضرت امام حسینؑ کے جو غلام ہوتے ہیں وہ بکتے نہیں ہیں دیکھ لو ہر جگہ ہم بک رہے ہیں کئی سالوں سے بک رہے ہیں ووٹرز لٹ رہے ہیں اور لوٹے بن رہے ہیں اور ووٹ دینے والے بھی لوٹے بن رہے ہیں جس طرح بن گئے تھے کوفہ کے بندے اور ووٹ لیکر بھی لوٹے بن رہے ہیں حضرت امام حسینؑ کی شہادت ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ لوٹے نہ بنو حق کے لئے ڈٹ جاؤ یہ حضرت امام حسینؑ کا پیغام ہے زیادہ سے زیادہ سر ہی چلا جائے گا جان تو اسی کی دی ہوئی ہے چلی جائے گی لیکن حق تو ادا ہو جائے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے حق ادا نہ ہوا

حضرت امام حسینؑ نے حق ادا کیا ہے ہم مر جاتے ہیں مرنا ہمیں بھی ہے لیکن ہم حق ادا نہیں کرتے کوئی بندہ پتہ نہیں ہے مرنا ہر ایک نے ہے حضرت امام حسینؑ کی شہادت اسلام کو زندہ کرتی ہے۔

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ لوٹنے پن کی مرگ ہے اور ”اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد“ حضرات! یہ چیز ہے جو حضرت امام حسینؑ ہمیں پڑھا رہے ہیں کوفہ والوں نے خط لکھے کہ حضرت صاحب ہم آپ کے ساتھ ہیں بالکل ساتھ ہیں ہم مر جائیں گے کٹ جائیں گے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے پھر جب ان کو گھیر لیا گیا تو زیادہ لوگ وہ تھے جو یہ زور دے رہے تھے کہ ان کو شہید کر دو جنگ شروع کرو انہیں نہ تو یزید کے پاس جانے وہ نہ ملک سے باہر جانے دو نہ ہی انہیں واپس جانے دو مقصد یہ تھا کہ وہ ساٹھ ہزار خطوط یا جتنے خطوط ان کے پاس تھے انکا انہیں ڈر تھا کہ اگر یہ یزید کے ہاتھ لگ گئے تو ان کا سر قلم کر دیا جائے گا اپنی غرض سے لڑ رہے ہیں کہ پہلا مقصد یہ ہے اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کس TYPE کس طرح کی حکومت چاہتے تھے کیا بنانا چاہتے تھے کون سی حکومت ہو جو ان کے سامنے مثال کے طور پر ہو کہ اگر ہوتا تو میں مان جاتا لیکن اگر یہ نہیں تو میں نہیں مانتا شخصیت اور حکومت کس TYPE کی تھی حضرات آپ یہ بہت جانتے ہیں کہ علم والے ہیں کہ حضرت شیر خدا کی حکومت ذرا کمزور تھی مضبوط نہیں تھی کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کی حکومت اتنی مضبوط نہیں ہے اتنی طاقتور نہیں اتنی STABLE نہیں ہے جتنی حضرت صدیق اکبرؑ کی تھی جتنی حضرت عمر فاروقؑ کی تھی اور حضرت عثمانؑ کی تھی حضرت علیؑ نے تاریخی فقرہ فرماتے ہیں کہ میں ان کا مشیر تھا اس لئے ان کی حکومتیں مضبوط تھیں اور تم میرے مشیر اس لئے میں کمزور ہوں یعنی آپ کیا فرما رہے ہیں فرما رہے ہیں کہ میں حضرت صدیقؑ کی حکومت کو بھی مانتا ہوں میں حضرت عمر فاروقؑ کی حکومت کو بھی مانتا ہوں حضرت عثمانؑ کی حکومت کو بھی مانتا ہوں حضرت امام حسینؑ یہی سبق دے رہے ہیں ان کو مانتے ہوں وہ سچے تھے اور ہم یزید کو نہیں مانتے کہ یہ جھوٹا ہے یہ شخصیت ان کے سامنے تھی حضرت صدیق اکبرؑ ان کے سامنے تھے دیکھو کہ حضرت صدیق اکبرؑ کی دعا کیا ہے وصال کے وقت وصیت کیا ہے اس TYPE کے بندے حضرت امام حسینؑ چاہتے تھے ساری عمر حضرت صدیق اکبرؑ کی یہ دعا تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں بس اور مجھے کچھ نہیں چاہئے لیکن یزید مدینہ شریف بھی جانے کے لئے راضی نہیں ہے فوج اور گھوڑے بھیج دیئے کہ جا کر گرد و تباہ کر دو اب دیکھو اس کی شخصیت کیا ہے کہتا ہے کہ جاؤ جا کر قتل کر دو۔ بندوں کی ٹھکانی کر دو تا کہ وہ سیدھے ہو جائیں اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو زیادہ اہمیت نہ دیں اور نہ ہی اس کا پرچار کریں مسجد نبویؐ میں کس نے گھوڑے باندھے یہ شخصیت ایک طرف ہے صدیق اکبرؑ کی شخصیت دوسری طرف

ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ ہو اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں مال رہے ہیں سارا خرچ کر رہے ہیں ان کی راہ میں اگر کسی نے گھر کا سارا مال دیا ہے تو وہ صدیق اکبرؓ ہیں پھر جب وصال کا وقت آیا معلوم ہو گیا کہ بس اب جانے کا وقت آ گیا ہے زہراؓ اثر کر گیا ہے اب میرا جانا ہی ٹھہر گیا ہے تو وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے اندر دفن کر دینا نہیں تو جہاں مرضی آئے دفن کر دینا حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ وہ ہیں کہ آپ کا کردار ٹھیک ہے۔ آپ کا عقیدہ ٹھیک ہے آپ کی شخصیت ٹھیک ہے حضرت صدیق اکبرؓ جب خلیفہ بنے تو چند روز بیشتر ہی حضور نبی کریم ﷺ نے ایک فوج بھیجی تھی اور یہ فوج ابھی مدینہ شریف سے کچھ میل دور ہی گئی تھی کہ ان کو حضور نبی کریم کے وصال کی خبر مل گئی تو وہیں رک گئے کہ جب نیا خلیفہ بنے گا تو جیسا وہ حکم دے گا تو چلے جائیں گے جہاں کہیں بھی جانا تھا شام کو جانا تھا کہ کسی دوسرے ملک کو جانا تھا اب کچھ افراتفری بھی تھی منکرین زکوٰۃ کا ایک گروپ کھڑا ہو گیا تھا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ایک گروپ جھوٹے نبی کھڑے ہو گئے کہ ہم بھی نبی ہیں اگر حضور نبی کریم ﷺ نبی تھے اس طرح ہم بھی نبی ہیں مدینہ شریف میں بھی فوج کی بڑی ضرورت تھی حضرت صدیق اکبرؓ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ اس فوج کو واپس بلا لیں کیونکہ اس وقت مدینہ شریف میں فوج کی اشد ضرورت ہے جب حضرت صدیق اکبرؓ بات کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں عشق رسول کتنا ہے فرمایا یہ فوج کس نے بھیجی تھی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے بھیجی تھی۔ فرمایا تو پھر صدیق اکبرؓ سے واپس کیوں کراتے ہو جو حضور نبی کریم ﷺ فرما گئے ہیں کیا وہ بہتر نہیں تھا۔ یہ شخصیت بول رہی ہے صدیق کون ہوتے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر ایسے چلتے ہیں کہ جیسے قرآن مجید کے نقش قدم پر چلتے ہیں پھر مشورہ دیا کہ اچھا فوج تو جائے کہ یہ حضور پاک ﷺ نے بھیجی ہے لیکن جرنیل صاحب کو بدل دو حضرت آسامہؓ بہت نوجوان ہیں۔ نا تجربہ کار ہیں۔ ان کو بدل کر عمر رسیدہ تجربہ کار کہنا مشق آدمی لگا دیں پھر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ حضرت آسامہؓ کو جرنیل کس نے بنایا کہا کہ حضور پاک ﷺ نے بنایا ہے تو فرمایا پھر صحیح ہی بنایا ہے اب آپ وہ مجھ سے بدلواتے ہو دیکھو کہ حضرت صدیق اکبرؓ اسلامی حکومت کی بنیادیں رکھ رہے ہیں کہ اس کو حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر استوار کر رہے ہیں اور یزیدان بنیادوں کو ان دیواروں کو گرانے والا ہے یہ شخصیت ہے حضرت امام حسینؓ کے سامنے یہ IDEALS ہیں حضرت امام حسینؓ کے سامنے اب بندہ پروری دیکھو یزید و بندوں کو مارنے والا تھا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی بندہ پروری دیکھو ایک کمزور لاغر بوڑھی عورت تھی کہ اس کو کوئی پوچھنے والا نہ تھا ہر روز صبح سویرے منہ اندھیرے اس کا کوئی کام کاج کر کے جاتا حضرت عمرؓ بھی اس بوڑھی عورت کی خدمت کے لئے جاتے تو دیکھتے کہ اس کے گھر کا سارا کام کاج کوئی پہلے ہی کر گیا ہوتا۔ حضرت عمرؓ ایک روز رات کو چھپ کر بیٹھے کہ دیکھو یہ کون آدمی ہے جو اتنا خدا ترس ہے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت صدیق اکبرؓ اس عورت کے گھر میں داخل ہو رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ واللہ یہ کام تمہارے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا تھا اس طرح ایک عمر رسیدہ کمزور نابینا شخص بھی تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ روزانہ اس

کے گھر تشریف لے جاتے اور روٹی کو اپنے منہ میں چبا کر نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالتے اور یوں اس کو کھانا کھلا کر آتے اس بات کا علم حضرت عمرؓ کے علاوہ کسی کو نہ تھا جب حضرت ابو بکر صدیقؓ آنے وصال فرما گئے تو حضرت عمرؓ نے یہ کام اپنے سپرد لیا حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور روٹی چبا کر اس اندھے آدمی کے منہ میں ڈالی تو اس نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ وصال فرما گئے ہیں حضرت عمرؓ نے پوچھا کیسے معلوم ہوا تو کہنے لگا آج روٹی اس طرح سے چبائی نہیں گئی کہ جس طرح سے روزانہ چبائی جاتی تھی یہ تھی بندہ پروری تو حضرت امام حسینؓ کے سامنے یہ شخصیتیں ہیں ان شخصیات کو وہ مانتے تھے ان کے والد محترم مانتے تھے سارے اہل بیت مانتے تھے ایسی شخصیات وہ چاہتے تھے حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے آپ کو شہید کر لیا حالانکہ باغی بھی مسلمان تھے شہید کرنے والے بھی مسلمان تھے لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ شہادت منظور ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے مسلمانوں میں لڑائی ہو ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ ٹھیک ہیں امیر المومنین ہونے چاہئیں دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ اس کے اہل نہیں ہیں تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو شہید کرالوں گا لیکن مسلمانوں میں تفرقہ بازی نہیں ہونے دوں گا بیزید نے آتے ہی مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا تو یہ اصول تھے جو حضرت امام حسینؓ کو پیش نظر تھے حضرت امام حسینؓ کی شہادت آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے ایسی ہی ہے جیسی اس وقت تھی آپ ووٹ دیتے ہیں کیسے دیں گے جیسے امام حسینؓ نے دیئے آپ نے فیصلہ کیا ہے ہر مقام یہ کیا فیصلہ کیا ہے آپ دفتر میں بیٹھتے ہیں کوئی کرسی پر بیٹھتا ہے کوئی دکان پر بیٹھتا ہے کوئی ہنرمند ہے کوئی کیا کام کرتا ہے حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ صحیح کام کرو آپ کا فرمان ہے کہ میرے اس کام کو دیکھو اگر صحیح ہے تو تسلیم کرو اگر صحیح نہیں ہے تو پھر میری شہادت کس کام کی۔

مسلمانوں نے دو کام کئے ہیں ایک تو یہ کہ ماتم سب سے زیادہ کیا ہے اور دوسرے یہ کہ حضرت امام حسینؓ کے سبق کو ان کے پیغام کو سب سے زیادہ بھولے ہیں آج مسلمانوں کے کس ملک میں ایسی حکومت ہے جیسی حضرت امام حسینؓ چاہتے تھے کیا وہ عورت کی حکومت چاہتے تھے آج مسلمانوں کی تعداد ایک ارب ہے ان میں سے ستر کروڑ آبادی والے ایسے ممالک ہیں جہاں عورت کی حکومت ہے بنگلہ دیش میں کیا ہے؟ پاکستان میں کیا ہے؟ ترکی میں کیا ہے سب جگہ عورتوں کی حکومت ہے تو پھر کیا حضرت امام حسینؓ اس لئے شہید ہوئے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس ملک میں عورت کی حکمرانی ہو وہاں کے مردوں کے لئے بہتر ہے ہر جانا۔ عورت ایسی مصیبت ڈالے گی کہ ساری عمر بچھڑتاؤ گے اچھا دوسری طرف ہندوؤں کو لے لو عراق میں کیا ہے حضرت امام حسینؓ والی

حکومت ہے یا کہ یزید والی اپنے ایمان سے تباؤ کس کی حکومت ہے صدام ہندوق کے زور سے بیٹھا ہوا ہے کتنے سالوں سے قابض ہے ڈکٹیٹر ہے یزید بھی تو ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے شام میں کیا ہے؟ اردن میں کیا ہے؟ لیبیا میں۔ سعودی عرب میں کیا ہے؟ مصر میں کوئی ووٹ نہیں لے سکتا سوائے اس کے صدر جس کو کھڑا کریں وہی ہے مسلمانوں کا مار مار کر خانہ خراب کر دیا ہے سچے مسلمان کو مار کر معلوم ہے کس کو راضی کرتے ہیں؟ امریکہ کو راضی کرتے ہیں۔

FUNDAMENTALIST کو مار دیا ہے بنیاد پرست کو مار دیا ہے۔ قطب شہید کر دئے گئے

ناصر تو ان سب کو اندر بند کر کے آگ میں جلا کر رکھ دیا تھا اخوان المسلمین کی جماعت ہے بڑے سنی مسلمان ہیں۔ ان سب کو ختم کر دیا گیا حضرت امام حسینؑ یہ چاہتے تھے اور اس لئے انہوں نے شہادت دی تھی کہ تم مسلمانوں کو مارو۔ اخوان المسلمین کو مارو۔ مسلمانوں کو قتل کر دو عورتوں کی حکومت دے دو۔ حضرت امام حسینؑ کا تم ہم نے بہت کیا ہے اس سے سبق نہیں سیکھا۔ آج بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ باغی تھے (تو بہ نعوذ باللہ معافی دے) یزید ٹھیک تھا وہ میرا تھا اسے اتنے زیادہ آدمیوں نے ووٹ دیئے تھے اگر اپوزیشن میں آ گیا تو کیا ہو گیا خدا کے بندو! تم حضرت امام حسینؑ اور یزید کا یہ مقابلہ کرتے ہو امام حسینؑ سے متعلق حضور نبی پاک ﷺ سے پوچھو کہ وہ کیا تھے ان کی شخصیت کو تاریخ کے آئینے میں کیوں پرکھتے ہو حضور نبی پاک ﷺ کے ارشادات اور احادیث سے کیوں پرکھتے حضور نبی پاک ﷺ نے تیس سال سے پہلے بتایا تھا کہ یہ شہید ہوں گے کیا شہید ایسے ہی ہو جاتا ہے شہید تو مر کر بھی نہیں مرتا قرآن مجید فرماتا ہے کہ شہید سے متعلق اگر گمان بھی کرو کہ یہ مر گیا ہے تو بے ایمان ہو جاؤ گے ادھر یزید کتے کی موت مرا ہے تو کیا حق و باطل یہ سمجھتے ہو کہ یہ ٹھیک ہے یا وہ ٹھیک ہے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام حسینؑ کیا ہیں بھلا یہ نوجوانان جنت کے سردار ہیں کیا فرما رہے ہیں کہ اس دنیا میں سچے مسلمان رہیں گے موت بھی سچی ہوگی اور قیامت کے روز انھیں گے تو بھی سچے ہوں گے جنت میں جائیں گے پھر بھی سچے ہوں گے شہید ہو کر جائیں گے نوجوانان جنت کے سردار ہیں اور حضرت امام حسینؑ سے متعلق فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

اَلْحُسَيْنَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ

حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے کہ مال غنیمت میں ایک بادشاہ شاہ ایران کی بیٹی بھی آگئی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیں حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں یہ شہزادی ہے اس کے لئے میں شہزادے کا انتخاب کروں گا پھر کس کا انتخاب کیا حضرت امام حسینؑ کا نکاح اس شہزادی شہر بانو سے کر دیا یہ ان کا عقیدہ ہے ایک اور واقعہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ خلافت کا زمانہ تھا بچے آپس میں لڑ پڑے حضرات امام حسینؑ اور امام حسنؑ نے فرمایا کہ تو ہمارے غلام کا بیٹا ہو کر ہم سے لڑتا ہے حضرت عبداللہ نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں تم مجھے غلام سمجھتے ہو اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ابا جان وہ مجھے غلام اور غلام کا بیٹا کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کون تمہیں غلام کہتا ہے کہنے لگا کہ جی حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ مجھے غلام کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ سچ ہے؟ تمہیں واقعی غلام کہا ہے؟ مینا کہنے لگا کہ جی ہاں بالکل میرے منہ پر کہا ہے کہ غلام جو حضرت عمرؓ نے فرمایا جلدی جلدی کا غدنپل لے آؤ اور فرمایا چلو مینا میرے ساتھ میں بھی سنا چتا ہوں کہ وہ ہمیں غلام کہتے ہیں آپ تشریف لے گئے اور پوچھا کہ بیٹا کیا آپ نے مجھے اور عبداللہ کو غلام کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں کہا ہے۔ تو حضرت عمرؓ

نے فرمایا کہ بیٹا یہ لکھ دو تا کہ میں قیامت کے روز دکھا سکوں کہ میں اہل بیت کا غلام ہوں یہ شخصیات ہیں اہل بیت اطہار حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ کیا ان کے مقابلہ یزید سے کرتے ہو ان کی زندگی کی بھی حضور ﷺ کی شہادت ہے ان کی موت کی بھی حضور ﷺ کی شہادت ہے ان کی قیامت کے دن اٹھنے کی۔ ان کے حساب و کتاب کی حضور ﷺ شہادت دے رہے ہیں تو پھر یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ ٹھیک نہیں تھے بلکہ یزید ٹھیک تھا حضرات یہ پہلو ہیں شہادت حضرت امام حسینؑ کی شہادت اور کر بلا کے واقعہ کی جو تاریخی حیثیت ہے اس سے جو فائدہ ہم نے اٹھانا ہے اس کو مد نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اس میں بڑا سبق ہے لیکن کاش کہ مسلمان اس سے سبق سیکھتے کسی مسلمان ملک نے اس کو سیکھا نہیں ہے یزید نے ایسی پٹری سے اتارا ہے اس ساری چیز کو کہ یہ دوبارہ اب یہ پٹری پر نہیں چڑھ رہا ہے حضرت امام حسینؑ کی شہادت منانے کیلئے تمام ریڈیو لوگ جاتے ہیں ٹی وی ڈٹ جاتے ہیں بندے لگ جاتے ہیں اور اس کا میرے خیال میں مطلب یہ ہے کہ آپ کی شہادت کا اصلی مقصد کسی کی نگاہ نہ جائے کیا وہ اس لئے شہید ہوئے کہ ماتم کرو؟ ماتم تو اسلام میں ویسے ہی منع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ ”جو شخص اپنے چہرے پر تھپڑ مارے۔ اپنے گریبان کو پھاڑے اور جہالت کے نعرے لگاتا پھرے وہ ہم میں سے نہیں ہے“ ماتم تو منع ہے اور پھر یہ کہ شہید کا ماتم کرتے ہیں آپ ایمان سے تائیں کہ آپ میں سے کوئی چاہتا ہے کہ شہید ہو جائے اور اگر شہادت کے بعد ماتم والی بات ہے تو پھر شہید کیوں ہونا چاہتے ہو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور

آپ کو شہادت نصیب کرے جب تک شہادت کی تمنا دل میں نہ ہو ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا اسلام جینے کے لئے نہیں بلکہ اسلام شہادت کے لئے ہے کس کے لئے شہادت دیتے ہیں اللہ کی صداقت حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت کے لئے آپ اپنی جان دیتے ہیں میری جان نکل بھی جائے تب بھی میں ان کو سچا سمجھتا ہوں یہ شہادت ہے صرف یہ نہیں کہ مقابلہ میں آیا چھری لگی یا گولی لگی اور مر گیا یہ شہادت نہیں ہے بلکہ شہادت یہ ہے کہ کس کے لئے شہید ہو رہا ہے کہ اللہ سچا ہے۔ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ هُوَ اس کا کوئی باپ نہیں ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں حضور نبی پاک ﷺ سچے نبی ہیں حضور نبی پاک ﷺ حاضر ناظر ہیں حضور ﷺ کی علم غائب رکھتے ہیں آپ ﷺ شفیق ہیں آپ ﷺ کے لئے معراج ہے حضور نبی پاک ﷺ شاہد ہیں اس کی شہادت دیتے ہیں اور حضرت امام حسینؑ نے اس کی شہادت دی ہے تاکہ حکومت صحیح ہو اور اسلام پھلے پھولے اور آگے بڑھے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانس ڈاکٹر محمد شفیق صاحب 10/06/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذبالله من الشیطن
الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون علی النبی یاایہاالزین امنو صلوا علیہ
وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله

معزز حاضرین! حاجی صاحب نے جو مضمت پڑھی ہے اس سے پیر مرشد کی بڑی عزت توقیر اور بڑا کرم
ظاہر ہوتا ہے اگر یہ اشارہ میری طرف ہے تو میں تو یہی عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ایک صفر سے کیسے کیسے کام لے رہے ہیں
میں خود حیران ہوں کہ یہ کیسے کیسے کام لوگوں کے بن رہے ہیں یہ اس کا کرم ہے میں نے قرآن مجید سے آیت مبارک
تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جس کا ترجمہ یوں ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے تو حضور نبی
کریم ﷺ کی اتباع کرو حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی کرو تو پھر آگے آتا ہے کہ یُحِبِّکُمُ اللہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے
گا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا تمہارے گناہ بخش دے گا اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ سے جو محبت ہے وہ کیسی ہے اس کی
نوعیت کیا ہے اس کی بنیاد کیا ہے محبت کئی قسم کی ہوتی ہے محبت جنسی بھی ہوتی ہے جیسے عورت کو مرد سے اور مرد کو عورت سے
یہ جنسی محبت ہے نفسانی محبت ہے اور ایک محبت ہوتی ہے ماں کو اپنے بیٹے سے یہ مانتا کی محبت ہے ایک محبت ہوتی ہے
غلام کو اپنے آقا سے اور آقا کو اپنے غلام سے تو ان میں سے کون سی محبت ہے جو ہم اللہ تعالیٰ سے کرے ہیں یا ہمیں کرنی
چاہیے کہ ہماری محبت قبول ہو جائے تو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے اللہ مالک ہے اللہ ہر چیز کو پناہ دینے ہوئے ہیں کیا ہم اس
کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس سے محبت کرتے ہیں اللہ سے ہماری محبت نہ جنسی ہے نہ مانتا والی ہے اور نہ ہی رزاقیت والی
ہے اور نہ ہی مالکیت والی ہے یہ ساری تینوں قسم کی محبتیں قبول نہیں ہیں یہ خاص خیال رکھیں۔ رازق اور مالک تو اللہ تعالیٰ
سکھ کا بھی ہے اور سکھ بھی پر مانتا سے محبت کرتا ہے پھر آپ کی محبت اور اس کی محبت میں کیا فرق ہے عیسائی بھی محبت کرتا
ہے یہودی بھی محبت کرتا ہے ہندو بھی بھگوان سے محبت کرتا ہے جس کسی کے پاس جس شکل میں بھی اللہ تعالیٰ کا تصور ہے
اسی رنگ سے وہ اس سے محبت کرتا ہے یہ جو محبتیں ہیں رزاقی ہیں کہ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ مجھے رزق دیتا ہے۔ اللہ میرا
مالک ہے اللہ مجھے پناہ دیتا ہے اللہ مجھے شفا دیتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرتا ہے۔ اس قسم کی محبتیں تو بہت کرتے ہیں
لیکن ایسی کوئی محبت قبول نہیں پھر کون سی محبت قبول ہے تو محبت یہ قبول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلامی کرنے کے لئے
حضور نبی کریم ﷺ عطا فرمائے تو صاحب اگر تمہیں اللہ سے محبت صرف اس لئے ہے کہ اس نے تمہیں اپنا محبوب عطا
فرمایا ہے تو یہ محبت ٹھیک ہے اور قبول بھی ہے اور اسی تمہری محبت کے صدقے اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا رزاقیت
والی سے نہیں کرے گا آپ کہیں کہ اللہ میرا رازق ہے وہ مجھے روٹی دیتا ہے تو وہ روٹی سب کو دیتا ہے اس میں مسلم اور غیر
مسلم کی کوئی تخصیص نہیں کرتا دوست کو بھی دیتا ہے اور دشمن کو بھی دیتا ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ احسان ماننے سے بھی محبت بڑھتی ہے کوئی احسان کرے تو اس سے بھی جذبات کا جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ بھی محبت ہے یہ سیکھ عیسائی وغیرہ سب میں برابر ہے۔ مومن کی محبت اللہ تعالیٰ سے اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب مومنوں کو عطا فرمایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ انہیں اپنا محبوب عطا فرما دیا یہ احسان تسلیم کریں گے تو حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہوگی حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی بھی نصیب ہو جائے گی اور حب حضور ﷺ کی غلامی اور اتباع آگے گی تو مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ تو پھر اللہ تعالیٰ کی غلامی بھی نصیب ہو جائے گی پھر اس غلامی کے صدقے اس محبت کے صدقے اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرے گا گناہ بھی بخش دے گا اور اگر کوئی دوسری محبت آپ اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں کہ رازق ہے۔ مالک ہے۔ تو ٹھیک ہے مالک وہ سب کا ہے۔ رازق بھی وہ سب کا ہے کس کا مالک نہیں ابو جہل کا مالک کون تھا؟ ابو جہل سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا؟ بولا اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تمہیں کس نے بنایا؟ بولا اللہ نے بنایا پوچھا گیا کہ تمہیں روٹی کون دیتا ہے؟ تو بولا کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی یہی سوال پوچھ گئے تو جواب یہی تھا جب صدیق اکبرؓ بھی وہی کہہ رہے ہیں اور ابو جہل بھی وہی کہہ رہا ہے تو محبت کیسی۔ ابو جہل اور حضرت صدیق اکبرؓ میں فرق یہ ہے کہ ابو جہل کہہ رہا ہے کہ حضور پاک ﷺ کچھ نہیں ہیں (نعوذ باللہ) اور حضرت صدیق اکبرؓ کہہ رہے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہی سب کچھ ہیں ایسی محبت چاہیے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جیسی محبت چاہیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى اے مومنو! دنیا قلیل ہے اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت میں بھلائی ہے اس دنیا میں کوئی چیز نہیں لیکن میں نے تم پر بڑا احسان کیا ہے اپنا محبوب نبی بنا دیا ہے اس احسان کے بدلے میں جب آپ محبت کریں گے حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی کریں گے تو یہ محبت بھی قبول ہے۔ غلامی بھی قبول یہ غلامی کیسے ہوتی ہے؟ کہ ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ ایک نوجوان دو شیزہ خوبصورتی و حسن کی مالک آ رہی ہے اور میک اپ بھی کیا ہوا ہے آپ نوجوان ہیں آپ کا جی چاہتا ہے کہ اسے دیکھیں لیکن حضور پاک ﷺ کی شریعت اور اللہ کا فرمان ہے کہ نگاہیں نیچی کر لیں آپ حکم خداوندی کے مطابق اور حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اپنی نگاہیں نیچی کر لیتے ہیں اور لڑکی کی طرف نہیں دیکھتے تو پھر وہ نظر آپ کی ہوگی یا حضور نبی کریم ﷺ کی نظر ہوگی؟ ایسی غلامی چاہیے آپ اس احسان کے بدلے اللہ تعالیٰ سے محبت کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اب تیری محبت قبول کرتا ہوں اب تو میرا محبوب ہے۔ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں مانگ تو کیا مانگتا ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہ انعام یہ تصرف یہ ولایت سب اس کے لئے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کو انعام کرم اور رحمت جان کر ان سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوتا ہے اس محبت کے صدقے اللہ تعالیٰ نہ صرف محبت کرتا ہے بلکہ بندے

کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے پہلے بندہ فاعل ہوتا ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو فاعل نہیں مفعول بن جا اب میں فاعل ہوں میں تم سے محبت کرتا ہوں محبوب بنا بڑا آسان ہے۔ معشوق بننا آسان ہے اور عاشق بننا بڑا مشکل ہے۔ لیلیٰ اور مجنوں میں سے عاشق کون تھا مجنوں عاشق تھا تو کیسے امتحان سے گزرنا پڑا لیلیٰ روزانہ چوری بنا کر کسی کے ہاتھ مجنوں کو بھیجا کرتی تھی ایک دن لیلیٰ نے پوچھا کہ مجنوں نے کبھی بات بھی کی ہے؟ وہ آدمی بولا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اسے تو چوری کا انتظار ہوتا ہے۔ جیسے میں پہنچتا ہوں تو فوراً چوری ہڑپ کر جاتا ہے۔ تیرا تو نہ کبھی نام لیا ہے نہ کبھی پوچھا ہے تو لیلیٰ نے اگلے روز چوری کی بجائے ایک تیز چھری پلیٹ میں رکھ دی اور کہا کہ مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ کہتی ہے مجھے تمہارے جسم کا آدھا کلو گوشت درکار ہے۔ وہ دے دو۔ وہ آدمی پہنچا تو مجنوں نے پلیٹ جلدی جلدی پکڑی لیکن جیسے ہی پکڑا اٹھایا تو چوری کی بجائے چھری تھی اس نے وجہ پوچھی تو اس آدمی نے کہا کہ آج چوری نہیں ہے۔ بلکہ لیلیٰ نے تمہارے جسم کا آدھا کلو گوشت مانگا ہے۔ وہ کاٹ کر دے دو تو مجنوں نے کہا کہ اوہو! بھائی تمہیں غلطی لگ گئی ہے میں مجنوں نہیں ہوں وہ مجنوں تو آگے بیٹھا ہے۔ وہاں چلے جا وہ آدمی دوسرے مجنوں کے پاس پہنچا اور جا کر لیلیٰ کا بیغام دیا تو وہ مجنوں خوشی سے اچھلنے لگا اور کہا کہ کون سے حصہ سے گوشت مانگا ہے؟ آدمی نے جواب دیا کہ یہ تو میں نے نہیں پوچھا تو مجنوں نے کہا کہ جسم کے تمام حصوں سے تھوڑا تھوڑا نکال لو کہ نہ جانے لیلیٰ کو کون سا گوشت پسند ہے تو عرض ہے کہ عاشق بننے کے لئے صرف چوری نہیں کھانی پڑتی بلکہ گوشت بھی دینا پڑتا ہے۔

ہم کیا دے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں کسی امتحان میں نہ ڈالے ہم اس کے امتحان میں پاس نہیں ہو سکتے اللہ عاشق ہی رہے اور ہم معشوق رہیں تو بہتر ہے مگر معشوق بننے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی چاہئے اگر حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی نہیں ہوگی تو پھر اللہ کے محبوب بھی نہیں بن سکتے وہ اور محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے ہے اور اپنے محبوب کے غلاموں سے جو محبت ہے وہ اسی محبت کے زیر اثر ہے جنت بھی ان کے لئے ہے بخشش بھی ان کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان کے لئے ہے۔ باقی روٹی پانی جو ہے وہ دوسروں کے لئے ہے فرعون کے لئے کیا تھا؟ حکومت! قارون کے لئے دولت! تو کیا اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے؟ نہیں نہیں اللہ کسی کی حکومت اور کسی کی دولت دیکھ کر خوش نہیں ہوتا وہ اپنے محبوب کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی میں جو کوئی آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور کیا اللہ تعالیٰ خوبصورت مرد خوبصورت عورتیں ہیر و یا ہیر وئن وغیرہ سے خوش ہے؟ نہیں نہیں وہ ان سے خوش نہیں حالانکہ یہ حسن یہ خوبصورتی یہ جوانی سب اسی نے ان کو دی ہے۔ اس نے لوگوں کو بڑی طاقت دی ہے کیا ان کی طاقت سے اللہ تعالیٰ خوش ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہی شیطان کو علم دیا ہے۔ تصرف دیا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ شیطان سے خوش ہے؟ نہیں نہیں اللہ شیطان سے خوش نہیں ہے وہ صرف خوش اس سے ہی ہوتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی میں داخل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے یہ تو اس کی مالکیت کا اظہار ہے کہ اس نے کسی کو دولت دی ہے اور کسی کو حسن دیا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا نہ سمجھو کہ میں امیر ہوں میں حسین ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے

خوش ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ حاجی صاحب کی یہ نعت ہزار بار سنی ہوگی لیکن ہر بار نئی معلوم ہوتی ہے۔ ہر بار حضور نبی کریم ﷺ کا عشق عطا کرتی ہے۔ شیطان سجدہ میں کیا پڑھتا تھا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور آپ بھی یہی پڑھتے ہیں پھر شیطان کا یہ فقرہ کیوں قبول نہیں آپ کا قبول کیوں ہے۔

حضرت بلالؓ کی زبان میں ذرا کثرت تھی آپ ش کوں پڑھتے تھے اُسْهَدْ پڑھتے تھے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو پسند تھے آپ کے محبوب تھے آپ کی اسی لہجہ میں آذان بھی حضور ﷺ کو پسند تھی صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت بلالؓ کا تلفظ درست نہیں لوگ کیا کہیں گے بہتر ہے کہ درست عربی لب و لہجہ والا قاری آذان دیا کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت فرمادی۔ بہترین قاری تشریف لے آئے وضو وغیرہ کر کے آذان کے لئے تیار ہو کر بیٹھ رہے۔ لیکن سحر ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تنگ آگئے صحابہ کرامؓ کھٹے ہو گئے یا رسول اللہ ﷺ آپ صبح ہی نہیں ہو رہی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب تک حضرت بلالؓ آذان نہیں دیں گے صبح نہیں ہوگی یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی کا انعام جو حضور ﷺ کا محبوب ہے اللہ تعالیٰ کا بھی محبوب ہے آپ کی غلامی میں غلط تلفظ بھی درست قرار پاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے لہجہ بلالی قبول ہے۔ کہ یہ میرے حبیب ﷺ کا محبوب ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں گناہوں کی شفاعت کروں گا صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ حضور ﷺ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی؟ آپ نے فرمایا میں بڑے بڑے گناہوں کی شفاعت کروں گا پھر پوچھا گیا کہ آپ کون سے لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے تو حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ میں اپنے محبوب لوگوں کی شفاعت کروں گا یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا اکرم ہے بڑا احسان ہے اور سب سے بڑا احسان یہ ہے ہم سب پر کہ حضور نبی کریم ﷺ کا انعام ہے۔ اس انعام کو تسلیم کرتے ہوئے مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہو کر محبت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اللہ تعالیٰ ہمیں یہ محبت نصیب کرے اور اس کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائے یہ نچوڑ ہے اس ساری چیز کا کہ محبت اللہ تعالیٰ سے صرف اس لئے کرو کہ اس نے آپ کو اپنا محبوب عطا فرمایا ہے۔ باقی چیز اگر کوئی کرنی ہو تو کریں نہ کرنی ہو تو نہ کریں دنیا میں سب سے بڑا احسان جو ہے اگر اس احسان کا حق تسلیم کر لیا جائے تو باقی حق خود بخود آجاتے ہیں آپ کے محبوب حضور نبی کریم ﷺ ہیں آپ ان کی غلامی میں ہیں جب آذان ہوتی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ تو نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپ ان کے محبوب ہو کر نماز میں کھڑے ہوں گے یا بیٹھے ہوئے حقدہ پئیں گے یا کچھ اور مصروفیت میں رہیں گے۔ اگر نماز میں کھڑے ہوں گے تو حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے اگر آپ نے بہترین ثانی باندھ رکھی ہے اچھا کارہ ہے تو آپ کس کی محبت میں گرفتار ہیں یقیناً آپ انگریز کی محبت کا اظہار کر رہے ہیں اور اگر آپ نے داڑھی مبارک رکھی ہوئی ہے۔ نماز کا انتظار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی کا فخر ہے۔ تو یہ کس کی محبت کا اظہار ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا اظہار ہے آپ جو بھی کام کر رہے ہیں جتنی بھی شکل اختیار کئے ہوئے ہیں جیسا بھی ہیئر سٹائل بنایا ہوا ہے یہ کسی نہ کسی کی محبت کا اظہار ہے ایک آدمی نے تبلیغ کی کہ نماز پنجابیوں کے لئے پنجابی میں سندھیوں کے لئے

سندھی میں ہونی چاہیے تاکہ درخواست کرنے والا یہ تو سمجھ رہا ہو کہ وہ کیا مانگ رہا ہے۔ اگر اسے نماز کی عربی کے معنی ہی نہیں آتے تو اسے پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا مانگ رہا ہے۔ تو دینے والے سے وہ کیا امید رکھے گا کہ وہ اسے کیا دے گا اس لئے نماز اردو انگریزی روسی فرانسیسی اپنی اپنی مادری زبان میں ہونی چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ درخواست کے متن کو نہیں بلکہ اپنے محبوب کی ادا کو پسند فرماتا ہے تم خواہ اس کے معنی سمجھو یا نہ سمجھو اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول صرف اس لئے فرماتا ہے کہ تم اس کے محبوب کی نفل اتار رہے ہو اس کو محبوب کی ادا پسند ہے۔ لہذا اگر حضور نبی کریم ﷺ نے عربی میں نماز پڑھی ہے۔ تو تم بھی عربی میں نماز پڑھو ورنہ زبان میں تو سب حضور نبی کریم ﷺ کو بھی آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی سب کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی کا اظہار ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمت عطا فرمائے (آمین)

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 25/05/95

دین میں سختی نہ کرو نرمی کرو
بشارت دو نفرت نہ پھیلاؤ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یا یاہا الزین امنو صلوا علیہ
و سلمو اتسلیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ

حضرات! میں نے قرآن مجید سے سورہ جمعہ کی آیت مبارکہ کا حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا
ہے۔ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفات میں سے ایک صفت یُزَکِّیْہُمْ ”وہ ان کو پاک کرتے ہیں“ کا اللہ تعالیٰ نے
بیان فرمایا ہے پورا قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی نعت اور صفات کا مظہر ہے اور نبی محتشم ﷺ صاحب قرآن ہیں۔
قرآن پاک بھی نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جیلہ سے ہی ملتا ہے۔ تزکیہ حضور ﷺ کی شان ہے۔ یہ شعبہ یہ کارخانہ اور یہ نسخہ
صرف آپ ﷺ کے پاس ہے۔ قرآن حکیم خود صاف یا پاک نہیں کرتا حضور ﷺ کے ساتھ اور تابع رہ کر پاک و صاف
ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ دھوبی کپڑے دھوتا ہے۔ اب کپڑے دھونے کیلئے
کپڑے صاف کرنے کے لئے آپ کتاب کو دیں گے یا دھوبی کو دیں گے یقیناً دھوبی کو دیں گے کتاب کو نہیں دیں گے۔
کتاب میں تو دھوبی کی صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ کپڑے دھوتا ہے اسی طرح سے قرآن حکیم میں حضور ﷺ کی صفت
بیان ہوئی ہے کہ وہ ”انہیں صاف کرتے ہیں“ تو اب گنہگاروں کو پاک صاف کرنے کے لئے قرآن شریف کے حوالہ
نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کئے جائیں گے تاکہ وہ انہیں پاک صاف کر دیں
جب قرآن مجید ابھی نازل ہی نہیں ہوا تھا تو اس وقت گنہگاروں کو کون پاک کرتا تھا۔ جب نزول قرآن شروع ہوا چند
آیات ہی آئی تھیں اس وقت کون پاک کرتا تھا ارکان اسلام بھی بہت بعد آئے حضور ﷺ ابتداء سے ہی پاک فرمایا
کرتے تھے نماز بھی دس نبوی میں فرض ہوئی۔ یہ ابتدائی دس سالوں میں جو لوگ حضور ﷺ پر ایمان لائے اللہ صحابی بن
گئے ان کو کس نے پاک کر دیا یہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہی تھی کہ جس نے انہیں گناہوں سے پاک صاف کر کے صحابی کا درجہ عطا
فرمایا حضرت ابوبکرؓ کو صدیق اکبرؓ بنا دیا۔ حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کو شیر خدا بنا دیا۔ حضرت عمرؓ کو فاروق اعظمؓ بنا دیا حضرت
عثمانؓ کو غنی کر دیا۔ یہ تمام قرآن سے نہیں بلکہ صاحب قرآن کے کرم سے ہے قرآن تو ابھی اتنا نازل بھی نہ ہوا تھا
حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایسا صاف کر دیا کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل کر دیا اور یہ ہوتا بھی کیوں نہ جبکہ
حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مجھے جتنے علوم عطا ہوئے وہ میں نے صدیق اکبرؓ کے سینہ میں بھر دیئے۔ صدیق اکبرؓ کی صفائی
و پاکیزگی کو اس عطا سے ہوئی تھی حضرت عمرؓ تو حضور نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے ارادہ سے آرہے تھے
ادھر نبی پاک ﷺ دعا مارے ہیں عَدَا اِلَاسْلَامِ بِعُمَرُ بْنِ خَطَّابٍ اَوْ عُمَرُ بْنُ هَاشِمٍ کہ یا اللہ عمر بن خطابؓ یا عمر بن
ہشام سے اسلام کو عظمت عطا فرما۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ کا نام نکلا تھا تو اللہ

تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطابؓ کو ہی یہ شرف عطا فرمایا کہ وہ اسلام لائے اور پھر نگاہ مصطفیٰ ﷺ نے ایسا پاک و صاف فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمرؓ ہوتے اور آپ کی بنیائی کوتاہی صاف کر دیا کہ ایران کی پہاڑیوں میں لشکر اسلام اور کفار میں جنگ ہو رہی ہے اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت ساریہؓ پہاڑ پر کھڑے اپنی افواج کو ہدایات دے رہے ہیں پہاڑ کی دوسری جانب کفار کا ایک دستہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی غرض سے آ رہا ہے۔ حضرت ساریہؓ کی توجہ اس طرف نہیں ہو رہی ہے اور حضرت عمرؓ مسجد نبویؐ میں ممبر شریف پر تشریف فرما ہیں اور جنگ ہوتے دیکھ رہے ہیں اور جب حضرت ساریہؓ کو غافل پاتے ہیں تو وہیں سے ہزاروں میل دور حضرت ساریہؓ کو آواز دیتے ہیں یَا سَارِيَّةُ اِلَى الْجَبَلِ اے ساریہؓ پہاڑ کی طرف دیکھئے۔ سبحان اللہ! مدینہ شریف سے ایران تک کوئی چیز حجر شجر پہاڑ درود یوار حضرت عمرؓ کی آنکھوں کے سامنے حجاب نہیں بنتے اور زبان اتنی پاک اور صاف کر دی کہ ہزاروں میل دور حضرت ساریہؓ مدینہ شریف سے حضرت عمرؓ کی آواز سن رہے ہیں ادھر حضرت ساریہؓ کی ساعت اتنی صاف و پاک کر دی کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کی آواز کون لیا اور جب پہاڑ کی طرف دیکھا تو دشمن قریب آ چکا تھا آپ نے حملہ کر کے اسے شکست فاش دی۔

ایک شخص نے خنجر کو تیز کیا اور زہر آلود کیا۔ ارادہ تھا کہ (نعوذ باللہ) حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرے گا اسے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لئے صبح سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ ہی تشریف لاتے ہیں زہر آلود خنجر کو اپنے کپڑوں میں چھپا کر علی الصبح اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گیا کہ جیسے ہی وہاں سے حضور نبی کریم ﷺ گزریں گے تو یہ حملہ کر کے آپ کو قتل کر دے گا حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اس کو دیکھ لیا اور اس کا نام لیکر فرمایا تو فلاں ہے؟ اور کس ارادہ سے چھپا ہوا ہے۔ اس شخص پر اتنا رعب طاری ہو گیا کہ وہ کانپنے لگا اور اس کے ہاتھ سے خنجر گر گیا حضور ﷺ نے فرمایا اپنا کام مکمل کر دو وہ پاؤں میں گر گیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کلمہ پڑھا دیجئے۔ مسلمان کر لیجئے میں آپ کی غلامی قبول کرتا ہوں ایک ہی نظر سے قتل کرنے کے ارادہ سے آنے والا پاک و صاف ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا سیاہ باطن سے آیا تھا روشن باطن لیکر واپس گیا یہ بُزْجِيہُم کی صفت کا ظہور ہے۔

شب معراج حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھٹے آسمان پر استقبال کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا ہے کہ آپ کی امت کے اولیاء سابقہ انبیاء کی مانند ہوں گے۔ آپ ہمیں اپنا کوئی ایسا امتی ملائیں بنی محترم ﷺ نے حضرت امام غزالیؒ کو طلب فرمایا حضرت امام غزالیؒ حضور ﷺ سے چار سو سال بعد پیدا ہوئے لیکن وہاں حاضر ہوئے اور بہت لمبا سلام عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اتنا طویل سلام کرنے کی کیا ضرورت تھی حضرت امام غزالیؒ نے عرض کیا یا نبی اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر آپ سے صرف پوچھا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ نے کیوں طویل بات کی کہ یہ میرا عصا ہے۔ اس سے میں بکریاں ہانکتا ہوں پتے جھاڑتا ہوں کھائی وغیرہ کو اس کے سہارے سے چھلانگ لیتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

اللہ میرا محبوب تھا میں نے لمبی بات کی کہ زیادہ دیر ہم کلامی کا شرف حاصل رہے تو حضرت امام غزالیؒ نے عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے محبوب ہیں میں نے چاہا زیادہ دیر تک کلام ہوں اس لئے لمبی بات کرنے کے بہانہ لمبا سلام عرض کیا حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت امام غزالیؒ سے فرمایا کہ بس بیٹا بس اب بتائیں کہ حضرت امام غزالیؒ کو عالم ارواح میں ہی پیدائش سے قبل ہی یہ سب کچھ کس نے پڑھایا کس نے اسے پاک کر دیا کس نے اس کو یہ لطافت عطا فرمادی حضرت امام غزالیؒ حضور نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں امت محمدیہ ﷺ کے ولی ہیں آپ کو یہ تعلیم کہاں سے ملی کس نے آپ کو دانائی عطا فرمائی۔

حضرت بلالؓ غلام تھے آپ نے اسلام قبول کر لیا تو آپ کے مالک نے طرح طرح کی تکالیف دینا شروع کر دیں جتنی اذیتیں سیدنا حضرت بلالؓ کو دی گئی ہیں وہ شاید ہی کسی اور کو دی گئی ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ہے۔ جو حضرت بلالؓ کو آزار کر دے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ کے مالک سے پوچھا کہ بلالؓ کو فروخت کر دو یہ مجھے دے دو اس کے بدلہ میں جو چاہو وہ لے لو۔ مالک نے کہا کہ ایک غلام دے دو اور اتنی رقم دے دو اس مالک نے اپنی طرف سے اتنا معاوضہ طلب کر لیا تھا جو اس کی سمجھ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ نہ دیتے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے فوراً مان لیا اور حضرت بلالؓ کو آزار کر لیا وہ مالک بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ ابوبکرؓ نے فوراً مان لیا اور حضرت بلالؓ کو آزار کر لیا وہ مالک بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ ابوبکرؓ میں تجھے بہت سمجھدار بنا کر سمجھتا تھا لیکن اب پتہ چلا کہ تم بہت (نعوذ باللہ) بے وقوف ہو۔ بلال جیسے نکلے (نعوذ باللہ) غلام کے لئے اتنی کثیر رقم بھی دے دی اور اس کی جگہ ایک غلام بھی دے دیا حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اگر تجھے یہ علم ہو جائے کہ میں بلالؓ کے لئے کیا کچھ دینے کے لئے آیا تھا تو پھر تمہیں افسوس ہوگا اور پتہ چل جائے گا کہ (نعوذ باللہ) بے وقوف میں ہوں یا تم ہو میں تو اس کے بدلے اپنا سارا گھربار اور خود اپنی ذات کو بھی دینے کے تیار تھا تو نے تو بلالؓ کی قیمت ہی بہت کم مانگی ہے جو میں نے آسانی سے ادا کر دی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو یہ تعلیم کہاں سے ملی انہیں یہ تعلیم نگاہ مصطفیٰ ﷺ نے ہی عطا فرمائی حضرت سیدنا بلالؓ آزار ہونے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے نگاہ عنایت ڈالی اور حضرت بلالؓ کو اتنا پاک صاف کر دیا کہ اگر وہ آذان نہ دیں تو سورج ہی طلوع نہ ہو اور فرمایا کہ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور تو کوئی ایسا عمل نہیں بس یہ ہے کہ ہر وقت با وضو رہتا ہوں اور جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو فوراً دوبارہ وضو کر کے دو نفل تحیۃ الوضوء پڑھ لیتا ہوں سبحان اللہ! حضرت بلالؓ کی پاگیرگی کا کیا کہنا ہے اتنا صاف کر دیا کہ دیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے جنت میں جانے والا شخص حضرت بلالؓ ہوں گے کیوں کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کی انوفی کی تکمیل پکڑے داخل ہوں گے شب معراج جنت کی حوروں کی سردار جو حور ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں آپ کے استقبال کے لئے جنت کو سنوارا سجایا آپ مجھے کوئی انعام تو دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تجھے بلالؓ

دیتا ہوں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو سنا ہے کہ وہ کالا ہے حبشی نسل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے ایسا سمجھتی ہے میں نے تو ابھی اس کو جا کر منانا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہیں قبول بھی کرتا ہے کہ نہیں اور پھر یہ کہ تمہاری جنت کی توقیت صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی میرا امتی صدق دل سے کلمہ پڑھ لے تو وہ تیرا حقدار بن جاتا ہے۔ اور تو بلالؓ کو اتنا ستا سمجھتی ہے تو اس کے مرتبہ کو کیا جانتی ہے۔ حضرت عکرمہؓ بہت خوبصورت نوجوان تھے ابو جہل کے بیٹے تھے اور اس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ بیٹا دیکھنا کہیں محمد ﷺ کے سامنے نہ ہو جانا ورنہ اپنے دین سے بھر جاؤ گے ایک روز اچانک ایک گلی کے موڑ پر حضور نبی کریم ﷺ مل گئے آپ ﷺ نے حضرت عکرمہؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ عکرمہؓ اتنی خوبصورت شکل و دوزخ میں جاتی اچھی نہیں لگتی آپ کے ہاتھ مبارک کا چھونا تھا کہ حضرت عکرمہؓ کے باطن میں صفائی ہو گئی باپ کے حکم کے مطابق وہ وہاں سے جلدی جلدی چلے گئے لیکن دست مبارک اور نگاہ مصطفیٰ ﷺ کام کر چکی تھی کچھ عرصہ بعد خود حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کر لیا اور پھر مسلمانوں کی طرف سے کفار کے خلاف کئی ایک جنگیں لڑیں اور داد شجاعت وصول کی۔

آج کل یہ سارا کام اولیاء اللہ کرتے ہیں وہ اپنی نگاہ سے سیاہ باطن کو روشن کر دیتے ہیں سیاہ بخت کو سعید کر دیتے ہیں۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
حضرت نور الحسنؒ کیلیا نوالی سرکار شیعہ مسلک تھے ایک دفعہ شہر پور شریف میں تقریر کرنے کی غرض سے آئے گلی سے گزر رہے تھے کہ میاں صاحبؒ شہر پور سے ملاقات ہو گئی میاں شیر محمد صاحبؒ نے پوچھا کہ کیا نام ہے بتایا کہ نور الحسنؒ ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ نہیں نور نہ بنا دوں اور ایسی نظر ڈالی کہ وہ شیعہ مسلک سے تائب ہو کر حضرت میاں صاحب کے دست بیعت ہوئے خلافت عطا ہو گئی اور کیلیا نوالی میں تشریف فرما ہوئے اور اعلان فرمایا کہ جو میری گلی سے گزر جائے وہ جنتی ہے۔ حضرت سرکار گنج شکر بابا فریدؒ نے اعلان فرمایا کہ جو اس بے ہشتی دروازے سے گزر جائے وہ جنتی ہے حضرت سرکار مہر علی شاہ صاحبؒ پاکپٹن گئے روضہ پر حاضر تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف دروازے سے گزر جاؤ تو جنت مل جائے گی۔ آپ نے فرمایا آؤ میں بتاتا ہوں۔ آپ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسے نظری پاکیزگی مل گئی اس نے پنچشم خود دیکھا کہ دروازے میں سے گزرنے والے لوگ گزرنے سے پہلے کالے سیاہ بد شکل دکھائی دیتے ہیں لیکن گزرنے کے بعد ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو رہے ہیں نورانی چہرے بن جاتے ہیں تو باطن میں بھی نور آتا ہوگا کہ باطنی نورانیت کے بغیر ظاہری نورانیت نہیں آتی۔

حضرت سرکار سائیں بابا جناب نعت اللہ قریشی دادو شریف والے آستانہ عالیہ کے دروازے پر کھڑے تھے ایک آدمی جوڑا کوٹھا کرانے کا قاتل تھا اور قتل کے ارادہ سے ہی جا رہا تھا کہ حضرت سرکار سائیں بابا کی نظر اس پر پڑی تو سیاہ باطن کو نور کر دیا اپنے پیشے سے تائب ہو کر آپ کے قدموں میں گر گیا اور آسمانوں کی سیر کرنے والا بن گیا حضرت

سرکار سائنس بابا مرحوم و مغفور کا ہی واقعہ ہے کہ آپ کے چچا جان پولیس میں تھانیدار تھے ریٹائر ہوئے تو حضرت سرکار سائنس بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھے آج ہی پیر بنا دو اور اپنے مطالبے پر ضد شروع کر دی۔ آخر حضرت سرکار سائنس بابا نے فرمایا کہ صبر کرو ابھی تو میں تمہاری تھانیداری والی عمر کو پاک و صاف کر رہا ہوں یوں اولیاء اللہ نہ صرف حال بلکہ ماضی اور مستقبل کے حالات کو بھی جانتے ہیں اور ان دور کی غلاظتوں آلائشوں کو پاک صاف کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔

فیصل آباد کے رہائشی ایک شخص کا واقعہ ہے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ عورتوں کا کام کرتا تھا کہ ایک فاحشہ عورت کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور شادی کرنا چاہی لیکن وہ عورت نہیں مانتی تھی یہ تعویذ لینے کے لئے میرے پیرو مرشد حضرت شیخ المشائخ صوفی باصفا پیر محمد شریف صاحب خلیق دامت برکاتہ العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوا دس پندرہ منٹ آپ کی محفل میں بیٹھا۔ حضرت صاحب نے نگاہ عنایت ڈالی اور سب فاحشہ قصورات ختم کر کے ذہنی طور پر پاک و صاف کر دیا اور اسے اسی محفل میں خیال آنے لگا کہ جس عورت سے تو شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو گندی ہے کجی ہے ہر جائی ہے وہ وہیں تائب ہو گیا اور حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہمارے شیخ کامل صوفی باصفا نے ایسی صفائی کر دی کہ تمام فاحشہ خیالات چھوڑ کر ذکر فکر میں لگ گیا اور ایسا مقام پایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت کرمانوالی سرکار کا ایک مرید ہے جس کی عمر کوئی 70/80 سال کے قریب ہے۔ نہایت دہلپتا جسم ہے۔ حضرت کرمانوالی سرکار نے اسے حکم دے رکھا ہے کہ ہر روز رات کو پندرہ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے۔ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے لئے تقریباً ایک گھنٹہ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس طرح اسے صرف رات کو پندرہ گھنٹے چاہئیں اور اتنی لمبی رات نہیں ہوتی اس شخص نے پندرہ ہزار کھجور کی گھٹلیاں اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں اور ساتھ ساتھ ہی لئے پھرتا ہے۔ وہ رات ہی رات میں پندرہ ہزار مرتبہ درود شریف مکمل کر لیتا ہے اور بیالیس سال سے وہ یہ کام کر رہا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ یہ درود شریف ہی اب میری غذا بن چکی ہے اور اب مجھے پتہ بھی نہیں چلتا کہ کتنے وقت میں پڑھ لیتا ہوں اور باقی وقت میں سو بھی لیتا ہوں اس ضعیف عمری میں بھی وہ بہت صحت مند ہے۔ اور اس صحت مندی کا راز درود شریف کا ورد ہے۔ اس طرح سے حضرت کرمانوالی سرکار نے اپنے مرید کو باطنی صفائی کر رکھی ہے۔ نزکیہ نفس کے حصول کا ذریعہ درود شریف ہے۔ جو ایک بار حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دس بار اس پر درود شریف پڑھتے ہیں دس نیکیوں کا اضافہ فرمادیتے ہیں دس گناہ مٹا دیتے ہیں دس مرتبے بلند کر دے جاتے ہیں قیامت کے روز ایک آدمی کے اعمال میزان میں تو لے جائیں گے نیکیوں والا پلٹر اہلکا ہوگا گناہوں والا بھاری ہوگا اس شخص کو دوزخ کا حکم ہو جائے گا فرشتے لے کر دوزخ کی طرف جارہے ہوں گے حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہو جائے گی وہ شخص عرض کرے گا یا رسول اللہ ﷺ کرم فرمائیے آپ کا امتی ہوں دوزخ کا حکم ہو چکا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ فرشتوں کو واپس لے چلو اور میزان دوبارہ لگاؤ میزان دوبارہ لگ جائے گا نیکیوں والا پلٹر اہلکا ہوگا حضور ﷺ جیب مبارک سے ایک کاغذ کا

نکڑا نکال کر اس پلڑے میں رکھ دیں گے تو وہ وزنی ہو جائے گا اس شخص کو جنت کا حکم مل جائے گا عرض کرے گا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے۔ آپ ﷺ فرمائے گے تو نے ایک بار مجھ پر درود شریف پڑھا تھا میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا یہ اس کا اجر ہے۔ جس نے آج تجھے دوزخ سے نجات دلا دی ہے۔ تزکیہ نفس ضروری ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی صفات عالیہ سے ایک صفت ہے اگر تزکیہ نفس کے بغیر علم و حکمت آجائے تو شیطان بن جاتا ہے۔ اس کو باطنی پاکیزگی نصیب نہیں ہوتی اور باطنی پاکیزگی کے بغیر اللہ کا عرفان نصیب نہیں ہوتا شیطان کا تزکیہ نفس نہیں تھا اس لئے عرفان الہی نصیب نہ ہوا اور اسے یہ علم نہ ہو سکا کہ ایک سجدہ کے انکار سے اس کے ساتھ کیا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی وسوسوں سے نجات دلائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 5/05/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذبالله من الشیطن
الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون علی النبی یاہاالزین امنو صلوا علیہ
وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلى الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله

معزز حاضرین! میرا دین ایمان مکلی والا اے میرا دین نبی سے بنتا ہے کوئی کہے کہ اللہ سے بناؤ نبی پاک
سے کیوں بناتے ہو اللہ سے دین بنتا نہیں ہے ہمیشہ نبوت سے بنتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سب ادیان میں ہے لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ عیسی روح اللہ کہے تو عیسائی بن جاتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ موسیٰ کلیم اللہ کہا تو یہودی بن گیا دین لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہیں بنا رہا
ہے نبوت سے جو نام ہے وہ دین بنتا ہے ایمان بنتا ہے۔ مسلمان صرف وہ ہوگا جو کہے گا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ
اللَّهِ اس طرح دین ایمان حضور ﷺ سے ہے ایمان اللہ سے نہیں بنتا ایمان اللہ تعالیٰ پر تو ہے۔ اللہ پر ایمان تو عیسائی کا
بھی ہے۔ یہودی کا بھی ہے۔ سکھ کا بھی ہے۔ ہندو کا بھی ہے۔ جانتے تو ہیں مانتے بھی ہیں کہ بھگوان اللہ کو ہی کہتے ہیں
کسی زمانے کی کوئی قید نہیں اللہ کا عقیدہ ہمیشہ سے ہی رہا ہے لیکن نبوت کے بدلنے سے شریعتیں بدل گئیں مذہب بدل
گئے۔ مذہب اور ایمان کی بنیاد نبی ہوتے ہیں اور اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے بڑی اہمیت ہے کہ اگر کسی کا عقیدہ صحیح
ہو اور عمل بھی صحیح ہو اور وہ باپ کا بیٹا ہو جس کا عقیدہ صحیح ہو لیکن عمل صحیح نہ ہو عقیدہ صحیح ہو باپ جیسا ہو لیکن عمل صحیح
نہ ہوں باپ جیسے نہ ہوں تو وہ بیٹا باپ کے ساتھ جنت میں جائے گا کس سے جنت میں جا رہا ہے؟ اعمال سے نہیں۔ یہ
قرآن مجید میں ہے تین جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک باپ ہے۔ عقیدہ صحیح ہے عمل صحیح ہے۔ اس کی اولاد دے کہ جس کا
عقیدہ باپ جیسا صحیح ہے لیکن اعمال صحیح نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اولاد بھی باپ کے ساتھ جنت میں
جائے گی اس کا الٹ کہ بیٹا ہے جس کا عقیدہ صحیح ہے اور عمل بھی صحیح ہے لیکن باپ ہے کہ عقیدہ اس کا صحیح ہے لیکن عمل اس کا
صحیح نہیں ہے وہ باپ اپنے بیٹے کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ اتنا مشہور واقعہ ہے کہ اتنا اور کوئی مشہور ہے ہی نہیں۔ کہ
حضرت نوح علیہ السلام نبی ہیں بلکہ اولوالعزم نبی ہیں۔ پانچ اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں۔ آپ کو آدم ثانی کہتے ہیں
آپ کے بیٹے کا عقیدہ باپ جیسا نہیں بیٹا تو نبی کا ہے لیکن عقیدہ باپ جیسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ اس کیلئے
دعا بھی نہ کرو کہ یہ جہنمی ہے۔ ”کنعان“ اس کا نام ہے۔ قرآن مجید میں ہے وہ ڈوب کر مر گیا۔ یہ عقیدہ ہے جو چلتا ہے۔
علم خواہ کتنا بھی ہو پورا فزکس کا علم ہو لیکن پروفیسر صاحب آپ کے پاس ڈگری نہ ہو تو کیا پبلک سروس
کمشن میں کوئی آپ کی رسائی ہے؟ نہیں ہے کیا اس طرح آپ ملازمت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں؟ نہیں
دے سکتے علم جتنا بھی زیادہ ہے لیکن درخواست ہی نہیں دے سکتے کہ ان کے پاس ڈگری نہیں ہے۔ ولیمہ بہت عالیشان
ہے بہت زیادہ خرچ کیا ہوا ہے لیکن نکاح نہیں ہے اس ولیمہ کا کیا فائدہ جہیز بہت زیادہ ہے بے شمار ہے لیکن نکاح نہیں

ہے تو جہیز کا فائدہ کیا ہے؟ جس طرح نکاح کی اہمیت ہے جس طرح ڈگری کی اہمیت ہے۔ اس طرح جنت میں داخلہ کے لئے عقیدہ کی اہمیت ہے۔ میں نے ہمیشہ سے ہی اس بات پر زور دیا ہے کہ عقیدہ درست رکھو آجکل ایسے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ معافی دے پتہ نہیں کہ ان کا کیا مقصد ہے۔ وہ ہمیں ڈراتے ہیں اللہ کی توحید سے اللہ کی صفات سے اللہ کی عظمتوں سے انبیاء کی خاص کر حضور نبی کریم ﷺ کی نفی کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو رحیم ماننے سے شرک ہو جائے گا کیونکہ رحیم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ شرک وہ ہوتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات میں حصہ ڈالے۔ اسے کہتے ہیں شرک اللہ کے جو کام ہیں اللہ کی جو عظمت ہے اسی طرح بندے میں کوئی تسلیم کرے تو یہ شرک ہے۔ اور اگر اس کا انکار کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔ یہ کفر ہے لیکن اللہ تعالیٰ جیسا کوئی اور بھی ہے یہ شرک ہے۔ اس طرح سے ہمیں ڈرا ڈرا کر اللہ کی عظمتوں کو ایسے بیان کریں گے کہ اس کے سامنے باقی سب کی نفی کریں گے اتنی نفی کریں گے اتنی نفی کریں گے حتیٰ کہ وہ یہ کہیں گے کہ جو علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ جو نبی ﷺ ہے۔ ان کی حیثیت اللہ کے سامنے چوڑے پھار جیسی ہے۔ (نعوذ باللہ) اللہ معافی دے یہ توحید کی تعریف نہیں ہے۔ یہ بے ایمانی کی بنیاد یہ۔ اللہ تعالیٰ خود حضور ﷺ کو کیا مرتبہ دیتے ہیں کوثر کا مالک بنا دیا اپنی رضا عطا فرمادی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى ساری دنیا کائنات کے خزانہ دیدے ہیں اب اس کی کوئی حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَعْدَمُنَّ نَسَاءٌ میں جس کو چاہوں عزت دیدوں تو حضور نبی کریم ﷺ کو عزت دی ہے نا۔ تو پھر چوڑا چمار (تو یہ نعوذ باللہ) کہنے کا کیا مقصد۔ یہی بے ایمانی ہے۔ بے ایمانی ہی ایسی باتیں کہلاتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسی توحید کی تعریف سے خوش نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ پہلے میرے حبیب ﷺ کی تعریف کرو۔ پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی کتنی تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا جہاں اس کے نقش قدم لگے ہوئے ہیں مجھے اس جگہ کی قسم کتنی تعریف فرمائی ہے۔ میں نے آج تک کسی شعر میں کسی نثر میں کسی شاعر کو اپنے محبوب کی اتنی تعریف کرتے نہیں سنا کہ اس نے اپنے محبوب کے نقش قدم کی قسم کھائی ہو یا اس کی تعریف کی ہو۔ بالوں کی تعریف کی ہے۔ گردن کی تعریف کی ہے کمر کی تعریف کی ہے۔ آواز کی تعریف کی ہے ادھر ادھر کی تعریف ہے لیکن سب تعریفیں قدموں سے اوپر ہی اوپر ختم ہو جاتی ہیں پاؤں تک کوئی نہیں پہنچتا بس کمر تک ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ کمر بڑی پتی ہے۔ گال ایسے ہیں۔ زلفیں ایسی ہیں بعض دفعہ پتلیوں کی تعریف کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے فرمایا جہاں میرے محبوب کے قدم لگے ہیں مجھے ان راہوں کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا کیوں فرما رہے ہیں دراصل وہ ہمارے دلوں میں عظمت مصطفیٰ ﷺ ڈال رہے ہیں اسے وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ شرک ہے۔ اے خدا کے بندے کیا یہ تعریف شرک کی تعریف ہے؟ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک قرآن مجید میں بتا رہے ہیں حرص کرتے ہیں اپنی امت کے لئے اور وہ روف بھی ہیں رحیم بھی ہیں اللہ بھی رحیم ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ میں اللہ کا اسم مبارک رحیم نہیں پڑھتے تو کیا اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سکھا رہا ہے؟ وہ تعریف کر رہے ہیں اپنے حبیب ﷺ کی۔ کہ میں رحیم ہوں۔ یہ میری ذاتی صفت ہے

اور میرے حبیب ﷺ بھی رحیم ہیں لیکن یہ ان کی صفت ہے عطائی۔ میری عطا سے میرا حبیب ﷺ بھی رحیم ہے وہ رؤف رحیم ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود فرما رہے ہیں پھر شرک کہاں ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں رَحْمٰن بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے رحیم بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اپنے محبوب کے لئے فرما رہے ہیں کہ حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَوِّفٌ رَّحِیْمٌ یہاں بھی اپنے محبوب کو رحیم فرمایا گیا ہے اللہ معافی دے اگر یہ شرک ہے تو پھر یہ شرک کون سکھا رہا ہے اس کی تعلیم کون دے رہا ہے اللہ تعالیٰ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ رؤف یعنی بڑا مہربان ہے اور رحیم یعنی نہایت ہی رحم کرنے والا ہے قرآن حکیم میں جہاں رحیم اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک بھی ہے وہاں رحیم حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک بھی ہے اللہ اپنی ذات میں رحیم ہے اور حضور نبی کریم ﷺ اس کی عطا سے رحیم ہیں یہ تعریف شرک کی ہے نہیں جو وہ تعریف شرک کی کر رہے ہیں یہ شرک نہیں ہے ہاں مقابلے میں آئے اور کہیے کہ ایک طرف اللہ ہے اور دوسری طرف میں ہوں یہ شرک ہے لیکن جو کچھ وہ اپنی مرضی سے عطا فرمادے وہ شرک نہیں۔

اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تمام آسمان اور زمینوں کا نور اللہ ہے لیکن وہ سامنے جو ستارہ چمک کر رہا ہے کیا وہ نور نہیں ہے کیا یہ چاند نور نہیں ہے کیا یہ سورج نور نہیں ہے سب نور ہیں تو شرک کہاں ہے۔ یہ ستارہ یہ سورج اللہ تعالیٰ نے روشن کئے ہیں تو اس میں شرک کی کیا بات ہے یہ تو اس کی عظمت کے مظہر ہیں کہ وہ اتنا بڑا خدا ہے کہ یہ ان کی مٹی کے بنے ہوئے کبھی روشن کر دیتا ہے وہ بجائے اس کے کہ اللہ کی عظمت مانیں وہ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے۔ یہ شرک کیسا ہے؟ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ستارہ چاند اور سورج کو روشن کر دیا ہے اور پھر خود کو بھی فرمایا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کا نور ہوں نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا اللہ نور نہیں ہے؟ کیا قرآن نور نہیں ہے؟ کیا فرشتے نور نہیں ہیں؟ کیا حضور نبی کریم ﷺ نور نہیں ہیں؟ فرمایا سِرَاجٌ مُّبِیْنٌ تو اللہ تعالیٰ ہمیں شرک نہیں سکھا رہا ہے بلکہ صحیح عقیدہ عطا فرما رہا ہے فرمایا میرے عطا کرنے سے یہ نور ہیں آپ ان سے نور حاصل کرو پھر تو خود کو کیوں جلا رہا ہے؟ تو کیوں جل سڑ رہا ہے اپنی لالٹیں کیوں جلا رہا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ انہیں نور فرما رہا ہے تو پھر ان سے روشنی حاصل کرو ان سے نور لو کیا یہ بازاروں میں سارے گھروں میں بجلی کے بلب نہیں جلتے ہم ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں تو اس نور سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے جو نور نہیں مانتے تو ان کو نور نظر ہی نہیں آتے اللہ کا نور ان کو نظر نہیں آتا جب حضور ﷺ سے انکار ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی نظر نہیں آتے ان کو اللہ تعالیٰ نظر ہی نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ پھر مانتے ہی نہیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ لے جاؤ اپنی عبادت کو۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو فرمایا کہ جاؤ تم اپنے سب سجدے بھی لے جاؤ چپے چپے پر سجدہ تو وہ بھی کر رہا ہے یہ زمانہ ہے کہ بڑی بیوہ پروریاں کر رہے ہیں یتیم پروریاں کر رہے ہیں ہسپتال بنا رہے ہیں خیراتیں کر رہے ہیں عقیدہ صحیح نہیں ہے دنیا میں بھی بڑے لگانا رام ہیں لیڈی وگٹن ہیں اور بھی بڑے ہوں گے جنہوں نے ہسپتال بنائے ہیں دنیا میں۔ لیکن مرنے کے بعد یہ ہر نیکی بھی برباد جائے گی کہ ہمارے نبی پاک ﷺ سے نسبت نہیں بندہ کا ہمیشہ عقیدہ سے بیڑہ پار ہوتا ہے عقیدہ صحیح رکھو باقی سب جگہ اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو پوری ہو جائے گی

کوئی آدمی بھی سو فیصد نبی پاک ﷺ جیسا نہیں ہو سکتا لہذا سبق یہ ہے کہ تم نبی پاک ﷺ جیسے تو نہیں ہو سکتے لیکن ان کے غلام تو بن سکتے ہیں غلامی والا عقیدہ رکھنے میں کتنا ساز و رگلتا ہے ایک بندہ ہے کہ جس نے عقیدہ سے پایا ہے۔

حضرت علامہ بوصیریؒ کو فاج ہو گیا چار پائی پر پڑ گئے بل نہیں سکتے جسم میں سکت اور حرکت نہیں ہوتی نعت لکھا کرتے تھے آپ نے نعت لکھی اور پڑھی آج سے ہزار سال قبل یعنی نبی پاک ﷺ کے وصال شریف سے چار سو سال بعد۔ حضور نبی کریم ﷺ خود شریف لائے وہ نعت سنی بہت خوش ہوئے۔ نعت سن کر خوش ہو جانا جھوم جانا سنت نبی پاک ﷺ ہے جو نعت سن کر خوش ہوتا ہے جسے نعت اچھی لگتی ہے وہ صحیح عقیدہ ہے (اللہ تعالیٰ معافی دے) جس کو نعت نبی اچھی نہیں لگتی وہ بد عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ خود حضور پاک ﷺ کی تعریف سن کر خوش ہوتے ہیں علاقہ بوصیریؒ نعت سنار ہے ہیں اور حضور نبی پاک ﷺ اپنی تعریف سن کر خوش ہو رہے ہیں جھوم رہے ہیں پھر اپنا دست مبارک حضرت علامہ بوصیریؒ کے جسم پر پھیرا اور اپنی چادر انعام کے طور پر عطا کر دی صبح اٹھے تو بالکل صحت یاب تھے باہر نکلے تو ایک آدمی ملا اور اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے بھی وہ نعت سنائیں فرمایا کون سی نعت عرض کیا کہ وہی جو رات سنا تھی فرمایا آپ کو کیسے معلوم ہے۔ عرض کیا کہ رات میں بھی وہیں تھا اور جو چادر عطا ہوئی تھی وہ بھی حضرت علامہ بوصیریؒ کے پاس تھی عربی میں چادر کو بردہ کہتے ہیں اسی وجہ سے نعت شریف کا نام قصیدہ بردہ شریف ہے۔ لوگ اس کو چھو کر تقسیم کر رہے ہیں اس کی شرحیں لکھی جا رہی ہیں اس کو بار بار محافل میں پڑھا جا رہا ہے۔ بڑے وجد آفرین لہجے میں لوگ اس کو پڑھتے ہیں اس میں لکھا ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی کون سی تعریف جائز ہے اور کون سی ناجائز ہے لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو نور مانیں تب بھی پکڑے جائیں گے ان کے لئے علم غیب مانیں تب بھی پکڑے جائیں گے حیات النبی ﷺ مانیں تب بھی پکڑے جائے گے انہیں متاثر کل مانیں تب بھی پکڑے جائیں گے ان کو حاضر ناظر مانیں تب بھی پکڑے جائیں گے ان کو شاہد مانیں تب بھی پکڑے جائیں گے یعنی جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وہ گو نبی پاک ﷺ میں مان لیں تو پھر تو آپ نے نبی ﷺ کو اتنا زیادہ بڑھا دیا کہ ان کو خدا سے ہی ملا دیا اور یہ شرک ہے۔ تو قصیدہ بردہ شریف میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی کیا تعریف ہے۔ اور کیا تعریف نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ صرف یہ نہ کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ ہیں یا اللہ کے بیٹے ہیں اس کے علاوہ جتنی بھی آپ ﷺ کی تعریف کریں وہ تھوڑی ہے۔ دریا کو کوڑے میں بند کر رکھ دیا ہے حضور پاک ﷺ اللہ نہیں ہیں اور اللہ کے بیٹے بھی نہیں باقی سب کچھ ہیں۔

یہ دُعا جو اذان کے بعد آپ پڑھتے ہیں اس میں ہے کہ حضور ﷺ کو درجے عطا فرمادے ان کو مقام وسیلہ عطا فرمادے اور ان کو مقام محمود عطا فرمادے کہ جس کا وعدہ تو نے ان سے کیا ہوا ہے۔ جو دل سے یہ دُعا کرتا ہے تو آخری حصہ اس کا انعام ہے۔ یعنی شفاعت۔ جناب ہم نے جو مانگا ہے یہ حضور پاک ﷺ کی سنت ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی دُعا ہے یہ دُعا کسی نے نہیں بنائی خود نبی کریم ﷺ کی بنائی ہوئی دُعا ہے۔ ان کو مقام فضیلت دیدے بڑے بڑے درجے عطا فرمادے درجے جنت میں ہوتے ہیں مقام وسیلہ عطا فرمادے اور مقام محمود عطا فرمادے جب

وہ دل سے دُعا کرتا ہے تو اس کی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ اس کی شفاعت کر کے بخشش کر دیں گے اپنا حصہ دیکھ لیجئے حضور نبی کریم ﷺ نے اس میں ہمارا حصہ بھی رکھا ہے۔ ہمارا انعام بھی اس میں رکھا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقامات کا وعدہ فرمایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ ہماری شفاعت کے ساتھ منسلک کر دیا ہے جو دل سے یہ دُعا مانگتا ہے وہ انعام بھی لیتا ہے جو کہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا تو مقام ہی کوئی نہیں تو پھر فضیلت کس کے لئے مانگ رہا ہے۔ درجات کس کے لئے مانگ رہا ہے مقام محمود کس کے لئے مانگ رہا ہے مقام وسیلہ کس کے لئے مانگ رہا ہے بڑے بڑے درجے کس لئے مانگ رہا ہے تیرا تو عقیدہ ہی صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ دے ہی نہیں سکتا تو پھر مانگ کیوں رہا ہے۔ ہم تو سنت رسول ﷺ پر چل رہے ہیں نبی کریم ﷺ مانگ رہے ہیں فرمایا اگر تو نے بخشش کرانی ہے تو میری عظمت کی دُعا کرتا ہوں بخشش ہو جائے گی اس دُعا کو پڑھو اور غور سے پڑھو کہ حضور پاک ﷺ کیوں فرما رہے ہیں؟ کیا تعلیم دے رہے ہیں اور یہ کہنا کہ کسی کو علم غیب آجائے تو یہ شرک ہو جاتا ہے۔ کسی کو نور کہہ دیں تو شرک ہو جاتا ہے۔ کسی کو کوئی فائدہ دیدے تو شرک ہو جاتا ہے یہی کہہ رہے ہیں نا۔ اس سے تو شرک ہوتا ہی نہیں ہے۔ شرک والی بات صرف یہ ہے کہ کوئی کہہ میں اللہ ہوں تو شرک ہے۔ کوئی کہہ دے کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں تو پھر شرک ہے بس قصہ ختم اللہ کی تمام صفات ذاتی ہیں باقی وہ جس کو چاہے جتنا عطا کر دے ہم نے تو بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے انسان کو بھی دیا ہے۔ پیغمبروں کو بھی دیا ہے۔ اولیاء اللہ کو بھی دیا ہے۔ بادشاہوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ جس کو چاہے عزت دیتا ہے تُوْنِیَ الْمُلْکَ ملک عطا کرتا ہے کیا یہ شان نہیں ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر الزام لگا کہ بی بی تو نے نکاح تو نہیں کیا تمہاری شادی تو ہوئی نہیں اور بیٹا تمہیں پیدا ہوا ہے بتاؤ یہ کیسے پیدا ہوا ہے وہ گھبرا گئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بیٹے سے ہی کہو کہ تمہاری گواہی دے کہ تو سچی ہے حضرت مریم نے بیٹے کی طرف اشارہ کر دیا تو قرآن مجید میں ہے کہ بیٹا گواہی دیتا ہے تین چار روز کا بیٹا ہے وہ گواہی دے رہا ہے کہ میں علم غیب جانتا ہوں کہ تم کھا کے کیا آئے ہو تم گھروں میں رکھ کر کیا آئے ہو مجھے سب علم ہے۔ مجھ سے پوچھ لو کہ کیا کھانا ہے اور آئندہ زمانہ تک کیا کھاؤ گے اور کیا کھاتے رہے ہو کیا یہ علم غیب نہیں پھر کہتے ہیں کہ شرک ہے۔ یہ شرک کیسے ہو رہا ہے بچہ اپنی ماں کی گواہی دے رہا ہے حضرت مریم پاک ہیں نا۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ وہ پاک ہیں کہ نبی کو علم غیب ہوتا ہے گواہی تو یہ دینا تھی کہ میری ماں پاک ہے لیکن وہ فرما رہے ہیں کہ چھوڑو اس کو میری بات مانو کہ میں یہ ساری چیزیں جانتا ہوں میں تمہارے متعلق جانتا ہوں تمہاری روٹی جانتا ہوں تو کیا اپنی ماں کے کردار کو نہیں جانتا دیکھو کہ نبی علیہ السلام نے اپنی عظمت بیان فرمائی جس کو نبی علیہ السلام کی عظمت کا پتہ چل جاتا ہے اس کا عقیدہ صحیح ہو جاتا ہے جس طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کا عقیدہ صحیح کر دیا اسی طرح آپ ان کی تمام صفات پڑھ لیں کہ میں نبی علیہ السلام ہوں میں کتاب لایا ہوں میں کوٹھی کوٹھیک کرتا ہوں میں مادر زاد اندھے کوٹھیک کرتا ہوں میں برص والے کوٹھیک کرتا ہوں آپ کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر لاؤ میں اس میں پھونک مارتا ہوں

وہ زندہ ہو کر اڑ جائے گا میں مردے کو زندہ کرتا ہوں کیا کسی جگہ بھی لکھا ہوا ہے کہ میری ماں ٹھیک ہے ماں کے متعلق نہیں بتایا لیکن قوم کے لوگ مان گئے وہ کیوں مان گئے اس لئے جب نبی علیہ السلام کو مان جائیں گے تو اس کے سارے خاندان کو مان جائیں گے کہ یہ خاندان سچا ہے کسی بھی نبی علیہ السلام کے خاندان میں کوئی خرابی نہیں ہوتی نہ ان کی بیویوں میں کوئی خرابی ہوتی ہے نہ ان کی ماؤں میں ہوتی ہے۔ چاہتے تو تھا کہ وہ اپنی ماں کی گواہی دیتے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے بلکہ انہوں نے گواہی دی کہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ابو جہل نے اپنی مٹھی میں کنکریاں بند کیں اور حاضر ہوا عرض کیا کہ بتائیے اس میں کیا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بتائیں کہ میں تو پھر؟ کہنے لگا کہ بہت اچھے! اگر یہ بتائیں کہ کیا ہے۔ تو پھر تو میں تمہیں ہی مان جاؤں گا تو کیا ان کنکریوں نے بتایا کہ میں کنکری ہوں؟ نہیں بالکل نہیں بتایا بعد میں پتہ چلا کہ کنکریاں ہیں مٹھی کھولی تو پتہ چلا کہ کنکریاں ہیں انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم کنکریاں ہیں ہم فلاں پہاڑ سے ہیں ہم سنگ مرمر سے ہیں ہم سنگ اسود سے ہیں یا فلاں پتھر سے ہیں بتانا تو یہ تھا ایک نوٹ اگر ہے تو بتائے گا کہ میں دوکا ہوں پانچ کا ہوں دس کا ہوں لیکن وہ کنکریاں نہیں بتاری ہیں بلکہ وہ بتاری ہیں کہ یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ہیں بے شک دیکھ لو کیوں جی انہوں نے بتایا کہ ہم کنکریاں ہیں انہوں نے کہا کہ یہ بات بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ ہم کنکریاں ہیں کہ نہیں ہیں اس سے کام نہیں بنتا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہنے سے کام بنتا ہے۔ یہ پڑھو انہوں نے پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کیا یہ نہیں پڑھا تو کیا سبق دیا کہ پوچھنے والی چیز بتانے والی چیز ماننے والی چیز محمد رسول اللہ ہے یہ مان جاؤ گے تو کنکریوں کا بھی پتہ چل جائے گا کنکریوں والے کا بھی پتہ چل جائے گا اس کے تصرف کا بھی پتہ چل جائیگا۔

ادبا حکم ہووے تے پتھراں نو بولن دا شعور آ جاندا اے
 شعور آ جاتا ہے جب حضور ﷺ کا شعور آیا تو کیا نکلا یہ نہیں نکلا کہ میں کنکری ہوں میں کالی ہوں میں سفید ہوں میں ایسی ہوں میں ویسی بلکہ فرمایا کہ محمد رسول اللہ جب پتھروں کو شعور آ جائے گا۔ جب کسی کو بھی حضور ﷺ کا شعور آ جائے گا تو وہ کلمہ ہی پڑھے گا حضور نبی کریم ﷺ کو طائف والوں نے بہت پتھر مارے لہو لہان کر دیا کہ پاؤں سے خون نکل رہا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ دو چار فرشتے آ گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے یہ فلاں چیز کا فرشتہ ہے آپ حکم دیں تو پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں پر دے ماریں کہ وہ سب مرجائیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں تو رحمت بن کر آیا ہوں زحمت بن کر نہیں آیا ہوں پھر فرمایا اور دعا کی ان کے لئے کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں ان کو ہدایت دیدے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان ہدایت ہے۔ فرمایا کہ یہ مجھے پہچانتے ہیں مجھے اپنے آپ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں علی محمد (دامت برکاتہا العالیہ) ہوں مجھے یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ محمد رسول اللہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے یہ ساری نعت خوانی جو ہوئی ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے یہی سارا عقیدہ سارا عقیدہ ہی یہی یہ کہ خواہ منقبت پڑھ لیں خواہ نعت شریف پڑھ لیں

خواہ کلمہ شریف پڑھ لیں خواہ قرآن پڑھ لیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کی نعت ہے تو اب جس کو نعت نظر آگئی وہ تو پکار ہو گیا اور جس کو نعت نظر نہیں آتی وہ ادھر ہی رہ گیا عظمت مصطفیٰ ﷺ ہی سب کچھ ہے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کی محفل ہوئی چھوٹے شیاطین نے کہا کہ جی یہ بندے تو ہمارے قابو میں نہیں آتے یہ غریب تو ہیں لیکن سب حضور ﷺ پر جان دینے کو تیار ہیں اب ہمیں بتائیے ہمارے آقا کیا کریں؟ ہم کیا کریں کہ یہ حضور ﷺ سے دور ہو جائیں تو علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ بڑے شیطان نے انہیں ایک مشورہ دیا کہ

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتے نہیں ذرا

ان کے بدن سے روح محمد ﷺ نکال دو

تو آپ اپنے اندر روح محمد ﷺ ڈال لو۔ تمہارا کام بن جائے گا۔ بعض لوگ روح محمد ﷺ نکالنے کی فکر میں ہیں تو نکال دیں۔ یہ ان کی قسمت ہے۔ اس نعت خواں اور نعت خوانی ہمیشہ سچا مومن کرتا ہے۔ فرسک کا بھی کوئی ٹسٹ ہے جس سے پتہ چلے کہ یہ بہت بڑا فرسٹ ہے۔ کیمسٹری کا بھی کوئی ٹسٹ ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بہت بڑا کیمیا دان ہے۔ کیمسٹ ہے۔ ڈاکٹر کا بھی کوئی ٹسٹ ہے کہ جس سے پتہ چلے کہ یہ بہت بڑا ایم بی بی ایس ہے۔ لیکن سچے مومن کا ٹسٹ نعت خوانی ہے۔ اسے نعت خوانی بہت اچھی لگتی ہے۔ اس میں حضور پاک ﷺ کی تعریف ہے اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں یہی سنتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ہر لمحہ اولیاء اللہ کی تعریف کر رہے ہیں اور حضور ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں۔ بے شک کسی سے پوچھ لیں میں مولوی نہیں ہوں آپ ہی بتائیں مولوی صاحب (اشارہ کرتے ہوئے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتْهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ میں اپنے نبی پر نعت پڑھ رہا ہوں صلوٰۃ پڑھ رہا ہوں عظمتیں عطا فرما رہا ہوں یہ نعت نہیں ہے تو اور کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لوگ شک کریں گے تو میں پہلے ہی اس کا علاج کر دیتا ہوں کہ لفظ ”ان“ استعمال فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اور کس کے قرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیج رہے ہیں ”بے شک بے شک“ اس میں شک نہ کرنا اللہ تعالیٰ تو آپ کا شک دور کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی شک کرتا ہے تو پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کون ہوں گا فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتْهُ بے شک اللہ اور اس کے قرشتے پڑھ رہے ہیں اب اگر کوئی شک کرے کہ حضور ﷺ کی تعریف نہیں بنتی تو پھر نفی کسی کی ہو رہی ہے کس کی سنت کا انکار ہو رہا ہے سنت الہیہ کا انکار ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکار نہ کرنا شک نہ کرنا میں نے تمہارا شک نکال دیا ہے اور وہ اسی میں پھنسا ہوا ہے کہ دیکھو ناجی اگر حضور ﷺ کی تعریف زیادہ ہو گئی تو یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں داخل ہو جائے گا شرک ہو جائے گا اور اگر کم رہ گئی تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں کمی آ جائے گی پھر بھی گرفتار ہو جائے گا لہذا خلاصہ مشورہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نعت نہ پڑھو۔ قصیدہ بردہ شریف والے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نہ کہو اور اللہ تعالیٰ کا مینا نہ کہو باقی سب کچھ کہو سب تعریف جتنی بھی کر سکو کرو اور پھر آخر میں معافی مانگو کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ کی پوری تعریف ہوئی نہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمارا عقیدہ درست رکھے حضور نبی کریم ﷺ کا عشق ہی صحیح عقیدہ ہے حضور ﷺ کی عظمت و

محبت ہی عقیدہ ہے اگر یہ آجائے تو پھر باقی سب کچھ اس میں آجائے گا اولیاء اللہ بھی اس میں سارے آجائیں گے اور آپ کو بھلے معلوم ہوں گے سرکارِ غوث الاعظم بھی اسی میں آجائیں گے اللہ تعالیٰ بھی اسی میں آجائیں گے اور اگر یہ نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی انکار ہو جائیگا یہی کہنے والے کہ چوڑے چمار جیسے ہیں اور یہ کہ حضور ﷺ کا علم غیب تھوڑا ہے ان سے تو ملک الموت کا زیادہ ہے شیطان کا زیادہ ہے یہ ساری باتیں کہ اگر نماز میں ان کا خیال آجائے تو بہتر تھا کہ کسی بیل کا خیال آجاتا وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں کرتے ہیں جب یہ ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت نکل گئی تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھی شک ہو گیا کہ وہ بیوی نہیں کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ قادر ہے تو وہ روٹی کھا کر دکھائے اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑے حضور پاک ﷺ سے متعلق کہتے ہیں کہ یہ نور نہیں ہیں ان کو علم غیب نہیں ہے یہ شفاعت نہیں کر سکتے ان کی کوئی عزت نہیں جب حضور ﷺ کی عظمت گئی تو نتیجہ کیا نکلا؟ پھر کہتے ہیں کہ ہاں اللہ قادر تو ہے مگر وہ قادر ہے تو پھر ہمیں روٹی کھا کر دکھائے پھر پتہ چلے کہ اللہ قادر ہے اللہ قدرت والا ہے اللہ طاقت رکھتا ہے اس طرح سے اللہ تعالیٰ کو بھی نہ چھوڑا اس میں بھی (نعوذ باللہ) کمزوری ظاہر کی نا؟ حالانکہ قادر کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو بھی کرنے کا ارادہ کرے اسے اس پر مکمل قدرت ہے کہ جب چاہے کرے جیسے چاہے کرے جہاں چاہے کرے وہ بیوی نہیں چاہتا وہ روٹی نہیں کھانا چاہتا اس پر اس کی کیا قدرت دیکھنا چاہتا ہے قدرت اس پر ہے جسے وہ چاہتا ہے۔ ”کن“ ساری کائنات بنالے یہ اس کی مرضی ہے کیونکہ یہ وہ چاہتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کو بنا کر اس کے نقش قدم کی قسم کھالے یہ وہ چاہتا ہے۔ قدرت ہے اس کو۔ یہ چھوڑتے تو پھر اللہ کو بھی نہیں ہیں پھر ایسا شعور ختم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بد تعریفی کی جائے تو شعور ختم ہو جاتا ہے شعور ختم ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ کی توبت پر اعتقاد بھی گیا پھر باقی کیا رہ گیا سوائے جہنم کے؟ بس یہ میری عرض ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ نہ جانو اور اللہ کا بیٹا نہ جانو۔ سورۃ اخلاص میں ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اس کا کوئی بیٹا نہیں اس کا کوئی باپ نہیں۔ وہ غنی ہے۔ وہ بے نیاز ہے اسے کسی کی ضرورت نہیں وہ ہمیشہ سے یہ ہمیشہ رہے گا اس کی تمام صفات ذاتی ہیں باقی جس کسی کو صفات ملی ہیں وہ عطا کی ہوئی ہیں یہ مان جاؤ یہ عقیدہ صحیح عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ عقیدہ صحیح رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اعمال بھی ٹھیک رکھو لیکن اعمال اتنے ٹھیک ہوتے نہیں ہیں صرف عقیدہ صحیح رکھو پاک صاف سچا ستر ا عقیدہ رکھو اور عقیدہ دراصل حضور نبی کریم ﷺ کی صفات کا اقرار ہے اِقْرَأْ بِرِسَالَةٍ وَتَصَدِّقْ بِالْقَلْبِ تو حضرات! یہ چیز ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے خوب زور لگا کر نعت خوانی کرو منقبت پڑھو اس سے عقیدہ صحیح ہو جاتا ہے نوافل زیادہ پڑھنے سے عقیدہ نہیں بنتا قرات سے عقیدہ صحیح نہیں بنتا مناقب کے پاس نعت خوانی اور منقبت کے علاوہ باقی سب کچھ ہے نعت خوانی ہو منقبت ہو تو پھر صدیق اکبرؓ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ عقیدہ صحیح رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 26/05/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذبالله من الشیطن
الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون علی النبی یاہاالزین امنو صلوا علیہ
وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله

معزز حاضرین دعا فرمائیں کہ حضور ﷺ کی شان کے مطابق کچھ عرض کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا
فرمائے جو آپ کی مرضی کے مطابق جو آپ کی منشا کے مطابق ہو جو آپ کے عقیدے کے مطابق ہو اور ہم سب کی نجات
کے لئے کافی ہو حاجی صاحب نے نعت پڑھی کہ حضور ﷺ کی کوئی نظیر نہیں لَمْ یَاتِیْ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ یہ اعلیٰ حضرت کا
کلام ہے انہوں نے پسند فرمایا ہے ان کا انتخاب ہے حضور ﷺ کی کوئی نظیر نہیں کوئی چیز ان کی نظیر نہیں ان جیسا کوئی نہیں
ہے حتیٰ کہ جومات کی بخشش کے لئے دعا کی ہے وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے کی ہے کہ اس کی بھی کوئی نظیر نہیں۔
مثلاً انہوں نے جو تلاوت فرمائی اس میں بھی یہ ہے کہ یا اللہ مجھے بخش دے رَبَّنَا اغْفِرْ لَیْ میرے والدین کو بخش دے
وَلِوَالِدَیْ مُؤْمِنِیْنِ کو بخش دے وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اگر حضور نبی کریم ﷺ بھی یہی دعا کریں کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَیْ تو پھر مثال تو پیدا ہو
گئی نظیر تو پیدا ہو گئی حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں رَبِّ هَبْ لَیْ اُمْنِیْ اے اللہ میری امت کو بخش دے ہم بھی عرض
کرتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے کہ سب مؤمنین کو بخش دے تو پھر نظیر تو پیدا ہو گئی مثال تو پیدا ہو گئی۔
اب کوئی کیسے کہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جیسا کوئی نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہم روزانہ نماز میں بھی پڑھتے
ہیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَیْ وَلِوَالِدَیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اے اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے مؤمنین کو بخش دے وہ بھی
مومنوں کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں آپ بھی کر رہے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ ایسی بے مثال ہستی ہیں ایسی با
کمال ہستی ہیں کہ ان جیسی امت کے لئے دعا بھی کوئی نہیں کرتا چند مثالیں ایسی ہیں پچھلے کئی دنوں سے وہ میرے دل میں
جبی ہوئی ہیں جہاں جاتے ہیں اسی کا پرچار کرتے ہیں حضرات! آج پھر عرض کرتے ہیں حضور ﷺ کی دعا میں بھی بے
مثالی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج میں تشریف لے گئے قَسَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنِی کے مقام پر تشریف رکھتے ہیں اللہ
تعالیٰ کا دیدار فرما رہے ہیں وہ وہاں بھی فرما رہے ہیں کہ یا اللہ میری دعا ہے میری التجا ہے قبول فرمائیں تو اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ کون سی دعا ہے۔ جسے میں پورا کروں عرض کیا یا اللہ میری امت کے جتنے گناہگار
بندے ہیں ان کے گناہ میرے نامہ اعمال میں لکھ دے آپ اپنے دل میں سوچیں کہ کبھی ہم نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ یا اللہ
میرے ماں باپ کے گناہ بھی میرے نامہ اعمال میں لکھ دے ایمان سے بتائیں کہ کبھی ایسا آپ نے سوچا بھی ہے؟
حضور ﷺ کی وہ ذات اقدس ہے کہ اپنی ساری امت کے گناہ اپنے ذمے لے رہے ہیں کیا ہے کوئی نظیر؟ یہ ہے ان کا
کرم امت پر اس وقت بھی جب میں عرض کر رہا ہوں تو اپنا دل نہیں مانتا کہ وہ یہ دعا کرے حالانکہ یہ سنت رسول ہے توفیق

نہیں ہو رہی کچھ کا..... ہیں دنیا میں کہ ان کی نظیر نہیں بن سکتی ایک یہ کام ایسا ہے کہ بن چکا ہے اگر میں جاؤں وزیراعظم کے پاس تو میں آپ کو یاد نہیں رکھوں گا آپ جائیں وزیراعظم کے پاس تو آپ مجھے یاد نہیں رکھیں گے ہر ایک کی اپنی غرض آگے ہوتی ہے آپ بڑے آفیسر کے پاس تو آپ مجھے یاد نہیں رکھیں گے ہر ایک کی اپنی غرض آگے ہوتی ہے آپ کسی بڑے آفیسر کے پاس جائیں اس سے ملاقات ہو تو وہ پوچھے کہ کیا چاہیے تو پھر لوگوں کو اپنی اپنی پڑ جاتی ہے اپنی اغراض پوری کرتے ہیں حضور ﷺ کی ذات ایسی ہے جو ہماری اغراض پوری کرتی ہے وہاں عطا ہوا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی تم پر اللہ کا سلام ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کیا فرما رہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا یا اللہ میری ساری امت پر بھی سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا یہ ان کا کلمہ ہے اور دوسری بات جو حضور نبی کریم ﷺ کے بے مثال ہے کوئی دوسری ان جیسی نہیں ہے وہ یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ وصال فرمانے لگے تو اس وقت بھی ایک دعا کی کہ یا اللہ میری ایک دعا ہے میں وصال فرما رہا ہوں۔ نزع کا وقت ہے میری وفات ہو رہی ہے یا اللہ یہ نزع کا جو وقت ہے جان کنی کا عالم ہے جان جسم سے نکل رہی یہ تو میری دعا یہ ہے کہ نزع کی جتنی سختی میری امت کو آتی ہے وہ ساری آج مجھ دیدے یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کرم اس وقت کچھ یاد نہیں رہتا بیٹے بھی بھول جاتے ہیں ماں بھی بھول جاتی ہے صرف اپنی پڑی ہوتی ہے کہ مر خور ہا ہوتا ہے آپ بہت اس کو کہیں اور اس کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ کے کہنے سے وہ کلمہ شریف بڑی پڑھ لے اتنی سختی ہوتی ہے حضور نبی کریم ﷺ اس وقت بھی فرما رہے ہیں کہ جتنی نزع کی سختی میری امت کو آتی ہے وہ تو آج مجھے دیدے اس لئے سچے مسلمان کی نزع کی سختی کبھی ہوتی ہے نہیں ہے۔ قائم دین صاحب نے جو بات بتائی تھی اور آج بھی لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ جب کوئی ہندو مرنے لگتا ہے تو کسی کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے اور جب اس کی جان نہ نکل رہی ہو تو اس کے رشتہ دار جو اس کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ لالہ جی جو بات دنیا میں نہیں کہتا تھا وہ اب کہہ دے اور وہ کیا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہہ دے تو تیری جان آسانی سے نکل جائے گی یہ کرم ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کہ جس کے صدقے سے ہماری سختیاں دور ہو جاتی ہیں تو حضرات ایک ایسا وقت بھی ہے بے بسی کا وقت ہے نفس و نفسی کا وقت ہے کہ ماں بیٹے کو بھول جاتی ہے باپ بیٹوں کو بھول جاتا ہے بہن بہن کو بھول جاتی ہے بہن بھائی کو بھول جاتی ہے بھائی بہن کو بھول جاتا ہے بھائی بھائی کو بھول جاتا ہے ہر رشتہ بھول جاتا ہے وہ ہے قیامت کا دن جب حشر کا میدان ہوگا ہر طرف افرا تفری ہے اگر کوئی غرض مجھے کسی سے ہے تو یہ کہ اپنی اضافی نیکیاں دیدے اگر کسی اور کو کوئی غرض ہوتی ہے تو یہ کہ مجھے نیکیاں دیدو تاکہ میری خلاصی ہو جائے حضور ﷺ اس وقت بھی کرم فرما رہے ہیں اس وقت بھی رحمت فرما رہے ہیں کچھ امتیوں کو حکم ہو جائے گا کہ تم جہنم میں جاؤ تو حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو جائیں گے کہ یا اللہ میری ایک التجا ہے فرمائیے اے میرے حبیب ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں آپ فرمائیں گے کہ یا اللہ میری ایک التجا ہے فرمائیے اے میرے حبیب ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں آپ فرمائیں گے کہ یا اللہ یا تو مجھے انکے ساتھ جہنم میں بھیج دے یا ان کو میرے ساتھ جنت میں جانے دے لوگ تو کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنا بھی پتہ نہیں کہ کہاں جانا

ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کیا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ ان کو میرے ساتھ جنت میں بھیج دے مجھے تو جنت ملی ہوئی ہے۔ یا تو ان کو میرے ساتھ جنت میں بھیج دے یا پھر مجھے انکے ساتھ جہنم میں بھیج دے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرا فضل رحمت یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی جنتی کو دوزخ میں بھیجوں اور یہ میرے فضل سے بہت قریب ہے کہ میں دوزخیوں کو جنت میں بھیج دوں ایک اور بات حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی کہ یا اللہ میری ایک عرض ہے کہ جس کو کبھی میری زبان سے کوئی بددعا نکل گئی ہو کبھی کسی بھی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو میری عرض ہے کہ آج اسے دعا میں بدل دے اگر کبھی کسی کے حق میں بددعا بھی نکلی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے بھی دعا میں بدلوا دیا ہے اگر کبھی کسی کی زیادتی کی وجہ سے بھی بددعا نکلی ہے۔ تو وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دعا میں بدل دی ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے۔

ایک بات اور ہے کہ جس سے لوگ بہت ڈراتے ہیں کہ حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک حقوق اللہ ہیں اور ایک حقوق العباد ہوتے ہیں۔ اللہ کے حقوق یہ کہ نماز پڑھنی ہے۔ اگر نہیں پڑھی تو پھر جواب دینا پڑے گا کہ کیوں نہیں پڑھی روزہ نہیں رکھا زکوٰۃ نہیں دی حج نہیں کیا قربانی نہیں دی تلاوت نہیں کی طہارت نہیں کی کسی کا ادب نہیں کیا ماں کا ادب نہیں کیا خدمت نہیں کی باپ کی عزت نہیں کی جتنے اللہ کے حقوق ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میں تمہیں بخش سکتا ہوں لیکن جو حقوق العباد ہیں جو بندوں کے حقوق تم پر ہیں کسی نے سختی کی ہے کسی کی ذمہ داری جو تیرے ذمہ تھی پوری نہیں کی وہ آپ ان سے بخشوائیں وہ بخش دیں نہ بخش دیں یہ ان کی مرضی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا بھی کی اور تین چار بار دعا کی کہ یا اللہ میری امت کے لئے حقوق العباد بھی معاف فرما دینا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاتیری امت کے لئے حقوق العباد بھی معاف ہو جائیں گے کسی کے ذمہ جس کسی کے کوئی حقوق ہیں ان کو میں راہی کرلوں گا جاتیری امت اس سے بھی بری ہوگی یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کرم یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت آپ کی کوئی نظیر نہیں اگر آپ کوئی نظیر پیدا کر دیں کہ ان کلمات میں جو میں نے عرض کئے ہیں کہ ان کی بھی کوئی نظیر ہے کہ وہ ان جیسا ہے نہیں ہے ہو سکتا بھی نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر چیز میں بے مثال ہیں آپ کی ہر چیز بے مثال ہے اسی طرح عرض یہ ہے کہ وقت تھوڑا ہے اور میں نے ابھی اور عرض کرنا ہے کہ یہ ساری چیزیں تو ہمیں ملیں گی میرے تیرے گناہ بھی حضور ﷺ کے ذمے ہو جائیں گے تیری میری سختی کو بھی حضور پاک ﷺ معاف فرمائیں گے اگر خدا نخواستہ دوزخ کا حکم ہوا تو اس سے بھی حضور نبی کریم ﷺ نکال کر جنت میں لے جائیں گے لیکن شرط صرف ایک ہے کہ عقیدہ صحیح ہو یہ نہ کہنا کہ عقیدہ تو ہے کوئی اور کہ حضور نبی کریم ﷺ یہ نہیں کر سکتے وہ نہیں کر سکتے اور پھر یہ امید کہ حضور نبی کریم ﷺ یہ سب کچھ کر دیں گے۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا عقیدہ کی درستگی ضروری ہے سارا کرم عقیدہ کی وجہ سے ہے اگر عقیدہ نہ ہو پھر تو کہے کہ مجھے اس سے حصہ بھی ملے تو حصہ نہیں ملے گا اور عقیدہ صحیح ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اس کی پہچان کیا ہے؟ آپ کہیں گے کہ نماز پڑھتا ہو نماز تو منافق بھی پڑھتا تھا بات وہ کہ وہ جس سے صحیح عقیدہ ہونے کا پتہ لگے نماز سے کوئی نہیں روکتا نماز فرض ہے اپنے وقت پر فرض ہے پانچ وقت کی نماز فرض ہے طہارت کے ساتھ فرض ہے لیکن عقیدہ

اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ عقیدہ ٹھیک بھی ہے کہ غلط ہے منافق کا عقیدہ غلط ہے لیکن نماز ہے پھر صحیح عقیدہ کی پہچان کوئی اور ہے عقیدے کا معیار کوئی اور ہے۔ عقیدے کا تقاضا کوئی اور ہے۔ کیا روزہ رکھتا ہے؟ قادیانی نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے۔ حج کرتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ پھر کافر کیوں ہے؟ کوئی گڑبڑ ہے اس میں عقیدہ کا معیار اور ہے۔ ٹھیک ہے اس میں نماز ہوگی۔ ٹھیک ہے اس میں حج ہوگا ٹھیک ہے کہ اس میں روزہ ہوگا اس میں قربانی ہے اس میں قرآن ہے اس میں طواف کعبہ ہے لیکن معیار نہیں بتا Test نہیں بنا عقیدے کا ٹسٹ اللہ تعالیٰ قرآن میں بتاتا ہے میں فرمایا کہ اولیاء اللہ کی محبت میں دلوں میں ڈال دیتا ہوں تیرے دل میں اولیاء اللہ کی محبت ہے تو پھر عقیدہ بھی صحیح ہے باقی چیزیں تو ہیں ہی ہر چیز ٹھیک ہے۔ اگر تیرے دل میں اولیاء اللہ کی محبت نہیں تو پھر عقیدہ بھی نہیں یہ پہلے اولیاء اللہ کی محبت دل میں قائم کر اگر تیرا دل اس سے خالی ہے تو پھر عقیدہ کہاں ہے پھر اس دل میں عقیدہ نہیں ہے دوسری بات کہ شعائر اسلام کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے قرآن مجید ہے ذلکَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ شعائر اللہ کی تعظیم شعائر اللہ کہتے ہیں اللہ کی نشانی کو اس میں خانہ کعبہ بھی ہے اس میں قربانی کے بکرے کی تعظیم بھی ہے صفامروہ بھی شعائر اللہ ہیں۔ داتا صاحب کے مزار پر حاضری دینے کو جی چاہتا ہے تو پھر عقیدہ ہے کیونکہ اس شے کی عزت میرے دل میں ہو تو عقیدہ بنتا ہے۔ تقویٰ آتا ہی اس وقت ہے اور حضور پاک ﷺ کی ساری نوازشات کا میں حقدار ہی اس وقت بنتا ہوں چوہدری صاحب ایہ آپ کا مکان ہے اس کا حقدار ہونے کے لئے ان کا بیٹا ہونا ضروری ہے ان کی اولاد ہونا ضروری ہے اس کے بغیر حق نہیں لے سکتا وارث نہیں ہوگا نسبت سے وراثت ملتی ہے۔ ہم حضور پاک ﷺ کے وارث ہیں صرف عقیدہ صحیح رکھو یہاں بیٹا ہونا ضروری ہے وہاں عقیدہ ہونا ضروری ہے داتا صاحب کے دربار پر جانے کو جی چاہتا ہے پھر شعائر اللہ کی تعظیم ہے تیرے دل میں اور اگر دل وہاں جانے کو نہیں چاہتا تو پھر شعائر اللہ کی تعظیم ہے تیرے دل میں اور اگر دل وہاں جانے کو نہیں چاہتا تو پھر تعظیم بھی نہیں ہے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت دل کو چھجی لگتی ہے یا اس سے منہ پھیرتا ہے۔ کیا حضور پاک ﷺ کی عظمت کو سن کر تمہارا دل رنجیدہ ہوتا ہے اگر ہاں تو پھر عقیدہ نہیں ہے میں تمہیں منافقین کی ایک بات بتاتا ہوں غزوہ نبی مصطلق سے واپسی پر ایک جگہ سخت آندھی آگئی جانور بھی ڈر کر ادھر ادھر بھاگے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ ذرا میری ناقہ کو دیکھنا کہاں ہے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنی قوم سے کہنے لگا کہ کیسا عجیب حال ہے اپنی اونٹنی کا تو علم نہیں ہے لیکن مدینہ میں مرنے والوں کی اطلاع دی جارہی یہ برے عقیدہ والا بولتا ہے اس کے منہ میں سے ایسی بو نکلتی ہے یہ صرف مصلحت کے پیش نظر حضور نبی کریم ﷺ نہیں فرما رہے اونٹنی کا غائب ہونا نہیں بتا رہے لیکن اس کی مصلحت ہے کہ منافق کا پیہ تو چل جائے اگر آپ بتا دیتے کہ اونٹنی کہاں ہے تو منافق کا پیہ کیسے چلتا؟ یہ بھی کوئی سبب بناتا تھا کہ تعلیم ہم تک پہنچے کہ بدعقیدہ کون ہوتا ہے خوش عقیدہ کون ہوتا ہے کسی نے حضور ﷺ کی اطلاع دی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ منافق ایسا کہتے ہیں کہ آپ کو تو علم غیب ہے ساری کائنات کا آپ فرماتے ہیں کہ ساری کائنات میرے سامنے ہاتھ کی تھیلی کی مانند ہے بلکہ انگوٹھے

کے ناخن کے برابر ہے لیکن آج اس ڈاچی کا پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کہاں گم ہو گئی ہے۔ فرمایا اچھا جاؤ میری ڈاچی کی ٹیکل فلاں جھاڑی میں فلاں پہاڑی کے پیچھے انکی ہوئی ہے جا کر اسے وہاں سے چھڑا کر لے آؤ یہ تو میں ان کا ٹٹ لے رہا تھا صحابہ کرامؓ گئے تو ویسا ہی پایا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا اب بتائیے! حضور ﷺ کو علم غیب ہے آپ کو یہ سن کر دل میں خوشی محسوس ہوتی ہے اگر آپ یہ سن کر خوش ہوتے ہیں تو پھر عقیدہ صحیح ہے عقیدہ صحیح رکھو تو گناہ دور ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چھوٹے چھوٹے گناہوں کے لئے شفاعت فرمائیں گے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ بڑے بڑے گناہوں کے لئے شفاعت کروں گا کبیرہ گناہوں کی بھی معافی مل جائے گی شرط یہ ہے کہ عقیدہ صحیح نہ ہو کہ ادھر ان کی مخالفت اور ادھر ان کی رحمت کا امیدوار ایسا نہیں ہوگا ایسے بدعقیدہ کو پھل نہیں ملے گا۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بدعقیدہ کی پہچان بتاتے ہیں اخصرت کہ فضل کاٹے یعنی کہے کہ ان کا فضل تو ہے ہی نہیں نقص ڈھونڈتا ہے کہ یہ ان میں نقص ہے یہ ان میں کمی ہے وہ ان میں کمی ہے سارے قرآن مجید میں ذرا سی ایسی آیت مل جائے تو جنہ مناتے ہیں لیکن اِنَّا عَطَيْنَكَ الْكُوْثَرَ والی آیت نظر کیوں نہیں آتی؟ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى والی آیت مبارک کیوں نظر نہیں آتی لَا حِسْرَةَ خَيْرَ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِ والی کیوں نظر نہیں آتی؟ يَا أَيُّهَا الْمُرْمِلُ نظر کیوں نہیں آتا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیوں نظر نہیں آتا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کیوں نظر نہیں آتا يٰسَيِّدُ نظر کیوں نہیں آتا يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ نظر کیوں نہیں آتا ان کو ”یا“ نظر آئے تو ویسے ہی مر جاتے ہیں اس سے ان کے عقیدے کی پہچان ہو جاتی ہے کہ عقیدہ کیا ہوتا ہے اگر ”یا“ پر زندہ رہ گئے تو پھر ان کا عقیدہ تو ویسے ہی ختم ہو گیا عقیدہ کیا ہوتا ہے حضور ﷺ کی محبت ہوتی ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ادب ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات کا اعتراف ہوتا ہے یا اللہ آپ بھی حضور ﷺ کے کمالات بیان کرتے ہیں کس حد تک کرتے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ اس حد تک کرتے ہیں جہاں میرے حبیب ﷺ قدم رکھتے ہیں مجھے اس جگہ کی قسم ہے جہاں پر اے میرے حبیب ﷺ تیرا قدم لگے گا اس جگہ کی قسم ہے۔ تمہیں اپنے بیٹے کی قسم ہے جہاں پر اے میرے حبیب ﷺ تیرا قدم لگے گا اس جگہ کی قسم ہے۔ نہیں نہیں ایسے نہیں کہہ سکتے بلکہ اگر ایسا موقع آ جائے تو بیٹے کے سر کی قسم اٹھاتے ہو قدم کی قسم کون مانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہیں کہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے قدم رکھنے کی جگہ کی قسم کھا رہے ہیں اگر اس قسم کو نہ مانو گے تو ویسے ہی بے ایمان ہو جاؤ گے۔ پتہ ہے کہ اس قسم کا کیا مطلب ہے؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ قدم بہت عزت و عظمت والا ہے یہ تقسیم کرتا ہے اچھے عقیدے کی برے عقیدے سے اچھا عقیدہ ہے تو پھر اس کو بھی تسلیم کر اور اگر نہیں مانتا تو پھر چل یہاں سے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت سے بھی تیرا کوئی حصہ نہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے اگر قیامت میں تو مان گیا

وہاں تو سارے ہی مان جائیں گے وہاں تو ڈنڈے پڑیں گے آگ ہوگی عذاب نظر آئے گا وہاں تو سبھی کہہ دیں گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مرنے سے قبل اس کو مان جاؤ وہاں تو ہر کوئی مان جائے گا مرتے ہی مان جائیں گے ان کا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اردو نہیں آتی تھی وہ دیوبند کے مدرسہ میں آ کر پڑھی ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ حضرات! مرتے ہی سب کو عربی آ جائے گی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے ایک لمحہ میں پورے کا پورا علم عطا فرمادیں اور یہ ترجمہ کرتے ہیں اُسی کا ان پڑھ اور خدا کے بند و اُسی میں عظمت رسول ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نبی کو قرآن پڑھایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ جس میں سارے علوم ہیں اللہ تعالیٰ استاد ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ شاگرد ہیں تو پھر ان پڑھ کیسے ہوئے اپنے ایمان سے سوچو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پڑھانے والی ہو تو شاگرد ان پڑھ رہ سکتا ہے میں خود ایک پروفیسر ہوں زرعی یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں اپنے شاگردوں کو ایم ایس سی کی ڈگری دیتا ہوں میری ایم ایس سی کی دی ہوئی ڈگری کو تسلیم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ڈگری کو کیوں تسلیم نہیں کرتے چھوٹا ذہن بد عقیدہ کا ہوتا ہے بڑا ذہن بڑے اور اچھے عقیدے والا ہوتا ہے کہ یا اللہ تو نے سارے علوم دے دیئے ہیں پیچھے کوئی علم چھوڑا نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں وہ علوم دیئے جو تو نہیں جانتا تھا جو علم نہیں جانتے تھے وہ سبھی مل گئے کوئی ہے حد اس کی جو بھی علم ہے وہ دے دیا ہے جو میں تمام ہوتا ہے پھر کچھ پیچھے نہیں رہتا ہے جب دینے والا خدا ہے لینے والا اس کا حبیب ﷺ ہے تو تمہارے پیٹ میں کیوں درد اٹھ رہا ہے وہ دینے والا یہ لینے والا بد عقیدہ کا پیٹ خواہ مخواہ پھول رہا ہے کہ ہائے کیوں مل گیا ہے کیوں مل رہا ہے۔ عظمت ہمارے نبی کریم ﷺ کو ملی ہے۔ رحمت ان کو ملی ہے ہم انشاء اللہ اس رحمت سے حصہ لیں گے حضور نبی کریم ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میں معلم بن کر آیا ہوں میں استاد بن کر آیا ہوں یہ کہتے ہیں ان پڑھ حصہ لیں گے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہیں کہ میں معلم بن کر آیا ہوں میں استاد بن کر آیا ہوں یہ کہتے ہیں ان پڑھ ہیں کیا کوئی ان پڑھ معلم یا استاد ہوتا ہے؟ یہاں بھی سکول میں ٹیچر بنتے ہیں اگر وہ بی ایڈ نہ ہوں تو وہ Un Trained ٹیچر کہلاتے ہیں اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ جب تک وہ بی ایڈ نہ پاس کر لیں ان کی ملازمت کچی Comfirm نہیں ہوگی حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں معلم ہوں ساری کائنات کے لئے معلم ہوں ایسے معلم کہ وصال شریف کے تیرہ سو سال بعد آپ نے کسی کو پوری بخاری شریف پڑھائی ہے۔ آپ کائنات کے معلم ہیں قیامت تک کے لئے معلم ہیں اُسی کا مطلب ان پڑھ نہیں بلکہ اُسی کا مطلب ہے جو ماں کے پیٹ سے پورا پڑھ کر آئے اور پھر اسے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہ ہو جب معلم بھی حضور ﷺ ہیں اللہ کے شاگرد بھی ہیں علم والے بھی ہیں عالم بھی ہیں کہ سارے علم آپ کو عطا ہوئے تو پھر باقی کیا رہ گیا یہ تیری عقل ہے کہ جس میں تو پھنسا ہوا ہے کہ ان پڑھ ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھایا بھی ہے حضور ﷺ نے لکھایا بھی ہے حروف کی ترتیب بھی بتائی ہے کہ ایسے اسے کرو۔

یہ بدعتیہ کی نشانیاں عرض کر رہا ہوں ان سے ہمیشہ وہ منقبت پڑھائی جاتی ہے کہ جو اپنے کو کہیے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے جو کہہ دے کہ یا غوث الاعظم میں آپ کا مرید ہوں تو وہ ہو جاتا ہے اور جب ہو جاتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ مُرِيدِي لَا تَخَفْ اے میرے مرید تو نہ ڈر اب تو جہنم میں نہیں جائے گا خوش ہو جا خوش خری ادھر ہے۔ بے شک دامن غوث الاعظم پکڑ لینا میں آپ مرید ہوا تھا میں عبدالغفور صاحب کے مکان پیر محفل میں گیا تھا میں آپ کا مرید ہوں یعنی جس نے کہہ دیا کہ جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے اب تو مریدوں میں شامل ہو گیا ہے اب ہم جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کوئی کسی کا مرید ہے۔ کوئی کسی کا مرید ہے اور یہ سب سرکار غوث الاعظم کے بھی مرید ہیں تو یہ دودھ جگہ پر کیسے مرید ہو گئے ہم پر کوئی اعتراض کرے تو کیا جواب ہو گا ہاں ہم جس کسی کے بھی مرید ہیں اور پھر غوث الاعظم کے بھی مرید ہو سکتے ہیں اس لئے کہ سرکار غوث الاعظم تمام پیروں کے بھی پیر ہیں کوئی ولایت ان کے در کے بغیر آتی ہی نہیں ہے جس زمانہ میں وہ ممبر پر تشریف فرما تھے تو حکم دیا کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔ تو اس وقت خواہ کوئی بھی تھا نقشبندی بھی بعد میں آئے ہیں باقی تمام بعد میں آئے ہیں۔ اس وقت کوئی اور نام سے تھے جو بھی تھے۔ میرے پیر صاحب کی گردن پر بھی تھا میرے پیر صاحب کے تمام بزرگوں کی گردن پر بھی تھا تو ہم تو نور اور فضل اور کرم ان سے لے رہے ہیں تو اس لئے میں کہہ دوں کہ میرا پیر ہے تو ٹھیک ہے یہ تخصیص ختم ہو گئی ہے یہ تمام تر سرکار غوث الاعظم کا ہی کرم اور فیضان ہے۔ جو عام ہو گیا ہے رہے ہم تو جو ہیں ان سے متعلق کوئی نئی بات نہیں کی ہم بھی اور ہمارے پیر و مرشد بھی ان کے مرید ہیں میں نقشبندی ہوں اور ہمارے مرشد کریم حضرت سرہندی ہیں جب وصال فرمایا حضرت سرکار غوث الاعظم نے تو ایک جبہ جو فقرا پہنتے ہیں کوٹ جیسا ایک عصا اور ایک دستار مبارک انہوں نے دیا کہ جب زمانہ آئے حضرت سرہندی کا تو میری طرف سے انہیں یہ پہنانا اور میری طرف سے خلافت دینا تو عطا ہوئی اور آج بھی لوگوں کو مرید بھی کرے ہیں نگاہ کرم بھی کرتے ہیں یہ بھی عقیدہ رکھیں کہ ولی مرتے نہیں ہیں یہ عقیدہ رکھو کہ ولی نہیں مرتے اور ان کے عاشق بھی موجود ہیں وہ کیا ہے کہ

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے

میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے

حضور ﷺ کی جس پر نظر ہو جائے وہ مرتا نہیں ہے۔ کبھی نہیں مرتا تو ہوجانے کے بعد قبرستان میں دو قسم کے بندے ہیں ایک وہ ہیں جن کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور ایک وہ ہیں جن کو ثواب ہو رہا ہے کیا اور بھی کوئی قسم ہے؟ یہی دو قسمیں ہیں آگے جا کر دو پارٹیاں بن جاتی ہیں ایک شیطان کی پارٹی بن جاتی ہے۔ ایک حضور ﷺ کی پارٹی بن جاتی ہے۔ اب جو بدعتیہ ہیں ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ وہ قید میں ہیں کسی کو کچھو کاٹ رہے ہیں کسی کو سانپ لپٹے ہوئے ہیں کوئی آگ میں جکڑا ہوا ہے۔ وہ تو اپنی جگہ اپنی سزا میں پھنسے ہوئے ہیں وہ تمہیں کیا چھڑائیں گے وہ تو خود جیل میں ہیں پہلے ایک بڑی دیوار دوسری دیوار پھر تیسری دیوار آگے دروازہ بند جس پر تالا پڑا ہوا ہے۔ وہ تو خود پکڑا ہوا ہے۔ وہ

تمہیں کیا چھڑائیں گے قبرستان سے مت ڈرو کہ وہاں دو قسم کے ہی بندے ہیں ایک وہ ہیں جن پر رحمت خداوندی ہو رہی ہیں۔ وہ تو تمہارا اپنا ہے۔ وہ کرم کرے گا اس نے تمہیں ڈرانا کیوں ہے۔ اور دوسرے وہ ہیں جو اپنی مصیبت میں مبتلا ہیں قید بند پڑے ہوئے ہیں وہ تمہیں ویسے ہی ڈرنا نہیں سکتے اس لئے قبرستان سے ڈرنا نہیں چاہیے کہ وہاں جو رحمت والے ہیں ہمارے ساتھی ہیں اور دوسرے جکڑے ہوئے ہیں لہذا قبرستان سے نہ ڈرو یہ میری عرض ہے۔ یہ میری گزارش ہے۔ کہ یا اللہ آپ کے ذوق کے مطابق شوق کے مطابق بات ہوگئی ہو۔

ایک اب یہ ہے کہ حاجی صاحب نے فرمایا کہ تصور میں ہیں مدینے کی گلیاں یعنی ہر وقت مجھے اپنے نبی پاک ﷺ کا تصور ہوتا ہے اس لئے میں ان کے در پر حاضر رہتا ہوں مدینے پاک کی گلی تصور میں رہے یا یہ کہ آپ مدینہ پاک چلے جائیں اسے کہتے ہیں۔ تصور جس چیز کا بھی آپ کریں گے وہ آپ کے ساتھ ہوگی سرکارِ غوث الاعظمؒ کا تصور کریں تو وہ آپ کے پاس ہیں علامہ اقبالؒ کا تصور کریں وہ آپ کے سامنے ہیں آپ کو پتہ ہے کہ وہ کس کے مرید ہیں مولانا رومؒ کے آپ مولانا رومؒ کے مرید ہیں علامہ اقبالؒ صاحب لاہور والے اور جب تصور کرتے ہیں وہ ان کے پاس ہوتے ہیں تصور اتنی کرم والی چیز ہے تصور کرو حضور نبی کریم ﷺ کا تو آپ کے پاس ہیں کرو ذرا تصور نبی پاک ﷺ کا وہ تیرے ساتھ ہی ہوں گے کرو تصور غوث الاعظمؒ کا تو وہ آپ کے پاس ہوں گے تعریف بیان کرتے ہیں حضرت علامہ اقبالؒ اپنے پیر و مرشد کی۔ پیر رومی خاک را کسیر کرد کہ پیر رومی نے میرے جسم کی خاک کو اکسیر کر دیا ہے سونا بنا دیا ہے۔ کیا کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے۔ کہ آپ نے کئی ایک کو سونا بنا دیا ہے از غبارِ جلوہ ہاتھیر کر و میری مٹی میں سے ایک نور پیدا کر دیا ہے یہ تصور ہے تصور ہے جس کا بھی کرے عقیدہ کی بات ہے۔ جن کا عقیدہ درست نہیں وہ اپنے بزرگ کا تصور کر بھی لے تو وہ نہیں آسکتا وہ تو گرفتار ہے یہ صرف ہمارے اسلاف ہیں کہ عقیدہ درست ہے تصور کریں وہ حاضر ہو جاتے ہیں عقیدہ پر بات ختم کرتے ہیں کہ یہاں ڈھڈی والہ میں ایک پیر صاحب ہیں انہوں نے سوچا کہ میں نے اپنے پیر صاحب کا ادب کرنا ہے کیسے کروں ہاتھ کو چوم لوں پاؤں کو بوسہ دے دوں تو کتنا ادب کروں گا اس نے ادب یہ کیا کہ پیر صاحب کے گٹر کا پانی جو باہر آتا تھا وہ پی لیا اس نے کہا کہ میرے پیر کے جسم سے لگ کر آ رہا ہے یہ بہت تبرک ہے جس طرح سے کہ نبی پاک ﷺ کی نعلین پاک سے لگی ہوئی مٹی عرش کو عرش معلیٰ بنا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قسم اٹھانے والے ہیں اس طرح جو یہ گٹر میں سے پانی آ رہا ہے۔ یہ میرے لئے بہت تبرک چیز ہے اس نے وہ گٹر والا پانی پی لیا اسی لمحے پیر صاحب کے حجرے کی دیواریں نورانی ہو گئیں اور پیر صاحب باہر تشریف لے آئے اور حضور سرکارِ غوث الاعظمؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ جیسا ادب اس مرید نے کیا ہے ایسا ادب اب نہیں ملتا اب یہ میرا مرید ہے۔ اس کو سرکارِ غوث الاعظمؒ نے اپنا مرید کر لیا اور ایسا مرتبہ دیا کہ ان کے پیچھے آ کر ڈھڈی والہ میں عصر کی نماز حضرت خضر علیہ السلام پڑھتے تھے یہ ہے ادب یہ ہے عقیدہ حضرات! میری عرض ہے کہ یا اللہ ہمیں صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ آپ کا عقیدہ صحیح کر دے میرا عقیدہ صحیح کر دے ساری امت محمدیہ کا عقیدہ درست کر دے اگر ہم وارث

ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے تو صرف عقیدہ کی وجہ سے ہیں ہر آدمی قیامت کے روز اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق ہوگا جس کے ساتھ عقیدہ رکھے گا اسی کے ساتھ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت کا حصہ ملے گا انشاء اللہ العزیز اولیاء اللہ کے کرم سے حصہ ملے گا دعا فرمائیں کہ ہماری گزارشات قبول ہوں ہمارا آنا قبول ہو ہمارا سننا قبول ہو (آمین)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دھر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

خطاب رہائش عبدالغفور صاحب جھنگ روڈ فیصل آباد 17/04/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ بالله من الشیطن
الرجیم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملفکته يصلون علی النبی یاایہا الذین امنو صلوا علیہ
وسلموا تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله

معزز حاضرین! عقیدہ صحیح ہو تو کرم ہی کرم ہے مرشد پاک آجائے تب بھی کرم ہے۔ ذکر حبیب علیہ
الصلوۃ والسلام آجائے تب بھی کرم ہے حضور اکرم ﷺ آپ آجائیں تب بھی کرم ہے یہ عقیدے کی ساری باتیں ہیں
صحیح عقیدہ ہو کہتے ہیں کہ میرے خواجہ گھر آئے بھاگ لگے میرے آگن کو پھر بھی کرم ہوگا عقیدہ صحیح ہو تو ذکر مصطفیٰ ﷺ
ہی کافی ہے ذکر خواجہ ہی کافی ہے انسان کی بخشش کے لئے ایک ہی نعت کافی ہے بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو دیکھو کتنے بادشاہ
آئے ہیں ہندوستان میں مغل آئے ہیں انگریز آئے ہیں۔ سکندر اعظم آئے ہیں۔ ہندو بھی تھے لیکن آگن نہیں سجا کسی
سے آگن نہیں سجا کسی سے ایمان نہیں پھیلا ایمان پھیلا ہے تو ہمارے داتا صاحب سے پھیلا ہے یہ ہے خواجہ کا آنا یہ ہے
داتا کا آنا

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت
صبح ماز مہر تو تابندہ گشت

جب داتا صاحب کا قدم پنجاب ہندوستان کی سرزمین پہ لگا تو ہندوستان کی سرزمین مسلمان ہو گئی یہ ہے

خواجہ کا آنا

کرم آج بالائے بام آ گیا ہے
میرے لبوں پر محمد ﷺ کا نام آ گیا ہے

اس سے بھی کرم ہو جاتا ہے۔ حضرات! آپ کرہ میں نماز پڑھتے ہیں صحن میں پڑھتے ہیں تو کچھ نہیں بنتا
تلاوت کرتے ہیں کچھ نہیں بنتا زکوٰۃ کہاں بیٹھ کر دیتے ہیں تو کچھ نہیں بنتا قربانی اس صحن میں کرتے ہیں کچھ نہیں بنتا جو
نبی حضور اکرم ﷺ کا نام لیتے ہیں تو سب کچھ بن جاتا ہے۔ حضرات! جو نبی پیر صاحب آتے ہیں سب کچھ بن جاتا ہے
آپ کہیں گے کہ یہ کیا بات کر رہے ہیں اسلام کے خلاف کر رہے ہیں میں اسلام کے خلاف نہیں کر رہا ہوں۔ کیا نماز۔
ج۔ روزہ۔ زکوٰۃ منافق کے پاس ہے؟ ہاں ہے۔ تو پھر اس کے گھر میں کچھ ہے؟ نہیں ہے تو جب پیر صاحب آئیں تو
وہاں سے منافقت چلی جائے گی اور سب کچھ آجائے گا اس کے بغیر منافقت جاتی نہیں ہے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت
آئے تو منافقت جاتی ہے۔ پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت لاؤ پیر صاحب حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا وسیلہ ہے
جب وسیلہ آ جاتا ہے۔ تو سارے کام بن جاتے ہیں حاجی صاحب پڑھتے ہیں کہ اور بھی کچھ مانگ وہ ہمیں بار بار کہہ

رہے ہیں کہ کچھ اور مانگ لو کیوں نہ کچھ ایسی چیز مانگیں کہ پھر

سب کچھ خدا سے مانگ لیا ایک تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

اس کے بعد میرے ہاتھ نہ اٹھیں مجھے ضرورت نہ رہے ہاتھ اٹھانے کی کہ سب کچھ مل جائے تو وہ کیا ہے حکومت لیں کیا کام بن جائے گا ساری دنیا مر رہی ہے حکومت کے لئے ووٹ بھی اسی کے لئے ہے لوٹا بننا بھی اسی کے لئے ہے۔ ٹھگ بازی بھی اسی کے لئے ہے۔ ہارس ٹریڈنگ بھی اسی کے لئے ہے حکومت مل جائے تو موجد ہے۔ بن جاتا ہے کیا کام؟ دولت آجائے؟ ہیرن وٹن کھلا کر لوگوں کی زندگیاں تباہ کر رہے ہیں کس کے لئے کر رہے ہیں؟ دولت کے لئے کر رہے ہیں کیا کام بنتا ہے؟ حسن آجائے اور اگر حسن تمہیں بازار حسن میں لے جائے تو پھر کیا کرو گے۔ طاقت آجائے دولت آجائے۔ علم آجائے۔ عمر آجائے۔ لمبی عمر مل جائے تو کیا کرو گے اس لمبی عمر کو؟ حکومت ملی ہے فرعون کو کیا کچھ بنا ہے؟ آج بھی لعنت اس پر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف باتیں کیں آج بھی اس کی میت مصر کے بازاروں میں پڑی ہوئی ہے جا کر دیکھ لو اگر آج کسی کی میت باہر ہے تو وہ فرعون کی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلاف بغاوت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف عداوت رکھی۔ آج بھی اس کی لاش ادھر سے ادھر ذلیل و خوار ہو رہی ہے اس کو Fungus لگ گیا ہے اس کو فلاں جگہ سے جا کر ٹھیک کراؤ اس کو زہر لگاؤ اس پر زہر ہی پھینکی جا رہی ہے۔ دولت مل جائے تو کیا کام بن جائے گا اگر قارون بن گئے تو پھر کیا کرو گے طاقت مل جائے تو پھر چگا ڈاکو بن گئے تو کیا کرو گے لمبی عمر مل جائے شیطان کو عمر ملی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ دعا قبول ہو جائے تو بندہ ٹھیک ہو جاتا ہے نہیں کچھ نہیں ٹھیک ہوتا شیطان کی دعا ہے یا اللہ مجھے اتنی لمبی عمر دے کہ قیامت تک میری عمر ہو فرمایا جاؤ لے لو یہ دیکھو کہ اس کی دعا قبول ہوئی ہے۔ دعا کا قبول ہونا بڑی بات نہیں ہے شیطان کی بھی ہو گئی ہے لیکن سب کو ورغلائے کیلئے ہوئی ہے طاقت آنے سے چگا ڈاکو بنتا ہے عبادت آجائے شیطان بن جاتا ہے علم زیادہ آجائے تو پھر بھی شیطان اور منافق بن جاتا ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا یہ میں نہیں کہہ رہا پھر نہ کہنا غلط فہمی ہو گئی فرمایا کہ منافق کی نماز تیری نماز سے اچھی ہے۔ اس کی قرات تیری قرات سے اچھی ہے۔ اس کا حفظ تیرے حفظ سے سے اچھا ہے اس کی طہارت اور کپڑے تیرے کپڑوں سے بہتر ہیں لیکن دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے پہلے اس محبت کو لاؤ۔ حکومت میں اگر حضور پاک ﷺ آجاتے ہیں تو حضرت صدیق اکبرؓ بن جاتے ہیں حضرت فاروقؓ کی حکومت بن جاتی ہے طاقت کے ساتھ حضور پاک ﷺ آئیں تو شیر خداؓ بننے ہیں دولت کے ساتھ اگر حضور پاک ﷺ آئیں تو حضرت عثمان غنیؓ بن جاتے ہیں اس لئے پہلے وہ چیز لاؤ جو بنانے والی بات ہے۔ جو بات نہ بنائے اس کے پیچھے نہ بھاگو کچھ نہیں ملے گا سجدے بھی ضائع جائیں گے قرات بھی جائے گی ختم ہو جائے گی چیز وہ لو جو ان سب کو بنانے والی ہو ایک صفر کا ہندسہ ہوتا ہے۔ کیا صفر کی کوئی Value ہے؟ صفر کی کوئی قیمت نہیں اگر میں کہوں کہ اس کے پاس صفر کروڑ روپے ہیں تو کتنے

روپے اس کے پاس ہیں؟ صفر روپے ہیں دو صفر ارب روپے ہیں؟ صفر ہیں لیکن اگر ارب صفر کے ساتھ ایک کا ہندسہ لگا دیں تو یہ دس ارب روپے بن جاتے ہیں یہ کون ایک ہیں کہ جن کے آنے سے سب کچھ بن جاتا ہے نمازیں بھی بن جاتی ہیں جہاد بھی بن جاتا ہے قربانی بھی بن جاتی ہے سب کچھ بن جاتا ہے زندگی بن جاتی ہے وہ ایک حضور نبی پاک ﷺ ہیں جب ان کی محبت دل میں آتی ہے تو ایک بن جاتا ہے ایک لگ جاتا ہے ہماری صفریں بھی کوئی ایسی چیز ہیں جو نقصان دہ نہیں ہیں اگر یہ منفی Negative ہو تو پھر کیا ہوگا صفر کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے نہ کسی سے کچھ دینا ہے لیکن اگر مقروض ہو تو پھر میں کہتا ہوں کہ آدمی مقروض ہو گناہ کے نیچے دبا ہوا ہو کبیرہ گناہ کے نیچے آیا ہوا ہو تو جو نبی ولی کی محبت دل میں آتی ہے جو نبی نبی کی محبت دل میں آتی ہے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں آپ کہیں گے کہ یہ اسلام زالا ہے آپ کہیں گے کہ یہ بڑا عجیب ہے حضور ﷺ کی محبت سے جو بدیوں کو نیکیوں میں بدل رہا ہے۔ یہ قرآن مجید کہہ رہا ہے میں تو نہیں کہہ رہا ہوں۔ پڑھ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ پتہ ہے کیا مل گیا ہے؟ اپنے ایمان سے بتاؤ کیا ملا ہے دس بار اللہ تعالیٰ کا درود شریف تیرے درود شریف کی تو کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود شریف کو دیکھو کہ کیا ہے۔ دس بار اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے اس شخص پر جو ایک بار حضور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے دس نیکیوں میں اضافہ ہو گیا جو ہم نے کی نہیں ہیں اور دس گناہ معاف ہوئے جو ہم نے کئے ہیں یہ نام مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے یہ خیرات مصطفیٰ ﷺ ہے اور دس درجے بلند ہو گئے میرے تیرے کہاں درجے بلند ہو گئے کیا پہلے میں نیچے بیٹھا تھا اور اب کرسی پر بیٹھ گیا ہوں یہ بات ہے؟ نہیں۔ نہیں فرمایا کہ جنت میں تیرے دس درجے بلند ہو گئے جنت بھی دیدی اور اس میں درجے بھی دیدئے پھر پڑھو تو پھر بھی اتنا مل جائے گا کی تیری طرف سے ہے عطا کی طرف سے کوئی کمی نہیں ہے حضرت صاحب کیا عطا کی طرف سے کی ہے؟ نہیں کمی تیری اور میری طرف سے ہے ہم نے کوئی گانا نوراں جہاں کا گانا شروع کر دینا ہے تو بیڑہ اپنا غرق کر لینا ہے وہ دعا مانگو کہ جس دعا کے بعد کسی دعا کی ضرورت نہ رہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین دعا میرے نبی ﷺ پر درود شریف ہے پھر اس کے بعد کچھ نہ مانگ چھوڑ دے اس کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ قَصِّ ختم کر دے۔ فرمایا تمہیں وہ چیز عطا ہو جائے گی جو کسی کو بھی نہیں ملی یہ نہ کہو کہ مجھے بیوی مل جائے میں مقدمہ جیت جاؤں مجھے نوکری مل جائے مجھے Increment مل جائے مجھے وقت پر پنشن مل جائے ترقی ہو جائے کاروبار وسیع ہو جائے اتنی ساری چیزیں مانگیں جو آپ ہضم بھی کر سکیں کہیں یہ چیزیں تمہارے پیٹ درد کا ذریعہ نہ بن جائیں کیا یہ پیٹ درد کا موجب نہیں بن جاتیں؟ دولت آئے تو پیٹ میں درد کیا نہیں ہوتی؟ بہت ہوتی ہے جو گناہ تم نہیں کر سکتے وہ دولت مند کر سکتا ہے دولت بہت بڑی مصیبت کا باعث ہے اگر اس کے ساتھ حضرت مصطفیٰ ﷺ کا ایک نہ لگے تو یہ سخت مصیبت کا باعث ہے سب سے زیادہ مصیبت کا باعث ہے۔ غریب تو گناہ گرے گا لیکن دولت مند گناہ گر بن جاتا ہے وہ گنہگاروں کا بھی آگے چکر چلا دیتا ہے تمہارا کیا خیال ہے ہیر ورن بیچنے والے غریب آدمی ہیں ٹیکسیاں چلانے والے غریب آدمی خریدتا ہے۔ یہ سب دولت

دے رہی ہے اس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک ملا دیں پھر حضرت عثمان غنیؓ کی طرح تمہاری بھی دولت بن جائے گی تو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اصْحَابِ مُحَمَّدٍ کہنے سے میری بدیاں بھی نیکیوں میں بدل گئیں یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حبیب خدا ﷺ فرما رہے ہیں یہ کام کون کر رہا ہے حبیب خدا ﷺ تو اطلاع دے رہے ہیں لیکن یہ کام کون کر رہا ہے یہ میرا اللہ کر رہا ہے میں نہیں کر رہا میں تو صرف اطلاع دے رہا ہوں میں تو آپ کو نبی رحمت ﷺ کا پیغام دے رہا ہوں درود شریف پڑھنے پر کام کرنا والا اللہ تعالیٰ ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے دس بدیاں معاف کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ دس درجے بلند کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ہمیں اطلاع دے رہے ہیں ہمیں خوشخبری دے رہے ہیں آپ کہیں گے کہ آپ نے تو ایک علیحدہ ہی دین بنالیا ہے گناہ معاف کرانے والا یہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی فرما رہے ہیں اگر لڑائی کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو کہ میرے گناہ نہ مٹاؤ یا یہ چاہتے ہو کہ وہ گناہ مٹا دے یا لڑائی چاہتے ہو اگر مرث جائیں تو اچھا ہی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا کرم اتنا ہے کہ دس ہزار بار اس شخص پر درود بھیجتے ہیں کہ جو ایک بار حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اندازہ کرو کہ دس ہزار بار یہاں سا محفل میں کتنے آدمی بیٹھے ہوں گے سو ہوں گے تو پھر سو کو دس ہزار سے ضرب دیں یہ دس لاکھ بن جاتا ہے اتنے عرصہ میں حضور پاک ﷺ نے دس لاکھ مرتبہ آپ پر درود شریف پڑھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو نہ صرف میرا بلکہ میرے والد صاحب کے نام کا بھی پتہ ہے۔ کہ اس کے بیٹے نے درود شریف بھیجا ہے (قاسم صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ کے والد صاحب کا کیا نام ہے۔ (جواب) عبدالرشید تو عبدالرشید صاحب کے بیٹے قاسم نے بھیجا ہے ایسا رجسٹر اللہ تعالیٰ کے کرم سے بنا ہوا ہے (پروفیسر صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) تمہارے ولیمہ کی دعوت کی فہرست List دیکھ کر مجھے یاد آتا ہے کہ بڑے قریبی دوست ان کی لسٹ میں آتے ہیں دشمن نہیں آتے بڑے قریبی اور جگری دوست آتے ہیں اسی طرح ہم حضور ﷺ کی جگری دوست بن جاتے ہیں ان کے رجسٹر میں ہمارا اندارج ہو جاتا ہے اور ان پر درود شریف پڑھنے سے ہوتا ہے یہ ان کے رجسٹر میں ہمارا اندارج ہو جاتا ہے اور ان پر درود شریف پڑھنے سے ہوتا ہے یہ ان کا کرم ہے اس لئے مانگو تو حضور ﷺ کا کرم مانگو یہ حضور ﷺ کا کرم ہے پہلے بھی ذکر کیا ہے آج پھر حاجی عبدالرشید صاحب کی اجازت سے پھر سناتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم پر کیسے کیسے کرم فرماتے ہیں کل گزشتہ روز ہم ایک جگہ پر گئے پہلے میں ذرا اس کی تمہید بتاؤں حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کی اور آپ کی امت کی بڑی تعریف کرتے تھے ہمیں اپنا کوئی امتی تو دکھائیں جب ہم دنیا سے آئے اس وقت آپ کے امتی نہیں تھے اب موجود ہیں کیونکہ دس سال اعلان نبوت کو ہو چکے ہیں آپ ہمیں اپنا کوئی امتی دکھائیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کوئی موجود امتی نہیں بلکہ چار سو سال بعد پیدا ہونے والا امتی دکھتا ہوں اچھا جی وہ دکھا دیں تو حضرت امام غزالیؒ لکھائے گئے آپ حضور ﷺ کے زمانہ سے چار سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن حضور ﷺ نے اس وقت بنا کر دکھا دیا تو پھر بنانا کون ہے؟ حضرت امام

غزالیؒ تو ابھی پیدا نہیں ہوئے لیکن حضور ﷺ نے بنا کر دکھا دیئے کون بنتا ہے بنتے ہم ہیں اور بناتے حضور نبی کریم ﷺ ہیں جس نے اس گھر سے خیرات نہیں لی لی ہے اس کا کچھ نہیں بنتا ہے خواہ فرعون بن جائے خواہ قارون بن جائے خواہ ہامان بن جائے خواہ شیر بن جائے جو بھی بنتا ہے وہ بن جائے تو کل اسی طرح کسی جگہ محفل تھی حاجی صاحب نعت خوان تھے اور بھی نعت خوان تھے انہوں نے نعت پڑھیں میں نے کوئی بات نہیں کی محفل کے بعد ایک شخص اٹھا اور کہا خدا کی قسم! میں نے یہ محفل رات خواب میں دیکھی ہے اور اسی طرح سے دیکھی ہے اب بتائیے وہ محفل منعقد ہونے سے پہلے ہی وہ محفل بنایا والا کون ہے (مبارک علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آج اس نعت خوان نے پورا زور لگا لیا ہے اس سے بات نہیں بنی کل یہی نعت خوان تھا تو رکتا نہیں تھا کل اس نے بغیر کسی کوشش کی ہی ایسا سا باندھا تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا جگہ تھوڑی تھی افراد زیادہ تھے اور اتنی پیش تھی اس کمرہ میں کہ بیٹھا نہیں جاتا تھا لیکن اتنی مستی تھی کہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ گرمی ہے یا نہیں آج عکھے کے سامنے کھڑا ہے کھلی جگہ ہے لیکن بات نہیں بن سکی کل بنایا والے نے بنائی تھی بلکہ وہ ایک رات پہلے ہی بن گئی تھی حاجی صاحب آپ ان کی لسٹ پر ہیں اس لئے جب حاجی صاحب آتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ کورم پورا ہو گیا ہے کورم پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ یہاں کچھ لوگ بیٹھے ہیں جو جانتے ہیں کہ کورم کیا ہوتا ہے ایک Meeting ہے اس میں دس آدمی ہیں اس میں وزیراعظم بھی خواہ صدر پاکستان بھی ہو خواہ اس میں سی این سی بھی ہوں وزیراعلیٰ سندھ وزیراعلیٰ پنجاب وزیراعلیٰ بلوچستان وغیرہ کیا دس ہو گئے ہیں لیکن کورم ان کا پانچ ہے۔ اگر تعداد پانچ سے کم ہے۔ چاہے وزیراعظم بھی آیا ہوا ہو صدر پاکستان بھی آیا ہوا ہو اور سی این سی بھی آیا ہوا ہے تو کورم پورا نہیں ہے یہ Meeting نہیں ہوگی اس کی کوئی Legal Value نہیں ہے اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ حاجی عبدالرشید صاحب اکیسے بھی آجائیں تو کورم پورا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ کے نمائندے آ جاتے ہیں۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ کورم پورا ہو گیا ہم دو چار بھی ہوں لیکن یہ نعت خواں حاجی عبدالرشید صاحب آجائیں تو ہمارا کورم پورا ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے شاخواں تو اور بھی ہیں لیکن کورم پورا کرنے والے یہی ہیں میں بھی نعت پڑھتا ہوں آپ بھی پڑھتے ہیں لیکن کورم شاید پورا نہ ہوتا ہو لیکن یہ کورم پورا کر جاتے ہیں نہ کسی وزیراعظم کی ضرورت نہ کسی وزیراعلیٰ کی ضرورت یہ میں صرف مثال دے رہا ہوں میں نبی کریم ﷺ کی عظمت کی بات کر رہا ہوں حاجی صاحب کے آنے سے کیا بنتا ہے سبحان اللہ ان کے آنے سے حضور پاک ﷺ تشریف لے آتے ہیں۔

ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

آپ نے ان کو ڈیڑھ دو سو روپے دیئے ہیں اب بھی دیئے ہیں ایک ایک محفل میں ان کو ہزار ہزار بلکہ دو ہزار اور تین تین ہزار روپیہ تک بھی ہو جاتا ہے۔ آج تک ایک روپیہ بھی انہوں نے اپنی ذات پر نہیں خرچ کیا بس کسی کو حج کرا دیا کسی کو عمرہ کرا دیا دیکھو کس خلوص سے یہ نعت خوانی کر رہے ہیں حضرات صرف حضور نبی کریم ﷺ کی طرف

نگالہ رکھو نہ پیسے کی طرف دیکھو نہ محفل کی طرف دیکھو نہ اہل خانہ کی طرف نگاہ رکھو نہ اس طرف نہ اس طرف یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کا بنا نا اور حضور ﷺ کے کرم کی بات کرتے ہیں حضور ﷺ کتنا کرم کرتے ہیں اور کس وقت کرتے ہیں آپ کرم اس وقت کرتے ہیں جب ہم ہوتے ہی نہیں ہیں ہمارا نام و نشان نہیں ہوتا حضور ﷺ نشان بنا دیتے ہیں غور سے سن لو ہم نہیں ہوتے امت نہیں ہوتی لیکن امت کی بات نبی پاک ﷺ بنا رہے ہوتے ہیں کیا بات بنائی معراج کی رات اس وقت کتنے بندے مسلمان ہونگے زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس ہوں گے اس سے زیادہ نہیں ہو گے امت ابھی آنی تھی کہ حضور ﷺ کرم فرما رہے ہیں معراج کی رات عرض کرتے ہیں یا اللہ میری ایک تمنا ہے پوری کر دے اے میرے پیارے حبیب ﷺ فرمائیے کیا تمنا ہے؟ فرمایا میری جو امت آنے والی ہے اس کے جتنے گناہ ہوں گے وہ سارے کے سارے میرے نامہ اعمال میں لکھ دے تاکہ میرے کسی امتی کو گناہ ہوں پر گرفت نہ ہو یہ ہے کرم میرے نبی ﷺ کا تم میں سے کوئی ہے مائی کا لال جو اپنے بیٹے کے گناہ اپنے ذمہ لے اپنے باپ کے لے ڈر گئے ناسارے دل پر اثر ہوا ہے ناکہ کہیں یہ مصیبت نہ پڑ جائے پتہ نہیں ابا جان نے کیا کیا پتہ نہیں بیٹے نے کیا کیا میرے نبی ﷺ کا اتنا حوصلہ ہے کہ وہ سب کے گناہ لے رہے ہیں میرے نبی ﷺ کی اتنی شفقت ہے۔ اتنی رحمت ہے کہ سب کے گناہ اپنے کرم پر لے رہے ہیں وصال کے وقت پھر فرمایا یا اللہ میری ایک التجا ہے سنائیے اے میرے حبیب ﷺ کیا التجا ہے؟ فرمایا مجھ پر نزع کی تکلیف ہے لیکن عرض ہے کہ جتنی تکلیف نزع کے وقت میری ساری امت کو ہونی ہے وہ آج مجھے دیدے کوئی ہے مائی کا لال لینے والا باپ بیٹے ماں کی تکلیف لینے والا کوئی نہیں ہے دوست کی تکلیف لینے والا کوئی نہیں ہے اگر لے لو تو نبی کریم کے صدقے تمہیں بھی تکلیف نہیں ہوگی ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ جن کو بھی نزع کے وقت تکلیف آنی ہے وہ ہمیں دیدے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ حضرات یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے یا اللہ گناہ میرے ذمہ کر دے یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے سہارے بات کر رہے ہیں ورنہ ہم میں کیا ہے دو دن اگر تڑپے تو کہتے ہیں کہ مرنا نہیں یہ بابا اس کو زہر دیکر مار دو حضرات ہم سہارا کس کا لے رہے ہیں وہ سہارا لے رہے ہیں جو سب سہاروں کا سہارا ہے کوئی چھوٹا سا سہارا نہیں لے رہے ہیں کیا کسی حکومت کا سہارا لے رہے ہیں۔ کیا امریکہ کا سہارا لے رہے ہیں۔ ہم کسی کا سہارا نہیں لے رہے ہیں ہم تو اپنے نبی کا سہارا لے رہے ہیں۔ جو افضل الوسائل ہے۔ تمام وسیلوں سے بھی افضل ہے۔ وسیلے بناتا ہے۔ وسیلے اس کے در سے نکلتے ہیں پھر جو فرمایا اور یہ بھی کسی سے نہیں ہو سکتا کچھ امتی لوگوں کو دوزخ کا حکم ہو جائے گا کہ یہ دوزخی ہیں یہ جائیں دوزخ میں قیامت کے دن حشر کے دن حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ جس دن کوئی کسی کا نہیں ہوگا ماں بیٹے سے نیکی مانگے گی لیکن کرپکھ نہیں سکے گی باپ بیٹے سے اور بیٹا ماں سے نیکیاں مانگے گا کہ امی مجھے نیکی دیدے میں جنت میں چلا جاؤں تو خود خواہ جہنم میں چلی جائے نفس و نفسی ماں اپنی طرف سے کر رہی ہے۔ بیٹا اپنی طرف سے کر رہا ہے۔ اور یہی ہم سب کا حال یہ ہے۔ لیکن میرے نبی کریم ﷺ کا حال اور ہے۔ میرے نبی کریم ﷺ کا حال یہ ہے کہ یا اللہ یہ میری امت دوزخ میں جا رہی ہے۔ یا تو مجھے ان کے ساتھ دوزخ میں بھیج دے یا

ان کو میرے ساتھ جنت میں بھیج دے ہے کوئی مائی کا لال یہ کہنے والا اس کی مثال نہیں ہے۔ اس عطا کی کوئی مثال نہیں ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہر چیز کا جواب ہے۔ یا اللہ ان کو بخش دے کوئی دوزخ میں جانے کے لئے تیار نہیں کوئی نزع کی تکلیف لینے کو تیار نہیں کوئی اپنے نامہ اعمال میں برے اعمال نہیں لے رہا صرف دعا ہی کر رہے ہیں کہ یا اللہ قیامت کے روز مومنوں کو بخش دے نہایت آسان طریقہ ہے۔ یہ ہماری مثال ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہے کہ دعائے ابراہیمی علیہ السلام ہے۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَا رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے میرے نبی کریم ﷺ کی دعا کیا ہے؟ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ کی دعا ہے کہ میری امت کے برے اعمال سب میرے نامہ اعمال میں لکھ دو ان کی نزع کی تکلیف مجھے دید و اگر ان کے لئے دوزخ ہے تو مجھے بھی ان کے ساتھ بھیج دو۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ میرے فضل سے بہت بعید ہے کہ میں ایک جنتی کو اور خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کو دوزخ میں بھیجوں اور میرے فضل سے بہت قریب ہے کہ میں دوزخیوں کو تیرے صدقے جنت میں بھیج دوں یہ ہیں ہمارے نبی کریم ﷺ یہ ہیں ہمارے نبی رحمت ﷺ اس لئے جب زبان پر ان کا نام آتا ہے۔ تو میری قدر میری عزت آسمانوں پر پہنچ جاتی ہے۔ میری اور آپ کی عزت آسمانوں پر پہنچ جاتی ہے۔ تم بیشک ہیرا، نگہا، گو لہو کچھ نہیں بنے گایہ گانے تو تیرے گلے میں پھنس جائیں گے کہ اب بات کرو تم ہیرا، نگہا گاتے ہے میرا نام کیوں نہیں لیا اور جب نبی کریم ﷺ کا نام آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ یہی تو اسم اعظم ہے۔ یہ تو کن کی زبان عطا کرنے والی چیز ہے۔ حضرات یہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت اس لئے کہتے ہیں کہ

جو بندہ نہیں ہے میرے مصطفیٰ ﷺ کا

وہ بندہ خدا کا نہیں ہے نہیں ہے

بندہ پتہ ہے کیا ہوتا ہے۔ بندہ ہوتا ہے جس کو کوئی اختیار نہ ہو کسی نے غلام رکھا یہ جو آجکل غلام ہیں یہ نہیں ہیں وہ بندے بندے وہ ہوتے تھے جو زرخیز ہوتے تھے زرخیز بدوے مالک نے کہا تو کیا کھائے گا اس نے کہا کہ جو آپ کھانے کو دیدیں گے کب سوئے گا جب سلا دیں گے کتنا سونے کا جتنا سونے دیں گے کب اٹھے گا جب اٹھا دیں گے کیا پہنوں گے جو پہنا دیں گے کیا کام کرو گے جو آپ کرنے کا حکم دیں گے اپنا کوئی اختیار نہیں سب آقا کا ہی ہے۔ کیا شعر ہے۔

سبھی انبیاء دے رہے ہیں گواہی

وفا دار ہیں مصطفیٰ ﷺ کے الہی

جو بندہ نہیں ہے میرے مصطفیٰ ﷺ کا

وہ بندہ خدا کا نہیں ہے نہیں ہے

جو اتنا غلام حضور نبی کریم ﷺ کا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ میرا بندہ بھی نہیں ہے اس

لئے جو میرے آقا ﷺ کا غلام ہوگا وہی اللہ تعالیٰ کا بھی غلام ہوگا قرآن مجید ہے کہ جو میرے حبیب ﷺ کی اتباع کرے گا میں اس سے محبت کروں گا کسی دوسرے سے کروں گا ہی نہیں بندے کی حیثیت تو میں نے صفر بنائی ہے جب حضور ﷺ کے سامنے ہماری حیثیت صفر بنتی ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں ذرا غور فرمائیں کہ ہم جب حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے مٹ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے سامنے بن جاتے ہیں اور جب حضور ﷺ کے سامنے اڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے دربار سے دور ہو جاتے ہیں (اللہ تعالیٰ معافی دے) حضور پاک ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ مجھ کو ساری امت دکھائی گئی سارے لوگ دکھائے گئے اور میں دیکھا کہ صحیح عقیدہ والے کتنے ہیں اور بدعقیدہ والے کتنے ہیں حضور ﷺ کی حدیث پاک ہے منافق کہنے لگے کہ عجیب حالت ہے کہ ساری امت کو گواہی دے رہے ہیں جو ابھی پیدا بھی ہوئی ہے کہ کون ایماندار ہوگا کون بے ایمان ہوگا لیکن ہمارا تو ان کو علم ہی نہیں ہے کہ ہم منافق ہیں دوسرے جمعۃ المبارک کو ممبر پر تشریف فرما ہو کر حضور نبی کریم ﷺ نے اب سب کو مسجد سے نکال دیا نام لے لیکر مسجد سے نکال دیا کہ چل فلاں تو بھی منافق ہے تو بھی منافق ہے تم بھی نکل جاؤ اور تم بھی نکل جاؤ۔ جب اعتراض کرتا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کے دربار سے نکل جاتا ہے۔ اور جب حضور نبی کریم ﷺ کی درگاہ سے نکلتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے نکل جاتا ہے۔ اللہ کی درگاہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ہی درگاہ ہے۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

حضرت صاحب نے کسی نعتیہ وزن کے حساب سے ”یار“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ورنہ ان کے در سے یار کہاں پھرتے ہیں اللہ معافی دے دشمن ہی پھرتے ہیں جو ان کے دربار سے نکلتے ہیں تو پھر ایسے ہی در بدر خوار پھرتے ہیں وہ حضور ﷺ کے در سے نکل جاتے ہیں۔

بخدا خدا کا بیکہ ہے در نہیں اس میں کوئی مفر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
(سوال) کیا آپ کو گرمی لگ رہی ہے۔ نہیں لگ رہی ہے۔ تو پھر یہ حضور ﷺ کا کرم ہی لگ رہا ہے۔ اپنے ایمان سے بناؤ گرمی لگ رہی ہے۔ مجھے تو نہیں لگ رہی ہے آخر پر عرض کرتے ہیں کہ دنیا میں جتنے کام بننے ہیں آخرت میں جتنے کام بننے ہیں یہ صرف اس کے بننے ہیں جو یہ کہے کہ حضور پاک ﷺ کیا ناطے سے ہے کام اس کا بننا ہے جس طرح حضرت امام غزالی کا بنادیا اور دوسروں کا بنادیا پہلے بناتے ہیں یا بعد میں بناتے ہیں لیکن بناتے وہی ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

خیال کریہ فتویٰ میں نہیں دے رہا ہوں نہ میں کوئی عالم ہوں نہ میں کوئی مفتی ہوں اعلیٰ حضرت یہ فتویٰ

دے رہے ہیں کہ جو یہ کہے کہ مجھے حضور پاک ﷺ کی ضرورت نہیں وہ سیدھا جہنم میں گیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی حضور ﷺ کی ضرورت ہے کہ وہ جنت میں جائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ضرورت ہے کہ جنت میں جائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور ﷺ کے دامن کی ضرورت ہے کہ جنت میں جائیں تم اور میں اس باغ کی مولیٰ ہیں کام بناتے ہیں تو وہ نام بناتے ہیں تو وہ خیرات کرتے ہیں تو وہ اس شعر پر ختم کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ ہمارا پکار رہا ہے ایک اور بھی میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ہے تو بہت مشکل لیکن اگر ہو جائے تو بہت بہتر ہے کہ یا اللہ ہماری ساری نیکیاں لے لے اور یہ ہمارے حضور ﷺ کے کرم پر کر دے اور ہمیں حضور ﷺ کی شفاعت نصیب کر دے یہ سودا سستا ہے کہ ہنگامہ؟ بہت سستا ہے تو پھر روزانہ یہی کہا کرو کہ یا اللہ جو نیکی ہوئی ہے وہ تیری توفیق سے ہوئی ہے تیرے نبی کریم ﷺ کی توفیق سے ہوئی ہے یہ تو رکھ یا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے تاکہ اس سے اس کی عظمت بڑھے اور مجھے حضور ﷺ کی شفاعت دیدے مجھے اپنا فضل دیدے یہ بڑی اچھی چیز ہے یہ Trade تو کی تجارت تو کی ہے لیکن اس میں نفع بہت ہے یا یہ بتاؤ کہ اپنے اعمال کی بنا پر جانا ہے بھی جس نے اعمال پر جانا ہے وہ جائے میں تو اعمال پر نہیں جاؤں گا نہ میرے پاس کوئی ایسا عمل ہے صرف حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نبی کریم ﷺ کے کرم اور شفاعت سے جانا ہے کہ اس کے بغیر اور کوئی سہارا نہیں۔ سہارا اس لئے نہیں ہے کہ پتہ ہے کہ جنت کس کی ملکیت ہے۔ یہ ناصر صاحب کا گھر ہے جس کو چاہیں اندر آنے دیں جس کو چاہیں اندر نہ آنے دیں تو کیا تم ناصر کے ساتھ لڑو گے کہ ہمیں اندر آنے دو یہ نہیں کر سکتے کہ قانون اجازت نہیں دیتا اللہ کریم چاہیں تو ہزاروں گنہگاروں کو جنت میں لے جائیں یا چاہیں تو ہزاروں سجدوں والوں کو ٹیچ کر دوزخ میں ماریں تو مار سکتے ہیں کیا شیطان کو نہیں ماریں گے کیا منافق کو نہیں ماریں گے کیا قادیانی کو نہیں ماریں گے جنت حضور ﷺ کی ملکیت ہے وہ جس کو چاہیں نواز دیں وہ کیا شعر ہے کہ

جسے چاہا در پر بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اب یہ شعر پڑھیں تو بعض آدمیوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ جس کو وہ چاہیں نواز دیں جس کو نہیں چاہتے اس کو نہیں نوازتے پھر بندہ کہاں گیا تو پھر تو ہو جان کا ان کے چاہنے والوں میں آ جا تو اچھا رہے گا بجائے اس کے کہ تو کہے کہ یہ طاقت کیوں دی ہے تو اس طاقت سے فائدہ اٹھا بجائے اس کے کہ تو اعتراض کرے کہ یا اللہ تو نے یہ طاقت کیوں دی ہے تو اس کا بن کر فائدہ ہی اٹھا لے قدرت کا نظام تو بدلنا نہیں ہے تو یہی بدل جا اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے ان کے کرم سے بات کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) ان کی تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو کچھ بھی میں نے تارے توڑے ہیں بڑا مبالغہ کیا ہے لیکن قسم خدا کی حضور نبی کریم ﷺ تو نبی ہیں ولو العزم انبیاء ان کے بعد ہیں نبی ان کے بعد ہیں۔ غوث صدیق۔ قطب انکے بعد ہیں یہ تو عام ولی کے قریب ترین فکر

کی بات ہے جو میں نے عرض کی اس کی فکر اس سے بھی بلند ہے جیسے ظہوری نے کہا

کہاں تک کرے کوئی توصیف ان کی
خدا جب کہ کرتا ہے تعریف ان کی
ظہوری کسی سے نبی ﷺ کی ثناء کا
ہوا حق ادا ہے نہیں ہے نہیں ہے

آپ ﷺ کی تعریف کا حق ادا نہیں ہو سکتا یا اللہ یہ ہمارے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور ٹوٹا پھوٹا بیٹھنا اور آنا

قبول فرما ہمیں حضور ﷺ کی بارگاہ کے قابل بنادے اس سے بہتر بات کرنے کی توفیق عطا فرمادے اس سے بہتر محفل

کرنے کی توفیق عطا فرمادے اس سے بہتر حضور ﷺ کا عشق عطا فرمادے (آمین)

خطاب رہائش محمد ناصر صاحب گورونانگ پورہ فیصل آباد 28/06/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاہاالزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ

معزز حاضرین! آج گرمی کافی ہے جس بھی ہے۔ آپ سب کو پسینہ بھی بہت آیا ہوا ہے۔ لیکن آپ یہ
بتاؤ کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی یا پتکے وغیرہ لگے ہوتے تھے جی پتکے نہیں تھے گرمی
والی ہی کیفیت ہوتی تھی تو پھر یہ سنت نبوی ہے۔ دل کو راضی رکھنے کیلئے حضور نبی کریم ﷺ والے زمانے کا تصور رکھو تو
ٹھنڈک محسوس ہوگی بے شک گرمی بھی رہے لیکن ٹھنڈا انشاء اللہ پڑے ہی پڑے کیونکہ اس کی نسبت اب حضور نبی
کریم ﷺ سے ہوگئی ہے۔ حضرات سامعین کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس قدسیہ کو حضور نبی کریم ﷺ کا صحابی
ہونے کا شرف حاصل ہوا کہ جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا اَصْحَابِيْ كَمَا النَّجْمُ فَيَايَهُمْ اَقْتَدَيْتُمْ اِهْدَايَتُمْ
میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے احادیث کی کتب میں تمام صحابہ
کرّم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے اسمائے مبارکہ نہیں آئے چند صحابہ ایسے ہیں کہ جن کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اور حضرت
زیدؓ ایسے خوش نصیب ہیں کہ جن کا نام نامی قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ مقدر کی بات ہے۔ نصیب اپنا اپنا ہے کہ حضرت
جابرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا ایک مفرد سوال تھا جس کی طرف کسی
دوسرے صاحب کی توجہ نہیں گئی اور اس عرض گذاشت کی وجہ سے نہ صرف بہت سے مسائل حل ہوئے بلکہ حضرت جابرؓ کا
نام آج اس سوال کی بدولت ایک درخشندہ پابندہ ستارہ ہے۔ اور برزبان خاص و عام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے
ارشاد فرمایا کہ ”اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر اس نور کے پرتو سے
پوری کائنات کی چیزیں بنتی چلی گئیں اسی طرح ایک صحابی رسول ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی
ہیں۔ فرمایا کُنْتُ نَبِيًّا وَكَانَ اَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی
اور گارے میں تھے اس تمہید کا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ پتہ چل جائے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خلقت اور نبوت کب سے
ہے۔ پھر ہی اس بات کی سمجھ آئے گی کہ کسی واقعہ کی شہادت دینے کیلئے کسی گواہ کا معنی شاہد ہونا اور موقعہ پر موجود ہونا
دوسرے الفاظ میں یہ کہہ شاہد اور حاضر و ناظر ہونا تب ہی روا ہے کہ وہ ہستی اس واقعہ سے پہلے سے موجود ہو کُانَ وَ
مَا يَكُونُ میں جو کچھ ہے حضور نبی کریم ﷺ اس سے پہلے موجود ہیں اس لئے تمام واقعات کے آپ شاہد ہیں اور گواہی
دینے کے لئے واقعات کا پچشم خود دیکھا ہوا ہونا ضروری ہے۔ لہذا آپ ازل سے ابد تک کیلئے حاضر و ناظر ہیں ظاہری
حیات طیبہ سے قبل اور اس کے بعد آپ ہر چیز کے لئے ایسے حاضر و ناظر ہیں جس طرح کہ ظاہری حیات طیبہ میں تھے جو

کچھ ہو چکا ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا سب آپ کی نگاہ عنایت کے سامنے ایسے ہے کہ جس طرح ہتھیلی پر رکھا ہوا سروس کا دانہ ہے کوئی چیز بھی آپ سے مخفی نہیں ہر چیز آپ کے علم میں ہے۔ اس میں کوئی شرک کی بات نہیں جس طرح کہ جاہل آدمی کہہ دیتے ہیں بلکہ یہ تو عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے جو چاہے عطا فرما دے وہ بے نیاز ہے۔ وہ مالک ہے خالق ہے قادر ہے وہ مختار کل ہے اور اس نے اپنے حبیب ﷺ کو مالک کل بنادیا ہے۔ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ہے اور جہاں کسی کو علم و دخل کی جرات نہیں وہاں تک بھی حضور ﷺ کی رسائی ہے۔ ہزاروں واقعات ہیں کہ جن سے حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا شاہد ہونا ثابت ہے قرآن سے بھی ثابت ہے حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ بس ذرا کھلے دل سے تسلیم کر لینے کے بات ہے۔ ورنہ اعتراض برائے اعتراض تو کبھی مسئلہ سنیں ہے۔ قیامت کے روز تمام سابقہ انبیاء کے امتی انکار کر دیں گے کہ یا اللہ ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا یا اور نہ ہم ضرور ہدایت پاتے اللہ تعالیٰ انبیاء سے فرمائیں گے کہ اب آپ بتاؤ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تیرا پیغام ان تک پہنچایا لیکن گے کہ اب آپ بتاؤ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تیرا پیغام ان تک پہنچایا لیکن انہوں نے ہمیں جھٹلایا ناحق قتل کیا ہماری بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنا کوئی گواہ پیش کرو تو حضور نبی کریم ﷺ جو کچھ ہوتا رہا اس کی گواہی دیں گے پھر سابقہ امتوں کے جھوٹ کا پول کھل جائے گا حضور ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کی اور کیا دلیل ہوگی حضرت خضیبؓ مکہ شریف گئے تو کفار نے پکڑ لیا اور کہا کہ یا تو اسلام سے پھر جاؤ ورنہ ہم تمہیں قتل کر کے اپنے بھائیوں کا بدلہ لے لیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے۔ کہ اسلام سے مرتد ہو جاؤں تو کفار نے کہا کہ اتنا ہی کہہ دو کہ میری جگہ حضور نبی کریم ﷺ قتل ہو جائیں تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے نبی ﷺ کا کانا ہی چبھ جائے تم قتل کی بات کرتے ہو پھر کفار نے حضرت خضیبؓ کی دونوں ٹانگوں میں رسیاں باندھیں اور ان کو دو اونٹوں سے باندھ کر مخالف سمت میں چلایا کہ حضرت خضیبؓ کا جسم اطہر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور آپ شہید ہو گئے یہ سب کچھ مکہ شریف میں ہو رہا تھا ادھر حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی مدینہ شریف میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرامؓ کو اس پورے واقعہ کو جس طرح سے ہو رہا تھا وہ من و عن بتا رہے تھے یہ آپ کی صفت شاہد کا ظہور تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيلِ اے میرے حبیب ﷺ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ سوال فقیر ہے جس کا جواب اثبات میں ہے کہ ہاں میرے رب کریم ﷺ میں نے دیکھا ہے سوال کرنے کی طرز ہی ایسی ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ واقعہ اصحاب فیل کے وقت بالفعل موجود تھے حالانکہ یہ واقعہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے بھی قبل کا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دعوت اسلام کے لئے جو نامہ مبارک شاہ کسریٰ خسرو پرویز کو لکھا تو پرویز نے وہ نام مبارک پھاڑ دیا اور یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ آپ نے آدمی بھیج کر اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے پیش کرو باذان نے

اپنے دو آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجے اور انہیں ہدایت کی کہ پہلے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے مذاکرات کریں اور پھر شاہ کسری کا حکم سنائیں وہ دونوں آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا مدعا عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں مہینے کی فلاں رات کو تمہارے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اور سلطنت اس کے بیٹے کو مل گئی ہے۔ اور تم جا کر باذان سے کہہ دو کہ میری حکومت کسری کے ملک کی انتہا تک پہنچ جائے گی وہ دونوں آدمی واپس گئے تو باذان کو چند روز بعد پرویز کے بیٹے کا خط ملا جس میں پرویز کے قتل کی وہی تاریخ دن اور مہینہ درج تھا اس پر باذان اسلام لے آیا۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور مَسَاكِنَ وَ مَسَاكُونُ کی خبریں دینے لگے فرمایا آج پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو مشہور واقعہ ہے ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا والد کون ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے والد کا نام بتایا حالانکہ یہ صرف والدہ بتا سکتی ہے کہ کس کا والد کون ہے یہ ایک میاں بیوی کے درمیان ایسا راز ہوتا ہے جسے کوئی نہیں جانتا لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی وہ شان ہے کہ آپ ہر شخص کی ولدیت کے بھی شاہد ہیں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میری موت کیسے آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو فکر کی حالت میں مرے گا اور ایسے ہی ہوا بعد میں اس صحابیؓ نے خود کشی کی تھی گویا کہ حضور ﷺ اس کی موت واقع ہونا دیکھ رہے تھے سیرت کی کتب میں ایسی بے شمار مثالیں آپ کو مل جائیں گی طوالت کے پیش نظر ان چند واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

آج ہمارے سامنے دو تین چیزیں ہیں جو میں نے عرض کرنی ہیں ایک تو یہ یہ کہ دیوبندی جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کو حاضر ناظر نہیں مانتے کہ آپ ﷺ ہر جگہ ہیں تو جب بھی ان کے سامنے یہ بات آتی ہے تو ان کے اندر سے ایک اعتراض اٹھتا ہے منہ سے بہت برا اعتراض نکلتا ہے ایک دیوبندی جب وعظ کرنے لگا مناظرہ کرنے لگا تو کہنے لگا کہ آپ حضور ﷺ کو حاضر ناظر مانتے ہیں تو پھر لڑین میں کیسے جاسکتے ہیں وہاں بھی حضور ﷺ موجود ہیں پھر تو یہ بڑی بے شرمی کی بات ہے کہ جس نبی کو تم حاضر ناظر جانتے ہو اس کے سامنے تم لڑین میں جاتے ہو ننگے ہو جاتے ہو شرم نہیں آتی تمہیں کتنا سخت گویا کہ اعتراض ہے۔ کہ دماغ کو بلا کر رکھ دیتا ہے ایک طرف تو آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں اور دوسری طرف یہ کہ بندہ اپنے کپڑے اٹھا کر بیٹھا ہوتا ہے بیوی کے پاس بھی جاتا ہے اس طرح اور بھی کئی گناہ کرتا ہے پھر یا تو عقیدہ صحیح نہیں یا بے ادبی کی انتہا یہ دونوں میں سے ایک تو ضرور ہے لہذا ایسا کر کہ عقیدہ ہی صحیح کر لو یعنی آپ حضور نبی کریم ﷺ کو حاضر ناظر کہنا چھوڑ دو تو پھر بے ادبی نہیں ہوگی ورنہ یہ بے ادبی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ بے ادبی سے بھی بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے جب حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی کپڑا اٹھا کر بیٹھے تو پھر یہ کیا ہے؟ صریحاً بے ادبی ہے حضرات اس اعتراض کا جواب کیا ہے؟ کسی عاشق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو نبی کے بات ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اَلَنْبِیُّ اُولٰٓئِی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کہ نبی ﷺ کے مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے اِنْ اَرْسَلْنَاكَ شَآهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِیْرًا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شاہد بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ان

آیات مبارکہ سے ہم یہ لیتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حاضر ناظر ہیں اس عاشق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کے بات رہنے دو پہلے اللہ تعالیٰ کی بات کرتے ہیں دیوبندی خوش ہو گیا کہ ہاں ہاں اللہ کی بات کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے کہ ہم ”شرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں“ پھر تو یعنی بندہ جہاں کہیں بھی ہوا اللہ تعالیٰ اس کی شرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہوتے ہوئے لڑین آپ کیسے جا سکتے ہیں ہمیں طعنہ دیتے ہو کہ نبی ﷺ کی بے ادبی کرتے ہو تم ہو اللہ تعالیٰ کی بھی بے ادبی کرتے ہو اور جب بیوی کے پاس جاتے ہو تو اللہ اس کی بھی شرگ کے قریب ہے اور تیری بھی شرگ سے قریب ہے اس دیوبندی کی عقل آگئی کہ اللہ تعالیٰ بھی قریب ہیں حاضر ناظر ہیں تو اس کی بے ادبی میں تو میں بھی شامل ہوں۔ حضرات! یہ نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کی بے ادبی نہیں ہے۔ یہ معذوری ہے یہاں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ ہر چیز سے مبرا ہیں ان کے ساتھ کوئی الزام نہیں لگ سکتا ہم ایسی کوئی گڑ بڑ نہیں کر سکتے وہ ہماری مجبوری ہے۔ کہاں جائیں؟ کہاں جاؤ گے؟ جیسے جان بچانے کے لئے مردار کھانا جائز ہے ایسے لڑین میں جانا اور بیوی کے پاس جانا ہوتا ہے تو اس وقت حضور ﷺ پر وہ فرما لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنا ذکر فرمایا کہ میں شرگ سے قریب ہوں پھر اپنے نبی ﷺ کا ذکر فرمایا کہ وہ تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں یعنی شرگ سے بھی زیادہ قریب اور آگے جو چیز ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں حضور نبی کریم ﷺ سے ہمارا تعلق ایسے ہے کہ جیسے جسم اور روح کا تعلق ہوتا ہے ہم جسم میں ہمارا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا سوچنا حرکت آپ جو تشریف لائے ہیں یہ روح ہے جو آپ کو لائی ہے اگر خدا نخواستہ روح نکل چکی ہوتی تو کیا ہوتا کیا چل پھر سکتے کیا سوچ سکتے کیا یہاں آ سکتے نہیں تو پھر یہ کون لایا ہے؟

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

ہم سرکار کے لئے ہوئے ہیں لیکن ایک مجبوری بھی ہوتی ہے جس طرح عرض کیا ہے نا کہ جان بچانے کے لئے مردار کھانا جائز ہے ایسے ہی جب حضور نبی کریم ﷺ روح کے قریب ہیں تو بندہ بعض جگہ پر مجبور ہے کہ جہاں بھی جائے گا حضور نبی کریم ﷺ ساتھ ہوں گے تو وہاں معذوری سمجھی جائے گی اسی طرح سے ہے کہ ایک پیر صاحب نے اپنے بعض مریدین کو لٹ کے طور پر مرغے دینے کہ جاؤ انہیں ایسی جگہ پر ذبح کر کے لاؤ کہ جہاں کوئی تمہیں دیکھنے والا نہ ہو تو کوئی جھاڑی کے پیچھے چلا گیا کوئی کمرے میں جا کر کنڈی لگا کر بیٹھ گیا کوئی کدھر گیا کوئی کدھر گیا اور مرغے ذبح کر کے لے آئے لیکن ان میں سے ایک مرید مرغا زندہ ہی واپس لے آیا پیر صاحب نے فرمایا کہ تمہیں کوئی جگہ ہی نہ ملی کہ تم مرغا زندہ ہی واپس لے آئے تمہیں کہا تھا کہ ذبح کر کے لاؤ وہ عرض کرنے لگا کہ حضور میں جہاں بھی گیا اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اسی طرح ہمارے حضور نبی کریم ﷺ بھی ہر جگہ موجود ہیں اس لئے حضرات! یہ مجبوری ہے۔ بے ادبی نہیں ہے نہ ہی کوئی بے ادبی کرتا ہے نہ کر سکتا ہے لوگ تو جو اللہ والے ہیں وہ غسل خانہ میں بھی ستر عورت تک کپڑا پہن کر نہاتے ہیں کیا تمہیں علم ہے اس بات کا اور بیوی کے پاس بہت اندھیرے میں جاتے

ہیں لیکن آجکل تو ادھر بھی آئینہ ہے ادھر بھی شیشہ ہے ادھر بھی لائٹ ہے ادھر بھی روشنی یہ بے حیائی ہے۔ یہ شرعی چیزیں نہیں ہیں شریعت یہ کہ اندھیرا کرو اور اوپر چادر بھی اوڑھ کر رکھو اس میں بھی ادب کا مقام ہے اللہ والے تو اتنا پرہیز بھی کرتے ہیں کہ وہ بہت تھوڑا کھاتے ہیں تاکہ کم سے کم لڑین میں جانا پڑے اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ مجبوری تو ہے کہ زندہ رہنے کیلئے کھانا تو پڑتا ہے لیکن میں تھوڑا تو کھا سکتا ہوں کہ روزانہ دو تین بار لڑین میں جانے کی بجائے دوسرے روز جاؤں تو حضرات یہ جواب ہے اور انہوں نے یہ جواب اللہ تعالیٰ کی شان سے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی اس اعتراض کا جواب رکھ دیا ہے تاکہ میرے نبی کی کوئی توہین نہ کر سکے۔

دوسری بات جو آج کرنی ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم کلی عطا ہوا یا یہ جزوی ہے۔ مطلب یہ کہ سارا علم ہے یا تھوڑا ہے جس طرح ہے پروفیسر صاحب آپ کو فزکس کا تو کلی علم ہے لیکن کیمسٹری کا شاید نہ ہو۔ فارسی کا تو بہت ہی کم ہے بلکہ ہے ہی نہیں ہے اس لئے کہ یہ جزوی ہے اسے کہتے ہیں کہ جزوی اردو بہت اچھا ہے لیکن عربی میں اس سے بھی ہاتھ تنگ ہے فزکس تو آپ کو آتی ہے کیمسٹری نہیں آتی یا لوجی نہیں آتی اور دوسرے مضامین ہیں جو نہیں آتے اور ہزاروں مضامین ہیں تو کیا حضور ﷺ کو بھی جزوی علم ہے یعنی علم کا ایک حصہ ہے یا کل ہے اگر کلی علم مانتے ہیں تو یہ شرک ہے اور اگر جزوی مانتے ہیں تو پھر یہ کون سی فضیلت ہے جزوی علم تو سب کو ہے مجھے بھی ہے آپ کو بھی ہے۔ جو آپ ہنر جانتے ہیں وہ میں نہیں جانتا آپ کا جو کاروبار ہے وہ میں نہیں جانتا اور جو میرا کاروبار ہے وہ آپ نہیں جانتے اس طرح سے جزوی علم تو ہم سب کو ہے آپ کو پتہ ہے کہ آپ کا مکان کس طرف ہے تو یہ علم تو ہے جس کو آپ کے گھر کا علم نہیں وہ آپ کے گھر نہیں جانتے۔ اس لئے یہ علم ہے جزوی لہذا حضور نبی کریم ﷺ پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ کلی علم حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں ہے اور جزوی علم کی کوئی خصوصیات نہیں ہیں تو پھر اس جھگڑے کو ہی چھوڑ دو کہ انہیں کوئی علم ہے کیوں آہستہ آہستہ من من کرتے ہو۔ سرگوشیاں کیوں کرتے ہو صاف اور سیدھی بات کرو۔ تو اس اعتراض کا جواب بھی پہلے اعتراض کی طرح عاشق رسول ﷺ حضرت مولانا سر دار محمد صاحب رضوی نے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ رحمت کل ہے یا جزو ہے رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے جہاں بھی کوئی چیز ہے اس پر رحمت چھائی ہوئی ہے کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ جس کا نام نہ ہو ہر چیز ہے اور ہر چیز کا نام بھی ہے ہمیں کسی چیز کا نام آئے یا نہ آئے آج بھی علم بڑھ رہا ہے۔ کیوں جی نہیں بڑھ رہا ہے؟ کیا Full Stop لگ گیا ہے۔ فزکس کیمسٹری اور اکناکس ہر چیز کا علم زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے بلکہ بندے کو اس کے ساتھ چلنا مشکل ہو گیا ہے۔ جہاں پر بھی کوئی چیز ہے قرآن مجید فرماتا ہے کہ اس پر رحمت چھائی ہوئی ہے اب جو رحمت چھائی ہوئی ہے وہ تو ایک ہے یا کئی رحمتیں ہیں؟ آپ کے گھر میں کوئی رحمت ہے میرے گھر میں کوئی رحمت ہے۔ کیا اس طرح سے ہے؟ نہیں بلکہ رحمت ایک ہیں چیزیں کئی ہیں لیکن رحمت ایک ہے تو جو رحمت ایک ہے اور ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے وہ سب کو جانتی ہے حالانکہ وہ اللہ بھی نہیں ہے تو حضور نبی کریم ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں اب بتائیے وہ کون سی چیز ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے علم میں نہیں ہے اور ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے قائم

ہے اب اگر آپ میں سے اور مجھ میں سے رحمت چھین لی جائے حضور نبی کریم ﷺ کا نور چھین لیا جائے تو شیطانیت آجاتی ہے جب آپ میں سے مجھ میں سے میرے فکر میں سے میرے عقیدہ میں سے حضور نبی کریم ﷺ کے نور کا حصہ ختم ہو جائے گا (اللہ معافی دے) یہ صرف سمجھانے کیلئے بات کر رہے ہیں تو آدمی بے ایمان ہو جائے گا مرتد ہو جائے گا منافق ہو جائے گا قادیانی ہو جائے گا یا کسی اور چکر میں پڑ جائے گا اس لئے جہاں کہیں بھی کوئی مسلمان ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی نیک آدمی ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے نور کا سہارا لے رہا ہے اور جہاں بھی کوئی چیز موجود ہے حضرات! رحمت کے بغیر وہ نہیں رہ سکتی رحمت کے بغیر یہ CORDER INSTRUMENT-TAPE RE کام نہیں کر سکتا۔ رحمت کے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی کیا حضور نبی کریم ﷺ کے بغیر ہم زندہ رہ سکتے ہیں؟ ایسے ہی سمجھو کہ جیسے ہر چیز کو روح زندہ رکھتی ہے اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت سے ہر چیز زندہ ہے۔ روح سے بھی یہ اعلیٰ چیز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو جو مقامات طے ہونا تھے وہ ہو گئے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی یا جو بھی ہیں پھر لامکاں کا سفر جب شروع ہوا اور تھوڑی دور گئے تو وہاں ایک چیز بیٹھی تھی نبی پاک ﷺ نے پوچھا کہ تو کن ہے؟ کہتی ہے کہ میں روح ہوں حضور نبی کریم ﷺ اس سے بھی آگے نکل گئے۔ ہم روح کے محتاج ہیں میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام روح کا محتاج نہیں۔ رحمت آگے نکل گئی ”سرپا روح“، لیکن آگے جانے کے باوجود کائنات کے ہر ذرہ کو سہارا دیدیا یہاں انہوں نے فرمایا کہ اگر حرمت کل ہے تو پھر حضور ﷺ کا علم بھی کل ہے۔ جب ”شے“۔ ”شے“ ہوتی ہے جسے اللہ چاہے۔ انشاء اللہ سے ہے۔ شے جو ہے نایہ انشاء اللہ۔ ماشاء اللہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر چاہا تو میں ایسے کروں گا وہ شے جو ہے نا۔ جس طرح سے وہ چاہتی ہے وہی شے بن جاتی ہے۔ شے ہم چیز وغیرہ یا مٹھائی وغیرہ کو سمجھتے ہیں بچوں کو دینے کے لئے نہیں یہ وہ شے نہیں ہے بلکہ جس کو اللہ چاہے وہ شے ہے جس کو چاہا ہائُنْ کہا۔ فَيَكُونُ۔ وہ چیز بن گئی یہ وہ ساری کائنات ہے۔ لہذا جتنی بھی مخلوقات ہے زمانے میں جو بھی ہے پہاڑ ہوں دریا ہوں ستارے ہوں فرشتے ہوں بندے ہوں درخت ہوں چرند ہوں پرند ہوں حوریں ہوں پانی ہو ہو ہو جو بھی نام لینا ہے لے لو یہ اشیاء ہیں شے کی جمع اشیاء یہ اللہ تعالیٰ کی چاہی ہوئی ہیں اس پر رحمت چھائی ہوئی ہے۔ یہ رحمت میرے نبی کریم ﷺ کی صفت ہے ذات اس سے بھی پرانی ہے۔ یہ ہے جی ان کا جواب کہ حضور ﷺ کا علم کلی ہے یا جزوی ہے۔ جزو دیا اجزا یعنی ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہے۔ بلکہ کلی علم ہے۔

ایک بات وہ اور بھی بیان فرماتے ہیں کہ آپ طالب علم تھے اور ایک کتب خانہ سے وہ کتاب خریدنے گئے دکان کا مالک دیوبندی خیال کا تھا اس نے حضرت صاحب حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب مدظلہ العالی سے پوچھا بیٹا کہاں تعلیم حاصل کر رہے ہو آپ نے جواب دیا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ بریلیو مسلک کی کسی درس گاہ کا طالب علم ہے۔ دوکان کے مالک نے طنزیہ طور پر انہیں SNUB کرنے کے لئے یاد باؤ ڈالنے کے لئے ایسے ہی کہا کہ تمہارا علم بھی کوئی نہیں اور جہاں تم پڑھتے ہو وہاں بھی کوئی علم نہیں۔ لہذا آپ جو اس سارے چکر میں پھنسے ہوئے ہو وہ کوئی شے نہیں اور یہ

ثابت کرنے کے لئے اس نے ایک ایسے ہی کہانی بنائی کہ یہ بتاؤ کہ نبی پاک ﷺ کو ہر ایک چیز کا علم ہے؟ آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ کسی دوسرے مسلک کا آدمی ہے۔ حضرت صاحب نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ آپ یہ بتائیں یہ تنکا نبی پاک ﷺ کو جانتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ آپ کوئی حدیث شریف یا ایسا واقعہ بتاؤ جس سے مجھے پتہ چلے کہ یہ تنکا میرے نبی پاک ﷺ کو جانتا ہے۔ حضرت صاحب نے حدیث شریف پڑھی کہ ہر تنکا اور چھوٹی موٹی چیز حضور نبی کریم ﷺ کو پہچانتی ہے اور یہ تنکا اسی چھوٹی موٹی چیز میں شامل ہے۔ یہ تو میرے نبی کو پہچانتا ہے تو کیا میرے نبی کریم ﷺ جو سردار الانبیاء ہیں وہ اسے نہیں پہچانتے ہوں گے حضرات! یہ ایک تنکا ہے ”میں گلیاں داروڑا کوڑا“ یہ ان میں شامل ہے۔ کہ ککھ جہاں توں بھارے ہو بس میں صرف مثال دے رہا ہوں کہ ایک تنکا جو گلی میں پڑا ہوا ہے ہم اسے حقیر چیز سمجھتے ہیں لیکن قیامت کے روز کتنے ہی لوگ دعا کریں گے جدے کریں گے کہ یا اللہ ہمیں تنکا بنادے کیوں بھئی آج تم تنکا بننے کی خواہش کیوں کرتے ہو کہیں گے کہ آج ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ تنکے نے جہنم میں نہیں جانا ہے۔ ہم تو جہنم کا اندھن بننے والے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا تنکا بڑی شے ہے اس میں پتہ نہیں کتنے ایٹم بم موجود ہیں ساری دنیا کو دس مرتبہ تباہ کرنا ہو تو یہ تنکا کافی ہے بہر حال دنیاوی Dardstan کے مطابق یہ کوئی شے نہیں لیکن کوئی شے نہ ہونے باوجود سب چھوٹی موٹی چیز جس میں یہ تنکا بھی شامل ہے میرے نبی ﷺ کو پہچانتی ہے۔ ایک شخص کو حضور نبی کریم ﷺ نے اسلام پیش فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ آپ یہ بتائیں کہ آپ سچے نبی ہیں کوئی ثبوت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسلام پیش فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ آپ یہ بتائیں کہ آپ سچے نبی ہیں کوئی ثبوت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو جو ثبوت چاہے میں وہ دے سکتا ہوں اس نے کہا کہ وہ درخت گواہی دے کر آپ سچے نبی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس درخت کو بلا کر لاؤ اسے کہو کہ وہ آ کر میری زیارت بھی کرے اور گواہی بھی دے کہ میں سچا نبی ہوں وہ آدمی گیا اور درخت کو پیغام دیا تو وہ درخت زمین سے باہر نکل آیا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام عرض کیا اور گواہی دی۔ حضرات! درخت حضور نبی کریم ﷺ کو پہچانتا ہے اور یہ تنکا درخت کا حصہ ہے۔ ”دب“ کا حصہ ہے۔ ”دب“ جانتی ہے اور یہ بھی جانتا ہے حضور سرکار غوث الاعظمؒ گلی میں سے گزر رہے تھے گلی تنگ تھی اور آپ کے آگے آگے ایک موٹا تازہ نیل چل رہا تھا آپ اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے نیل رک گیا اور پیچھے مڑ کر عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب آپ اس لئے نہیں بنے کہ بیلوں کے پیچھے چلیں آپ تو دنیا کے سردار ہو آپ آگے چلے میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں نیل پہچانتا تھا؟ کس کو پہچانتا تھا میرے غوث پاک کو پہچانتا تھا۔ کسی مدرسہ کی ٹیلی فون ٹی وی وغیرہ کسی چیز کی ضرورت نہیں من جانب اللہ تنکوں کو بھی حضور ﷺ کی پہچان ہے۔ تو محدث اعظمؒ نے فرمایا کہ تنکے کو تو اتنی عظمت دیتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تنکا مجھے پہچانتا ہے۔ درخت نے پہچانا ہے۔ گوہ نے پہچانا ہے۔ کنکریوں نے پہچانا ہے۔ پتھروں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا ہے کیا نہیں کیا ہے؟ کیا ہے اس لئے کہ پہچانتے تھے ابو جہل مٹھی میں کنکریاں بند کر کے لے آیا تو کہنے لگا کہ بتائیے میری مٹھی میں کیا ہے؟ اگر پہچان لیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ سچے نبی ہیں ورنہ جھوٹے ہیں (نعوذ باللہ)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں بتاؤں یا یہ چیزیں خود بتائیں تو ابو جہل بول اٹھا کہ اگر یہ خود بتائیں تو کیا بات ہے؟ پھر آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں کنکریوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم سرخ پتھر کی ہیں بلکہ انہوں نے اپنا تعارف کرانے کی بجائے فرمایا کہ بات یہ نہیں کہ ہم کیا ہیں بلکہ بتانے والی بات تو یہ ہے کہ آپ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ ﷺ ہیں ابو جہل نے کہا کہ نہیں نہیں یہ تو جاوہر ہو گیا ہے بس دراصل اس کی بدبختی تھی اس کی اپنی کنکھی تھی اس کے نصیب میں ہی ایمان لانا نہیں تھا پچپائی کنکری بھی تھی کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں وہ کیا شعر ہے کہ

اودھا حکم ہووے تے پتھراں نوں

بولن دا شعور آ جاندا اے

حضرات یہ تھا ان کا استدلال ان کا طریقہ بتانے کا تو یہ کنکریاں پتھر تھیں ریت ذرات سبھی حضور ﷺ کو پہچانتے ہیں۔ ستارے کتنے ہیں یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ جانتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو آپ نے ایسے ہی رعب ڈالا ہے کہ جھوٹی چیز حضور نبی کریم ﷺ کو پہچانتی ہے تو بڑی چیز کو یوں نہیں پہچانتی یہ تو آپ نے ایسے ہی رگڑا دیا ہے کیوں جی ان کے مطابق تو یہ رگڑا ہی تھا لیکن وہ لا جواب ہو گیا اور کہا بیٹا تو یہ اپنی کتب لے اور جا جلدی چلا جا اس نے سوچا کہ یہ کہیں ولی ہی نہ ہو کہ میرا عقیدہ ہی بدل کر رکھ دے محدث اعظمؒ تو ولی کامل تھے اگر توجہ سے نگاہ پڑ جاتی تو دکاندار بدل ضرور جاتا اس نے نگاہ ولی اپنے اوپر ڈالنے ہی نہیں دی ورنہ وہ لازماً بدل جاتا اب یہ ہے کہ کیا میرا نبی ﷺ تمام ستاروں کو جانتے ہے؟ یہ ستارے کتنے ہوں گے لیکن آپ ان کی تعداد بھی جانتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینے پر لگایا اس کی ٹھنڈک میرے سینے میں چلی گئی دنیا کی کائنات کی ہر چیز جو حضرت آدمؑ سے پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں قیامت تک پیدا ہونی ہے میرے سامنے ایسے کر دی گئی جیسے ہاتھ کی تھیلی مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے وقت بھی مقرر ہے۔ (ایک لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ کب پیدا ہوئے۔ جی 1950ء میں تو آپ کو پتہ ہے؟ نہیں آپ نو جوانوں میں سے کسی کو بھی نہیں پتہ 1947ء کا پتہ نہیں۔ 1917ء کا پتہ نہیں 1901ء کا پتہ نہیں 1902ء کا پتہ نہیں پھر وہ قبل مسیح شروع ہو جاتا ہے اور پیچھے چلتے چلے جائیں تو وہ حضرت آدمؑ کتنا زمانہ گزر گیا لیکن حضور ﷺ کے لئے ایسے ہی ہے جیسے اپنی تھیلی مبارک کو دکھ رہے ہوں یہ زمانہ ہمارے لئے گزر گیا آپ ﷺ کے لئے نہیں گزرا وہ اب بھی دیکھ رہے ہیں۔

انکے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں

سفر تو ہمارے لئے ہیں پینتالیس سال کے ہیں یا کتنے ہیں لیکن حضور ﷺ کی عجیب ہی ملکیت ہے ہم نو ان کے بنائے ہوئے مالک ہیں مثلاً یہ آپ کی گھڑی ہے تو آپ اس کے مالک ہیں حضور ﷺ کے بنائے ہوئے ہیں آپ کا اپنا مکان ہے کوئی جائیداد ہے کوئی تجارت ہے یہ سب ان کی بنائی ہوئی ہیں لیکن پھر بھی آپ مالک ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور طرح کے مالک ہیں اتنے عظیم مالک ہیں کہ کیا شان ہے آپ مکان کے مالک ہیں کوئی آسمان کے

ٹکڑے کا مالک ہے یعنی جگہ ہوگی تو آپ اس کے مالک ہوں گے وقت کا کوئی مالک نہیں ہوتا وقت کسی کی ملکیت میں نہیں آتا آپ وقت کو روک لیں کیسے روک لیں گے یہ ممکن نہیں ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ وقت کے بھی مالک ہیں یہ چلتا جا رہا ہے آپ اسے نہیں روک سکتے آپ کا روک سکتے ہیں آپ مالک ہیں گاڑی کے آپ مالک ہیں اسے کیسے روک جاؤ رک جائے گی جانور آپ کی بات مانیں گے آپ کے خادم آپ کی بات مانیں گے آپ کے عزیز آپ کی بات مانیں گے رک جائیں گے ٹھہر جائیں گے لیکن وقت ایسی چیز ہے جو کسی کی گرفت میں نہیں آتا وقت بھی حضور نبی کریم ﷺ کی گرفت میں ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زماں نہیں

یہ تین چیزیں ہیں زمین آسمان اور زماں۔ زماں کے معنی وقت وقت کسی کی قید میں نہیں لیکن جب میرا نبی ﷺ چاہے تو گیا ہو وقت بھی واپس آ جاتا ہے۔ حضرت علی شیر خدا کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تھی حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو واپس پلٹا کر عصر کا وقت کر دیا اور نماز پڑھا دی یہ ساری چیزیں ہیں میں یہ عرض کر رہا تھا یہ حضور نبی کریم ﷺ کا تصرف ہے حضور نبی کریم ﷺ کا علم ہے آپ ﷺ کا اتنا علم ہے کہ ہر چیز کو پہچانتے ہیں اور ساری چیزیں جو گزری ہوئی ہیں وہ بھی اور جو آنے والی ہیں وہ بھی آپ کے علم میں ہیں ہو سکتا ہے کہ سائنس کبھی اس قابل ہو جائے کہ گزری ہوئی چیزوں کو واپس لے آئے کوشش ہو رہی ہے کہ گزری ہوئی چیز واپس آ جائے لیکن سائنس شاید یہ نہ کر سکے کہ سوسال یا دو سوسال بعد آنے والی چیز جان لے جس چیز کا وجود نہیں اس پر سائنس کی گرفت نہیں ہے۔ ہجرت کے وقت کفار نے انعام مقرر کر رکھا تھا کہ جو آپ ﷺ کو پکڑ کر لائے گا اسے سوانت سرخ انعام دیں گے کبھی دوڑے بھاگے سراقہ بھی تھا وہ بھی دوڑا اور اس نے آپ ﷺ کو ڈھونڈ لیا تعاقب کیا تو اس کی گھوڑی زمین میں ڈھنس گئی معافی مانگی کہ کسی کو اس طرف نہیں آنے دوں گا معافی مل گئی تو پھر پیچھا کیا پھر ڈھنس گیا تو سمجھ آ گئی پھر معافی مانگی اور حضور ﷺ نے معاف کر دیا اور فرمایا کہ اسے سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ بادشاہ کے کنگن دیکھتا ہوں جو تیس سال بعد پہنائے گئے حضور نبی کریم ﷺ کے ایک فقرے میں کئی چیزیں بند ہیں اس کی حیاتی بند ہے کہ اس وقت تک زندہ رہے گا وہ اسلام لائے گا وہ غازی بنے گا اس کو جوانی اس کا تصرف ہوگا کسریٰ کی حکومت فتح ہو جائے گی۔ مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا اور اس وقت جو حاکم ہوگا وہ یہ حدیث بھی جانے گا مال غنیمت میں وہ سونے کے کنگن بھی آئیں گے کیا وہ کنگن ادھر ادھر نہیں ہو سکتے تھے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھتا ہوں وہ کنگن پہنائے گئے حضور نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو پہننے کا بلکہ فرمایا دیکھتا ہوں جیسے میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ کے سر پر لنگی بندھی ہوئی ہے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسی بے حسی کا زمانہ آ جائے گا کہ سامنے زناہ ہو رہا ہوگا ایک زناہ کرنے والا ہوگا دس ہزار مسلمان کپے سچے تفتی ہوں گے لیکن اس کو نہیں روکیں گے فرمایا میں آدمی دیکھ رہا ہوں جو خانہ کعبہ کے پتھر اکھاڑ کر

پھینک رہا ہے اور لوگ طواف میں لگے ہوئے ہیں یہ متقی ہی ہوں گے ناکیوں جی وہ طواف میں لگے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کیا جو کوئی کچھ کرے اس کی مرضی ہم نے تو طواف کرنا ہے وہ طواف میں ہی لگے رہیں گے اور وہ پتھر اکھاڑ کر پھینکتا رہے گا حالانکہ وہ اتنا کمزور و لاغر بندہ ہوگا کہ اگر کوئی بڑھ کر اسے ایک مکہ رسید کر دے تو وہ مری جائے لیکن باوجود یہ کہ لوگوں میں اتنی طاقت ہونے کے اور اس میں اتنی کمزوری ہونے کے کوئی اسے نہیں ہٹائے گا منع نہیں کرے گا میرا نبی ﷺ کروڑوں سال بعد کی بات دیکھ رہے ہیں اور بے حسی اب آپ بھی محسوس کر رہے ہوں گے۔ ہم چھوٹے ہوتے تھے تو ہمارے منہ پر طمانچہ رسید کر دیتے تھے کہ تو نے سر پر کپڑا کیوں نہیں لیا تم نے بودی (انگریزی بال) بنائی ہوئی ہے تمہیں شرم نہیں آتی شہروں میں تو ناتواں نہیں تھا لیکن گاؤں میں بہت زیادہ اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا بہت سختی ہوتی تھی بچوں کے سر منڈوا دیتے تھے ”گردا“ کر دیتے تھے اور اب پچاس سال بعد یہ ہو گیا ہے کہ لڑکی کے سر سے بھی دوپٹہ غائب ہو گیا ہے۔ ہمارے گاؤں میں ایک آدمی کا نام ہے ”بودی“ اس بودی اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے سب سے پہلے ”لنگش کٹ“ یعنی ”بودے“ بنوائے تھے اس سے اس کا نام ہی بودی پڑ گیا یہ نفرت کی بنا پر سمجھ لیں یا جیسے بھی سمجھ لیں اب ان کا سارا خاندان ہی ”بودی کے“ مشہور ہو گیا ہے۔ اتنی نفرت کا اظہار تھا لیکن اب جو بودی نہیں بنواتا اس کے لئے پلٹے نام رکھ دیتے ہیں بودی والے تو اب صاحب بن گئے ہیں اب تو پکڑے جاتے ہیں ”گردے والے“ کہ یہ تو نے کیا بنا رکھا ہے اتنی بے حسی بڑھ گئے ہے میرے نبی کریم ﷺ چودہ سو سال پہلے فرما گئے تھے اور ایک زمانہ میں ایسی بے حسی ہو جائے گی کہ ایک آدمی خدا کے گھر میں تباہی مچا رہا ہے اور دس ہزار آدمی اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیا یہ گورنمنٹ کرے یا فلاں کرے شرط کرے وہ پکڑے نہ پکڑے اب تو شرط بھی اس میں شامل ہیں تمہارا کیا خیال ہے کہ پولیس خود ڈاکے نہیں مار رہی ہے؟ پھر فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ ایک زمانہ ایسا آ جائے گا کہ اتنی بے حسی ہو جائے گی کہ لوگ سر راہ سڑک پر زنا کر رہے ہوں گے اور بڑے پیر صاحب مولوی صاحب نیک آدمی طاقت والے متقی پرہیزگار سبھی گزر رہے ہوں گے اور جو بہت زیادہ غیرت والا ہوگا وہ یہ کہے گا کہ اوضہ کے بندے! تو نے پردہ ہی کر لیا ہوتا یہیں سر عام توفل بد کر رہا ہے اس سے زیادہ وہ بھی کچھ نہیں کہہ سکے گا صرف اس نے یہی کہنا ہے کہ یار پردہ کر لے جھاڑی کے پیچھے ہی ہو جاسی دیوار کے پیچھے ہی جاسی پتھر کی اوٹ ہی کر لے یہ نہیں کہہ سکے گا کہ تو زنا کیوں کرتا ہے؟ بات کرو۔ کیوں یہ کر رہے ہو؟ یہ نہیں کہہ سکے گا انگلینڈ میں جانا ہو جائے تو یہ سماں آپ وہاں دکھیں گے وہاں یہ چیز شخصی آزادی میں شامل ہے۔ آپ کون ہوتے ہیں روکنے والے کوئی اپنی بیٹی کو زنا سے روکے تو اس کی بیٹی کو حق ہے کہ وہ پولیس اسٹیشن فون کرے دو منٹ بعد پولیس آئے گی اور والد محترم کو پکڑ کر لے جائے گی کہ تو نے بیٹی کی آزادی میں دخل اندازی کی ہے خبردار اگر یہ ”جرم“ کیا۔ والد صاحب معافی مانگے گا اضمحلام لکھ کر دے گا کہ آئندہ وہ کبھی ایسا نہ کرے گا تو پھر اس کی خلاصی ہوگی اور بیٹی عشق کر رہی ہے۔ یہ بے غیرتی ہے نا۔ اس کا علم میرے نبی ﷺ کا فرمانِ برحق ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ مرنے والا مقتول کے کپے گا کہ میرا قاتل کون ہے؟ اور مجھے اس وجہ سے قتل کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ شوقیہ مارا

ہے میں تو ایسے ہی پتول Test کر رہا تھا کوئی کہے گا کہ ایسے ہی بس ڈر پیدا کرنے کے لئے Terror خوف پیدا کرنے کے لئے کہ یہاں غنڈے رہتے ہیں۔ Thrill پیدا کرنے کے لئے۔ Thrill پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ ایسے ہی شغل، مذاق وغیرہ میں کوئی پلچل پیدا کرنے کو Thrill کہتے ہیں کئی بڑے امیر کروڑ پتی بندے Thrill پیدا کرنے کے لئے کسی دکان پر جاتے ہیں ان کو Shop Lifter کہتے ہیں وہ جا کر دکان سے معمولی دس آنے کی چیز چوری کریں گے ان سے پوچھیں کہ بھئی آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں دیکھو ناجی کہ دکاندار کو دھوکہ دینا جھانسدہ دینا جھپٹا مارنا پھر یوں کرنا اس سارے عمل میں اپنے غم بھول گیا یہ عجیب شغل تھا جو میں کرتا رہا۔ ٹھیک ہے اگر میں پکڑا گیا تو دکاندار کو راضی کر لوں گا ایک ڈالر کی چیز چوری یا کیچھائی اٹھائی تو اس کے بدلے دس ڈالر دیدوں گا ذرا شغل ہو جائے گا دو چار گھنٹے دل بہل جائے گا غم غلط ہو جائے گا یہ کوئی غریب مفلس اور نادار قسم کے آدمی نہیں ہیں بہت امیر آدمی ہیں۔ لیکن شغل کرنے کے لئے کوئی چھوٹی سی چیز پن Pen یا گھڑی اٹھا کر لے آئے یا کوئی ایسی ہی کوئی اور چیز لے آئے تو گھنڈہ دو گھنٹے کا شغل بن گیا اسے شغل کہتے ہیں حضرات اقدار بدل گئی ہیں ایسی ہی اقدار بدلتے بدلتے زنا تک پہنچ گئی ہیں اور اب مسلمانوں میں عام ہو گیا ہے اور Dating شروع ہے۔ لاہور میں شروع ہے۔ اسلام آباد میں شروع ہے کسی کنواری لڑکی کو کنواری لڑکا فون کرے کہ آپ تو بہت اچھی ہیں میں آپ کا عاشق ہوں۔ تو آپ ذرا تشریف لائیں شکر پڑیاں چلیں کافٹن چلیں وہاں ذرا رات بسر ہو جائے گی تو لڑکی جواب دیتی ہے کہ حاضر وہ کار لیکر آ جاتا ہے اور وہ اس میں بیٹھ جاتی ہے۔ آپ دیکھیں یہ ٹی وی پر بھی آتی ہے۔ شاید تمہیں پتہ نہیں چلتا ایک بندہ پھول لیکر جاتا ہے اور عورت نے lux سے نہا کر بڑے بال وغیرہ سنوارے ہوتے ہیں تو وہ بندہ آتا ہے پھول پیش کرتا ہے اور ساتھ لے جاتا ہے۔ وہ Dating پر تشریف لے جا رہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ Lux سے بہت اچھی بن گئی عاشق بے شمار ہو گئے اور وہ ان کے ساتھ تشریف لے جا رہی ہوتی ہے ابھی لڑکی کی شادی نہیں ہوئی نہ اس لڑکے بھی ابھی شادی ہوئی ہے۔ یہ دوستی میں تشریف لے جا رہی ہے۔ اگلے روز وہ کسی اور سے تشریف لے جائے گی پھر کسی اور سے اسی طرح وہ جتنے زیادہ آدمیوں کے ساتھ جائے گی اتنی ہی اس کی قدر زیادہ ہوگی کہ یہ لڑکی ایسی ہے کہ ساری دنیا اس پر مر رہی یہ جمیلہ صاحبہ کتنے لڑکوں کے ساتھ گئی ہے عمران کی بیوی تین سولڑکے اس کے شمار میں ہیں کہ جن کے ساتھ وہ جاتی رہی ہے اس نے اپنی سالگرہ منائی تو Boy Friends اپنوں کو بلایا جن کی تعداد تین سو تھی ان تین سو کے ساتھ وہ Dating فرماتی رہی ہے یہ ہماری اقدار میں تبدیلی ہوئی ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ ہزاروں سال پہلے فرما گئے ہیں اور ہمیں اطلاع دے رہے ہیں کہ یہ ہر چیز ہو جانی ہے۔ تو یہ آج تین چیزیں عرض کرنا تھیں وہ آپ کے گوش گزار کردی ہیں اللہ تعالیٰ برے اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے حضور نبی کریم ﷺ کا دامن رحمت نصیب فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 1/07/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
 الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاہاالزین امنو صلوا علیہ
 وسلمو اتسلیموا۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
 یا حبیب اللہ

حضرات سامعین! میں نے سورۃ نبی اسرائیل کی ایک آیت مبارک کے حصہ کی تلاوت کرنے کا شرف
 حاصل کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ہر آدمی کو اس کے پیرومرشد کے نام پر آواز دی
 جائے گی اس کی تفصیل کچھ یوں یہ کہ قیامت کے روز ہر شخص کو اس کے امام کے نام پر آواز دی جائے گی جس کی دنیا میں
 وہ پیروی کرتا رہا ہے مثلاً کہ ”آواز آئے گی اے علی کے مریدو آ جاؤ“ میرے تمام مرید میرے پاس آ جائیں گے پھر آواز
 آئے گی کہ حضرت قبلہ صوفی محمد شریف صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے مریدو آ جاؤ ہم سب وہاں اکٹھے ہوں گے پھر
 آواز آئے گی سائیں بابا کے مریدو آ جاؤ وہ تمام اکٹھے ہو جائیں گے اس طرح ہوتے ہوتے آخر تمام نقشبندی حضور سیدنا
 حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس پہنچ جائیں گے دوسرے اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ منبع ولایت کے پاس اکٹھے
 ہو جائیں گے اور پھر یہ تمام لواء الحمد کے نیچے جمع ہو جائیں گے اور لواء کا جھنڈا جو ہے اس روز حضور نبی کریم ﷺ کے
 دست مبارک میں ہوگا تمام مریدین خواہ کسی بھی کامل ہستی کے دست بیعت ہوں گے وہ قیامت کے روز لواء الحمد کے
 جھنڈے نیچے پناہ میں آئیں گے لہذا پیر بہت ضروری ہے۔ بیعت بہت ضروری ہے۔ جس کی بیعت نہیں ہوگی اسے
 قیامت کے روز آواز آئے گی کہ شیطان کے مریدو آ جاؤ تو یہ باقی لوگ بھی شیطان کے ساتھ جمع ہو جائیں گے لیکن
 انہیں لواء الحمد کے نیچے جگہ عطا نہیں ہوگی حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اور جو بیعت
 کے بغیر فوت ہو گیا وہ جہالت کی موت مر گیا یعنی وہ ایسے ہی مر گیا کہ جیسے ابو جہل فوت ہو گیا۔

سورۃ ممتحنہ میں بھی ارشاد خداوندی ہے کہ اے نبی کریم ﷺ جب مومن عورتیں آپ کے پاس آئیں تو
 ان سے بیعت لیا کرو اس حکم کے تحت آپ نے فتح مکہ کے روز مردوں کے بعد 457 عورتوں سے بھی بیعت لی تھی سورۃ
 ممتحنہ کی آیت 12 میں اس بیعت کی تفصیل موجود ہے وہ تمام عورتیں صحابیہ تھیں مومنہ عورتیں تھیں پھر بھی ان سے بیعت
 ضروری سمجھی گئی یہاں سے بیعت کی اہمیت واضع ہو جاتی ہے اس طرح سورۃ فتح آیات 18 میں بھی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ
 راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی تمہارے
 بیعت ہونے کی خوشی ہوتی ہے اور وہ بیعت کرنے والوں سے راضی ہوتا ہے بیعت کیا ہے؟ اس کے لئے ایک مثال عرض
 کرتا ہوں کہ مریض ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور اسے فیس ادا کرتا ہے تو ڈاکٹر اسے چیک کرتا ہے۔ بیماری کی تشخیص کرتا
 ہے اس کا علاج کرتا ہے پھر اسے پرہیز بھی بتاتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کھانی ہے اور فلاں نہیں کھانی ہے اس طرح مریض

اور ڈاکٹر کے مابین ایک معاہدہ ہو جاتا ہے اگر مریض فیس ادا نہیں کرتا تو ڈاکٹر بھی علاج نہیں کرتا اگر مریض پر ہیز نہیں کرتا تو پھر بھی ڈاکٹر کا علاج کارگر نہیں ہوتا اور ڈاکٹر اس کے علاج کا پابند نہیں رہتا اگر مریض ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کرتا ہے تو شفا یاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہماری معاشرتی زندگی میں معاہدے ہوتے ہیں گا ہک پیسے دیتا ہے تو دکاندار اسے اسکی مطلوبہ چیز دینے کا پابند ہوتا ہے۔ مزدور اور آجر کے درمیان بھی معاہدہ ہے میاں بیوی کے مابین بھی نکاح نامہ ایک معاہدہ ہے علیٰ ہذا القیاس اسی طرح بیعت بھی مرید اور مرشد کے درمیان معاہدہ ہے۔ مرید بیعت کرتا ہے تو مرشد کریم اس کو ادا و مرونی بناتا ہے نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے مرید اگر بیعت نہیں کرتا تو مرشد کریم بھی اس کا ضامن نہیں ہوتا مرید اگر مرشد کریم کے بتائے ہوئے ممنوعہ اعمال سے منع نہیں ہوتا تو اسے اس کا شر بھی نہیں ملتا اور اگر مرید مرشد کریم کے بتائے ہوئے ذکر فکر کو اپناتا ہے تو اسے حاصلات بھی ہوتی ہے اور بیعت کی فیس یہ ہے کہ مرید اپنے آپ کو پیر صاحب کے ایسے حوالے کر دے جس طرح مردہ غسل کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ سورۃ فتح میں ہی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ ”جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے لئے عہد توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو اللہ اسے بہت جلد بڑا ثواب دے گا“ ایک نوجوان حضرت سائیں بابا دادوی مرحوم و مغفور کے پاس آیا اور عرض کیا کہ سائیں بابا مجھے بیعت کر لیں میں آپ کا مرید ہوتا ہوں اور پانچ روپے شیرینی کے لئے دینا اور عرض کیا کہ سرکار میرے لئے دعا کریں کہ میری شادی اس لڑکی سے ہو جائے جس سے میں محبت کرتا ہوں حضرت سرکار سائیں بابا نے اسے بیعت کر لیا اور شادی سے متعلق بتایا کہ اللہ کریم کرے گا چند روز بعد وہ نوجوان آیا غصہ میں تھا کہنے لگا کہ بابا جی میری بیعت ختم کریں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کریں کیونکہ اس لڑکی کی شادی کسی دوسری جگہ ہو گئی ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے پانچ روپے واپس کر دیے اور بیعت سے متعلق فرمایا کہ بابا وہ بیعت آپ نے میرے ہاتھ پر نہیں کی وہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر کی ہے۔ نوجوان نے کہا کہ آپ مجھے نالے کی کوشش نہ کریں بیعت ختم کریں اور اگر میں نے حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی ہے تو مجھے دکھائیں حضرت صاحب قبلہ سرکار سائیں بابا نے وہ منظر واپس دکھایا کہ جس میں وہ نوجوان حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر رہا تھا یہ دیکھ کر وہ نوجوان ہمیشہ کے لئے حضرت سرکار سائیں بابا کا مداح بن گیا مرشد سے بیعت کرنا دراصل نبی پاک ﷺ سے بیعت کرنا ہے۔ اور نبی پاک سے بیعت کرنا دراصل اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے۔ جو لوگ اس دنیا میں بیعت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے بیعت کو ضروری نہیں سمجھتے اور نہ ہی بیعت کرتے ہیں تو اللہ کریم بھی ان کو اپنے ذمہ نہیں لیتے اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی طرف نگاہ عنایت نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جنہیں قیامت کے روز شیطان کے مرید ہونے کے ناطے آواز پڑے گی اور ان کو لواء الحمد کے نیچے جگہ عطا نہیں فرمائی جائے گی یہ شیطان کا گروہ ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں معافی دے اور کسی شیخ کامل سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بیعت چار قسم کی ہوتی ہے ایک بیعت اسلام ہے کہ جب کوئی کافر اسلام قبول کرتا ہے تو کسی شیخ کامل سے نسبت قائم کرتا ہے پھر اسلام کے بتائے ہوئے اوامر و نہی کو ادا کرتا ہے دوسری بیعت جہاد ہے کہ جس طرح صحابہ کرامؓ کافروں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے اور ثابت قدم رہنے کے لئے دین اسلام کی سر بلندی کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت فرمایا کرتے تھے یا آج جس طرح مسلم افواج اپنے کمانڈر کے ہاتھ پر اسی قسم کی بیعت کرتے ہیں تیسری بیعت توبہ ہے کہ مسلمان کسی شیخ کامل کے دست بیعت ہوتے ہیں سابقہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے بچنے کا عہد کرتے ہیں۔ چوتھی بیعت تقویٰ ہے کہ نیک اعمال کے ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کا عہد بھی کرتے ہیں۔ جس طرح یہ ہے کہ عام مسلمانوں کی نیکیاں جو ہیں وہ متقی لوگوں کے لئے گناہ کا درجہ ہی رکھتی ہیں۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جانا خوش بختی ہے لیکن پھر تقویٰ اختیار کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ عورتوں پر جہاد فرض نہیں اس لئے ان سے بیعت توبہ اور بیعت تقویٰ ہی لی جاتی ہے۔ جس طرح کہ سورۃ ممتحنہ میں تفصیل آئی ہے۔ زندگی کا حاصل ہی بیعت ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ اعمال صالحہ ہیں بہت ضروری ہیں لیکن ان کے ساتھ بیعت ضروری ہے کہ اگر بیعت ہی نہ ہوئی تو قیامت کے روز آواز ہی نہیں پڑے گی بلایا ہی نہیں جائے گانجات بیعت سے ہونی ہے۔ ارکان اسلام جنت میں درجات حاصل کرنے کے کام آئیں گے پہلے آواز تو پڑے پھر درجے بھی مل جائیں گے اصل چیز اسلام میں بیعت ہی ہے۔ باقی ارکان اسلام اس کے انعام ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کی قبولیت کیلئے بیعت ہونا ضروری ہے اور شرط ہے جس طرح کہ نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ کسی عمل میں بھی اتنی بخشش کی ضمانت نہیں جتنی کہ بیعت میں ہے۔

ابھی ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے۔ کہ ہر سکھیری مورے خوجہ گھر آئے بھاگ لگے میرے آنگن کو اللہ تعالیٰ ہر گھر میں موجود ہیں پھر بھی آنگن کو بھاگ نہیں لگتے گھر آباؤ نہیں ہوتا نماز روزہ ہر گھر میں کچھ نہ کچھ ہوتا ہے پھر بھی کوئی کمی محسوس ہوتی ہے رونق نہیں آتی دراصل گھر آباد ہوتا ہے پیر صاحب کے قدموں سے پیرو مرشد تشریف لائیں تو گھر آباد ہوتے ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ صدقات وغیرہ سے گھر آباد نہیں ہوتے یہ ارکان اپنی جگہ بہت عظیم ہیں۔ ان پر عمل از حد ضروری ہے لیکن عشق مصطفیٰ ﷺ دینے والی ہستی پیر صاحب ہیں۔ غم مصطفیٰ ﷺ عطا فرمایا نبوی ذات مرشد پاک ہے۔ اور جب تک عشق مصطفیٰ ﷺ نہیں آتا گھر آباد نہیں ہوتا عشق کے بغیر نماز نہیں روزہ نہیں حج نہیں منافع کا گھر آباد نہیں یہ حالانکہ وہ نمازی ہے۔ لباس کی پاکیزگی بھی رکھتا ہے۔ قرائتِ نبوی اچھی کرتا ہے۔ حفظ بھی ہے۔ روزہ حج زکوٰۃ سب کچھ کر رہا ہے لیکن عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہے۔ دل کو آباد کرنا نبوی چیز گھر کو آباد کرنے والی بات بیعت ہے بیعت دل میں ولی کی محبت پیدا کرتی ہے۔ جب ولی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو عشق کی بنیاد رکھی جاتی ہے اولیاء اللہ کی محبت ہی آگے چل کر نبی کریم ﷺ کی محبت میں تبدیل ہوتی ہے منافق کے ظاہری اعمال قابل رشک ہوتے ہیں لیکن باطن میں خباثت بھری ہوتی ہے مشہور واقعہ ہے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جنگ مصطلق سے واپسی پر سخت

آندھی کے باعث جانور ڈر گئے اور ادھر ادھر بھاگ گئے حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ بھی بھاگی تو پہاڑی کے دوسرے جانب ایک جھاڑی میں اس کی کیل انگ گئی اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری ناقہ دیکھنا کہاں ہے منافقین نے کہا عجب حال ہے اپنی اونٹنی کا تو علم نہیں اور مدینہ پاک کی خبریں دی جارہی ہیں یہ خباثت ہے جو منافق کے اندر سے نکلتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ میری ناقہ کی کیل فلاں جھاڑی میں پھنس گئی ہے اسے چھڑا لاؤ اگر میں یہ پہلے ہی بتا دیتا تو منافق کی پہچان کیسے ہوتی دل میں خباثت ہو تو پھر نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی قبول نہیں عشق کے بغیر نماز نہیں ہوتی غزوہ مریض کے بعد واپسی پر حضرت عمرؓ کے اجیر اور عبداللہ بن ابی کے حلیف کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو گئے اس موقع پر عبداللہ بن ابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ باتیں کیں اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم ان کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب آئندہ ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ مدینہ جا کر ہم میں سے عزت والے ان ذلیلوں کو نکال دیں گے اس پر حضرت زید بن ارقم نے عبداللہ بن ابی کو برا بھلا کہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف بیان فرمائی پھر عبداللہ بن ابی کہنے لگا کہ میں تو ایسے ہی مذاق کر رہا تھا حضرت زیدؓ نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچائی تو حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی سے دریافت کیا تو وہ انکار کر گیا اور قسم کھائی کہ میں نے کچھ نہیں کہا اس پر سورۃ منافقوں آیت ۵ نازل ہوئی عبداللہ بن ابی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ جاؤ حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کرو کہ وہ تمہارے لئے بخشش اور معافی طلب کریں تو کہنے لگا کہ میں تمہارے کہنے پر ایمان لا یا تمہارے کہنے پر زکوٰۃ بھی دی اب کیا یہی باقی رہ گیا ہے کہ میں محمد ﷺ کو سجدہ کروں اس نے تکبر کیا اور شفاعت کی درخواست نہ کی یہ منافقت کی بنیادی نشانی ہے منافق شفاعت کا قائل نہیں عمل پر تکیہ کئے بیٹھا ہے اب بتائیے ایسے گستاخ کی نماز روزہ حج کیا قبول ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ جب کرم فرماتے ہیں تو انسان کے دل میں ولی کی محبت پیدا کر دیتے ہیں ولی کی محبت ہی نبی پاک ﷺ سے محبت ہے جتنی ولی کی محبت تیرے دل میں ہوتی ہے اتنا ہی تو پارسا ہے بخشش اولیاء اللہ کی محبت سے ہوتی ہے۔ اعمال فرض ہیں کرنے چاہئیں لیکن نجات ولی کی محبت سے ہے نبی پاک ﷺ کے عشق سے ہے ولی کی زیارت بھی کفارہ گناہ ہے۔ قیامت میں ہر کوئی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے فرعون کے دل میں ولی کی محبت ہوتی تو وہ خود ہی خدا ہونے کا دعویٰ نہ کرتا اور اس کی لاش آج تک بلکہ قیامت تک کیلئے باعث عبرت نہ بنتی قارون کے پاس اتنی دولت تھی کہ کئی اونٹوں پر اس کے خزانوں کی چابیاں لادی جاتی تھیں آج بھی اسی دولت کے بوجھ تلے دوزخ میں مسلسل دبا جا رہا ہے اور قیامت تک دبا جا جائے گا شدا اور نمرود کا بھی یہی حال ہے آج یہ بدنام ہیں۔ لیکن اللہ کے ولی اللہ کے بندے حضرت داتا گنج بخشؒ۔ حضرت کاماوالی سرکارؒ۔ حضرت کیلیاوالی سرکارؒ۔ حضرت سلطان العارفین حق باہوؒ۔ حضرت بابا فرید الدین بابا مسعود گنج شکرؒ حضرت بوعلی قلندرؒ حضرت مجدد صاحبؒ اور دیگر تمام اولیاء کرام جناب حضرت غوث الاعظمؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے تمام عاشق

رسول اللہ ﷺ صاحبِ نسبت لوگ آج بھی زندہ جاوید ہیں اور نیک نام ہیں۔

نبی کے عشق نے جس کو بھی حسن بنایا ہے
وہی فرید وہی داتا بن آیا ہے

حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ پیدا انشی ولی ہیں لیکن پھر بھی اپنے شیخِ کامل کے دستِ بیعت ہوئے بیعت کی ضرورت انہیں بھی محسوس ہوئی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ انبیاءِ کرام کے پاس وحی لیکر حاضر ہوتے رہے اب جبکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو کیا حضرت جبرائیلؑ فارغ ہو کر بیٹھ گئے ہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے جب کوئی آدمی ذکر اللہ کرتا ہے اپنے مرشدِ کریم کا تصور کر کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم فَاذْكُرُونِي ”بس تم میرا ذکر کرو“ پر عمل کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس بندے کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور اذْکُرْکُمْ ”میں تمہارا ذکر کروں گا“ کے مطابق اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کو طلب فرماتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص سے محبت ہو گئی ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبرائیلؑ بھی اس ذکر سے پیار کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر ایسا موقع آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کو طلب فرما کر کہتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص سے پیار ہے تمہیں بھی اس سے پیار ہے جاؤ آسمانوں میں منادی کرو کہ تمام فرشتے بھی اس سے محبت کریں تمام فرشتے اس ذکر سے محبت کرنا شروع کرتے ہیں پھر کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کو طلب فرما کر حکم دیتے ہیں کہ میں فلاں شخص سے پیار کرتا ہوں تم بھی کرتے ہو اور تمام ساداتِ فرشتے بھی اس سے پیار کرتے ہیں اب تم زمین میں اتر جاؤ اور منادی کے بعد وہ شخص عوام الناس میں بلند مرتبہ ہو جاتا ہے ہر دل عزیز ہو جاتا ہے ولایت کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ولی کی محبت پیدا فرما دیتا ہے جنت میں داخلہ کے لئے ولی کی محبت دل میں ہونا ضروری ہے۔ پاکٹن والی سرکار کا بہشتی دروازہ جب محرم میں چند روز کے لئے کھلتا ہے تو سینکڑوں لوگ اس میں سے گزرنے کے لئے پوری پوری رات قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں پولیس سے ڈنڈے بھی کھاتے ہیں پھر بھی پیچھے نہیں ہٹتے یہ سب کون کرارہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کرارہا ہے حضرت داتا صاحب لاہوری کا عرس لگتا ہے لوگ دور دراز سے پیدل بھی چل کر آتے ہیں۔ سائیکلوں پر قافلے آتے ہیں بسوں میں ریلوے میں جگہ نہیں ملتی قافلے لاہور کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں وہاں اتنا ہجوم ہو جاتا ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی یہ سب کیوں ہے اس لئے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داتا صاحب کی محبت ڈال دی ہوتی ہے اس محبت کے نشہ میں لوگ جوق در جوق لاہور کی طرف کھچے جا رہے ہوتے ہیں ایک دفعہ ایک آدمی حضرت داتا صاحبؒ کے مزار پر جوتی رکھوا لے سے بحث کر رہا تھا کہ تم جوتی کا کرایہ زیادہ کیوں وصول کر رہے ہو جبکہ تمہاری فیس مقرر کی ہوئی ہے وہ نگرانِ زیادہ پیسے لینے کی ضد پر تھا اتنے میں ایک سفید ریش بزرگ آئے اور اس زائر سے بولے کہ بھئی یہ جتنے بھی پیسے مانگ رہا ہے دیدو تمہیں علم نہیں کہ یہ داتا صاحب کی نگری ہے اور یہ آدمی ان کی پسند کا ہے اگر ان کی پسند نہ ہوتی تو یہ کبھی بھی یہاں نہ بیٹھ سکتا تھا۔

چند پرند اور حیوانات وغیرہ سب اللہ کے تابع ہیں۔ اللہ ہی انہیں سکھاتا ہے چھپکلی کا بچہ اٹلے سے نکلنے ہی دیوار پر چڑھ جاتا ہے اسے کون سکھاتا ہے مچھلی کا بچہ پیدا ہوتے ہی تیرنے لگتا ہے۔ مرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی زمین سے دانہ چکمتا ہے اور اوپر کو منہ کر کے پانی پیتا ہے مرغی آذان تحر وقت پر دیتا ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی گھڑی یا الارم نہیں ہوتا ہے جس سے اسے وقت آذان کا پتہ چل جائے ان تمام کو یہ علوم سکھانے والی ذات اللہ تعالیٰ ہے انسان اور شیطان کو آج آزادی ہے باقی مخلوق بے اختیار ہے اللہ تعالیٰ جیسا چاہے اسے رکھے لیکن انسان کو آزادی ہے کہ وہ اختیار استعمال کرے جس سے چاہے محبت و پیار کرے اولیاء اللہ سے محبت رکھے یا نہ رکھے اگر اولیا سے محبت رکھتا ہے تو یہ بھی اللہ کا کرم ہے جو مرید اپنے شیخ کامل سے محبت رکھتا ہے اس کی شکل و صورت بھی اپنے مرشد کریم جیسی بن جاتی ہے عارثوثر میں تین روز قیام کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کی ظاہری شکل صورت حضور نبی کریم ﷺ جیسی بن گئی تھی حتیٰ کہ جب مدینہ شریف پہنچے تو لوگوں کو پہچان مشکل ہو گئی کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی چادر سے حضور نبی کریم ﷺ پر سایہ کر دیا تاکہ لوگ پہچان سکیں کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے کثرت تھانیدار ڈی سی وغیرہ کی خدمت ان کے ڈر کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن پیرومرشد کی خدمت ان سے والہانہ محبت و پیار کی وجہ سے ہوتی ہے۔

ہرچہ خدمت کرو مخدوم شد

جبئی کوئی محبت اور خدمت اپنے پیرومرشد کریم کی کرتا ہے پھر اتنی ہی خدمت اس کی اپنی ہوتی ہے میں نے ایک بزرگ کا جھوٹا پانی پیا آج لوگ میرا جھوٹا پانی پی رہے ہیں میں اپنے پیرومرشد صاحب کی چوکھٹ کو چوما آج لوگ میری چوکھٹ چوم رہے ہیں۔ میں نے اپنے پیرومرشد کی قدم بوسی کی آج لوگ میری قدم بوسی کر رہے ہیں جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے تم اللہ کے ولی سے محبت کرو گے لوگ تم سے پیار کریں گے آپ اللہ کے ولی سے نفرت کریں (اللہ نہ کرے) تو لوگ تمہیں بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور تمہیں معاشرہ میں کوئی مقام نہیں مل سکے گا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں جس سے محبت رکھتا ہے اسے قیامت کے روز اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا جو اپنے لباس میں جس قوم کی نقل کرتا ہے اسی قوم کے ساتھ بلایا جائے گا جیسی شکل و صورت کی اس دنیا میں نقل کرتا ہے قیامت کے روز ایسی اشکال والوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اس لئے جو آج اولیاء کرام سے محبت کرتا ہے روزِ محشر بھی اولیاء کی جماعت کے ساتھ شامل ہوگا جسے آج حضور نبی کریم ﷺ سے عشق ہے محبت ہے پیار ہے وہ انشاء اللہ قیامت کے روز بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی حضور ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تیاری تو کوئی نہیں عبادتوں کا سرمایہ تو اتنا نہیں ہے البتہ آپ سے محبت ہے آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوگا حضور نبی کریم ﷺ نے دو انگلیوں کو جوڑ کر اشارہ فرمایا گھوڑا اور تانگہ ایک سیٹ (Set) ہے گھوڑا آگے ہوتا نلکہ پیچھے ہوتا یہ چلتا ہے لیکن اگر گھوڑا پیچھے باندھ دیا جائے اور تانگہ آگے کر دیا جائے تو بیڑیوں تو وہی دونوں ہیں

لیکن یہ چل نہیں سکتا۔ عاشق اور مودب نبی کریم ﷺ کو آگے رکھتا ہے اور نماز کو بعد میں رکھتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو مبارک پر حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما رہے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز قضا کر دی لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے آرام میں خلل نہ ہوئے آپ جانتے تھے کہ نماز کی قضا ہوتی ہے لیکن ادب کی قضا نہیں ہے اس کے برعکس بد عقیدہ نماز کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ اولیت دیتا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ امتی نوافل میں زیادتی کر کے نبی پاک ﷺ سے بھی آگے نکل جاتا ہے یہ نبی ﷺ سے آگے بڑھنے کی فکر میں نماز پڑھ رہا ہے۔ ادھر حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے کیونکہ آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۔ شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

کراچی کے رہنے والے ایک نابینا تھے جن کو کشف القبور حاصل تھا۔ کسی نے کہا کہ داتا صاحب اپنی قبر میں موجود نہیں ہیں اس نابینا دوست کو لاہور لایا گیا اور یہ آزمانے کیلئے کہ انہیں کشف القبور ہے بھی کہ نہیں اسے پہلے حضرت علامہ اقبالؒ کی قبر پر لے گئے کذا راں قبر میں دیکھئے اور بتائیے کہ داتا صاحب موجود ہیں؟ اس شخص نے دیکھا تو بتایا کہ یہ داتا صاحب تو نہیں ہیں البتہ قبر میں نور اور خوشبو پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک شخص ہے کہ اس کے چہرے پر داڑھی بھی نہیں ہے وہ موجود ہے اور نبی آخراں ﷺ موجود ہیں اور وہ آدی حضور نبی کریم کو ہاتھ سے پکھلا ہلا رہے ہیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے ادب و عشق کا صلہ ہے۔

سورۃ الافعال میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو اللہ اور اللہ کے رسول کے بلاوے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اب صحابہ کرامؓ کا عمل دیکھئے حضرت حظلہؓ سہاگ رات اپنی بیوی کے پاس تھے باہر سے آواز آئی لہجہ ادبہا حضور نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ جنگ کے لئے پہنچو حضرت حظلہؓ اسی طرح بغیر غسل کئے ہوئے فوراً ہتھیرا اٹھائے حاضر ہو گئے جنگ میں شہید ہو گئے تمام شہداء کے میتیں مل گئیں لیکن حضرت حظلہؓ کی میت نہیں مل رہی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا عین اسی وقت آپ نے دیکھا کہ حضرت حظلہؓ کی میت آسمان سے نیچے آ رہی ہے اور آپکے بالوں سے پائین ٹپک رہا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اپنی بیوی کے پاس تھے جہاد کا حکم سن کر غسل کئے بغیر پہنچ گئے حالانکہ انہیں غسل دیا اور آپ غیل الملائکۃ کے خطاب سے نوازے گئے۔

حضرت ابی ابن کعبؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے آواز دی آپ جلدی جلدی نماز پوری کر کے حاضر ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے دیر کرنے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں تھا حضور نبی کریم ﷺ نے سورۃ الافعال کی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور حکم دیا کہ جب نبی کریم ﷺ بلائیں تو جہاں تک نماز پڑھ چکے ہو وہیں سے چھوڑ کر حاضر ہو جاؤ جو حکم یا کام حضور ﷺ فرمائیں وہ پورا کرو اور پھر واپس جا کرو وہیں سے نماز شروع

کر دو جہاں سے چھوڑ کر آئے ہو اور بقیہ نماز پوری کر لو تمہاری یہ نماز نہیں ٹوٹے گی بلکہ اگر نماز میں حضور نبی کریم ﷺ نے بلایا اور نماز پوری کرتے رہے تو یہ بے ادبی میں شمار ہوتا ہے اور وہ نماز بھی قبول نہیں ہوتی الٹا گستاخی اور بے ادبی کا گناہ لازم آتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضور نبی کریم ﷺ کی ناسازنی طبیعت کی بنا پر نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو علم ہوا آپ نماز میں ہی امامت چھوڑ کر پیچھے تشریف لے آئے اور بقیہ نماز کے لئے امامت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائے یہ عین نماز میں آپ ﷺ کی تعظیم اور ادب ہے ادب سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔ ”با ادب یا نصیب بے ادب بے نصیب“ ادب نبی کریم ﷺ کی ولایت کے حصول کا ذریعہ ہے اور جب ولایت نصیب ہوتی ہے تو ولی میں یہ طاقت بھی آ جاتی ہے کہ

انانکہ خاک را کنند گیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

اولیاء اللہ مٹی کے سونا، کتے کو ولی اور کبھی کو ہما بنا دینے کی طاقت رکھتے ہیں آپ بھی اگر کائنات کی روشنی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مرشد کریم کی فعلین کو لگی ہوئی مٹی کا سرمہ بنالو۔

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء
تا بنی ز ابتدا تا انتہا

اللہ تعالیٰ ہمیں ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ادب نسبت سے ہی ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری شرگ سے بھی قریب ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے نفوس سے بھی قریب ہوں لیکن یہ وہ ملتے اسی کو ہیں جو بیعت کرتا ہے۔ بیعت کا طوق اپنے گلے میں ڈالتا ہے۔ مرشد کریم کے بغیر نہ اللہ ملتا ہے اور نہ ہی رسول ﷺ ملتے ہیں۔

اسلام میں رہبانیت جائز نہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تارک الدنیا ہونا کوئی کمال نہیں بلکہ کمال یہ ہے کہ دولت و ثروت کے ساتھ دنیا میں گھل مل کر رہے اور اس کا استعمال سنت نبوی ﷺ کے مطابق کرے دولت مند ہونا جائز ہے لیکن دولت کا ناجائز استعمال منع ہے۔ بیعت تارک الدنیا ہونا نہیں سکھاتی بلکہ دشمنان اسلام پر عیب و بد بے رکھنے کے لئے مسلمان کا دولت مند ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت سلیمانؑ بادشاہ وقت تھے اور نبی تھے۔ حضرت یوسفؑ نبی تھے اور بادشاہ بھی تھے حضرت عثمانؓ امیر تین تاجر تھے خود حضور نبی کریم ﷺ باغ فدک کے مالک تھے جس سے گھر کے اخراجات چلتے تھے خزانہ کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کے واقعہ میں ان دونوں اصحاب نے گرتی ہوئی دیوار کو دوبارہ بنایا جس کے نیچے قیہوں کا خزانہ تھا یوں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے خزانہ کی حفاظت کرائی کئی صحابہؓ کے ملکیت میں بھیڑ بکریوں کے ریوڑ تھے بے شمار اونٹ تھے دنیا سے محبت بھی کرو لیکن تمام مال و

دولت بیوی بچوں عزیز واقارب دوست و رفقاء سے حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے کرو پھر دنیا بری نہیں ہے جنگوں کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے کرو پھر دنیا بری نہیں ہے جنگوں کے لئے حضور نبی کریم ﷺ بھی صحابہ کرامؓ سے چندہ اکٹھا کرنے کے لئے حکم دیتے تھے آپ نے فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سارا مال لیکر حاضر ہوئے حضرت عمرؓ دھمال لیکر حاضر ہوئے حضرت عثمان غنیؓ نے مسلمانوں کے لئے سامان حرب پیش کیا اور کئی بار بیرون ملک سے غلہ منگو کر مسلمانوں میں مفت تقسیم فرمایا بات فقط اتنی ہے کہ اپنی دولت کو سنت نبی ﷺ کے تابع خرچ کرو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپس میں تحفہ تحائف کا تبادلہ کیا کرو اس سے محبت و الفت بڑھتی ہے اسلام فضول خرچی سے منع کرتا ہے بلا ضرورت خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے دنیا داری بھی ضروری ہے۔

امت محمدیہ کے 73 فرقے ہوں گے ان میں سے صرف ایک ناجی ہے باقی سب ناری ہیں جعلی نوٹ بالکل اصل نوٹ جیسا ہی ہوتا ہے عام آدمی کے لئے اس کی پہچان بہت مشکل ہوتی ہے منافق کے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ قابل رشک حد تک اصلی معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل یہ نقلی نوٹ ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انکی کوئی قیمت نہیں ہے اصلی نوٹ پھٹا پرانا بھی ہو چل جاتا ہے نقلی نوٹ بالکل نیا نوکلہ بھی پکڑا جائے تو چل نہیں سکتا ولایت صرف اہل سنت و جماعت میں ہی رہے حضرت ادا صاحب لاہوریؒ کے مطابق علم تین قسم کے ہیں

۱۔ علم عرفان الہی ۲۔ علم شریعت ۳۔ علم درجات اولیاء

جسے علم شریعت نہ ہو اسے علم عرفان الہی حاصل نہیں ہو سکتا ہے عرفان الہی کے حصول کے لئے سنت نبوی پر عمل ہونا ضروری ہے۔ سنت نبوی ہی علم شریعت ہے اور شریعت کی قبولیت کے لئے درجات اولیاء کا علم ہونا ضروری ہے حضور نبی کریم ﷺ ہی جان ہیں جس دل میں حضور پاک ﷺ نہ ہوں وہ بے جان ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نبی کریم ﷺ کو دیکھتے ہیں تو عرض کرتے ہیں کہ آپ سے زیادہ حسین میں نے دیکھا ہی نہیں ہے اور جب ابوجہل حضور پاک ﷺ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ سے زیادہ کوجہی شکل والا میں نے کبھی نہیں دیکھا پہلا عشق سے لبریز ہے دوسرا عشق سے خالی ہے۔

پیر کے تصور سے ذکر کرو تو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے انشاء اللہ مشرف ہو گے حضور نبی کریم ﷺ کی حضوری کا بیج ہے دیدار مرشد کریم ہے۔ جو چیز ہر وقت تصور میں ہوتی ہے اسی کے خواب بھی آیا کرتے ہیں۔ ہر وقت پیر کے تصور میں رہو عشق مصطفیٰ ﷺ مل جائے گا ادب دل کی گہرائیوں سے ہوتا ہے ظاہری نہیں ہوتا اپنی نفی کرو عروج حاصل ہو جائے گا شیطان اپنی ذات کی نفی نہیں کر سکتا اسی وجہ سے ذلیل خوار ہے پھل اس ثننی کو زیادہ لگتا ہے جو سب سے زیادہ جھک جاتی ہے من جانب اللہ درجہ ادب سے ملتا ہے سجدہ میں سب سے زیادہ تذلل نفس ہے سجدہ میں تکبر ختم ہو جاتا ہے اور قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ سے تکبر آ سکتا ہے یہی ارکان حضور

پاک ﷺ کی اتباع سمجھ کر کئے جائیں تو تکبر نہیں آتا ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دینے کو دل چاہتا ہے آپ نے اجازت فرمادی پھر کہا کہ اب آپ کے دست مبارک کو چومنے کو دل چاہتا ہے۔ آپ نے اجازت فرمادی پھر کہا کہ آپ کی قدم بوسی کو دل چاہتا ہے آپ نے اجازت فرمادی اور فرمایا اب تمہیں مقام بلند عطا ہوا ہے۔ ادھر آجکل کا مسلمان قدم بوسی کو شرک قرار دیتا ہے اور نفل پڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ سے آگے نکلنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے حضرت داتا صاحب لاہوریؒ اپنے پیرومرشد کو وضو کر رہے تھے کہ دل میں خیال آیا کہ ولایت اگر مقدر میں ہے تو مل جائے گی میں خواہ مخواہ خدمت میں لگا ہوا ہوں پیر صاحب نے فوراً ہاتھ کھینچ لئے فرمایا تیرا عقیدہ درست نہیں آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ظالم سے ظالم انسان پر بھی کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی کامل کا مرید کر دیتا ہے پھر مرید اپنے پیر کی خدمت سے ولی کامل بنتا ہے۔ اور اسے کرامات عطا ہوتی ہیں۔ ادب سے ہی دین و دنیا کی دولت ملتی ہے ایک بات آخر میں کرتے ہیں کہ جس مقرر کی تقریر سے سامعین کو روحانی تازگی نصیب ہو اور انہیں سرور آئے تو وہ مقرر بخش دیا جاتا ہے اور اس تقریر کے صدقہ سامعین کی بھی بخشش ہو جاتی ہے ایک شخص ایسا تھا کہ وہ دنیا میں لوگوں کو نیک کام کرنے کی ترغیب دیتا تھا لیکن خود اس کا عمل ان باتوں پر نہ تھا۔ اپنی تقریر میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف تو تو صیغہ بیان کرتا رہا تھا جس سے سامعین کے قلوب کو تازگی اور روحانی سکون نصیب ہوتا رہا اللہ تعالیٰ اس کی موت کے بعد فرمائے گا تیرے اعمال تو لائق بخشش نہیں لیکن تو جس طرح دنیا میں میرے حبیب پاک ﷺ کی تعریف بیان کرتا رہا اور سامعین کو اس سے روحانی خوشی نصیب ہوتی رہی آج اسی طرح ممبر پر بیٹھ جا اور فرشتوں کے سامنے میرے حبیب ﷺ کی تعریف بیان کرتے کہ یہی تیری بخشش کا بہانہ بن جائے اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرنے اور آپ کی محافل میں بیٹھنے آپ کا ذکر خیر سننے کس توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو صاحب نسبت نہیں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کسی شیخ کامل کی نسبت عطا فرمائے اور جنہیں یہ دولت نصیب ہے انہیں مرشد کریم کا قرب وصل اور حاضری نصیب فرمائے

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد حمید شاد صاحب 4/5/95

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الہی الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاہاالزین امنو صلوا علیہ
وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ

حضرات سامعین! آج عزوہ بدر سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ سچ کہنے کی اور سچ سننے
کی توفیق عطا فرمائے۔ جنگ بدر ایک ایسا واقعہ یہ جو حق و باطل میں تمیز کرنے والا ہے حق اور باطل میں تمیز کرنے والی
بڑی جنگ جو ہے جس نے باطل کا سر پکڑ کر رکھ دیا اور حق کو بلند کر دیا وہ فتح بدر ہے اس میں چند ایک واقعات ہیں جو کہ
راہنمائی کرتے ہیں کہ واقعی حق و باطل اسی میں ہے ایک تو حضور ﷺ کے علم کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ علم
خاص ہیں یہ میں کسی کو دیتا ہوں بہت زیادہ کو نہیں دیتا لیکن خاص کو یہ علم عطا فرمادیتا ہوں۔ (۱) ماں کے پیٹ میں کیا
ہے۔ (۲) کوئی کب اور (۳) کہا مرے گا۔ (۴) بارش کب ہوگی۔ (۵) قیامت کب آئے گی۔ یہ پانچ علوم ہیں جو اللہ
تعالیٰ کے خاص علوم میں سے ہیں یہ ہر ایک کو عطا نہیں ہوتے لیکن میرے نبی ﷺ کو سارے عطا ہوئے ان میں سے
ایک کا اظہار جنگ بدر میں ہو رہا ہے۔ جنگ بدر کو سب مانتے ہیں شاید کوئی فرقہ ادھر ادھر ہو جائے تو ہو جائے ورنہ جنگ
بدر کی عظمت کو سب مانتے ہیں جنگ بدر کی فضیلت اور اس میں حق و باطل میں تمیز ہونا عرض کر رہا ہوں نبی کریم ﷺ نے
جنگ سے ایک روز قبل فرمایا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا کیا فرما رہے ہیں کہ فلاں مرے گا اور یہاں مرے گا دو علم اس
میں آگئے سبھی اس کو مانتے ہیں آج تک کسی فرقے نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا جو توبہ نعوذ باللہ نبی ﷺ کی نفی بھی
کرتے ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا فلاں یہاں مرے گا۔ ایک نہیں دونیں
دس نہیں بیس نہیں بلکہ ستر کافروں کی جائے موت بیان فرمادی اور صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں رسول پاک ﷺ
نے فرمایا وہاں سے ایک انچ ادھر نہیں اور ایک انچ ادھر نہیں وہی مرا ہے اور وہیں مرا ہے۔ یہ نہیں کہ ”الف“ کی جگہ ”ب“
مر گیا۔ نہیں نہیں جہاں ”ب“ فرمایا وہیں ب مرا جہاں ”الف“ فرمایا وہیں ”الف“ مرا ہے۔ جہاں ابو جہل کے متعلق فرمایا
تھا وہ وہیں مرا ہے۔ وہ لڑتا جہاں کہیں بھی رہا لیکن مرا وہیں پر تھا جہاں میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ چیز ہمیں جنگ
بدر سے ملتی ہے اگر عظمت مصطفیٰ ﷺ یعنی ہو تو اس واقعہ سے ہی مل جاتی ہے۔ انکار کرنا ہو تو پھر سارا قرآن مجید پڑھ کر
بھی انکار ہو سکتا ہے تمام احادیث پڑھ کر بھی ہو سکتا ہے لیکن بدر اتنی روشن فتح ہے۔ حق و باطل میں اتنی تمیز کرنے والی چیز
ہے کہ اس میں میرے نبی کریم ﷺ کے علم کا اظہار ہے جنگ بدر میں ستر کفار اصل جہنم ہوئے اور اتنے ہی گرفتار ہو کر
قیدی بنے قیدیوں سے متعلق یہ طے پایا کہ فدیہ دیکر آزاد ہونا چاہیں تو وہ ہو جائیں قیدیوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے
چچا حضرت عباسؓ بھی تھے جو جنگ بدر میں کفار کی طرف سے لڑے حضرت عباسؓ بھی تھے جو جنگ بدر میں کفار کی طرف

سے لڑے حضرت عباسؓ کو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان فدیہ دیکر آزاد ہو جائیے حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب آپ جنگ کے لئے گھر سے نکلے تھے تو آپ نے کچھ سونا اپنی اہلیہ ام فضل کو دیا تھا کہ میں واپس آ گیا تو بہتر ورنہ اس سے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنا وہ سونا کہاں ہے؟ حضرت عباسؓ نے عرض کیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ آپ سچے نبی ہیں کہ اس سونے سے متعلق تمہاری چچی ام فضل اور میرے علاوہ کسی کو علم نہ تھا۔ یہ چیز حضور نبی کریم ﷺ کے علم وسعت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور دوسری چیز اس میں یہ ہے کہ جو نبی ﷺ فرمادیں وہ ہو جاتا ہے وہ کیا شعر ہے کہ

جو رات کو کہا دن تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

ان کے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کے رہی

ابو جہل یہاں مرے گا تو وہ مر گیا میں تو سمجھتا ہوں کہ حضور پاک ﷺ کی زبان نے ہی اسے مار دیا اگر آپ سات سو سے متعلق فرمادیتے تو سات سو ہی مر جاتا دوسری بات یہ ہے کہ ایک طرف تو اسلحہ ہی ہے دوسری طرف کچھ بھی نہیں کتنی تلواریں تھیں بدریں مسلمانوں کے پاس؟ چھ یا سات یا آٹھ اور زرہیں کتنی تھیں صرف سات اونٹ کتنے تھے یہی کوئی ساٹھ ستر ہوں گے گھوڑے کتنے تھے صرف دو کیا یہ اسلحہ ہے آپ کس لحاظ سے اسے اسلحہ کہیں گے اور دوسری طرف ایک ہزار کے پاس نیزے ہیں بھالے ہے تلواریں ہیں خنجر ہیں گھوڑے ہیں اونٹ ہیں سواری ہے سب کچھ ہے لیکن ادھر نبی ﷺ ہیں اور آپ کے غلام ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جہاد کے لئے پکارا جو جہاں تھا پہنچ گیا اور عرض کیا اسلحہ لے لیں؟ فرمایا رہنے دو آج اظہار ہو جائے کہ فتح کس سے ہوتی ہے کون کہتا ہے کہ عربوں کے پاس تلوار نہیں ہوتی تھی کوئی ایسا عرب تھا کہ جس کے پاس تلوار نہ ہوتی تھی کوئی ایسا افغانی ہے جس کے پاس بستانول نہ ہو بندوق نہ ہو جناب والا! جیسے آپ کے پاس گھڑی ہوتی ہے عربوں کے پاس تلوار ہوتی تھی بے شک تاریخ پڑھ لیں بات بات پر تلوار نکل آتی تھی کوئی ڈنڈا تو نہیں نکلتا تھا تلواریں نکل آتی تھیں وہی عربی لوگ آج تلواروں سے خالی ہیں آج ان کے پاس نبی ہیں دیکھو تو سہی کہ جن لوگوں کے گھروں میں تلواریں موجود تھیں لیکن یہاں ساتھ نہیں لائے اور ہاتھ خالی ہیں کوئی یہ نہ کہے کہ تلواروں سے فیصلہ ہوتا ہے۔ فیصلہ تو میرے نبی کریم ﷺ کی عظمت سے ہوتا ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہ شعر اس موقع پر ہے اور کوئی موقع نہیں کوئی اور موقع ایسا نہیں ہے کہ جہاں تیغ نہ ہو ساری کائنات کی طاقت میرے نبی کریم ﷺ کی مٹھی میں ہے اس مٹھی میں کیا ہے؟ چند کنکریاں ہیں۔ دیکھو اسلحہ کیا ہے چند کنکریاں ہیں نہ

تلوار ہے نہ بھالا ہے نہ گھوڑا ہے نہ اونٹ ہے نہ زربیں کچھ بھی نہیں ہے اگر ہیں تو میرے نبی کی مٹھی میں کنکریاں ہیں یہ حق و باطل میں تیز کر رہی ہیں کہ نہیں کر رہی ہیں ہر کافر کی آنکھ میں پڑ گئیں۔ میں خواہ اپنی دونوں مٹھیاں بھریوں اور تمہاری طرف پھینکوں تو آپ تمام کی آنکھوں میں نہیں پڑیں گی کیونکہ یہ نبی ﷺ کی مٹھی نہیں یہ میری مٹھی ہے وہ نبی ﷺ کی مٹھی ہے کہ جس سے ہزار آدمیوں کی آنکھوں میں کنکریاں پڑ رہی ہیں اس طرح جو حق و باطل کی تیز جو آ رہی ہے وہ سارا اشارہ حضور ﷺ کی مٹھی کی طرف کر کے رہ گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى تُوْنِیْ نَہِیْنِیْکِیْ جَب پھینکیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے پھینکیں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ تو نے نہیں پھینکیں یہ تو میری عظمت سے سب کچھ کر رہا ہے حضور ﷺ کس کا اظہار فرما رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار حضور نبی کریم ﷺ کی مٹھی سے ہو رہا ہے مظہر نور خدا ہیں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے مظہر ہیں اللہ کے نور کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا مظہر ہیں اللہ تعالیٰ کتنی قوت والا ہے اللہ تعالیٰ میں کتنی طاقت ہے میرے نبی کریم ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوتا ہے اگر حبیب خدا ﷺ کے اشارے میں اتنی قوت ہے تو خدا خود پتہ نہیں کتنا قوی ہوگا مٹھی میں کنکریاں ہیں اسلحہ نہیں ہے ایٹم بم نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کنکریاں کس کی مٹھی میں ہیں فرق کرنے والی چیز صرف یہ ہے کہ مٹھی کس کی ہے جس طرح وہ کہتے ہیں۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا
جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلوار تیرا

یارسول اللہ ﷺ آپ کی جوتی مبارک کہاں چمک رہی ہے نعلین کیوں چمک رہی ہے جوتی کہہ رہی یہ کہ مجھے نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ کس کے پاؤں میں ہوں اگر آپ کے پاؤں میں ہوتی تو کسی کام کی نہ ہوتی لیکن میں نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں آ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قاب تو سین اودانی کے مقام پر پہنچ گئی ہوں۔ حضرات! یہ جوتی مبارک کی شان ہے۔ رہی کنکریوں کی بات تو کنکری اگر بیڑے کو ماریں تو وہ بھی نہیں مرتا بے شک مار کر دیکھ لیں پتھر مارنے سے مر جائے گا لیکن کنکری مارنے سے نہیں مرے گا چڑیا کو مارو وہ نہیں مرے گی میرے نبی ﷺ کی مٹھی میں حق و باطل میں تیز کرنے والی کنکریاں ہیں کسی کو کھجور کی چھڑی دی تو وہ تلوار بن گئی فرشتے مدد کو آئے اور جہاد کیا یہ میرے نبی ﷺ کی عظمت ہے اب اور دیکھئے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ مذہب اسلام دین اسلام نے جو آگے پھیلنا ہے جو آگے چلنا ہے اس کا ذریعہ کیا ہے کس سے لینا ہے اسلام عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اگر یہ صحابہؓ شہید ہو گئے تو دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا تو کون آگے اسلام پھیلاتا ہے اللہ کا نام لینے کی توفیق کون عطا کرتا ہے کس سے اللہ ہُوَ جاری ہے یہ میرے نبی کریم ﷺ کے غلام صحابہؓ سے جاری ہے یہ حقیقت ہے کہ دنیا سے قرآن نہیں مٹے گا اللہ کریم اس کا خود محافظ ہے وَ نَحْنُ لَہٗ لِحَافِظُوْنَ لیکن تیرے اسلام لانے کا حضور ﷺ کس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کون سا ذریعہ بتا رہے ہیں کون سا وسیلہ فرما رہے ہیں فرمایا قرآن وسیلہ نہیں ہے قرآن تو زندہ رہنا ہی ہے پھر چاہے تمام صحابہؓ

بھی شہید ہو جائیں لیکن نہیں نہیں یہ نہیں فرمایا قرآن جامد ہے بولنے والے وہ ہے ناطق قرآن وہ ہیں اشارہ فرما رہے ہیں کہ قرآن سے نہیں صحابہؓ سے اسلام آگے چلنا ہے دین پھیلنا ہے حضرت علیؓ کرمؓ فرماتے ہیں کہ سارے قرآن مجید کا نچوڑ سورۃ الحمد شریف میں ہے اور الحمد شریف کا سارا نچوڑ سارا خلاصہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا نچوڑ اس کی ”ب“ میں ہے اور ”ب“ کا اس کے نقطے میں ہے اور وہ ”ب“ کا نقطہ میں ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ”ب“ لے نقطے ہیں ان کے بعد ان کے غلام ”ب“ کے نقطے ہوں گے اس لئے نقطے لینے ہوں تو ان سے لو ادھر ادھر مت پھرو۔

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

میں نظام ہدایت کی بات کر رہا ہوں کس سے چلنا ہے نام اللہ کس سے دین اسلام نے زندہ رہنا ہے۔

ولیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات

اس کی بنیاد حضور ﷺ کی یہ دعا ہے اگر کسی اور وجہ سے اسلام چل سکتا کوئی اور ذریعہ ہوتا کوئی اور وسیلہ ہوتا تو حضور ﷺ دعا نہ فرماتے کہ یا اللہ اگر یہ شہید ہو گئے تو تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا انہی کے دم قدم سے آج تم بھی مسلمان ہو اور میں بھی مسلمان ہوں ان سے ہوں خواہ ان کی قمیص سے ہوں یہ بھی بڑی چیز ہے ایمان سے بتائیے کہ ہم کس کی قمیص سے آج مسلمان ہیں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی قمیص کے صدقے سونماں فتح ہوا ہندوؤں کا زور ٹوٹا اور ہم مسلمان ہوئے اور حضرت داتا صاحبؒ کے آنے میں علامہ اقبالؒ کا مذہب اور عقیدہ عرض کرتا ہوں فرمایا ”خاک پنجاب ازم تو زندہ گشت“، داتا صاحب آپ کا قدم سر زمین ہند پر لگا تو یہ مسلمان ہو گئی یہ نہ سمجھنا کہ کوئی اور چیز مسلمان کرنے والی ہے۔ اولیاء کے دم قدم سے ہم مسلمان ہوتے ہیں ان کی قمیص سے ہم مسلمان ہوتے ہیں انکے تبرکات سے ہم مسلمان ہوتے ہیں ان کے کرم سے ہم مسلمان ہوتے ہیں پٹھانے خان اللہ جانے نبی پاک ﷺ کی تعریف کر رہا ہے یا اپنے پیرومرشد کی طرف اس کا اشارہ ہے کہ مصحف تے قرآن بھی تو۔ میرا دین وی توں۔ میرا ایمان وی توں۔ میرا عشق وی توں۔ اور پتہ نہیں وہ کیا کیا کہتا ہے۔ میرا کعبہ وی توں۔ یہ بھی تو وہ بھی تو اور آخر پر وہ ایک فقرہ کہتا ہے میرا مصحف تے قرآن وی توں یہ شاید حضرت خواجہ فرید صاحب کا کلام ہے اور اپنے پیرو صاحب کے بارے میں فرما رہے ہیں پھر بھی ٹھیک ہے اور اگر نبی پاک ﷺ کے بارے میں فرما رہے ہیں پھر بھی حق ہے جو مونی اور مطلب حضور نبی کریم ﷺ نے کسی آیت مبارک کا فرمایا ہے وہی ہے یا کوئی اور ہے؟ اس کا مطلب ساری تعریف نہیں بلکہ حَمْدُ کے ساتھ لگا لگا کر اسے خاص کر دیا کہ وہ تعریف جو حضور نبی کریم ﷺ نے کی ہے اللہ کی وہ تعریف ہے کیا آپ اسے اب بھگوان کہیں گے نہیں کیونکہ میرے نبی ﷺ بھگوان نہیں فرمایا اللہ کی تعریف میں اسے God کہو گے Lord کہو گے God کہنے سے کام نہیں بنے گا اللہ کہنے سے کام بنے گا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو تعریف میرے اللہ کی نبی پاک ﷺ نے کی ہے صرف وہی تعریف اللہ کی ہے اور کوئی تعریف اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہی نہیں ہے اس لئے مصحف بھی

تو قرآن بھی تو حضرات یہ چیز ہے آپ ایک ایک قرآن دیدو دینا کیا ہے؟ سب کے پاس قرآن موجود ہے ایک اہل حدیث کو دیدو یو بندی کو دیدو سنی کو دیدو اور فرقوں کو بھی دیدو اور ان سب کو شاگرد بھی دیدو کہ وہ ان کو پڑھائیں جب یہ شاگرد مفسر بن کر حافظ قرآن بن کر قاری بن کر باہر نکلیں گے ایک نور کا انکار کرے گا اور ایک نور والا ہوگا بھی! قرآن ایک کتاب ایک نصاب ایک پھر یہ تفریق کیوں پیدا ہوگئی کیمشری اپنے شاگرد کو پڑھاؤ گے تو اس میں سے کیمشری ہی نکلے گی فکس نہیں نکلے گی لیکن ان میں سے تو کیمشری بھی نکل رہی ہے فکس بھی نکل رہی ہے نوری اور بے نوری بھی نکل رہی ہے اقرار بھی نکل رہا ہے انکار بھی رہا ہے یہ کیا بات ہوئی تم اس کا جواب قرآن میں ڈھونڈو گے میں قرآن پڑھانے میں ڈھونڈوں گا آپ قرآن میں ڈھونڈیں گے کہ اس لڑکے کو کیا کر دیا ہے یہ نور کے خلاف ہے یہ حضور ﷺ کے تصرفات کے خلاف ہے یہ حضور ﷺ کے معجزات کو نہیں مانتا حضور ﷺ کی عظمت کو نہیں مانتا میں اس کے پڑھانے والے میں ڈھونڈوں گا کہ جو اس کی نظر میں تھا وہ اس نے اس میں منتقل کر دیا جو وہ خود تھا وہی اس شاگرد کے سینے میں بھر کر اسے بھی ویسا ہی بنادیا اس لئے خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرا مصحف بھی تو میرا قرآن بھی تو کسی اور عقیدہ کی طرف جاتا وہ ویسا ہی بن جاتا میں کسی سے تفسیر پڑھوں تو کیا الٹ پلٹ کیوں ہوتا ہے یہ الٹ پلٹ کرنے والا وہ پڑھانے والا استاد ہے تو یہی حضور پاک ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو بدلنے والے سنوارنے والے ہیں وہ میرے صحابہ کرام ہیں ان سے سیکھو تو بچ جاؤ گے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَصْحَابِي كَانَتْ جُوعٌ فَبَايَهُمْ وَ اَقْتَدَيْتُمْ فَاهْتَدَيْتُمْ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے جنگ بدر کا یہ پیغام ہے یہ Message ہے۔ بدر آج بھی ہمیں ساس کی تعلیم دیتا ہے یہ ہے وہ عاکہ یا اللہ اگر یہ شہید ہو گئے تو تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔

ایک چیز اور ہے اگر یہ بدل میں بیٹھ جائے تو یہی کافی ہے جنگ بدر میں صحابہ کرام گئے غازی بن کر لوٹے بعد میں ایک شخص سے غلطی ہوگئی کہ وہ کسی دوسرے صحابی کو طعن کرنے لگے یہ ایسا ہے ویسا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خبردار اسے ایسا ویسا نہ کہو یہ بدری ہے کیا فرما رہے ہیں کہ جو بدر میں گیا وہ سچا ہو گیا وہ سچا ہو گیا وہ جنتی ہو گیا اس میں نقص نہیں رہا وہ پوتر ہو گیا پاک ہو گیا صاف ہو گیا اور جو کسی بندے کا شٹ آج بھی کرنا ہو تو دیکھو کہ وہ بدری کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ یہ آسان طریقہ ہے آ زمانے کا کہ حضرت صدیق اکبرؓ بدر میں گئے اگر کوئی ان کی شان میں گستاخی کرتا تو وہ منافق ہے حضرت عمر فاروقؓ کے حق میں گستاخی کرے حضرت علیؓ شیر خدا کے حق میں کرے تو منافق ہے حضرت عثمان غنیؓ حالانکہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بدری ہیں اب جو کوئی انکار کرے وہ منافق ہے کہتے ہیں کہ فلاں بھی غاصب ہے فلاں بھی غاصب ہے وہ از خود Pressident بن گیا امیر المومنین بن گیا فلاں بن گیا فلاں بن گیا خدا کے بندو سمجھو ذرا کہ یہ بدری ہیں یہ غاصب نہیں ہو سکتے کہ میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے اگر کوئی سچے اور سچے صادق اور امین جتنی صحابہ کرامؓ دیکھنے ہوں تو ان کو دیکھیں جو بدر میں گئے ہیں اب جو کوئی طعن کرے اور نقص ڈھونڈنے کی کوشش کرے لوگ ڈھونڈ رہے ہیں اور فرقے اس پر بنے ہوئے ہیں یہ سب منافقین کا کام ہے بدر کا

ایک اور خاص پیغام ہے آج لوگ کہتے ہیں قبروں پر مت جاؤ وہ توبت بن گئے ہیں ہل لات اور عزی بن گئے ہیں اور کہتے ہیں قبر پر جاتے ہو لیکن وہ توبت ہوتا ہے اس لئے تم بت پرستی کرتے ہو آجکل یہ بھی ایک پرچار ہو رہا ہے تاکہ لوگ قبروں پر نہ جائیں اولیاء اللہ کی قبور پر نہ جائیں حضور ﷺ کی قبر انور پر تشریف نہ لے جائیں اس لئے کہ وہ توبت ہیں اب تم وہاں کیا لینے جاؤ گے تم ان کی تعظیم کرو گے وہاں تم چراغاں کرو گے وہاں تم خوشبو لگاؤ گے وہاں ہاتھ کھڑے کرو گے وہاں دعا کرو گے ایصال ثواب کروں گے تم کچھ مانگو گے کچھ عرض گزارش کروں تو پھر یہی توبت پرستی ہے خبردار وہاں نہ جانا حضور نبی کریم ﷺ ہر سال شہدائے بدر کی قبور پر جاتے تھے آج ایک پورا سلسلہ ہدایتا صاحب کے دربار سے روکنے کے لئے پاک پٹن شریف جانے کے لئے غوث الاعظمؒ کے دربار پر حاضری کے لئے اور خصوصاً مدینہ پاک میں جانے کے لیے روک رہے ہیں اور بڑی کوشش کر رہے ہیں کہ بندے نہ جائیں حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرما رہے ہیں اور کیا عمل کر رہے ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو خود جاتا ہوں اور فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے اس نے میری زندہ کی زیارت کی حضور ﷺ کیا تعلیم دے رہے ہیں اور یہ آج کا آدمی کیا تعلیم دے رہا ہے حضور ﷺ ہر سال شہداء بدر کی قبور پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور جنگ احد کے سب سے بڑے جوشہید ہیں سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ ان کی قبر پر تشریف لے جاتے تھے یہ نہیں کہ ہر مہینہ اور ہر ہفتہ بعد جاتے تھے وہ مدینہ شریف سے بہت نزدیک ہے اس لئے وہاں بہت جاتے تھے حضور ﷺ تو ہمیں سکھانے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں کہ تم بھی جاؤ اور نبی کریم ﷺ کے در پر جاؤ آج کل ایک سلسلہ بہت چلا ہوا ہے کہ مکہ شریف ہی رہنا مدینہ شریف بالکل نہ جانا حج پر تشریف لے گئے ہیں تو مکہ شریف سے آگے ایک قدم نہ جائیں کیونکہ مکہ شریف مسجد الحرام میں ایک رکعت پڑھیں گے تو ایک لاکھ رکعت کا ثواب ملے گا اور اگر مدینہ شریف مسجد نبوی میں ایک رکعت پڑھیں گے تو پچاس ہزار رکعت کا ثواب ملے گا اس طرح سے پچاس ہزار رکعت کا ثواب کم ہو جائے گا اور آپ کے کم از کم نو دن وہاں لگیں گے سات روز وہاں قیام ایک دن جانے کا اور ایک دن آنے کے لئے اس طرح سے یہ کوئی دو کروڑ یا پونے دو کروڑ رکعت نماز کا فرق پڑ جائے گا یہ ایسا خسارہ ہے جو ساری عمر پورا نہیں ہو سکے گا اس لئے مدینہ شریف نہ جائیں ہزار دو ہزار رکعت نہیں پڑھیں جائیں تو یہ دو کروڑ کیسے پوری کریں گے خبردار مدینہ نہ جانا یہی ہے نا وہ تعلیم جو وہ دیتے ہیں CALCULATOR ساتھ رکھتے ہیں بستر سر پہ رکھا ہے کہ تیری خدمت کر رہے ہیں میری CALCULATION یہ بتا رہی ہے کہ جناب مت جائیں خدا کے بند و ادھر ثواب ملتا ہے تو ادھر بخشش ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کی جس نے میرے روضے کو باہر سے ادب سے دیکھا مجھ پہ لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں لیکن کہتے ہیں کہ نہ جانا آپ کا بھی بیڑہ غرق کرتے ہیں اور اپنا بھی بیڑہ غرق کرتے ہیں ایک سبق بدر سے اور ملتا ہے کہ ایک صحابی شہید ہو گئے کل چودہ آدمی شہید ہوئے مسلمانوں کے جنگ بدر میں چودہ شہید ہوئے ایک شہید نو جوان تھے ایک چھوٹا سا ان کا بچہ تھا مدینہ شریف میں خبر آئی کہ فتح ہو گئی علم بلند ہو گیا مدینہ شریف

کے سارے لوگ بڑے خوش تھے بڑی اچھی RECEPTION کی استقبال کیا ان غازیوں کا جو بدر سے واپس تشریف لائے ماں نے اس بیٹے کو گودی میں لیا اور استقبال کرنے والوں میں شامل تھی۔ غازی مدینہ شریف میں داخل ہوئے تو اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے ابو کہاں ہیں آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ تو وہی بیٹا ہے جس کا ابو شہید ہو گیا ہے اور اس کی امی بیوہ ہو چکی ہے یہ بچہ یتیم ہو گیا ہے اس عورت کا خاندان شہید ہو چکا ہے اس کی قبر بنا کر آرہے ہیں آپ ﷺ نے سوچا کہ اگر یہاں اسے بتا دیا تو یہ رونے لگ جائے گی خوشی کا جو سماں ہے یہ بدل جائے گا انہوں نے فرمایا بی بی کسی دوسرے آدمی سے پوچھو جو پیچھے آرہے ہیں اس نے کسی دوسرے سے پوچھا سب نے پہچان لیا تھا کہ یہ وہی بی بی ہے جو بیوہ ہو چکی ہے تین سو تیرہ توکل بندے تھے ان میں سب ایک دوسرے کو پہچانتے تھے زیادہ تو فون تھی نہیں چند آدمی جو روزانہ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے جس طرح میں آپ کو دیکھتا ہوں یا آپ مجھے روزانہ دیکھتے ہیں وہ سب کے سب اس شہید سے بھی واقف اس کے بیٹے سے بھی واقف اس کی بیوی سے بھی واقف تھے تو ہر ایک نے کہہ دیا کہ پیچھے پوچھو پیچھے حضرت صدیق اکبرؓ آرہے تھے عورت نے آپ سے پوچھا کہ حضرت صاحب اس کے ابو کہاں ہیں۔ آپ نے فرما دیا کہ پیچھے آرہے ہیں وہ خوش ہو گئی کہ آرہے ہیں تو ابی جانیں گے ابھی قافلہ پہنچا نہیں مسجد نبوی میں پہنچا نہیں یا پہنچ گیا اور بیٹھ گیا دعا کے لئے برکت کے لئے تو وہ آدمی جو شہید ہوا دفن ہوا وہ تشریف لے آیا اب یہ سب حیران کہ یہ شہید ہو گئے تھے ہم ان کو دفن کر کے آئے ہیں یہ کس طرح آ گئے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حیرانی کی کوئی بات نہیں تیرے صدیق کے منہ سے نکل گیا تھا کہ آرہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قبر سے نکال کر یہاں پیش کر دیا یہ صدیق کی زبان تھی صادق کون ہوتا ہے اور صدیق کون ہوتا ہے صادق ہوتا ہے جو سچی بات کہتا ہے لیکن صدیق وہ ہوتا ہے کہ جو کہہ دے وہ ہو جاتا ہے اس وقت کتنی TAPE RECORD ہو رہی ہیں دو ہیں تو صادق کہے گا کہ ”دو“ کیونکہ وہی ہیں لیکن صدیق وہ ہے جو کہہ دے وہ ہو جاتا ہے وہ کہہ دے کہ ایک ہے تو یہ ایک ہو جائے گی وہ کہہ دے کہ چار تو یہ چار ہو جائیں گی وہ کہہ دے کہ آٹھ ہو جائیں گی یہ ہمارے حضور ﷺ کے غلاموں کا حال ہے وہ کیا شعر ہے کہ

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا
حضرات! یہ صدیق اکبرؓ کی زبان ہے یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی شان ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی دعا پر ختم کرتے ہیں کہ
صدیق اکبرؓ مانگتے کیا ہیں وہ ہمیشہ میرے ذہن پر سوار رہتی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ صدیق اور صدیق اکبرؓ کیا مانگتے
ہیں ان کی دعا کیا تھی میری تیری دعا کیا ہے ان کی دعا میں اور ہماری دعا میں کیا فرق ہے ہم مانگتے ہیں کہ یا اللہ جنت
دیدے یا اللہ خاتمہ بالخیر کر دے یا اللہ سکون قلب عطا فرما دے یا اللہ فہم دین دیدے یا اللہ میری قبر روشن ہو جائے یا اللہ
میری قبر فراخ ہو جائے یا اللہ میرے نیک اعمال وزنی ہو جائیں یا اللہ بل صراط سے جلدی سے جلدی گزر کر مجھے جنت

عطا ہو جائے ہماری یہ دعائیں ہوتی ہیں صدیقؑ کی یہ دعائیں ہوتی صدیقؑ کی دعا کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ میری آنکھیں ہوں اور تیرے حبیب ﷺ کی چہرہ ہوں مجھے اور کچھ نہیں چاہئے اور یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ حضرت صدیقؑ کی شکل بدل کر حضور پاک ﷺ جیسی ہو گئی ہجرت کے بعد جب مدینہ شریف پہنچے تو لوگوں کو پہچان نہیں آ رہی ہے کہ آقا کون ہے غلام کون ہے حضرات! صدیق اکبرؑ بننا ناممکن لیکن صدیق بننا عین ممکن ہے دعائے صدیق اپنا لوصدق ہو جاؤ گے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جتنے علوم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے وہ میں نے صدیق اکبرؑ کے سینے میں بھر دیئے اب اس علم کے صدقے ان کے منہ سے یہ دعا نکلتی ہے جیسا علم ہے ویسی ہی دعا نکلتی ہے علم سے ہی بات بنتی ہے آپ جو کہیں گے مانیں گے جو کریں گے اس کے پیچھے کیا ہوگا سارے کا سارا علم ہوگا بے علمی سے تو بات بنتی نہیں ہے بے علمی میں حقیقت بھی کوئی نہیں ہے انکل بچو سے بات نہیں بنتی علم سے بات بنتی ہے ہم علم محمدی سے بات کر رہے ہیں اور کیا بات کر رہے ہیں کہ جب سینہ روشن ہوا تو دعایہ نکلی کہ یا اللہ میری آنکھیں ہوں اور حضور ﷺ کا چہرہ ہوا اور اس سے فائدہ کیا ہوا یہ بھی سنی لیجئے کہ صدیق اکبرؑ کی یہ دعا غارِ ثور میں قبول ہوئی وہیں منگوائی وہیں قبول کر لی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا چہرہ ہے تیری آنکھیں ہیں نظارہ کرتے رہو تین دن اور تین رات نظارہ کیا خوب سیر ہو کر نظارہ کیا اور تین دن کے بعد صدیق اکبرؑ کی شکل بدل کر حضور ﷺ جیسی ہو گئی مدینہ شریف پہنچے تو پہچان مشکل ہو گئی کہ نبی ﷺ کون ہے اور امتی کون ہے۔ حضرت صدیق اکبرؑ نے چادر تان لی یہ بتانے کے لئے کہ آقا یہ ہیں میں اب بھی غلام ہی ہوں۔ وہ کیا شعر ہے۔

انقلاب ایسا کیا ایک نظر سے برپا
تو نے ہر چیز بدل ڈالی پرانی میری

صدیق اکبرؑ کی ہر چیز بدل گئی تھی؟ خدا کی قسم ہر چیز تمہاری بھی بدل جائے گی اگر تمہاری دعا صدیق اکبرؑ کی دعا کی طرح ہو جائے یہاں کوئی ادھار نہیں ہے کہ صدیق اکبرؑ تو بدل گئے بن گئے اب میں کیا کروں تو بھی یہی کرو اور تیرے ساتھ بھی وہی ہوگا جو صدیق اکبرؑ کے ساتھ ہوا آپ کی دعا کی مشابہت اگر صدیق اکبرؑ کی دعا سے مل گئی تو کام بن جائے گا مشابہت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ شکل ان جیسی بناؤ اور ایک ہوتا ہے کہ اخلاق بھی ان جیسا اپناؤ ان کا اخلاق یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ فدا ہا امی والی آپ کا چہرہ ہوا اور میری آنکھیں ہوں آپ بھی یہی تمنا کریں اگر مل جائیں تو ان کا کرم ہے ہزار بار کرم ہے گر بالفرض یہ دنیا میں نہ بھی ہوا اور حسرت دل میں رہ جائے تو یہ حسرت قبر میں بندے کے ساتھ جا کر چراغ بن جائے گی اور اندھیری قبر روشن ہو جائے گی۔

لحد میں عشق محمد ﷺ کا داغ لے کے چلے
سنی تھی رات اندھیری یہ چراغ لے کے چلے

یہ کون سا چراغ ساتھ لے کر گئے (روشن بلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کیا یہ چراغ؟ نہیں یہ تو روشن نہیں کرے گا۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہوگا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اجالا ہوگا

اجالا اس سے ہوتا ہے اس حسرت سے اجالا ہونا ہے کہ

کتنے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ

کہتے کہتے مر گیا تو ہمارے STANDARD کے مطابق ناکام گیا لیکن کرم مصطفیٰ ﷺ سے ناکام نہیں گیا اس کی قبر روشن ہو جائے گی اور جس کی قبر روشن ہوگئی تو اس کا اگلا سارا جہاں روشن ہو گیا جس کی قبر اندھیری رہ گئی تو اس کا اگلا جہاں بھی اندھیرا ہی اندھیرا ہے تمہیں پتہ ہے کہ جہنم بہت اندھیری ہے کسی خاص ٹیڑھے پر جا کر پتہ نہیں کہ یہ آگ سیاہ ہو جاتی ہے۔ کیمسٹری والے فرکس والے جانتے ہوں گے اگر جہنم کسی خاص درجہ حرارت پر سیاہ ہو جاتی ہے تو یہ قبر جو سیاہ ہوگئی ہے تو دوزخ والی اور اگر یہ روشن ہے تو جنت روشن ہے اس میں چلا جائے گا بڑا امتحان قبر کا ہے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے انکے عشق کے صدقے ان سے ملاقات کی تمنا کے صدقے قبر روشن کروے اللہ تعالیٰ ہمیں قبر روشن کرنے کی توفیق عطا فرمائے حضور ﷺ کا چہرہ انور دیکھنے کی تمنا ہر وقت دل میں رہے جنگ بدر کے حوالہ سے ہمیں ایک اور چیز جو خاص طور سے ملتی ہے وہ یہ کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفِلُ الدِّمَآءُ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَکَ اور جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب یعنی خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ اے رب کریم تو ایسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا اور ہم ہیں کہ تیری تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتے نازل فرمائے اور ان کے ذریعہ سے مسلمانوں کی مدد فرمائی فرشتوں کو جنگ بدر میں بھیجنے کا مقصد ایک یہ بھی تھا کہ وہ ان خود دیکھ لیں کہ زمین میں فساد برپا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا نائب نہیں بلکہ وہ تو فساد کو روکنے والا ہے فساد یوں کا قلع قمع کرنے والا ہے فساد کرنے والا خون بہانے والا اللہ کا نائب نہیں ہے بلکہ کفار ہیں جو طاقت نفری اور اسلحہ کے لحاظ سے زیادہ ہیں اور اپنی اس قوت پر فخر کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں ان کو تنگ کرتے ہیں انکو ختم کرنے کے درپے ہیں ان کے خلاف اعلان جنگ کر رہے ہیں خون بہانا چاہتے ہیں فتنہ و فساد کھڑا کرتے ہیں انکے ان ارادوں سے باز رکھنے کے لئے اللہ کا نائب بغیر کسی مدد کے بغیر کسی ساز و سامان و اسلحہ کے خالی ہاتھ انکے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے فساد کرتا نہیں بلکہ فساد کو روکتا ہے خون بہاتا نہیں بلکہ خون بہانے والوں کے خلاف اپنا دفاع کرنے کی غرض سے آتا ہے تاکہ فساد یوں کو ان کی شرارتوں سے باز رکھ سکے اللہ کا نائب اور خلیفہ کسی شخص پر ہاتھ اٹھانے کی پہل نہیں کرتا بلکہ اپنے خلاف ہونے والی زیادتیوں کو برداشت کرتے ہوئے مخالفین کے لئے بھی نیک دعا ہی کرتا ہے کہ یا اللہ ان کو ہدایت دے یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں لیکن جب فتنہ سر پر چڑھ آتا ہے تو اپنے دفاع کے لئے تلوار کی بجائے کنکریاں استعمال کرتا ہے اللہ کا نائب صلح

پسند امن و آشتی کا علمبردار ہے پتھر کھا کر بھی دعا ہی دیتا ہے تو فرشتوں کو یہ بنانا مقصود تھا کہ ان کا وہ دعویٰ کہ نائب فساد کرے گا خون بہائے گا غلط تھا اور وہ یہ چیز تھی جو وہ نہ جانتے تھے اور اللہ کریم جانتے تھے اور اب وہ فرشتوں کو بھی دکھانا چاہتے تھے کہ فرشتے خود دیکھیں کہ فساد کی کون ہے تو فرشتوں نے دیکھ لیا کہ اللہ کا نائب کتنا مصلح اور امن پسند تھا اور مخالفین ہی خون بہانے والے تھے جن کا تدارک ضروری تھا اور اس لئے فرشتوں کو بھی مومنین کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا۔

و ماعلینا الالبلاغ المبین

خطاب برائش حاجی غلام محی الدین صاحب 03/08/1995

ارشاداتِ عالیہ نور خدا مظہر نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رُسلِ محبِ اَلِ رُسلِ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ سوئم

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت رسول مقبول ﷺ

زمین و زمان تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تنق و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح میں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو مزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

اشارے سے چاند چہر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثناء میں کھلے را کی زباں تمہارے لیے

پیش لفظ

مظہر نور خدا مظہر نور مصطفیٰ ﷺ عاشق رسول محبت آل رسول شیخ المشائخ حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کے ارشادات عالیہ کی اشاعت کا سلسلہ زیر عنوان ”وسیلہ نجات“ مجاہدہ تعالیٰ جاری ہے۔ اس ضمن میں وسیلہ نجات حصہ اول حصہ دوم قارئین مطالعہ فرما چکے ہیں اور اب حصہ سوم پیش خدمت ہے۔ ان تمام تر ارشادات کا بنیادی مقصد طائیفین کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور کرنا ان میں ادب مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کرنا اور اس سے دیدار مصطفیٰ ﷺ کی راہ ہموار کرنا ہے۔ وسیلہ نجات کو جو پذیرائی حاصل ہوئی ہے وہ اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہمیں اپنے مشن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نبی کریم ﷺ کے کرم سے قابل قدر کامیابی ہوئی ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ہدایت کے متلاشی جن احباب نے بھی وسیلہ نجات کا مطالعہ فرمایا وہ باقاعدگی سے حضرت صاحب موصوف دامت برکاتہ العالیہ کی محافل میں حاضر ہونے لگے۔ ان کے قلوب میں عشق مصطفیٰ ﷺ جاگزیں ہوا۔ باطنی صفائی شروع ہو گئی۔ روحانیت کی طرف ان کی طبیعت مبذول ہوئی۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے بندے پر خاص کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی شیخ کا ملکی نسبت عطا فرمادیتا ہے۔ میں ان دوستوں کو بھی جانتا ہوں کہ جنہوں نے وسیلہ نجات کے مطالعہ سے متاثر ہو کر حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ وہ نیکی کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور گناہ آلود زندگیوں سے تائب ہو رہے ہیں۔ ان میں وہ خوش قسمت بھی ہیں جو قبل ازیں شیعہ مسلک تھے اور اب روحانی منازل طے کر رہے ہیں۔ یہی کچھ وسیلہ نجات کے شائع کرنے اور اس کا پیغام عام کرنے کا مقصد تھا۔ قارئین کی روحانی تشفقی کیلئے حصہ سوئم کا مطالعہ انشاء اللہ شمر آ ور ثابت ہوگا کہ اس میں شامل بعض مضامین جدید سائنسی ترقی کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں اور عصر حاضر میں سائنس کی رو سے مذہب اسلام کی حقانیت ثابت کرتے ہیں۔

حصہ دوم سے متعلق جن احباب نے اپنی قیمتی آراء سے نوازا میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ حصہ سوئم میں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کتابت موٹے اور جلی حروف میں کرائی گئی ہے۔ قرآنی آیات اور واقعات کے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔ جہاں ممکن ہو سکنا عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ ارشادات کو نمبر شمار کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر سند مزید بہتری پیدا کرنے کیلئے آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا میں تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے کتاب کی تیاری میں میری مدد فرمائی۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

18 جون 1996ء

ولادت باسعادت اور ذکر مصطفیٰ ﷺ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین

آعوذبالله من الشیطن الرحیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله و ملکته یصلون علی
النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمالصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

حضرات سامعین! ربیع الاول کا مہینہ ہے۔ میلاد شریف کا مہینہ ہے۔ بڑا مبارک مہینہ ہے فرمایا جاتا ہے کہ اگر یہ مہینہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اگر یہ مہینہ کائنات میں نہ آتا تو پھر دنیا میں بھی کچھ نہ ہوتا اتنا بڑا زبردست اور اہمیت کا حامل مہینہ ہے کہ اس کو خاص حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت ہے۔ جس طرح سے دنوں میں پیر کا دن حضور ﷺ کی نسبت سے تمام دنوں میں افضل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ربیع الاول باقی تمام مہینوں میں افضل بن جاتا ہے۔ اسی طرح وہ زمانہ سب سے افضل بن جاتا ہے کہ اس کو نسبت حضور ﷺ سے ہے میلاد النبی کا کائنات میں ایک اتنا بڑا اہم واقعہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے اہتمام سے منایا ہے کہ آج تک کوئی واقعہ اتنی تفصیل اتنی محبت پیارا اور اتنے عشق و ذوق و شوق سے نہیں منایا گیا عرض ہے کہ یہ نعت شریف سن کر کہ

زمین	و	زمان	تمہارے	لئے
چنین	و	چناں	تمہارے	لئے

تو بندہ تو پھر بل ہی نہیں سکتا۔ طاقت بھی ان کی جان بھی ان کی جسم بھی ان کا وقت بھی ان کا مکان بھی ان کا حکومت بھی ان کی پھر آپ اور میں بل بھی نہیں سکتے جب تک کہ حضور ﷺ نہ بلائیں۔ پھر جو اللہ کا حکم ہے کہ جیسے آپ نے نعت پڑھی ہے کہ

رب اپنے گنہگاروں نوں بھیجے اودھے در تے

وہ گنہگار بل ہی نہیں سکتا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ ساری چیزیں آپ حضور ﷺ کو دے دی گئی ہیں اس مکان پر اب ہم نے قبضہ کر لیا ہے ناب کوئی دوسرا دعویٰ دار بندہ لا کر تو دکھاؤ۔ نہیں نا آ سکتا اسی طرح جب ساری چیزیں حضور نبی پاک ﷺ کو دے دی گئیں ہیں تو پھر بندہ نہیں بل سکتا۔

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

پھر حکم رواں تمہارے لئے زمیں و زمان تمہارے لئے زماں کہتے ہیں وقت کو پھر حضرات آپ بل کر تو دکھاؤ۔ جب تک حضور ﷺ نہ بلائیں آپ آ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار کو ضرور اس کے در پر بھیجے گا اسے طاقت ہے، لیکن جو ساری

طاقت حضور ﷺ کو دیدی ہے پھر بندہ تو بل نہیں سکتا اس لئے عرض ہے کہ ہم نہیں جاتے دراصل حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ کیا جہاں پر ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہاں وہ خود تشریف فرما نہیں ہوتے تو پھر ان کے در پر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ان کو ماننے کی ضرورت ہے کہ وہ ہمارے پاس تشریف لے آئیں۔ ہماری بخشش ہو جائے۔ حضرات در پر جانے والے کتنے ہوں گے؟ ایک حاجی صاحب گئے ہیں ایک میں ہوں اور آپ ہیں۔ صرف تین آدمی ہیں یہاں جو در مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوئے ہیں اور کل دو اڑھائی سو آدمی بیٹھے ہیں۔ یہ باقی آدمی کیا کریں۔ حضرات ان کیلئے حضور ﷺ خود تشریف لاتے ہیں۔ رب اپنے گنہگاروں کو ضرور اس کے در پر بھیجے گا ٹھیک ہے کہ بھیجے گا میں وہاں جاؤں۔ خوش قسمتی ساتھ دے اور میں سنہری جالی کے قریب ہو جاؤں اور پھر عرض کروں گا کہ یا رسول اللہ میری بخشش ہو جائے۔ حضرات! یہ سعادت تو مشکل سے ایک فیصد انسانوں کو نصیب ہو سکتی ہے بلکہ یہ شرح اس سے بھی کم ہے لیکن گنہگار تو سارے ہی ہیں پھر باقی کیا کریں کیا وہ اس انتظار میں رہیں کہ مدینہ پاک جائیں مدینہ پاک کتنے جاکیں گے کسی کے پاس وسائل نہیں کسی کے پاس وقت نہیں کسی کے پاس صحت نہیں کسی کو کچھ مصروفیت ہے کسی کو کچھ ہے۔ حضرات! عرض یہ ہے کہ ان کیلئے حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آتے ہیں۔ جب تو اپنے دل میں ان کو جگہ دیتا ہے تو وہ تشریف لے آتے ہیں۔

در	دل	مسلم	مقام	مصطفیٰ	است
آبروئے	ماز	نام	مصطفیٰ	است	

تیرے دل میں حضور ﷺ کا مقام ہے تو ان کو ان کا یہ مقام دے تو تیری بخشش ہو جائیگی۔

اے	جنت	تجھ	میں	حور	و	قصور	رہتے	ہیں
میں	نے	مانا	کہ	ضرور	رہتے	ہیں		
لیکن	اے	جنت	آ	طواف	کر	میرا		

آپ بھی اپنے دل میں بٹھالیں ایک ہی نعت یاد کرو جو فاروق صاحب نے پڑھی ہے تو کام بن جائے گا۔ حضور نبی پاک ﷺ تشریف لے آئیں گے۔

ہو	جذبہ	صادق	تو	اکثر	ہم	نے	دیکھا	ہے
وہ	خود	تشریف	لے	آتے	ہیں	ترپایا	نہیں	کرتے

ایک میری عرض یہ ہے کہ میلاد شریف کب سے منایا جا رہا ہے اور کون مناتا ہے۔ لوگ ہمیں روکتے ہیں کہ میلاد نہ مناؤ یہ شرک ہے یہ بدعت ہے یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں۔ حضرات! جب سے یہ کائنات بنی ہے تب سے ہی میلاد بھی ہے۔ کائنات میں دو بڑے اجتماع ہوئے ہیں۔ بہت شاندار ہیں کہ قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کرایا۔ ”اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ“ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟۔ میں کون ہوں؟ ہمارا اس وقت کون موجود تھا کہ جن سے

یہ سوال کیا جا رہا تھا تمام روحوں میں۔ گنہگار بھی تھے شیطان بھی تھا فرشتے بھی تھے نبی بھی تھے۔ بندے بھی تھے ہر کوئی اس میں موجود تھا۔ جہنمی بھی اس میں موجود تھے جنتی بھی تھے اپنا تعارف کراتے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا کہ میں گنہگاروں کو بٹا دوں اور صرف جنتی لوگوں کو بلا لوں سب کو بلا لیا۔ لیکن جب اپنے نبی ﷺ اپنے حبیب ﷺ کا تعارف کرایا تو صرف انبیاء کو بلا لیا کیا مطلب؟ کہ صرف انبیاء و رسل کو بلا لیا اور کہا کہ یہ نبی ہیں ان پر ایمان لاؤ اس کی غلامی کرو کیوں جی ایسا ہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہوتا ہے۔ تو انبیاء کا اجتماع ہوتا ہے اور اس وقت یا تو نبی ہوتے ہیں اور یا پھر ان کے ساتھ بخشے ہوئے بندے ہوتے ہیں اب اس محفل میں ہم بعدی اُسْمُہُ أَحْمَد (الصف ۶) میں خوشی خبری دیتا ہوں۔ یہ بھی میلاد ہے۔ حضرات! آنے کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ پیدا ہونے کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ یہی تو میلاد ہے۔ اب کس کس کو روکو گے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کو رو گے انبیاء کو رو گے، جب سے کائنات بنی ہے تب سے ہی حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر ہو رہا ہے۔ کوئی بندہ کہ جس نے آج سے دس ہزار سال بعد یا کروڑ سال بعد پیدا ہونا ہے۔ ہزار سال بعد پیدا ہونا ہے۔ اس کا میلاد نہیں منا سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بھی منارہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت آدم سے کتنے سال بعد پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم اگر انہیں پیدا نہ کرنا ہوتا تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ ہم جس کا میلاد مناتے ہیں اس کی پیدائش کے بعد مناتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے پیدا ہونے سے پہلے منارہے ہیں اور اپنے جلیل القدر بندے حضرت ابراہیم سے منوار ہا ہے۔ حضرت عیسیٰ سے منوار ہا ہے حتیٰ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں بشارت ملنا شروع ہو گئیں کہ میری جھولی میں ایک نور آ گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں۔ میں حضرت عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میں اپنی والدہ ماجدہ کی خواب ہوں۔ یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد ہے۔ یہ کائنات میں حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد ہوتا رہا ہے۔ یہ سب میلاد النبی ہی کی باتیں ہیں۔ اس میں پیدائش کا ذکر ہے۔ اس میں طاقتوں کا ذکر ہے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں لیکن آج جو دوست احباب نئے آئے ہیں ان کیلئے پھر عرض ہے کہ جس روز حضور ﷺ مکہ شریف میں آج سے چودہ سو چوبیس سال پہلے پیدا ہوئے ۵۷۰ عیسویں سال میں پیدا ہوئے۔ اگر ہجری سال کا حساب لگائیں گے تو پانچ دس سال اور بھی ہوں گے کہ وہ سال دس دن سال عیسوی سے چھوٹا ہوتا ہے تو یہ چودہ سو تیس پینتیس سال کی بات ہے اس روز اللہ تعالیٰ نے نور اتارا فرشتے اتارے، خوشبو اتاری اور نیک پیہاں حضرت خواجہ حضرت آسیہ، حضرت حاجرہ اور حضرت مریمؑ اتریں۔ شاہ قیصر و کسری کے محل کے کنگرے گر گئے آتش کہہ فارس جو ایران میں ایک آگ جلتی تھی اور اس کی پوجا ہوتی تھی وہ بجھ گیا۔ حضور ﷺ کے صدقے بخش دے، تو اسی وقت ان کو بخش دیا گیا اور پھر ہماری تعلیم کیلئے ہماری راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے آدم یہ محمد ﷺ کا نام نامی اسم گرامی تو نے کہا ہے کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ خود بتا رہے ہیں کہ یہ کرو یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جس سے جو چاہاں پوچھیں کسی کو اعتراض کی مجال نہیں

ہے کہ وہ یہ کہے کہ یا اللہ تو نے خود ہی تو بتایا تھا حضرت آدمؑ نے عرض کیا یا اللہ جب پیدا ہونے کے بعد میں نے آنکھیں کھولی تھیں میرے پتلے میں جب جان ڈالی گئی تھی میں نے آنکھ جو کھولی تو میں نے عرش کے کنارے پر لکھا دیکھا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو میں یہ سمجھا کہ جس کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا گیا ہے وہ بہت بڑی ہستی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں تو نے سچ ہی سمجھا ہے اور اگر میں نے اسے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا یہ میلا دن نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ میلا دیکھی ہوتا ہے کہ فلاں پیدا ہو گیا مبارک ہو کہ فلاں پیدا ہو گیا ہے۔ کیا یہ میلا دن نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اگر انہیں پیدا نہ کرتا تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا یہ میلا داس وقت منایا جا رہا ہے کہ جب ہم تم میں سے کوئی بھی نہ تھا صرف حضرت آدمؑ اور حضرت اماں خواہی تھے اس وقت اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے میلا دکا ذکر فرما رہے ہیں۔ ہر نبی سے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر کر لیا ہے۔ میرا نبی ﷺ آخری زماں آئے گا تو اس کی غلامی کرنا یہ میلا دن نہیں اور کیا ہے میلا دکا مطلب پیدا ہونا یوم پیدائش منایا BIRTHDAY انگریزی میں کہتے ہیں تاکہ HAPPY BIRTHDAY TO YOU جس میں پیدائش کا ذکر ہو وہ میلا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ذکر خود بھی کر رہا ہے اور انبیاء سے بھی کر رہا ہے کہ میرا نبی ﷺ آخری زماں آنے والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا تعارف فرمایا کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔ قرآن مجید وہ آیات مبارک ہے وہ دعا ہے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ (البقرہ ۱۲۹) ”اے ہمارے رب انہی میں سے ان میں ایک رسول پیدا فرما دے“ یہ بھی حضرت ابراہیمؑ اپنے طور سے حضور نبی کریم ﷺ کا میلا دن منا رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ فرما رہے ہیں کہ لوگوں میں تمہیں بتانا ہوں کہ میرے بعد نبی آ رہے ہیں کہ جن کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔ مُمْشِرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ جَوْا كُنْطے ہوئے ہیں۔ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف کر رہے ہیں۔ ہم ان کا ہی ذکر کر رہے ہیں نبی ﷺ کی باتیں سن رہے ہیں نبی ﷺ کی عظمت سن رہے ہیں اس لئے اس روز جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف انبیاء میں ہوا وہ بخشے ہوئے تھے۔ آج بھی جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں آتا ہے وہ بخشا جاتا ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بخشش نہ ہو نبی کریم ﷺ کی محفل میں کوئی گنہگار جاتا نہیں ہے۔ کوئی جہنمی نہیں جاتا ہے سارے بخشے ہوئے ہیں۔ وہاں جا کر بخشے جائیں یہاں آ کر بخش دیئے جائیں تو ان کی مہربانی ہے ویسے تو جب آدمی نیت ہی کر لیتا ہے کہ میں نے محفل میں جانا ہے تو وہ بخش دیا جاتا ہے۔ یہ قرآن مجید میں ہے کہ جب تعارف نبی پاک ﷺ کا ہوا تو صرف انبیاء ہی کو بلایا گیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء والمرسلین کو اکٹھا کیا۔ آپ دیکھیں کہ تعارف حضور نبی پاک ﷺ کا ہو رہا ہے اور وہ تمہارے جو بلائے گئے وہ بخشے ہوئے ہیں۔ آج بھی محفل میں تعداد کی قید نہیں۔ دس ہوں بیس ہوں ہزار ہوں لاکھ ہوں کروڑ ہوں ساری کائنات ساری مخلوق بھی آجائے نبی ﷺ کا میلا دہو تمام بخش دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کی برکت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ ”ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے“ تو ذکر مصطفیٰ ﷺ پر کیا ہوگا۔

رحمت جب برستی ہے تو جنتی بناتی ہے۔ جب آپ حضور ﷺ کے کسی غلام کا ذکر کرتے ہیں تو رحمت برسنے لگتی ہے تو جب سردار الانبیاء کا ذکر ہو تو کیا ہوتا ہے دیکھو کہ کس وقت اور کب اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف کرار ہا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد منا رہا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لغزش ہو گئی۔ تین سو سال تک روتے رہے۔ آنسو بہاتے رہے۔ وَمِنَّا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہتے رہے۔ سجدے کرتے رہے یہ وہ جو بھی تھا کر لیا لیکن لغزش معاف نہیں ہوئی (اللہ تعالیٰ معافی دے) نبی کی بات ہے ہم تو صرف ایک حوالہ کے طور سے عرض کر رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور چیز پڑھائی۔ کہ اے آدمؑ یہ بھی کرو تیری بخشش ہو جائیگی اور وہ کلمات آپ نے کہے تو بخشش ہو گئی صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا چیز بتائی گئی تھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پڑھایا تھا کہ وہ کہہ دے کہ ”یا اللہ مجھے محمد جہاں جہاں بت تھے وہ اوندھے منہ زمین پر گر گئے۔ حضور ﷺ کو ساری کائنات کے خزانوں کی چابیاں مل گئیں اس روز اتنا نور نکلا کہ حضرت آدمؑ نے مکہ شریف میں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے ڈھائی ہزار میل دور بصرے کے شہر میں چلتے ہوئے اونٹوں کی گردنیں دیکھیں۔ حضرت جبرائیلؑ بے شمار نورانی فرشتوں کی جماعت لیکر حاضر ہوئے جھنڈے لیکر حاضر ہوئے۔ ایک جھنڈا بیت المقدس سے ایک جھنڈا خانہ کعبہ پر اور ایک جھنڈا حضرت آدمؑ کے حجرہ پر نصب فرمایا اور در دولت پر حاضر ہو کر درود شریف پڑھتے رہے یہ تمام جو کچھ بھی ہوا کیا یہ از خود ہو گیا۔ نور کس نے اتارا فرشتے کس کے حکم سے گرے؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا اس کی مرضی سے ہوا ایک آدمی پستول چلاتا ہے گولی سے ایک آدمی مر جاتا ہے۔ اب قاتل پستول ہے کہ پستول چلانے والا ہے پھانسی پستول کو دو گے یا پستول چلانے والے کو دو گے فاعل پستول نہیں بلکہ پستول چلانے والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کے وقت جو بھی نظارے ظہور پذیر ہوئے وہ اللہ کی مرضی اور مشاء اور حکم سے ہوئے۔ اس لئے فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ میلاد نبی ﷺ منانے والی اللہ کی ذات ہے اب اگر لڑائی کرنا چاہو تو اللہ سے کرو شرک بدعت کے فتوے لگانا چاہو تو اللہ کے خلاف لگاؤ (نعوذ باللہ) ولادت نبی پاک ﷺ منانے والوں اور خوشی کرنے والے کافروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے انعام سے نوازا ہے۔ ابواب کہ جس کی مذمت میں قرآن پاک میں مکمل صورت نازل ہوئی۔ اس کو بھی اس کی لونڈی ثویبہؓ نے آکر خوش خبری دی اس کے ہاں ہتھیار پیدا ہوا ہے تو اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے انعام میں اسے آزاد کر دیا تھا۔ آج بھی ہر سوموار کو اس کی اس انگلی سے میٹھا شہد نکلتا ہے کہ جس سے وہ اپنی سات روز کی بھوک پیاس بجھا لیتا ہے۔

ولادت نبی ﷺ کے روز شیطان بڑا رویا بڑی تکلیف کا اظہار کیا بال نوچے سر میں مٹی ڈالی کسی نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا اس نے کہا کہ ایک آدمی کو درغلانے میں مجھے کئی سال لگ جاتے ہیں۔ اس سے بت پرستی کراتا ہوں اس کی بیٹی اس سے زندہ دفن کراتا ہوں اسے شراب کا عادی کراتا ہوں اس سے چوری زنا ڈاکوئی کراتا ہوں لیکن وہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کلمہ پڑھتا ہے ان کی زیارت کرتا ہے وہ صحابی بن جاتا ہے میری کئی

سال کی محنت پل بھر میں ضائع ہو جاتی ہے اب میں روؤں نہ تو اور کیا کروں کسی نے پوچھا کہ شیطان صاحب آج آپ اتنا کیوں رورہے ہیں اتنی چیخ پکار کیوں لگا رکھی ہے اس سے پہلے تو کبھی اتنی پریشانی نہیں تھی آج کیوں ادھر ادھر بھاگ رہے ہو۔ کیوں اتنا پاگل ہوا جاتا ہے تو کہنے لگا کہ پہلے جتنے آئے تے سب مٹ گئے لیکن آج جو تشریف لے آئے ہیں یہ مٹنے والے نہیں ہیں نہ ان کا قرآن مٹنے والا ہے تمام سادی کتب دنیا میں اصلی حالت میں نہیں رہیں۔ صرف حضور نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا قرآن محفوظ ہے یہ نہیں بدلا حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث نہیں بدلی۔ آپ ﷺ کا مذہب نہیں بدلا آپ ﷺ کی شان نہیں بدلی بدلتی تو درکنار آپ ﷺ کی ہر لمحہ نئی شان ہے اور ہر لمحہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس چیز کا شیطان کو علم تھا اسی لئے وہ رورہا تھا اس کے باوجود شیطان نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ تو نے حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش پر بہت زیادہ انعام اکرام عطا فرمائے ہیں۔ اس خوشی میں مجھے بھی کچھ عطا فرما۔ جب سے شیطان نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا تب سے ہی روزانہ اس کے منہ پر مکوں کی بارش ہوتی تھی کہ شام تک اس کا حلیہ بدل جاتا صبح پھر صحیح ہو جاتا اور وہی سزا شروع ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ولادت پاک ﷺ کی خوشی میں شیطان کی یہ سزا موقوف کر دی۔ حالانکہ شیطان کے متعلق خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ **إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ** بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے پھر بھی میلاد مصطفیٰ ﷺ کے ثمرات سے اسے بھی محروم نہیں رکھا گیا یہ تمام چیزیں سیرت کی کتب میں ملتی ہیں تو میری ایک عرض ہے کہ کیا یہ سب چیزیں صرف اسی ایک روز کیلئے ہی تھیں اب ختم ہو گئی ہیں۔ کیا اب وہ نور نہیں اترے گا کیا اب وہ خوشبوئیں اترے گی؟ کیا اب خزانوں کی چابیاں بند ہو گئی ہیں کیا اب وہ بت نہیں کریں گے کیا جودل میں بت ہیں وہ نہیں کریں گے۔ حضرات! آج بھی اس کمرے میں بھی اس گھر میں بھی مسجد میں ہو۔ گلی میں ہو میدان میں ہو تھوڑے بندے ہوں تب بھی زیادہ بندے ہوں تب بھی یہ اپنے وسائل کی بات ہے اپنے نصیب کی بات ہے جہاں بھی محفل میلاد ہوگی وہیں نور اترے گا یہ نہیں کہ نور اس روز اتر کر ختم ہو گیا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کے ساتھ نور کو اتارنا لازم کر دیا ہے جہاں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوگا نور اترے گا رحمت اترے گی۔ جہاں بھی کریں گے ایسے بھی خوش نصیب بندے ہیں اس محفل میں بھی موجود ہیں جو نور کو اترتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس خوشبو کو اترتے ہوئے دیکھتے ہیں ایسے فرشتے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں جو کائنات میں چکر لگاتے رہتے ہیں کہ جہاں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہ اس نور اور خوشبو کی وجہ سے اس کو ڈھونڈ لیتے ہیں۔ آ کر وہ فرشتے بھی بیٹھ جاتے ہیں جس طرح سے آپ بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے کرم کے ساتھ ساری محفل کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر آسمان پر جا کر بارگاہ عالیہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہاں ایک ایسی محفل تھی جہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا تھا تیرا ذکر تھا تیرے انبیاء کا ذکر ہو رہا تھا۔ تیرے اولیاء کرام کا ذکر ہو رہا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہی آگئے کچھ پڑوسی تھے وہ آگئے کوئی رشتہ داری

میں آگئے کوئی ایسے ہی وہاں سے گزر رہے تھے وہ بھی آگئے کسی کو اپنی کوئی غرض تھی محفل کی غرض سے نہیں آیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محفل کے صدقے میں نے سب کو بخش دیا ہے لہذا محفل میں آیا ہوا شخص خواہ کیسا بھی ہو خالی نہیں جاتا۔ آپ اسے لے آئیں خواہ کیسا ہی گنہگار ہو وہ بخش دیا جاتا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ سکھ ہے عیسائی ہے محفل میلاد ہو رہی ہو تو کوئی بھی آجائے وہ بخش دیا جاتا ہے۔ محفل میں کوئی ولی ہو نہ ہو۔ آپ نعت پڑھیں اولیاء کرام سب کو نکال دیں۔ پھر کبھی بندے بخش دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ اصل چیز تو ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی جتنا زور لگایا ہے وہ ذکر مصطفیٰ ﷺ پر ہی لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **فَاذْكُرُونِي اَزْكُرْكُمْ** تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا تم بھی ایک تو میں بھی ایک اگرچہ اللہ کی شان اپنی جگہ بلند ارفع و اعلیٰ ہے اس کا ذکر کرنا بھی بلند شان والا ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے تم ایک دفعہ میرا ذکر کرو تو میں بھی ایک دفعہ ہی تمہارا ذکر کروں گا۔ جب ذکر مصطفیٰ ﷺ کی باری **اٰلِی اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** تو فرمایا کہ میں دس مرتبہ تم پر درود بھیجوں گا دس مرتبہ برکت دینی ہے دس نیکیوں کا اضافہ بھی کرنا ہے جو تم نے نہیں کیں دس گناہ بھی معاف کرنے ہیں جو تم نے کئے ہیں۔ جنت میں دس درجے بھی بلند کروں گا **Full Stop** لگ ہی نہیں رہا ہے اور دیا جا رہا ہے اور بھی دیا جا رہا ہے مجھے تو ایسے لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اور کچھ بھی نہ کرو صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی کرتے رہو حضور نبی کریم ﷺ خود فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک مرتبہ میرا ذکر کرے **اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ** میں دس ہزار بار اس پر درود پڑھوں گا۔ اب بات کرو اور کیا چاہتے ہو ہمارا ایک چھوٹا سا بیج ہے اس کے پاس ایک پمفلٹ ہے جس میں درود شریف کے فضائل لکھے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ **اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَمَ** تا چھوٹا سا درود شریف لکھا ہے۔ اس سے متعلق لکھا ہے کہ اگر کوئی بیٹھے ہوئے اس درود شریف کا پڑھے تو کھڑا ہونے سے پہلے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور اگر کوئی کھڑا ہے اور یہ درود شریف پڑھتا ہے تو بیٹھنے سے پہلے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ میں اتنا انعام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے پتہ ہے کہ پیسہ لگایا جاتا ہے جس طرف نفع نہ ہو اس طرف کوئی پیسہ نہیں لگاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر مصطفیٰ ﷺ میں اتنا زیادہ کرتا ہوں دس گناہ معاف کرتا ہوں دس ہزار مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کا درود اٹھنے سے پہلے بخش بیٹھنے سے پہلے بخش یہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی کرتا ہوں تم بھی کرو کوئی اور کام نہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی کرتا ہوں تم بھی کرو کوئی اور کام نہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ میں کرتا ہوں سوائے درود شریف کے **اِنَّ اللّٰہَ وَ مَآءِ کَتَّہُ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا السَّلَامَ**۔ حضرات یہ ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ یہ ہے میلاد مصطفیٰ ﷺ جو بھی کرے گا بخشا جائے گا۔ آج تک جس نے بھی کیا اسے ہی انعام مل گیا آپ کسی منافع کو لے آؤ کوئی اس کا علاج بتا دو جس سے آپ اس کو ٹھیک کر لیں گے اسے ڈنڈے مارو گے تو اور بھی سخت ہو جائے گا اسے لالچ دو اسے نفل پڑھائیں اسے قاری بنادیں اسے حفظ کرا دیں اسے

حاجی بنا دو اسے غازی بنا دو جو کچھ بھی کرنا ہے کر لو وہ پہلے سے بھی بڑا منافق بن جائیگا لیکن جس روز وہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ میں آجائیگا اس کی منافقت ختم ہو جائیگی کوئی چیز منافقت کو ختم نہیں کر سکتی وہ پڑھ کر بے عمل ہو ا وہ پڑھ کر جاہل ہو ا وہ علم جانتا ہے۔ حافظ ہے قاری ہے آپ اسے کیا پڑھائیں گے لیکن کیا اس کی کوئی چیز قبول ہے۔ نہیں قبول ہے۔ آپ اسے لے آئیں ذکر مصطفیٰ ﷺ میں تو انشاء اللہ اس کا بیڑا پار ہو جائیگا ایک جگہ محفل ہوئی اور اس میں ایک بندہ آیا محفل ختم ہوئی تو کہنے لگا کہ جی میری کسی نہ جوتی اٹھالی ہے۔ میر محفل نے فرمایا کہ بڑا عجیب بندہ وہ چور ہے کہ دو چیزیں لے گیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ جی اور کیا چیز لے گیا ہے تو انہوں نے فرمایا ایک جوتی لے گیا ہے اور دوسری بخشش لے گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ کوئی چور ہے یا کون ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی کیاریوں میں جایا کرو اور کچھ پھل کھایا کرو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں وہ جنت کیاریاں کہ جس میں جا کر ہم پھل کھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جہاں ذکر ہوتا ہے وہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ جہاں محفل ہوتی ہے تو اس جگہ تین دن فرشتے بیٹھے وہی باتیں کرتے رہتے ہیں وہی درود سلام پڑھتے رہتے ہیں جو آپ نے پڑھا ہے حضرات دیکھو کہ کتنا نفع اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو جانتا ہے وہ ہمیشہ درود شریف پڑھتا ہے۔ ایک صحابی آئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اتنا وقت اپنے وظائف کو دیتا ہوں اور اتنا درود شریف پڑھتا ہوں حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آدھا وقت وظائف کو دوں گا اور آدھا وقت درود شریف پڑھوں گا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ درود شریف زیادہ کر لو تو اچھے رہو گے اس نے کہا پون وقت درود شریف کر لوں گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور زیادہ کر لو صحابی نے عرض کیا کہ کیا سارا وقت درود شریف ہی ویدوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا کر لے گا تو دنیا و آخرت کی کوئی حاجت تیری باقی ایسی نہ ہوگی جو پوری نہ ہو حضور نبی کریم ﷺ کیا فرما رہے ہیں کہ باقی تمام ذکر چھوڑ دو صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی کیا کرو حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ سارا وقت ہی درود شریف پڑھا کرو ایک آدمی تھا کہ وہ سارا وقت ہی درود شریف پڑھا کرتا تھا لیکن دل میں یہ خدشہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ **فَاذْكُرُونِي** کہ میرا ذکر کیا کرو لیکن میں تو صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی کرتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پڑا جاؤں قرآن مجید میں ہے کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے لینے صبح شام اللہ کا ذکر کیا کرو۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا** (الاحزاب ۴۱-۴۲) لیکن میں تو ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز اللہ کے دربار میں پڑا جاؤں کہ اللہ کا ذکر کرنے کا حکم تھا وہ کیوں نہیں کیا یہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ ایک رات اسے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک مسئلہ بڑا درپیش ہے کہ میرا دل ذکر گرفتار تو نہ ہو جاؤں گا اس آدمی کا نام تو یاد نہیں رہا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مبارک ہو تمہیں اور بھی مبارک ہو مصطفیٰ ﷺ بھی ذکر اللہ ہی ہے۔ آپ نے یہ نعت پڑھی ہے کہ:

بنے دو جہاں تمہارے لئے

اس میں اے حضرتؑ کا ذکر ہے کہ نہیں یہ کیوں ہے کہ وہ یہ نعت لکھنے والے ہیں۔ تاج محل بہت اچھا ہے بہت خوبصورت ہے بہت قابل دید ہے بہت عالیشان ہے اس میں کیا شا جہان کا ذکر نہیں ہے؟ کیا اس کے تعمیر کرنے والے مستری کا ذکر نہیں ہے؟ کیا ڈیزائنیں تیار کرنے والے کا ذکر نہیں؟ فلاں کا بیٹا بہت بہادر ہے بہت بڑا پہلوان ہے اس میں کیا اس کے باپ کا ذکر نہیں ہے؟ اسی طرح ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی ذکر اللہ ہے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ کو ایسی عظیم ہستی بنایا کہ جس کے ذکر کرنے سے اللہ خود راضی ہوتا ہے یہ کوئی اللہ کی مخالفت نہیں ہے (نعوذ باللہ) یہ تو بلکہ سنت اللہ ہے کہ وہ خود اپنے حبیب ﷺ کا بار بار ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کس کے چہرے کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی تمام تر توجہ حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے اور ان کی طرف ہے اسی طرح میلاد منانا سنت اللہ ہے ہمیں پھر بھی کچھ اختیار ہے کہ جس سے ہم گناہ کرتے ہیں کوئی نیکی کرتے ہیں۔ آدمی کو اختیار ہے لیکن فرشتے کو اپنا کوئی اختیار نہیں ہے اسے جو اللہ تعالیٰ حکم دیں وہ وہی کرتے ہیں۔ اگر کھڑا کر دیں تو کھڑے ہیں اگر سجدے کا حکم ہے تو سجدہ میں ہیں۔ اللہ جہاں پہنچنے کا حکم دیں وہ پہنچ جائیں گے۔ اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہے بندے کی پھر بھی کوئی اپنی مرضی ہوتی ہے فرشتہ جب اترتا ہے تو کون اتارتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اتارتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب قرشتے اتریں تو میلاد ہے اور اگر بندے آجائیں تو بدعت ہے۔ فرشتے بھی آتے ہیں وہ بھی محفل میلاد میں بیٹھے ہوتے ہیں یہ سنت فرشتہ بھی ہے اور سنت بندہ بھی ہے۔ جب فرشتے اتر رہے ہیں تو کیا ہم میلاد نہیں کر سکتے۔ حضرات یہ ہے کہ میلاد نبی ﷺ مناؤ تیرے گھر میں بھی فرشتے اتریں گے تیرے گھر میں بھی نور اترے گا تیرے گھر میں بھی خوشبو پکے گی۔ تیرے گھر میں بخشش ہوگی جہاں بھی کریں جب بھی کریں ذکر مصطفیٰ ﷺ ایسی چیز ہے کہ اس کیلئے وقت کی کوئی قید نہیں ہے کہ یہ صرف بارہ ربیع الاول کو ہی کرنا ہے تیرہ کو نہیں کرنا یا دس کو نہیں کرنا ہے یا اگلے مہینے میں نہیں کرنا ہے یا اس سے اگلے مہینے میں نہیں کرنا ہے صبح کو نہیں کرنا یا شام کو نہیں کرنا ہے نہیں نہیں دہائی خدا کی ایسی کوئی بات نہیں ہے جب بھی جس وقت بھی جس دن بھی جس مہینے میں بھی میلاد مصطفیٰ ﷺ مناؤ یہ قبول ہی قبول ہے اور اس کی برکت اور اس کی رحمت ہر وقت ہوتی ہے لیلتہ القدر سال میں ایک بار آتی ہے اس کو نزول قرآن کا میلاد کہہ لیجئے نزول قرآن جس دن ہوا وہ لیلتہ القدر ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ نے کِلَّةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ہزار مہینوں سے بھی افضل قرار دے دیا۔ لیکن سال میں صرف ایک روز آئیگی دس دنوں میں تلاش کرو ساری رات جاگیں پھر بھی ملے نہ ملے میں روز پہلے بھی تلاش کرتے رہوں پورا مہینہ تلاش کرتے رہے پھر بھی ملے کہ نہ ملے دیکھوں کتنا مشکل کام ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ صبح کو کرو پھر بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے رات کو کرو پھر بھی ہے اکیلے بیٹھ کر کرو پھر بھی ہے اکٹھے بیٹھ کر کرو پھر بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے سال کے جس حصے میں کرو جہاں کرو جب کرو یہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل ہے وہیں نور اترنا فرشتوں کا اترنا اور جتنے انعامات اس میں رکھے گئے آج بھی اتنے ہی انعامات اس میں ہیں انعامات میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی اور پھر یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو کائنات کی چابیاں ملیں ہر چیز کے مختار و مالک بنادے گئے۔

جیسے المحضرؒ فرماتے ہیں کہ اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل حکومت کل ہر چیز عطا فرمائی گئی کیا آپ میں سے کوئی ان چیزوں کو لینا چاہتا ہے کوئی تعریف کرنا چاہتا ہے کائنات میں میاں صاحب شریقوری نے تصرف کیا ہے کہ سکھوں کو ولی بنا کر رکھ دیا ہے یہ ہے حکومت کل عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور وہ یہ ولی کی نگاہ میں رکھ دیتا ہے وہ سکھ آئے تو تھے چوری کی غرض سے لیکن ولایت نصیب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ آئے تو تھے قتل کی نیت سے فاروق اعظمؓ بنادئے گئے۔ اور غوث اعظمؒ کا چور آیا تو تھا جبہ چرانے لیکن زمانے کا قطب بنا دیا گیا یہ تین مثالیں میں نے عرض کی ہیں کیا ایسا تصرف تم بھی لینا چاہتے ہو نبی کی غلامی کر لو تمہیں بھی یہ نعت مل جائے گی علامہ اقبالؒ جواب شکوہ میں فرماتے ہیں کہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرے حبیب کی غلامی میں آ جاؤ تو پھر میں تمہارا بن جاؤں گا اور لوح قلم تیرے حوالے کر دوں گا کہ اپنی تقدیر تو خود اپنے ہاتھ سے لکھ لے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرو جو آپ ﷺ کرتے ہیں وہ تم بھی کرو پانی جس طرح وہ پیتے ہیں تم بھی ویسے ہی پیو جو نبی مبارک جیسے پہنتے ہیں آپ بھی ویسے ہی پہنیں۔ جیسا لباس زیب تن فرماتے ہیں تم بھی ویسا ہی پہنو تو انعام ملے گا تصرف ملے گا ولایت نصیب ہوگی درجات ملیں گے نگاہ کی پاکیزگی نصیب ہوگی زبان میں تاثیر پیدا ہوگی کن کی زبان عطا ہوگی حضرات یہ ہے میلاد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بہتر میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش محمد قاسم صاحب 18/10/95

دعا کی اہمیت

نحمدہ نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من
الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککھ یصلون علی النبی یاایہا الذین امنو
صلو علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات سامعین آج آپ کو تھوڑی سی اکناکس پڑھالیں اکناکس یہ ہے کہ آپ کا جزل اسٹور ہے۔
اسکی لاگت کتنی ہے کتنی اسکی cost ہے؟ اس میں تیرا خرچہ کتنا ہے اس کا خرچہ یا نفع یہ نہیں ہے کہ کیا تم نے اس میں لگایا
ہے کتنا سرمایہ اس میں لگایا ہے۔ کتنا اس سے نفع ہو رہا ہے۔ اکناکس کہتی ہے کہ یہ ایک پہلو ہے دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ
آپ نے یہاں میڈیکل اسٹور کیوں نہیں کھولا آپ نے یہاں الیکٹریک اسٹور کیوں نہیں کھولا۔ یا یہ کہ آپ نے یہاں
فلاں کاروبار کیوں نہیں کیا۔ اگر وہ کرتے تو کیا ہوتا یہ ہے اکناکس میڈیکل اسٹور سے کیا ہوتا آپ وہاں ٹیکنک کھول
دیتے تو کیا ہوتا کوئی x-Ray Plant وہاں لگا دیتے تو کیا مالتا ہے جی اکناکس ایک چیز آپ نے لی ہے اب اس
کا معاوضہ یا cost یہ نہیں کرتے خرچہ کیا کیا ہے تم نے کھویا کیا ہے یعنی موقعہ تو تھا میڈیکل اسٹور کھولنے کا وہ آپ نے
کھودیا ہے۔ جزل اسٹور بنالیا ہے سائیکلوں کی دکان نہیں بنائی، سپتیر پارٹس کی دکان نہیں بنائی یہ ہے اکناکس کپاس لگائی
ہے تو اس کی قیمت یا cost یہ نہیں کہ کپاس پر کیا خرچہ ہوا ہے، کما د کیوں نہیں لگایا چاول کیوں نہیں لگائے اب اسے آپ
روحانیت میں لے آئیں، اسی مثال کو لے آئیں یہ بہت موزوں اور FIT رہے گی آپ دعا کرتے ہیں یا اللہ مجھے جنت
دیدے اس کی قیمت کیا ہے جس طرح آپ کے جزل اسٹور کی قیمت میڈیکل اسٹور ہے میں نے کہا کہ یا اللہ مجھے
جنت دے دے تو اس کی قیمت کیا ہے یہ دعا کر کے میں نے کیا کھویا ہے پایا تو میں نے جنت کو ہے لیکن میں نے کھو کیا دیا
ہے سوچنا پڑے گا کہ کیا کھویا ہے آپ سب لوگ جو یہاں تشریف لائے ہیں آپ سینما کیوں نہیں گئے یہ اس کی قیمت
ہے میں نے دعا مانگی کہ یا اللہ میرا خاتمہ بالخیر ہو مجھے سکون قلب عطا فرما دے مجھے بیٹا عطا فرما دے میری روزی میں
وسعت عطا فرما دے۔ میں مقدمہ جیت جاؤں میری صحت بحال کر دے، میزان پر میرے اعمال ٹھیک ہو جائیں یہ سب
کچھ میں نے مانگا ہے لیکن یہ تو سوچو کہ یہ مانگ کر پھر میں نے کھو کیا ہے میں نے حضور ﷺ کی زیارت کھودی ہے وہ
بھی تو مانگ سکتا تھا آپ کی دکان جو ہے اس میں ہزاروں دکانیں Fit ہو سکتی ہیں اس میں Shoes House ہو سکتا
ہے یا پہلے جو چار پانچ گنوائے ہیں ان میں کوئی ہو سکتا ہے اور بھی ہزاروں قسم کی دکانیں اس چار دیواری میں Fit ہو سکتی
ہیں اسی طرح میری دعا میں کہ مجھے جنت مل جائے میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے تو میں نے ترجیح جو دی وہ جنت کو دی ہے
خاتمہ بالخیر کو دی ہے حسن طلب کیا کہتا ہے، حسن طلب کہتا ہے کہ تو وہ چیز طلب کر جس کے آنے سے پھر تمہیں خسارہ نہیں

بلکہ نفع ہی نفع ہو اس میں جنت بھی آجائے اس میں خاتمہ بالخیر بھی آجائے اس میں پل صراط سے گزرنے کا بھی آجائے اس میں سکون قلب بھی آجائے اور دنیا میں جس اچھی حالت میں رہنا ہے وہ بھی آجائے وہ ہے ہمارے روحانی پیشوا حضور سیدنا صدیق اکبرؑ کی دعا حضرات آپ ہمیشہ یاد رکھیں میں اسے بار بار دہرا ہوں تاکہ آپ کو یاد رہے اور مجھے بھی یاد رہے ان کی دعا ہے یا اللہ میری آنکھیں ہوں اور حضور ﷺ کا چہرہ ہو اور مجھے کچھ بھی نہیں چاہئے۔ یہ نقشہ بندی سلسلہ کی فروعات ہیں۔ آپ کشمیر دیکھیں سوٹیزر لینڈ دیکھیں انگلستان دیکھیں نیو یارک دیکھیں یا اور کوئی نظارہ دیکھیں کیا یہ کمال نظر ہے کیا یہ دیکھنے کی انتہا ہے

میں گنبد خضراء کی طرف دیکھ رہا ہوں
کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

جس طرح سے سب سے بلند مرتبہ حضور ﷺ کا معراج شریف ہے میری نظر کی معراج اس وقت ہوتی ہے جب میں گنبد خضراء کو دیکھوں یا گنبد خضراء کے کلین کو دیکھوں یہ نظر کی معراج ہے اس سے زیادہ اوپر نظر کی معراج نہیں ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ تمام سلاسل کے اماموں کے بھی امام ہیں آپ جانتے ہیں نا ان کی شان کو؟ جتنے بھی سلاسل ہیں ہر سلسلہ کا امام ہے لیکن حضرت صدیق اکبرؑ سب کے امام ہیں پیشوا ہیں انبیاء کے بعد انسانوں میں سب سے بلند مرتبہ حضرت صدیق اکبرؑ ہیں وہ تمام علوم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو عطا فرمائے وہ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؑ کے سینے میں بھر دیے پورے علم کے ساتھ پورے فہم کے ساتھ دعا یہ مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ اور یہ دیکھ لو کہ چہرہ سے کیا حاصل ہوتا ہے عام مسلمان سے لیکر صحابی کے درجہ تک چالیس واسطے اور درجے ہیں جہاں عام آدمی کی سوچ فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے پھر ولی سے آگے پتہ نہیں کہ کتنے درجے ہیں تو صحابی تک پہنچتے ہیں لیکن صحابی کس سے بنتا ہے؟ صحابی بنانے والی چیز ہے دیدار مصطفیٰ ﷺ آپ کہیں گے کہ نماز پڑھنے والا صحابی بن جاتا ہے نہیں جب نماز ابھی فرض نہیں ہوئی تھی لیکن صحابی بن رہے تھے۔ زکوٰۃ نہیں تھی حج نہیں تھا قربانی نہیں تھی صرف حضور ﷺ تھے اور بس قرآن پاک کی صرف دو ہی سطوریں آئیں تھیں چند آیات آئیں تھیں۔ مکمل قرآن بھی ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔ شریعت اور شرعی ارکان بھی نہ تھے۔ صرف کلمہ شریف تھا اور حضور ﷺ تھے۔ صحابی نے ایک نظر حضور ﷺ کو دیکھا تو عام مسلمان سے وہ چالیس درجے بلند ہو گئے۔ اب اس کی جوتی کی خاک کے برابر بھی کوئی بڑے سے بڑا غوث قطب ولی نہیں ہو سکتا۔ وہ اتنا بلند مرتب ہے کہ اگر وہ ایک مٹھی جو کی خیرات کر دے اور آپ احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کر دیں احد پہاڑ پتہ ہے کتنا لمبا چوڑا ہے آپ میں سے کئی خوش نصیب ہیں جنہوں نے دیکھا ہے انداز 35 میل لمبا اور 10 میل چوڑا ہے اور گہرا پتہ نہیں کہ اللہ جانے کہ کتنا ہے۔ اس کے برابر آپ سونا خیرات کر دیں تو صحابی کی ایک مٹھی جو کے برابر نہیں ہو سکتا

اور پھر دیکھو کہ اک دیدار کتنے منٹ بلکہ کتنے سیکنڈ میں ہو جاتا ہے حاجی صاحب میں آپ کا دیدار کر رہا ہوں، کتنے دیدار میں نے کر لئے ہیں اور پھر کتنے حج ہو گئے ہیں، یہ بھی تو پیر صاحب ہیں ہمارے تو لکھ کر وڑج ہو گئے ہیں، یہ نبی پاک ﷺ کے انتخاب شدہ ہیں کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایسی عبادت میں پورے سوسال مصروف رہو کہ جس میں کوئی ریا کاری نہ ہو ہماری تو اکثر چیزوں میں ریا کاری ہوتی ہے، دکھلاوا ہوتا ہے، کوئی غلطی ہوتی ہے لیکن مرشد کریم کے دیدار میں کوئی غلطی نہیں ہوتی جس میں غلطی نہ ہو وہ انسان ہی نہیں ہوتا حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا دیدار کفارہ گناہ ہوتا ہے، اولیاء اللہ کا دیدار کرے تو سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں آپ کہیں گے کہ یہ شعر حضرت سلطان العارفین حق باہو کا ہے یہ یاد رکھیں کہ اولیاء اللہ بھی حضور ﷺ کے نور سے ہی بات کرتے ہیں لیکن یہ تو حضور ﷺ کا اپنا فرمان ہے حدیث پاک ہے کہ نیک لوگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے۔

اٹھ فرید ستیا تے خلقت ویکھن جا
جے کوئی مل جائے بخشیا تے توں وی بخشیا جا

دیکھو کہ دیدار پر کتنا زور دیا ہوا ہے معراج نظر صرف دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے معراج نظر دیدار ولی کامل ہے ان سے اگر ادھر ادھر دیکھیں گے کسی اور کو ڈھونڈیں گے تو اللہ تعالیٰ معافی دے گرفتاری ہو سکتی ہے جنت کیلئے دعا کرنے والے کی بھی گرفتاری ہو سکتی ہے کہ اے خدا کے بندے تو نے حضور ﷺ کے دیدار کیلئے کیوں دعا نہیں کی تو نے حضور ﷺ کے دیدار کی تمنا کیوں نہیں کی اب ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ کا دیدار مل جائے اور ایک ہے کہ نہ ملے آپ بھی کریں اور میں بھی دعا کرتا ہوں کہ:

کستے ویکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

اگر دیدار مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوتا یہ نعت نصیب نہیں ہوتی اس سے پہلے ہی مر جاتا ہے تو آپ کی نظر میں وہ کامیاب نہیں گیانا کام گیا ہے لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ ناکام نہیں ہے بلکہ میرے دیدار کی حسرت جو وہ لیکر ساتھ آ رہا ہے وہ اس کی قبر کو روشن کر دے گی۔ یہاں حضرت کا اعلان ہے۔

لحد میں عشق رخ شہہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
یہ داغ تھا ایک کہ یا رسول اللہ ﷺ

کستے ویکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

لیکن وہ مر گیا وہ داغ اس کے سینے میں لگ گیا ہے یہی داغ جب قبر میں ساتھ جاتا ہے تو قبر کو روشن کر دیتا

ہے

سنی تھی رات اندھیری یہ چراغ لے کے چلے

یہ چراغ بن جاتا ہے یہ داغ چراغ بن جاتا ہے یہ ہے جی کرم زیارت کا اس سے بغیر چارہ نہیں ہے مرشد کریم کا دیدار ہو جائے تو وہ بھی بہت اعلیٰ چیز ہے اس سے دلوں کی میل ٹیڑھ سب دور ہو جاتی ہے دیدار ہوتے ہی سب اسی وقت دور ہو جاتی آئیے آپ اپنے مرشد کا تصور کریں تو اس سے کیا حاصل ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے جس طرح سے میں عرض کرتا ہوں کہ ہر چیز کا بیج ہے کپاس کا بیج ہے، گندم کا بیج ہے مکا کا بیج ہے آلو کا بیج ہے ہر فصل ہر ہنری کا بیج ہے۔ تو زیارت مصطفیٰ ﷺ کا کیا بیج ہے کہ میں اسے بوؤں تو پودا نکل آئے بغولہ بوئیں گے تو کپاس نکلے گی۔ گندم کے دانے بوئیں گے تو گندم نکلے گی جو بوئیں گے تو جو نکلیں گے جو چیز بھی بوو گے وہی حاصل کریں گے۔ زیارت مصطفیٰ ﷺ کیلئے کیا بوئیں؟ کیا نفل پڑھیں؟ کیا زکوٰۃ دیں؟ کیا حج کریں؟ آخر کیا کریں کہ دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جائے تو فرماتے ہیں کہ تم اپنے مرشد کریم کا تصور کیا کرو کہ یہ بیج ہے اور اس کا پھل حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار ہے کئی دفعہ یہ بھی عرض کیا ہے کہ ہر چیز کا کورس ہے۔ ڈاکٹر بننے کیلئے کورس ہے۔ انجینئر بننے کیلئے کورس ہے۔ وکیل بننے کیلئے کورس ہے پروفیسر بننے کیلئے بھی کورس ہے۔ اکاؤنٹس کا بھی کورس ہے مکینک کا بھی کورس ہے، فرنیچر بنانا سا کا بھی کورس ہے، ہر چیز کا کورس ہے ولایت کا کون سا کورس ہے؟ کہ جس کے پڑھنے سے ولی بن جاتے ہیں۔ کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نفل زیادہ پڑھ لیں تو بنی پاک ﷺ سے بھی آگے نکل سکتے ہیں۔ یہ ان کا کورس ہے بنی پاک ﷺ سے آگے نکلنے کا یہ دیوبندی حضرات کا عقیدہ ہے اور کورس ہے کہ جس کو پڑھ پڑھ کر وہ بنی پاک ﷺ سے آگے نکلنے کی کوشش میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ حضرات ولایت کا کون سا کورس ہے۔ اگر ان لوگوں کو ولایت کے کورس کا پتہ چل جاتا تو آج ان کا عمل مختلف ہوتا، حضرات ولایت کا کورس یہ ہے کہ خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو جائے جس کسی کو بھی جس رنگ میں بھی ہو جائے یہ بڑی بڑی تین حقیقتوں میں سے ایک حقیقت ہے، بڑی اور سچی ایک حقیقت قرآن مجید ہے، دوسرے حقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے اور تیسری حقیقت حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار ہے اور دیدار جسے ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ دیدار میں وہ اپنے ایمان کی کیفیات کو دیکھتا ہے، آپ میں ایمان ہے یا نہیں کیا آپ سڑٹکلیٹ دے سکتے ہیں کہ ایمان ہے یا نہیں ہے یہ صرف زبانی کلامی ہے، تصدیق تو نہیں ہے، دیکھو ابو جہل آیا بولا کہ اے میرے بھتیجے تمہاری شکل بہت بد شکل ہے (نعوذ باللہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں بچا جان آپ سچ ہی کہہ رہے ہیں، حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لاتے ہیں فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سے حسین کوئی کسی ماں نے جنما ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ سب سے حسین ہیں فرمایا کہ آپ بھی سچ کہہ رہے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں ہی کیسے سچے ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ابو جہل کو بھی فرمایا کہ سچا ہے جو بد شکل (نعوذ باللہ) کہہ رہا ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کیلئے بھی فرمایا کہ سچا ہے جو حسین ترین شکل والے فرما رہے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ دونوں ہی کیسے سچے ہیں۔ ایک تو ان میں سے جھوٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں دونوں ہی سچے ہیں میں ایک نور ہوں ایک آئینہ ہوں جو مجھے دیکھتا ہے تو وہ اصل میں اپنے ایمان کی کیفیت کو دیکھتا ہے ابو جہل کو اپنی بے ایمانی نظر آتی ہے جو بہت

بدشکل ہے اور صدیق اکبر ﷺ کو اپنا ایمان نظر آتا ہے جو بہت حسین ہے جب کسی خوش نصیب کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوگی تو وہ کیا دیکھے گا وہ اصل میں اپنے ایمان کی شکل دیکھے گا۔ حضرات یہ سرتقلیٹ ہے کہ آپ سچے ہیں۔ یہ سرتقلیٹ ہے کہ آپ ایمان دار ہیں۔ اس کی تصدیق یہ ہے کہ یا تو تیرے دل میں تمنا ہو کہ میں حضور ﷺ کو دیکھوں یا یہ کہ آپ کو دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جائے۔ اس کے علاوہ کوئی تیسری چیز آپ کی صداقت کا ثبوت نہیں ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں نمازی ہوں نماز پڑھتا ہوں یہ میرے سچے ہونے کی دلیل ہے میں سچا ہوں تو زکوٰۃ دیتا ہوں میں سچا ہوں تو حج کرتا ہوں میں سچا ہوں تو قربانی دیتا ہوں صدقہ دیتا ہوں طواف کعبہ کرتا ہوں آپ یہ کہہ سکتے ہیں لیکن یہ تمام چیزیں تو منافق میں بھی ہیں وہ تو سچا نہیں ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ قربانی طواف ہر چیز منافق میں بھی تھی لیکن وہ پھر بھی جھوٹا تھا دیدار بھی کرتا تھا لیکن اے دیدار کی تمنا نہیں تھی دیدار کی تمنا ہمارے پیشوا حضرت صدیق اکبرؓ کو ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہوا اور میری آنکھیں ہوں بس اور مجھے کچھ نہیں چاہئے اس کا نتیجہ دیکھ لیں اس تمنا کا ثمر اور پھل دیکھ لیں کہ صدیق اکبرؓ کو یہ رتبہ ملا ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں اور آج بھی حضور ﷺ کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں اور ایسی شان سے پہلو میں گئے ہیں کہ اتنی شاندار مثال نہیں ملتی ہے۔ آخری وصیت کی فرمایا کہ لوگو ایسے کرنا کہ وصال کے بعد میرے جنازے کو حضور ﷺ کے در اقدس پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے اگر دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر لے جا کر دفن کر دینا ورنہ جہاں جی چاہے دفن کر دینا جنازے کو حضور ﷺ کے در اقدس پر لے گئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا غلام آ گیا ہے۔ دروازہ اپنے آپ کھل گیا یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی تمنا کی تصدیق ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہوا اور میری آنکھیں ہوں۔ اس سے بہتر کوئی انعام نہیں ہے قیامت کے روز بھی اس سے بہتر کوئی تصدیق نہیں ہوگی اور دنیا میں بھی اس سے کوئی انعام نہیں ہے۔ اسی لئے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ **كَشَفَ الدُّجَى بِحَمْدِہ** کہ جسکی تصدیق یوں ہے کہ جب بھی محفل میں لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی گود میں بیٹھے دیکھا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی گود میں کیوں ہیں حالانکہ شیخ سعدیؒ چار پانچ سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ فرمایا اس نے یہ رباعی لکھی ہے۔

بَلَّغَ الْعُلَى بِحَمَالِہ كَشَفَ الدُّجَى بِحَمَالِہ
حَسَنَتْ جَمِيعُ حَصَالِہ صَلَّوْا عَلَیْہِ وَالِہ

یہ مجھے اتنی پسند ہے کہ اس کی مرکزی اور بنیادی جو چیز ہے **كَشَفَ الدُّجَى بِحَمَالِہ** کہ ان کا چہرہ دیکھنے سے سارے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اس کو اپنی مثالوں میں بھی اس کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ میں نے ایک حمام سے مٹی لی اسے اس کو اپنی مثالوں میں بھی اس کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ میں نے ایک حمام سے مٹی لی اسے سونگھا تو

اس سے حضور ﷺ کی خوشبو آ رہی تھی میں نے پوچھا کہ اے مٹی تجھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو کیسے آ گئی اس نے عرض کیا کہ

جمال ہم نشین درمن اثر کرو
ورنہ ہما خاکم کہ ہستم

یہ نبی پاک ﷺ کی شان ہے کہ میں نے ان کا چہرہ دیکھا تو مجھ میں خوشبو پیدا ہو گئی چنبیلی یا کسی اور قسم کی نہیں آئی ادھر ادھر کی نہیں آئی۔ حضور ﷺ تشریف لائے میں نے زیارت کر لی تو مجھ میں خوشبو آ گئی ورنہ اگر میرا تجربہ کرو گے تو میں تو وہی مٹی ہی ہوں صرف فرق جو ہے وہ دیدار کا ہے آپ نے ابھی ایک ولی کامل کا شعر پڑھا ہے۔

ایہو صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچہ قبر تے پل تھیں ہوئی گزر
تدھوں کھوٹیاں تھیں سب کھریاں

کھوٹے کب کھرے ہوں گے اس کا طریقہ بتایا ہے کھوٹے سے مراد گنہگار جہنمی یہ فرما رہے ہیں کہ ہم کھوٹے تھے وہاں گئے تو حضور ﷺ کا دیدار ہو گیا اور ہم کھرے بن گئے۔ اس شعر کو دوبارہ دیکھیں کہ یہی صورت مجھے نظر آتی رہے کہاں نظر آتی رہے وقت نزع اور روز حشر یعنی مرتے وقت اور پھر قیامت کے روز بھی دیدار ہو جائے تو میں کھوٹا بھی کھرا ہو جاؤں گا سارے کھوٹے سکے کھرے ہو جائیں گے۔ سارے جہنمی جنتی بن جائیں گے۔ یہ اس ولی کامل کا شعر ہے جو زیارت نبی ﷺ کرتے ہوئے یہ لکھ رہے ہیں ان کے تمام اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سامنے ہیں اور یہ لکھ رہے ہیں فرمایا

اس صورت نوں میں جان آ کھاں
جان آ کھاں کہ جان جہان آ کھاں
سچ آ کھاں تے رب دی شان آ کھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شان

اس صورت نوں میں جان آ کھاں بھئی کون سی صورت کو جان آ کھا وہی کہ جو صورت سامنے ہے حضرات صورت سامنے ہے تو کہہ رہے ہیں کہ اس صورت نوں میں جان آ کھاں جنت میں جانا بھی ایک شان ہے اور یہ بھی حضور ﷺ کس شان سے بنتی ہے۔ حضور ﷺ کے کرم سے بنتی ہے اگر نزع کے وقت دیدار ہو جائے تو حشر کے وقت بھی ہو جائے گا اور پھر کھوٹے سکے یعنی گنہگار بندے بھی جنت میں چلے جائیں گے یہ حضور ﷺ کے دیدار کی اہمیت ہے اس لئے حضرات وہ چیز مانگو کہ جس کے بعد ہاتھ اٹھانے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ یہ سب کچھ مل جائے کوئی حاجت

ندر ہے

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

یہ شعر ہے حضرت امام جلو آئی کا جن کا مزار شریف ڈھڈی والہ کے قریب ہے وہ تو کہتے ہیں کہ کچھ اور
مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے ہم تو کہتے ہیں کہ جنت مانگتے جاؤ یہ ٹھیک ہے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ کفر کر رہے ہو آپ
دیکھ لو کہ میں تو کورس ٹھیک کر رہا ہوں Contents ٹھیک کر رہا ہوں میں عرض کر رہا ہوں کہ دلی کامل کیا فرما رہے ہیں
کہ جنت مانگی تو کا فرسکون قلب مانگنا بھی کفر

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

یار رسول اللہ ﷺ میرے دست سوال میں آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک دیدیں۔ پھر میرا کام بن گیا اگر
کوئی اور چیز طلب کر لی تو کافر بن گیا۔ اس لئے حضرت صدیق اکبرؓ کے امام ہیں کہ انہوں نے وہ چیز ڈھونڈ لی کہ جو
سب سے بہتر ہے حضور نبی کریم ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ حضرت علیؓ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے یہ کیوں عبادت ہے کہ
حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھیں تو یہ عبادت میں شامل ہو گیا۔ حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کی کون کون سی چیز کی قسم
اللہ تعالیٰ نے نہیں اٹھائی۔ وایل مجھے زلفوں کی قسم والشمس مجھے چہرے کی قسم۔ والقر مجھے چہرہ کی قسم مجھے جوانی کی قسم مجھے
عمر کی قسم مجھے کلام کی قسم مجھے قدموں کے نشانوں کی قسم حضور ﷺ کے سراپا کی قسم اٹھائی ہے اس میں صرف آپ کو شوق
دلایا جا رہا ہے کہ ذرا اس چہرہ انور نور مجسم کی زیارت تو کر لو کہ میں جس کی قسم اٹھا رہا ہوں کیا یہ شوق دلانے والی بات نہیں
ہے؟ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مجھے قسم ہے نور جمال مصطفیٰ ﷺ کی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلفوں
کی۔ بعض اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ قسم ہے اس وقت کی جب سورج چڑھ آتا ہے دس بجے کا وقت ہوتا ہے اور قسم ہے
رات کی جب چھا جاتی ہے لیکن عاشقوں نے فرمایا کہ نہیں

کیوں چاند میں کھوئے ہو الجھے ہو ستاسروں میں
آقا کو میرے ڈھونڈو قرآن کے پاروں میں

یہ دن پڑھنے یا رات ڈھلنے کی بات نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ کے چہرہ انور اور زلفوں کی بات ہے دن اور
رات پر نہ جاؤ یہ تو اشارے ہیں اصل مدعا حضور ﷺ کے جس کی ذات بابرکات ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک کوئی چیز
ایسی نہیں کہ جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہ کھائی ہو حتیٰ کہ وہ نشان قدم را بگزر جسے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس
کی بھی قسم کہ تم جانتے ہیں ہو کہ اس راستے پر کون چلا ہے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم لگے ہیں تو مجھے اس کی
بھی قسم ہے نعلین پاک جو حضور نبی کریم ﷺ نے پہنی ہوئی تھی وہ ساتھ ہی گئی تھی وہ یہاں نہیں رہ گئی تھی کہ یہ بلید یہ چڑا

ہے جہاں یہ چڑا رہا ہے وہاں پتہ کیا حالت ہوتی ہے کبھی گئے ہو اس جگہ Tannery House جہاں چڑا صاف ہوتا ہے زمانے بھر کی بدبو وہاں ہوتی ہے وہاں سے نکلی ہوئی چیز جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں آتی ہے تو عرش کی مہمان بن جاتی ہے بلکہ عرش کو عرش معلیٰ بنا دیتی ہے اس لئے اللہ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے قدموں کے نشان کی قسم اٹھا رہے ہیں چہرہ انور کی قسم اٹھاتے ہیں زلفوں کی قسم اٹھاتے ہیں ایسی قسم اٹھائی کہ کام ہمارا بن گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بڑی شان و عظمت ہے مگر ہر بات میں فائدہ مارا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ جبرائیل کو آپ نے 600 پر دیئے ہیں بڑے اچھے نورانی پر دیئے ہیں بڑی طاقت عطا فرمائی ہے۔ میرے ساتھ معراج میں سفر کیا ہے کہ وہ براق سے بھی تیز ہیں آگے آگے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میرے حبیب ﷺ وہ تو ایک معمولی اور چھوٹی چیز ہے میں نے آپ ﷺ کو چھ لاکھ بال دئے ہیں زلفیں دی ہیں اور ایک بال کی یہ قیمت ہے کہ اس کے صدقے میں تمہاری ساری امت کو بخش دوں گا اب حساب لگائیے کہ زلف کی قسم تو علیحدہ بات ربی شان نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئی اور کام ہمارا بن گیا کیا کام نہیں بنا جو یہ اپنے دل سے اپنے ایمان سے تسلیم کرے کہ حضور ﷺ کی زلف کے صدقے میری بخشش ہونی ہے اس بخشش انشاء اللہ العزیز ہو بھی جائے گی۔ اور جو بد قسمت یہ سمجھے کہ نہیں ہوگی تو اس کی بخشش ہوگی بھی نہیں آپ صرف زلف حبیب ﷺ کو دیکھنے کی تمنا کرو تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے جس زلف کی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی اسے دیکھنے کی تمنا ہو تو لاہور بادشاہی مسجد میں حضور نبی کریم ﷺ کا ایک موئے مبارک ہے اس کی زیارت کرو اور دیکھو کہ اس سے میری اور تیری زیارت ہونا ہے یہ نہیں ہے کہ انتظامیہ نے وہ موئے مبارک ایسے ہی وہاں رکھ دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس ایک موئے مبارک تھا۔ جب کوئی بیمار آتا وہ پانی میں بال مبارک بھگو کر وہ پانی مریض کو پلا دیتیں تو وہ شفایاب ہو جاتا ایک بال مبارک خالد بن ولیدؓ نے اپنی ٹوپی میں سیایا تھا جب سر پر رکھے تو فتح ہوتی تھی ایک بال اور ناخن مبارک حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تھے ان کی وصیت تھی کہ جب مروں تو میرے ہونٹوں پہ رکھ دینا تاکہ نکیرین کے سوال جواب آسان ہو جائیں کتنے مختلف کام ہیں بیماری سے شفا دینا جنگ میں فتح دینا قبر و حشر میں شفاعت کا موجب ہونا یہ حضور ﷺ کے بال مبارک کا انعام ہے وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ جب اللہ تعالیٰ زلف کی قسم اٹھاتا ہے اس کا جی بھرتا ہے اور میرا تیرا کام بن جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے ایک بال کی یہ عظمت ہے اور یہ نہیں کتنے گہکار بخشے جائیں گے اس وقت دنیا میں ایک ارب مسلمان ہیں قیامت تک یہ نہیں کتنے ہوں گے سب کی بخشش حضور نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کے صدقے ہونی ہے ایک بادشاہ تھا کہ اس کی محبوبہ کے چہرہ پر تل تھا اور وہ یہ کہتا تھا کہ اگر کوئی کہہ کہ یہ تل اسے بہت خوبصورت لگتا ہے تو میں اس کے انعام میں سرفراز ہوں اور اپنی پتہ نہیں کتنے صوبے دے دوں گا لیکن یہاں جب حضور ﷺ کے بال کی بات آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری ساری امت کو بخش دوں گا۔ حضرات میری ان ساری گذارشات کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دعائیں ٹھیک ہو جائیں کیونکہ دعا جو ہوتی ہے وہ ہماری ساری شخصیت علم اور سوچ کا مظہر ہوتی ہے میری دعا سے پتہ چلتا ہے کہ میں کون ہوں میں جو کچھ بھی دعا مانگوں میری

ساری شخصیت اس کے پیچھے ہے وہ نچوڑ ہے میری ساری حیاتی کا میرے عقیدے کا میری عبادت کا میری ریاضت کا میرے عرفان کا مظہر جو ہے وہ میری دعا ہے حدیث پاک ہے کہ عبادت کا مغز دعا ہے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ زندگی کا مغز دعا ہے میں دعا کیوں مانگتا ہوں میری تمنائیں کیا ہیں میری سوچیں کیا ہیں ٹھیک ہے کہ مجھ پر ایک وقت میں مصیبت ہے میں مقدمہ بار ہا ہوں میری صحت خراب ہے یا کوئی اور دنیاوی غرض ہے جس کیلئے میں دعا مانگ رہا ہوں جائز ہے میں اس کا انکار نہیں کرتا لیکن ان چیزوں کے ہوتے ہوئے اگر میں صرف حضور نبی کریم ﷺ کا عشق محبت اور دیدار مانگ رہا ہوں تو میں ان تمام چیزوں سے بھی زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کو ترجیح دے رہا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اس ترجیح کے صدقے میرے باقی سب کام بھی بن جائیں گے۔ اس میں چالاکی تو ہے چالاکی میری یہ ہوشیاری یہ ہے کہ حضور ﷺ کا دیدار مانگ کر میں اپنے سارے بگڑے کام سنوار رہا ہوں جس وقت کوئی بہت مشکل پیش آئے تو آپ دیدار مانگ لیں تو یہی کافی ہے اس سے بڑی کوئی چیز دنیا و کائنات میں نہیں ہے کوئی چیز صحابی نہیں بنا سکتی لیکن دیدار صرف ایک لمحہ میں صحابی بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب ﷺ میں آپ کا چہرہ دیکھتا رہتا ہوں جہر کو بھی آپ اسے موڑتے ہیں۔ میں جو عرض کرتا ہوں یہ سنت اللہ ہے۔ سنت اللہ صرف دو ہی چیزیں ہیں ایک ذکر مصطفیٰ ﷺ اور ایک دیدار مصطفیٰ ﷺ ایک تو یہ کہ میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں قَلْبِي تَقْلَبُ وَ جُحْكَ اور دوسرے یہ کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُمْسِلُوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ میں درود شریف پڑھتا ہوں تیری شان بلند کرتا ہوں یہی دونوں سنت اللہ ہیں اور یہی دونوں چیزیں کام آنے والی ہیں زندگی میں درود شریف نے کام آنا ہے اور دیدار مصطفیٰ ﷺ نے کام آنا ہے ہر چیز جو آپ عبادت کرتے ہیں نماز پڑھی ہے پتہ نہیں قبول ہوئی ہے کہ نہیں کوئی سُنُّكَ لِقِیٰتِ حضور ﷺ نے خود دیا ہے کہ تم درود شریف پڑھو یہ قبول ہے تو دیدار کی تمنا رکھ یہ بھی قبول ہے مل گیا تو ٹھیک ورنہ قبر روشن ہوگی جس کی قبر روشن اس کا سارا جہان روشن اور جس کی قبر تاریک اندھیری اس کا سب کچھ تاریک و اندھیرا باقی جتنے سارے اعمال صالحہ ہیں ان سے آپ کو جنت میں جا کر فائدہ ملنا ہے لیکن جنت میں داخل ہونے سے پہلے کوئی چیز نماز روزہ حج زکوٰۃ کا نہیں دیتی جنت میں جا کر وہ درجے بلند کرتی ہے ان کا فائدہ وہاں ہوگا لیکن جنت میں لے جانے والی چیز حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار ہے حضور ﷺ پر درود شریف ہے۔ حضور ﷺ کا عشق اور محبت ہے سچ بتائیے کہ راجھا ہیر کو دیکھنے کی تمنا کرتا تھا کہ نہیں یا وہ جینر کو دیکھا کرتا تھا یا وہ بھمنوں کو دیکھا کرتا تھا جب وہ بھمنس چرا رہا ہوتا تھا تو اس کا دھیان کس طرف رہتا تھا ہیر کی طرف ہی خیال رہتا تھا اگر تمہیں راجھے جتنا بھی عشق آجائے جتنا کہ اسے ہیر سے عشق تھا تو آپ صرف حضور ﷺ کے دیدار کی تمنائیں ہی میں رہیں گے پھر دوسری طرف توجہ جائیگی ہی نہیں یہ معراج دعا ہے یہ حسن طلب ہے باقی سب اعمال درست ہیں کرو اور ضرور کرو ایک ٹرین Train فیصل آباد سے لاہور جا رہی ہے آپ اس میں سوار نہیں ہوتے اور پیدل چلتے ہیں تو پھر نقصان ہے نا اور اگر کسی پرانی بوسیدہ بس میں آپ سوار ہوتے ہیں جو شاہ کوٹ جا کر ہی خراب ہو جائے تو

اس کا خمیازہ بھی آپ بھگتیں گے نا ایک تو یہ ہے کہ جہاز میں بیٹھے ”شوں“ چل پہنچ گئے اور ایک یہ کہ میں کاربنیٹوں گا میں بس پر بیٹھوں گا ٹرک پیدل یا سائیکل جو کچھ بھی ہو اس میں خرابی و خواری ہے نا تیز ترین اور بہترین چیز جو ہے وہ حضور ﷺ کا دیدار ہے باقی چیزوں میں خواری ہوگی اور اگر گرفت ہوگئی تو بالکل بیڑہ غرق ہو جائیگا۔ آپ کہیں گے کہ نہیں نہیں میں نے توجنت مانگی تھی میں نے تو خاتمہ بالخیر مانگا تھا سب بیکار جائیگا حضرات یہ میری عرض ہے کہ ہر وقت دیدار مصطفیٰ ﷺ کی تمنا میں رہو اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے رہو یہی کام آنیوالی چیزیں ہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب: آسانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 14/07/1995

شانِ رفعت مصطفیٰ ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين آغوذبالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون على النبى یاایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیموا الصلوة والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلى الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

حضرات سامعین کئی علماء حضرات سے آپ نے **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کی تفسیر وترجمہ سنا ہوگا تمام
صاحبان علم صرف یہی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان بلند فرمادی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں اے میرے محبوب ﷺ تیرا بھی ذکر ہوگا جہاں میرا نام لیا جائے۔ **اللہ**
ہو کا ذکر ہو سبحان **اللہ** ہو الحمد **للہ** ہو لیکن وہاں حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی نہ ہو تو میں اس کو بھی قبول نہیں
کروں گا۔ سبحان اللہ کہنا بھی قبول نہیں کروں گا۔ الحمد **للہ** کہنا بھی قبول نہیں کروں گا بہر حال ایک ایسی چیز کہ میں
عرض کرتا ہوں کہ ایک اور طریقہ سے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان ہو سکتی ہے۔ حضرات ایک تو یہ ہے کہ شان بلند
کردی لیکن مقابلہ نہیں کیا (مشتاق صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ بہت پڑے ہوئے ہیں یہ ایم ایس سی ہیں
اور (پروفیسر صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ بھی ایم ایس سی ہیں تو پھر کیا فرق پڑتا ہے اور بھی بہت سے لوگ
ایم ایس سی ہیں ایک شخص استاد بچوں کو پڑھاتا ہے تو دوسرا شخص بھی استاد ہے پھر کیا ہوا ایک شخص کروڑ پتی ہے دوسرا شخص
بھی کروڑ پتی ہے ایک کرکٹر بہت وکٹ حاصل کرتا ہے تو کوئی دوسرا کھلاڑی بھی وکٹ لیتا ہے ایک شخص عالم ہے علم والا
ہے تو دوسرا بھی علم والا ہے اسی طرح یکطرفہ کاروائی سے کسی کی عظمت نمایاں نہیں ہو سکتی جتنی کہ مقابلہ کرنے سے ہوتی
ہے کہ آپ دوسروں سے کتنے اچھے ہیں اسی طرح سے میں عرض کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ننانوے سے کتنے اچھے ہیں
ضد سے پتہ چلتا ہے مقابلہ سے پتہ چلتا ہے۔ Comparasion سے پتہ چلتا ہے انگریزی میں اسے کہتے
ہیں Comparasion مقابلہ پر لے آؤ کسی کو تو پھر پتہ چلے سہگل صاحب بہت اچھا ہے تو پھر منشا صاحب کیسے ہیں
منشا صاحب سے سہگل صاحب بڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ وہ زیادہ اچھا ہے زیادہ امیر ہے اگر ایسا نہیں تو پھر منشا صاحب
آگے نکل گئے اور سہگل پیچھے رہ گیا تو مقابلہ سے یہ پتہ چل سکے گا کسی کے پاس کتنے روپے ہیں کسی کے پاس کتنی زمین
ہے کسی کے پاس کتنی کوٹھیاں ہیں آپ کی ایک کوٹھی دس مرلہ کی بہت اچھی ہے لیکن کسی دوسرے شخص کی ایک ایکڑ کی کوٹھی
ہے پھر تمہاری کیا حقیقت تمہاری کیا Value ہے لہذا مقابلہ ہوگا تو پتہ چلے گا اس کی چار ایکڑ کی کوٹھی ہے تو دوسرے کی
مرلہ کی کوٹھی ہے تیسرے کی بیس مرلہ کی کوٹھی ہے کسی کا White House ہے تو پھر پتہ چلے گا کہ حاجی صاحب کا کیا

مقام ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شان بلند ہوئی لیکن جب تک کائنات کے ساتھ مقابلہ نہیں ہوگا پتہ نہیں چلے گا حضور ﷺ کی کتنی شان بلند ہوئی کیونکہ جہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے وہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى رُوحُ اللَّهِ بھی ہے پھر بھی کیا کریں گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُوسَى كَلِيمَ اللَّهِ بھی موجود ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ آدَمُ صَفِيُّ اللَّهِ بھی ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلِيلُ اللَّهِ بھی ہے علیٰ ہذا القیاس تمام انبیاء کی امتوں کیلئے ان کی نبی کے اسم گرامی اور اس کی صفت پر مبنی کلمہ موجود ہے پھر بھی جب تک مقابلہ نہیں کرو گے کسی کے مرتبہ کا یا کسی کی برتری کا کسی کی عظمت کا پتہ نہیں چلے گا حضور نبی کریم ﷺ کا مقابلہ جب کائنات کے ساتھ کرتے ہیں تو پھر پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کی شان کیسی ہے اب یہ دیکھیں کہ اولیاء اللہ نے ان کی تعریف کی ہے۔

محمد ﷺ عربی کہ آبرو ہر دوسرا است

کے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

صرف محمد ﷺ ہی پوری کائنات کی عزت ہیں اور اگر کوئی بندہ ان کے در کی خاک نہیں بناتا تو وہ ذلیل ترین بندہ ہے اب عزت لینے کیلئے ساری کائنات کو حضور ﷺ کے در کی خاک بننا پڑے گا اب پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی کیا شان ہے بتائیے کہ میرے ہاتھ کی میل اور میری ذات میں کتنا فرق ہے آپ کے ہاتھ کی میل اور آپ کی ذات میں کیا فرق ہے زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ کوئی مقابلہ ہی نہیں وہ میل کچیل ہے آپ ذات ہیں ہزاروں میل آپ کے ہاتھ پر آسکتے ہیں جنہیں آپ فوری طور پر اتار پھینکیں گے کیا یہ بات ٹھیک ہے تو پھر ایسے ہی حسن یوسفی جو ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حسن کا میل ہے صدقہ ہے حب حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک سے میل اترتا ہے صدقہ اترتا ہے تو حسن یوسف بن جاتا ہے یہ ہے وَرَفَعْنَاكَ ذِكْرُكَ اب مقابلہ کرو اس سے پتہ چلے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حسن کا کیا مقام ہے کیا Value ہے کیا قیمت ہے حضور نبی کریم ﷺ کے حسن کی پوری کائنات کے حسن کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف کا حسن ہے باقی جتنے بھی حسین آپ دیکھتے ہیں دنیا میں بڑے بڑے حسین ہیں کہ آپ دیکھتے ہی رہ جائیں حسن میں بڑی کشش ہے یہ نہیں کہ حسن میں کشش نہیں ہے شیطان کے بڑے پھندوں میں سے بڑا پھندہ حسن ہے مرد کے لئے عورت کا حسن ہے اور عورت کیلئے مرد کا حسن ہے بہت بڑی کشش ہے کہ بندے دیکھ کر پاگل ہوئے جاتے ہیں لیکن دیکھئے کہ 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف لے گئے ہیں اور باقی تمام حسین جن کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ انہیں دیکھ کر غش آ جائے وہ سب کے سب 1/10 میں ہیں قیامت تک جتنے بھی بندے آئیں گے وہ 1/10 سے ہی کھاتے رہیں گے اور دیکھوں کہ 1/10 کے مقابلہ میں 9/10 حسن کتنا بڑا ہے لیکن یہ حضور نبی کریم ﷺ کے حسن کے مقابلہ میں صرف میل ہے عرش بہت بڑی چیز ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی نعلین مبارک کی خاک اس کے چہرہ سے اتار لو تو پیچھے کیا رہ جائے گا پھر پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان کتنی بلند ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں ہے کہ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

باقی کیا بچا بڑے بڑے حکمران بھی نبی کریم ﷺ کی حکومت میں ڈب ڈب جاتے ہیں فرعون، شداؤ، نمرود بڑے بڑے حکمران ہوئے لیکن جب حضور ﷺ کی حکومت کے سامنے آتے ہیں تو تنکا بھی نہیں رہتے یہ تینوں اتنے بڑے سخت اور جابر حکمران ہوئے ہیں کہ ان کے سامنے کوئی اونچی سانس نہیں لے سکتا تھا آپ کو پتہ ہے کہ یہ خراج کیا لیتے تھے کوئی قبیلہ اگر یہ کہے کہ ہم آپ کے ماتحت ہیں تو ان کے ذمہ یہ ہوتا تھا کہ ہر سال اتنے نوزائیدہ بچے لا کر میرے سامنے آگ میں ڈالو تو پھر میں سمجھوں گا کہ تم میرے تابع ہو وہ مطیع قبائلی اپنے نوزائیدہ بچوں کو آگ میں پھینکتے تھے تو بادشاہ سمجھتا تھا کہ ہاں آپ میرے بڑے تابعدار ہیں صرف اکیلے فرعون نے ستاسی ہزار بچے قتل کروائے کہیں وہ بچہ پیدا نہ ہو جائے جس نے میرا مقابلہ کرنا ہے آج کوئی یہ کام کر کے تو دکھائے ہمارے ہاں حاکم وقت نے صرف ایک آدھی قتل کر لیا تو خود بھی پھنس گیا یہ وہی حاکم تھے جو کہا کرتے تھے کہ میری کرسی بڑی مضبوط ہے میں کسی سے ہل نہیں سکتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ اسے پھانسی دے کر ختم کر دیا گیا فرعون کے مقابلے میں یہ کیا چیز تھے لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ کی حکومت ہوتی ہے تو دنیا کی ہر حکومت اس کے سامنے نظر بھی نہیں آتی جب ساری حکومت حضور نبی کریم ﷺ کی ہے ساری سیادت ساری امامت ساری امارت اور ساری ولایت حضور نبی کریم ﷺ کی ہے تو کسی کی کوئی حکومت نظر نہیں آتی ساری اصالت حضور نبی کریم ﷺ کی ہے ساری طاقت حضور ﷺ کی ہے کہ یہ ”تاب و تواں تمہارے لئے“ یہ ہر چیز جب سامنے آتی ہے تو مقابلہ سے پتہ چلتا ہے آپ تمام اعمال اکٹھے کر لیں انبیاء کے بھی اکٹھے کر لیں مومنوں کے بھی کر لیں صحابہ کے بھی کر لیں انبیاء کے بھی کر لیں اور اولیاء کے بھی کر لیں اور پھر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ یا اللہ کیا ان اعمال کی کوئی وقعت ہے کیا کوئی وقعت ہوگی؟ نہیں ہوگی اگر حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت نہیں ہوگی تو کسی کے پلے کچھ بھی نہ ہوگا اگر حضور ﷺ کی شفاعت کا سہارا نہ ہو تو حضرت ابراہیمؑ بھی ڈریں گے کہ میرے اعمال مجھے جنت میں نہیں لے جاسکتے اگر کوئی چیز جنت میں کسی شخص کو لے جاسکتی ہے تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت ہے آج تو دنیا میں بڑی حکومتیں نظر آتی ہیں فرعون کی حکومت بھی تھی شداؤ کی حکومت اور قارون کی دولت بھی تھی ہامان جیسے مشیر بھی ہوئے ہیں جو ہر کام میں بڑی قوی دلیل دیتا تھا مشورہ دیتا تھا ٹھیک ہے علم ہے ہم داد دیتے ہیں شیطان کا علم بڑا ہے تصرف بھی بڑا ہے وہ ہمارے جسم میں ایسے ہی گردش کرتا ہے جیسے خون کرتا ہے وہ بڑی چیز ہے لیکن یہ سارے اعمال کہ جن کو قیامت کے روز پرکھا جائیگا تو لا جائیگا تو یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے مقابلہ میں صفر بھی نہیں ہوں گے کسی کے پلے کوئی چیز نہیں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب جا وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

الکھڑے تو وہابی کی بات کرتے ہیں کہ اسے جنت سے کیا مطلب لیکن میں کہتا ہوں کہ سب سے کہا جائیگا انبیاء اور رسل سے بھی کہا جائیگا کہ اے انبیاء کے گروہ آپ جنت کس طرح سے لے سکتے ہیں آپ تو وہابی کو دور کرتے ہیں کہ اے وہابی تو جنت میں نہیں جاسکتا لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اعمال کی بنا پر قیامت کے روز کسی کی بھی کوئی وقعت نہیں ہے سب حضور ﷺ کا دامن پکڑ کر ہی جنت میں جاسکیں گے اس روز پتہ چلے گا کہ حضور ﷺ کی شان وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی کیا قدر و منزلت ہے آج تو یہ ہے کہ اپنی جہنم کو دیکھتے ہیں کہ جود کے نشان بڑے ہوئے ہیں محراب بنے ہوئے ہیں میں قیام ہیں میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر سارا قرآن مجید ختم کر لیتا ہوں یہ کرتا ہوں وہ کرتا ہوں میں آسمانوں کی سیر کرتا ہوں وعظ کرتا ہوں مجھے قبر کا بھی کشف ہے میں دلوں کے بھید بھی جانتا ہوں ہم مان لیتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں تمہیں حاصل ہیں لیکن قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر تو دکھاؤ حضرات بخشش ہوگی تو گنہگار بھی جنت میں چلے جائیں گے رحمت کی تقسیم ہوگی تو گنہگاروں کو ان کے گناہوں کے حساب سے ان کے گناہوں کی نوعیت کے لحاظ سے رحمت ملے گی بخشش ہوگی تو یہ فضل سے ہوگی لیکن اس سے پہلے جب قیمت لگے گی حاجی صاحب تمہارے پاس کیا ہے اے انبیاء کرام تمہارے پاس کیا ہے اے غیاث و اقطاب تمہارے پاس کیا ہے آج تو یہ پتہ نہیں چلتا ساری کائنات کو رب تعالیٰ کھڑا کر دے گا اور پوچھے گا کہ کیا وقعت ہے تمہارے اعمال کی میرے لئے کیا لے کر آئے ہو اگر حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت و تفسیر نہیں کرے گی تو کوئی جواب نہ دے سکے گا اعمال سارے کے سارے مٹا کر رکھ دیئے جائیں گے کوئی Bank نہیں کر سکے گا کوئی سہارا نہیں لے سکے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جو نیک اعمال بھی تم نے کیے تو وہ بھی میری توفیق سے اور میرے نبی کریم ﷺ کے کرم سے کئے ہیں اور اب تو ٹھیکیدار بنا پھرنا ہے کہ ”میں نے کئے ہیں“ قیامت کے روز تمام سابقہ امتیں Front ہو جائیں گی کہ یا اللہ ہمارے پاس تیرا کوئی نبی کوئی ہادی آیا ہی نہیں ہر نبی کی امت باغی ہو جائیگی یہودی کہیں گے ہمارے پاس حضرت موسیٰ نہیں آئے عیسائی کہیں گے ہمارے پاس حضرت عیسیٰ نہیں آئے باقی مذاہب والی امتیں بھی یہی کہیں گی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کئی نفی ہو جائیگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ گواہ لاؤ اسے موسیٰ میں نے آپ کو نبوت دی کتاب دی معجزے دی بیعصا مبارک دیاد بیضا دیا اے عیسیٰ میں نے تمہیں دم و یاد عیسیٰ اے یوسف تمہیں حسن دیا اور اے سلیمان تمہیں حکومت دی اے ابراہیم تمہیں کتنے معجزے دیئے کہ آگ سے تمہیں زندہ نکال لیا آگ تمہارے لئے گھڑا رہنا دی اب جواب دو ان کو کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ آئے ہی نہیں آپ نے تبلیغ نہیں فرمائی آپ نے ہمیں کوئی ہدایت نہیں دی حضرات یقین جانیئے ان انبیاء و رسل کو جواب نہیں ملے گا کوئی شہادت نہیں ملے گا کوئی گواہ نہیں ملے گا آپ یہاں اپنے مقدمے کی پیروی کیلئے عدالت جائیں تو دس آدمی آپ کے ساتھ ہو جائیں گے چلو روٹی کھانے والے ہی سہی کہ یہ اب مقدمے میں پھنسے ہوئے ہیں اچھا کھانا کھلائیں گے مرغ و غیرہ کھانے میں ملے گا چوہدری صاحب یہاں آپ نے جن کو مرغ روٹی کھلائی

ہوگی وہ بھی وہاں آپ کو نہیں ملے گا کوئی گواہی نہیں پیش کر سکے گا اس وقت سب دامن مصطفیٰ ﷺ کا سہارا لیں گے آپ کا دامن پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری گواہی دیجئے ورنہ یہ سیاری قوم ایک طرف ہے اور میں اکیلا حضرت موسیٰ ایک طرف ہوں سارے عیسائی ایک طرف اور میں اکیلا حضرت عیسیٰ ایک طرف ہوں ان کے مقابلہ میں اب کیا گواہی دے سکتا ہوں اس روز حضور ﷺ سب کا سہارا بن کر آئیں گے کہ حضرت موسیٰ جب تبلیغ فرما رہے تھے حضرت عیسیٰ تبلیغ فرما رہے تھے تو میں وہاں موجود تھا میں پاس تھا میری شہادت ہے اس سے ان حضرات کی خلاصی ہو جائیگی یہ ہے **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں جو دوسرے انبیاء کا تذکرہ ہے وہ کیا معنی رکھتا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی جواب نہیں بن رہا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس روز کوئی بول نہیں سکے گا میں اس روز بھی بولوں گا جس روز کوئی کسی کا وکیل نہیں ہوگا میں اس کا وکیل ہوں گا یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شان **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** مقابلہ میں جب کوئی چیز آتی ہے تو پھر پتہ چلتا ہے کن کے مقابلہ میں آ کر سب کچھ بھی کچھ نہیں سب مٹی بن جاتے ہیں بلکہ مٹی سے بھی نیچے بن جاتے ہیں یہ شعر بتا رہا ہے کہ جب تک ان کے در کی خاک نہیں بنے گا تب تک عزت نصیب نہیں ہوگی۔

محمد ﷺ عربی کہ آبرو ہر دوسرا است
کے کہ خاک درش نیست خاک بر سراو

جوان کے در کی خاک نہیں بنتا تو زمانہ بھر کی ذلت اس کے پلے میں آتی ہے صرف حضور ﷺ کی ذات اقدس سے وابستہ ہو کر ان کی پناہ میں آ کر کوئی چیز بنتی ہے اس کے بغیر کچھ نہیں بنتا تو جتنا بھی حسین ہے تو جتنا بھی علم والا ہے تو جتنا بھی مجاہد ہے والا ہے جو کچھ بھی مرضی ہے تیری کوئی وقعت نہیں ہے وہ نعت آپ پڑھا کرتے ہیں کہ جب تک خواجہ نہ آئیں آنگن نہیں بتاؤ کہتے ہیں آگ لگے اس آنگن کو جس میں پیانا آئے جس میں پیر صاحب نہ آئیں جس میں خواجہ نہ آئیں آپ کہیں گے کہ اس میں بارہ دری ہے اس میں شیش محل ہے یہ تو شیشے کا ہے یہ تو سنگ مرمر کا ہے جیسا مرضی بنالیں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے خواجہ گھر آ جائے تو پھر ہی آنگن کو بھاگ لگتے ہیں جب تک خواجہ نہ آئیں تب تک کسی آنگن کو بھی بھاگ نہیں لگتے جب تک حضور ﷺ کا پیارا اور غلام آ کر قدم نہیں رکھتا دنگیری نہیں کرتا بندے کی کوئی وقعت نہیں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

کیما پیدا کن از شتے گلے
بوسہ زن بر آستان کا لے

اے دوزخی اگر تو جنتی بننا چاہتا ہے تو آ میں تجھے نسخہ بتاؤں مٹی سے سونا بن جائے گا جہنمی سے جنتی بن جائے گا لیکن یہ کیسے ہوگا کسی شیخ کا مل کی دہلیز پر بوسہ دیدے جب یہ بوسہ دے گا تو جنتی بن جائے گا اس کے اس عمل

سے وہ جنتی ہو جائے گا یہ بھی توفیق ان کے کرم سے ہے یہ بھی مرشد کریم کے کرم سے ہی وہ بوسہ دے رہا ہے شیطان اتنا فارغ نہیں بیٹھا ہوا ہے کہ وہ تمہیں اجازت دے دے کہ جاؤ بوسہ دیتے رہو قسم ہے خدا کی کہ شیطان فارغ نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ میں سامنے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا اوپر سے آؤں گا وہ بڑی طاقت والی شے ہے یہ بھی مرشد کریم کی توفیق سے ہی تو جب بوسہ دیتا ہے جو تیری یہ جہنمی مٹی ہوتی ہے یہ جنتی بن جاتی ہے ایسی مٹی بن جاتی ہے کہ جس کے دیدار سے بھی توجنتی بن جاتا ہے ”بوسہ زن بر آستان کاٹے“ حضرات جب یہ چیز مقابلہ میں آتی ہے تو پھر ہی اس کا پتہ چلتا ہے ایک چیز بہت بلند ہے ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی کوئی بلند چیز نکل آئے مائونٹ ایورسٹ بہت بلند ہے لیکن جب تک اس کی بلندی کی پیمائش کر کے دوسروں سے مقابلہ نہیں کرتے پتہ نہیں چلتا کہ یہ واقعی بلند ہے یا کوئی دوسرا پہاڑ ”ایلیپس“ اس سے بلند نہ ہو کوہ قاف اس سے بلند نہ ہو ”کوہ“ نہ بلند ہونا لگا پر بت نہ بلند ہو یہ ناپ کر ہی پتہ چلے گا کہ کون سا پہاڑ بلند ہے اسی طرح سے حضور ﷺ کی شان مبارک کو بھی دوسروں کے مقابلہ میں ناپ کر دیکھوں تو حسن یوسف میل نکل آئے گا حسن یوسفی حضور ﷺ کی میل بن جائیگی پھر پتہ چلے گا کہ حسن محبوب ﷺ کتنا ہے جب ناپو گے تو پتہ چلے گا ویسے پتہ نہیں چلتا Comparative Statement بنے گی تو پتہ چلے گا کہ حضور ﷺ کا حسن کس درجہ پر ہے حضرت عمرؓ کی زندگی سے حضور ﷺ کی دعا نکال لو سب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عمرؓ کے پلے میں کیا ہے آج وہ ہمارے سردار ہیں اور اگر حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے لیکن ان کی زندگی میں سے حضور کی دعا نکل جائے تو پھر پیچھے ایک قاتل ۳۰۲ اور ۳۰۲ مقدمہ رہ جائیگا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی ڈاچی سے حضور نبی کریم ﷺ کو اتار لو پھر پتہ چلے گا کہ باقی ڈاچی میں کیا رہ جاتا ہے حلیمہ سعدیہؓ کی کنیسا سے جھونپڑی سے حضور ﷺ کو نکال لو پھر پتہ چلے گا کہ حضور ﷺ کی موجودگی اور غیر موجودگی سے کیا فرق ہے مدینہ منورہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک سے شرب تھا جو حضور ﷺ کی وجہ سے مدینہ بنا ہوا ہے اس میں سے نکال لیجئے حضور نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک تو باقی کیا بچے گا بیمار یوں کا گھر رہ جائیگا یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان وَرَفَعْنَاكَ ذِكْرُكَ ہے جب حضور ﷺ کی رفعت انبیاء کے مقابلہ میں آتی ہے تو وہ سارے ہاتھ باندھ کر کھڑے نظر آتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت آپ ﷺ فرمائیں گے تو پھر کوئی بات بنے گی یہ حضور ﷺ کی شان ہے آپ کا میلاد بھی دیکھئے اس کو لے لیجئے اللہ تعالیٰ نے دو خاص محفلیں کیں مجالس کیں Meetings کیں ایک اپنے تعارف کی اور ایک اپنے نبی ﷺ کے تعارف کیلئے منعقد کی اپنا تعارف کرانے کے لئے سب مخلوق کو بلا لیا چورا چکے ڈاؤنگنگار کفار و شرکین نیک پار ساحتی کہ انبیاء بھی کو بلا یا اور فرمایا اَلْسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں نے تمہارا رب نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰی سب نے یک زبان ہو کر اقرار کیا کہ ”ہاں“ اس محفل میں دیکھو کہ کون کون ہے دوزخی بھی اسی میں ہیں ابو جہل بھی اسی میں ہے شیطان بھی اسی میں ہے پیغمبر بھی اسی میں ہیں جب اپنی اتھارٹی Authority منوائی جب اپنا تعارف کرایا اپنی حکومت منوائی تو

اس وقت کوئی تیز نہیں کی کوئی تخصیص نہیں کی سب کو بلا لیا لیکن جب نبی ﷺ کا تعارف کرایا اور اُنَا عَزَّوَاللّٰهُ مِثَاقِ النَّبِيِّینَ فرمایا کہ اے پیغمبرو میں تمہیں نبوت دوں گا تمہیں کتب دوں گا تمہیں معجزے دوں گا اتیں دوں گا لیکن میرے نبی ﷺ کی غلامی کرو گے اس محفل میں انبیاء کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا نبی ﷺ کا جب تعارف ہوتا ہے تو پھر وہاں جنتی لوگوں کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہوتا اگر گنہگاروں میں بھی حضور ﷺ کا تعارف کرایا جائے تو وہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں وہ بھی جنتی بن جاتے ہیں کوئی محفل ہو کہ جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو سجان اللہ کا ورد ہو رہا ہو الحمد للہ کا ورد ہو رہا ہو لیکن حضور نبی پاک ﷺ کا ذکر خیر نہ ہو تو قیامت کے روز وہ محفل حسرت بن کر اٹھے گی کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کا نام بھی لیا جاتا تو محفل بھی قبول ہو جاتی اللہ ہو بھی قبول ہو جاتا اب آپ نکالو اس محفل سے حضور نبی کریم ﷺ کا نام بھی لیا جاتا تو محفل بھی قبول ہو جاتی اللہ ہو بھی قبول ہو جاتا اب آپ نکالو اس محفل سے حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ اور ذکر مصطفیٰ ﷺ نکالو تو وہ حسرت بن جائیگی ذکر اللہ بھی حسرت بن جائیگا بلکہ بعض جگہ لکھا ہے کہ وہ لعنت بن جائیگی اور جب ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی مناد گئے تو گنہگار بھی جنتی بن جائیں گے یہ ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ بخشش صرف حضور ﷺ کے کرم سے ہوگی کسی اور سے نہیں ہوگی حدیث پاک ہے کہ اس روز کوئی نہیں بول سکے گا اور میں تمہاری طرف سے بولنے والا ہوں گا

سہاروں کی جب بھی پڑی ضرورت بے سہاروں کو
سہارا صرف ماہِ کملی والے کا نظر آیا

حضرت علامہ اقبالؒ فرما رہے ہیں کہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب

دراصل لوح و قلم بھی حضور ﷺ کے ہی قبضہ و قدرت میں ہیں جو چاہیں تحریر فرمائیں تمام قرآن صرف آپ کی ہی نعت ہے حضور ﷺ کی اداؤں کا ہی بیان ہے اور پوری کائنات کا علم آپ کے علم کے سمندر میں ایک بلبلہ ہے حضرت آدمؑ کو فرشتوں نے سجدہ کیا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد ﷺ چمک رہا تھا حضرت ابراہیمؑ پر آگ لگا رہی ہوئی کہ ان کی پیشانی میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا نور تھا حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر چھری نہ چلی کہ ان کی پیشانی میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا نور ہی موجزن تھا ہر بچہ پیدائش کے وقت روتا ہے کہ یہ رونا فطری طور پر ڈاکٹری اصول کے مطابق بچے کے حق میں بہتر ہوتا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو فرمایا رَبِّ هَبْ لِيْ اٰمِنِيْ رُونِے دھونے سے کوئی کام نہیں وصال شریف کے وقت حضرت علیؑ سب سے آخر میں قبر انور سے باہر تشریف لائے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے ہونٹ مبارک بل رہے ہیں غور سے سنا تو فرما رہے ہیں رَبِّ هَبْ لِيْ اٰمِنِيْ حضرات دوسروں سے مقابلہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ میں کیا انفرادیت ہے کیا خصوصیت ہے جو آپ کو دوسروں سے ممتاز کرتی

ہے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء والمرسلین بھیجے لیکن کسی کا نام محمد ﷺ نہیں تھا کہ کہیں کوئی اس خیال میں بھی نہ رہے کہ اگر مرتبہ میں نہیں تو کم از کم نام میں تو ان سے مماثلت ہے اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہیں یہ بھی آپ کی شان وَرَفَعْنَاكَ ذِكْرُكَ ہے پھر حضرت علامہ اقبالؒ کا ہی نظریہ بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہ طہ

جس طرح سے اللہ تعالیٰ اول بھی ہیں آخر بھی ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو بھی شان عطا فرمائی ہے کہ وہ اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں اول کیسے ہیں اور آخر کیسے ہیں تو عرض ہے کہ حضرت جابرؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی گئی یہ صحابی کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اس کو بھی جانتے ہیں جو سب سے پہلے پیدا ہوا ہے یہ سوال ہی بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ جانتے ہیں یہ سوال لا جواب کرنے کے لئے نہیں کیا جا رہا ہے یا نعوذ باللہ حضور ﷺ کا امتحان ٹسٹ لینے کیلئے نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ حضور ﷺ سے متعلق صحابی کا عقیدہ صدق دل سے یہ ہے کہ آپ سب کچھ جانتے ہیں صحابی حضور نبی کریم ﷺ کو لا جواب نہیں کرنا چاہتے بلکہ وہ حضور ﷺ سے علم سیکھنا چاہتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جابرؓ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر کسی نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نبی کب سے ہیں تو فرمایا کہ حضرت آدمؑ ابھی مٹی گارے اور پانی میں تھے اور میں اس وقت بھی بالفعل نبی تھا ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ اے جبرائیلؑ آپ کی عمر کتنی ہے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ عمر کا پتہ نہیں ہاں البتہ ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوا کرتا تھا وہ میں نے بہتر ہزار دفعہ دیکھا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اب وہ ستارہ نظر آئے تو پہچان لو گے؟ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں پہچان لوں گا تو حضور ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک سے ذرا سا کپڑا ہٹایا تو وہ ستارہ آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا حضرت جبرائیلؑ نے وہ ستارہ پہچان لیا اور عرض کیا خدا کی قسم یہ وہی ستارہ ہے ساتھ ہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ وہ ستارہ میں ہی تھا حضور ﷺ وہی ستارہ ہیں جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے یہ حضور ﷺ کی عمر شریف ہے یہ حضور کا اول ہونا ہے حضور ﷺ ایسے اول ہیں کہ اس سے پہلے کچھ ہے نہیں یہ بھی حضور ﷺ کی وَرَفَعْنَاكَ ذِكْرُكَ کی شان ہے کہ کائنات میں ہر شخص جو بھی عمل کر رہا ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ اس عمل کو بھی جانتے ہیں اور عامل کو بھی پہچانتے ہیں یہ حضور ﷺ کی اول ہونے کی بات ہے اول تو ہو گئے لیکن حضور ﷺ آخر بھی ہیں پھر وہ آخر کس طرح سے ہیں مثال سمجھئے کہ اگر میں یہ کہوں کہ یا اللہ مغل شہنشاہ اکبر کو جنگ میں فتح دیدے تو آپ کہیں گے کہ یہ عجیب بات ہے اکبر کو تو فوت ہوئے کئی سو سال ہو گئے اب اسے کون سی فتح ملے گی اس کی تو فوج ہی

نہیں ہے اس کی تو حکومت ہی نہیں آپ کس کی فتح کی بات کر رہے ہیں کسی موجودہ حکمران کی بات کرو اکبر کی فتح کا کیا مطلب؟ سکندر اعظم کو فتح دیدو اس کو کیسے فتح دیدو وہ تو چلا گیا مر گیا اب کیسی فتح؟ اب کون سی فتح کیلئے دعائیں؟ نہیں ناماگ سکتے لیکن حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے حبیب ﷺ کو غالب کر رہا ہوں اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتُهٗ یُصَلُّوْنَ بَے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود شریف پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ غالب کر رہے ہیں فتح دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ جب سے ہیں اور اب بھی اور قیامت میں بھی اور قیامت کے بعد تک بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کو غالب کرتے رہیں گے کوئی ہستی موجود ہوگی تو غالب ہوگی اعظم چشتی فوت ہو گئے ہیں بڑے اچھے نعت خوان تھے اب ہم یہ کہیں کہ یا اللہ اعظم چشتی کو اچھی پیاری آواز دیدے اب یہ کیسے ممکن ہے اب وہ آواز کس کام کی ہے وہ تو چلے گئے ہیں لیکن ہمارے نبی ﷺ سے متعلق اللہ تعالیٰ خود بھی کر رہے ہیں فرشتوں کو بھی تلقین کر رہے ہیں اور میں بھی حکم ہے کہ ہم بھی دعا کریں کہ یا اللہ اس نبی ﷺ کو عظمت و رفعت عطا فرما دے یہ ہوں گے تو بھی ہے نا اور جب کچھ نہیں ہوگا ایک وقت آئے گا کہ زمین بھی پھٹ جائیگی آسمان بھی گر جائیگا پہاڑ ریا سمندر کچھ نہیں بچے گا کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہوگا جب مر گئے مٹ گئے تو نام کون لے گا لیکن اس وقت بھی ہمارے نبی کا ذکر ہو رہا ہوگا اور وہ کون کر رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کو فنا نہیں ہے اب یہ ذکر جو سب سے بعد میں بھی ہو رہا ہے یہ کس کا ہے تو اول بھی حضور ﷺ کا ہے اور آخر بھی آپ ﷺ کا ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ کو دوام حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دوام ہے نہ ادھر اس کی کوئی ابتدا ہے نہ ادھر اس کی کوئی انتہا ہے دونوں طرف ایک ہی شان سے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی عظمت بیان فرما رہے ہیں۔ کلمہ طیبہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس میں ہے کہ محمد رسول ہیں حضور ﷺ رسول ہیں تھے نہیں ظاہری حیات طیبہ سے پہلے بھی یہی تھا کہ حضور ﷺ رسول ہیں اور جب آپ ظاہری تشریف لائے کائنات میں آپ ﷺ کا ظہور ہوا تو پھر بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ رسول ہیں اور وصال شریف کے بعد بھی یہی کلمہ چلا آ رہا ہے کہ حضور ﷺ رسول ہیں۔ ایک تو اس طرح سے حضور ﷺ آخر ہیں اور ایک یہ ہے کہ قیامت کے روز بڑی افراتفری کا وقت ہوگا نفس و نفسی کا زمانہ ہوگا ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی ماں بھی اپنی اولاد کی خاطر ہر دکھ تکلیف برداشت کرتی ہے لیکن قیامت کے روز بیٹے سے کہہ گی کہ مجھے اپنی نیکیاں دیدو میں جنت میں چلی جاؤ اور تو چاہے جہنم میں چلا جائے کوئی کسی کی کچھ مدد نہیں کرے سکے گا پھر لوگ انبیاء کی طرف رجوع کریں گے کہ شاید کوئی نبی ہی مہربان ہو جائے حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے کہ آپ نسل انسانی کے بانی ہیں آپ ہماری مدد فرمائیں۔ وہ جواب دیں گے کہ مجھے تو اپنی پڑی ہوئی ہے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا آپ حضرت نوحؑ کے پاس جائیں وہ وہاں جائیں گے تو حضرت نوحؑ فرمائیں گے کہ میں تو پہلے ہی ذر رہا ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کی سفارش کر دی تھی وہ پوری نہیں ہوئی، میں بے بس ہوں آپ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جائیں وہ بھی انکار کریں گے اور حضرت موسیٰؑ کے پاس بھیج دیں گے اسی طرح سے حضرت سیدنا عیسیٰؑ کے پاس پورے ایک لاکھ چوبیس

ہزار انبیاء میں سے ہوتے ہوئے آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ سب سے بعد میں آئے ہماری مدد فرمائیں وہ کہیں گے کہ نہیں میں کچھ نہیں کر سکتا ہاں ایک دروازہ ہے وہاں آپ کا کام بن جائے گا وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا دروازہ ہے اب بتائیے کہ یہ آخری دروازہ ہے یا نہیں ہے اس طرح سے بھی حضور ﷺ آخر ہیں اگر آپ سب کچھ بھول جائیں اور صرف یہی یاد رکھیں کہ حضور ﷺ میرا آخری سہارا ہیں تو پھر کام یہاں سے بھی بن جاتا ہے۔

ہر اک دی اے گل بندی سرکار دے بوھے تے
یہاں تو ہمیں یہ بڑی اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور ﷺ ہی آخری سہارا ہیں لیکن قیامت کے روز یہ بھول جائیں گے اور دوسرے دروازوں پر بھٹکتے رہیں گے یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ تمہیں اچھی طرح احساس ہو جائے کہ آخری سہارا صرف اور صرف حضور ﷺ کی ہی ذات مبارک ہے اور انہیں کی شان دکھائی جانے والی ہے جب تمام لوگ حضور ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہوں گے تو آپ فرمائیں گے کہ اے لوگو تم کہاں دھکے کھاتے رہے ہوں میں تو بنا ہی تمہارے لئے ہوں پھر حضور ﷺ اپنی صفت شفیق المذنبین سے ظاہر ہوں گے اور شفاعت بھی آخری حضور ﷺ کی ہی ہوگی۔ شفاعت کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ آخر ہیں اور یہ بھی آپ کی صفت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ظہور ہے۔

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

قیامت کا دن بہت طویل ہوگا پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا اور اس میں تمام حساب و کتاب جو ہے وہ اتنے عرصہ میں ہو جانا ہے کہ جتنے عرصہ میں ایک آدمی بکری کا دودھ دوھ لیتا ہے اور باقی تمام وقت صرف حضور ﷺ کی شان بیان ہوگی۔ حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمایا جائیگا ہم جو ہر آذان کے بعد دعا پڑھتے ہیں کہ یا اللہ! حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود عطا فرما ان کو درجے عطا فرما ان کو وسیلہ بنا کر ہماری شفاعت فرما حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور آپ ﷺ کی شان بیان کی جائیگی۔ اس طرح سے بھی حضور ﷺ آخر ہیں اور ایک آپ اس طرح سے بھی آخر ہیں آپ ﷺ کی بعثت آخر پر ہوئی۔ آپ ﷺ کی نبوت آخری ہے آپ ﷺ کی شریعت آخری ہے آپ ﷺ کی طریقت آخری ہے آپ ﷺ کا مذہب آخری ہے آپ ﷺ کا دین آخری ہے آپ ﷺ کی کتاب آخری ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اول ہونے سے بھی اور ان کے آخر ہونے سے بھی حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین اس دنیا میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک صفت اور بھی ہے کہ کون ہے جس نے معراج کی ہے اور دیدار رب کیا ہے؟ کوئی نہیں بول سکتا حضرت موسیٰ کی تمنا ہے اور جھولی پھیلا رکھی ہے کہ رَبِّ ارْزُقْنِیْ لیکن جواب ملتا ہے کہ لَنْ تَرَانِیْ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے یہ تو صرف میرے حبیب ﷺ کے لئے ہے تو مجھے نہیں دیکھ سکتا دنیا میں کوئی میرا دیدار نہیں کر سکتا خواہ بے ہوش جائے خواہ مر رہی جائے۔ یہ تو تحفہ صرف میرے حبیب ﷺ کیلئے ہے یہ بھی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی شان ہے حضور نبی

کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ روزانہ ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں اور اس وقت کوئی دوسرا وہاں نہیں ہوتا یہ جلوت میں خلوت کے نظارے سوائے حبیب ﷺ کے اور کسی کو نصیب نہیں یہ ہے آپ ﷺ کی شان **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** ہر نبی کسی خاص قوم خاص وقت یا خاص علاقہ کیلئے آیا لیکن اپنے حبیب ﷺ کی باری آئی تو فرمایا **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ** اے میرے حبیب ﷺ ہم نے تمہیں پوری انسانیت کیلئے اور ہمیشہ کیلئے اور پوری کائنات کیلئے نبی بنا کر بھیجا ہے یہ خصوصیت اور یہ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کی شان کسی دوسرے نبی کو نہ ملی حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جو میرے سوا کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گئیں یہ آپ کی عظمت و رفعت کا ظہور ہے وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں (۱) ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی (۲) تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک کر دی گئی۔ (۳) میرے لئے غنیمتیں حلال قرار دے دی گئیں (۴) مجھے مرتبہ شفاعت عطا فرمایا گیا (۵) مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ اس شان سے حضور ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا گیا سبحان اللہ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا آپ مجھے جانتے ہیں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ **فَإِنَّكَ أَمِيٌّ وَأَبِيٌّ** مجھے سفر حضر امن جنگ گھر باہر گلی کوچہ ہجرت غار مسجد الغرض ہر جگہ رفاقت کا شرف آپ نے بخشا ہے میں آپ کو جانتا پہچانتا ہوں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ درست ہے اے ابوبکر صدیقؓ آپ میرے اتنے قریب رہے ہوں لیکن میری حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا حالانکہ ایک حدیث شریف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جتنے بھی علوم مجھے عطا ہوئے وہ میں نے سب کے سب حضرت ابوبکرؓ کے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ مسجد نبوی میں چند صحابہ شریف فرماتے اور سابقہ انبیاء کے تذکرے کر رہے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت آدمؑ کی بڑی شان ہے محمود ملائکہ ہیں نسل انسانی کی ابتداء ہیں دوسرا کہتا کہ حضرت موسیٰؑ بڑی شان والے ہیں کہ براہ راست اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہے کوئی کہتا کہ حضرت ابراہیمؑ کی بڑی شان ہے کہ خلیل اللہ ہیں کوئی کہہ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ بڑی شان والے ہیں کہ روح اللہ ہیں الغرض اسی طرح صحابہ کرام سابقہ انبیاء کرام کو یاد فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے آپ نے گفتگو سنی تو فرمایا کہ میرے صحابہ! یہ ٹھیک ہے کہ حضرت آدمؑ صغی اللہ ہیں حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ ہیں حضرت عیسیٰؑ روح اللہ ہیں حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ ہیں۔ تمام انبیاء کرام بڑی شان والے ہیں لیکن یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ﷺ ہوں جو عظمت اور شرف مجھے حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں ہے جس طرح سے انبیاء حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت اور رفعت کو نہیں پہنچ سکتے اسی طرح عام انسان اور صحابہ کرام بھی آپ کی بشریت تک نہیں سکتے، حضور نبی کریم ﷺ کی کئی روز کا مسلسل روزہ رکھتے تو صحابہ کرام نے اس سنت پر عمل شروع کر دیا، چند روز میں ہی صحابہ کرام کے چہروں کی رنگت زرد پڑ گئی اور وہ کمزور اور لاغر نظر آنے لگے حضور ﷺ نے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بھی آپ ﷺ کی اتباع میں روزے رکھ رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا اور فرمایا **إِنَّكُمْ مِنْهُ تَم**

میں سے کون میری مثل ہے؟ مجھے تو میرا رب کریم کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے، لہذا صحابہ کرام نے ایسے نفلی روزے رکھنا بند کر دیئے حضور نبی کریم ﷺ کی شان تو ہر لمحہ بڑھتی جا رہی ہے۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ تو پھر

کہاں تک کرے کوئی توصیف ان کی
خدا جب کہ کرتا ہے تعریف ان کی
ظہوری کسی سے نبی کی ثنا کا
ہوا حق ادا ہے نہیں ہے نہیں ہے

اور شیخ سعدیؒ کی رباعی پر ختم کرتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کو بہت پسند بھی ہے اور رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی بہتر مثال بھی ہے فرماتے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلَىٰ بِكَمَالِهِ كَشَفَ الدُّجَىٰ بِحَمَالِهِ
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ قیامت کے روز ایمان والوں کی جو کل صفوف بنتی ہیں ان کی تعداد ایک سو بیس ہوگی ان میں سے اسی صفوف حضور ﷺ کی امت کی ہوں گی اور باقی چالیس صفوف تمام سابقہ امتوں کے ایمان والوں کی ہوں گی اس طرح سے چھیانوے فیصد امت محمدیہ ہوگی اور باقی چونتیس فیصد ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی امتیں ہوں گی یہ بھی رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی شان ہے۔

شان مصطفیٰ ﷺ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککھ یصلون علی النبی یاایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیموا۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین بڑے عرصہ سے یہ سن رہے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دو جگ کے سلطان ہیں کیا یہ ان کی تعریف کافی ہے یا تھوڑی ہے حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا اور آگے والی جودنیا ہے یعنی آخرت جنت وغیرہ کے سلطان ہیں یہ عالم اور وہ عالم مل کر دو جہان بنتے ہیں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کو ان کا سلطان مالک بادشاہ مان لیا جائے تو کیا یہ ان کی شان کے مطابق کافی ہو جائیگا؟ نہیں نہیں یہ کافی نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ کی تعریف محدود نہیں ہو سکتی لیکن یہ تو محدود ہے کہ ایک ”جگ“ یہ ہے اور ایک ”اگا“ ”جگ“ ہے اس ”جگ“ سے متعلق تو سائنس دان بھی جانتے ہیں کہ اس میں کیا کچھ ہے اور کہاں کہاں ہے جغرافیے والے فزکس والے اور فلکیات والے سب جانتے ہیں کہ ”جگ“ میں کیا ہے کہاں ہے یہ بھی محدود ہے اور اگلے جہاں میں جنت دوزخ اور مزید دو چار چیزیں ہوں گی تو وہ بھی محدود ہے بس قصہ ختم لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف کہ جب وہ محمد ﷺ بنتے ہیں تو ان کی تعریف ہم بندوں کی طرف سے لامحدود ہوتی ہے اللہ کریم ہی صرف جانتے ہیں کہ ان کی کتنی تعریف ہے لیکن بندے کے دماغ میں علم میں اور الفاظ میں حضور ﷺ کی تعریف نہیں آ سکتی ویسے بھی آپ یہ یاد رکھیں کہ ”دو جگ“ یہ ساری شے ہے اللہ کی چاہی ہوئی ہیں کن سے بنی ہوئی ہیں اس کے اوپر رحمت چھائی ہوئی ہے اور وہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے یہ مثال دیکھو کہ یہ جو کچھ نیچے پڑا ہوا ہے اس پر میرا ہاتھ ہے میرا ہاتھ ان پر چھایا ہوا ہے کیا وہ ان کے سلطان ہیں تو اگر یہ ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کا ہے تو پھر کیا کریں گے ہر چیز کے اوپر جو رحمت چھائی ہوئی ہے وہ حضور پاک ﷺ ہیں اس لئے حضور ﷺ کی تعریف دو جگ سے بنتی نہیں ہے دو جگ میں کوڑ آتی ہے یہ تمام چیزیں مخلوق ہیں یہ جتنی بھی چیزیں ہیں Materials کہہ لیں ایمانی یا روحانی کہہ لیں یہ چیزیں غنی ہیں ان کے مالک حضور ﷺ ہیں مان لیا کہ ہیں لیکن حضور ﷺ ایک ایسی چیز کے بھی مالک ہیں جو ان تمام چیزوں سے بے حد بڑی ہے پتہ ہے کہ وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ کی رضا حاصل ہے اب اللہ کی رضا کی آپ کیا حد بندی کریں گے کیا اللہ کی رضا کوئی بڑے آدمی Blank Chaque ہے عمران خان کا جو سر ہے سمٹھ صاحب پتہ ہے کہ اس Bank Balance کتنا ہے وہ کہتا ہے کہ پاکستان کو اگر خریدنا چاہوں تو ایک منٹ میں دس مرتبہ اس کو خرید سکتا ہوں یہ دیکھو کہ یہ بہت تھوڑی چیزیں ہیں سمٹھ کی رضا پاکستان کو دس مرتبہ خریدنا ہے تو اللہ کی رضا کتنی ہوگی وہ بھی ازراہ مہربانی ازراہ کرم اپنی مرضی سے ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا ہو گئی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضاے محمد ﷺ

جب رہا ہے تو پھر اس کے سامنے کائنات کو کوئی حقیقت نہیں ہے! جیسا کہ آپ کائنات اور رضا دونوں کو جمع کر لیں یہ دو چیزیں ہو گئیں رضا بھی بالکل محدود نہیں ہے یہ بھی لامحدود ہے ذرا غور فرمائیں کہ قرآن میں ہے
وَلَا خَيْرَ لَكُمْ مِنْ الْاُولٰٓئِ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے اب آپ رضا پر اضافہ کرو کیا کرو گے۔ اللہ کی رضا حاصل ہے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے دو جگہ اور جمع کریں اس میں رضا کو شامل کریں یہ ہو گئی کل پونجی اب اس پر اضافہ کرو کہ کیسے کرو گے یہ تو محدود ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی شان لامحدود ہے! لہذا دو جگہ کے سلطان کہہ کر ہم نے کون سا تیر مار لیا ہمیں تو معافی مانگنی چاہئے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی طاقتیں آپ ﷺ کے مراتب آپ کی شان لامحدود ہے لیکن میں نے صرف دو جگہ کے مالک کہہ دیا ہے آپ مجھے معاف فرمادیں ایک اور عرض ہے کہ میں نے طبعیات والوں سے کیمیا والوں سے جیالوجی والوں سے بہت پوچھا ہے کہ دنیا میں جتنا سونا آتا تھا جو سونا بننا تھا کیا وہ بن گیا ہے یا ابھی اور بن رہا ہے یا بنے گا وہ کہتے ہیں جو ELEMENTS ہیں وہ سب آگئے ہیں اور سونا بھی ایک ELEMENT ہے۔ جتنا سونا اس دنیا میں اس کائنات میں بننا تھا وہ بن گیا ہے۔ اب سونے میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ چاندی میں اضافہ نہیں ہو سکتا لوہے میں اضافہ نہیں ہو سکتا آپ دریافت کر سکتے ہیں کہ زیر زمین کہاں کہاں سونا موجود ہے یا چاندی موجود ہے یہ اب نہیں رہا ہے یہ پہلے سے بنا ہوا ہے بس اسے ڈھونڈنا اب کام ہے ELEMENTS سب معلوم ہو چکے اور جواب دریافت ہو رہے ہیں وہ بھی پہلے سے موجود ہیں دریافت اب ہو رہے ہیں آپ اب نئے نہیں بنا رہے ہیں۔ بلکہ صرف دریافت کر رہے ہیں تو جو دریافت ہو جاتا ہے اس کا نام آپ رکھ دیتے ہیں کہ یہ ELEMENT مجھے اب ملا ہے اب تک جتنے خزانے آچکے ہیں ان کے مالک و مختار تو حضور نبی کریم ﷺ ہیں ہی لیکن آپ ﷺ کے پاس ایک چیز اور بھی ہے وہ ہے ”کن“ جس کو کہہ دیں وہ ہو جاتا ہے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ احد پہاڑ سونے کا بن جائے تو بن جائے گا اور میرے ساتھ چلے گا کہ مجھے اٹھانا بھی نہیں پڑے گا اب یہ سونا کہاں سے آیا یہ کیون سا ELEMENT ہے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان میں ”کن“ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو بات کہہ دیں وہ ہو جاتی ہے۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل دیا
جو دن کو کہا رات تو رات ہو کے رہی
ان کے منہ سے جو نکلی بات
وہ بات ہو کے رہی

یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شان حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو کا لشکر ہے۔ راشن پانی ختم ہو گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھوکے ہو رہے ہیں ایک کھجور کی گٹھلی کو چوس چوس کر حلق کی خشکی کو دور کر رہے ہیں اونٹ ذبح کر کے اس کو اوجھڑی کو چوس کر پانی کی پیاس بجھا رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ یہ حالت ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک پیالہ لاؤ برتن لاؤ اور پورے لشکر سے جو پانی ہے وہ اس میں ڈال دو مشکل سے دو چار تولے پانی ملا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا دست رحمت رکھ دیا۔ بڑا مشہور واقعہ ہے سیرت کی کتب میں موجود ہے۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ فوارے نکل آئے۔ اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

پورے لشکر نے پانی پیا جو بھی جانور گھوڑے اونٹ تھے انہوں نے پانی پیا مشکیزے بھرنے حضرت جابرؓ جو اس حدیث پاک کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم تھے تو چودہ سو لیکن اگر ایک لاکھ یا اس سے زائد بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔ اگر ساری کائنات بھی وہ پانی پینا چاہتی تو یہ کافی ہوتا۔ اب یہ پانی کہاں سے آیا کیا یہ پہلے سے کائنات میں موجود تھا؟ نہیں تھا۔ یہ پانی کہاں سے آ گیا۔ یہ جب نبی کریم ﷺ کی مرضی ہوئی تو پانی نکل آیا۔ اس لئے جی نہیں بھرتا کہ ہم دو جگ کے مالک کہہ چھٹی لے لیں۔ بڑا ہم نے تیر مار لیا ہے کہ دو جگ کے مالک بنا دیے ہیں نہیں نہیں دو جگ کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ تو کوئی چیز ہی نہیں ہیں۔ اب یہ دیکھئے کہ تمام کھجوریں اکٹھی کی گئیں تو پورے لشکر سے اکاون (۵۱) کھجوریں نکلیں۔ آپ ﷺ نے ان کھجوروں کو چادر سے ڈھانپ دیا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا یا حضرت بلاؤ سے فرمایا کہ کھجوریں تقسیم کرو تمام لوگوں نے اپنے برتن بھرے بھرنے جو کپڑے ان کے پاس تھے وہ بھی بھرنے اور جب کھجوروں پر سے چادر ہٹائی گئی تو وہی اکاون وہیں کی وہیں پڑی ہوئی تھیں یہ اس کائنات کی کھجوریں تھیں جو ویسے کی ویسے رہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں کے بورے بھر دیے یہ کھجوریں کہاں سے آئیں۔ یہ میرے نبی کریم ﷺ کے خزانوں سے آئیں جو کہ دو جگ سے باہر کے ہیں۔ یہ دو جگ میں نہیں ہیں یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے جو دو جگ کے مالک ہونے سے بھی وراۃ الوراۃ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان الامداد ہے۔ یہ پہلے بھی عرض کیا ہے اور آج پھر عرض کرتے ہیں کہ اس کی تقسیم کس طرح سے ہے دو جگ میں تو ہم آپ سب بھی ہیں پھر یہ کیا بنا؟ اگر سارے دو جگ کو بھی جمع کر لیں تو یہ دو جگ ہو گئے لیکن حضور نبی کریم ﷺ تو لامکان کے بھی مالک ہیں حضور ﷺ کا تصرف تو لامکان میں بھی ہے لامکان تو دو جگ سے باہر ہے نا جہاں حضرت جبرائیل بھی رک گئے سیدۃ المستہی پر۔ کہ اس سے آگے جاؤں تو میرے پر جل جائیں گے۔ یہ میری آخری منزل ہے آخری حد ہے۔ لیکن حضور ﷺ آگے بڑھ گئے کہ وہاں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا تصرف ہے۔ جب آگے تشریف لے گئے تو وہاں ایک چیز بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں روح ہوں حضور نبی کریم ﷺ اس سے بھی آگے نکل گئے۔ ہم روح کے محتاج ہیں لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ روح کے محتاج نہیں ہیں۔

اس لئے حضور ﷺ کی شان ہے کہ۔

بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

تمام کمالات حضور نبی کریم ﷺ کی اپنی ذات میں ہیں وہ کسی براق وغیرہ کے محتاج نہیں۔ وحی لانے کے لیے حضرت جبرائیل ﷺ کے محتاج نہیں۔ لامکان پر تشریف لے جانے کے لیے جبرائیل ﷺ یا کسی سواری کے محتاج نہیں۔ ہم نے تو ادھر آستانہ پر آنا ہو تو سواری کے بغیر حوصلہ نہیں ہوتا کہ بہت دور سے چھوڑ دیکیا جاتا ہے۔ ہم سواری کا وسیلہ پکڑتے ہیں لیکن

ایک ہی پل میں پہنچے لامکان میں آقا
ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں
حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے کہ ان کے لئے کوئی سفر سفر نہیں رہتا۔ سب سفر حضور ﷺ کے ہی محتاج ہیں بڑی مشہور نعت ہے کہ

فاصلوں کو ہم سے تکلف ہے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں

کیا مطلب کہ یہ جو فاصلے میرے اور مدینے پاک کے درمیان ہیں یہ میرے لئے مشکل ہیں میرے نبی پاک ﷺ کے لئے مشکل نہیں ہیں۔ یہ فاصلے مجھ کو تکلیف دیتے ہیں مجھ سے ان پر چلا نہیں جاتا یہ بہت دور کے فاصلے ہیں۔ میرے نبی پاک ﷺ کے لیے کوئی فاصلہ دور نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ امامت فرما رہے ہیں اور اپنا بازو مبارک ہوا میں بلند فرماتے ہیں اور پھر نیچے کر لیتے ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یوں ہاتھ بلند کرنا پھر نیچے کر لینا۔ آقا اس اشارہ کا کیا مطلب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جنت میں انگوروں کے خوشے لٹک رہے تھے میں نے چاہا کہ ایک خوشہ اتار لوں اور تمہیں کھلا دوں۔ پھر سوچا کہ جنت میں جا کر کھا لیں گے۔ اب بتائیے ہاتھ اوپر کر کے دیکھ لیجئے فاصلے تک پہنچتا ہے ایک گز یا کچھ کم و بیش ہے۔ میرے لئے جنت پہنچنے میں دور ہے۔ نو کروڑ تیس لاکھ میل دور تو سورج ہے اور یہ جنت کے مقابلے میں بہت قریب ہے۔ آسمان پر ہی ہے نا لیکن جنت تو پہنچنے میں آسمانوں کے اوپر ہے لیکن حضور ﷺ کا بظاہر ہاتھ مبارک ایک گز لیکن حقیقت میں جنت سے بھی آگے پہنچا ہوا ہے۔ اب بتائے حاجی صاحب ہم نے بارہا فرمائش کر کے آپ سے یہ نعت شریف سنی ہے کہ

دو جگہ کا سلطان کملی والا اے

عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اس سے بہت بالا ہے۔ یہ بیان نہیں ہو سکتی۔ یہ تو دو جہان ہیں آپ کر وڑ جہان بھی دیدیں تب بھی حضور ﷺ کی شان بلند ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہان فدا
دو جہان سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہان نہیں

اور پھر تقسیم اس کی یہ ہے کہ چلے مان لیتے ہیں کہ صرف دو جہان ہی ہیں۔ ان دو جہانوں میں دس یونٹ ہیں یہ دونوں جہان دس چیزوں میں بٹ جائیں یا پینائش کئے جائیں تو ان میں سے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کتنے ہیں اور ہمارے پاس کتنے ہیں کیا دس میں سے نو حصے حضور ﷺ کو دیدئے جائیں تو وہ محمد ﷺ بن جائیں گے یا ساڑھے نو حصے دیدیں پونے دس حصے دیدیں یا (9.99) تو اعشاریہ نو حصہ دیدیں تو محمد ﷺ بن جائیں گے نہیں نہیں جب تک پورے دس کے دس حصے حضور ﷺ کو نہ دیئے جائیں وہ محمد ﷺ نہیں بننے اس لئے ہمارے پلے کچھ بھی نہیں ہے سارے کے سارے مالک و مختار حضور ﷺ کی ہی ذات اقدس ہے پھر نگاہ کرم سے وہ جس کو جتنا دیدیں یہ انکی مرضی ہے کسی کو دیکر فاروقؓ بنادیں کسی کو دیکر صدیقؓ بنادیں کسی مردہ کو زندہ کر دیں کسی کی بکریوں میں دودھ بھر دیں کسی کے خیمے سے روشنی نکال دیں کسی کو حافظہ عطا فرمادیں کسی سرکش اونٹ کو لکھ میں ٹھیک کر دیں درخت کو کھم دیں تو وہ چل کر آئے اور گواہی دے کہ یہ نبی آخر زمان ہیں یہ انکی مرضی ہے کہ درخت کو چلنا سیکھا دیں پتھر کو بولنا سیکھا دیں پتھر کو تیرنا سیکھا دیں سورج پلٹ آئے چاند کو دو ٹکڑے کر کے پھر جوڑ دیں یہ ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ کے معمولی اشارہ سے ہو جاتی ہے اور آپ ﷺ کی یہ شان پاک ہے کہ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
بزم کونین میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

بزم توحید نہ ہونے کا کیا مطلب کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا بھی کوئی نہ رہے اگر حضور نبی کریم ﷺ نہ بتائیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اس وقت پتہ ہے کہ خدا کی ذات سے متعلق کیا عقیدہ تھا تمام پرانے اور نئے مذاہب کیا عقیدہ رکھتے تھے ان دنوں جدید اور Latest مذہب عیسائیت تھا وہ سمجھتے تھے اور آج بھی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اباجی ہیں God-Father ہیں اور حضرت مریم God-Mother ہیں امی جان ہیں اور حضرت عیسیٰ God-Son ہیں اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں کیا یہ توحید ہے کیا اللہ تعالیٰ کی یہ تعریف ہے یہودیوں کا مذہب تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں کیا یہ توحید ہے اللہ کی توحید کو ماننے والا پوری کائنات میں کوئی نہ تھا اسے جاننے والا کوئی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف خود حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے کرایا۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اے نبی پاک ﷺ کہہ دیجئے اللہ ایک ہے اللہ الصمد وہ بے نیاز ہے لَمْ يَلِدْ

اس نے کسی کو نہیں جتنا اس کا کوئی بیٹا بیٹی نہیں وَلَمْ يُولَدْ اور نہ کسی نے اس کو جتنا اس کا کوئی باپ نہیں وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اور اس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں یہ ہے توحید یہ نہیں کہ حضور ﷺ صرف ہمارے لئے وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ نے قادر ہونے کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے ہمیں اپنی توحید سورت اخلاص میں بیان فرمائی کہ اے میرے نبی ﷺ تو کہہ دے کہ میں ایک ہوں پھر لوگوں کو سمجھ آئیگی براہ راست اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ ہوں میں ایک ہوں حضور ﷺ کی وساطت سے فرمایا اور اپنا تعارف کرایا یہ اس لئے کہ ہمیں تعلیم دی کہ میں اپنے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے تم سے بات کرتا ہوں اور تم بھی براہ راست مجھ سے نہیں بلکہ میرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے ہی میرے پاس آؤ اور مجھے پکارو اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف حضور نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے کرایا اور فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ فرمادیں کہ میں ایک ہوں جب تک آپ میری توحید کا اعلان نہیں کریں گے کوئی مجھے ایک ماننے کو تیار نہیں ہوگا اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اتنا طاقتور کیا ایسی قوت عطا فرمائی کہ تمام لوگ ان کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں اور جو یہ حکم فرمائیں وہی کریں حضور ﷺ کو اس قدر بلند مرتبت کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب میری تعریف کرو میرا تعارف کراؤ تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اِقْلَ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اب یہ ساری تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اپنی تعریف سے پہلے اپنے حبیب ﷺ کی تعریف اور تعارف یوں فرمایا کہ قل اے نبی ﷺ کہہ دیجئے یعنی کہنے والا کو ہے اللہ کی توحید کا اعلان کرنے والا کو ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں تو حضرات یہ شان ہے نبی کریم ﷺ کی دو جگہ سے نہ کوئی بات بنی ہے نہ بنے گی حضور ﷺ کی شان اس سے بہت ماوراء ہے حضرت علامہ اقبالؒ کا عقیدہ میں عرض کرتا ہوں

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اگر کسی نے حضور ﷺ کی غلامی اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسی کا ہو جاتا ہوں یہ دو

جگہ تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کو عطا فرمادے اور پھر علامہ صاحب فرماتے ہیں

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

فرما رہے ہیں کہ یہ دو جگہ جو ہیں یہ حضور ﷺ کے سمندر میں ایک بلبلہ ہے ساری کائنات کی حیثیت یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ سمندر ہیں تو ساری کائنات اس سمندر میں ایک بلبلہ ہے یہ نسبت ہے یہ RATIO ہے شان مصطفیٰ ﷺ کو دو جگہ کے ساتھ ہم تو دو جگہ دیکر بھی سوچ رہے ہیں کہ کہیں زیادہ نہ ہو جائے کہیں شرک نہ ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے

انہیں سمندر بنا کر بھیجا ہے اور اختیار دیا ہے کہ جو چاہیں کر دیں اور حضور ﷺ جو چاہیں وہ ہو جاتا ہے آپ ﷺ کو رضائے حق حاصل ہے ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ۵۷ء میں تشریف لائے آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جس وقت حضرت آدمؑ ابھی گارے اور مٹی میں تھے آپ اس سے حضور ﷺ کی شان کا اندازہ لگالیں سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا کائنات ابھی نہیں تھی کہ حضور ﷺ تب بھی موجود تھے نہ چاند نہ ستارے نہ سورج نہ جنت نہ دوزخ نہ زمین نہ فرش نہ عرش یہی دو جگ ہیں نا حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سب سے پہلے تھا یہ دو جگ حضور ﷺ کے محتاج ہیں آپ ﷺ ان کے محتاج نہیں ہیں ہم یہ جوتھوڑی سی تعریف کر رہے ہیں یہ بھی آقا قبول فرمائیں تو ان کی مہربانی اور سرزندگی تو یہ انکا کرم یہ غالب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب کو کہہ دیا ”یوسف“ تو اسی روز سے میں ڈر رہا ہوں کہ اگر وہ کوئی تعزیر لگا دیتا تو میں جیل چلا جاتا کہ میں نے اپنے محبوب کو حضرت یوسفؑ سے ملا دیا ہے میرا خیال ہے کہ غالب کا محبوب بھی حضور ﷺ ہی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے حسن کو حضرت یوسف کے حسن سے تشبیہ دینا کفر ہے کیونکہ حضور فرماتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کا حسن میرے حسن کا صدقہ ہے کائنات ہمارے لئے بڑی شان ہے لیکن یہ حضور ﷺ کے قدموں کی خاک کے برابر نہیں اللہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اور مرتبہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَمَاعَلَيْنَا الْبَلَاغَ الْمُبِين

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

نسبت رسول اللہ ﷺ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته يصلون علی النبی یاہیا الذین امنو
صلو علیہ وسلمو اتسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین ایک نعت پڑھی گئی ہے کہ

بھانویں کلی دا ککھ نہ رہوے ناصر
اسیں دامن حضور ﷺ دا چھڈنا نہیں

مجھے اس شعر سے بہت ڈر لگتا ہے کہ کلی کا ککھ نہ رہوے آپ نے دل میں خوف اور خدشہ تو پہلے ہی ڈال دیا ہے کہ کلی تو
میری گئی میں اکناکس کا طالب علم ہوں اسی نظر سے ہی ہر چیز کو دیکھتا ہوں اس شعر کو بھی اسی نسبت سے دیکھتا ہوں حضور
نبی کریم ﷺ کا دریا سا ہے کہ جس میں کسی کی کلی کو کوئی خطرہ نہیں

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پتہ ہے کہ کون فرما رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم تیرے ہیں یہ جواب شکوہ کا آخری شعر ہے اگر
آپ حضور ﷺ کے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے ہیں اب بتائیے کہ کلی بن گئی ہے یا کلی تباہ ہو گئی ہے یہ تو بے بہا منافع ہے
یہ تو کلیاں ہی کلیاں بن گئیں ہیں کوئی خطرہ کلی کو نہیں ہے تین ہستیاں ایسی ہیں کہ جنہوں نے اپنی کلیوں کو حضور نبی
کریم ﷺ کی نذر کیا ہے سارا مال حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے دیا ہے اور کسی نے نہیں دیا ہے اپنا سارا کنبہ حضرت امام
عالی مقام حضرت امام حسینؓ نے دیا ہے اور کسی نے نہیں دیا ہے اور اپنے سارے دانت حضرت سیدنا اولیس قرنیؓ نے
دے دیے ہیں اور کسی نے نہیں دے دیے ہیں ان تینوں کا نام آج بھی زندہ ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سارا مال لے کر حاضر
ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے بطور خاص پوچھا کہ اے صدیق کچھ بھی چھوڑ آئے ہیں تو عرض کیا کہ یا رسول
اللہ ﷺ گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں اس جواب سے ہی کلی کا بن جانا ثابت ہے جس گھر میں اللہ اور
اللہ کا رسول ﷺ ہو وہ کلی بن گئی ہے یا برباد ہو گئی ہے وہ کلی ککھ کے برابر نہ تھی اب ککھ بن گئی ہے۔ جب طبعیت مبارک
ناساز ہو گئی تو فرمایا کہ امامت صدیق اکبرؓ کرائیں گے اور باقی صحابہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مال دیا تو اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ امامت عطا
فرمائی اور سب سے پہلے خلیفہ رسول امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبرؓ بنے ہیں۔ اب بتائیں کہ وہ کلی رہ گئی ہے یا ختم ہو گئی

ہے اور یہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے یہ شمر عطا فرمایا ہے کہ لاکھوں کلیاں ان پر قربان کی جاسکتی ہیں۔ چودہ مسلمان جنگ بدر میں شہید ہوئے غازی واپس آئے بڑی خوش منانی گئی۔ ایک عورت اپنے چھوٹے سے بچے کو گود میں اٹھائے کھڑی ہے اور پوچھتی ہے یا رسول اللہ ﷺ اس کے ابو کہاں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ اس کے ابو شہید ہو چکے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پیچھے جو آدمی آ رہے ہیں ان سے پوچھ لو۔ جو غازی ان سے پیچھے آ رہے تھے انہوں نے بھی سوچا کہ حضور پاک نے نہیں بتایا کوئی مصلحت ہوگی وہ بھی یہی کہہ کر گزر گئے کہ پیچھے پوچھو جس سے بھی عورت نے پوچھا اس نے یہی جواب دیا سب سے آخر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لا رہے تھے۔ عورت نے سوال کیا کہ یا حضرت میرے خاوند کہاں ہیں اس کے ابو کہاں ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے جواب دیا پیچھے آ رہے ہیں ابھی یہ غازیوں کا قافلہ مسجد نبوی میں پہنچا ہی تھا کہ وہ شہید بھی جھنڈا ہاتھ میں لئے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے آپہنچے سب حیران تھے کہ یہ تو وہ شہید ہے جس کو دفن کر کے آ رہے ہیں یہ کیسے تشریف لے آئے۔ حضرت جبرائیلؑ آئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حیرانی کی کوئی بات نہیں صدیق اکبرؓ کے منہ سے نکل گیا تھا کہ وہ پیچھے آ رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے بھیج دیا کہ صدیق اکبرؓ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کہیں غلط نہ ہو جائے اب بتائیے کئی ہے یا چلی گئی ہے کئی نہیں جاتی۔ تسلی رکھو کہ کئی کبھی نہیں جاتی نبی کا دامن دامن رحمت ہے۔ آپ ولی کا دامن پکڑ لیں تو کلی کا کچھ نہیں گبڑتا۔ آپ تو نبی کے دامن سے وابستہ کلی کو ڈرا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نبی رحمت ہیں ساری کائنات کے مالک ہیں۔ ہم ہر روز نماز میں پڑھتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کون آدمی ہیں۔ اگر صِرَاطُ الَّذِي واحد کا صیغہ ہو تو شاید قرآن اس کا مطلب ہو لیکن یہ توجع کا صیغہ ہے صِرَاطُ الَّذِي یعنی تین یا تین سے زائد ہیں۔ تو یہ کون لوگ ہیں جن کا راستہ مانگ رہے ہیں جو انعام یافتہ ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ راستہ تو حضرت صدیق اکبرؓ کا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کا ہے۔ حضرت شیر خداؓ کا ہے۔ راستہ ان کا ہے لیکن انعام میں ہوں تو کسی کی دعا ہم ہر روز کر رہے ہیں۔ ہم دراصل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کر رہے ہیں۔ کلی کا مال دیا۔ گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ لے آئے اور نقش قدم ہمارے لئے چھوڑے راستہ ہمیں دکھلادیا کہ جس پر چل کر جنت میں جانے کے حق دار بن جائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ وہ ہستی ہیں کہ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ روضہ اقدس کے دروازہ کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ اجازت دیجئے اگر دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کرنا ورنہ جنت البقیع میں لے جا کر دفن کر دینا اور جب جنازہ وہاں رکھا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یا غار حاضر ہے۔ غلام حاضر ہے تو دروازہ اپنے آپ کھل گیا کس کے لئے کھل گیا؟ جس نے کلی لٹائی تھی۔ آج کلی بھر گئی ہے۔ آج ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان کے دامن

میں پناہ مل گئی ہے۔ کون نہیں چاہتا کہ ہم صدیق اکبرؓ جیسے بنیں۔ جس کی کلی لٹی ہو اس جیسا کوئی نہیں بنتا اور جس کا سب کچھ ہو اس کے راستے پر چلنے کی ہر کوئی کوشش کرتا ہے۔ میری عرض گزارش ہے کہ کلی نہیں لٹتی۔ ایک دوسری چیز جو میں نے عرض کرنا ہے کہ عشق محبت کیا عنایت کرتا ہے۔ ایک صحابی تھے حضرت نوحؑ کے حضرت نوحؑ دوسرے انبیاء کی طرح اولیاء امت محمدیہؐ اور اس کے اغیاث کی تعریف و توصیف کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بھی تعریف کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی بھی شان بیان کیا کرتے تھے۔ امت محمدیہؐ کی بھی تعریف کیا کرتے تھے۔ حضرت نوحؑ نے حضرت سرکار غوث اعظمؒ کی بڑی تعریف بیان فرمائی۔ حضرت نوحؑ کے ایک نوجوان امتی کو سرکار غوث اعظمؒ کی بڑی تعریف بیان فرمائی حضرت نوحؑ کے ایک نوجوان امتی کو سرکار غوث اعظمؒ سے عشق ہو گیا اس نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے حضرت غوث اعظمؒ کا دیدار نصیب کر دے اور مجھے ان کا مرید بنادے۔ ہمیشہ یہی دعا وہ کرتا رہتا اس نے اور کچھ نہیں مانگا نہ اس نے کلی کا باقی رہنا مانگا ہے نہ جنت مانگی نہ نجات مانگی ہے نہ سکون مانگا ہے اگر مانگا ہے تو یہ مانگا ہے کہ یا اللہ مجھے غوث اعظمؒ کا مرید بنادے۔ وہ مر گیا اور ایک کروڑ سال گزر گیا ایک عیسائی اور مسلمان میں مناظرہ ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ فرماتے تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو زندہ نہیں کیا۔ ان سے متعلق قرآن مجید میں ایسی آیات نہیں آئیں۔ حضرت سرکار غوث اعظمؒ کے پاس یہ مقدمہ آیا تو آپ نے اس عیسائی کو طلب فرمایا اور اس سے پوچھا تو اس نے وہی بات دہرائی کہ حضرت عیسیٰ قرآن کی رو سے ثابت ہے کہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے جبکہ محمد مصطفیٰ ﷺ احمر مجتبیٰ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت سرکار غوث اعظمؒ نے فرمایا اگر میں مردہ کو زندہ کر دوں تو پھر؟ عیسائی نے کہا کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا آپ نے فرمایا کہ چلو قبرستان اور جس قبر کی طرف تو اشارہ کرے میں اسی کو زندہ کر دیتا ہوں اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر کی طرف تو اشارہ کیا کہ اس مردے کو زندہ کرو۔ حضرت سرکار غوث اعظمؒ نے فرمایا یہ میرا عاشق ہے اور حضرت نوحؑ کا صحابی ہے۔ میرا دیدار کرنا چاہتا ہے۔ میرا مرید ہونا چاہتا ہے۔ آج انشاء اللہ اس کی دعا قبول ہو جائیگی اور فرمایا کہ تیرے نبی حضرت عیسیٰؑ فرمایا کرتے تھے کہ قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ اللہ کے حکم سے اٹھو۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں قُمْ بِإِذْنِی میرے حکم سے اٹھو آپ نے فرمایا تو مردہ قبر سے اٹھ کر زندہ ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ کیا آپ غوث اعظمؒ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں تو عرض کرنے لگا مجھے مرید کر لیجئے دیدار تو ہو گیا عشق و محبت ہو تو وہ کروڑ سال بعد بھی رنگ لاتی ہے۔ کسی کلی وغیرہ کو کوئی خطرہ نہیں جب چاہیں نواز دیں اب نواز دیں کروڑ سال بعد نواز دیں قیامت کے روز ہر شخص کو اس کے پیر کے نام پر آواز پڑے گی یَوْمَ نَدْعُوا أَحْلَ أَنَاسٍ بِأَمَانِهِمْ قیامت کے روز اس طرح سے آواز نہیں پڑے گی کہ اے نمازیوں آ جاؤ اے روزہ دارو آ جاؤ۔ اے نیک کام کرنے والو آ جاؤ۔ بلکہ فرمایا جائیگا کہ اے فلاں کے مریدو آ جاؤ۔ آج آپ خیال فرمائیں کہ کیا آپ اس جماعت میں شامل ہیں۔ حضرت صاحب جناب پیر نصیر الدین صاحبؒ کے مریدوں کو آواز دی جائے گی کہ نصیر الدینؒ کے مریدو آ جاؤ۔ ان کو ان کے پیر صاحب کے نام پر

آواز پڑے گی پھر ان کو ان کے پیر صاحب کے نام پر آواز آئے گی اور اس طرح سے ہوتے ہوتے تمام صاحب نسبت لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے جھنڈے تلے لواء الحمد کے نیچے جمع ہو جائیں گے اور باقی بھی بے شمار لوگ ہوں گے جن کو آواز دی جائے گی کہ شیطان کے مرید و آجاؤ۔ جماعتیں صرف دو ہی ہیں ایک پیر و مرشد والی جماعت ہے صاحب نسبت لوگوں کی جماعت ہے دوسری شیطان والی جماعت ہے۔ کلی نہیں جائیگی کلی کو چھوڑ دو امن کو پکڑو۔ اسی میں پناہ ہے۔ اسی میں سعادت ہے اسی میں بچت ہے۔ اسی میں سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کسی کے دامن سے وابستہ رکھے آمین۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وقت کے منافق کے ہاتھ دامن مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے۔ آج کے منافق کے ہاتھ میں کسی ولی کا دامن نہیں ہے۔ آج دامن ولی میں پناہ ہے اور کہیں نہیں ہے۔ ولی کے دامن کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کی کلی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کی عزت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ زمانہ بھر کی عزتیں ان کے دامن میں ہیں۔ جو کسی ولی کے دامن سے وابستہ ہیں۔ آپ تو انسان ہیں کلمہ پڑھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ قرات کرتے ہیں حافظ ہیں۔ آپ سب کچھ ہیں۔ میں آپ کی بات نہیں کرتا بلکہ ایک کتے کی بات کرتا ہوں جو ان کے در پر بیٹھا ہے وہ خدا کی قسم انسان کی شکل میں جنت میں جائے گا اصحاب کف کا کتا از روئے قرآن جنت میں جائے گا۔ یہ ایک ایسا حیوان ہے جو نجس محض ہے اس کو قبر میں نہیں آنے دیتے۔ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ گھر میں داخل نہیں ہونے دیتے لیکن اگر یہی حیوان ولی کے در پر بیٹھتا ہے تو جنتی بن جاتا ہے اور اس سے اگر پوچھو تو کیا کہتا ہے کہ

خس خس جناں قدر نہ میرا تے سب اس نون وڈھیا نیاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں
اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی گلیوں کا روڑا کوڑا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرات کلی کو کوئی خطرہ نہیں بلکہ کلی تو کلد بن جاتی ہے۔ دستار بن جاتی ہے۔ تاج بن جاتی ہے۔ جب اس کو کسی شیخ کامل سے نسبت ہو جاتی ہے۔ حضرت حسن رضا فرماتے ہیں۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلین پاک حضور ﷺ
پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا تاج نصیب فرمائے اسی میں لباس ہے۔ اسی میں بخشش ہے اسی میں سکون ہے اسی میں دین ہے اسی میں اسلام ہے اسی میں سب کچھ ہے یہ تاج مل گیا تو کلی بھی ٹھیک ہے بندہ بھی ٹھیک ہے ورنہ قارون کی دولت دھنس رہی ہے نمرود کی بادشاہت ختم ہو رہی ہے تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ فرعون پر آج بھی لعنت ہو رہی ہے۔ شداد کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے لیکن جو اپنا سارا مال دے گئے ہیں۔ ان کا ذکر خیر ہو رہا ہے جو اپنا سارا کنبہ شہید کرا گئے ہیں۔ ان کا ذکر خیر ہو رہا ہے وہ آج بھی زندہ جاوید ہیں۔ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور جو دانت شہید کرا گئے ہیں ان کے

متعلق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا جبہ مبارک عطا فرمایا کہ اے عمرؓ اور اے علیؓ یہ میرا جبہ لے جانا اور حضرت اولیس قرنیؓ سے کہنا کہ وہ میری امت کیلئے بخشش کی دعا کریں۔ دانت شہید کرانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت کی بخشش کیلئے دعا فرمائیں اور انہی کی شان میں فرمایا کہ مجھے یمن کی طرف سے رحمن کی خوشبو آ رہی ہے۔ دانت دے کر رحمن کی خوشبو سے لبریز ہو گئے ہیں۔ نفع ہی نفع حاصل کیا ہے اپنی کلی برباد نہیں بلکہ آباد کر کے گئے ہیں۔ ایک عرض کرتا ہوں کہ حضرت اولیس قرنیؓ نے اپنے سارے دانت شہید کئے تھے آج یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز مغرب کے بعد دو نفل پڑھے اور ان کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جیلہ سے حضرت اولیس قرنیؓ کی روح مبارک بھیجے تو اس کو کبھی دانتوں کی تکلیف انشاء اللہ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء کے در سے نسبت قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش ڈاکٹر محمد شفیق صاحب 13/09/95

ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملئكته يصلون على النبى ياايهاالذين امنو صلوا عليه وسلموا تسليما الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا

سیدى یا حبیب اللہ

معزز حاضرین حضور نبی کریم ﷺ اور باقی تمام مخلوق کا تعلق علیحدہ ہی ہے حضور نبی کریم ﷺ ایک

طرف ہیں اور باقی سب دوسری طرف ہیں۔ تاریخ میں جو بڑے سے بڑا آدمی گزرا ہے وقت کے ساتھ ساتھ اس کی

اہمیت کم ہوتی گئی ہے۔ شہنشاہ اکبر اپنے زمانے میں کتنی بڑی شے تھی۔ کتنا جلال اور رعب رکھتا تھا۔ اپنے آپ کو کعبہ

کروا تا تھا۔ ایک نیا دین ”دین الہی“ جاری کر دیا۔ لیکن آج وہ کیا ہے؟ آج کرکٹ میں کوئی کھلاڑی بہت زیادہ زربنا کر

ریکارڈ قائم کرتا ہے کل کوئی اس سے بھی بڑھ کر زربنا ہوتا ہے۔ آج کوئی دوڑ کا ریکارڈ قائم کرتا ہے کل کوئی اس سے تیز دوڑ

سکتا ہے۔ آج کوئی گلوکار خوش لحانی کا ریکارڈ قائم کرتا ہے تو کل کوئی اس سے اچھا گانا گانے والا آجاتا ہے۔ ایک یہ ہے

وقت کے ساتھ ساتھ پہلے آدمی کی عظمت میں کمی آ رہی ہے اور دوسرے یہ کہ تاریخ میں اور نئے نئے آدمی آ رہے ہیں جو

پہلوں سے آگے نکل رہے ہیں۔ تو یہ ایک عجیب بات ہے جو تاریخ دہراتی رہتی ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی عزت

عظمت رفعت مرتبت میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے ایک نعت پڑھی گئی ہے کہ صدیاں ختم ہو رہی ہیں

لیکن آپ کی تعریف ختم نہیں ہو رہی ہے۔ صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی تعریف میں کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ

آپ کی شان ہر لمحہ بڑھتی جائیگی۔ مثال کے طور پر یہ سمجھیں کہ ساری تعریف اس کا پی میں موجود ہے لیکن یہ عام بندے

کی بات ہے۔ حضور ﷺ کا جہاں تک تعلق ہے ہر لمحہ اس کا پی میں اضافہ ہو رہا ہے ایک کا پی کے ساتھ دوسری کا پی لگ

رہی ہے۔ ہم پہلی کا پی ہی ابھی نہیں دیکھ پاتے کہ دوسری اور کا پی ساتھ لگ جاتی ہے۔ تو ہر لمحہ ایک نئی شان نئی آن بڑھتی

جاری ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ ایک نیا انکشاف سامنے آ جاتا ہے۔ ایک ایسی جہت کھل جاتی ہے ایک ایسا عرفان

آ جاتا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ روشن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **ولاخرة خير لك من الاولى** ”آپ کی ہر آنے

والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔“ کوئی بھی تاریخی شخصیت لے لیں، قائد اعظمؒ ہو علامہ اقبالؒ ہو مولانا رومؒ ہو کوئی بھی ہو

وقت کے ساتھ ساتھ اس کے مقابلہ میں لوگ آ جائیں گے وقت کے ساتھ اس کی قدر کم ہو جائیگی بڑے سے بڑے سائنس

دان پیدا ہوئے جنہوں نے کام کئے نئی نئی چیزیں دریافت کیں۔ فارمولے بنائے ایجادات کیں لیکن بعد میں آنے

والوں نے کہا ان کا سارا کام ہی عبث ہے ان کی تو THEORY ہی غلط ہے۔ ساری عمر انہوں نے محنت کی اور ایک چیز

بنائی ثابت کیا کہ ایٹم کے مزید حصے نہیں ہو سکتے AN ATOM IS INDIVISIBLE اور ساہا سال تک یہ نظریہ

درست رہا۔ بعد میں آنے والوں نے ثابت کر دیا کہ یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ ایٹم کے مزید حصے ہو سکتے ہیں اور انہوں نے ایٹم کے حصے کر کے دکھائے ایٹم کے اجزاء الیکٹران پروٹان نیوٹران علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے اور ان کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات بھی ظاہر کر کے دکھائیں۔ اس طرح وقت کے ساتھ کسی سائنس دان کی عزت بڑی نہیں ہے بلکہ اس کی ساری محنت ملیامیٹ کر کے رکھ دی گئی۔ اکناکس میں ہر پانچ سال بعد نئی تھیوری آجاتی ہے جتنی بھی DEVELOPMENT ہوتی ہے ان کی اپنی اپنی تھیوری ہوتی ہے پاکستان میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے بھٹو کے دور سے لیکر موجودہ دور تک میں عرض کرتا ہوں بھٹو کا زمانہ تھا تو وہ کہتے تھے کہ تمام ادارے اگر گورنمنٹ کی تحویل میں ہوں زیادہ ترقی ہوتی ہے۔ اس نے تعلیمی ادارے بنک اور ملز فیکٹریاں وغیرہ سب گورنمنٹ کی تحویل میں دے دئے۔ انشورنس کمپنیاں وغیرہ بھی دیدیں اس کو کہتے ہیں نیشنلائزیشن Nationalization اس کے زمانہ میں یہ پالیسی تھی کہ نیشنلائزیشن سے ترقی بہت ہوتی ہے اور اب موجودہ دور میں اسی بھٹو کی بیٹی وزیر اعظم ہے تو وہ کیا کر رہی ہے اس کی پالیسی کیا ہے۔ یہ بالکل الٹ کر رہی ہے۔ یہ تعلیمی ادارے بھی واپس کر رہی ہے۔ بنک بھی واپس دے جا رہے ہیں۔ ملیں فیکٹریاں بھی واپس کر رہی ہے۔ اس گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ Privatization سے زیادہ ترقی ہوتی ہے یہ ہے جس کو کہتے ہیں Development یہ ہے تھیوری بھٹو دور میں بھٹو کی بڑی تعریف ہو رہی تھی کہ Nationalization کر رہا ہے۔ بڑی اچھی پالیسی پر چل رہا ہے اور اب اسی کی بیٹی کے ہاتھوں ساری تھیوری اور سارا پلان تباہ ہو رہا ہے۔ یہ وقت گزرنے کے ساتھ بھٹو صاحب کی عزت نہیں بڑھی بلکہ کم ہوئی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ اتنا بڑا لیڈر ہو کر اسے تو یہ بھی علم نہ تھا کہ اس کی پالیسی کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ ایک ایسی ہستی ہیں کہ وقت کے ساتھ ان کی عزت میں ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان کی شان میں اضافہ ہو رہا ہے ہر لمحہ اضافہ ہو رہا ہے۔ کئی ایک چیزیں ہیں مثال کے طور پر کھانے کو بی لے لیں مغربی ممالک کے باشندوں نے کہا کہ موٹی روٹی جس میں چھان بھی ہو اس کو بالکل نہیں کھانا چاہئے یہ بالکل بے کار ہے۔ آٹے سے چھان کو نکال دو یہ نکال دو وہ نکال دو صرف صاف ستھرا نرم ملائم ہی کھاؤ۔ چند سال نہیں گزرے کہ سب بیمار ہو گئے کئی بیماریاں نکل آئیں پھر تجربات ہوئے تو پتہ چلا کہ چھان بورا تو بڑی اچھی شے ہے۔ یہ تو غذا کا جزو لاینفک ہے۔ اسے آٹے میں شامل کرو اس کے Bran-Biscuits بناؤ بران بسکٹ معلوم ہے کس کو کہتے ہیں یہ چھان بورے کے بسکٹ ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صاحب کو بیماری لگ گئی ہے اس کو اب بران بسکٹ کھاؤ تو یہ ٹھیک ہو جائیگا۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے کہ موٹی روٹی کھاؤ۔ جو کی روٹی کھاؤ۔ آٹے میں سے چھان بورا نہ نکالو لیکن اہل مغرب جب میرے نبی پاک ﷺ کی سنت کے خلاف گئے تو سب بیمار ہو گئے۔ اب وہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی عظمت اور سنت کو مائیں یا نہ مائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کان سے پکڑ کر انہیں اپنے نبی ﷺ کی سنت پر لگا دیا ہے۔ بستر کو لے لیجئے کہ جی بالکل نرم بستر آئے ہیں ایک ایک لاکھ کا بیڈ Bed بنا ہوا ہے موٹے گدے اور فوم Foam لگا ہوا ہے اب صاحب بھی اسی پر سو رہے ہیں۔ مہم صاحب بھی سو

رہی ہیں دونوں بیمار ہو گئے ایک کو کمر درد شروع ہو گیا اور دوسرے کو بوا سیر ہو گئی۔ یہ عام شکایت ہے کہ مجھے کمر درد ہے۔ مجھے تو درد نے دہرا کر دیا ہے مجھ سے ہلکا نہیں جاتا یہ سب کچھ نرم بستر پر سونے کا نتیجہ ہے پھر تجربات شروع ہو گئے تو پتہ چلا کہ نرم بستر تو بیماریوں کا گھر ہے۔ اس کو چھوڑو Hard Bed پر سونا چاہئے کہ اس سے نہ کمر کی تکلیف ہوتی ہے نہ بوا سیر قریب آتی ہے نہ قبض کی شکایت ہوتی ہے کہ جس کو حکیم لوگ ام الامراض کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر کان سے پکڑ کر نرم بستر سے اٹھا کر زمین پر لٹا دئے یہ سخت بستر یا زمین پر سونا میرے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے تم میرے حبیب ﷺ کی سنت کے خلاف کیسے چل سکتے ہو۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی میں اضافہ کا مظہر ہے۔ تو صدیاں اگر ختم آنے کو آئی ہیں تو ختم ہو جائیں صدیاں اس سے میرے نبی پاک ﷺ کی شان میں کمی نہیں بلکہ اضافہ پھر اور اضافہ ہی ہوتا چلا جائیگا۔ ایک تو یہ بات ہے کہ اتنا بڑا خزانہ ہے اور اس میں سے آپ نکالتے رہیں نکالتے رہیں تو ایک وقت ایسا آئیگا کہ خزانہ ختم ہو جائیگا حضور نبی کریم ﷺ کے خزانوں کی کان ایسی ہے کہ اس میں سے جتنا نکلتا رہے گا اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جائیگا۔ اس میں اتنا علم اور عقل نہیں ہے کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے روز قیامت کو ایک نہایت لمبا دن کرنا ہے کئی ارب سال کا دن ہوگا اور اس روز صرف حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہی بیان ہونی ہے اور کچھ بھی نہیں ہونا ہے۔ دنیا ادھر سے ادھر دھکے کھاتی پھرے گی ادھر پیاس سے مر رہی ہے ادھر پیاس سے مر رہے ہیں۔ شفاعت کیلئے کبھی ادھر دوڑ رہے ہیں کبھی ادھر دوڑ کر جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود پر بٹھا کر آپ کی عظمت بیان کرنی ہے کہ لوگو دنیا میں تو تم انہیں نہیں مانتے تھے اب دیکھو کہ میرے نبی پاک ﷺ کتنی شان والے ہیں ہر نبی کو بتایا جائیگا کہ اس کی کیا شان ہے اور اس نبی کی کیا شان ہے۔ ہر امتی کو اور ہر کافر کو بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شان دکھائی جائیگی حتیٰ کہ کافر بھی دوڑیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائے تمام کی طاقتیں سلب ہو جائیں گی سب کے عدے ختم ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ کی شان ان سب سے بلند و بالا ہوگی حضرات آج سمجھ آئے یا نہ آئے آج ہمیں سمجھ اس لئے نہیں آتی کہ حضور ﷺ کو سمجھنے کی عقل و سمجھ جو چاہئے وہ ہم میں نہیں ہے اور اگر بالفرض حضور ﷺ کسی کی عقل میں آجائیں تو یہ محدود ہو جاتے ہیں۔ آپ کی شان اور مرتبہ رکھنا ہی اسی طرح سے ہے کہ میں ہمیشہ اپنا سر جھکائے ہی رکھوں کہ یہ میری عقل و سمجھ سے بالاتر ہیں۔ یہ بھی حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ جتنا تم انہیں اپنی عقل کے پردے پر پرکھو گے تمہاری عقل کی اتنی ہی بس سے بس ہوتی جائیگی۔ حضور کی شان تمہاری عقل سے ماوراء ہے۔ ہماری اور بھی کئی اغراض ہوتی ہیں لیکن اصلی غرض یہ ہے کہ جب مرید کو اپنے پیر کے ذریعے یہ پتہ چل جائے کہ مثال کے طور پر نبی پاک ﷺ کی شان ایک مصرعہ میں ہے کہ

وہ کمال حسن حضور ﷺ ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

جب مرید کو یہ یقین ہو جاتا ہے تو مرید کا بھی بیڑہ پار ہو جاتا ہے اور پیر کا بھی بیڑہ پار ہو جاتا ہے باقی جو

کچھ بھی ہے کہ یہ تعویذ دیدیں۔ یہ دھاگہ کر دیں۔ سکون قلب دیدیں یہ مفت میں اس یقین کی وجہ سے مل جاتا ہے ہر

بندے کو خواہ کسی حالت میں بھی دیکھ لیں پرکھ لیں اس میں نقص لازمی مل جاتا ہے۔ لیکن حضور پاک ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ہر نقص و عیب سے پاک و منزہ ہیں۔ جب مرید کو باطن سے اندر سے دل سے اتنا پیہ چل جاتا ہے کہ یہ بات تو صحیح ہے تو بھی اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ابھی تو مجھ میں کمی ہے نماز بھی میری درست نہیں ہوئی۔ روزہ میں نے ابھی رکھا تو بھی نہیں ہے۔ حج ابھی کرنا ہے۔ یہ سب چیزیں اپنی جگہ لیکن اصل چیز جو سمجھنے کی ہے۔ وہ نبی پاک ﷺ کی عظمت کو سمجھنا ہے۔ اس لئے کہ قبر میں بھی جس سوال پر نجات ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نبی سے متعلق دنیا میں کیا کہتا تھا اگر تو یہی مصرعہ کہہ دے کہ میں تو کہا کرتا تھا کہ یہ بے عیب نبی ﷺ ہیں ان میں کوئی نقص نہیں تو تیری بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ایک بات جو میں نے اور آج عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ یوں سمجھئے کہ ایک آدمی ہے ابھی اس کے پاس کوئی عہدہ نہیں ہے ابھی وہ ڈی سی نہیں بنا۔ ابھی وہ کمشنر نہیں بنا۔ آئی جی نہیں بنا کسی عہدہ کا نام لے لیجئے کہ ابھی اس کی تقرری نہیں ہوئی تو اس کی اور شان ہے اور جو نبی اس کو کوئی اعلیٰ عہدہ مل جاتا ہے تو اس کی شان بڑھ جاتی ہے یعنی عہدہ جو ہے وہ اس کی شان میں اضافہ کر دیتا ہے جب عہدہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

اب سابق صدر پاکستان غلام اسحاق کی کیا قدر ہے۔ اگر اب یہاں آجائے تو لوگ پتھر ماریں گے صدارت کے عہدے نے اس کی شان میں اضافہ کیا ہوا تھا اس کی طاقت ساری کرسی میں تھی۔ جب کرسی صدارت چھن گئی تو ساتھ ہی اس کی عزت و توقیر جاتی رہی۔ ایک شخص ڈی سی بن کر آتا ہے تو لوگ اسے سلام کرتے ہیں سلوٹ مارتے ہیں پولیس آگے پیچھے بھرتی ہے اور جب وہ جاتا ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا ریٹائر ہو جاتا ہے تو بالکل قدر ختم ہو جاتی ہے پھر کون اس کی تعظیم میں کھڑا ہوتا ہے کون اس کے لئے راستہ چھوڑتا ہے۔ کون اس کے لئے ٹریفک روکتا ہے وزیر اعلیٰ آتا ہے تو اس کے لئے سوائے مقامات ہوتے ہیں آگے آگے پولیس سکوڈ ادھر باڈی گاڑڈ ادھر پیر ہمدار۔ لوگوں کو ایک جھلک تک دیکھنی نصیب نہیں ہوتی اور جب ریٹائر ہو کر گھر جاتا ہے تو پھر بچتا پھرتا ہے چھپتا پھرتا ہے کہ کہیں کوئی پکڑ نہ لے اس طرح تعلیم عزت میں اضافہ کرتی ہے پروفیسری اضافہ کرتی ہے۔ دکاندار جتنا کروڑ پتی ہوتا جائیگا عزت میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ انجمن دکانداراں کا صدر بن جائیگا۔ تو دنیاوی شان و شوکت جب بڑھتی ہے تو بندے کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو نبی یہ دنیاوی نعمتیں ختم ہوتی ہیں تو وہ آدمی کور بدر کی ٹھوکریں کھانے کیلئے چھوڑ جاتی ہیں اور اس کی عزت کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ شان ہے کہ نبوت کے عہدے سے پہلے رسالت کے عہدے سے پہلے علم غیب کے عہدے سے پہلے امت ملنے سے پہلے شریعت کا اجراء کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور نبی پاک ﷺ کو محمد ﷺ بنا دیا ہے اب جو چیز ان کے ساتھ لگ جاتی ہے وہ آپ ﷺ کی شان میں اضافہ نہیں کر پاتی بلکہ انہیں اس کو شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ جب نبوت حضور ﷺ سے لگتی ہے تو وہ عظیم بن جاتی ہے جب علم غیب

حضور ﷺ کو ملتا ہے تو وہ عظیم بن جاتا ہے جب سجدے حضور ﷺ فرماتے ہیں تو سجدے عظیم ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو خانہ کعبہ کو شرف عطا ہوتا ہے۔ ہم طواف کریں تو خانہ کعبہ ہماری عزت بڑھا دیتا ہے۔ میں حجر اسود کو بوسہ دے لوں میں سعی کروں میں آب زم زم پی لوں تو میری عزت بڑھتی ہے لیکن جب حضور ﷺ وہاں تشریف لے جاتے ہیں تو خانہ کعبہ کی عزت بڑھ جاتی ہے تو کوثر حضور ﷺ کو اس وقت ملی کہ جب یہ سارے عہدے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ نہ رسالت تھی نہ نبوت تھی نہ شریعت تھی نہ طریقت تھی نہ روزے تھے نہ نماز تھی نہ کوئی اور تصرفات و احکامات تھے صرف اللہ تھا اور ذات محمد ﷺ تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرما کر محمد ﷺ بنا دیا اب جو چیز آپ ﷺ سے منسوب ہو جائیگی وہ عزت والی بن جائیگی تمام صحابہ کرام بھی پیچھے ہٹ جائیں۔ آپ بھی چھوڑ جائیں تو حضور ﷺ کی ذات مبارکہ میں آپ ﷺ کی صفات مبارکہ میں کوئی کمی نہیں آئیگی۔ فرشتے روضہ اقدس پر حاضری نہ دیں وہ درود شریف بھی نہ پڑھیں حضور ﷺ پھر بھی محمد ﷺ ہیں آپ نعت پڑھنا بھی ترک کر دیں۔ جو آپ عظمت دیتے ہیں وہاں لے لیں کوئی نعت نہ لکھے نہ پڑھے حضور ﷺ پھر بھی محمد ﷺ ہیں نعت پڑھنے سے نعت لکھنے سے نعت سننے سے حضور ﷺ کو کوئی فرق نہیں آتا النابیہ کہ نعت لکھنے والے کو نعت پڑھنے والے کو اور نعت سننے والے کو عظمت مل جاتی ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی

یہ تو سب ہمیں فائدہ ملا اس سے حضور ﷺ کو کیا فائدہ حاصل ہوا کچھ نہیں ہوا تعریف ہم نے کی تو صیغہ ہم نے کی تو شان بھی ہماری بلند ہوئی ہم کسی عہدے سے بنتے ہیں۔ یہ بندوں کی بات ہے میں تقریر کرتا ہوں چند آدمی بیٹھے ہیں اگر دس بیس اور آدمی آجائیں تو میری اور زیادہ مشہوری ہو جائیگی۔ لوگ بڑا مقرر سمجھنے لگیں گے لیکن حضور نبی کریم ﷺ ان تمام باتوں سے بے نیاز ہیں۔ ہر چیز سے بے نیاز ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ میں بی ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں میں شفیع ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں اس طرح سے اور بھی کئی چیزیں آپ ﷺ نے گنوائیں اور فرمایا کہ مجھے ان پر فخر نہیں۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کسی کو کچھ چیز حاصل ہو جائے تو وہ فخر کرتا ہے۔ کسی کو کوئی اعزاز مل جائے تو وہ فخر کرتا ہے۔ حضور آپ ﷺ کو فخر کیوں نہیں؟ فرمایا کہ یہ چیزیں فخر کریں کہ ان کو مجھ سے نسبت مل گئی ہے۔ حضرات! وہ بے نیاز ہیں۔ ہم نیاز مند ہیں میں اپنی باتوں سے دنیا اپنی باتوں سے حضور ﷺ کی عزت میں اضافہ نہیں کر سکتی لیکن جو بھی تعریف حضور ﷺ کی کرے گا۔ خود اس کی اپنی تعریف ہونے لگے گی۔ حسان بن ثابتؓ کی کیوں تعریف ہو رہی ہے۔ لوگ کیوں اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ کیا وہ بہت بڑا پہلوان ہے؟ شاہسوار ہے؟ جنگ جو ہے؟ نہیں ایک شاعر ہے لیکن شاعر ہے کس کا؟ حضور ﷺ کا شاعر ہے حضور ﷺ سے نسبت ہے تو آج تک جو کوئی اچھی نعت کہتا ہے لکھتا ہے یا پڑھتا ہے تو اسے حضرت حسان بن ثابتؓ سے تشبیہ دیتے ہیں اچھا مقرر ہو تو اسے غزالیؒ دوراں کہہ کر تشبیہ دیتے ہیں۔

کوئی بہت زیادہ سخاوت کرنے والا پیدا ہو جائے تو اسے حاتم طائی ثانی کہہ دیتے ہیں۔ ان تشبیہات سے عزت بنتی ہے۔ یثرب نے حضور نبی کریم ﷺ کو کیا دیا؟ بلکہ حضور ﷺ سے لیا ہے اور آج مدینہ منورہ بنا ہوا ہے حلیمہؓ نے حضور ﷺ کو کیا دیا ہے؟ حلیمہؓ نے کچھ نہیں دیا بلکہ حضور ﷺ نے حلیمہ سعدیہؓ کو پالا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور ﷺ کو کیا دیا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کیا دیا ہے اور کسی صحابیؓ نے کیا دیا ہے۔ سب نے لیا ہے دیا کسی نے نہیں ہے حضرات اس محفل کو ہم نے کیا دیا ہے نور یہاں بھی ہے خوشبو یہاں بھی ہے کرم یہاں بھی ہے وہ تشریف لے آئیں تو ان کا کرم ہے مہربانی ہے کہ ہمارے ذوق ہمارے شوق ہمارے انتظار کی لاج رکھ لیں

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا ذوق دیکھ تو میرا شوق دیکھ

براق نے حضور ﷺ کو کیا دیا ہے اتنا زیادہ تیز رفتار کہ جہاں نظر پڑتی وہاں اس کا قدم پڑتا لیکن لامکان میں براق نہیں پہنچا پیچھے رہ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی پیچھے رہ گئے۔ براق سے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا مقام بہت آگے ہے لیکن لامکان میں وہ بھی نہیں پہنچا تو لامکان میں کون ساتھ تھا کوئی نہ تھا سب پیچھے رہ گئے۔ آپ ﷺ خود اپنے کمال سے وہاں پہنچے بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ حضور ﷺ کا اپنا کمال ہے انہیں کسی سے کمال لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں کمال لینے کی ضرورت ہے حضور ﷺ کسی کے کمال کے محتاج نہیں ہیں۔ محمد ﷺ ہمیشہ دیتے ہیں۔ وہ لیتے نہیں ہیں۔ اگر محمد ﷺ کسی سے کچھ لے کر محمد ﷺ بنے تو پھر محتاج ہوتے ہیں۔ میں اونچا بیٹھنے کے لئے کرسی کا محتاج ہوں اگر یہ کرسی چھن جائے تو کیا عزت رہ جائیگی وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو سے کرسی چھن گئی ہے تو اب اس کی کیا عزت رہ گئی ہے۔ یہ میں صرف ایک مثال دے رہا ہوں مطلب یہ نہیں کہ میں طنز کر رہا ہوں۔ جو کوئی خود کرسی کا محتاج ہے وہ کرسی کو کیا دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین تو جب مرید کو پتہ چل جاتا ہے اپنے پیر کے بتانے سے کہ نجات اسی میں ہے کہ ہر وقت حضور ﷺ کی تعریف کرتا رہے تو پھر وہ کہتا ہے کہ

وہ کمال حسن حضور ﷺ ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

اور جب یہ چیزیں آدمی کے دل کے اندر گھر کر لیتی ہیں تو اس کی بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہیں باقی کوئی چیز سمجھ آئے نہ آئے۔ اب ایک بات یہ ہے کہ فرمایا گیا ہے والا خسرۃ خیر لك من الاولی (الضحیٰ ۴) ”آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے“ تو اس سے ایک خیال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ جب آنیوالی گھڑی پہلے گزرنے والی گھڑی سے بہتر ہے تو کیا پہلی گھڑی میں آپ ﷺ کی شان کم تھی اور اب زیادہ ہو گئی ہے اور ہر آنے والی گھڑی میں شان بڑھتی جا رہی ہے کیا ایسا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ محمد ﷺ ہیں جو ہر طرح سے کامل ہیں مکمل ہیں افضل ہیں احسن ہیں بلند مرتب ہیں عظمت والے ہیں اس سے بڑھ کر کوئی ایسا مرتبہ ہی نہیں جو آپ ﷺ کو دیا جاسکے۔ ان کی ذات

ایسی ہے کہ اگر ان کو کوئی مرتبہ مل بھی جائے تو ان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا ان امرتے کو کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا تو میری شان میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اگر حضور ﷺ کرسی پر بیٹھیں تو کرسی کی شان بڑھتی ہے۔ میں پہلے نیچے بیٹھا تھا اب کرسی پر بیٹھ گیا تو میری شان میں اضافہ ہو گیا اور اگر مجھے آپ بار بھی پہنادیں تو میری شان میں اور بھی اضافہ ہو جائیگا۔ اگر حضور ﷺ بار پہنیں تو عظمت ہار کو ملے گی آپ ﷺ طواف کعبہ کریں تو شان کعبہ کی بلند ہوگی۔ یثرب میں تشریف لے آئیں تو یثرب مدینہ بنے گا حضور ﷺ ہی سب کو دیتے ہیں۔ حضور ﷺ کو نہ کوئی کچھ دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس قابل ہے کہ وہ حضور ﷺ کو دے سکے پھر بھی پہلی گھڑی آنے والی گھڑی سے کم تر ہے۔ حضرات کم تر کوئی چیز نہیں ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ سورج پہلے غروب ہوا تھا پھر صبح کو طلوع ہو گیا۔ کیا یہ اب پہلے سے بہتر ہو گیا ہے؟ ذرا سا بلند ہوا تو اس کی روشنی میں اور چمک پیدا ہو گئی دو پہر تک اس کی روشنی اور گرمی میں تیزی آتی گئی۔ تو ہم نے سمجھا کہ اس کی روشنی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے حالانکہ سورج وہی ہے جو پہلے چھپا ہوا تھا اب اس کا اظہار ہوا ہے۔ چاند کی مثال لے لیں۔ یہ زمین کے گرد ایک ماہ میں پکر پورا کر لیتا ہے ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ایک بار ایک تاریکی مانند نظر آتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے پہلے پندرہ روز میں یہ مکمل پورا چاند بن جاتا ہے اس سے نکلنے والی روشنی پورے جو بن پر آ جاتی ہے اور اسکے بعد یہ پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور اگلے پندرہ دنوں میں یہ گھٹ کر پھر ایک تاریکی طرح باریک ہو جاتا ہے اور ایک دوروز کے لئے یہ چھپ جاتا ہے۔ نظر نہیں آتا۔ یہ اس کے اظہار کی مختلف صورتیں ہیں حالانکہ یہ نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے بلکہ ہمیشہ ایک ہی جیسا مکمل چاند کی صورت میں پوری روشنی کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ ہمیں اپنی گردش کی وجہ سے کبھی کیسا اور کبھی کیسا نظر آتا ہے لیکن اصلیت میں یہ ایک ہی جیسا رہتا ہے صرف اس کا اظہار بدلتا رہتا ہے۔ اسی طرح سے حضور ﷺ کا اظہار بدلتا رہتا ہے لیکن اصل حقیقت میں آپ ﷺ ہی رہتے ہیں۔ ہر آنے والی گھڑی میں اظہار محمدی ﷺ ہے۔ کمالات محمدی ﷺ کا اظہار ہے سب ذات محمد ﷺ میں ہے باقی کسی کے پہلے کچھ ہے ہی نہیں

بہترین مہترین انبیاء جز محمد ﷺ نیست در ارض و سماء

میں آپ کو صفر روپے دیتا ہوں تو میں نے آپ کو کیا دیا کچھ بھی نہیں دیا۔ اسی طرح جب ہم حضور ﷺ کی شان میں نعت شریف پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہیں تو ہم حضور ﷺ کو دراصل کچھ نہیں دیتے لیکن حضور ﷺ قبول فرما لیتے ہیں۔ تو یہ ان کی مہربانی ہے لیکن ہر لمحہ جو اظہار ہو رہا ہے اس کا سب سے بڑھ کر جو اظہار ہونا ہے وہ مقام محمود پر ہونا ہے یہ صرف اظہار کی صورتیں ہیں ورنہ جس وقت آپ ﷺ بنے تھے۔ اسی وقت سے مکمل محمد ﷺ ہیں اور مقام محمود پر بھی یہی محمد ﷺ ہوں گے لیکن بندوں کے لحاظ سے یہ آپ ﷺ کا اظہار ہے۔ اس وقت یہاں رات ہے سورج نظر نہیں آ رہا ہے ہم کہتے ہیں کہ غروب ہو گیا ہے۔ یہ میری سورج کے ساتھ نسبت ہے کہ اس وقت وہ میرے سامنے ظاہر نہیں ہے ورنہ سورج کبھی نہیں چھپتا یہ ہر وقت چمکتا ہے۔ ابھی آپ سیدھے اوپر کو چلے جائیں تو کچھ بلندی پر آپ کو سورج نظر آ جائیگا۔ ایک دفعہ ہم کراچی سے لاہور بذریعہ ہوائی جہاز آ رہے تھے جب ٹوبہ ٹیک سنگھ

کے اوپر سے گزر رہے تھے تو جہاز میں اعلان ہوا کہ روزہ افطار کر لیں ہم نے کہا کہ سورج تو سامنے نظر آ رہا ہے تو ہمیں بتایا گیا کہ آپ بلندی پر ہیں اس لئے سورج نظر آ رہا ہے نیچے جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لوگ ہیں انہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی عظمت جن کو نظر نہیں آتی وہ ان کا اپنا قصور ہے ان کی اپنی عقل و فہم ختم ہو چکی ہے۔ چالیس سال کی عمر شریف میں اعلان نبوت اور پھر تیرہ سال اعلان نبوت کے بعد پورے تریپن سال ابو جہل کے سامنے حضور ﷺ رہے ہیں۔ لیکن ابو جہل کو نظر نہیں آئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **وَرَهْمَ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهْمَ لَا يَبْصُرُونَ** (الاعراف ۱۹۸) اے میرے حبیب ﷺ وہ تمہاری طرف دیکھتے تو ہیں لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا چہرہ ابو جہل کو دکھایا ہی نہیں ہے۔ حضور ﷺ کو دیکھنے والی صدیقی آنکھ ہوتی ہے ابو جہل والی آنکھ ہوتی ہے۔ آج بھی جن کو حضور ﷺ نظر نہیں آتے ان کی ایمان والی آنکھ ہوتی ہی نہیں ہے اگر ایمان ہوتا تو حضور ﷺ نظر آ جاتے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ان کی شان دیکھنے والی آنکھ عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 22/09/95

کلمات ربی

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا ایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیموا الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

حضرات سامعین! ایک یہودی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے قرآن میں تضاد لگتا ہے آپ کے قرآن کا کچھ حصہ کوئی بات کرتا ہے اور اس کا دوسرا حصہ اس کی الٹ بات کرتا ہے اسے کہتے ہیں تضاد۔ یعنی قرآن مجید میں تضاد ہے تو اس کا کیا حل ہے ابھی حضور نبی کریم ﷺ جواب دینے ہی والے تھے کہ حضرت جبرائیل تشریف لے آئے۔ اس سے پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ وہ تضاد ہے کیا جو اس یہودی کو نظر آیا اس نے کہا ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ یہ دنیا بہت تھوڑی سے چیز ہے۔ معمولی چیز ہے اس کی کوئی وقعت نہیں ہے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ کہ اے میرے حبیب ﷺ میں نے تمہیں کوثر عطا فرمادی ہے جب دنیا اور کائنات قلیل ہے تھوڑی سی ہے تو پھر یہ کوثر کہاں سے آگئی اگر آپ کے پلہ میں صرف ایک کلو چیز آتی ہے تو پھر اس میں ایک کروڑ من چیز کہاں سے آسکتی ہے۔ یہ چھت جہاں پر ہم بیٹھے ہیں اس پر کل کتنے آدمی بیٹھ سکتے ہیں یہ ایک قلیل جگہ ہے نا۔ اگر کہیں اس پر کروڑ آدمی بیٹھے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے اس میں تو اتنی گنجائش ہی نہیں ہے ایک طرف تو فرمایا کہ دنیا قلیل ہے اور دوسری طرف فرمایا جا رہا ہے کہ حضور ﷺ کو کوثر عطا کی ہے۔ یہ کوثر کہاں سے آگئی کیونکہ قلیل سے تو کوثر نہیں نکل سکتے۔ آپ کے دامن سے کروڑ من چیز نکل نہیں سکتی۔ اس چھت پر کروڑ آدمی نہیں بیٹھ سکتے ایک دوسرے جگہ فرمایا گیا ہے کہ وَمَا أُوتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا آپ کو بہت تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا گیا کہ جس کو حکمت عطا کی گئی وہ بھی خیر کثیر ہے۔ اب جبکہ علم ہی تھوڑا سا دیا ہے تو یہ خیر کثیر کہا سے آجائے گا تو اس یہودی نے کہا کہ آپ کے قرآن مجید میں یہ تضاد ہے Contradiction ہے۔ ایک بات دوسری کے بالکل الٹ ہے جیسے کہ اس وقت رات ہے لیکن کوئی کہے کہ یہ دن کے آٹھ بجے ہیں تو یہ تضاد بنے گا۔ اب کوئی کہے گا کہ صبح ہے تو تضاد بنے گا۔ ضد ہے جو جس طرح عرض کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جواب دینے والے تھے کہ حضرت جبرائیل تشریف لے آئے اور ایک آیت مبارکہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری جو سورت کہف میں ہے کہ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِذَادًا لِّكَلِمَتِ رَبِّیْ لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا فرمادیجئے اے میرے حبیب ﷺ اگر سارے سمندر سیانی بن جائیں اور تیرے اللہ کی باتیں لکھنا شروع کر دیں تو یہ سمندر ختم ہو جائیں گے

لیکن تیرے رب کی باتیں نہیں لکھی جاسکیں گی اور اگر اور بھی ایسے ہی سمندر آجائیں وہ بھی خشک ہو جائیں گے لیکن اللہ کی باتیں مکمل نہیں ہوں گی اتنی زیادہ باتیں ہیں۔ یہ اشارہ ہے کہ کلمات ربی یعنی اللہ کی باتیں اتنی ہیں کہ جن کا کوئی حساب نہیں اگر کروڑوں اربوں ہندسوں میں شمار ہوتا تو یہ بہت مشکل تھا۔ عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہوتا ہے۔ کوئی ریاضی جاننے والا یا کوئی تعلیم یافتہ آدمی یہ سمجھ سکتا کہ کروڑ کی پاور کروڑ (crore raised to the Power) crore) بڑی چیز ہوتی ہے یہ ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا لیکن آپ تو یہ جانتے ہیں کہ سمندر پوری زمین کا $\frac{3}{4}$ حصہ ہے $\frac{1}{4}$ حصہ خشکی ہے جس پر آپ تشریف رکھتے ہیں اور $\frac{3}{4}$ حصہ پانی ہے سمندر ہے تو یہ سارے سمندر سیاحی بن جائیں اور ختم ہو جائیں پھر بن جائیں پھر ختم ہو جائیں پھر بن جائیں پھر ختم ہو جائیں لیکن اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوتیں۔ اب بات یہ ہے کہ یہودی کا اعتراض تو حضور ﷺ کو کوثر ملنے پر ہو رہا ہے اور جب کلمات ربی میں دیا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے بات تو یہ تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ دنیا کی متاع تو تمام تر قلیل ہے پھر بھی آپ ﷺ کو کوثر کہاں سے عطا ہو گئی لیکن جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے کلمات بے شمار ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کوثر کی کیا بات ہوئی بتانا تو یہ مقصود ہے کہ کوثر بڑی چیز ہے تو اس قلیل میں سے کوثر کیسے نکل آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے کلمات بے شمار ہیں ان کو لکھنے کے لئے سمندر چاہیں پھر اور سمندر چاہیں سمندر خشک ہوتے چلے جائیں گے لیکن کلمات ربی ختم نہیں ہونگے آخر وہ کلمات ہیں کیا؟ جو لکھنے سے ختم نہیں ہوتے تو عرض ہے کہ حضرت آدمؑ سے اپنی شان کے مطابق لغزش ہو گئی تین سو سال تک روتے رہے لیکن معافی نہیں ملی روتے بھی رہے گزر گزرتے بھی رہے حتیٰ کہ تین سو سال تک آسمان کی طرف چہرہ کر کے نہیں دیکھا اتنی ندامت تھی کہ مجھ سے لغزش ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ فلاں دانہ یا پھل وغیرہ جو بھی تھا وہ نہیں کھانا ہے لیکن کوتاہی ہو گئی اور وہ کھالیا پھر جنت سے نکال دیئے گئے معافی مانگتے رہے لیکن کوئی توبہ قبول نہیں کی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی حضرت آدمؑ کو چند کلمات سکھائے فَتَلَقَىٰ اٰدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ یہ سورۃ بقرہ کی آیت مبارکہ ہے جو کلمات ربی حضرت آدمؑ کو سکھائے گئے اور جب حضرت آدمؑ نے وہ کلمات ربی ادا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش فرمادی ان کی توبہ قبول کر لی تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کلمات ربی کیا تھے۔ یہ وہی کلمات ربی ہیں جن کے لکھنے سے سمندر ختم ہو جاتے لیکن یہ پورے نہیں لکھ جاسکتے۔ ان میں سے ایک کلمہ یہ ہے جو حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ یا اللہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے بخش دے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ کلمات ربی دراصل حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ جو چیز ہے وہ لوگوں کے گناہ ہیں نیکیاں زیادہ نہیں ہیں دنیا میں سب سے زیادہ لوگ اور لوگوں کے پاس سب سے زیادہ جو چیز ہے وہ گناہ ہیں گناہ تو دوسرے بھی ہیں لیکن اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ

جو دم غافل سو دم کافر

تو پھر سمجھ لیجئے کہ ہر سانس کے ساتھ ہم کفر کر رہے ہیں اندازہ لگا لیجئے کہ کتنے ہو گئے ہوں باقی چھوڑو مطلب کہ کسی نے جھوٹ بولا ہے کسی نے زنا کیا ہے کسی نے چوری کی ہے Black marketing کی ہے کم تو لا ہے زیادہ لیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب ایک طرف لیکن جو ہماری زندگی غفلت میں گزر رہی ہے وہ ایک طرف تو اتنے گناہ اب دیکھو کہ گناہ کی کتنی فراوانی ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ بیماری لا تعداد ہے اور صرف ایک ہے اور وہ بھی صرف زبان سے ہی کہنا ہے کوئی ٹیکہ نہیں لگوانا ہے کوئی گولی وغیرہ نہیں کھانی اس علاج کی عظمت دیکھیں کہ حضرت صاحب یہ کریں ہر گناہ گار یہ کہے یا اللہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے بخش دے تو اللہ کریم ہے غَفُورٌ الرَّحِيمُ ہے وہ بخش دیتا ہے اب گناہوں کی فراوانی دیکھو کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آخر تک پتہ نہیں کتنے لوگ ہوں گے گناہ ہی گناہ ہیں اور نسخہ ایک ہے صرف ایک فقرہ ہے جو بھی ادا کرے حضرت آدمؑ تو بڑی ہستی ہیں اگر شیطان بھی یہ فقرہ ادا کرے تو اس کی بھی بخشش ہو جائے تو کلمات ربی میں سے صرف ایک کلمہ یہ ہے کہ جس سے آپ سب لوگوں کے گناہ معاف ہو رہے ہیں۔ تمام گناہوں کی بخشش کیلئے صرف یہ ایک فقرہ ہی کافی ہے اس کی عظمت ہی بیان ہوتی رہے تو سمندر ختم ہو جائیں گے۔ کلمات ربی میں دوسری چیز ”کن“ ہے کُنْ فَيَكُونُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا تو وہ ہو گئی۔ کن فرمایا تو کائنات بن گئی۔ اب اس کی وسعت کو دیکھو کہ کتنی ہے اس میں اجرام فلکی کتنے ہیں۔ سورج کتنے ہیں ستارے کتنے ہیں سیارے کتنے ہیں نظام کتنے ہیں۔ سائنس دان فلکیات والے جانتے ہوں گے کہ اس کی کتنی لمبی چوڑی وسعت ہے لیکن تمام صرف ایک لفظ کن سے بنے ہیں۔ فرمایا کن اور فیکون پس ہو گیا۔ ذرا خیال فرمائیں کہ ابھی تک بعض ایسے سیارے ہیں کہ اتنی دور ہیں کہ ان کی روشنی ابھی تک زمین تک نہیں پہنچی حالانکہ ان کو بنے ہوئے کروڑوں اربوں سال ہو گئے ہیں روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھپا سی ہزار میل فی سیکنڈ یہ اور سورج زمین سے نو کروڑ بیس لاکھ میل دور ہے تو اس طرح سے سورج کی روشنی زمین تک پہنچنے میں آٹھ منٹ سے بھی زائد وقت لیتی ہے لیکن وہ ستارے اتنی دور ہیں کہ ان کی روشنی تا حال زمین پر نہیں پہنچی۔ اس سے اندازہ کر لیں کہ یہ کائنات کتنی لمبی چوڑی اور وسیع ہے اور پھر اس سے کن کی عظمت کو دیکھیں صرف ایک لفظ کن ہے اور اس سے کیا کچھ اتنے معمولی وقت میں ہو رہا ہے یہ تو لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بار کہا ہے تو یہ اس کی شان ہے لیکن یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی ہر وقت ہمارے نبی کریم ﷺ پر درود بھیج رہا ہے۔ ایک بار نہیں کتنی بار بھیج رہا ہے تو کیا کوئی اندازہ کر سکتے ہو نبی کریم ﷺ کی عظمت و رفعت کا حضور ﷺ کتنے بلند ہوں گے جب اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّؐ تو اس سے کتنی کائناتوں کے برابر حضور نبی پاک ﷺ کی عظمت بن گئی ہوگی صرف ایک لفظ کن سے جو کائنات بنی اس کا تو اندازہ کر نہیں سکتے۔ پھر حضور ﷺ کی عظمت کا اندازہ کیا کرو گے جب سے اللہ کریم موجود ہے یہاں تو جب کب کی بھی کوئی قید نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی ابتدا نہیں تو پھر ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بھی کوئی ابتدا نہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی کوئی انتہا نہیں تو پھر ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بھی کوئی انتہا نہیں اور ان تمام لحاظ میں وقت

میں عرصہ میں جو عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف ہے۔ درود شریف میں کتنے الفاظ ہیں اور ہر لفظ کتنی بار دہرایا جا رہا ہے اور ہر لفظ کے عوض میں کتنی عظمتیں حضور ﷺ کو مل رہی ہیں۔ کوئی اندازہ کر سکتا ہے نہیں کر سکتا ہے۔ یہ ہمارے بس کی بات ہی نہیں تو جتنے مرضی سمندر آجائیں کیا حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت بیان ہو سکتی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے جب آ کر حضرت مریمؑ کو خوشخبری دی کہ میں تمہیں ایک بیٹا دینے والا ہوں **لَا هَبَ لَكِ** **عِلْمًا زَكِيًّا** تو یہ لفظ بھی کلمات ربی تھا **وَصَدَقَتْ بِكَلِمَتِ رَبِّهَا** اور جو بیٹا عطا ہوا حضرت عیسیٰؑ وہ بھی کلمہ ربی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی کلمہ ربی ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا درود بھی کلمات ربی ہیں۔ حضور ﷺ کے معجزات بھی کلمات ربی ہیں۔ اولیاء کرام بھی کلمات ربی ہیں۔ ان کی کرامات بھی کلمات ربی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے کسی ایک معجزہ کو ہی لے لیں۔ تمام نظام شمسی سورج چاند ستارے وغیرہ گردش میں ہیں یہ کتنی قوت سے چل رہے ہیں ان کو روکنے کیلئے کتنی طاقت کی ضرورت ہوگی۔ ایک آدمی اگر چہ لاغر و کمزور ہی کیوں نہ ہو اگر موٹر سائیکل پر جا رہا ہے تو آپ تمام لوگ مل کر بھی اس کو روک نہیں سکتے جب کوئی چیز چلتی ہے تو اس میں بہت زیادہ مومنٹم Momentum پیدا ہو جاتا ہے یہ Momentum کسی جسم کی کمیت یا جسامت اور اس کی رفتار کا حاصل ضرب ہوتا ہے جتنی زیادہ کمیت Mass یا جسامت ہوتی ہے اور جتنی زیادہ رفتار سے وہ چلتا ہوا اتنا ہی زیادہ اس میں معیار حرکت یا مومنٹم پیدا ہوتا ہے اور پھر اسے روکنے کیلئے اتنی ہی زیادہ قوت درکار ہوتی ہے۔ لہذا سورج جو نظام شمسی میں سب سے بڑا سیارہ ہے جب یہ کسی رفتار سے چلتا ہے تو اور بھی زیادہ طاقتور بن جاتا ہے موٹر سائیکل کھڑا ہو تو ہم میں ہر شخص اسے پکڑ لے گا اس پر قابو پالے گا لیکن دوڑتا ہوا موٹر سائیکل قابو میں نہیں آتا کیوں نہیں پکڑا جاتا کہ یہ حرکت میں ہے یہ motion میں ہے۔ اس میں بہت زیادہ قوت آ جاتی ہے۔ ایک چھوٹی سی معمولی گولی جب بندوق میں رکھ کر چلائی جاتی ہے تو کیا آپ اس کو روک لیتے ہیں ہر کوئی ڈرتا ہے اور اس کے سامنے نہیں ہوتا کیونکہ پتہ ہے کہ اس کو روک نہیں سکتے گولی کو کیا ہو گیا ہے اس میں اتنی رفتار پیدا کر دی گئی ہے کہ اس میں بہت زیادہ معیار حرکت آ گیا ہے اور اسے روکنے کیلئے بہت زیادہ مخالف قوت کی ضرورت ہے نظام شمسی کا سب سے بڑا سیارہ سورج حرکت میں ہے اور اس کے ساتھ مزید اور کتنی حرکتیں ہیں جو اس کی مدد کر رہی ہیں اس کو Support کر رہی ہیں اب سورج کو روکنے کیلئے کتنی قوت درکار ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ لیکن میرے نبی پاک ﷺ کے اشارے میں اتنی طاقت ہے کہ وہ جب چاہیں اسے روک دیں یا واپس کر دیں صرف اتنا ہی نہیں ہے جس قوت سے کوئی جسم چل رہا ہو اسے روکنے کیلئے بھی اتنی ہی مخالف قوت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اگر اسے روک کر واپس بھی چلانا مقصود ہو تو پھر جو قوت درکار ہے۔ وہ اس متحرک جسم کی قوت سے زیادہ ہونی چاہئے حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو روکا ہی نہیں بلکہ واپس بھی کیا ہے صرف سورج ہی واپس نہیں کیا بلکہ پورے نظام شمسی کو واپس کیا ہے اور اس میں کتنی قوت صرف فرمائی ہے؟ صرف اشارہ کیا ہے بازو کی قوت استعمال نہیں فرمائی صرف اشارہ

میں اتنی قوت ہے کہ پورے نظام شمسی کو روک دیا اور پھر واپس بھی چلا دیا تو خدا جانے کہ بازو میں کتنی قوت ہوگی۔ یہ اشارے کی طاقت یہ بازو کی طاقت بھی کلمات ربی ہے اب اس کی تعریف اور توصیف کرتے جاؤ تو سمندر تو پھر کوئی شے نہیں ہیں۔ سمندروں کے سمندر ختم ہوتے جائیں گے لیکن یہ تعریف یہ توصیف یہ کلمات ربی ختم نہیں ہوں گے ہم سے تو ایک سائیکل موٹر سائیکل کار بس ریل کی تو بات کیا ایک گڈا ریڑھی نہیں رکتے۔ (سوال) جی یہ Remote Controll تو پھر بہت پرانا ہے (جواب) جی ہاں اب دیکھ لیجئے کہ یہ جو آپ کا Remote Controll ایجاد ہوا ہے اسے آپ جدید نظام کہتے ہیں لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ کی انگلی کے اشارے میں Remote Controll آج سے صدیوں پہلے سے کام کر رہا ہے۔ اشارہ بھی دور کی بات ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کے خیال میں بھی کوئی چیز پیدا ہو تو وہ بھی ویسے ہی ہو جاتی ہے جیسی ہمارے نبی کریم ﷺ کی مرضی ہوتی ہے تو حضور ﷺ کے خیال میں اتنی قوت ہے تو جسم اطہر میں طاقت کتنی ہوگی ذات اقدس میں کتنی قوت ہوگی یہ بھی کلمات ربی ہیں سورج کے پلٹنے کو دیکھیں چاند کے چیرنے کو دیکھیں۔

اشارے سے چاند کو چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و توان تمہارے لئے

ہم لوگ بڑے متاثر ہیں کہ حضور ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے فرما دیا لیکن اس سے کبھی آگے یا تو ہم سوچتے نہیں ہیں یا اتنی عقل ہی باقی نہیں رہتی کہ سوچیں۔ حضرات! توڑنا تو اپنی جگہ ہے لیکن توڑ کر پھر جوڑ دینا کمال ہے۔ توڑنے سے زیادہ اس کو جوڑنے کیلئے قوت درکار ہے۔ آپ کے ہاتھ میں تسبیح ہے میں اسے توڑ دیتا ہوں آپ مجھے اسے بالکل پہلی حالت میں جوڑ کر دکھائیں۔ میں ایک تنکا توڑ دیتا ہوں آپ تمام لوگ آجاؤ تمام سائنس دان آجائیں تو اس تنکے کو اصلی حالت میں جوڑ نہیں سکتے عارضی جوڑ ضرور بن جائے گا لیکن اصل جوڑ جو تھا سیل Cell کے ساتھ جو سیل Cell تھا جس Ratio میں وہ تھے اسی Ratio میں وہ تنکا بحال نہیں ہو سکتا۔ ہم تو چاند کے ٹکڑے ہونے میں یا شق القمر میں گم ہیں لیکن اسے جوڑنا بڑی بات ہے لیکن یہ طاقت بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے اشارے میں موجود ہے۔ دست مبارک سے نہیں کرتے صرف اشارہ فرماتے ہیں اس میں دنیاوی طاقت کو کوئی دخل نہیں ہے چاند کو توڑنے میں دنیا کی کوئی طاقت لگتی ہے؟ ایک پتھر کو توڑنا ہو تو ہتھوڑے کی ضرورت ہوتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ آپ بڑی عمارتیں گرا لیتے ہیں ڈائنامائٹ Dynamite استعمال کر لیتے ہیں لیکن اس کیلئے دنیاوی طاقت کی ضرورت ہے۔ ہوائی جہاز اڑتا ہے تو اس کو پٹرول کی طاقت چاہئے حضور نبی کریم ﷺ اشارہ فرماتے ہیں تو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی کسی دنیاوی طاقت کا استعمال نہیں فرماتے وہ تو بَلَّغِ الْعَالَمِ بِكَمَالِهِ اپنے کمال سے سب کچھ کرتے ہیں دنیا کی طاقت سے نہیں کرتے نہ دنیا کی طاقت لیتے ہیں نہ انہیں اس کی ضرورت ہے اور نہ ہی آپ اس کے محتاج ہیں۔ دنیاوی طاقتیں حضور نبی کریم ﷺ کی محتاج ہیں معراج شریف کے واقعہ میں حضرت جبرائیلؑ آگئے آگیا اور اس کی رفتار اتنی ہے کہ جہاں

اس کی نظر پڑتی ہے وہاں اس کا قدم پڑتا ہے بہت زیادہ رفتار ہے برق رفتار ہے اسی لئے براق کہلاتا ہے اور اس کا گائیڈ Guide بنے ہوئے حضرت جبرائیلؑ جو راستہ بتا رہے ہیں ادھر سے جائیں ادھر سے جائیں Pilot Escort بنے ہوئے ہیں۔ Pilot Escort پتہ ہے کیا ہوتا ہے وہ جو وزراء صدر یا وزیراعظم کے آگے آگے ایک دستہ چلتا ہے اور راستہ بتاتا ہے حاکم سے زیادہ Pilot Escort کو راستے کا علم ہوتا ہے۔ جو موٹرسائیکلوں پر آگے آگے چلتے ہیں ایک تو وہ عوام سے حاکم کو بچاتے ہیں اور ایک وہ راہنمائی کرتے ہیں۔ تو جبرائیلؑ راہنمائی فرما رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی اور لے جا رہا ہے آپ ﷺ کو وہ براق لیکن جب تمام راستے ختم ہو گئے۔ لامکان کا راستہ شروع ہوا تو ان دونوں کی بس ہو گئی۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آگے بڑھوں تو میرے پر چلتے ہیں براق نے عرض کیا کہ اس سے آگے میرا کوئی راستہ ہی نہیں میں جانیں سکتا یہ دونوں پیچھے رہ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ آگے نکل گئے اب کس طاقت سے آپ آگے جا رہے ہیں۔ دنیاوی طاقتیں نہ کہیں کائناتی قوتیں کہہ لیں ایک براق ہے اور دوسرے حضرت جبرائیلؑ وہ تو بس ہو گئے۔ دونوں قوتیں ختم ہو گئیں۔ اب حضور نبی کریم ﷺ آگے گئے تو کس قوت سے آگے گئے یہ طاقت یہ قوت کلمات ربی ہے کہ بَلَّغَ الْعِلْمَ بِمَحْمَدٍ حضور ﷺ اپنے کمال سے تشریف لے گئے کچھ فاصلہ آگے گئے تو دیکھا کہ ایک چیز بیٹھی ہوئی ہے فرمایا کہ تو کیا چیز ہے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں روح ہوں جو لوگوں کو زندہ رکھتی ہوں۔ ہم روح کی وجہ سے زندہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ روح سے بھی آگے نکل گئے تو حضور نبی کریم ﷺ روح کی وجہ سے زندہ نہیں ہیں آپ ﷺ روح کے بھی محتاج نہیں ہیں۔ سطح زمین سے چند میل دور تک ہوا ہے اور پھر اس کرہ ہوائی کو زہریلی گیس محیط کئے ہوئے ہے اور آخری تہہ ایک نہایت ہی زہریلی گیس Ozone کی ہے سورج کی بعض شعائیں Photons نہایت ہی زہریلی ہیں وہ جب سطح سورج سے نکلتی ہیں اور زمین کی طرف چلتی ہیں تو یہی Ozone گیس ان کو جذب کر لیتی ہے اور زمین پر نہیں پہنچنے دیتی اب سائنس دانوں کے تجربات کے مطابق یہ Ozone کی تہہ کئی ایک جگہ سے پھٹ چکی ہے اور اس جگہ سے گزر کر سورج کی زہریلی شعائیں زمین پر آ رہی ہیں اور جس حصہ زمین پر یہ آ رہی ہیں وہاں پر خارش جلدی بیماریاں اور کینسر وغیرہ ہو رہا ہے۔ ہماری زمین پر جو کارخانے ماحولیاتی آلودگی Pollution وغیرہ پیدا کر رہے ہیں اور ان کے دھوئیں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہو رہی ہے اور یہ جنگل جو کاٹے جا رہے ہیں درختوں کی کمی کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ Co2 میں اضافہ ہو رہا ہے یہ اس Ozone گیس کی تہہ کو ختم کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ خلاء نورد جو خلائی تغیر میں مصروف ہیں وہ خاص لباس پہن کر خلاء میں جاتے ہیں تاکہ زہریلی گیس کے اثرات سے محفوظ رہ سکیں اور آکسیجن جو انسانی زندگی کے لئے اشد ضروری ہے وہ ساتھ لے کر جاتے ہیں کہ سانس لے سکیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ شان ہے کہ ایسی زہریلی گیسوں کے خول میں سے گزرے اسی خلاء میں سے تشریف لے گئے اور کسی خاص لباس کی ضرورت نہیں آکسیجن وغیرہ کی حاجت نہیں ہے سانس لینے کے لئے ہوا کی ضرورت نہیں اس لیے آپ ﷺ ان چیزوں کے بھی محتاج نہیں ہیں بلکہ یہ تمام چیزیں حضور

نبی کریم ﷺ کی محتاج ہیں۔ معراج شریف کا سفر اٹھارہ ہزار سال کا ہے پھر اس عرصہ میں آپ ﷺ نے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا آپ ﷺ کھانے پینے کے بھی محتاج نہیں بلکہ کھانا پینا خود حضور ﷺ کا محتاج ہے کہ آپ ﷺ اسے تناول فرمائیں اس لئے کہ آپ ﷺ مظہر ذات حق ہیں آپ ﷺ کلمات ربی ہیں ہر چیز آپ ﷺ کے تابع ہے کہ آپ ﷺ کلمات ربی ہیں۔ ہم کلمات ربی نہیں ہیں ہم محتاج ہیں ہمیں سب کی ضرورت ہے جس طرح مجھے اونچا بیٹھنے کے لئے کرسی کی ضرورت ہے۔ بولنے کے لئے زبان چاہئے۔ ریکارڈ کرنے کے لئے Tape Recorder کی ضرورت ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے جو چاہیں وہ فرمادیں تو وہی ہو جاتا ہے۔ یہ انکی عظمت ہے یہ کلمات ربی ہیں۔ جو احاطہ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے آپ ﷺ کا کوئی بھی مجزہ ہے لیس ہر معجزہ عظیم ہے۔ جنگ خندق کا واقعہ کہ دشمن ایک کثیر تعداد لیکر آ گیا مدینہ شریف کے قرب وجوار میں ہر طرف پہاڑ ہیں۔ دشمن نے مدینہ پاک کا محاصرہ کر لیا وہاں ہر طرف پہاڑ ہیں ایک طرف ایک وادی میں تھوڑا سا راستہ ہے تو مسلمان اس وادی میں جا کر جمع ہوئے کہ لڑائی تو کر نہیں سکتے۔ تو وہاں انہوں نے ایک خندق کھود لی تاکہ دشمن آگے بڑھ کر حملہ نہ کر سکے آجکل یہ خندق موجود نہیں ہے۔ کئی روز تک محاصرہ رہا۔ ایک دن سخت ٹھنڈی تیز ہوا چلی کہ دشمن کے خیمے اکھڑ گئے جانور ڈر گئے بھاگ گئے ساز و سامان بکھر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ جا کر دیکھو دشمن کا کیا حال ہے۔ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بہت سخت سردی ہے اور میرے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے میں کیسے جاؤں ویسے ہی نمونیہ ہونے کا احتمال ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس صحابی کے جسم پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا جاؤ چلے جاؤ کچھ نہیں ہوگا۔ وہ صحابی خالی ایک قمیص میں بغیر کسی کپڑے کے گئے اور دیکھا کہ دشمن کا برا حال ہے۔ خیمے اڑ رہے تھے۔ جانور پریشان سردی کے مارے ٹھہر رہے تھے۔ کپڑے وغیرہ ہوا میں اڑ گئے تھے درخت اکٹھر گئے تھے۔ لیکن وہ صحابی عرض کرتے ہیں کہ نہ مجھے سردی لگی نہ ہوانے مجھے پریشان کیا نہ مجھے کوئی رکاوٹ نہ پریشانی۔ اب بتائیے ڈاکٹر صاحب کہ طبی نقطہ نظر سے آپ اس کی کیا وضاحت کریں گے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ انسانی جسم کی کوئی ایسی کیفیت ہو کہ وہ سردی کو محسوس نہ کرے کوئی اسے ایسا ٹیکہ لگا دیں یا کوئی ایسی دوائی وغیرہ دے دیں کہ اسے سردی کا احساس نہ رہے اگرچہ سردی ہو لیکن تیز ہوا کا احساس ختم کرنے کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ لیکن یہ دیکھئے کہ صحابی کو نہ تیز ہوا کچھ کر رہی ہے نہ اسے سردی لگ رہی ہے نہ ہی وہ لوگوں کو نظر آ رہا ہے۔ حالانکہ وہ سب کو دیکھ رہا ہے۔ واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دشمن تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے۔ آپ خود کچھ کر لیں تو یہ ان کی مرضی اور اگر کسی اور سے کوئی کام لے لیں تب بھی آپ کی مرضی۔ اس میں صحابی کی عظمت نہیں بلکہ میرے نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے کہ اس صحابی کو ایسا دست رحمت لگایا کہ نہ سردی اسے کچھ کہہ رہی ہے نہ تیز ہوا اسے کچھ کہہ رہی ہے۔ حضرات! یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کمال ہے۔ جنگ خندق ہی واقعہ ہے کہ جب صحابہ کرامؓ خندق کھود رہے تھے کہ ایک بڑا سخت پتھر آ گیا صحابہ کرامؓ نے بہت کوشش کی لیکن وہ پتھر نہ ٹوٹا صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ ایک بڑا پتھر سامنے آ گیا ہے وہاں سے آگے اب خندق کھودنا ممکن نہیں رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور ایک دوضربوں سے ہی پتھر توڑ کر پھینک دیا۔ جس بازو کے اشارہ سے چاند ٹوٹا ہے اس بازو کی طاقت کے سامنے پتھر کیا چیز ہے بازو کی یہ طاقت یہ قوت بھی کلمات ربی ہے۔ جنگ بدر میں ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تلوار نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھجور کی شاخ لے آؤ یہ ایک لمبی سی ٹہنی ہوتی ہے جس پر کوئی پتا وغیرہ نہیں ہوتا۔ صحابی کھجور کی ایک سوکھی سی ٹہنی لے آئے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک لگا دیا صحابی فرماتے ہیں کہ دیکھنے میں یہ کھجور کی ایک سوکھی سی ٹہنی تھی لیکن کام وہ تلوار سے بھی بڑھ کر رہی تھی۔ جس کو بھی میں مارتا اس کی گردن اڑ کر دور جا گرتی ایک صحابی آئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا گھر کافی دور ہے۔ رات کو اندھیرا بھی ہوتا ہے۔ آپ یا تو اجازت فرمائیں کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں یا پھر اجازت فرمائیں میں مسجد کے قریب مکان لے لوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم گھر میں نماز پڑھو اور نہ ہی مسجد کے قریب مکان خریدو تم ایک چھڑی لے آؤ۔ صحابی ایک چھڑی لے آئے حضور نبی کریم ﷺ نے دست مبارک لگایا۔ صحابی رات کو جب نماز سے فارغ ہو کر گھر کو جانے لگے تو اس چھڑی سے روشنی نکلنے لگی اور وہ بیڑی بن گئی۔ ایک دوسرے صحابی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ دور تک میرا اور اس کا راستہ ایک ہی ہے پھر علیحدہ علیحدہ ہو جاتا ہے وہاں تک تو میں اس کے ساتھ جا سکتا ہوں بعد میں اگلا راستہ کیسے طے کروں میرے لئے اندھیرا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی چھڑی اس کی چھڑی سے لگا لینا۔ تمہاری چھڑی بھی بیڑی بن جائے گی۔ اب حضرات! اسے آپ کچھ کہیں گے سانس کہتی ہے کہ پتھر پانی پر نہیں تیر سکتا۔ فزکس والے بتاتے ہیں کہ چیز کے حجم اور وزن میں کوئی نسبت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ چیز پانی پر تیرتی ہے لیکن پتھر اس نسبت کو قائم نہیں کرتا اس لئے نہیں تیرتا۔ حضرت عکرمہؓ نے تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام لانے کی ہدایت کی۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا دلیل ہے کہ آپ ﷺ سچے نبی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو دلیل تو چاہتا ہے بناؤ۔ حضرت عکرمہؓ نے عرض کیا کہ پانی (تالاب) کے اس پار جو پتھر ہے وہ تیر کر آئے اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دے تو میں مان لوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس پتھر کو کہو کہ تمہیں نبی آخر زمان بلاتے ہیں۔ حضرت عکرمہؓ گئے اور پتھر کو پیغام دیا وہ پتھر پانی پر چلتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عکرمہؓ کیا یہ کافی ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ اس پتھر کو حکم دیں کہ یہ اسی طرح پانی پر تیرتا ہوا جائے اور اپنی جگہ پہنچ جائے حضور نبی کریم ﷺ نے پتھر کو حکم دیا تو وہ اسی طرح تیرتا ہوا واپس چلا گیا اور اپنی جگہ پہنچ گیا۔ حضرت عکرمہؓ نے سلام قبول کر لیا۔ اب بتائیے کہ پتھر کو چلانے اور پانی پر تیرانے والی قوت کون سی ہے۔ آج تک کوئی نہ پتھر کو پانی پر چلا سکا ہے نہ چلا سکے گا لیکن میرے نبی ﷺ کا اشارہ ہی ہو جائے تو پتھر پانی پر تیرتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک شخص نے شرط لگائی کہ وہ درخت آ کر گواہی دے تو میں مسلمان ہوتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ اس درخت کو میرا پیغام دو کہ وہ آ کر میری گواہی دے۔ جو نبی اس نے درخت کو پیغام دیا وہ درخت زمین سے باہر آ گیا چل

کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اسلام عرض کیا جھک کر سجدہ کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور واپس جا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ یہ کلمات ربی ہیں جن کا نہ کوئی شمار ہے نہ گنے جاسکتے ہیں نہ یہ لکھے جاسکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نبی آخر زمان کی شان ہے تو اللہ تعالیٰ کی اپنی شان کیا ہوگی۔ حضور ﷺ مخلوق ہیں نبی ہیں حبیب ﷺ ہیں اور نبی کی اگر اتنی شان ہے تو اس کے خالق کی اللہ تعالیٰ کی شان کتنی ہوگی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق ہے کہ **قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ** حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہوا اللہ کی طاقت کو پہچانا ہوا اللہ کی عظمت کو پہچانا ہوا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو دیکھے۔ جس کے اشارہ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ چاند کے دو ٹکڑے کر دے اس کے اللہ میں کتنی طاقت ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان بہت بلند ہے۔ یہ عقل و فہم سے بھی اعلیٰ وارفع ہے تو یہ ہے اس یہودی کے سوال کا جواب کہ حضور ﷺ کو کوثر کیسے عطا ہوئی متاع دنیا قلیل ہے لیکن کوثر قلیل نہیں کثیر ہے۔ دنیا تھوڑی ہے بلکہ بہت تھوڑی ہے مان لیا کہ اس کی کوئی وقعت نہیں دنیا ادنیٰ سے ہے ادنیٰ جانتے ہو کیا ہوتا ہے دنیا اور ادنیٰ ایک ہی لفظ سے نکلے ہیں۔ ادنیٰ سا آدمی ادنیٰ سا درجہ ادنیٰ سی چیز۔ ادنیٰ کا مطلب تھوڑا بہت تھوڑا اور ادنیٰ کا مطلب گھٹیا بھی ہے۔ دنیا ادنیٰ ہے گھٹیا ہے بے وقعت ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کوثر کے مالک ہیں۔ ہم دنیا کے محتاج ہیں۔ حضور ﷺ دنیا کے محتاج نہیں۔ پہلے بھی عرض کیا ہے آج پھر عرض کرتے ہیں کہ مجاہدین اسلام کا قافلہ تھراشن پانی ختم ہو گیا پانی کی اتنی قلت ہو گئی کہ لوگ اونٹوں کو ذبح کرتے تو ان کی اوجھڑی کو چوستے تھے کہ خشک زبانوں کو کچھ تو تراوت ملے۔ اتنی پیاس تھی صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ راشن ختم ہو گیا ہے۔ کھجوریں بھی ختم ہیں۔ ستوبھی ختم ہیں پانی بھی ختم ہو گیا ہے۔ آپ ہمیں یہ چیزیں عطا فرمائیں صحابہ کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ مالک ہیں وہ دے سکتے ہیں ورنہ دوسرا عقیدہ ہوتا تو کہتے کہ جب ہمارے پاس نہیں ہیں تو پھر یہ بھی ہمارے جیسے ہیں ان کے پاس کہاں سے آئیں۔ یہ گستاخ کا عقیدہ ہے یہ بدعقیدگی کی نشانی ہے کہ جب ہمارے پاس نہیں ہیں تو ان کے پاس کہاں سے آسکتی ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کا عقیدہ ہے کہ ہمارے پاس تو نہیں ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ اسی لئے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ پانی ختم ہو گیا ہے۔ آپ ہمیں پانی دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیالہ منگوا لیا اور اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا تو اس سے پانی کے فوارے نکلنے شروع ہو گئے۔ تمام لشکر نے پانی پی لیا۔ جانوروں نے پی لیا۔ مشکیزے بھر لئے اور پانی تھا کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے تو حضرت جابرؓ نے جو اس حدیث شریف کے راوی ہیں نے بتایا کہ ہم چودہ سو تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی یا اس سے بھی زائد ہوتے تو ہمارے لئے یہ پانی کافی تھا پانی اس شدت سے نکل رہا تھا کہ اس کے ختم ہونے کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ زمین دار اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ”نکال“ ٹوٹ جائے تو یہ نشانی ہوتی ہے کہ اب پانی ختم ہونے والا ہے۔ یہاں تو نکال ٹوٹ ہی نہیں رہا تھا تو کیسے پتہ چلتا کہ اب یہ ختم ہونے والا ہے فوراً اتنا تیز تھا کہ اس کا پانی ختم ہونے کا کوئی اندیشہ نہ تھا خواہ کتنے ہی کروڑ آدمی ہوتے۔ اب یہ پانی کہاں سے آیا کیا یہ دنیا کا پانی ہے دنیا تو قلیل ہے

اور مانا یہ قلیل ہے لیکن کوثر کے مالک کے اپنے ہی خزانے ہیں اس کی اپنی وسعت ہے وہ دنیا سے کچھ نہیں لیتے بلکہ دنیا کو دیتے ہیں دیکھو کہ دنیا کو کتنا پانی دیا ہے۔ اس طرح تمام لشکر سے کھجوریں اکٹھی کی گئیں تھوڑی سی کھجوریں نکلیں ان پر کپڑا ڈال کر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم سے تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ لوگوں نے بورے بھر لئے تھیلے بھر لئے اپنے کپڑے بھی بھر لئے لیکن چادر کے نیچے جتنی کھجوریں تھیں وہ اتنی ہی رہیں۔ اب یہ کھجوریں کہاں سے آگئیں۔ کیا یہ کوئی دنیاوی کھجوریں ہیں نہیں نہیں یہ دنیاوی ہے ہی نہیں۔ دنیا کی کھجوروں کے خزانے ختم ہو سکتے ہیں لیکن کوثر کے خزانے ختم نہیں ہوتے اس لئے فرمایا کہ یہ کلمات ربی ہیں کوثر کلمات ربی میں ہے کوثر باقی چیزوں میں نہیں ہے یہ عظمت رسول اللہ ﷺ ہے یہ آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔ جن کا کوئی شمار نہیں ان کی کوثر کا کوئی شمار نہیں۔ آپ اپنی پیدائش سے متعلق دیکھیں کہ کیا آپ کو اختیار تھا کہ پیدا ہونے سے پہلے آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ یا اللہ مجھے ایسا بنانا مجھے ایسی شکل و صورت عطا فرمانا۔ ڈاکٹر صاحب آپ بتائیں کہ بچے کو کتنے سال کا ہو کر اسے ذرا اپنے بال وغیرہ سنوارنے کپڑے میں تمیز کرنے کا احساس شروع ہو جاتا ہے۔ جی یہ تقریباً آٹھ دس سال کی عمر میں سمجھ آتی ہے کہ میں ذرا بن ٹھن کر رہوں کہ لوگ مجھے اچھا لڑکا سمجھیں بلکہ دس سال سے زائد عمر ہو کر یہ شعور آتا ہے اپنی صفائی وغیرہ رکھنے کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ اسے اپنے آپ کو بہتر پیش کرنے کا شعور آتا ہے کہ میں اچلے دھلے ہوئے یا استری کیے ہوئے کپڑے پہنوں تاکہ لوگ مجھے اچھا جانیں لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کو پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب ﷺ بتائیے میں تمہیں کیسی شکل و صورت میں پیدا کروں۔ تو جس طرح کا حضور ﷺ نے چاہا وہی ہی شکل و صورت اللہ تعالیٰ نے بنا دی۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کی شکل و صورت مبارک ہے یہ کس کی تجویز کی ہوئی ہے؟ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی خود تجویز کی ہوئی ہے۔ تو اللہ کریم نے ویسے ہی تخلیق فرما دیا وہ ایک نعت شریف ہے نا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شکل مبارک بنا کر وہ قلم ہی توڑ دیا کہ کوئی دوسری صورت اب اس قلم سے نہیں بنائی جائیگی نہیں نہیں ایسی بات نہیں کوئی قلم وغیرہ نہیں ٹوٹا یہ تو طلب ہی حضور ﷺ کی اپنی ہے۔ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ قلم تو پہلے بھی چل رہا تھا اور اب بھی چل رہا ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے کوئی قلم استعمال ہوا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ میں نے تمہیں بنانا ہے اب دیکھئے کہ جس کو بنانا ہے اس سے مشورہ ہو رہا ہے۔ یہ کلمات ربی ہیں ڈاکٹر صاحب آپ پہلے ہوں گے پھر ایم بی بی ایس ہوں گے اور کوئی Specialization کریں گے تو میں آپ سے مشورہ کروں گا کہ فلاں مرض کیلئے میں کون سی گولی کھاؤں۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا بھی جا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انہیں بنایا بھی جا رہا ہے کہ اے حبیب ﷺ تمہیں کیا بناؤں۔ تو جس طرح کا خدا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پسند فرمایا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنادیا۔ حدیث پاک تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ حدیث پاک ہے کہ جو نبی کریم ﷺ اپنی زبان اقدس سے خود فرما دیں اور دوسری وہ حدیث پاک ہے کہ جو نبی کریم ﷺ عمل کر کے دکھا دیں۔ یعنی ایک حدیث پاک ہے قولی کہ جو حضور ﷺ فرمادیں اور دوسری حدیث پاک ہے فعلی کہ جو کام از خود حضور نبی کریم ﷺ کریں۔ جس طرح سے تحویل کعبہ

کے وقت حضور ﷺ ایک طرف سے چل کر بالکل مخالف سمت میں پھر گئے اور تمام صحابہ بھی آپ کی اقتداء میں اسی طرح پھر گئے۔ آپ ﷺ نے حکم نہیں فرمایا کہ اس طرح سے پھر جاؤ بلکہ عمل کیا اور تمام صحابہ نے اسے نقل کیا۔ تیسری حدیث پاک وہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کوئی شخص کوئی بات کہہ دے یا عمل کر دے اور حضور نبی کریم ﷺ اس کو منع نہ فرمائیں تو یہ بھی حدیث بن جاتی ہے اور یہ جو میں عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مشورہ لیا کہ اے میرے حبیب ﷺ میں تمہیں کیسا بناؤں تو جیسا عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنادیا۔ یہ ان اشعار کا ترجمہ ہے جو حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں پڑھے ہیں کہ آپ ﷺ جیسا حسین میری آنکھ نے دیکھا نہیں آپ سے اچھا کسی ماں نے جنا نہیں آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا گیا اور آپ ویسے ہی بنے ہیں جیسا آپ نے چاہا تو حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سنا تو منع نہیں فرمایا۔ اس لئے یہ بھی حدیث ہے یہ حضرت حسان بن ثابتؓ کی بات نہیں ہے کہ یہ کوئی چھوٹی بات ہوگی اور ہم اسے مانیں یا نہ مانیں نہیں نہیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے پسند فرمائی ہے چاہے خاموشی ہی اختیار فرمائی ہے تو یہ ہمارے لئے عمل کے لئے کافی ہوتی ہے ہمیں اس پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔ یہ عقیدہ رکھو لہذا یہ عقیدہ ہمارے لئے فرض ہے کہ ہم یہ مانیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تخلیق ان کی اپنی مرضی کے مطابق ہوئی ہے جیسا انہوں نے چاہا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنایا ہے۔ ہم اپنے چہرہ پر کچھ مصنوعی طریقہ سے تبدیلی کر لیں تو کر لیں ورنہ ہم اپنی اصلی صورت کو ایسے بدل سکتے ہیں ہم اپنی شکل اپنی مرضی کے مطابق نہیں بنا سکتے۔ یہ صرف اور صرف اعزاز حضور نبی کریم ﷺ کو ہے کہ جیسی شکل و صورت چاہی ویسی ہی بنائی گئی۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے۔ یہ کلمات ربی ہیں پھر یہ کہ حضرت جابرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کوئی چیز بنائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے جواب عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کب سے نبی ہیں تو فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدمؑ ابھی مٹی اور گارے میں تھے۔ آپ اندازہ لگا لیں حضور نبی کریم ﷺ کے علم کا اور حضور نبی کریم ﷺ کے تصرف کا ان کے حکم چلنے کا کہ یہ کس زمانے سے ہے اور فرمایا کہ جب میرا نور پیدا فرمایا گیا تو اس وقت نہ دنیا تھی نہ زمین نہ فرش نہ عرش نہ آسمان نہ افلاک اس لئے کہ عرش فرش کی ہمیں ضرورت ہے حضور نبی کریم ﷺ کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لئے جب لامکان میں گئے تو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی پانی ہوا گرمی سردی سب ادھر رہ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جسم کے ساتھ گئے اور جسم کے ساتھ ہی واپس آئے ہیں۔ تین چیزیں ہیں ایک زمین ہے ایک آسمان ہے اور ایک وقت ہے اس زمین پر آپ کا قبضہ ہے آپ کا گھر ہے آپ کی زمین ہے آپ کے پلاٹ ہیں آسمان پر بھی اسی طرح کسی کا قبضہ ہو سکتا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ کا اپنا مقام ہے فرشتوں کا اپنا مقام ہے۔ تو قبضہ ہے وہاں پر بھی لیکن وقت ایک ایسی چیز ہے کہ اس پر کسی کا قبضہ نہیں ہے وقت ہر لمحہ گزر رہا ہے یہ کسی کے روکنے سے نہیں رکتا۔ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ صرف ایک ہستی ہے جو وقت کو بھی روک لیتی ہے اور وہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔ حضرت علیؑ شیر خداؑ نے نماز عصر قضاء ہو گئی وقت گزر گیا سورج

غروب ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو واپس بلا کر عصر کا وقت کیا اور حضرت علی شیر خدا نے نماز وقت پر ادا فرمائی
 قضا نہیں پڑھی۔

وہی	نور	حق	وہی	ظل	رب
ہے	انہیں	سے	سب	ہے	انہیں
نہیں	ان	کی	ملک	میں	آسمان
کہ	زمین	نہیں	کہ	زمان	نہیں

زمین ان کے قبضے میں ہے آسمان بھی ان کے قبضے میں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وقت ان کے قبضے میں ہے۔ آپ کا ٹیلی ویژن جو کچھ ہو رہا ہے وہ دکھاتی ہے کہ کٹ کا بیج فیصل آباد میں ہو رہا ہے ٹی وی کی مشین وہاں نصب ہے وہ وہاں سے بیج کا آنکھوں دیکھا حال برقی گہروں کے مد سے نشر کر رہی ہے۔ ادھر آپ کے گھر میں ٹی وی سیٹ رکھا ہوا ہے وہ ان برقی گہروں کو تصویر آواز میں بدل کر آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے تو جو کچھ وہاں گراؤنڈ میں ہو رہا ہے وہ آپ تک پہنچ رہا ہے یہ مشین دکھاتی وہی کچھ ہے جو اس کے سامنے ہو رہا ہے۔ کل کو کیا ہوگا یہ آپ کا ٹی وی نہیں بتا سکتا پرسوں کیا ہوگا کون کس وقت آؤٹ ہوگا کون کتنی وکٹ لے گا کون کتنی دوڑیں بنائے گا کون کیچ لے گا یہ سب کچھ بتانے سے آپ کا ٹی وی قاصر ہے۔ دس سال بعد اس سٹیڈیم میں کون بیچ کھیلے گا۔ کروڑ سال بعد کون سا بیج ہوگا۔ یہ آپ اور آپ کا کوئی ٹی وی سیٹ یا کوئی آلہ نہیں بتا سکتا۔ اسی طرح لاکھوں سال پہلے یہاں کیا تھا کوئی نہیں بتا سکتا ہمارے نبی کریم ﷺ کی کلمات ربی ہونے کے ناطے سے اتنی عظمت ہے کہ کروڑوں سال پہلے کیا تھا وہ بھی جانتے ہیں۔ جو آج ہے وہ بھی جانتے ہیں اور جو کروڑوں سال بعد ہونے والا ہے وہ بھی آپ کے علم میں ہے۔ یہ کلمات ربی ہیں جن کا کوئی شمار نہیں جنت میں کون کون ہے یہ آج بھی حضور نبی کریم ﷺ جانتے ہیں اور ان کو جنت میں بیٹھے ہوئے آج ہی دیکھ رہے ہیں۔ جنت میں ابھی کوئی گیا نہیں جو صحیح عقیدہ فوت ہو چکے ہیں وہ بھی ابھی اپنی قبور میں ہیں کوئی برزخ میں ہوں گے جنت میں ابھی نہیں پہنچے ابھی تو حشر بھی نہیں برپا ہوا کسی کے علم میں نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے کیسے جانا ہے لیکن آپ ﷺ کی مہربانی ہے کہ وہ کسی کو دکھادیں ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی ساری امت کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں آپ اعتراض کریں گے کہ ابھی تو سارے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کیسے دیکھ رہے ہیں تو صحابی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے آنکھیں عطا فرمادی ہیں جن سے میں دیکھ رہا ہوں دیکھو کہ اس صحابی کا عمل کیا ہے اور اس عمل پر جو پھل ملا ہے وہ کیا ہے۔ اس کا عمل یہ ہے کہ وہ ساری رات دروازے کے سامنے بیٹھا رہتا کہ جب نبی کریم ﷺ صبح سویرے نکلیں گے تو سب سے پہلے میں ہی زیارت کرنے والا ہوں گا۔ ایک آدمی تھا جو اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ لائل پور (فیصل آباد) میں جو نبی فلم آتی ہے اس کا سب سے پہلا شوہ ضرور دیکھ لیتا تھا اور اسے اس بات پر اس اپنے ریکارڈ پر بڑا فخر تھا وہ فخر یہ انداز میں کہا کرتا تھا کہ یہ میرا ریکارڈ ہے ادھر صحابی کا ریکارڈ دیکھو کہ وہ اس انتظار میں

ساری رات بیٹھا رہتا ہے کہ صبح سویرے سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے والا خوش نصیب وہی ہو اور اپنے اس عمل کی وجہ سے وہ اتنی عظیم چیز بن گئے ایسی نظر عطا ہو گئی عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ عرش میرے سامنے ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں اور میں دیدار کر رہا ہوں اور سارے جنتیوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور سارے جہنمیوں کو جہنم میں لڑتے دیکھ رہا ہوں یہ تو حضور ﷺ کے غلام کی بات ہے سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

یہ سب ٹی وی وغیرہ ادھر رہ جاتے ہیں کلمات ربی ہونے کے باعث حضور نبی کریم ﷺ کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ ایک دوسری بات عرض کرتے ہیں کہ قرآن مجید یہ بھی ہے کہ جب کبھی کفارہ و مشرکین حضور نبی کریم ﷺ سے الٹے سیدھے سوال کرتے تو پیشتر اس کے کہ حضور ﷺ جواب دیں حضرت جبرائیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سوال کا جواب لیکر حاضر ہو جاتے جو ایسا مسکت جواب ہوتا کہ اس کے بعد کفار و منکرین کو کوئی فرار کا راستہ نہ ملتا۔ چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اللہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا **هُوَ الرَّحْمَنُ** کہ وہ رحمن ہے تو کفار کے لئے یہ بالکل نیا نام تھا وہ بولے **مَا الرَّحْمَنُ** کہ رحمن کیا ہوتا ہے آپ رحمن کس کو کہتے ہیں اس سے پیشتر کہ حضور نبی کریم ﷺ ”رحمن“ کی تشریح فرماتے حضرت جبرائیل تشریف لائے اور سورت رحمن کی آیات مبارک تلاوت کیں **الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ** رحمن کی تعریف و توصیف میں پوری سورت نازل فرمائی گئی اللہ تعالیٰ کی صفات بیان فرما کر اس کی نعمتوں کو گونا گھر ہر نعمت کے بعد یہ باور کرایا گیا کہ تم اللہ کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ** یہ آیت مبارکہ سورت رحمان میں اکتیس مرتبہ آئی ہے اور ہر بار اس سے پہلے ایک نعمت کا ذکر کیا ہے اور پھر فرمایا کہ تم کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ حضرت علامہ رازی فرماتے ہیں کہ جن نعمتوں کا ذکر اس سورت میں آیا ہے وہ آٹھ اقسام یا آٹھ گروپ سمجھ لیں یا آٹھ حصوں پر مشتمل سمجھ لیں میں آئی ہیں اور ہر قسم کی نعمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ تم کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ مثلاً یہ کہ رحمن وہ ہے جس نے اپنے حبیب ﷺ کو قرآن سکھایا۔ پھر انہیں بیدار فرمایا اور **مَآكِنَ وَمَا يَكُونُ** کا علم دیا سورج اور چاند بنائے ستارے اور درخت کہ سجدہ کرتے ہوئے آسمان کو بلند کیا زمین بنائی کہ جس میں میوے کھجوریں اناج خوشبودار پھل اور پھول سجائے تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے انسان کو کھٹکتی ہوئی مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا فرمایا تو پھر یہ دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلائیں گے وہ اللہ جو رب مشرقین کا اور مغربین کا اور بنائے اس نے دو سمندر کہ باہمی چلتے ہوئے کہ جسے ایک دوسرے سے مل رہے ہوں لیکن وہ مل نہیں سکتے پھر انہی سمندروں سے موتی اور مونگے نکالے اور کشتیاں ہیں ان میں چلتی ہوئی کہ جیسے سمندر میں پہاڑ کھڑے ہوں تو تم اپنے اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ہر چیز جو زمین پر موجود ہے وہ فانی ہے اور باقی رہنے والی صرف تیرے رب کی ایک ذات ہے جو عظمت اور بزرگی والا ہے زمین و آسمان میں جو بھی ہے وہ سب

اسی کے در کے سوالی ہیں۔ تو پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ زمینوں اور آسمانوں میں اسی کی حکومت ہے اور تم چاہو بھی تو اس کی حکومت سے باہر نہیں نکل سکتے تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا گنگا پر پکڑے جائیں گے مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے اور انہیں جہنم میں دھکیل دیا جائیگا اور کہا جائے گا کہ یہ وہ جہنم ہے کہ جس کے تم انکاری تھے۔ تو اب بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ جنتی لوگ جنت میں جائیں گے جہاں دو چشمے بہتے ہوں گے ڈالیاں میوے سے بھر پور ہوں گی ہر میوہ دو دو قسم کا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پھل سے لدی ہوئی ڈالیاں کہ اتنی جھکی ہوئی کہ زمین پر کھڑے کھڑے ہی طرح طرح کے میوے کھانے کو مل جائیں۔ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ بستر لگائے ہوئے تکیہ سے ٹیک لے ہوئے خوبصورت عورتیں کہ اس سے قبل کسی نے ان کو چھوا تک نہیں وہ اپنے شوہروں کے انتظار میں ہیں گویا کہ وہ لعل یا قوت اور مونگا ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان کے علاوہ جنتیں اور بھی ہیں جن میں چشمے جاری ہیں میوے کھجوریں اور انار اور حوریں اپنے خیموں میں پردہ نشین کہ آج سے پہلے کسی جن وانس نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا وہ سبز پھپھونوں منقش چاندنیوں پر تکیہ لگائے جنتیوں کے انتظار میں ہیں کہ جو ان کے شوہر ہوں گے اور یہ ان کی بیویاں بنیں گی۔ تو پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو حضرت امام رازیؒ جب یہ درس دے رہے تھے تو کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت صاحب اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار نعمتوں کا ذکر اس سورت مبارکہ میں کیا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کیلئے سب سے بڑی نعمت ہیں ان کا ذکر یہاں کیوں نہیں کیا گیا تو امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمام نعمتیں فانی ہیں آسمان بھی پھٹنے والا ہے زمین بھی ختم ہونے والی ہے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ہیرے جو ہرات سب ختم ہو جائیں گے سمندر بھی خشک ہو جائیں گے میوے ختم ہو جائیں گے پھل پھول اپنی خوشبو کھودیں گے مرجھا جائیں گے ہر چیز تباہ و برباد ہونے والی ہے مٹنے والی ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ ایسی نعمت ہیں کہ جس کو فنا نہیں ہے۔ یہ باقی رہنے والی نعمت ہے سورت رحمان میں تو تمام ایسی نعمتوں کا ذکر ہے جو فنا ہونے والی ہیں۔ اس کے باوجود اللہ کریم فرماتے ہیں کہ تم میری کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جب فانی چیزیں نہیں جھٹلائی جاسکتیں تو پھر ازل اور ابدی ہمیشہ قائم رہنے والی چیز کیسے جھٹلاؤ گے تو یہ تو جواب تھا حضرت علامہ رازیؒ کا جو انہوں نے عطا فرمایا ایک میری بھی گذارش ہے کہ حور بڑی اچھی ہے نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی بطور نعمت پیش فرمائی ہے اور پھر چیلنج کیا ہے کہ کون اس کو جھٹلائے گا لیکن یہ دیکھو کہ اس کی حقیقت کیا ہے کہ حور بنتی کیسے ہے؟ جب اس کا پتلا بنتا ہے تو یہ دیکھنے کے لائق بھی نہیں ہوتی اور پھر اس کے رخسار پر لفظ محمد ﷺ لکھا جاتا ہے تو یہ حور بن جاتی ہے اب آپ حور کو دیکھو گے یا لفظ محمد ﷺ کو دیکھو گے اس لئے فرمایا گیا کہ حور کو تو دیکھو لیکن ذرا اس کی حقیقت پر بھی نظر رکھو تو حضرات! نعمت تو جھٹلائی نہیں جاسکتی تو نعمت کو بنانے والی ذات کیسے جھٹلائی جاسکے گی یہ جتنے خزانے ہیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کی ملکیت ہیں۔ اب فرشتہ دیکھو کہ ایسے بنتا ہے فرشتہ بھی بڑی نعمت یہ بڑی طاقت ہے آپ پڑھیں اَللّٰهُمَّ

صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ تو ہر ایک کے پڑھنے سے ایک ایک فرشتہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہم گنہگار آدمی ہیں لیکن حضور ﷺ پر درود بھیجیں تو فرشتہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ فرشتہ جا کر نور کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور باہر آ کر اپنے پر پھڑپھڑاتا ہے اور قطرے گرتے ہیں تو ہر قطرہ نور سے ایک فرشتہ کو دیکھو گے یا درود شریف کو دیکھو گے کہ درود شریف پڑھنے والے کو دیکھو گے یا اس ذات اقدس کو دیکھو گے کہ جس پر درود شریف پڑھا جا رہا ہے۔ اس میں ہماری کوئی تعریف نہیں بلکہ یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی خوبی ہے کہ جس سے فرشتے بن رہے ہیں اب اگر میں یہ فخر کروں کہ فرشتے میرے کہنے سے بن رہے ہیں تو یہ غلط ہے میرے کہنے سے نہیں بلکہ یہ نام مصطفیٰ ﷺ سے بنا ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے بنا ہے اسی طرح باقی جو تمام نعمتیں ہیں ٹھیک ہے کہ وہ مننے والی ہیں فانی ہیں لیکن ان سب کی بنیاد میں حقیقت میں صرف حضور نبی کریم ﷺ کا ہی کرم ہوتا ہے جب کسی نعمت سے رحمت نکل جاتی ہے تو اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں رہتی اور جب رحمت اس میں شامل ہوتی ہے تو یہ بیش قیمت ہو جاتی ہے ایک صحابی تھے جو کاتب وحی تھے جب وحی نازل ہوتی تو یہ اس کو لکھ لیتے یہ جو موجودہ قرآن حکیم ہے اس کا بیشتر حصہ اس صحابی کا لکھا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شفقت اور قرب کی وجہ سے اس کاتب وحی کا یہ حال ہو گیا کہ جب کوئی وحی نازل ہونے کو آتی تو اسے اس وحی کے نفس مضمون کا پہلے سے ہی علم ہو جاتا اسے یہ فخر ہو گیا کہ دراصل وحی میری وجہ سے آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ ایسی ایسی باتیں کرنے لگا کہ میں حضرت جبرائیل کو دیکھ لیتا ہوں اس کی آواز کو سن لیتا ہوں جو وحی آتی ہے اس آیت مبارکہ کو پہلے سے ہی دیکھ لیتا ہوں اس میں نبی کریم کا کوئی خاصہ نہیں ہے وحی تو دراصل میری طرف ہی آتی ہے۔ مثال یوں سمجھئے کہ آپ گاڑی میں بیٹھے ہیں جو ساٹھ میل کی رفتار سے جا رہی ہے تو اب تو یہ کہے کہ میں ساٹھ میل کی رفتار سے جا رہا ہوں سچ بتانا کہ کیا تو از خود ساٹھ میل کی رفتار سے جا رہا ہے یا گاڑی تجھے اس رفتار سے لے جا رہی ہے۔ لیجئے وہ ہوائی جہاز آ رہا ہے اس کی کیا رفتار ہوگی ہوائی اڈہ قریب ہے جہاں یہ اترنے والا ہے پھر بھی کم از کم دو سو میل کی رفتار ہوگی عام حالت میں یہ چار پانچ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جاتا ہے جو مسافر اس میں بیٹھے ہیں ان کی رفتار بھی اس کی رفتار کے برابر ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ میں دو سو میل کی رفتار سے جا رہا ہوں تو وہ غلط کہتا ہے کیوں کہ اس کی اپنی کوئی رفتار نہیں بلکہ رفتار تو اس کی ہے جو اس کو لے جا رہا ہے۔ تو وہ صحابی یہ سمجھے کہ جو وحی انہیں نظر آتی ہے وہ اس کی اپنی وجہ سے ہے نہ کہ سردار الانبیاء کی وجہ سے ہے متکبر ہو گیا یا غی ہو گیا منافق ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ جب تم مرو گے تو زمین تمہیں قبول نہیں کرے گی اس سے تیس سال بعد فوت ہوا تو زمین کے ہر حصہ کو پتہ تھا کہ یہ فلاں مرتد ہے اس کو میں نے اپنے اندر نہیں رکھنا ہے۔ بارہ دفعہ دفن کیا گیا تو بارہ دفعہ ہی زمین نے اگل کر باہر پھینک دیا اب دیکھو کہ اسے وحی نظر آتی ہے۔ اسے حضرت جبرائیل نظر آتے ہیں اس کو آیت کا پیشگی پتہ چل جاتا ہے تو اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس کی بنیاد حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی ہے جب تک غلامی میں ہے تو اس میں عظمت ہے اور جب غلامی سے نکل جاتا ہے تو زمین بھی قبول نہیں کرتی حضرات! جتنی بھی نعمتیں ہیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے سے قائم ہیں تمام فرشتے حضرت آدم کو

سجدہ کر رہے ہیں۔ کتنی بڑی عظمت ہے لیکن کیوں سجدہ کر رہے ہیں اس لئے کہ ان کی پیشانی میں حضور نبی کریم ﷺ کا نور مبارک ہے۔ اب آپ حضرت آدم کو دیکھیں گے یا اس نور کو دیکھیں گے کہ جس کی وجہ سے انہیں سجدہ کیا جا رہا ہے کس کو آپ نمبر دیں گے۔ اب ایک آدمی پستول چلاتا ہے اس سے ایک آدمی مر جاتا ہے تو اب آپ پستول کو پھانسی دیں گے یا پستول چلانے والے کو پھانسی دیں گے۔ قاتل پستول ہے یا پستول چلانے والا ہے پستول چلانے والے کو پھانسی دیں گے کہ فعل اس کا ہے تو فرشتے جو سجدہ کر رہے ہیں وہ حضرت آدم کو نہیں بلکہ میرے حضور نبی کریم ﷺ کے نور کو کر رہے ہیں۔ جس طرح ادھر ہم پستول کو نہیں دیکھتے ادھر حضرت آدم کو نہیں دیکھتے ادھر فاعل کو دیکھتے ہیں ادھر نور کو دیکھتے ہیں لہذا یہ جتنی بھی نعمتیں ہیں کیسی ہیں یا آٹھ اقسام کی ہیں ان کی تہہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے ان کا فیض ہے ان کی رحمت ہے ان کا فضل ہے جس میں فضل و کرم ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہے حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ہے حضرت عثمان غنیؓ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے اور جس میں یہ فضل نہیں ہے وہ مرتد ہے منافق ہے کافر ہے ابو جہل ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد

زیارت رسول ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون على النبى یا ایها الذین امنو صلو علیه وسلمو اتسلیموا الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! آج ایک چیز پڑھی ہے محبت والی ہے عشق والی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ یہ ہماری ضرورت والی چیز ہے حضور نبی کریم ﷺ کے عطا والی چیز ہے اللہ جس کو بھی نصیب کرے۔ قدرت اللہ شہاب جھنگ کے ڈپٹی کمشنر تھے وہیں شہر میں ایک ریٹائرڈ سکول ٹیچر تھے استاد تھے یہ 1970ء کی بات ہے کہ ان کی تین چار بیٹیاں جوان تھیں۔ پنشن بہت تھوڑی تھی۔ GRATUITY بہت تھوڑی ملی تھی۔ بہت زیادہ فکر مند تھے کہ بچوں کی شادی کیسے کروں گا۔ گھر کا خرچہ تو چل نہیں رہا تھا نہ کوئی مکان نہ پلاٹ اور نہ کوئی ایسی جائیداد تھی۔ ہر معاشی مصیبت جو ایک غریب آدمی کو ہو سکتی ہے وہ اسے بھی تھی۔ تنگ دستی تھی وہ تاجر پڑھتا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کا واسطہ دے کر دوتا اور دعائیں کرتا تھا ایک روز حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے زیارت کرائی اور فرمایا کہ ماسٹر صاحب آپ ڈپٹی کمشنر جھنگ کے پاس جائیں اور انہیں کہیں کہ تمہاری مدد کریں۔ یہ سارا واقعہ اس قدرت اللہ شہاب نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور لکھا کہ وہ آدمی میرے پاس آیا۔ بہت شریف اور مسکین سی صورت تھی لیکن مجھے شک گزرا کہ کہیں فراڈ نہ ہو میں نے اس سے کہا کہ دو ہفتے کے بعد تم میرے پاس آنا پھر میں تم سے بات کروں گا۔ وہ چلا گیا تو ڈی سی صاحب لکھتے ہیں کہ ماسٹر صاحب کہ میں نے سی۔ آئی۔ ڈی کے آدمی بھیجے۔ پولیس کے سراغ رساں بھی بھیجے کہ پتہ کر سکوں کہ ماسٹر صاحب کے قول میں کتنی صداقت ہے۔ واقعی ایسی حالت ہے جو اس نے بیان کی ہے کوئی مکان پلاٹ اور جائیداد وغیرہ ہے کہ نہیں ہے۔ کیا اس کی جو طلب ہے وہ جائز ہے کہ نہیں تو ان آدمیوں نے آ کر اطلاع دی کہ واقعی وہ بندہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے بتایا ہے کوئی فراڈ وغیرہ نظر نہیں آتا تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنے مال افسر کو بلایا اور حکم دیا کہ فلاں آٹھ مربع زمین جو سرکاری پڑی ہوئی ہے وہ اس کے نام الاٹ کر دے وہ زمین پٹے پر دیتے ہیں ہمیشہ کے لئے حقوق مالکیت نہیں دیتے۔ وہ پٹہ چلتا رہے گا پھر جب گورنمنٹ چاہے گی واپس لے لے گی دو تین ہفتے کے بعد جب وہ استاد پھر واپس آیا ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملا تو انہوں نے زمین کے کاغذات اس کو دیدئے اور کہا کہ یہ آٹھ مربع زمین تمہاری ہے جاؤ اس کو کاشت کرو اور اپنی ضروریات پوری کرو پھر وہ قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ گزر گیا صدر ایوب خان کا دور تھا میں اس کا پرائیوٹ سیکرٹری تھا۔ ایک روز میرے نام کاغذات کا موٹا پلندہ آیا میں کھول کر پڑھنے لگا تو اس استاد کا خط تھا اس قدرت اللہ شہاب صاحب حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے اور آپ کے وسیلہ سے مجھے جو آٹھ مربع زمین ملی تھی اس

سے میری تمام ضروریات پوری ہو گئی ہیں۔ میری بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے، رہائش کے لئے مکان بن گیا ہے۔ اب مجھے ان آٹھ مربع زمین کی ضرورت نہیں رہی یہ تمام کاغذات واپس کر رہا ہوں آپ یہ زمین واپس لے لیں اور کسی اور ضرورت مند کو دیدیں میں بہت حیران ہوا کہ اگر کسی کو تھوڑی سی چیز مل جائے تو وہ چھوڑنا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا قناعت والا اور حضور ﷺ والا شخص ہے کہ زمین کو قابل کاشت بنانے کے بعد اب واپس کر رہا ہے۔ حضرات! اس شخص کو اعتدال ہے کہ اگر پھر ضرورت پڑی تو حضور نبی کریم ﷺ دوبارہ عطا فرمادیں گے۔ اس لئے وہ واپس کر رہا ہے وہ جانتا ہے کہ مربع کچھ نہیں دے سکتے بلکہ حضور ﷺ سب کچھ دے سکتے ہیں۔ ڈی سی صاحب لکھتے ہیں کہ میں بہت حیران رہ گیا اور سوچ ہی رہا تھا کہ ہاں واقعی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو حضور ﷺ ملتے ہیں۔ لالچی لوگوں سے آپ دور رہتے ہیں یہ شخص لالچی نہیں ہے میں اسی سوچ میں بیٹھا تھا کہ صدر ایوب از خود میرے کمرے میں آ گیا۔ میرے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میں نے وہ ساری داستان اس کو سنادی تو صدر ایوب خان نے وہ آٹھ مربع زمین اس سکول ماسٹر کے نام پکے کر دیئے۔

اسی قدرت اللہ شہاب نے اپنی کتاب میں ایک دوسرا واقعہ درج کیا ہے اس شہاب صاحب کو ایک مسئلہ درپیش تھا جس نے اس کو پریشان کر رکھا تھا۔ یہ دورہ پر گئے ہوئے تھے کہ ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ وہاں کے خطیب اپنے وعظ میں فرما رہے تھے کہ اگر کسی صحابی کا کوئی کام انک جاتا تھا اور نہیں ہوتا تھا تو وہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کرتے کہ بی بی جی آپ میری سفارش فرمادیں تو حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؑ حضور نبی کریم ﷺ کے حضور سفارش کر دیتیں تو اس سائل صحابی کا کام بن جاتا اور وہ فرما رہے تھے کہ آج بھی اگر کوئی جمعہ کی نماز کے بعد دو نفل پڑھے اور حضرت سیدہ فاطمہؑ کیلئے ایصالِ ثواب کرے اور عرض کرے کہ بی بی جی میری سفارش فرمائیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ میرا فلاں کام کر دیں تو وہ کام انشاء اللہ بن جائیگا۔ شہاب صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ وظیفہ بنالیا۔ ہر جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر حضرت بی بی فاطمہؑ کی روح کیلئے ایصالِ ثواب کرتا۔ شہاب صاحب کی بہن تھی یا شائد بھانجہ تھی وہ انگلستان میں رہتی تھی۔ حضرت فاطمہؑ اس عورت کو ملیں اور فرمایا کہ آپ قدرت اللہ شہاب سے کہہ دیں کہ ان کا کام ہو گیا ہے اور مزید فرمایا آئندہ بھی اگر انہیں کوئی کام ہو تو ان کے گھر میں جو اطاق ہے وہاں انہیں ایک چٹھی ملا کر بھیجی اس میں جو کچھ درج ہو اس کے مطابق عمل کر لیا کریں۔ شہاب صاحب لکھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنے سال اس چٹھی سے میرا کام چلتا رہا مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی میں دو رکعت نفل پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتا تو حضرت بی بی فاطمہ الزہراءؑ کی طرف سے چٹھی آ جاتی۔ میں اس پر درج ہدایت کے مطابق عمل کرتا اور اپنی مشکل حل کر لیتا یہ کرم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ہماری آج بھی ضرورتیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی تشریف رکھتے ہیں اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراءؑ بھی موجود ہیں۔ جس کا بھی دامن پکڑ لو گے بیڑہ بار ہو جائے گا۔ اسی طرح ایک نابینا شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آنکھیں عطا فرمادیجئے، حضور ﷺ نے

فرمایا یہاں رہنے دو جنت میں چل کر لے لینا۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہاں بھی آنکھیں دیکھئے اور وہاں بھی عطا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ایک دعا انہیں بتائی جو آج بھی کتب میں لکھی ہوئی ہے اور فرمایا کہ جاؤ مسجد نبوی میں دو رکعت نفل پڑھو اور بعد میں یہ دعا کرو اس دعا میں صرف یہ ہے کہ یا اللہ میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ مجھے آنکھیں دیدے یا یہ کہ میری مشکل حل کر دے۔ اس نابینا صحابی نے دو رکعت نفل نماز پڑھی اور عرض کیا کہ یا اللہ میں تیرے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں مجھے آنکھیں دیدے پھر سیدھے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو دونوں آنکھیں تندرست تھیں۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم آج بھی ہے فرماتے ہیں کہ وہ تو نابینا حضور ﷺ کے پاس گیا تھا لیکن حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں کسی صحابی کو حضرت عثمانؓ سے کوئی کام تھا۔ آپ امیر المومنین تھے وہ صحابی حضرت عثمان غنیؓ تک رسائی حاصل نہ کر سکتے تو ایک دوسرے شخص کے پاس گئے جو حضرت عثمان غنیؓ کے زیادہ قریب تھے اور عرض کیا کہ آپ میری سفارش فرمادیں۔ تو اس صحابی نے فرمایا کہ آپ دو رکعت نفل نماز پڑھیں اور یہ دعا کریں اس سوالی نے یہ عمل کیا اور حضرت عثمان غنیؓ کے پاس گیا تو دیکھا کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنیؓ کا ہراس کا انتظار فرما رہے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے اس صحابی کو پکڑا اور اندر تشریف لے گئے اور مدعا پوچھا صحابی نے عرض کر دیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اچھا یہ کام تو آپ کا ہو گیا لیکن آئندہ کے لئے اگر ایسا کوئی کام ہو تو براہ راست میرے پاس آ جایا کرو وہ سمجھے کہ شاید اس سے پہلے صحابی نے میری سفارش کر دی ہے کہ جس سے امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے مجھے بلا کر میرا کام کر دیا ہے۔ وہ اپنے سفارشی کے پاس شکریہ ادا کرنے کے لئے گئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب بہت مہربانی آپ کی وجہ سے میرا کام بن گیا اور آئندہ کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی کام ہو تو براہ راست ان کے پاس چلا جایا کروں تو اس صحابی نے فرمایا کہ میں نے تو تمہاری سفارش وغیرہ نہیں کی میں نے تو تمہیں وہ وسیلہ بتایا ہے جو ہر ایک کے کام آنے والا ہے۔ حضرات! ہماری زیادہ ضرورتیں ہیں۔ اغراض ہیں کون ہے جس کو کوئی حاجت نہیں چھوٹی ہو خواہ بڑی ہو اس دنیا کی ہے یا اس دنیا کی صحت کی ہے پیسے کی ہے مقدمے کی ہے پڑھائی کی ہے نوکری کی ہے ترقی کی ہے کاروبار کی ہے ہر قسم کی ہماری ضرورتیں ہیں۔ یہ دعا سب کے لئے کافی ہے جو بھی حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑے گا اس کا کام انشاء اللہ بن جائیگا۔ یہ حضور ﷺ کا وعدہ ہے۔ یہ پہلے بھی عرض کیا ہے اور آج پھر اس موضوع کے لحاظ سے عرض کرتے ہیں کہ ایک ہندو شاعر تھا جو پیدائشی نابینا تھے۔ اسے حضور نبی کریم ﷺ سے عشق ہو گیا تو اس نے ایک نعت لکھی۔

تم اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا
پھر ان کا کام ہے جذبہ کی آبرو رکھنا

یہ پانچ اشعار پر مشتمل نعت شریف ہے۔ بڑی محبت اور عشق والا کلام ہے۔ حاجی صاحب اکثر یہ نعت پڑھتے ہیں آج نہیں پڑھی ہے۔ انہوں نے یہ نعت ایک مسلمان کو دی جو حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہے تھے اور کہا کہ جب روضہ

اقدس پر حاضری ہو تو حضور ﷺ کی خدمت میں یہ نعت پیش کر دینا ادھر اس حاجی صاحب نے نعت شریف روضہ رسول ﷺ پر پڑھی۔ ادھر ہندوستان میں اس شاعر کی بینائی کھل گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ وہ نعت بھی ہے نوافل والی دعا بھی ہے اور حضور ﷺ کی رحمت کا سہارا بھی ہے۔ حضور ﷺ خود موجود ہیں اور

مل گئے مصطفیٰ تو اور کیا چاہیے

حضور ﷺ مل جائیں تو دو تین کام بن جاتے ہیں ایک کام نہیں کئی کام بن جاتے ہیں۔ حضرات! ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے کہ کورس مکمل کر لو تو ولی بن جاؤ گے۔ نفل پڑھو پانی میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن مجید فرماؤ رات بھر قیام کرو چھ ماہ کے روزے رکھو کچھ نہیں ملتا۔ جب حضور ﷺ مل جاتے ہیں تو ولایت کا کورس مکمل ہو جاتا ہے۔ کورس اور کورس نہیں ہے۔ جب ظاہری حیات طیبہ میں جس کو ملتے تھے تو وہ صحابی بن جاتے تھے۔ اب اس زمانے میں جسے مل جاتے ہیں اسے ولی بنادیتے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی زیارت کا ثمر ہے **كَشَفَ الدَّجَى بِحِمَالِهِ** سب اندھیرے علم کے اندھیر جہالت کے اندھیر بقاعدگی کے اندھیرے جو بھی اندھیرا ہے جو بھی رکاوٹ ہے سب دور ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو اچھی ہے۔ ہماری طلب تو بہت چھوٹی ہوتی ہے حضور نبی کریم ﷺ وہ چیز عطا کرتے ہیں۔ جو ہمارے حسب حال سب سے بہتر ہوتی ہے اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ وہ ولایت عطا کرتے ہیں۔ ولایت کا اور کوئی کورس نہیں ہے۔ جس نے حضور ﷺ کو دیکھا وہ جنتی ہو گیا۔ جس نے صحابہ کرام کو دیکھا وہ بھی جنتی ہو گیا۔ جس نے زیارت کی وہ بھی جنتی اور جس نے زیارت کرنے والے کو دیکھا وہ بھی جنتی ہو گیا۔ حضور ﷺ کی زیارت کے صدقے سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔ بخشش کا ذریعہ زیارت رسول ﷺ ہے تاکہ ہم قیامت کے روز یہ کہہ سکیں کہ ہم زیارت رسول ﷺ کی وجہ سے جنت میں جا رہے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ میں اپنے اعمال کے صدقے جنت میں جاؤ گا تو یہ تکبر ہے بخشش اگر نوافل کے صدقے ہونی ہے تو سب سے پہلا نمبر تو شیطان کا ہونا چاہے کیونکہ اس نے تو چپہ چپہ پر سجدہ کیا ہوا ہے یہ کس کا مکان ہے؟ نصر اللہ صاحب کا ہے تو کیا نصر اللہ صاحب نے اس گھر کے چپہ چپہ پر سجدہ کیا ہے؟ حالانکہ وہ بیس پچیس سال سے اس گھر میں رہ رہے ہیں۔ لیکن شیطان نے تو ساری کائنات میں کیا ہے یا ساری دنیا میں زمین پر چپہ چپہ پر سجدہ کیا ہے یا تمام پانی پر کیا ہے خشکی پر کیا ہے تو کیوں پھر ولایت نہیں ملی۔ حضرات ولایت ملتی ہے **كَشَفَ الدَّجَى بِحِمَالِهِ** سے یہ ان کا خاص کرم ہے۔ اس سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ بھی حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھتے ہیں اور ہر عاشق بھی آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھ رہا ہے۔ ہمارے پیشوا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی تودعا یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ جس کسی کی بھی یہ دعا ہو جاتی ہے وہ صدیق بن جاتا ہے۔ صدیق اکبر ﷺ نہ ہی کہ وہ ایک ہی ہیں لیکن صدیق ضرور بن جاتا ہے۔ ایک نعت پڑھی گئی ہے کہ

جان اپنی گنوا آویں سرکار دے بوھے تے
 اللہ کرے سبھی اپنی جان گنوا آئیں۔ آپ بھی جائیں میں بھی جاؤں اور جان گنوا آئیں لیکن یہ دیکھئے کہ جب حضور نبی
 کریم ﷺ پر جان داری جاتی ہے تو یہ گنوائی نہیں جاتی، گنوانا تو یہ ہوتا ہے گم ہو جانا ضائع ہو جانا حضرات ضائع کس
 طرح سے ہو گئی یشرب میں حضور ﷺ کے قدم لگے تو وہ مدینہ بن گیا۔ اب یشرب نے اپنی جان گنوائی ہے یا بنائی ہے
 عرش پر حضور ﷺ کے قدم مبارک لگے تو عرش معلیٰ بن گیا۔ تو ہم کس طرح سے گم جائیں گے جس کو نسبت حضور ﷺ
 سے ہو جائے وہ گم نہیں ہوتا بلکہ بن جاتا ہے۔

میں مر کے وی نہیں مردا
 ہے تیری نظر ہووے

وہ تو بندے کو مرنے نہیں دیتے گم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پہلی بات تو یہ ہے کہ مرنا کوئی نہیں ہے زندگی ہی
 زندگی ہے دوسری بات یہ ہے کہ جان تو اپنی ہے ہی نہیں یہ تو ہے ہی نہیں یہ تو ہے ہی ان کی، میں خواہ مخواہ اپنی بڑائی کر رہا
 ہوں کہ میں اپنی جان گنوا آیا ہوں، میں چلا گیا ہوں میں آیا ہوں یہ میں میں کیا ہوتی ہے۔
 حضرات!

آتے ہیں وی جنہیں سرکار بلاتے ہیں

اور پھر عرض ہے کہ

کیا پیش کریں تم کو ہر چیز تمہاری ہے
 یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

یہ آپ کی دری ہے اور میں یہ کہوں کہ آؤ جی میں آپ کو یہ دری دیتا ہوں آپ کہیں گے کہ عجیب آدمی
 ہے میری چیز مجھے ہی انعام میں دے رہا ہے۔ یہ مکان میں آپ کو دیتا ہوں آپ کہیں گے یہ تو ہمارے نام پہلے ہی ہے
 آپ ہمیں کیا دے رہے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم اپنی جان حضور ﷺ کو دیتے ہیں تو وہ پہلے ہی ہماری جان کے مالک ہیں
 ہم انہیں کیا دے رہے ہیں۔ آپ نعت خواں حضرات کو پیسے دے رہے ہیں تو یہ کون دے رہا ہے کس کی سنت پاک پر عمل
 ہو رہا ہے۔ حضور ﷺ تو چادر مبارک بھی عطا کر دیتے ہیں کوئی اور انعام بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ سنت نبی ﷺ ہے
 سب سے بہتر چیز وہ ہے جو آپ میلاد کی محفل میں میلاد پڑھنے والے کو دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو بخش فرماتا ہے۔ محفل
 میلاد ہو ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو۔ ذکر اولیاء اللہ ذکر غوث الاعظم ہو تو اس میں آنے والے سب بخش دے جاتے ہیں۔ ایسی
 محافل سے نور نکلتا ہے۔ خوشبو نکلتی ہے۔ فرشتے اس نور کو دیکھ کر خوشبو کو سونگھ کر تشریف لے آتے ہیں اور پوری محفل میں
 خالی جگہ کو پر کر دیتے ہیں۔ محفل کے خاتمہ پر جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں یا اللہ وہاں تیرے حبیب ﷺ کا ذکر ہو
 رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ منافق کو آپ جتنا مرضی زور لگالیں وہ محفل میں نہیں آتا۔ اللہ

تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے گستاخ کو توفیق ہی نہیں دیتا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی محفل میں آئے آپ اس چیز کو چھوٹی نہ سمجھیں۔

جسے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
آپ محفل میں آنے کو معمولی عمل نہ سمجھو اس سے بڑا عمل کوئی ہے ہی نہیں۔ آپ تو انسان ہیں اور آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ تو فرشتوں کو بھی بھیج رہا ہے۔ جب اولیاء اللہ کی محفل میں کوئی آدمی بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ملاوٹ ترک نہیں کرنی ہے۔ میں نے دھوکہ دہی کرنی ہی کرنی ہے۔ فریب کاری کرنی ہے کیونکہ آج کل اگر ملاوٹ نہ کریں۔ دھوکہ بازی نہ کریں تو کاروبار چلتا نہیں ہے اور اس کے بغیر گزارا بھی نہیں ہوتا۔ وہ اپنی اس عادت پر مصر ہے اصرار کرتا ہے کہ میں نے Black Marketing ضرور کرنی ہے اس قسم کا جو بندہ ہے جو اپنے گناہوں پر مصر ہے اصرار کرتا ہے وہ جب کسی ولی کامل کی محفل میں آتا ہے تو بخش دیا جاتا ہے۔ آپ اس گناہوں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی مجلس کو دیکھتا ہے۔ یثرب نے کون سے نوافل پڑھ لئے ہیں کہ مدینہ بن گیا ہے۔ آج اس کی مٹی میں بھی شفاء ہے۔ حلیمہؓ نے کیا کر لیا ہے کہ اس کی ڈاچی کی رفتار تیز ہو گئی۔ اس کے گھر سے روشنی نکلنے لگی اس کی بکریاں دودھ دینے لگیں تو وہ فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں مہمان عجیب آ گیا ہے یہ ایسا مہمان ہے جو آج بھی آپ کے گھر میں بھی آ سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا سکتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں حضور نبی کریم ﷺ جلیس خود ہوتے ہیں۔ حلیمہؓ کے گھر میں تو آپ ایک دفعہ تشریف لے گئے ہیں ہر عاشق کے گھر آپ تشریف لے جاتے ہیں خالی غیر آباد مکان ہو اس کے رہائشی موجود نہ ہوں آپ اس مکان میں داخل ہوں تو عرض کریں کہ اسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ حضور نبی کریم ﷺ اس مکان میں پہلے سے ہی تشریف فرما ہیں۔ یہ سب بخشش کے بہانے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہی بخشش ہے۔ جو ان سے مل گیا وہ بھی بخش دیا گیا جسے ملا لیا وہ بھی بخش دیا گیا جو نے فرما دیا کہ تو بخشا ہوا ہے اس کی بھی بخشش ہو گئی جس سے کھلو الیا وہ بھی بخش دیا گیا حضور نبی کریم ﷺ کا در ایسا در ہے جہاں سے کوئی خالی نہیں گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے در سے لینے کی توفیق عطا فرمائے اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہر اک دی اے گل بندی سرکار دے بوھے تے
جا صدق تھیں بہہ جا توں سرکار دے بوھے تے

وما علینا الا البلاغ المبین

بس اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا
پھر ان کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

بہت ضروری ہے دیدار مصطفیٰ ﷺ کیلئے
جگر کے خون سے آنکھوں کو با وضو رکھنا
وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے
ہم اپنے دل کے تقاضوں کو رو برو رکھنا
نقوشِ پائے محمدؐ کی جستجو میں رہوں
میرے خدا میری چاہت کی آبرو رکھنا
اُجالے دین محمدؐ کے ساتھ لے لینا
خدا کی راہ میں جب بھی پائے جستجو رکھنا

قبر کا امتحان اور صحابہ کرامؓ کا عقیدہ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون على النبى یا ایها الذین امنو صلو علیه وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز سامعین! اس محفل میں پروفیسر حضرات کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ان میں سے کچھ اگر چھپے ہوئے بھی ہوں تو پھر بھی پروفیسر صاحبان کی تعداد بے شمار ہے۔ مجھے ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ حضرات! آج کل امتحانات کی بڑی گہما گہمی ہے۔ امتحانات کا موسم ہے اسی طرح انسان کی زندگی میں بھی دویسے امتحان ہیں کہ ہر ایک نفس نے ان سے گزرنا ہے اور ان امتحانات میں پاس ہونا ہے تو پھر کہیں جا کر کام بنتا ہے۔ یہاں اگر کوئی طالب علم اس سال فیل ہو گیا تو اگلے سال پاس ہو جائے گا۔ ٹیوشن رکھ لے گا کچھ یاد کر لے گا کچھ نقل کر لے گا کچھ بوٹی لگا لے گا لیکن جن امتحانات کا میں ذکر کرنے والا ہوں ان میں کوئی نقل کوئی بوٹی اور کوئی سفارش وغیرہ نہیں چل سکتی ان میں ایک امتحان قبر میں ہونے والا ہے اور ایک امتحان حشر میں ہونا ہے اور پروفیسر صاحب یہ بچے کی Psychology ہے۔ بچے کے ذہن کی کیفیت ہے آپ سب بھی اس کیفیت سے مرحلہ سے گزر رہے ہیں میں بھی گزرا ہوں کہ جو پہلا پرچہ ہوتا ہے اس کی تیاری سب سے زیادہ ہوتی ہے ڈیٹ شیٹ کے لحاظ سے جو پرچہ سب سے پہلے ہونا ہوتا ہے اس کی تیاری عموماً نسبتاً زیادہ اچھی طرح سے ہوتی ہے۔ انسان کے امتحان کا پہلا پرچہ قبر کا ہے اس کی تیاری کر لو تو اسکی یہ Guarantee ہے کہ وہ اگلا امتحان بھی پاس کرادے گا۔ اگر خدا نخواستہ قبر والا پرچہ گیا۔ اس میں طالب علم فیل ہو گیا تو پھر وہ اگلے امتحان میں بھی فیل ہو جائے گا۔ اگر قبر والا امتحان پاس ہو گیا تو اگلا امتحان خود بخود پاس ہو جائیگا اور اگر قبر والا امتحان فیل ہو گیا تو اگلا امتحان بھی فیل ہو جائیگا۔ لہذا دراصل پرچہ ایک ہی ہے امتحان ایک ہی ہے جو قبر والا ہے دوسرا امتحان تو پتہ نہیں کہ کتنے کروڑوں سال بعد آئیگا۔ آپ بتائیں کہ قیامت کے انعقاد میں کتنے سال باقی ہیں یہ اللہ ہی جانتا ہے لیکن ہر روز کئی قبور ہوتی ہیں۔ جن میں امتحان ہو رہا ہوتا ہے یہ ایسی ڈیٹ شیٹ ہے کہ جیسے ہی کوئی قبر میں جاتا ہے تو اس کا امتحان شروع ہو جاتا ہے۔ آج سے کتنے سال قبل لوگ فوت ہوئے تھے۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ کب سے لوگ فوت ہو رہے ہیں۔ بہر حال جب سے فوت ہو رہے ہیں۔ اسی روز سے ہی یہ پرچہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ پرچہ ہر ایک کے سامنے آتا ہے اور اس پرچہ کا اہم ترین سوال یہ ہے کہ یہ ہستی جو تیری قبر میں تشریف فرما ہیں تو دنیا میں ان سے متعلق کیا کہتا تھا کیا تجھے یاد ہے کیا تو جانتا ہے کہ ان سے متعلق تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ قبر کے پرچے میں کل تین سوال ہیں تین میں سے دو سوالوں کے جواب درست ہو جائیں تو پروفیسر صاحب آپ امیدوار کو پاس

کر دیتے ہیں کیونکہ 66% پرچہ میں نے حل کرنا ہے لیکن یہ ایک ایسا پرچہ ہے کہ سوال تین ہیں لیکن پاس ایک سوال کے جواب پر ہونا ہے۔ اس میں پہلا سوال ہے مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ دوسرا سوال ہے کہ مَا دِينُكَ تیرا دین کیا ہے تیرا مذہب کیا ہے۔ ان دونوں سوال کے صحیح جواب ابھی دیدے کہہ دے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے سوال حل ہو گیا ہے۔ پرچہ کا ایک سوال مکمل ہو گیا ہے لیکن یہ پتہ نہیں کہ پاس ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے کہہ دے کہ میرا مذہب اسلام ہے دوسرا سوال ابھی ٹھیک ہو گیا ہے دو جواب صحیح دے دے ہیں لیکن ابھی تک کوئی پتہ نہیں کہ پاس ہوا ہے یا فیل ہوا ہے اب تیسرا اور اہم سوال کہ تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہتا رہا ہے اگر پہچان ہو گئی تو بیڑہ پار ہو گیا اور اگر یہ نہ پہچان۔ کا اور کہتا رہا ہائے لَا اَدْرِی لَا اَدْرِی میں تو نہیں پہچانتا ہوں میں تو نہیں جانتا ہوں تو سمجھ لو کہ بیڑہ غرق ہو گیا فیل ہو گیا۔ حضرات یہ پہچان کہاں سے آئی ہے۔ حضور ﷺ کی پہچان کس طرح سے آئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تو ہر قبر میں تشریف لانا ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ آپ ﷺ قبر میں تشریف لائیں گے لیکن ان کی پہچان عقیدہ کے لحاظ سے ہوگی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پہچان عمل سے نہیں آئیگی یہ عقیدہ سے آتی ہے اعمال سے متعلق جو سوالات ہیں وہ پرچہ قیامت کے روز آئیگا۔ نماز پڑھی تھی کہ نہیں روزہ رکھتا تھا کہ نہیں زکوٰۃ ادا کی کہ نہیں قربانی کی کہ نہیں حج کیا کہ نہیں تمام اعمال کا حساب قیامت کے روز کھلے گا لیکن آج جو پرچہ ہے وہ یہ ہے کہ میرے نبی ﷺ کی پہچان ہے کہ نہیں ہے۔ پھر نہ کہنا آج یاد رکھو کہ یہ عقیدہ کی بات ہے اور عقیدے نے ہی پہچان کرانی ہے خدا کرے کہ پہچان ہو جائے اگر پہچان ہو گئی تو یہ پاس ہو جائیگا اور اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائیگی۔ جس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائے تو یہ قیامت کے بعد بھی بند نہیں ہوگی۔ حضرات! میں کون سا عقیدہ رکھوں کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان ہو جائے آج کل اتنے فرقے بن گئے ہیں کہ ان کی مناظرہ سے مٹانا مشکل ہو گیا ہے علم سے مٹانا بہت مشکل ہے بحث مباحثہ سے ان میں لڑائی جھگڑا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضرات! فرقہ ٹھیک کرنا ہو عقیدہ ٹھیک کرنا ہو تو کسی مناظرے کی ضرورت نہیں کسی بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں آپ صرف صحابہ کرامؓ کو دیکھو باقی سب کو چھوڑ دو اس بات کو بھی چھوڑ دو کہ بستر سر پر رکھنا ہے کہ کندھے پر رکھنا ہے۔ لوٹا دلائیں ہاتھ میں پکڑنا ہے کہ بائیں ہاتھ میں پکڑنا ہے۔ باہر جانا ہے کہ اندر بیٹھنا ہے چھوڑ دو اس بات کو صرف یہ دیکھو کہ صحابہ کرامؓ کیا عمل کیا کرتے تھے۔ کسی بات سے متعلق صحابہ کرامؓ کیا فرماتے ہیں فرقے اسی بنیاد پر بنے ہیں۔

جنگ احد میں حضرت قتادہؓ کی آنکھ میں تیر لگ گیا اور ڈیلا باہر نکل آیا آنکھ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیا وہ کسی ڈاکٹر کے پاس گئے؟ نہیں کیا حکیم کے پاس آئے؟ کیا کسی سرجن کے پاس آئے؟ نہیں نہیں بلکہ عقیدہ دیکھو کہ وہ کہاں آ رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کچھ نہیں دیتے لیکن صحابیؓ کو دیکھو کہ وہ کہاں آ رہے ہیں۔ یہ کیس کس کا ہے کیا ڈاکٹری کا ہے کیا سرجری کا ہے؟ ہاں ہے تو یہ کیس سرجری کا ہی

لیکن صحابی سرجن کے پاس نہیں جا رہا ہے۔ وہ ہمیں تعلیم دے رہے ہیں ہماری راہنمائی فرما رہے ہیں ہاتھ کی ہتھیلی پر آنکھ رکھی ہے اور بار نبوت میں حاضر ہو رہا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آنکھ عطا فرما دیجئے۔ اس کا عقیدہ ہے اسے مکمل بھروسہ ہے اسے پتہ ہے کہ آنکھ نکل بھی جائے تو حضور نبی کریم ﷺ آنکھ عطا فرما دیتے ہیں۔ صحابی کی آنکھ نکل گئی ہے۔ System میں ساری گرڈ بڑھ گئی ہے۔ Optical Nerves کٹ گئی ہیں۔ ڈیلا باہر آ گیا ہے۔ آنکھ کے ماہرین Eye Specialist بھی فیل ہو رہے ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ سارا سسٹم بگڑ جانے کے بعد آنکھ درست نہیں ہو سکتی۔ لہذا آپریشن کر کے ہمیشہ کے لئے آنکھ سے محروم کر دیتے ہیں لیکن صحابی کا عقیدہ دیکھو عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آنکھ عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ یہ آنکھ جنت میں جا کر لے لینا۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آنکھ کا سوال تو ہے۔ میرا اور جنت کی خوشخبری ہے آپ کی طرف سے میرا سوال یہاں پورا کر دیں اور اپنی خوشخبری وہاں پوری فرمادیں۔ آج کل لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو تو اپنا معلوم نہیں کہ کہاں جانا ہے۔ حضرات! وہ تو صحابیؓ کو بھی جنت کی خوشخبری دے رہے ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا۔ جب یہ عقیدہ ہو تو پھر حضور ﷺ کی پہچان ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھ کو پکڑا اور اس کی جگہ پر فٹ کیا لعب دہن مبارک لگایا اور فرمایا کہ آنکھ کھول دو اس نے آنکھ کھولی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا حال ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پہلی آنکھ سے یہ آنکھ زیادہ روشن اور تیز ہے یہ عقیدہ ہے۔ حضور ﷺ کی پہچان کرنے کیلئے آپ بھی اگر حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان کرنا چاہتے ہو تو یہی ایک فقرہ ہے چند الفاظ ہیں اس ایک ہی واقعہ کو یاد کرو تو حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان ہو جائیگی۔ اگر یہ بھول گئے تو پہچان بھی نہیں ہوگی اور جب حضور نبی کریم ﷺ کو پہچان لیتا ہے تو اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے فرشتے اس کی قبر کو وسیع کر دیتے ہیں قبر روشن کر دیتے ہیں پھر وہ قبر جنت کی کیاری بن جاتی ہے لیکن اگر آنکھ لیکر ڈاکٹر صاحب کے پاس جائے کہ نبی کریم ﷺ تو دے نہیں سکتے اور ڈاکٹر آپریشن بھی کر دے گا۔ اپنی آنکھ درست نہ ہوئی تو کسی دوسرے کی آنکھ ہی لگا دے گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان نہیں رہتی یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں۔ یہ صحابی کے سوال کی بنا پر کر رہے ہیں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان کرانی ہے تو یہ کام حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے ثابت کریں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو یہ اعتراض کرتے ہیں اور ایسے اعتراضات کی بنا پر ہی فرقے بنتے جاتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی ثابت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رِبُّعَةُ ”اے ربیعہ جو تیری مرضی ہے سوال کر“ اے ربیعہ جو تو چاہتا ہے اس کا سوال کر مانگ لو جو کچھ بھی مانگنا چاہتے ہو یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس میں کائنات کی ہر چیز آ سکتی ہے کیوں جی ایسا نہیں ہے؟ ”سَلِّ“ سوال کر مانگ جو چاہے مانگ لو جس زمانے کی بھی چاہے مانگ لو جس نوعیت کی بھی ہو مانگ لو جہاں اور جس جگہ کی ہو مانگ لو اس میں کوئی قید نہیں اس میں کوئی قید کیوں نہیں۔ یہ اس لئے کہ میرے نبی ﷺ کے خزانوں میں کوئی قید نہیں پروفیسر صاحب اگر میں آپ کے پاس جاؤں کہ میرا بیٹا ہے اس کو اپنے کالج میں داخل کر لیں

تو آپ نے سُرُفِکَلِیْتُ بھی چپک کرنے ہیں اسناد بھی دیکھنی ہیں اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ میرٹ پر بھی آتا ہے کہ نہیں آتا ہے کوئی کھیل بھی کھیل سکتا ہے کہ نہیں اور اس قسم کی کئی چیزیں بھی آپ دیکھیں گے تب کہیں جا کر داخل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کریں گے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ آپ کے اختیارات محدود ہیں اس لئے آپ جمع تفریق میں پڑے رہیں گے کہ یہ تو داخل کرانے کے بعد گھر چلے جائیں گے لیکن میں کہیں کسی قسم کی وجہ سے پڑا نہ جاؤں اگر ایسا ہوا تو مجھے الزام آریگا کہ داخل کیوں کیا ہے۔ آپ کے اختیارات محدود ہیں لیکن میرے نبی ﷺ کے اختیارات محدود نہیں ہیں وہ کوئی قید نہیں لگا رہے ہیں کہ میرٹ ہے یا نہیں ہے عمل ہے کہ نہیں ہے بغیر اعمال کے ہی اگر کوئی فرد جنت لے جائے تو پھر میرٹ کا کیا بنے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ میرٹ نہیں دیکھتے اس کی شخصیت نہیں دیکھتے وہ اگر دیکھتے ہیں تو اپنے خزانے دیکھتے ہیں اپنی رحمت کو دیکھتے ہیں اپنے کرم کو دیکھتے ہیں اپنے دربار عالی شان کو دیکھتے ہیں۔ سوالی کی اوقات کو نہیں دیکھتے فرمایا ”مانگ“ تو اس میں اشارہ ہے جو اصل عظمت ہے وہ مانگنے والے کی نہیں بلکہ دینے والے کی ہے اس کا اظہار ہو رہا ہے کیا بات ہے کیا شان ہے

دیکھ کر برستا نہیں ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

رحمت کا بادل یہ نہیں دیکھ رہا ہے کہ کون ہے کیسا ہے وہ تو فرما رہے ہیں کہ ”مانگ لو“ اور وہ ایسا نیک بخت صحابیؓ ہے عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ ادھر میں آپ کا غلام ہوں اور جنت میں آپ کی غلامی چاہتا ہوں۔ دیکھو کہ صحابیؓ کے مانگنے سے اس کی فرمائش سے حضور نبی کریم ﷺ کا قبضہ ظاہر ہوتا ہے اس کی استدعا سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا عقیدہ کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی استطاعت کیا ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس دنیا کی طرح جنت میں بھی آپ کی غلامی چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا اور کیا چاہتے ہو صحابیؓ نے عرض کیا کہ اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

بس اتنا ہی عقیدہ کافی ہے اگر اس سے زیادہ کچھ کریں گے تو Confuse ہو جائیں گے پھنس جائیں گے ڈریں گے کہ کہیں یہ فتویٰ نہ لگ جائے وہ نہ لگ جائے۔ یہاں حضور نبی کریم ﷺ خود فرما رہے ہیں کہ مانگو اور جب وہ مانگتا ہے تو اسے عطا فرماتے ہیں۔ اس نے کیا طلب کیا ہے؟ جنت طلب کی ہے حشر میں نیکیاں آجائیں گی بدیاں آجائیں گی میزان لگ جائیگا ناپ تول شروع ہو جائیگا پھر پتہ چل جائیگا کہ نیکیاں زیادہ ہیں یا بدیاں زیادہ ہیں پھر جنت یا دوزخ کا حکم ہو جائیگا لیکن یہاں تو ایک اشارہ سے جنت مل رہی ہے۔ یہ ایسا کیوں ہے کہ جنت کے مالک حضور نبی کریم ﷺ ہیں اَلْحَضَرَتُ فَرَمَاتے ہیں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

اس عقیدہ کا اظہار ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کی چابیاں اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمادی ہیں جس کو چاہیں جنت میں لے جائیں اور رسول خدا ﷺ نے اپنے دیاروں کو یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو دیدی ہیں کہ جس کو چاہیں جنت میں لے جائیں جسے چاہیں روک دیں ان کے تصرفات کی یہ بات ہے۔ پھر دوزخ کی چابیاں بھی حضور نبی کریم ﷺ کو ہی عنایت ہوئیں اور یہ بھی آپ ﷺ نے ان کو دیدیں کہ جو تمہارا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے لہذا ان دشمنوں سے دوزخ کو بھر دیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ایک صحابی تھے جو مدینہ شریف سے ذرا دور کسی جگہ رہائش پذیر تھے وہ مدینہ شریف اس روز حاضر ہوئے کہ جس روز حضور نبی کریم ﷺ کو وصال فرمائے تین روز ہو چکے تھے۔ سیرت کی کتب میں ان کا نام بھی موجود ہے آپ مسجد نبوی میں آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی تمنا تھی۔ آپ ﷺ کی تلاش میں تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نظر نہ آئے تو پھر کسی سے آپ ﷺ سے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ حضور وصال فرما گئے ہیں اور یہ حجرے میں ان کی قبر انور ہے۔ وہ صحابی حضور انور کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ قرآن مجید میں ہے کہ جب تم کوئی گناہ کریں تو میرے نبی ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو جاؤ وہاں جا کر ان سے عرض کرو یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں۔ پھر جب وہ سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اب یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور میں آپ ﷺ کے در و دولت پر حاضر ہو گیا ہوں میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھ میں گناہ ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔ آپ میری شفاعت فرمائیں تاکہ میری توبہ قبول ہو جائے حضرت علیؓ اس واقعہ کے راوی اور گواہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قبر انور سے آواز آئی کہا۔ اے میرے صحابی جا اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے آج ایسے لوگ ہیں۔ جو روضہ رسول ﷺ پر جانے نہیں دیتے لیکن صحابی کا عقیدہ دیکھو کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ وصال شریف کے بعد بھی وہی تصرف رکھتے ہیں۔ جو ظاہری حیات طیبہ میں تھا۔ اب دیکھو کہ قبر انور سے بخشش کی خوشخبری نہیں آرہی ہے گناہ معاف نہیں ہو رہے ہیں؟ قبر انور سے ندا نہیں آرہی ہے؟ آج بھی آپ یہ عقیدہ لے کر روضہ اقدس پر حاضر ہو جائیں کہ یا رسول اللہ ﷺ گناہ گار ہوں اور آپ ﷺ کے در پر حاضر ہو گیا ہوں آپ ﷺ کے توسط سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہا ہوں۔ آپ ﷺ میری شفاعت فرمائیں۔ تو میرا یہ ایمان ہے کہ آپ کو بھی روضہ اقدس سے آواز آئے گی کہ جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اسی سال (1996ء) یہ واقعہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حج بیت اللہ شریف کی سعادت عطا فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا خاص کرم ہے کہ مجھ جیسے گنہگار کو بھی دربار اقدس پر حاضری کے لئے بلایا۔ واقعہ یوں ہے کہ راہ والی کا ایک کو جوان بھی حج پر گیا ہوا تھا۔ وہ خود بتاتا ہے کہ وہ بہت جھگڑا لوار اور فساد کی قسم کی ذہنیت رکھتا تھا۔ ہر کسی

سے لڑنا ہر کسی سے گالی گلوچ ہونا معمولی بات تھی۔ وہ جب روضہ اقدس کے سامنے گیا تو اپنی سابقہ زندگی پر نظر پڑی تو رونے لگا معافی مانگنے لگا کہ یا اللہ بہت گنہگار ہوں اب تیرے حبیب ﷺ کے در پر حاضر ہوں۔ تیرے حبیب ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ مجھے ان کے صدقے بخش دے وہ اتار دیا اتار دیا کہ روضہ رسول سے آواز آئی کہ ”جا تجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے“ اب اس کی سیاہ بختی خوش بختی میں بدل گئی باطن روشن ہو گیا غلاظت جاتی رہی اور اس نے داڑھی بھی اسی روز سے رکھ لی اور واپس آنے تک کوئی آدھا ناچ لمبی ہو چکی تھی۔ وہ ہمارے ہی جہاز میں ہمارے ساتھ واپس آیا تھا۔ یہ واقعہ اس کی زبانی میں نے سنا ہے عقیدہ کی درنگی اور چٹنگی ضروری ہے۔ کئی ایسے خوش نصیب ہیں جن کو یہ سعادت ملی ہے میں نے دو چیزیں عرض کی ہیں کہ ایک صحابی حیات ظاہری میں حاضر ہوا اور اپنی آنکھ ٹھیک کر لی اور دوسرا وصال شریف کے بعد آیا اور اپنے گناہ معاف کرا گیا۔ تیسری جو چیز میں نے عرض کی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ربیعہؓ سے حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ مانگو جو کچھ بھی چاہتے ہو قربان جائیں حضرت ربیعہؓ کے عقیدہ پر کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ ہر چیز کے مالک و مختار ہیں جو بھی مانگ لو لے جاتا ہے۔ حضرات! یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ ہونا چاہئے یہ نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تو کچھ دے نہیں سکتے بس اللہ ہی مالک ہے وہی دیتا ہے اسی سے مانگنا چاہئے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اللہ عطا کرنے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں

فضل	رب	العلی	اور	کیا	چاہئے
مل	گئے	مصطفیٰ ﷺ	اور	کیا	چاہئے

فضل کیا ہے یہ ذات مصطفیٰ ﷺ ہے رحمت کیا ہے یہ ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ایک اور مثال عرض کرتا ہوں نقشبندیوں کے پیشوا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی زندگی کی آخری خواہش اور وصیت کیا تھی جب آپ کو علم ہو گیا کہ اب وقت قریب ہے وصال ہونے والا ہے تو فرمایا کہ وصال کے بعد غسل کفن کرنے کے بعد میرے جنازے کو روضہ اقدس کے سامنے رکھ دینا۔ اب لوگ جیتے جی نہیں جانے دیتے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ ہیں کہ فرماتے ہیں کہ میرے جنازے کو روضہ اقدس کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے اگر اجازت دیں تو اندر دفن کر دینا نہ دیں تو جہاں جی چاہے دفن کر دینا جب وصیت پر عمل کیا گیا اور روضہ اقدس کے دروازے کا تالا اپنے آپ کھل گیا دروازہ کھل گیا اور روضہ اقدس سے آواز آئی کہ دوست کو دوست سے ملا دو یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا عقیدہ ہے۔ یہی عقیدہ ہمیں بھی رکھنا چاہئے اور پار لگنے کے لئے یہی عقیدہ کافی ہے اور یہ عقیدہ کیا ہے؟ کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں سنتے ہیں حیات النبی کا درس دے رہے ہیں حاضر ناظر ہیں تصرف ہے فریاد سن سکتے ہیں دادی فرما سکتے ہیں۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کا مذہب ہے عقیدہ ہے حضرات! نجات کے لئے نقش قدم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ پر چلنے کی ضرورت ہے اور یہی صراط مستقیم ہے یہ صحابہ کا عقیدہ میں نے عرض کیا ہے ہم حنفی ہیں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار ہیں حضرت امام ابوحنیفہؒ حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ کے کچھ سو سال بعد ہوئے ہیں فرماتے ہیں

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اُنْظُرْ خَالَنَا
اِنْزِيْ فِىْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقَنَ
يَا حَيُّبَ اللَّهِ اِصْمَعْ قَالَنَا
خُذْ يَدِيْ سَهْلَنَا اَشْجَانَا

یا رسول اللہ ﷺ ہماری طرف دیکھئے توجہ فرمائے ہماری فریاد کو سنیں غم میں غم کے سمندر میں غرق ہو رہا ہوں میرا ہاتھ پکڑئیے ہماری مشکلات آسان فرمائیے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عقیدہ ہے اور ان کی دعا ہے ہم ان کے مقلد ہیں۔ وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دیکھتے ہیں۔ سنتے ہیں مدد فرماتے ہیں مشکلات آسان فرماتے ہیں۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا بھی ٹھیک نہیں۔ ان سے مانگنا بھی جائز نہیں صرف اللہ سے مانگو اور کسی سے نہ مانگو لیکن صحابہ کرامؓ ہر چیز ان سے مانگ رہے ہیں۔ مثالیں موجود ہیں آنکھ ان سے مانگ رہے ہیں۔ بینائی ان سے مانگ رہے ہیں ٹوٹی ہڈی ان سے ٹھیک کر رہے ہیں۔ حافظہ آپ ﷺ سے مانگ رہے ہیں۔ ایک اندھا شخص آیا کہ حضور نبی کریم ﷺ آنکھیں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ایک دعا تلقین فرمائی اور حکم دیا کہ مسجد میں جا کر دو نفل پڑھو اور یہ دعا مانگو۔ صحابی نے حسب حکم عمل فرمایا دعا کا مانگنا ہی تھا کہ اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ وہ دعا تبت میں موجود ہے اور آج بھی لوگ اپنی کسی مشکل کے لئے اس پر عمل کرتے ہیں۔ تو مشکل حل ہو جاتی ہے تو حضرات! عقیدہ وہی رکھو جو صحابہ کرامؓ کا ہے تو یہ قبر میں بھی کام آئے گا۔ قبر کا امتحان بھی پاس کر دے گا اور حشر کا امتحان بھی پاس کر دے گا۔ ہمارے حضرت سرکار سائیں بابا مرحوم مغفور کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں۔ آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں آپ ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کو کلی علم غیب ہے اور آپ ﷺ کو کلی شفاعت عطا فرمائی گئی ہے۔ اسی عقیدہ کی آپ تعلیم دیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے اور اللہ کرے کہ جس کا عقیدہ یہ نہیں ہے اس کا بھی یہی عقیدہ ہو جائے کہ اس سے بیڑہ پار ہونا ہے۔

اب یہ سوال آتا ہے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کس طرح سے ملے گی۔ کہاں سے ملے گی کیا نوافل پڑھوں کیا زکوٰۃ دوں کیا روزے رکھوں چلہ کشی کروں کہاں سے ملے گی کون سی دکان سے ملے گی۔ مجھے اگر Statistics نہ آتی ہو یہ پروفیسر صاحب بیٹھے ہیں ان سے تعلیم حاصل کر لوں گا یہ انگریزی کے پروفیسر بیٹھے ہیں یہ کیمسٹری کے پروفیسر ہیں یہ ریاضی کے پروفیسر ہیں یہ دوفزکس کے پروفیسر ہیں یہ دواردو والے بیٹھے ہیں اور بھی پروفیسر حضرات تشریف فرما ہیں۔ اپنے اپنے مضامین کے ماسٹر ہیں لیکن میں کس دکان پر جاؤں کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت مل جائے اور محبت سے ہی مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان ہونا ہے غار ثورہ غار ہے کہ جس میں ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے جا کر آرام فرمایا۔ غار ثور پر پہنچے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ابھی باہر تشریف رکھیں میں اندر جا کر پہلے غار ثور کو صاف کر لوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ اندر تشریف لے گئے جھاڑ پونچھ کی صفائی کی اپنی قمیص اور کپڑے پھاڑ کر اس غار کے تمام سوراخ بند کئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اب آپ ﷺ

تشریف لے آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ غار میں تشریف لے گئے اہل نظر لوگ فرماتے ہیں کہ دل بھی غار ہے جب اس میں سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ یا کوئی غلام آئیگا تو پھر آقا بھی تشریف لے آئیں گے۔ جب تک دل میں ولی کی محبت پیدا نہیں ہوتی جب تک ولی کی محبت نہیں آتی اور جب تک حضور نبی کریم ﷺ کی محبت دل میں نہ آئے تب تک اللہ کی عظمت دل میں نہیں آتی۔ اب یہ سوال ہے کہ دل میں اولیاء اللہ کی محبت کس طرح سے آئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم اولیاء اللہ کا ذکر کرو تو تمہارے دل میں ان کی محبت پیدا ہو جائیگی۔ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو تو ان سے محبت پیدا ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں اولیاء کرام کی محبت پیدا کرتا ہے یہ دیکھو کہ ہمارے ایمان کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز حضرت جبرائیلؑ کو بلاتا ہے کہ اے جبرائیلؑ ادھر آؤ حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوتے ہیں کہ یا اللہ میں حاضر ہوں فرمائیے کہ کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں بندے سے محبت ہو گئی ہے تو بھی اس سے محبت کر یہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ سے محبت کرنا شرک ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کو بلاتا ہے اور فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص سے محبت ہے یعنی بندے سے محبت کرنا تو سنت اللہ ہے یہ سنت جبرائیلؑ ہے حکم ہوتا ہے کہ اے جبرائیلؑ آسمانوں پر جاؤ اور مثنیٰ مخلوق سماوی ہے اس سے کہو کہ وہ بھی اس بندے سے محبت کرے۔ حضرت جبرائیلؑ واپس آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ کے حکم کی بجا آوری کر آیا ہوں۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اے جبرائیلؑ اب زمین پر اتر جاؤ اور تمام زمینی مخلوق سے کہو کہ وہ بھی اس بندے سے محبت کرے جس سے اللہ تعالیٰ کو بھی محبت ہے اور تمام سماوی مخلوق کو بھی محبت ہو گئی ہے اور پہچان از روئے قرآن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کی محبت میں لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں۔ آپ اپنے دل کو ٹٹولیں اپنے دل کو ٹٹولتا ہوں کہ کیا اس میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی محبت ہے۔ کیا حضرت عمر فاروقؓ کی محبت ہے۔ کیا حضرت سیدنا عثمانؓ کی محبت ہے۔ کیا حضرت علیؓ شیر خداؓ کی محبت ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی محبت ہے کیا سرکار داتا صاحبؒ کی محبت ہے کیا پاکپتن والی سرکاری کی محبت ہے کیا حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی محبت ہے اگر ہے تو ایمان بھی ہے۔ یہ ایمان دار ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ولی کی محبت مومنین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ اب ہر آدمی اپنے دل کو ٹٹول لے اور ٹٹولنا چاہئے STOCK TAKING کرنا چاہئے دیکھنا چاہئے کہ اندر کچھ ہے کہ نہیں ہے۔ اگر ولی کی محبت ہے تو ایمان بھی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ یکطرفہ کارروائی کر کے ہمیں اولیاء کے دروازے پر لاتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ ہم یہی کچھ کر رہے ہیں رحمت تو برس پچی ہے اور برس رہی ہے اب نزول رحمت کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو جنت مل جاتی ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت میاں محمد بخش صاحب کا ایک شعر ہے جو میں اکثر پڑھتا ہوں۔ میں نے ان کے اشعار کی کتاب پڑھی ہے اس میں مجھے ایک شعر یاد ہو گیا ہے میں وہی پڑھتا رہتا ہوں اور جو بھی موقع مجھے اس کی نسبت سے ملتا ہے میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔ وہ شعر ذکر اولیاء کے بارے میں ہے اور ذکر اولیاء کا جو فائدہ ہے وہ مجھے حاصل ہو جاتا ہے۔

میں تو اکنامکس کا آدمی ہوں اور ہمیشہ ہر چیز میں فائدہ ہی ڈھونڈتا ہوں معلوم نہیں کہ باقی حضرات کیمسٹری والے ریاضی والے کیا دیکھتے ہوں گے MAXIMUM PROFIT ہم بھی دیکھتے ہیں اور سب سے زیادہ نفع آپ بھی دیکھتے ہوں گے۔ اب بات صرف یہ ہے کہ ولی کامل کا جو ذکر کیا ہے تو اس ذکر کا فائدہ کیا حاصل ہوا ہے اس کا جواب اس شعر میں ہے کہ

ال نبی اولاد علی دی سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت میاں محمد بخش صاحب کی لکھی ہوئی مقبت حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی ہے۔ جب میں نے یہ کہا کہ ”یا غوث اعظم“ تو مجھے کیا ملا۔ مجھے جنت ملی گئی ہے۔ اگر کہوں کہ ”یا صدر پاکستان یا وزیراعظم“ یا ”سہگل صاحب“ یا ”کوہستان والے“ تو مجھے کچھ نہیں ملا۔ پروفیسر صاحب آپ ریاضی کے پروفیسر ہیں۔ بے شک آپ اس کو MATHEMATICALLY دیکھ لیں کہ اندر کی میل نہیں جاسکتی۔ شیطان کچھ نہیں کرنے دیتا۔ آپ نفل پڑھ لو تو کیا ہوگا۔ نفل تو شیطان بھی پڑھ رہا ہے، نفل بڑی اچھی چیز ہے پڑھ لیکن ان کا انعام بعد میں شروع ہوگا لیکن ان سے اندر کی میل دھل نہیں سکتی۔ ہر ایک عبادت کا اپنا اپنا انعام ہے اپنا اپنا کام ہے۔ میلا دکانا کام ہے قرآن کا اپنا کام ہے۔ زکوٰۃ کا اپنا کام ہے۔ حج کا اپنا کام ہے۔ قربانی دینے کا اپنا کام ہے لیکن اندر کی میل نہیں جاسکتی۔ منافق نماز پڑھتا تھا لیکن میل نہیں گئی تو میل نکالنے والی چیز کوئی اور ہے۔

ال نبی اولاد علی دی سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

نام لینے سے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے اور جب ولی کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا کیا فائدہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی ہم اکنامکس ہی دیکھیں گے۔ ایک صحابی آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو قیامت کا بڑا منتظر ہے تو نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس نماز روزہ عبادات کا تو ذخیرہ کافی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر کس چیز کا ذخیرہ ہے کہ جس کی بنا پر تو انعقاد قیامت سے متعلق پوچھ رہا ہے۔ عرض کرنے لگا کہ صرف ایک چیز ہے کہ میرے دل میں آپ کی محبت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے محبت ہے تو پھر تو میرے ساتھ جنت میں ایسے ہوگا جس طرح سے یہ دو انگلیاں ہیں (انگلیوں سے اشارہ فرماتے ہوئے) اور ایک عام طریقہ بتایا کہ GENERAL FORMULA فرمایا کہ سنو لو گوارم میں سے جس کو جس کسی سے محبت ہے قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوگا۔ ولی سے محبت ہے تو ولی کے ساتھ ہوگا۔ شیطان کے ساتھ ہے تو اس کے ساتھ ہوگا۔ پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے تو اس کے ساتھ ہوگا اگر مسلم لیگی ہے تو ان کے ساتھ ہوگا ولی سے محبت ہے تو اس کے ساتھ جنت میں ہوگا، کیونکہ ولی نے جنت میں جانا ہے۔ قرآن مجید میں اس

کے لئے خوشخبری ہے کہ کوئی ولی اس وقت تک مرتا نہیں ہے۔ جب تک وہ اپنا گھر جنت میں نہیں دیکھ لیتا ہے۔ فرشتے آ کر اس کو خوش خبری دیتے ہیں کہ اے خوش نصیب یہ جنت میں تیرا گھر ہے اور جس کے دل میں اس کی محبت ہے وہ بھی اسی طرح سے ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کتا بھی ولی کے دروازے پر بیٹھا ہو تو وہ بھی جنتی ہو جاتا ہے۔ کتے کو بھی تو محبت ہو جاتی ہے۔ بھوکا پیاسا مالک کے دروازے پر بیٹھا رہتا ہے پہرہ دیتا ہے یہ اس کی محبت کی دلیل ہے۔ ہزاروں کتے ہیں جو دروازوں پر بیٹھے ہیں۔ مغربی ممالک میں ہر میم صاحبہ کا اپنا کتا ہے اور ہر صاحب کا اپنا کتا ہے اور ایک کتا وہ ہے جو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ کتا کہاں جائیگا اور وہ کتے کہاں جائیں گے۔ اصحاب کھف کا کتا کہاں جائیگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کا کتا ان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کسی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ کیوں فرما رہے ہیں کہ ان کا کتا ان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا حالانکہ کتا اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتے کہ میرا کتا ان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ تو فرمایا کہ سارے کتے اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں لیکن یہ سارے جنت میں تو نہیں جائیں گے۔ صرف اصحاب کھف کے کتے نے جنت میں جانا ہے اس لئے اس کی نشان دہی کے لئے اس کتے کیلئے ان کا کتا فرمایا۔ یہ ہدایت ہے کہ جو ان کا بن جائے گا وہ بھی جنتی ہو جائیگا۔ کہتے ہیں کہ عبادت جنت میں لے جائیگی اصحاب کھف کے کتے نے کون سی عبادت کی ہے۔ اس نے صرف اولیاء اللہ سے محبت کی ہے۔ کتے کو اپنے مالک سے محبت ہوتی ہے۔ اپنے مالک کے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہے۔ اسی محبت کے صدقے اصحاب کھف کا کتا بندے کی شکل میں جنت میں جائیگا اور حضرت غوث اعظمؒ کے کتے سے متعلق جانتے ہو کہ کیا ہے۔ حضرات! اصحاب کھف کا کتا تو اکیلا جنت میں جائیگا دوسرے کتوں کو ساتھ نہیں لے جائیگا کسی دوسرے بندے کو ساتھ نہیں لے جائیگا۔ اصحاب کھف کا کتا کیا کسی اور کے کام آیا؟ لیکن حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے کتے سے جو بھی محبت کرے وہ بھی جنتی ہے۔

تجھ سے در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے دور کا دورا تیرا

یہ تو عمل ہو گیا اب اس کی جزاء کیا ہے؟ اس کو نمبر دیں اس کو MARKS دیں اور وہ کیا ہے کہ

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

یہ نہیں ہے کہ یہ خوشخبری صرف اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحبؒ کے لئے ہے۔ ہم میں سے جو بھی اور کروڑوں اور اربوں بندے یہ شعر اپنی طرف منسوب کر کے پڑھ لیں تو ان کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور جنت ملی جائیگی۔ یہ حضرت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحبؒ کا عقیدہ ہے اور میرا عقیدہ بھی یہی ہے اور میرا عقیدہ پختہ ہوا ہے۔ اصحاب کھف کے کتے کی مثال سے نسبت کیا ہوتی ہے۔ فرمایا اللہ مجھے اس کا مرید کر دے اور ایک اور شعر ہے کہ

شو	میراں	در	شگ
ربانی	قرب	خواہی	چو

اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو غوث الاعظمؒ کے در کا کتا بن جا۔ اگر تو رب کا ہونا چاہتا ہے۔ اگر تو رب کا قرب لینا چاہتا ہے۔ اگر تو رب سے بخشش کا طلبگار رہے جنت کا طلبگار رہے تو پھر سرکار غوث الاعظمؒ کا کتا ہو جا۔ حضرات! یہ ہے ولی کی محبت اور اس کا ہمیں فائدہ صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کچھ بندے بہت اچھے ہیں۔ یہ جماعت باعمل نیک اور اچھے عقیدہ والے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ آدمی ایسے ہیں کہ جن کا عقیدہ ان جیسا ہے لیکن اعمال ناقص ہیں مگر وہ ان نیک آدمیوں سے محبت کرتے ہیں تو کیا اس محبت کا کوئی فائدہ ہوگا یعنی جس طرح سے یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اگر مجھ جیسے گنہگار کو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے محبت ہو جائے تو اس محبت کا مجھے فائدہ پہنچے گا؟ حالانکہ میں بالکل ہی بے عمل ہوں۔ تو ہماری تعلیم کیلئے یہ پوچھا جا رہا ہے کہ کیا ایسی محبت کا کچھ فائدہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں جس کو جس سے محبت ہے وہ اس کے ساتھ جنت میں ہوگا، یہ ولی کی محبت ہے اس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔ پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے اور آج پھر عرض کرتے ہیں کہ سب سے قیمتی چیز جو آپ کے پاس ہے رقم ہے پیسے ہیں زیور ہے قیمتی کپڑے ہیں سونے کی ٹینٹیں ہیں بانڈز ہیں۔ آپ ان کو کہاں رکھتے ہیں؟ کیا ایسے ہی کھلے پھینک دیتے ہیں۔ نہیں آپ انہیں اٹچی کیس میں سوٹ کیس میں تالا چابی لگا کر رکھتے ہیں۔ زیادہ قیمتی ہوں تو بنک میں لاکرز میں اور زیادہ قیمتی ہو تو پولیس کا پہرہ فوج کا پہرہ سڑانگ روم وغیرہ میں رکھتے ہیں تاکہ محفوظ رہیں باہر ایسے ہی رکھ دیں تو چوری ہو جائیں گے۔ اس کائنات میں سب سے قیمتی چیز آپ کا اور میرا ایمان ہے۔ اس کو کہاں رکھیں گے کس بنک لاکرز میں رکھیں گے۔ کس سڑانگ روم میں رکھیں گے کون سا تالا لگائیں گے کون سا پہرہ بٹھائیں گے۔ ایمان کی حفاظت کا صرف ایک طریقہ ہے۔ ایک ذریعہ ہے ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تو ذکر اولیاء اللہ کرتے رہے تو تیرے ایمان کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ یہ ہے اولیاء اللہ کے ذکر کا حاصل اسے کہتے ہیں نزول رحمت اللہ تعالیٰ جب مہربانی فرماتے ہیں تو دل میں ولی کی محبت پیدا کر کے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا کر دیتے ہیں اور جو کچھ عطا فرماتے ہیں وہ اولیاء کرام کی غلامی سے ملتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش جو بری اپنے پیر و مرشد کو وضو کر رہے تھے کہ دل میں خیال آیا کہ اگر ولایت ملنی ہوئی تو مل جائیگی مقدر میں ہوئی تو مل جانی ہے۔ میں خواہ مخواہ ان کی خدمت میں لگا ہوا ہوں۔ پیر صاحب نے ہاتھ پیچھے کھینچ لئے اور فرمایا کہ اے علی بن عثمان تیرا عقیدہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں تجھ سے وضو نہیں کراؤں گا۔ داتا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میری غلطی معاف فرمادیں اور اصلاح فرمادیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تو سمجھتا ہے کہ تجھے ولایت خود بخود مل جائیگی۔ تیرے اعمال سے مل جائے گی تیرے چلوں سے مل جائے گی۔ فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جب کسی فرد پر کرم فرمانے کو آتا ہے تو اس کے دل میں ولی کی محبت ڈال دیتا ہے اور پھر اس کا مرید کر دیتا ہے۔ پیر و مرشد کی غلامی سے اسے ولایت بھی ملتی ہے اور اسے کرامت بھی ملتی ہے۔ فضیلت بھی ملتی ہے۔ عزت و عظمت بھی ملتی ہے۔

سب کچھ مل جاتا ہے حتیٰ کہ محبوب خدا ﷺ بھی مل جاتے ہیں۔ ولی کی محبت اور غلامی کے بغیر نہیں ملتے زراعت پڑھا ہوا ہوں۔ ایک مثال دیتا ہوں کہ ہر چیز کا بیج ہے۔ کپاس کا بیج ہے گندم کا بیج ہے چاول کا بیج ہے کھجور کا بیج ہے۔ آلود کا بیج ہے۔ جو چاہیں جس کا نام بھی لیں اس فصل کا اس پودے کا بیج ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا کیا بیج ہے۔ میں کون سا بیج بوؤں کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ تو حضرات! اس کا بیج یہ ہے کہ تو کسی کا غلام ہو کر کسی کا مرید بن کر اس کے تصور سے ذکر اللہ کر تو مجھ لے کہ تیرا بیج لگ گیا۔ اس سے تجھے دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوگا۔ حضرات! یہ ہے اولیاء اللہ کا ذکر اور یہ ہے اولیاء کرام کی محبت کا فائدہ اب ایک بات اور ہے کہ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

نعت نبی ﷺ سنا سنا کر ہم قسمت اپنی جگا رہے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ قسمت سوئی ہوئی تھی۔ جب نعت نبی ﷺ پڑھی تو جاگ گئی قسمت کا سونا کیا ہوتا ہے اور بگڑی ہوئی قسمت کیا ہوتی ہے اور قسمت کا نہ ہونا کیا ہوتا ہے۔ سوئی ہوئی تو یہ ہے کہ میں سونے سے پہلے ڈاکٹر علی محمد ہی تھا اور سونے کے بعد اٹھوں گا تو پھر بھی ڈاکٹر علی محمد ہی اٹھوں گا۔ لیکن کتنا سو یا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ اس کی قسمت بنا دیں تو وہ بندہ بن جاتا ہے۔ حضرات! جاگنا اور بات ہے لیکن بگڑی کا بنانا اور بات ہے۔ نعت نبی ﷺ سنا سنا کر بگڑی بنتی ہے۔ قسمت بھی ان کے در سے بنتی ہے۔ مقدّر بھی ان کے در سے ملتا ہے۔ آپ بتائیں کہ حضرت عمرؓ کی قسمت سوئی ہوئی تھی کہ بگڑی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ٹنگی تلوار ہے اور ارادہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا کیا یہ قسمت کا سونا ہے یہ تو بدبختی کی انتہا ہے۔ یہ دفعہ 307 کا کیس ہے۔ دفعہ 307 والوں کی قسمت سوئی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ وہ بگڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ بربادی کی نشانی ہوتی ہے۔ لیکن جب نبی پاک ﷺ کے ہاتھ مبارک اٹھ جائیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک کو ایمان عطا فرما دے اسے عظمت اسلام کا سبب بنا دے۔ پھر دوسرے لمحے وہی تلوار گلے میں ڈال کر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے در اقدس پر حاضری دے رہا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے مسلمان کر دیجئے۔ یہ سوئی ہوئی قسمت جاگی ہے یا بگڑی ہوئی قسمت بنی ہے۔ میرے نبی ﷺ اپنی نعت سن کر یہ کام کر رہے ہیں۔ جاگتا تو وہ ہے جو پہلے سے ہی ٹھیک ہوتا ہے لیکن وقتی طور سے غافل ہوتا ہے۔ لیکن اگر قسمت ہے ہی نہیں تو کون اٹھے گا یہاں تو بگڑی سے بھی بگڑی ہوئی قسمت بنتی ہے۔

حلیہ کی ڈاچی کیا لیکر آئی تھی۔ بڑھا پالیکر آئی تھی۔ کمزوری لے کر آئی تھی۔ سست رفتاری لے کر آئی تھی۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ نہ خون نہ دودھ کچھ بھی نہ تھا اس کے پلے تو کیا قسمت بھی اس کی لیکن جب حضور ﷺ اس پر سوار ہوئے تو اس کی جوانی بھی واپس آگئی طاقت بھی آگئی۔ رفتار بھی آگئی۔ دودھ بھی آگیا۔ میرے نبی پاک ﷺ اس طرح سے بگڑی بناتے ہیں ام مہدی کی بکری میں کیا تھا۔ ہجرت کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں۔ عربوں کے چند خیمے راستے میں لگے ہوئے ہیں۔ وہاں ایک عورت ہے آپ ﷺ اس سے دریافت فرماتے ہیں

کہ کوئی دودھ ستویا پانی یا خورد و نوش کی کوئی چیز ہے کوئی راشن پانی ہے تو کیا خریدتے ہیں۔ عورت جواب دیتی ہے کہ نہیں اس لمحہ تو کچھ نہیں ہے ایک کمزور لاغر بیمار بکری باندھی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بکری کا کیا حال ہے۔ عورت نے کہا کہ یہ تو باکرہ ہے۔ کم سن ہے۔ بیمار ہے۔ کمزور ہے کہ باقی جانوروں کے ساتھ باہر جنگل میں چرنے کے لئے نہیں جاسکتی۔ اس لئے یہاں باندھی ہوئی ہے کہ شام کو آتے ہوئے وہ اس کے لئے بھی کچھ چارہ لے آئیں گے تو کھا لیگی۔ نہ اس میں دودھ اور نہ دودھ دینے والے آثار ابھی بنے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کو دودھ لیں اس سے دودھ لے لیں۔ عورت نے کہا کہ ہمیں تو اس میں خون نظر نہیں آتا آپ دودھ ڈھونڈ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت تو دیں۔ عورت نے عرض کیا کہ اجازت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بڑا سا برتن بھی دیدو۔ حضور ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر بکری کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو بکری کے تھن نمودار ہوئے دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دودھ نکالنا شروع کیا۔ برتن بھرنے شروع کر دیئے۔ بڑھیا کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔ اب بتائیے کہ یہ دودھ کہاں سے آ گیا۔ بکری کی قسمت سوئی ہوئی تھی۔ نہیں بگڑی ہوئی تھی تو اس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ بگڑی ہوئی بناتے ہیں۔ مقدر بھی ہمیں انکے در سے ملا ہے۔ خدا کی قسم مقدر کسی اور جگہ سے نہ ڈھونڈنا۔ تیرا مقدر تیری نمازوں میں نہیں ہے تیرے روزوں میں نہیں ہے۔ تیری قربانی میں نہیں ہے۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کے ادنیٰ سے اشارہ میں ہے۔ بس عقیدہ رکھوان دو صحابہ کرام جیسا کہ ایک آنکھ بناواتا ہے اور دوسرا وہ چیز مانگتا ہے کہ جو کسی کے بس میں نہیں ہے۔ صرف اور صرف میرے نبی پاک ﷺ کے بس میں ہے اتنا ہی عقیدہ کافی ہے قسمت بن جائیگی۔ اس محفل کا کیارنگ ہے یہ محفل ہمیں کیا دیتی ہے۔ اس سے نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ ہر وہ محفل جس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے۔ میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کی قید لگا رہا ہوں۔ ذکر اللہ کی شرط نہیں گارہا ہوں۔ اس محفل سے نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ اچھے عقیدے والے سب محبت سے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہیں تو نور بھی نکلتا ہے خوشبو بھی نکلتی ہے کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ جن کی یہ ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ وہ ایسی محافل کا پتہ لگائیں۔ یہ فرشتے اس نور اور خوشبو کو سونگھ کر ایسی محافل میں پہنچ جاتے ہیں اور پوری جگہ کو گھیر لیتے ہیں اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہ رسالت عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تیرے اور تیرے حبیب پاک ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم تم گوارہنا کہ میں نے تمام حاضرین محفل کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کچھ حضرات تو پروفیسر صاحب کے COLLEAGUE ہونے کی وجہ سے آئے کچھ پڑوسی ہونے کی بنا پر آئے کوئی کسی بہانے سے آیا کوئی کھانے پینے کیلئے آئے وہ تمام ذکر مصطفیٰ ﷺ کیلئے تو نہ آئے تھے۔ وہ تو پروفیسر صاحب کے بھائی بن کر آئے۔ وہ برادری بن کر آئے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کچھ بھی بن کر آئے لیکن وہ میرے حبیب ﷺ کی محفل میں تو شریک تھے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ ان کی آمد سے محفل کا رنگ کیا تھا۔ عرض کرتے ہیں ہاں محفل بھری ہوئی تھی۔ سچی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بس اس محفل کو سجانے کی وجہ سے سب کو بخش دیا۔ حضرات

قسمت جاگتی نہیں بلکہ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے بگڑی قسمت بنتی ہے سنو رتی ہے اللہ تعالیٰ ایسی محافل سجا کر بگڑی بنانے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

اوست	سامان	مصطفیٰ ﷺ	عشق	کہ	ہر
اوست	دامان	گوشہ	در	بر	بحرو

خوشخبریاں دینے والے

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملكه يصلون على النبى يا ايها الذين امنو
صلو عليه وسلمو اتسليما الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك

ياسيدى يا حبيب الله

معزز حاضرین! آج کل سائنس کا دور ہے اس میں چیزوں کا بیان کرنا اور سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے اور اس سے
حضور ﷺ کی عظمت اور بھی اجاگر ہو گئی ہے۔ مثال کے طور پر یہ دیکھیں کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک ایسا جہاز تھا
معلوم نہیں کہ اسے کیا کہتے تھے لیکن وہ ایک دن میں مہینہ بھر کی مسافت طے کر لیتا تھا۔ آج یہ ہورہا ہے اور عام بات
ہے۔ ہوائی جہاز روزانہ آپ کے سر کے اوپر سے گزر کر جاتے ہیں اور یہ وہی تناسب ہے کہ ایک دن میں وہاں پہنچ جاتا
ہے۔ جہاں مہینہ بھر میں نہیں پہنچا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت سلیمانؑ کو ایک تیز چلنے والی چیز دی
ہے۔ لیکن اے میرے پیارے حبيب ﷺ میں تمہیں بھی ایک چیز دے رہا ہوں۔ جس کا اس وقت تو پتہ نہیں چل سکتا تھا
لیکن آج وہ بھی سمجھ میں آنا آسان ہو گیا ہے فرمایا کہ وہ تو فاصلہ دنیا میں طے کیا کرتے تھے۔ اس زمین پر طے کیا کرتے
تھے کہ اگر کہیں اپنی حکومت کے دور دراز علاقہ میں جانا ہوتا تھا تو وہ اس میں سوار ہو جاتے۔ اسے اڑن کھولتے کہہ لیجئے۔
لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ سے فرمایا جارہا ہے کہ وہ تو زمین پر فاصلہ طے کیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ
کی امت کو پل صراط سے گزرنے کیلئے اس سے بھی کم وقت درکار ہوگا۔ اس وقت تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت سلیمانؑ کو تو بہت اعلیٰ چیز دی ہے۔ لیکن حضور ﷺ کو صرف پل صراط سے جلدی گزر جانا ہی عطا فرمایا جارہا ہے اور
آج یہ چیز تو کفار کو بھی میسر ہے۔ مسافر ہوائی جہاز کی عام رفتار 700 سے 1000 میل ہے۔ فوجی استعمال میں آنے
والی ہوائی جہاز تو بہت تیز رفتار ہوتے ہیں۔ آواز سے تیز رفتار طیارے موجود ہیں۔ جو مٹنوں میں اتنا سفر طے کر جاتے
ہیں جو مہینوں میں طے نہیں ہو سکتا لیکن اس وقت یہ عام فہم بات تھی کہ شاید حضور ﷺ کو کم تر چیز دی گئی ہے اور حضرت
سلیمانؑ کو زیادہ بہتر چیز عطا ہوئی ہے۔ اب موجودہ دور میں سائنس خواہ کتنی بھی ترقی کر لے یہ آدمی کو پل صراط سے ایک
لحہ میں نہیں گزرا سکتی۔ یہ عنایت صرف ہمارے نبی کریم ﷺ کے طفیل اس امت کو عطا ہوئی ہے۔ وہ تو حضرت سلیمانؑ
نبی کو عطا ہوئی کہ وہ ایک دن میں اتنا فاصلہ طے کرتے کہ جو کئی مہینوں میں ہونا ہوتا لیکن ہر گنگا رامتی کو اللہ تعالیٰ نے
حضور ﷺ کی نسبت سے ایسی رفتار عطا فرمائی ہے کہ ایک لحہ میں وہ پل صراط سے گزر جائیگا۔ یہ تمام دنیاوی جہاز جٹ
JET سپر سونک SUPER SONIC اور یہ وہ اکٹھے کر لیں ان سے بھی زیادہ اگر کوئی تیز رفتار ہے۔
F-16 ہے۔ یا کوئی اور ہے سب اکٹھے کر لیں تو بھی یہ پل صراط سے نہیں گزر سکتے لیکن صرف اور صرف یہ کہہ دینے سے

کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ تو بندہ پل صراط سے ایک لمحہ میں گزر جاتا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ کی دعا ہے کہ یا اللہ جب حور نبی کریم ﷺ کی امت پل صراط سے گزرے تو مجھے اجازت دیں کہ میں ان کے قدموں کے نیچے پر بچھا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت فرمائی دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو کتنا پیار ہے۔ امت محمدیہ ﷺ سے حضرت جبرائیلؑ کے پر کی کیفیت یہ ہے کہ اگر وہ اپنا ایک پر پھیلادیں تو ساری زمین اس کے نیچے اس طرح سے نظر آئیگی جس طرح سے ٹیبل ٹینس کا بال ہوتا ہے۔ قیامت کے روز حضرت جبرائیلؑ اپنا پر پل صراط پر بچھا دیں گے امت محمدیہ ﷺ اس پر آجائیگی تو وہ اپنا پر سمیت لیں گے اور تمام سوار امتی پل صراط سے پار ہو جائیں گے حضرت جبرائیلؑ پھر پر پھیلانیں گے پھر امتی سوار ہوں گے وہ پھر سمیٹ لیں گے۔ اسی طرح بار بار ہوتا رہے گا حتیٰ کہ ساری امت محمدیہ ﷺ پل صراط سے پار ہو جائیگی۔ اس کی سمجھ چند سال پہلے تک اگر نہ آتی ہوگی تو سائنس نے آج یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ دنیا میں بڑی بڑی بلند عمارتیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر امریکہ میں ایپائزٹیٹ بلڈنگ EMPIRE STATE BUILDING ہے جو ایک سو بیس منزلہ ہے یا کراچی میں حبیب بینک کی عمارت اسٹیٹ بینک ہے، ان عمارتوں میں لفٹ لگے ہوئے ہیں لفٹ میں سوار ہو جائے۔ مٹن دبايے چند سیکنڈ میں عمارت کی انتہائی بلند منزل پر پہنچ جائیے۔ میڑھیاں چڑھنے کی ضرورت نہیں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں تھکنے کی ضرورت نہیں ویسے بھی اگر میڑھی کے راستے سے ایک سو بیس منزلہ عمارت پر جانا ہو تو کوئی حوصلہ نہ کرے۔ قیامت کے روز حضرت جبرائیلؑ کے پر امت محمدیہ ﷺ کیلئے لفٹ Lift کا کام دیں گے یہ کرم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اس شخص پر جو ایک دفعہ پڑھتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ حضرت سلیمانؑ کی بھی دعا تھی کہ یا اللہ مجھے ایسا ملک عطا فرما دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے یا ان کی دعا تھی۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ سوچیں گے کہ میں نے حضرت سلیمانؑ کو بہت بڑا ملک عطا فرمایا اور وعدہ بھی کیا کہ ان کے بعد اتنی بڑی سلطنت کسی کو نہ دوں گا لیکن میں نے تمہیں اس سے بھی بہتر چیز عطا فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہیں جنت کا مالک بنا دیا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کو تو ایک ملک عطا فرمایا لیکن تمہیں اے میرے حبیب جنت عطا فرمائی کیا کئی ملک دے کر بھی آپ جنت کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا لے سکتے ہیں اس وقت تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ بھی دیکھو نا ملک ہونا چاہئے تھا لیکن جب آدمی مر جاتا ہے تو ملک نہیں رہ جاتا ہے اور جنت کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح سے دیکھیں کہ حضرت موسیٰؑ کو عصا مبارک عطا فرمایا گیا اور فرعون کے دربار میں جب جادو گروں نے رسیوں کے سانپ بنائے تو حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا مبارک پھینک دیا تو وہ اڑدھا بن گیا اور تمام ان رسیوں کے بنے ہوئے سانپوں کو کھاکھا گیا اور پھر جب وہ حضرت موسیٰؑ نے پکڑا تو وہ عصا بن گیا آج سائنس کے پاس ایسی چیزیں ہیں جو بیماری کو کھاتی ہیں۔ کینسر کا علاج ایسی شعاؤں کے ذریعے ہوتا ہے کہ وہ شعاعیں جب مریض کے کینسر والے حصے سے گزاری جاتی ہیں تو وہ کینسر کو کھاتی ہیں۔ بیماری کو ختم کر دیتی ہیں اسی طرح کئی ایسی ادویات ہیں جو

بیماری کو ختم کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰ کو ایسا عصا دیا ہے کہ وہ سانپ کو کھاتا ہے سانپ بھی ایک بیماری ہے لیکن اے میرے حبیب ﷺ میں نے تمہیں شفاعت کا عصا دیا ہے کہ وہ تمہاری امت کے گناہ کھا جائیگا۔ اب بتائیے حضرات! کہ اگر آپ کو عصا مبارک عطا کیا جائے تو ان ساعصا آپ لیں گے۔ سانپ کھانے والا لیں گے یا گناہ کھانے والا لیں گے جی ہاں گناہ کھانے والا ہی عصا لیں گے۔ تو حضرات! یہ عصا مبارک ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوا ہے اسی طرح سے جب حضرت موسیٰ اپنے عصا مبارک کو پانی پر مارتے تو وہ پتھر بن جاتا اور بنی اسرائیل خشک راستوں سے گزر جاتے یہ بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کی اولاد تھی۔ سب سے پہلے حضرت یوسفؑ مصر میں گئے تھے بعد میں ان کے اہل خانہ بھی چلے گئے ان کے والد حضرت یعقوبؑ بھی تشریف لے گئے اور آپ کی قوم بھی چلی گئی یہ قوم جو تھی وہ بنی اسرائیل کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ یہی قوم جب فرعون سے ڈر کر بھاگی تو آگے جو دیر یائے نیل تھا اس میں حضرت موسیٰ نے اپنا عصا مبارک مارا تو اس میں راستے بن گئے اور حضرت موسیٰ کی ساری قوم ان راستوں میں سے گزر گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ کہیں گے کہ میں نے حضرت موسیٰ کو بڑی عظمت دی ہے کہ ان کو ایسا عصا مبارک دیا ہے لیکن میں نے آپ کو اس سے بھی بڑی عظمت دی ہے وہ تو پانی میں سے خشک ہو کر گزر گئے ہیں میں تیری امت کو پل صراط کے اوپر سے جس کے نیچے جہنم کی آگ ہے گزاردوں گا کہ ان کے بھیگے ہوئے کپڑے خشک بھی نہ ہونے پائیں گے کہ وہ گزرائیں گے کیا آپ جانتے ہیں کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان سمندر کے نیچے سے ایک راستہ بنا ہوا ہے اور یہ سمندر 35 میل ہے اور اس راستے میں گاڑی چلتی ہے جو یہ فاصلہ آدھے گھنٹے میں طے کر لیتی ہے اور سمندر میں سے گزر کر بھی خشک رہتی ہے اور سائنس کا کمال ہے کہ اس نے آپ کو سمندر میں سے بھی خشک گزار دیا ہے۔ اب بتائیے پروفیسر صاحب آپ کو سن سائنس لگائیں گے کہ جو پل صراط کے نیچے جہنم کے شعلے اٹھ رہے ہوں گے اور آپ وہاں سے صحیح سلامت گزرائیں۔ اس عظمت کو دیکھئے حضرت موسیٰ کے زمانہ والے آج بھی اگر وہ راستے ہوتے اور ہم اس میں سے گزر رہے ہوتے تو یہ کوئی حیرانی والی بات نہ ہوتی جبکہ سائنس نے ہمیں سمندر کے نیچے سے گزاردیا ہے اور سمندر کے اوپر سے بھی گزاردیا ہے اور خشک جا رہے ہیں اور اتنی رفتار سے جا رہے ہیں کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے لیکن پل صراط کے اوپر سے اس طرح سے گزرتا بڑی عظمت والی بات ہے اور یہ عظمت ہمارے نبی پاک ﷺ کو ملی ہے اور کلمہ پڑھ لینے سے ہمیں بھی عطا ہو جاتی ہے۔ یہ صرف حضرت موسیٰ کے پاس ہی طاقت تھی کہ وہ پانی میں راستہ بنا دیتے تھے اور کسی بنی اسرائیلی میں یہ طاقت نہ تھی لیکن امت محمدیہ ﷺ کے اولیاء کرامؑ میں یہ طاقت ہے کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں ایک اور بات ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ میں نے حضرت داؤدؑ کو ایک صفت عطا فرمائی کہ جب ان کے ہاتھ میں لوہا آتا ہے تو وہ موم کو طرح نرم ہو جاتا ہے جس سے وہ زرہ بکتر بناتے تھے۔ اس وقت شاید لوہے کو گرم کرنے کا بھیٹا والا طریقہ نہیں تھا لیکن آج آپ لوہے کو پانی کی شکل میں چلتے دیکھ رہے ہیں۔ شہر فیصل آباد میں سمندری روڈ پر بھی یہی کچھ ہو رہا ہے کہ وہ لوہے کو بھیٹا میں ڈال کر پانی بنا دیتے ہیں

پھر اس کو سانچے میں ڈال کر جو چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں سائنس نے تو ہر آدمی کو یہ عظمت دیدی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے لوہے کو نرم کر لے پانی بنا لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ یہ طاقت تو میں نے حضرت داؤد کو دی ہے لیکن آپ کو میں نے اس سے بھی بڑی طاقت دی ہے کہ لوگوں کے سخت پتھر دل آپ کے لئے نرم کر دے ہیں دلوں کو نرم کرنے کے لئے آپ کو نسی آگ استعمال کریں گے مارنے سے سزا دینے سے قید کر دینے سے لوگوں کے دل مزید سخت ہو جاتے ہیں کیونکہ جیل میں سے کبھی بھی کوئی بندہ نیک بن کر نہیں نکلا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سخت دل نو سر باز ٹھگ ڈاکو اور چوری کے نئے طریقے اور انداز سیکھ کر نکلا ہے۔ دلوں کو نرم کرنا میرے نبی پاک ﷺ کی شان ہے جیل کی دیواروں سے لوہے کی دیواروں سے کوڑوں سے سزاؤں سے پتلی پینے سے سخت سزاؤں سے دل نرم نہیں ہوتے بلکہ وہ زیادہ سخت انتقامی جذبہ لیکر نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد کیلئے لوہا نرم کر دیا۔ یہ ان کیلئے معجزہ تھا لیکن اے میرے حبیب ﷺ آپ کا معجزہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے سخت دلوں کو نرم کر دیتے ہیں۔ اب جس شخص کا دل بھی حضور ﷺ کیلئے نرم ہو تو یہ من جانب اللہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے۔ ہماری یہ خوش بختی ہے کہ ہمارا دل حضور ﷺ کیلئے نرم ہے۔ پروفیسر صاحب اگر آپ کا دل نرم نہ ہوتا تو یہ ریکارڈ اٹھائے رکھنے کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ آپ نے یہ کیوں اٹھا رکھا ہے۔ صرف حضور ﷺ کی بات سننے اور اسے ریکارڈ کرنے کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کیا ضرورت ہے آپ پروفیسر صاحب ہیں لیکن ظاہری شکل و صورت میں تبدیلی کیوں ہے یہ دلوں کی نرمی ہے دلوں کی نرمی کی پہچان یہ ہے تقویٰ کی پہچان یہ ہے کہ جس دل میں حضور ﷺ کا ادب ہوتا ہے وہی اصل میں نرم ہوتا ہے دلوں کا تقویٰ ڈر خوف کہ یہ نہ ہو جائے وہ نہ ہو جائے اور اس کی پہچان کہ تیرے دل میں تقویٰ ہے یا نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ تیرے دل میں حضور ﷺ کا ادب ہے یا نہیں ہے۔ سورۃ حجرات پڑھ کہ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں جہنم کی سزا دی جائے گی۔ لوگ جو نرم دل والے تھے وہ ڈر گئے حضور ﷺ کے غلام تھے عاشق رسول تھے اتنے ڈر گئے کہ بولنا ہی بند کر دیا اور جب حضور کوئی بات پوچھتے تو اتنی آہستہ آواز میں جواب دیتے کہ حضور ﷺ کو سننا ہی مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کے دلوں کا تقویٰ پرکھ لیا ہے ان کے دلوں میں تقویٰ آ گیا ہے۔ اب یہ ذرا اونچی آواز میں بولیں تو حضرات کیا آ گیا ہے حضور پاک ﷺ کا ادب آ گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تقویٰ آ گیا ہے گویا کہ حضور کا ادب ہی تقویٰ ہے۔ اس طرح سے ایک مثال یہ ہے کہ حضرت جبرائیل کے پر اتنے بڑے ہیں کہ اگر وہ ایک پر پھیلا دیں تو وہ ہمارے سارے جہاں کو گھیر لے۔ سب اس کے سائے میں آ جائیں ایسے ہو گا کہ جس طرح سارے جہاں پر ٹینٹ شامیانے لگ گئے ہیں۔ بادل آ گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ میں نے آپ کو اس سے بھی بڑی چیز عطا کی ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جب آپ اپنی زلفیں کھولیں گے تو تیری ساری امت تیری زلفوں کے سایہ میں ہوگی۔ یہاں تو ٹینٹ ہم بھی لگا سکتے ہیں لیکن قیامت کے روز سایہ کہا سے ملے گا۔ شادی بیاہ پر آپ دیکھتے ہیں کہ پورے پورے ایکڑ میں

ٹینٹ لگے ہوتے ہیں اور ایک ایسا ملک ہے غالباً کوریا ہے کہ انہوں نے ایک شہر یا house ایسا بنایا ہے کہ جہاں میلہ لگانا ہے وہ اکیس ایکڑ پر بنا ہوا ہے پورے اکیس ایکڑ پر ٹینٹ لگا ہوا ہے یہاں تو آپ اس سے بڑا بنا سکتے ہیں لیکن قیامت کے روز کوئی سایہ نہیں ہوگا اور اگر کوئی سایہ ہے تو میرے بنی پاک ﷺ کی زلفوں کا سایہ ہوگا۔ اب بتائیے کہ حضرت جبرائیل کے پر بڑے ہیں یا میرے بنی ﷺ کی زلفوں کا سایہ بڑا ہے۔ حضرت جبرائیل کے پر تو آپ دیکھے ہیں کہ نہیں دیکھے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی زلف مبارک تو دیکھی ہے کہ کبھی کانوں تک اور کبھی شانوں تک لیکن اتنا کرم ہوگا قیامت کے روز کہ ساری امت ان زلفوں کے سایہ تلے ہوگی۔ بچھلی امتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے لیکن ہمارے بنی ﷺ کی شان منفرد ہے۔ فرمایا کہ رفتار بہت ہے حضرت جبرائیل کی رفتار بہت ہے براق کی رفتار بہت ہے لیکن اے حبیب ﷺ میں نے تیری امت کو اس سے بڑی چیز عطا کی ہے۔ قیامت کے روز میں تیری امت کو ایسی رفتار دوں گا کہ براق تو کیا رفتار رکھتا ہے تیری امت آکھ جھپکنے سے پہلے پل صراط سے گزر جائے گی اور پل صراط کا سفر اتنا ہے کہ جتنا فاصلہ کوئی آدمی پچاس ہزار سال مسلسل چلتا رہنے سے طے کرتا ہے۔ عام آدمی کی رفتار کتنی ہے؟ یہی کوئی پانچ میل ہے سال بھر چلتا رہے تو کتنا فاصلہ طے کرے گا $12 \times 305 \times 24 = 43200$ میل بنتا ہے پھر اس کو پچاس ہزار سے ضرب دیدیں تو (2160000000) یعنی دو ارب سولہ کروڑ میل بنتا ہے یعنی پل صراط جو ہے یہ دو ارب سولہ کروڑ میل لمبی ہے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھنے والا آدمی اتنے فاصلہ کو اتنے عرصے میں طے کرے گا کہ جیسے آنکھ جھپکتے ہیں۔ براق کو بہت رفتاری ہے اور آپ کہیں گے کہ آج کل راکٹ کو بھی اتنی رفتار مل گئی ہے سائنس نے راکٹ بنایا ہے جو نہایت تیز رفتاری سے اوپر جا رہا ہے لیکن پل صراط سے گزرنے والا کوئی راکٹ نہیں ہے کوئی براق نہیں ہے سوائے اس کے کہ ادب سے کہا جائے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پہلی کشتی جو دنیا میں بنی وہ حضرت نوح کی کشتی تھی اللہ تعالیٰ نے خاص انہیں تعلیم دی تھی کہ کشتی بناؤ لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ جنگل میں کشتی بنا رہے ہیں یہ کس کام آئے گی وہ فرماتے تھے کہ یہاں سیلاب آئے گا طوفان آئے گا لوگ آپ پر ہنستے تھے کہ سیلاب اگر آنا ہے تو دریاؤں میں آئے گا طوفان اگر آنا ہے تو دریاؤں میں آئے گا۔ یہاں جنگل میں خشکی پر طوفان کہا ہے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت نوح کو کشتی دی ہے اور اس کی امت کو کسی کشتی کے ذریعے بچایا بھی ہے لیکن اے میرے حبیب ﷺ اس سے بڑی چیز آپ کو عطا فرمائی ہے آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ سائنس نے اس کشتی سے کئی گنا بڑے جہاز بنائے ہیں۔ اب سائنس کی نظر میں اس کشتی کی اتنی جیرانی والی بات نہیں رہی۔ سمندر میں اب اتنے بڑے بڑے جہاز ہیں کہ ان کے عرشہ سے ہوائی جہاز اڑ کر جاتے ہیں اور واپس اترتے بھی ہیں تو کتنے بڑے جہاز وہ ہوں گے۔ ٹی وی پر آپ دیکھتے ہیں کم از کم آدھا میل لمبے عرشہ والے تو ہوں گے جن پر جہاز اترتے ہیں اور پھر اڑتے ہیں تو یہ جہاز کشتی نوح سے بھی بڑے ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب ﷺ سائنس جتنا مرضی زور لگا لے

میں نے تمہیں وہ چیز عطا فرمائی ہے کہ سائنس اس کا مقابلہ نہیں کر سکیگی۔ قیامت کے روز وہ کون سی کشتی ہے کہ جس پر آپ سوار ہو کر پل صراط سے گزریں گے۔ فرمایا آج جتنی بھی سچے عقیدہ والی مساجد ہیں میں ان کو تیری امت کے لئے کشتی بنادوں گا کہ جن میں وہ سوار ہو کر پل صراط سے پار ہو جائیں گے اس لئے فرمایا کہ نماز کے لئے مساجد میں جایا کرو اللہ کرے کہ کسی مسجد میں ہمارا بھی نام آجائے ہماری سیٹ بھی بک ہو جائے۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ میں نے تیری اولاد اتنی زیادہ کر دی ہے یعنی سیدائے ہو جائیں گے کہ جو کوئی بھی ان کا ادب کرے گا تو ان کو بھی کشتی نوح نصیب ہو جائے گی لیکن بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تمام مساجد جو اچھے عقیدے والوں کی ہیں وہ سب کی سب کشتیوں میں بدل جائیں گی اور یہ ان کا خاصہ ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں سے بھی گزر کر پار ہو جائیں گی۔ یہ خاص کرم ہمارے نبی ﷺ پر ہے کہ جو کسی نبی کو عظمت عطا ہوئی ہے۔ جو بھی کوئی معجزہ ان کو ملا ہے ان سب سے بڑھ کر ہمارے نبی پاک ﷺ کو چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں۔ پچھلے زمانے میں کچھ چیزیں ایسی تھیں کہ جو قیامت کے روز بڑی حیرانی والی ہوتی تھیں لیکن اب موجودہ دور میں سائنس نے انہیں جیسی چیزیں ایجاد کر دی ہیں تو اب ان میں کوئی حیرانی نظر نہیں آتی۔ سائنس اتنی ترقی کر گئی ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانے میں جو عجوبہ تھا وہ آج عام سی بات ہے قیامت کے روز یہ اڑن کھٹولے یہ سارے ملک اور تمام چیزیں ادھر یہ رہ جائیں گی وہاں صرف میرے نبی ﷺ کی حکومت اور عظمت ہوگی جن کے وسیلہ سے بیڑہ پار ہوگا آج ایک چیز اور عرض کرنی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا تو پروفیسر صاحب اس سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی نور کا حصہ ہے یا حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا ہی حصہ ہیں کیوں کہ ان کے نور سے پیدا ہوئے۔ اس سے پھر وحدت الوجودی آتی ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نور سے بھی پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی خبر نہیں اللہ تعالیٰ کا کچھ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کی کوئی شل نہیں ہے حالانکہ نور کی تو مثل ہے اللہ تعالیٰ کی ایسی ہستی ہے کہ جس کی نہ کوئی مثل ہے نہ مثال ہے نہ آپ جانتے ہیں نہ میں جانتا ہوں تو پھر اللہ کا نور کہاں ہے تو نور اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا خزانہ ہوگا جس سے حضور نبی کریم ﷺ بنے ہوں گے۔ اگر خزانے سے بنے تو پھر وہ خزانہ حضور نبی کریم ﷺ سے قبل کا ہوگا۔ جس سے حضور نبی کریم ﷺ بنے اور حضور نبی کریم ﷺ سے افضل بھی ہوگا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بنا رہا ہے وہ نور میرے نبی ﷺ کو بنا رہا ہے تو پھر افضل کون سی چیز ہے بننے والی یا بنانے والی ٹیچر بنانے والا ہے تو ٹیچر بڑا ہوگا اور سٹوڈنٹ چھوٹا ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ وہ نور حضور نبی کریم ﷺ کو بنا رہا ہے تو اس سے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت نہیں رہتی اگر حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ سمجھ لیں تو پھر تو یہ وہی عیسائیوں کا عقیدہ آ گیا کہ ایک God Father ہے ایک God Mother ہے اور ایک God Son ہے کہ اللہ تعالیٰ باپ ہے اس کی بیوی ہے اس کا بیٹا ہے ہم تو یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اس کی بیوی ہے وہ چیزوں کا ملنا اتحاد ہے اتحاد میں تین کیفیات ہیں۔ ایک ہوتا ہے حلول جس طرح سے دودھ میں چینی ڈال کر بلادیں تو وہ اس میں حل ہو جاتی ہے تو ہر قطرہ دودھ میں چینی کا ذرہ بھی ہے اس طرح سے مل جانے

کو حلول یا Solution کہتے ہیں۔ ایک دوسرا طریقہ ہے کہ گندم کے دانوں میں جو کے دانے ملا دیں ہر دانہ گندم کا بھی علیحدہ ہے اور جو کا بھی علیحدہ ہے پھر بھی ملے ہوئے ہیں اس قسم کے ملاپ کو مخلوط کہتے ہیں۔ ایک تیسرا طریقہ ہے جسے کہتے ہیں اتحاد جس طرح اس کا پی کے تمام صفات آپس میں ملے ہوئے ہیں یا جس طرح چھری کا دستہ چھری سے ملا ہوا ہے جڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں طریقوں سے پاک ہے نہ حلول کرتا ہے نہ مخلوط بنتا ہے نہ وہ اتحاد کرتا ہے وہ منزه ہے پاک ہے علیحدہ ہے اس کا کس کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے اگر حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے نور سے ہیں تو مخلول بنے گا یا مخلوط ہوگا یا پھر اتحاد دینے کا پھر تو جس طرح شاعر کہتے ہیں ”میم دا گھنڈ پا کے آگ“ پھر تو حضور نبی کریم ﷺ اللہ کا حصہ بنے ہی بنے لیکن سورۃ اخلاص سختی سے اس کی نفی کرتی ہے وہاں ذکر ہو رہا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کی کوئی اولاد نہیں اس کے کوئی ماں باپ نہیں حالانکہ بندے جو ہوتے ہیں ان کے والدین بھی ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی ہوتی ہے پھر حضور نبی کریم ﷺ نور کیسے ہیں کس نور سے بنے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک منصوبہ تھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بنائیں جس طرح سے آپ مکان بنانے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ کاروبار شروع کرنے کا منصوبہ بناتے ہے تو یہ سارا خاکہ آپ کے دماغ میں ہوتا ہے لیکن یہ خاکہ دماغ کا حصہ نہیں ہے یہ خاکہ مستری کا بھی حصہ نہیں ہے جو مکان بناتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ پہلے خاکہ تیار کرے پھر اس خاکے کو فرمائے کن تو وہ خاکہ محمد ﷺ بن جائے وہ منصوبہ ہے وہ علم ہے وہ خاکہ ہے وہ تصور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایسے ہو گئے۔ اس تصور کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو کر سامنے آ جاتا ہے لہذا اللہ اللہ ہے نبی ہے امتی ہے لیکن جس طرح منصوبہ یا خاکہ بندے سے جدا نہیں ہوتا اس لئے حضور نبی کریم ﷺ بھی خدا سے جدا نہیں ہیں۔ ان کا خاکہ ہیں اور پھر ایسی عظمت عطا فرمائی کہ فرمایا کہ اے خاکے میں تمہیں کس طرح کا بناؤں تو جس طرح سے اس خاکے نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا بنا دیا۔ یہ بھی خاکہ کی عظمت ہے یہ مکان والا خاکہ اپنے طور سے نہیں کہہ سکتا کہ مجھے ایسا بناؤ یہ ہمارا بنایا ہوا خاکہ ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا خاکہ ہے وہ جو چاہے کرے اللہ تعالیٰ نے بنانے سے پہلے اپنے خاکہ سے مشورہ کیا کہ اے میرے حبیب ﷺ تیرے بنانے کا خاکہ تصور تو میں نے ارادہ کر لیا لیکن یہ تو بتائیے کہ تمہیں کس طرح کا بناؤں۔ تو جس طرح کا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا بنا دیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے حضرت حسن بن ثابتؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کسی ماں نے آپ جیسا جنم نہیں ہے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہر عیب سے پاک اور منزه ہیں اور جس طرح کی شکل و صورت حضور نبی کریم ﷺ نے چاہی ویسی ہی بنائی گئی تو یہ حضور نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے حضرات کبھی یہ نہ کہہ سکتے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ ہیں یا اللہ نبی ہے یا حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہیں اگر حصہ بناؤ گے تو پھر عیسائی سچے ہو جائیں اور ہم جھوٹے ہو جائیں گے۔ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور بیٹا باپ کا حصہ ہوتا ہے کئی Blood Groups والد سے آتی ہیں۔ کئی اور چیزیں وراثت میں والد سے آتی ہیں اور سائنس کے لئے اب یہ ٹسٹ کرنا بڑا آسان ہو گیا ہے کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے یا نہیں ہے۔ حضور نبی

کریم ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے باپ بیٹے والا نہیں ہے نہ ہی اس طرح سے ہے کہ جس طرح حضرت حوّا حضرت آدمؑ کی پہلی سے پیدا فرمائی گئیں تھیں۔ حضرت حوا حضرت آدمؑ کا حصہ ہیں ان کی شریعت میں یہ شادی جائز تھی پھر حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے بہن بھائی کی شادی جائز تھی جس طرح سے حضرت حوّا حضرت آدمؑ کا حصہ ہیں اس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا حصہ نہیں ہیں۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے منصوبہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو پیدا فرمایا تو اس سے توحید بھی قائم رہتی ہے شریعت بھی قائم رہتی ہے۔ رسالت اور نبوت بھی قائم رہتی ہے۔ اب سوال یہ کہ پھر حضور فوت کیوں نہیں ہوتے تو فوت وہ نہیں ہوتے کہ جس چیز کی بھی نسبت اللہ تعالیٰ سے دور کر دو گے وہ فوت نہیں ہوتی۔ آپ بت کے سامنے سجدہ کرو گے تو بت چونکہ خود فانی ہے اس لئے تمہارا سجدہ بھی فانی ہو جائے گا اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو کرو گے تو وہ غیر فانی ہے اس لئے تیرا سجدہ بھی غیر فانی ہو جائے گا۔ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا عشق اور محبت اللہ تعالیٰ سے ہے تو اس محبت نے ان کو زندہ جاوید کر دیا ہے اگر تو بھی اسی طرح سے حضور نبی کریم ﷺ سے عشق کرے تو بھی زندہ ہو جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ زندہ ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ زندہ ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ زندہ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ زندہ ہیں۔ داتا صاحب بھویریؒ زندہ ہیں اس لئے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت کی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ زندہ ہیں۔ حضرت ابوالحسن خرقاؒ زندہ ہیں کیوں زندہ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے عشق ہے۔ حاجی غلام محی الدین صاحب کا بیٹا گم ہو گیا ایک بزرگ تھے انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کے سلسلہ کے ایک بزرگ سے رابطہ کرتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا بیٹا کہاں ہے۔ اس بزرگ نے حضرت ابوالحسن خرقاؒ سے رابطہ کیا جن کو ہزار بارہ سو سال وصال فرمائے ہوئے ہو گئے ہیں۔ حضرت ابوالحسن خرقاؒ نے فرمایا کہ آپ کا بیٹا میری میں ہے وہاں سے جا کر لے آؤ یہ میری گئے اور لے آئے تو حضرت ابوالحسن خرقاؒ زندہ ہیں۔ اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے عشق والے ہیں۔ آپ بھی عشق پیدا کر لیں اللہ کرے کہ مجھے بھی یہ عشق نصیب ہو جائے تو پھر ان کا عشق مرے نہیں دیتا

میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے

نظر تو محبت سے ہی کریں گے تو حضرات! جب یہ کہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے تو اس میں کئی فرقہ بن گئے۔ جس طرح سے یہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ اللہ کی روح سے پیدا ہوئے تو روح بھی ایک خزانہ ہے جو انہیں عطا ہو گیا۔ اللہ خود روح سے پاک ہے اسے روح کی محتاجی نہیں ہے مجھے اور آپ کو روح کی محتاجی ہے۔ اللہ تعالیٰ روح کے محتاج نہیں لیکن یہ اس کا ایک خزانہ ہے جس سے لوگوں کو حصہ ملتا ہے اور سب سے زیادہ جو بھی حصہ اس خزانہ سے ملا ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کو ملا ہے۔

حضرات! حضور نبی کریم ﷺ اللہ نہیں ہیں اس کا خاکہ ہیں منصوبہ ہیں علم ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا پھر باقی سب چیزیں اس کے ماتحت کر کے اس کی غلامی میں دیدیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی میں آ جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے جو اس غلامی سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا دشمن ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے

حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی میں رکھے ان کا عشق اور محبت عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 22/12/95

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے تیرا

حج بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين آعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا ایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیموا الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں بڑی اچھی اچھی نعت شریف پیش کی گئی ہیں لیکن حضور ﷺ کی ذات والا
صفات اس سے بہت بلند ہے۔

يَا صَاحِبُ الْخَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مَنْ وَجْهَكَ الْمَنِيُّ رَلَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ خَفَهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور ﷺ کی جتنی بھی شان بیان کی جائے پھر بھی کم ہے کہ ہم ان کی شان بیان کر ہی نہیں سکتے نعت
شریف پڑھی گئی کہ

پہنچنا در پہ تو کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے چھوڑ آیا ہوں
بلا وے کے منتظر ہیں نہ صبح آیا نہ شام آیا

بہت مایوسی نظر آ رہی ہے کہ پتہ نہیں کتنے تڑپتے رہ گئے ہیں پاکستان سے ہر سال اعشاریہ ایک فی صد
جاتے ہیں یعنی ہزار میں سے ایک جاتا ہے باقی تڑپتے رہ جاتے ہیں۔ یہ نعت گو شاعر کا خیال ہے جو اس نے نعت شریف
میں پیش کیا ہے لیکن آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے جو شخص تڑپتا ہے وہ حضور ﷺ کے ملنے سے تڑپتا ہے۔ ملاقات کے
احساس سے ہی رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ کہتے ہیں نابائے مرگئے حضور ﷺ ملے نہیں ہیں۔ آپ ملاقات کے لئے
تڑپ رہے ہیں کہ ملے نہیں ملے نہیں۔ یاد رکھو کہ جب حضور ﷺ ملتے ہیں تو اس وقت آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں
اب آپ خود اندازہ کر لیں کہ نعت کیا کہتی ہے اور حضور ﷺ کہاں ہیں اس طرح ایک اور نعت پڑھی گئی ہے۔

اگر جانا ہوا اک بار مدینہ ہم غم کے ماروں کا
مکین گنبد خضراء کو حال دل ہم بھی سنائیں گے

آپ خاموشی سے اپنے دل میں درود شریف پڑھیں حضور ﷺ آپ کے دل کی بات کو جان گئے ہیں وہ

یہ بھی جان گئے ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا کون ہے اس کے والد کا کیا نام ہے۔ اب بتائیے کہ آپ کیا حال دل بتائیں گے۔ یہ شعر تو بتا رہا ہے کہ پہلے میں وہاں جاؤں گا پھر دل کی بات بتاؤں گا لیکن حضور ﷺ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی یہیں بیٹھے بیٹھے سب کچھ جانتے ہیں۔ وہ میرے اور تیرے دل کی بات بھی جانتے ہیں اور جو تیرے دل میں کل آنا ہے وہ آج ہی جانتے ہیں۔ کروڑ سال کے بعد بھی جو کسی کے دل میں آنا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔ اب توئی وی آ گیا ہے کلنتہ میں شیخ ہو رہا ہے اور وہ ٹی وی ہمیں یہاں دیکھا رہا ہے اور پھر یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور وہ ٹی وی کی مشین Project کر کے ہمیں بھیج رہی ہے جو نہیں ہو رہا ہے وہ ٹی وی نہیں بھیج سکتا۔ لیکن حضور پاک ﷺ وہ چیز بھی پیش فرما رہے ہیں جو آج سے کروڑوں سال بعد ہوگا۔ جو میں آج عرض کر رہا ہوں وہ تمہاری یہ مشین پروفیسر صاحب ریکارڈ کر رہی ہے اور یہ وہی کچھ دوبارہ سنائے گی جو اس میں آچکا ہے لیکن حضور ﷺ وہ بھی جانتے ہیں جو میں کل بات کروں گا یا جو کوئی شخص آج سے کروڑوں سال بعد بات کرے گا۔ حضرات! یہ کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ جو کچھ بھی حضور ﷺ کی شان میں کہا جاتا ہے جو کچھ ان کی خدمت اقدس میں عرض کیا جاتا ہے وہ بھی حضور ﷺ ہی کہنے والے کے دل میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے کوئی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ یہ سب حضور ﷺ ہی کہلواتے ہیں۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ کبھی مسائل در اقدس پر جاتا ہے تو حضور ﷺ اس کی زبان بند کر دیتے ہیں۔ بات ختم عرض و گزارش ختم یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بڑی دور سے آیا ہے چین سے آیا ہے ہندوستان سے آیا ہے امریکہ سے آیا ہے یا کہیں اور سے آیا ہے اور اس نے تو بڑی عرض کرنا تھی بڑی امید سے آیا تھا بڑی خواہش لے کر آیا تھا یہ مانگے مانگے گا وہ مانگے گا۔ لیکن حضور ﷺ آپ ﷺ نے تو اس کی زبان بند فرمادی حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی زبان بندی اس لئے کی ہے کہ اس نے اپنی عقل کے مطابق مانگنا تھا لیکن میں نے اس کو اپنی شان کے مطابق دینا ہے۔ حضور پاک ﷺ زبان بند کر دیتے ہیں کسی کی کوئی تمنا ہے کسی کی کوئی خواہش ہے جنت مل جائے اولاد مل جائے بیوی مل جائے ملازمت مل جائے الغرض اس قسم کی ہزاروں خواہشات ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں خود تمہیں مل جاؤں تو جنت کیا کرے گا ایک شعر ہے نا کہ

جنت بھی مدینہ میں اتر آئی ہے

جنت اگر مدینہ شریف میں اتر آئے تو فائدہ جنت کو ہوگا یا مدینہ پاک کو ہوگا اس کا فائدہ جنت کو ملے گا مدینہ شریف کو جنت سے کچھ نہیں ملے گا۔ جب جنت مدینہ شریف میں آجائے تو کس کی شان بیان ہو رہی ہے جنت کی شان بیان ہو رہی ہے یا مدینہ پاک کی مدینہ شریف شان دینے والا ہے لینے والا نہیں ہے۔ اس لئے مدینہ شریف میں آنے سے شان جنت کی بلند ہوتی ہے۔ مدینہ اور مدینے والے نے ہمیشہ سب کو یاد ہے آیا کسی سے نہیں سب جنتیں تمام بہاریں انہی کی وجہ سے ہیں۔ حضرات! اگر لاہور جانا ہو تو شیخوپورہ راستے میں ایک پڑاؤ ہے منزل نہیں ہے۔ شیخوپورہ راستے میں آئے گا لیکن وہ میری منزل نہیں ہے اس لئے میں وہاں نہیں اتروں گا اس سے آگے گزر جاؤں گا کیونکہ یہ

میری منزل مدینہ شریف ہے مکہ مکرمہ نہیں ہے۔ تو حضرات! میرا عقیدہ یہ ہے کہ میں مکہ شریف ایک پڑاؤ سے گزر کر اپنی منزل مدینہ شریف جا رہا ہوں اپنے پاؤں سے چل کر جاؤں گا لیکن یہ میری تمنا ہے اور آپ کی دعا سے قبول ہو کہ سر کے بل بھی چل کر جاؤں تو یہ بھی زیادتی ہے سبھی لوگ پاؤں کے بل چل کر جاتے ہیں حالانکہ یہ گستاخی ہے لیکن یہ گستاخی اس لئے معاف ہو جاتی ہے کہ سر کے بل چلا نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ لیکر جانے کی توفیق عطا فرمائے کہ منزل مدینہ پاک ہے ہر ایک کی منزل مدینہ منورہ ہے خود مکہ شریف کی بھی منزل مدینہ پاک ہے مکہ شریف خود رانی ہے اور مدینہ شریف جانے کے لئے بے تاب ہے اسے موقع ملے تو وہ ابھی پہنچ جائے وہ جامد ہے بندھا ہوا ہے Fixed ہے بل نہیں سکتا اگر بلنے کی طاقت رکھے تو وہ آج ہی مدینہ شریف چلا جائے ایک نعت شریف یہ بھی تھی کہ

کر بیٹھو بے ظلم کوئی تسلیں اپنایاں جاناں تے

رب آکھے میں بخشاں گا آجاؤ بے یار دے بوھے تے

اب پاکستان میں سے تو ہزار میں سے ایک جاتا ہے لیکن باقی دنیا میں سے تو اس سے بھی کم جاتے ہیں اس دفعہ بیس لاکھ آدمی گئے ہیں لیکن اس وقت دنیا میں پانچ ارب ہیں اب ان کی نسبت نکال لو کتنی بنتی ہے یہ 0.04 فیصد بنتا ہے بتائیے کہ اتنے جاسکیں گے لیکن ظلم کرنے والے اپنی جانوں پر کتنے ہیں یہ سارے ہی ہیں جانے والے دس ہزار میں سے چار ہیں لیکن ظلم کرنے والے دس ہزار میں دس ہزار ہی ہیں۔ تو پھر گناہ کس طرح سے معاف ہوں گے۔ حضرات! جب آپ تصور کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میرے دل میں ہیں تو پھر وہ اس وقت دل میں ہوتے ہیں پھر ایسی حالت میں اسی جگہ پر ہی دعا کرو گے تو گناہ معاف ہو جائیں گے گناہ معاف کرانے کے لئے مدینہ شریف جانے کی قید نہیں بلکہ تصور حضور ﷺ کی قید ہے۔ ان سے رابطہ رکھو ان سے عقیدے کے ساتھ رابطہ رکھو کہ حضور ﷺ میرے دل میں ہیں۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است

جب کوئی مسلمان ہو جاتا ہے تو حضور ﷺ اس کے دل میں آ جاتے ہیں اور اگر حضور ﷺ دل میں نہ آئیں تو بندہ مسلمان ہی نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں کہ کلمہ تو پڑھتے ہیں تو پڑھ لیجئے کلمہ کیا اس سے حضور ﷺ دل میں آ گئے ہیں اگر ایسا ہے تو منافق کے دل میں کیوں نہیں آئے کلمہ تو منافق بھی پڑھتا تھا پھر کیا کرو گے؟

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است

آبروئے ماز نام مصطفیٰ ﷺ است

وہ ہمارے دل میں ہیں اس لئے ہماری عزت ان کی وجہ سے ہے۔ اگر ظلم کرتے ہیں تو پھر اپنے دل کی طرف خیال کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا تصور کرو اور معافی مانگو تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ ایک بات اور ہوئی ہے کہ جو ان کا ہو جاتا ہے تو پھر ساری خدائی اس کی ہو جاتی ہے بلکہ ساری کائنات اس کی جو دل سے نبی پاک ﷺ کا غلام

ہو جائے۔ ساری خدائی تو ایک طرف پھر خدا خود اس کا ہو جاتا ہے۔ جو بنی پاک ﷺ کا غلام ہو جاتا ہے۔ کئی بادشاہ ایسے گزرے ہیں کہ ساری دنیا ان کے گیت گاتی تھی لیکن آج بدنامی سے ان کا نام لے رہے ہیں سرمد بڑا بادشاہ تھا شہزاد بڑا حکمران تھا فرعون بڑا فرمانروا تھا۔ ساری دنیا میں ان کے سامنے کوئی بات نہ کر سکتا تھا۔ آج گالی کے ساتھ ان کا نام لیا جا رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کا نام ادب سے لیا جا رہا ہے حضور کے غلاموں کے غلام کا نام بھی ادب و احترام سے لیا جا رہا ہے روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر جہاں حضور ﷺ پر سلام بھیج رہے ہیں وہاں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر بھی سلام بھیج رہے ہیں۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ سلام نہیں کرنا چاہئے وہ بھی سلام کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو حاضر ناظر جان کر سلام کر رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی کیا شان ہے

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جب تو محمد ﷺ سے وفا کرتے ہے تو تیرے ہاتھ میں تقدیر لکھنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے اور ایک بات اور بھی ہے جو بڑے عرصہ سے سنتے آ رہے ہیں کہ یا اللہ میں کبوتر بن جاؤں اور گنبد خضراء کے مینار میں رہوں اللہ کرے یہ دعا قبول ہو جائے۔ وہ وہاں کبوتروں کی طرح رہے گا حضور ﷺ کی صحبت میں رہے گا اور ایک بات یہ ہے کہ ”سنگ بن کے میں لگ جاؤں سرکار دے بو ہے تے“ تاکہ میں اولیاء اللہ اور زائرین جو وہاں جاتے ہیں ان کے قدموں کو چومتا رہوں اس لئے یا اللہ مجھے پتھر بنا دے تو میں حضور ﷺ کے دروازے پر لگ جاؤں یہ بھی ایک دعا ہے۔ اب بتائیے کہ ان میں سے افضل دعا کون سی ہے پتھر بننا پسند کرو گے یا کبوتر بننا چاہو گے یہی عشق مصطفیٰ ﷺ ہے کہ پتھر بن کر حضور ﷺ کے دروازے پر لگ جائے جو پتھر بن کر لگ جاتا ہے وہ کبوتر بننے سے افضل ہے اور نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

بخش کر دو جہاں کی نعتیں

پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہئے

حضرات! اگر حکومت مل جائے تو بندہ فرعون بھی بن سکتا ہے۔ جو نعت کی بجائے زحمت بن جاتی ہے حسن مل جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس بازار میں جا کر بیٹھ جائے طاقت مل جائے تو ہو سکتا ہے کہ جگاڈا کو بن جائے علم مل جائے تو ہو سکتا ہے کہ بلم معمور بن جائے عبادت مل جائے تو ہو سکتا ہے کہ شیطان بن جائے خزانہ مل جائے تو ہو سکتا ہے کہ قارون بن جائے یہ چیزیں بالکل نہ مانگو مانگنے والی چیز صرف ایک ہے کہ

کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

باقی جتنی بھی چیزیں ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ان کو مت مانگو پچھن جاؤ گے ٹکنا مشکل ہو جائیگا۔ ہر

خرابی حکومت کرتی ہے ہر ظلم طاقتور کرتا ہے ہر نیا فرقہ علم والا پیدا کرتا ہے۔ بے علم فرقہ پیدا نہیں کرتا ہر فرقہ جو خراب فرقہ ہوتا ہے بذات فرقہ ہوتا ہے وہ اہل سنت و جماعت کے الٹ ہوتا ہے۔ وہ کوئی علم والا شخص ہی پیدا کرتا ہے لہذا لینے والی چیز مانگنے والی چیز صرف یہ کہ

کتنے دیکھن تو پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ سے اگر مانگنا ہے تو صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مانگو اور اگر حضور ﷺ پوچھیں کہ کیا چاہئے تو عرض کرو کہ اللہ دیدیں اور اگر اللہ تعالیٰ مل جائیں تو وہ پوچھیں کہ کیا چاہئے تو عرض کرو کہ یا اللہ عشق مصطفیٰ ﷺ عطا فرمادیں۔ اب ایک بات یہ عرض کرنا ہے کہ جب کوئی آدمی حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتا ہے تو وہ خود لوگوں سے دوستوں سے رشتہ داروں سے ملنے کیلئے جاتا ہے کہ میں حج پر جا رہا ہوں اور جب وہ حج بیت اللہ شریف سے واپس آتا ہے تو لوگ اسے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے جب جاتا ہے تو وہ لوگوں کے گھروں میں جاتا ہے کہ چوہدری صاحب میں جانے والا ہوں ملک صاحب میں جانے والا ہوں خان صاحب میں جانے والا ہوں اور جب وہ واپس آتا ہے تو یہی چوہدری ملک اور خان صاحب وغیرہ اسے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے نا وہ لوگوں کے گھروں میں اس لئے جاتا ہے کہ اگر کوئی ناراضگی وغیرہ ہو تو وہ معاف کر دیں خود چل کر جاتا ہے کہ دوستوں سے اگر کوئی رنجش ہے تو وہ معاف کر دیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا رہا ہوں اور جب وہ حضور کے در اقدس سے ہو کر واپس آتا ہے تو اس کی یہ شان ہو جاتی ہے کہ جو اس کو دیکھے گا وہ جتنی ہو جائے گا خواہ وہ آنے والا میرے جیسا کوئی گنہگار ہی کیوں نہ ہو جانے سے پہلے وہ معافی مانگنے والا تھا اور واپس آنے کے بعد اب وہ معافی دینے والا ہے جنت تقسیم کرنے والا ہے گناہوں سے معافی دلانے والا ہے جب جاتا ہے تو ہر ایک کے دروازے پر معافی مانگنے کیلئے خود جاتا ہے کہ گناہوں سے پاک ہو کر جاؤں تاکہ میری حاضری منظور ہو جائے اور جب واپس آتا ہے تو ایسا دامن بھر کر لاتا ہے کہ گھر پہنچنے سے پہلے جو بھی دعا وہ کرے گا وہ منظور ہو جائیگی۔ بخشش ہو جائیگی ولی کے دروازے پر جانے والے کے اپنے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دوسروں کے گناہ معاف نہیں کر سکتا اپنے خواہ کتنے ہی گناہ ہوں سو کا قاتل ہو وہ بھی معاف لیکن جب نبی ﷺ کے دروازے سے ہو کر آتا ہے تو وہ لوگوں کے گناہ معاف کرانے والا بن جاتا ہے۔ یہ فرق ہے ولی کے دروازے کی طرف جانے اور نبی ﷺ کے دروازے سے ہو کر آنے میں۔ ولی کے دروازے کی طرف جانے والا خود بخشا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے دروازے سے ہو کر آنے والا لوگوں کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جو در اقدس رسول پاک ﷺ سے ہو کر آتے ہیں تو ان کا یہ حال ہوتا ہے۔ حضرت بابا فریدؒ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ آج رات دو بجے جو کوئی میرا دیدار کرے گا وہ بخش دیا جائیگا لیکن یہ بات آپ کسی سے نہ بتائیں۔ حضرت بابا فریدؒ نے پورے شہر میں اعلان کر دیا کہ آج رات دو بجے میرے مرشد کریم نے زیارت کرانی ہے جو کوئی بھی ان کا دیدار کرے گا وہ بخش دیا جائیگا جتنی ہو جائیگا رات دو بجے جب پیر صاحب نے کھڑکی کھولی اور دیکھا تو بہت زیادہ ہجوم تھا۔ آپ نے مبارک بادی کی لوگوں کو تم چل

کر آئے ہوائی تکلیف کر کے آئے ہو میں روضہ رسول ﷺ سے ہو کر آیا ہوں اس لئے تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ تم سب بخش دئے گئے ہو جنتی بن گئے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ فرید کہاں ہے جس کو میں نے کہا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں ہے حضرت بابا فرید حاضر ہوئے تو پیر صاحب نے فرمایا کہ تمہیں منع کیا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں ہے تم نے حکم عدولی کی ہے تو جہنمی ہو گیا ہے حضرت بابا فرید نے عرض کیا کہ یا پیر و مرشد حضرت صاحب یہ کتنا اچھا سودا ہے کہ میرے ایک جہنمی ہونے سے اتنی ساری مخلوق جنتی ہو گئی ہے۔ پیر صاحب اس جواب پر خوش ہوئے اور فرمایا کہ جاتیرے مزار پاک سے دروازے سے جو بھی گزرتا رہے گا وہ جنتی ہوتا جائیگا تیرے مزار کا دروازہ بہشتی دروازہ بن جائیگا۔ آج بھی لوگ اس دروازے سے گزر گزر کر جنتی ہو رہے ہیں۔ یہ سب حضور ﷺ کے کرم کی وجہ سے ہے۔ ایک حاجی صاحب روضہ اقدس سے ہو کر آیا اور یہاں سب کے لئے بہشتی دروازہ بنا کر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ وہاں جانے کی توفیق اور وسائل عطا فرمائے اگر وہیں رہ جائے تو بہت اچھا ہے۔

جے جین دا چا رکھدا ایں راہیا مدینے دیا
مر جاویں جے مر ہووے سرکار دے بوھے تے

اور اگر واپس آ بھی جائے اور اس لئے بھی آ جائے کہ حضور ﷺ بھی تو معراج شریف سے واپس تشریف لے ہی آئے کسی نے کہا کہ اگر مجھے معراج پر جانے کا موقع ملتا تو میں واپس ہی نہ آتا حتیٰ بڑی بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو پھر واپس آ کر کیا کرنا ہے۔ فرمایا کہ تو نے تو وہاں بیٹھ کر صرف ایک نے ہی جنتی بننا تھا نبی کریم ﷺ ہمیں جنتی بنانے کیلئے واپس تشریف لائے وہ ہمیں جنت میں بھیجے کیلئے آئے جب آدمی التحیات میں بیٹھتا ہے اور السَّلَام عَلَیْكَ اَیْہَا النَّبِیُّ کہتا ہے تو سمجھے کہ حضور ﷺ میرے سامنے بیٹھے ہیں اور اگر نظر آ جائیں تو سمجھو کہ معراج ہو گئی نماز مومن کی معراج ہے لیکن یہ نماز کس موقع پر کس Point پر معراج بنتی ہے جب آدمی یہ کہتا ہے السَّلَام عَلَیْكَ اَیْہَا النَّبِیُّ اس وقت کا حضور ﷺ کا خیال آ جائے آپ ﷺ کا دیدار ہو جائے تو یہ آدمی کی معراج ہے۔ اس لئے جس طرح حضور ﷺ تشریف لا کر معراج کراتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ کے در سے آنے والا بھی لوگوں کی بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ وہاں جانے کی توفیق عطا فرمائے اور وہاں سے ہو کر خالی دامن بھر کر واپس آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے عرض کیا ہے نا کہ وہ تو لوگوں کی زبان بند کر کے عطا فرماتے ہیں تاکہ وہ اپنی اوقات کے مطابق نہ لے جائے بلکہ وہ اس دربار کی شان کے مطابق لے جائے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ سلیقہ سے جانے کی توفیق عطا فرمائے اور جو رحمت وہ عطا فرمائیں اسے سیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ جو مجھے بھیج رہے ہیں وہ آپ کے دامن بھی بھر دیں یہ ان کے لئے کوئی بعید نہیں کہ میں وہاں پہنچوں اور آپ بھی پہنچ جائیں اور اگر وہ یہاں تشریف لے آئیں تو یہ اور بات ہوگی وہ کسی کو خالی نہیں رہنے دیتے۔ جس محفل میں بھی ان کا ذکر کریں حضور ﷺ وہیں موجود ہوتے ہیں۔ ادھا

کی بات نہیں ہے تو اپنے دل میں سوچ تو وہ تیرے دل میں ہیں اگر تو انہیں محفل میں سوچے تو وہ محفل میں ہوتے ہیں۔ جلیس کا لفظ آتا ہے وہ جلیس کر کے بیٹھتے ہیں جس طرح سے آپ جلسہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اپنی شان کے مطابق محفل میں جلسہ کر کے تشریف فرما ہوتے ہیں۔ یہ تو ان کے ذکر کا کرم ہے۔ حاضری تو بہت بڑی چیز ہے دعا کرو کہ یا اللہ مدینہ شریف بھیج دے۔ جس کسی کی بھی یہ دعا ہے اگر وہ نہ بھی جاسکا اور یہیں مر گیا تو قبر مدینہ شریف میں بنے گی غور فرمایا ہے آپ نے جس کی یہ تمنا ہے کہ میں مدینہ میں مروں وہ فیصل آباد میں دفن ہوتے ہی وہاں پہنچ جاتا ہے اور جس کی یہ تمنا نہیں ہے لیکن کسی وجہ سے مدینہ پاک میں فوت ہو گیا تو اس مردہ کو وہاں سے نکال کر فیصل آباد پہنچا دیا جاتا ہے۔ حضرات! ہمیشہ تمنا رکھو مدینہ شریف جانے کی اور حضور ﷺ کے دیدار کی یہ تیرے اور میرے ایمان کی پہچان ہے۔ یہاں کلائی پر ہاتھ رکھیں تو نبض چلتی محسوس ہوتی ہے یہ کس چیز کی پہچان ہے؟ یہ زندہ ہونے کی پہچان ہے اب وہ کون سی نبض ہے جس پر ہاتھ رکھنے سے پتہ چلے کہ ایمان ہے۔ وہ یہ ہے کہ کیا تیرے دل میں مدینہ شریف جانے کی تمنا ہے اگر ہے تو یہ تیرے ایمان کی نبض چل رہی ہے ”کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ“ یہ ایمان کی نبض ہے۔ اگر دل میں اولیاء اللہ کی محبت ہے تو یہ بھی ایمان کی نبض ہے داتا صاحب اچھے لگتے ہیں۔ بہشتی دروازہ والی سرکار اچھی لگتی ہے اگر ہاں تو ایمان کی نبض چل رہی ہے اور اگر خدا نخواستہ ایسا نہیں ہے تو پھر ایمان بھی نہیں ہے۔ ولی کی محبت اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈالتا ہے۔ جس طرح ہم بیچ ڈالیں تو پودا نکلتا ہے۔ جب میرے دل میں ولی کی محبت آئے گی قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ ولی کی محبت اللہ تعالیٰ دلوں میں ڈال دیتا ہے اور شعائر اللہ کا ادب اس بات کا سٹ ہے کہ ایمان کا پودا نکل آیا ہے کہ نہیں کوئٹیں بن گئی ہیں کہ نہیں ولی کے مزار کی اس کے تبرکات کی اس کے درگاہ کی محبت ہے تعلیم ہے اگر ہے تو یہ ٹیسٹ ہے کہ تم میں ایمان ہے یہاں سے شروع ہوتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں جاتا ہے پھر بارگاہ عالیہ میں قبول ہوتا ہے ورنہ نہیں جاتا ہے اور سلسلہ ہی بند ہو جاتا ہے جسے کہ Non stop گاڑی ریلوے اسٹیشن فیصل آباد سے چلے گی پھر چک جھمرہ ساغلہ بل اور شیخوپورہ آئے گا اور پھر لاہور پہنچے گی ایمان کی ابتدا ولی کے در سے ہوتی ہے۔

ولیوں کے دم قدم سے قائم ہے یہ کائنات

جب اولیاء اللہ نہیں رہیں گے تو لوگ ایماندار نہیں رہیں گے کائنات ختم ہو جائے گی۔ یہ صرف اولیاء اللہ کے دم قدم سے قائم ہے اللہ تعالیٰ ان سے رابطہ رکھنے کی توقع عطا فرمائے دعا فرمائیں کہ حضور ﷺ کے در اقدس پر جانا اور آنا قبول ہو۔ جس کی بھی یہ دعا ہے کہ ”بڑی امید ہے سرکار قدموں میں بلائیں گے“ اسے انشاء اللہ ضرور نصیب ہوگی۔ ایک شخص نے یہاں فیصل آباد میں روضہ اقدس کی تصویر اپنے کمرے میں لگا رکھی تھی اور ہر وقت یہی دعا اس کے منہ سے نکلتی تھی کہ بڑی امید ہے سرکار قدموں میں بلائیں گے تو ایک روز اسی گنبد خضراء میں حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور اپنی زیارت سے نوازا اگر اسے زیارت سے نوازا دیا ہے تو ہمیں بھی انشاء اللہ بلائیں گے حضور ﷺ کی رحمت بہت وسیع

ہے وہ نہیں دیکھتی کہ نیک کون ہے گنہگار کون ہے وہاں تو یہ کہ ”وہ تو مائل نہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں“ اللہ تعالیٰ یہ حاضری قبول فرمائے اور حضور ﷺ کا صدقہ سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 23/03/96

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

معراج النبی ﷺ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته يصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو
صلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین!

ہزار بار بشوئم وہن بمشک گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی

اگر ہزار بار بھی میں اپنا منہ مشک گلاب سے دھلوں پھر بھی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا نام لینا کمال
بے ادبی ہے پروفیسر صاحب ممکن ہو تو ہزار بار دو ہزار بار نہیں بلکہ کئی ہزار بار بھی منہ دھولیں اور شاید زبان پاک بھی ہو
جائے لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی شان کے مطابق کون سی بات کی جائے۔ اب بتائیے کہ ان میں سے مشکل
کون سی چیز ہے زبان کا پاک کرنا بھی مشکل ہے لیکن بات کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ

لَا يُمَكِّنُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

ان کی شان کے مطابق تو بات ہو ہی نہیں سکتی ہے کوئی بات کی جائے اور وہ حضور ﷺ کی شان کے
مطابق نہ ہو تو یہ گستاخی ہو جاتی ہے لیکن وہ معاف فرما دیتے ہیں کہ بڑے کریم ہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزشتیم
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

اے غالب میں نے اپنی نعت خوانی ثنا خوانی اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دی ہے کہ وہی آپ ﷺ کی شان کو جانتا
ہے تو وہی ان کی شان بیان کر لے اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور ﷺ
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

جب اللہ تعالیٰ خود ہی حضور ﷺ کی تعریف بیان فرما رہے ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر کون تعریف بیان کر
سکتا ہے اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

کھتے مہر علی کھتے تیری ثناء
ایہہ گستاخ اکھیاں کھتے جا لڑیاں

وہ تو اپنے لئے ”گستاخ“ کا لفظ استعمال فرماتے ہیں لیکن لوگ ان کے ادب کے باعث ”مشتاق“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں کہ ”مشتاق اکھیاں کتھے جا لڑیاں“ تو یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک ہے کہ ان کی شان کے مطابق بات ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر غلوں سے کوئی بات کی جائے تو وہ قبول فرما لیتے ہیں ان کا کرم ہے مہربانی ہے۔

حضرات! یہ معراج النبی ﷺ کا مہینہ ہے جب کسی مسجد میں جائیں یا محفل میں جائیں تو معراج النبی ﷺ کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ معراج ایک بڑی عظمت والی چیز ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت کا اظہار ہے۔ معراج آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہوئی اور مکمل شفاعت کا اختیار بھی حضور ﷺ کے سوا کسی کو نہیں ہے یہ ایسی خصوصیات ہیں جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں ملیں۔ ایک شفاعت ہے کہ ہر ایک کی شفاعت حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے اور دوسری معراج کہ جو صرف حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی ہے۔ معراج النبی ﷺ میں اتنی عظمتیں ہیں اور عقیدہ درست کرنے کے اتنے Points ہیں مواقع ہیں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کیلئے اتنے شواہد ہیں کہ جو معراج النبی ﷺ کو سمجھ لے اس کی اپنی معراج ہو جاتی ہے اور جو اس کو مان جائے اس کی بھی معراج ہو جاتی ہے جو مان جاتا ہے وہ صدیق بن جاتا ہے اور جو نہیں مانتا وہ ابو جہل بن جاتا ہے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ معراج روحانی ہوئی ہے جسم کے ساتھ نہیں ہوئی کوئی کہتے ہیں خواب میں ہوئی ہے کوئی کہتے ہیں خیال اور تصور میں گئے ہیں یہ لوگ نہیں مانتے کہ جسم سے گئے ہیں جو یہ مان جائیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جسم کے ساتھ گئے ہیں وہ صدیق ہوتے ہیں یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ کوئی یہ مان جائے کہ حضور ﷺ جسم کے ساتھ گئے ہیں۔ جاگتے ہوئے گئے ہیں۔ دیدار رب کیا ہے تو صدیق بن جائے اور جو کوئی انکار کر جائے تو ابو جہل بن جاتا ہے۔ ایسا اہم واقعہ ہے کہ اس سے بندے بنتے ہیں اور اس سے بگڑتے ہیں پروفیسر صاحب جو جسم کے ساتھ ہوش کے ساتھ جاگتے ہوئے حضور ﷺ کے معراج کو مانے وہ صدیق ہے آپ کہیں گے کہ صدیق نماز سے کیوں نہیں بنتے روزے سے کیوں نہیں بنتے؟ زکوٰۃ حج اور قربانی سے کیوں نہیں بنتے صدیق؟ صدیق تصدیق سے بنتے ہیں

تصدیق اور را صدیق کرو

صدیق اکبر جو بنے ہیں وہ صرف اس سے بنے ہیں کہ ابو جہل کے کہنے سے وہ مان گئے کہ یہ بہت چھوٹی بات ہے اگر اس سے کوئی بڑی بات حضور ﷺ فرمائیں تو میں وہ بھی مان جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے معراج سے واپس آ کر فرمایا کہ اتنے تھوڑے وقت میں کہ کنڈی ہلتی رہی پانی چلتا رہا بستر گرم رہا اور میں اتنے وقت میں ہو کر آ گیا ہوں تو عمر بن ہشام نے کہا کہ یہ بات تو کسی کے سمجھ میں آنے والی نہیں ہے اتنے وقت میں تو کوئی بندہ اس دروازہ تک نہیں جاسکتا چہ جائیکہ وہ لامکان سے ہو کر واپس آئے اور چھٹے آسمان سے نو چکر بھی لگے اور جنت دوزخ بھی دیکھا اور فرشتوں سے اتنی گفتگو بھی ہوئی اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات ہوئی یہ نہیں ہو سکتا۔ اس نے اسے ورغلا یا اسے ورغلا یا اور حتیٰ کہ اس نے سوچا کہ اگر ابو بکرؓ کو ورغلاؤں تو شاید کام بن جائے۔ ان کے گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ تجارت کے لئے گئے ہیں پوچھا کہ

آئیں گے تو بتایا کہ آج ہی متوقع ہیں۔ عمر بن ہشام ان کے انتظار میں آگے گیا تو حضرت سیدنا ابوبکرؓ تشریف لا رہے تھے اس نے آپؐ کو وہیں بٹھالیا اور بتایا کہ ایک بندہ یہ کہتا ہے کہ وہ اتنے تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں جاسکتا یہ اس نے آپ سے تین بار کہلوا یا اور پھر کہنے لگا کہ یہ بات تیرا نبی کہتا ہے تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر میرے نبی ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ ہے اگر وہ اس سے کوئی بڑی بات فرمائیں تو میں وہ بھی مان جاؤں گا۔ تو وحی آگئی حضرت جبرائیلؑ تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آج سے اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو صدیق اکبرؓ کا لقب عطا فرمایا ہے اور عمر بن ہشام نے اس واقعہ کی تکذیب کی ہے جھٹلایا ہے وہ آج سے ابوجہل بن گیا ہے اسی ایک واقعہ سے صدیق اکبرؓ بھی بنتے ہیں اور ابوجہل بھی بنتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ حضور ﷺ تشریف لے گئے سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ (بنی اسرائیل) ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی“ یہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں خواب میں گئے ہیں حالانکہ عبد کا لفظ آیا ہے عبد خواب سے نہیں ہوتا۔ عبد روح سے بھی نہیں ہوتا صرف جسم سے عبد نہیں بنتا اور نہ صرف روح سے عبد بنتا ہے بلکہ جب جسم اور روح دونوں ملتے ہیں تو عبد بنتا ہے اور جسم روح کے ساتھ ہوش میں ہو تو عبد یعنی بندہ کہلاتا ہے۔ یہ وعظ فرما رہے ہیں ان سے پہلے بھی ہزاروں علماء وعظ فرماتے رہے ہیں کہ یہ اس واقعہ کے انکاری ہیں اور انکار کر رہے ہیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ قرآن سے سن کر بھی انکار کر رہے ہیں اور سیدنا صدیق اکبرؓ وہ ہیں جو ایک کافر کے منہ سے سن کر مان رہے ہیں۔ معراج اتنا اہم واقعہ ہے کہ اس کی تصدیق سے بندہ کہیں سے کہیں درجہ بلند مرتب ہو جاتا ہے اور اس کی تکذیب سے بندے کے پلے میں کچھ باقی نہیں بچتا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے کہ آپؐ کہہ دیں کہ ہاں جی اگر گئے ہیں تو گئے ہیں نہیں نہیں بلکہ یہ ہمارے عقیدے کی پہچان ہے ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ اس واقعہ کو پوری عظمت کے ساتھ مانا جائے پورے شعور کے ساتھ تسلیم کیا جائے کہ حضور ﷺ جسم کے ساتھ بیداری کی حالت میں تشریف لے گئے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کس طرح تشریف لے گئے کون لے گیا۔ اس سے حضور ﷺ کی صفت بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ کا اظہار ہوتا ہے اپنے کمال سے تشریف لے گئے۔ آپؐ حضرات! یہاں آئے ہیں تو کوئی پیدل چل کر آیا ہے کوئی سائیکل پر کوئی سکوتر پر تو کوئی کار پر آیا ہے یعنی کسی نہ کسی وسیلہ سے آئے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کس وسیلہ سے گئے ہیں کیا حضور ﷺ کو بھی کسی وسیلے کی ضرورت پڑتی ہے کیا وہ بھی وسیلہ کا سہارا لیتے ہیں۔ حضور ﷺ اپنے کمال سے گئے ہیں۔ انہیں کسی سہارا یا وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ کہیں گے کہ جبرائیلؑ کہاں گئے اور براق کہاں گیا۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں تک راستہ تھا تو یہ دونوں چیزیں ساتھ تھیں اور جب تمام راستے ختم ہو گئے لامکان شروع ہو گیا تو راہبری کی وہاں ضرورت تھی لیکن وہاں نہ جبرائیلؑ ہیں اور نہ براق ہے اور حضور ﷺ کی ذات والا صفات وہاں بھی تشریف لے جا رہی ہے اور ادھر جو آسان راستے تھے یہاں آپؐ کیوں تشریف نہیں لے جاسکتے تھے۔ وہ تو شرف ملاحضرت جبرائیلؑ اور براق کو کہ وہ ساتھ رہے اگر

وہ نہ بھی ہوتے تو بھی حضور ﷺ تشریف لے جاسکتے تھے کیوں کہ لامکان میں حضور اکیلے گئے ہیں۔ جہاں کوئی راستہ نہیں کوئی پتہ نشان نہیں کوئی سنگ میل نہیں حضور ﷺ کو اس کی بھی پہچان ہے۔ آپ اکیلے تشریف لے جا رہے ہیں تو ایک چیز سے ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے اس نے عرض کیا کہ میں روح ہوں آپ ﷺ اس سے بھی آگے چلے گئے روح کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہم روح کے محتاج ہیں۔ لیکن روح خود حضور ﷺ کی محتاج ہے روح کے بغیر ماری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے کوئی Value نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب روح کی کیا قیمت ہوگی اگر آدمی مر جائے تو پیچھے جو جسم کا ڈھانچہ بچ جاتا ہے اس کی کوئی Value کوئی قیمت نہیں ہے ساری قدر و قیمت روح کی ہے امریکہ میں اگر کوئی آدمی مر جائے تو اس کا دفن کرنا باعث مصیبت ہو جاتا ہے۔ اتنا خرچہ اس نے ساری زندگی میں نہیں کیا ہوتا جتنا اس کے کفن دفن پر آ جاتا ہے۔ زندگی میں امریکیوں کا کوئی خرچ نہیں یا توٹی وی آئے روز بدلتے رہتے ہیں یا پھر کپڑوں کے ڈیزائن بدلتے ہیں تیسری چیز کہ جس میں ان کا خرچ آتا ہے وہ موت ہے شادی بیاہ پر کوئی خرچ نہیں کرتے ایک کوکا کولا کی بوتل پر ہی شادی ہو جاتی ہے۔ کوئی زیور نہیں صرف ایک انگوٹھی نشانی کے طور پر لیکن جب مرتے ہیں تو سات روز تک تو سرد خانہ میں رکھیں گے ادویات لگائیں گے قبر خریدیں گے اس کو بنائیں گے بندے اکٹھے کرو مولوی صاحب کو ڈھونڈو ایبولنس کا انتظام کرو۔ ہزار مصیبتیں ہیں۔ اس جسم کے لئے جس کی کوئی Value نہیں ہوتی اور جس چیز کی ساری Value ہوتی ہے۔ وہ روح ہے۔ جو نکل چکی ہوتی ہے اور روح کی بھی روح ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں اس لئے روح کو پیچھے چھوڑا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس کے محتاج نہیں ہیں کھانا پینا ادھر رہ گیا۔ حضور ﷺ آگے نکل گئے راستے ادھر رہ گئے حضور ﷺ آگے نکل گئے راستے ادھر رہ گئے حضور ﷺ آگے نکل گئے آسکین ہوا گیس ہر چیز ادھر رہ گئی چھ سو میل تک کہ ہوائی اور مختلف گیسوں کے خول ہیں پھر آگے خلاء ہے۔ حضور ﷺ تمام کروں اور غلاؤں سے آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ تو ان تمام ضروریات زندگی سے بے نیاز ہیں۔ آپ ﷺ کھانے پینے سے بے نیاز ہیں ہوا روشنی گرمی سردی آسکین گیس اور سواری الغرض ہر چیز سے بے نیاز ہیں۔ اس کمرے میں روشنی نہ ہو تو ہمیں جگہ اور راستہ نظر نہیں آتا کمرے کی لائٹ آف کر دیں تو کتنے عرصہ تک روشنی رہے گی۔ پروفیسر صاحب؟ جی یہ 1/16 سیکنڈ تک ہماری آنکھ کے پردے پر رہے گی۔ پھر اندھیرا ہو جائیگا یہ سورج کی جو روشنی ہے یہ ذرات کی وجہ سے ہے کہ جب ان پر کوئی کرن آ کر پڑتی ہے تو منعکس ہو کر وہ ہماری آنکھوں میں آتی ہے تو ہمیں نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ ذرات ختم ہو جاتے ہیں تو پھر روشنی بھی نہیں رہتی صرف لہریں ہوتی ہیں جواز خود روشنی پیدا نہیں کرتیں اس لئے اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اور حضور ﷺ اس سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ حضرت آدم اور حضرت حوا جنت میں ہیں اور ان سے اپنی شان کے مطابق لغزش ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر اتر جاؤ وہ زمین پر تشریف لائے تو یہ معراج نہیں تو اور کیا ہے زمین سے اوپر جانا اگر مشکل ہے تو اوپر سے نیچے آنا بھی مشکل ہے۔ تمام اجرام فلکی کشش کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ جھکڑے ہوئے ہیں کشش ثقل کی وجہ سے ان میں

سے نکلنا از خود مسئلہ ہے۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ بغیر کسی ذریعہ اور وسیلہ کے تشریف لائے کوئی جہاز کوئی راکٹ استعمال نہیں فرمایا زمین پر پٹے نہیں گئے بڑے آرام سے اترے ہیں۔ وہ زندہ اور جسم و روح کے ساتھ تشریف لائے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ آسکتے ہیں تو حضور ﷺ سردار الانبیاء ہو کر کیوں نہیں جاسکتے۔ حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو پھر دونوں واپس تشریف لے کر گئے اور پھر دوبارہ زمین پر تشریف لائے۔ تین بار تو وہ بھی جسم اور روح کے ساتھ اسی راستے سے گزرے ہیں اور بغیر کسی وسیلہ سے گزرے ہیں۔ پھر حضرت اسماعیلؑ کی جگہ جو دنبہ ذبح ہوا وہ کہاں سے آیا تھا وہ جنت سے آیا تھا تو وہ بھی تو آ گیا تھا۔ یہ اس کی معراج تھی حضرت عیسیٰؑ جسم کے ساتھ تشریف لے گئے ہیں اور جسم کے ساتھ ہی واپس تشریف لائیں گے۔ ان تمام پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا لیکن حضور ﷺ کی معراج پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ شیطان و رغلٹا ہے کہ اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ نبی پاک ﷺ کی صفات کے خلاف ہو جائے آپ ﷺ کی شان کے خلاف ہو جائے آپ ﷺ کی صفات کا انکار ہو جائے۔ آپ ﷺ کی شان کے خلاف ہو جائے۔ آپ ﷺ کی صفات کا انکار ہو جائے یہ اس کی پوری کوشش اور اس کی زندگی کا حاصل ہے۔ اس نے حضرت آدمؑ کے تشریف لانے اور پھر لے جانے کا انکار نہیں کرایا حضرت حواؑ کا نہیں کرایا دنبہ کا نہیں کرایا حضرت عیسیٰؑ کا نہیں کرایا اگر کرایا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کے سفر مبارک کا کرایا ہے۔ شیطان کا کمال ہے کہ وہ انکار کراتا ہے اور ہما کمال یہ ہے کہ ہم دل و جان سے اقرار کرتے ہیں۔ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو روضہ اقدس پر اترتے ہیں یہ ان کی معراج ہے پھر خانہ کعبہ کے پہلو میں لگا ہوا حجر اسود وہ کہاں سے آیا وہ بھی جنت سے آیا ہے۔ یہ اس پتھر کی معراج ہے اگر پتھر ان خلاؤں اور ہواؤں اور فضاؤں سے گزر کر آ سکتا ہے تو جس کے حکم سے پتھر بولتے ہیں جس کے حکم سے پتھر پانی پر تیرتے ہیں جس کو یہ پتھر سلام کرتے ہیں کیا وہ ہستی یہ سفر نہیں کر سکتی۔ پتھر کی معراج کو تو مانتے ہو لیکن ان پتھروں کے بھی نبی ﷺ کے سفر کا انکار کرتے ہو جس جنت سے یہ حجر اسود آیا حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ تشریف لائے دنبہ آیا۔ اس سے متعلق یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک اوپر اٹھایا پھر نیچے کر لیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس اشارہ کیا مطلب ہے۔ فرمایا کہ جنت میں انگوروں کے خوشے لٹک رہے تھے مجھے خیال آیا کہ تو ذکر تمہیں کھلاؤں پھر خیال آیا کہ وہیں جنت میں جا کر کھا لیں گے۔ تو حضرات! یہ حضور نبی کریم ﷺ کے بازو مبارک کی پہنچ ہے کہ زمین پر تشریف فرما ہیں اور جنت تک ہاتھ پہنچ رہا ہے۔ ہاتھ مبارک کی لمبائی کتنی ہوگی یہی کوئی تین فٹ ہوگی یا اس کے قریب ہوگی ہمارا اتنا لمبا ہاتھ اس کمرے کی چھت تک نہیں پہنچ سکتا لیکن سردار الانبیاء کا ہاتھ جنت تک پہنچ رہا ہے اگر ہاتھ مبارک پہنچ سکتا ہے تو باقی جسم کیوں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر یہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو دنیا کا نظام رک گیا وقت ٹھہر گیا پانی رک گیا کنڈی رک گئی سورج چاند ستارے سب رک گئے دریاؤں کا بہاؤ رک گیا ہواؤں کا چلنا رک گیا۔ اٹھارہ ہزار سال کا یہ سفر مبارک ہے حضور ﷺ اتنا عرصہ وہاں رہے تو یہ سارا نظام Stand-Still رہا۔ کوئی حرکت نہیں کوئی جنبش نہیں بالکل Dead Stop ہو گیا اور

جب حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو اس نظام میں پھر زندگی آ گئی اور جہاں جہاں کوئی چیز رک گئی تھی وہیں سے چل پڑی اس لئے کنڈی بھی ہلتی رہی وضو مبارک کا پانی بھی چلتا رہا بستر مبارک بھی گرم رہا لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب حضور ﷺ زمین پر ہوتے ہیں تو آسمان کا نظام کیسے چلتا ہے کیونکہ آپ کے کہنے کے مطابق جب حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو زمین کا نظام رک گیا اور جب آپ زمین پر تشریف رکھتے ہیں تو آسمانوں کا نظام رکنا چاہیے لیکن وہ تو نہیں رکنا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری حکومت زمین پر بھی ہے اور میری حکومت آسمانوں پر بھی ہے زمین پر بھی میرے دو وزیر حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کام کرتے ہیں اور آسمانوں پر بھی میرے دو وزیر حضرت جبرائیلؓ اور حضرت میکائیلؓ کام کرتے ہیں۔ اگر ادھر وزارت سے کام چل رہا ہے تو ادھر بھی وزارت سے چل سکتا ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے یہاں ہونے یا وہاں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضور ﷺ کا تصرف ہر جگہ ہے اگر زمین پر بیٹھے ہوئے جنت سے انگوروں کے خوشے توڑ سکتے ہیں تو یہیں بیٹھے ہوئے آسمانوں کا نظام بھی چلا سکتے ہیں۔ پتہ نہیں انہوں نے کس طرح نظام کو روکا ہے کہ وقت کے اندر کوئی اور قسم کے وقت چالو کر دے ہیں کسی کے لیے وہ اٹھارہ ہزار سال ہیں کسی کے لئے وہ دو لمحے ہیں کسی کے لیے وہ دو سینڈ ہیں کسی کے لیے دو منٹ ہیں یہ تو ان کا کرم ہے یہ نہیں کہ ادھر ہیں تو وہ رک گیا ہے اور اگر ادھر ہیں تو یہ رک گیا ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ جہاں چاہیں تشریف رکھیں اور جیسا نظام وہ چاہیں چلا سکتے ہیں یہ ان کے تصرف کی بات ہے۔

اب ایک بات یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ وہ روح سے گئے ہیں تو صرف روح جو ہے اس کے ساتھ کوئی جماعت نہیں کرا سکتا اس کمرے میں صرف ایک شخص ہو تو اکیلی نماز پڑھے گا جماعت نہیں کرائے گا حالانکہ زیادہ نہیں تو کم از کم دو فرشتے تو ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں کوئی دوسری ارواح آجائیں لیکن جماعت نہیں ہو سکتی حضور نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں جماعت کرائی ہے اور جماعت رواج کے ساتھ نہیں اجسام کے ساتھ ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی جسم اور روح کے ساتھ امام ہیں اور تمام انبیاء بھی جسم اور روح کے ساتھ مقتدی ہیں۔ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مجسم تھے باقی ارواح تھیں یا حضور ﷺ بھی صرف روح کے ساتھ حاضر تھے نہیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ بھی جسم اور روح کے ساتھ تھے اور تمام انبیاء مرسلین بھی جسم اور روح کے ساتھ تھے وہ بھی حیات تھے یہ بھی حیات تھے اور ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو نماز کی فرضیت اور طریقہ جو ہے وہ عطا ہوا ہے کہ جب آپ معراج پر تشریف لے گئے لیکن آپ ﷺ کی وہ عظیم ہستی ہے کہ یہ سب کچھ عطا ہونے سے پہلے ہی امامت فرما کر جارہے ہیں عطا تو ہوئی بعد میں لیکن حضور ﷺ اپنے کرم سے اپنے کمال سے نماز یہاں پڑھا کر جا رہے ہیں۔ جس کا طریقہ اور فرضیت وہاں جا کر ہونی ہے قرآن مجید سے جتنے احکام ہیں یہ ہمارے لئے ہیں حضور ﷺ کی ہستی اس سے بلند ہے شریعت کی پابندی ہمارے لئے ہے لیکن شریعت خود حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی پابند ہے۔ حضور ﷺ کا قول اور فعل شریعت ہے حضور نبی کریم ﷺ جو فرائض ادا کرتے ہیں وہ صرف اس لئے کہ وہ سنت بن جائے اور ہمارا فعل جو

بھی سنت کے مطابق ہے وہ قابل قبول ہو جائے قرآن حضور ﷺ کی راہنمائی نہیں فرماتا حضور نبی کریم ﷺ قرآن سے بے نیاز ہیں کیونکہ قرآن تو از خود حضور نبی کریم ﷺ کی نعت ہے اور آپ ﷺ کو پہلے ہی سے علم تھا جو کچھ بھی قرآن ہے جو بھی اس میں احکام ہیں وہ زیادہ تر ہمارے لئے ہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نماز ادا کرنا صرف اس لئے ہے کہ یہ ہمارے لئے سنت بن جائے۔ قرآن کریم حضور ﷺ کی ہدایت کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ ہماری ہدایت کے لئے ہے حضور ﷺ کو ہدایت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ کافر لوگ جو ہیں وہ مردوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں مردوں سے مایوس ہو جاتے ہیں کافر کے عقائد میں سے اہم عقیدہ یہ ہے کہ جو مر گیا وہ کسی کام کا نہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُوْا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَسُ الْكُفَّارُ مِنَ الْأَوَّلِ** (الحجہ 13) اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے ہیں۔ قبر والوں سے ”تو کفار کا عقیدہ ہے کہ مردہ کوئی مد نہیں کر سکتا قبر والوں سے کفار مایوس ہو جاتے ہیں تو جب کوئی انسان قبر میں چلا گیا تو اس کی کوئی قیمت نہیں کوئی Value نہیں اس کی کوئی افادیت نہیں کوئی راہبری نہیں کر سکتا۔ وہ کوئی کچھ دے نہیں سکتا نہ کچھ لے ہی سکتا ہے۔ یہ کفار کا عقیدہ ہے۔ معراج النبی ﷺ نے اس کی بھی نفی کر دی اور تصحیح فرمادی اور ہمارے لئے مثال قائم کر دی کہ جو ہم میں سے چلے گئے ہیں وصال فرما گئے ہیں اگر وہ انبیاء کرام ہیں اور وہ اولیاء اللہ ہیں تو وہ ویسے ہی تصرف کر کے ہمیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جس طرح سے وہ اپنی ظاہری زندگی میں پہنچاتے تھے۔ اب معراج شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کو پچاس نمازوں کا حکم ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ بڑے خوش ہوئے واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی جو وصال فرما چکے ہیں۔ ظاہری پردہ فرما چکے ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا تمھارا فرمایا کہ پچاس نمازیں ملی ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بڑا مشکل ہوتا ہے امت دنیا داری میں بھنسی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے جائیں اور اس میں کچھ تخفیف کرائیں حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے جاتے ہیں پانچ نمازوں کی تخفیف ہوتی ہے پھر حضرت موسیٰ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ابھی بہت ہیں واپس تشریف لے جائیے غرض نومر تبہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے ہیں آتے ہیں پھر جاتے ہیں حتیٰ کہ صرف پانچ نمازیں رہ جاتی ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت موسیٰ ہماری مدد فرما رہے ہیں کہ نہیں فرما رہے ہیں۔ اس وقت حضرت موسیٰ کفار کے عقیدہ کے مطابق زندہ ہیں یا مردہ ہیں سبحان اللہ وہ اگرچہ کفار کے نزدیک مردہ ہیں لیکن ہماری مدد فرما رہے ہیں۔ اس لئے سچا مسلمان قبر والوں سے کبھی مایوس نہیں ہوتا لیکن کافر جو ہیں وہ قبر والوں سے مایوس ہوتے ہیں۔ یہ سبق ہمیں معراج النبی ﷺ سے ملتا ہے کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں حضرت موسیٰ نے سفارش فرمائی مہربانی ہماری طرف سے وکالت فرمائی یہ وکالت یہ مدد یہ سفارش صرف زندہ کر سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی وہ ہستی ہے کہ آپ دیکھیں کہ یہ اسی میں ہے کہ جب

حضور ﷺ مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جا رہے تھے تو فرمایا کہ میں نے راستے میں دیکھا کہ حضرت موسیٰ وہاں صف اول میں کھڑے ہیں اور جب حضور ﷺ چھپے آسمان پر پہنچے تو حضرت موسیٰ وہاں تشریف فرما ہیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو پھر بھی حضرت موسیٰ چھپے آسمان پر موجود ہیں اور یہ سارا وقت اتنا ہے کہ جتنا کنڈی ہلتی رہے۔ حضرت موسیٰ خود اتنی عظمت والے ہیں کہ اتنے قلیل عرصہ میں اتنی جگہ پر موجود ہیں تو ان کے جو سردار نبی ﷺ ہیں وہ کتنی جگہ پر موجود ہو سکتے ہیں اور جس طرح سے وہ مدد فرما رہے ہیں پچاس کی پانچ کرا دی ہیں اور اس سے بڑا کیا ثبوت ہوگا یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ پانچ پڑھیں تو ثواب میں پچاس کا دوں گا لیکن اس میں جو کرم ہے جو سفارش ہے جو مدد ہے وہ حضرت موسیٰ کی ہے اور یہ عقیدہ درست کرنے کا بہترین موقعہ ہے ایک اور بات ہے کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

زمین وزماں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

یہ بڑی لمبی نعت بنے کہ سب کچھ صرف حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ہی ہے اور معراج شریف میں دو چیزیں ایسی آئیں ہیں جو خاص اس موقعہ کے لئے ہی ہیں اس سے قبل اور اس کے بعد ان کو کوئی مصرف نہیں ہے۔ ان کا کوئی کام نہیں اگر انہوں نے کوئی کام کیا ہے تو صرف معراج کی رات ہی کیا ہے۔ ایک یہ کہ جب جبرائیل تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما رہے تھے سوئے ہوئے تھے اور جبرائیل کو علم نہ تھا کہ اب وہ حضور ﷺ کو کس طرح سے بیدار کریں کیونکہ یہ ان کے لئے بھی پہلا موقعہ تھا کہ وہ کسی نبی کے پاس آئے ہوں اور وہ ان کو نیند کی حالت میں ملے ہوں حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کے حبیب ﷺ تو سوئے ہوئے ہیں میں ان کو کس طرح سے نیند سے بیدار کروں کس طرح جگاؤں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرائیل میں نے تیرے ہونٹ کا نور کے صرف اس لئے بنائے ہیں کہ تو میرے حبیب ﷺ کے تلوے پر بوسہ دے تو یہ اس کی ٹھنڈک سے بیدار ہو جائیں گے۔ حضرت جبرائیل کو اس روز یہ پتہ چلا کہ اس کے کافوری ہونٹ صرف اس لئے بنائے گئے تھے کہ انہیں آج شب معراج حضور ﷺ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دیکر انہیں نیند سے بیدار کرنا تھا جس طرح سے یہ ہونٹ صرف اس لئے بنے تھے کہ یہ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دیں گے۔ اس طرح سے پروفیسر صاحب دنیا کی ہر چیز صرف حضور ﷺ کیلئے ہی بنی ہے اگر کوئی یہ کام کر سکے تو یہ اس کی خوش بختی ہے کہ یہ بھی صرف حضور نبی کریم ﷺ کا ہی کمال ہے ہمارا کمال یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کیلئے کوئی کام کر جائیں۔ ہم آئے صرف ان کیلئے ہی ہیں لیکن اگر ہم ان کے کام نہیں آتے تو یہ گستاخی ہے بے ادبی ہے اور اگر ہم ان کے کام آتے ہیں تو یہ ساری سعادت ہے۔ اس طرح وہ فرماتے ہیں۔

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا

سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

دل کب دل بنتا ہے جب حضور ﷺ اس میں تشریف رکھتے ہیں۔ آنکھیں کب آنکھیں بنتی ہیں کہ

جب حضور ﷺ کے دیدار کیلئے انتظار کریں اور سراسر وقت سربمنا ہے جب یہ حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں پر نثار ہو جائے۔

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو تیرے در سے پر ارمان گیا

اس طرح سے یہ تمام چیزیں صرف حضور ﷺ کیلئے ہیں۔ جس طرح سے حضرت جبرائیل کے ہونٹ صرف حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بنے ہیں۔ جنت میں کوئی ستر ہزار براق موجود ہیں اور تمام صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کیلئے بنے ہیں۔ براق کا کوئی مصرف نہیں ہے۔ اب وہ ایک سے ایک بڑھ کر ہیں ان میں سے ایک کا انتخاب ہونا ہے تمام براق کمال والے ہیں کہ حضرت جبرائیل کیلئے کسی ایک کا انتخاب کرنا مشکل ہو گیا انہوں نے عرض کیا یا اللہ آپ ہی فرمائیں کہ ان میں سے کس کو لے جاؤں فرمایا کہ یہ جو اپنی جوانی خوبصورتی پر ناز کر رہے ہیں ان سب کو چھوڑ دو اور اندر ایک کمزور اور لاغر براق ہے جو کھڑا اور ہا ہے اس کو لے جاؤ۔ حضرت جبرائیل گئے اور پوچھا کہ رو کیوں رہے ہو کہنے لگا کہ چالیس ہزار سال ہو گئے ہیں میں نے سنا تھا کہ حضور ﷺ کی سواری کیلئے براق کا انتخاب ہوگا اسی روز سے انتظار میں ہوں اور اسی آس میں کھانا پینا ترک ہو گیا۔ جس کے باعث بیمار ہو گیا کمزور ہو گیا اور لاغر ہو گیا اب اپنی قسمت پر رور ہا ہوں کہ میں پیچھے رہ گیا۔ حضور ﷺ کی سواری کے قابل نہیں رہا دوسرے براق خوشیاں منارہے ہیں انتخاب میں حصہ لے رہے ہیں تو اب انتخاب میں حصہ لینے کے قابل بھی نہیں رہا مجھے کون منتخب کرے گا مجھے کون لے جائے گا۔ میں اپنی بے بسی پر رور ہا ہوں دوسرے براق طاقت میں رفتار میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میں تو کسی کا مقابلہ کرنے کے قابل بھی نہیں۔ ان کے سامنے میری یہ حیثیت بھی نہیں کہ میں اپنے آپ کو پیش کر سکوں اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ انکساری ہی پسند آئی اور جبرائیل کو حکم دیا کہ اسے ہی لے جاؤ اس کو خوشخبری دو تو حضرت جبرائیل نے جب اس براق کو یہ پیغام دیا کہ اسی کا انتخاب ہوا ہے تو خوشی کے مارے وہ اچھلا اس کی جوانی لوٹ آئی اس کی خوبصورتی اتنی عود کر آئی کہ وہ ایک دم میں نہایت حسین و جمیل تندرست و توانا ہو گیا۔ تو حضرات یہ بات نوٹ فرمائیں کہ حضور ﷺ انکساری کو پسند فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی انکساری کو پسند فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کرم فرماتے ہیں تو حضور ﷺ کی عظمت دل میں آتی ہے تو بندہ پھر اپنے الفاظ اپنی زبان اپنی بولی اپنا گانا اپنی عبادت اور جو کچھ بھی آپ کرتے ہیں ان کیلئے درود شریف پڑھتے ہیں تو اسے ان کی شان کے لائق نہیں سمجھتا لیکن پیش کرتا ہے اور قبول فرمائیں تو ان کی مہربانی ہے یہ قبولیت براق کی بھی ہوئی ہے اور اسی طرز پر ہے ایک کی قبولیت ہوتی ہے ایک بات یہ کہ ہم اصل مقصد کو نہیں سمجھتے کہ اصل مقصد کیا ہے آپ تشریف لائے ہیں تو اس کا اصل مقصد کیا ہے حاجی صاحب کار و بار کرتے ہیں تو ان کا مقصد کیا ہے آپ پروفیسری کرتے ہیں تو اس کا کیا مقصد ہے۔ میں تقریر کر رہا ہوں تو کیا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ میرا مقصد صرف تیری ذات ہے اور کائنات کو میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ

نے عرض کیا کہ یا اللہ میرا مقصود صرف آپ ہیں اور باقی کو میں نے تیرے لئے قربان کر دیا ہے۔ یہ چیز ہمارے عقیدے اور عمل میں نہیں آئی۔ ہماری خواہش ہوتی ہے کہ جنت مل جائے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ بخشش ہو جائے ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے ہمارا مقصود ہوتا ہے کہ پل صراط سے آسانی سے گزر جائیں۔ ہماری قبر روشن ہو جائے وسیع ہو جائے۔ یہ ہمارے اچھے سے اچھے مقصود ہیں دنیاوی طور سے یہ ہیں کہ میں کروڑ پتی ہو جاؤں میری شادی ہو جائے میرے بیٹے ہو جائیں۔ کاروبار میں برکت ہو جائے۔ ترقی ہو جائے INCREMENT مل جائے PROMOTION ہو جائے نوکری پکی ہو جائے صدارت ہے تو LIFE TIME ہو جائے۔ لیکن آخرت کے لحاظ سے اسلام کے لحاظ سے ایمان کے لحاظ سے ہمارا بڑے سے بڑا مقصد جنت اور اس کے راستوں میں جو رکاوٹیں ہیں ان سے بچ کر نکل جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک ایسی ذات ہے جو فرماتے ہیں کہ ان میں سے میرا کوئی مقصود نہیں ہے میرا مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا مقصود صرف میرے حبیب ﷺ ہیں ہماری سوچ اور نبی کریم ﷺ کی سوچ میں یہ اور اس لئے ہم اپنی ان چیزوں میں الجھتے ہیں اس میں بھنس کر رہ جاتے ہیں ان میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جب جنت کو ہم اپنی منزل سمجھ کر بیٹھ جاتے ہیں تو اس کا مصطفیٰ ﷺ پر جنت کو ترجیح دیتے ہیں اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے یہ ایسی چیز ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہے۔ ہمیں یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب ﷺ ہمارے مقصود ہیں۔ وسیلہ حضور ﷺ ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں اور اللہ مہربانی اور راہبری کر کے ہمیں حضور ﷺ کے قدموں میں پہنچا دیتے ہیں اور عاشق لوگ سچے مسلمان کبھی بھی حضور ﷺ کو چھوڑ کر کسی دوسرے طرف توجہ نہیں کرتے۔ معراج شریف میں جنت کی حوروں کی سردار نے جنت کو سجایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے معائنہ فرمایا تو اس سردار حور نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری پر جنت کو سجایا آپ ﷺ مجھے کسی انعام سے نوازیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا میں تمہیں بلال رضی اللہ عنہ عطا کرتا ہوں۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا ہے کہ اس کا رنگ سیاہ ہے اور وہ حبشی النسل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو میں نے جا کر اس کو منانا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہیں قبول بھی کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہاری طرف نظر کر کے بھی نہ دیکھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھتے ہیں لیکن ہم ادھر ادھر دیکھتے ہیں جنت ان کی مشاق ہے ہم جنت کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ جو جنت کے پیچھے دوڑے گا اسے وہ نہیں ملے گی حضور ﷺ کی طرف دیکھے گا جنت اس کو چاہے گی۔ اصل عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا مقصود حضور ﷺ کی ذات ہو آپ ﷺ فنا فی اللہ ہو جائیں اور جب آپ فنا فی اللہ ہو جائیں گے تو جو عرفان آپ کو نصیب ہو گا وہ صرف حضور ﷺ کی محبت اور عشق ہو گا فنا ہو کر آپ ذکر مصطفیٰ ﷺ کریں گے اور اگر ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے تو پھر آپ فنا ہی نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا مقصود حضور ﷺ ہیں اس لئے جب بندہ فنا فی اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے تو اس کا مقصود حضور ﷺ ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِيعَةُ اے ربیعہؓ مانگو جو چاہتے ہو، اگر حضور نبی کریم ﷺ ہم سے سوال

کریں کہ آپ مانگیں کیا مانگتے ہیں تو پھر آپ سوچ لیں کہ آپ کیا مانگیں گے اور جو آپ کی طلب ہوگی اس کا موازنہ اس صحابی کے جواب سے کر لیں کہ وہ کیا مانگتے ہیں اور میں کیا مانگ رہا ہوں۔ کیونکہ جو کسی کی دعا ہے وہ اسے دوسروں سے منفرد کرتی ہے۔ اپنی دعا دیکھو کہ کیا ہے اور صحابی کی دعا دیکھو کیا ہے حضرت ربیعہ نے عرض کیا اَسْأَلُكَ مَرَاتِنَكَ فِي الْجَنَّةِ یا رسول اللہ ﷺ یہاں بھی میں آپ ﷺ کی غلامی میں ہوں۔ قیامت اور جنت میں بھی آپ ﷺ کی غلامی اور آپ کا ساتھ چاہتا ہوں جنت طلب کی تو ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے واسطہ اور ساتھ سے طلب کی ہے حضور ﷺ کا ساتھ مانگا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ یہ ہو گیا اور کوئی چیز مانگ لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری اور کوئی حاجت اس کے علاوہ نہیں ہے حاجت ہے تو صرف اتنی کہ جہاں بھی رہوں آپ کے قدموں میں رہوں ہماری معراج حضور ﷺ کے قدموں میں ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

میری معراج بس تیری نعلین میں ہے

حضور ﷺ کی معراج اللہ تعالیٰ کا قرب اور دیدار اور میری معراج یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نعلین مبارک تک پہنچوں اور اگر میں حضور ﷺ کے قدموں تک نہیں پہنچتا تو میں کچھ بھی نہیں ہوں شاید ایماندار بھی نہیں ہوں حضرت علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں کہ

مصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

اگر با اونہ رسیدی تمام ابو لہسی است

نبی پاک ﷺ تک پہنچنا ہی دین ہے اور اگر وہاں نہیں پہنچ سکا تو پھر تیری ساری زندگی شروع سے لے کر آخر تک ابولہب والی کیفیت ہے پھر فرماتے ہیں

مغز قرآن روح ایمان جان دین

ہست حب رمتہ للعلمین

بادام کا مغز روغن بادام ہے گلاب کا مغز عطر ہے تو قرآن کا مغز کیا ہے فرمایا حضور ﷺ کی محبت ہے ایمان کی روح جو ہے دین کی جو جان ہے وہ صرف حضور ﷺ کی محبت اور عشق ہے ہم صرف اس چیز سے ہی جھٹکے ہوئے ہیں کہ ہمیں اسلام سے کیا لینا ہے اس پیروی میں کیا لینا ہے ہم نے اس علم سے کیا لینا ہے ہم نے اس محفل سے کیا لینا ہے ان تمام چیزوں کا انچوڑ یہ ہے کہ ہماری منزل حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے معراج میں اللہ تعالیٰ اور حضور پاک ﷺ کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے وہ ہماری بخشش کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے مقصود اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے مقصود ہیں وہ اس کو چاہنے والے ہیں ان کو چاہنے والے یہ اس کے لئے کافی وہ اس کے لئے کافی

تو پھر ہم تو درمیان میں بے مقصد ہو جاتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ معراج تو حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی لیکن بخشش ہماری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ ﷺ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کی بخشش فرما دے پھر پوچھا کہ اور کیا چاہتے ہیں عرض کی کہ اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اور ستر ہزار مرتبہ ہی حضور ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں۔ مقصود مقصود کو ملا ہوا ہے منزل منزل کو ملی ہوئی ہے اور بخشش ہماری ہو رہی ہے معراج حضور نبی کریم ﷺ کو ہو رہی ہے لیکن بخشش ہماری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک تہائی امت اب بخش دیتے ہیں۔ باقی دو تہائی کے لئے قیامت کے روز آپ ﷺ شفاعت کر دینا میں اس کی بخشش کر دوں گا آپ ﷺ کے سر پر شفاعت کا سہرہ رہے گا اور میں بھی بخشہاں رہوں گا تو یہ ہماری بخشش کے لئے وعدہ وعید ہو چکے اور ہماری بخشش معراج کے صدقے ہو چکی ہے۔ بس بات اتنی ہے آپ یہ مان لیں کہ حضور ﷺ روح اور جسم کے ساتھ گئے ہیں روح اور جسم ساتھ گئے ہیں ہوش اور بیداری کی حالت میں گئے ہیں تو ہمارا کام بن جانا ہے ہم صدیق بن جاتے ہیں اور اگر انکار کرتے ہیں تو پھر ابو جہل بننے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دیں پھر کچھ نہیں بن جاتے ہیں اور اگر انکار کرتے ہیں تو پھر ابو جہل بننے ہیں اللہ تعالیٰ معافی دیں پھر کچھ نہیں بن سکے گا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ معراج کی عظمت کو مانو تو خود عظیم بن جاؤ۔ دیگر جو باتیں ہوئیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کو چھ سو پردے گئے ہیں بڑے خوبصورت ہیں اور براق بھی بڑی اچھی چیز ہے تیز رفتاری بھی بہت ہے کہ میرے ساتھ ساتھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ حضرت جبرائیلؑ کو میں نے چھ سو پردے دیے ہیں لیکن آپ کو میں نے چھ لاکھ بال دے دیے ہیں اور ایک بال کی یہ عظمت ہے کہ اس ایک بال کے صدقے میں تیری ساری امت کو بخش دوں گا۔ بات حضور ﷺ کی زلف مبارک کی ہو رہی ہے اور بخشش ہماری ہو رہی ہے اب ذرا اس Co-Relation کو تو دیکھیں کہ تعریف بال مبارک کی ہو رہی ہے اور بخشش ہماری ہو رہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ ایک بات اور بھی ہے کہ میری ساری امت کے گناہ آج میرے نامہ اعمال میں ہی لکھ دے تاکہ میری امت کے سارے گناہ مٹ جائیں تو یہ پھر ہماری بخشش کی ہی بات ہو رہی ہے اور یہ بھی بخشش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب ﷺ آپ ﷺ میرے پاس تشریف رکھتے ہیں یہ تیری معراج ہے اور یہ نماز کا تحفہ لے جاؤ آپ کا اتنی التحیات میں بیٹ کر تجھ پر درود سلام بھیجے گا میں اسے بھی معراج عطا کر دوں گا اس لئے فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے مومن کی معراج نماز میں اس وقت ہوتی ہے جب وہ کہتا ہے اَسْلَمَ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اگر تو سچے دل سے توجہ سے پڑھ رہا ہے کہ میں اپنے نبی پر درود شریف بھیج رہا ہوں تو تیری معراج ہو جاتی ہے کتنا مشکل آتا ہے کتنا مشکل جانا ہے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی اصل میں معراج ہے تو اللہ تعالیٰ دیدار کرا دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ بھی اولوالعزم پیغمبر ہیں جو عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھے اپنا دیدار کرا دے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن امت محمدیہ ﷺ پر یہ احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ جب حضور ﷺ کے صدقے کرم کرنے پر آتا ہے تو ہمیں ہر درو رکعت کے بعد موقعہ عطا فرماتا ہے

کہ ہم معراج کر سکتے ہیں۔ اکثر اولیاء اللہ جو ہیں کاملین جو ہیں ان کو جو معراج ہوئی دیدار رب تعالیٰ ہوا تو اَللّٰہُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کے مقام پر ہوا کچھ کہتے ہیں کہ سجدہ میں ہوتا ہے لیکن نہیں معراج جو ہے وہ التحیات میں ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے صدقے اتنا آسان کر دیا گیا ہے لیکن ہم اگر فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ہماری کم مانگی ہے کم بخشتی ہے ورنہ مواقع تو بے شمار ہیں ایک حضور ﷺ کی شان یہ ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم ۷) ”نہ آنکھ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑی“ ہم ادھر ادھر دیکھتے ہیں کہ یا اللہ جنت دیدے حوریں دیدے غلمان دیدے شان دیدے بخشش دیدے بجات دیدے ہماری نگاہیں ان چیزوں کی طرف جاتی ہیں لیکن حضور ﷺ کی کیا شان ہے کہ نہ ادھر دیکھا ہے نہ ادھر دیکھا ہے دیکھا ہے تو صرف ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی مقصود نہیں ہے تو قرآن مجید فرماتا ہے کہ نہ حضور ﷺ نے ادھر دیکھا نہ ادھر دیکھا اور نہ ہی آپ کی نگاہ حد سے بڑی ہے نہ پیچھے ہٹی ہے پورا جلوہ اسی لئے نگاہ میں لیا ہے کہ ان کی نگاہ میں نہ جنت ہے نہ حور ہے نہ غلمان ہے نہ زم زم ہے نہ کوثر ہے نہ کھانا ہے نہ پینا ہے کچھ بھی نہیں ہے اور ہے تو صرف ذات باری تعالیٰ ہے ہم نے اپنے راستہ میں خود کاٹے بکھیرے ہوئے ہیں عرض کرتا ہوں کہ دنیاوی لحاظ سے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے کاروبار کی ضرورت ہے ملازمت کی ضرورت ہے بیوی کی ہے اولاد کی ہے آسائش کی ہے رہائش کی ہے اور بہت ضروریات ہیں لیکن ان ضروریات کے ہوتے ہوئے بھی ہماری دعا یہ ہو کہ یا اللہ ہمارے مقصود حضور ﷺ ہوں تو پھر انشاء اللہ زندگی میں کسی چیز کی محتاجی نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باقی تمام مصائب سے بے نیاز کر دے گا از خود عطا کر دے گا جس کی بھی یہ دعا ہوگی کہ

کتنے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

جس کی دعا صرف یہ ہو کہ میں حضور ﷺ کو دیکھوں تو اس کا کاروبار بھی ٹھیک چل جائے گا۔ اولاد بھی ٹھیک ہو جائے گی باقی ضروریات بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ آخر میں ایک چیز عرض کرتے ہیں کہ معراج شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ایک چادر عطا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ جو یہ جواب دے اسے چادر عطا فرمادیں جواب بھی بتایا اور سوال بھی حضور ﷺ واپس تشریف لائے اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ اگر یہ چادر تمہیں مل جائے تو آپ اس کا کیا استعمال کریں گے انہوں نے جواب دیا لیکن یہ جواب وہ نہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا پھر حضور ﷺ نے حضرت سیدنا عمرؓ سے پوچھا اور پھر حضرت سیدنا عثمان غنیؓ سے پوچھا حتیٰ کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ یہ چادر اگر انہیں دی جائے تو اس کا کیا استعمال کریں گے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں یہ چادر امت کے گناہوں پر دے دوں گا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل یہی جواب درست ہے اور وہ چادر حضرت علیؓ کو عطا فرمائی معراج النبی ﷺ سے متعلق ایک اعتراض عیسائیوں نے کیا تھا لیکن اس سے پہلے میں عرض کرتا ہوں کہ زمین ایک قوت سے ہر چیز کو اپنے مرکز کی طرف کھینچتی ہے یہ قوت کشش ثقل کہلاتی ہے اس کشش ثقل کی وجہ سے کوئی جسم اور وزن رکھنے والی چیز سطح زمین

سے بلندی کی طرف نہیں جاسکتی کیونکہ زمین اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تقریباً سو سال پہلے سرسید کے زمانہ میں عیسائیوں نے معراج النبی ﷺ پر یہی اعتراض کیا تھا کہ حضور ﷺ جسم اور وزن کے ساتھ کشش ثقل سے کس طرح نکل کر جاسکتے ہیں لہذا معراج جسمانی نہیں ہو سکتی آج کل سائنس کا دور ہے خلائی تخیل ہو رہی ہے انسان اسی کشش ثقل سے نکل کر چاند تک پہنچ چکا ہے اور دوسرے سیاروں پر اترنے کی کوشش ہو رہی ہے اگر عام انسان جسم اور روح کے ساتھ خلائی جہاز کے ذریعہ سے زمین سے لاکھوں میل دور تک پہنچ چکا ہے تو کیا سردار الانبیاء کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ جسم اور وزن کے ساتھ ان راستوں سے گزر جائیں جبکہ وہ وسیلہ کے بھی محتاج نہیں ہیں اس لئے حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

سبق ملا ہے معراج مصطفیٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
محبت اور عشق رکھنے والے لوگ تو ہر اس چیز میں معراج دیکھتے ہیں جس کی نسبت حضور ﷺ سے ہے

جیسے کہ فرمایا

میں گنبد خضراء کو دیکھ رہا ہوں
کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 11/12/95

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجلا کر دے

مرشد کریم کی اہمیت و عظمت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یاسیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین! اردو اور دوسری زبانوں کا تو علم نہیں ہے البتہ انگریزی میں ایک محاورہ ہے To put cart before the horse جس کا مطلب ہے کہ گھوڑے کے آگے تاکہ جوڑنا اصل میں گھوڑا آگے ہوتا ہے اور تاکہ پیچھے ہوتا ہے اگر الٹ کرنا ہو کام نہ کرنا ہو مرضی یہ ہو کہ کوئی کام نہ ہو سکے تو گھوڑا پیچھے لگا دیں اور تاکہ کو آگے باندھ دیں تاکہ یہ کسی طرف نہ چل سکے تاکہ آگے ہو گھوڑا پیچھے ہو تو یہ کسی سمت میں نہیں چل سکے گا۔ یہ جو روحانیت ہے کہ آپ تشریف لائے ہیں۔ ذکر کیا ہے۔ نماز پڑھی ہے۔ فاتحہ خوانی کی ہے۔ اس میں گھوڑا کون سا ہے اور تاکہ کیا ہے تاکہ ہر حال میں گھوڑے کو آگے رکھا جائے ورنہ کام نہیں چلے گا آج کل گھوڑا تاکہ تقریباً چالیس ہزار روپیہ میں آتا ہے اور پھر گھوڑے کو پیچھے باندھ دیا اور تاکہ کو آگے رکھ دیا تو چالیس ہزار روپیہ بھی ضائع گیا۔ کو چوان کاروانہ کا معاوضہ بھی ختم ہو گیا مالک کے پیسے بھی ضائع گئے آمدنی بھی جو ملنا تھی وہ بھی نہ ملی اس کو کہتے ہیں حسن مراتب Order of Presidency تو حضرات! یہ علم ہونا ضروری ہے کہ روحانیت میں گھوڑا کون سا ہے اور تاکہ کون سا ہے پھر اسے جوڑنے کے لئے کام چلانے کے لئے روحانیت میں آگے بڑھنے کے لئے قرب الہی حاصل کرنے کے لئے گھوڑے تاکہ کا پتہ ہونا چاہئے اس کا Order of Presidency کیا ہے اس میں اعلیٰ چیز کون سی ہے ادنیٰ چیز کون سی ہے اس چیز کو خاص اہمیت دینی چاہئے کس چیز پر خاص توجہ دینی چاہئے اور کس کو یونہی رہنے دینا چاہئے حضرات! یہ اس کی چند مثالیں ہیں اسی طرح سے کچھ حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتی ہیں اور کچھ حضرت علی شیر خداؓ سے ملتی ہیں جنہوں نے اس کا صحیح طور سے تجزیہ کر کے ترازو میں تول کر بتا دیا ہے کہ اسے لوگو یہ تاکہ یہ گھوڑا ہے یہ اصل ہے اور یہ فرع ہے۔ نماز عصر بہت تاکید والی نماز ہے۔ یہ نماز وسطیٰ ہے قرآن مجید میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے اور والعصر کا مطلب بھی ہے کہ عصر کی نماز کی قسم وقت عصر کی قسم عصر کا وقت وہ ہوگا کہ جس وقت قیامت آتی ہے اور عصر کا وقت وہ ہونا ہے کہ جس وقت ترازو لگنا ہے میزان لگنا ہے کہ قیامت آ رہی ہے سنبھل جاؤ عصر کی نماز کا وقت ہے اور حضور ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آغوش اقدس میں آرام فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی ہے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی ہے۔ اب ہماری رہنمائی کے لئے ہماری تعلیم کیا ہے یہ دیکھئے کہ حضرت علی شیر خداؓ کی سنت کیا کہتی ہے کہ نماز کو آگے رکھنا ہے یا حضور ﷺ کے آرام کو مقدم رکھنا ہے۔ حضرت علیؓ نماز پڑھنے کے

لئے حضور ﷺ کو بیدار کر سکتے تھے یا کسی دوسرے شخص کو بھی بلا سکتے تھے۔ اگر وہ سمجھتے کہ آرام مصطفیٰ ﷺ کو قربان کر دیتے ایسا ہو سکتا تھا لیکن پروفیسر صاحب آپ دیکھیں کہ حضرت علیؑ نے کس چیز کو قربان کیا کس کو قربان نہیں کیا حضرت علیؑ شیر خداؑ نے آرام مصطفیٰ ﷺ کو نبوت کو کفایت دی ہے یہ حضرت علیؑ کا فتویٰ ہے کہ اگر حضور ﷺ کے آرام میں خلل آ گیا تو اس کی قضا نہیں ہے لیکن نماز کی قضا ہو سکتی ہے اب دیکھئے کہ وقت گزر گیا۔ حضرت علیؑ کی نماز قضا ہو گئی حضور ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت علیؑ کے چہرہ انور پر ذرا پریشانی دیکھی فرمایا کہ کیا بات ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نماز عصر نہیں پڑھی۔ حضور ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ حضرت علیؑ شیر خداؑ تیری اور تیرے نبی ﷺ کی خدمت میں تھا۔ اس کی نماز رہ گئی ہے تو اس کیلئے سورج پلٹا دے۔ سورج واپس آ گیا۔ حضرت علیؑ شیر خداؑ نے وقت کی نماز پڑھی قضا نہیں پڑھی اور قیامت تک کیلئے غروب شدہ سورج کو واپس کر کے ایسا عظیم معجزہ دکھا دیا ہے کہ کسی کی نظروں سے یہ اوجھل نہ ہو جائے کہ مقام نبوت کیا ہے اور مقام ولایت کیا ہے۔ اسی طرح سے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی ایک واقعہ پیش آیا نماز سے بھی زیادہ جس چیز کی پرواہ رکھنی چاہئے وہ جان ہے ایک طرف نماز پڑھنی ہے اور دوسری طرف آپ کی جان جارہی ہے جان بچانا فرض ہے اگرچہ نماز بھی فرض ہے لیکن ان ہر دو فرائض میں سے جان بچانا زیادہ فرض ہے ایک طرف غار ثور ہے جس میں سوراخ ہیں اور ان سوراخوں کو کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کیا گیا ہے ایک سوراخ کے سامنے حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی ایڑھی رکھی ہوئی ہے سانپ ڈس رہا ہے پیٹہ بھی چل رہا ہے کہ سانپ ڈس رہا ہے یہاں بھی حضور ﷺ آ غوش حضرت صدیق اکبرؓ میں آرام فرما رہے ہیں اور عاشق رسول کہہ رہے ہیں کہ جان جاتی ہے تو جائے لیکن سانپ اندر نہ آ جائے اور نہ ہی آرام مصطفیٰ ﷺ میں خلل آئے سانپ اگر اندر آ گیا جو جس طرح اس موذی نے مجھے ڈس لیا ہے اسی طرح کہیں یہ میرے نبی پاک ﷺ کہ نہ ڈس لے نہ ہر کی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ کو پسینہ آ گیا جس کے قطرے حضور ﷺ کے چہرہ انور پر گرے تو آپ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا کہ کیا ہوا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی موذی چیز ڈس گئی ہے اور زہر کے اثر کی وجہ سے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا ہے جو زہر کا اثر ہو رہا تھا۔ وہ کیفیت بیان فرمائی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایڑھی اس طرف کرو اور آپ ﷺ نے زخم پر اپنا لعب دہن لگایا تو فوراً آرام آ گیا۔ لیکن جو سبق ہمیں حضرت صدیق اکبرؓ دے گئے ہیں وہ یہ کہ جان پیچھے ہے آرام مصطفیٰ ﷺ آگے ہے۔ حضرات! یہ نہیں کہ صرف اس وقت ہی تھا اب نہیں ہے ایسی بات نہیں یہ اس وقت بھی تھا اور آج بھی ہے کہ مقام نبوت آداب نبوت کا قائم رکھنا اور اس کا سبق جو سیکھنا ہے وہ مرشد کریم سے سیکھو آپ اس کو آگے رکھو میرا تجربہ ہے کہ میرے سامنے کئی ایسی ہستیاں جو نذر نیاز دینے کے لحاظ سے پیسے دین کے لحاظ سے آنے جانے کے لحاظ سے باتیں کرنے کے لحاظ سے بہت آگے ہیں لیکن دل میں ادب مرشد کریم نہیں ہے تو پھر پیر صاحب کی نظر پھر گئی اور یہ ایسی پھری ایسی پھری کہ ایک وقت تھا جب یہ ان کی نظر میں آسمانوں میں تھے عروج پر تھے اور ایک ایسا وقت بھی میں نے ان پر ایسا آیا دیکھا کہ وہی شخصیت کہ جب ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ پیر کو آگے رکھنا ہے کہ اپنے آپ کو

آگے رکھنا ہے کہ اپنی Projection کو آگے رکھنا ہے اپنی اہمیت کو لوگوں کے سامنے اجاگر کرنا ہے۔ اپنے آپ کو Prominent کرنا ہے۔ تو جب انہوں نے پیر سے آگے نکلنے کی کوشش کی تو وہی شخصیت جو آسمان کی بلندیوں پر تھی وہ تحت الثریٰ کے نیچے گر گئی اور میں نے ان کے پیر صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ میرے مرید ایسے ہو گئے ہیں تو ان کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے ان کی خدمت میں تو کوئی فرق نہیں آیا لیکن یہ صرف اس لئے ہوا کہ وہ اپنے دل میں پیر صاحب سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ ان کی حاضری میں کوئی فرق نہیں آیا ان کے آنے جانے میں کوئی فرق نہیں آیا لیکن یہ جو خواہش ہے کہ اب ہم پیر صاحب سے بہت آگے ہیں اگر کوئی شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے بڑے پیر صاحب کا مرید ہونا ہے تو اسے کہا کہ بڑے پیر صاحب سے زیادہ تو ہم دے سکتے ہیں۔ ہم تمہارے پاس ہیں تمہارے قریب ہیں جب چاہو آؤ جاؤ زیارت کرو لیکن وہ تو بہت دور ہیں اور وہاں روز روز آ جا بھی نہیں سکتے نہ تمہارے پاس اتنا وقت ہے نہ اتنے پیسے ہیں کہ کرایہ خرچ کر کے وہاں پہنچو نہ تمہارے ایسے وسائل ہیں تو بہتر ہے کہ یہیں بیعت کر لو اس قسم کی باتیں کر کے اپنا بیڑہ غرق کر لیا اور ایسا بیڑہ غرق ہوا کہ اللہ تعالیٰ معافی دے جب بھی آپ پیر صاحب کی شخصیت کو پیچھے ہٹائیں گے اور باقی چیزوں کو عبادات کو ریاضات کو آگے رکھیں گے تو معاملہ الٹ ہو جائیگا۔ گھوڑا تانگے کے پیچھے چلا جائیگا اور تانگلہ آگے آ جائیگا تو کام ختم ہو جائیگا اب عقیدت دیکھو کہ یہ ان کا دیا ہوا سبق ہے کہ

خس خس جنناں قدر نہ میرا تے سب اس نون وڈھیاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں

یہ حضرت محمد بخش صاحب کا شعر ہے جس میں وہ اپنے پیر کی منقبت بیان فرماتے ہیں کہ میری کوئی حقیقت نہیں ہے تمام تعریف میرے مرشد کریم کی ہے کہ میں جو محل کے اوپر چڑھا دیا گیا ہوں مجھے بلندی نصیب ہوئی ہے لوگوں میں عزت نصیب ہوئی ہے یہ سب میرے پیر و مرشد کے وجہ سے ہوئی ہے۔ مجھ میں تو کوئی کمال نہیں ہے میں خس خس کی قدر جتنا بھی نہ تھا لیکن اگر مجھ میں کوئی کمال آیا ہے کوئی برتری آئی ہے اگر مجھ میں کوئی فضیلت ہے اگر مجھ میں کوئی عظمت آئی ہے تو میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ یہ میرے پیر کی وجہ سے ہے نہ میری کوئی عزت ہے نہ ہی مجھے عزت کی ضرورت ہے عزت وڈھیاں برتری عظمت اگر کچھ ہے تو میرے پیر صاحب میں ہے مجھ میں کچھ نہیں ہے میں تو گلیوں کا روڑا کوڑا تھا کہ پیر صاحب نے اٹھا کر مہربانی فرمائی میری عزت بنادی اسی طرح سے یہ دیکھیں کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

چھوٹے مولوی صاحب بڑے مولوی نہ بن سکے جب تک کہ حضرت شمس تبریزیؒ کی غلامی قبول نہ کی اس نے پیر صاحب کی عزت کو آگے رکھا

پیر رومی خاک را اکسیر کرو

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ حضرت رومی میرے پیر صاحب ہیں اور میں خاک ہوں مٹی ہوں تو انہوں نے میری مٹی کو اکسیر بنا دیا ہے مجھ میں تو کوئی کمال نہیں ہے۔ آپ پروفیسر صاحب بہتر جانتے ہیں کہ اکسیر کیا ہوتی ہے اکسیر جو بن جاتی ہے تو شروع میں جس چیز سے یہ بنتی ہے اسی میں یہ واپس آ سکتی ہے کہ نہیں یا یہ کہ جب اکسیر بن گئی تو بس بن گئی اب واپس نہیں آتی جی ہاں اکسیر بن جانے کے بعد اکسیر ہی رہتی ہے واپس نہیں آتی لیکن روحانیت کی اکسیر بن بھی جاتی ہے اور یہ اکسیر واپس بھی آ جاتی ہے اس میں یہ اثر ہے کہ اکسیر بن بھی جاتی ہے اور یہ اکسیر ہر میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ مٹی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں رہتی اس کی حیثیت صرف نگاہ مرشد سے قائم ہے اگر مرشد کریم کی نگاہ میں ہے تو سونا ہے اور اگر نگاہ پھر گئی تو پھر مٹی سے بھی بدتر ہے

پیر رومی خاک را اکسیر کرو

از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرو

میں تو مٹی تھی اور اگر اکسیر بنائی ہے تو حضرت پیر رومی نے بنائی ہے اور جو مجھ میں جلوہ ہے تو یہ انہی کا بنایا ہوا ہے مجھ میں از خود کوئی جلوہ نہیں ہے جلوہ ڈھونڈنا ہے تو یہ انہی میں ڈھونڈو جس طرح سے ہے کہ

میرے نبی پیارے نبی مرتبہ بالا تیرا

جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلوا تیرا

جوتی مبارک چمک رہی ہے۔ نعلین پاک چمک رہی ہے پوچھا کہ تو کیوں چمک رہی ہے کہا کہ یہ چمک میری نہیں میں تو بس خوش قسمت تھی کہ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک میں آ گئی تو مجھ میں چمک پیدا ہو گئی ورنہ میں تو وہی چمڑا ہی ہوں۔ لیکن اگر جوتی مبارک یہ کہے کہ ہاں یہ میری چمک ہے میں چمکیلی ہوں مجھ میں بجلی ہے مجھ میں Flash ہے یہ ہے وہ ہے۔ تو یہ سب جھوٹ ہے کہ جوتی میں کوئی کمال نہیں ہے کمال تو اس پاؤں میں ہے جس میں یہ پہنی گئی ہے۔ مکان کی اپنی کوئی عظمت نہیں ہوتی مکان کی عظمت اس کے مکین سے ہوتی ہے۔ روضہ اقدس کی عزت گنبد خضراء کی عظمت حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے۔ کئی مساجد کی تعمیر اب بالکل اس طرح سے ہو رہی ہے کہ جو شکل شاہت گنبد خضراء اور اس کے ساتھ ملحق مینار کی ہے۔ ان مساجد میں اور مسجد نبوی میں کیا فرق ہے۔ فرق یہ ہے کہ ان میں رہتا کون ہے۔ شکل و شاہت ایک جیسی ہے لیکن کسی میں Material بہتر ہو سکتا ہے کسی کا ڈیزائن بہتر ہو سکتا ہے جہاں تک چٹنگی کا تعلق ہے ہو سکتا ہے یہ بعد میں بننے والے مضبوط ہوں یہ زیادہ Soled اور Concrete سے ہوں لیکن ایک ہے کہ وہ حضور ﷺ کے روضہ اقدس کا گنبد ہے اور دوسرا یہاں فیصل آباد یا لاہور کی مسجد کا گنبد ہے۔ لاہور میں تو اب رواج ہی بن چکا ہے کہ مسجد کا گنبد وہ گنبد خضراء جیسا ہی بناتے ہیں فیصل آباد میں حضرت قائم سائیں کا روضہ بغین ہی ایسا ہے کہ جیسا حضرت داتا گنج بخش جویری کا ہے انجینئرنگ کے لحاظ سے ان گنبدوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن ان

دونوں بزرگوں کے مرتبہ کے لحاظ سے ان میں بہت زیادہ فرق ہے۔ جس گنبد میں بڑے مرتبے والا بزرگ ہے وہ گنبد بھی بڑا ہے اور جس گنبد میں چھوٹے مرتبے والا بزرگ ہے وہ گنبد خواہ سائز میں بڑا ہو لیکن وہ چھوٹا ہے۔ تو حضرات! یہ چیز ہے کہ

از غبارم جلوہ با تقدیر کرو

میرے غبار سے جلوے بن رہے ہیں تو جلوے وہ بنا رہے ہیں مجھ میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے تو بات یہ ہو رہی تھی کہ روحانیت میں گھوڑا کیا ہے اور تانگہ کیا ہے۔ حضرات! روحانیت میں گھوڑا جو ہے مرشد کریم کی عظمت ہے اس کو آگے رکھو گے تو روحانیت کی گاڑی چل پڑے گی اور تانگہ جو ہے آپ کا آنا جانا ہے آپ کی عبادت ہے آپ کی ریاضت ہے آپ کے مجاہدے ہیں لیکن پھر بار بار وہ بات کرتے ہیں کہ مت سمجھو کہ تمہاری کوئی عبادت ہے تمہاری کوئی ریاضت ہے ان کو آپ تانگہ ہی رہنے دیں اس کو آپ نقل ہی رہنے دیں اسے ٹہنی اور فرع رہنے دیں اس کو چھوٹی چیز ہی رہنے دیں لیکن جس نے اس کو چلانا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کا مقام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ادب ہے مرشد کریم کا مقام ہے اور مرشد کریم کا ادب ہے پروفیسر صاحب حضرت علامہ اقبالؒ کا شعر ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے کہ بتا تیری رضا کیا ہے

لوگ جو اس شعر کا مطلب نکالتے ہیں وہ یہ ہے کہ بندہ اگر اپنی خودی کو ٹھیک کر لے تو یہ بہت اعلیٰ چیز بن جاتا ہے۔ پھر مرضی اس کی ہوگی اور عطا ان کی طرف سے ہوگی حالانکہ اس پورے شعر میں جس چیز پر زور ہے وہ ہے ”بندہ“ یعنی ”خدا بندے سے خود پوچھے“ تو پہلے بندہ بنے پھر بات بنے گی لیکن جب تک بندہ ہی نہیں بنتا تو وہ خودی کیسے ٹھیک کر لے گا بندہ وہ ہوتا ہے جو کہے کہ میرا کوئی اختیار نہیں ہے سارا اختیار میرے نبی ﷺ کا ہے یہ سارا اختیار میرے اللہ کریم کا ہے۔ یہ میری نماز نہیں بلکہ ان کی عطا ہے۔ یہ میرا آنا جانا نہیں ہے یہ ان کا کرم ہے۔ میرا کوئی حج نہیں بلکہ وہ خود لے گئے ہیں۔ یہ روضہ اقدس پر میری حاضری نہیں ہے بلکہ وہ بلا رہے ہیں۔ نماز کیلئے جو میں کھڑا ہوں تو ان کی وجہ سے ہے میرے دل میں جو محبت ہے یہ انہی کی ڈالی ہوئی ہے۔ یہ بندہ ہونے کی دلیل ہے اور جو بندہ نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ نماز بھی میں پڑھ رہا ہوں روزہ بھی میں رکھ رہا ہوں زکوٰۃ میں دے رہا ہوں حج بھی میں کر رہا ہوں طواف بھی میں کر رہا ہوں اس میں صرف میں میں ہوتی ہے بندہ نہیں ہوتا۔ بندہ وہ ہے جو اپنی ہر چیز کو اپنے مالک کی طرف سے جانے اپنی طرف سے نہ جانے عمل ضرور کرے لیکن یہ کہے کہ عمل بھی ان کی وجہ سے ہے۔ یہ توفیق بھی ان کی وجہ سے ہے تو پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ ہاں اب تو میرا بندہ ہے تو بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو تمہاری کیا رضا ہے اس طرح سے ایک اور شعر ہے کہ جس میں بندہ سمجھتا ہے کہ وہ کائنات کا مالک بن گیا ہے وہ یہ ہے کہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دوسرے مصرعہ میں اس انعام کی طرف اشارہ ہے جو تمہیں ملنا ہے لیکن اس شعر میں جہاں بندہ کا لفظ تھا اس میں وفا کا لفظ آیا ہے وفا کسے کہتے ہیں؟ جسم کو روح کے ساتھ جو تعلق ہے اسے وفا کہتے ہیں۔ روح جسم کے ساتھ لگی ہوئی ہے یوں سمجھ لو کہ روح نے جسم کے ساتھ وفا کی ہوئی ہے۔ جب روح جدا ہو جائے گی تو جسم بیکار ہو جائے گا۔ اصل روح ہے اور جسم اس کے تابع ہے جس طرح سے روح چاہتی ہے اسے چلاتی ہے۔ جس طرح کا حکم اسے دیتی ہے وہ کرتا ہے اور جب آپ جسم ہوں گے اور اس میں جو روح ہے وہ روح مصطفیٰ ﷺ ہوگی تو یہی وفا ہے تیری روح وہ ہوں تیری مرضی کو چلانے والے وہ ہوں ایک اس کی عام مثال یہ ہے کہ ایک نوجوان لڑکی حسن و جمال کی پیکر پورا میک اپ کئے ہوئے پرکشش کپڑے پہنے ہوئے بے پردہ آ رہی ہے۔ وہ اکیلی ہے آپ بھی نوجوان ہیں اور اکیلے ہیں کوئی دوسرا نہیں ہے کہ جس کا کوئی ڈر ہو وہ آپ کی طرف متوجہ ہو سکتی ہے آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں لیکن آنکھ کی وفا یہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ ہوتے تو وہ کیسے گزرتے کہ جن کا حکم ہے کہ ایسے موقعہ پر اپنی آنکھیں بنی رکھو اور اگر آپ اپنی نظر نیچی کر کے گزر جاتے ہیں تو اس وقت یہ آنکھ آپ کی آنکھ نہیں ہوگی بلکہ یہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہوگی اور یہ تیری آنکھ کی نبی ﷺ کی آنکھ سے وفا ہے۔ جس طرح سے حضور ﷺ نے پانی پیا۔ جس طرح سے کھانا تناول فرمایا۔ جس طرح سے جوتی مبارک پہنی۔ جس طرح سے لباس زیب تن فرمایا ہے۔ جس طرح سے دوسرے اعمال فرمائے۔ تو بھی اس طرح سے ہی وہ اعمال کو تو یہ تیرے نبی ﷺ سے وفا ہوگی۔ پھر لوح و قلم بھی تیرے ہیں اور باقی سب کچھ بھی تیرا ہے میں عرض کر رہا تھا کہ روحانیت میں جس چیز کا خاص خیال رکھا جاتا ہے وہ ہے اپنے مرشد کریم کا ادب اور اس کے سامنے چوں چراں نہ کرنا ہم حضرت سرکار سائیں بابا کی سوانح حیات سے متعلق کتاب رکھ رہے ہیں کافی لکھی جا چکی ہے۔ پروفیسر صاحب پوری کوشش کر کے لکھ رہے ہیں پیسے بھی لگا رہے ہیں۔ وقت بھی دے رہے ہیں۔ صوفی جاوید صاحب کتابت کر رہے ہیں بہت کام ہو چکا ہے۔ تھوڑا باقی ہے اور اب اوپر سے یہ حکم آ جائے کہ ختم کر دو نہ لکھو بند کر دو تو اس کتاب کی تحریر بند کر دینا ہی بہتر ہے۔ حکم ہو کہ اس میں یہ تبدیلی کر دو تو تبدیلی کر دینا ہی بہتر ہے وہ کہہ دیں کہ ادھر کر دو ادھر کر دو تو ان کے حکم کے مطابق کر دینا ہی بہتر ہے۔ اس میں اپنی مرضی کا کوئی دخل نہ ہو تو یہ وفا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک غلام کو اپنی پھوپھی جان کے گھر بھیجا کہ وہاں جا کر اپنے لئے رشتہ مانگو۔ وہ تشریف لے گئے اور کہا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے اور اس مقصد کے لئے بھیجا ہے گھر والوں نے سوچا کہ ہم تو قریشی ہیں اور یہ غلام ہے اگر یہ رشتہ ہوتا ہے تو خاندان کی عظمت پر حرف آتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاندان کی عظمت زیادہ مقدم ہے یا حضور نبی کریم ﷺ کا حکم زیادہ مقدم ہے۔ قریشی ان دنوں میں بہت زیادہ صاحب عزت تھے کعبہ شریف کے متولی تھے۔ تجارت ان کے ہاتھ میں تھی۔ وہ بڑی عظمت والی چیز تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل بھی قریشی بہت عظمت و عزت کے مالک تھے۔ بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد بھی ان کی بڑی اہمیت تھی لہذا انہوں

نے کہا کہ ہم خاندانی ہیں ہم غلام سے یہ رشتہ نہیں کریں گے اور انہوں نے حضور ﷺ کی مرضی کو نہ دیکھا کہ وہ کیا چاہتے تھے۔ صحابی اور صحابیہ کی سوچ ہے کہ خاندان عظیم ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ ان کو تعلیم دے رہے ہیں کہ اگر فرمان نبوی ﷺ پر عمل نہیں کرو گے تو بیڑہ غرق ہو جائیگا۔ قریشی ہونا بھی کام نہیں آئے گا۔ صحابیت بھی چلی جائے گی عبادت ریاضت بھی چلی جائے گی تو سبق حاصل کرنے کیلئے یہ بہت بڑا اور اہم واقعہ ہے زندگی میں ہر جگہ پر یہ نمائندگی اور راہبری کیلئے کافی ہے کہ اپنی مرضی کرنی ہے یا مرشد کریم کی رضا کو آگے رکھنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جو حکم فرمادیں پھر کسی کو باقی کوئی حق نہیں رہتا لہذا نکاح ہو گیا۔ یہ حضرت زیدؓ تھے جو اصل میں غلام نہ تھے بلکہ اغواء ہو کر آئے تھے۔ کوئی تاجر ان کو بچپن میں اٹھا کر لے آئے تھے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے اور آپ ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا تھا اور حضرت زینت کیلئے ان کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ حضرت زیدؓ تو پھر بھی گورے تھے خوبصورت تھے۔ ایک واقعی جشی النسل سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ حضور ﷺ نے اسے بھی ایک صحابی کے ہاں رشتہ طلب کرنے کیلئے بھیجا تھا وہ بھی گئے دروازہ کھٹکٹایا صحابیؓ باہر نکلے اور پوچھا کہ ایسے آنا ہوا تو کہنے لگے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے اور آپ کی جو فلاں بیٹی ہے اس سے متعلق آیا ہوں کہ آپ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ وہ بھی حیران ہو گئے کہ یہ جشی ہمارے پاس رشتہ لینے آیا ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے بتایا وہ بھی حیران ہوئی کہ حضور ﷺ نے ایک جشی کو ہمارے ہاں بھیجا ہے۔ ہم گورے ہیں یہ کالا ہے۔ ایسا ہے ویسا ہے تو لڑکی جوتھی وہ بولی دیکھو کہ والدین کی سوچ کیا ہے اور لڑکی کی سوچ کیا ہے وہ کہتی ہے کہ ابا جان آپ نے اس آنے والے کو دیکھنا ہے یا اس کے بھیجنے والے کو دیکھنا ہے۔ اگر آپ کو یہ منظور نہیں بھی ہے تب بھی مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان منظور ہے۔ یہ جشی ہوا کوئی بھی ہو مجھے تو حضور ﷺ کا حکم عزیز ہے۔ حضرات! کوئی دستور نہیں بدلتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری باتیں نہیں بدلتیں میرے احکام میرے دستور میرا منشور نہیں بدلتا آخر میں عرض ہے کہ عبادت کرو ذکر کرو وہ بھی صرف اس لئے کہ مرشد کریم کا فرمان ہے۔ تہجد پڑھو اور اپنا پڑھو جو مرضی کرو لیکن یہ رضائے مرشد کریم میں کرو عبادات ریاضات میں اگر کوئی کمی بیشی رہ گئی تو مرشد کریم معاف کرادیں گے۔ جس طرح صحابہ کرام اور امت کیلئے حکم ہے کہ اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میرے نبی ﷺ کے در پر حاضر ہو جاؤ وہ تمہارے لئے بخشش طلب کریں تو میں توبہ قبول کرنے والا ہوں حضرت علیؓ نے اپنی نماز قربان کر دی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی جان وادی اور اس بچی نے اپنی رضا حضور ﷺ کیلئے قربان کر دی۔ حضرت زینبؓ نے حضرت زیدؓ کیلئے حضور ﷺ کا حکم تسلیم کر لیا۔ اسی طرح سے حضرات! یہ آج بھی وہی حکم احکام چل رہے ہیں کوئی مرشد کریم یہ نہیں کہے گا کہ تم نماز چھوڑ دو بس بیٹھے رہو اعمال صالحہ نہ کرو نہیں ایسا نہیں کہے گا لیکن مرید کی کوشش یہ ہو کہ وہ اپنے مرشد کریم کے آرام پران کی مرضی پر اپنا سب کچھ واردے Pivot آپ جانتے ہیں کیا ہوتا ہے جس کے گرد چکی گھومتی ہے وہ ایک کلی ہوتی ہے جسے قطب بھی کہتے ہیں وہ ہوتی ہے Pivot چکی صرف اس کے گرد گھومتی ہے۔ اگر آپ اس Pivot کو نکال دیں تو چکی گھومنا بند کر دے گی۔ آٹا پیسنا بند کر دے گی حالانکہ چکی بھی ہے

اس کے دونوں پتھر بھی ہیں دانے بھی ہیں پیسنے والا بھی ہے لیکن اس میں وہ کلی وہ محور نہیں ہے تو چکی کام نہیں کر سکتی وہ Pivot جو ہے وہ مرشد کریم ہے اور مرشد کریم کے واسطے سے حضور ﷺ ہیں۔ محور حضور ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے مرشد صرف ٹریننگ Training دیتا ہے۔

پیر کامل سے بردبا مصطفیٰ ﷺ

پیر کامل جو ہے وہ مصطفیٰ ﷺ تک پہنچا دیتا ہے مرشد کیلئے یہ کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کے پاس دس بارہ بندے آجائیں اور بیچیس وعظ و نصیحت سنیں اور چلے جائیں۔ مرشد کریم بے نیاز ہوتا ہے اللہ کرے کہ تمام مرشد کریمین اس طرح سے ہوں حضور نبی کریم ﷺ بھی بے نیاز ہیں۔ کوئی بھی روضہ پر نہ جائے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ خود حضور ﷺ کی تعریف کیلئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اتنی تعریف کی ہے کہ کوئی نہیں کر سکتا کوئی بھی عبادت کرنے والا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی معبود ہے کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو اللہ تعالیٰ پھر بھی حمید ہے۔ سب باغی ہو جائیں اللہ تعالیٰ پھر بھی موجود ہے۔ رازق اللہ تعالیٰ ہے وہ مالک بھی ہے مختار بھی ہے قدرت والا ہے بس احتیاط یہ کرو کہ کوئی کام بھی مرشد کریم کی مرضی کے خلاف نہ ہواصل چیز یہ ہے باقی فروعات ہیں میں نے دیکھا ہے کہ کئی جگہ پر ذکر بھی ہو رہا ہے نمازیں بھی ادا ہو رہی ہیں ختم خواجگان بھی ہو رہا ہے۔ گجڑی بھی ہے عصا بھی ہے طرہ بھی ہے لباس بھی ہے ہر چیز ہے لیکن مرشد کریم کی ذات درمیان میں سے غائب ہے۔ اللہ کرے کہ انہیں سمجھ آ جائے کہ مرشد کریم کا لحاظ اور ادب کیا ہے بندے کی جستجو یہی ہو کہ مرشد کریم کیا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کیا چاہتے ہیں اپنی طرف سے ہر چیز پر ان کو مقدم رکھو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز ہر چیز کو پیچھے کر دیتا ہے اور فرمائیں گے کہ آج اگر نجات چاہتے ہو جنت لینا چاہتے ہو بخشش چاہتے ہو تو میرے نبی ﷺ کے آگے جھک جاؤ اور ان کے سامنے دامن پھیلا دو کہ یا رسول اللہ ﷺ آج ہماری شفاعت فرمائیں تو پھر کہاں گئیں تمہاری نمازیں کہاں گئے تمہارے روزے کہاں گئی زکوٰۃ کہاں گئے حج اللہ تعالیٰ نے ایسا Order of presidency قائم کیا ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

آپ کو پتہ ہے کہ جب کوئی صدر یا وزیر اعظم آتا ہے تو اس کے استقبال کیلئے ایک لمبی قطار لگ جاتی ہے۔ پہلے نمبر پر صدر ہوگا پھر تینوں افواج کے سربراہ کے پھر وزراء اور کشتی اور آبی جی وغیرہ ہوں گے۔ یہ تمام جو استقبال کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یہ اپنے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ کی زندگی میں بھی یہ ساری چیزیں ہیں سب سے پہلے آپ کس چیز کو لیں گے وہ حضور نبی کریم ﷺ کا مقام ہے اور اس مقام کا پتہ صرف مرشد کریم سے چلتا ہے ورنہ غلطی ہونے کا قوی امکان ہے ایسی غلطی ہوگی کہ جس کا شور بھی نہیں ہوگا۔ مرشد کریم کی گستاخی یا حضور کی گستاخی ایسی ہوتی ہے کہ انسان کو غلطی کا احساس بھی نہیں ہوتا آدمی سمجھتا ہے کہ میں ٹھیک ہوں میں درست ہوں وہ غلطی کو تسلیم نہیں

کرے گا لیکن کھیل ختم ہو جائیگا اور اعمال اکارت چلے جائیں گے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** (الحجرات ۲) ”اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات اس طرح سے چلا کر نہ کرو جس طرح تم ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ چلے جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو“

حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سے اگر کسی کی آواز بلند ہو جائے تو اعمال صالحہ بھی اس طرح سے اکارت چلے جاتے ہیں کہ کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ پیر صاحب سے زیادہ لوگ مجھے چاہنے لگیں تو یہ اونچی آواز ہے کوئی یہ کہے کہ میں پیر صاحب سے آگے نکل جاؤں میری شہرت زیادہ ہو تو بیڑہ غرق کرنے کیلئے یہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے کئی جگہ ایسے واقعات اور ایسی مثالیں سامنے آئی ہیں مجھے بہت دکھ ہوا ہے کہ لوگ کس طرح سے تباہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی چیز سے بچائے رکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ایک صحابی تھے جو کاتب وحی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قرب کا یہ اثر تھا کہ جب حضرت جبرائیل وحی لے کر آتے تو ان کو پہلے ہی پتہ چل جاتا کہ وحی آرہی ہے بلکہ وحی کے نفس مضمون کا بھی پتہ چل جاتا۔ تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ میں بڑی چیز ہوں مجھے تو حضور نبی کریم ﷺ سے بھی پہلے پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم آ رہا ہے کیا وحی آرہی ہے حضور ﷺ کو اس کی اس بات کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جانتھے زمین قبول نہیں کریگی۔ اللہ تعالیٰ معافی دے اور ہمیں ایسی گستاخی اور بے ادبی سے بچائے چنانچہ جب وہ فوت ہوئے تو بارہ مرتبہ ان کو دفنایا گیا لیکن ہر بار زمین نے باہر پھینک دیا آخر کتے بٹے کوئے جانور اس کی میت کو کھا گئے۔ تو حضرات! میری گزارش ہے میری عرض ہے کہ اپنی مرضی چھوڑ کر پیر صاحب کی رضا کے طلب گار بنے رہو جیسے وہ فرمائے ویسے ہی کرو تو یہ اعمال بھی کام آئیں گے ورنہ کچھ نہیں ملے گا

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
جب تک آدمی اپنی میں کو نہیں مار دیتا اس وقت اسے کوئی مقام نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ عمل توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 29/02/96

نہ تخت و تاج میں ہے نہ لشکر و سپاہ میں ہے

جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملكته يصلون على النبى يا ايها الذين امنو
صلو عليه وسلمو اتسليما الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك
ياسيدى يا حبيب الله

معزز حاضرین! ایک بادشاہ تھا اور اس کے زیرِ حراست ایک قیدی تھا اس قیدی کو سزائے موت کا حکم ہو گیا اور اسے پھانسی دینے کیلئے تاریخ مقرر ہو گئی جب وقت آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تیری کوئی آخری خواہش ہو تو بتاؤ اس نے کہا کہ مجھے بادشاہ سے ملا دو۔ بادشاہ کو جب اس قیدی کی خواہش سے متعلق بتایا گیا تو اس نے ملنے سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ اس کو پھانسی دے دو۔ وہ مجھے مل کر کیا کرے گا اگر اسے ملاقات کا موقع دیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ کوئی نیا فساد برپا کر دے بہتر ہے کہ اس کی یہ خواہش پوری نہ کی جائے۔ ملزم کو جب موت سامنے نظر آ رہی ہو تو اس سے کسی بھی نئے فتنہ یا فساد کی توقع ہو سکتی ہے اس قیدی کو بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا گیا تو اس نے کہا میں نے صرف بادشاہ کا دیدار کرنا ہے اور کوئی بات نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ بادشاہ سلامت یہ سمجھتے ہوں کہ میں کوئی چیز مانگوں گا۔ میں تو اب دنیا سے جا رہا ہوں مجھے کوئی طلب نہیں ہے۔ میں نے صرف بادشاہ سلامت کی زیارت کرنی ہے۔ بادشاہ نے اجازت دیدی تو وہ قیدی حاضر ہوا اور کہا بادشاہ سلامت ”السلام علیکم“ بادشاہ نے جواب دیا کہ ”علیکم السلام“ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کہنا چاہتے ہو قیدی نے جواب دیا کہ کچھ نہیں بادشاہ نے کہا کہ لے جاؤ اس کو پھانسی دیدو قیدی نے کہا کہ نہیں بادشاہ حضور اب مجھے پھانسی نہیں ہو سکتی اب مجھے رہائی مل گئی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے تمہیں پھانسی دینے کا حکم دے دیا ہے تجھے رہائی کس چیز نے دلا دی۔ قیدی نے کہا بادشاہ حضور بلاشبہ آپ مجھے پھانسی کا حکم دے چکے ہیں۔ اب ”علیکم السلام“ کا حکم بھی آپ کا ہی ہے آپ مجھے سلامتی دے چکے ہیں پھانسی کا حکم پرانا تھا سلامتی کا حکم بعد کا ہے یہ نیا حکم ہے سلامتی کا حکم آخری ہے اور جب سلامتی کا حکم ہو تو پھر پھانسی نہیں ہوتی ویسے بھی جب نئے آرڈر آ جائیں تو پرانے آرڈر پر عمل نہیں ہوتا بادشاہ اس قیدی کی عقل مندی سمجھ گیا اور اس کی رہائی کا حکم صادر فرما دیا۔

حضرات! السلام علیکم کہنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا فرض ہے اگر آپ اپنے دل سے نبی کریم ﷺ کو السَّلَامُ عَلَیْکَ يَا سَيِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کرتے ہیں تو حضور ﷺ بھی آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ وہ بھی آپ کی سلامتی کیلئے دعا فرماتے ہیں قیدی کو تو پھانسی سے رہائی مل گئی تھی نا۔ آپ کو دوزخ سے رہائی مل جائیگی نبی کریم ﷺ کا تم پر سلامتی بھیجتا تمہیں ہر دکھ درد جی کہ نار دوزخ سے نجات دلا دیتا ہے۔ میں ان لوگوں کی ہدایت کیلئے عرض کر رہا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ پر سلام نہیں بھیجتے بلکہ الصلوة والسلام سے منع بھی کرتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَهُ

يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اور اے ایمان والو تم بھی نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے فرشتوں کی خبر ہمیں دی کہ وہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں لیکن اے ایمان والو تمہاری یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ تم درود بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو اللہ کریم نے اپنے ذمہ ایک کام لیا لیکن ہمارے ذمہ دو کام لگائے ہیں پتہ ہے کہ اس کا نہ کیا ہے اور کیوں ایسا حکم دیا گیا ہے کہ جب تم حضور نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کرو گے تو تمہیں ان کا جواب آئیگا اور اس جواب و علیکم السلام کے ساتھ میری اور میری بخشش کا پروانہ بھی ہوگا۔ تو حضرات! درود شریف بھی پڑھا کرو اور حضور نبی کریم ﷺ کے بار بار عالیہ میں سلام بھی مودبانہ پیش کیا کرو کہ یہی بخشش کا ذریعہ ہے۔ ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ ابھی ابھی حضرت بشر ہائی سے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ راستہ میں جا رہے تھے کہ انہیں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر ایک قرآن کی آیت لکھی ہوئی نظر آئی غَالِبُ سَمِ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ لکھا تھا۔ انہوں نے وہ کاغذ کا ٹکڑا اٹھا لیا صاف کیا بوسہ دیا اور آنکھیں سے لگا دیا اب سے اسے اپنے پاس رکھ لیا اس ادب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے بشر ہائی کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بشر ہائی کو ولی بنادیا۔ میں عرض کرنا یہ چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کی تعظیم سے آپ کو ولایت ملی ہے اور اگر کوئی صاحب قرآن کی تعظیم کرتا ہے تو اس کو ملتا ہے۔ قرآن کی تعظیم سے حضرت بشر ہائی ولی بن گئے جنتی بن گئے اب صاحب قرآن کی تعظیم کرنا والا کیا بنتا ہے۔

بڑا مشہور واقعہ ہے کئی دفعہ عرض کیا ہے لیکن آج پھر اس نسبت سے کہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے کیا ملتا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے ایمان کی تازگی ملتی ہے حضرت موسیٰ کا زمانہ تھا کہ ایک آدمی ہر طرح سے معیوب تھا ہر برائی اس میں تھی بہت منہ زور تھا کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔ حضرت بشر ہائی نے تو قرآن مجید کی تعظیم کی ہے لیکن اس آدمی کو کسی کا تعظیم کا پتہ تک نہیں تھا۔ نماز نہیں پڑھی روزہ نہیں رکھا حج نہیں کیا قربانی نہیں کی کوئی عمل نہیں کیا کوئی نیک کام نہیں کیا ہر وقت شری پسندی میں مصروف رہتا تھا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا تا کہ پتہ چل جائے کہ کوئی ایک نیکی بھی اس کے پلے میں نہیں تھی لیکن پھر بھی اس کی نجات ہوتی ہے تو کس طرح سے ہوتی ہے کون سی ایک نیکی اس کے کام آتی ہے اس نے نیک اعمال کئے ہوتے نماز پڑھی ہوتی روزے رکھے ہوتے حج و طواف کیا ہوتا قربانی کی ہوتی زیارت کعبہ شریف کی ہوتی حجر اسود کا بوسہ دیا ہوتا سعی کی ہوتی تو ہمارا کسی طرف دھیان جاسکتا تھا کہ اس کی فلاں نیکی کام آئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے کوئی عمل کوئی فعل سرزد ہوا ہے تو وہ فعل بد ہی سرزد ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی نجات ہوئی ہے اس کی بخشش ہوئی ہے اب دیکھیں کہ نجات ہوتی کیسے ہے۔ حضرات! ذرا غور فرمائیں کہ کوئی نیکی نہیں نظر آتی وہ مر گیا اتنا بد عمل اور بد کردار تھا کہ اس کے مرنے پر لوگوں نے افسوس کی بجائے خوشی منائی اور اپنے دل کا غصہ نکالنے کیلئے انہوں نے کہا کہ اس کو دفن نہیں کرنا ہے بلکہ اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر گھسیٹے ہوئے لیکر جانا ہے اور باہر گندگی کے ڈھیر پر

پھینک دینا ہے کہ اس کو کتے بلے اور جنگلی جانور اور کوئے چیل کھائیں تو ہمیں ٹھنڈک پڑے۔ انہوں نے حقیقتاً ایسا ہی کر دیا اس کو اٹھایا بھی نہیں بلکہ مردار کی طرح پاؤں میں رسی باندھ کر کھینچتے ہوئے لے گئے اور باہر پھینک دیا اللہ تعالیٰ معاشرے میں ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن سے انسانیت ابھی تنگ آ جاتی ہے۔ ایسے بداخلاق و بدکردار ہوتے ہیں کہ لوگ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ان کی موت کی دعائیں بھی کرتے ہیں۔ ایسے ظالم لوگ بھی دنیا میں ہوتے ہیں حضرت موسیٰ کو وحی ہوئی کہ اے موسیٰ میرا بخشا ہوا بندہ ہے اور وہ بے گور و کفن باہر روڑی پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھاؤ غسل دو کفن دو اور جنازہ پڑھاؤ اور یہ اعلان کر دو کہ جو شخص اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی جنت میں جایگا یہ نہیں فرمایا کہ صرف مولوی صاحب پڑھیں یا صوفی صاحب پڑھیں گے تو بخش دے جائیں گے بلکہ اگر چوراہہ پر بھی پڑھیں گے تو وہ بھی بخش دے جائیں گے۔ حضرات! اس میں صاحب قرآن کی تعظیم کا سبق ہے جو میں عرض کرنے والا ہوں حضرت موسیٰ نے ارشاد ربانی کے مطابق اعلان فرمایا کہ جو بھی اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بخش دیا جائیگا۔ بہت لوگ آئے جنازہ پڑھا اور پھر بعد میں حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ یہ ایسا بدکردار تھا کہ اس کی پوری قوم اس سے تنگ تھی اس لئے یہ اس کے ساتھ سلوک کیا گیا تھا۔ آپ فرمائیے کہ اس کی بخشش کس طرح سے ہو گئی اس نے تو ہر وہ برائی کی ہے جو شریعت کے لحاظ سے گناہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ٹھیک کہتے ہیں یہ تو تھا ایسا ہی اور تھا بھی اسی سلوک کے قابل جو اس کے ساتھ ہوا لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے اس نے ایک روز تو ریت کھولی تو اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ لکھی تھی اس نے نام محمد ﷺ پر بوسہ دیدیا۔ بس یہی لحاظ ہے جس سے آج وہ بھی بخشا ہوا ہے اور اس کا جنازہ پڑھنے والے بھی بخشے ہوئے ہیں اور حضرات! یہ بھی یاد رکھیں کہ جو آج صاحب قرآن کی تعظیم نہیں کرے گا اسے قرآن کی تعظیم بھی نصیب نہیں ہوگی یہ نہ سمجھنا کہ آپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو اٹھا کر صاف کر کے اسے عطر وغیرہ لگا کر اونچی جگہ پر رکھنے سے آپ کو کچھ مل جائیگا۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے جو کچھ بھی ملنا ہے وہ صاحب قرآن کے در سے ملنا ہے یہ الفت یہ محبت یہ ادب یہ عقیدہ ہوگا تو پھر بخشش ہوگی پہلے صاحب قرآن کی تعظیم کرو پھر قرآن کی تعظیم کرو حضور ﷺ کے در کے کتے کی تعظیم کرو تو بخشش ہی بخشش ہے۔ حضرات! دیکھو کہ وہ یہودی تھا جس نے حضور ﷺ کے نام نامی پر بوسہ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ اور کوئی نیکی اس سے نہیں ہونے دی تاکہ ہمارا خیال کسی دوسری نیکی کی طرف نہ جائے کہ یہ بخشش ہو سکتا ہے کہ اس دوسری نیکی کی وجہ سے ہوئی ہے روزے سے ہوئی ہے نماز سے ہوئی ہے حج سے ہوئی ہے نہیں نہیں صرف تعظیم نام محمد ﷺ سے ہوئی۔ آج بھی کوئی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کر لے بلکہ ان کے غلام کے غلام کی تعظیم بھی کر لے تو اسے یہی مرتبہ ملے گا۔ یہ ادھار نہیں ہے کہ اس یہودی نے تو یہ کر لیا اس لئے اس کا بیڑہ پار ہو گیا۔ اب ہم کیا کریں آپ بھی یہی کر لیں آپ کا بھی بیڑہ پار ہو جائیگا۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ موجودہ وقت میں کیسے کی جائے تو عرض ہے کہ آپ کے پیر صاحب ہیں پیر خانہ بھی ہے آپ اپنے پیر و مرشد کی وہی تعظیم کریں جو یہودی نے مصطفیٰ ﷺ کی کی ہے۔ اپنے پیر خانہ کی بھی تعظیم کریں تو آج بھی آپ کی بخشش کا ذریعہ بن جائیگی اپنے پیر صاحب کو راضی کر لیں تو اس سے آپ کے

نبی ﷺ راضی ہو جائیں گے اور جب حضور نبی کریم ﷺ راضی ہو جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتے ہیں۔ ایک خوش خبری آپ کو دیتا ہوں کہ جہاں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے جہاں بھی ذکر اولیاء اللہ ہوتا ہے جہاں بھی ذکر اللہ ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ تو خوش خبری یہ ہے کہ یہ جگہ یہ گلی جہاں آج یہ محفل منعقد ہو رہی ہے اس گلی کو آجکل فرشتے صاف کر رہے تھے کہ یہاں ذکر حبیب خدا ﷺ کی محفل منعقد ہونی ہے۔ دو تین دفعہ یہاں اس گلی میں محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہو چکی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا خاص کرم اور خاص نظر عنایت اس جگہ پر ہے یہی بخشش ہے یہی بخشش کا بہانہ ہے یہ نہ کہو کہ اس جگہ تو حضور ﷺ نے خاص کرم فرمایا ہے تو کسی دوسری جگہ یہ کیفیت نہیں ہوگی نہیں نہیں جہاں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہ وہیں پر خود شریف لے آتے ہیں یہ بھی ادھار نہیں ہے یہ نہ سمجھو کہ اس گلی کو تو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ ہماری گلی کو کون کرے گا آپ محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کریں اپنی گلی میں کریں اپنے گھر کریں فرشتے اس جگہ کی صفائی کیلئے آجائیں گے۔ روضہ اقدس پر ہر صبح اور شام ستر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں تو کیا کرتے ہیں وہ بھی صفائی کرتے ہیں اپنے پروں سے صفائی کرتے ہیں اپنی پلکوں سے صفائی کرتے ہیں میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ پروں سے صفائی نہیں کرتے بلکہ اپنے پروں کی صفائی کرتے ہیں پلکوں سے صفائی نہیں کرتے بلکہ پلکوں کی صفائی کرتے ہیں۔ روضہ اقدس کو ہم کچھ نہیں دے سکتے بلکہ روضہ اقدس ہمیں دیتا ہے ہمیں صفائی بھی دیتا ہے اور ہمیں دوزخ سے رہائی بھی دیتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے روضہ کی زیارت کی مجھ پر واجب ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ اب جس کی شفاعت حضور نبی کریم ﷺ کریں اس کی بخشش میں باقی کون سی چیز منع ہو سکتی ہے اب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بنی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔ اللہ تعالیٰ آپ سے مجھ سے ہم سب سے فرما رہے ہیں کہ درود بھیجو لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ آج تک نبی پاک ﷺ پر کوئی درود بھیج ہی نہیں۔ کا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ درود بھیجو ہم کیا کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اے اللہ تو حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج تو پھر ہم نے کیا کیا ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا حکم تو ہمیں دیا تھا کہ درود بھیجو لیکن ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے ہیں کہ تو درود بھیج تو ہم نے اس کے حکم کی کیا بجا آوری کی ہے کچھ نہیں کیا صَلِّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِہ اللہ تعالیٰ کا درود ہے اس کے حبیب پاک ﷺ پر تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے میں نے کون سا درود بھیج دیا ہے ان دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کا درود ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی درود ہے ہم تو ویسے کے ویسے ہی رہ گئے ہم نے یہ درود شریف نہیں بھیجا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ درود شریف تو نہ بھیجا نہیں یہ کام بھی میرے ذمہ ہی لگا دیا ہے لیکن میں اس کے صدقے تجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہوں تیرے دس گناہ معاف کرتا ہوں جو تو نے کئے ہیں تجھے دس نیکیاں دیتا ہوں جو تو نے نہیں کیں جنت میں تیرے دس درجے بلند کرتا ہوں بس

پروگرام وہی ہے کہ میری تیری بخشش صرف امت محمدی ﷺ ہونے کی وجہ سے ہونا ہے اور کوئی خوبی نہیں ہے کیا ہمارے پاس کوئی درود شریف اور سلام ایسا ہے جو نبی پاک ﷺ کی شان کے لائق ہو بالکل نہیں ہے اس کے باوجود بھی ہمیں انعام مل رہا ہے نہ ہمارے پاس کوئی سلام ہے نہ ہم اس قابل ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے سلام بھیجیں

کیا پیش کریں ہم تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

کوئی چیز ہمارے پاس نہیں ہے محض زبانی کام کر رہے ہیں پھر بھی اس کے صدقے حضور ﷺ جنت عطا فرما رہے ہیں قیامت میں امت محمدیہ ﷺ کو بڑے بڑے گناہوں کے بدلے نیکیاں عطا کی جائیں گی یہ دکھانے کیلئے کہ لوگو تم کچھ نہیں ہو بس تمہاری نسبت بڑی ہے جس کا لحاظ کیا جا رہا ہے یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری نیکیوں کی وجہ سے تمہاری بخشش ہو رہی ہے۔ تمہارے اعمال کی وجہ سے تمہیں نجات مل رہی ہے نہیں نہیں بلکہ صرف نسبت محمدی ﷺ کی وجہ سے دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی کی وجہ سے تمہاری بخشش ہو رہی ہے کسی دوسری امت کو گناہوں کے بدلے بخشش نہیں ملے گی یہ صرف اگر اعزاز ہے تو امت محمدیہ ﷺ کو ہے اور وہ بھی حضور ﷺ کے صدقے سے ہے ہمارا اس میں کوئی کمال نہیں ہے بات صرف اتنی ہے کہ جنت حضور ﷺ کی ہے اور ہم حضور ﷺ کے ہیں اولاد خواہ نافرمان ہو لیکن وراثت کی حقدار ہوتی ہے ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں اس لئے جنت کے وارث ہیں مولانا حاجی عشق رسول فرماتے ہیں۔

بری نازم کہ ہستم امت تو
گنہگارم و لیکن خوش نصیم

حاجی صاحب نعت پڑھا کرتے ہیں نا کہ

جے میں ویکھاں اپنے عملاں نوں تے صائم ڈب ڈب جاناں ہاں

جے میں ویکھا تیری رحمت نوں جرماں تے غرور آجاندا اے

آپ کی اپنی گاڑی ہو اور لاہور جانا ہو تو پہلے اپنے عزیزوں کو بٹھائیں گے یا دوسرے لوگوں کو سوار کریں گے جی ہاں پہلے اپنے سوار ہوں گے۔ قیامت کے روز کوئی نبی اس وقت تک جنت میں نہیں جائیگا جب تک سردار الانبیاء اس میں داخل نہیں ہوں گے اور کوئی امت بھی جنت میں حضور ﷺ کے گنہگار امتوں سے پہلے داخل نہیں ہوگی گاڑی میں پہلے اپنے بٹھائے جائیں گے پھر جگہ بچے تو کہتے ہیں کہ چلو اب کوئی سواریاں بٹھاؤ دوسری امتیں ایسے جائیں گی اور حضور ﷺ کی امت اپنی سواری میں جائیگی۔

مدینہ پاک کے قریب ایک قلعہ تھا اس میں یہودی سردار رہتا تھا لیکن وہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے کوئی جو اس یہودی کو ختم کرے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں لیکن عرض اتنی ہے کہ اس کا قلعہ بہت مضبوط ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو اس کے گرد اس کے مسلحہ فوجی پہرہ دار ہوتے ہیں اس تک پہنچنا ممکن

نہیں ہوتا اگر کوئی سبب بن جائے تو میری جان بھی حاضر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو سرشام جانا اس کے قلعہ کے بڑے دروازہ کے سامنے کہیں چھپ کر بیٹھ جانا ایک جنگلی گائے آئیگی اور اس کے دروازے کو سینگ مارے گی وہ یہودی جنگلی گائے کے شکار کا بہت شوقین ہے اسے پتہ چلے گا۔ تو وہ اس کے شکار کے لالچ میں باہر نکلے گا گائے بھاگ نکلے گی وہ یہودی اس کے پیچھے گھوڑا لگا دے گا۔ تو تم اس کے پیچھے لگ جانا اور اپنا کام کر لینا۔ صحابی چلے گئے اور حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق سب کچھ ہوا گائے بھی آئی اس نے دروازے کو سینگ مارے یہودی باہر نکلا اور گائے کے تعاقب میں گھوڑا دوڑایا تو یہ صحابی بھی اس کے پیچھے لگ گئے اور موقعہ پا کر اسے ختم کر دیا اب یہ بتائیں کہ یہودی کو کس نے مارا ہے؟ کیا گائے صحابی نے بھیجی کیا صحابی نے یہودی کو مارا ہے؟ یہ جو آپ کا آنا ہے آپ کا تعاون ہے بڑے جھوم جھوم کر نعتیں سنی ہیں پیسے دے دیں مدد کی ہے کیا یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے؟ نہیں یہ سب کچھ نبی پاک ﷺ کا ہی کرم ہے ہم کچھ نہیں کرتے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو سمجھے کہ نیکی تجھ سے ہوئی ہے نیکی ان سے ہوئی ہے ہاں گناہ مجھ سے ہوا ہے اور حضور ﷺ کے صدقے بخشش ملتی ہے۔

اللہ رے جہنم کیا اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دئے ہیں
ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا
دی ان کے رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو؟ حضرت خواجہ معین الدین چشتی امیر سی سے متعلق میں نے آج ایک خاص چیز پڑھی ہے وہ عرض کر دیتا ہوں کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میری زمین پر بادشاہ نے قبضہ کر لیا ہے اور وہ بادشاہ آپ کے فلاں مرید کا مرید ہے آپ اپنے مرید کو رقعہ لکھ دیں کہ وہ بادشاہ سے میری زمین واپس دلا دے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ رقعہ نہیں لکھتا بلکہ میں خود آپ کے ساتھ چلتا ہوں پہلے تو بادشاہ کو اطلاع دے کر جاتے تھے اور اس دفعہ اپنی آمد کی اطلاع نہ دی اور راجہ شریف سے چل کر دہلی پہنچ گئے۔ آپ کے مرید کو بھی علم ہو گیا اور آپ کی آمد کی اطلاع بادشاہ کو بھی ہو گئی وہ حاضر ہوا اور بڑی آؤ بھگت بھی کی اور عرض کیا کہ اس طرح خلاف معمول بغیر اطلاع دئے کیونکر شریف آوری ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بندہ میرے ساتھ ہے یہ دہقان ہے کسان ہے اس کی زمین پر تو نے قبضہ کر لیا ہے وہ واپس کر دو وہ بادشاہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا کہ حضرت صاحب آپ نے خود تکلیف فرمائی آپ کوئی بندہ غلام بھیج دیتے رقعہ بھیج دیتے آپ اس کسان کو ہی پیغام دیکر بھیج دیتے میں سر آنکھوں پر رکھتا آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جب اس نے میرے سامنے سوال کیا تو حضور ﷺ کی رحمت آ کر اس پر چھا گئی اور میرا دامن پکڑ کر فرمانے لگی کہ اس کے ساتھ جاؤ میں وہیں بیٹھا عبادت کرتا رہتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا میں نے سائل کے ساتھ چل کر اس کا کام کیا ہے تو میں نے رحمت پالی ہے یہ کرم ہے ان کا راجہ شریف دہلی کے قریب نہیں ہے خاصا دور ہے جی ہاں یہ

اجمیر شریف دہلی سے 665 میل دور ہے تو حضرت صاحب نفس نفیس اس غریب آدمی کے ساتھ 665 میل گئے اس لئے ہی تو وہ ہیں ”غریب نواز“ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت ہے اور اولیاء اللہ کے صدقہ ان کے طفیل ملتی ہے اور صرف اولیاء کرام کا نام لیتے سے ہی مل جاتی ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ کا نام لیں اجمیر شریف والی سرکار کا نام لیں داتا صاحبؒ کا نام لیں صرف نام لے لیں کام بن جائیگا۔

سید بجویر مخدوم امم مرقدہ اور پیر سنجر را حرم

اے داتا صاحبؒ آپ زمانے کے سردار ہیں اور آپ کی قبر کو یہ عظمت ہے کہ جو کام لوگوں کیلئے خانہ کعبہ کر رہا ہے وہی آپ کی قبر انور یہاں لوگوں کے لئے کر رہی ہے۔ داتا صاحب کے دربار میں کوئی جا کر دروہت نماز باجماعت ادا کرے اسی وقت بخشا جاتا ہے۔ کوئی اگر جا کر کسی ولی کی دہلیز کو بوسہ دیدے تو حضور نبی کریم ﷺ اسے اپنے پاؤں مبارک کا بوسہ نصیب کرتے ہیں کہ تو نے میرے ولی کے دروازے کو اس کے غلاموں کی نسبت والوں کی عقیدت والوں کی گزرگاہ کو بوسہ دیا ہے جا تو میرے پاؤں چوم لے عرش معلیٰ حضور ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دیتا ہے تجھے اگر حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کا بوسہ نصیب ہو جائے تو پھر تو عرش معلیٰ سے بھی اوپر چلا جائیگا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دینا سنت جبرائیلؑ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ فرشتوں کے ہونٹ بھی حضور ﷺ کی خدمت کیلئے بنے ہیں گھر میں جائیں اگر کوئی خورد و نوش کا کلہاڑا مین پر پڑا ہو دیکھیں تو اٹھا کر صاف کریں بسم اللہ پڑھ کر کھا جائیں یہ سمجھ کر کہ یہ میرے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے تو حضور ﷺ اپنے ہاتھ سے تمہیں کھانا کھلائیں گے۔ یہ شرف ہے نبی پاک ﷺ کا جسے بھی وہ عنایت فرمادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے کرم کا تذکرہ کرو تو پھر اپنی جھولیاں بھر لو دل و جان سے حضور ﷺ کی جس شان کو تسلیم کر لو گے تو وہ شان آپ میں آجائیگی انکار کرو گے تو ختم ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ انکار سے بچائے منافقین کافرین و مشرکین کے اعمال انکار کے باعث اکارت جائیں گے۔ منافق حضور ﷺ کی عظمت کو نہیں مانتا ایسی توحید جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی حقارت ہو۔ کر کری ہو وہ توحید نہیں بے ایمانی ہے ایسی توحید جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی نفی ہو وہ بے ایمانی ہے اللہ کی ایسی تعریف جس میں سے حضور ﷺ کی توہین نکلے وہ منافقت ہے۔ کفر ہے۔ بے ایمانی ہے۔ نعت مصطفیٰ ﷺ ہی کام آتی ہے۔ تعریف مصطفیٰ ﷺ ہی کام آئیگی اللہ تعالیٰ یہ تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے کوئی آدمی حضور ﷺ کی کتنی تعریف کرے وہ اس کی شان کے مطابق نعت نہیں کہہ سکتا یہ صرف اس کا تصور ہوتا ہے میں بھی اپنا تصور پیش کر رہا ہوں۔ میں حضور ﷺ کی تعریف بیان نہیں کر رہا ہوں کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے راز ہیں اور راز کو میں کیا بیان کر سکتا ہوں راز تو میں تمہارے دل کا نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ کے راز کو کیا جان سکتا ہوں لیکن جو

ٹوٹی پھوٹی بات کرتے ہیں یہ ان کی مہربانی ہے کہ قبول کر لیتے ہیں اور قبول بھی ایسی کرتے ہیں کہ بات کرنے والا بھی
بخشا جاتا ہے اور سننے والا بھی بخشا جاتا ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائس باہر فضل صاحب 25/11/95

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اسم محمد ﷺ ذریعہ نجات و عافیت

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا ایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیموا الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک
یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! روحانی پروگرام میں تین ہفتیاں بہت عزت و احترام والی ہیں حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ
اور حضرت ابراہیمؑ یہ بہت بڑی شخصیات ہیں ان حضرات انبیاء سے جو ہمارے نبی پاک ﷺ کی شان ظاہر ہوئی ہے وہ
میں آج عرض کرتا ہوں حضرت آدمؑ وہ ہستی ہیں کہ جن کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مہجود ملائکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے
ہاتھ سے بنایا ہے جنت میں رکھا اور تمام علوم ان کو سکھادئے یہ عظمت ہے کہ ہر ایک کے باپ ہیں خلیفہ اللہ فی الارض
ہیں یہ ان کی عظمتیں ہیں لیکن ان کی شان کے مطابق ان سے لغزش ہوگئی ان سے غلطی ہوگئی قرآن شریف میں آیا کہ ان
سے غلطی ہوگئی دانہ کھالیا پھل کھالیا کسی چیز ممنوعہ کے پاس چلے گئے غلطی ہوگئی اس غلطی کی نوعیت بیان نہیں فرمائی گئی۔
بس غلطی ہوگئی اب ساری عظمتیں ہیں لیکن بخشش کا کوئی بہانہ نہیں مل رہا ہے۔ آپ جتنی مرضی شان والے بن جاؤ لیکن
فرشتے تمہیں سجدہ نہیں کریں گے ادھر یہ ہے کہ حضرت آدمؑ اتنی شان والے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا ہوا ہے آپ
جتنا مرضی علم حاصل کر لیں لیکن حضرت آدمؑ جتنا علم حاصل نہیں کر سکتے حضرت آدمؑ کو تمام علوم بشمول فزکس کیمسٹری
بیالوجی ریاضی اکناکس علم نباتات علم حیوانات علم جمادات علم فلکیات الغرض تمام علوم حضرت آدمؑ کو عطا ہوئے پروفیسر
صاحب نے بیس پچیس سال لگائے تب کہیں جا کر فزکس کے کچھ حصہ کو حاصل کیا۔ اسی طرح باقی تمام ہنرمند ہیں ڈاکٹر
ہیں انجینئر ہیں بڑا تیر مارا تیس سال صرف کئے اور ایم بی بی ایس یا کوئی ڈگری حاصل کی ہے کئی سال پڑھنے کے بعد پی
ایچ ڈی کی ڈگری ملتی ہے۔ لیکن حضرت آدمؑ وہ ہستی ہیں کہ جن کو تمام علوم عطا ہوئے ہر علم جانتے ہیں پھر بھی اپنی بخشش
کرانے سے متعلق نہیں جانتے خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ ہیں ساری دنیا کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عزت
اور توقیر ہے لیکن بخشش کا بہانہ نہیں مل رہا ہے کہ کس طرح سے غلطی کی معافی ہو جائے تین سو سال تک روتے رہے اتنے
آنسو بہائے کہ تمام انسانوں کے جتنے آنسو ہوں گے ان سے بھی زیادہ آنسو حضرت آدمؑ کے ہیں سجدے کئے رَبَّنَا
ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا فرمایا جو بھی جتن ہو سکتے تھے وہ کر لئے ہیں لیکن بخشش کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی ہے سب سے پہلے جس
ہستی سے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کا اظہار ہوا ہے۔ وہ حضرت آدمؑ ہیں جب حضرت آدمؑ کی بس ہوگئی اور لغزش کا
ازالہ ہونے کی کوئی صورت نہ نکلی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آؤ اب میں تمہیں کچھ فقرے سکھا دوں کہ جس سے تمہاری بخشش

کی راہ نکل آئیگی فَلَقَسَىٰ اَدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَةً (البقرہ ۳۷) ”بس سیکھ لئے حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے کلمے“ اللہ تعالیٰ سے کلمے سیکھ لئے اور پھر جب وہی کلمہ ادا کئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک لمحہ میں بخشش فرمادی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے کلمے تھے فرمایا وہ صرف یہ ایک کلمہ تھا کہ یا اللہ مجھے محمد ﷺ کے صدقے بخش دے اس طرح سے حضور ﷺ کی عظمت کا اظہار سب سے پہلے جس ہستی سے ہوا ہے۔ وہ حضرت آدمؑ ہیں اور عظمت یہ ہے کہ یا اللہ ان کے نام کے صدقے مجھے بخش دے ہم میں سے کوئی بھی معبود ملائکہ نہیں ہے علم ہمارے پاس نہیں ہے طہارت ہمارے پاس نہیں ہے خلیفۃ فی الارض ہم نہیں ہیں سب کے باجی ہم نہیں ہیں لہذا ہماری کیا اوقات ہے تو جس نام کے صدقے حضرت آدمؑ کی بخشش ہو رہی ہے ہماری بھی بخشش محض اسی نام کی وجہ سے ہے کوئی اور ذریعہ نہیں ہے آپ سجدے کر لیں آپ روتے رہیں آہ و زاری کرتے رہیں جو مرضی کرتے رہیں بخشش ممکن نہیں ہے بخشش صرف اسی فقرے میں ہے کہ یا اللہ حضور ﷺ کے نام کے صدقے بخش دے کسی نے اس میں مزید عظمت پیدا کی ہے اس نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا نام تو بہت بڑا ہے نام محمد ﷺ بہت بڑا ہے اللہ تعالیٰ نے خود رکھا ہوا ہے اے شخص اے گنہگارے ضرورت مند تو اپنے ہاتھ سے کاغذ پر حضور ﷺ کا تلوایا کہ حضور ﷺ کا پاؤں مبارک اس طرح کا ہے پھر اس نقش پا کو سامنے رکھ کر عرض کر کہ یا اللہ مجھے اس پاؤں مبارک کے صدقے بخش دے تو بخشش پھر بھی ہو جائیگی حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی تو بہت بڑی چیز ہے حضور ﷺ کے تلوے کا نقش مبارک لوگوں نے بنائے ہوئے ہیں۔ میرے پاس بھی ہے آپ کے پاس بھی ہوگا اگر نہیں ہے تو اس کو حاصل کرو اور اپنے پاس رکھو یہ فوٹو بنے ہوئے ہیں اور عام ملتے ہیں آج دیوبندی اس کو نہیں مانتے لیکن ان کے اکابرین میں سے ہیں اشرف علی تھانوی جو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اس نقش پا کو بوسہ دو اور اس کو اپنے سر پر رکھو اور عرض کر کہ یا اللہ اس نقش کے صدقے میری حاجت پوری کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کر دے گا اگر ہمارے پاس کسی چیز کی زیادتی ہے تو وہ گناہ ہیں دولت زیادہ نہیں ہے نیکیاں زیادہ نہیں ہیں علم زیادہ نہیں ہے کوئی اتھارٹی کوئی اصول نہیں ہے اگر آپ کبھی ان کا ٹوٹل کریں نا خدا توفیق دے تو کبھی رات کو سونے سے پہلے ٹوٹل کر لیا کرو کہ سارے دن میں کیا کچھ کمایا ہے تو سب سے زیادہ گناہ ہی نظر آئیں گے یعنی یہ دیکھو کہ ”جو دم غافل سو دم کافر“ جس سانس میں اللہ ہو نہیں ہے وہ کفر ہے تو اس طرح سے تو پھر ہمارے چوبیس گھنٹے کفر میں ہی گزرتے ہیں آنکھوں سے پتہ نہیں روزانہ کتنے گناہ ہوتے ہیں کانوں سے کتنے گناہ ہوتے ہیں ہاتھوں سے کتنے گناہ ہوتے ہیں سوچ کے پتہ نہیں کتنے گناہ ہوتے ہیں۔ پہلا گناہ نظر سے ہو جاتا ہے جب آدمی کسی غیر عورت کو دیکھتا ہے جب نظر بد سے دیکھتا ہے تو یہ گناہ لکھا جاتا ہے تو آپ حساب لگالیں کہ جس چیز کی سب سے زیادہ فراوانی ہے وہ گناہ ہیں اور بخشش کا بہانہ پوری کائنات میں صرف ایک ہے کہ یا اللہ مجھے اسم محمد ﷺ کے صدقے بخش دے یہ چیزیں ہمیں حضرت آدمؑ سے ملتی ہیں تو یہ ہمارے بنی کریم ﷺ کی شان کا اظہار ہوا ہے جو سب سے پہلے حضرت سیدنا آدمؑ سے ہوا ہے نام محمد ﷺ کے

صدقے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی یہ میدان عرفات میں ایک چھوٹا سا پہاڑ یا ٹیلہ ہے جہاں پر حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے اسم محمد ﷺ کے صدقے بخش دے تو اسی وقت توبہ قبول ہوئی اور جب نظر اٹھا کے دیکھا تو حضرت حوا سامنے موجود تھیں۔ حالانکہ تین سو سال تک ان دونوں کی ملاقات نہ ہوئی تھی جنت سے نکلنے بعد حضرت آدمؑ کو سری لکا اور حضرت حواؑ کو جدہ میں اتارا گیا جب توبہ قبول ہونے کا وقت قریب آیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بخشش کے کلمات سکھا دے توبہ قبول ہوئی تو حضرت حواؑ سے ملاقات بھی ہو گئی۔ اب توجہ فرمائیں کہ اگر بالفرض حضرت آدمؑ کی توبہ قبول نہ ہوتی انہیں معافی نہ ملتی اور حضرت حواؑ سے آپ کی ملاقات بھی نہ ہوتی تو آج نہ آپ ہوتے نہ میں ہوتا نہ کوئی انسان ہوتا انسانیت کی ابتدا ہی حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہونے پر ہوئی اور توبہ جو قبول ہوئی تو وہ ہمارے بنی کریم ﷺ کے اسم مبارک کی وجہ سے ہوئی۔ یہ آپ کی شان کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ اگر میں نے اپنے حبیب ﷺ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا گو یا کہ انسان کی تخلیق کی ابتدا ہی اسم محمد ﷺ کی مرہون منت ہے دوسری ہستی کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کا اظہار ہوا ہے وہ حضرت نوحؑ ہیں جن کو آدمؑ ثانی بھی کہتے ہیں حضرت نوحؑ کی تشریف آوری سے قبل تمام انسان حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ جن میں سے صرف وہ چھبیساف نفوس بچے جو حضرت نوحؑ کی کشتی میں سوار ہوئے باقی تمام مر گئے۔ اب ان چھبیساف نفوس میں سے اس وقت دنیا میں پانچ یا ساڑھے پانچ ارب انسان موجود ہیں تو یہ سارے اب حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے ہی ہیں اسی لئے آپ کو آدمؑ ثانی کہتے ہیں۔ آپ اتنے اولوالعزم نبی ہیں کہ دعا کی یا اللہ تمام کافروں کو ڈوب دے ایسی بارش ہوئی ایسا پانی زمین سے ابلا ایسا طوفان آیا کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو گیا ایسی دعا کی کہ پتہ نہیں پانی کہاں کہاں سے آ گیا اور جب کفار ڈوب گئے تو پانی جہاں سے آیا تھا ادھر ہی واپس چلا گیا۔ آپ نے کشتی بنائی چھبیساف آدمی اس میں بٹھائے اور باقی جانوروں کے جوڑے تھے ایسا زبردست طوفان آیا کہ یہ کشتی ڈولنے لگی لہروں کے پیڑھے اس سے ٹکرانے لگے اور خطرہ تھا کہ یہ بھی ڈوب جائے گی جو اس میں سوار تھے وہ بھی چیخنے چلانے لگے کہ کفار بھی مر گئے ہیں بچنے کی ہمیں بھی توقع نہیں اب سوچئے کہ ساری کائنات کے بندے صرف ایک کشتی میں اور اس کشتی پر بھی کسی کو کنٹرول نہیں رہا نہ اس کا کوئی چپو ہے نہ لنگر ہے نہ کوئی رسی نہ کوئی سہارا اب وہ کشتی مکمل طور سے لہروں کے رحم کو کرم پر ہے۔ حضرت نوحؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کشتی ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے نہ ہمارے بس میں ہے کہ اسے کسی طرح سے طوفان سے بچا سکیں یا اللہ اسے بچالے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی پیشانی پر ایک نام لکھ دو اب دیکھو کہ یہ کیا چیز ہے یہ نام کس کا ہے اور یہ نام کیا کام دکھاتا ہے حضرت نوحؑ عرض کرتے ہیں یا اللہ کیا نام لکھ دیں فرمایا اس کی پیشانی پر اسم محمد ﷺ لکھ دو۔ جیسے ہی حضرت نوحؑ نے لفظ محمد ﷺ لکھا تو اس وقت کشتی کو قہر آ گیا تیری میری کشتی گناہوں سے لبریز ہے بدعتیہ گیسو سے لبریز ہے ہمیں زندگی گزارنے کا سلیقہ نہیں ہے ہمیں نبی پاک ﷺ کی اتباع میں زندگی گزارنے کا طریقہ نہیں ہے۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کا ڈھنگ نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں ایسا شوق ہے ہمارے ایمان کی کشتی بھی ڈمگ رہی ہے ان کشتیوں کا سہارا صرف یہ

ہے کہ اپنی کشتیوں پر نام محمد ﷺ لکھ دو اپنے دل پر لکھو اپنے فکر پر لکھو اگر قرار ہے اگر پناہ ہے تو صرف نام محمد ﷺ کی وجہ سے ہے۔ آپ رکوع بھی کریں سجدہ بھی کریں خانہ کعبہ میں کریں دعا بھی کریں لیکن جب تک دعا کے آگے پیچھے نام محمد ﷺ نہیں آئیگا یہ بارگاہ عالیہ میں پہنچ سکتی ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے پاس درود شریف پہنچ سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ اگر کوئی دوسری چیز بھی لگی ہو تو اس درود شریف کے صدقے اس کو بھی قبول کر لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ درود شریف کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھتے بلکہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہے جو بھی مانگا ہے دید و میں نے تو اپنے حبیب ﷺ پر درود شریف قبول کرنا ہے۔ تو حضرات! یہ دو ہستیاں ایسی ہیں کہ جنہوں نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ حضور ﷺ کی حرمت کے صدقے بخشش ہوتی ہے نام محمد ﷺ کے صدقے کشتیوں کو قرار آتا ہے۔ اگر بالفرض کشتی نوح کو قرار نہ آتا اور یہ ڈوب جاتی اور اس کے سوار بھی ڈوب جاتے تو آج صفحہ ہستی پر انسان نام کی کوئی چیز نہ ہوتی اور نہ ہی کوئی حیوان چرند پرند ہوتے زندگی ناپید ہوتی۔ یہاں پھر کائنات کو جو زندگی ملی ہے وہ نام محمد ﷺ کے صدقے ملی ہے۔ اب تیسری ہستی جو سب سے بڑی ہے نہ نمایاں ہے Out Standing ہے وہ حضرت ابراہیمؑ ہیں یہ جدا امجد انبیاء کرامؑ میں انبیاء کے دادا جان ہیں آپ ان کی عظمت دیکھیں ان کے کارنامے دیکھیں نمرود بادشاہ کے بت خانے کو توڑ دیا ساری قوم کی مخالفت مول لے لی آگ میں چھلانگ لگا دی ملک اور وطن چھوڑ دیا بیوی بچوں کو جنگل میں چھوڑ گئے جوان سال بیٹے کے گلے پر چھری چلا دی بڑے بڑے کارنامے اور اعمال کئے ہیں۔ ایسے Out Stading اعمال ہیں تاریخ ساز اعمال ہیں مسلمان غیر مسلم بھی ماننے ہیں۔ عیسائی بھی ماننے ہیں۔ یہودی بھی ماننے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا کوئی بھی انکاری نہیں ہے یہ ان کی عظمت ہے یہ ان کا مقام ہے لیکن پتہ ہے کہ وہ ہمیں کیا سبق دے رہے ہیں فرما رہے ہیں کہ اے لوگو اگر پاک ہونا ہے تو نبی ﷺ کے صدقے پاک ہونا ہے فرماتے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ ۱۲۹) اے ہمارے رب انہیں میں (یعنی میری اولاد میں سے) ایک رسول پیدا فرما جو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے وہ نبی ہو میری اولاد میں سے ہوتا کہ اس نسبت سے مجھے بھی حضور ﷺ مل جائیں یہ نہیں فرمایا کہ میں اباجی ہوں اور وہ میرا بیٹا ہوگا بلکہ یہ فرمایا کہ ایسا بیٹا ہو جس کی نسبت سے مجھے عظمت ملے اور ہمیں اطلاع دے رہے ہیں کہ یا اللہ وہ ان کو پاک کرے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں انہی سے ان کو پاک کروں گا اور یہ پاک کرنے والی آیات قرآن مجید میں اور بھی کئی جگہ ہیں۔ سورۃ البقرہ الہ عمران اور سورۃ جمعہ میں بھی ہے یہ نبی ہیں جو ان کو پاک کرتے ہیں کسی چیز سے بندہ پاک نہیں ہوتا اگر پاک ہوتا ہے تو نام محمد ﷺ سے ہوتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے سے یا قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے پاکیزگی نہیں ملتی جب تک اس کے ساتھ محمد رسول اللہ نہ کہے اس کے علاوہ طہارت ہی نہیں ہوتی خواہ کروڑ سال عمر ہے اور ساری کی ساری گناہ آلود ہے بت پرستی ہے زنا ہے ڈاکہ ہے چوری ہے

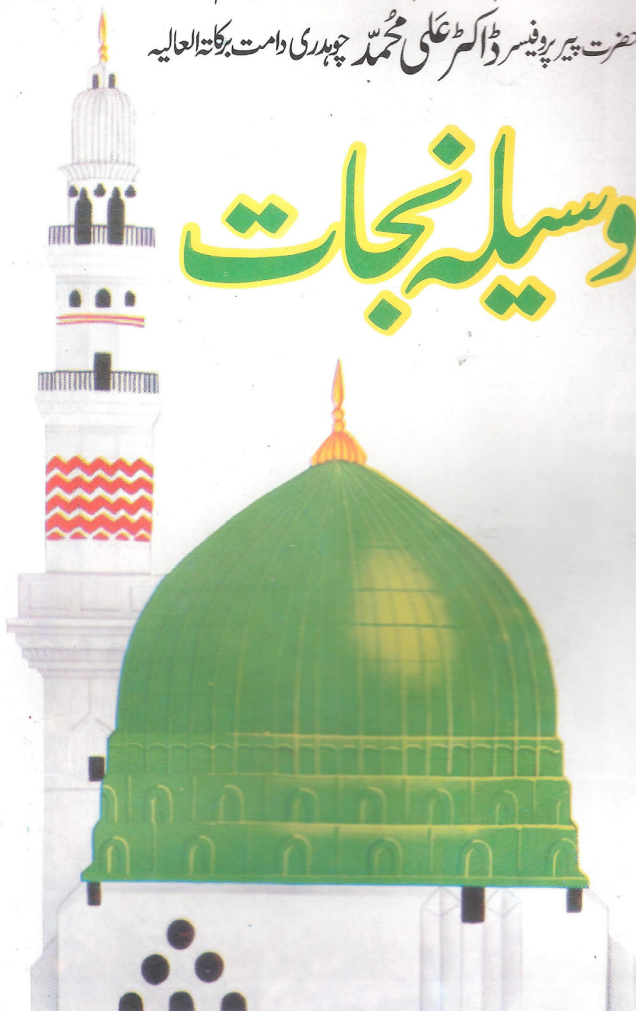
غیبت ہے جھوٹ ہے سب کچھ ہے لیکن جب مسلمان ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو ابھی کچھ علم نہیں کہ کیا ہوا ہے مسلمان ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے پاک ہوا ہے کہ نہیں ہے لیکن جب اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہتا ہے تو مسلمان بھی ہو گیا ہے سارے گناہ بھی معاف ہو گئے ہیں پاک بھی ہو گیا ہے یہ حضرت ابراہیمؑ کا پیغام ہے یہ تین ہستیاں ہیں جو بڑی عظمت والی ہیں قدر و منزلت والی ہیں حضرت آدمؑ کی ساری زندگی کا نچوڑ صرف یہ ہے کہ یا اللہ نام محمد ﷺ کے صدقے مجھے بخش دے حضرات! یہ ہماری تعلیم کے لئے ہے کہ ہم بھی صرف یہی ایک فقرہ ہی یاد رکھیں کہ یا اللہ مجھے نام محمد ﷺ کے صدقے بخش دے۔ تو جس طرح حضرت آدمؑ کی بخشش ہوئی ہے اسی طرح ہماری بھی بخشش یقینی ہے اللہ تعالیٰ یہ فقرہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو حضرات! یہ میری گزارش ہے یہ میری عرض ہے کہ ان تین ہستیوں کی تعلیمات کو یاد رکھیں ان کے اعمال کو یاد رکھیں ان کی دعاؤں کو یاد رکھیں یہ عقیدہ ہے اس سے قبر میں حضور ﷺ کی پہچان ہو جائیگی اس سے بخشش ہو جائیگی۔ اس سے حضور ﷺ کی عظمت یاد رہے گی یہ حضور ﷺ کی پہچان کا طریقہ ہے پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ تین پاکیزہ ہستیاں ہیں ان کے پیغام کو یاد رکھیں ایک حضرت آدمؑ ہیں جو ہم سب کے ابا جی ہیں وہ حضور ﷺ کے نام سے بخشش لے رہے ہیں دوسرے حضرت نوحؑ جو حضور ﷺ کا نام لکھنے سے عافیت لے رہے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ ہیں جو ان کے نام کے واسطے پاکیزگی و طہارت لے رہے ہیں۔ ملت ابراہیمی حضور ﷺ کے نام مبارک سے پاک ہو رہی ہے۔ حضرات! بخشش عافیت اور طہارت کیلئے یہ تین ہستیاں ہماری روحانی زندگی کیلئے مشعل راہ بنی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علمنا الا البلاغ المبين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 31/05/96

ارشاداتِ عالیہ نورِ خدا منظرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبِ الِ رسول
حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زبان نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لپے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، بلکہ جسم میں جان نہیں

وہ شرف کے قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

پیش لفظ

”یہ کوئی ماضی بعید کی بات نہیں بلکہ زمانہ حال فروری 1997ء کے آخری عشرہ کی بات ہے کہ فیصل آباد سے ہمارے ایک دوست ملتان شریف گئے اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے روضہ پر حاضری دی مزار پر بیٹھے تھے۔ تلاوت کر رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے ان کے کندھے پر تھپکی دی۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ایک بہت نورانی چہرے والے بزرگ ہیں عرض کیا کہ حضرت صاحب معاف کرنا میں نے آپ کو پہچانا نہیں ہے۔ آپ کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا کہ میں ہی صاحب مزار ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم ڈاکٹر علی کے مرید لگتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ ان کی جماعت بہت اچھی ہے۔ جب بھی جہاں کہیں ان کی محفل ہوتی ہے تو میں بھی اس محفل میں حاضر ہوتا ہوں۔ بعد میں یہی صاحب حضرت شاہ شمس تبریز کی روضہ پر گئے وہاں مراقبہ کیا تو حضرت شاہ شمس تبریز مراقبہ میں ہی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اے شخص تجھے مبارک ہو کہ تو ڈاکٹر علی کا مرید ہے ان کی جماعت بہت اچھی ہے اور جہاں بھی ان کی محفل ہوتی ہے میں خود اس میں حاضر ہوتا ہوں۔“ ایسی ہی نوید بار بار حضرت سرکار سائیں بابا مرحوم نے نہ صرف اپنی زندگی میں سنائی تھی بلکہ بعد از وصال بھی ایسا ہی پیغام دیا ہے دربار نبوی ﷺ میں قبولیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا۔

شیخ المشائخ عاشق رسول محب آل رسول حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری وامت برکاتہ العالیہ کے ارشادات کا محور عشق مصطفیٰ ﷺ کا پرچار ادب مصطفیٰ ﷺ کا درس اور دیدار مصطفیٰ ﷺ کی تمنا ہی ہوتا ہے یہی چیز آپ کی محفل طرہ امتیاز ہے۔ اسی فیض کو عام کرنے کیلئے ارشادات عالیہ کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے وسیلہ نجات حصہ چہارم پیش خدمت ہے۔ انشاء اللہ کتاب کا مطالعہ ”نافع اراپیر کامل اور کامل ارا رہنما“ کا سبب بنے گا۔ کتاب کی آئندہ اشاعت کو بہتر بنانے کے لئے آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی

یکم مارچ 1997ء

میلاد النبی ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا یاها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! ربیع الاول شریف کا مہینہ ہے مساجد میں گھروں میں گلی کوچوں میں ولادت باسعادت
کی محافل منعقد ہو رہی ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کی کئی محافل میں جانے کا موقع ملا ہے۔ بعض نبی چیزیں علم میں آئی ہیں وہ
میں عرض کرتا ہوں تاکہ آپ سب کی حاضری ان محافل میں بھی لگ جائے۔ خالق کائنات نے امت محمدیہ ﷺ پر بہت
بڑا احسان کیا ہے کہ ہمیں اپنا محبوب علیہ الصلوۃ والسلام عطا فرمایا ہے قرآن و حدیث کی رو سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب
کوئی نعمت عطا فرمائے تو انسان کیلئے وہ نعمت کا دن عید کا دن ہے میدان عرفات میں حج الوداع کے موقع پر آیت مبارک
الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَالْمَثُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ ۳) ”آج
میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا“ نازل
ہوئی۔ حضور ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما تھے کہ یہ آیت مبارک نازل ہوئی یہی آیت مبارک حضرت ابن عباسؓ ایک
روز تلاوت فرما رہے تھے اور ایک یہودی سن رہا تھا۔ اس نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا کہ اگر یہی آیت مبارک اللہ
تعالیٰ ہمیں عطا فرماتے تو ہمارے لئے یہ دن عید کا دن ہوتا اتنی شان والی یہ آیت مبارک ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا
کہ اے یہودی تو صرف ایک عید کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس روز یہ آیت مبارک عطا فرمائی ہے وہ روز ہمارے لئے دو
عیدیں لیکر آیا تو یہ کہ اس روز جمعہ تھا تو ایک عید جمعہ اور دوسرے عید یوم عرفہ اگر یوم عرفہ کے ساتھ اسی روز یوم جمعہ بھی ہو تو
اللہ تعالیٰ اس کے صدقے ایک نہیں بلکہ ستر حج کا ثواب عطا فرمادیتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ ایک آیت مبارک نازل
ہو تو یہ عید کا دن ہو جاتا ہے تو جب سارا قرآن نازل ہو تو کتنی عیدیں بنیں گی اور قرآن جو یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے
منہ سے نکلے ہوئی بات ہے یہ سارا قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف اور توصیف ہے۔ اگر ایک آیت مبارک نازل ہو تو
وہ روز عید کا دن بن جاتا ہے اور جس روز صاحب قرآن حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئیں تو اس روز کی کیا شان
ہو گی کیا عظمت ہو گی وہ روز عید ہے اور ایسی عید ہے کہ تمام عیدوں کی سردار عید ہے اور میلاد کیا ہے کہ حضور ﷺ کے
حالات آپ ﷺ کا خلق عظیم آپ ﷺ کی صورت اور سیرت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالنی اور ولادت باسعادت کا بیان
کرنا یہی میلاد النبی ﷺ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما تھے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت سے نواز
دے حضور ﷺ بھی تشریف فرما ہیں اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي ”کیا میں تمہیں اپنی پہلی

حالت بتاؤں، اولاد آدم میں سے کوئی بھی آدمی اپنی پیدائش سے پہلے کے حالات نہیں بتا سکتا لیکن حضور ﷺ کی یہ شان ہے کہ آپ ﷺ اپنی ولادت باسعادت سے بیشتر کی زندگی کے حالات بھی جانتے ہیں۔ صحابہ کرام متوجہ ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **دَعَوْتُ إِبْرَاهِيمَ** میں اپنے جدا مجد حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا مظہر ہوں جو انہوں نے خالق کائنات کے دربار میں کی ہے کہ **رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ** (البقرہ ۱۲۹) ”اے ہمارے رب انہیں میں یعنی میری اولاد میں سے ایک رسول پیدا فرما کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہوں پھر فرمایا کہ **بَشَارَتْ عِيسَىٰ** میں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا جو تذکرہ فرمایا آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی۔ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے وہ خالق کائنات نے قرآن مجید کی آیت بنادی تاکہ کسی کو شک نہ رہے اور پتہ چل جائے کہ میلا دمنانا کوئی حرام نہیں ہے کوئی بدعت نہیں بلکہ میلا دمنانا انبیاء کا کام ہے انبیاء کی سنت ہے یہ نوریوں کی سنت ہے۔ نور والوں کی سنت ہے اور باعث برکت ہے حضرت عیسیٰؑ نے کس طرح سے میلا دمنایا کہ اپنے امتیوں کو جمع کیا بنی اسرائیل جمع ہو گئے تو حضرت عیسیٰؑ روح اللہ نے حبیب ﷺ کی شان اس طرح سے بیان فرمائی کہ **وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِ اسْمِهِ أَحْمَدُ (الصف ۶)** ”اور جب حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اے قوم اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں اور اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام نامی اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا“ اب اگر کوئی فتویٰ لگانا چاہوں تو حضرت عیسیٰؑ پر لگاؤ جو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی انعامات معجزات انہیں عطا کئے ہیں وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے عطا ہوئے ہیں کوئی بھی آدمی جتنے بھی کمالات اور اوصاف نبی کریم ﷺ کے بیان کرتا جائے حتیٰ کہ اس کی زندگی ختم ہو جائے لیکن یہ سمجھ لو کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف کا پہلا جملہ بھی مکمل نہیں کیا۔

کیا ہے خدا نے بحر کمالات تجھ کو
نہ پایا کسی نے کنارہ تمہارا

لوگوں کو اکٹھا کر کے وعظ سنانا بہت آسان ہے لیکن نوجوان نسل کی ظاہری باطنی پاکیزگی اور ان کا تزکیہ نفس کرنا ان کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کرنا ان میں حب رسول ﷺ پیدا کر دینا اصل کمال ہے۔ صرف اس محبت کو جلا بخشنے کیلئے میں نے عرض کیا ہے کہ

کیا حق نے بحر کمالات تجھ کو

نہ پایا کسی نے کنارہ تمہارا
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کمالات کا سمندر بنا کر رکھ دیا اور آج تک کوئی ولی غوث قطب ابدال
ادتا د بلکہ انبیاء بھی حضور ﷺ کی حقیقت کو نہیں پاسکے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نے بھی حضور ﷺ کی واقعیت نہیں پائی اس
سمندر کا کنارہ کسی کو نہیں ملا۔

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے شجر و ہجر میں چرچا تمہارا
جلیں منکرین قیام ولادت
رہے گا رہے گا یونہی یہ چرچا تمہارا

اب تیسری بات کہ فرمایا **رُوِيََا اَمْسِي** ماں کی بات ماننے والا شخص اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب آدمی ہوتا
ہے۔ اب دیکھیں کہ امن کی گود حضرت آمنہؓ ہمیں کیا سبق دیتی ہیں کہ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو کیا اندھیرا اچھا
گیا یا خدا کی خدائی منور ہو گئی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے اس وقت
دیکھا کہ جب انہوں نے مجھے جنا اور ان سے ایک نور ظاہر ہوا کہ جس کی اتنی روشنی تھی کہ درو دیوار اور مکہ کے فلک بوس
پہاڑ اور مسافت میری والدہ کی نظر اور بینائی کے سامنے حائل نہیں ہوئے انہوں نے نگاہ اٹھائی تو آپ نے شام کے
محلات دیکھ لئے

سفا بن کر وفا بن کر کرم بن کر عطا بن کر
خدا کا نور آیا آسمان سے مصطفیٰ ﷺ بن کر

اب ایک بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ جو محفل میلاد منعقد کرتے ہیں تو اس کا فائدہ کیا ہوتا
ہے۔ محفل میلاد منعقد کرنے والوں کو اس محفل میں حاضر ہونے والوں کو کیا فائدہ ہوتا ہے اور جو لوگ ایسی محفل کا انعقاد
کرنے سے منع کرتے ہیں اور ان کا جو اعتراض ہے اس کی کیا حقیقت ہے تو عرض ہے اپنے حبیب ﷺ کو ارشاد فرمایا
اور اپنے محبوب ﷺ سے آپ کے وسیلہ سے آپ کے ہر امتی کو حکم فرمایا کہ **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** (الضحیٰ ۱۱)
اپنے رب کی نعمت کو بیان کیا کرو، اپنے رب کی نعمت کا چرچا کیا کرو سوچنے کی بات ہے کہ اللہ کریم نے ایسا حکم کیوں فرمایا
ہے کہ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیا کرو اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا کیا کرو تو پتہ چلتا ہے کہ منعم کی نعمتوں کا زیادہ چرچا
کیا جانا دراصل شکر ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔ اپنے بندے کے شکر
کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **لَعَنُ شُكْرُكُمْ لَا زِيْلَتُكُمْ وَلَٰكِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ**
عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم ۷) اے میرے بندو اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور بڑھادوں گا زیادہ کر دوں گا اور اگر تم نے

ناشکری کی تو پھر میرا عذاب بڑا سخت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لئے اپنی نعمتوں کو بڑھا دوں گا زیادہ کر دوں گا اور اگر میری نعمتوں کا انکار کرو گے تو پھر تمہیں سخت عذاب دوں گا اب اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ میری نعمتوں کا انکار کرو گے تو پھر تمہیں سخت عذاب دوں گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ میری نعمت کا چرچا کیا کرو۔ میری نعمت کا بیان کیا کرو تو اس سے متعلق ان لوگوں سے پوچھئے جو محافل میلاد سے روکتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس نعمت خداوندی ہے یا نہیں اگر محبوب ﷺ نعمت خداوندی ہیں تو پھر اس نعمت کا بھی چرچا کیا جائیگا اور یہ بھی اسی حکم اے تحت آئیگا کہ **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** پھر یہ ہے کہ جب اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **وَإِنْ تَعْلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا نُحْصُوهَا** (ابراہیم ۳۴) اگر تم میری نعمتوں کا شمار کرنا چاہتے ہو تو تم ان کو گن نہیں سکتے ہوا تنی زیادہ نعمتیں ہیں لیکن ساری نعمتوں کو ایک پلڑے میں رکھو تب بھی حضور نبی کریم ﷺ ایسی نعمت ہیں جو تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے بلکہ یوں کہئے کہ اگر تمام کائنات کی نعمتیں بنی ہیں تو وہ محبوب ﷺ کے قدموں کا صدقہ بنی ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ کا حبیب ﷺ تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ میری نعمتوں کا چرچا کیا کرو۔ تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کی صورت میں جو ہمیں نعمت ملی نعمت کبریٰ ملی نعمت عظمیٰ ملی اس نعمت کا شکر ادا کرنا بطریق اولیٰ ہم پر فرض ہے اب جو ہم اس نعمت کا شکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے تاکیدوں سے معطر کر کے وعدہ فرمایا کہ میں اپنی نعمت کو تمہارے لئے زیادہ کروں گا تم شکر کرو گے تو میں اپنی نعمت زیادہ کر دوں گا اپنی نعمت بڑھا دوں گا اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں وعدہ خلافی ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ** (الدعدہ ۳۱) بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اب یہ وعدہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے تاکیدوں سے معطر کر کے فرمایا اس وعدہ میں کیسے خلاف ہو سکتا ہے بندہ جس نعمت کا چرچا کرے گا جس نعمت کا بھی شکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس نعمت کو بڑھائے گا۔ اب دیکھیں نعمتوں کو تو ان کی بڑھوتی میں ان کی زیادتی میں ان میں اضافہ کی کیفیت میں ہم کو اختلاف نظر آئے گا بعض ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کی تعداد بڑھا کر ان کو بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز عطا فرمائی بندے نے اس کا شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی جیسی ایک اور چیز دے دی۔ بندے نے پھر شکر کیا تو اللہ نے اور چیز دے دی۔ تو اس طرح سے نعمتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا بعض ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر تعداد میں اضافہ نہ بھی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں اضافہ ہو نہیں سکتا ایسی نعمتوں کی برکات میں اضافہ ہو جاتا ہے اس کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور سے ہم یہ شکر کریں کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں آنکھیں عطا کی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ مزید دو آنکھیں تو عطا نہیں فرمائیگا کہ اب بندے کی چار آنکھیں ہو جائیں لیکن اضافہ تو ان میں بھی ہوگا کہ ارشاد فرمایا اور وعدہ کیا کہ اے بندے اگر تم شکر کرو گے تو میں اپنی نعمت ضرور بڑھاؤں گا جب بندہ شکر کرے گا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے بینائی عطا فرمائی ہے تو نے مجھے آنکھیں عطا فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ ان

آنکھوں کی بینائی میں اضافہ فرما دے گا بینائی پہلے سے زیادہ ہو جائیگی پھر جب بندہ اپنی آنکھوں جیسی نعمت کا مزید شکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ فرما دے گا بصیرت میں اضافہ ہو جائے گا اللہ کا پیارا حبیب ﷺ بھی نعمت ہیں جب ہم اس نعمت کا شکر کریں گے تو اس نعمت بھی اضافہ ضرور ہوگا۔ اب اس نعمت میں اضافہ کیسے ہوگا اس کی تعداد میں اضافہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم کہیں کہ یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا ہے یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اپنے حبیب ﷺ کا غلام بنادیا پھر اس شکرانے کے جواب میں یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک ایسا ہی محبوب اور دے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ﷺ بے مثل اور بے مثال ہے اب کائنات میں ان جیسا کوئی دوسرا محبوب نہیں آ سکتا تعداد میں تو اضافہ نہیں ہوگا لیکن امتی جب اس نعمت کا شکر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس نعمت میں اضافہ اس طرح سے کرتے ہیں۔ امتی کہے گا بندہ کہے گا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اپنا حبیب ﷺ عطا فرما دیا۔ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی غلامی عطا کر دی ہے اللہ تعالیٰ اس امتی کے دل میں اپنے حبیب ﷺ کی محبت بڑھا دے گا۔ اب غور فرمائیں کہ جس امتی کے دل میں حضور ﷺ کی محبت بڑھ جائے تو اس کے لئے ان نعمت میں اضافہ ہوا کہ نہیں ہوا۔ محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد دراصل اس چیز کا اظہار ہوتا ہے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنا حبیب ﷺ عطا فرمایا۔ ہمیں ان کی غلامی نصیب فرمائی اور (تو بہ نعوذ باللہ) تو نے ہمیں ان کا مخالف نہیں بنادیا۔ ان کا گستاخ نہیں بنادیا ان کا بے ادب نہیں بنادیا اسی شکرانے کے ادا کرنے کا نام ہی محفل میلاد النبی ﷺ ہے اور جب یہ محبت نبی ﷺ میں اضافہ کا باعث بنی تو پتہ چلا کہ محفل میلاد مفید ہوتی ہے۔ محفل میلاد کا فائدہ تو یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے محبت بڑھ گئی، ہم نے محفل میلاد کا انعقاد کیا۔ کچھ حضرات اس کو سننے کیلئے آگئے محبوب ﷺ کا ذکر کرنے والے آگئے۔ محبوب ﷺ کی ثناء کرنے والے آگئے محبت سے سننے والے آگئے انتظام کرنے والے آگئے تو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت میں اضافہ یوں فرما دیا کہ ان کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا کر دیا۔ ادب کا سلیقہ عطا فرمادیا غلامی کا جذبہ پیدا فرمادیا اور اس میں اضافہ فرمادیا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ جس کو امام سیوطیؒ بیان فرماتے ہیں اس سے پہلے میں یہ عرض کروں کہ ایک مولوی صاحب نے بخاری شریف کی حدیث بیان کی اور اس کی وضاحت یوں بیان فرمائی کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابولہب جو کہ آپ ﷺ کا چچا تھا اور ولادت پاک کے وقت دشمن نہیں تھا۔ دشمنی تو اس وقت شروع ہوئی کہ جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ حضرت عبداللہؓ والد گرامی قدر حضور ﷺ ولادت سے قبل ہی وصال فرما چکے تھے۔ جب ولادت باسعادت ہوئی تو ابولہب کی لونڈی ثویبہؓ دوڑی گئی اور ابولہب سے کہا تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مرحوم بھائی حضرت عبداللہ کے ہاں لڑکا عطا فرمایا ہے ابولہب خوش ہو گیا اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے بولا کہ ثویبہ تمہیں اس مبارک بادی کا انعام یہ دیتا ہوں کہ تو آج سے آزاد ہے۔ اس وقت تو خوشی منائی لیکن جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو دشمن ہو گیا اور اس دشمنی کی حالت میں مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائی حضرت عباسؓ نے خواب میں اسے دیکھا تو پوچھا کہ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ ابولہب جواب دیتا ہے کہ میرے

بھائی کیا پوچھتے ہو میں نے ساری عمر حضور ﷺ کی دشمنی میں گزاری اسی دشمنی میں مر گیا اور اب عذاب میں گرفتار ہوں۔ روزانہ نیا ہی عذاب ملتا ہے۔ لیکن ہر سووار کے دن عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور مجھے اپنی اس شہادت کی انگلی سے میٹھا ٹھنڈا سفید پانی مل جاتا ہے جس سے میں اپنی پیاس بجھا لیتا ہوں یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ میں نے اس انگلی کے اشارہ سے اپنی لونڈی ثویبہ کو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا تو یہ اس خوشی منانے کے صلہ میں فائدہ مل رہا ہے ورنہ ہر وقت عذاب میں گرفتار ہوں اب وہ مولوی صاحب جو عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہے اس نے یہ حدیث پڑھی اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے بولا کہ دوستوں! دیکھو! دیکھو! خوشی منانا تو ابولہب کی سنت ہے ابولہب کی سنت کو چھوڑو اور نبی کی سنت پر عمل کرو۔ جو میلاد مناتے ہیں وہ تو ابولہب کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ استدلال کس نے کیا جو سرکار عالم ﷺ کے عشق سے خالی ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ

بے عشق نبی ﷺ جو پڑھتے ہی بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

حضور نبی کریم ﷺ کے عشق کے بغیر اگر بخاری بھی پڑھیں گے تو بخاری نہیں آئے گی بخار آ جائیگا۔ حضور ﷺ کے عشق کے بغیر اگر قرآن بھی پڑھو گے تو قرآن سے بھی ہدایت نہیں ملے گی بلکہ گمراہی ملے گی خود قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ **يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا** عشق کے بغیر جو قرآن پڑھتے ہیں جو حدیث پڑھتے ہیں تو اس سے ان کو ہدایت نہیں ملتی بلکہ گمراہی بڑھتی ہے۔ اب دیکھئے کہ آج کے ایک محبت مصطفیٰ ﷺ عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی انسان نے حدیث پڑھی تو یہ استدلال بیان کیا اور ثابت کیا کہ میلاد منانا تو ابولہب کی سنت ہے اب آئیے ذرا حضرت امام سیوطیؒ کی طرف آئیے یہ وہ امام سیوطیؒ ہیں کہ جن کو حالت بیداری میں سترے زائد مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی کیا یہ مرتبہ عشق کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے؟ جب اس عاشق رسول ﷺ نے اس حدیث شریف کو بخاری میں پڑھا تھا تو انہوں نے اس سے کیا استدلال کیا تھا آپ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب کافر ہونے کے باوجود کہ جس کی مذمت میں قرآن اترا نبی ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانے کیلئے اس کو بھی جزا دی گئی ہے اس کو بھی فائدہ دیا گیا ہے تو فرمایا کہ سرکار کے اس موصدا متی کا کیا حال ہوگا جو سرکار دو عالم ﷺ کی میلاد کی خوشی منا یگا اور اپنی طاقت کے مطابق خرچہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ میں جنت عطا فرمائے گا۔ اسی ایک ہی حدیث سے عاشق رسول ﷺ نے یہ استدلال اور جو عشق سے خالی ہے وہ استدلال کرتا ہے کہ میلاد منانا تو ابولہب کی سنت ہے لہذا اس کو چھوڑ دو۔ میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کرنے پر ایک بڑا یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دیکھو جھنڈے اور جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں محرابیں بنائی جاتی ہیں۔ روشنی کی ٹیوب لائٹس اور مرچیں جلائی جاتی ہیں۔ روضہ اقدس اور خانہ کعبہ کے ماڈل بنائے جاتے ہیں۔ شامیانے قاتیں لگائی جاتی ہیں۔ اسٹج سجائے جاتے ہیں کاغذ کے رنگ برنگے پھولوں سے آرائش بنائی جاتی ہے تو کتنی فضول خرچی ہے جو کسی کام نہیں آتی اگر یہی پیسہ غریبوں کو دیا جاتا تو کتنے ہی غرباء کی کفالت ہو سکتی تھی۔ یہ عام لوگوں کو

تاثر دیا جاتا ہے اور ہم سنی لوگ بھولے بھالے سوچنے لگتے ہیں کہ واقعی یہ اتنی رقم سجاوٹ پر اشتہار بازی پر خرچ کر دی گئی ہے اگر یہی غریب کی مدد کر دی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بیت اللہ شریف یعنی خانہ کعبہ جو ہے یہ چار دیواروں کا ایک کمرہ ہے جس پر چھت پڑی ہوئی ہے۔ دروازہ بنا ہوا ہے۔ پر نالہ لگا ہوا ہے۔ اب بتائیے کہ ہمارے ملک میں کتنے کمرے ہیں کہ جن پر ہم نے غلاف چڑھایا ہوا ہے کیا ہے کوئی ایسا کمرہ جس پر غلاف چڑھایا گیا ہو اس کی چھت اور دیواروں پر غلاف چڑھایا گیا ہو۔ نہیں نہیں دنیا میں ایسا کوئی کمرہ آپ کو نہیں ملے گا کہ جس کو پردے میں چھپا کر رکھا گیا ہو۔ لیکن خانہ کعبہ صرف ایسا کمرہ ہے کہ جس کو چھت سے لیکرز مین تک چاروں دیواروں کو پردہ میں چھپایا گیا ہے اور وہ پردہ بھی اتنا قیمتی ہے کہ خالص ریشم سے تیار کیا ہوا ہے اور اس سیاہ رنگ کے خالص ریشم میں سنہری رنگ کی جو آیات مبارکہ لکھی ہوئی نظر آتی ہیں اور خالص سونے کی تاروں سے لکھی ہوئی ہیں اور جو سفید رنگ کی ہیں وہ خالص چاندی کی ہیں۔ جدہ سے اخبار نکلتا ہے اس میں اس دفعہ خانہ کعبہ سے متعلق مضمون چھپا تھا اس میں تحریر تھا کہ خانہ کعبہ کے ایک غلاف کی قیمت ایک کروڑ ستر لاکھ ریال ہے اور ہر سال نو ذوالحجہ کو نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ ایک غلاف صرف ایک سال کے لئے ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں ایک کارخانہ ہے جس میں دو سو موز دور کام کرتے ہیں اور صرف غلاف کعبہ کا کپڑا اور اس کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں اور سال بھر کی محنت کے بعد ایک غلاف تیار کر لیتے ہیں۔ ہر سال نیا غلاف پہنا دیا جاتا ہے اور پرانا غلاف اتار دیتے ہیں حالانکہ نہ وہ اتار پانا ہوا ہے۔ نہ پٹھا ہے نہ بوسیدہ ہوا ہے کچھ بھی اس کو نہیں ہوا پھر بھی وہ اتار دیا جاتا ہے اور اس کے ٹکڑے کر کے غریبوں کو نہیں بلکہ امراء کو اور مسلمان ممالک کے سربراہان کو تحفہ دیا جاتا ہے اب بتائیے کہ یہ ایک کروڑ ستر لاکھ ریال کا غلاف اگر خانہ کعبہ پر نہ چڑھایا جاتا تو کیا اس کا ستر کھل جاتا وہ بے پردہ ہو جاتا اور گنہگار ہو جاتا یا یہ کہ خانہ کعبہ سردی سے ٹھٹھر کر مر جاتا یا کہ اسے گرمی سے بچانے کیلئے پردے میں رکھا گیا کوئی ضرورت نہ تھی پھر یہ کسی مفتی نے فتویٰ نہیں لگایا کہ یہ اتنی بڑی فضول خرچی ہو رہی ہے۔ ان فتویٰ دینے والوں سے پوچھا جائے کہ یہ ایک کروڑ اور ستر لاکھ ریال جو کہ سترہ کروڑ روپیہ بنتا ہے کا غلاف خانہ کعبہ پر کیوں چڑھایا گیا ہے کیا یہ فضول خرچی نہیں ہے۔ اب یہاں یہی مفتی کہیں گے کہ نہیں نہیں میاں سترہ کروڑ کیا ہے اگر سترہ ارب کا غلاف بھی خانہ کعبہ کو چڑھا دیا جائے تو یہ فضول خرچی نہیں ہوگی بلکہ یہ دین کیلئے اسلام کیلئے خرچہ ہوگا کیونکہ کعبہ شریف کی عزت اور عظمت کھتی ہے کہ یہ غلاف چڑھانا چاہیے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خانہ کعبہ پر سترہ کروڑ کا غلاف چڑھا دیا جائے تو یہ فضول خرچی نہیں ہوتی اور ہمارے نبی کریم ﷺ تو کعبے کا بھی کعبہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حاجو آؤ شہشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

علماء تو جانتے ہیں لیکن عام لوگوں کو معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے ایک اور بات بھی عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مکانوں پر ہمارے کمروں پر جو پر نالے ہوتے ہیں وہ لکڑی کے یا لوہے کے یا سینٹ کے لگے ہوئے ہیں لیکن جو کعبہ کا

پر نالہ ہے جو میز اب رحمت شریف ہے وہ پلاسٹک کانہیں، سینٹ کانہیں اوہے یا لکڑی کانہیں بلکہ وہ خالص سونے کا بنا ہوا ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں کہ اس پر کتنا خرچہ آیا ہوگا میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ پلاسٹک کا پر نالہ لگ جاتا یا سینٹ کا لگ جاتا تو ہے کا لگ جاتا تو کیا کعبہ شریف کی شان میں کوئی فرق آ جاتا کیا بیت اللہ شریف کی شان اس لئے ہے کہ اس کا پر نالہ سونے کا ہے یا اس کی شان اس لئے ہے کہ اس پر قیمتی غلاف چڑھا ہوا ہے اگر غلاف نہ بھی ہو یہ پر نالہ نہ بھی ہو تو کعبہ کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی اس کی عظمت اپنی جگہ مسلم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو شان عطا فرمائی اور سننے کہ خانہ کعبہ کا جو دروازہ ہے وہ بھی خالص سونے کا ہے اس کی سلائی تختے قصبے اور کنڈے دستیاں سب خالص سونے کے ہیں اور اس کا وزن چار من سے زائد ہے اس کی قیمت کا بھی اندازہ کر لیجئے اور اگر یہ دروازہ سونے کا نہ ہوتا کوئی سستا سا ہو جاتا تو کیا کعبہ کی شان میں کوئی کمی نہ آتی وجہ صرف یہ ہے کہ کعبہ شریف اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی شان والا عطا فرمایا ہے کہ اگر وہاں ایک نماز پڑھ لی جائے تو لاکھ نماز کا ثواب مل جاتا ہے جبکہ یہاں ہم اگر اکیلے نماز پڑھیں تو ایک نماز کا ثواب اور اگر باجماعت پڑھ لیں تو ستائیس نمازوں کا ثواب ملے گا اللہ کریم نے جب ہمیں اتنی عظمتوں والا کعبہ دیا اور ہم اس کو عام کروں کی طرح رکھتے تو غیر مسلم ہمیں طعنہ دیتے کہ اوہے قدر واللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنی شان والا کعبہ دیا تو تم نے اس کی کیا قدر کی ہے تو دوستو ہم نے خانہ کعبہ پر قیمتی غلاف چڑھایا اس کا دروازہ اور پر نالہ سونے کا بنایا اور اس کو انفرادی حیثیت دی ہے کہ دنیا میں کہیں بھی کوئی کمرہ ایسا نہیں ہے جس پر غلاف چڑھا ہوا ہو جس کا پر نالہ اور دروازہ سونے کا ہو۔ ساری دنیا میں ہم اس کمرے کو بے مثل اور بے مثال سمجھتے ہیں اس کی تعظیم کو سمجھتے ہوئے کروڑوں اربوں روپے اس پر لگادیے ہیں۔ اب دیکھئے کہ اگر ہم محفل میلاد نہ کرتے یہ آرائش نہ کرتے یہ سجاوٹ نہ بناتے۔ نہ یہ روشنی کی ٹیوب اور مرچیں لگاتے یہ محفل نعت نہ ہوتی تقاریر نہ ہوتیں نہ آپ آتے نہ ہم آتے کچھ بھی نہ ہوتا تو بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی کمی نہ تھی۔ لیکن غیر مسلم ضرور پوچھتے کہ اوہے قدر واللہ تعالیٰ نے اتنی شان والا محبوب تمہیں عطا کیا ہے تم نے کیا قدر کی ہے یہ محفل میلاد النبی ﷺ ہے بڑی شان اور برکت والی محفل ہے اس سے محبت بڑھتی ہے اس سے جنت ملتی ہے لیکن وہ لوگ مغالطہ دینے کیلئے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں کہ بھی دیکھو نا کیا صحابہ نے ایسا اسٹیج بنایا تھا کہ اس طرح کی جھنڈیاں لگائی تھیں کیا محفل میلاد کا اشتہار چھپوایا تھا کیا یہ مرچیں یہ لائیں یہ قمقے لگائے تھے۔ یہ تو سب بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور یہ جہنم میں لے جاتی ہے اب اس کا جواب بھی سن لیجئے کہ ایک ہے نفس میلاد اور ایک ہے موجودہ صورت میں میلاد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے ما موجودہ صورت والا میلاد کیوں نہ بنایا اس طرح کے اسٹیج کیوں نہ لگائے۔ یہ ٹیوبیں مرچیں اور جھنڈیاں کیوں نہ لگائیں تو عرض ہے کہ اس دور میں نہ یہ مرچیں تھیں یہ ٹیوب لائیں تھیں نہ یہ کاغذ کا سامان آرائش اور جھنڈیاں وغیرہ تھیں اور اگر یہ ہوتیں تو وہ ضرور لگاتے وہ دور تو ایسا تھا کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی شریف بنائی تو اس کی چھت کجھور کی ٹہنیوں کی تھی اور فرش پر کوئی صاف دری یا قالین نہیں فرش سنگ مرمر کی ٹائیلوں سے نہ بناتھا۔ سینٹ یا چپس سے نہیں بناتھا کچا فرش ہے اور جب بارش آتی

ہے تو کھجور کی ٹہنیوں سے پانی پیتا ہے زمین کا فرش گیلیا ہو جاتا ہے تو میرے اور آپ کی پیشانی مبارک پر بھی اور صحابہ کے ماتھوں پر بھی کچھ لگا ہوا ہوتا آج ہمارے مسجد میں لینٹر کی چھت ہیں اور سنگ مرمر کے فرش ہیں قالین بچھے ہوئے ہیں۔ اب کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں لینٹر نہیں تھا۔ سنگ مرمر کا فرش نہیں تھا۔ قالین نہیں تھے لہذا یہ سب کچھ نہ کرو میرے دوستو! اس وقت یہ لینٹر یہ فرش وغیرہ کا نہ رواج تھا اور نہ ہی ایسا سامان موجود تھا اور آج آپ مسجد نبوی کو دیکھیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی زیارت نصیب کرے تو موازنہ آپ خود کر لیں اس وقت تو مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت حمزہؓ کا وصال ہوا تو ان کے کفن کے لئے تین چادریں تھیں بلکہ صرف ایک چادر مل سکی اور وہ بھی اتنی چھوٹی کہ اگر سر مبارک کو ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ سر کو چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال کر دفن کر دو جب یہ حال تھا تو یہ موجودہ زمانے والی آرائش کی طرح کا سامان کہاں سے آتا یہ محرابیں کہاں سے نکلتیں۔ اس وقت تو مسجد کا مینار نہیں تھا آج مسجد نبوی کے کتنے مینار بنے ہوئے ہیں۔ آج مسجد نبوی شریف دنیا میں ایک نادر نمونہ ہے تو پھر کیوں یہ فتویٰ نہیں لگاتے کہ جس طرح کی مسجد نبوی حضور ﷺ کے زمانہ میں تھی ویسی ہی رہنے دینا چاہئے تھی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور آپس میں گفتگو کر رہے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا کتنا پیارا محبوب عطا فرمایا ہے۔ ہمیں ابو جہل ابولہب کی طرح ضدی نہیں بنایا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی عطا فرمادی ہے یہ اس کا کتنا کرم ہے کہ ہم جتنا بھی اس کا شکر ادا کریں وہ کم ہے اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اے میرے صحابہ بتاؤ کیا باتیں کر رہے تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا احسان عظیم کیا ہے کہ اپنا بے مثال محبوب ہمیں عطا فرما دیا ہے اور ہمیں آپ کی غلامی نصیب فرمادی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ تم یہی باتیں کر رہے تھے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ ﷺ ہم یہی باتیں کر رہے تھے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا تھا تو ان کے دل میں یہ خیال آ سکتا تھا کہ ممکن ہے حضور نبی کریم ﷺ کو کوئی غلط فہمی ہو لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ مجھے کوئی ابہام نہیں ہوا ہے بلکہ میں نے تم سے قسم اس لیے لی تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں فرشتوں کی محفل میں تمہاری اس محفل کا ذکر فرما رہے تھے کہ اے میرے فرشتوں دیکھو کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کتنی پیاری باتیں کر رہے ہیں آج ہم بھی یہی کچھ کہہ رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہماری اس محفل کو بھی پسند فرما رہے ہے۔ حدیث شریف میں نے بھی بیان کی ہے کہ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنی میلاد بیان فرمائی کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہوں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کی خواب ہوں۔ میلاد بیان کرنا یہ خود سرکارِ دو جہاں ﷺ کی سنت ہے اور مجمع بنا کر بیٹھنا اور سننا یہ صحابہ کرامؓ کی سنت ہے اور یہ حدیث پاک مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب میں لکھی ہے اور کہا ہے کہ میں نے تمام صحیح احادیث مبارکہ

درج کی ہیں لہذا بیان کرنا سنت رسول ﷺ ہے سنت صحابہ کرام ہے یہ بدعت نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں تو منع کرتے ہو کہ میلاد نہ مناؤ یہ بدعت ہے لیکن خود جا کے کرتے ہو۔ سیرت کانفرنس میلاد کانفرنس سیرت کوثر کانفرنس سیرت سید البشر کانفرنس اگر صحابہ کرام کی یہ سنت ہے تو ثابت کرو اور منہ مانگا انعام لو اور اگر صحابہ کرام نے ایسے نام کی کوئی کانفرنس نہیں کی تو پھر یہ تم بدعت نہیں کر رہے ہو؟ لِمَا تَعْمَلُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ معلوم ہوا ہے کہ بدعت سے نفرت نہیں ہے اگر بات سے نفرت ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ ”جامعہ سلفیہ“ نام کا مدرسہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بنایا تھا تو ثابت کرو حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ یا کسی بھی صحابہ نے جامعہ سلفیہ نام کا مدرسہ بنایا تھا تو ثابت کرو اور اس میں جو آج کورس پڑھائے جاتے ہیں۔ صرف ونچو پڑھائی جاتی ہے۔ منطق پڑھایا جاتا ہے فلسفہ پڑھایا جاتا ہے کہ یہ اتنے سال کا کورس ہے جب پورا کر لو گے تو دستار بندی ہوگی اگر اس قسم کا کوئی پروگرام صحابہ کے دور میں تھا تو ثابت کرو اور انعام لو اگر یہ درس بنانا ثابت نہ کر سکو تو کیا یہ بدعت نہیں ہے خود تو بدعات پر عمل کر رہے ہو اور مسلمانوں کو میلاد منانے سے بدعت کے بہانے روک رہے ہو میں پوچھتا ہوں کہ وہ کون سی کتاب ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لکھی اور آج ہمارے گھروں میں موجود ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ یا کسی بھی صحابہ نے کوئی کتاب لکھی ہو صحابہ نے تو کوئی کتاب نہیں لکھی اور آج کتب لکھ لکھ کر لوگوں کے گھروں میں مفت پہنچانا اور عوام کو گمراہ کرنا یہ بدعت نہیں ہے؟ کیا کتب کی تصانیف سنت ہے۔ معلوم ہوا کہ ہزاروں بدعتوں پر عمل ہو رہا ہے اور اگر ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے تو مسما کر دو ان مدرسوں کو جلا دو یا دریا میں پھینک دو ان تمام کتب کو جو لکھی ہیں یہ سب بدعت ہے اگر یہ تمام چیزیں تمہاری نظر میں جائز ہیں تو کیا حضور ﷺ کی شان بیان کرنے والا جلسہ ہی صرف تمہیں بدعت نظر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے محفل میلاد منعقد کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے اور ان محافل میں پروانہ وار شریک ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 18/08/96

صبح طیبہ میں ہوئی بٹنا ہے باڑا نور کا
 صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
 باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
 مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
 تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا

سر جھکاتے ہیں الہی بول بالا نور کا
بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہ نو طیبہ میں بیٹا ہے مہینہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

غم گسار نبی ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين آعوذ بالله من
الشیطن الرحیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یاایهاالذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
(الاحزاب 21) ”تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک بہتر نمونہ ہے“ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ
کے کسی بھی گوشہ کو دیکھئے اس میں تمہاری ہدایت کیلئے سامان موجود ہے۔ حیات طیبہ کے شب و روز کو پڑھتے چلے جائیں
صراط مستقیم واضح ہوتا چلا جائیگا اور یہ صراط مستقیم تمہیں جنت کی دلیلیں تک لے جائے گا میں لفظاً اُسُوۃ کا ایک اور معنی اور
مفہوم عرض کرتا ہوں۔ اُسُوۃ اس کو بھی کہتے ہیں کہ جس کو دیکھ کر غم والے کا غم ختم ہو جائے جس کو دیکھا جس سے ملاقات
کی اس کے رخ انور کی زیارت کی تو غم ختم ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کائنات کا نغمہ گسار نبی بنا کر بھیجا کہ جس
کو کوئی تکلیف آئے پریشانی آئے دکھ آئے مصیبت آئے ادھر ادھر کیوں جاتے ہو۔ آؤ روز بار مصطفیٰ ﷺ میں آ جاؤ
تمہارے تمام دکھوں کا مداوا ہو جائیگا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک روز ارشاد فرما رہے تھے کہ تم میں سے اگر کوئی انتقال کر
جائے فوت ہو جائے دنیا چھوڑ جائے اس کا مال و دولت ہو جائے ادھومکان ہے زمین ہے مویں ہیں سواری ہے یا اور کوئی
سامان سونا ہے چاندی ہے نقدی ہے پکڑے ہیں دیگر ساز و سامان ہے فرمایا کہ وہ ورثاء میں تقسیم کر دو اس کا بیٹا بیٹی ہے ان
کو دیدو۔ والدین زندہ ہیں تو ان کو دیدو اگر کوئی دوسرے عزیز واقارب ہیں رشتہ دار ہیں ان میں تقسیم کر دو۔ اگر کوئی ایسا
مسلمان انتقال کر گیا اور مال و دولت چھوڑ گیا تو یہ مال دولت اس کے وارثوں میں تقسیم کر دو اے ایمان والو آئیں میں
بانٹ لو اگر کوئی مسلمان اس دنیا میں مقروض جاتا ہے اس نے کسی کے کوئی پیسے دیئے ہیں تو آؤ محمد ﷺ کا درکھلا ہے وہ مجھ
سے لیکر اس کا قرضہ ادا کر دو۔ رحمت اللعلمین ایک نغمہ گسار نبی ہے۔ ایک ایمان والے تجھے کوئی تکلیف آئے کوئی دکھ
آئے کوئی پریشانی آئے تو ادھر ادھر کیوں جاتا ہے۔ آؤ رات کی تنہائی میں اٹھو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کو یاد
کر دو۔ مدینہ منورہ تجھ سے دور نہیں ہے یہ تو نے خود دور بنا دیا ہے۔ دل کے آئینہ کو صاف کر لے۔ خوف خدا کے آنسو
بہا لے دل کے آئینہ کو مچلی مصفی کر لے دل کی کھڑکی کھول لے پھر جب تو رات کی تنہائی میں اپنے دل میں جھانکے گا تو
سامنے تجھے گنبد خضراء نظر آ جائے گا۔ صحابہ کرام کو اگر کوئی تکلیف آتی کوئی پریشانی آتی کوئی دکھ آتا تو کہیں نہ جاتے
سیدھے در محمد مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو جاتے اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ پریشانی ہے یا نبی اللہ ﷺ مجھے یہ

تکلیف ہے یہ دکھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ رحمت بانٹنے والے ہاتھ مبارک اٹھاتے اور ابھی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک ان کے رخ انور پر نہ آتے تھے کہ سائل کی تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل فرمادیا کرتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ ایمان والوں کیلئے نغمہ ساز ذات ہے اے ایمان والے تو کہاں بھولا پھرتا ہے اب بھی سمجھ جا قرآن مجید تو پکار پکار کر فرماتا ہے۔ تمہیں کوئی دکھ تکلیف پریشانی آئے تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضری دے لودل کی آنکھوں سے حاضری دے لودل کے ہاتھوں سے حاضری دے لو۔ تم زبان سے کلمہ بعد میں ادا کرو گے انشاء اللہ کلمہ والا پہلے آ جائیگا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ صحابہ بھی حاضر خدمت ہیں کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بیمار ہوں مجھے تکلیف ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی طبیب کے پاس نہیں گئے کسی حکیم کے پاس نہیں گئے کسی معالج کے پاس نہیں گئے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں گئے وہ کہیں نہیں گئے وہ جانتے ہیں کہ سب سے بڑے معالج حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں آپ نغمہ ساز نبی ہیں۔ جسے دنیا ٹھکرا دے ٹھوکر میں مار کر دور پھینک دے حضور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کو سینہ سے لگایا کرتے ہیں۔ مدینہ پاک میں ایک صحابی ہیں وہ اپنے گھر تشریف لے جاتے ہیں تو سارا گھر خوشبو سے مہک اٹھتا ہے۔ آپ کی اہلیہ فرماتی ہیں آپ جب بھی گھر تشریف لاتے ہیں تو خوشبو سے سارا گھر مہک اٹھتا ہے میں بازار سے اچھی سے اچھی خوشبو منگوواتی ہوں لیکن میری خوشبو ماند پڑ جاتی ہے۔ آپ کی خوشبو بہت اعلیٰ ہے اس کی کیا وجہ ہے صحابی نے فرمایا کہ تمہیں یاد ہے کہ اتنے سال قبل میری کمر میں تکلیف ہو گئی تھی۔ پھنسی بن گئی تھی۔ پھیل گئی تھی اور ناسور کی شکل اختیار کر لی تھی۔ لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگے۔ مجھ سے دور بھاگنے لگے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کر رہے ہیں۔ مجھے حقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں جس گلی سے گزرتا ہوں لوگ گھروں کے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ مجھ سے کوئی سلام لینے کے لئے تیار نہیں۔ مجھ سے کوئی مصافحہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آقا مجھ پر کرم ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے پیار سے پاس بٹھایا اور اپنے دست رحمت میری پشت پر پھیر دئے تو مجھے آرام آ گیا۔ آقا ﷺ کی ذات غم گسار ذات ہے۔ میری پشت پر جب دست رحمت پھیرے تو خوشبو آنے لگی یہ وہی خوشبو ہے۔ جو میرے جسم سے آج بھی آرہی ہے۔ یہ مصنوعی یا بازاری خوشبو نہیں ہے یہ میرے آقا ﷺ کے ہاتھ مبارک سے نکلنے والی خوشبو ہے جب تک زندگی ہے یہ خوشبو اسی طرح سے آتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو میرا حبیب ﷺ تم میں ایک نغمہ ساز ذات ہے اپنے غموں کا مداوا چاہتے ہو تو دربار مصطفیٰ میں آ جاؤ۔ اپنے غم مٹانا چاہتے ہو تو محمد ﷺ کی بارگاہ میں آ جاؤ۔ اپنی تکلیف کو ختم کرنا چاہتے ہو تو نبی رحمت ﷺ کے در دولت پر آ جاؤ۔ علامہ نبہائی لکھتے ہیں کہ بادشاہت کا دور تھا ایک آدمی ایک بادشاہ کے بہت قریب ہو گیا بادشاہ کا منظور نظر ہو گیا۔ بادشاہ کا مقرب بن گیا۔ ایک روز بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا۔ اللہ معافی دے بادشاہ جب کسی سے ناراض ہوتے تھے تو بڑی سخت سزائیں دیتے تھے کہ سر قلم کر دو۔ زندہ کی کھال اتار دو۔ آنکھوں میں گرم لوہے کی سلائی پھیر دو۔ اس کے جسم کے ٹکڑے کر دو۔ اس کو ہاتھی کے پاؤں نیچے کچل دو۔ اس کو شیر کے

وہی رب ہے جس نے تجھے کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھک مانگنے کو تیرا آستان بنایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو میرے مصطفیٰ ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہو جاؤ۔ حتیٰ کہ تم گناہ بھی کر بیٹھو حضور ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو جاؤ وہ تمہاری سفارش کر دیں تو میں معاف کر دوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوتے صحابہ کرام ﷺ آتے اور اپنی ضروریات مشکلات اور مصائب کا ذکر کرتے تو آقا علیہ الصلوٰۃ ان کی جھولیاں گوہر مراد سے بھر دیتے۔ مصائب ٹل جاتے مشکلیں حل ہو جاتیں۔ مریض صحتیاب ہوتے۔ ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہو جاتیں کہ دوبارہ انہیں سوال کرنے کی نوبت نہ آتی۔ طلب سے سوا عطا فرماتے اور پھر پوچھتے کہ بتا تجھے اور کیا چاہئے۔ بڑی مشہور حدیث پاک ﷺ ہے اکثر علماء اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ ایک صحابی آئے اور دیکھا کہ حضور ﷺ کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ وہ صحابی اپنے گھر گئے اور بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کچھ ہے۔ حضور ﷺ کی دعوت کرنا ہے۔ بیوی نے کہا کہ ایک بکری ہے اور تھوڑا سا آٹا ہے میں روٹی تیار کر لیتی ہوں اور آپ بکری ذبح کر کے گوشت تیار کر لیں کھانا تیار ہو گیا تو وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور طعام کیلئے عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو ساتھ لیا اور تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو کھانا شروع کر دیا اور فرمایا تمام لوگ گوشت کی ہڈیاں ایک جگہ اکٹھا کرتے جائیں۔ صحابی نے سوچا کھانا تو تھوڑا ہے اور صحابہ کی تعداد زیادہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کھانا ختم ہو جائے اور لوگ بیچ جائیں لیکن ایسے کیسے ممکن تھا حضور ﷺ کا دستِ حمت وہ ہے کہ اگر جاہل تو انگلیوں سے بانی کے فرارے نکال لیں اور ایک دو نہیں پورے چودہ سو کا لشکر اور ان کے جانور

بھی سیر ہو جائیں۔ صحابی فرماتے ہیں کہ لشکر میں لاکھ افراد بھی ہوتے تو پانی کافی تھا۔ اسی دستِ رحمت سے آپ صحابہ کو ہنڈیا میں سے گوشت نکال نکال کر دے رہے تھے۔ تمام صحابہ نے کھانا کھا لیا تو حضور ﷺ نے میزبان سے فرمایا کہ باقی تم اپنے گھر لے جاؤ۔ ہنڈیا میں بوٹیاں اور سالن موجود تھا۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ۔ **قُمْ بِأَذْنِ اللَّهِ** اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ تو وہ بکری کان جھاڑتی ہوئی کھڑی ہوئی۔ حضور ﷺ نے بکری کو کان سے پکڑ کر صحابی کے حوالے کر دیا کہ اپنی بکری بھی گھر لے جاؤ ہم نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ یہ حضرت محمد ﷺ کا دربار عالی ہے جہاں سے مردوں کو بھی زندگی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ شان عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ ایک نگاہ کریں تو ہزاروں تہہ خانوں میں چھپی ہوئی مردہ زندگی واپس حیات بن جاتی ہے۔ حضور ﷺ قیامت کے روز کا تذکرہ فرماتے ہیں اپنے امتوں کا ذکر فرمایا دوسری امتوں کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا کہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہوں گے۔ میری امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ان میں سے کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے تمہیں ان میں سے کر دیا ہے۔ یہ نگہسار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک کی حرکت ہے کہ ایک لمحہ میں صحابی کو جنت عطا ہو رہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ بھی موجود تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تعداد تو بہت تھوڑی ہے آپ نے اور کیوں نہیں مانگ لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ یہ بہت تھوڑے ہیں تو اللہ کریم نے فرمایا کہ ان ستر ہزار آدمیوں میں سے ہر آدمی اپنے ساتھ مزید ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب کتاب جنت لے جایگا۔ آج حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں ایمان والے اکٹھے ہوتے ہیں جلوس نکالتے ہیں۔ حضرات! یہ تو معمولی چھوٹے چھوٹے جلوس ہیں قیامت کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستر ہزار کا جلوس جارہا ہوگا اور ہر آدمی کے ساتھ ستر ستر ہزار کا جلوس جارہا ہوگا جو عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ لگاتے ہوئے جنت کی دہلیز تک چلا جایگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول ﷺ بھی دیا شان والا صدیقؓ بھی دیا شان والا اور فاروقؓ بھی دیا شان والا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی عطا فرمایا وہ بڑی شانِ عظمت اور رفعت والا عطا فرمایا۔ حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تعداد بھی تھوڑی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ اور بھی اضافہ کر دے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار میں سے ایک کے ساتھ ہزار اور پھر ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے کہ آپ کا ایک اشارہ ہوگا اور اللہ کریم ہزاروں نہیں کروڑوں نہیں اربوں نہیں پتہ نہیں کہ کتنے ہوں گے جن کو ایک لمحہ میں جنت عطا کر دے گا۔ پھر ایک دفعہ ایسے ہی حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ بھی تشریف فرما تھے تو حضور ﷺ نے پھر روز قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار اور ایک روایت کے مطابق فرمایا

کہ چار لاکھ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 یا رسول اللہ ﷺ ہماری تعداد بڑھا دیجئے۔ تو نمگسار آقاؐ۔ دنگیری فرمانے والا آقاؐ نظر شفقت فرمانے والا رحمت کی چادر
 بچھانے والا امتیوں کو اپنے ساتھ جنت لے جانے والا آقاؐ کہ جس کو حضرت صدیق اکبرؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ
 ہماری تعداد بڑھا دیجئے تو مصطفیٰ ﷺ نے ایک بک ہوا میں اٹھ پلٹے ہوئے فرمایا کہ یہ لو یہ بھی چلے جائیں۔ حضرت
 صدیق اکبرؓ نے پھر عرض کیا کہ زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تو حضور ﷺ نے ایک بک اور ڈال دیا کہ لو یہ بھی جنت میں
 چلے جائیں تین یا چار مرتبہ ایسے ہوا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے پھر عرض کیا کہ زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تو حضرت عمر
 فاروقؓ نے عرض کیا کہ بس کر دیجئے بس رہنے دیجئے کافی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ یہ تہیہ کئے ہوئے تھے کہ دریائے
 رحمت جوش پر ہے تو آج ساری امت کو بخشوا کر چھوڑ دوں گا۔ حضرت عمرؓ درمیان میں بول اٹھے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے
 شاید پہلی مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہوئے حضرت عمرؓ کی طرف غصہ بھری نظروں سے دیکھا اور فرمایا کہ عمرؓ اگر
 آج ساری امت کی بخشش ہوتی ہے تو تیرا کیا جاتا ہے تو کیوں دل تھوڑا کر رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے
 صدیقؓ دیکھ تو سہی کہ یہ ہاتھ کس کا ہے۔ یہ تیرا میرا ہاتھ نہیں ہے یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ ہے ان کے ایک ہی بک میں
 پوری کائنات آجاتی ہے ایک ہی بک کافی ہے باقی کیا کرنے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا صدق عمرؓ کہ
 حضرت عمرؓ صحیح فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام کو ایک ہی اشارہ سے جنت عطا کر سکتا ہے۔ ہر آدمی کا اپنا ذوق ہے
 میں بھی اپنے ذوق کی بات کرتا ہوں کہ بتائیے کہ وہ شخص خوش قسمت ہے جو پہلے ستر ہزار میں سے ہوگا یا وہ شخص خوش
 قسمت ہے جس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھا کر جنت میں پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان خوش قسمت لوگوں میں
 کرے کہ جن کو محمد مصطفیٰ ﷺ خود اٹھا کر جنت میں پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے کی توفیق عطا
 فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

آستانہ عالیہ نقشبند یہ خلیفہ فیصل آباد 25/08/96

عشق مصطفیٰ ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یاایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! جب حضور ﷺ سے عشق ہو جاتا ہے تو پھر اس کی پہچان یہ ہے کہ ماسوائے حضور ﷺ
کے کوئی عظمت کسی اور میں نظر نہیں آتی۔ اگر آپ حضور ﷺ کے سوا کسی اور چیز کو بھی عظمت دیتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ
کو نبی کریم ﷺ سے عشق نہیں ہوا۔ دنیاوی عشق کی بات کرتے ہیں کہ جب رانجا کو ہیر سے عشق ہو جاتا ہے تو پھر اسے
کوئی اور عورت اچھی نہیں لگتی اور اگر ہیر کو رانجے سے عشق ہو جاتا ہے تو اسے بھی اس کے علاوہ کوئی اچھا نہیں لگتا۔ تو پھر وہ
کہتی یہ کہ

رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی

یعنی رانجے سے عشق اس حد تک ہو جاتا ہے کہ وہ جب اپنے جسم کی طرف بھی دیکھتی ہے تو اسے ہیر نظر
نہیں آتی بلکہ رانجھا ہی نظر آتا ہے۔ اپنی نفی کرتی ہے اور رانجھا ہی رانجھا ہر صورت دیکھنا چاہتی ہے۔ اسی طرح سے جب
کسی کو حضور ﷺ کی ذات مبارک سے عشق ہو جاتا ہے تو پھر ماسوائے حضور ﷺ کے اور کوئی چیز اسے نظر نہیں آتی اور نہ
ہی کوئی چیز اسے اچھی لگتی ہے حتیٰ کہ اس کو جنت بھی اچھی نہیں لگتی آپ کہیں گے کہ عجیب بات ہے ہم تو جنت کیلئے مر گئے۔
ٹھیک ہے جنت کیلئے مرنا چاہیے۔ بے شک کوئی مرے جنت کیلئے لیکن یاد رکھو کہ جنت اس کے لئے ہے جو حضور ﷺ
کیلئے مرتا ہے۔ عاشق کہتا ہے کہ مجھے حضور ﷺ ملیں اور جو عقل والا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے جنت ملے۔ عابد اور زاہد کہتا
ہے کہ جنت ملے۔ عشق کی جو تعریف کی گئی ہے اس کی جو Defintion کی گئی ہے جو پہچان بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ
معشوق کے سوا باقی سب جل جائیں سڑ جائیں۔ ختم ہو جائیں کوئی چیز عظمت والی نظر نہ آئے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے بھی
کوئی چیز مانگے گا تو یہی کہے گا یا اللہ مجھے حضور ﷺ عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلائے بیٹھا ہے کہ یا اللہ
مجھے کچھ عطا فرما دے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں کیا مانگتے ہو تو کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے حضور ﷺ ہی دیدے۔ میں یہ شعر روزانہ
دعا میں پڑھتا ہوں کہ

یا محمد ﷺ از تو خواہم خدا را
خدایا از تو عشق مصطفیٰ ﷺ را

ایک بڑے کامل شاعر میں مظہر جان جاناں یہ ان کا شعر ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے والی

چیز صرف ایک ہے اور وہ یہ عشق مصطفیٰ ﷺ بارگاہ عالیہ میں پہنچے وہاں جنت بھی ملتی ہے وہاں سکون قلب بھی ملتا ہے۔ وہاں دولت اور شہرت بھی ملتی ہے۔ علم اور فراست بھی ملتے ہیں۔ لیکن عاشق کی طلب کیا ہے اور عقل والا کیا کہتا ہے۔ عقل والا یہی چیزیں مانگتا ہے جو میں نے گنوائی ہے لیکن عاشق حضور ﷺ کو مانگتا ہے۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

عاشق صرف حضور ﷺ کو چاہتا ہے۔ آپ اپنے دل سے سوچیں اور میں اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ دعویٰ تو ہم کرتے ہیں لیکن جب مانگتے ہیں اور اکیلے بیٹھ کر مانگتے ہیں دامن پھیلا کر مانگتے ہیں۔ آنکھوں میں آنسو لا کر مانگتے ہیں تو کیا مانگتے ہیں؟ یہ تیرے میرے عشق کا امتحان ہے۔ اور پیمانہ ہے کہ جس سے عشق کی پیمائش ہوتی ہے۔ اور کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ آپ ”ڈھولے“ بہت گائیں۔ منقبت پڑھیں نعتیں پڑھیں۔ لیکن سوال صرف یہ ہے کہ آپ دل میں کیا مانگتے ہیں۔ کئی آدمی نعت خوان ایسے ہیں کہ ہم سے تو بہت اچھے ہیں لیکن پھر بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ نعت صرف اس لئے پڑھتے ہیں کہ میسل جائیں اس کی جب بھی کوئی دعا ہوگی تو وہ ایسی ہوگی کہ یا اللہ ایسی نعت مجھے دیدے جس سے پیسے بہت مل جائیں۔ وہ نعت بھی پڑھ رہا ہوگا تو آپ کی طرف دیکھ بھی رہا ہوگا اگر وہ بھی ایسی لگائے گا کہ جس پر لوگ بہت پیسے دیں اور جس گروہ میں کوئی پیسہ نہیں ملے گا وہ سمجھ گا چھوڑا اس میں کیا رکھا ہے کوئی دوسری گروہ تلاش کرو۔ اگر پیر صاحب کی منقبت پڑھنے میں زیادہ پیسے ملنے کی توقع ہو تو وہ پیر صاحب کی منقبت پڑھنے لگے گا۔ اگر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی منقبت سے زیادہ امید ہو تو وہ پڑھنی شروع کر دیگا۔ اسے تو صرف پیسے ملنے چاہیں۔ تو میری عرض ہے کہ پروفیسر صاحب آپ اپنے دل سے سوچیں حاجی صاحب آپ اپنے دل سے سوچیں اور تمام حضرات اپنے اپنے دل سے سوچیں کہ جب ہم خلوت میں خلوص دل سے دعا کرتے ہیں تو کیا مانگتے ہیں؟ اگر آپ حضور نبی کریم ﷺ کو مانگتے ہیں تو یہی عشق ہے۔ اس کا دیکھو کیا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ تو سِرَاجُ الْمُنِيرِ ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ سے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ستارے ہیں۔ اللہ بھی حضور ﷺ کو نور بناتا ہے اور حضور ﷺ اپنی امت کو نور بناتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَيَايَهُمْ اَقْتَدَيْتُمْ فَاَهْتَدَيْتُمْ ”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو جس کی پیروی بھی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے“ دو تین نعت شریف ایسی ہیں جو یہاں بار بار پڑھی جاتی ہیں ان میں سارا عشق ہے اس میں ہے کہ جو کوئی حضور ﷺ کے عشق میں مرجاتا ہے تو حضور ﷺ اس کو مرنے ہی نہیں دیتے۔

سرکارِ مدینہ کی الفت میں جو مرتے ہیں

اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں
حضور ﷺ ان کو ایسی حیاتی عطا فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کیلئے چمکدار ستارہ بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ ایک دوسرا
شعر نعت شریف میں ہے کہ

آ تجھ کو بتاتے ہیں کہ جنت کسے کہتے ہیں
آبیٹھ ذرا واعظ ہم بجر کے ماروں میں

جب آپ حضور ﷺ کے عشق و محبت میں بیٹھتے ہیں تو یہی جنت بن جاتی ہے لوگ جنت مانگ رہے
ہیں کہ یا اللہ جنت عطا فرما۔ پتہ نہیں ملی کہ نہیں ملی۔ کیا کوئی یقین سے کہہ سکتا ہے کہ مل گئی ہے۔ آپ ہزاروں چیزیں
مانگتے ہیں کیا سب مل جاتی ہیں۔ یہ ادھار ہے نا۔ لیکن جب حضور ﷺ سے عشق ہو جاتا ہے تو شعر بتا رہا ہے کہ شاعر نے
جنت میں بیٹھ کر دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ جاؤ یہی جنت ہے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ جہاں
حضور ﷺ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہ خلوص دل سے نہیں کرتے صرف عاشق لوگ ہیں جو خلوص دل سے ذکر مصطفیٰ ﷺ
کرتے ہیں

عشق دے جھلے ای نمبر لے گئے
عقماں والیاں اینویں عمراں گالھیاں

جب کوئی عاشق حضور ﷺ کے عشق میں محفل منعقد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے اسے بھی
جنت بنا دیتا ہے۔ لوگوں نے جنت مانگ مانگ کر اس میں جانا ہے اور مانگے سے ملے گی بھی نہیں۔ جو حضور ﷺ کا در
چھوڑ کر جنت مانگتے ہیں انہیں جنت ملتی بھی نہیں ہے۔ آپ نے ترجیح کس کو دی آپ نے پسند کس چیز کو کیا۔ آپ نے
جنت کو پسند کیا آپ نے در حضور ﷺ کو پسند نہیں کیا ہے۔ یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ جو کوئی حضور ﷺ کو پسند کرتا ہے۔
ان کے عشق میں بیٹھتا ہے تو جنت میں بیٹھتا ہے۔ اور ایسی جنت میں بیٹھتا ہے کہ اس سے پھر باہر نکلتا ہی نہیں ہے۔ وہ پکا
ہی وہاں بیٹھ جاتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جہاں ذکر الہی ہوتا ہے جہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری
بن جاتی ہے۔ کوئی کتنے ہی گناہ کرے اگر اس کا عشق سچا ہے۔ گناہ گار کو بھی حضور ﷺ سے عشق ہو سکتا ہے یہ ضروری نہیں
کہ پاک صاف سترے اور بے گناہ کو ہی عشق مصطفیٰ ﷺ ملتا ہے۔ نہیں عشق اس کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ آدمی خواہ کتنا
ہی گناہ گار ہو اگر اسے عشق حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ ہی جنت میں
ہوگا۔ عشق مصطفیٰ ﷺ ایسی چیز ہے کہ جس کے صدقے جنت عطا ہوتی ہے۔ کسی سے متعلق کوئی علم نہیں کہ وہ جنت میں
جائے گا یا نہیں لیکن جسے عشق مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوتا ہے تو وہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ ایک صحابی فوت ہو گئے تو
صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کا جنازہ نہ پڑھائیں یہ ایسا تھا وہ ایسا تھا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ
کوئی ایسا شخص ہے جس نے اسے نیکی کرتے ہوئے دیکھا ہو تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ایک

جنگ سے جب واپس آرہے تھے تو ایک رات اس نے آپ کے خیے کا پہرہ دیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بخشش کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ آپ کے علم میں یہ بات ہونی چاہئے کہ حضور ﷺ کے سب سے بڑے عشق جو ہیں وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ ان کے بعد جن کا نمبر آتا ہے وہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ہیں۔ ہم تو جنت مانگ مانگ کر بوڑھے ہو رہے ہیں اور جو اس وقت جوان ہیں یہ بھی اسی طلب میں بوڑھے ہو جائیں گے۔ لیکن دیکھو یہ دو عاشق ہیں حضور ﷺ کے یار ہیں آپ ﷺ کے وزیر ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے روز ان کو جنت کی چابیاں دی جائیں گی کہ آج آپ مالک ہیں جن کو چاہیں جنت میں لے جائیں۔ ہم تو جنت مانگنے والے ہیں۔ لیکن حضرت صدیق اکبرؓ جنت تقسیم کرنے والے ہیں۔ جنت بانٹنے والے ہیں کہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں جس کو چاہیں روک دیں۔ اسی طرح ان کو دوزخ کی چابیاں بھی ملیں گی کہ جن کو آپ حضور ﷺ کے دشمن سمجھتے ہو۔ صحابہ کے دشمن سمجھتے ہو ان کو دوزخ میں ڈال دو یہ عاشق کا انعام ہے۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ قیامت کے روز حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جنات کے دروازے پر کھڑے ہوں گے جسے چاہیں اندر جانے دیں جسے چاہیں روک دیں۔ حضرت عمر فاروقؓ میزان پر کھڑے ہوں گے جس کے نیک اعمال چاہیں وزنی کر دیں جس کے چاہیں کم کر دیں حضرت عثمان غنیؓ پل صراط پر کھڑے ہوں گے جسے چاہیں گزرنے دیں جسے چاہیں نہ گزرنے دیں اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کوثر پر کھڑے ہوں گے جسے چاہیں پینے دیں جسے چاہیں روک دیں۔ کیا شان ہے ان عاشقوں کی یہ ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کا فائدہ۔ حضرات! ہم گنہگار تو ہیں۔ لیکن اگر بخشش کا کوئی بہانہ ہے تو وہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے ہی ہے۔ محبت سے ہے اور پیار سے ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی

نہ ہو عشق تو مرد مسلمان کافر و زندیق

اگر عشق مصطفیٰ ﷺ ہے تو اگرچہ بندہ کافر ہے وہ بھی مسلمان ہے کافر کتنا گنہگار ہوتا ہے۔ آپ بتائیں پروفیسر صاحب کہ کافر کتنا گنہگار ہے جی بس گناہ ہی گناہ ہوتے ہیں۔ اگر اس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر یہ عشق نہیں ہے تو مسلمان بھی کافر ہے زندیق ہے یہ ایک عارف کا شعر ہے۔ عاشق رسول ﷺ کا شعر ہے کہ جس کی آنکھیں ہمیشہ محبت رسول میں تر رہتی تھیں جب تلاوت فرماتے تو اتنے روتے کہ آنسو قرآن مجید پر گرتے اور قرآن کے اوراق تر ہو جاتے تھے۔ سجدے کریں۔ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ زکوٰۃ دیں لیکن اس کو نجات کا بہانہ نہ سمجھیں یہ اعمال صرف اس لئے کریں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اس لئے کریں کہ یہ فرائض ہیں اس لئے کریں کہ یہ ارکان اسلام ہیں۔ مسلمان کی پہچان ہیں۔ لیکن بخشش کا بہانہ صرف عشق مصطفیٰ ﷺ ہی ہے۔ اب ٹسٹ اس کا صرف یہ ہے کہ آپ کی دعا کیا ہے۔ سچ دل سے آپ کی کیا دعا ہے۔ اگر دعا یہ ہے کہ حضور ﷺ مل جائیں جنت جاتی ہے تو جائے۔ مرنے سے تو مر جاؤں۔ قبر اگر میری کالی ہوتی ہے تو ہو جائے اگر مجھے

پس کر رکھ دے تو رکھدے قبر میں اگر تنگی آتی ہے تو آئے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تو پھر وہ عاشق ہے۔ ہر چیز سے تو وہ بے نیاز ہے اور کیا چاہیے۔ زاہد کون ہوتا ہے؟ زاہد وہ ہے جو ساری دنیا کو چھوڑ دے۔ عاشق وہ ہے جو ساری کائنات کو چھوڑ دے صرف حضور ﷺ چاہیں۔

واعظ کمال ترک دنیا سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑی ہے تو عقبی بھی چھوڑ دے

اے زاہد تو ترک دنیا کر کے زاہد بنا ہے۔ اس طرح سے زاہد نہیں بنتے۔ اگر تو نے اپنے لئے دنیا ترک کی ہے تو پھر حضور ﷺ کیلئے جنت بھی چھوڑ دے۔ زاہد صرف دنیا کو چھوڑتا ہے جنت کو نہیں چھوڑتا ہے۔ یہ مشکل تو بہت نظر آتا ہے کہ مرگے نمازیں پڑھ کر روزے رکھ کر بھوکے مر گئے۔ آدی جاتا ہے۔ پیسے خرچ کرتا ہے۔ وقت بھی لگتا ہے پھر دوڑتی دوڑتی تہب جا کر حج ہوتا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ حج قبول نہیں جب تک تو میرے دروازے پر نہ آئے۔ حدیث پاک ہے جو حج کی نیت سے نکلا اور میرے روضے پر نہیں آیا مجھے ملے نہیں آیا وہ مجھ پر ظلم کر کے جا رہا ہے اور جو حضور ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو گیا ہے فرمایا کہ مجھ پر واجب ہو گیا کہ اس کی شفاعت کروں اب بتائے۔ ذرا دل کو سمجھانے والی بات ہے کہ ماسوا حضور نبی کریم ﷺ کے اور کچھ نہ مانگو میں نے تو اپنی دعا کیلئے پندرہ بیس سال سے دو شعر بنا رکھے ہیں اللہ کر کے کہ بقیہ جو حیاتی ہے وہ بھی ان اشعار کے ساتھ ہی گزر جائے۔ **قُلُوبُنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا** اے میرے اللہ ہدایت دینے کے بعد پھر میرے دل کو ٹھہر نہ دینا۔ حضرات ساری فقیری سارا زہد سارا تقویٰ ساری نجات ان دو اشعار میں ہے۔ اللہ کے سامنے حاضر ہو کر یہ کہہ کہ یا اللہ مجھے حضور ﷺ عطا فرما دے اور دنیا میں کہہ کہ مجھے حضور ﷺ کا عشق دیدے یہ دو چیزیں ہیں ان کو لے لیجئے۔ اپنی دعاؤں کو بدل دو اپنی ترجحات کو بدل لو۔ Priority بدل لو۔ صرف حضور ﷺ کا عشق مانگو یہی تیرے لئے بہتر ہے۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؓ کو کیا کچھ نہیں ملا ہے جن کی دعا صرف یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ پھر یہ دیکھیں کہ دنیا کی کوئی چیز ہے جو نہ ملی ہو۔ سب سے پہلے خلیفہ الرسول امیر المؤمنین وہ بنے سب سے بڑے عاشق رسول بنے۔ حضور ﷺ کے روضہ اقدس میں ہی جگہ ملی یا رغار تھے پھر یار مزار بھی بنے قیامت کے روز جنت کے مالک ہونگے دنیا بھی ملی ہے۔ صدارت کوئی تھوڑا عراز ہے؟ دنیا وٹ لے کر صدارت کے لئے مر رہی ہے۔ جو صدر بن جاتا ہے تو پھر دوسرے اس کو سکھ کا سانس نہیں لینے دیتے کبھی کوئی مطالبہ کوئی کبھی الزام کبھی مڈ ٹرم الیکشن جینا دو پھر کر دیتے ہیں۔ ادھر یہ ہے کہ جتنے بھی علوم اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائے وہ آپ نے حضرت سیدنا ابوبکرؓ کے سینے میں بھر دئے۔ علم اور فہم دین بھی عطا ہو گیا۔ انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں افضل ترین ہستی بن گئے اور جب انہوں نے سارا مال حضور ﷺ کے پاس جمع کر دیا اور خود بوریا کا لباس پہن لیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام فرشتے سنت ابوبکرؓ کو اپنائیں اور اس جیسا لباس

پہنیں۔ اسی لباس میں حضرت جبرائیل تشریف لائے۔ اب دیکھئے کہ عاشق رسول ﷺ حضرت سیدنا ابوبکرؓ کی سنت پر فرشتے عمل کر رہے ہیں یہ دعا کا نتیجہ ہے کہ تمام کائنات کے فرشتوں کی وردی بدل کر رکھ دی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ اپنے یار غار سے پوچھئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی بھی ہے کہ نہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ صدیق اکبرؓ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے۔ ان کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ ٹٹ لیا جا رہا ہے اتنی عظمت اور کس کو ملی ہے؟ لیکن دعا دیکھو کہ کہیں نہ نجات مانگی ہے نہ جنت مانگی ہے۔ یہی عاشق کی پہچان ہے۔ عاشق صرف وصال یار چاہتا ہے اور اسے کچھ نہیں چاہئے ہم سینکڑوں چیزیں مانگتے ہیں ہمیں اولاد مل جائے ہمیں ملازمت مل جائے ہمارے رزق میں کشادگی ہو جائے۔ ہماری کئی ترحیات ہیں ہم چھوٹے بندے ہیں ہمارے دماغ چھوٹے ہیں ہمارے دل چھوٹے ہیں۔ ہم میں ہمت نہیں ہے۔ ہم وسیلہ کو ڈھونڈ رہے ہیں اور وہ منزل کو پہنچ رہے ہیں حالانکہ وسیلہ کے بغیر منزل کو پہنچ نہیں ہیں۔ ہم حضور ﷺ کو چھوڑ رہے ہیں جو منزل بھی ہیں اور وسیلہ بھی ہیں باقی جو چیزیں ہیں وہ حضور ﷺ کے عشق اور محبت کے انعام ہیں۔ اب آپ یہ کہیں کہ میر تو مجھے مل جائیں لیکن میری اکھاڑ دی جائے کہ یہ کانٹے بکھیرتی ہے۔ تو اس طرح میری کے بغیر کیا پیرل جائیں گے نہیں ملیں گے۔ حضرات! میری حضور نبی کریم ﷺ ہیں اور میر اس کے انعام ہیں۔ اگر میری نہ رہی تو میر بھی نہیں ملیں گے۔ میری گزارش ہے کہ لالچ کے حساب سے بھی عقیدے کے لحاظ سے بھی اسلام کے لحاظ سے بھی سنت صدیقؓ کے لحاظ سے بھی منشاء الہی کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ کے کرم سے بھی صرف حضور ہی انعام ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگو ساری کائنات قلیل ہے لیکن میرا حبیب انعام ہے فرمایا **لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ** (الاعران 164) میں نے مومنین پر احسان کیا ہے کہ انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے۔ دنیا سے متعلق فرمایا کہ قلیل ہے یہ کوئی شے نہیں ہے فرمایا کہ کائنات کوئی شے نہیں ہے لیکن اگر انعام چاہتے ہو تو وہ صرف میرا حبیب ﷺ ہے یہ سنت الہی ہے اور منشاء الہی بھی ہے یہ تعلیم خداوندی ہے کہ صرف حضور ﷺ سے محبت کرو۔ اپنے دل کو سمجھالیں تو یہی جو آپ **اللَّهُ هُوَ** کرتے ہیں۔ درود شریف پڑھتے ہیں قرأت کرتے ہیں۔ مرشد پاک کے پاس آتے ہیں۔ بیعت کرتے ہیں۔ ذکر کرتے ہیں۔ فکر کرتے ہیں۔ اس کی انتہا اگر یہ بن جائے کہ حضور ﷺ مل جائیں تو پھر سلسلہ بھی ٹھیک ہے۔ پیر صاحب بھی ٹھیک ہیں۔ مرید بھی ٹھیک ہے۔ کوشش بھی ٹھیک۔ اگر اس میں کوئی اور چیز نکل آئے۔ جنت ہو۔ پیسے ہوں نذرانہ ہو۔ لنگر ہو یہ سب چیزیں نوسر بازیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔ ان میں نہ پھنسائے بھوکے رہ کر بھی آپ نے حضور ﷺ کا عشق حاصل کر لیا تو پوری کائنات لوٹ لی۔ ادھر بھی فرج بھرے ہیں ادھر ساز و سامان آیا ہوا ہے۔ پیر صاحب ادھر دیکھیں تو مال ہی مال ہے ادھر دیکھیں تو پیسے ہی پیسے ہیں تو ایسے پیر صاحب بھی فیل ہیں اور مرید بھی فیل ہیں۔ نہ پیر صاحب کو کچھ حاصل ہے نہ مرید کو کچھ حاصل ہے۔ پیر صاحب کو طرح طرح کے کھانے ملیں گے تو اسے شوگر ہو جائیگی۔ بلڈ پریشر ہو جائیگا پیٹ پھول

جائے گا۔ چکر آنے شروع ہو جائیں گے اور جب پیر صاحب فوت ہوں گے تو اولاد میں لڑائی شروع ہو جائیگی جسے تقسیم ہوں گے۔ مرید تقسیم ہو جائیں گے اور اگر صاحب کی اولاد میں اتفاق ہے تو وہ گھوڑے رکھ لیں گے ساتھ کتے پال لیں گے کھیل تماشا شروع ہو جائیگا۔ سیر و تفریح کیلئے انگلینڈ کے دورے شروع ہو جائیں گے اللہ کہ ہم سب کو ہدایت آ جائے۔ یہ ساری فقیری مریدی اسلام اور حضور ﷺ تعلیمات اور منشاء الہی صرف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہو جائے۔ نماز بھی محبت کے بغیر نہیں بنتی۔ منافق کی نماز کہاں ہے۔ اگر نماز خود کوئی چیز ہے۔ کی کوئی قدر ہے اس کی کوئی Value ہے اس میں کوئی نفع ہے تو منافق کو اس میں حصہ ملنا چاہئے لیکن اس نہیں ملا ہے۔ اگر سجدہ میں کوئی چیز ہے تو شیطان کو ضرور ہدایت ملتی۔ اسے بھی نہیں ملا۔ پھر ڈھونڈو کہ اس میں کمی کیا ہے۔ اتنے سجدے لیکن کسی کے نہیں۔ منافق کی اتنی تک و دواد تبلیغی جماعت کے بستر اٹھا اٹھا کر سر گئے ہو رہے ہیں۔ شانہ پر سے قمیض چھٹی جاتی ہے۔ بستر کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہے۔ گھر میں بچے رو رہے ہیں اور وہ چلہ کشی میں لگا ہوا ہے۔ کیا کبھی حضور ﷺ ملے بھی ہیں؟ کیا منافق کو ملے ہیں۔ کیا شیطان کو ملے ہیں تو پھر کس کو ملے ہیں اس کو ملے ہیں جو فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں تو دراصل حضور ﷺ تک پہنچنا ہی دین ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

مصطفیٰ ﷺ پر ساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہی است

کہ حضور ﷺ تک پہنچو۔ ان کے در تک پہنچو۔ ان کے قدموں میں پہنچو کہ سارے کا سارا دین یہی ہے۔ اگر باوند رسیدی۔ تمام بولہی است اگر وہاں نہ پہنچے تو سمجھو کہ ابولہب کے گھر پہنچ گیا۔ یہ نہیں کہ خانہ کعبہ پہنچ گیا یا کہیں مسجد میں پہنچ گیا نہیں گھر صرف دو ہی ہیں یا تو در اقدس حضور ﷺ ہے یا پھر ابو جہل کا گھر ہے۔ لہذا وہ جس طرح سے کشید کرتے ہیں عرق نکالتے ہیں یا عطر نکالتے ہیں اسی طرح سارے اسلام کا نچوڑ سارے قرآن مجید کا عطر ساری روح ایمان یعنی نچوڑ سے ہی پتہ چلتا ہے۔ خام مال سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ کیا ہے۔

مغز قرآن روح ایمان جان دین

ہست حب رحمتہ اللعین

جان تو آپ میں ہے تا لیکن وہ وزن کے لحاظ سے کتنی ہوگی۔ ایک آدمی زندہ ہے اور پھر وہ مر جاتا ہے۔ تو اس کے وزن میں کیا فرق آئیگا۔ سائنس دان بتاتے ہیں کہ اکیس گرام کا فرق آتا ہے تو اب یہ اکیس گرام کتنے تولے ہوگا تقریباً پونے دو تولے ہوگا وہ بتاتے ہیں کہ قرآن کا نچوڑ نکالیں ایمان کا نچوڑ نکالیں تو اس سے کیا حاصل ہوگا صرف ایک لفظ نکلے گا وہ ہے حضور ﷺ کی محبت اگر یہ نہیں ہے تو تمام تر جھوٹا ہے اور کھونا مال ہے اور کوئی چیز اس میں نہیں ہے۔ لہذا ساری چیز جو ہے وہ محبت رسول ﷺ ہے۔ عشق رسول ﷺ ہے۔ ادب رسول ﷺ ہے اور حضرات یہ ملتی اولیاء کرام کے در سے ہے۔ اس کی اور کوئی دکان نہیں ہے۔ کئی چیزیں کتب سے ملتی ہیں۔ کئی چیزیں عبادت سے ملتی ہیں۔

آپ کا جس دم کا جو سبق ہے اس کو خوب محنت سے کرو تو تمہیں علم غیب آ جائیگا لیکن ہو سکتا ہے کہ اس میں حضور ﷺ کا عشق نہ ہو۔ اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ اس کمرے میں کیا ہے۔ اس شخص کے دل میں کیا ہے۔ اس وقت پیرس میں کیا ہو رہا ہے اس وقت لاہور میں کیا ہو رہا ہے۔ دہلی کی فلاں دکان پر کیا لکھا ہوا ہے یہ سب کچھ پتہ چل جائیگا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسلمان کو یہی ایسا علم آ جائے یہ غیر مسلم کو بھی آ جاتا ہے۔ TELLY PATHY ایک ایسا علم ہے جو کالجوں میں بھی پڑھایا جاتا ہے اس علم سے بھی چل جاتا ہے کہ کہاں پر کب اور کیا ہو رہا ہے۔ فرعون نے جب جوتھیوں سے پتہ کیا کہ میری حکومت کو کوئی خطرہ وغیرہ تو نہیں تو اتنا تو انہوں نے بھی بتا دیا تھا کہ ہاں وہ لڑکا پیدا ہونیوالا ہے جس نے تیری حکومت کا تختہ الٹنا ہے۔ وہ سچے تھے اتنا علم غیب ان کو بھی تھا۔ لیکن ایمان نہ لائے۔ فرعون کے ساتھ غرق آب ہو گئے ڈوب گئے مر گئے۔ فرعون کی لاش کو تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی عبرت کیلئے محفوظ رکھ لیا۔ لیکن باقی تمام کے تمام ڈوب گئے سات لاکھ آدمی فرعون کی ڈوب گئے تمام جوتھی وغیرہ بھی ڈوب گئے یہ کوئی چیز نہیں ہے آپ دعا کریں کہ یا اللہ مجھے علم غیب آ جائے میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کروں مجھ میں پرواز آ جائے۔ پڑھ لیں آپ نماز کئی اور لوگ بھی ایسی نماز ادا کر رہے ہیں۔ یہ تبلیغی جماعت والے تو سونے بھی نہیں دیتے کہ جی رات بھر نفل ادا کر کے نبی پاک ﷺ سے بھی آگے بڑھ جاؤ۔ اودھا کے بندو کیوں پیچھے رہ رہے ہو۔ نبی ﷺ سے آگے نکل جاؤ یہ کہتے ہیں کہ علم میں تو نبی آگے ہوتے ہیں۔ لیکن عمل میں امتی آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہ قاسم نانوتوی صاحب کا فتویٰ ہے کہ امتی عمل میں نبی سے آگے نکل سکتا ہے۔ عقل یہ کام کراتی ہے۔ عشق اگر ہو تو وہ آگے نکل ہی نہیں سکتا بالکل نہیں نکل سکتا۔ اس لئے میری یہ ساری عرض ہے کہ منافق کی ساری زندگی کو سمجھو۔ شیطان کے عمل کو دیکھو اور جو دوسرے غلط عقائد ہیں ان کے عمل کو دیکھو ان میں اعمال بہت ہیں لیکن عشق نہیں ہے۔ ایسے اعمال کو کوئی پھل نہیں ملتا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج و ر کی ہے

فروع کے معنی ٹہنیاں شاخیں بے کار چیزیں اضافی چیزیں اصل چیز جڑ ہوتی ہے۔ پتے اور شاخیں جو ہوتی ہیں انہیں فروع کہتے ہیں۔ یہ فرض بھی ہیں ضروری بھی ہیں لیکن جو حضور ﷺ کے مقابلہ میں آتے ہیں تو فروغ بن جاتے ہیں ان کی اصل حضور ﷺ ہیں آپ ان سے مل لیں محبت سے ادب سے پیار سے تو پھر بیڑہ پار ہے۔ فاصلہ میلوں میں یا کلومیٹروں میں پیمائش کرتے ہیں۔ گرمی سردی تھرما میٹر سے پیمائش ہوتی ہے وزن کلوگرام میں پیمائش ہوتا ہے کوئی چیزیں گنتی کے حساب سے ناپی جاتی ہیں لیکن عشق کا پیمانہ کون سا ہے۔ یا اللہ آپ کو بھی حضور ﷺ سے عشق ہے کیا کیا کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کیلئے کیا ہے وہ کوئی عاشق اپنے معشوق کیلئے نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذِهِ الْبَلَدَةِ وَأَنْتَ حَلٌّ بِهَذِهِ الْبَلَدَةِ (المائدہ 2-1) مجھے شہر مکہ کی نہیں قسم ہاں ہے اس لئے ہے کہ تو اس میں چلتا ہے۔ تیرے قدم اس میں لگتے ہیں یہ محبت کی پہچان ہے عشق کا پیمانہ ہے ہم تو اپنے محبوب کے بالوں کی تعریف

کرتے ہیں اس کی گردن کی تعریف کرتے ہیں اس کی کمر کی تعریف کرتے ہیں اس کے چہرے کے خدو خال کی تعریف کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے نقش قدم کی بھی قسم کھاتے ہیں۔ حضرات! یہ عشق کا بیانا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عشق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اچھا ہم تو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں حضور پاک ﷺ سے عشق ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس عشق کو مستحکم کرے بڑا کرے وسیع کرے تادیر کرے اور قیامت تک اس کو قائم رکھے لیکن یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو کس سے عشق ہے۔ فرمایا مجھے اپنی گنہگار امت سے عشق ہے تو حضرات! دراصل ہمیں حضور ﷺ سے عشق نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کو ہم سے عشق ہے یہ عشق آتا کہاں سے ہے اگر ذرا غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ہر چیز حضور ﷺ سے آتی ہے یہ محبت و عشق بھی انہیں سے آتا ہے ہمیں تو اتنی اچھی بات کرنے کی توفیق نہیں ہوتی یہ بات بھی انہی سے آتی ہے کہ اچھی ہو جاتی ہے ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ سے حضرت حنینؓ نے پوچھا کہ ابا جان کیا آپ کو اللہ سے محبت ہے فرمایا ہاں ہے۔ پھر پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ سے بھی عشق ہے فرمایا ہاں ہے پوچھا کہ صحابہ کرام سے بھی ہے فرمایا کہ ہاں ہے پوچھا اہل بیعت سے بھی ہے فرمایا ہاں ہے پوچھا کیا مدینہ شریف سے بھی ہے فرمایا ہاں ہے تو شہزادوں نے عرض کیا کہ ابا جان آپ کا دل ہے یا سرائے ہے کہ ہر ایک سے عشق کر رہا ہے فرمایا کہ نہیں مجھے صرف اللہ سے عشق ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک میرے پیاروں سے محبت نہیں کرو گے میں تمہاری محبت قبول نہیں کروں گا اس لئے مجھے حضور ﷺ سے عشق کرنا پڑتا ہے اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک میرے پیاروں سے محبت نہیں کرو گے میں تم سے پیار نہیں کروں گا اس لئے مجھے صحابہ کرام سے عشق کرنا پڑتا ہے پیر و مرشد سے محبت رکھنا عشق کرنا بھی دراصل حضور ﷺ سے ہی عشق کرنا ہوتا ہے کہ یہ بھی وہی کراتے ہیں پیر کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ یہ بھی حضور ﷺ کے ہی بنائے ہوئے ہیں۔ یہ مظہر ہیں حضور ﷺ کے نور کے ان کے عشق و محبت کے تو دراصل یہ سارا عشق حضور ﷺ کا ہے۔ جو ساری کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ ہر چیز حضور ﷺ کے نور سے بنی ہوئی ہے۔ جس کا عشق بھی ہے عقیدہ بھی ہے سب حضور ﷺ کا ہی عنایت کیا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ آپ کا عمل ہے۔ عمل بھی وہی عطا کرتے ہیں عشق بھی وہی عطا کرتے ہیں۔ ہم محتاج ہیں تو حضور ﷺ کے ہیں اللہ تعالیٰ بھی اگر عطا کرتے ہیں تو حضور ﷺ کے صدقے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی براہ راست لینے کی کوشش نہ کرو حضور ﷺ وسیلہ ہیں انہیں کے وسیلہ سے سب کچھ ملتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں **اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ** اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں حضور نبی کریم ﷺ عشق بھی عطا کرنے آئے ہیں۔ عمل کی بنیاد عشق ہے عمل کروں ضرور کروں چاہئیں کہ یہ فرض ہیں لیکن عشق مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ہر عمل عبث ہے بیکار رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عشق عطا فرمائے عشق کتب سے نہیں ملتا عشق عمل سے نہیں ملتا عشق عاشقوں سے ملتا ہے کسی عاشق رسول سے نسبت قائم کر لو عشق مل جائیگا عشق نظر سے ملتا ہے یہ نگاہ دہلی سے ملتا ہے یہ نگاہ حیر سے ملتا ہے اور کوئی اس کا منبع نہیں ہے اور کوئی اس کا ذریعہ نہیں ہے اور کوئی اس کا SOURCE نہیں ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں سائی جاتی ہے
توحید کی مئے ساغر سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

صحابہ کرامؓ کا عشق دیکھو کہ نماز فجر کا وقت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت علیل ہے ناساز ہے جس وجہ سے آپ ﷺ مسجد میں تشریف نہیں لائے نماز کھڑی ہو گئی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ امامت فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے حجرہ مبارک کی کھڑکی کھلتی ہے آپ اپنے صحابہ کو نماز میں مشغول دیکھتے ہیں ادھر صحابہ کرامؓ بھی اپنے چہرے نوے درجے کے زادیہ پر پھیر کر حضور ﷺ کی زیارت کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ ارادہ فرماتے ہیں کہ امامت سے پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ امام الانبیاء والمرسلین اور پوری کائنات کے امام و معلم تشریف لانے والے ہیں نماز باجماعت ہو رہی ہے لیکن صحابہ کرامؓ قبلہ کی طرف نہیں بلکہ کعبہ کے کعبہ کا دیدار کر رہے ہیں ادھر حضور ﷺ اشارہ فرماتے ہیں کہ اپنی نماز مکمل کر لو تا عمل ہونے کے باوجود صحابہ کی نماز نہیں ٹوٹی کہ یہ عمل تھا اور دوسری طرف عشق تھا بڑا مشہور واقعہ ہے سب جانتے ہیں پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی نماز ملحوظ ادب کی خاطر قضاء کر دی جو آقا ﷺ نے سورج کو واپس لٹا کر ادا کرادی عمل سے زیادہ ادب نمبر لے گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو آواز دی جو نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے جلدی جلدی اپنی نماز مکمل کی اور حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیر کیوں کر دی صحابی عرض کرتے ہیں کہ آقا میں نماز میں تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ جب نبی تمہیں پکارے تو فوراً حاضر ہو جاؤ جہاں تک نماز ادا کر چکے وہیں سے چھوڑ کر آ جاؤ۔ جو نبی ﷺ حکم دیں وہ کام پورا کر کے آؤ پھر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے آگے مکمل کر لو تمہاری نماز میں خلل نہیں آتا۔ اب بتائیے کہ نماز ضروری ہے یا ادب نبی ﷺ حکم دیں وہ کام پورا کر کے آؤ پھر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے آگے مکمل کر لو تمہاری نماز میں خلل نہیں آتا اب بتائیے کہ نماز ضروری ہے یا ادب نبی ﷺ مقدم ہے۔ نماز بھی حضور پاک ﷺ کے صدقے میں ملی ہے ساری بات ادب کی ہے عشق کی ہے اپنے کردار میں گفتگو میں اعمال میں ادب کو فوقیت دو ادب کو مقدم رکھو ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔ ایک بادشاہ کو خواب آئی کہ اس کے سارے دانت گر گئے ہیں اس نے اپنے نجومیوں کو بلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی ایک نجومی نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت یہ تو بہت برا خواب ہے آپ کے تمام عزیز و اقارب آپ کی آنکھوں کے سامنے مرجائیں گے بادشاہ نے اس نجومی کو قید کر دیا کہ اس نے اس منہوں تعبیر بتائی تھی بادشاہ جلال میں آ گیا اور اس نجومی کو سخت سزا دینے کا حکم صادر فرما دیا پھر دوسرے نجومی کو بلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی اس نجومی نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مبارک ہو ایسا بہترین خواب آپ نے دیکھا ہے یہ آپ کے لئے بڑی خوشخبری کی علامت ہے کہ آپ کی عمر اتنی طویل ہے کہ آپ اپنے تمام عزیز و اقارب سے بھی بعد تک زندہ رہیں گے بادشاہ اس نجومی کی عقلمندی پر بڑا خوش ہوا اور اسے انعام و اکرام دے کر رخصت کر دیا۔ خواب کی تعبیر گو کہ ایک ہی ہے لیکن اسے بتانے کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہے ایک طریقہ ایسا ہے کہ اس نے سزا دی اور ایک طریقہ ادب و احترام والا ہے کہ انعام دلوانے والا ہے نتیجہ ایک ہے بادشاہ کا ادب ملحوظ خاطر رکھا گیا تو انعام مل گیا اور دوسرے نے

ادب و سلیقہ استعمال کیا تو سچا ہونے کے باوجود سزا مل گئی۔ حضرات ایک معمولی دنیاوی بادشاہ کیلئے ادب بات کرنا انعام و اکرام کا موجب بن جاتا ہے تو پھر شہنشاہوں کے شہنشاہ بادشاہوں کے بادشاہ والئی کائنات حضور نبی کریم ﷺ کا ادب کس درجہ تک پہنچا دیتا ہوگا چیز عقل سے ماوراء ہے صرف عشق ہی اس منزل کو پہنچتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشہ لب بام ابھی

اللہ تعالیٰ عشق مصطفیٰ ﷺ نصیب فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

عظمت مصطفیٰ ﷺ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے يصلون علی النبی یاایہاالذین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ

معزز حاضرین قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَاسٍ لِّعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ“
اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لوگوں کو مثال دے کر سمجھاؤ کہ وہ فکر کریں۔ جب کوئی مثال سامنے آتی ہے تو بات سمجھنے میں آسانی
پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک مثال میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے طفیل ہمیں اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی شان سمجھنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ ایک عورت تھی جس نے ایک انگوٹھی بنوائی لیکن کوئی شخص بھی اس انگوٹھی کی طرف توجہ نہیں کر رہا تھا۔ اس نے
بڑے حیلے بہانے کے کسی طرح لوگ اس کی انگوٹھی کی تعریف کریں اس کی انگوٹھی کی طرف توجہ دیں اس کی تعریف
کریں لیکن تمام بے سود اس کو بڑا صدمہ ہوا کہ اس نے بڑے شوق سے انگوٹھی بنوائی اور پہنی لیکن کسی نے بھی اس کی
طرف توجہ نہیں کی آخرا اس نے ایک کوشش کی کہ اپنے مکان کو جلا دیا تمام سامان جلا کر رکھ کر دیا۔ پنجابی میں جسے کہتے ہیں
کہ ”جھگا ساڑ دتا“ اس نے اپنے جھگے کو آگ لگا دی۔ لوگ آئے دوڑے دوڑے بی بی کیا ہوا آگ کیسے لگی کچھ بچا کہ
نہیں بچا اس نے کہا نہیں کچھ نہیں بچا صرف یہ ایک انگوٹھی بچی ہے تو ہر ایک کو انگوٹھی دکھانے کیلئے انگوٹھی کا اظہار کرنے
کیلئے اس کا حسن اور بناوٹ بتانے کیلئے اس نے اپنے سارے گھر کو جلا دیا۔ تاکہ لوگ اس انگوٹھی کی طرف توجہ کریں۔
اللہ تعالیٰ نے بھی ساری کائنات کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔ تاکہ اس کے حبیب ﷺ کی شان کا یہ چل جائے۔ ساری کائنات
کو تباہ و برباد کر دیا کچھ بھی اس کے پلے میں نہیں رہنے دیا۔ صرف اس لئے کہ اس کی نبی ﷺ کی شان بلند ہو جائے اس
ساری کائنات میں جو بھی عظمتیں نظر آ رہی ہیں یہ شان محمدی کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔

بہترین و بہترین
جز محمد ﷺ نیست در ارض و سما
انبیاء و مہترین

کائنات میں سوائے شان محمدی ﷺ کے اور کوئی چیز ہے ہی نہیں جس کسی کو بھی کوئی شان ملنی ہے وہ حضور ﷺ کے
صدقے ہی ملتی ہے اگر حسن یوسفی بنتا ہے تو حضور ﷺ کے حسن کے صدقے میں بنتا ہے۔ اس کے بغیر نہیں بنتا ہے۔ اگر
کسی کو فاروق اعظم بنتا ہے تو حضور ﷺ کی دعا سے بنتا ہے عرش معلیٰ بھی اگر بنتا ہے تو حضور ﷺ کی نعلین پاک کی مٹی
اس کے چہرے پر لگے تو وہ عرش سے عرش معلیٰ بنتا ہے۔

ایک دوسری بات یہ ہے کہ ہر آدمی کی اپنی ایک رضا ہوتی ہے اپنی مرضی ہوتی ہے میں اپنی رضا کتنے آدمیوں کو دے سکتا ہوں؟ اگر میں کہوں کہ پروفیسر صاحب کو بھی میری رضا حاصل ہے حاجی غلام محی الدین کو بھی حاصل ہے۔ ناصر صاحب کو بھی ہے حاجی عبدالرشید کو بھی ہے اب پروفیسر صاحب کہیں کہ جی اٹھ جائیں۔ حاجی غلام محی الدین صاحب کہیں کہ بیٹھے رہیں۔ ناصر صاحب کہیں کہ چلے جائیں حاجی رشید صاحب کہیں کہ رک جائیں تو پھر میں تو کچھ نہیں کر سکتا کیا کر سکتا ہوں؟ بھئی ان کا تقاضا اور ہے ان کی محبت کچھ اور چاہتی ہے یہ مجھے کچھ اور حکم دیتے ہیں اور وہ مجھے کچھ اور کہتے ہیں تو میں کس کی مانوں گا کس کی نہیں مانوں گا یہ تو جھگڑا پیدا ہو جائیگا اس لئے رضا صرف ایک کو دی جاتی ہے رضا سب کو نہیں دی جاتی چلے ان لینے ہیں کہ کوئی منافق آدمی ہے وہ دو آدمیوں کو اپنی رضا دے دیتا ہے ایک کے ساتھ خود ہے اور دوسرے کے ساتھ رضا ہے یعنی باہر سے کسی اور کے ساتھ ہے اور باطن میں کسی اور کے ساتھ ہے یہی منافقت ہوتی ہے لیکن (توبہ نعوذ باللہ) ذات باری تعالیٰ تو منافقت نہیں کرتی وہ پاک ذات ہے منزہ ہے اس نے اپنی ساری رضا صرف اور صرف اپنے محبوب کو دی ہوئی ہے۔ رضائے الہی صرف حضور ﷺ کو حاصل ہے اس عورت نے انگوٹھی چمکائی تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو چمکا کے رکھ دیا۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اے میرے محبوب تجھے اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

خدا	کی	رضا	چاہتے	ہیں	دو	عالم
خدا	چاہتا	ہے	رضائے	محمد ﷺ		

کسی کے پاس بھی رضائے الہی نہیں ہے۔ اگر رضائے الہی ہے تو صرف حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اس عورت نے صرف ایک انگوٹھی بنائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا صرف ایک ہی محبوب بنایا ہے کوئی دوسرا محبوب بنایا ہی نہیں یا ہے کوئی اور بھی محبوب؟ نہیں ہے محبوب یا حبیب کیا ہوتا ہے یہ تو بہتر طور پر کوئی عربی جاننے والا ہی بتا سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مثال دیکر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان والے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی بڑی شان والے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بڑی شان والے ہیں۔ اللہ کا دوست ہونا بڑی عظمت والا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بڑی شان والے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلامی کا شرف حاصل ہے حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ہیں۔ بڑی بڑی شان اور مراتب والے انبیاء ہیں لیکن میرے صحابہ یہ یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ میری شان اور عظمت منفرد ہے اس تک کسی دوسرے نبی کو رسائی حاصل نہیں ہے۔ اس عورت کی انگوٹھی کی مثال اتنی مشہور ہوئی کہ لوگ سال ہا سال سے اس کا تذکرہ کر رہے ہیں اس نے اپنی انگوٹھی کو اجاگر کرنے کیلئے اس کا شہرہ کرنے کیلئے اپنے تمام اثاثہ کو جلا کر رکھ دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سب کو ختم کر کے صرف اپنے حبیب ﷺ کو اجاگر کیا ہے۔ اسی طرح سے بے شک نمازی ہیں آپ بے شک غازی ہیں۔ حاجی ہیں زکوٰۃ دینے والے ہیں قربانی دینے والے ہیں صدقہ خیرات کرنے والے ہیں۔ ساری ساری رات مصلیٰ پر کھڑے ہیں جو کچھ بھی آپ مرضی کر لیں لیکن قیامت کے دن حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے سوا

چارہ نہیں ہے۔

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

اس عورت نے تو صرف مکان جلادیا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات کا صلہ اور جزا ختم کر کے رکھ دیا کہ جب تک میرا حبیب ﷺ شفاعت نہ کرے تمہیں جنت میں داخل نہیں کروں گا حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی صفت ایسی ہے کہ اس کے سامنے ہر ایک کی عظمت کی نفی ہوتی ہے کون ہے جو حضرت ابراہیم جیسے کام کر کے دکھائے ہمارے اعمال تو ان کے سامنے ایک چپوٹی جتنی بھی حقیقت نہیں رکھتے لیکن وہ بھی قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ جب تک آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے نجات ممکن نظر نہیں آتی کوئی نبی ہو کوئی غوث ہو کوئی قطب ہو کوئی ولی ہو بخشش صرف حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے اور طفیل ہوتی ہے۔ سہرہ شفاعت صرف حضور نبی کریم ﷺ کے سر پر ہے ساری عبادات ساری عظمتیں سارے صلے ادب ادب ملیا میٹ کر دیئے جائیں گے عورت نے تو اپنے صوفے جلا کے رکھ دیئے اللہ تعالیٰ نے تمام کرمیاں توڑ کر رکھ دیں ہیں تمام مراتب ختم کر دیئے ہیں تمام نشستیں ختم کر دیں ہیں صرف ایک کرسی مقام محمود بچے گی جہاں پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو بٹھا لیں گے قیامت کے روز عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ہونا ہے سب کھڑے ہوں گے کوئی بیٹھنے کی جرات نہیں کرے گا اور مقام محمود سے حضور نبی کریم ﷺ کی نعت بیان ہوگی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

قیامت کا دن بہت طویل ہے تقریباً اڑھائی ارب سال کا بنتا ہے لیکن اس میں جو حساب کتاب ہوگا وہ صرف اتنے عرصہ میں ہو جائیگا کہ جتنے عرصہ میں ایک جوان آدمی بکری کا دودھ نکال لیتا ہے باقی تمام صرف حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہی بیان ہوگی حضرت آدم کی مثال کو لے لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم سکھا دیئے لیکن آپ سے لغزش ہوگئی اللہ تعالیٰ معافی دے ہمیں یہ الفاظ زیب نہیں دیتے لیکن محض ایک مثال کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ تمام تر علوم ہونے کے باوجود لغزش سے نہ بچ سکے پھر تین سو سال تک روتے رہے معافی نہ ملی تو اللہ تعالیٰ نے پھر ایک نہایت مختصر لیکن نہایت وسیع علم عطا فرمایا کہ جس کے صدقے خطا معاف ہوگئی تمام علوم ایک طرف اور صرف ایک جملہ ایک طرف کہ یا اللہ مجھے محمد ﷺ کے صدقے بخش دے تو بخشش ہوگئی۔ یہ ایک جملہ ہی انگوٹھی ہے حضرات! باقی تمام علوم کام نہ آنے ختم ہو گئے یا مٹ گئے لیکن صرف ایک جملہ ہی کام دے گیا کیا سارے علوم جل سڑ گئے ہیں کہ نہیں یا ہے کوئی چیز باقی؟

نہ نیر وہائیاں بن دی اے نہ دکھڑے سنائیاں بن دی اے
اے خدا دے سو بنیا محبوبا گل تیرے بنائیاں بن دی اے

عورت کا سرمایہ صرف ایک انگٹھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ساری شان صرف اپنے حبیب ﷺ کو دی ہے باقی جوشان ہے جو عظمت ہے وہ اس سے بنتی ہے۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے یہ شعر میرا بھی ہے آپ کا بھی ہے حضرت آدمؑ کا بھی ہے حضرت ابراہیمؑ کا بھی ہے یہ ساری کائنات پر فٹ FIT ہوتا ہے صرف حضور ﷺ کا ہی کرم ہے اور کوئی کرم باقی چھوڑا ہی نہیں ہے کوئی اور وسیلہ ہی نہیں چھوڑا ہے آپ دعائیں کرتے ہیں سجدے کرتے ہیں جو چاہیں کر لیں لیکن اس میں وسیلہ جمیلہ حضور نبی کریم ﷺ کا نہ پکڑیں تو وہ دعائیں کسی کام کی نہیں ہیں۔ کوئی اور وسیلہ نہیں ہے جس طرح سے وہ عورت ہے اور اس کی انگٹھی ہے تیسری تو کوئی چیز باقی اس نے چھوڑی ہی نہیں ہے عورت نے اپنی رضا اس انگٹھی کو نہیں دی وہ انگٹھی کچھ نہیں کر سکتی اس کی جو کچھ بھی قیمت ہے وہ وہی رہے گی۔ لیکن ادھر دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا حضور نبی کریم ﷺ کو دیدی ہوئی ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **أَطِيعِ اللَّهَ وَأَطِيعِ الرَّسُولَ** اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور پھر دوسری جگہ فرمایا کہ **مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ** جس نے بھی رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اللہ کی اطاعت نبی ﷺ کی اطاعت سے علیحدہ نہیں ہے کیا سب کی نفی نہیں کر دی؟ حضرات اللہ تعالیٰ نے تو اپنا حصہ بھی چھوڑ دیا فرمایا اے میرے بندو میرے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہو نبی ﷺ کی اطاعت کرو میرے نبی ﷺ کی اطاعت ہی میری اطاعت ہے جس نے میرے نبی ﷺ کی اطاعت کی گویا کہ اس نے میری ہی اطاعت کی باقی تمام راستے ہی بند کر دیئے ایسے راستے بند کئے ہیں کہ کوئی کسی طرح سے نکل ہی نہ سکے صرف ایک ہی راستہ کھلا رکھا ہے اور وہ حضور ﷺ کا ہی در اقدس ہے آپ جائیں حضرت موسیٰ کے پاس آپ جائیں حضرت عیسیٰ کے پاس اللہ تعالیٰ قبول ہی نہیں کریں گے آپ نماز میں دو سجدوں کی بجائے دس سجدے کریں سجدہ بڑی شے ہے جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے۔ **وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ** سجدو کرو اور میرے قریب ہو جاؤ سجدے کے بغیر تو اللہ تعالیٰ قریب ہی نہیں نماز میں دس سجدے کرو قبول نہیں ہوں گے حالانکہ سجدوں میں زیادتی کی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوش ہونا چاہئے لیکن نہیں فرمایا کہ نماز بھی وہی قبول ہوگی جو میرے نبی کی غلامی ہوگی۔ حضور ﷺ نے دو سجدے ادا فرمائے ہیں تو وہی قبول ہوں گے عورت کے کل مال و متاع میں جو انگٹھی کو حیثیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی ساری کائنات میں وہی حیثیت حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے۔

وہی نور حق وہی غلا رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

آپ کہو کہ یہ میرا مکان ہے کیا حضور ﷺ کے سامنے اپنی ملکیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں نہیں کر سکتے لڑکی جوان سے ہے بالغ

ہے نکاح کیلئے شریعت اس کو اجازت دیتی ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح کرے جس سے چاہے نہ کرے اس کا باپ بھائی، چچا ماموں کوئی رشتہ دار اس کو نکاح کیلئے مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر حضور ﷺ فرمادیں اور وہ لڑکی انکار کر دے تو کافر ہو جائیگی کوئی اور فرد لڑکی کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ ضرور نکاح کرے یہ حق صرف میرے نبی ﷺ کو ہے کہ وہ جس کا نکاح چاہے جس سے بھی کر دیں۔ حضور ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح ایک نوکر سے غلام سے کر دیا اگر نبھا نہیں ہوا تو یہ علیحدہ بات ہے لیکن نکاح تو ہو گیا ایک صحابی جو سیاہ رنگت کے تھے حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دوسرے صحابی کے ہاں بھیجا کہ انہیں جا کر میرا پیغام دیدو کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کر دیں۔ صحابی گئے اور حضور ﷺ کا پیغام دیا تو وہ دوسرے صحابی سوچ میں پڑ گئے کہ یہ سیاہ رنگت والے ہیں میری بیٹی حینہ جیلہ ہے وہ کچھ ٹالنے لگے تو لڑکی بولی کہ ابا جان کس سوچ میں پڑ گئے ہو آپ نے اس کے رنگ کو دیکھنا ہے یا اس کے بچنے والے کے رنگ کو دیکھنا ہے اس کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ انہیں بھیجنے والا کون ہے جو بات حرف آخر ہے جو بات اول سے آخر تک سچی ہے بلکہ قیامت کے بعد بھی سچی ہے وہ بات وہ ہے جو میرے نبی پاک ﷺ فرمادیں۔ جو فرمادیں وہ ہو جاتا ہے اور جو فرماتے ہیں وہ حق ہوتا ہے لہذا جو ان لڑکیوں کی رضا بھی ان کی اپنی رضا نہیں ہے بلکہ انہیں اپنی رضا نبی پاک ﷺ کی رضا کے سامنے قربان کرنا پڑتی ہے تاکہ وہ مومنہ صادقہ بن جائیں۔ ایک مثال ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بھی ہے دوزمانے ایسے ہیں کہ جب کوئی نہ تھا تو ذکر مصطفیٰ ﷺ جاری تھا اور جب کوئی نہ ہوگا تو ذکر مصطفیٰ ﷺ پھر بھی جاری رہے گا سارا مکان سرگیا سارا سامان جل گیا لیکن انگوٹھی پھر بھی باقی ہے۔ ساری کائنات تباہ و برباد ہو جائے لیکن عظمت مصطفیٰ ﷺ پھر بھی باقی ہے۔ مظہر جانان کا شعر تو مجھے نہیں آتا لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے حضور ﷺ کافی ہیں باقی ہم سب طفیلے ہیں کچھ کریں نہ کریں حاجی صاحب آپ نعت نہ بھی پڑھیں آپ ان کیلئے محفل نہ بھی منعقد کریں آپ میلاد منائیں نہ منائیں حضور ﷺ محمد ﷺ ہیں ہی ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان آپ کے ووٹ سے بنتا ہے آپ ووٹ نہ دیں تو اس کی وزارت عظمیٰ ختم ہو کر رہ جائیگی ادھر اگر ساری کائنات بھی ختم ہو جائے تو محمد ﷺ پھر بھی محمد ﷺ رہیں گے اور اسی عظمت کے ساتھ محمد ﷺ رہیں گے۔ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** ماضی ہے کہ ہم نے اے پیارے تیرے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ اب آپ اس میں کون سی بلندی یا رفعت کا اضافہ کرو گے نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی گنجائش چھوڑی ہی نہیں ہے۔ ستر ہزار فرشتے جو صبح شام روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اگر وہ نہ بھی آئیں تو پھر بھی روضہ اقدس اسی طرح مقدس و متبرک ہے۔ فرشتے حاضر ہوتے ہیں تو یہ ان کی اپنی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے ان کا اپنا فائدہ ہے اس لئے آنے سے پہلے بھی روتے ہیں کہ جلدی باری نہیں آتی اور واپس جا کر بھی روتے ہیں کہ اب دوبارہ باری نہیں آئے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے نہیں روتے بلکہ وہ اپنے لئے روتے ہیں۔ حاجی صاحب نعت پڑھ رہے ہیں۔ میں تقریر کر رہا ہوں۔ زور لگا رہا ہوں اس میں فائدہ کسی کا ہے۔

مَا مَدَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَا قَالَتِي وَلَكِنْ مَدَحْتُ مَا قَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

ہم باتیں کر کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں کر پاتے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام لے لے کر اپنی باتوں کو سنوار رہے ہیں اپنے کلام کو حسین بنا رہے ہیں۔ جو بات بن رہی ہے یہ حضور ﷺ کے نام سے بن رہی ہے۔ مت سمجھو کہ ہم بہت لفاظی کر رہے ہیں لفاظی تو ویسے ہی نہیں ہے۔ فصاحت و بلاغت تو حضور نبی کریم ﷺ کے نام سے وابستہ ہے۔ اعظم چشتی صاحب فرماتے ہیں کہ

نعت کا رنگ بدلا تو میں سمجھا
پہلے میں کہتا تھا اب کوئی کہلاتا ہے

میں تو خواہ مخواہ میں میں کر رہا ہوں۔ اب پتہ چلا کہ یہ تو سب حضور ﷺ کا ہی کرم ہے۔ وہ اپنی نعت بھی خود لکھوا رہے ہیں۔ لیکن مشہوری اور عظمت کس کو عطا فرما رہے ہیں۔ عظمت عطا فرما رہے ہیں نعت گو اور نعت خوان کو جو لکھ رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ اور آپ جو آئے بیٹھے ہیں اور سن رہے ہیں یہ کس کی توجہ کا کرم ہے، کیا آپ خود چل کر آئے ہیں۔ نہیں نہیں

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلاتے ہیں

پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی عَزَّالَیْہِ سَلَامٌ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ اَوْ
عُمَرَ بْنِ هِشَامٍ اے اللہ حضرت عمر بن خطابؓ یا عمر بن ہشامؓ میں سے ایک کو مشرف بہ اسلام فرما کر اس سے اسلام کو
عظمت عطا فرما اپنے اپنے مقدر کی بات ہوتی ہے یہ خوش قسمتی تھی حضرت عمر بن خطابؓ کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب
فرمایا اور اسلام لے آئے وہ کون سا معجزہ ہے جو عمر بن ہشامؓ نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو لیکن وہ اسلام نہیں لایا کہ
حضور نبی کریم ﷺ نے دراصل اسے مانگا ہے نہیں تھا۔ ابو جہل ابولہب اور ان کے دوسرے ساتھی کفار مکہ نے مشورہ کیا
کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ایسے سوال پوچھے جائیں جن کا وہ جواب نہ دے سکیں اور (نعوذ باللہ) ان کی کرکری ہو جائے
اور ان کا دعویٰ نبوت جھوٹا ثابت ہو جائے۔ ان دنوں مصر میں ایک حبیب نامی شخص مقیم تھا جس کی عقل فہم کا بہت چرچا
تھا۔ ابولہب وغیرہ نے اسے بلا بھیجا اور اپنے مقصد سے بھی اسے اگاہ کیا۔ حبیب بارہ ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ مکہ
پہنچا۔ قریش مکہ بیت اللہ شریف کے پاس اکٹھے ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو بلوا بھیجا ادھر حضرت جبرائیلؑ بارہ ہزار
نورانی فرشتوں کی جماعت لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے
حبیب ﷺ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ کفار جو بھی کہیں آپ صرف اشارہ فرماتے رہیں۔ اشارہ کرنا تیرا کام ہے اور پورا
کرنا میرا کام ہے۔ حبیب نے کہا اے محمد ﷺ ہم آپ سے چند سوال کرنے والے ہیں اگر آپ نبی برحق ہیں تو ان کے

جواب دیجئے اگر آپ نے صحیح جواب دئے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں سوال کرنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی میں تمہارے سوال بھی جانتا ہوں اور ان کے جواب بھی پھر آپ نے فرمایا تمہارا پہلا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اسی طرح آپ نے ان کے تمام سوال اور جواب عطا فرمائے اس پر حبیب نے کہا کہ ہماری کتب میں لکھا ہے کہ آخری نبی جو آئے وہ چاند کے دو ٹکڑے کرے گا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا تمہارا یہ مطالبہ بھی پورا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے چاند کو اشارہ فرمایا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا کوہ قیس کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف چلا گیا۔ آپ نے پھر اشارہ فرمایا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے باہم مل گئے۔ یہ دیکھ کر حبیب مسلمان ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں ایک بات ہے۔ وہ پوری ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دل میں یہ بات ہے کہ تمہاری بیٹی جو اپناچ ہے چل پھر نہیں سکتی۔ کام کاج نہیں کر سکتی وہ تندرست ہو جائے جاؤ وہ تندرست ہو گئی ہے۔ حبیب واپس مصر اپنے گھر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو وہی اپناچ بیٹی سامنے کھڑی تھی۔ اس نے پوچھا کہ بیٹی یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں بیٹی نے جواب دیا ابا جان جس روز چاند دو ٹکڑے ہوا تھا اسی روز ایک نورانی چہرے والا سیاہ زلفوں والا طہ کی جبین والا شخص آیا تھا اس نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا تو میں تندرست ہو گئی۔ حبیب بارہ ہزار کے دستہ سمیت آنے والا تو اسلام لے آیا لیکن ابو جہل پھر ابو جہل ہی رہا کہنے لگا کہ محمد ﷺ نے میری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔ بس مقدر میں نہ تھا۔ ورنہ کون سا معجزہ ہے جو اس نے بخشم خود نہ دیکھا تھا۔ کنکریوں نے تو اس کی مٹھی میں کلمہ شریف پڑھا۔ کنکریاں ابو جہل کی مٹھی میں تھیں اس کے قبضہ قدرت میں تھیں اور شہادت وہ نبی پاک ﷺ کی نوبت کی دے رہی تھیں۔

دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

کسی معجزہ کو لے لیں۔ کسی واقعہ کو دیکھ لیں۔ حیات طیبہ کے کسی گوشہ کو پرکھ لیں اس میں عوالم خواہ کچھ بھی سرگرم عمل ہوں لیکن بالاخر نتیجہ جو نکلتا ہے وہ عظمت مصطفیٰ ﷺ رفعت مصطفیٰ ﷺ شان مصطفیٰ ﷺ ہی باقی بچتی ہے۔ علاوہ ازیں اور کوئی شے نظر نہیں آتی۔ جس طرح کہ عورت کا تمام اثاثہ جل جانے کے بعد صرف اس کی ایک انگوٹھی نظر آتی ہے۔

ایک عیسائی نے ایک مسلمان سے سوال کیا کہ حاتم طائی بہت زیادہ بخنی تھا کہ اس نے اپنے مکان کے ارد گرد سات دروازے بنار کھے تھے کہ سائل خواہ کسی بھی دروازے سے کسی بھی سمت سے آئے وہ خالی ہاتھ نہ لوٹے۔ ایک دفعہ ایک سائل ایک دروازہ سے آیا حاتم طائی نے اسے خیرات دی۔ وہ دوسرے سے پھر آ گیا حاتم طائی نے پھر خیرات دی وہ تیسرے دروازے سے پھر آ گیا حاتم طائی نے اسے پھر خیرات دیدی۔ حتیٰ کہ وہ ساتوں دروازوں سے آیا اور ساتوں مرتبہ حاتم نے اسے خیرات دی اور اسے خالی ہاتھ نہ لوٹا یا اور نہ ہی جھڑکا اور نہ ہی اسے احساس ہونے دیا کہ وہ بار بار کیوں آیا ہے۔ یہ اس کی سخاوت کی بڑی عظیم مثال ہے کیا آپ کے نبی کی بھی کوئی مثال ہے۔ مسلمان نے جواب

دیا۔ اسے عیسائی حاتم طائی نے سائل کو ساتوں دروازوں سے خیرات دیدی اور بڑا تیر مارا اور تو اس کی مثالیں بتا رہا ہے۔ سن لو کہ حاتم طائی کی یہ سخاوت دراصل ہمارے نبی ﷺ کے نزدیک بخل ہے بخلی ہے کنجوسی کی انتہا ہے۔ کہ سائل ایک دروازہ سے آیا اور حاتم نے اسے اتنی خیرات دی کہ اس کی ضرورت پوری نہیں ہوئی اور اسے دوسرے دروازہ سے آنا پڑا پھر بھی اس کی غرض پوری نہیں ہوئی تو اسے تیسرے دروازے سے آنا پڑا حتیٰ کہ وہ سائل سات دروازوں سے آیا اور ساتوں دروازوں سے خیرات ملنے کے باوجود اس کی حاجت پوری نہ ہوئی۔ کیا یہ سخاوت ہے؟ ہمارے نبی کریم ﷺ وہ جواد ہیں کہ بن مانگے ہی سائل کی جھولی بھر دیتے ہیں اور اگر کوئی سوالی سوال کر رہی دیتا ہے تو سائل کی طلب سے سوا عطا فرما دیتے ہیں اور پھر پوچھتے بھی ہیں کہ تناؤ اور کیا چاہئے تو سوالی کو کہنا پڑتا ہے کہ

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

سائل کی حاجت روائی اس کی ضرورت سے بڑھ کر فرماتے ہیں۔ مشہور حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِيعَةُ حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جس طرح سے اس دنیا میں آپ کی خدمت کا موقع ملا ہوا ہے اسی طرح جنت میں بھی آپ کی رفاقت نصیب ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ تو ہو گیا کچھ اور بھی مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ سیرت کی کتب میں ایسی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ جس سوالی نے جو طلب کیا اسے اتنا عطا فرمایا کہ پھر سائل کی کوئی حاجت باقی نہیں رہی۔ ایک درخت کی مثال لیجئے اس کا تنہا چھال شاخیں پتے پھل پھول ہر حصہ کا تعلق اس درخت کی جڑ سے ہوتا ہے۔ جس سے وہ حصہ سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے کسی شاخ یا پتہ وغیرہ کا تعلق جڑ سے ٹوٹ جائے تو وہ سوکھ جاتا ہے۔ اور بالاخر گر جاتا ہے۔ پوری کائنات ایک درخت کی مانند ہے اور اس کی جڑ اس کی اصل اس کی بنیاد اور حقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ کائنات میں جس کسی چیز کا تعلق حضور نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات سے ہے وہ زندہ ہے سرسبز و شاداب ہے اور جو کوئی اپنا تعلق حضور نبی کریم ﷺ سے توڑ لیتا ہے وہ مردہ ہے۔ وہ سوکھ جاتا ہے۔ ٹوٹ جاتا ہے۔ راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔ درخت کی پہلے جڑ پیدا ہوتی ہے اس جڑ سے پھر تنا شاخ پتے پھل پھول آتے ہیں۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابی جابرؓ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور پھر اس نور کے پرتو سے کائنات کی باقی چیزیں بنتی چلی گئیں۔ تو تمام کائنات کی وجہ تخلیق حضور ﷺ کی ہی مہر ہون منت ہے۔ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ کے ہی دم قدم سے یہ کائنات قائم ہے۔

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اب جو بھی اپنا تعلق اس جان کائنات سے وابستہ رکھتا ہے وہی زندہ ہے۔ اگر شاخ پتہ پھل پھول وغیرہ جڑ سے اپنا تعلق قائم رکھتا ہے تو زندہ ہے اگر وہ یہ کہے کہ مجھے جڑ کی ضرورت نہیں تو اس کی اپنی زندگی بھی باقی نہیں بچتی۔

یہ دیوبندی اہل حدیث یہ مرزائی وغیرہ جو کہتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ کی ضرورت نہیں ہمارے اعمال ہی کافی ہیں یہ چلتے پھرتے مردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محمد الدین صاحب 02/10/95

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیت نتا ہی سے ہیں بری
حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خالق کا آقا کہوں تجھے

ذکر مصطفیٰ ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا یاها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین ابھی نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

ہر پارے ہر سورت وچ تیری تعریف سبحان الله
قرآن مجید جب بھی کھول کر پڑھتا ہوں۔ دیکھتا ہوں تو ہر پارے اور ہر سورت میں آقا کی تعریف ہی
نظر آتی ہے۔ یہ تو بالکل سچ ہے کہ ہر سورت ہر پارہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف اور توصیف ہے۔ ثناء ہے اور نعت
ہے صرف قرآن مجید میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ اور ہر وقت حضور ﷺ کی ہی تعریف ہو رہی ہے۔ آپ کی ہی شان بیان ہو
رہی ہے۔ جگہ تو ایک طرف رہی کیا لامکان میں کوئی جگہ ہے؟ نہیں ہے لیکن وہاں بھی حضور ﷺ کی نعت پڑھی جا رہی
ہے۔ جہاں جہاں جگہ ہے وہاں تو تعریف ہو رہی ہے۔ جہاں جگہ نہیں ہے وہاں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نعت بیان ہو
رہی اسی طرح ہر وقت بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ثناء بیان ہو رہی ہے۔ اور جب وقت نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی حضور
نبی کریم ﷺ کی تعریف ہو رہی تھی۔ وقت بھی پیدا ہونے والی مخلوق شے ہے۔ یہ بھی کسی خاص وقت سے پیدا ہوا ہے۔
اس کا بھی کوئی خاص نقطہ آغاز ہے۔ اور اس کے شروع ہونے سے پہلے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف اور شان بیان
ہو رہی تھی۔ جس چیز کو دوام حاصل ہے بے شک حاصل ہے۔ ہر وقت ہر لمحہ اور ہر جگہ حاصل ہے وہ ذکر مصطفیٰ ﷺ اسم اعظم
ہے۔ جس شخص کو درود شریف نہیں آتا اس شخص کیلئے اللہ ہو بھی اشم اعظم نہیں بن سکتا۔ اسم اعظم دراصل درود شریف ہے
یہ ایسی چیز ہے کہ جو کبھی مرنہیں سکتی۔ یہ ختم نہیں ہو سکتی۔ اسم اعظم کی یہ عظمت ہے کہ وہ ختم نہیں ہوتا۔ ذکر اللہ بھی ایک ایسا
وقت تھا کہ جب نہیں تھا۔ جب کوئی ذکر موجود نہ تھا ذکر اللہ بھی نہ تھا لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ اس وقت بھی تھا کہ اس کا ذکر
اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ موجود تھی۔ اور ایک وقت آگیا کہ سب مرجائیں گے ذکر اللہ ختم ہو جائے گا لیکن اس وقت بھی
ذکر مصطفیٰ ﷺ جاری رہے گا کہ اللہ تعالیٰ خود موجود ہوں گے۔ حضرات بڑا کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنَا اعْطَيْتُكَ
الْكَوْثَرَ ہم نے آپ کو کثر عطا کی ہے۔ اللہ تو ایک ہے پھر وہ ”ہم“ کیوں کہہ رہا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ چونکہ
واحد ہے ایک ہے تو فرماتے کہ میں نے تمہیں کثر عطا کی ہے۔ یہ جمع کا صیغہ ”ہم“ کیوں استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کرے کہ ہمیں اس کی سمجھ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو بیان فرمایا ہے کہ ”ہم نے“ اور ثناء بعد میں کی ہے کہ اگر کسی
کو کوئی اعتراض پیدا ہو تو پہلے ”ہم“ سے بات کرے پھر جو اعتراض ”کوثر“ پر کرنا ہے وہ کرے پہلے اپنا تعارف کرادیا

فرمایا کہ ہم نے کوثر عطا کی ہے۔ اپنی Authority اپنا منصب اپنا مرتبہ اپنی واحدانیت اپنی عظمت اپنا رعب جتانے کیلئے لفظ ہم استعمال فرمایا کہ اگر کوئی چیلنج کرنا چاہے کہ کوثر عطا کرنے والا کون ہے تو وہ ہمیں چیلنج کرے ہم کوثر عطا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے فرمایا کہ ہر فرشتہ کو نبی ﷺ کو ہر ذرے کو ہر درخت کو ہر پتھر کو ہر درود پوار کو ہر شے کو حضور نبی کریم ﷺ کی ثناء پر لگا دیا ہے۔ اب کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو چیلنج کرے یا حکم عدولی کرے۔ اس نے ساری کائنات کو ثنائے مصطفیٰ ﷺ پر لگا دیا ہے۔ حضرت آدم سے لغزش ہوگئی جواب کسی طرح سے معاف نہیں ہو رہی ہے لیکن جب ذکر مصطفیٰ ﷺ کیا تو معاف ہوگئی۔ سب سے پہلے حضرت آدم نے جو کلمہ پڑھا وہ تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ جب آپ کی آنکھ کھلی تو یہ کلمہ شریف پڑھا۔ نبوت کی جب آنکھ کھلتی ہے تو ذکر مصطفیٰ ﷺ نظر آتا ہے۔ جہاں کہیں بھی آپ کا پتلا بنایا گیا اور اس میں روح پھونکی گئی تو اسے سب سے پہلے جو چیز نظر پڑی وہ ذکر مصطفیٰ ﷺ تھا۔ حضرات یہ جو قلبی لطیفہ ہے حضرت آدم کے قدموں میں ہے یہ خاص شرف انہیں حاصل ہے اور اس کا کمال یہ ہے کہ جب یہ لطیفہ کھلتا ہے تو ذکر مصطفیٰ ﷺ نظر آ جاتا ہے اللہ کرے کہ یہ سب کو نظر آ جائے قلبی لطیفہ تو سب کے پاس ہے لیکن جس کا لطیفہ قلبی کھلتا ہے تو اس کو ذکر مصطفیٰ ﷺ نظر آ جاتا ہے۔ حضرت آدم کے بعد ان کے بیٹے حضرت شیث کو نبوت عطا ہوئی۔ تو حضرت آدم نے انہیں نصیحت فرمائی کہ بیٹا نماز پڑھا کرو روزے رکھا کرو اور جو باقی شریعت کی باتیں ہیں وہ بھی ضرور کیا کرو لیکن یاد رکھو کہ اگر ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہوا تو یہ تمام اعمال بھی بیکار ہو جائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ بنایا۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل ہوئی تو آپ نے دعا فرمائی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو آيَاتِهِمْ إِلَيْكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ 129) یا اللہ میری اولاد میں سے اس عظمت والے نبی کو پیدا کر دے جو انہیں قرآن سکھائے۔ حکمت سکھائے اور پاک کر دے حضرت ابراہیمؑ کی دعا حضور ﷺ ہیں اور پھر دعائیں ثنائے مصطفیٰ ﷺ کے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں۔ صرف تعریف مصطفیٰ ﷺ ہے۔ تعارف مصطفیٰ ﷺ ہے حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ آپ نے مجھے امت مصطفیٰ ﷺ کی بہت زادہ تعریف اور عظمت بتائی ہے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ امت تو میں نے اپنے حبیب ﷺ کیلئے مخصوص کی ہے۔ دیکھ لیجئے حضرات ہم گناہ گار ہیں لیکن انتخاب اللہ ہیں۔ حوصلہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے حبیب ﷺ کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ اپنے دوست کو تحفہ دینا ہوتا کوئی اچھی چیز ہی دیتے ہیں یا خراب چیز دیتے ہیں اپنے دوست کو اپنی بساط کے مطابق اچھی سے اچھی چیز ہی دیتے ہوتا۔ تو اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے کیا پسند فرمایا ہے۔ ہم گنہگاروں کو پسند فرمایا ہے کیا یہ ہمارے لئے اعزاز کی بات نہیں۔ کیا یہ ہمارے لئے فخر کی بات نہیں۔ فرمایا کہ یہ گنہگار تو ہیں لیکن میں نے انہیں اپنے حبیب ﷺ کیلئے پسند فرمایا ہے۔ تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یا اللہ پھر یہ میری نبوت بھی لے لے۔ میرے معجزے بھی لے لے مجھ سے توریت بھی لے لے اور میرا نبی فرما کر مجھے بھی اس امت میں داخل کر دے۔ یہ بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے عرض کرتے ہیں

حضرت موسیٰ کہ مجھے حضور ﷺ کی غلامی میں دے دے تاکہ میں بھی اس امت میں شامل ہو جاؤں اور ان میں اسی طرح ادب سے بیٹھوں اطمینان سے بیٹھوں جس طرح کہ آپ اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نبوت کتنا بڑا اعزاز ہے لیکن حضرت موسیٰ وہ بھی دینے کو تیار ہیں۔ معجزے بھی کیسے عظیم عطا ہوئے ہیں۔ عصاء ہے کہ کئی معجزے اس ایک چھڑی سے رونما ہو رہے ہیں کہ اسے جب پتھر پر مارتے ہیں تو اس میں سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں اور اس سے پانی پر مارتے ہیں تو وہ پتھر کی طرح جلد ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے اور راستہ بن جاتا ہے اور بھی کئی چیزیں اس عصاء سے بن رہی ہیں۔ ہاتھ سے اسے نیچے پھینک دیتے ہیں وہ از دہا بن جاتا ہے۔ جب ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں تو ڈنڈا بن جاتا ہے۔ کیا کیا کمال اس عصاء مبارک میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ اپنا ہاتھ مبارک آستین سے باہر نکالتے ہیں تو نہایت چمکدار نظر آتا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ یہ تمام چیزیں واپس دینے کو تیار ہیں کہ کسی طرح سے امت محمدیہ ﷺ میں شام کر لئے جائیں۔ غلامان مصطفیٰ ﷺ میں نام لکھا جائے غلامی مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جائے۔ یہ سب احادیث کی کتب میں موجود ہے کہ اتنی زیادہ تعریف امت محمدیہ ﷺ کی کی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں۔ **وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَتَنَبَّأُ إِسْرَاءَ يَلِ إِلَهِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْیَکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ بَدَیْ مِنَ النُّوْرِیَّةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلِیْ یَا بَنِی مِنْ بَعْدِی اِسْمُهُ اَحْمَدُ** (الف 6) اور جب حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اے قوم اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں اور اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جس کا نام نامی اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔ ”فرماتے ہیں کہ حواریوں میں دنیا سے مانے والا ہوں اور میرے بعد ایک عظمتوں والا نبی آنے والا ہے جس کے سامنے میری اپنی حیثیت نہیں کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھول سکوں۔ یہ انجیل میں بیان فرمایا گیا ہے اور قرآن مجید میں جو آیا ہے وہ میں نے ابھی عرض کیا ہے۔ کہ دنیا کا سردار آنے والا ہے جس کا نام احمد ﷺ ہے یہ بھی ثنائے مصطفیٰ ﷺ ہے پھر حضرت آمنہؑ فرماتی ہیں کہ جب سے حضور نبی کریم ﷺ میرے رحم میں تشریف لائے تو مجھے ہر طرف نور ہی نور نظر آتا ہے مجھے ہر طرف کرم ہی کرم اور رحمت ہی رحمت نظر آتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ان ایام میں اگر کوئی پتھر میرے پاؤں کے نیچے تو موم بن جاتا مجھے اس کی سختی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ میں پانی بھرنے جاتی تو کنوئیں کا پانی از خود اوپر آ جاتا مجھے رسی اور ڈول کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب ایک چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ** بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں۔ **یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَتَسْلِمُوْا** اے ایمان والو تم بھی اس کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھو اب یہ بتائیے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر اس درود شریف کو سنتے ہیں جو بھی ان پر پڑھا جاتا ہے تو درود شریف تو ہمیشہ سے ہے جب سے اللہ کریم ہے اسی وقت سے تو درود شریف ہے تو حضور نبی کریم ﷺ موجود ہیں تو سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نبی پر درود پڑھتا ہوں۔ نبی موجود ہوگا تو درود شریف بھی پڑھا جائیگا۔ اور اگر نبی ہیں تو پھر اس کی ذات

محمد ﷺ بھی تو موجود ہوگی۔ کیونکہ نبی صفت ہے محمد ﷺ موصوف ہیں۔ موصوف پہلے ہوتا ہے صفت بعد میں پیدا ہوتی ہے اب ذرا نگاہ دوڑاؤ کہ پھر محمد ﷺ کب سے ہیں۔

نگاہ عشق و مستی میں اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی ط
اس لئے اللہ تعالیٰ فرمایا کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ ہم نے آپ کی تعریف کی ساری کائنات کو
آپ کی ثناء پر لگا دیا۔ پوری کائنات آپ کی مدح سرائی میں مصروف ہے۔

ذرے دیتے ہیں صداؤں پہ صدائیں اکثر
جن گلی کوچوں سے میری سرکار گزر جاتے ہیں
ہم انسان ہیں باغی قسم کے بندے ہیں۔ کبھی ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے ہیں کبھی نہیں کرتے کبھی بھول جاتے ہیں ہمیں اپنے ہی مشاغل سے فرصت نہیں ملتی۔ لیکن یہ جو ذرے ہیں پوری کائنات کے ذرے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف مدحت رسول ﷺ پر لگا رکھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف پر لگا رکھا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ جن کی آنکھیں ہیں اور کان بھی ہیں کہ وہ اللہ کی قدرت سے دیکھتے ہیں اور سنتے بھی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا تو میں نے دیکھا کہ جس پتھر کے پاس سے گزرتے ہیں وہ سلام عرض کرتا ہے جس درخت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ سلام عرض کرتا ہے جس درود دیوار کے پاس سے گزرتے ہیں وہ سلام کرتے ہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں اب تک ان پتھروں کو پہچانتا ہوں جو حضور ﷺ کو سلام عرض کیا کرتے تھے۔

ایک ہی پل میں پہنچے لامکان میں آقا
ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں
سفر تو پھر بھی سفر ہیں۔ ان کے قدموں میں وقت بھی سمٹ جاتے ہیں۔ مکان بھی سمٹ جاتے ہیں۔ مکان کو بھی آپ کی حاجت ہے۔ آپ مکان کے جگہ کے محتاج نہیں ہیں۔

یہ نہ سمجھو کہ وہ آئیں گے تو بیٹھیں گے کہاں
وہ تو خوشبو کی طرح دل میں اتر جاتے ہیں

یہ حضور نبی کریم ﷺ کی اِنَّا اعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے مومنین آپ فرعون کے پاس جائیں اور اسے تبلیغ کریں۔ حضرت مومنین نے جواب دیا کہ یا اللہ وہ بہت سخت آدمی ہے۔ ضدی آدمی ہے میں اس کے پاس ہی رہا ہوں اس کے گھر ہی میں پلا ہوں۔ حضرت مومنین نے فرعون کے محل میں ہی پرورش پائی تھی اب اگر اس کو جا کر یہ کہوں کہ تم خدا نہیں ہو۔ اللہ تو وحدہ لا شریک ہے تو مخلوق ہے وہ خالق ہے مالک ہے۔ تو وہ مجھے

ویسے ہی قتل کر دیگا۔ لہذا اللہ میری مدد کیلئے میرے بھائی ہارون کو بھی میرے ساتھ بھیجیں اس کو بھی نبوت عطا فرمادیں ہم دونوں مل کر جائیں گے تو اور نہ سہی ایک تو بچ جائیگا جو تیری تبلیغ کرے گا۔ ادھر ایک فرعون ادھر ایک حضرت موسیٰؑ پھر بھی یہ خائف ہیں کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے اب ادھر ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان دیکھئے۔ سورت کافرون کا ترجمہ دیکھئے فرمایا ”اے پوری دنیا کے کافر میں اس کی عبادت نہیں کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور انتم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور میں نہیں عبادت کرنے والا ہوں تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے“ اب تمام دنیا کے کافروں کو چیلنج دیا جا رہا ہے۔ صرف فرعون ہی نہیں نمرود شداد اور بھی جو بڑے بڑے کفار ہیں کفار مکہ ہیں یا جہاں کہیں کے بھی ہیں سب کو شامل کر لو۔ سب سے فرمایا جا رہا ہے کہ اے تمام کفار سن لو کہ میرا رب اور ہے اور تمہارا رب کوئی اور ہے تمہارے رب کو میں نہیں مانتا اور میرا رب تمہارا رب ہے ہی نہیں میرا اپنا مذہب ہے اور تمہارا مذہب تو ہے ہی نہیں کیا یہ سب کے ساتھ دشمنی لینے کے مترادف نہیں ہے؟ کس کس سے لکڑ نہیں ہے۔ عیسائیوں سے یہودیوں سے بت پرستوں سے آتش پرستوں سے اور بد مذہبوں سے بھی لکڑ ہے۔ کس سے نہیں ہے حضرت موسیٰؑ فرعون کے دربار میں جانے سے ڈرتے ہیں۔ ادھر حضور ﷺ پوری دنیا کے کفار سے نبوآ زما ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو تو حضرت ہارونؑ دئے کہ وہ آپ کی مدد کریں گے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو کون سا ہتھیار دیا ہے۔ کون مددگار عطا فرمایا کون سی چیز عطا فرمائی گئی جو کفار کے مقابلہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دے وہ ہے ”کوثر“ آپ کو کوثر عطا فرمادی آپ کوثر کے مالک ہیں ہر چیز ہی آپ کی ہے۔ جب چاہو جیسے چاہو استعمال کرو۔ آپ کی طاقت ہی کوثر ہے یہ نہیں فرمایا کہ ہم آپ کو ایٹم بم دیتے ہیں۔ آپ کو ایئر فورس Air Force دیتے ہیں تو پ دتے ہیں ٹینک دیتے ہیں نیوی Navy دیتے ہیں۔ کلاشکوف دیتے ہیں۔ تیریا خنجر اور تلوار دیتے ہیں نہیں نہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ ”ہم تمہیں کوثر دیتے ہیں“ جہاں بھی حضور نبی کریم ﷺ کو ضرورت پیش آئی ”کوثر“ ان کے کام آگئی۔ ہجرت سے ایک رات قبل تمام کفار نے Meeting کی اجلاس بلایا اور تجاویز پیش کیں۔ جو تجویز پاس ہوئی سب کو پسند آئی اور شیطان کو بھی پسند آئی وہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) شہید کر دیا جائے اب بات یہ تھی کہ شہید کون کرے؟ کوئی ایک آدمی اگر ہوگا تو اس کے قبیلے سے پھر بنو ہاشم کی جنگ شروع ہو جائیگی۔ آخر یہ تجویز پاس ہوئی کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان لیا جائے سوائے بنو ہاشم سے تاکہ بنو ہاشم جب یہ دیکھیں کہ ہر قبیلہ ان کے خلاف ہے تو پھر وہ شاید سب کے ساتھ لڑائی لینا مناسب خیال نہیں کریں گے۔ وہ تمام نوجوان اپنے ہتھیار لیکر دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ کہ جو نبی حضور ﷺ باہر تشریف لائیں تو یکبارگی حملہ کر دیں ادھر والی کوثر اپنے بستر پر آرام فرماہیں کہ ہجرت کا حکم مل گیا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور اپنے ہاتھ مبارک میں مٹی لی اور اس پر سورۃ یسین پڑھ کر دم کیا۔ باہر تشریف لائے تو کفار کو آپ نظر ہی نہ آئے۔ آپ نے وہ مٹی ان نوجوانوں کے سروں پر ڈال دی اور روانہ ہوئے۔ صبح ہوئی دوسرے لوگ دیکھنے آئے تو دیکھا کہ نوجوان کھڑے ہیں پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم انتظار میں ہیں کہ وہ باہر نکلیں تو ہم اپنا کام کریں لوگوں نے

بتایا کہ وہ تمہارے سروں میں مٹی ڈال کر چلے گئے تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو۔ حضرات! یہ کوثر کا ہتھیار ہے جو بھی اس ہتھیار کو مان جائے گا اسے پناہ مل جائیگی یہ ادھا نہیں ہے آپ حضور نبی کریم ﷺ کی جس صفت کو بھی مانیں گے وہ صفت آپ میں بھی پیدا ہو جائیگی۔

یہاں میں ایک ایمان افروز واقعہ عرض کروں کہ ہمارے گاؤں میں ایک مذہبی گھرانہ ایسا ہے کہ اس کے بیشتر افراد حافظ قرآن ہیں کپاس کی فصل ہمارے ہاں زیادہ ہوتی ہے یہ ہماری Cash Crop ہے آپ جانتے ہیں کہ ٹی وی اور اخبارات میں کپاس کی سنڈیوں اور کیڑوں سے متعلقہ کس قدر ادویات کی تشبیہ ہوتی ہے۔ تمام گاؤں والے زمیندار کا شکار بیش قیمت ادویات اپنی فصل کو بچانے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ پچھلے سال کی بات ہے کہ اس گھرانے والوں نے یہ کام کیا کہ صبح سویرے اٹھنا پانی پر سورت یلین کا دم کر کے اسے ایک جگہ اکٹھا کرتے گئے۔ جب لوگ ادویات کا چھڑکاؤ کرتے تو یہ اس سادہ پانی کا چھڑکاؤ کرتے رہے۔ کوئی دوائی استعمال نہیں کی نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی فصل کو کسی قسم کے کیڑے نے نقصان نہیں پہنچایا اور ان کی فصل کی پیداوار یعنی کپاس فی ایکڑ عام لوگوں کی کپاس کی پیداوار سے ڈیڑھ سے دو گنا زیادہ نکلی ان کے کھیتوں سے ملحقہ کھیتوں میں کیڑوں مکڑوں کی یلغار اور بھرمار تھی کہ جن پر ادویات کا چھڑکاؤ کیا گیا لیکن ان کے کھیتوں میں کسی کیڑے کا نام نشان نہ تھا یہ سورت یلین کے دم کردہ پانی کا اثر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی کوثر کا معجزہ تھا۔ جس طرح کفار کے سروں پر مٹی ڈال کر انہیں اندھا کر دیا گیا حضور ﷺ نے اسی طرح فصل کے کیڑوں کوڑوں پر پانی ڈال کر انہیں اندھا کر دیا گیا انہیں یہ فصل نظر نہ آئی ان کے ذہن سے محفوظ رہی ایک واقعہ اور عرض کروں کہ ایک مولوی صاحب تھے جو شیعہ کے خلاف بہت تقاریر کیا کرتے تھے تو شیعہ حضرات نے انہیں اپنی HIT LIST پر رکھا ہوا تھا کہ انہیں جو نبی موقع ملا قتل کریں گے ہر گاؤں میں رواج تھا شایدا اب بھی ہو کہ امام مسجد ہر گھر سے روزانہ شام کو ایک ایک روٹی لیا کرتے تھے۔ وہ مولوی صاحب ساتھ والے گاؤں سے بھی روٹی لایا کرتے تھے اور راستہ میں ایک چھوٹا سا گاؤں شیعہ مسلک حضرات کا بھی تھا اس گاؤں کے شیعہ نے قسم کھائی کہ اس مولوی صاحب کو قتل کرنا ہے مولوی صاحب کا معمول تھا کہ جو نبی گھر سے چلتے سورت یلین کا ورد شروع کر دیتے اسی طرح اس شیعہ کے گاؤں سے گزر جاتے اور آتے بھی رہے اودتیس سال تک ان کا یہی معمول رہا۔ شیعہ لوگوں کو مولوی صاحب نظر ہی نہ آئے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے کوثر کے مالک ہونے کا ثبوت ہے اور اپنی اسی کوثر میں سے وہ اپنے غلاموں کو بھی حصہ عطا فرما دیتے ہیں۔ جنگ بدر میں کیا ہوا؟ ایک طرف بے سروسامان صرف تین سوتیرہ دوسری طرف ہزاروں کا لشکر اسلحہ سے لیس لیکن نتیجہ کیا نکلا ہے۔ آپ نے چند کنکریاں مٹھی میں لیں دم پڑھا اور پھینک دیں ہر کافر کی آنکھ میں کنکریاں پڑ گئیں یہ ہے کوثر والا ہاتھ وہ کیا شعر ہے کہ

مالک کوئین ہیں پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی ہیں نعتیں ان کے خالی ہاتھ میں

سورت کوثر تین آیات ہیں اور چالیس حروف ہیں۔ لیکن یہ ساری کائنات کا خلاصہ اور عطر ہے اور آج بھی چیلنج ہے کہ اسے کافر و تم کہتے ہو کہ یہ قرآن مجید خود نبی پاک ﷺ نے بنایا ہے تو تم بھی بنا کر دکھاؤ اور قیامت تک نہیں بنا سکو گے۔ پہلے سارا قرآن مجید کفار کے سامنے پیش کیا گیا اور حکم ہوا کہ قُلْ لِّیْنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاتُوْنَ بِمِثْلِهٖ (الاسراء 88) کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن جمع ہو کر بھی اس قرآن کی مثل دوسرا قرآن لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے۔ پھر فرمایا گیا کہ اُمُّ یَقُوْلُوْنَ اَفْتَرٰهٗ قُلْ فَاتُوْا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرِیْنَ وَاَدْعُوْا اٰمِنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ تم یہ کہتے ہو کہ آپ ﷺ نے خود یہ قرآن بنالیا ہے تو تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا کر لاؤ اور اللہ کے سوا باقی اپنے حامیوں کو بھی ساتھ ملا لو اور اگر تم سچے ہو اور پھر فرمایا گیا کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی فَاتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (البقرہ 23) اور اگر تمہیں شک ہے اس پر کہ جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو بھی اس جیسی ایک صورت تو بنا کر لاؤ۔ چلو چھوڑو تم صرف سورۃ کوثر جیسی ہی کوئی آیات بنا کر دکھاؤ بڑا مشہور واقعہ ہے عرب میں یہ رواج تھا کہ شعراء اپنا کلام لکھ کر کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیتے گویا کہ چیلنج کرتے کہ اس سے بڑھ کر اگر کوئی کلام پیش کر سکے تو کر کے دکھائے۔ جب سورت کوثر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم سے اسے بھی کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔ بڑے بڑے شعراء اور فصحاء مقابلہ پر آئے لیکن سورت کوثر کے ہم وزن ہم ترتیب نہ لکھ سکے تو اس دور کے سب سے بڑے شاعر جس کا نام غالباً نابغہ ذبیانی تھا نے سورت کوثر کی تین آیات کے نیچے لکھا کہ وَمَا هٰذَا الْقَوْلُ الْبَشَرُ کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے، آج بھی تمام دنیا کے کفار کو چیلنج ہے کہ کوثر جیسی کوئی سورت بنا کر لاؤ یہ ہے کوثر حضرات! وہ تو پھر لفظ ہیں یہ کوثر والا ہاتھ خالی ہاتھ ہے لیکن دنیا بھر کی فتوحات اس میں بند ہیں۔ فرمایا کل میں اسے جھنڈا دوں گا جو خیر کو فتح کر لے گا، کون فتح کر لے گا کس طرح فتح کر لے گا۔ سینکڑوں من لوہے کا بنا ہوا دروازہ ہے کئی روز سے کوشش ہو رہی ہے۔ دروازہ ٹوٹ نہیں رہا ہے۔ خیر فتح نہیں ہو رہا ہے۔ صبح ہوئی تو جس شخصیت کو بلایا گیا وہ ہیں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کہ جن کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں اور MEDICALLY UN FIT ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ فرمایا بلاؤ تو سہمی ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا آنکھیں فوراً تندرست اور پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گئیں۔ حضرت علی تشریف لے گئے اور اس دروازہ کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر دور پھینک دیا یہ حضور ﷺ کا کرم ہے یہ کوثر ہے اللہ تعالیٰ کوثر کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے صرف تین آیات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایات کا نچوڑ ہیں۔ یہ کوثر کب عطا ہوئی۔ حضور ﷺ ایسے کریم ہیں کہ ان کے اس کائنات تشریف لانے سے پہلے نبوت عطا ہونے سے پہلے رسالت ملنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے باقی سب کچھ بعد میں آیا ہے اب اس عطا کی شکر گزاری کیلئے اس احسان مندی کے بدلے حضور نبی کریم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ جتنی عبادت

کر رہے ہیں ہے کوئی ان کی برابری کرنے والا؟ ساری رات قیام کہ پاؤں مبارک پرورم آ رہے ہیں کئی روز کا روزہ رکھ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تو بخشے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی بخشوانے والے ہیں پھر یہ اتنا تر دو اتنی محنت کی ساری ساری رات کھڑے ہیں پاؤں مبارک سوچ رہے ہیں اور ان میں سے خون بہہ رہا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ جس نے مجھے سب کیلئے شفع بنایا ہے جس نے مجھے سب کا نبی بنایا ہے رسول بنایا ہے کیا میں اس کا احسان مند اور شکر گزار بندہ نہ بنوں کوثر مل چکی ہے۔ ساری تنخواہ پشٹن اور بونس کی مثال سمجھئے کہ مل چکے ہیں پھر بھی لمبے لمبے جدے اور قیام کئے جا رہے ہیں ایک دفعہ اتنا لمبا جدہ کیا کہ ایک صحابی جو پاس بیٹھے ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ مجھے شک گزرا کہ کہیں حضور نبی کریم ﷺ معاذ اللہ فوت ہی تو نہیں ہو گئے۔ اتنا لمبا جدہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا کی ہے تو اب اس احسان کے بدلے مجھ سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کی بارگاہ میں دو جدے ہی کر دوں جس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ کو کوثر عطا ہوئی ہے۔ اس کوثر میں سے حضور ﷺ کی امت کو بھی حصہ ملا ہے۔ بخشش ملی ہے۔ حضور ﷺ کا ہر امتی اچھے عقیدے والا جو صدق دل سے پڑھتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اسے بھی نجات حاصل ہے۔ اب نجات جو مل چکی ہے تو اس کا شکر ادا کرنا ہم پر لازم ہے ضروری ہے کہ ہم نماز پڑھیں روزہ رکھیں حج کریں زکوٰۃ دیں سجدہ کریں قیام کریں حضور ﷺ کی سنت پر عمل کریں اور یہ سب کچھ شکرانہ کے طور پر کرنا ہے آپ کہتے ہیں کہ ال م پڑھ لیا بس میں نیکیاں مل گئیں اپنے نمبر بنارہے ہو۔ ارے نمبر کس کے بڑھ رہے ہیں یہ تو اس کا کرم ہے کہ تم سے ال م پڑھوا رہا ہے یہ اس کا کرم ہے کہ تمہیں امت محمدیہ ﷺ میں منتخب کر لیا ہے یہ اس کا کرم ہے کہ تمہیں نمازی بنا دیا ہے آپ کو ادھر محفل میں بلا کر رحمت کی بارش تم پر کر دیں تک یہ ان کا کرم ہے بلاتے بھی خود ہیں اور کرم بھی خود ہی فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے خواب میں دیکھا کہ مسجد نبویؐ میں بیٹھے ہیں ایک صحابی ایک کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے وہ کھجوریں صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمائیں اور حضرت علیؓ کو ایک کھجور دی صبح ہوئی تو اسی طرح واقعہ پیش آیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اس جگہ تشریف فرمائیں جہاں رات خواب میں تھے حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا وہی صحابی کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے کھجوریں تقسیم فرمائیں اور حضرت علیؓ کو ایک کھجور دی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے اور کھجوریں دیں تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ کیا رات آپ کو ایک کھجور ملی تھی یا زیادہ ملی تھیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک ہی ملی تھی تو حضرت عمرؓ مسکرائے اور فرمایا اب زیادہ حصہ کا مطالبہ کیوں ہے۔ یہ حضرات کوثر کا مظاہرہ ہے یہ ختم نہیں ہوا۔ یہ آج بھی حاجی رشید صاحب کے صدقے ہم پر ہو رہا ہے۔ ایک محفل تھی ادھر کنک بستی میں ممتاز صاحب کے ہاں حاجی رشید صاحب تھے۔ مبارک علی تھے اور یہاں بیٹھے ہوئے کئی دوسرے حضرات بھی تھے وہ محفل ختم ہوئی تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں نے یہ محفل بالکل اسی طرح یہی نعت خواں یہی حاضرین گزشتہ رات حضور نبی کریم ﷺ کی

محفل میں دیکھی ہے تو حضرات یہ کوثر کا مظاہرہ آج بھی نعت خواں اور ثنا خوان مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ہو رہا ہے۔ ہم گنہگار ہیں ٹوٹے پھوٹے ہیں لیکن آقا کریم فرمادیں تو یہ کون سی تعجب کی بات ہے یہ کوثر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کوثر کو سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے کوثر پر ایمان لانے کو توفیق عطا فرمائے جس کا ایمان کوثر پر ہو جاتا ہے اسے ہر چیز مل جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں کوثر دے دی ہے آپ نے فرمایا کہ میں سب کا نبی ہوں لیکن میں فخر نہیں کرتا میں سب کا شفیع ہوں لیکن میں فخر نہیں کرتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ پوری کائنات کے نبی ہیں پھر فخر نہیں کرتے فرمایا کہ فخر وہ کریں جن کا میں نبی ہوں۔ فخر وہ کریں جو میری کوثر سے حصہ لے رہے ہیں فخر وہ کریں جن کو میری شفاعت نصیب ہو رہی ہے۔

اک میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

اک اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا اک اشارے سے سورج کا پلٹ جانا یہ تمام اظہار ہے کوثر کی عطا کا اور یہ کوثر سب حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے دکھ چھوڑی ہے کوثر و سلیل کی انہار ہمارے لئے ہیں حضور نبی کریم ﷺ ان سے بھی بے نیاز ہیں حضور ﷺ جواد ہیں۔ ہمیں پلاتے ہیں خود آپ پیٹنے کی حاجت نہیں اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 21/09/95

خدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کریں
دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے
دل میں روشن ہے شمع عشق حضور ﷺ
کاش جو شہ ہوں ہوا نہ کرے
لے رضا سب چلے دینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

کرم و عطا مصطفیٰ ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا یاها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

جب بھی چاہے صدا دینے سوالی آئے
میری سرکار نے دروازہ کھلا رکھا ہے

یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے کہ ہر وقت ان کی رحمت کا دروازہ کھلا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی
شان اس سے کہیں زیادہ بلند ہے ارفع واعلیٰ ہے پہلے کوئی سوالی آئے پھر صدا دے تو پھر اس کو کچھ ملے یہ تو عام دنیا کے خلی
بافاض بھی کر دیتے ہیں لیکن حضور ﷺ کی یہ شان ہے کہ بندے کا اپنے گھر کا دروازہ بند بھی ہو تو وہ تشریف لاتے
ہیں اور کرم کر جاتے ہیں ایک تو یہ ہے نا کہ وہاں جائے جھولی پھیلائے دامن پھیلائے ہاتھ پھیلائے صدا دے سوال
کرے تو پھر وہ دیں لیکن حضرات! یہ تو حاتم طائی بھی کر لیتا تھا وہ خلی تھا سخاوت کرتا تھا۔ سوالی کو دیتا تھا تو آج اس کا نام
زندہ ہے اگر وہ نہ کرتا بلکہ کہتا میں تو کچھ دے نہیں سکتا۔ میرے پاس نہیں ہے آج اس کا نام بھی نہ ہوتا اس کا نام صرف
اس لئے زندہ ہے کہ جو بھی اس کے پاس گیا جو بھی اس کے گھر گیا اس نے اس کا دامن بھر دیا بڑا مشہور قصہ ہے کہ ایک
آدمی اس کے پاس گیا شام ہو چکی تھی بارش بھی ہو رہی تھی وہ مسافر رات اس کے پاس ٹھہرا صبح اٹھ کر اس نے کہا کہ حاتم
طائی صاحب میں آپ کی سخاوت کا سن کر آیا ہوں کہ آپ کبھی کسی سوالی کو خالی نہیں جانے دیتے اور مجھے آپ فلاں گھوڑا
جو آپ کے پاس ہے وہ دیدیں حاتم طائی نے کہا کہ افسوس اگر تم مجھے کل ہی بتا دیتے تو میں تمہیں وہ گھوڑا دے دیتا کل
آپ کو معلوم ہے کہ بارش تھی ریوڑ باہر سے آنا نہیں تھا گھر میں کوئی بھیڑ بکری نہیں تھی میں نے وہی گھوڑا ذبح کر کے تمہیں
کھلا دیا ہے یہ اس کی مہمان نوازی کا حال تھا اس لئے آج تک اس کا نام زندہ ہے۔ لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
مقام اس کے کہیں بڑھ کر ہے آپ کو جانے کی ضرورت نہیں اپنے گھر میں ہی رہیں۔ دروازہ بھی بند کر لیں جو کچھ بھی
کر لیں لیکن وہ بھی مجھے عطا فرما دیتے ہیں یہ ان کا کرم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو نیک بندے ہیں وہ میرے لئے
ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔ آپ اپنے گھر میں سوئے پڑے ہیں نیند چھائی ہوئی ہے مدھوش پڑے ہیں غفلت
میں ہیں تو حضور ﷺ ایسی حالت میں بھی کرم فرما جاتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند
ایسی صفات ہیں کہ جو کوئی بھی ان کا ذکر کرے گا اسے اس کا حاصل جائے گا۔ خواہ دروازہ آپ کھلا رکھیں یا بند رکھیں اس

سے کوئی غرض نہیں ہے۔ پہلی چیز یہ ہے حضور ﷺ حیات ہیں زندہ ہیں۔ حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ یہاں بھی موجود ہیں میرے گھر میں بھی ہیں آپ کے گھر میں بھی ہیں۔ بندے ابھی پیدا نہیں ہوئے لیکن حضور ﷺ ان سے پہلے ہی موجود ہیں یہ عقیدہ رکھو کہ حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں ہر جگہ موجود ہیں۔ میرے دل کی آواز تیرے دل کی آواز بھی سنتے ہیں دل کی بات بھی جانتے ہیں آپ پڑھیں اپنے دل میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ لیا ہے تو میرے نبی پاک ﷺ کو نہ صرف یہ کہ تمہارے درود کا پتہ چل گیا ہے بلکہ تمہارے باپ کے نام کا بھی علم ہو گیا ہے کہ کس شخص کے بیٹے نے مجھ پر درود پڑھا ہے۔ اب بتائیے کہ آپ کا منہ بند ہے تالا لگا ہوا ہے اور دل میں آپ نے پڑھا ہے منہ کھولا نہیں ہے پڑھا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ حضور ﷺ کو سب پتہ ہے آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں حضور ﷺ غیب رکھتے ہیں حضور ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں گے اور یہ کہ حضور ﷺ نور ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان صفات کا اقرار کر دوں سے تسلیم کرو یقین کامل کے ساتھ ان پر ایمان رکھو تو یقین کر لو کہ حضور ﷺ تشریف لائیں گے انشاء اللہ ضرور تشریف لائیں گے حاجی صاحب نے ایک نعت شریف پڑھی کہ

حسن محبوب نے عالم کو سجا رکھا ہے
رشتہ انسان کا خالق سے ملا رکھا ہے

اور جب اس شعر پر پہنچے کہ

وہ آتے ہیں ابھی آتے ہیں آتے ہوں گے

ہم نے یہ سوچ کے محفل کو سجا رکھا ہے

تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے یہ کوئی پرانے دور کی بات نہیں کسی عرصے کی بات نہیں دو تین روز پہلے کی بات ہے عصر حاضر کی بات ہے ہفتہ رواں کی رات ہے چودہ سو سال پرانی بات نہیں ہے پھر وقت کی بھی کوئی قید نہیں صبح ہو دوپہر ہو شام ہو کہ رات ہو یہ محفل بعد دوپہر ہو رہی تھی۔ دن کے بات ہے اجالے کی بات ہے کہ انہوں نے پڑھا

وہ آتے ہیں ابھی آتے ہیں آتے ہوں گے

ہم نے یہ سوچ کے محفل کو سجا رکھا ہے

”وہ تو آتے ہیں“ کیا مطلب ہے یہی اقرار کر رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ تشریف لاتے ہیں اور ”ابھی آتے ہیں“ کا کیا مطلب ہے کہ کوئی ناامیدی یا مایوسی نہیں ہے کہ پتہ نہیں آتے ہیں کہ نہیں آتے ہیں آئیں گے کہ نہیں آئیں گے نہیں ایسی بات نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ ابھی تشریف لانے والے ہیں بس پہنچنے والے ہیں جب حاجی صاحب نے یہ مصرعہ پڑھا تو حضور نبی پاک ﷺ تشریف لے آئے اور ایسا کرم کیا کہ پتہ نہیں کتنے نفوس کا بیڑا پار کر دیا۔ بیرونی دروازہ مکان کا بند ہے چھوٹا سا کمرہ ہے پندرہ بیس آدمی بیٹھے ہوئے تھے دوپہر کا وقت گرمی کا مہینہ سخت

پسینہ آ رہا ہے حاجی صاحب اور دوسرے افراد پسینے سے شرابور پنکھا بھی بہت کم رفتار پر چل رہا ہے پروگرام ریکارڈ ہو رہا تھا اس میں بچے کی آواز نہ آئے دو پہر دو بجے کا وقت ہے اور محفل ہو رہی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ اس وقت ساتھ والے مکان میں کیا ہو رہا ہے آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیا آپ کو علم ہے کہ اس وقت آپ کے گھروں میں کیا ہو رہا ہے نہیں پتہ ہے لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ ہے کہ کس کس گھر میں کیا کیا ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو علم ہے کہ شیخوپورہ میں فلاں گھر میں محفل ہو رہی ہے میرے غلام بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ تشریف لے آتے ہیں یہ ان کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کرم سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ انعام بھی عطا فرماتے ہیں اس محفل میں ایک عورت بھی بیٹھی تھی۔ اس بی بی پر بھی حضور ﷺ کی خاص نگاہ عنایت ہے محفل کے دوسرے روز وہ بی بی نماز اشراق کے بعد اپنے گھر میں نعت شریف پڑھ رہی تھی اسے اونگھ آ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اس بی بی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی تحفہ عطا فرمائیں مجھے اپنے موئے مبارک عطا فرمائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ میں نے تمہارے قرآن مجید کے تیرھویں پارہ میں رکھ دیا ہے وہاں سے اٹھا لیا جب آنکھ کھلی تو بڑے شوق سے قرآن مجید کھولا تیرھویں پارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک رکھا ہوا مل گیا۔ یہ عقیدہ رکھو کہ حضور ﷺ عطا فرماتے ہیں تو جس طرح اس بی بی کو موئے مبارک عطا ہوا ہے یہ تمہیں بھی عطا ہو سکتا ہے یہ ان کا کرم ہے ان کی عطا ہے صرف کی ہے ہمارے عقیدے میں کہ وہ یہ نہیں دے سکتے وہ نہیں دے سکتے۔ اگر نہیں نہیں کرو گے تو پھر نہیں ملے گا اپنی آنکھیں ذرا بند کرو کیا اب تمہیں نظر آتا ہے نہیں آتا ہے آنکھیں بند کر لو تو چیزیں نظر نہیں آتیں۔ اسی طرح سے جب بدعتیہ کی گاندھیرا اچھا جاتا ہے تو پھر نبی پاک ﷺ نظر نہیں آتے۔ چودہ سو سال بعد آج اس بیٹی کو موئے مبارک عطا فرمایا گیا ہے کیا اکبر اعظم اب کوئی چیز تمہیں دے سکتا ہے نہیں دے سکتا کیا ایوب خان تمہیں کوئی چیز دے سکتا ہے نہیں دے سکتا کہ وہ چلے گئے ہیں فوت ہو گئے ہیں لیکن ہاں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دے سکتے ہیں کہ وہ حیات ہیں زندہ ہیں۔ اکبر فوت ہو گیا، ایوب خاں فوت ہو گیا سکندر اعظم فوت ہو گیا اور بھی اسی طرح سے صاحب اختیار ختم ہو گئے چلے گئے مر گئے، مٹ گئے اب صاحب اختیار نہیں رہے حیات نہیں رہے کچھ نہیں دے سکتے۔ لیکن حضور ﷺ نبی کریم ﷺ حیات ہیں یہ عقیدہ رکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں تو اس عقیدے کو ضرور پھیل لگے گا۔ حضور ﷺ عطا فرمائیں گے آج عطا فرمائیں، کل عطا کریں۔ دن کو دیدیں رات کو عطا فرمائیں یہ ان کی مرضی ہے لیکن اگر عطا نہیں ہوتی تو پھر اپنے دل میں ڈھونڈو کہ کیا کمی ہے کیا عقیدے میں کوئی کمی ہے اگر عقیدہ کی کمی ہے تو اس کو صحیح کر لو حضور ﷺ تو عطا کرتے ہیں اور کر رہے ہیں ہم اپنے دروازے بدعتیہ کی وجہ سے بند کر لیتے ہیں وہ اگر چاہیں تو ایسے بند دروازے بھی کھول دیں لیکن جب بدعتیہ کی حضور ﷺ سے ہوتی ہے تو درخواست بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ براہ راست مانگتے ہیں تو وہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتا تو میں کیوں اس کو دوں اگر کوئی فقیر دروازے پر کھڑے ہو کر تمہارے بیٹے کو گالیاں

نکالے بددعا میں دے تو کیا آپ اس کو دیں گے لیکن اگر وہ کہے کہ تمہارا بیٹا زندہ رہے لمبی عمر پائے خوش بختی اس کا ساتھ دے تمہارے باغ ہرے بھرے ہو جائیں تمہارا کاروبار تمہیں بہت نفع دے تو تمہارا بیٹا خواہ کیسا ہی ہو لیکن آپ سوچیں گے کہ بیٹے کی تعریف کر رہا ہے۔ دعائیں دے رہا ہے اس کو دید و اسی طرح جب اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہو رہی ہے تو وہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کو ضرور دید و اے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سوالیٰ کو دیدو۔ **وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ** (والضحیٰ 10) سوالیٰ آئے تو اس کو نہ جھڑک بلکہ جو بھی طلب کر لے دید و کسی کو خالی نہ جانے دو لیکن جب ہم خود ہی بد تعریفی کرتے ہیں اپنی قسمت کو بدل لیتے ہیں اپنی عاقبت کو بدل لیتے ہیں خراب کر لیتے ہیں خوش بختی کو بد بختی میں بدل لیتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف کرے میں عرض کرتا ہوں کہ ہر گناہ کی معافی ہے لیکن گستاخی رسول ﷺ کی کوئی معافی نہیں یہ یاد رکھو کہ بڑے بڑے اولیاء نے ایسے کلمے بولے کہ ”انا الحق“ میں اللہ ہوں یہ حضرت منصور تھے یا کوئی دوسرے تھے کہ جنہوں نے فرمایا ”انا الحق“ کہ میں اللہ ہوں یہ الگ بحث ہے کہ کب کہا کسی کیفیت تھی کیوں کہا لیکن آج تک کوئی ایسا بندہ پیدا نہیں ہوا جس نے کہا ہو کہ انا محمد ﷺ ہوں کیوں پیدا نہیں ہوا اس لئے اگر کوئی کہہ دے تو اس کا بیڑہ غرق ہو جائیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے لئے تو معاف کر دوں گا لیکن میں نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی دوسرا پیدا ہی نہیں کیا پھر کوئی کیسے دعویٰ کرے کہ وہ محمد ﷺ ہے نہ میں نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی بنایا ہے اور نہ ہی بننے دینا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہمارے جیسے ہی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کوئی میرے بلالؓ جیسا نہیں بن سکتا اور تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ حضرت بلالؓ وہ ہستی ہیں کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے تمام انبیاء اور ساری مخلوق پیچھے رہ رہی ہے اور حضرت بلالؓ آگے جا رہے ہیں کیوں آگے جا رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی سواری کی تکمیل پکڑے ہوئے ہوں گے حضرات! ان جیسا کوئی نہیں ہے اگر کوئی یہ کہہ دے کہ انا محمد ﷺ ہوں تو اسی وقت بیڑہ غرق ہو جائیگا ایک بزرگ تھے بڑی عظمت بڑے مرید بڑے خلفاء تھے بڑا تذکرہ اور بڑا شہرہ تھا انکے منہ سے نکل گیا کہ میں فنا فی الرسول ہوں میں فنا فی اللہ ہوں اور تمام سیدزادوں سے بھی آگے ہوں سادات پیچھے رہ گئے ہیں میرا مقام ان سے بھی بڑھ گیا ہے فی الفور ولایت سلب ہو گئی سارا سلسلہ ختم ہو گیا جہاں ہر قدم رحمت برستی تھی اب وہاں لعنت برس رہی تھی۔ صرف اتنا ہی کہا کہ سید میرے سامنے کیا ہیں۔ سیدزادے میں خون محمد ﷺ ہے جس کے تم انکاری ہو رہے ہو جو فنا فی اللہ ہے اسے تو پھر کوئی جرنیل نہیں کہ کوئی سید ہے کہ نہیں ہے وہ تو خود ہی فنا ہے جو خود صفر ہے اسے کیا علم کہ ہندسہ کیا ہوتا ہے۔ وہ تو خود اندھا ہے اپنی نفی کئے بیٹھا ہے کہ میں تو ہوں ہی نہیں تو پھر اسے سید کی عظمت کیسے نظر آ گئی اب اگر تو کہتا ہے کہ تو سیدزادہ سے بڑا ہے بلند مرتبت ہے تو پھر تو فنا نہیں ہے۔ اور اگر فنا ہے تو پھر صفر ہے تیری کوئی قدر و قیمت نہیں کوئی Value نہیں ہے۔ تیرے ساتھ کوئی ہندسہ لگے گا تو تیری قیمت بنے گی۔ اگر صرف یہی کہا ہوتا کہ میں فنا فی اللہ ہو کر عظیم المرتبت ہو گیا ہوں تو شاید معافی مل جاتی۔ اس غرور اور تکبر کی شاید معافی مل جاتی لیکن جب یہ کہا کہ میں سیدزادے سے عظیم ہوں تو ساری ولایت ختم

سارے مراتب اور رحمت کی بجائے زحمت اور لعنت بنا بیٹھا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کئی مہلوں کا پیدل سفر کر کے گئے۔ آپ یہاں آستانہ تک پیدل نہیں آتے کوئی سائیکل پر کوئی اسکوٹر اور کوئی کار پر آیا ہے۔ لیکن فاصلہ یہی کوئی ایک میل دو میل پانچ میل سات میل ہی طے کر کے آئے ہو کوئی زیادہ فاصلہ طے کر کے نہیں آئے۔ اور یہ کہ پیدل تو کوئی بھی نہیں آیا۔ پیدل چل کر آنا ہو تو تمہیں آستانہ بہت دور نظر آتا ہے اور غفلت کر جاتے ہو۔ حاضری نہیں دیتے کہ جی اتنی دور چل کر نہیں جا سکتے خواہ اس قریبی محلہ سے ہی تمہیں آنا پڑے۔ عبدالرب نشتر گورنر جنرل پاکستان تھے ان کے پیر صاحب کا آستانہ پہاڑوں میں تھا۔ تو نشتر صاحب وہاں جاتے تھے یہ سولہ میل کا سفر پیدل چل کر جاتے تھے جو اتار کر جاتے تھے۔ اور واپسی پر جب تک آستانہ نظر آتا رہتا یہ الٹے پاؤں چل کر آتے تھے۔ اتنا ادب وہ اپنے پیر و مرشد کا کرتے تھے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کئی میل کا پیدل سفر کر کے ایک بزرگ کی زیارت کیلئے پہنچے۔ جیسے ہی آپ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس بزرگ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ وہیں سے واپس ہو گئے۔ اس بزرگ نے آواز دی کہ آپ ٹھہریئے رک جائیئے بڑی دور سے آئے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ ہاں مجھے علم ہے کہ میں دور سے آیا ہوں پانچ سو میل کا فاصلہ پیدل چل کر آیا ہوں۔ لیکن میں تو آپ سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کی کوئی بات لینے آیا تھا لیکن آپ نے تو مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا تمہیں تو ادب مصطفیٰ ﷺ کا ذرا بھی لحاظ نہیں میں نے آپ سے کیا لینا ہے۔ تم میں کون سی بزرگی ہے تمہیں تو شان محمدی ﷺ کا علم ہی ہیں۔ مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوک دینا لعنت ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اسی غصہ میں وہاں سے واپس چل دیئے۔ رات خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ تو نے میرے شہر کا ادب کیا ہے میں اولیاء اللہ میں تمہیں وہ مقام عطا کرتا ہوں جو فرشتوں میں حضرت جبرائیلؑ کا ہے۔ اس کے بعد حضرت بایزید بسطامیؒ ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے کہ میرا وہاں سے واپس آ جانا حضور ﷺ کا اتنا پسند آیا کہ مجھے تمام اولیاء اللہ کا سردار بنا کر رکھ دیا۔ سید الطائفین بنا کر رکھ دیا۔ اولیاء اللہ میں اعلیٰ مقام عطا فرما دیا۔ یہ سب کچھ ادب سے حاصل ہوا۔ آپ بھی جتنا ادب کر لو گے اتنا ہی اعلیٰ مقام حاصل کر لو گے۔ سید زادے کی کبھی بے ادبی نہ کرو نبی کریم ﷺ کی کسی صفت کا انکار کرنے سے بیڑہ غرق ہو جاتا ہے شعور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی کہے کہ میں تو عالم ہوں میں تو مولوی صاحب ہوں میرے ٹوپی جب عصا اور کرسی ہے۔ داڑھی ہے ہستار ہے اور اوپر سے چادر بھی ہے۔ ہزاروں مرید ہیں لیکن اگر ذرا سی بھی گستاخی رسول ﷺ ہوگی اللہ تعالیٰ معافی دے تو پھر سب کچھ ختم ملیا میٹ ہو جائیگا۔ قرآن مجید میں ہے کہ ان کو شعور نہیں ہے ان کی عقل بھی ختم ہو جاتی ہے۔ زنگ لگ جاتا ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا کی بتائی ہوئی پانچ صفات کئی بار عرض کی ہیں ان کو عقیدہ بنالوان کو ہمیشہ یاد رکھو پھل پاؤ اور ان سے جب بھی چل پھل سکتا ہے۔ یہاں بھی ملتا ہے اور روضہ اقدس پر بھی ملتا ہے۔ پھر رحمت آپ کی تلاش میں رہتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ رحمت کو تلاش کرتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ ہے کہ رحمت خود تیری تلاش میں رہتی ہے۔ تبلیغی جماعت والوں کا تو ویسے ہی بیڑہ غرق ہے وہ کہتے ہیں کہ رات کو زیادہ نوافل ادا کرو تو تمہیں اتنا مرتبہ مل جائے گا

کہ تم نبی پاک ﷺ سے آگے نکل جاؤ گے۔ یہ ان کا سبق ہے۔ اور ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے۔ اسی لئے وہ رات کو بہت نوافل پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو صرف تیرہ چودہ سال نماز پڑھی ہے کیونکہ نماز دس نبوی میں معراج النبی کے وقت فرض ہوئی ہے۔ ہماری عمر تو تیرہ سال سے زائد ہے اس لئے اس زائد عمر کا فائدہ اٹھاؤ نفل پڑھو اور حضور ﷺ سے آگے نکل جاؤ۔ دعوت اسلامی والے کہتے ہیں کہ بس سنت کی بات کرو سنت پر ہی عمل کرو اور کراؤ لیکن حضور ﷺ کا نام نہ لورات دو رکعت نماز تہجد پڑھ لو تو جنت کے حقدار بن گئے۔ لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت صرف حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ملتی ہے۔ دعوت اسلامی والے مسواک کرنے سے داڑھی رکھنے سے جنت لے رہے ہیں کہتے ہیں کہ تبلیغ کیلئے دو قدم چل کر جاؤ تو یہ مل جائیگا وہ مل جائیگا حضرات! یاد رکھو کہ نبی الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کے بغیر بخشش ہونی نہیں ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کی حاجت رسول اللہ کی

جو کوئی یہ کہے کہ میرے پاس نماز ہے روزہ ہے حج ہے قربانی ہے میں محدث ہوں میں خسر ہوں مجھے نبی پاک ﷺ کی شفاعت کی کیا ضرورت ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ہاتھ سے دامن مصطفیٰ ﷺ چھوٹ گیا اسے یہ خبر ہونی چاہیے کہ جو اس کے پاس ہے وہ بھی در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملا ہے۔ اگر حضور ﷺ عطا نہ فرماتے تو اسے کیا معلوم تھا کہ یہ نماز حج روزہ زکوٰۃ کہاں سے ملتی ہے یہ بھی حضور ﷺ کا ہی کرم ہے انہیں کا ہی بتایا ہوا ہے انہیں کا عطا کیا ہوا ہے حالانکہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ میں خود سب کچھ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ یہ نصیب کرے کہ حضور ﷺ کی انعامات کو مانو وہ آج بھی عطا کرتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کا یہ جواب شکوہ ہے کہ

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم تو کرم کرنے والے ہیں کرم کرنے کو تیار ہیں لیکن کوئی سوالی ہی نہیں۔ میرے نبی کریم ﷺ کے سائل بن جاؤ اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں گے اللہ تعالیٰ بہت عطا کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ دے کر راضی ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ دے کر راضی ہوتے ہیں خوش بھی ہوتے ہیں اور دعا بھی دیتے ہیں کہ خدا کے بندے بہت اچھا رہا جو مجھ سے لے رہا ہے۔ میرا سوالی بن کر بہت اچھا رہا۔ ہم کبھی کسی کو کچھ دیتے ہیں اور وہ دوبارہ آجائے تو ناراض ہو جاتے ہیں کہ ابھی تو لے کر گیا ہے پھر دوبارہ آ گیا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا وہ دہرہ ہے کہ جہاں بار بار بھی مانگو تو حضور ﷺ خوش ہوتے ہیں اس سے ان کی سخاوت کا اظہار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے لینے کی توفیق عطا فرمائے انکی عظمت کو سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے ان کے در اقدس کا سوالی بنے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین سب سے بڑا گناہ تو ہیں رسالت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ادب مصطفیٰ ﷺ نصیب کرے۔ شیطان سے یہی غلطی ہوئی کہ اس نے کہا کہ میں حضرت آدمؑ سے اچھا ہوں میں اعلیٰ ہوں میں ناری ہوں یہ خاکی ہے جیسے ہی اس نے یہ کہا تو

اس کا بیڑہ غرق ہو گیا اس طرح سے جو آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کا انکاری ہے سمجھ لو اکہ کا بیڑہ غرق ہے تو جو غلطیاں ان سے ہوتی ہیں وہ آپ نہ کرو تو آپ سچے پکے مومن ہیں اور آپ کا بیڑہ انشاء اللہ پار ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی صفات اور عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اولیاء اللہ سے قرب رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

عظمت مدینہ شریف اور شفاعت رسول ﷺ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یاایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

اگر دنیا میں کسی نے جنت دیکھنی ہو تو وہ مدینہ شریف دیکھ آئے میں عرض کرتا ہوں کہ جنت اور مدینہ شریف کا کیا مقابلہ
ہے جنت تو مدینہ شریف کے مقابلہ میں کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ جنت تو ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور مدینہ شریف پر
ہزاروں مانیں قربان ہیں۔ کروڑوں مانیں قربان ہیں باقی اب کون سا پتہ نہ رہ گیا۔ آپ کی جنت آپ کی ماں کے
قدموں کے نیچے ہے اور ایسی کروڑوں مانیں مدینہ اور مدینہ والے پر قربان ہوں تو پھر یہ مقابلہ کیا ہوا اب بات یہ ہے کہ
جو مدینہ شریف کی نیت کرتا ہے اس کا کیا حال ہے اور جو جنت کی نیت کرتا ہے تو اس کا کیا حال ہے جو کہے کہ میں نے
مدینہ شریف نہیں جانا ہے بلکہ میں نے تو جنت میں جانا ہے تو وہ تو پھر جنت میں جا ہی نہیں سکتا اور جو شخص ابھی اور اسی
وقت یہ نیت کرے کہ میں نے مدینہ شریف ضرور جانا ہے تو اسی وقت فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اس بندے نے
سوچا ہے کہ یہ مدینہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مدینہ جانے کا پورا ثواب لکھ دو۔ آپ ابھی اپنے گھر جا کر نیت
کریں کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے اور اس غرض سے روزانہ ایک روپیہ بچاتے جائیں اور اس کا گلہ میں ڈالتے
جائیں کہ جب چالیس ہزار ہو جائیں اٹھنی ڈالتے جائیں اب خواہ وہ آپ کی ساری زندگی میں صرف ایک سو روپے ہی
ہوں یا دو سو روپے ہوں ہزار ہو جائیں یعنی مطلوبہ چالیس ہزار نہیں بن سکے اور فوت ہو گیا تو ایسا شخص قیامت کے روز
مدینہ شریف کا زائر لکھا جائیگا اور دوسری بات یہ کہ آپ آج یہ سوچیں کہ میں قرآن مجید حفظ کرنا ہے حفظ کرنا شروع کر دیا
لیکن حافظہ ساتھ نہیں دے رہا ہے حفظ نہیں کر پایا پھر بھی قیامت کے روز وہ حافظ لکھا جائیگا کیونکہ اِنَّمَا الْأَعْمَالُ
بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے نیت کو ہی پھل لگتا ہے آدمی یہ نیت کرتا ہے کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے تو اس
کا نامہ اعمال میں پوری مدینہ شریف کی زیارت لکھ دی جاتی ہے اور پوری زیارت کا مطلب یہ ہے کہ جب یہاں سے
چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے اب پتہ نہیں کتنے قدم بنتے ہیں۔ دو قدم ساڑھے پانچ فٹ
کے ہوتے ہیں اس لحاظ سے یہاں سے لیکر مدینہ شریف کا فاصلہ ناپ لیں یہ بتنا بھی ہے اس کے قدم بنائیں آپ خواہ

ہوائی جہاز پر جائیں بس پر جائیں جیسے بھی جائیں لیکن جتنے قدم نہیں گئے اتنی ہی بدیاں نیکیوں میں بدل جائیں گی اور جب مدینہ منورہ پہنچ جاتا ہے اور جو نبی روضہ اقدس پر نگاہ جاتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے پہلی خوش خبری یہ ملتی ہے کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں تیری شفاعت کروں تو وہ بخشا جاتا ہے آپ کہیں یہ کالا چور ہے یہ سفید چور ہے یہ جھوٹا ہے یہ مکار ہے یہ بلیک کرنے والا ہے یہ رشوت خور ہے چھوڑ وان باتوں کو وہ جو کچھ بھی تھا اب اس کا انعام یہ ہے کہ وہ بخشا ہوا ہے ولی جو ہوتا ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے پیار ہے اگر کوئی شخص اس کے در کی طرف جائے خواہ سوکا قاتل ہو وہ بھی معاف ہو جاتا ہے ہیں اور بخش دیا جاتا ہے اور اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس کی طرف جائے تو اس سے کیا حاصل ہوتا ہے پہلے یہ کہ شفاعت مل جاتی ہے دوسرے یہ کہ جنت مل جاتی ہے اور جو کوئی اس کو دیکھ لے اسے بھی جنت مل جاتی ہے۔ اگر کوئی ولی کے در سے واپس آئے اس کو دیکھنے سے جنت نہیں ملتی لیکن جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے واپس آئے اس کو دیکھنے والے کو بھی جنت مل جاتی ہے اب اس کے برعکس یہ دیکھیں کہ جو کہے میں نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے یا یہ کہے کہ میں نے درود شریف نہیں پڑھنا ہے تو اس کی سزا کیا ہے اس کی دس سزائیں ہیں پہلی یہ کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دوسری یہ کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے دور ہو جاتا ہے تیسری یہ کہ وہ جنت کا راستہ بھول جائیگا چوتھی یہ کہ وہ بے دین ہوگا بے ایمان ہوگا اور اس قسم کی چھ اور ہیں جو اس شخص پر عائد کر دی جاتی ہیں اس دنیا میں ایسے بندے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھیں تو پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے لیکن اگر کعبہ شریف میں ایک نماز پڑھیں تو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ مدینہ شریف آنے جانے میں نو دن لگتے ہیں۔ تو اس میں دو کروڑ نماز کا فرق پڑتا ہے۔ اگر فل نہ بھی پڑھیں جو پانچ وقت کے نماز کی کل اڑتالیس رکعت فنی ہیں صرف یہی پڑھی جائیں تو ان میں دو کروڑ سولہ لاکھ رکعت کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ۔ یہ دو کروڑ نماز کون پڑھ سکتا ہے۔ سارا فیصل آباد بھی لگا رہے تو اتنی نماز نہیں پڑھ سکتا تو اکیلا آدمی کیسے پڑھ لے گا۔ اتنا خسارہ کیسے پورا کرے گا۔ کیوں جاتا ہے مدینہ شریف یہیں بیت اللہ شریف میں ہی بیٹھا رہو یہ نہیں سمجھتا کہ یہ تو ثواب ہے لیکن مدینہ شریف میں بخشش ہے جنت ہے۔ وہاں تو براہ راست جنت ملتی ہے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تو نمازی ہے کہ نہیں روزے تیرے پلہ میں ہیں کہ نہیں ہیں یا اور کوئی اعمال تیرے پلہ میں ہیں کہ نہیں ہیں۔ صرف بات اتنی ہے کہ تیری اور میری قسمت میں یہ ہے کہ ہم در مصطفیٰ ﷺ پر کھڑے ہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

مدینہ ٹاؤن ڈاکٹر محمد شفیق راحب کے مکان پر محفل تھی وہاں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی۔

انہوں نے بتایا کہ اس سال 1996ء میں میں نے حج بیت اللہ شریف کیا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو کسی نے بتایا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں جو مسجد نبوی میں جو محفل نعت منعقد کرتے ہیں اور پولیس ان کو گرفتار کرتی ہے اور جب وہ اسے لیکر مسجد نبوی سے باہر نکلتے ہیں تو ہتھکڑیاں پولیس کے ہاتھوں میں رہ جاتی ہیں اور وہ بزرگ غائب ہو جاتے ہیں۔ اگلے روز پھر یہی ہوتا ہے کہ پوری مسجد نبوی میں وہ بزرگ جہاں چاہیں محفل کرتے ہیں پولیس والے اس

کے تعاقب میں ہوتے ہیں کہ انہیں گرفتار کیا جائے وہ پھر گرفتار کرتے ہیں اور جو نبی مسجد نبوی کے دروازے سے باہر نکلتے ہیں تو بزرگ غائب ہو جاتے ہیں۔ وہ بزرگ پولیس کے ہتھے نہیں چڑھتے پولیس بھی تنگ ہے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ پولیس کو وہ بزرگ مسجد نبوی میں بیٹھے نظر آتے ہیں اور جب پولیس والے ان کی طرف گرفتاری کے لئے جاتے ہیں تو وہ بزرگ غائب ہو جاتے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد مسجد نبوی بند ہو جاتی ہے تمام لوگ باہر نکال دیئے جاتے ہیں تو یہ بزرگ محفل نعت منعقد کرتے ہیں آخر پولیس والوں نے ان کو پکڑنے کا ارادہ ترک کر دیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے محفل نعت ہوتی ہے اور وہ آنکھ چرا کر نکل جاتے ہیں۔ پولیس آفیسر جو ہیں وہ پولیس پر رستے ہیں کہ تم رشوت لے کر چھوڑ دیتے ہو۔ گرفتار ہو جاتے ہیں تو پھر آزاد کس طرح سے ہو جاتے ہیں کس طرح سے جھٹکڑی خالی رہ جاتی ہے اور بندہ غائب ہو جاتا ہے پولیس والوں نے اب اپنے آفیسروں کی لعن طعن سے بچنے کیلئے ان بزرگوں کی رپورٹ ہی کرنا بند کر دی ہے مولوی صاحب بتاتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ شوق اور تجسس پیدا ہوا کہ ان بزرگوں کی زیارت کی جائے۔ نو دن کا صرف قیام تھا میں بڑی کوشش میں رہا کہ کسی طرح سے وہ مل جائیں یا ان کا کوئی پتہ مل جائے۔ آخری روز مجھے ایک آدمی ملا اور اس نے بتایا کہ وہ انہیں جانتا ہے بس ابھی یہیں تھے آ ہی جاتے ہیں۔ ابھی وہاں تھے ابھی ادھر کو گئے ہیں ابھی ادھر کو نکل گئے ہیں یہیں مسجد میں ہی ہیں لیکن ملاقات نہ ہوئی۔ ادھر میری روانگی کا وقت آ گیا قافلہ تیار ہو گیا کہ جس طرح سے بس کے ذریعہ سے قافلہ جاتے ہیں۔ پاسپورٹ بھی معلم کے پاس ہوتا ہے اور اگر وہ گئے تو پھر پتہ نہیں کہ وہیں پھنس جائیں اور کس طرح سے دوبارہ واپسی ہو۔ میں ویسے بھی گروپ لیڈر تھا میرے بغیر ہماری بس روانہ بھی نہ ہونا تھی۔ اب میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا اور رو رہا تھا وہ مقامی آدمی جوان بزرگوں کا شناسا تھا وہ بھی میرے ساتھ تلاش کر رہا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہی بزرگ میری طرف آ رہے ہیں۔ میرے ساتھی نے مجھے اشارہ کر دیا۔ جونہی وہ بزرگ میرے قریب آئے تواز خود فرمایا کہ تم مولوی ہو۔ امام مسجد ہو وعظ بھی کرتے ہو لیکن تم نے ساری عمر غلط بیانی سے کام لیا ہے جہاں مدینہ شریف کی عظمت کی بات آتی ہے تو تم اس کو نظر انداز کر کے کعبہ شریف کی طرف لے جاتے ہو بیت اللہ شریف کی بڑی تعریف کرتے ہو لیکن تمہیں علم ہونا چاہیے کہ بیت اللہ شریف اور مدینہ شریف کا کیا مقابلہ ہے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے پسینہ آ گیا کہ واقعی بات تو یہی ہے جو یہ بتا رہے ہیں لیکن یہ کتب میں لکھا ہوا ہے کہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر اور مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے لیکن اس بزرگ نے فرمایا کہ فلاں کتاب میں یہ نہیں ہے کہ مسجد نبوی میں ایک رکعت کا ثواب کعبۃ اللہ شریف کی ایک رکعت سے دگنا ہے وہ تجھے کیوں نظر نہیں آتا پھر فرمایا کہ فلاں کتاب کا فلاں صفحہ دیکھو وہاں لکھا ہوا کہ چار گنا ہے تمہیں وہ کیوں نظر نہیں آتا تو مولوی بنا بیٹھا ہے اور بار بار یہ رٹ لگا رکھی ہے کہ ادھر پچاس ہزار اور ادھر ایک لاکھ تمہیں یہ دگنا اور چار کیوں نظر نہیں آتا لوگوں کو یہ کیوں نہیں بتاتا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے یہ تمام حقائق یاد آ گئے کہ ہاں واقعی ان کتب میں یہی درج ہے۔ پھر فرمایا کہ فلاں کتاب دیکھو اس میں کیا آٹھ گنا نہیں لکھا ہوا ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک نماز کا

ثواب خانہ کعبہ کی ایک نماز سے آٹھ گنا زیادہ ہے تم بہت ہوشیار بننے ہو اور دو کروڑ کا فرق فوری طور سے نکال کر لوگوں کو دکھاتے ہو Calculator جیب میں رکھے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو بخشش سے باز رکھتے ہو۔ تمہارا کیا دین ہے تمہارا کیا مذہب ہے کیا تو حضور ﷺ کی خدمت کر رہا ہے۔ نکل جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ تمہاری بس تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ چلے جاؤ یہاں سے لیکن سن لو کہ آئندہ کیلئے وعظ درست کرو۔ صحیح حقائق سے لوگوں کو آگاہ کرو۔ اس بزرگ نے اتنا فرمایا اور غائب ہو گئے۔ اور جاتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں منیٰ میں بھی ملوں گا اور اس وقت تک اگر تیرا عقیدہ درست ہو گیا اور تو اپنے پرانے عقیدے سے تائب ہو گیا تو قربانی کا اونٹ بھی تمہیں سے ذبح کراؤں گا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ واقعی منیٰ میں مجھے ملے۔ نو اونٹ وہ قربانی کیلئے لیکر آئے تھے۔ ایک اونٹ انہوں نے مجھ سے ذبح کرایا۔ اونٹ کو غالباً سات جگہ سے قربان کرنا پڑتا ہے میرا کافی زور لگا باقی تمام اونٹ اس بزرگ کے ایک اشارہ سے لیٹ گئے تو انہوں نے چند منٹ میں تمام ذبح کر دئے لوگ ابھی بکری کی کھال اتار رہے تھے کہ وہ نو اونٹ ذبح کر کے گوشت بنا کر تقسیم کر کے گھر بھی چلے گئے اور پھر فرمایا کہ اب اپنا عقیدہ درست رکھنا۔ مکہ شریف کا بھلا مدینہ شریف سے کیا مقابلہ ہے۔ مدینہ شریف میں حضور ﷺ کے کفن مبارک سے جو مٹی لگی ہوئی ہے۔ کائنات میں اس کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ تو خانہ کعبہ کی رٹ لگائے رکھتا ہے۔ خانہ کعبہ بلکہ بیت المعمور بھی اس مٹی کا مقابلہ نہیں کر سکتا آپ جانتے ہیں کہ بیت المعمور کیا ہے۔ یہ فرشتوں کا کعبہ ہے بیت اللہ شریف جو مکہ میں ہے۔ یہ ہمارا قبلہ ہے یہ ہمارا کعبہ ہے فرشتوں کا کعبہ اوپر ہے جس کو بیت المعمور کہتے ہیں پھر عرش اور جنت وغیرہ ہے اور بھی پتہ نہیں کیا کیا ہے لیکن یہ تمام مل جائیں پھر بھی حضور ﷺ کے کفن مبارک کو جو مٹی لگی ہوئی ہے اس کی عظمت زیادہ ہے۔ اس کی عزت زیادہ ہے لیکن تم یہ رکعتیں گن رہے ہو تمام رکعتیں ایک طرف چھوڑ دیں ان کا ثواب آتا بھی ہے اور جاتا بھی رہتا ہے لیکن جو حضور ﷺ کی شفاعت لازم ہو جاتی ہے وہ کبھی نہیں جاتی اور جب بندہ زیارت کر کے واپس جاتا ہے تو جو کوئی بھی ادب کے ساتھ اس کو دیکھتا جاتا ہے وہ جنتی ہوتا جاتا ہے اب اس مولوی صاحب کا یہ حال ہے کہ آدھا دیوبندی ہے اور آدھا بریلوی ہے جن لوگوں میں وہ جاتا ہے وہی عقیدہ اس کا بن جاتا ہے۔ اب وہ پریشان تو ہو جاتا ہے لیکن باطن میں وہ سمجھتا ہے کہ بریلوی مسلک برحق ہے میں نے اس کو مشورہ دیا کہ تو کھل کر وہ بیان کیوں نہیں کرتا جو تجھے اس بزرگ نے بتایا ہے کتب کے حوالے بھی انہوں نے دئے ہیں تو نے وہ سب پڑھے بھی ہیں۔ جانتا بھی ہے علم بھی رکھتا ہے۔ لیکن اسے وہم ہے کہ پتہ نہیں آٹھ گنا ہے کہ نہیں ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک ہیں حوالہ جات بتائے گئے ہیں تو پھر تمہیں وہم کیوں ہے اور کون سی چیز اب تمہیں حق گوئی سے منع کرتی ہے۔ ایک نعت شریف یہ بھی پڑھی گئی ہے کہ

حضور جیسے روئے ہیں کون روتا ہے کوئی کسی کیلئے

ہماری بخشش کیلئے جو حضور ﷺ آئندہ ہاگئے ہیں ہمیں تو اتنی بھی شرم نہیں کہ ہم اپنے ہی گناہوں پر رو لیں حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گناہوں کیلئے روئے لیکن ہم اپنے گناہوں پر نہیں روتے اور جن کو ورغلا یا گیا اٹے

راستہ پر ڈال گیا اور گناہ سرزد ہوئے وہ بھی نہیں روتے حالانکہ ایسے گناہ میرے ذمہ بھی ہیں اور آپ کے ذمہ بھی ہیں جس کسی شخص نے دوسرے کو ایسی پٹی پڑھائی اور وہ اس لئے رستہ پر چل گیا اور گناہ سرزد کئے ہیں تو ان گناہوں کی سزا اس الٹی پٹی پڑھانے والے کے ذمہ بھی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ بھی کیا ہے خصوصاً امت کی بخشش کے لئے کیا ہے وہ اتنا کمال ہے کہ کوئی نہیں کر سکتا۔ جب روئے ہیں تو اتنا روئے ہیں کوئی اتنا رویا ہی نہیں ہے۔ شب معراج اللہ تعالیٰ نے سوال کیا ہے کہ آج آپ میرے دربار عالی میں آئے ہیں تو اسے میرے حبیب ﷺ کوئی چیز مانگ لے۔ عرض کی کہ یا اللہ میں صرف اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں۔ پھر پوچھا تو پھر یہی جواب پھر پوچھا تو پھر یہی جواب اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار مرتبہ پوچھا کہ کوئی چیز لے لیں۔ تو حضور ﷺ نے ستر ہزار مرتبہ ہے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ آپ کو اگر رصد پاکستان یا وزیراعظم سے ملاقات کا موقع مل جائے تو تمہیں پھر اپنے آپ یا اپنی اولاد کے علاوہ کوئی نظر نہیں آئے گا۔ اپنی ذات کے علاوہ کوئی نظر نہیں آئے گا۔ لیکن بارگاہ عالیہ میں حضور ﷺ کو اپنی ساری امت یاد رہی۔ قیامت کے روز ہر نبی نفسی نفسی پکارے گا۔ یا اللہ مجھے بچالے ہم تو کسی گنتی میں نہیں ہیں۔ ہم نفسی نفسی کرتے پھر میں تو کوئی توجہ نہیں دے گا کہ اب اپنے اعمال نظر آئے ہیں تو یہ نفسی نفسی پکاراٹھا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ قیامت کے روز جتنے بھی بندے ہوں گے خواہ چھوٹا ہے بڑا ہے عام آدمی یہ یا کوئی نبی ﷺ ہے سب پکاریں گے نفسی نفسی۔ لیکن صرف ایک ذات اقدس ایسی ہوگی جو پکارے گی امتی امتی اور میرے نبی ﷺ ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ حضور ﷺ نفسی نفسی نہیں کہیں گے وہ تو فرماتے ہیں کہ میں تو آیا ہی تمہارے لئے ہوں۔ اے حضرت فرماتے ہیں کہ ”بنے دو جہاں تمہارے لئے لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو بنایا ہی تمہارے لئے ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ شب برات حضور ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی چار پائی خالی ہے۔ مجھے فکر ہوئی کہ آپ ﷺ کہاں تشریف لے گئے ہیں میں انھی اور حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو سونگھتی ہوئی چلتی رہی اور حجرہ اقدس سے کوئی دوکھیت دور جنت البقیع میں پہنچ گئی تو دیکھا کہ حضور ﷺ وہاں موجود ہیں اور دعا فرما رہے ہیں۔ فرماتی ہیں ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے شک گزر! کہ کہیں آپ کی روح مبارک تو نہیں پرواز کر گئی۔ حضور ﷺ نے سجدہ بھی کیا ہے تو کمال درجہ کا کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے بنو نکران لگا کر سنا کہ آپ ﷺ کیا فرما رہے ہیں تو آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جو بھی کیا ہے وہ کمال درجہ کا ہی کیا ہے اور فقط اپنی امت کیلئے کیا ہے۔ ہم خواہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے کچھ کریں یا نہ کریں ہم کریں بھی تو کیا کر سکتے ہیں۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں صرف اعتراف ہی کر لیں حضور ﷺ کی عظمت کا تو یہ بھی تیرے لئے میرے لئے بہت کچھ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بہت جلدی جلدی تشریف لائے اور پوچھا کہ اے میرے صحابہ آپ کیا کہہ رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تو یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ تو کتنا کریم ہے کہ تو نے اپنا حبیب ﷺ ہمیں انعام میں دے دیا ہے اور ہمیں ان کا غلام بنادیا

ہے۔ ہم نے تو صرف یہی تین باتیں کی ہیں اور کچھ نہیں کہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ پھر دہراؤ کہ تم نے کیا بات کی ہے۔ تو صحابہ کرامؓ نے وہی بات دوبارہ عرض کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ واقعی یہی بات عرض کر رہے تھے۔ صحابہ نے قسم اٹھائی کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم یہی بات عرض کر رہے تھے۔ صحابہ نے قسم اٹھائی کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم یہی عرض کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا احسان کیا ہے کہ ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا اور ہمیں اس کی غلامی نصیب فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم سے قسم اس لئے نہیں اٹھوائی کہ مجھے تم پر کوئی شک ہے یا تمہارے متعلق کوئی بدگمانی ہے بلکہ جلدی میں بھی اسی لئے آیا ہوں اور قسم بھی اسی لئے اٹھوائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت فرشتوں کی محفل میں تمہاری تعریف کر رہا ہے اور فخر کر رہا ہے اور فرشتوں سے فرما رہا ہے کہ دیکھو صحابہ وہ ہیں جو میرے نبی پاک ﷺ کو احسان مان رہے ہیں۔ انعام مان رہے ہیں۔ حضرات! ہم اگر حضور ﷺ کو انعام ہی مان لیں تو ہمارا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ باقی تمام باتوں کو چھوڑ دو صرف اتنا ہی کہہ دو کہ حضور ﷺ سے بہتر دنیا و کائنات میں کوئی انعام نہیں ہے جب دنیا کی بات آئی تو دنیا دے کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حقیر ہے کچھ بھی نہیں ہے اور جب اپنی نبی کریم ﷺ کی باری آئی تو فرمایا کہ میں نے تم پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ میں نے تمہیں اپنا حبیب ﷺ عطا کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (ال عمران 164) جس فقرے کے ساتھ قد کا لفظ آتا ہے تو اس میں ذرا زور دے کر بات کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ بالکل سچی بات ہے اور جب قد کے ساتھ حرف ”ل“ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب بن جاتا ہے کہ یہ بات ازل سے ہی سچی ہے اور ابد تک سچی رہے گی اس کی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ شک و شبہ سے بالاتر حقیقت ہے کہ یہ بات پہلے بھی سچی تھی اب بھی سچی ہے اور قیامت تک بلکہ اس کے بعد تک سچی رہے گی۔ یہاں لَقَدْ کا لفظ استعمال ہوا تو اس کی عظمت یہ ہے کہ یہ ایسی بات ہے جو پچھلے زمانہ میں بھی ٹھیک تھی اور اگلے آئندہ آنے والے زمانہ میں بھی ٹھیک رہے گی تو یہاں اس کا مطلب یہ بنے گا کہ حضور ﷺ ہر زمانہ میں نعمت تھے ہر زمانہ میں نعمت تھے ہر زمانہ میں انعام تھے اس ظاہری دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی انعام تھے۔ اس دنیا میں بھی انعام رہے ہیں اور اب قیامت تک کیلئے بلکہ اس سے بعد تک بھی انعام رہیں گے۔ یہ لَقَدْ کی تفسیر ہے مَنَّ اللَّهُ توبعد میں آئے گا۔ لَقَدْ ہی اگر لے لیں تو اس کی عظمت ہی نہیں ختم ہوتی اور یہی کچھ صحابہ فرما رہے تھے کہ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں فخر کر رہے تھے کہ دیکھو صحابہ جو ہیں وہ میرے حبیب ﷺ کو احسان سمجھ رہے ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

اب بات ہے کہ کون سی محنت کریں کون سی کوشش کریں کون سی Efforts کریں کہ ہم فرشتوں سے

بہتر ہو جائیں آج میں عرض کردوں کہ صرف یہ مان جاؤ کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کا انعام عظیم ہیں احسان عظیم ہیں بس صرف اتنا ہی کافی ہے اگر آپ یہ کہیں کہ میں تو بہت گناہگار ہوں۔ فرشتے تو بہت اعلیٰ ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ جب آپ نبی ﷺ کو انعام مانتے ہیں تو آپ کی اتنی شان بن جاتی ہے کہ آپ فرشتوں سے بھی اعلیٰ بن جاتے ہیں۔ آپ پھر ایسے ویسے نہیں رہتے۔ گناہگار نہیں رہتے بلکہ آپ فرشتوں سے بھی افضل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فخر کرتا ہے کہ فرشتو دیکھو میرے نبی ﷺ کے صحابہ کو دیکھو کہ کیا کہہ رہے ہیں پہلے بھی عرض کیا تھا اب پھر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب دیتے ہیں جب عطا فرماتے ہیں تو اتنا کمال ہوتا ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ جب وہ یہ فرماتے ہیں کہ یا اللہ میری امت کے تمام گناہ سب میرے نامہ اعمال میں لکھ دے یہ کون کر سکتا ہے۔ معراج کی رات عرض کیا کہ یا اللہ میری ایک فرمائش ہے مہربانی فرما کہ پوری کریں۔ حکم ہوا کہ کیا ہے تو عرض کیا کہ جتنے بھی گناہ میرے امتیوں نے کرنے ہیں وہ سب میرے نامہ اعمال میں لکھ دے۔ پھر فرمایا کہ نزع کی جو ساری تکلیف ہے وہ مجھے دیدے تاکہ میرے امتی کو مرنے کے وقت کوئی تکلیف نہ ہو اور پھر فرمایا کہ قیامت کے روز اگر ان کو جہنم میں داخل کرنا ہے تو مجھے بھی ان کے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دینا۔ اگر جنت میں داخل کرنا ہے تو میرے ساتھ ہی داخل فرمانا اتنا کچھ کرنے کے بعد پھر فرمایا اور یہ حضور ﷺ کے احسان کی بات ہو رہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ احسان کی بات سوچ کر ہی ہمیں شرم آ جائے کہہ ہمارا کردار کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ ہم پر کیا احسان کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ستر ہزار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیدیا ہے کہ وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جائیں تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ستر ہزار تو بہت تھوڑے ہیں اس وقت دو لاکھ نفوس تو صرف گلستان کالونی میں ہوں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہی ہوں گے کہ اس وقت فیصل آباد میں چھبیس ستائیس لاکھ نفوس ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ستر ہزار افراد تو ایک محلہ میں ہوں گے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے پھر یہ ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں میں سے ہر ایک فرد اپنے ساتھ ستر ہزار آدمی لے جائے گا یہ کوئی پانچ ارب بن گئے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ بھی تھوڑے ہیں تو فرمایا کہ اچھا یہ پانچ ارب جو ہیں ان میں ہر آدمی اپنے ساتھ ستر ہزار افراد کو لے جائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گنتی میں شمار نہ فرمائیں۔ گنتی میں تو ہم پورے نہیں ہوں گے۔ یا رسول اللہ ﷺ کوئی اور حساب لگائیں کوئی اور طریقہ فرمائیں ابھی تو معلوم نہیں کہ قیامت کب آئیگی اس وقت امت محمدیہ کی تعداد کتنی ہوگی۔ قوم تو فیملی پلاننگ Family Planning کے قریب بھی نہیں جاتی۔ ہر گھر اندہ دس بارہ افراد سے کم ہوتا نہیں ہے لہذا گنتی سے جنت میں داخل نہ فرمائیں اس طرح سے ساری امت پوری نہیں ہوگی۔ تو حضور ﷺ نے ایک بک ایسے ہی ہوا میں گرایا اور فرمایا کہ لو پھر اتنے اور جنت میں چلے جائیں صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں۔ آپ ﷺ نے ایک بک اور ڈال دیا اس طرح سے پانچ بک امت کے حضور ﷺ نے جنت میں ڈال دئے۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں لیکن حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ بس کریں کافی ہو گئے ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ناراض ہوئے کہ بخشش کا دروازہ کھلا ہوا ہے حضور ﷺ کا دریائے رحمت جوش پر ہے تو آپ کا کیا جاتا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوبکر صدیقؓ میں روکتا نہیں ہوں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک بک اتنا ہے کہ ساری کائنات اس میں آ جاتی ہے۔ وہ جو ستر ضرب ستر ضرب ستر ہے نا وہ تین سو پچاس ہزار ارب بنتا ہے اس وقت دنیا میں چھ ارب آبادی ہے یہ تین سو پچاس ہزار ارب ہے ارب کے بعد کھرب اور کھرب کے بعد پدم یہ سب ختم ہو جائیں گے تمام ہند سے ختم ہو جائیں گے ادھر ایک بک اتنا ہے کہ ساری کائنات اس میں آ جائیگی یہ میرے نبی ﷺ کی عطا ہے۔ جو بھی عظمت ان کو ملی ہے وہ ساری کی ساری اپنے امت کو دیدی ہے۔ اب جو بک ملا اتنی عظمت والا تو اس کا استعمال کیا ہوا۔ میں نے اپنے بک کا کیا استعمال کیا ہے۔ حاجی صاحب نے کیا استعمال کیا ہے ہم نے اس سے پانی پی لیا ہے یا اس میں کوئی چیز لے لی ہے اور کیا کرنا ہے لیکن جب میرے نبی ﷺ کو عظمت والا بک ملتا ہے تو وہ ساری امت کو اس سے بخشوا لیتے ہیں۔ سجدے کئے ہیں تو امت کیلئے فرمائش کی ہے تو امت کیلئے فرمایا کہ اے صحابہ آپ حضرت اولیس قرنیؑ سے میری امت کیلئے بخشش کی دعا کرنا۔ وہ دعا کریں گے تو کیا ہو جائیگا فرمایا کہ جب وہ دعا کریں گے تو ایک قبیلہ تھا جس کا نام مجھے اس وقت نہیں آ رہا ہے اس کے پاس بہت زیادہ بکریاں ہوتی تھیں ایک دوسرا قبیلہ بھی تھا اس کے پاس بھی بہت زیادہ بکریاں ہوتی تھیں تو فرمایا کہ جب حضرت اولیس قرنیؑ دعا فرمائیں گے تو ان دونوں قبیلوں کی بکریوں کے جتنے بال ہیں اتنے میرے امتی بخش دئے جائیں گے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ تشریف لے گئے۔ حضرت اولیس قرنیؑ کو حضور نبی کریم ﷺ کے عطا کئے ہوئے تھے دئے جس میں چار مبارک تھی دستار مبارک تھی عصا مبارک تھا اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ آپ ان کی امت کی بخشش کیلئے دعا کریں۔ حضرت اولیس قرنیؑ سجدہ میں گر گئے اور بہت طویل سجدہ کیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے ان کو اٹھایا تو فرمانے لگے کہ آپ نے مجھے روک دیا ورنہ پیٹہ نہیں آج کتنی امت بخش دی جاتی میں سجدہ میں ہی رہتا کہ جب تک ساری امت کی بخشش نہ ہو جاتی۔ یہ حضور ﷺ کا کرم اور عطا ہے کہ جس کو حکم فرمادیں تو اس کی دعا بھی اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ ساری کائنات کے بندے اس میں آ جاتے ہیں۔ ایک بکری کے جسم پر کل کتنے بال ہوتے ہوں گے آپ جانتے ہیں کہ کتنے ہوں گے۔ آپ کے سر پر نو لاکھ بال ہیں واٹھی مبارک کے بال اس کے علاوہ ہیں صرف سر پر نو لاکھ بال ہیں اور بکری کا جسم آپ کے سر سے کتنا زیادہ ہوتا ہے تو پھر اس سے حساب لگا لیں کہ اس پر کتنے بال ہوں گے۔ اور ان دو قبیلوں کی بکریوں کے کل کتنے بال ہوں گے۔ ان کا شمار کر لو اگر کر سکتے ہو تو حضور نبی کریم ﷺ نے جو بھی کیا ہے امت کیلئے کمال ہی کیا ہے۔ ایک نعمت پڑھی گئی ہے۔

مالک نعمت خدا ہے دوسرا کوئی نہیں

قاسم نعمت محمد ﷺ کے سوا کوئی نہیں

یعنی ہر نعمت کے مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں اس کو تقسیم کرنے والے حضور نبی کریم ﷺ ہیں اگر آپ اس

شعر کا مطلب یہ لیتے ہیں تو یہ بالکل غلط عقیدہ ہے صحیح بات تو یہ ہے کہ خالق کل نے مالک کل بنادیا ہے۔ لہذا مالک بھی حضور نبی کریم ﷺ ہی ہیں اور تقسیم کرنے والے بھی وہ آپ خود ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمادیا ہے اس نے اپنی رضا عطا فرمادی ہے وہ جو مرضی کرے اسے اختیار ہے ہمیں اس کی اتنی فکر کیوں لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر یہ فرمائے کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو اس کا حکم مانو حضرت آدم کو سجدہ کرو اس کی اگر کوئی فکر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو ہونی چاہئے کہ جو بھی گڑ بڑ ہوتی ہے وہ اس کی توحید میں ہی ہونی ہے۔ کیوں کہ اگر کوئی غیر خدا کو سجدہ کرے تو اس کی عظمت حکومت برتری میں فرق آتا ہے۔ یہ خداوند تعالیٰ کی ہے کیوں کہ سجدہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو روا ہے۔ لیکن وہ حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دے رہا ہے تو یہ حکم بھی تو از خود دے رہا ہے پھر ہم کون سے ٹھیکیدار ہیں کہ ہم فکر کریں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو خطرہ آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز اپنی مہربانی سے بنائی وہ حضور ﷺ کو عطا کر دی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

وہی	نور	حق	وہی	خل	رب
ہے	انہیں	کا	سب	ہے	انہیں
نہیں	ان	کی	ملک	میں	آسمان
زمین	نہیں	کہ	زمان	نہیں	

ہر چیز انہیں کی ہے۔ قاسم بھی وہی ہیں مالک بھی وہی ہیں۔ اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا سَلِّ مَا سَأَلْتَ مَا شِئْتَ يَا رَبِيعَةُ اے ربیعہؓ جو مانگنا چاہتے ہو مانگ لو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مانگ لو جو کچھ بھی چاہتے ہو اور نہ ہی ہر کسی سے سوال کیا جاسکتا ہے میں نہیں کہہ سکتا آپ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہر چیز ہمارے قبضہ میں نہیں ہے۔ آپ کے اختیار میں سب کچھ نہیں ہے۔ لیکن حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ مانگ لو جو بھی چاہتے ہو تو یہ چیز دعویٰ کے ساتھ صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہو جو کچھ بھی کوئی مانگے وہ دے سکتا ہو اور اگر کوئی ایسی چیز مانگ لے جو ابھی تک بنی ہوئی ہی نہ ہو تو وہ چیز بن بھی جائیگی حضور ﷺ کے قبضہ میں بھی آ جائیگی اور حضور ﷺ عطا بھی کر دیں گے۔ اب حضرت ربیعہؓ کو دیکھیں کہ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ادھر بھی آپ کا غلام ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جنت میں بھی آپ کی غلامی میں رہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا ہے اب اور کچھ مانگ لو۔ حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا کہ

اُتخْتِے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

حضور نبی کریم ﷺ دنیا کے بھی مالک ہیں۔ جنت کے بھی مالک ہیں۔ کائنات کی ہر چیز کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ان پر اعتقاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے جب ان کی ملکیت کا پتہ چلتا ہے تو پھر یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ المدد یا رسول اللہ المدد اور جو یہ کہتا ہے کہ یا اللہ المدد تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار کر رہا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ میں نے سب کچھ اپنے حبیب ﷺ کو دیدیا ہے اب ان سے لے لو جو کچھ بھی لینا

چاہتے ہو۔ میں اپنی یہ کاپی ایک شخص کو دیتا ہوں اب اگر کوئی دوسرا شخص یہ کہے کہ اس کا ایک ورق مجھے دیدو تو میں کہوں گا کہ کاپی میں نے پوری دیدی ہے اب تم اگر ایک ورق چاہتے ہو تو اس پہلے شخص سے لے لو جس کے قبضہ میں اب کاپی ہے اور اگر میں اس سے کاپی واپس لیکر اس سے ورق بچاؤ کر دیدوں۔ تو پھر میں نے اس پہلے شخص کو کیا اختیار دیا ہے۔ میری عطا کون سی ہے اور اس کی تقسیم کون سی ہے۔ نہ میری عطا ہے نہ اس کی تقسیم ہے نہ میں نے اس کو دیا ہے اور نہ ہی اس کو کوئی اختیار ملا ہے۔ میں کاپی دے کر پھر اسے تقسیم کرنے کا اختیار ہی نہیں دیتا تو میں نے اس کو کیا دیا۔ یہ تو سب پھر جھوٹ ہے فریب ہے میں یہ کر سکتا ہوں میں جھوٹا ہو سکتا ہوں فریب کر سکتا ہوں۔ میں بندہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے وہ جب عطا کرتا ہے تو مالک و مختار بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بات نہیں بدلتا وہ فرماتا ہے کہ میں نے کوثر دیدی ہے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر دیدی ہے میں نے اپنی مرضی بھی دیدی ہے چیز تو یہ ہے کہ جو تھادہ دیدیا۔ کوثر دیدی کوثر میں چیزیں ہی ہوں گی۔ کوثر Materials ہیں۔ مادی چیزیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہر آنیوالی گھڑی ایک نئی کوثر لے کر آتی ہے۔ پھر فرمایا کہ چھوڑو ان سب کو میں نے تو اپنی مرضی ہی دیدی ہے۔ صحابہ کرام نے ایک جگہ سے متعلق عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہاں پانی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تیر کمان لے آؤ۔ آپ نے تیر چلایا زمین میں تیر مارا تو وہاں سے پانی نکل آیا۔ سات جگہ پر تیر مارے تو ساتوں جگہوں سے پانی نکل آیا۔ کسی جنگ سے واپس آ رہے تھے کہ مدینہ شریف سے کوئی بیس میل دور حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ نے بچہ جنا۔ پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی کی تلاش کرو۔ صحابہ کرام حکم بجالائے لیکن پانی نہ ملا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پانی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سے مٹی کو دور ہٹایا اور فرمایا کہ اے پانی تو اللہ کے حکم سے باہر آ جا۔ فوراً پانی ابل آیا۔ وہ پانی کا چشمہ آج تک موجود ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ یہ بیضر ناقہ کے نام سے ہی مشہور ہے اور اس کا پانی استعمال ہو رہا ہے۔ حضرت اسماعیل کی ایزیاں بنجر زمین سے پانی نکال دیتی ہیں تو مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ مبارک کے اشارہ سے بنجر زمین سے پانی نکال دیتی ہیں تو مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ مبارک کے اشارہ سے بنجر اور سنگلاخ زمین سے پانی کیسے نہ نکلتا۔ اللہ تعالیٰ مدینہ شریف کی عظمت اور سرکار مدینہ کی عظمت سمجھنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خلیفہ فیصل آباد 10/10/96

در	رسول	پہ	ایسا	کبھی	نہیں	دیکھا
کوئی	سوال	کرے	اور	وہ	عطا	کرے
مدینہ	جا	کے	نکلنا	نہ	شہر	باہر
خدا	نخواستہ	یہ	زندگی	وفا	نہ	کرے

اسیر جس کو بنا کر رکھیں مدینے میں
تمام عمر رہائی کی وہ دعا نہ کرے
کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا یاها الذین امنو صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تمام اولیاء اللہ کے امام ہیں۔ آپ روحانیت کے امام ہیں۔ جس قدر روحانیت آپ کے پاس ہے وہ شاید ہی کسی دوسرے کو ملی ہو بلکہ جس کو بھی روحانیت ملی ہے وہ سب حضور سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہی ملی ہے۔ آپ نے سب کو دیا ہے۔ سب کو نوازا ہے۔ روحانیت میں وہ سب کے امام ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایمان کی دو چیزیں بنیاد ہیں۔ ایمان کا انھما اردو چیزوں پر ہے۔ اگر یہ دو چیزیں چھوڑ دو تو ایمان چلا جاتا ہے۔ کلمہ شریف بھی آپ پڑھتے رہیں۔ قرآن بھی پڑھتے رہیں۔ نماز بھی ادا ہوتی رہے۔ حج بھی ہوتا رہے۔ لیکن اگر وہ دو چیزیں نکل جائیں تو ایمان کی غمارت گر جاتی ہے۔ ان میں سے ایک ہے محبت رسول اللہ ﷺ اور دوسری ہے ادب مصطفیٰ ﷺ ذرا غور کریں کہ یہ دونوں چیزیں کس نے سکھائی ہیں۔ کس نے بتائی ہیں کس سے سیکھی ہیں۔ کیا یہ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے سیکھی ہیں یا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ خود تو نہیں بتاتے پھر کون آگے ہوگا کہ جس کے نقش قدم پر چل کر ہمیں ادب مصطفیٰ ﷺ کا پتہ چلے گا۔ ادب مصطفیٰ ﷺ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سب سے آگے ہیں۔ کوئی شخص اپنا ادب خود کیسے کر سکتا ہے۔ کوئی بنا سکتا ہے تو بتائے لہذا ہم حضور نبی کریم ﷺ سے یہ نہیں پوچھتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنا ادب کیسے کرتے ہیں بلکہ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے پوچھتے ہیں کہ وہ ادب مصطفیٰ ﷺ کس طرح سے کرتے ہیں۔ دوسری بات محبت ہے کوئی شخص اپنے آپ سے کس قدر محبت کرتا ہے اپنے آپ سے کس طرح محبت کر سکتا ہے کوئی معیار ہی نہیں ہے کوئی پیمانہ ہی نہیں ہے کیا آپ اپنے ہاتھ چومتے ہیں کیا آپ اپنی قدم بوسی کرتے ہیں کیا آپ جب تشریف لاتے ہیں تو آپ ہی اپنے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نہیں کچھ پتہ نہیں ہے۔ اس کا طریقہ اس کا معیار حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ بتاتے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وہ کون سا صراط مستقیم ہے اور وہ کون لوگ ہیں جن کے نقش قدم ہم مانگتے ہیں۔ صِرَاطَ الَّذِينَ جمع کا صیغہ ہے یعنی تین یا تین آدمیوں سے زیادہ کا راستہ ہم مانگ رہے ہیں۔ قرآن ہوتا تو ایک ﷺ ہوتے تو واحد کا صیغہ ہوتا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی تو پھر بھی واحد کا صیغہ ہوتا۔ یہ تو جمع کا صیغہ ہے یہ پھر کون لوگ ہیں۔ دعا بھی یہ اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے کسی بندے کی دعا بنائی ہوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ خود ہمیں بتایا ہے کہ تم از خود کوئی دعا نہ بنالینا ایسا نہ ہو کہیں بھنس جاؤ۔ دعا اس طرح

سے کرو جس طرح میں تمہیں سکھاؤں۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں اور انعام کیا ہے فرمایا کہ یہ جو بندے ہیں جن کے نقش قدم ہم دعائیں مانگتے ہیں وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں وہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ہیں وہ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ ہیں۔ وہ حضرت سیدنا علی شیر خداؓ ہیں کہ جن کے نقش قدم پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں اور انعام میں خود ہوں اور فرمایا کہ اگر میری سنت پر چلنے کی تمنا رکھتے ہو تو میرے ان صحابہ کی سنتوں پر عمل کرو کہ یہ میری سنت پر عمل کرنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے نقش قدم پر چلتے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کس طرح کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کا ادب کس طرح سے کرتے ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرو کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہو گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ خلیفہ مقرر ہو گئے۔ تو دو تین مسئلے کھڑے ہو گئے۔ Crises آ گئے بحران پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا کہ جس نے کہا کہ زکوٰۃ نہیں دیں گے نماز پڑھیں گے۔ روزے رکھیں گے باقی تمام اعمال کریں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے اور ایک لشکر کو حضور نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری حیات طیبہ میں کسی ملک کی طرف روانہ کر چکے تھے اس کا کمانڈر مقرر فرما چکے تھے وہ لشکر چند میل دور گیا تھا کہ انہیں خبر مل گئی کہ حضور ﷺ کا وصال شریف ہو گیا ہے تو لشکر نیا خلیفہ مقرر ہونے تک اور نئے احکام جاری ہونے تک وہیں رک گیا فوج وہاں بیٹھی رہی ادھر سورش برپا ہو گئی۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں نے ہنگامہ کر دیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ کے منکر ہیں میں ان سے جہاد کروں گا۔ باقی صحابہ نے مشورہ دیا کہ حضرت صاحب ان سے جہاد نہ کرو۔ یہ تو کلمہ گو ہیں مسلمان ہیں۔ نمازی ہیں۔ قاری ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے والے تو جنتی ہیں آپ ان سے جنگ کریں گے؟ جہاد کریں گے؟ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنا اور بات ہے نماز نہ پڑھنا اور بات ہے لیکن نماز کا انکار کرنا اور بات ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا غفلت ہے گناہ ہے لیکن زکوٰۃ کا انکار کرنا ارتداد ہے رکن اسلام کا انکاری مرتد ہو جاتا ہے۔ ایک ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ کرے گا۔ لیکن معافی مانگ رہا ہے کہ یا اللہ گنہگار ہوں زکوٰۃ ادا نہیں کر سکا تو معاف کر دے اور ایک ہے کہ وہ کہتا ہے کہ کوئی زکوٰۃ؟ زکوٰۃ کیا ہوتی ہے چلو میں کوئی زکوٰۃ وغیرہ نہیں دیتا۔ یہ انکار ہے اور انکار کرنا کفر ہے ارتداد ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ زکوٰۃ کے انکاری ہیں۔ ان کا کلمہ بھی گیا ان کا مسلمان ہونا بھی گیا ان کی نمازیں حج روزے سب گئے یہ مسلمان ہی نہیں رہے اس لئے ان کے خلاف جہاد جائز ہے۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کا فتویٰ ہے۔ اگر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ یہ STAND نہ لیتے تو پہلے زکوٰۃ جاتی پھر نماز جاتی پھر روزے حج وغیرہ جاتے تو اسلام چند سال میں اختتام کو پہنچ جاتا اور آج ہمارے پاس کچھ نہ بچتا اور نہ ہی ہم مسلمان ہوتے یہ امت مسلمہ پر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا احسان ہے کہ آج ہم مسلمان ہیں اور سب اس لئے ہے کہ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ مہر لگی ہوئی ہے اگر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ درگزر کر جاتے اور زکوٰۃ کے انکاری لوگوں کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاتے اور فرماتے کہ چلو آج نہ سہی پھر سہی تو یہ پھر سہی ایسا ہوتا کہ ہر چیز ہی پھر جاتی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے بتانے سے لوگوں کو سمجھ آ گئی کہ کسی رکن اسلام کا انکار کفر ہے تو پھر انہوں نے مشورہ دیا کہ ٹھیک ہے آپ کی بات درست ہے۔ جہاد ہونا

چاہئے اور زکوٰۃ وصول کی جانی چاہئے لیکن اس کے لئے فوج درکار ہے تو آپ لشکر اسلام کو واپس بلا لیں۔ جہاد میں فوج کی ضرورت ہے۔ سرحدوں کی حفاظت یا فتوحات بعد میں ہو جائیگی۔ اس کے لئے پھر صدیق اکبرؓ کا فتویٰ سنو اور آپؐ کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کا احترام اور ادب سنو اور دیکھو کہ صدیق اکبرؓ گس ذہن سے سوچتے ہیں۔ اور ہماری سوچ کیا ہے ذرا موازنہ کرو کہ جو صدیق ہوتے ہیں وہ کیا ہیں اور پھر صدیق اکبرؓ ان میں کیا ہیں۔ فرمایا کہ لوگو سنو یہ لشکر کس نے بھیجا ہے عرض کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تو فرمایا کہ وہ نبی ﷺ کے ساری کائنات جس کی تھیلی پر ہوا ہے یہ نہ پتہ ہو کہ فوج کی ادھر ضرورت ہے کہ ادھر ضرورت ہے۔ خدا کے بندہ کس نبی کو مانتے ہو۔ تم کس نبی کے بات کرتے ہو کہ وصال فرمانے سے پہلے یہ بھی خبر نہیں کہ فوج کی ضرورت کہاں ہے۔ یہ لشکر میرے نبی ﷺ نے بھیجا ہے اور حق بھیجا ہے صدیق اکبرؓ خلافت تو چھوڑ سکتا ہے لیکن نبی ﷺ کے بھیجے ہوئے لشکر کو واپس نہیں بلائے گا۔ پھر عرض کیا کہ اچھا جی لشکر جو جائے لیکن اس لشکر کا کمانڈر حضرت آسامہؓ نہ جو ان ہے۔ نا تجربہ کار ہے اسے تبدیل کر دیں اور کوئی کوئی تجربہ کار کمانڈر مقرر کر دیں۔ حضرت سیدنا صدیقؓ نے پھر فرمایا کہ لوگو کیوں تجربہ کار کمانڈر مقرر کر دیں۔ حضرت سیدنا صدیقؓ نے پھر فرمایا کہ لوگو کیوں خواہ مخواہ پھسل رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ حضرت آسامہؓ کو کمانڈر کس نے مقرر کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ نے ہی مقرر فرمایا ہے۔ تو فرمایا کہ کیا حضور ﷺ کی نگاہ اتنی بھی نہیں ہے کہ وہ کمانڈر کے اوصاف دیکھ سکے اور کون کمانڈر ہو سکتا ہے اور کون کمانڈر نہیں ہو سکتا ہے۔ جس کو نبی کریم ﷺ کمانڈر مقرر فرمادیں وہی قابل ہے۔ جس کو بنا دیں وہی کمانڈر بن جانے کے قابل ہے۔ حضرت آسامہؓ انتخاب مصطفیٰ ﷺ ہیں کوئی ان کی جگہ نہیں لے سکتا۔ حضور ﷺ چاہیں وہی کمانڈر بن جاتا ہے۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کے فتوے ہیں۔ ساری فقہان پر چل رہی ہے۔ سارا معاملہ ان سے طے ہو رہا ہے باقی سب ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے اور خلیفہ الرسول کا لقب پایا تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو قیامت تک آنے والے حکمرانوں کیلئے مشعل راہ رہے گا۔ آپ نے فرمایا ”اے لوگو میں تمہارا حاکم تو بنایا گیا ہوں لیکن میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں تو تم اس میں میری مدد کرو۔ اگر میں غلط کام کروں تو مجھے ٹوکو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں سے کمزور شخص بھی میرے لئے قوی ہے۔ جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں۔ اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس کے ذمے کسی کا جو حق ہے وہ اس سے نہ لے لوں۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر کر دیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ذلت و خواری مسلط کر دیتے ہیں۔ اگر کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر بلائیں اور عذاب نازل کر دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں۔ اگر مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا پہلو نکلتا ہو تو تم میری اطاعت واجب نہیں“ یہ ہے وہ راستہ یہ ہیں وہ نقش قدم جو ہمارے لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے مقرر فرمائے۔ اب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعا اور تمنا کو دیکھو کہ یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ ہو۔ صدیقؓ کی تمنا چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا دیدار ہوتی ہے

آپ اپنے آپ کو دیکھیں اور میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ تیری اور میری دعا اور تمنا یہی ہے۔ کیا تیری دعا یہی ہوتی ہے کہ جب تو اکیلا تنہائی میں خشوع و خضوع کے ساتھ بڑی لوگا کربات کرتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو لاکربات کرتا ہے تو کیا یہی بات کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے نبی کریم ﷺ کا چہرہ دکھا دے ہاں صدیق اکبرؑ یہ بات کرتے ہیں۔ آپ بھی اگر صدیق بننا چاہتے ہیں۔ صدیقؑ کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں تو اپنی دعاؤں کو بدل لو حضرت صدیق اکبرؑ کی دعا کو اپنالو۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ کی دعا ہے جو قبول ہوگئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا چہرہ دکھ لو۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت صدیق اکبرؑ نے غار ثور میں تین روز تک حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا تو تین روز کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ کی شکل بدل کر نبی پاک ﷺ جسی ہوگئی۔ مدینہ شریف پہنچے تو پیٹ نہیں چل رہا تھا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ نے جب یہ دیکھا تو حضور ﷺ کے سر مبارک پر چادر تان دی یہ بتانے کیلئے کہ لوگو آقا یہ ہیں میں تو غلام ہوں اللہ تعالیٰ نے ظاہری شکل بدل کر رکھ دی۔ آپ بھی اپنی شکل بدلنا چاہتے ہو تو اپنی دعا کو بدل لو یہ کوئی ادھار نہیں ہے۔ وہ امام ہیں وہ اولیاء کے بھی امام ہیں۔ وہ اماموں کے بھی امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تم نبی پاک ﷺ کا چہرہ دیکھنے کی تمنا کرو اللہ تعالیٰ تمہارا چہرہ بدل کر نبی کریم ﷺ جیسا کر دے گا۔ آپ کے شوق کیلئے اپنے شوق کیلئے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ یہاں ہماری محفل میں ایک آدمی آتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ نبی پاک ﷺ کی زیارت ہو جائے اور میں نبی کریم ﷺ میں فنا ہو جاؤں۔ یہاں لوگ آتے ہیں اپنی اپنی اغراض لیکر آتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ نوکری مل جائے کوئی کہتا ہے کہ ڈگری مل جائے کوئی کہتا ہے کہ اولاد مل جائے بیٹا مل جائے کوئی کہتا ہے کہ میں پاس ہو جاؤں کوئی کہتا ہے کہ رزق مل جائے رزق میں وسعت ہو جائے کاروبار چل جائے۔ مالی حالت ٹھیک ہو جائے۔ قرضہ اتر جائے۔ کوئی کچھ کوئی کچھ مسئلہ لیکر آتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ آپ کی اغراض ہیں۔ میں بھی جب اپنے پیر صاحب کے پاس جاتا ہوں تو ایسی ہی چیزیں مانگتا ہوں۔ لیکن ایک شخص ایسا خوش نصیب ہے کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب جو پیسہ میرے مقدر میں ہے وہ تو مجھے مل جانا ہے۔ اولاد جو مقدر میں ہے وہ بھی مل جانی ہے۔ میری کوئی دنیاوی خواہش نہیں میں تو بیعت صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ مجھے نبی کریم ﷺ مل جائیں۔ مجھے ان کی زیارت ہو جائے اور ظاہری زیارت ہو جائے اور میں اپنے آپ کو فانی الرسول دیکھوں میں آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھوں تو اپنا چہرہ نظر نہ آئے بلکہ چہرہ مصطفیٰ ﷺ نظر آئے۔ یہ اس سال 1996ء کی بات بتا رہا ہوں۔ حضور ﷺ کے ظاہری حیات طیبہ کے زمانے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ یہ تازہ اسی سال 1996ء کی بات ہے کہ لوگ اب بھی حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ کے نقش قدم پر چل کر اپنی شکل نبی پاک ﷺ جسی بنا رہے ہیں۔ یہ نہ کہنا کہ بس حضرت صدیق اکبرؑ کی شکل حضور ﷺ جسی بن گئی تھی اب نہیں بن سکتی۔ یہ باب یہ Chapter ختم آئندہ کیلئے Full Stop دروازہ بند اور اب یہ نہیں ہو سکتا لیکن دیکھو کہ میں 1996ء یا 1417ھ کی بات کر رہا ہوں۔ یہ زیورہجری کی بات تھی کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ نے اپنی شکل حضور نبی کریم ﷺ جسی دیکھی اور اب 1417ھ ہجری کی بات ہے کہ اس آدمی نے اپنا چہرہ بدل کر حضور نبی کریم ﷺ جیسا چہرہ

دیکھا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ دعائیں نے اس لئے کی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ دعا ہے اگر میری دعا قبول نہ بھی ہو تو قیامت کے روز میں ان آدمیوں میں شمار کیا جاؤں جو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جیسی دعائیں مانگتے تھے۔ یہ جذبہ ہے اور یہ اس کا انعام ہے۔ حضرات! اغراض آپ کی بھی ہیں میری بھی ہیں لیکن اپنی اغراض چھوڑ دیں اور چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی طرف آ جاؤ تو یہ اغراض از خود پوری ہو جائیں گی۔ کئی چیزیں ایسی ہیں کہ ہم وہ مانگ رہے ہیں اور اگر وہ مل جائیں تو ہم شاید گنہگار ہی ہو جائیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی عمر ابھی تین چار سال تھی کہ آپ کے والد صاحب آپ کو بت خانے میں لے گئے۔ بت کے سامنے کھڑا کر کے حکم دیا کہ یہ تمہارے بلند وبالا خدا ہیں ان کو سجدہ کرو۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ خدا نہیں ہو سکتے یہ نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ کوئی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ والد صاحب نے سجدہ کرنے کا اصرار کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بت کے سامنے آئے اور کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں برہنہ ہوں مجھے کپڑا پہناؤ۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو آپ نے ایک پتھر اٹھا کر بت کو دے مارا جس سے وہ بت گر گیا اور ٹوٹ گیا۔ آپ کے والد نے آپ کے منہ پر طمانچہ مارا اور گھر لے آئے۔ گھر پہنچ کر سارا ماجرا آپ کی والدہ ماجدہ کو سنایا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس بچے کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے میرے کانوں میں آواز آئی تھی ”کہ اے اللہ کی بندی تمہیں مبارک ہو تمہیں بچے کی بشارت ہو جو کہ آسمان پر صدیق ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا رفیق ہے“ اور پھر ایسے رفیق بنے کہ بچپن جوانی بڑھاپا ہجرت غار اور پھر مزار میں بھی رفیق رہے۔ ساری عمر حضور ﷺ کی رفاقت اور غلامی میں بسر کر دی۔ ایک عورت آئی اور حضور نبی کریم ﷺ سے کچھ مسئلہ دریافت کیا۔ پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے آئندہ کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے میں آؤں اور آپ مجھے نہ ملیں تو پھر کیا کروں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر ایسا ہو تو حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس چلی جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی علوم مجھے عطا فرمائے ہیں وہ میں نے حضرت صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دیے ہیں۔ پھر انہی علوم کے ساتھ پورے فہم اور شعور کے ساتھ آپ دعا فرماتے ہیں تمنا کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ ہو جنگ تبوک کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے چندہ کی اپیل کی تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ گھر کا تمام اثاثہ لیکر حاضر ہوئے گھر میں سوئی تک نہ چھوڑی اور خود ناٹ کا لباس پہن کر بٹن کی بجائے کانٹے لگے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوبکر گھر میں کچھ چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مسید نبوی میں بھی اگر بیٹھے ہوں تب بھی وہ صدیق کے گھر میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ جہاں اللہ ہے وہیں اللہ کا رسول ﷺ بھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر صدیقؓ اس کی بنیاد ہیں۔ بنیاد مضبوط ہو تو عمارت بھی مضبوط ہوتی ہے اور دیر پا ہوتی ہے۔ بنیاد کمزور رہ جائے تو عمارت بھی گر جاتی ہے۔ جس طرح سے پہلے عرض کیا ہے ناکہ زکوٰۃ کے انکاری لوگوں سے جس طرح زکوٰۃ وصول کی۔ اگر زکوٰۃ وصول کرنے میں غفلت برتی جاتی تو اسلام کی بنیاد ہی ہل کر

رہ جاتی اور اسلام کی عمارت بہت جلد خدا نخواستہ زمین بوس ہو جاتی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حاضر خدمت ہی تھے کہ حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے تو انہوں نے بھی ٹاٹ کا ہی لباس پہنا ہوا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ صرف میں ہی نہیں بلکہ آج اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام فرشتوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جیسا ہی لباس پہنا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت صدیق اکبرؓ کی یاد اتنی پسند آئی ہے کہ اس نے تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی صدیق اکبرؓ جیسا ہی لباس پہن لیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ صدیق اکبرؓ سے پوچھیں کہ کیا وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے خوش بھی ہے یا نہیں صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ اس سے بڑھ کر میری اور کیا خوش قسمتی ہوں کہ اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی رضا ہی زندگی کا حاصل ہے آپ بھی نقش قدم صدیق اکبرؓ پر چلو تو تم سے بھی اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ راضی ہو جائیگا۔ صادق وہ ہے جو سچا ہے لیکن صدیق وہ ہے کہ جو کہہ دے وہ ہو جائے۔ کئی واقعات ہیں کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمادیا وہ ہو کر رہا۔ شہید کو کہہ دیا کہ آ رہا ہے تو زندہ ہو کر آ گیا۔ ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے گھر کے صحن میں ایک درخت ہے اور وہ درخت گر گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرا شوہر بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ وہ تجارت کیلئے گیا ہے۔ فرمایا کہ تمہارے لئے ایک بری خبر ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے وہ عورت رونے لگی اور روتے ہوئے گھر جا رہی تھی کہ راستہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ملے۔ آپ نے اس عورت سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے سارا ماجرا سنایا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ رونے کی ضرورت نہیں صبر کرو وہ آ جائے گا۔ چند روز بعد وہ آدمی آ گیا تو وہ عورت اس کو لے کر خوشی خوشی دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور اپنی خواب اور حضور ﷺ کی تعبیر عرض کر دی۔ حضور ﷺ کو حیرانی ہوئی تو حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حیران نہ ہوں یہ شخص واقعی مر گیا تھا۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمادیا تھا کہ آجائیکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ زندہ کر کے بھیج دیا ہے کہ صدیقؓ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کہیں غلط نہ ہو جائے۔ اس شخص سے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تو اس نے بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں واقعی مر گیا تھا لیکن اللہ کی قدرت پتہ نہیں کس طرح سے پھر زندہ ہو گیا اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ لامکان میں پہنچے قاب تو سین تک تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کامی کا شرف ملا تو جس لہجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ سے بات چیت کی وہ لہجہ صدیق تھا۔ پھر جب واپس آنے لگے تو حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ اے جبرائیلؑ میرے اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ اس واقعہ کی تصدیق کریں گے۔ طویل واقعہ ہے آپ نے کئی بار سنا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے اس واقعہ کی تصدیق کی تو صدیق اکبرؓ کا خطاب عطا ہوا اور ابو جہل نے اس واقعہ کی تکذیب کی تو ابو جہل کہلایا۔ ایک ہی واقعہ سے صدیق بھی بنے ہیں اور ابو جہل بھی بنے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ فرمایا کہ حضرت عمرؓ ہیں۔ عرض کیا کہ

یا رسول اللہ ﷺ تو پھر میرے والد صاحب کا کیا حال ہے فرمایا تیرے والد کی غاثر و والی ایک نیکی حضرت عمرؓ کی تمام نیکیوں سے بھاری ہے۔ حضرت عمرؓ کو اس فرمان نبوی کا علم ہوا تو آپ یہ دعا کیا کرتے تھے اور تمار کھتے تھے کہ یا اللہ میری ساری نیکیاں لے لے اور مجھے حضرت صدیق اکبرؓ کی ایک نیکی دیدے۔ یہ مقام صدیقؓ ہے یہ قرب مصطفیٰ ﷺ کا پھل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جنت کے مالک ہوں گے جنت کے دروازے پر کھڑے ہوں گے جس کو چاہیں اندر جانے دیں جس کو چاہیں روک دیں۔ آج جو لوگ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی عظمت کے انکاری ہیں اور انہیں خلیفہ اول ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ قیامت کے روز انہیں مقام صدیقؓ کی اہمیت و عظمت صدیقؓ کا پتہ چل جائیگا لیکن پھر افسوس کریں گے بھی تو کوئی کام نہ آئے گا۔ آج سیدنا صدیق اکبرؓ کی عظمت کو مانو اور عظیم بن جاؤ۔ ورنہ پچھتا پڑے گا۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں اس طرح سے تشریف لائے کہ آپ کے دائیں طرف حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور بائیں طرف حضرت سیدنا عمر فاروقؓ تھے اور آپ ﷺ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو فرمایا کہ قیامت کے روز بھی ہم اسی طرح سے انھیں گے اور فرمایا کہ میرے دو وزیر حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ آسمانوں میں ہیں۔ میری زمینوں پر بھی حکومت ہے میری آسمانوں پر بھی حکومت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں اور جو کوئی بھی ان سے محبت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب بنالیں گے۔ ہم اپنے پیشوا راہبر و راہنما حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے محبت کرتے ہیں ان کی عظمت کو مانتے ہیں۔ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہستی ماننے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اس محبت کو قائم و دائم رکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ میری امت میں ایسے ہیں جیسے کے ستاروں میں چاند اور سورج ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ہر شخص کا احسان اتار دیا ہے سوائے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے اللہ تعالیٰ ہی اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

ایک روز صحابہ کرام تشریف فرما تھے حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ ہے کوئی جس نے آج روزہ رکھا ہے تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کھڑے ہوئے عرض کیا یَا رَسُوْلُ اللہ ﷺ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ ہے کوئی جس نے کسی بیمار کی تیمارداری کی ہو پھر بھی حضرت ابوبکرؓ ہی کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ ہے کوئی جس نے آج کسی کی نماز جنازہ پڑھی ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہی کھڑے ہوئے۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا کہ ہے کوئی جس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو۔ پھر بھی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہی کھڑے ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ وہ ہستی ہیں کہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے ان کے نام پر آواز پڑے گی اور ہر دروازہ کی تمنا ہوگی کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اس سے داخل ہوں۔ یہ نقش قدم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ آپ بھی ان پر چل کر جنت کے ہر دروازے سے بلائے جاسکتے ہیں۔ جنت کے پیچھے نہ پڑو۔ جنت والے کے پیچھے چلو۔ جنت کی طلب نہ کرو۔ جنت کے مالک کی طلب کرو۔ جنت از خود تمہاری مشتاق ہو جائیگی۔ وصال سے کچھ عرصہ پہلے

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ یہ میرا پلاٹ ہے یا کوئی جائیداد تھی کہ میرے بعد اپنی بہنوں میں تقسیم کر دینا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابا جان بہن تو میری صرف ایک ہے آپ نے بہنوں سے متعلق حکم فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ تمہاری ایک بہن اپنی والدہ کے پیٹ میں ہے۔ جو میرے بعد پیدا ہوگی۔ اب بتائیے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں اس میں سے ایک یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو بھی چاہے یہ علم عطا کر دے وہ مالک ہے قادر ہے تو اللہ نے اپنے فضل سے اور حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے حضرت ابوبکرؓ کو یہ علم بھی عطا فرما دیا تھا یہ علم غائب نہیں تو اور کیا ہے۔ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے علم غائب پر ایمان لے آؤ تو تمہیں بھی علم غیب آ جائے گا۔ یہ کرم ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کا وہ جسے چاہیں جب چاہیں جو چاہیں نواز دیں۔ فرمایا کہ جتنے بھی علوم مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں وہ میں نے سب حضرت صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دئے ہیں۔ تو دراصل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے علم غیب کے پیچھے حضور نبی کریم ﷺ کی عطا ہی کا فرما ہے۔

آپ سب سے پہلے مسلمان سب سے پہلے حافظ قرآن ہیں اور آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بیک وقت آپ کی چار پشتیں صحابی ہیں۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ کئی بار آپ سن چکے ہیں۔ کوئی کام ریاء الناس کیلئے نہیں کیا۔ مدینہ شریف میں ایک بوڑھا لاغر کمزور اور نابینا شخص تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ روزانہ اس کے گھر جاتے اور روٹی کو اپنے منہ میں چبا چبا کر اس کو کھلاتے اور آپ کے اس عمل کا صرف حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو علم تھا۔ چنانچہ جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت عمرؓ نے یہ فریضہ ادا کیا حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور روٹی کا نوالہ چبا کر بوڑھے کے منہ میں ڈالا تو اس نے بے ساختہ کہا کہ کیا ابوبکرؓ وصال فرما گئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا بابا جی تمہیں کیسے پتہ چل گیا تو اس نے کہا کہ آج روٹی اس طرح چبائی نہیں گئی جس طرح سے پہلے چبائی جاتی رہی ہے۔ ایک بوڑھی عورت بھی رتی تھی جو اپنا کام کاج نہیں کر سکتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے بہت کوشش کی کہ وہ صبح جا کر اس مائی صاحبہ کے گھر کا کام کاج کر دیا کریں لیکن وہ جب بھی جاتے تو مائی صاحبہ کا کام کوئی کر گیا ہوتا۔ آخر ایک رات حضرت عمرؓ چھپ کر بیٹھے رہے کہ دیکھوں یہ کام کون کر جاتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ علیؓ صبح منہ اندھیرے حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لا رہے ہیں اور وہ جلدی جلدی مائی صاحبہ کا کام کر کے واپس تشریف لے گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا واللہ یہ کام اے صدیق تیرے علاوہ کوئی نہ کر سکتا تھا۔ یہ خدا ترسی اور فی سبیل اللہ نیک کاموں کا کرنا صدیقیت ہے۔ اور ہمارے لئے یہ نشان راہ ہیں۔ یہ نقش قدم حضور سیدنا صدیق اکبرؓ نے ہمارے لئے چھوڑے ہیں کہاں پر چل کر ہم بھی اپنی منزل کو پہنچ سکتے ہیں۔

انس کا مطلب محبت پیارا اور اس سے انسان ہے کہ محبت کرنے والا پیارا کرنے والا۔ عقل و فہم رکھنے والا شعور رکھنے والا اور اسی سے ایک لفظ ہے ”نسیان“ بھول جانا عقل مند نہ ہونا یا اپنی عقل کا استعمال نہ کرنا میں کہتا ہوں کہ انسان وہ ہے جو اپنی عقل کو حضور نبی کریم ﷺ کے ہر حکم کے تابع کر دے۔ جو حضور نبی پاک ﷺ کے ارشاد گرامی کو اپنی

عقل پر نہ پرکھے بلکہ جو حکم ہوا سے من و عن بجالائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو بلالؓ کو آ زاد کرائے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی تجارت کرتے تھے اور مالدار تاجروں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اور قبول اسلام کے وقت بھی آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو سب کے سب اسلام کی خدمت اور مسلمان ہو جانے غلاموں کو آ زاد کرانے میں صرف فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ بلالؓ کو آ زاد کوں کرائے گا تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ کو بیش قیمت اور ساتھ ایک غلام بھی دیکر آ زاد کرالیا۔ بلالؓ کے مالک نے کہا کہ اے ابوبکرؓ میں تمہیں بہت عقلمند اور تجربہ کار تاجر سمجھتا تھا لیکن تم تو (نعوذ باللہ) بہت بیوقوف قسم کے تاجر ہو۔ کہ ایک نلکے اور کالے جیشی غلام کے بدلے ایک خوبصورت سفید غلام بھی دیا اور رقم بھی اتنی دی کہ اس سے کئی غلام خریدے جاسکتے ہیں۔ تمہیں عقل نہیں ہے اور بھول رہے ہو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ بے وقوف میں نہیں بلکہ تم ہوا اگر تمہیں یہ پیٹہ چل جاتا کہ میں بلالؓ کو خریدنے کے لئے کیا کچھ تمہیں دینے کیلئے تیار تھا تو تمہاری آنکھیں کھل جاتیں مجھے اپنے تمام غلام بھی دینے پڑتے اپنے بیوی بچے اور کل جائیداد حتیٰ کہ مجھے خود کو بھی غلام ہونا پڑتا تو مجھے قبول ہوتا۔ یہ صرف اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھول گئے تھے۔ حضرات! کیا بھول گئے تھے؟ اپنی عقل بھول گئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کے سامنے اپنی عقل بھول جانا ہی اصل میں عقلمندی ہے۔ انسان عقلمند وہی ہے جو حضور ﷺ کے سامنے اپنی عقل کو پس پشت ڈال دے۔ اپنی عقل کو استعمال نہ کرے۔ یہی عشق ہے اور یہی عشق کا امتحان ہے جس میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہمیشہ اول رہے ہیں اور ہمیں بھی سبق دے گئے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں عقل نہیں چلتی عشق چلتا ہے۔

عشق	دے	جھلے	ای	نمبر	لے	گئے
عقلاں	ایویں	عمران	گالھیاں			
عقل	قربان	کن	بیش	مصطفیٰ ﷺ		
تا	قبول	شوی	درگاہ	خدا		

حضور ﷺ کے سامنے عقل قربان کر دے تاکہ تو درگاہ الہی میں مقبول ہو جائے۔ حضور ﷺ کے سامنے عقل استعمال کرنے والے ابو جہل اور عشق استعمال کرنے والے صدیقؓ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل کو پیچھے چھوڑ کر عشق استعمال کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہ پیغام ہے جو ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے وصال کا مہینہ ہے اسی نسبت سے عرض کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ اے لوگو مجھے کفن غسل دیکر میرے جنازے کو حضور نبی کریم ﷺ کے حجرے کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ غلام حاضر ہے۔ اگر دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ جہاں جی چاہے دفن کر دینا۔ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ چار پائی کو حجرہ شریف کے دروازہ کے سامنے رکھ دیا گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ دروازہ کا

تالا اپنے آپ کھل گیا۔ دروازہ بھی کھل گیا اور اندر سے آواز آئی کہ ”دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو“ آج آپ کو عمر بھی کی غلامی اور خدمت کا صلہ مل گیا تھا۔ آقا ﷺ نے اپنے قدموں میں جگہ دیدی تھی۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رفاقت مل گئی تھی۔ پیدائش کے وقت جو آپ کی والدہ محترمہ کو بشارت ملی تھی آج اس کی تعبیر پوری ہو رہی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حجر میں اتارا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک باہر آیا۔ ادھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہاتھ بھی اٹھا۔ دو دوستوں نے مصافحہ فرمایا۔ آج یار غار یا رمزار بن گیا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا عقیدہ دیکھو کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ حیات ہیں اور اپنے غلام کو شرف باریابی بخشیں گے اور فریادی کی فریاد کو سنتے بھی ہیں اور دادرسی بھی فرماتے ہیں۔ سائل کبھی آپ ﷺ کے در سے مایوس نہیں ہوتا پھر سائل جب ابو بکر صدیقؓ ہوں اور آقا کے در پر حاضر ہو کر اندر جانے کا اذن مانگ رہے ہوں تو مایوسی کیسی۔ یہ پیغام ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ نقش قدم ہیں حضرت صدیق اکبرؓ کے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت صدیق اکبرؓ کی غلامی میں رکھے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش صاحبزادہ حضرت ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب 01/11/96

شیطان	پر	ایک	عالم
ہزار	عابدوں	سے	حاوی
			ہے

شان اولیاء اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ باللہ من
الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککھ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنو
صلو علیہ وسلمو اتسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین! ابھی منقبت حضور سرکار غوث الاعظمؒ پڑھی گئی ہے کہ
بگڑی بنا دے میری ورنہ کہے گی دنیا
شاہ جیلاں کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا
حضرات! کوئی شخص صدق دل سے تسلیم کر لے اور یہ کہہ دے کہ ”یا غوث اعظمؒ“ تو وہ بخش دیا جاتا ہے۔
اب اگر اس کے بعد بھی وہ مارا مارا پھرتا رہے تو اس کی مرضی۔

مریدی لا تنخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظمؒ کا
پھر بھی اگر کوئی مارا مارا پھرے۔ نکریں مارتا پھرے تو اس کی اپنی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آنکھیں
عطا کی ہیں اور آپ اس پر پٹی باندھ لیں تو پھر نکریں ہی لگتی ہیں۔ ایسے اندھے کیلئے نہ کوئی راستہ ہے نہ کوئی سڑک ہے۔
خواہ وہ کسی بجلی کے پول Pole سے نکلے۔ کسی دیوار سے نکلے کسی درخت سے نکلے تو بے شک نکلتا پھرے۔
آنکھیں اسے عطا ہوئیں ہیں اب اگر وہ جان بوجھ کر ان سے کام نہیں لیتا ان پر پٹی باندھ کر اندھا بنا ہوا ہے تو اس کی عقل
کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ جب حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا اتنا کرم ہے اتنا فیض ہے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو
بے خوف کر دیا ہے تو پھر بھی اگر کوئی ڈر کے مارے ادھر ادھر بھٹکتا پھرے تو اسے کون سمجھائے۔ حضرت میاں محمد بخشؒ
فرماتے ہیں

آل	نبی	اولاد	علی	دی
تے	سیرت	شکل	انہاں	دی
نام	لیاں	لکھ	پاپ	نہ
تے	میل	اندر	دی	جاندی

صرف نام لینے سے صرف یا غوث الاعظمؒ کہہ دینے سے گناہ معاف ہو جائیں اور اندر کی تمام غلاظت
اور میل دھل جائے تو پھر مارا مارا کیسے پھرے گا؟ ہم نے اپنا دنیاوی معیار بنا رکھا ہے کہ میں اگر کروڑ پتی ہوں تو پھر میں

مارا مارا نہیں پھرتا اگر کروڑ پتی نہ ہوا تو مارا گیا نہیں ایسا نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جس روز مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنی ساری دولت لاکر حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر دو۔ نہ آپ ﷺ نے خود رکھی نہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر رہنے دی۔ تو اس حالت میں جو ہوگا تو کیا وہ مارا مارا پھرے گا۔ وہ تو سنت رسول ﷺ میں ہے۔ ایسا آدمی تو اس درجہ میں آ جاتا ہے جہاں انبیاءؑ کا درجہ ہوتا ہے۔ ایک شخص حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا مرید ہوا اور کہنے لگا کہ جب سے مرید ہوا ہوں فاقے پر فاقہ آ رہا ہے۔ فلاں غم توڑ رہا ہے۔ فلاں کام خراب ہو گیا ہے۔ سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھوک کا خزانہ عطا فرمادیا ہے۔ اور یہ خزانہ انبیاءؑ کو عطا ہوتا ہے۔ تو اسے بندہ خدایہ تمہیں بھی نصیب ہو گیا ہے لیکن تو کہہ رہا ہے کہ مارا مارا پھر رہا ہوں۔ لہذا حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا نام لینے والا مارا مارا نہیں پھرا کرتا۔ چند روز پہلے ایک محفل میں جانے کا اتفاق ہوا تو میزبان نے ہمیں ایک بزرگ کے بال مبارک کی زیارت کرائی۔ اور کسی دوسرے بزرگ کا قول بھی ہمیں بتایا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ جو کوئی ان بال مبارک کی زیارت کرے گا وہ بھی جنتی ہو جائیگا۔ غوث الاعظمؒ کے غلام در غلام کے غلام کے بال مبارک دیکھے۔ حاجی صاحب بھی ساتھ تھے انہوں نے بھی زیارت کی ہے۔ اور ہمیں خوشخبری یہ دی گئی ہے کہ جو بھی ان بالوں کی زیارت کرے وہ جنتی ہے۔ حاجی صاحب جنت کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ پھر پتہ نہیں کہ یہ مارا مارا کہاں سے لیا ہے۔ فریدی صاحب نے یہ آپ کو پڑھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی حوصلہ عطا فرمائے اور آپ کو بھی حوصلہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ غوث الاعظمؒ کا نام لینے والا مارا مارا نہیں پھرا کرتا۔ میزبان کے گھر میں ایک اہل نظر آدمی بھی رہتا تھا اسے فکر رہتی تھی کہ ان کے والد صاحب والدہ صاحبہ اور پھوپھی جان اور دوسرے اہل خانہ جو دنیا سے رحلت فرما گئے تھے ان کا قبر میں کیا حشر ہوگا کیسی حالت ہوگی۔ وہ اسی پریشانی میں ہی رہتا تھا کہ ایک روز حضرت سرکار غوث الاعظمؒ ان کے گھر تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ چار پانچ سال پرانا ہے اور اسی شہر فیصل آباد کا ہی ہے۔ انہوں نے ہمیں اس صوفی کی زیارت بھی کرائی کہ جس پر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ آ کر تشریف فرما ہوئے میزبان کے پیر صاحب بھی تشریف لے آئے۔ پاکپتن والی سرکار بھی تشریف لے آئے۔ دریا خالی والی بھی آ گئے۔ تاندلیا نوالہ میں ایک سرکار قندھاری شریف والے ہیں وہ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ یہ جو میاں عبدالرؤف صاحب ہیں یہ بڑے فکر مند ہیں کہ قبر میں ان کے ابائی کا کیا حال ہے ان کی پھوپھی کا کیا حال ہے۔ تو ذرا ان کی پھوپھی کو بلاؤ تو سبھی وہ دس پندرہ سال پہلے فوت ہو چکی تھی اس کو بلا یا تو وہ کفن پہنے ہوئے آ گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے بھتیجا صاحب کو اپنا حال بتاؤ پھوپھی صاحبہ نے کہا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں جنت کی سیر کرتی ہوں آپ نے پھر فرمایا کہ ان کے اباجان کو بلاؤ اور وہ Partition سے بھی پہلے کہ فوت ہو چکے تھے۔ Partition سے پہلے ہندوستان میں فوت ہو چکے تھے ان کو بھی بلایا اور میاں عبدالرؤف صاحب سے فرمایا کہ جی آپ اپنے اباجی سے بھی پوچھ لیں کہ ان کا کیا حال

ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ان کا نام عبدالقادر تھا۔ انہوں نے بتایا کہ جب فرشتوں نے میرا نام لیا عبدالقادر تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو ”قادر“ کے نام والا ہے اس کو جنت میں بھیج دو۔ آپ کہتے ہیں کہ میں مارا مارا پھر رہا ہوں ادھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے رہا ہے کہ میرے عبدالقادر کے نام والا ہے۔ قادر کے نام سے نسبت رکھنے والا ہے اس کو جنت میں بھیج دو اور اس ملاقات میں جو کچھ ان کے ابا جان نے پہنچے ہوئے تھے ان سے متعلق عبدالرؤف صاحب بتاتے ہیں کہ یہ کپڑے میں نے پچھلی جمعرات کو فلاں مولوی صاحب کو خیرات دئے تھے لیکن یہ میرے ابا جان کے گلے میں پڑے ہیں۔ ہم ان کے مفکر اور تویہ کی زیارت کر کے آئے ہیں۔ یہ میاں عبدالرؤف صاحب جو ہیں وہ تانڈیل نوالہ میں مرید تھے۔ وہ اپنے مرشد کریم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے آج داتا صاحبؒ کے سلام کے لئے جانا ہے مرشد کریم نے پوچھا کہ کیا کبھی داتا صاحبؒ سے ملاقات بھی ہوئی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ میرا یہ رومال لے جا تو انشاء اللہ ملاقات کریں گے۔ ہم اس رومال کی بھی زیارت کر کے آئے ہیں میاں عبدالرؤف صاحب کے ایک رشتہ دار لاہور میں گھوڑا کالج کے قریب رہتے تھے وہ پہلے ان کے پاس گئے وہاں جا کر نہائے صاف کپڑے پہنے خوشبو لگائی اور پیر مرشد کا وہ رومال لیا اور داتا صاحبؒ کی حاضری کیلئے چل دئے۔ آپ گھوڑا کالج کے گیٹ کے قریب پہنچے تو سامنے سے دو آدمی آگئے اور پوچھا کہ آپ عبدالرؤف ہیں اور تمہارے ساتھ فلاں شخص ہے۔ عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے تو اس بزرگ نے فرمایا کہ میں ”داتا صاحب“ ہوں آپ پیر صاحب کا رومال لے کر آئے تھے میں نے زیارت کرنا تھی لیکن آپ اسے لیکرو ہیں بیٹھے رہے تیاری میں لگے رہے میں انتظار میں رہا۔ لاؤ جلدی کرو مجھے رومال کی زیارت کراؤ۔ داتا صاحبؒ اس رومال کی زیارت کی ادھر عبدالرؤف صاحب بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آئی تو وہ دونوں اصحاب جا چکے تھے۔ یہ حضرت داتا صاحبؒ گنج بخشؒ جو یرمیؒ ہیں یہ رومال ہے اور یہ ان کے بال مبارک ہیں۔ ان بالوں کی زیارت گنہگار سے گنہگار بندہ بھی ہو وہ ادب سے کرے تو جنتی ہو جاتا ہے۔ حضرت سرکارِ غوثِ اعظمؒ کا نام لینے والا کبھی مارا مارا نہیں پھرتا یہ نہ کہو کہ میری دکان نہیں چل رہی ہے میرا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے یہ تو Criteria بنی نہیں اندازہ کرنے کا طریقہ ہی نہیں ہے کوئی Judgement ہی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے گھر میں تین تین مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔ ہمارے گھروں میں صرف ایک وقت کیلئے بھی نہ جلتے تو پٹ پٹا کا پڑ جاتا ہے کہ ہائے مرگئے نہ ناشتہ نہ دوپہر نہ رات کی روٹی ہائے بھوکے مر گئے اور جس روز حضور نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہوا اس دن چراغ روشن کرنے کیلئے اس میں تیل نہ تھا یہ حالت مارے مارے کی نہیں ہوتی جب دنیا آ جاتی ہے تو وہ بندے اور خدا کے درمیان دیوار بن جاتی ہے۔ یہ دنیا یہ پیسہ یہ روکڑی بندے اور خدا کے درمیان ایک حجاب بن جاتا ہے۔ جب یہ دنیا چلی جاتی ہے تو قرب الہی نصیب ہوتا ہے۔ قرب اولیاء اللہ نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ مارا مارا جو ہے یہ دنیاوی لحاظ سے ہی ہے کہ میں کروڑ پتی نہیں بنائیں ٹرانسپورٹ نہیں بنائیں فیملی کا مالک نہیں بنائیں کاروبار نہیں چلے۔ کیا یہ کوئی معیار ہی نہیں ہے کہ ٹھیک ہے یا غلط ہے کیا قارون ٹھیک تھا۔ دنیا میں سب سے مالدار قارون تھا اس کے خزانوں کی چابیاں اٹھانے کے لئے

چالیس اونٹ درکار تھے۔ نبی اسرائیل والے اس پر ناز کرتے تھے کہ ہماری قوم کا آدمی اتنا مالدار ہے۔ قارون بھی بنی اسرائیلی تھا۔ لیکن ہم تو صرف مارے مارے پھرنے والے ہیں۔ اور اس وقت جو شخص زمین کی پستیوں میں دھنس رہا ہے اس کی دولت سونا چاندی اس کے سر پر ہے جس کے بوجھ تلے وہ دبا جا رہا ہے۔ وہی قارون ہے۔ حضرت موسیٰ کی بددعا سے اس کو زمین نے کھڑا کیا اور آج بھی اپنی دولت کے بوجھ تلے زمین میں دھنس رہا ہے۔ اور فاقہ کش لوگ جنت کی سیر کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی شہید ہو گئے تو ان کا بیٹا حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب نے بہت قرضہ چھوڑا ہے اور چار پانچ بیٹیاں بھی غیر شادی شدہ چھوڑی ہیں ان کا بھی خرچ ہے اور اس سال جو کھجور کے درخت ہیں ان کو پھل بھی نہیں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے یہ بتاؤں کہ تمہارے والد صاحب کا کیا حال ہے۔ عرض کیا ضرور بتائیے فرمایا کہ تیرا والد صاحب وہ شہید ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بے حجابانہ براہ راست بات چیت کی ہے وہ جنت میں سیر کر رہے ہیں صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمائیں کہ وہ بات چیت کیا ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا ہے کہ اے شہید کیا تیری کوئی تمنا ہے عرض کیا کہ یا اللہ صرف ایک ہی تمنا ہے کہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے اور میں پھر تیری راہ میں شہید ہو جاؤں پھر بھیج دے پھر شہید ہو جاؤں۔ یا اللہ اسی طرح سے ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں آزمایا ہے بس اب جنت میں رہ۔ یہ خوشخبری صحابیؓ کے بیٹے کو حضور نبی کریم ﷺ نے دی۔ بیٹے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ خوشخبری تو ہے لیکن میرے قرض اور بہنوں کی شادی کا مسئلہ تو قائم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تمہارا ہاتھ تنگ ہے وہ قرضہ واپس لینے میں ذرا تمہیں مہلت دیدیں۔ اگلے موسم میں دے دیں گے صحابیؓ گئے لیکن قرض خواہوں نے بات نہ مانی اور قرضہ واپس لینے میں ضد کی کہ خواہ تمہاری جائیداد فروخت کرنی پڑے ہم قرضہ اسی سال واپس لیں گے۔ وہ واپس آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو صورت حال سے عرض کیا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ جو تھوڑی بہت کھجوریں کہ تمہارے باغ میں درختوں پر لگی ہیں وہ اتار کر لے آؤ۔ بہت تھوڑا پھل تھا لیکن جو بھی تھا وہ اتار کر لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان پر چادر ڈال دی اور فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر لاؤ۔ وہ لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو اور جتنا کسی کا قرضہ ہے اس مطابق تول تول کر دیتے جاؤ سارا قرضہ اتر گیا لیکن کھجوریں ویسی کی ویسی پڑی ہوئی ہیں۔ قرضہ اتر گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بہنوں کی شادی کے اخراجات پورے کرنے کیلئے کھجوروں کو فروخت کرنا شروع کر دو۔ صحابی نے حکم کی تعمیل کی۔ تمام ہمیشہ گان کی شادی کیلئے خرچہ جمع ہو گیا۔ حضور ﷺ نے چادر مبارک اٹھائی تو جو کھجوریں شروع میں موجود تھیں وہ ویسی کی ویسی پڑی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ ان کو لے جاؤ اور کھاؤ پیو اب بھی تو مارا مارا پھرتا ہے تو تیری مرضی قرضہ چھوڑ گیا بیٹیاں اور ان کا خرچہ چھوڑ گیا اور خود جنت میں پھر رہا ہے۔

جب بھی جی چاہے صدا دینے سوالی آئے

میرے سرکار نے دروازہ کھلا رکھا ہے

ہم نے تو ڈر کے مارے کنڈی لگا رکھی ہے۔ لیکن حضور ﷺ نے دروازہ کھلا رکھا ہے یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے لیکن اصل میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ عرض ہے کہ دروازے کا کھلا رکھنا ٹھیک ہے سائل بھی ہے حضور ﷺ ہر آنے والے سوالی کو عطا بھی فرماتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی یہ شان ہے کہ جو نہ بھی آئے نہ بھی سوال کرے دشمن ہی کیوں نہ ہو اسے بھی عطا فرماتے ہیں۔ جو قتل کرنے آ رہا ہو اسے فاروقؓ بنا دیتے ہیں مانگنے والے کو دینا اور بات ہے یہ عام سخی دیدیتے ہیں۔ حاتم طائیؓ دیتا تھا جس کا آج بھی نام زندہ ہے اور بھی کئی ہو گزرے ہیں اب بھی ہیں لیکن دشمن کو دینا اور بغیر بتائے دینا اور بے انتہا دینا۔ کافروں بت پرستوں سکھوں اور یہودیوں کو دینا یہ صرف میرے نبی ﷺ کا ہی جگر ہے۔ دروازے تو کھلے ہیں جو بھی جائے جو چاہے وہ لے لیکن حضور ﷺ کی نگاہ کرم ایسی ہے کہ بن مانگے بھی عطا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ پہلے لوگوں پر عذاب آتا تھا تو شکلیں بدل جاتی تھیں کوئی کتا کوئی سور اور کوئی کیا بن جاتا تھا۔ اور توبہ کا دروازہ ان کیلئے اسی وقت بند ہو جاتا جب ان کی شکل بدل جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ کوئی میرا امتی ہونہ ہو آپ کسی انسان کی شکل تبدیل نہ کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ کسی لمحہ میرا کلمہ پڑھ لے۔ لہذا حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد 571ء کے بعد سے یہ عذاب دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اب کسی کی شکل نہیں بدلتی۔ صرف اس لئے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ نے ہر ایک پر کرم کر دیا ہے۔ تو گنہگار ہے تو ٹھیک ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے تیری شکل بدل نہیں سکتی حالانکہ ہمارے کروت ہمارے اعمال ان سابقہ لوگوں سے زیادہ بدتر ہیں جن کی شکلیں بدل دی جاتی تھیں۔ اب نبی ﷺ کے صدقے شکلیں تبدیل نہیں ہوتیں۔ توبہ کا دروازہ نزع کی حالت تک کھلا رہتا ہے۔ اور جب آخری سانس آتا ہے تو سانس بھی بند ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ حضرات! اس آخری سانس سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا نام لیکر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا نام لیکر بخشش طلب کرو تو اللہ تعالیٰ بخشش فرمادیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ بت پرست تھا آتش پرست تھا Atheist تھا۔ Atheist وہ ہوتا ہے کہ جو اللہ کو تسلیم ہی نہ کرے اللہ تعالیٰ کو نہ مانے وہ بھی اگر یہ کر لے تو پھر توبہ اس کی بھی قبول ہو جاتی ہے۔ ایک مجوسی تھا جو آگ کی پوجا کیا کرتا تھو ستر سال کی عمر تھی قریب المرگ تھا۔ آگ جلاتی اور اپنے رب کا نظارہ کر رہا تھا کہ اپنے رب کا دیدار کرتے ہوئے مروں۔ یہ ان کے مذہب میں کوئی ایسی بات ہوگی حضرت بایزید بسطامیؒ اس کے پڑوسی تھے انہیں پتہ چلا کہ پڑوسی کی حالت نازک ہے اور مرنے والا ہے آپ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بابا تمہیں اس آگ کی پوجا کرتے ہوئے کتنا وقت گزر گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جب سے ہوش سنبھالی ہے آگ کی پوجا کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اتنے سالوں میں یہ تیری دوست بنی ہے کہ نہیں اب یہ تمہیں جلاتی ہے کہ نہیں جلاتی اس نے جواب دیا کہ یہ آگ ہے۔ اس کا تو کام ہی جلانا ہے یہی اس کی فطرت ہے یہی اس کی شان ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ یہ میری تو دوست ہے مجھے تو نہیں

جلاتی۔ تمہیں کیوں جلاتی ہے۔ مجوسی نے کہا کیا عجب بات ہے کہ تمہیں آگ نہیں جلاتی۔ یہ ایسا کیوں ہے۔ حضرت بائزید بسطامیؒ نے جواب دیا کہ میں نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا ہوں۔ نبی ﷺ کا غلام ہوں مجھے یہ نہیں جلا سکتی۔ مجوسی نے کہا کہ مشاہدہ کراؤ۔ حضرت بائزید بسطامیؒ نے اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا تو وہ جلائی نہیں۔ اب آپ نے فرمایا کہ تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال مجوسی نے کہا کہ مجھے تو علم ہے کہ یہ جلاتی ہے میں تو ہاتھ نہیں ڈالوں گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تو میرے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھ لے تو یہ تمہیں بھی نہیں جلائیگی۔ اس نے کہا کہ کلمہ تو میں پڑھ لوں لیکن ساری عمر جس کی پوچا کی ہے اس کا کیا بنے گا۔ یہ نہ ہو کہ نہ ادھر کا رہوں نہ ادھر کا حضرت بائزید بسطامیؒ نے فرمایا فکر نہ کرو میں تمہیں رقعہ لکھ دیتا ہوں تمہاری نجات ہو جائیگی میں اس نبی ﷺ کا غلام ہوں کہ جس کے غلام کے رقعہ کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے۔ مجوسی نے کہا کہ لکھ دیجئے۔ حضرت بائزید بسطامیؒ نے تحریر فرمایا کہ یا اللہ اس نے میرے سامنے کلمہ پڑھا ہے بائزید بسطامیؒ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ اس کی بخشش فرما دیجئے۔ مجوسی نے کلمہ پڑھا اور مر گیا لیکن مرنے سے پہلے اس نے وصیت کی کہ یہ رقعہ میرے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ وصیت کے مطابق عمل کر دیا گیا۔ حضرت بائزید بسطامیؒ رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ مجوسی جنت میں ٹہل رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا کہ بڑی مہربانی آپ کا رقعہ بہت کام آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے آپ اپنا رقعہ لے جائیں کسی اور کے کام آجائیگا حضرت بائزید بسطامیؒ جب بیدار ہوئے تو رقعہ آپ کے ہاتھ میں تھا کیوں جی حضرات! دیکھا آپ نے کہ کیسا دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ کیوں جی وہ مارا مارا پھر رہا تھا۔ نہیں وہ تو بہت پر اعتماد تھا۔ اپنے رب پر مکمل یقین رکھتا تھا لیکن دیکھا جائے تو بخشش کے لائق نہ تھا۔ اگر ولی کی نگاہ اس پر نہ پڑتی تو بخشش نہ ہوتی۔ ولی کی ایک نگاہ بڑی تو کائنات ہی بدل کر رکھ دی۔ علم ہونا اور بات ہے لیکن ایمان لانا یہ اور بات ہے۔ حضرت بائزید بسطامیؒ کی ایک کرامت ہے کہ انہیں حکم ہوا کہ عیسائیوں کی آج عید ہے وہ فلاں جگہ اکٹھا ہوں گے آپ بھی انہی جیسے کپڑے پہن کر ان میں جا بیٹھو۔ آپ نے ان جیسے کپڑے پہن لئے اور بالکل انہی کی طرح کا بھیس بہروپ بنالیا اور تشریف لے گئے اور پہلی صف میں جا کر بیٹھ گئے۔ عیسائیوں کا پادری یا بپشپ آیا اور تقریر شروع کرنے لگا لیکن وہ سب کچھ بھول گیا۔ تقریر نہ کر۔ کا بڑی موضوع بدلے مگر کام نہ بنا۔ لوگوں نے کہا ہم تو آپ کی تقریر ہی سننے کے لئے آئے ہیں آج کیوں آپ تقریر نہیں کر پائے آخر کیا بات ہے۔ اس بپشپ نے کہا کہ آج یہاں کوئی محمدی آکر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے نور نے میرے سارے علم کو سلپ کر لیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ اس کو اٹھائیے اور پوچھئے کہ اس نے ایسا کیوں کیا بپشپ نے کہا کہ اے محمدی تمہیں تمہارے نبی ﷺ کی قسم ہے تو جہاں کہیں بھی بیٹھا ہے کھڑا ہو جا اور بتاؤ کہ یہاں کیوں آئے ہو۔ ہمارا کاروبار کیوں خراب کر رہے ہو۔ حضرت بائزید بسطامیؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں یہاں آؤں تو میں حاضر ہو گیا ہوں اب آپ اگر مناظرہ کرنا چاہیں تو کر لیں۔ بپشپ نے کہا کہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اگر آپ جواب نہیں دے پائیں گے تو ہم اپنے قانون کے مطابق آپ پر فرد جرم عائد کریں گے اور سزا دیں گے۔ سوال جواب شروع ہوئے آپ نے تمام سوالوں کے منہ توڑ

جواب دے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ بتاؤ وہ کون چھوٹے ہیں جو جنت میں جائیں گے اور وہ کون سچے ہیں جو دوزخ میں جائیں گے آپ نے فرمایا کہ چھوٹے حضرت یوسفؑ کے بھائی ہیں وہ جنت میں جائیں گے انہوں نے جھوٹ بولا تھا کہ حضرت یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ اس کے باوجود حضرت یوسفؑ سے صلح ہوگئی اور وہ جنت میں جائیں گے۔ راہب نے کہا کہ بالکل درست ہے پھر آپ نے فرمایا کہ سچے یہودی اور عیسائی ہیں جو دوزخ میں جائیں گے۔ فرمایا کہ جب یہودی کہتا ہے کہ عیسائی کا فرہے تو وہ سچا ہوتا ہے اور جب عیسائی کہتا ہے کہ یہودی کا فرہے تو وہ بھی سچا ہوتا ہے اس طرح سے تم دونوں وہ سچے ہو جو جہنم میں جاؤ گے۔ ہشپ نے کہا کہ یہ بھی آپ نے ٹھیک فرمایا ہے یہ پتہ ان کو بھی ہے کہ وہ جہنمی ہیں یعنی ہشپ کو بھی پتہ ہے کہ وہ کافر ہیں اور انہوں نے جہنم میں جانا ہے اور عیسائیوں کے پادری کو بھی پتہ ہے کہ عیسائی چھوٹے ہیں کافر ہیں اور جہنم میں جائیں گے لیکن ایمان نہیں لاتے ان کے سوال ختم ہو گئے تو حضرت بازید بسطامیؒ نے فرمایا کہ اب میرے سوال کا جواب دو اور وہ یہ ہے کہ بتاؤ کہ جنت کی چابی کون سی ہے۔ ہشپ نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ جنت کی چابی کون سی ہے لیکن مجھے ان لوگوں سے ڈرتا ہے کہ اگر میں بتا دوں تو یہ مجھے مار ڈالیں گے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہ نہیں ماریں گے لوگوں نے بھی کہا کہ یہ تو ایک سوال جواب کا سلسلہ ہے ہم تمہیں کیوں قتل کریں گے۔ جنت کی چابی کا علم تو سب کو ہونا چاہئے۔ ہشپ نے کہا کہ پھر اس کو کہ جنت کی چابی ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور آپ سب گواہ ہو جاؤ کہ میں ایمان لایا اب آپ بتائیے کہ پادری کو یہ علم تھا کہ جنت کی چابی کون سی ہے یا حضرت بازید بسطامیؒ نے اس کو بتائی ہے ہاں ہشپ کو خود ہی معلوم تھا کہ کون سی چابی ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لاتا تھا۔ اب آج ایمان کیوں لے آیا ہے۔ آج کلہ کیوں پڑھ لیا ہے اس لئے کہ آج ولی کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ ولی کی نگاہ نے جو پردے عاقل تھے جو شیطانی رکاوٹ تھی وہ ختم کردی۔ اور اسی علم کے ساتھ ایمان لے آیا پہلے اسی علم سے وہ گمراہ تھا اور زمین میں جنس رہا تھا۔ کافر تھا۔ آج کامل کی نگاہ پڑی تو وہ جنتی ہے۔

حضرات! حضور ﷺ نے اور آپ کے غلاموں نے دروازے کھلے رکھے ہیں۔ اور عطا بھی اس طرح کرتے ہیں کہ حضرت بازید بسطامیؒ خود تشریف لے گئے عیسائیوں کو ان کے دروازے تک آنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ دوسرے لوگ جو ہیں وہ اپنی عبادت گاہوں تک خود گئے اور حضرت بازید بسطامیؒ ان کا بیڑہ تیرانے کے لئے خود چل کر تشریف لے گئے دروازہ تو کھلا ہوا وہ گھر ہی چھوڑ گئے یہ ہے نگاہ ولی کی جس پر پڑ گئی دم میں دم آ گیا۔

نگاہ	ولی	میں	وہ	تاثیر	دیکھی
بدلتی	ہزاروں	کی	تقدیر		دیکھی

دروازے کھلے رکھنا اور بات ہے لیکن عنایت کرنا اور بات ہے کون ہے جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہ ہو کون ہے؟ ”کون“ میں سبھی شامل ہیں ضروری نہیں کہ صرف مسلمان ہی اس میں ہیں بلکہ غیر مسلم بھی اس میں

ہیں۔ سبھی کو حضور نبی کریم ﷺ عطا فرماتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ تو رکھا ہی نہیں تاکہ کھولنے کا بھی موقع نہ آئے رحمت ایسے برستی ہے کہ جس طرح سورج نکلتا ہے تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چمک پڑتی ہے۔ ہر ایک کو روشنی گرمی دیتا ہے راہنمائی کرتا ہے لیکن وہ بھی ہمارے نبی ﷺ کے کرم سے ہی وہ چمک رہا ہے۔

دھوپ سورج کی ضیاؤں کو سمجھنے والو
یہ تو میرے نبی نے پردے کو ہٹا رکھا ہے
اس دھوپ کو سورج کی شعائیں سمجھنے والو یہ درحقیقت جمال مصطفیٰ ﷺ کی کرنیں ہیں۔ سورج بھی نبی کریم ﷺ کا محتاج ہے۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرِ
لَا يُمْكِنُ الشُّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے حسن والے اے نبی نوع انسان کے سردار تیرے چہرے سے روشنی نکلتی ہے اور چاند کو روشنی ملتی ہے۔ کیا سورج روشنی دیتا ہے۔ کیا چاند روشنی دیتا ہے۔ یہ تو خود حضور ﷺ کے چہرے کے نور سے منور ہیں اور ہمیں روشنی دیتے ہیں لیکن ہم حضور ﷺ کو ایک طرف رکھ کر سورج اور چاند کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ سورج اور چاند تو حضور نبی کریم کے تابع ہیں جتنی روشنی چاہیں ان کو عطا فرما دیں۔ ہر روز سورج اور چاند حضرت غوث الاعظمؒ سے اجازت لے کر طلوع ہوتے ہیں۔ ایک نعت شریف اور بھی پڑھی گئی ہے۔ کہ مجھے راستہ ہی میں نہ گم کر دیں بلکہ مدینہ شریف ضرور پہنچا دیں تجھے معلوم ہے کہ جب تو مدینہ شریف کا سفر کرتا ہے تو تیرے ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدلتی جاتی ہے اور تو کہتا ہے کہ کہیں میں کم نہ ہو جاؤں۔ بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ سو کا قاتل جب ولی کے دروازے کی طرف چلا لیکن پہنچنے سے پہلے ہے مر گیا تو اس کی بھی نجات ہوگئی۔ ولی کی راہ میں کوئی گم نہیں ہوتا بلکہ اس راہ پر چلنے والا بخش دیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے در اقدس کی طرف چلو پیدل اور اگر تمہیں چودہ سال بھی لگ جائیں تو یہ تیرے چودہ سال عبادت میں شمار ہوں گے ایسی عبادت کو دنیا میں کوئی کر نہیں سکتا راہ ولی اور راہ نبی کی تعظیم کرنا ایمان ہے اور اگر اس کی تعظیم نہ کرے تو کافر ہو جائیگا۔ اگر یہی کہہ دے کہ کیا ہے مدینہ کا راہ ہے تو کیا عظمت ہے اس میں؟ اتنا ہی کہہ دے تو اگر ولایت ہے تو ولایت سلب ایمان ہے تو ایمان ختم حضرت یازید بسطامیؒ کسی شخص کی ملاقات کے لئے پانچ سو میل کا فاصلہ طے کر کے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ حضرت صاحب فوراً اٹھے اور واپس تشریف لے آئے اس شخص نے بہت کہا کہ آپ بیٹھیں بہت دور سے آئے ہیں۔ اتنا طویل سفر کر کے آئے ہیں۔ حضرت یازید بسطامیؒ نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ حضور ﷺ کے غلام ہیں تو میں زیارت کے لئے چلا آیا لیکن

تمہیں تو ذرا پرواہ نہیں ہے۔ نہ ادب کا لحاظ ہے اور مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوک رہا مجھے تیرے جیسے بزرگ سے ملنے کی حاجت نہیں ہے۔ رات کو حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ بایزید بسطامیؒ تو نے میرے راستہ میں غیرت کھائی ہے۔ اس نے تھوکا ہے تو اتنی بات پر تو اٹھ کر آ گیا ہے۔ میں تمہیں وہ مقام عطا کرتا ہوں کہ جو مقام فرشتوں میں حضرت جبرائیلؑ کا ہے تمہارا وہی مقام اولیاء اللہ میں ہوگا۔ آپ کو اولیاء کرام کا سلطان العارفین اولیاء کرم کا بادشاہ بنادیا ہے صرف اس لئے جس نے راہ نبی ﷺ کی طرف تھوکا تو یہ وہاں سے اٹھ کر ہی آ گئے کہ میں تم سے ملنا ہی گوارہ نہیں کرتا اولیاء کریم ﷺ کے غلام ہیں جو ولی کے راستے کو عظمت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے راستے کو عظمت ہے اپنی کوئی دنیا علیحدہ نہیں ہے۔ یہ سب ان کا کرم ہے تو ولی کے دروازے کی طرف چل تو نبی ﷺ کے دروازے کی طرف چل تیرا یہ چلنا ہی عبادت ہے ہر قدم پر ایک بدی ایک نیکی میں بدل جاتی ہے۔

تیری گلی کے پھیرے میری زندگی کا حاصل

حاصل کا پتہ کیا ہوتا ہے۔ گندم کی فصل میں حاصل دانے ہیں کہ توڑی ہے۔ دانے جو ہیں وہ حاصل ہیں توڑی حاصل کرنا مقصد نہیں ہے۔ دانے لینے کیلئے گندم کی فصل بوئی ہے شعر یہ کہہ رہا ہے کہ جو تو اپنے پیروخانے جاتا ہے وہ دانے ہیں اور اس کے علاوہ کہیں اور جاتا ہے تو وہ توڑی ہے۔

تیری گلی کے پھیرے میری زندگی کا حاصل

تیرے در سے آشنا ہوں ہے یہ میری پارسائی

میں جب سے تیرے در کا آشنا ہو گیا ہوں واقف ہو گیا ہوں میں نیک ہو گیا ہوں میں نمازی بھی تھا حاجی بھی تھا زکوٰۃ بھی تھا قربانی دینے والا بھی تھا۔ حافظ تھا۔ قاری تھا محدث تھا۔ مفسر تھا شب بیدار تھا عبادت گزار سب کچھ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں رجسٹر میں میرا نام نہیں تھا۔ جب تیری گلی میں آیا اس میں چلا اور تیرے دروازے سے آشنا ہوا تو اس روز سے میں نیک لکھا گیا۔ آشنا کا مطلب عاشق ہونا ہے۔ جب سے مجھے ولی سے محبت ہو گئی ہے میں نیک ہو گیا ہوں۔ اس کے علاوہ نیک ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے دلوں میں ولی کی محبت ڈال دیتا ہوں۔ اور ولی کا غم اور عشق اور محبت دل میں آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مہر لگ جاتی ہے کہ یہ اب ایمان دار ہے اگر کوئی کہے کہ ولی کون ہوتے ہیں یہ تو شرک ہو گیا۔ بدعت ہو گئی تو سمجھ لو کہ ایسے آدمی کے دل میں ایمان نہیں ہے اس لئے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اولیاء کے نام پر لوگوں کو آواز دیں گے کہ فلاں کے مرید آ جاؤ۔ فلاں کے مرید آ جاؤ یَوْمَ نَدْعُو كُلُّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل 71) ہر محبت کرنے والا اپنے محبت کے ساتھ ہوگا۔ وہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

وہ آگے اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ اس طرح سے ہوتے ہوتے تمام ایمان دار حضور نبی کریم ﷺ کے جھنڈے لواءِ الحَمْدِ کے نیچے آ کر جمع ہو جائیں گے اور قیامت کے روز صرف سایہ اگر ہوگا تو وہ لواءِ الحَمْدِ کا ہوگا اور کوئی سایہ نہ

ہوگا۔ کوئی روشنی نہیں کوئی پناہ نہیں اگر اس روز پناہ ہے تو وہ صرف نبی ﷺ کے جھنڈے تلے ہوگی۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے ولی کی محبت ہونی ضروری ہے ورنہ وہاں پہنچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی ولی کی محبت نصیب کرے آمین۔

ایک واقعہ اور یاد آ گیا ہے کہ جن کے گھر ہم گئے تھے ان کے والد صاحب بیس پچیس سال پہلے پاک پتن گئے تھے۔ وہ بھی کاریں تھے اور ساتھ ان کے بھائی وغیرہ بھی تھے۔ ابھی پاک پتن شریف شہر سے کچھ دور ہی تھے کہ ان کو رقت طاری ہوگئی۔ آنسو آگئے بچکی بندھ گئی۔ گریہ ہوگئی اور روناشروع کر دیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ بھائی صاحب کیا ہو گیا ہے انھوں نے بتایا کہ حضرت بابا فرید میرے پاس آ کر تشریف فرما ہو گئے ہیں یہ کاریں تھے وہیں حضرت بابا فرید تشریف فرما ہوئے۔ تو باقی دوست بھی ادا ہوئے اور ان پر رقت جیسا سامع طاری ہو گیا تو حضرت بابا فرید نے فرمایا کہ یہاں سے تین سو میل دور ایک بزرگ ہیں۔ وہاں تشریف لے جائیے اور وہاں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ تمہیں جاتے ہی مصلیٰ دیں گے وہ وہیں سے حکم کے مطابق چل دیئے۔ یہ مقام ضلع انک میں حضرو کے قریب ہے یہ صاحبان رات دو بجے وہاں ان کے گاؤں میں پہنچے تو مسجد میں چلے گئے وہاں بزرگ موجود تھے انہوں نے اپنے آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ دوست آگئے ہیں ان کو مصلیٰ دیدو کہ نماز پڑھ لیں۔ ان کو پہلے ہی سے انتظار تھا کہ یہ آ رہے ہیں۔ ایک آدمی تھا کہ اس نے بتایا کہ مجھے رات خواب آئی ہے کہ جو کوئی ان کا مرید ہو جائے گا وہ جنتی ہو جائیگا۔ صبح جمعہ کارو تھا۔ حضرت صاحب نے تقریر فرمائی اور بتایا کہ یہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے کہ اس نے رات خواب میں ایک اعلان سنا ہے کہ جو میرا مرید ہو جائے گا وہ جنتی ہو جائیگا۔ اللہ کرے جو بھی مرید ہو جائیگا وہ جنتی ہو جائیگا۔ یہ سن کر یہ جانیا لے دوست بھی مرید ہو گئے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے دوست مرید ہو گئے۔ یہ بیعت کرنے کا حاصل ہے۔ بیعت سے جنتی بنتے ہیں ایسے نہیں بنتے اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی زیارت کرنے ان کی تبرکات کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میاں عبدالرؤف صاحب کورات خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی وہ صبح اپنے پیر خانے گئے اور عرض کیا کہ خواب میں زیارت نصیب ہوگئی ہے۔ لیکن میں ظاہری زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ یہ چلہ کرو درود شریف پڑھو تو ظاہری زیارت بھی نصیب ہو جائیگی۔ حدیث پاک میں ہے جو مجھے خواب میں دیکھ لے پھر کوشش کرے تو ظاہری زیارت بھی نصیب ہو جائیگی۔ میاں صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو آج ہی زیارت کرنی ہے ان کے ساتھ ایک عمر رسیدہ آدمی بھی تھے۔ انہوں نے بھی عرض کیا کہ پیر صاحب آپ اسکو ظاہری زیارت کروادیں یہ نوجوان ہے کیا یاد کرے گا۔ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ دروازہ کی کنڈی لگا کر آؤ۔ وہ کنڈی لگا کر واپس آیا تو جہاں پیر صاحب بیٹھے تھے وہاں اب حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔ اتنا کرم ان پر ہوا۔ میاں صاحب نے اس سال حج پر بھی جانا تھا اور ان کے بھائی نے بھی ان کے ساتھ جانا تھا وہ اپنے پیر صاحب کے پاس گئے کہ اجازت لے لیں پیر صاحب نے فرمایا کہ باقی تو جائیں لیکن

عبدالرؤف صاحب نہ جائیں یہ نہیں رہیں اور حج کے پیسے مجھے دیدیں تو میں تمہیں حج سے بھی بہتر حج کرا دوں گا میاں صاحب نے پیسے پیر صاحب کو دیدے۔ جوانہوں نے کسی بیوہ کو دئے جس سے اس نے اپنی بچی کی شادی کر دی۔ جو حج کا اصل دن تھا۔ جس روز مکہ مکرمہ میں حج ہو رہا تھا۔ یہ میاں صاحب جھنگ بازار ریگل سینما کے پاس ان کا مکان تھا انہوں نے ظہر کی نماز نیت کی تو سامنے بیت اللہ شریف تھا۔ اور اس میں حضور نبی کریم ﷺ جملہ انبیاء کرام اور صحابہ کے ہمراہ طواف فرما رہے تھے۔ ان کے پیر صاحب بھی تشریف لے آئے اور فرمایا۔ دیکھو آپ نے پیسے دیئے تھے تو حج آپ کا بھی ہو رہا ہے اور دوسرے بھائیوں کا بھی ہو رہا ہے۔ پھر کئی سال بعد میاں صاحب کو حج پر جانیکا موقع ملا تو وہی نظارہ دوبارہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ انبیاء کرام اور صحابہ کرام طواف فرما رہے تھے۔ یہ بے ہوش ہو گئے تو ساقی ان کے لے کر ڈاکٹر صاحب کے پاس چلے گئے۔ آپ کو ہوش آئی تو بتایا کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے مجھ پر حضور نبی کریم ﷺ کے نور کا جلوہ ہے جس وجہ سے رقت ہے۔ مجھے ٹیکہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ خانہ کعبہ میں نہیں جاسکتا کہ جیسے ہی وہاں جاتا ہوں تو وہی سماں نظر میں آتا ہے اور ہوش نہیں رہتی۔ ان دنوں ان کے پیر صاحب کو وصال فرمائے کئی سال ہو چکے تھے لیکن بے ہوشی سے پہلے پیر صاحب وہاں تشریف لائے اور پھر فرمایا کہ عبدالرؤف تم سے پیسے لئے تھے کیا تمہارا حج ٹھیک ہو گیا ہے۔ عرض کیا ہاں جی آپ کی مہربانی اور بے ہوش ہو گئے اتنا کرم میاں صاحب پر پیر صاحب نے کیا تھا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تیرا عقیدہ کسی ہستی کے بارے میں کیا ہے یہی تیرا سرمایہ ہے عقیدہ کو بھل لگتا ہے میں کیا ہوں کوئی کیسا ہے تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے یہ تمہارا اپنا حسن ظن ہے اور تمہیں وہی ملے گا جو تمہارا عقیدہ پیر صاحب سے متعلق ہے اگر عقیدہ ٹھیک ہے تو پیر صاحب بھی صاحب عظمت ہیں اگر عقیدہ غلط ہے تو پھر پیر صاحب میں بھی کچھ نظر نہیں آئے گا۔ حضرت سرکار سائیں بابا سے متعلق کیا پتہ کر لو گے کہ کیسے ہیں حضرت بیرنجی عبدالرحمن صاحب سے متعلق کیا معلومات حاصل کر لو گے۔ کیسے معلوم کر سکتے ہو۔ تمہارے پاس کون سا میزان ہے۔ کون سا معیار ہے سوائے تمہارے عقیدہ کے عقیدہ درست رکھو تو پیر صاحب بھی درست نظر آئیں گے۔ عقیدہ صحیح ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین اور کوئی ہے ہی نہیں۔ لیکن ابو جہل کہتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ سے زیادہ بد شکل کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں ٹھیک ہیں کہ ہر کوئی مجھ میں اپنے ایمان کی کیفیت دیکھتا ہے۔ لیکن میں نہ یہ ہوں نہ وہ ہوں بلکہ میں ایک راز ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن تمہیں جو نظر آتا ہوں وہ تمہارا عقیدہ ہے۔ وہ تمہارا ایمان ہے جو مجسم ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کی شکل مبارک میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 05/01/96

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اولیاء کرام کا تصرف

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين آعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته یصلون على النبى یاایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیماء الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلى الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین! حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے خلف الرشید حضرت جناب شیخ عبدالجبارؒ نے اپنی کتاب
میں سرکار غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانی قطب سبحانی محبوب ربانی سے متعلق تحریر فرمایا کہ جب سرکار غوث الاعظمؒ نے
وصال فرمایا اور قبرانور میں تشریف لے گئے تو منکر نکیر آئے اور سوال کیا کہ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے تو حضرت غوث
الاعظمؒ نے انہیں ڈانٹ دیا اور فرمایا خبردار ہم سے نہ بولو۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے تو فرمایا کہ تم تاریک سنت
ہو میں یہاں موجود ہوں اور آپ باہر سے آئے ہیں۔ تمہارا فرض تھا کہ پہلے سلام لیتے۔ تم نے السلام علیکم نہیں کہا۔ تو
فرشتوں نے عرض کیا السلام علیکم اور حضرت غوث الاعظمؒ نے جواب دیا کہ وہ علیکم السلام اور پھر انھوں نے اپنا سوال
دہرایا کہ تیرا رب کون ہے تو حضرت غوث الاعظمؒ نے پھر ڈانٹ دیا اور فرمایا خبردار ہم سے نہ بولو۔ فرشتوں نے عرض کیا
کہ سرکار اب کیا غلطی ہوئی ہے اور آپ سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ تمہیں دین کی خبر نہیں تم نے سلام لیا لیکن مصافحہ
نہیں کیا۔ تو فرشتوں نے مصافحہ کیا لیکن جو نہیں انہوں نے ہاتھ ملایا تو حضرت غوث الاعظمؒ نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور
فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب پیدا کرنے والا ہوں تو تم نے حضرت انسان کی تخلیق کی مخالفت کیوں کی تھی۔
فرشتوں سے کوئی جواب بن نہ آیا تو عرض کیا کہ حضرت صاحب ہم دو ہی تو نہ تھے جنہوں نے مخالفت کی تھی بلکہ
تمام فرشتے تھے آپ نے ہمیں پکڑ لیا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے انہیں چھوڑ دیا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر باقی
فرشتوں سے بھی پوچھ کر آؤ۔ کہ مخالفت کیوں کی تھی پھر آ کر مجھ سے اپنے سوالوں کے جواب لے لینا۔ نکیرین گئے اور جا
کر رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ تیرا ایک بندہ قبر میں آیا ہے اور ہم سے یہ پوچھتا ہے تو ہم کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ مخالفت بھی تمہیں نے کی تھی اب جواب بھی تم ہی دو پھر ارشاد فرمایا کہ اگر جواب نہیں دے سکتے تو ان سے

معافی مانگ لو۔ فرشتے واپس آئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب ہم سے غلطی ہوئی مہربانی فرمائیں ہمیں معاف کر دیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا ٹھیک ہے کہ میں معاف کرتا ہوں لیکن ایک وعدہ کرو کہ قیامت تک جو بھی میرا مرید قبر میں آئیگا اس کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کرو گے پیار سے سوال کرو گے اسے ڈراؤ گے نہیں۔ فرشتوں نے وعدہ کر لیا۔

”بے شک اللہ کے ولی کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ ہی غم“ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کو کوئی خوف نہیں ہے اور ساتھ ہی ہمارا بھی بیڑہ پار کر دیا ہے۔ غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام قادری جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ لئے ہیں۔ اور حضرت بایں بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام نقشبندیوں کو جنت میں دیکھا ہے۔

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظمؒ کا
فرشتوں کو تائید فرمادی غوث الاعظمؒ نے کہ جب تک میرے مرید اپنی قبور میں آتے رہیں گے تم ان کے ساتھ سوال و جواب میں نرمی پیدا کرو گے اور ان کو پاس کرو گے قتل نہیں کرو گے۔ اب بتائیے کہ حکم اس کا چل رہا ہے۔

ولیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات
حدیث پاک ہے کہ اولیاء اللہ کی وجہ سے مردوں سے عذاب ٹلتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ انکی وجہ سے ہوائیں چلتی ہیں۔ نیک کام اولیاء اللہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بندہ اولیاء اللہ کی وجہ سے ایمان پر قائم رہتا ہے فتح ان کی وجہ سے ہوتی ہے یہ سب احادیث مبارکہ ہیں یاد ہے کہ یہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ چورو آ یا تھا کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا جبہ مبارک چوری کر کے لے جایگا لیکن ابھی چھپا بیٹھا تھا کہ حضرت حضرت حاضر ہوئے اور حضرت سرکارِ غوث پاکؒ سے عرض کیا کہ فلاں علاقہ میں قطب چاہئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ صبح دیدیں گے۔ لیکن حضرت حضرت نے پتہ ہے کہ وجہ کیا بتائی تھی کہ حضرت صاحب اگر وقت کا قطب موجود نہیں ہوگا تو صبح تک ممکن ہے کہ وہ علاقہ ہی غرق ہو جائے۔ اب پتہ نہیں کہ ایمان کے لحاظ سے غرق ہو جایگا کہ مادی طور پر غرق ہو جایگا۔ سابقہ دور میں ہر قوم کیلئے ہر علاقہ کیلئے ایک نبی ہوتے تھے۔ جب وہ قدرت الہی سے وصال فرما جاتے تو ان کی جگہ دوسرا نبی مقرر ہو جاتا کہ قوم کا ایمان قائم رہ سکے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اب آپ ﷺ کے بعد کیا ہوگا۔ فرمایا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اولیاء اللہ ہوں گے پیر ہوں گے اور تمہاری بچت اسی میں ہے کہ ان کے مرید ہو جاؤ لہذا ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو کسی شیخ کا دل کا دامن پکڑ لو۔ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر آپ یہ کہو کہ علم سے ایمان بچاؤں گا۔ میں عبادت سے ایمان بچاؤں گا میں سجدہ تلاوت سے ایمان کی حفاظت کر لوں گا۔ حضرات! میں علم کی شکایت نہیں کرتا لیکن علم میں اتنی طاقت عظمت نہیں ہے کہ وہ بندے کا ایمان قائم رکھ سکے اگر یہ رکھ سکتا تو شیطان ضرور

ایمان دار رہتا۔ عبادت اگر ایمان قائم رکھ سکتی تو شیطان ضرور ٹھیک ہوتا۔ منافق بھی ضرور ٹھیک رہتا لیکن ایسا نہیں ہے۔ ضرور ان میں کوئی کمی ہے۔ اب آپ ڈھونڈو کہ ان میں کیا کمی ہے شیطان کا علم بھی بہت زیادہ ہے ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ دیکھو یہ تمام دیوبندی اور اہل حدیث کیا کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ اس کا علم غیب زیادہ ہے۔ حضرت عزرائیل کی علم زیادہ ہے اس کی پہنچ زیادہ ہے اس کا علم غیب زیادہ ہے۔ حضرت عزرائیل کی علم زیادہ ہے اس کی پہنچ زیادہ ہے اس کا حاضر ناظر ہونا حضور ﷺ سے زیادہ ہے منافق کا نماز روزہ حج زکوٰۃ طہارت بہت زیادہ بہتر ہے۔ صحابہ کرام عرض کرتے تھے یا رسول اللہ ﷺ ان کی عبادت ارکان اسلام قابل رشک ہیں تو آپ ﷺ حوصلہ دیا کرتے تھے کہ فکر نہ کرو ان کے دلوں سے ایمان اس طرح نکل جاتا ہے کہ جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ تو حضرات! یہ سرکارِ غوث الاعظم کی عظمت اور مہربانی ہے اپنے مریدوں پر اور یہ بھی دیکھیں کہ جتنے بھی آدمی ہیں جو سرکارِ غوث الاعظم کے بعد میں آئے وہ سب ان کے مرید ہیں۔ حضرت مجددِ صاحب کیلئے بطور خاص انہوں نے دستار مبارک جبہ مبارک عصا مبارک اور چادر مبارک عطا فرمایا تھا جو آپ کی نسل پاک میں فرداً فرداً چلتا رہا چلتا رہا ہے کہ جب مجددِ صاحب کا زمانہ آئے تو انہیں میری طرف سے دیدینا جب حضرت مجددِ صاحب تشریف لائے تو یہ تبرکات ان کے حوالے کئے گئے۔ ہم کہتے ہیں کہ اپنے اپنے پیر صاحب کے پاس جاؤ کسی دوسرے کے پیر صاحب کے پاس نہ جاؤ ورنہ تفرقہ پڑ جائیگا لیکن حضرت سرکارِ غوث الاعظم کیا فرماتے ہیں کہ **وَاقْضِ اَمْرِي عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ** ”اور میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے“ سرکارِ غوث الاعظم نے تو کوئی تفرقہ رہنے ہی نہیں دیا انہوں نے تمام اولیاء اللہ کی گردن پر اپنا پاؤں مبارک رکھ کر ثابت کر دیا کہ سب میرے ہی ہیں میرے ہی تحت ہیں کیا کسی کو چھوڑا ہے۔ اس لئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے حضرت داتا صاحب کے مزار اقدس پر چلہ کشی فرمائی۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ کسی دوسرے کو دے ہی نہیں سکتے۔ حضرات! یہ اولیاء اللہ ہیں سب حضور ﷺ کے بنانے سے ولی بنے ہیں۔ تمام سلاسل ٹھیک ہیں۔ آپ اپنے پیر صاحب پر اعتماد اور عقیدہ رکھو اور سمجھو کہ کسی دوسرے ولی سے بھی میں اپنے ہی شیخِ کامل کے صدقے سے فیض لے رہا ہوں حدیث پاک ہے کہ ذکرِ صالحین پر نزولِ رحمت ہوتی ہے۔ صالحین جمع کا صیغہ ہے اگر صرف ایک پیر صاحب کے ذکر پر ہی نزولِ رحمت ہوتی تو صالح کا لفظ آتا اس لئے تمام سلاسل کے بزرگوں کا ذکر کیا کرو یہ ان اولیاء اللہ ہی کا فیض ہے ان کا ہی کرم ہے کہ جن کی وجہ سے ہم قائم ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ بتاؤ سب سے پسندیدہ ایمان کس کا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ فرشتوں کا ہوگا فرمایا کہ وہ کیسے وہ تو اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو جانتے ہیں ہر نبی کو جانتے ہیں جو لوگوں کیلئے غائب ہے وہ ان کو بھی دیکھتے ہیں جنت کو دیکھتے ہیں دوزخ کو دیکھتے ہیں سب کو دیکھ کر ایمان لا نا کوئی بڑی بات ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ انبیاء کا ایمان بہتر ہوگا فرمایا کہ انبیاء کو تو اللہ تعالیٰ پڑھاتا ہے اور سب کچھ عطا کرتا ہے وحی ان کے پاس آتی ہے ہر غیب ان پر منکشف ہوتا ہے پھر عرض کیا کہ ان کے بعد تو پھر صحابہ کرام کا ہی ایمان بہتر ہوگا۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی دلیل اور نشانی تمہارے سامنے ہوں۔ تمہارا کس طرح

سے بہتر ہو گیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ ﷺ ہی بتائیں کہ کس کا ایمان بہتر ہے۔ فرمایا کہ بعد میں آنے والوں کا کہ کتب میں پڑھ کر تقاریر سن کر بن دیکھے ان کے دلوں میں میرا عشق پیدا ہوگا یہ عجب ہے یہ پسندیدہ ایمان ہے ہم اسی طرح سے ہی حضور نبی کریم ﷺ سے عشق کر رہے ہیں۔ بغیر دیکھے ساری مخلوق ان کی عاشق ہے۔ یہ خاص ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا اتنا کرم ہوتا ہے کہ صرف میرا تذکرہ سن کر بنی ان کے دل میرا عشق پیدا ہوتا ہے یہی وہ اولیاء اللہ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا کرتے ہیں انبیاء شہداء صدیقین اور اولیاء کرام انعام یافتہ ہیں اور یہ پردہ فرمانے کے باوجود اپنی قبور کے زندہ ہوتے ہیں ان کے ارواح جنت سے زیادہ افضل ہیں اس لئے وہ اپنے ہی اجسام میں رہتی ہے۔ وصال کے بعد بھی جنت یا مقام علمین میں یہی باتیں۔ انبیاء کرام جنت کے عاشق نہیں ہوتے بلکہ جنت ان پر عاشق ہوتی ہے۔

اے جنت تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا کہ ضرور رہتے ہیں
لیکن اے جنت آ طواف کر میرا
کہ میرے دل میں حضور ﷺ رہتے ہیں

شہید تو مرتا ہی نہیں ہے بلکہ اسے مردہ کہنا اور سوچنا بھی بے امانی ہے۔ اولیاء اللہ کا چہرہ دیکھنے سے بندے کی اپنے ان ختم ہو جاتی ہے۔ شیطان صرف اس لئے شیطان ہے کہ وہ اپنے فیصلہ پر اکڑا ہوا ہے کہ وہ حضرت آدم سے بہتر ہے اس لئے ان کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ اس کی فلاسفی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ وہ شیطان ہے اسے معلوم ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ وہ عدو مبین ہے پھر وہ تو بہ کیوں نہیں کر لیتا۔ اس کی اکڑ کیوں نہیں جاتی۔ اس لئے کہ اکڑ کو توڑنے کیلئے کسی شیخ کامل کسی ہستی کامل کا ادب چاہئے۔ اس کے لئے عبادت کی ضرورت نہیں۔ ریاضت کی ضرورت نہیں۔ علم کی ضرورت نہیں جہاں نہیں چاہئے قربانی صدقہ زکوٰۃ کی ضرورت نہیں تکبر کو توڑنے کیلئے کسی ولی کامل کا دامن چاہئے۔ جیسے ہی کوئی کسی ولی کامل کا چہرہ دیکھتا ہے تو اس کا تکبر ٹوٹ جاتا ہے۔ تکبر صرف زیارت اولیاء اللہ سے ہی ٹوٹتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ ”حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے“ فرمایا کہ ”جس گلی سے حضرت عمرؓ گزر جاتے ہیں اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے“ یہ تو نہیں فرمایا کہ جس گلی میں سے نمازی گزر جائے اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ کَشَفَ الدُّجَى بِحَمَالِہ ان کا چہرہ دیکھنے سے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ کاپلاٹ جاتی ہے۔ تصور مرشد سے تمہارے ساتھ مرشد کریم کی دائمی ملاقات رہتی ہے۔ دو جسم اور ایک جان والا معاملہ بن جاتا ہے۔ اتنا قرب رہتا ہے اور جتنے بھی برے خیالات آتے ہیں وہ تصور مرشد کریم سے ختم ہو جاتے ہیں اور حالات ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ لہذا تکبر توڑنے والی چیز صرف دیدار مرشد ہے۔ حضرت سلطان العارفين حق باہو کا چہرہ دیکھتے ہی بد مذہب

کلمہ پڑھ لیتے تھے۔ یہ جو ذکر آپ کرتے ہیں **اَللّٰهُ هُوَ اَللّٰهُ** کرتے ہیں اگر تصور مرشد ٹوٹ جائے تو یہ قبول ہونا بند ہو جاتا ہے۔ اور جب تک تصور قائم رہتا ہے تو یہ قبول ہوتا رہتا ہے۔ تصور مرشد ایک کنکشن ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کنکشن کیسا ہے۔ بڑا مشہور قصہ ہے کہ حضرت شیخ سعدیؒ ایک روز حمام میں تشریف لے گئے وہاں پر مٹی پڑی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ آپ نے وہ مٹی اٹھالی اور پوچھا کہ تم میں یہ خوشبو کہاں سے پیدا ہو گئی مٹی نے جواب دیا۔

جمال ہم نشین در من اثر کرو
ورنہ ہما خاکم کہ ہستم

میں تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔ لیکن جو ہستی میرے سامنے ہے اس کے چہرے نے مجھے خوشبودار کر دیا ہے میں نہیں بدلی بلکہ اس جمال نے مجھ میں اثر پیدا کر دیا ہے۔ جو میں نے دیکھا ہے۔ حضرات! اگر زمین پر حضور نبی کریم ﷺ کا پاؤں مبارک آئے تو اس زمین کی مٹی اپنی ہیئت کے لحاظ سے بدلی ہے؟ اگر اس کا Analysis کیا جائے تو کوئی تبدیلی نظر آئے گی؟ نہیں اپنی ہیئت کے لحاظ سے Nature کے لحاظ سے مٹی نہیں بدلی اس میں جو کچھ بھی ہے اس کا جو کچھ بھی Composition ہے وہ ہی ہے صرف اس کی قسمت میں ہے کہ حضور ﷺ کا پاؤں مبارک اس پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی قسم ہے۔ اس نقش پا کی قسم ہے۔ تو جیسے جیسے آپ کو دیدار مرشد ہوتا ہے تو دل کی ساری میل اترتی جاتی ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقائیؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی شخص میرے مرشد کریم کا چہرہ دیکھ لیتا تھا تو وہ نائب ہو جاتا تھا۔ تو بپ کر لیتا تھا ایمان لے آتا تھا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت بایزید بسطامیؒ ہیں حضرت سلطان محمود غزنویؒ جب حضرت ابوالحسن خرقائیؒ کے پاس گیا تو آپ نے اسے تبلیغ فرمائی کہ جو کوئی میرے پیرو صاحب کا چہرہ دیکھتا تھا تو وہ مسلمان ہو جاتا تھا تو سلطان محمود نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کے پیرو مرشد کا چہرہ دیکھنے والا مسلمان ہو جاتا تھا۔ لیکن ابوجہل نے تریپن سال حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ دیکھا ہے وہ مسلمان کیوں نہیں ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید شاہد ہے کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ بھی حضور ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھا تو..... **يُتَطَرُّونَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ** (الاعراف 198) ”اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آتا“ ایک نظر ہے ایک بصر ہے اور ایک بصیرت ہے یہ تین طریقے دیکھنے کے ہیں لیکن ان تینوں میں سے بھی ابوجہل کو کبھی حضور پاک ﷺ کا چہرہ نظر نہیں آیا۔ اسی لئے اس نے کہا کہ (نعوذ باللہ) ان سے بڑھ کر تو کوئی بد شکل نہیں ہے اور حضرت صدیقؒ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے اور حضرت حسانؒ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں ہے۔ کوئی تو فرق ہے نا۔ بات صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی ابوجہل کو اپنے محبوب کی طرف دیکھنے کی توفیق ہی عطا نہیں فرمائی اس لئے کافر رہا ہے۔ انہوں نے نعت پڑھی ہے کہ

بڑے اوج پر ہے تیرا مقدر
تیرے گھر حلیمہ حبیب خدا آ گئے ہیں
حلیمہ تو حلیمہ رہی آج بھی اگر ان کا کوئی ذکر خیر کرے تو وہ اس کے گھر تشریف لے آتے ہیں
اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
کہ وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

شیطان جو شکل چاہے اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا حق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن اس زیارت پاک کا بیج تصور مرشد کریم ہے۔ بیج ڈالو گے تو فصل پیدا ہوگی۔ تصور مرشد کریم رکھو گے تو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو جائیگی۔ یہ نہیں ہے کہ یہ کرم صرف حلیمہ پر ہی ہوا ہے اور اب نہیں ہوتا۔ نہیں نہیں یہ کرم اب بھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اس محفل میں ایک شخص بیٹھا ہے کہ اس نے دیکھا کہ ایک محفل میں حضور نبی کریم ﷺ چھت کے راستہ سے تشریف لائے اور دیوار میں سے نکل گئے صرف ہماری آنکھوں کے سامنے حجاب ہیں ورنہ پتے پتے میں محمد ﷺ کا ظہور ہے حکم ہے کہ جب آپ مکان کے اندر داخل ہوں تو اہل خانہ پر سلام کہو اور اگر مکان خالی بھی ہے تو کہو اسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ تو تشریف رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 04/05/95

ہمارے ایک دوست ہیں 69 ملتان تشریف لے گئے۔ روانگی سے پہلے میرے پاس ملاقات کے لئے آئے تو میں نے کہا کہ جس جس دربار پر بھی جائیں وہاں میری طرف سے بھی سلام عرض کر دینا۔ وہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتائی کے روضہ پر گئے۔ مزار پر بیٹھے تھے۔ تلاوت کر رہے تھے۔ کہ پیچھے سے ایک بزرگ نے آ کر ان کے کندھے پر تھکی دی انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ایک بہت نورانی چہرے والے بزرگ ہیں۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب معاف کرنا میں نے آپ کو پہچانا نہیں ہے۔ آپ کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا کہ میں ہی صاحب مزار ہوں۔ یہ اسی ہفتے (فردری 1997ء) کی بات ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں۔ لیکن یہ دیکھو کہ ان کے غلام بھی زندہ ہیں۔ فرمایا کہ تم ڈاکٹر علی محمد کے مرید لگتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ ان کی جماعت بہت اچھی ہے۔ جب بھی جہاں کہیں ان کی محفل ہوتی ہے۔ میں بھی اس محفل میں حاضر ہوتا ہوں۔

اس میں میری کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ یہ ان کا کرم ہے۔ ملتان یہاں سے ڈیڑھ دو سو میل ہے۔ چناب ایکسپریس پانچ گھنٹے لے لیتی ہے۔ اتنی دور کا فاصلہ ہے اور فرمایا کہ میں ان کی محفل میں ہوتا ہوں۔ جہاں بھی عاشق

لوگوں کی محفل ہوتی ہے تو حضرت صاحب بہاء الدین زکریا ملتائی اس میں ہوتے ہیں۔ جہاں بھی عاشق لوگوں کی محفل ہوتی ہے تو حضرت بہاء الدین زکریا ملتائی اس میں ہوتے ہیں۔ تمام اولیاء اللہ اس میں ہوتے ہیں۔ فرشتے بھی اس میں ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان کی جماعت مجھے بہت پیاری ہے۔ لیکن تیری حاضری میرے دربار پر اس وقت قبول ہوگی کہ جب تو پہلے میرے پوتے شاہ رکن عالم کے دربار پر جائے گا۔ پہلے وہاں حاضری دیا کرو پھر میرے پاس آیا کرو۔ پھر وہ آدمی دوسرے بزرگ حضرت شاہ شمس تبریز کے دربار پر گئے۔ مراقبہ کیا تو حضرت شاہ شمس تبریز مراقبہ میں ہی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اے شخص تجھے مبارک ہو کہ تو وہاں مرید ہے اور میں بھی ان کی محفل میں حاضر ہوتا ہوں۔ وہ شاہ رکن عالم کے دربار پر گئے تو انہوں نے بھی اس کو مبارک باد دی۔ پھر فرمایا کہ ملتان کے تمام اولیاء اللہ کے دربار پر حاضری دے کر جانا۔ پھر خود ہی فرما دیا کہ تمام مزارات پر تم شاید نہ جاسکو۔ بس یہ تین درباروں پر جو تم نے حاضری دے دی ہے۔ تو یہ تمہاری حاضری تمام درباروں پر منظور ہوگئی ہے۔

گلستان کالونی فیصل آباد میں حضرت بابا نولکھ ہزاری شاہ کوٹ والی سرکار کے مرید اور خلیفہ ہیں وہ میرے پاس یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں خود نہیں آیا مجھے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے۔ مجھے حضرت بابا نولکھ ہزاری نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم اکثر اپنی رحمتیں وہاں بھیجتے رہتے ہیں۔ جب واپس تشریف لے جانے لگے تو فرمایا کہ آپ دعا کریں۔ میں نے دعا کی جو اکثر ہم اپنی محفل میں کرتے ہیں۔ اب پھر کرتے ہیں آپ بھی میرے ساتھ دعا کریں اور دعا یہ ہے کہ

الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم۔ ملك يوم الدين الصلوة والسلام عليك
يا رسولہ النبى الكريم والہ واصحابہ اجمعين۔ ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة وقنا
عذاب النار۔

يا محمد ﷺ از تو مے خواہم خدا را خدايا از تو عشق مصطفی ﷺ را
تو عشق سے ہر پشت کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجلا کر دے
کتے و بکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ

یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبيب اللہ اسمع قالنا
اننى فى بحر غم مغرقن خذیدى سهلنا اشكالنا
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ و زینت فرقہ محمد والہ واصحابہ
و بارک وسلم

اس دعا کے بعد وہ بزرگ فرمانے لگے کہ میں دیکھ رہا ہوں اس کمرے میں مقام محمود رکھا ہوا ہے اور نبی کریم ﷺ اس پر

تشریف فرما ہیں اور انہوں نے یہ دعا قبول کر لی ہے۔ تو اسنے عاشق وہ بزرگ ہیں کہ قیامت کے بعد جو سماں ہوگا کہ حضور نبی کریم ﷺ مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے۔ وہ ان کو آج ہی اور اس کمرہ میں ہی نظر آ رہا ہے۔ فرما رہے تھے کہ لوگ دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ تو حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود عطا فرما نا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ وعدہ کی بات کیا ہوئی حضور ﷺ تو آج بھی مقام محمود پر تشریف فرما ہیں۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

سچے لوگوں کا ساتھ باعث نجات (نشست اول)

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملكه يصلون على النبى يا ايها الذين امنو صلوا عليه وسلموا تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

معزز حاضرین ارشاد ربانى ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰلِحِيْنَ اس کا

ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اب بات یہ ہے کہ میں سچے کے ساتھ ہونے کیلئے تیار ہوں لیکن چاہے کون؟ کوئی کہے کہ سچے کی پہچان داڑھی ہے لیکن داڑھی تو ہر فرقہ میں ہے۔ بہتر فرقے ہوں گے اگر ابھی تک نہیں بنے ہیں تو بن جائیں گے حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک فرقہ جنتی ہے باقی سب جہنمی ہیں یہ جو بہتر جہنمی ہیں ان میں بھی داڑھی سے سکھ کی بھی داڑھی ہے۔ یہودی کی بھی داڑھی ہے پھر اگر سچا ہونے کی نشانی داڑھی ہے تو ان میں سے سچا کس کو کہو گے کہاں سے سچا ڈھونڈو گے کہاں جاؤ گے؟ پھر کہو کہ اس کے ہاتھ میں مصاہے تو وہ بھی ہے کہو کہ اس کے سر پر پگڑی ہے تو وہ بھی ہے پھر کہو کہ عمامہ ہے اور اس کے اوپر سے چادر بھی ہے تو وہ بھی آپ کو مل جائیگی مصلیٰ اس کا بچھا ہوا ہے ہاتھ میں شیخ ہے دوسرے ہاتھ میں قرآن مجید ہے تو یہ بھی ہوں گے۔ قرآن وحدیث کا عالم ہے تو وہ بھی ہے۔ اب عجیب مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ لیکن سچا ہے کون؟ سچا نعت پڑھتا ہے تو نعت تو دوسروں نے بھی پڑھنا شروع کر دی ہے۔ بیعت بھی شروع کر دی ہے۔ جو یہ کہیں مانتے وہ بھی اب مرید کر رہے ہیں۔ تبلیغ بھی ہے دعوت بھی ہے تہجد بھی ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی ہے پھر اب بتائیے کہ سچا کون ہے۔ میں سچے کے کردار کی بات کرتا ہوں تاکہ پتہ چل سکے کہ سچا کون ہے ایک سچے کا پتہ چل جائے تو وہ ایک مثال دی جائے گی نمونہ ہوگا۔ Reference بن جائے گی Sample ہوگا کہ یہ سچا ہے اور جیسا جو کوئی بھی ہوگا وہ سچا ہوگا۔ حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اتنے تھوڑے سے وقت میں لامکان میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر کے آ گیا ہوں۔ رلت کے تھوڑے سے حصہ میں عرش معلیٰ بھی دیکھی ہے جنت بھی دیکھی ہے دوزخ بھی دیکھی ہے۔ تمام آسمانوں کی سیر بھی کی ہے۔ سارا واقعہ بیان فرمایا۔ لیکن لوگوں کی عقل فہم وادراک میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں یہ تمام کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ عمر بن ہشام جسے بعد میں ابو جہل کہا گیا نے سوچا کہ مسلمان تو اس مسئلہ پر مذہب ہو گئے ہیں شک میں پڑ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ اس وقت ان کے ایمان پر حملہ کیا جائے اور ان میں سے کسی کو ساتھ ملایا جائے تو یہ آسان ہو جائیگا اس نے سوچا کہ اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ ساتھ مل جائیں تو یہ سب سے بہتر رہے گا وہ ان کے پاس گیا پتہ چلا کہ سفر پر گئے ہیں اور آج ہی واپسی متوقع ہے ابو جہل ان کے راستہ پر بیٹھ گیا۔ حضرت

سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لے آئے۔ ابو جہل نے کہا کہ بات سنئے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں رات کے ایک تھوڑے سے حصہ میں لامکان کی سیر کر کے آ گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ نہیں جاسکتا۔ ابو جہل نے پھر کہا کہ وہ کہتا ہے کہ میں تھوڑے سے وقت میں تمام آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر کے آیا ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ تینوں دفعہ یہی فرمایا کہ نہیں جاسکتا۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ آپ مانتے ہیں ناکہ نہیں جاسکتا ہے لیکن یہ تمہارا نبی کہتا ہے کہ میں ہو کر آیا ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ تو ایک معمولی بات ہے میرے نبی پاک ﷺ اس سے بھی بہت بڑی بات کہیں میں وہ بھی مان جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل تشریف لائے اور حضور پاک ﷺ کو خوشخبری دی کہ آپ کی تصدیق کر کے ابو بکرؓ آج سے صدیق اکبرؓ بن گیا ہے یہ سچا ہے یہ سچا ہونے کی دلیل ہے جو نبی پاک ﷺ کی صفت کو مان جائے وہ سچا ہے اور نبی پاک ﷺ کی کسی صفت کا انکار کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ خواہ وہ توحید کی تعریف بیان کرتے ہوئے انکار کر جائے وہ جھوٹا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بعض لوگ توحید کی تعریف اس طرح سے کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی نفی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی جہالت میں حضور نبی پاک ﷺ کی اپنی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی شان ہے۔ وہ خالق ہے مالک ہے اس کی ذاتی صفات ہیں لیکن اس نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسی شان عطا فرمادی ہے کہ وہ ایک لمحہ میں لامکان میں اپنے رب کا دیدار کر کے واپس آ سکتے ہیں۔ تمام علوم آپ ﷺ کے سینے میں بھر کر تمام آسمانوں کی سیر کر کے ایک لمحہ میں واپس بھی بھیج دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ اس سے بھی بڑی کوئی شان بیان فرمائیں تو میں اسے بھی مان جاؤں گا کہ یہ حضور ﷺ کے تصرف کی بات ہے۔ آج بھی جس کے سینے میں نبی پاک ﷺ کی ایسی شان ہے وہ سچا ہے سچائی کا معیار صرف حضور ﷺ کی صفات کا اقرار ہے یہ جو نعت پڑھی گئی ہے کہ

سرکارِ دے درِ ولے رہندی اے نظرِ میری

اس درِ دی گدائی تے ہوندی اے گزرِ میری

یہ تمام تر حضور ﷺ کی شان بیان کی گئی ہے جو شخص بھی یہ نعت سن کر دل تنگ کرتا ہے وہ سچا نہیں ہے۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کی شان مانتا ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے راستے پر چلتا ہے وہ سچا ہے اور جو انکار کرتا ہے وہ جھوٹا ہے میں ایک عرض کرتا ہوں کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ خوشخبری بھی ہے حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور فرمایا کہ میں نے اپنی امت کا ایک ”بک“ بھر کر جنت میں ڈال دیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک ”بک“ اور ڈال دیں۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں ایک ہی کافی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ کیا آپ کو امت کی بخشش کا خیال نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ کیوں دوسرے ”بک“ کیلئے اصرار کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جہاں اتنی امت لگتی ہے وہاں اور بھی گنگہاں اگر جنت میں چلے جائیں تو کیا یہ اچھا نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے

حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں کہ ایک اور ”بک“ نہ ڈالیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ”بک“ ہی اتنا ہے کہ ساری کائنات اس میں آ جاتی ہے یہ سچے کی نشانی ہے۔ اس طرح کا عقیدہ اگر کسی کا ہو جائے تو وہ سچا ہے۔

یہودی نے کہا کہ خدا ایک ہے۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچا نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ آپ کہیں کہ چار کوئی پوچھے کہ اس وقت گھڑی میں کتنا وقت ہے آپ کہیں آٹھ بجے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ دن کون سا ہے آپ کہیں جمعرات کوئی مہینہ پوچھے تو مہینہ کا مہینہ ہے۔ کوئی تاریخ پوچھے تو آپ کہیں 23/05/96 یہ سب درست ہے لیکن یہ سچا ہونے کی نشانی یا دلیل نہیں ہے۔ سچا وہ ہے جو نبی پاک کی شان مانتا ہے۔ منافق حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو نہیں مانتا اس لئے جھوٹا ہے۔ کیا ابو جہل مانتا تھا؟ نہیں اس لئے وہ جھوٹا ہے کیا دیوبندی مانتے ہیں؟ نہیں تو پھر جھوٹے ہیں۔ مجھے انہوں نے پوچھا کہ آپ مدینہ شریف کیوں جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو اس لئے جا رہا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو میرے روضہ کی زیارت کرے مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ اس لئے میں تو شفاعت لینے جا رہا ہوں اور میری کوئی غرض نہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیوں جا رہے ہیں تو کہنے لگے کہ وہاں چالیس نمازیں پڑھنے کا حکم ہے۔ جو وہاں چالیس نمازیں پڑھے گا تو وہ نمازی بن جائے گا۔ تو میں نے عرض کیا کہ کیا خانہ کعبہ میں طلبہ بجاتے ہیں۔ یہیں پڑھ لیں۔ کیا یہاں نماز نہیں ہوتی۔ یہاں چالیس نمازیں پڑھنے سے نمازی کیوں نہیں بن سکتا۔ یا تو یہ کہو کہ خانہ کعبہ میں نماز نہیں ہوتی۔ پھر تو تم یہ تین سو ستر میل دور جا کر مدینہ شریف میں نماز پڑھو۔ اور اگر یہاں نماز ہوتی ہے۔ تو یہیں کیوں چالیس نمازیں پوری کر کے نمازی نہیں بنتے۔ یہ جھوٹے کی نشانی ہے کہ اگر جایگا بھی تو کسی اور غرض سے جایگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کا فائدہ نہیں اٹھانے جایگا بلکہ نمازی بننے کیلئے جائے گا۔ ہم جنتی بننے کے لئے جاتے ہیں۔ اس فرمان کے مطابق جنتی خانہ کعبہ میں نہیں بننے بلکہ جنتی مدینہ منورہ میں بننے ہیں۔ جنتی در نبی ﷺ پر جا کر بننے ہیں۔ یہ سچے کی پہچان ہے جو بھی ایسا فرقہ ہو گا وہ جنتیوں کا فرقہ ہوگا۔ اور جو اس فرقہ کو ماننے والے ہیں انہیں میں سے اولیاء کرام ہوتے ہیں دوسرے ولی نہیں ہو سکتے۔ چاہے ہوا میں اڑتے ہوں۔ پانی پر چلتے ہوں لیکن ولایت نام کی کوئی چیز ان میں نہیں ہیں۔ ایک شخص آیا اور حضرت بایزید بسطامیؒ سے عرض کیا کہ ایک شخص سے جو ہوا میں اڑتا ہے آپ نے فرمایا دیکھنا کہ کہیں کوئی مکھی نہ ہو کیونکہ ہوا میں مکھی بھی پائی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ جی وہ تو پانی پر بھی چلتا ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھنا کہیں وہ تنکا نہ ہو اس نے پھر کہا کہ وہ ایک لمحہ مشرق میں ہوتا ہے اور دوسرے لمحہ مغرب میں ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھنا کہیں شیطان نہ ہو۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت پھر ہم اس کا کیا دیکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دیکھو کہ وہ حضور ﷺ کا غلام ہے۔ کیا اس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہے۔ اگر ہے تو پھر یہ ولایت کی نشانی ہے۔ کیا حضور ﷺ کی تعریف اسے اچھی لگتی ہے۔ اگر ہاں تو یہ نجات ہے یہ بخشش ہے یہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ یہ سچائی ہے دیوبندی کے پاس چلے جاؤ اور ان سے

پوچھو تو وہ نبی ﷺ کی صفات کو نہیں مانیں گے جو قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہیں وہ بھی نہیں مانے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى اللہ تعالیٰ اپنے نبی پاک ﷺ کو اپنی مرضی دیدی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

آپ دیوبندی حضرات سے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہی صحیح کرادیں تو پھر مانیں گے۔ اہل حدیث کی پاس چلے جاؤ وہ کہیں گے کہ حضور ﷺ کو تو اپنی بھی خبر نہیں کہ وہ جنتی ہیں یا نہیں ہیں۔ خدا کے بند و عشرہ مبشرہ کہاں گئے جن کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ بشارت دے رہے ہیں کہ وہ جنتی ہیں۔ ان کو بشارت دے رہے ہیں اور کیا اپنی خبر نہیں ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ سے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ نو جوانان جنت کے سردار ہیں اور حضرت فاطمہ الزہراءؑ خاتون جنت ہیں۔ اپنے نواسوں کو اپنی بیٹی کو تو حضور ﷺ جنت کی بشارت دے رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں خود کو علم نہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے کہ نہیں یہ جھوٹے کی نشانی ہے۔ عشرہ مبشرہ سے متعلق حدیث شریف بھی بھول گئے کیا آپ جانتے ہیں کہ جنت کے مالک کون ہیں۔ جنت کس کی ہے یہ حضور ﷺ کی ہے۔ یہ مکان محمد حمید شاد کا ہے۔ اگر حمید صاحب کو اس مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو تو پھر ان کی ملکیت کیسی ملکیت کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ جب چاہیں آئیں جب چاہیں جائیں جتنا چاہیں قیام کریں۔ صبح آئیں شام آئیں جب جی چاہے آئیں انہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ اس طرح جب جنت حضور ﷺ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کا مالک بنا دیا ہے تو پھر یہ کہنا کہ بے اختیار میں جاسکتے ہیں۔ نہیں جاسکتے ہیں یہ جھوٹے کی نشانی ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آپ حضور ﷺ سے جنت مانگیں وہ جنت عطا فرما دیتے ہیں۔ کئی بار عرض کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِيعَةُ تو حضرت ربیعہ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ جس طرح سے اس دنیا میں آپ کی رفاقت نصیب ہے اسی طرح جنت میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہوں۔ تو حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تو اپنا پیٹ نہیں کہ جنت میں جاؤں گا یا نہیں جاؤں گا میں تمہیں کیسے کہہ دوں۔ بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا کچھ اور مانگو یعنی حضرت ربیعہؓ کو بشارت دے دی کہ وہ جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ رہوں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ انہیں اپنی خبر نہیں۔ یہ جھوٹے کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ سچے کی پہچان نصیب فرمائے۔ محراب ٹوپی داڑھی اور عصا وغیرہ سچے ہونے کی نشانی نہیں ہے حضور ﷺ کی صفات کا اقرار اور انہیں ماننا سچے ہونے کی نشانی ہے یہ ایمان ہے ان سے محبت ایمان ہے ان کا ادب ایمان ہے۔ ان کی تعظیم ایمان ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جس دل میں میری محبت نہیں ہے اس میں

ایمان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کا ادب اور محبت نصیب فرمائے۔ آمین سچے کی پہچان نصیب فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش محمد حمید شاد صاحب 23/05/96

سچے لوگوں کا ساتھ باعث نجات (نشت دوم)

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یا ایها الذین امنو صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز سامعین! آپ جانتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے کشتی بنائی اور جو کوئی بھی آپ کی اطاعت میں آپ کے فرمان کے مطابق اس کشتی میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جو نہ سوار ہوا وہ ڈوب گیا حتیٰ کہ آپ کے صاحبزادے نے بھی آپ کی حکم عدولی کی آپ کی بات نہ مانی اور سوار نہ ہوا تو وہ بھی ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ حضرات! امت محمدیہ کیلئے بھی ایک کشتی ہے۔ جو اس میں سوار ہو جائیگا وہ بچ جائیگا اور جو انکار کرے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا ڈوب جائیگا اسے نجات نہیں ملیگی اور وہ کشتی ہے ”سادات کی عزت و ادب و احترام“، کرنا سیدزادہ ہو تو اس کا ادب کرو۔ اس کی عزت کرو۔ اس کا احترام کرو۔ یہ نہ دیکھو کہ اس کی قمیص کسی ہے اس کا کالر کیسا ہے۔ اس کی پگڑی کیسی ہے اس کا رنگ کیسا ہے۔ اس کا اخلاق کیسا ہے۔ اس کا کردار کیسا ہے اس کی گفتار کیسی ہے اس کے اعمال کیسے ہیں اس کی افعال کیسے ہیں۔ نہیں نہیں کوئی چیز نہ دیکھو صرف یہ دیکھو کہ اس رگوں میں خون کس کا ہے۔ یہ دیکھو کہ اس کا حسب نسب کس کے ساتھ ہے۔ اگر کوئی سیدزادہ نہیں بھی ہے لیکن وہ اپنے آپ کو سید کہتا ہے تو مان جاؤ کہ وہ سید ہے اور اس کی عزت ادب اور احترام کرو تمہیں اس کا صلہ بھی وہی ملے گا جو حقیقی سیدزادہ کی عزت و توقیر۔ ادب و احترام سے ملتا ہے۔ نکتہ چینی نہ کرو یہ نہ پوچھو کہ تم سیدزادے کس طرح سے ہو۔ کسی کے سادات ہونے پر شک نہ کرو۔ بس اس کا یہ کہہ دینا ہی کافی سمجھو کہ وہ سیدزادہ ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے خبردار کہ کسی سیدزادہ سے کبھی کوئی زیادتی کر بیٹھو کہیں اللہ معافی دے کہ اس کی گستاخی کر بیٹھو۔ اللہ نہ کرے اگر ایسا ہوا تو ڈوب جاؤ گے نجات نہیں ملے گی۔ پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کیا ہے۔ بڑا ایمان افروز واقعہ ہے جب بھی بیان کرتے ہیں تو ایمان میں تازگی آ جاتی ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ شہائی پہلوان تھے۔ ایک نہایت کمزور و بے پلے آدمی نے آپ کو کشتی کا چیلنج دے دیا۔ اب چوں کہ چیلنج تھا۔ اس لئے حضرت جنید بغدادیؒ کو اس سے کشتی لازماً لڑنا تھی۔ لیکن کہاں شہ زور طاقت و اور جسیم شہائی پہلوان اور کہاں ایک کمزور اور لاغر بالکل مریل مد مقابل کشتی شروع ہونے سے پہلے اس آدمی نے حضرت جنید بغدادیؒ کے کان میں آہستہ سے کہا کہ اے جنیدؒ آپ شہائی پہلوان ہیں۔ آپ کو یہ عہدہ مبارک لیکن میں ایک سیدزادہ ہوں۔ تنگدستی ہے۔ کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ کہاں میں اور کہاں آپ یہ چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ ہے چیونٹی بے چیری کیا کشتی لڑے گی آپ مہربانی فرمائیں نیچے گر جائیں مجھے انعام مل جائے گا۔ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا نا نہیں چاہتا۔ میری ضرورت پوری ہو جائے گی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا۔ اب حضرت جنید بغدادیؒ کا یہ

امتحان تھا ایک طرف شاہی رتبہ اور اپنی طاقت کا گھمنڈ اور دوسری طرف سیدزادے آل رسول کی عزت حضرت جنیدؒ تھوڑی دیر کیلئے سکتہ میں آگئے کہ کیا کروں۔ آخر سیدزادے کے سامنے گرجانے کا ہی فیصلہ کیا۔ اور کشتی شروع ہوتے ہی بیچہ گر گئے۔ سیدزادے کی واہ واہ ہوگئی اسے انعام اکرام سے نوازا گیا دوسری طرف حضرت جنیدؒ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا آواز سے کہے گئے بادشاہ کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا غیض و غضب برداشت کرنا پڑا لیکن آپ خاموشی سے اکھاڑے سے اٹھے اور ان تمام باتوں کی پرواہ کئے بغیر گھر تشریف لے گئے۔ دل مطمئن تھا کہ سیدزادہ کی صرف یہ حرف نہیں آیا اپنی کوئی بے عزتی ہوئی اس کی کوئی بات نہیں۔ رات کو سوئے تو آقا دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جنیدؒ تو نے میری نسبت سے ایک سیدزادے کی عزت کی ہے میں تمہیں ولایت کا تاجدار بنانا ہوں اور ہاں یہ بھی سن لو کہ وہ شخص سیدزادہ نہ تھا پھر بھی تو نے سیدزادہ ہونے کے ناطے اس کی عزت کی ہے۔ تمہیں اس کا انعام دیتے ہیں تمہیں اولیاء کرام کا سردار بناتے ہیں حضرات! یہ ہے ایک سیدزادہ کی عزت و تکریم کرنے کا ثمر تو میری پھر بھی عرض ہے کہ سیدزادہ سے محبت کرو اس کا ادب کرو اس کی عزت کرو کہ یہ نجات کا ذریعہ بھی ہے نسبت بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء کرام سے نسبت قائم کرنے اور اسے قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ سیدزادے کی عزت کرنا ہی ساری عظمت ہے۔ یہی ساری فضیلت ہے۔ یہی ساری ولایت ہے۔ ایک شکاری نے ہرن کا شکار کیا اور اسے لے کر جا رہا تھا کہ اسے ایک شہزادہ ملا۔ شہزادہ نے اس سے پوچھا کہ ہرن کہاں سے ملا ہے اور اس کا کیا کرے گا۔ اس شکاری نے جواب دیا کہ میں شکاری ہوں یہ ہرن شکار کیا ہے اسے شہر لے جا رہا ہوں وہاں اسے بیچ کر پیسے کمائوں گا جس سے اپنی بیوی بچوں کا پیٹ پالوں گا۔ شہزادے نے کہا کہ ہرن اسے دیدے اور شہزادے نے اپنے ہاتھ سے سونے کا لنگن اتار کر شکاری کو دے دیا ان دونوں شہزادے سونے کا زیور پہنا کرتے تھے۔ شکاری حیران تھا کہ شہزادے نے اس ہرن کی اتنی زیادہ قیمت ادا کی ہے۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ شہزادے نے دوسرے ہاتھ سے بھی سونے کا لنگن اتارا اور شکاری کے حوالے کر دیا۔ اور ہرن لے کر اسے آزاد کر دیا۔ ہرن چھلانگیں لگاتا ہوا بھاگ گیا اب شکاری کی حیرانی کی انتہا نہ رہے اس نے پوچھا کہ شہزادے ہرن کی اتنی قیمت نہ تھی۔ جو آپ نے ادا کی اور پھر یہ کہ اتنا ہنگام ہرن خرید کر اسے چھوڑ دیا اس میں کیا حکمت ہے۔ شہزادے نے کہا کہ کوئی حکمت نہیں صرف بات اتنی ہے کہ اس ہرن کی آنکھیں میری محبوبہ کی آنکھوں جیسی ہیں۔ مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ میری محبوبہ کی آنکھوں سے مشابہت رکھنے والی آنکھیں قید ہو جائیں۔ ان کی آزادی سلب ہو جائے اس لئے میں نے ہرن کو آزاد کر دیا۔ رہا اس کی بیش قیمت ادا کرنے کا سوال تو سن لو کہ مجھے میری محبوبہ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں سونے کے دو لنگن تو کوئی قیمت ہی نہیں۔ اس وقت زیادہ ہوتے تو وہ بھی تمہیں دے دیتا۔ حضرات! یہ ہے نسبت ہرن کو محض مشابہت کی وجہ سے آزادی نصیب ہوگئی آپ بھی تھوڑی سے نسبت قائم کر لو۔ اپنی شکل و صورت حضور نبی کریم ﷺ جیسی ہی بنا لو تو تمہارا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ہرن کی آنکھ تو قدرتی طور سے اس کی محبوبہ کی آنکھ جیسی بن گئی۔ لیکن آپ خود اپنی صورت نبی کریم ﷺ جیسی بنا لو۔ ہرن کو تو اختیار نہیں تھا قدرتی اس کی آنکھ

بن گئی۔ لیکن تمہیں تو اختیار ہے پھر سستی اور دیر کیوں کر رہے ہو۔ بنا لو اپنی شکل صورت نبی ﷺ جیسی تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا رحم فرمائے گا۔ خوش ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی خوش ہونگے۔ ایک اور واقعہ عرض کرتے ہیں کہ دو یہودی آئے باہر مسلمانوں جیسی شکل و صورت ہاتھ میں تسبیح بڑی لمبی اور چہرے پر داڑھی لبادہ بڑا صاف ستھرا۔ بنے ٹھنھے ہوئے صوفی بنے ہوئے مدینہ پاک میں آئے اور روضہ پاک کے قریب ہی مکان لیا کہ جی ہم ہر وقت حضور پاک ﷺ کے سایہ میں رہنا چاہتے ہیں لوگ ان کی ظاہری صورت و سیرت سے بہت متاثر تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ رات کو گڑھا کھودتے اور مٹی کو مشکیزوں میں بھرتے۔ صبح اٹھ کر وہ مٹی دور پھینک کر آتے اور مشکیزوں میں پانی بھر کر لاتے اور لوگوں کو پلاتے۔ سازش یہ تھی کہ ہم جسم اطہر تک پہنچ کر اسے باہر نکال کر لے جائیں گے اور پھر مسلمانوں سے کہیں گے کہ اپنے نبی کا تو پیہ کرو کہ وہ کہاں ہیں تو مدینہ شریف سے سینکڑوں میل دور نور الدین زنگی کو جو کہ مصر کا حکمران تھا حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ دو کتے مجھے بہت تنگ کر رہے ہیں ان کا انتظام کرو یہ واقعہ آپ نے کئی بار پہلے بھی سنا ہوا ہے میں کوئی نئی بات نہیں بتا رہا ہوں ہاں البتہ جو نئی بات اس میں اب میں بتانے والا ہوں وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نور الدین زنگی کا اتنی دور سے کیوں انتخاب فرمایا۔ حالانکہ مدینہ پاک میں بھی علماء تھے۔ صحابہ تھے عاشق رسول تھے۔ مجاہد تھے اور پھر مصر تک راستے میں کئی مسلم فرمانروا تھے کسی کو بھی یہ حکم دیا جاسکتا تھا کہ مکرمہ میں بھی مسلمان تھے۔ عالم بھی تھے۔ قوی اور طاقت ور نوجوان بھی تھے۔ پھر یہ شرف صرف حضرت نور الدین زنگی کو کیوں بخشا گیا انہیں اتنی دور سے کیوں بلایا گیا یہ سعادت اور کسی کے حصہ میں کیوں نہ آئی۔ حضرت نور الدین زنگی کو کیوں حکم ملا یہ کتے مجھے تنگ کرتے ہیں۔ ان کو مجھ سے دور کرو۔ یہ صرف اس لئے ہوا کہ حضرت نور الدین زنگی جیسی تھے اور ان کی شکل و صورت حضرت سیدنا بلالؓ سے ملتی تھی۔ حضرت بلالؓ عاشق رسول ہیں۔ عظمت والے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا انتخاب ہیں لیکن نور الدین زنگی کا رنگ صرف حضرت بلالؓ جیسا قدرتی طور سے ہو گیا تو حضور ﷺ کو اس مشابہت سے ان سے بھی پیار ہو گیا۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے ہر کوئی کہتا ہے کہ

کتنے ویکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

لیکن نور الدین زنگی کو حضور ﷺ نے ازراہ مہربانی زیارت کرائی صرف اس لئے کہ اس کا رنگ اور شکل و صورت حضرت بلالؓ سے ملتی ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ ہر بندہ کوشش کرتا ہے اور ماؤں کی بھی دعا ہے باپ کی بھی دعا ہے۔ بہنوں کی بھی دعا ہے کہ یا اللہ ہمارا بیٹا چاند جیسا ہو۔ بہن کہتی ہے کہ میرے ویردی شکل چن ورگی ہووے ماں باپ کی بھی یہ تمنا ہوتی ہے۔ کہ ہمارے بیٹے کی شکل چاند جیسی ہو لیکن اگر چاند سے پوچھا جائے کہ بھی تمہیں اختیار دیا جائے تو تم اپنی شکل کیسی بناؤ گے حضور ﷺ نے پوچھا کہ اے چاند تو کیسی شکل چاہتا ہے عرض کرنے لگا یا رسول ﷺ میری شکل کی اگر بات منظور ہو جائے تو مجھے آپ حضرت بلالؓ جیسا بنا دیجئے یہ ہے جی آپ بھی ان جیسی شکل بنالیں جیسی شکل آپ بنالیں گے جیسی مشابہت آپ اختیار کر لیں گے قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوں گے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ جس کی جیسی

شکل و صورت ظاہر میں ہوگی اسی کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا۔ اسی کے ساتھ انجام ہوگا اس قطار میں اس جماعت میں اس گروپ میں داخل کر دیا جائیگا۔ آج لڑکے لڑکیوں جیسی شکل بناتے ہیں۔ انگریزوں جیسی شکل بناتے ہیں۔ French Cut کی داڑھی رکھتے ہیں۔ بہرام کٹ بڑا مشہور ہے اس جیسا بناتے ہیں۔ ٹھیک ہے بنائیں مگر یہ یاد رکھو کہ پھر قیامت میں بھی بہرام کے ساتھ ہوگے۔ یہودی کے ساتھ ہوگے۔ عیسائی جیسی شکل ہے تو پھر اس کے ساتھ ہوگے۔ یہودی کے ساتھ ہوگے۔ عیسائی جیسی شکل ہے تو پھر اس کے ساتھ ہوگے اور اگر حضور ﷺ جیسی شکل ہوگی تو پھر ان کے ساتھ ہوگے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ آپ نے فرمایا ”لعنت ہے ایسے مردوں پر جو اپنی شکل عورتوں جیسی بناتے ہیں اور لعنت ہے ان عورتوں پر جو اپنی شکل مردوں جیسی بناتی ہیں۔“ ایک اور واقعہ عرض کرتے ہیں۔ یہ بڑا مشہور قصہ ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کی قوم ساری نکلی کہ یہاں سے ہجرت کر جائیں تو فرعون کی فوج ان کے تعاقب میں لگ گئی۔ یہ سات لاکھ افراد پر مشتمل فرعونی لشکر تھا ساری فوج اس زمانہ کے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھی اور حضرت موسیٰ کی قوم ان کیلئے لیبر فورس تھی مزدور تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ چلے گئے تو پھر ہمارا کام کا شکاری وغیرہ کون کرے گا۔ ہمارے ملازم کون ہونگے۔ لہذا ان کو پکڑ لو۔ بنی اسرائیل جب حضرت موسیٰ کے ساتھ بھاگے جا رہے تھے تو سامنے دریا آ گیا سب پریشان ہو گئے ان کی چٹھیں نکل گئیں کہ آگے دریا پیچھے دشمن کی فوج اب موت یقینی ہے۔ حضرت موسیٰ نے پانی میں اپنا عصا مبارک مارا تو پانی میں بارہ راستے بن گئے۔ دریا کا پانی پتھر کی طرح جلد ہو گیا۔ حضرت موسیٰ کی قوم ان راستوں سے گزر گئی۔ فرعونی لشکر بھی انہیں راستوں میں سے دریا میں کود گیا کہ بنی اسرائیل تو پار چلی گئی ہے ہم بھی گزر جائیں گے لیکن دریا کے وسط میں آئے تو پانی پہنچتا تھا کہ فرعونی کون ہے اور حضرت موسیٰ کا حواری کون ہے۔ حضرت موسیٰ کے صحابہ ان کے جانور کتابلی اونٹ گدھا وغیرہ تک کو پانی پہنچاتا تھا۔ دنیا کا کائنات کی ہر چیز نبی کو اور نبی کے غلام کو اور نبی سے نسبت رکھنے والوں کو پہنچاتی ہے۔ حضرت عمرؓ کا رقعہ دریا نے نیل میں گیا ہے نا اور دریا نے اس رقعہ کو پہنچانا ہے نا کہ کس کا حکم ملا ہے۔ اس طرح سے اس دریا نے بھی پہچان لیا تھا۔ کہ حضرت موسیٰ اور ان سے نسبت رکھنے والے کون ہیں۔ ان کے صحابی کون ہیں۔ ان کی سواریاں کون ہیں۔ ان کے مال اسباب تک کو پانی پہنچاتا تھا۔ پانی جانتا ہے کہ اس کی نسبت کس سے ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ فرعون سے کس کی نسبت ہے۔ فرعون بنی جو نبی دریا میں اترے تو پانی مل گیا اور دریا بھری ہوئی لہروں کے ساتھ تغلیانی لہروں کے ساتھ چلنے لگا تمام فرعونی ڈوب گئے سب کو پانی بہا کے لے گیا۔ سات لاکھ نفوس ڈوب کر مر گئے لیکن ایک آدمی تیر کر واپس نکل گیا۔ حضرت موسیٰ دریا کے اس پار کنارے پر کھڑے دیکھ رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا اللہ تیرا وعدہ تھا کہ ان میں سے ایک بھی نہیں بچے گا۔ لیکن وہ جو ایک آدمی واپس جا رہا ہے وہ کیسے بچ گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میرا وعدہ یہی تھا۔ سات لاکھ میں نے ڈوب دئے ہیں لیکن اس ایک آدمی کو بچانے کی ایک وجہ ہے وہ میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ بہرہ و پیا ہے۔ بھنڈ ہے۔ یہ تیری جیسی شکل صورت بنا کر تیرے جیسی ڈھیلی سی پکڑی باندھ کر تیرے جیسی داڑھی بنا کر تیرے جیسی تو قلی زبان بنا کر باتیں کر کر کے فرعون کو خوش

کیا کرتا تھا۔ میں نے اس کے ظاہر کو دیکھا ہے کہ یہ تو میرے موٹی جیسا ہے میں نے اس کے باطن کو نہیں دیکھا ظاہری شکل و صورت کو دیکھ کر پانی کو حکم دیا کہ اس کو کنارے سے باہر پھینک دے۔ حضرات! صرف اتنی سی نسبت ہی قائم کرلو۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہؓ کے ساتھ اتنی سی نسبت قائم ہو جائے تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ جھنگ کا واقعہ ہے کہ وہاں کے ایک خوش عقیدہ عالم نے بتایا کہ ایک آدمی فوت ہونے کو آیا تو اس نے وصیت کی کہ اے لوگو جب مجھے غسل دے لو۔ کفن دے دو تو پھر روٹی سے میرے چہرے پر داڑھی مونچھیں بنا دینا لوگوں نے وصیت کے مطابق عمل کر دیا۔ روٹی کی بناوٹی داڑھی بنا کر قبر میں دفن کر دیا۔ منکر نکیر تشریف لے آئے اور سوال شروع کئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے سوال ابھی نہ کرو بلکہ اس سے پہلے یہ پوچھو کہ اس نے یہ جعل سازی کیوں کی دھوکہ کیوں دیا ہے۔ ساری عمر تو داڑھی رکھی ہی نہیں ہے اب یہاں بناوٹی داڑھی لگا کر آ گیا ہے۔ عرض کرنے لگا کہ یا اللہ تیرے ساتھ فراڈ Fraud کون کر سکتا ہے یہ تو میں نے ڈر کے مارے ایسا بہروپ بنایا ہے۔ میں ساری عمر اس خواہش میں رہا کہ میں بھی چہرے پر حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق داڑھی رکھوں کبھی بیوی سے ڈر گیا کبھی لوگوں کے طعن سے ڈر گیا۔ کبھی امی سے اور کبھی بیٹوں سے ڈر گیا لیکن دل میں یہ ہمیشہ چاہت رہی کہ داڑھی رکھوں اب مرنے کے بعد مجھے ان کا کوئی ڈر نہیں رہا اور میں نے یہ وصیت کر دی کہ بنادیں گے تو مہربانی ہوگی۔ انہوں نے بنادی میں صرف تیرے سامنے تیرے نبی ﷺ جیسی شکل لے کر آیا ہوں میرا اور کوئی عمل نہیں ہے۔ کوئی Fraud نہیں ہے کوئی اور چالاکی نہیں ہے۔ وصیت میں نے کی تھی عمل انہوں نے کر دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو نے اپنی شکل میرے نبی ﷺ جیسی بنائی ہے میں نے اس کے صدفے تمہیں بخش دیا۔ حضرات! شکل صرف شکل ظاہری شکل ہی نبی پاک ﷺ جیسی بناو یہ بھی بخشش کا بہانہ بن جائے گی۔ ایک شخص نے مجھے بڑا ایمان افروز واقعہ بتایا میرا تو پہلے بھی اس پر ایمان تھا اب اور بھی زیادہ پختہ ہو گیا۔ اس کا تعلق بھی آج کے اس موضوع سے ہے۔ حضرات! ہم لوگ اولیاء اللہ کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ سرکارِ غوث الاعظمؒ کی اتنی زیادہ تعریف کرتے ہیں اور اس میں اتنا زیادہ مبالغہ کرتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کو بھی بھول جاتے ہیں۔ تو وہ فرمانے لگے کہ یہ جو غوث اعظمؒ ہیں یا یہ جو قطب ہیں زمانے میں جو ابدال ہیں جو ولی کامل ہیں یہ صرف اس لئے اولیاء کاملین ہیں صرف اس لئے ابدال و اقطاب ہیں صرف اس لئے غوث ہیں کہ ان کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہے۔ تو اس نسبت کو چھپا دینا یا اولیاء اللہ کی اتنی تعریف کرنا کہ یہ نسبت اس میں چھپ ہی جائے تو پھر تو یہ تبلیغ نہیں ہیں۔ پروفیسر صاحب یہ تبلیغ نہیں ہے بلکہ تبلیغ یہ ہے کہ اس نسبت کو خوب نمایاں کرو۔ جتنا زیادہ سے زیادہ اسے نمایاں اور روشن کر سکو وہ کرو۔ اتنا کیوں اس کو نمایاں کر رہے ہو کہ یہ نبی ﷺ کی نسبت سے ہے ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ مَثُورُ مَعِ الصَّدِيقِينَ بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ لیکن سچا کون ہے۔ سچا وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں حضور نبی کریم ﷺ کا دامن ہے۔ کون سچا ہے کوئی بھی سچا نہیں ہے۔ سچا صرف وہ ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک ﷺ کا ادب ہے۔ سچا وہ ہے کہ جس

کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ رہتے ہیں۔ سچا وہ ہے کہ جس کو حضور نبی کریم ﷺ اپنی زیارت کا شرف دیتے ہیں۔ اور کوئی سچا نہیں ہو سکتا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اہل حدیث کے دل میں حضور ﷺ رہتے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔ حضرات! حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائیں تو پھر بات بنتی ہے۔ اس لئے آپ اولیاء اللہ کی جب بھی تعریف کرو تو خوب کرو کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی تعریف کرتے ہیں کہ **إِلَّا إِنْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** ”خبردار بے شک اللہ کے دوست وہ ہیں کہ جن کو نہ کوئی خوف ہے نہ ڈر“ اس لئے اولیاء اللہ کی تعریف کرو لیکن جب بھی کرو تو حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت سے کرو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی بڑی تعریف ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید جب اپنا ذکر فرماتے ہیں تو نبی ﷺ کے حوالے سے کرتے ہیں۔ **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً** (البقرہ 30) **فَلَا وَرَبُّكَ لَا يُؤْمِنُونَ** (النساء 65) **كَلَّمَ نَارِكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِیْلِ** (الفیل 1) اور اسی طرح سے اور بھی بے شمار جگہ پر ہے کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرمایا ہمیشہ اسی طرح سے فرمایا کہ اے محبوب میں وہ رب ہوں جو تیرا رب ہے۔ کون رب وہ رب جو تیرا رب ہے اور کون نبی وہ نبی جس کا یہ رب ہے وہ اللہ کون ہے۔ وہ اللہ وہ ہے جس کا یہ نبی ہے۔ اور یہ نبی کون ہے یہ وہ نبی ہے جس کا وہ اللہ ہے تو دونوں ہمتیاں قائم ہیں نا۔ **فَلَا وَرَبُّكَ** اللہ تعالیٰ نے قسم اپنی کھائی لیکن کھائی اس طرح سے کہ شان حضور نبی کریم ﷺ کی بن گئی یہ نہیں فرمایا کہ ”اللہ کی قسم“ بلکہ فرمایا کہ اے نبی ﷺ مجھے تیرے رب کی قسم ایسے ہی جب بات کرو تو حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت سے کرو یہ سنت اللہ ہے۔ مجھے سرکارِ غوث الاعظمؒ کی وہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں سب سے بڑا ولی ہوں میں سب سے بڑا غوث ہوں اور یہ صرف اس لئے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں میرے سر سے لگ گئے ہیں۔ اس لئے سب سے بڑا ہوں۔ لوگ اتنی تعریف کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو بھول جاتے ہیں لیکن خود غوث الاعظمؒ اپنی تعریف کرتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے قدموں تک پہنچتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ **قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی** کے مقام پر پہنچتے ہیں تو یہ ان کی معراج ہے۔ لیکن ہماری معراج کب ہوتی ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

اور میری معراج بس تیرے نعلین میں ہے

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی معراج تو تب ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملنے ہیں لیکن مجھے معراج اس وقت ہوتی ہے جب میں تیرے قدموں تک پہنچتا ہوں۔ حضرات! معراج بھی کر لی اور نسبت بھی قائم کر لی۔ دونوں باتیں ہی ہو گئیں۔ حضرت بابزیدؒ بطامیؒ حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر بارگاہ عالیہ میں گئے وہاں انہیں معراج ہوئی جس طرح سے بھی ہوئی اس کا بھی خاص رنگ ہوگا۔ حضرت داتا صاحبؒ نے دوبار تحریر فرمایا ہے کہ آپ

حضرت بایزید بسطامیؒ نے اللہ تعالیٰ کو بڑی شان سے دیکھا اور کیفیت میں پتہ نہیں کہ آپ فانی اللہ نظر آئے واصل باللہ نظر آئے باقی اللہ نظر آئے۔ اپنے آپ کو اس کیفیت میں پایا تو بہت خوش ہوئے اور عرض کیا یا اللہ میں جس مقام میں ہوں کیا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں یہ اعلیٰ مقام نہیں ہے۔ حالانکہ دیدار اللہ ہو رہا تھا اور واصل باللہ تھے کیا اس سے کوئی اعلیٰ مقام ہو سکتا ہے باقی باللہ ہوئے بیٹھے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں یہ اعلیٰ مقام نہیں ہے۔ بلکہ مدینہ پاک چلے جاؤ اور اس کی گلیوں کی خاک کو سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگا لو تو یہ اعلیٰ مقام ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ داتا صاحبؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف نہیں کی میں کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ تعریف میں نے کبھی سنی نہیں۔ حضور ﷺ کی یہ تعریف میں نے سوائے داتا صاحبؒ کے اور کسی سے سنی نہیں ہے۔

میں گنبد خضراء کی طرف دیکھ رہا ہوں

کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

نیو یارک کو بھی دیکھیں پیرس کو بھی دیکھیں پاکستان ٹی وی پر آجکل ایک ڈرامہ آ رہا ہے ”اڑان“ اس میں

سارے شہر دکھائے جا رہے ہیں۔ کئی دکھائے ہیں شاید اور بھی ابھی دکھائیں۔ بڑے بڑے Scene اور بڑی بڑی عمارتیں دکھاتے ہیں۔ تو کیا اگر میں پیرس کو دیکھوں تو یہ میری نظر کی بڑی پرواز ہے؟ واشنگٹن کو دیکھوں کہ لندن کو دیکھوں تو میری نظر بڑی اونچی ہو جائیگی؟ لیکن شاعر کہتا ہے کہ نہیں جب گنبد خضراء کو دیکھوں تو پھر اس سے اونچی نظر ہو ہی نہیں سکتی۔ نظر کی معراج اس وقت ہوتی ہے کہ جب گنبد خضراء سامنے ہو پختابی کا ایک شعر ہے کہ

آل نبی دی اولاد علی دی صورت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی تعریف ہو رہی ہے۔ یہ حضرت غوث الاعظمؒ کا مقام ہے لیکن یہ ان کا کیوں مقام ہے اس لئے کہ ان کے سر مبارک سے حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک چھو گئے۔ ایک آدمی کہ یار رسول اللہ ﷺ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں دے لو پھر عرض کیا کہ یار رسول اللہ ﷺ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھوں مبارک کو بوسہ دے لوں آپ نے فرمایا دے لو پھر عرض کیا کہ یار رسول اللہ ﷺ آپ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دے لوں۔ آپ ﷺ نے اجازت فرمادی۔ پھر عرض کیا کہ یار رسول اللہ ﷺ جہاں پاؤں مبارک لگا ہوا ہے دل چاہتا ہے کہ اس مٹی کو بوسہ دوں آپ نے اجازت فرمادی جب اس نے مٹی کو بوسہ دے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں شخص اب جبکہ تو اس مٹی کو بوسہ دے رہا ہے تو تیرا مقام اس سے کہیں افضل ہے کہ جب تو میری پیشانی کو بوسہ دے رہا تھا۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

منادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرات! یہ ادب کے مقام ہیں جتنا ادب کر لو گے اتنا ہی اعلیٰ مقام حاصل کر لو گے جب کسی بزرگ کے پاس جاؤ تو اپنا وقار اپنا مقام اپنی عزت اپنی عظمت اپنی حیثیت اپنا علم ہر چیز سے خالی ہو کر جاؤ۔ اپنی تمام صلاحیتیں چھوڑ کر جاؤ۔ جب خالی ہو کر جاؤ گے تو وہ بزرگ فیض سے بھر دیں گے۔ اور اگر یہ بھرا ہوا لیکر جاؤ گے تو خالی واپس آ جاؤ گے اپنی انا کو ترک کر کے جاؤ تو دامن گوہر مراد سے بھر کر لوٹو گے۔ اپنے نبی پاک ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر میرے نبی ﷺ کی تعریف کرو تو ایسے کرو لا افسیم بہذا البلد و انت حل بہذا البلد (البلد 1-2) مجھے نہیں ہے قسم اس شہر کی ہاں ہے مجھے قسم اس لئے کہ تیرے قدم اس شہر میں لگے ہوئے ہیں۔ وَالْعَدِیۡتِ صُبْحًا ۝ فَالْمُؤِیۡتِ قَدْ حَاہَ ۝ فَالْمُغِیۡرِیۡتِ صُبْحًا ۝ فَاتَّرَنَ بِہِ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِہِ جَمْعًا (العدیت 1-5) قسم ہے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی اور ان کی پاؤں کی اور ان کے پاؤں مارنے کی اور دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اور ان کے قدموں سے مٹی اڑنے کی اور دشمن کے لشکر میں پہنچ جانیکی ”ان کے پسینے کی قسم یہ سورت العدیت ہے۔ یا اللہ آپ گھوڑوں کی قسم اٹھا رہے ہیں یہ کیوں سے گھوڑے ہیں فرمایا میں ان گھوڑوں کے قدموں کی قسم اٹھا رہا ہوں جن پر میرے نبی ﷺ کے غلام بیٹھے ہیں یہ سچے ہیں اور ان کا ذکر ہی ہو جائے تو وہ بھی بہت سے زندگی میں ان کی زیارت کرنا اور وصال کے بعد ان کی قبور پر جانا بھی ان کا ذکر ہے۔ اہل حدیث اور منافق میں کیا کمی ہے کیا نماز کی کمی ہے؟ نہیں یہ تم سے بہتر ہے۔ قاری تم سے بہتر ہیں۔ حفظ تم سے بہتر ہے۔ ان کا اللہ اللہ کرنا تم سے بہتر ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا ادب نہیں ہے اولیاء کرام کا ادب نہیں ہے نہ سچے لوگوں کو مانتے ہیں نہ ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں نہ نبی پاک ﷺ کی عظمت کو مانتے ہیں نہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ ساری عبادات یہ ساری شریعت کسی کام نہیں آتی جب تک سچے آدمیوں کا دامن ہاتھ میں نہ ہو ایک ادب ہے اور ایک عشق ہے جب یہ دونوں چیزیں ہمیں ملتی ہیں تو صادق بنتے ہیں اور صدیقیوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ دنیا میں سے قیمتی چیز ایمان ہے اسے محفوظ کس طرح سے رکھو گے؟ سچے لوگوں کے ساتھ ہونا جاؤ تو تمہارا ایمان محفوظ ہو جائیگا ذکر اولیاء اللہ لشکر ہے جو ایمان کی حفاظت کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ تمام سچے لوگوں سے بھی سچے ہیں بلکہ سچے بنانے والے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی دعا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ حضور ﷺ نے ایسی زیارت کرائی کہ ان کا چہرہ بدل کر اپنے جیسا کر لیا۔ حضور ﷺ کو جتنے علوم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے وہ آپ نے صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دیئے اور اتنا سچا بنادیا کہ اگر وہ کسی دُشمنہ شہید سے متعلق یہ فرمادیں کہ وہ آ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ شہید کو بھی زندہ کر کے واپس دنیا میں بھیج دیتا ہے کہ صدیق اکبرؓ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کہیں غلط نہ ہو جائے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنا جیسا ہی بنا کر رکھ دیا۔ مدینہ شریف پہنچے تو ستر اسی صحابہ کرام ہیں کہ وہ پہچان نہیں سکے کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ حضرات! ایسے ہی ظاہر بدل جاتے ہیں ایسے ہی باطن بدل جاتے ہیں اسی طرح جو مریدا اپنے مرشد کریم سے یہی محبت اور ادب رکھتا ہے۔ تو مرشد کریم اسے اپنا جیسا ہی بنا کر

رکھ دیتا ہے۔ حضرات! آسان طریقہ ہے اگر نجات لینی ہے جنت لینی ہے عذاب سے بچنا ہے تو اولیاء کرام سے محبت کرو ان کا ادب کرو۔ ان سے عشق کرو یہ بخشش کا ذریعہ ہے ہزاروں سجدے کرنے والے ہزاروں نمازیں پڑھنے والے ہزاروں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے والے روزے رکھنے والے حج کرنے والے لطواف کرنے والے ان کا کوئی پتہ نہیں کہہ رہا ہوں قرآن مجید پڑھو دیکھو کہ اصحاب کہف کا کتنا کہاں جایگا۔ یا اللہ آپ اس کتے کو جنت میں کیوں بھیج رہے ہیں۔ فرمایا صرف اس لئے کہ پتہ چل جائے کہ نسبت کی کیا قدر و قیمت ہے۔ نسبت کیا کرتی ہے؟ حضرات! نسبت جنت میں لے جاتی ہے۔ لہذا جنت میں جانا چاہتے ہو تو آج اولیاء اللہ کا دامن پکڑ لو اولیاء سے نسبت قائم کر لو اصحاب کہف کے کتے نے کیا کام کیا ہے۔ کیا نفل پڑھے ہیں۔ کیا حافظہ تھا کیا جہاد کیا ہے۔ تلاوت کی ہے روزہ رکھا ہے آخر کیا کیا ہے کچھ بھی نہیں کیا ہے صرف دامن اولیاء اللہ سے نسبت ہے اللہ تعالیٰ دیکھو کیسے ذکر فرما رہے ہیں کہ خود ہی سوال اور خود ہی جواب عطا فرماتے ہیں اے میرے پیار حبیب ﷺ اگر آپ سے پوچھیں کہ اصحاب کہف کتنے تھے تو آپ فرمادیں کہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا چھ تھے ساتواں کا کتا سات تھے آٹھواں ان کا کتا خود ہی سوال اور خود ہی جواب اور ہر دفعہ کتا اس میں آ رہا ہے۔ یہ سوال جواب نہ بھی ہوتے تو کہانی مکمل تھی کتا نہ بھی ہوتا تو کہانی مکمل تھی کتے کو نکال بھی دیں تو کہانی مکمل ہے اصحاب کہف کی تعداد کا ذکر نہ ہو تب بھی کہانی مکمل ہے اس کا جو بیغام ہے اس میں جو راز ہے وہ مکمل ہے ہمارے لئے جو اس میں ہدایت ہے وہ مکمل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ کتا اس میں شمار کیا ہوا ہے اور ہر دفعہ کتے کا نام لیا جا رہا ہے تو کیا یہ ذکر کتا نہیں ہو رہا ہے اور اس کا ذکر کون ہے؟ اللہ تعالیٰ بار بار اصحاب کہف کے کتے کا ذکر فرما رہے ہیں اور ہمیں تعلیم دی جا رہی ہے کہ ولی کے کتے کا نام بھی اگر لو گے تو میں تمہیں انعام دوں گا دروغ برگردن راوی میں نے ایک شخص سے بات سنی کہ وہ ایک دفعہ چند دوسرے احباب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سر دار احمد بھی تشریف فرما تھے کہ ایک کتا مسجد میں داخل ہو گیا ہم میں اس ایک شخص نے اس کتے کو کہہ دیا ”چل وہابی دور ہو“ حضرت مولانا محمد سر دار احمد صاحب غصہ میں آ گئے فرمایا کہ تو نے اس کتے کو وہابی کہہ کر پکارا ہے تو دراصل تو نے اس کو DE-GRADE کر دیا ہے اس کی توہین کر دی ہے اس لئے کہ اس کتے نے دوزخ میں نہیں جانا ہے بلکہ کوئی جانور دوزخ میں نہیں جایگا اور وہابی اپنی بد عقیدگی کی وجہ سے دوزخ میں جایگا اس کے برعکس کئی جانور نسبت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے جن میں ایک اصحاب کہف کا کتا بھی ہے ادھر حضرت عمرؓ کو دیکھئے کہ نگلی تلوار لہراتے ہوئے جا رہے ہیں کہ تو بے نعوذ باللہ نبی ﷺ کو ختم کرنے جا رہے ہیں لیکن جب نسبت قائم ہوئی تو یہ شرف پایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ حضرت عثمانؓ جب نسبت میں آئے تو اتنے پاک صاف اور سچے ہو گئے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں اور جب حکم ہوتا ہے کہ میں صبح جھنڈا اس کو دوں گا جو خیر فتح کر لے گا تو یہ اعزاز حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو بخشا کہ جو آہنی دروازہ سو آدمی مل کر بھی نہ ہلا سکتے تھے وہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر دروازہ پھینک دیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب صحابہ ہیں اور تمام کے تمام ہدایت پر

ستارے ہیں صرف اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کہ جن سے بڑھ کر کوئی سچا مومن نہیں سکتا سے ان کو نسبت ہے اب کس کس کی مثال دوں ہر صحابی میں کوئی نہ کوئی کرامت مل جاتی ہے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے“ تمام صحابہ کرامؓ سچے ہیں سچے موتی ہیں اس لئے کہ ہر ایک کے ہاتھ میں سچے نبی ﷺ کا دامن ہے۔ ہر ایک عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہے۔ ہر ایک ادب مصطفیٰ ﷺ کو جانتا ہے پہچانتا ہے جو بھی ان کے ساتھ اپنی نسبت رکھے گا فلاح پا جائیگا۔ صحابہ کے بعد اولیاء کرام ہیں سچے ہیں ان کے ساتھ جو بھی ہو جائیگا اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ حدیث قدسی ہے اس کے الفاظ تو مجھے نہیں آتے مطلب اس کا عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اولیاء اللہ کے ساتھ بغض رکھے گا اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے جو اولیاء کرام سے بغض رکھتا ہے ان کی گستاخی کرتا ہے بے ادبی کرتا ہے اللہ تعالیٰ معافی دے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنے پاس نہیں پھٹکنے دیتے اولیاء اللہ سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور آیت کریمہ کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** (التوبہ 9) کا یہی مطلب ہے کہ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ“ اب یہ دیکھیں کہ ایمان کا معیار کیا ہے میں ہوں آپ ہیں کیا ہم ایمان دار ہیں ہر کوئی CLAIM کرتا ہے کہ وہ ایمان دار ہے باقی سب بدعتی ہیں مشرک ہیں اور ہر شخص ہر فرقہ دوسرے پر الزام لگا رہا ہے۔ اب یہ کس طرح پرکھیں کس طرح سے ناپیں گانچیں کہ یہ سچا ہے وہ چھوٹا ہے یہ ایمان دار ہے وہ بے ایمان ہے علم سے یا مناظرے سے طے کریں گے؟ تو کوئی بھی مانے کو تیار نہیں روز بروز کام بگڑ رہا ہے ایمان کا معیار صرف یہ ہے کہ دیکھو تمہارے دل میں نبی پاک ﷺ کی کتنی محبت ہے تمہارے دل میں ولی کامل کی کتنی محبت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے آپ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ کیا تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار ہے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ ایسا نہیں ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایمان بھی کامل نہیں ہے گویا ایمان مکمل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ دنیا و کائنات حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہو پھر یہی محبت پروان چڑھ کر عشق بن جاتا ہے اور عشق مکمل ہو کر پھر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ ہو بس مجھے کچھ اور نہیں چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں عشق مصطفیٰ ﷺ نصیب فرمائے اور اس پر استقامت عطا فرمائے یہی سچے ہونے کی نشانی ہے اور بچوں کے ساتھ ہونے کی علامت ہے۔ سید منیر حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ شریف کیلئے گیا میں نے دیکھا حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی جنہوں نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کا حاشیہ لکھا ہے۔ وہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کر رہے ہیں میں نے سوچا کہ میں حج کے لئے آیا ہوں اور یہ ہندوستان کے بڑے جید عالم ہیں لیکن کسی نے کانوں کان کسی کو خبر ہی نہیں دی کہ یہ حضرت صاحب بھی یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں بڑا حیران تھا کہ اتنے

بڑے عالم اور مفسر تشریف لائے ہوئے ہیں اور مجھے علم ہی نہیں میں ان کی طرف بڑھا کہ سلام کر لو اور معلوم کروں کہ حضرت صاحب کب سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور قیام کہاں ہے تاکہ آئندہ ملاقات کا سلسلہ رہے لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم تھا میں ان تک نہ پہنچ سکا اور وہ وہاں سے چلے گئے میں نے دوسرے روز بھی تلاش کیا تیسرے روز بھی تلاش کیا لیکن نل سکے میں بڑی جستجو میں رہا۔ انہی دنوں مجھے ایک تار ملا کہ حضرت محمد نعیم الدین صاحبؒ فلاں روز فلاں وقت وصال فرما گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ یہ عین وہی وقت اور وہی تاریخ تھی کہ جس وقت وہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر دو سلام پڑھ رہے تھے ادھر ہندوستان میں ان کا انتقال ہوا اور ادھر وہ روضہ اقدس پر حاضر ہو کر درود سلام پڑھ رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ معیار ہے ایمان کا فرماتے ہیں کہ ادھر تو وصال کرے ادھر تیری روح روضہ اقدس پر درود سلام عرض کرے یہی معیار ہے اور اس کے علاوہ کوئی معیار نہیں ہے۔ اگر معیار ہے تو صرف یہ ہے کہ فوت ہو کر حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر پہنچتا ہے یا زندہ پہنچتا ہے کس حالت میں پہنچتا ہے جب تیری روح روضہ رسول ﷺ پر پہنچ جائے گی تو تیرا ایمان ثابت ہو جائے تو ایک اور بات بھی عرض کرتے ہیں کہ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى (والنضحی ۴) ”بے شک آپ کی ہر آنیوالی گھڑی پہلے سے بہتر ہے“ حضور نبی کریم ﷺ کی آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ جب وصال شریف ہوا۔ ظاہری پردہ فرمایا تو روح مبارک بھی جسم اطہر سے علیحدہ ہوئی اور اسے حکم ہوا کہ تو جنت میں چلی جا۔ جسم اطہر مدینہ پاک میں رہے اور روح مبارک جو ہے وہ جنت میں تشریف لے جائے تو روح انور نے اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کا نبی پاک ﷺ سے وعدہ ہے کہ تیری ہر آنیوالی گھڑی پہلے سے بہتر ہے تو یا اللہ جسم اطہر کو چھوڑ کر جنت میں جانا پہلے سے اونچا مقام ہے یا نیچا مقام ہے۔ فرمایا گیا کہ میرے حبیب ﷺ کے مقابلہ میں جنت کی کوئی حقیقت نہیں یہ بہت نیچا مقام ہے تو روح انور نے عرض کیا کہ یا اللہ جسم اطہر کے لئے تو پہلے سے بہتر مقام اور میرے لئے پہلے سے کم تر مقام تو مہربانی فرما کر آپ مجھے واپس جسم اطہر میں ہی بھیج دیں میں وہیں رہوں گی تو اللہ تعالیٰ نے روح پاک کو واپس جسم اطہر میں ڈال کر حیات نبی بنادی۔ تاکہ جہاں حضور نبی کریم ﷺ کو بلند مقام ملتے جائیں تو روح مبارک کو بھی ملتے جائیں اس لئے کسی نبی کی روح جسم سے جاتی نہیں کہ وہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کی طرف نہیں جاتی۔ نبی کے لئے اعلیٰ اس کا جسم پاک ہے اور جنت ان کے لئے ادنیٰ ہے یہی حال اولیا کرام کا بھی ہے ان کی روحیں ان سے علیحدہ نہیں ہوتیں کہ جنت میں وہ جانا جسم کو چھوڑ کر پسند نہیں فرماتیں۔ حضرت داتا صاحبؒ کی روح ان کے جسم پاک میں ہی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی روح بھی ان کے پاس ہے ہمارے نبی ﷺ کی روح مبارک بھی ان کے پاس ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی روحیں ان کے اجسام میں ہیں یہ معیار بلندی کی طرف جاتا ہے ارواح جنت میں جا کر اپنی تنزلی یا DEMOTION نہیں چاہیں لہذا انبیاء اور اولیاء کے اجسام ان کی ارواح کے ساتھ قبور میں موجود ہیں یہ ہے تاکہ وہ شمر جو پڑھا کرتے ہیں۔

سرکار مدینہ کی الفت میں جو مرتے ہیں

اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں

تو یہ ہیں وہ سچے اور چوروں کے ساتھی ان کے لئے فرمایا ہے کہ **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کہ بچوں کے ساتھ ہو جاؤ یہی پرہیزگاری ہے بڑی عام سی بات ہے کہ اس دنیا میں اگر کوئی وزیراعظم کے پاس جائے یا صدر پاکستان کے پاس جائے یا وہ کسی کو اپنے پاس بلائیں تو پھر معاشرے میں اس کا مقام بلند ہو جاتا ہے اسے دنیاوی لحاظ سے بہت عزت اور وقار حاصل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وَأَمْسُحْ وَاقْتَرِبْ** سجدہ کر اور میرے قریب ہو جا جب انسان سجدہ میں ہوتا ہے تو انسانیت کے لحاظ سے سب سے زیادہ ذلالت کی حالت میں ہوتا ہے لیکن روحانی اعتبار سے وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے عظیم مرتب ہوتا ہے اس طرح جب کوئی حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہو جائے کسی ولی کامل کے قریب ہو جائے تو اس کی شان میں بے شمار اضافہ ہو جاتا ہے واقعہ عرض کرتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ دہلی میں تھے وہ حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے گئے مدینہ شریف پہنچے تو جو روپیہ پیسہ یا نانچ وغیرہ ساتھ تھا وہ سب خیرات کر دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔ ایک دن گزر گیا بھوکے رہے کچھ نہیں کھایا نہ کھانے کو ملا دوسرا دن بھی ایسے ہی گزر گیا کھانا وغیرہ نہ ملا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا مہمان ہوں کھانا کھلائیں گے تو کھاؤں گات کو اپنی رہائش گاہ پر بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور پوچھا شاہ ولی اللہ آپ ہیں حضرت صاحب نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے آپ کے سامنے کھانا رکھ دیا کہ یہ آپ کے لئے ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے۔ حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ مجھے بھوک لگی ہے تو اس نے جواب دیا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے کھانا لے کر پہنچوں۔ سبحان اللہ حضور ﷺ اس طرح بھی کرم فرماتے ہیں یہ سچے لوگوں کی نشانیاں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر فارسی زبان میں کیا ہے اور یہ سند کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ہاتھ میں دامن رسول ﷺ ہے وہ سچا ہے اور جو چاہے وہ کر لیتا ہے حضور ﷺ کی نسبت سے انکی معرفت سے ان کی وساطت سے کرتا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے چور کو قطب کر دیا حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرق پور شریف والوں نے سکھوں کو ولی کامل بنا دیا۔ اولیاء کرام حضور نبی کریم ﷺ کی بابت میں کام کرتے ہیں آپ بھی ان سچے لوگوں کا دامن پکڑ لو ان سے نسبت قائم کر لو جو آپ بھی سچے ہو جائیں گے۔ اولیاء اللہ حضور ﷺ کے کارندے ہیں۔ ان کے غلام ہیں ان کی روشنی سے روشن ہیں۔ چاند روشن ہے پتہ ہے کہ کس سے روشن ہے؟ یہ سورج سے روشن ہے اور اگر سورج منہ موڑ لے تو چاند کے پلے کیا رہ جائیگا صرف پتھر رہ جائیگا آپ نے یہ شا کوٹ یا چنیوٹ کی پہاڑیاں دیکھی ہیں یہ چاند ہے پتھر بلا ہے پہاڑی ہے VOLCANIC ہے پہاڑوں سے جو لاوا نکلتا ہے اور جم جاتا ہے تو وہ والکسک VOLCANIC کہلاتا ہے۔ چاند سارے کا سارا VOLCANIC ہے لیکن سورج کی وجہ سے روشن ہے سورج نہ ہو تو چاند کی چمک بھی نہیں رہے گی اس طرح ساری

کائنات حضور نبی کریم ﷺ کی روشنی سے چمک رہی ہے۔ حضور ﷺ چہرہ انور پھیر لیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور جس کی طرف چہرہ انور کر لیں تو پھر

ذرے	کو	دیکھا	تو	زر	کر	دیا
قطرے	کو	دیکھا	تو	گوہر	کر	دیا
حبشی	کو	رکش	قمر	کر		دیا
الٹا	سورج	پھیرانا	تیرا	کام		ہے

کیا فرما رہے ہیں کہ اگر مٹی کو دیکھا تو سونا بنا دیا قطرے کو دیکھا تو موتی بنا دیا۔ حبشی کو ایسا بنایا کہ چاند کو بھی رشک آ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی حضرت بلال حبشیؓ کا چہرہ عنایت فرما دیں جسے جو چاہا بنا دیا بلال حبشیؓ کو پتہ ہے کہ کیا بنا دیا ہے دنیا و کائنات میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا بلال حبشیؓ ہے کہ اس نے حضور ﷺ کی سواری کی تکمیل پکڑے ہوئے ہوگی اور پھر یہ بھی ہے جب تک حضرت بلالؓ اذان نہ دیں صبح ہی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تلفظ کو نہیں دیکھتا وہ حضور ﷺ سے نسبت کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت قائم کرنے اور اسے دائم رکھنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے ایک واقعہ یاد آیا کہ دہلی میں ایک بزرگ تھے ایک آدمی ان کے پاس آیا اور عرض کیا حضرت صاحب مجھے قرآن مجید حفظ کرنے کا بہت شوق ہے۔ بڑی محنت کرتا ہوں لیکن حفظ نہیں کر پاتا تھوڑا سا یاد ہوتا ہے پھر آگے یاد نہیں ہوتا اور پچھلا بھی بھول جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا میں آج جب نماز پڑھاؤں تو میرے داہنے ہاتھ کھڑے ہو جانا اس نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت صاحب نے نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو داہنے ہاتھ والے سارے مقتدی حافظ بنا دیئے اور بائیں ہاتھ والے سارے قاری بنادیئے۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے یہ شہر کوٹ سے آگے راوی کے اس پار میاں عبدالکیم کا ائیشن آتا ہے وہاں میاں عبدالکیم صاحبؒ ایک بڑے صاحب نسبت بزرگ ہوئے ہیں اس شہر میں ان کا مزار شریف بھی ہے شاہ جہاں بادشاہ نے دہلی کی شاہی مسجد بنوائی مسجد مکمل ہو چکی تو پتہ چلا کہ یہ قبلہ رخ نہیں ہے بادشاہ نے معماروں کو پکڑ لیا کہ اس کو سیدھا کرو ورنہ تمہاری گردنیں اڑادی جائیں گی وہ معمار جیسے نہ کیسے میاں عبدالکیمؒ کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا عرض کر دیا۔ آپ اس وقت راوی پر کپڑے دھو رہے تھے۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے دھوبی تھے آپ نے ایک کپڑا پکڑ کر اسے زور سے نیچوڑا اور فرمایا کہ جاؤ تمہاری مسجد کا قبلہ درست ہو گیا ہے اس کپڑے کو کھولا تو وہ پھٹ چکا تھا فرمایا قبلہ تو درست ہو گیا ہے لیکن مسجد کی دیوار یوں میں دراڑیں آ گئی ہیں ان کو درست کر لینا تو یوں اللہ والے بظاہر کپڑا نیچوڑتے ہیں لیکن حقیقت میں مساجد کے رخ درست فرماتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کا بھی واقعہ ہے کہ آپ کے مزار پر انوار کے احاطہ میں جو مسجد ہوتی تھی اب شہید کر دی گئی ہے اس کے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس کا قبلہ درست نہیں حضرت داتا صاحبؒ نے فرمایا کہ جب میں نماز پڑھاؤں تو دیکھ لینا حضرت داتا صاحبؒ نماز پڑھا رہے تھے تو مقتدیوں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ بالکل سامنے ہے اور مسجد بالکل قبلہ رخ تھی حضرت بابا فرید الدین مسعودؒ پاکستان

والی سرکار کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ وہ بہت مفلسی ہے مقروض ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے قرض سے نجات دے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک ”ڈھیم“ (پکٹی مٹی کی روڑی) لے آؤ وہ گیا اور ایک چھوٹی سی ڈھیم لے آیا۔ اسے کیا خبر تھی کیا کرنی ہے۔ حضرت صاحبؒ بابرید نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر دم کیا اور وہ ڈھیم کپڑے میں بند کر کے دے دی کہ گھر جا کر کھولے اس شخص نے گھر لے جا کر کھولا تو دیکھا کہ وہ سونا ہے یہ سچے لوگوں کی شان ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری تشریف فرما تھے۔ محفل ہو رہی تھی چار سکہ بھی آ کر محفل میں بیٹھ گئے لنگر تقسیم ہونے لگا تو میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ ان سرداروں کو روٹی پہلے دیدوانہوں نے رات ڈاکہ ڈالنا ہے کہیں ان کو دیر نہ ہو جائے وہ سکھ روئے لگے کہ میاں صاحب ہم واقعی ڈاکو ہیں چور ہیں۔ شرقپور میں رات ڈاکہ ڈالنا تھا ہم نے سوچا کہ چلو کھانا یہاں کھاتے ہیں وقت بھی گزر جائے گا رات چھا جائیگی تو چوری کریں گے لیکن آپ کو تو ہمارے دلوں کا راز معلوم ہے ہم تو بکرے ہیں انہوں نے تو بکی اور میاں صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ یہ چاروں ولی بن گئے۔ میاں صاحب کے خلفاء میں سے ہیں مانجھے کے علاقہ میں ان کے مزارات ہیں یہ سچے لوگ ہیں کہ توجہ فرمادیں تو بد مذہب کو بھی ولی اللہ بنا دیتے ہیں۔

چندر روز ہوئے اخبار میں ایک واقعہ آیا کہ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ میں نبی ہوں اور اس نے علماء کو چیلنج کیا کہ وہ اس سے مناظرہ کر لیں تاکہ وہ ثابت کر سکے وہ سچا نبی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے مہربانی فرمائی اور پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گویا رت کرائی اور فرمایا کہ اس کتے کا منہ بند کرو۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ تیار ہوئے کہ مرزا قادیانی نے لاہور میں فلاں تاریخ اقبال پارک میں جلسہ کرنا ہے تو میں نے اس سے مناظرہ کرنا ہے معتقدین اور مریدین نے عرض کیا کہ قبلہ شاہ صاحبؒ چھوڑیے جانے دیجئے۔ اس کے پاس تو جن ہیں وہ مخالف کی زبان بندی کر دیتے ہیں اور مرزا جیت جاتا ہے اس سے پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے آپ تشریف نہ لے جائیں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے اس ہستی کا حکم ہے کہ جس کے جن بھی غلام ہیں مجھے سرکار نے بھیجا ہے میں ضرور حکم بجالاؤں گا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ اقبال پارک پہنچے تو وہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ سپیکر پر اعلان ہو رہا تھا کہ میں مناظرے کی دعوت دیتا ہوں اور سچا نبی ہوں۔ اگر کوئی مجھے جھوٹا سمجھتا ہے تو آئے اور میرا چیلنج قبول کرے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سٹیج پر چڑھ گئے اور فرمایا مجھے تمہارا چیلنج قبول ہے میری چار شرائط ہیں اگر ان کو پوری کر دو تو میں تمہارا مطیع ہو جاؤں گا اور اگر تو نہ کرے گا اور میں نے پوری کر دیں تو تیرے گردن اڑا دی جائے گی کہ تو جھوٹا نبی ہے۔ (۱) پہلی شرط یہ ہے کہ تم دریائے راوی کو حکم دو کہ وہ ابھی منٹو پارک (حال اقبال پارک) میں سے ہو کر گزرے جہاں اس وقت جلسہ ہو رہا ہے یا میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ اس راستے سے آ کر یہے جو جھوٹا ثابت ہو اس کی گردن اڑا دی جائے (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ ایک نوجوان لڑکی لے آؤ جو شادی شدہ نہ ہو جسے کسی مرد نے ہاتھ نہ لگایا ہو تم حکم کرو کہ وہ ابھی پچھنے نہیں تو میں اسے حکم کرتا ہوں کہ بچہ جنے جو ہم میں سے ناکام رہے اسکی گردن اڑا دی جائے (۳) کڑوے کنویں میں تم اپنا تھوک پھینکو کہ وہ میٹھا ہو جائے اگر نہیں تو میں

پھینکتا ہوں تاکہ اس کا پانی میٹھا ہو جائے جو ہم میں سے غلط ثابت ہو اس کی گردن اڑا دی جائے (۴) چھوٹی شرط یہ ہے کہ یا تو تم شیر بن کر مجھے کھا جاؤ یا پھر میں ابھی شیر بن کر تمہیں کھا جاؤں گا اتنی بات کرنا ہی تھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی گردن پر شیر کی طرح بال ظاہر ہونے لگے مرزا قادیانی نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو بھاگ گیا حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے مریدین جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ شاہ صاحب برائے مہربانی شریعت کا خیال فرمائیں شریعت کا لحاظ رکھیں تو وہ بال دوبارہ غائب ہو گئے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے والی ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا ایک اور واقعہ ہے کہ ہندوؤں کی ایک بارات جاری تھی جس کاؤں یا شہر میں انہیں جانا تھا اس کا نام مدینہ تھا جو گجرات کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام مدینہ ہے وہ باراتی راستہ بھول گئے تھے ان کا گزر گولڑہ شریف سے ہوا۔ انہوں نے سوچا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں ان سے راستہ پوچھ لیتے ہیں کہ مدینہ کہاں ہے یہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ تھے آپ تشریف فرما تھے وہ باراتی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب ہم راستہ بھول گئے ہیں ازراہ کرم ہمیں بتائیں کہ مدینہ کہاں ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مدینہ کا راستہ بتا دوں یا مدینہ دکھا دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر مدینہ دکھا ہی دیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا اور انہیں مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ سرکار دو جہاں کے مدینہ میں پہنچا دیا۔ ہندوؤں نے جب یہ کرامت دیکھی تو سب مسلمان ہو گئے۔ یہ سچے لوگوں کی نشانیاں ہیں۔ یہاں زرعی یونیورسٹی میں ایک آدمی ہے وہ بتا رہا تھا کہ برصغیر کی تقسیم سے قبل انہوں نے اپنے گاؤں میں مسجد بنوائی تو مستری نے غلطی سے شہتیر ایک فٹ زیادہ کاٹ دیا یا کٹش کی تو جو شہتیر 14 فٹ کا درک تھا وہ اس نے 13 فٹ کر دیا جب چھت پر رکھنے کا موقع آیا تو پتہ چلا کہ یہ ایک فٹ چھوٹا ہے مستری نے غلطی سے 13 فٹ اندر کے لئے 13 فٹ کا ہی شہتیر کاٹ دیا تھا اب وہ دونوں طرف سے دیواروں پر کیسے آئے بہت پریشانی ہوئی غریب آبادی تھی پھر بھی وقت کے لحاظ سے مسجد کیلئے کافی مہنگا شہتیر لے کر آئے تھے۔ اتفاق سے وہاں ایک بزرگ کا گزر ہوا لوگوں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت صاحب مستری کی غلطی سے شہتیر ایک فٹ چھوٹا ہو گیا ہے اور اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ نیا شہتیر لے آئیں بڑی مایوسی ہے پریشانی ہے بڑی مشکل سے تو لوگ مسجد کیلئے چندہ دیتے ہیں اس بزرگ نے فرمایا کہ شہتیر دکھاؤ تو سہی کہاں ہے بزرگ نے شہتیر دیکھا تو اسے پاؤں سے ٹھوک ماری اور فرمایا تو ذرا لمبا ہو جاتا ہے ہمیں کیوں پریشان کر رکھا ہے تو شہتیر ایک فٹ لمبا ہو گیا اب ذرا بزرگوں کا تصرف دیکھئے درخت کا زندہ ہونا اس کا بڑھنا اسی وقت سوکھ جانا شہتیر کا بن جانا اس کی صفائی رندائی FINISHING وغیرہ سب کچھ ایک لمحہ میں ایک ٹھوک سے ہو گیا۔ یہ سچے لوگ ہیں حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا اسم مبارک ”معین الدین“ خود حضور نبی کریم ﷺ نے رکھا تھا اور آپ ﷺ کے حکم سے ہی آپ ہندوستان میں تشریف لائے اتنا بلند مرتبہ رکھنے کے باوجود آپ حضرت داتا گنج بخشؒ جویری لاہوریؒ کے روضہ مبارک پر معتکف ہوئے چلے کشی فرمائی اور تکمیل اعتکاف کے بعد فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

پرتھوی راج کا زمانہ تھا آپ اجیر شریف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تالاب تھا جو صرف شاہی خاندان کے افراد کے استعمال کے لئے مخصوص تھا آپ نے اپنے ایک مرید کو روانہ کیا کہ وہ تالاب سے پانی لے آئے۔ مرید وہاں پہنچا تو محافظوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا کہ آپ کا مذہب جدا ہے آپ پانی کو بھر شٹ کر دیں گے اور یہ تالاب صرف شاہی خاندان کیلئے مخصوص ہے۔ مرید نے تقاضا کیا کہ زیادہ نہیں تو صرف ایک لونٹا ہی پانی دیدیں۔ محافظ رضا مند ہوئے۔ مرید نے جب تالاب میں سے پانی لینے کیلئے لونٹا ڈالا تو وسیع و عریض تالاب کا سارا پانی صرف ایک لوٹے میں آ گیا۔ سارا تالاب خشک ہو کر رہ گیا۔ محافظ پریشان ہو کر رہ گئے اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت صاحبؒ ہمیں معاف کر دیں ہماری روزی اور ملازمت کا سوال ہے مہربانی کر دیں تالاب پانی سے بھر دیں۔ ادھر سارے علاقہ میں مشہور ہو گیا کہ سارے تالاب کا پانی ایک لوٹے میں سا گیا ہے لوگ حیران تھے حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ دو دن کے بعد ہم اس تالاب کو پانی سے اسی طرح سے بھر دیں گے آپ سارے علاقہ میں اعلان کر دو اب لوگوں کا جہوم ہو گیا کہ پانی سے تالاب کو بھرا جانے والا ہے سب لوگ خواجہ صاحبؒ کی کرامت کے منتظر تھے خواجہ صاحبؒ ایک لونٹا پانی لیکر وقت مقررہ پر تشریف لائے اور پانی تالاب میں اٹھیلنا شروع کیا جو نہی پانی کا پہلا قطرہ خشک تالاب میں گرا سارا تالاب دیکھتے ہی دیکھتے پانی سے بھر گیا کہ جیسے کبھی خشک ہوا ہی نہ تھا حضرت صاحبؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ کی یہ کرامت دیکھ کر موقہ پر موجود تمام غیر مسلموں نے کلمہ شریف پڑھ لیا اور حضرت صاحبؒ کے دست مبارک پر حلقہ بخش اسلام ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی یہ کرامت روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھ کر پرتھوی راج کو فکر ہوئی تو اس نے اپنے نجومیوں اور جادو گروں کو بلا کر حضرت صاحبؒ کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا ادھر جادو گر آئے ادھر خواجہ صاحبؒ اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لائے۔ جادو گروں نے سانپ پیدا کر دیئے جو حضرت صاحبؒ کے مریدین کی طرف منہ کھولے کاٹنے کیلئے بھاگے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ اپنے ارد گرد دائرہ کا نشان لگالیں اور آیت الکرسی کا ورد کریں۔ اب جو بھی سانپ ان کی طرف آتا وہ دائرہ کا نشان کو جو نہی چھو جاتا فوراً مر جاتا کوئی بھی سانپ کسی مرید تک نہ پہنچ سکا جادو گر اپنی شکست تسلیم کر گئے اور مسلمان ہو گئے ان کی کرامت کو دیکھ کر بہت سارے ہندو اور غیر مذہب اسلام لے آئے۔ اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ فیصل آباد 03/11/95

نیکی اور بدی کا تقابل

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یاایها الذین امنو صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک

واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

معزز حاضرین عرض ہے کہ ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں صحابیؓ نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایک بڑا مسئلہ ہے کہ دیکھو جی سوچو ہے کھا کر بلی جج کو چلی۔ مطلب کہ اگر سوچو ہے کھالئے تو پھر جج کس بات کا ایسا جج نہیں ہوتا ساری عریلیک کی اور اب قربانی کر رہے ہیں ہو تو یہ کیسی قربانی ہوئی۔ کسی سے دعا فریب اور دھوکہ کیا پھر گیارہویں پکائی تو یہ گیارہویں کیا ہوئی اتنی لمبی داڑھی رکھی اور پھر گناہ کیا تو یہ کیا داڑھی ہوئی۔ یہ مسئلہ عام ہے اگر تو نے گناہ نہیں چھوڑا بدکرداری نہیں چھوڑی تو پھر روزے بھی رکھے تو کس کام کے؟ جہاں نیکی اور برائی دونوں جمع ہوں تو پھر ہمارا عوامی فتویٰ یہ ہے کہ ایسی نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہے ایسی نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ جہاں بدی بھی ساتھ لگی ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا دُخِّلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (البقرہ 208)**“

اے ایمان والوں پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ“۔ اس کے بغیر تو کچھ نہیں ہے یہ گیارہویں شریف یہ میلاد شریف یہ محفل شریف کس کام کی ہے کہ اگر اس میں حرام کا پیسہ لگا ہوا ہے تو عام طور سے یہ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں تمہارے پلے تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحابی آئے اور دوسرے صحابی کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نماز کے صدقہ وہ انشاء اللہ چوری سے توبہ کر لے گا اس کو نماز سے منع نہ کرو اس کو یہ نہ کہو کہ تمہاری نماز کس کام کی ہے نماز سے جو تھوڑی بہت اس کی صفائی ہو رہی ہے اس سے منع نہ کرو ورنہ گندگی ہی گندگی پھیلے گی۔ تمام تر گندگی ہی پھیل جائے گی۔ اگر اس کو نماز سے ہٹا دو گے تو صرف چوری ہی چوری رہ جائیگی۔ گناہ ہی گناہ رہ جائیں گے فرمایا کہ انشاء اللہ اس نماز کے صدقے اس کو توبہ نصیب ہو جائیگی اور وہ نیک بن جائیگا اور ایسے ہی ہوا ٹھیک ہے کہ اس نے بلیک مارکیٹنگ کی ہے دعا کیا ہے دھوکہ دیا ہے اس نے رشوت لی ہے یہی کچھ ہے نا اور پھر گیارہویں شریف بھی منائی ہے تو انشاء اللہ اس گیارہویں شریف کے صدقے اس کو توبہ نصیب ہو جائیگی۔ نیکی سے مت رو کو گناہ ضرور ہوتے ہیں لیکن نیکی کے طفیل توبہ نصیب ہو جاتی ہے۔ خانہ کعبہ میں کتنے بت تھے۔ اس میں تین سو ساٹھ بت تھے ایک طرف خانہ کعبہ ہے نیکی کا نشان ہے۔ SYMBOL ہے نیکی کی علامت ہے عظمت اسلام کی نشانی ہے اور اس میں بت ہیں۔ اب کعبہ شریف کو گرا دو گے یا اس میں سے بتوں کو ہٹاؤ گے ہمارے جیسا ہو تو بیت اللہ شریف کو گرا دے کہ خانہ کعبہ بھی جائے اور ساتھ ہی بت بھی جائیں کیونکہ اس میں خرابی ہے ایسے گھر کو

ہم نے کیا کرنا ہے کہ جس کا اندرون تمام کا تمام بتوں سے بھرا پڑا ہے۔ حضور ﷺ نے بیت اللہ کو نہیں گرایا بلکہ اس میں سے بتوں کو نکالا ہے نماز نہیں چھڑائی بلکہ چوری کو نکالا ہے۔ گیارہویں شریف کو نہیں روکا بلکہ اس کی روزی حلال کر دی ہے یہ آج کل بڑا مسئلہ ہے داڑھی والا شخص اگر ذرا سی بھی کوئی گڑ بڑ کرتا ہے تو فوراً ٹوک دیتے ہیں کہ داڑھی رکھ کر ایسے کام کرتا ہے داڑھی رکھ کر حرام کاری کر رہا ہے اگر یہی حرام زندگی کرنی ہے تو پہلے داڑھی کو صاف کرادو پھر جو چاہے کرتے رہنا۔ داڑھی کے ساتھ ایسے کام نہ کرو۔ حضرات! اس کو منع نہ کرو۔ داڑھی کے صدقے اس کی توجہ قبول ہو جائیگی اور انشاء اللہ ضرور ہو جائیگی۔ ایک یہودی لڑکا تھا اس کو حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی وہ لڑکا بیمار ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی تیمارداری کیلئے تشریف لے گئے اس کی عیادت کرنے کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ یہودی بے ایمان ہے لیکن اس کے ساتھ محبت رسول اللہ ﷺ ملی ہوئی ہے۔ جس طرح سے کہ نماز کے ساتھ چوری ملی ہوئی ہے۔ خدمت مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ یہودیت ملی ہوئی ہے کیا اس یہودیت کو اس خدمت کا کوئی فائدہ ہوگا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس یہودی لڑکے کے گھر تشریف لے گئے اس کا آخری وقت تھا اس نے جونہی حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور دیکھا تو نے پڑھ لیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اس کی ساری یہودیت ختم ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنتی صحابی دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لو اب یہودیت بھی ایک بیماری ہے یہودیت بھی ایک برائی ہے یہودیت بھی ایک گناہ ہے جب ان کا مذہب ہی منسوخ ہو گیا ہے تو پھر یہودیت میں کیا رکھا ہوا ہے اپنے لحاظ سے اللہ اللہ کریں اپنے لحاظ سے نماز پڑھیں اپنے لحاظ سے روزے رکھیں۔ جو چاہے عبادت کریں۔ نیک کام کریں لیکن ان کا کچھ فائدہ نہیں ہے کہ وہ یہودی ہیں لیکن جب خدمت مصطفیٰ ﷺ اس میں شامل ہو جاتی ہے تو اس کی یہودیت کا خاتمہ ہو کر اس کا اپنا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے اس لئے جب بھی کوئی بلیک مارکیٹنگ والا خانہ کعبہ جاتا ہے تو اسے جانے دو وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتا ہے تو ہونے دو اس کو طعنہ نہ دو وہ کہاں جا رہا ہے وہ وہاں جا رہا ہے جہاں سے جہاں کو ملتا ہے۔

وہیں پہ جانا جہاں سے جہاں کو ملتا ہے
تم اپنے دل کے تقاضوں کو روبرو رکھنا

اس کو اگر وہاں سے مل رہا ہے تو ہمارے پیٹ میں کیوں درد اٹھ رہا ہے ہمارے پیٹ میں یہ درد کیوں ہو رہا ہے کہ وہ نمازی ہو کر چوری کر رہا ہے نماز غاشی سے بچاتی ہے کہ قرآن مجید فرما رہا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (المکوث 45) ”بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے بچاتی ہے“، لیکن ہم اس کا الٹا مطلب لیتے ہیں کہ چونکہ نماز نے چوری سے نہیں بچایا ہے اس لئے نماز کو چھوڑ دو لیکن یہ کیوں نہیں کہتے کہ چونکہ نماز غاشی سے بچاتی ہے اس لئے انشاء اللہ اس کی نماز اس کو چوری سے بچا لے گی۔ بندہ محفل میں آتا ہے لیکن نیت اس کی بری ہے کہ کوئی جوتی وہ اٹھا کر لے جائے گا چوری کرے گا کسی کی جیب کاٹ لے گا ڈاکہ مارے گا یا کوئی اس قسم کی نوسر بازی کرنی ہے

لیکن وہ محفل میں آیا ہے عین ممکن ہے کہ اس محفل کے صدقے وہ چوری سے باز آ جائے چوری اگر کر بھی لی ہے تو محفل کے صدقے وہ بھی معاف ہو جائیگی۔ حضرات! اگر کسی شخص میں نیکی کی کوئی علامت ہو مرق ہو تو اس کو اچھا جانو اگر اس میں برائی انتہا کی بھی ہوگی تو معمولی سے معمولی نیکی بھی اس پر غالب آ جائیگی۔ **وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا** (نبی اسرائیل 81) ”اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔“

پچھلے دنوں چکوال جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر ایک ایمان افروز واقعہ سنا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک ہندو لڑکی وہاں رہتی تھی جس کی زبان پر محمد ﷺ محمد ﷺ رہتا تھا یہ نہیں کہ کس طرح حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہوا۔ کسی ولی کامل کی نگاہ پڑی تو اس لڑکی کی زبان پر ہر وقت نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ رہنے لگا۔ نام محمد ﷺ اس کا وظیفہ بن گیا۔ اس کے والدین اور عزیز و اقارب بھی بڑے سخت اور کڑنقسم کے ہندو مذہب والے تھے۔ وہ بہت پریشان کہ ہم رام رام کہتے ہیں یہ محمد ﷺ محمد ﷺ کہتی ہے لڑکی کو غصے بھی ہوئے ناراض بھی ہوئے مارا پیٹا اور آخر کار گھر سے ہی نکال دیا وہ اس سے دوسرے روز نبی مرگئی۔ جب مرگئی تو ہندو اکٹھے ہوئے کہ اس کا ”کریا کرپا“ کرنا ہے اس کو جلانا ہے۔ لیکن مسلمان بھی اکٹھے ہو گئے کہ یہ تو ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام نامی لیتی ہے ہم اس کو نہیں جلانے دیں گے ہم نے اس کو غسل دینا ہے کفن دینا ہے اور دفن کرنا ہے مسلمان اکثریت میں تھے وہ غالب آ گئے۔ انہوں نے اس لڑکی کو دفن کر دیا۔ اسی دوران ادھر مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا اس کو وہاں دفن کیا گیا لیکن جو آدمی اس میت کو قبر میں لٹا کر باہر نکلا اس کا بٹوہ قبر میں رہ گیا قبر بند کر دی گئی اسے یاد آیا کہ اس کا بٹوہ قبر میں رہ گیا ہے اس نے سوچا کہ یہ سعودی عرب والے اب مجھے قبر کو کھولنے نہیں دیں گے میں رات کو آؤں گا اور قبر کھود کر اپنا بٹوہ نکال لوں گا اس نے ایسے ہی کیا رات کو گیا قبر کو ایک طرف سے کھود کر اپنا بٹوہ نکال سکے تو قبر سے آواز آئی۔ ”خبردار اندر ایک پردہ نشین عورت ہے آگے مت بڑھو“ وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو میرے دوست کی قبر ہے آج ہی اسے دفن کیا ہے۔ میرا بٹوہ اس قبر کے اندر رہ گیا ہے۔ میں نے تو صرف اپنا وہ بٹوہ لینا ہے عورت نے کہا کہ میں پاکستان کے شہر چکوال کے قریبی فلاں گاؤں کی ہوں۔ میں ہندو تھی لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لینے کی وجہ سے مجھے وہاں قبر سے نکال کر یہاں مدینہ شریف پہنچا دیا گیا ہے حضرات!

اگر آپ صرف اتنی سی نیکی بھی اپنے ساتھ رکھو تو بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ نیکی چھوٹی سی بھی ساتھ ہو تو وہ بڑے گناہوں پر غالب آ جاتی ہے پھر اس آدمی نے پوچھا کہ بی بی جی میرا وہ بٹوہ یہاں آپ کی قبر میں پڑا ہو گا وہ تو مجھے دیدیں لڑکی نے کہا کہ تمہارا وہ دوست چکوال کے قریب فلاں گاؤں کے قبرستان میں میری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے اور تمہارا بٹوہ اس میں موجود رقم بھی ساتھ ہی گئی ہے وہاں سے جا کر لے لو وہ آدمی یہاں آیا اور نشان زدہ قبر تک پہنچا اور اسے کھودنے کی کوشش کی لوگ اکٹھے ہو گئے اور اسے پکڑ لیا اس نے سارا واقعہ سنا دیا اور کہا کہ قبر میں آپ لڑکی دفن کی تھی وہ تو مدینہ شریف چلی گئی ہے اور وہاں جو آدمی دفن کیا گیا تھا وہ یہاں منتقل ہو گیا ہے اس کی زبان پر اسم محمد ﷺ نہیں تھا جس کی زبان پر لفظ

محمد ﷺ تھا وہ وہاں چلی گئی ہے لوگوں کو اس واقعہ کا بڑا اشتیاق پیدا ہوا۔ اس لڑکی کے رشتہ داروں کو بھی پتہ چل گیا تو انہوں نے قبر کشائی کی اجازت دیدی کہ چلو اور نہ سہی تو مسلمانوں کے مذہب کا تو پتہ چل جائیگا قبر کھولی گئی تو دیکھا کہ اس میں آدمی لیٹا ہوا ہے۔ لڑکی غائب ہے اور بڑھ بھی قبر میں تھا وہ اس آدمی نے اٹھا کر دکھایا کہ یہ وہ بڑھ ہے جس کی تلاش میں یہ سارا واقعہ رونما ہوا ہے۔ حضرات! جس کے بھی زبان پر لفظ مدینہ مدینہ یا اسم گرامی محمد ﷺ ہوتا ہے اس کی لاش کہیں بھی دفن ہو وہ مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہے۔ آپ اس کی برائیوں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر اسم گرامی محمد ﷺ محمد ﷺ کو دیکھتا ہے۔ تم کسی کی نماز کو دیکھ کر طعنہ دیتے ہو کہ بڑا نمازی بن رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سجدہ کو دیکھتے ہیں اس کے روزے کو دیکھتا ہے دیکھو کہ کسی نے میلاد شریف منایا کسی نے گیارہویں شریف منائی لنگر پکایا کھانا بنایا تو اب دیکھو کہ یہ کھانا کیا بن گیا ہے اس میں کیا عظمت آگئی ہے ایک آدمی کا والد فوت ہو گیا وہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس حاضر ہوا کہ میرا والد بس ایسا ویسا ہی تھا آپ دعا فرمائیں کہ اس کی نجات ہو جائے بخشش ہو جائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا میرا مرید تھا عرض کیا نہیں فرمایا کیا میرے پیچھے نماز پڑھی عرض کیا نہیں فرمایا کبھی میرے ارشادات سنے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کبھی میرا لنگر کھایا عرض کیا نہیں فرمایا کبھی میرے مدرسے میں آیا عرض کیا نہیں فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ان میں کوئی ایک چیز بھی کی ہوتی تو آج اس کی بخشش ہو جاتی۔ چور اگر گیارہویں شریف کا لنگر کھائے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے نمازی کے ساتھ ساتھ اگر چوری بھی لگی ہو تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے ہمارے پیٹ میں خواہ مخواہ درد اٹھتا ہے کہ چوری کرنے والا نمازی کیوں بخشا جائے۔ یہ ہمارا معیار ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا معیار کچھ اور ہی ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت کو دیکھتا ہے وہ ہماری باقی چیزوں کو نہیں دیکھتا صرف نسبت محمدی ﷺ کو دیکھتا ہے سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ بس اتنی نسبت کافی ہے کہ اس نے کسی ولی کے در سے لنگر کھایا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھی ہو اس کے مدرسہ میں آیا ہو اس کی بیعت کی ہو حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے توجہ فرمائی تو اس آدمی کو خوشخبری دی کہ تیرے والد صاحب کی بخشش ہوگئی ہے۔ عرض کیا کہ سرکار یہ کیسے ہوا تو فرمایا کہ اس کے تمام گناہ ایک طرف لیکن وہ میرے دروازے کے سامنے ایک دفعہ ادب سے گزرا تھا بس اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ بات پسند آگئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ باقی اعمال نامہ کو چھوڑ دے ادب سے گزرنے پر ہی میں نے اس کو بخش دیا ہے آپ ایسے شخص کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے لنگر نہیں کھانے دیتے لنگر پکانے نہیں دیتے یہ چھوڑو کہ اس نے کہاں سے کمایا ہے کس طرح سے کمایا ہے لیکن لنگر تو حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت والا بن گیا ہے لنگر تو حضرت غوث الاعظمؒ کا بن گیا ہے تو جس نے بھی یہ لنگر کھایا ہے وہ بخش دیا گیا ہے لہذا نیکی سے کبھی نہ روکو نہ کبھی ایسے نیکی والے کو طعنہ دو کہ تم نیکی بھی کرتے ہو اور بدی بھی کرتے ہو نماز بھی پڑھتے ہو اور چوری بھی کرتے ہو وہ شعر ہے ناکہ

رحمت حق بہانے جوید بہانہ سے جوید

اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت تم سے زیادہ قیمت نہیں مانگتی وہ تم سے زیادہ سجدے نہیں مانگتی یا یہ کہ زیادہ قیمت نہیں مانگتی بہا

یعنی زیادہ نہیں مانگتی بلکہ وہ تو بہانہ ڈھونڈتی ہے کہ جس سے تیرا بیڑہ پار ہو جائے یہودی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی تو جنت میں چلا گیا نمازی نے چوری کر لی تو نماز کے صدقے بخش دیا گیا ہمارا اپنا فتویٰ بھی یہی ہوتا ہے کہ جس نے چوری کی ہے تو اسے جہنم میں جانا چاہیے تھا آپ خود یہ فیصلہ کریں کہ کیا صحابہ کرام کردار میں حضور نبی کریم ﷺ جیسے ہیں کیا صحابہ کرام کا عمل حضور نبی کریم ﷺ جیسا ہے نہیں ہے تو پھر ہمارے فتوے کے مطابق تو (اللہ معافی دے) ان کی بخشش بھی نہیں ہوگی کیا تابعین صحابہ کرام جیسے ہیں نہیں ہیں کیا تبع تابعین تابعین جیسے ہیں نہیں ہیں تو پھر کیا ہم تبع تابعین جیسے ہیں نہیں ہیں۔ ہم ہیں تو کچھ بھی نہیں لیکن اپنے آپ کو نبی پاک جیسا کہہ کر اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ ہم تو اس طرح پورے نہیں اترتے بس صرف یہ کوئی بہانہ ہی بن جاتا ہے کہ جس سے ہماری بخشش ممکن ہو جاتی ہے رحمت حق بہانے جوید بہانہ ہے جوید بس بہانہ ڈھونڈو اور بہانہ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ محفل میں آ جاؤ تم یہ کہو کہ خبردار تم محفل میں آئے تو تم تو قاتل ہو کیا قتل کرنا کوئی چھوٹی بات ہے ایک شخص کو قتل کرنا گویا کہ ساری مخلوق کو قتل کرنا ہے۔ اِنَّهُ مَرَقَلَّ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَانَمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا۔ (المائدہ 32) ”جس نے کسی جان کو قتل کیا بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا“ اب ایک طرف قتل ہے اور ایک طرف یتیمی ہے تو ہمارے جیسا ہو تو فوراً فتویٰ دے دے کہ اس کی بخشش تو ممکن نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو صرف بہانہ دیکھتے ہیں کہ یہ میرے نبی ﷺ کی محفل میں آیا ہے تو یہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ قاتل کو محفل میں آنے سے نہ روکو اس کو آنے دو۔ اس نے جن کا قتل کیا ہے میں خود ہی ان کو منا لوں گا۔ گھر سے چلنے کے بعد محفل میں آنے سے پہلے سو کے قاتل کے بھی قتل معاف ہو جاتے ہیں صرف اس لئے کہ یہ محفل میں آ گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ ولی کامل کی درگاہ شریف کی طرف جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ روضہ اقدس کی طرف اس کا رخ ہے۔ یہ دیکھو کہ یہ بنی اسرائیل کے ولی کی طرف جانے والا بندہ ہے۔ سو کا قاتل ہے تو سو کے قتل معاف ہو گئے۔ لیکن امت محمدیہ ﷺ کا ولی بنی اسرائیل کے ولی سے ہزار گنا زیادہ طاقتور ہے۔ کروڑ ہا گنا طاقتور ہے۔ تو پھر اس کی طرف جانے والا قاتل اگر ہزار آدمیوں کا قاتل بھی ہے تو ہزار قتل بھی معاف ہو جائیں گے۔ تو اگر کوئی سردار الانبیاء کی طرف جانے والا ہے تو اس کے کتنے بھی گناہ ہو گئے وہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ حدیث شریف ہے کہ جو بھی میرے روضے پر آ جائیگا مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ یہ نہیں فرمایا کہ تو پہلے اپنی فلاں صفائی کرو۔ یہ کرو۔ وہ کرو۔ کچھ بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف کیا فرمایا کہ بس تو آ جاؤ تو یہی کافی ہے۔ لیکن

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

آپ نے کسی کو دعوت پر بلایا ہوا بھی ہو اور پھر اسے روٹی نہ کھلاؤ تو تمہاری برادری تمہیں کیا کہے گی۔

بڑی لسٹ بنائی پھر کاٹ چھانٹ کر کے خاص خاص دوستوں کو بھی بلایا۔ دعوت نامہ جاری کیا اور وہ تشریف لے آئے۔

اور پھر آپ یہ کہیں کہ تمہیں روٹی نہیں دیں گے تم میں فلاں کی ہے۔ فلاں کی ہے تو پھر تمہاری برادری کیا کہے گی۔ وہ یقیناً تمہارا بانی کاٹ کر دے گی۔ تو جب حضور نبی کریم ﷺ بلاتے ہیں تو آپ ﷺ بھی تو کوئی لسٹ بناتے ہیں گے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

تو جب وہ آتے ہیں تو ان بیڑہ بھی پار ہو جاتا ہے۔ اب ایک اور عرض کرتے ہیں کہ وہاں چکوال میں ہی مجھے ایک جگہ لے گئے وہاں جا کر پتہ چلا کہ یہ جو مزار شریف ہے یہ حضرت امام تقی کا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تمام امام تقی صاحبان تو مشرق وسطیٰ کے ممالک میں ہی ہیں یہاں چکوال میں اس طرح سے حضرت امام تقی تشریف لے آئے۔ کسی فوج کے ساتھ آئے۔ کسی حاکم کے ساتھ۔ تبلیغ کے سلسلہ میں آئے آخر کسی طرح سے آئے مجھے بتایا گیا کہ ہارون رشید یا مامون رشید کے فوجیوں نے آپ کو شہید کیا تھا تو آپ کی میت کو وہاں سے لوگ ادھر لے آئے تھے۔ یہ تیرہ سو سال پہلے کی بات ہے قبر کا نشان مٹ گیا۔ قبر چھپ گئی۔ مٹ گئی۔ کوئی پتہ نشان نہ رہا۔ کوئی ایسا آدمی نہ بچا کہ جس کو یہ معلوم ہوتا کہ یہاں پر حضرت امام تقی کا روضہ ہے۔ اس گاؤں کا ایک آدمی پیدل مدینہ منورہ گیا اور پیدل ہی واپس آیا یہ اس کا ادب کا مقام تھا۔ واپسی پر راستہ میں اسے خواب آئی کہ تیرے گاؤں میں فلاں جگہ پر حسرت امام تقی کا روضہ ہے اسے تلاش کرو اور اس پر مزار شریف اور گنبد بناؤ۔ مسجد بھی بناؤ وہاں کثیر مقدار میں لوگ دروازے آ کر نماز جمعہ ادا کیا کریں گے۔ چکوال کبھی آپ گئے ہوں تو دیکھا ہوگا کہ اس کے گرد نواح میں بیابان ہی بیابان ہے اور آج سے بیس پچیس سال پہلے تو بالکل غیر آباد علاقہ تھا۔ اب بھی وہاں کوئی آبادی نہیں ہے بس دو تین کمرے ہیں۔ مسجد ہے مزار ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ وہ آدمی آیا اور جہاں اسے نشان دہی کی گئی تھی وہاں سے اس نے زمین کھودنی شروع کی۔ تھوڑی دور سے انٹینس نکلتی شروع ہو گئیں اور پھر ایک قبر کی شکل نظر آئی۔ اور خوشبو آنے لگی تو یہ خوش ہو گیا کہ حضرت امام تقی موجود ہیں۔ اس نے اس قبر پر روضہ بنا دیا۔ وہ اب خود بھی فوت ہو چکے ہیں۔ میانوالی کا رہائشی ایک بندہ ہے جو عالم دین ہے اور حضرت سلطان العارفین حق باہو کا مرید ہے۔ اسے حضرت سلطان العارفین نے خواب میں فرمایا کہ تو وہاں فلاں گاؤں میں چلا جا۔ وہاں حضرت امام تقی کا روضہ ہے۔ وہاں جا کر تبلیغ شروع کرو۔ وہاں دیوبندی۔ وہابی اور شیعہ حضرات کا بہت زور ہے تم وہاں پہنچو اور دین حق کی تبلیغ کرو۔ وہ آدمی حکم کے مطابق وہاں چلا گیا اور آج بھی موجود ہے۔ میں نے اس کی زیارت کی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ شاہ صاحب جب آپ یہاں تشریف لائے تو بس تبلیغ شروع کر دی اور کیا آپ کو یہ مکمل دل جمعی سے یقین تھا کہ حضرت امام تقی کا یہی روضہ ہے۔ اور آپ یہیں دفن ہیں۔ اس نے بتایا کہ میں تو حکم کے مطابق یہاں چلا آیا لیکن دل میں واقعی تذبذب تھا کہ کیا واقعی امام صاحب یہاں برصغیر میں آئے اور یہاں دفن ہوئے۔ میں نے دعا مانگنا شروع کر دی کہ یا اللہ اگر امام صاحب یہاں ہیں تو مجھے ان کی زیارت کرا دے اور وہ مجھے از خود یہ بتائیں کہ ہاں یہ میرا ہی روضہ ہے۔ چند روز گزرے کہ مجھے خواب آئی کہ میرے سامنے حضرت امام تقی روضے سے باہر شریف لائے اور مجھے زیارت کرائی اور یہ بھی فرمایا کہ میں یہیں ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ بڑی

مہربانی آپ نے زیارت کرادی۔ اب بات یہ ہے کہ اس علاقہ کے زیر زمین پانی بہت کڑوا ہے۔ جہاں پر بھی نلکھ لگاتے ہیں تو کبھی تو پانی نکلتا ہی نہیں ہے اور اگر نکل بھی آتا ہے تو تھوڑی مقدار میں نکلتا ہے اور کڑوا بھی ہوتا ہے بعض جگہ بہت گہرائی پر ہوتا ہے حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک بیٹھے پانی کا چشمہ تمہارے صحن میں جویری کا درخت ہے اس کی جڑوں میں ہے اور ایک میری قبر کے سرہانے کے قریب ہے یہاں پر نلکا لگا لو۔ انہوں نے میری کے درخت کے نیچے بتائی ہوئی جگہ پر بور کیا۔ چالیس فٹ پر بیٹھا پانی نکل آیا جو سارا گاؤں استعمال کر رہا ہے اور دوسرے لوگوں کے گھروں اڑھائی سو فٹ تک بھی بیٹھا پانی نہیں نکلا۔ پھر انہوں نے مزار شریف کے سرہانے در کیا تو وہاں پینتالیس فٹ پر بیٹھا پانی نکل آیا۔ اب انہوں نے ایک بہت بڑی مسجد بنادی ہے لیکن اس گاؤں میں زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو مردہوں کے لیکن مسجد میں کم از کم پانچ سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اب اللہ کا کرم دیکھو کہ وہاں قریب ہی ایک ٹیکسٹائل مل بن گئی ہے۔ اب وہاں سے تمام ورکر مزدور آ کر نماز جمعہ اس مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ پانی بھی نکل آیا۔ مل بھی بن گئی۔ نماز بھی آگئے۔ اس طرح سے جو بشارت دی گئی تھی وہ پوری ہوگئی۔ یہ اولیاء کرام کی شان ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے۔ اب اس مزار کا کرم ہے فیض ہے۔ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ ان کے در کی طرف جانا ہی بخشش ہے۔ آپ اپنے گناہوں کو نہ دیکھیں بلکہ ان کے بلادے کو دیکھیں کہ وہ بلا رہے ہیں۔ اور بلایا جو ہے تو پھر وہ آپ کو دیں گے۔ ولیمہ میں اگر بلایا ہے تو پھر تمہیں کھانا بھی دیں گے کیونکہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

جب بلا تے ہیں تو پھر عطا بھی کرتے ہیں۔ کسی شخص میں اگر نیکی اور بدی دونوں موجود ہوں تو اس کی نیکی کی طرف دھیان رکھو۔ ہو سکتا ہے کہ اس نیکی کے طفیل اس کی بخشش ہو جائے۔ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اس بدی کی وجہ سے اس کا بیڑہ غرق ہو جائیگا۔ ہم اس کی بدی کو پیش نظر رکھتے ہیں لیکن نگاہ مصطفیٰ ﷺ اس کی نیکی پر ہوتی ہے رحمت حق اس کی نیکی کی طرف دیکھتی ہے۔ ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نماز سے منع نہ کرو کیونکہ اس کی نماز کے صدقے وہ چوری سے باز آجائیگا۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ یہودی کا لڑکا جان نکلنے سے پہلے صحابی بن چکا تھا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے۔ مہربانی ہے اسی طرح سے یثرب بھی بہارتھا۔ یثرب بھی مصیبت کا گھر تھا۔ لیکن جب وہاں قدم مصطفیٰ ﷺ لگتے ہیں تو یہ مدینہ منورہ بن جاتا ہے اور پھر وہ ایسا مدینہ بنتا ہے کہ کائنات کی تمام عظمت والی چیزیں بھی اس مٹی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتیں جو حضور ﷺ کے کفن مبارک کو لگی ہے۔ یہ نسبت ہے جس کو بھی لگ جائے۔ پہلے تھا کہ دیکھو جی یہ مرید بھی ہے یا گناہ بھی کرتا ہے۔ دائرہ بھی ہے پھر بھی خلاف شرع باتیں کرتا ہے۔ نماز بھی ہے اور بدکرداری بھی کرتا ہے۔ یہ اسلامی سوچ نہیں ہے بلکہ اسلامی سوچ یہ ہے کہ اس کی ادنیٰ سی نیکی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی اس کو بخش دیتا ہے۔ کسی بھی وقت اس کی کاپیلت سکتا ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ کے دربار میں چور آیا لیکن دونوں میں اس کی کاپیلت لگی۔ چور

آیا تھا قطب بن کر چلا گیا صرف حاضر ہونے کی نیکی تمام برائیوں کو بہا کر لے گئی۔ دیکھو کہ نگاہِ غوث الاعظمؒ نے کیا سے کیا بنادیا۔ یہ تو نگاہِ غوث الاعظمؒ ہے پھر نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا کیا کہنا ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا

ایک صحابی فوت ہو گیا۔ دوسرے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ بہت خراب آدمی تھا اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس کی بد تعریفی تو کر رہے ہیں کیا کسی نے اس کی کوئی چھوٹی موٹی نیکی بھی کبھی ہوتے دیکھی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک جنگ سے جب واپس آ رہے تھے تو اس نے ایک رات آپ کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بخشش کیلئے اتنا ہی کافی ہے اب دیکھو کہ باقی ساری برائی ہے لیکن صرف ایک رات کی چوکیداری اس کے پلے میں نیکی ہے۔ رات بھی کتنی لمبی ہوگی۔ رات دس بجے بھی اگر آرام فرمایا ہوگا تو دو بجے اٹھ گئے ہوں گے تو صرف چار گھنٹے وہ صحابی خیمے کی چوکیداری میں بیٹھا رہا تو آج جنتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو آنکھوں کو جہنم نہیں جلا سکتی۔ ایک وہ آنکھ جو گناہوں پر آنسو بہائے اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرے کے لئے جاگتی رہے۔ اس سے بھی آسان بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا بھی نام محمد ہے قیامت کے روز یہ منادی کی جائیگی کہ وہ جنت میں چلا جائے۔ آپ بھی اپنے بچوں کے نام محمد رکھا کرو۔ ایک گھر میں اگر ایک سے زائد بھی محمد نام کے ہوں تو کوئی مذاقہ نہیں۔ محمد سنیر محمد جو نیر رکھ لو۔ محمد نام والا آدمی جہنم میں نہیں ہوگا اس لئے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس نے محمد نام کا آدمی جہنم میں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی شک رہنے ہی نہیں دیا اور فرمایا کہ جس کا بھی نام محمد ہے وہ جنت میں چلا جائے۔ یہ کتنی سی نسبت ہے۔ باقی چاہے جو کر لو نام محمد کے اسم مبارک محمد ﷺ سے ملتا ہوا رکھ لو۔ لفظ محمد سے پکارے جاؤ تمہاری شناخت محمد سے ہو جب کوئی آواز دے تو تم سمجھو کہ تمہیں آواز دی جا رہی ہے تم اس کی طرف توجہ کرو۔ اسی طرح حسن حسین علی فاطمہ عائشہ یہ بھی جنتیوں کے نام ہیں۔ جس طرح سے حضور ﷺ نے اپنے نام اسم گرامی محمد ﷺ کے نام پر حرف نہیں آنے دیا اسی طرح اپنے نواسوں اپنے خاندان اور اپنے اہل بیعت کے نام پر بھی کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں دیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا فلاں فرد میں نے جہنم میں دیکھا ہے۔ صرف نام سے ہی اتنا لحاظ ہے نام رکھنا تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے یہ نسبت محمدی ﷺ ہے لہذا کسی کی برائی پر نہ جاؤ کہ پتہ نہیں مرنے سے قبل کب اس کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔ عام کہاوت ہے کہ سخی تو دیتا ہے لیکن پنڈارن کا پیٹ پھٹتا جاتا ہے سخی ہوتا ہے اور اس کا ایک شور کبیر ہوتا ہے باورچی ہوتا ہے جسے پنڈارا کہتے ہیں سخی تو کہتا ہے کہ اس کو ایک من آنا دے دو لیکن وہ پنڈارا کہے گا کہ صاحب یہ آدمی ٹھیک ٹھاک ہے۔ امیر ہے کماسکتا ہے اس کو کیوں آنا دے رہے ہو یہ تو مستحق نہیں ہے۔ یعنی پنڈارے کا پیٹ خواہ مخواہ پھول جائے گا اس کے پیٹ میں درد ہونے لگے گا کہ کوئی خواہ مخواہ ہی مفت میں اتنا سارا آٹا لے کر جا رہا ہے لہذا جب حضور نبی کریم ﷺ عطا فرماتے ہیں تو ہم پنڈاروں کے پیٹ کیوں پھٹ رہے ہیں ہمیں بھی خوش ہونا چاہیے حضور نبی کریم ﷺ

کے صدقے ساری کائنات بخش جاتے تو ہمیں خوش منانی چاہیے خوش ہو جانا چاہیے کیونکہ اس سے پتہ ہے کہ کیا ہوتا کہ جب بندوں کی بخشش ہوتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ خوش ہوتے ہیں اور جب لوگ جہنم میں جاتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر غمگین ہوتے ہیں آنسو بہاتے ہیں۔ حضرت عکرمہؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ ایسی خوبصورت شکل والا جوان جہنم میں جاتا اچھا نہیں لگتا حالانکہ وہ اس وقت کافر تھے حضرت عکرمہؓ نے عرض کیا تھا کہ جہنم میں جاؤں نہ جاؤں میں مسلمان نہیں ہوں گا۔ فرمایا کہ یہ تیری مرضی لیکن میرے منہ سے نکل گیا ہے۔ حضرت عکرمہؓ بڑے دوڑے بھاگے مہینہ بھر خوار ہو گئے اور کسی طرح سے چین نہیں آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آگرے اور مسلمان ہو گئے جب کسی گناہ گار سے گناہ گار بندے کی بخشش ہوتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ راضی ہوتے ہیں۔ کبھی کسی کو بدعائدی کی یا اللہ اس کا بیڑہ غرق کر دے بلکہ جہنم میں آگیا اور فرشتہ آیا کہ آپ حکم دیں تو ہم ان پر پتھروں کی بارش کر دیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں رحمت بن کر نہیں آیا۔ اگر کہیں تو ان کی اولاد ایمان لے آئیگی۔ آج سارا طائف اسی لئے مومن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ ورنہ طائف آج لعنت میں ڈوبہ ہوتا قوم شمود کے بھی تو کھنڈرات ہیں بے ہیں جہاں ان کو عذاب ہوا تھا وہاں اب بھی عذاب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاں عذاب آیا ہو اس جگہ سے جلدی جلدی گزر جاؤ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ برائی بیدی تو انسان سے ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود نیکی بھی ضرور کرو تھوڑی کرو زیادہ کرو لیکن نیکی ضرور کرو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں کل 360 جوڑ ہیں اور ہر روز ہر جوڑ کیلئے صدقہ دینا لازم ہے۔ نیک کام کرنا بھی صدقہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ روزانہ 360 بار صدقہ ادا کرنا کیسے ممکن ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ راستہ میں پڑے ہوئے پتھر کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے صدقہ ہے پھر فرمایا کہ نماز اشراق 360 جوڑوں کا صدقہ ہے۔ تو حضرات! کس قدر کرم ہے کہ صرف نماز اشراق ہی پابندی سے پڑھ لو تو 360 جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین جب آدمی نماز کی تیاری کرتا ہے اور اس کے لئے وضو کرتا ہے تو جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ دھل جاتے ہیں کلی کرتا ہے تو زبان کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں چہرہ پر پانی ڈالتا ہے تو آنکھوں کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ سر کا مسح کرتا ہے تو دل اور دماغ کے گناہ صاف ہو جاتے ہیں پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں اور آدمی ظاہر باطن پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ پھر وہ نماز پڑھتا ہے اور نماز میں درود شریف پڑھتا ہے اور آخر میں دعا کرتا ہے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَا رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ”اے ہمارے رب دعا کو قبول فرمائے ہمارے رب قیامت کے روز مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنوں کو بخش دے“ تو یہ دعا بارگاہ عالیہ میں قبول

ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کو توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

اجتماعی ذکر کی فضیلت

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من

الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملكه يصلون على النبى يا ايها الذين امنو صلوا عليه وسلموا تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

معزز حاضرین ہم روز پڑھتے ہیں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ”اگر آپ اکیلے بھی پڑھ رہے ہوں تو پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں جب تمام مل کر پڑھ رہے ہوں تو پھر تو ٹھیک ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں لیکن اگر اکیلا ہے تو پھر کہنا چاہیے کہ میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ مگر ہم کا لفظ کیوں بولتے ہیں اور اس ہم کا ہمیں فائدہ کیا ہے تو وہ اس طرح سے ہے کہ آپ سب نے مل کر ذکر کیا ہے کسی نے ٹھیک کیا ہے کسی نے غلط کیا ہے کسی نے یونہی اوپر اوپر سے ہی کیا ہے لیکن کسی نے دل سے کیا ہے کسی نے کسی خاص غرض سے کیا ہے کسی نے خلوص سے کیا ہے اور کوئی غرض مد نظر نہیں رکھی ہماری بہت سی اغراض ہیں بہت سی ORIENTATIONS ہیں بہت سے ANGLES ہیں بہت سے محرکات ہیں بہت سے جذبات ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم نے ذکر کیا ہے لیکن یہ ذکر ہم سب نے اکٹھا کر کیا ہے میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ امجد صاحب سے سر ملائیں سرور صاحب سے سر ملائیں یا فلاں صاحب سے سر ملائیں کہ ان کی آواز جیسی آواز نکالیں جب وہ اللہ کہے تو تم بھی اللہ کہو اور جب وہ ہو کہے تو تم بھی ہو کہو میں عرض کیا اور آپ نے ازراہ مہربانی ویسے ہی کیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کا فائدہ کیا ہے۔ تو حضرات اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر ایک صاحب کا بھی ذکر قبول ہو گیا تو باقی سب کا بھی قبول ہو جائے گا۔ اگر حاجی صاحب کا قبول ہو گیا تو اس کے صدقے باقی سب کا بھی قبول ہو جائے گا اگر مختار صاحب کا ذکر قبول ہو گیا تو باقی سب کا بھی ہو گیا اگر رانا صاحب کا ذکر قبول ہو گیا تو پھر بھی سب کا ہو گیا۔ اگر امجد صاحب کا ہو گیا تو بھی سب کا ہو گیا میں یہ نام لے رہا ہوں کہ ان میں سے کسی کا بھی ذکر قبول ہو گیا تو ان کے صدقے باقی سب کا بھی قبول ہو جائیگا جس ایک شخص کا ذکر قبول ہو گیا تو اس کے صدقے باقی تمام افراد کا ذکر بھی قبول ہو جائیگا خواہ ان میں سے کوئی ایسا ویسا ہی ہو خواہ کسی کا ذکر نہ بھی کرنا آتا ہو وہ بھی آواز کے ساتھ آواز ملا کر ہو ہُو کرتا رہے تو اس کا ذکر بھی قبول ہو جاتا ہے قرآن مجید ہے کہ یہ ایک کتاب ہے اس پر آپ غلاف پہناتے ہیں۔ بازار سے کپڑا لاتے ہیں۔ اس سے آپ قرآن مجید کیلئے بیگی اور غلاف بناتے ہیں اور اس کو قرآن مجید پر پلٹتے ہیں اب اس غلاف کی کیا عظمت ہے؟ قرآن مجید تو پھر بھی قرآن ہے کلام الہی ہے حضور ﷺ کے دل پر اترا ہے بڑی برکت والی چیز ہے اس کے ہر حرف پر درس نیکیاں مل جاتی ہیں لیکن غلاف نے کیا کیا ہے؟ کچھ نہیں کیا ہے بس صرف قرآن مجید سے

لگ گیا ہے قرآن حکیم سے اس کو نسبت ہوگئی ہے اب جو ادب و احترام قرآن مجید کا ہو رہا ہے وہی ادب اس غلاف کا بھی ہو رہا ہے۔ غلاف کا درجہ بھی قرآن مجید جیسا ہو گیا ہے جو ادب قرآن مجید کا ہے وہی ادب غلاف کا بھی ہے صرف اس لئے کہ غلاف قرآن مجید کے ساتھ مل گیا اس کا ساتھی ہو گیا تو وہی عزت پائی یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور خاص کرم ہے اور شریعت کا مسئلہ ہے اب دیکھئے کہ اگر گندم میں جو ملے ہوئے ہوں تو ان جو کی قیمت بھی گندم کے برابر ہو جاتی ہے حالانکہ جو کی قیمت گندم کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی لیکن جب یہ گندم کے ساتھ ملتے ہیں تو گندم جیسی بیش قیمت ان کی بھی ہو جاتی ہے۔ دودھ میں پانی ملا ہوا ہو تو اس پانی کی قیمت بھی دودھ کے برابر ہو جاتی ہے سونے میں تانبے کی ملاوٹ ہوتی ہے تو اس تانبے کی قیمت بھی سونے کے برابر ہو جاتی ہے تانبہ بھی سونے کے بھاء بک جاتا ہے پانی دودھ کے بھاء بک جاتا ہے جو گندم کے بھاء بک جاتے ہیں لو پانی میں تیرتا نہیں ہے لیکن اگر لکڑی کے ساتھ لگا ہوا ہو تو لکڑی کے ساتھ یہ بھی تیر جاتا ہے۔ حضرات! اگر کچھ نیک لوگ ہوں اور ان میں گنہگار بھی ملے بیٹھے ہوں تو بتائیے کہ کون سا بھاء بکے گا گنہگار بھی نیک لوگوں سے مل کر بیٹھیں ذکر کریں۔ نماز پڑھیں حج کریں تو ان کا بھی نیک لوگوں کے ساتھ مل کر بیڑہ پار ہو جائے گا یہ ہے اِنَّكَ تَعْبُدُ اور اس کے صدقے سارے کام ہو جاتے ہیں اور ہو جائیں گے ہر کوئی پاک صاف نہیں لیکن کوئی تو ہے کوئی ایک تو ہے نا پھر اس ایک کے صدقے سب کے کام بنتے ہیں ایک سال بیس لاکھ حجاج نے حج بیت اللہ شریف کیا ایک حاجی تھے کہ انہوں نے آواز سنی کہ جیسے کوئی یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سال تمام حجاج کا حج قبول ہوا ہے صرف ایک آدمی ہے کہ اس کا حج قبول نہیں ہوا یہ حاجی صاحب ڈر گئے کہ ہمیں وہ ایک جو ہے وہ میں ہی نہ ہوں وہ رونے لگا تو بہ استغفار کرنے لگا اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگا دو تین روز ایسے ہی گزر گئے وہ روتا رہا سخت پریشانی کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے مجھ سے میں گزر کر روتا رہا بہت رو یا بہت گڑ گڑایا تو پھر اسے ایسی ہی آواز سنی دی کہ کوئی اس حاجی کا نام لیکر یہ کہہ رہا ہے کہ اس سال صرف اس ایک حاجی صاحب کا حج قبول ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس ایک کے صدقے باقی تمام حجاج کا بھی حج قبول کر لیا ہے تو گنہگار بھی جب نیک کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔ یہ مَحُونُو مَعَ الصَّادِقِينَ سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ، کی تفسیر ہے ایک شخص سنگترے فروخت کر رہا تھا اور وہ یوں آواز دے رہا تھا کہ اچھے سنگترے اچھے سنگترے تو ایک اہل معرفت کا ادھر سے گزر ہوا وہ یہ آواز سن کر رک گئے اور بڑی دیر تک وہ آواز سنتے رہے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب یہاں بازار میں اتنی دیکھڑے رہنے کا کیا مقصد ہے فرمایا کہ سنگترے فروخت کرنے والا کیسی اچھی بات بتا رہا ہے کیسی سیدھی راہ دکھا رہا ہے اپنا مال بھی بیچ رہا ہے اور ساتھی بھی ساتھ معرفت کی بات بھی کر رہا ہے ”اچھے سنگ ترے“ اچھے سنگ ترے، یعنی جو بھی اچھوں کے ساتھ مل جاتا ہے وہ تر جاتا ہے جو اچھے لوگوں کے ساتھ نسبت قائم کر لیتا ہے تو اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے اب ایک چیز ہے کہ یہ پیر صاحب بیٹھے ہیں ہر پیر صاحب کو بنانے والے حضور نبی کریم ﷺ ہیں چاہے کوئی میرے جیسا لاغر و کمزور ہی کیوں نہ ہو لیکن بناتے حضور

نبی کریم ﷺ ہی ہیں۔ جس طرح سے ڈگری یونیورسٹی کی طرف سے ملتی ہے۔ اس طرح ہر ولایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ کی وساطت سے وہ حضرت علی کریم اللہ وجہ سے لکھوا کر دیتے ہیں اب یہ بندہ بیٹھا ہوا ہے یہ پیر صاحب سے ہاتھ ملاتے ہیں بیعت کرتے ہیں اور پھر دونوں ہی اپنے ہاتھ واپس کر لیتے ہیں تو اس ملاپ کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ دونوں ہی بخشے گئے ہیں جیسے کسی مرید نے بیعت کی وہ بخشا گیا کیونکہ اب پیر صاحب نے اپنے پیر صاحب سے بیعت کی تو بخشا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے پیر صاحب سے بیعت کی وہ بھی بخشا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ چلتے چلتے ہم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تک پہنچ جائیں گے کوئی حضرت علیؓ شیر خداؓ تک پہنچ جائے گا اور آخر یہ تمام حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچ کر مل جائیں گے۔ یہ کڑی درکڑی ملتی ہوئی زنجیر بن جائے گی اور ادھر یہ چلتے چلتے قیامت تک پہنچ جائیگی اس زنجیر میں خواہ کوئی کڑی چھوٹی سی ہو اور کمزور ہی کیوں نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ اس کے صدمے تک بھی سب کو بخش دیں گے یہ ہے کہ مل کر کام کرنے کا کیا فائدہ ہے یہ ہے اِنَّكَ نَعْبُدُ میں نے قرآن مجید کے غلاف کی مثال دی ہے اسی طرح کی لاکھوں مثالیں ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ میں ڈال دیا۔ مشہور واقعہ ہے کئی دفعہ آپ نے سنا ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا اِنَّكَ نَعْبُدُ كُونِي بُرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ (الانبیاء 69) ”اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور حضرت ابراہیمؑ کے لئے سلامتی والی ہو جا“ آگ کو یہ حکم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو جلانا نہیں ہے نہ ہی اتنی ٹھنڈی ہونا کہ سخت سردی میں حضرت ابراہیمؑ نمونیہ کا ہی شکار ہو جائیں۔ نہ اتنا گرم ہو اور نہ ہی اتنی سرد ہو جانا بلکہ سلامتی والی ہو جاؤ برداشت والی ہو جاؤ اب دیکھیں کہ اس حکم میں اس فرمان الہی میں یہ تو نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پکڑی نہ جلے۔ انکی قمیض نہ جلے، دھوتی یا شلوار نہ جلے، ان کی جوتی نہ جلے، ان چیزوں کے لئے کوئی حکم نہیں بلکہ حکم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہ جلیں۔ تو حضرت ابراہیمؑ دستار کے بغیر بھی حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں۔ قمیض کے بغیر بھی حضرت ابراہیمؑ ہیں دھوتی جوتی کے بغیر بھی حضرت ابراہیمؑ ہیں یہ چیزیں ہوں پھر بھی اور نہ ہوں پھر بھی حضرت ابراہیمؑ ہی رہتے ہیں۔ اب حکم ہے کہ اس ابراہیمؑ کو نہ جلاؤ جس کیلئے نہ پکڑی ہے نہ قمیض ہے نہ دھوتی ہے نہ جوتی ہے، لیکن آگ ان تمام کو بھی پہنچاتی ہے، اس نے اگر حضرت ابراہیمؑ کو نہیں جلا یا تو آپ کی پکڑی کو بھی نہیں جلا یا۔ آپ کی قمیض کو بھی نہیں جلا یا۔ آپ کی شلوار اور جوتی کو بھی نہیں جلا یا کیوں نہیں جلا یا یہ اسی طرح سے ہے کہ جس طرح سے قرآن مجید پر غلاف چڑھا ہوا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پر لباس چڑھا ہوا ہے حضرت ابراہیمؑ کے پیراہن کو بھی آگ اسی حکم میں رکھتی ہے۔ جس حکم میں گندم کے ساتھ جو رکھا جاتا ہے جس حکم میں دودھ کے ساتھ پانی رکھا جاتا ہے جس حکم میں سونے کے ساتھ تانبے کو رکھا جاتا ہے جس حکم میں قرآن کے ساتھ غلاف کو رکھا جاتا ہے اور مصافحہ میں پیر کے ہاتھ میں مرید کا ہاتھ ہوتا ہے یعنی مرید کو پیر صاحب کا غلاف چڑھا ہوتا ہے یہ ہے اِنَّكَ نَعْبُدُ جو ہم روز پڑھتے ہیں۔ ایک جگہ مناظرہ ہوا اور کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ دونوں فریق اپنا اپنا ہاتھ آگ میں ڈالیں۔ جس کا ہاتھ نہ جلے

وہ سچا ہے اور جس کا ہاتھ جل جائے وہ جھوٹا ہے وہ جھوٹا تھا اس نے جلدی سے سچے کا ہاتھ پکڑا اور آگ میں ڈال دیا تو دونوں میں سے کسی کا ہاتھ بھی نہ جلا تو پھر فیصلہ نہ ہوا۔ یعنی نہ تو تقریری مقابلہ سے فیصلہ ہوا اور نہ ہی آگ میں ہاتھ ڈالنے سے کوئی فیصلہ ہوا لوگ بہت حیران تھے وہ جو سچا تھا وہ سجدے میں گر گیا اور رونے لگا کہ یا اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں سچا ہوں میں نے قرآن بیان کیا ہے۔ میں نے حدیث شریف بیان کی ہے۔ میں نے تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بیان کیا ہے میں نے اولیاء کرام سے متعلق بیان کیا ہے میں نے اولیاء کرام سے جو علم حاصل کیا ہے وہی بیان کیا ہے دوسرا فریق بالکل جھوٹا ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے پھر آپ نے اس کا ہاتھ کیوں نہیں جلایا۔ میرا ہاتھ تو آپ نے اس لئے نہیں جلایا کہ میں **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** سچا ہو لیکن یہ کیوں نہیں جلایا گیا یا اللہ اس میں کیا راز ہے برائے مہربانی ذرا یہ تو فرمادیں۔ آواز آئی کہ اپنے مخالف کو کہو کہ وہ اکیلا آگ میں اپنا ہاتھ ڈالنے مخالف نے کہا کہ پہلے آپ اپنا ہاتھ ڈالو۔ اس سچے نے اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا تو آگ نے اسے نہ جلایا۔ پھر مخالف نے بھی اپنا ہاتھ اسی امید پر آگ میں ڈال دیا کہ شاید اس کا ہاتھ بھی نہ جلے گا۔ لیکن جو نبی اس نے ہاتھ آگ میں ڈالا وہ جل گیا اس نے ہاتھ کھینچ لیا اور پڑ **حَالًا اِلَیْہِ** **اِلَّا اللّٰہَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** یہ نسبت ہے۔ یہ نسبت کا فائدہ ہے اور اکٹھے مل کر ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے اگر اکیلا ذکر کرے یا پورے گروپ میں سے علیحدہ ہی آواز نکالے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اکیلا جو ہو جو بک ہی نہ سکے یا وہ تانبہ ہو کر کوئی اس کا خریداری نہ بنے یہ جو صراف ہیں یہ سونے میں تانبے کی ملاوٹ کرتے ہیں اور وہ تانبہ سونے کے بھاء ہمیں دیتے ہیں اور جب واپس لیتے ہیں تو تانبے کے بھاء لیتے ہیں۔ اس طرح سے ڈنڈی مارتے ہیں اللہ تعالیٰ اتنا کریم ہے کہ وہ ہم سے تانبہ لیتا ہے لیکن سونا واپس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو بھی کچھ عطا کرتے ہیں تو وہ خالص چیز ہی عطا کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا کریم ہوگی کہ اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا **لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمُ رَّسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمُ** (آل عمران عمران 164) میں نے مومنین پر احسان کیا ہے کہ اپنا حبیب تمہارا نبی بنا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ دیتا سونا ہے اور لیتا ہم سے تانبہ ہے ٹوٹے پھوٹے سجدے ٹوٹی پھوٹی نمازیں بیکار قسم کے اعمال اور ریاکاریاں ہم کرتے ہیں لیکن اس کی مہربانی کریم اور رحیمی ہے کہ وہ قبول فرما لیتا ہے ایک عورت تھی وہ نوافل بہت پڑھتی تھی۔ اس کا خاندان بہت **AGITATE** ہوتا تھا۔ خوار ہوتا تھا غصہ میں آتا تھا کہ تو نے یہ کیا وطیرہ اپنا رکھا ہے کہ جب دیکھو نفل پڑھے جا رہے ہیں اور یاد رکھو کہ اب اگر میں نے تمہیں نفل پڑھتے ہوئے دیکھا تو تمہیں طلاق دے دوں گا۔ بیوی نے جب سنا تو کہا کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو لو میں نفل کی نیت کرتی ہوں اور اس نے دو رکعت نماز نفل نیت کر لی نماز پڑھ لی۔ انہوں نے کسی سے فتویٰ لیا تو پتہ چلا کہ طلاق ہو گئی ہے۔ کیونکہ شرط یہ تھی اگر نفل پڑھے گی تو طلاق ہو جائیگی۔ اب اس نے چونکہ نفل پڑھے ہیں تو طلاق ہو گئی ہے۔ وہ آدمی اعلیٰ حضرت کے پاس گیا کہ حضرت صاحب بتائیے طلاق ہو گئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے اعلیٰ حضرت عظیم المرتب نے فرمایا کہ اس عورت کو میرے پاس

لاؤ۔ عورت آگئی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ بی بی آپ مجھے نماز سناؤ جس طرح سے تم پڑھتی ہو۔ جب اس عورت نے نماز سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ طلاق نہیں ہوئی۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب نماز سن کر یہ کیا فتویٰ دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس عورت کا ایک لفظ تک صحیح نہیں ہے نماز کس طرح سے ادا ہوگئی اسے تو ایک لفظ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** بھی نہیں **اَتَاَلْحَمْدُ لِلّٰہ** تو ہمیں بھی نہیں آتا کسی عربی جاننے والے سے پوچھیں تو پتہ چل جائے گا کہ صحیح عربی کا تلفظ تو ہمیں بھی نہیں آتا ہم ”ہ“ کو ہاتھ والی ”ہ“ حقہ والی ”ح“ پڑھ جاتے ہیں۔ ہمیں کچھ علم نہیں ہوتا ہمیں تو عربی کا شعور ہی نہیں ہے ہمیں تو عربی سے متعلق کوئی فہم و ادراک نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس میں ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے۔ حضور الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔ ہماری غلطیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں۔ یہ ہے **اِيَّاكَ نَعْبُدُ** اور مل کر ذکر کرنے کا فائدہ میں نے جو یہ تاثر لیا ہے وہ اس سے لیا ہے کہ

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلوا تیرا

یا رسول اللہ ﷺ جس جگہ کوئی بندہ نہیں گیا کوئی نبی بھی نہیں جاسکا کوئی فرشتہ بھی نہیں گیا وہاں آپ ﷺ تشریف لے گئے ہیں بارگاہ عالیہ میں آپ گئے ہیں اور آپ کا جو تاج مبارک گیا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ جو تاج کیوں ساتھ گیا ہے اگر جوتی ہمارے پاؤں میں آتے تو یہ دنیا کی ذلیل ترین چیز بن جاتی ہے اگر میں نے کسی کو بہت زیادہ ذلیل کرنا ہو تو کہوں گا کہ تو میری جوتی جیسا ہے سب سے گھٹیا معیار کہنے کا یہ ہے کہ تو میری جوتی جیسا ہے ہمارے پاؤں میں آئے تو اپنی پہلی صورت سے بھی جاتا رہے یہ کسی جانور کا خوبصورت چمڑہ تھا لوگوں نے اس سے پرس اور بیگ وغیرہ بنائے ہوئے ہیں اپنے گلے میں لٹکائے پڑھتے ہیں لیکن یہی چمڑا جب کسی کے پاؤں میں آتا ہے تو اس کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھو یہی چمڑا جب ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں آتا ہے تو یہ بارگاہ عالیہ میں پہنچتا ہے۔ اس سے جو ایک خاص بات میں نے عرض کرنی ہے وہ ذرا غور سے سنیں کہ جب آپ نماز میں **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** کہتے ہیں تو سمجھیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے تشریف رکھتے ہیں۔ سمجھو کہ آپ ﷺ میرے دل میں موجود ہیں تو آپ بھی بارگاہ عالیہ میں پہنچ جائیں گے۔ پیغام میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تلوا تو پہنچ گیا ہے اب ہر کوئی اس کے شوق میں اس کی عظمت میں اس کی عزت اور توقیر میں شعر بنارہا ہے اور اپنا عقیدہ بیان کر رہا ہے اور اس کا پھل پارہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ جب نعت شریف پڑھو تو **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** کہو اور یہ کہو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے تشریف فرما ہیں اور ان کے ساتھ مل جاؤ تو آپ کو بارگاہ میں ایسے ہی چمکا دیں جس طرح سے اپنے تلے کو چمکایا ہے **یَا اَلْعَحَاثُ** کے معنی ہیں یہ **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** کی عظمت ہے اور میری اور تمہاری معراج اس میں ہے حدیث پاک ہے **نَاكَ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ** کہ نماز مؤمنین کیلئے معراج ہے نماز مومن کی معراج ہے لیکن یہ

معراج ہوتی کس وقت ہے قیام میں ہوتی ہے سجدہ میں ہوتی ہے رکوع میں ہوتی ہے قعدہ میں ہوتی ہے کہاں ہوتی ہے جن لوگوں کو معراج نماز میں ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نمازی پڑھتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر سلام ہو۔ اے نبی ﷺ کا کیا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ سامنے تشریف رکھتے ہیں جب آپ کا عقیدہ فکر سوچ اور توجہ اکٹھا ہو کر کہے گا کہ اے میرے نبی ﷺ تو جس طرح سے وہ بارگاہ عالیہ میں پہنچے ہوئے ہیں اسی طرح سے آپ بھی بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتے ہیں بس اتنی سی بات ہے اگر تم بے خیالی میں پڑھ گئے تو پھر دور ہی رہو گے لیکن تو خیال سے پڑھو تو پھر اگر مہینہ میں ایک دفعہ پڑھ لیا تو بیڑہ پار ہو جائیگا اگر عمر بھر میں بھی ایک دفعہ ہی خیال سے توجہ سے پڑھ لیا تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ زندگی میں بھی ایک دفعہ اگر یہ ہو جائے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ میرے سامنے موجود ہیں تو بیڑہ پار ہو جائیگا اگر تو نے یہ سمجھا کہ تیرے پاس ہیں یہ عقیدہ تو نے رکھا یہ جذبہ تو نے رکھا تو حضور ﷺ اس کا پھل بوں دیتے ہیں کہ پاس آ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں تاکہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ ایک ہی وقت میں ستر مریدوں کے ہاں تشریف لے گئے ہیں تو ان کی اس کرامت کا معہ سمجھ میں نہیں آتا ہے تو یہ معہ اس طرح سے حل ہوتا ہے کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ موجود ہیں تو آپ ﷺ کے امتی ولی بھی ہر جگہ موجود ہو سکتے ہیں۔ ایک حافظ قرآن تھے ان کو حفظ بھول گیا تھا اور وہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید تھے۔ کسی نے اسے بتایا کہ مدینہ منورہ میں فلاں جگہ ایک بزرگ ہیں انکے پیچھے نماز پڑھو اور اپنا مسئلہ انہیں بتاؤ تو وہ حل کر دیں گے وہ حافظ صاحب وہاں گئے اور ان بزرگوں سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ مجھے حضرت حسن بصریؒ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے کہ جس وجہ سے حفظ بھول گیا ہوں آپ میرے لئے دعا فرمائیں تو مجھے حفظ یاد ہو جائے۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے ہی دعا کرا لیتے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے خود اگر دعا کرنا ہوتی تو کر دیتے آپ نے فرمایا کہ اچھا میں ایک آدمی سے مل کر آتا ہوں پھر آپ کیلئے دعا کرتا ہوں وہ گئے تو ایک آدمی گھوڑے پر سوار اور بہت نورانی شکل والے سے ملے۔ واپس آئے تو حافظ صاحب کے لئے دعا فرمائی ان کو قرآن مجید از سر نو حفظ ہو گیا حافظ ل گیا حافظ صاحب نے پوچھا کہ حضرت صاحب وہ کون بزرگ تھے جن سے آپ مل کر آئے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ خواجہ حسن بصریؒ تھے جو چار پانچ ہزار میل دور سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے اور میں ان سے اجازت لینے کیلئے گیا تھا کہ تمہیں قرآن حفظ کرا دوں یا نہ کراؤں۔ انہوں نے ازراہ مہربانی اجازت فرمادی تو میں نے آپ کو حفظ کرا دیا ہے اور مزید یہ کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نماز عصر یہاں آ کر پڑھتے ہیں اور مغرب پھر واپس اپنے وطن جا کر پڑھتے ہیں۔ آپ تو بصرہ سے چل کر دو ماہ میں یہاں پہنچے ہیں لیکن حضرت خواجہ حسن بصریؒ روزانہ یہاں مدینہ شریف میں ہوتے ہیں اور بصرہ میں بھی ہوتے ہیں۔ اگر خواجہ حسن بصریؒ روزانہ بصرہ سے مدینہ شریف آ سکتے ہیں اور واپس جاتے ہیں ادھر بھی ہوتے ہیں اور ادھر

بھی ہوتے ہیں تو میرے نبی کریم ﷺ بھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں بلکہ کروڑ گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی عقل و فہم میں نہیں آ سکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے ہر جگہ موجود ہو سکتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں میرے پیچھے ٹھیک طرح سے کھڑے ہوا کرو کہ میں جس طرح سے آگے دیکھتا ہوں اسی طرح سے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ تمہارا خشوع و خضوع بھی دیکھتا ہوں اور تمہاری نیت بھی دیکھتا ہوں یہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ نیت صرف دل میں ہوتی ہے اس کا پتہ نہیں چل سکتا۔ یہ اگر الفاظ کی شکل اختیار کرے اور زبان پر آئے تو پھر شاید اس کا پتہ چل جائے لیکن دل میں آپ کوئی خیال کریں کوئی نیت کریں تو کسی کو اس کا کیا علم ہوگا لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا بھی علم ہے وہ اتنے قریب ہیں۔ بہت زیادہ قریب ہیں بندوں سے بھی قریب ہیں جو میری روح سے بھی زیادہ قریب ہیں وہ نبی پاک ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا کہ یہ تمہاری روح سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یہ تو ان کی شان ہے کہ وہ روح سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن ہم عقیدہ میں مارے گئے ہیں کوئی کہتا ہے فوت ہو گئے ہیں کوئی کہتا ہے کہ قبر میں زندہ ہے کوئی کہتا ہے قبر میں بھی مردہ ہیں۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ قبر میں تو زندہ ہیں لیکن یہاں نہیں آ سکتے۔ لیکن بریلوی سنی حضرات کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور ہر جگہ موجود بھی ہیں۔ اب دیکھیں بندہ نیکی کہاں کہاں کرتا ہے چھپ کر کرتا ہے رات کو کرتا ہے، اندھیرے میں کرتا ہے، کمرے میں کرتا ہے، جنگل میں کرتا ہے، ہوائی جہاز میں کرتا ہے، سمندر کی تہہ میں کرتا ہے، پہاڑوں کی غاروں میں کرتا ہے، لیکن حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ سب میری نظر میں ہیں اور میں سب کی نیکیاں دیکھتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ فرمایا کہ ہاں حضرت عمرؓ کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہیں اب پتہ نہیں کہ حضرت عمرؓ نے نیکی کہاں کہاں کس کس جگہ کی ہے آپ کو پتہ ہے آپ کی کتنی نیکیاں ہیں۔ آپ کو تو اپنی کی ہوئی نیکیوں کا علم نہیں ہے۔ شمار کی تو کوئی بات ہی نہیں۔ کیا آپ اپنی نیکیوں کی میزان کر لو گے۔ ان کا شمار کر لو گے۔ ان کا TOTAL کر لو گے۔ نہیں کر سکتے ہاں میرے نبی پاک ﷺ کو ہر کسی کی نیکیوں کے میزان کا بھی پتہ ہے۔ آپ نے جو نمازیں اب تک پڑھی ہیں کہ ان کے مجموعہ کا آپ کو علم ہے کیا آپ کو پتہ ہے کہ آج تک آپ نے کل کتنی نمازیں پڑھی ہیں۔ لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا بھی پتہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب کی نیکیوں کا پھر کیا شمار ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے والد صاحب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ایک نیکی جو انہوں نے غار ثور میں میری خدمت کی وہ حضرت عمرؓ کی تمام نیکیوں سے افضل ہے۔ وزنی ہے، حضور نبی کریم ﷺ یہ بھی جانتے ہیں کہ نیکیاں کتنی ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کوئی نیکی کتنی وزنی ہے کتنی VALUABLE ہے آپ ﷺ کو یہ بھی پتہ ہے کہ تیری اور میری نماز حضرت صدیق اکبرؓ کی نماز اور نیکی کا وزن کتنا ہے۔ نماز ہر شخص کی نماز ہے لیکن ان کا وزن مختلف ہے۔ قاری ہونا سعادت ہے لیکن قاری ہونا قرات کا ہونا ایک الگ بات ہے اور کسی کی قرات کا وزنی ہونا یہ الگ بات

ہے ہر شخص کی نماز اور نیکی کا وزن اس کے عقدے کے لحاظ سے اس کی توجہ کے لحاظ سے اس کی طہارت کے لحاظ سے اور اس کو جو حضور نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل ہے اس کے لحاظ سے ہے اس کی نماز یا نیکی میں عظمت ہے اور کئی ایسے بھی ہیں کہ اللہ معافی دے ان کی نماز ان کے منہ پر باردی جاتی ہے کہ چلو لے جاؤ اپنی نمازیں قرآن مجید میں ہے۔ **فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَءَوْنَ** (الماعون 4 تا 6)“ افسوس ہے ایسے نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور صرف دکھاوے کی خاطر نماز پڑھتے ہیں“ اور کوئی ایسے بھی ہیں کہ ان کی نمازیں ان کو معراج کرا دیتی ہیں۔ **قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ** (المؤمنون 2-1) ”وہ مؤمن لوگ فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں پوری توجہ اور خشوع و خضوع سے پڑھتے ہیں“ یہی نماز معراج بھی کرا دیتی ہے اور یہی نماز لپیٹ کر منہ پر باردی جاتی ہے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا بھی علم ہے۔ قیامت کے روز جو میز ان لگے گا اس کا بھی علم ہے کہ کون سی نیکی کے لئے کتنا وزن رکھنا ہے کتنے گرام یا کلو یا ٹن باٹ رکھنا ہے۔ یہ میزان بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنا ہوا ہے۔ یہ قرب کا فائدہ ہے حضرات! ہم بندے تو تانبہ پانی جو یا غلاف جیسے ہی ہیں لیکن نسبت اچھے لوگوں سے پیدا کر لو۔ قرآن مجید میں کتنی حوصلہ افزا بات آئی ہے۔ **فَإِذْ خُلِيْ فِي عِبَدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ** (الفجر 29-30) ”میرے بندوں میں شامل ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ“ جنت میں داخلہ نیک بندوں میں شامل ہونے سے ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس کا فرمان ہے اس کی تجویز ہے اس کی SUGGESION ہے کہ تو یہ کر لے تو اس کا انعام میں یہ دوں گا کہ تمہیں جنت میں داخل کر دوں گا کسی نے کہا کہ وہ تو سب نیک بندے ہیں لیکن یہ گنہگار جو ابھی نیا دنیا داخل ہوا ہے اس کا کیا بنے گا فرمایا ان نیک لوگوں کے ساتھ اس گنہگار کا بھی بیڑہ پار ہو جائیگا۔ حضرات یہ صحبت کا اثر ہے۔ یہ بیعت کا ثمر ہے۔ یہ بڑی فضیلت کا کام ہے۔

یک	زمانہ	صحبت	با	اولیاء
بہتر	از	صد	طاعت	بے
				ریا

ایک ولی کے پاس ایک لمحہ بیٹھ جانا۔ صرف بیٹھ جانا یہ نہیں کہا کہ ان کے سامنے نماز پڑھو صرف بیٹھ جانے کو کہا ہے آپ پیر صاحب کے پاس آؤ اور کچھ نہ کرو صرف بیٹھ جاؤ تو یہ سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ مثال عرض کرتا ہوں کہ خانہ کعبہ کا طواف ایک بڑی عبادت ہے بندے بھی کر رہے ہیں فرشتے بھی کر رہے ہیں کبوتر اور چڑیاں بھی طواف میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک نظر خانہ کعبہ کو دیکھنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو بھی دعا ملے تم کے سامنے ہو کر کی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے لیکن یہ دیکھو کہ ابو جہل نے بہت طواف کئے ہیں۔ تمام کفار نے کئے ہیں لیکن ابو جہل نے بطور خاص کئے ہیں یہ طواف پہنچ نہیں کتنی بار اس نے کیا ہے لیکن اگر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بار ہی طواف کر لیتا تو

آج صدیقیوں میں شمار ہوتا

تیری گلی کے پھیرے میری زندگی کا حاصل

تیرے در سے آشنا ہوں ہے یہ میری پارسی

اور کوئی کام نہیں کیا صرف تیری گلی کے چکر لگائے گیا آیا پھر گیا آیا بس یہی کچھ لیکر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ ابو جہل نے طواف بھی کئے سعی بھی کرتا ہوگا زم زم بھی پیتا ہوگا یہ تو سارے مکہ والے پتے تھے اور تو کوئی پینے کیلئے پانی ہی نہیں تھا لیکن اگر کسی کا ساتھی بن جاتا کسی کے ساتھ لگ جاتا تو آج کہاں ہوتا حضرت صدیق اکبرؓ بندوں میں سب سے افضل ہیں اور ابو جہل بندوں میں ذلیل ترین ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ذلیل ترین منافق ہے جو نیت کر کے بھی حضور ﷺ کے پاس نہیں آتا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو نہیں مانتا تو اس کے بعدے بھی قبول نہیں ہیں۔ دراصل کرنے والی چیز بیعت اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ ہے اس کو فضل رب العلیٰ کہہ لیں شفاعت مصطفیٰ ﷺ کہہ لیں۔ فیض پیرو مرشد کہہ لیں مصافحہ کہہ لیں نسبت کہہ لیں یہ تمام ایک ہی بات ہیں جنت میں داخلہ ان کی وجہ سے ہے اور پھر جنت میں جو وجہ تمہیں ملنا ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے منافق کہے گا کہ میرے اعمال کہاں گئے تو عرض ہے کہ تم نے تو نسبت قائم نہیں کی۔ لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں لگے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی پاک ﷺ کو راضی کرو قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی پاک ﷺ کا تم پر حق ہے کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کو راضی کرو۔ يَخْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيَرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضَوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (التوبہ 62) ”تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ اور اللہ کے رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے“ اللہ تعالیٰ اس وقت راضی ہوتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ راضی ہوتے ہیں رضائے الہی بھی رضائے مصطفیٰ ﷺ میں ہے تو اصل بات یہ ہے کہ تم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لو۔ پیر صاحب راضی ہو جائیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ راضی ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں یہ سبق ہے جو یاد کرنا ہے آپ حضرت سرکار سائیں باباؒ کے عرس پر تشریف لے جا رہے ہیں یہ سبق یاد رکھیں یہ حضرت سرکار سائیں باباؒ کی طرف سے بھی ہے اور قرآن مجید سے اخذ کیا ہوا ہے کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ رب راضی تو جگ راضی بلکہ یوں کہو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی تو رب راضی بلکہ اس کی ابتداء یہ ہے کہ مرشد کریم راضی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی اور جب نبی پاک ﷺ راضی تو رب راضی یہ جو رابطہ ہے یہ جو LINK ہے اس کو نہ بھولیں یہ عقیدہ ہے یہ نسبت ہے یہ فَادُخِلِيْ فِيْ عِبَادِيْ کا سبق ہے اور یہی اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہے کہ ہم مل کر ذکر کرتے ہیں تو بیڑہ پار ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ کس کا ذکر اللہ تعالیٰ کو قبول ہے کس کا مل کر بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو قبول ہے کس کا خلوص قبول ہے اور کس کا ذکر کس کا بیٹھنا کس کا خلوص سب کو بخشوادے گا ہم نے آم کھانے ہیں بیڑ تو نہیں گننے ہیں کوئی یہ کہے کہ میرا ذکر تو صحیح نہیں ہے کسی کام کا نہیں

ہے یہ تو نرم سا ہے میری توجہ بھی نہیں تھی میرا تو تصور بھی نہیں بن رہا تھا مجھے تو اپنی دکان کا خیال آ رہا تھا مجھے تو اپنی بھینس کا خیال آ رہا تھا یہ تفکرات تو سب کے ساتھ ہیں میں بھی آپ میں شامل ہوں اب وہ کہہ رہا ہے کہ ذکر اچھی طرح کر لیتا توجہ سے گر لیتا تو بیڑہ پار ہو جاتا وقت بھی لگایا اور ذکر بھی اچھی طرح نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ ایسے آدمی کا ہی ذکر قبول ہو رہا ہو۔ اب یہی اس کی پشیمانی اس کے ذکر کی قبولیت کا بہانہ بن رہی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے کون سا گناہ کر لیا ہے اور جس نے نماز پڑھ لی ہے تو اس نے کیا کمائی حاصل کر لی ہے۔ ان کو کیا مل گیا ہے جس نے روزہ رکھ لیا ہے تو کون سا سرخاب کا پر اس کے سر پر لگ گیا ہے جس نے زکوٰۃ دیدی ہے تو کون سا تاج اس کے سر پر آ گیا ہے جس نے داڑھی رکھ لی ہے اس نے کون سا تیر مار لیا ہے میں نے نہیں نماز پڑھتا میں کوئی بھوکا مر رہا ہوں کہ روزے رکھوں دنیا کی اور کوئی قابل دید تھوڑی چیزیں ہیں کہ ضرور حج کرنے کیلئے جنگل میں جانا ہے۔ ایک یہ بھی نظر یہ ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ نماز نہیں پڑھی یا اللہ معاف کر دے روزے نہیں رکھے۔ کیا اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ معاف کر دے اپنے غرور اور تکبر کو ختم کر دے اور نماز پڑھی ہے تو یہ تسلیم کرو کہ یہ توفیق الہی سے ہوئی ہے میرا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے گناہ کی بات وہ پہلے والی ہے لیکن نیکی کی بات یہ ہے۔ معراج شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا جہان سے آپ آئے ہیں۔ لامکان میں پہنچے ہیں قاب قوسین کے مقام تک آئے ہیں کیا میرے لئے کوئی تحفہ لائے ہیں تو عرض کیا اَللّٰہُ حَیَاتٌ لِّلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ میری ہر قسم کی عبادت تو فی فعلی اور مالی سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اور ایک جگہ یہ بھی ہے۔ اِنَّ صَلَاتِنِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحَیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ لِّلّٰہِ رَبِّ الْمَلٰٓئِیْمِ (انعام 168) میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنے کا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے، ایک اس کا ترجمہ ہے کہ جو دل کو لگتا ہے کہ یا اللہ یہ کام بھی میں نے تیری توفیق سے کئے ہیں اس میں میرا تو کوئی حصہ نہیں ہے تو پھر اس بندے کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کائنات میں کہیں نہیں سا سکتا کائنات میں اتنی وسعت ہی نہیں ہے کہ میں اس میں سما جاؤں لیکن میں مومن کے دل میں سما جاتا ہوں جتنا کوئی شکستہ دل ہوتا ہے اتنا ہی وہ میرے قابل ہوتا ہے جو اپنی نیکی کو اپنی نیکی نہیں سمجھتا بلکہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت سمجھتا ہے۔ آپ ﷺ کی عنایت سے اپنا ہر کام سمجھتا ہے اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا کسی قابل نہیں سمجھتا اپنی نیکیوں سے بری ہو جاتا ہے کہ یا اللہ میرے پلے کچھ ہے ہی نہیں میں گنہگار ہوں اور میری نجات اور بخشش کا صرف ایک بہانہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ میری شفاعت فرمادیں تو میرا بیڑہ پار ہو جائے۔ اگر کوئی کہے کہ میرے پاس بہت سجدے ہیں۔ بہت نیکیاں ہیں بڑے حج ہیں بڑے طواف ہیں۔ بڑے روزے ہیں پھر اگر اب بھی اللہ تعالیٰ نے پھنسا لیا ہے تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ایک یہ بھی نظر یہ ہے نایک یہ بھی STNAD ہے تا تو پھر اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا کہ یہ سب کچھ تو تم نے میری توفیق سے کیا اس میں تیرا کیا عمل دخل ہے ہم آج ہی اپنی نیکیوں سے بری ہوتے ہیں قصہ ختم کوئی نیکی نہیں ہے۔ یا اللہ تیرا فضل

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے طلبگار ہیں جس کے صدقے بیڑہ پار ہونا ہے اس محفل کے صدقے ہونا ہے یا اللہ تیرے نیک بندوں میں بیٹھ کر ذکر کیا ہے سنا ہے ان میں سے جس کا بھی قبول ہے اس کے صدقے یا اللہ باقی سب کا بھی قبول ہو یہ ہے **إِنَّكَ نَعْبُدُ** قرآن مجید پر جب غلاف آتا ہے تو غلاف کو عظمت ملتی ہے۔ ایک گناہ گار بندہ فوت ہو گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ بہت گناہ گار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میری دھونی کا کفن پہنا دو کہ جب یہ اس کے جسم کے ساتھ ہوگی تو اس پر جہنم حرام ہو جائے گی اور یہ جنت میں چلا جائیگا کئی لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قمیض چادر دھونی مانگی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی سائل کو خالی نہیں لوٹایا اپنی اپنی ضرورت ہوتی ہے جس کے مطابق سائل مانگ لیتا ہے تو جس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی کپڑا مانگا ہے تو اس لئے نہیں مانگا کہ وہ اس کو نہیں پہننے کا بلکہ جنت میں جانے کیلئے مانگا ہے کہ اس کو کفن کے طور سے استعمال کریں گے تو جنت میں چلے جائیں گے۔ ہمارا حشر بھی ٹھیک ہوگا جہنم سے بھی آزادی مل جائیگی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی استعمال شدہ چیز اتنی عظمت والی ہے گولی تو وہی ہوتی ہے ہاتھ سے پھینک دی جائے تو اس کی عظمت اور ہوتی ہے لیکن وہی اگر بندوق میں رکھ کر چلائی جائے تو اس کی طاقت اور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے کپڑا تو ایک ہے۔ لیکن جب یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک سے چھو کر آتا ہے تو اتنا عظیم بن جاتا ہے کہ دنیا کا بیش سے بیش قیمت کپڑا بھی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر پاتا ہماری زبان سے کوئی بات نکلتی ہے تو کوئی وقعت نہیں رکھتی لیکن وہی بات حضور نبی کریم ﷺ کے منہ مبارک سے نکلے تو وہ بارگاہ عالیہ تک پہنچتی ہے پھر اس کی برابری نہیں ہو سکتی۔ آپ اپنی بات کو نبی کریم ﷺ کی بات سے ملادو تو یہ بھی عظیم بن جائے گی۔ جب آدمی اپنے آپکو گرا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ باقی تمام لوگ مجھ سے زیادہ نیک ہیں تو اس کی یہی نیکی سب سے بڑھ جاتی ہے تو پھر نہ صرف اس کی بلکہ باقی تمام کی بھی بخشش ہو جاتی ہے جب کوئی کہے کہ سب لوگ مجھ سے افضل ہیں تو اس ایک کے صدقے باقی سب بھی بخش دیئے جاتے ہیں اگر کوئی یہ کہے میرے جیسا تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں میں سب سے نیک ہوں افضل ہوں تو اس کا بیڑہ غرق ہونے کیلئے یہی کافی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کون سے براق کا انتخاب ہوا تھا؟ وہی کہ جو سب سے کمزور لاغر اور بیمار اندر بیٹھا رہتا اور اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے قابل نہیں سمجھتا تھا اور جو نہایت طاقتور خوبصورت صحتمند براق تھے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے اہل سمجھتے تھے وہ دیکھتے ہی رہ گئے تو اس میں سبق یہ ہے کہ تو اپنی انا کو ختم کر دے اپنی میں کو ماردے تو عظیم بن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ مل کر ذکر کرنے اور اس کا پھل کھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ذکر کو قبول فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

بیعت کی ضرورت و اہمیت

نحمده و نصلى على رسوله النبى الكريم والحمد لله رب العلمين أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكه یصلون على النبى یاایها الذین امنو
صلو علیه وسلمو اتسلیمو۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک
واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

حضرات سامعین: ابھی حافظ صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ ”بڑے دیر کردی بلاتے بلاتے“ اور ”بڑی دیر کردی میرا
دامن سجاتے سجاتے“ شعر تو بہت اچھا ہے لیکن اس میں شکوہ ضرور ہے شکایت ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت
دیر کردی ہے ”میرا دامن سجاتے سجاتے“ ”مجھے بچاتے بچاتے“ آپ نے بڑی دیر کردی ہے حضرات! حضور ﷺ کی
وہ ذات اقدس ہے کہ جو بغیر دیر کئے دیتی ہے اور بن مانگے عطا کرتی ہے کیا آپ یہاں خود تشریف لائے ہیں یا نبی
پاک ﷺ آپ کو لائے ہیں۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلاتے ہیں

آپ کو اپنی محفل میں بلایا تو ہے پھر اور کیا چاہیے دیکس چیز کی ہے حضور نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ جس کو
بھی ملتے تو پہلے آپ ہی السلام علیکم فرماتے صحابہ کرام نے کئی بار کوشش کی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ سے پہلے
سلام عرض کریں لیکن انہیں کبھی یہ موقع نہ ملا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ انتظار بھی نہیں فرماتے تھے کہ کوئی چھوٹا ہے کہ بڑا
ہے۔ واقف ہے کہ نا واقف ہے، یہ ہم ہیں کہ اگر کوئی بڑا آدمی مل جائے تو بڑے زور سے السلام علیکم کہتے ہیں کوئی چھوٹا ہو
تو بس ”ھو“ کر کے آگے نکل جاتے ہیں لیکن یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ کوئی چھوٹا ہو کہ بڑا ہو۔
آقا ہو کہ غلام کوئی اعلیٰ نسب ہو کہ ادنیٰ ہو آپ سب کو السلام علیکم اس کے بولنے سے پہلے ہی فرمادیا کرتے تھے۔ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے کبھی دیر کی ہی نہیں ہے یہ سارے ایم این اے اور ایم پی اے اپنے استحقاق کی خاطر مرتے ہیں ذرا سی
ڈھوکر بھی لگ جائے تو ان کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ اسمبلیوں میں شور مچا دیتے ہیں کہ اس کو پکڑ لو اس کو گرفتار کرادو۔
حضور نبی کریم ﷺ نے کیا کسی کا استحقاق دیکھا ہے کیا کسی کی VALUE دیکھی ہے کیا کسی کا عمل دیکھا ہے کسی کی نیت
دیکھی؟ نہیں نہیں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ دیکھا ہے تو صرف اپنی رحمت کو دیکھا ہے اور رحمت بھی وہ جو ہر چیز پر چھائی ہوئی
ہے۔ ولادت با سعادت کے فوراً بعد حضور نبی کریم ﷺ جدہ میں تشریف لے گئے اور جو بیبیاں وہاں موجود تھیں انہوں
نے سنا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتًا ”اے میرے رب میری امت میرے حوالے کر دے“ مجھے
میری امت عطا کر دے میں خود ہی ان کو سنبھال لوں گا یہ نہیں فرمایا کہ اے اللہ تو ان کو سنبھال لے تو ان کو اعمال میں جکڑ
دے۔ نہیں نہیں اعمال کی طرف تو لے ہی نہیں گئے۔ آپ نے دیر کی ہی نہیں پیدا ہوتے ہی امت کا خیال فرمایا اور اب

جو عمل بھی آپ کر رہے ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق سے کر رہے ہیں اور بخشش جو ہے وہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کے کرم سے ہے بھر وصال شریف کے بعد قبر انور میں جانے کے بعد جو آخری آدمی قبر شریف سے باہر آیا اس نے بھی دیکھا کہ حضور ﷺ کے ہونٹ مبارک بل رہے ہیں کان لگا کر سنا تو فرما رہے تھے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتِيْ اے اللہ میری امت میرے حوالے کر دے یا اللہ میری امت کی بخشش فرما دے کہاں دیر کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے جب معراج شریف پر تشریف لے گئے ہیں تو وہاں بھی فرمایا کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتِيْ یا اللہ میری امت کی بخشش فرما دے کسی بھی موقعہ پر آپ امت کو نہیں بھولے اور نہ ہی اس کی بخشش کی طلب میں دیر فرمائی۔ ہم تو پیدا بھی نہیں ہوئے کہ وہ پہلے ہی بخشوا گئے یہ بھی کرم ہے ان کا کہ ہمیں اپنا امتی بنایا ہے وہ ہمارے اعمال نہیں دیکھتے صرف اپنی رحمت کو دیکھتے ہیں۔ ایسی رحمت کہ جس طرح سورج ہر ایک پر چمکتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ مسلمان ہے سکھ ہے عیسائی ہے یہودی ہے کالا ہے سفید ہے چھوٹا ہے بڑا ہے گنہگار ہے کہ نیک ہے ہر ایک پر سورج یکساں چمکتا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت اس سے بھی وسیع ہے سورج سامنے ہوگا تو چمکے گا لیکن حضور ﷺ تو اس پر بھی چمک رہے ہیں جس نے ابھی پیدا ہونا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو سنوارا ہے سب کو بنایا ہے ابھی نعت پڑھی گئی ہے کہ

اک دن بنیں گے ہم بھی مہمان مصطفیٰ ﷺ

یہ اعظم چشتی صاحب کا کلام ہے وہ انتظار کئے بیٹھے ہیں کہ ایک دن وہ بھی حضور ﷺ کے مہمان بنیں گے اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

زمین خواں آسمان خواں زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

زمین بھی دسترخوان بنی ہوئی ہے آسمان بھی دسترخوان بنا ہوا ہے اور سارا زمانہ روٹی کھا رہا ہے اور میزبان کون ہے؟ فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ذات اقدس ہی میزبان ہے ہم سب انہی کا دیا ہوا کھا رہے ہیں انہی کی عطا کھا رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

دلیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات

لیکن حضرات اولیاء کرام میں بھی دم خرم حضور ﷺ کی وجہ سے ہی ہے سب کچھ انہی کا کرم ہے۔

پاور ہاؤس بشیر مدینہ جیہڑا سب دے دیوے بھر دے

سب عنایات وہیں سے ہی آرہی ہیں اعظم صاحب تو انتظار میں بیٹھے ہیں میں کہتا ہوں کہ ہم انہیں کا کھاتے رہے ہیں کھاتے ہیں اوکھاتے رہیں گے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ بخشش کیلئے نہ کرو بخشش حضور پاک ﷺ کرا گئے ہیں اب یہ شکرانے کے طور پر کرو جنت کے لالچ میں نہ کرو بلکہ جنت کے مالک حضور ﷺ کی خوشی کیلئے کرو علامہ اقبالؒ سے کسی

نے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ میرے نماز پڑھنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ایک صحابی نے پیامکان بنایا اور اس کی دیوار میں ایک کھڑکی رکھی۔ اس نے حضور ﷺ کی دعوت کی HOUSE WARMING منائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ تازہ ہوا کیلئے رکھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اس نیت سے رکھتا کہ آذان کی آواز سن سکے تو اس نیت کا ثواب بھی مل جاتا۔ عبادت بھی ہو جاتی۔ ہوا تو تازہ آتا تھی۔ حضرات! جو بھی عمل کرو وہ حضور ﷺ کی نسبت سے کرو آپ ﷺ کی خوشی کیلئے کرو اور اپنی بخشش کے شکرانہ کیلئے کرو اس چیز کا شکر ادا کرتے رہو کہ تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تو اپنے اعمال کی وجہ سے بخش دئے جائیں گے۔ فرمایا کہ نہیں مجھے بھی اللہ تعالیٰ اپنی فضل کی چادر میں لپیٹ لیں گے اور حضرات یاد رکھیے کہ وہ فضل کی چادر حضور نبی کریم ﷺ ہی ہیں رحمت کی چادر بھی حضور ﷺ ہیں۔ خود داوڑھ لیں اور ہم پر بھی اوڑھ دیں یہ سب ان کا کرم ہے۔ یہ بخشش والا کرم ہے۔ ہم گنہگار بندے ہیں لیکن نبی ﷺ گنہگار نہیں ہوتے۔ عمل کے لحاظ سے ہماری حیثیت سیدنا حضرات ابراہیمؑ کے سامنے کتنی ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم ان کے سامنے صفر بھی نہیں ہیں لیکن حضرت ابراہیمؑ کو دیکھئے کہ وہ بھی بخشش کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا سہارا لے رہے ہیں۔ حضرات اعمال کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کریں لیکن بخشش کیلئے اور نجات کیلئے صرف اور صرف سہارا نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا رکھیں۔ حضرات! آج کی اس محفل میں ہمیں صرف یہ سبق ہی مل جائے کہ ہمارے سب کچھ نبی پاک ﷺ ہی ہیں ادھر اس دنیا میں بھی وہی اور ادھر آخرت میں بھی وہی ہیں تو یہی نجات ہے۔ جتنا مرضی شریعت پر چل لیں لیکن وہاں جا کر محتاجی حضور ﷺ کی ہی ہوگی۔ یہی بخشش کا عقیدہ ہے۔ اسی سے بخشش ہونا ہے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے حضرات! ایک بات اور بھی عرض کرنا ہے۔ وہ یہ کہ یہ بتائیں کہ جتنی بننا کمال ہے یا جتنی بنانا کمال ہے جتنی ہو جانا کمال ہے یا جتنی بنانا والا جانا کمال ہے۔ یقیناً جتنی بنانا والا بن جانا ہی کمال ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ ایک آدمی نے سنا تو کہنے لگا کہ اگر میں ہوتا تو واپس نہ آتا بارگاہ عالیہ میں حاضری تھی کیا کمال تھا۔ زیارت رب العزت ہو رہی تھی واپس کیوں تشریف لے آئے؟ ایک دوسرا آدمی سن رہا تھا کہنے لگا کہ حضور نبی کریم ﷺ اس لئے واپس تشریف لائے کہ گنہگار جنتی بن جائیں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما رہتے واپس نہ آتے تو باقی یہاں مسلمان کون ہوتا مومن کون ہوتا سب ابو جہل ہی ہوتے۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے کہ وہ صدیق بنانے آئے فاروق بنانے آئے غوث بنانے آئے۔ قطب بنانے آئے۔ ولی بنانے آئے یہ تھا مقصد جس کیلئے حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ ہمارے لئے واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ اپنے لئے تو واپس نہیں آئے ان کے لئے تو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام وہ تھا جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دیدار رب فرما رہے تھے۔ لہذا جتنی بننا کوئی کام نہیں بلکہ جنتی

بنانا زیادہ اہم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت سے آدمی جب بیعت کرتا ہے تو جنتی بن جاتا ہے۔ لیکن صرف جنتی بن جانا چونکہ کوئی کمال نہیں ہے تو پھر اب وہ کیا کرے تو حضرات! اب وہ اپنے مرشد کریم کے بتائے ہوئے سبق اسباق اور ادو وظائف کرے اعمال صالحہ کر کے دوسرے لوگوں کیلئے نمونہ بن جائے تاکہ اس کو دیکھ کر دوسرے لوگوں میں بھی بیعت ہونے کا شوق پیدا ہو اور وہ بھی بیعت کر کے جنتی بن جائیں اس طرح سے یہ جنتی بنایا والا بن جایگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے میری بیعت کی وہ جنتی ہے اور جس نے اس کی بیعت کی وہ بھی جنتی ہے اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا اور لوگ جنتی بنتے رہیں گے اور قیامت کے قریب جو آخری آدمی بیعت کرے گا وہ بھی جنتی ہو جایگا۔ لہذا کمال یہ نہیں ہے کہ میں اور آپ جنتی ہو جائیں بلکہ کمال یہ ہے کہ ہماری وجہ سے لوگ جنتی ہو جائیں صحابی ہونا بڑا کمال ہے پھر غوث ہونا بھی کمال ہے اور قطب ہونا بھی کمال ہے پیر کامل ہونا بھی بڑا کمال ہے یہ سارے کمالات کہاں سے ملتے ہیں کیسے ملتے ہیں۔ صحابی کسی طرح سے بنتا ہے۔ غوث کیسے بنتا ہے قطب کیسے بنتا ہے۔ ولی کیسے بنتا ہے۔ جو نبی کوئی حضور نبی کریم ﷺ کا وَالضُّحٰی والا چہرہ دکھتا ہے تو صحابی بن جاتا ہے اس کا کوئی وظیفہ کوئی چلہ کوئی عزت نہیں کہ وہ کرے تو صحابی بن جایگا اس کا کورس صرف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہو جائے۔ ظاہری دیدار کرنے والا صحابی اور خواب میں دیدار کا شرف حاصل کرنے والا ولی بن جاتا ہے۔ اور جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک کسی کے سر پر لگتے ہیں تو غوث بنتے ہیں اور جب غوث کی نگاہ پڑتی ہے تو قطب بنتے ہیں۔ حضرات یہ طریقہ ہے۔ حضور پاک ﷺ کی محفل میں آنے والے بھی جنتی بن جاتے ہیں لیکن اس کو کمال نہ سمجھو یہ تیرا کمال نہیں یہ بھی حضور ﷺ کا ہی کرم ہے کہ آپ ان کی محفل میں آ جاتے ہیں۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلاتے ہیں

اور حضور ﷺ تو اس پر خوش ہوتے ہیں کہ تیری وجہ سے دوسرے لوگ بھی جنتی بن جائیں یہ مشن انبیاء کا مشن ہے۔ انبیاء و مرسلین کیوں تشریف لائے یہ اس لئے کہ وہ لوگوں کو جنتی بنائیں۔ کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ لوگوں کو نمازی بنانے آتے رہے۔ تو نمازی تو پھر شیطان بھی ہے لیکن جنتی نہیں ہے۔ نمازی تو منافق بھی ہے لیکن جنتی نہیں ہے لہذا کمال یہ ہے کہ جنتی بنائے جائیں اور یہ صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہی ہے قبول اسلام سے پہلے کسی نے بت پرستی کی ہے اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور بھی کیا ہے۔ زنا کیا ہے بدکرداری کی ہے ڈاکہ اور چوری کی ہے شراب پی ہے۔ پتہ نہیں کیا کیا گناہ کئے ہیں۔ لیکن جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اسلام قبول کر لیا۔ کلمہ پڑھا۔ **إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** تو تمام پرانی زندگی صاف ہو گئی۔ گناہ مٹ گئے۔ صحابی بن گیا جنتی ہو گیا اور آج کل یہی کام کوئی شخص کسی ولی کامل کے دست مبارک پر کرتا ہے تو وہ بھی جنتی بن جاتا ہے۔ آج بھی یہ ہے کہ **كَشَفَ الدُّجَى بِحِمَامِهِ** اندھیرے کس سے دور ہوتے ہیں۔ جمال مصطفیٰ ﷺ دیکھنے سے جمال اولیاء اللہ دیکھنے

سے دور ہوتے ہیں۔ حضرات! یہ سارا کمال ہے۔ اب یہ ہے کہ حضرات ٹھیک ہے آپ بیعت ہو گئے اور جنتی ہو گئے لیکن اب ذکر فکر کر کے اگلے مرتبہ پرانگی Stage پر آؤ جہاں انبیاء کی زیارت ہوتی ہے۔ سردار الانبیاء ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ بیعت ہونا کمال ہے ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن آگے اس سلسلہ کو چلانا اپنے چہرے سے اپنے کردار سے دوزخیوں کو جنتی بنانا انبیاء والا کام ہے۔ اولیاء کا کام ہے۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آئیگا لیکن بندوں کی بخشش کا سلسلہ بند نہیں ہوا اور نہ ہوگا یہ اللہ کے ولیوں کے ذریعہ سے جاری و ساری ہے اور رہیگا۔ حضرات! ذکر فکر جاری رکھیں اپنے لئے نہیں بلکہ اللہ کے بندوں کیلئے کریں حضور ﷺ کے مشن کیلئے۔ آپ ﷺ کے پیغام کیلئے حضور ﷺ کے پروگرام کیلئے ذکر کریں۔ آپ ذکر نہ بھی کریں تو پھر بھی آپ جنتی ہیں لیکن جنتی بنانیوالے نہیں ہیں۔ حضرات! جنتی بنانیوالے بنو۔ اپنی بخشش تو بندے کی اس وقت ہی ہو جاتی ہے جب وہ حضور پاک ﷺ کی محفل میں آ جاتا ہے لیکن حضرات وہ کام کرو کہ عوام الناس کی بخشش کا ذریعہ بن جاؤ۔ اولیاء کرام سے محبت پیدا کرو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت بھی ہے اور حکم بھی ہے اور تمہارے اس عمل کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اولیاء کرام سے محبت کرنے لگیں تو تمہارا مشن پورا ہو گیا۔ اولیاء اللہ تمہارے ایمان کے محافظ بھی ہیں۔ حفظ قرأت نماز روزہ حج وغیرہ ایمان کے محافظ نہیں ہیں اگر نماز ایمان کی محافظ ہوتی تو شیطان سب سے بڑا ایمان دار ہوتا۔ حفظ و قرأت روزہ حج وغیرہ ایمان کے محافظ ہوتے تو منافق بھی ایمان دار ہوتا وہ منافق نہ رہتا۔ طواف کعبہ سب سے زیادہ ابو جہل نے کئے ہوں گے جو ٹھیکیدار بنایا تھا۔ کیا طواف نے اس کے ایمان کی حفاظت کی ایمان تو اسے نصیب نہیں ہوا تو پھر حفاظت کیسی؟ تو حضرات! اولیاء کرام ہمارے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں جس دن کوئی ولی نہیں ہوگا اس روز قیامت آ جائیگی۔ اور اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ اولیاء اللہ کی اتنی اہمیت ہے۔ ایک نعت پڑھی گئی ہے کہ

آ تجھ کو بتاتے ہیں جنت کسے کہتے ہیں

آ بیٹھ ذرا واعظ ہم ہجر کے ماروں میں

ہجر معلوم ہے کسے کہتے ہیں۔ ہجر کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے انتظار میں بیٹھا ہو۔ کہ ابھی آ جائیں گے ادھر سے آ جائیں گے ادھر سے آ جائیں گے اور اگر کوئی یہ کہنا ہے کہ وہ نہیں آتے یا نہیں آ سکتے تو پھر انتظار کس بات کا؟ اور ہجر کس چیز کا؟ پھر نہ انتظار ہے نہ ہجر ہے وہ کیا شعر ہے کہ

دیوانیو بیٹھے رہو محفل نوں سجا کے تے

میرے آقا دا ایتھوں دی گزر ہووے

یہ شاعر کا ہجر ہے اسے ہجر کہتے ہیں ابھی ہجر والے ملے نہیں ہیں۔ اگر مل جائیں تو پھر ہجر نہیں رہتا وصل ہو جاتا ہے۔ یہ شعر ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ یہی ہجر والے جنتی لوگ ہیں پھر جب ان سے وصل ہو جاتا ہے تو نہ جانے وہ کیا سے کیا بن جاتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں ہجر میں رہنا نصیب فرمائے ہجر کی تڑپ ہمارے دل میں موجزن رہے۔ بڑی سے بڑی نعمت جو

کوئی شخص اس دنیا سے لے جا سکتا ہے وہ ہے ہجر کی دولت ایک تو زیارت ہے ناجس کو زیارت نصیب ہوگئی اس کے مقام کا تو کوئی علم نہیں ہے کہ کہاں تک ہے جو ہجر میں رہتا ہے تڑپ میں رہتا ہے فراق میں رہتا ہے تو اگر دنیا میں اس کو حضور ﷺ کی زیارت نہ ہو تو یہ ہجر اس کی قبر کو روشن کر دیگا اور جس کی قبر نور والی ہوگی اسے حشر میں بھی کوئی نہ پکڑے گا وہ سیدھا جنت میں جائیگا۔ قبر روشن ہوتی ہے تو صرف کے باغ سے سوتی ہے۔ اور یہ کام اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہونے سے بنتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ قیامت کے روز فرمایا جائیگا کہ جو صاحب نسبت ہیں وہ نیچے جمع ہو جائیں اور جو صاحب نسبت نہیں ہوں گے انہیں شیطان کے مرید و کہہ کر بلایا جائیگا بخشش کیلئے تو معمولی سے معمولی بات بھی اللہ تعالیٰ کو قبول ہو جاتی ہے بڑا مشہور واقعہ ہے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ علی حضرت بائید بسطامی کا ایک مرید تھا وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہا کرتا تھا کہ میں حنتی ہوں اور منکر کیر کو لا جواب کر کے رکھ دوں گا وہ کہنے لگے کہ ہمیں کیسے لگا کہ میری قبر پر کھڑے ہو جانا میں تمہیں بھی بتا دوں گا وہ مرید فوت ہو گیا۔ قبر میں چلا گیا تو اس کے دوست احباب کھڑے ہو گئے کہ دیکھیں اپنے دعویٰ میں کہاں تک سچا ہے۔ نکیرین آئے اور سوال کرنے شروع کئے کہ تمہارا رب کون ہے تمہارا دین کیا ہے مذہب کیا تھا اس نے جواب دیا کہ میری بات سنو کہ میں ولئی کامل کا جبہ اٹھانے والا ہوں میں حضرت بائید بسطامی کا جبہ اٹھانے والا ہوں مجھ سے کیا پوچھتے ہو میں تو اس کامل ہستی کا غلام ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تو بہت نڈر اور بے خوف تو ہو گا ہی کہ ساری عمر جبہ جو اٹھائے رکھا ہے۔ قبر سے باہر دوست کھڑے سن رہے تھے کہ قبر میں کیا ماجرا ہو رہا ہے۔ حضرات ولئی کامل کی اتنی سی نسبت بلکہ اس سے بھی چھوٹی نسبت کام کر جاتی ہے۔ حشر میں دوزخیوں کو دور و دریا قطاروں میں کھڑے کر دیا جائیگا اور جنتیوں کو ان میں سے گزر کر جنت میں جانے کا حکم ہو گا تا کہ دوزخیوں کو اپنے کئے دھرے پر اور زیادہ شرمندگی ہو۔ ایک شیخ کامل جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو ایک آدمی دوڑ کر سامنے آ جائیگا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا آج مجھے دوزخ کا حکم ملا ہے اور آپ جنت میں تشریف لے جا رہے ہیں وہی اللہ اس کو بھی بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جائیگا۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے گا کہ حضرت صاحب کیا میں نے آپ کو وضو نہیں کرایا تھا؟ وہ حضرت صاحب اس وضو کرانے والے کو ساتھ لیکر جنت میں چلے جائیں گے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے دھوبی کا بھی مشہور واقعہ ہے کئی بار پہلے بھی عرض کیا ہے کہ سرکار غوث الاعظمؒ کا دھوبی فوت ہو گیا۔ قبر میں گیا نکیرین تشریف لائے اور سوال کئے تو وہ دھوبی ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا رہا کہ مجھے کیا پوچھتے ہو مجھے کیا خبر ہے میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا دھوبی ہوں۔ اسی پر اس کی بخشش ہوگئی۔ اب پانی کا گلاس پلانا کون سا کام ہے۔ وضو کر دینا کون سا بڑا عمل ہے۔ کوٹ کو اٹھائے رکھنا کون سی بڑی بات ہے۔ لیکن حضرات یہ سمجھو کہ گلاس بھی ولئی کامل کا ہے اور پانی بھی اسی کا ہے۔ اپنے گھر سے پلانے کی ضرورت نہیں۔ ولئی کامل کے آستانے سے ہی گلاس لے لو۔ وہیں سے پانی لے لو اور اتنی سی خدمت کرو کہ یہ پانی اس شیخ کامل کو پلا دو تو نجات ہو جائیگی حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتان شہر کی گلی میں

سے گزر رہے تھے لوگ دست بوسی کر رہے تھے ایک گنہگار نوجوان بھی وہاں کھڑا تھا اسے خیال آیا کہ لوگ اس بزرگ کی اتنی تعظیم کر رہے ہیں کچھ نہ کچھ تو ضرور ہے کیوں نہ میں بھی دست بوسی کر لوں وہ آگے بڑھا اور دست بوسی کر لی وہ فوت ہونے کے بعد کسی کو ملا اور بتایا کہ وہ دست بوسی میرے کام آگئی اور کوئی نیکی میرے پلے نہیں تھی صرف گنہگاری ہی تھی لیکن اس دست بوسی نے کام بنادیا۔ بڑا مشہور واقعہ ہے پہلے بھی عرض کیا ہے بس ایمان کی تازگی کیلئے پھر دہرائے دیتا ہوں کہ شاید حضرت پاکتین والی سرکار کے پیرومرشد کا واقعہ ہے انہوں نے فرمایا کہ آج رات دو بجے میں اس کھڑکی سے اپنا سر باہر نکالوں گا جو اس وقت میری زیارت کریگا وہ جنتی ہو جائیگا لیکن آپ کسی کو نہ بتائیں آپ نے سارے شہر میں اعلان کرایا کہ میرے پیرومرشد نے رات دو بجے زیارت کرانی ہے جو بھی دیکھ لیگا وہ جنتی ہو جائیگا۔ حضرت پیرومرشد نے جب رات دو بجے کھڑکی کھولی تو عوام کا بے پناہ ہجوم اور جم غفیر موجود تھا آپ نے فرمایا کہ اچھا ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری ہے کہ جس نے میری زیارت کی وہ جنتی ہے آپ سب کو مبارک ہو لیکن یہ بتائیں فرید کہاں ہے وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں یہ کہا گیا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں ہے اور اگر بتا دیا تو تم خود جہنمی ہو جاؤ گے۔ حضرت جناب بابا فرید الدین مسعودؒ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب جہنمی تو میری صرف ایک واحد ذات ہوئی اور یہ دیکھنے کہ میری وجہ سے کتنے لوگ جنتی بن جائیں گے۔ یہ سودا کیسا ہے؟ مرشد کریم خوش ہوئے اور فرمایا کہ جاتیرے دروازے سے جو گزر جائیگا وہ بھی جنتی ہو جائیگا۔ اب بتائیے اتنی سی نسبت بھی کام کر جاتی ہے۔ گنہگار سیاہ کار آدمی اس دروازے سے گزر کر جنت کا حقدار بن جاتا ہے آپ کہیں کہ میں تو اس دروازے سے نہیں گزروں گا۔ میں تو ولی کامل کے قریب سے بھی نہیں گزروں گا میں تو بیت اللہ شریف جاؤں گا میں تو طواف کروں گا لیکن یاد رکھو کہ اگر دل میں ولی کامل کے لئے بغض رکھو گے تو یہ طواف اور یہ بیعت اللہ شریف کی حاضری بھی کام نہیں آئے گی۔ کوئی حج کر کے مکہ شریف سے ہی واپس آجائے مدینہ شریف حاضری نہ دے تو حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایسا شخص مجھ پر ظلم کر کے جا رہا ہے جنت تو حضور ﷺ کے دروازے سے ملتی ہے اور یہ وہاں سے دور ہٹ کر جا رہا ہے۔ حضور ﷺ کے درود دولت پر حاضری دیتا تو شفاعت بھی مل جاتی اور حج بھی قبول ہو جاتا حضرات اللہ تعالیٰ کرم فرمائے بڑے سے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ تیرے دل میں ولی کی محبت ہو اللہ تعالیٰ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہیں اور حضور ﷺ ہماری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن جب تک ولی کامل کی محبت نہ ہو اس سے نسبت نہ ہو تو نہ اللہ تعالیٰ ملتے ہیں نہ اس کے حبیب ﷺ ملتے ہیں اگر ملتے ہیں تو صرف ولی کامل کے صدقے سے ملتے ہیں بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ لگائیں تو موت ہے لیکن اگر کسی INSULATOR پر بڑا پلاسٹک وغیرہ کے دستانے پہن کر ہاتھ لگاؤ گے تو کچھ نہیں ہوگا اسی طرح جب کسی ولی سے نسبت ہو جائے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت حضور ﷺ کی برکت اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے یہ بجلی جو ہے یہ رحمت ہی کا سمیٹنا ہے لیکن کسی INSULATOR کی مدد سے یہ ممکن ہے اسی طرح سے جب تک کسی ولی کامل کی محبت نہیں آتی تب تک حضور نبی کریم ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں آسکتی۔ حضرات یہ طریقہ ہے یہ وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ**

اَلْوَسِيْلَةُ میری طرف وسیلہ پکڑو۔ لیکن آج کے بعض علماء حضرات فرماتے ہیں کہ وسیلہ شرک ہے براہ راست اللہ تعالیٰ کو ہی پکڑو۔ اگر وسیلہ شرک ہے تو یہ شرک کون سکھا رہا ہے؟ ذرا ہوش سے کام لو کیا اللہ تعالیٰ شرک سکھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود وسیلہ پکڑنے کی ہدایت فرما رہے ہیں اور ہماری راہبری کیلئے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اے میرے حبیب آپ کہہ دیجئے کہ میں ایک ہوں اللہ تعالیٰ خود بھی فرما سکتے تھے کہ میں ایک ہوں ایسا نہیں فرمایا بلکہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنایا اور ہماری تعلیم کیلئے وسیلہ بنا کر دکھایا کہ اے میرے بندو میں تمہیں اپنی واحدانیت کا سبق اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دے رہا ہوں تم بھی مجھ تک پہنچنے کیلئے میرے نبی کریم ﷺ کا ذریعہ اور وسیلہ پکڑو۔ میں قادر اور مطلق ہو کر نبی کا واسطہ استعمال کر رہا ہوں تم کچھ بھی نہیں ہو اگر وسیلہ ذات محمدی ﷺ کا لے لو گے تو تم بھی سب کچھ بن جاؤ گے وسیلہ حاصل کرنا سنت اللہ ہے اس نے گھر گھر قرآن نازل نہیں فرمایا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بھیجا ہے حالانکہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ہر گھر میں از خود قرآن نازل کر سکتا ہے وہ قدرت رکھتا ہے لیکن پھر بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہی نازل فرمایا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں صرف قرآن کو مانتا ہوں حدیث کو نہیں مانتا۔ کسی نے پوچھا کون سے قرآن کو مانتے ہو کہا کہ وہ قرآن جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا ہے پوچھا کہ یہ کس نے بتایا کہاں کہ نبی پاک ﷺ نے بتایا ہے تو فرمایا کہ یہی تو حدیث ہے اور حدیث کس کو کہتے ہیں قرآن کا قرآن ہونا حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے اور ایک حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ براہ راست ہم سے کلام نہیں فرماتا وہ اپنے نبی پاک ﷺ کو بتایا ہے اور وہ پھر ہمیں بتا دیتے ہیں یہی حدیث ہے اگر کوئی شخص حدیث کو نہیں مانتا تو وہ پھر اللہ تعالیٰ کی بات کو کیسے مانتا ہے۔ جب وہ حدیث کی نفی کرے گا تو وہ قرآن کی بھی نفی کرتا ہے اور قرآن کی نفی کرنا کفر ہے۔ حضرات وسیلہ پکڑو وسیلہ کے بغیر رسائی ممکن نہیں ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

دم	عارف	نیم	صبح	دم	ہے
اسی	سے	ریشہ	معنی	میں	نم
اگر	کوئی	شعب	آئے	میر	
تو	شبابی	سے	کلیسی	دو	قدم

اگر کوئی ناکارہ پتھر بھی ہے تو وہ سنگ مرمر اور اس سے بھی قیمتی زمر و غیرہ بن سکتا ہے کہ یہ بھی پتھر ہی ہوتا ہے لیکن اگر کسی کی نگاہ پڑ جائے تو یہ موتی بھی بن سکتا ہے حضرات! جو بھی موتی بن گیا ہے امت محمدی ﷺ میں جو بھی نگینہ بن گیا ہے جو بھی عظمت والا بنائے جو عزت والا بنائے اور جو بھی تارخ ساز ہستیاں بنی ہیں وہ کسی کی نگاہ سے ہی بنی ہیں۔

بادہ ہے نہ صراحی نہ دور پیانہ

فقط نگاہ سے رنکلیں ہے بزم جانانہ

نہ شراب نہ پیالہ نہ کوئی برتن یہ چیزیں ولایت کی دنیا میں نہیں چلتیں۔ ہاں اگر چلتی ہے تو صرف نگاہ چلتی ہے ولی کی نگاہ کام آتی ہے۔ حضور ﷺ کی محفل ہے تو صرف نگاہ سے بنتی ہے حضرات کسی ولی کے سامنے آجائیں اس سے بیعت کر لیں اس سے محبت کر لیں اس کا ادب کر لیں یہی نجات ہے یہی ایمان ہے یہی اسلام ہے باقی اراکین اسلام جو ہیں وہ فرض ہیں ضروری ہیں لیکن یہ تمام جنت میں داخل ہونے کے بعد کام آنے والے ہیں جنت میں داخلہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور عشق سے ہونا ہے دوسری جنگ عظیم میں بعض ہندوستانی فوجی برما کے محاذ پر لڑائی لڑ رہے تھے جنگ ختم ہوئی تو بڑی لوٹ مار کی کرنسی نوٹوں سے اپنے اٹھنی بھرنے اور بڑے خوش واپس آئے ہندوستان میں پہنچے تو برما کی کرنسی کا ہزار روپیہ کا نوٹ یہاں کوئی دو آنے کا لینے کا تیار نہ تھا انہیں یہ خبر نہ تھی کہ بادشاہی بدل جاتی ہے تو کرنسی بھی بدل جاتی ہے ایک بادشاہی کی کرنسی دوسری سلطنت میں نہیں چلتی۔ حضرات! اسی طرح قبر میں بھی بادشاہی بدل جائیگی۔ وہاں صرف وہی نوٹ چلے گا جس پر کسی دئی کامل کی مہر لگی ہوگی۔ دوسری کوئی کرنسی نہیں چلے گی اگر آپ کہیں کہیں کو حید والا نوٹ چلائیں گے تو نہیں چلے گا تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کام نہیں آتا جب تک اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کی مہر نہ لگی ہوئی ہو اللہ تعالیٰ کسی شیخ کامل سے نسبت قائم کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَاعَلَيْنَا الْإِبْلَاحَ الْمُبِينِ

کچھ نہ تھا پاس میرے اُن کی دعا سے پہلے
 ہر طلب پوری ہوئی میری دعا سے پہلے
 شان محبوبی محمد ﷺ کی تو دیکھو جن کی
 حق نے چاہی ہے رضا اپنی رضا سے پہلے
 نام احمد ﷺ کی دعا میں عجب ہے تاثیر
 ہوا ینا شفا یاب دوا سے پہلے
 ذکر خدا بھی نہیں بن ذکر محمد ﷺ قبول
 بات بنتی ہی نہیں ان کی ثناء سے پہلے
 بھرنے والے ہے میری عمر کا پیانہ ریاض
 کاش جا پہنچوں مدینے میں قضاء سے پہلے

ارشاداتِ عالیہ نورِ خدا منظرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عاشقِ رُسُولِ حَبِّ الِ رُسُولِ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش:- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا نبی
بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوں
بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
جن کے تلوؤں کا دھوون ہے آب حیات
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلیل
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
ملک کونین میں انبیاء تاجدار
لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
غم زدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے

سب سے بالا والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دوئوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے وہ جان میجا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے وہ جان میجا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پیش لفظ

قرآن ایک ہے احادیث مبارکہ کی کتب بھی ایک جیسی ہیں۔ بنیادی مضمون قرآن وحدیث ہے جو ہر ایک دینی مدرسہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ لیکن جو طالب علم ان مدارس سے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوتے ہیں ان کا عقیدہ ایک نہیں رہتا کوئی اہل حدیث تو کوئی دیوبندی بن جاتا ہے۔ کوئی اہل سنت بریلوی تو کوئی پرویزی بن جاتا ہے۔ کوئی چکڑالوی کوئی مرزائی تو کوئی شعیہ بن جاتا ہے۔ یہ مختلف ذہن اس لئے بن جاتے ہیں کہ جو اساتذہ تعلیم دے رہے ہیں ان کے دل و دماغ میں مختلف افکار ہیں اور مختلف عقائد ہیں۔ جو کسی کے دل میں ہے وہ وہی اپنی نظر سے اپنے شاگرد میں منتقل کر دیتا ہے۔ جس استاد کے دل میں عشق ومحبت مصطفیٰ ﷺ ہے وہ عشق ومحبت ہی منتقل کرتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ معافی دے لغض ہے وہ لغض ہی منتقل کرتا ہے۔ تو یہ منتقلی الفاظ سے نہیں نظر سے ہوتی ہے۔ عقیدے سے ہوتی ہے۔ اولیائے کرام کے قلوب چونکہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہوتے ہیں اس لئے وہ ہمیشہ عشق مصطفیٰ ﷺ کا ہی درس دیتے ہیں وہ طہارت قلب اصلاح فکر اور پاکیزگی نفس کا سبق دیتے ہیں۔ رشد و ہدایت سے دلوں کو عرفان کی روشنی بخشتے ہیں۔ آج کے اس آشوب دور میں بھی عشق مصطفیٰ ﷺ کا درس دینے والے مرد کامل موجود ہیں جن کی مساعی جمیلہ سے ہزاروں لوگ برائیوں سے تائب ہو کر نیکی کی راہ پر گامزن ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم شخصیت شیخ المشائخ عاشق رسول محب آل رسول حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ ہیں۔ آپ کا انداز بیان بالکل سادہ اور عام فہم ہے۔ آپ کے ارشادات کا بنیادی نقطہ عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جسے ”وسیلہ نجات“ کے ذریعہ سے عوام الناس کے استفادہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

وسیلہ نجات حصہ پنجم پیش خدمت ہے۔ اس کا مطالعہ انشاء اللہ قاری کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کر دے گا۔ کتاب کی آئندہ اشاعت کو بہتر بنانے کے لئے آپ کی قیمتی آراء کا منتظر ہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی، یکم ستمبر 1997ء

محفل میلاد النبی ﷺ بخشش کا بہانہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملکته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلیم الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

حضرات سامعین! محمد یونس گل صاحب نے بڑی تعریف فرمائی ہے۔ جن کی یہ تعریفیں ہوتی ہیں اللہ ان کی جوتیاں
اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں تو صرف یہ کہوں گا کہ

ذرے کی اوقات ہے کیا ہور نیازی بات ہے کیا
ساڈی جان پہچان کملی والا اے
اور کوئی چیز نہیں ہے یا پھر یہ کہ

اس صورت نون میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

اگر کوئی شان ہے تو یہ حضور ﷺ کی عطا کی ہوئی ہے۔ اگر کوئی پہچان ہے تو یہ حضور ﷺ کی ہی پہچان ہے اور کوئی بات
نہیں ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب
ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان
کہ زمین نہیں نہ زماں نہیں

جس میں کوئی تعریف ہے جو کرم ہے سب نبی کریم ﷺ کا ہی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ میں
سب اولیاء کا بھی ولی ہوں سب سے اعلیٰ ہوں۔ میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ میرا سر
حضور ﷺ کے قدموں سے لگا ہے۔ حضرات! یہی عقیدہ رکھنا چاہئے۔ ہماری اوقات یہ ہے کہ جیسے صبح سویرے پرندے
گھونسلوں سے بھوکے نکلتے ہیں۔ کوئی دانہ دنکا مل جاتا ہے تو پیٹ بھر لیتے ہیں۔ ہم خالی کاپنی لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔
حضور ﷺ کی نگاہ عنایت سے جو کچھ مل جاتا ہے تو عرض کرتے دیتے ہیں۔ کوئی READING نہیں۔ کوئی

STUDY نہیں۔ کوئی مطالعہ نہیں۔ کوئی پڑھائی نہیں۔ کچھ علم نہیں۔ دہائی خدا کی بالکل صاف ستھری کاپی۔ اس میں کوئی چیز نہیں۔ بس سب عنایت حضور نبی کریم ﷺ کی ہے۔ جب آپ کے سامنے کوئی بات ہو جاتی ہے تو وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی عطا سے ہوتی ہے۔ ایک نعت خواں نے فرمایا کہ

جے میں دیکھا اپنے عملاں نوں
تے صائم میں ڈب ڈب جاناں ہاں

حضرات! چوری ہے۔ ملاوٹ ہے۔ زنا ہے۔ جھوٹ ہے شاید صائم صاحب کا خیال اس طرف گیا ہو کہ یہ میرے عمل ہیں۔ یعنی یہ ہمارے اعمال ہیں۔ میں اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ ”جے میں دیکھا اپنے عملاں نوں“ تو یہ کروت ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ کا سہارا ہے۔ حضرات! یہ عقیدہ بھی صبح ہے۔ لیکن ایک میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ جس کے پاس نماز ہے۔ روزہ ہے۔ حج ہے۔ زکوٰۃ ہے۔ شریعت ہے۔ قرأت ہے حفظ ہے۔ اسے بھی حضور ﷺ کا ہی سہارا ہے۔ پیغمبری ہے۔ نبوتیں ہیں۔ کرامات اور معجزے ہیں اس کو بھی حضور ﷺ کا ہی سہارا ہے۔ جس کو یہ سہارا نہیں ملتا ہے اس کا نماز روزہ حج زکوٰۃ کچھ بھی قبول نہیں۔ منافق کا کہاں قبول ہے۔ شیطان کا کہاں قبول ہے یہ خیال جو ہے یہ صرف تباہی کی طرف لے جاتا ہے کہ میرے بڑے اعمال ہیں اس لئے مجھے حضور ﷺ کی ضرورت ہے۔ حضرات! جس کے اچھے کام ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے اچھے کام ہیں۔ اتنے اچھے اعلیٰ و ارفع کام کسی نے کئے ہی نہیں ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جو کام انہوں نے کیا ہے وہ اور کسی سے نہیں ہوا ہے۔ اکیلے بندہ خدا نے سارے بت توڑ دیے اور جو سب سے بڑا بت تھا اسے تھوڑا سا توڑ کر کلہاڑا اس کے کا ندھے پر رکھ دیا۔ قوم کے لوگ واپس آئے تو پوچھا کہ یہ کس نے ایسا کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو مجھے کیا پوچھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ بولتے نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ تمہارے خدا ہیں جو بول بھی نہیں سکتے۔ تمام قوم خلاف ہو گئی اور حکومت کی طرف سے حکم ہو گیا۔ نمرود نے حکم دیدیا کہ ہر وہ آدمی جو مجھے اللہ مانتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ ایک گٹھا لکڑیوں کا لائے۔ اور اس وادی میں جمع کرے۔ اس کو آگ لگا کر اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلائیں گے۔ ہر شخص نے اس میں لکڑیاں ڈالیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالا آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے بچے۔ ملک چھوڑ دیا۔ بچے کے گلے پر چھری چلائی۔ بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ گئے یہ بہت بڑے کام ہیں۔ حضرات یہ ڈب ڈب جانے والی چیزیں نہیں ہیں۔ صائم صاحب تو فرماتے ہیں نا کہ ”میں ڈب ڈب جاتا ہوں“ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ سب چیزیں تیرا نے والی چیزیں ہیں لیکن یہ بھی کام آنے والی نہیں ہیں۔ حضرات! آپ تو ڈب ڈب جانے والی باتیں کرتے ہیں کہ

جے میں دیکھا اپنے عملاں نوں
تے صائم میں ڈب ڈب جاناں ہاں

یہ تیرے والے اعمال کرنے والے بھی قیامت کے روز ڈب ڈب جائیں گے۔ عام آدمی کی بات ہی نہیں بلکہ ہر نبی بھی

ڈب ڈب جائیگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ ہر شخص نبی اور رسول بھی اس میں شامل ہیں۔ قیامت کے روز کہے گا نفسی نفسی ہائے میں بچ جاؤں۔ مجھے تو اپنی ہی پڑ گئی ہے۔ جب تک حضور نبی کریم ﷺ کا دامن ہاتھ میں نہیں آئیگا۔ پناہ ہی نہیں ملے گی۔ صائم صاحب اگر اپنی اس نعت کو وسیع کریں تو تمام انبیاء بھی اس میں آجاتے ہیں۔ تمام اولیاء کرام بھی اس میں آجاتے ہیں۔ تمام نیک لوگ بھی اس میں آجاتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دامن کے بغیر نجات نہیں ملے گی۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو آپ سمجھیں کہ آپ کے اعمال بہت اچھے ہیں۔ آپ کو یہ اعمال قرب الہی نصیب کریں گے۔ حدیث قدسی ہے کہ جو نوافل میں زیادتی کرتا ہے کچھ عرصہ کے بعد جب وہ بندہ بہت نفل پڑھ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے قریب اتنا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کان بن جاتا ہے۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ بن جاتا ہے کہ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے پاؤں کی طاقت بنتی ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ لیکن آج یہ کہتا ہے کہ بس نفل پڑھو اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ حتیٰ کہ آج لوگ ایسے بھی ہیں کہ حاجی محی الدین صاحب کے پاس تحریر موجود ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نفل پڑھ کر نیک عمل کر کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے نکل جاؤ گے۔ یہ عقیدہ رکھو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور ﷺ کی ضرورت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور ﷺ کی ضرورت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور ﷺ کی ضرورت ہے۔ غوث الاعظمؒ کو حضور ﷺ کی ضرورت ہے۔ اولیاء اللہ کو حضور ﷺ کی ضرورت ہے۔ ایمان والوں کو تو ہونی ہی ہے۔ ہمارے پلے تو کوئی کام ہے ہی نہیں کوئی بات ہے ہی نہیں کوئی عمل ہمارے پلے نہیں ہمیں تو ضرورت ہے۔ اشد ضرورت ہے لیکن جن کے پلے کچھ ہے ان کے پلے میں دراصل کچھ نہیں ہے کہ جب تک دامن مصطفیٰ ﷺ ہاتھ میں نہیں آئے گا۔ حضرات! یہ عقیدہ نہ رکھو گے تو پھر اس ٹولے کے ساتھ ہو گے کہ بسر سر پر ہوگا اور ساری ساری رات نفل نماز میں کھڑے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ سے آگے نکل رہا ہوں۔ عقیدہ صحیح رکھو کسی چیز پر تکیہ نہ کرو۔ اپنے نیک اعمال پر بھی تکیہ نہ کرو۔ اپنی سخاوت پر بھی نہ کرو اپنی قربانیوں پر بھی نہ کرو۔ اپنی زکوٰۃ اور حج پر بھی نہ کرو۔ تکیہ نہ کرو تو صرف حضور نبی کریم ﷺ کے دامن کا کرو۔ یہ فتویٰ میرا نہیں ہے۔ یہ حضرت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ ہے۔ کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

جو کہے کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میرے عمل کافی ہیں۔ میں ٹھیک ٹھاک ہوں میں پارگزر جاؤں گا میں شریعت پر چلا ہوں۔ میں نے نیکی کی ہے۔ میں نے وہ کارنامہ کیا ہے لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وہ جہنم میں گیا جو یہ عقیدہ رکھتا ہے ایک میں نے یہ عرض کرنا ہے کہ حضرات یہ محفل ہے۔ یہ حضور ﷺ کے میلاد کی محفل ہے۔ جیسے حضور ﷺ کی ولادت پاک کے وقت نور اترنا۔ خوشبو اتری۔ نیک عورتیں تشریف لائیں۔ فرشتے تشریف لائے۔ جھنڈے لگ گئے۔ روشنی پھیل

گی۔ نور پھیل گیا۔ قیصر و کسری کے محلات کے کنگرے گر گئے۔ شیطان رویا۔ بت اوندھے منہ گر پڑے۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ یہ تو سب کچھ ولادت پاک کے وقت ہوا تھا لیکن آج بھی جہاں محفل میلاد منائی جاتی ہے۔ یہ سب چیزیں وہاں بھی اترتی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اس وقت ہی نور اتر اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ڈھائی ہزار میل دور بصرہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے انٹوں کی روشن گردنیں دیکھ لیں۔ یہ مکہ شریف کی بات ہے شاید آپ یہ کہیں کہ یہ مکہ شریف کی بات تھی۔ اس وقت کی بات تھی۔ بس اب ختم ہوگی ہے یہ بات۔ نہیں نہیں بات ختم نہیں ہوئی۔ یہ بات آج بھی جاری ہے اس محفل میں بھی نور نکلتا ہے۔ آپ کے گھر میں محفل ہو تو وہاں سے بھی نور نکلتا ہے۔ جہاں کہیں بھی محفل میلاد ہو وہاں سے بھی نور نکلتا ہے۔ ایک آدمی محفل کرے پھر بھی نور نکلتا ہے۔ ہزار آدمی ہوں پھر بھی نور نکلتا ہے۔ کروڑ آدمی ہوں پھر بھی نکلتا ہے۔ حضرات! یہ محفل بندوں کی حاضری کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے۔ محفل میلاد منتقل تھی لوگ بہت جھوم رہے تھے۔ ایک کنجری کا ادھر سے گزر ہوا وہ بھی کھڑی ہوگی۔ حضرت خطیب صاحب وعظ فرما رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ یہ ایسی محفل ہے کہ اس میں جو بھی آئے بخشا جاتا ہے۔ اس عورت نے سوال کیا کہ حضرت صاحب میں کنجری ہوں بدکار ہوں کیا میں بھی بخشی جاؤں گی۔ اس شہر میں وہ سب سے زیادہ بدکار اور مشہور کنجری تھی اس کا نام تھا ”شبانہ“ حضرت صاحب یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کنجری ہے یا کہ ”شبانہ“ کون سی ہے۔ انہوں نے فرمایا تو کیا چیز ہے اگر ”شبانہ“ بھی اس محفل میں آجائے تو وہ بھی بخشی جائے گی۔ لیکن شبانہ وہ خود تھی۔ وہ اسی وقت سجدہ میں گر گئی اور اللہ کی ولیہ بن گئی یہ محفل میلاد کا صلہ ہے۔ حضرات! یہ نعت خوانی جو آپ سنتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے نعمت ہے۔ اگر کسی چیز نے قبر میں ساتھ جانا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان کرانی ہے تو نعت خوانی نے کرانی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ نعت خوانی سُنو۔ بڑے ادب سے سُنو کہ قبر میں تین سوال ہوتے ہیں۔ پہلا سوال مَن رُبُّکَ تیرا رب کون ہے اگر تجھے جواب آ بھی جائے تو پھر بھی پتہ نہیں کہ تمہاری بخشش ہوئی ہے کہ نہیں۔ دوسرا سوال کہ مَا دِیْنُکَ تیرا دین تیرا مذہب کیا ہے۔ تو کہ بھی دے کہ اسلام ہے پھر بھی پتہ نہیں کیا ہوا۔ تیسرا سوال کہ جس پر بخشش ہونی ہے۔ جنت کی کھڑکی کھل جانی ہے یا اللہ تعالیٰ معافی دے کہ دوزخ کا دروازہ کھل جانا ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ مَا تَقُولُ فِی حَقِّ هٰذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ تو اس ہستی سے متعلق جو یہاں تشریف فرما ہیں ان کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اس سوال پر نعت خواں نعت پڑے گا۔ سننے والوں کو بھی یاد ہو جائیگی تو وہ بھی پڑھیں گے کہ

میری	جان	پہچان	کملی	والا	اے
میرا	دین	ایمان	کملی	والا	اے

یہ وہ جواب ہے کہ جس پر آپ کی بخشش ہونی ہے۔ میری بخشش ہو جانی ہے۔ حضور ﷺ کی تعریف کرو تم حضور ﷺ سے مانگتے ہو لیکن وہاں سوال یہ ہونا یہ کہ ان کے بارے میں تو کیا تعریف کرتا تھا۔ آج تعریف کرو۔ آج تعریف سُنو۔

تاکہ یہ تیرے اور میرے عقیدے میں رنج بس جائے۔ ہمارے ایمانوں کا حصہ ہو جائے۔ جب یہ ہو جائے گا تو ہمیں حضور ﷺ کی پہچان ہو جائیگی۔ کیا پتہ کہ قیامت کب آتی ہے۔ کروڑوں سال بعد آتی ہے کہ دو کروڑ سال بعد آتی ہے۔ لیکن آج جو فوٹ ہو گیا ہے اس کا امتحان ہو کر اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھل جائے گی یا جہنم کا دروازہ کھل گیا ہے۔ صرف اس سوال پر تو کہ حضور ﷺ کو پہچانتا ہے کہ نہیں۔ یہ محفل میلاد کی برکت ہے کہ جس سے لوگوں کو حضور ﷺ کو پہچان آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ولادت پاک پر نور بھیجا اور آج بھی بھیج رہے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو محفل میں حضور ﷺ کا نور اور روشنی دیکھتے ہیں۔ خوشبو کو سونگھتے ہیں۔ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ ولادت پاک کے وقت حضرت حوّا حضرت آسیہؑ حضرت مریمؑ اور حضرت ہاجرہؑ تشریف لائیں تھیں آج محفل میلاد میں خود حضور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ حضرات! اس دن وہ نیک بیبیاں اتریں آج محفل میں حضور ﷺ اترتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اترتے ہیں۔ انبیاء کرامؑ اترتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ اور حضرت غوث پاک تشریف لاتے ہیں۔ فرماتے ہیں ناکہ

جسے شک ہو وہ جا کے خضر علیہ السلام سے پوچھے
تیری مجلسوں کا سماں غوث اعظمؒ
تیری وعظ میں آ کے شاہ عرب نے
بڑھائی تیری عز و شان غوث اعظمؒ

حضور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ آپ بھی محفل میلاد کر کے اپنے گھروں میں حضور نبی کریم ﷺ کو اتار لو۔ اکیلے بیٹھ کر محفل کرو۔ کیسٹ سن لو۔ محفل کا سماں پیدا کر لو۔ جہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہاں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آتے ہیں۔ وہ جہاں بھی بیٹھ کر سن لیں یہ ان کی مرضی ہے۔ یہاں تشریف لے آئیں تو ان کی مرضی اگر وہیں بیٹھ کر سن لیں تو ان کی مرضی۔ ہم نے تو آواز ہی پہنچانی ہے۔ ہم نے تو آپ ﷺ کو پکارنا ہی ہے وہ کہتے ہیں ناکہ

حلیہ سے پوچھو کر کے تکرر
کیا تیرے گھر کو کس نے منور
میں بھی وہی میرا گھر بھی وہی
گھر میں مہمان عجیب آ گیا ہے

یہ ”مہمان“ تیرے گھر میں آ سکتا ہے میرے بھی گھر میں آ سکتا ہے۔ یہ کوئی ادھار نہیں کہ حلیہ لے گئی ہے اب آپ کو نہیں ملے گا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بدولت یہ نعمت ہر ایک کو ملتی ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ کرو۔ درود شریف پڑھو۔ اس سے نبی کی پہچان آتی ہے۔ اس سے تیرے اور میرے ایمان کی پہچان ہے میری تیری بخشش اس پر ہے۔ جس کی قبر روشن ہوگئی۔ کشادہ ہوگئی۔ اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ یہ نہ کہو اس کا بیڑا پار نہیں ہونا ہے۔ اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ اس کا حساب

کتاب ہو چکا۔ آپ یہ دیکھیں کہ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے۔ کہ جب تم جنت کی کیاریوں کے قریب سے گزرو تو جنت کا پھل کھایا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم جنت کی کیاریوں میں کب جاتے ہیں۔ کیا جنت ادھر دنیا میں آ جاتی ہے۔ فرمایا ہاں آ جاتی ہے جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ یہ بھی حکم ہے اور اصول ہے کہ جو ایک بار جنت میں داخل ہو گیا وہ باہر نہیں نکالا جائیگا۔ ایک آدمی جہنم کے باہر بیٹھا ہوگا وہ ایک ہزار سال تک دعا کرتا رہیگا کہ یا اللہ ایک دفعہ جنت کے دروازے کے قریب کر دے۔ ہزار سال تک چیختا رہا چلا تارہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا تم جنت کے دروازے کے قریب ہو جاؤ۔ پھر ہزار سال تک وہ چیختا رہا چلا تارہا۔ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ ایک مرتبہ جنت کے دروازے کی چوکھٹ پر بیٹھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم دروازہ پر بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھ گیا تو کہنے لگا کہ یا اللہ ایک لمہ کے لیے جنت کے اندر داخل کر دے۔ تیری مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اور اجازت فرمائیں گے کہ اچھا جنت کے اندر داخل ہو کر دیکھ لے جب جنت کے اندر داخل ہو گیا تو عرض کرنے لگا کہ یا اللہ تیرا تو اصول ہے کہ جو ایک دفعہ جنت کے اندر داخل ہو گیا اسے باہر نہیں نکالیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرما لے گا کہ اچھا جا پھر تو اندر ہی چلا جا۔ وہ شخص تو اتنی محنت سے چیخ چیخ کر جائیگا۔ فریاد کر کے جائیگا۔ لیکن حضرات! آپ تو ادھر ہی جنت میں بیٹھے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ جہاں محفل میلاد ہوتی ہے تو وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے اور آپ اس میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یا اللہ جنت میں تو آ گئے ہیں اب باہر نہیں نکلیں گے۔ یا اللہ یہ محفلیں جنت کی کیاریاں بنتی رہیں۔ ہر گھر میں بنتی رہیں۔ ہر محلہ میں بنتی رہیں۔ ہر مسجد میں بنتی رہیں۔ ہر گلی میں بنتی رہیں۔ دیکھو کہ بخشش کے کیسے کیسے بہانے ہیں۔ ادھر سجدہ پر سجدہ ہو رہا ہے۔ قربانی پر قربانی ہو رہی ہے۔ چپہ چپہ پر سجدہ ہو رہا ہے۔ لیکن شیطان کا کچھ نہیں بنا۔ کوئی شے نہیں بنی۔ منافق کی کوئی چیز نہیں بنی۔ کافر کو چھوڑو۔ مشرک کو چھوڑو۔ کسی نے بت پرستی کی۔ کسی نے جھوٹ بولا۔ کسی نے کچھ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانا۔ رسالت کو نہیں مانا۔ میں کہتا ہوں کہ جو مانتے ہیں ان کو دیکھو کیا کرتے ہیں۔ شیطان اللہ کو مانتا ہے۔ منافق اللہ کو بھی مانتا ہے اور حضور ﷺ کو بھی مانتا ہے لیکن شانِ مصطفیٰ ﷺ کو دونوں نہیں مانتے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے اب پھر کرتے ہیں کہ ایک صحابی تھے۔ وہ فوت ہو گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے یہ بہت زیادہ گنہگار ہے۔ بے حد گنہگار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو اس نے کوئی نیکی کا کام کیا ہوگا۔ مجھے بتا دو تو سہی۔ کوئی تو یہ کہہ دے کہ اس نے فلاں نیکی کی ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں جنگ سے واپسی پر اس نے رات کو آپ کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بخشش کے لیے کافی ہے۔ چلیئے اس کا جنازہ پڑھاتا ہوں کہ یہ تو بخشا ہوا ہے۔ شیطان کے چپہ چپہ پر سجدہ رہ رہ رہے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا ایک رات کا پہرہ دار جنت میں جا رہا ہے۔

تیری گلی کے پھیرے میری زندگی کا حاصل
تیرے در سے آشنا ہوں ہے یہ میری پارسائی

حضرات! آج اگر حضور نبی کریم ﷺ کا خیمہ نہیں ملتا تو پیر صاحب کا خیمہ تو ملتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک صحابی تھا۔ اس کی صرف یہ ڈیوٹی تھی جو اس نے اپنے ذمہ لگائی ہوئی تھی۔ کہ جہاں کہیں حضور نبی کریم ﷺ محفل میں تشریف لاتے وہ آپ کی نعلین پاک کو اٹھ کر سینے سے لگائے رکھتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا اللہ اس کو ہم حدیث عطا فرما دے۔ آج وہ سب سے بڑے محدث ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ جن کا صرف یہ کام تھا کہ وہ نعلین پاک کی حفاظت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حدیث کا علم عطا فرما دیا۔ آج آپ بھی کہیں گے میں بھی کہوں گا کہ آج وہ نعلین پاک کہاں سے ملے تاکہ ہم بھی اپنے سینے سے لگائیں۔ ہماری بھی یہ تمنا ہے ہماری بھی یہ آرزو ہے۔ حضرات! جوتی آج بھی میسر ہے۔ اپنے پیر کی جوتی کو سینے سے لگا لو تمہارے لئے آج بھی یہ وہی کام کرگی جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کیلئے نعلین پاک نے کیا تھا۔ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ وہ اپنے پیر صاحب کی جوتی لے گیا اور عرض کیا کہ یا اللہ اس کی جوتی کے طفیل حضور نبی کریم ﷺ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالیں اس آپ کے شہر فیصل آباد میں پانچ مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا ہے۔ حضرات! ادھار کوئی نہیں۔ ادھار ان کیلئے ہوتا ہے کہ جن کے مر جاتے ہیں ہمارے تو اولیاء اللہ بھی نہیں مرتے۔ وہ شعر ہے کہ

سرکارِ مدینہ کی الفت میں جو مرتے ہیں

اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں

جس کی الفت کی وجہ سے وہ زندہ ہیں وہ الفت والا کتنا عظیم ہوگا۔ سرکارِ مدینہ کا اپنا کیا عالم ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ آج بھی وہی کرم فرماتے ہیں جو وہ صحابہ کرام پر کرتے تھے۔ آج بھی وہی کرم کرتے ہیں جو اس وقت اپنے غلاموں پر کرتے تھے۔ صرف عقیدہ یہ ہو کہ حضور ﷺ دے سکتے ہیں۔ اولیاء اللہ سے تعلق رکھو۔ اپنے اعمال کی طرف نہ دیکھو صرف حضور نبی کریم ﷺ کے دامن کی طرف دیکھو۔ جب تک دامن مصطفیٰ ﷺ کی طرف دیکھتے رہو گے نہ شرک ہوگا نہ بدعت ہوگی نہ منافقت ہوگی۔ منافقت اس وقت آتی ہے جب حضور ﷺ کا دامن چھوٹ جائے۔ جب تو عمل پر سہارا کرتا ہے تو اس وقت پھنس جاتا ہے۔ حضرات! یہ میری عرض ہے یہ گزارش ہے کہ میلاد کے صدقے نور اترتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں فرشتے اترتے ہیں اور یہی فرشتے جا کر بارگاہ عالیہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے محفل دیکھی جس میں تیرے حبیب ﷺ کی تعریف ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس محفل کے صدقے میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کوئی کسی غرض سے آیا۔ کوئی کسی غرض سے آیا کوئی ایسے ہی آیا کوئی ویسے ہی آیا انسانوں کی ہزاروں اغراض ہوتی ہیں صرف ایک محفل کی غرض سے آیا تو نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کون کس غرض سے آیا میں نے تو محفل کے صدقے سب کو بخش دیا ہے کون آیا ہے کس غرض سے آیا ہے یہ میں نے دیکھا ہی نہیں۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی یاد کو دیکھا ہے۔ کہ کس طرح محفل میں میرے حبیب ﷺ کو یاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو میلاد کے صدقے ہر سودا کو ابولہب کو بھی شربت پلاتا ہے۔ جس سے اس کی سات روز کی

پیاس بجھ جاتی ہے۔ حضور ﷺ کی محفل کے صدمے ہر لمحہ محفل میں نور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ آپ سے تقاضا کرتا ہے کہ ہر لمحہ میلا دمناء میں تمہیں عطا کرتا ہوں ابولہب کو سات روز کے باد دیتا ہے۔ اور عاشقوں کو ہر لمحہ ہی عطا فرماتا ہے۔ حضرات! عرض یہ ہے کہ اعمال والی بات کوئی نہیں ہے صرف حضور ﷺ کے دامن میں ہی پناہ ہے۔ تو حضرات! ہمیں نبی کریم ﷺ کی ضرورت ادھر بھی ہے ادھر بھی ہے ہر لمحہ ضرورت ہے اعمال کرو نیک اعمال کرو ضرور کرو کوئی روکتا نہیں ہے۔ لیکن سہارا صرف حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا لو۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خاص دو صفات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی زیارت صرف حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی ہے۔ اور کسی کو نہیں ہوئی اور دوسری چیز یہ ہے کہ شفاعت کا حق صرف حضور نبی کریم ﷺ کو ملا ہے اور کسی کو نہیں ملا ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں جو حضور ﷺ کرتے ہیں تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اگر حضور ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں تو تمہارے لیے جائز ہے بلکہ حکم ہے کہ ہم بھی پڑھیں۔ حضور ﷺ سجدہ کر رہے ہیں تو تم بھی کرو۔ حضور پاک ﷺ نے داڑھی رکھی ہے تو تم بھی رکھو۔ ان کی نقل کرو۔ ان کی اتباع کرو۔ ان کی اطاعت کرو۔ ان کی غلامی کرو۔ لیکن کسی عمل پر بھی سہارا نہ لو۔ میں تو بار بار صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ سہارا صرف حضور ﷺ کے دامن کا ہے اور اس کے علاوہ دنیا میں آخرت میں کوئی سہارا ہے ہی نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے اور حضرت درودِ راویت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ جلدی کرو میرے ساتھ آؤ۔ حضور نبی کریم ﷺ جلدی جلدی تشریف لے جا رہے تھے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اچانک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عامرؓ کے گھر میں داخل ہو گئے۔ دیکھا کہ حضرت عامرؓ اور ان کی زوجہ محترمہ اور ساتھ ان کے بچے بیٹھے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کا میلا دشریف پڑھ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابی عامرؓ آپ کیا کر رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ، ہم آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر کر رہے ہیں۔ محفل میلا دکر رہے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازے تمہارے گھر کی طرف کھول دیے ہیں۔ میں تمہیں اس کی خوشخبری دینے آیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے پیدا فرمادیے ہیں جو تمہاری بخشش کی دعا کر رہے ہیں اور وہ تمہیں جنت نصیب کر دی گئی ہے اور پھر فرمایا کہ جو کوئی حضرت عامرؓ کی طرح کام کرے گا اسے یہی انعام ملے گا۔ یہ میلا دشریف ہے یہ میرے نبی کریم ﷺ کا ذکر اقدس ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ میلا د مصطفیٰ ﷺ اعلیٰ عبادات میں سے عبادت ہے۔ اعلیٰ اعمال میں سے عمل ہے۔ جسے یہ نصیب ہو جائے اسے باقی سب چیزیں بھی نصیب ہو جاتی ہیں۔ کوئی غرض باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے خود بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلا د کیا ہے۔ یہ سنت اللہ بھی ہے یہ سنت نبی پاک ﷺ بھی ہے۔ آپ ﷺ ہر سو موار کو روزہ رکھتے۔ صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں اس روز پیدا ہوا تھا۔ میں اپنی ولادت کی خوشی اور شکرانہ ادا کرتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے میلا دمنایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ نے ولادت باسعادت منانے کے لیے میلا دمنانے کے لیے سوانٹ ذبح کئے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جس نے میلا د النبی ﷺ کے لئے ایک روپیہ خرچ کیا وہ ساری کائنات کے خرچے سے بہتر

ہے۔ جہاں بد نصیبی ہوتی ہے وہاں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے نصیب میں بدل جاتی ہے۔ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی محمد حمید شاہ صاحب 03/08/95

تعریف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! شیخ سیکرٹری صاحب نے میرے لئے بڑے تعریفی الفاظ استعمال فرمائے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ جن لوگوں کی یہ تعریف ہے اللہ تعالیٰ ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے جس طرح سے ہمیں اپنے ان اسلاف سے سننے میں آئی ہے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کوئی منبع نہیں ہے کہ جس سے ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی شان کا پتہ چل سکتا۔ یہ صحابہ کرامؓ پھر تابعین اور تبع تابعین اور پھر اولیاء کرام کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ وہ ہم تک حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان آپ ﷺ کی تعریف و توصیف آپ ﷺ کی عظمت پہچانے کا ذریعہ بنے اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے اقوال و افعال پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرات نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

میری جستجو محمد ﷺ میری آرزو مدینہ

یہ کسی عاشق کا کلام ہے۔ اس کا پس منظر کیا ہے۔ اس نے سکون کیوں نہیں مانگا اس نے اپنا خاتمہ بالخیر کیوں نہ مانگا اس نے اپنی قبر روشن ہونا کیوں نہ مانگی۔ اس نے یہ کیوں نہیں مانگا کہ پل صراط سے گزر جاؤں اور جنت مل جائے اس نے اپنی آرزو محمد ﷺ کیوں رکھی۔ اس آرزو کا کیا فائدہ ہے اور جس کی یہ آرزو نہیں ہے اس کو کیا خسارہ ہے آؤ راس بات کا سراغ لگائیں تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ ”میری جستجو محمد ﷺ“ رکھنے کی کیا شان ہے۔ حضرات! آپ جانتے ہیں کہ ایک ORDER OF PRESIDENCE ہوتا ہے ایک چیز سب سے آگے ہوتی ہے سب سے اول سب سے اوپر ہوتی ہے اور پھر اس کے نیچے اس طرح سے بالترتیب یہ سلسلہ چلتا ہے۔ جب تک ORDER OF PRESIDENCE صحیح ہو۔ مرتبہ کا لحاظ نہ ہوتا نہ اس کا پتہ چلتا ہے۔ آپ وزیر اعظم سے شروع کرنے کی بجائے اول نمبر پر پٹواری کو لے آئیں۔ ڈی آئی جی سے شروع کرنے کی بجائے ایک سپاہی سے شروع کر دیں۔ وائس چانسلر کی بجائے پہلے ڈین کو لے آئیں تو اس میں ملک کی کوئی عزت نہیں بنتی۔ ملک کی عزت کا تب پتہ چلتا ہے اس کی عزت اس وقت بنتی ہے کہ آپ وزیر اعظم سے شروع کریں اور پھر بلحاظ عہدہ نیچے کو آئیں۔ کائنات میں یہ بات تب بنتی ہے کہ آپ سب سے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیں اگر وہ نہیں تو پھر یہ سکون قلب خاتمہ بالخیر پل صراط سے گزرنا قبر روشن ہونا۔ میزان پر نیک اعمال کا بھاری ہونا۔ جنت میں داخلہ ہونا کبھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ کیوں نصیب نہیں ہو سکتا اس

لئے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن چھوڑ کر جنت کی طرف جاتا ہے تو جنت اس سے بھاگ جاتی ہے جنت اسے نہیں ملتی۔ جنت صرف اس کے لئے ہے جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لپٹ کر رہے۔ یا اللہ آپ کی جستجو کیا ہے؟ پھر تَخْلُقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ کے مطابق اپنی سوچ کو اپنی فکر کو اپنے کردار کو ڈھال لیں گے تاکہ جو اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے وہی ہمارا مقصود بن جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا مقصود صرف میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ اگر ہم تَخْلُقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ کا معیار لیں تو میری تیری دعا پھر یہ ہوگی کہ

میری جستجو محمد ﷺ میری آرزو مدینہ

اس کے علاوہ پھر کوئی اور دعا اور تمنائیں ہو سکتی۔ حضرت صدیق یار غار ہیں شناسائے مزاج نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کو وہ تمام علوم حضور نبی کریم ﷺ سے عطا ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو عطا کئے۔ وہ جو بات کریں گے تو اس علم سے کریں گے جو عطا ہوا ہے اس میں غلطی کا امکان نہیں ہوگا۔ ہم جو کوئی بات کرتے ہیں وہ بے علمی سے کرتے ہیں، ہم غلطی کر سکتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی جستجو کیا ہے۔ ان کی آرزو کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ انور ہو اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں یہ نقشبندیوں کے امام ہیں اور نقشبندی اسی سے بنتے ہیں اور سارے سلاسل اسی سے بنتے ہیں کہ جب بندے کی یہ دعا ہو جائے کہ

کہتے دیکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

آپ جنت کی طلب کرتے ہیں تو معلوم نہیں ہے کہ دل میں ایمان ہے یا نہیں ہے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں اتنا بڑھ جائے کہ کتے دیکھن تو پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ بن جائے تو پھر ایمان آ جاتا ہے۔ ایمان نصیب ہوگا تو باقی چیزیں بھی مل جائیں گی۔ نزع کی تکلیف بھی دور ہو جائے گی۔ قبر بھی روشن ہو جائیگی قبر وسیع بھی ہو جائے گی۔ حشر نشر میں جو افرا تفری ہوگی اس سے بھی بچ جائیگا۔ میزان پر اعمال بھی وزنی ہو جائیں گے۔ جنت تیرے انتظار میں ہوگی۔ مَا زَأْعَ الصَّبْرُ وَمَا طَعْنُ (النجم ۱) مشہور آیت مبارکہ ہے۔ لوگ جسے حضور نبی کریم ﷺ کا سرمہ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں جنت ہم دیکھتے ہیں حوریں۔ ہم سکون دیکھتے ہیں۔ ہم خاتمہ بالخیر دیکھتے ہیں۔ ہم میزان پابل صراط دیکھتے ہیں لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھیں کہ ان کی نظر نہ ادھر گئی نہ ادھر پھری نہ آگے نہ پیچھے نہی۔ صرف ایک ہی منزل متعین تھی کہ وہ اپنے رب کے دیدار میں محو تھے۔ اسے مَا زَأْعَ الصَّبْرُ وَمَا طَعْنُ کہتے ہیں تیری اور میری نظر مَا زَأْعَ الصَّبْرُ کب بنتی ہے جب یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگ جاتی ہے۔ یہ تیری میری معراج ہوتی ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

میری معراج بس تیرے نعلین میں ہے

یا رسول اللہ ﷺ جب میری نظر آپ کے قدموں تک پہنچتی ہے جب آپ کے قدموں میں ٹھہر جاتی ہے تو اس وقت مجھے ایمان نصیب ہوتا ہے اور میرے ایمان کی معراج ہو جاتی ہے؛ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا مَسْأَلْتُ يَا رُبِيعَةُ اے ربیعہؓ مجھ سے سوال کر مجھ سے مانگ جو تو چاہتا ہے۔ یہ صرف وہ ہستی کہہ سکتی ہے کہ جس کے اختیار میں سب کچھ ہو۔ جب تک کلی اختیار نہ ہو تو کوئی بندہ یہ اعلان نہیں کر سکتا کہ جو چاہو مانگ لو کیا آپ میں کوئی ایسا آدمی بیٹھا ہے کہ جس سے ہم ہر چیز لے سکتے ہوں۔ کیا آپ کے شہر میں ہے یا آپ کے ملک میں ایسا ہے جو ہر چیز دے سکتا ہو۔ دنیا و کائنات میں کوئی ہے جس سے ہر چیز مانگ سکتے ہوں۔ نہیں ایسا کوئی نہیں ہے۔ ہاں صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ جن سے جو مانگو گے وہ مل جائیگا۔

اصالت کل سیادت کل امامت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے ہاں تمہارے لیے

اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو چاہو مانگ لو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز عطا فرمائی ہے اور ہر چیز کا اختیار دیا ہے۔ اب صحابیؓ کی طلب دیکھیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ صرف ایک تمنا ہے کہ ادھر اس دنیا میں آپ کا غلام ہوں ادھر جنت میں بھی آپ کی غلامی میں رہنا چاہتا ہوں۔ اسی نے یہی کچھ مانگا ہے کہ

میری جستجو محمد ﷺ میری آرزو مدینہ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہو گیا اور کچھ مانگ لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا اک تجھ کو مانگ کر

اٹختے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یہ صحابیؓ کی تمنا ہے صحابیؓ کی طلب ہے۔ اگر ہم بھی صحابیؓ کے نقش قدم پر چلیں تو ہمیں بھی وہی کچھ مل جائیگا جو اس صحابیؓ کو ملا ہے۔ یہ ہے آرزو محمد ﷺ۔ جب تک تیری آرزو محمد ﷺ نہیں ہو جاتی نہ تجھ میں ایمان آئے گا نہ مجھ میں ایمان آئے گا۔ کوئی چیز اسلام۔ ایمان اور روحانیت والی اور شریعت طریقت والی نزدیک نہیں آئے گی۔ جب تک تیری توجہ اور میری توجہ آخر نبی کریم ﷺ کے قدموں تک نہ ٹھہر جائے۔ پیر و مرشد بھی حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ پیر صاحب کو پکڑ کرو ہیں نہ بیٹھے رہنا کہ یہی آخری منزل ہے۔ پیر صاحب کی بھی منزل حضور نبی کریم ﷺ ہیں اور تمہاری منزل بھی حضور نبی کریم ﷺ ہی ہیں۔ یہ نہ کرنا کہ یہیں بیٹھے رہنا بلکہ پیر کامل وہ ہے ذرا پیر کامل کی تعریف سُنو

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ ﷺ

پیر کامل حضور نبی کریم ﷺ تک لے جاتا ہے۔ پیر صاحب کی بھی نگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جمی ہوئی ہے اور یہی عشق وہ اپنے مرید کے سینے میں بھی بھر دیتا ہے۔ پیر صاحب وسیلہ بن جاتے ہیں۔ یہ ہے میری جستجو محمد ﷺ میری آرزو مدینہ آپ جستجو کر لیں یہی بخشش کا بہانہ ہے۔ ہر چیز میں جان ہوتی ہے۔ سائنس کی رو سے آپ میں بھی جان ہے۔ حیوانات نباتات میں بھی جان ہے۔ ایمان کی جان کونسی ہے کہ ایمان میں وہ ہو تو اس میں جان ہے ورنہ یہ مردہ ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے کی تمنا تمہارے دل میں پیدا ہوتی ہے تو تمہارے ایمان میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔ جو دیکھ لیتا ہے جسے زیارت نصیب ہو جاتی ہے اس کی تو کوئی تعریف ہونی نہیں سکتی کہ اسے کیا مل گیا ہے ہمارے ہاں معیار کچھ اور ہی ہیں۔ الیکشن لڑا۔ ووٹ ملے لیکن مطلوبہ تعداد سے کم ملے کامیاب نہ ہو سکے تو سارا خرچہ برباد ہوا اور محنت بھی رائیگاں گئی۔ دس پندرہ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد پاس نہ ہوا تو ڈگری نملی کاروبار شروع کیا نفع نہ ہوا تو کاروبار جاتا رہا گھائے کا سودا ہوا۔ ہمارا معیار یہ ہے کہ جب تک ہمیں اپنی مطلوبہ منزل نہیں ملتی ہماری مرضی کے مطابق نتیجہ نہ ملے ہم اپنے آپ کو کامیاب نہیں سمجھتے۔ جب تک میں الیکشن جیت نہ جاؤں میں کامیاب نہیں ہوتا۔ امتحان میں پاس ہو کر ڈگری مل جائے تو کامیابی ہے جب تک نفع نہ مل جائے میرا کاروبار صحیح نہیں ہے لیکن زیارت کا معیار کچھ اور ہے زیارت ہو گئی تو سبحان اللہ زندگی میں سب کچھ مل گیا لیکن بصورت دیگر اگر زیارت نہیں ہوئی اور بندہ فوت ہو گیا اسے حضوری نہیں ملی حضور ﷺ نے دیدار سے شرف نہیں فرمایا تو کیا وہ قیل ہو گیا ہے یا پھر بھی کامیاب ہی گیا ہے؟ وہ ساری عمر یہ تمنا لئے رہا کہ یا رسول اللہ ﷺ

کہتے دیکھن تو پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ

ویسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری عمر انتظار نہیں کراتے

ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

لیکن سمجھ لیا کہ وہ تڑپ بھی گیا۔ بغیر زیارت مر بھی گیا تو کیا اس کے پلہ میں کوئی چیز ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ہاں اس کا دامن پھر بھی بھرا ہوا ہے جب وہ دیدار مصطفیٰ ﷺ کی حسرت لیکر مرتا ہے اور جو نبی قبر میں رکھا جاتا ہے تو یہ حسرت شمع بن کر قبر کو روشن کر دیتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب دعا کریں کہ قبر روشن ہو جائے۔ قبر کو روشنی دینے والی چیز میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں مرجانے والا وہ بندہ ہے جس کو دیدار مصطفیٰ ﷺ نہ ہوا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ جنتی ہے اور جس نے مجھے دیکھے والے کو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے اور جس نے اسے دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے اور جو اسے دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ ولی وہ ہوتا ہے کہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار کر لیا ہو۔ ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے۔ فزکس کے پروفیسر صاحب بیٹھے ہیں۔ فزکس کا کورس ہے۔ کیمسٹری کا کورس ہے۔ اکناکس کا کورس ہے۔ ڈاکٹری کا کورس ہے۔ انجینئرنگ کا

کورس ہے غرض ہر مضمون کا کورس ہے لیکن ولایت کا کیا کورس ہے؟ اس ڈگری کا کیا کورس ہے؟ آپ کہیں کہ میں نوافل پڑھتا ہوں کتنے نوافل آپ پڑھ لیں گے۔ چپہ چپہ پر سجدہ کرنے والا شیطان تو دھکے کھا رہا ہے۔ منافق کے سجدے کہاں گئے۔ پھر ولایت کیلئے کوئی چیز ہے کون سی عبادت ہے جو ولایت عطا کرتی ہے۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہے۔

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بازید تیرا جمال بے نقاب

اس کا سادہ سا ترجمہ یہ ہے کہ بادشاہوں کا دیدار میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلال سے ہے اور ولایتیں جو ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے حاصل ہوتی ہیں۔ میں دیدار والے کی بات نہیں کرتا میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ جو دیدار نصیب ہونے سے پہلے فوت ہو گیا۔ اس کی اس تمنا کی وجہ سے اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

لحد میں عشق رخ شبہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

حضرات یہ چراغ ہے اس کو وظیفہ بنالیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعا ہے اس لئے یہ نقشبندی ہیں کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش ہی پکارتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے نقش کو پکارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہی ہر وقت کہنے کی توفیق عطا فرمائے کہ

میری جستجو محمد ﷺ میری آرزو مدینہ

جو یہ کہے کہ میں مدینہ شریف نہیں جانا چاہتا مجھے پیرس بھیج دو۔ مجھے لنڈن بھیج دو مجھے نیویارک بھیج دو مجھے ماسکو بھیج دو۔ یہ اس کی تمنا ہے جس کا وہ اظہار کر رہا ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے وہاں کیا رکھا ہوا ہے تو جانتے ہو اس کی سزا کیا ہے؟ اس کی دس سزائیں ہیں (1) وہ بد بخت ہوتا ہے۔ (2) ذلیل ہوتا ہے (3) داخل نار ہوتا ہے۔ (4) اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ سے دوری ہوتی ہے۔ (5) حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضور نبی کریم ﷺ کی بددعا کا مستحق ہوتا ہے۔ (6) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھکار ہوتی ہے۔ (7) جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ (8) بے دین ہوتا ہے کسی دین پر نہیں ہوتا۔ (9) بخیل ہوتا ہے۔ (10) حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کے زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ یہ سزائیں ہیں جو اس شخص کی قسمت میں ہیں جو مدینہ شریف جانیکا انکاری ہو۔ لیکن اگر خوش قسمتی ساتھ دے اور وہ مدینہ شریف چلا جائے تو اس کا کیا انعام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے میرے روضہ کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ شفاعت اس کے لئے ہے جو نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو گیا۔ جب وہ روضہ اقدس کو ادب کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس پر یہ کرم ہوتا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حق دار بن جاتا ہے۔ بعض لوگ بڑے تخمینے لگا لگا کر مدینہ شریف جانے سے منع کرتے ہیں کہ

کعبہ میں ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ رکعت کے برابر ملتا ہے جبکہ مدینہ شریف میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار رکعت کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور حاجی صاحبان کو نو دن لگتے ہیں۔ نیاز احمد نیازی صاحب اس سال ہی فریضہ حج ادا کر کے آئے ہیں انہوں نے بھی حساب لگایا ہوگا کہ ان نو دنوں میں دو کروڑ رکعتوں کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اور اگر آپ چوبیس گھنٹے نمازی پڑھتے رہیں کوئی دوسرا کام نہ کریں تو یہ کمی پوری کرنے کیلئے سولہ سوسال کی عمر چاہئے۔ اب کس کی عمر سولہ سوسال ہے؟ لیکن عشاق فرماتے ہیں کہ ادھر رکعتیں ہیں ثواب ہے تو ادھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ملتی ہے اب شفاعت چاہتے ہو یا ثواب لینا چاہتے ہو۔ جی ہاں شفاعت مل جائے تو بیڑہ پار ہو گیا۔ لیکن رکعتیں مل گئیں تو پیڑہ نہیں کہ قبول بھی ہوئیں کہ نہیں ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے روئے کی زیارت کی حق اس نے میری ہی زیارت کی۔ کہاں یہ رکعتیں اور کہاں دیدار مصطفیٰ ﷺ آپ ساری عمر سجدہ کرتے رہیں رکوع میں رہیں یا قیام میں رہیں لیکن صحابی نہیں بن سکتے۔ صحابی صرف وہی بنتا ہے جسے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہو جائے خواہ یہ ایک لمحہ کیلئے ہی نصیب ہو جائے۔ ایک بوڑھا کا فر تھا اسے خیال آیا کہ کفر کو چھوڑ دو اور حضور نبی کریم ﷺ کی حاضری دو اور ایمان لے آؤ۔ وہ جونہی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور چہرہ اقدس پر نگاہ پڑی اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی نگاہ کرم اس پر ڈالی اس نے کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھا اور فوت ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی نے بغیر اعمال کے جنتی دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لو۔ کیوں فرمایا کہ اس کو دیکھ لو۔ اس لئے کہ اس کو دیکھنے والے کو بھی جنت عطا ہوگی۔ بخشے ہوئے کی زیارت کرنے سے بھی بخشش ہو جاتی ہے۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت ویکھن جا
جے کوئی بخشیا مل پوے تے تو وی بخشیا جا
بخشش اس طرح سے بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب فرمائے اور دیدار مصطفیٰ ﷺ کی آرزو رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور دل میں یہی آرزو رہے کہ

میری جستجو محمد ﷺ میری آرزو
یہی ساری چیز ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی یہی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی یہی معمول ہے۔ یہی سنت صحابہ ہے۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

منگتوں کو سلطان بنایا میرے کملی والے نے
جب اپنا دربار لگایا میرے کملی والے نے
منگتوں کو تو آپ بھی دیدیتے ہیں۔ میں بھی دیدیتا ہوں۔ ہر کوئی دیدیتا ہے۔ آپ کے دروازے پر فقیر آئے تو آپ اسے دے دیدیتے ہیں۔ حاتم طائی اس لئے ہی مشہور ہے کہ وہ فقیروں کو سوال کرنے والوں کو دیتا تھا۔ میرے نبی پاک ﷺ کی شان اس بہت بلند ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اسے بھی عطا فرما دیتے ہیں جو نگئی تلوار ہاتھ میں لیکر آتا

ہے کہ اس سے نبی پاک ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنا ہے اسے فاروق اعظمؓ بنا دیتے ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم تو بہت وسیع ہے۔ جو قتل کرنے کے ارادہ سے آ رہا ہے دفعہ 307 کا مقدمہ ہے۔ ارادہ قتل کا مقدمہ ہے۔ لیکن ادھر میرے نبی پاک ﷺ کے ہاتھ مبارک اٹھے ہوئے ہیں کہ عَزَّ الْإِسْلَامُ بِعُمَرَ ابْنِ خَطَّابٍ أَوْ بِعُمَرَ ابْنِ هِشَامٍ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر کو اسلام نصیب کر کے اس سے اسلام کی عظمت و عزت کو بڑھا دے دوسرے ہی لمحہ وہی تلوار جو قتل کرنے کیلئے ہاتھ میں لہرا رہی ہے وہ گلے میں ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کھڑا ہے۔ منکلوں کو تو دیتے ہی ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو دشمن بھی آتے ہیں تو چادر کو بچھا دیتے ہیں کوئی گالی دیتے ہیں تو یہ دعا دیتے ہیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اخلاق بہت بلند ہے منکلوں کو ضرور دیتے ہیں۔ بلکہ مانگنے کی تو نوبت ہی نہیں آنے دیتے خود فرما دیتے ہیں کہ تو مجھ سے مانگ۔ اور یہ شان ہے کہ **وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرُ** (والضحیٰ 10) ”اور جو کوئی سوال کرے تو اس کو نہ چڑھائیں“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر وہ چیز عطا کرتے ہیں جو سائل کے لئے بہتر ہو اگر وہ کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کے حق میں بہتر نہیں ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی طلب کو ایسی چیز میں بدل دیتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ اس کی دعا کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ اگر کوئی اولاد نہ کیلئے دعا کرتے ہے لیکن لڑکا جوان ہو کر اگر اس نے جگا ڈاکو بن جانا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو لڑکی میں بدل دیتے ہیں تیری دعا بے اثر نہیں جائیگی اگر اس دنیا میں تجھے نہ بھی مل سکی تو اس کا صلہ تمہیں آخرت میں مل جائے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو اس لئے مار دیا تھا کہ اس نے بڑے ہو کر کفر کرنے ہے اور اس کی محبت میں اس کے والدین نے بھی کفر میں پھنس جانا ہے۔ یہ قرآن مجید ہے اور فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو قتل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بہتر نعم البدل عطا فرمائے گا سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات میں اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر ہے اب دیکھیں کہ نہ آپ نے مانگا ہے اور نہ میں نے مانگا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ میری ایک دعا ہے۔ حکم ہوا کہ فرمائیے کیا بات ہے عرض کیا کہ یا اللہ جتنے بھی گناہ میری امت نے کرنے ہیں وہ سب میرے ہی نامہ اعمال میں لکھ دے۔ ہمیں تو اپنے گناہوں کی ہوش نہیں ہے لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیرے اور میرے گناہوں کی بھی خبر ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے گناہوں پر آنسو بہاتے ہیں لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر بندے کے گناہوں پر آنسو بہائے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بن مانگے ہی عطا کرتے ہیں۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بُثِّي ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

کسی نے مانگا یا نہیں مانگا وہ سب کی جھولیاں بھرتے گئے۔ ہمیں تو مانگنے کی فرصت بھی نہیں ہے مانگنے کا طریقہ بھی نہیں

آتا۔ طرز بھی نہیں آتی سلیقہ بھی نہیں آتا۔ وہ عطا کرنے والے ہیں اور کرتے ہیں۔ کیا حلیمہ سعدیہؓ کی ڈاچی نے کچھ مانگا ہے اسے جوانی بھی دیدی رفتار بھی دیدی اور دودھ بھی دیدیا۔ میثرب نے کیا مانگا ہے۔ کہیں لکھا ہوا دیکھا ہے کی میثرب نے کوئی دعا مانگی ہے میثرب نے نہیں مانگا ہے لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگے تو یہ مدینہ منورہ بن گیا۔ یہ دارالامراض تھا۔ بیمار یوں کا گھر تھا۔ حضور ﷺ اس میں تشریف لائے تو یہ دارالشفاء بن گیا۔ مدینہ منورہ بن گیا۔ نعت خوانی ہوئی ہے ایک نعت شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کے جود و سخا سے متعلق بات آئی ہے جود کیا ہے اور سخاوت کیا ہے۔ جود اکون ہے سخی کون ہے اور کنجوس یا بخیل وہ ہے کہ جو کمائے لیکن نہ خود کھائے نہ دوسرے کو کھانے کیلئے دے۔ اپنی مال و دولت پر سانپ بن کر بیٹھ رہے۔ مر جائے اور دوسرے چھین کر لے جائیں۔ سخی وہ ہوتا ہے جو کمائے خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے لیکن جود وہ ہوتا ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات ہو خود نہ کھائے سب دوسروں کو ہی کھلا دے۔ تقسیم کر دے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جواد ہیں

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ایک اور نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

کون کرے گا مدح سرائی حضور دی

قرآن دسدا اے بڑھائی حضور دی

جب قرآن خود حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف بیان کر رہا ہے تو پھر اور کس کی مجال ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرے قرآن تو ایک طرف خود صاحب قرآن بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر لمہ ہر لفظ شان بیان فرما رہا ہے۔ تعریف و توصیف کر رہا ہے۔ اعلا حضرت فرماتے ہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

ایک نظریہ تو یہ ہے اور ایک بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیادہ شان بیان نہ کر دو ورنہ یہ شرک ہو جائیگا۔ اگر تھوڑی رہ گئی تو نقص ہو جائیگا۔ حضور ﷺ کی نعت کہنا دودھاری تلوار ہے۔ تعریف زیادہ ہو گئی تو شرک اگر کم رہ گئی تو نقص۔ لوگ اس طرح سے ڈراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کر لو اب عرض ہے کہ اگر چپ ہو جاؤ گے تو کیا کام بن جائیگا۔ پھر قبر میں جب فرشتے پوچھیں گے کہ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ کہ دنیا میں اس ہستی کے متعلق تو کیا کہتا تھا اور تو کہے کہ میں خاموش رہا ہوں تو اللہ معافی دے جنم کی کھڑکی کھل جانی ہے۔ کوئی یہ کہے کہ میں ساری عمر خاموش رہا۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کی کیونکہ مجھے خطرہ تھا تو کہا جائیگا کہ اگر دنیا میں تیرے لئے یہ خطرہ تھا تو اب یہاں بھی تمہارے لئے خطرہ ہی ہے حضرت علامہ بوصیریؒ نے قصیدہ بردہ شریف لکھا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ یا اللہ کے بیٹے نہ کہو اس کے علاوہ جو بھی تعریف آپ کریں وہ بھی تھوڑی ہے۔ یہ نہ کہو کہ حضور پاک ﷺ اللہ ہیں یا اللہ کا حصہ ہیں یا اللہ کے بیٹے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ رشتہ نہ جوڑو اس کے علاوہ جو بھی تعریف کرو وہ بھی کم ہے کہ دو کہ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے تو بیڑہ پار ہو جائیگا۔
الغرضت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف سنو فرماتے ہیں۔

وہی نور حق وہی ظل رب
ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان
کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کیا یہ تھوڑی تعریف ہے۔ بہت بڑی تعریف ہے۔ یہ جائز ہے بلکہ یوں کہ لیجئے کہ یہ شاعر کا اپنا تیرا اور میرا اپنا تصور ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ حالانکہ یہ بہت تعریف کی ہے اور الغرضت نے بھی آخر کار معافی مانگی۔ اسد اللہ خان غالب نے بھی معافی مانگی ہے۔ ہر نعت گو نے ہر نعت خوان نے معافی مانگی ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شان کے مطابق تعریف نہیں ہو سکی لیکن تعریف کے ایسے پل باندھے ہیں کہ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ غالب جیسا شاعر ادیب اور قدرت کلام رکھنے والا بھی کہتا ہے کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یثرداں گزاشتیم
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

غالب نے اپنی نعت میں بہت تعریف فرمائی ہے لیکن پھر بھی فرمایا کہ غالب تجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں ہو سکی یا اللہ تو ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو جانتا ہے اور تو ہی اس کی تعریف کر سکتا ہے۔ کیا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے کوئی کم تعریف کی ہے کہ

اس صورت میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تمہیں بنیاں سب شاناں

جب بہت تعریف کر چکے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو پکار اٹھے کہ جو میں کہ چکا ہوں وہ تو کچھ بھی نہیں۔ یہ تو چیز ہی کچھ اور ہیں۔ اور عرض کرنے لگے کہ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

وہ اپنی آنکھوں کو کہہ رہے ہیں کہ یہ اس قابل نہ تھیں کہ دیدار کر سکیں لیکن یہ کرم ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کہ اپنی زیارت سے نواز دیا ہے۔ حضرات ایسی تعریف کرو کہ جیسی تم زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہو بس اتنا خیال رہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نہ کہوا اللہ تعالیٰ کا حصہ نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہو۔ اس کے علاوہ جو بھی تعریف کرو وہ تھوڑی ہے میں ذرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کی تعریف کرتا ہوں تاکہ تمہیں اس سے آقا کی تعریف کا پتہ چل سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت حضرت صدیق اکبرؓ کو عطا کر دی ہے کہ وہ جسے چاہیں جنت میں لے جائیں اپنے دوستوں کو لے جائیں میرے غلاموں کو لے جائیں یہ کیا تھوڑی تعریف ہے۔ میزان حضرت عمر فاروقؓ کو دیدی ہے کہ جس کے اعمال چاہیں وزنی کر دیں جس کے چاہیں ہلکے کر دیں۔ پل صراط حضرت عثمان غنیؓ کے حوالہ کر دی ہے۔ وہ جس کو چاہیں پار گزرنے دیں جس کو چاہیں نہ گزرنے دیں اور حوض کوثر حضرت علی المرتضیٰؓ کو عطا کر دی ہے کہ جس کو چاہیں آب کوثر پلائیں جسے چاہیں نہ پلائیں۔ ہم کوثر کیلئے مر رہے ہیں جنت کیلئے مر رہے ہیں میزان پر اپنے نیک اعمال وزنی ہونے اور پل صراط سے صحیح سلامت گزرنے کیلئے مر رہے ہیں لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھیں کہ آپ ﷺ نے یہ تمام چیزیں اپنے غلاموں کو عطا کر دی ہیں اس سے بڑا انعام اس سے بڑی تعریف کیا ہو سکتی ہے اور جس ہستی کے غلاموں میں یہ طاقت ہو ان کے جانثاروں میں یہ عظمت ہو اس ہستی کی اپنی شان کیا ہوگی۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کیا عالم کیا ہوگا

سب سے بڑا شرک تو یہی ہے کہ تم جنت کے حصول کیلئے عبادت کرو اللہ تعالیٰ معبود سمجھ کر عبادت نہ کرو۔ یہ تو تجارت ہے کہ ایک اس کے بدلے میں دو دوسری چیز لو۔ یہ دس روپے لیں اور مجھے سبزی دیدیں۔ یہ پیسے لے لیں اور مجھے کپڑا دیدیں۔ یہ تو لین دین ہے۔ تجارت ہے۔ اگر نمازوں سے جنت ملتی سجدوں سے جنت ملتی تو شیطان جنت لے جاتا کئی اور جنت لے جاتا جنت میرے نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی نسبت سے ملتی ہے۔ ایک آدمی آیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کسی زمانہ میں پیدا ہوتا ہے کسی جگہ پیدا ہوتا ہے اس کے اعمال درست نہیں ہیں لیکن عقیدہ اس کا کسی آپ ﷺ کے پیارے غلام کی طرح سے ہے۔ اس کو محبت آپ ﷺ کے غلام سے ہے تو کیا یہ محبت یہ نسبت اسے کوئی فائدہ دے گی اس کے کام آئے گی۔ دوسری طرف حالانکہ ہمارے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہت کام آئے گی۔ جنت میں دونوں اکٹھے ہوں گے جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کا حشر نشر اس کے ساتھ ہوتا ہے حضرات! حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف کون کر سکتا ہے۔ کوئی نہیں کر سکتا لیکن نعت شریف ایک ایسی چیز ہے جو عبادت ہے نماز پڑھی یہ نہیں قبول ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے۔ روزے رکھیں قبولیت کا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہے۔ حج کیا ہے کیا

معلوم ہے کہ قبول ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ لیکن آپ نعت لکھیں نعت پڑھیں۔ درود شریف پڑھیں تو ہر حال میں قبول ہے۔ جس چیز کو ہر حال میں شرف قبولیت ملتا ہے وہ نعت مصطفیٰ ﷺ ہے وہ درود مصطفیٰ ﷺ ہے۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تصویر کھینچی ہے کہ تمام حسینوں جمیلوں کے منہ موڑ دے ہیں۔ ایسی تصویر مصطفیٰ ﷺ بنائی کہ کائنات کا کوئی حسن آپ کے مقابلہ پر نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ 9/10 حسن صرف حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا ہوا اور باقی تمام مخلوق جو قیامت تک آئے گی وہ 1/10 حصہ میں آتے ہیں۔ فرمایا کہ نہ میں 9/10 میں ہوں اور نہ 1/10 میں ہوں۔ یہ یاد رکھو کہ جب میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو اس سے حسن یوسفی بنتا ہے۔ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کا ہی صدقہ کھا رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تو بہت زیادہ عمر رکھنے والا ہے۔ مدبر بھی ہے۔ نظر رکھنے والا بھی ہے علم والا بھی ہے پوری کائنات کی سیر کرنے والا بھی ہے یہ تو بتاؤ کہ تم نے کہیں میرے جیسا حسین بھی کہیں دیکھا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے نظر بھی دی ہے۔ علم غیب بھی دیا ہے۔ حاضر ناظر ہونے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے اور میں نے نہ صرف فضاؤں میں ہواؤں میں بلکہ سمندروں کی تہہ میں بھی جھانک کر دیکھا ہے کہ کہیں حسن والا آپ جیسا ہی مل جائے لیکن نہیں ملا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ سب سے حسین ہیں آپ کے حسن کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ لیاقت صاحب نعت پڑھا کرتے ہیں

آمنہؑ نے پوچھا تم نے دیکھا ہے کہیں میرے لعل سا حسین
 حوریں بولیں حسن مصطفیٰ کی قسم نہیں نہیں نہیں
 ولیوں سے جواب ان کا پوچھا نبیوں میں مثال انکی ڈھونڈی
 قدسیوں کی انجمن میں میں نے عظمت جمال ان کی ڈھونڈی
 پوچھا جبرائیلؑ سے کہ دیکھا ہے کہیں ایسا شاہ نازنین
 بولے جبرائیلؑ ذات حق کی قسم نہیں نہیں نہیں
 یوں ہے کائنات میں مدینہ جیسے ہو انگوٹھی میں نگینہ
 اس گلی کے ذرے ہیں وہ جن سے صوفشاں ہے مہر و ماہ کا سینہ
 میں نے پوچھا عرش سے کہ دیکھی ہے کہیں مدینے سی زمین
 عرش نے کہا برتری کی قسم نہیں نہیں نہیں
 لامکان کے مکین ہیں جو اک چٹائی ان کا ہے بچھونا
 دو جہاں کے تاجدار ہو کر پھر بھی فرش خاک پر ہے سونا
 میں نے پوچھا فقر سے کہ دیکھا ہے کہیں ایسا بوریا نشین

فقر نے کہا سادگی کی قسم نہیں نہیں نہیں
 ابرو ہیں کہ منزل دنا ہے چہرہ ہے کہ شرح والضحیٰ ہے
 حسن ہے وہ شاہ دلبراں کا آپ جس پہ ذات حق فدا ہے
 میں نے پوچھا عشق سے کہ دیکھا ہے کہیں ایسا حسن و نشین
 عشق نے کہا کہ عاشقی کی قسم نہیں نہیں نہیں
 زلفیں ہیں میرے حضور کی جو رمتوں کی مرگین گھٹائیں
 گیسوؤں کے پیچ کہہ رہے ہیں ہم ہی مجرموں کی ہیں پناہیں
 میں نے پوچھا رات سے کہ دیکھی ہے کہیں ایسی زلف عبرین
 رات نے کہا زلف ہی کی قسم نہیں نہیں نہیں
 لب میرے حضور کے ایسے بھیک جن کی لعل ہے بین کے
 سرخی اور تازگی نہ پوچھو پانی پانی پھول ہیں چمن کے
 میں نے پوچھا پھول سے او باغ کے مکین دیکھے ہیں ایسے لب کہیں
 پھول نے کہا پتکھڑی کی قسم نہیں نہیں نہیں
 ہے کشاں کمال مصطفائی جلوہ گر ہے ذات کبریائی
 وہ درحضور ہے اے قاصد سجدہ ریز ہے جہاں خدائی
 پوچھا میں نے دیکھا ہے کہ اے جبین ایسا آستان کہیں
 بولی یوں جبین بندگی کی قسم نہیں نہیں نہیں

حدیث شریف وہ ہوتی ہے کہ جو حضور نبی کریم ﷺ خود فرمادیں یا عمل کر کے دیکھا دیں۔ حدیث کی ایک قسم یہ ہے کہ کوئی بات حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں عرض کی جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے پسند فرمائیں یا اس پر غاموشی اختیار فرمائیں اس کی نفی نہ فرمائیں۔ حضرت حسانؓ آپ کے سامنے نعت شریف پڑھ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی دیکھا نہیں آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنائیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نفی نہیں فرمائی اللہ تعالیٰ نے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کھینچی ہوئی ہے۔ لیاقت صاحب نے جو نعت شریف پیش فرمائی ہے۔ اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ اقدس کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ لیکن یہ شاعر کا اپنا تخیل ہے تصور ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں آپ کے حسن و جمال کی تصویر کھینچنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بنائی ہوئی تصویر پر عاشق نہیں ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند پر عاشق ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ حور کب بنتی ہے۔

حور بہت حسین و جمیل ہے سب اس کے عشق میں مر رہے ہیں۔ جب حور کا پتلا بنتا ہے تو اس میں کوئی کشش نہیں ہوتی کوئی اس کا حسن نہیں ہوتا لیکن جب اس کے رخسار پر لفظ محمد ﷺ لکھا جاتا ہے تو وہ حسین بن جاتی ہے۔ اور حور کے چہرے پر لگانے کیلئے اس کی خوبصورتی کو بڑھانے کیلئے کون سا پاؤ روہ استعمال کرتی ہے۔ وہ کون سا ٹیکم پاؤ روہ لگاتی ہے اپنے میک اپ میں کیا چیز استعمال کرتی ہے؟ یہ پاؤ روہ مدینہ شریف کی خاک ہوتی ہے جس پر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک کے تلوے لگتے ہیں۔ جس کسی کی بھی کوئی شان بنتی ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا کردہ ہے۔ کلنٹن کی شان ہے تو وقتی ہے۔ کسی صدر کی کوئی شان ہے تو وقتی طور سے ہے کسی وزیر اعظم کی کوئی تعریف ہے تو وقتی طور سے ہے۔ عہدہ ختم تو ساتھ ہی شان اور تعریف اور عظمت اور عزت سب ختم ہو جاتی ہے۔ قارون بڑا امیر آدمی تھا اب ہر شخص گالیاں دیتا ہے۔ ہامان بہت مدبر تھا عقلمند تھا۔ بڑا منتظم تھا۔ بڑا مشیر تھا آج کوئی نام لینے کو تیار نہیں۔ فرعون بڑا بادشاہ تھا۔ آج کہاں ہے نمرود طاقتور تھا آج کہاں گئی اس کی طاقت، شداد بڑا بادشاہ تھا آج کیا ہوا۔ ہر آدمی گالی سے نام لیتا ہے۔ قارون اگر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوتا تو حضرت عثمان غنیؓ کی طرح ہوتا اگر جگاڈا کو میرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں ہوتا تو آج حضر حیدر کرارؓ کی طرح ہوتا۔ خالد بن ولیدؓ کی طرح ہوتا۔ اگر فرعون میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوتا تو حضرت صدیق اکبرؓ کی حکومت کی طرح اس کی حکومت ہوتی۔ نمرود اگر حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی میں ہوتا تو آج حضرت عمرؓ کی طرح بادشاہ ہوتا۔ لیکن ان تمام نے چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی سے حصہ نہیں لیا اس لئے پھنکار ہی پھنکار پڑ رہی ہے۔ ان تمام میں کوئی حسن نہیں ہے بڑے بڑے فلاسفوں میں کوئی حسن نہیں ہے۔ اگر حسن ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی عطا کیا ہوا ہے۔ اگر مل جائے تو قسمت ورنہ دنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد تم جانتے ہو کہ گناہ کیا ہوتا ہے۔ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر نہ چلے یہ گناہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جس طرح پانی نوش فرمایا ہے ویسے ہی تم بھی پیو تو عبادت ہے نہ پیو تو گناہ ہے۔ اپنے طریقے سے پیو گے تو تمہارے لئے یہ عذاب ہے۔ کیا جوتی پہننا بھی کوئی کام ہے۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر پیو تو عبادت ہے۔ جوتی پہننے کا طریقہ آنے سے ہی اگر بندے کی بخشش ہو جائے تو کیا کم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی نیکی کو چھوٹا نہ سمجھو۔ چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی تمہیں جنت میں لے جانے کیلئے کافی ہے۔ ایک فاحشہ عورت نے ایک پیا سے کتے کو پانی پلا دیا تو اس کی بخشش ہوگی۔ آپ کپڑا پہنویا کپڑا اتارو۔ گھر سے باہر نکلو۔ گھر کے اندر آؤ۔ مسجد میں داخل ہو کوئی بھی کام کرو وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں کرو تو یہی حسن ہے اور کوئی حسن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حسین ان سے بننے کی توفیق عطا فرمائے جمیل ان سے بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کچھ بھی کسی نے بننا ہے وہ اس نے در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی بننا ہے۔ اور کوئی در ہے ہی نہیں جو کسی کو کچھ بنانے کے قابل ہو۔ کوئی کارخانہ کوئی مشین کوئی جگہ کوئی FACTORY نہیں ہے جو تمہیں بنا سکے۔ جو کچھ بھی کسی نے بننا ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم سے ہی بننا ہے۔ علامہ اقبالؒ کا فارسی میں ایک شعر ہے جس کا ترجمہ یوں ہے

کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں ان کے بتائے ہوئے طریقہ سے بطور خاص عورتیں برقعہ پہنیں۔ حجاب میں رہیں۔ پردہ کریں جس طرح سے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہی ہیں تو ان عورتوں کی گود سے حضرت حسینؑ پیدا ہو سکتے ہیں حضرت حسینؑ اس وقت پیدا ہوتے ہیں کہ جب ان کی مائیں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلتی ہیں۔ جتنے بھی حسن ہیں جتنے بھی بلند مرتبے ہیں یہ سب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی غلامی میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج اس محفل کے آغاز پر قاری صاحب نے جو تلاوت فرمائی اس میں مقام محمود کا ذکر خیر ہے۔ مقام محمودہ تخت ہے جو قیامت کے روز میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسند بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ اپنی شان کے مطابق تشریف فرما ہوں گے اور ان کے پاس ایک تخت ہوگا جسے مقام محمود کہتے ہیں۔ قیامت کے روز جتنے بھی بندے ہوں گے ان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ مقام محمود کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب کھڑا کر دیا جائے گا۔ اسی اثنا میں دور سے نور کا ایک جلوں آتا ہوا نظر آئے گا۔ اس کا نظارہ ایسا شاندار ہوگا کہ تمام لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ جو دائیں جانب والے آدمی ہوں گے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیں گے اور وہ نور آ کر ان پر برسنے لگے گا جو لوگ بائیں جانب ہوں گے وہ نہ تو کھڑے ہو سکیں گے اور نہ ہی ان پر نور برسے گا۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ اس نور سے ہیں بھی حصہ عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں یہ نور صرف اس کو عطا کرتا ہوں جو دنیا میں حضور نبی کریم ﷺ کو نور مانتا ہے۔ میں نے یہ نور یہ انعام دنیا میں بانٹا تھا جس نے لینا ہو وہ وہاں جا کر لے آئے۔ اس دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانو تو قیامت میں تمہیں اس نور سے حصہ ملے گا۔ اگر یہاں انکاری ہوں گے تو وہاں بھی نور نہیں ملے گا۔ وہاں ترستے رہ جاؤ گے۔ دائیں طرف والے درود و سلام پڑھ رہے ہوں گے بڑے سرور میں ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور عشق میں جھوم جھوم کر درود و سلام عرض کر رہے ہوں گے بڑا روح پرور ایمان افروز سماں ہوگا۔ بائیں جانب والے یہ نظارہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی کوشش کریں بھی تو کھڑا نہیں ہو سکیں گے اللہ تعالیٰ ان کے گوڈوں میں کیل لگا کر FIX کر دے گا کہ اٹھ نہ سکیں۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمیں بھی کھڑا ہونے کی طاقت دیدے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو دنیا میں درود و سلام کیلئے کھڑے ہوتے تھے وہی آج یہاں بھی کھڑے ہوں گے۔ یہ مقام محمود ہے۔ جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے۔ دائیں جانب والے کھڑے بھی ہوں گے اور درود و سلام بھی پڑھیں گے تو آؤ ہم بھی اس درود و سلام میں حصہ لینے کیلئے آج یہاں اس محفل میں کھڑے ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں درود و سلام عرض کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی نیاز احمد نیازی صاحب ساہیوال 26/04/97

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! حضور نبی کریم ﷺ رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ ہیں۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ حضور ﷺ ہر ایک جہان کیلئے رحمت ہیں۔ حضرات! رحمت پہنچانے کیلئے یا فیض دینے کیلئے یا کچھ عطا کرنے کیلئے عطا کرنے والے میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں۔ اگر اس میں یہ خوبیاں نہ ہوں تو دے نہیں سکتا۔ مثال کے طور سے میں اگر آج کہوں کہ ایوب خان صاحب مجھے ملازمت دو۔ مجھے پلاٹ دو تو آپ کہیں گے کہ عجیب بندہ ہے ایوب خاں کو مرے ہوئے برسوں گزر گئے یہ آج اس سے پلاٹ لے رہا ہے۔ جو مر گیا اس سے کیا مانگ رہے ہو کسی زندہ کی طرف توجہ کرو اس سے طلب کرو۔ میں کہوں کہ اکبر اعظم مجھے دیں یا اسے سکندر اعظم مجھے دیں۔ تو وہ تو گزر چکے فوت ہو چکے وہ کیا دے سکیں گے لہذا دینے والے کیلئے زندہ ہونا ضروری ہے۔ جس طرح پروفیسر صاحب لیکچر دینے کیلئے آپ کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح عطا کرنے والے کیلئے زندہ ہونا ضروری ہے۔ دوسری مثال یوں سمجھئے کہ میں کہوں کہ نواز شریف صاحب مجھے پلاٹ دیں تو وہ کہے گا کہ بھئی مجھے تو کوئی اختیار نہیں اگر مجھے اختیار ہوتا میں برسرِ اقتدار ہوتا تو میں تمہیں پلاٹ دیتا۔ لہذا عطا کرنے والا صاحب اختیار بھی ہونا چاہئے۔ جو صاحب اختیار نہیں ہے وہ عطا کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ جو صاحب اختیار ہوں گے ان سے لینے کیلئے بھی درخواست دینی ہوگی۔ وہ میرٹ دیکھے گا استحقاق دیکھے گا۔ پھر دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرے گا۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ سے لینے کیلئے میں کون سی درخواست کروں کس طرح سے درخواست دوں کہ ان سے لے سکوں۔ حضرات! حضور نبی کریم ﷺ کو عطا کرنے سے پہلے میرے حالات سے واقفیت ضروری ہوگی تو وہ مجھے عطا کر سکتے ہیں اگر میرے حالات نہیں جانیں گے تو مجھے عنایت نہیں کر سکیں گے۔ میں اپنے کمرے میں مانگ رہا ہوں آپ اپنے گھر میں مانگ رہے ہیں۔ کوئی جنگل میں مانگ رہا ہے کوئی اندھیرے میں کوئی اجالے میں مانگ رہا ہے کوئی ہوائی جہاز میں ہے کوئی سمندر کی تہ میں مانگ رہا ہے کوئی آبدوز میں ہے اسے بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ دینے والے کو خبر ہو کہ کوئی طالب کہاں ہے اور اس کی طلب کیا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ ہیں تو یہ تمام خوبیاں ان میں موجود ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام حیات ہیں زندہ ہیں اور تمام مخلوق سے پہلے زندہ ہیں اور تمام مخلوق کے بعد زندہ رہیں گے۔ ورنہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے زمانہ میں کس طرح عطا ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ میں آپ کہیں گے کہ آپ حیات تھے با اختیار تھے تو عطا بھی فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن اس

سے پہلے کون دیتا تھا۔ اور اب ان دنوں کون دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے عطا کرنے والے ہیں کہ ہر زمانے کا ہر شخص ان سے لیتا ہے۔ ہر چیز ان سے لیتا ہے۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بُتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

آپ ﷺ کو ہماری حاجتوں کا پتہ ہے۔ آپ ﷺ کو پہنچنے کا اختیار ہے۔ اگر کوئی خلانور دغلانی جہاز میں بھی فریاد کرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بھی پہنچتے ہیں کوئی سمندر کی تہہ میں ہے تو حضور نبی کریم ﷺ وہاں بھی پہنچتے ہیں۔ بڑا مشہور قصہ ہے کہ ایک دفعہ بہت فطرسالی ہوئی۔ لوگوں کو خورد و نوش کی اشیاء میسر نہیں آ رہی تھیں اصحاب صفہ آئے ان میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج تو بھوک نے تنگ کر دیا ہے۔ کوئی چیز کھانے پینے والی نہیں مل رہی ہے۔ مہربانی فرمائیں۔ آج کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جائے ہمارے گھر سے پوچھئے کہ کوئی چیز کھانے پینے کیلئے موجود ہے تو لے آئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ گئے تو ایک پیالہ دودھ کا ملا۔ وہ لیکر حاضر خدمت ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں جتنے بھی بھوکے ہیں سب کو بلا لاؤ۔ تمام حاجت مند حاضر ہو گئے جن کی تعداد کل اسی (80) تھی۔ سب بیٹھ گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابی ہریرہؓ میرے دائیں ہاتھ سے شروع کرو اور یہ دودھ سب کو پلانا شروع کرو۔ حضرت ابی ہریرہؓ کچھ پریشان ہوئے کہ ایک پیالہ دودھ کا ہے اور اسی (80) آدمی ہیں اور پلانے کی ڈیوٹی بھی میری لگائی گئی ہے۔ میرے لئے تو کچھ بچے گا ہی نہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم تھا لہذا دودھ پلانا شروع کر دیا پہلے نے پیا۔ دوسرے نے پیا اور خوب پیٹ بھر کر پیا لیکن پیالہ ویسے کا ویسا ہی بھرا رہا تو حضرت ابی ہریرہؓ تسلی ہو گئی کہ تم نہیں ہوگا۔ میرے تک پہنچ ہی جائیگا۔ اسی (80) آدمیوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پی لیا اور بعد میں حضرت ابی ہریرہؓ نے بھی پی لیا لیکن دودھ میں کوئی کمی نہ آئی۔ آخر کار اسی (80) آدمیوں کا جھوٹا حضور نبی کریم ﷺ نے نوش فرمایا۔ اب آپ اندازہ کریں کہ اگر چار سیر بھی فی آدمی نے پیا ہو تو اسی (80) افراد کیلئے کل کتنی مقدار بن گئی۔

ہاں یہ آٹھ من ہو گئی۔ اب بتائیے کہ آٹھ من دودھ پیالے میں کہاں سے آ گیا۔ یہ حضور ﷺ کی رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ ہونے کی دلیل ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ یہ آپ ﷺ کی شان ہے۔ جس کو بھی ملا ہے۔ جو بھی ملا۔ ان کے در دولت سے ہی ملا۔ آپ ﷺ جانتے بھی ہیں کہ کیا دینا ہے کب دینا ہے کس کو دینا ہے اور اختیار بھی ہے۔

اگر آپ ان کا اختیار نہیں مانیں گے اور یہ کہیں گے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں تو رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ کیا ہوئے پھر تو نہ ہمارے اختیار میں ہے اور نہ ہی کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں کچھ ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰعَلَمِیْنَ اس

وقت بنتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے حضور نبی کریم ﷺ کے اختیار میں ہوں کہ جس کو جو چاہیں عطا فرما دیں۔ جتنا چاہیں جب چاہیں عطا فرما دیں یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان ہے۔ یہ عقیدہ رکھو گے تو قبر میں جب حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق سوال ہوگا تو انشاء اللہ ان کی پہچان ہو جائیگی۔ اگر پہچان نہ ہوئی تو بیڑہ فرق ہو جائیگا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ایک فرزند ارجمند جو اُمّ الْمُؤْمِنِینَ ماریہ قریبہؓ سے تھا وہ فوت ہو گیا اس کا نام حضرت عبداللہؓ تھا حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ قبر میں اتارا تو پھر آنسو تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تو ہمیں منع فرمایا کرتے ہیں کہ رونا نہیں چاہئے لیکن خود آپ کے آنسو آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنسو آجانا قدرتی بات ہے جب بھی کوئی عزیز بچھڑ رہا ہوتا ہے تو آنسو آجاتے ہیں۔ جب کسی کا کوئی عزیز یا بچہ اس طرح سے جائے اور اس کے آنسو نہ آئیں تو وہ بندہ تو پتھر دل ہوتا ہے۔ آنسو آنا ٹھیک ہیں ہاں البتہ بین نہ کرو وین نہ کرو۔ ماتم نہ کرو کپڑے نہ پھاؤ۔ بالوں کو نہ نوچو۔ سر میں مٹی نہ ڈالو لیکن آنسو آگرتے ہیں تو ان کو آتے دو ان کو نہ روکو ورنہ بندہ پتھر دل ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ جب تشریف لے گئے تو اس بچہ کی والدہ حضرت ماریہ قریبہؓ کی حالت اور بھی غیر تھی۔ رونا چلانا اور آنسو سب کچھ تھا۔ حضور ﷺ نے بڑی تسلی دی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے اس کی چیز تھی اس نے واپس لے لی لیکن حضرت ماریہؓ کو کچھ تسلی نہ ہوئی وہ اسی طرح غم سے نڈھال ہو رہی تھی۔ آخر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں میں دکھاؤں کہ تمہارا بیٹا اس وقت کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ کیا کر رہا ہے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے دکھائیں۔ آپ ﷺ نے دکھایا کہ حضرت عبداللہؓ جنت میں ہیں۔ حوریں ان کی دایہ بنی ہوئی ان کو دودھ پلا رہی ہیں۔ حضرت ماریہؓ کو تسلی ہوگئی کہ بیٹا خوش ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ یہ آپ ﷺ کی پہنچ ہے جنت سات آسمانوں کے اوپر ہے لیکن حضور ﷺ اگر چاہیں تو اپنے کسی پیارے کو کسی عزیز کو کسی غلام کو ساری جنت بھی دکھا دیں ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب شہید ہو گئے ہیں۔ انہوں نے قرضہ بھی بہت چھوڑا ہے اور میری بہنیں بھی جوان ہیں جن کی شادی ابھی کرنی ہے۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ قرضہ اتار سکوں یا بہنوں کی شادی بھی کر سکوں اور اس سال کھجوریں اتنا پھل بھی نہیں لائیں کہ میں اس خرچہ کو پورا کر سکوں۔ ان حالات نے مجھے پریشان کر دیا ہے قرض خواہ بھی تنگ کر رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمائیں کہ میں اپنے اس مسئلہ کو کس طرح سے حل کروں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد صاحب سے بغیر حجاب کے گفتگو فرمائی اور اسے جنت نصیب فرمائی ہے۔ اس کی شہادت کو قبول فرمایا ہے۔ اب رہا یہ تمہارے قرض اور دیگر اخراجات کا مسئلہ تو ایسے کرو کہ جو کچھ بھی پھل تمہاری کھجوروں میں آیا ہے وہ اتار کر لے آؤ۔ وہ صحابیؓ گئے اور جو تھوڑا بہت کچھ پھل آیا تھا وہ اتار کر لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کھجوروں کو چادر سے ڈھانپ دیا اور فرمایا کہ جاؤ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ وہ آئے تو فرمایا کہ چادر کو نہ اٹھائیں بس تول تول کر چادر کے نیچے سے قرض خواہوں کو ان کے قرضہ کے مطابق دیتے جاؤ۔ سارا قرضہ اتر گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب بیچنا شروع کر دو۔ وہ صحابیؓ کھجوریں بیچتے گئے حتیٰ کہ جہیز کیلئے رقم بھی اکٹھی ہوگئی اور گھر کے اخراجات کیلئے بھی کافی رقم مل گئی۔ اب

جو چادر اٹھائی تو اس کے نیچے اتنی ہی کھجوریں موجود تھیں جتنی پہلے تھیں۔ یہ ہے رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ حضور نبی کریم ﷺ رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ ہیں اور رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ وہ ہوتے ہیں جو کسی کی ضرورت کو جانتے بھی ہیں۔ اس کو پوری بھی کرتے ہیں اور ایسا کرنے پر قبضہ اور قدرت بھی رکھتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کوئی ہے تو ڈاکٹر صاحب اور مرض کی تشخیص بھی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن یہ کہہ کر میرے پاس تو کوئی دوائی نہیں ہے۔ پھر کیا فائدہ؟ مریض نے بغیر دوائی کے مروٹو جانا ہی تھا تو چاہے اسے مرض بتائی جاتی یا نہ بتائی جاتی۔ مریض کو HEART ATTACK ہو جائے ڈاکٹر صاحب کہیں کہ ہے تو HEART ATTACK لیکن اس کیلئے فلاں گولی لے آؤ۔ اگر وہ گولی نہیں مل رہی ہے تو کیا فائدہ۔ رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ وہ فائدہ۔ مرض کی تشخیص بھی ہو چکی دوائی بھی تجویز ہو گئی لیکن دوائی مل نہیں رہی ہے تو کیا فائدہ ہے۔ رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ وہ ہیں جو مرض بھی جانتے ہیں دوائی بھی جانتے ہیں پہنچنا بھی جانتے ہیں۔ دوائی دینا بھی جانتے ہیں اور شفا دینا بھی جانتے ہیں۔ یہ نہیں کہ دوائی دینے سے مریض مر جائے تو ڈاکٹر صاحب یہ کہہ دیں کہ میں نے دوائی بالکل مرض کے مطابق درست دی ہے اگر مر گیا ہے تو اس کی قسمت۔ ایسا نہیں ہے میرے نبی پاک ﷺ حیاتی بھی دیتے ہیں۔ مرض کو شفا بھی دیتے ہیں زندگی بھی عطا کرتے ہیں۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی صفت رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ ہے۔ آپ کسی کوفون کریں کہ مجھے ہزار روپیہ کی ضرورت ہے وہ کہے کہ میں فون پر تمہیں کیسے رقم بھیجوں۔ یہ اس کی مجبوری ہے۔ یہ رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ نہیں ہے۔ رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ وہ ہے جو ہزار روپیہ کی ضرورت کو جانتے بھی ہیں اور وہاں پہنچ کر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا بھی کر دیتے ہیں۔ اور مزید یہ کہ اس کے پاس اتنے خزانے ہوں اور خزانے دینے پر قدرت بھی رکھیں کہ ہر شخص کی ہر ضرورت ہر جگہ پوری رکھنے کی اہلیت بھی رکھیں۔ یہ رَحْمَةُ الْعَلَمِينَ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ رحیم ہے لیکن اپنے محبوب ﷺ کو بھی فرمایا کہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَوْفٌ رَّحِیْمٌ یا اللہ آپ بھی رحیم ہیں تیرا نبی پیارا محبوب بھی رحیم ہے یہ کیسے ہو گیا۔ حاجی صاحب روز پڑھتے ہیں ”صفحات وچہ رحمان سا ڈاکلی والا اے“ یہ ایک چکر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی رحیم ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ بھی رحیم ہیں کچھ لوگ اس کو شرک کہتے ہیں۔ لیکن حضرات! یہ فرما لیں کہ اللہ رحیم ہے حضور ﷺ بھی رحیم ہیں یہ قرآن مجید فرما رہا ہے۔ تو فرق اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رحیم ہیں اور حضور ﷺ عطا کی طور سے رحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود رحیم ہے اسے کسی کی محتاجی کی ضرورت نہیں اس نے اپنی رحمت حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرما کر انہیں بھی رحیم بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ ہمارے لئے رحیم ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ رحمت ہیں۔ حضور ﷺ فضل کرنے والے ہیں۔ لیکن یہ فضل کس پر ہوتا ہے اسی فقرے میں ہے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کہ حضور ﷺ حرص کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری بخشش کی حرص کرتا ہوں اللہ تعالیٰ خود رحیم ہے اس نے اپنے محبوب کو بھی رحیم بنایا ہے اور اس کے دل میں یہ حرص ڈالی کہ رانا صاحب کو بخش دیا جائے۔ ہم کو بخش دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ جو رحمت تقسیم کرتے ہیں حضور نبی پاک ﷺ کے صدقے کرتے ہیں ان کی نگاہ کرم سے

کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو جوں کا توں ہے قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جوں کا توں ہے تو پھر کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں غضب بھی کرتا ہوں۔ میں خوش بھی ہوتا ہوں میں راضی بھی ہوتا ہوں میں ناراض بھی ہو جاتا ہوں تو جب ناراض ہوتا ہے تو پھر اور حالت میں ہوگا۔ کیا بندہ ناراض نہیں ہوتا ہے ہمیشہ ایک جیسی حالت میں نہیں ہوتا۔ جب آپ خوش ہوتے ہیں تو اور حالت ہوتی ہے۔ جب غضب میں ہوتے ہیں تو اور حالت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی کئی ایک حالتیں ہیں غضب والی بھی ہے عذاب والی بھی ہے رحم والی بھی ہے بخشش والی بھی ہے اور پھر جوں کے توں بھی ہیں تو یہ خیر اس کی قدرت ہے وہ جیسے بھی چاہے کرے۔ تو جواب اس کا یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ تو جوں کا توں ہے لیکن وہ اپنے محبوب ﷺ کے دل کی طرف دیکھتا ہے کہ اس دل میں تیرے لئے کیا ہے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ بخش دو تو بخش دیتا ہوں میں تو جوں کا توں ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے دل میں رحم آجائے تیری بخشش کا تو میں تمہیں بخش دیتا ہوں اپنے ولی کے دل کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ تیرے لئے کیا سوچ رہا ہے اگر غضب ہے تو غضب ہو گیا۔ اگر رحم ہے تو رحم ہو گیا۔ اگر عطا ہے تو عطا ہوگئی اس لئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اولیاء اللہ کو راضی کرو۔ کیونکہ ان کے دل میں جو بیٹھ جاتا ہے وہی اللہ تعالیٰ نے کر دیتا ہے کوئی اور تقدیر نہیں بنتی۔ دیکھو چور آیا چوری کرنے اور جہہ چرانے کیلئے چھپا بیٹھا ہے۔ اب غوث الاعظمؒ کا جبہ ہے وہ بھی شریف رکھتے ہیں حیا آگئی شرم کھا گیا کہ ذرا آرام فرمائیں گے تو میں جہہ چوری کر لوں گا۔ ڈاکو بن کر چھین کر نہیں لے جاؤں گا۔ اسی اثناء میں آگئے حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا کہ فلاں قطب فوت ہو گیا ہے قطب چاہیے۔ بڑا مشہور قصہ ہے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا۔ اس وقت تو رات ہوگئی ہے صبح دیکھیں گے۔ حضرت خضر علیہ السلام فرمانے لگے کہ صبح تک تو وہ علاقہ تباہ ہو جائے گا تو اس وقت ان کے دل میں رحم آ گیا۔ غوث الاعظمؒ کے دل میں رحم آ گیا چور پر۔ دل میں خیال آیا کہ اسے ہی قطب بنا دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ قطب ہو گیا وہ چور قطب بن گیا اس نے کوئی نماز نہیں پڑھی روزہ نہیں رکھا کوئی چلے نہیں کیا۔ لیکن ولی کامل کے دل میں خیال پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت غوث الاعظمؒ کے کن سے فیکو ن کر دیا۔ میری یہ گزارش یاد رکھیں کہ اولیاء اللہ کو راضی کھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ پتہ چلے کہ کوشش ہو رہی ہے جب یہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی کرم فرما دیتے ہیں۔ اور دوسرے یہ ہے کہ جو کسی ولی کامل کو آپ سمجھیں گے وہی ہو جائیں گے۔ ایک دوسری کیفیت یہ ہے کہ وہ جو کہے گا تو وہ ہو جائے گا۔ ایک جو تو اس کو سمجھے گا وہ ہو جائے گا۔ تو غوث سمجھے گا تو بھی غوث ہو جائیگا۔ ٹوکے گا کہ شفاعت کرنے والے ہیں تو بھی شفاعت کرنے والا ہو جائیگا۔ اگر ٹوکے کہ یہ فانی الرسول ہے تو تو بھی فانی الرسول ہو جائیگا۔ اگر تو یہ کہے کہ یہ فانی اللہ ہے تو تو بھی فانی اللہ ہو جائیگا۔ ٹوکے کہ یہ بڑا عظیم ہے تو بھی عظیم ہو جائیگا۔ اللہ نہ کرے ٹوکے کہ یہ کچھنڈ ہے تو بھی کچھنڈ ہو جائے گا۔ اگر تو کہے کہ یہ تو کچھ نہیں ہے پھر تو بھی کچھ نہیں رہے گا۔ حدیث پاک ہے کہ جب کوئی ولی کامل کے خلاف ہوتا ہے تو اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہو جاتا ہے۔ اس آدمی کے خلاف اعلان جنگ ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہو تو ایمان سب سے پہلے نکل جاتا ہے۔ اس لئے ذرا غور فرمائیں کہ اولیاء اللہ صرف

اہل سنت والجماعت میں ہیں اور کسی میں نہیں ہیں خواہ بڑے محدث ہوں خواہ بڑے قاری ہوں خواہ بڑے مفسر ہوں خواہ بڑے حافظ ہوں۔ خواہ بڑے عمل کرنے والے ہوں۔ خواہ نمازی ہوں۔ لیکن جس میں اولیاء اللہ کی تعظیم نہیں اس میں ولایت نہیں رہتی۔ تو یہ میری عرض ہے یہ میری گزارش ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کو رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے نظام ربوبیت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب ماہانہ محفل آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فیصل آباد 22/06/95

درویش شریف کے حاصلات و کمالات

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! بڑی اچھی نعت خوانی ہوئی ہے۔ فرمایا ہے

میں بروں سے لاکھ برا سہی لیکن ان سے ہے میرا واسطہ

میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے

کراچی کی بات ہے اور الیاس قادری صاحب نے اپنی کتاب میں نقل فرمائی ہے کہ ایک آدمی قبرستان میں گیا تو اسے
وہاں سے خوشبو آتی شروع ہو گئی اس نے ادھر ادھر تلاش کیا تو پتہ چلا کہ یہ خوشبو ایک قبر سے آرہی ہے کہ جس پر دھوپ کے
وقت بھی بادل سایہ کئے ہوئے ہیں۔ وہ مر گیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اکٹھا کر کے ساتھ لے آیا اور کہا کہ دیکھو اور سو گھو
کہیں یہ میرا وہم اور خیال تو نہیں ہے یا واقعی اس قبر سے خوشبو آرہی ہے اور اس پر بادل کا سایہ بھی ہے۔ باقی لوگوں نے
بھی تصدیق کی کہ واقعی قبر سے خوشبو آرہی ہے اور اس پر بادل سایہ بھی کئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ پورے قبرستان
میں دھوپ ہے کسی دوسری قبر پر سایہ نہیں ہے۔ لوگوں نے سوچا کہ یہ اہل قبر بڑے کمال والی شخصیت ہے۔ اس کا پتہ لگانا
چاہئے کہ یہ کون خوش قسمت ہے۔ لوگ سراغ لگاتے ہوئے اس گھر پہنچ گئے جن کا وہ آدمی تھا۔ اہل خانہ سے پوچھا کہ
فلاں قبر ہے وہ کون تھے اور کیا اس کا عمل تھا۔ اہل خانہ بتایا کہ وہ ہمارے گھر کا فرد تھا لیکن بظاہر کوئی ایسا عمل اس کی
زندگی میں نہیں تھا جس کا صلہ اس کو قبر میں اس طرح سے ملتا۔ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اس کی عطا ہے وہ بہتر جانتا
ہے۔ پوچھا گیا کہ ذرا غور تو کرو کہ اس نے کبھی کوئی ایسا عمل کیا ہو کہ جس سے اس کی قبر اتنی معطر ہو رہی ہے اور بادل سایہ
کر کے اس کی قبر کو ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی عزت بخشی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ کوئی عمل ہی اس
کے پلہ میں نہیں تھا۔ کہنے لگے کہ اور تو کوئی بات ہمیں نہ یاد ہے نہ ہمارے علم میں ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ کبھی کبھی اس کے
منہ سے یہ نکلتا تھا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اس کے علاوہ تو ہمیں کوئی عمل نظر نہیں
آتا۔ اگر تھا تو صرف یہ عمل تھا کہ وہ کبھی کبھی اس طرح درویش شریف پڑھا کرتا تھا۔ بس صرف اس عمل کے صدقے اللہ تعالیٰ
نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ کیسا تھا برا تھا یا کیا تھا دیکھا ہے تو صرف یہ کہ اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو
دیکھا ہے۔ آؤ ہم سب بھی مل کر ایک بار درویش شریف پڑھ لیں الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ پڑھ رہا تھا۔ ایک مچھلی جو پانی سے باہر ابھری تو اسے یہ آواز

سنائی دیدی۔ وہ مچھلی اس جہاز کے پیچھے پیچھے لگ گئی۔ جب تک وہ آدمی جہاز میں درود شریف پڑھتا رہا مچھلی اس جہاز کے پیچھے پیچھے تیرتی رہی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہی مچھلی ایک مچھیرے کے جال میں آگئی۔ پکڑی گئی۔ اس مچھلی کو بنا کر جب ایک صحابی کی زوجہ نے ہنڈیا میں ڈال دیا اور نیچے چولہے میں آگ جلانے لگی تو آگ نہیں جل رہی تھی۔ بڑی کوشش کی لیکن نہ آگ نے جلنا تھا نہ جلی۔ بہت جتن کئے لیکن آگ نہ جلی۔ ہاتھک کے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے بندہ خدا اس مچھلی کو دنیا کی آگ نے کیا جلانا ہے اس پر تو جہنم کی آگ بھی اتر نہیں کرے گی۔ اس مچھلی نے میرا ذکر سن لیا ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
اس بزم میں کوئی محروم تمنا نہیں ہوتا

خواہ وہ پانی میں تیرنے والی مچھلی ہی کیوں نہ ہو۔ مچھلی مکلف نہیں ہے۔ لیکن جیسے ہی اس کے کانوں میں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کی آواز آتی ہے وہ درود شریف سن لیتی ہے تو اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ ایک صحابیؓ تھے ان پر یہ الزام لگ گیا کہ انہوں نے اونٹ چوری کر لیا ہے۔ الزام لگانے والے سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی گواہ لاؤ۔ اس نے دو گواہ بھی پیش کر دیے اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ یہ میرے دو گواہ ہیں ان سے چوری سے متعلق آپ دریافت فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا تو ایسے ہی معلوم ہوا کہ جس طرح اس صحابیؓ نے واقعی اونٹ چوری کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ چوری ثابت ہو چکی ہے اس لئے از روئے شریعت و قانون اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔ اس صحابیؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے تو دو گواہ بھی پیش کر دیے ہیں اور یہ ثابت بھی کر دیا ہے کہ میں نے اونٹ چوری کیا ہے۔ میرا تو کوئی گواہ بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اونٹ چوری کیا ہے خدا شاہد ہے کہ میں نے چوری نہیں کی۔ البتہ آپ اس اونٹ سے ہی دریافت فرمائیں میں تو یہی کچھ کہہ سکتا ہوں اگر میں سچا ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور میری مدد فرمائیں گے۔ یہ حدیث پاک ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اونٹ سے ہی گواہی لے لیں کہ میں نے اسے چوری کیا ہے کہ نہیں کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کو حاضر کرنے کا حکم دیا اونٹ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے اونٹ بتاؤ کہ اس صاحب نے تمہیں چوری کیا ہے کہ نہیں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو زبان عطا فرمائی کہ وہ اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوال کا جواب دے۔ اونٹ نے فصیح عربی زبان میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ چوری کا الزام لگانے والا اور اس کے دونوں گواہ منافق ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس صحابیؓ نے مجھے چوری نہیں کیا یہ سچا ہے۔ اس صحابیؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا عمل ہے کہ اونٹ بھی تیری صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔ پتہ چلا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو قابل تعریف ہو سوائے اس کے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہی عمل جاری رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم سے اسی طرح بری فرما دے گا جس طرح کہ ہاتھ کٹنے سے بری فرمایا ہے۔ یہ درود شریف کا کرم ہے۔ کافی عرصہ پہلے

عرض کیا تھا وسیلہ نجات میں چھپ چکا ہے۔ الفاظ ہو سکتا ہے کہ کچھ تبدیل ہو جائیں آگے پیچھے ہو جائیں لیکن اس کا جو بنیادی پیغام ہے وہ میں آج کے موضوع کی نسبت سے دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ لاہور میں ایک بزرگ تھے انہیں خواب میں بشارت ہوئی کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ پڑھائیں۔ خواب میں کچھ نشاندہی بھی کر دی گئی۔ وہ خواب سے بیدار ہوئے تو سوچا کہ اتنا بڑا شہر لاہور ہے وہ مرنے والا شخص کہاں ہے اسے کس طرح تلاش کروں۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو اپنے مریدوں کو شہر میں ادھر ادھر روانہ کیا کہ جہاں کہیں کسی شخص کے فوت ہونے کا اعلان ہو وہ آکر مجھے بتائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو عموماً مساجد میں اس کی نماز جنازہ کے لئے اعلان ہوتا ہے۔ پتہ چلا کہ دو مورہ پل کے قریب ایک محلہ میں ایک شخص فوت ہوا ہے اور اس کی نماز جنازہ تیار ہے اور اس کا اعلان ہو رہا ہے کہ نماز میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ یہ بزرگ وہاں پہنچ گئے اور جب نماز جنازہ پڑھائی جانے والی تھی تو یہ بزرگ آگے بڑھے اور فرمایا کہ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے مجھے خواب میں حکم دیا گیا ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں اس حکم کی تعمیل کروں۔ لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ بزرگ ہیں انہوں نے عرض کیا جی بِسْمِ اللّٰہ آپ نماز جنازہ پڑھائیں نماز جنازہ پڑھ چکے۔ کفنِ ذفن سے فارغ ہوئے تو وہ بزرگ اس آدمی کے گھر گئے اور اہل خانہ سے پوچھا کہ اس بندے کا کیا خاص عمل ہے۔ جس کے لئے مجھے خاص طور سے حکم دیا گیا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھاؤں اس کے اہل خاندان سے پوچھا اس کی بیوی سے پوچھا اسے کی والدہ سے پوچھا سب نے یہی کہا کہ کوئی نیک عمل ہمیں اس کے پلہ میں نظر نہیں آتا۔ بلکہ ہمیں تو اس سے ساری عمر گلہ ہی رہا۔ اچھا آدمی نہیں تھا لیکن اب فوت ہو گیا ہے تو اس کو کیوں برا بھلا کہیں۔ چھوڑو اب اس کا تذکرہ کیا کرتا تھا کیا نہیں کرتا تھا۔ بزرگ نے فرمایا کہ نہیں مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ اس کا جنازہ پڑھاؤں اور آپ اس کو ایسے ہی کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ اس کی بیوی نے کہا کہ اور کوئی بات ہمارے علم میں نہیں ہے البتہ آخری بات جو اس کی زبان پر تھی وہ یہ کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا کوئی نیک عمل نہیں اگر آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تو میری بخشش نہیں ہوگی۔ یہ آخری بات ہے کہ جو اس نے کی اگر کوئی عمل ہے یا کوئی بات ہے تو یہی ہے اس کے علاوہ کوئی عمل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس آخری تمنا کو قبول فرمایا اور اس کی نماز جنازہ کے لئے ایک بزرگ کو بھیجا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور خود بھی بخشا جائے اور اس کی بھی بخشش ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اس کی عطا ہے۔ یہ درود شریف کی برکت ہے۔ زندگی میں اگر صرف درود شریف پڑھنے کا یہی عمل ہو تو یہی کافی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ باقی اعمال چھوڑ دیں آپ تمام اعمال شریعہ ضرور کریں لیکن جس پر تکیہ کریں جس کا سہارا لیں جو بخشش کرانے والی بات ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہے

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا

ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا

حدیث پاک ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو حکم ہو جائیگا کہ تو جہنمی ہے۔ اسے عذاب والے فرشتے پکڑ لیں گے اور

اسے جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ ایک بزرگ راستے میں مل جائیں گے وہ آدمی ان سے عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے میں نے آپ کو وضو کرایا تھا میری مدد فرمائیں مجھے دوزخ کا حکم ہو گیا ہے۔ وہ بزرگ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ میرا خدمت گار ہے میرا دوست ہے۔ اس نے میری خدمت کی ہے۔ یا اللہ آج اسے اس کی خدمت کے صدقے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتوں اسے چھوڑ دو اور اسے ان کے ساتھ جنت میں جانے دو۔ یہ لکتنی سی نسبت ہے؟ اسی طرح ایک اور آدمی سے متعلق آتا ہے کہ وہ بھی پکڑا جائیگا وہ بھی ایک ولی کامل کا دامن پکڑ کر کھڑا ہو جائیگا کہ حضرت صاحب میں نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ اس معمولی سی خدمت کرنے کے صدقے اس کا بھی چھٹکارا ہو جائیگا۔ وہ بھی اس ولی کامل کے ہمراہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اولیاء کرام سے اتنی سی نسبت ہی پیدا کر لو تو یہ بخشش کا ذریعہ بن جائیگی۔ ہم اب نہ تو حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کو پانی کا گلاس پلا سکتے ہیں نہ ان کو وضو کر سکتے ہیں اگر کر سکتے ہیں تو یہ ہے کہ ان کی منقبت پڑھ سکتے ہیں۔ منقبت پڑھنے سے ہی ذخیرہ کرنے سے ہی نجات ہو جائیگی۔ میاں محمد بخشؒ کا شعر ہے کہ

ال نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے میل اندر دی جاندی

یہ میاں محمد بخشؒ کی منقبت ہے جو آپ نے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی شان میں لکھی ہے۔ وضو کرنا دور کی بات ہے۔ پانی پلانا دور کی بات ہے۔ آپ صرف یہ کہہ دیں کہ یا غوث اعظمؒ تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میرے اور تیرے لاکھوں گناہ معاف کر کے ہمارے اندر کی میل اور غلاظت دور کر کے رکھ دیتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ اور حضرت سرکار غوث الاعظمؒ صرف صالحین بلکہ صالحین کے امام ہیں۔ اس لئے ان کا نام لینے سے بخشش ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم ان کا نام لیتے ہیں۔ دونوں جہاں میں ان کا سہارا لیتے ہیں۔ ایک چیز مجھے اور یاد آگئی ہے کہ ایک بندہ بہت گنہگار تھا۔ آخری وقت آیا تو اس کا چہرہ بدل گیا اور اس کا رنگ نہایت سیاہ ہو گیا وہ بہت گھبرایا اس کسمپرسی کی حالت میں اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ پر کثرت سے درود شریف بھیجتا ہوں۔ میری مدد فرمائیں ابھی اتنا عرض کیا تھا کہ ایک سفید پرندہ آیا اور اس نے اس آدمی کے چہرے پر اپنا پر مارا تو اس کی زبان پر کلمہ شریف جاری ہو گیا اور اس کا چہرہ روشن ہو گیا وہ فوت ہو گیا۔ جب اسے قبر میں اتارا جا رہا تھا تو غیب سے آواز آئی ہم نے اس بندے کو قبر میں رکھنے سے پہلے ہی کفایت کی اور ہمارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھے ہوئے درود شریف نے اس کو قبر سے اٹھا کر جنت میں پہنچا دیا ہے۔ ایک آدمی تھا وہ بھی گنہگار تھا ایک روز مسجد میں گیا۔ وہاں محفل تھی اور مولوی صاحب نے پڑھا کہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا سَوَّلَ اللّٰهُ وَعَلَىٰ إِلَيْكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ اس آدمی نے بھی بڑے زور سے درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اس کی طرف دیکھ کر دوسرے حاضرین نے بھی زور زور سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا تو اس محفل میں درود شریف کی

گوئچ پڑ گئی۔ وہ آدمی فوت ہو گیا تو کسی نے دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ اس آدمی نے اس سے پوچھا کہ یار تو ایسا تو نہ تھا کہ جنت عطا ہو جاتی بہر حال یہ اللہ کا کرم تم پر ہوا ہے۔ اس کی مہربانی ہے جسے چاہے بخش دے لیکن یہ بتاؤ کہ تم سے ایسا سلوک کیوں کر ہوا ہے اس شخص نے بتایا اس روز محفل میں مولوی صاحب نے درود شریف پڑھا تو مجھے بھی شوق پیدا ہوا میں نے بھی زور زور سے درود شریف پڑھا اور میری طرف دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی درود شریف پڑھا تو درود شریف کی گوئچ پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ کو میری وہ بات پسند آگئی تو اس نے درود شریف کے صدقے مجھے بھی بخش دیا۔ اور باقی محفل کو بھی بخش دیا ہے۔ تو حضرات جس محفل میں درود شریف کی گوئچ پڑ جاتی ہے تو اس محفل کے تمام شرکاء کی بخشش ہو جاتی ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
اس بزم میں کوئی محروم تمنا نہیں ہوتا

باقی بھی جتنی ضروریات ہیں وہ اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ آپ کی ضروریات بھی ہیں۔ میری ضروریات بھی ہیں پس نہیں ہے۔ مینا نہیں ہے۔ صحت نہیں ہے۔ سب سے بڑی ضرورت بخشش ہے اور بھی کئی دینی اور دنیاوی اغراض ہیں۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری توجہ سے اپنے پیروں کو دھو کر رکھو کہ ان سے جو عیب ہو وہ وہ گنبد خضراء کے تصور سے مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اور درود شریف پڑھتے وقت اپنی غرض کو مد نظر نہ رکھیں حضور نبی کریم ﷺ پر پورے عشق سے محبت سے درود شریف پڑھیں تو انشاء اللہ چند یوم کے عمل سے ہر دینی و دنیاوی مشکل حل ہو جائیگی۔ بے خوابی کی شکایت ہو نیند نہ آتی ہو۔ وضو کر کے درود شریف پڑھنا شروع کر دیں۔ ایک دو تہیج درود شریف بھی مشکل سے پڑھ جائیں گے کہ نیند آ جائیگی۔ ایک بات اور یاد آگئی ہے۔ قیامت کے روز ایک آدمی ہوگا اس کے اعمال میزان پر رکھے جائیں گے۔ نیکیاں ایک طرف بدیاں دوسری طرف۔ نیکیاں تھوڑی ہوگی لیکن بدیاں بہت زیادہ ہوں گی۔ نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو جائیگا۔ بدیوں والا پلڑا جھک جائیگا اور اسے جہنم کا حکم ہو جائیگا عذاب والے فرشتے اسے پکڑ لیں گے اور جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہو جائیگی اور وہ آدمی چیخے گا چلائے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا امتی ہوں اور مجھے فرشتے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مہربانی فرمائیں میری مدد فرمائیں مجھے ان سے بچائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ اسے واپس میزان پر لے چلو اور دوبارہ اس کے اعمال کو تولو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آج صرف اللہ تعالیٰ کا حکم چلے گا جب تک اللہ تعالیٰ حکم نہ فرمائیں ہم اسے واپس نہیں لے جاسکتے یا تو اللہ تعالیٰ سے اجازت لے دیں یا پھر ہمیں اس کو جہنم میں لے جانے دیں حضور نبی کریم ﷺ عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ آپ میری ساری امت کو بخشیں گے اس وعدہ کے صدقے اس کا تول دوبارہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ جو میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تم سے فرمائے اس کی تعمیل کرو۔ آج میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بھی

مانو۔ فرشتے اس آدمی کو واپس لائیں گے اور اس کی نیکیاں بدیاں ترازو میں رکھی جائیں گی نیکیوں والا پلڑا اور پراٹھ جائیگا بدیوں والا پلڑا بھاری ہو جائیگا حضور نبی کریم ﷺ اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ نیکیوں والا پلڑا جھک جائیگا اور بدیوں والا پلڑا اوپر اوپر اٹھ جائیگا۔ مبارک مبارک کی آواز آئے گی اور اس آدمی کو جنت کا حکم ہو جائیگا۔ وہ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کا شکر یہ ادا کرے گا اور پھر بھاگ کر وہ کاغذ کا ٹکڑا اٹھائے گا کہ اس میں کیا ہے جس نے مجھے نجات دلادی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ یہ وہ درود شریف ہے جو تم نے مجھ پر ایک بار پڑھا تھا اور میں نے اس کا ثواب علیحدہ رکھ لیا تھا۔ تاکہ آج اس کو تیری نیکیوں والے پلڑے میں رکھ کر تیری نجات کا باعث ہو۔ یہ تیرا پڑھا ہوا درود شریف ہے۔ اب اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح سے حساب کتاب لیتا ہے کہ کچھ اس میں سے ادھر رہ جاتا ہے کچھ ادھر رہ جاتا ہے۔ نیکیاں ابھی باقی تھیں کہ اسے جہنم کا حکم دیدیا گیا۔ فرشتے اتنی احتیاط کیوں نہیں کرتے کہ وہ کاغذ کا ٹکڑا پہلے ہی نیکیوں میں رکھ دیا جاتا۔ یہ اعتراض بنتا ہے کہ پرچی ابھی شامل نہیں کی گئی اور جہنم کا حکم ایسے ہی دے دیا گیا۔ حضرات! اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ کاغذ کی پرچی پہلے ہی رکھ دی جاتی اور اس کی بخشش ہو جاتی تو ہمیں یہ کیسے پتہ چلتا کہ اس کی نجات کیسے ہوئی ہے پرچی پہلے ہی نیک اعمال میں شامل کر دی جاتی اور وہ آدمی جنت میں چلا جاتا تو نہ آپ کو پتہ چل سکتا کہ وہ جنت میں کیسے گیا اور نہ مجھے پتہ چل سکتا تھا۔ نہ ہی امت محمدیہ کو پتہ چلتا کہ اس روز حضور نبی کریم ﷺ کا حکم بھی چلنا ہے اور یہ پرچی بعد میں رکھنے کی اصل حکمت ہی یہی ہے کہ اس کی عظمت کا پتہ چل سکے

لے ڈوبتے اعمال میرے مجھ کو نیازی
جا پہنچا مدینے میرے تقدیر بھی تھی

میں اسے تھوڑا سا یوں بدلتا ہوں کہ

لے لیا نام محمد ﷺ میری تقدیر بھلی تھی

اسی طرح اس شخص کے اعمال بھی اس کو لیکر ڈوب گئے تھے لیکن پرچی نے اس کا بیڑہ پار کر دیا۔ پتہ چلا کہ سب کچھ پرچی میں ہی ہے۔ تمام نیک اعمال بھی کام نہ آئے بلکہ ہو گئے بدیاں بھاری ہو گئیں۔ حضرات! جو چیز نیکیوں کو بھاری کرنے والی ہے۔ وزنی کرنے والی ہے بیڑہ پار کرنے والی ہے وہ نبی کریم ﷺ کی تعریف ہے تو صیغہ ہے نعت ہے درود شریف ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اولیاء کرام کی منقبت ہے۔ دیدار اولیاء گناہوں کا کفارہ ہے۔ ایک عورت حضرت خواجہ حسن بھریؒ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری بیٹی فوت ہو گئی ہے اور میرا بہت دل چاہتا ہے کہ وہ مجھے ملے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اسے ایک عمل بتایا کہ دو رکعت نماز نفل ادا کرو۔ سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں دس دس مرتبہ سورت الحکاث پڑھو۔ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں تمہاری بیٹی سے ملا دے تو رات کو خواب میں تمہیں وہ مل جائیگی۔ اس عورت نے وہ عمل کیا تو اسے اس کی بیٹی دکھائی تو گئی۔ لیکن بیٹی نہایت خستہ حالت میں ہے اور عذاب میں گرفتار ہے۔ وہ عورت اور زیادہ گھبرا کر صبح سویرے پھر حضرت خواجہ حسن بھریؒ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میری

بٹی مجھے مل تو گئی ہے میں نے اسے دیکھ تو لیا ہے لیکن وہ تو عذاب میں گرفتار ہے میں نے تو سوچا تھا کہ ملاقات کر کے میں خوش ہوگی لیکن میں تو پہلے سے بھی زیادہ پریشان اور افسردہ ہو گئی ہوں میں تو اس کے غم میں مر رہی ہوں۔ اگلی رات حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے خود اس لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہی ہے۔ لڑکی نے سلام عرض کیا اور بتایا کہ حضرت صاحب میں وہی لڑکی ہوں جس کی ملاقات کے لئے آپ نے میری والدہ کو نسخہ بتایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ تو کہہ رہی تھی کہ تم عذاب میں گرفتار ہو لیکن تو جنت میں ٹہل رہی ہے۔ لڑکی نے عرض کیا کہ حضرت صاحب صرف میں ہی نہیں بلکہ جس قبرستان میں تھی۔ وہاں میرے ساتھ ستر ہزار اور بھی مردے تھے اور سب کے سب اسی عذاب میں مبتلا تھے جس میں مبتلا میں خود تھی۔ ایک اللہ کا نیک بندہ آیا اس نے ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اور اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ اس ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے میں بھی اور میرے ساتھی باقی ستر ہزار مردے بھی بخشے گئے اور اس کے علاوہ ہمیں اور بھی بہت نعمتیں ملی ہیں یہ جو کچھ عرض کیا ہے ”زہت المجالس“ اور ”القول البدیہ“ کتب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں درود شریف پڑھنے سے ستر ہزار بخشے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آپ اس وقت دس دس مرتبہ درود شریف پڑھو۔ **اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ عَلَیْکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ** اللہ۔ اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہمیشہ نصیب کرے بڑے بڑے جو چار فرشتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام وہ حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو۔ ہمیں خوشخبری دینے کیلئے بھیجا گیا ہے کہ جو آپ کا امتی دس مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اس کی جان ایسے نکالوں گا جس طرح انبیاء علیہم السلام کی نکالتا ہوں۔ اتنی آسان کہ نزع کی کوئی تکلیف ہی نہ ہوگی۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی جان نکلے گی اسی طرح اس امتی کی جان نکلے گی۔ نام ذرا آگے پیچھے ہو جائیں تو معذرت لیکن پیغام جو ہے وہ میں عرض کر رہا ہوں۔ دوسرے فرشتے نے عرض کیا کہ میری ڈیوٹی یہ ہے کہ جیسے ہی اس امتی کی جان نکلے میں اسے فوری طور سے حوض کوثر پر لے جاؤں اور کوثر کے جام پلاؤں اور جسے جام کوثر نصیب ہو جائے وہ جنتی ہے۔ تیسرے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ڈیوٹی یہ لگائی گئی ہے کہ میں اس امتی کو پل صراط سے ایک لمحہ میں گزار دوں گا اور پھر فرشتہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ڈیوٹی یہ لگائی گئی ہے کہ جب تک وہ آپ کا امتی جنت میں داخل نہ ہو جائے میں سجدہ میں پڑا رہوں۔ اب یہی عمل آپ نے کیا ہے میں نے بھی کیا ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کے طفیل اور اس حدیث پاک کے حوالے سے ہمیں بھی ان چار فرشتوں کی مدد حاصل ہو۔ حضور پاک ﷺ کی نگاہ کرم نصیب ہو۔ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا ہو۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 12/05/97

ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یارنوں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ بالله من الشیطن
الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله و ملکته یصلون علی النبی یاایها الزین امنو صلوا علیہ
وسلموا تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله۔

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

تاہنگاں حضور رہندیاں دل بے قرار نوں
نت روندیاں نماںیاں اکھیاں دیدار نوں
کہنا میرے حضور نوں در تے بلا لوے
اک واری واج مار کے سینے ناں لا لوے
ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یار نوں
تاہنگاں حضور رہندیاں دل بے قرار نوں
حالات دے طوفان نے راہواں نیں گھیریاں
تارو نہیں پلے زر وی نہیں سن عرضاں توں میریاں
تاں کی جے پہلے پور لے جاویں پار نوں
تاہنگاں حضور رہندیاں دل بے قرار نوں
کی دساں میں تیتوں سونیا کی مندرھے حال نیں
ہر سر چوں درتے آون دے اٹھدے ابال نیں
جدوں کدی چھیڑناں میں اس دل دے تار نوں
تاہنگاں حضور رہندیاں دل بے قرار نوں
خورے کیوں نہیں میرے دل دیاں سندا توں زاریاں
سینے وچہ دیاں رہ جاون نہ سدریاں و چاریاں
رو رو کے روز آکھناں میں پروردگار نوں
تاہنگاں حضور رہندیاں دل بے قرار نوں
گنبد چوں نور برسا نوری نے جالیاں

سرکار تیرے روضے دیاں شانیاں نرالیاں
 جدوں وی وسدے نیں حاجی آن کے بجن لاچار نوں
 تانہاں حضور رہندیاں دل بے قرار نوں
 نت روندیاں نمایاں اکھیاں دیدار نوں

حضور نبی کریم ﷺ کو کتنی زیادہ توفیق ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں
وَمَا تَكُفُّمُ الرَّسُولَ فَعَذُوهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَاَنْتَهُوْا (الحشر 7) ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو
 اور جس سے منع فرمائیں باز رہو“ گویا کہ ساری عطا صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں ہے اور کوئی در
 نہیں اور کوئی در نہیں اور کوئی ذریعہ نہیں اس نعت شریف کے علاوہ دوسری جو نعت شریف پڑھی گئی ہیں ان میں بھی یہی
 بات جلوہ گر تھی کہ

وصلی اللہ علی نور کزوشد نور ہا پیدا
 زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

کہ صلوٰۃ اور سلام اس ذات عالی پر کہ جس کے نور سے باقی سب نور بنتے ہیں۔ زمین آپ کی محبت میں چمکی ہوئی ہے اور
 آسمان آپ کے عشق میں جھکا ہوا ہے پھر آگے چل کر فرماتے ہیں

محمد ﷺ احمد ﷺ و محمود ﷺ دے را خالقش بستود
 کزوشد بود ہر موجود زوشد دید ہا بینا

کہ جو کچھ بھی ہے وہ آپ ﷺ سے ہی ہے اور جو آنکھوں کی بینائی ہے۔ جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں یہ سب میرے
 حضور نبی کریم ﷺ کے کرم سے ہے۔ یہ آج سے کوئی سو سال پرانا شعر ہے اور عاشق رسول حضرت جامیؒ کا کلام ہے وہ
 فرماتے ہیں کہ جو بھی نور ہے یا جس میں بھی نور ہے جو بھی بنا ہے جو بھی ہوا ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم
 سے ہوا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرمائی ہے کہ دینے والا ہاتھ صرف میرے نبی
 پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اپنا فرمان ہے۔
اَللّٰهُمَّ عَطِیْ وَاَنَا قَاسِمُ اللہ تعالیٰ صرف مجھے عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ جس کسی کو بھی ملا ہے اور جو کچھ بھی ملا
 ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ملا ہے

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
 بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ہر شخص کی جھولی میں اس در کی خیرات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی موقعوں پر اتنا عطا فرمایا ہے کہ جس سے پتہ

چل جاتا ہے کہ در مصطفیٰ ﷺ ہی ایسا رہے جو عطا کرنے کے قابل ہے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ لوگو بیٹھے رہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور وہ واقعات بتانے شروع کر دئے کہ جو ان سے پہلے ہو گزرے تھے اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے زمانہ میں ہوئے یا ہونے والے تھے اور قیامت تک بلکہ اس کے بعد تک کے حالات واقعات بتانے شروع کر دئے۔ نماز ظہر کا وقت ہو گیا فرمایا کہ وضو کرو نماز ظہر پڑھو اور بیٹھے رہو۔ گھروں کو نہیں جانا ہے پھر ارشادات فرمانے شروع کر دئے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز عصر پڑھائی اور پھر ارشادات شروع کر دئے حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین بتاتے ہیں کہ اس روز حضور نبی کریم ﷺ نے تمام علوم غیبیہ ظاہر فرما دیے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو علم غیبیہ لوگوں کو بھی بتا دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو علم غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (الکوہ بر 24) حضور نبی کریم ﷺ نے ہر ایک کو علم غیب سے نوازا دیا ہے۔ تو یہ ساری توفیق ہے اس رب دے یاروں ہر توفیق بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں ہے اب جس نے جو کچھ لینا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے ہی لینا ہے۔ قیامت کے روز پھر اس کا اظہار ہوگا جب ساری کائنات اور سارے بندے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر آکر جھولی پھیلا دیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں ورنہ اس کے بغیر آج بخشش کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ میں تو بنا ہی اس لئے ہوں کہ تم سب کی شفاعت کروں۔ حتیٰ کہ ان بندوں میں بڑے بڑے نیک پارہ صالحین بھی ہوں گے اور انبیاء والمرسلین بھی ہوں گے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی ہوں گے۔ تو دیکھئے کہ عطا میں کتنی وسعت ہے۔ ساریاں توفیقاً نے اس رب دے یاروں۔ تمام لوگوں نے اس کا اظہار کیا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی اس کا اظہار فرمایا ہے۔ علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

سورج کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ریت کے ایک ذرہ کو سورج بنا کر کھڑا کر دیا ہے۔ فارسی میں ریت کو ریگ کہتے ہیں اسی سے ریگ مار کاغذ SAND PAPER بنا ہے جس سے لکڑی یا لوہے تانبے پر رگڑ کر اس کو صاف ملائم بناتے ہیں۔ لکڑی یا لوہے وغیرہ کو پاش کرنے سے پہلے یا رنگ کرنے سے پہلے ریگ مار سے اسے صاف کرتے ہیں اس سے پہلے شعر میں فرماتے ہیں کہ ساری کائنات میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے سمندر میں ایک بلبلہ ہے۔ اس سے اندازہ کر لیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت کی کیا وسعت ہوگی۔ خالق کل نے مالک کل بنا کر رکھ دیا ہے جس نے

جو بھی لینا ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے لینا ہے اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لینا ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در
نہیں اور کوئی مقرر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو
جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کیا فرما رہے ہیں اعلیٰ حضرت کہ جو نبی پاک ﷺ کے ہاں نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی نہیں ہے۔ لَے مَا فِی السَّمَوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اور کائنات میں ہر ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ ملکیت ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی ملکیت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ مہربانی سب کچھ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہوا ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنادیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمائی ہوئی ہے اور جب اس سے بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار نہ ہو سکا تو فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے اور پھر اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے اضافہ فرمایا اور وہ یہ ہے کہ اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو میری رضا حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں وہ سب کچھ دے سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو چاہیں وہ ان کو عطا ہو سکتا ہے اور جب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اس میں شامل ہوتی ہے تو یہ آپ کو بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی عظمت کے بعض لوگ جب انکاری ہوتے ہیں تو منافق ہو جاتے ہیں۔ ابو جہل بنتے ہیں اور جب اسی عظمت کا اقرار کرتے ہیں تو حضرت صدیقؓ بنتے ہیں حضرت عمر فاروقؓ بنتے ہیں۔ حضرات یہی ایک چیز ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سب کچھ حضور نبی کریم ﷺ کے اختیار میں ہے لیکن یہ اختیار اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ لیکن اپنی عطا سے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ نبی کریم ﷺ کو دیدیا ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ ایسے جواد ہیں کہ آپ ﷺ نے حوض کوثر حضرت علی المرتضیٰؓ کو دیدیا ہے اور میزبان حضرت عمر فاروقؓ کو دیدیا ہے اور پل صراط حضرت عثمان غنیؓ کو عطا کر دیا ہے اور جنت کے مالک حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو بنا دیا ہے اب آپ جو کچھ بھی لینا چاہتے ہو وہ ان سے لیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت کے تو کیا کہنے ہیں آپ ﷺ کے غلام عطا فرما رہے ہیں۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا
اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو سمجھنا اور ماننا ہی ایمان ہے۔ اس کے علاوہ ایمان اور کوئی چیز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ طائف میں تشریف لے گئے تبلیغ فرمائی تو لوگوں نے

آپ ﷺ کے پیچھے غنڈے لگا دیئے جنہوں نے پتھر مارنے شروع کر دئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زخمی ہو گئے اور جسم اطہر سے خون مبارک نکل آیا حتیٰ کہ نعلین مبارک بھی خون سے بھر گئیں۔ پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ حکم دیں تو میں یہ پہاڑ اٹھا کر ان لوگوں پر دے ماروں تاکہ یہ سب مر جائیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں زحمت بن کر نہیں آیا ہوں آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ ان کو ہدایت عطا فرما یہ مجھے سمجھتے نہیں ہیں گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ لینا ہی ہدایت ہے۔ پتہ چلا کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ سمجھے اسے ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ جو لوگ براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملتے ہیں DIRECT DIALING ان کو اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہونے کے باوجود ملتے نہیں ہیں۔ دوسری طرف یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے نفوس سے بھی قریب ہیں ہماری روحوں سے بھی قریب ہیں اور جو ان کو ملنے کی جستجو کرے وہ مل جاتے ہیں۔ حضرات! ساری شفاعت سارے علوم اور سارا علم غیب حتیٰ کہ حافظہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی عطا کرتے ہیں میں ایک صحابی کا ایمان اور عقیدہ عرض کر رہا ہوں کہ حضرت ابی ہریرہؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے بہت قریب ہو کر بیٹھا ہوں آپ کے ارشادات بھی بڑے غور سے سنتا ہوں لیکن سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ اس میں ایک نقطہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ جو شخص کسی صحابی کی طرح عمل کرتا ہے تو وہ فلاح پا جاتا ہے۔ حضرت ابی ہریرہؓ کیا عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بھول جاتا ہوں مجھے حافظہ عطا فرمادیں۔ اس میں سبق یہ ہے کہ کسی نے اگر حافظہ لینا ہو تو در مصطفیٰ ﷺ پر آ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کہیں لے آؤ۔ حضرت ابی ہریرہؓ بڑا کہیں لے آئے فرمایا بچھا دو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ہی ہوا سے تین بک اس میں ڈال دئے اور فرمایا کہ اٹھا کر سینے سے لگا لو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی تو ایسا حافظہ عطا ہوا کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں بھولے اور نو لاکھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ نو لاکھ احادیث مبارکہ آپ کو اس طرح سے ازبر تھیں کہ جس طرح سے آپ کو سورۃ فاتحہ یا سورۃ اخلاص یاد ہے۔ کسی موقعہ پر بھی زیر زبر کا فرق نہیں ڈالا۔ جب بھی کسی نے سنا کسی نے پوچھا تو حضرت ابی ہریرہؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات دہرا دی۔ یوں حافظہ عطا فرمایا۔

مالک کونین میں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

آج بھی اگر کسی نے حافظہ لینا ہو تو میرے نبی پاک ﷺ سے مانگو اور خصوصی طور سے یہ ہے کہ آپ نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھو تمہارا حافظہ تیز ہو جائیگا۔ ایسے لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم ہر چیز بھول جاتے ہیں۔ ایک سبق سے دوسرے سبق میں جاتے ہیں تو پہلا بھول جاتا ہے۔ یونیورسٹی کے طالب علم بیٹھے ہیں لیکچر LECTURE یاد نہیں رہتا حافظہ کمزور ہے تو عشاء کی نماز کے بعد چندہ بیس منٹ با وضو ہو کر روضہ اقدس کا تصور رکھ کر درود شریف پڑھیں اور دعا کریں

کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابی ہریرہؓ کو حافظ عطا فرمایا ہے مجھے بھی حافظ دیدیں۔ ہر چیز یاد آیا کرے گی۔ ہر سبق یاد ہو جایا کرے گا۔ اگر امتحان سے پہلے بھول بھی گئی تو جب پرچہ شروع ہوگا تو سب کچھ یاد آ جائے گا۔ کئی دوستوں نے یہ عمل کیا ہے جب پرچہ سامنے آیا تو ایسے معلوم ہوا کہ ایک سوال بھی نہیں آتا لیکن جب لکھنا شروع کیا تو اتنا لکھا کہ کئی کاغذ بھر دئے اور ایسے معلوم ہوا کہ سارا پرچہ ہی یاد ہے اور تمام سوالوں کے جواب آتے ہیں۔ حافظ کسی میڈیکل علاج سے دوائی سے غذا سے ورزش سے تیز نہیں ہوتا۔ آئی کیو I.Q. جو ایک دفعہ کسی شخص کو مل گیا سول گیا اب اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر میرے نبی پاک ﷺ چاہیں تو ہر چیز میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ I.Q. حافظ یا عقل کو کہتے ہیں وہ بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر اس عظمت کو سمجھو گے تو عظمت میں سے حصہ ملے گا۔ اگر آپ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کچھ نہیں دے سکتے تو آپ کچھ لے بھی نہیں سکتے دو مواقع ایسے ہیں کہ جہاں پر یہ اظہار ہوتا ہے کہ سب کچھ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ملتا ہے ایک جنگ بدر کا موقع ہے کہ صرف تین سو تیرہ افراد ہیں، تھیاران کے پاس نہیں ہیں کل چھ تلواریں ہیں آٹھ زہریں دو گھوڑے ہیں چند اونٹ ہیں کل یہ اثاثہ ہے یہ اسلحہ ہے دوسری طرف ایک ہزار جوان مکمل اسلحہ سے لیس ہیں ہر ایک کے پاس تلوار بھالا نیزہ وغیرہ اور سواری سب کچھ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے چند نکلیاں اٹھا کر دشمن کی طرف پھینکیں تو وہ ہر ایک کا فری آنگھوں میں پڑ گئیں ان میں سے ستر مر گئے ستر گرفتار ہوئے باقی بھاگ گئے تو پتہ چلا کہ فتح اسلحہ میں نہیں ہے بلکہ فتح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹھی میں ہے۔ ”ایہہ ساریاں توفیقائیں ہیں اس رب دے یارنوں“ بدر کی جنگ حق و باطل کی جنگ ہے۔ حق کو فتح ہوئی اور باطل تباہ ہو گیا۔ قیامت تک کے لئے تباہ ہو گیا۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹھی کی طاقت اور عظمت ہے۔ دوسرا موقع آیا کہ خیبر کا قلعہ یہودیوں کا بہت مضبوط قلعہ تھا۔ مسلمانوں نے کئی روز تک محاصرہ کیا۔ قلعہ اتنا مضبوط تھا کہ فتح نہیں ہو رہا تھا اس کا صرف جو آہنی گیٹ تھا وہ سولہ سو من کا تھا عام گیٹ دس بارہ من کا ہوتا ہے بیس من کہہ لیں پچاس من کہ لیں چلے سو من کہ لیں اس سے بڑا گیٹ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس قلعہ خیبر کا گیٹ سولہ سو من کا تھا اور دیواریں نہایت مضبوط قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ مسلمانوں نے کئی اطراف سے حملے کئے کوشش کی لیکن سب تدا بیر بے سود ہو گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل میں اس کو جھنڈا دوں گا جو اس قلعہ کو فتح کرے گا۔ ہر صحابیؓ رات بھر دعائیں کرتا رہا کہ یا اللہ یہ سعادت مجھے مل جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا ہے اس لئے فتح تو ہو جانی ہے۔ یہ عقیدہ ہے صحابہ کرامؓ کا یہ جب تک ہم نہیں کرتے تو ہمارا ایمان کمزور رہتا ہے۔ لیکن ہر صحابیؓ جس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ایمان نصیب ہوا ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں وہ ہو جاتا ہے۔ صحابہ کا عقیدہ ہے کہ ”ایہہ ساریاں توفیقائیں ہیں اس رب دے یارنوں“ اگلے روز صبح حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کہاں ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا ان کو بلاؤ۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے آپ نے اپنا لعاب دین لگایا تو آنکھیں ایسے ہو گئیں کہ جیسے کبھی بیمار ہی نہ

تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علیؑ نے وہ سولہ سو من آہنی گیٹ ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر دوڑ پھینک دیا کہ جیسے کوئی ایک چھٹانک کی چیز ہو قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور فوجیں داخل ہو گئیں۔ پندرہ بیس منٹ میں قلعہ فتح ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زور بازو کا نتیجہ تھی یا کہ زبان نبوت کی عظمت کا اظہار تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو طاقت ملی وہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی عطا تھی۔ دوسرے روز حضرت علیؑ نے پھر اس دروازے کو ہلایا تو نہ ہلا سکے بلکہ کئی اور صحابہؓ بھی ساتھ شامل ہو گئے لیکن دروازہ نہ ہل سکا۔ دروازہ اصل میں طاقت سے نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے فرمان سے ہلاتھا۔ اکھر گیا تھا۔ ”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یار نوں“ حضرات! جس نے جو کچھ بھی لینا ہے وہ میرے نبی کریم ﷺ سے ہی لینا ہے یہ جن صاحب کی نعت ہے لیاقت صاحب پڑھا کرتے ہیں۔ آپ بھی یہ نعت یاد کر لیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے میں بھی یاد کر لوں۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے

نعت نبی ﷺ جس نے ایک بھی سنی ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ کی عطا تو دیکھو کہ ابھی اسی ہفتے (آخری ہفتہ اپریل 97) کی تازہ تازہ بات ہے۔ ہماری اس محفل میں اس وقت ایک خوش نصیب بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے سنا کہ نبی کریم ﷺ روزِ جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ خصوصاً خالی کمرہ میں جب جائیں تو عرض کریں اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ان کو سلام عرض کریں۔ تو اس آدمی نے یہ عمل کیا کہ جب گھر سے نکلتا تو کہتا کہ اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ میں جا رہا ہوں۔ اور جب واپس آتا تو کہتا اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ میں آ گیا ہوں۔ دو روز ہوئے وہ گھر میں داخل ہوا اور عرض کیا اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ میں حاضر ہو گیا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے جواب عطا فرمایا عَلَیْکَ اَلْسَلَامُ اور ساتھ ہی زیارت بھی کرادی۔ ”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یار نوں“ یہاں ادھا نہیں ہے۔ آپ بھی اپنا یہ عمل بنا لو یقین رکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملیں ہی ملیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی عاشق سے ادھا نہیں کرتے آپ بھی یہ عقیدہ رکھیں اور گھر سے نکلیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کریں گھر میں داخل ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کریں۔ اپنے روزمرہ کے معمولات میں سنت نبوی ﷺ کو اپنائیں۔ جو نبی کوئی عمل کریں گے اور سنت نبوی ﷺ کا خیال رکھو گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز رہیں گے تو انشاء اللہ آپ ﷺ ضرور کرم فرمائیں گے اپنی زیارت سے نوازیں گے۔

ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپا نہیں کرتے

”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یارنوں“ جو نعت حضور ﷺ کو پسند آ جاتی ہے وہ پھر کبھی نہیں مرتی ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور جب بھی پڑھیں تو ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تازہ تازہ ہی لکھی گئی ہے

بَلَّغِ الْعَالِي بِكَمَالِهِ كَشَفِ الدُّجَى بِحَمَالِهِ
حَسَنَتْ جَمِيعَ خَصَالِهِ صَلَّوْا عَلَيْهِ وَإِلَيْهِ

ہزار سال پرانی رباعی ہے آج تک مری نہیں ہے۔ کسی کو سمجھ آئے نہ آئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب بھی پڑھیں مزا آتا ہے سرود آتا ہے بغیر سمجھے لوگ پڑھ رہے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے پہلے تین مصرعے بنا لئے اور چوتھا کوئی مصرعہ سمجھ میں نہ آئے ہم پلہ مصرعہ نہیں بن رہا تھا۔ رباعی مکمل کرنے کے لئے ایک مصرعہ کی ضرورت تھی۔ سوچ بچار کی مصرعہ بن نہ پایا تو قسمت جاگ گئی حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف لے آئے فرمایا کہ آخر پر لکھ دو صَلَّوْا عَلَيْهِ وَإِلَيْهِ ایسی زندہ جاوید یہ رباعی ہے کہ آج تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گی کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند ہے اسی رباعی کی وجہ سے کئی عاشق لوگوں کو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے تو انہوں نے حضرت شیخ سعدیؒ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں بیٹھے دیکھا ہے اور عرض کیا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ شیخ سعدیؒ کو یہ رتبہ کیسے نصیب ہوا ہے۔ فرمایا کہ اس رباعی کی وجہ سے۔ ایک عاشق رسول نے اپنا پورا دیوان لکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ سارا دیوان لے کر مجھے صرف اس ایک رباعی کا ثواب عطا فرمادیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جس کی قسمت میں تھا وہ لے گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یارنوں“ جو کوئی بھی توفیق آپ نے لینی ہے جو عظمت آپ نے لینی ہے جو نور آپ نے لینا ہے حافظہ لینا ہے۔ طاقت لینی ہے علم لینا ہے۔ علم غیب لینا ہے حاضر ناظر ہونا لینا ہے نجات لینی ہے قبر روشن لینی ہے پل صراط سے گزرنا لینا ہے آپ کو شرب لینا ہے یہ سب کچھ دینے والی ذات مصطفیٰ ﷺ ہے ان کے علاوہ اور کوئی ہستی ایسی نہیں ماسوائے خدا کے کہ جو تمہیں تمہاری ہر طلب دیدے۔ حضرات! دنیا کے خزانے ان کی وسعت ان کی فیاضی اور وجود کرم کا کوئی کنارہ نہیں ہے لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خزانے ان کی وسعت ان کی فیاضی اور وجود کرم کا کوئی کنارہ نہیں

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا
”نہیں“ سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

جب کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس در کے سوالی بننے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت میں بھی ہم ان کے سوالیوں میں اٹھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس کی حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ جس نے روضہ اقدس کی زیارت کر لی گویا کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زیارت کر لی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں اپنے روضہ کی زیارت کرنے والے کی

شفاعت کروں ”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یارنوں“ خانوآ نہ جوگاؤں ہے اس کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام چدھڑ شریف ہے۔ وہاں ایک بزرگ رہائش رکھتے ہیں۔ تقسیم برصغیر سے قبل کا واقعہ ہے وہ حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے جب مدینہ شریف پہنچے تو جوان کے پاس روپیہ تھا وہ سب خیرات کر دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔ جتنے روز بھی اجازت فرمائیں رہ لوں گا۔ روٹی دیں گے تو کھا لوں گا بھوکا رکھیں گے تو بھی آپ کی مرضی۔ وہ چند ماہ وہاں رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ تیری حاضری قبول ہے لیکن تیری تبلیغ کی ملک ہندوستان میں ضرورت ہے آپ واپس چلے جائیں۔ صبح جب بیدار ہوئے تو ایک آدمی آیا اور کچھ کپڑے اور بمبئی کا ٹکٹ دیا۔ آپ کے کپڑے بھی اتنے دنوں میں پھٹ چکے تھے۔ نام ان بزرگوں کا حاجی محمد حسین تھا۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ تمہارا ٹکٹ اور تمہارے لئے کپڑے حضور نبی کریم ﷺ نے دئے ہیں۔ جب یہ بزرگ حاجی محمد حسین صاحب بمبئی پہنچے تو وہاں ایک اور آدمی ان کے انتظار میں کھڑا تھا اس نے کہا کہ حضرت صاحب یہ آپ کا ریلوے کا ٹکٹ ہے بٹھنڈا ایکسپریس کا ٹکٹ لاہور تک کے لئے ہے آپ لاہور چلے جائیں جب لاہور اسٹیشن پر پہنچے تو ایک آدمی پہلے سے ہی انتظار میں یہاں بھی موجود تھا اس نے کہا کہ یہ کراؤن بس سروس کا آپ کا ٹکٹ ہے آپ اس بس سے لائل پور چلے جائیں۔ ان دنوں کراؤن بس سروس کا ڈھ کچہری بازار سے باہر سرکروڑ پر ہوتا تھا۔ جب وہ بزرگ لائل پور پہنچے تو کراؤن بس سروس کے اڈے پر ایک کوچوان تانگہ لئے کھڑا تھا عرض کیا کہ حضرت صاحب میں آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں۔ یہ تانگہ حاضر ہے آپ تشریف رکھیں میں آپ کو چدھڑ شریف لے جاؤں گا۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کی عنایت ہے۔ ہر ایک کی ضرورت جانتے ہیں اور ضرورت پوری کرنا جانتے ہیں۔ ضرورت کو جان لینا اور بات ہے۔ کوئی ناپینا ہو تو اس کی ضرورت کیا سب جانتے ہیں حافظ کزور ہے تو استاد کو بھی پتہ چل جاتا ہے دوست احباب والدین کو بھی پتہ ہوتا ہے اور اس کی ضرورت کا بھی پتہ ہے کوئی بیمار ہے لاچار ہے تو اس کی ضرورت کیا ہے ڈاکٹر جانتا ہے۔ کوئی مفلس ہے غریب ہے فاقہ کش ہے تو اس کی ضرورت کا بھی پتہ ہے۔ اس لئے ضرورت کا پتہ ہونا اگر ضروری ہے تو اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ آپ اس کی ضرورت پوری بھی کر سکتے ہیں کہ نہیں کر سکتے۔ ہاں ہمارے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک کی ضرورت کا علم بھی ہے اور ہر ایک کی ضرورت پوری بھی کر سکتے ہیں۔ ”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یارنوں“ ایک صحابیؓ آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب شہید ہو گئے ہیں اور قرضہ بھی بہت چھوڑ گئے ہیں اور میری بہنیں بھی جوان ہیں ان کی شادی بھی کرنی ہے میرے پاس کوئی رقم نہیں ہے۔ والد صاحب کا قرضہ کیسے اتاروں اور بہنوں کے جینز وغیرہ کے لئے رقم کہاں سے آئے میں بہت پریشان ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ تیرے والد صاحب وہ پہلے شخص ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے بغیر حجاب کے گفتگو فرمائی ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ان سے گفتگو فرمائی لیکن میں کیا کروں مجھے میرے مسئلہ کا حل بتائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرض خواہوں سے درخواست کرو کہ وہ تمہیں کچھ مہلت

دیدیں وہ صحابیؓ گئے لیکن قرض خواہ نہ مانے۔ اس نے واپس آ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کر دیا۔ اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس سال کھجوروں کو پھل بھی بہت کم آیا ہے۔ قرض اتر جانے کی بھی امید نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بھی پھل لگا ہے وہ اتار کر لے آؤ صحابیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور جو بھی تھوڑی سی کھجوریں تھیں وہ اتار کر حاضر کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان پر چادر ڈال دو اور اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔ وہ آگئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ان کے قرضے کے مطابق تول تول کر دیتے جاؤ۔ تمام قرضہ اتر گیا تو فرمایا کہ باقی کھجوروں کو بیچنا شروع کر دو۔ وہ کھجوریں بیچتے رہے حتیٰ کہ جہیز کے لئے رقم بھی اکٹھی ہو گئی اور گھر کے اخراجات کے لئے بھی کافی سرمایہ اکٹھا ہو گیا۔ تو پھر کھجوروں سے جب چادر اتاری گئی تو کھجوریں اتنی ہی موجود تھیں کہ جتنی وہ باغ سے اتار کر لائے تھی۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ہر ایک کی ضرورت جانتے ہیں اور ضرورت پوری کرنا بھی جانتے ہیں۔

”ایہہ ساریاں توفیقاں نے اس رب دے یار نوں“ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبند یہ مجدد یہ 01/05/97

خوش خبریاں دینے والے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! عرصہ ہوا کہ ایک بات سنی تھی۔ اس کا مظاہرہ بار بار ہو رہا ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں ایک بزرگ کا
عرس مبارک تھا۔ حضور ﷺ کا میلاد بھی تھا۔ کئی اصحاب کی جوتیاں چوری ہو گئیں۔ وہ آئے اور کہا کہ حضرت صاحب
ہماری نئی جوتیاں تھیں وہ کوئی لے گیا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ عجیب بندہ ہے جو دو چیزیں لے گیا ہے۔ لوگوں نے
پوچھا کہ اور کون سی چیز لے گیا ہے۔ فرمایا کہ ایک تو وہ ہماری جوتیاں لے گیا ہے اور دوسری یہ کہ جنت لے گیا ہے۔ اس
لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محفل میں آنے والا چور بھی ہو پھر بھی بخش دیا جاتا ہے۔ یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں
کہ یہ دو بچے جو ہفتہ وار محفل میں آتے ہیں نعت پڑھ کر پیسے لے کر چلے جاتے ہیں۔ محفل میں بیٹھنا اور سننا ان کی غرض
نہیں ہوتی یہ اپنی مرضی سے آتے ہیں۔ میں نے کئی بار خواہش کی کہ ان کو روک دوں کہ یہ نہ آیا کریں پھر خیال آتا کہ
حضور ﷺ کی محفل میں آتے ہیں میں کیوں روکوں۔ پیسے اگر آپ دیتے ہیں تو اپنی مرضی سے دیتے ہیں مجھے اس میں
کچھ دخل نہیں لیکن ان کے آنے سے اور پیسے لے جانے سے ان پر جو فضل ہوا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ میں سن رہا تھا
وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک کہہ رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ ایسے ایسے ہیں ان کی داڑھی مبارک ایسی ہے ان کا عصاء
مبارک ایسا ہے۔ ان کی پگڑی مبارک ایسی ہے ان کا چہرہ مبارک ایسا ہے۔ دوسرا بچہ بھی اس کی تصدیق کر رہا تھا۔
حضرات! وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی باتیں کر رہے تھے یعنی چوری تو نہیں لیکن سینہ زوری تو ہے پیسے تو لیتے
ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن اس محفل میں آنے سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ کرم ہے کہ ان پر بھی یہ احسان ہوا ہے۔
اس لئے میری عرض ہے کہ آپ عام دنوں میں بھی آتے ہیں۔ پھل فروٹ بھی لاتے ہیں۔ مٹھائی لاتے ہیں بہت کچھ
لاتے ہیں لیکن گزارش ہے کہ اس محفل میں ضرور آئیں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ بھی پیغام ہے کہ بہت کم ایسی
محافل ہیں کہ جن میں میرے متعلق خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس محفل میں صرف بخشش ہی بخشش کی خوشخبریاں دی جاتی
ہیں۔ جوتی چور کی بات کی تو ساتھ بخشش کی بھی ہوگئی۔ جوتیاں لے گیا اور جنت بھی لے گیا یعنی جہاں گناہ کی بات ہوئی
ہے ساتھ ہی بخشش کی بھی خوشخبری دی گئی ہے۔ حضور ﷺ اس کو بہت پسند فرماتے ہیں اس لئے گزارش ہے کہ آپ بڑی
عقیدت سے آتے ہیں اور بڑی خدمت بھی کرتے ہیں لیکن یہ خدمت گزاری ایک طرف آپ اس محفل میں ضرور آیا
کریں۔ محفل میں جتنا کرم ہوتا ہے وہ دوسرے دنوں میں آنے سے نہیں ہوتا ہے۔

نیازی اک جام ایسا پلا دے
 یہیں بیٹھے بیٹھے مدینہ دکھا دے

اس محفل میں ایسے خوش نصیب تشریف فرما ہیں کہ وہ مدینہ والے کو یہاں لے آتے ہیں جانا تو جانا ہی ہے اگر حضور ﷺ تشریف لے آئیں۔ حاجی صاحب آپ مدینہ شریف چلے جائیں یا یہ کہ مدینہ والے یہاں تشریف لے آئیں تو ان میں سے بڑی بات کون سی ہے

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
 وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

کوئی خوش نصیب ہے جو ان کو دیکھ لیتا ہے اور کئی خوش نصیب ایسے ہیں جن کو وہ دیکھ لیتے ہیں۔ آپ ان کو دیکھیں یا وہ آپ کو دیکھیں ان میں سے بڑی بات کون سی ہے۔ جی ہاں وہ خود تشریف لے آئیں تو بڑی بات ہے وہ خود آپ کو دیکھ لیں تو بڑی بات ہے اور یہ اس محفل میں ہوتا ہے۔ اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ میرا چہرہ دیکھ کر بات کرتے ہیں اور یہ ان کے کرم کی بات ہے۔ کُشِفَ الدَّجَى بِحَمَالِهِ جو بھی بات ہوتی ہے ان کے کرم سے ہوتی ہے۔ ایک عرض میری اور ہے کہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے بنائی ہے۔ لیکن ایک چیز ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی سے بنائی ہے۔ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے مَحْنُ فَيَحْنُو کہہ کر بنائی ہے۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنانے کی باری آئی تو کائنات سے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب تمہیں میں کیسا بناؤں جیسا تیری مرضی جس طرح سے تو کہے گا ویسا ہی بنا دوں گا۔ تو ان کی مرضی کے مطابق ان کی شکل مبارک بن گئی۔ اور یہ اس طرح سے کہ کائنات بنا کر شاید اللہ تعالیٰ نے پھر اس طرف نگاہ کرم بھی نہ کی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کسی جگہ سنا نہیں سکتا لیکن میں مومن کے دل میں سما جاتا ہوں جہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہوتی ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل مبارک ان کی مرضی کے مطابق بنانے میں یہ مصلحت تھی کہ اس وقت سے ہی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ دیکھ رہے ہیں اور جو کوئی ان کا چہرہ دیکھنے کی تمنا کرے وہ بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اتنا محبوب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکل بدل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی کر دیتا ہے۔ غار ثور میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شکل صورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی ہو گئی تھی۔ آپ چاہیں تو آپ بھی اپنی شکل بدل سکتے ہیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا راستہ ہے ان کا نقش قدم ہے آپ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی تمنا ویسی رکھیں جیسی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ رکھتے ہیں تمہیں معلوم ہے کہ یہ چیز ہمیں کیوں نصیب نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعا اور ہے اور ہماری دعائیں اور ہیں۔ ان کی منزل اور ہے اور ہماری منزلیں اور ہیں ہمارے اپنے PROBLEMS ہیں مسئلے ہیں آرزوئیں ہیں۔ مجھے ڈگری مل جائے کونھی مل جائے پہلے اپنے مسائل پھر بچوں کے

مسائل۔ صحت کے مسائل ہیں مقدمے کے مسائل ہیں کاروباری مسائل ہیں ان میں ہم گھرے ہوئے ہیں اور ہم سرور کائنات حضور نبی کریم ﷺ اتنی بڑی شان والی ہستی سے ان مسائل کا حل مانگتے ہیں اور یہ ان کا کرم ہے کہ وہ حل عطا فرما دیتے ہیں۔ کیونکہ دکاندار سے جو طلب کرو گے وہی دے گا یہ تو نہیں ہوتا کہ آپ ایک ٹوپی مانگیں اور وہ آپ کو چادر دیدے وہ ٹوپی ہی دیگا۔ ہم اتنے بڑے دربار سے چھوٹی چھوٹی چیزیں طلب کرتے ہیں لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ وہ ہستی ہیں کہ جو ان چیزوں کے طلب گار نہیں ہیں وہ صرف یہ دعا مانگتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہواور میری آنکھیں ہوں اور جس کسی شخص کی یہ دعا ہو جائیگی اور جس کی یہ بھی دعا ہو جائیگی کہ

کہتے تھے ویکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

پھر اس کی شکل بدل کر حضور ﷺ جیسی ہو جاتی ہے۔ ہماری اشکال ہماری آرزوں کی بنا پر بدلتی ہیں۔ نوسر بازی کی شکل اور ہے۔ چور ڈاکو کی شکل اور ہے۔ چرئی افنی کی شکل اور ہے پٹواری کی شکل اور ہے استاد کی شکل اور ہے وکیل کی شکل اور ہے۔ پولیس والے کی شکل اور ہے علیٰ ہذا القیاس آپ دیکھ کر پہچان جائیں کہ یہ کس حکمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ جس ماحول میں وہ گھرا ہوتا ہے اسی ماحول جیسی اس کی شکل ہو جاتی ہے۔ اس طرح جو حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار میں گھرا ہوگا اس کی شکل حضور پاک ﷺ جیسی ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ پیار کس سے کرتا ہے۔ فرمایا کہ جب یہ لوگ یعنی ہم لوگ حضور ﷺ کے نقش قدم پر حضور ﷺ کے عشق و محبت میں چلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس وقت محبوب بنتے ہیں جب حضور ﷺ کی متابعت میں آتے ہیں جب حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہیں جب حضور ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں بتایا۔ یہ نماز کس کی ادا نہیں ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی ادا نہیں ہیں اور جب آپ ان اداؤں کو اپناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں آپ نماز پڑھنے کا اپنا کوئی طریقہ نکال لیں۔ دو جہدے کے بجائے تین کر لیں حالانکہ کچھ یادتی ہی کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ شاید آپ کی طرف دیکھیں ہی نہیں۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں میں گم ہوتے ہیں پھر خواہ آپ درست پڑھ بھی رہے ہیں کہ نہیں پڑھ رہے ہیں تیری نماز قبول ہو جاتی ہے۔ یہ نماز تمہیں معراج کراتی ہے۔ معراج نماز میں ہوتی ہے۔ جب تو پڑھتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ تو اس وقت تجھے معراج ہوتی ہے۔ لہذا عرض ہے کہ حضرات آپ اپنی دعاؤں کو بدلیں۔

بھرا ہے میرا عیبوں سے دامن حضور ﷺ پھر بھی نبھا رہے ہیں بنے دو جہاں تمہارے لئے کہ سارے جہاں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنے ہیں تو پھر میرا یہ سوال یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کس لئے ہیں۔ اعلم حضرت کی لمبی نعت ہے کہ زمین و زمان تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے اور بے شمار چیزیں گواہیں کہ یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنی ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کس لئے بنے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے لئے بنے ہیں کہ جن کے دامن ادب سے بھرے ہوئے ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے

فرمایا کہ نیک آدمی میرے لئے ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ جتنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی امت کو بخش دے اللہ تعالیٰ ان سے بھی کئی گنا زیادہ چاہتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی امت کو بخش دے۔ RACE گئی ہوئی ہے RACE جاننے ہو کیا ہوتی ہے کس کس کے درمیان لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس سے بھی زیادہ بخشوں گا۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

RACE ان میں لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ میری ایک دعا ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں کہ جن کی شکلیں بدل جاتی تھیں کوئی بندہ بن جاتا تو کوئی سور بن جاتا کوئی بلا بن جاتا۔ کوئی کتا کوئی گدھا بن جاتا تھا کہ شکلیں بدل جاتی تھیں۔ میری امت کی شکلیں نہ بدلنا۔ مرتے دم تک ان کی انسانی شکل قائم رہے اور توبہ کا دروازہ ان کے لئے کھلا رہے۔ جب کسی سابقہ امت کی شکل بدل جاتی تھی تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا تھا۔ جب کتا بن جائے خنزیر بن جائے کوئی اور چیز بن جائے تو دروازہ بند ہو جاتا تھا۔ لیکن جب بندے کی شکل رہتی ہے تو توبہ کا دروازہ بھی کھلا رہتا ہے۔ حضور ﷺ نے عرض کیا یا اللہ میری دعا ہے کہ میری امت کو اس عذاب سے بچالے۔ ان کی شکلیں تبدیل نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور بدل دوں گا لیکن میں ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دوں گا۔ ذرا غور کریں کہ کون زیادہ کوشش میں ہے ہمیں بخشنے کے لئے کون زیادہ مہربان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات سے زیادہ مہربان ہیں یا اللہ تعالیٰ مہربان ہے۔ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ یا اللہ مہربانی فرمائیں ان کی شکلیں نہ بدلیں سوال شکلیں نہ بدلنے کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں کہ میں نے ضرور بدلنا ہے ہاں شکلیں نہیں بدلوں گا بلکہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدلوں گا۔ بات شکلیں تبدیل ہو جانے والے عذاب سے چلتی ہے لیکن گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل ہو جانے کی خوشخبری پر آخر ختم ہوتی ہے۔ بھرا ہے گناہوں سے اگر میرا دامن تو ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک بھی تو کھڑے ہیں کہ یا اللہ میری امت کی بخشش فرمادے۔ حضرات! اپنے گناہوں کی طرف نہ دیکھو بلکہ حضور ﷺ کے ہاتھوں کی طرف دیکھو کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں ہمیں کبھی اپنے گناہوں پر شرم نہیں آتی کبھی آنسو نہیں آتے لیکن حضور نبی کریم ﷺ ایسی ہستی ہیں کہ ہمارے گناہوں پر آنسو نہا رہے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ کچھ امتوں پر پتھر برسائے گئے اور وہ تمام کے تمام مر گئے کسی نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے دعا کی کہ یا اللہ یہ میری بات نہیں مانتے تو ان پر پتھروں کی بارش برسا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ضرور بارش کروں گا لیکن یہ بارش ایسی ہوگی کہ تیری امت کے گناہوں پر میری رحمت کی بارش ہوگی۔ پھر وہی بات ہے کہ پتھروں کی بارش کے عذاب سے بات چلتی ہے لیکن رحمت کی بارش پر آخر ختم ہوتی ہے اس طرح سے مثالیں دیکر بخشش کی خوشخبری ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کئی چیزوں کی عظمتیں گنوتا ہے۔ ایک عظمت ان میں سے یہ ہے کہ میرے پیارے حبیب علیہ

الصلوة والسلام میں نے جبرائیل علیہ السلام کو چھ سو پر دے دیں اور ایک لاکھ چھوٹے بال دے دیں یہ نورانی بال ہیں دیکھنے میں قوت میں وہ بے مثال ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب دو پر کھولتے ہیں تو اپنے مقام سِدْرۃ الْمُنْتَهٰی سے زمین تک وہ ایک لمحہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اتنی زیادہ طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بظاہر یہ بڑی طاقت والی چیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن میں نے تمہیں چھ لاکھ سر کے بال عطا فرمائے ہیں ان میں سے ہر ایک بال کی عظمت یہ ہے کہ اس کے صدقے ساری امت کو بخش دوں گا۔ بات حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پروں کے ذکر سے چلتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے بال مبارک پر آ کر کئی نہیں بلکہ ہماری بخشش کی خوشخبری پر آ کر کئی ہے۔ بہانہ بخشش کا اللہ تعالیٰ بھی ڈھونڈ رہے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ بھی ڈھونڈ رہے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت مجھے بہت پیاری ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ یہ امت مجھے بہت پیاری ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں امت محمدی کا کوئی فرد اگر بہت زیادہ گناہ گار ہو کر جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے تو اس حالت میں بھی مجھے وہ سابقہ امتوں کے جنتیوں سے بھی زیادہ پیارہ ہوتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ”بنے دو جہاں ہمارے لئے“ حضرات! حضور نبی کریم ﷺ کتنا کھا گئے ہوں گے۔ آپ ﷺ کی ایک مہینہ بھر کی خوراک ہماری ایک دن کی خوراک سے بھی کم ہوگی۔ تین تین ماہ تک تو چلوہا نہیں جلتا تھا۔ تو کیا کھایا ہوگا۔ حضور ﷺ کے لئے کل کائنات بنی لیکن آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ نہیں لیا کچھ نہیں کھایا سب ہمارے لئے ہی چھوڑ گئے ہیں۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ ایک اور عظمت بھی بیان فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ یہ دیکھ کر بڑے راضی ہوں گے اور حیران بھی ہوں گے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر اپنا عصا مبارک مارتے تھے تو اس زمین سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلتے تھے۔ بارہ ہی ان کی امت کے قبیلے تھے تو ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے چشمے سے پانی بھر لیتا تھا بظاہر یہ بڑی عظمت والی بات ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز میں سارا پانی کوثر اور سللیل میں بھر دوں گا اور تیرے طفیل تیری امت کے حوالہ کر دوں گا۔ پتھر سے پانی تو چند ماہ یا چند سال چلے گا لیکن یہ کوثر اور سللیل تا قیامت اور اس کے بعد تک بھی چلتا رہے گا کہ یہ تیری امت کے لئے بنایا گیا ہے۔ عطا آپ ﷺ کو ہوئی ہے فائدہ امت اٹھا رہی ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم پڑھتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ورنہ ہم میں اور کوئی کسی قسم کی بڑائی نہیں ہے۔ ہماری عمر بھی کم ہے اور کئی چیزیں ہماری کم ہیں پتہ نہیں کیا کیا ہم میں کمی ہے ہمارے گناہ بھی زیادہ ہیں لیکن صرف امت محمدی ہونے کے باعث ہمیں یہ سارا شرف مل رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے نیک آدمی ملائیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فلاں پہاڑ پر چلے جاؤ اس میں ایک چٹان ہے جس میں ایک پتھر ہے اس پر آپ اپنا عصا ماریں تو یہ پتھر پھٹ جائیگا راستہ بن جائیگا اس میں میرا وہ بندہ بیٹھا ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے اسی طرح عمل فرمایا تو اللہ کے نیک بندے سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے اس کی زیارت کی اور پوچھا کہ آپ کب سے یہاں ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے پانچ سو سال ہو گئے ہیں۔ اس

کے سجدوں سے رکوع سے وہ جو اس کا پتھر کا بنا ہوا مصلیٰ تھا وہ بھی گھس گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام خوش ہو گئے ملاقات سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی اگر کوئی زیادہ نیک آدمی ہے تو مجھے اس کی بھی زیارت کر دے نیک لوگوں کی زیارت سنت انبیاء کرام ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ بات بات میں بخشش کا بہانہ لگتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک آدمی کی زیارت ہی کفارہ گناہ ہے۔ اور ذرا غور فرماؤ کہ ایک نبی علیہ السلام زیارت کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی زیادہ نیک آدمی کی زیارت کرا دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں اس سے بھی زیادہ نیک آدمی وہ ہوگا جو امت محمدیہ کا فرد ہوگا اور وہ دو نفل نماز پڑھے گا تو اس کی یہ عبادت اس نیک بزرگ آدمی کی عبادت سے زیادہ افضل ہوگی۔ ہمارے دو نفل کی کیا وقعت ہے۔ ہمیں تو عبادت بھی صحیح نہیں آتی اگر کوئی عربی کا علم رکھنے والا ہو صرف و نحو کا علم رکھنے والا نہیں پڑھتے ہوئے سنے تو شاید ہماری الحمد شریف بھی پاس نہ ہو حالانکہ ہم وہ ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اگرچہ ہماری نمازوں کا کوئی معیار نہیں لیکن اگر دو نفل نماز ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ پڑھ لیں۔ تصور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پڑھ لیں اور اس نیت سے پڑھیں کہ میرے ان سجدوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ اس نیت سے نہ پڑھیں کہ میں نے نفل پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے نکلتا ہے۔ آج کچھ لوگ نفل اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے آگے نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے اس آدمی سے اس آدمی کی دو رکعت نفل نماز بہتر ہے۔ کہ جو اس لئے پڑھتا ہے کہ نماز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنکھوں کو ٹھنڈک پڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ جب بھی آپ کوئی نیک عمل کرتے ہیں صبح کرتے ہیں کہ شام کو کرتے ہیں تو تمہارے سارے اعمال حضور ﷺ کے پاس پیش ہو جاتے ہیں۔ نیک اعمال کو دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ خوش ہوتے ہیں۔ جو بھی حضور ﷺ کو خوش کرنے کے لئے نیکی کرتا ہے وہ بنی اسرائیل کے اس بزرگ سے بہتر ہے جس نے پانچ سو سال عمر ایک غار میں بیٹھ کر عبادت میں گزار دیے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی امت کے اولیاء کی یہ شان ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

لہذا ایک سینڈ کو کہتے ہیں یعنی لہ کسی ولی اللہ کی صحبت میں بیٹھنا سو سال کی عبادت بے ریا سے بھی بہتر ہے۔ یہ بھی حضور ﷺ کا کرم ہے اور حضور ﷺ سے ہی شروع ہے۔ صحابی کس طرح بنتا ہے؟ کیا زیادہ نمازوں سے؟ نہیں بلکہ صرف زیارت سے بنتا ہے۔ جس کسی نے بھی حضور ﷺ کی زیارت ایمان کی حالت میں کر لی۔ وہ صحابی بن گیا۔ اور یہ عام مسلمان سے (27) ستائیس درجے بلند مرتبت ہو گیا کہ جہاں عام مسلمان کی سوچ ختم ہوتی ہے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اور اس طرح اوپر کو چلتے جائیں تو (26) درجے اوپر جا کر صحابی کا مقام آتا ہے۔ اور اس کا عمل کیا ہے؟ کہ صرف ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے۔ اور یہی چیز درجہ بدرجہ سینہ بہ سینہ چہرہ بہ چہرہ

حضور ﷺ قیامت تک لے جائیں گے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ جنتی ہے اور جس نے اس کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے جس نے اس کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے۔ یہاں تو صرف دیکھنے سے بخشش ہو رہی ہے۔ **كَشَفَ الدَّخِي بِحَمَلِهِ** حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ سے ساری روشنیاں نکلتی ہیں۔ حدیث شریف ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے جس گلی سے حضرت عمرؓ گزر جاتے ہیں اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے یہ کرم ہے اس امت پر ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جیسے ہی صالحین کا ذکر شروع ہوا تو رحمت آ کر سب سے پہلا کام یہ کرتی ہے کہ سب کو جنتی بناتی ہے باقی کام بعد کا ہے۔ جب رحمت برسی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص کرم ہوتا ہے۔ معراج پر تشریف تو حضور ﷺ لے گئے ہیں لیکن بخشش ہمارے لئے آئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عصا مبارک ملا تھ۔ جادو گروں نے رسیوں کے سانپ بنائے تھے۔ تو یہ عصا مبارک سانپ بن کر سب کو نگل گیا۔ یہ فرعون کے دربار کا واقعہ ہے سب کو یاد ہوگا۔ اور بھی بڑے کام تھے لیکن ایک کام یہ ہوا کہ ایک ہزار فرعونی آدمی تھے جو جادوگر تھے ان کو بلایا گیا کہ وہ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کریں اور ان کے معجزات کو زائل کریں۔ تو ان جادو گروں نے رسیوں کے سانپ بنا کر پھینکے تھے تو اُدھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک پھینکا جو سانپ بن کر سب کو کھا گیا۔ اور جب پکڑ لیا تو پھر عصا مبارک بن گیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ایک بڑی عظیم چیز ہے شاید آپ یہ خیال فرمائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتنا اچھا عصا مبارک دیدیا لیکن مجھے نہیں دیا تو اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام گھبرانے کی ضرورت نہیں میں تمہیں قیامت کے روز شفاعت کا عصا دوں گا جو تیری ساری امت کے تمام گناہ کھا جائیگا۔ جو بھی چیز کسی کو عطا ہوئی ہے وہ بہتر ہو کر امت محمدیہ کے کام آگئی۔ اب عصا کو دیکھیں کہ کہاں سے اس کا ذکر چلتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا۔ آپ اس سے بکریاں ہانکتے تھے۔ پتے جھاڑتے تھے۔ کسی کھائی وغیرہ کو پھلانگتے تھے۔ اس سے ٹیک لگا لیتے تھے۔ اب اس عصا سے معجزات بھی عطا ہوئے کہ جب پانی پر مارتے ہیں تو وہ پھٹ کر کھڑا ہو گیا اور بنی اسرائیل بالکل خشک دریا کے پار گزر گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ یہ بھی سوچیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مبارک مارا تو بارہ رستے بن گئے اور بنی اسرائیل کی قوم بالکل محفوظ وہاں سے گزر گئی لیکن مجھے یہ معجزہ یہ عصا کیوں نہ دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل تو دریا سے بالکل خشک ہی گزر گئے لیکن میں تیری امت کو اتنی جلدی پل صراط سے گزراؤں گا کہ جس کے نیچے جہنم ہے سخت گرم ہے کہ اگر کسی کی چادر پانی سے بھیگی ہوئی ہوگی تو اس کے خشک ہونے سے پہلے وہ پل صراط سے گزر جائیگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے دریا پار کر لیا ہے تو میں تیری امت کو پل صراط سے پار کرادوں گا۔ یہ سب کچھ ایک کتاب ”معارج النبوت“ میں سے ہے۔ جس کے مصنف معین الواعظ الکاشفی الہرویٰ ہیں۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کافی موٹی ہے۔ لکھنے والے نے لکھ کر رکھ دی۔ یہ ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے کہ اس نے یہ کتاب لکھ کر دعا کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ اگر آپ قبول فرمائیں اور اجازت دیں تو میں یہ کتاب چھپوا دوں۔ ورنہ نہیں

چھپو اؤں گا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت فرمادی کہ چھپو دو۔ میں اس کتاب کے مندرجات کی باتیں عرض کر رہا ہوں۔ میری اپنی طرف سے کچھ نہیں ہے۔ یہ ساری خوشخبری اس کتاب میں ہیں۔ ایک بات اور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت ام ہانئ کے مکان سے ایک لمحہ بھر میں لامکان میں پہنچا دیا کہ کنڈی بھی ہلتی رہی۔ وضو مبارک کا پانی بھی چلتا رہا۔ بستر بھی گرم رہا۔ اور سارا کچھ بہت جلدی WITHIN NO TIME ہوا۔ اور فرمایا کہ اس سے میں تیری امت کو بھی حصہ دوں گا۔ پل صراط کا اتنا طویل فاصلہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پوری رفتار سے پچاس ہزار سال چلتا رہے تو بھی ختم نہیں ہوتا لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ایک لمحہ میں حضرت ام ہانئ کے مکان سے لامکان بلکہ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام تک پہنچایا ہے تو اسی اتنے ہی لمحے میں تمہاری امت کو جنت میں پہنچا دوں گا۔ اور تمہیں یہ طویل فاصلہ اس لئے طے کرایا کہ تو یہ دیکھ لے کہ عملی طور سے یہ ممکن ہے۔ پھر فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو معلوم ہے کہ میں نے تمہارے لئے یہ گرمی اور سردی کا موسم کیوں بنایا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس کی مصلحت آپ ہی جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میری جہنم کے دو حصے ہیں ایک حصہ نہایت ہی سرد ہے اور دوسرا حصہ نہایت ہی گرم ہے۔ انتہائی سرد حصہ بھی عذاب والا ہے اور انتہائی گرم حصہ بھی عذاب والا ہے۔ تو میں دنیا میں یہ موسم تبدیل کر کے تھوڑی سردی لگا کر اور تھوڑی گرمی لگا کر تیری امت سے اس دنیا میں ہی کفارہ لے لیتا ہوں تاکہ یہ امت قیامت کے روز ان عذاب والے حصوں میں نہ پڑے۔ پھر فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری امت میں سے جو بھی میری عبادت کریں گے وہ میں قبول کروں گا خواہ وہ میری شان کے لائق ہے یا نہیں ہے۔ اور یہ عبادت ہم سے اللہ تعالیٰ کے شان کے مطابق ہو نہیں سکتی۔ پھر بھی قبول ہو جائیگی اور ان عبادت گزاروں کو جو میں جزا دوں گا جو انعام دوں گا وہ ان کی عبادت کے مطابق نہیں دوں گا بلکہ اپنی شان کے مطابق دوں گا۔ میں باقی تمام امتوں سے عدل سے کام لوں گا لیکن تیری امت سے میں فضل سے کام لوں گا۔ حضرت مریم علیہ السلام جب پیدا ہوئیں تو ان کی پرورش کا مسئلہ تھا۔ کئی دعویدار تھے کہ ہم پرورش کریں گے تو قرعہ ڈالا گیا۔ سب نے اپنی اوسے کی قلمیں پانی میں ڈالیں کہ جس کی قلم تیر جائیگی وہی حضرت مریم علیہ السلام کا لفیل ہوگا۔ تو یہ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا تو انہوں نے حضرت مریم علیہ السلام کی پرورش کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ واقعہ میں نے مثال کے لئے بنایا ہے کہ قیامت کے روز بہت سارے دعویدار ہوں گے کہ جو دعا کریں گے کہ یا اللہ میری دعا سے امت محمدیہ کی بخشش فرما دے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ میری اولاد ہے یا اللہ انہیں بخش دے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ میں بھی امت ثانی ہوں میری دعا سے ان کی بخشش فرما دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میری ملت میں میری دعا قبول فرما ان کی بخشش فرما دے۔ علیٰ ہذا القیاس کئی اور نبی بھی اس طرح کہیں گے۔ جہنم کا جو دروند ہے وہ کہے گا کہ یا اللہ امت محمدیہ کو بخش دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی قلمیں پانی میں ڈالیں جس کی قلم تیر جائیگی اس کی دعا قبول ہوگی لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں صرف تیری قلم ہی تیرا وگا باقی سب ڈوب جائیں گی۔ تاکہ

صرف تیرے ہی وسیلہ جمیلہ سے تیری امت کی بخشش ہو۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب آپ قَابِ قَوْسَيْنِ کے مقام پر تھے اور آپ پر وحی ہوئی تھی ہمیں بھی بتائیے کہ وہ کیا وحی تھی۔ فرمایا میں تو کسی تھیں لیکن ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ اگر قیامت کے روز میں نے تیری امت سے بات چیت نہ کرنا ہوتی تو قیامت ہی پر پانہ کرتا بلکہ یہیں سے ہی سیدھا حساب کتاب ہو کر جنت دوزخ کا حکم ہو جاتا۔ صرف انعقادِ محشر کا یہ سبب ہے کہ تیری امت سے بات چیت کرنی ہے۔ اور وہ بات کیا ہونی ہے۔ سوال ہوگا کہ کیا تو نے گناہ کئے ہیں۔ عرض کرے گا یا اللہ ہاں گناہ کئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اس گناہ کے بدلے نیکیاں دیدو۔ وہ جب دیکھے گا کہ گناہوں کے بدلے نیکیاں مل رہی ہیں تو کہے گا کہ یا اللہ میں نے تو بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے وہ کہاں گئے اگر نیکیاں دینی ہیں تو ان کے بدلے میں دے۔ تو اللہ تعالیٰ ان بڑے بڑے گناہوں کے بدلے میں بخشش عطا فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میں نے یہ بات چیت نہ کرنا ہوتی تو قیامت ہی پر پانہ کرتا نماز میں دو چیزیں ہیں۔ فرائض ہیں اور سنتیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جانتے ہیں کہ یہ دونوں کیوں ہیں۔ یا تو صرف فرض ہوتے ہیں یا صرف سنتیں ہوتی۔ یہ دو قسم کی تقسیم کیوں ہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ ہی فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ اس لئے بنائی ہیں کہ فرض میرے ہیں اگر ان میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو آپ شفاعت فرمادینا میں بخش دوں گا اور اگر سنتوں میں کوتاہی ہوگئی تو میں سفارش کر دوں گا آپ بخش دینا۔ تو حضرات! جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا کرم برس رہا ہو ہاں خوشی ہی ہوگی غم نہیں ہوتا پھر فرمایا کہ تیری امت میں ہر انسان کو دو ہاتھ دئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان کے ایک ہاتھ میں تو زیادہ گناہ ہیں اور دوسرے میں چند نیکیاں۔ فرمایا گناہ تو میں آپ کی شفاعت سے بخش دوں گا اور نیکیوں کے صدقے ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کر دوں گا۔ حضرات! آپ اپنی کیفیت دیکھو اپنی حالت دیکھو میں اپنی نظر کرتا ہوں جب بھی ہمیں کسی اعلیٰ افسر کے پاس کسی اعلیٰ عدالت میں یا کسی ایسے بندے کے پاس جو کچھ دے سکتا ہو جانے کا موقع ملے اور وہ پوچھے کہ کیا چاہیے تو مجھے اپنی غرض یاد رہے گی اور آپ کو اپنی ضروریات یاد آئیں گی کوئی کسی دوسرے کے لئے نہیں مانگتا اپنا ہی سوال آگے رکھتا ہے۔ وزیر اعظم کے پاس چلا جائے صدر پاکستان کے پاس چلا جائے وہاں اپنی ہی ضرورتیں ہیں اپنے ہی مسائل ہیں صرف اپنے ہی کام سے غرض ہوتی ہے باقی سب کو بھول جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہوں کے بادشاہ بڑے سے بڑے کائنات کے مالک کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ازراہ کرم پوچھا کہ اے میرے حبیب ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتًا فَرَمَیَا یہ تو ہو گیا اور کیا چاہتے ہیں عرض کیا میری امت کو بخش دے۔ پھر فرمایا کہ کوئی اور طلب۔ عرض کیا کہ میری امت کو بخش دے۔ ستر ہزار مرتبہ یہ سوال ہوا اور ستر ہزار مرتبہ حضور ﷺ نے یہی جواب دیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ یہ ان کا کرم اور یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم میں کوئی عمل نہیں ہے۔ کوئی بڑھائی نہیں۔ کوئی عظمت

نہیں۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی امت کی کوئی عظمت بتائیں تاکہ میں بھی مسلمان ہو جو باؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے چار گروہ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو سابقہ انبیاء کی طرح شفاعت بھی کریں گے۔ دوسرا وہ ہے کہ جو بغیر حساب کتاب کے بخش دئے جائیں گے۔ تیسرا گروہ وہ ہوگا کہ جن کے گناہ زیادہ ہوں گے اور نیکیاں تھوڑی ہوں گی ان کے گناہ یہودیوں، عیسائیوں اور کافروں پر لاد کر انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا اور ان کی بخشش کر دی جائیگی اور چوتھا گروہ وہ ہوگا کہ وہ گنہگار ہوں گے اور یہ بے شمار لوگ ہوں گے۔ کوئی نیکی ان کے پلے نہیں ہوگی۔ عرض کیا کہ اس گروہ کا کیا بنے گا۔ فرمایا کہ ”الطالعی“ ان کے لئے تو میں آیا ہوں پھر وہ پوچھتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کی امت گناہ کر سکتی ہے؟ فرمایا کہ ہاں گناہ کرے گی اور اگر گناہ نہیں کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ اور قوم بدل کر لے آئیگا۔ تاکہ وہ گناہ کریں پھر توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل جائیں یہ گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے لیکن یہ بخشش کا لائسنس ضرور ہوگا۔ میں گناہ کرنے کا لائسنس عرض نہیں کر رہا ہوں۔ کہ آپ ضرور گناہ کریں لیکن بخشش کا لائسنس عرض کر رہا ہوں کہ یہ پہلے سے ہی طے شدہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہماری اس محفل میں خوشخبری ہی ہوتی ہے تو ان کے کرم سے میں نے آپ کو ان کی طرف سے ہی خوشخبریاں سادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان خوشخبریوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی

اللہ تعالیٰ نے بخشش کے لئے اسباب ہی اتنے زیادہ پیدا فرمائے ہیں کہ اگر عقیدہ صحیح رکھو تو بخشش ہی بخشش ہے اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ (1) حضور ﷺ نور ہیں (2) حضور ﷺ کلی علم غیب رکھتے ہیں۔ (3) حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں (4) حضور ﷺ حیات ہیں۔ (5) حضور ﷺ ہی شفیع ہیں ان کی شفاعت سے ہی بخشش ہوتی ہے ورنہ نہیں ہوتی ہے۔ (6) آپ آخری نبی ہیں۔ اگر یہ عقیدہ رکھو گے تو اتنا ہی کافی ہے۔ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ ہماری بخشش فرما دیتا ہے۔ حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ فرماتے ہیں

ال نبی اولاد علی دی سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت غوث اعظمؒ کے نام کی برکت ہے کہ ان کا نام لیں تو باطن صاف اور ظاہر بھی صاف ہو جاتا ہے تو پھر ان کی ذات کی کیا برکت ہوگی۔ یہ حدیث پاک ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ تمام اقطاب، اغیاث، اولیاء اللہ ابدال سے بھی زیادہ عظیم المرتبت ہستی ہیں ان کا نام لینے سے ہزاروں کروڑوں گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لوگ بہت اعتراض کرتے ہیں کہ جنت اتنی سستی لگا رکھی ہے۔ اگر سستی لگا رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے حبیب پاک ﷺ نے لگا رکھی ہے۔ میں نے تو نہیں لگا رکھی ہے۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہے اور حضرت سرکار غوث الاعظمؒ

صالح ہیں تو پھر ان کے ذکر پر فائدہ تو ہونا ہی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے حق نکلتا ہے۔ میں اور آپ یا حاجی صاحب جو بھی کہہ دیں اس کی کوئی حقیقت نہیں لیکن جو بات حضور نبی کریم ﷺ کے منہ مبارک سے نکل گئی وہ حق ہے۔ اگر کسی کو اعتراض ہے کہ یہ جنت بہت سستی مل رہی ہے تو پھر جس کو یہ منظور نہیں وہ مہنگی خرید لے۔ ہمیں کیا اعتراض ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے ذکر سے کیا دیتا ہے۔ معلوم ہے آپ کو؟ آپ پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو ہمیں کیا ملا۔ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف دس نیکیاں مل گئیں جو ہم نے کی نہیں۔ دس گناہ معاف ہو گئے جو ہم نے کئے ہیں۔ اس درجے جنت میں بلند ہو گئے اور دس ہزار بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درود شریف ہمیں مل گیا ہے۔ ہمارا درود شریف تو صرف دعا ہے لیکن ان کا درود شریف حقیقت ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اے اللہ درود شریف بھیج دے ہمیں تو یہ بھی علم نہیں کہ درود شریف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو درود شریف بھیجتے ہیں وہی اصل درود شریف ہے اور جو ہمیں بھی مل جاتا ہے اور ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔ حضرات! یہ بخشش کے بہانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بخشش کے بہانوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ کئی ایسے فرقے ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لو۔ سن لو وہ توحید جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کفر ہے اللہ تعالیٰ کی توحید کی وہ تعریف جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نقص پیدا ہو۔ وہ کفر ہے۔ کوئی یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی شان ہے کہ اس کے سامنے باقی تمام لوگ چڑے چھار ہیں تو یہ توحید کی تعریف غلط ہے۔ باقی تمام لوگوں میں تو پھر انبیاء بھی ہیں۔ اس طرح گستاخی ہو جائیگی۔ یہ سخت گستاخی و بے ادبی ہے لیکن وہ ضد کر رہے ہیں کہ قرآن کافی ہے۔ لیکن یہ تو معلوم کرو کہ یہ کس طرح پتہ چلا کہ قرآن ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حدیث نہیں چاہئے۔ چلو نہ سہی لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمہیں کس نے بتایا کہ یہ قرآن مجید ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کس نے بتایا ہے کہ قرآن ہے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا تو پھر یہی توحید ہے اور اسی فرمان کی وجہ سے مجھے قرآن کا پتہ چلا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث کی ضرورت نہیں اگر حدیث کو نہیں مانتے تو پھر قرآن کا پتہ کرو کہاں سے کرو گے۔ کون بتائیگا۔ اس طرح سے یہ لوگ نقص پیدا کرتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص خاص صفات عرض کی ہیں اگر اس کو مانتے تو پھر عقیدہ درست ہے۔ یہ محفل نہ میری ہے نہ آپ کی ہے نہ حاجی صاحب کی ہے نہ نبی پروفیسر صاحب کی ہے یہ محفل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے ان کی نسبت سے ہے۔ غوث الاعظمؒ کی محفل ہے ان کا ذکر ہوا ہے۔ اولیاء اللہ کی محفل ہے ان کا ذکر ہوا ہے۔ اس سے خوشبو نکلتی ہے لوگوں نے سونگھی ہے اس سے نور نکلتا ہے وہ بھی لوگوں نے دیکھا ہے۔ اس خوشبو کو سونگھ کر فرشتے آ جاتے ہیں۔ اور محفل کے بعد جا کر بارگاہ عالیہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے ایک ایسی محفل دیکھی ہے کہ جس میں تیرا ذکر ہو رہا تھا۔ تیرے حبیب ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی محافل کا انعقاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان محافل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فیصل آباد 15/12/95

نماہیت فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! عرض ہے کہ

ان کا کرم ان کی عطا تو دیکھو
مجھ بے کو تو صیف ثنا دیتے ہیں

یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے جو کچھ وہ عطا فرمائیں گے وہ میں عرض کر دوں گا۔ میری مثال تو اس پرندے جیسی
ہے کہ جو صبح سویرے بھوکا پیاسا اپنے گھونسلے سے نکلتا ہے۔ اپنے اللہ کریم پر توکل کر کے نکلتا ہے اور شام کو خوب سیر ہو کر
پیٹ بھر کر لوٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے خوب پیٹ بھر کر روزی دیتا ہے۔ ہمیں بھی جو عطا ہو جائیگی تو ضرور عرض کر دیں گے
ورنہ ایسے ہی بیٹھے رہیں گے۔ ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشین ہے

حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان کی گئی ہے۔ لیکن یہ ہمارے جیسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ جب وہ چٹائی پر بیٹھتے ہیں تو ان
کی کوئی شان بنتی ہے اگر کرسی پر بیٹھ جائیں تو زیادہ شان بن جاتی ہے۔ کوئی ڈپٹی کمشنر بن جائے تو شان میں اضافہ ہو جاتا
ہے۔ وزیراعظم بن جائے صدر بن جائے پھر تو کیا بات ہے۔ ہر عہدہ ہماری شان میں اضافہ کر دیتا ہے کرسی مل گئی
ملازمت مل گئی۔ اختیارات مل گئے تو شان بڑھتی گئی اور جب کسی وجہ سے یہ اختیارات ختم ہو گئے تو ساری شان بھی جاتی
رہی۔ لیکن میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بات بالکل الگ ہے۔ اس دنیا کائنات میں کوئی چیز کوئی عہدہ میرے نبی
علیہ الصلوۃ والسلام کو کچھ نہیں دے سکتا نہ فرش نہ کرسی نہ عرش نہ خانہ کعبہ نہ جنت کوئی کچھ نہیں دے سکتا ان سے میرے نبی
کریم ﷺ کی شان میں رتی بھر اضافہ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو محمد ﷺ بنا کر بھیج دیا ہے اور
محمد ﷺ وہ ہستی ہیں وہ ذات عالی ہے کہ جس کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کرسی سے آپ ﷺ کی شان میں
اضافہ ہوا اگر عرش سے اضافہ ہوا اگر طواف کعبہ سے اضافہ ہو تو وہ پہلے محمد ﷺ نہیں تھے۔ ان میں کوئی کمی تھی۔ جب کہ
میرے اللہ کریم نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام میں کوئی کمی رہنے ہی نہیں دی ہے۔ ہم طواف کعبہ کریں تو ہمارے
گناہ مٹ جاتے ہیں لیکن اگر میرے نبی پاک ﷺ طواف کعبہ کریں تو خانہ کعبہ کو عزت ملتی ہے۔ عرش نے ہمارے نبی
علیہ الصلوۃ والسلام کو کیا دینا ہے؟ جب آپ کی نعلین پاک کے نیچے لگی ہوئی مٹی عرش کے چہرے پر لگتی ہے تو اس عرش معلیٰ

بنادیتی ہے۔ وہ کچھ اس طرح کا شعر ہے کہ

مجھ کو بھی ہے حضرت جبرائیل سے نسبت قریب کی
وہ بھی ہے اور میں بھی ہوں دربان مصطفیٰ ﷺ

ذرا دیکھو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی حضور نبی کریم ﷺ کے دربان ہیں۔ کوئی پہرہ دار کوئی چکیدار کوئی سپاہی بندوق لئے کسی دروازے پر کھڑا ہو تو کہتے ہیں کہ یاریہ کوئی بڑا آدمی ہے کہ جس کے دروازہ پر سپاہی کھڑا ہے۔ کوئی فوجی کوئی کیپٹن کھڑا ہو تو سمجھا جاتا ہے کہ اس کی شان بڑی بلند ہے۔ اگر بریگیڈیر یا کوئی بڑا افسر پہرہ دار بنا کھڑا ہو تو سمجھا جاتا ہے کہ گھر والا مکان کا رہائشی بہت عزت والا ہے۔ اسی لحاظ سے اعظم چشتیؒ نے خیال فرمایا ہے کہ جس درکار دربان حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کا سردار ہو اس کی شان کتنی بلند ہوگی۔ میرے نبی علیہ السلام کی اس طرح شان نہیں بلکہ شان حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملی ہے کہ وہ دربان بن گیا ہے۔ اگر وہ اس درافند پر کھڑا نہ ہوتا تو شاید جبرائیل علیہ السلام ہی نہ بن سکتا۔ فرشتوں کی سرداری نہ ملتی۔ جبرائیل علیہ السلام ہے ہی اس لئے کہ وہ حضور ﷺ پر کھڑا ہے۔ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے ہی اس لئے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دے رہا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کافی ہونٹ صرف اس لئے عطا ہوئے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک پر معراج کی رات بوسہ دے کر آپ ﷺ کو نیند سے بیدار کرنا تھا یہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ **وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ (الفقہ 9)** اور رسول کریم ﷺ کی تعظیم کرو اور توقیر کرو، عزت اور تعظیم کرو کہ جس طرح سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کر رہے ہیں۔ لوگ تمہیں ڈرائیں گے کہ ایسی تعظیم کرنے سے شرک ہو جائیگا بدعت ہو جائیگی۔ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حکم سے حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دے رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا حکم ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ غلطی ہو گئی ہے۔ یا غلطی ہونے کا امکان ہو سکتا ہے شاید بتانے والا خود اللہ کریم ہو تو پھر کسی غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو میرے نبی پاک ﷺ کا اتنا ادب سکھا رہا ہے کہ وہ جبکہ کرسجدہ کے قریب جا کر حضور ﷺ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دے رہا ہے اور یہ میرے اور تیرے لئے تعظیم ہے سبق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اتنا ادب کر لینا شرک نہیں ہے عین ایمان ہے عین عبادت ہے عین اسلام ہے۔ یہ یاد رکھو کہ کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ نہیں دے سکتا آپ نے ابھی نعت پڑھی ہے کہ کسی کو دم دیا ”دم عیسیٰ علیہ السلام“ کسی کو یذبیضادیا ”یذمیوسی علیہ السلام“ اور کسی کو حسن دیا ”حسن یوسف علیہ السلام“ لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے مشرف کیا۔ شعر اصل میں یوں ہے کہ

حسن یوسف دم عیسیٰ یذبیضاداری
آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اصل یہ ہے باقی شعراء حضرات نے اس کی نقل کر کے اپنے الفاظ میں اپنے اپنے خیال میں شعر بنا رکھے ہیں۔ اس

کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پھونک مار کر مردہ کو زندہ کر دینا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے ہاتھ مبارک کو بغل سے نکالنا کہ وہ چاند کی طرح روشن ہو جاتا تھا۔ ان کے پاس یہ ایک ایک معجزہ تھا لیکن حضور ﷺ کے پاس تمام کے تمام معجزات ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ شعر میرے عقیدے کی ترجمانی نہیں کرتا۔ میں تو غلط ہو سکتا ہوں لیکن یہ شعر میرے عقیدے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ میں اسی خیال کو یوں کہتا ہوں کہ

حسن	یوسف	دم	عیسیٰ	یدریضا
فیض	مصطفیٰ ﷺ	سے		پیدا
آں	چہ	خواباں	ہمہ	دارند
بطفیل	مصطفیٰ ﷺ			دارند

حسن یوسف علیہ السلام بھی میرے نبی پاک ﷺ کا عطا کیا ہوا ہے۔ اور دم عیسیٰ علیہ السلام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی عطا کردہ ہے اور یدریضا بھی میرے نبی کریم ﷺ کا ہی عطا کیا ہوا ہے۔ میں شاعر تو نہیں ہوں لیکن اس شعر کو میں نے اس طرح بنا لیا ہوا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری کے بعد جو صحت ملی وہ بھی میرے نبی کریم ﷺ کے طفیل ملی کشتی نوح علیہ السلام کو جو کنارہ ملا عافیت ملی وہ بھی میرے نبی کریم ﷺ کی عطا سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش اور توبہ جو قبول ہوئی تو وہ بھی میرے نبی کریم ﷺ کی عطا سے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ گلزار بنی تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے بنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بچے تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے بچے۔

لا ورب العرش جس کو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ کا نظام کیا ہے؟ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے نور سے یا اپنے نور کے خزانہ سے پیدا فرمایا پھر حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا نور کائنات میں گردش کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا رہا۔ بہت عرصہ کے بعد اس نور سے شعاعیں نکلی شروع ہو گئیں۔ نور نکلتا شروع ہو گیا جس سے فرشتے بن گئے۔ عرش بن گیا۔ نبی علیہم السلام بن گئے۔ نبوتیں بن گئیں۔ معجزے بن گئے۔ کمال بن گئے اعمال بن گئے اور اس سے ایمان بن گئے۔ لہذا کائنات میں سب کچھ میرے نبی علیہ السلام کی عطا سے ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اسے ایک شعر میں ہی یوں بیان فرما دیا ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب
ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان
کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہیں۔ ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے پیدا ہوئی ہے اور تمام چیزوں کے مالک و مختار بھی حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ کیا وہ آسمان کے مالک نہیں کیا وہ زمین کے مالک نہیں یا کیا وہ وقت کے مالک نہیں ہیں۔ یہ دیکھیں کہ مجازی طور سے یہ مکان پر و فیہ سر محمد رفیق لودھرا صاحب کا ہے یہ ساتھ والا ماسٹر صاحب کا ہے۔ ہر جگہ کسی نہ کسی کا قبضہ ہے۔ آسمانوں پر بھی مجازی طور سے قبضہ کسی کا ہے لیکن اصلیت مالکیت حضور نبی کریم ﷺ کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا وارث ہے۔ وَاللّٰهُ خَبِيرُ الْوَارِثِینَ وقتی طور پر مجازی طور پر قبضہ آپ لوگوں کا ہے۔ ہر ایک کا مکان ہے ہر شخص کی دوکان ہے زمین ہے کاروبار ہے ہر ایک کے خزانے ہیں لیکن اصل مالک میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ایک چیز ایسی بھی ہے جس پر کسی کا قبضہ نہیں لیکن اس پر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی قبضہ ہے وہ ہے ”زمان“ یعنی وقت۔ وقت پر کون قبضہ کر سکتا ہے وقت گزر رہا ہے آپ میں سے کوئی اگر پکڑنا چاہے تو پکڑ لے۔ نہیں پکڑ سکتا۔ صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ایسی ہے جو وقت کو بھی روک سکتی ہے۔ وقت بھی نبی کریم ﷺ کا ہی غلام ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے وقت کو لگام دے رکھی ہے۔ یہ آپ کے قصیدہ غوثیہ میں ہے۔

وَمَا مِنْهَا شَهْوَرٌ أَوْ دَهْوَرٌ
تَمَرُّوْا تَنْقَضِيْ اِلَّا اَتَا اِلٰی
وَتَحْبِرُنِيْ بِمَا يَاتِيْ وَيَحْبِرِيْ
وَتَعْلَمَنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدِ اِلٰی

”مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلا شک میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ اور واقعات ماضیہ اور آئندہ کی مجھے اطلاع دیتے ہیں لہذا منکر و میرے ساتھ بحث مباحثہ چھوڑ دو“ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے وقت پر حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا بھی قبضہ ہے اللہ کریم کی عطا سے وقت پر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبضہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج شریف سے واپس تشریف لائے اور اپنے سفر سے متعلق اعلان فرمایا اور فرمایا کہ میں مسجد اقصیٰ بھی گیا ہوں۔ کفار نے پوچھا کہ مسجد اقصیٰ کی کھڑکیاں کتنی ہیں اس کے دروازے کتنے ہیں اور اس سے متعلقہ سوال کئے تو اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر کر دیا۔ اب کفار نے جو کچھ پوچھا کہ فرش کیسا ہے چھت کیسی ہے۔ دروازے کھڑکیاں روشن دان کیسے ہیں کتنے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام بتا دیا۔ کفار مکہ نے سوچا کہ شاید یہ سب کچھ انہیں کسی نے بتا دیا ہو کوئی ایسی بات پوچھو جو ان کے علم میں نہ ہو تو پوچھا کہ بتائیے تو ہماری تجارتی

قافلے گئے ہوئے ہیں وہ آپ نے کہاں کہاں دیکھے اگر آپ مسجد اقصیٰ تو بتائیے آرہے ہیں یا جا رہے ہیں وہ کہاں کس جگہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ واس بات کو کہ قافلے کہاں ہیں یہ پوچھو کہ وہ کب آئیں گے تو کفار نے کہا کہ ہاں بتا دو کہ کب آئیں گے تو تم تمہیں مان جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فلاں قافلہ فلاں وقت آئے گا قافلے آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے وقت پر آئے۔ ایک قافلہ کو دیر ہوگئی لوگ باہر جمع ہو گئے کہ بتائے ہوئے وقت پر قافلہ نہیں پہنچا وہ سب اس انتظار میں تھے کہ وقت ہو رہا ہے اور قافلہ نہیں آیا تو ہم پوچھ لیں گے کہ آپ ایسے ہی کہہ رہے ہیں کہ قافلہ آئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو سورج کو حکم فرمایا کہ رک جا۔ جب تک قافلہ نہ آئے غروب نہیں ہونا ہے۔ سورج رک گیا ایک گھنٹہ دو گھنٹے تین گھنٹے بھی قافلہ کے پہنچنے میں تاخیر تھی۔ سورج کیوں رک گیا وقت کیوں ٹھہر گیا اس لئے کہ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہے۔ وقت صرف اور صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ میں ہے۔ جب قافلہ آ گیا اس کا وقت پورا ہو گیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا کہ اب غروب ہو جا۔ تو وہ غروب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی شان عطا فرمائی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا در اقدس پہ بیٹھ رہنا راستہ میں بیٹھ جانا جو ہے اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام فخر کرے کہ وہ در بان مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء کا نبی ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔ میں سب کی شفاعت کروں گا لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ کو کیوں فخر نہیں ہے فرمایا فخر وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں حضرات! فخر ہمیں کرنا چاہئے کہ ہم ان کے امتی ہیں۔ ہماری اتنی سی نسبت کافی ہے کہ ہم ان کے نام لیوا ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے معراج شریف میں جنت کا معائنہ فرمایا تو جنت کی حوروں نے اور بطور خاص ان کی جو انچارج حورتھی اس نے بہت MAKE UP اور بن ٹھن کر حاضر ہوئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے بہت تیاری کی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاص حسن عطا فرمایا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے ہماری طرف توجہ ہی نہیں فرمائی ہماری طرف دیکھا تک نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمہیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری آنکھیں صرف اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے ہیں۔ یہ ہماری آنکھیں ہیں جو حوروں کی تلاش میں رہتی ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش صرف دیدار اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرات! اپنی نظر اگر بنانی ہے تو ایسی بناؤ کہ ہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار کے انتظار میں رہیں لیکن ہمارا تو معیار ہی اور ہو گیا ہے ہم اکثر حوروں کے انتظار میں رہتے ہیں کہ ستر حوریں اس کو ملتی ہیں بہتر اس کو ملتی ہیں جو اس پتھر میں رہے کہ اس کو حوریں مل جائیں اس کو حور نہیں ملتی بلکہ اس کو ہورے ملتے ہیں حور اس کو ملتی ہے جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتظار کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری آنکھیں تو میرے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (النجم 17) نہ آنکھ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ نہ آنکھ مبارک ادھر ہوئی نہ ادھر ہوئی صرف دیدار اللہ تعالیٰ کی طرف ہی توجہ رہی۔ لوگوں نے اس کا ترجمہ سرمہ بنا دیا ہے۔ سرمہ نہیں ہے بلکہ اس کا

مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نہ ادھر دیکھا نہ ادھر دیکھا نہ جنت کی رونق اور لذت کی طرف دیکھا نہ جہنم کے خوف یا ڈر کو مد نظر رکھا۔ نہ کوثر کو دیکھا نہ پل صراط کی طرف دیکھا۔ ہم ادھر ادھر دیکھنے والے ہیں۔ دنیا میں بھی ادھر ادھر دیکھتے ہیں اور جنت کے تصور اور خیال میں بھی ادھر ادھر ہی رہتے ہیں۔ ہمارا مقصد نہ دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے اور نہ ہی دیدار رب تعالیٰ ہے۔ بہر حال حور نے تقاضا کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری طرف توجہ فرمائیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ تمہاری قیمت کیا ہے فرمایا کہ جب میرا گنہگار امتی صدق دل سے پڑھتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو وہ تیرا حق دار بن جاتا ہے۔ تو تو میرے کلمہ کی محتاج ہے جب حور کا مجسمہ بنتا ہے تو یہ دیکھنے کے لائق بھی نہیں ہوتا اور جب اس کے رخسار پر لفظ محمد ﷺ لکھا جاتا ہے تو اس کا حسن نکھر آتا ہے اور یہ حور بن جاتی ہے۔ حور کا سارا حسن اس کی ساری جاذبیت صرف نام محمد ﷺ سے ہے جو اس کے رخسار پر لکھا جاتا ہے۔ اگر یہ نام نامی اسم گرامی وہاں سے ہٹا دیا جائے تو باقی حور کا جو پتلا ہے اس کی طرف کوئی دیکھے گا بھی نہیں۔ حور کی ساری چمک نام محمد ﷺ سے ہے۔ اب چونکہ نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کا ذکر خیر آیا ہے اس لئے عرض کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ اپنے بیٹے کا نام محمد ﷺ رکھے وہ بیٹا بخشایا اور اس کا باپ بھی بخشا گیا۔ اسم محمد ﷺ سے صرف حور کو ہی نہیں سبھی کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس گھر کا طواف کرے۔ اس کی حفاظت کرے اور اس پر رحمتیں برسائے جس میں کوئی محمد نامی آدمی رہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حور سے فرمایا کہ میرے نام کے صدقے تیرا حسن بنتا ہے پھر مجھے تمہیں دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چیز سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب ایک بات عرض کرنی ہے کہ کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ میں فنا ہو جائیں اب بات یہ ہے کہ فنا کس طرح ہو جائیں۔ میں ایک مثال عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک نو جوان عورت ہے خوب بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے۔ حسن بھی ہے اور MAKE UP بھی خوب کیا ہوا ہے آدمی کا دل چاہتا ہے کہ اسے دیکھتا رہے۔ وہ عورت باہر بازار میں جا رہی ہے۔ سامنے سے ایک نو جوان آرہا ہے ان دونوں کے علاوہ اور کوئی فرد وہاں نہیں ہے۔ اس نو جوان کو کوئی روکنے والا نہیں ہے کہ وہ عورت کو نہ دیکھے عورت خود چاہتی ہے کہ اسے وہ مرد دیکھے وہ دعوتِ نظارہ خود دے رہی ہے۔ لیکن وہ مرد اپنی نگاہ نیچی کر کے گزر جائے کہ اگر میرے نبی پاک ﷺ ہوتے تو وہ بھی اسی طرح نیچی نظر کر کے گزر جاتے۔ نبی پاک ﷺ کے حکم کو مد نظر رکھے کہ مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھ کر چلیں اور قرآن مجید میں حکم ہے کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُؤْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ (النور 30) ”مؤمنین سے کہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں“ ان احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ نو جوان اپنی نگاہیں نیچی کر کے گزر جائے تو بتائیے کہ اس وقت وہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہے یا اس کی اپنی نگاہ ہے۔ جی ہاں یہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ بس یہی فنا ہونا ہے اسے ہی فنا ہیئت کہتے ہیں۔ فنا ہونا یہ نہیں کہ تم اپنا گلا کٹوا کر پھینک دو۔ فنا یہ ہے کہ تو اپنی ساری خواہشات کو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کے تابع کر دے۔ اپنی تمام خواہشات کو حضور نبی

کریم ﷺ کی سنت پر قربان کر دے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ یائیں بھی اگر ہوں تو اس عورت کی طرف نہ دیکھیں صرف اس لئے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ پیر صاحب ہو کر نظارہ بازی کرتے ہیں۔ داڑھی رکھ کر غیر محرم عورت کو دیکھتے ہیں۔ یا یہ کہ اس عورت کا باپ یا بھائی نہ ہمیں دیکھ لے۔ کوئی پولیس والا نہ آجائے تھا نیدار نہ آجائے عدالت نہ آجائے مجسٹریٹ نہ آجائے جج نہ آجائے یعنی یہ سارا چکر سن کر آدمی ڈرتا ہے کہ کوئی کیا کہے گا۔ یا یہ کہ آج اگر میں کسی کو دیکھتا ہوں تو کل کوئی میری بیٹی میری بیوی میری بہن یا ماں یا عزیزہ کو کوئی دیکھے گا تو اس لئے وہ دگر زرتا ہے اور عورت کو بغیر دیکھے گزر جاتا ہے تو اس ساری بات میں نہ کوئی فنا ہیت ہے نہ کوئی ثواب ہے۔ عورت بھی گزر گئی اور آپ بھی گزر گئے اور دیکھی نہیں ہے لیکن معاشرے کے ڈر سے نہیں دیکھا ہے۔ گورنمنٹ کے ڈر سے نہیں دیکھا تو کوئی ثواب نہیں ہے۔ یہ تیری اور میری عبادت اس وقت ہوتی۔ تیری میری فنا ہیت فی الرسول اس وقت ہوتی جب ہم نبی پاک ﷺ کی سنت سمجھ کر نہ دیکھتے۔ پیر صاحب میں بھی فنا ہیت اسی طرح ہے۔ ایک منقبت ہے کہ ”تن من واردیاں“ تن من وارنے کی کوئی ضرورت نہیں بے شک آپ اپنے پاس رکھو لیکن مصطفیٰ ﷺ جیسی نظر بنا لو۔ قدم بنا لو۔ نیت بنا لو۔ فکر بنا لو لیکن تن بھی آپ مجھے دیدیں۔ دھن یعنی پیسے بھی آپ مجھے دیدیں اور خود آپ نظارہ بازی کرتے پھر تو نہ میرا پیر ہونے کا کوئی فائدہ اور نہ تمہارا مرید ہونے کا کوئی فائدہ۔ میری عرض ہے کہ آپ نے چار پیسے مجھے دیدے۔ میری صحت بن گئی میں موٹا تازہ ہو گیا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے شوگر ہو جائے بلڈ پریشر ہو جائے یا کسی اور بیماری میں آپ مجھے مبتلا کر دیں۔ یہ پیری مریدی کا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ تو اپنا ہاتھ اپنا قدم اپنی سوچ اپنی فکر اپنا عمل اپنا کردار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت میں فنا کر دے۔ تمام پیران عظام صرف اس لئے آئے ہیں اگر پیر صاحب پیسے لینے کے لئے آئے ہوتے تو حضور نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ امیر ہوتے۔ ان کے خزانے بھرے ہوئے رہتے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی زندگی گزاری ہے کہ ایک وقت میں صرف ایک جوڑا کپڑے ہوتے تھے کبھی دو وقت پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔ جس روز حضور نبی کریم ﷺ نے وصال فرمایا تو چراغ میں تیل ڈالنے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ اب بتائیں کہ صحابہ کرامؓ نے کتنا تن من دھن حضور نبی کریم ﷺ کے لئے قربان کیا ہوگا۔ جو بھی آیا جو کچھ بھی حاصل ہوا وہ ادھر سے آیا اور ادھر سے اللہ کی راہ میں چلا گیا۔ حضرت بلالؓ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ادھار سودا سلف لیا کرتے تھے ایک یہودی نے کہا کہ آپ مجھ سے سودا لے لیا کریں اور جب جی میں آئے پیسے دیا کرو۔ حضرت بلالؓ لیتے رہے تو ایک روز اس یہودی نے کہا کہ میں نے آج ہی اپنی رقم لینی ہے۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ تیرا وعدہ تھا کہ جب جی میں آئے تو دینا اب تو اتنی جلدی کیوں کر رہا ہے۔ اور پھر یہ کہ میں نے ادھار اپنے لئے نہیں لیا میں نے یہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے لیا تھا یہودی نے کہا کہ میں نے ادھار تمہیں دیا ہے اور تمہیں سے وصول کرنا ہے۔ اس میں آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ذکر نہ کریں۔ یہودی نے بہت سختی کی اور کہا کہ اگر میرے پیسے نہ ملے تو میں نے تمہیں قید کر دینا ہے۔ حضرت بلالؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہودی ادھار واپس لینے میں بہت عجلت اور سختی کر رہا ہے۔ فرمایا کہ ایک

رات ابھی وقفہ ہے اور اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ رات کو کوئی آدمی ایک بوری بھری ہوئی اشرفیوں بعد اذان مٹی دے گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہیں مسجد نبوی میں وہ بوری انڈیل دی اور فرمایا کہ جس کا قرض دینا ہے اسے بلاؤ۔ تمام قرضہ دے دیا پھر مدینہ شریف کے غریب کو بلا دیا اور تقسیم فرماتے رہے شام تک چند اشرفیاں بیچ گئیں تو حضور نبی کریم ﷺ گھر تشریف ہی نہیں لے گئے اشرفیاں ختم ہوئیں تو تشریف لے گئے۔ اب بتائیے کہ تن من دھن وار با جا رہا ہے یا کیا ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ساری تعلیم اور قرآن و اسلام کا سارا مشن یہ ہے کہ تو نبی پاک ﷺ کی سنت میں فنا ہو جائے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر پیری مریدی کا کوئی مقصد ہی نہیں رہتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں معلم اخلاق ہوں میں اخلاق بنانے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اخلاق نہیں بنے گا بندہ نہیں سدھرے گا اور جیب ویسے ہی کاٹی جا رہی ہے۔ نظارہ بازی بھی جاری رہے۔ ملاوٹ بھی کئے جاتی ہے۔ دغا بازی دھوکہ بازی اور رشوت کا بازار گرم ہی رکھنا ہے تو پھر اس تن من وار نے کیا مطلب ہے۔ عرض یہ ہے کہ ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں میں فنا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو ہم میں کمی ہے وہ دور ہو جائے لیکن یاد رکھو فناء ہیبت خصلت کی ہے۔ عادت کی ہے کردار کی ہے گفتار کی ہے۔ فنا ہیبت جان کی نہیں ہے نفس کو تو آپ مار نہیں سکتے۔ ایک آدمی تھا اس نے کہا کہ میں اپنے نفس کو ویسے ہی ختم کر دوں گا۔ یعنی اپنا عضو خاص کاٹ دوں گا جب چھری لیکر کاٹنے کے لئے تیار ہوا تو آواز آئی کہ تو نفس کو کہاں تک قتل کرے گا۔ نفس تمہارے جسم کے ہریل CELL میں ہے۔ نفس صرف تمہارے آلہ تفاعل میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ تیری آنکھ میں بھی ہے۔ تیرے ہاتھ میں بھی ہے تیرے کان میں بھی ہے تیری زبان میں بھی ہے تیرے پاؤں میں بھی ہے ہر جگہ نفس ہے کہاں کہاں سے کاٹو گے؟ جواب دیا کہ پھر میں کیا کروں آواز آئی کہ انسان بن کر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں لگ جا۔ یہ حضرت داتا صاحبؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں اداؤں میں فنا ہو جا ہی تیرے نفس کو مارنے کا علاج ہے۔ حضرات! نفس کی پانچ حالتیں ہیں۔ پہلی حالت یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرتا رہے تو نفس خوش رہتا ہے اگر اس نے کسی روز کسی سے دھوکہ نہیں کیا۔ رشوت نہیں لی دغا بازی نہیں کی کسی کو فریب نہیں دیا تو اسے رات کو نیند نہیں آتی کہ سارا دن ایسے ہی بیکار چلا گیا۔ دوسری حالت یہ ہے کہ گناہ بھی کرتا ہے لیکن کبھی بکھارا اس سے نیکی بھی ہو جاتی ہے۔ تیسری حالت یہ ہے کہ آدھا برائی اور آدھا نیکی کے اعمال کرتا ہے۔ چوتھی حالت یہ ہے کہ نیکیاں زیادہ کرتا ہے برائی کم کرتا ہے نیکی کر کے خوش ہوتا ہے۔ برائی کر کے افسوس کرتا ہے۔ پانچویں حالت یہ ہے کہ صرف نیکیاں ہی نیکیاں کرتا ہے۔ برائی کے قریب نہیں جاتا۔ اور ایک مقام ایسا آتا ہے کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ کہتا ہے کہ میں یہ کام اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے راضی ہو جائیں۔ جنت کے حصول کے لئے نہیں کرتا نہ دوزخ کے ڈر سے کرتا ہے۔ حضرت رابعہؒ نے ایک ہاتھ میں پانی کا لوٹا اور دوسرے میں مشعل پکڑی اور جاری ہیں کسی نے پوچھا کہ یہ دو مختلف پہلو ہیں ان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ میں لوٹے پانی سے دوزخ کو بجھانے اور مشعل سے جنت کو جلانے جا رہی ہوں تاکہ

نہ جنت کی کشش رہے نہ دوزخ کا ڈر اور میں صرف اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلام بن کر رہوں۔ یہ نفس کی آخری حالت ہے کہ بندہ اپنے رب سے راضی ہو جاتا ہے اور رب اپنے اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے کی مجھ میں بھی ہے اور کی آپ میں بھی ہے اپنی کمی کو اپنی کوتاہی کا اعتراف کر لینا بھی بڑی نعمت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم چور ہیں یہ تو نہیں کہتے کہ ہم بڑے نیک پارا ہیں۔ اگر کچھ بھی ہیں تو ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ جو گناہ ہے اسے گناہ سمجھو اگر داڑھی نہیں رکھی سنت نبی کریم ﷺ پر عمل نہیں کیا تو اس پر اترا نے کی ضرورت نہیں اس کو اپنی خوبصورتی نہ کہو بلکہ کہو کہ یا اللہ مجھ میں کمی ہے مجھ میں گناہ ہے کہ کلین شیو ہوں لیکن کبھی فخر نہ کرو کہ میں داڑھی منڈواتا ہوں۔ اگر فخر کرو گے تو گناہ ہمارا گناہ ہو سکتا ہے اس فخر کرنے سے مرتد ہی ہو جائے باغی ہو جائے۔ گناہ کی معافی ہے بغاوت کی معافی نہیں ہے۔ گناہ ہے تو اسے تسلیم کرو گناہ سمجھ کر گناہ کرو یا یہ کہو کہ کہاں لکھا ہے قربانی کرو۔ کہاں لکھا ہے روزہ رکھو۔ نماز کیا ہوتی ہے زکوٰۃ کیا ہے بلکہ معافی مانگو کہ یا اللہ قربانی نہیں کر سکا تو مجھے توفیق دے۔ روزہ رکھنے کی توفیق دے حج پر جانے کی توفیق دے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں میں فہام ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں عرض کروں کہ دھن جو ہے دولت جو ہے یہ ویسے بھی بڑی مصیبت کا باعث ہے جہاں دولت آتی ہے وہاں ساتھ ہی دوسری بہت ساری خرابیاں آ جاتی ہیں۔ کسی کو رقم دیکر دیکھ لو۔ پیسہ آ گیا تو پہلے کتا آئے گا پھر گھوڑا آئے گا۔ پھر شراب آئیگی۔ پھر کباب آئے گا۔ پھر کھری آئے گی پھر زنا آئیگی سب کچھ روپیہ پیسہ سے آتا ہے اگر یہ سب عوامل آپ سمجھتے ہیں اور پھر بھی پیسے آپ اپنے پیر صاحب کو دیتے ہیں تو کیا آپ ساری مصیبت اتار کر اپنے پیر صاحب کے گلے میں نہیں ڈال رہے ہیں۔ تمہیں پتا ہے کہ دھن بری چیز ہے۔ زہر ہے ڈس لے گی سرایت کر جائے گی اور ماردیگی تو کیا جب روپیہ پیسہ پیر صاحب کے پاس آئے گا تو کیا وہ نہیں مرے گا۔ اگر روپیہ پیسہ ایسا ہی خراب ہے تو وہ یقیناً پیر صاحب کو بھی لڑ جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ ”مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی ہیں۔ اور مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے البتہ مجھے یہ خوف ہے کہ مال و زر کی محبت میں گرفتار ہو کر تم ایک دوسرے سے جھگڑو گے“ آج جو ڈاکے چوریاں قتل و غارت ہو رہی ہے کیا یہ سب کچھ ہوس زر کی وجہ سے نہیں ہے۔ تمام لڑائیاں جھگڑے صرف مال و دولت کے حصول کی خاطر نہیں ہو رہے ہیں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے مالدار کی فتنہ سے پناہ مانگی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَاٰ دُكُمُ فِتْنَةٌ (الانفال 28) بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ یہ آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ مال و زر کی آزمائش سے بچائے۔ پھر ایک جگہ ارشاد ربانی ہے کہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکھف 46) تمہارا مال اور تمہارے بیٹے صرف اس دنیاوی زندگی کے لئے زینت ہیں اور ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَلْهَوْكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(المعقون 9) ”اے ایمان والو! خبردار تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے نہ روکیں“، یعنی مال وزر کی ہوس سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ مجھے غریبوں میں رکھنا اور غریبوں میں مسکینوں میں ہی اٹھانا۔ حضرات مال وزر سے جتنا بچ سکیں بچ جائیں۔ ہر شخص خود اپنا احتساب کرے کہ وہ ان آیات قرآنی اور فرمان نبوی پر کتنا عمل کرتا ہے تو انشاء اللہ جو مال وزر کی وجہ سے افراتفری پھیلی ہوئی ہے وہ ختم ہو جائیگی۔ ملک امن کا گہوارہ بن جائیگا۔ اس لئے اصل چیز جو ہے وہ امارات نہیں کردار سازی ہے۔ یہ اللہ ہو یہ نعت خوانی یہ تلاوت یہ محفل یہ ارشادات سب کچھ اس لئے ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں ڈوب کر ان کی اطاعت میں ان جیسا ہی ہو جائے ورنہ یہ کہ نعت خوانی بھی چلتی رہے تقریر بھی ہوتی رہے محفل بھی سجاتے رہیں ٹھیک ہے کہ اس کا ثواب ہے لیکن قیامت کے روز ندامت ہوگی کہ اے بندے تو یہ تو کرتا رہا لیکن کبھی یہ بھی سوچا کہ تیرا کردار تیرا کاروبار تیرا لین دین تیرا بن سہن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا تھا کہ نہیں۔ ہمیں اپنی پوری فکر کو پوری سوچ کو پوری ادا کو نبی پاک ﷺ کی اداؤں میں ڈھالنا چاہئے۔ پیر بھی اس کا مصداق ہو اور مرید بھی اس کے نقش قدم پر ہوان تمام محافل کا مشن بھی یہی ہے۔ مسجد کا مشن بھی یہی ہے کہ کتب کا مشن بھی یہی ہے۔ خانہ کعبہ کا طواف اور حج کا مشن بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے اعلان کرایا کہ تبلیغ پر میں کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ ساری پیری مریدی بھی روپے پیسے لینے کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مشن کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تمام انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اخلاق بنانے کے لئے اخلاق سدھارنے کے لئے تشریف لائے۔ اخلاق کی تکمیل کے لئے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مشن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو کچھ کسی ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کے طفیل اسے ٹھیک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر خود ایک بڑی نعمت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے جہاں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہاں ایک حدیث شریف کے مطابق سال بھر رحمتوں کی بارش ہوتی ہے یہ بڑی فضیلت والی بات ہے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق جہاں ذکر اللہ ہو جہاں ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے ذکر اولیاء اللہ ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے پھر قیامت تک وہ جنت کی کیاری رہتی ہے۔ جو اس جگہ میں سے گزرتا رہے گا وہ جنتی ہوتا رہے گا۔ یہ گناہ گاروں کے لئے کتنی بڑی عنایت اور خوشخبری ہے اور اگر ہم شکر کریں کہ جو ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی رحمت ہیں ہمارے لئے روتے رہے ہیں ہمارے لئے بخشش طلب فرماتے رہے ہیں۔ ہماری نجات کے لئے دعائیں فرماتے رہے ہیں تو ان کے نقش قدم پر چل کر تو دیکھ لیں تو یہی ہماری طرف سے اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنا ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب 20/04/07

حضرت سرکار غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی الحسنی والحسینی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملکته یصلون علی النبی یاہیا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

غوث الاعظم یا سرکار ساڈا وی کرو بڑا پار

کل ایک صاحب آئے تھے انہوں نے مجھ سے یہی سوال کر دیا تھا کہ ”غوث الاعظم یا سرکار ساڈا وی کرو بیڑا پار“ کا کیا
مطلب ہے۔ وہ ہمارا بیڑا کس طرح سے پار کرتے ہیں آپ ہمیں سمجھائیں۔ تو ان سے جو میری گفتگو ہوئی ہے وہ میں
عرض کرتا ہوں۔ لفظ ہے ”ساڈا وی“ یعنی ”وی“ کا اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اور دوسرے لوگوں کا بھی بیڑا پار کرتے
ہیں اس طرح ہمارا بھی بیڑا پار کر دیں۔ جس طرح سے ہے نا کہ

دیکھ کر برستا نہیں اب رحمت

بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

حضور ﷺ کا ابر رحمت تو بغیر دیکھے برستا ہے ہر ایک پر برستا ہے تو یا رسول اللہ ﷺ ہم گنہگاروں پر بھی برسا دیں۔ ”میرا
دل بھی چکا دے چکانے والے“ ”بھی“ کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ جاری ہے اور ہمیں بھی اس سے حصہ لینا
ہے تو حضرت سرکار غوث الاعظم سے کون سا سلسلہ جاری ہے کہ جس وجہ سے ہم عرض کرتے ہیں کہ ساڈا وی کرو بیڑا پار
کس کس کا بیڑا پار انہوں نے کیا ہے کہ ہمارا بھی کریں۔ یہ کون سا سلسلہ ہے۔ یہ کیا بات ہے اور ان کو کیا طاقت ہے کہ وہ
بیڑا پار کر سکتے ہیں۔ مولانا رقم فرماتے ہیں۔

غوث اعظم دنگیر بے کساں

غوث اعظم چارہ گر بے چارگاہ

حضرت سرکار غوث الاعظم وہ ہستی ہیں جو بے کسوں کے دنگیر ہیں۔ دنگیری فرماتے ہیں۔ مدد فرماتے ہیں۔ حضرات!
تمام طاقتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مالک ہیں اور اس نے اپنی عطا سے نبی کریم ﷺ کو یہ طاقتیں عطا فرمادی ہیں۔
خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ اور یہی طاقتیں یہی تصرفات حضور نبی کریم ﷺ نے اولیاء اللہ میں تقسیم فرمادی ہیں۔

جو کرم نبی پاک ﷺ پر ہوتا تھا۔ وہی کرم اولیاء اللہ پر بھی ہوتا ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ کیوں کے بھی ولی ہیں۔ اغیاث کے بھی غوث ہیں اس لئے آپ پر بہت زیادہ کرم ہوا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کیوں زیادہ کرم ہوا ہے حاجی صاحب بھی روز پڑھتے ہیں آپ سب سنتے ہیں کہ

سارے ولی بھلیو بھلی میراں جیہا کوئی نہیں

کیوں کوئی نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں صرف اس لئے کہ میرا سر حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں سے لگ گیا ہے اب میرے جیسا کوئی نہیں۔ یہ ان پر خاص کرم ہوا ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ خاص اختیار حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کو دیا ہے کہ وہ بخشش کا بہانہ بھی ہیں۔ وہ بارش کا بہانہ بھی ہیں۔ وہ فتح کا بہانہ بھی ہیں وہ عذاب لٹنے کا بہانہ بھی ہیں۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے جو بطور خاص اولیاء اللہ کو عطا ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں جو ان کی شان ہے جو ان کی سیرت ہے کہ اس سے کیا کیا لوگوں کو ملا ہے اور ہم کس چیز کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ ہم کیا امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے دامن میں وہ چیز بھر دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں سفر سے واپس آ رہا تھا کہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر جا رہا تھا۔ تو راستہ میں ایک بالکل مرل سی چیز پڑی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے سہارا دیں مجھ پر ہاتھ رکھیں میری طرف توجہ فرمائیں جب میں نے تو توجہ کی تو وہ بہت طاقتور چیز بن گئی۔ میں نے پوچھا کہ تو کون ہے عرض کیا کہ میں دین محمدی ہوں۔ مر رہا تھا۔ مٹ رہا تھا۔ کہ آپ کی نظر کرم سے دوبارہ زندہ ہو گیا ہوں۔ حضرت غوث پاکؒ کا ایک نام ہے محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والا۔ یعنی آپ دین کو زندہ کرنے والے ہیں۔ اس طرح کسی نے پوچھا کہ آپ حضرت صاحب حنبلی مسلک کیوں ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ حنبلی مسلک رکھتے تھے۔ تو جب پوچھا گیا کہ سرکار آپ نے حنبلی مسلک کیوں اپنایا۔ آپ نے فرمایا کہ حنبلی مسلک نے آ کر میرا دامن پکڑ لیا کہ حضرت صاحب لوگ مجھے چھوڑ رہے ہیں لوگ مجھ سے ہٹ رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ مجھے اپنائیں تاکہ قیامت تک میں بھی زندہ رہوں۔ یہ غوث الاعظمؒ ہیں۔ جو دین کو دیا ہے۔ جو مسلک کو دیا ہے اسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے ہم بھی اپنا دامن پھیلاتے ہیں کہ یا حضرت غوث الاعظمؒ ہمیں بھی یہ چیز عطا فرمائیں ہمارے دلوں کو زندہ کر دیں۔ ہماری نیت کو ٹھیک کر دیں ہماری کوششوں کو برلائیں۔ یہ چیز ہم ان سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ آج بھی عطا کرتے ہیں ان کی نگاہ کرم سب پر ہوتی ہے۔ بہت کرم ہے۔ ایک لڑکا جو یہاں آتا ہے وہ آپ نے بھی دیکھا ہے وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ جی مجھے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں بہت خوش ہوا کہ ان کی نہایت مہربانی ہے کہ وہ مجھ جیسے کو بھی یاد فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس لئے بھیجا ہے تو فرمایا کہ جی میں پچھلے بارہ سال سے بیمار ہوں میں میڈیکل کالج میں تھریڈ ایئر کا طالب علم تھا۔ کہ میں بیمار ہو گیا اتنا بیمار ہوا کہ تعلیم معطل ہو گئی۔ دس بارہ سال ہو گئے ہیں کہ میں کالج گیا ہی نہیں۔ تعلیم حاصل ہی نہیں کی۔ کل مجھے سرکار غوث الاعظمؒ ملے ہیں اور فرمایا ہے کہ تم ڈاکٹر علی محمد صاحب کے پاس چلے جاؤ اور جو وہ علاج دوائی وغیرہ تجویز کریں اس سے شفا ہو جائیگی۔ میں حیران ہو گیا کہ میں تو ڈاکٹر نہیں

ہوں اس لئے میں کیا عرض کروں۔ میں نے پوچھا کہ کون سا علاج کرتے ہو۔ اس نے بتایا کہ کمبائیز ملٹری ہسپتال اسلام آباد میں میرے ایک رشتہ دار ڈاکٹر ہیں ان کے زیر علاج ہوں وہ میڈیکل آفیسر کرنل ہیں لیکن ان سے مجھے آفاقت نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا نام لیکر دوبارہ وہی دوائی لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ کرم کرے گا۔ وہ گئے اور وہی دوائی لے آئے۔ چند ہفتے کھانے کے بعد بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اب دوبارہ اس نے داخلہ لیا ہے اور فوٹو ایئر کا امتحان دے رہا ہے۔ یہ تمام حضرت غوث الاعظمؒ کا کرم ہے میری طرف سے اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر ارشاد حسین اس کا نام ہے جس طرح سے حضرت غوث الاعظمؒ نے اس کے دامن کو بھر دیا ہے اسی طرح سے ہم بھی عرض کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ یا حضرت غوث الاعظمؒ ہمارے دامن کو بھی بھر دیجئے بڑا مشہور قصہ ہے ایمان کی تازگی کے لئے پھر دہراتے ہیں تاکہ حضرت غوث الاعظمؒ سے ملنے کی تمنا پیدا ہو۔ ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میرے بیٹے کی شادی تھی۔ بارات دہن کو لیکر واپس آرہی تھی کہ دریا میں کشتی ڈوب گئی سارے افراد غرق ہو گئے ڈوب گئے مر گئے۔ دلہا مر گیا۔ دہن مر گئی میرے بیٹے کو زندہ کر دیں۔ میرے بیٹے کی دہن کو زندہ کر دیں باقی تمام باراتیوں کو بھی زندہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ بی بی بارہ سال ہو چکے ہیں دریا اپنا راستہ تبدیل کر چکا ہے۔ جہاں کشتی غرق آب ہوئی وہاں اب فصلیں اگ رہی ہیں۔ درخت ہیں بوٹے ہیں آبادی ہے لیکن اس عورت نے عرض کیا کہ میں غوث الاعظمؒ کے در پر آئی ہوں کسی اور جگہ نہیں گئی۔ آپ کو رحم آیا جوش آیا کرم آیا تو عرض کیا کہ یا اللہ دریا کو واپس اپنی جگہ پر لائیں اس کی کشتی جو ٹوٹ چکی ہے ڈوب چکی ہے اس کشتی کے تختوں کو اکٹھا فرما دے اس کی سوار یوں کو اکٹھا کر دے زندہ کر دے۔ دریا واپس اپنی جگہ پر آیا پانی بننے لگا۔ اس کی تہہ میں سے کشتی نکل آئی باراتی بھی نکل آئے دلہا بھی آ گیا۔ دہن بھی آ گئی۔ اور وہ عورت ان کو ساتھ لے کر چلی گئی۔ یہ حضرت غوث الاعظمؒ دیتے ہیں۔ حضرات! ہم بھی جب عرض کرتے ہیں کہ ”ساڈاوی کرو بیڑا پار“ تو ہم بھی اپنے ڈوبے ہوئے بیڑے ان سے تیراتے ہیں۔ یہ ہم ان سے مانگتے ہیں۔ ایک اور مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کو ایک دعوت پر بلایا گیا اور وہ دعوت بڑی لمبی چوڑی پر تکلف اور بہت زیادہ مہمان کھانے والے موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ میزبان دعوت شروع کراتا اس نے ایک بڑا سا ٹوکرا کر وہاں رکھ دیا۔ سب کی توجہ اس ٹوکرے کی طرف ہو گئی حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ میزبان نے عرض کیا کہ سرکار آپ خود ہی دیکھیں۔ جب کپڑا ہٹایا تو حضرت صاحب نے دیکھا کہ ایک نوجوان بچہ ہے جو بالکل معذور ہے نہ ہاتھ کام کرتے ہیں نہ پاؤں کام کرتے ہیں بس گوشت کا ٹوٹھڑا ہے جس میں سانس چل رہا ہے۔ میزبان عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب یہ میرا بیٹا ہے اکلوتا بیٹا ہے کافی عرصہ سے بیمار ہے اور اب بالکل لاچار ہو گیا ہے۔ دعا کے لئے میں بھی طلبگار ہوں یہ بھی درخواست کرتا ہے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بچہ اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا ہاتھ پاؤں بھی سیدھے ہو گئے اور بچہ نوجوان تندرست ہو کر گھر چلا گیا۔ ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں بھی بیماری ہے ہمارے عزیزوں میں بھی بیماری ہے ہمارے گھروں میں بیماری ہے۔ ہمارے عقیدے میں بھی بیماری ہے۔ ہمارے اعمال میں

بھی بیماری ہے تو ہم بھی حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ سے عرض کرتے ہیں کہ ”ساڈاوی کرو بیڑا پار“ اس طرح سے وہ بیڑا پار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور ان سے بیڑا پار کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ مادرِ زاد ولی تھے پیدائشی ولی تھے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کو کب سے پتہ ہے کہ آپ ولی ہیں۔ فرمایا کہ میں جب جھوٹا سا بچہ چھ سال کی عمر میں تھا اور مدرسہ میں جاتا تھا تو میرے ساتھ فرشتے چلتے تھے اور جب میں مدرسہ میں داخل ہوتا تو وہ بچوں کو کہتے کہ زمانے کا غوث آگیا ہے ان کے لئے جگہ چھوڑ دو۔ بچے ادھر ادھر ہو جاتے اور میرے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔ مجھے اس زمانے سے پتہ ہے کہ میں ولی ہوں۔ ایک دوسرا واقعہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں ایک گلی سے جا رہا تھا۔ گلی تنگ تھی میرے آگے آگے ایک بیل جا رہا تھا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا کہ بیل رک گیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ آپ غوث ہیں آپ حیوانوں کے پیچھے چلنے والے نہیں ہیں۔ آپ انسانوں کے سردار ہیں ان کے آگے چلنے والے ہیں۔ بیل رک گیا اور میں اس سے آگے نکل گیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں جب بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے جاتا تو مجھے آواز آتی کہ عبدالقادر ہم نے تمہیں کھیل کود کے لئے پیدائیں کیا۔ میں اسی وقت بچوں سے علیحدہ ہو کر گھر واپس آ جاتا جب ذرا بڑے ہوئے تو تعلیم حاصل کرنے کے لئے والدہ نے ایک قافلے کے ساتھ روانہ کر دیا اور چالیس دینار ان کی فیض میں سی دئے۔ راستہ میں ڈاکو آگئے اور انہوں نے تمام قافلہ والوں کو لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے آپ سے بھی پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ فرمایا ہاں چالیس دینار ہیں۔ ایک نے پوچھا دوسرے نے پوچھا دوسرے نے پوچھا دو چار نے پوچھا اور چھوڑ دیا لیکن سارا مال جب باندھنے لگے تو ایک نے کہا کہ عجیب بات ہے ایک جھوٹا سا بچہ ہے وہ کہتا ہے کہ اس کے پاس چالیس دینار ہیں۔ دوسرے نے بھی بتایا تیسرے نے بھی بتایا حتیٰ کہ بات ان کے سردار تک جا پہنچی۔ سردار نے کہا کہ اس بچے کو بلاؤ۔ بلایا گیا تو پوچھا کہ تمہارے پاس وہ چالیس دینار کہاں ہیں۔ فرمایا کہ یہاں میرے کرتے میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے کہا کہ ہمیں تو ان کا پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ یتیم نے کیوں بتائے۔ فرمایا میری والدہ نے گھر سے روانہ ہوتے وقت فرمایا تھا کہ بیٹا جھوٹ نہیں بولنا اس لئے جب تم نے پوچھا تو میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ وہ ڈاکو سردار رونے لگا کہ یہ اپنی والدہ کے کہنے سے جھوٹ نہیں بولتا اور ہم اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ ڈر گیا اور اسی وقت تائب ہو گیا۔ قافلے والوں کا سارا سامان واپس کر دیا۔ ڈاکو پر جب غوث کی نگاہ پڑی تو وہ ٹھیک ہو گئے۔ ہم بھی وہی نگاہ غوث مانگ رہے ہیں کہ یا غوث ہمیں بھی وہی عنایت کیجئے جو ہمیں ڈاکو بننے سے منع کر دے ہماری اصلاح کر دے ہم میں جو کچھ کج روی ہے وہ دور کر دے۔ ہم وہ نگاہ مانگ رہے ہیں۔ سرکارِ غوث الاعظمؒ نے لوگوں کو بے حساب اور بے پناہ دیا ہے۔ ہم بھی ان کے دربار سے ہی مانگ رہے ہیں۔ یہ تو اصلاح کی بات ہے نا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے ایک مرید تھے وہ سفر پر گئے تو انہیں بھی ڈاکو پڑ گئے اور ان کا سارا سامان لوٹا شروع کر دیا۔ اس نے آواز دی کہ یا پیر دنگیر مدد فرمائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک جوتی ہوا میں اڑتی ہوئی آئی اور ڈاکوؤں کے سر پر پڑنے لگی۔ کچھ ڈاکو مر گئے کچھ ڈر گئے کچھ بھاگ گئے اور سامان واپس مل گیا۔ یہ جوتی اس مرید کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ اس میں سے تو مجھے اپنے پیر صاحب کی خوشبو آ رہی

ہے۔ اس نے وہ سنبھال کر رکھ لی اور جب واپس آئے تو حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس حاضر ہوا اور وہ جوتی مبارک بھی ساتھ لے گیا اور سارا ماجرا عرض کر دیا کہ یا حضرت اس نعل مبارک نے اپنی ایک جوتی کو ایسے ہی ہوا میں اچھال دیا۔ یہی جوتی ہزاروں میل دور جا کر ڈاکوؤں کے سروں پر لگی اور وہ مرید اسے لیکر حاضر ہو گیا۔ فرمایا ایک جوتی تو یہ ہے اور دوسری جوتی وہ الماری سے نکال کر لائے کہ دوسرا حصہ یہ ہے یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ ہیں۔ ہم بھی ان سے یہی مانگتے ہیں کہ یا غوث الاعظمؒ ہمارا بھی بیڑا پار کر دیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا بڑا کرم ہے وہ زندہ ہیں اور اولیاء اللہ سب زندہ ہیں۔ سرکار غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور جب یہ فرمایا تو جہاں جہاں بھی کوئی ولی اللہ تھا سب نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔ آنکھیں بچھا دیں کہ ان کا قدم نہ صرف ہماری گردنوں پر ہے بلکہ ہماری آنکھوں پر بھی ہے تو جہاں سے ولایت شروع ہوتی ہے وہاں پر ہی غوث الاعظمؒ کا قدم ان پر ہوتا ہے اور جو کوئی یہ کہے کہ غوث الاعظمؒ کا قدم اس کی گردن پر نہیں ہے تو سور کا پاؤں اس کی گردن پر آتا ہے۔ بڑا المبا قصہ ہے آپ نے پہلے بھی کئی بار سنا ہے تو یہ جو ولایت چل رہی ہے یہ ان کے قدم مبارک کے صدقے سے چل رہی ہے ولی بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ساڈاوی کرو بیڑا پار۔ یہ سب کرم ان کا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ جب وعظ فرمایا کرتے تھے تو جہاں جہاں بھی آپ کے مرید معتقد اور ولی اللہ ہوتے تھے وہ ایسے ہی آواز سنتے تھے کہ جس طرح سے وہ بغداد شریف میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے سامنے بیٹھے سنتے ہوتے تھے۔ کوئی کسی پہاڑ میں بیٹھا ہے کوئی غار میں بیٹھا ہے کوئی اپنے گھر حجرے میں بیٹھا ہے کوئی کسی ملک میں بیٹھا ہے جہاں کہیں بھی بیٹھا ہے وہ ایسے ہی سنتا تھا کہ جس طرح سے وہ سرکار غوث الاعظمؒ کی مجلس میں بیٹھا رہا ہوتا تھا۔ تین چار سو آدمی تو آپ کے وعظ کو لکھنے والے ہوتے تھے۔ لوگوں نے لکھ لکھ کر کتابیں بنا کر رکھ دی ہیں جو آج بھی مل رہی ہیں۔ نوائے وقت کا کامل نور بصیرت میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے ارشادات چھپتے رہتے ہیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں بھی ولی کامل ہوتے تھے جہاں جہاں بھی اہل نظر ہوتے تھے وہ ان کا وعظ سنتے تھے کتنا بڑا عقیدہ ہے۔ کیسا ایمان ہے کتنا پختہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی ولی ہے وہ وہیں بیٹھا وعظ سن رہا ہے۔ ان کی صحبت آج بھی جاری ہے ہم مانگتے ہیں کہ یا اللہ جس طرح اس دور کے اولیاء کرام نے ان کی بات سنی ہمیں بھی ان کا پیغام سننا اور سمجھنے کی توفیق عطا فرما وہ عطا کرتے ہیں اور آج بھی عطا کر رہے ہیں۔ اب بھی لوگوں کو پڑھاتے ہیں اب بھی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں یہ ہم ان سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے ان کا بننے کی توفیق عطا فرمائے علحضرت نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ جو عقیدت حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے متعلق اعلحضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا ہے میں نے آج تک کسی پیر سے متعلق کسی سے بھی اس قسم کے جذبات نہیں سنے ایک تو یہ ہے کہ وہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کو شفیع ماننے میں

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حضور نبی کریم ﷺ کے دربار عالیہ میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا دامن پکڑ کر جاتے ہیں۔ ہم تو سیدھا ہی سوال کر دیتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں دے دیجئے لیکن اعلیٰ حضرت ایسا نہیں کرتے۔ یہ ان کی پہلی نعت ہے۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا
 نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
 میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
 یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

اس نعت شریف کا مقطع ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیق
 جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

آپ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں بھی جانے کے لئے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا دامن پکڑتے ہیں۔ حالانکہ حضرت احمد رضا خاں صاحبؒ وہ ہستی ہیں کہ جس روز وصال فرمایا تو کسی نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ ہندوستان کی طرف تشریف لا رہے ہیں پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہاں کیسے تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا وہاں میرا ایک دوست فوت ہو گیا ہے میں اسے لینے کے لئے جا رہا ہوں لیکن اپنی زندگی میں دیکھو یا فرما رہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس اہل نہیں کہ براہ راست آپ کے دربار میں حاضر ہو جاؤں میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا واسطہ اور سہارا لے کر حاضر ہوتا ہوں حضرت احمد رضا خاںؒ کا عقیدہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا فرماتے ہیں۔

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
 میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

یا غوث الاعظمؒ آپ کا دروازہ ہوا اور اس دروازے پر ایک کتا ہوا اور وہ کتا میرا پیر ہو تو یہ ڈورا میری گردن میں رہے۔ اور پھر فرماتے ہیں

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
 حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اس عقیدہ والے اس قسم کے بندے جہنم میں نہیں جاتے۔ حضرات ایسا عقیدہ اپنے پیر سے متعلق میں نے کبھی نہیں سنا پیر کو پکڑا ہے اس کی چیزوں کو پکڑا ہے تعریف کی ہے لیکن کتے کی طرف شاید کسی اور کا دھیان نہیں گیا ہو گا کسی خوش نصیب کا شعر ہے کہ

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

اے بندہ خدا کیا تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے تو پھر حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے درکا کتا بن جائے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ یہ فرما رہے ہیں کہ تو ان کے درکا کتا بن جا لیکن اعلیٰ حضرت کو دیکھئے فرماتے ہیں کہ ان کے درکا کتا میرا پیر بن جائے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہ خود کتا بننا چاہتا ہے اور وہ اس کتے کا مرید بننا چاہتے ہیں۔ کتے سے نسبت چاہتے ہیں۔ یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا کرم ہے جو وہ عطا فرماتے ہیں۔ میاں محمد بخشؒ کا عقیدہ دیکھئے وہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی منقبت بیان فرماتے ہیں

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جانندی

فرماتے ہیں کہ اگر گناہ معاف کرانا چاہتے ہو تو سرکارِ حضرت غوث الاعظمؒ کا نام لے لو گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اندر کی میل کسی چیز سے نہیں جاتی عرض ہے کہ شیطان جحدے کرتا ہے لیکن اندر کی میل تو نہیں گئی۔ اگر حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا دامن پکڑ لے تو آج ہی میل چلی جائے گی۔ منافق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن نہیں پکڑا۔ شیطان نے کسی پیر کا دامن نہیں پکڑا۔ میاں محمد بخشؒ تعلیم دے رہے ہیں کہ کسی پیر کامل کا دامن پکڑو تو اندر کی میل چلی جائے گی۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا نام لینے سے لاکھوں کروڑوں گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اندر کی میل صرف اولیاء اللہ کی محبت سے ان کے ذکر سے ان سے تعلق سے ان کی نسبت سے جاتی ہے۔ اور کسی چیز سے نہیں جاتی۔ اور یہ حدیث پاک ہے جس کا ترجمہ انہوں نے اپنے شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ذکرِ صالحین پر نزولِ رحمت ہوتی ہے۔ جب ہم حضرت غوث الاعظمؒ کا ذکر کرتے ہیں جب داتا صاحب علی جویریؒ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا ذکر کرتے ہیں تو نزولِ رحمت ہوتی ہے۔ اور جب نزولِ رحمت ہوتی ہے تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ اولیاء اللہ کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ ہم نے گناہ کسی کے کئے ہیں۔ پڑوسی کے کئے ہیں۔ حکومت کے کئے ہیں۔ گھر والوں کے کئے ہیں۔ رشتہ داروں کے کئے ہیں لیکن کسی ولی کامل کی زیارت ہو جائے تو سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفين حق باہوؒ فرماتے ہیں کہ ”اک دیدار مرشد بابا ہومینوں لکھ کروڑاں جہاں ہوں“ کئی لکھ کروڑاں حج ایک لمحہ میں ہوتے ہیں۔ اور اسی کو حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کسی ولی کامل کی صحبت میں ایک لمحہ بیٹھ جانا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے ایسی عبادت جو خالص عبادت ہے جس میں کوئی ریا کاری نہ ہو کوئی دکھلاوہ نہ ہو غلطی نہ ہو ایسی عبادت ساری کی ساری ایک طرف لیکن ایک لمحہ کسی ولی کامل کے پاس بیٹھ جانا اس سے بہتر ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ قیامت تک آنے والے تمام اولیاء کرام کے سردار ہیں۔ کسی نے سوال کیا کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا قدم مبارک ان کے اپنے دور کے اولیاء کی گردنوں پر ہے ان سے بعد میں آنے

والے اولیاء کرام کی گردن پر ہے یا ان سے پہلے آنے والے اولیاء کرام کی گردنوں پر بھی ہے۔ ہوتے ہوتے یہ بات روحانی طور پر کسی نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھی۔ شاید یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جنہوں نے یہ بات پوچھی کہ یا رسول اللہ ﷺ چار سو سال بعد پیدا ہونے والے ہمارے بیٹے نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو ارشاد فرمائیے کہ یہ بعد میں آنے والوں کے لئے ہے یا پہلے آنے والوں پر بھی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرے بیٹے حضرت امام حسینؑ نے مجھ پر میرے کندھوں پر سواری کی ہے کہ نہیں۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ تو فرمایا کہ بعد میں آنے والوں پر سرداری کے لحاظ سے قدم ہے اور جو پہلے ہیں ان پر شفقت و محبت پیاور اور بیٹا ہونے کے ناطے سے قدم ہے۔ پیارا بیٹا ہونے کے باعث کندھے پر بیٹھے ہیں گردن پر بیٹھے ہیں یا سر پر سوار ہے۔ پہلوں پر سواری محبت اور شفقت والی ہے لیکن بعد میں آنے والوں پر سواری عظمت کی وجہ سے ہے یہ سب حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا کرم ہے۔ ولایت جہاں کہیں بھی ہوگی اس کا خاصہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی گردن پر حضرت غوث الاعظمؒ کا قدم مبارک محسوس کرے گا۔ تو یہ ہے جی "کہ ساڈاوی کرو بیڑا پار"۔ حاجی صاحب اکثر یہ منقبت پڑھتے ہیں۔ گو جرنالہ سے ایک آدمی آیا تھا جس نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ کس طرح سے بیڑا پار کرتے ہیں تو میں نے یہی کچھ عرض کیا تھا جو آج آپ کے سامنے کر رہا ہوں۔ چاند سورج ان سے پوچھ کر طلوع ہوتے ہیں موسم ان کی اجازت سے بدلتے ہیں۔ یہ ان کا تحریر کیا ہوا قصیدہ ہے (قصیدہ غوثیہ) کہ یہ جو ساری کائنات میں نظام چل رہے ہیں وہ اس طرح سے ہیں کہ

کہ دلیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات

اور اولیاء اللہ حضرت غوث الاعظمؒ کی وجہ سے قائم ہیں۔ وہ عطا کرتے رہے ہیں آج بھی عطا کرتے ہیں اور قیامت تک عطا ہوتا رہے گا۔ بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ان کے دربار عالیہ میں چور آ گیا۔ نیت یہ تھی کہ ان کا جبہ مبارک چوری کر کے لے جائے گا۔ لیکن سرکار غوث الاعظمؒ جاگ رہے تھے۔ چور نے سوچا کہ یہ سو جائیں یا کسی کام سے باہر جائیں تو میں چوری کروں رات بہت گزر گئی۔ چور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ انتظار میں بیٹھا رہا۔ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظمؒ فلاں علاقہ کا قطب فوت ہو گیا ہے۔ وہاں کے لئے قطب دیجئے۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ رات کا وقت ہے صبح ہو جائے تو تلاش کریں گے فرمایا کہ حضرت صاحب صبح تک تو اس علاقہ کا بیڑا غرق ہو جائیگا۔ ابھی عطا فرمائیں۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ وہ ایک دوست بیٹھا ہوا ہے جو اپنی نیت کے لحاظ سے چور ہے پھر اس وقت تو وہی موجود ہے اسے ہی لے جاؤ۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے توجہ فرمائی نگاہ نہایت ڈالی تو چور کو ایک لمحہ میں قطب بنا کر رکھ دیا۔ حضرات! چور بھی ایک لمحہ میں قطب بن جاتے ہیں لیکن اس کے لئے نگاہ غوث کی ضرورت ہے۔ ہم بھی آج یہی کچھ مانگ رہے ہیں کہ یا غوث الاعظمؒ ہم بھی چور ہی ہیں برائے مہربانی ہمیں بھی نگاہ عنایت عطا فرمائیں تو ہم بھی قطب نہ سہی لیکن قطب کے غلام تو ضرور بن جائیں گے۔ قطب کا غلام بن جانا بھی بہت

مشکل کام ہے کسی ولی کامل کا غلام بن جانا بڑی خوش قسمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص کرم فرمائے تو بندہ کسی کا بیعت ہوتا ہے حضرت داتا صاحبؒ اپنے پیر کامل کا وضو کر رہے ہیں تو دل میں خیال آتا ہے کہ ولایت اگر ملنی مقدر ہے تو مل جانی ہے میں خواہ مخواہ اس خدمت میں لگا ہوا ہوں اگر لوح محفوظ میں میری قسمت میں ولایت لکھی ہے تو مل جانی ہے۔ تو ان کے مرشد کریم حضرت شیخ ابوالفضل بن حسن ختمیؒ نے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ لئے فرمایا کہ اے علی بن عثمانؒ تیرا عقیدہ غلط ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ نے معافی چاہی۔ تو حضرت شیخ ابوالفضل بن حسن ختمیؒ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی ظالم سے ظالم انسان پر کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی ولی کامل کا مرید کر دیتا ہے۔ قطب بننا تو اور بات ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ سب قطب بن جائیں اور اللہ کرے کہ آپ کے قطب ہونے کی وجہ سے دنیا میں ایمان پھیلے امن پھیلے لیکن اقطاب کا غلام ہو جانا ہی بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہوتا ہے تو ولی کی محبت دل میں آ جاتی ہے۔ آپ جب محسوس کریں کہ دل میں ولی کی محبت ہے غوث الاعظمؒ کی محبت ہے داتا صاحبؒ کی محبت ہے تو یہ ایمان کی نشانی ہے۔ ایمان کا اور کوئی ٹسٹ نہیں۔ نماز ٹسٹ نہیں نماز سبھی پڑھتے ہیں لیکن اکناکس والے جانتے ہیں SUFFICIENT CONDITION جو ایک ضروری NECESSARY CONDITION ہوتی ہے۔ بعض چیزیں بہت ضروری ہوتی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو باقی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ بڑی اچھی چیزیں ہیں لیکن یہ ولایت کے بغیر بھی ہوتی ہیں۔ یہ منافقت کے ساتھ بھی ہوتی ہیں یہ شیطان بھی ہو پھر بھی ہوتی ہیں یہ قادیانی بھی ہو تب بھی ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی ولی کامل کی محبت دل میں ہے۔ پھر تیری نماز بھی ہے تیرا روزہ بھی ٹھیک ہے پھر تیرا حج زکوٰۃ قربانی سب ٹھیک ہیں اگر ولی کامل کی محبت نہیں ہے تو پھر کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اور یہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کو جس سے محبت ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ جنت میں جائیگا یا پھر جہنم میں جائیگا۔ یہ چیزیں حضرات ہم غوث الاعظمؒ سے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ غوث الاعظمؒ کا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک عورت حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت بیٹا چاہئے آپ نے لوح محفوظ پر نظریٰ اور فرمایا کہ بی بی تیری قسمت میں بیٹا نہیں ہے۔ عورت نے عرض کیا کہ میں غوث کے در پر آئی ہوں کسی اور کے در پر نہیں گئی اور اگر لوح محفوظ میں ہوتا تو مجھے از خود ہی عطا ہو جاتا۔ مجھے بھی پتہ ہے کہ وہاں کوئی نہیں ہے اس لئے آپ کے پاس آئی ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا جانتھیں ایک دو تین..... حتیٰ کہ سات بیٹے عطا ہوں گے تو اس بی بی کے ہاں یکے بعد دیگرے سات بیٹے ہوئے۔ کوئی بد عقیدہ بندہ اس بی بی کو ملا تو اسے نے اس کو اپنے بچوں سے متعلق بتایا اس نے کہا کہ بیٹے دینے والا خدا ہے۔ پیر کا اس میں کیا کمال ہے۔ سرکار غوث الاعظمؒ کا اس میں کیا حصہ ہے۔ وہ عورت اس کے ورغلا نے میں آ کر بد عقیدہ ہو گئی اور کہنے لگی کہ ہاں یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اس میں غوث الاعظمؒ کا کوئی اثر نہیں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ بیٹے فوت ہونا شروع ہو گئے۔ ایک فوت ہوا پھر دوسرا تیسرا حتیٰ کہ ساتوں فوت ہو گئے۔ پھر بھاگی بھاگی آئی کہ حضرت یا غوث الاعظمؒ معافی دیدیں۔ میرا پہلا عقیدہ یہ تھا اب دوسرا عقیدہ ہو گیا تو سارے بیٹے فوت

ہو گئے۔ آپ نے فرمایا تو واپس آ گئی ہے تو تیرا عقیدہ درست ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت فرمادی ہے اب تو اپنے گھر چلی جا اور تیرے گھر میں تیرے بیٹے بیٹھے ہوں گے وہ دوڑی دوڑی آئی تو ساتوں بیٹے موجود تھے۔ یہ آج ہی میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے یہی ہم بھی حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ سے مانگتے ہیں۔ ان کی شفاعت کی بات کر رہے ہیں ان کے کرم کی بات ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے صدقے تمام مریضوں کو شفا عطا فرمادے۔ یا اللہ اس محفل کے صدقے ان کے اس ذکر کے صدقے جو ہم عرض کر رہے ہیں یہ تو معمولی ذکر ہے ان کی شان تو بہت بلند ہے تمام مریضوں کو شفا عطا فرمادے۔ کوئی روحانی بیمار ہیں یا جسمانی بیمار ہیں سب کو شفا کاملہ عاجلہ عطا فرمادے ایک اور چیز جو ہم ان سے مانگتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں وہ بندے تو ایسے ویسے ہی تھے لیکن آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیں حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ عرض کیا نہیں فرمایا کہ کیا کبھی میرے ارشادات سنے۔ کہا نہیں۔ کیا کبھی میرے مدرسہ میں آیا۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا کبھی میرا لنگر کھایا گیا رہویں شریف والا عرض کیا نہیں تو حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک بھی عمل اس کے پلے میں ہوتا تو وہ آج جنتی ہوتا۔ یعنی فرما رہے ہیں کہ میرا مرید جنتی۔ میرے ارشادات سننے والا جنتی میرے مدرسہ میں آنے والا جنتی میرا لنگر کھانے والا جنتی حضرات! یہ پانچ چھ عمل ہیں ان میں سے ایک بھی ہو جائے تو جنتی بن جاتا ہے پھر آپ نے توجہ فرمائی اور اس لڑکے کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ کو بخش دیا ہے۔ وہ بہت حیران ہوا کہ کس وجہ سے بخش دیا ہے فرمایا کہ اس کے اعمال میں سے صرف ایک بات نکلی ہے باقی سب گناہ ہی گناہ ہیں۔ صرف ایک نیکی نکلی ہے کہ وہ ایک روز مدرسہ کے سامنے سے ادب سے گزر رہا تھا۔ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ہے۔ ادب سے حضرت غوث پاک کا نام لینے سے ادب سے ان کے روضے پر حاضری دینے سے بخشش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا نام ادب سے لینے کی توفیق عطا فرمائے اور ادب سے ان کے روضہ پر حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے اولیاء کرام کا نام ادب سے لینے کی توفیق عطا فرمائے ان کی گیارہویں کھائیں۔ یہاں آستانہ پر جو گیارہویں پکتی ہے یہ ان کی ہی پکتی ہے یہ اگلی جمعرات کو پروفیسر صاحب دیگ پکائیں گے یہ حضرت غوث الاعظمؒ کی ہی گیارہویں پکے گی۔ آپ کھائیں گے اور جنتی بنتے جائیں گے۔ جہاں جہاں بھی گیارہویں پکے اللہ کرے کہ آپ کھائیں اور جنتی بنتے جائیں گے۔ گوشت کی مثال لے لیں کہ گوشت کچھ ولیمہ میں جارہا ہے کچھ مہندی میں جارہا ہے کہیں بارات کے لئے جارہا ہے کہیں گر بے میں جارہا ہے کہیں سیاسی جلسہ میں جارہا ہے کہیں رشوت میں جارہا ہے اور کوئی یہ ہے کہ پروفیسر صاحب لاکر گیارہویں شریف میں ڈال دیتے ہیں۔ گائے ایک ہے یا کٹا ایک ہے کیونکہ بڑا ہی پکاتے ہیں ناپروفیسر صاحب جی ہاں سرکار بڑا ہی ہوتا ہے۔ جی بڑا ہوتا ہے لیکن اس کی نسبت حضرت غوث الاعظمؒ سے ہو جاتی ہے تو اس کی خاصیت بدل جاتی ہے۔ گوشت گر بے میں گیا ہو یا سیاسی جلسہ میں گیا ہو یا ولیمہ میں گیا ہو وہ کوئی اور چیز ہے لیکن جب اس پر مہر حضرت غوث الاعظمؒ کی لگ جائے تو یہ کوئی اور ہی چیز بن جاتی ہے۔

گناہگار بندہ اس کو کھائے اپنی بھوک بھی مٹائے خوب سیر ہو کر کھائے اور ساتھ ہی جنتی بھی ہو جائے۔ ہم یہ مانگتے ہیں یہ ہے کہ ساڈاوی کرو پیڑا پار۔ یہ ہے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا کرم کہ کھانا بھی کھلاتے ہیں اور ساتھ جنت بھی دیتے ہیں اس سے سستا سودا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کے کرم کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ غوث کا مطلب ہی ہوتا ہے جو مصیبت میں کام آئے یہ استغاثہ جو ہوتا ہے یہ اسی سے نکلا ہے۔ مصیبت میں کام آنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظمؒ کا نام ایسا چن کر رکھا ہے کہ ”غوث الاعظمؒ“ غوث تو اور بھی ہونگے لیکن غوث اعظمؒ ایک ہی ہیں۔ فاروق تو اور بھی ہونگے لیکن فاروق اعظمؒ ایک ہی ہیں۔ صدیق اور بھی ہیں لیکن حضرت صدیق اکبرؓ ایک ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی غوثیت کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک عورت آئی اور اپنا بیٹا تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لئے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس چھوڑ گئی اور عرض کیا کہ اس کو مرید بھی کر لیں اور اس کو علم بھی عطا فرمائیں۔ چند ماہ بعد وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لئے آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا پہلے سے بھی زیادہ لاغر اور کمزور ہو گیا تھا لیکن سرکار غوث اعظمؒ اس وقت مرغی تناؤ فرما رہے تھے۔ عورت نے عرض کیا کہ حضرت صاحب ذرا خیال فرمائیں کہ میرا بیٹا سوکھی روٹیاں کھا کر اور بھی سوکھ گیا ہے اور آپ خود مرغی کھا رہے ہیں کچھ اچھا مرغی کھانا اسے بھی دیدیا کریں تو کم از کم اس کی بھی جان بنی رہے صحت برقرار رہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے کھائی مرغی کی ہڈیاں جو پاس پڑی تھیں ان کو حکم دیا کہ مرغی بن کر چلو تو مرغی زندہ ہو کر چلنے پھرنے لگی اور حضرت صاحب نے اس عورت کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جب تیرا بیٹا بھی اس مرتبے کا پونچھ گا تو مرغیاں کھالیا کرے گا فی الحال وہ سوکھی روٹی ہی کھائے گا۔ فاقہ نشی کرے اور اپنے نفس کو کنٹرول کرے ہم حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے یہی کچھ ہی مانگتے ہیں۔ ہمیں مرغی کی طرح مردہ سمجھ لیں اپنا ج سمجھ لیں بیکار سمجھ لیں غوث الاعظمؒ کی نگاہ پڑ جائے تو ہم بھی زندہ ہو جائیں۔ ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب جب سے مرید ہوا ہوں احکام بہت آنے لگا ہے۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ تو اگر میرا مرید نہ ہوتا تو تم بہت زنا کرتے میرا مرید ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس کیفیت کو بدل کر خواب میں ظاہر کر دیا ہے اور تمہیں گناہ سے بچالیا ہے یہ غوث الاعظمؒ کا کرم ہے ایک اور آدمی بھی تھا جو تاجر پیشہ تھا اور کسی دوسرے ولی اللہ کے پاس بھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ وہ اس ولی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میں تجارت کے لئے جا رہا ہوں۔ دعا کریں کہ سفر کامیاب رہے ان لوگوں نے توجہ فرمائی اور فرمایا کہ یہ سفر تمہارے لئے ٹھیک نہیں رہے گا۔ تمہارا مال ڈاکو لے جائیں گے اور تمہیں قتل کر دیں گے۔ وہ آدمی حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرے سفر کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ جاؤ تمہارا یہ سفر بہت اچھا رہے گا۔ وہ تاجر چلا گیا دوران سفر اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ڈاکو آگئے اس کا سارا مال لوٹ لیا اور اسے قتل کر دیا وہ گھبرا کر اٹھا تو کچھ نہ تھا۔ وہ تجارت میں خوب نفع کم کر واپس آیا اور مٹھائی لیکر پہلے بزرگ کے پاس گیا اور بتایا کہ میں خوب نفع لیکر واپس آیا ہوں حالانکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سفر ٹھیک نہیں رہے گا۔ ان بزرگوں نے مراقبہ فرمایا اور خوشخبری دی کہ بات تو

وہی تھی جو میں نے بتائی تھی لیکن یہ سب حضرت غوث الاعظمؒ نے حقیقت کو خواب میں بدل دیا ہے یہ ان کے کرم کی بات ہے۔ اگر حضرت غوث الاعظمؒ کا کرم تمہارے شامل حال نہ ہوتا ان کی مدد تمہیں نہ ملتی تو وہی چیز حقیقت میں وارد ہو جاتی جو تم نے خواب میں دیکھی ہے۔ حضرات! یہ تصرفات ہیں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے۔ ایسے تصرفات تمہیں کہیں اور نہیں ملیں گے ساری رات مصلیٰ پر کھڑے ہو کر گزار دو تو یہ نہیں ملیں گے یہ صرف غوث الاعظمؒ کے در سے ملتے ہیں ان کے ذکر سے ملتے ہیں ان کی غلامی میں ملتے ہیں۔ جب سرکار غوث الاعظمؒ نے اعلان فرمایا کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے تو ایک ولی اللہ حضرت سنانؒ انہوں نے فرمایا کہ نہیں میری گردن پر نہیں میں یہ تسلیم نہیں کرتا کسی نے یہ بات حضرت غوث الاعظمؒ سے کہہ دی۔ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ اگر اس کی گردن پر میرا پاؤں نہ ہوگا تو سوراں کی گردن پر سواری کریں گے حضرت سنانؒ اپنے مریدوں کے ہمراہ حج پر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں چند چھپی لڑکیاں نظر آئیں تو حضرت سنانؒ ایک لڑکی پر عاشق ہو گئے۔ آپ نے مریدین کو چھٹی دیدی اور خود اس قافلہ میں شامل ہو گئے صرف ایک مرید ان کے ساتھ رہا۔ یہ ان لڑکیوں کے خاندان والوں کے پاس گئے اور خواہش ظاہر کی کہ فلاں لڑکی سے میری شادی کر دو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی شادی کر دیں گے لیکن پہلے بارہ سال ہمارے سوچا کر لیا کرو۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ بارہ سال سوچا کرتے رہے اور اگر کوئی مادہ ہر جنگل میں بچے دیدیتی آپ کو پتہ نہ ہونا چاہئے کہ یہ ایک جھولی میں بارہ تک بچے دے دیتی ہے تو حضرت سنانؒ ان بچوں کو اپنے کندھے پر رکھ کر گھبراتے یعنی اگر حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا نہیں تو پھر سورا کا قدم آپ کی گردن پر آتا رہا۔ بارہ سال کی مدت پوری کرنے کے بعد انہوں نے پھر مطالبہ دہرایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے شرط پوری کر لی ہے اب ہم آپ کا نکاح کر دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک سورا لے آؤ اسے ذبح کر کے گوشت پکاتے ہیں۔ شراب لاتے ہیں تاکہ دعوت طعام ہو سکے۔ وہ جو ایک مرید ساتھ رہ گیا تھا اس نے سوچا کہ سورا سواری تو کرتے تھے لیکن ان کا گوشت کھانے سے تو بچے ہوئے تھے لیکن اب تو وہ بھی کھانا پڑے گا شراب بھی پینا ہوگی تو یہ تو بالکل کام ختم ہو جائیگا۔ اس مرید نے پانچ چھ سو میل دور سے ہی حضرت غوث الاعظمؒ کو مدد کے لئے پکارا اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظمؒ کرم فرمائیے میرے پیر صاحب کو واپس لائیے۔ معاف کر دیجئے حضرت غوث الاعظمؒ کو رحم آگیا۔ وضو فرما رہے تھے وہیں سے ایک پانی کا چھینٹا مارا جو حضرت سنانؒ کے منہ پر لگا تو ان کی کیفیت بدل گئی ہوش میں آ گئے اپنی حالت دیکھی تو شرمساری ہوئی کہ وہ تو کفر کی حالت میں رہے تھے۔ کافر ہلڑکی نکاح کیلئے تیار۔ سورا گوشت اور شراب دسترخوان پر بھی ہوئی۔ ہوش آگیا تو فوراً تائب ہوئے اور حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے دربار میں حاضر ہوئے کہ حضرت صاحب میری گردن پر پاؤں مبارک رکھیں تاکہ میری جو ولایت سلب ہوئی ہے وہ واپس مل جائے۔ یہ حضرت غوث الاعظمؒ ہیں حضرات غوث الاعظمؒ تو بہت بڑی ہستی ہیں ان کے کتے کے پاؤں بھی ہماری گردن پر آجائیں تو یہ خوش بنتی ہے۔ یہ بھی بہت بڑا کرم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو غوث الاعظمؒ کی غلامی نصیب فرمائے۔ ایک لڑکا آیا اور حضرت غوث الاعظمؒ کا مرید ہو گیا اور پھر عرض کیا کہ حضرت صاحب اب مجھ پر آپ کا کیا حق ہے اور میرا آپ پر کیا حق

ہے۔ فرمایا کہ میرا تجھ پر یہ حق ہے کہ جو کچھ پیر صاحب فرمائیں وہ مانو اور تیرا مجھ پر جو حق ہے وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ لڑکے نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے میں اپنا فرض پورا کروں گا آپ اپنا کریں۔ چند روز بعد اس لڑکے کی شادی تھی۔ اس نے سہرا باندھا گھوڑی پر سوار آیا ساتھ آئے باراتی اور ادھر حضرت غوث الاعظمؒ جا رہے تھے۔ لڑکا نیچے اترا۔ سلام عرض کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ سب سہرے وغیرہ اتار دو۔ چھوڑ دو ان تمام باراتیوں وغیرہ کو۔ اشارہ فرماتے ہوئے حکم دیا کہ اس طرف کو چلتے جاؤ اگر میں واپس بلاؤں تو آ جانا ورنہ سیدھے چلتے رہنا۔ لڑکے نے اپنے پیر صاحب کے حکم کو مانا اور سب کو چھوڑ کر چل دیا۔ تمام باراتی بھی پریشان۔ گھر والے بھی پریشان کہ یہ کیا حرکت ہے لڑکی والے کیا کہیں گے برادری والے کیا کہیں گے ان تمام نے اس کو روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس لڑکے نے کسی کی نہ مانی اور کہا کہ میں نے تو اپنے پیر صاحب سے وعدہ کر رکھا ہے حکم عدولی نہیں کروں گا لہذا وہ چل دیا۔ کافی دور چلا گیا تو راستہ میں اسے ایک اشرفیوں سے بھری تھیلی مل گئی۔ ایک شہر میں پہنچ گیا تو وہاں ایک جگہ پر آدمیوں کا رش دیکھا پتہ چلا کہ ایک نئی کنواری لڑکی کنجری کی شکل میں آئی ہے اور لوگ اس کے ساتھ رات بسر کرنے کے لئے بولی لگا رہے ہیں۔ نیلا میں ہو رہی ہے۔ کہ پہلی رات اس کے ساتھ کس نے گزارنی ہے۔ اس لڑکے کے پاس بہت رقم تھی اس نے بھی بولی میں حصہ لیا اور بولی بھی اس کے نام نکل آئی۔ جس وقت لڑکی کے قریب ہوا تو ان کے درمیان ایک ہاتھ آ گیا۔ لڑکے نے پہچان لیا کہ یہ تو حضرت غوث الاعظمؒ کا ہاتھ ہے۔ لڑکی نے بھی وہ ہاتھ دیکھ لیا۔ اب یہ لڑکا وہیں سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلا تو وہ لڑکی بھی اس کے پیچھے بھاگ آئی۔ لڑکی کے دلال کنجر وغیرہ پیچھے پیچھے بھاگے لیکن ان دونوں میں سے کوئی بھی ہاتھ نہ آیا۔ کئی روز کی مسافت کے بعد حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ سارا واقعہ اس طرح سے پیش آیا ہے۔ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ اس لڑکی سے نکاح کر لو۔ لڑکے نے اس لڑکی سے شادی کر لی۔ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ یہ میرے ایک مرید کی بیٹی ہے جس کو وہ آدمی اغوا کر کے گئے تھے اور اس روز اس کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی۔ میں نے تجھے اتنے روز پہلے ہی بھیج دیا تھا کہ تو اس کو بچا کر لے آئے۔ اور جس لڑکی کے ساتھ تو برادری کی بارات لیکر نکاح کرنے کے لئے جا رہا تھا وہ تیری رضائی بہن ہے تم دونوں نے ایک ہی والدہ کا دودھ پیا ہے تو اپنی بہن سے زنا کرنے سے بچ گیا ہے اور یہ تیری منکوحہ لڑکی بھی اپنی جگہ زنا سے بچ گئی۔ یہ غوث الاعظمؒ ہیں یہ کسی کے ذہن میں کسی کے دل میں خیال پیدا کر دیں تو اسے زنا سے بچادیں یا کوئی عملی طور سے واقعہ پیدا کر کے کسی کو گناہ سے زنا سے بچا دیں یہ ان کی مرضی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے ہم یہ مانگتے ہیں کہ ساڈاوی کرو بیڑا حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا دھوبی تھا وہ فوت ہو گیا۔ قبر میں چلا گیا دفن کرنے کے بعد حضرت سرکار غوث الاعظمؒ اس کی قبر پر کھڑے دعا فرما رہے تھے کہ قبر میں نکیرین آگئے اور سوال کیا مَنْ دُفِنَ تیرا رب کون ہے۔ دھوبی نے جواب دیا کہ میں حضرت غوث الاعظمؒ کا دھوبی ہوں۔ فرشتوں نے پوچھا مَسَا دُفِنْتَ تیرا مذہب کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو غوث الاعظمؒ کا دھوبی

ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ اسے جو بھی سوال کریں یہ جواب میں سرکارِ غوث الاعظمؒ کا ہی نام لیتا ہے۔ یہ کیسا بندہ ہے اس سے کیا سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غوث الاعظمؒ کا نام لیتا ہے تو میں نے اسے اسی نسبت سے بخش دیا ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیا بات ہوئی کہ تم نماز روزہ حج زکوٰۃ کو چھوڑ دو۔ اعمالِ صالحہ چھوڑ دو اور غوث الاعظمؒ کے دھوبی بن جاؤ۔ یہ کس قسم کی تعلیم آپ دے رہے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ وہ فرشتوں کو بتا رہا ہے کہ میں اس اللہ کو مانتا ہوں جس نے اپنے خاص فضل و کرم سے حضور نبی کریم ﷺ کو نبی رحمت بنایا اور آپ ﷺ کو صفت **يُسْرُكِيْهِمْ** سے نوازا کہ جس سے وہ لوگوں کو پاک کرتے ہیں اسی صفت سے غوث الاعظمؒ بنتے ہیں اور ان کے غلام بنتے ہیں اور مجھے بھی شرف حاصل ہے کہ میں حضرت غوث الاعظمؒ کا غلام ہوں۔ میں نہ اللہ تعالیٰ کا انکار ہی ہوں نہ ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکاری ہوں بلکہ میں تو ان سے رشتہ غلامی والا استوار کر رہا ہوں۔ اس نے یہ نہیں بتایا کہ اللہ کون ہے بلکہ اس نے کہا کہ دیکھو میں غلام ہوں حضرت غوث پاکؒ کا اور غوث پاکؒ تو اللہ کو مانتے ہیں تو جو کوئی حضرت غوث الاعظمؒ کا غلام ہوتا ہے وہ صحیح ہوتا ہے وہ بے دین نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ان کا دھوبی بننے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ان کا کرم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا اعلان ہے کہ میں قیامت تک ہونے والے قادر یوں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں اور فرمایا کہ جو نیک قاری ہیں وہ میرے لئے ہیں اور میں گناہ گاریوں کے لئے ہوں۔ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ نیک میرے لئے ہیں اور میں گناہ گاروں کے لئے ہوں۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

چور حضور نبی کریم ﷺ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اس طرح گناہ گار قاری غوث الاعظمؒ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔ نقشبندی چشتی سہروردی سب وہیں پناہ لیتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؒ سب کے پیر ہیں۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے اپنا جبہ مبارک اور عصا مبارک اور دستار مبارک ایک آدمی کو دئے کہ یہ حضرت مجدد صاحبؒ کو پہنچانے ہیں اگر تجھے اپنی زندگی میں نہ ملیں تو اپنے بیٹے کو دے جانا اور وصیت کر جانا تمہارا بیٹا آگے وصیت کر جائے۔ کئی پشتوں کے بعد وہ تھے حضرت مجدد صاحبؒ کو ملا اس طرح سے وہ قاری بھی ہیں نقشبندی بھی ہیں اسی نسبت سے ہم سب بھی غوث الاعظمؒ کے مرید ہیں یہ سارا کرم ان کا ہے اللہ تعالیٰ اس کرم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت شیخ عبدالجبارؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ وصال شریف کے بعد حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ قبر میں تشریف لے گئے تو کلمہ **اے اور سوال کیا کہ مَن رُبُّکَ** تو حضرت غوث الاعظمؒ نے فرشتوں کو ڈانٹ دیا اور فرمایا خبردار ہم سے نہ بولو۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے فرمایا کہ تم تارکِ سنت ہو۔ تم جب اندر آئے تو تمہیں پہلے سلام کہنا چاہیے تھا۔ فرشتے باہر گئے اور پھر اندر آئے اور کہا السلام علیکم۔ حضرت صاحب نے جواب دیا وعلیکم السلام اور اپنا سوال دہرایا تو حضرت غوث الاعظمؒ نے پھر انہیں ڈانٹ دیا کہ خبردار

ہم سے نہ بولو۔ فرشتوں نے پوچھا کہ اب کیا غلطی ہوئی۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ تمہیں دین کی خبر نہیں تم نے سلام تو لیا لیکن مصافحہ نہیں کیا۔ فرشتوں نے جو نبی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے انہیں پکڑ لیا اور فرمایا کہ تمہارے سوالوں کا جواب میں بعد میں دوں گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو تم نے مخالفت کی کیوں کی تھی فرشتے لا جواب ہوئے اور کہا کہ انکار کرنے والے ہم صرف دو ہی تو نہ تھے۔ تمام فرشتوں نے مخالفت کی تھی۔ حضرت صاحب نے انہیں چھوڑ دیا کہ جاؤ جا کر باقی فرشتوں سے پوچھ کر آؤ۔ فرشتے گئے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عرض کیا کہ یا اللہ ایک تیرا بندہ آیا ہے اور اس طرح سے پوچھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مخالفت کی تھی تو اب جواب بھی دو۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا جواب دیں فرمایا اگر کوئی جواب نہیں آتا تو معافی مانگ لو۔ فرشتے واپس آئے اور کہا کہ حضرت صاحب ہمیں معاف کر دیں تو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ معافی تو دیتا ہوں لیکن پہلے وعدہ کرو کہ قیامت تک جو بھی میرا مرید قبر میں آئیگا اس سے نہایت ہی آسانی و محبت و پیار سے پیش آؤ گے۔ فرشتوں نے وعدہ کر لیا۔ یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی کرامت ہمارے لئے خصوصاً قادیروں کے لئے خوش خبری ہے اور حضرت غوث الاعظمؒ کا کرم ہے یہی ہم ان سے مانگتے ہیں کہ ساڈاوی کرو بیڑا پار حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کی ولادت باسعادت سے متعلق عرض ہے کہ حضرت ابوصالح بہت پرہیزگار عبادت گزار شب بیدار انسان تھے۔ دریا کے کنارے بیٹھے عبادت میں مصروف تھے کہ ایک بہت خوبصورت خوشنما سب پانی میں بہتا ہوا آیا آپ کی نظر پڑی تو آپ نے اٹھالیا اور کھالیا۔ سب کھانے کے بعد خیال آیا کہ میں نے یہ سب اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کھا لیا ہے۔ آپ چڑھتے پانی کی طرف چلتے رہے کہ ایک باغ نظر آیا۔ باغ میں سب کے درخت تھے اور ایک درخت کی ٹہنیاں بالکل دریا کے اوپر جھکی ہوئی تھیں اور ان میں بالکل ویسے ہی سب لگے ہوئے تھے جیسا کہ آپ نے کھایا تھا۔ آپ اس باغ کے مالک سے ملے یہ حضرت عبداللہ صومعیؒ تھے اور ان سے سب بلا اجازت کھانے کی معذرت چاہی۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا کہ ان سے مخاطب ایک نیک پار ساعبد آدمی ہے کہتے ہیں ناکہ ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا کہ سب کھانے کی معافی ایک صورت میں مل سکتی ہے کہ آپ بارہ سال میرے اس باغ کو پانی دو۔ حضرت ابوصالحؒ نے قبول کر لیا۔ آپ بارہ سال باغ کو پانی دیتے رہے ادھر حضرت عبداللہ صومعیؒ ان کی روحانی تربیت کرتے رہے اور اس عرصہ میں آپ کو کندن بنادیا تھا۔ بارہ سال بعد حضرت ابوصالحؒ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب اب سب کھانے کی معافی دیں تو حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا کہ معافی کے لئے اب ایک شرط ہے کہ میری ایک بیٹی ہے جو آنکھوں سے اندھی ہے۔ کانوں سے بہری ہے۔ زبان سے گوئی ہے۔ پاؤں سے لنگڑی ہے۔ آپ اس سے شادی کر لو تو میں سب بلا اجازت کھانے کی معافی دے دوں گا۔ حضرت ابوصالحؒ نے یہ بھی قبول کر لیا۔ نکاح ہو گیا اور حضرت ابوصالحؒ جب حجرہ عروسی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہے۔ آپ واپس آگئے اور حضرت عبداللہ صومعیؒ سے عرض کیا کہ حضرت صاحب وہاں ایسا تو نہیں ہے جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ حضرت

عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا کہ بیٹا وہی میری بیٹی ہے تمہاری بیوی ہے۔ اندھی میں نے اس لئے کہا تھا کہ اس نے آج تک کسی غیر محرم آدمی کو نہیں دیکھا۔ بہری میں نے اس لئے کہا تھا کہ اس نے آج تک قرآن و سنت کے علاوہ کوئی بات نہیں سنی۔ گوگلی اس لئے کہا تھا کہ اس نے شریعت کے باہر آج تک کوئی گفتگو نہیں کی اور لنگڑی اس لئے کہا تھا کہ اس نے آج تک بلا اجازت گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ اللہ اکبر یہ حضرت عبداللہ صومعیؒ کی بیٹی کے اوصاف تھے۔ اور ادھر حضرت ابوصالح کی سیرت سے متعلق بھی عرض کیا ہے۔ توشادی کے بعد ان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا فرمایا اور یہی وہ بیٹا ہے جو حضرت سرکار غوث الاعظمؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی قطب ربانی حسنی والحسینی البغدادی ہیں۔ پیر دستگیر کے نام سے موسوم ہیں جن سے ہم عرض کر رہے ہیں۔ کہ ساڈاوی کرو بیڑا پار اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نعمتیہ رحمانیہ فیصل آباد 07/06/96

خدا کے فضل سے ہے ہم پر سایہ غوث اعظمؒ کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظمؒ کا

شیخ المشائخ حضرت پیر نعمت اللہ قریشی نقشبندی مجددی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاہیا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلیم الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! شیخ المشائخ حضرت پیر سرکار سائیں بابا مرحوم و مغفور پچھلے سال (15 نومبر 1994) بمطابق 11
جمادی الثانی 1415 ء وصال فرما گئے تھے اور پروگرام کے مطابق اس سال 11 جمادی الثانی کو آپ سرکار کا پہلا سالانہ
عرس پاک دادو شریف میں منعقد ہوا۔ جس میں آپ سب کی نمائندگی کے لئے حاجی غلام محی الدین اور عبد الغفار
صاحبان نے شرکت کی اور آپ کے لئے خوش خبری کا پیغام لے کر آئے ہیں کہ ان دو حضرات کے جانے سے آپ سب
کی حاضری قبول ہوگئی ہے۔ آپ سب کی بخشش ہوگئی ہے اور تمام جماعتوں سے زیادہ آپ کی جماعت ادب والی ہے۔
یہ خوش خبری ہے کہ آپ بخش دئے گئے ہیں۔ نجات یافتہ ہیں یہ حضرت سرکار سائیں بابا مرحوم و مغفور نے آپ کو خوش خبری
بھیجی ہے اللہ تعالیٰ ان کی زبان مبارک کرے اور یہ سعادت ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نصیب رہے۔ یہ ان کا کرم ہے ان
کی مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ آمین۔

حضرات! اولیاء کرام کے دروازے کی طرف جانے والے اور حضور نبی کریم ﷺ کے در اقدس کی طرف جانے والے
کے لئے یہ فضیلت ہے کہ ہر قدم پر اس کی ایک بدی نیکی میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ اب یہاں فیصل آباد سے دادو شریف
کا فاصلہ کوئی 800 کلومیٹر بنتا ہے اس سارے فاصلے کے قدم بناؤ تو پتہ چل جائے گا کہ کتنی بدیاں ختم ہو گئیں اور کتنی
نیکیوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ان حضرات کی زیارت بھی جو کہ عرس پاک سے ہو کر آئے ہیں ایک بخشش کا بہانہ بن
جاتی ہے۔ سرکار سائیں بابا مرحوم و مغفور کی باتیں ان کی کرامات تو بہت زیادہ ہیں سب سے بہتر یہ کہ ان کا عقیدہ بہت
راخ پکا اور نہایت صاف پاک و شفاف تھا۔ اپنے مرشد کریمؒ اور نبی پاک ﷺ سے متعلق ان کا عقیدہ بہت سچا اور سچا تھا
آدمی اتنا ہی بہتر ہوتا ہے کہ جتنا اس کا عقیدہ صحیح اور درست ہوتا ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا کی تعلیمات سے متعلق میں
عرض کرتا ہوں کہ کسی نے ان سے سوال کیا کہ حضرت صاحب آپ اپنے اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کرتے ہیں۔ آپ نے
فرمایا کہ تم اپنے نبی پاک ﷺ کو راضی کر لو تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے یہی چیز آپ اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے
اور یہی چیز وہ ہماری تعلیم کے لئے چھوڑ کر گئے ہیں اور یہ بھی بات ہے کہ آپ سب حضرات بھی سرکار سائیں بابا مرحوم
و مغفور کے ہی مرید ہیں اور ان کی اجازت سے ہی آپ یہاں بیعت میں یہ چیز آپ ذہن میں رکھیں تو میں عرض کر رہا تھا
کہ سرکار سائیں بابا مرحوم و مغفور کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا صرف اور صرف ایک طریقہ ہے کہ آپ اپنے

نبی پاک ﷺ کو راضی کر لیں۔ جو کوئی نبی پاک ﷺ کو راضی نہیں کرے گا تو وہ اپنے اللہ کو بھی راضی نہیں کر سکتا خواہ وہ آدمی ساری عمر سجدے کرتا رہے۔ سجدہ میں پڑا رہے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھتا رہے۔ نوافل پڑھتا رہے قربانیاں کرتا رہے۔ زکوٰۃ دیتا رہے۔ طواف کعبہ کرتا رہے۔ سعی کرتا رہے۔ جو مرضی کرتا رہے لیکن جب تک نبی کریم ﷺ راضی نہیں ہوں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوں گا۔ اور یہ دیکھو کہ حضور نبی پاک ﷺ کو کیسے راضی کیا جائے تو اس بارے میں سرکار سائیں بابا کا طریقہ ہے ان کا عمل ہے ان کی وصیت ہے کہ اپنے مرشد کریم کو راضی کرو تو نبی پاک ﷺ راضی ہو جائیں گے۔ یہ حدیث پاک بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے پیارے کو راضی کیا تو گویا کہ اس نے مجھے راضی کیا۔ اور جس سے میں راضی ہو گیا اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا سرکار سائیں بابا سے زیادہ زور دیتے تھے کہ اپنے مرشد کریم کو راضی کرو۔ اسے کے پاس جاؤ۔ مرشد کریم کی حاضری میں رہو۔ اس کی زیارت کرتے رہو۔ وہ سبق جو دیں جو عمل وہ بتائیں اس پر قائم رہو۔ یہی اس کا راضی کرنا ہے ہم مرشد پاک کو روپے پیسے سے راضی کرتے ہیں یا کسی اور تھنڈ خانف سے راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن حضرت سرکار سائیں بابا عقیدے سے راضی کرتے تھے۔ عقیدہ صحیح رکھو اور جو عمل اور ذکر وہ فرمائیں وہ کرتے رہو اور مجھے جو وہ ہمیشہ سبق دیتے رہے ہیں وہ ایک شعر ہے کہ اس میں ساری چیز کا نچوڑ ہے اور وہ یہ ہے کہ

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مئے خانے میں

کوئی کچھ نہیں ہوتا پہلے مرشد کریم کو راضی کرنا پڑتا ہے کہ اس کے راضی ہونے میں ہی حضور ﷺ راضی ہوتے ہیں اور جو حضور ﷺ راضی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سائیں بابا وحدت الوجودی کے سخت خلاف تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اللہ ہے اور نبی بنی ہے۔ نبی اللہ نہیں بن سکتا اسی طرح مرشد جو ہے وہ مرشد ہے وہ نبی نہیں بن سکتا اور نہ وہ اللہ بن سکتا ہے۔ یہ تینوں ایک نہیں ہیں۔ بالکل ایک نہیں ہیں۔ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک آدمی آیا اور حضرت سائیں بابا سے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کے ایک مرید ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں رب ہوں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا وہ تو میرا مرید ہے اور میں اس کا مرشد ہوں۔ اگر وہ رب ہے تو پھر میں اس سے بھی بڑا رب ہوں۔ اب بات کرو پھر تو در رب ہو گئے۔ وہ آپ کا مرشد اور میں تو اس کا بھی مرشد ہوں اور تمہارا دادا مرشد ہوں اور پھر یہ کہ میرے بھی مرشد کریم حیات ہیں وہ مجھ سے بھی بڑے رب ہوں گے۔ اور وہ تیسرے رب ہو گئے اب بتاؤ کہ تمہارے کتنے رب ہیں۔ پھر فرمایا کہ چھوڑو ان باتوں کو اللہ اللہ ہے تم اسے اتنا نیچے لاتے ہو کہ بندہ بنا کر رکھ دیتے ہو۔ انسان کی کتنی حاجات ہیں ہم کتنے بے بس ہیں۔ بچپن میں کسی کے سہارے کے بغیر چل نہیں سکتے بڑھاپے میں بھی یہی حال ہے۔ دو دن اگر روٹی نہ ملے تو ساری خدائی بیچنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بھوک کے مارے یہ حال ہو جاتا ہے اور ہم التجا کرنے لگتے ہیں کہ خدا کیلئے ہمیں روٹی دیدیں ہم بھوکے مر رہے ہیں۔ روٹی دو تا کہ زندہ رہ سکیں۔ کیا یہ کوئی خدائی

ہے؟ خدا تو کبھی کھانا نہیں ہے اس کو تو روٹی کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن یہ جو خدا بن بیٹھا ہے یہ تو مرغ اور مرغ غداء کے علاوہ کھانا نہیں ہے۔ یہ کیون سا رب ہے جو روٹی کیلئے بھی محتاج ہے۔ حضرت سائیں بابا فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اللہ ہے۔ نبی نبی ہے اور مرشد مرشد ہے۔ یہ ایک سلسلہ ہے ان تینوں کو ایک ماننا شریعت کے خلاف ہے۔ یہ عقیدہ ہی شریعت کے خلاف ہے۔ انہوں نے یہ بات مکتوبات ربانی کتاب سے نکال کر دی ہے۔ جس نے یہ نظریہ وحدت الوجودی کا شروع کیا تھا۔ وہ ابن عربی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جتنا بھی نزول کر آئے وہ بند سے سے بلند ہی رہتا ہے اور آدمی جتنا بھی عروج کر جائے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت نیچے ہی رہتا ہے۔ ان کا آپس میں ملاپ نہیں ہوتا اللہ اللہ ہی رہتا ہے اور بندہ بندہ ہی رہتا ہے۔ پیر پیر ہی ہوتا ہے اور مرید مرید ہی رہتا ہے۔ نبی نبی ہی ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی اللہ نہیں بن سکتا۔ ان کو آپس میں مت ملاؤ۔ سائیں بابا عقیدہ وحدت الوجودی کے سخت خلاف تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق سائیں بابا کی تعلیمات یہ تھیں کہ جن کے بتانے سے وہ بہت خوش ہوتے تھے اور فرمایا کہ اگر یہ عقیدہ رکھو تو میں خوشی سے مر جاؤں گا کہ میرے بعد اچھی جماعت ہے صحیح عقیدہ رکھنے والی جماعت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اور وہ عقیدہ صرف ایک شعر میں مرکوز ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یہ حاجی غلام محمد الدین صاحب سے سرکار سائیں بابا نے اپنی حیات میں پوچھا تھا کہ تمہارے پیر صاحب تمہیں کیا تعلیم دیتے ہیں تو انہوں نے سائیں بابا سے عرض کیا تھا کہ وہ ہمیں بس اس شعر کی ہی تعلیم دیتے ہیں۔ اس پر سائیں بابا نے ان کی پیشانی پر بوسہ بھی دیا اور یہ اظہار بھی فرمایا کہ اب مجھے مرنے کا کوئی ڈر نہیں۔ میں خوشی سے مر جاؤں گا کہ اچھے عقیدہ والی جماعت پیچھے چھوڑ کر جاؤں گا۔ اور سائیں بابا نے حاجی صاحب کو یہ خوش خبری بھی دی تھی کہ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ میں تم سے اور تمہارے پیر صاحب سے راضی ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق جس کا عقیدہ یہ ہو کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے بغیر جنت میں چلا جاؤں گا۔ جنت میں جانے کیلئے میرے اعمال کافی ہیں۔ میری نمازیں ہیں۔ روزے ہیں۔ تفسیر ہے حج ہے۔ قربانی ہے۔ طواف ہے۔ زکوٰۃ ہے خیرات ہے۔ یہ سب میرے لئے کافی ہیں تو فرمایا کہ جس نے جہنمی کو دیکھنا ہو اس شخص کو دیکھ لے جو اپنے اعمال پر تکیہ کئے بیٹھا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور وسیلہ کا منکر ہے۔ نجات صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے ہی ممکن ہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی حضور نبی کریم ﷺ کے دامن کی ضرورت ہے کہ وہ جنت میں جائیں۔ یہ وہ عقیدہ ہے کہ جس کے باعث سرکار سائیں بابا نے ہم پر مہر لگا دی ہے کہ یہ جماعت ناجی ہے۔ بخشی ہوئی ہے۔ یہ ان کا ولی عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کی نگاہ کرم کے بغیر کوئی فرد بھی جنت میں نہیں جائیگا۔ اب کئی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم تہجد پڑھو تو جنت مل جائیگی۔ تم فلاں دن کا روزہ رکھو تو جنت مل جائیگی۔ ایسی خیرات کرلو جنت مل جائیگی۔

فلاں نیکی کرو تو جنت مل جائیگی۔ اندھے کو سیدھا راستہ بتا دو تو جنت مل جائیگی۔ تم فلاں چیز کو نہ مارو تو جنت مل جائیگی۔ یہ کرو وہ کرو تو جنت کے حقدار ہو جاؤ گے۔ حضرات! یہ تمام چیزیں نبی پاک ﷺ سے بے نیاز کرتی ہیں۔ اگر اپنے ان اعمال پر نظر رکھو گے تو پھر نبی پاک ﷺ کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائیگا۔ آپ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ جنت کے مالک حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ ہم ان کے محتاج ہیں۔ اگر تمہیں تمہارے اعمال یا نوافل پر تمہیں جنت وہ عطا نہ کریں تو پھر کیا کرو گے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ پروفیسر صاحب یہ دیکھو کہ یہ میرا گھر ہے۔ ایسا آپ کا بھی گھر ہے۔ لیکن یہ میرا گھر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے مجھے دیا ہوا ہے تو آپ جو یہاں اندر تشریف لائے ہیں تو میری اجازت سے آئے ہیں۔ حالانکہ میں بھی یہاں عارضی ہوں اس ملک میں رہتے ہوئے حکومت ہی اس مکان کی بھی مالک ہے وہ جب چاہے مجھ سے خالی کر سکتی ہے اس کا عوضانہ وہ مجھے دے دیا یا نہ دے۔ یہ دیکھو نا کہ سڑک جیل روڈ کو وسیع و عریض کرنے کیلئے کتنے ہی گھروں کا صفایا کر دیا گیا ہے کیوں کسی نے رکاوٹ نہیں ڈالی۔ کیوں کسی نے دعویٰ نہیں کیا اس لئے کہ اس قطعہ زمین کی اصل مالک حکومت ہے۔ اس مکان کی عارضی ملکیت ہونے کے باعث بھی میں اس قابل ہوں کہ تمہیں اس میں داخل ہونے کی اجازت دوں یا نہ دوں۔ اسی طرح آپ سب اپنے اپنے مکانوں کے مالک ہیں۔ ہم تو ان مکانوں کے بھی عارضی مالک ہیں حالانکہ خرچہ خود کر کے تعمیر کئے ہوئے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ جنت کے حقیقی مالک ہیں۔ حکومت بھی عارضی ہے اس کی ملکیت بھی عارضی ہے وہ مکان دے بھی سکتی ہے اور مکان دیکر واپس بھی لے سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کو عطا فرماتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے۔ جنت تو ایک معمولی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو ساری کائنات اور اس کے خزانوں کا مالک و مختار بنا دیا ہوا ہے۔ کہ خالق کل نے مالک کل بنادیا ہے۔ وہ آپ کو اگر جنت نہ عطا فرمائیں تو آپ کو اپنے اعمال اور نوافل کی قدر و قیمت کا پتہ چل جائے گا۔ آپ یہ کہیں کہ میں کار میں سوار ہو کر آیا ہوں میں سکوتر پر آیا ہوں میں سائیکل پر آیا ہوں میں دوڑ کر آیا ہوں اور اگر میں اندر داخل نہ ہونے دوں تو کیا آپ مجھ سے لڑیں گے۔ کتنا لڑو گے؟ حضور نبی کریم ﷺ تو حقیقی مالک ہیں۔ ابھی وہ فاروق صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

پروفیسر صاحب آپ بتائیں کہ آپ کے جسم اور روح کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائی جائے تو آپ کے والد محترم کئی کروڑ روپیہ سے بھی آپ کو نہیں دیں گے لیکن چلنے وقتی طور سے ہم کہتے ہیں کہ آپ کے جسم اور روح کی کل قیمت دس لاکھ ہے۔ آپ بتائیں کہ اس دس لاکھ میں آپ کے جسم کی کیا قیمت ہے اور روح کی کتنی قیمت ہے اس میں نسبت کتنی ہے (جواب ساری قیمت روح کی ہی ہے) ہاں تمہاری کل قیمت صرف روح کی ہے اور وہ روح حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ جنت کی روح بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کائنات کی روح حضور ﷺ ہیں ہر شان ہر عظمت ہر رفعت کی روح حضور پاک ﷺ ہیں۔

اس	صورت	نوں	میں	جان	آکھاں
جان	آکھاں	کہ	جان	جہاں	آکھاں
سچ	آکھاں	تے	رب	دی	شان
جس	شان	تھیں	بنیاں	سب	شاناں

تم حور پر مرتے ہو؟ جب حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہوتا ہے تو حور کا حسن بنتا ہے ویسے حور میں کوئی کشش نہیں ہے لیکن جب لفظ محمد ﷺ اس کی آنکھ کی پتلی پر یا اس کے رخسار پر لکھا جاتا ہے تو حسن آ جاتا ہے اگر وہ نہ لکھا جائے تو حور کے پلے کیا شے رہ جاتی ہے۔ یہ تعلیمات ہیں حضرت سرکار سائیں بابا کی کہ ہر چیز کے مالک حضور ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا سے سب کچھ بنا دیا ہے اور جو کوئی ان سے مستغنی ہوا یعنی جو کہے کہ مجھے حضور ﷺ کی ضرورت نہیں میں اپنی جگہ مکمل ہوں کامل ہوں تو سائیں بابا فرماتے ہیں کہ پکا جہنمی دیکھنا ہو تو اس شخص کو دیکھ لیں جو حضور ﷺ سے بے نیاز ہو۔ اس دنیا و کائنات میں کسی جگہ بھی ان سے بے نیازی نہیں ہو سکتی۔ یہ سائیں بابا کی تعلیمات ہیں اور وہ ہماری جماعت سے خوش صرف اس لئے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہی یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہمیں اس عقیدہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے یہ سب سے بڑی سعادت ہے کہ حضور ﷺ کو ان کی شان ان کی عظمت کے مطابق مقام دیدیں۔ اللہ تعالیٰ بھی صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی مقام دیتا ہے اور کسی چیز کو مقام نہیں دیتا۔ جتنے بھی مقامات ہیں جتنے بھی مراتب ہیں جو بھی عظمتیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہی دیئے ہیں۔ یہی عقیدہ رکھو۔

بخدا	خدا	کا	یہی	ہے	در
نہیں	اور	کوئی	مفر	مقر	
جو	وہاں	سے	ہو	یہیں	آ کے
جو	یہاں	نہیں	تو	وہاں	نہیں

الحضرت خدا کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ خدا کا یہی در ہے اس میں کوئی اگر مگر نہیں IFS AND BUTS اور جہاں کہیں مرضی لگا دیں۔ اگر مگر جہاں مرضی ہو لگا دیں۔ لیکن جہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان آئے وہاں اگر مگر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو حضور ﷺ کے در پر لا کر رکھ دیا ہے۔

وہی	نور	حق	وہی	ظل	رب
ہے	انہیں	کا	سب	ہے	انہیں
نہیں	ان	کا	ملک	میں	آسمان
زمین	نہیں	کہ	زمان	نہیں	

یہ شعر حضرت سائیں بابا کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اسی پر وہ خوش ہوتے ہیں اسی پر وہ راضی ہوتے ہیں۔ اسی سے وہ نجات

کی خوشی خبری دیتے ہیں۔ اسی سے وہ اپنے سینے پر لٹاتے ہیں اسی سے پیشانی کو چومتے ہیں اسی سے خلافت عطا فرماتے ہیں۔ ایک وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ انسان باطن ظاہر میں ایک ہو یہ نہیں کہ اندر سے کچھ اور ہے اور باہر سے اور ہے۔ وہ بندے کو اندر اور باہر سے ایک چاہتے تھے۔ زیادہ رقم بطور نذرانہ دینے والے بھی پیچھے رہ جاتے تھے۔ سائیں بابا خود سچے تھے اسی لئے سچائی کو پسند فرماتے تھے۔ روپیہ پیسہ کیلئے کبھی تقاضا نہیں کرتے تھے۔ نہ کسی کو یہ فرمایا کہ تم نے پیسے نہیں دیئے یا تھوڑے دیئے ہیں کہ زیادہ دیئے ہیں۔ ہاں تقاضا صرف یہ تھا کہ ہر انسان کا باطن ایک جیسا ہو۔ آپ ان کے سامنے اگر موزب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں تو دل سے بھی ادب کرتے ہوں۔ یہ نہیں کہ بظاہر تو بڑا ادب ہے۔ لیکن دل میں یہ خیال ہے کہ یار یہ بابا کہاں سے آگیا ہے یہ جائے تو میں اپنی ٹوپی اتار کر جیب میں ڈالوں اور کھیل کود کروں۔ دیکھو نا کہ پیر صاحب آئیں تو ٹوپی پہن لی اور ہاتھ باندھ کر خاموش سا کن کھڑا ہے جیسے کہ اب اس سے زیادہ کوئی ادب کر ہی نہیں سکتا۔ بڑا شریف اور سنجیدہ مزاج بنا کھڑا ہے لیکن جیسے ہی پیر صاحب تشریف لے گئے تو ٹوپی اتار کر جیب میں ڈال لی۔ ہنسی کھیل مذاق میں مصروف ہو گیا اور دیکھنے والے کو اب اس سے زیادہ شرم برکونی نظر نہیں آتا۔ یہ بھلا کون سی تعلیم ہے؟ اگر تمہیں پیر صاحب کے سامنے ٹوپی کی ضرورت پڑتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ تو حاضر ناظر ہیں پھر ٹوپی کس وقت اتارو گے۔ وہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ پیر صاحب کے جانے سے تو ٹوپی اتار دیتے ہو حضور نبی کریم ﷺ تو جاتے ہی نہیں ہیں پھر کیا کرو گے۔ لہذا اگر ادب ہے تو ہمیشہ ہے پیر صاحب حاضر ہوں غائب ہوں لیکن تصور یہی رکھو کہ وہ موجود ہیں اور تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ جس مرتبہ کا بھی ادب کریں تھوڑا کریں زیادہ کریں جتنا بھی کریں وہ خلوص سے کریں۔ حضرت سائیں بابا کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی آدمی بھی ولی کامل کی نگاہ سے چھپ نہیں سکتا۔ یہ حضور ﷺ کا خاص کرم ہوتا ہے کہ نگاہ ولی سے کوئی ظاہر غیب پوشیدہ نہیں ہوتا۔ اس کا دل بھی اس کے سامنے ایسا ہوتا ہے کہ جیسے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ کوئی چیز خواہ کپڑے میں بند ہے یا ڈبے میں بند ہے لیکن وہ ولی کامل کی نگاہ سے چھپ نہیں سکتی۔ ولی کامل جب توجہ فرماتے ہیں تو کوئی چیز ان کی نگاہ کے سامنے حائل نہیں ہوتی۔ حدیث پاک بھی ہے کہ مومن کی فراست سے بچوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ جب تو کسی ولی کامل کے پاس چل کر جاتا ہے تو وہ تجھے اندر باہر سے ایک جیسا ہی دیکھتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تیرے دل میں کیا ہے۔ اس لئے جب کبھی کسی ولی اللہ کے پاس جاؤ تو اس چیز کو مد نظر رکھو۔ اگر تو عاشق بن کر جایگا تو تمہیں عاشق ہی بنادے گا۔ اگر تو ظاہری طور سے عاشق بنا ہوا ہے اور اندر سے منافق بنا ہوا ہے تو وہ ولی اللہ تم پر ایسی مہر لگائے گا کہ واقعی ظاہری عاشق اور باطنی منافق بن کر رہ جایگا اور ہر شیخ کامل تمہیں دور سے ہی پہچان لیں گے کہ تیرے اندر کیا ہے اور باہر کیا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ جو اندر ہے وہی باہر رکھو۔ یہ اولیاء کرام کی بات ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جیسے کوئی جاتا ہے اسے ویسا ہی بنادیتے ہیں اگر کوئی صدیق بن کر جاتا ہے تو صدیق اکبر بن کر آتا ہے۔ ابو جہل بن کر جاتا ہے اس پر ایسا ٹھپہ لگتا ہے کہ پھر ابو جہل ہی رہتا ہے اور زمانے بھر کی لعنت اس پر پڑتی ہے۔ جیسا کوئی گیا ہے ویسا ہی بن کر نکلا ہے۔ پر خلوص ہو کر جاؤ تو پر خلوص ہو کر نکل جاؤ گے منافقت لیکر جاؤ گے تو

اس سے بھی بڑی منافقت لیکرواپس آؤ گے۔ یہ ولی کا در ہوتا ہے اس لئے جو بھی بن کر آیا وہ صحیح بن کر ہی آیا ہے۔ زیادہ ادب نہ سہی تھوڑا کرلو۔ آرام سے بیٹھو۔ خاموشی سے بات سنو اور یقین رکھو کہ ولی کامل کے سامنے حاضر ہیں پھر آرام سے واپس چلے جاؤ۔ زیادہ آگے پیچھے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ نہ عقیدہ رکھو کہ یہ کیسا پیر بنا بیٹھا ہے۔ ساری نوسر بازی ہے پکھنڈ ہے۔ سائیں بابا ایسے شخص کو دور سے ہی پہچان لیتے تھے اور برملا بھری محفل میں کہہ دیتے تھے کہ فلاں شخص ایسا ہے فلاں کے دل میں یہ دوسرے فلاں یہ چاہتا ہے۔ فلاں مجھ سے یہ نوسر بازی کر رہا ہے۔ فلاں مجھے یوں دھوکہ دے رہا ہے۔ ولی کامل کو جوشان ملتی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا بندہ بھی ہے کہ جس کی نیکیاں ستاروں کے شمار کے برابر ہوں۔ فرمایا ہاں ہے عرض کیا کون ہے فرمایا حضرت عمرؓ ہیں۔ اب بتائیے انسان نیکی کہاں کہاں کرتا ہے۔ آپ یہاں اندر کمرے میں بیٹھے ہوئے کر رہے ہیں۔ ذکر جو کیا ہے تو اندر کمرے میں بیٹھ کر کیا ہے میں جو عرض کر رہا ہوں تو یہ کمرے میں ہے۔ عام آدمی کی نظر سے اوجھل ہیں۔ لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ جانتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور انہیں یہ بھی پتہ ہے کہ کس لئے کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی پتہ کہ میں کس لئے عرض کر رہا ہوں اور انہیں یہ بھی پتہ ہے کہ تم کس لئے سن رہے ہو۔ میرے کہنے میں کمی اگر ہے تو یہ کمی کیوں ہے اور تمہارے سننے میں اگر کمی ہے تو کیوں ہے۔ وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ وہ ہماری نیوٹوں کو جانتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نیت اتنی چھپی ہوئی ہوتی ہے کہ جس کا علم صرف نیت والے کو ہی ہوتا ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ کو اس کا بھی علم ہے۔ اور یہ چیز نبی کریم ﷺ اولیاء اللہ کو عطا کرتے ہیں۔ سائیں بابا کو یہ علم بہت دیا ہوا تھا اور اسی سے وہ مہر لگاتے تھے۔ ایسے بھی اللہ کے بندے ہیں جو آپ کی نظر میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے لیکن سائیں بابا کے نزدیک وہ بڑے بلند مرتب ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ بظاہر بڑی شان و شوکت والے نظر آتے ہیں۔ کلاہ و دستار پہنے بڑے اونچے ہو کر بیٹھتے ہیں لیکن حضرت سرکار سائیں بابا کے نزدیک وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ کہ وہ نور بصیرت سے دیکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے چھپ کر بھی نیکی کی اندر کمرے اور مکان میں بھی کی۔ باہر بھی کی۔ اکیلے بھی کی۔ مل کر بھی کی۔ لوگوں کے جھوم میں بھی کی۔ لوگوں سے نظر بچا کر بھی کی۔ خاموشی سے بھی کی۔ بلند آواز سے بھی کی لیکن نبی پاک ﷺ ہر نیکی کو جانتے ہیں ان کے شمار کو بھی جانتے ہیں۔ کسی چیز کو جاننا اور بات ہے لیکن اس کے کل میزان TOTAL کو جاننا اور بات ہے۔ پروفیسر صاحب ہمیں پتہ ہے کہ آپ تنخواہ لیتے ہیں لیکن ہمیں یہ علم نہیں کہ تنخواہ کل کتنی لی ہے یہ تو ہمیں پتہ ہے کہ آپ تنخواہ دار بندے ہیں لیکن کل تنخواہ لی کتنی ہے یہ نہیں پتہ۔ کیا آپ کو معلوم ہے کیا ESTIMATED ہے۔ کل جو مدت ملازمت ہے اس میں مجموعی طور پر آج تک کتنی تنخواہ لی ہے یہ آپ کو بھی علم نہیں۔ کبھی TOTAL کیا ہی نہیں ہے اس لئے کوئی پتہ نہیں ہے۔ لیکن میرے نبی پاک ﷺ کو یہ بھی علم ہے قرآن مجید شاہد ہے کہ رزق مقدر ہے دانے دانے پر مہر لگی ہوئی ہے اور آج ہی نہیں بلکہ دس سال بعد بھی کسی نے کیا کھانا ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانتے ہیں۔ یہ انبیاء کرام کی شان ہے اور یہی شان جب اولیاء اللہ کو ملتی ہے تو پھر ہمارے مقدر بنتے ہیں۔ ہمارے جو مقدر بنتے ہیں تو

اس سے بنتے ہیں کہ ہمارا اولیاء اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ کیا میں یہ نوسر بازی کر رہا ہوں کہ میں کوئی چیز چھپا رہا ہوں کیا میں بن رہا ہوں اور کیا تمہیں بنا رہا ہوں نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں صرف خلوص کی ضرورت ہے اس منڈی میں صرف خلوص چلتا ہے اور خلوص کی ہی قیمت لگتی ہے۔ تھوڑا کر لو کیا ضروری ہے کہ زیادہ مرج مصلحہ لگانا ہے۔ کیوں مصلحہ لگاتے ہو ہمیں۔ حضرت سائیں بابا ہر شخص کے چہرے کو دیکھ کر جان لیتے تھے کہ اس میں کتنا ادب ہے کتنا خلوص ہے اور صرف چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ لیتے تھے کہ کتنا ذکر کرتا ہے۔ کتنے منٹ کرنے والا ہے کتنے دنوں کے بعد کرنے والا ہے۔ یہ ان کی شان ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ کی نیکیاں تو اتنی ہیں کہ جتنا ستاروں کا شمار ہے تو پھر میرے ابا جان کی کتنی نیکیاں ہیں فرمایا کہ اس کی ایک نیکی حضرت عمرؓ کی تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی ایک نیکی اتنی وزنی ہے؟ فرمایا انہوں نے غار ثور میں جو میری خدمت کی تھی وہ حضرت عمرؓ کی تمام نیکیوں سے زیادہ وزنی ہے اب دیکھئے کہ کس نیکی کی زیادہ قیمت لگ رہی ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ دن کے وقت غار ثور میں پہنچ جائے تو بڑا مشکل ہے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ رات کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کو کندھوں پر اٹھا کر غار ثور میں لے گئے۔ خود پہلے داخل ہوئے غار کی صفائی کی اور اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر سوراخ بند کئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آرام کرنے کا انتظام بنایا۔ یہی وہ نیکی ہے کہ جس سے متعلق حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری ساری امت کی نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ آپ اس کے وزن کو بھی جانتے ہیں اس کے معیار کو بھی جانتے ہیں اس کی قبولیت کو بھی جانتے ہیں۔ یہی چیز حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سرکار سائیں بابا کو بھی دی تھی جس وجہ سے وہ تیرے میرے اعمال کے معیار اور نوعیت کو بھی جانتے ہیں۔ ان کی اہمیت کو بھی جانتے تھے اور اسی لحاظ کی وجہ سے وہ لوگوں کو ملتے بھی تھے، اور سب سے بڑھ کر جو عقیدہ میں نے عرض کیا وہ یہی تھا کہ ہر چیز کے مالک و مقار وہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہی مانتے تھے اور اس شعر کو پسند فرماتے تھے اور اسی پر ہر ایک کو مکمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یہ نہیں ہے کہ میں دنیا میں مستغنی ہو جاؤں گا اور آخرت میں جا کر ان کا دامن پکڑ لوں گا نہیں نہیں بلکہ ہر چیز میں حضور ﷺ کے محتاج رہو اور یہی عقیدہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے تو بیڑہ پار ہو جائیگا۔ کیونکہ تو فیق سب کو حضور ﷺ سے ہی ملتی ہے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

خدا نہ کرے اگر وہ نہ بلائیں تو کوئی آتا ہی نہیں ہے۔ تو بتائیے پروفیسر صاحب اب یہ آپ کا آنا ہوا ہے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لا نا ہوا ہے۔ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ہیں تو پھر کریڈٹ CREDIT تو سارا ان کو جاتا ہے ہم تو ویسے کے ویسے ہی محتاج رہے وہی بلاتے ہیں وہی عزت دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف یہیں بلاتے ہیں۔ اگر چاہیں تو مدینہ

پاک میں بلا لیتے ہیں۔ کوئی وقت کی رقم کی صحت کی جوانی کی قید نہیں ہے

جیسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

یہ حضرت سرکار سائیں بابا کا عقیدہ حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق تھا۔ اسی کا پرچار کرتے تھے اسی سے متعلق بات کرتے تھے۔ اس کو پسند کرتے تھے۔ یہ حقیقت ہے۔ یہ وحدت الوجودی کا نظریہ رکھنے والے یہاں آکر پھنس جاتے ہیں تو آپ سب لوگ جو ہیں وہ سائیں بابا کے مرید ہیں ان کی وجہ سے ہی یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت سرکار سائیں بابا فیصل آباد تشریف لائے تو اس غریب خانہ پر بھی تشریف فرما ہوئے۔ تین آدمی آئے اور کہا ہم حضرت سرکار سائیں بابا کے مرید ہونا چاہتے ہیں۔ میں ان کو لیکر حضرت سائیں بابا کے پاس اندر کمرے میں چلا گیا اور عرض کیا کہ سرکار یہ اصحاب آپ کے دست بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت سائیں بابا نے فرمایا کہ تم میرے مرید ہونا چاہتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں۔ تو فرمایا کہ پھر تم ڈاکٹر علی محمد کے مرید ہو جاؤ۔ اب وہ بچپائی میں یہ نہیں کیا دیں گے اور میں اپنی جگہ دروں کہ میں ان کو کیا دے سکتا ہوں وہ اپنی جگہ ڈریں اور میں اپنی جگہ خوف کھاؤں۔ وہ دوست اگر مگر کرنے لگے تو حضرت سائیں بابا نے فرمایا کہ اگر مگر کی ضرورت نہیں اگر بیعت کرنا چاہتے ہو تو ڈاکٹر علی محمد کی بیعت کر لو ورنہ میں تمہیں بیعت نہیں کروں گا۔ ہاں میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ اگر تم اس کے مرید ہو گئے تو میں تمہیں سوا یادوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور سوا یا جو بھی ملنا ہے وہ ان کو ملنا ہے اور آپ کا ہی ہونا ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ حضرت سائیں بابا نے فرمایا کہ تمہیں میں ڈیڑھ گنا دے دوں گا اور ان کو سوا یا دے دوں گا۔ یہ سوا یا ہو ڈیڑھا ہو جو کچھ بھی ہو یہ سب اس ولی کامل کی ذمہ داری پر AUTHORITY پر مل رہا ہے۔ اور یہ جو ساری آپ کی جماعت ہے یہ ان کی ہی ذمہ داری پر آپ میرے مرید ہیں اور وہ جب بھی مجھ سے پوچھتے تھے کہ کتنے مرید ہو گئے ہیں تو میں عرض کرتا تھا کہ سرکار آپ کے اتنے مرید ہو گئے ہیں فرمایا کرتے تھے کہ اچھا اگر میرے ہیں تو پھر کچھ ہیں اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ یہ میں ان کی عظمت بیان کر رہا ہوں۔ ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے بیعت فرمائیں اور پانچ روپے شیرینی کیلئے دے اور کہا کہ دعا فرمائیں کہ میری شادی میری کزن کے ساتھ ہو جائے مجھے اس سے محبت پیار ہے سائیں بابا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اگر مقدر میں ہے تو ہو جائیگی ایک ماہ کے بعد وہ آیا اور عرض کیا کہ اس کی شادی کہیں اور ہو رہی ہے آپ میری بیعت توڑیں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کر دیں۔ حضرت سائیں بابا نے وہ پانچ روپے واپس کر دیئے اور فرمایا کہ بیعت آپ نے مجھ سے نہیں کی تھی بلکہ وہ نبی پاک ﷺ سے ہوئی تھی۔ لڑکا کہنے لگا کہ مجھے ڈراتے ہیں کہ کہیں بھاگ نہ جاؤں اور آج غصہ میں ہے تو پانچ روپے لے لئے ہیں کل کو شاید پھر دے جائیگا لیکن ایسی بات نہیں ہے آپ میری بیعت ختم کریں اور اگر آپ جیسا فرما رہے ہیں کہ بیعت حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی تھی تو آپ مجھے اس کا ACTION REPLAY دکھائیں۔ کرکٹ میں جب وکٹ اڑتی ہے یا کوئی رن آؤٹ

RUN OUT ہوتا ہے تو اسے دوبارہ ACTION REPLAY میں دیکھاتے ہیں کہ آؤٹ ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ تو وہ لڑکا بھی شاید کرکٹ کھیلتا تھا یا جانتا تھا اس لئے اس نے عرض کیا کہ یا تو میری بیعت توڑیں یا پھر ACTION REPLAY دکھائیں۔ تو پھر حضرت سائیں باباؒ نے اس لڑکے کو ACTION REPLAY دکھا دیا۔ مہینہ پھر پہلے وہ بیعت ہو رہا ہے اور اصل میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو رہا ہے یہ ان کا کرم تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ اِنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اللّٰهَ فَوْقَ اَيِّدِيْهِمْ (الفقہ 10) اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے ہی بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو اگر حضرت سائیں باباؒ کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے تو یہ نبی پاک ﷺ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ یہ ACTION REPLAY انہوں نے دکھایا۔ یہ تھے حضرت سائیں باباؒ ایک دوسرا واقعہ ہے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ میری شادی فلاں جگہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں دعا کرتا ہوں ہو جائیگی چند دنوں بعد وہ آدمی آیا اور عرض کیا کہ اس لڑکی کی منگنی کہیں اور جگہ ہو گئی ہے فرمایا شادی تیرے ساتھ ہوگی۔ پھر وہ آدمی آیا اور عرض کیا کہ حضور اس کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی ہے۔ فرمایا شادی تیرے ساتھ ہوگی۔ شادی کی تاریخ آگئی اور بارات بھی آگئی تو وہ آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب اس لڑکی کی تو بارات بھی آگئی ہے۔ فرمایا میں نے دعا کر دی ہے اور وہ قبول بھی ہو گئی ہے۔ شادی تیرے ساتھ ہوگی۔ وہ آدمی واپس چلا گیا۔ مہمانوں میں یہ بھی شامل تھا۔ چھپرے جیسی چھت تھی جہاں بارات کا انتظام تھا۔ ایک سانپ اوپر سے جو گرا تو اس نے دولہا کو ڈس لیا جس کی زہر سے وہ دولہا وہیں فوت ہو گیا۔ اب لڑکی والے اور دوسرے مہمان بھی پریشان ہوئے۔ لڑکی والوں نے سوچا کہ مہمان بھی آئے ہوئے ہیں۔ کھانا وغیرہ بھی پک چکا ہے، جہیز کا خرچہ ہو چکا ہے اور یہ لڑکا بھی اچھا ہے شریف ہے دیکھا بھالا ہوا ہے۔ چلئے اس کی ساتھ ہی نکاح کر دیتے ہیں اس طرح اس لڑکی کی شادی اس نوجوان سے ہو گئی۔ یہ بھی ان کا کرم ہے۔ حضرت سرکار سائیں باباؒ کی کرامات تو بے شمار ہیں۔ ایک واقعہ اور عرض کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جو ڈاکو تھا کرائے کا قاتل تھا۔ سندھ میں زیادہ تعداد ڈاکو اور لیٹروں کی ہے جو ڈاکو نہیں ہوتا تو اسے دوسرے لوٹ لیتے ہیں لہذا مجبوراً بھی تمہیں ڈاکو بننا ہی پڑتا ہے۔ وہ جمالی بلوچ تھا۔ ڈاکو تھا۔ جنوئی قبیلہ کے پائے کا ڈاکو تھا۔ یہ جنوئی بھی بلوچ ہیں اور سب سے زیادہ مصیبت زدہ علاقہ اور ڈاکو لیٹروں کا گھر مورو ہے۔ یہ حیات جمالی کسی مزار پر جا کر بیٹھا کہ رات ذرا زیادہ ڈھل جائے لوگ سو جائیں تو ڈاکو ڈاکو لگا۔ اسی مزار پر اکثر آ کر چھپ کر بیٹھتا تھا۔ اس صاحب مزار کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھے لوگ کروڑ روپیہ مل جائے تو میں ڈاکہ زنی سے توبہ کر لوں گا اور گناہوں سے بچ جاؤں گا۔ اس صاحب مزار کی توجہ کی وجہ سے اسے گناہوں سے نفرت ہونے لگی۔ اسے اگھ آگئی تو اسے ایک بزرگ دکھائے گئے اور آواز آئی کہ اے حیات جمالی یہ بزرگ تمہیں دونوں چیزیں دے سکتے ہیں۔ یہ تمہیں گناہوں سے بچا بھی سکتے ہیں اور کروڑ روپیہ بھی دس سکتے ہیں۔ اس کی آنکھ کھلی تو سوچنے لگا کہ اتنے بڑے علاقہ سندھ میں ان بزرگوں کو کیسے ڈھونڈوں۔ ہزاروں پیر مرید ہیں ہزاروں مزار ہیں کئی داڑھی والے کئی پگڑی والے کئی خانقاہوں

والے ہیں کہاں کہاں بھروں کہاں کہاں جاؤں کیسے جستجو کروں۔ پھر اگلی جمعرات وہاں مزار پر بیٹھا تھا۔ کہ ایک بزرگ آئے اور فرمایا کہ حیات جمالی تو ہے اس نے عرض کیا کہ ہاں میں ہی ہوں۔ تو بزرگ نے فرمایا کہ اس صاحب مزار نے تمہیں دونوں چیزیں دینے کیلئے مجھے بھیجا ہے۔ ایک تقویٰ اور ایک کروڑ روپیہ۔ اس نے کہا جی ہاں یہ دونوں چیزیں مجھے دیں تو میرا تقاضا پورا ہو جائے گا۔ اور وہ بزرگ جو تشریف لائے تھے وہ ہمارے حضرت صاحب سرکار سائیں بابا تھے۔ وہ حیات جمالی کو ساتھ لائے۔ ذکر سکھایا جو آپ نے ابھی کیا ہے۔ تو اسے تقویٰ مل گیا برائی سے نفرت ہو گئی۔ پھر بھی اس کے بعد پرانی عادت کے مطابق دو ایک جگہ پر ڈاکہ کی نیت سے گیا لیکن دیکھتا تھا کہ حضرت سائیں بابا وہاں پہلے سے موجود ہوتے تھے۔ ان کو دیکھ کر واپس ہاگتا تھا اور سائیں بابا فرماتے کہ تقویٰ بھی چاہتے ہو اور چوری بھی کرتے ہو۔ خبردار اگر باز نہ آئے تو گو لی مار دوں گا۔ وہ ڈر گیا۔ حاضر خدمت ہوا کہ حضرت صاحب چوری تو آپ اب کرنے نہیں دیتے۔ لیکن میرا ایک کروڑ روپیہ دیدیں۔ فرمایا کہ تقویٰ مشکل ہوتا ہے وہ تمہیں مل گیا ہے۔ کروڑ روپیہ کا ملنا بہت آسان ہے۔ یہ بھی مل جائیگا۔ آج کل تو شاید ایک پاؤنڈ ہیرن نیچنے سے کروڑ روپیہ مل جاتا ہو گا وہ مانا کہا کہ چوری چکاری میرا پیشہ تھا جس سے گزر اوقات ہوتی تھی اب میں بھوکا مر رہا ہوں اور آپ وعدہ فرما رہے ہیں کہ دیدیں گے۔ مجھے اب ضرورت ہے آپ وہ مجھے دیدیں۔ آپ حجرے میں تشریف فرما تھے۔ حکم دیا کہ کنڈی لگا کر آؤ وہ دروازے کی کنڈی لگا کر واپس آیا تو جہاں سے اٹھ کر گیا تھا وہاں کروڑ روپیہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے سائیں بابا کا دامن پکڑ لیا کہ تقویٰ بھی یہیں سے نکلتا ہے کروڑ بھی یہیں سے نکلتے ہیں اب وہ حیات جمالی درگاہ شریف دادو کا چوکیدار بنا ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سائیں بابا اپنی نظر سے عطا فرمادیتے تھے۔ ایک دفعہ میں خود ان کے پاس حاضر ہوا تو ایک طویل قامت نوجوان آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ سرکار سائیں بابا نے مجھے فرمایا کہ اس کا انٹرویو لو۔ مجھے تو اس سے ویسے ہی خوف آ رہا تھا۔ ایسی خونخواری آنکھیں تھیں۔ بہر حال سائیں بابا کے حکم کے مطابق اس سے پوچھا تو کہنے لگا کہ میں کرائے کا قاتل تھا جیسا خطرناک قتل کرنا ہوتا تھا اسی حساب سے رقم وصول کرتا تھا۔ آدھی رقم پہلے وصول کرتا اور آدھی قتل کرنے کے بعد لیا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ آدھی رقم لیکر میں قتل کے ارادہ سے جا رہا تھا کہ سائیں بابا اپنے دروازے میں کھڑے تھے۔ میں نے ان کو دیکھا اور ان کی نظر مجھ پر پڑی تو میرے دل میں خیال پیدا ہونے لگا کہ قتل کرنا کتنی بڑی چیز ہے۔ کوئی یتیم ہوتا ہے اور کوئی بیوہ ہو جاتی ہے۔ مجھے نہ مات آنے لگی کہ کتنے میں نے اب تک یتیم کر دیے کتنی عورتیں بیوہ کر دی ہیں۔ یہ کون سا کام ہے روٹی تو دوسرے ذرائع سے بھی کمائی جاسکتی ہے۔ میں نے کہا کہ سائیں آپ یہیں رہتے ہیں فرمایا ہاں ادھر ہی رہتا ہوں۔ کہا آپ ادھر ہی ٹھہریں میں ابھی دس منٹ میں واپس آتا ہوں۔ فرمایا کیوں کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ میں نے کسی قتل کرنے کیلئے یہ رقم لی تھی میں یہ واپس کر آؤں اور پھر آ کر بیعت ہوتا ہوں وہ واپس آیا اور بیعت ہو گیا اور جب میں نے اس سے یہ انٹرویو لیا تھا اس وقت وہ ان اسباق پر تھا کہ جن میں آسمانوں کی سیر ہوتی ہے۔ تو وہ کرائے کا قاتل ان دنوں آسمانوں کی سیر کر رہا تھا۔ یہ حضرت سائیں بابا کا تعارف تھا۔ آج بھی ان کا یہ اعلان ہے کہ جس کسی کو کوئی

حاجت ہو وہ میرے روضے پر حاضر ہو کر تمنا کرے تو وہ پوری ہو جائیگی۔ یہ اب آپ کا ظفر ہے کہ آپ کیا مانگتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔ اگرچہ وہ ظاہری پردہ فرما گئے ہیں لیکن وہ اب بھی ایسے ہی ہیں کہ جیسے زندگی میں میرے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ان کی وجہ سے لوگوں کو بڑی بڑی حاصلات ملی ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ ان کو حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے کھانا کھلایا ہے۔ کئی ایسے ہیں جن کو لعاب دہن عطا فرمایا ہے۔ کئی ہیں کہ جن کو زیارت پاک سے شرف بخشا ہے۔ یہ سب سائیں بابا کے کرم کی وجہ سے ہے۔ میرا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے میں بھی ان کا اتنا ہی محتاج ہوں کہ جتنا آپ ہیں۔ آپ پر جو کرم ہوا اور اس میں سے مجھے بھی حصہ مل جائے تو یہ بھی ان کا کرم ہے۔ دنیاوی لحاظ سے ہم ان کے کسی بھی کام کے نہیں ہیں۔ جو بھی پیر مرید کا رشتہ ہوتا ہے ہم اس میں بھی سب سے پیچھے ہیں لیکن یہ ان کا کرم ہے کہ وہ اب بھی فرماتے ہیں کہ یہ جماعت سب سے بادب جماعت ہے اور یہ تمام جتنی ہیں۔ یہ دونوں صاحبان جو دادو شریف میں سالانہ عرس میں شرکت کر کے واپس آئے ہیں یہ آپ کیلئے ایک اور بھی خوش خبری لیکر آئے ہیں۔ وہ میں عرض کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** (الفحی 12) ”اور اپنے رب کی نعمت کا خواب چرچا کر دو“ یہ بھی ان کی عطا ہے اور حدیثِ نعمت کیلئے عرض کر دیتا ہوں۔ حضور ﷺ کو یمن سے خوش بو آتی تھی حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن سے رحمان کی خوشبو آتی ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہاں کون ہیں جن کی وجہ سے وہاں سے رحمان کی خوشبو آتی ہے۔ رحمان تو ہر جگہ ہے۔ لیکن خاص کر یمن سے کیوں خوشبو آ رہی ہے۔ فرمایا کہ وہاں میرا اویس قرنی ہے اس وجہ سے مجھے وہاں سے رحمان کی خوشبو آتی ہے۔ اب یہ صاحبان جو آپ کے لئے خوش خبری لائے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ والا شان حضرت پیر خجی عبدالرحمن صاحب دادوی دامت برکاتہ العالیہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت سرکار سائیں بابا نے فرمایا ہے کہ ”جس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ کو یمن سے حضرت اویس قرنی کو خوشبو آ یا کرتی تھی اسی طرح سے مجھے فیصل آباد سے ڈاکٹر علی محمد کو خوشبو آ رہی ہے“ حضرات! یہ خوشبو پیدا کی ہوئی بھی انہیں کی ہے اگر یہ پھیلتی ہے یا اس کا پھیلنا ہے تو یہ بھی انہیں کی وجہ سے ہے اس کا سونگھنا بھی انہیں کی وجہ سے ہے۔ لیکن عزت ہمارے لئے ہے حوصلہ افزائی ہمارے لئے ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ یہ خوشبو قائم رہے۔ ان کی تائید قائم رہے ان کا کرم قائم رہے اور انہوں نے فرمایا کہ تمہاری جماعت کی حاضری لگ گئی ہے۔ گئے یہ صرف دو آدمی ہیں حاضری چار ہزار آدمیوں کی لگ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ حاضری بھی قبول ہوتی ہے خوشبو آتی رہے اور وہ خوشبو مجھے اور آپ کو سونگھنے کی توفیق بھی ملی رہے۔

ابھی اس عرس مبارک میں محمد اکرم سعیدی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہر سال حضرت سائیں بابا گرمیوں کے دو چار مہینے کراچی میں گزارا کرتے تھے اور جب دادو شریف واپس آنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے ضرور فرمایا کرتے کہ سعیدی صاحب دادو شریف عرس پر ضرور آنا۔ لیکن اس سال 1994ء جب کراچی سے واپسی کا قصد فرمایا تو مجھے عرس کی دعوت

ندی۔ میں حیران تھا کہ نہ جانے اس سال عرس پاک کی دعوت نہیں ملی۔ حضرت سرکار سائیں باباؒ نے جیسے کہ میرے دل کی بات سن لی ہو فرمایا ”سعیدی صاحب آپ میرا جنازہ پڑھائیں گے“ آپ کا یہ حکم سن کر سخت حیران رہ گیا کہ اللہ خیر کرے عرس کی دعوت ملنے کی بجائے یہ عجیب حکم کیوں مل رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ رحم کرے یہ آپ کیسی بات فرما رہے ہیں۔ تو آپ نے دوبارہ فرمایا دیا کہ سعیدی صاحب میں نے جو کہا ہے کہ ”میرا جنازہ آپ پڑھائیں گے“ میں خاموش ہو گیا۔ اور دادو شریف کے سالانہ عرس پاک کے انعقاد سے پہلے ہی مجھے حضرت سرکار سائیں باباؒ کے وصال شریف کی خبر مل گئی اور میں نے کراچی سے آ کر اٹکبار آنکھوں سے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ ایک جواری آیا جو اپنا سب کچھ منقولہ غیر منقولہ سامان جائیداد جوے میں ہار چکا تھا اور سائیں باباؒ سے عرض کیا کہ یا حضرت میں جوے میں سب کچھ ہار کر کنگال ہو گیا ہوں مہربانی فرمائیں مجھے ایک تعویذ دیں تاکہ میں پھر جوے میں جیت جاؤں۔ سائیں باباؒ نے فرمایا کہ چالیس روز میرے پیچھے نماز پڑھو اس کے بعد آنا تمہارے پاس تو اب کچھ ہے نہیں ہم آپ کو تعویذ بھی دیں گے اور جوا کھیلنے کے لئے رقم بھی دیں گے پھر جو منافع ہو وہ آدھا تمہارا اور آدھا ہمارا ہوگا۔ جواری خوش ہو گیا اور چلا گیا۔ ابھی پانچ سات روز ہی گزرے تھے کہ اس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زیارت کا شرف بخشا۔ وہ صبح اٹھا اور سیدھا حضرت سرکار سائیں باباؒ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں آپ کے ہاتھ پر جوے سے توبہ کرتا ہوں اور جو نعمت مجھے آپ کے طفیل ملی ہے وہ اب آپ دعا فرمائیں کہ ہمیں نصیب رہے۔ اس طرح سے بھی حضرت سرکار سائیں باباؒ رشد و ہدایت فرما دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت سائیں باب مرحوم مغفور کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اور روحانی طور پر ہمیں ان کی راہبری و راہنمائی حاصل رہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 10/11/95

طریقت اور تصور شیخ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! ساری طریقت کو صرف ایک لفظ میں بیان کیا جاسکتا ہے صرف ایک عمل میں بیان کیا جاسکتا ہے اگر وہ
آپ کر لیں گے تو آپ طریقت کے شہسوار ہو جائیں گے اگر خدا نخواستہ وہ بھول جاؤ گے تو بھٹک جاؤ گے۔ ساری
طریقت صرف یہ ہے کہ تم ہر وقت مرشد کریم کا تصور رکھو۔ یہ جو آپ اللہ ہو دے رہے ہیں ذکر کرتے ہیں تصور شیخ کے بغیر
یہ ذکر بھی قبول نہیں۔ ذکر کی قبولیت صرف اسی وقت ہوتی ہے جب یہ تصور شیخ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ جو بھی
اعمال کرتے ہیں ذکر الہی کرتے ہیں۔ قیام کرتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں تو تصور شیخ کو ضرور اپنے
عمل میں رکھیں۔ یہی بنیادی چیز ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا کی تمام تر تعلیمات کا نچوڑ بھی یہی ہے۔ سمجھ لیں کہ جو اس
کو MISS کر گیا جس نے اس کو ترک کر دیا وہ ناکام رہ گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ
حضور نبی کریم ﷺ کو وہ تمام علوم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت سیدنا
صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دیئے اب ان علوم کے ہوتے ہوئے حضرت صدیق اکبرؓ کی دعا ہے اور تمنا ہے التجا ہے کہ
یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹیاں ہوں میں وہ یکے بعد دیگرے آپ کی نکاح میں دیتا جاؤں۔ میرے پاس مال ہو اور وہ
آپ پر قربان کرتا جاؤں اور یہ کہ آپ کا چہرہ مبارک ہو اور میری آنکھیں ہوں اور دیدار کرتا رہوں یہی تو تصور ہے۔ یہ
حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی تعلیمات ہیں جو ہماری راہنمائی کیلئے ہیں یہ بنیادی چیز ہے آپ اس میں مہارت حاصل
کر لیں۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ ہر چیز کا بیج ہوتا ہے۔ درخت کا بھی بیج ہے پھل دار پھول دار سایہ دار ہر درخت کا بیج
ہے۔ ہر فصل کا بیج ہے ہر سبزی کا بیج ہے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کا کون سا بیج ہے تاکہ وہ آپ لگائیں تو
آپ کو زیارت رسول اللہ ﷺ نصیب ہو جائے۔ حضرات حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا بیج تصور مرشد کریم ہے۔
جب تک تصور شیخ نہیں آتا حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک زیارت نصیب نہیں
ہوتی یا دل میں زیارت کی تڑپ پیدا نہیں ہوتی تو بندے کے دل میں ایمان کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ایمان جز نہیں پکڑ
سکتا۔ ایمان دل میں پیدا ہو نہیں سکتا جب تک اس کے دل میں زیارت کی تمنا اور تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔ یا تو حضور نبی
کریم ﷺ اپنی زیارت سے نواز دیں یا پھر یہ حسرت لیکر فوت ہو جائے۔ میری گزارش ہے کہ سبق اسباق کا بھی خیال
رکھیں۔ نیک اعمال بھی کریں اور درود وظائف بھی کریں لیکن یہ تصور شیخ و بنیادی چیز ہے اس کو اولیت دیں اس کو نہ

چھوڑیں۔ سائیں بابا کا ایک واقعہ ہے کئی بار عرض کیا ہے۔ ایمان کی تازگی کیلئے اور سبق یاد کرنے کیلئے پھر عرض کرتے ہیں کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ مرشد کریم کی وساطت سے حضور نبی کریم ﷺ کس طرح ملتے ہیں۔ ایک لڑکا نو جوان حضرت سرکار سائیں بابا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے بیعت کریں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے بیعت فرمایا تو اس نے پانچ روپے شیرینی کیلئے دیئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے میری کزن COUSIN سے محبت ہے آپ دعا فرمائیں کہ میری اس سے شادی ہو جائے۔ تقریباً ایک ماہ بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سائیں بابا اس لڑکی کی تو شادی کہیں اور ہوگئی ہے آپ میرے پانچ روپے واپس کرو اور بیعت ختم کر دو۔ حضرت سائیں بابا نے پانچ روپے واپس کر دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہاری شیرینی ہے یہ لے لو اور بیعت آپ نے مجھ سے نہیں کی وہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔ وہ تمہارا معاملہ ان کے ساتھ ہے لڑکے نے کہا کہ آپ خواہ مخواہ مجھے ڈرار ہے میں اور اگر ایسا ہی ہے تو آپ مجھے اس کا ACTION REPLAY دکھائیں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر رہا ہوں۔ حضرت سرکار سائیں بابا مرحوم و مغفور پیر کامل تھے۔ نگاہ والے تھے۔ تصرف والے تھے۔ صاحب بصیرت تھے۔ فرمایا کہ ہاں یہ میں تمہیں دکھا دیتا ہوں۔ جب ACTION REPLAY دکھایا اور جو واقعہ ایک ماہ قبل بیعت کا ہوا تھا وہ واقعہ ہر ایسا تو وہ لڑکا اصل میں حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر رہا تھا یہ ہے کہ

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ ﷺ

شیخ کامل اپنے مرید کو حضور نبی کریم ﷺ تک لے جاتا ہے۔ مرید اپنے شیخ کے تصور میں رہ کر حضور ﷺ کی کچہری تک پہنچ جاتا ہے۔ حضوری میں پہنچ جاتا ہے اور زندگی کا سب سے بڑا حاصل جو ہے وہ حضوری ہے۔ کہتے ہیں ناکہ

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی
میری معراج بس تیری نعلین میں ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے لیکن یا رسول اللہ ﷺ میری معراج یہ ہے کہ آپ کے قدموں تک پہنچ جاؤں جب کوئی بندہ مرشد کریم سے بیعت کرتا ہے تو وہ اسی لمحے روحانی طور سے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کا مشاہدہ اسے شاید دیر بعد ہو لیکن بیعت ہونے کے ساتھ ہی حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ حضرت سرکار سائیں بابا مرحوم و مغفور کی تعلیم ہے جو میں آپ تک پہنچاتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ میں تصور شیخ میں رہوں اور آپ کیلئے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو بھی یہ نعمت نصیب ہو۔ تاکہ روحانیت کی اصل ہمارے ہاتھ آ جائے۔ تصور شیخ آ جائے تو اس کے ساتھ پھر ذکر کرو۔ فکر کرو تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ آپ تصور شیخ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تو مرشد کریم خوش ہوتے ہیں۔ لہذا مرشد کریم کی خوشی حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ تمہیں ذکر آتا ہو۔ سبق اسباق دیا ہوں۔ حضرت سرکار سائیں بابا ایک مثال سے سمجھایا کرتے تھے کہ اگر تمہیں کوئی دیگ پکانی ہو تو اس کے لئے کیا کچھ درکار ہوتا ہے۔ دیگ چاہئے۔ مریج مصالحہ چاہئے۔ گوشت چاہئے۔ آگ چاہئے۔ یہ سب کچھ

لوازمات ہوں گے تو دیک تیار ہو جائیگی فرمایا کرتے تھے کہ دیک تمہارا جسم ہے۔ اگر جسم ہے تو ذکر بھی ہوتا ہے اگر مر گئے جسم نہ رہا تو ذکر بھی ختم ہو جائیگا۔ مرج مصالح جو ہے وہ تمہارے وظائف ہیں۔ درود شریف ہے۔ جب تک یہ نہ ہوں دین میں مزائیں آتا۔ خشکی پیدا ہوتی ہے۔ طبیعت میں تیزی اور سختی آ جاتی ہے ہر کسی سے لڑنے کو دل چاہتا ہے۔ قوت برداشت نہیں رہتی۔ سلوک نہیں ہوتا۔ نرمی نہیں رہتی بلکہ تلخی آ جاتی ہے۔ یہ وظائف اور درود شریف آپ میں خلل مزاجی پیدا کرتے ہیں۔ زبان میں مٹھاس پیدا کرتے ہیں اپنی بات بتانے کے لئے اپنی بات سمجھانے کیلئے کوئی پیغام دینے کیلئے زبان میں شیرینی ہونا ضروری ہے۔ تبلیغ کا بنیادی اصول ہے لڑائی جھگڑے سے کچھ نہیں ہوتا زبان کی تیزی طرازی اور کرواٹ سے تبلیغ نہیں ہوتی بلکہ دشمنی اور مخالفت بڑھ جاتی ہے۔ درود شریف زبان میں مٹھاس پیدا کرتا ہے۔ اثر پیدا کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ دیک میں جو گوشت ہے وہ آپ کا ذکر اللہ ھو ہے۔ آپ کے پاس دیک بھی ہو۔ مرج مصالح بھی ہو لیکن گوشت ہی نہ ہو تو پکانا کیا ہے۔ اور اگر گوشت ہے لیکن مرج مصالح اور دیک نہیں ہے تو پکانا کس میں ہے اور خالی گوشت بغیر مرج مصالح کے کیا مزہ لگاؤ اور پھر اس کی بنیادی چیز آگ ہے۔ آگ نہ ہو تو ہر چیز بے کار ہے۔ دیک میں سب کچھ ڈال دیں لیکن اس کے نیچے آگ نہ جائے تو وہ گوشت پکنے کی بجائے لذت دینے کی بجائے ایک دوروزہ بعد ایسی بدبو چھوڑے گا کہ اللہ پناہ۔ آپ اس کے پاس نہیں بیٹھ سکیں گے۔ سارا گوشت مصالح وغیرہ گل سڑ جائے گا۔ فرمایا کہ اس میں جو آگ ہے وہ تمہارا تصور شیخ ہے۔ اگر کروگے تو ساری دیک پکے گی اگر نہیں کروگے تو پھر وہی بدبو ہی رہے گی۔ لڑائی جھگڑا ہی رہے گا۔ تنازعات بڑھیں گے۔ لیکن اگر صحیح طور سے پک جائے گا تو آپ کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ طریقت بھی رنگ لے آئے گی۔ سائیں بابا کے اس سبق کو یاد رکھو اور اپنے عمل میں لاؤ۔ لہذا ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے تصور شیخ میں رہو۔ جس روز یہ تصور شیخ پک جائے گا تو تمہیں انشاء اللہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو جائیگی۔ تصور شیخ پک جائے تک حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا بیج بویا جاتا ہے۔ تصور مرشد پاک اور زیارت نبی پاک ﷺ حق کی پہچان ہے۔ اس دنیا میں تین حق ہیں۔ ایک حق قرآن مجید ہے۔ اس کی عبارت زیر پریش مدشد ہر چیز حق ہے۔ اٹل ہے۔ دوسرا حق وہ بات ہے جو میرے نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے اور تیسرا حق حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہے اور یہ تیسرا حق اسے نصیب ہوتا ہے جو تصور مرشد کریم میں رہتا ہے اور پہلے جو دو حق ہیں ایک قرآن حکیم ہے اور دوسری حدیث شریف ہے ان کی سمجھ اور فہم بھی اسے ہی نصیب ہوتی ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے کیونکہ کَشَفَ اللّٰہُ بِحَمَلِہِ تمام اندھیرے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے ہی دور ہوتے ہیں اور اس کی بنیاد ہے تصور شیخ اللہ تعالیٰ ہمیں تصور شیخ میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت عبدالرحمن جامی بہت بڑے عاشق رسول ہوئے ہیں۔ بہت بڑے شاعر اور ادیب ہوئے ہیں۔ بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ آج سے کوئی پانچ سو سال قبل کا ان کا زمانہ ہے۔ آپ بڑے خدا رسیدہ عبادت گزار تھے بالخصوص آپ عاشق رسول تھے اور اسی صفت سے آج تک پہچانے جاتے ہیں۔ ان سے متعلق یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ حج بیت اللہ شریف

کے لئے گئے وہاں سے مدینہ شریف جانا تھا تو جب مکہ میں ہی تھے تو نبی کریم ﷺ نے گورنر مکہ کو زیارت کرائی اور حضرت جامیؒ کی شکل اسے دکھائی اور حکم فرمایا کہ اس کو پہچان لو اس بندے کو مدینہ شریف نہیں آنے دینا۔ گورنر نے پولیس اور پہرے داروں کو حضرت جامیؒ کی شکل و شبہت بنا کر حکم دے دیا کہ اس شکل و صورت والا آدمی مدینہ شریف میں داخل نہ ہونے پائے اگر ایسا ہو تو اسے گرفتار کر لیا جائے حضرت جامیؒ نے جب مدینہ شریف جانے کا قصد کیا اور وہاں پہنچنے والے تھے کہ پکڑے گئے اور مکہ شریف لائے گئے تو گورنر مکہ کے حکم سے قید کر دیا گیا کہ شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس ناراض ہیں اور اپنے در اقدس پر حاضری کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ازراہ مہربانی دوبارہ گورنر مکہ کو زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا کہ یہ شخص میرا عاشق ہے۔ آپ نے اس کو قید میں ڈال دیا ہے میں نے اس کو مدینہ شریف آنے سے اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ قبل از وقت ایسی کسی نشان کا ظہور ہو جائے حضرت جامیؒ کی شاعری فارسی میں ہے اور ان کے بعد آنے والے شاعروں نے ان کی نعت گوئی کو ہی بنیاد بنایا ہے خصوصاً آجکل کے نعت گو شعراء نے پنجابی اور اردو میں جو نعت گوئی کی ہے وہ زیادہ تر حضرت جامیؒ کی فارسی نعت کا ہی ترجمہ اور تخیل ہے۔ آپ کی ایک نعت کا پہلا شعر یوں ہے۔

جہاں روشن است از جمال محمد ﷺ
ولم تازہ گشت از وصال محمد ﷺ

وہ فرما رہے ہیں کہ سارے جہاں میں جو روشنی ہے وہ میرے نبی کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کی ضیاء ہے۔ آپ کی جبین مبارک طہ ہے آپ ﷺ جبین ہیں۔ طہ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز جس سے ہر چیز روشنی حاصل کرے۔ سورج بھی اس سے روشن ہے چاند بھی اس سے روشن ہے ستارے بھی اسی سے روشن ہیں۔ کائنات میں جو بھی روشنی ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی طہ جبین سے ہی نکلی ہے اور دوسرے مصرعے میں ہے کہ دلوں میں جو ایمان ہے وہ حضور ﷺ کے ملنے کی وجہ سے ہے یہ ایمان یا تو حضور ﷺ کے ملنے سے مل جاتا ہے یا آپ سے ملنے کی تمنا کرنے سے مل جاتا ہے۔ اسی نعت میں دوسرے شعر میں ہے کہ

شود پاک معصوم کل گنہگار
کہ در خواب بیند جمال محمد ﷺ

اس شعر میں فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کتنا ہی گنہگار ہو لیکن جب اسے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس نے خواہ کوئی گورنمنٹ کا گناہ کیا ہے۔ معاشرے کا گناہ کیا ہے کسی اپنے کا گناہ کیا ہے یا کسی غیر کا گناہ کیا ہے۔ لیکن جو نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوگئی تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ وصال محمد ﷺ اور جمال محمد ﷺ سے بڑھ کر دنیا و کائنات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ہم خواہ کتنا ہی علم حاصل کر لیں پھر بھی حضرت جامیؒ کے علم کو نہیں پہنچ سکتے۔ آپ بہت چھوٹی عمر میں ہی بہت عالم فاضل ہو چکے تھے۔

بچپن میں ہی قرآن حفظ کر لیا تھا۔ پھر بیعت ہوئے اور طریقت کی منازل طے کیں اور عاشق رسول ہوئے اسی عشق میں ڈوب کر نعت گوئی کی اور یہ مقام پایا۔ ان کی تعلیم کا نچوڑ یہی جمال محمد ﷺ اور وصال محمد ﷺ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا۔ باقی جو چاہے وہ شکل اختیار کر لیتا ہے اسے اس کا تصرف ہے۔ سورج بن کر آ سکتا ہے درخت بن کر آ سکتا ہے۔ ستارہ نور بن کر آ سکتا ہے۔ والد یا والدہ کی شکل میں بھی آ سکتا ہے۔ اس لئے جس نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی گویا کہ حق اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی زیارت کی حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میری زیارت کی وہ بخشا گیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ آسان یہ ہے کہ جو مجھے دیکھنے والے کو دیکھ لگا وہ بھی بخشا گیا اور جو اس کو دیکھ لے وہ بھی بخشا گیا۔ اس شعر کی تفسیر ہے کہ بندہ ہر گناہ سے پاک ہو جاتا ہے جو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کر لیتا ہے عقیدہ درست رکھو۔ عقیدہ کا صحیح ہونا شرط ہے۔ پانچ چیزیں کئی بار عرض کی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ حاضر ناظر ہیں۔ کلی علم غیب رکھتے ہیں اور شفاعت صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی فرمائیں گے۔

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

ان باتوں کو دل میں بیٹھا لو پھر بیڑہ پار ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ زیارت کی تمنا میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش غلام مصطفیٰ صاحب 27/03/97

قبر کی روشنی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککے یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! دعوت اسلامی والے ایک صاحب تقریر کر رہے تھے کہ نماز سے قبر روشن ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ اس
کے ساتھ اور بھی چیزیں لازم ہیں جب تک وہ نہ ہوں تو صرف اکیلی نماز قبر روشن نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ منافق کی نماز
ہونے کے باوجود اس کی قبر روشن نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی اور چیز ایسی ہے کہ جس کو نماز کے ساتھ ملائیں تو
پھر وہ قبر کو روشن کر دیتی ہے۔ ایک عورت تھی جو مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ یہ حدیث پاک ہے وہ بہت غریب
عورت تھی۔ وہ فوت ہو گئی وہ عورت مسجد میں نہ آئی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہؓ سے پوچھا کہ وہ عورت کہاں ہے
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ فوت ہو گئی ہے۔ اسے دفن کر دیا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر پر لے
چلو۔ لوگ کہتے ہیں کہ قبر پر مت جاؤ۔ لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس غریب عورت کی قبر پر بھی تشریف لے جا رہے
ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اپنے اپنے نیک اعمال لے کر جاؤ گے تو قبر روشن ہوگی۔ اب دیکھئے کہ نبی کریم ﷺ اس عورت کی
قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس بی بی کی قبر اندھیری ہے اور ہر قبر اندھیری ہے۔ اور جب تک میری دعا شامل نہ ہو
کوئی قبر روشن نہیں ہوتی۔ وہاں کھڑے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو اس بی بی کی قبر روشن ہو گئی اور جو کوئی
بھی آپ ﷺ کی اس دعا کو ماننے والا ہوگا اس کی قبر بھی روشن ہو جائیگی۔ نماز پڑھو۔ ضرور پڑھو فرض ہے عَمَادَ الدِّینِ
ہے لیکن انحصار صرف میرے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا پر کرو۔ کوئی اور سہارا نہ لینا کہ بس نماز پڑھ لی ہے یہ قبر
روشن کر دیگی اور بیڑہ پار ہو جائیگا۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔ بیڑہ پار صرف میرے نبی کریم ﷺ ہی کرتے ہیں۔ کئی بار
پہلے بھی عرض کیا ہے۔ ایمان کی تازگی کیلئے اور یہ سبق یاد کرنے کیلئے پھر عرض کرتے ہیں کہ قبر کو روشن کرنے والی ایک اور
چیز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کی بھی یہ تمنا ہے کہ

کہتے دیکھن تو پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ

ہر لمحہ جس کی یہ تمنا ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار کروں۔ جس کو دیدار نصیب ہو گیا اس کی بات نہیں وہ تو بہت بڑا
ولی کامل بن گیا۔ وہ تو غوث بن گیا اس کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ میں اس شخص کو بات کر رہا ہوں کہ جو ہر وقت تمنا کرتا
ہے کہ اسے دیدار نصیب ہو جائے لیکن دیا نہیں ہوتا اور وہ شخص مرجائے اور وہ دیدار کی حسرت لیکر مر گیا تو اس کی یہی
حسرت قبر میں جا کر روشنی بن جائیگی۔ صرف دیدار کی تمنا لیکر مر جائے اور کچھ اس کے پلے میں ہے کہ نہیں ہے اسکی قبر

روشن ہوگی اللہ تعالیٰ صرف یہ دیکھتا ہے کہ اس کے دل میں دیدار کی حسرت ہے کہ نہیں ہے بس جب یہ وہ حسرت لیکر مرتا ہے تو اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

لحْد میں عشق رخِ ہبہ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اور تیسری چیز جو قبر کو روشن کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قبر میں سوال ہوتا ہے کہ یہ جو ہستی تشریف فرما ہے کیا تو اسے جانتا ہے جو پہچان لے گا اس کی قبر روشن ہو جائیگی اور جنت کی کھڑی کھل جائیگی اور وہ ہستی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جو نبی کریم ﷺ کو پہچان جائے اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔ تو حضرات قبر کو روشن کرنے والی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔ قبر کو روشن کرنے والی دیدار کی تمنا ہے۔ قبر کو روشن کرنے والی حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان ہے جس کی قبر روشن ہو جاتی ہے اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے اور اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ باقی جو کوئی غامی ہے کسی ہے عمل میں کوتاہی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان آ جانے سے سب پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر پہچان میں کوئی کمی رہ جائے تو کوئی عمل بھی اس کو پورا نہیں کر سکتا۔ ٹوبہ بیک سنگھ سے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے ایسے مدرسوں میں تعلیم پائی تھی جو حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور آپ ﷺ کی حاضر ناظر ہونے کے انکاری ہیں۔ میں دیکھا کرتا تھا کہ میرے استاد کی پیشانی پر شتی لکھا ہوتا تھا یعنی کہ جہنمی ہے میں درود شریف کثرت سے پڑھا کرتا تھا جس وجہ سے مجھے یہ حاصلات تھیں کہ میں کسی کی پیشانی پر لکھا پڑھ لیتا تھا۔ میرے وہ استاد فوت ہو گئے۔ دفن کر دیئے گئے۔ میری ایک ایسے بزرگ سے شناسائی تھی کہ جن کو کُشِفَ الْقُبُورُ حاصل تھا میں نے ان سے عرض کیا کہ وہ میرے استاد کی قبر میں دیکھیں کہ ان کا کیا حال ہے۔ اس صاحب کشف بزرگ نے بتایا کہ دفن کرنے کے بعد تکبیریں تشریف لائے اور سوال پوچھے پہلے دو سوالات کہ تیرا رب کون ہے۔ مَنْ رَبُّكَ تیرا دین کیا ہے؟ مَا دِينُكَ کا جواب تو اس سے ٹھیک دیا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ لیکن پوچھا گیا کہ مَا تَقُولُ فِیْ حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ اس ہستی سے متعلق تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ اور اس آدمی کے درمیان سیاہ پردہ حائل ہو گیا اور وہ کہنے لگا کہ مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ ہائے ہائے لَا اَدْرِیْ لَا اَدْرِیْ تو اس کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھل گئی۔

نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

جب وہ اذن سوال دیتے ہیں
دل کی حسرت نکال دیتے ہیں

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا اِلٰی سَلِّ مجھ سے مانگ۔ حضور پاک ﷺ نے اذن دیا ہے اجازت فرمائی ہے کہ مجھ سے مانگو۔ اب یہ دیکھو کہ حسرت کس طرح سے نکال دیتے ہیں صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس دنیا

میں آپ کا غلام ہوں جنت میں بھی آپ ﷺ کا قرب اور غلامی چاہیے۔ دیکھو کہ اس نے کیا مانگا۔ اس نے ایمان مانگا۔ خاتمہ بالخیر مانگا۔ قبر کو روشن مانگا۔ پل صراط سے گزرنا مانگا۔ میزان پر اپنے نیک اعمال کو وزنی مانگا۔ حشر کی نفس و نفسی سے پناہ مانگی۔ قیامت کی افراتفری سے پناہ مانگی۔ جنت میں داخل ہونا مانگا اور یہ کہ جنت میں وہ درجہ مانگا جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے جنت میں جس مقام پر حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوں گے اسی جگہ وہ غلام بھی ہوگا۔ یہ ہے کہ سوال کی اجازت حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے دی اور پھر ایسی حسرت نکالی کہ کوئی تمنائی باقی نہیں رہنے دی۔ پھر فرمایا کہ یہ تو ہو گیا کوئی اور چیز بھی مانگ لو عرض کیا کہ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا اک تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یا رسول اللہ ﷺ آپ کو پا کر آپ ﷺ کے ساتھ قرب لیکر جنت میں آپ ﷺ کی غلامی لیکر میں نے سب کچھ پالیا ہے۔ اب کوئی تمنائی باقی نہیں رہی۔ نعت کا دوسرا شعر ہے کہ

سوال سے پہلے خیر جھولی میں ڈال دیتے ہیں

کتنی دیر پہلے؟ ایک منٹ پہلے ایک سیکنڈ پہلے ایک مہینہ پہلے یا ایک سال پہلے۔ کروڑ سال پہلے آخر کتنا پہلے خیر ڈال دیتے ہیں۔ جب صرف چالیس آدمی مسلمان تھے یا یہی کہہ لو کہ صرف ایک آدمی مسلمان ہوا تھا۔ تو اس سے بھی پہلے ہی حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تمام امت کے گناہ بخشوا کر اسے جنت میں داخل کرا دیا تھا۔ جس روز حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تھا تو ساری امت کو بخشوا لیا تھا سوال کرنے کا تو ہمیں طریقہ ہی نہیں آتا۔ ہمیں مانگنے کا شعور ہی نہیں ہے۔ اگر ہمارے تمام سوال پورے ہونے لگیں تو یہ دنیا ہی تہہ و بالا ہو جائے۔ دنیا میں گڑ بڑ پیدا ہو جائے۔ اگر تمام سوال قبول ہونے لگیں تو دنیا میں دنگا فساد ہی ہوتا رہے۔ دنیا تباہ و برباد ہی ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تو سوال کرنے ہی نہیں دیئے اس سے پہلے ہی بخشش کرا دی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج شریف پر تشریف لیکے تھے اس وقت صرف چالیس آدمی مسلمان تھے۔ بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی امت کیلئے کچھ مانگ لیں۔ عرض کیا یا اللہ میری امت کو بخش دے اور اس وقت صرف چالیس مسلمان تھے اور اب چالیس سے زیادہ تو آپ صرف اس وقت اس جگہ پر بیٹھے ہیں اور کتنے چلے گئے ہیں اور کتنے ابھی آنے والے ہیں۔ کتنے ارب چلے گئے اور کتنے ارب آنے ہیں ان تمام کی بخشش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا کہ کچھ مانگ لیں۔ عرض کیا یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کچھ مانگ لیں اور ستر ہزار مرتبہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ میری امت کو بخش دے۔ ہم میں سے کس کو مانگنے کا شعور ہے؟ ہم مادی چیزیں مانگتے ہیں اپنی اغراض مانگتے ہیں اپنی ضروریات مانگتے ہیں یعنی اپنے لئے ہی مانگتے ہیں صرف ایک واحد ذات میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے کہ اپنے لئے نہیں مانگتی بلکہ اپنی امت کیلئے ہی مانگتی ہے۔ ہمیں اپنی بخشش کی فکر نہیں

ہے اپنی بخشش کی پرواہ نہیں ہے لیکن ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہماری بخشش کی فکر ہے پرواہ ہے ہماری اپنی خواہشات ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ ہماری خواہشیں پوری ہونے لگیں تو زمین میں فساد برپا ہو جائے۔ میری خواہشیں آپ کی خواہشوں سے ٹکرا جائیں اور آپ کی خواہشیں میری زندگی سے ٹکرا جائیں۔ اگر ہر کوئی وزیر اعظم بننے کی خواہش کرے تو پھر کون وزیر اعظم بنے گا۔ تمام لوگ ہی صدر پاکستان بننا چاہیں تو کون صدر بن سکے گا۔ ساری دنیا کی دولت میرے پاس آ جائے تو تمہارے پاس پھر کیا رہ جائیگا۔ لیکن میرے نبی پاک ﷺ جس کو جو عطا فرما دیں وہی اس کے لئے بہتر ہے۔ جس حال میں وہ جس کسی کو کھیں اس کیلئے وہی حال بہتر ہے۔ شاہ صاحب نے نعت پڑھی ہے۔

کاش میں سنگ در تیرا ہوتا	تیرے قدموں کو چومتا ہوتا
تو چلا کرتا میری پلکوں پر	کاش میں تیرا راستہ ہوتا
ذرا ہوتا میں تیری راہوں کا	تیرے تلووں کو چھو لیا ہوتا
لڑتا پھرتا تیرے عددوں سے	تیرے خاطر میں مر گیا ہوتا
تو کبھی تو مجھے بھی تک لیتا	تیرے تنکے پہ بک گیا ہوتا
گر جو آتا تو میری تربت پر	جنتیں چھوڑ کر پلٹ گیا ہوتا

حضور نبی کریم ﷺ اگر سامنے بھی موجود ہوں تو پھر بھی صرف صاحب ایمان کو نظر آئیں گے۔ دوسرے کو نظر آ ہی نہیں سکتے۔ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُصْبِرُونَ (الاعراف 196) وہ آپ کی طرف دیکھتے تو ہیں لیکن ان کو کچھ نہیں آتا۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ تمہاری طرف آنکھیں کھول کر دیکھ کر رہے ہیں لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ انہیں نظر نہیں آتے۔ آپ صرف حضرت صدیق اکبرؓ کو نظر آتے ہیں۔ آپ صرف اپنے غلاموں کو نظر آتے ہیں۔ کوئی دوسرا آپ کی شکل مبارک کو دیکھ نہیں سکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لائے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ بہت زیادہ حسین ہیں فرمایا صَدَقْتَ تو نے سچ کہا۔ ابو جہل آیا اور کہنے لگا کہ تمہاری شکل اچھی نہیں ہے (اللہ معافی دے) فرمایا صَدَقْتَ تو نے سچ کہا۔ آپ بھی ٹھیک کہتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دونوں ہی کیسے درست ہیں ایک نے کہا کہ بہت خوبصورت ہیں دوسرے نے کہا (نِعْمَ بِاللّٰهِ) بد صورت ہیں۔ فرمایا دونوں سچ کہتے ہیں۔ میں ایک نور ہوں اور شخص مجھ میں اپنے ایمان کی کیفیت دیکھتا ہے۔ جس کا ایمان حسین ہوتا ہے میں اس کو بھی حسین نظر آتا ہوں جو بے ایمان ہے وہ اپنے بے ایمانی کو دیکھتا ہے۔ حضرات صاحب ایمان غلام مصطفیٰ ﷺ ہی صرف حضور ﷺ کو دیکھ سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو بھی جس طرح کی شکل میں نظر آئیں وہ اس کے ایمان کی کیفیت ہے۔ ہر شخص کو ایک ہی شکل میں نظر نہیں آتے مختلف شکل و صورت میں نظر آتے ہیں۔ مختلف نور کے ساتھ نظر آتے ہیں اس لئے کہ بندوں کے ایمانوں میں اختلاف ہے۔ ہیں تو سب ایمان والے۔ لیکن جس حال میں بھی ہو جائے یہ تیرے ایمان کی تصدیق

ہے، نماز پڑھی ہے پتہ نہیں ایمان ہے یا نہیں روزہ رکھا ہے پتہ نہیں ایماندار ہے کہ نہیں ہے، حج طواف زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ بھی شریعت پر چلے کیلئے ہے اس میں پتہ نہیں کہ ایماندار بھی ہے کہ نہیں ہے کیونکہ یہ منافی بھی کرتا ہے۔ ریاکار بھی یہ اعمال کرتا ہے۔ کوئی ٹھگ بازار جا سوس وغیرہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی جماعت میں شامل ہو شرعی اعمال ادا کر رہا ہو وہ دو یہودی یا نصرانی بھی تو تھے جو قبر انور کی طرف سرنگ بناتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اس لئے شرعی اعمال بجالانے والا ضروری نہیں کہ ایماندار بھی ہو۔ لیکن جس کو دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو گیا تو اس کے ایمان دار ہونے کی تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ بے ایمان کو یہ نعمت نصیب نہیں ہوتی جیسے عرض کیا ہے کہ قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے موجود بھی ہوں تو پھر بھی بے ایمان کو نظر نہیں آتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری شکل و صورت میں شیطان نہیں آ سکتا میری صورت میں اگر کوئی آئے گا تو وہ میں ہی ہوں گا اور اگر دیکھنے والا صاحب ایمان ہوگا تو وہ میرا دیدار کرے گا۔ لہذا خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو دیدار نصیب ہے۔ اگر ایمان کی تصدیق چاہتے ہو اگر یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ آپ صاحب ایمان ہیں تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا کرو۔ اللہ کرے اگر دیدار ہو جائے تو یہ تمہارے ایمان پر مرثیت اس دنیا میں ہی ہو جائے گی اگر نہیں تو پھر یہی تمنا تمہاری قبر روشن کر دیگی۔ جنت کی کھڑکی بھی کھل جائے گی۔ بیڑہ بھی پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے اگر کچھ چیز مانگنے والی ہے تو وہ دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ کی طلب میں صرف دیدار ہی نہیں ہوتا بلکہ اس میں بہت ساری چیزیں بھی خود آ جاتی ہیں تریحیات ہوتی ہیں۔ تریح کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کسی ایک چیز کو دوسری چیز سے اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ یہ دعا کریں کہ یا اللہ مجھے جنت عطا فرما دے اور اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں کہ جنت چاہتے ہو یا میرے نبی کریم ﷺ کا دیدار چاہتے ہو تو پھر کیا کرے گا۔ اگر بندہ اس وقت یہ کہہ دے کہ میں جنت لوں گا تو وہ ویسے ہی بے ایمان ہو گیا کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار پر جنت کو تریح دے رہا ہے لہذا جنت کی طلب نہ کرو بلکہ جنت والے کے دیدار کی تمنا کرو۔ دعا کرو یا اللہ مجھے اپنے حبیب پاک ﷺ کا دیدار نصیب فرما دے اس لئے عاشق لوگ ہمیشہ اور بطور خاص نقشبندی حضرات دیدار مصطفیٰ ﷺ کی تمنا رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے امام ہیں حضور سیدنا صدیق اکبرؓ کو جو ہمیشہ تمنا رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ انور ہو اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس لئے جو کوئی سچا نقشبندی ہے اس کی منزل صرف دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے۔ کوئی کہے کہ آسمان دیکھ لو۔ مشرق میں چلے جاؤ مغرب میں چلے جاؤ علم غیب مل جائے۔ حاضر ناظر ہو جائیں۔ کوئی اور خوبی پیدا ہو جائے کشف آ جائے لیکن وہ کہتا ہے کہ مجھے ان سے کوئی غرض نہیں ہے مجھے تو صرف دیدار مصطفیٰ ﷺ چاہئے۔ پہلے یہ نصیب ہو جائے پھر اس کے بعد علم غیب مل جائے۔ حاضر ناظر ہونا مل جائے۔ کوئی اور کمال مل جائے یہ سب بعد کی باتیں ہیں سب سے اول تریح دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے وہ ہو جائے تو پھر اس کے صدقہ میں یہ چیزیں ملتی ہیں تو مل جائیں۔ شاہ صاحب تو فرما رہے ہیں کہ میں ان کے زمانہ میں پیدا ہوتا تو مجھے دیدار ملتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہے۔ اور کوئی جگہ خالی

نہیں ہے اور کوئی دل خالی نہیں ہے۔ حضور ﷺ ازل سے ہیں ابد تک ہیں ہر جگہ ہیں۔ ہر دل میں ہیں۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

شاہ صاحب خواہش کرتے ہیں کہ کاش مجھے تک لیا ہوتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر نبی پاک ﷺ ایک لمحہ کسی شخص کو نہ دیکھیں اپنی توجہ میں نہ رکھیں تو وہ شخص بے ایمان ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پاک ذرا ادھر ہٹتی نہیں کہ بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ ہر شخص ہر وقت حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ میں رہتا ہے۔ جس وجہ سے بندوں کا ایمان قائم ہے۔ مجھے تو علم نہیں ہے لیکن پرندوں کی سائنس کا علم رکھنے والے بتاتے ہیں کہ کوئی پرندہ جو ہے یہ سائبیریا میں انڈے دیتی ہیں اس کا جو BREEDING REGION ہے وہ سائبیریا ہے۔ وہاں انڈے دیتی ہیں اور جب وہاں بہت سردی شروع ہو جاتی ہے تو یہ پرندے کوئی ادھر گرم ممالک میں آ جاتی ہیں لیکن ہر لمحہ اس کی توجہ اپنے انڈوں پر رہتی ہے۔ اگر کسی کوئی توجہ ایک لمحہ کیلئے اپنے انڈوں کی طرف سے ہٹ جائے یا کوئی کوئی مرغ جائے شکاری کے ہاتھ لگ جائے تو ادھر اس کے انڈے خراب ہو جاتے ہیں کسی بھی وجہ سے کوئی توجہ ہٹتی تو اگر وہ کوئی بھی گئی تو ساتھ ہی اس کے انڈے بھی گئے۔ کوئی ادھر برصغیر میں ہے اور یہاں سے سات آٹھ ہزار میل دوسا سائبیریا ہے جہاں اس کے انڈے ہیں لیکن اس کوئی توجہ ہر وقت اپنے انڈوں پر ہے۔ جب تک وہ اپنی توجہ رکھے گی انڈے ٹھیک رہیں گے ورنہ خراب ہو جائیں گے۔ میرے نبی ﷺ کی توجہ ہر وقت ہر بندے پر ہے اگر ادھر ادھر ہو گئی تو اسی لمحہ ہر غرق ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے بطور خاص حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ اپنے غلاموں کو نظر میں رکھیں۔ یہ قرآن مجید میں کہ اپنے غلاموں کو نظر میں رکھیں۔ خدا نخواستہ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر کسی بندے سے ہٹ جائے یا کوئی بندہ بے لگام ہو کر ادھر ادھر ہٹ جائے تو اسی لمحہ بے ایمان ہو جائے۔ اس لئے کوئی بندہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ادھر ادھر نہیں ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ **وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَيشِ يَرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ** (1 لکھف 28) کے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان ان سے مانوس رکھو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے پر نہ پڑیں سورج چمک رہا ہے۔ ہر ذرہ جو اس کے سامنے ہے وہ سورج کی نگاہ میں ہے کہ نہیں ہے۔ آدمی زمین تقریباً ہر وقت سورج کے سامنے رہتی ہے۔ ہر چیز ہر ذرہ پر سورج کی توجہ ہے۔ ہر شعاع جو کسی چیز کو پہنچ رہی ہے وہ سورج سے چل کر آئی ہے۔ ایک وقت میں آدمی زمین سورج کے سامنے رہتی ہے۔ سورج کی نگاہ میں رہتی ہے۔ سورج کی توجہ میں رہتی ہے۔ یہ مثال سمجھ لیں۔ اس طرح پوری کائنات ہر وقت ہر لمحہ میرے نبی پاک ﷺ کی توجہ میں رہتی ہے۔ جس جگہ سے سورج کی توجہ ہٹ جاتی ہے وہاں کئی قسم کی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں اور جس جگہ سے حضور ﷺ کی توجہ ہٹ جائے وہ بے ایمان کا گھر بن جاتی ہے۔ لہذا اگر ہم حضور ﷺ کی طرف توجہ رکھیں تو یہ خوش قسمتی ہے۔ یہ تو شکرانہ ہے لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ ہمارے کسی استحقاق کے

بغیر ہم پر نگاہ کر رکھتے ہیں۔ اَلنَّبِیِّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ وہ تمہارے دکھ درد اور تکلیف کو جانتے ہیں۔ مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ وہ تمہارے دکھ درد اور تکلیف کو جانتے ہیں۔ مومن ہر وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں رہتے ہیں آپ ﷺ کی توجہ میں رہتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ اس جگہ اس محفل میں آپ آئے ہیں یا حضور نبی کریم ﷺ آپ کو لائے ہیں۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
تو حضور نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی ہے نا۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ میں ہیں نا۔ اسی لئے تو آئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ اور اجازت کے بغیر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی کسی بزرگ کے پاس بیعت ہونے کے لئے آیا۔ تو اس بزرگ نے کہا کہ نہیں میں تو اس قابل نہیں ہوں بہت حقیر سا آدمی ہوں تمہیں اپنی بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں مجھ میں تو کوئی اہلیت نہیں ہے۔ فلاں بزرگ بہت قابل ہیں اچھے ہیں آپ وہاں جا کر بیعت ہو جائیں۔ اس آدمی نے کہا کہ مجھے تو اشارہ یہ ہوا ہے کہ آپ کا بیعت ہو جاؤں۔ لیکن آپ مجھے کسی دوسرے کے پاس بھیج رہے ہیں۔ آپ کا حکم ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ وہ آدمی باہر نکلا تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اسے میں نے بھیجا تھا اور تو نے اسے بھگدیا ہے چلو اس کو بلا کر لاؤ اور مرید کرو تیرا کیا خیال ہے کہ شیطان بندے کو ایسے ہی چھوڑ دیتا ہے تاکہ وہ جا کر کسی کا مرید ہو جائے۔ ہر عمل پر چھاپ ہمارے نبی کریم ﷺ کی ہے ہر قدم پر اجازت میرے نبی کریم ﷺ کی ہے۔ ہم تو ایسے ہی ہیں نا۔ لیکن جن کی آنکھیں ہیں جو دیکھنے والے ہیں وہ ہر چیز میں ہر کام میں ہر عمل میں ہر سوچ میں ہر قدم میں حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بغیر نہیں چل رہی ہے۔ تمہارا یہاں آنا۔ میرا بولنا اور تمہارا سننا بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے ہے۔ باقی چیزیں تو جیسی ہیں وہ تو ہیں ہی لیکن یہ یاد رکھو کہ کسی شخص کی بخشش بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
حدیث پاک ہے فرمایا کہ قیامت کے روز ساری مخلوق میری طرف رجوع کرے گی کوئی بندہ نہیں بچے گا۔ ہر کوئی میرے در پر آ کر مجھ سے درخواست کرے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں حتیٰ کہ اس میں نبی عظیم السلام بھی ہوں گے حضرت خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی ہوں گے۔ حالانکہ ہمارا ان سے کیا مقابلہ ہے اگر وہ سمندر ہیں تو ہم قطرہ بھی نہیں ہیں وہ پورا صحراء ہیں تو ہم ایک ذرہ بھی نہیں ہیں۔ ہم گنہگار ہیں۔ ہمارے پلہ میں کوئی چیز نہیں ہے ہمیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی ضرورت ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پلہ میں تو سب کچھ ہے۔ اس کے باوجود بخشش میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ شفاعت کا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الابلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نعمتیہ رحمانیہ 20/12/96

شیطان سے بچنے کا طریقہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملکته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ایسا ہے کہ اگر آپ ہزار مرتبہ بھی اپنی زبان کو مشک و گلاب سے دھولیں اور اسم مبارک لیں تو پھر بھی یہ کمال بے ادبی ہے۔ اس لئے کوئی زبان خواہ کتنی ہی پاک صاف ہو جائے پھر بھی میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لینے کے قابل نہیں ہوتی۔ ہاں اگر وہ قبول کر لیں تو گناہ گار کی بات بھی قبول کر لیں یہ ان کی مہربانی ہے ورنہ ان کے معیار کی کوئی پرہیز گاری نہیں ہو سکتی۔ لیکن گناہ گار سے گناہ گار بندے کی بھی بات سن لیں فریاد سن لیں قبول کر لیں ان کی مرضی ہے۔ نعت سن لیں ان کی مرضی ہے لیکن کوئی بھی بندہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کے مطابق ان کی تعریف نہیں کر سکتا۔ لیکن جو کوئی بھی خلوص سے کرے گا وہ جیسی بھی ہوگی قبول فرما لیتے ہیں۔ غالب کوفت ہوئے کوئی سو سال کا عرصہ ہو رہا ہے۔ اس پائے کا کوئی شاعر نہیں ملتا۔ وہ بھی جب نعت شریف تک پہنچا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت کہی تو کہا کہ

غالب ثنائے خواجہ یہ یزدان گزاشتیم
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

یعنی غالب ہم نے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دی ہے کہ وہ ہی ان کی تعریف کر سکتا ہے اس لئے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کے مرتبے کو جانتا ہے۔ جو کوئی بھی نعت میں تعریف کرتا ہے۔ ابھی آپ کے سامنے تین چار نعت شریف پڑھی گئی ہیں سب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف بیان کی ہے لیکن یہ صرف شاعر کا نعت گو کا اپنا تصور ہے لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کمالات اور مقامات اس سے بہت بلند تر ہیں لیکن چونکہ ہر نعت میں خلوص ہوتا ہے اس لئے وہ قبول کر لیتے ہیں۔ اخصصرت نے بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں بڑی اچھی اچھی نعت شریف کہی ہیں لیکن آخر وہ بھی عرض کرتے ہیں کہ

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

یعنی جب اللہ تعالیٰ خود حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف کر رہا ہے تو مجھ سے کب ممکن ہے کہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف بیان کر سکوں۔ لہذا آپ خواہ کتنی بھی تعریف کر لیں لیکن یہ نہ سمجھیں کہ آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مقام کو

پہنچ گئے ہیں۔ یہ ان کی مرضی ہے۔ کہ قبول فرمائیں تو جھوٹری میں بھی تشریف لے آئیں اور اگر نہ قبول فرمائیں تو عالیشان محل میں بھی تشریف نہ لائیں۔ کوئی جھوٹری اور کوئی محل حضور نبی کریم ﷺ کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اگر تشریف لے آئیں تو ان کی مرضی ہے۔ اس کمرے میں تشریف لے آئیں۔ آپ کے گھر میں تشریف لے آئیں یہ سب ان کا کرم ہے۔

چند روز ہوئے ایک بات سنی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ایک آدمی اپنے پیرومرشد کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں۔ پیر صاحب نے دعوت قبول فرمائی اور فرمایا کہ کوئی تکلیف نہیں کرنا ہے صرف ایک کپ چائے پی لیں گے۔ دعا کریں گے اور واپس آ جائیں گے۔ مرید خوش ہو گیا۔ گھر آیا۔ بیوی کو بتایا دونوں نے مل کر اپنے پورے گھر کی صفائی کی۔ صحن کی صفائی کی اور جس گلی میں گزر کر پیر صاحب نے آنا تھا اس گلی کی صفائی کی۔ پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ ساری رات اسی میں لگے رہے۔ بار بار صفائی جھاڑو اور چھڑکاؤ کرتے رہے۔ صبح تک مشکل سے فارغ ہوئے گھر بیٹھے خود تیار ہوئے تو دروازے پر دستک ہوئی باہر جا کر دیکھا تو پوچھ آدمی بہت نورانی چہروں والے کھڑے تھے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب خوش آمدید آپ تشریف لائیں لیکن میں نے پہچانا نہیں ہے۔ ذرا مہربانی فرمائیں تعارف کرا دیں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنے پیر صاحب کی تشریف آوری کیلئے یہ ساری تیاری کی ہے۔ تمہارے خلوص کو دیکھ کر حضور بنی کریم ﷺ تمہارے سامنے تشریف فرما ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ ہیں حضرت عثمان غنیؓ ہیں اور حضرت علی شیر خداؓ ہیں تم نے گھر اور گلی کو بچے کی صفائی کی ہے کوشش کی ہے۔ تر د کیا ہے۔ اس کو نبی کریم ﷺ نے قبول فرمایا ہے اور اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں۔ اس آدمی نے سنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کو اٹھایا۔ چار پانی پر لٹایا اور اس کے پیر صاحب کے پاس لے گئے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کے مرید نے کچھ مہمانوں کو دیکھا ہے اور بے ہوش ہو کر گر گیا ہے۔ پیر صاحب نے اس کی آنکھوں کو بوسے دیئے اور فرمایا کہ اس خوش قسمت نے ان آنکھوں سے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ کے گھر میں جب کوئی مہمان آنے والا ہوتا ہے تو اس کی عزت و عظمت اور شان کے مطابق آپ اپنے گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ سامان کی ادھر ادھر آرائش کرتے ہیں اور کبھی کرسی ادھر رکھتے ہیں کبھی صوفہ ادھر رکھتے ہیں گھر کو سجاتے ہیں لیکن جب سردار الانبیاء ﷺ نے تشریف لانا ہو تو پھر کیا کرتے ہیں گھر کی صفائی۔ کپڑوں کی صفائی زبان کی صفائی دل کی صفائی سب کچھ کر دو کہ وہ ایسی ہستی ہیں کہ

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

یہ ان کا کرم ہے کہ کسی آس والے کو بھی مایوس نہیں کرتے۔ حالانکہ کوئی گھر ان کے لائق نہیں ہے۔ عرش معلیٰ بھی ان کے لائق نہیں ہے۔ بیعت المعور بھی ان کے لائق نہیں ہے۔ عرش معلیٰ بڑی اونچی چیز ہے عظمت والی چیز ہے لیکن اس نے

بھی تمنا کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی نعلین پاک کو بوسہ دیا ہے۔ یہ میری گزارش ہے۔

دوسری بات یہ کہ شیطان میں بڑی طاقت ہے۔ وہ خون میں گردش کرتا ہے۔ دل میں ڈیرا جما لیتا ہے۔ وہ دائیں سے آتا ہے بائیں سے آتا ہے آگے سے آتا ہے پیچھے سے آتا ہے اوپر سے آتا ہے شیطان نے جب یہ طاقتیں اللہ تعالیٰ سے لے لیں اور کہا کہ میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بھی طاقت تو چاہتا ہے وہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ عرض کیا کہ میں بندے کے دل میں بیٹھنا چاہتا ہوں فرمایا کہ تمہیں یہ طاقت بھی دیتے ہیں کہ تو بندے کے دل میں گھس جایا کرے گا۔ سمجھ شیطان آپ کے دل میں بیٹھتا ہے۔ آپ کے خون میں گردش کرتا ہے کہ جب آپ غصہ میں ہوتے ہیں تو جس طرح تمہارے جسم میں خون گردش کرتا ہے اسی طرح سے شیطان بھی تمہارے جسم میں گردش کرتا ہے اس کا دائیں سے آنا یہ ہے کہ جب تو کوئی نیکی کرے تو وہ تمہارے دل میں یہ تکبر ڈال دیتا ہے کہ تو بہت نیک ہے۔ ایسی نیکی تو کوئی کر نہیں سکتا جیسی تو نے کی ہے اور انسان جب یہ کہے کہ نیکی میں نے کی ہے تو یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔ شیطان تمہاری چھوٹی سی نیکی کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے کہ تو تکبر اور غرور کے پھندے میں پھنس کر پتا ہو جاتا ہے یاں میں نمازی ہوں۔ میں حاجی ہوں۔ بڑا خفی ہوں یہ شیطان کا دائیں سے آنا ہے کہ تمہاری نیکی کو تکبر پیدا کر کے ملیا میٹ کر دیتا ہے اور اس کا بائیں سے آنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر خدا نخواستہ تم سے کوئی کناہ سرزد ہو جائے تو وہ تمہارے دل میں یہ پیدا کر دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں کیونکہ سا گناہ ہے۔ کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ انسان سے ایسے چھوٹے موٹے گناہ ہو ہی جاتے ہیں انسان جو ٹھہرا۔ اس طرح سے وہ تمہیں گناہوں کی طرف سے لا پرواہ کر دیتا ہے۔ پھر انسان گناہوں پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔ اور ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ پھر کبیرہ گناہوں میں پھنس جاتا ہے اس کا پیچھے سے آنا یہ ہے کہ جو زمانہ گزر گیا ہے اس کے متعلق وہ تمہارے دل میں یہ بات باور کراتا ہے کہ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے۔ ابھی سے نمازی بن گیا ہے۔ چھوڑا ابھی تو کھیل کود کا زمانہ ہے۔ پڑھ لیں گے نمازیں کیا جلدی پڑی ہے۔ یعنی وہ تمہیں نیکیوں کی طرف سے غافل کر دیتا ہے اور اس کا آگے سے آنا یہ ہے کہ وہ تمہیں آئندہ آنے والے زمانہ سے بھی غافل کر دے۔ کہ ابھی ساری عمر باقی پڑی ہے کر لیں گے نیکیاں ابھی کون سی جلدی ہے۔ جوانی تو مزے سے گزراؤ۔ یہ کون سی پھر آئی ہے۔ اس طرح سے آدمی گناہ میں لذت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور نیکی سے غافل اور لا پرواہ ہو جاتا ہے۔ اور شیطان کا اوپر سے آنا یعنی تمہارے دل و دماغ میں تکبر پیدا کر دینا ہے۔ یہ شیطان کی چالیں ہیں اس کے ڈھنگ ہیں اس کے طریقے ہیں واردات ہیں حربے ہیں۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ سب طاقتیں آپ نے شیطان کو دے دی ہیں۔ ہماری تبلیغ کا کیا بنے گا ہم تبلیغ کریں گے یہ انسان کو ورغلا کر سارا اثر زائل کر دے گا ہماری تبلیغ کا کیا فائدہ ہوگا۔ ہمیں جو نبوت عطا کی گئی ہے اس کا کیا حاصل رہے گا۔ اس موذی کو آپ نے اتنی طاقت دی ہے کہ یہ بندے کو ورغلا کر اس کا سب کچھ نیک عمل ملیا میٹ کر کے رکھ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام میں تمہیں ایک چیز بتا دوں کہ ایک گناہ گار سے بھی گناہ گار آدمی بھی جتنی بھی اس کی عمر ہے سو سال ہے۔ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ ساری عمر اس کو

شیطان نے ورغلا یا ہو۔ آخری سانس تک بھی اس کے تمام اعمال ضائع کر دیئے ہوں لیکن مرنے سے پہلے وہ آدمی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دیکر توبہ کر لیا گا تو میں معاف کر دوں گا۔ جس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام کی توجہ قبول ہوئی۔ عرض کیا کہ یا اللہ اسم محمد ﷺ کی حرمت کے صدقے معاف کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (الزمر 53) میری رحمت سے مایوس نہ ہو۔ مایوسی کفر ہے۔ کوئی آدمی مایوس نہ ہو اور آخری لمحہ بھی سے پہلے کہے یا اللہ مجھے نبی پاک ﷺ کے صدقے بخش دے تو میں بخش دوں گا۔ اور کیا چاہیے ٹھیک ہے کہ شیطان ہمارے دلوں میں آ جاتا ہے۔ ہمارے خون میں گردش کرتا ہے ہمارے خیالات میں آ جاتا ہے۔ ہمارے اعمال میں ہماری اولاد میں ہمارے مال میں آ جاتا ہے۔ پتہ نہیں کس کس چیز میں آ جاتا ہے۔ اس کی ضرب کاری ہے۔ ہم تو اسے دیکھ بھی نہیں سکتے۔ وہ ہمیں ایسی جگہ سے بھی دیکھتا ہے جہاں سے ہم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ دوا دی بیٹھے ہوں تو تیسرا وہ ہوتا ہے۔ تین بیٹھے ہوں تو چوتھا وہ شامل ہو جاتا ہے آپ دل میں کوئی نیکی کرنے سے متعلق خیال کریں وہ تمہارے دل میں آ کر اس کا الٹ خیال پیدا کر دے گا۔ آپ سوچیں کہ میں نے صدقہ دینا ہے میں نے حج پر جانا ہے میں نے قربانی دینی ہے۔ وہ آ جاتا ہے اور تمہارے دل میں یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ تمہاری تو اپنی روٹی پوری نہیں ہوتی تو صدقہ کیا کرے گا۔ جوتی تیری ٹوٹی ہوئی ہے۔ کپڑے تیرے پاس نہیں ہیں۔ بچے تیرے بھوکے ہیں توجہ کیا کرے گا تیری قربانی کس کام کی ہے۔ وہ بھوک کے خوف کا ایسا جال پھیلانے گا کہ تو سمجھنے لگے کہ صدقہ کیا دینا ہے۔ چھوڑ دو حج پر کیا جانا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ جب بنگلہ دیش بنا تھا تو پرانے نوٹ بند کر دئے گئے تھے اور بنک سے نوٹ تبدیل کئے گئے تھے۔ اس وقت فقیروں اور گدا گروں نے لاکھوں کے نوٹ تبدیل کئے تھے۔ جب آپ کسی فقیر کو کچھ دینا چاہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ کیا ان کو دودو گے؟ یہ PROFESSIONAL ہیں۔ یہ مستحق نہیں ہیں۔ خود کما سکتے ہیں۔ بٹے کٹے مانگتے پھر رہے ہیں۔ یوں آپ کا دل خیرات کی طرف سے بھی پھیر دیتا ہے۔ تمہارے دل پر اس حد تک اس کا قبضہ ہے لیکن جب تیرے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا قبضہ ہو جائے تو پھر شیطان کا قبضہ وہاں سے ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ جو چیز ایٹم بم کی طرح شیطان کو لگتی ہے وہ اللہ کا ذکر ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایٹم بم تباہی کی علامت ہے جہاں پڑ جائے میلوں تک تباہی مچا دیتا ہے۔ شیطان کے لئے کون سا ایٹم بم ہے کہ جو اس کو مارا جائے تو وہ پاش پاش ہو جائے۔ جب تو اپنے مرشد کے تصور سے اللہ ہو کر رہتا ہے تو پھر ایٹم بم بن جاتا ہے مرشد کریم بتاتے ہیں کہ جب تو اللہ کہتے ہوئے سانس اوپر کو کھینچتا ہے تو تیرا مقام عرش الہی سے بھی اوپر چلا جاتا ہے اور جب ہو کر کہتے ہوئے سانس باہر نکالتا ہے تو تیرے سارے گناہ دہل کر تخت اثری سے بھی نیچے جاتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کتنی بڑی حکومت تھی۔ تقریباً تمام مخلوق پر ہر جگہ تھی۔ پرندے چرندے درندے جن بھوت ہوا بادل غرض ہر چیز پر حکومت تھی انسان تو ایک طرف رہے فرمایا کہ تو اللہ ہو گا ذکر مرشد کریم کی اجازت سے کرے تو تیرا درجہ ملک سلیمان علیہ السلام سے بڑھ جائے

گا۔ شیطان کا جال بھی بہت قوی ہے۔ لیکن اس سے بچ نکلنے کا راستہ بھی بہت آسان ہے۔ شروع میں چند مسلمان ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں کفار ان کو بہت تنگ کرتے تھے جس وجہ سے وہ ہجرت کر گئے۔ تنگ کرنے والوں میں ابوسفیان بھی تھے۔ ابو جہل خود ہاتھ سے کچھ نہیں کرتا تھا۔ بس تجاویز دینے والا تھا۔ اس طرح کر دو۔ اس طرح کر دو۔ پتھر مار دو۔ الٹا لٹکا دو اور پگندگی پھینک دو۔ کانٹے راستہ میں بکھیر دو۔ ایسے حکم چلاتا تھا۔ لیکن ایک آدمی ان آدمیوں سے تھا جو از خود اپنے ہاتھ سے اپنے عمل سے مسلمانوں کو اذیتیں دیتے تھے۔ وہ بھی حبشہ چلا گیا تو شاہ حبشہ سے کہنے لگا کہ یہ مسلمان ہمارے مفروضہ قیدی ہیں۔ ہمارے مجرم ہیں۔ ہمارے مفروضہ ہیں۔ یہ آپ ہمیں واپس کر دیں۔ شاہ حبشہ نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں میرے پاس پناہ گزین ہیں۔ آپ بھی میرے مہمان ہیں میں ان کو واپس تو کر دوں گا لیکن ایک بات میں تم سے پوچھتا ہوں کہ یہ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہیں کیا اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ اے بادشاہ سلامت میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پھر شاہ حبشہ نے کہا کہ پھر تم اپنی عقل کا امتحان لو جس شخص نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور جب وہ یہ کہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَحْمَدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو کیا یہ جھوٹ ہے؟ اگر اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو پھر اب اس کا یہ قول کس طرح سے جھوٹ ہے پھر تو یہ سچ ہی ہے نا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَحْمَدٌ رَسُولُ اللَّهِ اس آدمی کو تسلیم کرنا پڑا کہ جب جھوٹ کبھی نہیں بولا تو یہ بھی سچ کہا ہے۔ اس آدمی کے دل پر چوٹ لگی اور اسی لمحے خیال آیا کہ اسے مسلمان ہو جانا چاہئے جب تو سمجھتا ہے کہ محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر یہ کلمہ بھی سچا ہے اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ مسلمان ہو جانا چاہئے۔ لہذا وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیعت فرمائیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ بڑھائے تو اُس آدمی نے اپنے ہاتھ واپس کھینچ لئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہوا۔ کیا ارادہ بدل گیا ہے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ ارادہ تو نہیں بدلا۔ میں نے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر بہت زیادتی کی ہے۔ اگر مسلمان ہو جاؤں تو کیا یہ میرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ مجھے اس امر کا سرٹیفکیٹ چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو بیعت کر لے تو تیرے پچھلے گناہ معاف اور آئندہ اگر کوئی گناہ تم سے سرزد ہو جائے تو وہ بھی معاف ہو جائیگا۔ اب بتائے کہ شیطان کیا کرے گا۔ اس کی بے پناہ طاقتیں ایک منٹ میں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ خاص کرم فرما دیتا ہے اور بیعت کے صلہ میں اتنا انعام مل رہا ہے۔ یہ کوئی بدعت نہیں کوئی شرک نہیں ہے۔ بیعت تقویٰ کی ہی یہ آج کی بیعت نفل ہے۔ اگر بیعت حضور نبی کریم ﷺ پر ہی ختم ہو جاتی تو صحابہ کرامؓ تو بخشے جاتے لیکن ہم جیسے گناہ گار تو مارے جاتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بخشش کے اس دروازے کو کھلا رکھا ہے۔ جہاں آپ صدق دل سے بیعت ہوں گے اللہ تعالیٰ میرے اور آپ سب کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیں گے۔ حضرت سرکار سائیں باباؒ نے فرمایا تھا کہ جو یہاں (حضرت پیر پروفیسر علی محمد چوہدری نقشبندی دامت برکاتہ العالیہ) کے ہاں بیعت ہو وہ جنتی

ہے۔ کئی دفعہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ جماعت ناجی ہے۔ پچھلے دنوں ایک صاحب کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بشارت دی ہے کہ جو یہاں (حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری نقشبندی دامت برکاتہ العالیہ) کے دست بیعت ہوتا ہے وہ جنتی ہے۔ اب اور کیا چاہتے ہو۔ سائنس بااثر حرم و مغفور نے نہ صرف اس زندگی میں یہ سبق دیا ہے بلکہ بعد از وصال بھی قبر انور سے یہ پیغام دیا ہے کہ بیت ہونے پر بندہ جنتی ہوتا ہے۔ اس سے بڑی اور کیا خوش خبری ہوگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ شیطان میرے دل میں ہے یہ میرے خون میں بھی ہے۔ یہ میرے دائیں بھی بائیں بھی ہے آگے پیچھے بھی ہے ہر طرف سے حملہ آور ہوتا ہے۔ ہاں اوپر سے تو شیطان آتا ہے لیکن یہ نیچے قدموں کی طرف سے نہیں آتا یہ اس لئے کہ نیچے سے آنے کیلئے شاید اسے جھکنا پڑتا ہے اور جھک جانا اس کی سرشت میں داخل نہیں ہے۔ وہ تو اکڑ کر رہی رہتا ہے اور یہی اکڑ اس کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ شیطان کا علم غیب اور اس کا حاضر ناظر ہونا وہ بھی مانتے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کا علم غیب نہیں مانتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیطان کو علم غیب ہے ملک الموت کو علم غیب ہے شیطان بھی حاضر ناظر ہے ملک الموت بھی حاضر ناظر ہے لیکن جب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں نہیں یہ بات نہ کرو یہ شرک ہے۔ جب شیطان اور ملک الموت کی بات ہوتی ہے تو پھر تمہیں شرک نظر نہیں آتا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کی بات آتی ہے تو تمہیں شرک نظر آ جاتا ہے۔ جب دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوتا تو پھر ایسی باتیں نکلتی ہیں۔ اپنے دل میں ہمیشہ یہ معیار رکھو کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ شیطان کا علم غیب مانتے ہیں لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب نہیں مانتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ ایک بیماری ایسی ہوتی ہے جو جسم کے بیرونی حصہ پر ہوتی ہے اور ایک ایسی بیماری ہے جو گوشت کے اندر سیل CELL کے اندر لگ جاتی ہے۔ جسم CELL سے بنا ہوا ہے۔ بنیادی اکائی CELL ہے۔ ہر دو قسم کی بیماریوں کا علاج مختلف ہے۔ CELL کے اندر لگنے والی بیماری کو آرام اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ دوائی CELL کے اندر نہ جائے۔ یہ علاج کا بنیادی اصول ہے۔ لہذا جب شیطان میرے دل کے اندر ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شیطان کی شیطانیت درست کرنے کیلئے اس سے بھی آگے مزید اندر ہونا چاہئے۔ شیطان میرے خون میں ہے۔ شیطان میرے CELLS میں ہے۔ شیطان میرے خیالات میں ہے۔ شیطان میرے جذبات میں ہے۔ تو شیطانیت کا رد کرنے کیلئے حضور نبی کریم ﷺ ہمارے نفوس سے بھی قریب ہیں۔ اَلنَّبِيُّ اُولٰٓئِیْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب 6) اس لئے جب مجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو سب سے پہلے میرے نبی پاک ﷺ کو پتہ چلتا ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عٰتٰیْتُمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رُوْفٌ رَّحِیْمٌ (توبہ 128) سب سے پہلے بندے کی تکلیف کا احساس

میرے نبی پاک ﷺ کو ہوتا ہے۔ وہ حرص کرتے ہیں۔ **حَرِيصٌ** ہم نے تو لفظ حرص کو ایسے استعمال کیا ہے کہ اسے گالی بنادیا ہے۔ وہ بہت حریص ہے۔ یعنی حریص کو ہم اچھے معنی میں نہیں لیتے۔ بہادر نڈر کہہ دیں تو یہ صفت شمار ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی کو حریص کہہ دو تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت حریص ہے۔ قرآن شہید ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کس بات کی حرص کرتے ہیں۔ فرمایا کہ صرف اس بات کی حرص ہے کہ یا اللہ میرے امتی کو معاف کر دے شیطان کی بڑی طاقت ہے۔ اس کا بڑا تصرف ہے بہت رسائی ہے بہت پہنچ ہے لیکن صرف دو چیزیں ہیں جو تمہیں اس سے بچا سکتی ہیں اور کوئی چیز اس کی مدافعت کیلئے کارگر نہیں ہوتی۔ نفل پڑھ لو۔ حفظ کر لو۔ حج کر لو۔ قاری بن جاؤ۔ زکوٰۃ دے لو۔ قربانی کر لو لیکن شیطان تمہارا چچھوڑیگا۔ صرف دو ہستیاں ہیں ایک مرشد کریم اور دوسرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مرشد کریم کے تصور سے ذکر الہی کرو تو شیطان ایسے بھاگ جائیگا کہ جیسے اس کے سر پر ایٹم بم لگ گیا ہو اور اندر کا چور نفس کبھی نہیں مرتا جب تک کہ نبی پاک ﷺ کے حکم اور سنت کے مطابق بیعت نہ کی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق ہے کہ **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رُسُلًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ** (الجمعة 2) حضور نبی کریم ﷺ کی صفت ہے کہ وہ تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی شیطان حملہ کرتا ہے وہیں میرے نبی پاک ﷺ پہنچ جاتے ہیں۔ یہ حملہ نور پور کا واقعہ ہے۔ چند سال پہلے کا ذکر ہے کہ وہاں کارہائشی ایک بندہ میرے پاس آیا اور بتایا کہ جب وہ چھوٹا تھا۔ لڑکپن کا زمانہ تھا۔ اس کے والد صاحب کے پیر صاحب تشریف لائے۔ لوگ مرد اور خواتین بڑی تعداد میں پیر صاحب کی ملاقات کیلئے تمام دن آتے رہے۔ اپنی اپنی غرض اور مقصد کیلئے دعا کراتے رہے اور اپنے اپنے کام کیلئے تعویذ حاصل کرتے رہے۔ یہ بتاتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ یہ بہت بڑے پیر صاحب ہیں۔ میرا کام بھی بن جائے گا۔ میں بھی پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایک لڑکی سے پیار ہے۔ عشق ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے تعویذ دیں۔ کہ میرا مقصد حاصل ہو جائے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ بیٹا آپ یہ رہنے دو۔ ہم آپ کو اس سے بہتر چیز دیں گے۔ رات کو اس آدمی کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوگئی اور اس زیارت کا یہ اثر ہوا کہ جب مجھے کوئی لڑکی راہ جاتے نظر آتی تو میں کہتا کہ یہ میری بہن آرہی ہے۔ جب کوئی عورت نظر پڑتی تو میں سمجھتا کہ یہ میری ماں آرہی ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ اس واقعہ کو چالیس سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک میرے سینے میں میری آنکھوں میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہو رہی ہے اور مجھے اتنی حیا آگئی ہے کہ اپنی بیوی کے علاوہ کوئی مجھے اپنی بیٹی نظر آتی ہے کوئی بہن تو کوئی ماں نظر آتی ہے۔ یہ ہے **يُزَكِّيهِمْ** کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے ہمیں پاک کرتے ہیں۔ شیطان خواہ جو مرضی کر لے۔ جس طرح کے مرضی ہتھکنڈے استعمال کر لے لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہو جائے تو تمام شیطانیات ختم ہو جاتی ہے۔ پاکیزگی اور طہارت مل جاتی ہے۔ اسی طرح کہ جس طرح اس بندے کو شیطان کے پھندے سے نجات مل گئی۔

دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو گیا تو تمام غلاظت ختم ہو گئی۔ کَشَفَ الدَّجَى بِحِمَالِهِ سب دور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ کی تمنا ہر وقت کرو۔ تجھے جو کوئی بھی عظمت ملنی ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے ملنی ہے۔ تم میں جو کوئی تقویٰ پیدا ہونا ہے تقویٰ ایسے نہیں پیدا ہوتا۔ تقویٰ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص عنایت ہے ایک عورت بہت منہ زور تھی۔ کھلے عام لوگوں سے مذاق کرنا۔ غیر مردوں کو یار کہہ کر پکارنا اس کی عادت تھی۔ بہت بے حیا اور بے غیرت قسم کی عورت تھی۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور کوئی چیز تناول فرما رہے ہیں کہ وہی عورت ادھر سے گزری اور دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنی عادت کے مطابق بڑی چرب زبانی سے بولی کہ او بیویو کیا کھا رہے ہو۔ اکیلے اکیلے ہی کھا رہے ہو ہمیں بھی ساتھ کھلاؤ۔ پلاؤ جو کھا رہے ہو وہ ہمیں بھی دو۔ اب ادھر حضور نبی کریم ﷺ مجسمہ حیا منع جو دو سخت تشریف فرما ہیں کہ آپ کی عادت شریفہ اور صفت مبارکہ ہے کہ کسی سوالی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو روٹی یا جو بھی تھا وہ دیدیا لیکن اس نے کہا کہ نہیں جی ہاتھ سے نہیں بلکہ اپنے منہ سے نکال کر دیں۔ جو لقمہ آپ کے منہ میں ہے وہ نکال کر دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان کہ یہ سوال بھی رد نہیں کیا۔ اپنے منہ مبارک سے نکال کر لقمہ اس عورت کو دے دیا۔ جونہی وہ لقمہ اس عورت نے اپنے منہ میں رکھا تو اتنی حیا آئی کہ برداشت نہ کر سکی اور حیا سے مر گئی۔ پہلے اتنی بے حیا اور منہ پھٹ تھی اور جب حیا آئی تو مر ہی گئی یہ ہے مُؤْتَمِرٌ یہ ہے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم اور کمال یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے۔ صحابہ کرامؓ جب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور پھر اپنے گھر جاتے تو دوڑ دوڑ کر پھر واپس خدمت میں حاضر ہو جاتے کہ یا رسول اللہ ﷺ گھر میں ہمیں عجیب برے برے خیالات آتے ہیں اور جب آپ کے پاس ہوتے ہیں تو کوئی وسوسہ کوئی برا خیال نہیں آتا۔ فرمایا کہ یہ میرے قرب کی وجہ سے ہے۔ اگر تم میرے پاس بیٹھے رہو میرا دیدار کرتے رہو تو تم اتنے پاکیزہ ہو جاؤ کہ فرشتے تمہیں سلام کریں تمہارے ہاتھوں کو بوسہ دیں یہ اس لئے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محفل میں شیطان نہیں آ سکتا کسی ولی کے پاس شیطان ہیں آتا۔ اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے اس لئے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں اولیاء کرام کی محافل میں شیطان نہیں آتا۔ اس لئے ولی کے پاس بیٹھنے والے بھی شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔ فرمایا

یک	زمانہ	صحبت	با اولیاء
بہتر	از صد سالہ	طاعت بے ریا	

کسی ولی کے پاس ایک لحد بیٹھ جانا وسوسا کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے عبادت میں شیطان کا عمل دخل بہت ہوتا ہے نماز پڑھو تو وہ مختلف وسوسے تمہارے دل میں ڈال کر تمہیں تمہاری نماز سے غافل کر دیتا ہے لیکن ولی کی محفل میں چونکہ وہ آ نہیں سکتا اس لئے تمہارے خیالات بھی منتشر نہیں ہوتے تمہیں شیطانی وسوسے بھی نہیں آتے۔ تمہارے خیالات

تمہارے جذبات بھی منتشر نہیں ہوتے تمہیں شیطانی وسوسے بھی نہیں آتے۔ تمہارے خیالات تمہارے جذبات بھی پاکیزہ رہتے ہیں۔ شیطان اگرچہ بہت قوی ہے لیکن اللہ کا ولی اس سے بھی قوی تر ہے۔ حضرات شیطان سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ کسی ولی کے بن کر رہو۔ کسی شیخ کامل سے نسبت قائم کرو۔ بیعت کرلو۔ جو نبی بیعت کی تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو شیطان کا قوی ہونا کس کام کا۔ بیعت شیطان کے خلاف ڈھال ہے۔ حضرت غم الدین کبریٰ اور حضرت بابا فریدؒ بیعت ہونے کیلئے ایک شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں کھانا وغیرہ کھالیں کچھ آرام کر لیں تو بات کریں گے۔ حضرت صاحب کی ایک خادمہ تھی وہ لوٹے میں پانی لے آئی اور مہمانوں کے ہاتھ دھلانے لگی۔ حضرت بابا فریدؒ ہاتھ دھوتے رہے خادمہ پانی ڈالتی رہی یہاں تک کہ سارا پانی ختم ہو گیا خادمہ اور پانی لانے کیلئے چلی گئی تو حضرت غم الدین کبریٰ نے فرمایا کہ ہاتھ دھونے کیلئے چلو بھر پانی کافی تھا آپ نے سارا لوٹا ختم کر دیا۔ حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا کہ بات یہ نہیں ہے۔ دراصل میں نے دیکھا کہ خادمہ کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا شتی یعنی جنمی تو مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ وہ میری خدمت کرے اور جنمی رہے۔ وہ پانی ڈالتی رہی اور میں اس کی پیشانی سے لفظ جنمی صاف کرتا رہا۔ ادھر پانی ختم ہو گیا ادھر اس کی پیشانی سے لفظ جنمی مٹ گیا اور سعید یعنی جنتی تحریر ہو گیا یہ ہے اولیاء کرام کا تصرف کہ وہ بظاہر ہاتھ دھوتے ہیں لیکن حقیقت میں جنمیوں کو جنتی بنادیتے ہیں۔ اب بتائیے شیطان روئے نہ تو اور کیا کرے۔ شیطان نے ہر شریعت کو تباہ کیا۔ ہر الہامی کتاب کو ختم کیا۔ کہاں ہے اب توریت۔ کہاں ہے انجیل اور کہاں ہے زبور جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو کوئی الہامی کتاب اپنی اصلی شکل میں نہ تھی اور کوئی مذہب اپنی اصل شکل میں نہ تھا۔ یہ سب شیطان کا ہی کارنامہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو شیطان بہت رویا۔ چیخا چلایا تو کسی نے پوچھا کہ اتنے انبیاء علیہم السلام آئے تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اب کیوں رو رہا ہے کہا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے دین کو میں نے ختم کر دیا لیکن یہ جو آئے ہیں تو نہ مجھ سے ان کی کتاب قرآن ختم ہوگی نہ ان کا دین مجھ سے ختم ہوگا ان کی تشریف آوری سے پہلے جب کوئی گناہ کرتا تھا تو اس کی شکل تبدیل ہو جاتی تھی۔ کوئی سور۔ کوئی کتا کوئی بلا اور کوئی کچھ بن جاتا انسانی شکل بدل کر جانور کی شکل بن جاتی اور اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا تھا۔ اب ان کی ولادت پاک سے صرف ولادت سے ہی ابھی تبلیغ شروع نہیں فرمائی ابھی قرآن حکیم نازل نہیں ہوا۔ ابھی صرف ذات مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی ہے تو ان کی ولادت کے صدقہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے عذاب ویسے ہی اٹھالے ہیں۔ اب کسی انسان کی شکل تبدیل نہیں ہوگی۔ اگر بدلے گی تو قبر میں جا کر بدلے گی لیکن مرتے دم تک دفن ہوتے تک انسانی شکل رہے گی اور جب تک انسانی شکل میں ہے آخری ہنگی سے پہلے بھی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر توبہ کر لے تو تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ذرا غور سے سنو۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری زیارت کی وہ جنتی ہے۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا صرف آپ کو دیکھنے والے جنتی ہوں گے۔ فرمایا نہیں جو مجھے دیکھنے والے کو دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے اور جو اس کو دیکھ لے گا وہ

بھی جنتی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا سارے صحابہ کرام اور پھر تابعین اور تبع تابعین ہی جنتی ہوں گے۔ کیونکہ زیارت رسول ﷺ کا شرف صرف صحابی کو ہوتا ہے۔ پھر تابعین بھی کتنے ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے۔ خواب میں مجھے دیکھنے والا حق مجھے ہی دیکھتا ہے۔ میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا۔ شیطان ہر شخص کی شکل میں آ سکتا۔ جانور درخت بادل نور جس کی شکل چاہے اختیار کرے وہ کر سکتا ہے لیکن اسے یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل اختیار کرے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا سبھی خواب زیارت کر لیں گے فرمایا نہیں جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا وہ جنتی ہے اور جس نے اس کو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے۔ جس نے اسکو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت ویکھن جا
جے کوئی بخشیا مل پوے تو تو وی بخشیا جا

حسن ظن رکھو اللہ تعالیٰ بیڑہ پار کر دے گا۔ دل میں شک رکھ کر نہ آؤ کہ فی زمانہ کیا پتہ چلتا ہے کون ولی ہے کون کیا ہے چلو یہ نہ ہوگا تو کم از کم روٹی تو کھانے کو مل جائے گی۔ نہیں نہیں دل میں شک وشبیہ مٹا کر آؤ۔ شرح صدر سے آؤ کہ محفل میں جنتی ہیں۔ بندہ جب گھر سے اس نیت سے چلتا ہے کہ محفل میں جانا ہے تو وہ بخش دیا جاتا ہے۔ قیامت کے روز آوازی جانیگی۔ کہ فلاں کے مرید آ جاؤ تو تمام نسبت والے لوگ جمع ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے جھنڈے تلے آ جائیں گے اور جو باقی بچیں گے ان کو آوازی جائے گی کہ شیطان کے مرید آ جاؤ۔ پھر وہ لوگ جو آج بیعت پر بدعت اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں ان کو پتہ چل جائیگا کہ بیت کی اہمیت کیا ہے لیکن اس وقت کچھ نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اگر پناہ ہے تو بیعت کرنے میں ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جس کی بیعت نہیں اس کا کوئی مذہب نہیں۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا شیطان پیر ہے۔ اور جو بیعت کے بغیر مر گیا وہ ویسے ہی مر گیا جیسے ابو جہل مر گیا۔ شیطان جو مرضی کرے آپ بیعت کر کے اپنی DEFENCE کرو شیطان سے دفاع کرو تو بیڑہ پار ہو جائیگا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 13/03/97

”حسن القصص“، تفسیر سورت یوسف علیہ السلام

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلمو اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

نور سے نور ملنے چلا ہے
مصطفیٰ ﷺ سے خدا کہہ رہا ہے
یہ ہے معراج کی رات پیارے
اپنے چہرے سے پردہ اٹھا لو

حضرات جو کچھ میں نے سنا ہے اور کتب میں پڑھا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنے حبیب علیہ الصلوۃ
والسلام سے ہم کلام فرمائی ہے اور جو کوئی شروع بات ہوئی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قُفْ یَا مُحَمَّدُ** اے میرے
حبیب رک جائیے ٹھہر جائیے میں آپ پر صلوۃ پڑھ لو سلام پڑھ لو میں آپ پر درود پڑھ لو باقی باتیں جو بعد میں ہوں وہ
تو ہوں باقی رہا یہ کہ چہرے سے پردہ اٹھا لو۔ یہ بات عجب سی ہے اللہ تعالیٰ سے کون پردہ کرتا ہے یا کون پردہ کر سکتا ہے یا
کیا پردہ ہو سکتا ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیا اللہ تعالیٰ سے پردہ کریں گے۔ میرے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ عالیہ
میں جو پذیرائی ہوئی ہے جو بلند درجہ اور مقام عطا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام ذرا ٹھہر جائیے
تاکہ میں آپ پر درود و سلام پڑھ لوں۔ اس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ کو خوش آمدید فرمایا گیا ہے۔

آج جو بات ہم نے کرنی ہے پروفیسر صاحب وہ یہ کہ میں ان دنوں سورۃ حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر کا مطالعہ کر رہا
ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”حسن القصص“ فرمایا ہے بہترین قصہ فرمایا
ہے۔ اس پورے واقعہ میں دو طرح کی تعلیم ہے اور بڑے نمایاں طرز پر ہے ایک میں ایسا لگتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے
ہاتھ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے یعنی صرف توحید کا ہی پہلو نکلتا ہے کہ اگر
حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکا گیا ہے تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر بھائیوں کے دل
میں ڈالی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرو بلکہ کسی اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو پھر وہاں سے نکالا جانا بھی اللہ
تعالیٰ ہی کی مرضی اور منشا کے مطابق ہے۔ مصر میں جا کر فروخت ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ شاہی محل میں پرورش
پانا بھی اللہ تعالیٰ کے پروگرام سے ہے۔ پھر جیل میں بھی بند کیا جانا اللہ تعالیٰ کی ہی مرضی سے ہوا۔ جیل سے رہائی ملنا اور

رہا ہو کہ بادشاہ بن جانا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ ساری کہانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا پروگرام صرف اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سورت میں جو دوسری تعلیم ہے ذرا اس پر بھی غور کریں کہ کئی اسباق اس سے ملتے ہیں۔ مثلاً کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کمرے میں بند کر دیا۔ کمرہ در کمرہ آگے پیچھے سات کمرے تھے اور ہر کمرہ کے دروازے کو مقفل کر دیا اور چابی اپنے کنٹرول میں رکھ لی۔ یعنی کمرہ در کمرہ حجاب در حجاب سب سے آخری ساتویں کوٹھری میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ہمراہ بند کر لیا اور قصد کیا تو وہاں برہان آ گئی۔ قرآن مجید بتا رہا ہے کہ برہان دیکھی۔ برہان ایسی چیز ہے کہ جو دیکھی جاسکے جس طرح اس کمرے میں ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ برہان خیال یا وہم نہیں ہوتی۔ برہان دیکھی جاتی ہے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بند کمرے میں برہان دیکھی۔ ایک طرف تو سارا پروگرام اللہ تعالیٰ کا اپنا ہے اور دوسری طرف دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح سے وسیلہ سے کام کرتا ہے۔ برہان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حکم دیا کہ چلو بھاگو یہاں سے نکل جاؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے تو ہر دروازہ کا تالا از خود کھلتا گیا اور دروازہ بھی کھلتا گیا۔ آپ اندازہ کر لیں کہ اس چھوٹے سے کمرے میں بھی دوڑ کر دروازہ کی طرف جانے میں کتنا وقت صرف ہوگا۔ بمشکل ایک دو سیکنڈ لگتے ہیں تو اس تھوڑے سے وقت میں تالا بھی کھل جاتا اور دروازہ بھی کھل جاتا۔ وہ برہان کیا تھی۔ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جو روحانی طور سے ان بند کمروں میں بھی پہنچ گئے تھے اور اپنے فرزند ارجمند کو حکم دیا کہ بیٹا تو بی ہے اور نبی کا بیٹا ہے۔ چل بھاگ جا یہاں سے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ دروازے بند ہیں اور ان پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اگر میں اندر آ سکتا ہوں تو تم بھی باہر جاسکتے ہو۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے اور نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو حید کا بیان فرمایا ہے تو دوسری طرف وسیلہ کا بیان ہے۔ یہاں سے یہ سبق ملتا ہے کہ تیرا اور میرا گناہوں سے بچے رہنا یا بچ جانا کسی اللہ والے کی نگاہ کرم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی برہان پر یقین اور ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اگر خدا نخواستہ اس طرح کا کوئی واقعہ پھنس جانے کا آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شہر قیوری کا ایک مرید تھا اس کے کچھ ناجائز تعلقات ایک سکھ کی بیوی سے تھے۔ ایک روز وہ سکھ کہیں بیرون شہر مہمان گیا تو اس کی عورت نے اپنے اس آشنا کو پیغام بھیجا کہ آج سکھ گھر پر نہیں ہے۔ میں رات کو اکیلی ہو گئی تو تم آ جانا اس شخص کے نفس نے جوش مارا شیطان نے وغلایا تو وہ رات کو وہاں چلا گیا لیکن جونہی دروازہ کھولا اور اندر گیا تو وہاں پر بھی حضرت میاں شیر محمد شہر قیوری ایسے ہی تشریف لے آئے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام ایک بند کمرے میں تشریف لے آئے تھے۔ حضرت میاں شیر محمدؒ کے ہاتھ میں ”کھونڈ“ تھا۔ یہ ”کھونڈ“ عمر رسیدہ آدمی جانتے ہیں۔ پرانے آدمی ہاتھ میں رکھتے تھے۔ تقریباً 6 فٹ لمبا مضبوط بانس کا بنا ہوا ڈنڈا جو ایک طرف سے موڑا ہوا اور دوسری طرف آدنی نوک لگی ہوتی تھی اور اس کے پورے حصہ پر لوہے کی ”سم“ اور ”کوکے“ وغیرہ لگے ہوتے تھے۔ بڑے ظالم قسم کا ہتھیار ہوتا تھا۔ بس یہ سمجھ لو کہ آج کل کی کلاشنکوف تھی۔ پرانے زمانہ میں لڑائی میں یہی ”کھونڈ“ ہی استعمال ہوتا تھا۔ شاید دیہات میں اب بھی کسی بزرگ کے پاس ہو۔ تو میاں شیر محمدؒ نے ایک کھونڈ اس اپنے مرید کو مارا

اور فرمایا کہ میرا مرید ہو کر ایسے کام کرتا ہے۔ وہ مرید بھاگا اور باہر نکل گیا۔ بہت شرم آئی اور خیال میں آیا کہ درگاہ شریف پر جا کر پیر و مرشد سے معافی مانگے۔ وہ حاضر ہوا تو میاں صاحب نے فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی مرید ہو کر بے حیائی کے کام کرتا ہے۔ میں نے فی الحال تمہیں ایک کھوٹا مارا ہے اگر کبھی دوبارہ ایسی جسارت کی تو دو کھوٹا ماروں گا جس طرح سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ سے بچالیا تھا اسی طرح آج اس زمانہ میں اولیاء اللہ اپنے مریدوں کو گناہوں سے بچالیتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ ایک طرف توحید ہے کہ سب اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ہی عطا کردہ تعلیم ہے راہبری ہے کہ وہ اللہ والوں سے کام لیتا ہے ان کا وسیلہ پکڑتا ہے۔ سورت یوسف علیہ السلام میں ایک بات اور ہے کہ خواب اور اس کی تعبیر کی حقیقت کیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب آئی کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج آپ کو سجدہ کرتے ہیں۔ بیدار ہوئے اور صبح اپنے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی خواب بیان فرمائی تو والد محترم نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے اپنی یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا ایسا نہ ہو کہ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیں۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کے تمام اہل خاندان بھائی اور والدہ والد صاحب مصر تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد محترم سے فرمایا کہ ابا جان یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی اچھی خواب آئے تو صرف اپنے پیر و مرشد کو ہی بتانی چاہئے تاکہ وہ اس خواب کے مطابق ہماری راہنمائی فرمائیں جس طرح سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی راہنمائی فرمائی۔ تو اپنی خواب کسی کو نہ بتائیں صرف مرشد کریم کو ہی بتائیں ورنہ اس کا اثر زائل ہو جائیگا یا پھر وہ خواب آنے ہی بند ہو جائیں گے۔ لہذا بطور خاص روحانی خواب کسی کو مت بتائیں۔ اس میں ایک تو ریا کاری آ جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ تمہارا راز فاش ہو جاتا ہے۔ تکبر آ جاتا ہے۔ شیطان کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ تیرے دل میں تکبر پیدا کر دے۔ تکبر آیا تو سمجھو کہ بیڑہ غرق ہو گیا۔ پھر ایسے روحانی خواب آنے بند ہو جاتے ہیں۔ شیطان غالب آ جاتا ہے۔ جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ کمرے میں بند کرنے کے باوجود بھی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوئی تو اس نے اپنی رسوائی کے ڈر سے عزیز مصر سے کہہ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دیا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو دین اسلام کی تبلیغ کا موقع مل گیا۔ آپ نے قیدی ساتھیوں کو دین اور اخلاق اور راہ راست پر آنے کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے خوابوں کی تعبیر کا علم دیا گیا ہے میں بتا سکتا ہوں کہ کس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ جیل میں دو قیدی تھے ان میں سے ایک بادشاہ کا ساتھی تھا اور دوسرا بھی اسی قسم کی ڈیوٹی والا تھا۔ حجام تھا کہ دھو بی تھا۔ ان پر بھی بادشاہ گوزہر دینے کی سازش کا الزام تھا جس کی بنا پر انہیں جیل میں بند کیا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کئی سال جیل میں ہو چکے تھے۔ ان دونوں قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمیں خواب آئی ہے آپ اگر علم رکھتے ہیں تو ہمیں تعبیر بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ خواب سناؤ۔ ایک نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ انگوروں کے خوشے ہیں میں ان کو نچوڑ کر ان کا جوس

بادشاہ کو پلار باہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے اور اس میں سے کوئے اور چیلپیں اور پرندے روٹیاں اٹھا اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے سر سے پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں وہ پھانسی چڑھ جائیگا اور جس نے انگور نچوڑ کر شربت پلایا ہے وہ چند روز بعد بری ہو کر اپنے منصب پر دوبارہ بحال ہو جائیگا۔ وہ دونوں ہنسے لگے کہ حضرت صاحب ہم نے تو مذاق کیا ہے ہمیں کوئی خواب نہیں آیا۔ اب ذرا غور سے سنو کہ میں کیا عرض کرنے والا ہوں وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں خواب آئی ہے کہ نہیں آئی ہے لیکن اب جو میں نے کہہ دیا ہے وہ میرے اللہ کے حکم سے ہو کر رہے گا۔ جس نے پھانسی آنا ہے وہ دودن میں پھانسی چڑھ کر رہے گا اور جس نے آزاد ہونا ہے وہ بھی چند یوم میں رہا ہو جائیگا۔ دو یوم میں ان کے کيس کا فیصلہ ہو گیا ایک بری ہو گیا دوسرا پھانسی چڑھ گیا۔ جس طرح سے اللہ والے نے فرما دیا وہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ ہم نے تو مذاق کیا ہے۔ ہمیں تو خواب آئی نہیں۔ پہلے خواب آئے تو پھر اس کی تعبیر ہوتی ہے۔ آپ نے بغیر خواب کی ہی تعبیر بنا دی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کے فیصلہ کو اتنی عزت دی۔ ان کے فرمان کو اتنی اہمیت دی کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا وہی کر دیا۔ زبان نبوت سے جو نکلا وہ ان قیدیوں کی تقدیر بن گئی۔ اللہ والے یوں تقدیر بناتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ کا پروگرام ساتھ ساتھ رکھتا ہے۔ کسی اللہ والے کے منہ سے جو نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت کا شرف عطا فرمادیتے ہیں تو ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی اللہ والے سے مذاق نہ کرو اور اسے مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولو۔ فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کہ یہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ چند نو جوانوں نے شرارت کے طور پر ایک نو جوان ساتھی کو کفن پہنا کر میت کے روپ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لائے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب آدمی فوت ہو گیا ہے آپ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ٹالنے کی کوشش کی لیکن وہ بغیر رہے اور شرارت یہ تھی کہ حضرت صاحب جنازہ پڑھا کر فارغ ہوں تو ہم کوئی اشارہ کریں گے تو ”مردہ“ اٹھ کھڑا ہوگا اور ہم حضرت صاحب سے کہیں گے کہ آپ حیدر کراڑ ہیں اور آپ کو یہ بھی علم نہیں ہو سکا کہ آپ نے ایک زندہ آدمی کا جنازہ پڑھا دیا ہے اس طرح سے مذاق اور شغل ہو جائیگا۔ جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے ان شرارتی نو جوانوں میں اس ”مردہ“ ساتھی کا والد بھی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نو جوانوں کے تشریف باپ سے پوچھا کہ اجازت ہو تو جنازہ پڑھاؤں۔ اس نے کہا جی ہاں اجازت ہے آپ جنازہ پڑھا دیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنازہ پڑھا دیا تو نو جوان نے سوچی سمجھی سکیم کے مطابق اشارہ کیا کہ اب وہ ”مردہ“ ساتھی اٹھ کھڑا ہو۔ لیکن اب اسے نہ اٹھنا تھا نہ اٹھا۔ مذاق حقیقت میں بدل گیا تھا اب وہ نو جوان سچ مچ مر چکا تھا۔ نو جوان نے بہت اشارے کئے لیکن بے سود تو حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ اب اس کو لے جاؤ اور دفن کر دو یہ اب قیام میں بھی میرے حکم سے اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ معافی دے کسی بھی اللہ والے سے مذاق نہ کرو کبھی اسے آزمانے کی کوشش نہ کرو ورنہ نقصان ہوتا ہے کہ اللہ والے کی زبان کو اللہ والے کے فرمان کو اللہ تعالیٰ پورا کر دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ لوگ کیا کھا کر آتے ہیں اور کیا گھر میں چھوڑ کر آتے ہیں۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ بچوں کو اس بات کا علم ہو گیا تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے پاس حاضر ہوتے اور پوچھتے کہ ہمارے گھروں میں کھانے پینے والی چیز کون سی ہیں۔ حضرت عیسیٰ السلام ان کو بتا دیتے تو وہ گھروں میں جا کر اپنے والدین سے تقاضا کرتے کہ ہمیں فلاں چیز کھانے کیلئے دو۔ والدین پوچھتے کہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ وہ کہتے کہ ہمیں عیسیٰ علیہ السلام نے بتا دیا ہے۔ لوگ جب اس سے تنگ آ گئے تو انہوں نے بچوں کو ایک کمرہ میں بند کر دیا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ جانے پائیں۔ ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بچے نہیں آئے تو وہ از خود لوگوں کے پاس گئے اور پوچھا کہ بچے کہاں ہیں انہوں نے ٹالنے کی کوشش کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کمرے میں کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں سور بند کئے ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا سور ہی ہوں گے اور واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے جب بعد میں دروازہ کھولا تو بچے بیچ مچ ہی سور بن چکے تھے۔ زبان نبوت سے نکلنے والی بات غلط کیسے ہو سکتی تھی۔ ان واقعات سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے۔ کسی اللہ والے سے محض شغل کی خاطر میں مذاق نہ کرو۔ وہ جو قیدی رہا ہو کر گیا اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو بادشاہ سے میرا ذکر کرنا کہ ایک بندہ بے گناہ جیل میں بند ہے لیکن وہ قیدی باہر جا کر بھول گیا اور سات سال مزید گزر گئے۔ پھر بادشاہ کو خواب آئی کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں اور ان کو سات دہلی پتلی گائیں کھا گئی ہیں۔ سات سبز پتے ہیں ان کو سات خشک پتے کھا گئے ہیں۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ درباریوں سے پوچھا۔ نجومیوں سے پوچھا تو بادشاہ کے اس ساتی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آ گئے۔ اس نے بادشاہ سے آپ کا ذکر کیا تو یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا وسیلہ بن گیا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جس طرح سے بادشاہ کو خواب آئی تھی وہ اسی طرح سے من و عن بیان فرمادی اور اس کی تعبیر بھی بیان فرمادی کہ سات سال بہت اناج پیدا ہوگا اور اگلے سات سال سخت قحط پڑے گا اس لئے پہلے سات سالوں میں تم کچھ کھاؤ اور باقی بچا کر رکھ لو کہ تمہارے لئے یہ قحط کے دنوں میں کام آئے اور ساتھ ہی آپ نے اس اناج کو ذخیرہ کرنے کی ترکیب بھی بتائی کہ دانے ان کی خوشوں سے نہ کالے جائیں یہ خوشوں میں ہی رہیں تو ہر قسم کی بیماری اور کیڑے مکڑوں سے محفوظ رہیں گے۔ بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی خواب سن کر اناج کو محفوظ رکھنے کی تدبیر سن کر آپ کی عقل مندی کا قائل ہو گیا اور یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ بننے میں مددگار بنی۔ حضرت یوسف علیہ السلام تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی حسن تدبیر سے اناج کا ذخیرہ کراتے رہے حتیٰ کہ قحط سالی شروع ہوئی۔ اسی قحط سالی کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان سے مصر اناج لینے کیلئے گئے۔ تخت شاہی پر تشریف فرما ہوتے ہوئے اپنے بھائی ان کو پہچان نہ سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا بہت عزت دی خاطر مدارت کی۔ غلہ کے اونٹ ان کو دیئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھائی ہوئی سکیم کے تحت علم لدنی جو حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل تھا اس کے تحت آپ نے اپنے گئے بھائی حضرت بنیامین کے اناج میں شایہ پیالہ چھپا دیا اور یوں ان کا ”چور“ ظاہر کر کے اپنے پاس رکھنے کی تدبیر اور بہانہ بنالیا۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جھوٹا الزام کیوں لگایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے بتانے سے کیا ہے۔ اس لئے یہ اعتراض نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ جو چاہے

کرے طویل واقعہ ہے بہر حال بھائیوں کو پتہ چل گیا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں پھر وہ واپس گئے اور دوبارہ اپنے والدین اور اہل خانہ کے ہمراہ واپس آئے تو گیارہ بھائی اور والد والدہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جان یہ سجدہ میری اس خواب کی تعبیر اور تکمیل ہے۔ اب دیکھو کہ ایک طرف توحید چل رہی ہے اور ایک طرف عظمت آدم کا پرچار ہو رہا ہے۔ عظمت آدم کا انظہار ہو رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ سکھا رہا ہے کہ اللہ والوں کی تعظیم عین ایمان ہے یہ توحید کے خلاف نہیں ہے یہ شرک نہیں ہے۔ ایک نبی علیہ السلام دوسرے نبی علیہ السلام کا ادب کر رہا ہے۔ آج بھی اگر کوئی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے اللہ والوں کا ادب کرے تو یہ شرک نہیں ہے۔ سورت یوسف علیہ السلام میں اس کا جواز ہے اس کا طریقہ ہے۔ اس کی اجازت ہے۔ اس کی ترغیب ہے کہ اللہ والوں کا ادب کرنا شرک نہیں۔ آج کل لوگ بہت جلد فتویٰ لگا دیتے ہیں کہ بدعتی ہیں یہ ہاتھوں کو چومتے ہیں یہ پاؤں کو چومتے ہیں یہ جھک جاتے ہیں یہ سجدہ کرتے ہیں یہ شرک ہے یہ بدعت ہے اللہ تعالیٰ نے دو جگہ پر ایسے سجدہ کا انظہار فرمایا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں سے سجدہ کروایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے والدین اور بھائیوں سے سجدہ کرا دیا۔ ادب کا سجدہ کرنا شرک نہیں ہے۔ سجدہ کب سجدہ بنتا ہے۔ حاجی حضرات اور زائرین جب خانہ کعبہ میں جاتے ہیں تو خانہ کعبہ کی طرف منکر کے سجدہ کرتے ہیں۔ بیت اللہ شریف سامنے ہوتا ہے بعض اوقات سجدہ کرنے والے کا سر خانہ کعبہ کی دیوار کو چھو بھی رہا ہوتا ہے تو کیا حاجی خانہ کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ نہیں نہیں خانہ کعبہ تو ایک نشان ہے ایک سمت ہے۔ سجدہ تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ یہ سجدہ خانہ کعبہ کو نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ ہے کیونکہ سجدہ کرنے والے کی نیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہے اور وہ جب وہ کسی بندے کو سجدہ کرتا ہے تو نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بندے کو سجدہ نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ اس کی تعظیم کر رہا ہے۔ اور یہ دیکھو کہ جب تو تعظیم کرتا ہے تو تیرے دل میں کیا ہوتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے یا اللہ والا سمجھتا ہے۔ جب تو اسے اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ اللہ والا سمجھتا ہے تو شرک مٹ جاتا ہے۔ تو یہ سجدہ کا انحصار دراصل نیت پر ہے۔ ویسے بھی سجدہ کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ پہلی تو یہی کہ نیت سجدہ کی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا ہوں۔ قبلہ رخ ہو۔ پیشانی ناک دونوں ہاتھ گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین کے ساتھ لگے ہوئے ہوں۔ یہ تمام اعضاء زمین کے ساتھ لگے ہوں تب بھی سجدہ ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ہے کیونکہ سجدہ کیلئے نیت ضروری ہے۔ تمام اعضاء زمین سے لگے ہیں لیکن نیت سجدہ کی نہیں ہے تو یہ سجدہ نہیں ہے۔ اگر نیت تعظیم کی ہے تو پھر یہ تعظیم ہے سجدہ نہیں ہے۔ تو فرق صرف نیت کا ہے۔ ظاہر یہ فتویٰ نہ لگاؤ۔ اگر ظاہر کو دیکھ کر فتویٰ لگاؤ گے تو پھر یہ فتویٰ حضرت یعقوب علیہ السلام پر لگے گا ان کی زوجہ محترمہ پر لگے گا ان کے بھائیوں پر لگے گا یہ شرک کر رہے ہیں کفر کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سورہ البقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ اور سورۃ یوسف علیہ السلام میں حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا از روئے قرآن ثابت ہے تو کیا قرآن مجید ہمیں شرک سکھا رہا ہے ہمیں کفر کی تعلیم دے رہا ہے۔ نہیں نہیں قرآن ہمیں نہ شرک سکھاتا ہے نہ کفر سکھاتا ہے بلکہ ختی سے ان کو منع کرتا ہے۔ قرآن مجید تو ہماری راہبری کر رہا ہے کہ اے خدا کے بندے جب تو تعظیم کرے گا اور تیرے دل میں یہ بات ہو کہ تو سجدہ نہیں کر رہا ہے بلکہ تعظیم کر رہا ہے تو پھر یہ سجدہ نہیں

بنے گا یہ تعظیم ہوگی بت پرست کے سامنے بت ہوتا ہے اور وہ اس کو سجدہ کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ یہ میرا رب ہے۔ یہ میرا خدا ہے تو یہی شرک ہے۔ ہم خانہ کعبہ کو سامنے رکھ کر سجدہ کرتے ہیں تو خانہ کعبہ کو اللہ تعالیٰ یا خدا نہیں کہتے۔ سجدہ اللہ تعالیٰ کو کرتے ہیں اگرچہ خانہ کعبہ کی طرف ہی ہوتا ہے تو شرک یا کفر نہیں ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ والوں کی تعظیم کسی صورت میں بھی شرک نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک کو انسانوں نے تو کیا جانوروں نے بھی بوسہ دیئے ہیں۔ فرشتوں نے بھی پاؤں مبارک چومے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے معراج کی رات حضور نبی کریم ﷺ کو بیدار کرنے کیلئے آپ کے تلووں پر بوسہ دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چار پائی پر تھے یا زمین پر آرام فرماتے تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پاؤں مبارک پر بوسہ دینے کیلئے کتنا جھکنا پڑا ہوگا اتنے جھکے ہوں گے کہ بس سجدہ کی حالت ہی ہوگی تو پھر تو ان پر فتویٰ لگنا چاہئے کہ شرک ہو گیا ہے۔ لیکن نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پاؤں پر بوسہ دے رہا ہے اور فرشتہ بھی وہ جو صرف فرشتہ ہی نہیں بلکہ فرشتوں کا سردار ہے۔ اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک کو بوسہ دینا شرک یا کفر نہیں ہے تو پھر اگر کوئی بندہ بوسہ دیدے تو شرک اور کفر یہ بھی نہیں ہے۔ یہ سنت جبرائیل علیہ السلام ہے۔ فرشتہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ جانور پرندے چرندے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع کام کرتے ہیں ان کی اپنی مرضی کوئی نہیں ہوتی یہ اللہ کی مرضی اور منشاء سے کام کرتے ہیں۔ اونٹ گوہ اور ہرنی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا ہے۔ درخت نے سجدہ کیا ہے۔ پتھروں نے سجدہ کیا ہے۔ یہ تمام چیزیں اللہ کے حکم سے کر رہی ہیں اور ہمیں سبق مل رہا ہے کہ شرک کے فتویٰ لگانے والوں سے خوف نہ کھاؤ ان کے فتویٰ سے نہ ڈرو سکول کالج مدرسے اور یونیورسٹیاں انسانوں کے لئے ہیں یہ چڑیا کوا ہرنی وغیرہ جانوروں کیلئے نہیں ہیں۔ بندے تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں باقی تمام چیزیں چند پرند انسانوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے لئے کوئی یونیورسٹی کالج وغیرہ نہیں ہے۔ آپ کسی بھی پرندے کا ایک جوڑا لیں اور اسے دور کسی جگہ تنہائی میں چھوڑ آئیں انہیں پتہ ہے کہ گھونسلہ کس طرح سے بنانا ہے انڈے کس طرح سے دینے ہیں انہیں پتہ ہے کہ بچے کس طرح پالنے ہیں۔ یہ ان کو کس نے سکھایا ہے؟ مچھلی کا بچہ پیدا ہوتے ہی تیرنے لگتا ہے۔ اس کو کون تیرنا سکھاتا ہے چھکلی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی دیوار پر چڑھ جاتا ہے۔ مرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی زمین سے دانہ چگتا ہے اور اوپر کو منہ کر کے پانی پیتا ہے علیٰ ہذا القیاس ان سب کو یہ تعلیم کون دیتا ہے۔ یہ میرا اللہ ہے جو ان کو سکھاتا ہے۔ پھر جب وہ سجدہ کرتا ہے تو یہ بھی میرے اللہ کریم کا ہی بنایا ہوا ہے۔ تعظیمی سجدہ شرک نہیں ہے اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اہلیہ اور ان کے بیٹے سجدہ کر کے ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ تعظیمی سجدہ شرک نہیں ہے۔ اس سارے واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام دعا فرماتے ہیں کہ یا اللہ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی میرا انجام نیک بندوں کے ساتھ کر دے۔ آپ نے نیک بندوں کی صحبت اور معیت مانگی ہے۔ وہ تو خود نبی ہیں اور نبی معصوم ہوتے ہیں انہیں کیوں ایسی صحبت کی ضرورت ہے۔ دراصل وہ ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ حسن خاتمہ کی دعا مانگتے ہیں۔ ہمیں سکھا رہے ہیں کہ اگر نیک بننا چاہتے ہوں نیک رہنا چاہتے ہو اور نیکی کا راستہ اختیار کر کے اگلے جہان میں کوئی

انعام حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ کے نیک بندوں کی صحبت اختیار کرو نیک بندوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایک بات یہ ہے کہ حضرت زلیخا بوڑھی ہوگئی۔ کبڑی ہوگئی اندھی ہوگئی۔ پہلے تو محل میں تھی زیارت کرنے کا موقع مل جاتا تھا ہر چیز ختم ہوگئی محل بھی بک گیا۔ زیور حسن جوانی سب چلے گئے تو زلیخا نے جنگل میں جا کر اس راستہ کو قریب جھوپڑ بنائی کہ اس راستہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری گزرے گی تو گرداؤ کر مجھ پر پڑے گی تو میرے لئے یہی کافی سعادت ہوگی۔ آخر ایک روز عشق نے جوش مارا تو محل میں کسی طرح سے پہنچ گئی اور کسی کے وسیلہ سے اس کمرہ تک پہنچ گئی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام آرام فرمایا کرتے تھے۔ بڑی ہمت کر کے اندر چلی گئی تو حضرت یوسف علیہ نے پہچان لیا کہ زلیخا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زلیخا آخر یہ تو بتاؤ کہ تم مجھے کیوں اتنا چاہتی ہو وہوہ سکتے ہیں آگئی کہ ساری عمر جس کیلئے مرنے رہی وہی آج لو پھر رہے ہیں کہ تو کیوں اسے چاہتی ہے۔ انہیں ساری عمر یہ پتہ ہی نہیں چلا کہ میں ان کی محبت میں گرفتار ہوں عرض کیا کہ یوسف علیہ السلام آپ کو اللہ تعالیٰ نے حسن عطا فرمایا ہے میں اس میں گرفتار ہوں آپ کے حسن کی پرستار ہو کر آپ سے محبت کرتی ہوں۔ آپ کے حسن کی عاشق ہوں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ زلیخا تو اس ہستی سے محبت کیوں نہیں کرتی کہ جس کے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو حسن پونفنی بنتا ہے۔ وہ بہت حیران ہوئی کہ وہ کون ہستی ہے کہ جس کے حسن کا صدقہ حسن پونفنی ہے زلیخا نے عرض کیا کہ ان کا نام کیا ہے۔ فرمایا ان کا نام نامی اسمِ گرامی محمد ﷺ ہے۔ جونہی زلیخا نے یہ نام محمد ﷺ سنا تو اس کی کمرسیدھی ہوگئی حالانکہ کمر جب ٹیڑھی ہو جائے تو کسی حکیم ڈاکٹر سے یہ سیدھی نہیں ہو سکتی۔ کمر ٹوٹ سکتی ہے لیکن سیدھی نہیں ہو سکتی۔ زلیخا نے عرض کیا کہ ایک بار پھر یہ نام لیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر فرمایا محمد ﷺ تو زلیخا کی جوانی واپس آ گئی۔ پھر عرض کیا کہ آپ نام لیں حضرت یوسف علیہ السلام نے نام محمد ﷺ جب لیا تو زلیخا کی بینائی لوٹ آئی حسن و جوانی لوٹ آئی۔ جس طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے سے زلیخا کی بینائی اور حسن و جوانی لوٹ آئی۔ پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے منہ پھیر لیا۔ پردہ کر لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا بات ہوگئی ہے اب تم نے رخ کیوں موڑ لیا ہے۔ عرض کیا کہ اب مجھے اس ہستی سے محبت ہوگئی ہے آپ کی محبت مغلوب ہوگئی ہے ان کا عشق غالب آ گیا ہے۔ اب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلام ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ انہی کا حکم ہے کہ تو مجھ سے شادی کرے گی اور تیرے بطن سے میری اولاد ہوگی۔ عرض کیا کہ اگر یہ ان کا حکم ہے تو میں حاضر ہوں ورنہ اب مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں رہا میں ان کی غلام بن گئی ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی حضرت زلیخا سے ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ اس طرح سے سورت یوسف میں جہاں توحید ہے وہاں وسیلہ کا بھی پیغام ہے۔ مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے عرض کیا کہ والد صاحب کی بینائی ان کی فرقت کی وجہ سے زائل ہو چکی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض عطا فرمائی کہ یہ لے جاؤ اور اس کے والد صاحب کو آنکھوں پر لاگو تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ جیسے ہی بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض لبکر مصر سے چلے تو ادھر کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔ گھر والوں

نے عرض کیا کہ یہ آپ کا پرانا وہم ہے لیکن جب قمیض پہنچی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر لگائی تو ان کی بینائی واپس آئی اور آپ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کی خوشبو آتا میرا وہم نہیں تھا بلکہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ایک بات یہ ہے کہ یہ خوشبو صرف حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہی کیوں آئی۔ دوسرے اہل خانہ کو کیوں نہ آئی۔ محفل میلاد میں سب لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو سب کو نہیں آتی۔ کسی کو خوشبو آ جاتی ہے کسی کو تھوڑی آتی ہے کسی کو بہت تیز آتی ہے اور جس پر وہ کرم فرمادیں اس کو زیارت بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جس کسی شخص کو جس ہستی سے عشق ہوتا ہے۔ محبت ہوتی ہے اسے ہی اس کی خوشبو بھی آتی ہے جتنا زیادہ عشق ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ خوشبو آتی ہے۔ عشق انتہا درجے کا ہو تو خوشبو کے ساتھ زیارت بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت اور پیار باقی اہل خانہ سے زیادہ تھا سی لئے ان کو خوشبو آئی۔ دوسرے افراد کو نہ آئی۔ اللہ معافی دے برادران یوسف علیہ السلام تو محبت کی بجائے حسد کرتے تھے کہ والد صاحب صرف حضرت یوسف علیہ السلام سے ہی محبت کرتے ہیں پیار کرتے ہیں ہمیں نہیں چاہتے اسی لئے یہ سارا واقعہ پیش آیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آج بھی اولیاء اللہ کی قمیضوں سے آج بھی اولیاء کرام کی دعا سے ان کی زیارت سے ہر وہ چیز ہو رہی ہے جو ہمیں حضرت یوسف علیہ السلام کی اس داستان میں ملتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو کی قمیض سے ہندو معالج مسلمان ہو گیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام کہیں بھی ہوں جب وہ کرم فرماتے ہیں تو غلاموں کو خوشبو آتی ہے یہ کرم آج بھی ہے اس لئے طریقے تلاش کرو سیکھو سمجھو کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو آجائے اور جس کو زندگی میں ایک بار بھی خوشبو آگئی اس پر دوزخ حرام ہوگی اور ایسا نظام ہے کہ محفل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو آ رہی ہے تو اس کے قریب بیٹھے ہوئے دوسرے شخص کو نہیں آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سب کو نصیب کرے اور جسے ایک دفعہ آ جائے وہ پھر کسی دوسری خوشبو یا پھول یا سپرے یا پرفیوم کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسے دنیا کی کوئی خوشبو پسند نہیں آتی۔ صحابہ کرامؓ کو جب حضور علیہ السلام کی ملاقات کرنا ہوتی وہ گھر آ کر یہ نہیں پوچھتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کدھر کو تشریف لے گئے ہیں۔ بلکہ وہ حضور علیہ السلام کی خوشبو منگھ کر چلتے چلتے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ یہ تو چودہ سو سال پہلے کی بات ہے لیکن آج بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو وہی خوشبو آتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام کو پانچ سو میل دور سے آتی تھی لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو مبارک کیلئے فاصلہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس طرح حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بینائی ٹھیک ہوگئی اسی طرح آج بھی اولیاء کرام کے تبرکات سے مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ بندے ٹھیک ہو رہے ہیں۔ آج بھی حضور نبی کریم ﷺ کا کرم جاری ہے۔ شیخو پورہ میں ایک بیٹی ہے اسے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی تحفہ عطا فرمائیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا مومے مبارک عطا فرمادیا۔ آج بھی وہ مومے مبارک جس گھر میں جاتا ہے وہاں حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو پھیل جاتی ہے اور جس مریض کو وہ مومے مبارک پانی میں بھگو کر پلاتے ہیں وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔ سلطان محمود غزنویؒ نے ہندوستان پر سولہ حملے کئے لیکن سومنات فتح نہ کر سکا۔ آخر کار حضرت ابوالحسن خرقائیؒ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہر دفعہ ناکام ہوتا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ کامیابی ہو جائے حضرت ابوالحسن خرقائی نے سلطان محمود غزنویؒ کو اپنی قمیض دی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض اپنے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کیلئے دی تھی۔ حضرت ابوالحسن خرقائی نے فرمایا کہ کام تو اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ لیکن جب تمہیں ضرورت محسوس ہو تو میری اس قمیض کا واسطہ اور وسیلہ دے کر دعا کرنا تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمادے گا تم فتح کر لو گے۔ ادھر ہندوستان کے تمام راجوں مہاراجوں نے بھی اپنی فوجیں اکٹھی کر لیں کہ یہ مسلمان ہمیں بہت تنگ کر رہا ہے ہر روز حملہ آور ہوتا ہے اس کی دفعہ یہ فتح کر نہ جائے۔ جنگ شروع ہوئی بڑے گھمسان کارن پڑا جب شکست کے آثار نظر آنے لگے تو حضرت سلطان محمود غزنویؒ نے وہ قمیض نکالی اور اس کا واسطہ دیکر دعا کی کہ یا اللہ اپنے اس ولی کے صدقے فتح دیدے۔ اسی لمحے ایک ہندو کو دوسرا ہندو مسلمان نظر آ رہا تھا اور وہ اسے مار رہا تھا یہ اسے مار رہا تھا۔ تمام ہندو فوجی ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے۔ یوں حضرت سلطان محمود غزنویؒ کی افواج کو فتح ہو گئی۔ رات کو خواب میں حضرت ابوالحسن خرقائی نے زیارت کرائی تو سلطان محمود نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کی بہت مہربانی کہ آپ کی قمیض بہت کام آتی ہے۔ وہ بہت غصہ اور جلال سے بولے کہ تو نے صرف ایک جنگ کی فتح مانگی جو تجھے مل گئی اگر تو یہ کہہ دیتا کہ ہندوستان میں کفر باقی نہ بچے تو یہ بھی ہو جاتا۔ سورۃ یوسف سے بھی ثابت ہے کہ تبرکات سے کام بنتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں تابوت سیکڑن کا ذکر ہے یہ چھوٹا سا صندوق تھا جو یہودیوں کے پاس تھا وہ جس جنگ میں جاتے اسے ساتھ لے جاتے تو فتح ہو جاتی۔ قوم نے گناہ کئے یا کیا ہوا کہ وہ صندوق گم ہو گیا یہ نہیں کدھر کو چلا گیا چالیس سال تک گم رہا اور اس عرصہ میں جو بھی جنگ ہوئی اس میں انہیں شکست ہوئی۔ ایک نسل ختم ہو گئی دوسری نسل آ گئی اس نے توبہ تاب کی تو وہی صندوق ایک ریڑھی پر رکھا ہوا آگے دو تیل جتے ہوئے آ گیا۔ قوم نے پہچان لیا اور خوش ہو گئی۔ پھر اسی صندوق کے وسیلہ سے فتح ہونے لگی اب قوم کو تپس ہوا کہ اس صندوق میں آخر ہے کیا جس وجہ سے فتح ہوتی ہے۔ قرآن شاہد ہے جب وہ صندوق کھولا گیا تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک دستار مبارک عصا مبارک اور پیراہن مبارک تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی بھی ایسی ہی چیزیں تھیں انبیاء علیہم السلام کے تبرکات تھے اللہ تعالیٰ ان تبرکات کی وجہ سے یہودیوں کی فتح دیتا تھا۔ آج بھی یہ چیز ثابت ہے۔ آپ ایک کاغذ لیں اس پر نعل مبارک کا نقشہ بنائیں اور کہیں کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش قدم مبارک ہے۔ اسے بوسہ دیں اور سر پر رکھ کر جو دعا کریں اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول فرما لیتے ہیں۔ یہ بازار سے بنا بنایا بھی ملتا ہے۔ لوگ نے اس کو فوٹو بنا کر جیب میں رکھے ہوئے ہیں فریم بن کر گھروں میں دیواروں پر سجائے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس غرض کیلئے مرض کیلئے اس نقشہ پا مبارک کا وسیلہ دیکر دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔ یہ ہے نسبت وسیلہ اور ادب یہ جس کے دل میں یہ آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بیڑہ پار کر دیتا ہے۔ جس دل میں تعظیم اولیاء اللہ ہے محبت اولیاء اللہ ہے اس سے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ قیامت کے روز ان کے ساتھ ہوگا ہمارے اپنے اعمال کی کام کے نہیں ہیں آپ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے محبت رکھو تو تمہارا حشر حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ ہوگا۔ عقیدہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جیسا رکھو تو ان کے ساتھ ہی حشر

نشر ہوگا حضرت سیدنا عمرؓ سے محبت رکھو حضرت سیدنا عثمانؓ غنیؓ سے محبت رکھو حضرت سیدنا علیؓ شیر خداؓ سے محبت رکھو کسی صحابیؓ سے محبت رکھو۔ سرکارِ غوث الاعظمؒ سے محبت رکھو کسی ولی سے محبت رکھو۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبت کے صدقے ان کی نسبت کے صلے میں تمہارا حشر نشر اس کے ساتھ کر دے گا۔ پہلے بھی عرض کیا ہے ایمان کی تازگی کیلئے پھر عرض کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا کوٹ اٹھانے والا بخش دیا گیا حضرت غوث الاعظمؒ کا دھوبی بخش دیا گیا۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپورؒ کی درگاہ پر جھاڑو دینے والی عورت کی بخشش ہوگئی۔ طویل واقعات ہیں کئی دفعہ تفصیل سے عرض کئے ہیں حضرت یاد دہانی کیلئے دہرائے جاتے ہیں کہ تمہیں نسبت کے صلے سے متعلق آگاہی رہے۔ اولیاء اللہ نے نسبت رکھنا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا عین قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج کل کئی ایسے فرقے پیدا ہو گئے ہیں جو تمہیں شرک اور بدعت کے فتوے لگا کر ایسے ڈراتے ہیں کہ کوئی اولیاء اللہ کے قریب نہیں جائے گا۔ وہ کہیں گے کہ فرقے تو ہونے ہی نہیں چاہئیں۔ حضرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ایک فرقہ ہے کوئی دوسرا ولی اللہ نہیں صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ولی اللہ ہیں وہی مرشد کریم ہیں ان کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے مرشد کریم کی کیا ضرورت ہے یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ان میں ایک جنتی ہوگا اور باقی بہتر جہنمی ہوں گے۔ اہل سنت والجماعت ہی ایسا فرقہ ہے جو قبول ہے۔ فرقے ضرور بنیں گے فرقوں کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا قول ہے۔ لہذا اس طرح سے کہنا کہ کوئی فرقہ نہیں یہ غلط ہے فرقے نہیں گئے۔ لیکن بچنے والی بات یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہو جاؤ۔ یہ نہ کہو کہ کوئی فرقہ نہیں میں جو بھی ہوں وہ ٹھیک ہوں۔ نماز کیسے پڑھتی ہے۔ یہ کوئی تمہیں بتائے گا تو پڑھو گے تم خود بغیر کسی اقتداء کے کیسے پڑھ لو گے تمہیں کیا معلوم کہ سجدہ کیسے کرنا ہے رکوع کیسے کرنا ہے یہ کسی کی تعلیم کے بغیر تمہیں کس طرح آئے گا اور جو بھی تمہارا استاد ہوگا جو بھی تمہیں یہ بتائے گا وہ کسی نہ کسی فرقہ سے ہے اور یہ بھی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے سوا باقی کسی کی نماز بھی قبول نہیں ہے۔ اہل سنت کے چار بڑے مسلک ہیں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی ان تمام میں معمولی فرق ہے۔ کوئی رفع یدین کرتا ہے کوئی نہیں کرتا ہے۔ کوئی نماز اول وقت پڑھتا ہے کوئی آخر وقت پڑھتا ہے۔ کسی میں روزے کی سحر اور افطار میں وقت کی کمی بیشی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش جویریؒ لکھتے ہیں کہ مجھے تردد ہوا کہ کون سا مسلک اختیار کروں جب کوئی فیصلہ نہ ہو۔ کا تو وہ حضرت بلالؓ کے روئے پر گئے اور وہاں جھاڑو سے صفائی کرنا شروع کر دی اس جھاڑو دینے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو فیصلہ کرنے کی ہمت عطا فرمادی۔ کئی روز جب جھاڑو دیتے گزر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے کرم فرمایا اور زیارت کرادی تو داتا صاحبؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ یہی تعظیم ہے۔ داتا صاحبؒ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی گود میں ایک آدمی ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ کے دل میں خیال آتا کہ یہ کون خوش نصیب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا اور تیرے شہر کا امام ابوحنیفہؒ ہے۔ اس سے انہوں نے حنفی مسلک اختیار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا 3/4 حق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پاس ہے۔ ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی مشکل پیش آجائے کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو کسی ولی اللہ کے روئے پر جاؤ اور وہاں اس ولی اللہ کے

وسیلہ جمیلہ سے دعا کرو اور اپنی مشکل کا حل تلاش کرو تو انشاء اللہ تمہارا کشف بھی کھل جائے گا۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے وصال کے وقت اپنی قمیض انہیں عطا فرمائی تھی کہ اگر میرے بعد تمہیں کسی مسئلہ میں دقت پیش آئے تو میری قمیض کو پانی میں بھگو کر وہ پانی پی لینا تمہیں مسئلہ کی سمجھ آ جائیگی۔ یہ تبرکات اولیاء اللہ کا فیض ہے میری عرض ہے کہ خنی بن جاؤ۔ شافعی بن جاؤ۔ مالکی بن جاؤ یا حنبلی بن جاؤ تو بیڑہ پار ہے اگر ان سے باہر ہو گئے تو سمجھ لو کہ جس طرح بکری اپنے رب پوڑ سے علیحدہ ہو گئی ہے اور کسی بھی لمحے وہ کسی درندے کا شکار ہو جائیگی آپ بھی اگر ان چار مسالک سے باہر نکلے تو شیطان کسی بھی لمحے تمہیں دبوچ لے گا آج کل یہ عام کہا جا رہا ہے کہ فرقہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی امام ہیں اور کوئی امام نہیں آیا۔ جو کوئی بھی بنا ہے تقلید سے بنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیا ہے انتخاب فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا تعلیم دی ہے اور ظاہری وصال شریف کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے کیا طریقہ اپنایا ہے یہی اسلام ہے یہی شریعت ہے یہی طریقت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا یہی مذہب نکال لیا ہے۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ کون سا مذہب نکال لیا ہے۔ خود کو کچھ علم نہیں ہوتا اور اعتراض کرنے میں لوگ بہت تیزی دکھاتے ہیں کل سترہ علم ہیں حدیث شریف کی شرح یا قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کیلئے وہ سبھی آنے چاہئیں پھر کہیں جا کر فہم قرآن یا شرح حدیث آتی ہے اور اجتہاد کر سکتا ہے۔ اگر یہ علم تمہیں نہیں آتے تو اعتراض کرنے کی کیا بات ہے۔ قرآن مجید بھی فرما رہا ہے۔ فَسَلُّوْا اَهْلَ الدِّيَارِ اَنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل 43) اگر تمہیں علم نہیں ہے تو اہل علم سے پوچھ لو لہذا اہل ذکر سے سیکھ لو یہ اہل نظر ہیں یہ تحقیق والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چار اماموں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اول تو دوسرے لوگ صرف توحید کا ہی پرچار کرتے ہیں اور اگر توحید سے ذرا ہٹ جائیں درگزر کر رہی لیں تو پھر فرقہ میں آ کر ڈنڈی مارتے ہیں اور پورا زور لگاتے ہیں کہ فرقہ میں نہ جاؤ حالانکہ ان کا اپنا بھی فرقہ ہوتا ہے۔ یہ ایک بڑی چالاکी ہے ہوشیاری ہے اللہ تعالیٰ ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سورت یوسف علیہ السلام کی تفسیر میں ایک دو باتیں اور بھی عرض کرنی ہیں کہ ایک لڑکا تھا جو اپنے کاروباری مشن کی وجہ سے عام لوگوں کے گھروں میں آتا جاتا تھا۔ دھوبی تھا یا کہ ایسے ہی کوئی کام کرتا تھا کہ گھروں میں اس کا آنا معمول تھا اس کے برزس کا حصہ تھا۔ ایک گھرانے کی عورت اس پر عاشق ہو گئی اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی ایک دن ایسا موقع ملا کہ وہ گھر میں اکیلی تھی۔ وہ لڑکا آیا تو اس نے دروازے کی کنڈی چڑھا کر تالا لگا دیا اور اس لڑکے کو دعوت دی۔ لڑکے نے کہا میں ذرا غسل خانہ سے ہواؤ تو پھر حاضر ہوتا ہوں۔ لڑکا غسل خانہ میں گیا وہاں سے گندگی اپنے جسم پر لگی۔ سخت بد بو آئے لگی۔ وہ لڑکا جب عورت کے قریب ہوا تو بدبو اور کراہت کے مارے اس عورت کا دل چل گیا اس نے دروازہ کھول کر اسے کہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ وہ لڑکا گیا نہ پایا دھویا اور کپڑے بدلے تو اس کے جسم سے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آئے لگی جو ساری عمر آتی رہی۔ اس لڑکے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو بچالیا تھا۔ آج بھی اگر کوئی نوجوان حضرت یوسف علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر زنا سے بچ جائے تو اس کے جسم سے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آئے

گی اور حضرت یوسف علیہ السلام اسے اپنی زیارت بھی کرائیں گے اور انشاء اللہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی زیارت کا شرف بھی عطا فرمائیں گے یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک طریقہ بتایا گیا ہے ایک طرز زبان فرمائی گئی ہے۔ اَلْعَفِيفَتِ لِلْمُعْتَمِلِ وَالْمُعْتَمِلَةُ لِلْمُعْتَمِلِ وَالطَّيِّبَةُ لِلطَّيِّبِ وَالطَّيِّبَةُ لِلطَّيِّبِ (النور 26) گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاک مردوں کیلئے ہیں اور پاک مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں۔ جب بندہ نیک ہے اس کی بیوی بھی نیک ہوگی اور جو بندہ بد ہے اس کی بیوی بھی بد ہوگی اس میں سبق یہ ہے کہ اے نوجوان اگر تو صحیح ہے تو تیری آنے والی بیوی بھی صحیح ہوگی اس لئے نیک بیوی اسے نصیب ہوتی ہے جو خود نیک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نظر بد سے بچائے کیونکہ پہلا گناہ جو انسان سے ہوتا ہے وہ نظر سے ہی ہوتا ہے۔ اس سے بچ گئے تو کئی گناہوں سے بچ جاؤ گے یہ سب شیطانی فعل ہیں ایک چیز یاد رکھیں کہ سب سے بڑا جال جس میں شیطان بندوں کو پھنساتا ہے وہ عورت ہے۔ عورت بے نقاب پھرتی ہے تو نوجوانوں کا بیڑہ عرق ہوتا ہے عورت کی بے جا بلی ہی گناہ کو دعوت دیتی ہے۔ اور وہ بے حجاب شیطان کے بہکاوے میں آ کر باہر نکلتی ہے۔ بیجنک میں پچھلے دنوں عورتوں کا جلسہ ہوا MEETING ہوئی۔ کانفرنس ہوئی چالیس پچاس ہزار عورتیں اکٹھی ہوئیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ان مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے SEX-FREEDOM کا مطالبہ کیا ہے۔ SEX-FREEDOM یہ ہے کہ عورت کو آزادی ملنی چاہئے کہ جس مرد کے ساتھ چاہے صبح جائے جس کے ساتھ چاہے شام اسے کوئی روکنے والا نہ ہو یہ اختیار ہے جو آج کی عورت مانگ رہی ہے۔ وہ آزادی چاہتی ہے کہ وہ کسی سے نکاح کرے نہ کرے۔ جس مرد کے ساتھ وہ چاہے زندگی گزارے یہ شیطان کی کامیابی ہے۔ اس لئے عورت نے تو اب بے حیائی اور بے جا بلی اختیار کر لی ہے۔ اس نے تو آپ کو نہ سمجھتی نہیں دینا آپ نے خود ہی کوشش کر کے سمجھا ہے۔ صائمہ کیس بڑا مشہور ہوا ہے یہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ صائمہ کیس نے DATING پر مہر ثبت کر دی ہے۔ DATING یہ ہے کہ آپ کسی بھی لڑکی کو یہ پیغام دیں کہ آج آپ نے میرے ساتھ سینما جانا ہے۔ ہوٹل جانا ہے یا پارک میں جانا ہے تو لڑکی اگر ہاں کرتی ہے تو پھر اس کو لیکر جہاں چاہو چلے جاؤ رات بسر کر صبح آ کر چھوڑ جاؤ اسے کہتے ہیں "DATING" یورپ میں اس کا عام رواج ہے یہ دبا کراچی میں خوب زوروں پر چل رہی ہے نائٹ کلب بن چکے ہیں۔ لاہور اور اسلام آباد میں بھی پھیل گئی ہے۔ اس لئے عورت کا جو مطالبہ ہے SEX-FREEDOM وہ اسے مل رہا ہے۔ صائمہ کیس میں چالیس لاکھ ڈالر رشوت دیکر فیصلہ کرایا گیا ہے۔ یہ صائمہ کیس جو ہے اس کے پیچھے بہت بڑے بڑے ہاتھ ہیں۔ قوم کی غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ عدالت نے ثابت کر دیا ہے کہ لڑکی گھر سے بھاگ کر چلی جائے اور اپنی مرضی سے نکاح کر لے تو جائز ہے۔ یہی عورت چاہتی ہے۔ اب اس دبا سے بچنا آپ کا کام ہے۔ ایک اور بات ہے کہ ایک لڑکی نے ایک لڑکے کو کسی طرح اپنے گھر بلایا اور اس سے قصد کا ارادہ کیا۔ لڑکا نیک تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد آیا تو وہ باہر کو بھاگ نکلا۔ خدا کی شان کہ دروازہ بھی کھل گیا اور وہ لڑکا باہر جنگل کی طرف بھاگ نکلا تو اس نے دیکھا کہ جنگل میں ایک بہت بڑا جلیوس آ رہا ہے اور وہ اسی لڑکے کے نام کے نعرے لگا رہا ہے۔ لڑکا

حیران ہو گیا یہ کون ہیں شاید مجھے پکڑنے کیلئے آرہے ہیں۔ استے میں جلوس قریب آیا تو اس جلوس کی قیادت کرنے والی ہستی نے اس لڑکے کو بتایا کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام ہوں آپ میری سنت پر عمل کرتے ہوئے زنا سے بچ کر بھاگ آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جلوس لیکر تمہارا استقبال کروں۔ دنیا میں حسین ترین جوڑا حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا ہے۔ آپ تصور کریں کہ اتنا حسن ایک کمرے میں بند ہو۔ دروازے بند اور تالے لگے ہوئے ہوں تو پھر شیطانیت میں کون سی بات باقی رہے گی لیکن نہیں نہیں حضرت یوسف علیہ السلام نبی ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام خود برہان کی صورت میں کمرے میں موجود ہیں۔ برہان آگئی تو حضرت یوسف علیہ السلام زنا سے بچ گئے۔ ایسی صورت میں اگر ایک خادم یا چھوٹا بچہ بھی پاس ہو تو آدمی حیا کر جاتا ہے اور یہ دیکھو کہ اس کمرے میں جو بت رکھے تھے حضرت زلیخانے ان پر چادر ڈال دی تھی کہ وہ اپنے خداؤں کے سامنے فعل بد نہ کرنا چاہتی تھی۔ حضرت زلیخا کو تو اپنے بتوں سے حیا آ رہی تھی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے تو والد محترم موجود تھے پھر ان کیلئے یہ کیسے ممکن تھا کہ گناہ کا خیال بھی آتا۔ سورۃ یوسف میں ہمیں کئی ایک سبق اسباق ملتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب حاجی محی الدین صاحب 07/04/97

فیضانِ نظر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملککته یصلون علی النبی یاایہا الزین امنو صلوا علیہ
وسلموا اتسلما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! آپ نے یہ ضرور محسوس کیا ہوگا اور دیکھا ہوگا کہ قرآن مجید ایک ہے اور احادیث مبارکہ کی کتب ایک
جیسی ہیں یہی ایک ہی سیٹ ایک مدرسہ میں پڑھایا جاتا ہے وہی سیٹ کسی دوسرے مکتب میں پڑھایا جاتا ہے۔ بنیادی
طور پر یہی کتب ہیں جو ہر مدرسہ میں ہر مکتب میں ہر مسلک میں ہر فرقہ میں پڑھائی جاتی ہیں۔ تعلیم دی جاتی ہیں۔ بنیادی
مضمون جو ہے علم جو ہے وہ قرآن وحدیث کا ہے۔ لیکن جو طالب علم ان مدرسوں سے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو رہے
ہیں وہ مختلف ہیں۔ کوئی اہل حدیث بن گیا کوئی دیوبندی بن گیا کوئی اہل سنت بریلوی بن گیا۔ کوئی پرویزی بن گیا۔ کوئی
چکڑاوی بن گیا کوئی مرزائی بن گیا کوئی شیعہ بن گیا۔ معلوم نہیں کہ کتنے مختلف مکتبہ فکر ہیں۔ یہ قرآن وحدیث کا علم
حاصل کرنے والے مختلف ذہن کے لوگ کیوں بن جاتے ہیں۔ پروفیسر صاحب اگر فرانس پڑھاتے ہیں تو ان کا تعلیم
یافتہ طالب علم کیمسٹری کا تو نہیں بن جاتا وہ PHYSICIST بنتا ہے فارسی دان تو نہیں بن جاتا۔ فارسی کی تعلیم حاصل
کرنے والا سائنس دان تو نہیں بن جاتا۔ لیکن یہ عجیب ہے کہ قرآن ایک ہے حدیث ایک ہے اور ان کی تعلیم حاصل
کرنے والے بہت تہمت مختلف قسم کے طالب علم نکل رہے ہیں۔ دیوبندی شیعہ بریلوی اہل حدیث وغیرہ وغیرہ بن رہے
ہیں۔ آخر یہ ایسا کیوں ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ جو استاد تعلیم دے رہا ہے۔ پڑھا رہا ہے اس کے دل میں کیا ہے۔
جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ وہی کچھ اپنی نظر کے ذریعے سے منتقل کر کے اپنے شاگرد کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ جس
استاد کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت ہے وہ محبت ہی ڈالے گا اور نعوذ باللہ جس کے دل میں حضور نبی
کریم ﷺ کی نفرت ہے وہ نفرت ہی ڈالے گا۔ جس کے دل میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بغض ہے وہ بغض ہی
ڈالے گا۔ جس کے دل میں عظمت حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہے وہ عظمت ہی ڈالے گا۔ یہ منتقلی الفاظ سے نہیں بلکہ نظر
سے ہوتی ہے۔ یہ عقیدے سے ہوتی ہے۔ اب دیکھیں کہ قرآن مجید ایک ہے جو سبھی پڑھ رہے ہیں۔ سِرَاجِ مُنِیْمُ
نورانی سورج سبھی پڑھتے ہیں۔ پڑھاتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں۔ سِرَاجِ مُنِیْمُ ہیں۔ لیکن ایک طالب علم
ایک فقہ ایک مسلک ایک فرقہ ایک سلوک کہتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور نہیں ہیں یہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اس لئے کہ جو
استاد پڑھا رہا ہے اس کے دل میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمت نہیں ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نور نہیں
مانتا۔ لہذا وہ نور کا سبق وہ نور کا اثر اور نور کی تعلیم دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے۔ یہ اسلام کا اعجاز

ہے۔ جو کچھ کسی کے دل میں ہے وہ وہی منتقل کرے گا دوسری چیز منتقل نہیں کرے گا اسی لئے فرماتے ہیں کہ

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں
یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندِ
نہ بادہ ہے نہ صراحی نہ دور پیانہ
فقط نگاہ سے ہے رنگین بزمِ جانانہ
دینِ مجو اندر کتبِ اے بے خبر
علم و حکمت در کتبِ دین اندر نظر
صد کتاب و صد ورق در نار کن
روئے دل را جانبِ دلدار کن

اے بے خبر دین کو کتب میں نہ تلاش کر کہ علم و حکمت تو کتابوں میں ہے لیکن دین کسی کی نظر میں ہے۔ سینکڑوں کتب اور ورق جلا دے اور اپنے دل کو دلدار کے سامنے کر کہ تجھے دین کی سمجھ آئے۔ دلدار سے مراد مرشدِ پاک اور حضورِ نبی کریم ﷺ ہیں۔ فقط نگاہ سے ہی سارا سلسلہ چل رہا ہے۔ علم والا جو ہے عقل استعمال کرتا ہے لیکن عاشق جو ہے وہ عشق استعمال کرتا ہے۔ شاید مولوی صاحب جو علم کا درس دیتے ہیں ان کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے۔ ورنہ وہ ضرور عشق منتقل کر دیتے۔ بعض علماء کرام حضورِ نبی کریم ﷺ کا اتنا عشق عطا فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ میری عرض گزارش کا مدعا یہ ہے کہ جس کے دل میں جو ہوتا ہے وہ وہی کچھ منتقل کرتا ہے۔ وہ دوسری چیز نہیں دے سکتا۔ فزکس والا فزکس ہی دیتا ہے۔ کیمسٹری والا کیمسٹری دیتا ہے۔ فارسی والا فارسی دیتا ہے۔ لیکن عشقِ مصطفیٰ ﷺ اگر ہے تو وہ دیتا ہے ورنہ نہیں دیتا ہے۔ اس کے عقیدے میں ہی نہیں ہے اس لئے وہ پڑھائے گا ہی نہیں۔ جس کے عقیدے میں عشق ہے وہ خواہ مولوی صاحب ہے یا پیر صاحب ہے وہ عشق دے دے گا اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جس کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نہ ہو اس کے پاس نہ بیٹھو۔ وہ تو پہلے سے ہی موجود اگر کچھ عشق تمہارے دل میں ہے تو وہ بھی نکال دے گا وہ قرآن و حدیث پھر قواعد و ضوابط اور جو کچھ گرائمر ہے اس سے وہ عشق کو غلط ثابت کر دے گا۔ جس کے پاس عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے اسے کسی گرائمر وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں پڑتی۔

بے خطر کوڈ پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشا لبِ بامِ ابھی

دوسری بات جو عرض کرنی ہے کہ دو تین روز ہوئے ایک محفل میں جانے کا اتفاق ہوا جس میں حضرت مفتی محمد امین

صاحب کے صاحبزادے سے ملاقات ہوئی۔ وہ بتا رہے تھے کہ درج ذیل نعت شریف جو ہے یہ اس سال کی سب سے اعلیٰ نعت شریف ہے۔ جیسے سپر ہٹ ہوتا ہے جس طرح کوئی گانا سپر ہٹ ہوتا ہے۔ یہ نعت شریف اس سال کی بہت سپر ہٹ نعت شریف ہے۔ تمام محافل میں چھائی ہوئی ہے ہر طرف اس کا چرچا ہے۔ اسی کا پرچار ہے۔ نعت شریف یہ ہے۔

نام محمد ﷺ کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے
 دونوں جہاں سرکار کا ہم کو صدقہ لگتا ہے
 یاد نبی کا گلشن مہکا مہکا لگتا ہے
 محفل میں موجود ہیں آقا ایسا لگتا ہے
 لب پہ نغے صلی علی کے ہاتھوں میں کشکول
 دیکھو تو سرکار کا منگتا کیسا لگتا ہے
 غوث قطب ابدال قلندر سب ان کے محتاج
 میرا داتا ہر داتا کا داتا لگتا ہے
 یاد نبی میں رونے والا ہم دیوانوں کو
 لاکھ پرایا ہو وہ پھر بھی اپنا لگتا ہے
 ان کے در سے پلنے والا اپنا آپ جواب
 کوئی غریب نواز تو کوئی داتا لگتا ہے
 آنکھوں میں مازاغ کا کجلا سر طے کا تاج
 کیسے کہیں کہ کملی والے ہم سا لگتا ہے
 آؤ سنائیں اپنے نبی کو اپنے دل کی بات
 ان کے سوا کون نیازی اپنا لگتا ہے

نیازی صاحب نے دو چیزوں سے یہ ثابت کر دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ ہم جیسے نہیں ہیں ایک تو ہے مازاغ کا کجلا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں ہے اور دوسرا وہ نور ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں ہے اور ساری کائنات کو روشن کر رہا ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ صرف اتنا ہی دیکھ لو کہ جس ہستی میں یہ صفات ہوں کیا وہ ہمارے جیسی ہوگی۔ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے ہیں بلکہ ہم جیسے بھی اب نہیں ہیں کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ نیازی صاحب فرماتے ہیں کہ آنکھوں میں مازاغ کا کجلا اور سر طے کا تاج۔ تو مازاغ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو جنت بھی آئی۔ دوزخ بھی آئی۔ حوریں بھی آئیں غلام بھی آئے کوثر بھی آئی۔ شراب طہور بھی آئی۔ بڑی بڑی نعمتیں آئیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمت میں گم نہ ہوئے۔ کسی طرف نہ

دیکھا بلکہ فرمایا کہ میری نظر صرف میرے اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اسے کہتے ہیں مازاغ کا کبلا۔ یعنی کوئی نظر ادھر ادھر نہ کی صرف اپنے مقصود کی طرف ہی توجہ رکھی نہ حد سے بڑھی ہم ادھر ادھر پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم جنت میں پھنسے ہوئے ہیں غلامانوں کے لئے مر رہے ہیں حور کی طرف مائل ہو رہے ہیں شراب طہور میں گم ہیں کوثر کی طرف کچھ جارہے ہیں یا اسی طرح کی کوشش اور چیز ہمیں کھینچتی ہے جس کے لئے ہم سجدے بھی کر رہے ہیں زکوٰۃ بھی دے رہے ہیں۔ حج بھی کر رہے ہیں طواف بھی کر رہے ہیں قربانی کر رہے ہیں سب کچھ کر رہے ہیں لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں فرمائی بلکہ فرمایا کہ میری نظر تو صرف میرے اللہ کے لئے ہی بنی ہے۔ آپ اپنی طرف دیکھیں میں اپنی طرف دیکھتا ہوں۔ ہماری پسند ہماری ترجیحات اور ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند اور ترجیح صرف اللہ کی طرف دیکھنا ہے اور کسی طرف نہ دیکھنا ہے۔ اب جس میں یہ صفت ہو کہ وہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہ دیکھے اور اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی سے ایسا نور پیدا کرے کہ جس سے ساری کائنات روشن ہو تو ایسی ہستی کو تو یہ کہتا ہے کہ وہ میرے جیسا ہے تو وہ تیرے جیسا کہ طرح سے ہو سکتا ہے۔ اس پوری نعت میں جو خاص بات قابل توجہ ہے دل اس کی طرف کھپا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نام محمد ﷺ کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے۔ پہلا اسم مبارک میٹھا لگے تو آگے نعت بنتی ہے آگے چیزیں آتی ہیں اگر یہ نام میٹھا ہی نہ لگے تو پھر دوسری شان بھی اچھی نہیں لگتی جب تک نام محمد ﷺ ذات محمد ﷺ اچھی نہیں لگتی اس وقت تک آپ ﷺ کی کوئی دوسری صفت اچھی نہیں لگے گی۔ جب تک نام محمد ﷺ لینے سے جسم میں دماغ میں فکر میں ٹھنڈک نہ پڑے بات نہیں بنتی۔ حاجی محی الدین صاحب کے بیٹے کا نام محمد عثمان ہے اگر میں کہوں ”عثمان“ تو اور کسی کو ٹھنڈ پڑی ہے کہ نہیں پڑی لیکن محی الدین کو ٹھنڈ پڑ گئی ہے میں کہتا ہوں کہ عثمان بہت پیارا ہے تو محی الدین صاحب کو بہت زیادہ خوش ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ حسن علی بہت اچھا ہے۔ اس نے بیچ جیت لیا ہے۔ اب آپ کو تو شاید یہ بھی علم نہ ہو کہ حسن علی کون ہے تو خوش کیا ہوگی لیکن مجھے ٹھنڈ پڑی کہ وہ میرا نواسہ ہے۔ جس وقت کسی اپنے کی بات ہوتی ہے اپنے کی تعریف ہوتی ہے وہ بہت اچھی لگتی ہے لہذا جب نام محمد ﷺ لیا جائے تو پھر اگر وہ تیرا ہے تو تجھے ضرور ٹھنڈ پڑے گی۔ اگر تیرا نہیں ہے۔ تو تجھے تکلیف ہوگی تجھے رنج ہوگا۔ تجھے حسد ہوگا۔ تیرے پیٹ میں درد اٹھے گا۔ اب ایک چھوٹی سی مثال لیں کہ ہندوستان کے پاس ایٹم بم ہے اب جو سچا پکا پاکستانی ہے اسے بہت فکر ہوگی کہ دشمن طاقتور ہے دس گنا تو ویسے بھی ہے اور پھر یہ کہ اس کے پاس ایٹم بم بھی ہے تو سچا پاکستانی بے چین ہوگا۔ طبیعت میں ایک بے قراری کی کیفیت آئے گی۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایٹم بم پاکستان کے پاس ہے تو ہر محب وطن اور سچا پاکستانی خوش ہو جائیگا۔ اس لئے خوش ہوگا کہ وہ پاکستان کا دوست ہے۔ پاکستان کا خیر خواہ ہے۔ پاکستان کی عزت و عظمت اور سالمیت کا خواہاں ہے۔ پاکستان اس کا اپنا وطن ہے اپنا ملک ہے۔ اسی طرح سے اگر نام محمد ﷺ میٹھا میٹھا لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے سچے نبی ہیں اور تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا امتی ہے۔ یہ تیرے امتی ہونے کی پہچان ہے۔ اگر پروفیسر صاحب کی PROMOTION ہو جائے تو جو دوست ہیں وہ خوش ہو رہے ہیں۔ اباجی خوش ہو رہے ہیں امی جان خوش ہو رہے ہیں

ہیں بیوی بچے سب خوش ہو رہے ہیں۔ مبارک باد دے رہے ہیں کہ ہمارا دوست PROFESSOR ASSISTANT ہو گیا ہے۔ لیکن دشمن جل سڑ رہا ہے۔ اسی طرح سے جب نبی کریم ﷺ کی عظمت بیان ہوتی ہے تو جو اپنے ہوتے ہیں سچے ہوتے ہیں وفادار ہوتے ہیں فرمانبردار ہوتے ہیں محبت والے ہوتے ہیں ایمان والے ہوتے ہیں وہ جوش ہوتے ہیں ان کے سینوں میں ان کے قلوب میں ٹھنڈ پڑتی ہے۔ فرحت محسوس کرتے ہیں لیکن مخالفین جلتے ہیں۔ حسد میں لگتے ہیں دیکھو کہ سورج آپ ﷺ کے اشارے سے واپس ہو رہا ہے چاند نکل رہا ہے۔

سورج اٹلے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ایسے طرکیوں کر رہے ہیں اس لئے نجدی اتنا اندھا ہو گیا ہے کہ اس کو حضور نبی کریم ﷺ کی ایسی عظمتیں بھی نظر نہیں آ رہی ہیں۔ کیا آپ کو حضور ﷺ کی توصیف اچھی لگتی ہے اگر ہاں تو یہ تمہارے ایمان کی پہچان ہے اگر اللہ معافی دے کہ حضور ﷺ کی عظمت اچھی نہیں لگتی تو یہ منافقت کی پہچان ہے۔ نام محمد ﷺ بیٹھا بیٹھا لگنے سے ہمیں کیا فائدہ پہنچتا ہے ہمیں کیا ملتا ہے ہمیں جو کچھ ملتا ہے اس سے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک آدمی تھا اسے حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ بہت بیٹھا بیٹھا لگتا تھا۔ وہ مر گیا اور کوئی نیکی اس کے بدلہ میں نہ تھی۔ شرعی لحاظ سے کوئی نیکی نہ تھی بلکہ شریعت کے لحاظ سے تمام گناہ اس میں موجود تھے۔ اس سے لوگ اپنے پرانے پڑوسی محلہ دارا تے تنگ تھے کہ انہوں نے کہا کہ اسے دفن نہ کیا جائے بلکہ نفرت کے طور پر اسے باہر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا جائے تاکہ اس کو کتے بٹے اور جانور کھائیں تو ہمیں ٹھنڈ پڑے کہ ہم پر ظلم کرنے والے کا یہ حشر ہوا ہے۔ واقعی انہوں نے ایسا ہی کیا کہ اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹے ہوئے لے گئے اور روڑی پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہوا ہے اسے اٹھاؤ غسل دو کفن دو اس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دو اور یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑے گا وہ بھی جنتی ہے۔ لوگ بہت حیران ہوئے۔ لیکن بخشش کی کسے ضرورت نہیں۔ ایسی آسان بخشش تو ہر کوئی چاہتا ہے۔ بہت لوگ جمع ہوئے جنازہ پڑھا اور بڑی عزت اور احترام سے دفن کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ بھی بخشا گیا اور اس کا جنازہ پڑھنے والے بھی بخشے گئے حالانکہ بظاہر یہ شخص کسی بخشش یا رعایت کے قابل نہ تھا۔ اس میں راز کیا ہے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام جو شریعت آپ کو دی گئی ہے اس کے مطابق یہ بہت گناہ گار ہے بخشش کے لائق نہیں تھا اور اس کا ایسا ہی حشر ہونا چاہئے تھا جس طرح سے لوگوں نے کیا ہے لیکن مجھے اس کا صرف ایک لحاظ ہے کہ اسے نام محمد ﷺ بہت بیٹھا بیٹھا لگتا تھا۔ اس نے توبیت کھولی تو اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ تھی نام محمد ﷺ اس میں لکھا ہوا تھا اس بندے کو وہ اتنا پیارا لگا کہ اس نے اس پر بوسہ لے لیا۔ صرف یہ ایک عمل اس کا ہے جو اس نے اپنی ساری زندگی میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس

بوسہ لینے کے صدمے میں اس کو بخش دیا اور اس کے صدمے اور طفیل اور بھی کئی لوگوں کو بیڑہ پار ہو گیا۔ اللہ کرے کہ ہمیں بھی نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ بیٹھا لگے۔ بخشش کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ نام نامی جب ہم لیں تو ہمیں بھی ٹھنڈ پڑے اور یہ یاد رکھو کہ جب اسم محمد ﷺ لیں تو پورے ہوش اور خبر دای سے لیں۔ بے توجہی سے نام محمد ﷺ نہ لیں۔ آپ جب اپنے والد صاحب کا نام لیتے ہیں۔ استاد کا نام لیتے ہیں پیر و مرشد کا نام لیتے ہیں تو اس وقت آپ پوری توجہ سے لیتے ہیں خبردار ہوتے ہیں کہ کس کا نام لے رہے ہیں جب ان کا نام آپ لیتے ہیں تو آپ کے جسم میں خاص جنبش ہوتی ہے کہ آپ اپنے والد صاحب استاد صاحب کا نام لے رہے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی اس ادب سے لے گا تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ایک بات عرض کروں کہ چار رکعت نماز میں دو رکعت کے بعد التیات پڑھ کر پھر کھڑے ہوتے ہیں لیکن اگر التیات کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ تک پڑھ لیا اور پھر یاد آیا کہ مجھے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا ہے اور کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہولازم آئے گا۔ یہ حضرت امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت کیا درود شریف پڑھنے سے بھی سجدہ سہو آ جائے گا کیا اسم محمد ﷺ لینے سے بھی سجدہ سہو آ جاتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا کہ نمازی نے پڑھا تو درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ہی ہے لیکن پڑھا بے توجہی سے ہے وہ اپنی طرف سے بے خیالی اور غفلت سے پڑھ گیا ہے۔ یہی بے توجہی سے ہی پڑھنے پر سجدہ سہو کرنے کا میں نے فتویٰ دیا ہے۔ توجہ سے پڑھا ہوتا خیال سے دھیان سے پڑھا ہوتا شوق محبت اور عشق سے پڑھا ہوتا تو سجدہ سہو نہ ہوتا۔ یعنی عاشق لوگ اتنی سی بے توجہی بھی قبول نہیں کرتے۔

محمود غزنویؒ کے وزیر کا نام ایاز تھا جس کو بادشاہ کا بڑا قرب حاصل تھا وہ بادشاہ کا منظور نظر اور چہیتا وزیر تھا ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا اور محمود ہمیشہ اسے اسی کے نام سے ہی پکارا کرتا تھا۔ ایک روز محمود نے اسے یوں آواز دی کہ او ایاز کے بیٹے ادھر آؤ۔ وہ بیٹا بھی ڈر گیا اور ایاز بھی ڈر گیا کہ آج بادشاہ نے بیٹھے کا نام نہیں لیا۔ نہ جانے کون سی غلطی یا گستاخی ہو گئی ہے کہیں کوئی سزا ہی نہ مل جائے۔ ان دنوں جو بادشاہ کے منہ سے نکل جاتا اس پر عمل ہو جاتا تھا آجکل تو رٹ WRIT ہو جاتی ہے ایبل ہو جاتی ہے ان دنوں کوئی ایبل وغیرہ نہیں ہوتی تھی۔ جو بادشاہ کا حکم ہوتا وہ آخری فیصلہ ہوتا اور اس پر عمل ہو جاتا تھا اگر پھانسی کا حکم ہے تو بھی پھانسی۔ کوئی شنوائی نہیں کوئی صفائی کا موقع نہیں۔ تو ایاز اور اس کا بیٹا بھی ڈر گئے اور عرض کیا کہ بادشاہ سلامت آج کیا بات ہو گئی ہے اگر کوئی گستاخی ہو گئی ہے تو حکم کریں میں ابھی اپنے بیٹھے کو سزا خود اپنے ہاتھ سے دیتا ہوں آج آپ نے اس کا نام لکیر نہیں پکارا۔ آپ غصہ میں معلوم ہوتے ہیں۔ محمود غزنویؒ نے فرمایا کہ آج میرا وضو نہیں تھا اور میں بے وضو نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ نہیں لیا کرتا۔ اگر آج ہمیں بھی اتنی سی احتیاط آ جائے تو بیڑہ پار ہو جائے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں محمد ﷺ اور احمد ﷺ نامی نام نہیں رکھتے فرمایا کہ عقیدہ صحیح ہو تو جو محمد ﷺ اور احمد نامی بندہ ہو گا اس کے لئے قیمت کے روز منادی

کی جائیگی کہ وہ جنت میں چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں ہے کہ محمد ﷺ اور احمد ﷺ نام والا کوئی بندہ جہنم میں چلا جائے اور کسی کو یہ موقع مل جائے کہ وہ کہہ سکے کہ اس نے محمد ﷺ اور احمد ﷺ کو جہنم میں دیکھا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے کہ جس گھر میں محمد ﷺ اور احمد ﷺ نام کا آدمی رہتا ہو تو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس گھر کا طواف کرتے رہتے ہیں اور اہل خانہ کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ نام کی نسبت کی وجہ سے ہے ورنہ ضروری نہیں کہ وہ آدمی نیک ہی ہو۔ وہ کیسا بھی ہو لیکن نام صرف حضور نبی کریم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ سے نسبت والا ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ نام رکھنے کی توفیق عطا فرمائے یہ نام لینے کی اور پسند کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ایک ظاہری علم ہوتا ہے اور ایک علم لدنی ہوتا ہے۔ میں ایک شخص کی بات کر رہا ہوں کہ جس کو علم لدنی حاصل ہے۔ اس شخص کو کل رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت علیؑ نے اسے جو علم عطا فرمایا ہے اس میں سے مجھے ایک یاد رہا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں باقی وہ شخص کسی کو لکھوا رہا ہے خود تو وہ پڑھا لکھا نہیں ہے جب باقی باتیں لکھی ہوئی آئیں گی تو وہ بھی عرض کر دوں گا وہ اپنی خواب بیان کرتا ہے کہ وہ ایک محفل میں تھا وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بہت شان بیان فرمائی۔ ایک بات یہ فرمائی کہ منافق اور منافقت یہ ہے کہ منافق حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں منعت کی گئی محفل میں نہیں آیا۔ وہ محفل میلاد النبی ﷺ میں نہیں آتا۔ محفل نعت میں نہیں آتا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس شخص سے فرمایا کہ بیٹھا باقی باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کہ تمہارا دل چاہتا ہے کہ تو محفل میلاد النبی ﷺ میں جائے محفل نعت میں جائے عرض کیا جی ہاں تو فرمایا کہ بس یہی ایمان ہے اور اگر تیرا دل یہ کہے کہ محفل میں نہ جاؤ یہ شرک ہو جائے گا بدعت ہو جائیگی تو یہ منافقت ہے۔ منافقت کو TEST کرنے کا اس سے زیادہ آسان طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ منافق کے دورخ ہیں وہ ادھر بھی جاتا ہے اور ادھر بھی جاتا ہے۔ ادھر سے نکل جاتا ہے یا ادھر سے نکل جاتا ہے۔ ہزار باتیں ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ داڑھی کو نہ دیکھو۔ نماز کو نہ دیکھنا۔ حج زکوٰۃ کو نہ دیکھنا بیٹا بات صرف یہ ہے کہ محفل میلاد ہو یا محفل نعت ہو تو جس کا دل اس میں جانے کو چاہتا ہے اور وہ وہاں سرور حاصل کرتا ہے تو سچا مسلمان ہے جسے نفرت ہو وہ منافق ہے۔ ایک ہندو تھا آج بڑے بڑے علماء اور پیر حضرات اس سوچ پر نہیں پہنچے جس مقام پر وہ ہندو پہنچا ہے۔ وہ ہندو شاعر تھا۔ نابینا ہو گیا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نعت لکھی اور حج بیت اللہ شریف کو جانے والے ایک حاجی صاحب کو دی اور عرض کیا کہ جب وہ مدینہ شریف پہنچے اور روضہ اقدس پر حاضر ہو تو میری طرف سے سلام کہہ دینا اور یہ نعت شریف پیش کر دینا۔ وہ حاجی صاحب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور وہ نعت شریف پیش کی تو اسی وقت اسی روز ادھر ہندوستان میں اس ہندو کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور وہ مسلمان بھی ہو گیا اور وہ نعت شریف کیا تھی کہ

بس تم اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا
پھر ان کا کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

بہت ضروری ہے دیدار مصطفیٰ ﷺ کیلئے
 جگر کے خون سے آنکھوں کو با وضو رکھنا
 نفوش پائے محمد ﷺ کی جستجو میں رہوں
 میرے خدا میری چاہت کی آبرو رکھنا
 وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے
 تم اپنے دل کے تقاضوں کو رو برو رکھنا
 اجالے دین محمد ﷺ کے ساتھ لے لینا
 خدا کی راہ میں جب پائے جستجو رکھنا
 اس نعت میں ایک شعر بڑا قابل غور ہے کہ

وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے
 تم اپنے دل کے تقاضوں کو رو برو رکھنا

اب بتائیے کہ یہ عرفان کہاں سے آگیا وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے۔ یعنی شعر یہ بتا رہا ہے کہ صرف اس وقت
 ہی نہیں ملتا تھا بلکہ اب بھی آج بھی مل رہا ہے۔ ملتا وہیں سے ہے اور کہیں سے نہیں ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ بہت عالم فاضل
 ہیں۔ فرماتے ہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر
 جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ کلام تو عاشق رسول حضرت اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ہے لیکن وہ تو ہندو تھا رام رام کرتا تھا۔ بھگوان بھگوان کرتا تھا۔ اپنے بھجن
 گانے گاتا تھا۔ بت پرستی بھی کرتا ہوگا۔ لیکن جب عشق مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو گیا تو ساتھ ہی علم لدنی بھی عطا ہو گیا۔ ہندو
 کہہ رہا ہے کہ وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے۔ ادھر مسلمانوں میں کتنے لوگ ہیں کتنے فرقے ہیں جو روضہ اقدس
 پر جانے سے روکتے ہیں اب اس علم کو اور اس ہندو کے علم کو COMPARE کرو۔ ان دونوں کا مقابلہ کرو تو پتہ چلتا
 ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا عشق جو کچھ عطا کرتا ہے وہ کچھ اور ہی ہے وہ اصل ہوتی ہے اب کسی بھی فرقہ سے کسی بھی شرعی
 قانون سے ایسی عظمت والی چیز آپ ایک شعر میں بیان نہیں کر سکتے۔ اس نعت شریف کا ایک تو یہ معجزہ بھی ہے کہ اس کی
 آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ وہ ناپینا تھا اب پینا ہو گیا اور دوسرے یہ کہ اس نعت شریف کا ہر شعر ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ جس
 طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نعت شریف خود لکھ کر اس شاعر کے دل میں ڈال دی ہے۔ اس کو علم لدنی کہتے
 ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت پیارا دلب اور عشق ہو تو پھر اس بندے کو سنوار لیتے ہیں۔ جس شخص کی بات میں
 کر رہا ہوں کہ اسے حضرت علی کریم اللہ وجہ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے وہ بمشکل پر انمری پاس ہے اور کوئی بات وہ پوری

طرح سے نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ہستی جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے شہر کا دروازہ ہیں وہ جب عطا کرے تو سب کچھ آجاتا ہے حدیث پاک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اس کی بنیادیں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں اس کی دیواریں حضرت عمر بن خطابؓ ہیں اس کی چھت حضرت عثمانؓ ہیں اور اس کا دروازہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان میں سے آپ کسی سے بھی رابطہ کر لیں بنیاد سے مل جائیں دیوار سے لگ جائیں چھت کو چھو لیں دروازہ پر آجائیں تو آپ کو علم لدنی عطا ہو جاتا ہے اور وہ اصل ہوتا ہے علامہ اقبالؒ نے اپنے شعر میں جو مبالغہ بیان فرمایا ہے میں نے اس سے زیادہ مبالغہ کہیں نہیں دیکھا فرماتے ہیں۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمان

نہ ہو عشق تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق

تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تعلیم فرمائی کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور داڑھی وغیرہ پر نہ جانا بلکہ منافقت کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل نہیں کرے گا۔ اے حضرت فرماتے ہیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

ذکر روکے کا کیا مطلب کہ نبی کریم ﷺ کا ذکر نہ کرنا و نہ شریک ہو جائیگا۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ محفل میں جائے گا تو ایمان نصیب ہوگا و نہ ایمان بھی نہیں ملے گا۔ فضل کاٹے کا مطلب کہ تو کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے۔ ہندو کہہ رہا ہے کہ وہ ہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے اور آج کل کا مولوی کہہ رہا ہے۔ کہ غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے اور پھر یہ کہ نقص کا جویاں رہے یعنی حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں نقش ہی ڈھونڈتا رہے اور پھر ایسا برا آدمی بھی یہ کہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا امتی ہوں یہ کیسے ممکن ہے۔ مردک فارسی کا لفظ ہے اور کسی برا آدمی کو کہتے ہیں یہ مند اور مسور کی دال والی بات ہے کہ ایسے عقیدے والا آدمی مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ ہندو شاعر عاشق رسول اللہ ﷺ ہے کہ جس نے کسی سے دینی تعلیم حاصل نہیں کی۔ نہ بیعت کی ہے نہ ذکر فکر کیا ہے نہ ابھی مسلمان ہوا ہے نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ طواف کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس کی ساری پونجی یہ ہے کہ دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اور وہ سبق کیا دے رہے ہیں کہ بس اپنے دل کے تقاضوں کو رو رو رکھنا۔ تم اپنے مسئلہ کو ذہن میں رکھو تو نبی پاک ﷺ از خود اس کو حل فرمادیں گے اور تیرا امیر ہ پار ہو جائیگا اور وہ ہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ سمندر کو کوڑے میں بند کر دیا ہے عالم لوگ پہنچ نہیں کہتے سالوں کی محبت اور آرزو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں لیکن وہ ایک رات میں ہی پہنچ گیا ہے اور ایسا پہنچا کہ نبی پاک ﷺ نے ایمان بھی عطا فرمادیا ہے۔ ہمیں اپنے نہیں جینے دیتے وہ پرائے کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں۔ یہ علم لدنی ہے یہ اللہ سب کو نصیب کرے۔ مختصر عرض ہے کہ عشق والا نبی عشق عطا کرتا ہے۔ تعلیم حاصل کرنے سے پہلے سبق لینے سے پہلے یہ دیکھو کہ استاد کا عقیدہ کیا ہے اگر وہ صحیح عقیدے والا ہے تو تمہیں بھی صحیح عقیدہ ہی

دے گا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ برے عقیدے والے کے پاس بیٹھنا بھی ایسا ہے کہ جیسے ہلکایا ہوا کتنا کاٹ لے اور جس کو ہلکایا ہوا کتنا کاٹ لے وہ بندہ بھی ہلکایا ہو جاتا ہے اور جس کے پاس وہ بیٹھ جائے اسے بھی ہلکایا کر دے گا۔ یا تو یہ ہے کہ تمہارے پاس اتنا علم ہو کہ اگر تو برے عقیدے والے کے پاس بیٹھ جائے اور اسے بھی راہ راست پر لے آئے تو پھر ٹھیک ہے ضرور اس کے پاس بیٹھو لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور الٹا اس برے عقیدے کا اثر لے کر آتا ہے تو بہتر ہے کہ تو وہاں نہ جانے ورنہ جو ایمان ہے وہ بھی کھودو گے اور بے ایمان ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ ہمیں عشق مصطفیٰ ﷺ نصیب کرے اور ہمیں ان کے پاس بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جن کی نظر سے عشق ملتا ہے۔ حدیث شریف ہے کہ ذکر کی محفل منانے والے وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

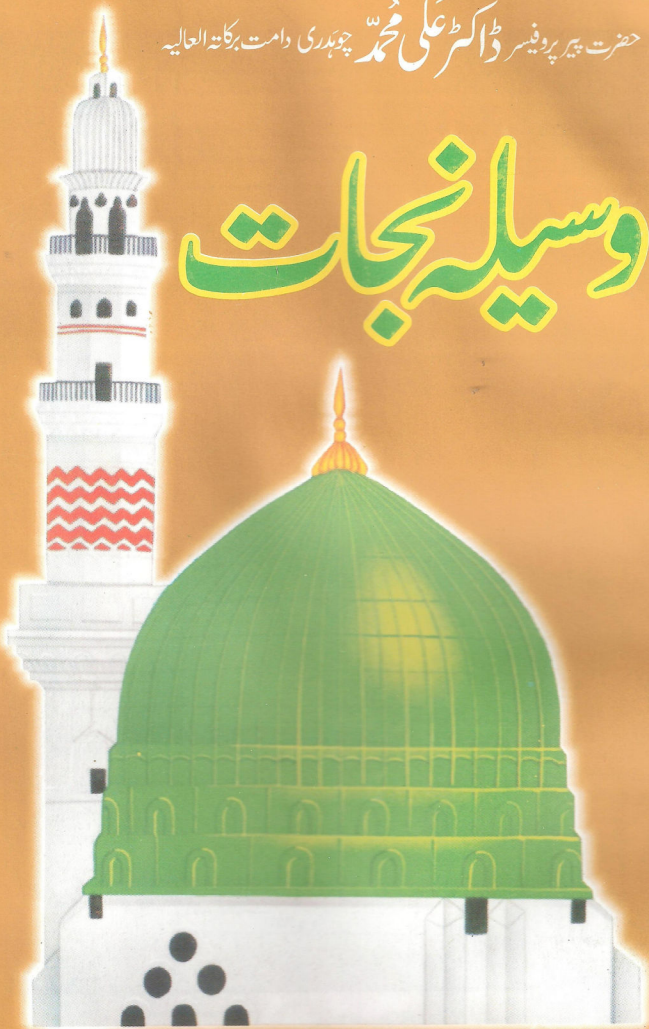
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 24/02/97

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبِ آلِ رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے
کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیہر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ لنیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

پیش لفظ

”اے رسول ﷺ جو کچھ تیرے رب نے تیری طرف نازل کیا ہے اس کی تبلیغ کیجئے“ اس حکم کے تحت ہادی برحق علیہ والسلام کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ تبلیغ دین میں بسر ہوا۔ لطف و محبت عفو و درگزر ہمدردی صبر و استقامت حسن سیرت اور حسن و عمل آپ ﷺ کی تبلیغ کے نمایاں پہلو تھے۔ نئی قوم کو دعوت حق دیتے وقت رفتہ رفتہ احکام الہی پیش فرماتے۔ پہلے توحید و رسالت کو سامنے لاتے پھر عبادت کے اہم نکات بیان فرماتے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن میں دعوت اسلام کے لئے روانہ کرتے وقت فرمایا **يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا** دین اسلام کو آسان کر کے پیش کرنا سخت بنا کر نہیں۔ لوگوں کو خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا دعوت کا یہی اسلوب حضرت پیر پر و فیسرد اکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کا ہے سادہ اور عام فہم زبان استعمال کرتے ہیں سلسلہ وار وسیلہ نجات آپ کے ارشادات عالیہ کا مجموعہ ہے جس کا حصہ ششم حاضر ہے۔ وسیلہ نجات جلد اور مفید کے شرح صدر کا باعث بنتی ہے ہدایت یافتہ کے دلوں میں یقین پیدا کرتی ہے اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہے۔ وسیلہ نجات رشد و ہدایت کا وہ روشن مینار ہے کہ جس کے مطالعہ سے قاری کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ اجاگر ہوتا ہے ادب مصطفیٰ ﷺ آجاتا ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا درس ملتا ہے اور یہی وسیلہ نجات کا اصل مقصد ہے۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی 15/04/98

تعارف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین۔ أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب اللہ۔

معزز حاضرین! ایک حدیث شریف پیش خدمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے اتنے قریب ہو جاؤں جتنی روح بدن کے قریب ہوتی ہے میں تیرے قریب اتنا ہو جاؤں کہ جتنی کوئی بات زبان کے قریب ہوتی ہے۔ میں تیرے اتنا قریب ہو جاؤں کہ جتنی آواز کان کے قریب ہوتی ہے۔ میں تیرے اتنا قریب ہو جاؤں جتنی بینائی آنکھ کے قریب ہوتی ہے۔ یہ نہایت ہی قرب کی باتیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے اس بھی زیادہ قریب ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ صرف اس طرح سے ہوگا کہ تو میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پڑھا کرے تو میں تمہارے قریب اس سے بھی زیادہ ہو جاؤں گا۔ آپ بھی درود شریف پڑھیں میں بھی درود شریف پڑھتا ہوں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کا قرب نصیب ہو جائے اور جب حضور نبی کریم ﷺ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر خیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سورۃ نور کی ایک آیت مبارکہ ہے کہ **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۚ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۚ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** (النور 35) ”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور

کی راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“

تو میں عرض کر رہا تھا کہ سورۃ نور کی ایک آیت ہے کہ ایک مشکوٰۃ ہے۔ مشکوٰۃ کہتے ہیں ”آلے“ کو طاق کو جو دیوار میں بنا ہوتا ہے جس میں چراغ رکھا جاتا ہے تو اس مشکوٰۃ میں ایک چراغ ہے ایک لالٹین ہے اس پر شیشہ چڑھا ہوا ہے اس چراغ میں زیتون کا تیل ہے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے اور بغیر ماچس کی تیلی لگائے ہوئے بھی وہ جل سکتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں نعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس مثال سے یوں سمجھ لیں کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف نہ بھی کرایا جائے تو پھر بھی پتہ چل جاتا ہے کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف کرانے والا کوئی بھی موجود نہ ہو پھر بھی آپ ﷺ کی نبوت کا اظہار ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ جب اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں جلوہ افروز ہوئے اور وہ طواف کعبہ کرنے کے لئے تشریف لے گئیں تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جونہی میں نے طواف کعبہ شروع کیا تو دیکھا کہ کعبہ نے میرا طواف کرنا شروع کر دیا۔ اب اس سے بڑا تعارف کیا ہو سکتا ہے اس سے پہلے بھی تو کعبہ شریف نے آپ کا طواف نہیں کیا تھا۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ ماجدہ کے لطن اطہر میں تشریف لے آئے تو بیت اللہ شریف نے ان کا طواف کرنا شروع کر دیا اسی طرح حضرت عبدالمطلب کو جب پتہ چلا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پیدائش کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں تو وہ بڑی بے قراری میں ادھر ادھر ٹہل رہے تھے کہ بیٹا ہوتا ہے یا بیٹی ہوتی ہے یا کیا ہوتا ہے اس وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے زچہ بچہ کی حالت بڑی تشویشناک ہوتی ہے CRITICAL STAGE ہوتی ہے۔ اس وقت بچہ کی پیدائش بھی ہو سکتی ہے اور موت بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت عبدالمطلب اسی بے قراری اور بے چینی میں خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور طواف کرنا شروع کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف سجدہ کیا ہے۔ تو اسی وقت انہیں اطلاع ملی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہو چکی ہے۔ اور اس سال کسی عورت کے ہاں بیٹی پیدا نہیں ہوئی جس کے ہاں بھی پیدائش ہوئی تو لڑکا ہی پیدا ہوا۔ تاکہ ہر گھر میں خوشی ہو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا شمر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال ہر ایک کو بیٹا ہی عطا فرما دیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ خانہ کعبہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف جھک کر سلام کیا یعنی بتایا یہ جا رہا ہے کہ لوگو میں تو خانہ کعبہ تمہارا ہوں لیکن میرا کعبہ شریف آج پیدا ہوا ہے۔ میرا خانہ کعبہ آج اس دنیا میں تشریف لے آیا

ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبے کا بھی ہیں اور کعبہ نے اس طرف سجدہ کر کے دکھا دیا کہ مجھے بسانے والے تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے اندر کھڑکھڑاہٹ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے جب دیکھا تو تین سو ساٹھ بت جو خانہ کعبہ میں سجائے گئے تھے وہ سب کے سب سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس طرح بغیر بتائے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ہستی تشریف لے آئی ہے جب کہ حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو اتنا نور پیدا ہو گیا کہ مکہ شریف میں اپنے مکان میں رہتے ہوئے اس مکان کی دیواریں ختم فاصلے ختم اور قیصر و کسرہ کے محلات کے کنگرے میں نے دیکھ لئے اور بصرہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے اونٹوں کی روشن گردنیں دیکھ لیں۔ فاصلے بھی ختم ہو گئے پردے جو راہ میں حائل تھے وہ بھی ہٹ گئے۔ سفر بھی سمت گئے۔

ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں
تمام رکاوٹیں دور ہو گئی اور تین چار ہزار میل دور جو کچھ ہو رہا تھا وہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نظر آ رہا تھا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے۔ تشریف آوری کے وقت ایسا سماں تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پیدائش سے تھوڑی دیر قبل ایک پرندہ نمودار ہوا اور کہا کہ اِظْهَرِ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِظْهَرِ يَا حَبِيبَ اللَّهِ تو میں نے سمجھ لیا کہ آج کوئی عظیم ہستی تشریف لانے والی ہے۔ وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ تعارف از خود ہو رہا ہے۔

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی
ایسی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے ایسا حسن کسی زیور کا محتاج نہیں ہے۔ کسی سجاوٹ کا محتاج نہیں کسی بناوٹ کا محتاج نہیں ہے کسی MAKE UP کا محتاج نہیں ہے۔ جو سردار الانبیاء ہوتے ہیں ان کا ویسے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ سردار الانبیاء ہیں۔ جب یہ نور نکلا تو جہاں جہاں بھی بت کدے تھے تمام بت سجدے میں گر گئے اور بجوسی جو آتش پرست ہیں وہ آگ جلا کر رکھتے ہیں جسے آتشکدہ کہتے ہیں۔ دنیا و جہاں میں جہاں کہیں بھی آتشکدہ تھے ان سب کی آگ بجھ گئی۔ انہوں نے اپنے راہبوں سے پتہ کرایا کہ کیا بات

ہے کہ ہمارے آفتلکدے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں آگ بجھ گئی ہے تو انہوں نے بتایا کہ آج آگ بجھانے والے تشریف لے آئے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ آگ بجھانے والے ہیں بلکہ اگر ان کا کلمہ پڑھ لو تو تمہارے لئے جہنم کی آگ بھی بجھ جائیگی یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے۔ پھر جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں اور انہوں نے اس ”بچے“ کو گود میں لے لیا وہ فرماتی ہیں کہ میں اس ”بچے“ کو لے کر خانہ کعبہ گئی کہ طواف کروں گی اور حجر اسود کا بوسہ لوں گی اس ”بچے“ کو بھی طواف کراؤں گی حجر اسود کا بوسہ دلاؤں گی اور اپنے گاؤں چلی جاؤں گی جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حجر اسود کو بوسہ دے لیا اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور پکڑ کر حجر اسود کی طرف جود یوار کے اندر پیچھے ہٹ کر لگا ہوا ہے کی طرف کیا تاکہ ان کے ہونٹ مبارک بھی حجر اسود کو چھو لیں تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں یہ دیکھ کی حیران رہ گئی کہ حجر اسود از خود باہر نکل آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بوسہ لے لیا۔ تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چل گیا کہ یہ کوئی معمولی ”بچہ“ نہیں ہے یہ کوئی عظیم المرتبت ہستی ہیں ہم کچھ اور ہیں لیکن یہ ہستی کچھ اور ہی ہے۔ پھر وہ فرماتی ہیں کہ میری اونٹنی بڑی کمزور لاغر تھی بوڑھی تھی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی چل پھر نہیں سکتی تھی۔ دودھ اس کا نہیں تھا اسی لئے وہ آتے ہوئے سب سے پیچھے رہ گئی تھی اور باقی دانیوں نے امیر زادے گود لئے تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ”یتیم“ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا اس لئے آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصہ میں آئے فرماتی ہیں کہ جو نبی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لیکر ڈاچی پر سوار ہوئی تو ڈاچی کی جوانی لوٹ آئی دودھ بھی تھنوں میں آ گیا اس میں تیز رفتاری بھی اتنی آگئی کہ باقی تمام ڈاچیوں سے آگے نکل گئی تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر اور ان کے ہم سفر ساتھیوں نے محسوس کر لیا کہ یہ جو ”بچہ“ اس اونٹنی پر سوار ہے یہ سب اس کی برکت ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے جو کسی متعارف کرانے والے کا محتاج نہیں ہے۔ پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر ہمارے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ جس رات میں اپنے گھر واپس پہنچی اس رات اور اس کے بعد ہر رات میری کنیا سے میرے مکان سے نور کی شعائیں نکلی شروع ہو گئیں۔ دوسرے لوگ صبح آ کر پوچھتے تھے کہ کیا تمہیں پہلے سے ہی PAYMENT ہو گئی ہے اجرت مل گئی ہے رقم مل گئی ہے کہ تو نے ابھی سے روشنی کرنی شروع کر دی ہے۔ فرماتی ہیں کہ نہیں نہ میں نے کوئی PAYMENT لی ہے نہ کوئی چراغ جلا یا ہے نہ کوئی روشنی کی ہے

بلکہ یہ ساری روشنی اس ”بچہ“ کے نور سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ شعر ہے ناکہ

حلیہؑ سے پوچھو کر کے تکرر
کیا کس نے تیرے گھر کو منور
میں بھی وہی میرا گھر بھی وہی
میرے گھر میں مہمان عجیب آ گیا ہے

تکرر کا مطلب کہ بار بار اس سے پوچھو کہ بی بی کیا تو یہ ٹھیک کہتی ہے کہ یہ نور ہے۔ یہ کیسا نور ہے یہ کہاں سے نکلتا ہے۔ تو عرض کرتی ہیں کہ میں بھی وہی حلیہؑ ہوں میری کٹیا بھی وہی ہے اس کے درد دیوار بھی وہی ہیں فرق صرف یہ ہوا ہے کہ اس میں سردار الانبیاء تشریف لے آئے ہیں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے۔ نبوت کے اعلان کے بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور عظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ ایک اور خاص بات ہے جو آپ کو بھی نصیب ہو سکتی ہے مجھے بھی نصیب ہو سکتی ہے کہ حلیہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے اپنی والدہ سے عرض کرتے تھے کہ امی جان جو یہ ”بچہ“ آیا ہے نا آپ اسے ہمارے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے بھیجا کریں۔ حضرت حلیہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اے میرے بیٹو میرے بچو یہ بیٹا تو پرورش ہونے کے لئے آیا ہے یہ کوئی بکریاں چرانے کے لئے یا کوئی محنت مشقت کرنے کے لئے تو نہیں آیا ہے بکریاں آپ چرا کر لاؤ۔ یہ بچہ تو یہاں گھر میں آرام کرے گا اس کو پالیں گے پوسیں گے بڑا ہوگا تو اسے واپس کر دیں گے اور ہمیں انعام ملے گا بچوں نے عرض کیا کہ امی جان ہم نے اس سے کوئی کام یا مشقت نہیں لینی ہے نہ اس سے بکریاں چرائی ہیں کہ یہ ریوڑ کے پیچھے پیچھے بکریوں کو ادھر ادھر ہانکتا پھرے گا۔ اکٹھی کرے گا وجہ یہ ہے کہ جب یہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے تو ہمارے سروں پر ایک بادل سایہ کئے رہتا ہے اور ہمیں سورج کی گرمی اور دھوپ تنگ نہیں کرتی۔ ہم بڑے آرام سے رہتے ہیں۔ میری عرض ہے کہ اگر آج بھی ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دھیان میں رکھیں اپنی فکر میں رکھیں اپنی سوچ میں رکھیں ان کی طرف دھیان لگا رہے دل ان کی طرف متوجہ رہے تو آج ہیں بھی گرمی نہیں ستائے گی۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فکر میں رہتا ہے جو نبی کریم ﷺ کی یاد میں رہتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں رہتا ہے اسے بھی گرمی نہیں ستاتی۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان نبوت

نہیں فرمایا لیکن خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اور جو خوش نصیب بعد میں صحابی بنے وہ بھی فرماتے ہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ جس پتھر یا چٹان کے پاس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرتے وہ آپ ﷺ کو سلام کہتا جس درخت کے پاس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرتے وہ بھی سلام عرض کرتا۔ جن گلیوں میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرتے وہ دیواریں بھی حضور نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کرتیں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے تمام درو دیوار شجر و حجر اور جانور پرندے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتے پہنچاتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ خدا کی ہر مخلوق سردار الانبیاء ﷺ کو جانتی ہے پہنچاتی ہے اگر نہیں جانتے تو یہ ہم بندے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان نہیں کرتے۔ اور اعلان نبوت کے بعد کئی بار ایسا ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بندے تو مسلمان ہو جا تو اس نے ثبوت مانگ لیا کہ ثابت کریں کہ آپ ﷺ نبی ہیں اب ثبوت کیا ہو سکتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ثبوت تو چاہتا ہے وہ دے دیتا ہوں عرض کیا کہ وہ درخت آ کر آپ کی نبوت کی گواہی دے تو میں مسلمان ہوتا ہوں۔ فرمایا جاؤ اس درخت سے کہہ دو کہ تمہیں نبی آخر زماں بلاتے ہیں وہ گیا درخت سے کہا کہ تمہیں نبی پاک ﷺ بلاتے ہیں تو درخت زمین سے باہر نکل آیا اور اپنی جڑوں پر چل کر آیا اور حاضر خدمت ہو کر گواہی دی کہ آپ سردار الانبیاء ہیں۔ درخت پہنچتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ تو ہم انسانوں کو کی ہے بندوں کو کی ہے باقی تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ خود پڑھا کر بھیجتا ہے اور پہچان کرا کر بھیجتا ہے انہیں عرفان دے کر بھیجتا ہے۔ اسی طرح سے ایک آدمی آیا اور شرط لگائی کہ وہ پتھر جو تالاب کے دوسری طرف ہے وہ پانی پر چل کر آئے اور آپ کی نبوت کی گواہی دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اس سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ اس پتھر سے کہہ دو کہ وہ آئے اور میری نبوت کی گواہی دے جب اس شخص نے جا کر پتھر سے کہا تو پتھر زمین سے نکل آیا پانی پر تیرتا ہوا آیا اور آ کر گواہی دی کہ یہ سردار الانبیاء ہیں یہ ہم انسان ہیں جو ثبوت مانگتے ہیں دوسری کبھی کسی چیز نے نبوت کا ثبوت نہیں مانگا۔ اسی طرح ایک گڈر یا تھا جو بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑ یا آیا اور ایک بھیڑ کو دبوچ لیا۔ گڈر نے ڈنڈے پتھر وغیرہ مارے اور جو کتے اس کے ساتھ تھے انہوں نے بھی بھیڑ یا کو گھیر لیا اور بھیڑ چڑالی بھیڑ یا فصیح عربی زبان میں بولا کہ تو عجیب آدمی ہے۔ بھیڑ تو میرا رزق ہے میں نے اسے ہی تو کھانا ہے لیکن تو نے مجھ پر سختی کی ہے اور میرا رزق بھی چھین لیا ہے۔ وہ چرواہا بہت حیران ہوا کہ یہ بھیڑ یا بول رہا ہے۔ بھیڑ نے

نے کہا کہ تو اس بات پر حیران ہو رہا ہے کہ بھیڑ یا بول رہا ہے۔ یہ کیوں نہیں جانتا کہ سردار الانبیاء تیرے شہر پیدا ہو گئے ہیں۔ اب دیکھو کہ بھیڑ یا جنگل میں رہتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے شہر میں رہتے ہیں لیکن بھیڑ یا جانتا ہے کہ سردار الانبیاء تشریف لے آئے ہیں اس سے بڑا تعارف کیا ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا تعارف نہ بھی کرائیں پھر بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ سردار الانبیاء ہیں۔ ہجرت کے موقع پر جب آپ تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں ایک کنیاتی تھی جس میں ایک بی بی تھی جس کا نام امّ معبدہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بی بی کوئی چیز کھانے پینے کی ہو تو ہم خریدیں گے۔ اس نے انکار کیا کہ ہمارے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ نہ پانی ہے نہ دودھ ہے نہ کوئی کھانے پینے کی چیز ہے۔ وہاں ایک چھوٹی سی لاغر کمزور بکری بندھی تھی۔ بیمار تھی ابھی بیاہی ہوئی بھی نہ تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ یہ بیمار ہے ریوڑ کے ساتھ باہر نہیں جاسکتی اسے یہیں پر کوئی چار ڈال دیں گے جو وہ شام کو ساتھ لے آئیں گے چند یوم میں اگر ٹھیک ہوگی تو از خود باہر چرنے کے لئے چلی جایا کرے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو اجازت دے تو میں اس کا دودھ دوھ لوں۔ عرض کیا یہ دودھ نہیں دیتی۔ فرمایا اجازت تو دے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب بیمار ہے اور ابھی بیاہی بھی نہیں گئی اس کے دودھ کہاں سے آتا ہے۔ فرمایا اجازت تو دے عرض کیا کہ میری طرف سے اجازت ہے اگر آپ کو اس میں کہیں دودھ نظر آتا ہے تو دودھ لیں مجھے تو اس میں خون تک نظر نہیں آتا آپ دودھ کی بات کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر بکری کی پیٹھ پر دست اقدس پھیرا۔ اس کے تھن نمودار ہوئے۔ دودھ سے بھر گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک برتن بھرا دوسرا بھرا حتیٰ کہ امّ معبدہ کے گھر کے تمام برتن بھر گئے۔ بکری سے جو دودھ نکلا وہ اس کے اپنے وزن سے بھی زیادہ ہے بکری گواہی دے رہی ہے کہ یہ سردار الانبیاء ہیں اور سب سے بہتر جس کسی نے حضور ﷺ کے چہرہ انور اور خدو خال کی تعریف کی ہے وہ حضرت امّ معبدہ ہیں اور شام کو جب اس کا خاوند واپس لوٹا تو حضرت امّ معبدہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت و سیرت کی تعریف کی تو وہ مدینہ شریف جا کر مسلمان ہوا۔ بکری اور اس کے دودھ دینے کا معجزہ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ سردار الانبیاء ہیں۔ مصر کا تھا کہ یمن کا ایک یہودی علام تھا۔ ابو جہل نے بطور خاص اسے بلایا کہ وہ آ کر نبی کریم ﷺ سے ایسے سوال پوچھے کہ یہ لا جواب ہو جائیں۔ وہ آیا اور جب حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو دل سے مان گیا کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس نے

عرض کیا کہ حضرت صاحب ہماری کتب میں لکھا ہے کہ جو نبی آخری زماں ہوگا وہ چاند کے دو ٹکڑے کر دے گا۔ آپ ہمیں وہ معجزہ دکھائیں فرمایا کہ کیا پھر تو مسلمان ہو جائیگا عرض کیا کہ دل نے تو تسلیم کر لیا ہے اب دیکھ کر پختہ یقین ہو جائیگا کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔ بیت اللہ شریف کے بالکل قریب پہاڑ ابوتیس ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو اشارہ فرمایا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف دوسرا ٹکڑا دوسری طرف۔ پھر عرض کیا کہ ان کو جوڑ دیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا تو وہ چاند کے ٹکڑے باہم جڑ گئے۔ اب اسے پختہ یقین ہو گیا۔ وہ مسلمان ہونے کی کوشش کر رہا ہے اس کے ہونٹ بل رہے ہیں وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے لیکن شدت جذبات کی وجہ سے بات نہیں کر پا رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بتاؤں تو کیا پوچھنا چاہتا ہے عرض کیا کہ یہ ہو جائے تو اور کیا چاہئے۔ فرمایا تیرے گھر میں تیری ایک بیٹی ہے جو کئی سالوں سے بیمار ہے اپنا بیچ ہو چکی ہے تیرا دل یہ چاہتا ہے کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں یہی چاہتا ہوں۔ فرمایا جاؤ ٹھیک ہو گئی ہے۔ وہ خوشی خوشی جلدی جلدی اپنے شہر گیا۔ مکان پر پہنچا کنڈی بلائی دروازہ کھٹکھٹایا تو اسی اپنا بیچ بیٹی نے دروازہ کھولا۔ پوچھا کہ بیٹا یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہنے لگی کہ ابا جان جس روز چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے اس روز اس شکل و صورت والے صاحب ہمارے گھر تشریف لائے نورانی شکل والا سیاہ زلفوں والا والضحی کے چہرہ والا آیا اور میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا تو میرا اپنا بیچ پن ٹھیک ہو گیا میں تندرست ہو گئی۔ ادھر معجزہ دکھا رہے ہیں بتلا رہے ہیں کہ سردار الانبیاء ایسا ہوتا ہے بتانے کے ضرورت نہیں پڑتی۔ تعارف کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تعارف از خود ہوتا جا رہا ہے کہ یہ سردار الانبیاء ہیں۔ سید وارث شاہ صاحبؒ بھی اپنی کتاب ہیرا بنچا میں فرماتے ہیں کہ

گئی رہوے نہ ہیر ہزار وچوں

حسن کبھی پوشیدہ نہیں رہتا۔ ہزار عورتوں میں بھی ہیر کو کھڑی کر دیں تو وہ دور سے ہی پہچانی جائیگی جس طرح سے ہیر ہزار عورتوں میں گئی نہیں رہتی پوشیدہ نہیں رہتی اسی طرح سردار الانبیاء ﷺ بھی پوری کائنات میں پوشیدہ نہیں رہتے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کو جانتا ہے پہچانتا ہے اگر نہیں جانتا ہے تو وہ بد بخت بندہ ہے جو نہیں جانتا ہے۔ حضور ﷺ کو فرشتے جانتے ہیں جانور جانتے ہیں تنکے جانتے ہیں ذرے جانتے چاند سورج ستارے جانتے ہیں شیطان جانتا ہے دو جہاں کی جو بھی چیزیں ہیں وہ سب نبی کریم ﷺ کو جانتی

ہیں۔ ہر پھول کی اپنی خوشبو ہے ہر پھل کی اپنی خوشبو ہے آم سات پردوں میں بھی چھپا ہوا تو اس کی خوشبو ہی اس کو ظاہر کر دیتی ہے۔ گلاب کے پھول ڈھکے چھپے بھی ہوں اپنا اظہار کر دیتے ہیں۔ نابینا آدمی بھی کسی پھول یا پھل کی خوشبو سونگھ کر بتا دیتا ہے کہ فلاں چیز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر سے نکلنے والی خوشبو ہی آپ ﷺ کا پتہ دے دیتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ کی تلاش ہوتی تو انہیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ آپ ﷺ کی خوشبو سونگھ کر چلتے رہتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچ جاتے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے۔ آپ ﷺ کا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنا تعارف ہیں۔ یہودی بطور خاص حضور نبی کریم ﷺ کا انکار کرتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے۔ **الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ** (البقرہ 146) ”اور وہ لوگ جنہیں کتاب عطا ہوئی وہ اس نبی کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے اگرچہ وہ سب جانتے ہیں“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تمہیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ جانتے ہیں اب اگر یہ انکار کرتے ہیں تو ان کی مرضی۔ کسی کو اپنے بیٹے کا اپنے آپ سے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ تو میرا بیٹا ہے۔ باپ جتنا زیادہ اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے یہودی اس سے بھی زیادہ نبی پاک ﷺ کو پہچانتا ہے لیکن انکار کرتا ہے اور ایمان نہیں لاتا ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ شام کے سفر پر گئے۔ راستہ میں ایک جگہ ایک راہب رہتا تھا وہ ہمیشہ اس قافلے کی دعوت کرتا جو بھی مکہ مکرمہ سے آتا تھا۔ اس نے اس دفعہ پھر دعوت کی لوگ آ کر ایک درخت کے نیچے جمع ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے دادا جان حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ وہاں پہنچے تو درخت کے نیچے سایہ میں کوئی جگہ باقی نہ بچی تھی جہاں آپ تشریف فرما ہوتے۔ سارا سایہ پُر ہو چکا تھا۔ جو نبی حضور نبی کریم ﷺ پر کر دیا اور باقی لوگ دھوپ میں آ گئے۔ راہب پہچان گیا وہ اتنے سالوں سے مکہ والوں کی ضیافت صرف اس لئے کرتا رہا تھا کہ ایک روز سردار الانبیا ﷺ تشریف لائے تو درخت نے بتا دیا کہ یہ سردار الانبیا ﷺ ہیں۔ کسی تعارف کی ضرورت نہ پڑی درخت کے سایہ نے ہی بتا دیا راہب حضرت عبدالمطلب اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علیحدہ لے گیا اور عرض کیا کہ یہ ”بچہ“ آخری نبی زماں ہے آپ اپنا سفر یہیں پر ختم کر دیں اور واپس تشریف لے جائیں آگے جو لوگ ہیں وہ ظالم قسم کے لوگ ہیں اچھے نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی

نقصان پہنچائیں آپ آگے تشریف نہ لے جائیں اور اس ”بچہ“ کو لے کر واپس لوٹ جائیں حضرت عبدالمطلب وہیں سے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر مکہ شریف واپس آ گئے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ابو جہل نے اپنی مٹھی میں چند کنکریاں لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بتاؤں یا یہ چیز ہی بتائے کہ وہ کیا ہے۔ کہنے لگا کہ اگر یہ بتا دے تو کیا بات ہے۔ ابو جہل کی مٹھی میں بند کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ مٹھی والی چیز نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون کیا ہیں بلکہ بتایا کہ یہ سردار الانبیاء ﷺ ہیں کنکریوں نے بتا دیا کہ بتانے والی چیز یہ نہیں ہے کہ ہم کون ہیں بلکہ اصل بتانے والی بات یہ ہے کہ سردار الانبیاء ﷺ ہیں کنکریوں نے کلمہ پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان کرائی۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو پہچان کرنے کی توفیق عطا فرمائے طائف والوں نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتھر مارے اور لہو لہان کر دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں ہیں ان کو ہدایت عطا فرما دے گویا کہ ہدایت ہے ہی یہ کہ نبی پاک ﷺ کی پہچان نصیب ہو جائے۔ یہ سائنس دان یہ جغرافیہ والے یہ فلکیات والے یہ پتھروں کا علم جاننے والے بڑی بڑی تاویلیں کرتے ہیں وجوہات بیان کرتے ہیں کہ کس طرح سے اللہ تعالیٰ دن سے رات اور رات سے دن نکالتا ہے کس طرح سے دو مشرقین اور مغربین بنتی ہیں لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات آتی ہے تو ایسی ڈنڈی ماریں گے کہ گویا پہچانتے ہی نہیں ہیں۔ اعلحضرت نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بھی پڑھ لیں او ردوسرے لوگوں نے جو ترجمے کئے ہیں وہ بھی پڑھ لیں سوائے اعلحضرت کے باقی جتنے بھی مفسرین ہیں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا پہچانا ہی نہیں ہے۔ کسی بھی تفسیر کو پڑھنے سے پہلے ایک ٹسٹ یاد رکھیں کہ جو تفسیر آپ مطالعہ کر رہے ہیں وہ تیرے اور میرے ایمان میں اضافہ کر دے گی یا اس میں کمی کر دے گی۔ سورۃ الضحیٰ میں وَوَحَدَكَ ضَلَالًا فَهْدًی (الضحیٰ) اب مودودی صاحب اور دوسرے لوگوں نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ گمراہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے راہ دی۔ اعلحضرت نے فرمایا کہ یہ ترجمہ تو گستاخی ہے۔ انبیاء کرام جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ہی پڑھ کر آتے ہیں انہیں تو یثاق کے دن ہی پتہ چل گیا تھا کہ ہم نبی ہیں انہیں دنیا میں آ کر تو یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ نبی ہیں انہیں عالم ارواح میں ہی پتہ تھا کہ وہ نبی ہیں۔ جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو وہ پورے علم کے ساتھ ہوتے ہیں عرفان کے ساتھ ہوتے ہیں ہم بندے ہیں ہمیں کالج مدرسہ یا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا ہوتی ہے مکتب

میں پڑھ کر عالم بنتے ہیں کوئی نبی کسی مدرسہ یا مکتب میں نہیں پڑھتا اسے اللہ تعالیٰ پڑھا کر بھیجتے ہیں اس کا ثبوت کیا ہے؟ کئی بار عرض کیا ہے کہ جو نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور ان کی والدہ ماجدہ پر یہ الزام لگایا گیا کہ ان کا نکاح نہیں ہوا۔ شادی نہیں ہوئی۔ ان کا شوہر نہیں تو پھر یہ بیٹا کہاں سے پیدا ہو گیا۔ آپ گھبرا گئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنے بیٹے سے کہو کہ وہ تمہاری پاک دامنی کی گواہی دے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں تھے چار یوم یا چھ یوم کی عمر شریف تھی اور آپ نے فرمایا کہ میں نبی ہوں میں کتاب لاؤں گا میں معجزے لاؤں گا میں مردے کو زندہ کرتا ہوں میں کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہوں میں پیدا انشی اندھوں کو بینائی دیتا ہوں میں بھلیمری والے کو ٹھیک کرتا ہوں میں یہ بتا سکتا ہوں کہ گھر میں کیا رکھ کر آئے اور کیا کھا کے آئے ہوا اگر اس کا مضارع بنائیں تو پھر ترجمہ یہ ہوگا کہ کیا کھاتے رہے ہو کھاتے رہو گے میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو یہ عظمت ہو کہ وہ پیدا ہوتے ہی فرمائیں کہ مجھے پورا عرفان ہے اور اپنے تمام معجزات بھی جانتے ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں کیا ان کو یہ پتہ نہیں کہ میں کون ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں۔ اب لوگ ترجمہ کرتے ہوئے کم از کم اس حدیث پاک کو تو مد نظر رکھتے اس کا لحاظ تو رکھتے۔ فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور گارے کی کیفیت میں تھے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرمائیں کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے نبی تھے تو پھر یہ لوگ ترجمہ کریں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گمراہ تھے کیسے گمراہ تھے؟ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز معراج میں جا کر ملی ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کو نماز پڑھا کر گئے ہیں۔ اے حضرت فرماتے ہیں کہ ضلالت کے اٹھارہ انیس معنی ہیں ان میں سے ایک معنی یہ ہے کہ کسی کے خیال میں گم رہنا تو اے حضرت یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کی تمام تر توجہ اللہ کی طرف تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی توجہ مخلوق کی طرف پھیر دی۔ اب یہ لوگ معلوم نہیں کہ ترجمہ ”گمراہ“ کس طرح سے کرتے ہیں میں نے عرض کیا ہے ناکہ مخلوق میں سے ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ کو پہنچانے کی ہے لیکن گمراہ بندہ حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں پہچانتا ہے۔ منافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پہچانتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا انکاری بھی نبی کریم ﷺ کو نہیں پہچانتا اس لئے ابو جہل کو جب بھی موقع ملتا تو وہ کہتا کہ اے میرے بھتیجے تیری شکل (نعوذ باللہ) اچھی نہیں ہے اور

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ فرماتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کو بھی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے لگتے ہیں تو یہ تمہارے ایمان کی نشانی ہے۔ اور اگر اللہ معافی تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی نقص نظر آتا ہے تو ان میں تو کوئی نقص نہیں ہے یہ تمہارے ایمان میں نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عرفان عطا فرمائے اور ایمان کی وہ کیفیت عطا فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سب سے زیادہ حسین نظر آئیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کے موقعہ ثور میں تھے تو ان کی ایڑھی پر سانپ نے ڈس لیا۔ زہر نے اثر کیا تو آپ کو بہت شدت کی پیاس لگی۔ برداشت نہ ہو سکی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بہت سخت پیاس لگی ہے۔ فرمایا جاؤ بار نہر چل رہی ہے اس پر سے پانی پی لو اب دیکھیں کہ غار ثور پہاڑ کے اوپر کوئی تین سو فٹ بلند جگہ پر واقعہ ہے یہ سائنس دان یہ فزکس والے یہ پتھروں کا علم جاننے والے یہ ماہر فلکیات سب جانتے ہیں کہ پہاڑ کی چوٹی پر نہر کا چلنا ممکن نہیں ہے۔ پانی اپنی سطح ہموار رکھتا ہے یہ نیچے سے بلندی کی طرف نہیں جاتا۔ لیکن یہ دیکھیں کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے مٹی کا جالا تھا کوتری نے انڈے دے رکھے تھے اب وہاں نہر چل رہی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو دیکھا کہ نہر چل رہی ہے آپ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ نہایت ٹھنڈا اور شیریں پانی مزیدار پانی تھا۔ آپ واپس اندر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ باہر تو پانی کی نہر چل رہی ہے یہ کہاں سے آگئی۔ فرمایا کہ یہ میں نے تیرے لئے جنت سے منگوائی ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے کہ جنت کی نہر پہاڑی کے اوپر چلا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک چیز اور بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر میں آیا تو آپ فرماتی ہیں کہ اگر کوئی سخت پتھر میرے پاؤں کے نیچے آ جاتا تو بجائے اس کے کہ مجھے اس پتھر کی چبھنے کی تکلیف ہو وہ پتھر موم کی طرح نرم ہو جاتا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف ہے۔ پھر فرماتی ہیں کہ میں بھی دوسری عورتوں کی طرح کنویں سے پانی بھرنے جاتی تھی۔ دوسری عورتوں کو کنویں سے پانی نکالنے کے لئے رسی اور ڈول کی ضرورت پڑتی لیکن جب میں کنویں میں ڈول ڈال لیتی گئی تو کنویں کا پانی از خود اوپر آ جاتا اور مجھے ڈول اور رسی کی ضرورت نہ رہتی میں کنویں سے براہ راست اپنے برتن میں پانی لے لیتی تھی۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنا تعارف آپ ہیں۔ ہندوؤں کی جو مقدس کتاب

ہے وہ صرف ایک خاص طبقہ برہمن یا پنڈت ہے جو پڑھ سکتا ہے اس کے علاوہ ہندوؤں کے جو باقی طبقے ہیں جن کو وہ نیچ ذات تصور کرتے ہیں وہ نہیں پڑھ سکتے نہ اس کو ہاتھ لگا سکتے ہیں ایک پنڈت صاحب ہیں جو کسی ہندوستانی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اس نے اپنی کتاب پڑھی تو کہا کہ اس میں ایک خوش خبری ہے کہ کسی ایک وقت میں ہندوؤں میں ایک اوتار آئے گا اور وہ دنیا کی اصلاح کر دے گا۔ وہ دنیا کا سردار ہوگا۔ اس پروفیسر صاحب نے ریسرچ کی کہ اس اوتار کا کیا نام ہوگا۔ اس کے والد صاحب کا کیا نام ہے اس کی والدہ کون ہے وہ کس ملک کا باشندہ ہے وہ کھانا کیسے کھاتا ہے کپڑے کیسے پہنتا ہے زندگی کیسے گزارتا ہے یعنی اس حد تک اس اوتار کی صفات بیان کر دی گئی ہیں تاکہ اس کی پہچان کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ غلطی نہ ہو جائے کہ اصلی اوتار کی بجائے کسی اور کو اوتار نہ سمجھ لو۔ نیروبی (کینیا) سے ایک رسالہ شائع ہوتا ہے شاید اس کا نام STANDARD NEWS ہے۔ اس کی ایک نقل مجھے کوئی دوست دے گیا ہے میرے پاس موجود ہے اس میں اس پروفیسر صاحب کا یہ مضمون چھپا ہے اس نے ریسرچ کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہماری کتاب کے لحاظ سے جس اوتار نے آنا ہے وہ آچکا ہے اس کا نام محمد ﷺ ہے۔ اس کے والد کا نام عبداللہ ہے اس کی والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہے اور وہ ملک عرب کا رہنے والا ہے۔ کھجور اس کا کھانا ہے۔ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے گا آخر میں اس نے لکھا ہے کہ اللہ کرے میں خود مسلمان ہو جاؤں اور اے میری قوم کے بندو اے ہندو تمہاری بچت اس میں ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ جس اوتار کے آنے کا انتظار میں تم بیٹھے ہو وہ تو آچکا ہے۔ اور وہ ہستی ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف ہیں۔ شاید اسی وجہ سے وہ اپنی یہ مقدس کتاب کسی کو نہیں پڑھنے دیتے کہ کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے اور ان کا دھرم جھوٹا ثابت ہو جائے۔ یہ مضمون پڑھ کر یہ تحقیق دیکھ کر آٹھ دس مزید پروفیسر حضرات نے بھی مطالعہ کیا اور انہیں سطور پر تحقیق کی کہ جس کی نشاندہی ان کی مقدس کتاب کرتی ہے تو انہوں نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ اوتار جو آنا ہے۔ وہ ہستی جو تشریف لائے گی جس نے ساری دنیا کی اصلاح کرنی ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ چیزیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 18/07/97

میری جان پہچان کملی والا اے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملفکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوة والسلام علیک یا سیدی یارسول
الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب الله۔

معزز حاضرین! ابھی یہاں پر ایک کیسٹ چل رہی تھی اس پر نعت شریف آرہی تھی کہ

ساڈی	جان	پہچان	کملی	والا	اے
ساڈا	دین	ایمان	کملی	والا	اے

فرما رہے ہیں کہ میری جان پہچان کملی والا ہے۔ کس طرح سے جان پہچان بن جاتی ہے۔ کہ جب میں کملی
والے کا ہو جاتا ہوں۔ دنیا میں ہر چیز کملی والے کے غلام کو جانتی ہے جس کا عقیدہ صحیح ہے اسے بھی جانتی
ہے۔ جس میں نور مصطفیٰ ﷺ ہے اسے بھی جانتی ہے جس میں کلمہ ہے جس میں عشق و محبت ہے اسے بھی
جانتی ہے۔ نرو دنے آگ جلائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا گیا تو حضرات وہ آگ بھی
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانتی تھی۔ یہ نور مصطفیٰ ﷺ جو حضرات ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا اس
کی وجہ سے آگ انہیں جانتی تھی اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلا یا بلکہ ان کے لئے گلزار بن گئی
وہ جانتی تھی کہ مجھ میں آنے والے کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہے۔ سورۃ کہف میں ہے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ایک گاؤں میں گئے۔ وہاں ایک مکان کی دیوار گری ہوئی تھی۔
انہوں نے بنانی شروع کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جس گھر کی دیوار بنا رہے
تھے اس گھر میں مقیم بچوں کو جانتے تھے نا۔ کیوں جانتے تھے اس لئے کہ ان کے دادا پر دادا ولی تھے۔ اس
ولایت کے صدقہ وہ ان بچوں کو بھی پہچانتے تھے۔ آپ بھی اپنی پہچان کرالیں۔ دوزخ نے بھی یہ دیکھ کر
جلانا ہے پر کہہ کر جلانا ہے کہ کس کو جلانا ہے کس کو نہیں جلانا ہے آج آپ بھی اپنی نسبت والی پہچان پیدا کر لو تو
فائدہ میں رہو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جب فرعونوں سے ڈر کر بھاگی آگے دریا آ گیا تو حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا مبارک مارا۔ دریا میں بارہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل کی قوم جو
موسوی تھے وہ اپنے اپنے راستوں میں سے جا رہے تھے۔ دریا کا پانی جانتا تھا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی قوم ہے۔ یہ ان کا گدھا ہے یہ ان کا کتا ہے یہ ان کا غلام بندہ ہے یہ عورت ہے یہ بچہ ہے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے۔ پانی ان سب کو پہچانتا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم دریا کے پار گزر گئی اور فرعون بھی انہی راستوں میں سے گزرنے لگے تو پانی ان کو بھی پہچانتا تھا کہ یہ فرعون ہیں۔ ان کو ڈبونا ہے لہذا اس نے تمام فرعونوں کو ڈبودیا۔ جو پار گزر گئے وہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کی وجہ سے گزرے۔ آپ بھی اسی طرح سے حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت قائم کر کے اپنی پہچان کرا لیں آپ کو فرشتے بھی جانیں گے قبر بھی پہچانے گی حشر بھی جانے گا پل صراط بھی پہچانے گی اور دوزخ بھی جانے گی کہ میرے اوپر سے کون گزر رہا ہے۔ صحابہ کرام کسی محاذ پر گئے۔ ایرانیوں کے ساتھ جنگ تھی۔ درمیان میں دریا تھا۔ ایرانی کشتیوں میں آتے رات کو شب خون مارتے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر واپس بھاگ کر کشتیوں میں سوار ہو کر چلے جاتے مسلمان فوجیوں کے پاس کشتیاں نہیں تھیں۔ ایک روز سپہ سالار نے فرمایا کہ اے میرے فوجی ساتھیو آج تم گھوڑوں پر سوار ہو کر میرے پیچھے آ جانا۔ ہم انشاء اللہ گھوڑوں پر سوار ہو کر ہی اس دریا کو عبور کریں گے۔ ہم غلام مصطفیٰ ﷺ ہیں پانی ہمیں ضرور پہچانے گا۔ ایرانیوں نے حسب عادت شب خون مارا اور واپس دوڑ کر کشتیوں میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ مسلمان فوجیوں نے ان کے پیچھے دریا میں گھوڑے دوڑا دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت سے دریا نے پہچان لیا کہ یہ محمدی ہیں۔ پانی کی سطح سے اس گرداڑ رہی تھی کہ جس طرح گھوڑے خشکی پر دوڑ رہے ہوں۔ پانی جانتا ہے کہ گھوڑوں پر سوار کون آ رہا ہے۔ دریا سے پار ہو گئے تو کمانڈر صاحب نے پوچھا کہ کسی کی کوئی چیز تو دریا میں نہیں گری۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ کمانڈر صاحب میرا ایک لکڑی کا پیالہ پانی میں گر گیا۔ کمانڈر صاحب نے پانی کو حکم دیا کہ میرے اس ساتھی کا پیالہ واپس کرو۔ پانی کی ایک لہر آئی اور اس نے وہ پیالہ پانی سے باہر اگل دیا۔ دریا جانتا ہے پہچانتا ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں ان کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہے۔ آپ بھی اپنی پہچان کرا لو تو دنیا کی ہر چیز آپ کو بھی پہچانے گی۔ ایک صحابی دشمنوں کی قید میں آ گیا اسے پتہ چلا کہ اسلامی لشکر اس ملک میں آیا ہوا ہے وہ کسی طرح جیل سے بھاگ نکلا تا کہ لشکر سے مل جائے جنگل میں جا رہا تھا کہ آگے سے شیر آ گیا۔ وہ بندہ گھبرا گیا کہ شیر کا نوالہ بننے والا ہوں شیر نے بھی اپنا شکار دیکھا تو اس بندے کی طرف لپٹائی ہوئی نظروں سے بڑھا اور شکار مل جانے پر خوش بھی تھا۔ جونہی شیر قریب آیا تو اس بندے نے کہا کہ اے جنگل کے بادشاہ میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا غلام ہوں۔ میں غلام

مصطفیٰ ﷺ ہوں۔ شیر جب بالکل سامنے کھڑا ہوا تو پہچان گیا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا غلام ہے لہذا اسے شکار کرنے کی بجائے اس کے قدموں میں لیٹ کر پیار کرنے لگا۔ اپنی حفاظت میں اسے لشکر تک پہنچا دیا حضرات آپ بھی اپنی ایسی ہی پہچان کرا لو۔ ہر درد دکھ سے نجات ملی رہے گی۔ حضرت بازید بسطامیؒ یا حضرت حسن بصریؒ کے ہمسایہ میں ایک مجوسی تھا۔ آتش پرست تھا وہ بوڑھا ہو گیا اور مرنے لگا تو اس نے کہا کہ میرے سامنے آگ جلا دو تا کہ میں مرتے وقت اپنے رب کا دیدار کر لوں۔ یہ اس کا عقیدہ تھا۔ اس کی تیناداری کے لئے حضرت بازید بسطامیؒ تھے کہ حضرت حسن بصریؒ تھے وہ تشریف لے آئے فرمایا کہ آگ کیوں روشن کر رکھی ہے عرض کیا کہ قریب المرگ ہوں چاہتا ہوں کہ اپنی رب کا دیدار کرتے ہوئے جان نکلے فرمایا کہ کیا یہ تمہیں جلاتی ہے؟ عرض کیا کہ اس کی تو خاصیت ہی یہ ہے۔ یہ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ اس لئے میں نے ساری عمر اس کی پوجا کی ہے کہ اس میں جلانے کی طاقت ہے۔ فرمایا کہ اتنے سالوں کی پوجا سے یہ تمہاری دوست نہیں بنی میرا اللہ تعالیٰ تو میرا دوست ہے یہ تمہارا رب ہے کیا یہ تمہاری دوست نہیں ہے حضرت بازید بسطامیؒ نے فرمایا کہ میں نسبت محمد ﷺ والا ہوں مجھے یہ آگ بھی نہیں جلا سکتی اور آپ نے اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا تو آگ نے پہچان لیا کہ یہ ہاتھ نسبت محمدی والے کا ہے لہذا اس نے ہاتھ کو نہ جلایا مجوسی بڑا حیران ہوا۔ اس نے اپنا ہاتھ بھی آگ میں ڈال دیا تو وہ جل گیا کہنے لگا کہ مجھے کلمہ پڑھا دیں۔ کلمہ پڑھ لیا اور پھر ہاتھ آگ میں ڈالا تو وہ نہ جلا کہ اب اسے بھی آگ پہچانتی ہے کہ اس نے کلمہ پڑھ لیا ہے اس نے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی جان پہچان کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جان پہچان کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی احباب کو تحفے دئے تھے ایک کو اپنی چادر مبارک عطا کر دی کہ جب وہ فوت ہو جائے تو کفن کے نیچے لپیٹ دینا۔ یا رسول اللہ ﷺ اس سے کیا ہوگا۔ فرمایا کہ قبر پہچان لے گی کہ یہ چادر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اس کو قبر کا عذاب نہیں ہوگا۔ سوال جواب میں آسانی ہو جائیگی اس کا بیڑہ پار ہو جائیگا۔ قبر بھی چادر کو جانتی ہے قبر کی مٹی بھی جانتی ہے۔ آپ بھی کوئی چیز اپنے دل میں رکھ لو۔ کوئی عظمت اپنے دل میں رکھ لو۔ یہ عقیدہ رکھ لو کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں۔ اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ سنو کہ جب ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے ہیں۔ میری فکر میں میرے دل میں میری سوچ میں جب نور کا عقیدہ آ جاتا ہے پھیل جاتا ہے سرایت کر جاتا ہے تو اس کا یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ جب ایسا بندہ پل صراط پر جا کر کھڑا ہوتا ہے تو پل صراط عرض کرتی ہے کہ یا اللہ اس

بندے کو جلدی گزار دے کہ میں اس کے نور والے عقیدہ سے بھر رہی ہوں۔ جہنم کی آگ جانتی ہے کہ اس بندے کے عقیدہ میں حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں اس عقیدہ کی بنا پر آگ اسے جلا نہیں سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہی نسبت ہی ان کی جان پہچان ہے۔ آج یہ نسبت قائم کرو۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

قیامت کے روز مقام محمود لگایا جائیگا۔ تمام بندے دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ کچھ دائیں طرف ہوں گے کچھ بائیں طرف ہوں گے دائیں طرف والے وہ ہوں گے جو دنیا میں صلوٰۃ والسلام پڑھتے رہے ہوں گے۔ نور کا عقیدہ رکھنے والے ہوں گے۔ بائیں طرف والے وہ ہوں گے جو نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے ہیں نہ آپ ﷺ کی کسی عظمت کے اقرار ہی ہیں نہ صلوٰۃ والسلام پڑھنے کے قائل ہیں۔ اسی اثناء میں دور سے ایک نور کا جلوس آتا نظر آئے گا دائیں طرف والے لوگ کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیں گے اور ان کے سروں پر نور برسنا شروع ہو جائیگا۔ بائیں طرف والے کہیں گے کہ یا اللہ ہم پر بھی نور کی بارش برسا دے اس نور میں سے ہمیں بھی حصہ دے فرمایا جائیگا کہ یہ نور صرف ان لوگوں پر برے گا جو دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے تھے۔ پھر وہ لوگ بھی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے کی کوشش کریں گے لیکن ان کے ٹخنوں میں گوڈوں میں کیل لگا کر انہیں بند کر دیا جائیگا کہ اٹھ نہیں سکیں گے۔ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہمیں اٹھنے کی توفیق عطا فرما دے۔ حکم ہوگا کہ آج صرف وہ لوگ اٹھیں گے جو دنیا میں محفل کے بعد صلوٰۃ والسلام کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ آج بھی صرف وہی لوگ ہی سلام پڑھ سکیں گے۔ یہ سلام پڑھنے کی عظمت ہے۔ یہ نور کا عقیدہ رکھنے کا شرف ہے۔ قیامت کے روز صرف اسے ہی نور کا حصہ ملے گا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج نور مانتا ہے۔ اور قیامت کے روز مقام محمود کے پاس کھڑے ہو کر وہی نعت پڑھے گا وہی سلام پڑھے گا جو آج اس دنیا میں نعت پڑھتا ہوگا سلام پڑھتا ہوگا۔ جس کو آج دنیا میں اس کی توفیق نہیں تو اسے قیامت کے روز بھی ان دو چیزوں میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی پوری عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ پانچ عقائد ایسے ہیں کہ ان کو مان لو تو تمہاری پہچان بھی ہو جائیگی اور تمہارا بیڑہ بھی پار ہو جائیگا۔ اللہ اللہ ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں اس

کا کوئی جسم نہیں اس کا کوئی حصہ نہیں بن سکتا۔ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے حصہ نہیں ہیں اللہ تعالیٰ خالق ہے انبیاء علیہم السلام مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی ماں باپ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے۔ لیکن اپنی مہربانی سے اپنی عطا سے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور بنا دیا ہے۔ آپ ﷺ کو حاضر ناظر کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو کلی علم غیب عطا فرما دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو حیات دے دی اور آپ ﷺ کو شفاعت کا اذن دے دیا۔ اجازت عطا فرما دی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ شفیع ہیں۔ یہ عقیدہ رکھو تو بیڑہ پار ہے۔ نور کا عقیدہ رکھنے سے جہنم نہیں جلائے گی۔ شفاعت کا عقیدہ رکھنے سے جنت عطا ہوگی۔ جو یہ کہے کہ میں شفیع نہیں مانتا اور میں نور نہیں مانتا میں حاضر ناظر نہیں مانتا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلی علم غیب نہیں مانتا میں حیات النبی ﷺ نہیں مانتا تو پھر نہ رحمت سے حصہ ملتا ہے نہ جنت سے حصہ ملتا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ کی فارسی نعت کا ایک شعر ہے کہ جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے ہیں گریہ ذاری کرتے ہیں کہ یا اللہ مسلمان اتنے ذلیل کیوں ہو رہے ہیں یا اللہ مجھے عرفان عطا فرمائیں مجھے یہ بات سمجھائیں مجھے یہ راز بتائیں وجہ کیا ہے کہ آج مسلمان اتنے ذلیل ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میں نے انہیں دل دیا ہے کہ اس میں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جگہ دیں ان کو اپنے دل میں بٹھائیں لیکن انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے دلوں میں نہیں بٹھایا اس لئے ذلیل ہیں۔ مسلمانوں کو دل دیا ہے تاکہ اسے مقام مصطفیٰ ﷺ بنائیں لیکن انہوں نے نہیں بنایا۔ اگر یہ اپنے دلوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بٹھالیں تو پھر ان کے لئے عزت بھی ہے توقیر بھی ہے سب کچھ ہے۔ یہ دل ہے ہی اس لئے کہ

در	دل	مسلم	مقام	مصطفیٰ	است
آبروئے	ماز	نام	مصطفیٰ	است	

اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری عزت صرف اس لئے ہے کہ ہم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہیں اور یہی ہماری پہچان ہے اس کے علاوہ ہماری کوئی اور پہچان نہیں ہے۔ کوئی اور ہمارا کریڈٹ CREDIT اتنا نہیں ہے کوئی استحقاق نہیں ہے کوئی عبادت نہیں صرف یہ ہے کہ ہم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہیں اگر یہ نہ کہیں تو ہم مسلمان ہی نہیں بنے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بڑا عظیم دعویٰ ہے زبردست توحیدی فقرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار ہے لیکن یہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مسلمان نہیں بناتا۔ امت یا مذہب توحید سے نہیں بنتی بلکہ نبوت بنتی ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُؤَسَّسِ كَلِمَتِ اللَّهِ کہہ دیا تو یہودی بن گیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى رُوْحِ

اللہ کہہ دیا تو عیسائی بن گیا۔ مسلمان تب بنتا ہے جب وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بعد مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہتا ہے۔ تو ہماری پہچان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے نہیں بلکہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ سے بنتی ہے۔ لہذا جو چیز بندے کو بناتی ہے اس کی زندگی کو بناتی ہے اس کے عقیدے کو اس کے عمل کو اس کی بخشش کو بناتی ہے اس کی پہچان کراتی ہے وہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے کوئی کہے کہ میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ نہیں کہتا لیکن قرآن حفظ کر لوں گا تو وہ حافظ تو بن سکتا ہے لیکن مسلمان نہیں بن سکتا ہے۔ نمازی ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ طواف کر سکتا ہے روزہ رکھ سکتا ہے لیکن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ روزہ عیسائی بھی رکھتے ہیں طواف کفار مکہ بھی کرتے تھے۔ نماز باقی انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں تھی۔ جیسی بھی تھی لیکن اس سے مسلمان نہیں بنتے۔ یہ ساری جو نعمتیں ہیں ساری جو عظمتیں ہیں یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کی وجہ سے ہیں اس لئے تیری اور میری پہچان قیامت کے روز مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ سے ہونی ہے۔ ذرا سمجھئے کہ رسول کون ہوتا ہے سورۃ منافقون میں ارشاد ربانی ہے إِذَا جَاءَكَ الْمُنفِقُونَ قَالُوا أَنشَهُكَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لِرَسُولِهِ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنفِقِينَ لَكَاذِبُونَ (منافقون ۱) ”جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ینبیک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں“ منافق حضور نبی کریم ﷺ کو رسول بمعنی چٹھی رساں کے لیتا ہے۔ رسول چٹھی دے گیا ہے بس اب اس میں جو لکھا ہے وہ کام کرو وہ رسول کو صرف اتنی اہمیت دیتے ہیں آج بھی لوگ (اللہ معافی دے) ایسے ہیں جو رسول کو اسی معنی میں لیتے ہیں کہ بس وہ قرآن دے کر چلے گئے ہیں اب جو قرآن میں لکھا ہے بس وہی کرو اس سے زیادہ کسی بات کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو دیکھو کہ وہ فرما رہا ہے کہ منافق جب یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پھر رسول کون ہوتا ہے؟ حضرات رسول وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے لے کر اپنی امت کو دے۔ جو علم اسے ملا ہے وہ دے جو عظمتیں اسے ملی ہیں وہ دے پوری حکمرانی اور اتھارٹی کے ساتھ آئے وہ رسول ہوتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی قرآن لے کر آتے رہے وہ بھی رسول ہیں۔ کئی فرشتے بھی رسول ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ لیکن وہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں کہ وہ تو صرف پیغام لاتے ہیں لیکن رسول وہ ہوتا ہے جو پورے اختیارات کے ساتھ پوری شریعت کے ساتھ آئے اور لوگوں کو شریعت کا راستہ بتا کر اپنے نقش قدم لگا کر بتائے۔ کہ ان نقوش پر چل کر جنت میں

چلے جاؤ۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دیکھیں قرآن مجید میں ہے کہ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
 الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یہ لوگوں کو پاک کرتے ہیں ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ بندے کو زبانی
 طور سے پاک کرنے والی چیز مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لیکن باطنی طور سے پاک کرنے والی چیز حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا عشق ہے جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے وہ پاک ہے جس کے دل میں عشق
 مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے وہ پاک بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ عشق مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے آمین اپنی پہچان کرانے کی
 توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش پروفیسر عبدالغفار صاحب 26/07/97

دکھ درد کی۔۔۔ یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ آعوذ باللہ من
الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول
اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! ابھی نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہیں اس کو نواز دیں یہ دز حبیب کی بات ہے
جسے چاہا در پہ بلا آیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
وہ بھٹک کے راہ میں رہ گئی یہ پھل کے در سے لپٹ گئی
وہ کسی امیر کی شان تھی یہ کسی غریب کی بات ہے
مجھے جان سے بڑھ کر عزیز دل میرا درد دل سے عزیز تر
ہے جو درد سے بھی عزیز تر وہ میرے طیب کی بات ہے
میں بروں سے لاکھ برا سہی مگر ان سے ہے میرا واسطہ
میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے
تجھے اے منور بے نوا در شاہ سے چاہیئے اور کیا
جو نصیب ہو کبھی سامنا تو بڑے نصیب کی بات ہے

اس نعت شریف میں ایک شعر آیا ہے کہ

مجھے جان بڑھ کر عزیز دل میرا درد دل سے عزیز تر
ہے جو درد سے بھی عزیز تر وہ میرے طیب کی بات ہے

شعر کا مطلب ہے کہ میرے پاس سب سے زیادہ پیاری چیز جو ہے وہ میرا دل ہے۔ اور دل سے بھی زیادہ
جو چیز مجھے پیاری ہے وہ درد ہے جو میرے دل میں ہے پورے جسم و جان سے زیادہ پیارا اور دل سے بھی

زیادہ پیارا وہ دردِ جودل میں ہے لیکن اس درد سے بھی زیادہ پیاری چیز کوئی ہے۔ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ ہیں۔ یہ شعر کیا بتا رہا ہے۔ اس کا پیغام کیا ہے۔ اس کا تقاضا کیا ہے یہ کیا انکشاف کرتا ہے۔ سادہ سے الفاظ میں یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ملے۔ جدائی ہوئی۔ آنسو آئے۔ بیمار ہو گیا تو اس بیماری کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ مجھے ملنے کے لئے تشریف لے آئے۔ اگر بیمار نہ ہوتا اگر درد نہ ہوتا تو شاید حضور نبی کریم ﷺ تشریف بھی نہ لاتے تو جو سب سے بڑھ کر مجھے عزیز ہے وہ بیماری ہے درد ہے جس نے مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا دیا۔ عرض یہ ہے کہ درد کتنا اچھا ہے کہ جس کی وجہ سے مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مل گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ درد ہمارے دلوں میں رکھے اور پیدا کر دے۔ اکثر لوگ جو مرید ہوتے ہیں کسی شیخِ کامل سے بیعت کرتے ہیں میں خود بھی ان میں شامل ہوں ہم پیر صاحب کے پاس کسی نہ کسی مصیبت کی وجہ سے آتے ہیں۔ خوشی میں نہیں آتے۔ بڑے آدمیوں کو امیر آدمیوں کو پیر صاحب کے پاس آنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ وہ یہ سوچتا ہی نہیں ہے کہ میں کسی پیر صاحب کے پاس جاؤں وہ اپنے کاروبار میں لگن ہے۔ عیش و عشرت میں مشغول ہے روپے پیسے میں مصروف ہے لیکن جسے درد ہے وہ پیر صاحب کے دروازے پر آتا ہے اور وہی نبی پاک ﷺ کے درِ اقدس پر پہنچتا ہے۔ باقی سب پیچھے رہ جاتے ہیں۔ فرعون کو ساری عمر بھی سردرد بھی نہیں ہوا وہ کبھی بیمار نہیں ہوا۔ اسے کبھی بخار نہیں آیا۔ اس نے کبھی فاقہ نہیں کیا تو اسے توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوئی۔ اگر وہ کبھی بھوکا رہا ہوتا۔ کبھی کسی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوتا۔ کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوتا تو اسے توبہ کی توفیق بھی ہو جاتی۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اچھے لگتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رب بھی اچھا لگتا۔ آخر جب وہ پانی میں دوبنے لگا۔ غوطے کھائے۔ مرنے لگا یعنی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ اسے موت نظر آنے لگی تو وہ بھی پکار اٹھا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ اَمَنْتُ بِرَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لیکن جب وہ عیش میں تھا تخت پر بیٹھا تھا۔ حکمرانی کرتا تھا۔ اس وقت وہ کہتا تھا کہ میں تو اللہ ہوں (نعوذ باللہ) اور جب وہ غوطے کھانے لگا مصیبت میں گرفتار ہوا تو پھر کہا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ اس سے پہلے توفیق ہی نہیں ملی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب کو مانتا۔ یہ درد جو ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو درد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو عشق ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا جو نہ ملنا ہے اس کے لئے کتنے ہی لوگ آنسو

بہاتے ہیں کہ ہمیں حضور پاک ﷺ کی زیارت ہو جائے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق نہ ہوتا۔
 درد نہ ہوتا کوئی محبت نہ ہوتی تو ہو سکتا ہے کہ اس طرف ان کا خیال بھی نہ جاتا ان کی سوچ میں بھی نہ آتا کہ
 انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے۔ تو منور صاحب جنہوں نے یہ نعت لکھی ہے وہ فرما رہے
 ہیں کہ درد ہونا چاہئے۔ یہ درد بڑی چیز ہے خواہ یہ درد کسی مصیبت کی وجہ سے ہو یا یہ درد حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے ملنے کا ہو یہ بہت ضروری ہے۔ دل میں درد کا ہونا ضروری ہے خواہ مصیبت کا ہے یا حضور نبی
 کریم ﷺ سے ملنے کا ہے۔ یہ دونوں چیزیں حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں تک لے جاتی ہیں مرشد کریم
 کے قدموں تک لے جاتی ہیں۔ نوے فیصد بلکہ ننانوے فیصد لوگ مصیبت کی وجہ سے مرید ہوتے ہیں اگر
 انہیں کوئی مصیبت نہ آئے کوئی مشکل درپیش نہ ہو تو شاید مرید ہی کوئی نہ ہو۔ یہ مصیبت ہی ہے جو لوگوں کو راہ
 راست پر لاتی ہے۔ یہ میرے صاحبزادے تشریف فرما ہیں یہ چھوٹے بچے تھے کہ میں نے ایک روز ان سے
 ایک سوال پوچھا تھا کہ اگر بکری کا بچہ دوڑ جائے تو اسے کیسے پکڑنا چاہئے۔ کسی نے کہا کہ اس کے پیچھے دوڑ کر
 پکڑو کسی نے کہا کہ سائیکل پر چڑھ کر پکڑو۔ کسی نے کہا کہ گھوڑے پر چڑھ جاؤ۔ کسی نے کہا کہ رسی پھینک کر
 پکڑ لیں ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کے پیچھے کتا چھوڑ دیں تو بکری کا بچہ دوڑ کر دوڑ کر مالک کے قدموں
 میں آ جائیگا۔ جب درد ہوتا ہے تو بندہ نبی پاک ﷺ کے قدموں میں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن جب عیش میں ہوتا
 ہے تو پھر وہ کہیں اور چلا جاتا ہے امریکہ چلا جاتا ہے لنڈن۔ چلا جاتا ہے۔ ٹوکیو چلا جاتا ہے۔ سوئزر لینڈ
 چلا جاتا ہے۔ لیکن جب کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے در پر آ جاتا ہے۔ اس لئے خوشی سے زیادہ بہتر درد ہے کہ یہ ہمیں نبی پاک ﷺ سے ملا دیتا ہے۔ یہ ہے
 وہ تعلیم جو ہمیں یہ شعر دے رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ یا اللہ مجھے مسکینوں میں رکھنا۔
 مسکینوں میں مارنا۔ مسکینوں میں اٹھانا۔ مسکین لوگ درد والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر
 مجھے ڈھونڈنا چاہتے ہو تو ٹوٹے ہوئے دلوں میں ڈھونڈو میں شکستہ دلوں میں رہتا ہوں۔ جب دل ٹوٹ جاتا
 ہے تو درد ہوتا ہے مصیبت ہوتی ہے پھر اس کے یہ وارے نیارے ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے
 قریب تر ہو جاتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ بھی اس کے قریب ترین ہو جاتے ہیں درد اس لحاظ سے بڑی
 اعلیٰ چیز ہے اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ امیر آدمیوں سے حساب کتاب لیں
 گے لیکن درد والوں سے معذرت فرمائیں گے کہ اے میرے بندے تو بہت مصیبت میں درد میں زندگی گزار

کر آیا ہے تیرے لئے یہی کافی ہے اب آرام سے رہ اس ورز کتنے ہی لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے جسم قنچپیوں سے کاٹے جاتے ہمیں درد ہوتا اور اس درد کے بدلے میں آج ہمیں بھی کیا کیا نعمتیں ملتیں۔ دروایی اچھی چیز ہے۔ غارثو میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا تو آپ کے درد میں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی جی ہاں درد زیادہ ہو گیا۔ تو اس سے ان کو کیا ملا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لعاب دہن کو ان کی ایڑھی پر لگا دیا۔ اپنے معجزے سے ان کو زندہ کر دیا۔ وہ سانپ کے زہر سے سمرنے ہی والے تھے کہ پھر حیات عطا ہو گئی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ پیاس لگی۔ اتنی پیاس لگی کہ وہ برداشت سے باہر ہو گئی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بڑی پیاس لگی ہے۔ فرمایا کہ باہر جاؤ وہاں نہر چل رہی ہے اس سے پانی پی لو۔ غارثو تین سو فٹ بلند جگہ ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو جہاں تھوڑی دیر پہلے مکڑی کا جال تھا کبوتری کے انڈے تھے وہاں نہر چل رہی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور پانی بہت ہی میٹھا اور ٹھنڈا اور اتنا مزیدار کہ جس کی مثال نہیں ہے۔ آپ غار میں تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بڑی موج ہے۔ وہاں تو نہر چل رہی ہے۔ یہ کہاں سے آ گئی ہے۔ فرمایا کہ تیرے درد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہاں نہر چلا دی ہے۔ پہاڑی کے اوپر جہاں نہر کا چلنا ناممکن ہے وہاں جنت کی نہر چل رہی ہے اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سانپ نہ ڈس لیتا۔ وہ اپنے گھر میں بستر پر آرام فرما رہے ہوتے تو آج انہیں یہ معجزے اور یہ عنایت نصیب نہ ہوتی۔ یہ صرف اس لئے ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد اٹھا۔ وہ مصیبت میں گرفتار ہوئے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد آئی۔ ایک عورت تھی مدینہ شریف میں رہتی تھی اس کا خاوند بہت حسین نوجوان تھا وہ بہت خوش تھی اور اپنے آپ کو بڑی خوش نصیب سمجھتی تھی کہ اسے ایسا حسین اور اچھا خاوند ملا ہے۔ وہ خاندن فوت ہو گیا تو وہ عورت روتی چلاتی حضور نبی کریم ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہوئی کہ میرا اتنا اچھا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تَمَنَّائِ لِسُوءِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا کرو اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے تلافی فرمائیں گے۔ اس کی تسبیح کیا کرو۔ وہ حکم کے مطابق پڑھتی رہی لیکن اس کے دل میں بہت سخت درد تھا۔ سوچتی تھی کہ اب اس درد کا کوئی مداوا نہیں ہو سکتا۔ اس سے اچھا خاوند اب مجھے کون مل سکتا ہے۔ پڑھتی بھی رہی روتی بھی رہی غم مٹنے والا نہ تھا خاوند کی یاد ستاتی رہی۔ چین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن جب اس کی عدت پوری ہوئی تو حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آ جانا یہ سب اس کے درد اور مصیبت کی وجہ سے تھا جو اس کے خاوند کے مرجانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ وہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہوئی وہاں سے اپنے غم کا مداوا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نصیب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آنا کر دیا۔ اللہ کرے کہ ہر ایک کے دل میں درد کسی نہ کسی وجہ سے پیدا ہو۔ درد اور مصیبت ہی اللہ کی یاد دلاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب کبھی کفار کشتی میں ڈوبنے لگتے تھے تو انہیں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ یاد آتا تھا۔ جب خشکی پر ہوتے عیش و عشرت میں پھنسے رہتے بت پرستی کرتے تو اللہ کی یاد نہ آتی بلکہ کہتے کہ اللہ اور کوئی نہیں ہے۔ بس یہ بت ہی ہمارے خدا ہیں لیکن جب ڈوبنے لگے تو اللہ یاد آ گیا۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار درد سے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسا درد ہر ایک کو نصیب کرے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سخت تکلیف ہو گئی۔ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ بیٹھے تھے کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاس سے گزر رہا وہاں پوچھا کہ کیا حال ہے۔ تو آپ نے اپنے پاؤں کی تکلیف کا ذکر کیا۔ اس صحابی رسول نے فرمایا کہ تم اپنے کسی پیارے کو یاد کرو۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے پکارا یا محمد ﷺ تو پاؤں کی تکلیف دور ہو گئی اور ایسے ہو گیا کہ کبھی تکلیف ہوئی نہ تھی۔ آج شام چھ بجے کی خبریں سننے کے لئے میں نے ٹی وی آن ”ON“ کیا تو ایک مولوی صاحب درس دے رہے تھے۔ فہم القرآن کا درس تھا۔ وہ اس وقت آخری شعر کہہ رہا تھا اور جو اس کے پیغام کی انتہا تھی وہ لوگوں کو سن رہا تھا۔ تو وہ شعر اس طرح سے کہہ رہا تھا کہ

اللہ کے نام لیوا غم سے گھبرا یا نہیں کرتے
حالانکہ اصل شعر یہ ہے کہ

نبی کے نام لیوا غم سے گھبرا یا نہیں کرتے
در اصل یہ ایک نعت کا مصرعہ ہے۔ اور وہ نعت اس طرح سے ہے کہ

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو یاد مصطفیٰ ﷺ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
یہ دربار رسالت ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے نادان یہاں دامن کو پھیلا یا نہیں کرتے

زبان پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے
 نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
 یہ دربار محمد ﷺ ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
 یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے
 محمد ﷺ مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
 جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے
 ارے او نا سمجھ قربان ہو جا ان کے قدموں پر
 یہ لمبے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے
 اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
 وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے
 جو ان کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں اے حامد
 کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلا یا نہیں کرتے

بہر حال بات یہ ہے کہ وہ مولوی صاحب ہمیں یہ بتا رہے تھے کہ اللہ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے۔
 اصل شعر میں یہ ہے کہ جو نبی کا نام لیوا ہو اسے کوئی غم نہیں ہوتا۔ لیکن مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ اللہ کا نام
 لینے والے کو کوئی غم نہیں ہوتا ہے۔ اب اگر ان دونوں میں جھگڑا پڑ جائے۔ مناظر ہو جائے تو کون سچا ہے۔
 اللہ کا نام لینے والے کو کوئی غم نہیں ہوتا یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے والے کو کوئی غم نہیں ہوتا بات یہ ہو
 رہی ہے۔ حضرات میں عالم تو نہیں ہوں لیکن میرا وجدان کہتا ہے کہ صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دینے سے
 بندہ مسلمان نہیں ہو جاتا ہے۔ مسلمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے سے ہوتا ہے۔ یہ بات اگر سمجھ
 آ جائے تو کافی سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ اگر عِيسَى رُوحُ اللَّهِ کہہ دیا
 تو مسلمان نہیں بنا بلکہ عیسائی بن گیا۔ تو عیسائی کس نے بنایا ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام نے بنایا
 ہے۔ اگر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ مُوسَى کَلِمَتِ اللَّهِ کہہ دیا تو یہودی بن گیا صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ
 دینے والا کسی شریعت میں نہیں آیا۔ کسی امت میں نہیں آیا۔ اسلام میں بھی نہیں آیا۔ ہر نبی کا مذہب اسلام
 ہے لیکن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مسلمان نہیں کرتا اس سے مذہب نہیں بنتا۔ اگر کوئی مذہب بنتا ہے شریعت بنتی ہے

امت بنتی ہے اس کا کوئی ڈھانچہ بنتا ہے تو یہ نبی کے نام سے بنتا ہے۔ جب توحید کے ساتھ نبوت جمع ہوتی ہے تو مذہب بنتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ جب مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ آتا ہے تو مسلمان بنتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ توحید ہے ”نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے“ لیکن یہ توحید کسی کام نہیں آتی۔ یہ کوئی اثر نہیں دیتی جب تک کہ اس کے ساتھ رسالت کا پیوند نہیں لگتا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ رسالت کا ذکر نہ آئے۔ ارشادِ بانی ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُوْنَ (یونس 62) خبردار بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ”اللہ کے دوستوں کو کوئی غم نہیں ہے۔ لیکن وہ اللہ کا دوست بنا کس طرح سے ہے۔ وہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہنے سے بنا ہے۔ ولی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہنے سے بنا ہے۔ لیکن وہ مولوی صاحب الئے راستے پر ڈال رہے ہیں کہ صرف اللہ تک جاؤ اس سے آگے نہ جاؤ۔ صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تک ہی رہو لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نام کے بعد میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام تک بھی پہنچو گے تو پھر میں عطا کروں گا۔ اس کے بغیر میں نہیں دوں گا وہ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ اللہ کا نام لو تو غم دور ہو جائیں گے لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو غم دور ہوتے ہیں مصیبتیں دور ہوتی ہیں جبت ملنی ہے دوزخ سے رہائی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روز جو سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا وہ کون ہوگا جو دنیا میں مجھے سب سے زیادہ یاد کرتا ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ مقام والے ہیں نجات والے ہیں ناجی ہیں مسلمین کے مالک ہیں تو حضور ﷺ کی حدیث پاک کے مطابق قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ترین وہ بندہ ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ ان پر درود شریف پڑھتا ہوگا۔ اور کوئی صفت اس کی نہیں بتائی اگر کوئی وصف اس میں ہے تو صرف یہ کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیتے لیتے نبی کریم ﷺ کے قریب ترین اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا۔ سن لو اور یاد رکھو کہ ایسی توحید جس سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوری ہو وہ حرام ہے۔ ایسی توحید جس سے نبوت کی شان میں فرق آئے وہ توحید بھی قبول نہیں ہے۔ ایک بندہ صرف درود شریف پڑھتا ہے اور کوئی عمل اس کے پلے میں نہیں ہے۔ صرف نبی الصلوٰۃ والسلام کا ہی نام ہے اور کچھ بھی نہیں ہے تو کیا قیامت کے روز اس کے پلے میں کچھ ہے؟ ہاں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا درود شریف مجھ پر سب سے زیادہ ہوگا وہ میرے قریب اس طرح سے ہوگا کہ جس طرح سے یہ دو انگلیاں ہیں۔ ہاتھ کی دو قریبی انگلیاں ہمیشہ اکٹھی رہتی ہیں۔ اکناکس والے ہمیشہ نفع کو دیکھتے ہیں کہ نفع کہاں ہے۔ اللہ

اللہ کہا سُبْحَانَ اللَّهِ کہا اَلْحَمْدُ لِلَّهِ کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا یا حییٰ یا قیوم کہا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا اس کی تسبیح بنائی کروڑ بار پڑھ لیا کئی کروڑ بار پڑھ لیا پھر بھی قبول نہیں ہوا جب تک کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ اس کے ساتھ شامل نہیں کیا۔ منافق یہ شامل نہیں کرتا۔ شیطان اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ نام مصطفیٰ ﷺ شامل نہیں کرتا۔ اس لئے اس کا توحید والا ذکر بھی قبول نہیں ہوا قبول اس کا ہوتا ہے جو توحید کے ساتھ رسالت بھی شامل کرتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ شامل نہ ہو۔ اس لئے یہ غلط ہے کہ اللہ کا نام لینے والے کو کوئی غم نہیں ہوتا۔ بلکہ درست یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے والے کو کوئی غم نہیں ہوتا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بھی ماننے والا ہے لیکن جو صرف اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہے وہ شاید کسی نبی علیہ السلام کو نہ ماننے والا ہو شیطان نہیں مانتا۔ کئی مذاہب ایسے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو نہیں مانتے شیطان اور منافق کے پاس بہت ذکر اللہ ہے ایسا ذکر اللہ ہے کہ باقی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں ہے۔ ہمارے پاس تو ان کے مقابلہ میں نہ نماز ہے نہ حفظ ہے نہ قرأت ہے نہ طہارت ہے لیکن نام مصطفیٰ ﷺ کے صدقے وہ سب سے آگے ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کہ ایک بار ذکر کریں وہ بھی تمہارا ایک باری ذکر کرتا ہے۔ آپ جماعت کے ساتھ بیٹھ کر ذکر کریں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت بلا کر اس میں تمہارا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن جب آپ نے ایک بار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ہی بار کیا۔ اب دیکھیں کہ جب ذکر مصطفیٰ ﷺ کی باری آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ دس بار میرا درود شریف ہے دس نیکیوں کا اضافہ جو اس نے نہیں کیں۔ دس گناہ معاف جو اس نے کئے اور جنت میں دس درجے بلند ہو گئے۔ اب آپ مقابلہ کرو کہ غم سے رہائی دلانے والی کون سی چیز ہے۔ یہ ذکر اللہ ہے یا مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہ یقیناً ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جب تک ذکر مصطفیٰ ﷺ تیرے اور میرے نصیب میں نہیں آتا ایمان ہی نہیں آتا باقی چیزیں تو بعد کی ہیں۔ نماز حج روزہ تو بعد میں قبول ہوگا پہلے ایمان تو آئے۔ ایمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آتا ہے محبت سے آتا ہے ساری کی ساری شریعت جو ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں

ہوتا۔ جب سے اللہ ہے اور جب تک اللہ رہے گا ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی رہے گا۔ ایسا وقت کبھی نہ ہوا ہے نہ ہوگا کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات موجود نہ ہو اس لئے ذکر مصطفیٰ ﷺ سے بھی کوئی وقت کوئی زمانہ خالی نہیں رہا اور نہ رہے گا۔ یہاں دنیا میں تو بہت سارے لوگوں کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ کسی صدر کا ہو رہا ہے کسی ملک کا ہو رہا ہے کسی بندے کا آ رہا ہے کئی ایسی ہستیاں ہیں کہ جن کا ذکر کسی ایک وقت میں ہوتا ہے۔ پاکستان ٹی وی کا خبرنامہ کہ دیکھو ایوب کا زمانہ ہو تو یہ ایوب نامہ بن جاتا ہے ضیاء الحق کا زمانہ ہو تو یہ ضیاء نامہ بن جاتا ہے نواز شریف آ جائے تو اس کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ دنیا میں ذکر اور بھی ہیں اور لوگ دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں کسی سائنس دان کا ذکر ہو رہا ہے تو کہیں کسی چیز کے موجد کا ذکر ہو رہا ہے۔ لیکن قیامت میں یہ تمام اذکار بند ہو جائیں گے صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی جاری رہے گا۔ اس لئے کہ تمام لوگ زیادہ تر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں ہوں گے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کلامی میں ہوں گے یا ان سے درخواست کر رہے ہوں گے۔ اس طرح سے صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی ہر زبان پر ہوگا اور فرماتے ہیں کہ

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے۔

حشر کو قائم کرنے کی وجہ ہی صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرنی ہے اور سنی ہے۔ آج تو ہم ذکر اللہ بھی کرتے ہیں لیکن اس روز صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی ہوا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسی محفل ایسی MEETING ایسی کانفرنس جس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو قیامت کے روز جب وہ حاضر ہوگی تو وہ ان بندوں پر حسرت کرے گی کہ ان شرکاء محفل کو ذکر نبی ﷺ کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ انہوں نے وقت بھی لگایا سرمایہ بھی صرف کیا لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ کیا۔ آج کی اس محفل میں ایک بندہ جو سب سے پچھلی صف میں بیٹھا تھا وہ آیا نعت خواں کو روپیہ بھی دیا اور مجھے بتایا کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو آئی ہے۔ اب دیکھیں کہ ہماری اس محفل کا کیا معیار ہے؟ تھوڑے سے بندے بیٹھے ہیں میرے علم کا کوئی معیار نہیں۔ محفل میں کوئی آن بان نہیں سجاوٹ نہیں نہایت سادگی ہے کوئی شونی نہیں ہے۔ لیکن اس کا بھی یہ پھل مل رہا ہے کہ حضور ﷺ کرم فرما رہے ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ ہم اگرچہ کچھ نہیں ہیں لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ تو کر رہے ہیں اور تو کچھ نہیں کر رہے ہیں پندرہ بیس سال سے بار بار یہی دہرایا جا رہا ہے۔ پچھلے سال بھی یہی کچھ کر رہے تھے

آئندہ سال بھی یہی کچھ ہوگا۔ ہوگا تو صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ اور ہوتا ہے تو ذکر مصطفیٰ ﷺ اور ہوتا رہا ہے کسی بھی بہانہ سے کریں کرتے تو ذکر مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اور اس محفل میں حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو آ رہی ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے خوشبو نکلتی ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایسی خوشبو سونگھنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ خوشبو جو حضور نبی کریم ﷺ کی آتی ہے اس پر تو جنت بھی عاشق ہے۔ ہم جنت کے عاشق ہیں لیکن جنت حضور نبی کریم ﷺ کی خوشبو پر عاشق ہے اور جس بندے کو یہ خوشبو آ جاتی ہے جنت اس کے پیچھے دوڑتی ہے کہ تو آ میں تیری منتظر ہوں۔ ایسے خوش نصیب بندے کو پھر دنیا کے کوئی عطا اچھے نہیں لگتے جسے ایک مرتبہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو آ جائے۔ چاہے ایک لمحہ بھر کے لئے ہی آ جائے۔ اس محفل سے نور نکلا ہے خوشبو نکلی ہے یہ کہاں سے نکلی ہے یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے نکلی ہے۔ اس نور اور خوشبو کی وجہ سے فرشتوں نے اس کو گھیر لیا ہے اور محفل کے اختتام پر یہ فرشتے بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کریں گے کہ یا اللہ ایک محفل ہو رہی تھی جس میں تیرا اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا تھا۔ اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ یہ محفل بخشش کا بہانہ صرف اس لئے ہے کہ اس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو نہ محفل قبول ہے اور نہ ہی ذکر اللہ قبول ہے۔ وہ مولوی صاحب جن کا میں ذکر کر رہا تھا کہ وہ ٹی وی پر بڑا زور لگا رہے تھے کہ اللہ کے نام لیو غم سے گھبرایا نہیں کرتے وہ دراصل حضور نبی کریم ﷺ سے لوگوں کو دور کر رہے تھے۔ ڈنڈی مار رہے تھے۔ حضرات غم صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہی دور ہوتے ہیں۔ قیامت کے روز ایک آدمی کو جہنم کا حکم ہو جائیگا فرشتے پکڑ کر لے جا رہے ہوں گے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہو جائیگی وہ دہائی دے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرشتوں سے کہیں گے کہ اسے واپس میزان پر لے چلو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آج صرف اللہ کا حکم چلے گا۔ یا تو اللہ تعالیٰ سے ہمیں دوبارہ حکم لے دیں یا جو ہمارے ذمہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے وہ کرنے دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ میرا امتی ہے تیرا بندہ ہے اور تیرا وعدہ بھی ہے کہ آپ میری ساری امت کو بخش دیں گے۔ یہ جہنم میں جا رہا ہے اس کے اعمال کو وزن کرنے کی دوبارہ اجازت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ اے فرشتو آج میرے حبیب پاک ﷺ کا بھی حکم مانو۔ فرشتے اسے دوبارہ میزان پر لے آئیں گے اعمال تو لے جائیں گے نیکیاں کم ہوئیں گناہ زیادہ ہوں گے گناہوں والا پلڑا بھاری ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی

جیب مبارک سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالیں گے اس لئے اس حدیث مبارکہ کو ”ٹکڑے کی حدیث“ کا نام دیا گیا ہے اس ٹکڑے کو نیکیوں والے پٹے میں رکھ دیں گے وہ پلڑا بھاری ہو جائیگا گناہوں والا ہلکا ہو جائیگا بخشش کا اعلان ہو جائیگا۔ وہ بندہ بھی دوڑے گا ہم بھی دوڑ رہے ہیں کہ اس چٹ میں کیا ہے؟ تاکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ اس چٹ میں ہے وہ ہماری قسمت میں بھی کر دے۔ اس چٹ میں یہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے امتی تو نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا تھا اس کا ثواب میں نے اس چٹ پر لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ وہ چٹ آج تیرے کام آگئی ہے تیرا بیڑہ پار ہو گیا ہے۔ اب دیکھیں کہ اس چٹ میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے یا ذکر اللہ ہے۔ اس چٹ کے بعد اسے خوف ہوا ہے یا وہ غم اور خوف سے بری ہو گیا ہے۔ پھر یہ بتائیں کہ اللہ کا نام لیوا غم سے آزاد ہوا ہے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیوا غم سے آزاد ہوا ہے۔ اس لئے نبی کا نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے۔ غموں سے نجات صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہی ہے اسی سے نجات بھی ہے اسی سے بخشش بھی ہے۔ اسی سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے۔ اسی سے خوف دور ہوتے ہیں اسی سے غم مٹ جاتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں اس شخص کی اور کسی نیکی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ نجات صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔ صرف ایک دفعہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے کا یہ صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو جہنم سے آزاد کر دیا۔ اسی طرح ایک اور عرض یہ ہے کہ ایک شخص حج پر جا رہا تھا اس کا بیٹا بھی ساتھ تھا۔ باپ فوت ہو گیا اور مرنے کے بعد اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور شکل بدل کر گدھے کی سی ہو گئی۔ بیٹا بہت گھبرایا کہ باپ فوت تو ہو گیا ہے اسے دفن تو کر ہی دیتا خرچہ وغیرہ تو ہے لیکن یہ گدھے کی صورت والے کو کیسے دفن کراؤں گا کون جنازہ پڑھے گا کون اس کی قبر تیار کرے گا۔ کون اس کو قبرستان میں دفن کرنے دے گا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کیا۔ دعا کی التجاء کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیں میں مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ ایک نورانی چہرے والی شخصیت تشریف لے آئی۔ انہوں نے اپنا دست مبارک مردے کے چہرے پر پھیرا تو اس کی شکل بندے جیسی بن گئی اور چہرہ بھی روشن ہو گیا۔ اس لڑکے نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ہے میری مشکل حل فرما دی ہے۔ آنے والی ہستی نے فرمایا کہ میں تیرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ اس کے اعمال تو ایسے ہی تھے کہ اس کی شکل مرنے کے بعد بدلتی تھی اس کی شکل گدھے جیسی بنتی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ تھا کہ یہ مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا تھا اور میں نے سوچا کہ پہلے تمہیں پتہ چل جائے کہ مرنے کے بعد بندے کی

شکلیں کس طرح بدلتی ہیں کس طرح سیاہ چہرے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کس طرح سے وہ نورانی ہوتے ہیں۔ یہ ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ اس لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے۔ تمام غموں کا مداوا ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ قیامت کے روز ہر شخص کو پل صراط سے گزرنا ہے۔ ہر وہ بندہ خواہ اس کی اور جتنی مرضی نیکیاں ہوں حج ہوں طواف ہوں سعی ہو حافظ ہو مفسرہ و محدث ہو نمازی ہو غازی ہو لیکن اگر اس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو درود شریف نہ ہو تو پل صراط پر جا کر اندھا ہو جائیگا۔ پل صراط کا راستہ بھول جائیگا۔ جہنم میں گر جائیگا۔ پل صراط سے پار کرنے والی چیز ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ تو وہ مولوی صاحب جو اکثر ٹی وی پر آتے ہیں تنہیم القرآن کا درس دیتے ہیں ان کا عالم ہونا اپنی جگہ لیکن وہ تعلیم بالکل غلط دے رہا تھا۔ جس نے بھی اس کا درس سنا جس کو بھی اس نے الٹی راہ دکھائی (اللہ معافی دے) اس کا واپس آ جا بڑا مشکل ہوگا کہ وہ بندوں کو ذکر مصطفیٰ ﷺ سے بے نیاز کر رہا ہے ایک فرشتہ تھا اس کے ستر ہزار شاگرد تھے۔ کسی ایک آسمان پر اس کی نشت تھی۔ فرشتوں کا معلم ہے جب سے پیدا ہوا ہے وہ توحید کا درس دیتا ہے۔ صرف توحید ربانی کا ہی پرچار کرتا ہے۔ معراج شریف کی رات جب حضور نبی کریم ﷺ کی سواری اس کے پاس سے گزری اس کے ستر ہزار شاگرد تو کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ باندھے تعظیم کے لئے کھڑے رہے لیکن ان کا استاد فرشتہ بیٹھا رہا اس نے سوچا کہ کوئی آئے کوئی جائے میں تو اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتا ہوں مجھے کسی سے کیا غرض ہے کہ میں توحید کو چھوڑ کر اس کی تعظیم کے لئے اٹھوں۔ جو نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری گزر گئی تو اس کا سارا علم سارا نور تمام فرشتہ پن سلب ہو کر وہ راندہ درگاہ بن گیا صرف اس کئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لئے کھڑا نہیں ہوا تھا۔ توحید بھی کام نہ آئی منافق کی توحید بھی قبول نہیں ہونی ہے شیطان کی توحید بھی رد کر دی جاتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے۔ آپ دعا کر لیں سجدہ میں سر رکھ کر کریں۔ رد کر کریں۔ خانہ کعبہ کا طواف کریں ملتزم کو پکڑ کر دعا کریں جہاں مرضی کریں جو بھی طریقہ ہے وہ اپنائیں لیکن دعا قبول نہیں ہے جب تک اس کے پہلے اور بعد میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ دعا سے پہلے اور بعد درود شریف لگایا جاتا ہے تو یہ قبول ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ دعا معلق ہو جاتی ہے۔ گویا کہ قبولیت دعا کی نہیں ہے بلکہ اس درود شریف کی ہے جو دعا کے آگے پیچھے لگا ہوتا ہے اور اس کے صدقے درمیان میں جو بھی آپ مانگ لیں وہ بھی مل جاتا ہے۔ دعا کو پرواز دینے والی چیز قبولیت کا اعجاز دینے والی چیز صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے اور سب سے مختصر اور اعلیٰ دعا یہ ہے کہ تو کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ

مُحَمَّد ﷺ اور اتنا کہہ کر تو ختم کر دے تو سب سے عظیم دعا یہ ہے کہ جس سے بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ حج کہاں قبول ہوتا ہے؟ خانہ کعبہ میں؟ عرفات میں؟ مزدلفہ میں؟ منیٰ میں؟ نہیں نہیں حج اس وقت ہوتا ہے کہ جب بندہ یہ عمل کرنے کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ غم کو مٹانے والی چیز صرف اور صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے فرشتوں کی تعداد کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ہر بندے کے ساتھ پتہ نہیں کتنے فرشتے ہیں ہر ذرہ کے ساتھ فرشتہ ہے ہر بارش کے قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہے۔ زمین سے جو دانہ اگتا ہے اس کے ساتھ فرشتہ ہے جو دانے لگتے ہیں ان کے ساتھ فرشتے ہیں۔ فرشتے حالانکہ نورانی ہوتے ہیں لیکن آسمان ان کے وزن کی وجہ سے چوں چوں کرتا ہے جس طرح کسی ٹرک یا ٹرائلر پر زیادہ وزن ہو تو وہ چوں چوں کرتی ہے۔ فرشتوں کی غذا کیا ہے ان کو ENERGY کہاں سے ملتی ہے۔ تو انائی کہاں سے حاصل کرتے ہیں۔ ان کو پرواز کہاں سے ملتی ہے ان کی طاقت کا یہ اندازہ ہے کہ ایک لمحہ میں سدرۃ المنہج سے زمین پر آ جاتے ہیں اور ایک لمحہ میں واپس وہاں پہنچ جاتے ہیں اتنی طاقت والے فرشتوں کی آخر غذا کیا ہے۔ یہ اتنے نورانی ہیں۔ لطیف ہیں۔ معصوم ہیں گناہوں سے پاک ہیں فرمایا کہ فرشتے کی غذا طاقت اور توانائی صرف درود شریف ہے۔ فرشتہ درود شریف پڑھتا ہے تو اسے یہ طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اگر درود شریف نہ پڑھے تو فرشتے میں طاقت نورانیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا فرشتہ پن ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی قوت پرواز اور عظمت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ حضرات ساری عظمت ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس سے غم مٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فیصل آباد 26/07/97

دین میں آسانی پیدا کرونگی نہ دو۔ بشارت دو نفرت نہ پھیلاؤ۔ (المحدیث)

در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب اللہ۔

معزز حاضرین! ابھی نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

نہ مکدے غم نہ مکیاں نیں اڈیکاں یارسول اللہ ﷺ
ہجر دیاں ہو کھنیاں لمیاں تریکاں یارسول اللہ ﷺ
میں کیوں سرخرو ہو کے تیرے دربار تے آواں
گناہواں میریاں نے لایاں نیں لیکاں یارسول اللہ ﷺ
جدوں وی یاد آؤندی اے مدینے پاک دی مینوں
نکل جاندیاں نیں بے بس چیکاں یارسول اللہ ﷺ
شراب دید دی اک بوند نوں ترسے تیرا صائم
تے پیندے رند لا لا کر ڈیکاں یارسول اللہ ﷺ

فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ میں بہت گناہگار ہوں۔ میرے گناہوں نے تو ”لیک“ لگا دی ہے میرے گناہ گار ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے میں اب کس طرح سے سرخرو ہو کر نیک اور پارسا ہو کر آپ کے دربار پر حاضری دوں۔ یہ صائم صاحب کا اپنا نظریہ ہے کہ یارسول اللہ ﷺ میں بہت گناہ گار ہوں اس لئے میں آپ کے در پر نہیں آ سکتا یہ بہت بڑا ادب کا مقام ہے۔ بات یہ ہے کہ سرخروئی اور بخشش تو وہاں جا کر ہی ہونی ہے یہاں پر سرخروئی کس طرح سے ہو جائیگی۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ ایک شخص بہت بیمار ہے بہت لاچار ہے لیکن وہ یہ کہے کہ میں پہلے صحت یاب ہو جاؤں پھر ڈاکٹر کے پاس جاؤں گا تو کیا اسے صحت مل جائیگی۔ اسے کبھی صحت نہیں ملے گی۔ اگر وہ ڈاکٹر کے پاس نہ جائے دوئی استعمال نہ کرے پرہیز نہ کرے تو کیا ہو جائیگا وہ یقیناً مر جائے گا۔ اسی طرح اگر گناہ گار میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر نہ جائے گا تو وہ دوزخی ہو جائیگا بیمار کو ڈاکٹر کے پاس جانا پرے گا تا کہ اسے شفا مل جائے آرام آ جائے۔ گناہ

گار کو در مصطفیٰ ﷺ پر جانا پڑے گا تا کہ اس کی بخشش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ازراہ کرم ہمیں بتا رہے ہیں سکھا رہے ہیں۔ پڑھا رہے ہیں کہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء 64) ”اور جب بد اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب وہ آپ کے پاس آ جائیں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور آپ ان کی سفارش کر دیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت مہربان اور توبہ قبول کرنے والا پائیں گے“ یہ قرآن مجید ہے کہ اے گنہگارو جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو۔ گناہ کر بیٹھو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ وہاں معافی مانگ کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرماؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے شفاعت طلب کریں تو میں تمہیں بخش دوں گا توبہ قبول کرنے والا ہو جاؤں گا۔ تمہارے گناہ مٹا کر ان کے بدلے تمہیں نیکیاں دے دوں گا۔ اس لئے سرخرو ہونے کے لئے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ سرخرو ہونے کے لئے یا تو دربار نبوی ہے یا پھر دربار اولیاء کرام ہے اگر کوئی کہے کہ وہ نماز پڑھ کر سرخرو ہو جائیگا سجدے کر کے روزہ رکھ کر حج کر کے طواف کر کے سرخرو ہو جائے گا تو نہیں ہوگا سرخرو ہونے کے لئے دربار نبوی پر حاضر ہونا پڑے گا وہاں معافی ملے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جانے کے لائق کوئی نہیں ہے نیک بھی اس قابل نہیں ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ سے متعلق کسی کا شعر ہے۔

ادب گاہ ایست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

وہاں حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ جیسی ہستیاں بھی اونچی سانس بھی نہیں لیتیں اتنا وہ پاک اور عظمت والا مقام ہے اتنی بلند مرتبت جگہ ہے ہے لیکن اگر گناہ گار وہاں نہ جائے تو بخشش ہی ممکن نہیں ہے۔ نجات مل ہی نہیں سکتی قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے کہ اپنی بدیوں کو نیکیوں میں بدل لو۔ لوگوں نے بڑی جستجو کی ہے کہ ہم اپنے گناہوں کو کیسے بدلیں۔ ہم نے جھوٹ بولا ہے ہم نے دغا اور فریب کیا ہے ظلم کیا ہے۔ قتل کیا ہے بڑے گناہ کئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان گناہوں کو نیکیوں میں بدل لو اور طریقہ بتایا کہ جب تم ایک قدم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی طرف اٹھاتے ہو تو تمہاری ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مٹ جاتی ہے مٹ جانا اور بات ہے بدل جانا اور بات ہے۔ مٹ جانا تو یہ ہے کہ میں نے آپ کے دس روپے دیئے ہیں آپ مجھے معاف کر دیں تو یہ مٹ گئے۔ لیکن بدل جانا یہ ہے

کہ آپ مجھے پہلے دس روپے بھی معاف کریں اور اپنی جیب سے مزید دس روپے مجھے اور بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے گناہ مٹا کر ان کی جگہ میں نیکی دے دوں گا۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی عظمت ہے۔ اگر وہاں نہ جاؤ گے تو پھر اور کوئی در ہے ہی نہیں۔ ان کی رحمت تو بلا رہی ہے۔

جب بھی جی چاہے صدا دینے سوالی آئے
میری سرکار نے دروازہ کھلا رکھا ہے

بخشش کا بہانہ صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس سے ہے اور پھر ان کی عطا سے اولیاء اللہ کے در سے ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے اور فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسلام سکھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو کچھ مسائل سکھائے اور جب وہ جانے لگا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جنتی کو دیکھا ہو وہ اس کو دیکھ لے۔ لوگوں نے بڑی جتو کی ہے کہ جنتی کو دیکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر میرے گناہ معاف نہیں ہونے ہیں تو پھر میں کسی جنتی کو دیکھوں نہ دیکھوں۔ دوزخی کو کو دیکھوں نہ دیکھوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ سورج کو دیکھوں چاند کو دیکھوں۔ ستاروں کو دیکھوں پہاڑوں کو دیکھوں تو اس سے اگر کوئی فرق نہیں پڑے گا تو میں کیوں ان کو دیکھوں۔ فرمایا کہ جو جنتی کو دیکھتا ہے وہ بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں در مصطفیٰ ﷺ پر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں نے در مصطفیٰ ﷺ پر نہیں جانا ہے۔ وہاں کیا رکھا ہے؟ تو ایسا شخص بے ایمان ہو جاتا ہے۔ در مصطفیٰ ﷺ پر جانے کی ہر دم تمنا رکھو تو ہو سکتا ہے کہ وہ مہربانی فرمائیں اور بلا لیں۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت ایک مسلمان جوان عورت سکھوں نے پکڑ لی اور سکھ سے شادی کر دی۔ بچے بھی ہو گئے لیکن اس عورت کی ہمیشہ یہی تمنا رہتی تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے روضہ پر بلا لیں میں یہاں غیر مسلمانوں میں بھنس گئی ہوں۔ یہ پانچ چھ سال پہلے کا واقعہ ہے اتنے میں عورت بھی بوڑھی ہو چکی تھی۔ یہ سکھ جو یا ترا کے بہانے نکاح صاحب وغیرہ آتے ہیں ان کے ساتھ وہ عورت بھی لاہور آئی۔ جب لاہور اسٹیشن پر پہنچی تو ایک آدمی اسے ملا اور اسے پاکستانی پاسپورٹ اور مدینہ شریف کی ٹکٹ دیتے ہوئے کہا کہ چلی جاؤ۔ وہ جدہ پہنچی وہاں سے مدینہ شریف تو روضہ اقدس کی دیواریں بھی اس کے لئے رکاوٹ نہ بنیں۔ وہ سیدھی حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور میں تھی۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جانے کی تمنا رکھنے کا صلہ ہے وہ یوں بھی بلا لیتے ہیں ادھار نہیں کرتے ادھار وہ

کرتا ہے کہ جس کے پلے میں کچھ نہ ہو۔ جس کے تمام خزانے بھرے ہوں اسے کیا پرواہ ہے۔ بلکہ اگر اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ نہ مانگیں تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔ ان کے خزانوں کے منہ تو ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

وہ تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
سائل بنے رہو۔ ہر وقت در مصطفیٰ ﷺ کے سوالی بنے رہو۔

بس تم دل میں مدینے کی آرزو رکھنا
پھر ان کا کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

اس میں پیغام یہ ہے کہ تم مدینہ شریف جانے سے متعلق ہر وقت تمنا رکھو روپے پیسے کی زادراہ کی صحت کی وقت کی کوئی کسی قسم کی فکر نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سبب خود پیدا فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبب الاسباب ہے۔ اسی طرح سے حضور نبی کریم ﷺ بھی سبب پیدا فرما دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے در اقدس پر جانے کے علاوہ کوئی گزارہ نہیں ہے۔ سندھ کے ایک شاعر ہیں اور سندھی کلام ہے ان کے ایک شعر کا ترجمہ یوں ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جب کوئی کتا کسی مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو اسے پتھر اور ڈنڈے مار کر بھگا دیتے ہیں۔ مسجد سے نکال دیتے ہیں۔ میں تو کتے سے بھی بدتر ہوں اس خیال سے میں در رسول ﷺ پر جانے کی جسارت نہیں کرتا۔ میں وہاں کیسے جاسکتا ہوں۔ یہ ان کے ادب کی انتہا ہے۔ ایک اور بزرگ تھے۔ مدینہ شریف گئے تو فرش کو بوسہ دینے سے پہلے جھک گئے ندامت سی ہونے لگی اور ٹھہرنے گئے بوسہ لینے میں تامل کیا تو ان کے ساتھی نے کہا کہ جلدی کر لو فرش کو بوسہ دے لو پھر زیادہ ہجوم ہو جائیگا اور بوسہ نہ دے سکو گے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ بوسہ دینے کے لئے کہہ رہے ہیں میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کیا یہ ہونٹ اس قابل ہیں کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرش کو بوسہ دے سکیں۔ ادب مانع ہے حضرات لیکن اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ الحضر فرماتے ہیں کہ

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

یہ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مدینہ شریف کی عظمت والی جگہ ہے۔ یہاں قدم سے پاؤں سے نہیں بلکہ سر کے بل چل کر جالیکن مجبوری ہے کہ سر کے بل چل نہیں سکتا اس لئے پاؤں سے چل کر حاضری دی ورنہ

اگر چل سکتا تو ضرور سر کے بل چل کر حاضر ہوتا کہ یہاں پاؤں پر چلنا بھی بے ادبی ہے۔ لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قبول فرما لیتے ہیں یہ ان کا کرم ہے ان کی عطا ہے۔ ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

اپنے دربار پہ سرکار بلا لیں مجھ کو
میں گرا جاتا ہوں خود آ کے سنبھالیں مجھ کو
قافلے والو ہے میری بھی مدینہ منزل
کچھ نہ بگڑے گا اگر ساتھ ملا لیں مجھ کو
پاؤں زخمی ہیں جسم جان سے خالی خالی
زندہ لاشوں کی طرح آپ اٹھا لیں مجھ کو
عرض صائم کی ہے جب میرا جنازہ اٹھے
نعت سرکار کی اس وقت سنا لیں مجھ کو

دو چیزوں کا بہت فائدہ ہے اور اگر یہ نہ ہو سکیں تو نقصان بھی بہت زیادہ ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ لیا جائے تو جو درد شریف پڑتا ہے اس کا بیڑہ پار اور جو نہ پڑے تو اس کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ جو درد شریف پڑھ لے اس پر دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کا درد شریف دس گناہ معاف جو اس نے کئے ہیں دس نیکیوں کا اضافہ جو اس نے نہیں کیں ہیں اور جنت میں دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور جو کوئی نہ پڑھے تو حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نے مجھ پر جفا کی ہے۔ مجھ پر ظلم کیا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جس کے پاس وسائل ہیں استطاعت ہے۔ طاقت ہے۔ زاد راہ ہے۔ کرایہ ہے۔ صحت ہے۔ اجازت ہے اور وقت ہے لیکن پھر بھی وہ مدینہ شریف نہ جائے۔ جس طرح سے انہوں نے ابھی نعت شریف میں فرمایا ہے کہ سرکار مجھے مدینہ شریف بلا لیں لیکن تمام تر وسائل رکھنے کے باوجود اگر کوئی مدینہ شریف نہیں جاتا بلکہ کہتا ہے کہ اس نے لندن جانا ہے۔ نیویارک جانا ہے۔ پیرس جانا ہے۔ ٹوکیو جانا ہے۔ مدینہ میں کیا رکھا ہے کہ وہاں جاؤں تو ایسے شخص کے لئے بھی حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر جفا کرتا ہے۔ اب دو بندے جفا کرنے والے بن گئے ایک وہ جو حضور نبی کریم ﷺ کے نام نامی اسمی گرامی پر درد شریف نہ پڑھے اور دوسرا وہ جو مدینہ شریف نہ جائے۔ اور جو شخص وسائل رکھنے کے باوجود مدینہ شریف جانے کا انکاری ہو اس کے لئے دس گناہ ہیں اور جو شخص مدینہ شریف جائے تو

اس کا بیڑہ پار اسی طرح ہو جاتا ہے۔ جس طرح درود شریف پڑھنے والے کا ہو جاتا ہے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت کی۔ مدینہ شریف جانے کی خواہش رکھو جو وسائل نہیں رکھتا یا کوئی اور مجبوری ہے وہ بھی مدینہ شریف جانے کی خواہش رکھے۔ روضہ اقدس کی زیارت کی تمنا رکھیں کبھی انکار نہ کرو۔ مدینہ شریف نہ جانے کا ارادہ کرنا بے ایمانی کی نشانی ہے۔ لوگ آج کل بڑے حساب کتاب لگا کر مدینہ شریف جانے سے روکتے ہیں کہ مکہ شریف میں ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینہ شریف میں یہ پچاس ہزار کے برابر ہے لہذا یہ خسارہ کیوں کھاتے ہو۔ عام سادہ لوح لوگ ان کے جھانسنے میں آ جاتے ہیں اور مدینہ شریف جانے سے انکاری ہو کر بے ایمان ہو جاتے ہیں۔ یہ بے ایمانی کی نشانی ہے۔ یہ منافقت کی نشانی ہے مذہب سے نکلنے کی نشانی ہے۔ ایسا بندہ بد مذہب ہو جاتا ہے۔ در مصطفیٰ ﷺ پر جانے والا شفاعت نبی کا حق دار بن جاتا ہے اور بخشش پا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ دو چیزیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ اپنے منبر شریف پر تشریف لے گئے۔ پہلی سیڑھی پر پاؤں مبارک رکھا فرمایا آمین۔ دوسری سیڑھی پر پاؤں مبارک رکھا فرمایا آمین تیسری سیڑھی پر پاؤں مبارک رکھا فرمایا آمین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کس چیز پر آمین فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے میں نے پہلے سیڑھی پر پاؤں رکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جس شخص نے اپنے والدین کو پایا لیکن ان کی خدمت نہ کی وہ ہلاک ہو گیا میں نے فرمایا آمین۔ جب میں نے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جس کی زندگی میں رمضان شریف آیا لیکن وہ روزے رکھ کر اپنی توبہ نہ کرا سکا وہ ہلاک ہو گیا میں نے فرمایا آمین جب میں نے تیسری سیڑھی پر پاؤں رکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہلاک ہو گیا وہ شخص کہ جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا میں نے فرمایا آمین۔ اور حضور نبی کریم ﷺ جس بات کے لئے آمین فرما دیں وہ ہو بھی جاتی ہے۔ آپ لاکھ نیک اعمال کر لیں جتنا مرضی شریعت پر چل لیں لیکن درود شریف نہ پڑھیں زندگی میں ایک دفعہ بھی درود شریف نہ پڑھیں تو جو نبی پل صراط پر جائیں گے اندھے ہو جائیں گے راستہ نظر نہیں آئے گا اور جہنم میں گر جائیں گے یہ ہے درود شریف

نہ پڑھنے کی سزا۔ دوسری طرف یہ ہے کہ زندگی میں ایک دفعہ پڑھ لیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تَوَالِدِ
 تعالیٰ اس سے ہی بخشش دیں گے۔ درود شریف کا انکار کرنا گویا کہ اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دینا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ جو چیز کسی بندے کے پلہ میں ہے وہ گناہ ہیں اگر گناہوں کی اتنی فراوانی
 ہے تو پھر کیا کیا جائے اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ
 وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت
 فرماؤ۔ جو نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب مبارک بلیں گے میں تمہیں بخش دوں گا۔ یہ سارا قرآن مجید
 ہے جو پہلے بھی عرض کیا ہے۔ فرمایا کہ جو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو جائے اور عرض کرے کہ
 یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں تو اسی وقت اللہ تعالیٰ تَوَابًا رَحِيمًا ہو کر بخش دیتا ہے۔ لیکن اگر
 کسی کے پاس پیسے نہیں ہیں کسی کے پاس صحت نہیں ہے۔ کسی کے پاس ویزا نہیں ہے کسی کے پاس وقت
 نہیں ہے کئی اور باتیں ہیں جن کی وجہ سے اگر کوئی شخص در رسول ﷺ پر نہیں جاسکتا تو وہ کیا کرے۔ فرمایا وہ
 صرف یہ تصور کر لے کہ نبی پاک ﷺ میرے دل میں ہیں اور وہ یہیں پر توبہ کر لے تو اس کی بخشش بھی ہو
 جاتی ہے۔ ایک ہوتا ہے وضو اور ایک ہوتا ہے تیمم پانی سے وضو ہوتا ہے۔ وضو کرنے کے بعد آپ قرآن مجید
 کو چھو سکتے ہیں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ سجدہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر پانی نہیں ہے تو پھر کیا کریں فرمایا کہ تیمم کر
 لو۔ جو کام وضو سے کر سکتے ہیں وہی کام تیمم سے بھی ہو جاتا ہے۔ تیمم سے نماز پڑھ سکتے ہیں تیمم وضو کا قائم
 مقام ہے نائب ہے۔ جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر نہیں ہو سکتا وہ ولی کے در پر حاضر ہو
 جائے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی حاضری وضو ہے تو ولی کے در پر حاضری تیمم ہے۔ ادھر بھی
 بیڑا پار ہے ادھر بھی بیڑا پار ہے یہ رعایت ہے یہ CONCESSION ہے۔ اب یہ بات ہے کہ اگر
 کوئی ولی کے در پر حاضر نہیں سکتا تو وہ کیا کرے اگر رعایت مل رہی ہے تو رعایت مزید بھی ملے دیں۔
 حضرت نور الحسن صاحب کیلیا نوالی سرکار حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں یہ کیلیا نوالی
 منصور والی کے قریب ہے جہاں سے یہ نہر نکلتی ہے جو فیصل آباد کے شہر سے گزرتی ہے۔ رکھ براچ حضرت
 میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نور الحسنؒ جاؤ جا کر اعلان کر دو کہ جو میری گلی سے گزر جائے گا
 وہ بخش دیا جائیگا۔ حضرت کیلیا نوالی سرکار اور حضرت کرماں والی سرکار دونوں آپس میں پیر بھائی ہیں
 حضرت کرماں والی سرکار کا ایک مرید تھا جس کا نام سیٹھ شفیع تھا۔ وہ حضرت کرماں والی سرکار کی خدمت میں

حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کے پیر بھائی حضرت نور الحسن سرکارؒ نے اعلان کیا ہے کہ جو ان کی گلی سے گزر جائیگا وہ جنتی ہے میں تو آپ کا مرید ہوں میں کہاں جاؤں فرمایا کہ سیٹھ شفیع اس گلی میں سے آخر کتنے لوگ گزر جائیں گے۔ پھر وہی بات ہے کہ کسی کے پاس کرایہ نہیں کسی کے پاس وقت نہیں کسی کے پاس صحت نہیں ہے۔ کوئی کسی وجہ سے نہیں جاسکتا۔ ثواب کیا کرے۔ اے سیٹھ سن تو گھر میں بیٹھ کر میرا ذکر کیا کرو تو وہیں بیٹھے جنتی ہو جائیگا۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ وہ حدیث پاک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اب گھر میں بیٹھ کر اولیاء اللہ کا ذکر کرنے میں کون سی چیز مانع ہے نہ کرائے کی ضرورت نہ صحت کی ضرورت نہ وقت کی پابندی۔ کوئی مشقت نہیں آپ گھر بیٹھے ہی اولیاء کرام کا ذکر خیر کر لیں اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیتا ہے۔ گھر میں اکیلے بیٹھ کر ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کر لینا نعت پڑھ لینا ذکر اولیاء اللہ کر لینا اس پر بھی بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ساری عمر ڈرتا رہا۔ ہر نبی علیہ السلام کے در پر حاضر ہوا لیکن ڈر نہیں اترا۔ اب انہیں کس چیز کا ڈر تھا۔ فرمایا کہ میرا استاد جو تھا وہ شیطان بن گیا تھا مجھے ڈر ہی رہتا تھا کہ کہیں میرے ساتھ بھی ایسا نہ ہو جائے۔ لیکن جب میں حضور نبی کریم ﷺ کے در پر حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو امین ہے۔ تم امن میں آگئے ہو تمہیں امان مل گئی ہے۔ اب تم شیطان بن سکتے۔ بلکہ تم فرشتے ہی رہو گے یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کا صدقہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی اگر امان ملی ہے تو دت مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملی ہے۔ تمہیں بھی اگر ملنی ہے تو در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملنی ہے۔ جس نے جو کچھ بھی لینا ہے وہ در مصطفیٰ ﷺ سے ہی لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے اور در مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب استانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فیصل آباد 27/06/97

بڑی امید ہے سرکار قدموں میں بلائیں گے
کرم کی جب نظر ہوگی مدینے ہم بھی جائیں گے

اللہ اور اللہ کے رسول کی مرضی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین - أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم - ان الله وملكته يصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما - الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول
الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! حاجی عبدالرشید صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ جانے
مقام مصطفیٰ ﷺ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے
کہا جبرائیل نے سدرۃ تک میری رسائی تھی
ہیں آگے منزلیں کتنی نبی جانے خدا جانے
صدا کرنا میری قسمت میں تھی میں نے تو صدا کر دی
وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا نبی جانے سنا جانے
قبر کا خوف دے دے کر لوگ مجھے ڈراتے ہیں
وہاں سرکار نے آنا ہے نبی جانے قبر جانے
مدینہ حاضری کی مانگتے رہنا دعا یارو
اثر ہو گا نہیں ہوگا نبی جانے دعا جانے
خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی مرضی ایک ہے یارو
بڑا بد بخت ہے ان کو جو آپس میں جدا جانے
میری مٹی مدینہ شہر کی راہ میں بچھا دینا
کدھر لے جاتی ہے مجھ کو مدینہ کی ہوا جانے
مجھے تو سرخرو ہونا ہے آقا کی نگاہوں میں
زمانے کا ہے کیا یاسر برا جانے بھلا جانے

آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی سچی تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حاجی صاحب

نے جو نعت پڑھی ہے اس میں ایک شعر ہے کہ

خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی مرضی ایک ہے یارو

بڑا بد بخت ہے ان کو جو آپس میں جدا جانے

یہ حاجی صاحب کا شعر ہے۔ ایک شعر میں نے بھی اس وزن پر بنایا ہے۔ میں شاعر تو نہیں ہوں لیکن ایک ٹوٹا پھوٹا شعر بنایا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ

مرضی مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ کی مرضی ہے

بد بخت ہے وہ جو اس کے سوا جانے

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ دو مرضیاں ہیں ایک مرضی اللہ تعالیٰ کی ہے اور دوسری مرضی حضور نبی کریم ﷺ کی ہے لیکن یہ دو مرضیاں ہو کر بھی دراصل ایک ہی مرضی ہے۔ دونوں کی مرضی ایک ہے اور جو ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ جانے وہ بڑا بد بخت ہے۔ یہ نظر یہ حاجی صاحب کا ہے یا پھر یا سر صاحب نعت گو کا ہے۔ لیکن یہ حاجی صاحب کو پسند ہے اس لئے یہ فرما رہے ہیں۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ مرضی مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ کی مرضی ہے۔ یہ دو مرضیاں نہیں ہیں بلکہ صرف ایک ہی مرضی ہے اور وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے۔ اور وہ بد بخت ہے جو اس کے سوا جانے۔ ”جدا جانے“ نہیں بلکہ ”سوا جانے“ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **وَكَسُوفٌ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** (الضحیٰ 5) ”تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے“ اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مرضی صرف آپ کی ہی چلنی ہے۔ میں تمہیں اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ دیکھئے کہ راضی حضور نبی کریم ﷺ نے ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راضی کرنا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کب راضی ہوتے ہیں اس کا سارا دار و مدار مرضی مصطفیٰ ﷺ پر ہے۔ کسی شخص نے ایک چرخہ چلانے والی عورت سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کتنے ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک ہے پوچھا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا بتایا کہ مجھے میرے چرخے سے پتہ چلا ہے۔ اگر ایک چرخے کو بیک وقت چلانے والی دو عورتیں ہوں تو نہ چرخہ گھومے گا نہ اس کا کوئی تند پڑے گا نہ کوئی پونی چلے گی نہ مڈھی بنے گی نہ دھاگہ بنے گا نہ اس کی کوئی اٹی بنے گی کوئی شے نہیں بنے گی۔ چرخہ چلانے والا نظام رک جائیگا۔ اگر ایک معمولی چرخہ صرف ایک چلانے والی سے ہی چلتا ہے۔ کام کرتا ہے تو کائنات کا اتنا وسیع نظام چلانے والی بھی صرف ایک ہی ہستی ہوگی۔ اس سے مجھے پتہ چلا ہے کہ اللہ صرف ایک ہے۔ ایک سے زائد نہیں ہو

سکتے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کائنات کا نظام بھی رک جائے گا اگر مرضی مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ اس لئے مرضی صرف ایک ہے اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنی رضا اپنی خوشی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی میں گم کر دی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

جو کچھ ہوتا ہے وہ یہیں آ کر ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین میں رحمت کا کیا ہے۔ رحمت برسنے کے لئے رحمت ملنے کے لئے دل چاہئے۔ دل سے رحمت کے نزول کا پتہ چلتا ہے۔ رحمت کا پودا دل میں لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود دل سے پاک ہے۔ اس لئے رحمت کا پودا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں لگتا ہے۔ اس لئے وہ رحمت اللعالمین بنتے ہیں۔ رحمت اور رحم ایک ہی لفظ سے مشتق ہیں۔ نکلے ہیں۔ بیانیہ رحم سے آتے ہیں۔ بازو یا ناگ یا پیشانی سے نہیں آتے۔ ماں کا رحم یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رحمت اللعالمین ہونا ایک ہی بات ہے۔ اس رحمت کا نزول اس رحمت کو برسنے کے لئے اس رحمت کے ملنے کے لئے اس رحمت کی عطا ہونے کے لئے ایک دل چاہئے جس میں ترس آئے۔ نرمی آئے محبت پیدا ہو جذبہ پیدا ہو کہ مرزا صاحب کو بخشا ہے۔ اس بخشش کا ایک جذبہ پیدا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ کہیں تو پیدا ہونا ہے۔ کسی کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا ہے کہ مرزا صاحب کی بخشش ہو جائے۔ اگر یہ جذبہ پیدا نہ ہو تو بخشش نہیں ہوگی پہلے بخشش کے لئے جذبہ پیدا ہوگا پھر بخشش ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ جذبہ کس کے دل میں پیدا ہوا اللہ تعالیٰ تو دل سے پاک ہے اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس کا کوئی جسم نہیں ہے۔ کوئی عضو نہیں ہے۔ یہ دل میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل ہے کہ جس میں یہ جذبہ پیدا ہونا ہے کہ مرزا صاحب کی بخشش کرنی ہے۔ خواہ وہ کسی کا مرید کروا کے کر دیں خواہ وہ نعت خواں کو پیسے دلو کر کر دیں خواہ وہ محفل میں بلوا کر کر دیں لیکن مرضی مصطفیٰ ﷺ ہونی ہے مرضی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چلنی ہے۔ کیونکہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

اور جب وہ بلائیں گے تو عطا بھی ضرور کریں گے۔ اب علی احمد نے محفل منائی ہے ہم سب کو دعوت دی ہے بلایا ہے تو کچھ تو ہماری تواضع کریں گے مہمان نوازی کریں گے۔ لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود

بلائیں تو کیا عطا نہیں کریں گے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی علی احمد کے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے کہ ان کو بلا لو۔ علی احمد صاحب تو بہانہ بنے ہوئے ہیں اصل میں تو مرضی مصطفیٰ ﷺ ہی چل رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت قرآن وحدیث کے پورے عالم ہیں اپنے کلام میں قرآن وحدیث کو موتی کی طرح پرو کر رکھ دیتے ہیں۔ ہم ادھر ادھر کی بات کر جاتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت کے کسی شعر پر آج تک کوئی بندہ اعتراض نہیں کر سکا۔ فرماتے ہیں کہ

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اب ساری حکومت آگئی۔ ساری کی ساری ولایت آگئی۔ امارت آگئی قانون آگیا۔ طاقت آگئی بخشش آگئی یہ سب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ بے وقعت ہو گئے ہیں ان کی کوئی طاقت نہیں رہی کوئی POWER نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ اختیار نہیں رہا۔ نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ دیا ہے۔ اس کی اپنی ذاتی صفات ہیں لیکن اس نے ازراہ مہربانی سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے حتیٰ کہ اپنی مرضی بھی عطا کر دی ہے۔ اس میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضاۓ محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا عزیز ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شکل و صورت مبارک بنائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے کس سے مشورہ کیا فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تیری شکل مبارک کیسی بناؤں جس طرح سے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز کیا اللہ تعالیٰ نے ویسی ہی شکل و صورت مبارک بنا دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی جو شکل مبارک ہے وہ کس کی مرضی ہے۔ کس کا انتخاب ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا زیادہ حق ہے کہ اس کے رسول پاک ﷺ کو راضی کیا جائے۔ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضَوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنَّ كَانُوا مُعْومِنِينَ (توبہ 62) ”تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں

کہ تمہیں راضی کر لیں۔ اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے“ جب رسول اللہ ﷺ راضی ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائیگا۔ ذرا غور فرمائیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے۔ ”ان“ سے مراد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اگر ہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کو راضی کر لیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائیگا۔ کیونکہ اللہ کی رضا بھی اسی میں ہے۔ قرآن مجید میں دو جگہ پر یہ آیا ہے کہ ایک جگہ فرمایا کہ آدمی گناہ کرتا ہے۔ اپنے معاشرے کا کرتا ہے پڑوسی کا کرتا ہے بھائی کا کرتا ہے۔ گورنمنٹ کا کرتا ہے۔ ماں باپ کا کرتا ہے دوستوں کا کرتا ہے اب چاہئے تو یہ کہ اگر گورنمنٹ کا گناہ کیا ہے تو گورنمنٹ سے معافی مانگوں۔ پڑوسی کا کیا ہے تو معافی بھی پڑوسی سے مانگوں۔ جس سے زیادتی کی ہے معافی بھی اس سے مانگنی چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے تم اگر گناہ کر بیٹھو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ وہاں جا کر مجھ سے معافی مانگو پھر میرے نبی پاک ﷺ اگر تمہاری شفاعت کر دیں تو میں تمہیں معاف کر دوں گا اگر آپ ﷺ نے تمہاری شفاعت نہ کی تو میں بھی تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء 64) ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تیرے پاس حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ تعالیٰ کو بہت مہربان اور توبہ قبول کرنے والا پائیں گے“ اب بتائیے کہ مرضی کس کی چل رہی ہے۔ کس کی شفاعت سے کام بن رہا ہے۔ یہ میرے نبی کریم ﷺ ہیں کہ جب کی شفاعت سے گناہ معاف ہو رہے ہیں۔ آپ خانہ کعبہ چلے جائیں غلاف کعبہ پکڑ لیں ملتزم کے سامنے رو رو کر گر گڑائیں سجدہ کر لیں کچھ بھی کر لیں اور عرض کریں کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری شرط یہ ہے کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ وہ تمہاری شفاعت کریں گے تو پھر میں تَوَّابًا رَحِيمًا ہوں توبہ بھی قبول کر لوں گناہ بھی معاف کر دوں گا۔ اب دیکھو کہ تیرے میرے گناہوں کی بخشش کے لئے کس کی مرضی چل رہی ہے۔ تو حضرات مرضی صرف ایک ہے اور وہ بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے اور کسی کی کوئی مرضی ہے ہی نہیں۔ کوئی مکان یا جائیداد فروخت کرنی ہو یا خریدنی ہو تو یہ ڈپٹی کمشنر کے دستخطوں سے نہیں ہو سکتا۔ وزیر اعلیٰ وزیراعظم یا صدر پاکستان کے دستخطوں سے بھی یہ خرید و فروخت جائز قرار نہیں دی جا سکتی یہ صرف رجسٹرار کے

دستخطوں سے انتقال جائیداد ہوتی ہے۔ رجسٹرار حکومت کی طرف سے مقرر ہے گورنمنٹ کا قانون ہے حکومت کا قانون ہے جو رجسٹرار کو یہ اختیار دیتا ہے کہ انتقال جائیداد یا رجسٹری وغیرہ اس وقت جائز تصور ہو گی۔ کہ جب اس پر رجسٹرار دستخط کرے گا۔ رجسٹری یہ تصدیق کرے کہ ہاں خریدار نے میرے رو برو رقم ادا کی ہے اور بیچنے والے نے رقم وصول کر لی ہے تو پھر یہ انتقال جائیداد قانونی طور سے صحیح ہے ایمان کی رجسٹری جنت کی رجسٹری اس وقت جائز تصور ہوگی جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر اپنے دستخط فرمائیں گے۔ تمام لوگ جو احادیث بھی پڑھتے ہیں اور انہیں یہاں علم بھی ہے کہ شفاعت نبی کریم ﷺ نے ہی کرنی ہے وہ بھی قیامت کے روز بھول جائیں گے۔ قیامت کے روز ساری مخلوق ادھر سے ادھر پھرتی رہے گی انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے کہ ہماری بخشش کروائیں ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں وہ کہیں گے کہ نہیں آج میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام الغرض ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے در سے ہو کر تمام مخلوق ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائیگی۔ یوں سمجھ لو کہ مخلوق پھر صحیح مقام پر پہنچ جائیگی۔ حضور نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے تو بخشش ہو جائیگی۔ حضرات دیکھو کہ سکے کس کا چل رہا ہے۔ مرضی کس کی چل رہی ہے۔ حضرات مرضی صرف سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی بھی کام نہیں آ رہی ہے۔ اس روز حکومت اللہ تعالیٰ کی ہوگی لیکن شفا فرماں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کام آئے گی۔ قیامت کے روز پتہ چل جائیگا کہ جنت کے انتقال کے لئے رجسٹرار کون ہے۔ یہ رجسٹرار میرے نبی پاک ﷺ ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی عطا سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کا رجسٹرار مقرر فرما دیا ہے۔ یہ مرضی مصطفیٰ ﷺ ہے آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دی ہے اب جو کوئی بھی جنت میں جائیگا وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے جائیگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مرضی سے میزان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ کر دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے پل صراط حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدی ہے اب جو بھی پل صراط سے گزرے گا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت اور مہربانی سے گزرے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مرضی سے حوض کوثر کا مالک و مختار حضرت علی شیر خدا رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو بنا دیا ہے اب وہ جسے چاہیں پانی پلائیں جسے چاہیں نہ پلائیں۔ حضرات ہر جگہ پر صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ہی مرضی سے کام ہو رہا ہے۔ کسی بادشاہ کے جو گورنر ہوتے ہیں عمال ہوتے ہیں وہ بادشاہ کے احکام کو ہی اپنے اپنے علاقوں میں صادر کرتے ہیں اور گرائی بھی رکھتے ہیں کہ بادشاہ کا جو حکم ہے بادشاہ کی مرضی کے مطابق کام چل رہا ہے کہ نہیں چل رہا ہے۔ مرضی بادشاہ کی چلتی ہے لیکن نفاذ گورنر اور عمال کراتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو وزیر آسمان پر ہیں۔ زمین پر بھی حکومت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے جو آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق چل رہی ہے۔ اور آسمان پر بھی حکومت آپ ﷺ کی ہے اور آپ ﷺ کی رضا اور مرضی کے مطابق چل رہی ہے حضرات کا نجات میں صرف ایک ہی مرضی ہے اور وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی ہے۔ عشرہ مبشرہ جو صحابہ کرامؓ خوش نصیب ہیں انہیں کس کی مرضی سے جنت کی بشارت ملی ہے کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے نام بتائے ہیں یا حضور نبی کریم ﷺ نے از خود اپنی مرضی سے ان کو بشارت دی ہے۔ نماز کی ادا کس کی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز پڑھو۔ کس طرح سے پڑھو کتنے سجدے کرو قیام کب کرو رکوع کس طرح سے کرو اس کی ترتیب کیا ہو یہ قرآن مجید ارشاد نہیں فرماتا۔ وہ تو صرف نماز کو پڑھنے کا پیغام دیتا ہے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں بھی نماز تھی۔ لیکن کسی میں قیام تھا کسی میں رکوع تھا کسی میں سجدہ تھا۔ مکمل نماز صرف شریعت محمدی میں ہی آئی ہے اور جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہوئی اس طرح سے ادا کرنے کا حکم ہوا ہے۔ نماز فرض تو معراج شریف میں ہوئی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جانے سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھا کر گئے ہیں۔ اب جس طرح سے حضور علیہ السلام نے نماز ادا فرمائی اس میں اگر کوئی کمی بیشی کرتا ہے۔ دو سجدوں کی بجائے تین کرتا ہے تو نماز قبول نہیں حالانکہ اس نے سجدوں میں اضافہ ہی کیا ہے لیکن یہ مرضی مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے اس لئے قبول نہیں۔ نماز کے اوقات بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی سے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ الْيَلِّ فَسَبِّحْ وَاطَّرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ** (طہ 130) اپنے رب کی تسبیح بیان کر سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی تسبیح بیان کرو اور دن کے کناروں پر تاکہ تو راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ نے نماز کے اوقات بھی وہ عطا فرمائے ہیں کہ جس وقت اس کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ کر راضی ہو جائے۔ کوئی جبر نہیں فرمایا کہ فلاں نماز

ضرور اس وقت پڑھو نہیں نہیں بلکہ وہ اوقات مقرر فرمائے کہ جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا تھی۔ جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی تھی۔ کہ جب اوقات میں نماز پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں حضرات مرضی صرف ایک ہی ہے اور وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ہی مرضی ہے۔ تحویل کعبہ کس کی مرضی سے ہوا۔ شروع میں مسلمان غالباً سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ہی نماز پڑھتے رہے۔ یہودیوں نے طعن دینے شروع کر دیے کہ مسلمانوں نے اپنا نیا مذہب تو بنا لیا ہے لیکن قبلہ تو بنا نہیں سکے ابھی تک ہمارے ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ شریف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوا کہ اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی پوری نہ ہو۔ فرمایا قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيكَ قِبْلَتَكَ تَرْضَاهَا (البقرہ 144) ”ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا پس اپنے چہرہ کو پھیر لیجئے اس قبلہ کی طرف جدھر آپ کی مرضی ہے“ تو حضرات موجودہ خانہ کعبہ جو اب مسلمانوں کا قبلہ ہے ساری دنیا کے مسلمان اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یہ کس کی مرضی سے مسلمانوں کا قبلہ ہوا ہے۔ یہ مرضی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ فرمایا جس طرف تیری مرضی ہے اپنا چہرہ پھیر لے۔ میں کہتا ہوں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ شریف کی بجائے کسی اور طرف منہ پھیر لیتے وہی قبلہ قرار پا جاتا۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی طرف منہ کر لیتے۔ اہل ناور کی طرف منہ کر لیتے ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ کی طرف منہ کر لیتے یا کسی بھی طرف چہرہ انور پھیر لیتے جس طرف بھی آپ ﷺ کی مرضی ہوتی تو آج مسلمانوں کا وہی قبلہ ہوتا۔ خانہ کعبہ کو یہ جو شرف ملا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے نبی کریم ﷺ کی مرضی کے صدقے ملا ہے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی نہ ہوتی تو آج خانہ کعبہ بھی مسلمانوں کا قبلہ نہ ہوتا حضرات جب تک حضور ﷺ کسی سے راضی نہیں ہوتے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کسی سے محبت پیا نہیں فرماتے کسی پر کرم کی نگاہ نہیں ڈالتے جب تک کہ اس کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے راضی نہیں ہوتا۔ فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (ال عمران 31) اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میری اتباع کرو پھر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا وہ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، یعنی جو شخص یہ چاہتا

ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بن جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے مطابق اعمال کرے اپنی خواہش کو حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی پر قربان کر دے تو پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کریں گے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے پیار کریں گے بلکہ اس کے تمام گناہ بھی معاف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ صرف اپنی حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کو دیکھتے ہیں جو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہو وہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ تو حضرات میں عرض کر رہا تھا کہ دو مرضیاں نہیں ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اور دوسری اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے لیکن وہ دونوں ایک ہیں۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے مرضی صرف ایک ہی ہے اور وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازراہ مہربانی اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کر دی ہوئی ہے۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مرضی تیری ہے اور اس پر مہر میری ہے۔ جو مرضی تیری ہے وہی رضا میری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش علی احمد فیصل آباد 05/08/97

ایمان والوالہ کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یاہیا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب اللہ۔

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُفُوتْكُمْ كَفْلُهُ مِنْ رَبِّهِمْ** (الحديد 28) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرما دے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے“ اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ایمان والوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ کے رسول ﷺ پر۔ جو لوگ پہلے ہی ایمان والے ہیں اور ان سے اللہ تعالیٰ مخاطب ہی اسی طرح سے ہو رہے ہیں کہ ”اے ایمان والو“ اور پھر یہ حکم دے رہا ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور میرے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ پتہ یہ چلا کہ دراصل جو حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان رکھتا ہے وہی اصل میں ایمان والا ہے وہی اللہ والا ہے وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ جو اس رسول ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا وہ پہلے ایمان سے بھی خارج ہو جائیگا اب اس چیز کی پہچان کیا ہے اس کا ٹھکانا ہے کہ کسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان ہے کہ نہیں ہے۔ ایک شخص کا حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان ہے اور ایک کا نہیں ہے تو اس کی کیا پہچان ہے ہمیں کیسے پتہ چلے کہ کون رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتا ہے کون نہیں رکھتا ہے۔ ایک مثال سمجھیں کہ آپ ایک دکان سے بجلی کا بلب خریدنے جاتے ہیں بعض ایسے بلب ہیں کہ باہر شیشے سے ہی ان کے اندر لگے ہوئے تار نظر آتے ہیں آپ وہ تار دیکھ لیتے ہیں اگر تار باہر جڑے ہوئے ہیں تو بلب صحیح ہے۔ ورنہ غلط ہے۔ اسے ہولڈر پر لگا کر ٹسٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی کا فراور بد مذہب کی یہی مثال ہے ان سے متعلق تو پہلے ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو ایمان دار ہی نہیں ہیں پھر ان کا کیا ٹسٹ کرنا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں کہ نہیں رکھتے ہیں لیکن بعض بلب ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے تار باہر سے نظر نہیں آتے جس طرح سے مرمری

بلب ہے جس کو دودھ یا بلب کہتے ہیں تو اس کو ہولڈر پر لگا کر ٹسٹ کرتے ہیں اگر روشن ہو جائے تو صحیح ہے ورنہ یہ بھی غلط ہے۔ صحیح ہو تو خرید لیتے ہیں ورنہ اسے بھی پھینک دیتے ہیں اور اس کا کوئی خریدار نہیں ہوگا۔ یہ ایک ٹسٹ ہے اسی طرح سے اگر آپ کسی شخص کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیں اور اس کا چہرہ روشن ہو جائے اس کے چہرے پر خوشی اور مسرت کے آثار نظر آئیں تو سمجھ لو کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتا ہے لیکن اگر اس کو خوشی نہ ہو اس کے چہرے سے خوشی کا اظہار نہ ہو تو سمجھ لو کہ منافق ہے ایمان لانے کے باوجود بظاہر کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کا حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ

دیکھا اٹھا کے جب نظر پایا آپ کو جلوہ گر

جب آپ کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کیا جائے اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سامنے موجود پاتے ہیں تو آپ کا چہرہ بھی روشن ہو جائیگا اگر چہ روشن نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں ہے اور اگر اندر سے جلتا ہے سڑتا ہے اور وہی کیفیت اس کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے وہ مرجھا جاتا ہے اللہ معافی دے وہ منہ بسورتا ہے اور کہتا ہے کہ کس کا نام لے رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ خالق کا نام لو آپ مخلوق کا نام کیوں لیتے ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے سے اس کا چہرہ بگڑتا ہے اور وہ بے زاری بے قراری محسوس کرتا ہے تو اس کا حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان نہیں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھنے والے کی یہ نشانی ہے کہ جب اس کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیا جائے تو وہ محبت سے عشق سے صدق دل سے آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائے خوشی کا اظہار کرے جھوم جھوم جائے تو اس کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت ہے عشق ہے اور وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان بھی رکھتا ہے اور ایمان والا بھی ہے۔ ایسے شخص کو پھر حضور نبی کریم ﷺ جلوہ گر بھی نظر آتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر جس دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت ہے اور اس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ایک جنگ کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چندہ اکٹھا کرو جنگ کے اخراجات کے لئے چندہ دو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے کل مال کا آدھا حصہ لے آئے آدھا گھر کے لئے چھوڑ آئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کل اثاثہ لے آئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ دیکھو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول چھوڑ آیا ہوں حالانکہ وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ یعنی ان کا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر اس وقت ان کے پاس تشریف فرما ہیں تو ان کے گھر میں بھی تشریف رکھتے ہیں۔ یہ ایمان کی نشانی ہے لیکن اگر وہ نہ سامنے بیٹھے نظر آئیں اور نہ ہی گھر میں نظر آئیں تو پھر رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں ہے۔ **وَتَرَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ** (الاعراف 198) ”اور تو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آتا“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو منافق ہیں کافر ہیں یہ تیری طرف دیکھتے ہیں لیکن ان کو نظر نہیں آتا۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی نظر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے بھی نظر آ رہے ہیں اور گھر میں بھی نظر آ رہے ہیں یہ ساری بات وہی ہے کہ جب تیرے دل میں محبت ہوگی جب تیرے دل میں عشق ہوگا تو پھر ہر دم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری نظر میں ہوں گے۔ یہی ایمان ہے۔ آپ کی ایک پیر بہن ہے اسے ہر لمحہ حضور نبی کریم ﷺ ظاہری نظر آتے ہیں۔ اسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری نظر آتے ہیں اور حضرت سرکار غوث الاعظم بھی ظاہری نظر آتے ہیں۔ وہ بیٹی شیخوپورہ میں ہے اور آجکل حضرت داتا گنج بخش جویریؒ اس کی محفل میں تشریف لاتے ہیں نہ صرف یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نظر آئیں ان کے غلام بھی نظر آتے ہیں۔ یہ ایمان کی نشانی ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق نشانی ہے۔

دیکھا اٹھا کے جب نظر پایا آپ کو جلوہ گر

جان ہیں آپ جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری جان ہیں میرے ایمان کی جان ہیں تو مجھے محسوس ہونا چاہئے میرے دماغ کو محسوس ہونا چاہئے میرے دل کو محسوس ہونا چاہئے میرے ہر عمل سے محسوس ہونا چاہئے میری گفتگو سے محسوس ہونا چاہئے میری آنکھوں سے محسوس ہونا چاہئے۔ کوئی نام لے یا میں خود نام لوں تو میرے عمل سے میرے ظاہر سے پتہ نہیں چلتا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے تو پھر میرا حضور ﷺ پر ایمان ہی نہیں ہے۔ میرے سامنے نام نامی اسم گرامی لیا جائے تو میرے احوال سے پتہ چل جانا چاہئے کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ایمان کا تقاضا کر رہے ہیں۔ جس کو یہ ایمان نصیب ہو جاتا ہے اس کو دونوں ملتے

ہیں جن کی روشنی میں وہ چلتا ہے پھرتا ہے دیکھتا ہے۔ یہ نور حضور نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے ملتا ہے۔ جس طرف سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزر جاتے ہیں یہی نور بکھیرتے جاتے ہیں۔ گلی کو چوں سے گزریں تو وہ بھی آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ اگر کسی درخت کے پاس سے گزریں وہ بھی سلام پڑھتا ہے کسی پتھر کے پاس سے گزریں وہ بھی سلام پڑھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے یہ چیزیں بھی روشن ہو جاتی ہیں منور ہو جاتی ہیں۔ جس شخص پر حضور نبی کریم ﷺ کی نظر پڑ جائے وہ بھی نور والا ہو جاتا ہے۔ اسے بھی نور نظر آنے لگتا ہے اسی نور کی روشنی میں وہ چلتا ہے۔ اور جس کے چہرہ پر اس کی نظر پڑ جائے جس چیز پر اس کی نظر پڑ جائے وہ بھی نور والی ہو جاتی ہے۔ حضرت سلطان العارفين حق باہو کی یہ عظمت تھی کہ اگر کوئی کافر بھی ان کے چہرے کو دیکھ لیتا تو کلمہ پڑھ لیتا تھا۔ بڑا مشہور ہو گیا تھا کہ اگر کسی ہندو نے اپنا دھرم بچانا ہے اپنے مذہب پر قائم رہنا ہے تو وہ حضرت سلطان العارفينؒ کے سامنے نہ جائے۔ اگر کوئی ان کے سامنے جائیگا اور اس پر حضرت صاحبؒ کی نظر پڑ گئی تو وہ مسلمان ہو جائیگا ایسا کیوں تھا اس لئے کہ حضرت سلطان العارفينؒ دونوں والے تھے جو نبی کریم ﷺ نے ان کو عطا فرمائے تھے وہ فرماتے ہیں۔

نال شفاعت سرور عالم چھٹی سارا عالم ہو

میں قربان انہاں توں باہو جہاں ملیا نبی سوہارا ہو

یہ ان کا عقیدہ ہے۔ ہر شعر میں ان کا عشق نمایاں ہے۔ آپ کے اس عقیدے نے ان کو یہ مقام عطا فرمایا کہ جو کافران کے چہرے کو دیکھ لیتا وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت سلطان العارفينؒ بیمار ہو گئے۔ بہت علاج معالجہ ہوا آرام نہ آیا۔ ان دنوں ایک ہندو معالج بہت مشہور تھا۔ مریدین نے فیصلہ کیا کہ اس ہندو معالج کو دکھایا جائے۔ وہ گئے اور اس ہندو معالج سے کہا کہ ہمارے حضرت صاحبؒ بہت بیمار ہیں خود چل کر آ نہیں سکتے۔ سواری پر لانا بھی مشکل ہے۔ ہم آپ کے لئے گھوڑی سواری کا انتظام کر دیتے ہیں آپ خود چل کر نہیں دیکھ لیں۔ اس ہندو معالج نے کہا کہ میں نے سنا ہے جو ان کے چہرے کو دیکھ لیتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے اس لئے میں نہیں جاؤں گا۔ میں نے اپنا دھرم بچانا ہے۔ میں ہندومت نہیں چھوڑنا چاہتا۔ مریدین نے کہا کہ آپ فیس دو گنا چار گنا لے لیں اور چلے چلیں لیکن اس نے جواب دیا کہ فیس کی بات نہیں میں نے مسلمان نہیں ہونا ہے۔ میں اپنا دھرم کیوں چھوڑوں۔ آخر اس نے کہا کہ آپ حضرت

صاحب کی قمیض لے آئیں میں اس کو دیکھ کر سو گھ کر بیماری کا پتہ لگا لوں گا اور علاج معالجہ کر دوں گا۔ وہ مان گئے اور حضرت صاحب کی قمیض لے گئے اس ہندو معالج نے جو نبی قمیض کو سو گھا تو کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو نور عطا فرمادیں تو پھر اس کی قمیض بھی نور والی بن جاتی ہے اور وہ بھی وہی کام کر جاتی ہے جو کام اس قمیض والی ہستی کرتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی اور حضرت سلطان العارفينؒ کی قمیض سے کافر مسلمان ہو گیا۔ حضرت بشر ہائی تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک تربوز بیچنے والا تھا۔ حضرت بشری ہائی نے تربوز خریدنے کے لئے ایک تربوز کو ہاتھ میں لیا پھر چھوڑ دیا اور دوسرا تربوز اٹھایا اور خرید لیا۔ آپ تشریف لے گئے۔ ایک آدمی جو بازار سے دراصل شراب خریدنے کے لئے آیا تھا اس نے دیکھا کہ حضرت صاحب نے فلاں تربوز کو ہاتھ لگایا ہے۔ وہ آدمی ایک عیاش گروہ کا خادم تھا۔ دس آدمی بڑے عیاش شرابی کہابی ایک محل میں بیٹھے تھے انہوں نے کافی شاہی سکے اس آدمی کو دئے تھے کہ وہ جا کر ان کے لئے شراب لے آئے اس آدمی نے سوچا کہ جس تربوز کو حضرت صاحب نے ہاتھ لگا دیا ہے اس کو خریدنا چاہئے اس نے دوکان دار سے کہا کہ یہ تربوز مجھے دے دو۔ دوکان دار بھی جانتا تھا کہ جس تربوز کو حضرت صاحب نے ہاتھ لگا دیا ہے وہ بڑی برکت والا ہے اس نے کہا کہ یہ تربوز نہیں دوں گا یہ تربوز میں اپنے بچوں کے لئے لے کر جاؤں گا۔ کوئی اور لے لو لیکن وہ آدمی اس تربوز کے دام بڑھاتا گیا حتیٰ کہ اس نے کہا کہ میرے پاس جو سکے ہیں یہ سارے لے لو اور تربوز دے دو۔ دوکان دار نے دے دیا۔ اب وہ خادم شراب خریدنے کی بجائے تربوز لے کر واپس گیا اس نے جا کر بتایا کہ بات تو عجیب سی ہے آپ نے مجھے شراب لانے کے لئے بھیجا تھا لیکن میں نے ایک بزرگ کو دیکھا تو میری طبیعت شراب کی طرف اکتا گئی اور اس تربوز کو اس بزرگ نے ہاتھ لگایا تھا میں نے چاہا کہ یہی تربوز خرید کر لے جاؤں۔ میں نے سارے پیسے دے کر یہ تربوز خرید لیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ یہ تربوز میں کھاؤں اور آپ بھی اگر کھائیں تو مہربانی ہے۔ ان دوستوں نے کہا کہ جو پیسے تھے وہ تو گئے اب شراب تو ملنے کی نہیں چلو اب یہ تربوز ہی کھا لو۔ تربوز کا ٹاگیا۔ تمام آدمیوں نے اپنے اپنے حصہ کا تربوز لے لیا اور جو نبی وہ تربوز کھایا تو سب نے کلمہ شریف پڑھ لیا۔ تو بہ تائب ہو کر سیدھے راستے پر آ گئے۔ حضرات کسی دو نور والے بندے کا ہاتھ بھی اگر کسی چیز کو لگ جائے تو وہ بھی نور والی بن جاتی ہے۔ ایک لڑکا ایک شہر میں رہتا تھا اس محلہ میں اس گلی میں ایک ولی کامل بھی قیام پذیر

تھے۔ وہ لڑکا فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو فلاں گلی فلاں محلہ فلاں شہر میں رہتا تھا اور اس گلی میں ایک بزرگ بھی رہا تاش پذیر تھے کیا کبھی تو نے ان سے ملاقات کی تھی۔ عرض کیا کہ یا اللہ ان سے محبت ضرور تھی۔ ان کا ادب دل میں ضرور تھا لیکن ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ کبھی موقع نہیں ملا کہ ان سے ملاقات کروں۔ ان کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس محبت کے صدقے جو تیرے دل میں اس ولی اللہ کی ہے میں تمہیں بخش دیتا ہوں۔ دیکھو کہ وہ لڑکا کبھی اس ولی کامل کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ ملاقات نہیں کی زیارت نہیں کی لیکن جو ادب وہ اپنے دل میں رکھتا تھا اس کے باعث اس کی بخشش ہو گئی۔ وہ بزرگ بھی دونوروں والے تھے۔ جس کسی میں بھی نبی کریم ﷺ کا نور آتا ہے اس کی کیفیت ہی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ بھی نور والے ہیں۔ میاں محمد بخش صاحبؒ کا عقیدہ ہے کہ

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

سرکار غوث الاعظمؒ کا صرف نام لینے سے ہی گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان پر بھی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونور ہیں۔ وہ ان دونوروں کی روشنی میں چلتے ہیں۔ ان کا ظاہر بھی نور ہے ان کا باطن بھی نور ہے۔ ان کا صرف نام لینے سے ہی باطن کی صفائی ہو جاتی ہے۔ باطن میں نور آ جاتا ہے۔ زیارت ہو جائے تو پھر کیا بات ہے۔ اسی طرح کا واقعہ ان کا بھی ہے کہ بغداد شریف میں آپ کے محلہ میں بھی ایک آدمی رہتا تھا وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یا حضرت غوث الاعظمؒ دعا فرمائیں کہ میرے والد صاحب کی بخشش ہو جائے۔ فرمایا کیا میرا مرید تھا؟ عرض کیا کہ نہیں۔ کیا کبھی میرے پیچھے نماز پڑھی؟ نہیں کیا کبھی میرے ارشادات سنے؟ نہیں کیا کبھی میرے مدرسہ میں آیا؟ نہیں۔ کیا کبھی میرا لنگر کھایا؟ نہیں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم آج ان میں سے کوئی عمل اس کے پلے میں ہوتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔ لڑکے نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ دعا فرمائیں کہ میرے والد صاحب کی بخشش ہو جائے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے توجہ فرمائی اور خوش خبری دی کہ بیٹا جاؤ تمہارے والد صاحب کا اللہ تعالیٰ نے بیڑہ پار کر دیا ہے۔ اس کو بخش دیا ہے۔ عرض کیا کہ یا حضرت اس کی بخشش کی وجہ کیا بنی۔ فرمایا کہ ایک روز وہ میرے مدرسہ کے دروازے کے سامنے سے ادب سے گزرا تھا۔ یہ دونوروں والے ہیں۔ یہ نبی علیہ

الصلوة والسلام پر ایمان رکھنے کی نشانی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دونوروں میں سے کچھ حصہ دیتا ہے تو ان کا یہ مقام بن جاتا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور عظمت دیکھیں کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک قبرستان آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر بڑے غم کے آثار ظاہر ہوئے لیکن یکدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر خوشی آ گئی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ابھی آپ افرودہ تھے غمگین تھے اور ابھی آپ خوش نظر آ رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ یہ غمی اور پھر یہ خوشی کس بات پر ہوئی۔ فرمایا کہ مجھے افسوس اس وجہ سے ہوا کہ میں نے دیکھا کہ یہ سارے قبرستان والے عذاب میں مبتلا تھے ہوا تیز چل رہی تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی کا ایک بال اڑ کر اس قبرستان میں جا گرا۔ اس بال کے صدقے اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے۔ یہ وہ ہستی ہے کہ جس کو نور مصطفیٰ ﷺ سامنے بھی نظر آتا ہے اور گھر میں بھی نظر آتا ہے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے ان کا نام لے لیں ان کے بال مبارک کی بات کر لیں ان سے متعلقہ کسی چیز کا ذکر کر لیں تو یہ دراصل ذکر ہے۔ کسی طرح سے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر لیں یہ ذکر صالحین ہے اور ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ ہم ذکر صالحین ہی کر رہے ہیں۔ حضرت بشری باقی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے۔ تو رحمت کا نزول ہو رہا ہے نا۔ اور یہ وہ ہستیاں ہیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نور کا حصہ ملا ہوا ہے۔ ان کو مسجد میں اپنے سامنے تشریف فرما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتے ہیں تو اسی طرح سے اسی وقت اپنے گھر میں بھی نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہ مسئلہ ہے کہ جب آپ گھر میں داخل ہوں اور وہاں اہل خانہ یا کوئی افراد موجود ہوں تو کہو کہ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو۔ گھر خالی ہو۔ بندے نہ ہوں تو کہو السَّلَامُ عَلَیْکَ يَا رَسُولَ اللہ ﷺ مجھے اس شخص کی زیارت ہے جو کہتا ہے کہ وہ جب بھی گھر میں جاتا ہے یا گھر سے باہر جاتا ہے تو عرض کرتا ہے کہ السَّلَامُ عَلَیْکَ يَا سَيِّدِی يَا رَسُولَ اللہ ﷺ تو حضور نبی کریم ﷺ اسے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کے سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں وہ خوش نصیب شخص اسی آپ کے شہر فیصل آباد میں ہے اور موجودہ دور کی بات ہے کوئی پرانے زمانے کی بات نہیں ہے۔ وہ شخص اب بھی موجود ہے۔ سارے زمانے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں جو زمانے گزر گئے یا گزر رہے ہیں اور جو ابھی آنے

والے ہیں یہ تمام زمانے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی زمانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نور مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت ابوالحسن خرقائی کا ایک مرید کسی مدرسہ میں حدیث شریف کا درس لینے کے لئے جانا چاہتا تھا۔ حضرت صاحب نے اسے بلایا اور فرمایا کہ حدیث شریف کی کتاب لاؤ اور پڑھو۔ وہ کتاب لے آیا پڑھنا شروع کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقائی نے فرمایا ہاں درست ہے یہ حدیث پاک حضور نبی کریم ﷺ کا ہی فرمان ہے۔ آگے پڑھو۔ جب اگلی حدیث شریف پڑھی تو حضرت ابوالحسن خرقائی نے فرمایا کہ یہ آدھی عبارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے اور اس کے بعد کا حصہ جو پہلے حصہ کے عربی متن سے ملتا جلتا ہے ہم وزن ہے ہم مضمون ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں ہے۔ یہ کسی نے نفس مضمون سے ملتا جلتا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔ پھر اگلی حدیث شریف پڑھی تو فرمایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں ہے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کو یہ کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ یہ آدھی حدیث پاک صحیح ہے فرمایا کہ تم کتاب دیکھ کر حدیث شریف پڑھتے ہو لیکن میرے سامنے کتاب نہیں بلکہ حدیث شریف والے کا چہرہ ہوتا ہے اور مجھے وہ فرما دیتے ہیں کہ یہ ان کا فرمان ہے کہ نہیں ہے۔ یہ دونوں والے ہیں ان کو ہر جگہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل رہتا ہے۔ ایک بات وہ اور فرماتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی بزرگ ہیں وہ سب دو نوروں والے ہیں اور ان کی سوئی ہمیشہ مدینہ شریف پر ہی اٹکی رہتی ہے۔ ادھر ادھر نہیں جاتی۔ سوئی سے مراد ہے جان۔ توجہ یعنی ان کی توجہ ہر وقت مدینہ شریف کی ہی طرف رہتی ہے۔ خانہ کعبہ بھی ہے بیت المقدس بھی ہے اور بھی بڑی متبرک جگہ ہیں۔ بڑی بڑی عظمت والی جگہ ہیں۔ ایک فرقہ ایسا ہے کہ جو سارا زور صرف اس بات پر ہی لگاتا ہے کہ خانہ کعبہ میں جو کوئی ایک رکعت نماز پڑھے اسے ایک لاکھ رکعت نماز کا ثواب ملتا ہے اور اگر وہی ایک رکعت مسجد نبوی میں پڑھو تو اس کا ثواب پچاس ہزار رکعت کے برابر ملتا ہے۔ چند یوم اگر مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو یہ مسجد نبوی سے کروڑوں اربوں رکعت زیادہ کا ثواب مل جاتا ہے۔ لیکن جو دونوں والے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مسجد الحرام کو چھوڑو اس کی زائد رکعتوں کے ثواب کو چھوڑو اور مسجد نبوی میں ہی نماز پڑھو۔ لیکن یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم دیکھو کہ ایک اہل حدیث مولوی صاحب ہیں جنہوں نے چھ کتب احادیث مبارکہ سے متعلق لکھی ہیں اور ان میں جو احادیث مبارکہ کا انتخاب فرمایا ہے وہ بہت محنت اور سختی سے کیا ہے جہاں ذرہ بھر بھی انہیں شک گزرا کہ یہ حدیث ان کے

عقیدے کے مطابق صحیح نہیں ہے انہوں نے فوراً اس کو کاٹ دیا ہے۔ یعنی احادیث کے انتخاب میں وہ حد سے زیادہ محتاط ہیں اور تمام محدثین اور علماء کرام ان کے اس احتیاط سے بخوبی واقف ہیں۔ اس مولوی صاحب نے تمام احادیث مبارکہ کی کاٹی چھانی کر کے جو احادیث مبارکہ اپنے مجموعہ میں تحریر کی ہیں ان سے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ یہ احادیث مبارکہ بالکل صحیح ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں میں نے بیت المقدس جانا ہے۔ فرمایا کہ کیا وہاں تیری کوئی رشتہ داری ہے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کیا تو کوئی تجارت کی غرض سے جا رہا ہے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا پھر تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا ہے کہ بیت المقدس میں ایک رکعت کا ثواب باقی تمام مساجد کی ایک رکعت سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے میں نے وہاں جا کر نماز ادا کرنی ہے۔ فرمایا کہ پھر سن لو کہ جو کوئی میری مسجد میں نماز ادا کرے گا اس کو ہر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ اس نے حساب لگایا کہ مسجد نبوی میں ایک رکعت بیت المقدس کی ایک ہزار رکعت کے برابر ہے۔ اور بیت المقدس کی ایک رکعت کسی دوسری مسجد کی ہزار رکعت کے برابر ہے تو یعنی مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز کا ثواب کسی دوسری مسجد کی ہزار ضرب ہزار یعنی دس لاکھ رکعت کے ثواب کے برابر ہوگا۔ اب کسی دوسری مسجد میں مسجد الحرام بھی آتی ہے۔ لہذا مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز پڑھنے کا ثواب مسجد الحرام میں دس لاکھ نماز کے برابر ہوگا۔ یہ سمجھو کہ بیت اللہ شریف یعنی خانہ کعبہ میں دس لاکھ رکعت نماز پڑھیں تو اس کا ثواب اتنا ہوگا کہ جتنا مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز پڑھنے سے مل جائیگا فرماتے ہیں کہ اس اہل حدیث مولوی صاحب کی تمام تر کوشش کے باوجود بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ چھپ نہیں سکی۔ بلکہ اور زیادہ اجاگر ہو کر سامنے آتی ہے۔ اس لئے ہی فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی سوئی مدینہ شریف میں ہی اٹکی ہوئی ہے۔ یہ علماء اہل سنت کا احسان ہے کہ وہ ایسی چیزیں ہمیں ڈھونڈ کر دیتے ہیں ورنہ ہمیں ایسی عظمت کا علم کس طرح سے ہو۔ ورنہ اس سے پہلے تو ہمیں صرف یہی علم تھا کہ بیت اللہ شریف میں ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے۔ اس حدیث شریف کے ہمارے علم میں آ جانے سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اہل سنت بریلوی حضرات اور بزرگوں کی سوئی کیوں ہر وقت مدینہ شریف کی طرف ہی اٹکی رہتی ہے۔ یہ دونوروں والے ہیں اور اس نور کی روشنی میں ہی دیکھتے ہیں اور ان کی راہنمائی ہمیں بھی

کام دے دیتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور فرمایا کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کی تو مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ لوگ ثواب کے پیچھے بھاگتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عطا فرما رہے ہیں۔ ثواب لے کر کیا کرنا ہے آپ نماز پڑھتے ہیں ثواب ہے نا۔ اس ثواب کا کوئی مقصد تو ہوگا کہ جنت ملنی ہے۔ لیکن تو اگر میرے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو تمہیں جنت پہلے ہی مل جانی ہے۔ بلکہ لوگ فرماتے ہیں کہ حاجی جب گھر سے چلے یا عمرہ کرنے والا گھر سے چلے۔ ٹکٹ اس کی جیب میں ہے جہاز بھی تیار ہے لیکن جانیں سکا۔ ادھر ہی فوت ہو گیا۔ اس کے دل میں اس کی فکر میں شوق تھا کہ اس نے روضہ اقدس پر حاضر ہونا ہے لیکن موت آگئی نہیں جا سکا۔ تو پہلا قدم جو اس نے گھر سے نکالا کہ وہ مدینہ شریف جا رہا ہے اسی قدم پر اسی لمحہ اسے جنت عطا ہو گئی صرف اس لئے کہ وہ مسجد نبوی اور روضہ اقدس پر جانے والا تھا۔ اگر اس کا ارادہ یہ نہ تھا بلکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ خانہ کعبہ جائے گا تو شاید بیت اللہ شریف کا حج تو اسے مل جائے بلکہ کہتے ہیں کہ حج بھی روضہ اقدس پر جا کر ہی قبول ہوتا ہے۔ حج بھی زیارت روضہ اقدس کے طفیل ہی قبول ہوتا ہے۔ ہمارے بزرگ خواہ پڑھے ہوئے ہوں یا نہ پڑھے ہوئے ہوں لیکن ان کی سوئی ہمیشہ مدینہ شریف پر جا کر ہی اٹکتی ہے۔ اس لئے ان کی منزل ان کا مقصد ان کی انتہا صرف مدینہ منورہ میں جا کر ختم ہوتی ہے۔ اور جو کوئی مدینہ شریف کو اپنی سوچ میں اپنی فکر میں ہمیشہ رکھتا ہے تو اس کو اس کا صلہ بھی ملتا ہے مرتبہ بھی ملتا ہے۔ تقسیم برصغیر سے پہلے کی بات ہے۔ چکوال میں ایک ہندو لڑکی تھی اسے حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی اور وہ ہر وقت یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ کہنے لگی۔ اس کے گھر والے اور اس کے والد صاحب اس سے بہت ناراض ہوئے کہ تو رام رام کا ورد کرنے کی بجائے یہ کیا کہہ رہی ہے۔ لڑکی نے کہا کہ مجھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عشق ہو گیا ہے اب تو جو چاہے سزا دے۔ والد نے اس لڑکی کو گھر نکال دیا وہ چکوال کی گلیوں میں پھرتی پھرتی رہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیتی رہی۔ رات ہو گئی تو وہ لڑکی گلی میں ہی مر گئی۔ صبح کسی نے دیکھا کہ یہ تو وہی لڑکی ہے۔ کیونکہ اس کا چرچا تو عام ہو گیا تھا۔ اب اس کے مرنے کی اطلاع ملی تو ہندو بھی آگئے اور مسلمان بھی اکٹھے ہو گئے۔ ہندو کہنے لگے کہ ہماری بیٹی ہے رام رام کرتی ہے ہم نے اسے جلانا ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ مسلمان ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کا ورد کرتی رہی ہے ہم نے اسے دفن کرنا ہے اگر رام رام کرتی تھی تو تم نے گھر سے کیوں

نکال دی تھی۔ اب یہ ہماری ہے۔ مسلمان کامیاب ہوئے اور انہوں نے اسے دفن کر دیا۔ اسی رات مدینہ شریف میں ایک آدمی فوت ہو گیا۔ دوستوں نے اسے وہیں دفن کر دیا۔ دفن کرنے کے دوران اس کے ایک دوست کا بٹہ قبر میں رہ گیا۔ اسے بہت فکر ہوئی کہ تمام پیسے وغیرہ بھی بٹے میں تھے اب کیا کرے ویسے بھی سعودی عرب میں ہے لوگ شاید اسے قبر دوبارہ نہ کھودنے دیں۔ وہ رات کو اکیلا آیا اور ایک طرف سے قبر سے مٹی ہٹائی اور لحد تک پہنچ گیا۔ جب آگے ہاتھ کیا تو قبر کے اندر سے آواز آئی کہ میں پردے دار عورت ہوں۔ آگے مت آنا۔ وہ بہت حیران کہ یہ قبر اس کے دوست کی ہے ابھی تو اس کو دفن کر کے گئے ہیں۔ بہر حال اس نے حوصلہ کیا اور کہا کہ اس قبر کے اندر میرا بٹہ رہ گیا ہے وہ تو مجھے دیدیں۔ اندر سے آواز آئی کہ میں چکوال پاکستان کی رہنے والی ہوں۔ وہاں فوت ہوئی دفن ہوئی تو فرشتے مجھے اٹھا کر یہاں لے آئے ہیں اور تیرے دوست کو بمعہ تیرے بٹے کے وہاں لے گئے ہیں۔ اگر اب تو اپنا بٹہ چاہتا ہے تو وہاں سے جا کر لے آؤ۔ اسے اس منتقلی کا اور بھی زیادہ تعجب ہوا وہ جیسے نہ کیسے پاکستان آیا چکوال پہنچا اور وہاں کے لوگوں سے اس لڑکی کی قبر سے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے نشان دہی کر دی اس نے لوگوں کو بتایا کہ وہ لڑکی اب یہاں نہیں ہے وہ مدینہ شریف جا چکی ہے اور یہاں میرا دوست ہے اور اس طرح سے میرا بٹہ بھی اس قبر میں ہے میں نے وہ اپنا بٹہ لینا ہے۔ اب لوگوں کو بھی شوق ہوا کہ دیکھیں یہ کیا ماجرا ہے ویسے تو وہ شاید قبر کشائی نہ کرنے دیتے۔ کفن دفن تو پہلے ہی جھگڑے سے ہوا تھا۔ لوگوں نے قبر کشائی کی اجازت دی تو دیکھا کہ وہاں واقعی لڑکی نہیں تھی بلکہ ایک آدمی لیٹا ہوا تھا اور بٹہ بھی موجود تھا۔ جس کا دل مدینہ میں نہ ہو تو اس کی میت بھی مدینہ شریف میں نہیں رہتی۔ اور جس کا دل مدینہ شریف میں ہو اس کی میت چکوال میں نہیں رہتی۔ جب آپ اپنے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کو محسوس کریں اور آپ کو جنبش آئے اور تمنا ہو کہ کہیں دیکھنے سے پہلے مرنے جاؤں یا رسول اللہ ﷺ تو یہی کافی ہے۔ اور وہ مرجائے تو اس کی میت اس ملک میں یا اور کہیں نہیں رہتی بلکہ وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچ جاتی ہے۔ ایک بات اور ہے کہ جب محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا وصال ہوا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ حضرت شاہ رکن عالم پڑھائیں۔ وصیت کی تعمیل کی گئی اور نماز جنازہ کے بعد حضرت شاہ رکن عالم نے ہی حضرت محبوب الہی کے جسد مبارک کو قبر میں رکھا اور باہر آئے تو نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر گئے۔ لوگوں نے پکڑا۔ ہوش آئی پانی پلایا گیا تو عرض کیا کہ حضرت صاحب کیا ہوا۔ آپ تو ماشاء اللہ خود ولی کامل ہیں پھر

کیا یہ قبر کا کوئی خوف طاری ہوا۔ فرمایا نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ بلکہ جو جلوہ میں نے دیکھا ہے وہ آپ لوگوں نے نہیں دیکھا اگر دیکھ لیتے تو شاید تمہارا بھی یہی حال ہوتا۔ فرمایا کہ جب میں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی کو قبر میں اتارا تو وہاں حضور نبی کریم ﷺ ان کے استقبال کے لئے موجود تھے اور آپ ﷺ نے مجھ سے لے کر انہیں اپنے بازوؤں مبارک میں تھام لیا۔ میں یہ نظارہ برداشت نہیں کر سکا تو مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ یہ دونوں والے ہیں جن کو دونوں مل جاتے ہیں تو وہ پھر انہی کا ہو جاتا ہے۔ انہی کے قدموں میں رہتا ہے۔ اور آپ ﷺ خود ہی سنبھالتے ہیں اور خود وصول بھی کرتے ہیں ولادت باسعادت۔ معراج شریف اور بعد از وصال بھی حضور نبی کریم ﷺ یہی عرض کرتے رہے کہ یا اللہ میری امت میرے حوالے کر دے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتًا اب یہ جس طرح کہ میری کاپی ہے میں اس پر پنسل سے لکھوں یا پن سے لکھوں۔ لکھوں یا نہ لکھوں اسے اپنے پاس رکھوں یا گھر چھوڑ آؤں یہ میری مرضی ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت مجھے دیدے۔ اب یہ بات اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان ہوئی ہے اور ہم اسی کا حوالہ دے کر عرض کرتے ہیں۔

میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے

اے خدا اس بات کا واسطہ ہے کہ ہمیں معاف کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پڑھ لیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وہ انشاء اللہ جنت میں جائیگا۔ ایک بات یہ ہوئی اور ایک بات وہ کہ یا اللہ میری امت میرے حوالے کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی بات نہیں ٹالتے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑا لمبا سجدہ کیا اور پھر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر دوسری بار سجدہ میں چلے گئے۔ لمبا سجدہ کیا اور اٹھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تیسری بار پھر سجدہ میں چلے گئے اور اٹھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اتنے لمبے لمبے سجدے کئے اور پھر شکر بھی ادا کیا۔ آج یہ کیا بات ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں پہلا سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ایک تہائی حصہ کو بخش دیا میں نے اس کا شکر ادا کیا۔ میں نے دوسرا سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی مزید میری امت کو بخش دیا میں نے پھر اس کا شکر ادا کیا میں نے تیسرا سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے باقی ایک تہائی امت کی بھی بخشش فرمادی تو میں نے اس کا شکر ادا کیا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یا تو اپنی آدمی امت کی بخشش کرا لیں یا پھر شفاعت کا اذن

لے لیں۔ یعنی یا تو یہ کہ آدھی امت بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلی جائے گی یا یہ کہ شفاعت کا شعبہ۔ اذن لے لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شفاعت مانگ لی کیونکہ اس میں امید تھی کہ ساری امت کی بخشش ہو جائیگی۔ یہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ میں بات ہے۔ محبوب اور محبت کی بات ہے لیکن اس سے جو بات نکلتی ہے اس سے میری اور تیری بخشش ہو جانی ہے باتیں تو محبوب اور محبت میں ہو رہی ہیں عاشق اور معشوق میں ہو رہی ہیں طالب و مطلوب میں ہو رہی ہیں عابد اور معبود میں ہو رہی ہیں اور بڑی راز دارانہ طور سے ہو رہی ہیں لیکن کام کس کا بن رہا ہے۔ کام میرا اور تیرا بن رہا ہے۔ کسی جگہ بھی حضور نبی کریم ﷺ نے خاص اپنی غرض ظاہر نہیں فرمائی۔ ہر جگہ ہماری غرض ہی سامنے رکھی ہے آخر میں ایک بات عرض کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقائی کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ قبر میں رکھ دیا گیا۔ منکر نکیر تشریف لے آئے اور سوال کرنے شروع کر دئے **مَنْ رَبُّكَ** تیرا رب کون ہے **مَا دِيْنُكَ** تیرا دین کیا ہے۔ اس مرید کو کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔ سخت پریشانی میں تھا کہ حضرت ابوالحسن خرقائی قبر میں تشریف لے آئے اور نکیرین کے سوالوں کے جواب دینا شروع کر دئے فرشتوں نے کہا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں اور یہاں کیسے تشریف لائے ہیں اور سوال آپ پر تو نہیں ہو رہے ہیں کہ جواب آپ دے رہے ہیں۔ حضرت ابوالحسن خرقائی نے فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے اور اس وقت مشکل میں تھا۔ پیر کا کام ہے کہ وہ اپنے مرید کی مشکل کے وقت مدد کرے اس لئے میں یہاں آ گیا ہوں۔ بلکہ میں حشر میں میزان پر پل صراط پر بھی اس کی مدد کرونگا۔ سبحان اللہ یہ نور والے ہیں یہ دونوں والے ہیں یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے نور عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی اور اس نور میں حصے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ کریم سلطانی صاحب کی تقریر سن کر یہ چند باتیں عرض کر دی ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب فیصل آباد 11/08/97

حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔ معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

اندھیرے دور ہوئے دیکھو نور چھایا ہے
پڑھو درود سبھی کملی والا آیا ہے

یہ نیازی صاحب کا شعر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں تو تمام اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ نیازی صاحب کا یہ بیان جو ہے یہ کئی ایک احادیث مبارکہ کا ترجمہ ہے تفسیر ہے۔ قرآن مجید نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں فرمایا ہے کہ **سِرَاجُ الْمُنِيرِ** (الاحزاب 46) ہیں پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس کتاب آئی ہے اور نور آیا ہے۔ **قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ** (المائدہ 15) یہاں جو نور آیا ہے اس سے متعلق مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ ہیں اور فرمایا **يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ** (التوبہ 32) ”وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھا دیں“ یہاں بھی نور سے مراد حضور نبی کریم ﷺ ہیں یہ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے نور ہونے سے متعلق متعدد احادیث مبارکہ ہیں۔ بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے جواب عطا فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا۔ ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔ **خَرَجَ مِنِّي نُورًا** مجھ سے ایک نور نکلا۔ اور فرماتی ہیں کہ ایسا نور نکلا جس سے میرے کمرے میں ایسی روشنی پھیلی کہ ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے تین ہزار میل دور بصرہ کی گلیوں میں چلتے اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔ اور بھی احادیث مبارکہ ہیں کہ جن سے حضور نبی کریم ﷺ کا نور ہونا ثابت ہے۔ لیکن

اعتراض کرنے والا کبھی اعتراض بغیر رہ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اعتراض کرنے والوں کا جواب دے سکیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور عظمت بیان کرتے رہیں۔ ایک اعتراض یہ ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور میں تو پھر جب آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں تو روشنی کیوں نہیں ہوتی۔ مثال دیتے ہیں کہ یہ بجلی کی ٹیوب ہے بلب ہے جب یہ روشن ہوتے ہیں تو روشنی بکھیرتے ہیں۔ اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔ یہ بلب یا ٹیوب روشنی کا منبع ہیں۔ ٹیوب یا بلب جلتی ہے تو روشنی ہوتی ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو پھر روشنی کیوں نہیں ہوتی یہ بظاہر کتنا بڑا اعتراض ہے۔ ٹیوب کی روشنی روٹی نہیں کھاتی پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روٹی کیوں کھاتے ہیں ٹیوب کی روشنی کے بیوی بچے نہیں ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی اور بچے کیوں ہیں حضرات جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف کرنے والا اللہ تعالیٰ صحابہ کرام اولیاء اللہ موجود ہوتے ہیں وہاں شیطانی ٹولہ بھی ساتھ ہی ہوتا ہے یہ دو جماعتیں ایک دوسرے کے خلاف ازل سے ہیں ابد تک رہیں گی حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ اعتراض ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ ان کے منہ توڑ جواب بھی ملتے رہیں گے اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے روشنی نہیں ہوتی۔ اس اعتراض کا ایک تو الزامی جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی نور ہے اور ہر جگہ ہر وقت موجود ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں روشنی کیوں نہیں ہوتی۔ رات کو بھی اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں تو رات اندھیری کیوں رہتی ہے۔ یہ ٹیوب بند کر دیں تو اندھیرا چھا جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو موجود ہے۔ دوسری بات کہ ہر شخص کے ساتھ زیادہ نہیں تو کم از کم دو فرشتے کراماً کاتبین تو ہر وقت موجود ہیں۔ فرشتے نوری ہیں پھر ان سے روشنی کیوں نہیں نکلتی۔ قرآن مجید بھی نور ہے پھر جب ہم اس کو کھولتے ہیں تو اس سے روشنی کیوں نہیں نکلتی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ فرشتے نوری ہیں لیکن نظر نہیں آتے قرآن حکیم نور ہے نظر نہیں آتا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کو دیکھنے کے لئے بھی نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت ہے۔ حضرت آمنہؓ کو روشنی نظر آئی درود یوار روشن ہو گئے اور ایسی نظر عنایت ہو گئی کہ حضرت آمنہؓ کو تین ہزار میل تک نظر آ رہا ہے۔ حدیث شریف ہے کہ بصرہ کی گلیوں میں چلنے والے اونٹوں کی روشن گردنیں نظر آئیں۔ یہ حضرت آمنہؓ کو تو نظر آیا ہے باقی دوسروں کو نظر کیوں نہیں آیا۔ پہلے نگاہ مصطفیٰ ﷺ بناؤ پھر نظر آ جائے گا۔ کیونکہ وہ نور دیکھنے کے لئے ایمان کی ضرورت ہے۔ ایمان چاہئے عرفان چاہئے کسی کی نظر

عنایت چاہئے پھر وہ جو مرضی آئے دکھا دیتے ہیں۔ ایسے لوگ موجود ہیں جو اس محفل سے نکلنے والی روشنی کو دیکھتے ہیں اس سے نکلنے والی خوشبو کو سونگھتے ہیں نہ سب کو یہ نور نظر آتا ہے نہ ہی سب کو یہ خوشبو آتی ہے۔ بس یہ ان کے کرم کی بات ہے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ایسے خوش نصیب لوگ بھی موجود ہیں جو اندھیرے میں بھی قرآن کھول کر پڑھتے ہیں ان کو اندھیرا میں بھی قرآن اسی طرح روشن نظر آتا ہے جس طرح سے کہ دوسرے لوگوں کو اجالے میں نظر آتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کی دربار پر جو پہلے مسجد ہوتی تھی جواب شہید کر دی گئی ہے اس سے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس کا قبلہ رخ نہیں ہے۔ حضرت داتا گنج صاحبؒ نے تمام لوگ جو اعتراض کرنے والے تھے ان کو بلا لیا اور فرمایا کہ آج نماز مغرب آپ میرے پیچھے پڑھیں۔ لوگ آگئے۔ نماز شروع ہوئی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ بالکل سامنے ہے اور مسجد کا رخ بالکل صحیح سمت میں ہے۔ یہ لاہور کی بات ہے بیت اللہ شریف سے ہزاروں میل دور کی بات ہے اور صدیوں بعد کی بات ہے اگر کوئی دکھانے والا ہو تو وہ یوں بھی دکھا دیتا ہے۔ آج تو حاجی صاحب نے ساری نعت ہی اس پر پڑھی ہے کہ جس محفل میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے اس محفل سے نور نکلتا ہے۔ خوشبو نکلتی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آج کی اس محفل میں بھی ایسے خوش نصیب تشریف رکھتے ہیں کہ جو اس روشنی کو بھی دیکھنے والے ہیں اور اس خوش بو کو بھی سونگھنے والے ہیں اب اگر کوئی نابینا ہے یا آنکھیں تو ہیں لیکن کسی نگاہ والے کی نظر میں نہیں آئیں تو اسے کیا نظر آئے گا۔

دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حضرات یہ نور یہ روشنی دیکھنے کے لئے نگاہ کی ضرورت ہے۔ بصارت کی نہیں بصیرت کی ضرورت ہے۔ اب چاند نکلا ہوا ہے سب کو نظر آ رہا ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ اسے نظر نہیں آتا تو یہ اس کی نظر کا قصور ہے۔ اس کی آنکھ کی خرابی ہے یا چاند کا قصور ہے؟ اس کی آنکھ کا قصور ہے وہ اپنی نظر بنوائے۔ چمکا ڈالنا لنگی رہتی ہے آنکھیں بند کئے رہتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج نظر نہیں آ رہا ہے سورج تو سارے زمانے کو نظر آ رہا ہے تو اسے نظر کیوں نہیں آ رہا ہے۔ وہ سیدی ہو جائے آنکھیں کھولے اور پھر دیکھے کہ سورج ہے یا نہیں ہے۔ بعض بندے اپنی بے ایمانی کی وجہ سے اٹلے لٹکے ہوئے ہیں اس لئے ان کو نظر نہیں آتا۔ دوسرا اعتراض کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں تو پھر روٹی کیوں کھاتے ہیں ان کی بیوی کیوں ہیں اولاد کیوں ہے یہ اعتراض بھی بنتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر بات کا جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود جواب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی مثالیں بیان فرمائی ہیں کہ اعتراض کرنے والا اگر اعتراض سے پہلے ان مثالوں کو ذہن میں رکھے ان کو مد نظر رکھے تو اعتراض از خود ختم ہو جاتا ہے۔ یا بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں نورانی ہیں قرآن مجید فرما رہا ہے کہ وہ دنیا میں آئے اور بشری حالت میں بندے کی شکل میں آئے عورت سے صحبت بھی کی کھانا بھی کھاتے تھے نور والے فرشتے عورت سے صحبت کر سکتے ہیں روٹی کھا سکتے ہیں تو پھر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں یہ سب کچھ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی مثال بنا دی ہے کہ جواب دینے کے لئے مواد مل جائے اور میرے مخلص بندے بھی اعتراض سن کر بھٹک نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ مثالیں دے دے کے سمجھاتے ہیں۔ **وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَاسٍ لِّعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ** (الحشر 21) ”اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ سوچیں“ ہاروت اور ماروت کی مثال موجود ہے انہوں نے عورت کے ساتھ صحبت کی ہے انہوں نے روٹی کھائی ہے۔ وہ کر سکتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نور ہوتے ہوئے کیوں نہیں کر سکتے۔ جنت میں حوریں ہیں۔ وہ بھی نور ہیں۔ جب کوئی جنتی آدمی جنت میں جائے گا تو وہاں اللہ تعالیٰ اس کی ہر خواہش کو پورا کرے گا۔ اس کے لئے وہی ہے جو وہ چاہے گا۔ وہ خواہش کرے گا کہ یا اللہ میرا بیٹا پیدا ہو۔ جوان ہو جائے ابھی اس کی شادی ہو۔ دھوم دھام سے اس کا ولیمہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی خواہش پوری کرے گا۔ حور کسطن سے اس کا بیٹا پیدا ہو جائے گا۔ باقی کہانی کو چھوڑ لیکن یہ دیکھو کہ حور نے بچہ تو جنا ہے۔ اگر حور کی اولاد ہو سکتی ہے تو پھر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہے تو کیا ہو گیا ہے؟ یہ حدیث پاک ہے کہ حور بچہ جنے گی میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں اور جو اعتراض کرنے والے ہیں وہ بھی حدیث شریف پڑھتے ہیں اور جو جواب دیتے ہیں وہ بھی جانتے ہیں حور کی اولاد ہو سکتی ہے تو پھر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اگر ہے تو اعتراض کیوں بنتا ہے۔ اَلْخُصْرَت فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اگر اندھے کو نظر نہیں آتا تو اس کی نظر کا قصور ہے وہ اپنی نظر بنوائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد

نبوی میں منبر شریف پر بیٹھے ہوئے ہزاروں میل دور ایران کی پہاڑیوں میں اسلامی لشکر جنگ کرتے ہوئے نظر آ رہا تھا۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ فوجیں کس طرح لڑ رہی ہیں کہاں سے کدھر سے حملہ ہو رہا ہے۔ پہاڑ کے پیچھے کیا ہو رہا ہے اور جب دیکھا کہ اسلامی لشکر پر پہاڑ کے عقب سے حملہ ہو رہا ہے تو فرمایا **رَسَاوِیْتُمُ النَّجَبِلِ** منبر رسول پر بیٹھ کر جمعہ کی نماز کے خطبہ میں آپ نے فرمایا **رَسَاوِیْتُمُ النَّجَبِلِ** حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نصیب ہیں کہ ان کی نظر بنی ہوئی ہے اور جس کی نہیں بنی ہوئی ہے وہ بنوالے۔ اعتراض کیوں کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانو گے تو دوزخ تمہیں پل صراط سے گزرنے نہیں دے گی۔ پل صراط سے صحیح سلامت گزر جانا صرف اس کی قسمت میں ہے جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتا ہے۔ دوزخ میں فرشتے ہیں ان کی ڈیوٹی وہاں لگی ہوئی ہے دوزخ کا دار و غم مالک ہے کیا دوزخ ان فرشتوں کو جلاتی ہے۔ نہیں جلاتی کہ وہ نور ہیں اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہوئے ہیں آپ نہ مانیں تو تمہاری مرضی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس نور سے شعاعیں نکلیں تو ان سے ساری کائنات بن گئی فرشتے بن گئے کرسی عرش فرش لوح و قلم زمین آسمان بن گئے۔ روحیں بن گئیں۔

خاکی و نوری نہاد بندو و مولا صفات

یہ علامہ اقبالؒ کا عقیدہ ہے کہ ہم خاکی ہیں لیکن ہماری بنیاد نور ہے۔ نور مصطفیٰ ﷺ ہے جس نے اس نور سے حصہ لے لیا اس کا بیڑہ پار ہو گیا اب اگر تو کہے کہ نہیں نہیں نور نہیں میں تو خاکی ہوں تو پھر تو خاکی بنا رہا تاکہ دھکے کھاتا رہے۔ آپ کہیں کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اس کو نہ چھیڑا جائے اس کے بغیر بھی گزارہ ہو سکتا ہے۔ جان لو کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے مان جاؤ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ ید بیضا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ اپنا ہاتھ مبارک بغل سے نکالتے تو وہ روشن ہو جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں ان کا ایک ہاتھ نور بن سکتا ہے تو کیا حضور نبی کریم ﷺ کا سارا جسم مبارک نور نہیں بن سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا ہے لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ جب آپ زمین پر پھینکتے ہیں تو اڑدھا بن کر جادو گروں کے رسیوں سے بنائے ہوئے سانپ کھا جاتا ہے اور جب دوبارہ پکڑتے ہیں تو پھر وہی عصا۔ اس کا کیا مطلب کہ اگر لکڑی بھی کسی نورانی ہاتھ سے نکلتی ہے تو اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔

وہ عصاء اگر کھا سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جن کے نور سے عصاء بنتے ہیں وہ کیوں نہیں کھا سکتے۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ عصاء نے سانپ بن کر کھایا ہے وہ کھا سکتا ہے تو نور والے کیوں نہیں کھا سکتے۔ لہذا نور والا بھی کھا سکتا ہے۔ اس کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔ اگر وہ نورانی صورت میں نظر آئیں تو ان کا کرم اگر نہ آئیں تو اعتراض نہ کرو۔ مشہور بات ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک روز حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو تاب نہ لاسکیں اور بے ہوش ہو گئیں۔ ہوش میں آئیں تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج عجیب پر کیف نظارہ تھا۔ یہ کیا تھا۔ فرمایا عائشہ صدیقہؓ مجھ پر ستر ہزار نور کے پردے ہیں۔ میں نے ایک پردہ ذرا سا ہٹایا تو بے ہوش ہو گئی۔ یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے اس کو دیکھنے کے لئے بھی آنکھیں چاہئیں۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا نظارہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ایک اعتراض یہ آتا ہے کہ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور تم بھی کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضور نبی کریم ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا گویا کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حصہ ہیں اس لئے وہ بھی مشرک ہیں اور تم بھی مشرک ہو۔ آؤ قرآن مجید پڑھو وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر 29) ”اور میں اس میں اپنی روح پھونک دوں۔“ میں نے پھونکی اپنی روح حضرت آدم علیہ السلام میں۔ یہاں رُوْحِيْ ہے وہاں نُورِوہ ہے باتیں دونوں ایک ہیں رُوْحِيْ یَانُورِوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ روح سے بھی پاک ہے اور نور سے بھی پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ اس کے کرم ہیں اس کے فیض ہیں اس کے منصوبہ ہیں۔ مکان کی تعمیر کرنے سے پہلے آپ مکان کا منصوبہ بناتے ہیں اس منصوبے سے خاکہ بنتا ہے پھر خاکہ کے مطابق بنیاد رکھتے ہیں دیواریں بنتی ہیں چھت بناتے ہیں پورا مکان بن جاتا ہے۔ یہ خاکہ جس کے دماغ میں آیا ہے کیا یہ اس کے جسم کا حصہ ہے اس کے دماغ کا حصہ ہے۔ نہیں بلکہ یہ ایک خیال ہے۔ تصور ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا حصہ نہیں ہیں بلکہ اس کا منصوبہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا منصوبہ ہیں اور ہم ان کے منصوبہ ہیں۔ لہذا یہ شرک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح سے پیدا فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ نور بن کر نہیں بلکہ انسانی شکل میں جاؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بندے کی شکل میں تشریف لائے۔ حضرت مریمؑ بیٹھی تھیں کہ حضرت جبرائیل آئے فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ”(مریم 17) پس اس

کی طرف ہم نے اپنا ایک روحانی بھیجا جو اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔“ قَالَ
 اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ رَّبِّكَ لَا هَبَ لَكَ غُلَمًا زَكِيًّا (مریم 19) ”وہ بولا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا
 ہوں کہ میں تجھے ایک پاک ستھرا بیٹا دوں“ اس سے اگلی آیات میں ہے کہ حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ میری تو
 شادی نہیں ہوئی مجھے کسی شخص نے چھوا تک نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دم کروں گا
 اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دم کیا تو حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کی ولادت سعادت ہوئی۔ اسی سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رُوحُ اللہ ہیں۔ لیکن یہ اللہ
 تعالیٰ کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بھی حصہ نہیں ہیں کہ جس نے پھونک ماری ہے۔
 اب یہ دیکھو کہ یہ ٹیپ ریکارڈ میری بات کو ریکارڈ کر رہی ہے لیکن یہ میرا حصہ تو نہیں ہے حالانکہ میری ساری
 آواز اس میں آرہی ہے اور جب چاہیں اس کو دوبارہ سن لیں جس طرح سے میں اب خود بول رہا ہوں اسی
 طرح سے میری آواز اس ریکارڈ میں سے نکلے گی۔ تو کیا یہ ریکارڈ میرا حصہ بن گئی ہے۔ نہیں۔ اگر یہاں
 ایک آئینہ رکھ دیا جائے تو یہ جو ٹیوب روشن ہے یہ اس آئینہ میں بھی نظر آئیگی اگر اس کے آگے اور بھی کئی
 آئینے رکھ دئے جائیں تو سب میں یہ ٹیوب نظر آئے گی۔ لیکن یہ ٹیوب آئینہ کا حصہ نہیں بن جائیگی۔ جس
 طرح ٹیوب آئینہ کا حصہ نہ ہونے کے باوجود آئینہ میں نظر آ رہی ہے اس سے آگے رکھے ہوئے آئینوں
 میں بھی نظر آ رہی ہے اسی طرح سے میرے اللہ کریم کا کرم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی ہے اور ان کے
 صدقے اور طفیل وسیلہ سے بندوں میں بھی ہے لیکن نہ تو حضور نبی کریم ﷺ اللہ کا حصہ ہیں اور نہ ہی بندے
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ کے حصہ ہیں۔ اللہ کا یہ کرم حضرت جبرائیل علیہ السلام میں بھی ہے قلم
 میں بھی ہے عرش میں فرش میں فرشتوں میں حوروں میں بھی ہے یہ شرک نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عطا
 ہے وہ جس کو بھی دیدیتا ہے اور جس کو میل جاتا ہے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ اب یہ بھی اعتراض ہے کہ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نور ہیں تو وہ بندے کی شکل میں کیوں ہیں۔ نور تو بندے کی شکل میں نہیں ہوتا۔ احادیث
 مبارکہ میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیل کئی بار انسانی شکل و صورت میں آئے۔ ایک بار آئے اور حضور نبی
 کریم ﷺ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور سوال کئے کہ یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے۔ آپ نے
 جواب عطا فرمایا تو کہا کہ آپ نے سچ فرمایا پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دین کیا ہے ایمان کیا ہے۔
 آپ ﷺ نے جواب عطا فرمایا تو کہا کہ آپ نے سچ فرمایا پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے

آپ نے جواب عطا فرمایا تو کہا کہ آپ نے سچ کہا صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے انہوں نے سوچا کہ عجیب بندہ ہے۔ مسافر ہے کہیں دور سے آیا ہے۔ تھکارت بھی کوئی نظر نہیں آتی۔ گردوغبار بھی جسم پر نہیں پڑی۔ لباس بھی صاف ستھرا ہے۔ سوال بھی کرتا ہے اور جواب سن کر یہ بھی کہتا ہے کہ سچ ہے۔ صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ یعنی سوال کا جواب بھی اسے آتا ہے۔ لیکن یہ کون؟۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ کیا تم نے اس شخص کو پہچانا۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تعلیم دینے آئے تھے۔ اب بتائیے کہ بندے کی شکل میں آئے ہیں۔ کپڑے بھی پہنے ہوئے ہیں۔ تو پھر نور بندے کی شکل میں آ سکتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی بار حضرت وہیبہ کلبی کی شکل میں تشریف لائے۔ کئی دفعہ اس طرح سے آئے کہ صحابہ کرامؓ کو نظر نہیں آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین۔ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین۔ تیسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کس بات پر یہ آمین فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور کہا کہ جس نے زندگی میں اپنے ماں باپ کو پایا لیکن ان کی خدمت کر کے جنتی نہ بن سکا وہ ہلاک ہو گیا۔ تو میں نے کہا آمین پھر دوسری سیڑھی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جس نے اپنی زندگی میں رمضان شریف پایا لیکن روزے رکھ کر اپنی نجات نہ کرائی وہ بھی ہلاک ہو گیا میں نے کہا آمین تیسری سیڑھی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے وہ شخص بھی ہلاک ہو گیا تو میں نے کہا آمین۔ صحابہ کرامؓ نے تو یہ اعتراض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر نہیں آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر آئیں نہ آئیں آپ تمام احادیث پر ایمان لے آؤ تو تمہیں وہی ثواب ملے گا جو صحابی کو ملتا ہے۔ اگر انکار کرو گے تو یہ غرق ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو نور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی عرض کیا ہے کہ حضرت مریمؑ کے پاس بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام بشری شکل میں آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم جنس پرستی میں گرفتار تھی اس کی تباہی کے لئے بھی فرشتے انسانی شکل میں آئے۔ پہلے وہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے جب تک کوئی مہمان نہ آتا کھانا ہی نہ کھاتے تھے چند آدمی بہت خوبصورت بڑے حسن والے آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانور ذبح کیا کھانا تیار کیا

اور ان مہمانوں کو پیش فرمایا تو انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ رواج یہ تھا کہ اگر مہمان کھانا نہ کھائے تو سمجھ لو کہ وہ تمہارا خیر خواہ نہیں ہے بلکہ دشمن ہے اور آپ سے لڑائی کرنے کے لئے آیا ہے۔ اگر کھانا کھالیتا ہے تو اس میں چونکہ نمک ہوتا ہے اس لئے وہ نمک حرامی نہیں کرتا اور لڑنے بھڑنے سے باز رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تشویش ہوئی تو مہمانوں نے کہا کہ یا نبی اللہ یا خلیل اللہ ہم فرشتے ہیں اور ہمیں آپ کے بھیجے حضرت لوط علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ اس کی قوم کو تباہ کر دیا جائے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس امر کی اطلاع دینے کے لئے آئے ہیں وہی فرشتے خوبصورت نہایت حسین و جمیل شکل و صورت میں جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ساری قوم جنس پرستی کے لئے بھاگی آئی۔ یہ سارا قرآن مجید ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ حضرت لوط علیہ السلام کو بھی فکر ہوئی اپنی قوم کو ڈرایا دھمکایا کہ یہ میرے مہمان ہیں ان سے باز رہو جب قوم نہ مانی تو ان فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو بتایا کہ وہ فکر نہ کریں ہم فرشتے ہیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ پھر آگے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا لمبا واقعہ ہے۔ بہر حال بتانا مقصود یہ ہے کہ فرشتے نورانی ہو کر شکل انسانی میں آتے رہے ہیں۔ ابھی ہاروت ماروت کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ بھی انسانی شکل میں تشریف لائے۔ تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کہ جن کے نور سے نورانی فرشتے بنتے ہیں کیا وہ بشری صورت میں تشریف نہیں لاسکتے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ اب واپس تشریف لے چلیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ باہر نکل آئی اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی بشری شکل میں آئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ جو چیز خود نور ہے روشن ہے اور دوسروں کو روشن کرنے والی ہے اس کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ کسی بھی چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ ہوتا تو وہ آپ ﷺ کے جسم اطہر سے زیادہ لطیف ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ لطیف کوئی چیز پیدا ہی نہیں فرمائی اس لئے حضور کا سایہ ہی نہیں بنا۔

آقا تم سے حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی

یہ شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی

لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جو نور ہو وہ بشر نہیں ہو سکتا اور جو بشر ہو وہ نور نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل ایک دوسرے

کی ضد ہیں جس طرح پانی اور آگ ایک دوسرے کی ضد ہیں جو آگ ہو وہ پانی نہیں بن سکتی اور جو پانی ہے وہ آگ نہیں بن سکتا۔ میں نے کئی ایک مثالیں عرض کر دی ہیں کہ نوری فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام بشری شکل میں تشریف لاتے رہے ہیں تو پھر ضد کہاں رہ گئی۔ ضد تو ان بندوں نے بنا رکھی ہے۔ مناظرین نے بنا رکھی ہے ضد نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرمائیں سِرَاجٌ مُنِيرًا تو مان جاؤ۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے مجھے پیدا فرمایا تو مان جاؤ اس کے بعد بحث کی نہ تو گنجائش رہتی ہے نہ ہی بحث کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو نور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر
 بہر حق سوئے غریباں یک نظر

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش اشفاق احمد صاحب فیصل آباد 13/08/97

آج لے ان کی پناہ۔۔۔۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین۔ آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب الله۔

معزز حاضرین! آپ میں اگر کوئی انجینئر بیٹھا ہو تو وہ ہماری راہنمائی کرے کہ یہ چھت ہے دیواریں ہیں یہ اس لئے قائم ہیں کہ ان کی بنیاد قائم ہے بنیاد موجود ہے۔ لیکن انجینئر صاحب ہماری راہنمائی فرمائیں گے یہ بنیاد کی بھی ایک بنیاد ہوتی ہے۔ ہم تو مکان کی بنیاد یا تین فٹ نیچے سے لے رہے ہیں لیکن اس دو تین فٹ گہری بنیاد کی بھی ایک بنیاد ہے جو تعمیرات کے ماہرین ہی بتا سکتے ہیں لیکن یہ دیکھئے کہ ہر چیز کی ایک بنیاد ہے۔ جس کے بغیر وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ نیک عمل کرتے ہیں صدقہ دیتے ہیں خیرات کرتے ہیں حج کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں ان اعمال کی بھی کوئی بنیاد ہے اور وہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ حضرات اس ایمان کی بھی ایک بنیاد ہے جس کی میں بات کرنے والا ہوں۔ عمل کے لئے ایمان کی ضرورت ہے۔ ایمان کے لئے بنیاد چاہئے اور وہ بنیاد عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ بنیادی چیز ہے ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ EMPIRE STATE BUILDING معلوم ہے کہ کتنی منزلہ عمارت ہے۔ اس کی ایک سو بیس منزلیں ہیں۔ یہ کیوں اتنی بلند وبالا بن گئی ہے اس لئے کہ اس کی بنیاد مضبوط ہے اس کی بنیاد کی بنیاد بھی ہے جو نہایت مضبوط ہے اسی وجہ سے اس پر اتنی بلند عمارت تعمیر ہو گئی ہے۔ اب جس میں عشق مصطفیٰ ﷺ جتنا مضبوط اور قوی ہوگا اتنا ہی اس کا ایمان بلند وبالا ہوگا۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ایمان قبول نہیں ہے۔ حدیث پاک ہے۔ کہ میں جب تک تمہیں تمہاری ہر چیز سے تمہارے کاروبار سے تمہاری اولاد سے حتیٰ کہ تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں تمہارا ایمان کامل نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تمہیں کتنا عزیز ہوں تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ فرمایا کیا تمہاری جان سے بھی عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایمان بھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی اور پھر پوچھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب مجھے پیہ چل گیا ہے کہ آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو حضور نبی پاک ﷺ نے ایک تاریخی فقرہ فرمایا کہ اب ایمان مکمل ہوا ہے اس سے پہلے ایمان نہیں تھا یہ اب نصیب ہوا ہے۔ یہ ہے عشق مصطفیٰ ﷺ جس کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ آپ کوئی بھی عمل کر لیں اس عمل کی بنیاد عشق مصطفیٰ ﷺ پر ہے ابھی نعت شریف پڑھی ہے کہ

نعمتیں باعنتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا
لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولا میرے آقا ترے قربان گیا
آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

آنکھ میری آنکھ کب بنتی ہے۔ سر میرا سر کب بنتا ہے دل میرا دل کب بنتا ہے۔ سر تو سب کا ہے کھ کا بھی ہے یہودی کا بھی ہے عیسائی کا بھی ہے۔ سر مسلمان کا بھی ہے لیکن اصل سر کب سر بنتا ہے۔ جب کوئی سر حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں پر قربان ہوتا ہے تو پھر سر بنتا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کا کلام ہے۔ آہ وہ آنکھ فرماتے ہیں کہ مجھے اس آنکھ پر افسوس ہے جو ناکام تنہا رہی۔ جس آنکھ نے یہ تمنا ہی نہیں کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے سمجھو کہ وہ آنکھ اس دنیا میں آئی ہی نہیں ہے۔ وہ آنکھ تو آنکھ کہلانے کے بھی قابل نہیں ہے۔ دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا۔ دل اس وقت دل بنتا ہے جب اس میں عشق مصطفیٰ ﷺ آتا ہے۔ دل بیمار رہتا ہے جب تک اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق نہ آئے۔ اس

نعت شریف کا مقطع ہے کہ جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے۔ جب ہوش کو ہوش آتی ہے۔ عقل کو عقل آتی ہے تو وہ کہاں پر پہنچتی ہے۔ وہ مدینہ شریف پہنچتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جان دل ہوش و عقل سب کچھ تو مدینہ شریف پہنچ گیا ہے اب رضاء تم کیوں نہیں جاتے ہو تمہارا سب کچھ تو مدینہ شریف چلا گیا ہے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان عرض کرتا ہوں کہ ان کی تین تمنائیں ہیں۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو وہ سارا علم جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں بھر دیا ہے۔ اب جو بات بھی وہ کہیں گے وہ پورے علم کے ساتھ کریں گے ہم بے علمی میں بات کر جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمنائوں کا نچوڑ نکال دیا ہے۔ پہلی تمنا یہ ہے کہ میری بیٹیاں ہوں اور میں یکے بعد دیگرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں دیتا جاؤں میرے پاس مال ہو اور میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کرتا جاؤں۔ اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ اب جس شخص کی بھی یہ تمنا ہے وہ صدیق ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ سہی صدیق تو بن گیا ہے۔ آپ اپنی طرف توجہ کریں میں اپنی طرف دیکھتا ہوں۔ آپ اپنے آپ کو پرکھ لیں میں اپنے آپ کو پرکھ لیتا ہوں۔ کیا ہم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معیار پر ہیں یا نہیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ وہ ہستیاں ہیں کہ جو ستاروں کی مانند ہیں جو بھی جس کے بھی پیچھے لگ گیا اس کا بیڑہ پار ہو گیا۔ یہ حدیث پاک ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنائوں کو پیش نظر رکھ کر آپ سب بھی اپنا اپنا ٹھٹھ کر لیں میں اپنا ٹھٹھ کر لیتا ہوں کہ آپ کا یا میرا ایمان بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان جیسا ہے یا نہیں ہے۔ ایک ٹھٹھ اور بھی ہے کہ جب تک وہ نہ ہو یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ ایمان آیا بھی ہے یا نہیں آیا ہے۔ حضرت جلو آئی کا شعر ہے کہ

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

ہر شخص قرب الہی چاہتا ہے ہر کوئی کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو یہ نہ چاہے۔ اس کا کیا نسخہ ہے اس کا کیا طریقہ ہے کہ مجھے قرب الہی نصیب ہو جائے۔ حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک آدمی سے پوچھے گا کہ میں بیمار تھا تو نے میری تیمارداری نہیں کی تو مجھے حال

پوچھنے کے لئے ہی نہیں آیا۔ بندہ عرض کرے گا کہ یا اللہ تو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے تو کیسے بیمار ہو سکتا ہے فرمایا کہ اگر تو فلاں بیمار کے پاس جاتا جولا چار ہو چکا تھا تو مجھے اس کے قریب پاتا۔ اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے بھوک لگی تھی تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ عرض کرے گا کہ یا اللہ آپ تو رب ہیں آپ کیسے کھانا کھاتے ہیں فرمایا کہ فلاں شخص بھوکا تھا اس نے تم سے کھانا مانگا تو نے نہیں دیا اگر تو اسے کھانا دیتا تو مجھے اس کے قریب پاتا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دلوں میں ہوتا ہے۔ جن کی آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں۔ آنسو ایسے ہی نہیں آتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ قرب ذات عنایت کرتے ہیں تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اس محفل میں بھی کئی آنسو اگلے بیٹھے ہیں۔ یا اللہ ہمیں ان کے قریب بیٹھنے کی توفیق عطا فرما جو اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہتے ہیں۔

ہر	کہ	خوابد	ہم	نشینی	با خدا
او	نشیند	در	حضور	اولیاء	

مولانا روم کا شعر ہے فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤں وہ اولیاء اللہ کے پاس جائے ان کے پاس بیٹھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے گا۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک ادب والا شعر ہے۔

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی

اس کا مطلب ہے کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا چاہتا ہے تو غوث الاعظم کا کتا بن جا۔ تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائیگا یہ نہایت ہی ادب کا مقام ہے یہ نسبت کا مقام ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے کو کتا بننے کا مشورہ دیتے ہو یہ کہاں کا ادب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نسبت کو دیکھو کتے کو نہ دیکھو اس کی نسبت کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کے کتے کے بارے میں کیا فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اے میری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ اصحاب کہف کتنے تھے تو آپ فرما دیجئے کہ تین تھے تو چوتھا ان کا کتا تھا۔ پانچ تھے تو چھٹا ان کا کتا یا سات تھے تو آٹھواں ان کا کتا تھا۔ لوگوں نے بڑی جستجو کی کہ تعداد تو بندوں کی پوچھی جا رہی ہے کہ کتنے تھے لیکن اللہ تعالیٰ ہر بار کتے کو کیوں ساتھ ملا رہا ہے۔ فرمایا کہ اس لئے کہ اولیاء کرام تو وہ بندے ہیں لیکن ان کا کتا بھی نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا مذکور بن جائے۔ مذکور کسے کہتے ہیں جانتے ہو۔ مذکور اسے کہتے جس کا بار بار ذکر کیا جائے۔ اصحاب کہف نے جو میدان مارا

ہے جہاد کیا ہے۔ ہجرت کی ہے تو انہوں نے کی ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ اگر تم بت پرستی نہیں کرو گے تو تمہیں قتل کر دیا جائیگا۔ اصحاب کھف نے وہاں سے کوچ کیا کہ کہیں جا کر چھپ جاتے ہیں۔ اس کی بادشاہی سے دور نکل جاتے ہیں تاکہ اپنا ایمان بچالیں اب جو بھی محنت کی ہے جہاد کیا ہے ہجرت کی ہے وہ اصحاب کھف نے کی ہے کتے نے کیا کیا ہے۔ کتے نے صرف قرب حاصل کیا ہے قیامت کے روز کچھ لوگ نورانی چہروں پر نورانی تاج پہنے ہوئے جنت میں جا رہے ہوں گے۔ ان کے نور کو دیکھ کر ہر کوئی متوجہ ہوگا اور حیران ہوگا کہ اتنے نور والے یہ کون لوگ جا رہے ہیں۔ تو سب سے پیچھے جانے والے کا ہاتھ پکڑ کر ایک بندہ پوچھے گا کہ حضرت صاحب آپ کون لوگ ہیں جو اس عظمت کے ساتھ جنت میں جا رہے ہیں۔ وہ فرمائے گا کہ میں تو ہوں کتا اور یہ جو میرے آگے تشریف لے جا رہے ہیں یہ اصحاب کھف ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے کتے کو بندے کی شکل دیکر نور سے بھر کر جنت میں داخل کرنا ہے۔ نسبت مصطفیٰ ﷺ اس مقام تک لے جاتی ہے۔ یہ عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ آخر میں ایک بات ضروری کرنی ہے کہ یہ ساری بہار میرے پیروم رشد کی وجہ سے ہے جن کے صدقے یہ سب گریہ زاری ہے آنسو ہیں۔ آپ بیٹھے ہیں میں آیا ہوں تو ان کے پاس ایک نوجوان آیا عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے مرید کر لی۔ حضرت سرکار سائیں بابا نے بیعت فرمایا۔ بیعت ہونے کے بعد اس نے پانچ روپے شیرینی کے لئے دیئے عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے اپنی کزن سے محبت ہے آپ دعا فرمائیں کہ اس کی شادی مجھ سے ہو جائے۔ فرمایا کہ جو اللہ کو منظور ہے وہ ہو جائے گا۔ ایک ماہ بعد وہ نوجوان آیا اور کہا میری کزن کی مگنی کسی اور جگہ ہو گئی ہے آپ میری بیعت توڑو اور میرے پانچ روپے واپس کر دو۔ میری خواہش کے مطابق اگر اس لڑکی سے میری شادی بھی نہ ہو سکی تو ایسی بیعت کا مجھے کیا فائدہ ہے۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ یہ اپنے پانچ روپے لے لو اور بیعت آپ نے مجھ سے نہیں کی وہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے کی ہے وہ آپ کا معاملہ ان کے ساتھ ہے۔ لڑکا بولا کہ آپ مجھے ڈرا رہے ہیں کہ کہیں میں مرید ہونے سے بھاگ نہ جاؤں اور آپ کے زیر نگین ہی رہوں آپ میری بیعت توڑ دیں اگر نہیں تو مجھے ACTION RE PLAY دکھائیں ACTION RE PLAY دکھائیں ورنہ آپ کی بیعت سے نکل جاؤں گا۔ حضرت ساکار سائیں بابا نے ایک ماہ پہلے کی گزری ہوئی کاروائی کو ACION RE PLAY میں دکھا دیا تو اس لڑکے نے دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کر رہا ہے یہ ہے قرب کی بات۔ اب ایک

چیز اور عرض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عنایت آپ ﷺ کا کرم اور آپ ﷺ کا اختیار دیکھنے حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو خوش خبری دی۔ کیونکہ اپنے مریدین کو ہمیشہ خوشخبری دینی چاہئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک خوش خبری ہے جو میں۔ آپ کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار بندے بغیر حساب کتاب بخش دئے ہیں مبارک ہو۔ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا نام بھی ان ستر ہزار میں تحریر فرمادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تمہارا نام بھی ان ستر ہزار میں لکھ دیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی تعداد تو بے شمار ہو جائیگی امت کی تعداد تو کثیر ہوگئی اور ستر ہزار تو اس گوجرانوالہ کے ایک محلہ میں آجائیں گے۔ فرمایا کہ اچھایوں کر لو کہ ان ستر ہزار آدمیوں میں سے ہر شخص اپنے ساتھ ستر ستر ہزار آدمی اور لے جائے جو تقریباً پانچ ارب بنتے ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بہت تھوڑے ہیں قیامت پتہ نہیں کب آئی ہے اور اس وقت تک تو امت کی گنتی کا کوئی شمار نہیں ہوگا اس وقت دنیا کی آبادی ساڑھے پانچ ارب ہے فرمایا کہ اچھا ان پانچ ارب آدمیوں کے ساتھ ہر آدمی مزید ستر ہزار بندے اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ یہ عطا کون کر رہا ہے یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جو علم اور جو AUTHORITY اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس اختیار کے تحت اس اتھارٹی کے تحت آپ ﷺ عطا فرما رہے ہیں یہ اس طرح سے تین سو پچاس ہزار ارب بندے بنتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ تعداد کتنی ہو جانی ہے اور اس میں کتنے گناہ گار ہونے ہیں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ ابھی تھوڑے ہیں فرمایا کہ اچھا گنتی کو چھوڑ دو ایک بک بھر کر جنت میں ڈال دیتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور بھی ڈال دیں آپ ﷺ نے ایک بک اور ڈال دیا صحابہ کرامؓ عرض کرتے جانے سے پانچ بک ڈال دئے گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس کریں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بہت ہو گیا ہے۔ کافی ہو گئے ہیں ہم مطمئن ہو گئے ہیں ہماری تسلی ہو گئی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا ملال میں آ گئے ہیں لیکن اب باقی معلوم نہیں کتنے بندے ہوں گے۔ آپ ان کو کیوں جنت میں نہیں جانے دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں میں رحمت کا دروازہ بند کرنے کے لئے عرض نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ہستی ہے کہ جس کے ایک

بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ اب آپ بتائیے کہ کیا کوئی ڈر یا خوف باقی رہ گیا ہے۔ بخشش کے لئے جتنے بھی بندے ہیں وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں آ جانے ہیں باقی چار تو اضافی ہیں۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ اپنے دلوں میں جما لو تو بیڑہ پار ہے۔ ایمان بھی اس وقت آتا ہے جب عشق نبی ﷺ نصیب ہوتا ہے۔ جیسے جیسے عشق مصطفیٰ ﷺ بڑھتا ہے تو ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایمان کی ابتداء بھی عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اور ایمان کی انتہا بھی عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ بندہ جب قبر میں جاتا ہے تو تین سوال ہوتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پرچہ ہی آوٹ کر دیا ہے۔ اب جو پاس ہونا چاہتا ہے وہ یاد کر لے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے بغیر یہ سبق یاد نہیں رہے گا قبر میں تین مختصر سوال اور ان کے مختصر جواب جن کے بعد جنت یا دوزخ کا دروازہ کھلے گا پہلا سوال کہ تیرا رب کون ہے دوسرا سوال کہ تیرا دین کیا ہے تیرا مذہب کیا ہے اور تیسرا اہم سوال کہ جس کے جواب میں فیصلہ ہونا ہے۔ جنت کی کھڑکی کھلتی ہے یا جہنم کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ یہ ہستی جو تیری قبر میں تشریف فرما ہے اس کے متعلق تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اگر عشق مصطفیٰ ﷺ ہوگا تو عرض کرے گا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں میں تو ان کا غلام ہوں۔ ان کے دیدار کے لئے ہی تو یہاں آیا ہوں تو بیڑہ پار ہے اور جنت کی کھڑکی کھل گئی ہے۔ پھر اگلا آنے والا حساب بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر یہاں فیل ہو گیا تو اگلے حساب میں فیل ہو جائیگا آپ کہیں گے کہ میرے اعمال کہاں گئے میری نمازیں کیا ہوئیں۔ روزے رکھے حج کئے زکوٰۃ صدقات اور قربانی جو کیں وہ کہاں گئیں میرے سجدے میری تہجد کہاں گئی۔ حضرات جنت میں داخلہ صرف اور صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہونا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہی جنت میں جائیں گے۔ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام بندے میرے در پر حاضر ہو جائیں گے جھولی پھیلا لیں گے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں ان میں انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر کوئی بندہ بھی جنت میں نہیں جائیگا۔ جب کوئی بندہ جنت میں چلا جائیگا تو پھر نیک اعمال بھی کام آئیں گے اور ان اعمال کی وجہ سے جنت میں درجے ملیں گے۔ جنت میں داخلہ اعمال کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ فضل رب العلی اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے۔ جنت میں نماز بھی کام آئیگی حفظ بھی کام آئے گا۔ حافظ صاحب سے کہا جائیگا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو **وَالْحَمْدُ** سے شروع کرو اور درجے بلند ہوتے جاؤ جہاں **وَالنَّاسِ**

تک پہنچے گا وہی تیرا مقام ہوگا۔ ہر حرف کے صدقے ایک درجہ بلند ہوگا۔ لیکن منافق بھی حافظ ہے وہ کہاں جائے گا وہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہے اس لئے اس کا حفظ بھی کام نہ آئے گا اور جہنم میں جل رہا ہوگا۔ سب سے بڑا نمازی شیطان ہے چپہ چپہ پر سجدہ کر رہا ہے کہاں گئے وہ سجدے؟ وہ حضرت آدم علیہ السلام کا گستاخ ہے اس لئے اس کا بھی بیڑہ غرق ہے۔ اب آخری بات کہ قیامت کے روز پوری مخلوق دو حصوں میں تقسیم ہو جائیگی۔ مقام محمود اپنی شان کے مطابق ایک تخت ہوگا ایک گروہ مقام محمود کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب ہوگا۔ اسی اثناء میں نور کا ایک جلوس نکلے گا۔ نور برس رہا ہوگا ستر ہزار فرشتے جلوس میں ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ اس جلوس میں تشریف لائیں گے۔ بڑا انورانی منظر ہوگا۔ وہ نور دائیں طرف والے بندوں پر برسا شروع ہو جائیگا۔ بائیں جانب والے بندے عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ نور کی بارش ہم پر بھی کر دے۔ تو فرمایا جائیگا کہ یہ ان بندوں کے لئے ہے جو دنیا میں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام محمود پر تشریف فرما ہو جائیں گے تو یہ نور والے بندے کھڑے ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیں گے۔ بائیں جانب والے عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ بڑا اچھا سماں ہے بڑا روح پرور نظارہ ہے ایمان افروز موقعہ ہے ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی اٹھ کر درود و سلام میں شامل ہو جائیں لیکن ان کے گوڈوں ٹخنوں میں کیل ٹھونک دیے جائیں گے کہ وہ اٹھ نہ سکیں گے۔ جس طرح اونٹ کے گوڈے کوری سے باندھ دیتے ہیں تو وہ اٹھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بندے بھی اٹھ نہیں سکیں گے۔ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ ایسا ہمارے ساتھ کیوں سلوک ہو رہا ہے۔ جواب ہوگا کہ دنیا میں جب میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل ہوتی تھی تو اس میں تم کھڑے ہو کر درود و سلام پیش نہیں کرتے تھے۔ لہذا آج اس دنیا میں درود و سلام پڑھو تا کہ قیامت میں تمہیں حصہ مل جائے اگر آج نہیں کرو گے تو قیامت میں نہ نور سے حصہ ملے گا نہ رحمت بر سے گی نہ درود و سلام پڑھنے کی توفیق نصیب ہوگی۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے اگر قیامت میں تو مان گیا

پانچ بنیادی عقائد ہیں ان کو مان لو تو بیڑہ پار ہے۔ (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ **مِسْرَاجِ مُبِیَّرَا**۔ (۲) شاہد ہیں کہ جس طرح جو اس وقت مدینہ شریف میں روضہ اقدس کے سامنے حاضر ہیں انہیں آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بھی دیکھ رہے ہیں۔ (۳) حضور علیہ

الصلوة السلام حیات ہیں۔ حیات ہوں گے تو شاید بھی ہوں گے اگر حیات نہیں ہے تو شاید بھی نہیں ہے۔
 (۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلی علم غیب ہے آپ ﷺ یہ جانتے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کہنے والا ہوں۔ آپ اپنے دل میں پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کوئی نہ سن سکے صرف تمہیں معلوم ہو تو دوسری ہستی جس نے یہ سن لیا ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا کس کا بیٹا ہے۔ وہ تمہارے باپ کو بھی جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس خلوص کے ساتھ یہ درود شریف مجھ پر بھیجا ہے۔ اور یہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کہ آپ پردس بار درود شریف پڑھو تو حضور نبی کریم ﷺ تم پردس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھیں گے۔ اور آخری بات کہ (۵) شفاعت کا حق صرف حضور نبی کریم ﷺ کو ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ شفیع ہیں۔ اور یاد رکھو کہ شفاعت صرف عشقِ مصطفیٰ ﷺ رکھنے والے کو ہی ملتی ہے بد عقیدہ کو شفاعت میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ عقیدہ درست رکھو تو بیڑہ پار ہے اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اور اس محفل کے صدقے سب کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش محمد رفیق ملک صاحب گوجرانوالہ 25/12/96

لحہ میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
 اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

حضور نبی کریم ﷺ بن مانگے عطا کرتے ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

فقیری کا مجھ کو نہیں ہے سلیقہ
نہیں مانگنے کا مجھے کوئی طریقہ

میں فقیر ہوں لیکن مجھے کچھ سلیقہ نہیں آتا ہے میں فقیر ہوں لیکن نبی پاک ﷺ سے مجھے مانگنے کا کوئی طریقہ نہیں آتا ہے۔ یہ ان کا اپنا خیال ہے لیکن میری عرض یہ ہے ہمیں کوئی طریقہ یا سلیقہ نہیں ہے نا مانگنے کا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دینے کا طریقہ تو ہے۔ ہم اپنے طریقوں سلیقوں میں نہ پھنس کر رہ جائیں ان کی طرف دیکھیں انہیں تو دینے کا طریقہ آتا ہے۔ جس نے بھی مانگا ہے وہ پھنس گیا ہے قرآن مجید میں ہے کہ اگر ہر بندے کی خواہشات تمنا میں پوری ہونے لگیں تو اس دنیا میں فساد ہو جائے۔ اب دیکھو کہ ان دنوں ملک میں فتنہ فساد پڑا ہوا ہے۔ وزیر اعظم کی اپنی خواہشات ہیں۔ چیف جسٹس کی اپنی ہیں۔ صدر محترم کی اپنی ہیں اور کمانڈر انچیف کی اپنی خواہشات ہیں لہذا فساد برپا ہو گیا ہے ہر بندہ اپنی خواہش پر بضد ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ شیطان کی خواہش کیا ہے؟ ابولہب کی کیا خواہش ہے؟ سب اپنی اپنی خواہشات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ابولہب کی خواہش تھی کہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں تو اس کے اپنے ہی ہاتھ ٹوٹ گئے۔ اس کا ہر عمل کیا کرایا دھرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی کے گلے میں رسی پڑ گئی جس سے وہ بھی ہلاک ہو گئی ابولہب نے جو مانگا تو اس کا کیا صلہ پایا؟ شیطان نے خواہش ظاہر کی کہ یا اللہ مجھے طاقت دے دے کہ میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا تو اسے جب یہ طاقت مل گئی تو پھر اس کے نتیجے کے طور پر اسے کیا ملا؟ شیطان نے یہ طاقت حاصل کر لی کہ میں ورغلاؤں گا۔ آگے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا۔ دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا۔ میں ان کی اولاد میں حصہ ڈالوں گا میں ان کی دولت میں حصہ ڈالوں گا۔ اس نے یہ حصہ ڈال لیا تو پھر ملا کیا؟ یہی کہ شیطان بن گیا۔ شیطان کو کچھ نہیں ملا۔ اس نے عمر مانگی کہ یا اللہ

قیامت آنے تک عمر دیدے۔ اسے قیامت کا بھی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا تو قیامت تک رہنے والوں میں سے ہو جا۔ اور اس کی ساری عمر بدی کرنے والی عمر ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسی عمر سے پناہ مانگتا ہوں جو لمبی ہو اور بدکار ہوں۔ لہذا شیطان نے مانگا تو کچھ نہ ملا۔ ابولہب نے مانگا تو کچھ نہ ملا۔ راستے میں کانٹے بکھیرنے والوں نے مانگا تو کچھ نہ ملا۔ پھر مارنے والوں نے مانگا تو کچھ نہ ملا۔ ایک اعرابی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک اونٹنی ایک مشکیزہ اور ستوا اور کھجوریں چاہئیں وہ مجھے عنایت فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی کام کی چیز مانگ لو یہ ڈاچی یہ کھجوریں ستو کیا کرنے ہیں۔ عرض کرنے لگا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ مجھے بس ان کی ہی ضرورت ہے۔ حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ اس کی طلب کے مطابق اس کو دیدو۔ اس کو ڈاچی بھی دی گئی۔ مشکیزہ ستوا اور کھجوریں بھی دے دی گئیں تو وہ چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص مجھ سے جنت بھی مانگتا تو میں وہ بھی دے دیتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے تو بنی اسرائیل کی وہ عورت اچھی رہی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں اپنے مقام مانگ لیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ جب فرعون سے بچنے کے لئے نکلے تو راستہ بھول گئے۔ آپ نے دعا کی کہ یا اللہ پیچھے فرعونی لشکر آ رہا ہے اور ہمیں راستہ نہیں مل رہا ہے مہربانی فرما اور ہمیں اس فرعونی لشکر سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راستہ تمہیں اس لئے بھلا دیا گیا ہے کہ تم اپنے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت بھی لے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو پوچھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے متعلق کون جانتا ہے۔ ایک عورت بولی کہ میں جانتی ہوں۔ فرمایا کہ ہمیں اس کی نشان دہی کرو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے متعلق نہیں بتاؤں گی جب تک آپ یہ وعدہ نہ کریں کہ جنت میں جہاں آپ کا مقام ہوگا وہیں میرا بھی مقام ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں۔ میرا مقام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔ میں تمہیں کیسے اس مقام کا وعدہ کر لوں۔ عورت نے عرض کیا کہ پھر میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک کا نشان نہیں بتاؤں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کیا مجرا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وعدہ کر لو ہم اس کو آپ کے ساتھ مقام دیدیں گے۔ عورت نے وعدہ لیا تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک سے متعلق بتایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس اعرابی سے تو وہ عورت اچھی نکلی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ

حضرات آپ بالکل کچھ نہ مانگیں بلکہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھوڑ دیں۔ اپنا کوئی سلیقہ طریقہ نہ بناؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ عطا کر دیں گے جو ہماری عقل و سمجھ سے بھی باہر ہوگا۔ جس کو بھی حضور نبی کریم ﷺ نے از خود عطا فرمایا ہے وہ کمال ہی عطا فرمایا ہے اور جس جس نے بھی کچھ مانگا ہے وہ خسارے میں ہی رہ گیا ہے۔ وہ پچھتاوے میں ہی رہ گیا ہے۔ آپ اندازہ کر لیں کہ جو کچھ بغیر مانگے دیا ہے وہ کیا دیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا مانگا ہے؟ وہ تو (نعوذ باللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے لئے آ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بغیر مانگے ان کو فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا دیا ہے اور فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی ڈاچی نے کیا مانگا ہے؟ اس نے کچھ طلب نہیں کیا لیکن آج اس کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ بوڑھی تھی لاغر تھی نہ اس میں کوئی رفتار نہ اس کے تھنوں میں کوئی دودھ تھا۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر سواری فرمائی تو اس کو جوانی بھی دے دی۔ رفتار اور طاقت بھی دیدی۔ دودھ بھی دے دیا کیا ڈاچی نے یہ سب کچھ مانگا تھا؟ نہیں کیا حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے خود کچھ مانگا تھا؟ اس کو تو جب کوئی بچہ نہ ملا تو خالی واپس لوٹنے کی بجائے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی لے گئی باقی دایاں تو یتیم سمجھ کر چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ حلیمہ سعدیہؓ کی لکھنا نے کیا مانگا تھا۔ اس کے علاقہ نے کیا مانگا تھا۔ کچھ نہیں مانگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس علاقہ میں تشریف لے گئے تو سارا علاقہ ہی سرسبز و شاداب ہو گیا آباد ہو گیا۔ لکھنا بھی روشن ہو گئی اس سے روشنی اور نور نکلتا شروع ہو گیا۔

تکرر	کر کے	پوچھو	سے	حلیمہؓ
منور	گھر	تیرے	نے	کیا
وہی	گھر	میرا	وہی	میں بھی
ہے	عجیب	مہمان	میں	میرے گھر

آج حلیمہ سعدیہؓ کے بھی گیت گائے جا رہے ہیں اس کی لکھنا کے بھی گیت گائے جا رہے ہیں۔ اس کی اونٹنی کے بھی گیت گائے جا رہے ہیں اس کے علاقے کے بھی گیت گائے جا رہے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے از خود عطا فرمایا ہے۔ کیا یثرب نے کچھ مانگا ہے؟ یثرب بیماری کا گھر تھا دارالامراض تھا جو نبی پاک ﷺ کے قدم لگے تو اس کو دارالشفاء بنا دیا۔ مدینہ منورہ بنا کر رکھ دیا۔ آج کائنات میں سب سے افضل جو جگہ ہے جو علاقہ ہے وہ مدینہ منورہ ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ جس نے جنت

دیکھنی ہو وہ مدینہ دیکھ آئے یہ تو کوئی ٹھیک بات نہیں ہے۔ جنت اور مدینہ کا کیا مقابلہ ہے؟ ان میں تو کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ آفتاب اور ذرہ میں نسبت ہوتی ہے۔ لیکن جنت اور مدینہ منورہ میں کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ مدینہ منورہ جنت سے اتنا افضل ہے کہ اس کے سامنے جنت کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ کیا مدینہ منورہ نے کچھ مانگا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بن مانگے عطا فرمایا ہے۔ ایک بڑی مشہور بات ہے اس کی نعت بھی بنی ہوئی ہے۔ مکہ مکرمہ کے ایک چوک میں ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہے اس کی گٹھری اس کے قریب رکھی ہوئی ہے۔ اس کا بہت زیادہ سانس بھی پھولا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (نعوذ باللہ) گالیاں دے رہی ہے۔ ایک نوجوان آیا اور فرمایا کہ اماں کیا بات ہے۔ کہنے لگی کہ ایک آدمی ہے اپنے آپ کو نبی کہتا ہے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے۔ میں نے اس کی وجہ سے اب اس شہر مکہ میں نہیں رہنا ہے۔ کہیں دور چلی جانا ہے لیکن میرا یہ بوجھ ہے گٹھری ہے یہ کوئی اٹھانے والا نہیں ہے۔ نہ کوئی بھائی بھتیجا ہے۔ نہ شوہر نہ والد نہ بہن بھائی نہ کوئی بیٹا بیٹی اکیلی جان ہے اور یہ بوجھ اٹھا کر نہیں چلا جاتا۔ اس نوجوان نے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں ہے یہ تمہارا بوجھ میں اٹھا لیتا ہوں اور تو جہاں جانا چاہتی ہے میں وہاں تک چھوڑ آتا ہوں۔ اس نوجوان نے گٹھری اٹھائی اور اس عورت پیچھے پیچھے چلا۔ عورت سارا راستہ دعائیں دیتی رہی اور یہ بھی کہتی رہی کہ تو بہت اچھا اور نیک سیرت ہے لیکن یہ یاد رکھنا کہ کبھی محمد ﷺ کے قریب نہ ہونا وہ تیرے ایمان کو خراب کر دے گا تمہیں تمہارے دین سے پھیر دے گا۔ دیکھنا اپنا دین نہ چھوڑنا اور محمد ﷺ کے پیچھے نہ لگانا۔ منزل پر پہنچے تو اس عورت نے پھر وہی تاکید کی۔ اس نوجوان نے گٹھری رکھی اور فرمایا کہ بی بی وہ محمد ﷺ تو میں ہی ہوں جس سے ڈر کر تو بھاگ آئی ہے اور جس کو تو برا (نعوذ باللہ) بھلا کہتی ہے۔ عورت نے جب یہ سنا تو پڑھالا **إِلَّا اللَّهَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّه** یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بن مانگے دیا ہے۔ آج تاریخ میں اس عورت کا نام زندہ ہے۔ ام معبد کی مریل بکری نے حضور نبی کریم ﷺ سے کیا مانگا ہے؟ ام معبد نے خود کیا مانگا ہے؟ وہ تو انکار کر رہی ہے کہ نہ میرے پاس کوئی خور و نوش کی چیز ہے نہ میرے گھر میں کوئی اور چیز ہے نہ ستونہ پانی نہ دودھ تو میں آپ ﷺ کو کیا دے سکتی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نہیں دے سکتی لیکن اجازت ہو تو میں خود لے لوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بیمار مریل اور بن بیابانی بکری سے دودھ لے لیا۔ کیا بکری نے کچھ مانگا ہے کیا بکری نے مانگا۔ کیا ام معبد نے مانگا۔ نہیں مانگا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود عطا فرمایا ہے۔ جس کو بھی

دیا ہے بے مثال اور باکمال دیا ہے۔ اور بن مانگے عطا کیا ہے۔ جنگ کا کوئی زمانہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور آپ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ ایک دشمن آیا اس نے تلوار پکڑ لی اور پکارا کہ اے محمد ﷺ آج تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ فرمایا کہ میرا اللہ مجھے بچا سکتا ہے۔ جو نبی اللہ کا نام لیا تو دشمن کا پٹنے لگا اور اس کے ہاتھ سے تلوار نیچے گر گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تلوار پکڑ لی اور فرمایا بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا اب آپ ﷺ ہی مجھے بچا سکتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نہیں اب تمہیں بھی اللہ ہی بچانے والا ہے۔ اس اللہ کو اب بھی مان جاؤ اس نے **يٰۤاِهْلَ الْاٰلِ الْاَلٰهٖ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** میرے نبی پاک ﷺ نے ایمان عطا فرمادیا۔ اگر چاہتے تو قتل بھی کر سکتے تھے دستور کے مطابق اگر قتل کر دیتے تو بھی کچھ نہ ہوتا کہ پہلے شرارت اس کی تھی۔ ایک بندہ تھا وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان کا دشمن تھا اور ہر وقت اسی گھات میں لگا رہتا تھا کہ جو نبی موقع ملے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر دے۔ اسے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اس نے خنجر کو تیز کیا اور زہر آلود کیا اور پچھلی رات چھپ کر اندھیرے میں بیٹھ گیا کہ صبح جیسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو میں وار کر دوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی سب سے پہلے تشریف لائے وہ آدمی جلدی جلدی آگے آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کا نام لے کر فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے۔ اس آدمی کے ہاتھ کاٹنے لگے اور خنجر نیچے گر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنا خنجر اٹھا لو اور اپنی تمنا پوری کر لو۔ اس نے عرض کیا کہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس سے پہلے میری نظر میں سب سے زیادہ مغضوب (نعوذ باللہ) آپ تھے اور اب سب سے زیادہ محبوب آپ ہیں۔ کچھ نہیں مانگا بلکہ الٹ ہی حساب ہے۔ مانگنے والا خاموش ہو کر بیٹھا رہے تو اور بات ہے یہاں تو جان کے دشمن ہیں اور وار کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ طائف والوں نے کیا مانگا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے تو طائف والوں نے غنڈے پیچھے لگا دیے۔ انہوں نے پتھر مارے کہ خون مبارک نکل آیا اور جوتی مبارک بھی خون سے تر ہو گئی۔ فرشتہ اگیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ پہاڑ اٹھا کر طائف والوں پر دے ماروں سب ہلاک ہو جائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں زحمت بن کر نہیں آیا۔ اگر آج یہ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد مسلمان ہو جاتی۔ اس طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام عنایت فرماتے ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کا کرم ہے کہ آج سارا طائف مسلمان ہے اور زندہ بچا ہوا ہے صرف اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی رحمت وہاں برس رہی ہے اور بغیر مانگے برس رہی ہے۔ کسی نے کچھ نہیں مانگا ہے۔ مانگنا تو بعد کی بات ہے پہلے پیدا ہو مانگنے کے قابل ہو تو مانگے گا۔ مانگنے کی ہوش آئیگی تو مانگے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کی امت کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ اور ہم بھی آپ کی امت کی تعریف کرتے آئے ہیں۔ مجھے بہت شوق ہے کہ آپ کا امتی دیکھوں۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنا کوئی امتی دکھا دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جس بندے کو وہاں پیش کیا وہ حضرت امام غزالیؒ ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال فرمانے کے چار سو سال بعد پیدا ہوئے ابھی پیدا ہونے میں چار سو سال باقی ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے پورا علم والا بندہ بنا کر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا دیا۔ حضرات آپ مانگ سکتے ہیں۔ جوانی ہے ہوش ہے عقل ہے فہم ہے فراست ہے تو مانگ لیں گے۔ حضرت امام غزالیؒ کی تو ابھی والدہ بھی پیدا نہیں ہوئی۔ ان کی نانی پڑنا ہی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ چار سو سال میں تو کتنی ہی پشتیں کھل جائیگی۔ تیس سال بعد بھی اگر ایک پشت گزر جائے تو چار سو سال میں بارہ تیرہ پشتیں گزر جائیگی۔ بارہ پشتوں کے بعد ابھی امام غزالیؒ نے پیدا ہونا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نہ صرف امام غزالیؒ کو زندہ کر دیا بلکہ پورا علم اور عرفان بھی عطا کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت امام غزالیؒ سے ان کا نام پوچھا تو حضرت امام غزالیؒ نے اپنا نام والد کا نام دادا کا نام اپنے بیٹے کا نام اور پوتے کا نام بتا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تم سے صرف تمہارا نام پوچھا تھا آپ نے تین پشت اور پورا تین پشت نیچے سب گنوا دئے ہیں اتنا لمبا جواب دینے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت امام غزالیؒ نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ یا کلیم اللہ علیہ السلام آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ پوچھا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ تو آپ نے اتنا لمبا جواب کیوں دیا تھا کہ یہ ڈنڈا ہے اس سے میں پتے جھاڑتا ہوں بکریوں کو ہانگتا ہوں۔ کھائی کو عبور کرتا ہوں اس سے ٹیک لگا لیتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا محبوب اللہ تعالیٰ مجھ سے ہم کلام تھا میں نے سوچا کہ اتنا لمبا جواب دوں کہ ہم کلامی ہوتی رہے بات ختم ہی نہ ہو۔ حضرت امام غزالیؒ نے عرض کیا کہ آپ کے محبوب اللہ تعالیٰ ہیں میرے محبوب میرے نبی کریم ﷺ میرے قریب ہیں میں نے سوچا کہ یہ قرب زیادہ دیر تک نصیب ہو جائے اس لئے

میں نے لمبی بات کی ہے تاکہ نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوتی رہے۔ میں دیدار مصطفیٰ ﷺ کرتا ہی رہوں۔ حضرت امام غزالیؒ کو یہ فہم اور ادراک عطا فرمادیا۔ حضرت امام غزالیؒ نے مانگا نہیں ہے وہ تو ابھی مانگنے کی حالت میں بھی نہیں آئے حضور نبی کریم ﷺ نے اتنا نواز دیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ عربی نہیں ہیں یہ عجمی ہیں فارس کے کسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بغداد شریف میں گئے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو حکم ہوا کہ آپ ارشادات دیں تقریر کریں۔ جب آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو سارا علم جاتا رہا۔ ٹانگیں کا پنے لگیں۔ کوئی شخص جب پہلی مرتبہ تقریر کرتا ہے تو اس کو بھی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ نہ علم رہتا ہے نہ آواز نکلتی ہے اور نہ ہی کوئی طاقت رہتی ہے ٹانگیں کا پنے لگتی ہیں۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ سے پانچ سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ محفل میں تشریف لے آئے فرمایا کیا بات ہے۔ گھبرائے ہوئے کیوں ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ تمام علم بھول گیا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے منہ میں سات مرتبہ لعاب دہن عطا فرمایا۔ تو حضرت سرکار غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ سارے علوم مجھے آ گئے۔ آپ نے مانگا تو نہیں وہ تو بلکہ ڈرے ہوئے تھے۔

تیری محفلوں میں آ کر شاہ عرب نے
بڑھائی تیری عز و شان غوث اعظم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکار غوث الاعظمؒ کی عزت بڑھادی۔ لیکن اصل نقطہ جو میں عرض کر رہا ہوں۔ وہ یہ کہ بن مانگے عطا فرماتے ہیں۔ آپ نے یا میں نے اس محفل میں آنے سے متعلق کچھ مانگا تھا؟ نہیں مانگا تھا۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلاتے ہیں

یہ میرے نبی پاک ﷺ کا کرم ہوتا ہے تو بندہ محفل میں جاتا ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ کا بلایا ہوا ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ بن مانگے اور بغیر کسی التجا کے دیا ہے۔ حضرت ربیعہؒ سے فرمایا کہ سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِيعَةَ اے ربیعہؒ مانگ لے جو تو مانگنا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس دنیا میں بھی آپ ﷺ کا غلام ہوں اور جنت میں بھی غلام رہوں فرمایا کہ یہ تو ہو گیا اور کچھ مانگ لو عرض کیا کہ

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یہ نبی پاک ﷺ کی عطا ہے۔ حضور مکرّمہ بہت خوبصورت تھے اور ابو جہل کے بیٹے تھے۔ ابو جہل نے اس کو

کہا ہوا تھا کہ محمد ﷺ کے سامنے نہ ہونا کیونکہ جو اس کے سامنے جاتا ہے وہ اپنے دین سے پھر جاتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں کہ بے ایمان ہو جاتا ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ بچ کر رہتے تھے۔ دور سے ہی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تو راستہ بدل کر نکل جاتے۔ ایک روز اچانک ایک گلی کے موڑ پر ملاقات ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر جیسی خوبصورت شکل جہنم میں جاتی اچھی نہیں لگتی۔ کہنے لگا کہ میں جہاں بھی جاؤں جانے دیں لیکن میں مسلمان نہیں ہوں گا۔ وہ وہاں سے بھاگے لیکن دل میں بے قراری اور بے چینی پیدا ہو گئی کہ مکرمہ سے بھاگ جانا چاہتے تھے لیکن حالات ایسے بنتے رہے کہ مکہ مکرمہ کو بھی نہ چھوڑ سکے۔ آخر کار نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ مجھے مسلمان کر دیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مرضی کی خلاف زبردستی اس کو ایمان نصیب فرمایا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرار چاہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی نظر عنایت ڈالی کہ جہنم سے آزادی دلا کر جنتی بنا دیا۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بن مانگے عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عطا کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

لَا وَرَبِّ الْاَلَمِ ————— رُفْنُ جَس کو جو ملا ان سے ملا

بُتّی ہے کونین میں نعت رسول اللہ کی

حضور نبی کریم ﷺ نے بن مانگے وہ کچھ عطا فرمایا ہے کہ لینے والا یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کو یہ عطا ہو جائیگی۔ فراست بھی ان سے ہے مقدر بھی ان کے در سے ملتا ہے۔ عقل و شعور بھی وہیں سے عطا ہوتی ہے۔ فہم اور سمجھ بھی وہیں سے ملتی ہے۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ ہمیں مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ نہیں آتا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ دینا جانتے ہیں اور وہ چیز عطا کرتے ہیں جو ہمارے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ احسان ماننے کی توفیق عطا فرمائے جب تم یہ احسان مانو گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں اور بھی زیادہ عطا کر دیں گے۔ جب کوئی بندہ نعت ملنے کا شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں میں اور اضافہ فرما دیتے ہیں۔ لَعِنُ شَاكِرْتُمْ لَا زَيْدٌ نَّكُمْ وَلَعِنُ كَفَرْتُمْ اِنْ عَدَايَ لَشَدِيدٌ (ابراہیم ۷) اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور بڑھادوں گا اور انکار کرو گے تو پھر میرا عذاب بہت سخت ہے۔ حضرات اللہ تعالیٰ کی نعت کا شکر ادا کیا کرو کہ ہم اس نبی رحمت کی امت ہیں۔ کسی کو مانگنے کا شعور نہیں ہے۔ اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ اپنی خواہشات اور ضروریات کی فہرست بناؤ تو پھر دیکھ لینا کہ اس میں بخشش والی

ایک بھی چیز نہیں ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بخشش ہی بخشش عطا فرماتے ہیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ کفار کو شکست ہوئی۔ وہ دوڑ بھاگ گئے۔ بہت سارا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ بکریاں اونٹ مویشی وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں ملے۔ سونا چاندی بھی کثیر مقدار میں ملا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تمام مال غنیمت مکہ میں نئے مسلمان ہونے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اتنا زیادہ مقدار میں دیا کہ لوگوں کو پتہ چل رہا تھا کہ ہاں کوئی عنایت ہوئی ہے۔ جو فوجی مدینہ منورہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گئے تھے۔ بطور خاص انصاری لوگ تھے انہوں نے اعتراض کر دیا کہ لڑنے مرنے کے لئے ہم تھے۔ ہماری تلواروں سے ابھی تک خون لپک رہا ہے لیکن مال غنیمت تو سارا کئی لے گئے۔ انہوں نے یہ شکایت کی شکوہ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارا مال تو اپنے رشتہ داروں کو دے دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بلایا اور لمبی چوڑی فہرست سنائی کہ میں نے فلاں فلاں کو یہ یہ دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اے انصار کیا تم یہ پسند کرو گے کہ مکہ کے رہنے والے تو مویشی اور مال جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کا رسول اللہ ﷺ لے کر جاؤ۔ تمام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رونا شروع کر دیا کہ ہم نے مال و زر کے لئے شکایت کر دی نہ سوچا کہ ہمارے ساتھ تو نبی محترم ﷺ تشریف لے جات رہے ہیں۔ حضور نبی ﷺ استحقاق نہیں دیکھتے جس کو دیتے ہیں بغیر استحقاق کے عطا فرماتے ہیں۔ ذرے کو چاہیں تو زر کر دیں۔ جشی کو چاہیں تو رشک قمر کر دیں یہ سب ان کی اپنی مرضی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ محترمہ نے وصال فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر مبارک عطا فرمائی کہ یہ کفن کے نیچے سے لپیٹ دیں یہ اس کی بخشش کا ذریعہ بن جائیگی۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ نے وہ چادر مانگی تھی؟ بن مانگے ہی عطا ہوئی ہے۔ کیا بیت اللہ شریف نے یہ آرزو کی تھی یا اس نے یہ مانگا تھا کہ وہ مسلمانوں کے لئے قبلہ بن جائے۔ نہیں مانگا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مرضی سے اس کو خانہ کعبہ بنا دیا ہے۔ شروع میں سترہ ماہ تک مسلمان بھی بیت المقدس کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے رہے خانہ کعبہ نے تو یہ خواہش ظاہر نہیں کی کہ مسلمانوں کا قبلہ بن جاؤں یہ تو میرے نبی پاک ﷺ کی عطا ہے کہ وہ آج خانہ کعبہ بنا ہوا ہے اور اس کا طواف ہو رہا ہے۔ خانہ کعبہ کو کعبہ بنانے والے حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کے کنگن بن مانگے عطا فرمائے۔ سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کچھ مانگا تھا وہ تو سوسرخ اونٹ انعام حاصل کرنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو پکڑنے کے لئے پیچھا کر رہا تھا۔ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ غرض نہ تھی اسے تو سو

سرخ اونٹ کا انعام حاصل لئے جا رہا تھا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ یا (نعوذ باللہ) دوسری حالت میں گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ ایمان بھی عطا کر دیا۔ نمازی ہونا بھی نصیب کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا یہ شفاعت بھی بن مانگے عطا ہو رہی ہے۔ بہترین دعا درود شریف ہے۔ جس میں عظمت مصطفیٰ ﷺ پر درود شریف پڑھنے سے دس بار اللہ تعالیٰ کا درود شریف۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس نیکیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے اور جنت میں دس درجے بلند ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ احسان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 31/10/97

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

وسیلہ کی ضرورت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! آج ایک رسالہ ملا ہے اس میں لکھا ہے کہ وسیلہ پکڑنا گناہ ہے یہ شرک ہے یہ بدعت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ وسیلہ نہیں پکڑنا چاہئے۔ وسیلہ کسی کو نہیں بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں وہی رازق ہے وہی مالک ہے وہی شفا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی روٹی دیتا ہے وہی ہدایت بھی دیتا ہے۔ ہر چیز وہی دیتا ہے وہی مالک و مختار ہے تو پھر کیوں ادھر ادھر دھکے کھاتے پھرتے ہو سیدھے اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ وہ تمہاری شاہ رگ سے بھی قریب ہے وہ سنتا ہے وہ دیکھتا ہے اونچی آواز سے پکارو یاد دل سے پکارو وہ سن لیتا ہے پھر وسیلہ پکڑنے کی کیا ضرورت ہے کبھی کسی کو کہتے ہو کہ یہ داتا ہے کبھی حضور نبی کریم ﷺ سے کہتے ہو کہ وہ دیتے ہیں تو یہ کیوں کرتے ہو براہ راست اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں مانگتے۔ یہ بھی پانچ وقت نماز میں پڑھتے ہو کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ یہ اعتراض ہے۔ میں فی الحال قرآن و حدیث سے وسیلہ پکڑنے کے ثبوت پیش نہیں کرتا حالانکہ قرآن و حدیث سے وسیلہ پکڑنے کے ثبوت موجود ہیں میں ایک عام سی سطح سے بات کرتا ہوں۔ کہ اگر وسیلہ پکڑنا منع ہے یہ شرک ہے یہ بدعت ہے یہ جائز نہیں ہے تو پھر ہم نے یہ ٹیوب لائٹ کیوں روشن کر رکھی ہے یہ ٹیپ ریکارڈ کیوں استعمال کر رہے ہیں آپ یہاں سکوتر سائیکل و بگن پر کیوں آئے ہیں۔ آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ آپ تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ پڑھاتا تو اللہ تعالیٰ ہے پھر آپ کالج سکول کیوں جاتے ہیں کیوں شرک کرتے ہیں۔ خبردار سکول کو چھوڑ دو کار کا استعمال ترک کرو سائیکل پھینک دو کیونکہ تمہیں پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر یہ سواری کیوں استعمال کرتے ہو۔ شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر حکیم ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہو۔ اسپر دیا اور کوئی دوائی کیوں لیتے ہو۔ بھوک لگتی ہے تو روٹی کیوں کھاتے ہو۔ کھلانے پلانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے رازق وہ ہے۔ پیاس لگتی ہے تو پانی کیوں پیتے ہو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اگر کوئی اس کی نگہداشت کرنے والا نہ ہو تو وہ ویسے ہی مری

جائے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی والدہ کے دل میں اس کی محبت ہے باپ کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ بہن بھائی ماموں چچا سب اس سے پیار کرتے ہیں اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اس کے عزیز و اقارب اس کو دیکھ رہے ہیں کوئی نہلا رہا ہے کوئی گرم کر رہا ہے کوئی دودھ پلا رہا ہے کوئی کھلا رہا ہے کوئی اٹھائے پھرتا ہے ذرا سی تکلیف بچے کو ہو جائے تو سب پریشان ہو جاتے ہیں طرح طرح کے کھلونوں سے بچے کا دل بہلاتے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی دودھ کی ضرورت ہے ماں کی ضرورت ہے۔ ماں کی گود کی ضرورت ہے حرارت کی ضرورت ہے گرمی کی ضرورت ہے تحفظ کی ضرورت ہے بیمار ہو جائے تو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ بچہ خود تو بے بس ہے مجبور ہے اپنے آپ کچھ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ذرا بڑا ہوا تو تعلیم کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ روشنی کی ضرورت ہے کہ پڑھ سکے۔ آنے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔ سردی کے لئے ہیٹر کی ضرورت ہے گرمی کے لئے پتکھے کی ضرورت ہے ملازمت کے لئے ڈگری کی ضرورت ہے تجارت کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ سہارے کے لئے اولاد کی ضرورت ہے اور اولاد کے لئے بیوی کی ضرورت ہے بوڑھا ہو گیا تو پھر بچپن کی طرح تحفظ کی ضرورت ہے نگہداشت کی ضرورت ہے۔ فوت ہو گیا تو کفن و دفن کے لئے دوسروں کی ضرورت ہے۔ پوری زندگی میں ہر لمحہ ہم کسی کے محتاج ہیں لیکن وسیلہ کے انکاری کہتے ہیں کہ خبردار اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں کسی کے پاس نہ جاؤ صرف اللہ سے ہی طلب کرو۔ خدا کے بندو اللہ تعالیٰ حقیقی طور سے وسیلہ ہے۔ حقیقی طور سے مالک ہے سب اس کے خزانے ہیں لیکن اس نے یہ خزانے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مخلص بندوں کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء کرام کو بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (کوثر) اور کوثر ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ ہر بھلائی جو انسان کو چاہیے وہ کوثر میں شامل ہے۔ دین چاہئے تو اس میں ہے ایمان چاہئے تو اس میں ہے علم چاہئے تو اس میں ہے نور چاہئے تو اس میں ہے۔ ہر بخشش اس میں ہے شفاعت چاہئے تو اس میں ہے۔ کوثر کی ایک تفسیر جو ہے وہ شفاعت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے روز ساری مخلوق میری شفاعت کا وسیلہ ڈھونڈے گی۔ ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مالک ہے لیکن اس نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو ملکیت عطا کر دی ہے۔ شفا اس نے دوئی کو عطا کر دی ہے۔ طاقت اس نے پٹرول کو عطا کر دی ہے۔ توانائی اس نے روٹی کو عطا کر دی ہے پانی میں اپنی نعمت رکھ دی ہے اللہ تعالیٰ ہی اگر پیاس بجھانا نہ چاہے تو جتنا مرضی پانی پی لیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پانی میں پیاس بجھانے

کی طاقت رکھ دی ہے۔ یہ پانی یہ روٹی اللہ تعالیٰ کے کرم سے بنی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کا کرم شامل نہ ہو تو یہ روٹی یہ پانی یہ دوائی کسی کام کے نہیں اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہمارے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے ہیں بنے ہوئے ہیں ان کے بغیر گزارہ ہی نہیں ہے۔ جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کسی کے پاس مت جاؤ وہ بھی بیمار ہو کر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ دوائی وہ بھی کھاتے ہیں۔ حاکم کے پاس وہ بھی جاتے ہیں۔ معلم اور استاد کے پاس وہ بھی جاتے ہیں گرمی سردی سے بچاؤ کی تدابیر وہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ باقی سب چیزیں چھوڑ دو اور یہ یاد رکھو کہ بخشش ہمارے نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہونی ہے اگر شفاعت کا انکار کرو گے تو بخشش ہی نہیں ہوگی۔ باقی چیزوں سے متعلق اگر یہ کہتے رہو کہ یہ شرک ہے بدعت ہے تو بے شک کہتے رہو لیکن اس دنیا میں جس کا عقیدہ یہ نہ ہو کہ بخشش نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہوگی تو قیامت کے روز جہنم میں چلا جائیگا۔ یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جو چاہے وہ نہ کرے جو نہ چاہے وہ نہ کرے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہے کہ ہر وہ بندہ خواہ نبی علیہ السلام ہے خواہ ولی ہے خواہ نیک آدمی ہے خواہ عام گنہگار ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہی جنت میں جائیگا۔ ہم ہر چیز سے فائدہ اٹھا رہے ہیں روٹی پانی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں روشنی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بجلی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں آج روزمرہ کی زندگی میں بجلی کو کتنا دخل ہے۔ ہر چیز بجلی پر چل رہی ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جہاں یہ سارے فائدے اٹھا رہے ہیں وہاں ایک فائدہ یہ بھی اٹھا لو کہ تیری اور میری بخشش نبی پاک ﷺ کی شفاعت سے ہی ہوتی ہے۔ یہ شرک نہیں ہے۔ شرک وہ ہے کہ جو آپ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں لے آئیں اس کے علاوہ کسی اور کی بھی عبادت کریں۔ کسی اور کو بھی معبود بنالیں یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرما رہے ہیں کہ اگر گناہ کر لو تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں اگر وہ تمہاری شفاعت فرمائیں تو میں تمہیں بخش دوں گا اللہ تعالیٰ تو فرما رہے ہیں کہ اگر میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری شفاعت کریں تو میں بخش دوں گا اور اگر وہ شفاعت نہ فرمائیں تو میں بھی نہیں بخشوں گا۔ تو کیا یہ شرک ہے۔ اللہ معافی دے کیا اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سکھا رہا ہے۔ بخشش تو ہے ہی نبی

کریم ﷺ کے در سے آپ ﷺ کی دعا سے آپ ﷺ کی شفاعت سے۔ یہ میری گزارش ہے اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے قرب الہی کے حصول کے لئے عمل کی ضرورت ہے نیک اعمال کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائیگا۔ وہ وَاَتَغْوُ إِلَيْهِ الْوَسِيلَتَهُ کی تفسیر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں وسیلہ کا مطلب اعمال صالحہ ہیں۔ نماز پڑھو گے تو اللہ کے قریب ہو جاؤ گے۔ روزہ رکھو گے تو اللہ کے قریب ہو جاؤ گے حج کرو گے قربانی کرو گے زکوٰۃ دو گے طواف کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائیگا۔ خاص طور سے روزہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو جاؤ گے۔ اس مسئلہ کا حل حضور نبی کریم ﷺ نے معراج شریف سے بھی پہلے عطا کر دیا ہے آج مناظرہ ہے جھگڑا ہے CONTROVERSY ہے۔ کہ وسیلہ کیا ہے۔ کیا وسیلہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں؟ اولیاء کرام ہیں؟ یا کہ نیک اعمال ہیں۔ اس کا فیصلہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس وقت ہی کر دیا تھا کہ جب کہ ابھی قرآن مجید کی چند ہی آیات آئی تھیں۔ کوئی عمل نہیں کوئی شریعت نہیں صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کا کلمہ شریف ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اعلان نبوت ہے اور کلمہ شریف ہے۔ قرآن ابھی اترائیں ہے یہ بعد میں نازل ہوا۔ نہ کوئی نماز کا حکم ہے نہ کوئی روزہ فرض ہوا ہے۔ حج تو اور بھی بعد میں فرض ہوا۔ زکوٰۃ کا حکم بھی بعد میں آیا۔ اسی طرح باقی اعمال شریعہ بھی بعد میں آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے جو بھی حاضر ہو کر کلمہ شریف پڑھتا اور زیارت رسول ﷺ ایمان کی حالت میں کر لیتا تھا وہ قرب الہی میں پہنچ جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنا کہ قرب الہی ملے میں کہتا ہوں کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو تو مانو پھر قرب الہی میں جاؤ گے۔ وہ کہتے ہیں نماز پڑھو۔ حج کرو۔ روزہ رکھو اعمال صالحہ کرو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کا کیا مطلب ہے ان کا مطلب ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ دو۔ کہتے ہیں نوافل پڑھو۔ رات کو تہجد پڑھو گے تو قرب الہی میں پہنچ جاؤ گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پہلے درمستی ﷺ پر آؤ تو پھر الہی ملتا ہے ورنہ یہ ملتا ہی نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کہاں ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو کہاں ملیں تو قرآن مجید میں آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تو میرے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پتہ بتا دیا کہ میں کہاں ملتا ہوں۔ ہر کسی نے اپنے کارڈ بنوایا ہوا ہوتا ہے۔ اس پر نام درج ہوتا ہے پتہ لکھا ہوتا ہے۔ ٹیلی فون نمبر ہوتا ہے۔ کاروباری تعارف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پتہ کا بھی کارڈ یہ دیا کہ میں تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے پاس ہوتا ہوں اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا مانے وہ ایمان دار نہیں رہ سکتا۔ ایمان کا ایک ڈھانچہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے فرشتے ہیں جنت ہے دوزخ ہے مرنا ہے اور پھراٹھنا ہے۔ حوریں ہیں غلمان ہیں۔ جس طرح کہ جسم ہے اس میں روح ڈالیں گے تو یہ زندہ ہوگا۔ ایمان کے ڈھانچہ میں کیا چیز ڈالیں کہ یہ زندہ ہو جائے اس میں صرف یہ ڈالنا ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہیں۔ جب یہ عقیدہ ہو جاتا ہے تو ایمان میں رومی پڑ جاتی ہے۔ کلمہ شریف میں آذان میں تکبیر میں نماز میں ہر جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ شامل رکھا ہوا ہے۔ **أَطِيعَ اللَّهَ وَأَطِيعَ الرَّسُولَ** اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ فضل کرتے ہیں اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ غنی کرتے ہیں اور اللہ کا رسول ﷺ قرآن میں کتنی ہی آیات مبارکہ ہیں کہ جہاں اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ دونوں ملے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی جدائی نہیں ہے۔ جہاں ان میں جدائی ہوئی تو ایمان کی روح نکل گئی۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

کبھی اس نور کی بستی میں جا کر ہم بھی دیکھیں گے
 جبین شوق اس در پہ جھکا کر ہم بھی دیکھیں گے
 یہ دل آقا کی فرقت میں بہت بے چین رہتا ہے
 یہ غم ان کو بچشم نم سنا کر ہم بھی دیکھیں گے
 اسی امید پر زندہ ہیں آئے گا بلاوا بھی
 وہ جالی اپنی آنکھوں سے لگا کر ہم بھی دیکھیں گے
 فروزاں ہیں دو عالم جس حسین چہرے کی کرنوں سے
 دیا اس کی محبت کا جلا کر ہم بھی دیکھیں گے
 سنا ہے خاص رغبت ہے انہیں اشک ندامت سے
 تو پھر یہ اشک پیکوں پر سجا کر ہم بھی دیکھیں گے
 کبھی وہ بھی گھڑی ہو گی حضور شہہ موآجہ پر
 لرزتے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ہم بھی دیکھیں گے
 عجب اقبال عالم کیف و مستی کا ہے طیبہ میں

یہ عالم روح میں اپنی بسا کر ہم بھی دیکھیں گے
 اقبال صاحب کی یہ نعت جس میں وہ فرما رہے ہیں کہ ان کی بستی میں جا کر ہم بھی دیکھیں گے
 جبین اپنی جھکا کر ہم بھی دیکھیں گے۔ اپنا غم سنا کر ہم بھی دیکھیں گے۔ جالی اپنی آنکھوں سے لگا کر ہم بھی
 دیکھیں گے۔ دیامحبت کا جلا کر ہم بھی دیکھیں گے۔ اشک پلکوں پہ سجا کر ہم بھی دیکھیں گے۔ لرزتے ہاتھ اٹھا
 کر ہم دیکھیں گے اور طیبہ کی فضا کو اپنی روح میں بسا کر ہم بھی دیکھیں گے۔ اس میں جو فاعل ہے جو کام
 کرنے والا ہے وہ شاعر ہے جس کی یہ نعت ہے وہ شاعر یہ سارے کام کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میرا عقیدہ یہ ہے
 میری عرض یہ ہے کہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا لیں گے تو یہ سب کچھ ہو جائیگا اگر نہیں تو پھر میں کچھ بھی نہیں۔ گزارش میری یہ
 ہے کہ فاعل جو ہے۔ کام کرنے والی جو ہستی ہے۔ میرے اور تیرے اندر تحریک پیدا کرنے اور ہدایت دینے
 شوق اور ذوق دینے۔ نعت دینے اور نعت پڑھانے اور نعت سننے۔ نیکی کرانے بدی سے بچانے والی جو ہستی
 ہے وہ نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور آپ ﷺ کا تصرف ہے۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ
 یہ کہے کہ میں کر رہا ہوں میں محفل میں جا رہا ہوں۔ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں روضہ اقدس پر جا رہا ہوں۔
 میں نیکی کر رہا ہوں۔ جب بندہ اپنی طرف منسوب کرے گا تو پھنس جائے گا اگر اس کو حضور نبی کریم ﷺ
 کی طرف سے عطا سمجھے تو پھر کرم ہی کرم ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آپ جو کرنا تھا کر لیا۔ رولیا۔
 آنسو بہائے لیکن کیا کچھ بنا؟ کیا آپ کی توبہ قبول ہوئی؟ نہیں ہوئی لیکن جب نبی پاک ﷺ کا نام نامی اسم
 گرامی لیا اس کا وسیلہ پکڑا تو بخشش ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ڈوبنے لگی تو عرض کیا کہ یا اللہ یہ
 کشتی تو ڈوبنے والی ہے۔ فرمایا کہ اس کی پیشانی پر لفظ محمد ﷺ لکھ دو۔ جب نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کا
 وسیلہ لیا تو کشتی کو قرار آ گیا اور بیڑا پار ہو گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہو گئے۔ لاچار ہو گئے بیوی فوت
 ہو گئی بیٹے فوت ہو گئے۔ مولیٰ بھی مر گئی لیکن جب میرے نبی پاک ﷺ کا سہارا لیا آپ ﷺ کا وسیلہ
 پکڑا تو اپنی ایزھی زمین پر ماری تو پانی نکل آیا وہ پانی پی لیا زخموں پر لگا یا تو اسی وقت صحت یاب ہو گئے۔
 جب آپ یہ سمجھیں گے کہ ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے تو پھر آپ کی نگاہ اس در اقدس
 کی طرف لگی رہے گی۔ نہ تو شیطان ڈاکہ مارے گا نہ ہی نفس کچھ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کا

وسیلہ اور سہارا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 26/12/97

رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

نبی کے معنی اور مفہوم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین۔ آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب الله۔

معزز حاضرین! قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتُهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا یُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب 56) میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ”نبی“ کی صفت سے پکارا ہے۔ نبی کے لقب سے نوازا ہے۔ مفسرین نے نبی کے کئی معنی بیان فرمائے ہیں غائب کی باتیں بتانے والے کو بھی نبی کہتے ہیں اور ایسی ہستی ایسی شخصیت جو نہایت ہی بلند مقام پر فائز ہو عظیم ترین مرتبہ پر فائز ہو وہ نبی کہلاتی ہے۔ نبی سے زیادہ اعلیٰ و ارفع مقام کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا۔ نبی کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ایسی ہستی جو نہایت ہی باریک آواز کو بھی سن لے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے اور اس سے تین میل دور چیونٹیوں کا بل ہے۔ ایک چیونٹی کھڑی ہو کر اعلان کرتی ہے کہ اے چیونٹیو! میری ساتھیو! اپنے اپنے بل میں گھس جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے وہ تمہیں کہیں اپنے پاؤں تلے روند نہ ڈالیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل دور سے اس چیونٹی کی آواز سن لی۔ یہ نبوت کا خاصہ ہے کہ اسے تین میل دور سے بھی ایک چیونٹی کی آواز سنائی دے دیتی ہے۔ ورنہ اگر یہی کوئی چیونٹی ہمارے کان کے اندر داخل ہو کر بھی بولے تو پھر بھی ہمیں سنائی نہیں دے گی۔ عام انسانی کان بیس سے بیس ہزار فریکوئنسی FREQUENCY کی آواز کون سکتا ہے۔ بیس سے کم یا بیس ہزار سے زیادہ فریکوئنسی کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ لیکن نبی کسی قسم کی فریکوئنسی کا محتاج نہیں ہوتا وہ ہر قسم کی آواز سن سکتا ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی نبی ہیں وہ تو وہاں سے بھی سن لیتے ہیں کہ جہاں سے کوئی نبی بھی نہ سب سکتا ہو۔ آواز پیدا نہ بھی ہو وہ تب بھی سن لیتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ کے لطن اطہر میں تھا کہ جب چاند چل کر عرش عظیم کے نیچے سجدہ کرتا تھا تو میں اس کے سجدہ کرنے کی آواز کون لیتا تھا۔ پھر فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے لطن اطہر میں تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز سن لیا کرتا تھا۔

یہ میرے نبی پاک ﷺ کی قوت سماعت ہے۔ آپ اپنے دل میں پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن بھی لیا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ درود شریف کس نے پڑھا ہے اور وہ کس کا بیٹا ہے۔ چیونٹی کی آواز کی کچھ نہ کچھ فریکوئنسی ہوگی۔ آخر چیونٹی بولی ہے اس نے آواز نکالی ہے تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنی ہے۔ چاند کے چلنے سے اس کے سجدہ ریز ہونے سے اور قلم کے چلنے سے کچھ نہ کچھ آواز تو پیدا ہوئی فریکوئنسی پیدا ہوئی لیکن دل میں درود شریف پڑھنے سے کون سی آواز پیدا ہوئی یا فریکوئنسی پیدا ہوئی۔ کوئی آواز نہیں۔ کوئی فریکوئنسی نہیں پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی آواز کے محتاج ہیں نہ کسی فریکوئنسی کے محتاج ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پوری کائنات میں جہاں کہیں کوئی نہایت محبت پیار سے ذوق و شوق سے اور عشق سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اس کا درود شریف خود سنتا ہوں اب کوئی غار میں پڑھ رہا ہے کوئی پہاڑ پر پڑھ رہا ہے کوئی سمندر کی تہہ میں ہو کہ آسمانوں کی بلندیوں پر ہو جہاں کہیں بھی درود شریف پڑھ رہا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ خود سن رہے ہیں درود شریف پڑھنے والے کو بھی جانتے ہیں اور اس کے والد کو بھی جانتے ہیں۔ آسمانوں میں جہاں کہیں فرشتے درود شریف پڑھ رہے ہیں وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ سن رہے ہیں۔ زمین سے چھ سو میل کی بلندی تک تو ہوا ہے اس کے بعد خلاء ہے اور آواز کی لہریں خلاء میں سے نہیں گزر سکتیں لیکن آسمانوں پر پڑھا جانے والا درود شریف تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نہ کسی ہوا کے محتاج ہیں اور نہ کسی خلاء کے محتاج ہیں وہ جب چاہیں جو چاہیں جہاں سے چاہیں سماعت فرمائیں یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر کوئی جسم روشنی کی رفتار سے دس گنا زیادہ رفتار سے سیدھا سفر کرے تو وہ تیس لاکھ سال میں جنت میں پہنچ جائے گا۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور دس گنا ہ رفتار کا مطلب ہے کہ اگر کوئی جسم اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرے تو وہ تیس لاکھ سال میں جنت میں پہنچ جائے گا آپ تیس لاکھ سال کے سیکنڈ بنالیں اور اس کو اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار سے ضرب دیدیں تو یہ زمین سے جنت کا فاصلہ آجائے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور قرضہ بھی بہت چھوڑ گئے ہیں اور میری جوان بہنیں بھی ہیں جن کی شادی کرنی ہے اور اس سال کھجور کے درختوں کو پھل بھی بہت تھوڑا آیا ہے تو آپ فرمائیں کہ میں کیا کروں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے ساتھ بے حجابانہ کیا بات چیت کی ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت سماعت ہے کہ فرش زمین پر تشریف فرما ہیں اور جنت میں اللہ تعالیٰ اور اپنے صحابیؓ کے درمیان ہونے والی بات کو سماعت فرما رہے ہیں۔ اتنی دور جنت اور اس میں ہونے والی گفتگو کو سن لینا صرف اور صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی شان اور عظمت ہے۔ معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا بات ہے کہ جب میں جنت میں ہوتا ہوں تو میرے آگے آگے جوتیاں گھٹیتا پھرتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں چل پھر رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں تشریف فرما ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چلنے کی آواز سن رہے ہیں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے یہ آپ ﷺ کی عظمت ہے وہ چاہیں تو فرش زمین پر بیٹھ کر جنت میں ہونے والی گفتگو سماعت فرمالیں اور چاہیں تو جنت میں ہوتے ہوئے زمین پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چلنے کی آواز سماعت فرمالیں۔ یہ آپ ﷺ کی مرضی ہے آپ ﷺ جو چاہیں جہاں سے چاہیں سن لیں کوئی چیز آپ ﷺ کی سماعت کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ نبوت کی ایک شان یہ ہے کہ وہ بلند ترین مقام پر ہوتے ہیں لوگ انہیں دیکھ کر اپنی زندگیوں کی اصلاح کرتے ہیں نبی صراط مستقیم پر ہوتے ہیں جب ان کی طرف نگاہ رہتی ہے تو بندہ بھولتا نہیں ہے۔ بلند ترین مقام کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ماؤنٹ ایورسٹ ہے یا چینوٹ کی کوئی پہاڑی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مقام پر ہیں کہ جس آدمی کی بھی نگاہ ان پر رہی وہ صراط مستقیم سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ وہ سیدھی راہ پر رہتا ہے۔ نبی کا ایک معنی خبر دینے والا ہے اور ایک اس کا مطلب ہے خبر لینے والا مدد کرنے والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں بیمار ہوں یہ خبر تو آپ کو مل گئی لیکن آپ نے میرا کیا فائدہ کیا خبر آپ کو مل گئی کہ میں بیمار ہوں لیکن آپ میری کیا مدد کرتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے بھی ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں یہ فرق ہے۔ آپ ﷺ خبر دیتے بھی ہیں اور خبر لیتے بھی ہیں خبر لینے کا مطلب ہے مدد کرنا۔ جیسے کہ پہلے بھی عرض کیا کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں بہت غمگین ہوں والد صاحب شہید ہو گئے ہیں۔ بہنیں بھی جوان ہیں جن کی شادی کرنی ہے۔ قرضہ بھی بہت چھوڑا ہے اس وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ فرمایا کہ تمہارے والد صاحب شہید ہو گئے ہیں اور بہت اعلیٰ مقام پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے حجاب ان سے بات چیت کی ہے۔ گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صحابی کی جنت میں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے والی بات کو سن بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ یہ نبوت کی شان ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ بات کیا ہوئی ہے۔ فرمایا کہ تیرے باپ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا ہے کہ کیا تمہاری کوئی تمنا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ میری یہ تمنا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں جاؤں اور تیرے راہ میں دوبارہ شہید ہو جاؤں۔ پھر جاؤں پھر شہید ہو جاؤں پھر جاؤں اور پھر شہید ہو جاؤں یہ تمنا ہے جو تیرا باپ کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں بس تیرا امتحان ہو چکا ہے تو کامیاب ہو گیا ہے اب تو جنت میں ہی رہ۔ اب یہ تو ہے خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اب خبر لینے والی بات سنو۔ کہ اس شخص نے کہا کہ قرضہ ہے بہنیں بھی جوان ہیں ان کی شادی کا مسئلہ ہے اور کھجوروں کو پھل بھی تھوڑا آیا ہے قرضہ اترنے کی امید نہیں تو باقی خرچ اخراجات کیسے نکلیں گے۔ قرض خواہ مہلت بھی دینے کو تیار نہیں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بھی کھجوروں کو پھل آیا ہے وہ اتار کر لے آؤ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پھل لے آیا جو بھی تھوڑا بہت تھا وہ اتار کے لے آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کھجوروں پر چادر ڈال دی اور فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو لے آؤ اور ان کو کھجوریں تول تول کر دیتے جاؤ۔ تمام قرضہ اتر گیا پھر فرمایا کہ اب ان کو فروخت کرنا شروع کر دو۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھجوریں فروخت کرتے گئے حتیٰ کہ بہنوں کے جہیز کے لئے رقم جمع ہو گئی۔ جب چادر ہٹائی گئی تو کھجوریں اتنی ہی موجود تھیں جتنی پہلے تھیں۔ یہ بھی نبوت کا خاصہ ہے۔ خبر دینا بھی آپ ﷺ کی شان ہے لیکن خبر لینا بھی آپ ﷺ کی ہی شان ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز تو بہت رش ہوگا ہم آپ کو کہاں ڈھونڈیں فرمایا کہ رات کا وقت ہو اور چاند پورا ہو بدر ہو جیسا کہ چودھویں رات ہوتا ہے تو کیا اس کے ڈھونڈنے میں کوئی مشکل آتی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ میں اس چاند سے بھی زیادہ روشن ہوں گا۔ اور اگر تم مجھے نہیں ڈھونڈ سکو گے تو میں خود تمہیں ڈھونڈ لوں گا۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ وہ خبر لے لیتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک میرے سارے امتی جنت میں دخل نہیں ہو جائیں گے۔ اس سے بڑھ کر کون خبر لینے والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تو آیا ہی گناہ گاروں کے لئے ہوں الطَّالِبُ لِيْ گناہ گار میرے لئے ہیں۔ یہ بھی نبوت کا خاصہ ہے یہ نبی کریم ﷺ کی شان ہے۔ اس طرح سے وہ خبر لیتے ہیں۔ قیامت کے روز امت محمدیہ کے کئی بندوں کو جہنم کا حکم ہو جائیگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ میں نے

نہیں بیٹھنا ہے جب تک یہ میرے امتی میرے ساتھ جنت میں نہیں چلے جاتے۔ آپ ﷺ تشریف فرما نہیں ہو رہے ہیں اور اکیلے جنت میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ گناہ گاروں کی خبر گیری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کرم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کوئی شخص ساری عمر بت پرستی کرتا رہا ہو شرک رہا ہو لیکن آخری لمحے وہ نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھ لے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے صدقہ سے اس نام کا واسطہ دے کر عرض کرے کہ یا اللہ مجھے اسم محمد ﷺ کے صدقے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر کے اس کو بخش دیتا ہے۔ یہ خبر گیری ہے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے شیطان کو بہت طاقت دے دی ہے اس کو بندے کے دل میں بندے کے خون میں اور بندے کی اولاد میں بھی اس کو بٹھا دیا ہے۔ تصرف دے دیا ہے ہر جگہ اس کو قبضہ دے دیا ہے اس کے اتنے قبضہ کے بعد ہماری تبلیغ کا کیا اثر ہوگا۔ فرمایا کہ شیطان جو چاہے کر لے قبضہ کر لے گناہ کر لے جھوٹ بلوالے چوری زنا ذمکتی کرالے اٹھے راستے پر چلا دے لیکن یہ سب کچھ گزر گزرنے کے بعد بھی اگر بندہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کا واسطہ دے کے معافی مانگ لے تو میں اسی وقت معاف کر دوں گا اس کو بخشش عطا کر دوں گا۔ ہمارے پاس حرمت نام محمد ﷺ ہے اور یہی ہمارا سارا سرمایہ ہے۔ یہ بھی خبر گیری ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ اگر ایک بار بھی حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا ثواب بھی محفوظ فرما لیتے ہیں اور یہی بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ ٹکڑے والی حدیث پاک کئی بار عرض کی ہے۔ کہ قیامت کے روز ایک بندے کے گناہ زیادہ ہوں گے نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو جائے گا تو حضور نبی کریم ﷺ اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ وہ پلڑا بھاری ہو جائیگا اور بندے کی بخشش ہو جائیگی۔ وہ بندہ پوچھے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کاغذ میں کیا ہے جس نے میری نجات کرا دی ہے فرمائیں گے کہ ایک دفعہ تو نے درود شریف مجھ پر پڑھا تھا اس کا ثواب میں نے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ یہ اسی درود شریف کا ثواب ہے یوں حضور نبی کریم ﷺ خبر گیری فرماتے ہیں۔ آپ بھی درود شریف پڑھ لیں میں بھی پڑھتا ہوں الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے وہ سنتے بھی ہیں خبر دیتے بھی ہیں خبر لیتے بھی ہیں اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب آستانه عالیہ نقشبندیہ 26/09/97

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوة الله علیک

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا راز ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین۔ آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب الله۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر اور منزلت اصحاب سے پوچھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یاروں سے پوچھیں مدینہ شریف کے انصاروں سے پوچھیں۔ طویل نعت ہے بہت سی چیزیں گنوائی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو تو پوری کائنات جانتی ہے۔ سارا زمانہ جانتا ہے۔ ذرہ ذرہ جانتا ہے۔ جس سے مرضی پوچھ لیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے پہلے کے ہیں وہ بھی جانتے ہیں جو ظاہری حیات طیبہ کے زمانے کے ہیں وہ بھی جانتے ہیں اور جو آئندہ قیامت تک آنے والے ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔ جن وبشر ملائکہ کسی سے بھی پوچھ لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھ لیں وہ فرماتے ہیں کہ یا اللہ مجھ سے نبوت لے لیں اور مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا امتی بنادیں۔ ایک طرف نبوت کا عالی مرتبت منصب ہے اور دوسری طرف غلامی مصطفیٰ ﷺ ہے وہ اپنی نبوت دے کے حضور ﷺ کی غلامی لینے کی تمنا کر رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں وہ فرماتے ہیں کہ اس نبی محترم کے مقابلہ میں میری حیثیت اتنی بھی نہیں ہے کہ میں ان کے بوٹوں کے تھے کھول سکوں۔ یہ بات انجیل میں درج ہے۔ عیسائیوں نے انجیل میں بہت تبدیلی کی ہے لیکن یہ فقرہ نہیں مٹا سکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میں ان کے بوٹوں کے تموں کو ہاتھ لگاؤں تو یہ بے ادبی ہے۔ وہ بوٹ اتنے اعلیٰ ہیں اور وہ اتنے بلند مرتبت ہیں عظمت والے ہیں کہ میں ان کو ہاتھ بھی لگاؤں تو یہ بے ادبی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھیں وہ اتنے حسین ہیں کہ کل کائنات کے حسن کا 9/10 حصہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ہے اور باقی 1/10 حصہ میں باقی سب جو گزر چکے ہیں یا جو موجود ہیں یا آنے والے ہیں وہ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھیں کہ حضرت صاحب آپ حضور نبی کریم ﷺ کو کتنا جانتے ہیں۔ فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے حسن کا صدقہ اترا تو میرا حسن بن گیا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جو بزرگ ترین ہستی ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو تمام عمر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ساتھ رہے ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ سفر میں ساتھ گھر میں ساتھ جنگ میں ساتھ صلح اور امن میں ساتھ غار میں بھی ساتھ حتیٰ کہ مزار میں ساتھ ہیں۔ اتنا زیادہ قرب نصیب ہوا ہے۔ کوئی جنگ ایسی نہیں کہ جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ نہ گئے ہوں کوئی سفر نہیں جس میں ساتھ نہ رہا ہو۔ کوئی زمانہ نہیں ہے کہ جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی جدا ہوئے ہوں اور دوسری ہستی جو ہے وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی اور حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ام المؤمنین ہیں۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص نظارہ کرایا تو بے ہوش ہو گئیں جب ہوش آئیں تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آج تو بہت حسین نظارہ تھا۔ یہ کیا تھا؟ فرمایا کہ مجھ پر نور کے ستر ہزار پردے ہیں میں نے ایک پردہ کھسکا یا تو آپ بے ہوش ہو گئیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھے کتنا جانتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ہمیشہ سے آپ کے ساتھ ہوں آپ ﷺ کو جانتا ہوں۔ فرمایا کہ نہیں اے میرے صدیق تو مجھے نہیں جانتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے تو ایک پردہ ذرا کسکا ہوا دیکھا ہے ہم نے تو وہ بھی نہیں دیکھا ہے۔ لیکن یہ اللہ کا کرم ہے کہ ہم بن دیکھے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہیں آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر جھوم رہے ہیں۔ نعت سنتے ہیں تو عجیب سی مستی آتی ہے۔ وجد طاری ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے میرے صحابہ یہ بتاؤ کہ سب سے اعلیٰ ایمان کس کا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے اعلیٰ ایمان فرشتوں کا ہوگا۔ فرمایا کہ فرشتے تو مجھ پر وحی آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں ان کے ایمان میں کون سی چیز اعلیٰ ہے۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ انبیاء علیہم السلام کا ہوگا فرمایا کہ ان کو تو خود اللہ تعالیٰ پڑھا کر بھیجتے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ صحابہ کرامؓ کا ہوگا۔ فرمایا کہ میں خود تمہارے سامنے موجود ہوں۔ مجھ پر وحی آتے ہوئے آپ دیکھ رہے ہیں آپ کا ایمان کیسے عجیب ہے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ ہی فرمائیں کہ کس کا ایمان عجیب ہے۔ فرمایا کہ عجیب اور بہتر ایمان اس کا ہے جو میری نعت سن کر مجھ پر عاشق ہو جائے

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

نعت ایک ہے۔ کئی اس کی طرزیں بن گئی ہیں۔ ہر کوئی اس کو اپنی طرز میں پڑھ رہا ہے۔ ہر کوئی اس نعت کی طرزیں بنا رہا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی طرز سن کر خوش ہو جائیں راضی ہو جائیں حضرات اگر

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا راز ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھتے کہ یا اللہ تو ہی بتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا راز ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہی آپ ﷺ کی حقیقت کو جانتے ہیں اور کسی کو علم ہی نہیں ہے۔ عام انسانوں کی جہاں عقل ختم ہوتی ہے فکر ختم ہوتی ہے۔ علم ختم ہو جاتا ہے تو وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ ہم اگر ولی کے قدموں تک ہی پہنچ جائیں تو یہ بہت کمال ہے۔ یہ ہمارا بہت عروج ہے۔ ولی بھی اللہ تعالیٰ کی چادر میں بند ہے۔ گدڑی میں بند ہے۔ ولی سے لے کر انبیاء علیہم السلام تک ستائیس درجے ہیں اور جہاں نبی کی فکر ختم ہوتی ہے تو وہاں سے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کا مقام شروع ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جہاں اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام شروع ہوتا ہے۔ تو پھر کون جانے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کیا ہے۔ ہر فکر ہر سوچ ہر علم جہاں ختم ہو جائے تو حضور نبی کریم ﷺ کا مقام شروع ہو تو پھر آپ ﷺ کسی کی سوچ و فکر اور کس کے علم میں آئیں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ کسی کے فہم و ادراک میں نہیں آ سکتے لہذا صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ بھی جب ہمیں بتاتے ہیں تو الفاظ میں ہی بتاتے ہیں جس طرح سے ہے کہ **بَصِيرٌ** بصیر اللہ تعالیٰ بھی ہے اور بصیر ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں اور بصیر ہم بھی ہیں۔ ایک لفظ ہے **بَصِيرٌ** لیکن یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بغیر آنکھ کے ہر زمانہ کو دیکھتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنی آنکھوں سے اس کمرے سے باہر نہیں دیکھ سکتے دیواریں حجاب بن جاتی ہیں۔ بصیر ہم بھی ہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ اگر الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان ہو جائے۔ الفاظ حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو احاطہ کر لیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محدود ہو جائیں گے لیکن محمد ﷺ محدود ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور یہ رضا نقشبندی صاحب نے جو نعت لکھی ہے کہ

نہیں بس کہ عرب و عجم آپ کا ہے
محیط دو عالم کرم آپ کا ہے

یعنی دونوں عالم کو حضور نبی کریم ﷺ کے کرم نے گھیرا ہوا ہے۔ دونوں عالموں کو محیط کئے ہوئے ہے۔ کرم جو ہے یہ نبی علیہ السلام کی صفت ہوتی ہے اور محمد ﷺ اس سے بلند ہوتا ہے۔ ہم نے اس نعت میں اپنا بڑا

زور لگایا ہے۔ بہت عقیدت کا اظہار کیا ہے کہ لوح بھی آپ کی ہے اور قلم بھی آپ کا ہے۔ جو چاہیں تحریر فرمائیں۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں۔ حضرت علامہ بوصریؒ سے پوچھیں وہ فرماتے ہیں کہ لوح اور قلم کا علم میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ ہم ایک قطرے پر ہی جھوم رہے ہیں اور ہم نے بڑے تیر مارے ہیں کہ لوح بھی آپ ﷺ کی ہے قلم بھی آپ ﷺ کا ہے۔ دو عالم بھی محدود ہیں لیکن ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی حد نہیں ہے لامحدود کو ہم محدود چیز دے کر بڑے تیر مار رہے ہیں۔ یا اللہ معافی دے کہ ہم تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتے نہیں ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو کہ ہم اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں جانتے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ دو عالم تو کیا ہیں اگر حضور نبی کریم ﷺ فرمادیں تو کروڑ ہا عالم ابھی بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 31/10/97

لوح بھی تو قلم بھی تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین - أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم - ان اللہ و ملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو - الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ -

معزز سامعین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

نہیں بس کہ عرب و عجم آپ کا ہے
محیط دو عالم کرم آپ کا ہے
جو امام الکتب ہے وہ کتاب آپ کی ہے
جو ام القری ہے وہ حرم آپ کا ہے
ہے میر ملائک بھی مشتاق خدمت
عجب مرتبہ محترم آپ کا ہے
مراد رسل ہیں شفیع ام ہیں
کہ محشر میں اونچا علم آپ کا ہے
وہ تکمیل محبوبیت کا نظارہ
کہ عرش سے آگے قدم آپ کا ہے
زمین ہو کہ افلاک کی وسعتیں ہوں
ذکر ہر کہیں دم بدم آپ کا ہے
کہاں تک گنوں اور کہاں تک گناؤں
خدا بھی خدا کی قسم آپ کا ہے
رضا نقشبندی کو اپنوں میں لکھ لیں
کہ لوح آپ کی ہے قلم آپ کا ہے

ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بنائی ہے کرنی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھ دی ہے اور اس تحریر کے بعد قلم

توڑ دیا گیا۔ حدیث پاک ہے کہ لوگوں کی تقدیریں لکھ کر قلم توڑ دیا گیا ہے۔ لوح خشک کر دی گئی ہے لیکن یہ رضا نقشبندی صاحب فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا نام اپنے غلاموں میں لکھ لیں

رضا نقشبندی کو اپنوں میں لکھ لیں

کہ لوح آپ کی ہے قلم آپ کا ہے

کیونکہ لوح بھی آپ کی ہے اور قلم بھی آپ کا ہے۔ علامہ اقبالؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

حضرات لوح محفوظ پوری لکھی جا چکی خشک ہو چکی قلم ٹوٹ چکا ہے لیکن میرے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کن زبان عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ جو فرمادیں وہ اب بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ فل سٹاپ FULL STOP ہماری طرف سے ہے لیکن نبی کریم ﷺ جو چاہیں تقدیر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خوشخبری دی کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے خوش نصیب بندے

ہیں جن کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں جانے کی اجازت دی جائیگی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا نام بھی ان میں لکھ دیں۔ ستر ہزار کی فہرست اللہ تعالیٰ کی طرف سے

آئی ہے لوح محفوظ سے آئی ہے۔ لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ اس

فہرست میں میرا نام بھی درج کر دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ لسٹ مکمل ہو چکی ہے

اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا یہ کہ میں اس میں کوئی نام داخل نہیں کر سکتا۔ بلکہ فرمایا کہ جاؤ تمہارا نام بھی اس

میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اب یہ ستر ہزار اور ایک ہو گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تعداد بہت تھوڑی

ہے اس میں اضافہ فرمائیں۔ پھر بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب اضافہ ممکن نہیں بلکہ اچھا یہ جو ستر ہزار ہیں ان میں

سے ہر شخص اپنے ساتھ مزید ستر ستر ہزار آدمیوں کو جنت میں لے جائے یہ پانچ ارب بن گئے۔ یعنی حضور

نبی کریم ﷺ کی اجازت سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تحریر میں تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے تو پھر قلم کہاں

ٹوٹ گیا قلم اب بھی چل رہا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے چل رہا ہے پھر بھی عرض کیا گیا کہ

یا رسول اللہ ﷺ یہ تعداد بھی تھوڑی نہ رہ جائے اضافہ فرمائیں فرمایا کہ اچھا یہ پانچ ارب جو ہیں ان میں

سے ہر کوئی ستر ستر ہزار بندے اپنے ساتھ لے جائے گا اب یہ تین سو پچاس لاکھ ملین ہو گئے۔ اتنی تعداد

جنت میں چلی جائیگی۔ حضور نبی کریم اپنی کن کی زبان سے فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما رہے ہیں اور بندوں کو جنت عطا ہو رہی ہے۔ اس لئے لوح بھی آپ کی ہے قلم بھی آپ کا ہے۔ حضرت علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ لوح اور قلم تو حضور نبی کریم ﷺ کے کرم کے سمندر میں ایک بلبلہ ہیں۔ یہ تو کچھ اور ہی حساب دے رہے ہیں فرماتے ہیں کہ لوح جو ہے قلم جو ہے یہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے علم کے سمندر میں سے کرم کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ جنتی بھی تعداد بیان فرمائی ہے یہ بھی تھوڑی نہ ہو جائے مہربانی فرمائیں اس میں اضافہ فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تعداد کو چھوڑتے ہیں میں ایک بک بھی کراہی امت کا جنت میں ڈال دیتا ہوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں اسی طرح سے حضور نبی کریم ﷺ نے پانچ بک ڈال دئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک بک اور ڈال دیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بس کریں کافی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے جھگڑنے لگے کہ رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ امت کو جنت مل رہی ہے آپ کیوں منع کر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں منع نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ باقی اضافی بک کیا کرنے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہتے ہیں۔ لوح آپ کی ہے قلم آپ کا ہے آپ اس کو تعریف سمجھتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ آپ ﷺ کی زبان کن کی زبان ہے جو بھی فرما دیں وہ وہی ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے چار بچے فوت ہو جائیں وہ جنتی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کے تین ہو جائیں فرمایا وہ بھی جنتی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کے دو بچے فوت ہو جائیں فرمایا وہ بھی جنتی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے فرمایا وہ بھی جنتی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کا کوئی بچہ ہی نہ ہو فرمایا وہ مجھ سے محبت کرے تو وہ بھی جنتی ہے۔ اب چار بچوں کے فوت ہونے والا شخص تو جنتی ہے کہ چلو یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا لیکن یہ تین دو اور ایک اور جس کا کوئی نہ ہو ان کے لئے جنت کی خوشخبری تو حضور نبی کریم ﷺ اپنی طرف سے دے رہے ہیں اس لئے کہ لوح آپ کی ہے قلم آپ کا ہے۔ لوح محفوظ میں جو چاہیں اضافہ فرمادیں۔ اب یہ دیکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنازہ جا رہا ہو تو چالیس آدمی اس کی گواہی

دیدیں کہ یہ بہت اچھا تھا پارسا تھا لوگ اس کی تعریف کریں تو وہ مرنے والا شخص جنتی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی غریب آدمی بھی ہوتا ہے چالیس آدمی تو اس کے جنازے کے ساتھ بھی نہیں ہوتے اگر اس کے لئے صرف چار آدمی ہی گواہی دے دیں تو یہ کافی نہیں ہو جائیگا۔ فرمایا اچھا اگر چار آدمی گواہی دیدیں تو بھی جنتی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ چار تو زیادہ ہیں اگر تین آدمی گواہی دیدیں تو کیا حکم ہے فرمایا وہ بھی جنتی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر دو آدمی ہی میسر ہوں تو پھر کیا حکم ہے فرمایا اگر دو آدمی بھی گواہی دیدیں تو پھر بھی جنتی ہے صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک آدمی کا نہیں پوچھا ورنہ ایک آدمی بھی گواہی دینے والا ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ اس سے فرما دیتے کہ جنتی ہے۔ پھر وہی بات کہ چالیس آدمیوں کی گواہی تو اللہ تعالیٰ کا فرمان سہی لیکن یہ رعایت کہ چار آدمی یا تین آدمی یا دو آدمی ہی کسی میت سے متعلق گواہی دیدیں تو وہ بھی جنتی ہے یہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے جب ان کی رحمت کا دروازہ کھلتا ہے تو اس کی کوئی حد نہیں ہوتی

جب بھی جی چاہے صدا دینے سوالی آئے

میری سرکار نے دروازہ کھلا رکھا ہے

دروازے کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ سوالی کو اس کی طلب سے بھی اتنا زیادہ عطا فرما دیتے ہیں کہ اسے مزید کچھ مانگنے کی حاجت نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں کہ

قربان میں ان کی بخشش پر مقصد بھی زبان پر آیا نہیں

بن مانگے دیا اور اتنا دیا کہ دامن میں ہمارے سما یا نہیں

ایک اور بات کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عرب و عجم آپ کے ہیں۔ دو عالم کو آپ ﷺ کا کرم محیط کئے ہوئے ہے۔ حضرات حضور نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ دو عالم آپ کے کرم سے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ تو دونوں عالم حضور نبی کریم ﷺ کو دینے سے گھبراتے ہیں تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ یہ دونوں عالم تو حضور کریم ﷺ محتاج ہیں یہ دونوں عالم تو حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں تو ان میں اضافہ بھی فرمادیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ ہر چیز عناصر سے مل کر بنی ہے اور عناصر جتنے بھی ہیں وہ سب آپکے ہیں سونا لوہا پتیل تانبہ وغیرہ سب آپکے ہیں جتنے آنے تھے وہ آپکے ہاں البتہ اب ان کو دریافت کرنا باقی ہے۔ نیا عنصر نہیں آئے گا۔ سائنس دان جو عناصر دریافت کرتے ہیں

وہ پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی حکم دیں کہ یہ درخت سونے کا بن جائے تو یہ بن جائیگا اور اب اس وقت بنے گا یہ سونا پہلے سے موجود نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو یہ احد پہاڑ سونے کا بن جائے تو بن جائیگا اور مجھے اٹھانا بھی نہیں پڑے گا بلکہ میرے حکم سے میرے ساتھ ساتھ چلے گا۔ حالانکہ یہ پہاڑ پتھر ہے لیکن نبی پاک ﷺ فرمادیں کہ سونا بن جائے تو یہ سونا ہو جائیگا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے آپ ﷺ کا کرم ہے اللہ تعالیٰ یہ کرم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 03/09/97

بے ایمانی کیا ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! آج کل ایک یہ پمفلٹ ہے جو فوٹو کاپی ہے اور لوگ اسے مزید فوٹو کروا کر گھروں میں پھینک رہے ہیں۔ کل ہمارے گھر میں یہ پمفلٹ آیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مدینہ شریف میں شیخ احمد نامی ایک شخص ہے اس نے بتایا ہے کہ جمعہ کی رات کو وہ روضہ اقدس کے پاس تلاوت کر رہا تھا کہ اسے نیند آگئی اور خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ ”اس ہفتہ ساٹھ ہزار آدمی مرے ہیں جن میں کوئی بھی ایمان دار نہ تھا۔ بہت برا وقت آ گیا ہے۔ عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ اپنے شوہر کی خدمت نہیں کرتیں۔ اولاد اپنے ماں باپ کا کہنا نہیں مانتی۔ مالدار غریبوں کا خیال نہیں کرتے۔ خیرات نہیں کرتے۔“ آگے چل کر لکھا ہے کہ جو کوئی اس پرچہ کے نقول کروا کر آگے تقسیم کرے گا تو قیامت کے دن اس پر رحمت کی شفاعت کریں گے اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وہ خدا کی رحمت سے محروم رہے گا اس طرح سے اس کاغذ میں لکھا ہوا ہے۔ میں اس ضمن میں عرض کرتا ہوں کہ اس شخص شیخ احمد کو جو زیارت مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوئی میں اس کی نفی نہیں کرتا لیکن جو بات اس نے کی ہے وہ شریعت کے خلاف ہے۔ بندہ جو گناہ گار ہوتا ہے وہ بے ایمان نہیں ہوتا۔ کسی نے اگر داڑھی نہیں رکھی تو گناہ گار ہے لیکن وہ بے ایمان نہیں ہے۔ کسی نے نماز نہیں پڑھی وہ گناہ گار ضرور ہے لیکن بے ایمان نہیں ہے۔ عورت نے پردہ نہیں کیا۔ اولاد نے والدین کا کہنا نہیں مانا۔ کسی نے اور کوئی غلطی کی ہے تو یہ گناہ گار تو ہے لیکن بے ایمانی نہیں ہے۔ ابھی ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ

کیوں میری خطاؤں کی طرف دیکھ رہے ہو

مجھ کو ہے جس کی لاج وہ لچال بڑا ہے

فرما رہے ہیں کہ میرے گناہوں کی طرف کیوں دیکھتے ہو۔ میرے لچال کی طرف کیوں نہیں دیکھتے میرا لچال بہت بڑا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی لچالی فرماتے ہیں کہ جو بندہ یہ کہہ دے کہ حضور ﷺ کلمہ

طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ والے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہیں حیات ہیں زندہ ہیں اور شفیع ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہوں کے باوجود بھی اس کو بخش دیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے زیارت حق ہے۔ میری شکل و صورت میں شیطان نہیں آسکتا۔ لیکن خواب میں جو بات سنو اس کو میرے شریعت سے مقابلہ ضرور کرو۔ اگر یہ شریعت کے خلاف ہے تو اس کو بھول جاؤ۔ یہ فرمان نبوی ﷺ ہے یہ نہیں ہے کہ ایک نئی شریعت چالو کر دینی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گارنٹی یہ دی ہے کہ خواب میں بھی میری شکل میں شیطان نہیں آسکتا لیکن اگر آواز ہے تو اسے میری شریعت سے ملاؤ اگر یہ شریعت کے مطابق ہے تو مان جاؤ۔ اگر نہیں ہے تو بھول جاؤ۔ اس بندے شیخ احمد کو زیارت ضرور ہے لیکن جو اس نے سنا ہے اور بتایا تو ان گناہوں سے بندہ بے ایمان نہیں ہوتا۔ اب اگر ہم اس پرچے کی نقل کروائیں اور اسے تقسیم کریں تو ہم ایک غیر شریعت والی بات پھیلا رہے ہیں کہ جو کوئی گناہ کر بیٹھے تو وہ بے ایمان ہو گیا۔ یاد رکھو کہ اگر بندہ بے ایمان ہو جائے۔ تو اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ بیوی اگر ٹھیک ہے ایمان دار ہے لیکن بندہ کوئی گناہ کر بیٹھے تو پھر تو نکاح تو ٹوٹ گیا اب اگر وہ بیوی کے پاس جاتا ہے زنا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ معافی دے پھر آپ ہی بتائیں کہ ان کی اولاد کیسی ہوگی۔ اگر نکاح ہی نہیں ہے تو اولاد کیسی ہوگی وہ تو حرام کی اولاد ہوگی۔ اس لئے یہ سب غلط ہے بندہ گناہ کرنے سے گناہ گار ضرور ہے لیکن وہ بے ایمان نہیں ہو جاتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص میری جگہ امامت کرے نماز پڑھائے تو میں جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو صحابی نماز پڑھنے نہ آئیں۔ پتہ چلا کہ نماز پڑھنے کے لئے اگر نہیں آئے تو بے ایمان نہیں ہیں۔ وہ ایمان دار ہیں صحابی ہیں حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراضگی کا اس حد تک اظہار فرما رہے ہیں کہ جو صحابی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آئے میں ان کے گھر جلا دوں گا۔ پھر بھی وہ بے ایمان نہیں ہوئے۔ بے ایمان وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کو نہ مانے۔ اگر کوئی اللہ کو نہ مانے تو وہ کافر ہے اور اگر کوئی اللہ کی صفات کو کسی دوسرے شخص میں بھی مانے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو کوئی دوسرا شخص بھی پیدا کرتا ہے تو یہ شرک ہے یہ بے ایمانی ہے ان دونوں باتوں سے بندہ بے ایمان ہوتا ہے۔ گناہ کرنے سے بندہ کبھی بے ایمان نہیں ہوتا۔ اور اگر بندہ کسی لمحے گناہوں سے توبہ بھی کر لے تو اس کا عذاب بھی نہیں ہوتا۔ اس گناہ کی سزا بھی نہیں ملتی۔ ایک تو یہ ہے کہ گناہ کر لیا اس کی سزا ملے گی کچھ دیر کے لئے اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا لیکن اگر بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لے پھر ان گناہوں کا اعادہ نہ کرے تو اسے سزا بھی نہیں

ملے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ اب اگر کوئی بندہ گناہ کر کے بے ایمان ہو جائے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ایمان کی کی شفاعت تو نہیں فرمائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ ابو جہل یا ابولہب کی شفاعت تو نہیں کریں گے۔ عبد اللہ بن ابی کی شفاعت تو نہیں کریں گے یہ دو بڑے کافر ہیں اور ایک بڑا منافق ہے۔ میری عرض ہے کہ اگر کوئی آدمی پہ پرچہ تمہارے گھر میں پھینک جائے تو پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں نہ ہی اس کو پڑھیں کہ یہ شریعت کے خلاف راستہ بتا رہی ہے اس پرچہ کے مطابق عورت پردہ نہ کرے تو بے ایمان ہو جاتی ہے پردہ کر لے تو ایمان دار رہتی ہے۔ اگر کوئی عیسائی عورت پردہ کر لے تو کیا وہ ایمان دار ہو جائیگی۔ انگریز عورت پردہ کر لے کوئی کافر عورت پردہ کر لے تو کیا وہ ایمان دار ہو جائیگی نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ایمان اور چیز ہے۔ اللہ ہے نبوت ہے رسالت ہے فرشتے ہیں مرنا ہے اور پھر اٹھنا ہے۔ جنت ہے دوزخ ہے۔ پل صراط ہے۔ میزان ہے یہ سب ایمان ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بندے کی شکل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوئے۔ دوزانو ہو کر ادب سے بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتائیں کہ ایمان کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو کہے کہ اللہ ایک ہے وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ہے وہ سب کا خالق ہے مالک ہے۔ رسول ہیں نبی ہیں فرشتے ہیں کتاب ہے قرآن ہے مرنا ہے اور پھر اٹھنا ہے۔ حشر ہے نشر ہے جنت ہے دوزخ ہے۔ پل صراط ہے میزان ہے یہ ایمان ہے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ٹھیک فرمایا۔ لوگ بڑے حیران تھے کہ سوال کرنے والے کو یہ بھی پتہ ہے کہ جواب درست ہے یہ کون ہے۔ جانا پہچانا نہیں ہے دور سے آیا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کپڑوں پر یا جسم پر گرد وغیرہ کے آثار بھی نہیں ہیں۔ سفر طے کرنے کی کوئی نشانی بھی نہیں ہے سوال بھی کرتا ہے اور جواب کو درست بھی قرار دیتا ہے سال بھی جانتا ہے۔ جواب بھی جانتا ہے پھر بھی پوچھتا ہے۔ عجیب بندہ ہے۔ لیکن اس سوال جواب سے دراصل ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ ایمان یہ نہیں ہے جو اس پرچہ میں درج کیا گیا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے۔ فرمایا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ قربانی وغیرہ کرو شریعت پر چلو یہ اسلام ہے آپ ذرا غور کریں کہ ایمان اور ہے اور اسلام اور ہے۔ ایمان عقیدہ ہے اور اسلام عمل ہے۔ اگر ان دونوں کو خلط ملط کر دے تو یہی نتیجہ نکلے گا جو شیخ احمد نے نکالا ہے۔ کہ جس نے نماز نہ پڑھی وہ بے ایمان ہے جس نے روزہ نہ رکھا وہ بے ایمان ہے جو حج نہ کرے زکوٰۃ نہ دے وہ بے ایمان ہے۔ حضرات یہ اعمال نہ کرنے والا بے ایمان نہیں ہوتا بلکہ گناہ گار ہوتا ہے۔ گناہ گار کی بخشش ہے۔ بے

ایمان کی بخشش نہیں ہے۔ شیخ احمد ساٹھ ہزار کو مار کر سب کو جہنم میں داخل کر رہا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ شریعت کے اعمال پر چلو۔ پھر اس نے سوال کیا کہ احسان کیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تمہیں اللہ نظر آئے گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر تمہیں کم از کم یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ احسان ہے۔ سوالی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے درست فرمایا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے بھی اتنا ہی علم ہے کہ جتنا کہ سوال کرنے والے کو علم ہے۔ وہ سوالی اٹھ کر چلا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کون تھے۔ فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں میرا ادب سکھانے آئے تھے۔ ایمان اسلام اور احسان کی تعلیم دینے آئے تھے لیکن خود نہیں بتایا کہ اسلام یہ ہے ایمان یہ ہے احسان یہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام از خود یہ بتا کر چلے جاتے تو نہ یہ ہمارے لئے اسلام ہوتا اور نہ ہی یہ ہمارے لئے ایمان ہوتا۔ یہ اسلام یہ ایمان یہ احسان اس لئے ہے کہ یہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ حضرات اصل بات یہ ہے جو میں نے عرض کر دی ہے۔ یہ پرچہ تمہارے پاس بھی ہو سکتا ہے کہ پینچے تو اس میں بہت ڈرایا ہوا ہے کہ جس نے اس پر عمل نہ کیا اور اس کے مزید نئے تقسیم نہ کرائے تو اس کا نقصان ہو جائیگا وہ رحمت سے محروم رہ جائے گا۔ لیکن ایک بات جو اس پرچے سے ثابت ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج بھی ملتے ہیں اور جو مرجاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھی جانتے ہیں کہ اس کا درجہ کیسا ہے۔ یہ بات تو برحق ہے لیکن باقی جو چیز اس نے بتائی ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ گناہ گاری کو بے ایمانی سے ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ یہ جو بندے مرے ہیں یہ اس لئے بے ایمان ہیں کہ یہ مجھے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو نور نہیں مانتے حاضر ناظر نہیں مانتے۔ حیات نہیں مانتے شفیع نہیں مانتے۔ یہ میری رسالت نہیں مانتے۔ یہ میری نبوت نہیں مانتے تو پھر تو وہ سچا ہوتا لیکن اس نے ساری الٹ بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 21/11/97

جنتوں کا عقیدہ اور عمل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! حضور نبی کریم ﷺ کا ہم پر کتنا کرم ہے کہ فرمایا کہ صحیح عقیدہ کے عالم کی زیارت گویا کہ میری زیارت ہے۔ اس سے مصافحہ کرنا گویا کہ مجھ سے مصافحہ کرنا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گویا کہ میرے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ ایسے علماء سے ہم تقریر بھی سنتے ہیں ان کی زیارت بھی کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا ثواب پاتے ہیں۔ یہ ہم خرمہ و ہم ثواب سے بہت آگے نکل جاتا ہے کہ کھجوریں بھی کھاؤ اور ثواب بھی لو۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ تقریر بھی سنو اور جنت میں بھی جاؤ۔ آج میں نے کچھ عرض کرنا ہے کہ ہر زمانہ میں اعتراضات ہوتے ہیں۔ فساد ہوتے ہیں۔ ہر بندہ دوسرے کو اپنے دھب پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ موجودہ زمانے میں جو عام طور پر اعتراضات آرہے ہیں وہ یہ ہیں کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس کے علاوہ اگر کسی میں علم غیب مانو گے تو یہ شرک ہو جائیگا۔ وسیلہ مانو گے تو شرک ہو جائیگا اور ”یا“ کہو گے تو شرک ہو جائیگا۔ مدینہ شریف میں اگر روضہ اقدس پر جاؤ گے یا اولیاء اللہ کے مزارات پر جاؤ گے تو گویا کو بتوں کے پاس جاؤ گے۔ یہ بڑے شد و مد سے اعتراضات کئے جارہے ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں ناکہ

ال نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یا غوث الاعظمؒ کہنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سیاہ باطن روشن ہو جاتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ تم تو شروع سے لے کر آخر تک شرک ہی شرک میں پھنسے ہوئے ہو۔ تم ایسے شرک میں پھنسے ہوئے ہو کہ تمہاری تو بخشش کے لئے کوئی بہانہ ہی نہیں ہے۔ نقل کفر کفر نہ باشد علی اور نبی (اللہ معافی دے کہ بے ادبی سے نام لیا ہے) جو ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تم وہاں سے جنت لے رہے ہو حالانکہ وہ تو خود مر گئے ہیں انہیں کوئی خبر نہیں ہے کہ تم کون ہو لیکن تم یہاں بیٹھے ان کے گیت گارہے ہو۔ اپنا عقیدہ

درست کرو شرک سے باز آ جاؤ۔ وہ کہتے ہیں جو مر گئے ہیں وہ کب سنتے ہیں کیا کر سکتے ہیں۔ یہ اعتراضات ہیں اگر ان کا جواب نہ آئے تو بندہ پھنس جاتا ہے اور اللہ معافی دے کئی بندے اس میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ بے خبری میں مر گئے ہیں۔ بے علمی کی وجہ سے مات کھا گئے ہیں۔ نعت کو جنت کو چھوڑ کر جہنم میں جا رہے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں کوئی عالم تو نہیں ہوں لیکن جو میں بات کرتا ہوں وہ عام فہم کی بات ہے۔ کہ اس وقت ایک ارب بندے مسلمان ہیں کتنے گزر چکے ہیں اور کتنے ابھی آنے ہیں آپ کسی کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جنتی ہے۔ لیکن اس دنیا و کائنات میں دس بندے ایسے ہیں جن سے متعلق میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنتی ہیں۔ آپ اس کے عقیدے سے اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ جنتی ہے۔ کوئی محفل میں آگئے تو جنتی بن گئے۔ کسی نے نعت پڑھی وہ جنتی ہے۔ کسی نے نعت لکھی وہ جنتی ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی

نعت نبی جو سن لیتا ہے تو اس پر رحمت برسی ہے تو جو نعت لکھتا ہے۔ نعت پڑھتا ہے اس پر بھی رحمت برسی ہے۔ ہم یہ قیاس آرائی کرتے ہیں عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس عقیدے کو پھل لگائے۔ لیکن یقینی طور سے حتمی طور پر کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی کا کیا انجام ہے لیکن جب دس خوش نصیب بندوں سے متعلق نبی پاک ﷺ یہ فرما گئے ہیں کہ یہ جنتی ہیں تو اس میں اب کسی قسم کا شک کرنا کفر ہے۔ اب کوئی یہ کہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی نہیں ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی نہیں ہیں تو وہ کفر کر رہا ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی نہیں ہیں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جنتی نہیں ہیں یہ سب کفر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس کا عقیدہ جس جیسا ہوگا وہ قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ جس کے پیچھے بھی لگ جاؤ گے بیڑہ پار ہو جائے گا۔ فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اسی کا انجام بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ عشرہ مبشرہ کے متعلق تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ جنتی نہیں ہے۔ پھر ان عشرہ مبشرہ کا جو عقیدہ ہوگا جو عمل ہوگا وہ سچا ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ یقیناً سچا ہوگا کہ اگر کوئی جھوٹے عقیدہ والا ہے بندہ جنت میں چلا جائے تو پھر نظام ربو بیت اور نظام بخشش ہی بدل جاتا ہے۔ کیوں جی بتائیے کہ کام تو ہوں جہنمیوں والے لیکن وہ جا رہا ہو جنت میں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ جنتی ہیں اب آئیے دیکھیں کہ

ان کے اعمال کیا تھے۔ ان کا عقیدہ کیا تھا۔ جو اعتراضات میں نے شروع میں گنوائے ہیں ان سے متعلق یہ عشرہ مبشرہ کیا کہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ دس بندے جنتی ہیں تو کیا یہ علم غیب نہیں ہے۔ اگر یہ علم غیب ہے تو پھر فیصلہ تو ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہے کہ نہیں ہے۔ عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے سے متعلق کیا قرآن مجید نے بتایا ہے۔ نہیں کیا ان سے متعلق کوئی وحی آئی ہے۔ نہیں۔ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیغام دیا ہے۔ نہیں۔ تو پھر کس نے بتایا ہے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نگاہ ہے جو قیامت کے بعد تک کے حالات بھی دیکھ رہی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز کو تین میل سے سن لیا یہ نبوت کی خصوصیت ہے کہ اسے باریک سے باریک آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ لیکن جو جنت میں جا رہا ہے کیا اس کی آواز کو بھی سن لیتا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی آواز کو بھی سن رہے ہیں اور اسے بتا رہے ہیں کہ تو جنتی ہے اس سے بڑا علم غیب کیا ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب شرک ہے میں کہتا ہوں کہ جنتی کی بشارت خود علم غیب ہے۔ اس پر کیا اعتراض کرو گے۔ پھر کہتے ہیں کہ ”یا“ کہنا شرک ہے یا رسول اللہ ﷺ یا محمد ﷺ یا غوث الاعظمؑ یا تاج صاحب ان تمام کو وہ شرک کہتے ہیں لیکن دیکھو کہ یہ جنتی کیا کہہ رہا ہے۔ اے عمر فاروقؓ تو جنتی ہے اگر میرے نبی پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی آتا تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے۔ اور آپ فرما رہے ہیں کہ یَا سَارِيَةَ الْحَبَلِ اگر ”یا“ کہنا شرک ہے تو یہ جنتی ہو کر ”یا“ کیوں کہہ رہے ہیں اور اگر یہ جنتی ہیں تو پھر اعتراض کرنے والے بتا کہ تیرے پلے میں کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں اور یَا سَارِيَةَ الْحَبَلِ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے خطبہ میں سنا ہے۔ یہ ”یا“ فرما رہے ہیں اگر ”یا“ کہنا شرک ہوتا تو یہ جنتی کیسے بن جاتے کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور شرک جنت میں نہیں جایگا۔ جنتی لوگ ”یا“ کا نعرہ مارتے ہیں اور مارتے رہیں گے وہ یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہی رہیں گے۔ حدیث پاک ہے کہ فرمایا جہاں میرا ذکر ہوتا ہے میں وہیں پر ہوتا ہوں۔ اس محفل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بھی موجود ہیں لہذا آپ کہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کون آپ کو روکتا ہے؟ ابھی ایک منقبت پڑھی گئی ہے کہ

ہے رے سکھی مورے خواجہ گھر آئے
بھاگ لگے مورے آنگن کو

ایک دوست کے ہاں محفل تھی اس میں ایک بڑے نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لے آئے۔ پوچھا گیا کہ حضرت صاحب آپ بڑے جلیل القدر اور ماشاء اللہ بہت حسین و جمیل چہرہ والے نورانی چہرہ والے ہیں آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں دولت خانہ کہاں ہے۔ اپنا تعارف تو کرادیں۔ یہ کوئی دور کی بات نہیں پچھلے ماہ (اکتوبر 97) کی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اجمیر شریف سے آیا ہوں۔ میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہوں یہ شیخوپورہ کی بات ہے۔ عرض کیا کہ بہت مہربانی آپ تشریف لائے یہ کرم کیسے فرمایا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے میری منقبت نہیں پڑھی کہ

ہے رے سکھی مورے خواجہ گھر آئے
بھاگ لگے مورے آنگن کو

تو میں آپ کا خواجہ ہوں آپ کے گھر آ گیا ہوں۔ ہمارے تو اولیاء اللہ بھی سنتے ہیں آپ اپنی محافل میں جس ولی کا بھی ذکر کرو گے وہ ولی اس محفل میں موجود ہوتے ہیں۔ اب یَا سَارِيَّةُ الْجَبَل میں ایک تو ”یا“ ہے اور دوسری بات کہ اس میں علم غیب ہے۔ کہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین ہزار میل دور ایران کی سرحد پر جنگ لڑ رہے ہیں اور امیر المومنین کمانڈر انچیف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں ممبر رسول ﷺ پر تشریف فرما ہیں اور خطبہ ارشاد کر رہے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن رہے ہیں کہ خطبہ میں ہی فرماتے ہیں کہ یَا سَارِيَّةُ الْجَبَل پھر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ سے واپس آتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوچھتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت اس روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے کھڑے تھے۔ کوئی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی تین ہزار میل دور سے اپنے کمانڈر کو بتانا کہ پہاڑ کے پیچھے سے تم پر دشمن کی فوج حملہ کرنے والی ہے اس طرف دھیان کرو۔ کیا یہ علم غیب نہیں ہے۔ یہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ جنتی کہہ رہا ہے نا۔ تو پھر یقین کر لو کہ تم بھی جنتی ہو۔ کہ ہمارا عقیدہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے ہیں۔ غوث الاعظمؒ سنتے ہیں۔ داتا صاحبؒ سنتے ہیں حضرت خواجہ اجمیریؒ سنتے ہیں۔ حضرت بابا فریدؒ سنتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یَا سَارِيَّةُ الْجَبَل اور ہم کہہ رہے ہیں یا غوث الاعظمؒ یا خواجہ معین الدینؒ یا داتا یا بابا فریدؒ غیب وہ بھی ہے غیب یہ بھی ہے۔ ہم اپنی ہمت اور وسعت کے مطابق اپنی محبت اور عشق کے مطابق ”یا“ کہہ رہے ہیں۔ اب کوئی کہے کہ ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو زندہ تھے لیکن داتا غوث الاعظمؒ بابا

فریدؔ فوت ہو چکے ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ کوئی ولی اللہ فوت نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمارا عمل ہمارا عقیدہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ جیسا ہی ہے۔ وہ جنتی ہیں اس لئے ہم بھی انشاء اللہ جنتی ہیں۔ ”یا“ کہنا اگر شرک ہے تو اللہ تعالیٰ تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **يَا يَهَا النَّبِيُّ** (الانفال 63.64) **يَا يَهَا النَّبِيُّ** (المومنون 51) **يَسِينُ يَا يَهَا الْمُزْمِلُ - يَا يَهَا الْمَذْمُورُ** - سے خطاب ہوتا ہے۔ اگر ”یا“ کہنا شرک ہے تو پھر قرآن مجید میں ان الفاظ کو بھی نہ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تو ”یا“ کہہ رہا ہے تمہیں اگر شرک نظر آتا ہے تو کیوں پڑھتے ہو کیوں شرک کرتے ہو۔ اور پھر نماز میں **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ** بھی آتا ہے۔ یہاں بھی **يَا يَهَا النَّبِيُّ** کا لفظ چھوڑ دیا کرو اس کو بھی نہ پڑھا کرو ورنہ شرک ہو جائیگا (سوال وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی نے پڑھا تھا کہ **السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ**) جی میں عرض کرتا ہوں کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا پڑھا تھا لیکن کسی دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی پیروی نہیں کی اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ** تو پھر نبی پاک ﷺ کی بات مانی جائیگی اس کے مقابلہ میں اگر کوئی صحابی دوسری بات کہے تو وہ تسلیم نہیں کی جائیگی کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات نہیں ٹھہرتی۔ پھر یہ سوچو کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات تھے مدینہ شریف میں تشریف رکھتے تھے تو جو بندہ مصر میں ہے شام میں ہے یمن میں ہے کوئی کسی اور ملک میں ہے تو وہاں پر **عَلَى النَّبِيِّ** پڑھ رہا ہے **يَا يَهَا النَّبِيُّ** پڑھ رہا ہے۔ یقیناً وہ **عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ** پڑھ رہا ہے تو پھر اب اس کو تبدیل کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے بدلنا تھا تو اس وقت بدلتے۔ یا تو پھر یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ اگر مسجد نبوی میں ہو اور میری اقتداء میں ہو تو **يَا يَهَا النَّبِيُّ** پڑھو اور اگر کہیں دور ہو تو **عَلَى النَّبِيِّ** پڑھو لیکن ایسا ارشاد نہیں فرمایا تو پھر یہ کیسے تبدیل کر رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ وسیلہ نہ پکڑو یہ بھی اعتراض ہے۔ پھر عرض کرتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں اور ان کا دور خلافت ہے بارش رک گئی خشک سالی ہو گئی۔ اجاڑ بیابان ہو گئے۔ حیوان مرنے شروع ہو گئے۔ قحط سالی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازو سے پکڑا باہر تشریف لے گئے۔ دعا فرمائی کہ یا اللہ اگر آج نبی پاک ﷺ بظاہر ہم میں ہوتے تو ان کا وسیلہ پکڑتے گو کہ روحانی طور سے وہ موجود ہیں ہم ان کے چچا جان کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اے اللہ مہربانی فرما اس وسیلہ کو قبول فرما اور بارش برسا دے۔ ابھی دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھ نیچے نہیں

ہوئے کہ بارش برسنا شروع ہو گئی۔ یہ کام ایک جنتی کر رہا ہے۔ جنتی ہے اور وسیلہ پکڑ رہا ہے جنتی کا اپنا تو بیڑہ پار ہو گیا ہوا ہے اگر آپ بھی اپنا بیڑہ پار کرنا چاہتے ہو تو اس کے ساتھی بن جاؤ۔ اس کے پیروکار بن جاؤ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے تبرکات میرا جبہ میری دستار لے جانا اور میرے اولیں قرئی کی خدمت میں پیش کرنا اور ان سے یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ فرما گئے ہیں کہ میری امت کی بخشش کے لئے دعا کریں۔ وہ تبرکات وہ جبہ اور دستار کون لے کر حضرت اولیں قرئی کے پاس گیا۔ کیا وہ بندے گئے ہیں کہ جن کے انجام کا پتہ ہے یا وہ بندے گئے ہیں کہ جن کے انجام کا پتہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تبرکات لے کر گئے ہیں۔ تم یہ اعتراض کرتے ہو کہ علی اور نبی میں کچھ نہیں ہے (اللہ معافی دے) میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے کپڑوں میں سب کچھ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تبرکات لے کر حضرت اولیں قرئی کے پاس پہنچے۔ انہیں پیش کئے تو حضرت اولیں قرئی نے وہ تبرکات سر پر رکھ لئے آنکھوں سے لگائے اور ان تبرکات کو سامنے رکھ کر طویل سجدہ کیا۔ اتنا طویل سجدہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سجدہ سے اٹھایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ مجھے نہ اٹھاتے تو آج حضور نبی کریم ﷺ کی ساری امت کو بخشوا لیتا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تبرکات نہ بھیجتے اور دعا کے لئے حکم نہ دیتے یا حضرت اولیں قرئی انکار کرتے کہ میں تبرکات کا وسیلہ لے کر دعا نہیں کروں گا کہ یہ شرک ہے تو پھر تو بھی کہتا کہ یہ شرک ہے جنتی لوگوں نے وسیلہ کا سہارا لیا۔ جنتی لوگ تبرکات لے کر گئے۔ اب اگر یہ جنتی ہیں تو وسیلہ کا انکار کرنے والو تم اپنا انجام خود سوچ لو۔ یہ سیدھا راستہ ہے فَمَنْ شَاءَ تَخَذِ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (المزمل 19) ”پس جو کوئی چاہے تو اپنے رب کی طرف سیدھا راستہ پکڑ لے“ یہ قصہ ہے یہ کہانی ہے یہ حکم ہے تو اب اس سیدھے راستے کو پکڑ لو جس راستے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے ہیں وہ کون سا راستہ ہے فرمایا کہ میرے تبرکات لے جانا اور کہنا کہ میری امت کی بخشش کے لئے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیں گے۔ میں کوئی عالم تو نہیں ہوں لیکن اتنا تو ہے کہ یہ عمل دو جنتی بندوں کا ہے۔ یہ اپنی مساجد کا نام بڑے شوق سے ”مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت تو حیدی ہیں ان میں اور کوئی ملاوٹ نہیں ہے یہ ان کا نصب العین ہے ان کا یہ مقصد ہے کہ جس طرح ہو سکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ٹاٹا ہر کر لیکن یہ یاد رکھو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”یا“ بھی فرماتے ہیں

علم غیب بھی دے رہے ہیں۔ وسیلہ بھی بنے ہوئے ہیں اور وسیلے سے تبرکات کا وسیلہ لے کر وسیلہ ڈھونڈ رہا ہے۔ یہ تو ہیں ہمارے اور وہ اپنے ڈھونڈ لیں جو ”یا“ نہیں کہتے جو غیب نہیں رکھتے یا غیب کو جاننا شرک سمجھتے ہیں اور وسیلہ کو بھی شرک کہتے ہیں۔ ایک اور اعتراض ہے کہ تصرف نہیں رکھتے۔ جو علی ہے جو نبی ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (اللہ معافی دے) یہ ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے۔ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا ہوں میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کے اعتراضات کی نقد VALUE کیا ہے۔ اب ان کو خریدنا یا رد کرنا آپ کا کام ہے۔ لیکن دیکھو کہ ایک طرف عشرہ مبشرہ ہیں اور دوسری طرف خالی عقیدہ ہے۔ عرض یہ ہے کہ جو کام عشرہ مبشرہ کرتے تھے وہ سچ ہے اور دوسرا جھوٹ ہے کہتے ہیں کہ بندے کچھ تصرف نہیں کرتے صرف اللہ ہی کرتا ہے اگر کسی سے کچھ مانگ لیا کہ وہ دے سکتا ہے تو یہ بڑا شرک ہو گیا اور جنت کا راستہ بھول گئے اور جہنم میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت ہے کہ مصر سے ایلچی آئے فوجی آئے اور رقعہ لے کر آئے یا امیر المومنین مصر پر اسلامی فوجوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ دریائے نیل خشک ہو گیا ہے۔ مصری باشندے کہتے ہیں کہ جب یہ دریا ئے نیل خشک ہو جاتا ہے تو ہم ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو بناؤ سنگار کر کے دریا کے درمیان میں قتل کر دیتے ہیں اس کو دریا کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اس کا خون دریا میں گرتا ہے تو پانی آ جاتا ہے اور دریا رواں ہو جاتا ہے۔ ہم نے ان کو منع کر دیا ہے کہ یہ رسم اب ہم نہیں کرنے دیں گے ہم اپنے امیر المومنین سے پتہ کرتے ہیں کہ اس کا حل کیا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی رقعہ کے پیچھے لکھا مِنْ عُمَرَ ابْنِ حَطَّابٍ إِلَى السَّبِيلِ یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے نیل کے نام۔ جس طرح خط شروع کرتے ہیں نا کہ جناب فلاں صاحب اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا ئے نیل کو لکھا کہ اگر تو اپنے آپ بہتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں لیکن اگر تو میرے اللہ کے حکم سے بہتا ہے تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ چل۔ جنتی کا حکم یہ ہے جنتی کی نشانی یہ ہے اگر آپ کہیں کہ فلاں جنتی ہے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں ہے کہاں لکھا ہوا ہے تو آپ کس طرح ثابت کریں گے یہ مشکل ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تو آپ دکھا سکتے ہیں کہ یہ جنتی ہے اور یہ اس کا کام ہے یہ اس کا تصرف ہے کہ اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ چل اور ایسا حکم دیا کہ دریا ئے نیل اس دن سے لے کر آج تک خشک نہیں ہوا۔ اگر اس حکم کے بعد بھی دریا میں پانی نہ آتا تو اعتراض ہوتا کہ دیکھو جنتی نے حکم دیا لیکن اس کا کچھ نہیں بنا۔ لیکن نیل نے حکم مانا اس کا پانی چل

پڑا۔ پتہ ہے کہ نیل کہاں سے چلتا ہے؟ یہ دس ہزار میل دوسو ڈان سے نکلتا ہے بلکہ سو ڈان سے اوپر کوئی جھیل ہے وہ دریائے نیل کا منبع ہے۔ ادھر رقعہ دریا میں رکھا ادھر وہاں سے پانی چل پڑا اور آج تک خشک نہیں ہوا۔ یہ جنتی بندے کی نشانی ہے یہ اس کی عظمت ہے یہ اس کا تصرف ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس کے پلے کچھ نہیں ہے۔ ایک اور اعتراض ہے کہ (اللہ معافی دے) روضہ اقدس تو بت ہے ہر قبر بت ہے لہذا وہاں جانے کا کیا فائدہ ہے قبر پر جانا گویا کہ بت پرستی ہے آپ بتائیں کہ فرشتے جنتی ہیں کہ جہنمی ہیں۔ یہ جنتی ہیں نوری ہیں تو پھر آپ جانتے ہیں کہ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو میرے نبی پاک ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث پاک ہے کہ ستر ہزار ایک وقت میں آتے ہیں۔ جو پیچھے ہیں وہ بے چین ہیں روتے ہیں کہ ہماری باری نہیں آ رہی ہے جو روضہ اقدس سے ہو کر واپس جاتے ہیں وہ روتے ہیں کہ اب ان کی باری نہیں آئے گی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم روضہ اقدس پر نہ جائیں کہ یہ بت پرستی ہے شرک ہے یہ ادھر رو رہے ہیں وہ ادھر رو رہے ہیں لیکن رونا الگ الگ ہے۔ ایک رونا ہے کہ ہم نہ جائیں اور دوسرا رونا ہے کہ ہم جاتے کیوں نہیں ہیں۔ فرشتے جنتی ہیں پھر آپ اگر اللہ کرے کہ روضہ اقدس پر جاتے ہیں تو یہ جنتیوں جیسا کام ہے اور آپ بھی فرشتوں جیسے ہو جاتے ہیں۔ علماء کرام سے پوچھ لیں کہ روضہ اقدس پر حاضری دینے والا فرشتوں جیسا ہو جاتا ہے۔ فرشتے سے گناہ نہیں ہوتا وہ معصوم ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جانا تو کیا بات ہے صرف نیت کرے کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس پر جانا ہے لیکن ساری عمر نہ جاسکے۔ وہاں جانا کوئی آسان کام بھی نہیں ہے۔ وقت بھی ہو صحت بھی ہو کر ایہ بھی ہو حکومت اجازت بھی دے۔ فرصت بھی ہو کتنے چکروں سے نکل کر جانا ہے۔ چالیس پچاس ہزار تو عمرے پر لگ جاتا ہے حج کرنا ہو تو اسی ہزار اب اتنی رقم ملے تو جائے آخر کتنے چلے جائیں گے لیکن نیت کرے کہ میں نے روضہ اقدس پر جانا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ نیکی کی سوچ کرنے والے کو ایک نیکی کا ثواب مل جاتا ہے بندہ فیصل آباد میں ہے لیکن نیت کرتا ہے کہ میں نے روضہ اقدس پر جانا ہے تو وہاں جانے کا جو ثواب ہے وہ تو مل گیا۔ جائے گا تو بعد میں جب قیمت ساتھ دے گی۔ حدیث پاک ہے کہ ایک آدمی یہ ارادہ کرتا رہا کہ میں نے ولی اللہ کے در پر جانا ہے۔ لیکن گیا نہیں اور فوت ہو گیا۔ قیمت کے روز اس بندے کو اس ولی اللہ کے ساتھ کھڑا کر دیا جائے گا۔ وہ کہے گا کہ یا اللہ میں تو گنہگار بندہ ہوں یہ ولی کامل ہیں میرا مقام ان کے ساتھ کس طرح سے ہو گیا۔ میرا درجہ اتنا بلند کیوں کر دیا گیا فرمایا جیسا کہ صرف اس لئے کہ تو نے اس

کے در پر جانے کی نیت کی تھی لیکن تو جانیں نہ پھر بھی ہم نے تجھے اس کے ساتھ ملا دیا۔ تو جو کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جانے کی نیت کرے اس کا مقام کیا ہوگا۔ یہ تو وہ آدمی ہے کہ جس نے ابھی جنت میں جانا ہے لیکن اگر کوئی بندہ جنت میں موجود ہے اور وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ کر عرض کرے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے انعام سے نوازیں تو پھر تو یہ پکی بات ہوئی کہ ولی کا دامن پکڑ ضرور پکڑنا چاہئے۔ جنتی جنت میں ہو اور وہ دامن مصطفیٰ ﷺ پکڑے پتہ ہے کہ وہ کون ہے وہ جنت کی حوروں کی سردار حور ہے جس نے نبی پاک ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے انعام عطا فرمائیں بات جو میں دراصل کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جنتی لوگوں کا عمل کیا ہے ان کا عمل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لینا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ قریب نہ جاؤ لیکن جنتی لوگ دامن پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں پھر اعتراض کرتے ہیں کہ بس مر گئے ختم ہو گئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ شریف میں رہنا مشکل ہو گیا۔ آپ آذان کہتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرتے بس یہی کام تھا۔ وصال شریف کے بعد وہ نظارہ ختم ہو گیا تو اُداس ہو گئے اب مدینہ منورہ میں دل نہیں لگتا تھا وہ ہجرت کر کے ملک شام کی طرف چلے گئے یا د رکھیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنتی ہیں۔ حدیث پاک ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ نبی پاک ﷺ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی سواری کی تکمیل پکڑی ہوئی ہوگی۔ اب اس جنتی کا عمل دیکھیں کہ ملک شام میں رات کو خواب آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت کرائی فرمایا کہ یہ کیسی دوستی ہے کہ مجھے چھوڑ کر چلے آئے ہو۔ واپس نہیں آؤ گے کیا۔ صبح اٹھے تو در مصطفیٰ ﷺ کی طرف چل دئے۔ یا تو یہ ہے نا کہ وہ کہتے کہ وہاں تو بت ہے میں نے وہاں کیا لینے جانا ہے تو آپ کا اعتراض درست ہوتا کہ ایک جنتی کہہ رہا ہے کہ اقدس پرنا جاؤ لیکن یہاں بات ہی الٹی ہے جنتی تو بھاگا چلا آ رہا ہے۔ تو تم بھی بھاگے جاؤ تم کیوں رکتے ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جانے سے روک دیا ہے تو تم دوسروں کو کیوں روکتے ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر روضہ اقدس کی طرف آ رہے ہیں جو اس جنتی کے نقش قدم پر چلے گا وہ بھی جنتی ہو جائیگا۔ روضہ اقدس پر جانا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء ہے اور حدیث پاک کیا بتا رہی ہے کہ فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس نے جس کی بھی اقتداء کی وہ فلاح پا گیا۔ ہم تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کر رہے ہیں اور جنت

میں جا رہے ہیں۔ لیکن اعتراض کرنے والو تمہیں پتہ نہیں کہ کون دھکیل کر جہنم میں لے جا رہا ہے۔ پھر اعتراض ہے کہ نبی پاک ﷺ تو فوت ہو گئے ہیں سنتے نہیں ہیں وہ کیا دے سکتے ہیں وہ تو مٹی کا ڈھیر ہے۔ ان میں بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زندہ نہیں ہیں وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرات سنو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے اور وصیت فرمائی کہ لوگو میرا جنازہ پڑھ کر میری میت کو در اقدس پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے اگر دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا اگر نہ کھلے تو جہاں جی میں آئے دفن کر دینا میری کوئی خواہش نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جس کا درجہ ہے پہلا جنتی ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ جنتی بندہ کہہ رہا ہے کہ میری میت کو دفن کرنے سے پہلے روضہ اقدس پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کرنا۔ تالا باہر سے لگا ہوا ہے۔ کنڈی باہر لگی ہوئی ہے۔ باہر کنڈی یا تالا لگا ہوا ہو تو اندر سے کوئی نہیں کھول سکتا لیکن میرے نبی پاک ﷺ تصرف رکھتے ہیں وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما چکے ہیں اور باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں چاروں یاروں میں سے تین موجود ہیں عشرہ مبشرہ میں سے نو باقی موجود ہیں۔ چار پائی در اقدس پر پڑی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نعرہ مارنے والے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ تالا بھی کھل گیا کنڈی بھی کھل گئی اور دروازہ بھی کھل گیا اس میں بعد از وصال ”یا“ کہنا بھی آ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن بھی لیا۔ عرض کو قبول بھی کر لیا۔ دروازہ بھی کھول دیا اور آواز بھی دے دی کہ دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہ جنتی کا کام ہے کہ وہ جانتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال سریف کے بعد بھی سنتے ہیں اور تصرف بھی رکھتے ہیں۔ اب اعتراض کرنے والا اپنے متعلق سوچ لے کہ اس کا کہاں ٹھکانہ ہوگا۔ اور پھر اعتراض ہے کہ جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا اس کا کرنا بدعت ہے۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔ پھر وہی عرض کرتا ہوں کہ جنتی لوگوں کے اعمال کی طرف دیکھو۔ صبح کی آذان میں اضافہ الصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کس نے کیا ہے۔ یہ بدعت کس نے پیدا کی ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اضافہ فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں۔ جمعہ کے خطبہ کی دوسری آذان کا کس نے اضافہ کیا یہ بدعت کس نے جاری کی یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنتی ہیں اعتراض کرنے

والے بھی صبح کی آذان میں الصَّلَاةَ حَيَّرُ مِنَ النُّومِ کہتے ہیں۔ اگر یہ بدعت ہے تو پھر اس بدعت کو کیوں جاری رکھے ہوئے ہیں اب یا تو وہ اپنی آذان بنائیں یا پھر جنتی کا یہ عمل اپنائیں اور بدعت کے فتوے لگانا بند کر دیں۔ نماز تراویح میں رکعت اور باجماعت ادا کرنے کا حکم کس کا ہے یہ بدعت کس نے پیدا کی ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدعت جاری فرمائی۔ خدا کے بند و ایسی اچھی چیزیں دین میں داخل کرنا جنتیوں کا کام ہے اور تم بدعت کے فتوے لگا لگا کر روک رہے ہو۔ قرآن مجید کا جمع کرنا بھی پھر بدعت ہے۔ یہ کس نے کیا ہے جنتی نے کیا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے۔ لہذا حضرات جو بھی یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ سب جھوٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ نور کو ماننا شرک ہے تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کس نے نام دیا ہے۔ ذوالنورین دونوروں والا کس کا نام ہے اور کس نے رکھا ہے۔ کیا یہ کسی جہنمی کا نام ہے۔ نہیں نہیں یہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے رکھا ہے لوگ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانتے لیکن یہاں تو اولاد بھی نور ہے اور جو شخص آپ ﷺ کی دو بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنے والا ہے وہ بھی نور ہے۔ بیٹیاں بھی نور ہیں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یہ بات بھی جنتی کہہ رہا ہے۔ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کا وسیلہ نہ پکڑو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ کل میں اس کو جھنڈا دوں گا جو خیر کو فتح کرے گا۔ یہ علم غیب بھی ہے اور تصرف بھی ہے اور فتح بھی اس نے کرنا ہے جس کو میں جھنڈا دوں گا۔ اور کوئی اس میں فوجی طاقت کا مظاہرہ نہیں ہے۔ اگلی صبح اس شخص کو بلایا گیا جو MEDICALLY UNFIT ہے۔ اس کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں اور وہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر دعائیں کرتا رہا کہ فتح تو ہو جانی ہے لیکن میرا نام آجائے تو خوش قسمتی ہے عشرہ مبشرہ بھی انہی میں شامل ہیں اور ستاروں کی مانند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں پھر اب پیچھے کون رہ گیا ہے۔ تو پیچھے یہی ٹولہ رہ جائے گا جو ہر وقت ہر موقعہ پر اعتراض کرنے والا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں فرمایا کہ ان کو لے آؤ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں بھیجا کسی

ماہر امراض چشم کے پاس نہیں بھیجا۔ آپ ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو آنکھیں اس طرح سے تندرست ہو گئیں کہ جیسے کبھی بیمار ہی نہیں تھیں۔ جنتی جنتی کا وسیلہ بنا ہوا ہے۔ لعاب دہن سے آنکھیں ٹھیک ہو رہی ہیں لیکن ان کو پیٹ میں درد ہو رہا ہے کہ ان کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ واقعی ان اعتراض کرنے والوں کے پاس کوئی کچھ نہیں ہے۔ کئی دفعہ پہلے عرض کیا ہے لمبی حدیث پاک ہے کہ آپ نے بک بھی کر ڈالا یہ جنتی ہیں پھر دوسرا بک ڈالا پھر تیسرا بک ڈالا یہ بھی جنتی۔ یہ بک کون ڈالوار ہا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈالوار ہے ہیں جنتی بندہ جنتیوں کے بک بھرا بھرا کر جنت میں ڈالوار ہا ہے۔ بخشش کا وسیلہ بنا ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ عمل سے جنت میں جانا ہے وہ فرما رہے ہیں کہ خدا کے بند و حضور نبی کریم ﷺ کے بک کے وسیلہ سے جنت میں جانا ہے۔ یہ جنتی کی نشانی ہے اب جنتی کا عقیدہ دیکھو کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد جو پہلے نمبر پر جنتی آتا ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بک کو وسیلہ بنا رہے ہیں اور جو دوسرے نمبر پر جنتی آتا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ بس کر دیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بخشش کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو آپ کیوں بند کر رہے ہیں تو پھر دوسرا جنتی کیا کہتا ہے فرماتے ہیں کہ میں دروازہ بند نہیں کر رہا ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ہی آ جانی ہے۔ یہ جنتی کا عقیدہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہتے ہیں۔ یا تو یہ ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے کہ میں بک کیوں ڈالوں میرے بک میں کیا ہے۔ جاؤ عمل کرو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بک نہ ڈالنے اور یہ بھی نہ فرماتے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں تو پھر یہ اعتراض کرنے والے سچے ہوتے لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ جھوٹے ہیں اور ہم سچے ہیں کیونکہ

کند	ہم	جنس	ہم	جنس	پرواز
کبوتر	با	کبوتر	باز	با	باز

اگرچہ کبوتر اور باز ہم شکل پرندے ہی کیوں نہ ہو لیکن کبوتر کبوتر کے ساتھ رہتا ہے اور کبوتروں کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہے۔ باز اپنی جنس کے ساتھ رہتا ہے اور پرواز کرتا ہے۔ کبوتر باز کے ساتھ نہیں رہتا اس طرح بندہ بھی اپنے عقیدے والے کے ساتھ رہتا ہے خواہ اس کی شکل کیسی ہو نسل کیسی ہو۔ حبشی ہو کہ کالا ہو۔ گورا ہو کہ

بھورا ہو چھوٹا ہو کہ بڑا ہو۔ چھٹی ناک والا ہو کہ اونچی ناک والا ہو۔ اگر ان کا عقیدہ ایک ہے تو یہ سب بھی ایک ہیں۔ جس کو جس سے محبت ہے ہم عقیدہ ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا شرک نہیں ہے بلکہ عین اسلام ہے۔

وہ کون ہے جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں
اب جس کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے بک میں آنا ہے وہ تو بک میں آ جائے گا اور جس کا عقیدہ یہ نہیں ہے اس سے متعلق اصرار فرماتے ہیں کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

اللہ تعالیٰ یہ عقیدہ صحیح رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عقیدہ درست ہے تو بیڑہ پار ہے اگر عقیدہ غلط ہے تو خواہ سجدہ میں بھی پڑا رہے اور پڑھتا رہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ تو کچھ نہیں بنے گا۔ اگر عقیدہ غلط ہے تو اس کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ اس کا بیڑہ تباہ ہے عَامِلَتُهُ نَاصِبَتُهُ تَصَلَّىٰ نَارَ حَامِيَّتِهِ (الغاشیہ 34) ”کام کریں مشقت جھیلیں۔ جائیں بھڑکتی آگ میں“ عمل تو ہے لیکن سب غارت ہو گیا غرق ہو گیا۔ اگر اپنا بیڑہ تیرا ناچا جتے ہو تو عشرہ مبشرہ کی زندگی پیش نظر رکھو۔ ان کا عقیدہ سامنے رکھو۔ جو کوئی بھی تبلیغ کر رہا ہے تمہیں اس کے انجام کی کیا خبر ہے؟ تو کیا کرو گے اس کی بات سن کر بات اس کی سنو جس کا عقیدہ صحیح ہے۔ عقیدہ ان کا صحیح ہے جن پر جنتی ہونے کی مہر لگ چکی ہے۔ عشرہ مبشرہ میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے اب سورج ادھر سے ادھر ہو جائے زمانہ ادھر سے ادھر ہو جائے لیکن میرے نبی پاک ﷺ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ یہ سچ ہے عشرہ مبشرہ کے علاوہ اور بھی خوش قسمت ہیں جن سے متعلق آپ ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جس کو فرمایا کہ سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِّعَتُهُ یہ سوال وہی کر سکتا ہے کہ جس کے پاس سب کچھ ہے۔ عقیدہ دیکھو کہ اس سوال سے کیا ظاہر ہوتا ہے فرمایا لوگو مجھ سے سوال کرو میں سب کچھ دے سکتا ہوں۔ فرمایا کہ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرا جی چاہے وہ مانگ لے۔ کس قدر وسعت ہے۔ کوئی قید نہیں ہے کہ دنیا کی چیز مانگو آخرت کی مانگو قبر کی مانگو۔ ادھر کی مانگو ادھر کی مانگو اب حضرت ربیعہؓ کا بھی عقیدہ دیکھو کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ دے سکتے ہیں انہوں نے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی مانگ لی۔ جنتی ہو کر نبی پاک ﷺ سے مانگ رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ نبی

پاک ﷺ سے مانگنا شرک ہے۔ کوئی شخص کسی بندے سے متعلق کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا کوئی اس کے انجام کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ لیکن نبی پاک ﷺ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تصدیق فرما رہے ہیں کہ یہ جنتی ہے۔ حضرات جنت مل تو رہی ہے لیکن یہ جنت دے کون رہا ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ دے رہے ہیں اگر جنت لینا چاہتے ہو تو میرے نبی پاک ﷺ کے بن جاؤ ورنہ جنت نہیں ملے گی۔ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ دے کچھ نہیں سکتے حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہے۔ میزان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہے۔ پل صراط حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہے اور حوض کوثر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہے۔ ان سب کو مالک بنا دیا ہے اس سے بڑھ کر اور تصرف کیا ہوگا۔ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کہ چلو ان کے پاس کچھ نہیں ہے جو کچھ بھی تھا وہ دے دیا ہے کوثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دے دی ہے لیکن کوثر تو میرے نبی کریم ﷺ کے سمندر کی ایک بوند ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
وہ ہے رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

اور حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

یہ سارا گنبد زمین و آسمان اور کائنات میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سمندر کا ایک بلبلہ ہے اور یہ بلبلہ کوثر کی شکل میں حضرت علی کرم وجہہ کو عطا کر دیا ہے اور وہی بلبلہ میزان کی صورت میں دوسرے جنتی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا اور پل صراط حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک بدو آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں فرمایا کہ وہ تو وصال فرما گئے ہیں۔ عرض کیا کہ قبر انور کہاں ہے۔ وہ اس کو بتا دی گئی۔ وہ بدو روضہ اقدس پر حاضر ہوا رونے لگا گریہ زاری کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کرو تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

در پر حاضر ہو جاؤ۔ اور شفاعت کی درخواست کرو یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے اور میں حاضر ہو گیا ہوں آپ قبر میں چلے گئے ہیں میں اب کہاں جاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی تمہیں بخش دیا گیا ہے۔ اب بتائیے کہ گناہ کہاں معاف ہو رہے ہیں اللہ معافی دے وہ تو کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) مر گئے اب کچھ نہیں سنتے کچھ نہیں دے سکتے۔ حضرات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ اعرابی تمہیں بخش دیا گیا ہے۔ گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعرابی کی فریاد کو سنا بھی ہے اور جواب بھی عطا فرمایا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو روضہ اقدس پر حاضر نہیں ہوتے وہ اپنے گناہ ساتھ ہی لے جاتے ہیں۔ اور جسے روضہ اقدس پر جانے کی تمنا نہ ہو وہ ویسے ہی کافر ہو جاتا ہے۔ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ بد مذہب ہو جاتا ہے۔ پل صراط پر راستہ بھول جائیگا۔ اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھٹکار پڑتی ہے اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پھٹکار ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو گناہ گار کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر بھیجتا ہے اب کس پر اعتراض کرو گے؟ کیا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرو گے؟ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی محمد حمید شاد صاحب 06/11/97

رضاؑ مصطفیٰ ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے اور اولیاء اللہ کا ذکر کفارہ گناہ ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مولانا رومؒ کی ایک کہات ہے وہ میں عرض کرتا ہوں اس سے جو سبق ملتا ہے اللہ کرے کہ ہم وہ سبق سیکھ سکیں۔ ایک مسافر کہیں جا رہا تھا۔ سفر کے باعث تھک گیا۔ وہ سستانے کے لئے کچھ دیر آرام کرنے کے لئے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا تو اسے نیند آ گئی۔ وہ سو گیا تو اس کا منہ کھل گیا۔ ایسا ہوتا ہے کہ کمزوری کے باعث یا ویسے ہی عادت ہوتی ہے کہ بعض بندے جب سوتے ہیں تو ان کا منہ کھل جاتا ہے۔ وہ مسافر بے خبر سو رہا تھا اور اس کے قریب سے ایک گھوڑا سوار گزرا تو اس نے دیکھا کہ ایک سانپ اس سوئے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل ہو رہا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سانپ اس آدمی کے اندر چلا گیا۔ اب سوار نے سوچا کہ اگر اس کو بیدار کر کے بتاؤں گا کہ سانپ تمہارے اندر چلا گیا ہے تو پتہ نہیں کہ وہ یقین کرے نہ کرے سمجھے نہ سمجھے۔ اس نے اس کو بیدار کیا اور کہا کہ دوڑ لگاؤ اس نے انکار کیا کہ کیوں دوڑوں۔ تم کون ہو۔ مسافر ہوں اور تھک گیا تھا اس لئے ذرا آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا تھا۔ سوار نے اس کو ایک ڈنڈا رسید کیا اور کہا بھاگو ورنہ تمہاری پٹائی کروں گا مسافر نے کہا کہ میں نے تمہیں کیا تکلیف دی ہے کہ تو اس طرح مجھے دوڑنے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں نے جانا ہے میری منزل دور ہے۔ تو میرا وقت کیوں ضائع کرنا چاہتا ہے۔ جاؤ تم اپنا کام کرو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ سوار نے دو تین ڈنڈے رسید کر دئے او کہا کہ دوڑو۔ مسافر دوڑنے پر مجبور ہو گیا اور دوڑ لگا دی۔ راستے میں ایک باغ آ گیا جس میں سیب کے درخت ہیں اور سیب زمین پر گرے ہوئے تھے۔ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ گلے سڑے تھے۔ سوار نے کہا یہ سیب اٹھاؤ اور کھاؤ۔ مسافر کا دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن سوار کے ڈنڈے کے خوف سے کھانے شروع کر دئے۔ اس نے خوب پیٹ بھر کر سیب کھلائے جب وہ بس کرے تو وہ اسے ایک ڈنڈا اور مارے کہ کھاؤ۔ اس کا پیٹ بھر کر سیب کھلا دئے پھر پانی

پلا دیا پھر سیب کھلا دے پھر پانی پلا دیا اور جب اس کی بالکل بس ہو گئی تو اسے کہا اب بھاگو۔ وہ مسافر بے چارہ پھر دوڑنے لگا۔ کچھ فاصلہ گیا تھا کہ اس کو قے آ گئی۔ اس قے کے ذریعہ سے وہ سانپ بھی باہر نکل گیا۔ پہلے تو وہ مسافر بہت چیختا تھا چلاتا تھا کہ میں بے قصور ہوں مجھے کیوں مارتا ہے لیکن جب اس نے دیکھا کہ سارا عمل دراصل سانپ باہر نکالنے کے لئے تھا تو وہ سمجھ گیا کہ سوار بہت مہربان تھا اگر وہ نہ آتا مجھے نہ دوڑاتا۔ گندے سیب نہ کھاتا۔ پانی سیر ہو کر نہ پلاتا تو پھر میرا سانپ بھی باہر نہ نکلتا۔ مسافر اس سوار کا بہت احسان مند ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس سوار سے بھی زیادہ ہماری کیفیت کو جانتے ہیں اور وہ آپ کو محفل میں بلاتے ہیں۔ آپ گھر بار چھوڑ کر بیوی بچوں کو چھوڑ کر ٹی وی کے آپ پروگرام چھوڑ کر اور دوسری مصروفیات چھوڑ کر آپ آئے ہیں تو کیوں آئے ہیں۔ یہ جو آپ کو تکلیف دی ہے تو کیوں دی ہے۔ جس طرح اس مسافر کو دوڑا کر سیب کھلا کر اس کا سانپ نکال دیا ہے اسی طرح ہمیں اس مشقت میں ڈال کر ہمیں کیا دیا ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تو اس سے ہمیں کیا ملتا ہے روزہ رکھتے ہیں تو اس سے کیا ملتا ہے جس طرح سوار سب کچھ مسافر سے کر رہا تھا کہ جس سے اس کی زندگی بچ گئی ورنہ وہ مرجاتا۔ ہم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مشقت لے رہے ہیں۔ کام لے رہے ہیں۔ یہ عبادات کر رہے ہیں جو نیکیاں کر رہے ہیں۔ اعمال صالحہ کر رہے ہیں تو اس میں بھی ہمارا ہی فائدہ ہے۔ سخت سردی میں بندہ جب ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے تو بہت تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن سخت سردی میں نہایت ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا جہنم سے نجات دلاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک آدمی ندی کے کنارے رہتا ہوا اور پانچ وقت اس میں نہاتے تو کیا اس کے جسم پر گندگی رہ جائے گی عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ وہ تو بہت صاف ستھرا رہے گا۔ فرمایا کہ اسی طرح جب بندہ پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں آپ کہیں کہ پانی بہت ٹھنڈا ہے مجھے تو زکام ہو جائیگا میں کہاں پھنس گیا ہوں لیکن اگر وہ فرمان رسول اللہ ﷺ پر عمل کرے گا تو اس کا بیڑہ پار ہو جائیگا۔ ہاتھ دھو تے ہیں تو ہاتھوں کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ منہ میں کلی کرنے کیلئے پانی ڈالتے ہیں تو زبان کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ناک میں پانی ڈالتے ہیں تو ناک کے گناہ معاف چہرے پر پانی ڈالتے ہیں تو آنکھوں کے گناہ معاف اور بازو دھوتے ہیں تو بازو کے گناہ معاف۔ مسح کریں تو دل کے گناہ معاف پاؤں دھوتے ہیں تو پاؤں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تکلیف ہمیں ضرور ہوتی ہے لیکن ادس کا انجام بہت اچھا ہے کہ جس طرح اس مسافر کو دوڑنے کی تکلیف

ضرور ہوئی اس نے مار بھی کھائی لیکن اس ساری تکلیف کا انجام یہ ہوا کہ وہ موت کے منہ سے بچ گیا۔ آپ جب نماز پڑھتے ہیں سجدہ کرتے ہیں تو سجدہ میں بظاہر انسان اپنی نہایت ہی پستی اور ذلت کی حالت میں ہوتا ہے۔ جب ہم اپنی عظمت والی جگہ یعنی جہنم کو جھکا کر زمین پر رکھ دیتے ہیں تو بڑی تذلیل ہوتی ہے بڑا بے عزتی کا مقام ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہی تیرا قرب الہی کا مقام ہے۔ جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے۔ جب بندہ روزہ رکھتا ہے تو بڑی بھوک اور پیاس میں ہوتا ہے تکلیف برداشت کرتا ہے لیکن اسی روزہ کی جزا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا میں خود اس کا انعام ہوں۔ بندہ حج پر جاتا ہے تو بہت زیادہ خرچ اخراجات ہوتے ہیں۔ کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ پھر سارے ارکان حج ادا کرتے کرتے بندہ بہت تھک جاتا ہے گرمی بھی ہوتی ہے بھوک پیاس بھی ہوتی ہے حادثات بھی ہو جاتے ہیں جس طرح کہ اس سال خیموں کو آگ لگ گئی اور بہت سے حجاج شہید بھی ہو گئے لیکن اس سارے تکلیف کا انعام یہ ہے کہ بندے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ وہاں قربانی بھی کرنا ہوتی ہے بندہ جب صدقہ خیرات کرتا ہے تو اس میں بھی خرچہ ہوتا ہے۔ شیطان انسان کو بہت روکتا ہے کہ تجھے تو خود روپیہ پیسہ کی ضرورت ہے۔ تیری فلاں ابھی باقی ہے۔ صدقہ خیرات نہ کر بلکہ اپنی ضروریات پوری کر کہ یہ بھی صدقہ میں ہی شامل ہے خود بھوکے رہ کر کون سا صدقہ کرنے جا رہا ہے۔ لیکن اسی صدقہ خیرات کرنے سے بندہ پر آنے والی وبا مصیبت اور پریشانی ٹل جاتی ہے۔ بندہ عید الفصحی کے موقع پر سنت ابراہیم علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے قربانی کرتا ہے۔ آج کل تو قربانی بہت مہنگی ہو گئی ہے پانچ سات ہزار معمولی خرچہ ہے لیکن جب وہ قربانی کرتا ہے تو جو نبی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ تو جانور کی قربانی ہے لیکن شہید خود اپنی جان کی قربانی پیش کرتا ہے تو اس کا کیا مقام ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسی حیاتی عطا کر دیتا ہے کہ فرمایا کہ شہید سے متعلق تم وہم و گمان بھی نہ کرو کہ وہ فوت ہو گیا ہے بلکہ وہ تو ہمیشہ کے لئے زندہ و جاوید ہو گیا ہے۔ اور بارگاہ عالیہ میں جا کر وہ بے حجاب اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتا ہے۔ شہادت کی یہ تھوڑی سی تکلیف اس مسافر کی دوڑ کی طرح ہے لیکن اس کا انجام بیہنگی زندگی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ ہم سے یہ تھوڑی سی مشقت اس لئے لیتے ہیں کہ یہ ہماری بخشش کا بہانہ بن جائے۔ اس کہاوت کا یہ سبق ہے۔ لیکن وہ فرماتے ہیں کہ یہ جو سجدہ ہے یہ جو قربانی ہے۔ یہ جو حج ہے یہ جو زکوٰۃ ہے یہ جو شہادت ہے اس میں کون سا جذبہ ہونا

چاہئے۔ یہی تمام چیزیں ضائع بھی ہو جاتی ہیں اور ان کو پھل بھی لگ جاتا ہے منافق شہید بھی ہو جائے تو بیکار ہے۔ وہ صدقہ خیرات بھی کرتا ہے تو بے کار جاتا ہے۔ اس کے سجدے بھی کسی کام کے نہیں ہیں اس کے روزے حفظ اور تلاوت بھی بے کار ہیں۔ اب وہ کوئی چیز ہے کہ جو اگر موجود ہو تو تمام عبادات قبول ہیں اور اگر وہ موجود نہ ہو تو تمام عبادات بے کار چلی جاتی ہیں۔ سب سے اہم چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ تیرا اور میرا عمل حضور نبی کریم ﷺ کو خوش کرنے کے لئے ہونا چاہئے۔ جب ہم کوئی عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی اور رضا حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں تو وہ عمل قبول ہے۔ روزہ بھی قبول ہے۔ حج بھی قبول ہے۔ تلاوت بھی قبول ہے نعت خوانی بھی قبول ہے۔ سب کچھ قبول ہے۔ اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق کیا فرما رہے ہیں اور ہم سے کیا تقاضا کر رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تیرا ذکر اس لئے بلند کیا ہے کہ تو راضی ہو جا۔ میں نے تیرا سینہ تیرے لئے کھول دیا ہے کہ تو راضی ہو جائے۔ تیرے بوجھ اتار دئے ہیں کہ تو راضی ہو جائے خانہ کعبہ قبلہ اس لئے بنایا ہے کہ اس میں تیری رضا شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر کام مرضی مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہے اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے اور یہی تقاضا تجھ سے بھی ہے اور مجھ سے بھی ہے کہ جب کوئی عمل کریں جب کوئی عبادت کریں کوئی ریاضت کریں تو یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کے لئے کریں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان بنایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تشریف لائیں میں نے اپنے مکان کا افتتاح کرنا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور مکان میں ایک کھڑکی سے متعلق پوچھا کہ یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس سے تازہ ہوا آئے گی۔ روشنی آئے گی۔ فرمایا اگر تو یہ کھڑکی اس لئے رکھتا کہ تمہیں آذان کی آواز سنائی دے تو تمہیں جب آذان کی آواز سنائی دیتی اور اس میں میرا نام آتا اور تو اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگاتا تو تمہیں بخشش مل جاتی۔ روشنی اور تازہ ہوا بھی تمہیں مل ہی جاتیں۔ کھڑکی تو کھڑکی ہوتی ہے اس سے روشنی اور ہوا تو آنا ہی ہوتی ہے۔ کافر رکھے گا تو اسے بھی روشنی اور ہوا مل جائیگی۔ فرعون رکھے اسے بھی ہوا مل جانی ہے۔ کوئی بھی کھڑکی رکھے اس میں سے روشنی اور ہوا تو آئی ہی ہے لیکن بخشش نہیں آئی ہے۔ بخشش صرف اس وقت آئی ہے کہ جب کھڑکی کے رکھنے میں حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔ اس کے بغیر وہ کھڑکی بھی بیکار ہے۔ سارا مکان بھی بیکار ہے

HOUSE WARMING بھی بیکار ہے۔ لیکن جب اس میں رضائے مصطفیٰ ﷺ شامل ہو جائے تو یہ ساری عبادت بن جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو گشت بھی فرمایا کرتے تھے یہ دیکھنے کے لئے کہ کون صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کر رہا ہے۔ گشت نہ بھی فرماتے پھر بھی تمام اعمال ان کی نگاہ میں ہیں۔ ہم جو اس وقت اکٹھے ہوئے ہیں جو عمل کر رہے ہیں یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں ہے لیکن بطور خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھار گشت بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز صبح حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ آج رات بہت اچھا قرآن پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے یہ پتہ چل جاتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں اور بھی اچھا پڑھتا۔ اس سے لوگوں نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جس عمل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا شامل ہو جاتی ہے وہ اور بھی زیادہ قبولیت کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں فرمایا کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ میں نے حدیث شریف پڑھی ہے کہ نماز نبی پاک ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی سجدے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ یہ ان کا مطمح نظر ہے یہ ان کا نماز پڑھنے کا مقصد ہے۔ شہادت بڑی چیز ہے لیکن اس میں بھی آپ ﷺ کی رضا شامل ہونا ضرورت ہے۔ عبادات میں بھی آپ ﷺ کی رضا شامل ہونی چاہئے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ ہر بات میں حضور نبی کریم ﷺ کی رضا چاہتا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے اعمال میں حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی اور رضا چاہیں تو جس طرح اس مسافر کا بیڑا پار ہو گیا تھا اسی طرح روزہ دار کا بھی بیڑا پار ہو جائیگا۔ قرات اور حفظ والے کا بھی بیڑہ پار ہو جائیگا۔ نعت گو اور نعت خوان کا بھی بیڑہ پار ہو جائیگا۔ لیکن اگر یہ جذبہ ہو کہ نبی پاک ﷺ کو ایک طرف چھوڑ کر میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی نہ ہو جائیں یہ بات ذہن میں رکھو کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ مقدم ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی نہ ہوں تو کچھ نہیں ملتا۔ حدیث پاک ہے کہ قربانی کے خون کا پہلا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے تو بندے کی بخشش ہو جاتی ہے خواہ ایک بندہ قربانی کر رہا ہے یا ستم مل کر گئے اونٹ وغیرہ کی قربانی کر رہے ہیں تو سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے کر دی اور حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ یہ قربان

نہیں ہے گوشت ہے۔ قربانی وہ ہے جو میری اقتداء میں کی جائے جو میرے قربانی کر لینے کے بعد کی جائے۔ پہلے حضور نبی کریم ﷺ قربانی کریں تو پھر ان کے صدقے سے تیری قربانی بھی قبول ہے جب آپ کوئی عمل کرتے ہیں اور اس میں رضائے مصطفیٰ ﷺ کو مدنظر رکھتے ہیں تو پھر اگر اس عمل میں کوئی کمی بھی رہ گئی ہے تو وہ بھی قبول ہو جائے گی۔ کسی کمی کے باوجود بھی بندے کی عبادت قبول ہو جاتی ہے۔ یہ بابر فضل صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ بہت شوق سے محبت پیار محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کراتے ہیں۔ بڑی نورانی محفل ہوتی ہے۔ اس کا ایک بھائی ہے جو محفل میں شریک نہیں ہوتا۔ جب محفل ہوتی ہے تو وہ گھر سے چلا جاتا ہے تاکہ محفل میں شریک نہ ہو۔ کچھ سال ہوئے کہ ان کے اس بھائی کی کسی سے لڑائی ہو گئی اور اس کو چاقو خنجر وغیرہ لگ گئے۔ گواہ بھی موجود تھے۔ بارہ سال تک مقدمہ چلتا رہا۔ فریقین کا بہت خرچہ بھی ہوا۔ تمام شہادتیں ان کے بھائی کے حق میں تھیں۔ بظاہر مقدمہ ہارنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ مقدمے کی کارروائی کے مطابق ان کے مخالف کو لازمی سزا ہو جاتی لیکن وہ بری ہو گیا۔ ان کو اڑھائی سو سال تک مقدمہ لڑا۔ کوشش بھی کی خرچہ بھی کیا۔ گواہوں کی منت سماجت بھی کرتے رہے ان کی ناز برداریاں بھی اٹھاتے رہے لیکن سب بیکار گیا چاقو مارنے والا تو صاف بری ہو گیا اس کو سزا ہی نہیں ہوئی۔ ان کی والدہ فوت ہو چکی تھیں وہ خواب میں ان کو ملیں اور بتایا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ مقدمہ تمہارے حق میں تھا۔ مخالف کو ضرور سزا ہو جاتی۔ لیکن بات یہ ہوئی ہے کہ تمہارا بھائی محفل میلاد النبی ﷺ سے اٹھ کر چلا جاتا تھا اور اس کے مخالفین محفل میں شریک ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل پسند آ گیا اس نے ان کو بری کر دیا اور تمہارے بھائی کو خوار کر دیا۔ یہ محفل میلاد النبی ﷺ میں شریک ہونے کا صلہ ہے۔ اسی بابر فضل کا ہی دوسرا واقعہ ہے کہ اس کے ساتھ کارخانے میں کام کرنے والا ایک کارگر عیسائی ہے اس کا دوست ہے۔ جب یہ محفل میلاد النبی ﷺ کراتے ہیں تو وہ عیسائی بھی آ کر محفل میں بیٹھ جاتا تھا۔ اس عیسائی بندے کی بھی کسی سے لڑائی ہوئی۔ اس نے اس کو گولی بھی مار کر زخمی کر دیا۔ وہ مجروح جوتا اس نے ہزار کوشش کی لیکن وہ اس عیسائی کے خلاف پرچہ ہی درج نہیں کرا سکا۔ مقدمہ ہی درج نہیں ہو سکا صرف اس لئے کہ وہ محفل میں آتا تھا۔ جو کوئی بھی محفل میلاد النبی ﷺ میں آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس کو بری فرما دیتا ہے اور اس پر یہ کہ اس کو نیکیاں بھی عطا ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن ہر عمل میں خوشنودی مصطفیٰ ﷺ ضرور مدنظر ہو۔ اگر اعمال میں رضائے مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو یہ ریاکاری رہ جاتی

ہے۔ منافقت رہ جاتی ہے ہر عبادت صفر ہے صفر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ صفر خواہ ہزار ہوں۔ اربوں ہوں لیکن صفر جو ہے وہ صفر ہی رہتا ہے کہ وہ کتنی بھی ہوں لیکن جب ان کے ساتھ ایک لگ جاتا ہے تو اس کی قیمت بن جاتی ہے یہ سو بھی بن جاتی ہے لاکھ بھی بن جاتا ہے وہی صفر کروڑ بن جاتی ہیں وہی صفریں ارب کھرب بن جاتی ہیں۔ تیری میری عبادت بھی صفر ہیں لیکن جب ان کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی کا ایک لگ جاتا ہے تو یہ بیش قیمت بن جاتی ہیں۔ تمام عبادت قبول ہو جاتی ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ یہ نعت خوان نعت شروع کرنے سے پہلے آ آ کر کے ذرا راگ بناتے ہیں یہ جب آ آ کر کرتے ہیں تو اس کا کوئی مطلب اور معنی نہیں ہوتے یہ کوئی الفاظ نہیں ہوتے۔ یہ صرف راگنی ہوتی ہے۔ اب اگر اس راگنی کے بعد ”ماہیا“ آ جائے تو یہ تمام کا تمام ”ماہیا“ بن جاتا ہے اور اگر اس کے بعد نعت شریف آ جائے تو یہ ساری راگنی بھی نعت بن جاتی ہے۔ راگنی کوئی چیز نہیں ہے لیکن نعت خواں اپنی سر بنانے کے لئے اس کو اپناتے ہیں۔ نعت شرع کے ساتھ مل کر یہ راگنی قبول ہو جاتی ہے۔ ہماری ساری زندگی بھی ایک راگنی ہے۔ مرتے وقت بھی اگر اس کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا ایک لگ جائے تو یہ بخشش ہی بخشش ہے۔ ساری زندگی سنور جاتی ہے اور اگر خدا نخواستہ یہ ایک نلگہ۔ کا تو ساری زندگی بے کار گئی اور منافق کا یہی حال ہے۔ وہ اعمال پر بھروسہ کرتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر اعتقاد نہیں کرتا۔ شفاعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یقین نہیں رکھتا۔ کہتے ہیں کہ IT IS NEVER TOO LATE دیر آ مدد درست آمد جب بھی کوئی آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا ایک لگ جائے تو سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ایک کافر تھا۔ بوڑھا ہو گیا مرنے کا وقت قریب آ گیا تو خیال آیا کہ مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا۔ اس نے اپنے عزیز کو کہا کہ اس کی چار پائی اٹھا کر لے چلو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کلمہ پڑھنا ہے اور اسلام قبول کرنا ہے۔ وہ اس کو اٹھا کر لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے وہ حاضر کر دیا گیا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر نظر ڈالی۔ کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا اور فوت ہو گیا۔ زندگی کے آخری سانس میں کلمہ شریف پڑھا ہے اور آخری دیدار بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ہی نصیب ہوا ہے۔ کوئی اور نیکی اس کے پلے میں نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صحابی اور بغیر عمل کے اگر کسی نے کوئی جنتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لو۔ اس کی زندگی کی راگنی سنور گئی۔ تمام گناہ مٹ گئے۔ بخشش عطا ہو گئی۔ رضائے مصطفیٰ ﷺ کے شامل ہونے کا ایک ایمان افروز واقعہ

عرض کرتے ہوں کہ حق نواز جھنگوی اور مولانا محمد اشرف صاحب کے مابین مناظرہ ہوا۔ موضوع زیر بحث یہ تھا کہ ”کیا حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والے کی بخشش ہو جاتی ہے“ مولانا محمد اشرف صاحب سنی ریلوی مسلک تھے۔ حق نواز جھنگوی سپاہ صحابہ کا بانی اور لیڈر تھا۔ تین گھنٹے تک مناظرہ ہوتا رہا۔ سوال جواب ہوتے رہے۔ حضرت مولانا محمد اشرف صاحب جیت گئے۔ مناظرہ ختم ہو گیا۔ مولانا محمد اشرف صاحب نے رونا شروع کر دیا۔ دوسرے جوان کے ساتھی تھے انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب آپ مناظرہ جیت گئے ہیں آپ کو خوشی ہونی چاہئے لیکن آپ رو رہے ہیں۔ آپ کو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نبی کریم ﷺ کے کرم سے جیت گیا ہوں۔ لیکن اب اس لئے رو رہا ہوں کہ جب حق نواز کوئی اعتراض اٹھاتا تھا تو اس کا جواب دینے کے لئے مجھے حضور نبی کریم ﷺ از خود فرما دیتے تھے کہ محمد اشرف اس کے اعتراض کے جواب میں آپ یہ حدیث پیش کریں۔ حق نواز کے ہر اعتراض کے جواب میں حضور نبی کریم ﷺ میری راہنمائی فرما رہے تھے۔ اب مناظرہ ختم ہو گیا ہے میں جیت گیا ہوں لیکن وہ نظارہ اب میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ میں اس نظارہ کے لئے رو رہا ہوں۔ یہ بات کوئی چودہ سو سال پرانی نہیں ہے۔ یہ دور حاضر کی بات ہے زیادہ سے زیادہ دس بارہ سال ہوئے ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر زمانہ میں عنایت کرتے ہیں آج بھی وہی کچھ عنایت فرما رہے ہیں جو ظاہری حیات طیبہ میں فرماتے تھے۔ ہر زمانہ حضور نبی کریم ﷺ کا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا یہ تھی کہ مولانا محمد اشرف صاحب جیت جائیں۔ مولانا محمد اشرف صاحب کی جیت میں رضائے مصطفیٰ ﷺ شامل تھی۔ اگر خدا نخواستہ مولانا محمد اشرف صاحب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا حاصل نہ ہوتی تو وہ مناظرہ بھی نہ جیت سکتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر آرہے ہیں۔ اور ارادہ کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنا ہے۔ لیکن رضائے مصطفیٰ ﷺ کیا ہے کہ عَزَّ إِلَّا سَلَامٌ بِعَمْرِ بْنِ خَطَّابٍ أَوْ بِعَمْرِ بْنِ هَاشِمٍ یا اللہ دو عمر میں سے ایک کو اسلام نصیب فرما کر اس سے اسلام کی عزت و عظمت کو بڑھا دے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی منتخب فرمایا اور اس کو اسلام لانے کا شرف حاصل ہوا۔ اور پھر اس رضائے مصطفیٰ ﷺ کا حاصل کیا تھا کہ فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ یہ رضائے مصطفیٰ ﷺ

ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر وہ کام کریں جس میں رضائے مصطفیٰ ﷺ شامل ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی اور خوشنودی شامل ہو اللہ تعالیٰ اس کو سمجھے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 12/09/97

بغداد کا ساقی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین۔ آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! مختلف چیزوں کو ناپنے کے مختلف آلات ہیں۔ ہوا کا دباؤ ناپنے کے لئے بیرو میٹر ہوتا ہے۔ گرمی اور سردی کو ناپنے کے لئے تھرمامیٹر ہوتا ہے۔ یہاں اس محفل میں کئی ایسے بندے بیٹھے ہیں جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نور کو دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے دیدار کو ناپتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری نعت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جتنی اچھی نعت ہوتی ہے۔ اتنا ہی ان کا کرم زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو فرمائش کرتے ہیں کہ آپ یہ نعت سنائیں آپ وہ نعت سنائیں۔ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نور کو دیکھنے والے ہیں جو بصیرت والے ہیں میں ان کی طرف دیکھ کر ہی نعت خواں کو کہتا ہوں کہ یہ آپ نعت شریف پڑھیں۔ تو بٹ صاحب میں آپ کو اس کے مطابق عرض کرتا ہوں کہ آپ فلاں نعت شریف پڑھیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ کا انتخاب بہت اعلیٰ ہوگا۔ لیکن مجھے جو نظر والوں کی طرف سے اشارہ ملتا ہے وہی میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ بابا صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ۔

بغداد دا ساقی ہر اک نوں اینویں بھر کے پیالہ نہیں دیندا

جنوں پی کے پچانے دا چچ ہووے او سے نوں پلائی جاندی اے

فرماتے ہیں کہ بغداد کا ساقی ہر ایک کو پینے کے لئے پیالہ نہیں دے دیتا۔ بلکہ جس کو بھی پی کر اسے ہضم کر جانے کا سلیقہ آتا ہے صرف اسے ہی پینے کی اجازت بھی ہوتی ہے اور اسے ہی پلایا جاتا ہے۔ بغداد کا ساقی یعنی حضرت سرکار غوث الاعظمؒ ایسے ہی ہر ایک کو نہیں پلا دیتے ایسے ہی عنایت نہیں کر دیتے بلکہ وہ پہلے دیکھتے ہیں کہ کیا اس میں گنجائش ہے کیا اس میں ظرف ہے۔ یہ اس شخص کا خیال ہے کہ جس نے بھی یہ شعر لکھا ہے۔ لیکن میری عرض ہے کہ بغداد کے ساقی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ کبھی کسی کے ظرف کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ ہمیشہ اپنے کرم کو دیکھتے ہیں۔ وہ یہ کبھی نہیں دیکھتے کہ اس کو پی کر ہضم کرنے کا سلیقہ آتا ہے کہ نہیں آتا ہے۔ وہ جس کو پلاتے ہیں اس کو پھر ہضم کرنے کا طریقہ اور سلیقہ بھی عنایت کرتے ہیں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ پلانا بھی جانتے ہیں اور اسے ہضم کرنے کا طریقہ بھی سیکھا دیتے ہیں۔ ان کا فرمان ہے کہ نیک میرے لئے ہیں اور میں گناہ گاروں کے لئے ہوں یعنی نیک قادری مرید جو ہیں وہ میرے لئے ہیں اور میں گناہ گار مریدوں کے لئے ہوں۔ انہوں نے کبھی کوئی شرط نہیں لگائی کہ پہلے آپ ٹھیک ہو کر آئیں تو پھر میں پلاؤں گا۔ ٹھیک ہونا کہاں ہے۔ کون ٹھیک کرتا ہے۔ کوئی کہے کہ میں کالج یونیورسٹی نہ جاؤں اور پی ایچ ڈی کر لوں۔ کوئی کہے کہ میں مدرسہ نہ جاؤں اور عالم فاضل ہو جاؤں یہ کیسے ممکن ہے۔ کوئی کہے کہ میں پہلے تندرست ہو جاؤں پھر ہسپتال جاؤں گا۔ پہلے مجھے بخار سے آرام آ جائے پھر ڈاکٹر حکیم کے پاس جاؤں گا۔ جب وہ بیماری سے شفا یاب ہو ہی گیا تو پھر ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے کا کیا مقصد۔ پھر ہسپتال جانے کا کیا مطلب۔ کوئی اور ادارہ ہے کوئی اور جگہ ہے کوئی اور ذریعہ ہے جہاں سے آدمی نے علم حاصل کر لینے ہے جہاں سے آدمی نے شفا لے لینی ہے۔ نہیں ہے تو کالج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا ہی پڑے گا۔ صحت لینے کے لئے ہسپتال جانا ہی پڑے گا۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ اپنے کرم سے عطا کرتے ہیں۔ وہ صرف اپنے کرم کو دیکھتے ہیں اور اپنے کرم کے لحاظ سے ہی پرکھتے ہیں وہ تیرا اور میرا منہ نہیں دیکھتے۔ غوث الاعظمؒ کو ہمارا منہ بھی بنانا آتا ہے۔ صورت اور سیرت بھی بنانی آتی ہے۔ ان کا اتنا وسیع کرم ہے کہ فرماتے ہیں۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے

وہ نہیں دیکھتے کہ یہ رانا صاحب ہیں۔ یہ بٹ صاحب ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے آپ یہ کہہ دے کہ میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا مرید ہوں تو وہ مرید ہو گیا اور اس کا انعام کیا دیتے ہیں کہ

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

فرمایا کہ اب اگر تو آ گیا ہے تو چل جنت میں داخل ہو جا۔ وہ تو جنت کے پیالے پلا رہے ہیں۔ آپ دنیا کے پیالے پلانے کے لئے بھی کہہ رہے ہیں کہ پہلے اسے پینے کا طریقہ آئے گا تو پھر پلائیں گے۔ کسی کو پینا نہیں آتا۔ کسی کو پینے کا شعور نہیں ہے۔ ہمیں پینے کا شعور نہیں ہے یہ سب ان کا کرم ہے کہ وہ پلا دیتے ہیں۔ چور جو آ یا تھا تو وہ کون سا پینے کا شعور لے کر آ یا تھا وہ توجہ چوری کرنے آ یا تھا۔ لیکن جب سرکار غوث الاعظمؒ کی نگاہ پڑی تو قطب بن گیا۔ یہ نہیں کہا کہ تمہیں پینے کا سلیقہ آتا۔ تم پہلے سلیقہ سیکھو۔ روزے رکھو نمازیں پڑھو۔ حج کرو۔ صدقہ دو۔ یہ کرو وہ کرو پھر تمہیں قطب بنائیں گے نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔ ایک نظر عنایت

ڈالی تو چور سے قطب بنا کر رکھ دیا۔ ان کا تو نام ہی ایسا ہے۔ غوث ہوتا ہی وہی ہے جو فریاد کو سننے۔ استغاثہ اسی سے نکلا ہے۔ استغاثہ کیا ہوتا ہے کوئی وکیل صاحب بیٹھے ہوں تو بتائیں یہ فریاد ہوتی ہے کہ مجھ سے یہ زیادتی ہو گئی ہے مجھے اس کا RELIEF دیا جائے۔ غوث کا مطلب ہے استغاثہ سن کر اس کا فیصلہ کرنے والا۔ فریادی کی فریاد کو پورا کرنے والا۔ عدالت فریاد کو سن کر اس کا فیصلہ کرتی ہے فریادی کے حق میں ہو یا اس کے خلاف فیصلہ ہو۔ لیکن حضرت غوث الاعظمؒ از خود فرماتے ہیں کہ یہ تیری فریاد ہے اور یہ تیری مراد پوری ہو گئی ہے وہ فیصلہ ہمیشہ آپ کے حق میں ہی کرتے ہیں۔ میاں محمد بخش صاحب کا شعر ہے۔ میرا عقیدہ ہے میرا ایمان ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی منقبت ہے۔ فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

ہم نے صرف یہ کہا کہ ”غوث الاعظم“ صرف ان کا نام لیا ہے۔ کچھ مانگا نہیں کچھ دیا نہیں ہے صرف یہ کہا کہ آپ فرما سننے والے ہیں آپ جھولی بھرنے والے ہیں۔ غوث کا یہ مطلب ہے۔ آپ سرکار کا نام لینے سے ہی گناہ مٹ جاتے ہیں۔ کوئی کہے کہ یہ کیسا مذہب ہے کیسا دین ہے کہ غوث الاعظمؒ کا نام لینے سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ تو عرض ہے کہ حضرت میاں محمد بخشؒ نے حدیث پاک کا ترجمہ کیا ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے ہم حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا نام لیتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں تو رحمت کا نزول ہوتا ہے اور جہاں رحمت برسی ہو وہاں گناہ دھل جاتے ہیں اور جنت مل جاتی ہے۔ کئی دفعہ واقعہ عرض کیا ہے کہ ان کے دروازے کے سامنے سے ادب گزرنے والا جنتی ہے۔ ان کا نام لینے والا جنتی ان کا ادب کرنے والا جنتی۔ ان کا لنگر کھانے والا جنتی۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا جنتی۔ ان کے ارشادات سننے والا جنتی ان کے مدرسہ میں آنے والا جنتی ہے۔ وہ تو جنت کے پیالے بھر بھر کر پلاتے ہیں۔ بلکہ لوگ کہتے ہیں۔

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو غوث الاعظمؒ کے در کا کتا بن جا۔ تجھے جنت مل جائے گی۔ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرے قادری مرید کو دیکھے گا وہ بھی جنتی ہو جائیگا۔ اور میرے قیامت تک کے آنے والے تمام قادری مریدوں کو میں نے جنت میں دیکھ لیا ہے۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا کرم ہے۔ ایک بڑا ایمان افروز واقعہ عرض کرتا ہوں۔ یہیں فیصل آباد انارکلی بازار میں ایک شخص روتا تھا وہ تو ستر اسی سال کی عمر میں

فوت ہو گیا ہے لیکن اس کا بیٹا غلام رسول ابھی حیات ہے۔ اس غلام رسول نے اپنے والد صاحب سے چشم دید واقعہ سنا تھا وہ بتاتے ہیں کہ ان کو والد مقامی باشندہ تھا تقسیم برصغیر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے والد صاحب ایک قریبی گاؤں میں رہائش پذیر تھے اور مویشیوں کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کے گاؤں میں ایک ہندو تھا۔ مسلمان گیارہویں شریف کا لنگر بڑے اہتمام سے پکاتے تھے اور وہ ہندو بھی اس گیارہویں شریف کے لنگر میں بڑے شوق سے ادب سے محبت پیار سے حصہ ڈالا کرتا تھا۔ ویسے وہ سودی کاروبار کرتا تھا۔ لوگوں کو سود پر پیسے دیتا۔ لوگوں کے زیورات وغیرہ اپنے پاس گردی رکھتا تھا یہ کام عام ہندو کیا کرتے تھے۔ وہ ہندو ایسے تمام زیورات اور نقدی ایک صندوقچے میں رکھا کرتا تھا۔ ایک روز چور آگئے۔ دیوار پھاڑی اور اس ہندو کی وہی صندوقچی اٹھا کر لکینے۔ عین وقت پر پتہ چل گیا کہ لالے ہندو کی چوری ہو گئی ہے لوگ مسلمان اور ہندو سب بھاگے چوروں کا پیچھا کیا۔ چوروں نے جب دیکھا کہ لوگ ان کو پکڑ لیں گے ان کے پیچھے پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے وہ صندوقچہ گاؤں سے باہر گندے جو ہڑ میں پھینک دیا اور بھاگ گئے۔ خیال ہوگا کہ شاید بعد میں آکر نکال لیں گے۔ صبح جب گاؤں کی بھینس جو ہڑ میں نہانے کے لئے گئیں اور ان میں اس ہندو لالے کی بھی بھینس تھی۔ جب اس کی بھینس جو ہڑ سے باہر آئی تو اس کے سینگوں میں لالے کی وہی صندوقچی لٹکی ہوئی تھی۔ وہ ہندو اسی طرح اس بھینس کو لے کر آیا اور سارے گاؤں کا بھینس اور صندوقچی سمیت چکر لگایا اور لوگوں کو بتایا کہ دیکھو یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے لنگر میں حصہ ڈالنے کا نتیجہ ہے انہوں نے اتنا کرم کیا ہے کہ مجھے نقصان ہونے سے بچا لیا ہے۔ حضرات اپنے تو ایک طرف رہے حضرت غوث الاعظمؒ غیروں کو بھی اس طرح پلا دیتے ہیں۔ ہندو نے بھی لنگر میں حصہ ڈالا تو اس پر بھی کرم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے نسبت قائم رکھنے اور ان سے پینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش بشیر احمد بٹ صاحب 25/09/97

خالق کل مالک کل بنا دیا ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے اور اس کا ایک مصرعہ ہے کہ

جو ان کا ہو گیا اس کا زمانہ ہو گیا

مطلب یہ ہے کہ جو کوئی نبی پاک ﷺ کا غلام ہو گیا تو سارا زمانہ پھر اس کا غلام ہو گیا۔ ”رانا علی محمد صاحب نے سوال کر دیا کہ آپ پاک ﷺ سے متعلق یہ فرمایا کرتے ہیں۔“ کہ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔“ تو مجھے کسی نے یہ پوچھا ہے کہ کیا پھر نبی پاک ﷺ زندگی اور موت دے سکتے ہیں کیا وہ رزق دے سکتے ہیں کیا وہ عزت اور ذلت دے سکتے ہیں کیا وہ فتح دے سکتے ہیں۔ ذرا اس کی وضاحت فرما دیں“ رانا صاحب آپ تو نبی پاک ﷺ سے متعلق پوچھ رہے ہیں لیکن میں ان کے غلاموں کی بات کرتا ہوں۔ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے غلام در غلام در غلام قیامت کے قریب جو آخری غلام ہو گا میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو نبی کریم ﷺ کا ہو جاتا ہے پھر زمانہ تو کوئی چیز نہیں ہے خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ اگر خدا بھی اس کا ہو جائے تو پھر پیچھے کون سی کمی رہ گئی۔ جب نبی پاک ﷺ کا غلام کثرت نوافل کرتا ہے۔ رات کو زیادہ نوافل پڑھتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فرما رہے ہیں کہ نوافل تھوڑے پڑھو۔ تھوڑا قیام کرو۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے غلام نوافل میں زیادتی کرتے ہیں۔ فرض اور سنت ادا کرنے کے بعد زیادہ نوافل پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے بولتا وہ ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں میری قدرت کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ ہم اس کو کس طرح سے ادا کریں یہ کہہ لیں وہ میری قدرت سے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اس کو اس طرح سے کہیں یہ بے ادبی ہے۔ ادب کی وجہ سے میں اس کا ترجمہ کچھ اور طریقہ سے کر رہا ہوں۔ کہ وہ چلتا بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہے۔ اس کی

زبان کن کی زبان ہو جاتی ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تَحْنُ ہو جا تو فَيَكُونُ پس وہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی تَحْنُ کہتے ہیں تو وہ ہو جاتا ہے یہ زندہ کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے احادیث سے ثابت ہے یہ کوئی ناممکن چیز نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات قرآن مجید میں آئی ہیں۔ مردوں کو زندہ کر دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ انہوں نے ایک بیٹا کسی لے کر پالا ہوا تھا متبنی بنایا ہوا تھا۔ لے پا لک تھا۔ اس بیٹے نے اپنے اس باپ کو قتل کر دیا اور خود رونے لگا۔ چیخنے چلانے لگا کہ کسی نے قتل کر دیا ہے۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے کہ حضرت صاحب اس مقتول کا قاتل کون ہے؟ کسی نے اس کو قتل کر دیا ہے اور قاتل کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ طویل واقعہ ہے سورۃ بقرہ میں اس کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقتول کو گائے کے گوشت کا ٹکڑا لگاؤ گے تو یہ زندہ ہو جائیگا۔ وہ گائے کس کی تھی کہاں سے حاصل کی گئی بڑی لمبی کہانی ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ گائے کے گوشت کا ٹکڑا جب مقتول کے جسم سے لگایا گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مردہ زندہ ہو گیا۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ قیامت کے دن کس طرح سے مردوں کو زندہ کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندے لے لو۔ اپنے پاس رکھو کہ وہ تم سے مانوس ہو جائیں پھر ان کو ذبح کر کے قیمہ بنا کر آپس میں ملا دو اور اس قیمہ کو پہاڑ پر رکھ کر ان پرندوں کا نام لے کر آواز دو تو وہ چل کر تمہارے پاس آجائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے ہی کیا تو وہ پرندے زندہ ہو کر چل کر حضرت عزیز علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ مردہ کا زندہ ہو جانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت عزیز علیہ السلام کہیں جا رہے تھے راستہ میں کھنڈرات آئے ٹوٹے پھوٹے اجڑے ہوئے درو دیار والے گاؤں آیا شہر آیا حضرت عزیز علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یا اللہ یہ جو مر گئے ہیں کھپ گئے ہیں ان کی ہڈیاں گل سرگئی ہیں یہ قیامت کے روز کیسے زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو بھی ماریا اس کی سواری کو بھی ماریا اور اس کا کھانا وغیرہ وہیں پر ٹھن کیریر میں پڑا رہا۔ سو سال تک وہ نبی حضرت عزیز علیہ السلام مردہ حالت میں پڑے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندگی عطا فرمادی۔ آپ نے دیکھا کہ کھانا وغیرہ تو درست حالت میں ہی ہے لیکن آپ کی سواری گل سرگئی ہے اس کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی سواری کو بلاؤ اس کو آواز دو۔ جب حضرت عزیز علیہ السلام نے اپنے گدھے مبارک کو آ زادی تو وہ بھی زندہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سے مردے کو

زندہ کر دیتا ہے اور زندگی اپنے نبی حضرت عزیز علیہ السلام کی زبان مبارک سے دلا دی اور حضرت عزیز علیہ السلام کو بھی علم ہو گیا پتہ چل گیا کہ مردے زندہ ہو جاتے ہیں اور قیامت میں بھی ہو جائیں گے۔ اور جو کچھ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کر لیتے تھے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء اللہ کر لیتے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے ڈوبی ہوئی کشتی کیسے تیرا دی۔ کشتی ڈوب چکی تھی۔ دریا اپنی جگہ تبدیل کر چکا تھا کشتی کے سوار ڈوب گئے مر گئے۔ ان کو مچھلیاں کھوے اور آبی جانور کھا گئے۔ ان مچھلیوں کو مچھیروں نے پکڑ لیا۔ لوگوں نے ان کو کھالیا اور ان مچھلیوں کو کھانے والے بھی مر چکے تو پھر اب یہ کشتی کیسے نکل آئے گی اس کے سوار کیسے زندہ ہو جائیں گے۔ برات کیسے آئے گی۔ دولہا اور دولہن کیسے آئیں گے۔ تو حضرات جب اللہ تعالیٰ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی زبان سے بولتا ہے تو پھر وہ اگر کن کہہ دیں گے تو یہ سب کچھ ہو جائیگا۔ اس میں حیرانی کی کون سی بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں تو پھر جس کی زبان سے اللہ تعالیٰ بولتا ہو وہ کن والی زبان ہوتی ہے۔ اور وہ جو کہے ہو ہو جاتا ہے۔ اَلْحَضَرَاتُ فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جو میرے نبی پاک ﷺ کا معجزہ ہوتا ہے وہ ان کی امت کے اولیاء کی کرامتیں ہوتی ہیں۔ یہ زندگی عطا کر دینا تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ مردہ کو زندہ کر دینا کوئی حیرانی والی بات نہیں ہے۔ کئی بار عرض کیا کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے حضرت نوح علیہ السلام کے صحابی کو زندہ کیا ہے۔ طویل واقعہ ہے کئی بار عرض کیا ہے۔ ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظمؒ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ مہربانی کریں مجھے اولاد دینے عطا فرمائیں۔ سرکار الاعظمؒ نے فرمایا کہ لوح محفوظ پر آپ کے لئے کوئی بیٹا نہیں ہے تو کہاں سے ملے گا۔ عرض کرنے لگی کہ مجھے معلوم ہے کہ میری قسمت میں بیٹا نہیں ہے۔ ہوتا تو مل جاتا۔ اسی لئے آپ کے در پر حاضر ہوئی ہوں۔ اب خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤنگی۔ حضرت سرکار الاعظمؒ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ ایک دو تین حتیٰ کہ فرمایا کہ سات بیٹے اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔ عورت چلی گئی یکے بعد دیگر کئی سالوں کے بعد سات بیٹے ہوئے۔ کسی بد عقیدہ نے اسے ورغلا یا کہ خدا کی بندی اولاد تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اس میں غوث الاعظمؒ کا کیا حصہ ہے۔ پہلے لوح محفوظ میں نہیں تھے پھر اس نے لکھ دئے اللہ تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا

ہے۔ تو خواہ مخواہ غوث الاعظمؒ کے گیت گارہی ہے ان کی تعریف کر رہی ہے ان کی منقبت پڑھ رہی ہے غوث الاعظمؒ اولاد نہیں دے سکتے۔ یہ شرک ہے اور شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ عورت کے دماغ پر یہ شیطانی بات اثر کر گئی وہ بہلاوے میں آ گئی اور کہنے لگی کہ اولاد تو واقعی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ خدا کی قدرت کہ اس کے تمام بیٹے ایک ایک کر کے فوت ہو گئے۔ دفن کر دئے گئے۔ وہ پھر حضرت غوث الاعظمؒ کے دربار میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا کہ سرکار میں تولٹ گئی میں مر گئی میرے سارے بیٹے فوت ہو گئے مہربانی کرو مجھے معاف کر دو میں غلط عقیدہ کے ہاتھوں برباد ہو گئی ہوں۔ ولی کے در کی طرف آنے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں عورت کے بھی گناہ معاف ہو گئے۔ فرمایا کہ اچھا بی بی اب تیرا عقیدہ صحیح ہو گیا ہے۔ اللہ مہربانی فرمائے گا اب تو کیا چاہتی ہے۔ عرض کیا کہ میرے بیٹے مجھے دیدیں۔ فرمایا کہ قبرستان چلی جاؤ ان کے نام لے لے کر پکارو۔ وہ گئی اور اپنے بیٹوں کے نام لے لے کر پکارا تو سارے بیٹے زندہ ہو کر اپنی قبور سے باہر آ گئے۔ یہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کی شان ہے۔ زندگی بھی عطا کر سکتے ہیں اور موت بھی۔ ایک عورت حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس اپنا بیٹا چھوڑ گئی کہ حضرت صاحب اس کو تعلیم دیں اس کو روحانیت عطا فرمادیں اس کو ذکر آ جائے فکر آ جائے۔ سال بعد وہ عورت آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا تو سوکھ کر کاٹا بن گیا ہے ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہے اور حضرت سرکار غوث الاعظمؒ خود مرغی تناول فرما رہے ہیں اور اس کا بیٹا سوکھی روٹی کھا رہا ہے۔ عورت نے کہا کہ حضرت صاحب خدا کا خوف کھائیں میرا بیٹا سوکھ گیا ہے اور روٹی بھی سوکھی کھا رہا ہے آپ خود مرغی کھا رہے ہیں حضرت غوث الاعظمؒ نے مرغی کی ہڈیاں اکٹھی کر کے فرمایا زندہ ہو جا۔ وہ مرغی جو ذبح ہو کر پکائی چاکی تھی کھائی جا رہی تھی زندہ ہو کر بھاگ گئی۔ فرمایا کہ تیرا بیٹا جب اس مقام کو پہنچے گا تو پھر مرغی ہی کھایا کرے گا۔ ابھی اسے سوکھی روٹی کھاتے رہنے دو۔ میری عرض ہے کہ اولیاء اللہ زندگی بھی دیتے ہیں موت بھی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے سب کچھ ہوتا ہے۔ کوفہ کے چند نو جوانوں نے شرارت کے طور اپنے ایک ساتھی کو کفن دیا۔ چار پائی پر لٹایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لائے کہ حضرت صاحب یہ فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ شرارت یہ تھی کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ پڑھا چکیں تو ہم اس ”مردے“ پر ایک چھوٹا سا پتھر پھینکیں گے جس سے یہ اٹھ کھڑا ہوگا اور ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (نعوذ باللہ) مذاق اڑائیں گے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے علم کے شہر کے دروازے ہیں اور آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ آپ زندہ آدمی کا جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ جنازہ لایا گیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے عرض کیا گیا کہ حضرت صاحب جنازہ پڑھادیں۔ شرارتی لوگوں میں اس ”حاضر میت“ کا والد بھی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ”میت“ کے والد سے پوچھا کہ اجازت ہو تو میں جنازہ پڑھا دوں۔ اس نے اجازت دیدی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس نوجوان کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ لوگوں نے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت میت پر پتھر پھینکا لیکن وہ نہ اٹھا وہ شرارت حقیقت میں بدل چکی تھی۔ نوجوان مر گیا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اب یہ جا چکا ہے۔ اور قیامت میں بھی میرے حکم سے اٹھے گا۔ یہ کن کی زبان ہے زندہ کو مردہ کہہ دے تو وہ مر جاتا ہے۔ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ مشہور حدیث پاک ہے کہ ایک صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی۔ اپنی بکری ذبح کی۔ گوشت پکایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو ساتھ لیکر کھانا تناول فرمایا اور حکم دیا کہ ہڈیاں ایک جگہ اکٹھی رکھتے جاؤ۔ دعوت ختم ہوئی ابھی کچھ بوٹیاں اور سالن ہنڈیاں موجود تھا کہ آپ ﷺ نے بکری کی تمام ہڈیاں اکٹھی کر کے فرمایا کہ زندہ ہو جا تو وہ بکری کان جھاڑتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری کا کان سے پکڑ کر اس کے مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنی بکری کو لے جاؤ ہم نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم نے اپنی بیٹی کو فلاں وادی میں پھینک دیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وادی میں اس شخص کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں کی بیٹی اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا تو وہ لڑکی زندہ ہو کر حاضر ہو گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کھانا پکانے میں مصروف رہی کہ ان کے ایک بیٹے نے دوسرے کو اسی طرح ذبح کر ڈالا جس طرح اس اپنے والد کو بکری کو ذبح کر ڈالا جس طرح اس نے اپنے والد کو بکری کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر خون دیکھ کر گھبرا گیا اور تیزی میں سیڑھیاں اترنے لگا تو گر گیا اور فوت ہو گیا۔ والدہ محترمہ نے دونوں بچوں کی لاشیں چھپا دیں تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت میں کوئی خلل نہ آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانے کے لئے تشریف لائے تو فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں بچوں کو بھی بلاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور بچوں کی لاشیں بھی پیش کر دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچوں کو فرمایا کہ اٹھو ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ تو دونوں بچے زندہ ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ آپ کے صحابہ اور آپ کی امت کے اولیاء کرام زندگی بھی عطا کر سکتے ہیں موت

بھی دے سکتے ہیں اس لئے میں نے عرض کیا تھا خالق کل نے مالک کل بنادیا ہے زندگی اور موت تو ایک طرف وہ جنت بھی عطا کرتے ہیں۔ اب بتائیے کہ جنت لینا چاہتے ہو یا زندگی لینا چاہتے ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور خوشی خبری دی کہ اے میرے صحابہ سنو کہ ستر ہزار میرے اولیاء اللہ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بھی نام ان میں تحریر فرمادیں۔ ستر ہزار کی خوشخبری تو اللہ نے دی تھی لیکن صحابی عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بھی نام اس میں لکھ دیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تیرا بھی نام ان میں شامل کر دیا ہے۔ اس خوش نصیب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کون دے رہا ہے اس کا نام فہرست میں کون درج کر رہا ہے۔ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازی ہے اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت حضور نبی کریم ﷺ دے رہے ہیں۔ پھر یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ستر ہزار اولیاء کرام کو بغیر حساب کتاب جنت عطا ہو جائیگی۔ وہ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے باقی ساتھی کہاں جائیں گے۔ اگر کسی ولی نے کہہ دیا کہ میں اپنے مریدوں کے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ اچھا ہر ولی اللہ ہر پیر صاحب اپنے ساتھ مزید ستر ستر ہزار کو جنت میں لے جائے گا یہ ان کا کرم ہے جو کسی ولی کا ہو گیا وہ اس کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ نماز اولیاء کرام نے پڑھی۔ کھانا انہوں نے کم کھایا۔ سوئے وہ نہیں۔ شب بیداری انہوں نے کی۔ چلہ کشی انہوں نے کی۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے پڑھی ہے۔ ساری رات نہ سوئے نہ وضو ہی ضائع ہوا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے بھی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ ایک ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا ہے۔ یہ بندے ہیں۔ اب یا تو ایسے بن جاؤ یا ان کے ہو کر رہو۔ اگر ان کے ہو کر رہے تو پھر آپ بھی وہیں ہوں گے جہاں وہ ہوں گے۔ حدیث پاک ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا اور جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اگر الٹ ہو گیا تو پھر جہنم میں داخلہ ہوگا۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کا محبوب بن جائیگا۔ جس کسی ولی کا محبوب ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا بھی محبوب بن جاتا ہے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے ہمسایہ میں ایک مجوسی تھا۔ اس کا وقت قریب آیا تو اس نے آگ روشن کی تاکہ وہ مرتے وقت اپنے خدا کی زیارت کر کے مرے حضرت بایزید بسطامیؒ تشریف لے گئے تو آگ جلانے کی وجہ پوچھی کہنے لگا کہ میں مرنے والا ہوں یہ میرا خدا ہے ساری عمر اس کی پوجا کی ہے اب آخری دم

اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ تمہاری دوست نہیں بنی۔ یہ تمہیں جلا دیتی ہے کہ نہیں۔ کہنے لگا کہ یہ آگ ہے اس کی صفت ہی جلانا ہے۔ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں جس وجہ سے یہ آگ میری غلام ہے یہ مجھے تو نہیں جلاتی ہے اتنا فرمایا اور اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا۔ ہاتھ نہ جلا تو مجھ کو سمجھ آ گئی کہ بات کچھ اور ہی ہے میں نے خواہ مخواہ ساری عمر آگ کی پوجا کی ہے۔ کہنے لگا کہ حضرت صاحب مجھے کلمہ پڑھا دیں میں مسلمان ہوتا ہوں لیکن یہ بتائیں کہ ساری عمر جو آگ کی پوجا کی ہے۔ گناہ کئے ہیں شرک کیا ہے خدا کے علاوہ آگ کو خدا کہہ کر اس کی پوجا کی ہے۔ میرا کیا بنے گا۔ فرمایا تو کلمہ پڑھ لے میں تمہیں رقعہ دیکھ دیتا ہوں تو سیدھا جنت میں چلا جائیگا۔ اس نے پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ادھر حضرت بائزید بسطامیؒ نے لکھا یا اللہ اس نے تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھا ہے۔ بائزید گواہی دیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اس کو بخش دیں اور جنت عطا کر دیں۔ مجھ کو نے وہ رقعہ اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی اور مر گیا۔ حضرت بائزید بسطامیؒ کو خیال آیا کہ تیری یہ مجال کہ تو نے رقعہ لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے۔ روئے گڑ گڑائے معافی مانگی رات کو سوئے تو دیکھا کہ مجھ کو جنت میں ٹہل رہا ہے۔ پوچھا کہ کیا حال ہے عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب آپ کے رقعہ نے کام کیا ہے۔ اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے آپ رقعہ لے لیں کسی اور کے کام آجائیگا۔ حضرت بائزید بسطامیؒ بیدار ہوئے تو رقعہ ہاتھ میں تھا۔ یہ ولی اللہ کا کرم ہے کوئی آدمی یہ نیت کر کے گھر سے نکلے کہ میں نے کسی ولی اللہ کے پاس جانا ہے تو اس کے پہلے قدم کے ساتھ ہی ستر ہزار فرشتے پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ فرشتے ایمان والوں کے لئے مسلمان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ مرید جب اپنے میر صاحب کے در کی طرف چلتا ہے تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر پھیلاتے ہیں اب سوچ لیں کہ مرید اپنے مرشد کامل کی طرف جائے اور فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر پھیلائیں تو کتنی عزت اور عظمت والی بات ہے۔ جو بندہ فرشتوں کے پروں پر چل کر جا رہا ہے وہ ولی نہیں ہے بلکہ ولی کے در کی طرف جا رہا ہے۔ صرف ادب شرط ہے۔ ذکر فکر کی شرط نہیں ہے۔ ولی اللہ خود ہی تمہیں سنوار لیں گے اور ایسا سنوار لیں گے کہ تمہیں بھی پیر بنا دیں گے۔ میں غلام مصطفیٰ ﷺ کی بات کر رہا ہوں کہ وہ اس طرح سے جنت عطا کرتے ہیں۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نہیں کر رہا ہوں ان کی شان تو بیان ہو ہی

نہیں سکتی۔ احادیث کی کتب میں پڑھو اور دیکھ کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنے لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے کئی بار عرض کیا ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو جنت عطا کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا عطا ہوگی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبضہ دے دی ہے۔ جنت کیا چیز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا غلام صدق دل سے کلمہ پڑھ لے تو جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ صرف اتنی قیمت ہے جنت کی۔ چور ہے اور کنجری ہے آپ ان کو معاشرہ میں کیا مقام دیں گے؟ ذلیل ترین طبقہ تو یہی ہے۔ چور لوگوں کا مال و دولت چوری کر رہا ہے۔ نہ بیوہ کا لحاظ ہے نہ یتیم کا لحاظ ہے نہ جرم حلال کی تمیز ہے اس سے زیادہ ذلیل بندہ کیا ہوگا۔ کنجری سارے زمانہ کے گناہوں کا سبب بنی ہوئی ہے اپنی جوانی اور حسن کا جال بچھا کر لوگوں کو گناہوں کی طرف کھینچ رہی ہے۔ عورت کا حسن شیطان کا جال ہے اور عورت اگر فاحشہ بھی ہو جائے تو یہ ایک بڑا جال بن جاتا ہے۔ حضرت بائزید بسطامیؒ کا زمانہ تھا آپ کے شہر میں ایک کنجری فاحشہ عورت آگئی نو جوانوں کی کشش کا سبب بن گئی لوگ تنگ آ گئے اور حضرت بائزید بسطامیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ حضرت صاحب آپ کے ہوتے ہوئے شہر میں یہ گندگی پھیل رہی ہے۔ نو جوان بے راہ ہو رہے ہیں حضرت بائزید بسطامیؒ تشریف لے گئے اور اس عورت کے دروازے پر مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئے۔ جو کوئی بندہ آتا وہ حضرت صاحب کو دیکھ کر شرمساری سے واپس چلا جاتا۔ جب کوئی بندہ اس عورت کے پاس نہ پہنچتا تو اس نے باہر آ کر جو دیکھا تو حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ اس عورت نے آپ کو کہلا بھیجا کہ آپ میرے کاروبار میں کیوں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ حضرت بائزید بسطامیؒ اس عورت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آج کی رات ہم تیرے مہمان ہیں جو بھی فیس تمہاری ہے وہ ہم ادا کریں گے لیکن جو کچھ میں کہوں گا وہی تمہیں کرنا ہوگا۔ عورت مان گئی۔ آپ نے حکم دیا کہ نہادھو کر صاف کپڑے پہنو۔ وہ حکم بجالائی تو آپ نے فرمایا کہ مصلیٰ لے کر اس پر نماز کے لئے کھڑی ہو جاؤ۔ اس نے ویسے ہی کیا۔ تو حضرت بائزید بسطامیؒ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس کو یہاں تک لانا میرے بس میں تھا اس کا دل پھیر دینا تیرا کام ہے۔ بس ولی اللہ کا یہ کہنا ہی تھا کہ اس عورت کا دل جاری ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے باطن صاف ہو گیا اور وہ اللہ کی ولیہ بن گئی۔ یہ حضرت رابعہؒ بصریؒ تھقیؒ اولیاء کرام یوں عزت دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ صفی اللہ سرہندیؒ حضرت لعل شہباز قلندر کے روضہ پر سلام کے لئے گئے تو وہاں باہر میدان میں ایک کنجری گارہی تھی۔ لوگوں کا ہجوم اس کے گرد جمع تھا۔ حضرت خواجہ صفی اللہ سرہندیؒ کو وہ اچھی

ندگی لیکن وہ اس وقت گارہی تھی کہ

در کوئے نیک نامی مارا گزر نہ دادند
گر تو نے پسندی تغیر گن قضا را

اچھے کاموں سے میری گزراوقات نہیں ہوتی لیکن اگر آپ کو میری یہ حالت اچھی نہیں لگتی تو آپ میری قضاء کو تبدیل کر دیں۔ حضرت صفی اللہ سرہندیؒ نے یہ فقرہ سنا تو وہیں رک گئے۔ اس کنجری عورت نے پھر وہی بات دہرا دی۔ یہ سنتے رہے جب دو تین دفعہ اس عورت نے یہی بات دہرائی تو ولی اللہ کو جوش آ گیا فرمایا تغیر کنم قضا را۔ چائیں نے تیری تقدیر بدل دی۔ اس عورت کا دل اسی وقت جاری ہو گیا۔ وہ سجدہ میں گر گئی اور اللہ کی ولیہ بن گئی۔ اس طرح سے اولیاء کرام عزت دیتے ہیں۔ ذلت سے نکال دیتے ہیں وہ جو زبان سے فرمادیں وہ ہو جاتا ہے کہ ان کی زبان کن کی زبان ہوتی ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ کے در پر چور آیا۔ جبہ چرانے کے لئے آیا تو وہ عزت دی کہ قطب بنا کر رکھ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر قتل کرنے والا آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرنے آ رہے تھے۔ ارادہ قتل ہے۔ قتل کرنے آ رہا ہے۔ جب نگاہ پڑی تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا کر رکھ دیا اور وہ عزت اور مقام دیا کہ فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد پورے بندوں میں اگر کسی کا کوئی مقام ہے تو وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ان کو یہ عزت کہاں سے ملی۔ کس نے آپ کو صدیق بنایا اور پھر کس نے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام دیا یہ عزت کس نے دی۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جس کا مقام ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کتنا مقام کتنا درجہ عطا کر دیا قرآن مجید میں کتنی ہی آیات مبارکہ ایسی ہیں کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش ہوتی کہ یہ آیت آئے تو وہی آیت نازل ہو جاتی۔ عورتیں پردہ کریں تو وہ آیت آگئی۔ سترہ آیات ایسی ہیں جو حضرت عمر کی خواہش کے عین مطابق آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے۔ اور جس گلی میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزر جائیں اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ شیطان دل میں بیٹھا ہوتا ہے لیکن جس دل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہو کسی ولی کی محبت ہو اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شریفورویؒ کے در پر چار سکھ آئے۔ ڈاکو تھے چور تھے لیڈ تھے رات کو ڈاکہ مارنا تھا چوری کرنا تھی لیکن جب حضرت میاں شیر

محمد صاحبؐ کی نگاہ پڑی تو ولی بنا کر رکھ دئے۔ جتنے وہ نامی گرامی چور تھے اتنا ہی بلند نام ولایت میں پاگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں جوشدت تھی وہ اسلام لانے سے پہلے بھی اتنی ہی تھی اور اسلام لانے کے بعد بھی اتنی ہی رہی شدت میں کمی نہیں آئی بس تلوار کا رخ بدل گیا پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی سوچ میں تھے اب کفار کو قتل کرنے میں سب سے آگے ہیں اس طرح سے عزت دیتے ہیں۔ ہم مسلمان کس طرح سے ہوئے ہیں ہمارے مسلمان ہونے کا کیا سبب بنا۔ ہم مقامی باشندے نہیں ہیں تاریخ دان جانتے ہیں ہم وسط ایشیا میں سے آئے ہیں۔ ہم آریہ Arians ہیں۔ منگول قوم ہیں۔ گھوڑے اور خون اور پیہ نہیں کیا کیا کھاتے آئے ہیں۔ لیکن یہاں مسلمان ہو گئے۔ یہ کس طرح سے ہوا۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت
صبح ما از مہر تو تابندہ گشت

یہ حضرت علامہ اقبالؒ کا عقیدہ ہے کہ حضرت داتا صاحبؒ کے قدم اس سر زمین پر لگے تو اسلام پیدا ہو گیا۔ غزنویؒ آئے تو حضرت ابوالحسن خرقاؒ کی قمیض کے صدقے سومنات کا مندر توڑ کر رکھ دیا۔ حضرت ابوالحسن خرقاؒ نے اپنی قمیض عطا فرمائی۔ کوئی ایٹم بم نہیں دیا۔ کوئی توپ نہیں دی۔ خنجر یا تلوار نہیں دی اپنی قمیض دی ہے لیکن وہ قمیض جو فرمادیں وہی بن جاتی ہے۔ توپ بن جائے یا بم بن جائے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں وہ ڈاکٹر بن گئے۔ جو کہیں وہی ہو جاتا ہے۔ وہی بن جاتا ہے کیونکہ بنانے والی جو چیز ہے وہ کن والی زبان ہے فتح بھی عطا کرتے ہیں۔ عزت بھی دیتے ہیں۔ عزت بھی دیتے ہیں۔ خیبر میں جو فتح ہوئی وہ کس نے فتح دی ہے۔ فرمایا کل میں اسے جھنڈا دوں گا جو خیبر کو فتح کر لے گا۔ اگلے روز فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں۔ عرض کیا کہ ان کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ ان کو لے آؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں تندرست ہو گئیں پھر جھنڈا عطا کیا جس سے فتح ہوئی۔ شفا بھی دیتے ہیں صحت بھی دیتے ہیں فتح بھی دیتے ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح کیسے ملی۔ کیا اسلحہ سے ملی۔ قوت سے ملی طاقت سے ملی جنگ سے ملی۔ نہیں نہیں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹھی بھر کنکریوں سے فتح ملی۔ حضرات فتح بھی وہ عطا کرتے ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ اولیاء اللہ کے دم سے رزق

عطا ہوتا ہے اولیاء اللہ کی وجہ سے فتح ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کی وجہ سے ایمان قائم رہتا ہے اولیاء اللہ کی وجہ سے عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کا ذکر اور ان کی صحبت ایمان کو قوت طاقت اور سہارا دیتی ہے۔ ایک اور بات پوچھی گئی تھی کہ کیا ذلت بھی دیتے ہیں۔ ہاں جب دل میں ولی اللہ کی محبت نہ ہو اولیاء اللہ کا ادب نہ ہو تعظیم مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ ادب مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو بندہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ اگر غور سے پڑھا جائے دیکھا جائے تو بندے کو سمجھ آ جاتی ہے منافق کی زندگی بڑی اچھی ہے نماز روزہ اس میں ہے لیکن وہ پھر بھی منافق ہے۔ جہاد اور شہادت اس میں ہے لیکن پھر بھی منافق ہے۔ زکوٰۃ قربانی حج سب کچھ کر رہا ہے صدقہ دے رہا ہے پھر بھی منافق ہے حافظ ہے قاری ہے مفسر ہے محدث ہے پھر بھی منافق ہے تو پھر کون سی چیز کی کمی ہے کہ جس کی وجہ سے منافق ہے اور جہنم میں جا رہا ہے کافر سے بھی زیادہ سزا پا رہا ہے وہ ہے تعظیم مصطفیٰ ﷺ اس میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے ادب مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے کمال مصطفیٰ ﷺ اعتراف نہیں ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ نہیں مانتا ہے۔ اس وجہ سے وہ ذلیل ہے۔ ایک کاتب وحی تھے قرب مصطفیٰ ﷺ کا یہ اثر ہوا کہ ان کو وحی کے آنے سے پہلے ہی وحی کے نفس مضمون تک کا پتہ چل جاتا تھا۔ بس دل میں خیال آ گیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے تو مجھے وحی کا پتہ چل جاتا ہے (نعوذ باللہ) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ بس جو نبی دل سے عظمت مصطفیٰ ﷺ گئی تو ایسی ذلت ملی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں زمین قبول نہیں کرے گی۔ فوت ہو گیا تو بارہ دفعہ دفن کیا گیا لیکن ہر دفعہ زمین نے اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ زمین نے قبول ہی نہیں کیا حتیٰ کہ جانور کھا گئے۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے جب اعلان فرمایا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو حضرت سنانؒ نے تسلیم نہ کیا اور کہا کہ نہیں میری گردن پر نہیں ہے۔ آپ نے پہلے بھی سنا ہوا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ اگر میرا قدم نہیں ہے تو پھر سرور کا قدم ہوگا۔ آپ نے یہ واقعہ پہلے بھی سنا ہے طویل بات ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ پھر حضرت سنانؒ کے کندھوں پر سرور نے سواری کی۔ جب ولی کی محبت دل سے نکل جاتی ہے تو شیطان وہاں اپنا ڈیرہ جمالیتا ہے پھر بندے کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جو اسے ذلیل و خوار کر دیتی ہیں۔ حضرات اولیاء کرام عزت بھی دیتے ہیں لیکن ان کے گستاخ کو (اللہ معافی دے) ذلت بھی نصیب ہوتی ہے۔ عزت ہے تو اولیاء اللہ کے ہاں ہے اللہ کے نزدیک عزت ہے ہی نبی پاک ﷺ کی اور ان کے غلاموں کے لئے اور کسی کی عزت ہے ہی نہیں۔ نہ قارون کی عزت ہے نہ فرعون کی عزت ہے نہ ہامان کی عزت ہے نہ شذا کی عزت ہے نہ

شیطان کی عزت ہے۔ عزت ہے تو صرف غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے۔ آج کی اس ساری بات چیت کا حاصل یہ ہے کہ ولی اللہ جو ہے وہ اللہ کا دوست ہوتا ہے اور اسے کن کی زبان عطا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ جو کہہ دیتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اولیاءِ کرام زندگی بھی دے سکتے ہیں رزق بھی عطا کر سکتے ہیں۔ موت بھی دے سکتے ہیں۔ عزت بھی دے سکتے ہیں فتح بھی دے سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آسمانِ خواں زمینِ خواں زمانہِ مہمان

صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

اللہ تعالیٰ اولیاءِ کرام کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سے محبت رکھنے اور ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سب کچھ عطا کر دیا ہے ہر چیز کی ملکیت عطا کر دی ہے۔ فرمایا اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے وہ کوئی مجبور تو نہیں ہے وہ قادر ہے بے نیاز ہے جو چاہے جس کو چاہے عطا کر دے۔ اس نے اپنے محبوب کو عطا کر دیا ہے اور یاد رکھو کوئی اپنے محبوب سے کوئی چیز بچا کر رکھتا بھی نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

لیلیٰ کو اپنے مجنوں کا خیال آیا تو اس نے اس کو چوری بھیجی۔ چوری لے جانے والے نے کسی سے مجنوں کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا بات ہے کہ مجنوں کو کیا کہنا ہے۔ اس نے بتایا کہ میں نے اس کو چوری دینی ہے جو اس کے لئے لیلیٰ نے بھیجی ہے۔ اس نے کہا کہ میں ہی مجنوں ہوں۔ لیلیٰ کئی روز تک چوری بھیجتی رہی اور وہ مجنوں کھاتا رہا۔ ایک روز لیلیٰ نے اپنے اپیلیٰ سے پوچھا کہ کیا مجنوں نے کبھی میرے متعلق کوئی بات پوچھی ہے کہ نہیں۔ اپیلیٰ نے کہا کہ نہیں اس نے تمہارا حال احوال تو کبھی نہیں پوچھا۔ اسے تو بس چوری کا ہی انتظار ہوتا ہے۔ لیلیٰ نے اگلے روز چوری کی بجائے خالی پلیٹ اور چھری دی کہ مجنوں سے کہنا کہ وہ اپنے جسم کا آدھا کلو گوشت دے۔ اپیلیٰ وہ لگئی اور مجنوں کے پاس پہنچی۔ مجنوں نے جلدی جلدی رومال اٹھایا تو دیکھا کہ چوری کی بجائے چھری پڑی ہے تو پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اپیلیٰ نے کہا کہ آج چوری نہیں ہے بلکہ لیلیٰ نے کہا ہے کہ آپ اپنے جسم کا آدھا کلو گوشت دیدیں تو مجنوں نے کہا کہ تمہیں غلطی لگ گئی ہے میں تو مجنوں

نہیں ہوں وہ مجنوں تو آگے بیٹھا ہے۔ خادمہ اس دوسرے مجنوں کے پاس چلی گئی اور اپنا مدعا بیان کیا۔ تو مجنوں خوشی میں کھڑا ہو گیا اور بڑی مسرت کا اظہار کیا اور شکر یہ ادا کیا کہ لیلیٰ نے اسے یاد کیا ہے اور پوچھا کہ کس جگہ کا گوشت مانگا ہے۔ خادمہ نے کہا کہ یہ تو میں نے نہیں پوچھا تو مجنوں نے کہا کہ اچھا میرے جسم کے ہر حصہ سے تھوڑا تھوڑا گوشت کاٹ لو کیا خبر کہ لیلیٰ کو کس حصہ کا گوشت درکار ہے۔ حضرات مجنوں عاشق ہے اور اپنے معشوق کو اپنا جسم پیش کر رہا ہے۔ اور یاد رکھو کہ یہ عشق مجازی ہے۔ یہ عشق جھوٹا ہے لیکن لیلیٰ کے ساتھ اس کا عشق سچا ہے۔ پیار سچا ہے۔ اپنے جسم کی بھی پروا نہیں کر رہا ہے اپنی جان کی بھی فکر نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا عشق حقیقی ہے۔ سچا ہے اس لئے اس نے ازراہ کرم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ ہر چیز کی ملکیت عطا کر دی ہے۔ حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنی مرضی سے اپنی ملکیت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نکتہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 25/09/97

شیطان کا پھندا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ ابھی پروفیسر مختار احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ شیطان بندے کو ورغلا تا ہے الٹی راہ پر ڈال دیتا ہے سیدی راہ سے دور کر دیتا ہے اور بندے کو جہنم میں ڈال دیتا ہیں۔ تو اس شیطان لعین سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولیاء کرام کے ساتھ مل جاؤ تو پھر اس سے محفوظ رہو گے۔ قرآن مجید میں بھی ہے کہ شیطان نے کہا کہ یا اللہ میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا لیکن مخلص بندوں کو نہیں ورغلا سکوں گا ان کو الٹی راہ پر نہیں ڈال سکوں گا میری عرض یہ ہے کہ بندہ شیطان کے قابو میں کب آتا ہے۔ ہم سے کون سی غلطی ہوتی ہے کہ وہ ہمیں اپنے پھندے میں اپنے جال میں پھنسا لیتا ہے۔ جس طرح ایک مرتبہ مچھلی جال میں آ جائے تو باہر نہیں نکل سکتی۔ پکڑی جاتی ہے اور آپ کی خوراک بن جاتی ہے آپ سے کھا جاتے ہیں اس طرح سے شیطان کا وہ کون سا جال ہے کہ اس میں ہم قابو آ جاتے ہیں اور پھر آخر کار جہنم میں جا گرتے ہیں۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ جب آپ عبادت کرتے ہیں نیک کام کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ یہ میں نے کیا ہے تو سمجھ لو کہ آپ پھنس گئے نماز میں نے پڑھی ہے۔ روزہ میں نے رکھا ہے حج میں نے کیا ہے۔ طواف میں نے کیا ہے قربانی میں نے کی ہے۔ نیکی میں نے کی ہے۔ حفظ میں نے کیا ہے تفسیر میں نے پڑھی ہے جب آپ میں میں کریں گے اور نیک کام کو اپنی طرف منسوب کریں گے کہ نیک کام میں نے کیا ہے تو پھر آپ شیطان کے شکار میں پھنس گئے اور اگر نیکی کرنے کے بعد آپ یہ کہیں کہ یہ میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا کرم ہے تو پھر بچ گئے۔ اور کوئی بچنے کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ نے تہجد پڑھی اور پھر سارا دن آئے گئے سے ذکر کرتے رہے کہ آج میں نے تہجد پڑھی ہے تو سمجھو کہ شیطان نے پکڑ لیا۔ شیطان کا پہلا وار یہ ہے کہ تیرے نیک کام کو تیری اپنی طرف منسوب کر دے اور حضور نبی کریم ﷺ کا کرم اس سے نکال دے۔ آپ یہاں آئے ہیں محفل میں بیٹھے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میں آیا ہوں تو اس سے متعلق میں ساری عمر یہی عرض کرتا رہا ہوں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرم فرمایا ہے آپ کو بلایا ہے تو پھر آپ کا آنا کہاں گیا۔ جب آپ یہ کہنا چھوڑ دیں گے کہ میں آیا ہوں اور یہ کہیں گے کہ میری سرکار نے بلایا ہے تو آپ شیطان کے پھندے سے نکل گئے اگر نہیں تو پھنس گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اَلْتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّيِّبٰتُ تو ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ میری یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ سب مجھ سے میرے اللہ تعالیٰ نے کروایا ہے۔ اپنے خاص کرم سے مجھ سے یہ کروایا ہے میری طاقت نہ تھی کہ میں یہ نیکیاں اپنے طور سے کرتا۔ حضور نبی کریم ﷺ خود تو بچے ہوئے ہیں شیطان ان کا کیا کر سکتا ہے لیکن ہماری تعلیم کے لئے ہمیں سمجھانے کے لئے وہ اس طرح سے فرما رہے ہیں۔ شیطان تو متقی لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تَوَاصُلُ الْمُتَّقِيْنَ سردار الانبیاء المرسلین ہیں ان کو کیا کر سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہمیں تعلیم دینے کے لئے فرما رہے ہیں کہ یا اللہ جو کچھ بھی نیکی ہے وہ تجھ سے ہے۔ جب تو یہ سمجھے کہ نیکی تیری اپنی طرف سے ہے تو پھنس گیا اور جب کہے گا کہ میرے نبی کریم ﷺ کے کرم سے ہے تو فوج گیا ایسا کہیں گے تو کبھی تکبر نہیں آئے گا اور آپ ہمیشہ احسان مند رہیں گے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے نیکی کرائی۔ اپنے درپہ بلایا مجھ کو حج کرایا مجھ سے۔ جب نیک عمل میں آپ اپنی نفی کریں گے اور حضور ﷺ کا اثبات کریں گے تو آپ شیطان سے بچ گئے۔ شیطان آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کوئی کہے کہ میں بڑا مقرر ہوں تو خدا کے بندے میں کوئی مقرر نہیں یہ تو کرم ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کہ مجھ سے تقریر کرائی ہے۔ جب یہ سمجھو گا تو پھر مجھ میں تکبر آئے گا ہی نہیں۔ آپ میں تکبر نہیں آئے گا۔ کسی میں بھی تکبر نہیں آئے گا۔ اور اگر آپ کہیں کہ میں خطیب اعظم پاکستان ہوں۔ میں علامہ ہوں تو پھر پھنس گئے۔ یہ شیطان کا تمہارے اندر تکبر پیدا کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ قیامت کے روز تین بندوں کا کیس پیش ہوگا۔ ان میں ایک عالم ہوگا۔ پوچھا جائیگا کہ ہاں بتا دنیا میں کیا کرتا تھا۔ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں تو تیرا قرآن اور حدیث پیش کرتا تھا۔ لوگوں کو علم سکھاتا تھا۔ فرمایا جائیگا کہ تو جھوٹا ہے تو خطیب اعظم دنیا بنا چاہتا تھا اپنا شہرہ چاہتا تھا وہ تو تمہیں بنا دیا گیا اب تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ تیری نیت کا پھل تجھے دنیا میں دے دیا گیا تھا اب تمہارے لئے جہنم ہے۔ تم جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ دوسرا بندہ خنہ ہوگا اس سے پوچھا جائیگا کہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ عرض کرے گا کہ یا اللہ یہ عالم تو محض زبانی باتیں کرتا تھا میں تو تیری راہ میں مال خرچ

کیا کرتا تھا۔ فرمایا جائیگا کہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگ تجھے بڑا سختی کہیں تو حاتم طائی ثانی بننا چاہتا تھا۔ وہ میں نے تمہیں بنا دیا اب تو مجھ سے کیا لینا چاہتا ہے جاؤ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ تیسرا جو بندہ پیش ہوگا وہ شہید ہوگا۔ پوچھا جائیگا کہ ہاں بھی تو کیا کرتا تھا۔ عرض کرے گا کہ یا اللہ عالم تو باتیں کرتا تھا۔ زبانی جمع خرچ کرتا تھا۔ اور سختی جو ہے وہ مال و دولت خرچ کرتا تھا لیکن میں نے تیری راہ میں خون دیا ہے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے اپنا گلا کٹوایا ہے۔ جہاد کیا ہے۔ تیرے نام کو بلند کیا ہے۔ فرمایا جائیگا کہ تو غازی اعظم بننا چاہتا تھا۔ فاتح عالم بننا چاہتا تھا۔ وہ میں نے تمہیں بنا دیا تھا۔ تو بھی جہنم میں چلا جا۔ لہذا کوئی چیز اپنی طرف سے نہ کرو۔ یہ ان کا کرم ہے کہ ادھر بٹھا دیا۔ ذوق دیدیا شوق دیدیا۔ ورنہ راستے میں کتنے ہی جال ہیں لذت والے عوامل ہیں ہٹل والے ہیں کلب ہیں ناچ گانا ہے۔ ڈرامہ ہے۔ سینما ہے لیکن ان سب سے بچ بچا کر آپ کو ادھر پہنچا دیا ہے۔ تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے جو آپ کو یہاں لے آیا ہے۔ آپ ان کے احسان مند ہو جاؤ گے تو شیطان سے بچ جاؤ گے۔ ایک اور چیز ہے کہ جو آپ کو شیطان سے بچاتی ہے کہ حقیر سے حقیر چیز بری سے بری چیز اور گھٹیا سے گھٹیا چیز سے بھی آپ اپنے کو افضل نہ جانو ورنہ عرفان الہی حاصل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ سمجھ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو بھی نہیں سمجھ سکو گے اللہ تعالیٰ کی عطا کو اللہ کی عنایت کو بھی نہیں سمجھ سکو گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کو بھی نہیں سمجھ سکو گے۔ اپنے آپ کو کم ترین سمجھو اگر آپ ذرا بھی اپنے آپ کو کسی سے بہتر سمجھو گے تو پھنس جاؤ گے۔ ایک عالم تھے جو اپنے آپ کو سب سے حقیر کہتے تھے وہ ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک باغچہ آیا۔ اس میں ایک حبشی NEGRO بیٹھا ہوا تھا جس کے پاس ایک عورت بھی بیٹھی تھی اور ایک بوتل ان کے قریب رکھی تھی جس میں سرخ رنگ کا شراب تھا۔ اس عالم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ٹھیک ہے میں سب سے حقیر ہوں لیکن اس حبشی سے تو حقیر نہیں ہوں کہ جس نے عورت کو سرعام پاس بٹھایا ہوا ہے اور شراب اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ میں کم از کم اس سے تو گھٹیا نہیں ہو سکتا۔ اس آدمی نے اشارہ کیا کہ حضرت صاحب ادھر تشریف لائیں وہ عالم صاحب اس کے پاس گئے تو اس نے کہا حضرت صاحب میں حبشی ہوں NEGRO ہوں۔ یہ عورت میری والدہ ہے یہ بیمار ہے اور میں نے ڈاکٹر صاحب سے اس کے لئے بوتل میں دوائی لی ہے یہ شراب نہیں ہے۔ لیکن عورت اور بوتل کو دیکھ کر تمہارے دل میں جو وسوسہ پیدا ہوا ہے جو شیطان نے تمہیں ورغلا دیا ہے کہ تو مجھ سے اپنے آپ کو افضل سمجھ بیٹھا ہے اگر میں تمہیں یہ علم نہ دیتا تو شیطان تمہیں اسی چکر میں پھنسا کے رکھ دیتا۔

حضرات کوئی نہ کوئی دلیل پیدا کر کے ہر ایک سے پست رہو حقیر رہو کم تر رہو تو شیطان کے پھندے میں نہیں آؤ گے۔ ذرا بھی اگر خیال آ گیا کہ میں کسی سے بہتر ہوں تو بیڑہ غرق ہو جائیگا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد

تکبر نے شیطان کا بیڑہ غرق کر دیا۔ **وَسُتَخْبِرَا** اس نے تکبر کیا اس نے یہی کہا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں۔ میں آگ سے بنا ہوا ہوں یہ مٹی سے بنا ہے۔ یہی تکبر اس کو لے ڈوبا۔ اور یہی تکبر وہ آپ میں بھی پیدا کر دیتا ہے۔ تو آپ بھی اپنے آپ کو افضل سمجھنے لگتے ہیں۔ پھر جس طرح اس کا بیڑہ غرق ہوا اسی طرح تمہارا بھی بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ آپ جب تک اپنی فضیلت قربان نہیں کرو گے اپنی بڑھائی قربان نہیں کرو گے آپ شیطان کے پھندے سے نہیں بچ سکتے یہ شیطان کا ہتھیار ہے۔ جس طرح مچھلی کنڈی سے پکڑی جاتی ہے شکاری کنڈی پر آٹا یا کینچنوالگا مچھلی کے سامنے رکھتا ہے تو مچھلی اس آٹے یا کینچنوالے کے اندر چھپے ہوئے کانٹے سے بے نیاز ہو کر اس خطرے سے لاپرواہ ہو کر منہ ڈالتی ہے تو پھنس جاتی ہے۔ تکبر شیطان کا کانٹا یا کنجی ہے کہ جس پر فضیلت کا آٹا لگا کر وہ انسان کو پھنسا لیتا ہے۔ اب ایک اور بات ہے کہ شیطان انسان میں کس طرح سے داخل ہوتا ہے۔ انسان کے دل میں بیٹھتا ہے اس کے خون میں گردش کرتا ہے۔ خناس ہے خناس اس شیطان کو کہتے ہیں جو انسان کے دل میں چھپ کر بیٹھا ہوتا ہے جیسے ہی آپ سے کوئی غلطی ہوتی ہے تو وہ وار کرتا ہے۔ آپ ہوش نہیں رکھتے آپ خیال نہیں رکھتے لیکن وہ ہوشیار رہتا ہے خبردار رہتا ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں آپ کیا سوچ رہے ہیں پھر آپ کی سوچ اور فکر کے مطابق حملہ کرتا ہے۔ گھر کا بیدی لڑکا ڈھائے لیکن بات ہے کہ یہ آپ کے اندر گیا کیسے؟ جب میں خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہوں تو شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے اور جب سنت نبوی پر عمل کرو گے بھوک رکھ کر کھاؤ گے اور جب بھوک لگے گی پھر کھاؤ گے اور جب ابھی بھوک باقی ہے تو کھانا چھوڑ دو گے۔ پیٹ کا 1/3 حصہ روٹی سے اور 1/3 حصہ پانی سے بھرو گے اور باقی 1/3 خالی رکھو گے تو شیطان کبھی داخل نہیں ہوگا۔ حضرت بازید بسطامیؒ سے کسی نے پوچھا کہ روزہ کیا فائدہ ہے تو فرمایا کہ فرعون اگر ایک روزہ بھی رکھ لیتا تو وہ اپنے آپ کو کبھی خدا نہ کہتا۔ فرعون نے خدا ہونے کا دعویٰ صرف اس لئے کیا کہ اسے کبھی بھوک نے ستایا ہی نہیں ہے شیطان روزہ دار سے بچ کر رہتا ہے۔ ڈر کر رہتا ہے دور رہتا ہے یہ تین چیزیں ہیں ان کا خیال رکھو اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ میں بھی خیال رکھوں اور آپ کو بھی عنایت ہو کہ آپ بھی خیال

رکھیں کہ کبھی بھی نیکی کو اپنی طرف سے نہ سمجھو گناہ کو اپنی طرف سے سمجھو کہ ہاں گناہ مجھ سے ہے۔ تقدیر پر نہ جاؤ کہ جب اس سے غلطی ہوئی تو اس سے پوچھا گیا کہ تو نے غلطی کیوں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لئے کہا تو تم نے کیوں انکار کیا تو کہنے لگا کہ اَعُوْذُ بِكَ تُوْنِ مجھے ورغلا دیا ہے۔ خود تو نے مجھے اُلے راستے پر ڈلا ہے میں اپنے آپ کو اُلیٰ راہ پر نہیں گیا۔ یا اللہ تو قادر ہے تو اگر چاہتا تو مجھے سیدھی راہ پر رکھتا۔ شیطان نے اپنی غلطی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دی کہ یا اللہ تو نے مجھے اُلے راستے پر چلا یا تو نے مجھے ورغلا یا ہے۔ لیکن ادب والے کہتے ہیں کہ غلطی اپنی طرف منسوب کرو اور کرم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرو۔ جو نیکی ہے جو عبادت ہے جو اعمال صالحہ ہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کرو تو پھر شیطان سے بچ جاؤ گے۔ اگر آپ اپنے اعمال کو دیکھیں اور اس میں کوئی بات تکبر والی نظر آ جائے اور آپ میں تکبر پیدا ہو گیا تو سمجھ لو کہ نیکی برباد گئی۔ شیطان سب کچھ لے گیا اور آپ کا بیڑہ غرق کر گیا۔ دوسری بات یہ کہ سب میں مرضی موجود ہے اور بطور خاص افسران میں تو بہت زیادہ ہے کہ کبھی السلام علیکم میں پہل نہیں کرتے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو حاکم سمجھتے ہیں اور اپنے ماتحت کو سلام کرنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں اپنی بے عزتی خیال کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی کبھی کسی کو یہ موقعہ نہیں دیا کہ وہ آپ کو پہلے سلام کہہ دے ہمیشہ آپ ﷺ نے خود پہلے سلام کہا ہے وہ سردار الانبیاء ہو کر پہلے سلام کہہ رہے ہیں اور ہم اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی دوسرا ہمیں پہلے سلام کرے۔ ہر کوئی اپنے افسر کے سامنے یوں ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی مؤدب ہو نہیں سکتا اور جب وہ اپنے ماتحت کے سامنے آتا ہے تو گردن اکڑی ہوئی ہوتی ہے افسری موڈ میں ہوتا ہے اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ماتحت ہی اسے سلام کرے وہ اس کو اپنا حق سمجھتا ہے کہ اس کے ماتحت اسے سلام کریں۔ آج کی اس گفتگو کا سارا خلاصہ یہ ہے کہ نیکی کو اپنی طرف سے منسوب نہ کرو۔ جو نبی آپ نے سمجھا کہ نیکی مجھ سے ہے تو شیطان کی پکڑ میں آ گئے اس کے فریب میں آ گئے اور دوسری چیز یہ ہے کہ جب تک آپ اپنے آپ کو حقیر سے حقیر چیز سے بھی کم تر نہیں سمجھیں گے آپ کو عرفان الہی نہیں ہو سکے گا اور تیسری چیز یہ ہے کہ خوب پیٹ بھی کر کھانا کھانے سے شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور ہماری عقل و فہم پر قابض ہو جاتا ہے اور ہمیں نیکی اور برائی میں تیز باقی نہیں رہتی۔ پھر ہم برائی کی طرف ہی زیادہ مائل رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم شیطان کے پھندے سے بچ رہیں شیطان ہمیشہ دوست بن کر آتا ہے۔ اس

لئے بندہ اس کے پھندے میں جلدی آ جاتا ہے اگر دشمن بن کر آئے تو پھر تو انسان ہوشیار ہو جاتا ہے کہ دشمن سے تو ہمیشہ بچنا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے وار سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے شیطان کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار سے نکال دیا تو اس نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے قیامت تک کے لئے زندگی دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی عرض قبول کی اور فرمایا کہ تو قیامت تک زندہ رہے گا تو اس نے کہا میں تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا میں دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا سامنے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا اوپر سے آؤں گا۔ شیطان کا دائیں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان سے کوئی نیکی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ واہ کیا بات ہے ایسا کام تو تیرے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تو نے ایسی نیکی کی ہے۔ تو نے وہ عمل کر دکھایا ہے کہ بڑے بڑے زاہد و پارسا بھی نہیں کر سکتے۔ اس طرح سے وہ انسان کو باور کراتا ہے کہ وہ بہت نیک ہے اور نیکی کرنے والا ہے یوں وہ اس کے ذہن میں تکبر پیدا کر دیتا ہے۔ اور انسان سمجھتا ہے کہ نیکی مجھ سے ہے بس جو نبی یہ سوچ آئی تو بیڑہ غرق ہو گیا۔ شیطان کا بائیں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر خدا نہ کرے انسان سے کوئی گناہ ہو ہی جائے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ یہ کون سا اتنا بڑا گناہ کر لیا ہے۔ تو انسان ہی ہے نا آخر تو کون سا فرشتہ ہے ایسے چھوٹے موٹے گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتے ہیں۔ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ یوں وہ انسان میں جو گناہ کرنے سے پریشانی آنی چاہئے وہ نہیں آنے دیتا۔ انسان غافل ہو جاتا ہے اور پہلے چھوٹے گناہ اور پھر بڑے گناہ اور گناہ کبیرہ میں پھنس جاتا ہے۔ شیطان کا آگے سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کوئی نیکی کرنے کا سوچتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی تو تیرے کھیلنے کو دن کا زمانہ ہے تو ابھی سے زاہد و پارسا بن بیٹھا ہے ساری عمر باقی پڑی ہے پڑھ لیں گے نمازیں۔ رکھ لیں گے روزے۔ ابھی اوائل عمری سے ہی یہ کیا نماز اور کیا روزہ کھاؤ پیو کیوں اپنی صحت کا بیڑہ غرق کرتے ہو اور پھر ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے کھاؤ پیو عیش کر لو۔ روزے رکھنے کے لئے ساری عمر پڑی ہے۔ یوں انسان کو وہ نیکی کی طرف سے غافل کر دیتا ہے۔ اس طرح آئندہ زندگی میں ہونے والی نیکی سے انسان کو باز رکھتا ہے۔ اور اس کا پیچھے سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ گزری ہوئی زندگی میں انسان اگر اپنے کئے ہوئے گناہوں پر توبہ تاب نہ ہونے کے لئے آمادہ نظر آتا ہے تو وہ انسان کو یہ باور کرانے کی کوشش کراتا ہے کہ تو نے کون سے گناہ کر لئے ہیں جن کے لئے اتنا پریشان ہوتا ہے اور توبہ کرنے کے لئے جارہا ہے۔ گناہ نہ ہو پھر انسان ہی کیا اس طرح سے وہ گزشتہ زندگی میں ہونے والے گناہوں سے انسان کو تاب نہ نہیں ہونے دیتا

اس کا اوپر سے آنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ ذرا سی نیکی کو اتنا بڑھا چڑھا کر انسان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو افضل سمجھنے لگتا ہے۔ اور جو نبی اس نے کہا کہ میں افضل ہوں تو یہی تو سنت شیطان ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو افضل سمجھے گا تو اس کا بیڑہ غرق ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اور نیچے کی طرف سے شیطان نہیں آتا کہ نیچے کی طرف سے آنے کے لئے اسے شاید جھکنا پڑتا ہے۔ اور جھکنا اس کی سرشت میں ہی نہیں ہے۔ اگر وہ جھک جائے تو اس کی ساری اگر ختم ہو جائے اور اگر ہی تو اس کی ختم نہیں ہوتی اور اسی اکڑنے ہی اس کا بیڑہ غرق کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اس کے پھندے سے آزاد رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے طاقت دیدے میں لوگوں کے دلوں میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔ میں ان کے خون میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ میں ان کی اولاد میں حصہ ڈالنا چاہتا ہوں میں ان کے مال میں حصہ ڈالنا چاہتا ہوں ان کو حرام کھانا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جو بھی طاقت لینا چاہتا ہے وہ لے لے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ ساری طاقتیں تو شیطان لے گیا ہے تو ہماری تبلیغ کا کیا بنے گا اسلام اور ایمان قائم کیسے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان خواہ اس سے بھی زیادہ طاقتیں حاصل کر لے لیکن جو کوئی بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کا وسیلہ لے کر توبہ کرے گا تو میں اس کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ شیطان جتنا زور لگانا چاہے لگا لے لیکن آپ یہ عرض کریں کہ یا اللہ مجھے نبی پاک ﷺ کے صدقے بخش دے تو تمہارے سارے گناہ معاف۔ لیکن اگر خانہ کعبہ کا طواف کرے اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرے سجدے کر کے دعا مانگے۔ کھڑے ہو کر دعا کرے رکوع میں دعا کرے ملتزم کے ساتھ لگ کر دعا مانگے۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہو کر دعا مانگے جہاں مرضی چلا جا اور دعا مانگ رورور دعا مانگے۔ التجائیں کر لے لیکن تیری کوئی دعا قبول نہیں ہوگی جب تک تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ اپنی دعا میں شامل نہیں کرتا۔ جب تو کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے اسم محمد ﷺ کے صدقے بخش دے تو تیری بخشش ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے موقع پر شیطان اس لئے رویا کہ میں تو بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں کہ نہ مجھ سے ان کی کتاب ملتی ہے اور نہ ہی ان کے مذہب مٹتا ہے اور اگر مٹتے ہیں تو لوگوں کے گناہ مٹتے ہیں اور کچھ نہیں مٹتا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی کارنامہ نہیں ہے یہ صرف ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی امت سے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں دامن مصطفیٰ ﷺ ہے اللہ تعالیٰ اس دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شیطان کے پھندے سے

بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب / 08/09/97

جب وقت نزع آئے دیدار کرا جانا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

اے سب گنبد والے منظور دعا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
اے نور خدا آ کر آنکھوں میں سما جانا
یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آ جانا
اے پردہ نشین دل کے پردوں میں رہا کرنا
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا
امداد میری کرنے آ جانا وہاں شاہا
روشن میری تربت کو للہ ذرا کرنا
محرم ہوں جہاں بھر کا محشر میں بھرم رکھنا
رسوائے زمانہ ہوں کملی میں چھپا لینا

تمنا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ جب میرا وقت نزع آئے جب میں مرنے لگوں تو مجھے دیدار کرا دیں۔ جو یہ تمنا رکھتا ہے اس کو کیا فائدہ ہوگا۔ اس کے باقی بھی سب رشتہ دار عزیز واقارب بہن بھائی ماں باپ ہیں۔ پھر وہ دیدار مصطفیٰ ﷺ کی تمنا کر رہا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام مجھے اپنی زیارت سے نوازیں تو بات بنتی ہے ورنہ نہیں بنتی ہے۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ میں آخر ہے کیا۔ وہ مر رہا ہے تمنا کر رہا ہے مرتے وقت تو بندہ سیدھی بات کرتا ہے۔ اگر کسی مقدمے میں کوئی زخمی یا کوئی مجرم ملوث ہو تو وہ جب مرنے لگتا ہے تو اس وقت وہ جو بیان دیتا ہے اسے بالکل سچا بیان سمجھا جاتا ہے کہ مرتے وقت آدمی سے جھوٹ بولنے کی توقع نہیں ہوتی اس وقت وہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہی ہوتا ہے آخری STATEMENT

حقیقت پر مبنی سمجھی جاتی ہے۔ آدمی مرتے وقت اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا کرے تو اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ بندے کی جان اتنی مشکل سے نکلتی ہے کہ اگر بیری کے سوکھے ہوئے اور کانٹے دار ٹہنی پر لمبل کا کپڑا ڈال کر اس کو کھنچیں تو جس طرح اس کپڑے کے تار تار ہو جاتے ہیں اسی طرح بندے کی جان نکلتی ہے تو اس کا جوڑ جوڑ بل جاتا ہے۔ لیکن اگر مرتے وقت دیدار مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہو تو پھر اس بندے کی جان اس طرح نکلتی ہے کہ جس طرح مکھن سے بال نکل جاتا ہے۔ مکھن سے بال اتنی آسانی سے نکل جاتا ہے کہ نہ نکالنے والے کو پتہ چلتا ہے۔ نہ بال کو پتہ چلتا ہے اور نہ ہی مکھن کو کچھ پتہ چلتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں گئے اور زیلخا کے محل میں رہنے لگے تو زیلخا کے عشق کے بہت چرے شروع ہو گئے۔ زبان خاص و عام پر بات آگئی کہ زیلخا کا زر خرید ہے اور پھر بھی اس پر عاشق ہے۔ اعتراض بھی ہوئے حیرانی بھی ہوئی۔ حضرت زیلخا نے امیر زادی عورتوں کو دعوت پر بلایا۔ ایسی عورتیں جو نہایت نازک مزاج ارذرا سی تکلیف بھی برداشت نہ کرنے والی تھیں وہ آئیں۔ زیلخا نے ان عورتوں کے ہاتھوں میں ایسا پھل دیا کہ جو چاقو سے کاٹ کر کھایا جانے والا تھا۔ چاقو بھی دئے اور جب وہ پھل کاٹنے لگیں تو زیلخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عرض کیا کہ آپ ذرا عورتوں کو اپنا دیدار کرادیں۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بے خبری میں پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا اور کسی نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کی نہ ہائے کیا۔ ہر عورت نے کہا کہ یہ بندہ نہیں بلکہ فرشتہ ہے انہیں احساس ہی نہ ہوا کہ ان کے ہاتھ کٹ گئے ہیں۔ خون بہہ رہا ہے خاص طور سے کہ وہ عورتیں اور عورتیں بھی امیر زادیاں کہ وہ اگر خون کو بھی دیکھ لیتیں تو ان کی چیخیں نکل جاتیں۔ لیکن ان کی تمام تر توجہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف ہے اور وہ کہہ رہی ہیں کہ یہ کوئی بندہ نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ وہ حسن یوسفی میں گم تھیں اور اس قدر محبتیں کہ ان کو اپنے ہاتھوں کی تکلیف کا احساس تک نہیں ہوا۔ جب بندہ دیدار مصطفیٰ ﷺ میں گم ہوتا ہے تو ہاتھ کٹنے کیا اس کی جان بھی نکل جائے تو احساس نہیں ہوتا۔ یہ ہے فائدہ نزع کے وقت دیدار مصطفیٰ ﷺ کا۔ اور ایک دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کیا تقدیق ہے کہ آپ میں جو ایمان ہے وہ سچا ہے۔ ابھی آپ نے ایک آذان سنی ہے اور بھی آذانیں آئیں گی۔ یا رسول اللہ ﷺ والی بھی آئے گی۔ دوسری تیسری بھی آئے گی لیکن ان میں کون سچا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ نہیں کہنا چاہئے۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ کہنا لازمی ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

ایک کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں دوسرا کہتا ہے کہ نہیں ہیں۔ کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کا اقراری ہے تو کوئی انکاری ہے۔ اس سے کیا پتہ چلے کہ کون سچا ہے۔ سچا وہ ہے کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے جس کو دیدار مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جائے جس کو زیارت نہ ہو وہ سچا نہیں ہے۔ ابو جہل نے حضور نبی کریم ﷺ کو تریپن سال دیکھا ہے۔ کہ شریف کی ساری زندگی تریپن سال ہے اور ابو جہل چچا تھا شروع روز سے ہی حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھتا رہا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سامنے رہے ہیں لیکن قرآن مجید فرما رہا ہے **وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ** (الاعراف 198) ”اور آپ ان کو دیکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔“ آپ اگر نظر آتے ہیں تو صرف صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نظر آتے ہیں۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ ہی ایمان کی پہچان ہے۔ یا تو دیدار مصطفیٰ ﷺ کی تمنا ہو تڑپ رہا ہو یا پھر یہ کہ دیدار نصیب ہو گیا ہو تو یہ ایمان دار ہونے کی دلیل ہے۔ اس وقت سال 1997 میں پوری دنیا میں دو لاکھ افراد روزانہ مرتے ہیں پانچ ارب کی کل آبادی ہے اور ڈیڑھ سے دو فیصد تک سالانہ مر جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ایک ہے۔ مرنے والوں میں کتنے عاشق بھی ہوں گے کتنے مومن بھی ہوں گے کتنے کلہ گو بھی ہوں گے اور کتنے ہی بے ایمان بھی ہوں گے لیکن واحد ذات حضور نبی کریم ﷺ کی ہے جو ہر قبر میں تشریف لے جا رہے ہیں اور ہر مرنے والے کے سر پر کھڑے ہیں۔ کس طرح سے کھڑے ہوتے ہیں یہ علم غیب ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاہد ہونا ہے جو موقعہ کا گواہ ہوتا ہے اس کو شاہد کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر بندے کے سر پر یوں ہیں کہ اس کی روح سے بھی قریب ہیں۔ **الْأَنبِيَّيْ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ** (الاحزاب 6) قرآن مجید فرما رہا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مومنوں کی روحوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

در	دل	مسلم	مقام	مصطفیٰ	است
آبروئے	ماز	نام	مصطفیٰ	است	

لوگ بڑا اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اتنے زیادہ قریب کس طرح سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں تمہاری شہہ رگ سے زیادہ قریب ہوں تو پھر یہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی فرما رہے ہیں کہ نبی تمہاری روح سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جھگڑا کس بات کا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہی یہ فرمائے کہ میں تمہاری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی یہ بھی فرمائے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری روحوں سے بھی زیادہ

قریب ہے تو جب دونوں فرمان اللہ تعالیٰ کے ہیں تو جھگڑا کس بات کا ہے۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے۔ وہ غیب کو بھی جانتا ہے اور ظاہر کو بھی جانتا ہے۔ اس سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا اور اگر کوئی دوسرا علم غیب جاننے کا دعویٰ کرے تو یہ شرک ہو جائیگا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سمیع (سننے والا) ہے بصیر (دیکھنے والا) ہے۔ اللہ تعالیٰ حئی (زندہ) ہے۔ وہ مالک ہے یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ وہ دیکھتا ہے۔ تو کیا آپ سب نہیں دیکھ رہے ہیں۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ آپ بھی سب میری بات سن رہے ہیں۔ سمیع آپ بھی ہیں کیا یہ شرک ہے۔ فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور سمیع ہے۔ بصیر ہے۔ ہم عطائی طور پر سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔ ہمیں یہ نعمت دی گئی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نعمت والا ہے نعمت دیتا ہے اس کو کوئی نعمت نہیں دیتا بس یہی فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ خود غیب جانتا ہے اور جس کو چاہتا ہے علم غیب عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر ہے اور جس کو چاہے یہ نعمت بھی اسی طرح عطا کر دیتا جس طرح تمہیں سننے اور دیکھنے کی نعمت عطا فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور آپ بھی زندہ ہیں تو کیا یہ شرک ہے۔ اللہ مالک ہے۔ میں بھی اس اپنے گھر کا مالک ہوں تو کیا یہ شرک ہے۔ وہ مالک ذاتی طور سے ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور ہمیں اپنی عطا سے مالک بنادیا ہے تو یہ شرک نہیں ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بھیجنے سے کرم کرنے سے مومنوں کی روح کے قریب ہیں یہ شرک نہیں ہے۔ اگر شرک ہوتا تو میرا دیکھنا بھی شرک ہوتا میرا سننا بھی شرک ہوتا۔ میرا زندہ ہونا بھی شرک ہوتا۔ میرا مکان کا مالک ہونا بھی شرک ہوتا۔ لَمْ مَافِي السَّمَوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے وہ میرے اللہ کا ہے تو پھر میری ملکیت کہاں سے آگئی سارا جھگڑا علم غیب پر آکر ہوتا ہے کیونکہ علم غیب ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص پہچان ہے۔ کوئی یا رسول اللہ ﷺ کہتا ہے۔ کوئی انکار کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ پاس ہوں۔ علم غیب جانتے ہیں۔ حاضر ناظر ہوں شاہد ہوں تو پھر بات بنتی ہے۔ وہ شاہد نہیں ہیں۔ خدا کے بند وہ یہ پار پانچ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن وہ جسے چاہے عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شَهِدَ وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا اور فرمایا سَرَّاجَ الْمُبِيرَا اسی طرح سے پوری آیت مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ شاہد ہیں۔ ہمیں دیکھ تو رہے ہیں۔ ہم ہم تو صرف اوپر اوپر سے ہی ظاہری طور سے ہی دیکھ رہے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری نیتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ وہ اتنے

قریب ہیں اور اتنے کریم ہیں۔

وہ شرف کہ قسط ————— ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں

کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

سب سے قریب جو چیز ہے وہ میرے نبی کریم ﷺ ہیں اور اسی پر سارا جھکڑا ہے۔ یہ بات یاد رکھو کہ نزاع کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اسے ہی زیارت کا شرف بخشیں گے جس کا عقیدہ یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے دل میں رہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہیں۔ جس کا یہ عقیدہ ہی نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا سکتے ہیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کیا پرواہ ہے کہ وہ زیارت کرائیں۔ اس لئے تیری میری بچت اسی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب کا مالک مانیں حاضر ناظر مانیں ورنہ مرتے دم ہی جہنم کی چھری لگ جانی ہے پھر نہ کہنا یہ اتنا اہم مسئلہ ہے۔ پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ قیامت کے روز سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں اعتراض کریں گی کہ یا اللہ ہمیں کیوں جہنم میں ڈالا جا رہا ہے ہمارا حساب کتاب کیوں ہو رہا ہے۔ ہمارے پاس تو کوئی نبی آیا ہی نہیں۔ یہودی کہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئے عیسائی کہیں گے کہ حضرت عیسائی علیہ السلام نہیں آئے اسی طرح سے باقی جتنے بھی مذاہب ہیں حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کی جو امتیں ہیں وہ سب انکاری ہو جائیں گی کہ کوئی نبی ہمارے پاس نہیں آیا۔ کوئی کتاب نہیں لایا۔ کوئی مسئلہ نہیں سمجھایا کوئی تبلیغ نہیں کیا۔ کوئی ہدایت نہیں آئی۔ تو جب کوئی ہادی نہیں آیا کوئی ہدایت نہیں آئی تو پھر ہم سے کون سا حساب کتاب لیا جا رہا ہے۔ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائیں گے کہ میں نے تمہیں معجزے عطا کئے میں نے تمہیں کتابیں دیں۔ میں نے تمہیں نبوتیں عطا کیں میں نے تمہیں زمانے دئے علاقے دئے لیکن آپ کی امتیں اب آپ کے خلاف ہو رہی ہیں سب کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہمیں کوئی تبلیغ نہیں کی اللہ کا کوئی پیغام ہمیں نہیں دیا۔ سب آپ کی تبلیغ کو جھٹلا رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تیرا پیغام ان تک پہنچایا۔ ہم نے تبلیغ کی ہم نے ان کو راہ ہدایت دکھائی لیکن یہ مانتے ہی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ گواہ لاؤ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے وہ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے۔ وہ ہر چیز جانتا ہے وہ چاہتا تو اپنے علم سے فیصلہ کر دیتا۔ لیکن فیصلہ از خود نہیں کیا۔ اس لئے نہیں کیا کہ قیامت کے روز صرف میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہی بتائی جانی

ہے اور تو کوئی کام ہے ہی نہیں ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ علیم ہے خیر ہے۔ علم رکھتا ہے۔ خبر رکھتا ہے اس کے باوجود گواہی طلب کر رہا ہے۔ تاکہ اس میں سے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کے اظہار کا موقعہ نکل آئے۔ محشر کے روز قدم قدم پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ پہلے بھی جانتا تھا۔ اب بھی جانتا ہے اور کروڑ سال بعد بھی جو بندہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ وہ جنتی ہونا ہے یا جہنمی ہونا ہے۔ اس کے باوجود پل صراط بنی ہوئی ہے۔ میزان لگا رکھی ہے۔ حشر ہے نشر ہے سب کچھ ہے یہ صرف اور صرف شان محبوبی دکھانے کے لئے ہے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دکھانے کے لئے اس کا اظہار کرنے کے لئے قیامت برپا ہو رہی ہے۔ ساری امتیں فرنٹ ہو گئی ہیں حلاف ہو گئی ہیں کہ کسی نبی نے کوئی تبلیغ نہیں فرمائی تو لاؤ جی گواہ لاؤ۔ تو انبیاء علیہم السلام کی گواہ ہوگی امت محمدی پوچھا جائے گا کہ امت محمدی کیا آپ گواہی دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی۔ کہیں گے کہ ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی اعتراض کریں گے کہ یا اللہ یہ تو ہمارے بہت بعد میں آئے اور ہماری گواہی دے رہے ہیں یہ ہماری گواہی کیسے دے سکتے ہیں یہ تو اس وقت تھے ہی نہیں۔ پھر پوچھا جائیگا کہ ہاں بھئی امت محمدی یہ بتاؤ کہ تم کس طرح سے گواہی دے سکتے ہو۔ عرض کریں گے۔ کہ یا اللہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے ہم نے مان لیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ کیسا ہے۔ لیکن جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ ہے تو ہم نے مان لیا۔ ہم نے اللہ کو دیکھا تو نہیں ہے۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت ہے دوزخ ہے ہم نے بن دیکھے ہی مان لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ **يَكْرَاهُ الْكُفَّارُ الْيَوْمَ** پر تشریف فرما ہیں۔ ہم نے انہیں بھی نہیں دیکھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتانے سے مان لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی کہیں گے کہ یا اللہ یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے یہ تو ایسے ہی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ کون سا جواز ہے یہ تو موقعہ پر نہیں تھے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موقعہ کے گواہ کے طور سے پیش ہوں گے اور آپ ﷺ کی گواہی مان لی جائے گی کیونکہ وہ ہر نبی علیہ السلام کی تبلیغ کی ACTION PLAY دکھا دیں گے پتہ چل

جائے گا کہ انبیاء علیہم السلام سچے ہیں اور ان کے امتی جھوٹ بول رہے ہیں۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت ہر بندے کے ساتھ ہر نبی علیہ السلام کے ساتھ ہر نیت کے ساتھ اتنی قریب ہے اور اگر وہ نزع کے وقت تشریف لے آئیں تو یہ ان کا کرم ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف میں ہے کہ وہ نزع کے وقت تشریف لے آئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چیز اوجھل نہیں ہے۔ حضرت علانثہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا فرد ہے کہ جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نیکی کہاں کہاں کرتے ہیں چھپ کر بھی کرتے ہیں۔ اعلانیہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہر وقت کوئی بندہ آپ کے ساتھ تو نہیں رہتا۔ آپ نیکی رات کو کرتے ہیں دن کو کرتے ہیں اکیلے بھی کرتے ہیں۔ بندوں میں بھی کرتے ہیں تو کیا کوئی بندہ ایسا ہے جو آپ کی تمام نیکیوں کو جانتا ہو؟ نہیں ہے۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ ہمیں تو اپنی نیکیوں کے شمار کا پتہ نہیں ہے۔ آپ نے آج تک کتنی نمازیں پڑھی ہیں کتنی خیرات کی ہے۔ کتنی بار درود شریف پڑھا ہے کتنے روزے رکھے ہیں۔ کتنی زکوٰۃ دی ہے۔ کوئی پتہ نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے بعد کوئی ہستی ہے جو یہ جانتی ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وہ نیکی کی تعداد ہی نہیں بلکہ اس کے وزن کو بھی جانتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیاں ایک طرف اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکی جو اس نے میری خدمت غار ثور میں کی تھی وہ ایک طرف ہو تو پھر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکی زیادہ اہم اور وزنی ہے۔ یہ سب کچھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت میں شامل ہے اسی لئے وہ عرض کر رہا ہے کہ نزع کے وقت تشریف لے آنا جس شخص کا یہ شعر ہے جس نے نعت لکھی ہے اور جس نے یہ نعت پڑھی ہے اور جس نے یہ نعت کر کہا ہے کہ آمین یہ بہت اچھی نعت ہے۔ ذوق اور شوق سے پڑھی ہے اور سنی ہے تو ان سب کو انشاء اللہ یہ نصیب ہو جائے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نزع کے وقت تشریف لے آئیں گے۔ اپنے دیدار سے ضرور نوازدیں گے کیونکہ ”کہنا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ کی“ وہ کبھی نہ نہیں کرتے جو چاہو مانگو۔ جو جی میں آئے طلب کرو۔ مشکل سے مشکل چیز طلب کرو بڑی سے بڑی چیز مانگو اور مانگتے ہوئے بالکل نہ جھگو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ نہیں کرتے۔ کبھی کسی سوالی کو رد نہیں کرتے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ کی

وَأَمَّا اسْأَلِ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ 10) قرآن مجید فرما رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ کسی سوالی کو نہیں بھڑکتے۔ ہر
ایک کی جھولی بھر دیتے ہیں اور اعلحضرتؑ کے کلام کا سب سے پہلا شعر ہے کہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

صرف ایک ہستی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے جو کبھی نہ نہیں کرتے۔ تو یہ تنہا کر کہ یا رسول اللہ ﷺ
نزع کے وقت تشریف لے آنا تو وہ تیری نزع کے وقت تیرے پاس ہوں گے۔ تو یہ کہہ کہ یا رسول اللہ ﷺ
میری قبر میں تشریف لے آنا تو وہ قبر میں تیرے پاس ہوں گے۔ تو یہ کہہ کہ یا رسول اللہ ﷺ پل صراط پر
میری مدد فرمائیں تو وہ وہاں بھی تیرے پاس ہوں گے تو جہاں جہاں بھی چاہے گا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام وہیں وہیں پر تیرے پاس ہوں گے اور تیرے دامن کو بھر دیں گے۔ آپ یقین رکھو یہ عقیدہ رکھو کہ
نبی پاک ﷺ ہر بندے کے قریب ہیں ہر لمحہ ہوتے ہیں مجھے نیک بختوں کی زیارت نصیب ہے جنہیں نبی
پاک ﷺ ہر لمحہ نظر آتے ہیں اگر بندوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتے ہیں تو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو کیا نظر نہیں آئے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر تشریف فرما ہیں۔
اسلامی فوجیں ایران کے محاذ پر جنگ لڑ رہی ہیں۔ تین چار ہزار میل دور جنگ ہو رہی ہے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ يَا سَارِيَةُ الْحَبَلِ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔
صحابہ کرام حیران ہیں کہ خطبہ میں یہ کیا بات کہہ رہے ہیں۔ جنگ سے واپس آئے تو حضرت ساریہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فلاں روز فلاں وقت جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے تھے اور
مجھے کمانڈ کر رہے تھے۔ اور مجھے خبردار کر رہے تھے کہ اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کے پیچھے سے فوج
آ رہی ہے۔ اس کی طرف توجہ کرو کچھ مجاہدین ایسے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر تو نہیں آئے
لیکن انہوں نے آواز سنی۔ حضرات خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتے ہیں۔
خوش نصیب ہیں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آئے۔ لیکن جس کو نظر نہ
آئیں وہ اعتراض نہ کریں بلکہ اپنی آنکھ بنوائیں ان کی آنکھ کا قصور ہے۔ ان کی دیکھنے والی آنکھ بن گئی تو

انہیں بھی نظر آنے لگیں گے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
یہ میرے نبی پاک ﷺ کی شان ہے عظمت ہے کہ وہ ہر بندے کی نزاع کے وقت تشریف لائیں گے ایک
واقعہ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا اسے دفن کر دیا گیا مگر تکبیر تشریف لائے اور سوال کرنے شروع
کردئے کہ تیرا رب کون ہے۔ تیرا مذہب کیا ہے اس شخص کے پیر صاحب باہر کھڑے تھے وہ قبر کے اندر
تشریف لے گئے اور سوالوں کے جواب دینے شروع کر دیے فرشتوں نے کہا فوت یہ بندہ ہوا ہے سوال بھی
اسی سے کیے جا رہے ہیں لیکن آپ جواب دے رہے ہیں۔ ہمیں اس سے پوچھنے دیں حضرت صاحب نے
فرمایا کہ پیر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ مشکل کے وقت اپنے مرید کے پاس ہو اور اس کی مدد کرے۔ یہ حضرت
صاحب نبی پاک ﷺ کے غلام ہیں۔ جن کی بات میں کر رہا ہوں یہ غلام کی شان ہے تو نبی پاک ﷺ کی
شان تو اس سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی مرید مشرق میں ہو
اور اس کا پکڑا ہٹ جائے تو میں اگر مغرب میں بھی ہوں تو اس کا پکڑا درست کر دیتا ہوں۔ یہ شان ہے
غلاموں کی وہ اپنے مریدوں کو ہر وقت اپنی نظر میں رکھتے ہیں۔ اور ان کی مشکل حل بھی کرتے ہیں ان کی مدد
بھی کرتے ہیں۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو بہت بلند ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سب کچھ دیکھ سکتے
ہیں۔ صرف عقیدہ رکھو لوگ ہمیشہ عقیدہ سے مار کھاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت راضی ہوتے
ہیں جب ان سے مانگا جائے ہم بندے ہیں ہم تنگ پڑ جاتے ہیں جب کوئی دوسری دفعہ مانگنے کے لئے
آجائے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے آپ کروڑ بار مانگیں کروڑ ہا چیزیں طلب کریں وہ اتنے ہی زیادہ خوش
ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نزے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
دیدار نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ساری کائنات میرے سامنے
ایسے ہے کہ جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہے۔ تو پھر کون سی چیز ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ مبارک میں نہ
ہوں۔ آپ ﷺ اتنے قریب ہیں اللہ تعالیٰ ان کا قرب محسوس کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الالبلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 29/08/97

ستے خیراں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ عام لفظ بولا جاتا ہے کہ ”ستے خیراں ہو جاؤں“ یہ ستے خیراں کیا ہیں کون کون سی خیراں میں شامل ہے۔ پنجابی میں خاص طور سے بولتے ہیں کہ ”ستے خیراں ہوں“ آخر یہ ستے خیراں کون سی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دودھ ہے۔ بیٹا ہے۔ ”دودھ پتر“ پنجابی میں ایک بہت بڑی خیر ہے۔ دودھ کا ہونا بیٹے کا ہونا یہ بڑی خوش نصیبی سمجھی جاتی ہے۔ دولت کا ہونا بڑی خیر ہے۔ حکومت کا ہونا بڑی خیر ہے۔ طاقت کا ہونا بڑی خیر ہے حسن کا ہونا بڑی خیر ہے۔ علم کا ہونا بڑی خیر ہے۔ عبادت کا ہونا بڑی خیر ہے یہ ہمارا اپنا معیار ہے کہ جس سے ہم یہ فہرست بناتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں یہ چیزیں عطا کر دے تو یہ بڑی خیر ہے بڑی عطا ہے۔ حسن بھی ہو صحت بھی ہو طاقت بھی ہو علم بھی ہو عبادت بھی ہو حکومت بھی ہو۔ دولت بھی ہو دودھ بھی ہو بیٹا بھی ہو تو یہ ساری چیزیں ہمارے لحاظ سے ایسی ہیں جن کو ہم ستے خیراں کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اگر کوئی خیر ہو تو بتا دیں۔ یہ خیریں بظاہر خیریں لگتی ہیں لیکن یہ دودھاری تلواریں ہیں۔ یہ دونوں طرف سے کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ پانی میں بڑی خیر ہے نہ ملے تو پیاس سے مرہی جائیں لیکن اگر سیلاب آجائے تو مصیبت بن جاتا ہے۔ آگ میں بڑی خیر ہے اگر نہ جلے تو کھانا وغیرہ ہی تیار نہ ہو سردی سے ٹھٹھک کر مرجائیں لیکن اگر یہ کہیں بھڑک اٹھے تو جلا کر سب کچھ خاکستر کر دیتی ہے۔ ہر چیز میں دونوں پہلو ہیں ایک خیر والا پہلو ہے اور دوسرا اثر والا پہلو ہے حکومت میں خیر بھی ہے شر بھی ہے اگر حکومت پر شر والا اثر آتا ہے تو فرعونیت پیدا ہوتی ہے۔ آج ہر چھوٹا بڑا فرعون کو گالی دیتا ہے۔ فرعون گالی کا نشان بن گیا ہے۔ کسی کو گالی دینی ہو تو کہتے ہیں کہ تو فرعون ہے۔ یہ فرعون نمرود اور شدا کیا یہ خیر کی نشانی ہے؟ دولت اگر بڑی خیر ہے تو پھر قہر کا نشان کیوں ہے۔ آج بھی زمین میں دھنس رہا ہے اور اس کے سر پر اس کی دولت کا بوجھ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا نے اس کو پکڑا۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھے اس لئے دبار ہے ہیں کہ یہ میرا سونا چاندی دولت لینا چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ لاؤ اس کا سونا چاندی اس کے سر پر

رکھو کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی جائے۔ دولت کا بوجھ اس کے سر پر ہے جس کے وزن کی وجہ سے وہ زمین میں ڈھنسا رہا ہے جس طرح سے کہ دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ دولت ہاتھ آ جائے اور بندہ حرام کاری میں پھنس جائے تو کہتے ہیں کہ یہ قارون ہے۔ علم اور مشورہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہامان کون تھا یہ مشیر ADVISOR تھا یہ فرعون کا مشیر تھا۔ آپ سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ فلاں شخص وزیر اعظم کا مشیر ہے اس کا رتبہ وزیر کے برابر ہے اور جب کوئی مشیر بن کر آتا ہے تو ہم اس کے استقبال کے لئے اسی طرح بڑے جلوس نکالتے ہیں جس طرح سے وزیر کے لئے نکالتے ہیں۔ یہ مشیر بھی بڑی چیز ہوتا ہے۔ ہامان بھی مشیر تھا۔ مشورے دیا کرتا تھا۔ کہ تو نے اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے درختوں کو کٹوا کر اس سے سیڑھی بناؤ۔ لمبی سیڑھی بناؤ اور پھر اوپر جا کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہے بھی کہ نہیں۔ یہ اس کا مشورہ تھا۔ آج اس کا مشورہ اس کے لئے لعنت بنا ہوا ہے۔ اس کی ساری قابلیت اس کا سارا علم اس کے لئے لعنت بنی ہوئی ہے۔ اس لئے مشورہ دینا یا مشیر ہونا بھی خیر نہیں ہو سکتی خیر وہ ہوتی ہے کہ جس کے ہر رنگ میں بھلائی ہوتی ہے۔ اس میں سر کا پہلو نہ ہو۔ شیطان کے پاس علم ہے۔ اس کے پاس اتنا علم ہے کہ اگر آپ اپنے دل میں کوئی نیکی کرنے سے متعلق سوچیں تو وہ تمہارے دل میں داخل ہو کر اس کے الٹ خیال پیدا کر دے گا۔ صدقہ دینا چاہتے ہو کوئی بیوہ ہے۔ یتیم ہے آپ اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمہارے دل میں داخل ہو کر تمہارے دماغ پر سوار ہو کر تمہارے ضمیر سے ہی بات کرتے ہے کہ چھوڑو تمہارے پاس کون سی کوئی زیادہ رقم ہے اپنی روٹی چلتی نہیں ہے صدقہ کر کے کیا کرے گا۔ جو کسی بیوہ کو دینا ہے وہ اپنے بچوں کے لئے لے جاؤ ان کا بھی تو تم پر حق ہے تمہاری تو اپنی بہت ساری ضروریات ہیں اپنے کئی مسائل ہیں یہ بیوہ خود ساختہ بیوہ بن جاتی ہیں یہ سب فراڈ ہے۔ یہ بہت مالدار ہوتی ہیں۔ ہر کوئی ان کو دیتا ہے۔ اس طرح سے تمہیں صدقہ خیرات کرنے سے باز رکھتا ہے۔ کیا یہ کوئی تھوڑا انصاف ہے؟ یہ شیطان کا کام ہے تو پھر کہاں گیا اس کا علم اور کہاں گئی اس کی پہنچ؟ اس نے دلوں پر قبضہ کیا ہوا ہے کیا یہ کوئی تھوڑی بات ہے۔ بندے کے خون میں گردش کرتا ہے۔ اور اس کے علم کی انتہا یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی ہوئی ہے۔ جنت دیکھی ہوئی ہے دوزخ دیکھی ہوئی ہے۔ فرشتوں کا سردار اور استاد تھا فرشتوں کو اس نے پڑھایا ہے۔ اور اس نے کہا کہ میں سیدھی راہ پر بیٹھوں گا اور تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا یعنی کہ اس کو سیدھی راہ کا بھی پتہ ہے اس کی ہر دعا بھی قبول ہے جو بھی اس نے مانگا اللہ تعالیٰ نے وہ بھی عطا کر دیا۔ قیامت تک کے لئے

زندگی بھی دے دی۔ اس کی دعا بھی قبول ہے لیکن یاد رکھو کہ دعا میں بھی خطرہ ہے کہ کہیں ڈبو ہی نہ دے اب یہ تمام چیزیں توفیق کی ہیں اولاد کی بات کر لیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا۔ کیوں قتل کیا تھا۔ اولاد اور پھر اولاد زینہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتی ہے اسے کیوں قتل کر دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو مار دیا اور بعد میں اس کی وجہ بیان فرمائی کہ اس نے بڑے ہو کر کفر اختیار کرنا تھا اور اس کی محبت میں آ کر اس کے والدین نے بھی کفر کرنا تھا۔ والدین کو کفر سے بچانے کے لئے ان کے بیٹے کو مار دیا کہ اس والدین سے کئی انبیاء علیہم السلام کی مائیں پیدا ہونا تھیں۔ آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ عاق کرنے کے اشتہارات چھپتے رہتے ہیں۔ میں اپنے بیٹے کو نافرمانی کی وجہ سے عاق کرتا ہوں اور دوسری طرف یہ ہے کہ لوگ آتے ہیں کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اولاد زینہ عطا فرمائے آپ تعویذ دیں کہ اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے اور ایسے بھی لوگ آتے ہیں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو ہدایت عطا فرمائے اس نے تو ہمارے ناک میں دم کر دیا ہے۔ محلہ میں فتنہ پیدا کر دیا ہے پولیس آئے دن ہمیں تنگ کر رہی ہے ایسے والدین کے لئے بیٹا مصیبت کا باعث بن گیا ہے۔ اولاد میں بھی خیر ہے اور شر ہے۔ بیٹا نیک ہو تو بڑی چیز ہے لیکن اگر بد ہو جائے تو سارے خاندان کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ باپ لاکھوں کمالے کوٹھیاں بنالے جائیداد کا مالک بن جائے کڑوڑ پتی بن جائے اربوں کا کاروباری بن جائے لیکن اگر ایک بیٹا بھی خراب ہو جائے تو ہر چیز کی تباہی کا موجب بن جاتا ہے ہر چیز تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ پھر خیر کون سی ہے جو اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے۔ یا اللہ ”ستے خیراں ہوں“ لیکن وہ سات خیریں ہوں کون سی؟ فرمایا کہ پہلی خیر یہ ہے کہ یا اللہ ایمان نصیب فرما جس میں شر ہے ہی نہیں صرف خیر ہی خیر ہے۔ دوسری خیر یہ ہے کہ یا اللہ نزع کے وقت تکلیف نہ ہو۔ قبر میری کشادہ ار روشن ہو کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ ایمان میں خیر ہی خیر ہے۔ نزع کے وقت اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ جس طرح بیر کی خشک ٹہنی پر لمبل کا کپڑا ڈال کر اسے کھینچو گے تو اس کا ایک بھی ریشہ ثابت نہیں رہے گا کپڑا تار تار ہو جائے گا اسی طرح جب بندے کے جسم سے جان نکلتی ہے تو وہ اس کا پنجر ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ قبر کا اندھیرا اور دہشت ایسی ہے کہ اس کی ایک دیوار دوسری دیوار سے مل جاتی ہے اور انسان کی دائیں پسلی بائیں طرف اور بائیں پسلی دائیں طرف ہو جاتی ہے۔ وہاں خیر یہ ہے کہ قبر کشادہ ہو اور روشن ہو۔ قیامت کے روز کوثر کا پیالہ مل جائے یہ خیر ہے میزان پر اعمال وزنی ہو جائیں یہ بھی خیر ہے۔ پل صراط سے گزر ہو جائے یہ بھی خیر ہے اور جنت

میں داخل ہو جائے یہ خیر ہے۔ ہم اب بھی کہتے ہیں کہ ستم خیراں کون سی ہیں پہلے جو میں نے گنوائی ہیں وہ یہ کہ ہم دولت بیٹا دودھ مانگتے ہیں حسن اور علم مانگتے ہیں۔ طاقت اور حکومت مانگتے ہیں کہ یہ خیریں ہیں لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ حکومت مل جائے لیکن ساتھ ہی فرعونیت بھی آ جائے تو یہ کون سی خیر ہے یہ تو بلکہ شر ہے دولت ملی لیکن قارون بن گیا تو کیا ہوگا۔ حسن مل جائے تو پھر بازار حسن میں جا کر بیٹھ جائے تو کیا ہوگا۔ طاقت مل جائے تو جگا ڈاکو بن گیا پھر کیا ہوگا سارے زمانے کی لعنت اس پر آئے گی۔ یہ تمام چیزیں جو ہیں ان میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے لیکن جو چیزیں سراپا خیر ہیں وہ ایمان ہے۔ خاتمہ بالخیر ہو۔ تیری قبر کشادہ اور روشن ہو۔ پل صراط سے گزر ہو جائے۔ حوض کوثر سے ایک پیالہ مل جائے۔ میزان پر اعمال وزنی ہو جائیں اور آخری بات کہ جنت میں داخلہ ہو جائے۔ یہ ستم خیراں ہیں جو مانگنے والی ہیں ان کو مانگتے رہو کہ یہ سب خیر ہی خیر ہے اس میں شر کسی طرح سے بھی نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب کا اہتمام کیا ہے۔ تعلیم دی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیم بھی ہے کہ ان سب کو کس طرح سے حاصل کرنا ہے۔ اس کے حصول کی جو ابتداء ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی پر کرم کرنے کو آتا ہے تو اس کے دل میں ولی کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ گویا کہ ایمان کا بیج رکھ دیتا ہے یہ قرآن مجید ہے۔ بندہ اس ولی کامل کے دست بیعت ہو جاتا ہے تو پھر

مصطفیٰ ﷺ

بردبا

ے

کامل

پیر

پیر کامل جو ہے وہ اس مرید کو حضور نبی کریم ﷺ تک لے جاتا ہے اور کوئی ذریعہ نہیں لوگ کہتے ہیں کہ بندوں کی محبت شرک ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بندوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ خود اپنے اولیاء کرام کی محبت پیدا کرتا ہے۔ بندے کے دل میں بندے کی محبت رکھ دیتا ہے تو کیا وہ شرک سکھا رہا ہے اللہ تعالیٰ جب ظالم سے ظالم بندے پر کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی کا مرید کر دیتا ہے پھر پیر کامل کی صحبت اور خدمت سے ولایت ملتی ہے۔ بندے کی قسمت پیر صاحب کی نگاہ میں ہوتی ہے۔ وہ جس کو جو چاہے ایک لمحہ میں بنا دیتا ہے پہلی جو خیر ہے وہ میرے اللہ کا کرم ہے کہ وہ دل میں ولی کی محبت ڈال دیتا ہے اس محبت کے صدقے وہ بندہ اس ولی کا مرید بن جاتا ہے اور پھر پیر صاحب اس اپنے مرید کو حضور نبی کریم ﷺ تک لے جاتا ہے۔ یہ حضرت علامہ اقبالؒ کا شعر ہے اور دوسرے جو بھی ہیں مولانا رومؒ ہیں وہ بھی کہتے ہیں جب مولانا رومؒ سارے PROCESS سے گزرے تو وہ بھی فرمانے لگے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریز نہ شد

مولوی کے پلے میں کچھ نہ تھا لیکن مولائے روم اس وقت بنا کہ جب حضرت شمس تبریزؒ کی غلامی میں آیا۔
اولیاء کرام ہیئت NATURE بدل دیتے ہیں۔ نگاہ ولی دلوں کی کیفیت بدل دیتی ہے۔ بندے کی نیت
بدل دیتی ہے۔ جب نیت بدل جاتی ہے تو پھر بندے کا رخ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں ناکہ قبلہ درست کر
لورخ درست کر لو یہ قبلہ درست کرنا ہوتا ہے جب تم کسی کے ساتھ لگ جاتے ہو کسی کی صحبت میں آ جاتے ہو
تو اسی جیسے بن جاتے ہو۔

صحبت صالح صالح کنند

آپ کہیں کہ میں کتاب سے پڑھ لوں گا میں قرآن مجید سے لے لوں گا۔ علم کے ذرائع منبع SOURCE
اور INFORMATION جہاں سے علم نکلتا ہے وہ قرآن مجید ہے وہ احادیث مبارکہ ہیں باقی جو کچھ
بھی فقہ ہے علم کی عمارت ہے محل بنا ہوا ہے اس کی بنیاد قرآن وحدیث ہے اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث پر عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاع المبین

خطاب رہائش بشیر احمد بٹ صاحب 27/09/97

ارشادات عالیہ مظہر نورِ خُدا مظہر نورِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ وسلم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
 حق یہ کہ ہیں عبدالہ اور عالم امکان کے شاہ
 برزخ میں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جانفزا
 حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چکا تھا قمر
 بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا
 دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسن توبہ ہے سپر
 یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
 شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 رزق خدا کھایا کیا فرمان حق ٹالا کیا
 شکر کرم ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 ہے بلبل رنگین رضا یا طوطی نغمہ سرا
 حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

پیش لفظ

عصر حاضر مادیت کا دور ہے۔ ہر شخص مادی ثروت، لذت و مسرت اور مادی جاہ و منصب کے حصول کے لئے سرگردان ہے۔ پاکیزہ اخلاقی قدریں پامال ہو رہی ہیں۔ ورحانیت کا رخ زیبا دانداز ہو رہا ہے۔ دل دنیاوی طمع و حرص اور حسد و بغض کی لالچوں سے زنگ آلود ہو رہے ہیں۔ لادینیت پھیلانے میں اگر شیطانی قوتیں مصروف عمل ہیں تو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے علماء حق اور صالحین و کاملین کی جماعت بھی دینی شعور اجاگر کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ انسانیت کی راہبری اور رشد و ہدایت کے لئے اولیاء اللہ بھی اپنے فرائض احسن طریقہ سے نبھا رہے ہیں۔ وسیلہ نجات کی اشاعت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو کہ سیدی رشدی شیخ المشائخ حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے ارشادات عالیہ پر مشتمل مضامین کی حامل ہے آپ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مائیے اور عظیم بن جائیے کا درس دیتے ہیں۔ وسیلہ نجات قاری کے دل میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجاگر کرتی ہے۔ دلوں کے زنگ اتار کر انہیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرتی ہے۔ اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ و سلیقہ بیدار کرتی ہے۔ اور یہ وسیلہ نجات کی اشاعت کا مدعا ہے۔

وسیلہ نجات کے پہلے چھ حصے جواب بآسانی دستیاب نہ تھے وہ قارئین کے پر زور اصرار پر دوبارہ چھپ رہے ہیں انشاء اللہ بہت جلد احباب تک پہنچ جائیں گے۔ وسیلہ نجات کا ساتواں حصہ پیش خدمت ہے۔ اس کا مطالعہ انشاء اللہ قاری کی روحانی ترقی و دور کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ کتاب کی بہتری کے لئے حسب سابق آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی 24-08-99

ولادت باسعادت

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى لك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله“

معزز حاضرین۔ یہ عام رواج کی بات ہے کہ کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ تو خوشی مناتے ہیں۔ بیٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور بیٹی رحمت دونوں کے لئے خوشی مناتے ہیں۔ ہر سال اس کا یوم پیدائش Birth Day مناتے ہیں۔ دعوت کرتے ہیں بیٹی کی شادی ہو جاتی ہے تو وہ ہر سال اپنا شادی کا دن یاد رکھتا ہے اور خوشی کرتا ہے۔ Marriage day مناتا ہے۔ کوئی ملک آزاد ہو جاتا ہے آزادی بھی بہت بڑی نعمت ہے تو ہر سال یوم آزادی مناتے ہیں جس طرح سے ہم چودہ اگست کو ہر سال یوم پاکستان شایان شان طریقہ سے مناتے ہیں پھر اگر کوئی اہم واقعہ کسی شخص کی زندگی میں آتا ہے تو ہر سال اس کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ ملک و قوم کی عظمت کے لئے کوئی واقعہ ہو جائے تو اسے بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں جس طرح سے پوری قوم نے 28 مئی کو یوم تکبیر کے نام سے منایا ہے کہ اس روز پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا اور اپنی ایٹمی قوت ہونے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ دشمن اب پاکستان سے خوف کھانے لگا ہے۔ پوری اسلامی دنیا میں پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے کی خوشی منائی گئی ہے۔ اس طرح سے چند یوم ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو ہر سال بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ بڑے لیڈروں کے یوم پیدائش بھی یاد رکھے جاتے ہیں اور ہر سال اقوام عالم اپنے اپنے راہنماؤں کی یاد مناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”وَذَكِّرْهُمْ بِأَيِّمِ اللَّهِ (ابراہیم 5)“ اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ“ حضرات وہ کون سے دن ہیں کہ جن کے متعلق حکم ہو رہا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ۔ حضرات قرآن مجید میں ہی ہماری رہنمائی کے لئے ارشاد فرمایا۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذَكِّرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (المائدہ 1)“ ”اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو“ اور بھی کئی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس روز اپنے بندوں کو نعمت سے نوازتا ہے وہی اللہ کا دن ہے۔ جس روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی وہ روز ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے یادگار دن تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر جب من وسلوی اترتا تو وہ ان کے لئے نعمت خداوندی کا دن تھا۔ اور آپ نے اس دن کو منایا اور جس روز فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو نجات ملی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے خود فرمایا۔ ”وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ (ابراہیم 6)“ ”اور جب حضرت موسیٰ علیہ

اسلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم یہ یوم نجات مناتی رہی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور انہیں ایک نہایت صالح اور رجوع کرنے والا بیٹا حضرت سلیمان علیہ السلام عطا فرمایا اور آپ کے ہاتھوں میں لوہے کو نرم کر دیا تو حضرت داؤد علیہ السلام ان نعمتوں کو یاد کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ السلام کو بن باپ کے پیدا فرمایا اور معجزات عطا فرمائے تو آپ کی قوم آپ کا یوم پیدائش مناتی رہی اور شکر بجالاتی رہی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات عطا ہوئی تو آپ کی قوم اس یوم نجات کو مناتی رہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا۔ آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے تو آپ نے ان نعمتوں کو یاد رکھا اور شکر ادا کرتے رہے۔ فرمایا: **الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمَاعِيْلَ وَاسْحٰقَ اِنْ رَبِّيْ لَسَمِيْعٌ الدُّعَاءِ** (ابراہیم 39) ”سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق دیئے۔ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔“

حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا عطا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بیماری دور کرنے کے لئے ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا تاکہ اس کے پانی سے نہائیں اور شفا پائیں حضرت ایوب علیہ السلام نے اس نعمت خداوندی کو یاد رکھا اور شکر بجالاتے رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر ہجرت کی غرض سے چل پڑے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار نہ کیا تو مچھلی نے ان کو نگل لیا تو آپ نے اپنے رب کو پکارا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ** (الانبیاء ۸۷) کوئی نہیں معبود سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔“ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس اندھیرے سے نجات عطا فرمائی کہ **فَاَسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّمِ** (الانبیاء ۸۸) ”تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات بخشی۔“

حضرت یونس علیہ السلام نے اس یوم نجات کو یاد رکھا اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو اس نعمت کو یاد کرتے ہوئے شکر ادا کرتے رہے۔ حضرت ذکریا علیہ السلام عمر رسیدہ ہو چکے تھے لیکن اولاد جیسی نعمت سے محروم تھے۔ سو سال کی عمر ہو رہی تھی اور آپ کی زوجہ محترمہ بانجھ تھیں اولاد کی کوئی امید نہ تھی۔ پھر حضرت مریمؑ کے کمرے میں بے موسم پھل دیکھے تو عرض کیا کہ یا اللہ تو حضرت مریمؑ کو بے موسم پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد عطا فرما سکتا ہے۔ **وَذَكِّرْنَا اِذْ نَادٰی رَبُّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ** (الانبیاء ۸۹) ”اور ذکر کیا علیہ السلام کو (یاد کرو) کہ جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا فرمایا۔ **فَاَسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْيٰی وَاصْلَحْنٰہٗ زَوْجَہٗ** (الانبیاء ۹۰) ”تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا فرمایا اور ان کی زوجہ محترمہ کو سنوار دیا۔ یعنی بڑھاپے میں جبکہ اولاد کی امید نہ رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کی بیوی کی بیماری دور فرمادی انہیں اولاد کے قابل بنادیا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا فرمادیا۔ اس نعمت

خداوندی کو حضرت ذکریا علیہ السلام یاد کیا کرتے تھے اور شکر بجالایا کرتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی منایا کرتے تھے۔ اسی طرح سے اور بھی کئی مثالیں ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”وَأَمَّا بِسِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ“ (الضحیٰ ۱۰) ”ب کی نعمت کا خوب چرچا کرو“ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو دو نعمتیں عطا فرمائیں ہیں ایک قرآن ہے اور ایک صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم ان نعمتوں کا چرچا کرنے کے لئے محفل میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔ خوشی کا اظہار کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (الاحزاب ۹)“ اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو“ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کرو۔ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَنَٰحِفُظُونَ (الحجر ۹)“ بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود ہی اس کے نگہبان ہیں“ اور فرمایا ”وَمَا مِنْ غَآفِيَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (النمل ۵)“ اور جتنے غائب ہیں آسمانوں کے اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔“ قرآن مجید کی بے شمار صفات ہیں جو خود قرآن حکیم میں ہی موجود ہیں۔ یہ ہدایت ہے یہ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے۔ آنکھیں ہیں کان ہیں زبان ہے ہاتھ پاؤں ہیں صحت تندرستی ہے علم عقل فہم ادراک شعور عطا فرمائے۔ حسن دولت حکومت اولاد والغرض بے شمار نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ ”وَإِنْ تَعْلَمُوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْهَا (ابراہیم ۳۴)“ پورا اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہیں کر سکو گے“ سورۃ الرحمن میں کئی نعمتوں کا ذکر فرمایا لیکن یہ تمام نعمتیں صرف اس ایک نعمت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں عطا فرمائی تمام دوسری نعمتیں عطا فرمائیں لیکن احسان نہیں جتلا یا جب اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا تو احسان بھی جتلا یا کہ ”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (ال عمران ۴۴)“ لے شک اللہ کا برا احسان ہوا مؤمنین پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور فرمایا ”وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَآ زِيدَنَّكُمْ (ابراہیم ۷)“ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تو میں تمہیں اور دوں گا۔“ ہم اللہ تعالیٰ کا احسان ماننے کے لئے اس کا شکر ادا کرنے کے لئے محفل میلاد النبی ﷺ منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر جو احسان کیا ہے کسی دوسرے پر نہیں کیا اب جو ایمان والے ہیں وہ تو اس احسان عظیم کو یاد کریں گے۔ شکر ادا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ان کے دلوں میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت زیادہ کر دیں گے ان کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور فرمادیں گے عشق مصطفیٰ ﷺ میں اور زیادہ اضافہ فرما دیں گے اور جو ایمان والے نہیں ہیں جو اس احسان کو ماننے والے نہیں ہیں بلکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کو بدعت اور شرک کہتے ہیں وہ محروم رہ جائیں گے بلکہ باز پرس ہوگی کہ میں نے تمہیں نعمت عطا فرمائی تم پر احسان کیا تو تم نے میرا شکر ادا کیوں نہ کیا تم نے اس احسان کی یاد کیوں نہ منائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا فرمایا تو جس رات کو یہ نازل ہوا لیلۃ القدر کو آیا تو

اللہ تعالیٰ نے ہر سال ایلیۃ القدر مقرر فرمادی۔ جشن نزول قرآن مجید کی یاد منانے کے لئے ہر سال ایلیۃ القدر آتی ہے ہم یہ رات بھی اللہ تعالیٰ کا حکم اور اللہ تعالیٰ کی سنت سمجھ کر مناتے ہیں اس ایک رات کی فضیلت یہ ہے کہ یہ ہزار مہینوں سے افضل ہے جس رات قرآن نازل ہو وہ رات ہزار مہینوں سے بھی افضل ہو جائے اور فرمایا کہ تمہیں کیا خبر کہ ایلیۃ القدر کیا ہے۔ یہ تمہاری عقل فہم اور ادراک سے بالاتر ہے۔ سورت قدر میں اس رات کی فضیلت اور عظمت بیان فرمائی گئی ہے اور جس رات میں صاحب قرآن ﷺ کی تشریف آوری ہو وہ رات کس قدر فضیلت اور عظمتوں والی ہوگی۔ یہ تو ہماری سمجھ اور سوچ سے بالاتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد منایا۔ جس طرح سے عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے۔ پھر فرمایا ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الصف ۹)“ ”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو سب ادیان پر غالب کر دے“۔ اسی طرح سے اور مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے جانا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کر دیا اور ایک دوسری حدیث قدسی میں ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر میں تمہیں پیدا نہ کرتا ہوتا تو میں کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مخلوق ہیں اور مخلوق کی ولادت منانا شرک نہیں بلکہ ولادت باسعادت حضور نبی کریم ﷺ منانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اپنے گھروں میں بیٹا پیدا ہوا ہے تو خوشی مناتے ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ کی ولادت باسعادت ہو جائے تو تمہیں بدعت اور شرک نظر آنے لگتا ہے اور تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے ہدایت عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا میلاد خود بھی منایا ہے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا۔ یہ پیدائش مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے پھر فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عبداللہ تک اور پھر حضرت آمنہ تک میرا نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا آیا۔ یہ بھی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہے۔ آپ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہر سوموار کو روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ اس روز میں پیدا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرنے کے لئے روزہ رکھتا ہو۔ ہم تو سال بعد یوم پیدائش Birth Day مناتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہفتے ہی اپنی ولادت کی خوشی مناتے ہیں تا کہ زیادہ ہے زیادہ شکر ادا کرنے کا موقع مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”أَنَا دَعَوْتُ إِبْرَاهِيمَ“ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں جب بیت اللہ شریف کی تعمیر ہو چکی تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ ۱۲۹)“ ہمارے رب بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے

اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاک صاف ستھرا بنائے، ان آیات کریمہ میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر ہے اور ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کا بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا اتنی پسند آئی کہ اسے قرآن مجید کی آیت مبارکہ بنا کر رکھ دیا کہ تاقیامت اس کی تلاوت ہوتی رہے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا رہے اور مصطفیٰ ﷺ کی معجزات اور صاف کا بھی لوگوں کو علم ہوتا رہے۔ یہ بھی ولادت باسعادت کا ہی ذکر ہے۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ ہے پھر فرمایا ”اَنَا بَشَارَتِ عِيسَى“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ ”وَمُبَشِّرِ اِبْرٰهٖمَ سُوْلٍ يٰبٰنِي مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ اَحْمَدُ (الصف ۲)“ اور بشارت دیتا ہوا اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ﷺ ہے، قرآن مجید میں آیت مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا اور ان سے عہد لیا کہ جب میرا نبی آخر الزمان تشریف لائے تو اس پر ایمان بھی لاؤ گے اور اس کی مدد بھی کریں گے۔ اسی عہد نامہ کے تحت تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے متعلق بشارتیں دیتے رہے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور آپ کی شان و شوکت آپ کی عظمت بیان فرماتے رہے اور تمنا کرتے رہے کہ یا اللہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے عہد میں ہی بھیج دے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام یہ تمنا لے کر واپس چلے گئے۔ یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ ولادت باسعادت ﷺ کے ہی چرچے ہیں۔ یہ میلاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دی ہوئی بشارت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ بنا دیا۔ تیسری بات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی وہ یہ کہ ”اَنَا رُوِيَ اَمِّي“ میں اپنی والدہ ماجدہ کی خواب ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک رحم مادر میں تشریف فرما رہے تو آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں بشارتیں ملتی رہیں۔ ہر ماہ کوئی نبی علیہ السلام تشریف لاتے اور بشارت دیتے کہ آمنہؓ تمہیں مبارک ہو کہ تو نبی آخر الزمان کی والدہ بننے والی ہے تیری گود میں والی کائنات تشریف لانے والے ہیں تیری گود میں وجہ تخلیق کائنات آنے والے ہیں ہر نبی نے علیحدہ نام سے بشارت دی۔ ولادت باسعادت کے موقع پر جبرائیل علیہ السلام ہزاروں فرشتوں کی سربراہی میں تشریف لائے اور حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے۔ جب وقت قریب آیا تو عرض کیا کہ ”اِظْهَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ“ یا رسول اللہ ﷺ اب تشریف لے آئیے۔ حضرت حوّاؓ حضرت آسیہؓ اور حضرت مریمؓ ولادت باسعادت کے موقع پر خدمت گزاری کے لئے تشریف لے آئیں کہ اس وقت عورتوں کی موجودگی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے نور نکلا اور اس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو منور کر دیا میں نے قیصر و کسریٰ کے محلات دیکھ لئے اور بصرہ میں چلتے ہوئے اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔ قیصر و کسریٰ کے محلات جو عراق میں ہیں ان کے کنگرے گر گئے۔ آنش کدہ فارس میں آگ جلتی تھی اور اسے ہمیشہ روشن رکھا جاتا تھا وہ بجھ گیا۔ حضرت عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ حضرت آمنہؓ

کے گھر کی طرف جھک رہا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تین جھنڈے لیکر آئے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ شریف کی چھت پر گاڑ دیا۔ جمادات نباتات حیوانات دنیا و کائنات کی ہر چیز نے خوشی منائی مسرت کا اظہار کیا۔ درود شریف کے نغمے گائے۔ ہاں صرف ایک واحد ذات اعلیٰ العین کی تھی کہ جو رویا پیا اور اسے دکھ تکلیف پہنچی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا مِمَّا بَحْمَعُونَ (يسونـــــ)“ ہمارے بچے اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے، جب تمہیں اللہ تعالیٰ کا فضل ملے اور اس کی رحمت ملے تو خوشی منایا کرو یہ تمہارے دھن و دولت سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔ اس آیت مبارکہ میں خوشی منانا اور اس کے لئے خرچ کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ علاقائی رسم و رواج کے مطابق ہر قوم کے خوشی منانے کے طریقے الگ الگ ہیں۔ ہمارے ہاں پنجاب میں بچے کی پیدائش پر خوشیاں مناتے ہیں۔ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ دعوت کرتے ہیں خرچ کرتے ہیں بینڈ بجایا جاتا ہے آتش بازی ہوتی ہے بجڑے آجاتے ہیں وہ ساز کے ساتھ ناچتے ہیں میراثی آجاتے ہیں جگت بازی سے لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔ عرب شریف میں ایسے رواج نہیں ہیں وہ زیادہ سے زیادہ دف بجاتے ہیں اور نعت نبی ﷺ پڑھتے ہیں جس طرح سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت کے موقع پر مدینہ شریف کی بچیوں نے ملکر ڈف بجائی اور نعت شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا تھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ سب سے بہتر عمل نماز اور سب سے بہتر عبادت روزہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں میرا فضل ملے میری رحمت ملے تو خوشیاں مناؤ یہ نہیں فرمایا کہ نماز پڑھو روزہ رکھو بلکہ خوشی منانے اور اس پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے تو حضرات ہم حکم خداوندی کو بجالاتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتے ہیں جھنڈیاں لگاتے ہیں کہ سنت جبرائیل علیہ السلام ہے۔ چراغاں کرتے ہیں۔ محفل میلاد النبی ﷺ سجاتے ہیں اس پر خرچ کرتے ہیں۔ مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں ہم سے جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ہے ہم خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے بڑھ کر نہ کوئی اللہ کا فضل ہو سکتا ہے اور نہ ہی رحمت فرمایا ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبياء ۷۷)“ وہ ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے، حضور نبی کریم ﷺ اللہ کی رحمت ہیں اور جب رحمت ملے تو خوشی منانے کا حکم ہے خرچ کرنے کا حکم ہے اور وہ ہم کرتے ہیں۔ جو لوگ اس خوشی منانے سے منع کرتے ہیں۔ بدعت اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں وہ دراصل قرآن کی اس آیت مبارکہ کا انکار کرتے ہیں اور قرآن کی آیت مبارکہ کا انکار کفر ہے یوں وہ اپنا بیڑہ خود غرق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ یہ کہتے ہیں کہ خرچ نہیں کرنا چاہئے یہ فضول خرچی ہے اور فضول خرچی سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کو زندہ کر دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر جنین میں حاضر ہوا حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں۔ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت کے لئے کر جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کر دوں۔ حضرت حنید بغدادیؒ فرماتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا حضرت معروف کرخؒ فرماتے ہیں جس نے حضور ﷺ کے میلاد شریف کے کھانے کا اہتمام کیا اعزہ و احباب کو جمع کیا چراغاں کیانے کپڑے پہنے خوشبو لگا لی عطر لگایا اور یہ سب اہتمام حضور ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کے لئے کیا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بھی نمک گیہوں یا کھانے کی ایسی ہی کسی چیز پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف پڑھا تو اس میں اور ہر اس شے میں برکت ہوگی جو اس کھانے میں ملا دی جائے۔ یہ کھانا اس وقت تک مضطرب اور بے قرار رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے کھانے والے کو بخش نہیں دیں گے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف صرف پانی پر ہی پڑھا جائے تو جو شخص اس پانی کو پیئے گا۔ اس کے قلب میں ہزار نور اور رحمتیں بھر جائیں گی اور ہزار کینے اور بیماریاں نکل جائیں گی۔ جس دن دل بھی مر جائیں گے اس کا دل نہیں مرے گا۔ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف سونے اور چاندی کے سکوں اور درہم و دینار پر پڑھا پھر اس میں دوسرے دینار ملا دیئے تو اس میں بھی برکت واقع ہو جائے گی۔ محفل میلاد منعقد کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوگا اور میلاد کی برکت سے کبھی تہی و ست نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں جس نے اپنے دوست احباب کو محفل میلاد کے لئے اکٹھا کیا کھانے کا اہتمام کیا۔ مکان کو خالی کیا اور احسان و اکرام کیا۔ خیرات و عطیات تقسیم کئے اور میلاد خوانی کرائی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ جنت نعیم میں داخل ہوگا۔ حضرت سری سقطیؒ ولی فرماتے ہیں کہ جس نے کسی ایسی جگہ کا قصد کیا جہاں میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تو گویا اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا۔ ایسی اور بھی عظیم المرتبت ہستیوں کے فرمان کتابوں میں موجود ہیں یہ چند ایک مثال کے طور پر عرض کئے ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے میلاد نہیں منایا۔ حضرات میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سیدنا عثمان غنیؓ اور حضرت سیدنا علیؓ کے اقوال عرض کئے ہیں تو کیا خیال ہے کہ جو دوسروں کو میلاد شریف کی ترغیب دیتے ہیں تو کیا وہ خود میلاد شریف نہیں مناتے ہوں گے اور پھر صحابہ کرامؓ کی زندگیاں اتباع رسول اللہ ﷺ میں گزری ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلاد خود منایا ہے تو کیا صحابہ کرامؓ نے اس امر میں اتباع رسول اللہ ﷺ نہ کی ہوگی۔ صحابہ کرامؓ نے میلاد شریف منایا ہے ہاں

ان کا اپنا طریقہ ہے۔ انہوں نے ڈھول بیٹا باجے نہیں بجائے بجزے نہیں بچائے میراثی نہیں بلائے اپنے طریقوں سے میلاد مصطفیٰ ﷺ منایا ہے۔ حضرت حسانؓ نے ممبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنمائی نہیں ہے اور یا رسول اللہ ﷺ ایسے نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اپنی مرضی کے مطابق بنایا ہے یہ میلاد نہیں تو اور کیا ہے۔ مشہور حدیث پاک ہے۔ حضرت درداءؓ راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ساتھ چلنے کا حکم دیا آپ ﷺ بہت عجلت اور تیزی سے قدم مبارک اٹھاتے ہوئے تشریف لے گئے اور حضرت عامر انصاریؓ کے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو حضرت عامر انصاریؓ کے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو حضرت عامر انصاریؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک میں ہوں ایک میری بیوی ہے اور بچے ہیں۔ ہم مل بیٹھ کر آپ ﷺ کا ہی ذکر کر رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کریم آقا عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کا ہی ذکر کر رہے تھے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا خدا کی قسم تم یہی کچھ کر رہے تھے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ یہ ہم یہی کچھ کر رہے تھے قسم صرف بات کو زور دینے کے لئے فرمائی وہ صحابیؓ کے قول پر یقین تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھول دیئے ہیں اور فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو قیامت تک تمہاری بخشش کی دعا کرتے رہیں گے مزید فرمایا کہ جو کوئی حضرت عامر انصاریؓ کی طرح عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بھی رحمت سے نوازے گا اور بخشش دے گا۔ یہ میلاد نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک روایت ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانے کے لئے سوانٹ ذبح فرمائے تھے۔ اب ایک بات یہ ہے کہ خوشی اسے ہی ہوتی ہے جس کو کوئی نعمت ملتی ہے۔ جس کو بیٹا عطا ہوتا ہے خوشی بھی اسی کو ہوتی ہے وہی خوشی مناتا ہے وہی اس خوشی کا خاطر خرچ کرتا ہے۔ جس کے ہاں بیٹا نہیں ہوتا اسے خوشی بھی نہیں ہوتی۔ گیارہ مئی کو ہندوستان نے اٹھیں دھماکہ کیا تو انہوں نے خوشی منائی تھی پھر سال بعد گیارہ مئی کو ہندوستان نے Technology Day منایا اپنے اٹھیں دھماکہ کی سالگرہ منائی بڑی خوشی کا اظہار کیا تو کیا ہم نے بھی ان کی خوشی میں حصہ لیا۔ نہیں بلکہ ہمیں تشویش ہوئی کہ دشمن کی قوت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر 28 مئی کو پاکستان نے اٹھیں دھماکہ کیا تو ہر محب وطن کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی بلکہ پوری اسلامی دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سال بعد پورے جوش و خروش سے ہم نے 28 مئی کو یوم نکیر منایا خوشیاں منائیں مٹھائیاں تقسیم کیں۔ جلسے جلوس نکالے آتش بازی کے مظاہرے ہوئے۔ خوشی اپنوں کے لئے ہوتی ہے غیروں کے لئے یا دشمن کے لئے نہ ہوتی ہے نہ کوئی مناتا ہے۔ ہم چودہ اگست کو یوم آزادی مناتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں ہم پندرہ اگست کو کیوں نہیں مناتے۔ پندرہ اگست کو ہندوستان آزاد ہوا تھا وہ اپنی خوشی مناتا ہے۔ اسی طرح سے یوں سمجھ لیجئے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سمجھتے ہیں وہ ولادت با سعادت کی خوشی مناتے ہیں خرچ بھی کرتے ہیں جلوس بھی نکالنے ہیں جھنڈیاں بھی لگاتے ہیں چراغاں بھی کرتے ہیں محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد بھی کرتے ہیں لنگر کا انتظام بھی کرتے ہیں صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں ہر

خوشی کرتے ہیں عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں اور دوسرے لوگ جن کو نبی پاک ﷺ میں نقص نظر آتے ہیں ان کو میلاد النبی ﷺ میں بھی نقص نظر آتا ہے انہیں یہ فضول خرچی نظر آتی ہے بدعت نظر آتی ہے جب دل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نکل جاتی ہے تو پھر خباثت آ جاتی ہے بے ایمانی آ جاتی ہے۔ بے ایمانی آ جاتی ہے منافقت آ جاتی ہے اور یہی منافقت پھر بدعت اور شرک کے فتوے لگاتی ہے۔ جب ان کے اپنے گھروں میں بیٹے پیدا ہوتے ہیں تو یہ خوشیاں مناتے ہیں خرچ بھی کرتے ہیں اور اگر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک ہو جائے تو ان کو خوشی منانا بدعت نظر آتی ہے۔ یہی بے ایمانی کی نشانی ہے ابولہب جس کی مذمت میں پوری سورت نازل ہوئی ہے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں اطلاع اور مبارک دینے والی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ آج اسے عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود ہر سوموار کو اس انگلی سے میٹھا شہد مل جاتا ہے جس کو چوس کر وہ اپنی آٹھ یوم کی پیاس بجھا لیتا ہے۔ اپنا بھتیجا سمجھ کر خوشی کی تھی تو یہ انعام مل رہا ہے اگر حضور نبی کریم ﷺ کو رسول اللہ ﷺ مان کر خوشی کی ہوئی تو آج عذاب سے نجات مل گئی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے کی اس پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس سے بہتر بات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی محمد حیدر شاد صاحب 17-06-99

تحریر پروفیسر عبدالغفار صاحب

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن
الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه
وسلمو تسليمًا۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى لك واصحابك يا سيدى
يا حبيب الله“

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

منور نور تیرے توں زمانہ یارسل اللہ ﷺ
تیرا دربار حمت دا خزانہ یارسل اللہ ﷺ
ہے ودھ کعبہ خدائی توں ودھ کعبے توں عرش اعظم
تیرا عرشاں توں افضل آستانہ یارسل اللہ ﷺ
خدا دے پیش ہوں لئی سند روزے نمازاں نہیں
تیرا ہی نام بخشش دا بہانہ یارسل اللہ ﷺ
کرم دی کر نگاہ سوہنیا توں صدقہ پاک یاراں دا
جہاں دا کول تیرے ہے ٹھکانہ یارسل اللہ ﷺ
ایںویں نے نہیں حاضر و ناظر دا جگ نے شور مچا اے
تیری نعلین ہے تاج شاہانہ یارسل اللہ ﷺ
تیرے اسم مبارک دا لبان تے ورد رہوے جاری
ہووے دنیا توں رائی جد روانہ یارسل اللہ ﷺ

حضرات! بہت پیاری نعت شریف پڑھی گئی ہے دریا کو کوزے میں بند کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک ایک مصرعہ پر اگر بات کی
جائے تو بہت وقت درکار ہوگا اور اگر قرآن وحدیث کے حوالہ سے تحریر کیا جائے تو ہر مصرعہ کیلئے الگ کتاب تیار ہو جائیگی
حقیقت یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور توصیف لکھنے سے تو پوری نہیں ہو سکتی قلم ختم ہو جائیں گے کاغذ ختم
ہو جائیں گے کتب ختم ہو جائیں گی لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کا ایک باب بھی مکمل نہیں ہوگا فرماتے ہیں کہ
منور تو تیرے توں زمانہ یارسل اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ ”وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ“ اکیلا ہی تھا وہ کب سے تھا یہ صرف وہی جانتا ہے۔ کروڑوں اربوں
سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے توجہ فرمائی کہ میں اللہ ہوں لیکن مجھے اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہے میں رب ہوں لیکن مجھے رب

ماننے والا کوئی نہیں۔ میں معبود ہوں لیکن عابد کوئی نہیں۔ میں خالق ہوں لیکن مخلوق کوئی نہیں۔ میں مالک ہوں لیکن مملوک کوئی نہیں۔ میں رازق ہوں لیکن مرزوق کوئی نہیں۔ کوئی تو ہو جو مجھے اللہ کہہ کر پکارے کوئی تو ہو جو مجھے رب مانے کوئی تو ہو جو میری عبادت کرے میں چھپا ہوا خزانہ ہوں تو کوئی تو ہو جو میری حقیقت کو میری عظمت کو جانے جب یہ خیال آیا تو اس نے اپنے نور میں سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرما دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے نور کے پیدا ہونے سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی۔ نہ موت نہ حیات۔ نہ مٹی نہ آگ نہ ہوا نہ پانی کہ ان چاروں عناصر سے انسانی جسم بنتا ہے۔ کچھ نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرما دیا پتہ چلا کہ نور مصطفیٰ ﷺ کو نہ مٹی کی ضرورت ہے نہ پانی کی۔ نہ آگ کی ضرورت ہے نہ ہوا کی اگر ان کی ضرورت ہوتی تو نور مصطفیٰ ﷺ سے پہلے ان کو پیدا کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ جب نور مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو گیا تو پھر پتہ نہیں کہ کتنے کروڑوں اربوں سال یہ نور کائنات میں گردش کرتا رہا۔ کائنات تاریک تھی اندھیری تھی۔ ایک مثال سمجھ لیجئے کہ آپ نے اکثر دیکھا ہے کہ خوشی کے موقعہ پر بیک وقت کئی کئی آتش بازی کے گولے پٹائے ہوا میں چھوڑے جاتے ہیں وہ اوپر کچھ بلندی پر جا کر پھٹتے ہیں تو ان میں سے روشنی کے چھوٹے بڑے ذرات ہوا میں جھیل جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کیلئے فضا کے اس حصہ کو روشن کر دیتے ہیں۔ شب برات کے موقعہ آپ نے دیکھا کہ بچے پھول جھری سلاگاتے ہیں تو اس میں سے روشنی کے ذرے جھنجھٹ کر ہوا میں بکھر جاتے ہیں اور فضا کو روشن کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سے جب نور مصطفیٰ ﷺ کائنات میں گردش کر رہا تھا تو اس نور میں سے روشنی کی شعاعیں نکل نکل کر کائنات کو روشن کر رہی تھیں۔ حتیٰ کہ پوری کائنات نور مصطفیٰ ﷺ کی روشنی سے منور ہو گئی تاریکی ختم ہو گئی اندھیرا دور ہو گیا اور تمام عالم کائنات حضور ﷺ کے نور مبارک سے چمک اٹھا۔ روشنی بھیل گئی طلعت دور ہو گئی۔ پھر نور مصطفیٰ ﷺ کی ان نورانی شعاعوں کے پرتو سے چیزیں بننا شروع ہو گئیں لوح و قلم بن گئے عرش بن گیا کرسی بن گئی بیت المعمور بن گیا۔ سورج چاند ستارے بن گئے اور جو چیز بھی بن رہی تھی وہ اپنے منبع کو اپنے SOURCE کو اپنے ماخوذ کو یعنی نور مصطفیٰ ﷺ کو پہچان رہی تھی اس لئے کائنات کی ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ کو پہچانتی ہے اور ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں بن رہی تھی اس لئے آپ ہر چیز کی تخلیق کو ہر چیز کی ہیبت کو NATURE کو بغور مطالعہ فرما رہے تھے اور یہ ضروری بھی تھا کہ آپ ﷺ کو ان تمام چیزوں کی ملکیت اور حاکمیت ملنا تھی خالق کل نے مالک کل بنانا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ ملکیت میں آنے والی چیز کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور اس کی پہچان کر لی جائے اسی لئے آپ ہر چیز کیلئے شاہد ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تیری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ عمر کا تو پتہ نہیں البتہ ایک ستارہ ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا وہ میں نے بہتر ہزار دفعہ دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر اب وہ ستارہ نظر آئے تو کیا پہچان لو گے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے میں پہچان لوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی جبین مبارک سے

اپنی دستار مبارک کو ذرا سا اوپر ہٹایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وہی ستارہ حضور نبی کریم ﷺ کی جبین مبارک میں نظر آیا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ وہی ستارہ ہے۔ فرمایا کہ وہ ستارہ میں ہی تھا۔ پھر عالم ارواح بن گیا تو نور مصطفیٰ ﷺ عالم ارواح میں جلوہ گر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ جب میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تو تم اس پر ایمان بھی لاؤ گے اور اس کی مدد بھی کرو گے تمام ارواح نے نور مصطفیٰ ﷺ کو پہچان لیا اور اپنے اپنے وقتوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر رہے اور اپنی اپنی امتوں کو عظمت مصطفیٰ ﷺ سے متعلق بتاتے رہے فرشتے بن گئے چونکہ نور مصطفیٰ ﷺ کے پر تو سے بنے تھے اس لئے وہ بھی نور مصطفیٰ ﷺ کو پہچانتے تھے۔ اب جب کہ نور مصطفیٰ ﷺ عالم ارواح سے عالم بشریت کا جامہ پہننے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں آیا اور فرشتوں نے جب حضور سیدنا آدم علیہ السلام کو دیکھا تو آپ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ کو چمکتے ہوئے دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ وہی نور مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جس کے پر تو سے ان کی تخلیق ہوئی ہے تو جب فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو تمام فرشتوں نے کوئی پس و پیش نہ کی فوراً نور مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو مانتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ حدیث شریف کے مطابق یہ نور مصطفیٰ ﷺ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہونا شروع ہوا۔ جس بھی پشت میں نور مصطفیٰ ﷺ جلوہ افروز ہوا اس ہستی کے چہرہ سے نور مصطفیٰ ﷺ کی شعائیں نکلتی تھیں وہ ہستی اتنی حسین بن جاتی تھی کہ کائنات میں کوئی حسن اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ہر وہ نبی علیہ السلام جس کی پیشانی مبارک میں نور مصطفیٰ ﷺ چکا اللہ تعالیٰ نے اس کو اگر کسی امتحان میں ڈالا تو وہ نور مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے اپنے امتحان میں کامیاب رہا۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس نور کی بدولت نمرود کی آگ گل و گزار بن گئی۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے نازک گلے پر چھری نہ چلی ایسی ہزاروں اور مثالیں مل جائیں گی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کم از کم اکیس واسطوں سے یہ نور مصطفیٰ ﷺ گزرتا ہوا جب حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں چکا تو ابراہیم کے ہاتھی نے اس نور مصطفیٰ ﷺ کو سجدہ کرنے کیلئے سر زمین پر رکھ دیا اور اس نور مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم بجا لایا۔ حضرت عبدالمطلب کے بعد یہ نور مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں جلوہ افروز ہوا تو حضرت عبداللہ اتنے حسین ہو گئے کہ اپنے تمام بھائیوں میں سب زیادہ حسین لاڈلے اور عظیم بن گئے۔ مکہ شریف میں ایک عورت تھی وہ ہر وقت حضرت عبداللہ کی راہ ہتھی رہتی آپ کی راہ گزر پر آپ کے انتظار میں گھنٹوں کھڑی رہتی اور کئی بار حضرت عبداللہ کو نکاح کا پیغام دے چکی تھی لیکن قسمت اپنی اپنی کہ یہ جوہر اس کے مقدر میں نہ تھا۔ حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہؓ سے ہوئی تو نور مصطفیٰ ﷺ آخری بار حضرت آمنہؓ کے پاک رحم منتقل ہو گیا۔ پھر وہ عورت حضرت عبداللہ کی طرف ہتھی بھی نہ تھی ایک روز حضرت عبداللہ سے آنا سامنا ہو گیا تو عورت نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کیا بات ہے کہ پہلے تو میری بڑی مشتاق تھی نکاح کی تمنا رکھتی تھی اب کیا ہو گیا ہے وہ چاہت کہاں گئی عورت بولی کہ اب آپ میں وہ چیز نظر نہیں آتی جس کی میں آرزو مند تھی۔ اس طرح سے نور مصطفیٰ ﷺ کی پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقلی مکمل ہو گئی۔ اب نور

مصطفیٰ ﷺ کا اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہونے کا وقت قریب آ گیا تھا۔ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب نور مصطفیٰ ﷺ میرے لپٹن پاک میں تشریف لے آیا تو مجھے غیب سے آوازیں آیا کرتی تھیں۔ کہ آمنہؓ تجھے مبارک ہو تو نبی آخر زمان کی ماں بننے والی ہے میں اپنی اس حالت سے پہلے بھی بیت اللہ شریف کا طواف کیا کرتی تھی لیکن حضور ﷺ کی رحم میں تشریف آوری کے بعد جب میں خانہ کعبہ جاتی تھی تو مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ کعبہ میری طرف کو جھک رہا ہے۔ میں نہیں بلکہ خانہ کعبہ میرا طواف کر رہا ہے۔ پھر فرماتی ہیں کہ اگر کوئی سخت پتھر میرے پاؤں کے نیچے آ جاتا تو وہ موم کی طرح نرم ہو جاتا اور میرے پاؤں میں چبھ کر تکلیف کا باعث نہ بنتا میں کنویں سے دوسری عورتوں کے ساتھ پانی بھرنے کیلئے جاتی تھی۔ کنویں کا پانی نیچے ہوتا دوسری عورتوں کو رسی اور ڈول کی ضرورت پڑتی تاکہ پانی نکال سکیں لیکن جب میری باری آتی تو مجھے رسی ڈول کی ضرورت نہ پڑتی کنویں کا پانی از خود اوپر آ جاتا اور میں پانی لے لیتی تھی۔ پھر فرماتی ہیں کہ ہر ماہ کوئی اللہ کا نبی علیہ السلام میری خواب میں آتا اور مجھے بشارت دے کر جاتا کہ آمنہؓ تجھے مبارک ہو تو مصطفیٰ ﷺ کی ماں بننے والی ہے۔ جب ولادت باسعادت کا وقت قریب آ گیا تو حضرت حوٰؓ حضرت مریمؓ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت آسیہؓ شریف لے آئیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے استقبال کیلئے حاضر ہو گئیں اور نور مصطفیٰ ﷺ کی دایہ بننے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر آئے اور حجرہ آمنہؓ کو گھیر لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے درود و سلام پڑھتے رہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وقت آمد مصطفیٰ ﷺ پر عرض کیا اظہر یا رسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اب ظاہر ہو جائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے نور مصطفیٰ ﷺ اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہو گیا۔ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ حَجَّ مِئْتِی نُؤْمِدُ مجھ سے ایک نور نکلا اور اس نور نے تمام عالم کو روشن کر دیا۔ مشرق و مغرب شمال و جنوب سب روشن ہو گئے۔ میں نے اس نور کی روشنی میں بصرہ میں چلتے ہوئے اونٹوں کی روشن گردنیں دیکھ لیں۔ شام کے محلات دیکھے اور عراق میں قیسو کسری کے عالی شان محلات کے کنگرے گرتے ہوئے دیکھ لئے۔ حق آ گیا تھا اس لئے باطل بھاگ رہا تھا۔ نور آ گیا تھا۔ ظلمت بھاگ رہی تھی تاریکی ختم ہو رہی تھی۔ آتھکہ فارس میں ہمیشہ سے چلنے والی آگ کی روشنی ختم ہو گئی آگ بجھ گئی۔ اب آگ سے پناہ دینے والا نور مصطفیٰ ﷺ آ گیا تھا۔ تریسٹھ سال تک یہ نور مصطفیٰ ﷺ ذات مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں بشری لبادہ اوڑھے انسانیت کی ہدایت کیلئے چمکتا رہا اور اس عالم دنیا کو منور کرتا رہا۔ اسی نور کی کرنوں کا اثر ہے کہ آج چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ایمان تازہ ہیں اسلام زندہ ہے۔ خدا نہ کرے اگر ایک لمحہ کیلئے بھی نور مصطفیٰ ﷺ کی کرنیں ہم پر سے ہٹ جائیں تو ہمارے ایمان باقی نہیں رہیں گے۔ کائنات کی ہر چیز نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی منور ہے۔ سورج چاند ستارے سب نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی روشنی مستعار لے کر چمک رہے ہیں۔ پہاڑی علاقوں کے حسین نظارے آبشاروں کا حسن میدانی علاقوں کے سرسبز لہلہاتے کھیت ریگستانوں میں ریت کے ذرات سمندروں کی موجوں کی کھیل پیل صرف نور مصطفیٰ ﷺ کے دم سے قائم ہے درختوں کا حسن پھولوں کی رعنائیاں حسن مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے

قائم ہے۔ پھولوں کی خوشبو پھولوں کی خوشبو نور مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو سے معطر ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ جس سے نور مصطفیٰ ﷺ کی وسعت اور تصرف کو بیان کر سکوں یوں جزبات الفاظ میں نہیں ڈھل سکتے۔

حسن محبوب نے عالم کو سجا رکھا ہے
رشتہ انسان کا خالق سے ملا رکھا ہے
دھوپ سورج کی ضیاءوں کو سمجھنے والو
یہ تو سرکار نے پردے کو اٹھا رکھا ہے
پھول میں چاند میں تاروں میں تبسم ان کا
ان کے جلوؤں کے سوا دنیا میں کیا رکھا ہے
رب کونین نے قرآن کی ہر سورت کو
نعت محبوب کا دیوان بنا رکھا ہے

ترہٹھ سال تک اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ ﷺ کو ذات مصطفیٰ ﷺ کی شکل میں ظاہر فرمادیا تاکہ ہم جسے گنگاروں کو زیارت نصیب ہو جائے اور ہماری بخشش کا بہانہ بن جائے اور اب قیامت تک کیلئے خوش خبری ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی گویا کہ میری زیارت کر لی۔ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی مجھ پر واجب ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ یوں عالم دنیا نور مصطفیٰ ﷺ سے منور ہے۔ قیامت کے بعد ایک اور عالم شروع ہوگا اور نور مصطفیٰ ﷺ اپنی نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوگا ایسی شان کہ نہ کسی نے دیکھی ہوگی نہ سنی ہوگی۔ مقام محمود پر حضور نبی کریم ﷺ جلوہ افروز ہوں گے۔ صلوة وسلام کی محفل منعقد ہوگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے اور آپ کی شفاعت نے ذریعہ سے جنت میں داخلہ ہوگا۔ اعمال کام نہ آئیں گے۔ صرف دامن مصطفیٰ ﷺ کے سہارے بخشش ہوگی۔ جس طرح سے کہ آج کی نعت میں فرمایا گیا ہے۔

خدا دے پیش ہوون لئی سند روزے نمازاں نہیں
تیرا ہی نام بخشش دا بہانہ یا رسول اللہ ﷺ

بخشش صرف نام مصطفیٰ ﷺ کے سہارے سے ملنی ہے۔ جنت میں داخلہ صرف ان کا ہوگا جن کے ہاتھ میں دامن مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔ جنت میں داخل ہونے کے بعد پھر اعمال کی بنا پر درجے ملیں گے۔ قیامت کے بعد کا جو عالم ہے۔ وہ بھی نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی منور ہوگا۔ نور مصطفیٰ ﷺ پل صراط کی روشنی ہے جو نور مصطفیٰ ﷺ کے انکاری ہیں وہ پل صراط پر جا کر اندھے ہو جائیں گے ان کو راستہ نظر نہیں آئے گا اور وہ نیچے جہنم میں گر جائیں گے جو نور مصطفیٰ ﷺ کو مانتے ہیں ان کے لئے پل صراط بال سے باریک اور تلوار سے تیز نہیں رہے گی بلکہ یہ اتنی وسیع نظر آئیگی کہ اس کے نیچے جہنم کی جلتی ہوئی آگ کی آنچ تک ان کو نہ پہنچے گی اور وہ یہ طویل راستہ طے کر لیں گے کہ ایک قدم پل صراط کے ایک طرف اور دوسرا

قدم اٹھائیں گے تو پل صراط سے پار ہو جائیں گے۔ وہ نور مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں چل رہے ہوں گے۔ اس طرح سے عالم ارواح سے قبل کا زمانہ نور مصطفیٰ ﷺ سے منور ہوا پھر عالم ارواح میں نور مصطفیٰ ﷺ کی روشنی پھیلی پھر عالم پشت و ارحام میں نور مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ گری ہوئی اور اسے منور کر دیا۔ پھر عالم دنیا میں نور مصطفیٰ ﷺ نے چرچہ کو نور علی نور کر دیا عالم قبور میں ہر مومن کی قبر کی روشنی نور مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ گری سے ہے۔ ہر قبر اندھیری ہے لیکن جب اس میں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری ہوتی ہے تو ان کے نور سے قبر روشن ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے عالم قبور بھی نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی روشن ہے۔ عالم قیامت بھی نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی منور ہے۔ حضور علامہ رازی فرماتے ہیں کہ کل اسی ہزار عالم ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ عالم اسی ہزار ہوں کہ اسی کروڑ ہوں کہ اسی ارب کھرب ہوں تمام عالمین کو منور کرنے کے لئے نور مصطفیٰ ﷺ کی ایک کرن ہی کافی ہے۔ پورے نور مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ لینا اس کا نظارہ کر لینا سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کسی کے بس کی بات نہیں نور مصطفیٰ ﷺ کی اصل چمک دھمک صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس طرح سے جلالت شریف میں فرمایا گیا ہے کہ

منور نور تیرے توں زمانہ یا رسول اللہ ﷺ

اس میں ذرا سی ترمیم کر کے یوں کہنا چاہیے کہ

منور نور تیرے توں ہر زمانہ یا رسول اللہ ﷺ

ہر زمانہ محدود ہے وقت کی قید میں ہے اس کا ایک دور مقرر ہے لیکن نور مصطفیٰ ﷺ محدود نہیں ہے یہ مقید نہیں ہے نہ یہ کہ یہ ہر زمانہ میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کر دیا گیا ہے اور اب باقی کچھ نہیں بچا ہے۔ بجلی کا بلب کمرے کو روشن کرتا ہے۔ روشنی پھیلاتا ہے تو کیا اس کی اپنی روشنی میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔ نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح سے نور مصطفیٰ ﷺ ہر زمانے کو روشن کرتا ہے اس میں کمی نہیں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا ہے نہ ہی نور مصطفیٰ ﷺ میں کوئی کمی آ سکتی ہے ہر زمانہ کو منور کرنے کے باوجود نور مصطفیٰ ﷺ جوں کا توں قائم دائم ہے اور رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نور مصطفیٰ ﷺ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب پروفیسر عبدالغفار صاحب۔ برہائش بشیر احمد بٹ صاحب 10-7-99

ذکر مصطفیٰ ﷺ

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملئکتہ یصلون علی النبی یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! بٹ صاحب نے کہا ہے کہ (اللہ معافی دے) محفل تو اجڑی ہوئی ہے لیکن یہ آپ کی وجہ سے قائم ہے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ہم میں سے کسی کی وجہ سے بھی قائم نہیں ہے۔ کوئی محفل قائم نہیں ہے اگر کوئی محفل قائم ہے تو یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ سے قائم ہے۔ کوئی بندہ چھوٹا ہو کہ بڑا ہو پیر ہو کہ فقیر ہو کچھ بھی ہو وہ کچھ نہیں کر سکتا جب تک کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ حضرات تین ہستیاں ہیں اور تین ذکر ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے ایک ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے اور ایک اولیاء اللہ کا ذکر ہے یہ تین بڑے ذکر ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اور باقی اسمائے حسنا کا ذکر جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ نعت شریف جو ہے یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے اور منقبت جو ابھی آپ نے پڑھی ہے یہ اولیاء اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ خواہ کروڑوں سال تک بھی کر لیں یہ قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو حالانکہ سبحان اللہ بہت عظیم کلمہ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اتنا بڑا کلمہ ہے کہ یہ سارے بت توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ لیکن یہ قبول پھر بھی نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ“ نہیں لگ جاتا آپ بے شک پڑھتے رہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اگر اس کے ساتھ عِيسَى رُوْحُ اللَّهِ زبان سے نکل گیا تو عیسائی بن جائے گا اور فی زمانہ عیسائی بھی کافر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى رُوْحُ اللَّهِ“ میں جان تھی لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد وہ بھی نکل گئی۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بعد اگر مَوْسٰی کَلِیْمُ اللَّهِ“ کہہ دیا تو پھر یہودی بن گیا اور یہودی بھی کافر ہے تو پھر کہاں گیا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی ساری بہار بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہی ہے۔ پھر ذکر اولیاء اللہ ہے کہ آپ حضرت امام حسینؑ کی جتنی مرضی تعریف کریں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی تعریف کریں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی جتنی مرضی تعریف کریں جب تک ان ہستیوں کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ہوگی یہ بھی قبول نہیں ہے۔ اپنی طرف سے کوئی ہستی قائم نہیں ہے۔ نہ ہی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ قائم ہیں نہ ہی حضرت سیدنا عمر فاروقؓ قائم ہیں نہ ہی حضرت سرکار غوث الاعظمؒ قائم ہیں نہ اور کوئی ہستی قائم ہے عام بندے کی تو بات ہی کوئی نہیں ہے۔ ان تمام ہستیوں کی بھی جو ہستی ہے وہ نسبت محمدی سے ہی قائم ہے۔ اس لئے کوئی بھی بندہ خواہ بڑا ہو چھوٹا ہو پیر ہو کہ مرید ہو وہ نسبت محمدی کے علاوہ صفر ہے۔ یہ تمام رنگ

اور سب بہاریں ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہی ہیں۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

نعت گو تو نعت لکھتے ہیں نعت خوان پڑھتے ہیں وہ تو پھر بھی کچھ کرتے ہیں لیکن میں اور آپ جو نعت شریف کو سنتے ہیں ان کے لئے یہ شعر کہہ رہا ہے کہ نعت سننے والوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ نعت لکھنے والے کو اور نعت پڑھنے والے کو تو پتہ نہیں کیا کیا ملتا ہوگا۔ نعت سننے والوں کیلئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر نعت پڑھنے والے اور نعت لکھنے والے کا درجہ تو اور بھی زیادہ بلند ہوگا۔ لیکن یہ سب کیا ہے لکھنے والا بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی لکھ رہا ہے پڑھنے والا بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی پڑھ رہا ہے اور سننے والا بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی سن رہا ہے۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ ایک کپڑا ہے وہ گندا ہو گیا ہے میلا ہو گیا ہے اسے صاف کرنا ہے اسے پاک کرنا ہے اب یہ ہے کہ یا تو بائی سے پانی لیکر اس کپڑے پر ڈالیں یا پھر اس کپڑے کو بائی میں ڈال دیں اور صاف کر لیں۔ ہاتھ گندے ہیں تو یا تو پانی بالتی سے لے کر ہاتھوں پر ڈالیں یا ہاتھ بائی میں ڈال کر انہیں صاف کریں۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے اس کے بغیر نہ کپڑا پاک ہوگا نہ ہاتھ صاف ہوں گے۔ اب بندہ کب پاک اور صاف ہوتا ہے اس کے لئے یہ ہے کہ یا تو وہ بندہ مدینہ شریف چلا جائے یا پھر مدینہ شریف والے یہاں تشریف لے آئیں اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ دعا کریں کہ ہم سب وہاں تشریف لے جائیں لیکن عرض ہے کہ شاید لاکھ میں سے ایک جاتا ہے۔ ہر سال ایک لاکھ میں سے ایک جاتا ہے کسی کے پاس پیسے نہیں ہیں کسی کے پاس وقت نہیں ہے کسی کے پاس صحت نہیں ہے یا اور کوئی رکاوٹ ہے۔ گورنمنٹ نے EXIT LIST بنا رکھی ہے کہ فلاں فلاں شخص ملک سے باہر نہیں جاسکتا۔ یا کوئی اور پابندی ہے۔ لیکن اگر رقم بھی ہے تمام مطلوبہ کاغذات بھی ہیں۔ ویزا بھی ہے۔ پاسپورٹ بھی ہے۔ تیاری بھی ہے سب کچھ ہونے کے باوجود بھی اگر گورنمنٹ پابندی لگا دے تو جہاز میں سوار بھی ہو جائے تب بھی اسے واپس کر دیا جاتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یا تو مدینہ شریف چلا جائے اور یا مدینہ شریف والے مہربانی فرمائیں کرم فرمائیں وہ یہاں تشریف لے آئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مدینہ شریف آجائے اور میرے روضے کی زیارت کرے تو مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت کی۔ جو مدینہ شریف میں مرجائے تو مجھ پر لازم ہے کہ میں اسے جنت میں لے جاؤں لیکن اگر یہ نہیں کر سکتے کہ پچاس ہزار روپیہ نہیں ہے یا وقت نہیں ہے یا صحت نہیں ہے یا اجازت نہیں ہے تو پھر آپ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرو تو حضور نبی کریم ﷺ یہیں تشریف لے آئیں گے اس سے آسان طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ اتنی بڑی محفل ہے لیکن اس میں یہ دو تین افراد بیٹھے ہیں تو مدینہ شریف حج کیلئے یا عمرہ کیلئے گئے ہیں۔ باقی نہیں گئے یا جانہیں سکے لیکن جس محفل میں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ کرو گے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہی خواہ کرو گے۔ نعت خوان کی تو پھر بھی کوئی آواز ہے لیکن یہ شاہ صاحب نے نعت پڑھی ہے نعت خواں نہیں ہیں ان کی آواز کا کیا معیار ہے لیکن ذکر

مصطفیٰ ﷺ تو ہے اس لئے یہ بھی قبول ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کیلئے نہ ترنم کی ضرورت ہے نہ خوش الہانی کی ضرورت ہے نہ کسی بڑے کلام کی ضرورت ہے نہ ہی طہارت کی ضرورت ہے نہ کسی خلوص کی شرط ہے نہ نیت کی شرط ہے۔ صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ منہ سے نکل جائے تو قبول ہی قبول ہے یہ مانا کہ ترنم اور خوش الہانی بڑا رنگ لائے گی کلام کی عظمت بھی بڑی چیز ہے لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ کیلئے ان کی شرط نہیں ہے۔

ان کو دل میں بٹھا لیا ہم نے
دل کو مدینہ بنا لیا ہم نے

اس سے زیادہ آسان طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ مدینہ شریف کی عظمت کیا ہے کہ وہاں ہر لمحہ نور نکل رہا ہے جو خوبے نور ہیں بصیرت نہیں رکھتے لیکن وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ نور نکل رہا ہے۔ جونہی مدینہ پاک کی حدیں داخل ہو جاتے ہیں تو ہر بندہ محسوس کرتا ہے کہ نور کی بارش میں آ گیا ہوں خوشبو بھی نکلتی ہے اور ایسے خوش نصیب موجود ہیں جو نور کو نکلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور خوشبو کو سونگھتے بھی ہیں۔ بخشش مدینہ شریف میں مل جاتی ہے اور ایک چیز یہ کہ وہاں ریاض الحجۃ ہے دس مرلہ کی جگہ ہے وہ جنت کا ٹکڑا ترکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد میں آ گیا ہے۔ جو آدمی اس میں دو نفل نماز ادا کر لے وہ جنتی ہے۔ مدینہ شریف میں یہ نعمتیں ہیں۔ ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو فرشتے اترتے ہیں یہ مدینہ شریف کی عظمت ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی ذکر مصطفیٰ ﷺ کر لے خواہ اس مکان میں کر لے اس گلی میں کر لے۔ آپ اپنے گھر میں اکیسے بیٹہ کر کر لیں۔ دو کر لیں چار کر لیں ہزار کر لیں کروڑ کر لیں مسجد میں کر لیں جہاں چاہیں کر لیں لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ کر لیں تو یہی جگہ مدینہ منورہ بن جائے گی۔ جیسے مدینہ پاک میں خوشبو نکلتی ہے ویسے ہی ہر جگہ سے خوشبو نکلتی ہے جہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ نظر عطا فرمائے جس سے ہمیں نور نکلتا ہو اور نظر آئے وہ طاقت عطا فرمائے کہ جس سے خوشبو سونگھنے کی توفیق ہو محفل مصطفیٰ ﷺ میں کئی ایسے خوش قسمت آتے ہیں جو نور کو دیکھتے ہیں خوشبو کو سونگھتے ہیں اور ایسے خوش نصیب بھی آتے ہیں کہ انہیں زیارت بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ جہاں خوشبو ہوتی ہے وہاں خوشبو والا بھی تو ہوتا ہے۔ پھول نظر آئے نہ آئے اس کی خوشبو سے اس کی موجودگی کا پتہ چل جاتا ہے۔ ہر پھل اور ہر پھول کی اپنی خوشبو ہے وہ ڈھکا چھپا بھی ہو تو اس کی خوشبو سے پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں پھول یا فلاں پھل موجود ہے۔ حالانکہ ہماری محفل کا کوئی معیار نہیں ہوتا۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ نعت خواں آپس میں لڑ رہے ہیں جھگڑا کر رہے ہیں کہ مجھے تھوڑا وقت ملا ہے میں نے پوری نعت پڑھنی ہے میں نے منقبت پڑھنی ہے میں نے صرف دو اشعار پڑھے ہیں مجھے کم موقع ملا ہے میں نے دس اشعار پڑھنے ہیں بڑی لڑائی ہو رہی ہے یہ سارا کچھ کس وجہ سے ہو رہا ہے کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہیں ہو رہا ہے یا یہ سب عظمت مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہو رہا ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرنے کیلئے ہو رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور توصیف بیان کرنے کیلئے ہو رہا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ثناء بیان کرنے کیلئے ہو رہا ہے۔ یہ وہی منظر ہے کہ جس طرح جو ستر ہزار فرشتے آ جاتے ہیں تو باقی اپنی باری کے

انتظار میں بے چین رہتے ہیں کہ کاش ہماری باری جلدی آ جائے اور جو ہو کر چلے جاتے ہیں تو وہ بھی بے چین ہیں کہ کاش یہ موقع پھر مل جائے نعت خواں حضرات سے گزارش ہے کہ آپ سب کو تو ہر محفل میں موقع مل جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور آپ کی کیا خوش قسمتی ہوگی بس ذرا صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا کریں۔ ہماری محفل بے معیار ہونے کے باوجود کوئی STANDARD نہ ہونے کے باوجود ذکر مصطفیٰ ﷺ کے کرم سے خوشبو نکلتی ہے نور برستا ہے اگر مجھے نور نہیں نظر آتا تو یہ میری نظر کا قصور ہے مجھے اپنی آنکھیں بخوانی چاہئیں اگر مجھے خوشبو نہیں آتی تو میرا علاج ہونا چاہیے۔ آپ کوشش کرو ہمت کرو حضور نبی کریم ﷺ کسی کو محروم نہیں رکھتے۔

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ آپ دعا کیا کریں کہ یا اللہ مجھے تو مصطفیٰ ﷺ نظر نہیں آتا مہربانی فرما مجھے نظر عطا فرما مجھے خوشبو نہیں آتی یا اللہ مجھے پاکیزگی اور صفائی عطا فرما کہ مجھے بھی خوشبو عطا فرمائی نصیب ہو۔ اعتراض نہ کرو اپنی خامیوں کی طرف نظر دوڑاؤ اپنی خامیوں کی طرف دیکھو اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرو نہیں تو نام ضرور ہو کہ میں اس اہل نہیں ہو سکا۔ ندامت تو اس کے بس کی بات ہے۔ بجائے اس کے تم یہ کہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے گپ مار رہا ہے اپنے نمبر بنا رہا ہے۔ یہ اعتراض نہ کرو۔ محفل سے خوشبو کا نکلتا نور کا برسا میں اپنی طرف سے تو بیان نہیں کر رہا ہوں یہ تو میں حدیث شریف بیان کر رہا ہوں اور اس حدیث شریف کی تصدیق کر رہا ہوں کہ مجھے ایسے خوش نصیبوں کی زیارت ہے کہ جن کو محفل میں نور نظر آتا ہے خوشبو آتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ جب ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے تو اس سے خوشبو نکلتی ہے اس سے نور نکلتا ہے یا اس پر نور برستا ہے۔ کائنات میں ایسے فرشتے موجود ہیں کہ یہ ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ وہ محفل مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں رہتے ہیں جب کوئی فرشتہ محفل کو ڈھونڈ لیتا ہے پالیتا ہے تو وہ باقی فرشتوں کو بھی آواز دیتا ہے کہ آ جاؤ آ جاؤ محفل مل گئی ہے پھر اتنے فرشتے آ جاتے ہیں کہ آسمانوں تک فرشتوں کی قطاریں لگ جاتی ہیں۔ مشرق و مغرب تک بھر جاتے ہیں وہ ذکر مصطفیٰ ﷺ سنتے ہیں خواہ وہ ٹونا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو جس طرح ہم کرتے ہیں کیوں جی حاجی صاحب آپ نے اپنی نعت خوانی میں پورا زور لگا لیا ہے یا ابھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے آپ کے بس میں یہی کچھ تھا وہ آپ نے کر لیا قصہ ختم۔ نعت کا کوئی معیار ہو یا نہ ہو لیکن کوئی بھی نعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیار کی نہیں ہوتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام STANDARD کی کوئی نعت نہیں ہوتی۔ لیکن آپ کے پاس جو بھی کچھ STANDRAD ہے معیار ہے وہ پیش کر دو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبول فرما لیتے ہیں۔ کوئی نعت ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا راز ہیں۔ تمہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا ہیں اور جس چیز کا آپ کو پتہ ہی نہیں تو پھر آپ اس کی کیا تعریف کر لیں گے۔ بس ہم صرف اپنی عقیدت سے ان کی بات کر رہے ہیں اپنی سمجھ سے اپنی سوچ کے مطابق ان کی تعریف کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے پورا زور لگا رہے ہیں۔

آپ کے ذمہ زور ہی لگانا تھا وہ آپ نے لگا دیا اب یہ ان کا کرم ہے کہ وہ قبول فرما لیتے ہیں۔ اتنا LOW STANDARD ہونے کے باوجود فرشتے بھی اترتے ہیں خوشبو بھی نکلتی ہے نور بھی برستا ہے اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو یہی فرشتے جا کر بارگاہ عالیہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ سب لوگ ذکر مصطفیٰ ﷺ سننے کیلئے نہیں آئے تھے اپنی اپنی غرض سے آئے تھے کئی اغراض ہوتی ہیں یا اللہ آپ ذرا پرکھ تو لیں پھر بخشش عطا فرمادیں تو آپ کی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی کو نہیں پرکھوں گا میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہے اور یہ سب خواہ کسی بھی غرض آئے ہوں لیکن بیٹھے ہوئے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی محفل میں ہیں اس ذکر حبیب ﷺ کے صدقے میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ اب دیکھیں محفل بھری ہوئی ہے نعت خوانی ہوئی ہے میں بھی عرض کر رہا ہوں آپ بتائیں کہ کیا آپ کو مزا آ رہا ہے آپ خوش ہو رہے ہیں ہاں بہت مزا آ رہا ہے تو پھر یہی قبولیت کی نشانی ہے۔ حضرات قولیت کا سٹقلیت صرف یہ ہے کہ ہمیں ذکر مصطفیٰ ﷺ سے سرور آ رہا ہے۔ حضرات سرور کب آتا ہے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ گلے سے لگا لیتے ہیں۔ تو سرور آ جاتا ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گلے سے لگا لیتے ہیں مصافحہ فرما لیتے ہیں اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں تو آنسو نکل آتے ہیں سرور آ جاتا ہے اور کس کو سرور آ گیا اور جس کو سرور آ گیا وہ بخش دیا گیا۔ ہمیں ذکر مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے سرور آ رہا ہے کسی نور جہاں کے گانے پر تو نہیں آ رہا ہے۔ کتنے سینما گھر کتنے وڈیو گیمز۔ کتنی فلمیں چھو کر آ گئے ہو اور آج تو ورلڈ کپ کرکٹ کا فائنل میچ بھی اس وقت ہو رہا ہے۔ پاکستان آسٹریلیا کے خلاف یہ میچ کھیل رہا ہے ساری ڈنیا وی وی لگا کر میچ دیکھ رہی ہے آپ اسے بھی چھوڑ کر آ گئے ہیں آئے ہو کہ نہیں آئے ہو آپ نے ہر خرافات پر ہر مصروفیات پر ذکر مصطفیٰ ﷺ کو ترجیح دی ہے کہ نہیں دی ہے۔ پھر یہ کہ مزا بھی آ رہا ہے تو یہی بخشش کی نشانی ہے **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** (الفاتحہ ۴) ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، اگر اکیلا بھی نماز پڑھ رہا ہے تو پھر بھی ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اگر اکیلا پڑھ رہا ہے تو کہنا چاہیے کہ **إِيَّاكَ أَعْبُدُ** میں تیری عبادت کرتا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ **”إِيَّاكَ نَعْبُدُ“** ہم تیری عبادت کرتے ہیں، کہ اگر کسی ایک کی بھی نماز قبول ہوگی عبادت قبول ہوگی وہ خواہ اکیلا پڑھ رہا ہے کہ جماعت میں پڑھ رہا ہے تو اس کے صدقے باقی سب کی بھی قبول ہو جائے گی اس لئے اگر اکیلا بھی پڑھ رہا ہے تو وہ سب کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ حضرات ہم ذکر مصطفیٰ ﷺ کر رہے ہیں۔ چلوانے ہیں کہ سب کو مزا نہیں آ رہا ہے۔ لیکن کسی ایک کو تو مزا آ رہا ہے سرور آ رہا ہے اور اس ایک کے صدقے سب کا قبول ہو رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سب کو سرور آ رہا ہے تو پھر خوش ہو جاؤ کہ سب کی بخشش ہو گئی ہے اور اب آپ گھر جائیں گے تو جو کوئی آپ کو دیکھ لے گا اس کی بھی بخشش ہو جائیگی۔ حضرات یہ بھی بہت بڑی خوش خبری ہے۔ کسی خستہ ہوئے کی زیارت

کرنے والا بھی بخش دیا جاتا ہے۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی بخشیا مل پوے تے توں دی بخشیا جا

اب بتائیے کہ اور کیا چاہئے اتنی سستی جنت مل رہی ہے ایسی سستی جنت تو اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو دینا ہی نہیں ہے۔ جتنی سستی کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے والوں کو ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ کوئی ہوا چلانے والا فرشتہ ہے کوئی بارش برسانے والا فرشتہ ہے کوئی دریا چلانے والا فرشتہ ہے کوئی پہاڑوں کا فرشتہ ہے کوئی زراعت کا فرشتہ ہے ہر کام کیلئے فرشتہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ صرف دو کام لے رکھے ہیں ایک ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ اور دوسرا ہے دیدار مصطفیٰ ﷺ ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ آپ اللہ تعالیٰ خود بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ کر رہے ہیں اور ساتھ فرشتوں کو بھی لگا رکھا ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ اور ایمان والوں کو حکم ہے کہ تم بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو اللہ تعالیٰ ایک تو میرے نبی پاک ﷺ پر درود پڑھ رہا ہے اور ایک میرے نبی پاک ﷺ کی زیارت کر رہا ہے۔

قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرہ کو بکتی ہیں
اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا

حضرات مدینہ پاک میں خوشبو ہے تو اس محفل میں بھی خوشبو ہے۔ مدینہ پاک میں نور برس رہا ہے تو اس محفل پر بھی نور برس رہا ہے مدینہ پاک میں فرشتے اترتے ہیں تو اس محفل میں بھی فرشتے اتر رہے ہیں۔ مدینہ شریف میں بخشش ہے تو اس محفل میں بھی بخشش ہے۔ اللہ کی قسم آپ سب بخشے ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کی قسم کھائی ہے تاکہ کسی کو شک باقی نہ رہے۔ مدینہ میں ریاض الجنۃ ہے اور حاجی صاحبان جانتے ہیں کہ اس جگہ کتنا رش ہوتا ہے۔ صبح تہجد کی اذان کے ساتھ مسجد نبوی کا دروازہ کھلتا ہے تو لوگ پہلے سے باہر انتظار میں ہوتے ہیں جونہی دروازہ کھلتا ہے تو سب بھاگ پڑتے ہیں دوڑ لگا دیتے ہیں کہ ریاض الجنۃ میں جا کر جگہ حاصل کر لیں اور جو ایک دفعہ وہاں بیٹھ جاتا ہے پھر سارا دن بھی وہاں سے نہیں ہٹتا۔ بعد میں آنے والوں کو جگہ نہیں ملتی جو ایک دفعہ قبضہ کر لیتا ہے تو پھر چھوڑتا ہی نہیں ہے۔ چالیس لاکھ آدمی حج کے موقع پر ہوتے ہیں ایام حج کے علاوہ عمرہ کرنے والوں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہی ہوتی ہے تو دس مرلہ جگہ میں آخر کتنے لوگ سما جاتے ہوں گے۔ کئی بوڑھے اور لاغر ہوں گے جن کو وہاں تک پہنچنا ہی نصیب نہیں ہوتا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک عرض کرتا ہوں کہ جہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اب یہاں اس کمرے میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہے تو جنت کی کیاری یہاں بھی بن گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ جب تم جنت کی

کیاریوں کے پاس سے گزرو تو ان میں سے پھل کھایا کرو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جنت کی کیاری کہاں ہے فرمایا جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے جہاں میرا ذکر ہوتا ہے جہاں اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ یہ مسجد میں ہو کہ گھر میں ہوگی میں ہو یا کسی میدان میں ہو۔ جہاں کہیں بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو یہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے اور جہاں جنت کی کیاری ہے تو پھر اس میں جو چیز بھی موجود ہے وہ بھی جنتی ہوگی اب اس جگہ پر ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہے تو یہ جنت کی کیاری بن گئی ہے اور جو چیز اس میں موجود ہے وہ بھی جنتی ہوگی اس لئے خوش ہو جاؤ کہ آپ سب جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جنتی ہیں عقیدہ درست ہونا چاہئے اور عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ کلی علم غیب رکھتے ہیں۔ حیات ہیں زندہ ہیں۔ حاضر ناظر ہیں اور شفاعت کا حق رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان صفات کو مانو اور کھلے دل سے اعتراف کرو ذرا سا بھی شک وشبہ نہ رکھو۔ حضرت دردا فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی سے جلدی جلدی باہر نکلے اور مجھے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا صحابیؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی جلدی جلدی تشریف لے جا رہے تھے کہ مجھے ان کے پیچھے بھاگنا پڑ رہا تھا۔ آپ ﷺ حضرت عامر انصاریؓ کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو حضرت عامر انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ڈر گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنی جلدی جلدی تشریف لانا اور پھر سوال کرنا کہ ہم کیا کر رہے ہیں خدا نخواستہ کوئی غلطی نہ ہوگئی ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں میری بیوی اور بچے بیٹھے ہوئے آپ کا ذکر کر رہے ہیں آپ کی صفات اور عظمت بیان کر رہے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ ہمیں ایسا کریم آقا عطا فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا واقعی تم صرف یہ کر رہے تھے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم صرف یہی کچھ کر رہے تھے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھول دئے ہیں اور فرشتے مقرر کر دئے ہیں کہ جو قیامت تک حضرت عامر انصاریؓ کی طرح عمل کرے گا اس کی طرف اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے اور وہ فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں گے یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی عظمت ہے ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر نہ اللہ کا ذکر قبول ہے اور نہ ہی ذکر اولیاء ہی کوئی رنگ لاتا ہے حالانکہ حدیث پاک ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے آپ اولیاء اللہ کا ذکر کرو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے لیکن تب ہی ہوتا ہے کہ جب ذکر اولیاء اللہ کی نسبت ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہوتی ہے اگر یہ نسبت نہیں ہے تو پھر ذکر اولیاء اللہ بھی نہ تو قبول ہے اور نہ ہی نزول رحمت کا باعث ہوتا ہے بلکہ جس محفل میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو وہ باعث رحمت نہیں بلکہ باعث زحمت ہوتی ہے محفل میں سب کچھ ہو اللہ کا ذکر بھی ہو اولیاء اللہ کا ذکر بھی ہو لنگر بھی ہو لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو ایسی محفل قبول ہی نہیں ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل میں لوگ آتے ہیں تو گنہگار ہوتے ہیں جب محفل سے فارغ ہو کر جاتے ہیں تو جنتی ہو کر جاتے ہیں لیکن اگر محفل میں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں ہو تو اس محفل میں شریک ہونے والے لنگر نہیں بلکہ مردار کھا کر جا رہے ہوتے ہیں اور ایسی محفل پر فرشتے حسرت کرتے ہیں کہ کاش یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے تو بخش دئے جاتے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ پل

صراط کا نور ہے جو ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں کرتے یا اس سے منع کرتے ہیں وہ پل صراط پر جا کر اندھے ہو جائیں گے ان کو راستہ نظر نہیں آئے گا ایسے لوگوں کی بخشش ممکن نہیں ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

ذکر کرتا نہیں ہے فضل کو مانتا نہیں ہے اور ہر وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نقص ڈھونڈتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں انہیں تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے وہ فوت ہو گئے ہیں وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے تصرف نہیں رکھتے اس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نقص نکالتے رہتے ہیں۔ یہی بے ایمانی کی نشانی ہے یہی منافقت ہے اور منافق کی سزا کافر سے بھی زیادہ دردناک ہے۔ کافر نے تو کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھا ہی نہیں ہے۔ یہ کلمہ پڑھ کر بھی بے ایمان ہو رہے ہیں۔ حضرت حضور نبی کریم کی شان کا محققہ بیان ہو نہیں سکتی۔ عاشق لوگوں نے اپنا زور لگا کر شان مصطفیٰ ﷺ بیان فرمائی ہے اور آخر کار یہی کہا ہے کہ ہم سے شان مصطفیٰ ﷺ بیان نہیں ہو سکی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے پوری نعت آپ کی شان میں لکھی اور آخر پر لکھا کہ

کھتے مہر علی کھتے تیری ثناء

مشاق اکھیں کھتے جا لڑیاں

اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ کی

ہر بندے نے اقرار کیا ہے کہ شان مصطفیٰ ﷺ تک پہنچنا ممکن نہیں لیکن جو بھی کوئی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرے گا۔ ادب سے کرے گا دل سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ نعت مصطفیٰ ﷺ قبول کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین۔ یہ نعت خواں جو آپس میں لڑتے ہیں ان کو بے شک لڑتے رہنے دینا چاہئے۔ آپ کہیں گے کہ حضرت صاحب آپ ہمیں لڑا کر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ ایک نعت خواں حسد کرتا ہے کہ دوسرا نعت نہ پڑھے دوسرا کہتا ہے کہ یہ نہ پڑھے اور مجھے زیادہ وقت مل جائے ہر کوئی مداح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بننا چاہتا ہے۔ آپ اپنے اپنے نمبر بنا رہے ہیں۔ ہر کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نمبر لینا چاہتا ہے نا۔ بس یہی خوبی ہے یہی نیکی ہے ہر آدمی اپنا نام بلند کرنا چاہتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار عالیہ میں اپنا نام بلند کرنے کی کوشش کرو۔ میرے پاس اپنا نام بلند نہ کرو۔ نام اس کا بلند ہوتا ہے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلند فرمادیں۔ میرے بلند کرنے سے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ کی موجودگی میں دوسری بیویوں کا نام لیا

کرتے تھے تو حضرت عائشہ بہت حسد فرمایا کرتیں کہ میرا نام نہیں لیتے دوسری بیویوں کے نام اکثر لیتے رہتے ہیں مجھے کیوں نہیں یاد فرماتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب ایک بیوی اپنی سوکن سے تنگ آ جاتی ہے تو اسے جنت عطا ہو جاتی ہے۔ جب نعت خواں آپس میں الجھتے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کیلئے الجھتے ہیں اپنے نمبر بناتے ہو تو یہ اپنے نمبر بنانے والی بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار عالیہ میں بہت پسند ہے آپ ضرور آپس میں لڑو لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچھی سے اچھی نعت پیش کرنے کے لئے لڑو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے اور مجھے بھی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا و کائنات میں اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ ایسی چیز ہے کہ جب کچھ نہ تھا جب کبھی نہ تھا جب وقت بھی نہ تھا کسی چیز کی ابتدا نہ ہوئی تھی تو ذکر مصطفیٰ ﷺ اس وقت بھی جاری تھا۔ جب کوئی باقی نہیں رہے گا ہر چیز ختم کر دی جائے گی مٹا دی جائے گی تو ذکر مصطفیٰ ﷺ اس وقت بھی جاری رہے گا کیونکہ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ کسی کا محتاج نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نہ آپ کی نعت کے محتاج ہیں نہ میرے بیان کے محتاج ہیں کہ آپ نعت پڑھیں گے اور میں بات کروں گا تو حضور نبی کریم ﷺ کی شان بڑھے گی۔ خدا کی قسم ایسی کوئی بات نہیں ہے اصل میں حضور نبی کریم ﷺ کا نام لے لے کر اہم اپنی بات بنا رہے ہیں۔

ان	کی	محفل	سجائے	بیٹھے	ہیں
اپنی	قسمت	بنائے	بیٹھے	ہیں	
جن	کی	محفل	بھی	ہوئی	ہے
وہ	بھی	محفل	میں	آئے	بیٹھے
عشق	والے	حضور ﷺ	کے	در	کو
دل	کا	قبلہ	بنائے	بیٹھے	ہیں
نام	لے	لے	کے	ان	کا
اپنی	عزت	بنائے	بیٹھے	ہیں	
ان	کے	دربار	کا	یہ	عالم
سارے	گردن	جھکائے	بیٹھے	ہیں	
وہ	جیسی	بلائیں	گے	در	پر
آس	ہم	بھی	لگائے	بیٹھے	ہیں

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی نعت کو کافی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے لئے کافی ہیں۔ نہ تو اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کی ضرورت ہے اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی ضرورت ہے۔ ہم تو سب خیرات کھانے والے ہیں۔ نمبر بنانے والے ہیں حتیٰ کہ جنت لینے والے ہیں قبر میں صرف

ایک ہی سوال ہونا ہے کہ تو دنیا میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق کیا کہتا تھا ”مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ“ بس قصہ ختم قبر میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے نماز پڑھی ہے تو نے روزے رکھے ہیں۔ تو نے حج کیا تو نے زکوٰۃ دی۔ یہ قبر کے سوال نہیں ہیں یہ حشر کے سوال ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس سے سوال پوچھنے شروع ہو گئے وہ مر گیا وہ پھنس گیا اللہ معافی دے وہ جہنمی ہو گیا۔ جس کا حساب کتاب کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ دعا کرو کہ یا اللہ میں معافی چاہتا ہوں میرے پاس کوئی عمل نہیں میرے پلے کوئی چیز نہیں ہے کہ میں نمازوں کا حساب دے سکوں میں روزوں کا حساب دے سکوں۔ اس سے پناہ مانگو کہ حساب کتاب کوئی نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید رکھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر بھروسہ رکھو اعمال پر بھروسہ نہ رکھو۔ قبر میں جب یہ سوال ہو کہ یہ ہستی جو تیرے سامنے موجود ہے تو اس سے متعلق دنیا میں کیا کہتا تھا تو اگر تیرے پاس صرف نعت ہے اور کچھ نہیں صرف عقیدہ ہے اور کچھ نہیں ہے سوال بھی صرف عقیدہ سے متعلق ہو رہا ہے اعمال سے متعلق نہیں ہو رہا ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ عقیدہ ہے عمل نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید میں ہے کہ نماز پڑھو روزہ رکھو یہ عمل ہے اور قرآن مجید میں ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم لگے ہیں مجھے اس جگہ کی قسم تو یہ عقیدہ ہے۔ نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا یہ عمل ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم کی قسم اٹھانا یہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کا امتحان ہونا ہے۔ عقیدہ بنا لو تو بیڑہ پار ہے۔ ایک صحابی فوت ہو گئے حضور نبی کریم ﷺ نماز جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت گناہ گار ہے اس لائق نہیں کہ اس کا جنازہ آپ پڑھائیں اس طرح سے تو سارے مسلمان بدنام ہو جائیں گے کہ ایسے اخلاق و کردار والے بھی مسلمان ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا کوئی گواہ ہے کہ کبھی اس نے کوئی نیکی کی ہو۔ ایک صحابیؓ بولے کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اور اس نے مل کر ایک جنگ میں رات کو آپ کے خیمہ کا پہرہ دیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بخشش کے لئے یہی کافی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر فرمایا کہ اے عمرؓ بندے سے عقیدہ کے متعلق پوچھا جائے گا عمل سے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ حضرات عقیدہ بناو اللہ تعالیٰ میرا عقیدہ بھی درست کرے آپ کا عقیدہ بھی درست رکھے۔ اللہ تعالیٰ کو کچھ پیدا فرماتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ حکمت ضرور ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہی شیطان کو بھی پیدا فرمایا ہے منافق کو بھی پیدا فرمایا ہے اور کافر کو بھی اسی نے ہی پیدا فرمایا ہے۔ کافر تو بالکل انکاری ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے وجود سے بھی انکاری ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں مانتا۔ شیطان بھی گستاخ ہے نافرمان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا انکاری ہے، ہم شیطان اور کافر کی بات نہیں کرتے ایک اللہ تعالیٰ کا انکاری ہے اور ایک رسالت کا انکاری

ہے۔ منافق وہ ہے جو کلمہ پڑھتا ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے حج کرتا ہے قربانی دیتا ہے جہاد میں شریک بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہو جاتا ہے۔ یہ سب اعمال ہیں لیکن اس کے باوجود وہ جہنم میں جا رہا ہے۔ کافر نے تو جہنم میں جانا ہے لیکن کافر سے بھی بدتر جس کی حالت ہوگی وہ منافق ہوگا آخر اس میں کیا کمی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ایک مسلمان اور ایک منافق میں جھگڑا ہو گیا اور اس منافق نے حضور ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے تو جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں پیش کی گئی تو وہ منافق انکار کر گیا کہ نہیں میں نے تو کوئی بات ایسی نہیں کہی اس پر قرآن مجید سورت منافقوں میں وہ آیت مبارک آگئی کہ یہ منافق جھوٹا ہے اور وہ مسلمان سچا ہے اس طرح سے اس منافق کے جھوٹ کا پول کھل گیا پھر آیت مبارک آئی کہ اگر تم سے کوئی غلطی ہو جائے تو تم آ کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جھولی پھیلاؤ اور عرض کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میری شفاعت فرمائیں۔ سچا جو ہوتا ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو کر جھولی پھیلاتا ہے اور منافق جو ہے وہ منہ پھیر کر ادھر ادھر نکال جاتا ہے کہ اب میں ان کے در پر حاضری بھروں۔ منافق شفاعت کا انکاری ہے اور آج بھی جو شفاعت رسول ﷺ کے انکاری ہیں وہ قیامت کے روز منافقین کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا عقیدہ جس جیسا ہوگا وہ قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوگا جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ منافق شفاعت رسول ﷺ کا انکاری ہے۔ منافق حیات النبی ﷺ کا انکاری ہے۔ علم غیب کا انکاری ہے۔ حاضر ناظر کا انکاری ہے نور مصطفیٰ ﷺ کا انکاری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جتنی صفات ہیں منافق ان سب کا انکاری ہے۔ منافق کہتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے۔ مٹی تلے آ گئے مٹی ہو گئے اب یا رسول اللہ ﷺ کیوں کہتے ہو وہ ”یا“ کہنے سے روکتا ہے کہ حیات النبی ﷺ نہیں مانتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جمعہ کے روز زیادہ درود شریف پڑھا کرو کہ میں اس کو خود سنتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وصال ہونے کے بعد بھی۔ فرمایا کہ ہاں وصال کے بعد بھی کیونکہ وصال کا مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ مٹی پر حرام ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے۔ میں وصال شریف کے بعد بھی سنوں گا تو پڑھ تو سہی۔ منافق کا عقیدہ یہ ہے کہ بس مرکز مٹی ہو گئے ہیں اب سننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی سے پتہ چل جاتا ہے کہ منافق کون ہے اور سچا مسلمان کون ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بدعقیدگی سے بچائے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کے صدقہ معاف فرمائے اور جو بہتری ہے وہ نہ آپ سے ہے نہ مجھ سے ہے وہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ آپ کو بھی بلایا ہے مجھے بھی بٹھایا ہے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

بیٹھتے ہیں وہی جن کو سرکار بٹھاتے ہیں

اللہ تعالیٰ ان سے یہ نعمتیں سیٹھی کی توفیق عطا فرمائے اور آخر پر یہ دعا ہے کہ کتے و کچھن توں پہلوں مر نہ جائیے یا رسول

ﷺ ”رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْهَدَيْتَنَا (ال عمران)“ یا اللہ ایک دفعہ ہدایت دینے کے بعد پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا۔ دل کے ٹیڑھے ہونے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے لیکن اگر کسی ولنی کامل ک دامن پکڑے رکھو تو دل ٹیڑھے نہیں ہوتے یہ سیدھے رہتے ہیں ورنہ شیطان حملہ کر جاتا ہے ورغلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان شیطانوں کے حملہ سے بچائے۔ اپنی پناہ میں رکھے۔ اولیاء اللہ کا ذکر اور حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

”وما علینا الا البلاغ المبین“

خطاب رہائش محمد اشفاق صاحب 20-06-99

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی

کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ

عطا فرما دیتا ہے۔ ”الحمد یث“

شان مصطفیٰ ﷺ

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی ینا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ“

معزز حاضرین! محمد علی صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ

نہ تو میرا کوئی کمال ہے نہ ہے دُخ کوئی غرور کا
مجھے رکھتے ہیں وہ نگاہ میں یہ کرم ہے میرے حضور ﷺ کا
مجھے حق نے بخشی ہے برتری میری ٹھوکروں میں سکندری
یہ جہان نگاہوں میں کیوں بچے میں گدا ہوں اپنے حضور ﷺ کا
مجھے کیوں نہ اپنے حضور ﷺ کی نظر آئیں ہر سو تجلیاں
میرے دل میں عشق حضور ﷺ ہے میرا دل ہے خزانہ نور کا
میں مست جام شاہ عرب کوئی مجھ کو سمجھے نہ تشنہ لب
مے پی کے اپنے حضور ﷺ کی مزا لے رہا ہوں طہور کا
جسے کہتے ہیں قبلہ عاشقاں وہ حضور ﷺ ہیں وہ حضور ﷺ ہیں
جہاں سر جھکاتے ہیں انبیاء وہ ہے آستانہ حضور ﷺ کا

میں عرض کرتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو مکہ شریف سے مسجد اقصیٰ میں پہنچے وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی امامت فرمائی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر انبیاء علیہم السلام نے خطبات ارشاد فرمائے اپنی اپنی عظمتیں بیان فرمائیں اپنے اپنے کمالات اور معجزات بیان فرمائے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے بنایا ہے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا ہے تمام نسل انسانی کا بابا آدم بنایا ہے اپنا نائب اور خلیفہ ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔ مسعود ملائکہ بنایا ہے تمام فرشتوں نے مجھے سجدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی عظمت عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے دوست بنایا ہے مجھ اکیلے کو ہی اللہ تعالیٰ نے ملت کہا ہے مجھے نروذ کی آگ سے نجات بخشی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ فرعون پر فتح عطا فرمائی ہے مجھے عصا مبارک دیا ہے کہ اگر اسے پتھر پر ماروں تو پانی نکل آئے اور پانی میں ماروں تو وہ رک جائے اور راستہ بنا دے۔ پھینک دوں تو

اثر دھابن کر فرعون کے جادوگروں کے بنائے ہوئے رسیوں کے سانپ کھا جائے۔ ہاتھ میں پکڑ لوں تو پھر عصا بن جائے اللہ تعالیٰ نے براہ راست مجھ سے ہم کلامی فرمائی ہے۔ مجھے کلیم اللہ کے لقب سے نوازا ہے۔ مجھے ید بیضا عطا فرمایا ہے میری امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے من وسلوی اتارا ہے مجھے بڑی عظمت ملی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی کتاب عطا فرمائی ہے۔ پہاڑ میرے لئے مسخر کر دئے ہیں لوہا میرے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم کر دیا ہے۔ مجھے بڑی خوش الحانی عطا فرمائی ہے بڑی اچھی آواز عطا فرمائی ہے۔ مجھے بڑی عظمت ملی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا فرمایا ہے مجھے بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے میں روح اللہ ہوں مجھے کلمۃ اللہ فرمایا گیا ہے۔ مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ مجھے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ مردے کو زندہ کر سکتا ہوں۔ مادر زاد اندھے کو ٹھیک کر سکتا ہوں میں کوڑھی کو تندرست کر سکتا ہوں۔ مٹی کے بنے ہوئے بت میں پھونک ماروں تو وہ پرندہ بن کر اڑ جائے۔ مجھے زندہ ہی اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک عظیم ملک عطا فرمایا۔ ہوا مسخر کر دی کہ میں مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیتا تھا۔ پرندے چرندے سب میرے تابع کر دئے اور مجھے ان کی بولی کی سمجھ عطا فرمائی۔ جن بھی میرے تابع کر دئے۔ مجھے جنوں پر بھی حکمرانی عطا فرمائی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام الانبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی عظمتیں اپنی اپنی فضیلتیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی تھیں۔ وہ سب بیان کر دیں سب سے آخر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ قاعدہ کلیہ بھی ہے کہ جو سب سے بڑا عالم عظیم المرتبت خلیب اور مقرر ہوتا ہے وہ سب سے آخر میں بیان ارشاد فرماتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی امام الانبیاء المرسلین ہیں تمام انبیاء کے بھی نبی ہیں تو تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کی گفتگو سماعت فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان فرمائی اور پھر اس حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ جو کچھ بھی آپ سب نے اپنی اپنی تعریف بیان کی ہے وہ سب ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظمتیں عطا فرمائیں معجزے عطا فرمائے القابات اور خطابات سے نوازا ہے کوئی صفی اللہ ہے کوئی کلیم اللہ ہے کوئی نجی اللہ تو کوئی خلیل اللہ ہے کوئی روح اللہ ہے تو کوئی ذبیح اللہ ہے لیکن آپ سب یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں آپ نے بڑے بڑے کام کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ مجھے راضی کر رہا ہے میں اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ آپ نے بڑی تمنا کی ہے کہ یا اللہ ہمیں اپنا دیدار کرادے لیکن جواب یہی ملا کہ تم نہیں دیکھ سکتے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرانے کے لئے اپنے پاس بلا رہا ہے میں اس جگہ پر جا رہا ہوں جہاں تم میں سے کوئی نہیں پہنچا۔ بے شک آپ کو عظمتیں ملیں لیکن یہ سن لو کہ میں رَحْمَتُ اللّٰعَالَمِیْنَ ہوں۔ جب تک رحمت نہ ہو نہ کوئی نبوت ملتی ہے نہ کوئی معجزہ ملتا ہے نہ کوئی ملک ملتا ہے نہ کوئی عظمت ملتی ہے نہ کوئی جن قابو میں آتے ہیں نہ کوئی چرند پرند قابو آتے ہیں۔ لیکن جب رحمت برسی ہے کسی پر میری رحمت پڑتی ہے تو اسے فضیلت ملتی ہے۔ ذرا اپنی نبوتوں کو دیکھو اپنے معجزات کو دیکھو کہ یہ نبوت یہ معجزہ تمہیں ملا کس طرح سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا اور پھر میرے نور

کے پر تو سے دنیا جہاں کی ہر چیز پیدا فرمائی گئی کیا تم سے کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ تمہیں بھی میرے نور کے پر تو سے ہی پیدا فرمایا گیا ہے۔ تمہیں یہ نبوت یہ معجزہ میری رحمت کی وجہ سے ملا ہے۔ رحمت وہ چیز ہے کہ جو نبی پاک ﷺ کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہر چیز کے بیج کو اگنے کے لئے مٹی درکار ہے جس میں اس کو بویا جاتا ہے تو پھر وہ اگتا ہے پودا بنتا ہے درخت بنتا ہے۔ رحمت کو بھلنے پھولنے کے لئے پیدا ہونے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا دل مبارک ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں رحمت پیدا ہوتی ہے اسی میں خیال پیدا ہوتا ہے اسی میں رحم پیدا ہوتا ہے اسی میں احسان کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس جذبے سے نبوت ملتی ہے معجزہ ملتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ بہت عظیم المرتبت انبیاء علیہم السلام ہیں۔ لیکن میں نور ہوں سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا گیا ہے میں اول ہوں میں تخلیق میں اول ہوں پھر میرے نور سے لوح بنی قلم بنی عرش بنا فرش بنا فرشتے بنے پیغمبر بنے نبوتیں بنیں معجزے بنے ہر چیز میرے نور سے بنی ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

یہ ساری کائنات سارے پیغمبر یہ ساری عظمتیں یہ ساری جنتیں یہ سارے عرش یہ سارے فرش میرے نبی پاک ﷺ کے محتاج ہیں۔ کسی کی بھی اپنی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ یہ سب ہمارے نبی کریم ﷺ سے مستعار ہے ادھار ہے۔ فرمایا کہ دیکھو آپ سب اپنی اپنی امت کے لئے آئے اے موسیٰ علیہ السلام آپ صرف یہودیوں کے لئے آئے ہو اور اے عیسیٰ علیہ السلام آپ صرف عیسائیوں کے لئے آئے ہو میں تمام کائنات کے لئے نبی بن کر آیا ہوں میں فرشتوں کا بھی نبی ہوں میں تمہارا تمام انبیاء کا بھی نبی ہوں۔ پرندوں چرندوں درندوں جنوں حوروں اور تمام انسانوں کا بھی نبی ہوں حجرو شجر کا بھی نبی ہوں۔ ہر نبی میرا تابع ہے اور میرا غلام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا** **وَاتَّخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ** (ال عمران 81) ”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں“ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھا کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں نبوت دوں گا تمہیں کتاب دوں گا تمہیں معجزے دوں گا شرط یہ ہے کہ تم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بن جاؤ اس پر ایمان لاؤ اس کی مدد کرنا۔ پوچھا کہ کیا اقرار کرتے ہو سب نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ ہم اقرار کرتے ہیں

فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ اور میں تم سب پر گواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں کسی کو بھی جو جنت کی خوشخبری ملنی ہے نجات کی ملنی ہے وہ میری زبان سے ملنی ہے۔ کسی کو کچھ نہیں مل سکتا جب تک کہ نبی پاک ﷺ نہ فرمائیں کہ جا تو جنتی ہے۔ میں نذیر ہوں مجھے قرآن مجید عطا ہوا ہے کہ جنتی بھی الہامی کتب ہیں ان کا علم قرآن مجید میں جمع ہے پہلی کتب مٹ گئی ہیں منسوخ ہو گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا ہے لیکن قرآن مجید ایسا ہے کہ جو قیامت کے بعد تک بھی قائم رہے گا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سیدہ کھول دیا ہے میرا وزن اٹھا دیا ہے حتیٰ کہ میری امت پر سے بھی وزن اٹھا لیا ہے میرا ذکر بلند کر دیا ہے۔ فرمایا کہ تم **سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ** کہو تم اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنائیاں کرو **وَالْحَمْدُ لِلَّهِ** کہو **اللَّهُ أَكْبَرُ** کہو یہ سب اس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک تم اس کے ساتھ میرا ذکر نہیں کرو گے۔ میرا ذکر کرو گے تو تمہارا ذکر الہی بھی قبول ہوگا۔ میں فاتح ہوں ہر چیز کے خزانے اور نعمتیں اور علوم کے دروازوں کی چابیاں میرے پاس ہیں ہر فتح میری عطا سے ہے۔ فرمایا کہ میں شاہد ہوں ساری کائنات میرے سامنے ایسے ہے کہ جیسے یہ قیصلی پر رانی کا دانہ رکھا ہے۔ قیامت کے روز ہر نبی کی امت نے انکار کرنا ہے کہ یا اللہ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ہدایت کا راستہ دکھانے والا نہیں آیا ہمیں کیوں سزا دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائے گا کہ گواہ لاؤ۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ گواہ تو یہی ہماری امتیں تھیں جو ہمارے خلاف ہو گئی ہیں اب اور کوئی گواہ ہم کہاں سے لائیں اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا تو وہ امت محمدی کو اپنے گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔ دوسری امتیں اعتراض کریں گی کہ یہ امت محمدی تو بعد میں آئی ہے ہم تو ان سے بہت پہلے پیدا ہوئے یہ ہماری گواہی کس طرح سے دیں گے۔ پھر ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ کے طور پر پیش ہوں گے اور ہر نبی کی امت کو اس کا ACTION RE-PLAY دکھا دیں گے ہر نبی علیہ السلام کی تبلیغ کا نظارہ پیش کر دیں گے ہر نبی علیہ السلام کو تبلیغ فرماتے ہوئے دکھا دیا جائیگا۔ یہ شاہد ہونا ہے۔ **يُزَكِّيهِمْ** ہر ایک کی پاکیزگی طہارت اور نام میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت سے پیدا ہوتی ہے جس کی بھی کوئی طہارت کوئی نیکی کی توفیق ہوتی ہے اس کا تزکیہ نفس ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں احمد علیہ السلام ہوں میں محمد علیہ السلام ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عیسائی اپنے گرجے کے علاوہ اور کہیں عبادت نہیں کر سکتے یہودی کے لئے عبادت گاہ مخصوص ہوتی ہے مخصوص جگہ پر ہی حاضر ہو کر عبادت کرتے ہیں ان کی مسجدیں مخصوص ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اور آپ کی امت کے لئے تمام زمین کو پاک کر دیا گیا ہے ساری زمین مسجد بنادی ہے جہاں چاہیں نماز ادا کر لیں۔ یہ کمرے کی چھت پر ہم بیٹھے ہیں یہ مسجد نہیں ہے لیکن ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو مسجد بنادیا ہے ہم یہیں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ رعایت کسی بھی سابقہ امت کو نہیں ملی۔ سابقہ امتیں صرف پانی سے ہی وضو کر سکتی تھیں۔ لیکن میری امت کو پانی نہ ہونے کی صورت میں مٹی سے تیمم کرنے کی اجازت فرمائی مٹی سے وضو کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ تیمم پانی سے کئے ہوئے وضو کا قائم

مقام ہے۔ یہ سہولت اللہ تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے۔ مال غنیمت سابقہ امتوں پر حلال نہیں تھا۔ وہ مال غنیمت نہیں کھا سکتے تھے لیکن امت محمدی کے لئے مال غنیمت حلال قرار دے دیا ہے تمام الہامی کتب کا نچوڑ سورۃ فاتحہ میں جمع کر دیا گیا ہے ایک بار سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر لیں تو تمام کتب کی تلاوت کا ثواب مل جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم سورۃ ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئی ہے۔ فرمایا کہ فرشتے میری مدد کرتے ہیں۔ سابقہ امتیں جب کوئی گناہ کر لیتی تھیں۔ تو ان کی شکلیں تبدیل کر دی جاتی تھیں گدھے کتے اور سورجیسی شکلیں بن جایا کرتی تھیں اور دنیا میں رہتے ہوئے ان کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا تھا میری امت کے لئے ایسا عذاب موقوف کر دیا گیا ہے۔ گناہ بھی کریں گے تو شکلیں بھی نہیں بدلیں گی اور قیامت تک کے لئے توبہ کا دروازہ بھی کھلا رہے گا جب بھی میرے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کا وسیلہ دے کر توبہ کریں گے تو بخشش ہو جائیگی۔ مجھے کوثر عطا ہوئی ہے کوثر سے مراد بہترین اور کثرت والی نبوت ہے کثرت معجزات کثرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور کثرت امت ہے۔ سب سے بہترین اور فضیلت والی امت مجھے عطا ہوئی ہے۔ یہ اس لئے نہیں ہے کہ ہم بڑے بہتر ہیں بلکہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بہتر اور افضل ہیں اس وجہ سے ہم باقی امتوں کے مقابلہ میں بہتر اور افضل ہیں ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں ہمارے کثرت اچھے نہیں ہیں۔ ہم تو برائیوں میں عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں لیکن ہماری نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اس لئے ہم بہتر ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھنے والے ہیں اس لئے بہتر ہیں۔ فرمایا کہ آپ میں سے ہر نبی کو ایک ایک ایسی دعائی جو ہر حال میں قبول ہوئی۔ کسی نے کچھ مانگ لیا کسی نے کچھ مانگ لیا۔ مجھے بھی ایک دعا عنایت ہوئی ہے اور میری وہ دعا یہ ہے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ فرمایا کہ اے انبیاء علیہم السلام قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی اتنی جلالت ہوگی کہ ہر کسی کے قدم رک جائیں گے تمہارے بھی قدم رک جائیں گے۔ میں اس وقت تمہارا پیش رو اور راہنما ہوں گا۔ میں آگے آگے چلوں گا تو تم قدم اٹھا سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کا اتنا جلال ہوگا کہ تم اور کوئی تمہارا امتی بول نہیں سکے گا لیکن میں تمہارا اس دن خطیب ہوں گا۔ تمام اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈرتے ہوں گے لیکن میں ان کا شفیع ہوں گا۔ مجھے مقام محمود عطا ہوگا جو میرے علاوہ کسی کو نہ ملے گا۔ لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے فخر تم کرو کہ میں تمہارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ فرمایا کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے جو تم میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ مجھے قرب الہی حاصل ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجھے رضائے حق حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مجھے عنایت فرمادی ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ میری ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی مراد ہوں جب کہ تم سب مرید ہو تم اللہ کو راضی کرنے والے ہو اور اللہ مجھے راضی کرنے والا ہے میں وجہ تحقیق کائنات ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو وہ کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔ نہ تم ہوتے نہ تمہاری امتیں ہوتیں

نہ تہماری فضیلتیں ہوتیں نہ معجزات ہوتے نہ تہماری کوئی عظمتیں ہوتیں نہ کوئی کائنات ہوتی۔ اے انبیاء علیہم السلام تمہاری شریعتیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ آپ سب کسی خاص ملک کے لئے خاص قوم کے لئے خاص وقت خاص علاقے کے لئے آئے ہو۔ میں تمام کائنات کے لئے آیا ہوں قیامت تک کے لئے آیا ہوں۔ میری شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ نہ میرا قرآن ختم ہوگا نہ میری شریعت منسوخ ہوگی نہ میری نبوت ختم ہوگی یہ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک جاری رہے گی۔ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ مسجد اقصیٰ میں یہ جو محفل ہوئی اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنا تعارف بیان فرمایا تو ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی زبان حال سے فرمایا کہ

نہ تو مجھ میں کوئی کمال ہے نہ ہے دخل کوئی غرور کا

مجھے رکھتے ہیں وہ نگاہ میں یہ کرم ہے میرے حضور ﷺ کا

یہ جو کچھ بھی میں نے عرض کیا ہے یہ حضرت علامہ الکاشفی الہروی کی کتاب معارج النبوت میں درج ہے۔ آج کل یہ کتاب میرے زیر مطالعہ ہے جو کچھ میں وہاں سے پڑھتا ہوں وہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ لوگوں نے بڑی بڑی تعریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمائی ہے لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے کہیں بلند ہے۔ یہ کسی کے بس میں نہیں ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر موجودہ دور کے تمام شعراء اور نثر نگاروں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کچھ لکھا آپ ﷺ کی تعریف میں بہت زور مارا لیکن آخر کار معذرت ہی چاہی کہ ہم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں ہو سکتی۔ غالب فرماتے ہیں کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزادں گز اشتہم

کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

الحضرت فرماتے ہیں

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور ﷺ

تجھ سے پھر کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ ﷺ کی

علامہ اقبال فرماتے ہیں

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

اور کسی نے فرمایا کہ

بہترین و مہترین انبیاء
جز محمد ﷺ نیست در ارض و سما

پھر کسی نے یوں بھی فرمایا کہ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرُ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ
لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ تُوئی قِصَّہ مُخْتَصَرُ

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت اور فضیلت کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 09-10-98

آپس میں سلام کو پھیلاؤ چھوٹا بڑے پر۔ گزرنے والا بیٹھنے والے پر تھوڑے آدمی زیادہ پر سلام کہیں۔ (الحديث)

شان محبوبی صلی اللہ علیہ وسلم

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن
الرحیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه
وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى لك واصحابك يا سيدى
يا حبيب الله“

معزز حاضرین! بکل صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

لب	پہ	خیر	الوری	کی	ثناء	چاہئے
دل	میں	شمس	الضحی	کی	ضیاء	چاہیے
حشر	میں	ہم	فقیروں	کی	ہے	آرزو
سر	پہ	صلی	علی	کی	رداء	چاہیے
کس	پہ	روشن	ہوا	آپ	کا	مرتبہ
نعت	خیر	البشر	کو	خدا		چاہیے
مانگنے	مانگنے	میں	بڑا	فرق	ہے	
مانگنے	کے	لیے	بھی	ادا		چاہیے
آ	گیا	دامن	مصطفیٰ	ہاتھ	میں	
بہل	بے	نوا	اور	کیا		چاہیے

فرماتے ہیں کہ ہم فقیروں کی آرزو ہے کہ سر پر صلی علی کی ردا چاہیے ہم فقیر لوگ ہیں ہم نادار لوگ ہیں ہم گنہگار لوگ ہیں
ہم بے عمل لوگ ہیں ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رداء کے علاوہ اور کوئی سہارا نہیں ہے کوئی سہارا نہیں ہے اگر کوئی
سہارا ہے تو وہ صرف کملی والے کا ہے صرف دامن مصطفیٰ ﷺ کا سہارا ہے

سہارے کی جب پڑی ضرورت ہے سہاروں کو
سہارا صرف ماہ کملی والے کا نظر آیا

لیکن اس پر زور ہے کہ ہم فقیر ہیں ہم لاچار ہیں ہم گنہگار ہیں ہمارے دامن میں کچھ نہیں ہے عمل سے بالکل خالی ہیں اگر
اعمال میں کچھ ہے تو وہ صرف گناہ ہیں بہل صاحب یہ تو ہماری وقعت ہے جن کے دامن میں کوئی عمل ہے نبوتیں ہیں
معجزات ہیں کرامات ہیں سجدے ہیں ان کو بھی میرے نبی پاک ﷺ کی رداء کا ہی سہارا ہے ہم غریبوں کو تو ہے ہی ہے
ہم تو ان کے سہارے کے بغیر کچھ بھی نہیں ہیں۔ لیکن جو لوگ کچھ ہیں وہ بھی میرے نبی پاک ﷺ کے سہارے ہی سے

ہیں بل صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ذرا ترمیم کریں کہ صرف فقیروں کو ہی رداء مصطفیٰ ﷺ نہیں بلکہ بلا تخصیص ہر ایک کو رداء مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت ہے یہ حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جھولی پھیلا کر میرے سامنے کھڑی ہوگی اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں حتیٰ کہ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہوں گے باقی کس باغ کی مولیٰ ہیں کیا وقعت ہے کسی کی آپ یہ کہیں کہ میری نماز کہاں گئی میرے روزے کہاں گئے میرا حج کیا ہوا زکوٰۃ کہاں گئی قربانی کیا ہوئی یہ سب کچھ ان کی توفیق سے ہوا ہے آپ محفل میں خود آئے ہیں یا انہوں نے بلایا ہے آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلاتے ہیں اگر انہوں نے بلایا ہے کہ پھر میرے اور تمہارے پلے میں کیا ہے۔

کیا پیش کریں ہم تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

ابھی ایک بچے نے نعت پڑھی ہے تاکہ میں اپنی جان شاکر کرتا ہوں میں اگر کہوں کہ یہ قالمین یہ چادر یہ کرسی آج کی اس محفل کے میزبان محمد رفیق لودھرا صاحب کو پیش کرتا ہوں آپ کہیں گے کہ عجیب بات ہے کہ تمام چیزیں تو ہیں ہی لودھرا صاحب کی آپ ان کی چیزیں ہی ان کو دے رہے ہیں یہ چادر جو ہے اس کے نیچے گدا بھی ہے یہ لودھرا صاحب نے ہی تو بچائی ہے اسی کی ملکیت ہے میں کہوں کہ لودھرا صاحب میں آپ کو یہ دیتا ہوں تو میں نے کیا دیا ہے کچھ نہیں دیا ہے کائنات کی ہر چیز میرے نبی پاک ﷺ کی عطا ہے

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

پھر تمہارے اور میرے پلے میں کیا ہے کسی کے پلے میں کچھ نہیں ہے بل صاحب کی نعت بھی ان سے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بخشش بھی ان سے ہے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی ان سے ہے حضرت آدم علیہ السلام اتنے عظیم المرتبت نبی ہیں کہ مسعود ملاحمہ ہیں تمام فرشتے سجدہ کر رہے ہیں لیکن کیوں کر رہے ہیں اس لیے کہ ان کی پیشانی میں میرے نبی کریم ﷺ کا نور ہے ورنہ سجدہ نہ ہوتا سجدہ تو میرے نبی کریم کے نور کو ہو رہا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھنور میں بچھن گئی تو جب اس کی پیشانی پر لفظ محمد ﷺ لکھا تو وہ بھنور سے باہر نکل آئی کشتی بھی ان کے نام کے صدقے تیر رہی ہے توبہ بھی قبول ان کے نام سے ہوئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے سجدے بھی کیے ہیں آنسو بھی بہائے ہیں خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا ہے ندامت کے باعث آسمان کی طرف نگاہ کر کے نہیں دیکھا پھر بھی توبہ قبول نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ توبہ تو میں نے اپنے نبی پاک ﷺ کے نام کے صدقے دینی ہے حضرات آپ نے اعتراف کر لیا کہ ہم چھپ چھپاتے فقیر ہیں لیکن جن کے پاس اعلانیہ طور سے مال ہے عمل ہے اور وہ پیش کر سکتے ہیں وہ بھی حضور ﷺ کے دامن کے محتاج ہیں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوری گورنمنٹ سے مخالفت مول لے لی ان کے سب بت توڑ کر

رکھ دیئے ہم سے تو یہ بھی نہیں ہوا ہم تو اپنے دل کے بت نہیں توڑ سکے گورنمنٹ کے بت کیا توڑیں گے ہم تو اپنی انانہیں توڑ سکے باقی ہم کیا توڑیں گے کیا ہماری طاقت ہے نمرود نے کہا کہ آگ میں ڈال دیں گے فرمایا ڈال دو اور ڈال دیا انہوں نے حضرت جبرائیل آئے کہ میں آپ کو بچاتا ہوں فرمایا کہ ہٹ جاؤ کوئی ضرورت نہیں ہے آگ میں کود گئے اگر نہیں جلے تو وہ دوسری بات ہے لیکن عمل تو کر دکھایا ہے جو جان تھی وہ پیش تو کر دی ہے نا حکم ہوا کہ بیوی بچے کو جنگل میں چھوڑ آؤ آج کل جہاں شہر کہ آباد ہے بہاریں ہیں ہر موسم ہر جگہ کا تازہ پھل وہاں میسر ہے گرمی سردی ہر موسم کا پھل وہاں موجود ہے ہر زمانے کا پھل موجود ہے لیکن ان دنوں وہاں پانی بھی نہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو غیر آباد جنگل میں چھوڑ کر آگئے بیٹے کے گلے پر چھری چلا دی نہیں چلی تو اللہ کی مرضی ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اس طرح کے عمل کا بندہ بھی میرے نبی پاک ﷺ کا دامن پکڑے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شفاعت فرمائیں نعت شریف میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

مانگنے مانگنے میں بڑا فرق ہے
مانگنے کے لیے بھی ادا چاہیے

بہل صاحب آپ کا شعر میری سر آنکھوں پر لیکن یہ شعر اور دوسرے لوگوں کے لیے ہو سکتا ہے میرے نبی پاک ﷺ کے لیے صحیح نہیں ہے آپ برا نہ منائیں میں عرض کرتا ہوں کہ مانگنے سے مانگنے والے کو ہر کوئی دے دیتا ہے تھوڑا دے زیادہ دے اور اگر کچھ بھی نہ دے تو پھر بھی یہ تو کہہ دے گا کہ بابا معاف کر دے یہ بھی اچھا کلمہ ہے بابا تو کہا ہے نا لیکن میرے نبی پاک ﷺ کا وہ در ہے وہ آستانہ ہے کہ جہاں سے دشمن کو بھی خیر مل جاتا ہے قتل کی نیت سے آنے والے بھی خیرات لے جاتے ہیں کیا حضرت عمرؓ مانگنے کے لیے آ رہے تھے وہ کس ادا سے آ رہے تھے وہ پہر کا وقت ہے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے اور قتل کے ارادہ سے آ رہے ہیں کیا وہ مانگنے آ رہے تھے کون سی ادا تھی یہ مانگنے کی آپ بتائیں کہ کیا کسی قسم کی ادا ہے لیکن ادھر نبی پاک ﷺ کے ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر کو ایمان عطا کر دے اور ایسا ایمان ملے کہ جس سے اسلام کو عظمت اور عزت ملے اور دوسرے لمحہ وہی عمر فاروق اعظمؓ بنے ہوئے ہیں اور فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے آپ فرماتے ہیں کہ مانگنے مانگنے میں فرق ہے ٹھیک ہے کوئی زیادہ لے جائے گا کوئی تھوڑا لے جائے گا لیکن حضرت عمرؓ نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگا ہی نہیں ہے لیکن اس کی ایسی جھولی بھری ہے کہ قیامت تک جتنے بھی بندے پیدا ہونے ہیں انبیاء کے بعد دوسرے نمبر پر جو ہستی ہے وہ حضرت عمرؓ ہیں اگر ایک عمرؓ اور پیدا ہو جاتا تو ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوتا کیا مانگا ہے حضرت عمرؓ نے کچھ نہیں مانگا حضور ﷺ کی یہ عظمت ہے کہ کوئی گالی دیتا ہے تو یہ عدا دیتے ہیں دشمن بھی آجائے تو چادر بچھا دیتے ہیں اور آپ کا در دولت وہ ہے کہ جہاں ہاتھ اٹھتے نہیں لیکن جھولی بھری جاتی ہے ایک روایت ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ دنیا سے میرے لیے کیا لائے ہیں کیا تحفہ لائے ہیں آپ کو نبوت دی معجزے دیئے

علوم عطا فرمائے حاضر ناظر بنایا اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بنایا علم غیب دیا نور بنایا حیات جاودان عطا فرمائی شفیق بنایا تو آپ میرے لیے کیا لائے ہیں حضور نبی کریم ﷺ عرض کریں گے کہ یا اللہ میری تمام عمر کی کمائی حضرت سیدنا صدیقؓ ہیں آپ قبول فرمائیں لیکن حضرت صدیقؓ بنے کس طرح سے ہیں تجارت کی غرض سے کہیں دوسرے ملک میں گئے ہوئے ہیں شام میں ہیں کہ کہاں ہیں رات کو خواب آئی کہ آسمان سے چاند اتر کر میری جھولی میں آ گیا ہے صبح اٹھے کسی راہب کے پاس گئے اور خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا کہ کیا آپ مکہ سے آئے ہیں جی ہاں کیا آپ قریشی ہیں جی ہاں آپ کے شہر میں کوئی بندہ محمد ﷺ نامی بھی ہے جی ہاں اس نے نبوت کا اعلان فرما دیا ہے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے جاؤ جا کر پہلا مسلمان ہونے کا شرف حاصل کر لو حضرت صدیق اکبرؓ جلدی جلدی تجارت کے امور سے فارغ ہوئے مکہ پہنچے اور سیدھے نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ نے نبی ہونے کا اعلان فرما دیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا وہ خواب ایسے ہی آگئی تھی یہ وہ بندہ ہے کہ جو میرے نبی پاک ﷺ کے خواب دکھانے سے بن رہا ہے اور ایسی عظمت عطا فرمائی کہ فرمایا یہ میری ساری عمر کی کل کمائی ہے کیا حضرت سیدنا صدیقؓ نے مانگا ہے اسے تو یہ بھی خبر نہ تھی کہ آپ نبی بننے والے ہیں یا اعلان نبوت فرمانے والے ہیں اعلان ادھر ہو رہا ہے صدیقؓ بن رہے ہیں ایک نعت شریف یہ بھی پڑھی گئی ہے کہ حضور ﷺ کے دربار کا وہ عالم ہے کہ سبھی گردن جھکائے بیٹھے ہیں عرض ہے کہ گردن تو تھانیدار کے سامنے بھی جھک جاتی ہے کیا نہیں جھکتی ہے بتائیے کہ وہ کون ہے جو نہیں جھکتا گردن کا جھک جانا کون سی بڑی بات ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ کی وہ شان ہے کہ ان کے سامنے دل جھک جاتے ہیں اصل چیز دل کا جھکنا ہے گردن کا جھکنا نہیں ہے گردن تو ابھی کوئی مروڑ دے تو جھک جائے گی اور طاقتور ہمیشہ کمزور کی گردن جھکا ہی دیتے ہیں ڈی سی ہوا لیں پی ہو کھنسر ہو گورن ہو گورن جھک جائے ہوئے ہیں خواہ کس طرح سے جھکے گردن جھک جاتی ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ در ہے کہ جہاں دل جھک جاتے ہیں پھر اسی نعت میں بسمل صاحب آخر پر فرماتے ہیں کہ

آ گیا دامن مصطفیٰ ہاتھ میں
بسمل بے نوا اور کیا چاہیے

اب یہ اللہ جانتا ہے کہ دامن مصطفیٰ ﷺ آپ کے ہاتھ میں آیا ہے کہ نہیں آپ خود بتائیں کہ آپ کیا محسوس کرتے ہیں دامن مصطفیٰ ﷺ آپ کے ہاتھ آ گیا ہے کیا وہ آپ نے لیا ہے نہیں نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دامن آپ کے ہاتھ میں دے دیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ لوگ رے سے چھڑا چھڑا کر جہنم میں گرنے کی کوشش کر رہے ہیں میں ان کی کمر سے ان کو پکڑ پکڑ کر بچا رہا ہوں وہ گرنا چاہتے ہیں لیکن میں ان کو پکڑ کر جنت میں داخل کرنا چاہتا ہوں ہمیں اپنی ہوش نہیں ہے ہمیں اپنی فکر نہیں ہے اگر ہوش ہے فکر ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کو ہے آپ ﷺ تبلیغ کی غرض سے طائف تشریف لے گئے لوگوں نے پتھر مارے کہ خون مبارک نکل آیا کسی نے پوچھا کہ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی زندگی میں سخت اور کڑا وقت کب آیا فرمایا کہ طائف کے بازاروں میں آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ساتھ دوسرے فرشتے آگئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا سلام قبول فرمائیے اور یہ فرشتہ پہاڑوں کا ہے آپ اشارہ فرمائیں تو یہ پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں کے سر پر دے مارے گا سب مر جائیں گے مٹ جائیں گے اللہ تعالیٰ حکم دے چکے ہیں کہ ان کو ختم کر دو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں زحمت بن کر نہیں آیا کیا مانگا طائف والوں نے کیا مانگنے کا کوئی شعور ہے نہیں ہے مانگنے کا شائبہ تک بھی نہیں ہے وہ تو پتھر برسا رہے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ رحمت برسا رہے ہیں ہم سے کوئی نہیں کر سکتا ہم جب کسی سے مار کھا لیتے ہیں تو اپنی انا کو قائم رکھنے کے لیے کہتے ہیں کہ میں نے خود ہی چھوڑ دیا ہے میں نے معاف کر دیا ہے چھوڑ تو نے کیا دیا ہے اور کیا معاف کر دیا ہے تم میں تو کوئی طاقت ہی نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے ہماری جو شرافت ہے یہ مجبوری کی شرافت ہے ہم اصل میں شریف نہیں ہیں بلکہ مجبوری کے شریف ہیں۔ لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اپنی جھوٹی انا کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ادھر دیکھیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پوری طاقت ہے فرشتہ حاضر ہے اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے۔ اگر طائف والے تباہ و برباد کر بھی دیئے جاتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو کوئی حرف بھی نہ آتا اگر کوئی حرف آتا تو کس پر آتا حکم تو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پھر بھی بری ذمہ ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ طائف والوں کو مٹا دیا جائے بلکہ فرمایا کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کے بچے مسلمان ہو جائیں گے فرمایا کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں ان کو میری پہچان عطا فرما دے گویا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہی ایمان ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہی نجات ہے اور پہچان بھی آپ ﷺ خود ہی فرماتے ہیں۔

دید کے قابل تھی کہاں میری نظر

تیرا احسان ہے کہ رخ تیرا ادھر ہے

حضرات حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہوتا ہے کہ بندے مادرزاد ولی پیدا ہو جاتے ہیں کوئی عمل کیے بغیر ولایت نصیب ہوتی ہے اکثر مادرزاد ولی ہوتے ہیں ایک نعت شریف میں نے سنی ہے چند روز سے وہ میرے ذہن پر نقش ہو کر رہ گئی ہے میں وہ عرض کرتا ہوں۔

سر صبح چل رہا ہے سر شام چل رہا ہے

تیری بندہ پروری سے میرا کام چل رہا ہے

میری سرفرازیں ہیں تیرے نام سے عبارت

تیرے نام کی بدولت میرا نام چل رہا ہے

تیرے دم کا ہے تصدق یہ چہل پہل یہ رونق

تیرے دم قدم کے صدقے یہ نظام چل رہا ہے

بازار مصطفیٰ ﷺ وہ بازار ہے جہاں پر
کھرے دام کھوٹا سکھ سر عام چل رہا ہے
جسے پی کے بزم قدسی سر عرش جھومتے ہیں
تیرے مے کدہ میں ساقی وہی جام چل رہا ہے
تیری یاد سے بھرم ہے خالد کی زندگی کا
تیری یاد کے سہارے یہ غلام چل رہا ہے

حضرات اس میں خالد صاحب فرماتے ہیں کہ کھرے دام کھوٹا سکھ سر عام چل رہا ہے میرا تو یہی ایمان ہے کھوٹے سے
کھوٹے سکے ہیں کھوٹا سکھ چڑے کا بھی چل گیا لیکن ہم تو چڑے کے بھی نہیں ہیں سونے کی جگہ چاندی آئی چاندی کی
جگہ پیتل بھر گیا اور پھر پیتل کی جگہ لوہا آ گیا پھر نظام سقہ نے تو چڑے کا سکھ چلا دیا کھوٹ درکھوٹ ہوتی چلی گئی لیکن ہم
تو چڑے کے بھی نہیں ہیں آپ جانتے ہیں کہ نظام سقہ نے چڑے کا سکھ چلا دیا تھا ہم تو وہ بھی نہیں ہیں لیکن حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا کرم دیکھیں کہ کھوٹے سکے سر عام چل رہے ہیں میرے جیسے بھی بات کر رہے ہیں کہ نعت خواں کی تو پھر
بھی آواز تو ہے میری تو آواز بھی کوئی نہیں ہے پھر فرماتے ہیں کہ

جسے پی کے بزم قدسی سر عرش جھومتے ہیں
تیرے مے کدے میں ساقی وہی جام چل رہا ہے

وہ جام آج بھی چل رہا ہے اور اسی طرح سے چل رہا ہے جس طرح کہ ظاہری حیات طیبہ میں چل رہا تھا اگر حضرت عمرؓ یا
گئے تو ہم بھی اسی طرح سے پارہے ہیں آپ حضرت عمرؓ کے واقعہ کو نہ بھولیں اسے یاد رکھیں دیگ میں سے ایک دانہ نکال
کر دیکھ لیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں پلاؤ ہے کہ زردہ ہے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر امتی ہر ولی ہر صحابی
میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیگ کا دانہ ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دیکھ لیں حضرت عمرؓ کو دیکھ لیں حضرت
عثمان غنیؓ کو لے لیں حضرت علی حیدرؓ کو دیکھ لیں حضرت ابو ہریرہؓ کو لے لیں حضرت بلالؓ کو لے لیں سعدیؓ کو دیکھ لیں
جامیؓ کو دیکھ لیں جس کسی کو بھی دیگ لیں اس میں میرے نبی پاک ﷺ کی عطا کے بغیر کچھ نہیں ملے گا فرمایا کہ میرے تمام
اصحابی ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے فلاح پا جاؤ گے حضرت ابو ہریرہؓ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ
آپ کے فرمان کو بہت یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ ﷺ نے ایسا حافظ عطا فرمایا کہ نوا لاکھ
احادیث مبارکہ کے حافظ ہیں سب سے زیادہ روایت کرنے والے بن گئے۔

حافظ کسی یونیورسٹی سے نہیں ملتا کسی علاج سے نہیں ملتا کسی ٹانک سے نہیں ملتا یہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی عطا سے ملتا
ہے حضرت ابو ہریرہؓ نوا لاکھ احادیث مبارکہ کے ایسے حافظ ہیں کہ جس طرح آپ سورۃ اخلاص پڑھتے ہیں سورۃ فاتحہ
پڑھتے ہیں سب سے بڑا محدث اعظم جو قیامت تک پیدا ہوتا ہے وہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہیں ان کا کیا عمل تھا صرف

یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو یہ آپ ﷺ کی نعلین مبارک کو اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی کسی یونیورسٹی میں داخلہ نہیں لیا کسی کالج میں داخلہ نہیں لیا صرف نعلین پاک کو سینے سے لگایا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ عبد اللہ ابن مسعودؓ کو فہم دین عطا فرما دے جتنا بھی مذہب اسلام ہے اس کی بنیاد وہ احادیث مبارکہ ہیں جو حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے اکٹھی کی ہیں اور ان کا مطلب بیان فرمایا ہے ان کی تشریح فرمائی ہے سارے خفی ان احادیث پر ہیں سارا خفی مسلک حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت کی ہوئی احادیث مبارکہ پر ہے اور سب سے بڑا مفسر حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ ہے قیامت تک کے لیے جو بھی قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا شرف حاصل کرے گا وہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی تفسیر سے ضرور راہنمائی حاصل کرے گا اس نے کونا عمل کیا ہے وہ در دولت پر حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق پوچھا بتایا گیا کہ وہ باہر تشریف لے گئے ہیں کیا پانی ساتھ لے گئے ہیں نہیں عرض کیا کہ پانی کا لوٹا مجھے دے دیں پانی کا لوٹا لیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں چلے گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پانی کا لوٹا لے کر جا رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا تو خوش ہو گئے عرض کیا کہ یا اللہ تو عبد اللہ ابن عباسؓ کو فہم قرآن عطا فرما دے اسے مفسر بنا دے آج تک ساری تفسیر ان کے در سے چلتی ہے اور چلتی رہے گی آپ جس کیس کو بھی دیکھ لیں اس میں نبی پاک ﷺ کی عطا ہی نظر آئے گی اور کچھ نظر نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ہم ان کی شان بیان نہیں کر سکتے جو کچھ بھی میں نے عرض کیا ہے یہ چودہ سو سال پرانی باتیں ہیں چودہ سو سال سے بیان ہو رہی ہیں الفاظ بدلتے ہیں لیکن واقعات تو وہی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ارشاد فرمایا کہ ”وَلَوْلَا خِيَرَةُ خَيْصَرٍ لَّكَ مِنَ الْأَوَّلَى (الضحیٰ ۲۷) والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے ہم ابھی تک یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس کو حافظ مل گیا اس کو فہم قرآن مل گیا اس کو فہم حدیث مل گیا میں انہی چیزوں سے متعلق عرض کر رہا ہوں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اب تک کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہے کہتے ہیں تاکہ

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

ہر بندہ مٹ گیا مٹ رہا ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ کی شان بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی ہے ہزاروں پیدا ہو رہے ہیں جو مختلف انداز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کر رہے ہیں لیکن یہ شان پوری نہیں ہو رہی ہے نثر نگار نثر میں اور شعراء نظم میں بیان کریں گے نثر نگار صاحب کریں گے علامہ اقبال کریں گے علحضرت احمد رضا خاں صاحب کریں گے غالب کریں گے ایسی طرح دوسرے کریں گے لیکن آخر پر جس طرح حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ

کہتے مہر علی کہتے تیری ثناء
ایہہ گستاخ اکھیں کہتے جا لڑیاں

جو ثنا خواں پہلے گزر چکے وہ بھی ہتھیار پھینک چکے اور جو ابھی آئیں گے وہ بھی ہتھیار پھینک دیں گے میں بڑی جرات کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو نبی پاک ﷺ کی نعت بیان فرمائی ہے وہ بھی پوری نہیں ہے اصل شان تو قیامت کے روز دکھائی جائے گی غالب کہتے ہیں کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ شیردان گزاشتیم

کہ آں ذات پاک جانے مرتبہ محمد است

غالب نے بھی ہتھیار پھینک دینے کے یا اللہ میں تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں کر سکتا یہ تو ہی جانتا ہے اور تو ہی کر سکتا ہے میں تو کچھ بھی نہیں ہوں اور اعحضرت ﷺ فرماتے ہیں

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ کی

اعحضرت نے حضور نبی کریم ﷺ کی ایسی شان بیان فرمائی ہے کہ کمال کر دیا ہے فرماتے ہیں کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اتنی تعریف کرنے کے بعد بھی فرماتے ہیں کہ یا اللہ مجھ سے تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں ہو سکی میں عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں جو بڑی سے بڑی عظمت والی کتاب آئی ہے قیامت تک رہے گی۔ بلکہ قیامت کے بعد تک بھی زندہ رہے گی وہ قرآن مجید ہے اور اس میں ہر خشک اور تر چیز کا علم موجود ہے کوئی چیز ایسی مخفی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو اس کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن میں نے برپا ہی اس لیے کرنا ہے کہ آپ ﷺ کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ تیری شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

قیامت کا روز کروڑوں اربوں سال کا دن ہوگا اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبی ہی دکھائی جائے گی وہ

”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“ (الکوثر 26) ”کوثر عطا کرنے میں نہیں ہو سکی۔ وہ“ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

(الضحیٰ 4) ”میں نہیں ہو سکی وہ“ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ 5) ”میں نہیں ہو سکی یہ بہت بڑی

شان اور عظمت ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی

رضادے دی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری شان اس سے کہیں بلند ہے یہ

اس دنیا میں بیان نہیں ہو سکتی یہ نہ تو ہمارے علم میں آ سکتی ہے نہ فہم و ادراک میں آ سکتی ہے عقل اور شعور میں بھی نہیں سما

سکتی محمد ﷺ ہوتا ہی وہ ہے جس کی کلی شان بیان نہ ہو سکے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو صرف قیامت کے روز ہی بیان کرنا ہے ہماری صرف عرض یہ ہے کہ یا اللہ اس شان محبوبی کی ایک جھلک اس دنیا میں بھی ہمیں دکھا دے حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ترین جو دو شخصیتیں ہیں وہ ایک تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں اور دوسری حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں یہ دونوں ہستیاں قریب ترین اور راز دار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ایک روز حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایک خاص جھلک دکھائی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ گر گئیں بے ہوش ہو گئیں جب ہوش آیا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آج تو کوئی خاص ہی نظارہ تھا ایسا جلوہ پہلے نہیں دیکھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا تھا فرمایا کہ میرے چہرے اقدس کے سامنے ستر ہزار پردے ہیں میں نے ایک پردہ ذرا سا کھلوا دیا ہے کہ تو بے ہوش ہو کر گر گئی جو قریب ترین بی بی صاحبہؓ ہیں ان کے بھی سامنے ستر ہزار پردے ہیں ایک حضور نبی کریم ﷺ نے ہٹا دیا باقی انہتر ہزار نو سو ننانوے (69999) پردے ابھی موجود ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شان ان تمام پردوں کے پیچھے ہے ایک پردہ کا ہٹایا جاتا تو ہماری برداشت سے باہر ہے اگر کبھی ہٹ جائیں تو پھر کس کو طاقت ہے کہ وہ نظارہ کر سکے بس پھر یہ خدا کی ذات ہی ہے جو نبی پاک ﷺ کی شان دیکھے اور بیان فرمائے قرآن مجید میں صرف اتنی ہی شان بیان ہوئی ہے جو ہم سمجھ سکیں جو ہماری عقل و فہم میں آ سکے ایک شعر ہے جو اس طرح سے ہے کہ

عقل و خرد کے دعوے حد تعین کو چھو نہ پائے
نہ پہنچ سکے ان بلند یوں کو جو مقام محمدی ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ اے صدیقؓ تو مجھے کتنا جانتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں پہلا مسلمان ہوں میں گھربار گلی کو چارمن جنگ ہجرت ہر جگہ ہر سفر ہر قیام میں آپ کے ساتھ ہوں اس لیے مجھے اپنی اس رفاقت پر فخر ہے اور میں آپ ﷺ کو جانتا ہوں فرمایا کہ اے صدیقؓ خدا کی قسم تو مجھے نہیں جانتا میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو مجھے کیا جانتا ہے یہ شان محبوبی ہے جو قیامت کے روز دکھائی جائے گی اللہ تعالیٰ اس شان کو دیکھنے کی طلب رکھنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نہیں ملی حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو نہیں ملی تو ہم تو صرف جھولی پھیلانے والے ہیں فرمایا کہ مجھے جتنے بھی علوم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے سینے میں بھر دیئے ہیں ان علوم کے ہوتے ہوئے بھی حقیقت محمدیؐ کا پتہ نہیں چل سکا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی نفی فرما رہے ہیں کہ اے صدیق اکبرؓ خدا کی قسم تو نہیں جانتا میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں اب کون اس راز کو پہنچا لکھنؤ نے ایک پوری نعت شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے میں لکھی جس میں آپ کی ایک شان بیان کرتے ہیں دوسری شان بیان کرتے ہیں اور پھر خود ہی نفی فرما دیتے ہیں کہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں خود شان بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہیں ایسے ہیں پھر معذرت کرتے ہیں کہ نہیں نہیں یہ تو کچھ بھی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بھی بلند ہے اس پوری نعت میں ہمارے لیے تو ایک بہت حوصلہ افزا شعر

ہے فرماتے ہیں کہ

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہمیں تو صرف ان کی رحمت کا سہارا ہے ان کا کرم ہے کہ رخ ان کا ادھر ہے ورنہ ہم میں تو کوئی کمال نہیں ہماری کوئی بہادر دی نہیں ہے یہ لودھرا صاحب کے مکان کی چھت ہے اس چھت پر سب کچھ ہو سکتا تھا ناچ گانا ہو سکتا تھا اور کوئی خرافات ہو سکتی تھیں۔ لیکن یہاں نعت خوانی ہو رہی ہے تو یہ ان کا کرم ہے یہ سب ان کے کرم سے ہو رہا ہے ذکر اللہ ہو رہا ہے ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہے ذکر اولیاء اللہ ہو رہا ہے نعت خوانی ہوئی جو کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں شان مصطفیٰ ﷺ بیان ہوئی یہ سب ان کے کرم سے ہوا اللہ تعالیٰ ان کے اس کرم کا احسان مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے دل تنگ کر کے نہیں بلکہ کھلے دل سے اس کرم کا احسان مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

خطاب رہائش پروفیسر محمد رفیق لودھرا صاحب 14-03-99

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ نجات

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ“

معزز حاضرین! سٹیج سیکرٹری کی طرف سے محفل کی ابتداء میں یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ آج تمام حاضرین اپنی جھولیاں بھر کر جائیں گے۔ اس لئے نہیں کہ میں تقریر کر رہا ہوں اس لئے نہیں کہ ہم سب یہاں بیٹھے ہیں بلکہ یہ صرف اس لئے ہے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی محفل ہے اس میں اور کوئی بات نہیں صرف جو اصل چیز ہے جو اس کا جوہر ہے وہ یہ کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
اس بزم میں کوئی محروم تمنا نہیں ہوتا

بس یہی کچھ یہاں بھی ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اولیاء کرام کا ذکر ہو رہا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا ذکر ہوا ہے حضرت بابا فریدؒ کا ذکر ہوا ہے یہ ان کے ذکر کی وجہ ہے کہ یہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں جائے گا۔ خواہ اس محفل میں کوئی روٹی کھانے کے لئے آیا ہے خواہ کوئی پیسے لینے کے لئے آیا ہے۔ خواہ کوئی کرسی پر بیٹھنے کے لئے آیا ہے خواہ کوئی سٹیج پر بیٹھنے کے لئے آیا ہے خواہ کوئی تقریر کرنے کے لئے آیا ہے خواہ کوئی تقریر سننے کے لئے آیا ہے کوئی نعت شریف پڑھنے کے لئے آیا ہے خواہ کوئی رشتہ داری کی وجہ سے آگیا ہے یا پڑوسی ہونے کے ناطہ سے آگیا ہے یا کسی غرض کی وجہ سے آگیا ہے بس اتنا ہے کہ کوئی آگیا ہے تو حدیث پاک ہے کہ جو حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کی محفل میں آگیا ہے وہ محروم نہیں جاتا۔ فرشتے جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک جگہ ایسی محفل تھی جس میں تیرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر تھا۔ وہاں تیرا بھی ذکر تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کوئی کسی غرض سے آیا کوئی کسی کام سے آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ کے صدقے جس کو بھی بلایا ہے اس کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ ایک اسی طرح کی محفل تھی جس میں سے کچھ جوتیاں چوری ہو گئیں۔ لوگ آئے کہ میرے بڑے اچھے بوٹ تھے میری بہت اچھی یکشن تھی میری قیمتی چپل تھی وہ گتم ہو گئی۔ میرے محفل نے فرمایا کہ عجیب بندہ ہے کہ دو چیزیں لے گیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت صاحب کیا آپ کی بھی کوئی چیز گم ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ نہیں وہ بندہ ایک جوتیاں لے گیا ہے اور دوسری یہ کہ جنت لے گیا ہے۔ وہ شخص کیا کرنے آیا تھا۔ جوتیاں چوری کرنے کی نیت سے آیا تھا لیکن جنت لے کر چلا گیا۔ جوتی پور بھی محروم تمنا نہیں رہتا۔ ایک

نعت بڑی اچھی پڑھی گئی ہے کہ تمام انبیاء میں سب سے بلند مقام حضور نبی کریم ﷺ کا ہے۔ ”سارے نبیاں توں شانناں ودھایاں کئیاں“ آخر کتنی شان ودھائی گئی۔ کوئی اس کی مقدار ہو کوئی تعداد ہو یا کوئی ناپ ہو تو پتہ چلے کہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی یہ شان ہے جب تک اس فرق کا پتہ نہیں چل سکتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا پتہ نہیں چل سکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے عشق نہیں ہو سکتا حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کا پتہ ذہن میں نہیں آ سکتا۔ عقل میں نہیں آ سکتا۔ فکر میں نہیں آ سکتا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کا کچھ نہ کچھ پتہ ضرور ہونا چاہئے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق پیدا ہو جائے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کا کچھ تصور آتا ہے تو نبی کریم ﷺ سے محبت ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں عرض کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے کتنی بلند ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کا نبی بھی حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نبی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ ہیں۔ ایک نبی اور اس کے امتی میں جو فرق ہوتا ہے وہی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام میں ہے کیونکہ ہر نبی کا نبی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ **وَإِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ حَآءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَضْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَفَرَأَيْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا** **وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ**۔ (آل عمران 81)“ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ جو میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا کہ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں“ ہر نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاؤ اور ہر نبی علیہ السلام کو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنا کر رکھ دیا اب جس نبی علیہ السلام کو جو بھی چیز ملی ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے ہی ملی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہو رہا ہے کتنی بڑی فضیلت ہے۔ یہ صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نبی کریم ﷺ کا نور مبارک تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں نہیں جل رہے ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری نہیں چل رہی ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ بڑے نبی علیہ السلام ہیں زیادہ فضیلت والے ہیں بلکہ صرف اس لئے کہ ان کی پیشانی میں بھی اس وقت میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی نور تھا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی میں لوگ سوار ہو گئے طوفان زیادہ ہو گیا وہ کشتی بھی بچکے لئے لینے لگی۔ ڈوبنے لگی اور اس سے باہر بڑی طوفانی لہریں ہیں۔ کشتی کے سوار بھی ڈر گئے کہ باقی تو سب ڈوب گئے ہیں اور ہمارے بچنے کی امید بھی نہیں ہے۔ عرض

کیا کہ یا اللہ آپ کا وعدہ تھا کہ کشتی کے سوار بچ جائیں گے لیکن یہ امید نظر نہیں آرہی ہے حکم ہوا کہ کشتی کے ماتھے پر لفظ محمد ﷺ لکھ دو۔ جو نبی اسم محمد ﷺ کشتی کی پیشانی پر لکھا گیا تو کشتی کو قرار آیا۔ کشتی کو قرار آنا اور اس میں سوار لوگوں کا بچنا جس میں حضرت نوح علیہ السلام بھی شامل ہیں سب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کے صدقے سے ہے یہ فرق ہے حضرت نوح علیہ السلام اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں اسی طرح سے پوری کائنات کا جو حسن ہے اس میں 9/10 حسن صرف حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا ہے باقی ساری کائنات 1/10 حصہ حسن میں سے ہی حصہ لے گی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ بھی اسی 1/10 میں ہی آتے ہی فرمایا نہیں میں نہ تو 9/10 حصہ میں ہوں اور نہ ہی 1/10 حصہ میں ہوں بلکہ فرمایا کہ جب میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو اس سے حسن یوسفی بنتا ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت یوسف علیہ السلام میں تعلق ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کا صدقہ حسن یوسفی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام جو دنیا کائنات میں حسین ہیں ان میں اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ فرق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کی میل سے حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ قیامت کے روز ہر نبی علیہ السلام کی امت بغاوت کر جائے گی وہ کہیں گے کہ کوئی نبی ہمارے پاس نہیں آیا ہے۔ کسی نے کوئی تبلیغ نہیں کی ہے۔ کسی نے ہمیں کوئی سیدھی راہ نہیں دکھائی۔ یا اللہ آپ ہمیں کیوں دوزخ میں ڈال رہے ہیں یا اللہ آپ کی طرف سے کوئی کتاب نہیں آئی کوئی ہدایت نہیں آئی۔ کوئی تعلیم نہیں آئی اگر ایسا ہوتا تو ہم ضرور اس پر عمل کرتے۔ ہمیں کوئی لائحہ عمل دیا جاتا اور پھر ہم اس پر عمل نہ کرتے تو ضرور قصور وار ہوتے اور سزا کے مستحق ہوتے۔ اب ہم سے یہ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ نماز نہیں پڑھی زکوٰۃ نہیں دی نیک کام نہیں کیا۔ جبکہ ہمارے پاس کوئی نبی سیدھی راہ دکھانے کے لئے آیا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو بلائے گا اور فرمایا کہ اپنی امتوں کی بات سنو جو کہتے ہیں کہ تم نے کوئی تبلیغ نہیں کی ان کو کوئی راہ ہدایت نہیں دکھائی ان کو کوئی میرا پیغام نہیں پہنچایا اب آپ جواب دو تمام انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تو آپ کا ہر حکم ان کو پہنچایا اب یہ انکار کرتے ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمایا کہ اپنا گواہ لاؤ تو انبیاء علیہم السلام کو گواہ نہیں ملے گا۔ کسی نبی علیہ السلام کو کوئی بندہ گواہ نہیں ملے گا۔ تمام گواہ ختم کر دئے جائیں گے۔ تو تمام انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گواہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا جائیگا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ میں اس وقت ان کے پاس حاضر تھا جب یہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ کر رہے تھے۔ اس لئے تو یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک ہے کہ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الف 8) ”بے شک ہم نے آپ کو حاضر ناظر خوشی اور ڈرسانے والا بنا کر بھیجا حضور نبی کریم ﷺ شاہد ہیں اور شاہد وہ ہوتا ہے جو موقعہ پر دیکھ رہا ہو حضرت پیر مرعلی شاہ صاحب“ فرماتے ہیں کہ

اس	صورت	نوں	میں	جان	آکھاں
جان	آکھاں	کہ	جان	جہاں	آکھاں

بچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں شب شان

کوزے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے۔ جس کی بھی کوئی شان بنی ہے وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ سے ہی بنی ہے۔ سبز پگڑی والے کی بنی ہے تو ان سے بنی ہے سفید ٹوپی والے کی بنی ہے تو ان سے بنی ہے داڑھی والے کی بنی ہے تو ان سے بنی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نبی کی شان بنی ہے تو وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ سے ہی بنی ہے قیامت کے روز ایک ایسا سماں پیدا کیا جائے گا۔ مقام محمود صرف حضور نبی کریم ﷺ کی شان بتانے کے لئے ہی ہے۔ حضور علیہ السلام کی نعت خوانی اور تعریف کے لئے مقام محمود بنایا گیا ہے۔ ہر اذان کے بعد دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ تو حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود عطا فرما۔ وہ مقام کیا ہے۔ وہ مقام نعت خوانی ہے حضور نبی کریم ﷺ پر تشریف فرما ہوں گے اور باقی نعت خوانی کر رہے ہوں گے۔ اس روز ایک خاص سماں پیدا کیا جائے گا کہ ہر بندے پر خوف طاری ہو جائیگا۔ پسینے آنے لگیں گے۔ اپنے گناہ یاد آنے شروع ہو جائیں گے۔ گھبرا جائیں گے۔ اس قدر پسینہ کہ کوئی ٹخنوں تک ڈوبا ہو کوئی کمر تک ڈوبا ہو کوئی پورا ڈوبا ہو اتنا گرم کہ لوگوں کی بوئیاں بھی پگھل جائیں گی۔ گل جائیں گے جس طرح دیگ میں گوشت گل جاتا ہے پھر ایک دم لوگوں کو خیال آئے گا کوئی شفیق ڈھونڈ کوئی ایسی ہستی ہو جو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری شفاعت کرے ہمیں اس عذاب سے بچائے۔ لوگ ایک نبی علیہ السلام کے در پر جائیں گے پھر دوسرے کے در پر جائیں گے۔ ہر نبی علیہ السلام انکار کر دے گا کہ اس کی یہ حیثیت نہیں کہ وہ آج کسی کی شفاعت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت منتقم کے ساتھ جلوہ افروز ہے کسی کی ہمت نہیں کہ وہ بول سکے ہم آج کسی کی وکالت نہیں کر سکتے۔ جب تمام لوگ ہر دروازہ سے خالی چھوٹی آئیں گے تو آخر پر میرے نبی کریم ﷺ کے در دولت پر حاضر ہو جائیں گے ان میں نبی علیہم السلام بھی ہوں گے ان میں رسول علیہم السلام بھی ہوں گے ان میں گنہگار بھی ہوں گے۔ غوث قطب ابدال بھی ہوں گے ان میں اولیاء کرام بھی ہوں گے۔ سب آ کر میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چھوٹی پھیلا دیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ تم کہاں دھکے کھاتے رہے میں تو بنا ہی تمہاری شفاعت کے لئے ہوں حدیث شریف عرض کر رہا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ساری مخلوق میرے در پر کھڑی ہو جائے گی اور عرض کرے گی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے نبی علیہ السلام بھی ہوں گے۔ اخصصرت نے اس ساری کیفیت کو ایک شعر میں بند کر رکھ دیا ہے کہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس ”جو“ میں ہر کوئی شامل ہے کوئی تخصیص نہیں کہ کوئی کون ہے نبی ہے یا رسول ہے۔ صحابی ہے یا تابعی ہے۔ غوث ہے یا

قطب ابدال ہے یا نمازی ہے۔ ”جو“ میں سب شامل ہیں۔ جو کے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی ضرورت نہیں وہ جہنم میں گیا۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی کہیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت فرمائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء المرسلین علیہم السلام کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں۔ ہم تو گناہ گار ہیں ہمارا تو سہارا ہی صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ ہمارے پلہ میں کون سی نیکی ہے۔ کون سے اعمال ہمارے پاس ہیں۔

جے دیکھاں اپنے عملاں ولے تے کچھ نہیں میرے پلے

جے دیکھاں تیری رحمت ولے تے جے جے جے

ہم تو ہیں ہی کچھ نہیں لیکن میں ان کی بات کر رہا ہوں کہ جن کے پلے میں بہت کچھ ہے۔ وہ خود نبی علیہ السلام ہیں لیکن سہارا میرے نبی پاک ﷺ کا لیں گے جن کے اعمال انبیاء علیہم السلام جیسے ہیں۔ صحابی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں غوث ہیں قطب ہیں بڑی عظمت والے ہیں وہ بھی سہارا صرف میرے نبی پاک ﷺ کا ہی لیں گے۔ یہ فرق ہے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی شان میں۔ ایک یہ شعر ہے جو سامنے دیوار پر لکھا ہوا ہے کہ

جو بھی ان کا چاہنے والا ہو گیا

اس کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہو گیا

پھر وہی MEASURE MENT کا سوال ہے۔ ناپنے تو لے کا سوال ہے کہ رتبہ بلند ہو گیا مگر کتنا ہو گیا۔ کوئی اس کو ناپنے کی اکائی ہو جس سے پتہ چلے کہ اتنا بلند ہو گیا ہے۔ دس فٹ بلند ہو گیا۔ سو فٹ بلند ہو گیا۔ کوہ ہمالیہ جتنا بلند ہو گیا۔ آسمانوں تک بلند ہو گیا کہ اس سے بھی اوپر تک بلند ہو گیا۔ کچھ تو اس کا تعین ہو گا کہ اتنا بلند ہو گیا ہے۔ ایک آدمی آیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی اعمال کا ذخیرہ نہیں ہے۔ نماز روزہ کا ذخیرہ نہیں ہے۔ دیکھو کہ نماز کا سہارا نہیں لیا حالانکہ صحابیؓ ہے۔ نماز ضرور پڑھتا ہو گا۔ روزے ضرور رکھتا ہو گا۔ فرمایا کہ اگر تمہارے پاس یہ ذخیرہ نہیں ہے تو تمہارے پاس اور ہے کیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی محبت ہے۔ فرمایا اگر یہ بات ہے تو جنت میں میرے ساتھ اس مقام پر ہو گے جہاں میرا مقام ہے۔ دیکھو کہ کتنا بلند ہو گیا۔ جنت میں اعلیٰ ترین مقام حضور نبی کریم ﷺ کا ہے۔ اور وہ صحابیؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنے کے باعث جنت میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کرے گا۔ اب آپ یہ کہیں گے کہ وہ تو صحابیؓ تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں رہتے تھے ان کو یہ مقام مل گیا ہم کیا کریں تو عرض ہے کہ آپ بھی حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کر لیں آپ کو بھی یہ مقام نصیب ہو جائے گا۔ بادشاہ محل میں ہوتا ہے تو اس کے خادم بھی محل میں ہوتے ہیں۔ شاہی محل تو بادشاہ نے بنوایا ہے خرچ کیا ہے ہر آسائش اس میں رکھی ہے۔ ہر آرام اس کو وہاں میسر ہے اس کی POWER ہے اس کی حکومت ہے اس کی AUTHORITY ہے لیکن خادم نے کیا کیا

ہے کوئی خرچ نہیں کیا ہے۔ بلکہ تنخواہ بھی لیتا ہے اور محل میں رہتا ہے جو آرام و آسائش بادشاہ کو ہے جو کھانا بادشاہ کو ملتا ہے اسی میں سے خادم بھی حصہ لے لیتا ہے۔ بلکہ یہ جو خادم اور نوکر غلام وغیرہ ہوتے ہیں یہ بادشاہ سے بھی زیادہ کھانا کھا جاتے ہیں یہ ایسا کیوں ہے صرف بادشاہ کی محبت اور غلامی کے صدقے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی توفیق دے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کریں تو ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے۔ ایک صحابیؓ کو حضور نبی کریم ﷺ کی جوتی مبارک سے محبت ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نبی محفل میں تشریف لاتے۔ جو نبی مسجد نبوی میں تشریف لاتے یا جہاں بھی حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے اور جوتی مبارک اتارتے تو اس صحابیؓ کا وظیفہ اس کا عمل اور اس کی عادت صرف یہ تھی کہ وہ نعلین مبارک کو اٹھا کر سینے سے لگائے رکھتے۔ آپ تو حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کی بات کر رہے ہیں میں آپ ﷺ کی نعلین مبارک سے محبت کرنے کی بات کر رہا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت تو بہت عظیم ہے مگر جوتی مبارک سے محبت کرنا بھی کتنا عظیم ہے آپ اپنی جوتی سے کتنی سی محبت رکھتے ہیں ہمارے پاؤں میں جوتی آئے تو وہ اپنی قدر ہی کھودیتی ہے کہ کم ترین مقام جوتی کا ہے۔ اگر گالی دینی ہو یا طعنے دینا ہو تو کہتے ہیں کہ تو میری جوتی جیسا بھی نہیں ہے لیکن جب جوتی حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں میں آئے تو اس کی شان ہی کچھ اور ہو جاتی ہے نعلین پاک عرش پر گئی ہے کہ نہیں گئی ہے۔

جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلوا تیرا

جوتی کیوں عرش پر گئی ہے۔ اس جوتی نے کیا کیا ہے جو اتنا عظیم مرتبہ پایا ہے جوتی نے کچھ نہیں کیا ہے بس صرف نبی پاک ﷺ کے پاؤں مبارک میں آ گئی ہے۔ اس نعلین پاک سے صحابیؓ کو محبت ہو گئی وہ اس کو اپنے سینے سے لگائے رکھتے اور جب محفل برخاست ہوتی تو پیش کرتے حضور نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے اور فرمایا کہ میرے دین میں جس سے یہ صحابیؓ راضی ہے۔ میں بھی اس سے راضی ہوں اور اسے محدث اعظم بنا کر رکھ دیا یہ خوش نصیب صحابیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ ان کا کوئی وظیفہ نہیں کوئی کام نہیں اگر کام ہے عمل ہے تو صرف یہ ہے کہ نعلین پاک کو محبت سے سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے سارے حنفی مسلک کا دار و مدار ان احادیث مبارکہ پر رکھا ہے جن کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمائی ہے۔ وہ صرف اس لئے کہ اس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک سے محبت ہے اس کا دین سب سے اعلیٰ ہے اس کی سوچ سب سے بلند تر ہے۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی پاک ﷺ سے محبت ہو گئی تو کیا شان بنی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی پاک ﷺ سے محبت ہو گئی تو کیا شان بنی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی پاک ﷺ سے محبت ہو گئی تو کیا مقام پایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت ہو گئی تو کیا مقام ملا۔ ان صحابہ کرامؓ امت محمدیہ میں اور ساری کائنات میں کیا مرتبہ ہے۔ کیا مقام ہے کیا شان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کو غار ثور میں لے گئے۔ خود پہلے اندر تشریف لے گئے۔ غار کو صاف کیا۔ تمام راستے بند کئے ایک

سورخ پرایزھی رکھ دی۔ سانپ نے ڈس لیا۔ پسینہ نکل آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی گود میں آرام فرما رہے ہیں۔ کہ مینے کے قطرے آپ کے چہرہ انور پر گرے آپ ﷺ بیدار ہوئے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعاب دہن مبارک لگایا۔ تندرست ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی انعام لے لیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ صرف ایک تنہا ہے کہ آپ کا چہرہ ہواور میری آنکھیں ہوں بس اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیدار کرلو۔ تین دن تین رات جتنا بھی عرصہ غار ثور میں رہے دیدار کرتے رہے۔ مفسرین اور تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ اس دیدار کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بن گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل بدل کر حضور نبی کریم ﷺ جیسی بن گئی۔ جب مدینہ شریف پہنچے تو پہچان مشکل تھی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہیں اور صحابی کون ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک پر تان دی صرف یہ بتانے کے لئے کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور میں غلام ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت نہ صرف باطن کو ہی بدل دیتی ہے بلکہ ظاہر کو بھی بدل کر رکھ دیتی ہے بڑا مشہور واقعہ ہے دہلی میں ایک بزرگ تھے گھر میں کوئی خوردو نوش کی چیز نہ تھی نہ پکانے کے لئے کوئی چیز تھی عشاء کا وقت تھا کہ کچھ مہمان آ گئے۔ ان کے مکان کے باہر نان بائی کی دکان تھی اس نے دیکھا کہ آج تو انہوں نے روٹی لگوانے کے لئے آنا بھی نہیں بھیجا شاید گھر میں کچھ نہ ہو اس نے اپنی دکان سے جو کچھ کھانا وغیرہ پکار کھا تھا وہ خاموشی سے ان بزرگوں کے گھر دے آئے۔ مہمانوں کے سامنے کھانا آ گیا۔ وہ بزرگ خوش ہو گئے کہ مہمانوں کے سامنے خفت نہیں اٹھانا پڑی کہ مہمان آئیں اور رات بھر بھوکے رہیں۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو اہل خانہ سے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ بتایا گیا کہ نان بائی نے اپنے ہوٹل سے کھانا بھیجا ہے فرمایا کہ ان کو بلاؤ۔ نان بائی آ گیا فرمایا کہ بھائی ہم تمہارے مشکور ہیں تو نے بہت مہربانی کی ہے بتاؤ کیا لینا چاہتے ہو نان بائی نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں چاہئے اگر دینا ہی ہے تو اپنے جیسا بنا دیں آپ نے محبت سے نان بائی کو سینے سے لگایا تو اس کی شکل تبدیل ہو کر بزرگوں جیسی ہو گئی۔ محبت اس طرح سے بدل دیتی ہے۔ ظاہر بھی بدل دیتی ہے باطن بھی بدل دیتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میں نے ذکر کیا ہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت کچھ دیا ہے۔ قیامت کے لئے چار چیزیں بڑی اہم ہیں ہر شخص ان کے لئے بہت بھاگ دوڑ کر رہا ہے اس دنیا میں بھی بڑی طلب ہے۔ ہر شخص حوض کوثر کا پیالہ پینا چاہتا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ میزان پر اس کے اعمال وزنی ہو جائیں میری نیکیاں وزنی ہو جائیں۔ میں پل صراط پر سے گزر جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ قیامت کے روز یہ چار اہم مقامات ہیں جن کے حصول کے لئے ہر شخص کوشاں ہے۔ اس لئے نماز بھی پڑھ رہا ہے۔ روزے بھی رکھ رہا ہے ہر عمل اس کے لئے ہی کر رہا ہے۔ کہ یہ مجھے مل جائیں۔ لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا دیکھو کہ آپ ﷺ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والوں کو کیا عطا فرما دیا ہے۔ حضرت سیدنا علی حیدر کرار

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکر کا مالک بنا دیا اب وہ جس کو چاہیں پانی پلا دیں جس کو چاہیں انکار کر دیں اب جس نے بھی حوض کوثر سے پانی پینا ہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بن کر رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بن جائے تو پانی نصیب ہو جائے گا ورنہ دھکے کھاتا پھرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت کی ہے تو آپ ﷺ نے انہیں کوثر عطا فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے کوثر حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیدی۔ میزان پر قبضہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کر دیا کہ جس کے اعمال چاہیں وزنی کر دیں جس کے چاہیں کم کر دیں۔ اگر میزان پر اپنے اعمال وزنی دیکھنا چاہتے ہو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بن کر ہوان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت کی ہے اور یہ فیض پایا ہے۔ پل صراط پر قبضہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جس کو چاہیں پار گزرنے دیں جس کو چاہیں نہ گزرنے دیں اگر پل صراط سے بھیر و عافیت گزرتا چاہتے ہو تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑ لو۔ جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادی ہے۔ یہ محبت کرنے والوں کو صلہ ملا ہے کہ ساری دنیا کو ان کا محتاج بنا کے رکھ دیا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ کا شعر ہے۔

سراپا حسن بن جاتا ہے اس کے حسن کا طالب

بھلا اے دل ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

تم محبت کر کے دیکھو فرمایا کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب جیسا ہی بن جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کر کے دیکھو کہ کیا صلہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آپ ﷺ سے فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

اب تنگی داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

ہیں آج بھی مائل بہ عطا اور بھی کچھ مانگ

ہر چند کہ آقا نے بھرا ہے تیرا کشکول

کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کیا دے نہیں سکتے

یہ بحث نہ کر ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

جن لوگوں کو شک ہے کہ کرم ان کا ہے محدود

ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

اب سرکار مدینہ کی زیارت کی دعا کر

جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

مانا کہ اسی در سے غنی ہو کے اٹھا ہے
 جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ
 یہ سرکار کا در ہے در شاہاں تو نہیں ہے
 جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ
 پہنچا ہے اسی در پہ تو رہ رہ کے نصیر آج
 آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ

جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ دنیا بھی دے دی حکومت بھی دے دی دولت بھی دے دی طاقت بھی دے دی۔ حسن بھی دے دیا۔ علم بھی دے دیا ریاضت بھی دے دی۔ آپ گن لیں جتنی بھی نعمتیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ تول گیا اب اور بھی کچھ مانگ لو۔ اب باقی کون سی چیز ہے جس کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے کہ میں وہ مانگ لوں فرمایا کہ اگر حکومت لے گا لیکن میری طلب نہیں کرے گا تو پھر فرعون بن گیا تو کیا کرے گا۔ حکومت تو فرعون کے پاس ہے لیکن کیا بنا۔ دولت مل جائے تو قارون بن جاؤ گے ہر بندہ آج تک ان پر لعنت بھیج رہا ہے۔ اگر حسن مل جائے اور پھر بازار حسن کی زینت بن جائے تو کیا حاصل ہوا۔ زمانہ بھر کی لعنت لے لی۔ اگر طاقت مل جائے اور پھر جگاڈا کو بن جائے تو کیا ملا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ کچھ اور بھی مانگ۔ یعنی ان تمام چیزوں کو نعمت بنانے والی چیز لے لو۔ جب حکومت ملتی ہے اور اس پر حضور نبی کریم ﷺ کا سایہ ہو تو پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنتے ہیں جب دولت ملتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہو تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنتے ہیں۔ جب طاقت ملتی ہے اور ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم بھی ہو تو حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنتے ہیں۔ فرمایا کہ جو لینے والی چیز ہے وہ میں ہوں مجھے لے لو سب کو چھوڑو۔ حضرت امام جلوئی جن کا روضہ فیصل آباد میں ہے ان کا عقیدہ اور ایمان دیکھئے فرماتے ہیں۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
 لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

فرماتے ہیں کہ اگر میں نے کچھ اور مانگ لیا تو پھر میں کافر ہی ہو جاؤں گا فرماتے ہیں کہ اگر میں جنت بھی مانگ لوں تو پھر بھی کافر ہو جاؤں گا میں نے اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور عشق مانگنا ہے۔ اگر یہ مل جائے تو جنت تو میرے پیچھے پیچھے بھاگے گی۔ اگر میں جنت مانگوں تو وہ مجھے نہیں ملے گی۔ پھر اس در سے بھی گیا اور اس در سے بھی گیا۔ نہ جنت ہی ملی اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ملے۔ خوار ہو کر جہنم میں جائیں گے۔ لہذا مانگنے والی چیز میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت عشق اور پیار ہے۔ اس لئے یہ نعمت جو حضرت پیر نصیر الدین گولڑویؒ کی ہے کہ کچھ اور بھی مانگ یعنی مانگنا ہی ہے تو نبی پاک ﷺ کو ہی مانگ لیں۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا

رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ انور ہو تو کیا وہ چیز ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں ملی۔ امیر المومنین خلیفہ اول وہ بنے۔ انبیاء المرسلین علیہم السلام کے بعد جس کا مقام ہے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جنت کے مالک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے کہ چہرہ انور پر انفرادی کے آثار نمودار ہوئے پھر اچانک خوش ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ابھی آپ ﷺ غم زدہ تھے پھر خوش ہو گئے کیا بات ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا تو ان قبرستان والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ میرے ساتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کی داڑھی مبارک سے ایک بال اڑا اور اس قبرستان میں جا کر تو اللہ تعالیٰ نے اس بال کے صدقہ تمام اہل قبور سے عذاب اٹھالیا اور سارا قبرستان بھی بخشا گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ایک چیز مانگی اور کتنا بلند مرتبہ پایا۔ ہم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نہیں بن سکتے لیکن صدیق تو بن سکتے ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار مانگ لو تو صدیق بن جاؤ گے۔ صدیق بنانے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف دیاور مصطفیٰ ﷺ ہی صدیق بناتی ہے۔ اور دوسری چیز یہ بھی ہے کہ آپ جو بھی صفت حضور نبی کریم ﷺ کی مانو گے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں آپ ﷺ سچے ہیں آپ ﷺ شفاعت کرنے والے ہیں آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں تو وہ صفت آپ میں بھی آجائیگی اور اس عقیدے کا پھل بھی تمہیں مل جائیگا۔ جس نے بھی کچھ بننا ہے وہ نبی پاک ﷺ کی تصدیق اور توصیف سے بننا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھوڑے سے وقت میں واپس تشریف بھی لے آئے۔ کنڈی ہلتی رہی۔ وضو کا پانی چلتا رہا۔ بستر گرم رہا فرمایا کہ میں لامکان میں گیا جنت دیکھی دوزخ دیکھی آسمانوں کی سیر کی۔ کفار کو موقوف کیا کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ عمر بن ہشام جس کو بعد میں ابو جہل کہا گیا اسے بھی پتہ چلا تو خوش ہو گیا کہ اب مسلمان قابو آ جائیں گے۔ یہ جو معجزہ ہے یہ انسانی عقل و فہم میں آنے والی چیز نہیں ہے۔ اتنی دیر میں تو کمرے سے باہر نکل کر اس گیٹ تک نہیں پہنچ سکتے کہ کنڈی ہلتی رہے۔ کنڈی کتنی دیر تک ہلتی رہے گی یہی کوئی دو چار سینڈ ہلتی رہے گی۔ ابو جہل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گیا وہ نہ ملے پتہ چلا کہ سفر پر گئے ہیں اور آج ہی واپس آنے والے ہیں وہ باہر جا کر راستہ میں ہی بیٹھ گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو ابو جہل نے کہا کہ ایک آدمی ایسے دعویٰ کرتا ہے کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں جاسکتا۔ تین بار یہی سوال جواب ہوئے تو ابو جہل نے کہا کہ یہ تیرے نبی پاک ﷺ کہتے ہیں فرمایا کہ اگر میرے نبی پاک ﷺ یہ فرماتے ہیں تو یہ پھر بہت چھوٹی بات ہے اس سے بھی اگر وہ بڑی بات فرمائیں تو میں وہ بھی مان لوں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ آپ ﷺ کی تصدیق کرنے سے حضرت ابو بکر آج سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے ہیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

تصدیق اور را صدیق کرو

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سچے ہونے کو سچا جاتا سچا مانا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ اگر آپ اور میں بھی یہ مان جائیں تو ہم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نہیں کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ایک ہی ہونے تھے لیکن صدیق تو بن سکتے ہیں اب جس نے بھی صدیق بننا ہے اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق سے ہی بننا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ **سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرَبَ بِعَبْدِہٖ** (نبی اسرائیل 1) ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی“ اب اگر کوئی انکار کرے تو یہ کس پر اعتراض ہے کس پر ATTACK ہے کس کے ساتھ لڑائی جھگڑا ہے۔ یہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے لڑائی ہے کہ جو فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو سیر کرائی اور تو کہتا ہے کہ نہیں کرائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کر کے دیکھ لو کہ کیا حاصل ہوتا ہے۔ سب سے پہلے تو ایمان سلب ہو جائیگا۔ بندہ بے ایمان ہو جائیگا۔ قرآن مجید کی آیات کا انکار کفر ہے اور کفر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ صدیق کیسے بنتے ہیں تو عرض ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرنے سے صدیق بنتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی آئے ایک یہودی اور ایک بظاہر مسلمان لیکن منافق جن کے درمیان پانی کی باری سے متعلق جھگڑا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں کی بات سنی اور یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہ منافق باہر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ میں نے یہ فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرنا ہے۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور منافق نے اپنے کیس کے حق میں بڑی دلائل پیش کیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری بات غور سے سنی اور پھر یہودی سے فرمایا کہ آپ بھی بتاؤ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہودی نے کہا کہ بات صرف اتنی ہے کہ آپ کے نبی پاک ﷺ نے اس کیس کا فیصلہ میرے حق میں کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب میرے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔ آپ اندر تشریف لے گئے تلواری نکالی اور اس منافق کا سرتن سے جدا کر دیا۔ سارے شہر میں شور مچ گیا کہ ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ قتل کا بدلہ قتل ہے یا دیت ہے قصاص ہے۔ قرآن مجید میں آیات مبارکہ آئی کہ **فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحْکَمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ** (النساء 65) ”اے محبوب قسم ہے تمہارے رب کی وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک یہ آپس کے جھگڑوں میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں“ فرمایا کہ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے رب کی قسم یعنی میں تو رب ہی تیرا ہوں۔ یہ اگر تمہارے بیٹن گے تو میں بھی ان کا رب بن جاؤں گا اگر یہ تیرے نہیں بنتے تو میں بھی ان کا رب نہیں ہوں گا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج سے یہ فیصلہ کر کے فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے ہیں۔ فاروق وہ ہوتا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرنے والا ہو۔ اب یہ جو عطا ہوئی تو کس سے ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کو سچا فیصلہ جانا تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر نعمت کو

ہر صفت کو ہر کمال کو سچا جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کو نور مانتا ہے کہ آپ ﷺ نور ہیں۔ آپ ﷺ سِرَاجُ الْمُنِيرِ ہیں اور ایک کہتا ہے کہ نہیں ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ جب یہ دونوں بندے پل صراط پر پہنچیں گے ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے والا اور دوسرا اس کا انکار کرنے والا تو دیکھ لینا کہ پل صراط میں ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ نیچے دوزخ ہے اور اس کے اوپر سے پل صراط بنی ہوئی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے والا پل صراط پر پہنچتا ہے تو دوزخ شور مچاتی ہے کہ یا اللہ اس بندے کو جلدی سے گزار دے میں اس کے نور سے ٹھنڈی ہو رہی ہوں میری تپش ختم ہو رہی ہے۔ اب جس کے عقیدے میں حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں اس کو جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی جو انکار ہی ہے وہ پل صراط پر جا کر اندھا ہو جائیگا اور نیچے جہنم میں گر جائیگا۔ جس نے بھی جہنم سے بچنا ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مانے گا اسے شفاعت ملے گی۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلی علم غیب مانے گا اسے خود علم غیب آجائے گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مانے گا وہ خود حاضر ناظر ہو جائے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ چیزیں مانگنے والی ہیں۔ یہ چیزیں مانگو بھی اور ان کو مانو بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی بر عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک نعت یہ بھی پڑھی گئی ہے کہ

اب میری نگاہوں میں تو چلتا نہیں کوئی
 جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
 اے ظرف نظر دیکھ مگر دیکھ ادب سے
 سرکار کا جلوہ ہے تماشا نہیں کوئی
 ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
 اس بزم میں محروم تمنا نہیں کوئی
 یہ طور سے کہتی ہے ابھی تک شب معراج
 دیدار کی طاقت ہو تو پردہ نہیں کوئی
 وہ آنکھ جو روتی ہے غم عشق نبی میں
 اس آنکھ سے روپوش تو جلوہ نہیں کوئی
 رتبہ یہ ملا ہے تو ملا ہے یہ زمین کو
 افلاک پہ تو گنبد خضراء نہیں کوئی
 آقا تم سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
 یہ شان رسالت ہے کہ سایہ نہیں کوئی

سرکار کی رحمت نے مگر خوب نوازا
 یہ سچ ہے کہ خالد سا نکما نہیں کوئی
 ایک تو تعریف یہ خالد صاحب کرتے ہیں اور ایک تعریف اعلیٰ حضرت بھی کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
 تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
 کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلو تیرا

خالد صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کر لیا تو اب میری نگاہوں میں اور کوئی نہیں
 چٹا میرے سر کا رسا کوئی اور نہیں ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کو دیکھنے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی
 مبارک کے تلوے کو دیکھ لیا ہے۔ لہذا اب اس کے بعد مجھے اور کوئی اچھا نہیں لگتا۔ اب میری نظروں میں اور کوئی نہیں
 ساتا۔ اب آپ فیصلہ کر لیں کہ خالد صاحب نے زیادہ تعریف کی ہے یا اعلیٰ حضرت نے زیادہ تعریف کی ہے۔ حضرت
 اعلیٰ حضرت کا پورا کلام اور علامہ اقبالؒ کا پورا کلام حضرت شیخ سعدیؒ کا پورا کلام حضرت مولانا جامیؒ اور حضرت مولانا رومؒ کا
 پورے کا پورا کلام قرآن حدیث سے باہر ہے ہی نہیں یہ میں نے ایسے ہی نہیں کہہ دیا ہے اعلیٰ حضرت نے پوری شریعت کو
 مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اطلاع دی ہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین پاک کے تلوے کی زیارت کر لی
 اب اس سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی چیز حسین نہیں ہے۔ نعت خواں حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان
 کرتے ہیں لیکن اگر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک کو پیش نظر رکھتے ہوئے تعریف کریں تو پھر کیا بات ہے۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق تو وہ کیا بیان کریں لیکن نعت خواں جب حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان
 کرتا ہے تو اس کی اپنی شان بلند ہو جاتی ہے۔ ایک آدمی ہے کہ وہ دربار اقدس پر جا کر بوسہ دیتا ہے اور ایک ہے کہ وہ
 خاک راہ کو بوسہ دیتا ہے تو کس نے زیادہ تعریف کی ہے ہاں جی خاک راہ کو بوسہ دینے والے نے زیادہ تعریف کی ہے
 زیادہ عزت کی ہے۔ لہذا

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
 کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

اپنی انا کو اپنی ہستی کو جتنا بھی گرا سکو گرا دو۔ جتنا بھی زیادہ گرا دو گے اتنا ہی زیادہ پھل پالو گے۔ اس لئے نعت خواں
 حضرات سے میری اپیل ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک کو مد نظر رکھتے ہوئے تعریف کریں تلاش کرنے والے
 کو مل جاتا ہے۔ آپ جتنی اعلیٰ سے اعلیٰ صفت کی تلاش کریں گے وہ آپ کو مل جائے گی۔ ایک نعت شریف یوں بھی تھی کہ
 آئیں وہ غریب خانہ میں سارا آنگن ہی پھول ہو جائے

اس کے مقابلے میں منفعت بھی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں یہ شاید حضرت امیر خسروؒ کا کلام ہے یا کسی اور عاشق رسول اور
 اپنے پیر و مرشد کو پیروں کے بھی پیر ماننے والے کا کلام ہے۔

ہے رے سکھی مورے خولجہ گھر آئے بھاگ لگے میرے آنگن کو
 اپنے خولجہ کے میں بل بل جاؤں چرن لگاؤ نردن کو
 میں تو کھڑی تھی آس لگائے کہ مہندی کجلا مانگ سجائے
 خولجہ پیا کی میں دیکھ صورتیا ہار گئی میں تن من کو
 جس کا خولجہ سنگ بیتے ساون اس دلہن کی رین سہاگن
 جس ساون میں مرشد گھر ناہیں آگ لگے اس ساون کو
 بغداد نگر سے غوث پیا آئے چشت نگر سے خولجہ پیا آئے
 مورے من کے راجہ پیا آئے میں جھاڑوں کی اب پلکن سے
 اپنے پیا کے چرن کو
 خولجہ ملے موہے چینا آئی خولجہ درشن کی رینا آئی
 آج امیر تو سو نہ جانا برج کے رکھنا نہیں کو

ہے رہے سکھی مورے خولجہ گھر آئے کا کیا مطلب ہے کہ جب میرے پیر صاحب میرے گھر تشریف لائے تو بھاگ لگے
 میرے آنگن کو یعنی میرا آنگن میری رہائش میرے مکان کی تقدیر بدل گئی اس کو چار چاند لگ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام یثرب میں تشریف لے آئیں تو وہ درار الشفاء بن جاتا ہے۔ یثرب بیماریوں کا گھر تھا آپ ﷺ تشریف لے
 آئے آپ ﷺ کے قدم مبارک اس دھرتی کو لگے تو تمام بیماریوں دور ہو گئیں اور یہ مدینہ بن گیا اب اس کی فضاؤں میں
 بھی اس کے خاکی ذرات میں بھی اس کی مٹی میں بھی شفا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ سارا آنگن پھول بن جائے وہ پھول چھوڑ
 کر وہ تو جنت بنانے والا بن جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لائے آپ کے تلوے مبارک وہاں لگے تو
 اب جو بھی کوئی وہاں جائے گا وہ جنتی بن جائیگا۔ وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہے لیکن میں منقبت کی بات کرتا
 ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے میری سکھی میری سہیلیو سکھی کے معنی سہیلی میرے بھاگ جاگ گئے ہیں۔ میں خوش بخت ہو
 گیا۔ میں جنتی ہو گیا۔ کیوں ہو گیا کہ میرے گھر میں میرا پیر و مرشد آ گیا ہے۔ منقبت میں زیادہ ہندی زبان ہے۔ گھر
 میں جب پیر و مرشد آئے تو میرے آنگن کو میرے صحن کو بھاگ لگ گئے۔ اس کی قسمت بدل گئی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس
 صحن میں صرف سجدے ہی سجدے ہوتے نمازیں ہی نمازیں ہوتیں تو شاید اس صحن کے بھاگ نہ جاگتے اگر تلاوت ہوتی
 رہتی تو شاید نہ جاگتے اگر کوئی اور نیکیاں ہوتیں تو شاید نہ جاگتے لیکن پیر صاحب کے آنے سے کیوں بھاگ جاگتے
 ہیں۔ شاعر نے اور کسی چیز کا نام نہیں لیا صرف اپنے پیر صاحب کے آنے کا ہی ذکر کیا ہے کہ پیر صاحب کے آنے سے
 بھاگ جاگ گئے۔ میں اس ضمن میں ایک قرآن مجید سے حوالہ دے کر اور ایک حدیث شریف کا حوالہ دیکر عرض کرتا
 ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں ہے وہ کسی کا مرید نہیں ہے تو اس کی

موت ایسی ہے کہ جیسی ابو جہل کی موت ہے۔ اس لئے پیر صاحب کے آنے سے ہی کام بنتا ہے۔ حدیث شریف کی عظمت دیکھیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زبان نہیں

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان تو دیکھئے فرمایا کہ جس میں سارے بندے آگئے یعنی کوئی تخصیص نہیں کی کہ فلاں فلاں بیچ گئے اور باقی جس نے بیعت نہ کی وہ مارے گئے فرمایا کہ جو بھی ہیں۔ حاجی ہیں نمازی ہیں قاری ہیں زکوٰۃ دینے والے ہیں قربانی دینے والے ہیں نفل پڑھنے والے ہیں کہ سجدے کرنے والے ہیں مفسر ہیں محدث ہیں۔ حافظ ہیں جو بھی ہیں فرمایا کہ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں۔ جس کے گلے میں کسی کی غلامی کا پٹہ نہیں اس کی موت ایسی ہے جیسی کہ جاہلیت کی موت ہے۔ وہ ابو جہل کی موت مر گیا۔ آپ اپنے آپ پر غور کرو کہ تیرے گلے میں کسی کا پٹہ ہے۔ اگر غلامی کا پٹہ ہے تو کام بن جائیگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے بیعت کی وہ جنتی ہے اور جس نے اس سے بیعت کی وہ بھی جنتی ہے اس طرح سے قیامت تک جو بیعت کرتے جائیں گے وہ جنتی بنتے جائیں گے فرمایا کہ جس کا کوئی پیر نہیں ہے اس کا شیطان پیر ہے۔ جس کا کوئی پیر نہیں ہے اس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ اس لئے جو تیرے اور میرے سخن کو بھاگ لگتے ہیں تیرے اور میرے کردار کو زندگی کو انجام کو جو بھاگ لگتے ہیں وہ تیرے اور میرے پیر صاحب کے وسیلے سے لگتے ہیں اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (المائدہ 35) وسیلہ پکڑو۔ قیامت کے روز ایک ایسا ساں بھی آئے گا فرمایا گیا ہے کہ **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ انَّاسٍ بِإِمَامِهِمْ** (نبی اسرائیل 71) اس دن پیر کے نام پر آواز دی جائے گی۔ بابا فریدؒ کے مرید آ جاؤ۔ وہ سب اپنے پیر کے جھنڈے جمع ہو جائیں گے۔ ہر ایک کو اس کے پیر کے نام پر آواز دی جائے گی ہر شخص اپنے اپنے پیر کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ سارے لوگ **لِوَاءِ الْحَمْدِ** کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔ باقی بھی بہت ساری مخلوق بیچ جائیگی جس کو آواز دی جائیگی کہ اے شیطان کے مرید آ جاؤ قیامت کے دن اگر کسی کو چناہ ملنی ہے تو وہ مریدوں کو ملنی ہے۔ غلاموں کو ملنی ہے اس لئے

ہے رے سکھیری مورے خواجہ گھر آئے بھاگ لگے میرے آنگن کو

آنگن کو بھاگ صرف اسی صورت لگیں گے اگر تو کسی کا غلام بن کر رہے گا **MATHEMATICALLY** دیکھیں تو صفر **ZERO** کی کوئی قیمت **VALUE** نہیں ہوتی۔ صفر صفر ہی ہوتا ہے۔ میں کہوں کہ آپ کے پاس دس کروڑ صفر روپے ہیں تو آپ کے پاس کیا ہے کتنے روپے ہیں۔ کوئی روپیہ نہیں ہے۔ صفر روپے ہیں۔ آپ کا بینک بینک صفر ارب روپیہ ہے۔ کیا مطلب؟ کہ آپ کا بینک بینک صفر ہے۔ لیکن اگر اس صفر کے ساتھ ایک لگا دیا جائے تو پھر کیا قیمت بنے گی۔ بے شمار صفر ہوں تو کوئی قیمت نہیں لیکن اگر انہی صفروں کے بائیں جانب ایک کا ہندسہ لگا دیں تو پھر یہ صفریں بھی قدر و قیمت والی ہو جاتی ہیں ان کی بھی قیمت بے شمار ہو جاتی ہے۔ کوئی صفر ضائع نہیں جائیگی لیکن اگر ایک کا ہندسہ نہ لگایا

گیا تو پھر تمام صفریں بھی ضائع جائیگی۔ یہ نماز صفر ہے یہ روزہ صفر ہے یہ حج صفر ہے یہ میرے پیر صاحب کا کرم ہے یہ میرے نبی کریم ﷺ کی عنایت ہے کہ یہ ساری صفریں پورے ہندسے بن جاتے ہیں۔ اس لئے منافق کی نماز کام نہیں آتی شیطان کے سجدے کام نہیں آتے یہ سب اڑ گئے اس لئے اڑ گئے کہ قیمت یا VALUE تو ہے بیعت کی VALUE تو ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی غلامی ہے محبت ہے عشق ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔ آج ہم اس ولی کامل حضرت بابا فریدؒ کے زیر سایہ بیٹھے ہیں۔ حضرت بابا فریدؒ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ فرید آج رات دوبجے میں کھڑکی سے اپنا منہ باہر نکالوں گا جو میری زیارت کرے گا وہ جنتی بن جائے گا لیکن آپ نے یہ کسی کو بتانا نہیں ہے اگر بتایا تو تم جہنمی ہو جاؤ گے۔ حضرت بابا فریدؒ نے پورے شہر میں اعلان کر دیا کہ آج رات دوبجے میرے پیر صاحب نے زیارت کرانی ہے جو زیارت کر لے گا وہ بخش دیا جائیگا۔ جب رات کو کھڑکی میں سے حضرت صاحب نے اپنا سر باہر نکالا تو وہاں بے شمار لوگ جمع تھے۔ آپ نے خوش خبری دی کہ جو بھی میرا دیدار کر رہا ہے وہ جنتی ہے لیکن یہ بتاؤ کہ فرید کہاں ہے۔ حضرت بابا فریدؒ حاضر ہوئے فرمایا کہ تو جہنمی ہو گیا ہے کیونکہ تجھے کہا تھا کہ کسی کو نہیں بتانا ہے۔ حضرت بابا فریدؒ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ سودا کتنا اچھا ہے کہ میرے ایک جہنمی ہونے سے کتنے ہی لوگ جنتی ہو گئے ہیں۔ فرمایا اچھا یہ بات ہے تو جاؤ جو تمہارے دروازے سے بھی گزرتا جائے گا وہ بھی جنتی بنتا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے دروازے پر حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائے ان کے دروازے سے گزرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب تشریف فرما تھے لوگ گزر رہے تھے ایک کوئی منافق قسم کا بندہ تھا کہنے لگا کہ حد ہوگئی ہے ادھر کالے چور اچکے یہ نقص وہ نقص ہے لوگ گزر رہے ہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ جنتی ہوتے جا رہے ہیں۔ کسی کا مال کھایا ہے۔ ملاوٹ کی ہے۔ دغا کیا ہے فریب کیا ہے دھوکہ دیا ہے غیبت کی ہے سوگناہ کئے ہیں لیکن بس دروازہ سے گزر گئے تو جنتی بن گئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں ایسے ہی ہے کہنے لگا مجھے یقین نہیں آتا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اب دیکھو۔ اس آدمی نے دیکھا کہ دروازے سے گزرنے سے پہلے سیاہ رنگت والا آدمی جب دروازے سے گزرتا ہے تو نہایت نورانی چہرہ والا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ کیا اب سمجھ آئی ہے؟ حضرات آپ خوش نصیب ہیں پاک پٹن شریف میں رہتے ہیں دروازے سے گزرتے ہیں اور جنتی بنتے ہیں۔ اب یہ بھی ہے کہ

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوئی بخنیا مل پوے توں وی بخنیا جا

اس شعر پر ختم کرتے ہیں اور انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درود و سلام پیش کرتے ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش محمد اکبر صاحب پاکپٹن شریف 24/04/97

حضور نبی کریم ﷺ کس کو پہنچاتے ہیں

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یاسیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ میں ایک رکعت نماز پڑھیں تو ایک لاکھ رکعت کا ثواب ملتا ہے اور اگر بیت المقدس میں ایک رکعت پڑھیں تو اس کا ثواب کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ملتا ہے اور اگر مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز پڑھی جائے تو اس کا ثواب بیت المقدس سے بھی ہزار گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور اگر مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز پڑھی جائے تو اس کا ثواب بیت المقدس سے بھی ہزار گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز کا ثواب ایک ہزار ضرب ایک ہزار یعنی دس لاکھ رکعت کے ثواب کے برابر ہے۔ بیت اللہ شریف کی ایک رکعت ایک لاکھ رکعت کے برابر ثواب پاتی ہے۔ حضرات یہ تو ایک لاکھ بنتے ہیں اگر کروڑ لاکھ بھی بن جائے اس سے بھی زیادہ بن جائیں پھر بھی اس سے جنت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جنت عمل سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے۔ نماز عمل ہے اور عمل سے جنت نہیں ملتی بلکہ یہ فضل سے ملتی ہے اور فضل کی جوشناسی ہے یا جو اس کا ظاہری سبب ہے وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی شفاعت ہے۔ مدینہ شریف میں شفاعت ملتی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جس نے میری قبر انور کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ رکعتیں تو ایک طرف رہ گئیں۔ یہ رکعتیں یوں نوافل روزے حج زکوٰۃ قربانی جہاد شہادت یہ تمام اعمال ہیں اور جنت اعمال سے نہیں بلکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ملتی ہے۔ جو شخص مدینہ شریف جاتا ہے اسے شفاعت نصیب ہو جاتی ہے۔ مکہ شریف مسجد الحرام میں نماز پڑھیں ثواب ملتا ہے بیت المقدس نماز پڑھیں تو ثواب ملتا ہے لیکن مدینہ منورہ کی وہ عظمت ہے کہ نماز پڑھے بغیر ہی بخشش اور نجات مل جاتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے روز مدینہ شریف میں رہنے والوں کو حضور نبی کریم ﷺ پہنچان لیں گے اور اگر ان کے اعمال میں کوئی کمی بیشی بھی ہوئی خدانہ کرے کہ بدیوں والا پلڑہ ہماری ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ تو میرے شہر کا رہنے والا ہے۔ مہربانی فرما اس کی بخشش فرمادے تو اللہ تعالیٰ اس گناہ گار کو صرف اتنی سی نسبت سے ہی بخشش دیں گے کہ وہ اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر کا رہنے والا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جو مدینہ شریف میں مر جائے اور یہاں دفن ہو جائے تو میں قیامت کے روز اس کا بھی شفع ہوں گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھی پہنچان لیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نصیب کرے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمیں بھی پہنچان لیں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ یا اللہ یہ میرے امتی ہیں یہ

میرے غلام ہیں اور اسی پر ہماری بھی بخشش ہو جائے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کو پہچانتے ہیں۔ کس کو فرماتے ہیں کہ یہ میرا غلام ہے کس کو فرماتے ہیں کہ یہ میرا امتی ہے کس کو فرماتے ہیں کہ یہ میرے مدینہ والا ہے یہ میرے شہر کا ہے۔ حضرات حضور نبی کریم ﷺ اس کو پہچانتے ہیں جو آپ ﷺ کی نعت پڑھتا ہے۔ جہاں بھی کوئی نعت پڑھتا ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ اس کے پاس بیٹھ کر سنتے ہیں۔ بڑی مشہور بات ہے کہ حضرت علامہ ابو صیریؒ کو فافج ہو گیا تھا وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ زندگی کی آس نہ رہی تو انہوں نے ایک نعت شریف لکھی جس کے ایک سو بیس اشعار ہیں قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ اکیلے تنہائی میں رات کو وہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز اس نعت شریف کے سننے کے لئے نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ وہ نعت شریف سنی بہت خوش ہوئے اور انعام کے طور پر حضرت علامہ ابو صیریؒ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی وہ انہوں نے اپنے سر ہانے رکھ لی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علامہ ابو صیریؒ کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کا فافج ٹھیک ہو گیا وہ تندرست ہو گئے۔ اس چادر مبارک کے عطیہ کی وجہ سے یہ نعت قصیدہ بردہ شریف مشہور ہوئی کہ عربی میں چادر کو بردہ کہتے ہیں۔ صبح ہوئی تو حضرت علامہ ابو صیریؒ بازار میں جا رہے تھے کہ ایک عاشق رسول سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمائش کر دی کہ حضرت صاحب مجھے بھی وہ نعت شریف سنائیں۔ پوچھا کہ کون سی نعت شریف فرمایا کہ جو نعت آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کو رات سنائی تھی۔ فرمایا کہ آپ کو کیسے معلوم ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعت سنائی ہے تو وہ بزرگ کہنے لگے کہ جب آپ وہ نعت شریف سنارہے تھے تو میں بھی وہیں موجود تھا اور آپ کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چادر مبارک بھی عطا فرمائی تھی۔ آج بھی لوگ اس نعت شریف کو اس قصیدہ بردہ شریف کو چھو کر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ لوگ اس کے معنی مفہوم اور مطلب سمجھے بغیر ہی جھوم جھوم کر اس نعت کو پڑھتے ہیں تو پڑھنے اور سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ عجیب قسم کا سرور اور مستی چھا جاتی ہے۔ لہذا جہاں کوئی شخص عشق اور محبت سے نعت شریف پڑھتا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ وہاں موجود ہوتے ہیں اور نعت شریف کو سماعت فرماتے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ نعت پڑھتا ہی وہ ہے جو جنتی ہوتا ہے بخشا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی نعت پڑھ ہی نہیں سکتا۔ کوئی بدعتیہ بندہ نعت نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ہزار کوشش کر لیں جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ نہ ہو ادب مصطفیٰ ﷺ نہ ہو وہ نعت پڑھ ہی نہیں سکتا۔ اگر اس سے مجبوری کے تحت پڑھا بھی لیں تو وہ بہت جلد ہوئے دل سے پڑھے گا۔ مصیبت اور بے بسی سے پڑھے گا۔ اس کا انتخاب بھی ایسا ہی ہوگا کہ جس میں نہ عشق اور نہ ہی ادب کا اظہار ہوگا۔ دراصل اسے نعت شریف پڑھنے کی توفیق ہی عطا نہیں ہوتی۔ نعت شریف پڑھتا بھی وہی ہے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پسند فرماتے ہیں۔

ان کا کرم ان کی عطا تو دیکھو

مجھ بے مایہ کو توصیف ثنا دیتے ہیں

نعت گوئی کی توفیق بھی حضور نبی کریم ﷺ ہی عطا فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی کو پسند فرماتے ہیں تو وہ

نعت پڑھتا ہے اور نعت سنتے بھی وہی ہیں جن پر حضور نبی کریم ﷺ کرم فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عطا کے بغیر نہ نعت گوئی اور نہ ہی نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور دوسرے جس بندے کو حضور نبی کریم ﷺ پہچانیں گے کہ یہ میرا غلام ہے یہ میرا امتی ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے والا ہے ایک بندہ تھا کہ جس کو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت تھی اس نے خواب دیکھا کہ حشر کا سماں ہے اس کو بہت شدت کی پیاس لگی ہوئی ہے وہ دوڑ کر حوض کوثر کی طرف جاتا ہے۔ وہاں پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ حوض کوثر کے ایک کونہ پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں دوسرے کونہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے کونہ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوتھے کونہ پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ وہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گیا کہ حضرت صاحب میں آپ کا بہت مداح ہوں میں آپ کا عاشق ہوں آپ کا نام لینے والا ہوں۔ مہربانی فرمائیں مجھے سخت پیاس لگی ہے آپ مجھے پانی عنایت فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔ وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور پانی کے لئے درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ تو مجھے گالیاں دیتا رہا ہے تیرا میرے ساتھ کیا تعلق ہے۔ چلو یہاں سے بھاگ جاؤ۔ وہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی اسی طرح سے کہہ کر دھککا دیا۔ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی پانی پلانے سے انکار فرمادیا کہ تو ہمیں گالیاں دیتا ہے اب ہمارے ساتھ تیرا کیا تعلق یا واسطہ ہے۔ وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا امتی ہوں۔ میں آپ کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو میرا کیسا امتی ہے۔ میں تو صرف اس کو پہچانتا ہوں جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ یہ حضرت مفتی امین صاحب نے اپنی کتاب آب کوثر میں تحریر کیا ہے۔ یہ ان کی تحقیق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اس کو پہچانتے ہیں جو ان پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس شخص نے بہت عرض کی کہ میں آپ ﷺ کا امتی ہوں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں تو میرا امتی نہیں ہے میں تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں۔ میں اسے پہچانتا ہوں جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے پیاس لگی ہے مجھے پانی عنایت فرمادیں میں بھی درود شریف پڑھوں گا۔ فرمایا کہ حوض کوثر پر میرے چار یار ہیں ان کے قبضہ میں پانی ہے تو صرف ایک کو مانتا ہے باقی تین کو نہیں مانتا۔ بلکہ انہا انہیں گالیاں دیتا ہے۔ جب تک میرے ان چاروں یاروں کی محبت دل میں نہیں رکھو گے میں تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو بہ کر لوں تو پھر؟ فرمایا کہ جلدی کر لو۔ تو بہ کر لو اور مسلمان ہو جاؤ تو جنتی ہو جاؤ گے ورنہ اگر اسی حالت میں مر جاؤ گے تو جہنمی ہو جاؤ گے۔ خواب میں ہی اس نے تو بہ کی چاروں کی محبت دل میں آئی اس نے درود شریف پڑھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب جاؤ جس کے پاس بھی جاؤ گے وہ تمہیں پانی دے دے گا۔ یہ سب درود شریف کی برکت ہے۔ درود شریف پڑھنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں پہچانیں گے۔ قیامت میں بھی

پہچانیں گے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بندے کو جہنم کا حکم ہو جائیگا۔ اس کے نیک اعمال ہلکے ہوں گے اور اعمال بد زیادہ ہوں گے بدیوں والا پلڑا بھاری ہو جائیگا۔ اس کو جہنم کا حکم ہو جائیگا۔ فرشتے اس کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہو جائیگی وہ روئے گا چیخ کا چلانے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا امتی ہوں مجھے جہنم کا حکم ہو گیا ہے۔ مجھ پر کرم فرمائیں میری بخشش کرائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کو دوبارہ میزان پر لے چلو۔ فرشتے عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ آج صرف مَلِکِ یَوْمِ الدِّینِ کی حکومت ہے صرف اس کا حکم چلے گا۔ مہربانی فرمائیں ہمیں جانے دیں یا پھر اللہ تعالیٰ سے اجازت لے دیں کہ ہم اس کو دوبارہ میزان پر لے جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اسے فرشتو آج میرا حکم بھی چلے گا اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بھی چلے گا جو کچھ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں حکم دیں اس کی تعمیل بھی کرو۔ فرشتے اس شخص کو واپس میزان پر لے جائیں گے اس کے اعمال دوبارہ تولے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کا چھوٹا ٹکڑا نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا مبارک باد مبارک باد کے نعرے لگنے شروع ہو جائیں گے۔ کامیاب کامیاب کے نعرے لگنے شروع ہو جائیں گے وہ شخص بھاگ کر اس کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھائے گا کہ اس میں کیا تھا جس نے اس کی بخشش کرادی پتہ چلے گا اس میں صرف ایک بار درود شریف پڑھنے کا ثواب لکھا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ تو نے ایک بار مجھ پر درود شریف پڑھا تھا وہ میں نے محفوظ کر لیا تھا جو آج تیرے کام آ گیا ہے۔ حضرات اس شخص کا کام بنانے والا درود شریف ہے۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہیں پڑھتا اسے دنیا کی کوئی نعمت نہیں ملتی۔ پل صراط پر جب جائے گا تو اندھا ہو جائے گا کوئی یہ کہے کہ میری نماز ہے۔ روزے ہیں۔ زکوٰۃ ہے۔ حج ہے میں قاری ہوں حافظ ہوں مفسر ہوں محدث ہوں لیکن میں نے درود شریف نہیں پڑھا تو درود شریف جو کہ پل صراط کا نور ہے وہ اس کو نظر نہیں آئے گا۔ درود شریف نہ پڑھنے والے کو پل صراط بھی پہچان لے گی۔ نیچے جو جہنم ہے وہ بھی اس کو پہچان لے گی۔ پل صراط اسے گزرنے نہیں دے گی اور جہنم اسے سیدھی اپنی طرف کھینچ لے گی۔ درود شریف ایک ایسا نور ہے کہ جس سے نبی کریم ﷺ بندے کو پہچان لیتے ہیں۔ اپنی خلوتوں میں اپنے گھروں میں اپنی فرصت کے وقتوں میں درود شریف پڑھا کریں۔ ہر سختی ہر پریشانی کا حل درود شریف ہے۔ ہر مصیبت اس سے ٹل جاتی ہے۔ خاص کر جس شخص کو مالی مشکلات ہیں۔ کاروبار ٹھپ ہے کوئی گاہک آتا نہیں ہے لوگ پیسے نہیں دیتے۔ جن کی قوم دینی ہیں وہ سر پر چڑھے ہوئے ہیں جن سے لینے ہیں وہ پلہ نہیں پکڑاتے۔ ان حالات میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ان کی یادان پر درود شریف کا سہارا لو تو اللہ تعالیٰ کرم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بغیر تو کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ کوئی دعا قبول نہیں ہے۔ جب تک دعا کے آگے پیچھے جو درود شریف نہیں ہے وہ پرواز کر کے بارگاہ خداوندی میں پہنچنے کی طاقت اور سکت ہی نہیں رکھتی کوئی دعا جو بارگاہ الہی میں پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے آگے پیچھے جو درود

شریف ہے اس کو قبول کرلو اور اس کے صدقے جو کچھ درمیان میں ہے وہ بھی قبول کرلو۔ جو طلب ہے وہ دے دو۔ کئی واقعات کتب میں لوگوں نے درج کئے ہیں۔ کسی نے کہا مقروض اگر درود شریف پڑھے تو قرضہ اتر جاتا ہے۔ پندرہ بیس ایسے واقعات ہیں کہ مقروض کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ فلاں کے پاس جاؤ۔ فلاں کے پاس جاؤ۔ وزیر کے پاس جاؤ۔ دکاندار کے پاس جاؤ۔ بادشاہ کے پاس جاؤ جس کے پاس بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقروض کو بھیجا ہے ان میں سے ہر ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے والا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اس لئے اس کے پاس بھیجتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساتھ نشانیاں بھی بتائیں کہ تو مجھ پر اتنا درود شریف روزانہ پڑھتا تھا لیکن آج اتنا نہیں پڑھا کوئی شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا تھا کہ ایک روز اس کو غلطی لگ گئی شک ہوا کہ شاید نو سو مرتبہ ہوا ہے یا گیارہ سو مرتبہ ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غلطی نہیں ہوئی۔ تو نے ایک ہزار مرتبہ ہی پڑھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کے درود شریف کو بھی جانتے ہیں اس کی گنتی کو بھی جانتے ہیں ہر مصیبت والے کو اس شخص کے پاس بھیجا کہ جو درود شریف پڑھتا تھا میرا تو خیال ہے کہ آپ ﷺ کے رجسٹر میں صرف وہی ہیں کہ جو درود شریف پڑھتے ہیں کسی دوسرے کا اندراج ہے ہی نہیں ہے۔ یہ کئی مختلف واقعات ہیں جو حضرت مفتی محمد امین صاحب نے اپنی کتاب آب کوثر میں درج فرمائے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے روز میرے نزدیک ترین وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا رہا ہوگا۔ جو قریب ترین ہوگا تو اس کو پہچان بھی لیں گے اور پہچان لیں گے بھی تو نزدیک بٹھائیں گے۔ خصوصاً جمعہ کے روز کثرت سے درود شریف پڑھنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نہ صرف درود شریف پڑھنے والے کو پہچانتا ہوں بلکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کس کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دو انگلیوں کا اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف پڑھنے والا میرے قریب اتنا ہوگا۔ کہ جتنی یہ دو انگلیاں ہیں جن کے درمیان اور کوئی تیسری انگلی نہیں ہے باقی عبادات بھی ہیں۔ بلاشبہ بہت افضل ہیں۔ قربانی دینا بڑا کام ہے۔ مشکل سے مشکل کام حج ہے۔ اس کے لئے رقم بھی چاہیے۔ وقت بھی چاہیے صحت بھی چاہیے بڑی دوڑ دھوپ کا کام ہے لیکن وہ بھی اتنا قرب نہیں دیتا جتنا کہ درود شریف دیتا ہے۔ نعت پڑھیں درود شریف پڑھیں۔ محفل میلان النبی ﷺ منائیں ذکر مصطفیٰ ﷺ کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں کہ کون کون بیٹھا ہے۔ فرشتے بھی پہچانتے ہیں بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کون کس نیت سے آیا ہے۔ تیسرا بندہ کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں وہ سادات کی خدمت اور عزت کرنے والا ہے اگر آپ سادات کی عزت نہیں کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچانا ہی نہیں ہے۔ جو کوئی سادات کی تعظیم اور ادب کرے گا تو حضور ﷺ اس کو بھی پہچانیں گے۔ ایسے کئی واقعات ہیں اور احادیث مبارکہ بھی ہیں کہ کسی نے سید زادے کی خدمت کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اور اگر کسی نے لاپرواہی کر دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دھتکار کر باہر

پھینک دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا فرمائی جو قیامت تک چلتی رہے گی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کوثر کیا ہے۔ فرمایا کہ میری امت کے اولیاء اللہ کوثر ہیں۔ میری سادات کوثر ہیں۔ جو کوئی سادات کا ادب کرے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پہچانیں گے اور کوثر کا پانی پلائیں گے۔ ایک شخص مقروض ہو گیا۔ قرضہ بہت زیادہ ہو گیا تو قرض خواہوں نے بہت سختی شروع کر دی۔ اسے کسی نے بتایا کہ تو درود شریف پڑھ تیرا بیڑہ پار ہو جائیگا۔ اس نے درود شریف کثرت سے پڑھنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت سے نوازا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے قرضہ بہت زیادہ دینا ہے کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے۔ مہربانی فرمائیں میرا قرضہ اتار دیں۔ فرمایا کہ فلاں مجوسی کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا قرضہ اتار دے گا وہ ناشانی مانگے تو کہہ دینا تیرے حق میں جو دعا تھی وہ قبول ہو گئی ہے وہ شخص صبح اٹھا خوشی خوشی اس مجوسی کے مکان پر پہنچا اور اسے بتایا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تمہارے حق میں دعا قبول ہو گئی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ میرا قرضہ اتار دیں۔ مجوسی نے اس شخص کو اندر بٹھایا اور پوچھا کہ تمہیں پتہ ہے کہ وہ کون سی دعا ہے جو میرے حق میں تھی اور وہ قبول ہو گئی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں مجھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہارے حق میں جو دعا تھی وہ قبول ہو گئی ہے۔ دعا کون سی ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ مجوسی نے کہا کہ میں وہ دعا تمہیں بتاتا ہوں۔ مجوسی نے بتایا کہ اس کے بچوں کی شادی تھی اس نے بہت لمبی چوڑی دعوت کی۔ زکیر خرچ کیا۔ شہر کے بڑے بڑے آدمیوں کی دعوت تھی۔ بہت دھوم دھام سے شادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ رات گئے تک مختلف کھانوں کی دعوت چلتی رہی۔ تقریب ختم ہوئی تو میں بھی تھک گیا تھا اور پچھت پر جا کر لیٹ گیا آرام کرنے لگا۔ میرے مکان کے کچھواڑے میں ایک بیوہ رہتی تھی اس کے ساتھ اس کے یتیم بچے بھی تھے۔ وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ مجوسی ہمارا ہمسایہ ہے دولت مند ہے تین روز سے اس کے ہاں عالیشان دعوتیں ہو رہی ہیں لوگ سیر ہو ہو کر کھا رہے ہیں لیکن ہم تین روز سے بھوکے بیٹھے ہیں اس نے ہماری طرف کوئی توجہ ہی نہیں کی۔ یہ بات سنی تو میرے دل میں خیال آیا کہ واقعی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ لوگ دور دراز سے آئے اور کھا کر چل دئے لیکن یہ یتیم میرے پڑوس میں ویسے ہی بھوکے رہ گئے۔ وہ اٹھا اور اپنی خادمہ کو کھانا فروٹ اور کپڑے دئے کہ یہ جا کر ان یتیم بچوں کو دے آؤ۔ خادمہ دے آئی اور یہ مجوسی پھر اوپر چلا گیا تو اس کے کان میں پھر آواز آئی کہ وہ بچے کہہ رہے ہیں کہ امی کھانا تو آ گیا لیکن ہم یہ کھانا کیسے کھائیں یہ تو مجوسی کے گھر سے آیا ہے۔ امی نے کہا بچو ہم تین روز سے بھوکے ہیں اور کھانا آ گیا ہے تو کھا لو اگر وہ مجوسی ہے یا کافر ہے کہ بد مذہب ہے تو کیا ہوا۔ بھوک سے اگر موت واقع ہونے کا احتمال ہو تو مردار بھی جائز ہو جاتا ہے اس لئے آپ یہ کھانا کھا لو۔ بچوں نے کہا کہ امی جان ہمارا یہ مقصد نہیں ہے۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کا بھیجا ہوا کھانا تو کھائیں لیکن وہ پھر مجوسی کا مجوسی ہی رہے یہ کیسے ہو۔ وہ مسلمان کیوں نہ ہو جائے۔ امی نے کہا اچھا اگر یہ بات ہے تو تم دعا کرو میں آمین کہتی ہوں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ وہ عورت سید زادی تھی۔ بیوہ تھی۔ اس کے بچوں نے عرض کی دعا کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس مجوسی کو ایمان عطا فرمادیں۔ امی نے کہا آمین۔ مجوسی

نے اس شخص سے کہا کہ یہ وہ دعا ہے جو میرے حق میں قبول ہوئی ہے۔ اب آپ اپنا ہاتھ آگے کرو میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوں۔ اور اس مجوسی نے پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ یہ سادات کی خدمت کرنے سے ایمان نصیب ہوتا ہے۔ ایک اور بھی واقعہ ہے کہ پہلے زمانہ میں عورتیں بھی جنگ میں شریک ہوتی تھیں۔ کسی جنگ میں شکست ہوگئی۔ افواج پیچھے بھاگیں ان میں ایک سید زادی بھی تھی وہ بھی بھاگی ساتھ بچے بھی تھے۔ چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچی تو ایک مکان پر ایک مسلمان شیخ صاحب کا نام پڑھ کر دروازے پر دستک دی۔ اپنا تعارف کرایا کہ سید زادی ہوں۔ جنگ میں شکست ہو کر یہاں پہنچی ہوں۔ بچے ساتھ ہیں۔ بھوک نے تنگ کر دیا ہے۔ آپ براہ کرم ہمیں کچھ کھانے پینے کی چیز دیں۔ شیخ صاحب نے کہا کہ تم لوگ مانگنے کی خاطر جعلی سید بن جاتے ہو۔ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تو سید زادی ہے۔ سید زادی نے کہا کہ میں پردیسن ہوں میرا تو یہاں کوئی شناسا نہیں ہے کوئی مجھے جاننے والا نہیں ہے۔ میں تمہیں کیا ثبوت دے سکتی ہوں یہ کہا اور آگے چل دی۔ اس سے آگے ایک مجوسی کا مکان تھا۔ وہ سیدی زادی وہاں گئی اور اسے بھی اپنا حال احوال سنایا۔ مجوسی نے کہا کہ ہاں آجائیں تشریف لے آئیں۔ مجوسی نے اس سید زادی کی بہت خاطر تواضع کی کھانا پیش کیا۔ کپڑے دئے ان کے پرانے کپڑے دھلوائے۔ رات ہوئی تو اس شیخ صاحب کو خواب آئی کہ محشر کا سماں ہے ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ چیخ و پکار پڑی ہوئی ہے۔ یہ شیخ صاحب بھی پریشان حال ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نظر آئے تو ان کے قدموں میں جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تمہارا امتی ہوں۔ مجھے بچائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا ثبوت ہے کہ تو میرا امتی ہے۔ عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ اب قیامت کے روز میں آپ کو کہاں سے ثبوت پیش کروں۔ یہاں تو ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ تو اگر ثبوت نہیں دے سکتا تو میری بیٹی سے تو نے جو سید زادی ہونے کا ثبوت مانگا تھا وہ تمہیں کہاں سے ثبوت لا کر دیتی۔ جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔ وہ صبح اٹھا تو سخت نادام ہوا۔ اس نے کھانا کپڑے اور نقدی وغیرہ لئے اور مجوسی کے گھر پہنچے گیا اور سید زادی سے کہا کہ بی بی مجھے معاف کر دیں۔ میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے مجھے پیہ چل گیا ہے کہ تو سید زادی ہے مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ مہربانی کرو یہ چیزیں لے لو اور میرے ساتھ آ جاؤ میری مہمان بن کر رہو۔ سید زادی نے کہا کہ اب تو مجھے تیرے سہارے کی ضرورت نہیں رہی مجھے میرے میزبان نے بہت کچھ دے دیا ہے۔ شیخ صاحب نے اس مجوسی سے کہا کہ ابھی آپ ہی میری طرف سے یہ تمام چیزیں قبول کر لیں آپ نے ہی دی ہیں۔ اس مجوسی نے جواب دیا کہ تمہیں سب کچھ نظر آ گیا ہے۔ تو نظر مجھے بھی آ گیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں ملے ہیں تو وہ مجھے بھی ملے ہیں۔ تمہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دربار سے نکال دیا تھا لیکن مجھے پکڑ کر اپنے قریب کر لیا تھا۔ اور مجھے اپنا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھا کر مسلمان کر دیا تھا۔ اب میں کلمہ گو ہوں اور یہ سید زادی میری بیٹی ہے میری مہمان ہے۔ یہ سادات کی خدمت کا صلہ ہے کہ ایک مجوسی کو ایمان عطا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کا ادب کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ ان سے بچکتی کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں زرعی یونیورسٹی میں ایک سید زادی ہے اسے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ظاہری زیارت ہوئی ہے۔ یہ کل (19,03,98) کی بات ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن کے وقت صبح 10,11 بجے اس سید زادی کے گھر میں تشریف لے آئیں اور تحفہ کے طور پر ایک کتابی شکل میں چھپی ہوئی سورۃ یسین عطا فرمائی اور فرمایا کہ میں خود اس کتاب سے سورۃ یسین کی تلاوت کرتی تھی اب یہ کتاب تمہیں دیتی ہوں آپ اس کو پڑھا کرو۔ حضرات اس تحفہ کی زیارت آپ سب کو بھی کرائی جائیگی اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ آمین آپ کو پتہ ہے کہ سادات کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پاک ہیں۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ اولاد ہے جو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لطن مبارک سے ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد جو دوسری ازواج سے ہوئی وہ علوی ہیں سید نہیں ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی سید زادی کو تحفہ عطا فرمایا ہے یہ زندہ تحفے ہیں قیامت تک انشاء اللہ ملتے رہیں گے اور ایمان کو تقویت ملتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ تعلق درود شریف پڑھنے سے قائم ہوتا ہے۔ یہ جس سید زادی کو تحفہ ملا ہے اس کا عمل بھی یہی ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتی رہتی ہے۔ قیامت کے روز درود شریف کا دامن ہی اگر ہمارے ہاتھ میں ہے تو بیڑہ پار ہو جائیگا۔ اگر سید زادے کا دامن ہاتھ میں ہے تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ منافق کے ہاتھ میں نماز روزہ حج زکوٰۃ قربانی جہاد سب کچھ ہے لیکن سید زادے کا ادب اس کے ہاتھ میں نہیں ہے اسی وجہ سے اس کا بیڑہ غرق ہے۔ کئی دفعہ پہلے عرض کیا ہے مشہور واقعہ ہے لیکن ایمان کی تازگی کے لئے اور موضوع کی نسبت سے پھر عرض کرتا ہوں کہ داتا صاحبؒ کے دادا پر دادا پیر صاحب حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ شاہی پہلوان تھے۔ جنگ سے پہلے دنوں اطراف کے شاہی پہلوان کشتی کرتے تھے جو پہلوان جیت جاتا اس ملک کی افواج پھر بڑی دل جمعی اور حوصلے کے ساتھ میدان میں اترتی تھیں اور فتح حاصل کرتی تھیں۔ پہلوان کا جیت جانا فتح کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت جنید بغدادیؒ بڑے جسیم اور طاقتور پہلوان تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت جنید بغدادیؒ کو کشتی کا چیلنج دے دیا۔ بظاہر وہ شخص بہت کمزور لاغر دہلا پتلا تھا۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے مقابلہ میں ہاتھی اور چوٹی کا مقابلہ تھا۔ لیکن دستور کے مطابق چونکہ چیلنج ہو چکا تھا اس لئے حضرت جنید بغدادیؒ کو وہ کشتی ضرور لڑنا تھی۔ لوگ بھی جمع ہوئے کہ اس کمزور سے آدمی نے کس بل بوتے پر چیلنج کر دیا ہے۔ وقت مقرر ہو گیا۔ کشتی شروع ہوئی تو اس آدمی نے حضرت جنید بغدادیؒ سے ہاتھ ملایا اور آپ کے کان میں عرض کیا کہ آپ شاہی پہلوان ہیں آپ چہنبن ہیں میرا آپ سے کیا مقابلہ ہے میں سید زادہ ہوں۔ مفلس حال ہوں مجھے رقم کی ضرورت ہے آپ اگر نیچے گر جائیں تو مجھے انعام مل جائے گا میری ضرورت پوری ہو جائیگی میں چلا جاؤں گا آپ کو شاہی پہلوانی مبارک ہو۔ حضرت جنید بغدادیؒ ایک لمحہ کے لئے سکتہ میں آ گئے کہ ایک طرف اتنا جاہ و جلال اتنا رعب و دبہ طاقت اور شاہی مرتبت اور دوسری طرف سید زادے کی تعظیم اور ادب کا لحاظ۔ ایک طرف اپنی شان و شوکت

اور عظمت اور دوسری طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی آپ ﷺ کی اولاد اور نسبت حضرت جنید بغدادیؒ نے دنیاوی عزت کو ترک کر دیا اور سید زادے کے سامنے گر جانے میں ہی عزت سمجھی اور سید زادے سے ہاتھ ملا تہی چت گر گئے۔ لوگوں نے پتھر مارے گالیاں نکالیں اور بڑی بے عزتی کی بڑی لعن طعن کی لیکن حضرت جنید بغدادیؒ بڑی خاموشی سے اٹھے اور گھر کو چل دیئے دل مطمئن تھا کہ میں کسی پہلوان سے تو نہیں گرامیں تو سیدے زادے سے ہارا ہوں۔ رات خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ جنید تو نے میری اولاد کا ادب کیا ہے میں تمہیں اولیاء اللہ کا سرخیل بناتا ہوں اور ان کو سید الطائفین بنا کر رکھ دیا اور پھر فرمایا کہ جنید وہ شخص سید نہیں تھا۔ لیکن تو نے اس کو سید سمجھ کر اس سے شکست مانی ہے میں تمہیں اس ادب کے صدقے اولیاء اللہ میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہوں۔ حضرات میری عرض ہے کہ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں سید ہوں تو اگر وہ سید نہیں بھی ہے تب بھی اسے سید سمجھ کر اس کی عزت کرو۔ اس کا ادب و احترام کرو تو جو حضرت جنید بغدادیؒ گول گیا ہے وہ تمہیں بھی مل جائے گا۔ کسی کے سید ہونے کا ثبوت نہ مانگو ورنہ جس طرح کہ عرض کیا ہے کہ وہ شیخ صاحب ثبوت مانگنے کی وجہ سے محروم رہ گئے اور مجوسی نے ثبوت نہ مانگا اور ایمان نصیب ہو گیا۔ کوئی پوچھ نہ کرو۔ اس کے ظاہر کو نہ دیکھو اس کے حال و احوال کو نہ دیکھو اس کے کردار و گفتار کو نہ دیکھو بلکہ صرف اس کے دعوے کو دیکھو۔ کوئی کھوج نہ نکالو کہ کیا رنگ ہے کیسا ڈھنگ ہے کیسی وضع قطع ہے بلکہ کوئی کہہ دے کہ وہ سید زادہ ہے تو تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے اس کو سید زادہ سمجھو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان کرنے کی توفیق کچھ چھوٹی سے متعلق نوائے وقت (20,03,98) میں ایک مضمون چھپا ہے۔ اس میں ان کی سوانح حیات سے متعلق درج ہے۔ آپ بنارس (بھارت) میں پیدا ہوئے قیام پاکستان میں بڑا حصہ لیا۔ قائد اعظمؒ کے ساتھ مل کر بڑا کام کیا۔ تقاریر فرمائیں۔ لوگوں میں جوش و جذبہ اجاگر فرمایا۔ پاکستان بننے میں ان کی بہت CONTRIBUTIONS ہیں۔ ان کی ایک نعت شریف ہے وہ بھی اخبار میں آئی ہے۔ وہ نعت شریف یہ ہے کہ

نسیم پر نہ صبا پر نہ باد صرصر پر
میں اڑ رہا ہوں تو زور ہوائے دلبر پر
نہ بیگناہی نہ کچھ نیکیوں کے دفتر پر
ہمارا تکیہ ہے اپنے شفیع محشر پر
نہ سلسیل نہ تسنیم پر نہ کوثر پر
میری نظر ہے نگاہ خمار پرور پر
وہ اقتدار کہ بیٹھ آئے عرش اکبر پر
یہ شان فقر کہ لیٹے نہ نرم بستر پر

کسی کو چیر دیا تو کسی کو پھیر دیا
یہ دبدبہ ہے تیرا ماہ و مہر و خاور پر
ہر ایک زخم جگر کہہ رہا ہے یہ سید
میں ان کے تیر کے صدقے نثار خنجر پر

شاہ صاحب کا نظریہ اور عقیدہ دیکھیں۔ فرما رہے ہیں کہ نسیم پرنا صبا پر اور نہ باد صرصر پر۔ یہ تمام ہواؤں کی اقسام ہیں فرماتے ہیں کہ میں کسی قسم کی ہوا کے زور پر نہیں بلکہ میں تو ہوائے دلبر کے زور پر اڑ رہا ہوں۔ دلبر کا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ یعنی میں کسی ہوا پر نہیں بلکہ میری پرواز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق اور محبت کی وجہ سے ہے وہ اپنی بے گناہی یا نیکی کا سہارا نہیں لیتے بلکہ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو تمکیہ ہے صرف اپنے شفیع محمد ﷺ پر۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر بھروسہ ہے۔ نیک اعمال پر بھروسہ نہیں ہے۔ پھر وہ حوض علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شاہ بیان فرما رہے ہیں۔ کہ عرش کے مہمان ہو کر بھی کبھی نرم بستر پر آرام نہیں فرمایا۔ چاند کے دو ٹکڑے فرما دئے سورج کو واپس لوٹا دیا کہ آپ کی ہر جگہ ہر ستارے سورج چاند پر بھی حکمرانی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 20,03,98

دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے بہشت ہے (الحدیث)

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله“

معزز حاضرین! مفسرین محدثین اور اکابرین دین حضرات ابھی تک صرف اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے بڑے نبی ہیں سب سے بڑے نبی ہیں حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اس سے کہیں بلند ہے۔ لوگوں کو تو اس مقام تک پہنچنے میں پتہ نہیں کتنی صدیاں لگ گئی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑے نبی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آں کہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی کہ حسن یوسف علیہ السلام اور دم عیسیٰ علیہ السلام کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھونک مارتے تھے تو مردے زندہ ہو جایا کرتے تھے اور ید بیضا داری کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ باہر نکالتے تو وہ روشن ہو جاتا ہے۔ یہ تمام معجزات حضور نبی کریم ﷺ میں بھی ہیں کہ جو کمالات اور معجزات دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام میں ہیں وہ تمام کے تمام صرف ایک واحد ذات حضور نبی کریم ﷺ میں بھی ہیں۔ لوگ صرف یہاں تک پہنچے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قَابِ قَوْسَیْنِ کے مقام تک پہنچے اور وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان جو بات چیت ہوئی اسے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا کہ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى (انجم 10) لوگوں نے بہت جستجو کی ہے کہ وحی تو اللہ تعالیٰ نے فرمائی لیکن وہ وحی تھی کیا۔ وہ بات کیا تھی جو اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ معراج کی رات جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے گفتگو فرمائی وہ ہمیں بھی ارشاد فرمادیتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مہربانی فرمائی اور اس راز و نیاز کی گفتگو کو ارشاد فرمایا۔ میں وہ عرض کرتا ہوں کہ اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پاؤں کی طرف دیکھئے آپ نے جب دیکھا تو تھوڑی سی مٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے مٹی تو پیچھے ہٹ جاوہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے عرض کیا کہ یا اللہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں بظاہر تو یہ مٹی نظر آ رہی ہے۔ فرمایا کہ یہ ساری کائنات تیرے مقابلہ میں ایک مٹی کی چٹکی ہے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ تمام انبیاء علیہم

السلام سے اعلیٰ ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام تو اس مٹی میں ہیں۔ پوری کائنات عرش فرش فلک زمین خانہ کعبہ بیت المعمور جن و بشر حجر سمندر پہاڑ خشکی تری فرشتے جنت دوزخ انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام چاند ستارے سورج سیارے الغرض ہر چیز اسی مٹی میں ہے۔ آپ ﷺ انبیاء علیہم میں اعلیٰ نہیں بلکہ وہ تو تمام انبیاء المرسلین کے بھی نبی ہیں۔ قیامت کے روز ساری مخلوق حضور نبی کریم ﷺ کے حضور پیش ہو جائیگی حتیٰ کہ اس میں انبیاء بھی ہوں گے اور تمام لوگ آپ ﷺ کے سامنے جھولی پھیلا لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آج ہماری شفاعت فرمائیں آپ کے سہارے کے بغیر آج ہماری نجات ممکن نہیں۔ اسی لئے اے حضرت فرماتے ہیں کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

ایک بات یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں معراج کرائی ہے اس لئے کہ تمہیں یہ راز بتا دوں کہ میرا مقصود آپ ہیں اور میں تمام کائنات پیدا کر کے تیرے قدموں میں ڈال دی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میں نے یہ ساری کائنات تیری راہ میں قربان کر دی کہ میرا مقصود صرف آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مقصود حضور نبی کریم ﷺ ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصود اللہ تعالیٰ ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہمارا مقصود کون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے یا حضور نبی کریم ﷺ ہیں یا دونوں ہیں۔ اگر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مقصود ہے تو اللہ تعالیٰ قبول ہی نہیں فرمائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ بھی قبول کرے گا کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پتہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دیا ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا پتہ ہی نہ چلتا یہی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے۔ مرزا مظہر جانان کا شعر ہے کہ

یا محمد ﷺ از تو سے خواہم خدا را
خدا یا از تو عشق مصطفیٰ ﷺ را

یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے میں نے آپ ﷺ کا عشق اور محبت لینی ہے۔ یہ وحی ہے جو معراج کی رات آئی۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمتیں عطا فرمادیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو کیا ملا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ بھی کچھ مانگ لیں آپ کیا چاہتے ہیں۔ عرض کیا کہ اے اللہ میری امت کی بخشش فرمادے۔ پھر پوچھا کہ کچھ اور مانگ لیں عرض کیا یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ اور بھی مانگ لیں لیکن ستر ہزار مرتبہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات ہمارے لئے بخشش لے کر آئے ہیں۔ ایک یہ بھی وحی ہے جو معراج کی رات آئی۔ ایک اور بات بھی راز کی اللہ تعالیٰ نے بتائی۔ آپ ﷺ کو جنت دکھائی اور فرمایا کہ اس جنت کو دیکھو کتنی خوبصورت ہے اس میں کوئی

نبی داخل نہیں ہو سکتا جب تک تو اس میں داخل نہیں ہوگا اور جب تک تیری امت اس میں داخل نہیں ہوگی میں کسی اور نبی کی امت کو اس میں داخل نہیں کروں گا آذان کے بعد جو دعا مانگتے ہیں اس کے آخر میں آتا ہے کہ اے اللہ تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ کون سا وعدہ ہے جس کی خلاف ورزی نہیں ہوگی وہ وعدہ امت کی بخشش کا ہے۔ جو ستر ہزار مرتبہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ صرف اس شخص کے لئے ہے جو آذان کے بعد کی پوری دعا کو سمجھتا ہے اور خلوص نیت سے مانگتا ہے کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت ملے ان کو درجات ملیں ان کو مقام وسیلہ ملے ان کو مقام محمود ملے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو پھر تمہیں بھی شفاعت مل جائے گی اگر کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درجات نہ ملیں اور عظمتیں نہ ملیں مقام محمود نہ ملے وسیلہ نہ بنیں تو پھر تمہیں بھی شفاعت نہیں ملے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ جو نماز آپ نے عطا کی ہے اس میں کچھ فرائض ہیں کچھ سنتیں ہیں۔ اکیلے فرض ہوتے یا اکیلی سنتیں ہوتیں ان دونوں کا نماز میں ہونا کس لئے ہے۔ فرمایا کہ اگر سنتوں میں کوئی کمی رہ گئی کوئی غلطی ہوگئی تو میں معاف کر دوں گا۔ اگر فرائض میں کوئی یا غلطی ہوئی تو اس کے لیے آپ شفاعت کر دینا تو میں وہ بھی معاف کر دوں گا اور بخش دوں گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس دنیا میں گرمی اور سردی کا موسم آتا ہے گرمیوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی بھی ہو جاتی ہے اور یہ بعض اوقات تیرے بندوں کے لئے تکلیف کا باعث بن جاتی ہے۔ لیکن اس میں جو حکمت ہے وہ یا اللہ آپ ہی جانتے ہیں۔ فرمایا جہنم کے دو طبقے ہیں ایک حصہ بہت گرم ہے اور دوسرا سخت سرد ہے۔ گرمی بھی عذاب ہے اور سردی بھی عذاب ہے میں نے اس دنیا میں گرمی اور سردی اس لئے رکھی ہے کہ تیری امت یہ دنیاوی گرمی اور سردی برداشت کر لے گی تو میں اس کو جہنم کی گرمی اور سردی سے بچا لوں گا ان کا کفارہ بنادوں گا میں تیری امت کو جہنم کے ان دونوں طبقوں سے بری کر دوں گا۔ یہ راز کی باتیں ہیں یہ وحی ہے جو معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آئی۔ معراج حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی لیکن کام ہمارا بن گیا نجات ہماری ہوگئی بخشش ہماری ہوگئی عرض کیا کہ یا اللہ مجھے ڈر ہے کہ پہلی امتیں جب گناہ کرتی تھیں تو ان کی شکلیں بدل جاتی تھیں ان پر پتھروں کی بارش ہو جاتی تھی وہ زمین میں دھنس جاتے تھے اس قسم کے عذاب ان پر آیا کرتے تھے۔ یا اللہ میری دعا ہے کہ میری امت کو ایسے عذاب سے بچادے کہ ان کی شکلیں تبدیل نہ ہوں ان کی شکلیں جانوروں جیسی مثلاً سور بندر وغیرہ نہ بن جائیں۔ ان پر پتھروں کی بارش نہ ہو اور نہ ہی ان کو زمین میں دھنسا یا جائے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور بدلوں گا لیکن ان کی شکلیں نہیں بدلوں گا بلکہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدلوں گا۔ میں ان پر بارش بھی ضرور برساؤں گا لیکن پتھروں کی بجائے میں ان پر اپنی رحمت کی بارش برساؤں گا۔ میں ان کو ضرور دھنساؤں گا لیکن ان کو تیری رحمت میں غرق کروں گا یہ وعدہ ہے ہوں جن کا ذکر آذان کی دعا میں ہم کرتے ہیں۔ یہ اس آیت مبارک کی تفسیر ہے جو میں نے عرض کی ہے عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے میری امت کو مال بھی تھوڑا دیا ہے ان کو عمریں بھی تھوڑی دی ہیں اور سب کے بعد میں پیدا کیا ہے اس میں کیا راز ہے۔ فرمایا کہ مال اس لئے تھوڑا دیا ہے تاکہ حساب بھی تھوڑا دینا پڑے۔ عمر اس لئے کم دی ہے کہ کہیں اس دنیا میں ہی دل نہ

لگائیں اس دنیا میں ہی مگر نہ ہو جائیں ان کو آخرت کا بھی فکر رہے اور واپسی کی تیاری میں بھی رہیں اور بیماری بھی اس لئے دی ہے کہ توبہ کر لیں اور بعد میں اس لئے پیدا کیا ہے کہ دوسروں کے سامنے رسوا نہ ہوں اور قبر میں ان کو رہنے کا بہت کم وقت ملے آخرت کی زندگی جو ہمیشہ کی زندگی ہے اس میں یہ کامیاب ہو جائیں عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چھ سو پر دے دیں اور ان کی یہ طاقت ہے کہ اگر وہ صرف دو پر کھولیں تو وہ **سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی** سے زمین تک اور زمین سے پھر واپس **سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی** تک آنکھ جھپکنے میں پہنچ جاتے ہیں اور اگر وہ اپنے سارے پر کھول دیں تو یہ ساری کائنات پر چھا جائیں۔ یا اللہ آپ نے مجھے اور میری امت کو کیا دیا ہے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام کو میں نے چھ سو پر دے دیں لیکن آپ کو چھ لاکھ بال دے دیں اگر آپ قیامت کے روز اپنے تمام بال کھول دیں گے تو آپ کی ساری امت آپ کی زلفوں کے سایہ میں آجائے گی اور آپ کے ایک بال مبارک کی یہ عظمت ہے کہ اس ایک بال کے صدقے میں تیری ساری امت کو بخش دوں گا اب بتائیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر اچھے ہیں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک موئے مبارک بہتر ہے۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے پیدا فرمایا اور ان کو یہ عظمت عطا فرمائی کہ تمام فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل فرمایا ان کو یہ تین عظیمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ہمیں کیا دیا ہے۔ فرمایا کہ جہاں تک پیدائش کا تعلق ہے میں نے حضرت آدم علیہ السلام سے بھی ہزاروں سال پہلے تیرے نور اور تیری روح کو پیدا کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جو فرشتوں نے سجدہ کیا ہے وہ صرف اس لئے کیا کہ ان کی پیشانی میں آپ کا نور تھا وہ سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں بلکہ تیرے نور کو تھا اگر آپ کا وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نہ ہوتا تو فرشتوں سے میں ان کو سجدہ بھی نہ کراتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا لیکن وہاں رکھا نہیں ہے۔ پہلے آپ جنت میں جائیں گے پھر آپ کی امت جائے گی اور اس کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی امتیں داخل ہوں گی۔ آپ ﷺ کو آخری نبی بنایا اور آپ ﷺ کی امت کو آخری امت اس لئے بنایا ہے تیری امت کسی کے سامنے رسوا نہ ہو بلکہ دوسری امتیں آپ کی امت کے سامنے رسوا ہوں۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل فرما دیا ہے لیکن میری امت کے لئے حساب کتاب ہے میزان ہے فرمایا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت میں اس لئے داخل کر دیا ہے کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں تو وہ آپ کا استقبال کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ ایڈوانس پارٹی ہوتی ہے جہاں کسی شخصیت نے جانا ہوتا ہے تو اس کے استقبال کے لئے استقبال کرنے والے پہلے وہاں موجود ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ صدر صاحب پہلے پہنچ جائیں اور استقبال کرنے والے بعد میں پہنچیں آپ ﷺ معراج کی رات جنت میں گئے حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ اے حضرت ادریس علیہ السلام آپ کا کیا حال ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو یہاں بہت تنگ ہوں فرمایا کہ آپ کو کیا تنگی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہاں تو

محل ہی محل بنے ہوئے ہیں اور ہر ایک کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے میں جب کسی محل میں جانا چاہتا ہوں تو اجازت نہیں ملتی بلکہ فرمایا جاتا ہے کہ یہ محل حضور نبی کریم ﷺ کے ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کا ہے جب تک وہ اس میں داخل نہیں ہوتا آپ اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یا رسول اللہ ﷺ اب میری تمنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے واپس دنیا میں بھیج دے اور آپ ﷺ کا غلام شمار کر لے۔ حضرت ادريس علیہ السلام جنت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں نبوت عطا ہوئی ہے لیکن تمنا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں سے ہو جائیں آپ ﷺ کے امتی بن جائیں عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی عطا فرمائی کہ وہ اور ان کے ساتھی اس میں بیٹھ کر طوفان سے بچ گئے اور باقی سب کچھ ڈوب گیا تباہ ہو گیا جاندار مر گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے وہ چھپاسی (86) حواری بچ گئے۔ یا اللہ اس کشتی کے مقابلہ میں ہمیں کیا ملا۔ فرمایا کہ اس کو کشتی دی۔ وہ تو اس دنیا میں چکر لگاتی تھی لیکن اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں براق دیا جو نہایت تھوڑے وقت میں **سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی** تک پہنچ سکتا ہے آسمانوں کے گرد چکر لگاتا ہے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو کیا ملا فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی کشتی نے پانی کے طوفان سے بچایا میں نے تیری امت کے لئے تمام مساجد کو کشتیاں بنادیا ہے یہ تیرے نمازی امتیوں کو جو ان میں نماز ادا کرتے رہے ہوں گے ان کو لے کر آگ کے سمندر سے تیرتی ہوئی پار لے جائیں گی۔ پانی پر تو ہر کشتی تیر جاتی ہے لیکن آگ پر کوئی کشتی نہیں تیرتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے یہ مساجد کشتیاں بن کر آگ پر بھی تیر جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ مساجد کو آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ مساجد ادھر نہیں رہ جائیں گی یہ ساتھ جائیں گی اس لئے جتنی مسجدیں تعمیر ہو سکیں وہ کرو اور ان کو آباد بھی کرو۔ مسجدیں آباد نمازیوں سے ہوتی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو صرف ایک کشتی ملی لیکن امت محمدیہ کے لئے تو لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت کشتیاں ہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کو کھنڈا کر دیا اور ان اپنا دوست بنایا۔ ہمیں کیا ملا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ کو کھنڈا کر دیا لیکن میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت پر دوزخ کی آگ حرام کر دوں گا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں۔ نمرود کی آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا حضور نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کو دوزخ کی آگ نہیں جلاتی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوری قوم کے ساتھ مخالفت کی حکومت کا مقابلہ کیا سارے بت توڑ ڈالے۔ بیوی بچے کو جنگل میں چھوڑ آئے خود آگ میں چھلانگ لگا دی کچھ جب ذرا بڑا ہوا تو اس کے گلے پر چھری چلا دی۔ یہ وہ کام ہیں جو آج بھی کوئی نہیں کر سکتا اتنے بڑے بڑے کام کئے تو میں ان کو اپنا خلیل بنا لیا وہ ہر وقت میری رضا پر راضی رہے اور مجھے خوش کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن میں نے آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ اور تیرا کوئی امتی اگر کوئی گناہ کر لے اور پھر توبہ کر لے تو میں اس کو بھی خلیل بنا لوں گا۔ خلیل وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کو راضی رکھنے کے لئے ہر کام کرتا ہے۔ لیکن حبیب وہ ہوتا ہے جس کو اس کا رب راضی رکھتا ہے۔ تیرا کوئی امتی گناہ کرے پھر تیرے نام کا واسطہ دے کر توبہ کر لے تو میں اس کو بھی حبیب بنا لوں گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ

آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری نہیں چلنے گی۔ فرمایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں تیرا نور تھا اس لئے اس کے گلے پر چھری نہ چلنے دی بلکہ اس کی جگہ میں نے دنبہ بھیج دیا اور اسے ذبح کر دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر دینہ قربان کر دیا فرمایا اسی طرح سے قیامت کے دن عسیائیوں اور یہودیوں کو آپ ﷺ کی امت پر قربان کر کے دوزخ بھیج دوں گا۔ یہ حدیث پاک ہے قیامت کے روز تیری امت کے گناہوں کو کفار کے سروں پر ڈال کر ان کو جہنم میں بھیج دوں گا اور ان کی جونیکیاں ہوں گی وہ تیری امت کو دے کر اسے جنت میں داخل کر دوں گا گناہ تو ہم کریں لیکن یہ کفار کے ذمہ ڈال دیئے جائیں عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت ہود علیہ السلام کو ہوا پر تصرف دیا۔ جب تیز آندھی آتی تو وہ اپنے حواریوں کے گرد ایک دائرہ کھینچ دیتے جو لوگ دائرے کے اندر ہوتے وہ محفوظ ہوتے اور جو باہر ہوتے ان کو ہوا اڑا کر لے جاتی تباہ کر دیتی مار ڈالتی تھی۔ ایسی ہوا چلتی کہ کفار تباہ و برباد ہو جاتے لیکن حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو کچھ نہ کہتی یا اللہ ہمیں کیا ملا۔ فرمایا کہ قیامت کے روز ایسی ہوا چلاؤں گا جو تیری امت کو پل صراط سے پار لے جائیگی لیکن کفار کو جہنم میں پھینک دے گی۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا اور کوہ طور پر بلا کر ان سے بات کی ہے ہمیں کیا ملا ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے حضور موسیٰ علیہ السلام کو تو پہاڑ پر بلا کر بات چیت کی ہے لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو میں نے لامکان میں بلایا ہے قَابِ قَوْسَیْن کا مقام عطا کیا ہے اور براہ راست آپ سے بات کر رہا ہوں۔ بے حجاب گفتگو کر رہا ہوں۔ اب بتائیے کہ وہ گفتگو اچھی ہے یا یہ گفتگو اچھی ہے عرض کیا کہ یہ تو بہت اچھی ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے توریت دی لیکن تیری امت کو میں نے آیت الکرسی دی ہے کہ وہ ایک بار آیت الکرسی پڑھ لیں گے تو توریت سے زیادہ ثواب پائیں گے۔ عرض کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے عصا دیا کہ وہ پتھر پر مارتے تو پانی نکل آتا چشمے پھوٹ پڑتے اور پانی پر مارتے تو پانی پتھر بن کر راستہ دے دیتا تھا دریا میں راستے بن گئے۔ زمین پر پھینک دیتے تھے تو سانپ بن جاتا تھا۔ ہاتھ میں پکڑ لیتے تو پھر وہی عصا بن جاتا تھا۔ اس نے سانپ بن کر جادو گروں کے بنائے ہوئے رسیوں کے سانپ کھالئے۔ بڑی عظمت والا عصا مبارک دیا۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے عصا دیا جو اس دنیا میں کام کرتا تھا۔ لیکن قیامت کے روز میں آپ کو شفاعت کا عصا دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تو جادو گروں کے سانپ کھا گیا لیکن تیرا عصا تیری امت کے گناہوں کو کھا جائیگا۔ وہ پانی میں راستے بناتا تھا تیرا عصا تیری امت کے لئے جنت کا راستہ بنائے گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کو تین تارکیوں میں پناہ دی۔ ایک مچھلی کے پیٹ کی تار کی دوسری پانی کی تار کی اور تیسری رات کی تار کی لیکن ہمیں اس سے کیا ملا۔ فرمایا کہ میں تیری امت کو بھی تین تارکیوں سے پناہ دوں گا۔ پہلی قبر کی تار کی ہے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ کی تار کی میں پناہ ملی تیری امت کو قبر کی تار کی سے پناہ دوں گا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر کی تار کی میں پناہ دی تیری امت کو قیامت کی تار کی سے پناہ میں رکھوں گا قیامت بہت تار یک اور بھیا نک ہے۔ حضرت یونس علیہ

السلام کورات کی تاریکی سے پناہ ملی تیری امت کو پل صراط کی تاریکی سے پناہ دے دوں گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو آب حیات عطا فرمایا ہے۔ ہمیں کیا دیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے تمہیں حوض کوثر عطا فرمایا ہے۔ آب حیات تو دنیا میں ہی رہ جاینگا قیامت کی پیاس کو نہیں بجھا سکے گا۔ لیکن آب کوثر قیامت کے روز کام آئے گا جو ایک دفعہ پی لے گا تو پھر اس کو پیاس ہی نہیں لگے گی اور قیامت کی گرمی سے محفوظ ہو جائے گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ناقہ عطا فرمائی تو مجھے کیا دیا۔ فرمایا کہ آپ کو درار لسکون مدینہ دیا۔ مال غنیمت دیا قرآن دیا۔ آپ کو براق اور رف عطا کیا کہ کروڑوں سالوں کا سفر آنکھ جھپکنے میں طے کر لیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت لوط علیہ السلام کو اس تاریک رات میں امت کی مشقت سے نجات عطا فرمائی تو مجھے کیا دیا فرمایا کہ آپ ﷺ کو اس ہجرت والی تاریک رات میں فاسق و فاجر قوم سے بہتر طور پر نجات عطا فرمائی عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی اور لوہے پر تصرف عطا فرمایا کہ لوہا ان کے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم ہو جایا کرتا تھا۔ اس کے عوض مجھے کیا عطا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ میں نے آپ کو سورت انعام عطا فرمائی جو ایک بار پڑھے گا اسے دس مرتبہ زبور پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا آپ ﷺ کے لئے میں نے لوگوں کے دل نرم کر دئے ہیں اور ان میں آپ کی محبت پیدا کر دی ہے پھر عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لئے ہوا مخر کر دی ہر چیز پر تصرف دیا فرمایا کہ میں نے تمہیں جنت عطا کر دی پوری کائنات مکان و لامکان عطا کر دئے ہر چیز کا نبی بنا دیا آپ ﷺ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی نبی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہر چیز پر تصرف عطا فرما کر اسے تیرا امتی بنا دیا۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی ہے اس کے بدلے مجھے کیا ملا ہے۔ فرمایا کہ آپ کو سورت اخلاص دی ہے جو پڑھے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دوں گا ان کے والدین اگر مشرک بھی ہوں تب بھی ان پر عذاب ہلکا کر دوں گا آپ کی امت کیلئے میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے آپ ﷺ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں اور قیامت کے دن میں اس پر اور بھی اضافہ کر دوں گا کہ باقی تمام مخلوق تعجب کرے گی اور میں نے آپ ﷺ اور آپ کی امت کے لئے جو کچھ تیار کر رکھا ہے اگر وہ آپ دیکھنا چاہیں تو جنت کا معائنہ فرمائیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ میرے لئے کیا لائے ہیں عرض کیا کہ یا اللہ تھوڑا عمل اور زیادہ گناہ لایا ہوں عاجزی لے کر آیا ہوں فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی امت کا عمل تھوڑا ہے لیکن میری رحمت بڑی وسیع ہے میں تیری امت کے گناہوں کو آپ ﷺ کی شفاعت سے بخش دوں گا۔ آپ کی امت عبادت کرتی ہے تو میں رہنیں کرتا اگرچہ کہ یہ میری شان کے مطابق نہیں ہوتی۔ جب انعام دیتا ہوں تو اپنی شان کے مطابق دیتا ہوں۔ وہ گناہ کر کے اگر توبہ کر لیں تو میں معاف کر دیتا ہوں تیرے نام کا وسیلہ دیں تو ایسے معاف کرتا ہوں کہ جیسے کوئی گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ تیرے امتی کے جسم کے آٹھ ارکان یعنی آنکھ کان ناک منہ ہاتھ دل روح اور پاؤں میں سے اگر کوئی ایک عضو میری اطاعت میں ہو تو

میں تمام بدن کو دوزخ سے نجات دے دیتا ہوں۔ گناہ پر غم نہ کریں تو مشکلات میں ڈال کر گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہوں آپ کی امت کا حساب و کتاب عدل سے نہیں بلکہ فضل سے لوں گا۔ گناہوں کے بدلے نیکیاں دے دوں گا اور بخش دوں گا۔ عرض ہے کہ نعمت اگر مفت میں ملے تو اس کی قدر نہیں ہوتی۔ ہمیں یہ کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ مفت میں ملا ہے۔ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہونا مفت میں ملا ہے۔ ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے تو ہمیں کلمہ نصیب ہو گیا لیکن جو اس کلمہ کی حقیقت کو جانتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہماری نبوتیں لے لیں۔ ہماری امتیں لے لیں ہمارے معجزات لے لیں ہماری عظمتیں لے لیں لیکن ہمیں نبی پاک ﷺ کا امتی بنادیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی یہ دعا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی یہ دعا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے کمال مہربانی فرمائی مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا میری امت کی بخشش کا وعدہ بھی فرمایا اب میں جب واپس جاؤں گا تو میری امت مجھ سے پوچھے گی کہ اللہ تعالیٰ نے کیا عطا فرمایا ہے تو میں کیا جواب دوں گا اللہ تعالیٰ نے اپنا قدرت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو اوصاء کے جملہ غیوب مجھ پر منکشف ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فَأَوْحَىٰ إِلَيَّ عَبْدِي مَا أَوْحَىٰ کہ اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو بھی وحی کی اس کا کیا مطلب ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے کیا وحی کی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کی بخشش کے لئے بہانے جو بد کچھ زیادہ طلب نہیں کرتا بلکہ بہانہ سے جو بد صرف بہانہ چاہتا ہے کہ کسی طرح سے امت کی بخشش ہو جائے۔ حضرت فاطمہ الزہراء سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تیری امت کے گناہوں کو دیکھا لیکن میں نے ہر ایک کو معافی کی نظر سے دیکھا۔ ان تمام باتوں کے علاوہ فرشتوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ سے کئی باتیں پوچھیں فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے لیکن کوئی حل نہیں سمجھ آ رہا تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے تو فرشتوں نے آپ سے وہ سب چیزیں پوچھ لیں جن پر وہ بحث کر رہے تھے۔ فرشتوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کفارات کیا ہیں یعنی گناہوں کا کفارہ کس طرح سے ادا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے مکمل وضو کرنا۔ باجماعت نماز کے لئے پیدل مسجد میں جانا۔ دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ منجیات کیا ہیں یعنی نجات دلانے والی کون سی چیزیں ہیں فرمایا کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا فقیری و توکری میں میانہ روی اختیار کرنا۔ ناراضگی اور خوشی میں انصاف کرنا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے اعمال ہیں جن سے درجات بلند ہوتے ہیں فرمایا کہ مسکینوں کو کھانا کھانا سب کو پہلے سلام کرنا خواہ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز کے لئے کھڑے ہو جانا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مہلکات کیا ہیں۔ یعنی ہلاک کر دینے والی چیزیں کون سی ہیں۔ فرمایا کہ نفس کی خواہش کے مطابق کام کرنا۔

بخیل ہونا اور خود کو دوسروں سے افضل سمجھنا جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ لوگوں نے بہت جستجو کی ہے تحقیق کی ہے کہ معراج کی رات کون سی وحی نازل فرمائی ہے کہ جس کی طرف قرآن مجید اشارہ فرما رہا ہے کہ پس وحی کی اپنے بندے پر جو بھی کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مہربانی فرمائی اور بہت سی باتیں عطا فرمادی ہیں یہ جو کچھ عرض کیا ہے یہ حضرت مولانا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب معارج النبوۃ جلد دوم سے لیا ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی ہزار سال قبل لکھی گئی اور اس کو شائع کرنے سے پہلے مصنف نے باقاعدہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس کی اشاعت کی اجازت حاصل کی تاکہ ان خوشخبریوں کو پڑھ کر امت میں ذوق شوق عظمت مصطفیٰ ﷺ عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی اس احسان مندی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بشارت و نفرت نہ پھیلاؤ۔ نرمی کرو سختی نہ کرو۔ اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے میں نے امت کی بخشش کے لئے جو بشارتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں وہ عرض کر دی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش پروفیسر مختار احمد صاحب 10/09/98

سرکار میرا دین میرا ایمان آپ ہیں
 سب کچھ ہیں میرے آپ میری جان آپ ہیں
 بخشا شعور زندگی جس نے جہان کو
 اس درس آگہی کا قلمدان آپ ہیں
 ہیں ابتدا بھی آپ ہی اور انتہا بھی آپ
 تفسیر کائنات کا عنوان آپ ہیں
 وہ بے نیاز ہو کے بھی نازاں ہے آپ پر
 اس خالق تمام کی پہچان آپ ہیں
 گونجے گی حشر میں بھی فریدی یہ صدا
 بے شک سب کی نجات کا سامان آپ ہیں

تنگدستی ذریعہ قرب مصطفیٰ ﷺ

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملئکتہ یصلون علی النبی یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اجالا ہو گا

سورج سے اندھیرے دور نہیں ہوتے اگر سورج سے اندھیرے دور ہو جاتے تو ابوجہل کے بھی ہو جاتے ابولہب کے بھی ہو جاتے اندھیرے سورج سے دور نہیں ہوتے بلکہ اندھیرے میرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے سے دور ہوتے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مجھے کچھ عطا فرمادیں تو وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور اگر عطا نہ ہوئی تو پھر میں تو گونگا آدمی ہوں میں تو کچھ بھی نہیں ہوں کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے جو آپ کے لیے پیش سکوں ایک عرض یہ ہے کہ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

سدا لو سرکار مدینے آوے اوگتہار مدینے

یہ جن صاحب کی بہت مشہور نعت شریف ہے اور اس میں ایک شعر ہے کہ

رب آکھے میں بخش دیاں گا آ جاوون گتہگار مدینے

عرض ہے کہ جو لوگ حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ پاکستان میں ایک بڑا جال اور پھندا سا لگا ہوا ہے وہ غریبوں کو دور رکھنے کے لیے بڑا جال ہے مثال کے طور پر چیف کالج ہے جس میں فیس پانچ ہزار روپیہ ہے یہاں ساندل سکول ہے وہاں چار ہزار روپیہ فیس ہے نہ کوئی غریب یہ چار پانچ ہزار روپیہ دے سکے اور نہ ہی وہ داخل ہو سکے نہ ہی ان تعلیمی اداروں میں وہ تعلیم حاصل کر سکے نہ انگریزی پڑھ سکے نہ انگریزی کی تیاری کر سکے جتنے بھی اعلیٰ معیار کے امتحانات ہیں ان میں انگلش ضروری ہے اگر انگلش میں فیل ہے تو سب میں فیل ہے نہ کسی غریب کو انگلش آئے نہ وہ کسی کا مقابلہ کر سکے غریبوں کو اعلیٰ تعلیم سے دور رکھنے کے لیے یہ بڑے بڑے منصوبے ہیں بینکن ہاؤس میں پندرہ سو روپے فیس ہے اب کون یہ فیس ادا کرے اور کون تعلیم حاصل کرے اس لیے بے چارے غریب لوگوں کے بچے دہی پرانے طرز کے ٹاٹ والے سکول دو آنے فیس ایک روپیہ فیس نہ وہاں کوئی استاد نہ کتاب نہ وہاں کوئی پڑھائی اور اگر خوش قسمتی سے کوئی استاد وہاں موجود بھی ہے تو وہ طلباء کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس ٹیوشن پڑھیں ورنہ وہ انہیں کسی نہ کسی بہانے مارتا پیٹتا

ہے مقصد صرف یہ ہے کہ کوئی غریب آدمی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مقابلہ میں نہ آجائے صرف امراء کے بچے ہی ان تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کریں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو سکیں یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہو رہا ہے آپ میں سے بھی کئی ایسے ہوں گے جن کے بچے ایسے سکولوں میں جاتے ہیں جہاں حاضری کا رجسٹر تک میسر نہیں ہے بورڈ پر لکھنے کے لیے چاک نہیں ہیں اب یہ جو بات ہے کہ ”آجاؤن گنہگار مدینے میں“ یہ بھی کوئی اسی قسم کا ہی جال ہے کہ اگر نوے ہزار روپیہ پاس ہو تو پھر مدینے جائے عمرہ کرنے کے لیے جائیں پھر بھی پچاس ہزار روپیہ۔ غریب کے پاس پچاس ہزار ہوں تو عمرہ کے لیے جائے لیکن جو امریکہ پلٹ ہے وہ خواہ دس مرتبہ جائے اس کے پاس وسائل ہیں رقم ہے لیکن جو غریب ہے وہ کراچی تک بھی نہیں جاسکتا تو پھر یہ کس طرح سے ممکن ہوگا کہ

رب آکھے میں بخش دیاں گا آجاؤن گنہگار مدینے

تو غریب تو پھر بھی مارا گیا بظاہر تو یہی نظر آتا ہے لیکن یاد رکھو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غریب کو مرنے نہیں دینا ہے یہ ٹھیک ہے کہ چیف کالج کا تعلیم یافتہ آدمی سی ایس پی آفیسر بنے گا DISTRICT-MANAGEMENT-GROUP میں جائے گا کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ DISTRICT-MANAGEMENT کیا ہوتا ہے یہ جو ڈپٹی کمشنر۔ کمشنر وغیرہ کا گروپ ہے اس کو DISTRICT-MANAGEMENT کہتے ہیں اور ان کی SELECTION ان کا انتخاب اس طرح سے ہوتا ہے کہ یہ فلاں آفیسر کا بیٹا ہے یہ فلاں افسر کا بندہ ہے اس طرح سے گروپ بنے ہوئے ہیں کہ غریب آدمی ان سے آگے نہیں نکل سکتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ آپ ﷺ نے غریبوں کو اس طرح سے نوازا ہے کہ وہ غریب ضرور ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سے دور نہیں ہے حضور نبی کریم نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے غریبوں میں رکھنا غریبوں میں مارنا اور قیامت کے روز غریبوں میں ہی اٹھانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینے جانے والوں کے ساتھ نہیں بلکہ وہاں نہ پہنچ سکنے والوں کے ساتھ لگ گئے اور پھر فرمایا کہ میں نے جنت میں نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ وہاں زیادہ تر غریب لوگ ہی ہیں یہ بڑی مشہور حدیث پاک ہے جنت میں کون لوگ زیادہ ہیں کہ جو اپنی غربت اور مفلسی کے باعث مدینہ شریف جانے سے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے ساری عمر حسرت کرتے رہتے ہیں کہ سدا سوگراں مدینے لیکن ان کی باری آتی نہیں ہے آبادی کے لحاظ سے نصف فیصد لوگ جاتے ہیں یعنی دو سو میں سے ایک آدمی جاتا ہے اور ان میں بھی آدھے لوگ وہ ہوتے ہیں جو بار بار جانے والے ہوتے ہیں اور باقی آدھے لوگ بھی امیر آدمی ہوتے ہیں غریب لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو جاتے ہیں لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نواز نے پہ آتے ہیں تو گھر بیٹھے بٹھائے ہی نواز دیتے ہیں غربت کو حائل ہی نہیں ہونے دیتے غریب لوگوں کو تسلی دی کہ میں تو تمہیں جنت میں دیکھ رہا ہوں تم یہاں بیٹھے رہو یہ ہو یہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی صدقہ کرے تو اس کی اتنی فضیلت ہے جو کوئی زکوٰۃ دے تو اس کو اتنا ثواب ہے غریب لوگ رونے لگے کہ یا رسول

اللہ ﷺ ہمارے پاس تو اتنے پیسے ہی نہیں ہیں کہ زکوٰۃ ادا کریں یا صدقہ خیرات دیں ہم تو پھر پیچھے رہ جائیں گے یہ سارا ثواب بھی امیر لوگ ہی لے جائیں گے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے کر لیا کرو کہ ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ تینتیس مرتبہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ اور چونتیس مرتبہ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ لیا کرو تو امیر لوگ جتنے بھی صدقہ خیرات کریں گے تمہیں اس سے زیادہ ثواب مل جائے گا یہ بات امیر لوگوں تک بھی پہنچ گئی تو وہ بھی پڑھنے لگے غریب حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ امیر لوگ صدقہ خیرات کا ثواب بھی لے گئے اور اس تسبیح کے پڑھنے کا ثواب بھی لے گئے ہم پھر پیچھے رہ گئے تو فرمایا کہ امیر لوگوں کو تم نے ہی بتایا ہے میں نے تو نہیں بتایا آپ انہیں نہ بتاتے یہ حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے یہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ - اللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھ کر دیکھ لو ایک دو منٹ لگتے ہوں گے یہ پڑھ لیا کرو ہر مشکل حل ہوتی ہے اور ثواب اتنا ہے کہ دنیا میں جتنے صدقات دینے لگے ہیں ان کا ثواب اس پڑھنے والے کو مل جاتا ہے اب پھر پیسے کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو حج کرے اور پھر وہاں سے جہاد پر چلا جائے اسے چار سو حج کا ثواب مل جائے گا غریب لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم اتنے حج کس طرح سے کریں گے اور کمزور اور لاغر بوڑھے کہنے لگے کہ ہم کس طرح سے جہاد پر چلے جائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس طرح کر لو کہ ایک بار حج پر جا کر جہاد پر چلے جاؤ یا جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھ لے تو اسے ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کرنے کا ثواب مل جائے گا اس لیے غریب تھوڑی سی محنت کر کے جنت میں پہنچ جاتا ہے امیر لوگ راستے میں امتحان دے رہے ہیں یہ نہ سمجھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو نواز انہیں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے جس طرح سے غریب کو نواز ا ہے اور کسی کو بھی نواز انہیں ہے فرمایا کہ میں تو بنا ہی غریب اور گنہگار کے لیے ہوں پھر فرمایا کہ با وضو ہو کر ادب سے ماں کا چہرہ دیکھنے سے ایک حج مبروک کا ثواب ملتا ہے ایسے حج کے برابر ثواب ملتا ہے جو مبرور ہے جو قبول ہو چکا ہے حج تو سبھی کر لیتے ہیں لیکن پیہ نہیں کہ کسی کا قبول بھی ہوا ہے کہ نہیں ہزاروں غلطیاں ہو جاتی ہیں اور ہر غلطی پر ایک دم یعنی ایک دنبہ قربانی کرنا پڑتا ہے اتنے دم کون دے سکتا ہے بعض ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ پیہ بھی نہیں چلتا کہ غلطی ہو گئی ہے لیکن ماں کا چہرہ دیکھنے سے جس سے جس حج کا ثواب ملتا ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہوتی وہ قبول ہی قبول ہے ماں کا چہرہ دیکھنے سے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اگر اپنے پیر صاحب کا چہرہ دیکھے تو کتنا ثواب ملتا ہے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں

اک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

مرشد کریم کی زیارت کر لینا گویا کہ لکھ کروڑوں حجاں کے برابر ہے اتنے حج کون کر سکتا ہے ہاں اپنے مرشد کریم کا دیدار کرنے سے کئی لاکھ بلکہ کئی کروڑ حج کے برابر ثواب ملتا ہے کسی نے پوچھا کہ صرف ایک بار دیکھ لینے سے یہ ثواب ملتا ہے فرمایا کہ نہیں جتنی دفعہ بھی مرشد کریم کی زیارت کرو گے ہر بار تمہیں اتنا ہی ثواب ملتا رہے گا اب بتائیے غریب کے لیے

کتنی آسانی پیدا فرمادی گئی ہے

سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف میں بھی ہیں ضرور مدینہ شریف میں ہیں لیکن وہ تمہارے دل سے دور نہیں ہیں ایک تو یہ ہے تاکہ آپ ﷺ مدینہ شریف میں ہیں یہ درست ہے کہ آپ ﷺ مدینہ شریف میں ہیں لیکن

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

اگر آپ کا دل مقام مصطفیٰ ﷺ ہے تو جہاں مقام ہے وہاں مکین بھی ضرور ہوگا ورنہ ہر دل میں مقام بن نہیں سکتا تیری اور میری روح سے بھی زیادہ قریب جو چیز ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کا معیار LIFE-STANDARD جو رکھا ہے وہ غریب کا رکھا ہے امیر کا نہیں رکھا ہے خورد و نوش کا لباس کا معیار غریب کا رکھا ہے امیر کا نہیں رکھا ہے کسی سہگل کا کسی امیر سے امیر آدمی کا نہیں رکھا بلکہ غریب سے بھی غریب آدمی کی طرح رکھا ہے تاکہ کوئی غریب یہ نہ کہہ سکے کہ میرے نبی پاک ﷺ تو امیر ہیں لیکن میں غریب ہوں میں مارا گیا نہیں نہیں غریب مارا نہیں گیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا بھی غریب کی طرح کا ہے یہاں زرعی یونیورسٹی میں ایک آدمی تھا اسے دل کا عارضہ ہو گیا وہ اسلام آباد ملٹری ہسپتال میں گیا ڈاکٹر نے اسے مشورہ دیا کہ آپ کے لیے آسان ترین نسخہ یہ ہے کہ آپ بازار جائیں جو سستی سے بھی سستی چیز ملا کرے سبزی ملا کرے وہ خرید کر لائیں اور اسے کھائیں مہنگی سبزی بالکل نہیں خریدیں اگر شلیم سب سے سستی ہیں تو وہ خریدیں دال سستی ہے تو وہ لیں چوکر اگر سستا ہے تو وہ لیں آٹا سستا ہے تو وہ لیں مہنگی کوئی چیز بھی نہ لیں فرمایا کہ اگر تو وہ لنگر استعمال کرے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے تو تمہیں کبھی دل کا عارضہ ہو نہیں سکتا اس نے واپس آ کر یہی کچھ کیا ہے دس سال سے وہ بالکل تندرست ہے کبھی پھر اس کو دل کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی وہ اب وہ چیز کبھی استعمال نہیں کرتا جو امیر آدمی کرتے ہیں وہ گوشت بھی کھاتا ہے جو سستا ملتا ہے اگر مرغی سستی ہے تو مرغی کھاتا ہے اگر بڑا گوشت سستا ہے تو وہ بڑا گوشت کھاتا ہے اور آج اس کی صحت پہلے سے بھی اچھی ہے یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا غریبوں پر کرم ہے ایک صحابی حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ روزہ ٹوٹ گیا ہے فرمایا کہ تم ساٹھ روزے متواتر رکھو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک روزہ تو پورا نہیں کر سکا ساٹھ کیسے کروں گا فرمایا کہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ غریب آدمی ہوں مجھے تو اپنے کو نہیں ملتی ساٹھ افراد کو کہاں سے کھلاؤں فرمایا بیٹھ جاؤ ایک دوسرے صحابی آئے اور ایک ٹوکرا کھجوروں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے وہ ٹوکرا پہلے صحابی کو دیا کہ یہ جا کر غریبوں میں تقسیم کر دو تمہاری طرف سے کفارہ ادا ہو جائے گا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ غریب تو کوئی ہے نہیں فرمایا کہ جاؤ یہ تم خود ہی یہ کھا لو تمہارے روزے کا کفارہ ادا ہو جائے گا اگر امیر ہوتا تو پھر یا ساٹھ روزے متواتر رکھتا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاتا لیکن وہ غریب تھا کھجوریں بھی لے گیا اور روزے کا کفارہ بھی ادا کر کے لے گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گنہگار اور غریب

کے بہت قریب ہیں یہ کوئی گناہ کرنے کا لائنس نہیں ہے یہ کوئی گناہ کرنے کی ترغیب دینے والی بات نہیں ہے لیکن یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے اگر کسی کو ذمہ آجائے پھوڑا نکل آئے دل کا عارضہ ہو جائے یا کوئی اور ایسی مصیبت آجائے اور اسے آپ واکٹر کے پاس لے جائیں ایمر جنسی میں لے جائیں تو ڈاکٹر پہلے کس کی طرف توجہ دے گا کیا وہ ذمہ کی مرہم پٹی کرے گا کیا وہ پھوڑے کا علاج کرے گا نہیں نہیں وہ پہلے دل کے مریض کی طرف توجہ دے گا کہ یہ مر رہا ہے اسے پہلے توجہ کی ضرورت ہے ڈاکٹر پہلے اس کو ATTEND کرے گا پھر زخم والے کی طرف یا پھوڑے چھنی والے کی طرف دیکھے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے گنہگار اور غریب آدمی کی طرف توجہ فرماتے ہیں ایک آدمی آیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی تعریف بیان کریں میں کافر ہوں مسلمان ہونا چاہتا ہوں لیکن پہلے پتہ تو چلے کہ آپ کی امت کی کیا فضیلت ہے تاکہ میں اگر مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا فرمایا کہ قیامت کے روز میری امت کے چار گروہ ہوں گے ایک گروہ ایسا ہوگا وہ اس طرح سے شفاعت کریں گے کہ جس طرح سابقہ انبیاء علیہم السلام شفاعت کریں گے دوسرا گروہ ایسا ہوگا جو بغیر کسی حساب و کتاب کے جنت میں چلا جائے گا تیسرا گروہ ایسا ہوگا کہ جن کے پلے گناہ بھی ہوں گے نیکیاں بھی ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے درگزر فرمائیں گے اور انہیں بخش دیں گے اور چوتھا گروہ ہوگا جو گنہگار ہوں گے ان کے پلے میں نیکیاں نہیں ہوگی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کا کیا بنے گا فرمایا کہ ”الطَّالِحُ لِي“ گنہگار تو میرے ہیں میں تو آیا ہی گنہگاروں کے لیے ہوں یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے ”الطَّالِحُ لِي“ گنہگار وہیں تو تمہارا ہوں یہاں ہم تو غریبوں کے لیے جال بنا کر اپنا STANDARD بنا کر ساندل بنا کر چیف کالج بنا کر بیکن ہاؤس بنا کر انہیں ملازمت سے دور رکھتے ہیں لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ غریبوں کو ہی قریب کرتے ہیں غریبوں کو ہی نوازتے ہیں اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کرم کو اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو غریب آدمی کی پروری کی ہے گنہگار کو تسلی دی ہے یہ کسی اور نبی علیہ السلام نے نہیں کی ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے اور کئی انبیاء علیہم السلام کی دعا ہے کہ یا اللہ یہ تیرے گنہگار بندے ہیں تو ان کی بخشش فرمادے یہ تیری مرضی ہے اگر ان کو سزا دے دے تو تیری مرضی ہے اس سے زیادہ اور کسی نبی علیہ السلام نے دعا نہیں کی ہے لیکن ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا ہے کہ یا اللہ تو نے مجھے اپنی رضا دے دی ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (الضحیٰ 5) ”اور بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا“ یا اللہ کیا آپ مجھے راضی کرنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں میں تمہیں راضی کرنا چاہتا ہوں عرض کیا کہ یا اللہ میں اس وقت راضی ہوں گا جب میرا آخری امتی بھی جنت میں چلا جائے گا یہ میرے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے اور یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ ہم اس نبی رحمت ﷺ کے امتی ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ دامن مصطفیٰ ﷺ ہمارے ہاتھ میں رہے ہمارے سروں پر رحمت مصطفیٰ ﷺ کا سایہ رہے بہت بڑا انعام ہے یہ بہت بڑی بخشش ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

فرمان ہے کہ میری امت شرک میں گرفتار نہیں ہوگی البتہ مجھے ڈر ہے کہ یہ مال کی محبت میں ضرور گرفتار ہو جائے گی اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے رزق میں اور زن سب سے بڑا فتنہ ہے اس میں زرجو ہے یہ امیری ہے دوسرے فرقہ والے ہمیں مشرک کہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میرے امتی مشرک نہیں ہوں گے میری امت شرک میں گرفتار نہیں ہوگی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما گئے ہیں تو پھر ہم کسی کے فتویٰ سے کیوں ڈریں جب ہم میلاد مصطفیٰ ﷺ مناتے ہیں تو پھر حضور ﷺ کو ہم مخلوق مان رہے ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں تو پھر شرک کہاں ہوا شرک اس وقت ہوگا جب ہم نبی پاک ﷺ کو اللہ مانیں یا اللہ کا حصہ ہیں اللہ کا بیٹے ہیں جس طرح عیسائیوں کا عقیدہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے GOD-FATHER یا GOD-SON اور GOD-MOTHER ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا نہیں کہتے ہیں ہم تو آپ ﷺ کو مخلوق مانتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جتنا نوازا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مرضی ہے اس سے متعلق ہم سے کیوں لڑائی ہے ہم مشرک نہیں ہیں ہم شرک نہیں کرتے البتہ ہم مال کی محبت میں گرفتار ضرور ہیں ہم میں سے بہتر وہ ہیں جن کے پاس مال بہت کم ہے بظاہر ہم بہت محسوس کرتے ہیں کہ ہم امیر نہیں ہیں ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ہمارے پاس بینک بینکس نہیں ہے قیامت کے روز سب سے بہتر وہ بندہ رہے گا جو دنیا میں غریب رہا ہوگا ایک صحابی شہید ہو گئے جب دفن کرنے لگے تو کفن کے لیے کپڑا نہیں تھا چھوٹی سی اس کی چادر تھی جو کفن کے طور پر استعمال ہوئی اگرچہ بے پردہ لگاتے ہیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں اور پاؤں کی طرف کرتے ہیں تو چہرہ ننگا ہو جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چادر چہرے پر ڈال دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو اس حالت میں اس صحابی کو کفن دیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا سے سب سے زیادہ سرخرو ہو کر یہ بندہ جا رہا ہے حضرت ادا صاحبؒ نے کشف الکجوب میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ غریب آدمی سے معذرت کرے گا کہ اے میرے بندے میں نے تمہیں دنیا میں بہت تنگدست رکھا ہے اب تو جو لینا چاہتا ہے وہ لے لو یعنی معذرت کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ غریبوں سے معذرت کرے گا لیکن امیروں سے حساب لیا جائے گا کہ میں نے تمہیں دولت دی تو تم نے کہاں خرچ کی کس طرح سے خرچ کی ہے ایسے خرچ کیوں نہیں کی ویسے خرچ کیوں کی کیسے کمائی دولت اور کس طرح خرچ کی جب تک وہ اس کا حساب نہیں دے لیں گے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے مال کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا علم کہاں سے حاصل کیا اور کہاں اسے استعمال کیا جو انہیں تمہیں آئی تو کس طرح سے گزاری یہ تمام سوال امیروں سے ہوں گے غریبوں سے اللہ تعالیٰ معذرت کریں گے کہ دنیا میں تمہیں کافی تنگدست رکھا ہے اب تو جنت میں چلا جا اللہ تعالیٰ معذرت کریں گے اللہ تعالیٰ مالک و مختار اور بے نیاز ہو کر بھی معذرت کریں گے غریب سے درگزر فرمائیں گے لیکن یہ کون سا غریب ہوگا یہ وہ ہوگا جو ہمارے نبی پاک ﷺ کا غلام ہوگا ہم بھی غریب ہیں لیکن بعض بندے بہت ہی زیادہ غریب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ معافی دے اگر غربت میں بیماری بھی آجائے تو غریب علاج کرائے بغیر مر بھی جاتے ہیں اور انسان اتنا مایوس ہو جاتا ہے کہ یہ

غربت کفر کی حد تک کلمے بندے کے منہ سے نکلوا دیتی ہے احتیاط بہت ضروری ہے یہ یاد رکھو کہ سب سے زیادہ تنگی ترشی میں جو ذات رہی ہے وہ ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں کیا آپ میں سے کوئی ایسا بندہ ہے جو دعویٰ کر سکے کہ اس کے گھر میں دو دو تین تین مہینے چولہے میں آگ نہیں جلتی اور ہنڈیا نہیں پکتی ہاں ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر ایسا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو اس حال میں کیوں رکھا گیا ہے فرمایا کہ میری شان بھی سب سے زیادہ بلند ہے اور تکلیف بھی مجھے ہی سب سے زیادہ دی گئی ہے لباس مبارک میں ایک وقت میں صرف ایک جوڑا ہوتا جس میں جابجا پیوند لگے ہوتے تھے کہ جس لباس مبارک میں وصال شریف فرمایا اس کو بھی کئی پیوند لگے تھے نعلین مبارک ٹوٹ جاتی تو دست خود سے اس کی مرمت فرما لیتے فرش زمین پر آرام فرماتے ایک چٹائی آپ کا پھونکا تھا غذا نہایت سادہ اور ایسی کہ کبھی کی روز دو وقت کھانا تناول نہیں فرمایا اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھے ہوتے کوئین کے والی نے اس عالم میں زندگی بسر کی غربت کو اختیار فرمایا اور غربت کو ہی پسند فرمایا اور جب وصال فرمایا تو چراغ میں ڈالنے کے لیے گھر میں تیل تک نہیں تھا تین سال تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ ایک چھوٹی سی گھاٹی میں قید رکھا گیا کوئی خورد و نوش کی چیز جانے نہیں دی گئی کوئی لباس کپڑا نہیں جانے دیا گیا پتے کھا کر گزارہ کیا ہے اگر آج کسی کو مجبوری کی وجہ سے یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے تو یہ ہماری نبی پاک ﷺ کی سنت ہے اسے سنت نبویؐ سمجھ کر برداشت کرے گا تو کسی قسم کی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ غربت میں بھی نبی پاک ﷺ کی شان مانتے ہوئے خوش رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

”و ما علینا الا البلاغ المبین“

خطاب رہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 15-02-99

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سیکھائے ”الحديث“

حضور نبی کریم ﷺ انجام کو جانتے ہیں

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یاسیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا ”قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ“ (الاحقاف 9)۔ آپ کہہ دیئے میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا ”فی زمانہ کئی فرقے خصوصاً اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا اور تم ان سے خواہ مخواہ جنت لے رہے ہو یہ ان کا اعتراض ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے اور تم ان سے جنت طلب کرتے ہو اور وہ حوالہ کے طور پر قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں حضرات یہ ٹھیک ہے کہ یہ آیت قرآن مجید میں ہے اور اہل حدیث اور دوسرے لوگ اس کا حوالہ دے کر جواز پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود یہ فرما رہے ہیں کہ مجھے نہ اپنا پتہ ہے اور نہ ہی تمہارا پتہ ہے کہ کہاں جانا ہے لیکن حضرات اس کا جواب آنا چاہیے ورنہ ایمان ڈمگ جائے گا آپ پریشان ہو جائیں گے کہ نبی پاک ﷺ کی بات کر رہے ہیں کہ ان کو تو اپنا پتہ نہیں ہے تو دوسروں کے متعلق کیا بتائیں گے عرض یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو بھی فرمادیں وہ ان کی اپنی بات اپنی ذات کے لیے ہوتی ہے لیکن ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ان کی بعض ایسی باتوں کو من و عن دہرا کر ان کی شان میں گستاخی کریں اور بے ادبوں میں شمار ہو جائیں حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“ (الانبیاء 87) کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا ”اے اللہ تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ظالموں میں سے ہوں اب دیکھیں کہ کیا مجھے یا آپ کو یہ اجازت ہے کہ ہم نعوذ باللہ حضرت یونس علیہ السلام کو ظالم کہیں اگر ہم حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کو نعوذ باللہ ظالم کہیں تو ہم بے ایمان ہو جائیں گے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا ”قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا“ (الاعراف 23)۔ ”ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہم نے اپنی ذات پر ظلم کیا یہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام فرما رہے ہیں تو کیا اب ہم نعوذ باللہ یہ کہیں گے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ظالم ہیں اگر ایسا کہیں گے تو کفر لازم آئے گا ہم کافر ہو جائیں گے یہ ان انبیاء علیہم السلام کی انکساری ہے جو چاہیں وہ فرمائیں ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم ان کی شان میں انہیں کے فرمائے ہوئے الفاظ

دہرائیں اور گستاخی اور بے ادبی کے موجب بن جائیں حضرات قرآن اور حدیث کے علم سے اسلام کے علم سے اس آیت مبارکہ کی تشریح کرنی ہوگی ورنہ گڑبڑ ہو جائے گی۔

نواز شریف موجودہ وزیراعظم پاکستان اگر یہ کہے کہ میں قوم کا خادم ہوں تو کیا آپ اس کے ہاتھ میں جھاڑو پکڑادیں گے کہ لیجئے سڑکوں کی صفائی کریں نہیں پکڑا سکتے اس لیے کہ وہ انکساری کر رہا ہے وہ انکساری کے طور پر کہہ رہا ہے کہ میں قوم کا خادم ہوں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ وزیراعظم ہے قوم کا لیڈر ہے حاکم ہے اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ مجھے ذاتی طور پر اگر علم نہیں ہے لیکن جب مجھے علم عطا کیا جاتا ہے تو مجھے سب پتہ ہوتا ہے کہ کیا ہونا ہے کب ہونا ہے اپنے ذاتی علم کا انکار ہے عطائی علم کا انکار نہیں ہے جب ذاتی علم کی بات ہوگی تو وہ جو چاہیں فرمائیں اور آپ جو سمجھ لیں وہ کہہ لیں لیکن جب عطائی علم کی بات ہوگی تو پھر تمام قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ جو عطائی علم یا علم غیب سے متعلق آئی ہیں ان کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا ہوگا ورنہ بندہ گرفتار ہو جائے گا اب یہی آیت مبارکہ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے کہ **”قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ“** اس پوری آیت مبارکہ کو پڑھیں تو اس میں آگے عطائی علم کا بیان ہے کہ **”إِنِ اتَّبِعُوا إِلَّا مَا يُوْحٰى إِلَيَّ وَمَا أَنَا بِنَذِيرٍ مُّبِينٍ“** (الاحقاف 9)، ”میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈرسانے والا“ مجھے وحی کے ذریعہ سے سب علم عطا فرما دیا جاتا ہے اور میں اپنے اس عطائی علم کے ذریعہ سب کچھ جانتا ہوں اب قرآن مجید کیا بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا پتہ ہے کہ نہیں اپنا پتہ ہے اپنی امت کا پتہ ہے ساری کائنات کا پتہ ہے سارے بندوں کا پتہ ہے کہ نہیں اگر کسی آیت مبارکہ سے کسی حدیث پاک سے یہ پتہ چل جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے تو پھر اس آیت مبارکہ کا ترجمہ اور طرح سے کرنا ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انکساری سے کام لے رہے ہیں عطائی علم کا انکار نہیں ہے ذاتی علم کا انکار ہے گویا کہ فرمایا کہ ذاتی طور پر میں نہیں جانتا لیکن جب اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرما دے تو پھر میں سب کچھ جانتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سارا علم دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“** (النساء 113)، ”اور تمہیں سیکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں سب کچھ سیکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اب پیچھے کون سا علم ہے جو رہ گیا ہے سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے اور پھر قرآن مجید میں ہے کہ **”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ“** (التکوید 24)، ”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم غیب بتانے میں کوئی بخل نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان بندوں کو جنت کی خوشخبری دیں **”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا“** (السبا 28)، ”اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا ہوا اور ڈرسانا“ خوشخبری جنت کی ہی ہوتی ہے

قرآن مجید میں دو تین جگہ پر یہ بات دہرائی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہے قرآن مجید یہ فرماتا ہے کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ خوشخبری دیجئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ اے صدیق اکبرؑ تو جنتی ہے اے عمرؓ تو جنتی ہے دس آدمیوں کو خوشخبری دی عشرہ مبشرہ خوش نصیب دس افراد ہیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی دوسروں کو جنتی ہونے کی خوشخبری دینے والے کو اپنا پتہ نہیں ہوگا کہ وہ جنتی ہے کہ نہیں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فرمایا کہ تو جنتی ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اے فلاں شخصؑ تو جنتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ان کو خوشخبری دیجئے اور حضور نبی کریم ﷺ حکم کے مطابق لوگوں کو خوشخبری دے رہے ہیں کیا لوگوں کو خوشخبری دینے والے کو اپنا پتہ نہیں ہوگا یہ شان مصطفیٰ ﷺ سامنے رکھ کر آیت مبارکہ کی تشریح کرنا ہوگی ورنہ آدمی گرفتار ہو جائے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کو فرمایا کہ تو جنتی ہے جنتی عورتوں کی سردار ہے اپنی بیٹی کا تو پتہ ہے کہ وہ جنتی ہے تو کیا اپنا پتہ نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے نواسے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نو جوانان جنت کے سردار ہیں یہ ان دونوں کی زندگی میں ہی فرمادیا ہے ان کے ایمان کی تصدیق فرمادی ہے ان کے خاتمہ بالخیر ہونے پر مہر لگا دی ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری بیٹی ہے یہ میرے نواسے ہیں اور عشرہ مبشرہ ہیں میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ جنت میں جائیں گے آپ ﷺ نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا کہ ”مَسْلُ مَا شِئْتُ يَا رُبَيْعَةُ“ کہ ربیعہؓ ماں گ جو کچھ تو چاہتا ہے یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے کہ جس کے پاس پورے اختیارات ہوں ہر چیز پر قدرت رکھتا ہو دینے کی اہلیت رکھتا ہو اس محفل میں آپ سب تشریف فرما ہیں کیا آپ میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ مانگو جو کچھ بھی مانگتے ہو وہ میں تمہیں دیتا ہوں نہیں ایسا کوئی نہیں ہے یہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی توفیق ہے کہ وہ یہ فرما سکتے ہیں کہ میں دیتا ہوں مانگو جو بھی چاہتے ہو اس لیے خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس دنیا میں آپ کا غلام ہوں میری یہ عرض ہے کہ جنت میں بھی آپ کی غلامی میں رہوں آپ کے ساتھ رہوں فرمایا کہ جاؤ یہ ہو گیا اب یہ بتائیے کہ حضرت ربیعہؓ کو فرما رہے ہیں کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہوگا حضرت ربیعہؓ کو تو فرمایا جا رہا ہے کہ تو جنتی ہے اور اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہوں گے اللہ تعالیٰ عقل اور شعور عطا فرمائے اور شان مصطفیٰ ﷺ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اب ان احادیث مبارکہ کو اور قرآنی آیت کو اکٹھا کر کے پڑھو اور سمجھو تو پتہ چل جائے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ مجھے ذاتی طور پر علم اگرچہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے سب علوم عطا فرمائے ہیں اور عطائی علم سے میں سب کچھ جانتا ہوں اور عطائی طور پر مجھے جنت بھی دینے کا اختیار ہے اب آپ فیصلہ کر لیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عاقبت کا پتہ ہے کہ نہیں دوسرے فرقوں والے اس آیت مبارکہ کو بہت زور لگا کر بیان کرتے ہیں ہمیں درغلانے کے لیے ہمیں لٹے رستہ پر ڈالنے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنے انجام کا پتہ نہیں اور تمہارے انجام کا پتہ نہیں ہے پھر کیوں تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت کی آس لگائے بیٹھے ہو تمہیں کیا خبر کہ جنت

ملنی ہے کہ نہیں ملنی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جس طرح سے یہ انگلیاں ہیں، (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ایک ساتھ ملا کر اشارہ فرماتے ہوئے) فرمایا کہ یتیم پروری کرنے والا جنتی ہے اور اس کے ساتھ کون ہے ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے انجام کا پتہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف اپنا پتہ ہے بلکہ ہر شخص کی عاقبت کا بھی پتہ ہے بڑی مشہور حدیث پاک ہے کافی طویل حدیث پاک ہے کہ ایک دن ایسا موقع آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پوچھنا جو مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو ایک شخص اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا انجام کیا ہے فرمایا کہ تو جہنمی ہے اس شخص کے جہنمی ہونے کی خبر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اس کے انجام کا پتہ ہے تو کیا اپنے انجام کا پتہ نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بہت بلند ہے ہماری عقل و فہم سے بھی بہت بلند ہے ہماری سوچ اور فکر سے بھی بلند ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شان ہے وہاں تک تو ہمارے ذہن کی رسائی نہیں ہے لیکن جوشان مصطفیٰ ﷺ ہمیں بتائی گئی ہے جو ہمارے علم میں آچکی ہے اس سے متعلق تو ہمیں پتہ چل جائے وہ تو ہمارے دماغ میں آجائے تو پھر بھی دامن مصطفیٰ ﷺ ہمارے ہاتھ میں آجائے گا ان کی حقیقت کیا ہے ان کی اصل شان کیا ہے اس سے متعلق ہمیں پتہ نہیں چل سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز ہیں لیکن ہمارا امتحان اس میں سے ہونا ہے جو ہمیں بتایا گیا ہے جو کچھ ہمیں نہیں بتایا گیا ہے اس میں سے تو پرچہ ہی نہیں آئے گا وہ تو ہمارے لیے کورس سے باہر ہے OUT-OF-COURSE ہے اس میں سے تو سوال پوچھایا نہیں جائے گا اصل شان مصطفیٰ ﷺ تو قیامت کے روز دکھائی جائے گی

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

آپ جانتے ہیں کہ سکول میں کالج میں یونیورسٹی میں پرچہ اسی میں سے آتا ہے جو طلباء کو پڑھایا جاتا ہے اور طلباء یا دہی اسی کو کرتے ہیں امتحان کی تیاری بھی اسی پڑھائے ہوئے سے ہی ہوتی ہے اب ہمیں کیا پڑھایا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف یہ کہ جنت کے مالک ہیں بلکہ آپ نے جنت اپنے غلام حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دے دی ہے کہ وہ جسے چاہیں اندر جانے دیں جسے چاہیں روک دیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں لیکن آپ ﷺ کی یہ شان ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہہ دیا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ ”وہ جنت میں داخل ہو گیا اس لیے میری گزارش ہے کہ ان تمام احادیث کو سامنے رکھیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کا بیان ہے پھر اس آیت مبارکہ کی تشریح کریں ورنہ دوسری پارٹی جیت جائے گی نہ صرف یہ کہ جیت جائے گی بلکہ ہمارا ایمان بھی متزلزل ہو جائے گا نکل جائے گا اور اللہ معافی دے ہم بے ایمان ہو جائیں گے ایک صحابی تھے جو ساری رات حضور نبی کریم ﷺ کے در اقدس کے سامنے بیٹھے رہتے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب صبح تشریف لائیں تو سب سے پہلے زیارت کا شرف اسے ہی حاصل ہو وہ یہ عمل کرتا رہا اور ایک روز بہت خوش تھے تو حضور نبی کریم ﷺ نے

پوچھا کہ کیا بات ہے آج بہت خوش ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی زیارت کرنے سے مجھے اتنی بصیرت عطا ہوگی ہے کہ عرش الہی میرے سامنے ہے اور میں اللہ تعالیٰ کو اس پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ساری امت کو جنت میں بیٹھے ہوئے میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو عرض کیا کہ آپ کے سارے دشمنوں کو جہنم میں آپس میں لڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کی نگاہ کی وسعت ہے سردار کا عالم کیا ہوگا یہ خدمت گاروں کی شان ہے کہ ابھی لوگ جنت میں گئے نہیں ہیں لیکن وہ ساری امت کو جنت میں دیکھ رہا ہے غلام کی اگر یہ شان ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کیا ہو گی حضرت سرکارِ نبوت الاعظمؐ نے خوشخبری دی ہے کہ جتنے قادری قیامت تک آنے میں ہیں آج ہی انہیں جنت میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ میں تمام نقشبندیوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ غلاموں کی شان ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود شریف پڑھے وہ جب تک جنت میں اپنا گھر نہیں دیکھ لیتا تو اس وقت تک مرتا نہیں ہے ذرا سمجھو اس بات کو کہ مجھ جیسا گنہگار آدمی جس کی ثناء کر کے اپنا گھر جنت میں دیکھ لیتا ہے تو جس ہستی پر درود شریف پڑھا جا رہا ہے کیا اسے علم نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا اس سے زیادہ عقل کا اندھا اور کون ہوگا جو یہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ اپنے انجام کا علم نہیں ہے زندگی میں ہر موقع پر بلکہ بعد از وصال مبارک بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ہے کہ ”وَبْ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ“ اور فرمایا کہ جب تک میرا ایک بھی امتی جنت سے باہر رہ جائے گا میں راضی نہیں ہوں گا اپنی امت کو تو بخشوا کہ جنت میں بھیج رہے ہیں امت کی بخشش کی دعائیں کر کر کے اسے جنت میں داخل کروا رہے ہیں اور خود پھر کیا باہر رہ جائیں گے یہ کہتے ہیں کہ اپنے انجام کا ہی پتہ نہیں حضرت نبی کریم ﷺ کو پہلے اپنے انجام کا پتہ ہے جو درود شریف پڑھتا ہے نعت شریف پڑھتا ہے۔ نعت شریف لکھتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے جنت خود اس کی طالب ہوتی ہے لوگ جنت کے طلب گار ہوتے ہیں اور جنت درود شریف پڑھنے والے اور نعت شریف پڑھنے والے کی طلب گار ہوتی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عاشق ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لبوا ہے جو محفل میلاد النبی ﷺ میں آتا ہے تو جنت اس کی مشتاق ہوتی ہے اور طلب کرتی ہے کہ یا اللہ اس کو جنت عطا فرما دے جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عاشق ہو جائے تو جنت اس پر عاشق ہو جاتی ہے پھر حضور نبی کریم ﷺ پر جنت کتنی عاشق ہوگی اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

خطاب رہائش حاجی غلام محمد الدین صاحب 22-2-99

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

نسبت کی فضیلت

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله“

معزز حاضرین! دعا فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ عنایت فرمائیں اور آپ ﷺ کی شان میں ایسی بات آجائے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پسند ہو اور آپ بھی سن کر خوش ہو جائیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

سب کرم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے ہر چیز ان کے نور سے بنی ہے اور ان کے نور سے ہی روشن ہے اس کے بغیر نہ کوئی روشن ہو سکتا ہے نہ کوئی کر سکتا ہے نہ کوئی عمل ہو سکتا ہے نہ کوئی تبلیغ ہو سکتی ہے نہ کوئی تقریر ہو سکتی ہے عرض یہ ہے کہ خاور صاحب نے نسبت کی بات کی ہے کہ اللہ کرے مجھے دوا می نسبت ہو جائے لیکن بات یہ ہے کہ نسبت ہوتی کیا ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک ہی جگہ کی کچی مٹی ہے کارِ گیر نے اس کی انٹیں بنائی ہیں ایک ہی مٹی ایک ہی کارِ گیر اور ایک ہی بھٹہ میں وہ سب پک کر تیار ہو گئیں ایک ہی دکان سے فروخت ہو گئیں اب ایک اینٹ ایسی ہے کہ اس کی قسمت میں یہ ہے کہ وہ بیت الخلاء میں لگ گئی ہے اور ایک اینٹ جو اس کے ساتھ ہی تمام مراحل میں سے گزری ہے اس کے ساتھ لگی رہی ہے لیکن اس کی قسمت میں یہ ہے کہ وہ مسجد میں لگ گئی ہے دو اینٹیں ایک ہی سازِ ایک ہی قیمت ایک ہی ساخت ایک ہی میٹرل لیکن ایک بیت الخلاء میں لگ کر ذلیل ہو گئی اور ایک مسجد میں لگ کر عظیم ہو گئی اپنی اپنی قسمت ہے ایک کی ایسی قسمت ہے کہ وہ لیٹرین میں لگ گئی اور دوسری کی ایسی قسمت ہے کہ وہ مسجد میں لگ گئی انٹیں تو ایک جسی ہیں پھر ایک عظیم کیوں ہو گئی دوسری ذلیل کیوں ہو گئی بات نسبت کی ہے جس ہستی کے ساتھ وہ اینٹ لگ گئی ہے وہ ہستی جتنی عظیم ہو گی تو وہ اینٹ بھی اتنی ہی عظیم ہو گی اور جتنی وہ پست ہستی ہے تو وہ اینٹ بھی اتنی ہی پست ہو گی اب دیکھو کہ جو مسجد میں لگ گئی ہے اس کا ادب اور احترام ہو رہا ہے جو تار کر ننگے پاؤں چلتے ہیں فرش پر لگی ہے تو اس پر سجدے بھی ہو رہے

ہیں دیوار میں لگی ہے تو اس کے بوسے بھی لیے جا رہے ہیں اس کی صفائی دھلائی کا خیال رکھا جا رہا ہے دوسری جولیٹرین میں لگ گئی ہے وہاں گندگی ہی گندگی ہے بلکہ جوتی بھی جو لیکر وہاں جاتے ہیں وہ بھی بعض اوقات مخصوص اسی جگہ کے لیے ہوتی ہے جو گندگی اور غلیظ ترین ہوتی ہے کہ اسے عام زندگی میں استعمال کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا بلکہ کراہت آتی ہے اسی طرح سے ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک کپڑا ہے وہ بھی روئی سے لے کر کپڑے کی تیاری تک تمام مراحل میں سے یکساں طور پر گزر کر تھان تیار ہوتا ہے پھر اس میں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکتا ہے اب ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ کسی نے خرید کر اس سے ڈسٹریا جھاڑن بنا لیا ہے صفائی کے کام آ رہا ہے وہ گرد و غبار صاف کر رہا ہے جوتی بھی اسی سے صاف ہو رہی ہے بوٹ پر گھس رہا ہے ذیل ہو رہا ہے لیکن اسی تھان میں سے اگلا ٹکڑا جو ہے اس سے قرآن مجید کا غلاف بن رہا ہے اس کو چوم رہے ہیں آنکھوں سے لگا رہے ہیں بغیر وضو کیسے اس کو ہاتھ نہیں لگاتے اس کو دھوتے ہیں تو اس کا دھوون اس کا میل پانی کسی گندگی جگہ پر نہیں جانے دیتے اس کی اتنی تعظیم ہو رہی ہے ایک غلاف قرآن بن کر عظیم ہو گیا ایک بوٹ سے لگ کر تباہ ہو گیا پھر اسی کپڑے سے کسی ولی اللہ کی مزار کی چادر بن رہی ہے تو اس کی عظمت بھی اپنی جگہ ہے آپ سب جانتے ہیں کہ ان چادروں کو کتنا عظیم درجہ ملتا ہے پھر اسی کپڑے کے کسی ٹکڑے سے ایک ولی اللہ کی قمیض بن جاتی ہے کہ جس سے ہزاروں کا فرق کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو رہے ہیں لہذا آپ کا کوئی کمال میرا کوئی کمال اگر ہے تو وہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کے تعلق سے ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے اگر ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ ہے اور دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے تو سب کچھ ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے ہم بنیادی طور پر احسن تقویم ہیں ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التین 4)“ ”بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا“ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بندے کو بہترین شکل میں پیدا کیا اس کی جو ساخت ہے اس میں جو میٹرل لگا ہوا ہے اس میں جو مادہ لگا ہوا ہے اس میں جو مال لگا ہوا ہے وہ بہترین ہے لیکن اس کے ساتھ ایک شرط ہے کہ اگر اس نے ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ کہہ دیا تو فرشتوں سے بھی افضل ہو گیا اگر نہ کہا تو حیوانوں سے بھی بدتر ہو گیا پھر کہاں گئی وہ تقویم احسن یہ تقویم احسن اپنی جگہ ہے یہ NEUTRAL ہے غیر جانبدار ہے لیکن اگر اس میں نسبت محمدی ہے تو اس سے یہ عظیم بن گیا ہے اور اگر یہ نسبت نہیں ہے تو پھر بدتر ہو گیا ہے۔ آپ بھی انسان ہیں میں بھی انسان ہوں ہم ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ کہنے سے بڑے عظیم بن جاتے ہیں لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی جانور کو بھی کسی کامل سے نسبت ہو جائے تو وہ جانور عظیم ہو جاتا ہے کتا نہایت نجس اور پلید جانور ہے لیکن اگر کسی کتے کسی کامل سے نسبت ہو جائے تو وہ کتا بھی کامل ہو جاتا ہے قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ موجود ہے نسبت کی جتنی یہ بہترین مثال ہے اتنی اور نہیں ملتی پانچ سات بندے تھے بادشاہ سے جھگڑا ہوا وہ اپنا ایمان بچانے کے لیے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک کتان کے ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیا بڑا جتن کیا کہ یہ کتان کے پیچھے سے ہٹ جائے کہ دوسرے کتے اس کو دیکھ کر بھونکیں گے اور ہمارا پتہ چل جائے گا لیکن وہ نہ ہٹا ان کے

بیچھے ہی چلا گیا وہ ایک غار میں آ کر چھپ گئے سو گئے اور وہ کتنا بھی غار کے باہر سو گیا تین سو نو (309) سال وہ سوئے رہے کتنا بھی سویا ہا اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان اپنے بندوں پر نیند طاری کی ان کی نسبت سے کتے پر بھی نیند طاری کر دی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دی کہ جب یہ اصحاب کھف ایک پہلو لیٹے لیٹے تھک جائیں تو ان کے پہلو بدلیں ان کی کروٹ بدلیں اور جب وہ فرشتے تشریف لاتے اور اصحاب کھف کی کروٹیں بدلتے تو حکم ہوتا تھا کہ ان کے کتے کی بھی کروٹ بدل دو اب دیکھیں کہ آپ انسان ہیں آپ نے کلمہ شریف ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھا ہے آپ نے طہارت فرمائی ہے آپ یہاں محفل میں تشریف لائے ہیں پھر آپ کی نسبت بنی ہے لیکن اس کتے نے کیا کام کیا ہے لیکن دیکھو کہ اصحاب کھف کی نسبت نے اس کتے کو یہ فضیلت دی ہے کہ قیامت کے روز بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بار بار اس کتے کا ذکر کر رہا ہے کہ وہ تین تھے تو چوتھا ان کا کتا۔ وہ پانچ تھے تو چھٹا ان کا کتا وہ سات تھے تو آٹھواں ان کا کتا اور پھر یہ کہ ان کا کتابوں اپنی ٹانگیں پھیلانے بیٹھا ہے یا اللہ یہ بار بار کتنے کا نام کیوں لیا جا رہا ہے فرمایا کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ نسبت کیا ہوتی ہے اور کیا پھل لاتی ہے اگر یہ نسبت ٹھیک ہوگی تو آپ بھی ٹھیک ہو جائیں گے میں بھی ٹھیک ہو جاؤں گا لیکن اگر یہ نسبت نہیں ہے تو پھر نہ آپ کے پلے میں کچھ ہے اور نہ میرے پلے میں کچھ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام ایک نبی ہے اور ایک ولی ہے یا دونوں نبی ہیں جس طرح سے کہ بعض کا خیال ہے دونوں عظیم المرتبت ہستیاں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے یہ بھی واقعہ بڑی تفصیل سے قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے اس سفر میں وہ دونوں تشریف لے جا رہے ہیں کہ ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں ایک دیوار ہے جو بالکل خستہ حالت میں ہو چکی ہے اور کسی بھی وقت گرنے والی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دیوار از سر نو بنانی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ گاؤں والوں نے تو ہمارے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا ہمیں روٹی پانی بھی نہیں دیا ہم یہ دیوار کیوں بنائیں اور اگر بنانی ہے تو اس کی کوئی اجرت لے لیں وہ ہمارا زاد راہ بن جائے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں دیوار بھی بنانی ہے اور اجرت بھی نہیں لینی ہے دیوار بن گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر پوچھ لیا کہ بلا اجرت یہ دیوار کیوں بنائی ہے تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دیوار یتیم بچوں کی ہے ساتویں پشت پہلے ان کا دادا ایک ولی کامل تھا اس کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جا کر مفت میں ان کی دیوار بنا کر آؤں اس دیوار کے نیچے ان یتیم بچوں کا خزانہ ہے جب بڑے ہوں گے تو نکال لیں گے اب سات پشتیں گزر چکی ہیں اتنی دور کی نسبت ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ کو اس ولی کامل کی نسبت کا اتنا لحاظ ہے کہ دو عظیم ہستیوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جا کر اس گرتی ہوئی دیوار کی مرمت کرو اس کی تعمیر کرو اور وہ آ کر دیوار ٹھیک کر رہے ہیں مزدوری کر رہے ہیں اور اجرت بھی نہیں لے رہے ہیں یہ سب کچھ نسبت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ورنہ کتے میں بھی کچھ نہیں ہے اور یتیم بچوں میں بھی کچھ نہیں اگر کچھ ہے تو صرف نسبت ہے کہ کتے کو اصحاب کھف سے نسبت ہے اور ان یتیم بچوں کو اپنے ساتویں دادا پر دادا سے نسبت ہے اسی طرح سے ایک اور بھی واقعہ قرآن

مجید میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں اپنے بیٹے کی جدائی کے غم میں رو رو کر ختم ہو گئیں آپ کی بیٹائی جاتی رہی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر میں گئے اور پتہ چل گیا کہ یہ ہمارا بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہے تو انہوں نے بتایا کہ بھائی جان آپ کے فراق میں روتے ہوئے ابا جان کی تو آنکھیں ختم ہو گئی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ اور ابا جان کی آنکھوں پر لگا تاؤ انشاء اللہ ان کی بیٹائی ٹھیک ہو جائے گی جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے نا کہ کپڑا تو ایک ہی تھا ان میں سے آ رہا ہے کوئی ڈسٹر بن کر ذلیل ہو رہا ہے کوئی غلاف بن کر عظیم ہو رہا ہے کوئی نبی علیہ السلام کی قمیض بن کر کریم ہو رہا ہے بات تو صرف نسبت کی ہے ورنہ قمیض میں تو کچھ نہیں ہے بلکہ جس نے وہ قمیض پہنی ہوئی ہے اس میں سب کچھ ہے قمیض تو آپ نے بھی پہنی ہوئی ہے میں نے بھی پہنی ہوئی ہے لیکن نسبت کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ قمیض ہی ہے بلکہ اس میں بیٹائی پیدا کرنے کی قوت بھی آ گئی ہے یہ ساری تعلیم جو قرآن مجید سے ہمیں ملتی ہے وہ نسبت کی فضیلت ہی ظاہر کرتی ہے جو منافق ہوتا ہے جو بد مذہب ہوتا ہے وہ عمل پر زور دیتا ہے جو صحیح عقیدہ والے بندے ہوتے ہیں وہ نسبت پر زور دیتے ہیں اگر نسبت ٹھیک ہے تو عمل بھی کافی بنی گا اگر نسبت نہیں ہے تو عمل بھی کسی کام کا نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز جس کا اعمال نامہ کھل گیا حساب کتاب ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا لوگ عمل پر زور دیتے ہیں نسبت کو نہیں مانتے حالانکہ جس کی نسبت ہو گئی اس کا بیڑہ پار ہو گیا حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے کھانا تناول فرمایا اور دسترخوان سے رومال سے اپنے ہاتھ مبارک پونچھ لئے اس ہاتھ مبارک پونچھے کی نسبت سے اس رومال میں یہ خوبی پیدا ہو گئی کہ اس کو آگ نہیں جلاتی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی وہ رومال میلا ہو جاتا تو اسے آگ میں ڈال دیتے اس سے اس کی ساری میل جل جاتی اس میں گھی روغن وغریہ جو لگا ہوتا وہ صاف ہو جاتا اور رومال صحیح سلامت صاف ستھرا ہو کر تندور سے باہر آ جاتا حضرت انسؓ سے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس رومال سے میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ چھو گئے ہیں اس کو آگ نہیں جلاتی حضرات جس کا دل میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مس ہو جائے جس کا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک سے مس ہو جائے جس کی فکر سوچ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مس ہو جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلاتی یہ نسبت ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی سے قتل ہو گئے یہ پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے اس نے کسی سے پوچھا کہ مجھ سے قتل ہو گئے ہیں کیا کسی طریقے سے معافی مل سکتی ہے اس نے کہا کہ ہاں معافی مل سکتی ہے فلاں جگہ اولیاء اللہ رہتے ہیں ان کے پاس چلے جاؤ وہ گیا منزل پر پہنچا ہی نہیں کہ راستہ میں ہی فوت ہو گیا دونوں قسم کے فرشتے آ گئے عذاب دینے والے بھی آ گئے اور جزا دینے والے بھی آ گئے ان میں جھگڑا ہونے لگا ایک کہیں کہ ہمارا بندہ ہے دوسرے کہیں کہ ہمارا مال ہے ایک اور فرشتہ آیا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا کہ لڑو نہیں جھگڑا نہ کرو فاصلہ ناپ لو جہاں سے چلا ہے اور جہاں جانا ہے اگر کھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے وہ لے جائیں اگر اولیاء اللہ کے قریب پہنچ گیا ہے تو بخشا ہوا ہے جنتی ہے وہ لے جائیں اب دیکھو کہ اس پاس

عمل کیا ہے اس کا یہ ہے کہ اس نے سَوَّلَ کیے ہوئے ہیں کوئی عمل اس کے پلے میں نہیں ہے اگر ہے تو بے عملی ہے سَوَّلَ کیے ہوئے ہیں اور ایک قَتَلَ سے متعلق قرآن میں ہے کہ جس نے ایک آدمی کو قَتَلَ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قَتَلَ کر دیا اِنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فُسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ 32)۔ ”جس نے کوئی جان قَتَلَ کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قَتَلَ کیا“ اب اس بندے کے پاس سَوَّلَ ہیں گویا کہ اس نے تمام انسانوں کو سود فحش قَتَلَ کیا ہوا ہے تو کیا عمل ہے اس کے پاس لیکن اب وہ جا رہا ہے اولیاء اللہ کے در کی طرف جو فاصلہ اس نے طے کیا ہے وہ تھوڑا ہے جہاں جانا ہے وہ فاصلہ زیادہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے نسبت کی اہمیت کو بتانے کے لیے اس تھوڑے فاصلہ کو حکم دیا کہ پھیل جاؤ اور زیادہ جو فاصلہ ابھی جانا تھا اسے حکم دیا کہ سُرُج جاؤ تاکہ یہ سوکا قاتل اولیاء اللہ کے در کے قریب ہو جائے اور اس کی بخشش ہو جائے اور لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اولیاء اللہ سے نسبت کی کیا فضیلت ہے لوگ تو شعر پڑھتے ہیں کہ

نگاہ	ولی	میں	وہ	تاثیر	دیکھی
بدلتی	ہزاروں	کی		تقدیر	دیکھی

میں نے اس میں ذرا ترمیم کی ہے کہ

راہ	ولی	میں	وہ	تاثیر	دیکھی
بدلتی	ہزاروں	کی		تقدیر	دیکھی

صرف راہ پر چلا ہے پہنچا نہیں ہے تو راہ جو ہے وہ ولی کے در کی طرف جانے والا راہ ہے اس راہ میں یہ تاثیر ہے کہ وہ گنگاروں کی تقدیر بدل کر رکھ دیتا ہے سوکا قاتل معاف ہو جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

حضرت بہاء الحق زکریا ملتانی سے متعلق کتب میں لکھا ہے آپ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے جن کا ایک مرید فوت ہو گیا دفن کر دیا گیا تو قبر میں منکر نکیر آگئے اور سوال کرنے شروع کر دیئے کہ تیرا رب کون ہے ”مَنْ رَبُّكَ“

تیرا دین کیا ہے ”مَا دِينُكَ“ اور اور یہ کہ اس ہستی سے متعلق تو دنیا میں کیا کہتا تھا اس کے پیر صاحب قبر کے باہر کھڑے تھے آپ قبر میں چلے گئے اور اپنے مرید اور نکیر کے درمیان کھڑے ہو گئے فرمایا کہ فرشتو تم مجھ سے پوچھو کیا پوچھتے ہو

فرشتوں نے جواب دیا کہ حضرت صاحب فوت آپ تو نہیں ہوئے فوت تو یہ ہوا ہے سوال جواب بھی اس سے ہونے ہیں جب آپ کی باری آئے گی تو آپ سے پوچھا جائے گا سر دست اس سے سوال پوچھنے ہیں آپ درمیان سے ہٹ جائیں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس سے سوال پوچھ لیں حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے اگر یہ مشکل میں ہے تو میرا فرض ہے کہ اس کی مدد کو پہنچوں فرشتوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ ٹھیک ہے کہ یہ آپ کا مرید ہوا تھا

لیکن آپ نے اس کو جو عمل کرنے کا حکم دیا تھا وہ اس نے نہیں کیا آپ نے ذکر کرنے کا حکم دیا تھا اس نے نہیں کیا آپ

نے اسے درود شریف پڑھنے کے لیے کہا تو اس نے نہیں پڑھا نفل پڑھنے کا حکم دیا وہ اس نے نہیں پڑھے اس مرید نے صرف آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ہیں اور کوئی بات اس نے نہیں کی آپ کا حکم نہیں مانا پھر آپ کا مرید ہونے کا دعویٰ یہ کس طرح کر سکتا ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرید جب پیر صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے بیعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اسی وقت بخش دیتا ہے آپ اس کے اعمال کی بات کرتے ہیں میں صرف یہاں قبر میں ہی نہیں بلکہ حشر میں بھی ہر جگہ اس کے ساتھ ہی رہوں گا اور یہ جب تک جنت میں نہیں چلا جاتا میں بھی جنت میں نہیں جاؤں گا حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے روز اولیاء اللہ کی بڑی شان ہوگی صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کسی شان ہوگی فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اولیاء کرام سے فرمائے گا کہ جس جس نے بھی تمہاری بیعت کی ہے خدمت کی ہے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ جس کسی نے بھی کسی ولی اللہ سے بھی کوئی نسبت قائم کی ہے یا نسبت والا کام کیا ہے کوئی خدمت کی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اسے جنت میں لے جائے اس امر کا مظاہرہ ایک اور حدیث پاک میں ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو حکم ہو جائے گا کہ تم جہنم میں جاؤ لوگ کھڑے ہیں وہ آدمی چیخا چلاتا ہوا جا رہا ہے اس جہنمی کی نگاہ ایک ولی کامل پر پڑ جائے گی جو وہاں کھڑے ہوں گے دیکھ رہے ہوں گے کہ لوگ کس طرح جہنم کی طرف روتے چیختے چلاتے گھنٹتے ہوئے لے جائے جا رہے ہیں وہ جہنمی اس ولی کامل کو پکارے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے یعنی مرید کہہ رہا ہے کہ پیر صاحب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے آپ نے مجھے نہیں پہچانا ہے وہ فرمائے گا کہ کہو کیا بات ہے عرض کرے گا کہ مجھے جہنم کا حکم ہو گیا ہے حالانکہ میں نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا وہ ولی کامل فرمائے گا کہ ایک گلاس پانی پلانا تو بہت زیادہ خدمت ہے اے فرشتو چھوڑ دو اسے میرا مرید ہے میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا یہ بھی حدیث پاک ہے کسی دوسرے کی بات نہیں ہے یہ میرے نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے جو میں عرض کر رہا ہوں ایک وضو کرانے والے کی بھی اسی طرح سے بخشش ہو جائے گی ایک کھانا کھلانے والے کی بھی بخشش ہو جاتی ہے اس کا تذکرہ ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ جس جس نے ذرہ بھر بھی کسی ولی کامل کی خدمت کی ہوگی اسی تھوڑی سے نسبت سے اس کی بخشش ہو جائے گی اللہ تعالیٰ ہمیں نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ نسبت کی وجہ سے جنت عطا فرمائے گا قیامت کے روز حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور باقی تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ اپنی امت کے بخشے ہوئے آدمیوں کو لے کر ایک جلوس کی شکل میں جنت میں داخل ہو جاؤ وہ خوشی خوشی جا رہے ہوں گے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو دروازہ بند ہوگا فرشتے موجود ہوں گے وہ عرض کریں گے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام آپ اپنی امتوں کو لے کر جنت میں داخل نہیں ہو سکتے وہ فرمائیں گے کہ ہمیں جنت کا حکم مل چکا ہے ہم پہلے آئے ہیں پہلے داخل ہوں گے فرشتے عرض کریں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تک میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں داخل نہیں ہو جاتے کوئی نبی رسول جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جب تک امت محمدی جنت میں داخل نہیں ہوگی کوئی دوسری امت داخل

نہیں ہو سکتی اگر ہم اپنے اعمال کی طرف دیکھیں تو ہم جنت میں جانے کے لائق نہیں ہیں لیکن نسبت محمدی سے ہم انشاء اللہ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ بات کرتے ہوئے بھی نہیں ڈرتے وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تو اپنا علم نہیں ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے کہ نہیں جائیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں کہ جب تک میں اور میری امت جنت میں داخل نہیں ہوں گے کوئی نبی اور کسی نبی کی امت جنت میں داخل نہیں ہوگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت کی یہ شان ہے اور یہ تمام تر نسبت محمدی کی وجہ سے ہے ورنہ ہم میں کوئی کمال نہیں ہے پچھلی امتوں میں انفرادی طور پر جو گناہ کسی میں ہوتے تھے وہ تمام تر اب ہم میں موجود ہیں لیکن ہم جو بچے ہوئے ہیں تو وہ صرف تعلق محمدی ﷺ کے لیے ہے نہ کہ ہمیں جنت میں داخل ہونے کے بعد ہونی ہے جنت میں درجے سے پچھلی امتیں تباہ ہوئیں اور انہیں عذاب دیئے گئے ان کی شکلیں تبدیل کر دی گئیں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا وہ سب گناہ اب ہم میں موجود ہیں لیکن بچے ہوئے ہیں تو صرف اس لیے کہ نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی امت ہیں اگر عمل کی کوئی بات ہونی ہے تو وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد ہونی ہے جنت میں درجے اعمال کی وجہ سے ملیں گے لیکن جنت میں داخلہ نسبت کی وجہ سے ہونا ہے جنت میں جا کر تیرے اعمال تیرے سجدے تیری نماز تیری قرات تیرے روزے تیرے حج تیری زکوٰۃ تیری قربانی تیرا حفظ کام آئے گا اور ان اعمال کی وجہ سے درجے ملیں گے لیکن نسبت کی وجہ سے جب تک جنت نہیں مل جاتی یہ تمام اعمال کسی کام کے نہیں ہیں اعمال تو منافق بھی کرتا ہے منافق نے نماز پڑھی ہے روزہ رکھا ہے حج کیا ہے زکوٰۃ دی ہے جہاد کیا ہے شہید بھی ہوا ہے لیکن اس کی شہادت بھی اس کے کام نہیں آتی کہ اس کا ولی تعلق نبی پاک ﷺ سے نہیں ہے اصلی تعلق جو ہے وہ محبت کا تعلق ہے وہ ادب کا تعلق ہے اگر تعلق اولیاء اللہ سے ہو جائے یہ تعلق نبی کریم ﷺ سے ہو جائے تو یہ جنت میں جانے کے لیے کافی ہے حضرت زکریا ملتانی ہی فرماتے ہیں کہ میں ایک گلی میں سے جا رہا تھا کہ لوگ میری دست بوسی کر رہے تھے ایک غنڈہ قسم کا اوباش نوجوان بھی بازار میں کھڑا تھا اس نے لوگوں کو دیکھا تو اس نے آگے بڑھ کر میری دست بوسی کر لی وہ نوجوان فوت ہو گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں سیر کر رہا ہے اس نے پوچھا کہ تجھے جنت کیسے مل گئی تیرا اخلاق تیرا کردار تو ایسا نہ تھا اس نے جواب دیا کہ میرے پلے میں کوئی عمل نہیں تھا بس گناہ ہی گناہ تھے بخشش کے لائق نہیں تھا لیکن میں نے حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی کی جوت بوسی کی تھی وہ کام آگئی ہے اس سے میری بخشش ہو گئی یہ نسبت ہے یہ ادب والا تعلق ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ تھے کہ حضرت امام مالک تھے وہ ایک منبر کے کنارے وضو فرما رہے تھے ایک نوجوان بھی ان سے چڑھتے پانی کی طرف بیٹھ کر وضو کرنے لگا لیکن جب نظر پڑی تو سوچنے لگا کہ یہ بہت بڑے بزرگ ہیں اور پانی میری طرف سے ان کی طرف جا رہا ہے یہ بے ادبی ہے کہ میرا جھوٹا پانی ان کی طرف جائے وہ اٹھا اور ان بزرگوں کے دوسری طرف جا بیٹھا چند روز بعد وہ نوجوان فوت ہو گیا اسے بھی کسی نے جنت میں دیکھا تو پوچھا کہ تجھے جنت کیسے مل گئی تو کہنے لگا کہ بس میرا وہ ادب جو میں نے بزرگوں کا کیا تو اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آ گیا کہ اس نے مجھے جنت عطا فرمادی

حضرات یہ چند مثالیں ہیں ایسی اور بھی بے شمار مثالیں ہیں جو کئی بار عرض بھی کی ہیں قرآن مجید کے حوالہ سے بھی عرض کی ہے حدیث پاک کے حوالہ سے بھی عرض کی ہیں اولیاء اللہ کی اپنی باتیں بھی ہیں جو عرض کی ہیں یہ سب نسبت کی باتیں ہیں حضرت سرکارِ غوثِ اعظمؒ اور مجددِ صاحبؒ نے بھی فرمایا کہ قیامت تک جو ان کا مرید ہوگا قادری سلسلہ کا مرید ہوگا نقشبندی سلسلہ کا مرید ہوگا دونوں ہستیوں نے فرمایا کہ کہ ہم اپنے تمام مریدوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں عمل کرنا یا نہ کرنا وہ بعد کی بات ہے لیکن عمل بہر حال ضرور کرنا چاہیے جس بندے کو جنت مل جائے اسے تو لازمی طور سے ضرور کرنا چاہیے کہ اسے تو جنت کی خوشخبری اسی دنیا میں مل گئی اگر وہ اب عمل نہیں کرتا تو یہ ناشکری والی بات ہے لیکن جنت تو پھر بھی مل جاتی ہے جس سلسلہ میں بیعت کرنے سے جنت عطا ہو وہ خواہ قادری بن جائے نقشبندی بن جائے اللہ تعالیٰ ان کی نسبت سے ہی جنت عطا فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس نسبت کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے ”آمین“ ساری بات نسبت کی ہے مفتی محمد امین صاحب دامت برکات العالیہ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام ہی نسبت رکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی یہ کہے کہ صرف عمل کی ہی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ صرف عمل کو دیکھتے ہیں اور کسی چیز کو نہیں دیکھتے تو فرمایا کہ وہ منافق ہے ساری اہمیت صرف نسبت کی ہے نسبت کے بغیر اعمال بے کار ہیں اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ”آمین“

”وما علینا الا البلاغ المبین“

خطاب رہائش حاجی غلامی محی الدین 17-05-99

نسبت اولیاء اللہ

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یاسیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! یہ بجلی کی ٹیوب روشن ہے۔ یہ پیکر بھی کام کر رہا ہے۔ یہ بجلی کی تاریکی ہوئی ہے۔ اور ایک سوئچ لگا ہوا ہے بجلی دور کہیں منگا ڈیم سے آ رہی ہے۔ تاروں کے ذریعے سے یہاں ہمارے گھر تک آ رہی ہے۔ راستہ میں ایک سوئچ لگا دیا گیا ہے۔ سوئچ کام کرے گا تو بجلی تاروں میں پھیل جائے گی ٹیوب بھی روشن ہو جائیگی۔ پیکر بھی کام کرنے لگے گا۔ جب تک یہ سوئچ نہ لگا ہو تو نہ ٹیوب روشن ہوگی نہ پیکر کام کرے گا آپ بہترین وائرنگ کر لیں دو چار پیکر لگا لیں۔ کئی ٹیوب لگا لیں بلب لگا لیں جو مرضی لگا لیں لیکن جب تک یہ سوئچ نہیں لگے گا کوئی چیز کام نہیں کرے گی۔ یہ سوئچ پاور کا کام دیتا ہے۔ جب تک پاور نہیں آئیگی بجلی کی فٹنگ کچھ کام نہیں کرے گی۔ اسی طرح سے روحانیت میں بھی ایک سوئچ ہے جب تک وہ سوئچ کام نہیں کرتا روحانیت پروان نہیں چڑھتی۔ وہ سوئچ کیا ہے وہ سوئچ اللہ والوں سے تعلق اور مرشد کریم کی بیعت ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ سوئچ MISS نہ کر جائیں۔ یہ اکیلا بھی کام کر رہا ہو تو تار میں بہت کچھ ہوتا ہے صرف سوئچ لگا ہوا ہو آغوا کوئی بلب بھی نہ لگا ہوا ہو تو یہ تب بھی LIVE ہوتا ہے اس LIVE کو فزکس والے پتہ نہیں کیا کہیں گے یوں سمجھو کہ اس میں ”زندگی“ ہوتی ہے جو بیڑہ پار بھی کر دیتی ہے اور بیڑہ غرق بھی کر دیتی ہے۔

اٹھے تو بجلی پناہ مانگے۔ گرے تو خانہ خراب کردے

یہ پیر صاحب کی بیعت ہے۔ یہ تعلق ہے یہ نسبت ہے۔ جب تک یہ نسبت قائم نہیں ہوگی یہ جس طرح یہ بلب کام نہیں کرے گا۔ یہ پیکر کام نہیں کرے گا ایسے ہی نماز بھی کام نہیں کرے گی روزہ بھی کام نہیں کرے گا حج کام نہیں کرے گا۔ ہم روزہ رکھ رہے ہیں یا یہ سوئچ لگا رہے ہیں۔ یہ ایک ہی چیز ہے۔ یہ بھی عمل ہے وہ بھی عمل ہے۔ منافق کی نماز ہے لیکن سوئچ نہیں ہے۔ منافق کے عمل کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ یہ سوئچ کے بغیر ہے۔ اس کی نماز بھی گئی اس کے روزے بھی گئے اس کی زکوٰۃ اور قربانی بھی گئی اس کا جہاد اور شہادت بھی گئی۔ شہید ہونا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا عمل ہے۔ اس زمانہ میں تلوار چلانا دشمن کے سامنے جانا۔ مقابلہ کرنا مار دینا یا مر جانا اگر مر بھی گیا تو اس کا مر جانا بھی قبول نہیں ہوا کہ اس کا سوئچ نہیں لگا ہوا ہے۔ منافق کی اتنی بے قدری ہوئی کہ ابوجہل سے بھی زیادہ اس کو عذاب ہوگا۔ منافق کو کافر سے بھی زیادہ عذاب ہونا ہے آپ یہ سوئچ لگا کر رکھو۔ نسبت لگا کر رکھو۔ یا تو یہ ہے کہ آپ خود ولی اللہ بن جاؤ۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ آپ بھی پڑھو کتنے ہی سال سوئے نہیں

ہیں۔ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بھی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ بزاز کی کاروبار کرتے تھے۔ کپڑے کے ایک تھان میں نقص تھا۔ آپ کہیں تشریف لے گئے اور اپنے خادم سے فرمایا کہ فلاں تھان میں نقص ہے اگر اس کا گاہک آئے تو اس کو اس نقص سے آگاہ کر دینا اس کو بتا دینا کہ یہ تھان ناقص ہے۔ واپس تشریف لائے تو پوچھا کہ تھان بک گیا؟ فرمایا کہ کیا تو نے گاہک کو اس نقص سے آگاہ کر دیا تھا عرض کیا کہ حضرت صاحب یا دہیں رہا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے غلے میں جتنی رقم تھی وہ سب خیرات کر دی کہ پتہ نہیں کہ اس ناقص تھان کے کون سے پیسے تھے۔ آپ اتنا تقویٰ کر سکتے ہیں تو بڑے شوق سے کر لیں۔ ایک دفعہ پتہ چلا کہ کسی کی بکری چوری ہو گئی ہے۔ آپ نے چرواہے سے معلوم کیا کہ بکری کی طبعی عمر کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب بکری کی عام طبعی عمر سات سال ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا کہ ہو سکتا ہے کہ گوشت چوری شدہ بکری کا ہو۔ کیا اتنا تقویٰ آپ کر لیں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ بیت اللہ شریف میں تشریف لے گئے اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر پورا قرآن مجید ختم کر دیا۔ آواز آئی کہ اے امام اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت قبول کر لی ہے۔ آپ بھی امام ابوحنیفہؒ جیسے بن جاؤ۔ اگر نہیں بن سکتے تو پھر ان کے ساتھ نسبت قائم کر لو۔ ان کے بن جاؤ۔ ایک روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ روزانہ رات کو ایک ہزار نفل پڑھ کر سوتے تھے آپ بھی یہ عمل کر لو اگر نہیں کر سکتے تو پھر ان کے بن کر رہو بیڑہ پار ہو جائیگا۔ دیکھو سوچ کچھ توڑا سا لگتا ہے زیادہ نہیں لگتا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ بھائیوں نے آ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ والد صاحب کی آنکھیں تو جاتی رہی ہیں۔ انہیں نظر نہیں آتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص مبارک دی کہ جا کر بابا جان کی آنکھوں پر لگا دو۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر وہ قمیص لگائی گئی تو سوچ لگ گیا۔ آنکھیں روشن ہو گئیں اس قمیص میں آ خر کیا تھا۔ ایک قمیص ہمارے گلے میں آتی ہے تو وہ اپنی پہلی عظمت بھی کھودیتی ہے۔ لیکن یہی قمیص اگر اللہ والے کی ہوتی ہے تو یہ آنکھیں عطا کرتی ہے۔ یہ سوچ ہے۔ قرآن مجید شاہد ہے۔ اصحاب کھف کا کتا ہے۔ وہ کتا ہے نجس ہے ناپاک ہے لیکن اولیائے کرام کے ساتھ لگ گیا ہے۔ اصحاب کھف نے بہت دھنکارا۔ مارا بھگایا لیکن پیچھے نہیں ہٹا۔ جہاں اصحاب کھف غار میں تشریف لے گئے تو وہاں وہ بھی غارتگ پہنچ گیا۔ وہ غار میں سو گئے۔ یہ غار کے باہر سو گیا اصحاب کھف سو رہے تھے لیکن ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں شاید کتے کی بھی کھلی رہی ہوں گی۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ اصحاب کھف جب تھک جاتے تھے تو فرشتے ان کے پہلو بدل دیتے تھے۔ کروٹیں تبدیل کر دیتے تھے اور وہی فرشتے اس کتے کی بھی کروٹیں بدلتے رہے یہ سوچ لگا ہوا تھا۔ یہی آوارہ کتے جب شہر میں زیادہ ہو جاتے ہیں تو میونسپل کمیٹی ان کو زہر دے دے کہ مارتی ہے اور انعام مقرر کرتی ہے کہ جو شہری کتے کو مار کر اس کی دم لائے گا اسے پچاس روپے انعام ملے گا۔ لیکن جس کتے کے گلے میں پٹہ پڑا ہوا ہوتا ہے اسے کوئی زہر نہیں دیتا۔ اسے کوئی نہیں مارتا بلکہ اس کو مارنا قانونی طور پر جرم ہے۔ اس کتے کا پٹہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کو اپنے مالک سے نسبت ہے اس کا سوچ لگا ہوا ہے وہ کسی کا پالا ہوا

ہے۔ ایک عورت بہت فاحشہ اور بدکلام تھی۔ غیر مردوں کے ساتھ بھی فحش کلام اور مذاق کیا کرتی تھی۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے اور کوئی چیز تناول فرما رہے تھے۔ وہی عورت ادھر آنکلی اور اپنی عادت کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہنے لگی کہ سچو کیا کھا رہے ہو۔ ہمیں نہیں کھلاؤ گے کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک لقمہ عطا کرنا چاہا تو بولی کہ ایسے نہیں پیار پڑھیں اپنے منہ سے نکال کر دو۔ ادھر یہ کہ ”نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ کی“ آپ نے اس کا یہ مطالبہ بھی پورا فرما دیا۔ اپنے منہ مبارک سے نوالہ نکال کر اسے عطا کر دیا۔ اس عورت نے جونہی وہ نوالہ اپنے منہ میں رکھا تو اتنی شرم آئی کہ حیا کے مارے مرنے لگی یہ سوچ لگ چکا تھا۔ تقدیر بدل گئی اور مرتے دم حضور نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن نصیب ہو گیا۔ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہے میں حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی بات کر رہا ہوں جو کوئی بھی ولی کامل کے قدموں کے ساتھ لگ جائے اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا زمانہ تھا۔ ایک سودخور آدمی تھا جو سود پر قرض دیتا تھا اور بڑی سختی سے واپس لیتا تھا۔ اپنے زمانہ کا مشہور سودخور تھا۔ ایک روز وہ حضرت جنید بغدادیؒ کی گلی سے گزر رہا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ چند منٹ حضرت صاحب کی محفل میں بیٹھوں وہ اندر گیا اور محفل میں بیٹھ گیا جب باہر نکلا تو لوگوں نے طعنہ دیا کہ یہ تو سودخور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندامت کی کہ لوگو یہ سودخور اس وقت تک تھا جب تک اندر نہیں گیا تھا۔ اب یہ محفل میں شریک ہو گیا ہے تو جنتی بن کر باہر آ گیا ہے۔ اتنی سی بات ہے اور یہ حضرت جنید بغدادیؒ کا مشہور قصہ ہے۔ آپ کے ہی زمانہ میں ایک کنجری تھی وہ حاضر ہوئی اور آپ کی مرید ہو گئی۔ جب باہر نکلی تو لوگوں نے طعنہ دیا کہ سوچو ہے کھا کر بلی جج کو چلی۔ یہ تو وہی کنجری ہے اب بڑی پاک دامن بنتی ہے۔ مرید بنی بن گئی ہے۔ تو اس سے کیا اس کے گناہ دھل گئے ہیں۔ وہ واپس آئی اور عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے تو لوگ وہی کنجری ہونے کے طعنے دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ان لوگوں کو کیا خبر ہے۔ یہ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے ہیں۔ یہ دامن اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے کا صلہ ہے۔ کئی بار آپ نے سنا ہے کہ چور آیا اور حضرت غوث الاعظمؒ نے قطب بنا کر رکھ دیا۔ ایک بندہ ہے وہ آج نہیں آیا۔ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہے۔ ایک روز اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مرید ہونے اور مرید نہ ہونے میں کیا فرق ہے۔ ایک آدمی بیعت ہوتا ہے اور ایک نہیں ہوتا ہے تو ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو بیعت نہیں ہوتا کسی کا مرید نہیں بنتا وہ جو بھی نیکیاں کرتا ہے وہ سب برباد جاتی ہیں اور گناہ اس کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور کوئی مرید ہو جاتا ہے تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ یہ مرید ہونے اور نہ مرید ہونے میں فرق ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر مرید گناہ کرتا ہے تو اس کا کیا بنے گا۔ فرمایا کہ اس نے جو بننا ہوتا ہے وہ بیعت کرتے دم بن جاتا ہے۔ اس کی شکل کا ایک فرشتہ پیدا کر دیا جاتا ہے وہ نیکیاں کرتا ہے اور اس فرشتے کی نیکیاں اس گناہ گار بندے کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ مرید کے گناہ مٹ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا بیڑہ پار کر دیتا ہے۔ وہی سودخور یک بن گیا تھا اور وہی کنجری ایک ولیہ بن گئی تھی۔ اگر وہ کنجری ہی رہتی تو پھر ولی کا دامن پکڑنے کا کیا فائدہ تھا۔ حضرت بایزید

بسٹائی کا زمانہ تھا آپ کے شہر میں ایک کنجری آگئی۔ اس کے حسن کا بہت چرچا ہو گیا اور لوگ اس کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہو گئے۔ کسی نے حضرت بائزید بسطامیؒ سے عرض کر دیا کہ حضرت صاحب آپ کے ہوتے ہوئے شہر میں یہ گندگی پھیل رہی ہے۔ حضرت بائزید بسطامیؒ تشریف لے گئے اور اس کنجری کے دروازے کے سامنے مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئے۔ لوگ آتے اور حضرت صاحب کو دیکھ کر شرم ساری سے واپس چلے جاتے۔ جب شام تک کوئی آدمی مکان کے اندر نہ گیا تو اس نے اپنی خادمہ کو بھیجا کہ دیکھو کیا ماجرا ہے۔ وہ آئی دیکھا کہ حضرت صاحب تشریف فرما ہیں اور لوگ انہیں دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ خادمہ نے جا کر اس کنجری کو سارا ماجرا بتا دیا کنجری نے پیغام بھیجا کہ بابا جی ہمارا تو یہ کاروبار ہے آپ کیوں اس میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ حضرت بائزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ آج ایک رات کے لئے ہم تمہارے مہمان ہیں اور جو تمہاری فیس ہے وہ ہم ادا کر دیں گے۔ کنجری مان گئی۔ حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہم نے تمہیں فیس ادا کرنی ہے اس لئے تم وہی کرو جو ہم تمہیں حکم دیں۔ کنجری نے تسلیم کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غسل کر کے صاف کپڑے پہن لو اور مصلیٰ بچھا کر نماز کی نیت کر لو جیسی بھی نیت تمہیں آتی ہے وہ کر لو۔ کنجری نے نماز نیت کی حضرت صاحب نے عرض کیا کہ یا اللہ یہاں تک لانا میرے بس میں تھا وہ میں نے کر دیا اب اس کا دل پھیر دینا تیرا کام ہے تو مہربانی فرما اس کا دل پھیر دے اس کنجری کا دل اسی وقت جاری ہو گیا اس کی باطنی کیفیات تبدیل ہو گئیں اور وہ بہت بڑی ولیہ بن گئی۔ یہ سوچ تھا یہ دامن ولی اللہ تھا جب تک یہ نسبت نصیب نہیں ہوئی تھی تو نہایت گناہ آلود کنجر خانے والی زندگی تھی اور جب نسبت مل گئی تو ایسی عظیم ہستی بن گئی کہ دنیا میں کل اڑھائی قلندر ہوں گے۔ دو تو مرد ہوں گے اور ایک عورت ہوگی جو آدھا قلندر ہوگی اور وہ آدھا قلندر یہ بی بی ہے۔ لہذا کسی ولی کامل سے نسبت قائم کر لینے سے بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن اور زیارت بھی اسی وقت نصیب ہوتی ہے جب کسی ولی کا دامن ہاتھ میں آتا ہے۔ یہ جو آپ اللہ ﷻ کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں آپ یہ ذکر اپنے مرشد کریم کے تصور سے کریں تو رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ مرشد کریم کے تصور کے بغیر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہیں ہوتی۔ ہم ایک عرصہ سے مبارک صاحب سے یہ منقبت پڑھواتے ہیں کہ

ہے رے سکھی مورے خوبہ گھر آئے
بھاگ لگے مورے آنگن کو

تو بعض محافل میں حضرت خوبہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تشریف لاتے ہیں صرف اس لئے کہ ہم ان کی منقبت پڑھواتے ہیں۔ حضرت خوبہ صوفی اللہ سرہندیؒ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے روئے پر تشریف لے گئے سلام کرنے کے بعد باہر آئے تو وہاں ایک کنجری ناچ رہی تھی اور تماشا بین اس کے ارد گرد جمع تھے۔ حضرت صوفی اللہ سرہندیؒ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ آپ تھوڑی دیر وہاں رک گئے تو وہ کنجری یوں کہہ رہی تھی کہ

در کوئے نیک نامی مارا گزر نہ دادند
گر تو نے پسندی تغیر کن قضا را

میں نیک نہیں ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ حالت پسند نہیں تو میری تقدیر کو بدل دیں۔ دو تین مرتبہ اس کجخبری کے منہ سے یہی بات نکلی۔ حضرت صفی اللہ سرہندیؒ جوش میں آ گئے اور فرمایا کہ تغیر کم قضا را۔ جاتیری تقدیر بدل دیتا ہوں۔ حضرت صفی اللہ سرہندیؒ کے منہ سے یہ نکلتا ہی تھا کہ اس کجخبری کا دل جاری ہو گیا وہ سجدے میں گر گئی اور وہ بھی ولیہ بن گئی۔ یوں اللہ والے تقدیر بھی بدل دیتے ہیں یہ سوچ لگ چکا تھا ایک کجخبری کی تقدیر بدل کر وہ ولیہ بن گئی تھی۔ قاضی نصیر الدینؒ کے ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت صاحب دعا فرمائیں کہ مجھے ایک نیک صورت اور نیک سیرت پہنچا دے آپ نے فرمایا کہ چپکے میں فلاں کجخبری بیٹھی ہے طوائف بیٹھی ہے اس سے جا کر کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے۔ وہ آدمی اس طوائف کے پاس گیا اور دعا کے لئے کہا اس نے کہا میں تو بہت گناہ گار ہوں گندی ہوں طوائف ہوں میری دعا کیا قبول ہوگی۔ اس شخص نے کہا کہ میرے مرشد کریم نے آپ کے پاس بھیجا ہے مہربانی کر دہمیرے لئے دعا کرو۔ وہ طوائف حیران ہو گئی لیکن قاضی نصیر الدینؒ کا نام جو سنا تو اس نے غصہ کیا کیڑے تبدیل کئے اور سجدے میں سر رکھ کر بولی کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں گناہ گار ہوں بدکار ہوں سیاہ کار ہوں گندی ہوں لیکن یا اللہ تیری ذات پاک ہے تو بے نیاز ہے تو قادر ہے مالک ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ میرے مالک میری گناہ گاری کی طرف نہ دیکھ تو اپنے لطف و عطا کی طرف دیکھ تو اپنی شان کو دیکھ اپنی کریمی اور رحیمی کی طرف دیکھ اور مہربانی فرما دے اس شخص کو ایک ولی اللہ نے بھیجا ہے تو اس کی مراد پوری کر دے۔ ادھر یہ طوائف سجدے میں سر رکھ کر عرض گزارش کر رہی تھی ادھر حضرت نصیر الدینؒ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس کو یہاں تک لانا میرے بس میں تھا آگے دل پھیر دینا تیرا کام ہے۔ اس کجخبری کا دل جاری ہو گیا اس نے گناہوں سے توبہ کر لی اور ایک ولیہ بن گئی۔ یہ سوچ ہے۔ یہ سوچ لگ گیا تو تقدیر بدل گئی۔ کہاں ایک گندی طوائف اور کہاں ایک ولیہ بن گئی۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی نسبت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ان سے نسبت قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی محمد حمید شاہ صاحب 05-03-98

امت محمدیہ کی فضیلت

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى لك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله“

معزز حاضرین! تین نظریے ہیں۔ تین خیال ہیں۔ ایک خیال یہ ہے کہ ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ ذرہ بھر نیکی کی ہے تو اس کی جزا اور ذرہ بھر برائی کی ہے تو اس کی سزا ہوگی۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزلا 7-8) تو جو ایک ذرہ بھربھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا“ دوسرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے سے گناہ معاف فرمادیں دیں گے بخش دیں گے اور تیسرا نظریہ تیسرا خیال یہ ہے کہ امت محمدیہ کے لوگ گناہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو گناہوں کے بدلے نیکیاں دیدے گا یہ تین نظریے ہیں۔ جہاں تک ذرے ذرے کا حساب ہونے کی بات ہے تو کوئی بھی حساب نہیں دے سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ جس کا حساب کھل گیا۔ وہ مر گیا۔ وہ مر گیا۔ اس کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ حساب دینا ممکن ہی نہیں ہے یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ کسی کا شعر ہے ناکہ

عدل کرے تے تھر تھر کنین اچیاں شاناں والے

فضل کرے تے بخشے جاوےں میں جیسے منہ کالے

بندے کی بخشش فضل سے ہونی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اور شفاعت سے ہونی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ کسی بندے نے بھی اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں جاتا ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جانا ہے یہ نظریہ رکھو کہ جنت میں داخلہ عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہے۔ حدیث قدسی بھی ہے کہ بخشش عمل کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے فضل سے ہے۔ اور یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل کیا ہے وہ نبی رحمت ﷺ ہے۔ یہ اصل چیز ہے۔ عدل پر تو کوئی پورا نہیں اتر سکتا۔ ایک آدمی جسکی عمر پانچ سو سال تھی وہ ایک غار میں چلا گیا پتھر کی سل کا مصلیٰ بنا لیا ساری عمر سجدے کر کے پتھر بھی گھس گیا۔ وہ فوت ہو گیا قبر میں رکھا گیا۔ منکر نکیر آگئے لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کا حساب کتاب چھوڑ دو اس نے بہت عبادت کی ہے۔ میرے فضل سے اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھول دو اس نے کہا کہ یا اللہ یہ رعایت کیوں کہ میرے فضل سے کھڑکی کھول دو۔ میرے اعمال ایسے ہیں میرے پاس نیکیاں ہیں عبادات ہیں ان کو دیکھو تو بات کرو یہ فضل سے کھڑکی کھولنے کا کیا مطلب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس کا میزان کر دو اس کی نیکیاں بدیاں تول کر دو۔ اس کے اعمال ایسے ہوں گے کہ نیکیوں والا پلڑا بھر جائیگا پھر فرمایا جائیگا کہ

اس کے گناہ بھی لاؤ تو اس کا کوئی گناہ نہیں ملے گا۔ جس شریعت پر بھی اس نے چلنا تھا وہ پورا چلا جو حق اس نے ادا کرنا تھا وہ کیا۔ نیکیاں ہی نیکیاں ہیں گناہ کوئی نہیں ہے۔ وہ خوش ہو جائیگا کہ میرے پلے گناہ تو ہے ہی نہیں پھر بھی فضل سے رعایتی پاس کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ٹھیک ہے شریعت کے لحاظ سے تو یہ پاس ہے۔ لیکن میں نے اس کو پورا تندرست صحیح سلامت جسم دیا تھا اس کا اس نے شکر ادا کرنا تھا جو اس نے نہیں کیا۔ فرمایا جائے گا کہ پورے جسم کو تو میں چھوڑتا ہوں میں نے اس کو دو آنکھیں دی تھیں ایک آنکھ کو بھی چھوڑتا ہوں اس نے ایک آنکھ کا جو شکر ادا کرنا تھا وہ اس نے نہیں کیا تو اس کا عذاب اس کے پڑے میں رکھو۔ جب وہ رکھا جائیگا تو وہ پلڑا بھاری ہو جائیگا۔ نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو جائیگا۔ پھر وہ چلائے گا چیخے گا کہ یا اللہ فضل کر مہربانی کر مجھے بخش دے۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کا فضل یاد آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حدیث بیان فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو بھی اللہ کے فضل کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ ہاں اس روز اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنی فضل کی چادر میں لپیٹ لے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل دراصل ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ یہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت ہے۔ تو حضرات اگر سہارا ہے تو صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا سہارا ہے۔ جس کے بغیر بخشش ممکن نہیں۔

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

جو حضور نبی کریم ﷺ کا نام لیوا ہیں۔ امت محمدی کے بندے جو ہیں ان کی شان نزالی ہے۔ آپ پڑھیں درود شریف
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو پڑھنے سے بندے کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نے کئے ہیں اور دس نیکیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے جو اس نے نہیں ہیں۔ جنت میں دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ آپ نے صرف درود شریف پڑھا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہ یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کو غالب کر دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فضیلت عطا فرما دے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا شہرہ کر دے مشہور کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو غالب کر دے یہ درود شریف کا مطلب ہے۔ صرف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھنے سے دیکھو کہ کیا کچھ مل جاتا ہے۔ دس گناہ معاف دس نیکیوں کا اضافہ دس درجے بلند یہ امت محمدی کا خاص ملکہ ہے۔ یہ اس کا خاص مقام ہے اور یہ مقام میرتب صرف اس کو ملتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ بخشش حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ملتی ہے۔ قیامت کے روز ایک امت محمدیہ کے بندے کی پیشی ہو جائیگی اللہ تعالیٰ اسے سامنے کھڑا کر لے گا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا دو۔ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کئے جائیں گے اور اس سے پوچھا جائیگا کہ اے بندے تو نے یہ گناہ کئے تھے۔ وہ اعتراف کرے گا کہ ہاں یا اللہ مجھ سے یہ گناہ ہوئے ہیں مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان گناہوں کے بدلے اس کا ثواب دینا شروع کر دو نیکیاں دینا شروع کر دو بخشش اور رحمت دے دو۔ جب اسے رحمت ملنا شروع ہو جائیگی تو وہ

کہے گا کہ یا اللہ اگر رحمت دینی ہے تو میرے بڑے بڑے گناہ بھی ہیں ان کے بدلے میں رحمت دیں یہ تو بہت چھوٹے چھوٹے معمولی گناہ ہیں انکے بدلے رحمت بھی چھوٹی ملنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بڑے بڑے گناہ بھی نکال لیں گے اور ان کے بدلے میں نیکیاں ملنی شروع ہو جائیگی جب یہ موقعہ آئے گا لوگ اپنے اپنے گناہوں کو ڈھونڈیں گے اور ایک دوسرے سے کہیں گے کہ میری نیکیاں ملو اور مجھے گناہ دے دو کہ آج اللہ تعالیٰ گناہوں کے بدلے رحمت تقسیم کر رہا ہے۔ وہ موقعہ ہوگا کہ جس طرح انہوں نے شعر پڑھا ہے

گناہ گاروں میں شامل خود آ آ کے پارسا ہوں گے

شفیع حشر جب دامن رحمت میں چھپائیں گے

پارسا کا مطلب نیک بندے۔ تو نیک بندے اپنی نیکیاں دینی شروع کر دیں گے اور ان کے بدلے گناہ لینے شروع کر دیں گے۔ ایسا کیوں ہوگا فرمایا کہ اس روز جتنے کسی کے گناہ زیادہ ہوں گے اتنی ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت زیادہ ملے گی۔ اور اس کو علحضرت بھی فرماتے ہیں کہ

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ

یہ امت محمدی پر خاص عنایت ہے۔ یہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ عیسائی یہودی سکھ وغیرہ جو ہیں ان کی نیکیاں امت محمدی کے افراد کو دے دی جائیگی۔ یہ قرآن مجید میں بھی ہے اور حدیث مبارکہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ان کی شفاعت کے بغیر کوئی نہیں بخشا جائیگا۔ یہ میرا عقیدہ ہے ایمان ہے اور سائیں بابا کی تعلیم بھی ہے کہ اسی کے صدقے سے یہ سارا کرم ہوا ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یہ علحضرت کا فتویٰ ہے جو حدیث کی بنیاد پر ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی ضرورت نہیں میرے اعمال کافی ہیں تو جس نے جہنمی کو دیکھا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز نہ صرف گناہ گار بلکہ نیک اور پارسا لوگ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام اور حضرات ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا سہارا پکڑیں گے تاکہ بخش دئے جائیں علحضرت اپنے آپ کو بھی انہی لوگوں میں شمار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تو کوئی چیز ہی نہیں ہوں۔

کریم اپنے کرم کا صدقہ لنیم بے قدر کو نہ شرما

تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

یا رسول اللہ ﷺ مجھ جیسے بندے کا کیا حساب لینا ہے میں تو کسی گنتی میں نہیں ہوں۔ ہم تو کسی گنتی میں نہیں ہیں بلکہ جو کچھ

گنتی رکھتے ہیں جو کچھ ہستی کے مالک ہیں وہ انبیاء علیہم السلام ہیں جن کے پلے میں نیکیاں ہی نیکیاں ہیں گناہ نہیں ہوتے۔ ہر نبی علیہ السلام معصوم ہوتا ہے لیکن ان کی بخشش بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہی ہوگی۔ تو میری گزارش ہے کہ حضرات ان دونوں پر ضرور توجہ رکھیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے سے ہمارے گناہ معاف کر دیں اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہوگا کہ وہ ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ ہمارا کام اور ہمارے اعمال تو ایسے ہی ہیں ہر ایک میں انیس بیس کا فرق ہے کوئی کالا چور ہے تو کوئی سفید چور ہے چور ہم ہیں گناہ گار ہم ہیں قرآن مجید میں ہے کہ اگر گناہوں کی وجہ سے گرفتاری ہونے لگے تو کوئی بندہ نہیں بچ سکا۔ اتنی گناہوں کی فراوانی ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے کرم سے ہمارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جتنے گناہ آج مسلمان کرتے ہیں شاید دوسرا کوئی نہ کرتا ہو۔ چوری چکاری دھوکہ فریب ملاوٹ رشوت غیبت جھوٹ کم تو لنا ذخیرہ اندوزی اور اس قسم کے گناہ اس ملک میں بہت زیادہ ہیں اگر پکڑ ہونے لگے تو کوئی بھی نہ بچے لیکن یہ کرم ہے حضور نبی کریم ﷺ کا کہ ہم بچے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ جس طرح سے سابقہ امتیں جب گناہ کرتی تھیں تو ان کی شکلیں بدل جاتی تھیں اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا تھا اس طرح سے میری امت کی شکلیں نہ بدلنا لیکن یہ کرم دیکھو امت محمدی پر کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور بدلوں گا۔ ہاں یہ ہے کہ میں ان کی شکلیں نہیں بدلوں گا بلکہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دوں گا پھر عرض کیا کہ یا اللہ پچھلی امتوں میں سے اگر کوئی امت بہت زیادہ گناہ کرتی تو اس پر پتھروں کی بارش ہو جاتی جس سے وہ سب مر جاتے تھے۔ یا اللہ میری امت پر پتھروں کی بارش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ میں ضرور بارش برساؤں گا لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تیری امت پر رحمت کی بارش برساؤں گا۔ تو یہ کرم ہے امت محمدی پر کہ گناہ پر گناہ ہونے کے باوجود نہ ہماری شکل بدلتی ہے اور نہ ہم پر پتھروں کی بارش ہوتی ہے۔ نہ ہم پر بجلی کی کڑک آتی ہے نہ کوئی بڑا عذاب آتا ہے یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے۔ گناہوں کی بخشش کے بہانے دیکھو کہ کیسے کیسے ہیں اپ وضو کرتے ہیں ہاتھ دھوتے ہیں تو ہاتھوں کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ کلی کرتے ہیں تو زبان کے گناہ دھل گئے ناک میں پانی ڈالا تو اس کے گناہ معاف منہ دھویا تو آنکھوں کے گناہ دھل گئے پاؤں دھوئے تو پاؤں کے گناہ معاف ہو گئے یہ تمام گناہ دن میں پانچ بار دھل گئے پھر پاک صاف ہو کر نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ تینتیس مرتبہ **سُبْحَانَ اللَّهِ** پڑھتے ہیں تینتیس مرتبہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ** پڑھتے ہیں اور چونتیس مرتبہ **اللَّهُ** **اَعْجَبُ** پڑھتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ جو شخص نماز کے بعد یہ پڑھتا ہے تو اگر اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو وہ سب معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اب بتائیے کہ امت محمدیہ پر کتنا کرم ہے۔ اور یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کی عطا سے ہے ان کے کرم کی وجہ سے ہے۔ گناہ بھی اتنے ہیں کہ جس طرح سے پہاڑ چل رہے ہیں طوفان آ رہے ہیں لیکن ان کے مقابلہ میں بخشش کے بہانے بھی ایسے ہیں کہ تمام گناہ مٹ جاتے ہیں اس کے

باوجود بھی قیامت کے روز جو بخشش ہوئی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوئی ہے۔ تو حضرات یہ تین
 نظریے ہیں کہ ذرے ذرے کا حساب ہونا ہے۔ بخشش ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوئی ہے اور یہ کہ
 امت محمدی کی بدیاں نیکیوں میں بدل جائیگی۔ تو یہ بدیاں جو نیکیوں میں بدل جائیں گی یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے کرم کی وجہ سے ہی ہے تو بات دراصل صرف ایک ہے کہ بخشش ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوئی
 ہے۔ سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے پھر شفاعت کا دروازہ کھل جائیگا۔ پھر خانہ کعبہ حجر اسود بھی
 شفاعت کریں گے قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا۔ مسجد مصلیٰ صفِ تسبیح حتیٰ کہ یہ ٹیپ ریکارڈ جو پروفیسر صاحب اٹھائے
 ہوئے ہیں یہ بھی شفاعت کرے گا کہ یا اللہ تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف توصیف اور آپ ﷺ کی شان اور
 عظمت مجھ میں بھی ریکارڈ ہوئی تھی اس ثنائے مصطفیٰ ﷺ کے صدقے امت محمدی کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی
 کریم ﷺ کی شفاعت کو ماننے اور اس سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ علیہ نقشبندیہ 26-09-097

مدینہ شریف میں مرنے کی تمنا

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن
الرحیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه
وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله وعلى لك واصحابك يا سيدى
يا حبيب الله“

معزز حاضرین! پروفیسر مختار احمد صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی شب و روز خاک مزار مدینہ
جدھر دیکھئے باغ جنت کھلا ہے نظر میں ہیں نقش و نگار مدینہ
رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے مرا دل بنے یاد گار مدینہ
دو عالم میں بٹا ہے صدقہ یہاں کا ہمیں اک نہیں ریزہ خوار مدینہ
بنا آسمان منزل ابن مریم گئے لا مکان تاجدار مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ
میری خاک یا رب نہ برباد جائے پس مرگ کر دے غبار مدینہ
شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو وہی ہیں حسن افتخار مدینہ

اس نعت شریف میں پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ

بنّا	آسمان	منزل	ابن	مریم
گئے	لامکان	تاجدار	مدینہ	

عرض یہ کرنی ہے کہ ہم مدینہ شریف جاتے ہیں۔ ہم داتا صاحبؒ کے دربار پر جاتے ہیں، ہم حضرت سلطان العارفين حق
باہوؒ کے مزار پر جاتے ہیں، ہم دادو شریف کی حاضری بھرتے ہیں۔ ہم ادنیٰ ہیں تو ہم اعلیٰ مقام پر جاتے ہیں۔ دستور یہ
ہے کہ ادنیٰ جو ہوتا ہے وہ اعلیٰ کے پاس جاتا ہے۔ ہم ادنیٰ ہیں اور داتا صاحبؒ اعلیٰ ہیں تو ہم وہاں جاتے ہیں، ہم ادنیٰ ہیں
اور حضرت حق باہوؒ کا دربار بہت اعلیٰ ہے تو وہاں حاضری دیتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں ہیں۔ ہمارے پلے میں کچھ نہیں ہے، ہم
ناچیز ہیں اور کچھ چیز بننے کے لئے ہم مدینہ شریف حاضری دیتے ہیں۔ یعنی ادنیٰ اعلیٰ کی طرف جاتا ہے۔ حضور نبی
کریم ﷺ ساری کائنات سے افضل ہیں۔ مکان اور لامکان سے بھی افضل والی ہیں تو پھر لامکان حضور نبی کریم ﷺ
کے پاس آئے گا یا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لامکان کی طرف تشریف لے جائیں گے پروفیسر صاحب نے فرمایا

ہے ناکہ میرے نبی کی سیرگاہ لامکان ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ عرش سے بھی اعلیٰ ہیں تو پھر عرش مدینہ شریف آئے گا یا حضور نبی کریم ﷺ عرش کی طرف جائیں گے ادنیٰ اعلیٰ کی طرف آتا ہے تو پھر عرش حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور لامکان بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے گا۔ عرش اور لامکان دونوں حضور نبی کریم ﷺ کے مشتاق ہیں اور عاشق لوگ فرماتے ہیں کہ لامکان چل کر حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آ گیا۔ یہ اس کی معراج ہے۔ عرش اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کے نیچے آ گیا ہے تو یہ عرش کی معراج ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی معراج صرف دیدار رب ہے۔ معراج النبی ﷺ جو ہے وہ صرف اور صرف دیدار رب ہے عرش پر جانا عرش کی معراج ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی معراج نہیں ہے۔ جنت کا پتہ ہے کہ وہ یہاں سے کتنی دور ہے۔ پروفیسر صاحب حساب لگا کر بتایا کرتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنے بلین ٹریلین کروڑ میل دور ہے۔ چودہ طبق سے اوپر ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ اگر ہاتھ مبارک اوپر اٹھائیں تو یہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہی بات کہ ادنیٰ اعلیٰ کی طرف جاتا ہے دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک جنت میں نہیں جاتا ہے بلکہ جنت ادھر آ جاتی ہے کہ وہ ادنیٰ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک اس سے کروڑ ہا گنا زیادہ اعلیٰ ہے بلکہ کوئی نسبت ہی قائم نہیں کی جاسکتی۔ جنت تو آپ کے غلاموں کی بھی غلام ہے فرمایا کہ میرا کوئی امتی صدق دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو جنت کا حقدار بن جاتا ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اوپر اٹھایا اور نیچے کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا کرنے والے تھے۔ فرمایا کہ میں نے جنت میں انگوروں کے گچھے دیکھے تو چپا کہ توڑ کر تمہیں کھلا دوں پھر سوچا کہ جنت میں جا کر کھالیں گے۔ جنت بہت زیادہ کروڑ ہا میل دور ہے لیکن وہ میرے نبی پاک ﷺ کے اتنے قریب ہے کہ جب چاہیں تو اپنے قدموں میں بلا لیں۔ جنت آتی ہے تو یہ جنت کی معراج ہے۔ ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے اور یہ اس کی معراج ہے۔ آپ سے کہا جائے کہ آپ جہاں چاہیں جائیں آپ کو یہ اختیار دیا جائے تو آپ کہاں جائیں گے؟ آپ یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں ہی جائیں گے ساری کائنات جس میں بیت المعمور بھی ہے خانہ کعبہ بھی ہے عرش بھی ہے فرش بھی ہے۔ زمین بھی ہے زماں بھی ہے لامکان بھی ہے یہ سب ہمارے نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آتے ہیں کیونکہ ادنیٰ اعلیٰ کی طرف جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان میں سے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں آپ ﷺ ان تمام سے افضل اعلیٰ ہیں۔ میں یونیورسٹی میں داخلہ لوں گا کوئی ڈگری حاصل کروں پھر انگلینڈ یا امریکہ جاؤں گا کہ اس سے بھی بڑی ڈگری حاصل کروں یعنی میں اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری کے حصول کی خاطر کبھی کہیں جاؤں گا کبھی کہیں جاؤں گا لیکن حوزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خود سب کچھ ہیں ان سے اعلیٰ کوئی ہے ہی نہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں نہیں جائیں گے کیونکہ کوئی آپ ﷺ سے اعلیٰ ہو تو آپ ﷺ اس کے پاس جائیں گے۔ معراج کی رات آپ لامکان میں تشریف لے گئے تو لامکان کے لئے نہیں بلکہ اپنے سے اعلیٰ اپنے رب کے دیدار کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم خانہ کعبہ کے طواف کے لئے جاتے ہیں تو کچھ لینے

کے لئے جاتے ہیں لیکن جب ہمارے نبی کریم ﷺ طواف کعبہ فرماتے ہیں تو کعبہ سے لینے کے لئے بلکہ نہیں کعبہ کو شرف دینے کے لئے طواف فرماتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ آپ طواف کعبہ اس لئے فرماتے ہیں کہ یہ سنت بن جائے اور ہم جب اس سنت پر عمل کریں تو ہمارا عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے مطابقت کھا جائے اور ہمارا طواف کعبہ بھی قبول ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی اعمال فرماتے ہیں وہ سنت بنانے کے لئے فرماتے ہیں تاکہ ہم آپ ﷺ کی سنت پاک پر عمل کریں اور ہمارا بیڑہ پار ہو جائے۔ گڈ ونے بھی ایک نعت شریف پڑھی ہے کہ

گنبد حضراء کے دامن کی ہوا ماگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا ماگی ہے
زندگی ماگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا ماگی ہے
ہم کو آقا کی غلامی میں ہی زندہ رکھنا
ہم نے اللہ سے اک یہ بھی دعا ماگی ہے
گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے
آپ کے چہرہ انور کی ضیاء ماگی ہے
ہاتھ پھیلے نہ کسی اور کے آگے آقا
ہم نے بس بھیک سدا آپ سے ہی ماگی ہے
مرض بڑھتا نہیں خوشیوں میں ڈھل جاتا ہے
جس نے دربار محمد ﷺ سے شفا ماگی ہے

فتح پور سکری کے مقام پر ایک ولی اللہ حضرت چشتی کا مزار ہے شیر شاہ سوری سے لے کر اکبر اعظم تک جتنے بھی بادشاہ ہوئے ہیں ان کو بنانے والے اور بدلنے والے حضرت سلیم چشتی ہی ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کر لیں۔ یہ تمام ہیمنوں بقال باہر ہمایوں وغیرہ سب کی حکومتیں حضرت سلیم چشتی کی وجہ سے ہی اقتدار میں آئی ہیں اکبر بادشاہ کا بیٹا سلیم جو بعد میں جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا وہ حضرت سلیم چشتی کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا۔ اس کا نام سلیم اسی وجہ سے رکھا گیا تھا کہ وہ حضرت سلیم چشتی کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ یہ بات تو اپنی جگہ ہے لیکن میں جو عرض کرنے والا ہوں وہ یہ کہ حضرت سلیم چشتی مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ روضہ اقدس پر حاضری دی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اب واپس ہندوستان نہیں جانا مجھے اپنے قدموں میں جگہ عطا فرمادیں کہ میں یہیں رہوں یہیں مروں اور یہیں دفن ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم واپس ہندوستان چلے جاؤ وہاں تمہاری ضرورت ہے اور جہاں بھی تم مرو گے میں اسی جگہ کو مدینہ بنا دوں گا۔ یہ بات حضرت سلیم چشتی کی سوانح حیات میں لکھی ہوئی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ہندوستان

میں مر جاؤں فرمایا کہ تو جہاں بھی مرے یہ میرا کام ہے کہ اس جگہ کو مدینہ بنادوں۔ کافی عرصہ بعد آپ نے وفات پائی۔ فتح پور سکری ایک پتھر یلہ علاقہ ہے۔ دارالخلافہ تھا اور پہاڑوں کی بلند یوں پر بنایا گیا تھا تا کہ دشمن کے حملہ سے محفوظ رہ سکے۔ ایسی زمین میں قبر کا کھودنا بھی جان جو کھوں کا کام ہے۔ پتھر ہی پتھر میں اور قبر کی گہرائی تک پتھر ہی توڑنے پڑتے ہیں بڑا مشکل کام ہے۔ حضرت سلیم چشتیؒ کے لئے قبر کھودنے لگے تو کسی کے پہلے ہی وار سے سطح زمین سے ذرا سا پتھر ہٹ گیا اور نیچے سب ریت نکل آئی۔ قبر کھودنے والے حیران ہو گئے کہ یہاں تو کئی قبریں نکالی جا چکی ہیں ہر جگہ پتھر نکلتا ہے لیکن اس قبر کے لئے ریت کہاں سے نکل آئی ہے۔ اس بات کی مشہوری ہو گئی لوگ اکٹھے ہو گئے ایک عاشق رسول بھی وہیں آ گئے اور فرمایا کہ مجھے اس ریت سے مدینہ منورہ کی خوشبو آ رہی ہے۔ پتہ چلا کہ یہ پتھر نہیں ہے ریت ہیں ہے بلکہ مدینہ منورہ کی زمین ہے۔ اس طرح سے حضرت سلیم چشتیؒ مدینہ پاک کی مٹی میں دفن ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندوستان میں حضرت سلیم چشتیؒ کے لئے مدینہ بنا کر رکھ دیا۔ تو یہ نعت ہم ہمیشہ ان سے بڑے شوق سے سنتے ہیں کہ

گنبد خضراء کے دامن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے

تو میں نے آج یہ حضرت سلیم چشتیؒ کا واقعہ پڑھا تو اور بھی زیادہ شوق بڑھ گیا اور تمنا بڑھ گئی کہ ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے۔ آپ بھی یہ دعا مانگ لیں اور تمنا کریں کہ مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے پھر آپ کہیں بھی دفن ہوں فیصل آباد میں ہوں۔ لاہور میں ہوں کہ پشاور میں ہوں یا کہیں بھی ہوں لیکن تمہارے دل سے نکلنے والی دعا یہ ہو تو پھر جہاں کہیں بھی تمہاری قبر ہوگی وہیں مدینہ بن جائے گا اگر حضرت سلیم چشتیؒ کو نصیب ہو سکتی ہے تو پھر مجھے یا تمہیں کیوں نہیں نصیب ہو سکتی۔ بس صرف خلوص نیت کی بات ہے اس خلوص کی ضرورت ہے جس خلوص کے ساتھ حضرت سلیم چشتیؒ نے دعا مانگی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس خلوص کے ساتھ دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے پھر جہاں بھی آپ مریں گے وہیں مدینہ بن جائے گا یہ حضور نبی کریم ﷺ کی مہربان ہے آپ ﷺ کی عطا ہے کہ وہ جہاں چاہیں مدینہ بنادیں۔ چاہیں تو یہاں مدینہ بنادیں چاہیں تو دفن ہوتے ہیں مدینہ میں بلا لیں یہ ان کی مرضی ہے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے اور اس سے پہلے وسیلہ نجات کے کسی حصہ میں یہ واقعہ تحریر میں آ بھی چکا ہے۔ چکوال کا واقعہ ہے بڑا مشہور ہے عام لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں جس طرح ادھر جنگ میں ہیرا رنجا کا قصہ مشہور ہے ادھر ایک ہندو لڑکی کا قصہ مشہور ہے۔ ایک ہندو لڑکی تھی اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ہو گیا اور وہ ہر وقت حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ پکارتی رہتی تھی اس کے والدین ہندو تھے وہ بھی تنگ آ گئے دوسرے ہندو بھی تنگ آ گئے کہ یہ رام رام کرنے کی بجائے یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ کہتی رہتی ہے۔ گھر والوں نے برادری والوں نے بہت سمجھا یا پھر ڈرایا دھمکایا اور مارا پیٹا بھی کہ یہ نام لینا بند کرو اور رام رام کہا کرو لیکن اس لڑکی نے کہا کہ نہیں مجھے اب اس نام سے اتنا پیار ہو گیا ہے کہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتی۔ گھر والوں نے تنگ آ کر گھر سے نکال دیا وہ رات گلیوں میں پھرتی رہی اور اتفاق یہ کہ وہ مر گئی چکوال شہر کی گلی میں مر گئی۔ صبح

یہ بات عام پھیل گئی کہ وہ لڑکی مر گئی ہے۔ مسلمان اکٹھے ہو گئے کہ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے نام کا وظیفہ کرتی تھی ہم اس کو دفن کریں گے۔ ہندوؤں نے کہا کہ لڑکی تو ہماری ہے ہم اس کو چتا میں جلائیں گے۔ مسلمان زیادہ تعداد میں تھے ان کی بات مان لی گئی اور ہندوؤں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اس کو دفن کر لیں۔ لڑکی دفن کر دی گئی اس کی قبر بن گئی۔ متنازعہ مسئلہ بن گئی تھی اس لئے اس کی قبر کو بھی ہر کوئی جانتا تھا۔ چند روز بعد ایک آدمی آیا اور اس نے اسی قبر کی نشان دہی کر کے کہا کہ میں اس قبر کو کھودنا چاہتا ہوں لوگوں نے اعتراض کیا کہ تو نے کیوں اس قبر کو کھودنا ہے یہ تو ایک ہندو لڑکی کی قبر ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کا وظیفہ کیا کرتی تھی۔ اس شخص نے کہا ہاں یہی وہ قبر ہے جس کو میں نے کھودنا ہے اس نے بتایا کہ مدینہ شریف میں میرا ایک دوست فوت ہو گیا تھا اس کو دفن کیا تو میرا بھوہ جس میں میرے پیسے اور کاغذات تھے وہ قبر کے اندر رہ گیا۔ میں نے رات کو لوگوں کی نظروں سے بچ کر اپنے دوست کی قبر کھودی کہ اس میں سے اچا وہ بٹہ نکال لوں لیکن قبر کے اندر سے آواز آئی کہ خبردار آگ مت بڑھو میں ایک لڑکی ہوں پردہ دار ہوں تو نے میری قبر کیوں کھودی ہے۔ وہ ڈر گیا اور کہا کہ بی بی یہ قبر تو میرے دوست کی ہے اور میرا بٹہ اس میں رہ گیا ہے وہ مجھے دیدو۔ لڑکی نے کہا تمہارے دوست کو بمعہ تمہارے بٹہ کے چکوال کے فلاں قبرستان میں فلاں قبر میں بھیج دیا گیا ہے جہاں میں دفن ہوئی تھی اور مجھے وہاں سے نکال کر مدینہ شریف میں بھیج دیا گیا ہے جہاں تمہارے دوست کی قبر تھی اب تو لوگوں میں اور بھی زیادہ اشتقاق پیدا ہو گیا ہندو بھی کہنے لگے کہ قبر کھودتا کہ حقیقت حال سے معلوم ہو سکے۔ مسلمانوں نے بھی کہا کہ قبر کھودتا کہ مذہب اسلام کی حقانیت ثابت ہو جائے اور حضور نبی کریم ﷺ سے عشق کرنے کا صلہ بھی معلوم ہو جائے جب قبر کھودی گئی تو اس میں اس شخص کے دوست کی میت اور اس کا بٹہ موجود تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ یوں بھی کرم کرتے ہیں کہ چکوال شہر میں دفن ہوئے تو مدینہ شریف پہنچا دیا۔ چاہیں تو ادھر چکوال میں مدینہ بنا دیں چاہیں تو مدینہ میں لے جائیں یہ آپ ﷺ کی مرضی ہے۔ بات تو اپنے اپنے نصیب کی ہے صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب چاہیے قرب ادھر مل جائے یا قرب ادھر نصیب ہو جائے۔ اس لئے یہ میری اور تیری دعا ہونی چاہئے کہ

گنبد خضراء کے دامن کی ہوا مانگی ہے

ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے

میں تو عمر رسیدہ ہو چکا ہوں لیکن آپ ابھی جوان ہیں اور شاید یہ سمجھیں ابھی یہ دعائیں مانگیں لیکن ایسا نہیں ہے آپ بھی دعائیں مانگیں میں بھی دعا مانگتا ہوں آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور مجھے بھی فائدہ ہوگا بخشش اسی میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مدینہ شریف میں دفن ہوگا میں اس کا شفیع ہوں گا۔ اس کی شفاعت کروں گا یہ بخشش ہے اس بات پر نہ رہنا کہ میں نے ذکر کیا ہے میں نے تسبیح پڑھی ہے میں نے نفل پڑھے ہیں میں نے قرأت کی ہے میں نے حفظ کیا ہے۔ یہ تمام مدینہ شریف کی آرزو کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت نہ ہو تو کوئی ذکر فکر قبول نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فقہ مالکی کے امام ہیں ساری عمر مدینہ شریف میں رہے صرف ایک بار

جج کے لئے تشریف لے گئے پھر مدینہ شریف سے باہر قدم نہیں رکھا پوچھا کہ حضرت صاحب کیوں مدینہ شریف سے باہر نہیں نکلے فرمایا کہ عمل تو کوئی پلے میں ہے نہیں۔ بس مدینہ میں مرجاؤں اور یہیں دفن ہو جاؤں تو حضور نبی کریم ﷺ شفیع ہو جائی ہو جائیں گے یہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی وجہ سے مالکی مسلک بنا ہوا ہے ان کی ساری زندگی کا مدعا ان کے سارے علم کا انچوڑ یہ ہے کہ مدینہ میں موت آجائے تو بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ کسی شاعر کا شعر ہے نا کہ

مدینے جا کے نکلتا نہ شہر سے باہر
خدا نخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق رکھو تو وفا ادھر بھی ہو جاتی ہے وہ تو مدینہ شریف سے باہر نہیں نکلتا چاہتے لیکن میں چکوال فیصل آباد سا ہیوال اور اسلام آباد اور جہاں جہاں سے بھی آپ آج اس محفل میں تشریف لائے ہیں سب سے عرض کرتا ہوں کہ تمنا رکھو تو مدینہ شریف ادھر بھی بن جاتا ہے۔ یہ وظیفہ بنا لو

ان کو دل میں بٹھا لیا ہم نے
دل کو مدینہ بنا لیا ہم نے
ان کے دامن سے ہو کے وابستہ
سب سے دامن چھڑا لیا ہم نے

اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر میں مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی یاد میں مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں فیصل آباد ریل بازار راجہ چوک میں مسجد ابرار ہے۔ اس کے خطیب اور امام جناب منظور احمد صاحب بہت عاشق رسول تھے۔ بہت اچھا خطاب فرماتے تھے نعت بھی بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ دو تین سال پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ حج پر تشریف لے گئے روانگی سے پہلے دوستوں سے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے قدموں میں ہی رکھ لیں وہاں جا کے پھر واپس آنا اچھا نہیں لگتا۔ حج پر تشریف لے گئے مدینہ شریف حاضری دی روضہ اقدس پر سلام عرض کیا اور اپنی خواہش کا اظہار کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اب اپنے قدموں میں ہی جگہ عنایت فرمائیں واپس جانے کو دل نہیں چاہتا۔ ایسی دعا قبول ہوئی کہ مدینہ شریف میں قیام کے دوران حادثہ کا شکار ہو گئے اور انتقال کر گئے اور مدینہ شریف میں ہی دفن ہوئے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایسے لوگ مرتے نہیں ہیں۔ دفن ضرور ہوتے ہیں کیونکہ جو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں مرتا ہے وہ کبھی مرتا ہی نہیں ہے کیا حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ فوت ہو گئے ہیں کیا حضرت داتا صاحبؒ فوت ہو چکے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر تم کیسے مرجاؤ گے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں مرتا ہے وہ مرتا نہیں بلکہ قبر کے اندر زندہ ہوتا ہے اور ظاہری زندگی سے دس گناہ زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ دنیا میں بہت زیادہ تصرف رکھے گا تو سب سے زیادہ بہتر موت یہ ہے کہ آدمی مدینہ شریف میں مرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو یہ نصیب کرے ان کے قدموں میں دفن ہونا نصیب کرے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقشبندیوں کے سب سے بڑے

امام جب زندہ تھے تو یہ تمنا تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ میری وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر کفن دے کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے اگر اجازت دیدیں اور دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ جہاں جی میں آئے دفن کر دینا اور آپ نے کئی بار یہ سنا ہے کہ جب وصیت کے مطابق چار پائی کو دروازہ کے سامنے رکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ روضہ اقدس کے اندر حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ دفن تو وہاں ہوئے لیکن مرے نہیں آپ آج بھی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ اتنا قرب نصیب ہوا کہ زندگی میں بھی ہر جگہ ساتھ رہے اور وصال کے بعد بھی سب سے زیادہ قریب آپ ہیں۔ حضرات یہ اپنا وظیفہ بنا لو کہ

ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے

انشاء اللہ یہ تمنا پوری ہو جائیگی۔ مدینہ شریف میں موت آجائے تو بھی ٹھیک یا جہاں موت آجائے وہیں مدینہ بن جائے یہ بھی ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 20-08-98

قانون اور قدرت

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یاسیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! ایک اللہ تعالیٰ قانون ہے اور ایک اس کی قدرت ہے۔ سارا قرآن مجید اس کا قانون ہے اور احادیث مبارکہ اس قانون کی تشریحات ہیں نظام شمسی کو ہی لیجئے سورج کا مشرق سے نکلنا اور مغرب میں غروب ہونا قانون ہے۔ **قَالَ اللَّهُ يَاتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ** (البقرة 258) لیکن سورج کو مغرب سے نکال دینے پر بھی اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اس نے اپنی اس قدرت کا اظہار اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جمیلہ سے دو تین مرتبہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ طاقت اور قدرت دی ہے کہ وہ اشارہ فرمادیں تو غروب شدہ سورج مغرب سے باہر نکل آتا ہے۔ نظام شمسی کا ہر سیارہ اپنے مدار میں چل رہا ہے۔ کوئی ایک سیارہ دوسرے سے آگے نہیں نکل سکتا۔ یہ باہمی قوت ثقل کی وجہ سے آپس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اب قانون یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ **وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَرْتَهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْوِ جُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝** (یسین 38-40)

”اور سورج اپنے مقرر راستہ پر چلتا ہے یہ طاقتور اور علم رکھنے والے خدا کا حکم (اندازہ) ہے اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ گھٹتے گھٹتے سمجھو کی پرانی شاخ کی طرح ہوتا ہے۔ نہ تو یہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے۔ سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں“ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ چاند کو اس کے مدار سے باہر نکال لیں۔ انگلی مبارک کے اشارہ سے اس کو دو ٹکڑے فرمادیں پھر ان دونوں ٹکڑوں کو باہم جوڑ بھی دیں اور چاند کو پھر اس کے مدار میں داخل بھی کریں۔ سورج جو قانون کے مطابق اپنے مقررہ راستہ پر چل رہا ہے اس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ کو یہ قدرت دی ہے کہ اسے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمادیں تو وہ رک جائے اور جب تک اجازت نہ دیں وہ اپنے راستہ پر نہ چلے۔ بیمار کو شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے **وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ** (الشعراء 80) ”جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے“ بیماری سے شفا من جانب اللہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرت عطا

فرمائی ہے کہ وہ مجسمہ شفا ہیں۔ آپ ﷺ کے موئے مبارک کو یا آپ ﷺ کے پیرا بن کو پانی میں ڈبو کر پلائیں تو وہ پانی ہر مرض کے لئے شفا بن جاتا ہے۔ ٹوٹے پھوٹے تباہ شدہ نظام بصارت کو آپ ﷺ کا لعاب دہن فوری طور سے تندرست کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے دست مبارک سے ٹوٹی ہوئی ہڈیاں اور پھوڑے پھنسیاں فوری آرام پاتی ہیں۔ جہاں آپ ﷺ تشریف لے جائیں آپ ﷺ کے قدم مبارک لگ جائیں وہ جگہ دار الامراض سے دار الشفا بن جاتی ہے خالی ہاتھ مبارک کا اشارہ فرمادیں تو حافظ مل جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے خون مبارک کو پینے والے اور آپ ﷺ کے بول مبارک کو پینے والی کے لئے دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کرنے والے کو جنت مل جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو اتنی بلند ہے کہ وہاں تک انسانی عقل فہم بھی نہیں پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ نے جڑی بوٹیوں میں اپنی قدرت کا اظہار فرمایا ہے کہ ان میں بھی شفا رکھ دی ہے۔ دوائیوں میں بھی شفا رکھ دی ہے۔ قرآن حکیم میں بھی شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی شفا عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ذاتی طور سے شفا دینے والا ہے۔ باقی تمام چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے شفا دیتی ہیں۔ کیونکہ **اللَّهُ مُعْطِيٌ وَأَنَا قَاسِمٌ** شفا بھی حضور نبی کریم ﷺ ہی تقسیم فرماتے ہیں کسی جڑی بوٹی کو دیدیں یا کسی دوائی کو دیدیں یا خاک مدینہ کو دیدیں۔ شہد سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے **فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ** (النحل 69) شہد کی مکھی مختلف اقسام کے پھولوں سے رس نکال کر ایک جگہ جمع کرتی ہے۔ کوئی کھٹا کوئی کڑوا کوئی بد ذائقہ کوئی کیسا لیکن یہ رس جمع کرنے کے بعد جب کھیاں درود شریف پڑھتی ہیں تو یہ شہد میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ہزاروں بیماریوں کے لئے شفا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاکم ہے حکومت صرف اسی کی ہی چلتی ہے۔ فرمایا کہ **إِنِ الْحَكْمُ إِلَّا لِلَّهِ** (یوسف 40) **فَسُبْحَنَّ الَّذِي يَسِيدهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ** (یٰسین 83) یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کن کی زبان عطا فرمائی ہے وہ جو فرمادیں وہ ہو جاتا ہے۔

رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی
ان کے منہ سے نکلی جو بات وہ ہو کے رہی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو وزیر آسمانوں پر ہیں۔ زمین پر بھی میری حکومت ہے آسمانوں پر بھی میری حکومت ہے کہ **لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** (شوری 12) ”آسمانوں کی اور زمینوں کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں“ یہ اس کا قانون ہے یہ اس کی بالادستی ہے لیکن اس نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی چابیاں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے کر دی ہیں۔ جنت اور دوزخ کی چابیاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا دیکھئے کہ آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو زمین و آسمان کی حکومتیں عطا فرما

دی ہیں ان کو تصرف عطا فرمادے ہیں۔ جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دی ہے۔ میزان سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدی ہے پل صراط حضرت سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حوض کوثر سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادی ہے۔ جنت اور دوزخ کی چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدی ہیں۔ قیامت کے روز جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم چلے گا وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بھی چلے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر انبیاء علیہم السلام بھی جنت میں نہ جا سکیں گے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سورۃ المؤمنوں آیات 12 تا 16 میں اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل کے ساتھ انسان کی پیدائش اس کی موت اور پھر قیامت کے روز زندہ ہونے سے متعلق بیان فرمایا ہے فرمایا کہ ”ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند بنایا اور پھر اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹکی میں بدلا پھر اس خون کی پھٹکی کو گوشت کی بوٹی بنایا پھر اس میں ہڈیاں پیدا کیں اور ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا اور پھر بہترین صورت میں پیدا فرمایا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر بنانا والا ہے۔ پھر تمہیں ماردیا جائیگا اور قیامت کے روز دوبارہ زندہ کر دیا جائیگا“ یہ انسان کی پیدائش موت اور پھر زندہ ہونے کا قانون ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یہ شرف بخشا کہ مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مارتے تھے تو وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا تھا۔ اور وہ مردے کو زندہ کر دیتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذبح کی ہوئی اور پکائی جا چکی ہوئی بکری اور لوگوں نے جس کو کھا بھی لیا تھا دوبارہ زندہ فرمادیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں فوت شدہ بیٹوں کو بھی زندہ کر دیا۔ یہ قدرت اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بھی عطا فرمائی اور آپ ﷺ کے غلاموں کو بھی عطا فرمائی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سرکار غوث الاعظمؒ نے بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑہ تیرا دیا تھا اور اس میں ڈوب کر مرنے والوں کو بھی زندہ کر دیا۔ قانون فطرت ہے کہ پتھر (بت) جامد ہے نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ بولتا ہے نہ نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْعًا (مریم 46) لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کے حکم سے پتھر بولتا بھی ہے سنتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے پانی پر تیرتا بھی ہے اور فائدہ بھی پہنچاتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مبارک مارا تو اس میں بارہ چشمے پانی کے پھوٹ پڑے اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں نے اپنے اپنے چشمے کو پہچان لیا اور فائدہ اٹھاتے رہے۔ پتھر حضور نبی کریم ﷺ کو پہنچتا بھی ہے ہیں اور سلام بھی عرض کرتے ہیں پانی میں اگر ڈنڈا ماریں تو پانی ٹوٹتا نہیں ہے یہ قانون فطرت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ شان عطا فرمائی ہے کہ وہ پانی میں اپنا عصا مبارک مار دیں تو بہتا ہوا دریا بھی رک جاتا ہے پانی ٹوٹ جاتا ہے اور راستے بن جاتے ہیں لکڑی سے زندہ سانپ نہیں بن سکتا یہ دوا لگ لگ چیزیں ہیں ان کی فطرت علیحدہ ہے ان کی ہیئت NATURE علیحدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنے لکڑی کے عصا مبارک کو پھینک دیں تو یہ زندہ سانپ بن جائے اور پکڑ لیں تو پھر لکڑی ہو جائے۔ تمام ہی انبیاء علیہم السلام نے تمنا ظاہر فرمائی کہ یا اللہ اپنا دیدار کرادے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول کہ جن کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل تھا نے بھی عرض کیا کہ رَبِّ ارْنِنِي أَنْظُرَ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي (الاعراف 143) ”اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کر کے میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے“ کسی آنکھ میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ قدرت عطا فرمائی کہ آپ ﷺ کو لامکان میں ملاقات کا شرف بخشا جہاں آپ ﷺ نے ظاہری آنکھ مبارک سے دیدار رب کیا اور اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کیا جو آپ ﷺ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے۔ فرمایا کہ عَلِيمُ الْغُيُوبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَبِيرُ (الانعام 74) ”اللہ تعالیٰ ہرچھپے ہوئے اور ظاہر کا جاننے والا ہے حکمت والا دانا ہے اور خبر رکھنے والا ہے“ یہ اس کا قانون ہے کہ غیب صرف وہی جانتا ہے لیکن اس نے اپنی قدرت سے حضور نبی کریم ﷺ پر ہر غیب ظاہر فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ خود سب سے بڑا غیب ہے لیکن وہ خود ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھپا نہیں رہا۔ جب خود خدا ہی نہ چھپا تو پھر اور کون سا غائب ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں نہ ہو۔ مکان اور لامکان کی کوئی چیز حضور نبی کریم ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ وہ بھی جانتے ہیں جو کوئی دوسرا نبی علیہ السلام بھی نہ جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے کوئی پردہ رکھا ہی نہیں ہے آپ معلم کائنات ہیں۔ انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے مقتدی اور امتی ہیں۔ فرشتے آپ ﷺ کی حاضری بھرتے ہیں۔ میر ملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے دربان ہیں۔ آپ ﷺ خود وہ راز ہیں کہ جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ وہ راز ہے جس کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں۔ یہ محبوب اور محبت کی بات ہے۔ کوئی اور کیا جانے۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورُ الْقَمَرِ
لَا يُمْكِنُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بَعْدَ أَنْ عَدَا بَزْرَكَ تُوَلَّى قِصَّةً مُخْتَصِرَ

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ کو اپنی ماں کی مثل کہہ دیا تو ان پر حکم واجب ہو گیا کہ وہ ایک غلام آزاد کریں اور اگر غلام میسر نہ ہو تو قَمَن لَمْ يَجِدْ فَصِينَامَ شَهْرَيْنِ مَتَّاعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ

يَسْمَا سَنًا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْلَعَامَ سِتَيْنَ مَسْكِينًا ذَلِكَ لِتَوَ مَنُو بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ

اللّٰهِ (المجادلہ 4) پھر جس کو غلام نہ ملے تو لگا تار دو مہینے کے روزے قبل اس کے وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کھانا کھلا دیں۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھو اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اللہ تعالیٰ نے پانے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دے دیا ہے وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی ان حدود میں نرمی کر دیں یا ان حدود کو ختم ہی کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی ان حدود اور قانون کے متعلق فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں غریب ہوں غلام میرے پاس ہے ہی نہیں جسے آزاد کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینوں کے لگا تار روزے رکھو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اتنی طاقت نہیں ہے کمزور ہوں ایک روزہ بھی رکھنے کی سکت نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ خود کھانے کو نہیں ملتا ساٹھ آدمیوں کا کھانا کہاں سے لاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک کھجوروں کا ٹوکرا آیا آپ ﷺ نے وہ حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا کہ جاؤ ان کو غریبوں مسکینوں میں تقسیم کرو تمہاری طرف سے کفارہ ادا ہو جائیگا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ غریب تو مجھے نظر نہیں آتا میں کس کو دوں فرمایا جاؤ جا کر خود کھا لو اپنے بیوی بچوں کو کھلا دو تمہاری طرف سے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ چاہیں تو شریعت کی حدود کو تبدیل فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تم آپس میں کوئی لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور اگر سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے تو **وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنِ رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتُنِ (البقرہ 282)**، دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور قانون ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجازت عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کو قدرت دیدی ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں تبدیلی کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کے ساتھ کسی جانور کا سودا کیا۔ موقع پر کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ یہودی نے رقم وصول کر لی لیکن سوچا کہ گواہ تو ہے نہیں اس لئے کہنے لگا کہ آپ ﷺ نے قیمت ادا نہیں کی اس لئے میں جانور نہیں دوں گا۔ اسی اثنا میں حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر تشریف لے آئے۔ جب سارا ماجرا سناتو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے جانور کی قیمت ادا کر دی ہے۔ یہودی شرمندہ ہوا اور چلا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے کیسے گواہی دے دی کہ میں نے رقم ادا کر دی ہے تو موقع پر موجود نہ تھا۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ اللہ ایک ہے جنت ہے دوزخ ہے فرشتے ہیں۔ ہم نے کون سے دیکھے ہیں ہم نے بن دیکھے مان لیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے جنت ہے دوزخ ہے آپ ﷺ سچے ہیں صادق ہیں تو پھر یہ فرمادیں کہ آپ ﷺ نے رقم ادا کر دی ہے تو اس میں جھوٹ

کی کون سی بات ہے۔ آپ ﷺ نے سچ ہی فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے اور فرمایا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ اکیلی کی گواہی ہی دوسروں کے برابر تصور ہوگی۔ حضرات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیدیا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں تبدیلی کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے قانون میں ترمیم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں نرمی پیدا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے قانون میں جلال ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان میں جمال ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی امت کی خیر خواہی کو پیش نظر رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کو دیکھا اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کر دی۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَصْطَلِبْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يُمْلِكُوا مَا تَشَاءُونَ وَإِنْ تُكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يُمْلِكُوا الْقَائِمِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يُفْقَهُونَ (الأنفال 65) ”اے نبی ﷺ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم کے بیس صبر کرنے والے ہوں گے وہ دوسو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو کافروں کے ہزار پر غالب آجائیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔“ اللہ تعالیٰ نے ایک قانون عطا فرمادیا کہ اے مومنو تم کفار کے خلاف جہاد کرو تو تم اپنے سے دس گناہ زیادہ کفار پر بھی غالب آؤ گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ قدرت عطا فرمائی کہ آپ ﷺ کو کفار کے مقابلہ میں ہتھیار بھی اٹھانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی تعداد کا کوئی تعین ہے۔ مومن سو ہوں گے تو ہزار پر غالب آئیں گے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ایک مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر کفار کی طرف پھینک دیں تو وہ ہر کافر کی آنکھ میں جا کر لگتی ہے وہ ہزار ہوں یا اس سے بھی زائد ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو کنکریاں بھی مارنے کی ضرورت نہیں پڑتی آپ ﷺ یہ فرما ہی دیں کہ میں کل اس کو جھنڈا دوں گا جو خیبر کے قلعہ کو فتح کر لے گا تو خیبر فتح ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

الانیدہ ہسپتال فیصل آباد 21-06-98

زمین و آسمان میں مناظرہ

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبی بها الذین امنو صلوا علیه وسلمو تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! حضرت شیخ سعدیؒ کی ایک جگہ دعوت طعام تھی۔ سادگی کے پیکر حضرت شیخ سعدیؒ جس طرح سے معمولی کپڑوں میں گھر میں رہتے تھے اسی لباس میں ہی تشریف لے گئے۔ جب میزبان کے مکان پر پہنچے تو اس کے دربان نے روک لیا اور انہیں کوئی معمولی آدمی سمجھتے ہوئے اندر جانے سے منع کر دیا۔ اور ساتھ میں ڈانٹ بھی دیا کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہاں آج حضرت شیخ سعدیؒ کی دعوت ہے وہ تشریف لانے والے ہیں اور تو خواہ مخواہ اندر گھسا جا رہا ہے۔ چل اپنی راہ لے حضرت شیخ سعدیؒ واپس چلے گئے اور گھر جا کر جوان کے پاس قیمتی سے قیمتی لباس تھا اسے خوب چمکایا۔ زیب تن فرمایا اور بڑی شان و شوکت سے پھر اپنے میزبان کے دروازے پر پہنچے۔ اب دربان لباس کی زرق برق دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہ حضرت شیخ سعدیؒ ہی ہو سکتے ہیں وہ بڑے آداب بجالایا۔ اور حضرت صاحب کا بڑا استقبال کیا۔ اندر مہمان خانے میں لے گیا۔ حضرت شیخ سعدیؒ جب پہنچے تو پہلے سے موجود لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بڑی عزت افزائی کی۔ مقام خاص پر بٹھایا۔ آپ کی آمد پر بڑی خوش منائی گئی۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے بھی دیکھا کہ واقعی بڑی زبردست دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کئی قسم کے کھانے اور پھل اور مشروبات موجود تھے۔ جب کھانا شروع ہوا۔ تو شیخ سعدیؒ اپنی جگہ سے اٹھے اور شور بے کابالہ پورا اپنی ایک جیب میں ڈال دیا۔ دوسرا جو سالن تھا وہ دوسری جیب میں ڈال لیا اسی طرح سے جو کچھ بھی سامنے موجود تھا وہ اپنے کپڑوں پر انڈیل دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ فرماتے گئے کہ لو بھی کھاؤ یہ تمہاری دعوت ہے۔ اے میرے لباس یہ تیری دعوت ہے میری دعوت نہیں ہے۔ لہذا یہ سب کچھ کھانا بھی تمہیں ہی پڑے گا۔ نہ میری دعوت ہے اور نہ ہی میں نے کچھ کھانا ہے۔ تمام لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے میزبان بہت شرمندہ ہو رہا تھا کہ اتنے معزز مہمانوں کے سامنے یہ شیخ صاحبؒ کیا کر رہے ہیں۔ بہر حال منت سماجت کی اور پوچھا کہ حضرت صاحب یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے ہے تو آپ نے اپنے آنے اور دربان کے واپس کرنے اور پھر دوبارہ آنے کا سارا ماجرا سنایا اور فرمایا کہ دعوت دراصل میرے کپڑوں کی تھی میں تو خواہ مخواہ ہی آ گیا تھا۔ مجھے پتہ ہوتا تو صرف اپنا لباس ہی بھیج دیتا میزبان نے دربان کی غلطی کی معافی چاہی۔ قاری غلام رسول صاحب نے یہ واقعہ اپنی تقریر میں بیان فرما کر اس کو میری سادگی سے منسوب کیا ہے میں بہت سادہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ شیخ سعدیؒ واپس گئے اور دوبارہ اعلیٰ کپڑے پہن کر تشریف لائے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس تو اعلیٰ اور اچھے کپڑے ہیں ہی نہیں۔ اگر میں واپس جاؤں گا تو پھر بھی انہی

کپڑوں میں آؤں گا جن میں اب آ گیا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ اگر سادہ کپڑے پہنیں گے پچھے ہوئے کپڑے پہنیں گے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنیں گے تو آپ کو ہمیشہ حضور نبی کریم ﷺ یاد رہیں گے آپ اپنے کپڑوں کو مادہ لگا لیں۔ اس میں کریم نکال لیں اعلیٰ لباس پہن لیں خوب استری کیا ہوا اور اکڑا ہوا لباس پہن لیں تو آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد نہیں آئیں گے بلکہ فرعون یاد آئے گا۔ ہامان یاد آئے گا۔ قارون یاد آئے گا آپ پچھے ہوئے کپڑے پہن لیں۔ خواہ بنیان ہی بچھی ہوئی پہن لیں آپ کو اسی لمحے حضور نبی کریم ﷺ یاد آ جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک کرتہ اور تہہ بند ہوتا تھا۔ ضرورت سے زائد کوئی کپڑا پاس نہ رکھتے اور لباس میں جب تک کئی پیوند نہ لگ جاتے اسے نہ اتارتے حتیٰ کہ جس لباس شریف میں وصال فرمایا اس کو اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اکثر دعائیں مانگتے تھے کہ یا اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ رکھنا اور مسکینوں کے ساتھ ہی اٹھنا اور مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حشر کرنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ **الْفَقْرُ فُجْعَرِي وَ الْفَقْرُ مِنِّي** ”مجھے اپنے فقر پر فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے“۔ قاری غلام رسول صاحب کی تقریر سے جو ہمیں سبق ملا ہے از روئے حدیث میں وہ عرض کرتا ہوں کہ اچھے عقیدے والے عالم کی جب آپ زیارت کرتے ہیں تو گویا کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرتے ہیں اس طرح سے انہوں نے ہمیں زیارت مصطفیٰ ﷺ کا ثواب دے دیا ہے اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اچھے عقیدے والے عالم سے مصافحہ کرنا گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مصافحہ کرنے کا ثواب ہے۔ اور ایسے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ یہ علماء حق کی افادیت ہے ہمارے لئے اس میں فائدہ ہے۔

قاری غلام رسول صاحب نے زمین اور آسمان کے درمیان ایک مناظرہ بنایا فرمایا اور فرماتے ہیں کہ ایک روز آسمان نے نیچے زمین کی طرف دیکھا تو اسے اپنی بلندی پر بڑا ناز آیا اور بڑے تکبر سے زمین کو اس کی پستی پر طنز کرنے لگا۔ زمین نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دے۔ مناظرہ تو کافی طویل ہے اور اس طرح سے ہے کہ

فلک بولا بلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو
زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو
فلک بولا تاروں سے مزین میرا سینہ ہے
زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے مکہ مدینہ ہے
فلک بولا جنت کے باغ میں ہے گل سبز و لال مجھ پر
زمین بولی گل سبز و لال تجھ پر تو زہرہ کا لال مجھ پر
فلک بولا کہ بجلی نے گر کر مجھ سے تجھے ٹکڑے کیا ہے
زمین بولی کہ مجھ سے مصطفیٰ ﷺ نے تیرا چاند شق کیا ہے

آسمان نے تنگ آ کر طعنے دینے شروع کر دئے کہ

فلک بولا کہ فرعون بولہب ہامان تجھ سے نکلا

زمین بولی کہ ان کا پیر و مرشد شیطان تجھ سے نکلا

آسمان نے بھی چوٹ کی زمین نے بھی اس کو مسکت جواب دئے۔ لیکن فیصلہ نہیں ہوا۔ فلک اب سوچ رہا تھا کہ کیا کہوں اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اور زمین جواب دینے کے لئے تیار تھی کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ آسمان کی خاموشی دیکھ کر زمین نے آخری چوٹ لگائی اور بولی کہ آسمان تو بتا کہ

مجھ پر پیدا ہوئے محبوب خدا یا تجھ پر

مجھ پر ہیں فخر دو عالم کے قدم یا تجھ پر

اب میں ہوں رحمت عالم سے سرفراز کہ تو

اب کروں طالع بیداد پہ میں ناز کہ تو

یہ سن کر آسمان نے اپنی گردن جھکا لی اور کہا کہ میں ہار گیا اور توجیت گئی اور رونے لگا کہ میں نے کیا جسارت کی کہ جس جگہ پر سر دار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہوں جہاں پر ان کا گھر ہو جہاں وہ موجود ہوں میری کیا محال میں اس جگہ سے اس زمین سے کوئی جھگڑا کروں اور اپنے آپ کو اس سے افضل گردانوں۔

اعزاز ملا ہے تو ملا ہے یہ زمین کو

افلاک پہ گنبد خضراء نہیں کوئی

آسمان رونے لگا اور روتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہا اور عرض کرتا رہا کہ یا اللہ مجھ سے گستاخی ہو گئی ہے۔ میں معافی مانگتا ہوں مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معافی دلا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے محبوب کو عرش پر بلاتا ہوں۔ معراج پر بلاتا ہوں تو تجھے موقع مل جائے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کو بوسہ دے دینا تو تیری توبہ قبول ہو جائے گا آج بھی آپ خود اپنے ہاتھ سے جیسی بھی تمہاری ڈرائنگ ہے اس ڈرائنگ سے نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کا فوٹو بنالیں جس کو آسمان اور عرش نے چوما ہے اس کو چوم لیں اور اپنے سر پر رکھ لیں پھر جو بھی آپ دعا کریں گے وہ قبول ہو جائیگی۔ کوئی ادھار نہیں یہ نقد کا سودا ہے۔ خواہ درد زدہ میں کوئی عورت مبتلا ہو۔ آپ مقدمہ ہار رہے ہوں آپ کسی بیماری کی وجہ سے مر رہے ہوں۔ قرض میں پس رہے ہوں امتحان میں فیل ہو رہے ہوں ڈگری ہاتھ سے نکل رہی ہو۔ امتحان دینا ہے یا کوئی انٹرویو دینا ہے لیکن کچھ یا نہیں ہوتا تو آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش پائے مبارک کا سہارا لیں کہ جس کی قسم میرے اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔ قسم کی تقسیم علماء کرام کسی اور طرح سے کرتے ہیں لیکن میں کسی اور طرح سے کرتا ہوں۔ قسم تقسیم سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے نقش پا کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ یہ میری ایک لکیر ہے جو میرے ہیں وہ قسم اٹھالیں اور اس طرف آ جائیں اور دوسرے جو ہیں وہ لکیر کے دوسری طرف چلے

جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے ساری مخلوق کو تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ کہ جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی عظمت مانے گا وہ مجھے بھی محبوب ہو جائیگا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے اور اسی کا فوٹو آپ اپنے ہاتھ سے ہی بنالیں۔ بازار میں بنے بنائے ملتے ہیں وہاں سے خرید لیں۔ اپنے گھر میں رکھ لیں اپنے پرس میں رکھ لیں اپنی جیب میں رکھ لیں۔ اپنے غلام میں رکھ لیں اپنے مال میں رکھ لیں۔ نہ چوری ہوگی نہ آگ لگے گی۔ جس قافلہ وہ قافلہ ڈاکو لیٹروں سے محفوظ رہے گا۔ جس کشتی میں ہوگا وہ نہیں ڈوبے گی۔ اپنے پاس رکھو گے تو مخلوق خدا میں عزت پاؤ گے۔ بے اولاد اگر درود شریف پڑھے اور نقش پائے مبارک کے توسل سے دعا مانگے تو انشاء اللہ اولاد ہوگی۔ یہ سب اس لئے ہے کہ اس کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہے صرف خیال نسبت ہے۔ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمتوں کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی دعا مانگی۔ معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں بھی دعا مانگی اور جب بھی کہیں کوئی موقعہ آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تین ایسی دعائیں مانگی ہیں کہ کوئی اور یہ مانگ سکتا ہی نہیں ہے۔ نہ یہ کوئی ماں مانگ سکتی ہے نہ باپ مانگ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بیٹا یا بیٹی اپنے والدین کے لئے مانگ سکتا ہے نہ کوئی عزیز رشتہ دار نہ کوئی دوست مانگ سکتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازراہ مہربانی اپنی امت کے لئے مانگ گئے ہیں۔ پہلی دعایہ ہے کہ جب آپ معراج پر تشریف لے گئے قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر پہنچے۔ اعلیٰ ترین مقام پر پہنچے تو عرض کیا کہ یا اللہ میری دعا ہے آپ ضرور قبول فرمائیں فرمایا کہ کیا چاہتے ہیں بتائیے عرض کیا کہ یا اللہ میری ساری امت کے گناہ میرے نامہ اعمال میں لکھ دے۔ یہ کون کر سکتا ہے۔ قیامت کے روز بیٹا ماں سے نیکی مانگ رہا ہے اور ماں اپنے بیٹے سے نیکی مانگ رہی ہے یہ مثال اس لئے دی ہے کہ دنیا جہاں میں یہ سب سے زیادہ پیار والا رشتہ ہے۔ بیٹا کہ رہا ہے کہ امی اپنی نیکیاں مجھے دیدے تو خود جہنم میں چلی جا۔ لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ میری امت کے سارے گناہ مجھے دیدے میرے نامہ اعمال میں لکھ دے اور میری امت کو بری فرما دے۔ آج بھی اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کا گناہ اپنے ذمہ لیتا ہے تو دل کو گرفت ہوتی ہے۔ دل ڈوبنے لگتا ہے لیکن ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سہارا دے گئے ہیں۔ آپ بھی دعا کر لیں میں بھی دعا کرتا ہوں کہ رَبِّ اجْعَلْنِي مَقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دَعَاءَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم 40-41) اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا رکھ۔ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنوں کو بخش دے قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرما رہے ہیں کہ یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بخش دے کہ کہیں ان تمام کا بوجھ بھی مجھ پر نہ پڑ جائے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ شان ہے کہ وہ ساری امت کا بوجھ اکیلے ہی اٹھا رہے ہیں۔ ہم آج اس لئے آپ ﷺ کی محفل میلاد منا رہے ہیں کہ وہ

ہمارے بوجھ لے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب وقت نزع کی تکلیف محسوس ہوئی عرض کیا کہ یا اللہ میری ساری امت کو جو نزع کے وقت تکلیف آتی ہے وہ آج ساری مجھے ہی دے دے اور میری امت کو بغیر نزع کی تکلیف کے ہی موت دے اس لئے جو سچا مومن ہے وہ مسکراتے ہوئے مرتا ہے کبھی روتا ہوا نہیں مرتا۔ وہ مسکراتا اس لئے ہے کہ اس کو نزع کی تکلیف ہوتی نہیں ہے۔ اب بتائیے کہ ہے کوئی آدمی جو اپنے کسی عزیز کی نزع کی تکلیف خود اٹھائے یا اٹھانے کی دعا کرے۔ ہم میں یہ ہمت نہیں ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ میں یہ ہمت ہے۔ قیامت کے روز امت محمدیہ کے چند لوگوں کو پھر بھی جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ پھر عرض کریں گے کہ یا اللہ میری التجا ہے کہ مجھ سے اپنے امتی جہنم میں جاتے ہوئے دیکھے نہیں جاتے۔ اگر ان کو ضروری جہنم میں ہی داخل کرنا ہے تو پھر مجھے بھی ان کے ساتھ جہنم میں ہی بھیج دے۔ یا پھر مہربانی فرمائیے ان کو میرے ساتھ جنت میں جانے کی اجازت عطا فرما دیں۔ ساری مخلوق اس روز نفسی نفسی کہے گی۔ یا اللہ مجھے بچالے کہیں میں نہ پھنس جاؤں۔ میرا چھٹکارا ہو جائے۔ ہر نبی علیہ السلام ہر امتی نفسی نفسی کہہ رہا ہوگا۔ لیکن صرف ایک ہستی ہے جو امتی امتی کہہ رہی ہوگی اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوگا جو امتی امتی کہے کسی میں ہمت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس روز صفت مُتَّقِم کے ساتھ جلوہ افروز ہوگا۔ مُتَّقِم یعنی انتقام لینے والا مَلِکِ یَوْمَ الدِّینِ ہوگا۔ اس دن کا مالک ہوگا۔ صرف اسی کی حکومت ہوگی صرف اسی کا حکم چلے گا کوئی بولنے والا نہیں ہوگا۔ ہر کوئی ڈرتا ہوگا لیکن اس روز بھی حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کا خیال آئے گا۔ فرمائیں گے کہ یا اللہ یا تو ان کو میرے ساتھ جنت میں جانے دیں یا مجھے بھی ان کے ساتھ دوزخ میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ میری رحمت سے بعید ہے کہ میں آپ جیسے جنت کے مالک کو دوزخ میں ڈال دوں لہذا آپ کی شفاعت سے میں ان کو آپ کے ساتھ جنت میں بھیج دیتا ہوں۔ یہ تین دعائیں ایسی ہیں جو نبی کریم ﷺ نے مانگی ہیں۔ اب ہر اس بندے کو ان دعاؤں میں سے حصہ ملتا ہے جو محفل میلاد النبی ﷺ مناتا ہے۔ حضرت درواری اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں چھوٹی سی محفل میلاد منائی۔ ایک خود ایک ان کی زوجہ محترمہ اور ان کے بچے۔ بس صرف یہی حاضری تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت درواری اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے گئے اور حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی میلاد منی اور آج ہماری بھی میلاد من رہے ہیں یہ نہ سمجھو کہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی خوش نصیب تھے کہ ان کی محفل میلاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر محفل میلاد سننے ہیں آج آپ کی یہ محفل میلاد بھی سماعت فرما رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بھی جلوہ گر ہیں اور ہر محفل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

رخ پہ رحمت کے جھومر سجائے کملی والے کی محفل سجتی ہے
مجھ کو محسوس یوں ہو رہا ہے کملی والے کی جلوہ گری ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تیری اس محفل کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازے تیرے گھر کی طرف کھول دئے ہیں۔ اور فرشتے مقرر فرمادئے ہیں جو قیامت تک تیری بخشش کیلئے دعا کرتے رہیں گے اور یہ مژدہ سنایا کہ قیامت تک کے لئے جو کوئی حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح محفل سچائے گا اس کا یہی انعام ہوگا۔ حضرات مخالفین بڑے فتوے لگاتے ہیں کہ محفل میلاد منانا بدعت ہے شرک ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ فتوے لگتے رہیں گے آپ ان سے نہ ڈرو۔ ذرا بھی خوف نہ کھاؤ اس لئے کہ محفل میلاد النبی ﷺ میں وہ خود تشریف رکھتے ہیں۔ اب تمہارے فتوے کیا کریں گے؟ جس جگہ حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف رکھتے ہوں وہاں فتوے کہاں رہیں گے۔ یاد رکھو کہ کوئی فتویٰ کام نہیں آئے گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل کے خلاف لگے گا بلکہ الٹا باز پرس ہوگی کہ تم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میلاد پر کیوں فتوے لگاتے تھے۔ حدیث شریف ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔ میرا ذکر ہو۔ اولیاء اللہ کا ذکر ہو وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ آپ نے یہ محفل میلاد النبی ﷺ سڑک پر سچائی ہے۔ شرک ہو کہ لگی ہو۔ ٹوٹی پھوٹی ہو کہ صاف ہو۔ اونچی نیچی جگہ ہو کہ ہموار ہو۔ کچی سڑک ہو چکی ہو کسی بھی ہو لیکن اس پر حضور نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد سچائیں تو پھر اس جگہ کا مقام کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اب یہ جگہ آپ نے جوشا میا نے لگا گھیر رکھی ہے سچ سچ سچائی ہوئی ہے بڑی دور تک دریاں سمجھی ہوئی ہیں۔ کتبے لٹکاے ہوئے ہیں روشنیاں کی ہوئی ہیں لنگر کا انتظام کیا ہوا ہے یہ سب آپ نے بڑی محبت عقیدت کے ساتھ کیا ہے۔ پیکر بھی چل رہا ہے۔ دور تک آواز بھی جا رہی ہے اب یہ جگہ یہ سڑک قیامت تک کے لئے جنت کی کیاری بن گئی ہے جو بھی اس میں سے گزرتا رہے گا جنتی بننا رہے گا۔ لیکن عقیدہ درست ہونا شرط ہے یہ عقیدہ رکھو کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں حیات ہیں۔ حاضر ناظر ہیں۔ کلی علم غیب رکھتے ہیں اور شفاعت کے مالک ہیں۔ جو جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے جنت کی کیاری بن جاتی ہے اور کبھی نہیں اجڑتی۔ اس میں کبھی خراں نہیں آتی۔ یہ اجڑتی ان لوگوں کی ہے جن کا عقیدہ اجڑ جاتا ہے۔ بد عقیدہ لوگ اس جنت کی کیاری سے کوئی پھل نہیں پاسکیں گے۔ جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہیں حیات ہیں اور محفل میلاد النبی ﷺ میں تشریف لاتے ہیں تو اسے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی برکات سے حصہ بھی نہیں ملے گا۔ رَبَّنَا لَا تَرِعْ قُلُوبُنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا (ال عمران 8) ”اے ہمارے رب ہدایت دینے کے بعد پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا“ یہ دعا صرف اس لئے ہے کہ کہیں عقیدہ نہ بگڑ جائے۔ یہ ڈر ہے خوف ہے کہ اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مرتد ہو سکتا ہے۔ منافق ہو سکتا ہے تو محفل میلاد النبی ﷺ میں آنے سے بھی کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے عقیدہ نہ بگڑ جائے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی تسلی دی کہ محفل میلاد النبی ﷺ میں آنے والا نہ کبھی مرتد ہوگا اور نہ منافق۔ اب بتائیے اور کیا چاہتے ہو۔ یہ محفل تو بہت عظیم الشان طریقہ سے مثالی گئی ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ محفل بے شک مختصر اور کم ترین انتظام والی ہو۔ بندے تھوڑے ہوں زیادہ ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق اس سے پڑتا ہے کہ یہ محفل ہے کس کی؟ اس کی نسبت کس سے ہے؟

اس میں ذکر کس کا ہے؟ نعت کسی بچے نے پڑھی ہے یا عمر رسیدہ نے پڑھی ہے۔ کلام خواہ کیسا ہی ہوا، حضرت کا ہو کہ کسی چھوٹے شاعر کا ہو۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے لیکن نعت خواں نے نعت پڑھی تو عشق سے ہے۔ ایسی محفل سے نور نکلتا ہے اور اہل نظر اس نور کو دیکھتے ہیں اس محفل سے خوشبو نکلتی ہے خوش قسمت ہیں جو یہ خوشبو سونگھتے ہیں۔ مجھے اس وقت بھی ایسے خوش نصیبوں کی زیارت ہے جو اس خوشبو کو سونگھتے ہیں محفل سے نور نکلتا ہے خوشبو نکلتی ہے اور فرشتے اس کو سونگھ کر آجاتے ہیں ان کی ڈیوٹی ہی یہ ہے کہ وہ محفل میلاد میں جایا کریں۔ حضرات فرشتے محفل میلاد النبی ﷺ میں آتے ہیں تو آپ بھی فرشتے بن چکے ہیں۔ جب محفل ختم ہوتی ہے تو وہ بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے ایک ایسی محفل دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر ہو رہا تھا تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا تھا اولیاء کرام کا ذکر ہو رہا تھا بخشے ہوئے لوگوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتو تم گواہ رہنا مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کوئی توشیح صاحب کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے آگے کوئی پڑوسی ہونے کی وجہ سے آگے کوئی روٹی کھانے کے لئے آگیا کوئی پیسے لینے کیلئے آگیا۔ کوئی گورنمنٹ کا بندہ آگیا۔ سی آئی ڈی کا بندہ آگیا کہ کہیں کوئی بات گورنمنٹ کے خلاف تو نہیں ہو رہی ہے یعنی ہر بندے کی اپنی عرض تھی سارے لوگ صرف محفل کے لئے نہیں آئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتو تو جہاں طرف رکھو کہ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل تھی اس میں جو بھی جائے گا وہ جہنمی نہیں ہوگا وہ جنت میں جائے گا یہ صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ کی نسبت کی وجہ سے ہے۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ نہ میں کوئی علم دے رہا ہوں نہ میں کوئی عالم ہوں نہ کوئی مقرر یا خطیب ہوں میں صرف غریبانہ طریقہ سے ذکر مصطفیٰ ﷺ کر رہا ہوں۔ میں غریب ہوں میرا علم غریب ہے۔ میری زبان غریب ہے میں کچھ نہیں ہوں لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ تو ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں محفل میلاد منائی اور مسجد میں تشریف لے آئے یہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے مسجد میں آکر فرمانے لگے کہ میرے گھر پر محفل میلاد ہوئی اس میں قاری صاحب نے یہ بیان فرمایا۔ فلاں نے یہ ارشاد فرمایا یہ ہوا وہ ہوا۔ اس نے اپنی محفل میلاد کی ساری رپورٹ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔ اسی اثناء میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے فرمایا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں محفل میلاد النبی ﷺ تھی میں اس کی کاروائی بنا رہا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کاروائی تم بتا رہے ہو لیکن آسمان پر اللہ تعالیٰ خوش ہو رہے ہیں کہ دیکھو یہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل کی کاروائی پیش کر رہا ہے۔ تیرے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی ہے۔ حضرات آپ نے بھی یہ محفل دیکھی ہے سنی ہے آپ بھی اپنے گھر جا کر اس محفل کی کاروائی پیش کریں گھر والوں کو سنائیں تو تیرے لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت لازم ہو جائیگی۔ یہاں بھی ہوگی وہاں بھی ہوگی اور اس کا فائدہ کیا ہوگا کہ جو بھی کوئی تیری زیارت کرے گا وہ بھی بخشا جائیگا۔ تو محفل میں آیا تو تیری بخشش ہوگئی اب تو گھر جائے گا تو تجھے دیکھنے والے بھی تیری زیارت کرنے والے بھی بخش دئے جائیں گے۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوئی مل پوے بخیا تے توں وی بخیا جا

ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے دین سکھائیں مجھے مذہب سکھائیں مجھے اسلام کی تعلیم دیں علم دین سیکھنے کے بعد چل دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اسے غور سے دیکھ لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے فرمایا کہ یہ جنتی ہے جو اسے دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ اس محفل کے صدقے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ آپ سب جنتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محفل میں آنے والوں کو میں نے اپنی عظمت کی قسم سب کو بخش دیا ہے جب بخش دے گئے ہیں تو پھر اب ڈر اور خوف کیسا ہے؟ اللہ کے دوست وہ ہیں جن کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن۔ اسی طرح سے نواب ہمیں بھی کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن۔ تو پھر وہی ہم بھی بن گئے ہیں اس محفل میں بہت کچھ خرچ کیا گیا ہے۔ ایک روپیہ جو تو محفل میلاد میں خرچ کرتا ہے وہ کوڑہا ان روپوں سے بہتر ہے جو تو کہیں اور خرچ کرتا ہے۔ آپ مسجد تعمیر کرا دیں۔ قرآن مجید کی اشاعت کر دیں۔ اور کوئی رفاہی کام کر دیں۔ یہ تمام مصارف بھی درست ہیں لیکن جو کچھ آپ محفل میلاد النبی ﷺ کیلئے خرچ کرتے ہیں اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو سڑک ہے کھلی جگہ ہے۔ محفل میلاد النبی ﷺ اپنے گھر میں کریں اس کے لئے جگہ بنائیں کرسی ادھر رکھیں صوفہ ادھر کریں تاکہ جگہ بن جائے اور بندے بیٹھ سکیں۔ گھروں میں ایسے ہی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ جو کوئی میری محفل منانے کے لئے گھر کے سامان کو ادھر ادھر کرے گا تو سال بھر اس کے گھر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت برتی رہتی ہے۔ آپ نے سامان ادھر ادھر کر کے جگہ بنادی تاکہ زیادہ سے زیادہ بندے بیٹھ جائیں لیکن بندے نہیں آئے آپ کو مایوسی ہوئی۔ لیکن درپردہ فرشتوں کی ڈیوٹی لگ گئی کہ وہ آپ کے اس کمرہ میں رحمت کا نزول کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منایا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ شرک ہے اگر فتویٰ لگانا ہے تو اللہ تعالیٰ پر لگاؤ۔ جس سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس سال کسی عورت کے ہاں بیٹی عطا نہیں فرمائی ہر ایک کو لڑکا ہی عطا فرمایا۔ اب اللہ تعالیٰ کو روکیں فتویٰ اس پر لگائیں یہ کوئی مناظرہ کی بات نہیں لیکن ایک بات کے طور پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس سال کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں فرمائی لڑکے ہی دے تاکہ ہر گھر میں خوشی کا سماں رہے۔ کعبہ پر جھنڈے لگ گئے جس طرح آپ نے آج لگائے ہیں۔ ایک عورت کا بیان ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کی ولادت ہو رہی تھی اس وقت ستارے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ یہ ستارے مجھ پر ہی گر پڑیں گے۔ یہ ستارے اتنے قریب آ گئے۔ کون لا رہا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ لا رہا ہے۔ محفل میلاد منارہا ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھنے والے ہیں لیکن ایک کافر ہے ابولہب جس کا کفر قرآن مجید سے بھی ظاہر ہے بَئِذَا أَبَىٰ لَهَبٌ وَتَبَ پوری سورۃ لہب اس کی ندمت

میں اتری۔ ابولہب کا خاص طور سے ذکر آیا ہے اس کا کفر ظاہر کیا گیا ہے۔ فرعون شداد وغیرہ کا ذکر ہوگا لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد جس کا ذکر ہے وہ ابولہب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابولہب کی لونڈی بھاگی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ مبارک ہو آپ کے بھائی عبداللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تو نے مجھے خوش خبری دی ہے جا آج سے تو آزاد ہے کنیز کو آزاد کیا ہے اور لوگ بھی کرتے ہیں لیکن ابولہب نے جو یہ کام کیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدت باسعادت کی خوشی میں کیا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کی خوشی منائی ہے۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی خوشی میں نہ سہی محمد بن عبداللہ ﷺ کی خوشی میں کیا ہے۔ لیکن ہر سوموار کو اس انگلی سے شربت نکلتا ہے جو وہ چوستا ہے تو سات روز کی پیاس ختم ہو جاتی ہے ایک کافر بھی اگر حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد کی نسبت سے کام کرے تو وہ بھی قبول ہو جاتا ہے۔ اب کون سا فتویٰ اور کس پر فتویٰ لگاؤ گے۔ ابو لہب کو شربت کون پلا رہا ہے۔ جھنڈے کون لگا رہا ہے۔ فرشتوں کو کون اتار رہا ہے ولادت کے وقت حضرت حوا حضرت مریمؑ حضرت آسیہ اور حضرت ہاجرہ تشریف لائیں تو ان کو کون لا رہا ہے۔ اور ولادت باسعادت کے وقت اتنی روشنی نکالی کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے بصرہ میں چلتے ہوئے اونٹوں کی گردنیں دیکھیں۔ نہ صرف کہ دیواریں ہٹا دیں بلکہ راستے بنادے پہاڑ بنادے حضرت آمنہ کی نظروں کے سامنے سے تمام پردے ہٹادے بلکہ یہ کہ ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں۔ مکہ شریف سے بصرہ تین ہزار میل ہے اور حضرت آمنہ کمرے میں بند ہیں لیکن نظر بصرہ کا شہر آ رہا ہے تو یہ کون کر رہا ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن اطہر میں تھے تو میں جب خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لیے جاتی تو میں دیکھتی کہ خانہ کعبہ میرا طواف کر رہا ہے یہ کون کر رہا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کے لے کر خانہ کعبہ کے طواف کے لئے گئی میں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور میں نے چاہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حجر اسود کو بوسہ دے لیں میں ان کے ہونٹ بھی حجر اسود سے مس کر ادو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ حجر اسود اپنی جگہ سے باہر نکل آیا اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونٹ مبارک کو چوم لیا۔ یہ سب کچھ کون کر رہا ہے۔ یہ میرا اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ فتویٰ لگانا ہے تو اللہ تعالیٰ پر لگاؤ۔ ہم پر نہ لگاؤ ہم تو سنت اللہ کریم پر عمل کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہر شریف پر بٹھا کر میلاد منائی ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سوموار کو روزہ رکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ یہ میرے میلاد کا دن ہے۔ میلاد نبی ﷺ سنت رسول بھی ہے۔ سنت اللہ ہے سنت فرشتہ بھی ہے۔ سنت حضرت حوّا ہے سنت حضرت آسیہؑ ہے سنت حضرت مریمؑ ہے سنت حضرت ہاجرہ ہے سنت حضرت حلیمہ سعدیہ ہے۔ سنت صحابہ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی اور ایک سواونٹ ذبح کئے۔ اب کس کس پر فتویٰ لگاؤ گے۔ فتویٰ تو صرف یہی لگ سکتا ہے کہ یہ تمام جنتی ہیں۔ اس کے علاوہ کون سا فتویٰ لگا سکتے ہوںعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

کرم آج بالائے بام آ گیا ہے
 زبان پہ محمد ﷺ کا نام آ گیا ہے
 مجھے مل گئی دونوں عالم کی شہائی
 میرا ان کے متکوں میں نام آ گیا ہے
 نہ تھا پاس میرے کچھ روز محشر
 نبی کا وسیلہ ہی کام آ گیا ہے
 جہاں بھی چھڑا ذکر میرے نبی کا
 لبوں پر درود و سلام آ گیا ہے
 درودوں کی بارش ہے کون و مکاں پر
 کہ آج انبیاء کا امام آ گیا ہے
 مزا تب ہے کہ سرکار محشر میں کہہ دیں
 وہ دیکھو ہمارا غلام آ گیا ہے
 چراغاں ہوا بزم ہستی میں خالد
 نگاہوں میں ماہ تمام آ گیا ہے

نعت شریف کے پہلے شعر میں ہے کہ زبان پہ محمد ﷺ کا نام آ گیا ہے جب نام محمد ﷺ میرے ہونٹوں پر آتا ہے تیرے
 ہونٹوں پر آتا ہے یا کسی کے بھی ہونٹوں پر آتا ہے تو اس سے کیا بن جاتا ہے کچھ تو اس کا پتہ چلنا چاہئے آپ کروڑ بار بھی
 ورد کر لیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کچھ پتہ نہیں کہ کیا بنا ہے کیا نہیں بنا ہے اور آخر پر اگر عیسیٰ روح اللہ کہہ دیا تو
 عیسائی بن گیا۔ اگر موسیٰ کلیم اللہ کہہ دیا تو یہودی بن گیا۔ اس لئے صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دینے سے کچھ پلے میں نہیں پڑا
 ہے حالانکہ تو حید کا اقرار کر رہا ہے تو حید کا پرچار کر رہا ہے لیکن یہ سب قبول نہیں ہوا۔ قبول اس وقت ہوتا ہے جب تُو لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ کے بعد کہے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ پھر تو مسلمان ہوتا ہے۔ ایک شخص بت پرست ہے کافر ہے۔ اپنی بیٹیوں کو
 زندہ دفن کیا ہے اور بھی تمام گناہ کئے ہیں لیکن جب کہتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ تو تمام گناہ معاف
 ہو گئے اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے تشریف فرما ہیں زیارت ہو رہی ہے تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بن گیا۔
 جنتی بھی بن گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اپنے بچوں کا نام احمد اور محمد نہیں رکھتے فرمایا کہ
 جس کا نام احمد یا محمد ہے اس کے لئے حشر والے دن یہ اعلان ہوگا منادی کی جانگی کہ لوگو تم میں سے جس ایک نام احمد ہے
 یا محمد ہے وہ جنت میں چلا جائے تاکہ کسی کافر کہ یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میں نے محمد نامی بندہ جہنم میں دیکھا ہے۔ جس

باپ یا ماں نے اپنے بیٹے کا نام محمد یا احمد رکھ دیا اس کی بھی بخشش ہو جائیگی اور ایک فرشتہ کی یہ ڈیوٹی لگ جاتی ہے کہ وہ اس گھر کا طواف کرتا رہے جس میں محمد یا احمد نامی بندہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا تو وہ ڈر رہا ہے ڈر مگانے لگا۔ لڑکھڑانے لگا اور کبھی ادھر کبھی ادھر گر رہا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ مجھے قرار نہیں ہے فرمایا کہ ابھی تمہیں قرار ملتا ہے۔ عرش پر لکھا گیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو وہ ابھی زیادہ ڈرنے لگا۔ خوف کھا گیا زبان بھی بند ہو گئی۔ بولنا بھی بند ہو گیا۔ کانپنے لگا لیکن جب لکھا گیا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ تو اسے قرار آ گیا۔ کسی چیز سے بھی قرار نہیں آتا ہے ہاں اگر آتا ہے تو مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ سے آتا ہے۔ جو جی میں آئے کر لو۔ قرار نہیں آتا یہ صرف نام مصطفیٰ ﷺ سے ہی آتا ہے۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ سے آتا ہے۔ کہیں اور سے قرار نہ ڈھونڈو۔ نہ بیٹے سے نہ بیوی سے نہ دولت سے نہ حج نہ زکوٰۃ نہ قربانی نہ طواف کہیں سے بھی قرار نہ ڈھونڈو اگر ڈھونڈنا ہے نام مصطفیٰ ﷺ سے ڈھونڈو۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ سے ڈھونڈو۔ آپ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ کہتے رہیں اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ کہتے رہیں اَللَّهُ اَكْبَرُ کہتے رہیں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا ورد کرتے رہیں یہ بڑے بڑے نام ہیں بڑی بڑی صفات ہیں لیکن قبول نہیں ہوتا۔ حدیث قدسی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کسی ذکر کو قبول نہیں کرتا۔ میں اپنے ذکر کو بھی قبول نہیں کرتا جب تک اس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کو شامل نہیں کیا جاتا۔ یہ تمام چیزیں صفر ہیں۔ صفر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی لیکن جب ان کے ساتھ ایک لگ جاتا ہے تو وہ کڑوڑوں اربوں قیمت والی بن جاتی ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ طواف وغیرہ صفر ہیں اور جب ان کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لگ جاتا ہے تو یہ سارے خزانے بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی محافل منانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی برکتوں سے رحمتوں سے ہمیں حصہ عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش شیخ عکلیل احمد صاحب 02/08/97

جس نے نماز ترک کی گویا اس نے کفر کیا۔ ”الحديث“

علامہ محمد اقبالؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملئکتہ یصلون علی النبی یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین۔ شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبالؒ عاشق رسول تھے فارسی میں آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی میں ایک نعت شریف لکھی ہے جس سے علامہ صاحب کی حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت پیا اور عشق کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے مسلمانوں کو قرآن اور حدیث کا پیغام پہنچا دیا ہے اور میرے کلام میں کوئی شعر بھی قرآن اور حدیث کی تعلیم سے متصادم نہیں ہے بلکہ یہ قرآن و حدیث سے مطابقت رکھتا ہے۔ کوئی شعر قرآن و سنت کے فرمان کے خلاف نہیں ہے۔

گردم	آئینہ	بے	جوہر	است
ورجرفم	غیر	قرآن	مضمحل	است

اور اگر میں اپنے اس دعویٰ میں غلط بیان کروں۔ جھوٹ سے کام لوں اور میں نے قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی پیغام دیا ہو تو یا رسول اللہ ﷺ

روز	محشر	خوار	و	رسوا	کن	مرا
بے	نصیب	از	بوسہ	پاکن	مرا	

اگر میں نے قرآن و حدیث کے خلاف کوئی بات کہی ہو تو محشر کے روز میں ذلیل ہو جاؤں۔ میں رسوا ہو جاؤں اور یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے پاؤں مبارک کا بوسہ لینا نصیب نہ ہو۔ اللہ معافی دے یہ حضرت علامہ صاحبؒ کا اپنا فرمان ہے اپنا اختساب ہے۔ فہم دین ہے عرفان الہی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے جو نعت لکھی ہے وہ شروع اس طرح سے ہوتی ہے کہ

اے	ظہور	تو	شباب	زندگی
جلوہ	ات	تعبیر	خواب	زندگی
اے	زمین	از	بار	ارجمند
آسمان	از	بوسہ	بامت	بلند
شش	جہت	روشن	ز	تاب
ترک	و	تاجیک	و عرب	ہندوئے
				تو

فارسی زبان میں طویل نعت شریف ہے۔ فارسی زبان پر عبور حاصل ہو تو پھر اصل معنی اور مفہوم کا پتہ چلتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تشریف آوری سے ہی زندگی کو شباب ملا اور آپ ﷺ کی بعثت سے خواب زندگی کی تعبیر مکمل ہوئی۔ آپ کی بارگاہ کی بدولت زمین کو عزت ملی اور آسمان اس لئے بلند مرتبت ہے کہ وہ آپ کی بارگاہ عالیہ کے بام کو چومتا ہے۔ آپ کی تشریف آوری ہوئی اور آپ کے چہرہ انور کے نور سے تمام اطراف میں روشنی پھیل گئی۔ سارا جہاں بلکہ ساری کائنات آپ کے نور سے روشن ہو گئی۔ ترکی عربی اور ہندی سب آپ کے غلام ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں

تامرا افتاد بہ رویت نظر

از اب و ام گشتہ محبوب تر

جب آپ کے چہرہ انور پر میری نظر پڑی تو آپ میرے لئے میرے ماں اور باپ سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے۔

عشق درمن آتشے افروخت است

فرغش بادا کہ جاتم سوخت است

آپ ﷺ کے عشق نے میرے سینے میں تپش پیدا کر دی ہے۔ مجھے اس عشق مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اندر سمونے کی ہمت نصیب ہو ورنہ میری توجہ ہی چلی جائیگی۔ بڑی طویل نعت شریف ہے۔ بہر حال حضرت علامہ اقبالؒ کا عشق مصطفیٰ ﷺ ہے جو اس نعت شریف میں عیاں ہے۔ علامہ اقبالؒ اتنی بڑی قسم اٹھانے کے بعد فرماتے ہیں۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

فرماتے ہیں کہ جو بھی کسی کی شان ہے وہ نور مصطفیٰ ﷺ سے بنی ہے یا پھر جس کی کوئی تھوڑی شان ہے وہ تلاش مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔ صرف ان دو بندوں کی شان ہے اور کسی کی کوئی شان نہیں ہے ”بہا“ کہتے ہیں قیمتی کو۔ کوئی چیز قیمتی اس لئے ہے کہ وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ یا پھر اس لئے قیمتی ہے وہ تلاش مصطفیٰ ﷺ میں ہے یہاں جتنی بھی نعت شریف پڑھی گئی ہیں ان سب میں تلاش مصطفیٰ ﷺ کی ہی بات ہوئی ہے۔ فرمایا کہ

کملی والے میں صدقے تیری یاد توں

آ کے جو بے قراراں دے کم آ گئی

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ **أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ** (الدرعدہ 28) ”خبردار دلوں کا طمینان اللہ کے ذکر سے ہے“، لیکن سائنس جتنی صاحب فرماتے ہیں کہ دلوں کا سکون یاد مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔ یاد مصطفیٰ ﷺ سے دلوں کو قرار آتا ہے تو کیا یہ مختلف باتیں ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں **سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ** کریں **الْحَمْدُ لِلَّهِ**

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کریں اللہ اَکْبَرُ اللہ اَکْبَرُ کریں۔ یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ کا ورد کریں۔ ساری عمر کریں۔ بے شمار کرتے رہیں۔ لیکن جب تک ذکر مصطفیٰ ﷺ شامل نہیں کریں گے تو ذکر اللہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

ذکر خدا بھی نہیں بن ذکر محمد ﷺ قبول بات بنتی ہی نہیں ان کی ثناء سے پہلے

ذکر اللہ جب تک قبول نہیں ہوتا تب تک سکون بھی نہیں آتا لیکن اگر ذکر اللہ قبول ہی نہیں ہے تو پھر اطمینان کیسا؟ دل کو سرور اس وقت آئے گا جب ذکر اللہ کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی ہوگا کوئی چیز قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ نماز پڑھیں پتہ نہیں قبول ہوئی کہ نہیں۔ حج کیا پتہ نہیں قبول ہے۔ روزہ رکھا ہے پتہ نہیں قبول ہوا ہے۔ قاری بن گئے محدث بن گئے۔ مفسر بن گئے۔ حافظ بن گئے۔ حفظ کر لیا لیکن کوئی علم نہیں کہ یہ قبول ہے کہ نہیں لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ ہر حال میں قبول ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ہر حال میں قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قبولیت کی سند پہلے ہی عطا فرمادی ہے۔ جونہی ذکر محمد ﷺ ہوتا ہے جونہی نعت مصطفیٰ ﷺ ہوتی ہے اور ذکر اللہ بھی کرتے ہیں تو یہ ذکر اللہ بھی قبول ہو جاتا ہے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی قبول ہو جاتا ہے۔ اصل میں اسم اعظم اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ جس کو اسم اعظم مل جائے اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے اس کی زبان میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اسم اعظم ہے ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ جب تک تیری اور میری زندگی میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

مُحَمَّدٍ نہیں آتا بے شک آپ حافظ ہو جائیں قاری ہو جائیں۔ حاجی ہو جائیں نمازی ہو جائیں غازی ہو جائیں بندہ پل صراط پر جا کر اگدا ہوا جاتا ہے اگر اس کی زندگی میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا ورد نہیں آتا۔ جب اس کا وظیفہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بن جاتا ہے تو بندے کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے اللہ کا ذکر بڑی شے ہے لیکن جب تک اس کے ساتھ اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ آئے تب تک وہ قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے تیرا ذکر تیرے لیے بلند فرمادیا ہے۔ مفسرین حضرات نے کئی طرح سے اس کی تشریح بیان فرمائی ہے۔ ایک یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نام ہے وہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

نام نامی اسم گرامی بھی ساتھ موجود ہے۔ کلمہ شریف میں آذان میں نماز میں عرش عظیم پر بھی لکھا ہوا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کلمہ شریف میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آذان میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سب اپنی جگہ درست

ہے لیکن اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جب تک میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کیا جاتا میرا ذکر قبول ہی نہیں ہوتا۔ کوئی بندہ کہیں بھی ذکر اللہ کرے۔ خانہ کعبہ میں بیٹھ کر کے بیت المعمور میں جا کر کریں زمین و آسمان میں جہاں کہیں

مرضی کرے ذکر مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ذکر اللہ قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

اب بات یہ ہے کہ جب آپ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو از روئے قرآن فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (البقرہ 152) ”پس تم میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور منکرین میں سے نہ ہو جاؤ۔“ تم میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ تم ایک بار میرا ذکر کرو گے تو میں بھی ایک بار ہی تمہارا ذکر کروں گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ایک تو نہایت اعلیٰ ہے بہت کچھ ہے ہمارا ایک تو اس کے مقابلہ میں کچھ ہے ہی نہیں۔ لیکن نسبت یا RATIO جو ہے وہ ONE TO ONE (1:1) کی ہے۔ ایک بار تم اللہ کا ذکر کرو تو اللہ تعالیٰ بھی ایک بار ہی تمہارا ذکر کرے گا۔ آپ اکیسے بیٹھ کر کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی اکیسہ ہی کرے گا۔ آپ مل بیٹھ کر کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ساتھ لیکر کرے گا لیکن وہ کرے گا صرف ایک بار ہی۔ لیکن اگر آپ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے ہیں تو پھر کس طرح کرے گا۔ فرمایا تو ذکر مصطفیٰ ﷺ ایک مرتبہ کرے گا تو میں تمہارا ذکر دس مرتبہ کروں گا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ تو ایک بار درود شریف پڑھ میں تم پر دس مرتبہ درود شریف پڑھوں گا یہ ONE TO TEN (1:10) ہو گیا۔ نسبت کہیں بڑھ گئی ہے۔ ایک اور دس کی نسبت ہو گئی ہے۔ یعنی دس گنا ہو گیا ہے۔ بندہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اور صرف اس پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ دس گنا بھی معاف فرما دیتا ہے جو تو نے کئے ہیں دس نیکیاں بڑھا دیتا ہے جو تو نے نہیں کیں اور تیرے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ تو حضرات دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ بس ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی کرتے رہو۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی ذکر اللہ بھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی میں ایک نام ذکر اللہ بھی ہے جس طرح سے آپ ﷺ کے دوسرے اسمائے گرامی میں کہ رحمہ ﷺ ہے کہ رحیمہ ﷺ ہے۔ محمد ﷺ ہے احمد ﷺ ہے اسی طرح ذکر اللہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی ہے۔ دنیا میں غم بہت زیادہ ہیں۔ اولاد نہیں ہے تو غم ہیں۔ اولاد ہو گئی تو پھر غم ہے۔ شادی سے پہلے اور غم میں شادی ہو چکی تو اور غم ہیں۔ غم زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب تک زندگی ہے غم بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ پہلے تعلیم کا غم ہے تعلیم مکمل ہوئی تو ڈگری کے حصول کا غم ہے۔ ڈگری مل گئی تو ملازمت کے حصول کا غم ہے۔ ملازمت مل گئی تو اس کی CONFIRMATION کا غم ہے۔ ریٹائرمنٹ کا غم ہے آجکل تو اکثر لوگ اس غم میں مبتلا ہیں کہ کہیں گورنمنٹ GRATUITY ہی نہ ختم کر دے۔ مدت ملازمت پوری ہو جائے تو ملازمت کے حساب سے گورنمنٹ ایک مہنت کچھ رقم ملازمت سے سبکدوش ہونے والے شخص کو دیتی ہے۔ آج کل گورنمنٹ یہ قانون بنانے کی فکر میں ہے کہ یہ GRATUITY نہ دی جائے۔ تو ہر سرکاری ملازم آدمی اس فکر میں ہے۔ کسی کو قرضے کی فکر ہے کسی کو بیماری کا غم ہے کسی کو صحت کی فکر ہے کسی کو پیسے کی فکر ہے کسی کو کاروبار کی فکر ہے۔ تو ہزاروں غم ہیں زمانے میں ان تمام مشکلات کا حل

اللہ والوں نے یہ بتایا ہے کہ تو صرف درود شریف پڑھ تیرا ہر غم دور ہو جائیگا۔ یا تو جس چیز کی تمہیں فکر ہے وہ تمہیں حاصل ہو جائیگی یا پھر وہ تیرے دل سے نکل جائیگی۔ مٹ جائیگی۔ جو چیز دل پر چڑی ہی رہتی ہے اس کا فکر لگا رہتا ہے۔ اس کا کچھ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے لیکن اگر دل سے اتر جائے تو بندہ تفکرات سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ بلڈ پریشر BLOOD PRESSURE اور شوگر SUGER کا علاج بطور خاص ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے آج کل ایک تیسری بیماری بھی نکل آئی ہے۔ ”بے خوابی“ کہ رات کو نیند نہیں آتی۔ ان تینوں بڑی عام بیماریوں کا علاج ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر آپ کو نیند نہیں آ رہی ہے تو وضو کریں اور تسبیح لیکر بیٹھ جائیں درود شریف پڑھنا شروع کر دیں ایک ڈیڑھ تسبیح درود شریف بھی پڑھ نہ پائیں گے کہ نیند غالب آ جائیگی۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ہی ہم سب کی بقا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز میرے نزدیک وہ ہوگا جو مجھ پر درود شریف پڑھتا رہا ہوگا۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتنے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ جتنا زیادہ قریب ہونا چاہتے ہیں اتنا ہی زیادہ درود شریف پڑھا کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا قرب باعث نجات ہے۔ قیامت کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ حضرت علامہ اقبالؒ کہ جن کے ذکر سے آج بات شروع کی ہے ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ حکم لامت ہیں آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا۔ آپ نے ابتدائی طور سے تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم رہے جرنی سے اعلیٰ تعلیم کی ڈگری حاصل کی۔ ان تعلیمی اداروں میں تو دوسرے طلبا بھی تعلیم حاصل کر چکے ہیں لیکن آپ کو یہ اعزاز کیوں ملا کہ آپ حکیم الامت بن گئے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے حضور داتا گنج بخشؒ جو بری کے مزار پر انوار پر بیٹھ کر حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر ایک کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے۔ جس کے باعث مجھے علوم آ گئے اور میں علامہ بن گیا۔ اب یہ عمر رسیدہ لوگوں کو نجات اور بخشش کے لئے اور نوجوانوں کیلئے خاص طور سے طلباء کیلئے میرا پیغام ہے اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو درود شریف پڑھا کرو۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کیا کرو تو تمہیں اکناکس بھی آ جائیگی تمہیں بائنی بھی آ جائیگی جس علم کو حاصل کرنے کی تمنا ہے وہ تمہیں از خود آ جائیگا۔ حضرت علامہ اقبالؒ کی مثال دیکھ لو۔ تم میں تعلیم یافتہ لوگ اور عمر رسیدہ بھی بیٹھے ہیں تاریخ پاکستان کا مطالعہ کرو۔ بڑے بڑے راہنما موجود تھے عقل سلیم رکھتے تھے لیکن کسی کو یہ علم نہ تھا کہ انگریز اب جبکہ برصغیر کو آزادی دے رہا ہے تو اس سے لینا کیا ہے انگریز کی راج ختم ہو رہا ہے۔ انگریز ہندوستان سے واپس جا رہا ہے۔ مسلمان پندرہ سال تک یہی مطالبہ کرتے رہے کہ ہندوستان مرکزی پارلیمنٹ میں ہمیں کتنی نشستیں ملنی چاہئیں۔ قومی اسمبلی میں کتنی نشستیں ہوں گی۔ کس صوبہ میں کتنی نشستیں مسلمانوں کیلئے مختص ہوگی۔ مسلمان تیس فی صد تک کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جھگڑا پچیس فیصد سے تیس فیصد کرنے کا تھا۔ کسی کے ذہن میں بھی پاکستان کے قیام کا خیال تک نہیں تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح لیاقت علی خاں۔ عبدالرب نشتر اور بنگال والے شیر بھی فضل الحق وغیرہ سب انہی میں شامل ہیں۔ عالم دین بھی تھے لیکن کسی کی توجہ اس طرح نہیں گئی تھی کہ پاکستان بھی بن سکتا تھا بس صرف نشستوں کا ہی مطالبہ تھا کہ کتنی لینی ہیں۔

مسلمانوں کا مطالبہ تنقیس (33) فیصد کا تھا۔ ہندو انہیں پچیس (25) فیصد دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مطالبہ نہ تھا۔ حضرت علامہ اقبالؒ پہلے مسلمان بندے تھے کہ جنہوں نے فرمایا کہ نشتوں کا مطالبہ چھوڑا اور برصغیر کی تقسیم کر کے اپنے لئے علیحدہ وطن حاصل کرو۔ علیحدہ وطن کا تصور ہی علامہ اقبالؒ نے پیش فرمایا جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ تھا اس سے بات بنی۔ دوسرے کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ تاریخ پاکستان کا مطالعہ کرو تو تمہیں ان حقائق کا پتہ چل جائے گا۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے بطور خاص ایک بات کہی کہ ملک ایک نہیں بلکہ دو لیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اکٹھا ایک جگہ نہ لینا۔ لیکن انہوں نے دو حصوں کو ایک پاکستان بنالیا اور علامہ اقبال کی بات آخر کار بیخ ثابت ہوئی کہ جو بیس پچیس سال بعد پاکستان دو اسلامی ممالک میں تقسیم ہو کر ایک بنگلہ دیش بن گیا اور ایک پاکستان رہ گیا۔ جو کچھ عاشق رسول حضرت علامہ اقبالؒ کے منہ سے بات نکلی تھی وہ ہو کر رہی یہ ہے عاشق رسول ﷺ کی فراست اور یہ ساری فراست ذکر مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوتی ہے۔ بندہ جب ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتا ہے۔ وہ ایک بار پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ تو حضور نبی کریم ﷺ اسی وقت اس پردس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ دس ہزار بار کہہ دینا بڑا آسان ہے ہم یہاں پچیس تیس آدمی بیٹھے ہیں آپ پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی اسی وقت ہر آدمی پردس دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ دیا ہے۔ اب یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف ہم ہی یہاں بیٹھے درود شریف پڑھ رہے ہیں اور لوگ بھی اگر ادھر ہوں یا کہیں بھی ہوں روس میں ہوں کہ چین میں ہوں۔ انگلینڈ میں ہوں کہ ہندوستان میں جہاں کہیں بھی کوئی ہو۔ بلکہ کائنات میں جہاں کہیں بھی کوئی حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے والا موجود ہو تو حضور نبی کریم ﷺ کو ہر ایک اک علم ہے اس کے والد کا پتہ ہے اور ہر ایک پر حضور نبی کریم ﷺ دس دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ دیتے ہیں۔ یہ دیکھو کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ کیا چیز ہے کہ جو حضور نبی کریم ﷺ کو بتا دیتی ہے کہ ہم درود شریف پڑھ رہے ہیں یہ حضور نبی کریم ﷺ کی صفت حاضر ناظر ہونا اور کلی علم غیب کا ہونا ہے۔ آپ دل میں پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کسی ہستی کو پتہ چلا ہے تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی اتنی اہمیت ہے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی بخشش کا بہانہ اور ذریعہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ عاشق کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے معشوق کا ہی ذکر کرتا ہے۔ اگر ارنجھا ہے تو وہ ہر وقت ہیر کی بات ہی کرے گا۔ اگر مچھو ہے تو لیلیٰ کا ہی ذکر کرے گا اگر مچھو صاحب سوتلی کا ذکر کرے تو پھر وہ لیلیٰ کا عاشق نہیں ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جو عاشق ہوتا ہے وہ صرف اپنے محبوب کی بات ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتا ہے۔ دوسرے کیلئے اس نے اور کئی کام بنا رکھے ہیں کوئی سورج کو چارہا ہے کوئی پانی کو بہا رہا ہے۔ کوئی ہوا کو چلا رہا ہے کوئی فصل اگر رہا ہے کوئی طوفان لا رہا ہے لیکن ایک کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے وہ ہر لمحہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

عاشق سمجھ لیجئے محبت سمجھ لیں اِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَہٗہٗہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاٰیہَا الدِّیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب 56) اور حکم ہے کہ تَعْلَقُوْا بِاَحْلَاقِ اللہِ صیغے کا اللہ تعالیٰ کرتا ہے ویسے ہی کا تم بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ کا کام درود شریف پڑھنا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو تم بھی درود شریف پڑھو۔ یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ عاشق کی ایک نشانی ہے کہ وہ اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اور دوسری نشانی اس کی یہ ہے کہ اسے اپنے محبوب میں کوئی خامی یا نقص نظر نہیں آتا۔ اگر رائجہ کو ہیر میں کوئی نقص نظر آتا ہے تو وہ پھر اس کا عاشق نہیں ہے۔ مجنوں کو اگر لیلیٰ میں نقص نظر آتا ہے تو وہ اس کا عاشق نہیں ہے۔ معشوق میں کوئی نقص ہوتا نہیں ہے اگر ہوتا بھی ہے تو وہ عاشق کو نظر نہیں آتا۔ اب اگر آپ عشق مصطفیٰ ﷺ بھی رکھتے ہیں اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نقص بھی نکالتے ہیں تو آپ کا عشق جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں آپ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ نور نہیں ہیں۔ نور تو کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ اس طرح سے آپ نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محمد ﷺ مانتے ہیں اور نہ ہی آپ عاشق رسول ﷺ ہیں۔ آپ اپنے بیٹے کو چاند سے تشبیہ دیتے ہیں کہ میرا بیٹا چاند جیسا ہے تو کیا وہ چاند جیسا ہوتا ہے۔ نہیں ہوتا ہے لیکن آپ اس کو پھر بھی چاند سا کہتے ہیں بلکہ اس کا نام چاند اور MOON رکھ لیتے ہو۔ یہ آپ کا پیارا ہے آپ کا عشق ہے آپ اپنے بیٹے کو چاند کہتے ہیں دوسرے لوگ اسے چاند نہیں کہتے اور نہ چاند جیسا کہتے ہیں۔ بیٹا آپ کا محبوب ہے حالانکہ اس میں وہ صفت نہیں جو آپ کو اس میں نظر آتی ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ میں تو صفت موجود ہے اور صفت موجود ہونے کے باوجود اگر کوئی نہ مانے تو وہ عاشق تو کیا وہ تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ اور عاشق کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس کو اپنے محبوب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ اسے ماسوائے اپنے معشوق کے باقی چیز جلی ہوئی نظر آتی ہے۔ عاشق کی بات سنو۔

ابیں	صورت	نوں	میں	جان	آکھال
جان	آکھال	کہ	جان	جہاں	آکھال
سچ	آکھال	تے	رب	دی	شان
جس	شان	تھیں	بنیاں	سب	شاناں

پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے سامنے صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ہی شان ہے باقی ہر شان ختم ہو گئی ہے۔ کسی کو اگر کوئی عزت ملی ہے تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت پاک سے ملی ہے۔ یہ ان کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی شان سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

علامہ اقبالؒ جو بھی بات کرتے ہیں پوری تحقیق اور ذمہ داری سے کرتے ہیں آپ سو سال تک بھی تعلیم حاصل کرتے رہو

پھر بھی علامہ صاحب جیسی فہم و فراست نہیں پاسکتے۔ شیخ سعدیؒ مولانا رومؒ مولانا جامیؒ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحبؒ مجدد الف ثانیؒ ایسی ہستیاں ہیں کہ جو یہ فرمادیں وہ مان جاؤ۔ تمہیں کوئی تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سب نے جو بھی فرمایا ہے وہ تحقیق کرنے کے بعد ہی فرمایا ہے۔ وہ شعر ہے کہ

پیتا بغیر اذن کے کب تھی میری مجال
در پردہ چشم یار شہہ پا کے پی گیا

فرماتے ہیں کہ میں نے شراب نہیں پیتا تھی لیکن میرے دوست نے ذرا آنکھ نیچے کر کے مجھے پیئے کا موقع دیا تو میں نے جسارت کر لی اور پی گیا کچھ بھی ہونا ہے ساقی کی اجازت سے ہونا ہے۔ میں نے حضرت مولانا رومؒ کو ساقی بنایا ہے کہ وہ جو کہہ دیں وہ آپ بھی کر دیں۔ علامہ اقبالؒ جو فرمادیں۔ حضرت شیخ سعدیؒ جو فرمادیں مولانا جامیؒ جو فرمادیں اس میں کچھ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان حضرات نے جو روشنی پھیلانی ہے اس روشنی کے صدقے جو یہ فرما گئے ہیں اس کو بلا چوں چراں مان جاؤ۔ اگر ساری زندگی بھی مجاہدے میں گزار دو تو شاید پھر بھی اس مقام تک نہ پہنچے سکو جہاں مولانا رومؒ پہنچے ہیں شاید وہ عظمت نہ حاصل کر سکو جو حضرت شیخ سعدیؒ کو ملی ہے شاید وہ چیز نصیب نہ ہو جو علامہ اقبالؒ کو ملی ہے۔ شاید وہ عرفان حاصل نہ کر سکو جو حضرت مولانا جامیؒ کو عطا ہوا ہے شاید ہم وہ علم حاصل نہ کر سکیں جو اعلیٰ حضرت بریلویؒ کو نصیب ہوا ہے شاید وہ بات ہمیں حاصل نہ ہو سکے حضرت مجدد صاحبؒ کو ملی ہے یہ لوگ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی محبت پیارا اور عشق میں کھرے ہیں اسی طرح یہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے پھر قیامت میں اگر مان گیا
آج حضور نبی کریم ﷺ کی تمام صفات کو مانو قیامت میں تو ہر کوئی مان جائیگا پھر کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

وہی نور حق وہی ظل رب
ہے انہی سے سب ہے انہی کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان
زمین نہیں کہ زمان نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں۔ سب کچھ آپ کا ہی ہے۔ سب کچھ آپ کے نور سے ہی پیدا ہوا زمین و زمان و آسمان سب ان کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ ابھی شعر پڑھا گیا ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ

نال شفاعت سرور عالم پھنسی سارا عالم ہو

کسی تحقیق کی ضرورت نہیں صرف اس ایک ہی مصرعہ کو ایمان اک حصہ بنا لو اور اسی پر عمل کر لو۔ کوئی کسی شرک وغیرہ کے فتویٰ سے نہ ڈرو۔ حضرت شیخ سعدیؒ کا کلام کو ہزار سال ہو گئے ہیں۔ ابھی تک تازہ اور تابندہ ہے۔ مساجد میں لکھا ہوا

ہے۔ شعراء کے کلام کا حصہ بنا ہوا ہے۔

بَلِّغِ الْعَلَى بِكَمَالِهِ كَشَفِ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعَ خَصَالِهِ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

کسی کو اس کے معنی و مفہوم آتے ہیں کہ نہیں آتے ہیں لیکن جب جہاں کہیں پڑھا جاتا ہے تو عجیب سا نشہ اور سرور آ جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہر کمال میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے ہر روشنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور سے ہے ان کے غلام در غلام اپنے پیر صاحب کے بتائے ہوئے ذکر اور سبق اسباق و در و وظائف کرو تو تمہیں اندھیرے کمرے میں روشنی نصیب ہو جائیگی اور آخر میں کیا پیغام دیا ہے کہ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش غلام مصطفیٰ صاحب 24/04/94

خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے
در رسول پر ایسا کبھی نہیں دیکھا
کوئی سوال کرے اور وہ عطا نہ کرے
اسیر بنا کر رکھیں جسے مدینہ میں
تمام عمر وہ اپنی رہائی کی دعا نہ کرے
مدینہ جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدا خواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے
شعور نعت بھی ہو اور زبان بھی ہو عتیق
وہ آدمی ہی نہیں جو ان کا حق ادا نہ کرے

والدین کی عزت عظمت ادب احترام

”نحمدہ ونصلی علی رسول النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملكته يصلون على النبي بها الذين امنو صلوا عليه وسلمو تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یاسیدی یا حبیب الله“

معزز حاضرین! اولاد اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ”ہم جس کو چاہیں بیٹے دیں جس کو چاہیں بیٹیاں دیں جس کو چاہیں دونوں دیں اور جس کو چاہیں کچھ نہ دیں“ (شوری 50-49) تو حضرات جن کو یہ نعمت نصیب ہے وہ شکر کریں اور جن کو یہ نعمت نصیب نہیں وہ صبر کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات میں کوئی راز پنہاں ہوتا ہے۔ وہ قادر ہے مالک ہے اولاد عطا بھی کرتا ہے اور نہیں بھی کرتا اگر نہ کرے تو اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اگر اولاد ہوتی تو وہ کفر کی طرف مائل ہو جاتی اور اس کے والدین بھی اولاد کی محبت میں کفر کی طرف چلے جاتے جس طرح سے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے واقعہ میں آپ جانتے ہیں کہ حضرت خضر نے ایک لڑکے کو جان سے مار دیا تھا۔ اور بعد میں وجہ بیان فرمائی تھی کہ یہ بڑا ہو کر کفر کرتا اور اپنے والدین کو بھی کفر کی طرف لے جاتا۔ اور یہ بھی ہے کہ اگر اولاد ہو اور وہ فرعون شداد۔ قارون، ڈاکو نشہ کرنے والی چور زانی بدکردار نافرمان نکلے جو اپنی اور والدین کیلئے پریشانی اور بے عزتی کا باعث بنے تو بہتر کہ ایسی اولاد نہ ہی ہو اور انسان اولاد کے نہ ہونے پر صبر کرے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین رکھے تو یہی اس کے حق میں بہتر ہے۔ آج کل معاشرے میں جو برائیاں جنم لے چکی ہیں اور لے رہی ہیں ان کے پیش نظر اولاد کی صحیح خطوط پر پرورش کرنا بھی کسی جہاد سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا کر دیتا ہے اور اسے پوری قدرت حاصل ہے۔ بغیر باپ کے پیدا کرے۔ بغیر ماں کے پیدا کرے یا بغیر والدین کے ہی پیدا کر دے یہ اس کی مرضی ہے جو چاہے کرے لیکن والدین کے باہم ملاپ سے اولاد پیدا ہونا قانون فطرت ہے۔ اس میں ماں کو ترجیح بھی حاصل ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آء اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے۔ فرمایا تیری ماں کا پوچھا کہ پھر کس کا فرمایا کہ تیری ماں کا پوچھا پھر کس کا فرمایا تیری ماں کا اور پھر پوچھا کہ کس کا تو فرمایا تیرے باپ کا۔ یعنی ماں جو ہے وہ باپ سے تین درجہ اعلیٰ حیثیت کی حامل ہے۔ اور جس کسی شخص سے اس کا باپ ناراض ہو تو اس سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ باپ جو تھے درجہ میں ہے چوتھے درجہ والے کی ناراضگی سے اگر خدا ناراض ہو جاتا ہے تو اس سے اوپر تین درجے والی ماں کی ناراضگی ہو تو پھر کہاں ٹھکانہ ہے۔ انسان کی پیدائش کو قرآن حکم نے دو تین جگہ پر بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ ماں ایک وقت مقررہ تک بچے کو اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے پھر نہایت تکلیف کے ساتھ اسے جنم دیتی ہے اور دو سال تک اسے اپنی چھاتی سے چمٹائے رکھتی ہے اپنا دودھ پلاتی ہے اس کی ہر دکھ تکلیف کو

اپنی جان پر لیتی ہے۔ یوں اس کی پرورش کرتی ہے۔ ماں کی اس خدمت کا صلہ ہی ہے کہ اسے باپ سے تین درجہ اولیت ملی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں جنت کی دہلیز کو بوسہ دوں گا۔ اس کا کام بن گیا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے منت مانی تھی کہ میرا یہ کام بن جائے تو میں جنت کی دہلیز کو بوسہ دوں گا۔ میرا وہ کام ہو گیا ہے اب فرمائیے کہ میں جنت کی دہلیز کو کس طرح بوسہ دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کے قدم پر بوسہ دے دو تمہارے لئے وہی جنت ہے اور فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو چکی ہے۔ فرمایا کہ اس کی قبر کو پاؤں کی طرف سے بوسہ دیدو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بہت چھوٹا تھا جب میری والدہ کا انتقال ہوا مجھے تو اس کی قبر کا بھی علم نہیں۔ فرمایا کہ قبرستان چلے جاؤ وہاں ایک چھڑی قبر کا نشان بناؤ اور اس کے پاؤں کی طرف بوسہ دے دو۔ تمہاری منت پوری ہو جائیگی۔ حضرات یہ جنت کی دہلیز کو بوسہ آپ بھی دے سکتے ہیں۔ جن کی والدہ حیات ہیں وہ ان کے پاؤں کو بوسہ دیں اور جن کی والدہ فوت ہو چکی ہیں وہ ان کی قبور پر بوسہ دے سکتے ہیں اور جن کو علم ہی نہیں کہ قبر کہاں ہے ہندوستان میں رہ گئی ہے یا سکی اور جگہ دور ہے کسی دوسرے ملک میں ہے وہاں اب جانیں سکتے تو اس کا نشان تو آپ بنا سکتے ہیں۔ یہ بخشش کا بہانہ ہے۔ جب کوئی جنت کی دہلیز کو بوسہ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اسے جنت میں ہی داخل کر دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یا اللہ جنت میں میرا جو پڑوسی ہوگا مجھے اس کی زیارت کرا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں شہر میں ایک قصاب ہے وہ تیرا پڑوسی ہے وہاں چلے جاؤ۔ حضرت موسیٰ بڑے شوق سے گئے کہ میں نبی ہوں میں کلیم اللہ ہوں میرا پڑوسی کیسا ہے۔ آپ اس کی دکان پر پہنچے تو دیکھا کہ گوشت بنا رہا ہے قیمہ بنا رہا ہے۔ گوشت فروخت کر رہا ہے آپ اس کی دکان پر پر تشریف فرما رہے لیکن اس میں کوئی خاص خوبی نظر نہ آئی کہ جس طرح سے دوسرے قصاب ہوتے ہیں ویسا ہی یہ بھی ہے۔ کوئی خاص امتیاز والی بات اس میں نہیں ہے۔ آپ بیٹھے رہے اور جب اس نے اپنا کاروبار ختم کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آج آپ کا مہمان رہوں گا مجھے اپنے گھر لے چلئے۔ قصاب نے عرض کیا **يَسْمِعُ اللّٰهُ اَيْنَے** گھر چلتے ہیں۔ وہ آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ آپ تشریف فرما ہوئے اور دیکھا کہ ایک سور اور ایک اس کی مادہ سور بندھے ہوئے تھے۔ قصاب پہلے گیا ان دونوں کو نہلایا۔ پانی پلایا ان کی خدمت کی پھر اپنے مہمان کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کو پانی وغیرہ پلایا کھانا کھلایا۔ حضرت موسیٰ رات وہاں رہے لیکن اس قصاب میں کوئی شب بیداری یا عبادت گزار کی والی بات بھی نہ دیکھی۔ حیران ہوئے اور صبح واپس تشریف لے جانے کا قصد فرمایا اور قصاب سے فرمایا کہ میں حضرت موسیٰ ہوں اور میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ جو شخص جنت میں میرا پڑوسی ہے وہ مجھے دکھادیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے متعلق فرمایا تھا کہ آپ سے مل لوں۔ تو میں آیا تھا اپنے مہمتی پڑوسی سے ملنے کیلئے کہ دیکھوں اس میں خوبی کیا ہے۔ میں کل سے آپ کے ساتھ ہوں لیکن مجھے تو کسی ایسی بات آپ میں نظر نہیں آئی۔ آپ خود ہی بتائیں کہ آپ میں ایسی کیا خوبی ہے کہ تو

جنت میں میرا پڑوسی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے مجھے یہ رتبہ عطا فرمایا ہوا ہے مجھے تو کوئی علم نہیں۔ میں تو قصاب ہوں اور جانوروں کو ذبح کرتا ہوں۔ گوشت فروخت کرتا ہوں یہ تو باقی قصاب بھی کرتے ہیں میں کوئی علیحدہ تو نہیں ہوں۔ البتہ یہ جو سورہ بندھے ہوئے آپ یہاں دیکھ رہے ہیں یہ میرے ماں باپ ہیں۔ یہ کوئی گناہ نہ کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ ان کی شکلیں تبدیل کر دی ہیں لیکن میرے تو یہ ماں باپ ہیں۔ میں ان کی خدمت کرتا ہوں اور باندھ کر اس لئے رکھتا ہوں کہ کہیں چلے نہ جائیں اگر کہیں باہر نکل گئے تو کوئی ان کو مارے گا کوئی کاٹ کھایگا۔ کتے ان کو کاٹیں گے۔ میں نے ان کو سزا کے طور سے نہیں باندھا ہوا ہے بلکہ مجھے ان کو باندھنے کا افسوس ہے لیکن مجبوری ہے کہ کہیں گھر سے باہر نہ نکل جائیں۔ میں جو کمائی کرتا ہوں وہ ان کی خدمت میں صرف کرتا ہوں جو باقی بچ رہتا ہے وہ آپ جیسے مہمانوں پر خرچ کرتا ہوں اپنا پیٹ پالتا ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہوں بس صرف یہ میرا کام ہے اب اللہ تعالیٰ کو یہ میرا عمل اتنا محبوب ہے کہ اس نے کمال مہربانی سے مجھے بخش دیا ہوا ہے اور جنت میں آپ کا پڑوسی بنا دیا ہوا ہے تو یہ اس کی عطا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ ماں باپ کی خدمت کرنے والا جنت میں نبیوں کا پڑوسی ہوگا۔ چھوٹا سا یہ عمل ہے لیکن یہ سب کو نصیب نہیں ہوگا۔ یہ عقیدہ کو نہیں ملے گا عقیدہ کی درگاہ شرط ہے۔ یہ نیک عمل ضرور ہے ہو سکتا ہے کہ دنیا میں بد عقیدہ کو اس کا کوئی اجر مل جائے لیکن آخرت میں اس کا حصہ صرف صحیح العقیدہ کو ہی ملے گا۔ سکھ کو یا عیسائی کو اجر نہیں ملے گا۔ کیونکہ یہ نیک عمل ہے اس وجہ سے دنیا میں ہو سکتا ہے کہ کسی کو اس وجہ سے عزت مل جائے۔ فتح مل جائے کوئی اور انعام مل جائے لیکن نیک عمل بھی قبول نہیں ہوتا جب تک عقیدہ صحیح نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ با وضو ہو کر ادب سے ماں کے چہرے کو دیکھنا اس کا ثواب ایک حج مبرور جتنا ہے۔ ایسے حج کے ثواب کے برابر ہے جو قبول ہو چکا ہے۔ حج تو سبھی کر لیتے ہیں لیکن پتہ نہیں کہ کسی کا قبول بھی ہے کہ نہیں۔ ہزاروں غلطیاں ہوتی ہیں اور ہر غلطی پر ایک دم دینا پڑتا ہے یعنی ایک ذنب قربانی کرنا پڑتا ہے اتنے دم کوں دیتا ہے۔ بعض غلطیاں ایسی ہیں کہ ان کا پتہ ہی نہیں ہوتا کہ غلطی ہو گئی ہے۔ لیکن ماں کا چہرہ دیکھنے سے جس حج کا ثواب ملتا ہے اس میں غلطی کوئی نہیں ہوتی۔ وہ قبول ہی قبول ہے۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ایک دن میں ایک مرتبہ ہی یہ ثواب ملتا ہے فرمایا نہیں تو ہر لمحہ دیکھ بار بار دیکھ ہر بار حج کا ثواب ہے۔ حضرات یہ کرم ہے جو صحیح العقیدہ پر ہوتا ہے۔ ماں کے قدموں سے سب کچھ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے اگر غلطی ہو جائے تو اس کا عذاب بھی بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں ہے کہ اگر تمہارے والدین میں سے دونوں یا ایک بڑھاپے کو پہنچے تو انہیں اف تک نہ کہو نہ ہی ان کو جھڑکو۔ ان سے تعظیم اور ادب سے بات کرو۔ والدین سے اچھا سلوک کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (رحم دی ہے) پالا ہے۔ (بنی اسرائیل 24-23)۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے فوت ہونے لگے نزع کی تکلیف بہت زیادہ تھی لیکن جان نہیں نکل رہی تھی۔ کئی روز گزر گئے تکلیف کے باعث تڑپ رہا ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزع کے عالم میں ہے کئی روز سے جان نہیں نکل رہی ہے بہت تکلیف میں ہیں۔ سارے

عزیز و اقارب رشتہ دار بہن بھائی بیٹھے ہیں سب پریشان ہیں آپ تشریف لے چلیں۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے دیکھا تو فرمایا کہ یہ ماں کا گستاخ ہے اس لئے اس کی جان نہیں نکل رہی ہے۔ اس کی والدہ کو بلاؤ۔ وہ آئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہت تکلیف میں ہے۔ تو اس کو معاف کرے گی تو اس کی جان نکلے گی ورنہ اسی طرح سے تکلیف میں پڑا رہے گا۔ ماں نے کہا میں تو معاف نہیں کروں گی اس نے ساری عمر مجھے ستایا ہے بڑی سختی کی ہے بڑی تکلیف مجھے دی ہے۔ دکھ دیا ہے یہ کیا ہے وہ کیا ہے تمام شکوہ شکایت ظاہر کر دی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو معاف نہیں کرنا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو یہ سیدھا جہنم میں چلا جائیگا۔ اور وہاں آگ میں جلے گا اس کا نظارہ میں تمہیں ابھی کر دیتا ہوں۔ حضور پاک ﷺ نے حکم دیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرو اس پر اس کو کھر کر آگ لگا دو تو یہ جل جائیگا تو اس کی ماں اس کا نظارہ بھی کرے گی کہ اس کا حشر کیا ہونا ہے۔ لکڑیاں اکٹھی ہو گئیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر لٹا دیا گیا۔ ابھی زندہ تھے۔ جب لکڑیوں کو آگ لگانے لگے تو ماں بولی کہ یا رسول اللہ ﷺ مہربانی فرمائیں اس کو آگ نہ لگائیں میں اس کو معاف کرتی ہوں۔ ماں نے معاف کر دیا تو ادھر اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان بھی آسانی سے نکل گئی اور وہ فوت ہو گئے۔ ماں باپ کا حکم مانو اس پر عمل کرو۔ ان کو راضی رکھو۔ ہاں اگر ماں باپ شریعت کے منافی کوئی حکم دیں تو وہ نہ مانو۔ شروعات میں والدین اپنے بچوں کو منع کرتے تھے کہ حضور پاک ﷺ کے پاس نہ جاؤ۔ مسلمان نہ ہو۔ اسلام قبول نہ کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کو نہ مانو۔ ان کی بات نہ سنو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات ان کی نہ مانو لیکن سختی سے نہیں بلکہ معذرت کے ساتھ۔ یا یہ کہ وہ کہیں کہ نماز نہ پڑھو روزہ نہ رکھو حج نہ کرو زکوٰۃ نہ دو۔ یہ بھی نہ مانو اور نرمی سے یہ کہہ دو کہ یہ ہم سے نہیں ہوتا کہ ہم یہ اعمال نہ کریں باقی ان کی ہر بات مانو۔ لیکن اگر نالٹائی ہے تو ادب سے ٹال دو۔ ادب سے بھی تو ٹال سکتے ہیں ان سے لڑائی جھگڑا مت کرو۔ آپ ان کی کسی بات کو اگر نہیں مان سکتے تو ادب سے اپنا نقطہ نظر پیش کرو۔ سختی سے ان کو منع نہ کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ قیامت قریب آ رہی ہے۔ لیکن یہ جانتے ہو کہ اس کو کھینچ کر کون لا رہا ہے۔ جیسے کوئی چیز کھینچ کر لاتے ہیں جیسے یہ کرسی کھینچ کر لا رہا ہے جو اپنی ماں سے اس طرح سے کام لیتا ہے جس طرح سے نوکرانی سے لیا جاتا ہے۔ اپنی بیوی کو تو پلنگ پر بٹھا رکھا ہے۔ اے سی لگا کر دیا ہے۔ ساتھ میں پنکھا بھی چل رہا ہے۔ ناشتہ اور بیڈی BED-TEA اس کو اس کے کمرے میں پہنچا رہا ہے۔ لیکن ماں کو حکم دے رہا ہے کہ کیا تیرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ کمزور ہو گئے ہیں یا ٹوٹ گئے ہیں کہ روٹی نہیں پکاتی ہے کیا تو ناشتہ بھی نہیں بنا سکتی۔ کیا تو روٹی بھی نہیں پکاسکتی۔ کیا تو کپڑے بھی نہیں دھو سکتی۔ میرے جوتے بھی تجھ سے پالش نہیں ہوتے۔ پتہ نہیں ہے کہ میں نے دفتر جانا ہے۔ ماں لوٹدی بنی ہوئی ہے۔ خادمہ بنی ہوئی ہے۔ یکدم صاحبہ ابھی تک سو رہی ہیں اور ماں باورچی خانے میں بیٹے کے حکم کے مطابق اس کے لئے ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ جب بیٹے ماں کو تو کرانی بنا دیتے ہیں تو وہ قیامت کو کھینچ کر لا رہے ہیں۔ حضور ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوٹدی اپنا آقا بنے گی۔ اس حدیث پاک کا یہی مطلب ہے جو میں عرض کر رہا ہوں کہ بیٹا ماں پر اس طرح سے حکم چلائیگا جس طرح

سے شوہر اپنی بیوی پر چلاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کئی گھروں میں یہ چیز موجود ہے کہ ماں صاحبہ خدمت میں لگی ہوئی ہیں اور بیوی صاحبہ میک اپ کر کے اور لپ اسٹک لگا کر بن سنور کر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس سے بڑی گستاخی دنیا میں نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اولاد کو نیک اور فرمانبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا تھا۔ باپ نے فرمایا کہ بیٹا کشتی میں سوار ہو جاؤ لیکن اس نے کہا نہ مانا۔ حضور نوحؑ باپ تو تھے ہی لیکن ساتھ میں نبی بھی تھے یہ صرف باپ ہی کی گستاخی نہ تھی بلکہ نبی کی نافرمانی بھی تھی اس لئے ڈوب کر مر گیا۔ اللہ تعالیٰ کو گوارا ہی نہ ہوا کہ اس کے نبی کا نافرمان بچ نکلے خواہ اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حضرات ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لیں کہ آج ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتنے فرمانبردار ہیں۔ آپ ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ گستاخ اور نافرمان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایک بڑی شوق والی محبت والی عشق والی بات سنی تھی کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کی میت کو وضو کیوں کراتے ہیں۔ اسے نہلایا کیوں جاتا ہے اسے نئے کپڑے کیوں پہناتے ہیں۔ اب جاوہ رہا ہے کوئی بھی کپڑے اس کو پہنا دیں اس کے لیے اتنا اہتمام کیوں کرتے ہیں۔ خوشبو بھی لگاتے ہیں۔ ہار بھی پہناتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے قبر میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنی ہے۔ با وضو ہو کر ادب سے ماں کا چہرہ دیکھنے سے حج مبرور کا ثواب ملتا ہے تو یہ شخص جو قبر میں جا رہا ہے اس نے حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا ہے۔ اس لئے اسے اتنا تیار کیا جا رہا ہے کہ جب حضور ﷺ قبر میں تشریف لائیں اور اس مردے سے سوال ہو کہ تو اس ہستی کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا تو اللہ کرے کہ اس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہو جائے اور یاد رکھو قبر میں پہچان صرف اسے ہی ہوگی جو یہ عقیدہ رکھتا ہوگا کہ

ابو صورت رہے پیش نظر وچہ قبر تے روز حشر
پل تھیں جد ہو سی گزر سب کھوٹیاں تھیں تدھ کھریاں

اور جو کوئی یہ عقیدہ نہیں رکھتا تو پھر قبر میں حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان بھی نصیب نہیں ہوگی۔ وہ کہے گا کہ ہائے ہائے اَذْرِیْ لَا اَذْرِیْ میں تو نہیں جانتا پھر خواہ پہلے دونوں سوال کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے ٹھیک وہ بھی جائیں گے لیکن جہنم کی کھڑکی کھل جانی ہے تو آیا بڑا توحید والا تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان اسے نصیب ہوگی جو عقیدہ لیکر قبر میں جائیگا کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں حاضر ہیں حیات ہیں کئی علم غیب رکھتے ہیں اور شفاعت کا مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

عقیدہ ان پانچ چیزوں سے بنتا ہے۔ پھر وضو کر کے ماں کا چہرہ دیکھے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر پیر صاحب کا چہرہ دیکھے تو کتنا ثواب ملتا ہے۔ حضرت سلطان العارفينؒ فرماتے ہیں کہ

اک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کڑوڑاں ججاں ہو

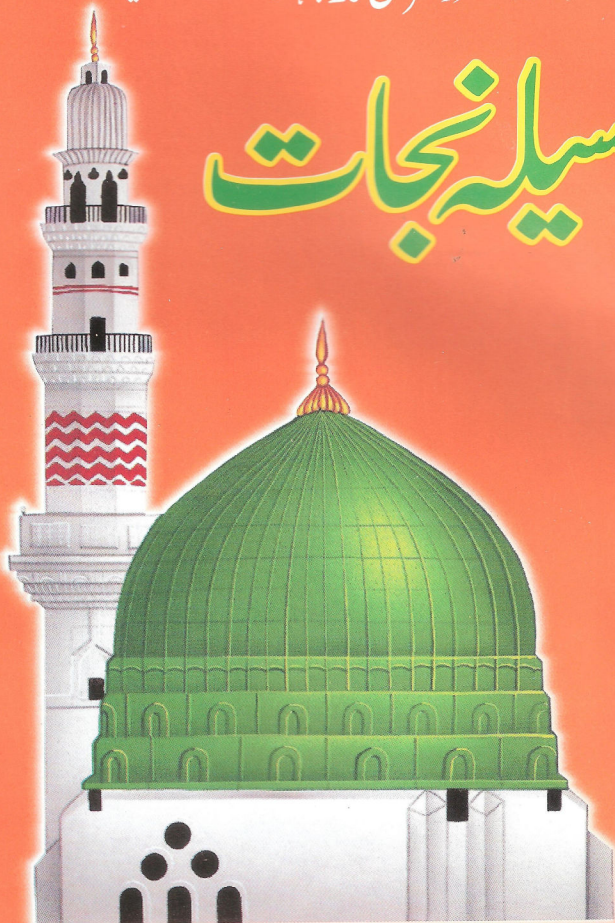
اب بات کرو۔ والدین کی عظمت پیر و مرشد کی عظمت ان سے محبت ان سے پیار ان کا ادب ان کی فرمانبرداری ثواب ہی ثواب اور ذریعہ نجات ہے۔ بس عقیدہ صحیح ہو تو والدین کی خدمت بھی فائدہ دیتی ہے۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بھی فائدہ دیتا ہے۔ جو بھی نیکی کرو گے اس پر کرم ہی کرم ہے۔ بخشش ہی بخشش ہے۔ تمہیں پتہ ہوگا کہ انگلستان میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا وظیفہ مقرر ہو جاتا ہے اس کیلئے دودھ فروٹ اور خوراک وغیرہ کا خرچہ ملنا شروع ہو جاتا ہے کتنی بڑی نیکی ہے۔ ہمارے بچے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں۔ پوٹیاں لگ جائیں تو پھر ٹھیک ہی نہیں ہوتیں۔ وسائل ہی اتنے نہیں ہوتے کہ ڈاکٹر سے علاج کرا سکیں لیکن ادھر فوراً سرکاری علاج شروع ہو جاتا ہے۔ نمکول۔ O.R.S وغیرہ اور ادویات مل جاتی ہیں۔ کتنی بڑی نیکی کی بات ہے۔ لیکن یہ تمام نیکی برباد ہو جائیگی صرف اس لئے کہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ حضرات عقیدہ صحیح رکھیں پھر ماں کا چہرہ دیکھیں جن کو یہ دولت نصیب ہے وہ اس کا بھرپور فائدہ اٹھائیں اور جن سے یہ نعمت چھن چکی ہے وہ ان کیلئے دعا اور فاتحہ پڑھا کریں۔ اول آخردو شریف اور تین بار سورت الحمد شریف اور نو بار سورت اخلاص پڑھ کر ایک حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک والدین کیلئے اور ایک امت مسلمہ کیلئے اس کا ثواب کیا کریں۔ حضرات والدین بہت بڑی نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے یہ بخشش کا بہانہ ہیں اللہ تعالیٰ والدین کی عظمت کو سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے ان کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ مجددیہ خلیفہ فیصل آباد 11/07/96

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رُؤُلِ مَحَبِّ اِلِ رُؤُلِ
حضرت پیرِ پروفیسرِ ڈاکٹرِ علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ ہشتم

پیش کش: - پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

ہے کلام الہی میں شمس والضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امین
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم
میرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
یہی کہتی ہے بلبل باغ جتناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو وہ تمام سکھا دیا گیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔ لہذا حضور نبی کریم ﷺ کو تمام علوم عطا فرما دئے گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ تمام علوم اپنے صحابہ کرام اور اولیاء کی تقسیم فرما دئے تاکہ ان کی روشنی میں وہ انسان کی رشد و ہدایت کیلئے کام کر سکیں۔ نبوت ختم ہو چکی لیکن نبوت کا مشن دین کی تبلیغ اولیاء کرام کی وساطت سے جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری ہے۔ انہیں کن کی زبان عطا ہوتی ہے۔ تصرفات رکھتے ہیں ہدایت کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور عوام الناس کو تقریری اور تحریری طور سے نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے باز رکھتے ہیں۔ وسیلہ نجات کی اشاعت اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔ جس میں پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد صاحب۔ دامت برکاتہ العالیہ کی تقاریر اور ارشادات شائع ہوتے ہیں۔ جو عوام کے قلوب میں عشق مصطفیٰ ﷺ اجاگر کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

وسیلہ نجات حصہ ہشتم حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتری کیلئے قارئین کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی 25/08/2000

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے عیب ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ أعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملئکنه یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔ ہر کسی کا دعویٰ ہے کہ مجھے نبی پاک ﷺ سے محبت ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے پیار ہے مجھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عشق ہے۔ لیکن اس کا ٹٹ کیا ہے۔ سبھی دعویٰ کرتے ہیں کوئی ایسا بندہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا انکار کرے۔ دیوبندی بھی محبت کا اقرار کرتے ہیں اہل حدیث بھی اقرار کرتے ہیں۔ قادیانی۔ شیعہ۔ چکاروی۔ پرویزی اور بریلوی تمام ہی فرقے کیا ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت کرتے ہیں اور باقی بھی سب ہی یہی کہتے ہیں تو ان میں سچا کون ہے۔ کیا تمام ہی سچے ہیں۔ کسی نے یہ فرمایا ہے کہ محبت کا ٹٹ یہ ہے اور اس کی محبت پہچان یہ ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو بے عیب مانے۔ دوسرا کوئی بھی سچا نہیں ہے نبی کریم ﷺ میں عیب بھی بتائے کہ یہ کمی ہے وہ خامی ہے تو پھر اس کا عشق سچا نہیں ہے۔ اس کو محبت نہیں ہے کیونکہ جس کو عشق ہوتا ہے وہ نبی پاک ﷺ کو بے عیب مانتا ہے۔ جس کو اپنے محبوب میں عیب نظر آ رہا ہے وہ عاشق ہی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عمل کرتے ہیں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ سب کرتے ہیں اور محبت بھی کرتے ہیں ان کے مطابق عمل کے بغیر محبت نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہ جس چیز میں ناکام ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو بے عیب نہیں مانتے۔ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نور نہیں مانتے قرآن مجید سے حیات النبی ﷺ ثابت ہے وہ کہتے ہیں کہ مرکز مٹی ہو گئے ہیں۔ ایک عام سی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں۔ ہماری بات سن رہے ہیں۔ یا وہ مٹی ہو گئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلَا حِرَّةَ حَیْرُ لَکَ مِنَ الْاُولٰئِی (الضحیٰ ۴) ”اور بے شک (گھڑی) تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے“ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ تو پھر زندگی بہتر ہوتی ہے کہ موت بہتر ہوتی ہے۔ یقیناً زندگی بہتر ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے نبی کریم ﷺ حیات ہیں۔ موت کا صرف مزہ چکھا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الْمَوْتِ (ال عمران ۱۸۵)“ ہر جان کو موت چکھنی ہے“ اس کے بعد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں آج بھی لوگوں کو اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح سے کہ ظاہری حیات طیبہ میں نوازتے تھے۔ پھر حدیث پاک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی کے جسم کو کھائے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مر کر مٹی نہیں ہو گئے بلکہ حیات ہیں۔ ہماری باتیں ہمارا درد و شریف اسی طرح سنتے ہیں جس طرح حیات ظاہری میں سنتے تھے۔ بلکہ جب ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجود حیات حیات ظاہری سے بھی بہتر ہے۔ پھر بھی اگر تو یہ کہے کہ فوت ہو گئے ہیں تو یہ عیب جوئی ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ ہر عیب سے پاک ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب مان لیں تو یہ شرک ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ (ال عمران) ”اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔“ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے غیب کا علم دیدیتا ہے اور اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلی علم غیب دے دیا ہے۔ اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں فرمایا کہ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (التکویر ۲۷) اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب بتانے میں بخیل نہیں ”گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم عیبہ معلوم ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے جنت میں جانا ہے کہ جہنم میں جانا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اس دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ حضرات یہ بھی عیب ہے۔ یہ لوگ ہزار ہا نقائص سے پاک ہیں ہر عیب سے پاک ہیں بات یہی ہے کہ ان کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت نہیں ہے دیکھو کہ دولت کا کیا شٹ ہے۔ سرمایہ ہے۔ علم کا کیا شٹ ہے۔ ڈگری ہے۔ سند ہے کہ یہ تعلیم یافتہ ہے۔ زمین کا مالک ہونے کا کیا شٹ ہے۔ اس کے پاس فرد ہونی چاہئے۔ پٹواری صاحبان فرد جاری کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی ملکیت میں اتنی زمین ہے۔ کوئی مکان کا مالک ہے تو اس مکان کی رجسٹری اس کے نام ہونے کا ثبوت اس کی ملکیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اب اگر کسی کو محبت ہے تو وہ بھی کوئی ثبوت پیش کرے۔ حضرات محبت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب مانے۔ لیکن جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عیب مانے وہ عاشق نہیں ہے۔ اور جس میں محبت مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے۔ اس میں

ایمان نہیں ہے اور ایمان نہیں ہے تو اس کا کوئی عمل بھی قبول نہیں خواہ وہ جہاد کر رہا ہو اسلام دشمن کے خلاف جنگ کرتا ہو۔ اسلام دشمنوں کو قتل کر رہا ہو حتیٰ کہ وہ اس کے صلے میں شہید بھی ہو جائے اس کی شہادت بھی قبول نہیں بلکہ وہ بھی بے ایمان ہے حالانکہ شہادت سے بڑا کیا عمل ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں مانتا انہیں بے عیب نہیں مانتا۔ منافق کو سب سے زیادہ یہی اعتراض ہوتا تھا کہ نبی پاک ﷺ کو علم غیب نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ شفاعت نہیں کر سکتے۔ ایک طویل حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز صبح سے شام تک ممبر شریف پر تشریف فرما ہو کر مآکان و مآ یحیون کے تمام واقعات بتا دیئے۔ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا سب بتا دیا پھر صحابی فرماتے ہیں کہ جس کو جو بارہ گیا سورہ گیا جو بھول گیا سو بھول گیا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کے آنے والے تمام واقعات بتا دیئے پہلے بھی کئی دفعہ ایک حدیث پاک عرض کی ہے کہ اس میں ایک نے پوچھا کہ میرا انجام کیا ہے فرمایا تو جہنمی ہے ایک نے پوچھا میرا والد کون ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو فلاں کا بیٹا ہے باپ کا نام بتا دیا۔ فرمایا کہ تو حلال کا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا راز ہے جو صرف ماں ہی جانتی ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ کون کس کا نطفہ ہے اس سے بڑھ کر علم غیب اور کیا ہو سکتا ہے۔ جو نبی پاک ﷺ کے علم غیب کی نفی کرتا ہے۔ وہ منافق ہے اس کے دل میں محبت نبی ﷺ نہیں ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں کہ وہ غلط تقسیم ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انصاف کیجئے عدل کیجئے گویا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے تلوار نکال لی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں یہ تو منافق ہے کافر ہے۔ فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو اس جیسے اور بھی بہت پیدا ہونگے ان کی نمازیں تمہاری نمازوں سے لمبی ہوں گی ان کے روزے تمہارے روزوں سے زیادہ ہوں گے۔ لیکن دین ان کے حلق سے اوپر اوپر ہی رہ جائے گا۔ دین ان سے ایسے نکل جائے گا کہ جس طرح سے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر شکار سے نکل جاتا ہے حضرات یہ یاد رکھیں کہ جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے غیب نہیں مانیں گے اس وقت تک دین بے عیب اور بالکل سچا آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ اب دیکھو کہ اس محفل کے اختتام پر کھانا آئے گا۔ یہاں سو آدمی بیٹھے ہیں تو ہر ایک آدمی کیلئے پلیٹ میں سالن آئے گا اگر میں یہ کہہ دوں کہ بھی ذرا سنبھل کر کھانا ایک پلیٹ کے سالن میں زہر ملا ہوا ہے تو بتائیے کہ زہر تو اب صرف ایک پلیٹ میں ہے باقی تمام

ننانوے پلیٹوں میں سادہ سالن ہے لیکن بتاؤ کہ کون سالن کھائے گا۔ کوئی بھی نہیں کھائے گا اس لئے کہ ہر کوئی سمجھے گا کہ شاید میری پلیٹ میں ہی زہر ہو۔ اگر کوئی شخص نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک بھی گستاخی کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معصوم نہیں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غلطی کر سکتے ہیں کہ انسان ہیں تو پھر ہر بندہ سوچے گا کہ پتہ نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس امر میں غلطی کی ہے نماز کا طریقہ بتانے میں کی ہے نماز پڑھانے میں کی ہے روزہ رکھوانے میں کی ہے حج کے طریقہ میں کی ہے کس عمل میں کی ہے کس آیت میں کی ہے کس حکم الہی کو پہنچانے میں کی ہے قرآن مجید کو سمجھنے سمجھانے میں کی ہے تو اس طرح سے سارے دین میں شک پڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ بے غیب ہے۔ قرآن مجید لا ربب ہے اس کو لانے والا روح الامین ہے۔ امانت دار ہے اور جس پر قرآن آ رہا ہے وہ لا ربب اور بے عیب ہے اگر کسی ایک آیت مبارکہ میں شک کرو گے تو سارے قرآن میں شک پڑ جائے گا کہ پتہ نہیں کہ کون سی آیت مبارکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی طرف سے بڑھادی ہے اپنی طرف سے لکھ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی بے عیب ہے اس کا کلام بھی بے عیب ہے اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بے عیب ہے۔ اس کا لانے والا اس کا سننے والا اس کی تفسیر کرنے والا اس کا مطلب بتانے والا اس پر عمل کر کے دکھانے والا بھی بے عیب ہو گا لا ربب ہو گا۔ ورنہ شک پڑ جائے گا۔ جو یہ کہے کہ نبی پاک ﷺ غلطی کر سکتے ہیں یہ سب عشق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نفی ہے۔ محبت رسول اللہ ﷺ کی نفی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نعت شریف پڑ گئی ہے کہ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا گیا ہے۔ وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْفُطْ عَيْنِي۔ اَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدْ النِّسَاءَ خُلِقْتَ مُبْرءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ۔ اب جب تک تیرا امیر عقیدہ یہ نہ ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ بے عیب ہیں تو ہمیں کوئی عشق نہیں ہے ہمارا محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر عشق ہو تو کالی سیاہ عورت بھی حسین ترین معلوم ہوتی ہے۔ لیلیٰ کالی سیاہ تھی لیکن کوئی مجنوں سے پوچھے کہ اس کا حسن کیسا ہے وہ کہے گا کہ لیلیٰ جیسی تو پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اور جس ہستی میں کوئی نقص ہے نہیں۔ اس میں اگر تجھے نقص نظر آتا ہے تو پھر تو کس قسم کا عاشق ہے۔ یہ عشق نہیں ہے اور نہ ہی تو عاشق ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہم سنی بریلوی جو ہیں ہمارے عمل میں کوتاہی ضرور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمل بھی جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا نہ ہو تو محبت نہیں ہے ایمان نہیں ہے وہ یہ معیار باندھتے ہیں۔ ہم میں نقص ہے عمل میں کوتاہی ہے لیکن خدا کی قسم ہے کہ کسی بھی بندے کے عشق میں کوتاہی نہیں ہے

محبت میں کوتاہی نہیں ہے۔ عقیدے میں کوتاہی نہیں ہے۔ اگر کوئی ہمیں یہ بتائے کہ تمہارے عمل میں یہ کمی ہے تو ہم فوراً مان جائیں گے۔ اعتراض نہیں کریں گے۔ جب علم ہو جائے گا روشنی آ جائے گی تو بندہ توبہ کر لے گا۔ رجوع کر لے گا۔ عمل کی بنیاد ایمان ہے اور ایمان کی بنیاد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے اور محبت رسول ﷺ کی بنیاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے عیب ماننا ہے جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے عیب نظر نہیں آتے اس وقت یہ محبت یہ عشق یہ عمل یہ ایمان سب کچھ بے کار ہے۔ **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ** بھی کہتے جائیں اور پھر اس ہستی میں عیب جوئی بھی کرتے جائیں تو پھر وہ کوئی محمد ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں۔ محمد ﷺ تو ہوتا ہی وہ ہے جس کی تعریف ہی تعریف کی جائے اس میں بدتعریفی والی بات بالکل نہ آئے اگر تعریف بھی کرتا ہے اور عیب بھی بتاتا ہے تو پھر اس کا محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ اور وہ اس محمد ﷺ کی تعریف نہیں کر رہا ہے جس کا کلمہ شریف **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ** میں ذکر ہے۔ وہ کسی اور محمد کی تعریف کر رہا ہوگا وہ کسی اور کلمہ پڑھ رہا ہوگا۔ حضرات جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب نہ مانے بات نہیں بنتی **الخصر** فرماتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ ﷺ کی

مردک برے بندے کو کہتے ہیں۔ آپ نے تین نقائص گنوائے ہیں؛ ذکر رو کے؛ کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر آئے تو وہ تنگ پڑ جائے اور کہے کہ نہیں نہیں اس کو رہنے دو اللہ تعالیٰ کی باتیں کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات رہنے دو۔ وہ نہ نعت پڑھتے ہیں نہ نعت لکھتے ہیں نہ سلام پڑھتے ہیں۔ دوسری بات کہ، فضل کاٹے؛ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کچھ نہیں ہے وہ کچھ نہیں دے سکتے ان کے پاس کیا ہے۔ سب کچھ اللہ دیتا ہے۔ وہی مالک ہے اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو۔ تیسری بات یہ کہ ہر وقت نقص ڈھونڈتا رہے قرآن حدیث پڑھے تو اس لئے پڑھے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نقص ڈھونڈے۔ فرمایا کہ یہ برا بندہ ہے۔ یہ کس طرح سے امتی ہونے کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ امتی بننے کیلئے غلامی مصطفیٰ ﷺ میں آنے کیلئے ذکر کرے گا۔ نعت پڑھے گا۔ نعت سنے گا اور نعت لکھے گا۔ ہر خیر اور بھلائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی لے گا اور مانگے گا۔ اپنی ہمت کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرتا رہے گا۔ یہ مومن کی نشانی ہے یہ ایمان ہونے کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شان کو سمجھنے کی

توفیق عطا فرمائے اور اس کو اپنے ایمان کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی محمد حمید شاد صاحب 2.10.99

سب سے اچھا عمل نماز کا وقت پر پڑھتا ہے۔ ”الحمدیث“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے لیکن کمال مہربانی سے اس نے اپنی صفات اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی صفات عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا اظہار اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے کیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صفات الہیہ کے مظہر اتم ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں۔ جتنی دلیل قوی ہوتی ہے۔ اتنا ہی دعویٰ مضبوط ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں آپ ﷺ اللہ کی شان کا اظہار ہیں۔ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور کتنا طاقتور ہے اس کا اظہار اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو اشارہ فرمایا اور وہ ٹوٹ گیا اور پھر اس کو جوڑ بھی دیا۔ شق القمر کا معجزہ کئی بار عرض کیا ہے کہ حبیب شامی جو شام کا حکمران تھا اس کو ابوجہل نے بلایا تھا کہ وہ آ کر حضور ﷺ سے بات کرے وہ آیا اور عرض کیا کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ فرمایا ہاں میں اللہ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ عرض کیا کوئی معجزہ دکھاؤ۔ فرمایا کہ میں تو سراپا معجزہ ہوں جو تو چاہے وہ دکھا دوں۔ کہنے لگا کہ اس وقت دوپہر کا وقت ہے سورج کو غروب کر دیں چاند نکل آئے پورا چاند جو چودھویں رات کا ہوتا ہے بدر کہلاتا ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیں ایک کوہ ابونتیس سے ایک طرف دوسرا دوسری طرف ہو جائے اور پھر ان کو جوڑ بھی دیں یہ اس کی فرمائش تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا سورج غروب ہو گیا۔ کیا سورج نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانا ہے کہ نہیں آپ کے اشارہ کو سمجھا ہے کہ نہیں کیا کوئی سرکشی کی ہے نہیں کی ہے کوئی اعتراض کوئی چوں چراں ہی نہیں کی اسی لمحے غروب ہو گیا۔ آدھی رات ہو گئی۔ پورا چاند نکل آیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو کر ادھر ادھر چلے گئے سورج چاند حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو مانتے ہیں آپ ﷺ کے غلام ہیں اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ سورج کی رفتار بدل دیں۔ دوپہر کے وقت ہی وہ

غروب ہو جائے چاند کو اشارہ فرمادیں تو وہ ٹوٹ جائے اور پھر جوڑ بھی دیا جائے یہ تو صرف اشارہ کی طاقت ہے بازو میں نہ جانے کتنی طاقت ہوگی اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کہ جس نے یہ طاقت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے وہ خود کتنا طاقتور ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مظہر ہیں دلیل ہیں اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں اللہ تعالیٰ کی پہچان ہیں۔

وہ بے نیاز ہو کے بھی نازاں ہے آپ پر
اس خالق تمام کی پہچان آپ ہیں

اگر یہ پہچان کرنی ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنے طاقتور ہیں کتنے کریم ہیں کتنے حلیم ہیں کتنے رحیم ہیں تو نبی پاک ﷺ کی پہچان کر لو۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تو سورج واپس آ گیا سورج کسی نظام میں فٹ Fit ہے۔ نظام شمسی کا ہر سیارہ اپنے مدار میں جکڑا ہوا ہے کوئی ایک دوسرے پر سبقت نہیں لے جا سکتا۔ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الْكُلُّ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (یسین ۴۰) ”سورج کیلئے نہیں ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے جائے ہر کوئی ایک کھیرے میں تیر رہا ہے۔“ سورج آزاد Free نہیں ہے یہ مجبور ہے اس پر کئی قسم کی قوتیں ہیں۔ اس میں ثقل ہے اس میں کشش ہے اس پر مقناطیسی طاقت ہے۔ اس پر دوسرے اجرامی فلکی کی طاقتیں بھی اثر کر رہی ہیں۔ ہزاروں طاقتیں ہیں جن میں سورج گھرا ہوا ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ اشارہ فرمادیں تو تمام تر قوتوں کے باوجود سورج فوری طور حکم بجالاتا ہے۔ کوئی سرکشی نہیں۔ کوئی نافرمانی نہیں۔ کوئی عذر نہیں کہ میں تو اتنی قوتوں میں جکڑا ہوا ہوں میں کیسے باہر نکل سکتا ہوں۔ نہیں کوئی بات نہیں کی فوراً حکم کی تعمیل میں غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کتنے کریم ہیں کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ کی

جس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ کسی سوالی کو نہ نہیں کہتے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ نہیں کرتے۔ فرمایا کہ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَآنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ ۳) ”اور متگتے کو نہ جھڑکو“ بے

شک اللہ تعالیٰ مالک ہے وہی دیتا ہے لیکن وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی وساطت سے دیتا ہے وہ اپنی سخاوت کا اظہار اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ ایسے سخی ہیں کہ وہ بن مانگے بھی عطا کرتے ہیں کسی سوالی کو خالی نہیں واپس کرتے اور کئی دفعہ خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے مانگو۔ مشہور حدیث پاک ہے کئی بار عرض کیا ہے کہ حضرت ربیعہؓ سے فرمایا کہ مانگ لو جو مجھ سے مانگنا چاہتے ہو اور حضرت ربیعہؓ نے جنت میں آپ ﷺ کی غلامی مانگ لی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ بھی عطا فرمادی آج کئی بدعتیہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ اور ادھر حضور نبی کریم ﷺ دوسروں کو بھی جنت عطا فرما رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری بخشش کیلئے لمبے لمبے سجدے بھی کئے لوگوں سے فرمائش بھی کی بیٹی سے بھی کہلوا یا۔ اپنے تیر کا ت حضرت اولیں قرنیٰ کو بھیج کر ان سے بھی فرمایا کہ میری امت کیلئے دعا کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بہت زیادہ شفیق ہیں۔ ہمارا بہت خیال رکھتے ہیں ہر وقت اپنی امت کی بخشش کا ہی فکر رکھتے ہیں اب اللہ تعالیٰ کو دیکھیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کتنے اچھے پر عطا فرمائے ہیں کہ دو پر کھولنے میں تو آنکھ جھپکنے میں سدرہ سے زمین پر آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بالوں کے مقابلے میں اس کے پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے آپ کے سر پر چھ لاکھ بال ہیں اور ایک بال کی عظمت یہ ہے کہ تیرے ایک بال کے صدقے سے میں تیری ساری امت کو بخشش دوں گا۔ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کتنے رحیم ہیں کتنے کریم ہیں۔ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کتنے شفیق ہیں اور اپنی اس شفقت کا اظہار اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے فرما رہے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بھی کوئی سوالی مانگے اسے دے دو اور حضور نبی کریم ﷺ بھی ایسے شفیق ہیں کہ کبھی نہ فرمایا ہی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہیں دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ازراہ مہربانی فرمایا کہ اے میری حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں جنت عطا کر دی ہے کئی بار پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جنت کی چابیاں حضور نبی کریم ﷺ کے حوالہ کردی ہیں کتنا کرم ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چابیاں اٹھا کر اپنے غلام حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دے دی ہیں کہ جس کو چاہو جنت میں داخل ہونے دو جس کو چاہو نہ ہونے دو۔ اب بتائیے کہ زیادہ سخی کون ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی پہچان ہیں وہ سخی ہے تو کی حضور نبی کریم ﷺ میں بھی نہیں ہے۔ اس خالق تمام کی

پہچان آپ ہیں ہر کوئی اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر اس پر عاشق ہے۔ یہ اس کی محبت کی نشانی ہے جو ہمارے دلوں میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ سب سے عجیب یعنی بہتر ایمان کس کا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ انبیاء علیہم السلام کا ہوگا فرمایا کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہیں پڑھائے ہوئے ہیں کہ وہ نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو تعلیم دی ہے مجھے بھی دی ہے۔ ان کا ایمان کس طرح سے عجیب ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر فرشتوں کا ہوگا۔ فرمایا کہ فرشتوں کی تو ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ وحی بھی لاتے ہیں وہ تمام کچھ خود دیکھتے ہیں ان کا ایمان کس طرح سے عجیب ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر صحابہ کرام کا ہوگا فرمایا کہ تمہارا کس طرح سے ہے تمہارے سامنے میں موجود ہوں وحی تمہارے سامنے آتی ہے میں تمہیں بتاتا ہوں ہر چیز تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ ہی فرمائیں کہ کس کا ایمان عجیب ہے۔ فرمایا کہ ایمان اس کا عجیب ہے جو بغیر دیکھے مجھ پر عاشق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے بھی ہے کہ بغیر دیکھے اس پر ہر کوئی عاشق ہے کیا کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے بغیر دیکھے اس پر ایمان لاتے ہیں اسی طرح سے کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی نے دیکھا ہے۔ بغیر دیکھے ہی ہر کوئی خدا ہو رہا ہے۔ ایسے خوش نصیب ضرور ہیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہے ہم تو بغیر دیکھے ہی عاشق ہیں جیسی صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ویسی ہی صفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں بس اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور حضور ﷺ کی صفات عطائی ہیں۔ اس لئے حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہیں اللہ تعالیٰ کی پہچان چاہتے ہو تو اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان حاصل کر لو نبی پاک ﷺ کا عرفان حاصل کر لو۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ ہر لمحہ اس کی نئی شان ہے۔ کَلَّ يَوْمٌ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمن ۲۹) ”ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے“ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرمایا کہ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (الضحیٰ ۴) اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر روز ہر لمحہ نئی شان ہے اور نبی پاک ﷺ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ خالق تمام کی پہچان آپ ہیں۔ میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

اس طرح سے اور بھی کئی چیزیں گنوائیں ہیں۔ سب کو مٹا کر رکھ دیا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سب کچھ ختم ہوتا جاتا ہے۔ پھول کھلتے ہیں تو مرجھا بھی جاتے ہیں بہار آتی ہے تو خزاں بھی آتی ہے باغ باغیچہ ویران ہو جاتا ہے والدین بھی عمر بھر ساتھ نہیں دیتے۔ حسن بھی آتا ہے تو آخر کار ماند پڑ جاتا ہے۔ جوانی آتی ہے تو بڑھاپا بھی آ کر اسے ختم کر دیتا ہے یار دوست کی محفلیں بھی اجڑ جاتی ہیں لیکن حضور ﷺ کی یہ شان ہے کہ ان کیلئے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بھی بہتر ہو کر آتی ہے۔ کتنے نعت گو پیدا ہوئے کتنے ہی نعت خوان پیدا ہوئے۔ کتنے ہی مفکر اور مفسر پیدا ہوئے۔ کتنے ہی محدث پیدا ہوئے۔ نئی سے نئی نعت شان آ رہی ہے سیرت پاک پر نئی سے نئی کتب تصنیف ہو رہی ہیں اور ہر تصنیف پہلے سے بہتر انداز میں پیش ہو رہی ہے۔ احادیث مبارکہ کی تشریحات میں نئے انداز اور نئے پہلو پیش ہو رہے ہیں۔ سیرت پاک کا جتنا زیادہ مطالعہ ہو رہا ہے اس میں اذہان اور شعور بیدار ہو رہے ہیں اور حیات طیبہ کے ان گوشوں سے پردہ اٹھ رہا ہے جہاں تک ابھی انسانی عقل کی رسائی نہ ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی پہچان ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی شان میں فرماتے ہیں **وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ** (ق ۱۳) اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں، اللہ تعالیٰ شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا کہ: **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ** (الاحزاب ۴) اور یہ نبی ان کی جان سے زیادہ مالک ہے، فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اب قرب کی بات ہے دیکھو کہ کون قریب ہے۔ ایک شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ دوسرا جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ دل کی بات اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے دل کی بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جانتے ہیں۔ نیت کو اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے اور نیت کو حضور نبی کریم ﷺ بھی جانتے ہیں۔ اس سے زیادہ کیا قرب ہوگا۔ کوئی بات زبان تک نہیں آتی ابھی دل میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے جانتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی جانتے ہیں۔ حبیب شامی جس کی معجزہ شق القمر میں بات کی ہے۔ چاند کا معجزہ دیکھ کر کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے وہ بھی آپ بتائیں۔ بات میرے دل میں ہے وہ بات بتائیں اور اس کا جواب بھی بتائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حبیب شامی تیرے دل میں بات یہ ہے کہ تمہاری ایک بیٹی ہے جو عرصہ سے فالج میں بیمار پڑی ہوئی ہے تو چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہی میری بات ہے فرمایا جاؤ وہ تندرست ہو گئی ہے آپ ﷺ نے نہ صرف دل کی بات بتائی بلکہ اس کی بیمار بیٹی

کو شفا بھی عطا فرمادی۔ مسلمان بھی کر دی۔ حبیب شامی واپس گھر گیا تو اسی بیمار بیٹی نے دروازہ کھولا۔ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ بیٹی یہ کیا ہے عرض کیا ابا جان جس روز چاند دو ٹکڑے ہوا تھا اس وقت ایک نورانی چہرہ والی ہستی تشریف لائی تھی جس نے اپنے دست مبارک سے مجھے صحت عطا فرمائی اور کلمہ بھی پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ بھی شفا دیتا ہے۔ ”وَإِذْ مَرَضْتُ فَهُوَ يَشفِيْنِ (الشعراء ۸۰)“ اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے طویل بیماری کے بعد شفا عطا فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ تو مجسم شفاء ہیں آپ کے لعاب دہن میں شفا ہے آپ کے دست مبارک میں شفا ہے آپ کے پیراہن میں شفا ہے آپ کی زبان مبارک میں شفا ہے۔ آپ کی خاک پا میں شفا ہے۔ سیرت کی کتب ان معجزات سے بھری پڑی ہیں اور کئی بار عرض بھی کی ہیں کوئی بھی مریض خواہ کیسی ہی بیماری سے آیا وہ شفا یاب ہو کر واپس گیا۔ اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات میں شفا ہے اور آج بھی دنیا ان سے صحت یاب ہو رہی ہے۔ ظاہری حیات طیبہ کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ وصال شریف کے بعد علامہ بصریؒ کو فالج سے صحت یاب فرمایا اور ساتھ چادر بھی عطا فرمائی جس سے ان کا لکھا ہوا قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔ حضرات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی پہچان ہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی خدائی ہے وہاں تک نبی کریم ﷺ کی مصطفائی ہے اللہ رب العلمین ہے اور آپ رحمۃ العالمین ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی پزچان ہیں اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں اللہ تعالیٰ حَیُّ وَقَیُّوْمٌ ہے زندہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حیات ہیں اللہ تعالیٰ ذاتی طور سے زندہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطائی طور سے زندہ ہیں۔ شفا عطا فرمانا بھی عطائی ہے دل کی بات جان لینا بھی عطائی ہے کہ اس خالق تمام کی پہچان آپ ہیں۔ ابرہہ ہاتھی لے کر آ گیا کہ میں نے خانہ کعبہ کو گرا دینا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اباخیل چڑیاں بھیج دیں۔ انہوں نے پتھر مار مار کر ابرہہ کے لشکر کا بیڑہ غرق کر دیا۔ ہاتھی مر گئے ان کے سوار بھی مر گئے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو سورۃ فیل میں بیان فرمایا ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہیں آپ ﷺ نے جنگ بدر میں ایک مٹھی کنکریاں لے کر کفار کے لشکر کی طرف پھینک دیں۔ ہر کافر کی آنکھ میں کنکری پڑ گئی اور دوسرے ہی لمحہ فتح ہو گئی۔ ستر کافر مر گئے ستر قیدی بنائے گئے۔ ادھر چڑیاں کام کر رہی ہیں ادھر کنکریاں کام کر رہی ہیں اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مظہر نبی پاک ﷺ ہیں۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے جو چاہیں کر دیتے

ہیں اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں سے پتھروں سے پانی کے چشمے جاری فرمادیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری فرمادیئے سارا پیاسا لشکر سیر ہو گیا۔ پانی پی بھی لیا مشکیزے بھی بھر لئے جانوروں نے بھی پانی پی لیا۔ یہ پانی کہاں سے آ گیا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو مٹھن کی زبان عطا ہوئی ہے اس سے آ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مِثْنُ تَوْفِیْکُمْ وَہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اسی طرح سے مِثْنُ تَوْفِیْکُمْ کی زبان اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا کر رکھی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہیں جو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دلیل ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے یہی صفات اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا فرمادی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظاہر بھی ہے باطن بھی ہے یہی صفات اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا فرمائی ہیں کہ وہ ظاہر بھی ہیں اور باطن بھی ہیں۔ آیت الکرسی اللہ تعالیٰ کی شان بھی ہے اور ہمارے نبی پاک ﷺ کی نعت بھی ہے۔ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ساتھ ہی نبی پاک ﷺ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ کلمہ شریف میں آذان میں نماز میں جہاں بھی دیکھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا بھی ذکر ہو رہا ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہُمْ وَمَا خَلْفَہُمْ (البقرہ ۲۰۰)“ جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے“ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی بھی ہے اور اس نے یہ صفت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ کُمْ بُرْہَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ (المائدہ ۱۷۳) اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔“ یہاں واضح دلیل سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ اس دلیل کا صدق اس دلیل کی سچائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں۔ اس خالق تمام کی پہچان آپ ﷺ ہیں۔ تمام جمادات حیوانات نباتات۔ جن و بشر فرشتے ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کو جانتی ہے پہچانتی ہے اس کی حمد بیان کرتی ہے اسی طرح سے ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ کو جانتی ہے۔ پہچانتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توصیف بیان کرتی ہے کہ آپ سب

کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی اس عظمت کو شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المین

خطاب رہائش پروفیسر مختار احمد صاحب۔ 28.10.99

اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔ ایس ایچ اوتھانے کا انچارج ہوتا ہے آپ ایس ایچ او کو سب جانتے ہیں کیا ایس ایچ او کو کوئی اختیار ہوتا ہے۔ کیا ڈی ایس پی کو کوئی اختیار ہوتا ہے۔ کیا ایس پی کا کوئی اختیار ہوتا ہے۔ کیا کمشنر کا کوئی اختیار ہوتا ہے۔ کیا گورنر کا کوئی اختیار ہوتا ہے کیا صدر کا کوئی اختیار ہوتا ہے کیا Chief Exective کو کوئی اختیار ہے ہاں سب کا اختیار ہوتا ہے اپنے اپنے عہدے کے مطابق ہر کوئی مختار ہے ان تمام کا اختیار تو مانتے ہو تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بے اختیار ہیں ان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جو علی ہے جو نبی ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ ان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ تھانیدار کو اختیار ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے تو نبی پاک ﷺ کیوں کچھ نہیں کر سکتے۔ کیا کلنٹن کچھ کر سکتا ہے ہاں کر سکتا ہے اس نے کہا کہ ختم کر دو اپنا ایٹمی پروگرام اور دستخط کر دو ورنہ میں تمہیں تنہا کر دوں گا کوئی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔ تمہارا حقہ پانی بند کر دوں گا۔ اور اگر دستخط کر دو گے تو تمہیں عیش کرادوں گا تمہارے وارے نیارے ہو جائیں گے کلنٹن کا اختیار سب ہی مانتے ہیں کوئی انکار نہیں کرتا لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں جی ان کو تو کوئی اختیار نہیں ہے وہ تو بے اختیار ہیں۔ کلنٹن اس وقت فی زمانہ بڑا با اختیار ہے بڑا پختہ خاں ہے۔ بہت کچھ کر سکتا ہے لیکن کیا وہ یہ کر سکتا ہے کہ یہ بنگلہ اس کے ساتھ چل کر جائے۔ کیا وہ اس درخت کو حکم دے سکتا ہے کہ چل کر اس کے پاس آئے۔ پہاڑ کو زلزلہ آیا ہوا ہو تو کیا وہ اس کو حکم دے سکتا ہے کہ بس کر ٹھہر جا۔ ہلنا نہیں ہے۔ کیا وہ پتھر کو پانی پر تیرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ کیا پتھر اس کے حکم سے بول سکتا ہے۔ کیا بارش اس کے حکم سے ہو سکتی ہے۔ کیا وہ کسی کو جنت دے سکتا ہے۔ کیا وہ سورج کو واپس کر سکتا ہے۔ کیا وہ چاند کو توڑ سکتا ہے۔ کیا وہ کسی کو آنکھیں بینائی دے سکتا ہے۔ کیا وہ شفا دے سکتا ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کو ان باتوں سے متعلق کچھ اختیار نہیں ہے۔ وہ مردے کو زندہ نہیں کر سکتا وہ برص والے کو تندرست نہیں کر سکتا۔ ہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکمل اختیار ہے

وہ سب کچھ کر سکتے ہیں آپ نے پڑھا ہے کہ منگتا جو آیا مانگنے سلطان بنادیا۔ فقیر کو امیر تو کوئی بندہ بھی کر سکتا ہے۔ دولت اس کو دے سکتا ہے لیکن کیا وہ اسے جنت دے سکتا ہے۔ لوگ تو اپنے زور بازو سے سلطان بن جاتے ہیں کیا ان دنوں پاکستان میں نہیں بنا ہوا ہے۔ سلطان بنا بیٹھا ہے۔ بابر کو کس نے سلطان بنایا۔ ہمایوں کو کس نے بنایا اکبر کو کس نے بنایا سب اپنے زور سے بنے ہیں۔ جس طرح سے آج مشرف بن گیا ہے۔ کل کوئی اور آ سکتا ہے سلطان تو بن سکتا ہے لیکن جنتی بنانا بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے لیکن بی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ بہت آسان ہے۔ ایک بندہ جو گنہگار سے بھی گنہگار ہو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت کر لے وہ اسی لمحہ جنتی بن جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

شد پاک معصوم کلی گنہگار
کہ در خواب بیند جمال محمد ﷺ

آدمی کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ ایک لمحہ میں پاک ہو جاتا ہے کہ جب وہ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیتا ہے۔ سلطان تو کئی بندے ہوئے ہیں لیکن کسی نے بھی جنتی نہیں بنایا ہے جنتی بنانے والی ذات صرف میری نبی پاک ﷺ کی ذات ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ اگر جانا ہی پڑے تو مسجد نبوی کی حاضری کا ارادہ کر کے جاؤ روضہ رسول کی حاضری کا تصور نہ کرو۔ حضرت حدیفہؓ نے اپنی والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ امی جان آپ مجھے اجازت دیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا کر نماز پڑھوں اور پھر ان سے عرض کروں کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اور میری ماں کو جنتی بنادیں۔ والدہ صاحبہ نے اجازت دے دی۔ حضرت حدیفہؓ شریف لے گئے۔ نماز مغرب حضور نبی کریم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں ادا کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نوافل پڑھنے شروع کر دئے اور حضرت حدیفہؓ انتظار میں بیٹھے رہے کہ آپ ﷺ فارغ ہوں تو عرض کروں عشاء کا وقت ہو گیا۔ نماز عشاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھی۔ نماز عشاء کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اپنے دولت خانہ کی طرف چل دئے۔ حضرت حدیفہؓ بھی پیچھے ہو لئے کہ راستہ میں موقع مل جائے گا تو عرض کروں گا۔ سامنے سے ایک بندہ آ گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص سے گفتگو کرنا شروع کر دی۔ حضرت حدیفہؓ باعث ادب پیچھے ہٹ کر کھڑے رہے۔ کافی طویل گفتگو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص سے کی۔ جب وہ بندہ چلا گیا تو حضرت حدیفہؓ پھر آگے بڑھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کر سکیں ابھی بات عرض بھی نہیں کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا حدیفہؓ ہے نام لے کر فرمایا کہ حدیفہؓ جا تجھے اور تیری والدہ کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ بندہ کون تھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے لئے کوئی اجنبی تھا میں پہچان نہیں سکا۔ فرمایا کہ یہ فرشتہ تھا جو اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر آیا تھا کہ یا اللہ میں درود شریف تو پڑھتا ہوں لیکن میری تمنا ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے زیارت اور درود شریف کیلئے آیا تھا۔ اب بتائیے کہ فرشتہ مسجد نبوی کا ارادہ کر کے آیا یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کا ارادہ لے کر آیا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں اور یہ صحابہ کرام کا عقیدہ ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو اجازت بھی دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جا رہے ہو تو میری طرف سے تحفہ بھی لے جاؤ۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ اور آپ ﷺ کے نواسے حضرات حسینؓ و جنان کے سردار ہیں۔ فرشتہ زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تحفہ بھیجا ہے اور حضرت حدیفہؓ اپنی ماں کی بخشش لے کر جا رہا ہے۔ آج بھی کوئی یہ ارادہ لے کر جائے کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہونا ہے تو جب اس کی نظر روضہ اقدس پر پڑے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کا بازو پکڑ کر اس کو جنت میں لے جاؤں۔ اب لائیں کسی اختیار والے کو کہ وہ اختیار رکھتا ہے۔ کائنات میں صرف حضور نبی کریم ﷺ ہی یہ اختیار رکھتے ہیں یا پھر جس خوش نصیب پر وہ کرم کر دیں اور اس کو بھی اختیار دے دیں وہ یہ کر سکتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کوکلنٹن نے درخت کو حکم دیا اور وہ اپنی جگہ سے چل کر آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور حضرت جابرؓ یا کوئی دوسرے صحابیؓ ساتھ تھے آپ نے وہاں استعجا فرمانا تھا۔ لیکن کوئی پردہ نہیں تھا کوئی اوٹ نہیں تھی۔ حضرت جابرؓ کو حکم فرمایا کہ دیکھو کوئی درخت وغیرہ ہو تو اوٹ بن جائے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دو درخت ہیں جو ایک دوسرے سے دور ہیں اگر یہ اکٹھے ہو جائیں تو اوٹ بن سکتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس درخت سے کہہ دو کہ وہ اس دوسرے درخت کے ساتھ مل جائے اور اوٹ بنا دے۔ حضرت جابرؓ کا عقیدہ ہے کہ درخت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو مانتے ہیں نافرمانی نہیں کرتے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمادیں تو درخت چلتے بھی ہیں۔ کوئی آجکل کا ہوتا تو کہتا کہ یا رسول اللہ ﷺ درخت کیسے چل سکتا ہے اس کو تو اللہ

تعالیٰ نے ایک جگہ پیدا فرمایا ہے۔ وہ وہاں سے کیسے ہٹ سکتا ہے۔ حضرت جابر شریف لے گئے اور درخت کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دیا۔ درخت اسی لمحے زمین سے باہر نکل آیا اور چل کر دوسرے درخت سے مل گیا۔ اوٹ بنادی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال فرمایا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار ہے۔ آج تک کوئی شخص کوئی کلنٹن کوئی سلطان درخت کو نہیں چلا سکا یہ صرف اور صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ہے۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کی بات کر رہے ہیں کہ وہ کیا دے سکتے ہیں۔ کیا نہیں دے سکتے ہیں۔ ظہر کی نماز کا وقت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد قبلتین میں امامت فرما رہے ہیں دور کعت پڑھی جا چکی ہیں یہ ایسی مسجد ہے کہ جس میں آج بھی دو محراب بنے ہوئے ہیں ایک شمال کی جانب اور دوسرا جنوب کی طرف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دل میں خیال ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ شریف یعنی خانہ کعبہ ہونا چاہئے۔ آپ آسمانوں کی طرف منہ کر کے دیکھ رہے ہیں۔ اور حکم کے انتظار میں رہتے ہیں اب نماز ظہر ادا ہو رہی ہے۔ تو عین نماز میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَتَهُ يَوْمَ تَرْضَاهَا (البقرة ۱۴۴) ”ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا پس اپنے چہرے لیجئے اس قبلہ کی طرف جدھر آپ کی مرضی ہے“۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو تو چاہتا ہے اس کو قبلہ بنا لے ابھی نماز پوری نہیں ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس سے اپنا چہرہ پھیر کر بیت اللہ شریف کی طرف کر لیا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضاے محمد ﷺ

اس سے بڑا کوئی اور اختیار ہو نہیں سکتا کہ اپنی مرضی کا قبلہ بنا لیا جائے۔ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے اختیار کے نیچے دب گئے اللہ تعالیٰ کے سامنے بس کا اختیار ہے کسی کا کوئی اختیار نہیں ہے وہ مختار کل ہے اور اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل بنا دیا ہے مالک کل بنا دیا ہے آسمانوں کی چیزیں زمینوں کی چیزیں جنت کی چیزیں کائنات کی چیزیں ہر ایک کے مالک بنا دئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے اپنی مرضی کا مالک بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنا دیا ہے۔ کلنٹن تو خواب میں بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا جہاں تک میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی ہے۔ ایسا اختیار تو اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو دیا ہی نہیں ہے۔ کئی بار عرض کیا ہے کہ جو سونا پیدا ہونا تھا وہ ہو گیا اب مزید سونا نہیں آ سکتا۔ لو ہوا جو آنا تھا وہ آ چکا۔ تانبہ جو آنا تھا

وہ آپکا ان کے جو Elements آنے تھے وہ آپکے۔ کیا کنٹینن اب پتھر کو حکم دے کر سونا بنا ہوتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار ہے کہ پہاڑ کو حکم دیں کہ سونے کا بن جا تو وہ بن جائے گا اور فرمایا کہ مجھے اٹھانا بھی نہیں پڑے گا میں چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ چلے گا یہ اختیار بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اور کسی کو نہیں ہے۔ عیسائی آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے مناظرہ کیا پوچھا کہ بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد صاحب کون ہیں آپ کا کیا خیال ہے آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں حضرت مریمؑ کے بیٹے ہیں۔ کہنے لگے کہ ان کے والد صاحب کون ہیں پھر کیا اللہ تعالیٰ نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ یہ ضروری تو نہیں ہے جس کا والد نہ ہو اس کا والد اللہ تعالیٰ ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی نہ والدہ ہے نہ والد پھر اس کا والد کون ہے۔ عیسائی پھر بھی ضد پر رہے کہ نہیں ہم نہیں مانتے۔ اور وہ اپنا نظریہ پیش کرتے رہے کہ ایک God Father ہے ایک God Mother اور ایک God Son ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں آخر بات اس پر ختم ہوئی کہ مباہلہ کر لو آپ اپنے بچوں کو لے آئیں میں اپنے بچوں کو لے آتا ہوں باہر جا کر بددعا کرتے ہیں جو جھوٹا ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوگا۔ عیسائی کافی تعداد میں آئے۔ اور ساتھ ان کا بڑا پوپ بھی آیا۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں ساتھ میں حضرت فاطمہ الزہراءؑ حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ حسینؑ ہیں۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ان کا پوپ بڑے دعوے کر رہا تھا کہ جو نبی وہ آئیں گے تو میں ایسی بددعا کروں گا کہ ان کو زمین اسی وقت نکل جائیگی میں ایسی بددعا کروں گا کہ ہوائیں اڑا کر ہی لے جائیگی میں یہ کردوں گا میں وہ کردوں گا عیسائی بڑے خوش تھے کہ ہمارا پوپ بڑا طاقتور ہے۔ ابھی سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اور جب اس پوپ نے ان پانچ تن کو آتے ہوئے دیکھا ان کے نورانی چہروں کی جھلک دیکھی تو وہ پوپ جس کا نام اسقف تھا وہ بولا کہ عیسائیوں باز آ جاؤ یہ ایسی نورانی ہمتیاں ہیں کہ اگر انہوں نے ہمارے حق میں بددعا کر دی تو پوری روئے زمین پر ایک بھی عیسائی زندہ نہیں بچے گا۔ بھاگ جاؤ یہ ایسے چہرے مجھے نظر آ رہے ہیں کہ جو بدعا یہ کر دیں وہ ہر صورت قبول ہے۔ اگر تمہارے حق میں کوئی بددعا کر دی تو مارے جاؤ گے۔ عیسائیوں نے اپنے پوپ کی بات سنی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ پانچ تن کی عظمت ہے۔ آج کوئی اگر یہ کہتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اختیار نہیں ہے تو وہ اتنا ہی بد قسمت ہے کہ اور کچھ نہیں تو اس مباہلہ والے واقعہ سے ہی سبق سیکھ لے وہ تو

عیسائیوں سے بھی بدتر ہے عیسائی تو اپنے پوپ کی بات سن کر ڈر گئے۔ مبالغہ سے دست بردار ہو گئے یا یوں کہہ لیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان گئے آپ ﷺ کے تصرف کو تسلیم کر گئے کہ یہ جو دعایا بد دعا کریں گے وہ ضرور ہو جائے گا۔ اور آج کا وہ بندہ نہایت بے خوف اور نڈر رہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اسے اپنی عاقبت کا ذرا خیال نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

شرم نبی خوف خدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

عیسائی کہہ رہا ہے کہ اگر یہ بد دعا کر دیں تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار مان رہا ہے۔ اور آج یہ کہہ رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو بیان ہی نہیں ہو سکتی۔ فرماتے ہیں۔

کہاں تک گنوں اور کہاں تک گناؤں
خدا بھی خدا کی قسم آپ ﷺ کا ہے

خدا بھی جس کا ہو جائے تو پھر کون سا اختیار ہے جو اس کے پاس نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کن کی زبان عطا فرمادی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہجرت کے موقعہ آپ نے کئی بار یہ سنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام معبد کی بکری جو کم زور بیمار لاغر اور شیردار بھی نہ ہوئی تھی سے بھی دودھ لے لیا۔ آپ ﷺ کے تصرف کی بات ہے دودھ نہ بھی ہو شیردار نہ بھی ہو پھر بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے بھی دودھ لے لیتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جس کا کوئی ہوتا ہے تصرف رکھنے والا خوشی بھی اسے ہی ہوتی ہے ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تصرف والے ہیں ہمیں خوشی ہوتی ہے عمل تو کوئی پلے ہے نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور عطا کا سہارا ہے۔ دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستگی کا سہارا ہے۔ شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا سہارا ہے۔ اور جسے شفاعت پر یقین نہیں جو شفاعت کو نہیں مانتا تو پھر وہ شفاعت سے محروم بھی رہے گا۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ پاکستان کا ایٹم بم زیادہ طاقتور ہے تو خوشی ہوتی ہے اور اگر یہ پتہ چلے کہ بھارت کے

پاس زیادہ طاقت و برم ہے تو دل کو گرفت ہوتی ہے۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کے تصرفات کو نہیں مانتے جب ان کے سامنے عظمت مصطفیٰ ﷺ بیان ہوتی ہے تو ان کے دل کو بھی گرفت ہوتی ہے۔ اگر خدا نخواستہ جنگ ہوتی ہے تو یاد رکھو کہ فیصل آباد ہی پہلا نشانہ ہے اس لئے کہ پاکستان کی ساری دولت جو پیدا ہو رہی ہے وہ فیصل آباد سے ہو رہی ہے ہر دشمن کی نگاہ فیصل آباد پر ہے۔ لاہور کھانے پینے کا شہر ہے پیداوار کا شہر نہیں ہے۔ اسلام آباد سیرگاہوں کا شہر ہے روشنیوں کا شہر ہے بڑے ہوٹل اور بڑے نظارے ہیں۔ پیداوار کی کوئی چیز وہاں نہیں ہے۔ فیصل آباد مزدوری کا شہر ہے۔ مزدور کا شہر ہے دیکھو جا کار خانوں میں کس کس طرح مزدور اپنے کام میں لگا ہوا ہے اور کتنی پیداوار دے رہا ہے پاکستان کی دھاگے کی ساری Fibre Economy فیصل آباد میں ہے۔ دھاگے اور کپڑے کا سارا مال فیصل آباد میں بن رہا ہے۔ ڈرنے کی بات نہیں میں آپ کو ڈرا نہیں رہا ہوں اور اس میں ڈرنے کی بات بھی کیا ہے۔ مسلمان کبھی موت سے نہیں ڈرتا۔ یہی تو ایک صفت ہے مسلمان کی کہ وہ شہادت کی موت کا تمنائی ہے۔ جذبہ جہاد کی وجہ سے ہی مسلمان باقی قوموں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس کا سر بلند ہے۔ شہادت تو اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے ہمارے نبی پاک ﷺ سب سے زیادہ تصرف رکھنے والے ہیں تو خوشی ہوتی ہے کہ اتنے بڑے لچل نے ہمارا بازو پکڑ رکھا ہے۔

لچال پریت توں توڑ دے نہیں

جیہدی بانھ پھڑ لیندے پھیر چھوڑ دے نہیں

دیکھو کہ شیطان کس طرح سے پھندے میں پھنسا لیتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ ہم جب کہتے ہیں کہ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے تو انشاء اللہ جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا کوئی نبی پاک ﷺ جیسا ہو سکتا ہے۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کہتے ہیں کہ جب تم نبی پاک ﷺ جیسے نہیں ہو سکتے تو پھر جنت میں ان کے ساتھ کیسے رہ سکتے ہوں۔ دیکھو کہ کس طرح سے شیطان ورغلاتا ہے لیکن علماء حق نے بھی خوب جواب دئے ہیں فرمایا کہ صدر پاکستان کہاں رہتا ہے وہ Presidency میں رہتا ہے۔ Presidents House میں رہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ صدر ہے۔ اس کا حق ہے کہ وہ وہاں رہے۔ لیکن اس کا باورچی۔ اس کا نوکر اس کا ڈرائیور اور صفائی کرنے والا کہاں رہتا ہے وہ بھی اسی محل میں رہتا

ہے جس میں صدر رہتا ہے حالانکہ ان میں سے کوئی بھی صدر نہیں اور نہ ہی ان کو وہاں رہنے کا استحقاق ہے۔ لیکن وہ وہاں رہتے ہیں کہ صدر کے غلام ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے آقا ہیں اور ہم ان کے غلام ہیں غلام ہونے کے ناطے سے جنت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہیں گے۔

حضرات آج ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے کہ آپ کی بھی ضروریات ہیں اور میری بھی ضروریات ہیں دعا آپ بھی کراتے ہیں دعائیں بھی کراتا ہوں لیکن دعا کا ثمر لینے کا طریقہ ہوتا ہے طریقہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ سچ بولیں۔ سچ بتائیں اور پھر دعا کرائیں تو مشکل سے مشکل کام بھی بن جاتے ہیں اگر جھوٹ بولیں گے تو آسان سے آسان کام بھی مشکل ہو جائے گا ایک آدمی آیا اور ایک پیر صاحب کے پاس گئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے ایک کروڑ تیس لاکھ روپے ٹیکس لگ گیا ہے اور اس نے صحیح صحیح بتایا کہ ضرور کوئی ہیرا پھیری کی ہے ڈنڈی ماری ہے ایسے کیا ہے ویسے کیا ہے لیکن ٹیکس پھر بھی زیادہ آ گیا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ کچھ نرمی ہو جائے کچھ چھوٹ مل جائے۔ پیر صاحب نے دعا فرمائی۔ وہ ٹیکس گزار کسی سفارشی کو ساتھ لے گیا تو صرف پندرہ لاکھ ٹیکس ادا کرنا پڑا۔ باقی سب جیسے نہ کیسے معاف ہو گیا۔ ایک کروڑ تیس لاکھ سے کم ہو کر صرف پندرہ لاکھ رہ گئے۔ ایک اور آدمی آیا کہا کہ جی میری ایک چھوٹی سی دکان ہے ایک آدمی سی ہے بس یہی کچھ ہے اور تیرہ ہزار روپے مجھے ٹیکس آ گیا ہے محکمہ سے پتہ کرایا اور ان سے عرض کیا کہ ذرا تخفیف کر دو آدمی بہت غریب ہے گزارہ نہیں ہوتا۔ ٹیکس معاف ہو جائے تو بہتر ہے۔ محکمہ والوں نے بتایا کہ حضرت صاحب یہ آدمی جھوٹا ہے اس کی آٹھ دکانیں ہیں اور فی دکان آٹھ سو روپیہ کرایہ ماہانہ پر ہیں اسی حساب سے اس کو ٹیکس آیا ہے۔ اگر یہ شخص سچ بولتا ہوتا تو اس کا ٹیکس معاف ہو جاتا۔ میری عرض ہے کہ کم از کم پیر صاحب کے پاس جھوٹ نہ بولو۔ اگر قتل بھی کیا ہے تو کہو کہ قتل کیا ہے۔ زنا کیا ہے تو مان جاؤ کہ میں نے زنا کیا ہے۔ جھوٹ بولا ہے تو کہو کہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر کالے چور ہو تو بتاؤ کہ تم کالے چور ہو پھر سفید نہ بنو اور نہ بننے کی کوشش کرو۔ جو کچھ ہو وہ ظاہر کر دو۔ اللہ تعالیٰ کو سارا علم ہے۔ طویل حدیث پاک ہے کہ جب ماں کے پیٹ میں بچہ بننا شروع ہوتا ہے تو فرشتے جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ لڑکا ہو یا لڑکی پھر جیسا حکم ہوتا ہے اس گوشت کے لوتھڑے کی بناوٹ کو وہی رخ دے دیتے ہیں۔ پھر حاضر ہوتے ہیں کہ یا اللہ یہ جنتی ہے یا شقی ہے پھر جو اللہ تعالیٰ فرمائیں ویسی ہی بناوٹ اختیار کرتے ہیں پھر حاضر ہوتے ہیں کہ یا اللہ رزق کتنا دیا جائے پھر حاضر ہوتے ہیں کہ یا اللہ عمر کتنی پائے گا۔ پھر حاضر

ہوتے ہیں کہ یا اللہ اخلاق کردار کیسا ہوگا۔ ہر چیز فرشتے اللہ کے حکم سے اس کا مقصود کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ ہر بات مکمل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا ہے جھوٹ بولے گا کہ نہیں دعا باز ہوگا کہ نہیں نیک ہوگا کہ بد ہر چیز پہلے سے ہی مقرر کر دی جاتی ہے کہ جب تو ابھی ماں کے پیٹ میں پیدائش کے عمل سے گزر رہا ہوتا ہے۔ یہ میری عرض ہے کام آپ کے بھی ہوتے ہیں کام میرے بھی ہیں سب کے کام ہوتے ہیں۔ داتا صاحب جاؤ تو سچ بولو حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ پر جاؤ تو سچ بولو جہاں بھی جاؤ تو سچ بولو۔ ایک آدمی نے ایک عورت کو اغواء کر لیا۔ مخالف فریق زیادہ طاقت ور تھے انہوں نے پرچہ وغیرہ درج کرا دیا یہ آدمی پیر صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ یہ میرے خلاف تو جھوٹا ہی پرچہ درج ہو گیا ہے میں نے تو کسی عورت کو اغواء نہیں کیا آپ دعا فرمائیں کہ یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ وہ آدمی واپس گیا تو سارا معاملہ ہی الٹ ہو گیا سارا مقدمہ ہی اس کے خلاف ہو گیا۔ اس نے اپنے قریبی دوستوں کو بتایا کہ بات یہ ہے کہ میں نے عورت کو واقعی اغواء کیا ہے لیکن پردہ پوشی کیلئے میں نے پیر صاحب سے جھوٹ بول دیا ہے یہ میرے جھوٹ کی وجہ سے ہی مجھے نقصان ہو رہا ہے۔ وہ واپس پھر پیر صاحب کے پاس آئے تو حضرت صاحب رات آرام فرما رہے تھے یہ آدمی ساری رات ہی انتظار میں بیٹھ رہے۔ اگلے روز پھر حاضر ہوئے تو سچ سچ بتا دیا کہ حضرت صاحب کل ہم سے غلطی ہوئی ہم نے اپنی پردہ پوشی کیلئے جھوٹ بول دیا۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ میں نے عورت کو اغواء کیا ہے حضرت صاحب نے دعا فرمائی۔ یہ لوگ اپنی ضمانت کرانے کیلئے عدالت پہنچے تو وہاں پولیس اس کو گرفتار کرنے کیلئے موجود تھی۔ یہ آدمی ان پولیس والوں کے درمیان سے گزر کر کمرہ عدالت میں داخل ہو گیا پولیس کو نظر ہی نہیں آیا۔ اپنی ضمانت کرا کے باہر آ گیا اور اپنی ضمانت کی اطلاع پولیس کو دے دی۔ یہ سچ ہے پھل ہمیشہ سچ کو لگتا ہے۔ عرض کیا ہے کہ بے شک ساری دنیا کو داؤ لگاؤ لیکن پیر صاحب کو داؤ نہ لگاؤ۔ پیر صاحب کے سامنے جو آ جاتا ہے اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے۔ فرشتے مہر لگا دیتے ہیں پیر صاحب کے فرمان کی تصدیق کر دیتے ہیں حضرت عمرؓ سے متعلقہ حدیث پاک کئی بار عرض کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اے عمرؓ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں فرمایا کیا اپنی جان سے بھی تو حضرت عمرؓ نے ذرہ بھر بھی پردہ پوشی نہ فرمائی جو دل میں تھا وہ کہہ دیا عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ ایسی کیفیت تو نہیں ہے حضرت عمرؓ نے سچ سچ بول دیا اور پھر

انعام کیا ملا فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے حضرت نبی کریم ﷺ نے نگاہ عنایت فرمائی توجہ فرمائی تو اتنا پاک اور صاف کر کے رکھ دیا فاروق اعظم بنا دیا۔ یہ سچے ہیں اللہ تعالیٰ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش: خلیفہ مقبول حسن صاحب 2.4.00

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملککۃ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ نعت خواں حضرات سے گزارش ہے کہ آپ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے ممبر شریف پر بٹھایا ہے اور خود نیچے فرش پر تشریف فرما ہو کر ان سے نعت سنی ہے سب سے بڑی نعت پڑھنا ہے۔ یہ سنت اللہ بھی ہے سنت صحابہ کرام بھی ہے اور سنت انبیاء علیہم السلام بھی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بہت لمبی محفل نہیں کیا کرتے تھے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ وقت کا لحاظ رکھا کریں آپ ایک مصرعہ کو پانچ پانچ دفعہ پڑھتے ہیں اس سے بہتر یہ نہیں ہے کہ آپ اتنے ہی وقت میں پانچ مصرعے پڑھ لیا کریں ایک ایک نعت آپ کو یاد دے وہی نعت پڑھ کر آپ بھی بوڑھے ہو رہے ہیں اور میں بھی وہی نعت شریف سن کر بوڑھا ہو گیا ہوں۔ آپ بہت پرانی نعتیں لاتے ہیں حالانکہ میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر لمحہ نئی شان ہے۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (الضحیٰ ۴) ”بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔“ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی شان ہر لمحہ نئی شان ہوتی ہے۔ کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمن ۲۹) ہر روز اس کی نئی شان ہے نئی عظمت ہے اسی طرح سے اس کے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر لمحہ نئی شان ہے نئی عظمت ہے۔ آپ پرانی نعت شریف پر ہی رکے ہوئے ہیں۔ ہر بار نئی نعت ہونا کلام ہو اس میں جدت ہو تو پھر کیا بات ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ جو نعت پرانی نہیں ہونی ہے۔ وہ شیخ سعدیؒ کی نعت ہے۔ وہ حضرت جامیؒ کی نعت ہے وہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی نعت ہے وہ علامہ اقبال کا کلام ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلَىٰ بِكَمَالِكَ شَفِّ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ

حُسْنَتْ جَمِيعُ خَصَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

ہزار سال سے یہ رباعی پڑھی جا رہی ہے۔ بڑے وجد میں لوگ جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ اکثر مساجد میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تازگی آج بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح سے کہ دم تحریر موجود تھی۔ اور حضور نبی

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت ہی پسندیدہ رباعی ہے چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند ہے اس لئے اس کا پرانا ہو جانا ممکن ہی نہیں ہے۔ لوگ وظیفہ کے طور پر پڑھتے ہیں۔ ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے گاؤں وہاڑی میں ایک عمر رسیدہ عورت ہے جو حضرت بابا فریدؒ پاکپٹن والی سرکار کی مرید ہے اس کے پیر مرشد نے اسے یہی رباعی پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اور اسی کا وظیفہ کیا کرتی تھی وہ اس سال (2000) عمرہ کی سعادت کیلئے گئی اس کی بڑی خواہش تھی کہ وہ روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر یہی رباعی عرض کرے گی لیکن جب روضہ اقدس پر پہنچی تو رباعی بھول گئی ہزار کوشش کے باوجود یاد نہ آئی تو بہت پچھتانے لگی رونے لگی حضور نبی کریم ﷺ نے کرم فرمایا اور روضہ رسول ﷺ سے آواز آئی کہ ”ہاجرہ پڑھو“

بَلِّغِ الْعُلَىٰ بِكَمَّا اكْشَفَ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ

حُسْنَتْ جَمِيعُ خَصَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

کیسی خوش بخت نکلی وہ ہاجرہ بی بی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح سے بھی نوازتے ہیں اس نعت شریف کی چاشنی نہ ختم ہوئی ہے اور نہ ہی انشاء اللہ قیامت تک ہوگی۔ آپ بھی کوشش کریں اور نئی نعت شریف ڈھونڈ کر لایا کریں ویسے تو کوئی کلام بھی حضور ﷺ کی شان کے لائق نہیں ہوتا لیکن وہ کرم فرماتے ہیں کہ پسند فرما لیتے ہیں اور نواز دیتے ہیں حضرت جامیؒ کا کلام سدا بہار ہے۔ ہزار سال قبل لکھی کئی نعت بھی سدا بہار گن نعت شریف ہے فرماتے ہیں۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نُورٍ كَزَوْشِدٍ نَوْرًا بَايِدًا

زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

محمد ﷺ احمد ﷺ محمود ﷺ وے را خالقش بستور

کز وشد بود هر موجود ز وشد دیدھا بینا

اگر نام محمد ﷺ را نیا وردے شفیع آدم علیہ السلام

نه آدم یافتے توبه نه نوح از غرق نجینا

دو چشم نر گینش را که ماذاغ البصر خوانند

دو زلف عنبرینش را که والیل اذا یغشی

نه ایوب از بلا راحت نه یوسف حشمت و جاھت

نه عيسىٰ آں مسيحادم نه موسىٰ آں يد بيضا

زسر سينه اش جامى الم نشرح لك برخواں

زمعراجش چه مى پرسى كه سبحان الذى اسرى

یہ کلام پرانا ہونے والا ہے ہی نہیں۔ بلکہ حضرت جامیؒ عاشق رسول ﷺ کے کلام کی نقلیں شعراء حضرات آج تک کر رہے ہیں ان کے تخیل کو لیکر نعتیں لکھی جا رہی ہیں۔ ان کے کلام کو نمونہ بنا کر لوگ اپنا کلام لکھ رہے ہیں حضرت جامیؒ کا کلام ایسا زندہ اور جاوید ہے جو کبھی پرانا ہونے والا نہیں ہے۔ حضرت حسانؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں نعت شریف پڑھی ہے ساڑھے چودہ سو سال پرانا کلام لیکن آج بھی اپنی تازگی میں بے مثال ہے۔

وَ أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي أَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدْ النِّسَاءَ

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبَانِكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ذات پاک سے بڑھ کر حسین تو میں نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے کامل تر ذات کو عورتوں نے جنم ہی نہیں دیا۔ یا حبیب اللہ ﷺ آپ کی ذات حق نے ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ وہ ایسے اوصاف کے ساتھ پیدا فرمایا گیا جیسا کہ آپ ﷺ نے چاہا یہ نعت شریف ہے قیمت تک پرانی ہونے والی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پسند ہے حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ کا کلام ہے آٹھ سو سال پرانا ہے لیکن آج بھی پڑھا جا رہا ہے اور قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا اس کی چاشنی برقرار ہے اور رہے گی فرماتے ہیں۔

خواجہ دنیا و دین گنج وفا صدر و بدر ہر دو عالم مصطفیٰ ﷺ

آفتاب شرع دریائے یقین نور عالم رحمۃ اللعالمین

خواجہ کوئین سلطان ہمہ آفتاب جان و ایمان ہمہ

پھر دیکھیں کہ سدا بہار جوچر ہے وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلویؒ کا کلام ہے۔ آپ لوگ بعض دفعہ ایسی نعتیں لے کر آتے ہیں جو قرآن و حدیث سے مطابقت نہیں رکھتیں بلکہ اللہ تعالیٰ معافی دے وہ قرآن و حدیث کے خلاف نظر آتی ہیں لیکن اعلیٰ حضرتؒ نے اپنی نعتیہ کلام میں قرآن اور حدیث کو بیان فرمایا ہے۔ نہ قرآن و حدیث پرانا ہوگا اور نہ ہی حضرت صاحبؒ کا کلام پرانا ہوگا۔ آج تک کسی نے ان

کے کلام پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ستر سال کا عرضہ گزر چکا ہے۔ آپ کی نعتیں بہت مشکل بھی ہیں بعض کلام عام فہم بھی نہیں ہے۔ بحر بھی مشکل الفاظ بھی مشکل تخیل بھی عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے لیکن آپ کی نعتیں نہایت ہی سادہ بھی ہیں۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

کس قدر آسان نعت شریف ہے۔ کچھ بھی پڑھ سکتا ہے۔ بڑے و جدا در انداز میں لوگ پڑھتے ہیں۔ اور اس نعت میں ایسے موتی بھرے ہوئے ہیں۔ اس میں ایسے کمال ہیں کہ جو کوئی بھی سنتا ہے اس کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ ایسے ہی ہیں جیسا آپ ان سے متعلق ظن رکھتے ہیں۔ آپ جس طرح سے ان کو سمجھتے ہیں وہ اسی طرح سے آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کو جو سمجھتے ہیں ویسا ہی آپ ان کو پائیں گے۔ ان کا کرم آپ کے ساتھ ویسا ہی ہوگا آپ ان کو یاد کریں تو وہ بھی آپ کو یاد کریں گے۔ آپ ان کو حاضر و ناظر سمجھیں آپ خود حاضر ناظر بن جائیں گے۔ آپ ان کو نور سمجھیں وہ تم کو بھی نور بنادیں گے آپ انہیں اعلیٰ سمجھیں وہ تمہیں بھی اعلیٰ کر دیں گے۔ آپ ان کو عظیم سمجھیں وہ تمہیں بھی عظمت عطا کریم گے۔ جو ان کا نام بلند کرے گا وہ خود بلند ہو جائے گا۔ جو یہ کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو تو کوئی اختیار نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ان کا کام بھی نہیں کرتے۔ ابو جہل کیا کہتا تھا کہ (نعوذ باللہ) یہ جادوگر ہیں یا یہ مجنوں ہیں یا پاگل ہیں یا بے اختیار ہیں اور اس کے ساتھ یہی ہوا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نہیں سچا کہہ رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو صدیق بنا کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ کے اختیار میں ہے جس کو جو چاہیں عطا کر دیں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

دنیا کی چیزیں عطا کر دینا بھی آپ کے کمال میں ہے آپ کہیں گے کہ وہ تو کوئی اور بھی دے سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اختیار میں ہر وہ چیز ہے جو کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو جنت عطا فرمائی ہے حضرت عمرؓ کو میزان پر اختیار عطا فرمایا ہے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو بل صراط پر قبضہ دیا ہے حضرت علیؓ کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے۔ کوئی اور ہے جو یہ

اختیار رکھتا ہو۔ اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بُتّی ہے کونین میں نعت رسول اللہ ﷺ کی

حضرات آپ بھی ایسی نعت پڑھیں جس میں کمال ہو تو تم بھی کمال والے بن جاؤ گے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا ان کے نزدیک اختلافی مسئلہ ہے۔ نور مان لیں پھر بھی کوئی بات نہیں اگر نہ

مانیں تو پھر بھی کوئی بات نہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے قرآن مجید فرما رہے ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ

نُورٌ (المائدہ ۱۵) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ ”یہاں نور سے مراد حضور نبی

کریم ﷺ ہیں اور وَسِرَاحًا مُنِيرًا (الاحزاب ۲۶)“ اور چمکادینے والا آفتاب“ سے بھی حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام ہی مراد ہیں۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کو نور نہیں مانتے تو یہ بتاؤ ذوالنورین کون ہیں یہ حضرت

سیدنا عثمان غنیؓ کو لقب ہے اور آپ کیوں ذوالنورین ہیں اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دو

صاحبزادیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ سے فرمایا تھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

زمانہ میں ہی حضرت عثمان غنیؓ اس نکاح کی وجہ سے ذوالنورین مشہور ہو گئے تھے یعنی دونوروں والا حضرات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیاں اگر نور ہیں تو پھر حضور ﷺ خود کیا ہیں اعلیٰ حضرتؒ کا عقیدہ سنیے

فرمایا۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

لوگ کہتے ہیں کہ کس سے مانگیں کون دیتا ہے کسی سے مانگو گے تو شرک ہو جائے گا صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا

ہے اسی سے ہی مانگو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرما رہے ہیں کہ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا

تَنْهَرُ (الضحیٰ ۱۰) ”اور سوالی کو نہ جھڑکیں“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی تم

سے مانگئے آئے تو اس کو ضرور عطا فرمائیں اسے خالی نہ لوٹائیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کو ناکام لوٹایا ہی نہیں اور خود فرمایا اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ صرف مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔
 اے حاضر تہ فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
 دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ
 ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
 اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ کی
 میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
 دریا بہا دئے ہیں در بے بہا دئے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بن مانگو عطا فرمایا ہے اور اپنے سے مانگنے کا حکم بھی فرمایا ہے جیسے کہ حضرت ربیعہؓ سے فرمایا کہ سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِّعَتُمَا ربيعہؓ مانگو کیا مانگنا چاہتے ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں ہر چیز کے مالک و مختار ہیں ہر چیز عطا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اے حاضر تہ فرماتے ہیں۔

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
 حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اب بتائیے کہ باقی کیا بچا جو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس نہ ہو۔ ہر چیز کے پاس ہے اور وہی دیتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے مانگنا شرک ہے اور خود بیمار ہوتے ہیں تو ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور دوسروں کو یہ سبق دے رہے ہیں کہ شفا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اس کے بغیر شفا کوئی نہیں دے سکتا خود ڈاکٹر اور حکیم کے پاس شفا لینے کیلئے جاتے ہیں۔ ہزاروں مثالیں ہیں اور کئی بار عرض کی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجسمہ شفا ہیں۔ بیمار آنکھیں درست فرمائی ہیں۔ مادرزاد اندھوں کو آنکھیں عطا فرمائی ہیں حافظ عطا فرمایا ہے۔ اگر مخلوق کے پاس جانا شرک ہے تو پھر ڈاکٹر کے پاس جانا بھی شرک ہے۔ علم حاصل کرنے کیلئے استاد کے پاس جانا بھی شرک ہے۔ والدہ کا دودھ پینا بھی شرک ہے۔ یوب سے روشنی لینا بھی شرک ہے پٹکے سے ہوا لینا بھی شرک ہے پھر ہوا بھی اللہ تعالیٰ سے لو پٹکے سے کیوں لیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے اختیار دیا ہے کرم فرمایا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کو وسیلہ بنایا ہے وَابْتَغُوا إِلَيْهِ

اَلْوَسِيْلَتَةُ (المادة ۳۵) اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈنا اور دوسرے بھی وسیلے بنائے ہیں۔ ماں کو وسیلہ بنایا ہے۔ اس لئے کو تربیت کرتی ہے۔ اعحضرت کا کلام پڑھو تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ پوری تسلی کے ساتھ شرح صدر کے ساتھ پڑھو تو عظمت رسول ﷺ دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ ابھی نعت پڑھی ہے۔

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

کل کا لفظ آیا ہے کئی حصہ یا جزو نہیں۔ اصالت کل یعنی ذاتی خوبیاں Personality سیادت یعنی راہبری کے گے۔ ہنر۔ Capability امامت۔ راہنمائی اور امارت یعنی امیری Richness حکومت Government اور ولایتیں اللہ تعالیٰ نے ساری کی ساری حضور نبی کریم ﷺ کو عطا کر دی ہیں۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

اعحضرت کوئی شک رہنے ہی نہیں دیتے۔ آپ کا کلام پڑھ کر عظمت مصطفیٰ ﷺ دل میں آتی ہے۔ کسی جنگ کی بات ہے کہ صحابہ کرامؓ کا لشکر ہے۔ راشن پانی ہر چیز ختم ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر ائے کہ یا رسول اللہ ﷺ پیاسے مر رہے ہیں ہمیں پانی چاہئے ہمیں کھجوریں ستوراشن چاہئے یہ کہتے ہیں کہ مانگنا شرک ہے اور ادھر صحابہ کرامؓ کیا کر رہے ہیں نبی پاک ﷺ سے مانگ رہے ہیں جن سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ اور یہ ہدایت کے ستارے نبی کریم ﷺ سے ہی مانگ رہے ہیں عشرہ مبشرہ بھی ان میں شامل ہیں یہ بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیالے میں اپنی انگلیاں مبارک رکھ دیں تو انگلیوں مبارک سے پانی کے نوارے نکل رہے ہیں۔ اور اعحضرت فرماتے ہیں۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

یہ صحابی کرامؓ ہیں جو طلب کر رہے ہیں وہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو عطا فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرمائے۔ عزوب شدہ سورج کو واپس کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

تصرفات کو اعلیٰ حضرتؒ بیان فرماتے ہیں۔

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و توان تمہارے لئے
حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ستر صحابہ کرامؓ تھے اور پیاسے تھے بھوکے تھے اور ایک پیالہ دودھ کا تھا۔
تمام صحابہ کرامؓ نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالے میں دودھ جوں کا توں موجود رہا اعلیٰ حضرتؒ فرماتے
ہیں۔

کیوں جناب ابو ہریرہؓ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا
اعلیٰ حضرت بریلویؒ کے کلام میں سے کون کون سی مثال دی جائے اور کون سی نہ دی جائے سارے کا سارا
کلام قرآن و حدیث کی تفسیر ہے یہ پرانا ہونے والا نہیں ہے۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کس
کس طرح سے کرتے ہیں آپ کا سارا کلام ہی نبی پاک ﷺ کی تعریف میں ہے فرماتے ہیں۔
ہے کلام الہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شاہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شاہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
تیرا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شاہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
حضور نبی کریم ﷺ کی اتنی تعریف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا کلام پڑھا کرو اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے عشق مصطفیٰ ﷺ عطا ہوتا ہے۔ حضور نبی

کر ﷺ سے محبت بڑھتی ہے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جلال میں ہوں گے۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں آپ صفی اللہ ہیں آپ مسجود ملائکہ ہیں لیکن حضرت آدم علیہ السلام انکار کر دیں گے فرمائیں گے کہ مجھ سے تو پہلے ہی لغزش ہو گئی تھی آپ کسی اور کے پاس جائیں۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ آپ کی بڑی عظمت ہے آپ آدم ثانی ہیں ہماری شفاعت فرمائیں وہ بھی معذرت کریں گے آپ کسی اور کے پاس جائیں لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام غرض کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے لیکن اس روز کوئی بھی شفاعت نہ کر سکے گا علحضرت اس کو اس طرح سے بیان فرماتے ہیں کہ

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی نبی

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جب کسی کی کوئی بات نہیں بنے گی کوئی شفاعت کرنے کی حامی نہیں بھرے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام جواب دیدیں گے۔ پھر ساری مخلوق حضور نبی کریم ﷺ کے در پر حاضر ہو جائے گی اور اس میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ حبیب خدا ہیں آپ ہماری شفاعت فرمائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تو بنا ہی تمہارے لئے ہوں میں گنہگاروں کیلئے آیا ہوں۔ پھر جو یہ کہیں گے کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اعمال ہیں نیکیاں ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ان کی شفاعت بھی نہیں فرمائیں گے اور انہیں جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ اس روز کوئی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ علحضرت فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

آج یہ چیز تسلیم کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفیع ہیں اور ان کی شفاعت کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے آج مانو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر جنت میں داخلہ نہیں ہوگا ان کی شفاعت کے بغیر بخشش نہیں ہوگی آج یہ عقیدہ رکھو تو کل قیامت کے روز کام آئے گا علحضرت فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

قیامت کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو دیکھ کر تو سب مان جائیں گے۔ لیکن بات اس دنیا کی ہے یہاں آپ ﷺ کو شفیع مانو گے تو قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مانیں گے اگر تو آج ان کو شفیع نہیں مانتا تو قیامت میں وہ بھی نہیں تجھے نہیں مانیں گے۔ قیامت کے روز مقام محمود لگ جائے گا۔ اس کے دائیں جانب جنتی اور بائیں جانب دوزخی ہوں گے دائیں جانب والوں پر نور برس رہا ہوگا اور وہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھیں گے۔ اعلیٰ حضرت کو قیامت کے روز اس وقت نعت شریف پڑھنے کا اذن ملے گا۔ وہ نعت شریف پڑھیں گے فرماتے ہیں کہ فرشتے مجھ سے سلام پڑھنے کیلئے کہیں گے تو میں عرض کروں گا۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرات قیامت کے روز اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی نعیتیں ہی پڑھی جائیں گی جو نہ کبھی پرانی ہوئی ہیں نہ ہوں گی اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ نعت خواں حضرات کو شش کر کے نئی نعت سنایا کریں اگر اعلیٰ حضرت کے کلام میں سے نعیتیں یاد کر لیں تو یہی کافی ہوں گی ان کو نئے سے نئے انداز میں پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

حضرات دوام اس چیز کو حاصل ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی پسند ہے اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی نعیتیں آپ ﷺ کو پسند ہیں اس لئے ان کو دوام حاصل ہے۔ حضرت علامہ بوسریؒ بیمار ہو گئے فالج کا حملہ ہوا۔ چار پائی پر پڑے ہیں بچنے کی امید باقی نہیں رہی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں قصیدہ لکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا پسند فرمایا کہ خواب میں تشریف لے آئے زیارت کا شرف بخشا اور علامہ بوسریؒ سے وہ قصیدہ سنا اور خوش ہو کر آپ کو اپنی چادر عطا فرمائی جس وجہ سے یہ قصیدہ بردہ شریف مشہور ہو گیا۔ اپنا دست شفقت حضرت علامہ بوسریؒ کے جسم پر پھیرا تو وہ اسی وقت تندرست ہو گئے۔ اصل متن عربی میں ہے اور لوگ اس کی نقلیں کرا کر اکے تقسیم کرتے ہیں نعت خواں حضرات بڑے وجد آ و انداز میں پڑھتے ہیں لوگ جھوم جھوم جاتے ہیں معنی آتے ہوں کہ نہ آتے ہوں لیکن ایسا سرور آتا ہے کہ انسان مستی میں کھو جاتا ہے۔ عاشق رسول ﷺ کا کلام ہے عاشق لوگ عشق سے پڑھتے ہیں تو سامعین کے عشق میں اضافہ

ہوتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں پڑھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔

مَوْلَايَ صَلَّيْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
اے اللہ ہمیشہ اور دائمی درود اور سلام ہو

مَحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ
یا محمد ﷺ دو جہاں کے آپ ہی سردار ہیں

نَبِيُّنَا الْاَمْرُ النَّاهِي فَلَا اَحَدٌ
آمر و ناہی پیغمبر ہیں نہیں ان کا جواب

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تَرَجَّى شَفَاعَتُهُ
وہ حبیب ایسے ہیں جن سے ہے شفاعت کی امید

فَاقِ النَّبِيَّ فِى خَلْقِ وَفِى خُلُقِ
سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خلق میں خلق میں

فَهُوَ الَّذِى تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ
صورت و سیرت میں ہیں سرکار عالی مرتبت

مُنَزَّهَةٌ عَنِ شَرِّكَ فِى نَبِيِّهِمْ
کوئی عالم میں نہیں ان کا محاسن میں شریک

دَعُ مَا دَعَا عَنْهُ النَّصْرَى فِى نَبِيِّهِمْ
جو نصاریٰ نے کہا عیسیٰ کے حق۔ تو نہ کہہ

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
تیرے حبیب ﷺ پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں

وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
شاہ جن و انس بھی اور مہتر عرب و عجم

اَبْرَفِىْ قَوْلٍ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمٍ
ہیں نہایت صاف گو وہ قول نہیں ہو یا ہاں

لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ هُوَالٍ مُّقْتَحِمٍ
وقت ہول و خوف میں پیش آئیں گے جب رنج و غم

وَلَمْ يَدْنُوهُ فِى عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ
انبیاء میں سب سے اکمل آپ کا علم و کرم

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ
اس لئے ان کو کیا حق نے حبیب محترم

فَحَوَّ بِمَا هَرُّ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ
حسن میں جو ہر ہے اس کا فرد کل لا یتقسم

وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتِكِمِ
اور جو ممکن ہو کر مدح نبی محترم ﷺ

اتنی تعریف کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بس تم حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہو اس کے بعد جتنی تعریف تم سے ممکن ہو وہ کرو۔ عیسائیوں والا عقیدہ نہ رکھو جس طرح سے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں ہیں اس کے علاوہ جتنی بھی تعریف کر سکو اور نہ ہو سکتی ہے تو ہی جانتا ہے کہ آپ کی کیا شان ہے۔ کیا ایسا کلام پرانا ہو سکتا ہے آٹھ سو سال قبل یہ کلام لکھا گیا ہے اور اتنی تازگی اور چاشنی ہے کہ جیسے علامہ بوصیریؒ ابھی بیٹھے ہوئے تحریر فرما رہے ہوں۔ حضرات آپ بھی ایسی نعمتیں سنانے کیلئے لایا کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت بیان کرو گے خود عظیم ہو جاؤ

گے۔ غالب کا کلام ہے۔ حضرت عطارؒ کا کلام ہے حضرت سعدیؒ کا کلام ہے حضرت مظہر جاناناں کا کلام ہے اس میں سے نعتیں ڈھونڈ کر لایا کرو۔ حضرت علامہ اقبالؒ کا اسی نوے سال پرانا کلام ہے لیکن اس میں کوئی چیز پرانی نظر آتی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذره ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سحر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر حیند و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب
تیرہ و تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع جہاں تازہ کر جلوہ بے حجاب سے

بتائیے اس کلام میں کون سی چیز پرانی ہے حالانکہ کوئی ستر سال پہلے یہ نعت نبی ﷺ لکھی گئی ہے۔ علامہ اقبالؒ عاشق رسول ہیں اور آپ نے تو عشق کی انتہا کر دی فرماتے ہیں۔

گر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو عشق تو بندہ مومن کافر و زندیق

وہ تو اسلام ایمان اور کفر میں فرق عشق مصطفیٰ ﷺ گردانتے ہیں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ سے عشق ہے تو مومن بھی ہے مسلمان بھی ہے اگر عشق مصطفیٰ ﷺ دل میں نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔ اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ حضرات ایسا کلام حضرت علامہ اقبالؒ کا موجود ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی بہت عظمت بیان کی گئی ہے۔ آپ وہ کلام وہ نعت ڈھونڈو اور سنو اور سناؤ۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

یہ دعایہ تنہا جیسی ستر سال پہلے تھی ویسی اب بھی ہے اور قیامت تک انشاء اللہ رہے گی یہ علامہ اقبالؒ کا عقیدہ ہے کہ ذات محمد ﷺ تو بہت بڑی بات ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے کہ ان کے اسم گرامی نام نامی محمد ﷺ سے ہی ہر سوا اجالا ہو سکتا ہے۔ نور آ سکتا ہے ظلمت مٹ سکتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ تو وہربانی فرما اور ہر پست کو بلندی عطا فرما دے عقائد درست فرما دے بدعقیدگی کے اندھیرے دور فرما دے حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے سب کچھ روشن فرما دے۔ علامہ اقبالؒ حضور نبی کریم ﷺ کو ہی سب کچھ گردانتے ہیں۔ فرمایا

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقان وہی یلین وہی طہ

کیا یہ نعت نبی ﷺ کبھی پرانی ہو سکتی ہے۔ یہ ساٹھ سال پرانا کلام آج بھی تازہ ہے آج بھی سرور دیتا ہے۔ وجد آفرین اشعار ہیں دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اجاگر کرتا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنْنِي فِيْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ

خُذْ يَدِيْ سَهْلَ لَنَا اِنَّكَ اَلَنَا

یا رسول اللہ ﷺ کرم فرمائیے ہماری طرف توجہ فرمائیے ہمارے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ یا حبیب اللہ ﷺ ہماری فریاد سنئے یا رسول اللہ ﷺ میں غم کے سمندر میں غرق ہوں مہربانی فرمائیے میرا ہاتھ لیجئے ہمارے بوجھ ہلکے کیجئے یعنی مشکلات آسان فرما دیجئے۔

کیا یہ دعا حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے وقت تھی اور اب نہیں ہے۔ یہ اب بھی ویسی ہے جیسی اس وقت تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو پسند فرمایا ہے اس لئے اس کو بھی دوام حاصل ہے۔ یہ کبھی پرانی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایسی دعا مانگئے ایسی نعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے یہ دعا بھی ہے اور نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے۔ آخر میں عرض کرتے ہیں کہ

یا محمد ﷺ از تو مے خواہم خدا را
خدا یا از تو عشق مصطفیٰ ﷺ را

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے خدا کا فضل مانگتے ہیں اور اے اللہ ہم آپ سے حضور نبی کریم ﷺ کا عشق مانگتے ہیں۔ حضرت میاں محمد بخش صاحب کلام ہے سو سال پرانا کلام ہے آج بھی لوگ آپ کی تصنیف سیف الملوک سے پڑھتے ہیں پوری محفل کو سرور آ جاتا ہے۔ یہ کلام کبھی پرانے ہونے والے نہیں ہیں فرماتے ہیں۔

واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کردا
جبرائیل جے جس چاکر نبیاں دا سر کردا
ادہ محبوب حبیب رباناں حامی روز حشر دا
آپ کریم یتیمان تائیں ہتھ سرے تے دھردا
سبھو نور او سے دے نوروں اس دا نور حضوروں
اس نوں تخت عرش دا ملایا موسیٰ نوں کوہ طوروں
ہور کسے کچھ نیکی ہوئی توشہ خرچ قبر دا
مینوں کہو نام تساڈا گہناں روز حشر دا
دوست دشمن چنگا مندا جے کوئی ہووے سوالی
کدوں کریمیاں دے در اتوں مٹر آوے ہتھ خالی
آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زبانی
یاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

کیا بات ہے قرآن کی تفسیر شعروں میں سمو کر رکھ دی ہے۔ شفاعت رسول ﷺ کو ہی نجات کا ذریعہ بتایا

ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے ہیں اور پھر کتنا صاف ستھرا عقیدہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تو شاید کوئی نیکیوں کا سہارا ہوگا لیکن میرے پاس تو صرف آپ ﷺ کے اسم مبارک کا ہی سہارا ہے آپ ﷺ کے نام کے صدقے بخشش ہوتی ہے۔ نجات ملتی ہے۔ درپرا آئے سوالی کو خالی نہیں لوٹاتے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا صدقہ اور وسیلہ بنا کر حضور نبی کریم ﷺ سے مانگتے ہیں۔ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم فرمانے والے ہیں لہذا تقسیم کرنے والے سے مانگنا چاہئے۔

وما علینا الالبلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی سردار محمد صاحب 29.01.2000

چاہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملكته يصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے:

زہے نصیب مدینہ نصیب ہو جائے یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے
نہ نام لوں کبھی واعظ حرم کو جانے کا طواف کوئے محمد ﷺ نصیب ہو جائے
یہ جس نے درد محبت عطا کیا مجھ کو اے کاش اب وہی میرا طبیب ہو جائے
نگاہ شوق تیرے انتظار میں ہوں جو دور ہے وہ نظر کے قریب ہو جائے

اس نعت شریف میں فرمایا گیا ہے کہ:

جس نے درد محبت عطا کیا مجھ کو اے کاش وہی میرا طبیب ہو جائے۔ یہ شعر نعت خوان نے پڑھا تو آپ نے
بہت سراہا اور بہت جھوم اٹھے۔ درد محبت ہوتا ہے عشق۔ کیا آپ چاہیں گے کہ آپ سے عشق نکل جائے
آپ کو درد محبت سے آرام آجائے۔ اگر نہیں تو پھر آپ اس سے صحت کیوں طلب کر رہے ہیں۔ آپ کہہ
رہے ہیں کہ درد محبت کا علاج ہو جائے۔ کیا یہ درد مٹ جائے کیا تمہیں اس سے شفا مل جائے اگر نہیں تو پھر
اپ ہمیں کیا سکھا رہے ہیں۔ دعا کرو کہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں اور زیادتی ہو جائے اس سے آرام نہ ہو جائے
بلکہ یہ مرض ایسا ہے کہ اللہ کرے اس میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے تڑپ زیادہ ہو جائے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ
میں کبھی کمی نہ مانگو۔ آنسو آتے ہیں تو آنے دو۔ دل تڑپتا ہے تو تڑپنے دو اس میں آفاقہ مانگنا اس میں کمی
مانگنا بے ایمانی ہے۔ ابھی پروفیسر صاحب نے تقریر فرمائی اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین
پاک لوگی ہوئی مٹی کی عظمت بیان فرمائی کہ یہ خاک اندھے یہودی کی آنکھوں میں ڈالی گئی تو اس کی
آنکھیں بنیاد ہو گئیں حضور نبی پاک ﷺ کی خاک پاؤہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔ لَا
أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد ۲-۱) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں
تشریف فرما ہو۔“ آنکھیں اگر ٹھیک ہو گئیں تو کوئی بات نہیں یہ تو ایک ڈاکٹر بھی کر لے گا۔ حضرت یوسف

علیہ السلام کی قمیض سے بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کی خاک جب عرش پر لگی تو وہ عرش سے عرش معلیٰ بن گیا۔ پہلے عرش تھا پھر عرش معلیٰ بن گیا۔ عرش کی عظمت کو بڑھانے کیلئے کیا چاہتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کی خاک چاہئے۔ حور کا حسن بہت مشہور ہے کہ اگر اس کے آنچل کی ایک جھلک یا ایک تار دنیا میں دکھائی دے جائے۔ تو ساری دنیا مدھوش ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کا میک اپ کیا ہے۔ مدینہ شریف میں جو خاک اڑتی ہے وہ ان کا پاؤ ڈر ہے۔ یہ ٹلکیم پاؤ ڈر یا Touch me not جو ہے نا وہ پہلے Touch me not ہوتا تھا اب Touch me آ گیا ہے۔ حوروں کیلئے جو Touch me یا Touch me not ہے نا وہ مدینہ پاک کی گلیوں میں اڑنے والی خاک ہے۔ جب یہ خاک ان کے چہرے پر پڑتی ہے تو ان کا حسن نکھر جاتا ہے یثرب کے معنی بیماری کا گھر۔ جو بھی وہاں جاتا بیمار ہو جاتا لیکن جب نبی پاک ﷺ کی نعلین مبارک جوتی مبارک پاؤں مبارک یثرب کے چہرے پر لگا تو وہ دار الشفا بن گیا مدینہ منورہ بن گیا اور آج اس کی یہ عظمت ہے کہ ساری کائنات میں مدینہ شریف کی مٹی سے بڑھ کر کوئی اور عظیم چیز نہیں ہے۔ آنکھیں بھی ٹھیک ہوتی ہیں اور ایمان بھی ٹھیک ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم مدینہ شریف آؤ اور یہاں مٹی اڑے آندھی آئے ہو اچلے اور خاک اڑے تو اپنے منہ پر کپڑا نہ رکھو بلکہ منہ کھول کر سانس لو تا کہ زیادہ سے زیادہ خاک مدینہ تمہارے اندر جائے کیونکہ اس میں شفا ہے۔ اور منہ پر کپڑا رکھ لینا کہ گرداں نہ جائے یہ بے ایمانی ہے۔ حکم ہے کہ اس سے نفرت نہ کرو بلکہ جتنا زیادہ سے زیادہ منہ کھول سکو کھول دو۔ جتنا زیادہ سے زیادہ خاک مدینہ اندر جائے اس کو جانے دو کہ یہ شفا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سونگھنے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر ایک اور نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ ”سرما یہ حیات ہے چاہت رسول ﷺ کی“ ایک بندہ زندہ ہے فوت ہونے کے بعد جو کچھ وہ اپنے ساتھ قبر میں لے جائے گا اس کو سرما یہ حیات کہتے ہیں۔ اب وہ کونسی چیز ہے کہ جو میں قبر میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں حشر میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں کہ میرا کام بن جائے۔ کیا نماز، روزہ، حج لے کر جاؤں اس سے کام نہیں بنے گا بلکہ چاہت رسول اللہ ﷺ سے کام بنتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ بہترین اعمال ہیں ضرور کرو۔ ضرور کرو ضرور کرو لیکن بخشش جو ہونی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی پاک ﷺ کی چاہت اور شفاعت کے صدقے سے ہونی ہے۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب نے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے ”عقیدہ

کی اہمیت، چھوٹی سی کتاب ہے اس کا مطالعہ ضرور کرو وہ فرماتے ہیں کہ عمل سے بخشش ہونی ہے یہ منافق کی بات ہے منافقت کی نشانی ہے۔ پوچھا جائے کہ بخشش کا ذریعہ کیا ہے تو منافق کہے گا کہ عمل سے لیکن مومن کہے گا کہ نبی پاک ﷺ کی محبت۔ ادب۔ چاہت اور شفاعت سے۔ یہ فرق ہے۔ منافق کا عقیدہ ہے کہ بخشش نماز۔ روزں حج سے ہونی ہے۔ عمل سے ہونی ہے اس سے ہونی ہے اس سے ہونی ہے۔ زکوٰۃ دو تو پھر بخشش ہونی ہے۔ لیکن مومن کا عقیدہ ہے کہ بخشش اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہونی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کے ادب سے ہونی ہے۔ یہ چاہت جو ہے یہ عقیدہ ہے اور نماز۔ روزہ حج وغیرہ عمل ہے۔ فرمایا کہ اعمال جتنے بھی ہوں کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک کہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ یہ اعمال عمارت ہیں چھت ہیں دیواریں ہیں یہ کسی بنیاد کمزور ہو تو یہ گر جائیں گے۔ اگر بنیاد مضبوط ہے تو کچا مکان بھی ہے تو بھی قائم رہے گا۔ عقیدہ بنیاد ہے اگر عقیدہ درست ہے تو پھر یہ اعمال بڑے کام کے ہیں۔ لیکن عقیدے کے بغیر ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے تین احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ ایک صحابی فوت ہو گئے ان کے لواحقین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ آپ نہ پڑھائیں یہ بہت گنہگار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوسرے صحابہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو گواہی دے کہ اس نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہو۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں جانتا ہوں کہ فلاں جنگ کے موقع پر اس نے ایک رات آپ ﷺ کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی بخشش کے لئے یہی کافی ہے آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر فرمایا کہ آپ لوگوں کی نظر میں یہ گنہگار تھا میں اللہ کا رسول ﷺ گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ یہ آپ ان کی کتاب عقیدہ کی اہمیت میں پڑھیں۔ فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ عمرؓ آپ عمل کی طرف دیکھتے ہو۔ عقیدے کی طرف دیکھو کہ میرا پہرہ دار ہو کر جہنم میں کس طرح جاسکتا ہے۔ ہزار بار تم کعبے جاؤ لیکن نبی پاک ﷺ کے روضے پر نہ جاؤ تو کعبے کی زیارت بھی تمہارے کام نہ آئے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کعبہ شریف آئے اور کعبے کی زیارت کر کے واپس چلا جائے اور میرے روضے پر نہ آئے تو وہ مجھ پر ظلم کر کے جا رہا ہے۔ وہ ظالم بن کر گھر جا رہا ہے حاجی بن کر نہیں جا رہا ہے۔ حاجی بننا ہے تو در مصطفیٰ ﷺ پر جائے اور جب روضہ رسول

ﷺ سے ہو کر واپس جاتا ہے۔ تو جو بھی اس کو دیکھ لیتا ہے اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے اور گھر پہنچے سے پہلے جو بھی اس سے کوئی دعا کرائیں وہ قبول ہو جاتی ہے۔ یہ ہے چاہت رسول ﷺ کی دوسری حدیث پاک جو مفتی صاحب نے بیان فرمائی ہے کہ ایک آدمی تھا جس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے ایک جنگ کا موقع تھا وہ آدمی بڑی بہادری سے لڑا۔ کئی آدمیوں کو اس نے قتل کیا۔ صحابہ کرامؓ آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جہنمی ہے اس نے تو کمال کر دیا ہے بڑا قتال کیا ہے۔ صفوں کی صفیں اس نے الٹا کر رکھ دی ہیں بہت آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا ہے۔ فرمایا اس کا انجام دیکھ لینا یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ ختم ہونے کے قریب آئی تو پتہ نہیں کہ کیا ہوا اس آدمی نے اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص تو حرام کی موت مر گیا ہے اس نے خودکشی کر لی ہے۔ فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ یہ منافق ہے اس کا قتال اور اس کا جہاد بھی اس کے کام نہیں آ سکتا کام آنے والی چیز عقیدت اور چاہت رسول اللہ ﷺ تھی جو اس کے دل میں نہیں تھی۔ تیسری حدیث جو مفتی صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین قسم کے بندے ہیں ایک وہ جو نیک بندے ہیں جو شہید ہو جائیں یا غازی بن کر فوت ہو جائیں ان کا درجہ جنت میں ایسے ہوگا جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ وہ نبی نہیں ہوں گے رسول نہیں ہوں گے لیکن عمل کے لحاظ سے جہاد کے لحاظ سے مجھ سے محبت اور عشق کے لحاظ سے ان کا مقام ان کے محلات ان کا آرام ان کی فرمائشیں ایسے ہوں گی جس طرح نبیوں کی ہوں گی۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال خلط ملط ہیں۔ گناہ گار ہیں نیکیاں بھی ہیں لیکن زیادہ گناہ ہیں جب یہ جہاد کرتے ہیں اور جو نبی تلوار لے کر میدان جنگ میں جاتے ہیں تو ان کے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اگر شہید ہو جائیں تو وہ بھی جنتی ہیں لیکن ایک تیسرا گروپ وہ ہے جن کا عقیدہ درست نہیں ہے وہ خوار شہید بھی ہو جائیں یا غازی بھی بن جائیں پھر بھی جہنمی ہیں حضرات یہ باتیں یاد رکھیں۔ عرض یہ ہے کہ ایک منافق ہے اور ایک مومن ہے ان میں فرق کیا ہے۔ اگر انکی موجودگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کی جائے تو ان کے چہرے کی طرف دیکھو کہ چہرہ خوش ہو گیا ہے یا افسردہ اور غمگین ہو گیا ہے جھگیا ہے۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سن کر جھجھ جائے تو وہ منافق ہے جو خوش ہو جائے وہ مومن ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ آج کون سادن ہے۔ مفلس کون ہوتا ہے۔ بخیل کون ہوتا ہے یا اسی قسم کے سوال آپ ﷺ

پوچھا کرتے تھے تو صحابہ کرامؓ عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے تھے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ جب بھی علم کی بات ہوتی عمل کی بات ہوتی تو اللہ کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی ضرور لیتے اور منافق ہمیشہ صرف اللہ کا نام لیتا ہے۔ جب غنی کرنے کے بات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں غنی کر دے گا۔ وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَعْنَتْهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (التوبہ ۴۷) ”نور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔“ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی لوگوں کو غنی اور مالدار فرماتے ہیں اور دوسروں کو غنی وہ کرے گا جو خود مالک ہوگا۔ ظاہر یہ ہے کہ فَضْلُهُ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف لو لے کیونکہ یہی قریب ہے۔ مِنْ ذَٰلِذِی یَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِأُذْنِهِ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ أَيْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یحِیْطُونَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِہِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ ۲۰۰) ”وہ کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے اس کے حکم کے بغیر۔ جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔“ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر شفاعت کرے۔ منافق کہے گا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا لیکن مومن کہے گا کہ اللہ کی اجازت سے اس کا رسول ﷺ شفاعت کریں گے پھر یہ کہ جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور پیچھے ہے۔ منافق کہے گا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا لیکن مومن کہے گا کہ اللہ غیب جانتا ہے اور اس کی عطا سے اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی غیب جانتے ہیں۔ حضرات یہ اپنی دل میں رکھیں عقیدہ بنانے کی۔ چاہت رسول اللہ ﷺ کی قبر میں ساتھ لے جائیں۔ اسی سے تیری بھی بخشش ہے۔ میری بھی بخشش ہے سب کی بخشش ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مومن کی زبان پہ یہ ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نبی پاک ﷺ میں کمال دیکھتا ہے لیکن منافق کو نبی پاک ﷺ میں کمال نظر آتا ہی نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے ایک اور بات لکھی ہے کہ ایک مولوی صاحب تھے غالباً ان کا نام غلام جیلانی صاحب ہے۔ وہ طالب علم تھے اور راولپنڈی کے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان کے جو استاد تھے وہ ہر بات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات میں نقص ہی بتایا کرتے تھے کہ

نبی پاک ﷺ کو علم غیب نہیں ہے۔ آپ ﷺ کو کوئی اختیار نہیں ہے آپ ﷺ کوئی تصرف نہیں رکھتے یہ طالب علم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے آستانہ عالیہ پر گیا ان دنوں ان کا صاحبزادہ حضرت باؤجی حیات تھے اور گدی نشین تھے ان سے ملا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میں جس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں وہاں میرے استاد ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نقص ہی بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بیٹا تو وہ مدرسہ چھوڑ دے اور ملتان حضرت احمد سعید کاظمی کے مدرسہ میں چلے جاؤ تمہارا ایمان بچ جائے گا۔ وہ ملتان چلا گیا اور حضرت احمد سعید کاظمی سے ملاقات کی اور اپنا واقعہ بیان کیا حضرت صاحب نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تو اپنا ایمان بچا کر آ گیا۔ عرض کیا کہ میرا ایمان کس طرح سے بچ گیا اور وہاں کس طرح سے ضائع چلا جاتا۔ فرمایا کہ یہ نبی پاک ﷺ تمہیں خود بتائیں گے۔ یہ واقعہ رضائے مصطفیٰ 1998ء کے رسالہ میں چھپا ہے۔ رات کو حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تو اپنا ایمان بچا کر لے آیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایمان کس چیز سے ضائع ہوتا ہے۔ فرمایا کہ منافق جب قرآن وحدیث بیان کرتا ہے تو اس میں میرا نقص ڈھونڈتا ہے اور بیان کرتا ہے اور جس کے سامنے وہ نقص پیش کرے اور وہ سامع کے دل میں بیٹھ جائے تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے تو اپنا ایمان بچا کر لے آیا ہے۔ اب تو جہاں آ گیا ہے یہاں میری عظمت بیان ہوتی ہے۔ یہی ایمان ہے یہی سرمایہ حیات ہے۔ وہ بیٹا خوش ہو گیا۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت بھی کرا دی اور ایمان بھی بچ گیا۔ صبح مدرسہ میں حاضر ہوا برا خوش تھا کہ حضرت احمد سعید کاظمی صاحب نے فرمایا کہ اب تسلی ہوئی ہے کہ نہیں۔ نبی پاک ﷺ نے خود تمہیں بتایا ہے۔ خواب کا انہیں بھی علم ہے۔ علم کا انہیں بھی پتہ ہے تصرف کا انہیں بھی پتہ ہے۔ حضرات ہم سب بھی اس طالب علم کی طرح ہیں ہمیں اگر اپنا ایمان بچانا ہے تو ان لوگوں کے پاس بیٹھو جو کمال مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ اور جو نقص بیان کریں ان سے بچو یہ اشعار نبی پاک ﷺ کے سامنے پڑھے گئے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میں کوئی نقص نہیں ہے آپ ہر غیب سے پاک ہیں۔ اس پر خوش ہو کر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ حضرات یہ ایمان ہے یہ سرمایہ حیات ہے اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی آپ کو بھی اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کوئی کہے کہ میرے پاس کروڑ سجدے ہیں میرے پاس نمازیں ہیں زکوٰتیں ہیں حج ہیں قربانیاں ہیں کوئی پتہ نہیں کہ وہ قبول بھی ہوئی ہیں کہ نہیں ہوئی ہیں بخشش ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے حضرات یہ اعمال ہیں ان کا ثمر جنت

میں جا کر ملے گا۔ جنت میں داخل ہونے کے بعد اعمال کام آئیں گے یہ بے کار نہیں ہیں لیکن اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو یہ اعمال بھی بے کار ہیں بخشش عقیدہ سے ہونی ہے۔ عقیدہ حضور ﷺ کی چاہت اور محبت ہے۔ اس لئے بطور خاص نعت خواں حضرات سے عرض ہے کہ وہ ایسی نعت شریف ڈھونڈ کر لایا کریں جس میں عظمت مصطفیٰ ﷺ بیان ہو۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ ”لہ“ ”کرد و کرم“ تو کیا پہلے کوئی کرم نہیں ہوا ہے۔ اگر کرم نہیں ہوا ہے تو یہاں کس طرح آئے ہو آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں ورنہ اتنی سردی میں کون یہاں اتنی دور آتا ہے۔ ان کے بلائے ہوئے آتے ہو اور بخشنے ہوئے واپس جاتے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کرم اور احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی عطا فرمائی ہے۔ پہلا کرم تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں بندہ بنایا ہے حیوان نہیں بنادیا۔ بندہ بنانے کے بعد پھر یہ کرم کیا کہ ہمیں مسلمان بنادیا اور بہت بڑا کرم یہ کیا کہ ہمیں صحیح عقیدہ عطا فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں کے بہتر فرقے ہوں گے لیکن میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی بہتر دوزخی ہوں گے۔ کلمہ تو سبھی پڑھیں گے کلمہ گو سبھی ہوں گے لیکن عقیدہ سب کا درست نہیں ہوگا۔ صحیح عقیدہ والا صرف ایک فرقہ ہوگا اور وہی جنت میں جائے گا۔ یہ وہ فرقہ ہوگا جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے۔ اور ان کے دل میں میری عظمت۔ محبت اور چاہت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ چاہت رسول اللہ ﷺ کو سمجھنے اور دل میں بٹھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 21-1-2000

در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری دینے والے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔ ان دنوں تعلیمی اداروں میں امتحانات ہو رہے ہیں۔ امتحانات کا زمانہ ہے پرچے ہو رہے ہیں۔ پرچے جانچے جا رہے ہیں نمبر لگ رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب بھی اس کام میں مصروف ہیں نمبر لگا رہے ہیں فیل پاس کر رہے ہیں تو میں ان سے ایک سوال پوچھتا ہوں اور یہ اس کے نمبر لگائیں سوال یہ ہے کہ اگر سورج کی روشنی کو آپ سو نمبر دیتے ہیں تو چاند کی روشنی کو کتنے نمبر دیں گے۔ (جواب۔ صفر) جی ہاں صفر لیکن صفر کیوں۔ وہ بھی تو روشن ہے روشنی دیتا ہے۔ اگر آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سو نمبر دیتے ہیں تو اس کے امتی کو کتنے نمبر دیں گے۔ اگر پیر صاحب کو سو نمبر دیں گے تو پھر مرید کو کتنے نمبر دیں گے۔ پروفیسر صاحب فرکس جانتے ہیں۔ جغرافیہ بھی جانتے ہیں ان کا جواب درست ہے کہ اگر سورج کی وجہ سے ہے۔ سورج کی روشنی اگر چاند پر پڑے تو وہ روشن ہو جاتا ہے اگر نہ پڑے تو کچھ بھی نہیں ہے سیاہ ہے۔ اندھیرا ہے۔ وہاں پتھر ہیں۔ یہ دیوار تو پھر بھی سفید ہے لیکن وہ تو پتھر ہے اس کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہے اس کی ساری چمک دھمک سورج کی وجہ سے ہے۔ امتی کے اپنے پلے کچھ بھی نہیں ہے اس کی جو کوئی عظمت ہے وہ اس کے نبی علیہ السلام کی وجہ سے ہے پیر میں جو کوئی عظمت ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے اور پھر اس کے صدقے سے مرید میں بھی عظمت ہے۔ قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ بھی شفاعت فرمائیں گے حجر اسود بھی شفاعت کرے گا۔ خانہ کعبہ بھی شفاعت کرے گا۔ مسجد بھی شفاعت کرے گی۔ اولیاء اللہ بھی شفاعت کریں گے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سو 100 ہے تو پھر حجر اسود کی شفاعت کو کتنے نمبر دیں گے۔ کوئی نمبر نہیں دیں گے اگر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے بوسہ نہ دیا ہوتا تو اس میں شفاعت کرنے کی طاقت ہی نہ ہوتی۔ لیکن اب وہ بھی شفاعت کر رہا ہے جس نے اس کو بوسہ دیا ہوگا۔ اس کی شفاعت کرے گا بوسہ نہ دے سکا لیکن دور سے استلام کر لیا تو اس کی بھی شفاعت کرے گا کہ یا اللہ اس نے مجھے بوسہ دیا تھا اس نے میری طرف اشارہ کر کے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا اس کے حق میں

میری شفاعت قبول فرما۔ اس کی شفاعت سے بندے جنت میں جائیں گے لیکن صرف اس لئے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بوسہ دیا ہے۔ اس لئے اس میں یہ عظمت آگئی ہے۔ خانہ کعبہ بھی شفاعت کرے گا صرف اس لئے کہ وہ کعبہ میرے نبی پاک ﷺ کی مرضی سے بنا ہے۔ مسجد اس لئے شفاعت کرے گی کہ اس میں نبی پاک ﷺ کا ذکر ہے۔ لیکن اگر اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بد خواہی کرے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی ہو حضور نبی کریم ﷺ میں نقص ڈھونڈے اور بیان کرے تو ایسی مسجد بھی کوئی شفاعت نہیں کرے گی۔ جس طرح سے سورت النوبہ میں مسجد ضرار کا ذکر ہے جو منافقین نے اس لئے بنائی تھی کہ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے خلاف باتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو گرانے اور جلا دینے کا حکم فرمایا۔ حالانکہ مسجد کی تعمیر سے متعلق بڑی فضیلت آئی ہے کہ مسجد میں ایک اینٹ اگر کوئی لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک محل بنادیں گے۔ لیکن منافقین نے اتنی ساری اینٹیں لگائیں کہ پوری مسجد بنا کر کھڑی کر دی۔ بڑی خوبصورت اور بہترین دیدہ زیب بنائی بڑے مینار بنائے گنبد بنائے پھر ان کے لئے جنت میں محل کیوں تعمیر نہیں کئے گئے بلکہ الٹا یہ کہ اس مسجد کو گرانے اور جلا دینے کا حکم آیا اس کا نام ضرار آیا ہے یعنی نقصان دینے والی ضرر پہنچانے والی۔ ایسا کیوں ہے کہ اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر نہیں ہے۔ مسجد صرف اس لئے متبرک ہوتی ہے۔ مسجد صرف اس لئے اچھی ہوتی ہے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان ہوتی ہے آپ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان ہوتی ہے۔ حضرت جامی فرماتے ہیں۔

خوشا مسجد و مجلس و خانقاہ ہے کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ

خوش نصیب ہے وہ مسجد وہ محفل اور وہ خانقاہ کہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ نعت خواں حضرات ہیں ان کی آواز نور جہاں کے مقابلہ میں کیا ہے مہدی حسن یا غلام علی کے مقابلے میں ان کو کیا نمبر دو گے۔ جو نعت خواں ریڈیو یا ٹی وی پر آتے ہیں ان کو آپ اگر سو نمبر دیں گے۔ صفر نمبر دیں گے کیونکہ نہ کوئی ترنم نہ کوئی آواز نہ کوئی سرنہ کوئی گلا کاری۔ گائیکی کے لحاظ سے آپ کا کوئی نمبر نہیں ہے۔ نہ آپ کی کوئی خوش الحانی نہ کوئی میری۔ لیکن میں آپ کو ایک عرض کرتا ہوں کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں کہ جب آپ نعت نبی پاک ﷺ پڑھتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ از خود تشریف لے آتے ہیں۔ ترنم کے لحاظ سے آپ صفر ہیں لیکن میرے نبی پاک ﷺ کے نوازنے سے آپ کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

سو کھلیں گے اس کیلئے رحمت کے دروازے نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی
یہ تو نعت سننے والوں کا مقام ہے آپ تو نعت پڑھتے ہیں لکھتے ہیں۔ آپ کا مقابلہ کیا ہوگا۔ نمبر اس طرح
سے لگتے ہیں آپ پہنچے نہیں کہ کتنے آدمیوں کو جنتی بنانے والے ہیں۔

آپ Chief Executive جنرل مشرف کے مقابلہ میں صدر پاکستان کو کیا نمبر دیں گے صفر نمبر دیں
گے کیونکہ صدر صاحب جو ہیں وہ Chief Executive کے ایک اشارہ سے گھر بیٹھ سکتے ہیں عہدہ
چھوڑ سکتے ہیں۔ گورنر۔ کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر کسی کی بھی کوئی وقعت نہیں ہے۔ یہ جواب نیا پلان آیا ہے اس میں
کمشنر تو ویسے ہی ختم کر دئے گئے ہیں کمشنری ختم ہو گئی ہے۔ اگر طاقت ہوتی تو کوئی کمشنر Chief
Executive کے حکم کے سامنے ٹھہر جاتا لیکن ایسا ممکن نہیں ہے Chief Executive کے
عہدے کے سامنے تمام عہدے ختم کوئی دم نہیں مار سکتا۔ ہمارے لئے تو پٹواری بھی بڑی چیز ہے۔ لیکن اس
کے سامنے کچھ حقیقت کا مالک نہیں ہے۔ اس طرح سے نبی پاک ﷺ کی عظمت کے مقابلہ میں کسی کی کوئی
حیثیت نہیں ہے۔ حسن یوسف علیہ السلام کا کوئی مقابلہ نہیں لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
مقابلہ میں اس کی کیا حیثیت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کا صدقہ اور میل جو اترتا ہے تو اس
سے حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر نبی ہیں کلیم اللہ ہیں اولوالعزم
انبیاء میں ہے ہیں تصرف رکھتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑی حیثیت کے مالک ہیں روح اللہ ہیں
مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ اندھوں کو بینا کرتے ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام
خلیل اللہ ہیں بڑی عظمت کے مالک ہیں حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں معبود ملائکہ ہیں بڑی شان
والے ہیں لیکن یہ سب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں غلام ہیں مقتدی ہیں حضور نبی
کریم ﷺ کے مقابلہ میں آئیں تو صفر ہیں۔ جس کے پاس بھی جو کوئی چیز ہے آپ کے پاس آواز ہے کسی
کے پاس نعت ہے کسی کے پاس طاقت ہے کسی کے پاس حکومت ہے کسی کے پاس حسن ہے کسی کے پاس
Leader Ship ہے کسی کے پاس ولایت ہے کسی کے پاس نبوت ہے یہ سب میرے نبی پاک ﷺ
کی عطا ہے ان کے صدقہ سے ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت ذرا کسی سے ہٹ جائے تو
ویسے ہی ختم ہو جائے۔ ایک کا تب وحی تھے جو وحی آتی وہ لکھتے تھے حضور نبی کریم ﷺ کے قرب کی وجہ سے
اس کو اتنا تصرف مل گیا کہ اس کو وحی اترتی ہوئی نظر آنے لگی۔ یہ وحی آ رہی ہے یہ قرآن آرہا ہے یہ آیت

مبارک آ رہی ہے وہ سمجھا کہ شاید مجھ میں کوئی کمال آ گیا ہے۔ وہ باتیں بنانے لگا کہ جی وحی کا تو مجھے بھی قبل از وقت پتہ چل جاتا ہے کہنے لگا کہ قرآن تو حضور اکرم ﷺ خود بناتے ہیں اس کے دماغ میں فتور آ گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ مرے گا تو زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔ فوت ہوا بارہ دفعہ دفن کیا گیا ہر دفعہ زمین نے اگل کر باہر پھینک دیا۔ آخر جانور کتے بلے کھا گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکل گیا تھا کہ زمین اس کو قبول نہیں کرے گی اب یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ زمین میں دفن رہ سکے۔ ایسا بڑا مرتد ہوا کہ شاید اور کوئی ایسا مرتد پیدا ہی نہ ہو۔ کہاں یہ کہ وہ وحی کو نازل ہوتے دیکھ رہا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھ رہا ہے کاتب وحی بنا ہوا ہے اتنی شان اور عظمت کا مالک بنا بیٹھا ہے۔

اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے جب نبی پاک ﷺ کی نظروں سے گرا تو کہاں کا کہاں پہنچ گیا۔ حضرت بلالؓ کو دیکھیں کہ رنگ ڈھنگ شکل و صورت آواز و تلفظ کے لحاظ سے صفر ہے کوئی سین شین کا امتیاز نہیں ہے عربی گرائمر کے لحاظ سے صرف ونحو کے لحاظ سے بالکل صفر ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ کی پسند ہے تمام خوش الحانی والے صرف ونحو کا معیار سمجھنے والے حضور بلالؓ کے مقابلہ میں صفر ہو کر رہ گئے۔ بلالؓ آذان نہ دیں تو سحر ہی نہ ہو یہ میرے نبی پاک ﷺ کی پسند والے ہیں اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ تیر چلاؤ۔ اس نے چلایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے باقی صحابہؓ سے فرمایا کہ آؤ اس کے مقابلہ میں اگر کوئی تیر چلا سکتا ہے تو چلائے۔ تمام صحابہؓ نے اپنے تیر کمان زمین پر رکھ دئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی پسند کے مقابلہ میں ہماری کیا حیثیت ہے ہماری کیا وقعت ہے کہ ہم مقابلہ میں آئیں ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ عقیدہ ہے۔ جو کچھ کسی کے پلہ میں ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ کی عطا ہے۔ قیامت کے روز ہر شخص نفسی نفسی پکارے گا اس میں انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے صرف ایک ہستی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو فرمائیں گے۔ کہ آ میرے امتی میں تمہیں جنت میں لے جاؤں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی آپ جانتے ہیں کہ جنت کا مالک کون ہے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں میزان کس کے قبضہ میں ہے یہ حضرت سیدنا عمرؓ ہیں۔ پل صراط پر کس کا قبضہ ہے یہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں اور حوض کوثر کے مالک کون ہیں یہ حضرت علیؓ ہیں ان کو یہ ملکیت کس نے دی

ہے۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ نے عطا کی ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کے ہاتھ میں میرے نبی پاک ﷺ کا دامن ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند ہیں۔ جس نے جو کچھ بھی لینا ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ سے ہی لے گا۔ حاجی صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے۔

ہم در آقا پہ سر اپنا جھکا لیتے ہیں
 سچ بتانا ارے دنیا تیرا کیا لیتے ہیں
 اس کو آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں زمانے والے
 جس کو محبوب خدا اپنا بنا لیتے ہیں
 پتھر و تم تو ہو پتھر مگر آقا میرے
 تم سے گر چاہیں تو کلمہ بھی پڑھا لیتے ہیں
 جب نہیں ملتی کہیں سے بھی سکون کی دولت
 تیری محفل تیرے دیوانے سجا لیتے ہیں
 وقت کی قید نہیں یہ ہیں کرم کی باتیں
 جب بھی سرکار کی مرضی ہو بلا لیتے ہیں
 گنبد خضراء خدا تجھ کو سلامت رکھے
 دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس اپنی بجھا لیتے ہیں

سیدھی سی بات ہے سادہ سا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر اپنا سر جھکا لیتے ہیں تو پھر ارے دنیا والو! ہم تم سے تو کچھ نہیں لیتے۔ ہمیں جھکانے دیں کوئی منع نہ کرے کوئی نہ ٹو کے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ اقدس کے چاروں طرف پولیس اور مولوی کھڑے ہوتے ہیں کہ وہ نہ کسی کو جالی اقدس کو ہاتھ لگانے دیتے ہیں کوئی اس طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور دعا کیلئے ہاتھ کھڑے کرے تو وہ فوری روک دیتے ہیں ٹوک دیتے ہیں زائر کا منہ دوسری طرف کو پھیر دیتے ہیں خانہ کعبہ کی طرف کر دیتے ہیں اور شرک کے فتوے لگا دیتے ہیں تو حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ شرطو (پولیس) اے متو (مولوی) ہم تمہارا کیا لیتے ہیں تمہارا کیا بگاڑتے ہیں ہمیں در اقدس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سر جھکا کر سلام پیش کرنے دیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک بادشاہ منصور نامی ہو گزرا ہے۔ وہ مدینہ منورہ گیا اور روضہ اقدس

پر حاضری دی اور اونچی آواز میں بولنا شروع کر دیا۔ حضرت امام مالکؒ وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ آہستہ بولو اور سامنے لکھی ہوئی آیت مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا **يٰۤهَآ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ** (الحجرات ۲) ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی پاک ﷺ کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے۔ چلاتے ہو کہ ہمیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو“ اور فرمایا کہ خبردار اگر تم نے آواز اونچی نکالی تو تمہارے تمام اعمال ہی اکارت چلے جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ خلیفہ صاحب ڈر گئے اور پوچھا کہ اے امام صاحبؒ آپ یہ بتائیں کہ میں دعا کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منہ کروں یا خانہ کعبہ کی طرف کروں۔ اور ہاں موقعہ ایسا ہے کہ اگر آپ خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں گے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تمہاری پشت ہوگی حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ تو ان سے کیوں اب منہ موڑتا ہے کہ جس کی طرف حشر میں ساری مخلوق منہ کر کے التجا کرے گی۔ حشر میں تمام مخلوق تمام انبیاء علیہ السلام بھی انہی میں ہوں گے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے اپنی جھولی پھیلائیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں حشر میں ان کی طرف منہ کرنا ہے تو اب ان کی طرف منہ کیوں نہ کرو۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے اگر قیامت کو مان گیا

جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منہ کرتے ہیں ان کی طرف سر جھکاتے ہیں وہ دنیا سے کچھ نہیں لیتے بلکہ وہ تو دنیا کو دیتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرتے ہیں ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں حاضری دیتے ہیں وہ تو دنیا کو دینے والے ہوتے ہیں دنیا سے لیتے کچھ نہیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کرے کہ بندہ در اقدس پر حاضری دے اور پھر وہیں رہ جائے تو کیا خوش بختی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے واپس آئے تو اس کی کیا عظمت ہے کیا فضیلت ہے اس کی جو کوئی بھی زیارت کرے گا اس کی بخشش ہو جائیگی وہ خود تو بخشا گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ جس نے در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری دی روضہ اقدس کی

زیارت کر لی اس کیلئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت لازمی ہوگئی اس کی بخشش ہوگئی خواہ اخلاق و کردار کا کیسا بھی تھا یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جی بہت گناہ ہوتے ہیں پتہ نہیں بخشے جائیں گے کہ نہیں حقوق اللہ ہیں اور حقوق العباد ہیں کون سے بخشے جائیں کون سے نہ بخشے جائیں بخشنے والا تو اللہ ہے اس کی مرضی ہے بخشا ہے کہ نہیں بخشا ہے اس میں درحیب کی حاضری کا کیا ہوتا ہے۔ کوئی زانی شرابی جائے تو کیا وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کا در تو بہت بڑا در ہے اس کی عظمت اور اس کی شان کا تو کیا کہنا اگر کسی ولی کے در پر کتنا بھی بیٹھ جائے تو وہ بھی بندے کی شکل میں جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ کتے سے زیادہ نجس اور کیا چیز ہوگی۔ اس کی جنس ذات ہی نجس ہے کسی صورت پاک نہیں ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کا ایسا در ہے کہ اس سے ہو کر جو واپس آتا ہے اس کی زیارت کرنے والا بھی بخش دیا جاتا ہے۔ اور جو اس زیارت کرنے والے کو دیکھ لے وہ بھی بخش گیا۔ جس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا وہ بھی بخش گیا اور جس نے خواب میں دیکھنے والے کو دیکھ لیا وہ بھی بخشا گیا۔ یہ وہ بندے ہیں جو وہاں حاضری دیتے ہیں اور واپس آتے ہیں تو جنتی گربن جاتے ہیں۔ جب جاتے ہیں تو ہر قدم پر ان کی ایک بدی نیکی میں بدلتی جاتی ہے۔ بندوں کی کیا بات ہے وہاں تو فرشتوں کی اتنی بھیڑ ہے کہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملتی ستر ہزار صبح آتے ہیں ستر ہزار شام آتے ہیں ایک لاکھ چالیس ہزار عصر کے وقت وہاں موجود ہوتے ہیں سلام پیش کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ وہ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر حاضری دینے والے عاشق وہ ہیں کہ گنہگار سے گنہگار بندہ ان کی محفل میں چند سیکنڈ بیٹھ جائے اور دل میں پھر بھی یہ سوچے کہ میں نے گناہ ترک نہیں کرنے ہیں میں نے فلاں گناہ کرنا ہی کرنا ہے۔ مصر ہو گناہوں پر اور کسی ولی کی محفل میں بھی بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی بخشش فرما دیتے ہیں حالانکہ وہ تو تائب نہیں ہوا اپنے گناہوں پر نادم نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کو اپنے ولی کا اتنا لحاظ ہے کہ اس کی محفل میں آنے والا بخش دیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفين کی تصنیف عین الفقر میں ہے کہ حضرت سلطان العارفين بیمار ہو گئے مسلمان جو حکیم تھے ان کے علاج سے شفا نہ ہوئی۔ ایک ہندو معالج تھا وید تھا۔ اس کو بلانے کیلئے مرید گئے تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے سنا ہے کہ جو ان کا چہرہ دیکھ لیتا ہے وہ کلمہ پڑھ لیتا ہے میں نے اپنا دھرم نہیں چھوڑا ہے میں وہاں نہیں جاؤں گا۔ مریدین نے ضد کی زیادہ فیس دینے کی پیشکش بھی کی۔ وہ نہ مانا آخر اس نے کہا کہ آپ ان کی قمیص لے آئیں میں اس کو دیکھ کر سونگھ کر مرض کی

تشخیص کیلئے جب اپنی ناک کے قریب کی تو بولا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ یہ ہیں در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری دینے والے۔ یہ دنیا کو دیتے ہیں دنیا سے لیتے نہیں ہیں۔ ایمان ان کی وجہ سے قائم ہیں۔ بارش ان کی وجہ سے ہوتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی نیابت میں تصرف رکھتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تمام بندوں کے دلوں میں آپ کی محبت آ جاتی تو میں جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اس سے بڑی عظمت کیا ہوگی۔ یہ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے یہ در اولیاء اللہ سے ملتی ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی صحبت میں ان کی محفل میں ایک لمحہ بیٹھ جانا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ ریا کاری نہ ہو حالانکہ ہر کام میں ہم ریا کاری کرتے ہیں۔ ریا کاری نہ کریں سچی لگن کے ساتھ ہم سو سال تک بھی عبادت کریں اس سے بہتر ہے کہ تو ایک لمحہ کسی ولی کی محفل میں بیٹھ جا۔ اولیاء اللہ وہ ہیں کہ ان کا ذکر کرنے سے ہی نزول رحمت ہوتی ہے میاں محمد بخش صاحب حضرت غوث الاعظمؒ کی شان میں فرماتے ہیں کہ

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل اہننا دی
نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی شان ہے جو نبی کہا یا غوث الاعظمؒ تو بندے کے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ یہ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سر جھکانے والے ہیں یہ ان کا ادب کرنے والے ہیں یہ ان سے محبت کرنے والے ہیں اور محبت بانٹنے والے ہیں قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۱۶) ”اور شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں“ اور فرمایا النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۲) اور یہ نبی مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن دونوں ملتے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن ملتا نہیں ہے یہ کب ملتے ہیں جب ہم کسی ولی کے در بیٹھ جائیں تو حضور نبی کریم ﷺ مل جاتے ہیں۔

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ ﷺ

اور جب حضور نبی کریم ﷺ مل جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی مل جاتا ہے۔ یہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

(المائدہ ۳۵) ”اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“ ہے یہ پیر حضرات ان کے در پر حاضری دینے والے یا حاضری کی تمنا کرنے والے وہ ہستی ہیں کہ جب ان کی محبت دل میں آتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت آ جاتی ہے ان کا قرب نصیب ہو جاتے ہیں۔ ولی کی محبت اللہ تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ اسی لئے ہم داتا صاحبؒ کے گیت گاتے ہیں غوث الاعظمؒ کے گیت گاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین حضرت بابا فریدؒ کے پیر صاحب نے ان سے فرمایا کہ آج رات 2 بجے میں کھڑکی سے باہر دیکھوں گا جو میری زیارت کر لے گا وہ جنتی بن جائے گا اس کی بخشش ہو جائیگی لیکن آپ کسی کو نہ بتائیں ورنہ آپ جہنمی ہو جائیں گے حضرت بابا فریدؒ نے اعلان کرا دیا کہ جس نے بخشش لینا ہو جس نے جنتی بننا ہو وہ آج رات آجائے میرے پیر صاحب کی زیارت کرے اس کی بخشش ہو جائیگی۔ رات دو بجے جب حضرت صاحب نے کھڑکی کھولی تو لوگوں کا ہجوم نظر آیا بے شمار لوگ جمع تھے سب نے آپ کی زیارت کی۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ خوش خبری ہے آپ سب کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بخشش دیا ہے لیکن یہ بتاؤ فرید کہاں ہے۔ حضرت بابا فریدؒ حاضر ہوئے تو پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ تمہیں کہا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں ہے تم نے نافرمانی کی ہے سب کو بتا دیا ہے اب یہ سب تو جنتی ہیں لیکن تو جہنمی ہو گیا ہے۔ حضرت بابا فریدؒ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب کتنا سستا سودا ہے میرے ایک جہنمی ہونے سے اتنی زیادہ مخلوق خدا جنتی بن گئی ہے بخش دی کئی ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اچھا یہ بات ہے تو جاؤ قیامت تک جو تمہارے دروازے سے گزرتا رہے گا جنتی بن جائے گا۔ آج بھی دروازہ موجود ہے ہر سال لاکھوں اس میں سے گزرتے ہیں یہ در نبی ﷺ پر سر جھکانے والے ہیں یہ ادب والے ہیں یہ دنیا کو دینے والے ہیں لینے والے نہیں ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ بینکوں والے اخبارات میں ٹی وی میں اشتہار دیتے ہیں کہ ہمارے بینک میں رقم جمع کرائیں تو اتنا نفع ہوگا اس کی زکوٰۃ نہیں کاٹی جائیگی اس کا نفع چھ ماہ بعد دیا جائیگا اس پر ٹیکس نہیں لگے گا اس پر WITHOLDING TAX نہیں لگے گا اس طرح پوری تشیر کر کے ADVERTISEMENT کر کے لوگوں سے رقم کھینچتے ہیں اور لالچ یہ دیتے ہیں کہ اس میں نفع بہت زیادہ ہے۔ لوگ بینکوں میں پیسہ جمع کر رہے ہیں اسی طرح سے اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کا لالچ دیتا ہے کہ میرے بندوں میں آ جاؤ ان کے دوست بن جاؤ ان کے ہو جاؤ تو میں تمہیں بخش دوں گا۔ فَادْ خَلِیْ فِیْ عِبْدِیْ وَاذْ خُلِیْ الْجُنَّتِیْ (الفجر ۳۰-۲۹) ”میرے خاص بندوں

میں شامل ہو داخل ہو اور میری جنت میں آ جاؤ داخل ہو جاؤ یہ کون سے بندے ہیں جن میں شامل ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں یہ اولیاء اللہ کی جماعت ہے۔ یہ ادب والے ہیں یہ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سر جھکانے والے ہیں۔ یہ نظر والے ہیں۔ چور پر نظر پڑی تو وہ قطب بن گیا۔ قاتل پر نظر پڑی تو وہ توبہ تائب ہو گیا چور پر نظر پڑی تو اس کو ہدایت آ گئی۔ ہدایت کتب سے نہیں ملتی ہدایت کسی کی نظر سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نظر لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس خطے کے شہنشاہ ہیں اور ہدایت کے منبع ہیں داتا صاحبؒ جو بری لاہوری ان کے کچھ مسائل اٹک گئے سمجھ میں نہیں آ رہے تھے ان کے دل میں آیا کہ اولیاء اللہ کے مزاروں پر جا کر جھاڑ دو۔ آپ حضرت بایزید بسطامیؒ کے روضہ پر گئے اور جھاڑو دیتے رہے۔ کچھ مسئلہ حل ہو گئے ایک مسئلہ رہ گیا جو یہاں حل نہ ہوا تو آپ حضرت بلالؒ کے روضہ پر تشریف لے گئے اور وہاں جھاڑو دیتے رہے۔ مسئلہ یہ تھا کہ یہ جو چار مسلک ہیں حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی میں ان سے کس کو اپناؤں اختیار کروں۔ داتا صاحبؒ بہت عالم ہیں کتابیں لکھی ہیں لیکن یہ فیصلہ نہ کر پائے کہ کون سا مسلک اختیار کروں۔ حضرت بلالؒ کے روضہ پر جھاڑو دیا کرتے تھے کہ ایک روز خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت سے نوازا آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی کو حضور نبی کریم ﷺ اپنی گود میں لئے ہوئے ہیں۔ حضرت داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک پر بوسہ لیا اور خیال کیا کہ یہ کتنا خوش نصیب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس کو گود میں لئے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی بن عثمان یہ تیرے مسئلہ کا حل ہے یہ تیرے سوال کا جواب ہے یہ تیرے اور تیرے شہر کا امام ہے یہ امام ابو حنیفہؒ ہے حضرت داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس زیارت سے مشرف ہونے کے بعد میں نے حنفی مسلک قبول کر لیا۔ آج جتنی بھی ولایت ہے وہ سنیوں میں اور زیادہ تر حنفیوں میں ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام کے دربار کی حاضری کا صلہ ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کے اپنے دربار کی حاضری کا کیا عالم ہوگا۔

یہ شان ہے خدمتگزاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا یہ حضرت داتا صاحبؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ یہ در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضری دینے والے ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیریؒ نے داتا دربار پر حاضری دی چلہ فرمایا اور پھر فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

کوئی شخص داتا صاحبؒ کی سیڑھیوں کو بوسہ دے کر کھڑا ہو جائے اسی لمحے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ ایک اور بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کوئی گنہگار فوت ہو جائے تو اس کی میت کو میری قبر پر لے آؤ چند منٹ یہاں رکھو پھر دفن کرو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دے گا۔ جو میرے نبی پاک ﷺ کے در پر سر جھکاتے ہیں تو وہ لوگوں کو یہ دیتے ہیں۔ یا اللہ ان سے یہ دولت سیٹھنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ انکے در پر حاضری دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں گھر سے چلا ہوں داتا نگر میں
کوئی ہاتھ تھامے ہوئے ہے سفر میں
عمر کو بھی در پہ بلا لیجئے آقا
کہ نوکر تو چچتا ہے مالک کے گھر میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو جہاں کے مالک ہیں اور ہم سب نوکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نسبت کو قائم کرنے اور قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی سردار محمد صاحب 25.3.2000

سادات کی عظمت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! نعت پڑھی گئی ہے کہ

پھول میں چاند میں ستاروں میں تبسم ان کا
ان کے جلووں کے سوا عالم میں کیا رکھا ہے

نعت خوانی میں بھی ان کا جلوہ ہوتا ہے تقریر میں بھی ان کا جلوہ ہے محمد احمد نواز صاحب نے تقریر فرمائی اس
میں بھی ان کا جلوہ ہے دعا فرمائیں کہ میں جو گذارشات کروں تو اس میں بھی ان کا جلوہ آجائے اور میں وہ
آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ محمد احمد نواز صاحب نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد سب سے
بلند ذکر حضور نبی کریم ﷺ کا ہے۔ یعنی ذکر اللہ کے بعد سب سے بلند ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے میری یہ عرض
ہے۔ کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ سب سے پہلے ہوا ہے۔ یا ذکر اللہ پہلے جاری ہوا۔ کیوں جاری ہوا۔ اس لئے کہ
ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ذکر اللہ کرنے والے حضور نبی کریم ﷺ ہیں چونکہ اللہ
تعالیٰ پہلے ہے اس لئے ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی پہلے جاری ہو گیا۔ اور آخر کار تمام ذکر ختم ہو جائیں گے ذکر رک
جائے گا تو کس کا ذکر پہلے رک جائے گا ذکر اللہ پہلے رک جائے گا جب ہر چیز ختم کر دی جائے گی۔ تمام
مخلوق فوت ہو جائے گی۔ چالیس سال تک کوئی آواز تک نہ آئے گی اس وقت اللہ کا ذکر بھی رک جائے گا
کیونکہ کوئی ذکر کرنے والا ہی نہیں رہے گا لیکن ذکر مصطفیٰ ﷺ پھر بھی چلتا رہے گا جاری رہے گا کیونکہ اس
کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ باقی موجود ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہو گا اس لئے ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی ہوتا رہے گا۔ ختم
نہیں ہو گا۔ کوئی ذکر کرتا ہے کہ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ أَكْبَرُ اللَّهُ
أَكْبَرُ۔ یا حَسْبِيَ یا قَیُّوْم۔ ہر مسجد کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یا حَسْبِيَ یا قَیُّوْم۔ اللہ جل جلالہ یا محمد ﷺ۔
یا اللہ جل جلالہ یا رسول اللہ ﷺ یا اللہ بھی لکھا ہوا ہے۔ اور یا رسول اللہ ﷺ بھی لکھا ہوا ہے۔ اب آپ میں
سے نعت خواں حضرات نے نعت شریف پڑھی۔ احمد نواز صاحب نے تقریر فرمائی پروفیسر صاحب نے بھی

تقریر فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ کس چیز پر زیادہ خوش ہوتا ہے اور کس چیز پر زیادہ انعام عطا فرماتا ہے کیا اپنے ذکر پر انعام دیتا ہے۔ فرمایا **فَإِذَا دُكِّرْتُمْ نَسُوا لَكُمْ وَاشْكُرُوا لِي** وَلَا تَكْفُرُونَ (البقرہ ۱۵۲) تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ بس تم میرا یاد ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور اگر تم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرو **وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ** تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے ایک بار میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا ہے تو میں تم پر دس بار درود شریف بھیجتا ہوں دس تمہارے گناہ معاف کروں گا جو تم نے کئے ہیں۔ دس نیکیاں تمہاری بڑھادی جائیں گی جو تم نے کی نہیں ہیں او دس مرتبے کہاں بلند ہوں گے۔ یہ دس درجے جنت میں بلند کر دیئے جائیں گے۔ انعام کی باری آتی ہے تو ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر زیادہ انعام ملتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم ایک بار حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھو تو حضور نبی کریم ﷺ کا دس ہزار مرتبہ تم پر درود شریف ہے۔ اب بات کرو کہ جب انعام دینے کا موقعہ آیا تو ذکر مصطفیٰ ﷺ پر زیادہ انعام مل رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ سنت بھی بنائی اور تمام فرشتوں کو بھی لگا دیا اور تمام مومنین کو بھی لگا دیا ہے کہ سب میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا کرو۔ خواہ باقی تمام اعمال بھی ہوں۔ طواف کعبہ ہو۔ حج ہو۔ عمرہ ہو۔ عبادات کرے خیرات کرے زکوٰۃ دے قربانیاں کرے نمازیں پڑھے لیکن یہ کہے کہ درود شریف نہیں پڑھنا ہے تو قیامت کے روز جنت کا راستہ ہی بھول جائے گا۔ پتہ ہی نہیں چلے گا کہ جنت کس طرف ہے۔ اس لئے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے کہ **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ** جتنا مرضی کرو لو سال بھر کرو دو سال کرو لو کروڑ سال کرو لو تمام عمر کرو لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مجھے قبول نہیں ہے۔ میں اس وقت قبول کروں گا کہ جس وقت اس کے آگے پیچھے ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔ اگر میرے ذکر کے ساتھ اس کے آگے پیچھے ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوگا تو میں اپنا ذکر **سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ** بھی قبول نہیں کروں گا۔

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر
اگر نماز میں نہیں شامل سرور حضور ﷺ
تو جان لو یہ کشتی ہے نا خدا کے بغیر

اور اگر تم صرف درود شریف ہی پڑھتے رہو اور اللہ کا ذکر نہ بھی کرو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرا ہی ذکر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرا ایک نام ذکر اللہ ہے۔ میرے ناموں میں سے ایک ذکر اللہ ہے۔ اور ایک اور حدیث پاک ہے پہلے بھی عرض کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اگر تم ساری رات ہی صرف مجھ پر درود شریف پڑھتے رہو باقی نوافل عبادت نہ بھی کرو۔ تمہاری دینی اور دنیاوی تمام حاجات پوری ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنا ذکر مانتا ہی نہیں ہوں جب تک اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تمام لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت آجاتی تو میں دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا محبت رسول اللہ ﷺ ہی نجات کا ذریعہ ہے بخشش کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محبت ہو تو ذکر بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بغیر ندادھر گزارہ ہے نہ ادھر گزارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح ۴) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تیرا ذکر تیرے لئے بلند کر دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے لوگو سنو میرا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر رہا ہوں اگر وہ راضی ہو گئے تو تمہارا کام بن جائے گا۔ اگر مجھے راضی کرنا ہے تو میرے حبیب علیہ السلام کو راضی کر لو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ (۶۲) اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ وہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا زیادہ حق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو راضی کیا جائے۔ اگر حضور ﷺ راضی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں راضی ہو جاؤں گا۔ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہو گئے تو میں بھی ناراض ہو جاؤں گا اس لئے مجھے اکیلے کو راضی کرنے کی کوشش نہ

کرو اگر مجھے راضی کرنا چاہتے ہو تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لو۔ اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دامن کو پکڑ لو گے تو گویا میرا دامن پکڑ لو گے۔ لہذا جو اصلی چیز کرنے والی ہے وہ ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **وَالَّذِينَ يُرْذَوْنَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبة ۶۱)** ”اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے“ اور پھر فرمایا **إِنَّ الَّذِينَ يُرْذَوْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔ (الاحزاب ۵۷)** بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرا سی بھی گستاخی اور بے ادبی برداشت نہیں کرتے یہاں تک کہ فرمایا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات ۲)** ”اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی پاک ﷺ کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلانا نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو“ اللہ تعالیٰ کو تو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ تمہاری آواز بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند ہو جائے اتنا ادب اور اتنا لحاظ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ تو حضور نبی کریم ﷺ کی اپنی بات ہے اپنی شان ہے۔ میں آل رسول ﷺ سے متعلق عرض کرتا ہوں میں نے ایک حدیث مبارکہ پڑھی ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چار بندے ہوں اور ان کے اتنے گناہ ہوں جتنے تمام بندوں کے ہونے ہیں۔ قیامت تک آنے والے تمام بندوں نے جتنے گناہ کرنے ہیں اتنے اتنے گناہ ان چار آدمیوں میں سے ہر ایک کے ہوں۔ اگر ان میں سے ایک بندہ میرے کسی سید زادے کے ہاتھ کا بوسہ محبت سے لے لے تو مجھ پر لازم ہے کہ اس کا بازو پکڑ کر اسے جنت میں لے جاؤں۔ دوسرا بندہ کہ وہ بھی بہت گناہ گار ہے وہ میرے کسی سید زادے کا کوئی چھوٹا موٹا کام کر دے تو میں اس کو بھی جنت میں لے جاؤں گا فرمایا کہ اگر کسی سید زادے کی کوئی نکرار بحث کسی دوسرے شخص سے ہو رہی ہے ان میں سے تیسرا بندہ جو بہت گناہ ہے وہ جا کر سید زادے کی طرف داری کرے تو میں اس کو بھی جنت میں لے جاؤں گا۔ اس کی بھی میں شفاعت کروں گا اور چوتھا بندہ ہے کہ بہت گنہگار ہے لیکن عملی طور پر کچھ بھی

نہیں کر سکتا۔ لیکن دل میں سیدزادے کی عزت اور تعظیم کرتا ہے۔ میں اس کی بھی شفاعت کروں گا اور اسے بھی لے کر جنت میں جاؤں گا۔ اب بات کرو۔ یہ سیدزادے اور سادات کی عظمت ہے۔ اور قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ سے اعلان کرایا گیا کہ۔ **قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ** (الشوریٰ ۲۳) ”آپ فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرأت کی محبت“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو میں تم سے تبلیغ کیلئے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا ہاں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے سیدزادوں سے محبت کرو۔ میری اہل بیت سے محبت کرو۔ جس نے بھی اہل بیت سے محبت کر لی انشاء اللہ اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سادات کا ادب اور ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

آیا ہوں تیرے در پہ بھر دے میری جھولی خالی

یہ ایک شکایت ہے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ میری جھولی خالی ہے اس کو بھر دیں۔ آپ اپنی جھولی دیکھ لیں میں اپنی جھولی دیکھ لیتا ہوں کہ کیا یہ جھولیاں خالی ہیں کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کچھ نہیں دیا ہے ہماری جھولی میں کچھ نہیں ڈالا ہے۔ خواہ دنیاوی طور سے کوئی عظمت نہیں ہے۔ بندہ مقروض ہے۔ بیمار ہے کوئی ملازمت نہیں ہے بے روزگار رہے رہنے کے لئے مکان نہیں ہے۔ مسکین ہے غریب ہے کیا اس کی بھی جھولی خالی ہے۔ نبی پاک ﷺ کا نام لیوا ہونا چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے والا ہو۔ شفیع ماننے والا ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ماننا ہو۔ حیات ماننا ہوں۔ حاضر ناظر ماننا ہو۔ یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ اب وہ غریب بھی ہے بیمار بھی ہے۔ مقروض بھی ہے کیا اس کی جھولی بھی خالی ہے۔ اس پر ظلم بھی ہو رہا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایسا بندہ بھی میرے در سے مایوس نہ ہو اس کے لئے بھی میری طرف سے ہزاروں نعمتیں ہیں وہ اپنے آپ کو خالی نہ سمجھے اس کی جھولی خالی نہیں ہے۔ اس کی جھولی میں بے شمار ہے۔ فرمایا کہ ایک بندہ بیمار ہوتا ہے بڑی مصیبت میں ہے۔ اپریشن ہوا ہے۔ کسی کو کاٹنا چھ گیا کسی کو بچلی کا جھکا لگ گیا۔ کوئی اور مصیبت آ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو نبی میرا کوئی امتی بیمار ہوتا ہے۔ اس کے گناہ اس طرح سے جھڑ جاتے ہیں کہ جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ خزاں آتی ہے تو آپ اگر درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر ہلائیں تو اس کے پتے گر جاتے

ہیں۔ جس طرح سے یہ پتے گر جاتے ہیں اسی طرح بیمار آدمی کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ بھوکا ہے گھر میں کچھ نہیں ہے نہ کچھ کھانے پینے کو ہے نہ کوئی روپیہ پیسہ ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظمؒ جس روز سے آپ کی بیعت کی ہے آپ کا مرید ہوا ہوں اسی روز سے گھر میں فاقہ ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ یہ وہ خزانہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو عطا کرتا ہے۔ ہم بھوک لگنے کی بہت شکایت کرتے ہیں۔ چولہا نہیں جلا۔ ناشتہ نہیں کیا۔ کھانا نہیں کھایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا التزام فرمایا کرتے تھے کہ ایسی حالت ہو جائے خود اختیاری طور سے کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بوری اشرفیوں سے بھری ہوئی آئی آپ ﷺ نے تمام خیرات کر دی اور گھر میں بدستور فاقہ ہی رہا۔ فرمایا کہ فاقہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔ ہمارے ہاں گھر میں گندم کا شاک بھی ہے بنک میں رقم بھی موجود ہے۔ کیش بھی جیب میں ہے۔ چیزیں ضروریات کیلئے کبھی موجود ہیں۔ یہ ہمارا سرمایہ ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ ہمیں سبق دیتی ہے کہ فاقہ سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہم تو برداشت نہیں کرتے لیکن اولیاء اللہ جو ہیں وہ جان بوجھ کر فاقہ کی حالت میں آتے ہیں تاکہ سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل ہو جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے گھر کا تمام اثاثہ دیا ہے۔ کہ نہیں دیا ہے کیوں دیا ہے۔ اگر مفلسی والی حالت خراب ہے۔ فاقہ والی حالت خراب ہے تو کیوں جان بوجھ کر اس حالت میں آئے۔ اگر واقعی ایک بڑی مصیبت کا باعث ہے۔ تو کیوں ایسی مصیبت میں آئے ہیں۔ جب یہ سارا مال دے دیا اور خود ٹاٹ کا لباس پہن لیا کانٹوں کے بٹن لگے ہوئے ہیں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضر ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام بھی تشریف لے آئے۔ اور انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی طرح کا ہی لباس پہنا ہوا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیسی حالت ہے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی یہ ادا اتنی پسند آئی ہے کہ اس نے تمام فرشتوں کا لباس ہی پہنا دیا ہے اگر یہ حالت خراب ہے تو فرشتے اس حالت میں کیوں آئے۔ اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے پوچھیں کہ کیا وہ اس حال میں مجھ سے خوش ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے عرض کیا میں کیوں نہ خوش ہوں گا۔ جب یہ حالت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سلام بھیجتے ہیں اور پوچھتے بھی ہیں کہ کیا تم مجھ سے خوش ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ جھولی خالی ہے۔ بڑی خستہ حالی ہے مصیبت ہے۔ حدیث پاک ہے

کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا مفلس آدمی وہ ہے کہ جس کے دل میں میری محبت نہیں ہے۔ کیا آپ کے دل میں نبی پاک ﷺ کی محبت ہے ہاں ہے تو پھر ہم مفلس نہیں ہیں ہم بڑے امیر بندے ہیں یہ برداشت کرنا بڑا مشکل ہے ویسے میں عرض کرتا ہوں کہ قیامت کے دن جب ایسے بندوں کو انعام ملنا شروع ہوگا کہ جن پر اس دنیا میں ظلم ہوتا رہا ہے۔ کسی نے مارا ہے کسی نے پیسے چھین لئے کسی نے غلط مقدمہ میں پھنسا دیا ہے۔ کسی نے مکان چھین لیا ہے۔ کسی نے زمین پر قبضہ کر لیا ہے جتنے بھی ظلم ہو سکتا ہیں وہ اس پر ہوئے ہیں تو قیامت کے روز جب ایسے بندوں کو انعام ملنے شروع ہوگا تو لوگ دیکھ کر حسرت کریں گے کہ کہیں گے کہ یا اللہ ہمارے جسم بھی دنیا میں قینچیوں سے کاٹے جاتے تاکہ آج ہمیں بھی انعام ملتا۔ ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ ہماری جھولی خالی ہے۔ یہ خالی جھولی بھی اللہ کی نعمت ہے جو بندے عاشق رسول اللہ ﷺ ہیں جو اولیاء اللہ ہیں جو اس علم کو جانتے ہیں جو اس فن کو سمجھتے ہیں وہ گھر میں کوئی چیز نہیں رکھتے۔ ادھر سے آیا ادھر سے گیا۔ حضرت بازید بسطامیؒ ایک تنگ راستہ سے گزر رہے ہیں جسکے دونوں جانب گھڑ گوگردہ پانی ہے۔ سامنے سے ایک کتا آ گیا۔ حضرت بازید بسطامیؒ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کتا اگر نیچے اتر جائے تو میں سوکھا سوکھا گزر جاؤں میرے پاؤں یا کپڑے ناپاک نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتے کو زبان عطا فرمائی اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ نیچے اتر جائیں اور مجھے گزر جانے دیں اچھے رہیں گے۔ حیران ہوئے کہ کتا کلام کر رہا ہے حضرت بازید بسطامیؒ نے فرمایا کہ میں نیچے گندے پانی میں اتر جاتا ہوں لیکن اس کا تمہیں کیا فائدہ ملے گا۔ کتے نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ نیچے اتر جائیں گے تو پاؤں ناپاک ہو جائیں گے جو دو لوٹے پانی سے پاک ہو جائیں گے لیکن اگر آپ نیچے نہیں اترتے اور میں نیچے اتر جاتا ہوں تو مجھے تو کوئی فرق نہیں آئے گا میں تو پہلے ہی ناپاک ہوں پلید ہوں مجھے پاکی پلیدی کا فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن آپ کے دل میں جو یہ تکبر پیدا ہوگا کہ میں اعلیٰ ہوں میں اوپر رہا اور کتا نیچے اتر گیا اس تکبر کو سات سمندروں کا پانی بھی صاف نہیں کر سکے گا۔ اور پھر یہ ہے کہ میں تو کل پر رہتا ہوں۔ مجھے روٹی مل جاتی ہے تو کھا لیتا ہوں ورنہ شکر ادا کرتا ہوں صبر کر لیتا ہوں۔ نہ مجھے گرمی میں سڑنے کا درد ہے نہ سردی میں مرنے کا ڈر ہے نہ بارش میں بھگنے کا کوئی ڈر ہے۔ نہ میرا کوئی لباس ہے نہ کوئی گھر گھاٹ ہے۔ نہ مجھے ان چیزوں کی ضرورت ہی محسوس ہوتی ہے۔ آپ کے گھروں میں سال بھر کا راشن موجود ہے پھر بھی فکر لگی رہتی ہے کہ کل روٹی ملنی ہے کہ نہیں ملنی ہے۔ بہترین مکان میں رہتے ہوئے بھی

ڈرتے ہیں کہ سردی نہ لگ جائے گرمی نہ لگ جائے۔ تمہیں تو کوئی بھروسہ ہی نہیں ہے تو کل ہی نہیں ہے۔ ذرا سی تکلیف آجائے تو فوری طور سے گلے شکوے کرنے لگ جاتے ہو کبھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ میں بھوکا ہوں کہ میں ننگا ہوں اپنے مالک کا ڈرنہیں چھوڑتا۔ حضرات اس میں سبق یہ ہے کہ آپ جس حالت میں بھی ہیں کبھی شکایت نہ کریں۔ آپ جس حالت میں بھی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں عطا کی ہے۔ کر بلا میں حضرت سیدنا امام حسینؑ اور اہل بیت کی جو حالت بنی وہ اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے تھی۔ نہ تو حضرت امام حسینؑ نے کبھی کوئی شکوہ کیا اور نہ ہی ان کے اہل بیت میں سے کسی کو کوئی شکایت تھی۔ حالانکہ یہ بہت آزمائش والی گھڑی تھی۔ اہل اللہ جو ہیں وہ رضائے الہی میں رہتے ہیں خواہ دنیاوی طور سے اس میں کوئی خسارہ ہی نظر کیوں نہ آتا ہوں۔ آزمائش میں پورا اترنا یہ اہل اللہ کا ہی کام ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر آزمائشیں آئیں۔ ان کو ہر طرح کے امتحان میں سے گزارا گیا نیک لوگوں کی آزمائشیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ لوہا۔ سونا وغیرہ بھٹی میں سے گزر کر ہی خالص ہوتا ہے۔ ہماری جھولی کس طرح سے خالی ہو سکتی ہے ہمارے نبی کریم ﷺ تو ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہماری بخشش کرا گئے ہیں لوگ کہیں گے کہ عجیب بات ہے۔ بیماری بھلا کس طرح خوش ہو جائیں۔ قرض میں پھنسے ہوئے ہیں تو کس طرح خوش ہو جائیں۔ ہاں ٹھیک ہے ہم دنیا را خوش نہیں ہو سکتے لیکن اللہ والے اس میں ہمیشہ خوش ہوتے ہیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا پیار ہو گئے۔ مریدین متعلقین آتے اور پوچھتے کہ کیا حال ہے تو فرمایا کرتے تھا کہ جب آؤ تو میرا حال نہ پوچھا کرو کیونکہ اگر میں کہوں کہ بیماری ہے تکلیف ہے تو یہ شکایت ہے اور اگر کہوں کہ تندرست ہوں صحت مند ہوں تو یہ جھوٹ ہے۔ اللہ والے جس حال میں بھی اللہ انہیں رکھے وہ خوش ہوتے ہیں اور جان بوجھ کر دنیاوی طور سے مالی لحاظ سے پست رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ اے اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ رکھنا اور مسکینوں میں اٹھانا اور ہمارے لئے فرمایا کہ جس نے بھی کلمہ پڑھ لیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔ خواہ اس کے پلے میں کچھ ہے یا نہیں ہے۔ اگر اس کے پلے گناہ بھی ہیں تو میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی بھی شفاعت کروں گا۔ اس سے بڑی خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ بد عقیدہ اور منافق نیکیاں کریں تو وہ بھی برباد ہو جائیں لیکن ہم گناہ بھی کریں تو ہمارے کام آجائیں کہ ہمارا عقیدہ صحیح ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا امتی ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح ہے تو اس کے گناہوں کے بدلے قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت کے صدقے

آپ ﷺ کی شفاعت کے صدقہ جنت عطا ہو رہی ہے۔ حضرت علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کی تقسیم ہوگی۔ تو لوگوں کو ان کے گناہوں کے حساب سے ملے گی جتنے گناہ زیادہ اتنی ہی بخشش زیادہ ملے گی۔ یہ کوئی گناہ کرنے پر آمادہ کرنے والی بات نہیں ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت پر ان کا کرم ہے۔ خاص کر بخشش کے لحاظ سے کسی کی جھولی خالی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر جو سب سے زیادہ کرم ہوا ہے وہ رضائے الہی کا ملنا ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میری حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جس طرح سے راضی ہوگا میں تمہیں راضی کر لوں گا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا چیز لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی جنت میں جانے سے رہ گیا میں نے راضی نہیں ہونا ہے۔ ہم وہ خوش نصیب ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہماری بخشش کیلئے رضا استعمال کر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے کوئی نیک بندہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں غار میں میرا بندہ موجود ہے وہاں غار کے منہ پر پتھر ہے اس کو اپنا عصا مبارک لگاؤ تو راستہ مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے پتھر کو ہٹایا تو دیکھا کہ ایک بندہ خدا عبادت میں مصروف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو بتایا کہ میں پانچ سو سال سے یہاں موجود ہوں عبادت الہی کرتا ہوں اللہ ہی مجھے رزق دیتا ہے اور میرا کوئی کام نہیں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ غار سے باہر تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی کوئی نیک آدمی ہے تو اس کی بھی زیارت کرادے۔ فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ نیک آدمی وہ ہے جو گناہ گار ہے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہے اگر وہ رات کو دو نفل نماز پڑھ لے تو اس سے بھی افضل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسرت سے عرض کیا کہ یا اللہ میری نبوت لے لے اور مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے کر دے ہمارے دو نفل نبی اسرائیل کے نیک بندے کی پانچ سو سال سے بھی زیادہ عبادت سے بھی بہتر ہیں۔ یہ کیوں بہتر ہیں اس لئے کہ ہماری نسبت بہتر ہے۔ آپ اپنے آپ کو نہ دیکھو بلکہ یہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کی وجہ سے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت قائم ہوئی ہے

یہ سب اس کی وجہ سے ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ بیٹا نماز پڑھنا نیک اعمال کرنا طواف حج زکوٰۃ سب کچھ کرنا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا نہ بھولنا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جان آپ کا ان سے کیا مقابلہ ہے۔ آپ موجد ملائکہ ہیں۔ صغی اللہ ہیں بڑی عظمت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کیسی ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تو صرف اتنا ہی علم ہے کہ جہاں میری انتہا ہوتی ہے۔ وہاں سے حضور ﷺ کی ابتدا ہوتی ہے۔ بیٹا آپ صرف اسی سے ہی ایک اندازہ لگا لو کہ مجھ سے غلطی ہوگئی لغزش ہوگئی تو سارے زمانہ کے لئے قیامت تک کے لئے میں رسوا ہو گیا۔ میری بدنامی ہوگئی ہر بندہ جانتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے غلطی کی۔ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے۔ کو جو یہ نہ جانتا ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی۔ بلکہ ان کی وجہ سے مقولہ بن گیا کہ انسان تو ہے ہی گناہوں کا پتلا۔ انسان گناہوں کا پتلا ہے یہ آپ عام سنتے ہیں اور یہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہی چلا ہے TO ERR IS HUMAN غلطی کرنا تو بندے کا کام ہے۔ فرمایا بیٹا دیکھو میں نے ایک غلطی کی تو سارے زمانے میں رسوا ہو گیا لیکن نبی کریم ﷺ کا کوئی امتی جان بوجھ کر بھی ہزاروں گناہ کرے تو پھر بھی حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے اور ان کے سہارے اس امتی پر اتنا کرم ہے کہ اس کا کوئی گناہ بھی فاش نہیں ہوتا ظاہر نہیں ہوتا اور وہ نیک ہی نیک نظر آتا ہے۔ اتنی اس کی پردہ پوشی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکملی کرتی ہے۔ اور جب مجھ سے غلطی ہوگئی تو میرے جسم کے سارے کپڑے اتر گئے اور میں ننگا ہو گیا۔ میری بیوی بھی ننگی ہوگئی۔ ہم نے درختوں کے پتوں سے اپنا ستر چھپانے کی کوشش کی تو پتے بھی ہم سے جدا ہو گئے۔ بڑی شرم ساری اور خفت ہوئی۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا امتی گناہ کرنے کے بعد بھی کالی مکلی میں چھپا رہتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ ان کا مقام کیا ہے اور میرا مقام کیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ میں در بدر ہو گیا جنت سے نکال دیا گیا۔ مجھے سری لنکا میں اتارا گیا اور بیوی کو جدہ میں اتار دیا گیا۔ تین سو سال تک در بدر ہوتے رہے نہ مجھے اس کا پتہ نہ اس کو میرا پتہ۔ حضور نبی کریم ﷺ کا امتی سو گناہ کرے اور نبی پاک ﷺ کا واسطہ دے کر توبہ کرے اسی وقت تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہماری جھولی کس طرح سے بھری ہوئی ہے۔ فرمایا کہ میں سجدے کرتا رہا۔ آنسو بہاتا رہا اور اتنا رویا کہ قیامت تک آنیوالے تمام لوگ بھی اتنے آنسو نہیں بہائیں گے جتنے میرے اکیلے کے آنسو آئے پھر بھی بخشش نہ ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا امتی

ذرا نادم ہی ہو جائے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور اس ندامت کی وجہ سے ہی وہ معاف ہو جاتا ہے۔ اس لئے میری تو یہی دعا رہی ہے کہ یا اللہ مجھ سے نبوت لے لے اور مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا امتی بنادے۔ یہ میری عرض ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کرم سے ہماری جھولیاں بھری ہوئی ہیں۔ اور پھر یہ کہ آپ نے کہا کہ میری بڑی عظمت ہے۔ میں مسجود ملا نہ کہ ہوں تو ملا نہ کہ نے جو مجھے سجدہ کیا تھا وہ بھی دراصل اس نور کو سجدہ تھا جو نور مصطفیٰ اس وقت میری پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس لغزش کو جو معاف کیا تھا تو وہ بھی اس نبی محترم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کا واسطہ دینے کی وجہ سے معافی ملی تھی۔ یہ میں تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ تمہیں کوئی غلط فہمی نہ رہے اور یہ چل جائے کہ نبی محترم ﷺ کی کیا عظمت ہے میں اگر صریح اللہ ہوں تو اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے عظمت عطا فرمائی لیکن میرے بیٹے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ہے وہ حبیب خدا ہے۔ اس کا مقام بہت بلند ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اگر کوئی غریب ہے تو پریشان نہ ہو اس کی زندگی تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی طرح ہے۔ امیر کی زندگی فرعون اور قارون کی زندگی کی طرح ہے۔ ذرا غور کرو۔ اور سوچو سمجھو کہ تم کون سی زندگی لینا چاہتے ہو۔ ہاں نبی پاک ﷺ کی زندگی کی طرح چاہتے ہیں یہ ہے بہت مشکل لیکن بہار ای میں ہے۔ آپ سوچو کہ آپ کے کتنے جوڑے کپڑے موجود ہیں۔ دس بارہ جوڑے تو ہر ایک کے پاس ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک وقت میں ایک ہی جوڑا ہوتا تھا اور جب وصال فرمایا تو چراغ میں ڈالنے کیلئے تیل گھر میں موجود نہیں تھا۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے وصال فرمایا تو کفن کے لئے پیسے موجود نہیں تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کا کیا کفن تھا جو کپڑے آپ نے پہنے ہوئے تھے وہی دھوئے گئے اور اسی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی زندگی تھی۔ دو پہر کا وقت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کی بنی ہوئی چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں۔ قمیص مبارک اتار ہوئی ہے۔ سر ہانہ مبارک جو تھا وہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک پر کھجور کی بنی ہوئی چٹائی کے نشان پڑ گئے۔ حضرت عمرؓ شریف لے آئے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ساری کائنات آپ کے لئے نبی ہے اور حالت یہ ہے کہ نیچے بستر پر بچھا نے کیلئے چادر بھی نہیں ہے اور سر ہانہ بھی نہیں ہے۔ کمرہ میں ایک مشکینہ لٹکا ہوا تھا اور ایک دوا ایسی ہی کوئی اور چیزیں تھیں۔ یہ کل اثاثہ ہے۔ بے سروسامانی کا عالم ہے۔ مجھے دیکھ کر رونا آ گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا اے عمرؓ اس میں رونے کی بات نہیں ہے۔ لوگوں کیلئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔ یہ کہہ دینا اور سن لینا بڑا آسان ہے لیکن اس پر عمل کر کے دکھا دینا بہت مشکل ہے۔ حضرات حضور نبی کریم ﷺ کی یہ جو حالت ہے یہ اختیاری ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے پیغام دیا ہے کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ آپ کے امتی بہت افسردہ ہوئے ہیں روئے بھی ہیں ان کو یہ بتادیں کہ یہ سونے کا بن جائے تو یہ ابھی سونے کا بن جائے گا اور اگر یہ حکم بھی دیں کہ آپ کے ساتھ چلے تو یہ ساتھ بھی چلے گا۔ یہ آپ ان کو بتادیں کہ آپ کی یہ حالت اختیاری ہے میں نے اپنی مرضی سے بنائی ہے۔ یہ مجبوری نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اختیار رکھتے ہوئے اس حالت میں آئے ہیں کہ یہ سب سے بہتر حالت ہے۔ زیادہ تر جو بندے مرتے ہیں وہ بلڈ پریشر یا شوگر کی مرض میں مبتلا ہو کر مرتے ہیں۔ کھانا خوب پیٹ بھر کر کھانے سے اور بلا ضرورت کھاتے رہنے سے یہ بیماریاں لگ جاتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے صرف ایک وقت کا کھانا مل جائے میرے لئے یہ کافی ہے۔ لیکن دو مرتبہ کھانا تین مرتبہ کھانا چار پانچ مرتبہ کھانا اور خوب پیٹ بھر کر کھانا یہ تمام تر بلڈ پریشر اور شوگر کی بیماری ہے۔ اس سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ زندگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے جو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنائی ہے۔ یہ ہے بڑا مشکل لیکن اللہ تعالیٰ ہمت عطا فرمائے۔ ہر بندہ فنا ہوتا ہے یا فنا ہونے کی تمنا کرتا ہے لیکن کھانا کھانے کے معاملہ میں کوئی بھی فنا اس طرح سے نہیں ہوا جس طرح سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم فرمائی اور عمل کر کے بتایا ہے۔ اور جس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ فنا ہوئے ہیں۔ روزانہ چار پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر کھانا اور پھر یہ دعویٰ کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فنا ہوں۔ کئی کئی روز تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف کھجوریں کھائی ہیں پانی ہی پیا ہے۔ جھولی خالی نہیں ہے۔ اور اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح کی خالی ہے تو پھر یہ ہمارا سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح زندگی بسر کر نیکی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ عشق مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے۔ حضرت مولانا سردار احمد عاشق رسول ﷺ تھے۔ فنا فی الرسول تھے۔ محدث اعظم تھے۔ حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔

بے عشق محمد ﷺ جو پڑھتا ہے بخاری
بخار آتا ہے اسے بخاری نہیں آتی

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت و عشق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الالبلاغ المبین

خطاب رہائش محمد سلیم صاحب سمن آباد 17.05.2000

نگاہ ولی کی تاثیر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔ چار پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے آپ دنیا کے سارے کام کروا سکتے ہیں دنیاوی مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک چیز قوم ہے یعنی دولت کہ روپیہ پیسہ سے بہت سارے کام بن جاتے ہیں ایک علوم ہے یعنی علم اس سے بھی بڑے کام نکل آتے ہیں ایک رسوم ہے کہ عبادت یہ بھی بڑے کام آ جاتی ہے اور ایک مقسوم ہے۔ قسمت کہ یہ بھی بڑے کام آ جاتی ہے۔ یہ چار بڑی طاقتیں ہیں عظمتیں ہیں۔ RESOURCES ہیں کہ جن سے کام بنتے ہیں۔ دولت ہو روپیہ پیسہ ہو تو بگڑے

کام بھی بن جاتے ہیں۔ کہتے ہیں ناکہ MONEY MAKES THE MARE GO دام بنائے کام۔ پیسہ پلے ہو تو جو مرضی کرلو۔ اگر صرف دولت۔ روپیہ پیسہ ہی کام بنانے والا ہوتا تو قارون کا کام بن جاتا۔ لیکن ایسا بد نصیب ہے کہ وہی دولت اس پر سوار ہے اور وہ اس کے بوجھ تلے زمین میں دھنس رہا ہے اس کا کوئی کام نہیں بن رہا ہے۔ سب سے زیادہ دولت مند سب سے زیادہ امیر آدمی قارون ہے۔ اس کے سونے اور چاندی جواہرات کے خزانوں کی چابیاں چالیس اونٹ اٹھاتے تھے۔ اگر آپ سارے فیصل آباد کی چابیاں اکٹھی کر لیں تو دو اونٹوں پر آ جائیگی پچیس لاکھ کی آبادی کا یہ شہر ہے پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے لیکن اس کی کل چابیاں دو اونٹوں پر آ جائیگی لیکن قارون کے خزانے اتنے تھے کہ صرف ان کے کمروں کی چابیاں جہاں خزانہ بند تھا وہ اٹھانے کیلئے چالیس اونٹ درکار ہوتے تھے۔ یعنی روپیوں میں لاکھوں میں کروڑوں میں اربوں میں گنتی نہیں ہے آپ چابیوں سے اندازہ کر لیں کہ اس کے خزانے کتنے ہوں گے لیکن اس کو کچھ حاصل ہوا نہیں بلکہ وہی دولت اس کے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔ دوسری چیز علوم ہیں بڑے بڑے عالم ہیں علم والے ہیں اور سب سے بڑا بد نصیب علم والا بلعم بن ماعور ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف تھا۔ لیکن وہی علم اس کی مصیبت کا باعث بنا ہوا ہے علم اگر دیکھا جائے تو شیطان کو بہت علم ہے اور وہی علم ہی اسے لے ڈوبا۔ پھر رسوم رسم یعنی عبادت اگر عبادت کام بنانے والی ہوتی تو

منافق کا کام بن جانا شیطان بازی لے جاتا کہ اس نے چپہ چپہ پر سجدہ کیا ہے۔ لیکن کچھ حاصل نہیں کر سکا۔ پھر مقصود ہے کہ جو میری قسمت میں ہے وہ مجھے مل جائے گا۔ حضرت داتا گنج بخشؒ طالب علم تھے اپنے پیر صاحب کو وضو کر رہے تھے دل میں خیال آیا کہ اے علی بن عثمان اگر ولایت تیری قسمت میں ہے تو مل جائیگی تو خواہ مخواہ خدمت میں لگا ہوا ہے۔ گھر سے دور بیٹھا ہے گدڑی پہنی ہوئی ہے اگر تیری قسمت میں گنج بخش بننا ہے تو بن جائے گا چلو جاؤ اپنے گھر جاؤ جھوڑا ان سب باتوں کو۔ ان کے پیر صاحب نے وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کھینچ لئے اور فرمایا کہ اے علی بن عثمان میں تجھ سے وضو ہی نہیں کراؤں گا۔ تیرا تو عقیدہ ہی درست نہیں ہے۔ ہمارا تو عقیدہ ہی یہ ہوتا ہے کہ قسمت میں ہوگا تو مل جائے گا مقدر میں ہوگا تو کام بن جائے گا۔ ان کے پیر صاحب فرما رہے ہیں کہ قسمت اور مقدر کوئی چیز نہیں ہے۔ تیرا یہ عقیدہ غلط ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب پھر میرا عقیدہ درست فرمادیں جو غلطی ہوئی ہے وہ معاف فرمادیں پیر صاحب نے فرمایا کہ یہ عقیدہ ہے کہ قسمت میں ولایت جو ملنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ظالم سے ظالم بندے پر بھی کرم کرنے کو آتا ہے تو اسے کسی کامرید کرا دیتا ہے۔ پھر پیر صاحب کی خدمت سے بندہ ولی بنتا ہے۔ قطب بنتا ہے غوث بنتا ہے۔ اس کو ولایت ملتی ہے نہ کوئی قسمت ہے نہ کوئی دولت ہے نہ کوئی رسم نہ کوئی عبادت ہے جو بندے کو ولی بنائے۔ صرف ولی کی نگاہ کا کرم ہے اگر کتے پر بھی ولی نگاہ ڈالے تو اسے بھی بندہ بنا کر جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ سب سے بدتر چیز کتا ہے یہ ایسا نجس ہے کہ کوئی چیز اس کو پاک نہیں کر سکتی۔ اس کی جنس اس کی ذات ہی پلید ہے اس کو جتنا بھی نہلانیں دھوئیں یہ اور بھی زیادہ پلید ہو جاتا ہے۔ اس کا گिला جسم خشکی کی حالت سے بھی زیادہ پلید ہے لیکن اگر اسے کسی ولی کے در پر بٹھا دیں تو یہ بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا قسمت ولی کی نگاہ سے بنتی ہے۔ اور ولی کو یہ نگاہ میرے نبی پاک ﷺ عطا فرماتے ہیں یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہوتا ہے آپ ﷺ کا اذن ہوتا ہے۔ ان کی عنایت ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہی نوازتے ہیں۔

پاور ہاؤس بشیر مدینے جو سب دے دیوے بھر دا

یہ سب مدینہ پاک سے ہی روشنیاں آ ہی ہیں۔ ہم عام بندے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک براہ راست نہیں پہنچ سکتے حالانکہ آپ ﷺ بہت قریب ہیں اللہ تعالیٰ شہرِ رگ سے زیادہ قریب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روح سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن ہم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے۔

بغیر قرب محمد ﷺ نہیں ہے قرب خدا
وصال حق نہیں تیرے وصال سے پہلے

جب تک نبی پاک ﷺ نہ ملیں اللہ تعالیٰ نہیں ملتا اور جب تک ولی نہ ملے حضور نبی کریم ﷺ نہیں ملتے۔ کئی بار عرض کیا ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے در پر چور آیا۔ ادھر حضرت خضر علیہ السلام آگئے کہ فلاں علاقہ کا قطب وصال کر گیا ہے ہمیں قطب عطا فرمائیں فرمایا کہ صبح دیں گے عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ ہی غرق ہو جائے گا۔ ابھی دیدیں فرمایا اچھا اس وقت تو وہ چور ہی ہے جو یہاں چھپا ہوا ہے اس کو ایک ہی نگاہ سے ایک لمحہ میں قطب بنا کر رکھ دیا۔ حضرت سرکار سائیں بابا دادوی سرکار جب قاتل پر نظر ڈالتے۔ ڈاکو پر نظر ڈالتے تو وہ مومن صادق بن جاتا تھا۔ یہ ان کی نظر کی تاثیر تھی کہ جب کسی گھنگار پر پڑتی تو وہ تائب ہو جاتا تھا۔ ایک کرائے کا قاتل تھا اور اسی کام کیلئے ہی ایک روز جا رہا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ حضرت سرکار سائیں بابا اپنے آستانہ عالیہ کے دروازے پر کھڑے تھے اور قاتل کا ادھر سے گزر ہوا۔ قاتل پر حضرت سرکار سائیں بابا کی نگاہ جو پڑی تو قسمت بدل گئی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے ہدایت مل گئی ہے مجھے بیعت فرمائیں۔ ایک لمحہ میں قاتل کی تقدیر بدل گئی اور وہ مومن صادق بن گیا۔ حیات جمالی کا واقعہ بھی آپ نے کئی بار سنا ہے۔ وہ بھی چور تھا ڈاکو تھا اور حضرت سرکار سائیں بابا کی نظر عنایت سے وہ بھی ہدایت پا گیا متقی بن گیا اور اس کو راہ سلوک میں ایک مقام حاصل ہو گیا تھا۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو سے متعلق مشہور ہے کہ اگر کوئی بد مذہب اپ کا چہرہ دیکھ لیتا تھا تو کلمہ پڑھ لیتا تھا۔ یہ حضرت حق باہو کی نگاہ کا اثر تھا کہ کافر اور مشرک پر نظر ڈالتے تو وہ مسلمان مومن ہو جاتا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیرمی نے ایک نظر ڈالی تو لاکھ ہندوؤں نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے ایک نظر سے ہندوؤں کی بارات کو مدینہ شریف پہنچا دیا اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں کہ اولیاء اللہ نے ایک نظر ڈالی اور گھنگار۔ ڈاکو۔ چور۔ دوزخی۔ بندے کو جنتی بنا کر رکھ دیا۔ ولی کی نگاہ سے ہی تقدیر بدل جاتی ہے۔ ایک عورت حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ حضرت صاحب میرے ہاں کوئی بیٹا نہیں ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دینے عطا فرمائے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے ایک نظر دوڑائی اور لوح محفوظ پر لکھی ہوئی اس عورت کی تقدیر پڑھ لی اور فرمایا کہ تمہاری قسمت میں بیٹا نہیں ہے اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب

یہ تو مجھے بھی علم ہے کہ لوح محفوظ میں میرے لئے بیٹا نہیں ہے اسی لئے آپ کے پاس آئی ہوں فریادی ہوں اور حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے دربار میں فریاد لے کر آئی ہوں اب خالی جھولی لے کر نہیں جاؤں گی دامن مراد بھر کر ہی جاؤں گی۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا اچھا جاؤ تمہارے ہاں ایک دو تین چار یہاں تک کہ سات تک فرمایا کہ تمہارے ہاں سات بیٹے ہوں گے۔ عورت واپس چلی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سات بیٹے عطا فرمائے یوں اولیاء اللہ تقدیر بدل دیتے ہیں ایک کنجری فاحشہ عورت حضرت حمید بغدادیؒ کے دربار میں حاضر ہو گئی۔ حضرت حمید بغدادیؒ نے ایک نظر ڈالی تو کنجری سے ولیہ بنا کر رکھ دیا۔ واپس گئی تو لوگ دیکھنے والے طعنہ دینے لگے کہ نوسو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی تو وہی کنجری ہے فاحشہ ہے وہ واپس حضرت حمید بغدادیؒ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی کہ حضرت صاحب مجھے تو لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ تو وہی کنجری ہے آپ نے فرمایا لوگ غلط سمجھتے ہیں اب تو میرے دربار سے ہو کر گئی ہے تیری تقدیر بدل چکی ہے تو بے فکر ہو جاوہ عورت بعد میں ولیہ بن گئی۔ حضرت خواجہ صفی اللہ سرہندیؒ نے حضرت شہباز قلندرؒ کے روضہ پر حاضری۔ باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک نوجوان رقاصہ ناچ رہی ہے گارہی ہے اور تماشا بین اس کے گرد جمع ہیں حضرت صفی اللہ سرہندیؒ کو یہ نظارہ بہت برا لگا۔ برداشت نہ کر سکے اپنے عصاء مبارک کی ٹیک سے کھڑے ہو گئے اور اس رقاصہ کے دل پر نگاہ ڈالی اور اس کے اس عمل کو ناپسند فرمایا۔ آپ کی توجہ سے اس رقاصہ کے دل کی کیفیت بدلنے لگیں۔ تو اس نے اپنے گانے میں ہی حضرت صاحبؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ

در کوئے نیک نامی مارا گزر نہ دادند
گر تو نے پسندی تغیر کن قضا را

مجھ سے نیک نام نہیں ہوتے اگر آپ کو یہ بات پسند نہیں ہے تو میری تقدیر بدل دو دو تین مرتبہ اس نے یہی بات دہرائی تو حضرت صفی اللہ سرہندیؒ جوش میں آ گئے اور اپنے عصاء کو زمین پر مارا اور فرمایا تغیر کردم قضا را۔ جا میں نے تیری تقدیر بدل دی۔ وہ عورت اسی وقت سجدہ میں گر گئی رقت طاری ہو گئی آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے۔ اور وہ اللہ کی ولیہ بن گئی اس طرح سے اولیاء کرام کی نگاہ کام کرتی ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت بایزید بسطامیؒ کا زمانہ تھا۔ آپ کے شہر میں زانیہ عورت نے حرام کاری کا اڈہ چلانا شروع کر دیا چند دنوں میں اس کا چرچا ہو گیا اور عام لوگ اس کے پاس آنے لگے۔ بے حیائی بہت بڑھ گئی تو کچھ اللہ کے نیک بندے حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس حاضر ہوئے اور اس حرام کاری اور حد سے بڑھنے والے زنا سے متعلق شکایت کی کہ حضرت صاحب آپ کے ہوتے ہوئے نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے مہربانی فرمائیں اور اس کا تذکرہ فرمائیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ تشریف لے گئے اور اس عورت کے دروازے کے سامنے مصلیٰ بچھا کر تشریف فرما ہو گئے اب جو کوئی بھی آئے وہ شرم ساری محسوس کرتے ہوئے واپس چلا جائے۔ جب کوئی بھی گا ہک اس عورت کے پاس نہ گیا تو اس نے اپنی خادمہ کو بھیجا کہ دیکھو کہ کیا بات ہے آج کوئی بھی نہیں آیا۔ خادمہ نے دیکھا کہ دروازے پر حضرت صاحب تشریف فرما ہیں اور لوگ ان کی وجہ سے اندر نہیں آرہے ہیں اس نے جا کر اندر اپنی مالکن کو بتایا تو اس نے کہا کہ جاؤ جا کر ان سے عرض کرو کہ حضرت صاحب آپ ہمارے کاروبار میں کیوں مغل ہو رہے ہیں ہمارا تو دھندا ہے روزگاری کا ذریعہ ہے۔ خادمہ نے جا کر حضرت صاحب سے عرض کیا تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ اپنی مالکن سے کہو کہ آج ہم اس کے مہمان ہیں جو فیس دوسرے لوگ دیتے ہیں ہم وہ دینے کو تیار ہیں۔ آج رات ہم بسر کریں گے۔ خادمہ نے اپنی مالکن کو پیغام پہنچایا تو وہ راضی ہو گئی کہ اس کو تو رقم چاہئے تھی اس کی غرض پوری ہونی چاہئے گا ہک کوئی بھی ہو اس سے اس کا کوئی مطلب نہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اندر تشریف لے گئے اس عورت کو حکم دیا کہ وہ نہائے اور صاف کپڑے پہنے اس نے تو فیس لینا تھی لہذا حکم بجالائی نہائی صاف کپڑے پہنے تو حضرت صاحب نے حکم فرمایا مصلیٰ پر کھڑی ہو جاؤ اور نفل نماز کی نیت اس کو سکھائی۔ وہ نماز کیلئے کھڑی ہو گئی تو حضرت بایزید بسطامیؒ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا اللہ میرا کام یہ تھا جو میں نے کر دیا اس کو تیرے دربار میں حاضر کر دیا ہے تو مقلب القلوب ہے دل پھیر دینا تیرا کام ہے یا اللہ تو اس کا دل پھیر دے اس کو گناہ الود زندگی سے نجات عطا فرما دے۔ آپ نے توجہ فرمائی تو اس عورت کو رقت طاری ہو گئی آنکھوں میں آنسو آ گئے سجدے میں گر گئی گڑ گڑا کر روتی اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت دل دی۔ ولی اللہ کی نگاہ کا اثر ظاہر ہو گیا اس کی تقدیر بدل گئی وہ ولیہ بن گئی قلندر بن گئی جو بعد میں حضرت رابعہ بصریؒ بنی۔ یوں اولیاء اللہ تقدیریں بدل دیتے ہیں۔ حضرت بابا فریدؒ اور ان کے ساتھی نجم الدین کبریٰ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت نجم الدین کبریٰ نے فرمایا کہ آپ تشریف رکھیں کچھ آرام کر لیں کھانا وغیرہ

کھالیں تو بات کرتے ہیں۔ حضرت نجم الدین کبریٰ کی خادمہ آئی کہ مہمانوں کے ہاتھ دھلائے تاکہ وہ کھانا کھائیں۔ خادمہ لوٹے سے پانی ڈالتی رہی اور حضرت بابا فریدؒ ہاتھ دھوتے رہے یہاں تک کہ لوٹے کا سارا پانی ختم ہو گیا خادمہ پانی لینے کیلئے چلی گئی تو حضرت بابا فریدؒ کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب ہاتھ دھونے کیلئے اتنا تو پانی درکار نہیں تھا آپ نے سارا لوٹا ہی ختم کر دیا اور ابھی مزید بھی ہاتھ دھونے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ خادمہ چلی گئی حضرت بابا فریدؒ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ بات وہ نہیں کہ جو آپ سمجھ رہے ہیں دراصل میں نے خادمہ کی طرف دیکھا تو اس کی پیشانی پر شقی یعنی دوزخی لکھ ہوا دیکھا۔ مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ ایک ولی کی خادمہ ہو کر دوزخ میں چلی جائے میں ہاتھ صاف نہیں کر رہا تھا بلکہ لوح محفوظ پر اس کیلئے شقی لکھا ہوا صاف کر رہا تھا اور جب شقی مٹ گئے دھل گیا صاف ہو گیا اور اس کی جگہ ”سعید“ یعنی نعمتی لکھا گیا تو میرے ہاتھ اور بھی دھل گئے اور میں نے بس کر دی۔ یوں تقدیریں بدلتی ہیں۔ میاں محمد فاضل صاحبؒ قادری سلسلہ کے ایک صاحب بصیرت بزرگ ہوئے ہیں ایک عورت تھی جو بے اولاد تھی وہ آکر اکثر آپ سے اولاد سے متعلق ہی سوال کیا کرتی تھی آپ فرماتے تھے کہ اچھا دیکھو کبھی موقعہ آئے گا تو دعا کریں گے اتفاق یہ ہوا کہ چند نو جوانوں نے شرارت کے طور پر ایک لڑکے کو عورتوں جیسے کپڑے پہنائے میک اپ کیا۔ برقعہ وغیرہ پہنا کر پردہ داری سے حضرت میاں محمد فاضلؒ کے پاس لائے ایک نے یہ کہا حضرت صاحب یہ میری بیوی ہے۔ بے اولاد ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بیٹا عطا فرمائے۔ حضرت میاں محمد فاضلؒ نے دعا فرمادی تو تمام نو جوان ہنس پڑے اور جو عورت کے روپ میں تھا اس نے نقاب اٹھایا اور کہا کہ حضرت صاحب میں مرد ہوں آپ کو بھی پتہ نہیں چلا آپ کی ولایت کیسی ہے کبھی مرد کو بھی اولاد ہوئی ہے۔ حضرت میاں محمد فاضلؒ خاموش ہو گئے وہ نو جوان مذاق اڑاتے ہوئے چلے گئے۔ چند ماہ بعد اس لڑکے کے پیٹ میں درد رہنے لگا۔ اور حمل کی مقررہ مدت پوری ہونے کو قریب آئی تو وہ نو جوان درد کے مارے چیختا روتا اور چلاتا رہے۔ اور ڈاکٹر حکیم لوگوں نے تصدیق کر دی کہ اس نو جوان کے پیٹ میں بچہ ہے۔ اب اس کو سمجھ آ گئی کہ ولی اللہ کی دعا کا اثر تھا۔ وہ حضرت صاحبؒ کے پاس حاضر ہوا۔ معافی مانگی اور اپنی تکلیف سے نجات کی درخواست کی۔ حضرت میاں محمد فاضلؒ نے اس بے اولاد عورت کو بلایا اور اس نو جوان کی پشت اس عورت کی پشت سے ملا کر دعا فرمائی تو اس نو جوان کی بجائے وہ بچہ اس عورت میں منتقل ہوا اور اس عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ یہ تقدیر

بدلتی ہے اولیاء اللہ یوں بھی کر لیتے ہیں تصرف رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء کرام وہی تصرف رکھتے ہیں جو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرفپوریؒ اپنے آستانہ عالیہ پر تشریف فرما تھے کہ چار کھائے جو دراصل چور تھے اور چوری کی غرض سے ہی آئے تھے کہ کھانا وغیرہ لنگر سے کھا لیتے ہیں اتنے میں رات بھی کچھ گزر جائے گی لوگ سو جائیں گے تو ہم اپنے مشن کو پورا کریں گے جب لنگر تقسیم ہونے لگا تو میاں صاحبؒ نے باورچی لانگری سے فرمایا کہ یہ چار سردار بیٹھے ہیں ان کو کھانا پہلے دے دو انہوں نے جا کر چوری کرنی ہے۔ وہ ڈر گئے کہ میاں صاحب کو تو ہمارا علم ہے۔ ولی اللہ کی نگاہ جو پڑی تو تقدیر بدل گئی عرض کرنے لگے کہ میاں صاحب ہم واقعی چور ہیں لیکن اب توبہ کرتے ہیں آئندہ یہ کام نہیں کریں گے۔ آپ ہمیں کلہ پڑھا دیں مسلمان کر دیں اور اپنی بیعت کر لیں میاں صاحب نے بیعت فرمالیا اور ایسی نگاہ ڈالی کی تمام کو ولی بنا کر رکھ دیا۔ یہ اولیاء اللہ کا تصرف ہے کہ وہ تقدیریں بدل دیتے ہیں۔ حاجی صاحب حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی منقبت پڑھا کرتے ہیں کہ

لکھیاں تے تسیں پھیرو لکیراں بدل دیو تقدیراں
 قلم خدا دی ہتھ تہاڑے آپ کرو تحریراں
 رب کیتا تینوں مختار ساڈا بھی کرو بیڑا پار

ابھی ذکر کیا ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی نگاہ عنایت سے ایک عورت کو سات بیٹے عطا ہوئے۔ کسی بد عقیدہ بندے نے اس عورت کو ورغلا دیا کہ اولاد تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور تو خواہ مخواہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے گیت گاتی رہتی ہے کہ انہوں نے تمہیں سات بیٹے عطا کئے ہیں اس میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا کیا حصہ ہے بیٹے تو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ عورت اس کے ورغلا نے میں آگئی اور کہنے لگی کہ ہاں اولاد تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ سرکار غوث الاعظمؒ نے اس میں کون سا کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اس کے تمام بیٹے فوت ہو گئے ایک فوت ہوا دوسرا فوت ہوا تیسرا ہوا تھوڑے عرصہ میں تمام فوت ہو گئے پھر رونے لگی تو کسی نے کہا کہ جاؤ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے معافی مانگو وہ آئی اور حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے عرض کرنے لگی۔ فرمایا کہ اب تیرا عقیدہ درست ہو گیا ہے تو پھر ولی کے در پر آگئی ہے جاؤ قبرستان چلی جاؤ وہاں اپنے بیٹوں کے نام لے لے کر پکارنا۔ وہ گئی حکم کی بجا آوری کی تو تمام بیٹے زندہ ہو کر قبور سے نکل آئے۔ یہ تصرف ہے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا۔ حاجی احسان الحق صاحب لاہور میں

رہتے ہیں وہ 1989ء میں حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے ان کے ساتھ ان کے دوست بھی تھے۔ حاجی صاحب کے تمام بھائیوں میں کچھ خاندانی اختلافات تھے جس وجہ سے وہ سب ایک دوسرے سے ناراض تھے بلکہ ایک دوسرے کو قتل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ حاجی صاحب نے حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے مزار پر انوار پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت سرکار غوث الاعظمؒ مہربانی فرمائیں ہم بھائیوں میں جو اختلافات ہیں وہ ختم کر دیں اور ان کو آپس میں محبت پیار سے رہنا نصیب فرمادیں۔ حاجی صاحب نے اسی روز رات خواب میں دیکھا کہ تمام بھائی ایک دوسرے سے لگ لگ رہے ہیں ایک دوسرے کو مبارک باد دیں رہے ہیں۔ وہ صبح اٹھے اور بغداد شریف سے لاہور فون کیا کہ حال احوال پوچھیں تو ان کے گھر والوں نے انہیں بتایا کہ آپ کے تمام بھائیوں نے ایک دوسرے سے معافی مانگ لی ہے۔ صلح کر لی ہے اور اس وقت وہ آپ کے گھر میں بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں بہت خوش ہیں اور آپ کا اب شدت سے انتظار کر رہے ہیں کہ آپ واپس تشریف لائیں اور ان کی خوشی میں شامل ہو جائیں۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی نگاہ عنایت ہے جو بعد از وصال بھی اسی طرح سے کام کر رہی ہے جس طرح سے کہ ظاہری حیات میں کرتی تھی۔

حضرات اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو تصرف کا اختیار دیتا ہے وہ سیاہ و سفید کے مالک بنا دیئے جاتے ہیں۔ علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں یہ ماکان و مایکون کی اطلاع رکھتے ہیں۔ لوح محفوظ کی خبر دیتے ہیں مگر یہ سب کچھ حضور نبی کریم ﷺ کے واسطہ جمیلہ اور عطا سے ہوتا ہے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں ملتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خاص نگاہ عنایت سے ہی ولی اللہ کو بھی نگاہ کی تاثیر ملتی ہے۔ یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کا ہی کرم ہے۔ ایک عورت بہت بد زبان فحش کلام تھی۔ غیر مردوں سے بھی بے حیائی سے گفتگو کیا کرتی تھی۔ نہ کوئی شرم نہ کوئی حیا۔ نہ کسی بڑے کا ادب نہ تعظیم۔ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور کچھ تادل فرما رہے تھے کہ وہ عورت ادھر آ نکلی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر بولی جھوکیا کھا رہے ہو۔ ہمیں نہیں کھلاؤ گے۔ آپ ﷺ نے ایک لقمہ عطا فرمایا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ نہیں جی آپ اپنے منہ سے نکال کر دیں۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ کی یہ عادت شریفہ کہ انکار ہے نہیں ادھر اس عورت کا بے جا اصرار۔ اس پر بھی حضور نبی کریم ﷺ نے انکار نہ فرمایا اور اپنے منہ مبارک

سے نکال کر لقمہ عطا کر دیا جو نبی اس عورت نے وہ لقمہ اپنے منہ میں ڈالا تو اتنی شرم و حیا آئی کہ مر ہی گئی۔
یوں تقدیر بدل گئی۔ ساری عمر گناہ آلود زندگی گزارنے کے بعد مرتے دم حضور نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن
منہ میں لے کر مر گئی۔ دوزخ سے نجات مل گئی جنت کی حقدار بن گئی یوں تقدیر بدلتی ہے۔ ظاہری حیات
طیبہ کی تو بات ہی اور ہے وہ کون ہے جس کو در مصطفیٰ ﷺ سے ٹکڑا نہ ملا ہو۔

گدا گدا تو ہے شاہوں میں دکھا دو
جس کو میرے حضور ﷺ سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آج بھی خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ پوری زندگی گناہوں میں بسر کی ہو۔ کوئی نیکی اس کے پلے میں نہ ہو
وہ روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو جائے گنبد خضراء کی زیارت کرے حضور نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک کی
زیارت کرے اس کے تمام گناہ معاف اور بخش دیا جاتا ہے نجات مل جاتی ہے جنت مل جاتی ہے۔ نار جہنم
سے آزادی مل جاتی ہے۔ یہ روضہ مبارک کی شان ہے تو روضے والی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضور
نبی کریم ﷺ کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولیاء کرام کے تصرفات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 25.2.2000

جنتی اور دوزخی برابر نہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (الحشر ۲۰)

”دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں۔ جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔“ جنتی دوزخی برابر نہیں ہیں کامیاب لوگ وہ ہیں جو جنتی ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ جس بھی فرقے کے لوگوں سے پوچھ لیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو جنتی ہیں دوسرے کا فرشتہ اور بدعتی ہیں صرف ہم ہی جنتی ہیں کسی نے بھی فرقہ شک کی بنیاد پر نہیں بنایا بلکہ پک کی بنیاد پر بنایا ہے۔ کسی دھوکہ میں رہنے کیلئے کسی شک و سب میں رہنے کیلئے نہیں بنایا ہے۔ ہر ایک فرقہ والوں نے قرآن و حدیث سے پڑھ کر پورے پختہ طریقے سے بنایا ہے۔ ان کے مولوی حضرات نے مفتی صاحبان نے علماء کرام نے اور امام صاحبان نے ایک فرقہ بنایا ہے۔ اہل حدیث کہتا ہے کہ صرف ہم ہی سچے ہیں باقی سب جھوٹے ہیں دوزخی ہیں شرک میں مبتلا ہیں جہنمی ہیں بدعتی ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے۔ اسی طرح دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم سچے ہیں جنتی ہیں باقی سب جنت کے حقدار ہی نہیں ہیں۔ ایک ایسا معمہ ہے کہ جس کا کوئی حل نظر نہیں آتا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کون جنتی ہے۔ لیکن جو بندے جنتی ہیں تصدیق شدہ ہیں سند یافتہ ہیں Certified ہیں کہ یہ جنتی ہیں اور کوئی ان کی طرف انگلی اٹھا سکتا سب مانتے ہیں کہ یہ جنتی ہیں وہ عشرہ مبشرہ ہیں ان سے متعلق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ جنتی نہیں ہیں چودہ پندرہ سو سال ہو چکے ہیں کسی کو یہ کہنے کی جسارت نہیں ہوئی کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک سے متعلق بھی کہہ سکے کہ یہ جنتی نہیں ہے۔ عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے سے متعلق سب متفق ہیں عشرہ مبشرہ تو جنتی ہیں ان کو تو جنت کا شیفکیٹ مل چکا ہے۔ باقی جو کوئی بی ہیں ان میں سے جس کا عقیدہ عشرہ مبشرہ جیسا ہے وہ بھی جنتی ہے اور جس کا عقیدہ ان جیسا نہیں ہے وہ جنتی بھی نہیں ہے۔ میرادل میرا عقیدہ یہ کہتا ہے کہ جو کوئی بھی ان کے نقش قدم پر چلتا ہے وہی جنتی ہے اور جو نہیں چلتا وہ دوزخی ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ 5.6) ”ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔“ اب کس پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا کن پر اس نے انعام فرمایا ان میں عشرہ مبشرہ تو ضرور ہیں جو انعام یافتہ ہیں خاص طور پر چار اصحاب رسول ﷺ خلفاء راشدین کا راستہ ہم طلب کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی حیدرؓ کرار کا راستہ مانگتے ہیں روزانہ پانچ مرتبہ ہر نماز کی ہر رکعت میں یہی راستہ مانگتے ہیں ہر روز سورۃ الحمد شریف میں یہ دعا مانگتے ہیں خصوصی طور سے یار غار حضرت سیدنا صدیقؓ کا راستہ ہم مانگتے ہیں اگر ان کا عقیدہ سمجھ میں آجائے تو پھر کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ جنتی کا عقیدہ کیا ہے اور دوزخی کا عقیدہ کیا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سر فرست ہیں۔ بعد از انبیاء علیہم السلام سب سے افضل و مکرم ہستی ہیں آپ اگر عشرہ مبشرہ کو مانتے ہیں تو ان کو مان لینا ہی علم غیب کو مان لینا ہے۔ ان کو جنت کی خوش خبری ملنے کے بعد کوئی تیس سال بعد فوت ہوا کوئی بیس سال بعد فوت ہوا کوئی چالیس سال بعد فوت ہوا کوئی کب کتنے سال بعد فوت ہوا یعنی اسی خوش خبری کے ملنے کے بعد کوئی چالیس سال زندہ رہا۔ کوئی بیس سال زندہ رہا کوئی اڑھائی سال زندہ رہا مختلف میعاد کیلئے عشرہ مبشرہ زندہ رہے۔ وہ زندہ رہے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی زندگی میں فرما رہے ہیں کہ یہ بندہ جنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں کہ یہ ایمان دار رہے گا مؤمن ہوگا اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ قبر کی تنگی اور عذاب سے بچے گا حشر کی سختی سے بچے گا۔ پل صراط سے بخیریت گزرے گا۔ میزان پر کامیاب ہوگا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ جنتی ہے اب بتائیے اس سے بڑھ کر اور کیا علم غیب ہوگا۔ یا تو وہ یہ کہتے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے خوش خبری دی ہے لیکن آپ کو علم غیب نہیں ہے جس طرح سے آج لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ صحابہ کرامؓ نے شرح صدر کے ساتھ تسلیم کیا ہے کہ جو ہمارے نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے وہ حق ہے۔ مشرق مغرب ہو سکتا ہے۔ مغرب مشرق ہو سکتا ہے ادھر سے ادھر ہو سکتا ہے لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ذات مبارک حق ہے اور آج کئی فرقتے صرف اسی بات پر بنے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو علم غیب نہیں ہے ان کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ عشرہ مبشرہ کو تو مانتے ہیں لیکن آج اس زمانہ میں بھی لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جنتی بندہ مانتا ہے کہ حضور علیہ

الصلوة والسلام کو علم غیب ہے اور دوزخی بندہ اگر مگر کرتا ہے اس سے بڑا اور کیا ترازو ہو سکتا ہے میزان ہو سکتا ہے کہ جس سے دوزخی اور جنتی بندے کو ناپ سکتے ہوں۔ جو کوئی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب کا جاننا تسلیم کرے گا وہ جنتی ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ اب دیکھو کہ کتنی دیواریں حائل ہیں موت کی دیوار ہے قبر کی دیوار ہے۔ عالم برزخ کی دیوار ہے پل صراط کی دیوار ہے میزان کی دیوار ہے کتنی ہی دیواریں ہیں کہ جن کے پیچھے سے حضور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو وہاں ایک بہت بڑا محل دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ حضرت عمر فاروق کا محل ہے۔ میں نے اندر جانے کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ شاید حضرت عمرؓ کی غیرت گوارا نہ کرے کہ میں اندر جاؤں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا گھر بھی دیکھ آئے حضرت عمرؓ کا بھی گھر دیکھ آئے اور خوش خبری دی کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں اور لوگ آج بھی گوگو میں ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے۔ جان بچانا فرض ہے مردار حرام ہے خنزیر حرام ہے خون حرام ہے قرآن مجید فرما رہا ہے کہ یہ حرام ہیں لیکن جان بچانے کیلئے خنزیر کھانا پڑے کھالومر دار کھانا پڑے تو کھالو لیکن جان بچالو۔ کہیں ایسا موقعہ آ جائے کہ کلمہ شریف بھی چھوڑنا پڑے تو اوپر اوپر سے کلمہ چھوڑ دو لیکن جان بچالو لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے تو جان نہیں بچائی۔ سانپ نے ڈس لیا زندگی خطرہ میں ہے لیکن فرمایا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام پر اپنی جان بھی قربان کرتا ہوں۔ زہر نے اثر کیا پسینہ آ گیا اور قطرے گرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا بات ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کسی موذی چیز نے کاٹ لیا ہے اور موت واقع ہونے والی ہے فرمایا اڑھی ادھر میری طرف کر لعاب دہن لگایا تو اسی لمحے آرام آ گیا۔ جنتی بندہ حضور نبی کریم ﷺ کے تصرف کو مانتا ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ نہیں کہا کہ یہ تو اللہ ہی ٹھیک کرے گا زندگی موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ حضور ﷺ آپ کو تو یہ اختیار نہیں آپ کو کوئی تصرف نہیں ہے آپ کیا کر سکتے ہیں آپ کے لعاب دہن لگانے سے کیا ہو سکتا ہے۔ اس میں کیا تاثیر ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہا بلکہ فوراً اڑھی آگے کر دی جانتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاء عطا فرما سکتے ہیں۔ جنتی بندہ یہ جانتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن میں شفاء ہے لوگ کہتے ہیں کہ شفاء تو صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ حضرات شفاء تو اللہ تعالیٰ نے جڑی